بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

المجالس العاشورية في المآتم الحسينية

عاشورائی مجالس
حسینی ماتم گاہوں میں

تأليف: الشيخ عبدالله ابن الحاج حسن آل درويش

تالیف: شیخ عبداللہ ابن الحاج حسن آل درویش

اردو ترجمہ

الكتاب الأصلي

المجالس العاشورية في المآتم الحسينية

تأليف: الشيخ عبدالله ابن الحاج حسن آل درويش

تقديم: فضيلة الشيخ باقر شريف القرشي

تاريخ التأليف: ١٤ جمادى الأولى ١٤٢٤ هـ

مصدر النص الأصلي

المكتبة الإسلامية

العتبة العباسية المقدسة، كربلاء، العراق

alkafeel.net

نشكر العتبة العباسية المقدسة على إتاحة هذا الكتاب القيّم لعموم قرّاء العالم.

هذه الطبعة

ترجمة إنجليزية أُعِدَّت بمساعدة الذكاء الاصطناعي للاستخدام الشخصي والتعليمي.

النسخة الإلكترونية: maqtal.kazim.dev

اصل کتاب

المجالس العاشورية في المآتم الحسينية

شیخ عبداللہ ابن الحاج حسن آل درویش

پیش لفظ: شیخ باقر شریف القرشی

تاریخِ تصنیف: ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ ہجری

ماخذ

مکتبۂ اسلامی

العتبۃ العباسیۃ المقدسۃ، کربلا، عراق

alkafeel.net

ہم العتبۃ العباسیۃ المقدسۃ کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے یہ قیمتی کتاب دنیا کے لیے دستیاب کی۔

یہ ایڈیشن

اردو ترجمہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کیا گیا، ذاتی اور تعلیمی استعمال کے لیے۔

آن لائن دو لسانی ایڈیشن:

maqtal.kazim.dev

Table of Contents

العنوان بالعربية	اردو عنوان	ص
تقديم	تقدیم	12
مقدّمة الكتاب	مقدمۂ کتاب	12
القسم الأول	**پہلا حصہ**	
المجالس الخاصة لعشرة محرم	محرم الحرام کے دس دنوں کی خصوصی مجالس	12
اليوم الأول — پہلا دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	12
إخبار النبي ﷺ بما يجري على أهل بيته من القتل والتشريد	نبی ﷺ کا اپنے اہلِ بیت پر قتل و جلاوطنی کی خبر دینا	12
المجلس الثاني	دوسری مجلس	24
وقوف فاطمة ع في المحشر ومعها قميص الحسين ع	حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کا میدانِ حشر میں حسین (علیہ السلام) کی قمیص کے ساتھ کھڑا ہونا	24
المجلس الثالث	تیسری مجلس	24
بكاء النبي ﷺ وحزنه على الإمام الحسين ع	نبی ﷺ کا امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ و حزن	24
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	47
بكاء الإمام زين العابدين ع وحزنه على أبيه الإمام الحسين ع	امام زین العابدین (علیہ السلام) کا اپنے پدرِ بزرگوار امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ و حزن	47
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	47
دخول دعبل الخزاعي على الإمام علي بن موسى الرضا ع في أيام عاشوراء	ایامِ عاشورا میں دعبل خزاعی کا امام علی بن موسیٰ الرضا (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہونا	47
اليوم الثاني — دوسرا دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	67
الإمام الحسين ع في مجلس الوليد	امام حسین (علیہ السلام) کی ولید کی مجلس میں حاضری	67
المجلس الثاني	دوسری مجلس	67
خروج الإمام الحسين ع من المدينة	امام حسین (علیہ السلام) کا مدینہ سے خروج	67
المجلس الثالث	تیسری مجلس	88
بكاء فاطمة ع وحزنها على الحسين ع	حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کا حسین (علیہ السلام) پر گریہ و حزن	88
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	88
بكاء الأئمة ع وحزنهم على الإمام الحسين ع	آئمہ (علیہم السلام) کا امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ و حزن	88
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	106

دخول الشعراء على الأئمة ع وبكاؤهم على الإمام الحسين ع وتشييدهم المأتم	شعراء کا ائمہ (علیہم السلام) کے پاس آنا اور امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ کرنا اور مجلس کا قیام	106
اليوم الثالث – تیسرا دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	106
خروج الإمام الحسين ع من مكة المكرمة	امام حسین (علیہ السلام) کا مکہ مکرمہ سے نکلنا	106
المجلس الثاني	دوسری مجلس	125
رعاية النبي ﷺ للإمام الحسين ع ومحبته له	نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امام حسین (علیہ السلام) کی پرورش اور ان سے محبت	125
المجلس الثالث	تیسری مجلس	125
إخبار النبي ﷺ فاطمةَ ع بمقتل الحسين ع	نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا فاطمہ (علیہا السلام) کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا	125
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	125
نياحة مولاتنا فاطمة الزهراء ع على الإمام الحسين ع	مولاتنا فاطمہ زہراء (علیہا السلام) کا امام حسین (علیہ السلام) پر نوحہ	125
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	125
عبادة الحسين ع وحجه وبعض كراماته الشريفة	حسین (علیہ السلام) کی عبادت، حج اور بعض مبارک کرامات	125
اليوم الرابع – چوتھا دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	125
كتب أهل الكوفة إلى الإمام الحسين ع وندبه مسلم بن عقيل ع إليهم	اہل کوفہ کے خطوط امام حسین (علیہ السلام) کو اور مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کو ان کی طرف بھیجنا	125
المجلس الثاني	دوسری مجلس	145
دخول ابن زياد الكوفة ومقتل هانئ بن عروة	ابن زیاد کا کوفہ میں داخلہ اور ہانی بن عروہ کی شہادت	145
المجلس الثالث	تیسری مجلس	162
مقتل مسلم بن عقيل ع	مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کی شہادت	162
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	178
وصول خبر مقتل مسلم للحسين ع وخبر ابنته حميدة	امام حسین (علیہ السلام) کو مسلم کی شہادت کی خبر پہنچنا اور ان کی بیٹی حمیدہ کا واقعہ	178
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	197
مقتل ولدي مسلم بن عقيل ع	مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے دونوں فرزندوں کی شہادت	197
اليوم الخامس – پانچواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	216
مسير الإمام الحسين ع إلى كربلاء	امام حسین (علیہ السلام) کا کربلا کی طرف سفر	216
المجلس الثاني	دوسری مجلس	216

نزول الإمام الحسين ع كربلاء	امام حسین (علیہ السلام) کا کربلا میں قیام	216
المجلس الثالث	تیسری مجلس	216
مرور أمير المؤمنين ع بكربلاء وبكاؤه على الحسين ع	امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا کربلا سے گزرنا اور حسین (علیہ السلام) پر گریہ	216
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	235
ما جاء في قبر الإمام الحسين ع وأرض كربلاء	امام حسین (علیہ السلام) کے قبر اور سرزمین کربلا کے بارے میں وارد ہونے والی روایات	235
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	235
جود الإمام الحسين ع ومكارم أخلاقه الشريفة وفضل زيارته	امام حسین (علیہ السلام) کی سخاوت اور مکارم اخلاق اور ان کی زیارت کی فضیلت	235
اليوم السادس – چھٹا دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	235
توافد الخيل والرجال إلى كربلاء ودعوة حبيب لبني أسد	سواروں اور مردوں کا کربلا میں جمع ہونا اور حبیب کی بنی اسد کو دعوت	235
المجلس الثاني	دوسری مجلس	235
أصحاب الإمام الحسين ع	امام حسین (علیہ السلام) کے اصحاب	235
المجلس الثالث	تیسری مجلس	253
حبيب بن مظاهر الأسدي ع ووصوله كربلاء ومقتله الشريف	حبیب بن مظاہر اسدی (علیہ السلام) اور کربلا میں ان کی آمد اور شریف شہادت	253
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	272
كلمات بعض أصحاب الإمام الحسين ع وبعض الصحابة في مقتل الحسين ع وفداحته	امام حسین (علیہ السلام) کے بعض اصحاب اور بعض صحابہ کے کلمات حسین (علیہ السلام) کی شہادت اور اس کی عظمت کے بارے میں	272
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	272
الإمام الحسين ع والأنبياء	امام حسین (علیہ السلام) اور انبیاء	272
اليوم السابع – ساتواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	288
من مواقف أبي الفضل العباس ع	ابوالفضل عباس (علیہ السلام) کے بعض مواقف	288
المجلس الثاني	دوسری مجلس	288
منزلة العباس ع عند أهل البيت ع ومصرعه الشريف	اہل بیت (علیہم السلام) کے نزدیک عباس (علیہ السلام) کا مقام اور ان کی شہادت	288
المجلس الثالث	تیسری مجلس	306
مقامات العباس ع ومواقفه الشريفة	عباس (علیہ السلام) کے مقامات اور ان کے شریف مواقف	306
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	306
		306

واعية بني هاشم وأهل المدينة وبكاؤهم على الإمام الحسين ع وبكاء أم البنين على العباس ع	بنی ہاشم اور اہل مدینہ کا نوحہ اور امام حسین (علیہ السلام) پر ان کا گریہ اور ام البنین کا عباس (علیہ السلام) پر رونا	
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	306
شكاية فاطمة ع في المحشر ورؤيتها الحسين ع	محشر میں فاطمہ (علیہا السلام) کی شکایت اور حسین (علیہ السلام) کی زیارت	306
اليوم الثامن – آٹھواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	327
القاسم ع ونصرته للحسين ع ومصرعه	قاسم (علیہ السلام) اور حسین (علیہ السلام) کی نصرت اور ان کی شہادت	327
المجلس الثاني	دوسری مجلس	345
الشهداء من أبناء الإمام الحسن الزكي ع	امام حسن زکی (علیہ السلام) کے فرزندوں میں سے شہداء	345
المجلس الثالث	تیسری مجلس	345
وفاة القاسم ابن الإمام موسى بن جعفر ع	قاسم ابن امام موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کی وفات	345
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	366
ما جرى على ذرية رسول الله ﷺ من القتل والتشريد والاضطهاد من ولاة الجور	رسول اللہ ﷺ کی اولاد پر ظالم حکمرانوں کی طرف سے قتل و تشرید اور ظلم و ستم	366
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	366
زواج فاطمة من علي عليهما السلام	فاطمہ کی علی (علیہما السلام) سے شادی	366
اليوم التاسع – نواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	366
خصال علي الأكبر ع وصفاته الشريفة	علی اکبر (علیہ السلام) کی خصلتیں اور ان کی شریف صفات	366
المجلس الثاني	دوسری مجلس	384
مقتل علي الأكبر ع	علی اکبر (علیہ السلام) کی شہادت	384
المجلس الثالث	تیسری مجلس	384
فضل البكاء على الإمام الحسين ع ومصائب أهل البيت ع	امام حسین (علیہ السلام) اور اہل بیت (علیہم السلام) کے مصائب پر رونے کی فضیلت	384
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	384
إخبار جبرئيل والملائكة النبيَّ ﷺ بمقتل الحسين ع	جبرئیل اور فرشتوں کا نبی ﷺ کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا	384
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	401
في خصال الإمام الحسين ع الشريفة ومحاورته مع عمر بن سعد	امام حسین (علیہ السلام) کی شریف خصلتیں اور عمر بن سعد سے ان کا مکالمہ	401
ليلة عاشوراء – شبِ عاشورا		
المجلس الأول	پہلی مجلس	401
خطبة الإمام الحسين ع في أصحابه ليلة عاشوراء	شب عاشورا امام حسین (علیہ السلام) کا اپنے اصحاب میں خطبہ	401

المجلس الثاني	دوسری مجلس	419
حديث الإمام زين العابدين ع ووصية الإمام الحسين ع لأخته زينب ع	امام زین العابدین (علیہ السلام) کی حدیث اور امام حسین (علیہ السلام) کی اپنی بہن زینب (علیہا السلام) کو وصیت	419
المجلس الثالث	تیسری مجلس	419
من مواقف الأنصار ليلة عاشوراء	شب عاشورا انصار کے بعض مواقف	419
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	436
مصيبة النبي ﷺ في الحسين ع	حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں نبی ﷺ کا غم	436
يوم عاشوراء – یوم عاشورا		
المجلس الأول	پہلی مجلس	436
أهل البيت ع ويوم عاشوراء	اہل بیت (علیہم السلام) اور یوم عاشورا	436
المجلس الثاني	دوسری مجلس	436
خطبة الإمام الحسين ع يوم عاشوراء	امام حسین (علیہ السلام) کا یوم عاشورا کے دن خطبہ	436
المجلس الثالث	تیسری مجلس	453
مقتل الأنصار ع	انصار (علیہم السلام) کی شہادت	453
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	453
مقتل الأنصار ع أيضاً	انصار (علیہم السلام) کی شہادت (بھی)	453
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	468
مقتل بني هاشم ع	بنی ہاشم (علیہم السلام) کی شہادت	468
المجلس السادس	چھٹی مجلس	468
مقتل عبدالله الرضيع ع	عبداللہ رضیع (علیہ السلام) کی شہادت	468
المجلس السابع	ساتویں مجلس	484
وصايا الإمام الحسين ع لولده الإمام زين العابدين ع ووداعه للنساء	امام حسین (علیہ السلام) کی اپنے فرزند امام زین العابدین (علیہ السلام) کو وصیتیں اور خواتین سے رخصت	484
المجلس الثامن	آٹھویں مجلس	484
مقتل الإمام الحسين ع	امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت	484
المجلس التاسع	نویں مجلس	503
نهي أهل البيت ع عن الصيام في يوم عاشوراء وإظهار بني أمية فيه الفرح والسرور	اہل بیت (علیہم السلام) کی جانب سے یوم عاشورا میں روزہ رکھنے سے منع کرنا اور بنی امیہ کا اس دن خوشی و مسرت کا اظہار	503
ليلة الحادي عشر – گیارھویں کی رات		
المجلس الأول	پہلی مجلس	503
مصيبة النبي ﷺ وحزنه بمقتل الحسين ع	نبی اکرم ﷺ کی مصیبت اور حسین (علیہ السلام) کی شہادت پر غم	503
المجلس الثاني	دوسری مجلس	503

أحداث ووقائع ما بعد مقتل الحسين ع: سلبه ورض جسده الطاهر وحرق الخيام	شہادت حسین (علیہ السلام) کے بعد کے واقعات: لُوٹ مار، جسم اقدس کو پامال کرنا اور خیموں کو جلانا	503
المجلس الثالث	تیسری مجلس	518
جواد الإمام الحسين ع وسلب النساء ودخول القوم على الإمام زين العابدين ع	امام حسین (علیہ السلام) کا گھوڑا، خواتین کی بے حرمتی اور امام زین العابدین (علیہ السلام) کے پاس لوگوں کا داخل ہونا	518
اليوم الحادي عشر – گیارھواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	518
خروج السبايا من كربلاء ومرورهم على القتلى	کربلا سے قیدیوں کی روانگی اور شہداء کے پاس سے گزرنا	518
المجلس الثاني	دوسری مجلس	536
في من رأى رسول الله ﷺ بعد مقتل الإمام الحسين ع	جنہوں نے امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا	536
المجلس الثالث	تیسری مجلس	536
الآيات التي ظهرت بعد مقتل الإمام الحسين ع	امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ظاہر ہونے والے آیات	536
اليوم الثاني عشر – بارھواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	536
وصولهم الكوفة وما جرى عليهم فيها	کوفہ میں ان کی آمد اور وہاں ان پر کیا گزری	536
المجلس الثاني	دوسری مجلس	552
في خصال زينب ع وصبرها وجهادها	حضرت زینب (علیہا السلام) کے اوصاف، صبر اور جہاد	552
اليوم الثالث عشر – تیرھواں دن		
المجلس الأول	پہلی مجلس	552
الإمام لا يلي أمره إلا الإمام ودفن الأجساد الطاهرة ع	امام کے معاملے کی ذمہ داری صرف امام کو ہے اور اجساد مقدسہ (علیہم السلام) کی تدفین	552
المجلس الثاني	دوسری مجلس	552
حديث الحوراء زينب ع للإمام زين العابدين ع وكلامها في علو شأن قبر الحسين ع على مر الأيام	حوراء زینب (علیہا السلام) کی امام زین العابدین (علیہ السلام) سے گفتگو اور قبر حسین (علیہ السلام) کی زمانے کے ساتھ بلندی شأن کے بارے میں ان کا کلام	552
المجلس الثالث	تیسری مجلس	569
بكاء الطير والوحش على الإمام الحسين ع	پرندوں اور جانوروں کا امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ کرنا	569
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	586
حضور النبي ﷺ دفن خديجة وفاطمة بنت أسد ع وحضور الأئمة ع جنائز شيعتهم	نبی اکرم ﷺ کا حضرت خدیجہ اور فاطمہ بنت اسد (علیہا السلام) کی تدفین میں حاضر ہونا اور ائمہ (علیہم السلام) کا اپنے شیعوں کے جنازوں میں حاضر ہونا	586
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	586
خصائص الدفن عن أمير المؤمنين ع	امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے تدفین کی خصوصیات	586

القسم الثاني	دوسرا حصہ	
المجالس العامة لعشرة محرم	محرم الحرام کے دس دنوں کی عمومی مجالس	586
المجلس الأوّل	پہلی مجلس	586
إخبار النبي ﷺ فاطمةَ ع بشهادة الحسن ع بالسم والحسين ع بالقتل وعزاؤه لها	نبی اکرم ﷺ کا حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کو امام حسن (علیہ السلام) کی زہر سے شہادت اور امام حسین (علیہ السلام) کی قتل سے شہادت کی خبر دینا اور ان کی تسلی	586
المجلس الثاني	دوسری مجلس	602
إحياء أمر أهل البيت ع وإقامة العزاء عليهم والبكاء على الحسين ع	اہل بیت (علیہم السلام) کے امر کو زندہ رکھنا، ان پر عزاداری قائم کرنا اور امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ کرنا	602
المجلس الثالث	تیسری مجلس	618
في أن مصيبة الحسين ع أعظم المصائب	امام حسین (علیہ السلام) کی مصیبت تمام مصائب سے عظیم تر ہے	618
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	618
إنكار أهل الأديان على قتلة الإمام الحسين ع	اہل ادیان کا امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں پر انکار	618
المجلس الخامس	پانچویں مجلس	618
بكاء أمير المؤمنين ع وحزنه على الإمام الحسين ع	امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ اور حزن	618
المجلس السادس	چھٹی مجلس	618
فضل إنشاد الشعر في الإمام الحسين ع ودخول بعض الشعراء على الأئمة ع	امام حسین (علیہ السلام) کی شان میں شعر کہنے کی فضیلت اور بعض شعراء کا ائمہ (علیہم السلام) کی خدمت میں حاضری	618
المجلس السابع	ساتویں مجلس	638
إخبار النبي ﷺ أم سلمة بمقتل الحسين ع وإعطائها تربة من كربلاء	نبی اکرم ﷺ کا ام سلمہ کو امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا اور انہیں کربلا کی خاک عطا فرمانا	638
المجلس الثامن	آٹھویں مجلس	638
احتفاء الملائكة بالحسين ع وتوسل فطرس به	ملائکہ کا امام حسین (علیہ السلام) سے اظہار محبت اور فطرس کا ان کے وسیلے سے توسل	638
المجلس التاسع	نویں مجلس	638
إخبار النبي ﷺ بمقتل الحسين ع	نبی اکرم ﷺ کا امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا	638
المجلس العاشر	دسویں مجلس	654
إخبار أمير المؤمنين ع بمقتل الحسين ع وإخبار المحدِّثين بذلك	امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا اور محدثین کا اس کی خبر دینا	654
المجلس الحادي عشر	گیارھویں مجلس	654
من كرامات الإمام الحسين ع	امام حسین (علیہ السلام) کے کرامات میں سے	654
المجلس الثاني عشر	بارھویں مجلس	654
فضل التربة الحسينية	خاک حسینی کی فضیلت	654

المجلس الثالث عشر	تیرھویں مجلس	670
الإمام الحسين ع ويحيى بن زكريا ع	امام حسین (علیہ السلام) اور یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام)	670
المجلس الرابع عشر	چودھویں مجلس	670
انتقام الله من قتلة الإمام الحسين ع وأتباعهم على يد الإمام الحجة عجّل الله فرجه	امام حجت عجل اللہ فرجہ کے ہاتھوں امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں اور ان کے پیروکاروں سے اللہ کا انتقام	670
المجلس الخامس عشر	پندرھویں مجلس	670
في انتقام الله تعالى من قتلة الإمام الحسين ع	اللہ تعالیٰ کا امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں سے انتقام	670
المجلس السادس عشر	سولھویں مجلس	670
ظلامات أهل البيت ع واضطهادهم وما جرى عليهم من القتل والتشريد	اہل بیت (علیہم السلام) پر ظلم اور ان پر جو قتل و تشرید کے مظالم ڈھائے گئے	670
المجلس السابع عشر	سترھویں مجلس	687
ظلامات أهل البيت ع وشيعتهم	اہل بیت (علیہم السلام) اور ان کے شیعوں پر ظلم	687
المجلس الثامن عشر	اٹھارھویں مجلس	687
ما مني به آل البيت ع وشيعتهم من الأذى والاضطهاد	آل بیت (علیہم السلام) اور ان کے شیعوں کو جو اذیت اور ظلم و ستم پہنچا	687
المجلس التاسع عشر	انیسویں مجلس	705
بعض من قتل في محبة أهل البيت ع	بعض وہ لوگ جو اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں شہید ہوئے	705
المجلس العشرون	بیسویں مجلس	705
بعض من قتل في محبة أهل البيت ع أيضاً وما لقيه الشيعة من ظلم ولاة الجور	بعض مزید وہ لوگ جو اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں شہید ہوئے اور شیعوں نے ظالم حکمرانوں سے جو مظالم برداشت کیے	705
المجلس الحادي والعشرون	اکیسویں مجلس	720
مقتل جعفر بن أبي طالب عليهما السلام	شہادت جعفر بن ابی طالب (علیہما السلام)	720
المجلس الثاني والعشرون	بائیسویں مجلس	720
مقتل الحمزة بن عبدالمطلب ع	شہادت حمزہ بن عبدالمطلب (علیہ السلام)	720
المجلس الثالث والعشرون	تیئسویں مجلس	736
فيما جرى على العلويين في أيام المنصور والرشيد والمتوكل من القتل والاضطهاد	منصور، رشید اور متوکل کے دور میں علویوں پر ڈھائے جانے والے مظالم، قتل و اذیت	736
المجلس الرابع والعشرون	چوبیسویں مجلس	736
زواج خديجة ع من رسول الله ﷺ ونبذة من فضلها وحياتها الشريفة	حضرت خدیجہ (علیہا السلام) کی رسول اللہ ﷺ سے شادی اور ان کے فضائل و مقدس زندگی کا خلاصہ	736
المجلس الخامس والعشرون	پچیسویں مجلس	754
النجاة بأهل البيت ع	اہل بیت (علیہم السلام) کی نجات	754
المجلس السادس والعشرون	چھبیسویں مجلس	754

في محبة أهل البيت ع	اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں	754
المجلس السابع والعشرون	ستائیسویں مجلس	772
في ولاية أهل البيت ع	اہل بیت (علیہم السلام) کی ولایت میں	772
المجلس الثامن والعشرون	اٹھائیسویں مجلس	772
ما ورد في ذم بغض أهل البيت ع	اہل بیت (علیہم السلام) سے بغض کی مذمت میں وارد روایات	772
المجلس التاسع والعشرون	انتیسویں مجلس	772
عداوة بني أمية للإسلام ولعترة رسول الله ﷺ	بنی امیہ کی اسلام اور عترت رسول اللہ ﷺ سے دشمنی	772
المجلس الثلاثون	تیسویں مجلس	772
من تأريخ يزيد بن معاوية وأحقاده البدرية	یزید بن معاویہ کی تاریخ اور بدری کینے	772
المجلس الحادي والثلاثون	اکتیسویں مجلس	772
مقتل الإمام الحسين ع وفداحته في كلمات الصحابة وغيرهم	امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت اور صحابہ و دیگر کے اقوال میں اس کی عظمت	772
الخاتمة: في يوم الأربعين	**خاتمہ: یوم اربعین**	**788**
المجلس الأول	پہلی مجلس	788
رجوع الإمام زين العابدين ع مع عماته وأخواته إلى كربلاء	امام زین العابدین (علیہ السلام) کی اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ کربلا واپسی	788
المجلس الثاني	دوسری مجلس	804
في فضل زيارة الإمام الحسين ع	امام حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں	804
المجلس الثالث	تیسری مجلس	804
مما عوّض الله تعالى به الإمام الحسين ع	اللہ تعالیٰ نے امام حسین (علیہ السلام) کو جو عوض عطا فرمایا	804
المجلس الرابع	چوتھی مجلس	821
حرث المتوكل قبر الحسين ع وما جرى على القبر من الظلم والعدوان	متوکل کا قبر حسین (علیہ السلام) کو جوتوانا اور قبر پر ڈھائے گئے مظالم و زیادتیاں	821

المجالس العاشوريّة
في
المآتم الحسينيّة

تأليف
الشيخ عبدالله ابن الحاج حسن آل درويش

بسم الله الرحمن الرحيم

« قُل لاَّ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى » [1]

سورة الشورى ، الآية : 23.

.

روي عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : نفس المهموم لظلمنا تسبيح ، وهمّه لنا عبادة ، وكتمان سرِّنا جهاد في سبيل الله. ثم قال أبو عبدالله : يجب أن يكتب هذا الحديث بالذهب.

الأمالي ، المفيد : 338 ح 3 ، بحار الأنوار ، المجلسي 44/279 ح 4

وروي عن الإمام الرضا (عليه السلام) ، قال : من تذكَّر مصابنا وبكى لما ارتكب منّا ، كان معنا في درجتنا يوم القيامة ، ومن ذكّر بمصابنا فبكى وأبكى لم تبك عينه يوم تبكي العيون ، ومن جلس مجلساً يحيى فيه أمرنا لم يمت قلبه يوم تموت القلوب.

الأمالي ، الصدوق : 131 ح 4 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/278 ح 2

تقديم بقلم الحجّة العلامة المحقِّق الكبير صاحب المؤلَّفات القيِّمة
فضيلة الشيخ باقر شريف القرشي أيَّده الله تعالى وأدام فوائده

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الثورة العملاقة التي فجَّرها أبو الأحرار (عليه السلام) ضدَّ الحكم الأموي القائم على الظلم والاستبداد والطغيان ، قد أوضح الله تعالى بها الكتاب ، وجعلها عبرة لأولي الألباب.

عاشورائی مجالس
حسینی ماتم گاہوں میں
تالیف
شیخ عبداللہ ابن الحاج حسن آل درویش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

«

آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس (تبلیغِ رسالت) پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قرابت داروں کی محبت کے

»

(1)

۔

ابان بن تغلب سے روایت ہے، وہ امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہم پر ہونے والے ظلم کے سبب غمگین ہونے والے کی سانس تسبیح ہے، اور ہمارے لیے اس کا غم عبادت ہے، اور ہمارے راز کو چھپانا اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ پھر امام ابو عبداللہ نے فرمایا: یہ حدیث سونے سے لکھی جانی چاہیے۔

الأمالی، مفید: 338، حدیث 3، بحار الانوار، مجلسی 44/279، حدیث 4

اور امام رضا (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کرے اور ہم پر جو ظلم ڈھایا گیا اس پر روئے، وہ قیامت کے دن ہمارے درجے میں ہمارے ساتھ ہوگا، اور جو ہماری مصیبت کو یاد کرے، خود روئے اور دوسروں کو رلائے، اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن آنکھیں روئیں گی، اور جو ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارے امر کو زندہ کیا جاتا ہے، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مر جائیں گے۔

الأمالی، صدوق: 131، حدیث 4، بحار الانوار، مجلسی: 44/278، حدیث 2

قیمتی تصانیف کے مالک، بڑے محقق، حجت اور علامہ کے قلم سے تقدیم
فضیلۃ الشیخ باقر شریف القرشی، اللہ تعالیٰ ان کی تائید فرمائے اور ان کے فیوض کو دائمی بنائے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ عظیم انقلاب جسے آزادوں کے سردار (علیہ السلام) نے ظلم، جبر اور سرکشی پر قائم اموی حکومت کے خلاف برپا کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے اپنی کتاب کو واضح فرمایا اور اسے صاحبانِ عقل کے لیے عبرت بنا دیا۔

إن هذه الثورة الخالدة المباركة قد غيَّرت مجرى التأريخ ، وأيقظت العالم الإسلامي من سباته وتخديره ، فبعد ما كان يرزح في العبوديّة والذلّ والقهر من حكم الأمويين راح بنشاط وعزم وتصميم رافعاً لواء الحريّة ، وهو يهتف بسقوط الحكم الأموي ، ويعمل على إزالته وتحطيم عروشه ، فكانت الثورات الشعبيّة التي قام بها بعض العلويين وغيرهم حتى أطاحت به ، ونسفت قواعده وقلاعه.

اس جاودانی اور مبارک انقلاب نے تاریخ کے دھارے کو بدل دیا، اور عالمِ اسلام کو اس کی غفلت اور بے حسی سے بیدار کر دیا۔ چنانچہ اموی حکومت کی غلامی، ذلت اور جبر کے بوجھ تلے دبے رہنے کے بعد، امتِ مسلمہ سرگرمی، عزم اور استقلال کے ساتھ آزادی کا پرچم بلند کرتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی، اموی حکومت کے سقوط کے نعرے لگانے لگی، اور اس کے خاتمے اور اس کے تختوں کو ملیامیٹ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ چنانچہ بعض علویوں اور دیگر افراد کی جانب سے عوامی انقلابات برپا ہوئے، یہاں تک کہ اس حکومت کو گرا دیا اور اس کی بنیادوں اور قلعوں کو تباہ کر دیا۔

إن الثورة الحسينيّة العظيمة قائمة في قلوب المسلمين وفي دخائل نفوسهم ، وهي تدفعهم إلى التحرير والكرامة والتخلّص من الاستعمار وعملائه وأذنابه ، وإنا نهيب بالمسلمين أن يستفيدوا من أنوارها في هذه المرحلة الحاسمة من تأريخهم ، ليكونوا قدوة فذّة لبقية الشعوب ، ويلحقوا بقافلة الأمم المتطوِّرة.

عظیم حسینی انقلاب مسلمانوں کے دلوں اور ان کی جانوں کی گہرائیوں میں قائم ہے، اور یہ انہیں آزادی، عزت اور استعمار، اس کے کارندوں اور اس کے پیروکاروں سے نجات کی طرف دھکیلتا ہے۔ اور ہم مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی تاریخ کے اس فیصلہ کن مرحلے میں اس انقلاب کے انوار سے فائدہ اٹھائیں، تاکہ باقی قوموں کے لیے ایک بے مثال نمونہ بن سکیں، اور ترقی یافتہ اقوام کے قافلے میں شامل ہو جائیں۔

ومن الخير أن نشيد بالأستاذ الفاضل الشيخ عبدالله حسن آل درويش فيما

اور یہ اچھی بات ہوگی کہ ہم فاضل استاد شیخ عبداللہ حسن آل درویش کی ان تصانیف کی تعریف کریں جو انہوں نے

أَلَّفه من بعض الكتب النافعة كالمناظرات وغيرها ، وأخصّ كتابه الذي كتبت له هذه الكلمات ، وهو : المجالس العاشورية في المآتم الحسينية ، وهو من الكتب الجيِّدة التي عرضت بصورة موضوعيّة إلى ثورة الإمام الحسين (عليه السلام) ، وقد أجاد بهذا الكتاب ، رفع الله مقامه وأجزل ثوابه ، والسلام عليه.

باقر شريف القرشي

21 ـ رجب ـ 1424 هـ

بعض مفید کتابوں کی صورت میں لکھی ہیں، جیسے مناظرات وغیرہ۔ اور خصوصاً میں ان کی اس کتاب کا ذکر کرتا ہوں جس کے لیے میں نے یہ کلمات لکھے ہیں، اور وہ ہے: المجالس العاشوریہ فی المآتم الحسینیہ۔ یہ ان عمدہ کتابوں میں سے ہے جس نے موضوعی انداز میں امام حسین (علیہ السلام) کے انقلاب کو پیش کیا ہے، اور مؤلف نے اس کتاب میں بہترین کام کیا ہے۔ اللہ ان کا مقام بلند فرمائے اور انہیں بھرپور ثواب عطا فرمائے، اور ان پر سلام ہو۔

باقر شریف القرشی

21 رجب 1424ھ

مقدمة الكتاب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ربِّ العالمين ، وبه تعالى نستعين ، وصلَّى الله على محمد وآله الطيبين الطاهرين ، وبعد :

کتاب کا مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اور اسی تعالیٰ سے ہم مدد مانگتے ہیں، اور اللہ کی رحمت ہو محمد اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر۔ اما بعد:

فإن من نعم الباري تعالى علينا تلكم المجالس التي تُعقد لإحياء أمر أهل بيت العصمة صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين ، وذكر فضائلهم وما حلَّ بساحتهم الشريفة ، وخصوصاً المآتم الحسينيّة التي تقام في كل عام في أيام العشرة من المحرَّم الحرام ، وممَّا لا شك فيه أنها مجالس يُحبّها الله ورسوله (صلى الله عليه وآله) وأهل بيته (عليهم السلام) ; إذ يتمّ من خلالها تأدية الواجب الملقى على عواتقنا ، وهو تشييد ذكرهم وإحياء أمرهم ، ومواساتهم في أحزانهم وما حلَّ بهم ، والتعرّف على منهجهم القويم السويّ ، والسير على خطاهم وتعاليمهم وإرشاداتهم ، وهذه المجالس تُعدّ الرافد الأول لثقافتنا الدينيّة والأخلاقيّة ، إذ يتم من خلالها عرض تعاليم أهل البيت (عليهم السلام) وإرشاداتهم ووصاياهم ، ذلك المعين الصافي الذي لا ينضب.

وهذا الاهتمام التشديد الذي يلمسه كل إنسان عند أتباع وشيعة أهل البيت (عليهم السلام) في ارتياد هذه المجالس التي تُعقد في شتى المناسبات المرتبطة بتأريخ وحياة أهل البيت (عليهم السلام) وإحيائها والعناية الشديدة بها ، نابع ـ بلا شك ـ من ولائهم الصادق لرسول الله (صلى الله عليه وآله) ومواساتهم لعترته وأهل بيته (عليهم السلام) ، الذين أُوذوا وشُرِّدوا

وقُتلوا في سبيل الله تعالى ، والذين أوصى الأمة باتباعهم والتمسّك بهم ، فقد روي عنه متواتراً قوله (صلى الله عليه وآله) : إني قد تركت فيكم أمرين لن تضلوا بعدي ما إن تمسَّكتم بهما : كتاب الله وعترتي أهل بيتي ، فإن اللطيف الخبير قد عهد إليَّ أنهما لن يفترقا حتى يردا عليَّ الحوض كهاتين.. [1]

الكافي ، الكليني : 2/415 ، فضائل الصحابة ، أحمد بن حنبل : 15 ، الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 2/194 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 54/92 ، المناقب ، الموفق الخوارزمي : 154.

وقد جاء أيضاً الكثير من الروايات الشريفة في الحثّ على إحياء أمرهم ، والبكاء على مصائبهم ، والحزن لحزنهم ، والفرح لفرحهم (عليهم السلام) ، والتي منها :

ما روي عن أمير المؤمنين (عليه السلام) قال : إن الله تبارك وتعالى اطلّع إلى الأرض فاختارنا ، واختار لنا شيعة ينصروننا ، ويفرحون لفرحنا ، ويحزنون لحزننا ، ويبذلون أموالهم وأنفسهم فينا ، أولئك منّا وإلينا [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/287 عن الخصال.

باریٔ تعالیٰ کی ہم پر جو نعمتیں ہیں ان میں سے وہ مجالس ہیں جو اہلِ بیتِ عصمت، صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کے امر کو زندہ کرنے، ان کے فضائل کے بیان، اور ان کی مقدس بارگاہ پر جو مصیبتیں ٹوٹیں ان کے ذکر کے لیے منعقد کی جاتی ہیں، اور خاص طور پر وہ حسینی ماتم جو ہر سال محرم الحرام کے پہلے عشرے کے دنوں میں برپا کیے جاتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایسی مجالس ہیں جنہیں اللہ، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے اہلِ بیت (علیہم السلام) پسند فرماتے ہیں؛ کیونکہ ان کے ذریعے وہ فریضہ ادا ہوتا ہے جو ہمارے کندھوں پر عائد ہے، اور وہ ہے ان کے ذکر کو بلند کرنا اور ان کے امر کو زندہ کرنا، ان کے غموں اور ان پر پڑنے والی مصیبتوں میں ان کے ساتھ ہمدردی کرنا، ان کے سیدھے اور مستقیم منہج کی پہچان، اور ان کے نقشِ قدم، ان کی تعلیمات اور ان کی ہدایات پر چلنا۔ اور یہ مجالس ہماری دینی اور اخلاقی ثقافت کا پہلا سرچشمہ ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے اہلِ بیت (علیہم السلام) کی تعلیمات، ان کی ہدایات اور ان کی وصیتیں پیش کی جاتی ہیں، یعنی وہ صاف و شفاف چشمہ جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔

اور یہ گہری توجہ اور شدید اہتمام جو ہر انسان اہلِ بیت (علیہم السلام) کے پیروکاروں اور شیعوں میں محسوس کرتا ہے، ان مجالس میں شرکت کے سلسلے میں جو اہلِ بیت (علیہم السلام) کی تاریخ اور زندگی سے وابستہ مختلف مناسبتوں پر منعقد کی جاتی ہیں، انہیں زندہ رکھنے اور ان کی بھرپور دیکھ بھال میں—یہ بلاشبہ اُن کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سچی محبت و ولا سے پھوٹتا ہے، اور آپ کی عترت و اہلِ بیت (علیہم السلام) کے ساتھ ہمدردی سے، جنہیں ستایا گیا، دربدر کیا گیا

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا گیا، اور جن کی پیروی اور جن سے تمسک کی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے امت کو وصیت فرمائی۔ چنانچہ آپ سے تواتر کے ساتھ یہ قول مروی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم ان سے تمسک کرو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے: کتابِ خدا اور میری عترت، میرے اہلِ بیت۔ بے شک لطیف و خبیر (خدا) نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس ان دو (انگلیوں) کی طرح وارد ہوں گے..

(1)

اور اسی طرح بہت سی شریف روایات وارد ہوئی ہیں جن میں ان کے امر کو زندہ کرنے، ان کی مصیبتوں پر رونے، ان کے غم میں غمگین ہونے اور ان کی خوشی میں خوش ہونے (علیہم السلام) کی ترغیب دی گئی ہے، جن میں سے یہ ہیں:

امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین کی طرف نظر فرمائی تو ہمیں منتخب کیا، اور ہمارے لیے ایسے شیعہ منتخب کیے جو ہماری مدد کرتے ہیں، ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں، ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہیں، اور ہماری راہ میں اپنے مال اور اپنی جانیں نچھاور کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف (لوٹنے والے) ہیں۔

(2)

وروي عن أبي عبدالله جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : حدَّثوا عنا ولا حرج ، رحم الله من أحيى أمرنا [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 2/151.

اور ابو عبداللہ جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ہماری احادیث بیان کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ اس پر رحم فرمائے جو ہمارے امر کو زندہ کرے۔

(3)

وروي عن معتب مولى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سمعته يقول لداود بن سرحان : يا داود ، أبلغ مواليَّ عني السلام ، وأني أقول : رحم الله عبداً اجتمع مع آخر فتذاكر أمرنا ، فإن ثالثهما ملك يستغفر لهما ، وما اجتمع اثنان على ذكرنا إلاَّ باهى الله تعالى بهما الملائكة ، فإذا اجتمعتم فاشتغلوا بالذكر ، فإن في اجتماعكم ومذاكرتكم إحياءنا ، وخير الناس من بعدنا مَنْ ذاكر بأمرنا ودعا إلى ذكرنا [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 1/202 ح 8 عن أمالي المفيد.

.

اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے غلام معتّب سے مروی ہے، انہوں نے کہا: میں نے آپ کو داود بن سرحان سے فرماتے ہوئے سنا: اے داود! میری طرف سے میرے دوستوں کو سلام پہنچانا، اور (کہنا کہ) میں کہتا ہوں: اللہ اس بندے پر رحم فرمائے جو کسی دوسرے کے ساتھ بیٹھے اور ہمارے امر کا تذکرہ کرے، کیونکہ ان کا تیسرا ایک فرشتہ ہوتا ہے جو ان دونوں کے لیے استغفار کرتا ہے۔ اور جب بھی دو (افراد) ہمارے ذکر پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ لہٰذا جب تم جمع ہو تو ذکر میں مشغول ہو جاؤ، کیونکہ تمہارے اجتماع اور تمہارے تذکرے میں ہماری حیات ہے۔ اور ہمارے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہمارے امر کا تذکرہ کریں اور ہمارے ذکر کی طرف بلائیں۔

(4)

-

وروي عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : نفس المهموم لظلمنا

تسبيح ، وهمّه لنا عبادة ، وكتمان سرِّنا جهاد في سبيل الله ، ثم قال أبو عبدالله : يجب أن يكتب هذا الحديث بالذهب [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/279 ح 4.

.

اور ابان بن تغلب سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: ہم پر ہونے والے ظلم کے سبب غمزدہ کا سانس

تسبیح ہے، اور اس کا ہمارے لیے غم عبادت ہے، اور ہمارے راز کو چھپانا اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اس حدیث کو سونے سے لکھا جانا چاہیے۔

(1)

-

وروي عن الإمام الرضا (عليهم السلام) قال : من تذكَّر مصابنا وبكى لما ارتكب منا ، كان معنا في درجتنا يوم القيامة ، ومن ذكر بمصابنا فبكى وأبكى لم تبك عينه يوم تبكي العيون ، ومن جلس مجلساً يُحيى فيه أمرنا لم يمت قلبه يوم تموت القلوب [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/278 ح 2.

.

اور امام رضا (علیہ السلام) سے مروی ہے، آپ نے فرمایا: جو ہماری مصیبت کو یاد کرے اور ہم پر جو (ظلم) ہوا اس پر روئے، وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہوگا۔ اور جو ہماری مصیبت کا ذکر کرے، پھر روئے اور رلائے، تو اس کی آنکھ اُس دن نہ روئے گی جس دن (سب) آنکھیں روئیں گی۔ اور جو ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارے امر کو زندہ کیا جاتا ہو، تو اس کا دل اُس دن نہ مرے گا جس دن دل مرتے ہیں۔

(2)

-

إلى غير ذلك من الأخبار والروايات الشريفة في ذلك.

اس کے علاوہ اس بارے میں اور بھی بہت سی شریف اخبار اور روایات ہیں۔

وانطلاقاً من هذا الأمر ، واستجابة للمكرَّم النبيل الحاج عبدالسلام الدخيل الذي عرض إليَّ فكرة تأليف هذا الكتاب ، ورغبة بعض الأخوة أيضاً من قرّاء السيرة الحسينية ، في تحقيق هذه الفكرة ، وقد استشرت سيدنا الأستاذ آية الله العظمى السيد تقي القمي دام ظله الشريف في موضوع كتابة هذا الكتاب ، وأخبرته برغبة بعض الأخوة من قرّاء السيرة في تأليف كتاب يحوي مجالس في السيرة الحسينية وما يتعلق بها ليقرأ في المجالس والمآتم الحسينيّة في أيام العشرة من المحرَّم الحرام ، فرجح لي دام ظله في الإقدام على تأليف هذا الكتاب وقال : إنه من موجبات سعادتك ، وفيه إحراز ثواب الباكين على مصاب الحسين (عليه السلام) كلما قُرأ في المجالس الحسينية ، وقال لي : وأنا سوف أدعو لك في ذلك. فجزاه الله خير الجزاء على إحسانه وعطفه. فبعد ذلك كله قمت بإعداد هذا الكتاب الماثل بين يديك تلبية لرغبتهم.

اسی امر سے پیش قدمی کرتے ہوئے، اور محترم و شریف حاج عبدالسلام الدخیل کی درخواست پر لبیک کہتے ہوئے، جنہوں نے مجھے اس کتاب کی تالیف کا خیال پیش کیا، اور سیرتِ حسینیہ کے بعض قاریٔ بھائیوں کی بھی خواہش پر کہ اس خیال کو عملی جامہ پہنایا جائے – اور میں نے اس کتاب کی تالیف کے موضوع میں اپنے سید و استاد آیۃ اللہ العظمی سید تقی القمی دام ظلہ الشریف سے مشورہ کیا، اور انہیں سیرتِ حسینیہ کے بعض قاریٔ بھائیوں کی اس خواہش سے آگاہ کیا کہ ایک ایسی کتاب تالیف کی جائے جو سیرتِ حسینیہ اور اس سے متعلق مجالس پر مشتمل ہو، تاکہ اسے محرم الحرام کے عشرے کے دنوں میں حسینی مجالس اور ماتم میں پڑھا جائے۔ تو انہوں (دام ظلہ) نے مجھے اس کتاب کی تالیف کے اقدام کی ترجیح دی اور فرمایا: یہ تمہاری سعادت کے اسباب میں سے ہے، اور جب بھی یہ حسینی مجالس میں پڑھی جائے گی، اس میں امام حسین (علیہ السلام) کی مصیبت پر رونے والوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ اور مجھ سے فرمایا: میں بھی اس میں تمہارے لیے دعا کروں گا۔ اللہ انہیں ان کے احسان اور مہربانی پر بہترین جزا عطا فرمائے۔ اس سب کے بعد میں نے ان کی خواہش کی تکمیل کے لیے یہ کتاب تیار کی جو آپ کے سامنے موجود ہے۔

وقد جمعت في هذا الكتاب ما تسنَّى لي جمعه من كتب الحديث والسيرة الحسينيّة في خصوص ما يرتبط بسيرة سيِّد الشهداء الحسين (عليه السلام) وذلك من بدء خروجه من المدينة وحتى استشهاده (عليه السلام) وما جرى على أهل بيته ونسائه في الأسر والسبي ، مع ذكر شيء أيضاً من مناقبه (عليه السلام) الشريفة ومصائبه المفجعة ، التي

میں نے اس کتاب میں حدیث اور سیرتِ حسینیہ کی کتب سے وہ سب کچھ جمع کیا ہے جو میرے لیے جمع کرنا ممکن ہوا، خاص طور پر وہ چیزیں جو سید الشہداء امام حسین (علیہ السلام) کی سیرت سے مربوط ہیں، یعنی آپ کے مدینے سے نکلنے سے لے کر آپ (علیہ السلام) کی شہادت تک، اور جو کچھ آپ کے اہل بیت اور آپ کی خواتین پر اسیری اور قید میں گزرا، اس کے ساتھ ساتھ آپ (علیہ السلام) کے کچھ شریف مناقب اور آپ کی جانگداز مصیبتوں کا ذکر بھی، جو

جاءت في الأخبار على لسان النبيّ الأكرم (صلى الله عليه وآله) وأهل بيته (عليهم السلام) وبعض الرواة ، وأضفت إلى ذلك أيضاً جملة من الأشعار الحسينية في المواضع التي يناسبها.

اخبار میں نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور آپ کے اہل بیت (علیہم السلام) اور بعض راویوں کی زبانی آئی ہیں۔ اور میں نے اس کے ساتھ چند حسینی اشعار بھی مناسب مواقع پر شامل کیے ہیں۔

وقد رتَّبت هذا الكتاب في قسمين ، القسم الأول : في عدّة مجالس لأيام العشرة من المحرم ، وقد جعلت لكل يوم مجالسه الخاصة به ، وذكرت فيها ما يناسبه من الأحاديث الشريفة والسيرة الحسينية ، وشيئاً من مناقب أهل البيت (عليهم السلام) وتأريخهم المشرق.

میں نے اس کتاب کو دو حصوں میں مرتب کیا ہے۔ پہلا حصہ: محرم کے عشرے کے دنوں کی کئی مجالس پر مشتمل ہے، اور میں نے ہر دن کے لیے اس کی خاص مجالس مقرر کی ہیں، اور ان میں مناسب احادیثِ شریفہ، سیرتِ حسینیہ، اور اہل بیت (علیہم السلام) کے کچھ مناقب اور ان کی درخشاں تاریخ کا ذکر کیا ہے۔

وأمّا القسم الثاني من الكتاب فعرضت فيه عدّة مجالس إضافيّة تناسب قرائتها أيضاً في أيام العشرة ، وهي تحوي جملة من تأريخ الحسين (عليه السلام) وسيرته الشريفة ومواورد فيه من الأحاديث والأخبار ، مع ذكر بعض الأمور التي تتعلّق بتأريخ أهل البيت (عليهم السلام) وظلاماتهم.

جہاں تک کتاب کے دوسرے حصے کا تعلق ہے، اس میں میں نے کئی اضافی مجالس پیش کی ہیں جو عشرے کے دنوں میں پڑھنے کے لیے بھی مناسب ہیں، اور یہ امام حسین (علیہ السلام) کی تاریخ، آپ کی سیرتِ شریفہ اور آپ کے بارے میں وارد احادیث و اخبار پر مشتمل ہیں، ساتھ ہی اہل بیت (علیہم السلام) کی تاریخ اور ان پر ہونے والے مظالم سے متعلق کچھ امور کا بھی ذکر کیا ہے۔

كما أقدّم شكري الجزيل لكل من ساهم معي في إخراج هذا الكتاب وأسأل الله تعالى لهم التوفيق لما يحبه ويرضاه.

اسی طرح میں ان تمام لوگوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں میرے ساتھ تعاون کیا، اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے اُس چیز کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جسے وہ پسند کرے اور جس سے وہ راضی ہو۔

وأرجو من الله العليّ القدير أن يتقبَّل مني هذا الجهُد المتواضع ، وأن يجعله في ميزان الأعمال وأن يجعله خالصاً لوجهه الكريم ، وينفعني به في يوم لا ينفع فيه مال ولا بنون إلاّ من أتى الله بقلب سليم إنه سميع الدعاء ، وعسى أن يكون هذا الكتاب قد لبى رغبة إخواني المؤمنين قرَّاء السيرة الحسينيّة ، ومحقِّقاً أمنيتهم في هذا المجال ، وأرجو منهم أن لا ينسوني في مظان الإجابة من صالح دعائهم ، والله تعالى وليُّ التوفيق ، إنه نعم المولى ونعم النصير ، وسُبحانَ ربِّك ربِّ العزّة عمّا يصفون ، وسلام على المرسلين ، والحمد لله ربِّ العالمين.

عبدالله حسن آل درويش

يوم الأحد 14 ـ 4 ـ 1424 هـ

اور میں اللہ بلند وقدیر سے امید کرتا ہوں کہ وہ میری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے، اور اسے اعمال کے میزان میں شامل کرے، اور اسے اپنی ذاتِ کریم کے لیے خالص قرار دے، اور اس دن مجھے اس سے نفع پہنچائے جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، سوائے اس کے جو اللہ کے حضور قلبِ سلیم لے کر آئے، بے شک وہ دعا سننے والا ہے۔ اور امید ہے کہ یہ کتاب میرے مومن بھائیوں، سیرتِ حسینیہ کے قارئین کی خواہش کو پورا کرے گی، اور اس میدان میں ان کی آرزو کو حقیقت میں بدل دے گی۔ اور میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ قبولیتِ دعا کے مقامات پر اپنی نیک دعاؤں میں مجھے فراموش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے، وہ بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے، اور پاک ہے تیرا رب، عزّت والا رب، اُن باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو مرسلین پر، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

عبداللہ حسن آل درویش

بروز اتوار 14 4 1424 ہجری

القسم الأول :

المجالس الخاصة لعشرة محرم

المجلس الأول ، من اليوم الأول

إخبار النبي (صلى الله عليه وآله) بما يجري على أهل بيته (عليهم السلام)

من القتل والتشريد

فعلى الأطائب من أهل بيت محمد وعلي صلى الله عليهما وآلهما ، فليبك الباكون ، وإياهم فلينذب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضاجون ، ويعجَّ العاجون أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

پہلا حصہ:

عشرۂ محرم کی خاص مجالس

پہلی مجلس، پہلے دن سے

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی جانب سے یہ خبر دینا کہ آپ کے اہل بیت (علیہم السلام) پر قتل اور دربدری کیا کچھ گزرے گی

پس محمد اور علی (صلی اللہ علیہما وآلہما) کے اہل بیت کے پاکیزہ افراد پر رونے والوں کو رونا چاہیے، اور ماتم کرنے والوں کو انہی پر نوحہ کرنا چاہیے، اور انہی جیسوں کے لیے آنسو بہائے جائیں، اور فریاد کرنے والے فریاد کریں، اور آہ و بکا کرنے والے آہ کریں، اور نالہ کرنے والے نالہ کریں۔ کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں حسین کی اولاد، ایک نیک کے بعد دوسرا نیک، ایک سچّے کے بعد دوسرا سچّا، ایک راہنما کے بعد دوسرا راہنما، ایک منتخب کے بعد دوسرا منتخب کہاں ہیں؟ کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے، کہاں ہیں دین کے پرچم اور علم کے ستون

(1)

يا غيرة الله اغضبي لنبيِّه وتزحزحي بالبيض عن أغمادها
من عصبة ضاعت دماء محمد وبنيه بين يزيدها وزيادها
صفدات مال الله ملءُ أكفِّها وأكفُّ آل الله في أصفادها [2]

المجالس السنية ، السيد محسن الأمين : 1/278.

اے غیرتِ خدا ! اپنے نبی کے لیے غضبناک ہو
اور تلواروں کو ان کی نیاموں سے باہر نکال
اُس گروہ سے جس نے محمد اور آپ کے فرزندوں کا
خون ضائع کر دیا
یزید اور زیاد کے ہاتھوں کے درمیان
اللہ کے مال کی گٹھڑیاں ان کے ہاتھوں میں بھری
ہیں
اور آلِ خدا کے ہاتھ زنجیروں میں جکڑے ہیں(2)

روي أنه قيل للإمام الصادق (عليه السلام) : سيدي جعلت فداك ، إن الميت يجلسون له بالنياحة بعد موته أو قتله ، وأراكم تجلسون أنتم وشيعتكم من أول الشهر بالمأتم ولاعزاء على الحسين (عليه السلام) فقال (عليه السلام) : يا هذا إذا هل هلال محرم نشرت الملائكة ثوب الحسين (عليه السلام) وهو مخرق من ضرب السيوف ، وملطخ بالدماء فنراه نحن وشيعتنا بالبصيرة لا بالبصر ، فتنفجر دموعنا [1]

ثمرات الأعواد ، السيد علي الهاشمي : 36 ـ 37.

.

روایت ہے کہ امام صادق (علیہ السلام) سے عرض کیا گیا: اے میرے سردار، میں آپ پر قربان جاؤں، مردے کے لیے تو اس کی موت یا قتل کے بعد نوحہ خوانی کی مجلس بٹھائی جاتی ہے، مگر میں دیکھتا ہوں کہ آپ اور آپ کے شیعہ مہینے کے آغاز ہی سے امام حسین (علیہ السلام) کے ماتم اور عزا کی مجلس بٹھا لیتے ہیں؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے شخص ! جب محرم کا چاند نمودار ہوتا ہے تو فرشتے امام حسین (علیہ السلام) کا وہ لباس پھیلاتے ہیں جو تلواروں کی ضربوں سے چاک اور خون سے آلودہ ہے، پس ہم اور ہمارے شیعہ اسے بصیرت سے دیکھتے ہیں، نہ کہ آنکھوں سے، تو ہمارے آنسو بہہ نکلتے ہیں

(1)

-

عظَّم الله لكم الأجر أيها المؤمنون ، وأحسن الله لكم العزاء بمصاب سيِّد شباب أهل الجنة ، فهذا شهر المحرَّم قد أقبل عليكم بأحزانه فحقَّ لكم أن تندبوا الحسين (عليه السلام) وتبكوه بالدموع الجارية ، وتظهروا الأحزان ، وتتركوا الأفراح ، وتجتمعوا لإقامة المآتم كما أوصى بذلك سيِّدُ شباب أهل الجنة (عليه السلام) فقد روي أنه (عليه السلام) أوصى ابنه الإمام زين العابدين (عليه السلام) قائلا له : يا ولدي ، بلِّغ شيعتي عني السلام ، وقل لهم : إن أبي مات غريباً فاندبوه ، ومضى شهيداً فابكوه [2]

الدمعة الساكبة ، البهبهاني : 4/351 ، معالي السبطين ، الحائري : 2/22.

.

اے مومنو! اللہ تمہارے اجر کو عظیم فرمائے، اور اللہ تمہیں جنت کے جوانوں کے سردار کی مصیبت پر بہترین تعزیت عطا فرمائے۔ یہ محرم کا مہینہ اپنے غموں کے ساتھ تم پر آپہنچا ہے، پس تم پر لازم ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) پر نوحہ کرو اور بہتے آنسوؤں سے ان پر روؤ، اور غموں کا اظہار کرو، اور خوشیوں کو ترک کر دو، اور ماتم قائم کرنے کے لیے جمع ہو جاؤ، جیسا کہ جنت کے جوانوں کے سردار (علیہ السلام) نے اس کی وصیت فرمائی۔ چنانچہ روایت ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے اپنے فرزند امام زین العابدین (علیہ السلام) کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے، میری طرف سے میرے شیعوں کو سلام پہنچانا، اور ان سے کہنا: بے شک میرا باپ غریب الوطنی میں شہید ہوا، پس اس پر نوحہ کرنا، اور مظلومیت کی حالت میں دنیا سے گزرا، پس اس پر رونا

(2)

-

ويروى أن سكينة (عليها السلام) اعتنقت أباها الحسين (عليه السلام) بعد مقتله الشريف وجعلت تمرِّغ وجهها على جسده ، وهي تبكي حتى غشي عليها ، ثمَّ جاء أعداء الله فجذبوها منه وأبعدوها عنه وأركبوها ، قالت سكينة : سمعت أبي (عليه السلام) يقول وأنا مغشى عليَّ :

روایت ہے کہ جنابِ سکینہ (علیہا السلام) نے اپنے والد امام حسین (علیہ السلام) کی شہادتِ عظمیٰ کے بعد ان کے پیکرِ اطہر سے لپٹ کر اپنا چہرہ ان کے جسم پر ملنا شروع کر دیا، اور وہ اتنا روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔ پھر اللہ کے دشمن آئے اور انہیں امام سے جدا کر دیا، ان سے دور کر دیا اور سواری پر بٹھا دیا۔ جنابِ سکینہ فرماتی ہیں: میں نے بے ہوشی کے عالم میں اپنے والد (علیہ السلام) کو یہ فرماتے سنا:

شيعتي ما إن شربتم عذب ماء فاذكروني
أو سمعتم بقتيل أو شهيد فاندبوني
فأنا السبط الذي من غير جرم قتلوني
وبجرد الخيل بعد القتل عمداً سحقوني
ليتكم في يوم عاشورا جميعاً تنظروني
كيف أستسقي لطفلي فأبوا أن يرحموني [3]

مثير الأحزان ، الجواهري : 93.

اے میرے شیعو ! جب تم ٹھنڈا پانی پیو تو مجھے یاد کرنا
یا جب کسی مقتول یا شہید کے بارے میں سنو تو مجھ پر نوحہ کرنا
پس میں وہی نواسہ ہوں جسے بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا گیا
اور قتل کے بعد جان بوجھ کر گھوڑوں کے سُموں سے مجھے پامال کیا گیا
کاش تم سب عاشور کے دن مجھے دیکھتے
کہ میں اپنے بچے کے لیے کیسے پانی مانگ رہا تھا تو انہوں نے مجھ پر رحم کرنے سے انکار کر دیا(3)

ولله درّ الشيخ عبدالكريم الفرج رحمه الله تعالى إذ يقول في هلال شهر المحرم الحرام :

اور شیخ عبدالکریم الفرج (اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے) کیا خوب کہتے ہیں، جب انہوں نے ماہِ محرم الحرام کے چاند کے بارے میں فرمایا:

هلَّ المحرَّمُ فاستهلَّت أدمعي ووری زنادُ الحزنِ بين الأضلعي
مذ أبصرت عيني بزوغَ هلالِهِ ملأ الشجا جسمي ففارق مضجعي
وتنغَّصت فيه عليَّ مطاعمي ومشاربي وازداد فيه توجّعي
اللهُ يا شهرَ المحرَّمِ ما جری فيه على آلِ النبيِّ الأنزع
اللهُ من شهر أطلَّ على الوری بمصائب شيَّبن روسَ الرضَّعِ
شهرٌ لقد فُجع النبيُّ محمَّدٌ فيه وأيُّ موحِّد لم يُفْجَعِ
شهرٌ به نزل الحسينُ بكربلا في خيرِ صحب كالبدورِ اللُّمَّعِ
فتلألأت منها الربوعُ بنورِهِ وعلت على هامِ السماكِ الأرفعِ [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 273 ـ 274.

محرم کا چاند نمودار ہوا تو میرے آنسو بہہ نکلے
اور غم کی چقماق پسلیوں کے درمیان دہک اٹھی
جب سے میری آنکھ نے اس کے چاند کا طلوع دیکھا
غم نے میرے جسم کو بھر دیا تو میں نے اپنا بستر چھوڑ دیا
اور اس میں میرے کھانے مجھ پر تلخ ہو گئے
اور میرے مشروب، اور اس میں میرا درد بڑھ گیا
اللہ ! اے ماہِ محرم ! کیا کچھ گزرا
اس میں نبیِ اقدس کی آل پر
اللہ کی پناہ ! وہ مہینہ جو مخلوق پر ٹوٹ پڑا
ایسی مصیبتوں کے ساتھ جنہوں نے شیر خوار بچوں کے سر سفید کر دیے
وہ مہینہ کہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس میں سوگوار ہوئے
اور کون سا موحّد ہے جو سوگوار نہ ہوا
وہ مہینہ جس میں حسین کربلا میں اترے
بہترین ساتھیوں کے ساتھ جو چمکتے چاندوں جیسے تھے
پس ان کے نور سے سرزمینیں جگمگا اٹھیں
اور بلند ترین ستاروں کی چوٹیوں سے بھی اونچی ہو گئیں(1)

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن ابن عباس ، قال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان جالساً ذات يوم إذ أقبل الحسن (عليه السلام) فلمَّا رآه بكى ، ثمّ قال : إليَّ يا بني ، فما زال يُدنيه حتى أجلسه على فخذه اليمنى ، ثم أقبل الحسين (عليه السلام) ، فلمَّا رآه بكى ، ثمَّ قال : إليَّ يا بني ، فما زال يُدنيه حتى أجلسه على فخذه اليسرى ، ثم أقبلت فاطمة (عليها السلام) ، فلمَّا رآها بكى ، ثمَّ قال : إليَّ بابنية فأجلسها بين يديه ، ثمَّ أقبل أمير المؤمنين (عليه السلام) فلمّا رآه بكى ، ثمَّ قال : إليَّ يا أخي ، فما زال يدنيه حتى أجلسه إلى جنبه الأيمن ، فقال له أصحابه : يا رسول الله ، ما ترى واحداً من هؤلاء إلاَّ بكيت ، أو ما فيهم من تسرُّ برؤيته! ؟ فقال (صلى الله عليه وآله) : والذي بعثني بالنبوة ، واصطفاني على جميع البرية ، إني وإياهم لأكرم الخلق على الله عزَّ وجلَّ ، وما على وجه الأرض نسمة أحبّ إليَّ منهم.

شیخ صدوق (علیہ الرحمہ) نے ابن عباس سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) بیٹھے ہوئے تھے کہ امام حسن (علیہ السلام) تشریف لائے، تو جب آپ نے انہیں دیکھا تو روئے، پھر فرمایا: میرے پاس آؤ اے بیٹے، اور انہیں مسلسل قریب کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں اپنی دائیں ران پر بٹھا لیا۔ پھر امام حسین (علیہ السلام) تشریف لائے، تو جب آپ نے انہیں دیکھا تو روئے، پھر فرمایا: میرے پاس آؤ اے بیٹے، اور انہیں مسلسل قریب کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں اپنی بائیں ران پر بٹھا لیا۔ پھر جنابِ فاطمہ (علیہا السلام) تشریف لائیں، تو جب آپ نے انہیں دیکھا تو روئے، پھر فرمایا: میری بیٹی میرے پاس آؤ، اور انہیں اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر امیر المومنین (علیہ السلام) تشریف لائے، تو جب آپ نے انہیں دیکھا تو روئے، پھر فرمایا: میرے پاس آؤ اے میرے بھائی، اور انہیں مسلسل قریب کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں اپنے دائیں پہلو میں بٹھا لیا۔ تو آپ کے اصحاب نے عرض کیا: یا رسول اللہ، ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ ان میں سے جسے بھی دیکھتے ہیں روتے ہیں، کیا ان میں کوئی ایسا نہیں جس کے دیدار سے آپ خوش ہوں! ؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور مجھے تمام مخلوق پر برگزیدہ فرمایا، بے شک میں اور یہ لوگ اللہ عزّ و جلّ کے نزدیک سب سے معزز مخلوق ہیں، اور روئے زمین پر کوئی جان بھی مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں۔

أما علي بن أبي طالب فإنه أخي وشقيقي ، وصاحب الأمر بعدي ، وصاحب

لیکن علی ابن ابی طالب، تو وہ میرے بھائی اور میرے ہمزاد ہیں، اور میرے بعد صاحبِ امر ہیں، اور دنیا و آخرت میں

لوائي في الدنيا والآخرة ، وصاحب حوضي وشفاعتي ، وهو مولى كل مسلم ، وإمام كل مؤمن ، وقائد كل تقي ، وهو وصيي وخليفتي على أهلي وأمتي في حياتي وبعد مماتي ، محبُّه محبي ، ومبغضُه مبغضي ، وبولايته صارت أمتي مرحومة ، وبعداوته صارت المخالفة له منها ملعونة ، وإني بكيت حين أقبل لأني ذكرت غدر الأمة به بعدي حتى إنه ليزال عن مقعدي ، وقد جعله الله له بعدي ، ثم لا يزال الأمر به حتى يُضرب على قرنه ضربة تخضب منها لحيته في أفضل الشهور « شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدىً لِلنَّاسِ وَبَيِّنَات مِنْ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ » [1]

سورة البقرة ، الآية : 185.

.

میرے علمبردار ہیں، اور میرے حوض اور میری شفاعت کے صاحب ہیں، اور وہ ہر مسلمان کے مولا ہیں، اور ہر مومن کے امام ہیں، اور ہر متقی کے پیشوا ہیں، اور وہ میری زندگی میں اور میری موت کے بعد میرے اہل و امت پر میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں۔ ان کا محبّ میرا محبّ ہے، اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے، اور ان کی ولایت کے سبب میری امت رحمت والی ہوئی، اور ان کی دشمنی کے سبب ان سے مخالفت کرنے والا اس امت میں سے ملعون ہوا۔ اور میں اس وقت رویا جب وہ آئے کیونکہ مجھے میرے بعد امت کی ان کے ساتھ بے وفائی یاد آگئی، یہاں تک کہ وہ میرے مقام سے ہٹا دیے جائیں گے جو اللہ نے میرے بعد ان کے لیے مقرر فرمایا ہے، پھر یہ معاملہ ان کے ساتھ چلتا رہے گا یہاں تک کہ ان کی چوٹی پر ایسی ضرب لگائی جائے گی جس سے ان کی داڑھی خضاب ہو جائے گی، سب سے افضل مہینے میں «رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت اور فرقان کی روشن نشانیاں ہیں»(1)۔

وأما ابنتي فاطمة ، فإنها سيِّدة نساء العالمين من الأولين والآخرين ، وهي بضعة مني ، وهي نور عيني ، وهي ثمرة فؤادي ، وهي روحي التي بين جنبي ، وهي الحوراء الإنسية ، متى قامت في محرابها بين يدي ربِّها جلَّ جلاله زهر نورها لملائكة السماء كما يزهر نور الكواكب لأهل الأرض ، ويقول الله عزَّ وجلَّ لملائكته : يا ملائكتي ، انظروا إلى أمتي فاطمة سيِّدة إمائي ، قائمةً بين يدي ، ترتعد فرائصُها من خيفتي ، وقد أقبلت بقلبها على عبادتي ، أُشهدكم أني قد أمنت شيعتها من النار ، وإني لما رأيتها ذكرت ما يصنع بها بعدي ، كأني بها وقد دخل الذلّ بيتها ، وانتُهكت حرمتها ، وغصبت حقَّها ، ومُنعت إرثها ، وكُسر جنبُها ، وأُسقطت جنينها ، وهي تنادي : يا محمداه ، فلا تجاب ، وتستغيث فلا تغاث ، فلا تزال بعدي محزونة مكروبة باكية ، تتذكَّر انقطاع الوحي عن بيتها مرَّة ، وتتذكَّر فراقي أخرى ، وتستوحش إذا جنَّها الليل لفقد صوتي الذي كانت تستمع إليه إذا تهجَّدتُ بالقرآن ، ثم ترى نفسها ذليلة بعد أن كانت في أيام أبيها عزيزة ، فعند ذلك يؤنسها الله تعالى ذكره بالملائكة ، فنادتها بما نادت به مريم بنت عمران ، فتقول : يا فاطمة « إِنَّ اللهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ » ، يا فاطمة « اقْنُتِي لِرَبِّكِ

وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ».

ثم يبتدىء بها الوجع فتمرض ، فيبعث الله عزَّ وجلَّ إليها مريم بنت عمران ، تمرِّضها وتؤنسها في علّتها ، فتقول عند ذلك : يا رب ، إني قد سئمت الحياة ، وتبرَّمت بأهل الدنيا ، فألحقني بأبي. فيلحقها الله عزَّ وجلَّ بي ، فتكون أول من يلحقني من أهل بيتي ، فتقدم عليَّ محزونة مكروبة مغمومة مغصوبة مقتولة ، فأقول عند ذلك : اللهم العن من ظلمها ، وعاقب من غصبها ، وأذِلَّ من أذلَّها ، وخلِّد في نارك من ضرب جنبها حتى ألقت ولدها ، فتقول الملائكة عند ذلك : آمين. وللهِ درّ السيِّد صالح الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اور رہی میری بیٹی فاطمہ، تو وہ اولین و آخرین کی تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں، اور وہ میرا ٹکڑا ہیں، اور وہ میری آنکھوں کا نور ہیں، اور وہ میرے دل کا پھل ہیں، اور وہ میری روح ہیں جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، اور وہ انسانی صورت میں حور ہیں۔ جب وہ اپنے محراب میں اپنے ربّ جلّ جلالہ کے حضور کھڑی ہوتی ہیں تو ان کا نور آسمان کے فرشتوں کے لیے یوں چمکتا ہے جیسے ستاروں کا نور اہلِ زمین کے لیے چمکتا ہے، اور اللہ عزّ و جلّ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میری کنیز فاطمہ کو دیکھو جو میری کنیزوں کی سردار ہے، میرے حضور کھڑی ہے، میرے خوف سے اس کے اعضاء کانپ رہے ہیں، اور اس نے اپنے دل سے میری عبادت کی طرف رخ کر رکھا ہے، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کے شیعوں کو آگ سے امان دے دی۔ اور بے شک جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے یاد آگیا جو میرے بعد ان کے ساتھ کیا جائے گا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ذلّت ان کے گھر میں داخل ہو گئی ہے، اور ان کی حرمت پامال کی گئی ہے، اور ان کا حق غصب کر لیا گیا ہے، اور ان کی میراث سے انہیں محروم کر دیا گیا ہے، اور ان کا پہلو توڑ دیا گیا ہے، اور ان کا حمل ساقط کر دیا گیا ہے، اور وہ پکار رہی ہیں: یا محمداہ، مگر کوئی جواب نہیں دیتا، اور وہ فریاد کرتی ہیں مگر کوئی فریاد رسی نہیں کرتا۔ پس وہ میرے بعد ہمیشہ غمزدہ، مصیبت زدہ اور روتی رہیں گی، کبھی اپنے گھر سے وحی کے منقطع ہو جانے کو یاد کرتی ہیں، اور کبھی میری جدائی کو یاد کرتی ہیں، اور جب رات کی تاریکی انہیں گھیر لیتی ہے تو میری اُس آواز کے کھو جانے پر تنہائی محسوس کرتی ہیں جسے وہ سنا کرتی تھیں جب میں قرآن کے ساتھ تہجد پڑھتا تھا، پھر وہ اپنے آپ کو ذلیل پاتی ہیں اس کے بعد کہ اپنے والد کے دنوں میں عزت دار تھیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے انہیں انس عطا فرمائے گا، پس فرشتے انہیں اسی طرح پکاریں گے جیسے انہوں نے مریم بنت عمران کو پکارا تھا، تو کہیں گے: اے فاطمہ «بے شک اللہ نے تمہیں چن لیا اور پاک کر دیا اور تمہیں تمام جہانوں کی عورتوں پر برگزیدہ فرمایا»، اے فاطمہ «اپنے ربّ کی اطاعت کرو

اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو»۔

پھر انہیں تکلیف لاحق ہونا شروع ہو گی تو وہ بیمار پڑ جائیں گی، پس اللہ عزّ و جلّ ان کی طرف مریم بنت عمران کو بھیجے گا جو ان کی تیمارداری کریں گی اور ان کی بیماری میں انہیں انس دیں گی، تو وہ اس وقت کہیں گی: اے میرے ربّ، بے شک میں زندگی سے تنگ آ گئی ہوں، اور اہلِ دنیا سے بیزار ہو گئی ہوں، پس مجھے میرے والد سے ملا دے۔ تو اللہ عزّ و جلّ انہیں مجھ سے ملا دے گا، پس وہ میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلی ہوں گی جو مجھ سے ملیں گی، تو وہ میرے پاس غمزدہ، مصیبت زدہ، غم آلود، حق سے محروم اور مقتول ہو کر آئیں گی۔ تو میں اس وقت کہوں گا: اے اللہ! لعنت فرما اس پر جس نے ان پر ظلم کیا، اور سزا دے اس کو جس نے ان کا حق غصب کیا، اور ذلیل کر اس کو جس نے انہیں ذلیل کیا، اور اپنی آگ میں ہمیشہ کے لیے ڈال دے اس کو جس نے ان کا پہلو مارا یہاں تک کہ انہوں نے اپنا بچہ گرا دیا۔ تو فرشتے اس وقت کہیں گے: آمین۔ اور سید صالح الحلی (علیہ الرحمہ) کیا خوب کہتے ہیں، جب وہ فرماتے ہیں:

قد أسقطوا جنينَها واعترى من لطمةِ الخدِّ العيونَ احمرارْ
فما سقوطُ الحملِ ما صدرُها مالطمُها ما عصرُها بالجدار
ما وكزُها بالسيفِ في ضلعِها وما انتثارُ قُرْطِها والسوار
ما دفنُها بالليل سِرّاً وما نَبْشُ الثرى منهم عناداً جِهَارْ [1]

انہوں نے اُن کا حمل ساقط کر دیا اور
رخسار پر تھپڑ کی چوٹ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں
نہ صرف حمل کا گرنا، نہ صرف اُن کا سینہ
نہ اُن کا تھپڑ کھانا، نہ دیوار سے اُن کا دبایا جانا
نہ اُن کی پسلی میں تلوار کی ٹھوکر
اور نہ اُن کی بالی اور کنگن کا بکھر جانا
نہ رات کے وقت چھپا کر اُن کا دفن ہونا، اور نہ
اُن کا عناد کے ساتھ کھلے عام قبر کھودنا(1)

رياض المدح والرثاء ، القديحي : 309.

وقال آخر :

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا:

ولأي الأمور تدفن ليلا ابنة المصطفى ويعفى ثراها

آخر کن باتوں کی خاطر رات کے اندھیرے میں دفن کی جائے
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی، اور اُن کی قبر کو مٹا دیا جائے

تتمة الحديث قال : قال (صلى الله عليه وآله) : وأمَّا الحسن فإنه ابني وولدي ، ومني ، وقرّة عيني ، وضياء قلبي ، وثمرة فؤادي ، وهو سيِّد شباب أهل الجنة ، وحجة الله على الأمة ، أمره أمري ، وقوله قولي : من تبعه فإنه مني ، ومن عصاه فليس مني ، وإني لما نظرت إليه تذكَّرت ما يجري عليه من الذلّ بعدي ، فلا يزال الأمر به حتى يُقتل بالسم ظلماً وعدواناً ، فعند ذلك تبكي الملائكة والسبع الشداد لموته ، ويبكيه كل شيء حتى الطير في جوّ السماء ، والحيتان في جوف الماء ، فمن بكاه لم تعم عينه يوم تعمى العيون ، ومن حزن عليه لم يحزن قلبه يوم تحزن القلوب ، ومن زاره في بقيعه

حدیث کی تتمہ: راوی کہتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اور رہا حسن، تو وہ میرا بیٹا اور میری اولاد ہیں، اور مجھ سے ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، اور میرے دل کی روشنی ہیں، اور میرے دل کا پھل ہیں، اور وہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور امت پر اللہ کی حجت ہیں، ان کا حکم میرا حکم ہے، اور ان کا قول میرا قول ہے: جو ان کی پیروی کرے وہ مجھ سے ہے، اور جو ان کی نافرمانی کرے وہ مجھ سے نہیں۔ اور بے شک جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو مجھے وہ ذلّت یاد آ گئی جو میرے بعد ان پر گزرے گی، پس یہ معاملہ ان کے ساتھ چلتا رہے گا یہاں تک کہ انہیں ظلم و زیادتی کے ساتھ زہر سے شہید کر دیا جائے گا۔ تو اس وقت فرشتے اور ساتوں سخت آسمان ان کی موت پر روئیں گے، اور ہر چیز ان پر روئے گی یہاں تک کہ آسمان کی فضا میں پرندے، اور پانی کی گہرائی میں مچھلیاں۔ پس جو ان پر روئے گا اس کی آنکھ اُس دن اندھی نہ ہوگی جس دن آنکھیں اندھی ہوں گی، اور جو ان پر غمزدہ ہوگا اس کا دل اُس دن غمگین نہ ہوگا جس دن دل غمگین ہوں گے، اور جو ان کی زیارت ان کے بقیع میں کرے گا

ثبتت قدمه على الصراط يوم تزلّ فيه الأقدام.

اُس کے قدم پُلِ صراط پر ثابت رہیں گے اُس دن جب قدم لڑکھڑا جائیں گے۔

ولله درّ الشيخ عبدالحسين شكر عليه الرحمة إذ يقول في رثاء الإمام الحسن (عليه السلام) :

اور کیا ہی خوب کہا ہے شیخ عبدالحسین شکر (اُن پر رحمت ہو) نے، جب امام حسن (علیہ السلام) کے مرثیے میں کہتے ہیں:

من مبلغُ المصطفى والطهرِ فاطمة
أن الحسينَ دماً يبكي على الحَسَنِ يدعوه يا عضدي في كلِّ نائبة
ومُسْعِدي إن رماني الدهرُ بالوَهَنِ
قد كنتَ لي من بني العليا بقيَّتَهم وللعدوِّ قناتي فيك لم تَلِنِ
فاليومَ بعدَك أضحت وهي ليِّنةٌ لغامز وهنيُّ العيشِ غيرُ هني
لهفي لزينبَ تدعوه ومقلتُها عبرى وأدمعُها كالعارضِ الهَتِنِ [1]

مصطفیٰ اور پاکیزہ فاطمہ کو کون یہ خبر پہنچائے
کہ حسین حَسن پر خون کے آنسو رو رہے ہیں
وہ اُنہیں پکارتے تھے: اے میرے بازو، ہر مصیبت میں
اور میرے مددگار، جب زمانہ مجھے کمزوری سے ستائے
تُم بلند مرتبہ لوگوں میں سے میرے لیے اُن کی یادگار تھے
اور دشمن کے لیے میرا نیزہ، جو تیرے سبب کبھی نرم نہ ہوا
پس آج تیرے بعد وہ (زندگی) نرم پڑ گئی ہے
ہر طعنہ زن کے لیے، اور خوشگوار زندگی اب ناخوشگوار ہو گئی
مجھے افسوس ہے زینب پر جو اُنہیں پکارتی ہیں اور اُن کی آنکھ
اشکبار ہے اور اُن کے آنسو موسلادھار بادل کی طرح برستے ہیں(1)

رياض المدح والرثاء ، القديحي : 318.

تتمة الحديث قال (صلى الله عليه وآله) : وأمّا الحسين فإنه مني ، وهو ابني وولدي ، وخير الخلق بعد أخيه ، وهو إمام المسلمين ، ومولى المؤمنين ، وخليفة ربّ العالمين ، وغياث المستغيثين ، وكهف المستجيرين ، وحجة الله على خلقه أجمعين ، وهو سيد شباب أهل الجنة ، وباب نجاة الأمة ، أمره أمري ، وطاعته طاعتي ، من تبعه فإنه مني ، ومن عصاه فليس مني ، وإني لما رأيته تذكّرت ما يصنع به بعدي ، كأني به وقد استجار بحرمي وقبري فلا يجار ، فأضمُّه في منامه إلى صدري ، وآمره بالرحلة عن دار هجرتي ، وأبشّره بالشهادة ، فيرتحل عنها إلى أرض مقتله وموضع مصرعه ، أرض كرب وبلاء وقتل وفناء ، تنصره عصابة من المسلمين ، أولئك من سادة شهداء أمتي يوم القيامة ، كأني أنظر إليه وقد رمي بسهم فخرَّ عن فرسه صريعاً ، ثم يذبح كما يذبح الكبش مظلوماً.

حدیث کی تتمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اور رہا حسین، تو وہ مجھ سے ہیں، اور میرا بیٹا اور میری اولاد ہیں، اور اپنے بھائی کے بعد بہترین مخلوق ہیں، اور وہ مسلمانوں کے امام ہیں، اور مؤمنوں کے مولا ہیں، اور رب العالمین کے خلیفہ ہیں، اور فریاد کرنے والوں کے فریادرس ہیں، اور پناہ مانگنے والوں کی پناہ گاہ ہیں، اور تمام مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں، اور وہ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور امت کی نجات کا دروازہ ہیں، اُن کا حکم میرا حکم ہے، اور اُن کی اطاعت میری اطاعت ہے، جو اُن کی پیروی کرے وہ مجھ سے ہے، اور جو اُن کی نافرمانی کرے وہ مجھ سے نہیں۔ اور بے شک جب میں نے اُنہیں دیکھا تو مجھے وہ کچھ یاد آگیا جو میرے بعد اُن کے ساتھ کیا جائے گا، گویا میں اُنہیں دیکھ رہا ہوں کہ اُنہوں نے میرے حرم اور میری قبر کی پناہ چاہی مگر اُنہیں پناہ نہ دی گئی، پس میں اُنہیں اُن کے خواب میں اپنے سینے سے لگاتا ہوں، اور اُنہیں اپنے دارِ ہجرت سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں، اور اُنہیں شہادت کی بشارت دیتا ہوں، پس وہ وہاں سے اپنی قتل گاہ اور اپنے مقتل کی سرزمین کی طرف روانہ ہوتے ہیں، وہ سرزمین جو کرب و بلا اور قتل و فنا کی سرزمین ہے، مسلمانوں کی ایک جماعت اُن کی مدد کرے گی، وہ لوگ قیامت کے دن میری امت کے شہداء کے سرداروں میں سے ہوں گے، گویا میں اُنہیں دیکھ رہا ہوں کہ اُن پر تیر مارا گیا اور وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر گر پڑے، پھر اُنہیں مظلومانہ طور پر یوں ذبح کیا جائے گا جیسے مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے۔

ثم بكى رسول الله (صلى الله عليه وآله) وبكى من حوله ، وارتفعت أصواتهم بالضجيج ، ثمَّ قام (صلى الله عليه وآله) ، وهو يقول : اللهم إني أشكو إليك ما يلقى أهل بيتي بعدي ، ثم دخل منزله [2]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 174 ـ 177 ح 2.

پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) روئے اور آپ کے گرد موجود لوگ بھی روئے، اور اُن کی آوازیں گریہ و زاری سے بلند ہو گئیں، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کھڑے ہوئے اور فرما رہے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے اُن مصائب کی شکایت کرتا ہوں جو میرے بعد میرے اہلِ بیت پر آئیں گے، پھر آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔

(2)

ولله درّ الحجة الشيخ حسن علي البدر عليه الرحمة إذ يقول :

اور کیا ہی خوب کہا ہے حجۃ الاسلام شیخ حسن علی البدر (اُن پر رحمت ہو) نے، جب کہتے ہیں:

ألم تر آلَ اللهِ كيف تراكمت عليهم صروفُ الدهرِ أيَّ تراكمِ
أما شرقت بنتُ النبيِّ بريقِها وجرَّعها الأعداءُ طَعْمَ العلاقمِ
أما قُتِلَ الكرَّارُ بغياً بسيفِ مَنْ بغى وطغى فيما أتى من مآثم
عدوِّ إلهِ العالمين ابنِ مُلجم وأشقى جميعِ الناسِ من دورِ آدم
ألم يَغْدِ الزاكي ابنُه وهو مُلْجأٌ إلى سِلْمِ حرب وهو غيرُ مُسَالِمِ
أما هجموا فسطاطَه وتناهبوا به رَحْلَه نَهْبَ الغُزاةِ الغنائمِ
أما دسَّت الأعدا له السمَّ غيلةً فألقى به في الطشتِ قَلْبَ المكارم
أما رشقوه النبلَ وهو جنازةٌ على النعشِ لا بل فوقَ هامِ النعائمِ
وإنْ أنس لا أنسى الحسينَ وقد غدا
على رَغْمِ أنفِ الدينِ نَهْبَ الصوارم
قضى بعدما ضاقت به سِعَةُ الفضا فضاق له شجواً فضاءُ العوالم
قضى وهو حرَّانُ الفؤادِ من الظما
على غُصَص فيها قضى كلُّ هاشمي فما لنزار لا تقومُ بثارِها
فترضع حرباً من ضروعِ اللهاذم وتملأُها خيلا تسابقُ طرفَها
على آلِ حرب تحت أُسْد ضراغمٍ فتوطئ هاتيك السنابك هامَهم
كما أوطأوها صَدْرَ سيِّدِ هاشمِ [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون ، القسم الأول : 171 ـ 172.

کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کے آلِ پر کیسے
زمانے کی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں، کیا ہی سخت ٹوٹ پڑنا
کیا نبی کی بیٹی اپنے تھوک سے دم نہ گھٹی
اور دشمنوں نے اُنہیں حنظل کا کڑوا ذائقہ نہ چکھایا
کیا حیدرِ کرّار ظلماً قتل نہ ہوئے، اُس کی تلوار سے
جس نے سرکشی اور طغیانی کی، اپنے کیے گئے گناہوں
میں
وہ عالَمین کے خدا کا دشمن، ابنِ ملجم
اور آدم کے زمانے سے سب لوگوں میں سب سے
بدبخت
کیا اُن کے پاکیزہ بیٹے کو مجبور نہ کیا گیا
جنگ کی صلح پر جبکہ وہ صلح کے قائل نہ تھے
کیا اُنہوں نے اُن کے خیمے پر حملہ نہ کیا اور لوٹ نہ لیا
اُن کا سامان، جیسے حملہ آور غنیمتیں لوٹتے ہیں
کیا دشمنوں نے اُنہیں دھوکے سے زہر نہ دیا
پس اُس نے مکارم کے دل کو طشت میں ڈال دیا
کیا اُنہوں نے اُن پر تیر نہ برسائے جبکہ وہ جنازہ تھے
تابوت پر، بلکہ شریف لوگوں کے سروں سے بلند
اور اگر میں (کچھ) بھول جاؤں تو حسین کو نہ بھولوں گا
جبکہ وہ
دین کی رسوائی کے باوجود تلواروں کی لُوٹ بن گئے
وہ اُس وقت شہید ہوئے جب فضا کی وسعت اُن پر
تنگ ہو گئی
پس اُن کے غم سے تمام عالَموں کی فضا تنگ ہو گئی
وہ اُس حال میں شہید ہوئے کہ پیاس سے دل جل رہا
تھا

اُن گھونٹوں پر جن میں ہر ہاشمی نے جان دی
پس نزار کو کیا ہو گیا کہ وہ اُن کے خون کا بدلہ نہیں لیتے
کہ وہ جنگ کو تیز تلواروں کے تھنوں سے دودھ پلائیں
اور اُسے اُن گھوڑوں سے بھر دیں جو اپنی نگاہ سے آگے بڑھتے ہیں
آلِ حرب پر، خونخوار شیروں کے نیچے
پس وہ کُھر اُن کے سروں کو روند ڈالیں
جیسے اُنہوں نے اُن کھروں کو ہاشم کے سردار کے سینے پر روندا تھا(1)

روى الراوندي عليه الرحمة أن النبي (صلى الله عليه وآله) كان يوماً جالساً وحوله علي وفاطمة والحسن والحسين (عليهم السلام) فقال لهم : كيف بكم إذا كنتم صرعى ، وقبوركم شتى ؟ فقال الحسن (عليه السلام) : أنموت موتاً أو نُقتل قتلا ؟ فقال : يا بني ، بل تقتل بالسم ظلماً ويقتل أخوك ظماً ، ويُقتل أبوك ظلماً ، وتُشرَّد ذراريكم في الأرض.

راوندی (اُن پر رحمت ہو) نے روایت کی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک دن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے گرد علی، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) تھے، تو آپ نے اُن سے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم قتل کیے جا چکے ہو گے اور تمہاری قبریں الگ الگ ہوں گی؟ تو حسن (علیہ السلام) نے عرض کیا: کیا ہم طبعی موت مریں گے یا قتل کیے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! بلکہ تم ظلماً زہر سے قتل کیے جاؤ گے، اور تمہارا بھائی پیاس سے قتل کیا جائے گا، اور تمہارے والد ظلماً قتل کیے جائیں گے، اور تمہاری اولاد کو زمین میں دربدر کیا جائے گا۔

فقال الحسين (عليه السلام) : ومن يقتلنا ؟ قال : شرار الناس. قال : فهل يزورنا أحد ؟ قال : نعم ، طائفة من أمتي يريدون بزيارتكم برّي وصلتي ، فإذا كان يوم القيامة

تو حسین (علیہ السلام) نے عرض کیا: ہمیں کون قتل کرے گا؟ آپ نے فرمایا: بدترین لوگ۔ عرض کیا: تو کیا کوئی ہماری زیارت کو آئے گا؟ فرمایا: ہاں، میری امت کا ایک گروہ، جو تمہاری زیارت سے میری نیکی اور میری قربت کا ارادہ رکھتے ہوں گے، پس جب قیامت کا دن ہوگا

جئتهم وأخلصهم من أهواله [1]

میں اُن کے پاس آؤں گا اور اُنہیں اُس کی ہولناکیوں سے نجات دلاؤں گا

(1)

الخرائج والجرائح ، الراوندي : 2/491 ح 4 ، الإرشاد ، المفيد : 2/131 ، روضة الواعظين ، النيسابوري : 75.

.

وجاء في تفسير الإمام العسكري (عليه السلام) أنه قال في قوله تعالى : « وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ ـ الى قوله تعالى : ـ فَلاَ يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلاَ هُمْ يُنصَرُونَ » [2]

سورة البقرة ، الآية : 84 ـ 86.

قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) ـ لما نزلت هذه الاية في اليهود ، هؤلاء اليهود الذين نقضوا عهد الله ، وكذّبوا رسل الله ، وقتلوا أولياء الله ـ : أفلا أنبّئكم بمن يضاهيهم من يهود هذه الأمة ؟ قالوا : بلى يا رسول الله. قال : قوم من أمتي ينتحلون أنهم من أهل ملتي ، يقتلون أفاضل ذرّيّتي وأطائب أرومتي ، ويبدّلون شريعتي وسنتي ، ويقتلون ولديَّ الحسن والحسين كما قتل أسلاف هؤلاء اليهود زكريا ويحيى ، ألا وإن الله يلعنهم كما لعنهم ، ويبعث على بقايا ذراريهم قبل يوم القيامة هادياً مهدياً من ولد الحسين المظلوم ، يحرفهم بسيوف أوليائه إلى نار جهنم [3]

تفسير الإمام العسكري (عليه السلام) : 368 ـ 369 ح 258 تأويل الآيات ، الحسيني : 1/75 ح 52.

امام عسکری (علیہ السلام) کی تفسیر میں آیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے بارے میں فرمایا: «اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا» اللہ تعالیٰ کے اِس قول تک: «پس نہ اُن سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ اُن کی مدد کی جائے گی»(2)۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا جب یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی، وہ یہود جنہوں نے اللہ کا عہد توڑا، اللہ کے رسولوں کو جھٹلایا اور اللہ کے اولیاء کو قتل کیا : کیا میں تمہیں اُن لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو اِس امت کے یہود میں سے اُن کی مانند ہوں گے؟ اُنہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول ! آپ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ جو دعویٰ کرے گا کہ وہ میری ملت کے اہل میں سے ہے، وہ میری ذریت کے سب سے افضل افراد اور میری نسل کے پاکیزہ ترین لوگوں کو قتل کرے گا، میری شریعت اور میری سنت کو بدل ڈالے گا، اور میرے دونوں بیٹوں حسن اور حسین کو قتل کرے گا جیسے اِن یہود کے پیشروؤں نے زکریا اور یحییٰ کو قتل کیا تھا۔ خبردار ! بے شک اللہ اُن پر لعنت کرے گا جیسے اُس نے اُن (یہود) پر لعنت کی، اور قیامت سے پہلے اُن کی ذریت کے باقی ماندہ لوگوں پر حسینِ مظلوم کی اولاد میں سے ایک ہدایت یافتہ ہادی کو مبعوث کرے گا، جو اُنہیں اپنے اولیاء کی تلواروں سے جہنم کی آگ کی طرف دھکیل دے گا(3)۔

.

ولله درّ السيد الرضيّ عليه الرحمة إذ يقول :

يا رسولَ اللهِ لو عاينتهم وَهُمُ ما بين قتل وسبا
لرأت عيناك منهم منظراً للحشا شجواً وللعينِ قذى

اور سید رضیؒ (اُن پر رحمت ہو) نے کیا ہی خوب کہا ہے، جب وہ فرماتے ہیں:

اے اللہ کے رسول ! اگر آپ اُنہیں دیکھتے
جب وہ قتل اور اسیری کے درمیان تھے
تو آپ کی آنکھیں اُن سے ایک ایسا منظر دیکھتیں
جو دل کے لیے غم اور آنکھ کے لیے خار (تھا)

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : وجدت بخط الشيخ محمد بن علي الجبعي ، نقلا من خطّ الشهيد رفع الله درجته ، نقلا من مصباح الشيخ أبي منصور طاب ثراه ، قال : روي أنه دخل النبي (صلى الله عليه وآله) يوماً إلى فاطمة (عليها السلام) فهيَّأت له طعاماً من تمر وقرص وسمن ، فاجتمعوا على الأكل هو وعلي وفاطمة والحسن والحسين (عليهم السلام) ، فلمَّا أكلوا سجد رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأطال سجوده ، ثمَّ بكى ، ثم ضحك ، ثم جلس ، وكان أجرأهم في الكلام علي (عليه السلام) فقال : يا رسول الله ، رأينا منك اليوم ما لم نره قبل ذلك ؟

علامہ مجلسی (اُن پر رحمت ہو) فرماتے ہیں: میں نے شیخ محمد بن علی الجبعی کے قلم سے لکھا ہوا پایا، جو شہید (اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے) کے قلم سے نقل تھا، جو شیخ ابو منصور (اُن کی تربت پاکیزہ ہو) کی مصباح سے نقل تھا، اُنہوں نے کہا: روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک دن فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس تشریف لائے، تو اُنہوں نے آپ کے لیے کھجور، روٹی اور گھی کا کھانا تیار کیا، پس وہ کھانے پر جمع ہوئے، آپ، علی، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام)۔ جب اُنہوں نے کھانا کھایا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے سجدہ کیا اور اپنے سجدے کو طویل کیا، پھر روئے، پھر ہنسے ، پھر بیٹھ گئے۔ اُن میں سب سے زیادہ گفتگو کی جرأت رکھنے والے علی (علیہ السلام) تھے، تو اُنہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! ہم نے دیکھا
آج آپ سے وہ جو اِس سے پہلے کبھی نہ دیکھا؟

فقال (صلى الله عليه وآله) : إني لما أكلت معكم فرحت وسررت بسلامتكم واجتماعكم ، فسجدت لله تعالى شكراً ، فهبط جبرئيل (عليه السلام) يقول : سجدت شكراً لفرحك بأهلك ؟ فقلت : نعم ، فقال : ألا أخبرك بما يجري عليهم بعدك ؟ فقلت : بلى يا أخي يا جبرئيل ، فقال : أما ابنتك فهي أول أهلك لحاقاً بك بعد أن تظلم ، ويؤخذ حقها وتمنع إرثها ويظلم بعلها ويكسر ضلعها.

تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک میں جب تمہارے ساتھ کھانا کھا رہا تھا تو میں تمہاری سلامتی اور اجتماع پر خوش اور مسرور ہوا، پس میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے شکرانے کا سجدہ کیا۔ تو جبرئیل (علیہ السلام) نازل ہوئے اور کہنے لگے: کیا آپ نے اپنے اہل کے ساتھ خوشی پر شکرانے کا سجدہ کیا؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو اُنہوں نے کہا: کیا میں آپ کو نہ بتاؤں کہ آپ کے بعد اُن پر کیا گزرے گی؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے بھائی، اے جبرئیل! تو اُنہوں نے کہا: رہی آپ کی بیٹی، تو وہ آپ کے اہل میں سب سے پہلے آپ سے آملیں گی، بعد اِس کے کہ اُن پر ظلم کیا جائے، اُن کا حق چھین لیا جائے، اُن کی میراث سے اُنہیں محروم کیا جائے، اُن کے شوہر پر ظلم کیا جائے اور اُن کی پسلی توڑ دی جائے۔

وأما ابن عمك فيظلم ويمنع حقه ويقتل ، وأما الحسن فإنه يظلم ويمنع حقه ويقتل بالسم ، وأما الحسين فإنه يظلم ويمنع حقه وتقتل عترته ، وتطؤه الخيول ، وينهب رحله ، وتسبى نساؤه وذراريه ، ويدفن مرمّلا بدمه ، ويدفنه الغرباء ، فبكيت وقلت : وهل يزوره أحد ؟ قال : يزوره الغرباء ، قلت : فما لمن زاره من الثواب ؟ قال : يكتب له ثواب ألف حجة ، وألف عمرة كلها معك فضحكت [1]

بحار الأنوار المجلسي : 98/44 ح 84.

.

اور رہا آپ کا چچازاد، تو اُس پر ظلم کیا جائے گا، اُس کا حق روکا جائے گا اور اُسے قتل کیا جائے گا۔ اور رہا حسن، تو اُس پر ظلم کیا جائے گا، اُس کا حق روکا جائے گا اور اُسے زہر سے قتل کیا جائے گا۔ اور رہا حسین، تو اُس پر ظلم کیا جائے گا، اُس کا حق روکا جائے گا، اُس کی عترت قتل کی جائے گی، گھوڑے اُسے روند ڈالیں گے، اُس کا سامان لوٹا جائے گا، اُس کی عورتیں اور اولاد اسیر کی جائیں گی، اور وہ اپنے خون میں لتھڑا ہوا دفن ہوگا، اور اُسے پردیسی دفن کریں گے۔ پس میں رو پڑا اور میں نے کہا: کیا کوئی اُس کی زیارت کو آئے گا؟ اُنہوں نے کہا: پردیسی اُس کی زیارت کریں گے۔ میں نے کہا: تو اُس کی زیارت کرنے والے کے لیے کیا ثواب ہوگا؟ اُنہوں نے کہا: اُس کے لیے ہزار حج اور ہزار عمرے کا ثواب لکھا جائے گا، وہ سب آپ کے ساتھ۔ پس میں ہنس پڑا(1)۔

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة في مرض النّبي (صلى الله عليه وآله) أن النبي (صلى الله عليه وآله) لما أغمي عليه جاء الحسن والحسين (عليهما السلام) يصيحان ويبكيان حتى وقعا على رسول الله (صلى الله عليه وآله) فأراد علي (عليه السلام) أن ينحّيهما عنه ، فأفاق رسول الله (صلى الله عليه وآله) ثم قال : يا علي ، دعني أشمّهما ويشماني ، وأتزوّد منهما ويتزوّدان مني ، أما إنهما سيظلمان بعدي ويقتلان ظلماً ، فلعنة الله على من يظلمهما ، يقول ذلك ثلاثاً [2]

الأمالي الشيخ الصدوق : 736.

.

اور شیخ صدوق (اُن پر رحمت ہو) نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے مرض کے بارے میں روایت کی ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو جب غشی طاری ہوئی تو حسن اور حسین (علیہما السلام) چیختے اور روتے ہوئے آئے یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر گر پڑے۔ تو علی (علیہ السلام) نے چاہا کہ اُنہیں آپ سے ہٹا دیں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو ہوش آیا، پھر آپ نے فرمایا: اے علی! مجھے چھوڑ دو کہ میں اُنہیں سونگھوں اور وہ مجھے سونگھیں، اور میں اُن سے توشہ لوں اور وہ مجھ سے توشہ لیں۔ خبردار! بے شک اِن دونوں پر میرے بعد ظلم کیا جائے گا اور یہ ظلماً قتل کیے جائیں گے، پس اُس پر اللہ کی لعنت ہو جو اِن پر ظلم کرے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا(2)۔

وفي رواية الأربلي : عن جابر بن عبدالله الأنصاري قال : دخلت فاطمة (عليها السلام) على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وهو في سكرات الموت فانكبّت عليه تبكي ، ففتح عينه وأفاق ، ثمّ قال : يا بنيّة ، أنت المظلومة بعدي ، وأنت المستضعفة بعدي ، فمن آذاك فقد آذاني ، ومن غاضك فقد غاظني ، ومن سرّك فقد سرّني ، ومن برّك فقد برّني ،

اور اربلی کی روایت میں: جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے، اُنہوں نے کہا: فاطمہ (علیہا السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آئیں جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے، تو وہ آپ پر جھک کر رونے لگیں۔ آپ نے اپنی آنکھ کھولی اور ہوش میں آئے، پھر فرمایا: اے میری بیٹی! تُو میرے بعد مظلومہ ہے، اور تُو میرے بعد مستضعفہ ہے، پس جس نے تجھے اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی، اور جس نے تجھے غضبناک کیا اُس نے مجھے غضبناک کیا، اور جس نے تجھے خوش کیا اُس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے تیرے ساتھ نیکی کی اُس نے میرے ساتھ نیکی کی،

ومن جفاك فقد جفاني ، ومن وصلك فقد وصلني ، ومن قطعك فقد قطعني ، ومن أنصفك فقد أنصفني ، ومن ظلمك فقد ظلمني ، لأنك منّي وأنا منك ، وأنت بضعة منّي وروحي الّتي بين جنبيّ ، ثمّ قال (صلى الله عليه وآله) : إلى الله أشكو ظالميك من أمّتي. ولله در الشيخ الأزري عليه الرحمة إذ يقول :

اور جس نے تجھ سے جفا کی اُس نے مجھ سے جفا کی، اور جس نے تجھ سے تعلق جوڑا اُس نے مجھ سے تعلق جوڑا، اور جس نے تجھ سے قطع تعلق کیا اُس نے مجھ سے قطع تعلق کیا، اور جس نے تیرے ساتھ انصاف کیا اُس نے میرے ساتھ انصاف کیا، اور جس نے تجھ پر ظلم کیا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، کیونکہ تُو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، اور تُو میرا ٹکڑا ہے اور میری روح ہے جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں اللہ سے اپنی امت میں سے تجھ پر ظلم کرنے والوں کی شکایت کرتا ہوں۔ اور شیخ ازری (اُن پر رحمت ہو) نے کیا ہی خوب کہا ہے، جب وہ فرماتے ہیں:

وهي العروةُ التي ليس ينجو غيرُ مستعصم بحبلِ وِلاها
لم يرَ اللهُ للرسالةِ أجراً غيرَ حفظِ الزهراءِ في قرباها
فمضت وهي أعظمُ الناسِ وجداً في فَم الدهرِ غصّةٌ من جَوَاها
لأيِّ الأُمور تُدفن سُراً بضعةُ المصطفى ويُعفى ثراها
وثوت لا يرى لها الناسُ مثوىً أيَّ قدس يضمُّه مثواها [1]

الأزرية ، الشيخ الأزري : 143.

اور یہی وہ مضبوط رسّی ہے کہ نجات نہیں پاتا
مگر وہی جو اُس کی ولا کی رسّی کو تھامے
اللہ نے رسالت کا کوئی اجر نہیں دیکھا
سوائے زہرا (علیہا السلام) کی محبت کی حفاظت کے
پس وہ رخصت ہوئیں اور وہ لوگوں میں سب سے
زیادہ غم زدہ تھیں
زمانے کے منہ میں اُن کے سوز کی گھٹن باقی رہی
آخر کن اسباب سے دفن کی گئیں پوشیدہ طور پر
مصطفیٰ کا ٹکڑا، اور مٹا دی گئی اُن کی قبر کی نشانی
اور وہ اِس حال میں سوئیں کہ لوگ اُن کی قبر تک نہ
دیکھ سکے
کیسی قدسیت ہے جو اُن کی آرام گاہ کو اپنے دامن میں
سموئے ہوئے ہے(1)

ثمّ دخل الحسن والحسين (عليهما السلام) فانكبّا على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وهما يبكيان ويقولان : أنفسنا لنفسك الفداء يا رسول الله ، فذهب عليّ (عليه السلام) لينحّيهما عنه فرفع رأسه إليه ، ثمّ قال : دعهما ـ يا أخي ـ يشمّاني وأشمّهما ، ويتزوّدان منّي وأتزودّ منهما ، فإنهما مقتولان بعدي ظلماً وعدواناً ، فلعنة الله على من يقتلهما ، ثمّ قال : يا عليّ ، أنت المظلوم بعدي ، وأنا خصم لمن أنت خصمه يوم القيامة [2]

كشف الغمة الأربلي : 2/119 ـ 120 ، بحار الأنوار المجلسي : 28/76 ح 34.

پھر حسن اور حسین (علیہما السلام) داخل ہوئے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر جھک پڑے، وہ روتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے رسول اللہ! ہماری جانیں آپ پر قربان۔ تو علی (علیہ السلام) نے چاہا کہ اُنہیں آپ سے ہٹا دیں، تو آپ نے اُن کی طرف اپنا سر اٹھایا، پھر فرمایا: اے میرے بھائی! اِنہیں چھوڑ دو کہ یہ مجھے سونگھیں اور میں اِنہیں سونگھوں، اور یہ مجھ سے توشہ لیں اور میں اِن سے توشہ لوں، کیونکہ یہ دونوں میرے بعد ظلم و زیادتی سے قتل کیے جائیں گے، پس اُس پر اللہ کی لعنت ہو جو اِنہیں قتل کرے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے علی! تُو میرے بعد مظلوم ہے، اور قیامت کے دن میں اُس کا مدمقابل ہوں گا جس کا تُو مدمقابل ہوگا(2)۔

ولله درّ من قال من شعراء الحسين (عليه السلام) :

اور اللہ اُس کو جزائے خیر دے جس نے حسین (علیہ السلام) کے شاعروں میں سے یہ کہا:

جاشت على آلِهِ ما ارتاح واحدُهم
من قهر أعداه حتى مات مقهورا
قضى أخوه خضيبَ الرأس وابنتُه
غضبى وسبطاه مسموماً ومنحورا [3]

المجالس السنية ، السيد محسن الأمين : 1 / 13.

اُس نے اُن کی آل پر قہر ڈھایا، اُن میں سے کسی نے راحت نہ پائی
دشمنوں کے قہر سے، یہاں تک کہ وہ مقہور ہی مرگیا
اُس کا بھائی خون میں رنگے سر کے ساتھ رخصت ہوا
اور اُس کی بیٹی
غضبناک، اور اُس کے دونوں نواسے، ایک مسموم
اور ایک ذبح کیا ہوا(3)

ولله درُّ شاعر أهل البيت (عليهم السلام) ابن حماد (رحمه الله) تعالى إذ يقول :

اور اللہ اہلِ بیت (علیہم السلام) کے شاعر ابنِ حماد (اُن پر رحمت ہو) کو جزائے خیر دے، جب وہ کہتے ہیں:

لا زلتُ أبكي دماً ينهلُّ منسجماً للسيدينِ القتيلينِ الشهيدينِ

میں ہمیشہ خون کے آنسو روتا رہوں گا جو بہتے چلے جاتے ہیں
اُن دو سرداروں کے لیے جو قتل کیے گئے، دونوں شہید ہوئے

السيدين الشريفين اللذين هما خيرُ الورى أبوي مجد وجدّينِ
الضارعين إلى الله المنيبين المسرعين إلى الحقِّ الشفيعين
نورين كانا قديماً في الظلالِ كما قال النبيُّ لعرشِ اللهِ قُرْطَينِ
تُفاحتي أحمدَ الهادي وقد جُعلا لفاطم وعليّ الطهرِ نسلين
صلَّى الإلهُ على روحيهما وسقى قبريهما أبداً نوءُ السماكين [1]

الغدير ، الشيخ الأميني : 4 / 162.

وہ دو معزز سردار کہ جو دونوں
تمام مخلوق میں بہترین ہیں، دو بزرگی والے باپ کے
فرزند اور دو نبیرے
جو اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے، اُس کی طرف
رجوع کرنے والے
حق کی طرف لپکنے والے، دونوں شفاعت کرنے
والے
دو نور جو قدیم سے سایوں میں تھے، جیسا کہ
نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اللہ کے عرش کے
دو گوشوارے
احمدِ ہادی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے دو سیب، اور وہ
دونوں بنائے گئے
فاطمہ اور علیِ پاک (علیہما السلام) کی نسل
اللہ اُن دونوں کی روحوں پر رحمت بھیجے اور سیراب
رکھے
اُن کی قبروں کو ہمیشہ آسمانی ستاروں کی بارش سے(1)

روي أن أمير المؤمنين (عليه السلام) لما ضربه ابن ملجم لعنه الله بالسيف على رأسه الشريف وخرَّ (عليه السلام) في محرابه هبَّت ريح سوداء مظلمة ، والملائكة تنعاه في السماء وأقبل الحسن والحسين ومحمد بن الحنفية وبقية أولاده فوجدوه مشقوق الرأس ، وقد علته الصفرة من انبعاث الدم وشدة السم ، والناس من حوله في النياحة والعويل والبكاء المحرق للأكباد ، فأخذ الحسن رأسه ووضعه في حجره ، فأفاق وقال : هذا ما وعد الله ورسوله ، ولا حول ولا قوة إلاّ بالله العليّ العظيم ، ثمَّ نظر إلى أولاده فرآهم تكاد أنفسهم تزهق من النوح والبكاء ، فجرت دموعه على خدّيه ممزوجة بدمه ، قال (عليه السلام) : أتبكيا عليَّ ؟ ابكيا كثيراً واضحكا قليلا ، أمَّا أنت يا أبا محمد ستقتل مسموماً مظلوماً مضطهداً ، وأمَّا أنت يا أبا عبدالله فشهيد هذه الأمة ، وسوف تذبح ذبح الشاة من قفاك ، وترضُّ أعضاؤك بحوافر الخيل ، ويُطاف برأسك في مماليك بني أمية ، وحريم رسول الله (صلى الله عليه وآله) تسبى ، وإن لي ولهم موقفاً يوم القيامة [2]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 57.

.

وروي أيضاً أن أمير المؤمنين (عليه السلام) قال للحسن والحسين (عليهما السلام) ليلة وفاته بعدما أوصاهما بوصاياه الشريفة : يا أبا محمد ويا أبا عبدالله ، كأني بكما وقد خرجت عليكما الفتن من ها هنا وها هنا ، فاصبرا حتى يحكم الله وهو خير

الحاكمين.

ثمَّ قال : أمَّا أنت يا أبا محمد ستقتل مسموماً مضطهداً ، وأمَّا أنت يا أبا عبدالله فشهيد هذه الأمة ، فعليك بتقوى الله والصبر الجميل [1]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 64.

.

ويقول العلاّمة الشيخ علي المرهون في استنهاض الإمام الحجّة عجَّل الله فرجه الشريف :

روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین (علیہ السلام) کو ابن ملجم (اللہ اُس پر لعنت کرے) نے تلوار سے آپ کے شریف سر پر ضرب لگائی اور آپ (علیہ السلام) اپنے محراب میں گر پڑے، تو ایک سیاہ تاریک آندھی چلی، اور آسمان میں فرشتے آپ کا نوحہ کر رہے تھے۔ حسن اور حسین اور محمد بن الحنفیہ اور آپ کے باقی فرزند دوڑے آئے تو اُنہوں نے آپ کو اِس حال میں پایا کہ آپ کا سر چِرا ہوا تھا، اور خون کے بہنے اور زہر کی شدت سے آپ پر زردی چھا چکی تھی، اور لوگ آپ کے گرد نوحہ و آہ و بکا میں تھے، ایسا رونا جو جگر جلا دینے والا تھا۔ پس حسن نے آپ کا سر اُٹھایا اور اپنی گود میں رکھا، تو آپ کو ہوش آیا اور فرمایا: یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اور اُس کے رسول نے کیا تھا، اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اللہ بلند و بزرگ کے ساتھ۔ پھر آپ نے اپنے فرزندوں کی طرف دیکھا تو اُنہیں اِس حال میں پایا کہ نوحہ و گریہ سے اُن کی جانیں نکلی جا رہی تھیں، تو آپ کے آنسو آپ کے رخساروں پر آپ کے خون میں ملے ہوئے بہہ نکلے۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم مجھ پر روتے ہو؟ زیادہ رونا اور کم ہنسنا۔ رہا تُو، اے ابا محمد، تُو مسموم، مظلوم اور مضطہد قتل کیا جائے گا، اور رہا تُو، اے ابا عبداللہ، تُو اِس امت کا شہید ہے، اور عنقریب تیری گردن کے پیچھے سے بکری کی طرح ذبح کیا جائے گا، اور تیرے اعضاء گھوڑوں کے سموں سے کچلے جائیں گے، اور تیرا سر بنی امیہ کی مملکتوں میں گھمایا جائے گا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمِ محترم اسیر کی جائیں گی، اور بے شک قیامت کے دن میرا اور اُن کا ایک مقام ہوگا(2)۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے اپنی وفات کی رات، اپنی شریف وصیتیں کرنے کے بعد، حسن اور حسین (علیہما السلام) سے فرمایا: اے ابا محمد اور اے ابا عبداللہ! گویا میں تم دونوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تم پر یہاں سے اور وہاں سے فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں، پس صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے، اور وہ بہترین

فیصلہ کرنے والا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: رہا تُو، اے ابا محمد، تُو مسموم اور مضطہد کیا جا کر قتل کیا جائے گا، اور رہا تُو، اے ابا عبداللہ، تُو اِس امت کا شہید ہے، پس تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور صبرِ جمیل کرے(1)۔

اور علامہ شیخ علی المرہون امام حجت (عجل اللہ فرجہ الشریف) کے استنہاض میں کہتے ہیں:

فمتى تنهضْ فداؤُك نفسي كلُّ قلب لما جرى مألومُ
جدُّك المصطفى قضى بسموم أمُّك الطهرُ خدُّها ملطوم
وأبوك الوصيُّ أضحى قتيلا وفؤادُ ابنِهِ عَرَتْه سموم
وبأرضِ الطفوفِ أمسى حسينٌ عافراً والفؤادُ منه كلوم
حوله صحْبُه وأبناؤه الغرُّ ضحايا وصبيةٌ وفطيم
وعلى النيبِ نسوةٌ حاساراتٌ وعليلٌ مما عراه سقيم [2]

شعراء القطيف الشيخ علي المرهون القسم الأول : 171 ـ 172.

پس آپ کب قیام فرمائیں گے؟ میری جان آپ پر قربان
ہر دل اُس واقعے پر جو گزرا، رنجیدہ و زخمی ہے
آپ کے نانا مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) زہر سے شہید ہوئے
آپ کی پاک ماں کے رخسار پر تھپڑ مارے گئے
اور آپ کے والد وصیٔ قتیل بنا دیے گئے
اور اُن کے بیٹے کے دل کو زہر نے چیر ڈالا
اور طفوف کی سرزمین پر حسین (علیہ السلام) رہ گئے
خاک آلود، اور اُن کا دل زخموں سے چور
اُن کے گرد اُن کے ساتھی اور اُن کے روشن چہرے فرزند
قربان ہوئے، اور بچے اور شیر خوار
اور اونٹوں پر بے پردہ عورتیں
اور ایک بیمار جو مرض سے نڈھال تھا(2)

المجلس الثاني ، من اليوم الأول
وقوف فاطمة (عليها السلام) في المحشر ومعها قميص الحسين (عليه السلام)

اعلموا أيّها المؤمنون أحسن الله لكم العزاء في مصاب سيِّد شباب أهل الجنة أن مواساة الزهراء البتول (عليها السلام) في ابنها المقتول قرّة عينها سبط الرسول (صلى الله عليه وآله وسلم) حق لها علينا يقتضيها فرض الموالاة والمحبة التي أمر الله بها في محكم كتابه إذ يقول تعالى : « قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى » ولكنّ هذه الأمة لم ترع حرمة الرسول (صلى الله عليه وآله) في ذرّيّته الطاهرة ، فبقتل الحسين (عليه السلام) فُجع الدين ، وضيِّعت

فيه وصية سيِّد المرسلين ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوة إلاّ بالله العليِّ العظيم.

دوسری مجلس، پہلے دن سے
حشر میں فاطمہ (علیہا السلام) کا حسین (علیہ السلام) کی قمیض کے ساتھ کھڑا ہونا
اے مؤمنو! جان لو، اللہ اہل جنت کے جوانوں کے سردار کی مصیبت میں تمہیں اچھی جزا و تعزیت عطا فرمائے، کہ زہرائے بتول (علیہا السلام) کی اُن کے مقتول فرزند، اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نبیرے کے غم میں غمگساری کرنا ہم پر اُن کا حق ہے، جس کا تقاضا موالات و محبت کا وہ فریضہ کرتا ہے جس کا اللہ نے اپنی محکم کتاب میں حکم دیا، جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «کہہ دیجیے میں تم سے اِس پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قرابت داروں سے محبت کے» لیکن اِس امت نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کا اُن کی پاک ذرّیت کے حق میں پاس نہ رکھا، پس حسین (علیہ السلام) کی شہادت سے دین مصیبت زدہ ہوا، اور ضائع کر دی گئی

اُس میں سیدالمرسلین کی وصیت، پس بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اللہ بلند و بزرگ کے ساتھ۔

روي عن سيِّد العابدين علي بن الحسين (عليهما السلام) أنه قال : ولا يوم كيوم الحسين (عليه السلام) ، ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل ، يزعمون أنهم من هذه الأمة ، كل يتقرَّب إلى الله عزَّ وجلَّ بدمه ، وهو بالله يذكِّرهم فلا يتعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً.. [1]

الأمالي الشيخ الصدوق : 547 ح 10.

ولله درّ الشيخ عبدالكريم الفرج عليه الرحمة إذ يقول :

ما للبسيطةِ زُلزلت أقطارُها والشمس قد خُسفت بها أنوارُها
وعلا الضجيجُ من العوالمِ كلِّها وكذا المجالسُ سُوِّدت أستارُها
قد أُبدلت بعد السرورِ مآتماً والخلقُ حُزناً أُقرحت أبصارُها
أفهل دهى الأكوانَ خطبٌ مهلكٌ فأزيل من عَطَب بها استقرارُها
قالوا أما ترنو هلالَ محرَّم قد هلَّ فانهلَّت له أنظارها
فالبس ثيابَ الحزنِ واجلسْ للعزا فالحزنُ للأطهارِ فيه شعارُها
متفكِراً فيما جرى فيه على آلِ الرسولِ وما جنت أشرارُها
ظنَّت علوجُ أمية من جهلِها أن العبيدَ تُطيعُهم أحرارُها
خابت وخاب رجاؤُها الخاطي وقد فَشِلَت وبان إلى البريَّة عارُها

سیدالعابدین علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اور حسین (علیہ السلام) کے دن جیسا کوئی دن نہیں، اُن کی طرف تیس ہزار مرد بڑھے، جو گمان کرتے تھے کہ وہ اِس امت میں سے ہیں، ہر ایک اللہ عزوجل کے حضور اُن کے خون سے قرب حاصل کرنا چاہتا تھا، اور آپ اُنہیں اللہ کی یاد دلا رہے تھے مگر وہ نصیحت قبول نہ کرتے تھے، یہاں تک کہ اُنہوں نے آپ کو سرکشی، ظلم اور دشمنی سے قتل کر ڈالا۔(1)

اور شیخ عبدالکریم الفرج علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا، جہاں وہ کہتے ہیں:

زمین کو کیا ہوا کہ اُس کے کنارے لرز اُٹھے
اور سورج، اُس کی روشنیاں گہنا گئیں
اور تمام عالموں سے آہ و فغاں بلند ہوئی
اور یونہی مجالس کے پردے سیاہ کر دیے گئے
خوشی کے بعد وہ ماتم کدوں میں بدل گئیں
اور مخلوق کی آنکھیں غم سے زخمی ہو گئیں
کیا کائنات پر کوئی ہلاکت خیز مصیبت آپڑی
کہ تباہی سے اُس کا قرار جاتا رہا؟
اُنہوں نے کہا: کیا تم محرم کا چاند نہیں دیکھتے
جو نمودار ہوا تو اُس پر نگاہیں اشکبار ہو گئیں
پس غم کے کپڑے پہن لو اور تعزیت کے لیے بیٹھ جاؤ
کہ پاکیزہ ہستیوں کے لیے غم ہی اُس کا شعار ہے
اُس پر غور کرتے ہوئے جو آلِ رسول پر گزرا
اور جو کچھ اُس کے شریروں نے کیا
بنی امیہ کے کمینوں نے اپنی جہالت سے گمان کیا
کہ آزاد لوگ اُن کے غلاموں کی طرح اطاعت کریں گے
وہ ناکام ہوئے اور اُن کی خطاکار اُمید نامراد ہوئی
اور وہ ہار گئے اور مخلوق میں اُن کی رسوائی ظاہر ہو گئی

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن الإمام علي بن موسى الرضا ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : تحشر ابنتي فاطمة (عليها السلام) يوم القيامة ومعها ثياب مصبوغة بالدماء ، تتعلّق بقائمة من قوائم العرش ، تقول : يا عدل ، احكم بيني وبين قاتل ولدي ، قال علي بن أبي طالب (عليه السلام) : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : ويحكم الله لابنتي وربِّ الكعبة [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 43/220.

وروى الصدوق عليه الرحمة عن أبان بن عثمان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إذا كان يوم القيامة جمع الله الأولين والآخرين في صعيد واحد ، فينادي مناد : غضّوا أبصاركم ونكّسوا رؤوسكم حتى تجوز فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله) الصراط. قال : فتغضّ الخلائق أبصارهم ، فتأتي فاطمة (عليها السلام) على نجيب من نجب الجنة ، يشيّعُها سبعون ألف ملك ، فتقف موقفاً شريفاً من مواقف القيامة ، ثم تنزل عن نجيبها فتأخذ قميص الحسين بن علي (عليه السلام) بيدها مضمَّخاً بدمه ، وتقول : يا رب ، هذا قميص ولدي وقد علمت ما صنع به ، فيأتيها النداء من قبل الله عزَّ وجلَّ : يا فاطمة ، لك عندي الرضا ، فتقول : يا ربّ ، انتصر لي من قاتله ، فيأمر الله تعالى عنقاً من النار فتخرج من جهنم فتلتقط قتلة الحسين بن علي (عليه السلام) كما يلتقط الطير الحبَّ ، ثم يعود العنق بهم إلى النار ، فيعذَّبون فيها بأنواع العذاب ، ثم تركب فاطمة (عليها السلام) نجيبها حتى تدخل الجنة ومعها الملائكة المشيِّعون لها ، وذريتها بين يديها ، وأولياؤهم من الناس عن يمينها وشمالها [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/224.

ولله در الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

ليت شعري أَوَ تسلو فاطمٌ رُزءَ مَنْ كان لها قرَّةَ عينْ
أَوَ قَبْلَ الحملِ تبكي جزعاً ولها السلوانُ يرجى بعد حينْ
كيف تسلو وهي شجواً خضِّبت شعرَها من دمِ أوداجِ الحسينْ [2]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 50.

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے امام علی بن موسیٰ الرضا سے، اُنہوں نے اپنے آباء (علیہم السلام) سے روایت کی، آپ نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ (علیہا السلام) کو قیامت کے دن اِس حال میں اُٹھایا جائے گا کہ اُن کے ساتھ خون سے رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامیں گی، اور کہیں گی: اے عادل! میرے اور میرے فرزند کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما۔ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اور ربِ کعبہ کی قسم، اللہ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا(2)

اور صدوق علیہ الرحمہ نے ابان بن عثمان سے، اُنہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا، پس ایک منادی ندا کرے گا: اپنی نگاہیں نیچی کرو اور اپنے سر جھکا لو یہاں تک کہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) پلِ صراط سے گزر جائیں۔ فرمایا: پس تمام مخلوق اپنی نگاہیں جھکا لے گی، اور فاطمہ (علیہا السلام) جنت کے شتران نجیب میں سے ایک پر سوار ہو کر آئیں گی، ستر ہزار فرشتے اُن کے جلوس میں ہوں گے، پس وہ قیامت کے مقامات میں سے ایک شریف مقام پر ٹھہریں گی، پھر اپنے شتر سے اُتریں گی اور حسین بن علی (علیہ السلام) کی قمیض اپنے ہاتھ میں لیں گی جو اُن کے خون سے آلودہ ہوگی، اور کہیں گی: اے رب! یہ میرے فرزند کی قمیض ہے، اور تُو جانتا ہے جو اُس کے ساتھ کیا گیا۔ پس اللہ عزوجل کی جانب سے اُن کے پاس ندا آئے گی: اے فاطمہ! میرے نزدیک تمہارے لیے رضا ہے۔ پس وہ کہیں گی: اے رب! میرے لیے اُس کے قاتل سے انتقام لے۔ پس اللہ تعالیٰ آگ کے ایک شعلے کو حکم دے گا، پس وہ جہنم سے نکلے گا اور حسین بن علی (علیہ السلام) کے قاتلوں کو یوں چن لے گا جیسے پرندہ دانہ چن لیتا ہے، پھر وہ شعلہ اُنہیں لے کر آگ کی طرف لوٹے گا، پس اُنہیں اُس میں طرح طرح کے عذاب سے عذاب دیا جائے گا۔ پھر فاطمہ (علیہا السلام) اپنے شتر پر سوار ہوں گی یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائیں گی، اور اُن کے ساتھ جلوس میں شریک فرشتے ہوں گے، اور اُن کی ذرّیت اُن کے آگے آگے ہوگی، اور اُن کے چاہنے والے اُن کے دائیں اور بائیں ہوں گے(1)

اور حجت شیخ علی الجشی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا، جہاں وہ کہتے ہیں:

کاش میں جانتا کہ کیا فاطمہ تسلی پا سکتی ہیں
اُس کی مصیبت سے جو اُن کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا؟
کیا وہ حمل سے پہلے ہی بے تابی سے روتی تھیں
حالانکہ کچھ عرصے بعد تسلی کی اُمید تھی؟
وہ کیسے تسلی پائیں جبکہ غم میں اُنہوں نے
اپنے بال حسین کی رگوں کے خون سے رنگ لیے(2)

وروي عن الإمام الصادق (عليه السلام) أنَّه قال : إذا كان يوم القيامة ينصب الله سرادقاً من نور بين يدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، والخلائق كلّهم حاضرون ، ثمَّ ينادي مناد : يا معشر الناس ، غضّوا أبصاركم ، فإن فاطمة الزهراء بنت محمد المصطفى تريد أن تجوز السرادق ، فيغضّو أبصارهم ، فإذا هي مقبلة ، فإذا وضعت رجلها في السرادق نوديت : يا فاطمة ، فتلتفت فترى ولدها الحسين واقفاً بجانبها من غير

امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے نور کا ایک خیمہ نصب کرے گا، اور تمام مخلوق حاضر ہوگی۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا: اے لوگو! اپنی نگاہیں نیچی کرو، کیونکہ فاطمہ زہرا بنت محمد مصطفیٰ اِس خیمے سے گزرنا چاہتی ہیں۔ پس سب اپنی نگاہیں جھکا لیں گے، اور وہ تشریف لائیں گی۔ جب وہ اپنا قدم خیمے میں رکھیں گی تو اُنہیں پکارا جائے گا: اے فاطمہ! پس وہ مڑ کر دیکھیں گی تو اپنے فرزند حسین کو اپنے پہلو میں بغیر

رأس ، فتصرخ صرخة لا يبقى ملك مقرَّب ، ولا نبيّ مرسل إلاَّ جثى على ركبتيه وخرّ مغشياً عليه ، ثم إنها تفيق من غشيتها فتجد الحسين يمسح وجهها بيديه ، ورأسه قد عادت إليه ، فعند ذلك تدعو على قاتله ومن أعانه ، فيؤمر بهم إلى جهنم ولا شفيع لهم [1]

سر کے کھڑا پائیں گی۔ پس وہ ایسی چیخ ماریں گی کہ کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی مرسل نبی باقی نہ رہے گا مگر یہ کہ وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے گا اور بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آئیں گی تو حسین کو دیکھیں گی کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اُن کا چہرہ صاف کر رہے ہیں، اور اُن کا سر اُن پر لوٹ آیا ہوگا۔ اُس وقت وہ اُن کے قاتل اور اُس کے مددگاروں پر بددعا کریں گی، پس اُنہیں جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا اور اُن کے لیے کوئی شفیع نہ ہوگا(1)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/224 ، نور العين في مشهد الحسين (عليه السلام) ، الاسفرايني : 81.

.

وروي عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أنه قال : إذا كان يوم القيامة تقبل فاطمة على ناقة من نياق الجنة وبيدها قميص الحسين ملطَّخ بدمه ، فتصرخ وتزجّ نفسها عن الناقة ، وتخرّ ساجدة لله عز وجل ، وتقول : إلهي وسيدي ومولاي ، احكم بيني وبين من قتل ولدي الحسين ، فيأتيها النداء من قبل الله عزَّ وجلَّ : يا حبيبتي وابنة حبيبي ، ارفعي رأسك ، فوعزتي وجلالي لأنتقمن اليوم ممن ظلمك وظلم ولدك ، ثم يأمر بجميع من حضر قتل الحسين ومن شارك في قتله إلى النار [2]

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہ جنت کے شترانِ نجیب میں سے ایک پر سوار ہو کر آئیں گی، اور اُن کے ہاتھ میں حسین کی قمیض ہوگی جو اُن کے خون سے آلودہ ہوگی۔ پس وہ چیخیں گی اور اپنے آپ کو شتر سے نیچے گرا دیں گی، اور اللہ عزوجل کے حضور سجدے میں گر پڑیں گی، اور کہیں گی: میرے معبود، میرے سردار اور میرے مولا! میرے اور اُس کے درمیان فیصلہ فرما جس نے میرے فرزند حسین کو قتل کیا۔ پس اللہ عزوجل کی جانب سے اُن کے پاس ندا آئے گی: اے میری محبوبہ اور میرے محبوب کی بیٹی! اپنا سر اُٹھاؤ، میری عزت و جلال کی قسم، آج میں اُس سے انتقام لوں گا جس نے تجھ پر اور تیرے فرزند پر ظلم کیا۔ پھر وہ اُن سب کے لیے حکم دے گا جو حسین کے قتل میں حاضر تھے اور جنہوں نے اُس کے قتل میں شرکت کی کہ اُنہیں آگ میں پھینک دیا جائے(2)۔

نور العين في مشهد الحسين (عليه السلام) الإسفرايني : 82.

.

وروي عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال : إذا كان يوم القيامة جاءت فاطمة (عليها السلام) في جماعة من نسائها ، فيقال لها : ادخلي الجنة ، فتقول : لا أدخل حتى أعلم ما صنع ولدي الحسين ، فيقال لها : انظري عن يمينك ، فتلتفت فإذا الحسين قائم وليس عليه رأس ، فتصرخ صرخة ، فتصرخ النساء لصراخها والملائكة أيضاً ، ثم تنادي : واولداه ، واثمرة فؤاداه ، فعند ذلك يغضب الله ويأمر ناراً قد أوقد عليها ألف عام حتى اسوّدت ولا تدخلها ريح ولا يخرج منها أبداً ، فيقال لها : التقطي من حضر قتل الحسين ، فتلقطهم ، فإذا صاروا في جوفها صهلت بهم وصهلوا بها ، وشهقت بهم وشهقوا بها ، وزفرت بهم وزفروا بها ، ثم ينطقون بألسنة ذلقة ناطقة : يا ربَّنا ، لم أوجبت لنا النار قبل عبدة الأوثان ؟ فيأتيهم الجواب عن الله أن من عَلِم ليس كمن لا يعلم [3]

نور العين في مشهد الحسين (عليه السلام) ، الإسفراييني : 82.

.

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہ (علیہا السلام) اپنی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آئیں گی۔ اُن سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ کہیں گی: میں داخل نہ ہوں گی یہاں تک کہ جان لوں کہ میرے فرزند حسین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ اُن سے کہا جائے گا: اپنے دائیں جانب دیکھو۔ پس وہ مڑ کر دیکھیں گی تو حسین کھڑے ہوں گے اور اُن پر سر نہ ہوگا۔ پس وہ ایسی چیخ ماریں گی کہ اُن کی چیخ سے عورتیں بھی چیخ اُٹھیں گی اور فرشتے بھی۔ پھر وہ پکاریں گی: ہائے میرے بیٹے ! ہائے میرے دل کے پھل ! اُس وقت اللہ غضبناک ہوگا اور ایک آگ کو حکم دے گا جو ہزار سال تک بھڑکائی گئی ہوگی یہاں تک کہ سیاہ پڑ گئی ہوگی، اُس میں نہ کوئی ہوا داخل ہوتی ہے اور نہ کبھی اُس سے کوئی چیز نکلتی ہے۔ اُس سے کہا جائے گا: جو حسین کے قتل میں حاضر تھے اُنہیں چن لے۔ پس وہ اُنہیں چن لے گی۔ جب وہ اُس کے پیٹ میں پہنچ جائیں گے تو وہ اُن پر ہنہنائے گی اور وہ اُس پر ہنہنائیں گے، اور وہ اُن پر چیخے گی اور وہ اُس پر چیخیں گے، اور وہ اُن پر سانس بھرے گی اور وہ اُس پر سانس بھریں گے۔ پھر وہ تیز اور بولنے والی زبانوں سے کہیں گے: اے ہمارے رب ! تُو نے ہمارے لیے بت پرستوں سے پہلے آگ کیوں واجب کر دی؟ پس اُنہیں اللہ کی جانب سے جواب آئے گا کہ جو جانتا تھا وہ اُس کی طرح نہیں جو نہیں جانتا(3)۔

وروي عن آل البيت (عليهم السلام) عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال : إذا كان يوم القيامة تأتي فاطمة الزهراء (عليها السلام) على ناقة من نياق الجنة ، خطامها من لؤلؤ رطب ، وقوائمها من زمرد أخضر ، وذنبها من مسك أذفر ، وعيناها من ياقوت أحمر ، وعليها قبّة من النور ، يرى باطنها من ظاهرها ، داخلها عفو الله ، وخارجها رحمة الله ، وعلى رأسها تاج من النور ، وله سبعون ركناً ، كل ركن مرصَّع بالدر والياقوت ، يضيء كما يضيء الكوكب في أفق السماء ، وعن يمينها سبعون ألف ملك ، وعن يسارها مثلهم ، وجبرئيل آخذ بخطام الناقة وهو ينادي بأعلى صوته : غضّوا أبصاركم حتى تجوز فاطمة ، فيغضّون أبصارهم حتى تجاوز عرش ربها وتزجّ نفسها عن ناقتها ، وتقول : إلهي وسيِّدي ومولاي ، احكم بيني وبين من ظلمني وقتل ولدي ، فإذا النداء من قبل الله تعالى : يا حبيبتي وابنة حبيبتي ، سليني تعطي واشفعي تشفعي ، فوعزّتي وجلالي لا يجاوزني ظلم ظالم ، فتقول : إلهي وسيّدي ومولاي ، ذريّتي وشيعتي وشيعة ذريّتي ، فإذا النداء من قبل الله تعالى : أين ذرية فاطمة وشيعتها وشيعة ذريتها ومحبّوها ومحبّو ذرّيّتها ؟

آلِ بیت (علیہم السلام) سے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہ زہرا (علیہا السلام) جنت کے شترانِ نجیب میں سے ایک پر سوار ہو کر آئیں گی، اُس کی نکیل تر لؤلؤ کی ہوگی، اُس کے پاؤں سبز زمرد کے، اُس کی دُم خوشبودار مشک کی، اور اُس کی آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی۔ اُس پر نور کا ایک قبہ ہوگا جس کا اندرونی حصہ اُس کے بیرونی حصے سے دکھائی دے گا، اُس کے اندر اللہ کی معافی ہوگی اور اُس کے باہر اللہ کی رحمت۔ اُن کے سر پر نور کا ایک تاج ہوگا جس کے ستر ارکان ہوں گے، ہر رکن موتیوں اور یاقوتوں سے جڑا ہوگا، جو یوں چمکے گا جیسے آسمان کے کنارے پر ستارہ چمکتا ہے۔ اُن کے دائیں جانب ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور اُن کے بائیں جانب اُتنے ہی، اور جبرئیل شتر کی نکیل تھامے ہوں گے اور بلند آواز سے ندا کر رہے ہوں گے: اپنی نگاہیں نیچی کرو یہاں تک کہ فاطمہ گزر جائیں۔ پس وہ اپنی نگاہیں جھکا لیں گے یہاں تک کہ وہ اپنے رب کے عرش سے گزر جائیں گی اور اپنے آپ کو اپنے شتر سے نیچے گرا دیں گی، اور کہیں گی: میرے معبود، میرے سردار اور میرے مولا ! میرے اور اُس کے درمیان فیصلہ فرما جس نے مجھ پر ظلم کیا اور میرے فرزند کو قتل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی: اے میری محبوبہ اور میری محبوبہ کی بیٹی ! مجھ سے مانگ، تجھے عطا کیا جائے گا، اور شفاعت کر، تیری شفاعت قبول کی جائے گی، میری عزت و جلال کی قسم، کسی ظالم کا ظلم میرے سامنے سے نہیں گزرے گا۔ پس وہ کہیں گی: میرے معبود، میرے سردار اور میرے مولا ! میری ذرّیت، میرے شیعہ اور میری ذرّیت کے شیعہ۔ پس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی: فاطمہ کی ذرّیت، اُس کے شیعہ، اُس کی ذرّیت کے شیعہ، اُس کے چاہنے والے اور اُس کی ذرّیت کے چاہنے والے کہاں ہیں؟

فيقولون ـ وقد أحاطت بهم ملائكة الرحمن ـ : ها نحن يا ربَّنا ، فتقودهم فاطمة حتى تدخلهم الجنة ، وهي آخذة بقميص الحسين ، وهو ملطَّخ بالدم ، وقد تعلَّقت بقوائم العرش وهي تقول : يا رب ، احكم بيني وبين قاتل ولدي الحسين ، فيؤخذ لها بحقِّها كما قال القائل :

پس وہ کہیں گے اور رحمٰن کے فرشتے اُنہیں گھیرے ہوئے ہوں گے : اے ہمارے رب ! ہم حاضر ہیں۔ پس فاطمہ اُنہیں لے کر چلیں گی یہاں تک کہ اُنہیں جنت میں داخل کر دیں گی، اور وہ حسین کی قمیض تھامے ہوں گی جو خون سے آلودہ ہوگی، اور عرش کے پایوں سے لپٹی ہوئی کہہ رہی ہوں گی: اے رب ! میرے اور میرے فرزند حسین کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما۔ پس اُن کے لیے اُن کا حق دلایا جائے گا، جیسا کہ کہنے والے نے کہا:

ويلٌ لمن شفعاؤه خصماؤه والصورُ في بَعْثِ الخلائقِ يُنْفَخُ
لابدَّ أن تَرِدَ القيامةَ فاطمٌ وقميصُها بدمِ الحسينِ ملطَّخُ
فتقولُ ربِّي إنني لك أشتكي قَتْلَ الحسينِ ابني وها أنا أصرخُ
واللهُ يأمرُ بالجميعِ لنارِهِ ويلٌ لمن قتلوا الحسينَ يؤرَّخُ [1]

نور العين في مشهد الحسين (عليه السلام) ، أبو إسحاق الإسفراييني : 82 ـ 83.

ہلاکت ہو اُس کے لیے جس کے شفیع ہی اُس کے دشمن ہوں گے
جبکہ مخلوق کے اُٹھائے جانے پر صور پھونکا جا رہا ہوگا
لازم ہے کہ فاطمہ قیامت میں وارد ہوں گی
اور اُن کی قمیض حسین کے خون سے آلودہ ہوگی
پس وہ کہیں گی: اے میرے رب ! میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں
اپنے بیٹے حسین کے قتل کی، اور یہ میں چیخ رہی ہوں
اور اللہ اُن سب کے لیے اپنی آگ کا حکم دے گا
ہلاکت ہو اُن کے لیے جنہوں نے حسین کو قتل کیا، یہ
ہمیشہ لکھا جاتا رہے گا(1)

وسئل سبط ابن الجوزي في يوم عاشوراء زمن الملك الناصر صاحب حلب أن يذكر للناس شيئاً من مقتل الحسين (عليه السلام) ، فصعد المنبر وجلس طويلا لا يتكلَّم ، ثمَّ وضع المنديل على وجهه وبكى شديداً ، ثمَّ أنشأ يقول وهو يبكي :

سبط ابن الجوزی سے عاشورا کے دن، حلب کے فرمانروا ملک ناصر کے زمانے میں درخواست کی گئی کہ لوگوں کے سامنے حسین (علیہ السلام) کے مقتل میں سے کچھ بیان کریں۔ پس وہ منبر پر چڑھے اور دیر تک بیٹھے رہے، کچھ نہ بولے، پھر اپنے چہرے پر رومال رکھا اور شدت سے روئے، پھر روتے ہوئے یہ اشعار پڑھنے لگے:

ويلٌ لمن شفعاؤه خصماؤه والصورُ في نشرِ الخلائقِ ينفخُ
لابدَّ أن تَرِدَ القيامةَ فاطمٌ وقميصها بدم الحسينِ ملطَّخُ

ہلاکت ہو اُس کے لیے جس کے شفیع ہی اُس کے دشمن ہوں گے
جبکہ مخلوق کے پھیلائے جانے پر صور پھونکا جا رہا ہوگا
لازم ہے کہ فاطمہ قیامت میں وارد ہوں گی
اور اُن کی قمیض حسین کے خون سے آلودہ ہوگی

ثمَّ نزل عن المنبر وهو يبكي ، وصعد إلى الصالحية وهو كذلك [1]

پھر وہ روتے ہوئے منبر سے اُترے، اور اِسی حال میں صالحیہ کی طرف چڑھ گئے(1)۔

البداية والنهاية ، ابن كثير : 13/227.

.

ولله درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ ابن العرندس (اُن پر رحمت ہو) کو جزائے خیر دے جب وہ کہتے ہیں:

فويلَ يزيد من عذابِ جهنم إذا أقبلت في الحشرِ فاطمةُ الطهرُ
ملابسُها ثوبٌ من السمِّ أسودٌ وآخرُ قان من دمِ السبطِ محمَرُّ
تنادي وأبصارُ الأنامِ شواخصٌ وفي كلِّ قلب من مَهَابتِها ذُعْرُ
وتشكو إلى اللهِ العليِّ وصوتُها عليٌّ ومولانا عليٌّ لها ظَهْرُ
فلا ينطقُ الطاغي يزيدُ بما جنى وأنّى له عذرٌ ومن شأنِهِ الغدرُ
فيؤخذُ منه بالقصاصِ فيحرمُ الـ
نعيمَ ويُخلىَّ في الجحيمِ له قصرُ ويشدو له الشادي فيطربُهُ الغنا
ويُسْكَبُ في الكأسِ النضارِ له خمرُ
فذاك الغنا في البعثِ تصحيفُهُ العنا
وتصحيفُ ذاك الخمرِ في قلبِهِ الجمرُ أيقرُع جهلا ثغرَ سبطِ محمد
وصاحبُ ذاك الثِغريُحمى به الثغر [2]

الغدير ، الأميني : 17/7.

پس یزید کے لیے ہلاکت ہو جہنم کے عذاب سے
جب قیامت میں پاکیزہ فاطمہ آگے بڑھیں گی
اُن کا ایک لباس زہر سے سیاہ ہوگا
اور دوسرا نواسے کے خون سے سُرخ رنگا ہوا ہوگا
وہ پکاریں گی اور لوگوں کی نگاہیں ساکت و ششدر ہوں گی
اور ہر دل میں اُن کی ہیبت سے دہشت طاری ہوگی
اور وہ اللہ بلند و برتر سے شکایت کریں گی، اور اُن کی آواز
بلند ہوگی، اور ہمارے مولا علی اُن کی پشت پناہ ہوں گے
پس سرکش یزید اپنے کیے پر کچھ نہ بول سکے گا
اور اُس کے لیے کہاں عذر جبکہ عہد شکنی اُس کا شیوہ ہے
پس اُس سے قصاص لیا جائے گا، سو وہ نعمتوں سے محروم رہے گا
اور جہنم میں اُس کے لیے ایک محل خالی چھوڑ دیا جائے گا
اور گانے والا اُس کے لیے گاتا تھا تو گانا اُسے مسرور کرتا
اور سونے کے پیالے میں اُس کے لیے شراب انڈیلی جاتی
پس وہ گانا (الغنا) قیامت میں تبدیل ہو کر رنج (العنا) بن جائے گا
اور وہ شراب (الخمر) اُس کے دل میں انگارہ (الجمر) بن جائے گی

کیا وہ جہالت سے محمد کے نواسے کے دہنِ مبارک پر بید مارتا ہے
حالانکہ اُس دہن کا مالک وہ ہے جس سے سرحدوں کی حفاظت ہوتی ہے(2)

المجلس الثالث ، من اليوم الأول
بكاء النبي (صلى الله عليه وآله) وحزنه على الإمام الحسين (عليه السلام)
روي عن سيِّد العابدين علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : ولا يوم كيوم الحسين (عليه السلام) ، ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل ، يزعمون أنهم من هذه الأمة ، كل يتقرَّب إلى الله عزَّ وجلَّ بدمه ، وهو بالله يذكِّرهم فلا يتعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً.. [1]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 547 ح 10.

.

فلهفي عليهم ما قضى حَتْفَ أنفِهِ كريمٌ لهم إلاَّ بسمٌّ وصارمِ
تجنَّت عليهم آلُ حرب تجرُّماً وجالت عليهم باحتباءِ الجرائم
فكم جَزَروا بالطفِّ منهم أماجداً على ظمأ بالبيضِ جَزْرَ السوائم [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 155.

تیسری مجلس، پہلے دن سے
امام حسین (علیہ السلام) پر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا رونا اور غم
سید العابدین علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) کے دن جیسا کوئی دن نہیں، تیس ہزار افراد اُن کی طرف بڑھے، جو دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اِسی اُمت میں سے ہیں، ہر ایک اُن کے خون بہانے سے اللہ عزوجلّ کا تقرّب چاہتا تھا، اور وہ (حسین) اُنہیں اللہ کی یاد دلا رہے تھے مگر وہ نصیحت نہ مانتے، یہاں تک کہ اُنہوں نے آپ کو سرکشی، ظلم اور زیادتی سے شہید کر دیا۔۔ (1)

۔

پس مجھے اُن پر افسوس ہے کہ اُن میں سے کسی بزرگوار نے
اپنی موت اپنی طبیعت سے نہیں پائی، مگر زہر اور تلوار سے
آلِ حرب نے اُن پر گناہ کرتے ہوئے زیادتی کی
اور جرائم کا دامن سمیٹے اُن پر چڑھ دوڑے
پس کتنے ہی بزرگوں کو اُنہوں نے کربلا میں ذبح کیا
پیاس کی حالت میں تلواروں سے، جیسے چوپایوں کو ذبح کیا جاتا ہے(2)

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن الإمام الرضا ، عن آبائه ، عن علي بن الحسين (عليهم السلام) قال : حدَّثتني أسماء بنت عميس الخثعمية ، قالت : قبلت جدَّتك فاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) بالحسن والحسين ، قالت : فلمَّا ولدت الحسن جاء النبي (صلى الله عليه وآله) فقال : يا أسماء ، هاتي ابني ، قالت : فدفعته إليه في خرقة صفراء ، فرمى بها وقال : ألم أعهد إليكم أن لا تلفّوا المولود في خرقة صفراء ، ودعا بخرقة بيضاء فلفَّه بها ، ثم أذَّن في أذنه اليمنى ، وأقام في أذنه اليسرى ، وقال لعلي (عليه السلام) : بم سمَّيت ابني هذا ؟ قال : ما كنت لأسبقك باسمه يا رسول الله ، قال : وأنا ما كنت لأسبق ربي عزَّ وجلَّ ، قال : فهبط جبرئيل فقال : إن الله يقرأ عليك السلام ويقول لك : يا محمد ، علي منك بمنزلة هارون من موسى إلاَّ أنه لا نبيَّ بعدك ، فسمِّ ابنك باسم ابن

شیخ صدوق (اُن پر رحمت ہو) نے امام رضا سے، اُنہوں نے اپنے آباء سے، اُنہوں نے علی بن الحسین (علیہم السلام) سے روایت کی، آپ نے فرمایا: مجھ سے اسماء بنت عمیس خثعمیہ نے بیان کیا، اُنہوں نے کہا: میں نے تمہاری دادی فاطمہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ہاں حسن اور حسین کی ولادت کے وقت دایہ گری کی۔ اُنہوں نے کہا: جب حسن پیدا ہوئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) تشریف لائے اور فرمایا: اے اسماء! میرا بیٹا لاؤ۔ اُنہوں نے کہا: میں نے اُسے ایک زرد کپڑے میں لپیٹ کر آپ کو دیا، آپ نے اُسے پھینک دیا اور فرمایا: کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ نومولود کو زرد کپڑے میں نہ لپیٹنا؟ اور آپ نے ایک سفید کپڑا منگوایا اور اُسے اُس میں لپیٹا، پھر اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، اور علی (علیہ السلام) سے فرمایا: تم نے میرے اِس بیٹے کا کیا نام رکھا؟ اُنہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اِس کے نام میں آپ سے پہل نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا: اور میں بھی اپنے رب عزّوجلّ سے پہل نہ کرتا۔ فرمایا: پس جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: بے شک اللہ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے: اے محمد! علی آپ کے لیے ایسے ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے لیے، سوائے اِس کے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، پس اپنے بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔

هارون ، قال النبي (صلى الله عليه وآله) : وما اسم بن هارون ؟ قال جبرئيل : شبَّر ، قال : وما شبَّر ؟ قال : الحسن ، قالت أسماء : فسمَّاه الحسن.

ہارون کے بیٹے کا نام کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: شبّر۔ آپ نے فرمایا: شبّر کا کیا معنی؟ اُنہوں نے کہا: حسن۔ اسماء نے کہا: پس آپ نے اُس کا نام حسن رکھا۔

قالت أسماء : فلمَّا ولدت فاطمة الحسين (عليه السلام) نفستها به ، فجاءني النبيّ (صلى الله عليه وآله) فقال : هلمي ابني يا أسماء ، فدفعته إليه في خرقة بيضاء ، ففعل به كما فعل بالحسن قالت : وبكى رسول الله ثمَّ قال : إنه سيكون لك حديث! اللهم العن قاتله ، لا تعلمي فاطمة بذلك.

اسماء کہتی ہیں: جب فاطمہ نے حسین (علیہ السلام) کو جنم دیا تو میں نے اُن کی زچگی کی خدمت کی، پس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے اسماء! میرا بیٹا لاؤ۔ میں نے اُسے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر آپ کو دیا، تو آپ نے اُس کے ساتھ وہی کیا جو حسن کے ساتھ کیا تھا۔ اُنہوں نے کہا: اور رسول اللہ رو پڑے، پھر فرمایا: بے شک تیرے ساتھ ایک واقعہ پیش آئے گا! اے اللہ! اُس کے قاتل پر لعنت کر۔ فاطمہ کو اِس کی خبر نہ دینا۔

قالت أسماء : فلمَّا كان يوم سابعه جاءني النبيّ (صلى الله عليه وآله) فقال : هلمّي ابني ، فأتيته به ففعل به كما فعل بالحسن ، وعقَّ عنه كما عقَّ عن الحسن كبشاً أملح ، وأعطى القابلة الورك ورجلا ، وحلق رأسه ، وتصدَّق بوزن الشعر ورقاً ، وخلق رأسه بالخلوق وقال : إن الدم من فعل الجاهلية ، قالت : ثمَّ وضعه في حجره ، ثم قال : يا أبا عبدالله ، عزيز عليَّ ، ثمَّ بكى.

اسماء کہتی ہیں: جب اُس کے ساتویں دن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا: میرا بیٹا لاؤ۔ میں اُسے آپ کے پاس لائی، تو آپ نے اُس کے ساتھ وہی کیا جو حسن کے ساتھ کیا تھا، اور اُس کی طرف سے عقیقہ کیا جیسے حسن کی طرف سے ایک چتکبرے مینڈھے کا عقیقہ کیا تھا، اور دایہ کو ران اور ایک پاؤں دیا، اور اُس کا سر منڈوایا، اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا، اور اُس کے سر پر خوشبو ملی اور فرمایا: بے شک خون (لگانا) جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ اُنہوں نے کہا: پھر آپ نے اُسے اپنی گود میں بٹھایا، پھر فرمایا: اے ابا عبداللہ! تم مجھ پر بہت گراں ہو، پھر رو پڑے۔

فقلت : بأبي أنت وأمي ، فعلت في هذا اليوم وفي اليوم الأول فما هو ؟ قال : أبكي على ابني هذا ، تقتله فئة باغية كافرة من بني أمية لعنهم الله ، لا أنالهم الله شفاعتي يوم القيامة ، يقتله رجل يثلم الدين ويكفر بالله العظيم ، ثمَّ قال : اللهم إني أسألك فيهما ما سألك إبراهيم في ذريّته ، اللهم أحبِّهما وأحبَّ من يحبُّهما ، والعن من يبغضهما ملء السماء والأرض [1]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/250 ح 1.

ولله درّ الحجّة العظيم الشيخ محمد جواد البلاغي عليه الرحمة إذ يقول :

میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے آج بھی اور پہلے دن بھی یہی کیا، اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اپنے اِس بیٹے پر روتا ہوں، اِسے بنی اُمیہ کی ایک سرکش کافر جماعت شہید کرے گی، اللہ اُن پر لعنت کرے، اللہ اُنہیں قیامت کے دن میری شفاعت نصیب نہ کرے، اِسے وہ شخص شہید کرے گا جو دین میں رخنہ ڈالے گا اور اللہ عظیم کا انکار کرے گا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! میں اِن دونوں کے بارے میں تجھ سے وہی سوال کرتا ہوں جو ابراہیم نے اپنی ذریّت کے بارے میں کیا تھا، اے اللہ! اِن دونوں سے محبت رکھ اور اُس سے بھی جو اِن سے محبت رکھے، اور جو اِن سے بغض رکھے اُس پر آسمان و زمین کی وسعت کے برابر لعنت کر

(1)

اور اللہ عظیم حجّت شیخ محمد جواد بلاغی (اُن پر رحمت ہو) کو جزائے خیر دے جب وہ کہتے ہیں:

وارتاح بالسبطِ قلبُ المصطفى فرحاً لولم يَرُعْهُ بذكرِ الطفِّ ناعيه
رآه خيرَ وليد يُستجارُ به وخيرَ مستشهد في الدينِ يحميه
إنْ تبتهجْ فاطمٌ في يومِ مولدِهِ فليلةَ الطفِّ أمست من بواكيه
أو ينتعشْ قَلْبُها من نورِ طلعتِهِ فقد أُديلَ بقاني الدَّمْعِ جاريه

اور نواسے سے مصطفیٰ کا دل خوشی سے سرشار ہوا
اگر کربلا کے ذکر سے خبر دینے والے نے اُنہیں نہ ڈرایا ہوتا
آپ نے اُسے بہترین فرزند دیکھا جس کی پناہ لی جاتی ہے
اور بہترین شہید جو دین میں اُس کی حفاظت کرتا ہے
اگر فاطمہ اُس کی ولادت کے دن مسرور ہوتی ہیں
تو کربلا کی رات اُن کے رونے والوں میں سے ہو گئی
یا اگر اُن کا دل اُس کے چہرے کے نور سے تازہ ہوتا ہے
تو خون آلود بہتے آنسو سے اُسے بدلہ دیا گیا

فقلبُها لم تَطُلْ فيه مسرَّتُهُ حتى تنازعَ تبريحُ الهوى فيه
يا شمسَ أوجِ العلى ما خلتُ عن كثب
تُمسي وأنت عفيرُ الجسمِ ثاويه فيالجسم على صدرِ النبيِّ رَبَى
توزَّعته المواضي من أعاديه ويا لرأس جلالُ اللهِ توَّجه
به ينوءُ من الميَّادِ عاليه وصدرِ قُدْس حوى أسرارَ بارئِهِ
يكونُ للرجسِ شِمْر من مراقيه ومنحر كان للهادي مُقَبَّلَهُ
أضحى يقبِّلُهُ شِمْرٌ بماضيه يا ثائراً للهدى والدينِ منتصراً
أمست أميَّةُ نالت ثارَها فيه أنَّى وشيخُكَ ساقي الحوضِ حيدرةٌ
تقضي وأنت لهيفُ القلبِ ضاميه [1]

شعراء الغري ، الخاقاني : 2/457 ـ 458.

اُن کا دل، اُس میں خوشی زیادہ دیر نہ ٹھہری
یہاں تک کہ عشق کا دردِ جانکاہ اُس میں کشمکش کرنے لگا
اے بلندیوں کی معراج کے آفتاب ! میں نے قریب سے گمان نہ کیا تھا
کہ تم شام کو خاک آلود جسم لیے وہاں پڑے ہو گے
ہائے وہ جسم جو نبی کے سینے پر پروان چڑھا
دشمنوں کی تلواروں نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا
اور ہائے وہ سر جسے اللہ کے جلال نے تاج پہنایا
جس کے بوجھ سے بلند نیزہ جھک جاتا تھا
اور وہ پاکیزہ سینہ جو اپنے خالق کے رازوں کا امین تھا
پلید شمر کی زینوں میں سے (روندنے کی جگہ) بن گیا
اور وہ حلقوم جو ہادی کے بوسوں کی جگہ تھا
شمر اُسے اپنی تلوار سے چومنے لگا
اے ہدایت اور دین کے لیے انتقام لینے والے فتحیاب !
بنی اُمیہ نے تیرے ذریعے اپنا بدلہ پا لیا
یہ کیونکر ہوا کہ تیرے بزرگ حیدر حوض کے ساقی ہوں
اور تُو پیاس سے جان دے، دل سوختہ اور تشنہ لب رہے(1)

روى ابن قولويه عليه الرحمة ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذا دخل الحسين (عليه السلام) اجتذبه إليه ، ثمَّ يقول لأمير المؤمنين (عليه السلام) : أمسكه ، ثم يقع عليه فيقبِّله ويبكي ، فيقول : يا أبه ، لم تبكي ؟ فيقول : يا بنيَّ ، أقبِّل موضع السيوف منك وأبكي ، قال : يا أبه ، وأقتل ؟ قال : إي والله وأبوك وأخوك وأنت ، قال : يا أبه ، فمصارعُنا شتى ؟ قال : نعم يا بني ، قال : فمن يزورنا من أمتك ؟ قال : لا يزورني ويزور أباك وأخاك وأنت إلاَّ الصدّيقون من أمتي [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/261 ح 14.

.

ابن قولویہ (اُن پر رحمت ہو) نے ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: جب حسین (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آتے تو آپ اُنہیں اپنی طرف کھینچ لیتے، پھر امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے فرماتے: اِسے تھام لو، پھر اُس پر جھک کر اُسے بوسہ دیتے اور روتے۔ وہ عرض کرتے: اے میرے بابا! آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ فرماتے: اے میرے بیٹے! میں تجھ میں تلواروں کی جگہ کو بوسہ دیتا ہوں اور روتا ہوں۔ اُنہوں نے عرض کیا: اے میرے بابا! کیا مجھے قتل کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم! اور تیرے باپ اور تیرے بھائی اور تجھے۔ اُنہوں نے عرض کیا: اے میرے بابا! تو ہماری قتل گاہیں الگ الگ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اے میرے بیٹے۔ اُنہوں نے عرض کیا: تو آپ کی اُمت میں سے کون ہماری زیارت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: میری اور تیرے باپ اور تیرے بھائی اور تیری زیارت میری اُمت میں سے صرف صدّیق لوگ ہی کریں گے

(2)

-

وروى ابن نما عليه الرحمة في مثير الأحزان ، عن ابن عباس قال : لما اشتد برسول الله (صلى الله عليه وآله) مرضه الذي مات فيه ، ضم الحسين (عليه السلام) إلى صدره يسيل من عرقه عليه وهو يجود بنفسه ، ويقول : مالي وليزيد لا بارك الله فيه اللهم العن يزيد ثم غشي عليه طويلاً وأفاق وجعل يقبل الحسين وعيناه تذرفان ، ويقول : أما إن لي ولقاتلك مقاماً بين يدي الله عز وجل [3]

مثير الأحزان ، ابن نما الحلي : 12 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/266 ح 24.

.

اور ابن نما (اُن پر رحمت ہو) نے "مثیر الاحزان" میں ابن عباس سے روایت کی ہے، اُنہوں نے کہا: جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر وہ مرض شدت اختیار کر گیا جس میں آپ کا وصال ہوا، تو آپ نے حسین (علیہ السلام) کو اپنے سینے سے لگا لیا، آپ کا پسینہ اُن پر بہہ رہا تھا اور آپ جان دے رہے تھے، اور فرما رہے تھے: مجھے یزید سے کیا واسطہ! اللہ اُس میں برکت نہ دے، اے اللہ! یزید پر لعنت کر۔ پھر آپ پر ایک طویل غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا تو آپ حسین کو بوسہ دینے لگے اور آپ کی دونوں آنکھیں اشکبار تھیں، اور آپ فرما رہے تھے: خبردار! میرے اور تیرے قاتل کے لیے اللہ عزوجل کے حضور ایک مقام ہوگا

(3)

-

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن محمّد بن عبدالرّحمن ، عن أبيه ، عن عليّ بن أبي طالب (عليه السلام) قال : بينا أنا وفاطمة والحسن والحسين عند رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذ التفت إلينا فبكى ، فقلت : ما يبكيك يا رسول الله ؟ فقال : أبكي ممّا يُصنع بكم بعدي ، فقلت : وما ذاك يا رسول الله ؟ قال : أبكي من ضربتك على القرن ، ولطم فاطمة خدّها ، وطعنة الحسن في الفخذ ، والسمّ الّذي يُسقى ، وقتل الحسين ، قال : فبكى أهل البيت جميعاً ، فقلت : يا رسول الله! ما خلقنا ربّنا إلاّ للبلاء ؟ قال : أبشر يا عليُّ ، فإنّ الله عزّ وجلّ قد عهد إليّ أنّه لا يحبّك إلاّ مؤمن ، ولا يبغضك إلاّ منافق [1]

الأمالي ، للصدوق : 197 ح 2 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 28/51 ح 20 و44/149 ح 17.

ولله درّ الشريف الرضي عليه الرحمة إذ يقول :

يا رسولَ اللهِ لو عاينتَهُمْ وهُمُ ما بين قتل وسبا
من رميض يُمْنَعُ الظلَّ وَمِنْ عاطش يُسقى أنابيبَ القَنَا
ومَسُوق عاثر يسعى به خَلْفَ محمول على غيرِ وِطَا
جَزَرُوا جَزْرَ الأضاحي نَسْلَهُ ثمَّ ساقوا أَهْلَه سَوْقَ الإما
قتلوه بعد علم منهُمُ أنَّه خامسُ أصحابِ الكسا
ميِّتٌ تبكي له فاطمةٌ وأبوها وعليٌّ ذو العلى [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/267.

اور شیخ صدوق (اُن پر رحمت ہو) نے محمد بن عبدالرحمٰن سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: میں، فاطمہ، حسن اور حسین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس تھے کہ اچانک آپ نے ہماری طرف رخ کیا اور رو پڑے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا رُلا رہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اُس پر روتا ہوں جو میرے بعد تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے، اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: میں تیرے سر پر لگنے والی ضرب پر روتا ہوں، اور فاطمہ کے اپنے رخسار پر تھپڑ مارنے پر، اور حسن کے ران میں نیزہ لگنے پر، اور اُس زہر پر جو اُنہیں پلایا جائے گا، اور حسین کے قتل پر۔ آپ نے فرمایا: تو اہلِ بیت سب رو پڑے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے رب نے ہمیں صرف آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ اے علی! کیونکہ اللہ عزوجل نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ تجھ سے محبت صرف مؤمن ہی کرے گا، اور تجھ سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا

(1)

اور شریف رضی (اُن پر رحمت ہو) کیا خوب کہتے ہیں:

اے اللہ کے رسول! اگر آپ اُنہیں دیکھتے
جبکہ وہ قتل اور اسیری کے درمیان تھے
کوئی دھوپ میں جلتا ہوا جسے سایہ سے روکا جاتا اور کوئی
پیاسا جسے نیزوں کے پھل پلائے جاتے تھے
اور کوئی گھسیٹا جاتا، لڑکھڑاتا، دوڑایا جاتا
اُس شخص کے پیچھے جو بغیر بستر (کجاوے) کے اونٹ
پر لادا گیا تھا
اُنہوں نے اُن کی نسل کو قربانی کے جانوروں کی طرح
ذبح کر ڈالا
پھر اُن کے اہل کو لونڈیوں کی طرح ہانک کر لے گئے
اُنہوں نے آپ کو جانتے بوجھتے قتل کیا
کہ آپ اصحابِ کساء میں پانچویں ہیں
وہ مقتول جس پر فاطمہ روتی ہیں
اور اُن کے بابا اور علیِ بلند مرتبت روتے ہیں(2)

فهذا رسول الله (صلى الله عليه وآله) بكاه ونعاه قبل يوم مقتله ، فكيف به لو كان حاضراً يوم العاشر من المحرم ؟ ولو كان حاضراً لكان هو المعزَّى فيه ، فساعد الله قلبه في مصابه بالحسين (عليه السلام) هذا وقد رأته بعض زوجاته وبعض أصحابه في المنام بعد مقتل الحسين (عليه السلام) فرأوه باكياً حزين القلب أشعثَ أغبرَ لمصاب الحسين (عليه السلام) ، روي أن سلمى قالت : دخلت على أم سلمة وهي تبكي ، فقلت : ما يبكيك ؟ قالت : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ـ تعني في المنام ـ وعلى رأسه ولحيته التراب ، فقلت : ما لك يا

تو یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں جو اُن کے قتل کے دن سے پہلے ہی اُن پر روئے اور اُن کا نوحہ کیا۔ تو پھر آپ کا کیا حال ہوتا اگر آپ دسویں محرم کے دن موجود ہوتے؟ اور اگر آپ موجود ہوتے تو اُس دن آپ ہی وہ ہوتے جن سے تعزیت کی جاتی۔ سو اللہ آپ کے دل کو حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں تسلی عطا فرمائے۔ اِس کے باوجود آپ کی بعض ازواج اور بعض اصحاب نے آپ کو حسین (علیہ السلام) کے قتل کے بعد خواب میں دیکھا، تو اُنہوں نے آپ کو حسین (علیہ السلام) کی مصیبت کے سبب روتے ہوئے، دل گرفتہ، پراگندہ حال اور خاک آلود دیکھا۔ روایت ہے کہ سلمی نے کہا: میں اُمِ سلمہ کے پاس گئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ کو کیا رُلا رہا ہے؟ اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو یعنی خواب میں دیکھا اور آپ کے سر اور ریش مبارک پر خاک تھی۔ میں نے عرض کیا: آپ کو کیا ہوا اے

رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟ قال : شهدت قتل الحسين آنفاً [1]

سنن الترمذي : 5/657 ورواه الحاكم في المستدرك على الصحيحين : 4/20.

.

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ)؟ آپ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کے قتل کا گواہ بنا ہوں

(1)

۔

وروى عمار بن أبي عمار ، عن ابن عباس قال : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) فيما يرى النائم بنصف النهار أشعث أغبر بيده قارورة فيها دم ، فقلت : بأبي أنت وأمي يا رسول الله ، ما هذا ؟ فقال (صلى الله عليه وآله) : دم الحسين وأصحابه ، لم أزل ألتقطه منذ اليوم ، فأحصى ذلك اليوم فوجد قد قُتل يومئذ [2]

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/110 ح 2822 و12/185 ح 12837.

.

اور عمار بن ابی عمار نے ابن عباس سے روایت کی ہے، اُنہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب دیکھنے والے کی طرح دوپہر کے وقت پراگندہ حال اور خاک آلود دیکھا، آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: یہ حسین اور اُن کے اصحاب کا خون ہے، میں آج دن بھر سے اِسے جمع کرتا رہا ہوں۔ تو اُس دن کا حساب رکھا گیا، پس معلوم ہوا کہ اُسی دن آپ کو شہید کیا گیا تھا

(2)

۔

وروي عن عامر بن سعد البجلي ، قال : لما قتل الحسين بن علي (عليه السلام) رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في المنام فقال : إن رأيت البراء بن عازب فأقرئه مني السلام وأخبره أن قتلة الحسين بن علي في النار ، وإن كان الله أن يسحت أهل الأرض منه بعذاب أليم ، قال : فأتيت البراء فأخبرته ، فقال : صدق رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، قال رسول الله : من رآني في المنام فقد رآني فإن الشيطان لا يتصوَّر بي [3]

مسند الروياني : 1/291 ح 435 ، تأريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/258 ، ينابيع المودة القندوزي : 3/44ـ 45.

.

اور عامر بن سعد بجلی سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا، آپ نے فرمایا: اگر تم براء بن عازب کو دیکھو تو اُسے میری طرف سے سلام کہنا اور اُسے بتانا کہ حسین بن علی کے قاتل جہنم میں ہیں، اگرچہ اللہ زمین والوں کو اُس کی وجہ سے دردناک عذاب کے ساتھ ہلاک کرنے والا ہو۔ اُنہوں نے کہا: تو میں براء کے پاس آیا اور اُسے یہ بتایا، تو اُنہوں نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے سچ فرمایا۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے واقعی مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا

(3)

۔

وروي أن ابن الهبارية الشاعر اجتاز بكربلا فجعل يبكي على الحسين وأهله (عليهم السلام) وأنشد شعراً :

اور روایت ہے کہ شاعر ابن الہبار یہ کربلا سے گزرا تو حسین اور اُن کے اہلِ بیت (علیہم السلام) پر رونے لگا اور اُس نے یہ اشعار پڑھے:

أحسينُ والمبعوثِ جدِّك بالهدى قسماً يكونُ الحقُّ عنه مُسَائِلي
لو كنتُ شَاهِدَ كربلا لبذلتُ في تنفيسِ كَرْبِكَ جُهْدَ بَذْلِ الباذلِ

اے حسین ! تیرے جد کی قسم جو ہدایت کے ساتھ مبعوث کیے گئے
ایسی قسم کہ حق مجھ سے اُس کے بارے میں سوال کرے گا
اگر میں کربلا میں موجود ہوتا تو میں
تیرے کرب کو دور کرنے میں بذل کرنے والے کی سی پوری کوشش صرف کر دیتا

ثمَّ نام في مكانه فرأى النبيَّ (صلى الله عليه وآله) في المنام ، فقال له : (يا فلان) جزاك الله عني خيراً ، أبشر ، فإن الله قد كتبك ممن جاهد بين يدي ابني الحسين (عليه السلام) [4]

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/48 ، تذكرة الخواص ، ابن الجوزي : 245.

.

پھر وہ اپنی جگہ سو گیا اور اُس نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا، آپ نے اُس سے فرمایا: (اے فلاں) اللہ تجھے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، خوش ہو جا، کیونکہ اللہ نے تجھے اُن لوگوں میں لکھ دیا ہے جنہوں نے میرے بیٹے حسین (علیہ السلام) کے سامنے جہاد کیا
(4)
-

ولله درّ الشيخ صالح الكواز عليه الرحمة إذ يقول :

يا أيُّها النبأُ العظيمُ إليكَ في ابنيك منّي أعظمَ الأنباءِ

اور شیخ صالح الکواز (اُن پر رحمت ہو) کیا خوب کہتے ہیں:

اے وہ نبأِ عظیم ! تیرے دونوں بیٹوں کے بارے میں میری طرف سے سب سے بڑی خبر آ رہی ہے

إنَّ اللذينِ تَسَارَعا يقيانِكَ الـ أرماحَ في صفّينَ بالهيجاءِ
فأخذتَ في عضديهما تَثْنِيهما عمًّا أَمَامَكَ من عظيمِ بَلاَءِ
ذَا قاذفٌ كبداً له قِطَعاً وذا في كربلاءَ مُقَطَّعُ الأعضاءِ
مُلْقَىً على حَرِّ الصعيدِ لوجهِهِ في فتية بيضِ الوُجُوهِ وِضَاءِ
تلك الوجوهُ المُشْرِقَاتُ كأنَّها الـ أقمارُ تَسْبَحُ في غديرِ دِمَاءِ
ومغسَّلينَ ولا مياه لَهُم سوى عَبَراتِ ثكلى حَرَّةِ الأحشاء [1]

رياض المدح والرثاء ، القديحي : 161.

بے شک وہ دونوں جو تجھے بچانے کے لیے دوڑ پڑے
صفین میں نیزوں کے سامنے، معرکے کی گھڑی میں
پھر تو نے اُن کے بازو پکڑ کر اُنہیں روکا
اُس عظیم بلا سے جو تیرے آگے پیش آنے والی تھی
یہ ایک وہ ہے جس کا جگر ٹکڑے ٹکڑے پھینک دیا گیا
اور یہ دوسرا کربلا میں جس کے اعضاء کاٹ دیے گئے
تپتی زمین پر اپنے چہرے کے بل ڈالا ہوا
روشن چہروں والے تابناک جوانوں کے درمیان
وہ منور چہرے گویا کہ
خون کے تالاب میں تیرتے چاند تھے
اور ایسے غسل دیے گئے کہ اُن کے لیے پانی نہ تھا
سوائے
اُس ماں کے آنسوؤں کے جو بیٹے سے محروم اور جس
کا سینہ جل رہا ہو(1)

المجلس الرابع ، من اليوم الأول
بكاء الإمام زين العابدين (عليه السلام) وحزنه على أبيه الإمام الحسين (عليه السلام)

جاء في بعض زيارات الأئمة (عليهم السلام) : يا مواليّ ، فلو عاينكم المصطفى وسهام الأمّة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليل الفسق من ورعكم ، وغيظ الكفر من إيمانكم ، وأنتم بين صريع في محراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانه ، وقتيل بالعراء قد رفع فوق القناة رأسه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قطّعت بجرع السمّ أمعاؤه [2]

المزار ، المشهدي : 298.

فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوة إلاّ بالله العلي العظيم.

روي عن بشر بن حذلم أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) لما جاء من الأسر وأراد دخول المدينة وجّهه إليهم فنعى الإمام الحسين (عليه السلام) ، قال : فلم يبق في المدينة

چوتھی مجلس، پہلے دن سے
امام زین العابدین (علیہ السلام) کا اپنے والد امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ اور غم
ائمہ (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: اے میرے مولاؤ! اگر مصطفیٰ آپ کو اِس حال میں دیکھتے کہ اُمت کے تیر آپ کے جگروں میں پیوست ہیں، اور اُن کے نیزے آپ کے سینوں کی طرف تانے ہوئے ہیں، اور اُن کی تلواریں آپ کے خون میں سرشار ہیں، حرام زادے اپنے فسق کی پیاس آپ کے تقویٰ سے بجھا رہے ہیں، اور کفر اپنا غصہ آپ کے ایمان سے، اور آپ اِس حال میں ہیں کہ کوئی محراب میں ذبح ہوا پڑا ہے جس کے سر کو تلوار نے چیر دیا ہے، اور کوئی جنازے پر شہید ہے جس کے کفن تیروں سے چھید دیے گئے ہیں، اور کوئی کھلے میدان میں مقتول ہے جس کا سر نیزے پر بلند کر دیا گیا ہے، اور کوئی قید میں زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے جس کے اعضاء لوہے سے کچل دیے گئے ہیں، اور کوئی زہر آلود ہے جس کی آنتیں زہر کے گھونٹوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہیں
(2)
پس بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اللہ بلند و عظیم کی مدد سے۔

بشر بن حذلم سے روایت ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) جب اسیری سے واپس آئے اور مدینہ میں داخل ہونا چاہا تو آپ نے مجھے اُن (اہلِ مدینہ) کی طرف بھیجا، تو میں نے امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر سنائی۔ وہ کہتے ہیں: پھر مدینہ میں کوئی

مخدَّرة ولا محجَّبة إلاَّ برزن من خدورهن وهن بين باكية ونائحة ولاطمة ، فلم ير يوم أمرّ على أهل المدينة منه ، وسألوه : من أنت ؟ قال : فقلت : أنا بشر بن حذلم ، وجَّهني علي بن الحسين ، وهو نازل في موضع كذا وكذا مع عيال أبي عبدالله ونسائه ، قال : فتركوني مكاني وبادروني ، فضربت فرسي حتى رجعت إليهم ، فوجدت الناس قد أخذوا الطرق والمواضع ، فنزلت عن فرسي وتخطَّيت رقاب الناس حتى قربت من باب الفسطاط ، وكان علي بن الحسين داخلا فخرج وبيده خرقة يمسح بها دموعه ، وخادم معه كرسي ، فوضعه وجلس وهو مغلوب على لوعته ، فعزَّاه الناس ، فأومأ إليهم أن اسكتوا ، فسكنت فورتهم فقال (عليه السلام) : الحمد لله ربّ العالمين ، مالك يوم الدّين ، باريء الخلائق أجمعين ، الذي بُعد فارتفع في السموات العلى ، وقرُب فشهد النجوى ، نحمده على عظائم الأمور ، وفجائع الدهور ، وجليل الرزء ، وعظيم المصائب.

پردہ نشین اور کوئی حجاب والی عورت باقی نہ رہی مگر وہ اپنے پردوں سے باہر نکل آئیں اور وہ کوئی رو رہی تھی، کوئی نوحہ کر رہی تھی اور کوئی سینہپیٹ رہی تھی، پس اہلِ مدینہ پر اُس سے زیادہ تلخ دن کبھی نہ دیکھا گیا۔ اور اُنہوں نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں بشر بن حذلم ہوں، مجھے علی بن الحسین نے بھیجا ہے، اور وہ فلاں فلاں مقام پر ابو عبداللہ کے اہل و عیال اور اُن کی عورتوں کے ساتھ اترے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: پھر لوگوں نے مجھے میری جگہ چھوڑ دیا اور آگے دوڑ پڑے، تو میں نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا یہاں تک کہ اُن کے پاس واپس پہنچا، تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ اُنہوں نے راستوں اور جگہوں کو گھیر رکھا تھا۔ پس میں اپنے گھوڑے سے اترا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا خیمے کے دروازے کے قریب پہنچا، اور علی بن الحسین اندر تھے، پھر آپ باہر تشریف لائے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جس سے آپ اپنے آنسو پونچھ رہے تھے، اور آپ کے ساتھ ایک خادم تھا جس کے پاس ایک کرسی تھی، اُس نے اُسے رکھا اور آپ بیٹھ گئے اور آپ اپنے سوز و غم پر مغلوب تھے۔ پس لوگوں نے آپ کو تعزیت پیش کی، تو آپ نے اُنہیں اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ، پس اُن کا جوش تھم گیا۔ تب آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، روزِ جزا کا مالک ہے، تمام مخلوقات کا خالق ہے، جو دور ہونے کے باوجود بلند و بالا آسمانوں سے بھی بلند ہے، اور قریب ہونے کے باوجود سرگوشیوں کو سنتا ہے۔ ہم اُس کی حمد کرتے ہیں اِن عظیم واقعات پر، اور زمانے کے سانحوں پر، اور اِس جلیل مصیبت پر، اور اِن عظیم مصائب پر۔

أيها القوم ، إن الله ـ وله الحمد ـ ابتلانا بمصيبة جليلة ، وثلمة في الإسلام عظيمة ، قتل أبو عبدالله وعترته ، وسبي نساؤه وصبيته ، وداروا برأسه في البلدان ، من فوق عالي السنان.

اے لوگو! بے شک اللہ نے — اور اُسی کے لیے حمد ہے — ہمیں ایک عظیم مصیبت میں بتلا کیا، اور اسلام میں ایک بڑا شگاف ڈالا گیا۔ ابو عبداللہ اور اُن کی عترت کو قتل کر دیا گیا، اور اُن کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا گیا، اور اُن کے سر کو بلند نیزوں پر شہروں میں پھرایا گیا۔

أيها الناس ، فأيُّ رجالات منكم يُسرُّون بعد قتله ؟ أم أية عين منكم تحبس دمعها وتضنّ عن انهمالها ؟ فلقد بكت السبع الشداد لقتله ، وبكت البحار والسموات والأرض والأشجار والحيتان والملائكة المقرّبون ، وأهل السموات أجمعون.

اے لوگو! تم میں سے کون سے مرد اُن کی شہادت کے بعد خوش ہو سکتے ہیں؟ یا تم میں سے کون سی آنکھ اپنے آنسو روک سکتی ہے اور اُن کے بہنے سے بخل کر سکتی ہے؟ پس بے شک اُن کی شہادت پر سات مضبوط آسمانوں نے گریہ کیا، اور سمندروں، آسمانوں، زمین، درختوں، مچھلیوں، مقرب فرشتوں اور تمام اہلِ آسمان نے گریہ کیا۔

أيها الناس ، أيُّ قلب لا ينصدع لقتله ؟ أم أيُّ فؤاد لا يحنّ إليه ؟ أم أيُّ سمع يسمع هذه الثلمة التي ثلمت في الإسلام ؟

اے لوگو! کون سا دل ہے جو اُن کی شہادت پر پھٹ نہ جائے؟ یا کون سا دل ہے جو اُن کے لیے تڑپ نہ اُٹھے؟ یا کون سا کان ہے جو اِس شگاف کو سنے جو اسلام میں ڈالا گیا؟

أيّها الناس أصبحنا مطرودين مشرَّدين مذودين شاسعين عن الأمصار ، كأنّا أولاد ترك أو كابل ، من غير جرم اجترمناه ، ولا مكروه ارتكبناه ، ما سمعنا

اے لوگو! ہم اِس حال میں ہو گئے کہ دھتکارے ہوئے، دربدر، کھدیڑے ہوئے اور شہروں سے دور، گویا ہم ترک یا کابل کی اولاد ہوں، بغیر کسی جرم کے جو ہم نے کیا ہو، اور بغیر کسی ناپسندیدہ کام کے جس کا ہم نے ارتکاب کیا ہو۔ ہم نے کبھی نہیں سنا

بهذا في آبائنا الأولين ، إن هذا إلاّ اختلاق ، والله لو أن النبي (صلى الله عليه وآله) تقدَّم إليهم في قتالنا كما تقدَّم إليهم في الوصاة بنا لما زادوا على ما فعلوه ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون [1]

مثير الأحزان ، ابن نما : 90 ـ 91.

.

کہ ہمارے پہلے آباؤ اجداد میں ایسا ہوا ہو، یہ تو محض ایک گھڑی ہوئی بات ہے۔ اللہ کی قسم ! اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اُنہیں ہم سے لڑنے کا حکم دیا ہوتا جیسے آپ نے اُنہیں ہمارے بارے میں وصیت کی تھی، تو وہ اُس سے زیادہ نہ کرتے جو اُنہوں نے کیا۔ پس بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

(1)

۔

أبادوهُمُ قتلا وسُماً ومُثلةً كأنَّ رسولَ الله ليس لهم أبُ كأنَّ رسولَ اللهِ من حُكْمِ شَرْعِهِ على آلِهِ أن يُقتلوا أو يُصَلَّبُوا

اُنہوں نے اُنہیں قتل، زہر اور مثلہ کر کے فنا کر ڈالا
گویا رسولِ خدا اُن کے کوئی باپ ہی نہ تھے
گویا رسولِ خدا کے دین کے حکم میں یہ لکھا تھا
کہ اُن کی آل یا تو قتل کی جائے یا سولی چڑھائی جائے

وروى المحدِّثون أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) بكى على أبيه الحسين (عليه السلام) عشرين سنة ، وما وضع بين يديه طعام إلاّ بكى ، حتى قال له مولى له : يا ابن رسول الله ، أما آن لحزنك أن ينقضي ؟ فقال له : ويحك ؟ إن يعقوب النبي (عليه السلام) كان له اثنا عشر ابناً ، فغيَّب الله عنه واحداً منهم فابيضَّت عيناه من كثرة بكائه عليه ، وشاب رأسه من الحزن ، واحدودب ظهره من الغمّ ، وكان ابنه حياً في الدنيا ، وأنا نظرت إلى أبي وأخي وعمي وسبعة عشر من أهل بيتي مقتولين حولي ، فكيف ينقضي حزني ؟!. [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 46/63.

محدّثین نے روایت کیا ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) نے اپنے والد حسین (علیہ السلام) پر بیس سال تک گریہ فرمایا، اور جب بھی اُن کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو آپ رو پڑتے، یہاں تک کہ اُن کے ایک خادم نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول ! کیا اب آپ کے غم کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ! بے شک یعقوب نبی (علیہ السلام) کے بارہ بیٹے تھے، پس اللہ نے اُن میں سے ایک کو اُن سے غائب کر دیا تو اُن کی آنکھیں اُس پر کثرتِ گریہ سے سفید ہو گئیں، اور اُن کا سر غم سے سفید ہو گیا، اور اُن کی کمر رنج سے خمیدہ ہو گئی، حالانکہ اُن کا بیٹا دنیا میں زندہ تھا۔ اور میں نے تو اپنے والد، اپنے بھائی، اپنے چچا اور اپنے اہلِ بیت کے سترہ افراد کو اپنے گرد قتل ہوتے دیکھا، تو میرا غم کیسے ختم ہو؟ !

(2)

وروي عن الإمام الصادق (عليه السلام) قال : بكى علي بن الحسين (عليه السلام) عشرين سنة ، وما وضع بين يديه طعام إلاّ بكى ، حتى قال له مولى له : جعلت فداك يا ابن رسول الله ، إني أخاف أن تكون من الهالكين ، قال : إنما أشكو بثّي وحزني إلى الله ، وأعلم من الله ما لا تعلمون ، إني لم أذكر مصرع بني فاطمة إلاّ خنقتني العبرة.

اور امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: علی بن الحسین (علیہ السلام) نے بیس سال تک گریہ فرمایا، اور جب بھی اُن کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو آپ رو پڑتے، یہاں تک کہ اُن کے ایک خادم نے عرض کیا: میں آپ پر قربان اے فرزندِ رسول ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تو اپنے رنج و غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں، اور میں اللہ کی جانب سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ جب بھی میں اولادِ فاطمہ کی شہادت گاہ کو یاد کرتا ہوں تو آنسو میرا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔

وقيل : إنه بكى حتى خيف على عينيه وكان (عليه السلام) إذا أخذ إناء يشرب ماء بكى حتى يملأها دمعاً ، فقيل له في ذلك فقال : وكيف لا أبكي وقد مُنع أبي من الماء الذي كان مطلقاً للسباع والوحوش ؟ وقيل له : إنك لتبكي دهرك ، فلو قتلت نفسك لما زدت على هذا ، فقال : نفسي قتلتها وعليها أبكي [3]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/303 ، عنه بحار الأنوار : 46/108 ح 1.

.

اور کہا گیا ہے کہ آپ نے اِس قدر گریہ فرمایا کہ آپ کی آنکھوں کے متعلق اندیشہ ہونے لگا، اور آپ (علیہ السلام) جب بھی کوئی برتن پانی پینے کے لیے اُٹھاتے تو اِس قدر روتے کہ اُسے آنسوؤں سے بھر دیتے۔ اِس کے بارے میں آپ سے کہا گیا تو آپ نے فرمایا: میں کیوں نہ روؤں جبکہ میرے والد کو وہ پانی روک دیا گیا جو درندوں اور جنگلی جانوروں کے لیے آزاد تھا؟ اور آپ سے کہا گیا: آپ تو اپنی ساری عمر روتے رہتے ہیں، اگر آپ اپنی جان دے دیتے تو اِس سے زیادہ نہ کرتے۔ آپ نے فرمایا: میری جان تو قتل کر دی گئی، اور میں اُسی پر روتا ہوں

(3)

۔

وعن محمد بن سهل البحراني رفعه إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : البكاؤن خمسة : آدم ، ويعقوب ، ويوسف ، وفاطمة بنت محمد ، وعلي بن الحسين (عليهم السلام) فأمّا آدم : فبكى على الجنَّة حتى صار في خدّيه أمثال الأودية ، وأمّا يعقوب : فبكى على يوسف حتى ذهب بصره ، وحتى قيل له : « تَاللهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضاً أَوْ تَكُونَ مِنْ الْهَالِكِينَ » [1]

سورة يوسف ، الآية : 85.

وأمَّا يوسف : فبكى على يعقوب حتى تأذَّى به أهل السجن فقالوا : إمّا أن تبكي بالنهار وتسكت بالليل ، وإمّا أن تبكي بالليل وتسكت بالنهار ، فصالحهم على واحد منهما ، وأمَّا فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله) : فكبت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى تأذَّى بها أهل المدينة ، وقالوا لها : قد آذيتنا بكثرة بكائك ، فكانت تخرج إلى المقابر مقابر الشهداء فتبكي حتى تقضي حاجتها ثم تنصرف ، وأمَّا علي بن الحسين (عليهما السلام) فبكى على الحسين عشرين سنة أو أربعين سنة ، وما وضع بين يديه طعام إلاَّ بكى ، حتى قال له مولى له : جعلت فداك يا ابن رسول الله ، إني أخاف عليك أن تكون من الهالكين ، قال : إنما أشكو بثّي وحزني إلى الله ، وأعلم من الله ما لا تعلمون ، إني لم أذكر مصرع بني فاطمة إلاَّ خنقتني لذلك عبرة [2]

الخصال ، الصدوق : 272 ، الأمالي ، الصدوق : 240 ، بحار الأنوار : 46/108 ح 2.

.

اور محمد بن سہل بحرانی سے مرفوعاً امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) تک روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: رونے والے پانچ ہیں: آدم، یعقوب، یوسف، فاطمہ بنتِ محمد اور علی بن الحسین (علیہم السلام)۔ رہے آدم: تو اُنہوں نے جنت پر اِس قدر گریہ کیا کہ اُن کے رخساروں پر وادیوں جیسے (آنسوؤں کے) نشان پڑ گئے۔ اور رہے یعقوب: تو اُنہوں نے یوسف پر اِس قدر گریہ کیا کہ اُن کی بینائی جاتی رہی، یہاں تک کہ اُن سے کہا گیا: «

خدا کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گھل کر (ہلاکت کے قریب) ہو جائیں یا ہلاک ہو جائیں

»

(1)

۔ اور رہے یوسف: تو اُنہوں نے یعقوب پر اِس قدر گریہ کیا کہ قید خانے والے اُن سے تنگ آ گئے، پس اُنہوں نے کہا: یا تو آپ دن کو روئیں اور رات کو خاموش رہیں، یا رات کو روئیں اور دن کو خاموش رہیں، تو آپ نے اِن میں سے ایک بات پر اُن سے مصالحت کر لی۔ اور رہیں فاطمہ بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ): تو اُنہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر اِس قدر گریہ کیا کہ اہلِ مدینہ اُن سے تنگ آ گئے اور اُن سے کہا: آپ نے اپنے کثرتِ گریہ سے ہمیں تکلیف میں ڈال دیا ہے، پس آپ قبرستان – شہداء کی قبروں کی طرف – نکل جاتیں اور اِس قدر روتیں کہ اپنی حاجت پوری کر لیتیں، پھر واپس آ جاتیں۔ اور رہے علی بن الحسین (علیہما السلام): تو اُنہوں نے حسین پر بیس سال یا چالیس سال گریہ فرمایا، اور جب بھی اُن کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو آپ رو پڑتے، یہاں تک کہ اُن کے ایک خادم نے عرض کیا: میں آپ پر قربان اے فرزندِ رسول! مجھے آپ پر ڈر ہے کہ کہیں آپ ہلاک ہونے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تو اپنے رنج و غم کی شکایت صرف اللہ سے کرتا ہوں، اور میں اللہ کی جانب سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ جب بھی میں اولادِ فاطمہ کی شہادت گاہ کو یاد کرتا ہوں تو اُس پر آنسو میرا گلا گھونٹ دیتے ہیں

(2)

۔

وروى ابن قولويه عليه الرحمة عن إسماعيل بن منصور ، عن بعض الأصحاب ، قال : أشرف مولى لعلي بن الحسين (عليهما السلام) وهو في سقيفة له ساجد يبكي ، فقال له : يا علي بن الحسين ، أما آن لحزنك أن ينقضي ؟ فرفع رأسه إليه فقال : ويلك أو ثكلتك أمك ، والله لقد شكا يعقوب إلى ربه في أقل مما رأيتُ حين قال : « يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ » ، وإنه فقد ابناً واحداً ، وأنا رأيت أبي وجماعة أهل بيتي يذبحون حولي.

اور ابنِ قولویہ علیہ الرحمہ نے اسماعیل بن منصور سے، اُنہوں نے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے کہا: علی بن الحسین (علیہما السلام) کے ایک خادم نے اُن پر نظر ڈالی جبکہ آپ اپنے ایک چھپر میں سجدے کی حالت میں رو رہے تھے، تو اُس نے عرض کیا: اے علی بن الحسین! کیا اب آپ کے غم کے ختم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ پس آپ نے اپنا سر اُس کی طرف اُٹھایا اور فرمایا: تجھ پر افسوس! یا تیری ماں تجھے کھو دے، اللہ کی قسم! یعقوب نے اپنے پروردگار سے اُس سے کہیں کم پر شکایت کی تھی جو میں نے دیکھا، جب اُنہوں نے کہا: «

ہائے یوسف کا افسوس

»، حالانکہ اُنہوں نے تو صرف ایک بیٹا کھویا تھا، اور میں نے تو اپنے والد اور اپنے اہلِ بیت کی ایک جماعت کو اپنے گرد ذبح ہوتے دیکھا۔

قال : وكان علي بن الحسين (عليه السلام) يميل إلى ولد عقيل ، فقيل له : ما بالك تميل إلى بني عمّك هؤلاء دون آل جعفر ؟ فقال : إني أذكر يومهم مع أبي عبدالله الحسين بن علي (عليه السلام) فأرقّ لهم [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 213 ـ 214 عنه بحار الأنوار : 46/109 ح 4.

.

راوی کہتا ہے: اور علی بن الحسین (علیہ السلام) اولادِ عقیل کی طرف مائل رہتے تھے، تو آپ سے کہا گیا: آپ کو کیا ہوا کہ آپ آلِ جعفر کے بجائے اپنے اِن چچازاد بھائیوں کی طرف مائل رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ابو عبداللہ حسین بن علی (علیہ السلام) کے ساتھ اُن کا دن یاد کرتا ہوں تو اُن پر میرا دل نرم ہو جاتا ہے (1)

-

قال السيّد ابن طاووس عليه الرحمة : روي عن الإمام الصادق (عليه السلام) أنه قال : إن زين العابدين (عليه السلام) بكى على أبيه أربعين سنة صائماً نهاره قائماً ليله ، فإذا حضر الإفطار جاءه غلامه بطعامه وشرابه ، فيضعه بين يديه فيقول : كل يا مولاي ، فيقول : قتل ابن رسول الله جائعاً ، قتل ابن رسول الله عطشاناً ، فلا يزال يكرِّر ذلك ويبكي حتى يبلَّ طعامه من دموعه ، ثمَّ يمزج شرابه بدموعه ، فلم يزل كذلك حتى لحق بالله عز وجل [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 45/149.

.

سیّد ابنِ طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا: امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک زین العابدین (علیہ السلام) نے اپنے والد پر چالیس سال گریہ فرمایا، دن کو روزے سے اور رات کو قیام میں، اور جب افطار کا وقت آتا تو آپ کا غلام آپ کا کھانا اور پینے کی چیز لے کر آتا اور آپ کے سامنے رکھتا اور کہتا: کھائیے میرے آقا! تو آپ فرماتے: رسول اللہ کا فرزند بھوکا قتل کیا گیا، رسول اللہ کا فرزند پیاسا قتل کیا گیا، اور آپ اِسے مسلسل دہراتے اور روتے رہتے یہاں تک کہ آپ کا کھانا آپ کے آنسوؤں سے تر ہو جاتا، پھر آپ اپنے پینے کی چیز کو اپنے آنسوؤں سے آمیز کر لیتے، اور آپ اِسی حال میں رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے (2)

-

ويروى عن الإمام زين العابدين (عليه السلام) أنه

نحن بنو المصطفى ذوو غصص يَجْرَعُها في الأنامِ كاظمُنا
عظيمةٌ في الأنامِ محنتُنا أوَّلُنا مبتلى وآخِرُنا
يفرح هذا الورى بعيدِهِمُ ونحن أعيادُنا مآتمُنا
والناسُ في الأمن والسرورِ وما يأمنُ طولَ الزمانِ خائفُنا
وما خصصنا به من الشرفِ الـ طائلِ بينَ الأنامِ آفتُنا
يحكم فيما الحكم فيه لنا جاحدُنا حقَّنا وغاصبنا [3]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 46/92.

اور امام زین العابدین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے (فرمایا):

ہم مصطفیٰ کی اولاد ہیں، غموں کی گھونٹوں والے
جنہیں ہمارا صابر لوگوں کے درمیان پیتا رہتا ہے
لوگوں میں عظیم ہے ہماری آزمائش
ہمارا پہلا بھی مبتلا اور ہمارا آخری بھی
یہ خلقت اُن کی عید پر خوش ہوتی ہے
اور ہماری عیدیں ہمارے ماتم ہیں
لوگ امن اور مسرت میں ہیں، اور
طولِ زمانہ میں ہمارا خوف زدہ کبھی امن میں نہیں
اور وہ عظیم شرف جو ہمیں مخصوص عطا ہوا
لوگوں کے درمیان وہی ہماری آفت بن گیا
وہ اُس معاملے میں فیصلہ کرتا ہے جس کا حکم ہمارے لیے ہے
جو ہمارے حق کا منکر اور ہمارا غاصب ہے(3)

روي عن عبدالله بن دينار ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال : يا عبدالله ، ما من عيد للمسلمين أضحى ولا فطر إلاّ وهو يجدِّد لآل محمد فيه حزناً ، قلت : ولم ذاك ؟ قال : لأنهم يرون حقَّهم في يد غيرهم [4]

الكافي ، الكليني : 4/170 ح 2.

.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے، وہ ابو جعفر (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ ! مسلمانوں کی کوئی عید نہیں، نہ عیدِ اضحیٰ اور نہ عیدِ فطر، مگر یہ کہ وہ آلِ محمد کے لیے اُس میں غم کو تازہ کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کیا: ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا: کیونکہ وہ اپنا حق دوسروں کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں

(4)

-

واتفق الرواة أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) كان من أكثر أهل البيت (عليهم السلام) بكاء وحزناً على الحسين (عليه السلام) ، لأنه رأى واقعة الطف بعينه وشاهد ما جرى على عمَّاته وأخواته من الضرب والسبي.

وقال بعضهم : وكان (عليه السلام) كلما اجتمع إليه جماعة ، أو وفد من وفود الأقطار يردد عليهم تلك المأساة ويقص عليهم من أخبارها ، ويخرج إلى السوق أحيانا ، فإذا رأى جزاراً يُريد أن يذبح شاةً أو غيرها يدنو منه ، ويقول : هل سقيتها الماء ؟ فيقول له : نعم يا بن رسول الله إنا لا نذبح حيواناً حتى نسقيها ولو قليلاً من الماء فيبكي عند ذلك ، ويقول (عليه السلام) : لقد ذُبح أبو عبدالله عطشانا [1]

كتاب الأئمة الإثني عشر ، السيد هاشم معروف الحسني : 2/115.

.

راویوں کا اتفاق ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) اہلِ بیت (علیہم السلام) میں سے حسین (علیہ السلام) پر سب سے زیادہ گریہ اور غم کرنے والوں میں سے تھے، کیونکہ آپ نے واقعۂ کربلا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور مشاہدہ کیا تھا کہ آپ کی پھوپھیوں اور بہنوں پر کیا کچھ گزرا، مار پیٹ اور اسیری کی صورت میں۔

بعض نے کہا ہے: اور آپ (علیہ السلام) جب کبھی آپ کے پاس کوئی جماعت یا مختلف علاقوں سے آنے والا کوئی وفد جمع ہوتا تو آپ اُن کے سامنے اُس مصیبت کو بار بار دہراتے اور اُس کی خبریں اُنہیں سناتے، اور کبھی بازار کی طرف نکلتے، تو جب کسی قصائی کو دیکھتے کہ وہ کسی بکری یا کسی اور جانور کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اُس کے قریب جاتے اور فرماتے: کیا تم نے اِسے پانی پلایا ہے؟ تو وہ کہتا: ہاں اے فرزندِ رسولِ خدا ! ہم کسی جانور کو ذبح نہیں کرتے جب تک اُسے پانی نہ پلا لیں، خواہ تھوڑا ہی سا ہو۔ تو آپ یہ سن کر روتے اور فرماتے (علیہ السلام): ابو عبداللہ کو تو پیاسا ذبح کیا گیا

(1)

-

ويقول الشاعر الحاج محمد علي آل كمونة عليه الرحمة في ذلك :

ويل الفرات أبادَ الله غامرَهُ ورد واردَه بالرغم لهفانا
لم يطفِ حرَ غليلِ السبطِ باردَه
حتى قضى في سبيلِ اللهِ عطشانا
لم يُذبح الكبشُ حتى يُرو من ظمأ ويُذبحُ ابنُ رسولِ اللهِ ضمآنا
فياسماءُ لهذا الحادثِ انفطري فما القيامةُ أدهى للورى شَانا [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 649.

اور اِس بارے میں شاعر حاج محمد علی آل کمونہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں:

ہائے فرات ! اللہ اُس کے وافر پانی کو نابود کرے
جس نے اپنے پیاسے وارد کو تڑپتا ہوا لوٹا دیا
اُس کے ٹھنڈے پانی نے سبط کی پیاس کی حرارت نہ بجھائی
یہاں تک کہ وہ راہِ خدا میں پیاسا شہید ہو گیا
مینڈھا اُس وقت تک ذبح نہیں کیا جاتا جب تک اُس کی پیاس نہ بجھے
اور فرزندِ رسولِ خدا کو پیاسا ذبح کر دیا جاتا ہے
پس اے آسمان ! اِس حادثے پر پھٹ جا
کیونکہ خلق کے لیے قیامت بھی اِس سے زیادہ ہولناک نہیں

ويروى أن أبا حمزة الثمالي رضوان الله تعالى عليه دخل يوماً على الإمام زين العابدين (عليه السلام) فرآه حزيناً كئيباً فقال له : سيّدي ، ما هذا البكاء والجزع ؟ ألم يقتل عمُّك حمزة ؟ ألم يقتل جدّك علي (عليه السلام) بالسيف ؟ إن القتل لكم عادة ، وكرامتكم من الله الشهادة ، فقال له الإمام : شكر الله سعيك يا أبا حمزة ، كما ذكرت ، القتل لنا عادة ، وكرامتنا من الله الشهادة ولكن يا أبا حمزة ، هل سمعت أذناك أم رأت عيناك أن امرأة منا أُسرت أو هُتكت قبل يوم عاشوراء ؟ والله يا أبا حمزة ، ما نظرت إلى عمَّاتي وأخواتي إلاَّ وذكرت فرارهن في البيداء من خيمة إلى خيمة ، ومن خباء إلى

خباء ، والمنادي ينادي أحرقوا بيوت الظالمين [1]

إرشاد الخطيب ، السيد جاسم السيد حسن شبر : 33.

.

اور روایت ہے کہ ابو حمزہ ثمالی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن امام زین العابدین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو غمگین اور رنجیدہ پایا۔ اُنہوں نے عرض کیا: میرے آقا! یہ گریہ اور بے قراری کیسی ہے؟ کیا آپ کے چچا حمزہ شہید نہیں ہوئے؟ کیا آپ کے جدّ علی (علیہ السلام) تلوار سے شہید نہیں ہوئے؟ قتل تو آپ کے لیے ایک عادت ہے، اور اللہ کی طرف سے آپ کی کرامت شہادت ہے۔ تو امام نے اُن سے فرمایا: اللہ تیری کوشش کا اجر دے اے ابو حمزہ! جیسا کہ تم نے کہا، قتل ہمارے لیے عادت ہے اور اللہ کی طرف سے ہماری کرامت شہادت ہے۔ لیکن اے ابو حمزہ! کیا تیرے کانوں نے سنا یا تیری آنکھوں نے دیکھا کہ عاشورا کے دن سے پہلے ہماری کوئی عورت اسیر کی گئی ہو یا اُس کی پردہ دری کی گئی ہو؟ اللہ کی قسم اے ابو حمزہ! میں جب بھی اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے یاد آتا ہے کہ وہ بیابان میں ایک خیمے سے دوسرے خیمے کی طرف

اور ایک خیمے سے دوسرے خیمے کی طرف بھاگ رہی تھیں، اور منادی پکار رہا تھا کہ ظالموں کے خیموں کو آگ لگا دو

(1)

-

ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ سیّد حیدر حلّی علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے کہ وہ کہتے ہیں:

وحائرات أطار القومُ أعينَها رُعْباً غداةَ عليها خِدْرَها هجموا
كانت بحيثُ عليها قومُها ضَرَبَتْ سُرَادِقاً أرضُهُ من عزِّهم حَرَمُ
يكادُ من هيبة أَنْ لاَ يطوفَ به حتى الملائكُ لولا أنَّهم خَدَمُ
فغودرت بين أيدي القومِ حاسرةً
تُسبى وليس ترى من فيه تعتصمُ نعم لوت جيدَها بالعتبِ هاتفةً
بقومِها وحشاها مِلْؤُهُ ضَرَمُ عَجَّت بهم مذ على أبرادِها اختلفت
أيدي العدوِّ ولكن مَنْ لها بِهِمُ نادت ويا بُعْدَهُم عنها مُعَاتِبةً
لهم ويا ليتهم من عَتْبِهَا أمم قومي الأولى عُقِدَت قِدْماً مآزِرُهُمْ
على الحميَّةِ مَاضيموا وَلاَ اهتضموا [2]

رياض المدح والرثاء : 81.

اور کتنی ہی حیران و پریشان بیبیاں تھیں جن کی
آنکھیں قوم نے اُڑا دیں
خوف سے، اُس صبح جب اُن کے خیموں پر حملہ کیا
وہ اُس مقام پر تھیں جہاں اُن کی قوم نے
خیمے لگائے تھے، جن کی زمین اُن کی عزت سے حرم
تھی
اُس کی ہیبت سے قریب تھا کہ اُس کا طواف بھی نہ ہو
حتیٰ کہ فرشتے بھی، اگر وہ خادم نہ ہوتے
پھر وہ قوم کے ہاتھوں بے پردہ چھوڑ دی گئیں
اسیر کی جاتی ہیں اور کوئی نہیں دیکھتیں جس کی پناہ لیں
ہاں ! اُس نے اپنی گردن عتاب سے موڑ کر پکارا
اپنی قوم کو، جبکہ اُس کا سینہ آتش سے بھرا تھا
وہ اُن کے لیے چلائی جب دشمن کے ہاتھ
اُس کی چادروں پر جھپٹ پڑے، مگر اُن کا کون تھا جو
اُن کے کام آتا
اُس نے پکارا، اور ہائے اُن کی اُس سے دوری !
عتاب کرتے ہوئے
اُن کو، اور کاش وہ اُس کے عتاب کو سُننے والے
ہوتے
میری قوم وہ ہے جن کے دامن قدیم سے بندھے تھے
حمیّت پر، نہ اُن پر ظلم ہوا اور نہ اُنہیں دبایا گیا

ويروى أنه (عليه السلام) سمع ذات يوم رجلا ينادي في السوق : أيُّها الناس ، ارحموني ، أنا رجل غريب ، فتوجَّه إليه الإمام (عليه السلام) وقال له : لو قدِّر لك أن تموت في هذه البلدة فهل تبقى بلا دفن ؟ فقال الرجل : الله أكبر! كيف أبقى بلا دفن وأنا رجل مسلم وبين ظهراني أمة مسلمة ؟! فبكى الإمام زين العابدين (عليه السلام) وقال : وا أسفاه عليك يا أبتاه ، تبقى ثلاثة أيام بلا دفن وأنت ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) [3]

كتاب دموع وآلام في مجالس العزاء ، السيد أحمد شكر الحسيني : 2/339 ، كتاب الأئمة الإثني عشر ، السيد هاشم معروف الحسني : 2/115.

.

اور روایت ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے ایک دن ایک شخص کو بازار میں پکارتے سنا: اے لوگو! مجھ پر رحم کرو، میں ایک مسافر آدمی ہوں۔ تو امام (علیہ السلام) اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر تیرے مقدر میں ہو کہ تُو اِس شہر میں مر جائے تو کیا تُو بغیر دفن کے رہ جائے گا؟ اُس شخص نے کہا: اللہ اکبر! میں بغیر دفن کے کیسے رہ سکتا ہوں جبکہ میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمان اُمّت کے درمیان ہوں؟! تو امام زین العابدین (علیہ السلام) روئے اور فرمایا: ہائے افسوس آپ پر اے میرے بابا! آپ تین دن بغیر دفن کے پڑے رہے حالانکہ آپ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے فرزند ہیں

(3)

ما إنْ بقيتَ من الهوانِ على الثرى ملقىً ثلاثاً في رُبَىً وَوِهَادِ
إلاَّ لكي تقضي عليك صلاتَها زُمَرُ الملائِك فوقَ سَبْعِ شِدَادِ [4]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 658.

تُو خاک پر ذلّت میں پڑا نہ رہا
تین دن تک ٹیلوں اور گڑھوں میں بے دفن پڑا
مگر اِس لیے کہ تجھ پر نمازِ جنازہ ادا کریں
فرشتوں کے گروہ، ساتوں مضبوط آسمانوں کے
اوپر(4)

ولله درّ الشيخ عبد الحسين الأعسم عليه الرحمة إذ يقول :

كأنَّ كلَّ مكان كربلاءُ لدى عيني وكلَّ زمان يومُ عاشورا
لهفي لظام على شاطي الفراتِ قَضَى
ظمآنَ يرنو لِعَذْبِ الماءِ مقرورا وَجسمَهُ نسجت هُوجُ الرياحِ له
ثوباً بقاني دمِ الأوداج مزرورا إن يبقَ ملقىً بلا دفن فإن له
قبراً بأحشاءِ مَنْ والاه محفورا ياليتَ عَيْنَ رسولِ اللهِ ناظرةٌ
رأسَ الحسينِ على على العسَّال مشهورا [1]

الدر النضيد ، السيد الأميني : 175.

اور اللہ شیخ عبد الحسین الاعسم علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے کہ وہ کہتے ہیں:

میری آنکھ کے سامنے ہر جگہ گویا کربلا ہے
اور ہر زمانہ گویا عاشورا کا دن ہے
ہائے میرا افسوس اُس پیاسے پر جو فرات کے کنارے
پیاسا شہید ہوا، ٹھنڈے میٹھے پانی کو تکتا رہا
اور تیز آندھیوں نے اُس کے جسم کے لیے
رگوں کے خون سے رنگا ہوا لباس بُن دیا
اگر وہ بے دفن پڑا رہا تو بے شک اُس کے لیے
اُس کے چاہنے والوں کے سینوں میں ایک قبر کھدی
ہوئی ہے
کاش رسولِ خدا کی آنکھ دیکھتی
حسین (علیہ السلام) کا سر نیزے پر بلند و نمایاں(1)

قال السيد ابن طاووس الحسني عليه الرحمة : رأيت في كتاب المصابيح بإسناده إلى جعفر بن محمد (عليه السلام) قال : قال لي أبي محمد بن علي : سألت أبي علي بن الحسين عن حمل يزيد له فقال : حملني على بعير يظلع بغير وطاء ، ورأس الحسين (عليه السلام) على علم ، ونسوتنا خلفي على بغال فأكف [2]

قال العلامة المجلسي عليه الرحمه في بحار الأنوار 45/154 : « قوله : فأكف أي أميل وأشرف على السقوط ، والأظهر « واكفة » أي كانت البغال بإكاف أي برذعة من غير سرج ».

، والفارطة خلفنا وحولنا بالرماح ، إن دمعت من أحدنا عين قرع رأسه بالرمح ، حتى إذا دخلنا دمشق صاح صائح : يا أهل الشام هؤلاء سبايا أهل البيت [3]

إقبال الأعمال. السيد ابن طاووس الحسني : 3/89.

.

سید ابنِ طاؤس الحسنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے کتاب المصابیح میں دیکھا کہ اُس کی سند جعفر بن محمد (علیہ السلام) تک پہنچتی ہے، آپ نے فرمایا: مجھ سے میرے والد محمد بن علی نے فرمایا: میں نے اپنے والد علی بن الحسین سے یزید کے آپ کو لے جانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: مجھے ایک لنگڑے اونٹ پر بغیر پالان کے سوار کیا گیا، اور حسین (علیہ السلام) کا سر ایک نیزے پر تھا، اور ہماری عورتیں میرے پیچھے خچروں پر بغیر پالان کے تھیں

(2)

، اور فوجی دستے ہمارے پیچھے اور ہمارے گردنیزوں کے ساتھ تھے، اگر ہم میں سے کسی کی آنکھ سے آنسو بہتا تو اُس کے سر پر نیزہ مارا جاتا، یہاں تک کہ جب ہم دمشق میں داخل ہوئے تو ایک پکارنے والا پکارا: اے اہلِ شام! یہ اہلِ بیت کے قیدی ہیں

(3)

-

وفي رواية قال الباقر (عليه السلام) : سألت أبي علي بن الحسين (عليه السلام) عن كيفية دخولهم على يزيد لعنه الله ، فقال : أوقفونا أولا على باب من أبواب القصر ثلاث ساعات في طلب الإذن من يزيد ، ثم أدخلونا عليه ونحن مربَّطون بحبل واحد مثل الأغنام ، وكان الحبل في عنقي وعنق عمتي زينب وأم كلثوم وباقي النساء والبُنيّات ، وكلَّما قصرنا عن المشي ضربونا حتى أدخلونا على يزيد لعنه الله [4]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 166.

اور ایک روایت میں امام باقر (علیہ السلام) فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد علی بن الحسین (علیہ السلام) سے یزید لعنۃ اللہ کے دربار میں اُن کے داخل ہونے کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: پہلے تو اُنہوں نے ہمیں یزید سے اجازت طلب کرنے کے لیے تین گھنٹے قصر کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر کھڑا رکھا، پھر ہمیں اُس کے پاس لے گئے جبکہ ہم بھیڑوں کی طرح ایک ہی رسّی سے بندھے ہوئے تھے، اور رسّی میری گردن میں اور میری پھوپھی زینب، اُمّ کلثوم اور باقی عورتوں اور بچیوں کی گردنوں میں تھی، اور جب بھی ہم چلنے میں پیچھے رہ جاتے تو وہ ہمیں مارتے، یہاں تک کہ ہمیں یزید لعنۃ اللہ کے پاس لے گئے

(4)

- اور اللہ ابنِ العرندس علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے کہ وہ کہتے ہیں:

وللہ درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

ولهفي لزينِ العابدين وقد سرى أسيراً عليلا لا يُفَكُّ له أَسْرُ

اور میرا افسوس زین العابدین پر کہ وہ چلائے جا رہے تھے
قیدی و بیمار، جن کی قید کھولی نہ جاتی تھی

وآلُ رسولِ اللهِ تُسبى نساؤهم وَمِنْ حَوْلِهنَّ السترُ يُهْتَكُ والخدرُ
سبايا بأكوارِ المطايا حواسراً يلاحظُهنَّ العبدُ في الناسِ والحرُّ
ورملةُ في ظلِّ القصورِ مصونةٌ يُناطُ على أقراطِها الدرُّ والتبرُ [1]

الغدير ، الأميني : 7/16 ـ 17.

اور آلِ رسولِ خدا کہ اُن کی عورتیں قید کی جا رہی تھیں
اور اُن کے گرد پردہ اور حجاب چاک کیا جا رہا تھا
اسیر، اونٹوں کے کجاووں پر بے پردہ
جنہیں لوگوں میں غلام اور آزاد دونوں تاکتے تھے
اور رملہ محلّوں کے سائے میں محفوظ و محترم
جس کی بالیوں پر موتی اور سونا لٹکائے جاتے(1)

وقال آخر :

اور ایک اور شاعر نے کہا:

فقل لسرايا شيبةِ الحمدِ مالكم
قعدتم وقد ساروا بنسوتِكم حسرى
وأعظمُ ما يشجي الغيورَ دخولُها
إلى مجلس ما بارح اللَّهْوَ والخمرا أقيمت لديه آهِ وَاذلَّةَ الهدى
وكلٌّ عن النُظَّارِ تنضمُّ بالأخرى

پس بنی ہاشم کے سرداروں سے کہو کہ تمہیں کیا ہوا
کہ تم بیٹھے رہے جبکہ وہ تمہاری بیبیوں کو بے پردہ لے
چلے
اور غیرت مند کو سب سے زیادہ رنجیدہ کرنے والی
بات اُن کا داخل ہونا
اُس مجلس میں جہاں سے کھیل تماشا اور شراب جدا نہ
ہوتی تھی
ہدایت کی بیبیاں اُس کے سامنے کھڑی کی گئیں، آہ!
کیسی ذلّت
اور ہر ایک دیکھنے والوں سے دوسری سے لپٹ جاتی
تھی

المجلس الخامس ، من اليوم الأول
دخول دعبل الخزاعي على الإمام علي بن
موسى الرضا (عليه السلام) في أيام عاشوراء

پانچویں مجلس، پہلے دن سے
دعبل خزاعی کا امام علی بن موسیٰ الرضا (علیہ السلام) کے پاس
ایامِ عاشورا میں حاضر ہونا

روي عن عبدالسلام بن صالح الهروي قال : دخل دعبل بن علي الخزاعي على علي بن موسى الرضا (عليهما السلام) بمرو فقال له : يا بن رسول الله (صلى الله عليه وآله) إني قد قلت فيك قصيدة ، وآليت على نفسي أن لا أنشدها أحداً قبلك ، فقال (عليه السلام) : هاتها فأنشده :

عبد السلام بن صالح الہروی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: دعبل بن علی الخزاعی مرو میں علی بن موسیٰ الرضا (علیہما السلام) کے پاس آئے اور اُن سے کہا: اے فرزندِ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ)! میں نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا ہے، اور میں نے خود پر عہد کیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کو یہ نہ سناؤں گا۔ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اسے پیش کرو۔ چنانچہ اُس نے آپ کو یہ قصیدہ سنایا:

مدارسُ آيات خلت من تلاوة ومنزلُ وحي مُقْفِرُ العرصاتِ

آیتوں کے وہ مدرسے جو تلاوت سے خالی ہو گئے
اور وحی کا وہ گھر جس کے صحن اجاڑ اور ویران ہو
گئے

فلمَّا بلغ إلى قوله :

أرى فَيْئَهُمْ في غيرِهم متقسِّماً وأيديَهُمْ من فَيْئِهِمْ صَفِرَاتِ

پس جب وہ اپنے اِس شعر تک پہنچا:

میں دیکھتا ہوں کہ اُن کا مالِ فَے دوسروں میں بانٹ
دیا گیا
اور اُن کے اپنے ہاتھ اپنے مالِ فَے سے خالی رہ گئے

بكى أبو الحسن الرضا (عليه السلام) وقال له : صدقت يا خزاعي ، فلمّا بلغ إلى قوله :

تو ابو الحسن الرضا (علیہ السلام) رو پڑے اور اُس سے فرمایا: اے خزاعی! تم نے سچ کہا۔ پھر جب وہ اپنے اِس شعر تک پہنچا:

إذَا وُتِرُوا مَدُّوا إلى وَاتِرِيهِمُ أكُفّاً عن الأوتارِ مُنْقَبِضَاتِ

جب اُن کا خون رائیگاں کیا جائے تو وہ اپنے خون کے بدلہ لینے والوں کی طرف
اپنے ہاتھ بڑھاتے ہیں، مگر بدلہ لینے سے سمٹے ہوئے ہاتھ

جعل أبو الحسن (عليه السلام) يقلّب كفيه ويقول : أجل والله منقبضات ، فلمّا بلغ إلى قوله :

تو ابو الحسن (علیہ السلام) اپنی ہتھیلیاں الٹنے پلٹنے لگے اور فرمانے لگے: ہاں، خدا کی قسم! سمٹے ہوئے ہاتھ۔ پھر جب وہ اپنے اِس شعر تک پہنچا:

لقد خِفْتُ في الدنيا وأيّامِ سَعْيِها وإني لأَرْجُوا الأَمْنَ بَعْدَ وَفَاتي

میں نے دنیا میں اور اُس کی کوششوں کے دنوں میں خوف کھایا
اور بے شک میں اپنی موت کے بعد امن کی امید رکھتا ہوں

قال الرضا (عليه السلام) : آمنك الله يوم الفزع الأكبر ، فلمّا انتهى إلى قوله :

تو الرضا (علیہ السلام) نے فرمایا: خدا تمہیں سب سے بڑی گھبراہٹ کے دن امن عطا کرے۔ پھر جب وہ اپنے اِس شعر تک پہنچا:

وقبرٌ ببغداد لنفس زكيّة تضمَّنها الرحمنُ في الغُرُفَاتِ

اور بغداد میں ایک قبر ہے ایک پاکیزہ نفس کی
جسے رحمٰن نے (بہشت کے) بالاخانوں میں سمو لیا

قال له الرضا (عليه السلام) : أفلا ألحق لك بهذا الموضع بيتين بهما تمامُ قصيدتك ؟ فقال : بلى يابن رسول الله ، فقال (عليه السلام) :

تو الرضا (علیہ السلام) نے اُس سے فرمایا: کیا میں تمہارے لیے اِس مقام پر دو شعر نہ ملا دوں جن سے تمہارا قصیدہ مکمل ہو جائے؟ اُس نے کہا: ضرور، اے فرزندِ رسولِ خدا! تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا:

وقبرٌ بطوس يا لها من مصيبة تُوقِّدُ في الأحشاءِ بالحرِقاتِ
إلى الحشرِ حتى يبعثَ اللهُ قائماً يفرِّجُ عنّا الهمَّ والكُرُباتِ

اور طوس میں ایک قبر ہے، آہ! کیسی عظیم مصیبت ہے
جو سینوں میں جلن اور کرب کے شعلے بھڑکاتی ہے
قیامت تک، یہاں تک کہ اللہ قائم کو مبعوث فرمائے
جو ہم سے غم اور تکالیف کو دور کرے گا

فقال دعبل : يا ابن رسول الله ، هذا القبر الذي بطوس قبر من هو ؟

تو دعبل نے کہا: اے فرزندِ رسولِ خدا! طوس میں یہ قبر کس کی ہے؟

فقال الرضا (عليه السلام) : قبري ، ولا تنقضي الأيام والليالي حتى تصير طوس مختلف شيعتي وزوّاري ، ألا فمن زارني في غربتي بطوس كان معي في درجتي يوم القيامة مغفوراً له.

تو الرضا (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ میری قبر ہے، اور دن رات ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ طوس میرے شیعوں اور میرے زائرین کی آمدورفت کا مرکز بن جائے گا۔ آگاہ رہو! جو کوئی طوس میں میری غربت میں میری زیارت کرے گا، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا اور بخش دیا جائے گا۔

ثمَّ نهض الرضا (عليه السلام) بعد فراغ دعبل من إنشاد القصيدة ، وأمره أن لا يبرح من موضعه ، فدخل الدار فلمَّا كان بعد ساعة خرج الخادم إليه بمائة دينار رضوية فقال له : يقول لك مولاي : اجعلها في نفقتك ، فقال دعبل : والله ما لهذا جئت ، ولا قلت هذه القصيدة طمعاً في شيء يصل إليَّ ، وردَّ الصرَّة وسأل ثوباً من ثياب الرضا (عليه السلام) ليتبرَّك ويتشرَّف به ، فأنفذ إليه الرضا (عليه السلام) جبَّة خزٍّ مع الصرّة ، وقال للخادم : قل له : خذ هذه الصرّة فإنك ستحتاج إليها ، ولا تراجعني فيها ، فأخذ دعبل الصرّة والجبّة وانصرف ، وسار من مرو في قافلة ، فلمَّا بلغ ميان قوهان وقع عليهم اللصوص ، فأخذوا القافلة بأسرها وكتّفوا أهلها ، وكان دعبل فيمن كتِّف ، وملك اللصوص القافلة ، وجعلوا يقسمونها بينهم ، فقال رجل من القوم متمثِّلا

بقول دعبل في قصيدته :

أرى فيئهم في غيرهم متقسماً وأيديهم من فيئهم صَفراتِ

فسمعه دعبل فقال له : لمن هذا البيت ؟ فقال : لرجل من خزاعة يقال له : دعبل بن علي ، قال : فأنا دعبل قائل هذه القصيدة التي منها هذا البيت ، فوثب الرجل إلى رئيسهم وكان يصلّي على رأس تل ، وكان من الشيعة ، فأخبره فجاء بنفسه حتى وقف على دعبل ، وقال له : أنت دعبل ؟ فقال : نعم ، فقال له : أنشدني القصيدة ، فأنشدها ، فحلَّ كتافه وكتاف جميع أهل القافلة ، وردَّ إليهم جميع ما أخذ منهم لكرامة دعبل ، وسار دعبل حتى وصل إلى قم فسأله أهل قم أن ينشدهم القصيدة ، فأمرهم أن يجتمعوا في المسجد الجامع ، فلمّا اجتمعوا صعد المنبر فأنشدهم القصيدة ، فوصله الناس من المال والخُلع بشيء كثير ، واتّصل بهم خبر الجبّة فسألوه أن يبيعها بألف دينار ، فامتنع من ذلك ، فقالوا له : فبعنا شيئاً منها بألف دينار ، فأبى عليهم وسار عن قم ، فلمَّا خرج من رستاق البلد لحق به قوم من أحداث العرب وأخذوا الجبّة منه.

پھر دعبل کے قصیدہ پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد الرضا (علیہ السلام) اُٹھے اور اُسے حکم دیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے، اور جب ایک گھڑی گزری تو خادم اُس کے پاس سو رضوی دینار لے کر نکلا اور اُس سے کہا: میرے مولا فرماتے ہیں کہ اِنہیں اپنے اخراجات میں لگا لو۔ تو دعبل نے کہا: خدا کی قسم! میں اِس کے لیے نہیں آیا، اور نہ ہی میں نے یہ قصیدہ کسی چیز کی طمع میں کہا ہے جو مجھے ملے۔ اور اُس نے تھیلی واپس کر دی اور الرضا (علیہ السلام) کے کپڑوں میں سے کوئی ایک کپڑا طلب کیا تاکہ اُس سے تبرک اور شرف حاصل کرے۔ تو الرضا (علیہ السلام) نے اُس کی طرف تھیلی کے ساتھ ایک خز کا جبہ بھجوایا اور خادم سے فرمایا: اُس سے کہو کہ یہ تھیلی لے لے، کیونکہ تجھے اِس کی ضرورت پیش آئے گی، اور اِس بارے میں مجھ سے رجوع نہ کر۔ تو دعبل نے تھیلی اور جبہ لے لیا اور روانہ ہو گیا۔ وہ مرو سے ایک قافلے میں چلا، اور جب وہ میان قوہان پہنچے تو اُن پر ڈاکو ٹوٹ پڑے، اور اُنہوں نے پورا قافلہ لوٹ لیا اور قافلے والوں کو باندھ دیا۔ دعبل بھی اُن میں تھا جو باندھے گئے۔ ڈاکوؤں نے قافلے پر قبضہ کر لیا اور اُسے آپس میں بانٹنے لگے، تو اُن لوگوں میں سے ایک شخص نے بطورِ مثال یہ شعر پڑھا

جو دعبل نے اپنے قصیدے میں کہا تھا:

میں دیکھتا ہوں کہ اُن کا مالِ فَے دوسروں میں بانٹا جا رہا ہے
اور اُن کے اپنے ہاتھ اپنے مالِ فَے سے خالی ہیں

دعبل نے یہ سنا تو اُس سے کہا: یہ شعر کس کا ہے؟ اُس نے کہا: خزاعہ کے ایک شخص کا جسے دعبل بن علی کہا جاتا ہے۔ دعبل نے کہا: میں ہی وہ دعبل ہوں جس نے یہ قصیدہ کہا ہے جس میں سے یہ شعر ہے۔ تو وہ شخص اُچھل کر اپنے سردار کی طرف بھاگا جو ایک ٹیلے کی چوٹی پر نماز پڑھ رہا تھا اور وہ شیعہ تھا، اور اُسے خبر دی۔ تو وہ خود آیا یہاں تک کہ دعبل کے پاس کھڑا ہوا اور اُس سے کہا: کیا تم دعبل ہو؟ اُس نے کہا: ہاں۔ اُس نے کہا: مجھے یہ قصیدہ سناؤ۔ تو دعبل نے اُسے سنایا۔ اُس نے دعبل کے بندھن اور پورے قافلے والوں کے بندھن کھول دیے، اور دعبل کی عزت کی خاطر جو کچھ اُن سے لوٹا گیا تھا سب واپس کر دیا۔ دعبل چلتا رہا یہاں تک کہ قم پہنچ گیا۔ قم والوں نے اُس سے درخواست کی کہ وہ اُنہیں قصیدہ سنائے۔ تو اُس نے اُنہیں حکم دیا کہ وہ جامع مسجد میں جمع ہو جائیں۔ جب وہ جمع ہو گئے تو وہ منبر پر چڑھا اور اُنہیں قصیدہ سنایا۔ لوگوں نے اُسے بہت سا مال اور خلعتیں دیں۔ اُنہیں جبے کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے اُس سے درخواست کی کہ وہ اُسے ایک ہزار دینار میں بیچ دے، تو اُس نے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے اُس سے کہا: پھر اُس میں سے کوئی حصہ ہمیں ایک ہزار دینار میں بیچ دو، تو اُس نے اُن سے انکار کر دیا اور قم سے روانہ ہو گیا۔ جب وہ شہر کے دیہاتی علاقے سے نکلا تو عرب کے کچھ نوجوان اُس کے پیچھے آئے اور اُس سے جبہ چھین لیا۔

فرجع دعبل إلى قم وسألهم ردَّ الجبّة ، فامتنع الأحداث من ذلك وعصوا المشايخ في أمرها ، فقالوا لدعبل : لا سبيل لك إلى الجبَّة فخذ ثمنها ألف دينار ، فأبى عليهم ، فلمّا يئس من ردِّهم الجبَّة سألهم أن يدفعوا إليه شيئاً منها ، فأجابوه إلى ذلك وأعطوه بعضها ودفعوا إليه ثمن باقيها ألف دينار.

تو دعبل قم واپس آیا اور اُن سے جبہ واپس دلانے کی درخواست کی، مگر اُن نوجوانوں نے انکار کر دیا اور اِس معاملے میں بزرگوں کی نافرمانی کی۔ اُنہوں نے دعبل سے کہا: تمہارے لیے جبہ (واپس لینے) کی کوئی سبیل نہیں، لہٰذا اُس کی قیمت ایک ہزار دینار لے لو۔ تو اُس نے انکار کر دیا۔ جب وہ جبے کی واپسی سے مایوس ہو گیا تو اُس نے اُن سے درخواست کی کہ وہ اُس میں سے کوئی حصہ اُسے دے دیں۔ اُنہوں نے اُس کی درخواست منظور کر لی اور اُس کا کچھ حصہ اُسے دے دیا اور باقی کی قیمت ایک ہزار دینار اُسے ادا کر دی۔

وانصرف دعبل إلى وطنه فوجد اللصوص قد أخذوا جميع ما كان في منزله ، فباع المائة الدينار التي كان الرضا (عليه السلام) وصله بها ، فباع من الشيعة كل دينار بمائة درهم ، فحصل في يده عشرة آلاف درهم ، فذكر قول الرضا (عليه السلام) : إنك ستحتاج إلى الدنانير ، وكانت له جارية لها من قلبه محل ، فرمدت عينها رمداً عظيماً ، فأدخل أهل الطب عليها ، فنظروا إليها فقالوا : أمّا العين اليمنى فليس لنا فيها حيلة

دعبل اپنے وطن کی طرف روانہ ہوا تو اُس نے پایا کہ ڈاکوؤں نے اُس کے گھر میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا ہے۔ چنانچہ اُس نے وہ سو دینار بیچ ڈالے جو الرضا (علیہ السلام) نے اُسے دیے تھے۔ اُس نے شیعوں کو ہر دینار سو درہم میں بیچا، تو اُس کے ہاتھ میں دس ہزار درہم آ گئے۔ تب اُسے الرضا (علیہ السلام) کا یہ فرمان یاد آیا: بے شک تجھے اِن دیناروں کی ضرورت پیش آئے گی۔ اُس کی ایک کنیز تھی جو اُس کے دل میں خاص مقام رکھتی تھی۔ اُس کی آنکھ میں سخت درد و سوجن ہو گئی۔ اُس نے طبیبوں کو اُس کے پاس بلایا، تو اُنہوں نے اُسے دیکھ کر کہا: رہی دائیں آنکھ، تو اُس میں ہمارے بس میں کچھ نہیں

وقد ذهبت ، وأمّا اليسرى فنحن نعالجها ونجتهد ونرجو أن تسلم.

اور وہ جاتی رہی، اور رہی بائیں آنکھ، تو ہم اُس کا علاج کریں گے اور کوشش کریں گے اور اُمید رکھتے ہیں کہ وہ بچ جائے گی۔

فاغتمَّ لذلك دعبل غماً شديداً وجزع عليها جزعاً عظيماً ، ثمَّ إنه ذكر ما كان معه من وصلة الجبّة ، فمسحها على عيني الجارية وعصَّبها بعصابة منها أول الليل ، فأصبحت وعيناها أصحّ مما كانتا قبل ، ببركة أبي الحسن الرضا (عليه السلام) [1]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الشيخ الصدوق : 1/294.

.

اِس بات پر دعبل کو سخت رنج ہوا اور وہ اُس (کنیز) پر بہت زیادہ بے قرار ہوا، پھر اُسے یاد آیا کہ اُس کے پاس جبے کا وہ ٹکڑا موجود ہے۔ چنانچہ اُس نے وہ کنیز کی دونوں آنکھوں پر پھیرا اور اُس میں سے ایک پٹی رات کے اوّل حصے میں اُس کی آنکھوں پر باندھ دی۔ صبح ہوئی تو اُس کی دونوں آنکھیں پہلے سے زیادہ صحت مند تھیں، ابو الحسن الرضا (علیہ السلام) کی برکت سے

(۱)

۔

وفي رواية عن عبدالسلام بن صالح الهروي قال : سمعت دعبل بن علي الخزاعي يقول : لما أنشدت مولاي الرضا (عليه السلام) قصيدتي التي أولها :

مدارسُ آيات خلت من تلاوة ومنزلُ وحي مُقْفِرُ العَرَصَاتِ

اور عبدالسلام بن صالح الہروی سے مروی ایک روایت میں ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دعبل بن علی الخزاعی کو یہ کہتے سنا: جب میں نے اپنے مولا الرضا (علیہ السلام) کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس کا آغاز یوں ہے:

آیات کے وہ مدرسے جو اب تلاوت سے خالی ہو گئے
اور وحی کے وہ گھر جن کے آنگن اب ویران پڑے ہیں

فلمَّا انتهيت إلى قولي :

پھر جب میں اپنے اِس قول تک پہنچا:

خروجُ إمام لا محالةَ خارجٌ يقومُ على اسمِ اللهِ والبركاتِ
يُميِّزُ فينا كلَّ حقٍّ وباطل ويجزي على النعماء والنِّقِمَاتِ

ایک امام کا ظہور ہوگا، جو لامحالہ ظاہر ہو کر رہے گا
جو اللہ کے نام اور برکتوں کے ساتھ قیام کرے گا
وہ ہم میں ہر حق و باطل کو الگ کر دے گا
اور نعمتوں اور برائیوں کا بدلہ دے گا

بكى الرضا (عليه السلام) بكاء شديداً ، ثم رفع رأسه إليَّ فقال لي : يا خزاعي ، نطق روح القدس على لسانك بهذين البيتين ، فهل تدري من هذا الإمام ؟ ومتى يقوم ؟ فقلت : لا يا سيدي ، إلاَّ إني سمعت بخروج إمام منكم يُطهِّر الأرض من الفساد ويملأها عدلا ، فقال : يا دعبل ، الإمام بعدي محمد ابني ، وبعد محمد ابنه علي ، وبعد علي ابنه الحسن ، وبعد الحسن ابنه الحجّة القائم ، المنتظر في غيبته ، المطاع في ظهوره ، لو لم يبق من الدنيا إلاَّ يوم واحد لطوَّل الله ذلك اليوم حتى يخرج فيملأها عدلا كما ملئت جوراً وظلماً ، وأما متى فإخبار عن الوقت ، ولقد حدَّثني أبي ، عن أبيه ، عن آبائه ، عن علي (عليه السلام) أن النبي (صلى الله عليه وآله) قيل له : يا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، متى يخرج القائم من ذريّتك ؟ فقال : مثله مثل الساعة « لاَ يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلاَّ هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ لاَ تَأْتِيكُمْ إِلاَّ بَغْتَةً » [2]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الشيخ الصدوق : 1/296.

.

تو الرضا (علیہ السلام) شدت سے روئے، پھر اپنا سر میری طرف اٹھایا اور مجھ سے فرمایا: اے خزاعی، اِن دو اشعار میں تیری زبان پر روح القدس نے بات کی ہے۔ کیا تُو جانتا ہے کہ یہ امام کون ہے؟ اور کب قیام کرے گا؟ میں نے کہا: نہیں، اے میرے سردار، مگر میں نے سنا ہے کہ آپ میں سے ایک امام کا ظہور ہوگا جو زمین کو فساد سے پاک کر دے گا اور اُسے عدل سے بھر دے گا۔ آپ نے فرمایا: اے دعبل، میرے بعد امام میرا بیٹا محمد ہے، اور محمد کے بعد اُس کا بیٹا علی، اور علی کے بعد اُس کا بیٹا حسن، اور حسن کے بعد اُس کا بیٹا حجت القائم ہے، جو اپنی غیبت میں منتظَر رہے گا اور اپنے ظہور میں مطاع ہوگا۔ اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ اُس دن کو اِتنا طویل کر دے گا یہاں تک کہ وہ ظاہر ہو کر اُسے عدل سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اور رہا یہ کہ کب؟ تو یہ وقت کی خبر دینا ہے (جو کسی کو معلوم نہیں)، اور بے شک مجھے میرے والد نے اپنے والد سے، اُنہوں نے اپنے آباء و اجداد سے، اُنہوں نے علی (علیہ السلام) سے حدیث بیان کی کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، آپ کی ذریت میں سے قائم کب ظاہر ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: اُس کی مثال قیامت کی سی مثال ہے۔ «
اُسے اُس کے وقت پر اُس (اللہ) کے سوا کوئی ظاہر نہ کرے گا، وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری (پوشیدہ) ہے، وہ تم پر اچانک ہی آئے گی
“
(۲)
۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : رأيت في بعض مؤلَّفات المتأخِّرين أنه قال : حكى دعبل الخزاعي ، قال : دخلت على سيدي ومولاي علي بن موسى الرضا (عليه السلام) في مثل هذه الأيام ، فرأيته جالساً جلسة الحزين الكئيب ، وأصحابه من حوله ، فلمّا رآني مقبلا قال لي : مرحباً بك يا دعبل ، مرحباً بناصرنا بيده ولسانه ، ثم إنه وسَّع لي في مجلسه ، وأجلسني إلى جانبه ، ثم قال لي : يا دعبل ، أحبّ أن تنشدني شعراً ، فإن هذه الأيام أيام حزن كانت علينا أهل البيت ، وأيام سرور كانت على أعدائنا خصوصاً بني أمية ، يا دعبل ، من بكى وأبكى على مصابنا ولو واحداً كان أجره على الله ، يا دعبل ، من ذرفت عيناه على مصابنا ، وبكى لما أصابنا من أعدائنا حشره الله معنا في زمرتنا ، يا دعبل ، من بكى على مصاب جدّي الحسين غفر الله له ذنوبه البتة ، ثم إنه (عليه السلام) نهض وضرب ستراً بيننا وبين حرمه ، وأجلس أهل بيته من وراء الستر ليبكوا على مصاب جدِّهم الحسين (عليه السلام) ، ثم التفت إليَّ وقال لي : يا دعبل ، ارثِ الحسين فأنت ناصرنا ومادحنا ما دمت حياً ، فلا تقصِّر عن نصرنا ما استطعت ، قال دعبل : فاستعبرت وسالت عبرتي وأنشأت أقول :

علامہ مجلسی، اُن پر رحمت ہو، فرماتے ہیں: میں نے بعض متاخرین کی تصانیف میں دیکھا کہ اُنہوں نے کہا: دعبل الخزاعی نے حکایت بیان کی، وہ کہتے ہیں: میں اپنے سردار و مولا علی بن موسیٰ الرضا (علیہ السلام) کی خدمت میں اِنہی ایام میں حاضر ہوا، تو میں نے اُنہیں غمگین اور رنجیدہ حالت میں بیٹھا پایا، اور اُن کے اصحاب اُن کے گرد تھے۔ جب اُنہوں نے مجھے آتے دیکھا تو مجھ سے فرمایا: خوش آمدید اے دعبل، خوش آمدید اے وہ جو اپنے ہاتھ اور زبان سے ہماری نصرت کرتا ہے۔ پھر اُنہوں نے اپنی مجلس میں میرے لیے جگہ کشادہ کی اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا، پھر مجھ سے فرمایا: اے دعبل، میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے کچھ اشعار سناؤ، کیونکہ یہ ایام ہم اہلِ بیت پر غم کے ایام ہیں، اور ہمارے دشمنوں، خصوصاً بنی اُمیہ کے لیے مسرت کے ایام ہیں۔ اے دعبل، جو ہمارے مصائب پر روئے اور رلائے، خواہ ایک ہی شخص کو، تو اُس کا اجر اللہ پر ہے۔ اے دعبل، جس کی آنکھیں ہمارے مصائب پر آنسو بہائیں، اور جو اُس (مصیبت) پر روئے جو ہمارے دشمنوں کی طرف سے ہم پر آئی، اللہ اُسے ہمارے ساتھ ہماری جماعت میں محشور کرے گا۔ اے دعبل، جو میرے جدّ حسین کے مصیبت پر روئے، اللہ اُس کے گناہ یقیناً بخش دے گا۔ پھر آپ (علیہ السلام) اٹھے اور ہمارے اور اپنے حرم (اہلِ خانہ) کے درمیان ایک پردہ کھینچ دیا، اور اپنے اہلِ بیت کو پردے کے پیچھے بٹھایا تاکہ وہ اپنے جدّ حسین (علیہ السلام) کے مصائب پر روئیں، پھر میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے فرمایا: اے دعبل، حسین کا مرثیہ کہو، کیونکہ تم جب تک زندہ ہو ہمارے ناصر اور ہمارے مدح خواں ہو، لہٰذا جہاں تک ہو سکے ہماری نصرت میں کوتاہی نہ کرنا۔ دعبل کہتے ہیں: تب میری آنکھیں بھر آئیں اور آنسو بہہ نکلے، اور میں نے یہ اشعار کہنا شروع کیے:

أفاطمُ لو خلتِ الحسينَ مجدَّلا وقد مات عَطشاناً بشطِّ فُرَاتِ
إذاً للطمتِ الخدَّ فاطمُ عِنْدَهُ وأجريتِ دَمْعَ العينِ في الوَجَنَاتِ
أفَاطمُ قومي يا ابنةَ الخيرِ وانْدُبي نُجُومَ سماوات بأرضِ فَلاَةِ
قبورٌ بكوفان وأخرى بطيبة وأخرى بفخٍّ نالها صلواتي
قبورٌ ببطنِ النَّهْرِ من جَنْبِ كربلا مُعَرَّسُهم فيها بشطِّ فُرَاتِ
تُوفُّوا عطاشى بالعراءِ فليتني تُوُفِّيْتُ فيهم قَبْلَ حينِ وَفَاتي
إلى الله أشكو لوعةً عند ذِكْرِهِمْ سقتني بكأسِ الثَّكْلِ والفظعاتِ
إذا فَخَروا يوماً أتوا بمحمَّد وجبريلَ والقرآنِ والسوراتِ

اے فاطمہ ! اگر تم حسین کو خاک و خون میں تڑپتا
دیکھتیں
اور وہ فرات کے کنارے پیاسا شہید ہو چکا ہوتا
تو اے فاطمہ ! تم اُس کے پاس اپنے رخسار پیٹتیں
اور اپنی آنکھوں کے آنسو گالوں پر بہاتیں
اے فاطمہ ! اُٹھو اے نیکی کی بیٹی، اور نوحہ کرو
اُن آسمانی ستاروں پر جو کسی بیابان کی زمین میں جا
پڑے ہیں
کچھ قبریں کوفہ میں ہیں اور کچھ طیبہ میں
اور کچھ فخ میں، اُن پر میرے درود ہوں
کچھ قبریں کربلا کے پہلو میں نہر کے کنارے ہیں
جہاں اُن کا پڑاؤ فرات کے کنارے ہے
وہ کھلے میدان میں پیاسے شہید ہو گئے، کاش
کہ میں اپنی موت کے وقت سے پہلے اُن میں شہید ہو
جاتا
میں اللہ سے اُن کی یاد پر اُس سوز کی شکایت کرتا ہوں
جس نے مجھے غم اور ہولناکیوں کا جام پلایا
جب وہ (دشمن) کسی دن فخر کریں تو محمد کو لے آئیں
اور جبریل اور قرآن اور سورتوں کو

وعدّوا عليّاً ذا المناقبِ والعُلاَ وفاطمةَ الزهراءَ خيرَ بناتِ
وحمزةَ والعباسَ ذاالدينِ والتقى وجعفَرها الطيَّارَ في الحجباتِ
أولئك مشؤمون هنداً وحزبَها سميَّةَ من نَوكَى ومن قَذِرَاتِ
هُمُ منعوا الآباءَ من أَخْذِ حقِّهم وهم تركوا الأبناءَ رَهْنَ شَتَاتِ
سأبكيهم ما حجَّ للهِ راكبٌ وما ناح قَمْريٌّ على الشجراتِ
فيا عينُ بكِّيهم وجودي بعبرة فقد آنَ للتَّشكَابِ والهَمَلاتِ
وآلُ زياد في الحُصُونِ منيعةٌ وآلُ رسولِ اللهِ في الفَلَواتِ
ديارُ رسولِ اللهِ أصبحنَ بلقعاً وآلُ زياد تسكُنُ الحُجُراتِ
وآلُ رسولِ اللهِ نُحْفٌ جسومُهُمْ وآلُ زياد غُلَّظُ القصراتِ
وآلُ رسولِ اللهِ تُدمى نحورُهُمْ وآلُ زياد ربَّهُ الحجلاتِ
وآلُ رسولِ اللهِ تُسبى حريمُهُمْ وآلُ زياد آمِنُوا السَّرَبَاتِ
إذا وُتِروا مدّوا إلى واتريهِمُ أكُفّاً عن الأوتارِ منقبضاتِ
سأبكيهم ما ذَرَّ في الأرضِ شارقٌ ونادى منادي الخيرِ للصلواتِ
وما طلعت شمسٌ وَحَانَ غُرُوبُها وبالليلِ أبكيهم وبالغَدَواتِ [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/257.

اور علی کو شمار کرو، جو مناقب اور بلندیوں کے مالک ہیں
اور فاطمہ زہرا کو، جو بہترین بیٹیوں میں سے ہیں
اور حمزہ اور عباس کو، جو دین اور تقویٰ والے تھے
اور اُن کے جعفر طیّار کو، جو پردوں (آسمانوں) میں پرواز کرتے ہیں
یہی لوگ ہند اور اُس کے گروہ کے لیے منحوس ہیں
سمیّہ کے لیے، جو احمقوں اور گندے لوگوں میں سے تھی
اِنہی نے آباء کو اُن کا حق لینے سے روکا
اور اِنہی نے بیٹوں کو پراگندگی و بکھراؤ میں چھوڑ دیا
میں اُن پر روتا رہوں گا جب تک کوئی سوار اللہ کے لیے حج کرے
اور جب تک کوئی فاختہ درختوں پر نوحہ کرے
پس اے آنکھ ! اُن پر رو، اور آنسو بہا دے
کہ اب آنسوؤں کے بہنے اور برسنے کا وقت آگیا ہے
آلِ زیاد محفوظ قلعوں میں ہیں
اور آلِ رسول اللہ کھلے بیابانوں میں ہیں
رسول اللہ کے گھر ویران ہو گئے
اور آلِ زیاد اُن حجروں میں بستے ہیں
آلِ رسول اللہ کے جسم لاغر و نحیف ہیں
اور آلِ زیاد کی گردنیں فربہ (موٹی) ہیں
آلِ رسول اللہ کے حلقوم خون سے رنگین ہیں
اور آلِ زیاد کجاووں کے مالک ہیں
آلِ رسول اللہ کی عورتیں قید کی جاتی ہیں
اور آلِ زیاد اپنے راستوں میں محفوظ ہیں

جب اُن کے خون بہائے جاتے ہیں تو وہ اپنے قاتلوں کی طرف
خون بہا (بدلہ) لینے سے سمٹے ہوئے ہاتھ بڑھاتے ہیں
میں اُن پر روتا رہوں گا جب تک زمین پر سورج چمکے
اور جب تک نمازوں کے لیے پکارنے والا پکارے
اور جب تک سورج طلوع ہو اور اُس کے غروب کا وقت آئے
میں اُن پر رات کو بھی روتا ہوں اور صبح کو بھی(۱)

المجلس الأول ، من اليوم الثاني
الإمام الحسين (عليه السلام) في مجلس الوليد

جاء في الزيارة الناحية الشريفة مخاطبا لسيد الشهداء (عليه السلام) : كُنتَ للرسولِ (صلى الله عليه وآله) ولداً ، وللقرآن مُنقِذاً ، وللأُمّةِ عَضُداً ، وفي الطاعةِ مجتهداً ، حافظاً للعهدِ والميثاقِ ، ناكباً عن سُبُل الفُسَّاقِ ، باذلاً للمجهودِ ، طويلَ الركوعِ والسجودِ ،

زاهداً في الدنيا زُهدَ الراحِلِ عنها ، ناظراً إليها بعينِ المستوحشين منها ، آمالُك عنها مكفوفةٌ ، وهِمَّتُك عن زينتِها مصروفةٌ ، وألحاظُكَ عن بَهجَتِها مطروفةٌ ، ورغبتُكَ في الآخرةِ معروفةٌ ، حتى إذا الجور مَدَّ بَاعَهُ ، وأسفر الظُّلْمُ قِنَاعَهُ ، وَدَعا الغيُّ أَتباعَهُ ، وأنت في حَرَم جَدِّك قاطنٌ ، وللظالمين مُبَايِنٌ ، جليسُ البيتِ والمحرابِ ، معتزلٌ عن اللذاتِ والشهواتِ ، تُنكِرُ المنكرَ بِقَلْبِك ولِسَانِك ، على قَدْرِ طَاقَتِكَ وإمكانِك.

ثم اقتضاك العلمُ للإنكارِ ، ولَزِمَك أن تُجاهدَ الفجَّارَ ، فَسِرْتَ في أولادِك وأهاليك ، وشيعتِك ومَوَاليك ، وصَدَعْتَ بالحقِّ والبيِّنةِ ، ودعوتَ إلى اللهِ بالحكمةِ والموعظةِ الحسنةِ ، وأمرتَ بإقامةِ الحدودِ ، والطاعةِ للمعبودِ ، ونهيتَ عن الخبائثِ والطُّغْيَانِ ، وواجهوك بالظُّلم والعُدوان. [1]

المزار ، المشهدي : 502 ـ 503.

پہلی مجلس، دوسرے دن سے
امام حسین (علیہ السلام) ولید کی مجلس میں

زیارتِ ناحیہ شریفہ میں سید الشہداء (علیہ السلام) کو مخاطب کرتے ہوئے آیا ہے:
آپ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند تھے، اور قرآن کو (فراموشی سے) بچانے والے، اور اُمت کے لیے بازو (سہارا) تھے، اور اطاعت میں کوشاں، عہد وپیمان کے پاسدار، فاسقوں کے راستوں سے کترانے والے، اپنی پوری کوشش صرف کرنے والے، طویل رکوع و سجود کرنے والے،

دنیا میں اُس کی طرح زاہد جو اُسے چھوڑ کر جا رہا ہو، اُسے اُن لوگوں کی نگاہ سے دیکھنے والے جو اُس سے وحشت کرتے ہیں۔ آپ کی آرزوئیں اُس (دنیا) سے روکی ہوئی تھیں، اور آپ کی ہمت اُس کی زینت سے پھری ہوئی تھی، اور آپ کی نگاہیں اُس کی رونق سے جھکی ہوئی تھیں، اور آخرت میں آپ کی رغبت معروف تھی۔ یہاں تک کہ جب ظلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا، اور جور نے اپنا نقاب اُلٹ دیا، اور گمراہی نے اپنے پیروکاروں کو پکارا، جبکہ آپ اپنے جدّ کے حرم میں مقیم تھے، اور ظالموں سے بیزار و جدا، گھر اور محراب کے ہم نشین، لذّتوں اور خواہشوں سے کنارہ کش، آپ برائی کا انکار اپنے دل اور اپنی زبان سے اپنی طاقت اور امکان کے مطابق کر رہے تھے۔

پھر علم نے آپ کو انکار پر آمادہ کیا، اور آپ پر لازم ہوا کہ آپ فاجروں سے جہاد کریں۔ پس آپ اپنی اولاد، اپنے اہلِ خانہ، اپنے شیعوں اور اپنے چاہنے والوں کے ساتھ نکل پڑے، اور حق و دلیل کو کھلے عام بیان کیا، اور اللہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دی، اور حدود کے قیام اور معبود کی اطاعت کا حکم دیا، اور خباثتوں اور سرکشی سے روکا۔ مگر اُنہوں (دشمنوں) نے آپ کا سامنا ظلم و عدوان کے ساتھ کیا۔

(۱)

روي عن الإمام الرضا (عليه السلام) قال : إن المحرم شهر كان أهلُ الجاهلية يُحرِّمون فيه القتال ، فاستحلّت فيه دماؤنا ، وهُتكت فيه حُرمتنا ، وسُبي فيه ذرارينا ونساؤنا ، وأُضرمت النيران في مضاربنا ، وانتُهب ما فيها من ثقلنا ، ولم ترع لرسول الله (صلى الله عليه وآله) حرمة في أمرنا ، إن يوم الحسين أقرح جفوننا ، وأسبل دموعنا ، وأذلّ عزيزنا بأرض كرب وبلاء ، أورثتنا الكرب والبلاء إلى يوم الانقضاء ، فعلى مثل الحسين فليبك الباكون ، فإن البكاء عليه يحطّ الذنوب العظام [2]

الأمالي ، الصدوق : 190 ـ 191 ح 2.

.

امام رضا (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: بے شک محرم وہ مہینہ ہے جس میں اہلِ جاہلیت لڑائی کو حرام سمجھتے تھے، مگر اِسی مہینے میں ہمارے خون حلال کیے گئے، اور اِسی میں ہماری حرمت پامال کی گئی، اور اِسی میں ہماری ذریت اور ہماری عورتیں قید کی گئیں، اور ہمارے خیموں میں آگ لگائی گئی، اور اُن میں موجود ہمارا سازوسامان لوٹا گیا، اور ہمارے معاملے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کا کوئی خیال نہ رکھا گیا۔ بے شک حسین کے دن نے ہماری پلکوں کو زخمی کر دیا، اور ہمارے آنسو بہا دیے، اور کرب و بلا کی سرزمین میں ہمارے عزیز کو ذلیل کر دیا، اور ہمیں قیامت کے دن تک کے لیے غم و مصیبت وراثت میں دے گیا۔ پس حسین جیسے پر رونے والوں کو رونا چاہیے، کیونکہ اُن پر رونا بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے

(۲)

۔

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة في الإرشاد : روى الكلبي والمدائني وغيرهما من أصحاب السيرة ، قالوا : لما مات الحسن (عليه السلام) تحرَّكت الشيعة بالعراق ، وكتبوا إلى الحسين (عليه السلام) في خلع معاوية والبيعة له ، فامتنع عليهم ، وذكر أن بينه وبين معاوية عهداً وعقداً لا يجوز له نقضه ، حتى تمضي المدة ، فإذا مات معاوية نظر في

ذلك.

شیخ مفید، اُن پر رحمت ہو، ارشاد میں فرماتے ہیں: کلبی، مدائنی اور اہلِ سیرت میں سے دیگر نے روایت کی، اُنہوں نے کہا: جب حسن (علیہ السلام) کی وفات ہوئی تو عراق میں شیعہ حرکت میں آ گئے، اور اُنہوں نے حسین (علیہ السلام) کو خط لکھے کہ معاویہ کی بیعت توڑ کر اُن (حسین) کی بیعت کی جائے۔ مگر آپ نے اُن سے انکار کیا، اور فرمایا کہ اُن کے اور معاویہ کے درمیان ایک عہد و معاہدہ ہے جسے توڑنا اُن کے لیے جائز نہیں، یہاں تک کہ مدت گزر جائے۔ پس جب معاویہ مر جائے گا تو اِس بارے میں غور کریں گے۔

اِس بارے میں۔

فلما مات معاوية ـ وذلك للنصف من شهر رجب سنة ستين من الهجرة ـ كتب يزيد إلى الوليد بن عتبة بن أبي سفيان ـ وكان على المدينة من قبل معاوية ـ أن يأخذ الحسين (عليه السلام) بالبيعة له ، ولا يرخِّص له في التأخير عن ذلك ، فأنفذ الوليد إلى الحسين في الليل فاستدعاه ، فعرف الحسين (عليه السلام) الذي أراد ، فدعا جماعة من مواليه وأمرهم بحمل السلاح ، وقال لهم : إن الوليد قد استدعاني في هذا الوقت ، ولست آمن أن يكلِّفني فيه أمراً لا أجيبه إليه ، وهو غير مأمون ، فكونوا معي ، فإذا دخلت إليه فاجلسوا على الباب ، فإن سمعتم صوتي قد علا فادخلوا عليه لتمنعوه عني.

پس جب معاویہ مرا — اور یہ سنِ ساٹھ ہجری کے رجب کے مہینے کی پندرہ تاریخ کو ہوا — تو یزید نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو، جو معاویہ کی طرف سے مدینہ کا والی تھا، خط لکھا کہ وہ حسین (علیہ السلام) سے اُس (یزید) کے لیے بیعت لے، اور اُنہیں اِس میں تاخیر کی اجازت ہرگز نہ دے۔ پس ولید نے رات کے وقت حسین کی طرف پیغام بھیج کر اُنہیں طلب کیا۔ حسین (علیہ السلام) نے جان لیا کہ وہ کیا چاہتا ہے، تو آپ نے اپنے چاہنے والوں کی ایک جماعت کو بلایا اور اُنہیں ہتھیار اٹھانے کا حکم دیا، اور اُن سے فرمایا: ولید نے مجھے اِس وقت طلب کیا ہے، اور مجھے اطمینان نہیں کہ وہ مجھ سے کوئی ایسا کام نہ چاہے جسے میں قبول نہ کروں، اور وہ قابلِ اعتماد نہیں۔ لہٰذا تم میرے ساتھ رہنا، پس جب میں اُس کے پاس اندر جاؤں تو تم دروازے پر بیٹھ جانا، اور اگر تم میری آواز بلند ہوتی سنو تو اُس پر داخل ہو جانا تاکہ اُسے مجھ سے (کوئی زیادتی کرنے سے) روک لو۔

فصار الحسين (عليه السلام) إلى الوليد بن عتبة فوجد عنده مروان بن الحكم ، فنعى إليه الوليد معاوية ، فاسترجع الحسين ، ثمَّ قرأ عليه كتاب يزيد وما أمره فيه من أخذ البيعة منه له ، فقال الحسين (عليه السلام) : إني لا أراك تقنع ببيعتي ليزيد سرّاً حتى أبايعه جهراً فيعرف ذلك الناس ، فقال له الوليد : أجل ، فقال الحسين : فتصبح وترى رأيك في ذلك ، فقال له الوليد : انصرف على اسم الله تعالى حتى تأتينا مع جماعة الناس.

پس حسین (علیہ السلام) ولید بن عتبہ کے پاس گئے تو اُس کے پاس مروان بن الحکم کو موجود پایا۔ ولید نے آپ کو معاویہ کی موت کی خبر دی، تو حسین نے اِنّا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ پھر اُس نے آپ پر یزید کا خط پڑھا اور جو اُس نے آپ سے اپنے لیے بیعت لینے کا حکم دیا تھا وہ بیان کیا۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ تم میری پوشیدہ بیعت پر یزید کے لیے قناعت کر لو گے، یہاں تک کہ میں اُس کی علانیہ بیعت کروں اور لوگ اِسے جان لیں۔ ولید نے کہا: ہاں۔ حسین نے فرمایا: تو صبح ہو جائے، اور اِس بارے میں اپنی رائے دیکھ لینا۔ ولید نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ کے نام پر واپس تشریف لے جائیے، یہاں تک کہ آپ لوگوں کی جماعت کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائیں۔

فقال له مروان : والله لئن فارقك الحسين الساعة ولم يبايع لا قدرت منه على مثلها أبداً حتى تكثر القتلى بينكم وبينه ، احبس الرجل ولا يخرج من عندك حتى يبايع أو تضرب عنقه ، فوثب الحسين (عليه السلام) عند ذلك وقال : أنت يا ابن الزرقاء تقتلني أم هو ؟ كذبت والله وأثمت ، وخرج يمشي ومعه مواليه حتى أتى منزله [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/32 ـ 33 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/324 ح 2.

.

مروان نے اُس (ولید) سے کہا: اللہ کی قسم! اگر حسین اِس وقت تجھ سے جدا ہو گیا اور بیعت نہ کی تو پھر تُو اُس سے ایسا موقع کبھی نہ پا سکے گا، یہاں تک کہ تمہارے اور اُس کے درمیان کثرت سے قتل ہو۔ اِس شخص کو روک لے اور اُسے اپنے پاس سے نہ نکلنے دے جب تک وہ بیعت نہ کرے یا تُو اُس کی گردن نہ اُڑا دے۔ اِس پر حسین (علیہ السلام) اُچھل پڑے اور فرمایا: اے نیلی آنکھوں والی (زرقاء) کے بیٹے! تُو مجھے قتل کرے گا یا یہ؟ تُو نے جھوٹ کہا، اللہ کی قسم، اور گناہ کیا۔ پھر آپ چلتے ہوئے نکلے، اور آپ کے ساتھ آپ کے چاہنے والے تھے، یہاں تک کہ آپ اپنے گھر پہنچ گئے

(۱)

۔

وفي رواية السيد ابن طاووس عليه الرحمة قال : كتب يزيد إلى الوليد يأمره بأخذ البيعة على أهلها وخاصة على الحسين (عليه السلام) ويقول : إن أبى عليك فاضرب عنقه ، وابعث إليَّ برأسه ، فأحضر الوليد مروان واستشاره في أمر الحسين (عليه السلام) ،

فقال : إنه لا يقبل ، ولو كنت مكانك ضربت عنقه ، فقال الوليد : ليتني لم أك شيئاً مذكوراً.

ثم بعث إلى الحسين (عليه السلام) فجاءه في ثلاثين من أهل بيته ومواليه ـ وساق الكلام إلى أن قال ـ : فغضب الحسين (عليه السلام) ثم قال : ويلي عليك يا ابن الزرقاء ، أنت تأمر بضرب عنقي ؟ كذبت والله وأثمت.

ثم أقبل على الوليد فقال : أيها الأمير! إنّا أهل بيت النبوة ، ومعدن الرسالة ، ومختلف الملائكة ، وبنا فتح الله ، وبنا ختم الله ، ويزيد رجل فاسق شارب الخمر ، قاتل النفس المحرَّمة ، معلن بالفسق ، ومثلي لا يبايع مثله ، ولكن نصبح وتصبحون ، وننظر وتنظرون ، أيّنا أحق بالبيعة والخلافة ، ثم خرج (عليه السلام) فقال مروان للوليد : عصيّتني ! فقال : ويحك إنك أشرت إليَّ بذهاب ديني ودنياي والله ما أظن أحداً يلقى الله بدم الحسين (عليه السلام) إلا وهو خفيف الميزان لا ينظر الله إليه ولا يزكيه وله عذابٌ أليم [1]

اللهوف ، ابن طاووس : 16 ـ 17.

.

اور سید ابن طاؤوس (علیہ الرحمہ) کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں: یزید نے ولید کو خط لکھا اور اُسے حکم دیا کہ اہلِ (مدینہ) سے بیعت لے، خاص طور پر حسین (علیہ السلام) سے، اور کہا: اگر وہ تیرے سامنے انکار کرے تو اُس کی گردن اُڑا دے، اور اُس کا سر میری طرف بھیج دے۔ پس ولید نے مروان کو حاضر کیا اور حسین (علیہ السلام) کے معاملے میں اُس سے مشورہ کیا۔

اُس نے کہا: وہ ہرگز قبول نہ کرے گا، اور اگر میں تیری جگہ ہوتا تو اُس کی گردن اُڑا دیتا۔ ولید نے کہا: کاش میں کوئی قابلِ ذکر چیز ہی نہ ہوتا۔

پھر اُس نے حسین (علیہ السلام) کی طرف پیغام بھیجا، تو آپ اپنے اہلِ بیت اور اپنے چاہنے والوں میں سے تیس افراد کے ساتھ اُس کے پاس آئے — اور کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں — تو حسین (علیہ السلام) کو غصہ آیا، پھر آپ نے فرمایا: اے نیلی آنکھوں والی کے بیٹے! تجھ پر افسوس، تُو میری گردن اُڑانے کا حکم دیتا ہے؟ اللہ کی قسم، تُو نے جھوٹ کہا اور گناہ کیا۔

پھر آپ ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے امیر! ہم اہلِ بیتِ نبوت ہیں، معدنِ رسالت ہیں، اور فرشتوں کے آنے جانے کی جگہ ہیں، ہم ہی سے اللہ نے آغاز کیا اور ہم ہی سے اللہ نے اختتام کیا۔ اور یزید ایک فاسق آدمی ہے، شراب پینے والا، ناحق نفس کو قتل کرنے والا، اور علانیہ فسق کرنے والا ہے، اور مجھ جیسا اُس جیسے کی بیعت نہیں کرتا۔ لیکن ہم صبح کریں گے اور تم بھی صبح کرو گے، ہم دیکھیں گے اور تم بھی دیکھو گے کہ ہم میں سے بیعت اور خلافت کا زیادہ حق دار کون ہے۔ پھر آپ (علیہ السلام) باہر تشریف لے گئے۔ اِس پر مروان نے ولید سے کہا: تُو نے میری نافرمانی کی! اُس نے کہا: تجھ پر افسوس، تُو نے تو مجھے میرا دین اور دنیا دونوں کھو دینے کا مشورہ دیا۔ اللہ کی قسم، میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص حسین (علیہ السلام) کے خون کے ساتھ اللہ سے ملے گا مگر یہ کہ اُس کا میزان ہلکا ہوگا، اللہ اُس کی طرف نہ دیکھے گا، نہ اُسے پاک کرے گا، اور اُس کے لیے دردناک عذاب ہوگا

(۱)

۔

وفي رواية ابن شهر آشوب عليه الرحمة لما امتنع الإمام الحسين (عليه السلام) من البيعة ، قال : فأغلظ الوليد في كلامه وارتفعت الأصوات فهجم تسعة عشر رجلاً قد انتضوا خناجرهم وأخرجو الحسين (عليه السلام) إلى منزله قهراً [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/240.

.

اور ابن شہر آشوب (علیہ الرحمہ) کی روایت میں ہے کہ جب امام حسین (علیہ السلام) نے بیعت سے انکار کر دیا تو ولید نے اپنی گفتگو میں سختی کی اور آوازیں بلند ہوئیں، تب اُنیس آدمی اپنے خنجر نکالے ہوئے دوڑے اور حسین (علیہ السلام) کو زبردستی آپ کے گھر لے گئے

(۲)

-

ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

اور حجت الاسلام شیخ علی الجشی (علیہ الرحمہ) نے کیا خوب کہا ہے، جب وہ فرماتے ہیں:

وافى الوليدَ بفتية كلٌّ حَلاَ مُرُّ المنونِ لديه دون هَوَانِهِ
فأقامهم بالبابِ لكنْ مُذْ عَلاَ صوتُ العميدِ عَدَتْ على عُدْوَانِهِ
وبه أحاطت كالأسودِ وأرغمت أَنْفَ العدوِّ وعاد في سلطانِهِ
يا ليتها في الطفِّ لمَّا صُرِّعت من دونِهِ وثوت على كُثْبَانِهِ
وغدا وحيداً والعدى أَمُّوه مِنْ رام إليه وطاعن بسنانِهِ
وقد استغاث ولا مجيبَ له سوى صوت شَجَاه من بُكَا نِسْوَانِهِ
قاموا لنصرتِهِ وكلٌّ قائلٌ لبَّيك داعي ربِّنا بلسانِهِ

وہ ولید کے پاس ایسے جوانوں کے ساتھ آئے جن میں سے ہر ایک کو
موت کی تلخی، اپنے آقا کی رسوائی سے بڑھ کر شیریں تھی
پس آپ نے اُنہیں دروازے پر کھڑا کر دیا، لیکن جب بلند ہوئی
سردار کی آواز، تو وہ اُس کے دشمن پر جھپٹ پڑے
اور شیروں کی مانند آپ کو گھیر لیا اور خاک میں ملا دیا
دشمن کی ناک، اور آپ اپنے اختیار میں واپس آ گئے
اے کاش ! یہ (نصرت) طف میں ہوتی، جب آپ گرا دیے گئے
اُس کے سامنے، اور ریت کے ٹیلوں پر پڑے رہے
اور آپ اکیلے رہ گئے جبکہ دشمن آپ کا قصد کیے ہوئے تھے
کوئی تیر مارنے والا، کوئی نیزے سے وار کرنے والا
اور آپ نے فریاد کی، مگر آپ کا کوئی جواب دینے والا نہ تھا سوائے
اُس آواز کے جو آپ کی عورتوں کے رونے سے آپ کو غم میں ڈالتی تھی
وہ آپ کی نصرت کے لیے کھڑے ہوئے اور ہر ایک کہنے والا تھا
لبیک، اے ہمارے رب کے پکارنے والے ! اپنی زبان سے

يتسابقون إلى الكفاحِ ودونه وقفت تلقّى النبلَ عن جُثْمانِهِ [1]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 41 ـ 42.

وہ میدانِ جہاد کی طرف ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے تھے، اور آپ کے سامنے کھڑے ہو کر تیروں کو اپنے جسموں پر روک رہے تھے(۱)

وقال ابن شهر آشوب عليه الرحمة : كتب ـ يزيد ـ إلى الوليد بأخذ البيعة من الحسين (عليه السلام) وعبدالله بن عمر ، وعبدالله بن الزبير ، وعبدالرحمان بن أبي بكر أخذاً عنيفاً ليست فيه رخصة ، فمن يأبَ عليك منهم فاضرب عنقه ، وابعث إليَّ برأسه ، فشاور في ذلك مروان فقال : الرأي أن تحضرهم وتأخذ منهم البيعة قبل أن يعلموا.

اور ابن شہر آشوب (علیہ الرحمہ) نے کہا: یزید نے ولید کو خط لکھا کہ حسین (علیہ السلام)، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے سختی کے ساتھ بیعت لے، جس میں کوئی رعایت نہ ہو، پس اُن میں سے جو تیرے سامنے انکار کرے اُس کی گردن اُڑا دے، اور اُس کا سر میری طرف بھیج دے۔ اِس بارے میں اُس نے مروان سے مشورہ کیا تو اُس نے کہا: رائے یہ ہے کہ تُو اُنہیں حاضر کرے اور اِس سے پہلے کہ اُنہیں (معاویہ کی موت کا) علم ہو، اُن سے بیعت لے لے۔

فوجَّه في طلبهم وكانوا عند التربة ، فقال عبدالرحمن وعبدالله : ندخل دورنا ونغلق أبوابنا ، وقال ابن الزبير : والله ما أبايع يزيد أبداً ، وقال الحسين (عليه السلام) : أنا لابد لي من الدخول على الوليد ، وذكر قريباً مما مرَّ [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 4/88.

پس اُس نے اُنہیں طلب کرنے کے لیے (آدمی) بھیجے، اور وہ (اُس وقت) قبرستان کے پاس تھے۔ عبدالرحمٰن اور عبداللہ نے کہا: ہم اپنے گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں اور اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ اور ابن الزبیر نے کہا: اللہ کی قسم، میں یزید کی بیعت کبھی نہ کروں گا۔ اور حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: مجھے ولید کے پاس جانا ہی ہوگا۔ اور اُس نے تقریباً وہی ذکر کیا جو پہلے گزر چکا (۲)

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فقال مروان للوليد : عصيتني ، لا والله لا يمكنك مثلها من نفسه أبداً ، فقال الوليد : ويح غيرك يا مروان ، إنك اخترت لي التي فيها هلاك ديني ودنياي ، والله ما أحبُّ أن لي ما طلعت عليه الشمس وغربت عنه من مال الدنيا وملكها وأني قتلت حسيناً ، سبحان الله! أقتل حسيناً أن قال لا أبايع ، والله إني لأظنّ أن امرءاً يحاسب بدم الحسين خفيف الميزان عند الله يوم القيامة.

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) نے فرمایا: پس مروان نے ولید سے کہا: تُو نے میری نافرمانی کی، اللہ کی قسم! اب کبھی وہ (حسین علیہ السلام) تجھے اپنے آپ پر ایسا موقع نہ دیں گے۔ ولید نے کہا: اے مروان! تیرے سوا کسی اور کے لیے افسوس ہو، تُو نے میرے لیے وہ (راہ) پسند کی جس میں میرے دین و دنیا کی ہلاکت ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں کہ دنیا کا سارا مال و ملک، جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے، میرے لیے ہو مگر میں حسین کو قتل کر دوں۔ سبحان اللہ! کیا میں حسین کو محض اِس لیے قتل کر دوں کہ اُنہوں نے کہا میں بیعت نہیں کروں گا؟ اللہ کی قسم! میں یہ گمان کرتا ہوں کہ جو شخص حسین کے خون کے سبب حساب دے گا، وہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ہلکی میزان والا ہوگا۔

فقال له مروان : فإذا كان هذا رأيك فقد أصبت فيما صنعت ، يقول هذا وهو غير الحامد له على رأيه [3]

الإرشاد ، المفيد : 2/33 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/324 ح 2.

پس مروان نے اُس سے کہا: اگر یہی تیری رائے ہے تو جو تُو نے کیا اُس میں تُو نے درست کیا۔ یہ اُس نے اِس حال میں کہا کہ وہ اُس کی اِس رائے پر اُس کی تعریف کرنے والا نہ تھا(۳)۔

.

وقال محمد بن أبي طالب الموسوي رحمه الله تعالى : لما ورد الكتاب على الوليد بقتل الحسين (عليه السلام) عظم ذلك عليه ، ثمَّ قال : والله لا يراني الله أقتل ابن نبيه ولو جعل يزيد لي الدنيا بما فيها [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/327.

محمد بن ابی طالب الموسوی (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: جب ولید کے پاس حسین (علیہ السلام) کے قتل کا حکم آیا تو یہ اُس پر بہت گراں گزرا، پھر اُس نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ مجھے کبھی اِس حال میں نہ دیکھے کہ میں اُس کے نبی کے بیٹے کو قتل کروں، خواہ یزید مجھے تمام دنیا اور اُس میں جو کچھ ہے وہ سب دے دے(۴)۔

.

قال السيد عليه الرحمة : فلمَّا أصبح الحسين (عليه السلام) خرج من منزله يستمع الأخبار فلقيه مروان بن الحكم فقال له : يا أبا عبدالله ، إني لك ناصح ، فأطعني ترشد ، فقال الحسين (عليه السلام) : وما ذاك ؟ قل حتى أسمع ، فقال مروان : إني آمرك ببيعة يزيد أمير المؤمنين ، فإنه خير لك في دينك ودنياك ، فقال الحسين (عليه السلام) : إنا لله وإنا إليه راجعون ، وعلى الإسلام السلام ، إذ قد بليت الأمة براع مثل يزيد ، ولقد سمعت جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : الخلافة محرَّمة على آل أبي سفيان ، وطال الحديث بينه وبين مروان حتى انصرف مروان وهو غضبان.

سید (علیہ الرحمہ) نے فرمایا: پس جب صبح ہوئی تو حسین (علیہ السلام) خبریں سننے کے لیے اپنے گھر سے نکلے، تو مروان بن الحکم آپ سے ملا اور اُس نے آپ سے کہا: اے ابا عبداللہ! میں آپ کا خیر خواہ ہوں، پس میری بات مانیے، ہدایت پائیں گے۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ کہو تاکہ میں سنوں۔ مروان نے کہا: میں آپ کو امیر المؤمنین یزید کی بیعت کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ یہی آپ کے دین و دنیا کے لیے بہتر ہے۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون، اور اسلام پر سلام ہو، جب اُمّت یزید جیسے حکمران میں بتلا ہو جائے۔ اور میں نے اپنے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو یہ فرماتے سنا: خلافت آلِ ابی سفیان پر حرام ہے۔ اور آپ اور مروان کے درمیان گفتگو طویل ہوتی گئی یہاں تک کہ مروان غصے کی حالت میں لوٹ گیا۔

فلما كان الغداة توجَّه الحسين (عليه السلام) إلى مكة لثلاث مضين من شعبان سنة ستين ، فأقام بها باقي شعبان وشهر رمضان وشوالا وذا القعدة [1]

پس جب صبح ہوئی تو حسین (علیہ السلام) سنہ ساٹھ ہجری کے شعبان کی تین راتیں گزرنے پر مکہ کی طرف روانہ ہوئے، اور آپ نے وہاں شعبان کا باقی حصہ، ماہِ رمضان، شوال اور ذوالقعدہ قیام فرمایا(۱)۔

اللهوف ، ابن طاووس : 18 و 21 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/326.

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فأقام الحسين (عليه السلام) في منزله تلك الليلة ، وهي ليلة السبت لثلاث بقين من رجب سنة ستين من الهجرة ، واشتغل الوليد بن عتبة بمراسلة ابن الزبير في البيعة ليزيد ، وامتناعه عليهم ، وخرج ابن الزبير من ليلته عن المدينة متوجِّهاً إلى مكة ، فلمَّا أصبح الوليد سرَّح في أثره الرجال فبعث راكباً من موالي بني أمية في ثمانين راكباً فطلبوه فلم يدركوه ، فرجعوا.

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) نے فرمایا: پس حسین (علیہ السلام) اُس رات اپنے گھر میں مقیم رہے، اور یہ سنہ ساٹھ ہجری کے رجب کی تین راتیں باقی رہنے کی، ہفتے کی رات تھی۔ اور ولید بن عتبہ ابن الزبیر کے ساتھ یزید کی بیعت کے سلسلے میں خط و کتابت میں مصروف رہا، جبکہ وہ اُن (کی بیعت) سے انکار کر رہا تھا۔ اور ابن الزبیر اُسی رات مکہ کی طرف رخ کرتے ہوئے مدینے سے نکل گیا۔ پس جب ولید نے صبح کی تو اُس نے اُس کے تعاقب میں آدمی بھیجے، چنانچہ بنی امیہ کے موالی میں سے ایک سوار کو اَسّی سواروں کے ساتھ بھیجا، اُنہوں نے اُسے تلاش کیا مگر اُس تک نہ پہنچ سکے، پس وہ لوٹ آئے۔

فلما كان آخر نهار السبت بعث الرجال إلى الحسين (عليه السلام) ليحضر فيبايع الوليد ليزيد بن معاوية ، فقال لهم الحسين (عليه السلام) : أصبحوا ثم ترون ونرى ، فكفوا تلك الليلة عنه ، ولم يلحّوا عليه ، فخرج (عليه السلام) من تحت ليلته ـ وهي ليلة الأحد ليومين بقيا من رجب ـ متوجّهاً نحو مكه ، ومعه بنوه وإخوته وبنو أخيه ، وجلُّ أهل بيته إلاّ محمد بن الحنفيّة رحمه الله ، فإنه لما علم عزمه على الخروج عن المدينة لم يدر أين يتوجَّه ، فقال له : يا أخي ، أنت أحبُّ الناس إليَّ وأعزُّهم عليَّ ، ولست أدّخر النصيحة لأحد من الخلق إلاّ لك ، وأنت أحقُّ بها ، تنحَّ ببيعتك عن يزيد بن

پس جب ہفتے کے دن کا آخری حصہ آیا تو اُس نے حسین (علیہ السلام) کی طرف آدمی بھیجے تاکہ آپ حاضر ہو کر یزید بن معاویہ کے لیے ولید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ حسین (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا: صبح کر لو، پھر تم بھی دیکھو گے اور ہم بھی دیکھیں گے۔ پس وہ اُس رات آپ سے رُکے رہے اور آپ پر اصرار نہ کیا۔ چنانچہ آپ (علیہ السلام) اُسی رات کی تاریکی میں اور یہ اتوار کی رات تھی، رجب کے دو دن باقی رہنے پر مکہ کی طرف روانہ ہوئے، اور آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے، آپ کے بھائی، آپ کے بھتیجے اور آپ کے اہلِ بیت کی اکثریت تھی، سوائے محمد بن الحنفیہ (رحمہ اللہ) کے، کیونکہ جب اُنہیں آپ کے مدینے سے نکلنے کے ارادے کا علم ہوا، تو وہ نہ سمجھ سکے کہ آپ کہاں کا رخ کریں گے۔ پس اُنہوں نے آپ سے کہا: اے میرے بھائی! آپ مجھے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ عزیز ہیں، اور میں مخلوق میں سے کسی کے لیے خیر خواہی ذخیرہ نہیں رکھتا سوائے آپ کے، اور آپ ہی اُس کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ آپ اپنی بیعت کو یزید بن

معاوية ، وعن الأمصار ما استطعت ، ثم ابعث رسلك إلى الناس ، ثم ادعهم إلى نفسك ، فإن تابعك الناس وبايعوا لك حمدت الله على ذلك ، وإن اجتمع الناس على غيرك لم ينقص الله بذلك دينك ولا عقلك ، ولا تذهب به مروءتك ولا فضلك ، إني أخاف عليك أن تدخل مصراً من هذه الأمصار فيختلف الناس بينهم ، فمنهم طائفة معك وأخرى عليك ، فيقتتلون فتكون أنت لأوَّل الأسنَّة غرضاً ، فإذا خيرُ هذه الأمة كلها نفساً وأباً وأماً أضيعها دماً وأذلّها أهلا.

معاویہ سے، اور جتنا ہو سکے اِن شہروں سے دور رکھیے، پھر لوگوں کی طرف اپنے قاصد بھیجیے، پھر اُنہیں اپنی طرف بلائیے۔ پس اگر لوگ آپ کی پیروی کریں اور آپ کی بیعت کر لیں تو آپ اِس پر اللہ کا شکر ادا کریں، اور اگر لوگ کسی اور پر متفق ہو جائیں تو اللہ اِس سے آپ کے دین میں کمی نہ کرے گا اور نہ آپ کی عقل میں، اور نہ اِس سے آپ کی مروّت اور آپ کی فضیلت جاتی رہے گی۔ مجھے آپ کے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ آپ اِن شہروں میں سے کسی شہر میں داخل ہوں تو لوگ آپس میں اختلاف کر بیٹھیں، پس اُن میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ ہو اور دوسرا آپ کے خلاف، اور وہ باہم جنگ کریں تو آپ سب سے پہلے نیزوں کا نشانہ بن جائیں۔ اُس وقت یہ پوری اُمّت میں سب سے بہتر شخص نفس، باپ اور ماں کے اعتبار سے خون کے لحاظ سے سب سے زیادہ ضائع ہونے والا اور اہل کے لحاظ سے سب سے زیادہ ذلیل ہونے والا ہوگا۔

فقال له الحسين (عليه السلام) : فأين أنزل يا أخي ؟ قال : انزل مكة ، فإن اطمأنَّت بك الدار بها فسبيل ذلك ، وإن نبتْ بك لحقت بالرمال وشعف الجبال ، وخرجت من بلد إلى بلد حتى تنظر إلى ما يصير أمر الناس ، فإنك أصوب ما تكون رأياً حين تستقبل الأمر استقبالا ، فقال (عليه السلام) : يا أخي ، قد نصحت وأشفقت ، وأرجو أن يكون رأيك سديداً موفَّقاً [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/34 ـ 35.

.

پس حسین (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا: پھر میں کہاں قیام کروں، اے میرے بھائی؟ اُنہوں نے کہا: آپ مکہ میں قیام کریں، پس اگر وہاں آپ کو ٹھکانا مطمئن رکھے تو یہی راستہ ہے، اور اگر وہ آپ کے لیے ناموافق ہو جائے تو آپ ریگزاروں اور پہاڑوں کی چوٹیوں کی طرف چلے جائیں، اور ایک شہر سے دوسرے شہر نکلتے جائیں یہاں تک کہ دیکھیں کہ لوگوں کا معاملہ کس طرف جاتا ہے۔ کیونکہ آپ سب سے زیادہ درست رائے والے اُس وقت ہوں گے جب آپ معاملے کا سامنا آمنے سامنے کریں۔ پس آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے بھائی! تم نے خیر خواہی کی اور شفقت دکھائی، اور مجھے اُمید ہے کہ تمہاری رائے درست اور توفیق یافتہ ہوگی(۱)۔

وعن حمزة بن حمران ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : ذكرنا خروج الحسين (عليه السلام) وتخلّف ابن الحنفية ، فقال أبو عبدالله (عليه السلام) : يا حمزة ، إني سأخبرك بحديث لا تسأل عنه بعد مجلسك هذا ، إن الحسين (عليه السلام) لما فصل متوجّهاً ، دعا بقرطاس وكتب فيه : بسم الله الرحمن الرحيم ، من الحسين بن علي بن أبي طالب إلى بني هاشم ، أما بعد ، فإن من لحق بي منكم استشهد ، ومن تخلّف لم يبلغ مبلغ الفتح والسلام [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/330.

.

اور حمزہ بن حمران سے، اُنہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، آپ نے فرمایا: ہم نے حسین (علیہ السلام) کے نکلنے اور ابن الحنفیہ کے پیچھے رہ جانے کا ذکر کیا، تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے حمزہ! میں تجھے ایک ایسی حدیث بتاؤں گا کہ اِس مجلس کے بعد تُو اِس کے بارے میں سوال نہ کرے گا۔ بے شک حسین (علیہ السلام) جب روانگی کے لیے نکلے تو اُنہوں نے ایک کاغذ منگوایا اور اُس میں لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے بنی ہاشم کے نام۔ اما بعد! پس تم میں سے جو مجھ سے آملے گا وہ شہید ہوگا، اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ فتح کے مقام تک نہ پہنچ پائے گا، والسلام(۲)۔

وروى السيد ابن طاووس عليه الرحمة من كتاب الشافي في النسب بإسناده إلى جده محمد بن عمر قال : سمعت أبي عمر بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) يحدث أخوالي آل عقيل قال : لما امتنع أخي الحسين (عليه السلام) عن البيعة ليزيد بالمدينة ، دخلت عليه فوجدته خاليا فقلت له : جُعلت فداك يا أبا عبدالله ، حدثني أخوك

اور سید ابن طاؤس (علیہ الرحمہ) نے کتاب "الشافی فی النسب" سے اپنی سند کے ساتھ اپنے جد محمد بن عمر سے روایت کی، اُنہوں نے کہا: میں نے اپنے والد عمر بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کو سنا، وہ میرے ماموؤں، آلِ عقیل سے بیان فرما رہے تھے: جب میرے بھائی حسین (علیہ السلام) نے مدینے میں یزید کی بیعت سے انکار کیا تو میں آپ کے پاس گیا، تو میں نے آپ کو تنہا پایا۔ میں نے آپ سے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، اے ابا عبداللہ! مجھے آپ کے بھائی

أبو محمد الحسن عن أبيه (عليهما السلام) ثم سبقتني الدمعة وعلا شهيقي فضمني إليه وقال : حدثك أني مقتول ؟ فقلت : حوشيت يابن رسول الله ، فقال : سألتك بحق أبيك ، بقتلي خبرك ؟ فقلت : نعم ، فلو لا تأولت وبايعت ؟ فقال : حدثني أبي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أخبره بقتله وقتلي ، وأن تربتي تكون بقرب تربته ، فتظن إنك علمت ما لم أعلمه ، وإنه لا أعطي الدنية عن نفسي أبدا ، ولتلقين فاطمة أباها شاكية ما لقيت ذريتها من أمته ، ولا يدخل الجنة أحدٌ آذاها في ذريتها [1]

اللهوف في قتلى الطفوف ، السيد ابن طاووس : 19 ـ 20.

.

ابو محمد الحسن (علیہما السلام) نے آپ کے والد سے جو حدیث بیان کی، وہ سنائیے۔ پھر مجھ سے پہلے آنسو بہہ نکلے اور میری ہچکی بلند ہو گئی، تو آپ نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا: کیا اُس نے تجھے یہ بتایا کہ میں قتل کیا جاؤں گا؟ میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول! خدا نہ کرے۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے تیرے باپ کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا اُس نے تجھے میرے قتل کی خبر دی؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ (پھر میں نے کہا:) تو پھر آپ تاویل کیوں نہیں کر لیتے اور بیعت کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے میرے والد نے بتایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اُنہیں اُن کے اور میرے قتل کی خبر دی تھی، اور یہ کہ میری تربت اُن کی تربت کے قریب ہوگی۔ تو کیا تُو یہ گمان کرتا ہے کہ تُو وہ بات جانتا ہے جو میں نہیں جانتا؟ اور بے شک میں اپنے آپ کو کبھی بھی ذلت نہ دوں گا۔ اور فاطمہ (علیہا السلام) ضرور اپنے والد سے اُس کی شکایت کریں گی جو اُن کی ذریت کو اُن (رسول) کی اُمّت سے پہنچے گا، اور جس نے اُن کی ذریت کے بارے میں اُنہیں اذیت دی وہ ہرگز جنّت میں داخل نہ ہوگا(۱)۔

وروى ابن قولويه عليه الرحمة ، عن جابر ، عن محمد بن علي (عليهما السلام) ، قال : لما همَّ الحسين (عليه السلام) بالشخوص عن المدينة أقبلت نساء بني عبدالمطلب فاجتمعن للنياحة حتى مشى فيهنَّ الحسين (عليه السلام) ، فقال : أنشدكنَّ الله أن تبدين هذا الأمر معصية لله ولرسوله (صلى الله عليه وآله) ، فقالت له نساء بني عبد المطلب : فلمن نستبقي النياحة والبكاء ، فهو عندنا كيوم مات فيه رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعلي وفاطمة ورقية وزينب وأم كلثوم ، فننشدك الله ، جعلنا الله فداك من الموت يا حبيب الأبرار من أهل القبور ، وأقلبت بعض عمَّاته تبكي وتقول : أشهد يا حسين لقد سمعت الجن ناحت بنوحك ، وهم يقولون :

فإن قتيلَ الطفِّ من آلِ هاشم أذلَّ رقاباً من قريش فذلَّتِ
حبيبُ رسولِ اللهِ لم يكُ فاحشاً أبانت مصيبتُك الأنوفَ وجلَّتِ

اور ابن قولویہ (علیہ الرحمہ) نے جابر سے، اُنہوں نے محمد بن علی (علیہما السلام) سے روایت کی، اُنہوں نے فرمایا: جب حسین (علیہ السلام) نے مدینے سے روانگی کا ارادہ کیا تو بنی عبدالمطلب کی عورتیں آگے بڑھیں اور نوحہ کے لیے جمع ہو گئیں، یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) اُن کے درمیان تشریف لے گئے اور فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم یہ کام اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نافرمانی کے طور پر ظاہر نہ کرو۔ تو بنی عبدالمطلب کی عورتوں نے آپ سے کہا: پھر ہم نوحہ اور گریہ کس کے لیے محفوظ رکھیں؟ یہ تو ہمارے لیے اُس دن جیسا ہے جس دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، علی، فاطمہ، رقیہ، زینب اور اُمّ کلثوم کا انتقال ہوا۔ پس ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں، اللہ ہمیں آپ کی موت سے فدا کر دے، اے قبروں والوں میں سے نیکوکاروں کے محبوب! اور آپ کی بعض پھوپھیاں روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے متوجہ ہوئیں: میں گواہی دیتی ہوں، اے حسین! میں نے سنا کہ جنّات آپ کے نوحہ کے ساتھ نوحہ کر رہے ہیں، اور وہ کہہ رہے ہیں:

پس آلِ ہاشم کا وہ شہیدِ کربلا
قریش کی گردنوں کو یوں جھکا گیا کہ وہ ذلیل ہو گئیں
رسول اللہ کے محبوب کبھی بدگو نہ تھے
آپ کی مصیبت نے ناکوں کو خاک آلود کر دیا اور وہ
بہت بڑی ثابت ہوئی

وقلن أيضاً :

اور اُنہوں نے یہ بھی کہا:

أبكي حُسيناً سيداً ولقتلِهِ شاب الشَّعَرْ ولقتلِهِ زُلزلتمُ
ولقتلِهِ انكسف القَمَرْ واحمَّرت آفاقُ السما ءِ من العشيَّةِ والسَّحَرْ
وتغيَّرت شَمْسُ البلا د بهم وأظلمت الكورْ

میں حسین پر گریہ کرتی ہوں جو سردار تھے
اور اُن کے قتل پر بال سفید ہو گئے
اور اُن کے قتل پر تم لرزا دیے گئے
اور اُن کے قتل پر چاند کو گہن لگ گیا
اور آسمان کے کنارے سُرخ ہو گئے
شام اور سحر کے وقت
اور اُن کی وجہ سے شہروں کا سورج بدل گیا
اور بستیاں تاریک ہو گئیں

ذاك ابن فاطمة المصـ ـاب به الخلائقُ والبَشَرْ أورثتنا ذلا به
جدع الأنوف مَعَ الغرر [1]

یہ فاطمہ کے بیٹے ہیں جن کی مصیبت سے
ساری مخلوق اور تمام انسان مصیبت زدہ ہوئے
آپ نے ہمیں اپنے قتل سے ذلت کا وارث بنا دیا
ناکوں کے کاٹے جانے اور رسوائیوں کے ساتھ(۱)

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 195 ـ 196 ح 8.

وجاء في معالي السبطين للحائري عليه الرحمة قال : ثم إن نساء بني هاشم أقبلن إلى أم هاني عمَّة الحسين (عليه السلام) وقلن لها : يا أمَّ هاني ، أنت جالسة والحسين (عليه السلام) مع عياله عازم على الخروج ؟ فأقبلت أم هاني ، فلمَّا رآها الحسين (عليه السلام) قال : أما هذه عمتي أم هاني ؟ قيل : نعم ، فقال : يا عمّة ، ما الذي جاء بك وأنت على هذه الحالة ؟ فقالت : وكيف لا آتي وقد بلغني أن كفيل الأرامل ذاهب عني ؟ ثم إنها انتحبت باكيةً ، وتمثَّلت بأبيات أبيها أبي طالب (عليه السلام) :

اور حائری (علیہ الرحمہ) کی "معالی السبطین" میں آیا ہے، اُنہوں نے فرمایا: پھر بنی ہاشم کی عورتیں حسین (علیہ السلام) کی پھوپھی اُمّ ہانی کے پاس آئیں اور اُن سے کہا: اے اُمّ ہانی! تم بیٹھی ہو اور حسین (علیہ السلام) اپنے اہل و عیال کے ساتھ نکلنے کا عزم کیے ہوئے ہیں؟ تو اُمّ ہانی چل پڑیں، جب حسین (علیہ السلام) نے اُنہیں دیکھا تو فرمایا: کیا یہ میری پھوپھی اُمّ ہانی نہیں ہیں؟ کہا گیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اے پھوپھی! آپ کو اِس حالت میں کیا چیز لے آئی؟ اُنہوں نے کہا: میں کیسے نہ آتی جبکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بیواؤں کا کفیل مجھ سے جدا ہو رہا ہے؟ پھر وہ روتے ہوئے سسکنے لگیں، اور اپنے والد ابو طالب (علیہ السلام) کے اِن اشعار سے تمثیل پیش کی:

وأبيضَ يستسقى الغمامُ بوجهِهِ ثِمالُ اليتامى عصمةٌ للأراملِ
تطوفُ به الهلاَّكُ من آلِ هاشم فهم عنده في نعمة وفَوَاضِلِ

اور وہ روشن چہرہ جس کے وسیلے سے بادل سے پانی مانگا جاتا ہے
یتیموں کا سہارا، بیواؤں کے لیے پناہ
آلِ ہاشم کے بے سہارا لوگ اُس کے گرد گھومتے ہیں
پس وہ اُس کے پاس نعمت اور فراوانی میں ہیں

ثم قالت : سيدي ، وأنا متطيِّرة عليك من هذا المسير لهاتف سمعت البارحة يقول :

پھر اُنہوں نے کہا: اے میرے سردار! میں اِس سفر کے بارے میں آپ پر بدشگونی محسوس کرتی ہوں، اُس ندا دینے والے کی وجہ سے جسے میں نے گزشتہ رات کہتے سنا:

وإنَّ قتيلَ الطفِّ من آلِ هاشم أذلَّ رقاباً من قريش فذلَّتِ
حبيبُ رسولِ اللهِ لم يك فاحشاً أبانت مصيبتُهُ الأنوفَ وجلَّتِ

بے شک طفّ کا مقتول جو آلِ ہاشم سے ہے
اُس نے قریش کی گردنیں جھکا دیں، پس وہ ذلیل ہو گئیں
رسول اللہ کا محبوب جو کبھی بدگو نہ تھا
اُس کی مصیبت نے ناکوں کو کاٹ دیا اور عظیم ہو کر چھا گئی

فقال لها الحسين (عليه السلام) : يا عمَّة ، لا تقولي : من قريش ، ولكن قولي : (أذلَّ رقاب المسلمين فذلَّت) ، ثم قال : يا عمَّة ، كل الذي مقدَّر فهو كائن لا محالة ، وقال (عليه السلام) :

تو حسین (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا: اے پھوپھی! "قریش کی" نہ کہیں، بلکہ کہیں: "اُس نے مسلمانوں کی گردنیں جھکا دیں، پس وہ ذلیل ہو گئیں"۔ پھر فرمایا: اے پھوپھی! ہر وہ چیز جو مقدر ہے، وہ لازماً واقع ہو کر رہے گی، اور آپ (علیہ السلام) نے فرمایا:

وما هم بقوم يغلبون ابنَ غالب ولكن بعلمِ الغيبِ قد قُدِّرَ الأمرُ

اور وہ ایسی قوم نہیں کہ ابنِ غالب پر غالب آجائیں بلکہ علمِ غیب کے مطابق یہ معاملہ پہلے ہی طے ہو چکا ہے

فخرجت أم هاني من عنده باكية وهي تقول :

پس اُمّ ہانی روتی ہوئی آپ کے پاس سے نکلیں اور کہہ رہی تھیں:

وما أمُّ هاني وحدَها سَاءَ حالَها خروجُ حسين عن مدينةِ جدِّهِ
ولكنَّما القبرُ الشريفُ وَمَنْ به ومنبرُهُ يبكون من أجلِ فَقْدِهِ

اور صرف اُمّ ہانی ہی نہیں جس کا حال بگڑا
حسین کا اپنے جد کے شہر سے نکلنا
بلکہ وہ روضۂ مقدس اور جو اُس میں ہے
اور اُن کا منبر بھی اُن کے فراق پر روتے ہیں

أقول : ليت شعري ما حال أم هاني وبنات عبدالمطلب يوم ورد الناعي بقتل الحسين (عليه السلام) ، قال الرواي : ولما ورد نعي الحسين (عليه السلام) المدينة فلم أسمع والله واعية مثل واعية نساء بني هاشم في دورهن على الحسين (عليه السلام) [1]

میں کہتا ہوں: کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اُمّ ہانی اور عبدالمطلب کی بیٹیوں کا کیا حال ہوا اُس دن جب حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر لانے والا آیا۔ راوی کہتا ہے: جب حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر مدینہ پہنچی، تو خدا کی قسم میں نے بنی ہاشم کی عورتوں کی اُس نالہ و فریاد جیسی کوئی فریاد نہ سنی جو اُنہوں نے اپنے گھروں میں حسین (علیہ السلام) پر بلند کی

(۱)

معالي السبطين ، الحائري : 1/214 ـ 215.

.

وخرجت أسماء ـ وفي رواية أم لقمان بنت عقيل بن أبي طالب ـ في جماعة من نساء بني هاشم وهي حاسرة تلوي بثوبها حتى انتهت إلى قبر رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فلاذت به وشهقت عنده ، ثم التفتت إلى المهاجرين والأنصار وهي تقول :

اور اسماء اور ایک روایت میں اُمّ لقمان بنت عقیل بن ابی طالب بنی ہاشم کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ بال بکھیرے ہوئے، اپنے کپڑے کو لپیٹتی ہوئی نکلیں یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبر تک پہنچیں، پس اُس سے لپٹ گئیں اور اُس کے پاس سسکیاں بھریں، پھر مہاجرین و انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہہ رہی تھیں:

ماذا تقولون إن قال النبيُّ لكم ماذا فعلتم وأنتم آخرُ الأُمَمِ
بعترتي وبأهلي بعد مفتقدي منهم أسارى ومنهم ضرِّجوا بدمِ [2]

روضة الواعظين ، الفتال النيسابوري : 192 ـ 193 ، تاريخ الطبري : 4/357 ، معالي السبطين ، الحائري : 1/215

تم کیا جواب دو گے اگر نبی تم سے کہیں
تم نے کیا کیا جبکہ تم آخری اُمّت ہو
میری عترت اور میرے اہل کے ساتھ میرے جانے کے بعد
اُن میں سے کچھ قیدی ہیں اور کچھ خون میں لت پت کر دیے گئے(۲)

قال بعض الرواة : وتهيَّأ الحسين بن علي (عليهما السلام) وعزم على الخروج من المدينة ، ومضى في جوف الليل إلى قبر أمه فصلَّى عند قبرها وودَّعها ، ثم قام عن قبرها وصار إلى قبر أخيه الحسن ففعل مثل ذلك ، ثم رجع إلى منزله [3]

بعض راویوں نے کہا: اور حسین بن علی (علیہما السلام) نے تیاری کی اور مدینہ سے نکلنے کا عزم کیا، اور رات کے سکوت میں اپنی ماں کی قبر کی طرف گئے، اُن کی قبر کے پاس نماز پڑھی اور اُنہیں الوداع کہا، پھر اُن کی قبر سے اُٹھے اور اپنے بھائی حسن کی قبر کی طرف گئے اور وہی کچھ کیا، پھر اپنے گھر لوٹ آئے (۳)

کتاب الفتوح ، ابن أعثم الكوفي : 5/21 ، مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 1/187.

.

ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

اور حجۃ الاسلام شیخ علی الجشی (علیہ الرحمہ) کو خدا جزائے خیر دے، جب وہ کہتے ہیں:

بأبي حُسيناً حين أزعجه العدى من أرضِ طيبةَ للأحبَّةِ ودَّعا
قد ودَّعَ الأطهارَ من أهلِ العَبَا بقبورِهم إذ بالترحُّلِ أزمعا
ولدى الترحُّلِ ودَّعته وابتغت بَدَلَ الزيارةِ للزيارةِ موضعا
حتى إذا أمسى لقىً في كربلا زارته في حال إليها أفجعا
وَجَدَتْهُ مقطوعَ الكريمِ موزَّعَ الـ أشلا وبجدلُ منه حزَّ الإصبعا [4]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 43.

میرے ماں باپ حسین پر قربان، جب دشمنوں نے اُنہیں بے چین کیا
طیبہ کی سرزمین سے اُنہوں نے اپنے پیاروں کو الوداع کہا
اُنہوں نے اہلِ عبا کے پاکیزہ لوگوں کو الوداع کہا
اُن کی قبروں پر، جب اُنہوں نے کوچ کرنے کا عزم کیا
اور کوچ کے وقت اُس (ماں) نے اُنہیں الوداع کہا اور چاہا
کہ زیارت کے بدلے زیارت کا کوئی اور مقام مل جائے
یہاں تک کہ جب وہ کربلا میں لاشہ بن کر پڑے رہے
تو اُس نے ایسے حال میں اُن کی زیارت کی جو اُس کے لیے سب سے دردناک تھا
اُس نے اُنہیں سر بریدہ، کٹے ہوئے اعضاء والا پایا
اور اُن کی اُنگلی کو کاٹ کر جدا کیا گیا تھا(۴)

روى الشيخ المفيد عليه الرحمة بإسناده عن إبراهيم بن داحة قال : أول شعر

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن داحہ سے روایت کیا، اُنہوں نے کہا: پہلا شعر

رثي به الحسين بن علي (عليهما السلام) قول عقبة بن عمرو السهمي من بني سهم بن عوف بن غالب :

جس کے ساتھ حسین بن علی (علیہما السلام) کا مرثیہ کہا گیا، وہ بنی سہم بن عوف بن غالب میں سے عقبہ بن عمرو السہمی کا یہ قول ہے:

إذا العينُ قرَّتْ في الحياةِ وأنتُمُ تخافون في الدنيا فأظلمَ نورُها
مررتُ على قبرِ الحسينِ بكربلا ففاض عليه من دموعي غزيرُها
فما زلتُ أرثيه وأبكي لشجوِهِ ويُسْعِدُ عيني دمعُها وزفيرُها
وبكَّيتُ من بعد الحسين عصائباً أطافت به من جانبيها قبورُها
سلامٌ على أهلِ القبورِ بكربلا وقلَّ لها مني سلامٌ يزورُها
سلامٌ بآصالِ العشيِّ وبالضحى تؤدِّيه نكباءُ الرياحِ ومُورُها
ولا بَرِحَ الوفَّادُ زوَّارُ قبرِهِ يفوحُ عليهم مِسْكُها وعبيرُها [1]

الأمالی ، الشيخ المفيد : 324.

جب آنکھ زندگی میں ٹھنڈی ہو جائے اور تم
دنیا میں خوف زدہ رہو، تو اُس کی روشنی تاریک ہو گئی
میں کربلا میں حسین کی قبر پر گزرا
تو میرے وافر آنسو اُس پر بہہ نکلے
پس میں برابر اُن کا نوحہ کرتا اور اُن کے غم پر روتا رہا
اور میری آنکھ کے آنسو اور آہیں میری مدد کرتی رہیں
اور میں نے حسین کے بعد اُن گروہوں پر رویا
جن کی قبریں اُن کے اطراف سے اُنہیں گھیرے
ہوئے ہیں
کربلا میں اہلِ قبور پر سلام ہو
اور اُن کی زیارت کرنے والا میرا سلام اُن کے لیے
کم ہی ہے
شام کے اوقات میں اور چاشت کے وقت سلام
جسے جنوب کی ہوائیں اور اُن کی گرد پہنچائیں
اور اُن کی قبر کی زیارت کرنے والے آنے والے
ہمیشہ رہیں
جن پر اُس (قبر) کی مشک اور خوشبو مہکتی رہے(۱)

وقال شاعر آخر :

اور ایک اور شاعر نے کہا:

تبيتُ النشاوى من أميَّةَ نُوَّماً وبالطفِّ قتلى ما ينامُ حميمُها
وما قتلَ الإسلامَ إلاَّ عصابةٌ تأمَّرَ نَوْكَاها ونام زعيمُها
فأضحت قناةُ الدينِ في كفِّ ظالم
إذا اعوجَّ منها جانبٌ لا يقيمُها [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/268.

بنی امیہ کے مست شراب لوگ بے خبر سوتے ہیں
اور طف میں مقتول ہیں جن کے پیارے سو نہیں سکتے
اور اسلام کو کسی نے قتل نہیں کیا سوائے اُس گروہ کے
جس کے احمق حکمران بن بیٹھے اور اُن کا سردار سو گیا
پس دین کی چھڑی ایک ظالم کے ہاتھ میں آ گئی
جب اُس کا کوئی پہلو ٹیڑھا ہو جاتا تو وہ اُسے سیدھا نہ کرتا(۲)

المجلس الثاني ، من اليوم الثاني
خروج الإمام الحسين (عليه السلام)
من المدينة

جاء في زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : يا مواليَّ ، فلو عاينكم المصطفى ، وسهام الأئمة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليل الفسق من ورعكم ، وغيظ الكفر من إيمانكم ،

وأنتم بين صريع في المحراب قد فَلق السيفُ هامتَه ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانُه ، وقتيل بالعراء قد رُفع فوق القناة رأسُه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجُرع السمِّ أمعاؤه [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 298.

، فإنّا لله إليه راجعون ، ولا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العلي العظيم ، ولله درّ السيد صالح القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

دوسری مجلس، دوسرے دن سے
امام حسین (علیہ السلام) کا
مدینہ سے نکلنا

ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی زیارتوں میں آیا ہے: اے میرے مولاؑ، کاش مصطفیٰ آپ کو دیکھتے، جبکہ ائمہ کے تیر آپ کے جگروں میں پیوست ہیں، اور اُن کے نیزے آپ کے گلوں پر تنے ہوئے ہیں، اور اُن کی تلواریں آپ کے خون میں ڈوبی ہوئی ہیں، بدکار عورتوں کی اولاد آپ کی تقویٰ سے فسق کی پیاس بجھاتی ہے، اور آپ کے ایمان سے کفر کے غیظ کو ٹھنڈا کرتی ہے،

اور آپ میں سے کوئی محراب میں زمین پر گرا پڑا ہے جس کے سر کو تلوار نے چیر دیا، اور کوئی جنازے پر شہید ہے جس کے کفن کو تیروں سے چھید دیا گیا، اور کوئی کھلے میدان میں مقتول ہے جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا، اور کوئی قید خانے میں لوہے سے جکڑا ہوا ہے جس کے اعضاء کچل دیے گئے، اور کوئی زہر دیا ہوا ہے جس کی آنتیں زہر کے گھونٹوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئیں
(۱)
، پس ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور نہ کوئی طاقت ہے اور نہ قوت مگر اللہ عظیم و بلند کی توفیق سے، اور سید صالح القزوینی (علیہ الرحمہ) کو خدا کیا خوب جزا دے جب وہ کہتے ہیں:

فلهفي عليهم ما قضى حَتْفَ أنفِهِ كريمٌ لهم إلاّ بسمٌ وَصَارِمِ
تجنَّت عليهم آلُ حرب تجرُّماً وجالت عليهم باحتباءِ الجرائمِ
فكم جَزَروا بالطفِّ منهم أماجداً على ظمأ بالبيضِ جَزْرَ السوائمِ
فَيَالِرؤس في الرماحِ وأضلع تحطَّمُها خيلُ العدى بالمناسمِ
ويالِلْحُوم غسَّلتها دماؤُها وكفَّنها نَسْجُ الرياحِ النواسمِ
ولهفي على سبطِ النبيِّ تذودُهُ
عن الماءِ أرجاسُ الأعادي الغواشمِ [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 155.

پس مجھے اُن پر افسوس ہے کہ اُن میں سے کوئی شریف
اپنی طبعی موت نہ مرا، مگر زہر اور تلوار سے
آلِ حرب نے گناہ گاری کرتے ہوئے اُن پر ظلم ڈھایا
اور جرائم کا بوجھ اُٹھا کر اُن پر ٹوٹ پڑے
پس اُنہوں نے طف میں اُن کے کتنے ہی بزرگوں کو
ذبح کیا
پیاس کے عالم میں تلواروں سے، جیسے جانوروں کو ذبح
کیا جاتا ہے
پس اے وہ سر جو نیزوں پر ہیں اور وہ پسلیاں
جنہیں دشمن کے گھوڑے اپنے کھروں سے کچل رہے
ہیں
اور اے وہ بدن جنہیں اُن کے اپنے خون نے غسل
دیا
اور جنہیں مہکتی ہواؤں کی بُنائی نے کفن پہنایا
اور مجھے نبی کے نواسے پر افسوس ہے جسے پانی سے
ظالم دشمنوں کی نجاستیں روک رہی ہیں(۲)

روي عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) في حديث له عما يجري على أهل بيته (عليهم السلام) من المحن والمصائب ، وقد سُئل عن سبب بكائه لما رأى الحسين (عليه السلام) قال : وإني لما رأيته تذكرت ما يُصنع به بعدي ، كأني به وقد استجار بحرمي وقبري فلا يُجار ، فأضمه في منامه إلى صدري ، وآمره بالرحلة عن دار هجرتي ، وأُبشره بالشهادة ، فيرتحل عنها إلى أرض مقتله ، وموضع مصرعه ، أرض كرب وبلا ، وقتل وفناء ، تنصره عصابة من المسلمين ، أولئك من سادة شهداء أمتي يوم القيامة.. [3]

الأمالي ، الصدوق : 177 ح2.

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اُن کی ایک حدیث میں روایت ہے جو آپ کے اہل بیت (علیہم السلام) پر آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کے بارے میں ہے، اور آپ سے اُس رونے کا سبب پوچھا گیا جب آپ نے حسین (علیہ السلام) کو دیکھا، آپ نے فرمایا: میں نے جب اُنہیں دیکھا تو مجھے وہ سب یاد آگیا جو میرے بعد اُن کے ساتھ کیا جائے گا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اُنہوں نے میرے حرم اور میری قبر سے پناہ مانگی، مگر اُنہیں پناہ نہ دی گئی، پس میں اپنے خواب میں اُنہیں اپنے سینے سے لگاتا ہوں، اور اُنہیں اپنی ہجرت کے گھر سے کوچ کرنے کا حکم دیتا ہوں، اور اُنہیں شہادت کی بشارت دیتا ہوں، پس وہ یہاں سے اپنے مقتل کی سرزمین اور اپنی شہادت گاہ کی طرف کوچ کرتے ہیں، کربلا و بلا کی سرزمین، قتل اور فنا کی سرزمین، مسلمانوں کا ایک گروہ اُن کی مدد کرے گا، وہی لوگ قیامت کے دن میری اُمت کے شہداء کے سرداروں میں سے ہوں گے..
(۳)

وقال ابن عباس في كتابه إلى يزيد بن معاوية لعنه الله تعالى : وما أنسى من الأشياء ، فلستُ بناس إطرادك الحسين بن علي (عليه السلام) من حَرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) إلى

اور ابن عباس نے یزید بن معاویہ (اللہ تعالیٰ اُس پر لعنت کرے) کو لکھے اپنے خط میں کہا: اور میں بہت سی چیزیں بھلا سکتا ہوں، مگر یہ کبھی نہیں بھول سکتا کہ تُو نے حسین بن علی (علیہ السلام) کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم سے نکال کر

حَرم الله ، ودسك إليه الرجال تغتاله ، فأشخصته من حرم الله إلى الكوفة ، فخرج منها خائفاً يترقب ، وقد كان أعزَّ أهلِ البطحاء بالبطحاء قديماً ، وأعزَّ أهلها بها حديثاً ، وأطوعَ أهل الحرمين بالحرمين لو تبوأ بها مقاماً ، واستحل بها قتالاً ، ولكن كَره أن يكون هو الذي يستحل حرمة البيت ، وحرمة رسول الله (صلى الله عليه وآله) فأكبر من ذلك ما لم تكبر حيث دسست إليه الرجال فيها ليقاتل في الحرم ، وما لم يكبر ابن الزبير حيث ألحد بالبيت الحرام وعرضه للعائر وأراقل العالم ، وأنت ؟ لأنت المستحل فيما أُظن بل لا شك فيه أنك للمحرف العريف ، فإنك حلف نسوة ، صاحب ملاه ، فلما رأى سوء رأيك شخص إلى العراق ، ولم يبتغك ضراباً ، وكان أمر الله قدرا مقدورا [1]

تأريخ اليعقوبي : 2/249.

.

اللہ کے حرم کی طرف بھگایا، اور اُن پر مردوں کو بھیجا کہ اُنہیں دھوکے سے قتل کریں، پس تُو نے اُنہیں اللہ کے حرم سے کوفہ کی طرف روانہ کر دیا، تو وہ خوف زدہ ہو کر، ہر لمحہ خطرے کی تاک میں، وہاں سے نکلے، حالانکہ وہ قدیم زمانے سے بطحاء والوں میں سب سے معزز تھے، اور نئے زمانے میں بھی وہاں کے سب سے معزز تھے، اور حرمین والوں میں حرمین میں سب سے زیادہ فرمانبردار تھے، اگر وہ وہاں قیام کر لیتے، اور وہاں قتال کو روا رکھتے، لیکن اُنہوں نے یہ ناپسند کیا کہ وہ خود بیت اللہ کی حرمت اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کو پامال کریں، پس اُنہوں نے اِس بات کو بہت بڑا سمجھا جسے تُو نے بڑا نہ سمجھا، جب تُو نے اُن کی طرف مردوں کو بھیجا کہ وہ حرم میں اُن سے لڑیں، اور جسے ابن زبیر نے بڑا نہ سمجھا جب اُس نے بیت الحرام میں الحاد کیا اور اُسے شرمناکی اور تباہی کے سپرد کر دیا، اور تُو؟ میرے گمان میں تُو ہی حرمتوں کو حلال سمجھنے والا ہے، بلکہ اِس میں کوئی شک نہیں کہ تُو کھلا مسخ کرنے والا اور بگاڑنے والا ہے، کیونکہ تُو عورتوں کا حلیف، لہو و لعب کا ساتھی ہے، پس جب اُنہوں نے تیری بدنیتی دیکھی تو عراق کی طرف روانہ ہوئے، اور اُنہوں نے تجھ سے لڑائی کا ارادہ نہ کیا، اور اللہ کا حکم ایک مقرر شدہ تقدیر تھی

(۱)

۔

قال الراوي : وخرج الحسين (عليه السلام) من منزله ذات ليلة ، وأقبل إلى قبر جدّه (صلى الله عليه وآله) فقال : السلام عليك يا رسول الله ، أنا الحسين بن فاطمة ، فرخك وابن فرختك ، وسبطك الذي خلَّفتني في أمتك ، فاشهد عليهم يا نبي الله أنهم قد خذلوني ، وضيَّعوني ، ولم يحفظوني ، وهذه شكواي إليك حتى ألقاك ، قال : ثم قام فصفَّ قدميه فلم يزل راكعاً ساجداً.

راوی کہتا ہے: اور حسین (علیہ السلام) ایک رات اپنے گھر سے نکلے، اور اپنے جدِّ بزرگوار (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبر کی طرف چلے، پس فرمایا: اے اللہ کے رسول، آپ پر سلام ہو، میں حسین ابنِ فاطمہ ہوں، آپ کا بچہ اور آپ کی بیٹی کا بیٹا، اور آپ کا نواسہ جسے آپ نے اپنی اُمّت میں چھوڑا، پس اے اللہ کے نبی، اُن پر گواہ رہیے کہ اُنہوں نے مجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اور مجھے ضائع کر دیا، اور میری حفاظت نہ کی، اور یہ ہے میری شکایت آپ سے، یہاں تک کہ میں آپ سے جا ملوں، راوی کہتا ہے: پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے قدم جوڑ لیے، اور مسلسل رکوع و سجود میں رہے۔

قال : وأرسل الوليد إلى منزل الحسين (عليه السلام) لينظر أخرج من المدينة أم لا ؟ فلم يصبه في منزله ، فقال : الحمد لله الذي خرج ولم يبتلني بدمه ، قال : ورجع الحسين (عليه السلام) إلى منزله عند الصبح فلمَّا كانت الليلة الثانية خرج إلى القبر أيضاً وصلَّى ركعات ، فلمَّا فرغ من صلاته جعل يقول : اللهم هذا قبر نبيك محمد ، وأنا ابن بنت نبيك ، وقد حضرني من الأمر ما قد علمت ، اللهم إني أحبُّ المعروف ، وأنكر المنكر ، وأنا أسألك يا ذا الجلال والإكرام بحق القبر ومن فيه إلاَّ اخترت لي ما هو لك رضى ، ولرسولك رضى.

راوی کہتا ہے: اور ولید نے حسین (علیہ السلام) کے گھر کی طرف کسی کو بھیجا کہ دیکھے کہ آیا وہ مدینہ سے نکل گئے ہیں یا نہیں؟ پس اُس نے اُنہیں گھر میں نہ پایا، تو کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے اُنہیں نکال دیا اور مجھے اُن کے خون میں مبتلا نہ کیا، راوی کہتا ہے: اور حسین (علیہ السلام) صبح کے وقت اپنے گھر لوٹے، پھر جب دوسری رات ہوئی تو دوبارہ قبر کی طرف نکلے اور چند رکعتیں پڑھیں، پس جب اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے: اے اللہ، یہ تیرے نبی محمد کی قبر ہے، اور میں تیرے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں، اور مجھے وہ معاملہ پیش آ چکا ہے جو تُو جانتا ہے، اے اللہ، بے شک میں نیکی کو پسند کرتا ہوں، اور برائی کو ناپسند کرتا ہوں، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے جلال و اکرام والے، اِس قبر اور اِس میں مدفون ہستی کے حق کے واسطے کہ تُو میرے لیے وہ چیز چُن دے جس میں تیری رضا ہو، اور تیرے رسول کی رضا ہو۔

قال : ثم جعل يبكي عند القبر حتى إذا كان قريباً من الصبح وضع رأسه على القبر فأغفى ، فإذا هو برسول الله (صلى الله عليه وآله) قد أقبل في كتيبة من الملائكة عن يمينه وعن شماله وبين يديه حتى ضمَّ الحسين إلى صدره ، وقبَّل بين عينيه وقال : حبيبي يا حسين ، كأني أراك عن قريب مرمَّلا بدمائك ، مذبوحاً بأرض كرب وبلاء ، بين عصابة من أمتي ، وأنت مع ذلك عطشان لا تسقى ، وظمآن لا تروى ، وهم مع ذلك يرجون شفاعتي ، لا أنالهم الله شفاعتي يوم القيامة ، حبيبي يا حسين ، إن أباك وأمَّك وأخاك قدموا عليَّ وهم مشتاقون إليك ، وإن لك في الجنان لدرجات لن تنالها إلاَّ بالشهادة.

راوی کہتا ہے: پھر آپ قبر کے پاس رونے لگے یہاں تک کہ جب صبح قریب ہوئی تو اپنا سر قبر پر رکھا اور اونگھ گئے، تو اچانک آپ نے دیکھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرشتوں کے ایک لشکر کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، جو آپ کے دائیں، بائیں اور آگے تھے، یہاں تک کہ آپ نے حسین کو اپنے سینے سے لگا لیا، اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: میرے حبیب، اے حسین، گویا میں تمہیں عنقریب دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے خون میں لتھڑے ہوئے، کربلا و بلا کی سرزمین پر ذبح کیے ہوئے ہو، میری اُمّت کے ایک گروہ کے درمیان، اور تم اِس حال میں پیاسے ہو، تمہیں پانی نہیں پلایا جاتا پیاس سے بے تاب ہو، تمہیں سیراب نہیں کیا جاتا، اور وہ اِس کے باوجود میری شفاعت کی اُمید رکھتے ہیں، اللہ اُنہیں قیامت کے دن میری شفاعت نصیب نہ کرے، میرے حبیب، اے حسین، بے شک تمہارے باپ، تمہاری ماں اور تمہارا بھائی میرے پاس آ چکے ہیں اور وہ تمہارے مشتاق ہیں، اور بے شک تمہارے لیے جنتوں میں ایسے درجات ہیں جنہیں تم شہادت کے بغیر ہرگز نہ پا سکو گے۔

قال : فجعل الحسين (عليه السلام) في منامه ينظر إلى جدِّه ويقول : يا جدَّاه ، لا حاجة لي في الرجوع إلى الدنيا ، فخذني إليك وأدخلني معك في قبرك ، فقال له رسول الله (صلى الله عليه وآله) : لابدَّ لك من الرجوع إلى الدنيا حتى ترزق الشهادة ، وما قد كتب الله لك فيها من الثواب العظيم ، فإنك وأباك وأخاك وعمَّك وعمَّ أبيك تحشرون يوم القيامة في زمرة واحدة ، حتى تدخلوا الجنة.

راوی کہتا ہے: پس حسین (علیہ السلام) اپنے خواب میں اپنے جدِّ بزرگوار کی طرف دیکھنے لگے اور کہنے لگے: اے میرے نانا، مجھے دنیا کی طرف لوٹنے کی کوئی حاجت نہیں، پس مجھے اپنے پاس لے لیجیے اور مجھے اپنے ساتھ اپنی قبر میں داخل کر لیجیے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: تمہیں دنیا کی طرف لوٹنا ہی ہوگا یہاں تک کہ تمہیں شہادت نصیب ہو، اور وہ عظیم ثواب حاصل ہو جو اللہ نے اُس میں تمہارے لیے لکھ دیا ہے، پس بے شک تم، تمہارے باپ، تمہارا بھائی، تمہارا چچا، اور تمہارے باپ کا چچا، سب قیامت کے دن ایک ہی گروہ میں اُٹھائے جاؤ گے، یہاں تک کہ تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ولله درّ المرحوم الشيخ عبدالمنعم الفرطوسي عليه الرحمة إذ يقول :

اور مرحوم شیخ عبدالمنعم الفرطوسی (علیہ الرحمہ) کو خدا کیا خوب جزا دے جب وہ کہتے ہیں:

أفدي حسيناً حين خفَّ مودِّعاً قبراً به ثقلُ النبوةِ أودعا
وافى إلى توديعِهِ وفؤادُهُ بمُدَى الفراقِ يكادُ أن يتقطَّعا
وغدا يبثُّ له زفيرَ شجونِهِ بشكاتِهِ والطرفُ يذري الأدمعا
يا جدُّ حسبي ما أُكابدُ من عناً في هذه الدنيا يقضُّ المضجعا
فأجابه صبراً بُنيَّ على الأذى حتى تنالَ بذا المقامَ الأرفعا
ولقد حباك اللهُ أمراً لم يكن بسوى الشهادةِ ظهرُهُ لك طيِّعا
وكأنني بك يا بنيُّ بكربلا تمسي ذبيحاً بالسيوف مبضَّعا
ولقد رآه بمشهد من زينب هو والوصيُّ وأمُّه الزهرا معا

میں حسین پر قربان جب وہ رخصت ہوتے ہوئے چلے
اُس قبر کی طرف جس میں نبوت کا بوجھ سونپا گیا تھا
وہ اُس کو الوداع کہنے پہنچے، اور اُن کا دل
جدائی کی چھریوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے
قریب تھا
اور وہ اُس کے سامنے اپنے غموں کی آہیں نکالنے لگے
اپنی شکایت میں، اور آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں
اے میرے نانا، مجھے وہ مصیبت کافی ہے جو میں اِس
دنیا میں جھیل رہا ہوں
جو میرے آرام کے بستر کو تلپٹ کیے دیتی ہے
پس اُنہوں نے جواب دیا: بیٹے، اذیت پر صبر کرو
یہاں تک کہ تم اِس بلند ترین مقام کو پا لو
اور بے شک اللہ نے تمہیں وہ معاملہ عطا کیا ہے جس
کی
پیٹھ شہادت کے سوا تمہارے لیے کسی چیز کے آگے
نہ جھکے گی
اور گویا میں تمہیں، اے میرے بیٹے، کربلا میں دیکھ رہا
ہوں
کہ تم تلواروں سے ذبح، ٹکڑے ٹکڑے ہو کر شام کر
رہے ہو
اور بے شک اِسے زینب کے سامنے دیکھا گیا
اُس نے، اور وصی نے، اور اُس کی ماں زہرا نے،
سب نے ایک ساتھ

ملقىً برمضاءِ الهجيرِ على الثرى تطأُ السنابكُ صدرَه والأضلعا
في مصرع سُفِكَتْ عليه دِمَاؤُهُ أفدي بنفسي منه ذاك المصرعا [1]

ديوان الفرطوسي : 1/93.

دوپہر کی تپتی زمین پر مٹی میں پڑا ہوا گھوڑوں کے کھر اُس کے سینے اور پسلیوں کو روند رہے ہیں اُس مقتل میں جہاں اُس کا خون بہایا گیا میں اپنی جان اُس کے اُس مقتل پر قربان کرتا ہوں(۱)

قال الراوي : فانتبه الحسين (عليه السلام) من نومه فزعاً مرعوباً ، فقصَّ رؤياه على أهل بيته وبني عبدالمطلب ، فلم يكن في ذلك اليوم في مشرق ولا مغرب قومٌ أشدّ غماً من أهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ولا أكثر باك ولا باكية منهم.

راوی کہتا ہے: پس حسین (علیہ السلام) اپنے خواب سے گھبرائے اور خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے، اور اپنا خواب اپنے اہل بیت اور بنی عبدالمطلب کو سنایا، پس اُس دن مشرق و مغرب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت سے زیادہ غم زدہ کوئی قوم نہ تھی، اور نہ اُن سے زیادہ رونے والے مرد اور رونے والی عورتیں تھیں۔

قال : وتهيَّأ الحسين (عليه السلام) للخروج عن المدينة ، ومضى في جوف الليل إلى قبر أمِّه فودَّعها ، ثم مضى إلى قبر أخيه الحسن ففعل كذلك ، ثم رجع إلى منزله وقت الصبح ، فأقبل إليه أخوه محمد بن الحنفيَّة وقال : يا أخي ، أنت أحبُّ الخلق إليَّ ، وأعزُّهم عليَّ ، ولست والله أدّخر النصيحة لأحد من الخلق ، وليس أحد أحقُّ بها منك; لأنك مزاج مائي ونفسي وروحي وبصري وكبير أهل بيتي ، ومن وجبت طاعته في عنقي ، لأن الله قد شرَّفك عليَّ ، وجعلك من سادات أهل الجنة. وساق الحديث إلى أن قال : تخرج إلى مكة فإن اطمأنّت بك الدار بها فذاك ، وإن تكن الأخرى خرجت إلى بلاد اليمن ، فإنهم أنصار جدِّك وأبيك ، وهم أرأف الناس وأرقّهم قلوباً ، وأوسع الناس بلاداً ، فإن اطمأنّت بك الدار ، وإلاّ لحقت بالرمال وشعوب الجبال ، وجزت من بلد إلى بلد ، حتى تنظر ما يؤول إليه أمر الناس ، ويحكم الله بيننا وبين القوم الفاسقين.

راوی کہتا ہے: اور حسین (علیہ السلام) نے مدینہ سے نکلنے کی تیاری کی، اور آدھی رات کو اپنی ماں کی قبر پر گئے اور اُنہیں الوداع کہا، پھر اپنے بھائی حسن کی قبر پر گئے اور ویسا ہی کیا، پھر صبح کے وقت اپنے گھر واپس آئے، پس اُن کے بھائی محمد بن حنفیہ اُن کے پاس آئے اور کہا: اے میرے بھائی، آپ میرے نزدیک ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، اور مجھ پر سب سے زیادہ عزیز ہیں، اور خدا کی قسم میں کسی مخلوق سے خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا، اور اِس کا آپ سے زیادہ کوئی حق دار نہیں؛ کیونکہ آپ میرے پانی، میری جان، میری روح اور میری آنکھ کا نچوڑ ہیں، اور میرے اہل بیت کے بزرگ ہیں، اور وہ ہستی ہیں جن کی اطاعت میری گردن پر واجب ہے، اِس لیے کہ اللہ نے آپ کو مجھ پر فضیلت دی ہے، اور آپ کو اہل جنت کے سرداروں میں سے قرار دیا ہے۔ اور اُس نے بات جاری رکھی یہاں تک کہ کہا: آپ مکہ کی طرف نکل جائیں، پس اگر وہاں کا گھر آپ کے لیے پُرسکون ہو تو ٹھیک، اور اگر ایسا نہ ہو تو یمن کے شہروں کی طرف نکل جائیں، کیونکہ وہ آپ کے نانا اور والد کے مددگار ہیں، اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ نرم دل اور رقیق القلب ہیں، اور سب سے زیادہ وسیع سرزمین والے ہیں، پس اگر وہاں کا گھر آپ کے لیے پُرسکون ہو تو ٹھیک، ورنہ ریگستانوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جائیں، اور ایک شہر سے دوسرے شہر گزرتے رہیں، یہاں تک کہ دیکھیں کہ لوگوں کا معاملہ کس انجام کو پہنچتا ہے، اور اللہ ہمارے اور اِس فاسق قوم کے درمیان فیصلہ کر دے۔

قال : فقال الحسين (عليه السلام) : يا أخي ، والله لو لم يكن ملجأ ولا مأوى لما بايعت يزيد بن معاوية ، فقطع محمد بن الحنفية الكلام وبكى ، فبكى الحسين (عليه السلام) معه ساعة ثم قال : يا أخي ، جزاك الله خيراً ، فقد نصحت وأشرت بالصواب ، وأنا عازم على الخروج إلى مكة ، وقد تهيَّأت لذلك أنا وإخوتي وبنو أخي وشيعتي ، وأمرهم أمري ورأيهم رأيي ، وأما أنت يا أخي فلا عليك أن تقيم بالمدينة ، فتكون

راوی کہتا ہے: پس حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے بھائی، خدا کی قسم اگر کوئی پناہ گاہ اور ٹھکانا نہ بھی ہو تب بھی میں یزید بن معاویہ کی بیعت نہ کروں گا، پس محمد بن حنفیہ نے بات روک دی اور رونے لگے، تو حسین (علیہ السلام) بھی اُن کے ساتھ ایک گھڑی روتے رہے، پھر فرمایا: اے میرے بھائی، اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے خیر خواہی کی اور درست مشورہ دیا، اور میں مکہ کی طرف نکلنے کا عزم رکھتا ہوں، اور اِس کے لیے میں، میرے بھائی، میرے بھتیجے اور میرے شیعہ تیار ہو چکے ہیں، اُن کا معاملہ میرا معاملہ ہے اور اُن کی رائے میری رائے ہے، اور رہے تم اے میرے بھائی، تو تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم مدینہ میں ٹھہرے رہو، پس تم ہو جاؤ

لي عيناً لا تخفي عني شيئاً من أمورهم.

میرے لیے ایک آنکھ (نگہبان) کے مانند، جو اُن کے معاملات میں سے کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رکھے۔

ثم دعا الحسين (عليه السلام) بدواة وبياض وكتب هذه الوصية لأخيه محمد :

پھر حسین (علیہ السلام) نے دوات اور سفید کاغذ منگوایا اور اپنے بھائی محمد کے لیے یہ وصیت لکھی:

بسم الله الرّحمن الرّحيم ، هذا ما أوصى به الحسين بن علي بن أبي طالب إلى أخيه محمد المعروف بابن الحنفية ، أن الحسين يشهد أن لا إله إلاّ الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله ، جاء بالحق من عند الحق ، وأن الجنة والنار حق ، وأن الساعة آتية لا ريب فيها ، وأن الله يبعث من في القبور ، وأني لم أخرج أشراً ولا بطراً ولا مفسداً ولا ظالماً ، وإنما خرجت لطلب الإصلاح في أمة جدي (صلى الله عليه وآله) ، أريد أن آمر بالمعروف وأنهى عن المنكر ، وأسير بسيرة جدّي وأبي علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، فمن قبلني بقبول الحق فالله أولى بالحق ، ومن ردَّ عليَّ هذا أصبر حتى يقضي الله بيني وبين القوم بالحق وهو خير الحاكمين ، وهذه وصيتي يا أخي إليك ، وما توفيقي إلاّ بالله عليه توكّلت وإليه أنيب.

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ وصیت ہے جو حسین بن علی بن ابی طالب نے اپنے بھائی محمد کے لیے کی، جو ابن الحنفیہ کے نام سے معروف ہیں: بے شک حسین گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اُس کے بندے اور رسول ہیں، جو حق کے پاس سے حق لے کر آئے، اور یہ کہ جنت اور دوزخ حق ہیں، اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں، اور یہ کہ اللہ اُنہیں اُٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔ اور میں نہ اِترانے کے لیے، نہ تکبر کے لیے، نہ فساد کے لیے اور نہ ظلم کے لیے نکلا ہوں، بلکہ میں تو اپنے نانا (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اُمت میں اصلاح کی طلب کے لیے نکلا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ نیکی کا حکم دوں اور برائی سے روکوں، اور اپنے نانا اور اپنے والد علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی سیرت پر چلوں۔ پس جو مجھے حق کی قبولیت کے ساتھ قبول کرے تو اللہ حق کا زیادہ حق دار ہے، اور جو مجھ پر یہ (بات) ردّ کرے تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ میرے اور اِس قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے، اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اے میرے بھائی، یہ تیرے لیے میری وصیت ہے، اور میری توفیق تو صرف اللہ ہی سے ہے، اُسی پر میں نے بھروسا کیا اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

قال : ثمَّ طوى الحسين (عليه السلام) الكتاب وختمه بخاتمه ، ودفعه إلى أخيه محمد ، ثم ودَّعه وخرج في جوف الليل [1]

راوی کہتا ہے: پھر حسین (علیہ السلام) نے خط کو لپیٹا اور اپنی مہر سے مہر لگائی، اور اُسے اپنے بھائی محمد کے حوالے کیا، پھر اُنہیں الوداع کہا اور آدھی رات کو نکل گئے(۱)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/327 ـ 331.

.

وقال محمد بن أبي طالب : روى محمد بن يعقوب الكليني في كتاب الرسائل بسنده عن حمزة بن حمران ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : ذكرنا خروج الحسين (عليه السلام) وتخلُّف ابن الحنفية فقال أبو عبدالله (عليه السلام) : يا حمزة ، إني سأخبرك بحديث لا تسأل عنه بعد مجلسك هذا ، إن الحسين لما فصل متوجِّهاً ، دعا بقرطاس وكتب فيه :

اور محمد بن ابی طالب نے کہا: محمد بن یعقوب الکلینی نے کتاب الرسائل میں اپنی سند کے ساتھ حمزہ بن حمران سے، اُنہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: ہم نے حسین (علیہ السلام) کے خروج اور ابن الحنفیہ کے پیچھے رہ جانے کا ذکر کیا، تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے حمزہ، میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں گا کہ اِس مجلس کے بعد تم اِس کے بارے میں (کبھی) سوال نہ کرو گے: بے شک حسین جب روانگی کے لیے نکلے تو اُنہوں نے ایک کاغذ منگوایا اور اُس میں لکھا:

بسم الله الرّحمن الرّحيم ، من الحسين بن علي بن أبي طالب إلى بني هاشم ، أمَّا بعد فإنه من لحق بي منكم استشهد ، ومن تخلَّف لم يبلغ مبلغ الفتح ، والسلام.

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف سے بنی ہاشم کے نام۔ اما بعد! بے شک تم میں سے جو مجھ سے آملے گا وہ شہید ہو گا، اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ فتح کی منزل تک نہ پہنچے گا۔ والسلام۔

قال : وقال شيخنا المفيد بإسناده إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : لما سار أبو عبدالله (عليه السلام) من المدينة لقيه أفواج من الملائكة المسوّمة ، في أيديهم الحراب ، على

راوی کہتا ہے: اور ہمارے شیخ مفید نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کیا، آپ نے فرمایا: جب ابو عبداللہ (علیہ السلام) مدینہ سے روانہ ہوئے تو نشان زدہ فرشتوں کے دستے اُن سے ملے، جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے، وہ سوار تھے

نجب من نجب الجنة ، فسلّموا عليه ، وقالوا : يا حجة الله على خلقه بعد جدّه وأبيه وأخيه ، إن الله سبحانه أمدَّ جدَّك بنا في مواطن كثيرة ، وإن الله أمدَّك بنا ، فقال لهم : الموعد حفرتي وبقعتي التي أستشهد فيها وهي كربلا ، فإذا وردتها فأتوني ، فقالوا : يا حجَّة الله! مرنا نسمع ونطع ، فهل تخشى من عدوّ يلقاك فنكون معك ؟ فقال : لا سبيل لهم عليَّ ، ولا يلقوني بكريهة أو أصل إلى بقعتي.

جنت کے نجیب اونٹوں پر، پس اُنہوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا: اے اللہ کی مخلوق پر اُس کی حجت، اپنے نانا اور والد اور بھائی کے بعد! بے شک اللہ سبحانہ نے آپ کے نانا کی بہت سے مواقع پر ہمارے ذریعے مدد فرمائی، اور بے شک اللہ نے آپ کی مدد ہمارے ذریعے (مقرر) کی ہے۔ پس آپ نے اُن سے فرمایا: (ہماری) ملاقات کی جگہ میری وہ قبر اور میرا وہ مقام ہے جہاں میں شہید کیا جاؤں گا، اور وہ کربلا ہے، پس جب میں وہاں پہنچوں تو تم میرے پاس آنا۔ اُنہوں نے کہا: اے اللہ کی حجت! ہمیں حکم دیجیے، ہم سنیں اور اطاعت کریں، تو کیا آپ کو کسی دشمن کا خوف ہے جو آپ سے ٹکرائے کہ ہم آپ کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا: اُن کا مجھ پر کوئی بس نہ چلے گا، اور وہ مجھے کسی ناگوار چیز سے نہ ملیں گے یہاں تک کہ میں اپنے مقام تک پہنچ جاؤں۔

وأتته أفواج مسلمي الجن فقالوا : يا سيِّدنا ، نحن شيعتك وأنصارك ، فمرنا بأمرك وما تشاء ، فلو أمرتنا بقتل كل عدوّ لك وأنت بمكانك لكفيناك ذلك ، فجزاهم الحسين خيراً وقال لهم : أو ما قرأتم كتاب الله المنزل على جدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) « أَيْنَما تَكُونُوا يُدْرِكُّمْ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوج مُشَيَّدَة » وقال سبحانه : « لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمْ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ » وإذا أقمت بمكاني فبماذا يبتلى هذا الخلق المتعوس ؟ وبماذا يختبرون ؟ ومن ذا يكون ساكن حفرتي بكربلاء ؟ وقد اختارها الله يوم دحا الأرض ، وجعلها معقلا لشيعتنا ، ويكون لهم أماناً في الدنيا والآخرة ، ولكن تحضرون يوم السبت ، وهو يوم عاشوراء الذي في آخره أقتل ، ولا يبقى بعدي مطلوب من أهلي ونسبي وإخوتي وأهل بيتي ، ويسار برأسي إلى يزيد لعنه الله.

اور جنّاتِ مسلمین کے دستے آپ کے پاس آئے اور کہا: اے ہمارے سردار، ہم آپ کے شیعہ اور آپ کے مددگار ہیں، پس ہمیں اپنا حکم اور جو آپ چاہیں فرمائیں، اگر آپ ہمیں اپنے ہر دشمن کے قتل کا حکم دیں جبکہ آپ اپنی جگہ ہی پر رہیں، تو ہم آپ کی طرف سے یہ کر دیں گے۔ پس حسین نے اُنہیں جزائے خیر دی اور اُن سے فرمایا: کیا تم نے اللہ کی وہ کتاب نہیں پڑھی جو میرے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر نازل ہوئی: «تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں آپکڑے گی، خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو» اور اللہ سبحانہ نے فرمایا: «جن پر قتل لکھ دیا گیا تھا وہ ضرور اپنے مقتل کی طرف نکل آتے»۔ اور اگر میں اپنی جگہ ٹھہرا رہوں تو پھر یہ بدبخت مخلوق کس چیز سے آزمائی جائے گی؟ اور کس چیز سے اُن کا امتحان ہو گا؟ اور کربلا میں میری قبر کا رہنے والا کون ہو گا؟ جبکہ اللہ نے اِسے اُس دن منتخب کیا جس دن زمین کو بچھایا، اور اُسے ہمارے شیعوں کے لیے پناہ گاہ بنایا، اور یہ اُن کے لیے دنیا و آخرت میں امان ہو گا۔ لیکن تم ہفتے کے دن حاضر ہونا، اور وہ عاشورا کا دن ہے، جس کے آخر میں مجھے قتل کیا جائے گا، اور میرے بعد میرے اہل، میرے نسب، میرے بھائیوں اور میرے اہل بیت میں سے کوئی مطلوب باقی نہ رہے گا، اور میرا سر یزید کی طرف لے جایا جائے گا، اللہ اُس پر لعنت کرے۔

فقالت الجن : نحن والله يا حبيب الله وابن حبيبه ، لولا أن أمرك طاعة وأنه لا يجوز لنا مخالفتك قتلنا جميع أعدائك قبل أن يصلوا إليك ، فقال صلوات الله عليه لهم : نحن والله أقدر عليهم منكم ، ولكن ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حيَّ عن بينة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/330 ـ 331.

.

پس جنّات نے کہا: اے اللہ کے حبیب اور اُس کے حبیب کے فرزند! خدا کی قسم، اگر آپ کا حکم ماننا اطاعت نہ ہوتی اور آپ کی مخالفت ہمارے لیے جائز ہوتی تو ہم آپ کے تمام دشمنوں کو آپ تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیتے۔ پس آپ (صلوات اللہ علیہ) نے اُن سے فرمایا: خدا کی قسم، ہم تم سے زیادہ اُن پر قدرت رکھتے ہیں، لیکن یہ اِس لیے ہے تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے(۱)۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : ووجدت في بعض الكتب أنه (عليه السلام) لما عزم على الخروج من المدينة أتته أم سلمة رضي الله عنها فقالت : يا بنيَّ ، لا تحزنّي

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اور میں نے بعض کتب میں پایا کہ جب آپ (علیہ السلام) نے مدینہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور کہا: اے میرے بیٹے! مجھے اپنے

بخروجك إلى العراق ، فإني سمعت جدَّك (صلى الله عليه وآله) يقول : يقتل ولدي الحسين بأرض العراق في أرض يقال لها كربلاء ، فقال لها : يا أُمَّاه ، وأنا والله أعلم ذلك ، وإني مقتول لا محالة ، وليس لي من هذا بدّ ، وإني والله لأعرف اليوم الذي أقتل فيه ، وأعرف من يقتلني ، وأعرف البقعة التي أدفن فيها ، وإني أعرف من يقتل من أهل بيتي وقرابتي وشيعتي ، وإن أردت يا أمَّاه أريك حفرتي ومضجعي.

ثم أشار (عليه السلام) إلى جهة كربلاء فانخفضت الأرض حتى أراها مضجعه ومدفنه وموضع عسكره ، وموقفه ومشهده ، فعند ذلك بكت أم سلمة بكاء شديداً ، وسلَّمت أمره إلى الله ، فقال لها : يا أمّاه ، قد شاء الله عزَّ وجلَّ أن يراني مقتولا مذبوحاً ظلماً وعدواناً ، وقد شاء أن يرى حرمي ورهطي ونسائي مشرَّدين ، وأطفالي مذبوحين مظلومين ، مأسورين مقيَّدين ، وهم يستغيثون فلا يجدون ناصراً ولا معيناً. ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

عراق کی طرف نکلنے سے غمگین نہ کرو، کیونکہ میں نے تمہارے نانا (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا ہے: میرا بیٹا حسین سرزمینِ عراق میں، ایک ایسی سرزمین پر جسے کربلا کہا جاتا ہے، قتل کیا جائے گا۔ پس آپ نے اُن سے فرمایا: اے میری ماں! خدا کی قسم، میں بھی یہ جانتا ہوں، اور میں لامحالہ قتل کیا جانے والا ہوں، اور مجھے اِس سے کوئی چھٹکارا نہیں، اور خدا کی قسم، میں اُس دن کو بھی پہچانتا ہوں جس میں مَیں قتل کیا جاؤں گا، اور اُسے بھی جانتا ہوں جو مجھے قتل کرے گا، اور اُس مقام کو بھی جانتا ہوں جہاں میں دفن کیا جاؤں گا، اور میں اُنہیں بھی پہچانتا ہوں جو میرے اہلِ بیت، میرے قرابت داروں اور میرے شیعوں میں سے قتل کیے جائیں گے۔ اور اگر آپ چاہیں، اے میری ماں! تو میں آپ کو اپنی قبر اور اپنا مقامِ آرام دکھا دوں۔

پھر آپ (علیہ السلام) نے کربلا کی جانب اشارہ فرمایا تو زمین نیچی ہو گئی یہاں تک کہ آپ نے اُنہیں اپنا مقامِ آرام، اپنی جائے دفن، اپنے لشکر کی جگہ، اپنا موقف اور اپنا مقتل دکھا دیا۔ اُس وقت اُمِّ سلمہ سخت روئیں اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا۔ پس آپ نے اُن سے فرمایا: اے میری ماں! اللہ عزّوجلّ نے چاہا ہے کہ مجھے ظلم و زیادتی کے ساتھ ذبح کیا ہوا اور قتل کیا ہوا دیکھے، اور اُس نے چاہا ہے کہ میری حرمت، میرے کنبے اور میری عورتوں کو دربدر، اور میرے بچوں کو مظلوم ذبح کیا ہوا، اسیر اور بیڑیوں میں جکڑا ہوا دیکھے، جبکہ وہ فریاد کریں گے مگر کوئی مددگار اور معاون نہ پائیں گے۔ اور کیا خوب فرمایا حجت شیخ علی الجشی علیہ الرحمہ نے، جب اُنہوں نے کہا:

وأقبلت زوجةُ الهادي التي حفظت فيه الوصايا وأدَّت حقَّ هاديها
بُنيَّ يُحزنُني منك الخروجُ إلى أرض العراقِ فلا تأمَنْ أهاليها
بنيَّ تُقْتَلُ إمَّا جئتَها فأَقِمْ عسى أُقضِّي لبانات أُرجِّيها
هو العليمُ بما يجري عليه وهل يخفى عليه من الأقدارِ جاريها
لكنْ شريعةُ طه إذ به التجأت أجاب منتصراً للحقِّ داعيها
أَلاَ ترى حين جاء النصر منتصراً في كربلا والعدى سدَّت نواحيها
قد أصدر النصرَ والبتَّارَ أغمده وباع في الحقِّ نفساً جلَّ شاريها
فعاد نَهْبَ الظبا للسُّمْرِ مُشْتَجَراً والنبلُ كالقطرِ يهمي من أعاديها [1]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 42.

اور ہادی کی زوجہ آگے بڑھیں، جنہوں نے
آپ کے بارے وصیتوں کو محفوظ رکھا اور اپنے ہادی
کا حق ادا کیا
اے میرے بیٹے ! تمہارا عراق کی سرزمین کی طرف
نکلنا مجھے غمگین کرتا ہے
پس تم وہاں کے باشندوں سے مامون نہ رہنا
اے میرے بیٹے ! جب تم وہاں جاؤ گے تو قتل کیے
جاؤ گے، پس ٹھہر جاؤ
شاید میں اپنی وہ حاجتیں پوری کر لوں جن کی آرزو
رکھتی ہوں
وہ (حسین) اُس کو خوب جانتے ہیں جو اُن پر گزرے
گا، اور کیا
تقدیر کا جاری ہونے والا اُن پر پوشیدہ رہ سکتا ہے؟
مگر جب طٰہٰ کی شریعت نے اُن سے پناہ چاہی
تو اُنہوں نے حق کے پکارنے والے کو نصرت دیتے
ہوئے لبیک کہی
کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب نصرت کا وقت آیا، غالب
آتے ہوئے
کربلا میں، اور دشمنوں نے اُس کے اطراف بند کر
دیے
تو اُنہوں نے فتح کو جاری کیا اور تلوار کو نیام میں رکھا
اور حق کی راہ میں اپنی جان بیچ دی، جس کا خریدار
عظیم ہے
پس وہ نیزوں کے لیے تلواروں کی لوٹ بن گئے، آپس
میں الجھی ہوئیں

اور تیر بارش کے قطروں کی طرح اُن کے دشمنوں کی طرف سے برستے تھے(۱)

وفي رواية أخرى : قالت أم سلمة : وعندي تربة دفعها إليَّ جدّك في قارورة ، فقال : والله إني مقتول كذلك ، وإن لم أخرج إلى العراق يقتلوني أيضاً ، ثم أخذ تربة

اور ایک دوسری روایت میں ہے: اُمِّ سلمہ نے کہا: میرے پاس ایک مٹی ہے جو تمہارے نانا نے مجھے ایک شیشی میں دی تھی۔ پس آپ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں یقیناً اِسی طرح قتل کیا جاؤں گا، اور اگر میں عراق کی طرف نہ بھی نکلوں تب بھی وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ پھر آپ نے کچھ مٹی لی

فجعلها في قارورة وأعطاها إياها وقال : اجعليها مع قارورة جدّي ، فإذا فاضتا دماً فاعلمي أني قد قتلت.

اور اُسے ایک شیشی میں ڈال کر اُنہیں دی اور فرمایا: اِسے میرے نانا کی شیشی کے ساتھ رکھ لینا، پس جب یہ دونوں خون سے بھر جائیں تو جان لینا کہ میں قتل کر دیا گیا ہوں۔

ثم قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فسار الحسين (عليه السلام) إلى مكة وهو يقرأ : « فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفاً يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ » [1]

سورة القصص ، الآية : 21.

پھر شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: پس حسین (علیہ السلام) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: «پس وہ اُس (شہر) سے خوفزدہ، اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے نکل کھڑا ہوا، اُس نے کہا: اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرما»(۱)۔ اور آپ نے بڑی شاہراہ کو ہی اختیار کیا۔ پس آپ کے اہلِ بیت نے آپ سے کہا: اگر آپ راستے سے ہٹ کر چلیں جیسا کہ ابن زبیر نے کیا، تاکہ تعاقب کرنے والے آپ تک نہ پہنچ سکیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم، میں اِسے نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ جو فیصلہ کرنے والا ہے کر دے(۲)۔

ولزم الطريق الأعظم ، فقال له أهل بيته : لو تنكَّبت عن الطريق كما فعل ابن الزبير كيلا يلحقك الطلب ، فقال : لا والله لا أفارقه حتى يقضي الله ما هو قاض [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/331 ـ 332.

.

وروي عن سكينة بنت الحسين (عليه السلام) قالت : خرجنا من المدينة في ليلة مظلمة ، ذات رعد وبرق ، حتى خلنا أنَّ السماء أُطبقت على الأرض [3]

اور سکینہ بنتِ حسین (علیہ السلام) سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: ہم ایک تاریک رات میں مدینہ سے نکلے، جو رعد و برق والی تھی، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے(۳)۔

سعادة الدارين فيما يتعلق بالإمام الحسين (عليه السلام) ، الشيخ حسين القديحي : 93.

.

وفي رواية عن المنتخب قالت (عليها السلام) لما خرجنا من المدينة ما كان أحد أشدّ خوفاً منا أهل البيت [4]

اور المنتخب کی ایک روایت میں ہے، آپ (علیہا السلام) نے فرمایا: جب ہم مدینہ سے نکلے تو ہم اہلِ بیت سے زیادہ خوفزدہ کوئی نہ تھا(۴)۔

المنتخب ، الطريحي : 411.

.

وفي رواية أخرى قالت سكينة (عليها السلام) : حين خرجنا من المدينة وما أهل بيت أشد غماً ولا خوفاً من أهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله).

اور ایک دوسری روایت میں سکینہ (علیہا السلام) نے فرمایا: جب ہم مدینہ سے نکلے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہلِ بیت سے زیادہ غم زدہ اور خوفزدہ کوئی گھرانہ نہ تھا۔

سبحان الله خرجن بنات رسول الله (صلى الله عليه وآله) من المدينة خائفات ومعهن حماتهن ورجالهن ، ليت شعري فما حالهن يوم سيروهن من كربلاء إلى الكوفة ، ومن الكوفة إلى الشام ، وليس معهن من رجالهن ولي ، ولا من حُماتهن حمي ، وكأني بزينب الكبرى (عليها السلام) تنادي بلسان الحال :

سبحان اللہ! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیاں خوفزدہ حالت میں مدینہ سے نکلیں، اور اُن کے ساتھ اُن کے محافظ اور مرد موجود تھے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اُن کا کیا حال ہوا اُس دن جب اُنہیں کربلا سے کوفہ، اور کوفہ سے شام کی طرف لے جایا گیا، جبکہ اُن کے ساتھ نہ اُن کے مردوں میں سے کوئی سرپرست تھا، اور نہ اُن کے محافظوں میں سے کوئی حامی۔ گویا میں زینبِ کبریٰ (علیہا السلام) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ زبانِ حال سے پکار رہی ہیں:

لا والدٌ لي ولا عمٌ ألوذ به ولا أخٌ لي بقي أرجوه ذو رحمِ
أخي ذبيح ورحلي قد أُبيح وبي
ضاق الفسيح وأطفالي بغير حمي [5]

معالي السبطين ، الحائري : 1/227 ـ 228.

نہ میرا کوئی باپ ہے اور نہ چچا جس کی پناہ لوں
نہ میرا کوئی بھائی باقی رہا جس عزیز سے میں اُمید رکھوں
میرا بھائی ذبح کر دیا گیا اور میرا سامان لُوٹ لیا گیا، اور مجھ پر
کشادہ زمین تنگ ہو گئی اور میرے بچے بے سہارا ہیں(۵)

وروى عبدالله بن سنان الكوفي ، عن أبيه ، عن جده أنه قال في كيفية خروج الإمام الحسين (عليه السلام) من المدينة قال : خرجت بكتاب من أهل الكوفة إلى الحسين (عليه السلام) وهو يومئذ بالمدينة ، فأتيته فقرأه فعرف معناه فقال : أنظرني إلى ثلاثة

أيام ، فبقيت في المدينة ثم تبعته إلى أن صار عزمه بالتوجّه إلى العراق ، فقلت في نفسي : أمضي وأنظر إلى ملك الحجاز كيف يركب ، وكيف جلالته وشأنه ، فأتيت إلى باب داره فرأيت الخيل مسرجة ، والرجال واقفين ، والحسين (عليه السلام) جالس على كرسي ، وبنو هاشم حافّون به ، وهو بينهم كأنه البدر ليلة تمامه وكماله.

اور عبداللہ بن سنان کوفی نے اپنے والد سے، اُنہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ اُنہوں نے امام حسین (علیہ السلام) کے مدینہ سے نکلنے کی کیفیت میں کہا: میں اہلِ کوفہ کا ایک خط لے کر حسین (علیہ السلام) کی طرف نکلا، اور آپ اُن دنوں مدینہ میں تھے۔ پس میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے اُسے پڑھا اور اُس کا مطلب سمجھ لیا اور فرمایا: مجھے تین

دن کی مہلت دو۔ پس میں مدینہ میں ٹھہر گیا، پھر میں آپ کے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ آپ کا ارادہ عراق کی طرف جانے کا پختہ ہو گیا۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا: میں جاؤں اور دیکھوں کہ حجاز کے بادشاہ کس طرح سوار ہوتے ہیں، اور اُن کی شان و شوکت کیسی ہے۔ پس میں آپ کے گھر کے دروازے پر آیا تو میں نے دیکھا کہ گھوڑے زین کسے کھڑے ہیں، اور مرد کھڑے ہیں، اور حسین (علیہ السلام) ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں، اور بنی ہاشم آپ کے گرد جمع ہیں، اور آپ اُن کے درمیان یوں تھے گویا چودھویں رات کا مکمل اور کامل چاند ہوں۔

ورأيت نحواً من أربعين محملا وقد زيِّنت المحامل بملابس الحرير والديباج ، قال : فعند ذلك أمر الحسين (عليه السلام) بني هاشم بأن يُركِّبوا محارمهن على المحامل ، فبينما أنا أنظر وإذا بشاب قد خرج من دار الحسين (عليه السلام) وهو طويل القامة ، وعلى خدّه علامة ، ووجهه كالقمر الطالع وهو يقول : تنحّوا يا بني هاشم ، وإذا بامرأتين قد خرجتا من الدار وهما تجران أذيالهما على الأرض حياء من الناس ، وقد حفَّت بهما إماؤهما ، فتقدَّم ذلك الشاب إلى محمل من المحامل وجثا على ركبتيه ، وأخذ بعضديهما وأركبهما المحمل ، فسألت بعض الناس عنهما فقيل : أما إحداهما فزينب ، والأخرى أم كلثوم بنتا أمير المؤمنين (عليه السلام) ، فقلت : ومن هذا الشاب ؟ فقيل لي : هو قمر بني هاشم العباس ابن أمير المؤمنين ، ثم رأيت بنتين صغيرتين كأن الله تعالى لم يخلق مثلهما ، فجعل واحدة مع زينب والأخرى مع أم كلثوم ، فسألت عنهما فقيل لي : هما سكينة وفاطمة بنتا الحسين (عليه السلام) ، ثم خرج غلام آخر كأنه البدر الطالع ومعه امرأة ، وقد حفَّت بها إماؤها ، فأركبها ذلك الغلام المحمل ، فسألت عنها وعن الغلام فقيل لي : أمَّا الغلام فهو علي الأكبر بن الحسين (عليه السلام) ، والإمرأة أمه ليلى زوجة الحسين (عليه السلام) ، ثم خرج غلام ووجهه كفلقة القمر ، ومعه امرأة ، فسألت عنها فقيل لي : أمَّا الغلام فهو القاسم بن الحسن المجتبى (عليه السلام) والإمرأة أمه.

اور میں نے تقریباً چالیس محمل دیکھے جنہیں ریشم اور دیبا کے کپڑوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔ راوی کہتا ہے: اُسی وقت حسین (علیہ السلام) نے بنی ہاشم کو حکم دیا کہ وہ اپنی محرم خواتین کو محملوں پر سوار کریں۔ پس میں دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک جوان حسین (علیہ السلام) کے گھر سے نکلا جو دراز قامت تھا، اور اُس کے رخسار پر ایک نشان تھا، اور اُس کا چہرہ طلوع ہوتے چاند کی طرح تھا، اور وہ کہہ رہا تھا: اے بنی ہاشم ! ہٹ جاؤ۔ اور اچانک دو خواتین گھر سے نکلیں، جو لوگوں سے حیا کرتے ہوئے اپنے دامن زمین پر گھسیٹ رہی تھیں، اور اُن کے گرد اُن کی کنیزیں جمع تھیں۔ پس وہ جوان محملوں میں سے ایک محمل کی طرف بڑھا اور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، اور اُن دونوں کے بازو تھام کر اُنہیں محمل پر سوار کیا۔ میں نے بعض لوگوں سے اُن کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا: اِن میں سے ایک زینب ہیں، اور دوسری اُم کلثوم، دونوں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی بیٹیاں ہیں۔ میں نے کہا: اور یہ جوان کون ہے؟ مجھے بتایا گیا: یہ بنی ہاشم کے چاند عباس، امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں۔ پھر میں نے دو چھوٹی بچیاں دیکھیں، گویا اللہ تعالیٰ نے اُن جیسی کوئی نہ بنائی تھی، پس اُس (جوان) نے ایک کو زینب کے ساتھ اور دوسری کو اُم کلثوم کے ساتھ بٹھایا۔ میں نے اُن کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: یہ سکینہ اور فاطمہ ہیں، حسین (علیہ السلام) کی دو بیٹیاں۔ پھر ایک اور نوجوان نکلا، گویا وہ طلوع ہوتا ہوا چاند تھا، اور اُس کے ساتھ ایک خاتون تھی، جس کے گرد اُس کی کنیزیں جمع تھیں۔ پس اُس نوجوان نے اُسے محمل پر سوار کیا۔ میں نے اُس خاتون اور اُس نوجوان کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: نوجوان علی اکبر بن حسین (علیہ السلام) ہیں، اور خاتون اُن کی ماں لیلیٰ، حسین (علیہ السلام) کی زوجہ ہیں۔ پھر ایک نوجوان نکلا جس کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی مانند تھا، اور اُس کے ساتھ ایک خاتون تھی۔ میں نے اُس کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: نوجوان قاسم بن حسن مجتبیٰ (علیہ السلام) ہیں، اور خاتون اُن کی ماں ہیں۔

ثم خرج شاب آخر وهو يقول : تنحّوا عني يا بني هاشم ، تنحّوا عن حرم أبي عبدالله ، فتنحَّى عنه بنو هاشم ، وإذا قد خرجت امرأة من الدار وعليها آثار الملوك ، وهي تمشي على سكينة ووقار ، وقد حفَّت بها إماؤها ، فسألت عنها فقيل

پھر ایک اور جوان نکلا اور کہہ رہا تھا: اے بنی ہاشم ! مجھ سے ہٹ جاؤ، ابو عبداللہ کے حرم سے ہٹ جاؤ۔ پس بنی ہاشم اُس سے ہٹ گئے، اور اچانک گھر سے ایک خاتون نکلی جس پر بادشاہوں کے آثار تھے، اور وہ سکون و وقار سے چل رہی تھی، اور اُس کے گرد اُس کی کنیزیں جمع تھیں۔ میں نے اُس کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا:

لي : أمّا الشاب فهو زين العابدين ابن الإمام ، ثم أركبوا بقية الحرم والأطفال على المحامل ، فلمَّا تكاملوا نادى الإمام (عليه السلام) : أين أخي ؟ أين كبش كتيبتي ؟ أين قمر بني هاشم ؟ فأجابه العباس : لبيك لبيك يا سيّدي ، فقال له الإمام (عليه السلام) : قدِّم لي يا أخي جوادي ، فأتى العباس بالجواد إليه وقد حفَّت به بنو هاشم ، فأخذ العباس بركاب الفرس حتى ركب الإمام ، ثم ركب بنو هاشم ، وركب العباس وحمل الراية أمام الإمام (عليه السلام) [1]

معالي السبطين ، الحائري : 1/220 ، أسرار الشهادة ، الدربندي : 367.

.

كہ نوجوان امام کے فرزند زین العابدین ہیں۔ پھر اُنہوں نے باقی حرم اور بچوں کو محملوں پر سوار کیا۔ جب سب مکمل ہو گئے تو امام (علیہ السلام) نے پکارا: میرا بھائی کہاں ہے؟ میرے لشکر کا پینڈھا کہاں ہے؟ بنی ہاشم کا چاند کہاں ہے؟ تو عباس نے جواب دیا: لبیک لبیک اے میرے سردار ! پس امام (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا: اے میرے بھائی ! میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ۔ عباس گھوڑا لے کر آئے، اور بنی ہاشم اُن کے گرد جمع ہو گئے۔ پس عباس نے گھوڑے کی رکاب تھامی یہاں تک کہ امام سوار ہو گئے، پھر بنی ہاشم سوار ہوئے، اور عباس سوار ہوئے اور امام (علیہ السلام) کے آگے علم اُٹھا لیا۔(۱)

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

اور کیا ہی خوب فرمایا سید محمد حسین قزوینی علیہ الرحمہ نے جب اُنہوں نے کہا:

وحفَّت به من آلِهِ خيرُ فتية لها ينتمي المجدُ المؤثَّلُ والفخرُ
إذا هي سارت في دجى الليلِ أزهرت
وباهت سواري النجم أوجهُها الزهرُ بكلِّ كميٍّ فوق أجردَ سابح
يتيهُ به في مشيِهِ الدِّلُّ والكبرُ إذا خَفَّ في الهيجاءِ وَقَّرَ مَتْنَهُ
بنجدةِ بأس فاطمأنَّ له ظَهْرُ هُمُ القومُ من عليا لؤيٍّ وغالب
بهم تُكشفُ الجُلَّى ويُستدفعُ الضرُّ
إذا اسودَّ يومُ النقعِ أشرقن بالبها لهم أوجهٌ والشوسُ ألوانُها صُفْرُ
وما وَقَفوا في الحربِ إلاَّ ليعبروا
إلى الموت والخطيُّ من دونِهِ جسرُ
يكرُّون والأبطالُ نُكْصاً تقاعست من الخوفِ والآسادُ شيمتُها الكرُّ
إلى أن ثووا تحت العجاج بمعرك
هو الحشرُ لا بل دون موقفِهِ الحشرُ
وماتوا كراماً تشهدُ الحربُ أَنَّهم أُبَاةٌ إذا ألوى بهم حادثٌ نكرُ [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 115.

اور اُن کے گرد اُن کی آل میں سے بہترین جوان جمع تھے
جن کی طرف اصیل بزرگی اور فخر منسوب ہوتا ہے
جب وہ رات کے اندھیرے میں چلتے تو (سب کچھ) روشن ہو جاتا
اور اُن کے چمکتے چہرے آسمان کے ستاروں پر فخر کرتے
ہر بہادر جو تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا
جس کی چال میں ناز و شان جلوہ گر تھی
جب وہ میدانِ جنگ میں چابکدستی دکھاتا تو اُس کی پیٹھ کو استوار کر دیتا
شجاعت و طاقت سے، پس اُس کی پشت مطمئن ہو جاتی
یہی وہ قوم ہیں جو لوئیؑ اور غالب کی بلندی سے ہیں
اُنہی سے بڑی مشکلیں دور ہوتی اور مصیبتیں ٹلتی ہیں
جب گردوغبار کا دن سیاہ ہوتا تو وہ اپنی رونق سے روشن ہوتے
اُن کے چہرے (چمکتے)، جبکہ دلاوروں کے رنگ زرد پڑ جاتے
اور وہ جنگ میں صرف اِس لیے ٹھہرتے کہ موت کی طرف عبور کریں
اور نیزہ اُس (موت) تک پہنچنے کا پُل تھا
وہ حملہ کرتے جبکہ (دوسرے) بہادر خوف سے پیچھے ہٹتے
حالانکہ شیروں کی خصلت ہی حملہ کرنا ہے
یہاں تک کہ وہ ایک میدانِ جنگ میں گردوغبار کے

نیچے قیام پذیر ہوئے
جو خود قیامت تھا، بلکہ اُس کے میدان سے پہلے ہی قیامت تھی
اور وہ عزت کے ساتھ شہید ہوئے، جنگ گواہی دیتی ہے کہ وہ
ایسے غیرت مند تھے کہ جب کوئی بھیانک حادثہ آپڑتا (تو ثابت قدم رہتے)(۲)

المجلس الثالث ، من اليوم الثاني
بكاء فاطمة (عليها السلام)
وحزنها على الحسين (عليه السلام)

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : فهل المحن يا ساداتي إلاّ التي لزمتكم ، والمصائب إلاّ التي عمَّتكم ، والفجايع إلاّ التي خصَّتكم ، والقوارع إلاّ التي طرقتكم ، صلوات الله عليكم وعلى أرواحكم وأجسادكم ، ورحمة الله وبركاته ، بأبي وأمي يا آل المصطفى ، إنّا لا نملك إلاّ أن نطوف حول مشاهدكم ، ونعزّي فيها أرواحكم ، على هذه المصائب العظيمة الحالّة بفنائكم ، والرزايا الجليلة النازلة بساحتكم ، التي أثبتت في قلوب شيعتكم القروح ، وأورثت أكبادهم الجروح ، وزرعت في صدروهم الغصص ، فنحن نشهد الله أنّا قد شاركنا أولياءكم وأنصاركم المتقدِّمين ، في إراقة دماء الناكثين والقاسطين والمارقين ، وقتلة أبي عبدالله سيِّد شباب أهل الجنة يوم كربلاء ، بالنيَّات والقلوب ، والتأسُّف على فوت تلك المواقف ، التي حضروا لنصرتكم ، والله وليي يبلغكم مني السلام [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 299.

.

تیسری مجلس، دوسرے دن سے
فاطمہ (علیہا السلام) کا گریہ
اور حسین (علیہ السلام) پر اُن کا غم

ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: پس کیا محنتیں (اور آزمائشیں) وہی نہیں اے میرے سردارو! جو آپ کے حصے میں آئیں، اور کیا مصیبتیں وہی نہیں جو آپ پر عام ہوئیں، اور کیا سانحے وہی نہیں جو آپ کے ساتھ خاص ہوئے، اور کیا کوفتیں وہی نہیں جو آپ پر ٹوٹیں؟ اللہ کی سلامتی ہو آپ پر اور آپ کی روحوں اور آپ کے جسموں پر، اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں (نازل ہوں)۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے آلِ مصطفیٰ! ہم اِس کے سوا کچھ نہیں کر سکتے کہ آپ کے مزارات کا طواف کریں، اور اُن میں آپ کی روحوں کو تعزیت پیش کریں، اِن عظیم مصیبتوں پر جو آپ کے آنگن میں نازل ہوئیں، اور اِن جلیل مصائب پر جو آپ کی بارگاہ میں اُتریں، جنہوں نے آپ کے شیعوں کے دلوں میں زخم پیدا کر دیے، اور اُن کے جگروں میں چوٹ چھوڑ دی، اور اُن کے سینوں میں غم بو دیا۔ پس ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم آپ کے پہلے اولیاء اور انصار کے شریک ہیں، ناکثین (بیعت توڑنے والوں)، قاسطین (ظالموں) اور مارقین (دین سے نکل جانے والوں)، اور کربلا کے دن ابو عبداللہ، سیدِ شبابِ اہلِ جنت کے قاتلوں کا خون بہانے میں، نیتوں اور دلوں کے ساتھ، اور اُن مواقف کے فوت ہونے پر افسوس کرتے ہوئے جن میں وہ آپ کی نصرت کے لیے حاضر ہوئے۔ اور اللہ میرا ولی ہے جو آپ تک میرا سلام پہنچائے۔(۱)

يا أمةً باعت بضائعَ دينِها يومَ الطفوفِ بخيبة وشَقَاءِ
خانت عُهُودَ محمَّد في آلِهِ من بعده وجزته شَرَّ جَزَاءِ

اے وہ اُمت جس نے اپنے دین کی متاعیں بیچ ڈالیں
طفوف کے دن، نامرادی اور بدبختی کے عوض
اُس نے محمد کے عہدوں میں اُن کی آل کے ساتھ
خیانت کی
آپ کے بعد، اور اُنہیں بدترین بدلہ دیا

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : رأيت في بعض تأليفات بعض الثقات من المعاصرين : روي أنه لما أخبر النبي (صلى الله عليه وآله) ابنته فاطمة بقتل ولدها الحسين وما يجري عليه من المحن بكت فاطمة بكاء شديداً ، وقالت : يا أبتِ ، متى يكون ذلك ؟ قال : في زمان خال مني ومنك ومن علي ، فاشتدَّ بكاؤها وقالت : يا أبتِ ، فمن يبكي عليه ؟ ومن يلتزم بإقامة العزاء له ؟ فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : يا فاطمة ، إن نساء أمتي

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے بعض معاصر ثقہ حضرات کی بعض تصنیفات میں دیکھا کہ روایت ہے: جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنی بیٹی فاطمہ کو اُن کے فرزند حسین کے قتل اور اُن پر آنے والی مصیبتوں کی خبر دی تو فاطمہ سخت روئیں اور کہا: بابا جان! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ایسے زمانے میں جو میرے، تیرے اور علی کے (وجود) سے خالی ہوگا۔ تو اُن کا گریہ شدید ہو گیا اور کہا: بابا جان! پھر اُن پر کون روئے گا؟ اور اُن کے لیے عزاداری قائم کرنے کا التزام کون کرے گا؟ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے فاطمہ! بے شک میری اُمت کی عورتیں

يبكون على نساء أهل بيتي ، ورجالهم يبكون على رجال أهل بيتي ، ويجدِّدون العزاء جيلا بعد جيل في كل سنة ، فإذا كان يوم القيامة تشفعين أنت للنساء ، وأنا أشفع للرجال ، وكل من بكى منهم على مصاب الحسين أخذنا بيده وأدخلناه الجنة ، يا فاطمة! كل عين باكية يوم القيامة إلاَّ عين بكت على مصاب الحسين فإنها ضاحكة مستبشرة بنعيم الجنة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/292.

میرے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی، اور اُن کے مرد میرے اہل بیت کے مردوں پر روئیں گے، اور نسل در نسل ہر سال عزاداری کی تجدید کریں گے۔ پس جب قیامت کا دن ہو گا تو تم عورتوں کی شفاعت کرو گی، اور میں مردوں کی شفاعت کروں گا، اور اُن میں سے ہر وہ شخص جو حسین کی مصیبت پر رویا، ہم اُس کا ہاتھ پکڑیں گے اور اُسے جنت میں داخل کریں گے۔ اے فاطمہ ! قیامت کے دن ہر آنکھ رونے والی ہو گی سوائے اُس آنکھ کے جو حسین کی مصیبت پر روئی، پس وہ ہنستی ہوئی، جنت کی نعمتوں پر شادمان ہو گی(۱)۔

.

وعن أبي بصير قال : كنت عند أبي عبدالله (عليه السلام) وأحدثه ، فدخل عليه ابنه فقال له : مرحباً ، وضمَّه وقبَّله وقال : حقَّر الله من حقَّركم ، وانتقم ممن وتركم ، وخذل الله من خذلكم ، ولعن الله من قتلكم ، وكان الله لكم ولياً وحافظاً وناصراً ، فقد طال بكاء النساء ، وبكاء الأنبياء والصديقين والشهداء وملائكة السماء ، ثمَّ بكى وقال : يا أبا بصير ، إذا نظرتُ إلى ولد الحسين أتاني ما لا أملكه بما أُتي إلى أبيهم وإليهم ، يا أبا بصير ، إن فاطمة لتبكيه وتشهق ، فتزفر جهنم زفرة لولا أن الخزنة يسمعون بكاءها وقد استعدّوا لذلك مخافة أن يخرج منها عنق أو يشرد دخانها ، فيحرق أهل الأرض ، فيكبحونها ما دامت باكية ، ويزجرونها ويوثقون من أبوابها مخافة على أهل الأرض ، فلا تسكن حتى يسكن صوت فاطمة ، وإن البحار تكاد أن تنفتق فيدخل بعضها على بعض ، وما منها قطرة إلاَّ بها ملك موكل ، فإذا سمع الملك صوتها أطفأ نأرها بأجنحته ، وحبس بعضها على بعض ، مخافة على الدنيا ومن فيها ومن على الأرض ، فلا تزال الملائكة مشفقين ، يبكون لبكائها ويدعون الله ويتضرَّعون إليه ، ويتضرَّع أهل العرش ومن حوله ، وترتفع أصوات من الملائكة بالتقديس لله مخافة على أهل الأرض ، ولو أن صوتاً من أصواتهم يصل إلى الأرض لصعق أهل الأرض وتقلَّعت الجبال ، وزلزلت الأرض بأهلها. قلت : جعلت فداك ، إن هذا الأمر عظيم ، قال : غيره أعظم منه ما لم تسمعه ، ثمَّ

اور ابو بصیر سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: میں امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس تھا اور اُن سے گفتگو کر رہا تھا، اتنے میں اُن کے فرزند اندر تشریف لائے تو آپ نے اُن سے کہا: خوش آمدید، اور اُنہیں گلے لگایا اور بوسہ دیا اور فرمایا: اللہ اُسے حقیر کرے جو تمہیں حقیر جانے، اور اُس سے انتقام لے جو تم پر ظلم کرے، اور اللہ اُسے رسوا کرے جو تمہیں بے یار و مددگار چھوڑے، اور اللہ اُس پر لعنت کرے جو تمہیں قتل کرے، اور اللہ تمہارا ولی اور نگہبان اور مددگار ہو۔ پس عورتوں کا گریہ طویل ہو چکا، اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور آسمان کے فرشتوں کا گریہ (بھی)۔ پھر آپ روئے اور فرمایا: اے ابو بصیر! جب میں حسین کی اولاد کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھ پر وہ (کیفیت) طاری ہوتی ہے جس پر میرا اختیار نہیں رہتا، اُس (سلوک) کی وجہ سے جو اُن کے باپ اور اُن کے ساتھ روا رکھا گیا۔ اے ابو بصیر! بے شک فاطمہ اُن پر روتی اور سسکیاں لیتی ہیں، تو جہنم ایک ایسی زفر بھرتی ہے کہ اگر (جہنم کے) داروغہ اُن کا رونا نہ سنتے اور اِس کے لیے تیار نہ رہتے، تو خوف ہوتا کہ اُس میں سے کوئی شعلہ نکل پڑے یا اُس کا دھواں پھیل جائے، پس اہلِ زمین کو جلا ڈالے۔ چنانچہ وہ جب تک فاطمہ روتی رہتی ہیں اُسے روکے رکھتے ہیں، اور اُسے جھڑکتے ہیں، اور اُس کے دروازوں کو مضبوط باندھ دیتے ہیں، اہلِ زمین پر خوف کے سبب۔ پس وہ (جہنم) اُس وقت تک نہیں تھمتی جب تک فاطمہ کی آواز نہ تھمے۔ اور بے شک سمندر قریب ہوتے ہیں کہ پھٹ پڑیں اور اُن کا بعض بعض میں داخل ہو جائے، اور اُن میں کوئی قطرہ ایسا نہیں جس پر کوئی فرشتہ مقرر نہ ہو، پس جب فرشتہ اُن (فاطمہ) کی آواز سنتا ہے تو اپنے پروں سے اُس کی آگ بجھاتا ہے، اور بعض کو بعض سے روکے رکھتا ہے، دنیا اور اُس میں بسنے والوں اور اہلِ زمین پر خوف کے سبب۔ پس فرشتے مسلسل غم زدہ رہتے ہیں، اُن کے رونے پر روتے ہیں اور اللہ سے دعا اور اُس کے حضور گڑگڑاتے ہیں، اور اہلِ عرش اور اُس کے گرد والے (بھی) گڑگڑاتے ہیں، اور فرشتوں کی تقدیس الٰہی کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، اہلِ زمین پر خوف کے سبب۔ اور اگر اُن کی آوازوں میں سے ایک آواز بھی زمین تک پہنچ جائے تو اہلِ زمین بے ہوش ہو جائیں اور پہاڑ اُکھڑ جائیں، اور زمین اپنے باشندوں سمیت زلزلے میں آجائے۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان، بے شک یہ تو بہت عظیم معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا: اِس سے بھی عظیم تر (معاملہ) ہے جو تم نے نہیں سنا۔ پھر

قال : يا أبا بصير ، أما تحبُّ أن تكون فيمن يُسعد فاطمة ؟ فبكيت حين قالها ، فما قدرت على المنطق ، وما قدرت على كلامي من البكاء ، ثم قام إلى المصلَّى يدعو وخرجت من عنده على تلك الحال ، فما انتفعت بطعام ، وما جاءني النوم ، وأصبحت صائماً وجلا حتى أتيته ، فلمَّا رأيته قد سكن سكنت ، وحمدت الله حيث لم تنزل بي عقوبة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/208 ح 14 عن كامل الزيارات.

.

آپ نے فرمایا: اے ابو بصیر! کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اُن لوگوں میں سے ہو جو فاطمہ کے (غم میں) شریک ہو کر اُنہیں تسکین دیں؟ پس جب آپ نے یہ فرمایا تو میں رو پڑا، اور کچھ بول نہ سکا، اور رونے کی وجہ سے مجھ سے کلام نہ ہو سکا۔ پھر آپ مصلّے کی طرف اُٹھے دعا کرنے، اور میں اِسی حالت میں آپ کے پاس سے نکلا۔ پس نہ میں نے کھانے سے کوئی فائدہ اُٹھایا، نہ مجھے نیند آئی، اور صبح میں نے روزے کی حالت میں خوف زدہ گزاری یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آیا، پس جب میں نے آپ کو پُرسکون دیکھا تو مجھے سکون ملا، اور میں نے اللہ کی حمد کی کہ مجھ پر کوئی سزا نازل نہ ہوئی(۱)۔

وعن عبدالملك بن مقرن عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إذا زرتم أبا عبدالله (عليه السلام) فالزموا الصمت إلاّ من خير ، وإن ملائكة الليل والنهار من الحفظة تحضر الملائكة الذين بالحائر فتصافحهم ، فلا يجيبونها من شدّة البكاء ، فينتظرونهم حتى تزول الشمس وحتى ينور الفجر ، ثم يكلِّمونهم ويسألونهم عن أشياء من أمر السماء ، فأمَّا ما بين هذين الوقتين فإنهم لا ينطقون ولا يفترون عن البكاء والدعاء ، ولا يشغلونهم في هذين الوقتين عن أصحابهم ، فإنهم شغلهم بكم إذا نطقتم ، قلت : جعلت فداك ، وما الذي يسألونهم عنه ؟ وأيهم يسأل صاحبه : الحفظة أو أهل الحائر ؟ قال : أهل الحائر يسألون الحفظة لأن أهل الحائر من الملائكة لا يبرحون ، والحفظة تنزل وتصعد ، قلت : فما ترى يسألونهم عنه ؟ قال : إنهم يمرّون إذا عرجوا بإسماعيل صاحب الهواء ، فربما وافقوا النبيَّ (صلى الله عليه وآله) عنده وفاطمة والحسن والحسين والأئمة من مضى منهم فيسألونهم عن أشياء ، وعمَّن حضر منكم الحائر ، ويقولون : بشِّروهم بدعائكم ، فتقول الحفظة : كيف نبشِّرهم وهم لا يسمعون كلامنا ؟ فيقولون لهم : باركوا عليهم وادعوا لهم عنّا فهي البشارة منا ، وإذا انصرفوا فحفّوهم بأجنحتكم حتى يحسّوا مكانكم ، وإنا نستودعهم الذي لا تضيع ودائعه ، ولو يعلموا ما في زيارته من الخير ، ويعلم ذلك الناس لاقتتلوا على زيارته بالسيوف ، ولباعوا أموالهم في إتيانه ، وإن فاطمة (عليها السلام) إذا نظرت إليهم ومعها ألف

اور عبدالملک بن مقرن سے، امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جب تم ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی زیارت کرو تو خیر کے (کلام) کے سوا خاموشی اختیار کرو۔ بے شک شب و روز کے نگہبان فرشتے اُن فرشتوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں جو حائر (روضے) پر ہیں، پس اُن سے مصافحہ کرتے ہیں، مگر وہ شدتِ گریہ کے سبب اُنہیں جواب نہیں دیتے، پس وہ اُن کا انتظار کرتے ہیں یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور فجر روشن ہو، پھر وہ اُن سے کلام کرتے ہیں اور اُن سے آسمان کے معاملات کے بارے میں کچھ چیزیں پوچھتے ہیں۔ رہے یہ دونوں اوقات کے درمیان تو وہ نہ بولتے ہیں اور نہ گریہ و دعا سے باز آتے ہیں، اور اِن دونوں اوقات میں وہ (زیارت کرنے والے) اُنہیں اپنے کاموں سے مشغول نہیں کرتے، کیونکہ اُن کی مشغولیت تمہارے ساتھ ہوتی ہے جب تم بولتے ہو۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان، وہ اُن سے کس بارے میں پوچھتے ہیں؟ اور اُن میں سے کون اپنے ساتھی سے پوچھتا ہے: نگہبان فرشتے یا اہلِ حائر؟ آپ نے فرمایا: اہلِ حائر نگہبانوں سے پوچھتے ہیں، کیونکہ اہلِ حائر فرشتے (اپنی جگہ سے) نہیں ہٹتے ، اور نگہبان اُترتے اور چڑھتے ہیں۔ میں نے کہا: آپ کے خیال میں وہ اُن سے کس بارے میں پوچھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب وہ (نگہبان) اوپر جاتے ہیں تو اسماعیل صاحبِ ہوا کے پاس سے گزرتے ہیں، پس بسا اوقات وہ اُن کے پاس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ)، فاطمہ، حسن، حسین اور گزرے ہوئے ائمہ کو پاتے ہیں، تو اُن سے کچھ چیزوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، اور اُن کے بارے میں جو تم میں سے حائر پر حاضر ہوئے، اور کہتے ہیں: اُنہیں تمہاری دعا کی بشارت دو۔ تو نگہبان کہتے ہیں: ہم اُنہیں کیسے بشارت دیں جبکہ وہ ہمارا کلام نہیں سنتے؟ تو وہ اُن سے کہتے ہیں: اُن پر برکت بھیجو اور ہماری طرف سے اُن کے لیے دعا کرو، پس یہی ہماری طرف سے بشارت ہے۔ اور جب وہ واپس جائیں تو اُنہیں اپنے پروں سے گھیر لو یہاں تک کہ وہ تمہاری جگہ محسوس کر لیں، اور ہم اُنہیں اُس (اللہ) کی امانت میں دیتے ہیں جس کی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔ اور اگر وہ جان لیں کہ اُن (حسین) کی زیارت میں کیا خیر ہے، اور لوگ یہ جان لیں، تو وہ اُن کی زیارت پر تلواروں سے لڑ پڑیں، اور اُن کے پاس آنے کے لیے اپنے اموال بیچ ڈالیں۔ اور بے شک فاطمہ (علیہا السلام) جب اُن کی طرف دیکھتی ہیں اور اُن کے ساتھ ایک ہزار

نبيّ وألف صدّيق ، وألف شهيد ومن الكرّوبيين ألف ألف يسعدونها على البكاء ، وإنها لتشهق شهقة فلا يبقى في السماوات ملك إلاّ بكى رحمة لصوتها ، وما تسكن حتى يأتيها النبي فيقول : يا بنيَّة ، قد أبكيت أهل السماوات ، وشغلتهم عن التقديس والتسبيح ، فكفّي حتى يقدّسوا ، فإن الله بالغ أمره ، وإنها لتنظر إلى من حضر منكم ، فتسأل الله لهم من كل خير ، ولا تزهدوا في إتيانه فإن الخير في إتيانه أكثر من أن يُحصى [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/224 ح 17 عن كامل الزيارات.

.

انبیاء اور ایک ہزار صدیقین، اور ایک ہزار شہداء، اور کروبیّین میں سے دس لاکھ (فرشتے) ہوتے ہیں جو اُنہیں گریہ میں تسکین دیتے (اور شریک ہوتے) ہیں، اور بے شک وہ ایسی سسکی بھرتی ہیں کہ آسمانوں میں کوئی فرشتہ باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ اُن کی آواز کی رحمت میں روپڑتا ہے، اور وہ اُس وقت تک نہیں تھمتیں جب تک نبی اُن کے پاس نہ آئیں، پس آپ فرماتے ہیں: اے بیٹی ! تم نے آسمانوں والوں کو رُلا دیا، اور اُنہیں تقدیس و تسبیح سے مشغول کر دیا، پس رُک جاؤ تاکہ وہ تقدیس کریں، بے شک اللہ اپنے امر کو پہنچانے والا ہے۔ اور بے شک وہ تم میں سے حاضر ہونے والوں کی طرف دیکھتی ہیں، پس اُن کے لیے اللہ سے ہر خیر مانگتی ہیں۔ اور تم اُن کی زیارت میں بے رغبتی نہ کرو، کیونکہ اُن کی زیارت میں خیر اِتنی ہے کہ شمار میں نہیں آ سکتی(۱)۔

وقال ابن نما : ورأت سكينة في منامها وهي بدمشق كأن خمسة نجب من نور قد أقبلت ، وعلى كل نجيب شيخ ، والملائكة محدقة بهم ، ومعهم وصيف يمشي ، فمضى النجب وأقبل الوصيف إليّ وقرب مني وقال : يا سكينة ، إن جدَّكِ يسلِّم عليك ، فقلت : وعلى رسول الله السلام ، يا رسول! من أنت ؟ قال : وصيف من وصائف الجنة ، فقلت : من هؤلاء المشيخة الذين جاؤوا على النجب ؟ قال : الأول آدم صفوة الله ، والثاني إبراهيم خليل الله ، والثالث موسى كليم الله ، والرابع عيسى روح الله ، فقلت : من هذا القابض على لحيته يسقط مرة ويقوم أخرى ؟ فقال : جدّك رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقلت : وأين هم قاصدون ؟ قال : إلى أبيك الحسين ، فأقبلت أسعى في طلبه لأعرِّفه ما صنع بنا الظالمون بعده ، فبينما أنا كذلك إذ أقبلت خمسة هوادج من نور ، في كل هودج امرأة ، فقلت : من هذه النسوة المقبلات ؟ قال : الأولى حواء أم البشر ، والثانية آسية بنت مزاحم ، والثالثة مريم ابنة عمران ، والرابعة خديجة بنت خويلد ، فقلت : من الخامسة الواضعة يدها على رأسها تسقط مرة وتقوم أخرى ؟ فقال : جدّتك فاطمة بنت محمد أم أبيك ، فقلت : والله لأخبرنّها ما صنع بنا ، فلحقتها ووقفت بين يديها أبكي وأقول : يا أُمتاه جحدوا والله حقَّنا ، يا أمتاه بدِّدوا والله شملنا ، يا أُمتاه ، استباحوا والله حريمنا ، يا أُمتاه ، قتلوا

اور ابنِ نما نے کہا: سکینہ نے دمشق میں اپنے خواب میں دیکھا گویا نور کی پانچ سواریاں چلی آرہی ہیں، اور ہر سواری پر ایک بزرگ ہے، اور فرشتے اُنہیں گھیرے ہوئے ہیں، اور اُن کے ساتھ ایک خادم پیدل چل رہا ہے۔ پس وہ سواریاں گزر گئیں اور خادم میری طرف آیا اور میرے قریب ہو کر بولا: اے سکینہ ! تمہارے نانا تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: اور رسول اللہ پر سلام ہو، اے قاصد ! تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میں جنت کے خادموں میں سے ایک خادم ہوں۔ میں نے کہا: یہ بزرگ کون ہیں جو سواریوں پر آئے ہیں؟ اُس نے کہا: پہلے آدم صفوۃ اللہ ہیں، دوسرے ابراہیم خلیل اللہ، تیسرے موسیٰ کلیم اللہ، چوتھے عیسیٰ روح اللہ۔ میں نے کہا: یہ کون ہیں جو اپنی ڈاڑھی تھامے ہوئے ہیں، ایک بار گرتے ہیں اور دوسری بار اُٹھتے ہیں؟ اُس نے کہا: تمہارے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)۔ میں نے کہا: یہ کہاں کا قصد کر رہے ہیں؟ اُس نے کہا: تمہارے والد حسین کی طرف۔ پس میں اُن کی تلاش میں دوڑ پڑی تاکہ اُنہیں بتاؤں کہ اُن کے بعد ظالموں نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ میں اِسی حال میں تھی کہ نور کے پانچ ہودج آئے، ہر ہودج میں ایک عورت تھی۔ میں نے کہا: یہ آنے والی عورتیں کون ہیں؟ اُس نے کہا: پہلی حوا اُمّ البشر ہیں، دوسری آسیہ بنت مزاحم، تیسری مریم بنت عمران، چوتھی خدیجہ بنت خویلد۔ میں نے کہا: یہ پانچویں کون ہیں جو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھے ہوئے ہیں، ایک بار گرتی ہیں اور دوسری بار اُٹھتی ہیں؟ اُس نے کہا: تمہاری نانی فاطمہ بنت محمد، تمہارے والد کی ماں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم ! میں اُنہیں ضرور بتاؤں گی کہ ہمارے ساتھ کیا کیا گیا۔ پس میں اُن سے جا ملی اور اُن کے سامنے کھڑی ہو کر روتی ہوئی کہنے لگی: اے ماں ! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہمارا حق چھین لیا۔ اے ماں ! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہماری جماعت کو منتشر کر دیا۔ اے ماں ! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہماری حرمت کو پامال کیا۔ اے ماں ! اُنہوں نے قتل کر دیا

والله الحسين أبانا ، فقالت : كفّي صوتك يا سكينة فقد أحرقت كبدي ، وقطّعت نياط قلبي ، هذا قميص أبيك الحسين معي لا يفارقني حتى ألقى الله به ، ثم انتبهت وأردت كتمان ذلك المنام ، وحدَّثت به أهلي فشاع بين الناس.

اللہ کی قسم ! ہمارے والد حسین کو۔ پس اُنہوں نے فرمایا: اپنی آواز روک لو اے سکینہ ! تم نے میرا جگر جلا دیا، اور میرے دل کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ یہ تمہارے والد حسین کی قمیص میرے ساتھ ہے، جو مجھ سے جدا نہ ہوگی یہاں تک کہ میں اِس کے ساتھ اللہ سے ملوں۔ پھر میں بیدار ہوئی اور میں نے وہ خواب چھپانا چاہا، مگر میں نے اپنے گھر والوں سے اِسے بیان کیا تو وہ لوگوں میں پھیل گیا۔

وفي رواية أُخرى قال السيِّد عليه الرحمة : وقالت سكينة : فلمّا كان اليوم الرابع من مقامنا رأيت في المنام وذكرت مناماً طويلا تقول في آخره : ورأيت امرأة راكبة في هودج ويدها موضوعة على رأسها ، فسألت عنها فقيل لي : هذه فاطمة بنت محمد أم أبيك ، فقلت : والله لأنطلقنّ إليها ولأخبرنّها بما صنع بنا ، فسعيت مبادرة نحوها حتى لحقت بها ، فوقفت بين يديها أبكي وأقول : يا أمتاه ، جحدوا والله حقَّنا ، يا أمتاه ، بدَّدوا والله شملنا ، يا أمتاه ، استباحوا والله حريمنا ، يا أمتاه ، قتلوا والله الحسين أبانا ، فقالت لي : كفّي صوتك يا سكينة ، فقد قطَّعت نياط قلبي ، هذا قميص أبيك الحسين (عليه السلام) لا يفارقني حتى ألقى الله به [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/140.

.

اور ایک دوسری روایت میں سید علیہ الرحمہ نے کہا: سکینہ نے کہا: جب ہمارے قیام کا چوتھا دن ہوا تو میں نے خواب میں دیکھا۔ اور اُنہوں نے ایک طویل خواب ذکر کیا، جس کے آخر میں کہتی ہیں: اور میں نے ایک عورت کو ایک ہودج پر سوار دیکھا، اُن کا ہاتھ اُن کے سر پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُن کے بارے میں پوچھا تو مجھ سے کہا گیا: یہ فاطمہ بنت محمد ہیں، تمہارے والد کی ماں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور اُن کی طرف جاؤں گی اور اُنہیں بتاؤں گی کہ ہمارے ساتھ کیا کیا گیا۔ پس میں جلدی سے اُن کی طرف دوڑی یہاں تک کہ اُن سے جا ملی، اور اُن کے سامنے کھڑی ہو کر روتی ہوئی کہنے لگی: اے ماں! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہمارا حق چھین لیا۔ اے ماں! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہماری جماعت کو منتشر کر دیا۔ اے ماں! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہماری حرمت کو پامال کیا۔ اے ماں! اللہ کی قسم، اُنہوں نے ہمارے والد حسین کو قتل کر دیا۔ پس اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: اپنی آواز روک لو اے سکینہ! تم نے میرے دل کی رگیں کاٹ ڈالیں۔ یہ تمہارے والد حسین (علیہ السلام) کی قمیص ہے جو مجھ سے جدا نہ ہوگی یہاں تک کہ میں اِس کے ساتھ اللہ سے ملوں(۱)۔

ولله درّ الشريف الرضي عليه الرحمة إذ يقول :

وَمَسُوق عاثر يسعى به خَلْفَ محمول على غيرِ وِطَا
جَزَروا جَزْرَ الأضاحي نَسْلَهُ ثُمَّ ساقوا أهلَهُ سَوْقَ الإمَا
قتلوه بعد علم مِنْهُمُ أنَّه خَامِسُ أصحابِ الكِسَا
ميِّتٌ تبكي له فاطمةٌ وأبوها وعليٌّ ذو العلى

اور شریف رضی علیہ الرحمہ کو کیا خوب کہا ہے، جب وہ فرماتے ہیں:

اور کتنے ہی وہ (اسیر) جنہیں لغزش کھاتے، ٹھوکریں کھاتے ہانکا جا رہا ہے
اُس کے پیچھے جسے بغیر پالان کے (سواری پر) لادا گیا ہے
اُنہوں نے اُس کی اولاد کو قربانی کے جانوروں کی طرح ذبح کر ڈالا
پھر اُس کے اہلِ بیت کو کنیزوں کی طرح ہانک کر لے چلے
اُنہوں نے اُسے قتل کیا، حالانکہ وہ جانتے تھے
کہ وہ اصحابِ کساء میں سے پانچواں ہے
وہ مقتول کہ جس پر فاطمہ روتی ہیں
اور اُن کے والد اور علیِ بلند مرتبت (روتے ہیں)

وقال عليه الرحمة أيضاً :

اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا:

شَغَلَ الدموعَ عن الديارِ بكاؤُنا لبكاءِ فاطمة على أولادِها
لم يَخْلُفُوها في الشهيدِ وقد رأت دَفْعَ الفراتِ يُذَادُ عن وُرَّادِها
أترى دَرَتْ أَن الحسينَ طريدةٌ لقَنَا بني الطُّرَداءِ عند وِلاَدِها
كانت مَآتِمُ بالعراقِ تعدُّها أُمويَّةٌ بالشام مِن أعيادِها

ہمارے آنسو دیار (کے غم) سے ہٹ کر مشغول ہو
گئے ہمارے گریے میں
فاطمہ کے اپنی اولاد پر رونے کے سبب
اُنہوں نے شہید کے معاملے میں اُن کی خاطر مدارات
نہ کی، حالانکہ اُنہوں نے دیکھا
فرات کے پانی کو کہ اُس کے پیاسوں سے روکا جا رہا
تھا
کیا تم دیکھتے ہو کہ حسین ایک شکار بن گئے
اُن طرد شدہ لوگوں کی اولاد کے نیزوں کا، اپنی پیدائش
کے وقت سے
عراق میں جو ماتم منائے جاتے تھے اُنہیں شمار کرتی
تھی
امیّہ کی اولاد شام میں اپنی عیدوں میں سے

ما راقبت غَضَبَ النبيِّ وقد غَدَا زَرْعُ النبيِّ مَظَنَّةً لحصادِها
جَعَلَتْ رسولَ اللهِ من خُصَمَائِها فلبئس ما ذَخَرَتْ ليومِ مَعَادِها
نسلُ النبيِّ على صِعَابِ مَطِيِّها ودمُ الحسينِ على رؤوسِ صِعَادِها
والهفتاه لعصبة علويَّة تبعت أميَّةَ بعد ذُلِّ قيادِها
جعلت عِرَانَ الذُّلِّ في آنافِها وَعِلاَطَ وَسْمِ الضيمِ في أجيادِها
واستأثرت بالأمرِ عن غُيَّابِها وقضت بما شاءت على أشهادِها
طلبت تِرَاتِ الجاهليَّةِ عندَها وشفت قديمَ الغِلِّ من أحقادِها
يا يومَ عاشوراءَ كم لك لوعةٌ تترقَّصُ الأحشاءُ من إيقادِها [1]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/267 ـ 268.

اُس نے نبی کے غضب کی پروا نہ کی، حالانکہ ہو گئی
نبی کی کھیتی کاٹے جانے کے گمان کی جگہ
اُس نے رسول اللہ کو اپنے دشمنوں میں شامل کر لیا
پس کتنا بُرا ہے وہ جو اُس نے اپنے قیامت کے دن
کے لیے ذخیرہ کیا
نبی کی نسل اُن کی سرکش سواریوں پر (اسیر)
اور حسین کا خون اُن کے نیزوں کی نوکوں پر
ہائے افسوس اُس علوی جماعت پر
جو امیّہ کے پیچھے چلی اپنی قیادت کی ذلت کے بعد
اُس نے ذلت کی نکیل اُن کی ناکوں میں ڈال دی
اور ظلم کی نشانی کا داغ اُن کی گردنوں میں
اور اُس نے حکومت کو اپنے غائبوں سے چھین کر خود
ہتھیا لیا
اور اپنے حاضروں پر جو چاہا فیصلہ کر دیا
اُس نے اپنی جاہلیت کے انتقام اُن سے طلب کیے
اور اپنے کینوں کے پرانے بغض کو شفا بخشی
اے عاشورا کے دن! تیرے لیے کتنا سوز ہے
کہ اُس کی آگ کی تپش سے دل و جگر تڑپ اُٹھتے
ہیں(۱)

المجلس الرابع ، من اليوم الثاني
بكاء الأئمة (عليهم السلام)
وحزنهم على الإمام الحسين (عليه السلام)
جاء في بعض زيارات الإمام الحسين (عليه السلام)
الشريفة : أشهد أن دمك سكن في الخلد ، واقشعرَّت له أظلّة العرش ، وبكى له جميع الخلائق ، وبكت له السماوات السبع ، والأرضون السبع ، وما فيهن وما بينهن ، ومن يتقلَّب في الجنة والنار من خلق ربِّنا وما يرى وما لا يرى.. [2]

الكافي ، الكليني : 4/576.

چوتھا مجلس، دوسرے دن سے
ائمہ (علیہم السلام) کا گریہ
اور امام حسین (علیہ السلام) پر اُن کا حزن
امام حسین (علیہ السلام) کی بعض شریف زیارتوں میں آیا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا خون جنتِ خُلد میں ٹھہر گیا، اور اُس کے لیے عرش کے سائے لرز اُٹھے، اور اُس کے لیے تمام مخلوقات روئیں، اور اُس کے لیے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں روئیں، اور جو کچھ اُن میں ہے اور جو اُن کے درمیان ہے، اور ہمارے رب کی مخلوق میں سے جو جنت اور جہنم میں پھرتا ہے، اور جو کچھ نظر آتا ہے اور جو نظر نہیں آتا۔۔(۲)۔

.

ورحم الله بعض الشعراء إذ يقول :

اور اللہ رحمت کرے بعض شعراء پر جب وہ کہتے ہیں:

تبكيك عيني لا لأجلِ مثوبة لكنَّما عيني لأجلِكَ باكيه

میری آنکھ تجھ پر روتی ہے، کسی ثواب کی خاطر نہیں بلکہ میری آنکھ تو تیری ہی خاطر رو رہی ہے

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن المفضل بن عمر ، عن الصادق جعفر بن محمد ، عن أبيه ، عن جدّه (عليهم السلام) : أن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) دخل

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے مفضل بن عمر سے، اُنہوں نے صادق جعفر بن محمد سے، اُنہوں نے اپنے والد سے، اُنہوں نے اپنے جدّ (علیہم السلام) سے روایت کی ہے: کہ حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

يوماً إلى الحسن (عليه السلام) ، فلمَّا نظر إليه بكى ، فقال له : ما يبكيك يا أبا عبدالله ؟ قال : أبكي لما يصنع بك ، فقال له الحسن (عليه السلام) : إن الذي يؤتى إليَّ سم يُدس إليَّ فأُقتل به ، ولكن لا يوم كيومك يا أبا عبدالله ، يزدلف إليك ثلاثون ألف رجل ، يدّعون أنهم من أمة جدِّنا محمد (صلى الله عليه وآله) ، وينتحلون دين الإسلام ، فيجتمعون على قتلك ، وسفك دمك ، وانتهاك حرمتك ، وسبي ذراريك ونسائك ، وانتهاب ثقلك ، فعندها تحلّ ببني أمية اللعنة ، وتمطر السماء رماداً ودماً ، ويبكي عليك كل شيء حتى الوحوش في الفلوات ، والحيتان في البحار [1]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 177 ـ 178 ح 3 ، مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/238.

ایک دن حسن (علیہ السلام) کے پاس گئے، تو جب اُنہوں نے آپ کی طرف دیکھا تو رو پڑے۔ آپ نے اُن سے پوچھا: اے ابا عبداللہ! تمہیں کیا رُلا رہا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اُس (ظلم) پر روتا ہوں جو آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ تو حسن (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا: جو میرے ساتھ کیا جائے گا وہ زہر ہے جو مجھے چھپا کر دیا جائے گا اور میں اُس سے قتل کیا جاؤں گا، لیکن اے ابا عبداللہ! تمہارے دن جیسا کوئی دن نہیں۔ تمہاری طرف تیس ہزار آدمی بڑھیں گے، جو دعویٰ کریں گے کہ وہ ہمارے جدّ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امت میں سے ہیں، اور دینِ اسلام کی نسبت اپنی طرف کریں گے، پھر وہ تمہارے قتل، تمہارا خون بہانے، تمہاری حرمت کو پامال کرنے، تمہاری اولاد اور عورتوں کو اسیر کرنے، اور تمہارے سازوسامان کو لوٹنے پر اکٹھے ہو جائیں گے۔ اُس وقت بنی امیّہ پر لعنت نازل ہوگی، اور آسمان راکھ اور خون برسائے گا، اور تم پر ہر چیز روئے گی یہاں تک کہ بیابانوں کے وحشی جانور اور سمندروں کی مچھلیاں بھی(۱)۔

.

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن ثابت بن أبي صفية ، قال : نظر سيد العابدين علي بن الحسين (عليهما السلام) إلى عبيدالله بن العباس بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) فاستعبر ، ثم قال : ما من يوم أشدّ على رسول الله (صلى الله عليه وآله) من يوم أحد ، قتل فيه عمّه حمزة بن عبدالمطلب أسد الله وأسد رسوله ، وبعده يوم مؤتة قتل فيه ابن عمِّه جعفر بن أبي طالب. ثم قال (عليه السلام) : ولا يوم كيوم الحسين (عليه السلام) ، ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل ، يزعمون أنهم من هذه الأمة ، كل يتقرَّب إلى الله عزَّ وجلَّ بدمه ، وهو بالله يذكِّرهم فلا يتعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً.. [2]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 547 ح 10.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ثابت بن ابی صفیہ سے روایت کی ہے، اُنہوں نے کہا: سیدالعابدین علی بن الحسین (علیہما السلام) نے عبیداللہ بن العباس بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو آنکھیں بھر آئیں، پھر فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر اُحد کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ گزرا، جس میں آپ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب، اللہ کے شیر اور اُس کے رسول کے شیر، شہید کیے گئے، اور اُس کے بعد مؤتہ کا دن، جس میں آپ کے چچازاد جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے۔ پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: مگر حسین (علیہ السلام) کے دن جیسا کوئی دن نہیں، تیس ہزار آدمی اُن کی طرف بڑھے، وہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اِسی امت میں سے ہیں، اور ہر ایک اُن کے خون بہانے کے ذریعے اللہ عزّوجلّ کا تقرّب چاہتا تھا، اور آپ اُنہیں اللہ کی یاد دلاتے تھے مگر وہ نصیحت نہ مانتے تھے، یہاں تک کہ اُنہوں نے آپ کو سرکشی، ظلم اور دشمنی کے ساتھ شہید کر دیا۔(۲)

.

وروي عن زرارة ، قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : يا زرارة ، إن السماء بكت على الحسين (عليه السلام) أربعين صباحاً بالدم ، وإن الأرض بكت أربعين صباحاً بالسواد ، وإن الشمس بكت أربعين صباحاً بالكسوف والحمرة ، وإن الجبال تقطَّعت وانتثرت ، وإن البحار تفجَّرت ، وإن الملائكة بكت أربعين صباحاً على الحسين ، وما اختضبت منا امرأة ولا ادّهنت ولا اكتحلت ولا رجَّلت حتى أتانا رأس عبيدالله بن زياد لعنه الله ، وما زلنا في عبرة بعده ، وكان جدّي إذا ذكره بكى حتى

اور زرارہ سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے زرارہ! بے شک آسمان چالیس صبحوں تک حسین (علیہ السلام) پر خون کے ساتھ رویا، اور بے شک زمین چالیس صبحوں تک سیاہی کے ساتھ روئی، اور بے شک سورج چالیس صبحوں تک گہن اور سرخی کے ساتھ رویا، اور بے شک پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے، اور بے شک سمندر ابل پڑے، اور بے شک فرشتے چالیس صبحوں تک حسین پر روئے، اور ہم میں سے کسی عورت نے نہ خضاب لگایا، نہ تیل ملا، نہ سرمہ لگایا، اور نہ بال سنوارے، یہاں تک کہ ہمارے پاس عبیداللہ بن زیاد لعنہ اللہ کا سر آگیا، اور اُس کے بعد ہم مسلسل غم و اندوہ میں رہے، اور میرے جدّ جب اُنہیں یاد کرتے تو اِس قدر روتے کہ

تملأ عيناه لحيته ، وحتى يبكي لبكائه رحمة له من رآه ، وإن الملائكة الذين عند قبره ليبكون فيبكي لبكائهم كل من في الهواء والسماء من الملائكة [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 167 ـ 168 ح 58 بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 45/206 ح 13.

اُن کی آنکھیں (آنسوؤں سے) اُن کی ریش کو بھر دیتیں، اور جو کوئی اُنہیں دیکھتا وہ بھی اُن کے رونے پر اُن کے لیے ترس کھا کر رو پڑتا، اور بے شک وہ فرشتے جو اُن کی قبر کے پاس ہیں، وہ روتے ہیں تو ہوا اور آسمان کے سب فرشتے اُن کے رونے پر روتے ہیں۔(۱)

.

وعن ابن خارجة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كنا عنده فذكرنا الحسين بن علي (عليه السلام) وعلى قاتله لعنة الله ، فبكى أبو عبدالله (عليه السلام) وبكينا ، قال : ثم رفع رأسه فقال : قال الحسين بن علي (عليه السلام) : أنا قتيل العبرة ، لا يذكرني مؤمن إلاَّ بكى ، وذكر الحديث [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/279 ح 5.

اور ابن خارجہ سے، اُنہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، فرمایا: ہم آپ کے پاس تھے کہ حسین بن علی (علیہ السلام) کا ذکر ہوا، اور اُن کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو، تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) روئے اور ہم بھی روئے۔ فرمایا: پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: حسین بن علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میں آنسوؤں کا شہید ہوں، کوئی مؤمن مجھے یاد نہیں کرتا مگر روتا ہے، اور آپ نے حدیث کا ذکر کیا۔(۲)

.

وعن أبي عمارة المنشد قال : ما ذكر الحسين بن علي (عليه السلام) عند أبي عبدالله (عليه السلام) في يوم قط فرئي أبو عبدالله (عليه السلام) متبسِّماً في ذلك اليوم إلى الليل ، وكان أبو عبدالله (عليه السلام) يقول : الحسين عبرة كل مؤمن [3]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/280 ح 11.

اور ابو عمارہ منشد سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: کسی دن ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس حسین بن علی (علیہ السلام) کا ذکر نہ ہوا کہ اُس دن رات تک ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو مسکراتے دیکھا گیا ہو، اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے: حسین ہر مؤمن کے آنسو ہیں۔(۳)

.

وروى داود الرقي ، قال : كنت عند أبي عبدالله (عليه السلام) إذا استسقى الماء ، فلمَّا شربه رأيته قد استعبر ، واغرورقت عيناه بدموعه ، ثمَّ قال لي : يا داود ، لعن الله قاتل الحسين (عليه السلام) ، فما من عبد شرب الماء فذكر الحسين ولعن قاتله إلاَّ كتب الله له مائة ألف حسنة ، وحطَّ عنه مائة ألف سيئة ، ورفع له مائة ألف درجة ، وكأنما أعتق مائة ألف نسمة ، وحشره الله يوم القيامة ثلج الفؤاد [4]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 212 ح 1.

اور داؤد رقّی نے روایت کی، اُنہوں نے کہا: میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس تھا کہ آپ نے پانی طلب کیا، پھر جب اُسے نوش فرمایا تو میں نے دیکھا کہ آپ آبدیدہ ہو گئے اور آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے داؤد! اللہ حسین (علیہ السلام) کے قاتل پر لعنت کرے، کوئی بندہ ایسا نہیں جو پانی پیے اور حسین کو یاد کر کے اُن کے قاتل پر لعنت بھیجے مگر اللہ اُس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، اور اُس سے ایک لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے، اور اُس کے لیے ایک لاکھ درجے بلند کر دیتا ہے، اور گویا اُس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے، اور اللہ اُسے قیامت کے دن دل کی ٹھنڈک کے ساتھ اٹھائے گا۔(۴)

.

وروي أن الإمام الصادق (عليه السلام) قال لعبدالله بن حمّاد البصري في مصيبة الحسين (عليه السلام) : فإنه غريب بأرض غربة ، يبكيه من زاره ، ويحزن له من لم يزره ، ويحترق له من لم يشهده ، ويرحمه من نظر إلى قبر ابنه عند رجله ، في أرض فلاة ، لا حميم قربه ولا قريب ، ثمَّ مُنع الحق ، وتوازر عليه أهل الردّة ، حتى قتلوه وضيَّعوه وعرَّضوه للسباع ، ومنعوه شرب ماء الفرات الذي يشربه الكلاب ، وضيَّعوا حقَّ

اور روایت ہے کہ امام صادق (علیہ السلام) نے عبداللہ بن حمّاد بصری سے حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں فرمایا: بے شک وہ ایک اجنبی سرزمین پر غریب الوطن ہیں، اُن کی زیارت کرنے والا اُن پر روتا ہے، اور جو زیارت نہ کر سکے وہ اُن کے لیے غمزدہ ہوتا ہے، اور جو حاضر نہ ہو سکے وہ اُن کے لیے تڑپتا ہے، اور جو اُن کے قدموں کے پاس اُن کے بیٹے کی قبر کی طرف دیکھے وہ اُن پر رحم کھاتا ہے، ایک بیابان سرزمین میں، اُن کے پاس نہ کوئی غمگسار تھا نہ کوئی قریبی، پھر اُن کا حق چھینا گیا، اور مرتدین اُن کے خلاف متحد ہو گئے یہاں تک کہ اُنہوں نے آپ کو شہید کر دیا، اور آپ کو ضائع کر دیا، اور درندوں کے سامنے ڈال دیا، اور اُنہیں فراتِ کا وہ پانی پینے سے روکا جسے کتّے بھی پیتے ہیں، اور اُنہوں نے

رسول الله (صلى الله عليه وآله) ووصيّته به وبأهل بيته ، فأمسى مجفًّواً في حفرته ، صريعاً بين قرابته وشيعته ، بين أطباق التراب ، قد أوحش قربه في الوحدة والبعد عن جدّه ، والمنزل الذي لا يأتيه إلاّ من امتحن الله قلبه للإيمان وعرَّفه حقًّنا ، إلى أن قال (عليه السلام) : ولقد حدَّثني أبي أنه لم يخلُ مكانه منذ قُتل من مصلٍّ يصلّي عليه من الملائكة ، أو من الجن ، أو من الإنس ، أو من الوحش ، وما من شيء إلاّ وهو يغبط زائره ويتمسَّح به ، ويرجو في النظر إليه الخير لنظره إلى قبره.

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا حق اور آپ کے اور آپ کے اہلِ بیت کے بارے میں آپ کی وصیت کو ضائع کر دیا، پس آپ نے اپنی قبر میں بے یارومددگار شام کی، اپنے رشتہ داروں اور شیعوں کے درمیان زمین پر گرے ہوئے، مٹی کے پردوں کے نیچے، آپ کی قبر تنہائی میں اور اپنے جدّ سے دوری میں اُداس ہو گئی، اور وہ منزل ایسی ہے کہ اُس پر وہی آتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے آزمایا ہو اور اُسے ہمارا حق پہچانایا ہو، یہاں تک کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اور میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے آپ شہید ہوئے، آپ کی جگہ کبھی ایسے نمازی سے خالی نہ رہی جو آپ پر نماز پڑھتا ہو – خواہ فرشتوں میں سے، یا جِنّوں میں سے، یا انسانوں میں سے، یا وحشی جانوروں میں سے – اور کوئی چیز ایسی نہیں جو آپ کے زائر پر رشک نہ کرتی ہو اور اُس سے تبرّک نہ چاہتی ہو، اور آپ کی قبر کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے اُس زائر کی طرف دیکھنے میں خیر کی امید نہ رکھتی ہو۔

ثمَّ قال : بلغني أن قوماً يأتونه من نواحي الكوفة وناساً من غيرهم ، ونساء يندبنه ، وذلك في النصف من شعبان ، فمن بين قارىء يقرأ ، وقاص يقصّ ، ونادب يندب ، وقائل يقول المراثي ، فقلت له : نعم جعلت فداك ، قد شهدت بعض ما تصف ، فقال : الحمد لله الذي جعل في الناس من يفد إلينا ويمدحنا ويرثي لنا ، وجعل عدوًّنا من يطعن عليهم من قرابتنا وغيرهم ، يهدرونهم ويقبِّحون ما يصنعون [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 537 ـ 539 ح 1.

.

پھر فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ کوفہ کے اطراف سے آپ کے پاس آتے ہیں، اور دوسرے علاقوں سے بھی لوگ آتے ہیں، اور عورتیں آپ پر نوحہ کرتی ہیں، اور یہ نصف شعبان میں ہوتا ہے، پس کوئی تلاوت کرنے والا تلاوت کرتا ہے، کوئی قصہ گو قصہ بیان کرتا ہے، کوئی نوحہ خواں نوحہ کرتا ہے، اور کوئی مرثیہ کہنے والا مرثیے کہتا ہے۔ میں نے آپ سے عرض کیا: جی ہاں، میں آپ پر قربان، میں نے آپ کے بیان کردہ بعض مناظر خود دیکھے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے لوگوں میں ایسے افراد بنائے جو ہماری طرف آتے ہیں، ہماری مدح کرتے ہیں اور ہمارے لیے مرثیہ کہتے ہیں، اور ہمارے دشمنوں میں ایسے لوگ بنائے جو ہمارے رشتہ داروں اور دوسروں میں سے اُن پر طعن کرتے ہیں، اُنہیں حقیر جانتے ہیں اور اُن کے کاموں کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔(۱)

وعن إبراهيم بن أبي محمود قال : قال الرضا (عليه السلام) : إن المحرَّم شهر كان أهل الجاهلية يحرِّمون فيه القتال ، فاستحلّت فيه دماؤنا ، وهتكت فيه حرمتنا ، وسبي فيه ذرارينا ونساؤنا ، وأضرمت النيران في مضاربنا ، وانتهب ما فيها من ثقلنا ، ولم ترع لرسول الله (صلى الله عليه وآله) حرمة في أمرنا ، إن يوم الحسين أقرح جفوننا ، وأسبل دموعنا ، وأذلَّ عزيزنا بأرض كرب وبلاء ، أورثتنا الكرب والبلاء إلى يوم الانقضاء ، فعلى مثل الحسين فليبك الباكون ، فإن البكاء عليه يحطّ الذنوب العظام ، ثم قال (عليه السلام) : كان أبي إذا دخل شهر المحرَّم لا يرى ضاحكاً ، وكانت الكآبة تغلب عليه حتى يمضي منه عشرة أيام ، فإذا كان يوم العاشر كان ذلك اليوم يوم مصيبته

اور ابراہیم بن ابی محمود سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا: امام رضا (علیہ السلام) نے فرمایا: بے شک محرّم وہ مہینہ ہے جس میں اہلِ جاہلیت جنگ کو حرام سمجھتے تھے، پس اِسی مہینے میں ہمارے خون حلال کیے گئے، اور اِسی میں ہماری حرمت پامال کی گئی، اور اِسی میں ہماری اولاد اور عورتیں اسیر کی گئیں، اور ہمارے خیموں میں آگ لگائی گئی، اور اُن میں جو ہمارا سازوسامان تھا وہ لوٹ لیا گیا، اور ہمارے معاملے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کا کوئی لحاظ نہ رکھا گیا۔ بے شک حسین کے دن نے ہماری پلکوں کو زخمی کر دیا، اور ہمارے آنسو بہا دیے، اور کربلا و بلا کی سرزمین پر ہمارے عزیز کو ذلیل کر دیا، اُس نے ہمیں قیامت کے دن تک کے لیے غم و اندوہ کا وارث بنا دیا۔ پس حسین جیسے پر رونے والوں کو رونا چاہیے، کیونکہ اُن پر رونا بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے والد جب محرّم کا مہینہ آتا تو ہنستے ہوئے نہ دیکھے جاتے، اور اُن پر رنج و اندوہ غالب رہتا یہاں تک کہ اُس کے دس دن گزر جاتے، پھر جب دسواں دن آتا تو وہ دن اُن کی مصیبت کا دن ہوتا

وحزنه وبكائه ، ويقول : هو اليوم الذي قتل فيه الحسين صلّى الله عليه [1]

الأمالي ، الصدوق : 190 ـ 191 ح 2 ، بحار الأنوار ، المجلسي 44/283.

.

اور اس کا غم اور گریہ، اور وہ کہتا ہے: یہ وہی دن ہے جس میں حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے۔(1)۔

وفي زيارة الناحية يقول الحجّة عجّل الله تعالى فرجه الشريف : فلئن أخّرتني الدهور ، وعاقني عن نصرك المقدور ، ولم أكن لمن حاربك محارباً ، ولمن نصب لك العداوة مناصباً ، فلأندبنّك صباحاً ومساء ، ولأبكينَّ عليك بدل الدموع دماً ، حسرةً عليك ، وتأسُّفاً على ما دهاك وتلهفاً ، حتى أموت بلوعة المصاب وغصّة الاكتئاب.. [2]

المزار ، المشهدي : 501.

.

اور زیارتِ ناحیہ میں حجت (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) فرماتے ہیں: پس اگر زمانوں نے مجھے مؤخر کر دیا، اور تقدیر نے مجھے تیری نصرت سے روک دیا، اور میں ان لوگوں سے جنگ کرنے والا نہ بن سکا جنہوں نے تجھ سے جنگ کی، اور نہ ان کے مقابل کھڑا ہو سکا جنہوں نے تجھ سے دشمنی کا اظہار کیا، تو میں صبح و شام تجھ پر نوحہ کرتا رہوں گا، اور آنسوؤں کے بدلے خون کے آنسو بہاؤں گا، تجھ پر حسرت کرتے ہوئے، اور جو کچھ تجھ پر گزرا اس پر افسوس اور تڑپ کے ساتھ، یہاں تک کہ مصیبت کی جانکاہی اور غم کے گھٹن سے مر جاؤں۔(2)۔

ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول في استنهاض الإمام الحجّة عجّل الله تعالى فرجه الشريف :

مَنْ حاملٌ لوليِّ الأمرِ مألكةً تطوى على نفثات كلُّها ضَرَمُ
يا ابنَ الأُلى يُقْعِدُون الموتَ إن نهضت
بهم لدى الروعِ في وَجْهِ الظبا الهِمَمُ الخيلُ عندَكَ ملَّتها مَرَابِطُها
والبيضُ منها عرا أغمادَها السأمُ
لا تَطْهُرُ الأرضُ من رِجْسِ العدى أبداً
ما لم يَسِلْ فوقها سَيْلُ الدمِ العرمُ أُعيذُ سيفَك أَنْ تصدى حديدتُهُ
ولم تكن فيه تُجْلَى هذه الغممُ نَهْضاً فَمَنْ بظباكم هامُهُ فُلِقَتْ
ضرباً على الدينِ فيه اليومَ يحتكمُ

اللہ بھلا کرے سید حیدر حلی رحمہ اللہ کا، جب وہ امام حجت (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کو نصرت کے لیے اٹھنے کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں:

کون ہے جو ولیِ امر تک پیغام پہنچائے
جو آہوں میں لپٹا ہو، جس کا ہر حرف شعلہ ہو
اے اس ذات کے بیٹے جن کی ہمتیں جب اٹھ کھڑی ہوں
دہشت کے وقت تلواروں کے سامنے موت کو بھی بیٹھا دیں
گھوڑے تیرے پاس ہیں، اصطبل ان سے اکتا چکے ہیں
اور تلواریں، اُن کی نیاموں کو اکتاہٹ نے آگھیرا ہے
زمین دشمنوں کی نجاست سے کبھی پاک نہ ہوگی
جب تک اس پر خون کا زبردست سیلاب رواں نہ ہو
میں تیری تلوار کو اس بات سے پناہ دیتا ہوں کہ اس کا فولاد زنگ آلود ہو جائے
جبکہ اس سے یہ گھٹائیں دور نہ کی گئی ہوں
اٹھ کھڑے ہو! کہ جس کا سر تمہاری تلواروں کی دھار سے پھاڑا گیا
آج اسی ضرب پر دین کا فیصلہ ہونا ہے

وتلك أنفالُكم في الغاصبين لكم مقسومةٌ وبعينِ اللهِ تُقْتَسَمُ
وإنَّ أعجبَ شيء أَنْ أَبُثَّكها كأنَّ قَلْبَكَ خال وهو محتدِمُ
ما خِلْتُ تقعُدُ حتى تستثارَ لهم وأنت أنت وهم فيما جنوه هُمُ
لم تُبْقِ أسيافُهُم منكم على ابنِ تقىً فكيف تبقي عليهم لا أباً لَهُمُ
فلا وصفحِكَ إن القومَ ما صفحوا ولا وحلمِك إن القومَ ما حَلِمُوا
فَحَمْلَ أمِّك قِدْماً أسقطوا حَنَقاً
وطفلَ جدِّك في سَهْم الرِدى فطموا
لا صبَر أو تَضَعَ الهيجاءُ ما حَمَلَتْ بطلقة معها مَاءُ المخاض دَمُ
هذا المحرَّمُ قد وافتك صارخةً مما استحلّوا به أيامُهُ الحُرُمُ
يملأن سَمْعَكَ من أصواتِ ناعية في مَسْمَعِ الدهر من إعوالِها صَمَمُ
تنعى إليك دِمَاءً غاب نَاصِرُها حتى أريقت ولم يُرْفَعْ لكم عَلَمُ

یہ ہیں تمہارے اموالِ غنیمت اُن غاصبوں میں جنہوں نے تم پر ظلم کیا
تقسیم شدہ ہیں، اور اللہ کی نگاہ میں تقسیم پہلے سے
ہوں گے
اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ میں یہ تجھ سے
بیان کر رہا ہوں.
گویا تیرا دل غافل ہے، حالانکہ وہ غم سے بھڑک رہا
ہے
میں نے گمان نہ کیا تھا کہ تم بیٹھے رہو گے یہاں تک کہ
ان کے لیے تمہیں اکسایا جائے
جبکہ تم وہی تم ہو، اور وہ اپنے جرم میں وہی وہ ہیں
ان کی تلواروں نے تمہارے کسی پرہیزگار بیٹے کو نہ
بخشا
تو پھر تم انہیں کیسے بخش سکتے ہو، ان کا کوئی باپ نہ ہو
نہیں، تمہارے عفو کی قسم، ان لوگوں نے عفو نہیں
کیا
اور نہ تمہارے حلم کی قسم، ان لوگوں نے حلم سے
کام لیا
تمہاری ماں کے حمل کو انہوں نے قدیم زمانے میں
غصے سے ساقط کر دیا
اور تمہارے جدّ کے شیر خوار بچے کو تیرِ بلا سے دودھ
چھڑا دیا
کوئی صبر نہیں جب تک جنگ اپنے حمل کو جنم نہ دے
ایسی زچگی کے ساتھ جس کا پانی خون ہو
یہ محرم ہے جو تیرے پاس فریاد کرتی ہوئی آیا ہے
اس پر جو انہوں نے اس کے حرمت والے دنوں میں

حلال کر دکھایا
وہ تیرے کان نوحہ گروں کی آوازوں سے بھر دیتی ہیں
زمانے کے کان بھی ان کی چیخ و پکار سے بہرے ہو جاتے ہیں
وہ تجھے اس خون کا ماتم سناتی ہیں جس کا کوئی مددگار موجود نہ تھا
یہاں تک کہ وہ بہا دیا گیا اور تمہارا کوئی پرچم بلند نہ ہوا

المجلس الخامس ، من اليوم الثاني
دخول الشعراء على الأئمة (عليهم السلام) وبكاؤهم على الإمام الحسين (عليه السلام) وتشييدهم المأتم

پانچواں مجلس، دوسرے دن کا
شعراء کا ائمہ (علیہم السلام) کے پاس حاضر ہونا اور امام حسین (علیہ السلام) پر ان کا گریہ کرنا اور ماتم کو زندہ رکھنا

روي عن أبي حمزة محمد بن يعقوب ، عن جعفر بن محمد (عليه السلام) ، قال : سئل علي بن الحسين (عليه السلام) عن كثرة بكائه فقال : لا تلوموني ، فإن يعقوب (عليه السلام) فقد سبطاً من ولده فبكى حتى ابيضَّت عيناه من الحزن ولم يعلم أنه مات ، وقد نظرت إلى أربعة عشر رجلا من أهل بيتي يذبحون في غداة واحدة ، فترون حزنهم يذهب من قلبي أبداً [1] ؟.

ابو حمزہ محمد بن یعقوب سے روایت ہے، وہ جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: علی بن الحسین (علیہ السلام) سے ان کے کثرتِ گریہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے ملامت نہ کرو، بے شک یعقوب (علیہ السلام) نے اپنی اولاد میں سے ایک بیٹا کھویا تو اتنا روئے کہ غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں، حالانکہ وہ جانتے بھی نہ تھے کہ وہ مر چکا ہے۔ اور میں نے تو اپنے اہلِ بیت کے چودہ افراد کو ایک ہی صبح میں ذبح ہوتے دیکھا ہے، تو کیا تم سمجھتے ہو کہ ان کا غم کبھی میرے دل سے نکل جائے گا؟(1)۔

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 41/386 ، تهذيب الكمال ، المزي : 13/247.

وقد عرف عنه (عليه السلام) أنه ما فتر عن البكاء على قتلى الطف ، وقد أخذ البكاء منه مأخذه ، فما كان يتهنَّى بطعام أو شراب لتذكّره عطش الإمام الحسين (عليه السلام) وغربته.

اور آپ (علیہ السلام) کے بارے میں معروف ہے کہ آپ شہدائے طف پر گریہ سے کبھی سست نہ پڑے، اور گریہ نے آپ پر پوری طرح اثر کر رکھا تھا، چنانچہ آپ کھانے پینے سے لطف اندوز نہ ہو پاتے تھے، کیونکہ انہیں امام حسین (علیہ السلام) کی پیاس اور بے کسی یاد آجاتی تھی۔

وقال اليعقوبي في تاريخه : وروى بعضهم أن علي بن الحسين (عليه السلام) لم ير ضاحكاً قط منذ قتل أبوه (عليه السلام) ، إلاَّ في ذلك اليوم ـ أي اليوم الذي جيء فيه برأس الشقيّ عبيدالله بن زياد لعنه الله ـ وأنه كان له إبل تحمل الفاكهة من الشام ، فلمَّا أتي برأس عبيدالله بن زياد أمر بتلك الفاكهة ففرِّقت بين أهل المدينة ، وامتشطت نساء آل رسول الله (صلى الله عليه وآله) واختضبن ، وما امتشطت امرأة ولا اختضبت منذ قتل الحسين بن علي (عليهما السلام) [2] .

يعقوبی نے اپنی تاریخ میں کہا: بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ علی بن الحسین (علیہ السلام) کو اپنے والد (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا، سوائے اس ایک دن کے یعنی وہ دن جب اس بدبخت عبیداللہ بن زیاد (اللہ اس پر لعنت کرے) کا سر لایا گیا اور یہ کہ آپ کے پاس اونٹ تھے جو شام سے پھل لاتے تھے، پس جب عبیداللہ بن زیاد کا سر لایا گیا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ پھل اہلِ مدینہ میں تقسیم کر دیا جائے، اور آلِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عورتوں نے کنگھی کی اور مہندی لگائی، حالانکہ حسین بن علی (علیہما السلام) کی شہادت کے بعد سے کسی عورت نے نہ کنگھی کی تھی اور نہ مہندی لگائی تھی۔(2)۔

تاريخ اليعقوبي : 2/259.

قال المسعودي : قدم الكميت رحمه الله تعالى المدينة فأتى أبا جعفر محمد بن علي بن الحسين بن علي (عليهم السلام) فأذن له ليلا وأنشده ، فلمَّا بلغ الميمية قوله :

مسعودی نے کہا: کمیت رحمہ اللہ تعالیٰ مدینہ آئے تو ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی (علیہم السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے رات کے وقت انہیں اجازت دی اور انہوں نے اپنا قصیدہ سنایا، پس جب وہ اپنی میمیہ (قصیدہ) کے اس شعر پر پہنچے:

وقتيلٌ بالطفِّ غودر منهم بين غوغاءِ أُمَّة وَطَغَامِ

اور طف کی سرزمین پر ایک شہید، جسے اُن (اہلِ بیت) میں سے چھوڑ دیا گیا امت کے شر پسندوں اور اوباشوں کے درمیان

بكى أبو جعفر (عليه السلام) ، ثم قال : يا كميت ، لو كان عندنا مال لأعطيناك ، ولكن لك ما قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) لحسَّان بن ثابت : لا زلت مؤيَّداً بروح القدس ما ذببت عنا أهل البيت [1]

مروج الذهب ، المسعودي : 3/229.

ابو جعفر (علیہ السلام) رو پڑے، پھر فرمایا: اے کمیت ! اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم تمہیں ضرور دیتے، لیکن تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسان بن ثابت سے فرمایا تھا: تم ہمیشہ روح القدس کی تائید سے سرفراز رہو گے جب تک تم ہم اہلِ بیت کا دفاع کرتے رہو گے۔(1)۔

.

وروى أبو الفرج ، عن علي بن إسماعيل التميمي ، عن أبيه ، قال : كنت عند أبي عبدالله جعفر بن محمد (عليه السلام) إذ استأذن آذنه للسيّد فأمره بإيصاله ، وأقعد حرمه خلف ستر ، ودخل فسلَّم وجلس ، فاستنشده فأنشد قوله :

ابو الفرج نے علی بن اسماعیل تمیمی سے، اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ابو عبداللہ جعفر بن محمد (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسی دوران آپ کے دربان نے سیّد (حمیری) کے لیے اجازت طلب کی، تو آپ نے حکم دیا کہ انہیں اندر لایا جائے، اور اپنے گھر کی خواتین کو پردے کے پیچھے بٹھا دیا، پھر وہ داخل ہوئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے، تو آپ نے ان سے اشعار سنانے کی فرمائش کی، چنانچہ انہوں نے اپنا یہ قصیدہ سنایا:

امْرُرْ على جَدَثِ الحسينِ فَقُلْ لأعظمِه الزكيَّه يا أعظماً لا زلت مِنْ وطفاءَ ساكبة رويَّه فإذا مررتَ بقبرِهِ فأَطِلْ به وَقْفَ المطيَّه وابكِ المطهَّر للمطهَّر والمطهَّرةِ النقيَّه كبُكاءِ معولة أتت يوماً لواحدِهَا المنيَّه

گزر جا حسین (علیہ السلام) کی قبر پر
اور ان کی پاکیزہ ہڈیوں سے کہہ دے
اے ہڈیو ! تم ہمیشہ گھنے بادل کی
مسلسل برستی بارش میں رہو
اور جب تم ان کی قبر کے پاس سے گزرو
تو اپنی سواری کا ٹھہراؤ طویل کر دو
اور اس پاک و پاکیزہ ہستی پر گریہ کرو
اور اس پاکیزہ و طاہرہ خاتون پر بھی
جیسے کوئی نوحہ گر عورت روتی ہے
جس دن اس کے اکلوتے بیٹے کی موت آجائے

قال : فرأيت دموع جعفر بن محمد تتحدَّر على خديه ، وارتفع الصراخ والبكاء من داره ، حتى أمره بالإمساك فأمسك [2]

الأغاني ، الأصفهاني : 7/240 ، الجوهرة في نسب الإمام علي وآله (عليهم السلام) ، البري : 48.

راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ جعفر بن محمد (علیہ السلام) کے آنسو ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے، اور ان کے گھر سے چیخ و پکار اور گریہ بلند ہو گیا، یہاں تک کہ آپ نے انہیں (پڑھنے سے) رکنے کا حکم دیا تو وہ رک گئے۔(2)۔

.

وروي عن فضيل الرسَّان قال : دخلت على جعفر بن محمد (عليه السلام) أُعزّيه عن عمِّه زيد ، ثمَّ قلت : ألا أنشدك شعر السيِّد ؟ فقال : أنشد ، فأنشدته قصيدة يقول فيها :

اور فضیل رسّان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں جعفر بن محمد (علیہ السلام) کی خدمت میں ان کے چچا زید کی شہادت پر تعزیت کے لیے حاضر ہوا، پھر میں نے عرض کیا: کیا میں آپ کو سیّد (حمیری) کے اشعار نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: سناؤ، چنانچہ میں نے ان کے سامنے ایک قصیدہ پڑھا جس میں وہ کہتے ہیں:

فالناسُ يومَ البعثِ رياتُهم خمسٌ فمنها هالكٌ أربعُ
قائدُها العِجْلُ وفرعونُهم وسامريُّ الأُمَّةِ المفظعُ

لوگوں کے جھنڈے روزِ قیامت
پانچ ہوں گے، جن میں سے چار ہلاک ہونے والے ہیں
ان کا رہنما بچھڑا (پرست) ہے اور ان کا فرعون
اور اس امت کا ہولناک سامری

ومارقٌ من دينِهِ مخرجُ أسودُ عبدٌ لكَّعٌ أوكعُ ورايةٌ قائدُها وجهُهُ كأنه الشمسُ إذا تطلعُ

اور ایک دین سے خارج ہونے والا باغی
سیاہ، غلام، کمینہ اور نہایت کمینہ
اور ایک جھنڈا جس کا رہنما اس کا اپنا چہرہ ہے
گویا وہ سورج ہے جب طلوع ہو رہا ہو

فسمعت نحيباً من وراء الستور ، فقال : من قائل هذا الشعر ؟ فقلت : السيد ، فقال : رحمه الله [1]

الأغاني ، الإصفهاني : 7/241 و 272.

.

تو میں نے پردوں کے پیچھے سے سسکیوں کی آواز سنی، پس آپ نے فرمایا: یہ شعر کس نے کہا ہے؟ میں نے عرض کیا: سیّد (حمیری) نے۔ آپ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم فرمائے۔(1)۔

وروى الحافظ المرزباني في (أخبار السيِّد الحميري) عن فضيل قال : دخلت على أبي عبدالله (عليه السلام) بعد قتل زيد ، فجعل يبكي ويقول : رحم الله زيداً ، إنه للعالم الصدوق ، ولو ملك أمراً لعرف أين يضعه ، فقلت : أنشدك شعر السيد ؟ فقال : أمهل قليلا ، وأمر بستور فسدُلت ، وفتحت أبواب غير الأولى ، ثم قال : هات ما عندك ، فأنشدته : لأم عمرو باللوى مربع ، وذكر ثلاثة عشر بيتاً ، قال : فسمعت نحيباً من وراء الستور ونساء تبكين ، فجعل يقول : شكراً لك يا إسماعيل قولك [2]

أخبار السيِّد الحميري ، المرزباني : 159.

.

حافظ مرزبانی نے (اخبار السیّد الحمیری) میں فضیل سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں زید کی شہادت کے بعد ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ رونے لگے اور فرمانے لگے: اللہ زید پر رحم فرمائے، بے شک وہ سچے عالم تھے، اور اگر انہیں کوئی اختیار مل جاتا تو وہ جانتے تھے کہ اسے کہاں رکھنا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: کیا میں آپ کو سیّد کے اشعار سناؤں؟ آپ نے فرمایا: ذرا مہلت دو، اور حکم دیا کہ پردے لٹکا دیے جائیں، اور پہلے دروازوں کے علاوہ دیگر دروازے کھول دیے گئے، پھر آپ نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ پیش کرو، چنانچہ میں نے یہ شعر سنایا: "ام عمرو کے لیے لویٰ میں ایک چراگاہ ہے"، اور تیرہ اشعار کا ذکر کیا۔ راوی کہتے ہیں: میں نے پردوں کے پیچھے سے سسکیوں کی آواز اور عورتوں کے رونے کی آواز سنی، تو آپ فرمانے لگے: شکریہ، اے اسماعیل، تمہارے اس کلام کا۔ (2)۔

وروى أبو الفرج ، عن زيد بن موسى بن جعفر (عليهما السلام) أنه قال : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في النوم ، وقدَّامه رجل جالس ، عليه ثياب بيض ، فنظرت إليه فلم أعرفه ، إذ التفت إليه رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقال : يا سيد ، أنشدني قولك : لأم عمرو باللوى مربع... فأنشده إياها كلها ما غادر منها بيتاً واحداً ، فحفظتها عنه كلها في النوم.

اور ابو الفرج نے زید بن موسیٰ بن جعفر (علیہما السلام) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا، اور آپ کے سامنے ایک شخص بیٹھا تھا جس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، میں نے اسے دیکھا تو پہچان نہ سکا، اتنے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے سید! مجھے اپنا یہ شعر سناؤ: "ام عمرو کے لیے لویٰ میں ایک چراگاہ ہے"... چنانچہ اس نے پورا قصیدہ سنا دیا اور اس میں سے ایک شعر بھی نہ چھوڑا، پس میں نے خواب ہی میں یہ سارا قصیدہ اس سے یاد کر لیا۔

قال أبو إسماعيل : وكان زيد بن موسى لحَّانة رديء الإنشاد ، فكان إذا أنشد هذه القصيدة لم يتتعتع فيها ولم يُلحن ، وهذا الحديث رواه الحافظ المرزباني في أخبار السيد [3]

ابو اسماعیل کہتے ہیں: زید بن موسیٰ (شعر خوانی میں) لحن کی غلطیاں کرنے والے اور بُرے انداز میں شعر پڑھنے والے تھے، لیکن جب وہ یہ قصیدہ پڑھتے تو نہ ہکلاتے اور نہ کوئی لحنی غلطی کرتے۔ اس حدیث کو حافظ مرزبانی نے "اخبار السید" میں روایت کیا ہے(3)۔

الأغاني ، الإصفهاني : 7/251.

.

وروى أبو الفرج الإصفهاني ، عن أبي داود المسترق ، عن السيد أنه رأى

اور ابو الفرج اصفہانی نے ابو داود مسترق سے، اور انہوں نے سید سے روایت کی ہے کہ انہوں نے دیکھا

النبي (صلى الله عليه وآله) في النوم فاستنشده فأنشد قوله :

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں، تو آپ نے ان سے اپنا شعر سنانے کی فرمائش کی، پس انہوں نے یہ شعر پڑھا:

لأمِّ عمرو باللوى مَرْبَعُ طامسةٌ أعلامُها بَلْقَعُ

لویٰ میں ام عمرو کی ایک چراگاہ ہے
جس کے نشان مٹ چکے، بالکل ویران و سنسان ہے

حتى انتهى إلى قوله :

یہاں تک کہ وہ اس شعر پر پہنچے:

قالوا له : لو شئتَ أعلمتَنا إلى مَنِ الغايةُ والمفزعُ

انہوں نے اس سے کہا: کاش تم چاہتے تو ہمیں بتا دیتے
کہ منتہا اور جائے پناہ کس کی طرف ہے

فقال : حسبك. ثم نفض يده وقال : قد والله أعلمتهم [1]

تو انہوں نے فرمایا: بس کرو۔ پھر اپنا ہاتھ جھٹکا اور فرمایا: خدا کی قسم، میں نے انہیں بتا دیا۔(1)۔

الأغاني ، الإصفهاني : 7/279.

.

وروى أبو الفرج عن محمد بن سهل صاحب الكميت قال : دخلت مع الكميت على أبي عبدالله الصادق جعفر بن محمد (عليه السلام) ، فقال له : جعلت فداك ، ألا أنشدك ؟ قال : إنها أيام عظام قال : إنها فيكم ، قال : هات ، وبعث أبو عبدالله (عليه السلام) إلى بعض أهله فقرب ، فأنشده فكثر البكاء حتى أتى على هذا البيت :

اور ابو الفرج نے محمد بن سہل، جو کمیت کے ساتھی تھے، سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں کمیت کے ساتھ ابو عبداللہ صادق جعفر بن محمد (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو کمیت نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، کیا میں آپ کو شعر نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: یہ بڑے (عظیم) ایام ہیں۔ اس نے عرض کیا: یہ آپ ہی کے بارے میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: سناؤ۔ اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے اپنے اہلِ خانہ میں سے کسی کو بلا بھیجا تو وہ قریب آ گئے، پھر اس نے اشعار پڑھے تو بہت رونا ہوا، یہاں تک کہ وہ اس شعر پر پہنچا:

يصيبُ به الرامون عن قَوْسِ غيرِهم فيا آخراً أسدى له الغيَّ أوَّلُ

اس کے ذریعے تیرانداز دوسروں کی کمان سے نشانہ لگاتے ہیں
سو اے پچھلے! جسے پہلے نے گمراہی سکھلائی

فرفع أبو عبدالله (عليه السلام) يديه فقال : اللهم اغفر للكميت ما قدَّم وما أخَّر ، وما أسرَّ وما أعلن ، وأعطه حتى يرضى [2]

چنانچہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! کمیت کے اگلے پچھلے، اور پوشیدہ و ظاہر (گناہ) بخش دے، اور اسے اتنا عطا فرما کہ وہ راضی ہو جائے۔(2)۔

الأغاني ، الإصفهاني : 17/26 و33 ، معاهد التنصيص العباسي : 3/96 ، رقم 148.

.

ورواه البغدادي أيضاً ، قال : وحدَّث محمد بن سهل قال : دخلت مع الكميت على أبي عبدالله جعفر بن محمد الصادق (عليه السلام) في أيام التشريق ، فقال : جعلت فداك ، ألا أنشدك ؟ قال : إنها أيام عظام ، قال : إنها فيكم ، قال (عليه السلام) : هات ، فأنشده قصيدته التي أولها :

اور بغدادی نے بھی اسے روایت کیا ہے، کہتے ہیں: محمد بن سہل نے بیان کیا کہ میں کمیت کے ساتھ ایامِ تشریق میں ابو عبداللہ جعفر بن محمد صادق (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اس نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، کیا میں آپ کو شعر نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا: یہ بڑے (عظیم) ایام ہیں۔ اس نے عرض کیا: یہ آپ ہی کے بارے میں ہیں۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: سناؤ۔ چنانچہ اس نے اپنا وہ قصیدہ سنایا جس کا آغاز اس طرح ہے:

ألا هل عَم في رَأْيه متأمِّلُ وهل مُدْبِرٌ بعد الإساءةِ مُقْبِلُ
وهل أمَّةٌ مستيقظون لدينهم فيكشفُ عنه النعسةَ المتزمِّلُ
فقد طال هذا النومُ واستخرج الكرى
مَساوِيَهُمْ لو أن ذا الميلَ يعدلُ وعطِّلت الأحكامُ حتى كأننا
على ملَّة غيرِ التي نتنحَّلُ

کیا کوئی بے بصیرت اپنی رائے پر غور کرنے والا ہے؟
اور کیا کوئی برائی کے بعد پیٹھ پھیر کر (توبہ کی طرف) لوٹنے والا ہے؟
اور کیا کوئی امت اپنے دین کے لیے بیدار ہونے والی ہے
کہ کملی اوڑھے غفلت میں پڑا شخص اپنے اوپر سے نیند کی چادر ہٹا دے؟
بے شک یہ نیند طویل ہو چکی، اور غفلت نے نکال دیں
ان کی برائیاں، کاش یہ کج رَو انصاف کرنے والا ہوتا
اور احکام معطل کر دیے گئے یہاں تک کہ گویا ہم
اس ملت کے سوا کسی اور ملت پر ہیں جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں

كلامُ النبيِّينَ الهداةِ كلامُنا وأفعالَ أهلِ الجاهليَّةِ نفعلُ
رضينا بدنياً لا نريدُ فراقَها على أنَّنا فيها نموتُ ونُقْتَلُ
ونحن بها المستمسكونَ كأنَّها لنا جنَّةٌ مما نخافُ ومَعْقِلُ

ہماری زبان ہادی نبیوں کا کلام ہے
مگر ہم جاہلیت والوں کے سے کام کرتے ہیں
ہم دنیا پر راضی ہو گئے، اس کی جدائی نہیں چاہتے
حالانکہ ہم اسی میں مرتے اور قتل کیے جاتے ہیں
اور ہم اسے مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں گویا
وہ ہمارے خوف سے بچنے کے لیے جنت اور پناہ گاہ
ہے

فكثر البكاء ، وارتفعت الأصوات ، فلمَّا مرَّ على قوله في الحسين (عليه السلام) :

كأن حسيناً والبهاليلُ حولَه لأسيافِهِمْ ما يختلي المتبقِّلُ
يَخُضْنَ بهم من آلِ أحمدَ في الوغى
دماً ظل منهم كالبهيمِ المحجَّلُ فلم أر مخذولا أجلَّ مصيبة
وأوجبَ منه نصرةً حين يُخْذَلُ
يصيبُ به الرامون عن قوسِ غيرِهم فيا آخراً أسدى له الغيَّ أوَّلُ

چنانچہ رونا بہت زیادہ ہو گیا اور آوازیں بلند ہو گئیں، پھر جب وہ حسین (علیہ السلام) کے بارے میں اپنے اس قول پر پہنچا:

گویا حسین اور ان کے اردگرد موجود بہادر جوانوں کی
تلواریں (دشمن کو) یوں کاٹ رہی تھیں جیسے ساگ
چننے والا ساگ کاٹتا ہے
وہ آلِ احمد کے ساتھ میدانِ کارزار میں ایسے خون میں
اترے کہ وہ (خون میں رنگے ہوئے) سفید داغ والے
گھوڑے کی مانند ہو گئے
میں نے کسی بے یار و مددگار کو اس سے بڑی مصیبت
والا نہیں دیکھا، اور نہ اس سے زیادہ مدد کا حق دار،
جب اسے بے یار چھوڑ دیا گیا
اس کے ذریعے تیرانداز دوسروں کی کمان سے نشانہ
لگاتے ہیں
سوائے پچھلے! جسے پہلے نے گمراہی سکھلائی

رفع أبو عبدالله (عليه السلام) يديه وقال : اللهم اغفر للكميت ما قدَّم وأخَّر ، وما أسَّر وأعلن ، وأعطه حتى يرضى ، ثم أعطاه ألف دينار وكسوة ، فقال له الكميت : والله ما أحببتكم للدنيا ، ولو أردتها لأتيت من هو في يديه ، ولكنني أحببتكم للآخرة ، فأمَّا الثياب التي أصابت أجسادكم فإني أقبلها لبركتها ، وأما المال فلا أقبله [1]

[1] خزانة الأدب ، البغدادي : 1/145.

ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! کمیت کے اگلے پچھلے اور پوشیدہ و ظاہر (گناہ) بخش دے، اور اسے اتنا عطا فرما کہ وہ راضی ہو جائے۔ پھر آپ نے اسے ایک ہزار دینار اور ایک لباس عطا فرمایا۔ کمیت نے عرض کیا: خدا کی قسم، میں نے آپ سے دنیا کے لیے محبت نہیں کی، اگر مجھے دنیا مطلوب ہوتی تو میں اس کے پاس جاتا جس کے ہاتھ میں (دنیا کا اختیار) ہے، بلکہ میں نے آپ سے آخرت کے لیے محبت کی ہے۔ رہا وہ لباس جو آپ کے جسمِ اطہر سے مس ہوا، تو میں اسے اس کی برکت کی خاطر قبول کرتا ہوں، لیکن مال قبول نہیں کرتا۔(1)۔

وروي أن فضيلا أقام مأتماً للحسين (عليه السلام) ولم يخبر به إمامنا الصادق (عليه السلام) فلما كان اليوم الثاني أقبل إلى الإمام روحي فداه ، فقال له : يا فضيل ، أين كنت البارحة ؟ قال : سيدي شغل عاقني ، فقال : يا فضيل ، لا تُخفي عليَّ ، أما صنعت مأتماً ، وأقمت بدارك عزاء في مصاب جدي الحسين (عليه السلام) ؟ فقال : بلى سيدي ، فقال (عليه السلام) : وأنا كنت حاضراً ، قال : سيدي ، ما رأيتك ، أين كنت جالساً ؟ فقال (عليه السلام) : لما أردت الخروج من البيت أما عثرت بثوب أبيض ؟ قال : بلى سيدي ، قال (عليه السلام) : أنا كنت جالساً هناك ، فقال له : سيدي ، لم جلست بباب البيت ولم لا تصدَّرت في المجلس ؟ فقال الصادق (عليه السلام) : كانت جدتي فاطمة (عليها السلام) بصدر المجلس

جالسة ، لذا ما تصدَّرت إجلالا لها [1]

ثمرات الأعواد ، السيد علي الهاشمي : 31 ـ 32.

، ولله درّ الحجة الشيخ فرج العمران عليه الرحمة إذ يقول :

اور روایت کی گئی ہے کہ فضیل نے حسین (علیہ السلام) کے لیے ایک مجلس عزا برپا کی اور اس کی اطلاع ہمارے امام صادق (علیہ السلام) کو نہ دی۔ جب دوسرا دن ہوا تو وہ امام روحی فداہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے اس سے فرمایا: اے فضیل! کل رات تم کہاں تھے؟ اس نے عرض کیا: میرے آقا، ایک مصروفیت نے مجھے روک لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے فضیل! مجھ سے مت چھپاؤ، کیا تم نے مجلسِ عزا برپا نہیں کی، اور اپنے گھر میں میرے جدِ بزرگوار حسین (علیہ السلام) کے مصائب پر عزاداری قائم نہیں کی؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں، میرے آقا۔ آپ نے فرمایا: اور میں بھی وہاں حاضر تھا۔ اس نے عرض کیا: میرے آقا، میں نے تو آپ کو نہیں دیکھا، آپ کہاں بیٹھے تھے؟ آپ نے فرمایا: جب تم گھر سے نکلنے لگے تھے تو کیا تمہیں ایک سفید کپڑے سے ٹھوکر نہیں لگی تھی؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں، میرے آقا۔ آپ نے فرمایا: میں وہیں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا: میرے آقا، آپ دروازے کے پاس کیوں بیٹھے، صدرِ مجلس میں کیوں نہ بیٹھے؟ تو امام صادق (علیہ السلام) نے فرمایا: میری نانی فاطمہ (علیہا السلام)

صدرِ مجلس میں بیٹھی ہوئی تھیں، اسی لیے میں ان کی تعظیم و تکریم میں آگے نہیں بیٹھا۔(1)۔ اور اللہ بھلا کرے حجۃ الاسلام شیخ فرج العمران کا، اللہ ان پر رحمت فرمائے، جہاں وہ کہتے ہیں:

هلَّ المحرَّمُ فالسرورُ محرَّمُ ونُعي حسينٌ حين هلَّ محرَّمُ
هلَّ المحرَّمُ والنبيُّ المصطفى أمسى كئيباً والوصيُّ الأعظمُ
هلَّ المحرَّمُ والبتولةُ أصبحت ثكلى تنوحُ على الحسينِ وتلطمُ
هلَّ المحرَّمُ والزكيُّ المجتبى يبكي الحسينَ وقلبُهُ متألِّمُ
هلَّ المحرَّمُ ليته لا هلَّ إذ فيه لسبطِ محمَّد سُفِكَ الدَّمُ
مولىً بكاه آدمٌ وبكت له حوَّا ونوحٌ والكليمُ مُكَلِّمُ
وبكى الخليلُ عليه حزناً وابنُهُ وله أسىً ناح المسيحُ ومريمُ
وبكته كلُّ الأنبيا وله جميـ ـعُ الأوصيا ناحت ومدمعُها دَمُ
وبكت له الأملاكُ في أفلاكِها وبكى له قَمَرُ السما والأنجمُ
وبكت عليه الحورُ في جَنَّاتِها وله أقيم بكلِّ أرض مأتمُ
وبكى له البيتُ الحرامُ وحجر إسـ ـماعيلُ حُزْناً والمقامُ وزمزمُ [2]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 2/31.

محرم آگیا، سو (اب) خوشی حرام ہے
اور حسین (علیہ السلام) کی موت کی خبر دی گئی جب
محرم آیا
محرم آگیا، اور نبی مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ)
غمگین ہو گئے اور وصیِ اعظم بھی
محرم آگیا، اور بتول (علیہا السلام)
سوگوار ہو کر حسین پر نوحہ کرنے اور ماتم کرنے لگیں
محرم آگیا، اور زکیِ مجتبیٰ
حسین پر روتے ہیں اور ان کا دل دکھی ہے
محرم آگیا، کاش یہ نہ آتا، کہ اسی میں
فرزندِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا خون بہایا گیا
وہ آقا کہ جس پر آدم روئے اور اس پر روئیں
حوا، نوح اور کلیم (موسیٰ) جن سے (اللہ نے) کلام کیا
اور اس پر خلیل (ابراہیم) اور ان کے بیٹے نے غم
سے گریہ کیا
اور اس کے غم میں مسیح (عیسیٰ) اور مریم نے نوحہ کیا
اور تمام انبیاء نے اس پر گریہ کیا اور تمام
اوصیاء نے اس پر نوحہ کیا اور ان کے آنسو خون تھے
اور فرشتوں نے اپنے افلاک میں اس پر گریہ کیا
اور آسمان کے چاند اور ستاروں نے اس پر گریہ کیا
اور حوریں اپنی جنتوں میں اس پر روئیں
اور ہر سرزمین میں اس کے لیے مجلسِ عزا برپا کی گئی
اور بیت الحرام نے اس پر گریہ کیا اور حجرِ اسماعیل
نے
غم سے، اور مقام (ابراہیم) اور زمزم نے بھی(2)

المجلس الأول ، من اليوم الثالث

خروج الإمام الحسين (عليه السلام) من مكة المكرمة

فعلى الأطائب من أهل بيت محمَّد وعلي صلى الله عليهما وآلهما ، فليبك الباكون ، وإيَّاهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضجون ، ويعجَّ العاجون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين

أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

پہلی مجلس، تیسرے دن سے

امام حسین (علیہ السلام) کا مکہ مکرمہ سے روانہ ہونا

پس محمد و علی صلی اللہ علیہما وآلہما کے پاکیزہ اہل بیت پر روتے ہوئے آنسو بہائیں، اور انہی پر نوحہ کرنے والے نوحہ کریں، اور انہی جیسوں پر آنسو بہنے چاہدیں، اور چیخنے والے چیخیں، اور شور مچانے والے شور مچائیں، اور فریاد کرنے والے فریاد کریں۔ کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں

حسین کے فرزندان، ایک نیک کے بعد دوسرا نیک، ایک صادق کے بعد دوسرا صادق، کہاں ہے راستہ دکھانے والا بعد اس راستہ دکھانے والے کے، کہاں ہے برگزیدہ بعد اس برگزیدہ کے، کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے، کہاں ہیں دین کے پرچم اور علم کے ستون؟(1)۔

روى ابن شهر آشوب عليه الرحمة في كتاب المناقب عن كتاب الإبانة ، قال بشر بن عاصم : سمعت ابن الزبير يقول : قلت للحسين بن علي (عليهما السلام) : إنك تذهب إلى قوم قتلوا أباك وخذلوا أخاك ، فقال : لأن أقتل بمكان كذا وكذا أحبُّ إلي من أن يستحلَّ بي مكة ، عزَّض به (عليه السلام).

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کتاب المناقب میں کتاب الابانہ کے حوالے سے روایت کی ہے، بشر بن عاصم کہتے ہیں: میں نے ابن زبیر کو یہ کہتے سنا: میں نے حسین بن علی (علیہما السلام) سے عرض کیا: آپ ایسی قوم کی طرف جا رہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو قتل کیا اور آپ کے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا: میرا فلاں فلاں مقام پر قتل ہونا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میری وجہ سے مکہ کی حرمت پامال کی جائے۔ آپ (علیہ السلام) نے اس میں کنایۃً یہی اشارہ فرمایا۔

وعن كتاب التخريج ، عن العامري ، بالإسناد عن هبيرة بن مريم ، عن ابن عباس قال : رأيت الحسين (عليه السلام) قبل أن يتوجَّه إلى العراق على باب الكعبة وكفّ جبرئيل في كفّه ، وجبرئيل ينادي : هلمّوا إلى بيعة الله عزّ وجلّ.

اور کتاب التخریج سے، عامری کے حوالے سے، سند کے ساتھ ہبیرہ بن مریم سے، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے حسین (علیہ السلام) کو عراق کی طرف روانہ ہونے سے پہلے خانہ کعبہ کے دروازے پر دیکھا، اس حال میں کہ جبرئیل کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا اور جبرئیل ندا دے رہے تھے: اللہ عزوجل کی بیعت کی طرف آجاؤ۔

وعُنِّف ابن عباس على تركه الحسين (عليه السلام) فقال : إن أصحاب الحسين لم ينقصوا رجلا ولم يزيدوا رجلا ، نعرفهم بأسمائهم من قبل شهودهم.

اور ابن عباس کو حسین (علیہ السلام) کا ساتھ چھوڑ دینے پر ملامت کی گئی تو انہوں نے کہا: حسین کے اصحاب میں نہ کوئی کمی ہوگی اور نہ کوئی زیادتی، ہم انہیں ان کے حاضر ہونے سے پہلے ہی ان کے ناموں سے جانتے ہیں۔

وقال محمد بن الحنفية : وإن أصحابه عندنا لمكتوبون بأسمائهم وأسماء آبائهم [2]

اور محمد بن حنفیہ نے کہا: بے شک آپ کے اصحاب ہمارے پاس ان کے اپنے ناموں اور ان کے آباء کے ناموں کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔(2)۔

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/211 ، بحار الأنوار : 44/185 ح 12.

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فسار الحسين (عليه السلام) إلى مكة وهو يقرأ : « فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفاً يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ » [3]

سورة القصص ، الآية : 18.

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حسین (علیہ السلام) مکہ کی طرف روانہ ہوئے اس حال میں کہ آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: «پس وہ وہاں سے خوفزدہ، نگاہ رکھتے ہوئے نکلے، کہا: اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات دے»(3) اور آپ نے بڑے (عام) راستے کو اختیار کیے رکھا۔ تو آپ کے اہل بیت (علیہم السلام) نے عرض کیا: کاش آپ راستہ بدل لیتے جیسا کہ ابن زبیر نے کیا، تاکہ تعاقب کرنے والے آپ تک نہ پہنچ سکیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم، میں اسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ پورا کردے۔ اور جب حسین (علیہ السلام) مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا داخلہ جمعہ کے دن ہوا، شعبان کی تین تاریخیں گزرنے پر آپ نے مکہ میں داخلہ فرمایا

ولزم الطريق الأعظم ، فقال له أهل بيته (عليهم السلام) : لو تنكَّبت عن الطريق كما فعل ابن الزبير كيلا يلحقك الطلب ، فقال : لا والله لا أفارقه حتى يقضي الله ما هو قاض ، ولمَّا دخل الحسين (عليه السلام) مكة ، كان دخوله إياها يوم الجمعة ، لثلاث مضين من شعبان دخلها

وهو يقرأ : « وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ » [1]

سورة القصص ، الآية : 22.

اس حال میں کہ آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: «اور جب اس کا رخ مدین کی طرف ہوا تو کہا: امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھے راستے کی ہدایت دے گا»(1)۔

.

ثمَّ نزلها وأقبل أهلها يختلفون إليه ، ومن كان بها من المعتمرين وأهل الآفاق ، وابن الزبير بها قد لزم جانب الكعبة وهو قائم يصلّي عندها ويطوف ، ويأتي الحسين (عليه السلام) فيمن يأتيه ، فيأتيه اليومين المتواليين ، ويأتيه بين كل يومين مرة وهو (عليه السلام) أثقل خلق الله على ابن الزبير ، لأنه قد عرف أن أهل الحجاز لا يبايعونه مادام الحسين (عليه السلام) في البلد ، وأن الحسين أطوع في الناس منه وأجلّ [2]

الإرشاد ، المفيد : 2/35 ـ 36 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/332.

پھر آپ وہاں مقیم ہو گئے اور مکہ کے باشندے، اور جو بھی وہاں معتمرین اور دیگر علاقوں کے لوگ موجود تھے، آپ کی خدمت میں آنے جانے لگے۔ ابن زبیر خانہ کعبہ کے پہلو سے چمٹا رہتا، وہاں کھڑا نماز پڑھتا اور طواف کرتا، اور بسا اوقات دوسرے آنے والوں کے ساتھ حسین (علیہ السلام) کی خدمت میں بھی آجاتا، کبھی مسلسل دو دن آتا اور کبھی ہر دو دن میں ایک بار آتا، جبکہ حسین (علیہ السلام) ابن زبیر کے نزدیک اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ گراں بار تھے، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب تک حسین (علیہ السلام) شہر میں موجود ہیں، اہلِ حجاز اس کی بیعت نہیں کریں گے، اور یہ کہ حسین لوگوں میں اس سے زیادہ اطاعت کیے جانے والے اور زیادہ جلیل القدر ہیں۔(2)۔

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وكان خروج مسلم بن عقيل ـ رحمه الله ـ بالكوفة يوم الثلاثاء لثمان مضين من ذي الحجة سنة ستين ، وقتْلَه ـ رحمه الله ـ يوم الأربعاء لتسع خلون منه يوم عرفة ، وكان توجُّه الحسين (عليه السلام) من مكة إلى العراق في يوم خروج مسلم بالكوفة وهو يوم التروية ، بعد مقامه بمكة بقية شعبان وشهر رمضان وشوالا وذا القعدة وثمان ليال خلون من ذي الحجة سنة ستين ، وكان قد اجتمع إلى الحسين (عليه السلام) مدّة مقامه بمكة نفر من أهل الحجاز ، ونفر من أهل البصرة انضافوا إلى أهل بيته وموالية.

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مسلم بن عقیل رحمہ اللہ کا کوفہ میں خروج منگل کے دن ہوا، جبکہ ذی الحجہ سنہ ساٹھ ہجری کے آٹھ دن گزر چکے تھے، اور ان کی شہادت رحمہ اللہ بدھ کے دن، یومِ عرفہ کو ہوئی، جبکہ ذی الحجہ کے نو دن گزر چکے تھے۔ اور حسین (علیہ السلام) کا مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہونا اسی دن ہوا جس دن مسلم کا کوفہ میں خروج ہوا، یعنی یومِ ترویہ کو، مکہ میں اپنے قیام کے بعد جو باقی ماندہ شعبان، ماہِ رمضان، شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ سنہ ساٹھ کی آٹھ راتوں پر محیط تھا۔ اور مکہ میں اپنے قیام کے دوران حسین (علیہ السلام) کے ساتھ اہلِ حجاز کی ایک جماعت اور اہلِ بصرہ کی ایک جماعت آملی تھی جو آپ کے اہل بیت اور موالی کے ساتھ شامل ہو گئی تھی۔

ولما أراد الحسين (عليه السلام) التوجُّه إلى العراق طاف بالبيت ، وسعى بين الصفا والمروة وأحلَّ من إحرامه وجعلها عمرة ، لأنه لم يتمكَّن من تمام الحج مخافة أن يُقبض عليه بمكة فَيُنفذ إلى يزيد بن معاوية ، فخرج (عليه السلام) مبادراً بأهله وولده ومن انضمَّ إليه من شيعته ، ولم يكن خبر مسلم بلغه بخروجه يوم خروجه على ما ذكرناه [3]

الإرشاد ، المفيد : 2/66 ـ 67 بحار الأنوار ، المجلسي : 44/363.

اور جب حسین (علیہ السلام) نے عراق کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور اپنے احرام سے حِلّ اختیار کر کے اسے عمرہ بنا لیا، کیونکہ آپ حج تمام کرنے پر قادر نہ تھے، اس خدشے کے پیشِ نظر کہ مکہ میں آپ کو گرفتار کر کے یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ آپ (علیہ السلام) اپنے اہل و عیال، اولاد اور اپنے شیعوں میں سے جو آپ کے ساتھ شامل ہو چکے تھے، ان کے ساتھ جلدی روانہ ہو گئے، اور جس دن آپ روانہ ہوئے اس دن تک مسلم (کی شہادت) کی خبر آپ کو نہیں پہنچی تھی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

وقال السيّد ابن طاووس عليه الرحمة : روى أبو جعفر الطبري ، عن

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ابو جعفر طبری نے روایت کی ہے

الواقدي وزرارة بن صالح ، قالا : لقينا الحسين بن علي (عليهما السلام) قبل خروجه إلى العراق بثلاثة أيام فأخبرناه بهوى الناس بالكوفة ، وأن قلوبهم معه ، وسيوفهم عليه ، فأومأ بيده نحو السماء ففتحت أبواب السماء ، ونزلت الملائكة عدداً لا يحصيهم إلاّ الله تعالى ، فقال (عليه السلام) : لولا تقارب الأشياء ، وحبوط الأجر لقاتلتهم بهؤلاء ، ولكن أعلم يقيناً أن هناك مصرعي ومصرع أصحابي ، ولا ينجو منهم إلاّ ولدي علي (عليه السلام) [1]

واقدی اور زرارہ بن صالح سے، ان دونوں نے کہا: ہم عراق کی طرف روانگی سے تین دن پہلے حسین بن علی (علیہما السلام) سے ملے تو ہم نے آپ کو کوفہ والوں کے میلان کی خبر دی کہ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں۔ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، آسمان کے دروازے کھل گئے اور اتنی کثیر تعداد میں فرشتے نازل ہوئے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی ان کا شمار نہیں کر سکتا۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اگر امور کا آپس میں قریب ہونا اور اجر کا ضائع ہو جانا نہ ہوتا تو میں انہی (فرشتوں) کے ذریعے ان سے جنگ کر لیتا، لیکن مجھے یقینی علم ہے کہ میری اور میرے اصحاب کی جائے شہادت وہی (کربلا) ہے، اور ان میں سے میرے بیٹے علی (علیہ السلام) کے سوا کوئی نجات نہیں پائے گا۔

اللهوف في قتلى الطفوف ، ابن طاووس : 38 ـ 39 ، عن دلائل الإمامة ، الطبري : 182 ح 3.

.

وعن أحمد بن داود القمي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : جاء محمد بن الحنفية إلى الحسين (عليه السلام) في الليلة التي أراد الحسين الخروج في صبيحتها عن مكة فقال له : يا أخي ، إن أهل الكوفة قد عرفت غدرهم بأبيك وأخيك ، وقد خفت أن يكون حالك كحال من مضى ، فإن رأيت أن تقيم فإنك أعزّ من بالحرم وأمنعه ، فقال : يا أخي ، قد خفت أن يغتالني يزيد بن معاوية بالحرم ، فأكون الذي يستباح به حرمة هذا البيت ، فقال له ابن الحنفية : فإن خفت ذلك فصر إلى اليمن ، أو بعض نواحي البر ، فإنك أمنع الناس به ، ولا يقدر عليك أحد ، فقال : أنظر فيما قلت.

احمد بن داود قمی سے، وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: محمد بن حنفیہ حسین (علیہ السلام) کے پاس اس رات آئے جس کی صبح حسین (علیہ السلام) مکہ سے روانگی کا ارادہ رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کیا: اے میرے بھائی! آپ اہل کوفہ کی اپنے والد اور اپنے بھائی کے ساتھ بدعہدی کو جانتے ہیں، اور مجھے خدشہ ہے کہ کہیں آپ کا حال بھی گزشتہ لوگوں جیسا نہ ہو۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہیں مقیم رہیں، کیونکہ حرم میں رہنے والوں میں آپ سب سے زیادہ عزت والے اور سب سے زیادہ محفوظ ہیں۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے بھائی! مجھے خدشہ ہے کہ یزید بن معاویہ حرم ہی میں مجھے دھوکے سے قتل کروا دے، اور اس طرح میں ہی وہ سبب بن جاؤں جس کی وجہ سے اس گھر کی حرمت پامال ہو۔ ابن حنفیہ نے آپ سے عرض کیا: اگر آپ کو یہی خدشہ ہے تو یمن کا رخ کر لیں، یا خشکی کے کسی اور علاقے کی طرف چلے جائیں، کیونکہ وہاں آپ سب لوگوں سے زیادہ محفوظ ہوں گے اور کوئی آپ پر قدرت نہیں پا سکے گا۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میں تمہاری بات پر غور کروں گا۔

فلمّا كان السحر ارتحل الحسين (عليه السلام) ، فبلغ ذلك ابن الحنفية فأتاه فأخذ بزمام ناقته ـ وقد ركبها ـ فقال : يا أخي ، ألم تعدني النظر فيما سألتك ؟ قال : بلى ، قال : فما حداك على الخروج عاجلا ؟ قال : أتاني رسول الله (صلى الله عليه وآله) بعد ما فارقتك فقال : يا حسين ، اخرج فإن الله قد شاء أن يراك قتيلا ، فقال محمد بن الحنفية : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، فما معنى حملك هؤلاء النساء معك وأنت تخرج على مثل هذا الحال ؟ قال : فقال لي (صلى الله عليه وآله) : إن الله قد شاء أن يراهن سبايا ، فسلَّم عليه ومضى [2]

پھر جب سحر کا وقت ہوا تو حسین (علیہ السلام) نے کوچ کیا۔ یہ خبر ابن حنفیہ کو پہنچی تو وہ آپ کے پاس آئے اور آپ کی اونٹنی کی مہار تھام لی — آپ اس پر سوار ہو چکے تھے — اور عرض کیا: اے میرے بھائی! کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ میری بات پر غور کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، کیا۔ انہوں نے کہا: پھر کس چیز نے آپ کو اس قدر جلدی روانگی پر آمادہ کیا؟ آپ نے فرمایا: تم سے جدا ہونے کے بعد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے حسین! نکل جاؤ، کیونکہ اللہ نے چاہا ہے کہ تمہیں شہید دیکھے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، پھر آپ کے ساتھ ان عورتوں کو لے جانے کا کیا مطلب ہے جبکہ آپ ایسے حال میں نکل رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھ سے (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اللہ نے چاہا ہے کہ انہیں قیدی بنا ہوا دیکھے۔ پھر انہوں نے آپ کو سلام کیا اور چلے گئے۔

اللهوف ، ابن طاووس : 39 ـ 40 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/364.

.

فما حال بنات رسول الله (صلى الله عليه وآله) يوم سبين وصرن في أيدي الأعداء ، وكيف

پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیوں کا اس دن کیا حال ہوا جب انہیں قیدی بنایا گیا اور وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں چلی گئیں، اور کس طرح

صار حالهن بعد ذلك العزّ في ظلال أبي عبدالله وأبي الفضل العباس بن أمير المؤمنين (عليهما السلام) فأصبحن في يدي زجر وشمر.

ابو عبداللہ اور ابوالفضل عباس بن امیر المومنین (علیہما السلام) کے سائے میں موجود عزت کے بعد ان کا حال یہ ہو گیا کہ وہ زجر اور شمر کے ہاتھوں میں آگئیں۔

ولله درّ الحاج الفاضل عبدالله الذهبة البحراني الخطي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے فاضل حاجی عبداللہ الذہبہ البحرانی الخطی علیہ الرحمہ کا، جہاں وہ کہتے ہیں:

عَزَّ على الأملاكِ والرُّسْلِ أن تمسي لأبناءِ الغوى منهبا
تودُّ لو أنَّ الدجى سرمدٌ لِمَا عن الرائي لها غيَّبا
وإن بدا الصُّبْحُ دَعَتْ من حَيَاً يا صبحُ لا أهلا ولا مرحبا
أبديتَ يا صُبْحُ لنا أوجهاً لها جَلاَلُ اللهِ قد حجَّبا
تُرَاكَ قد هانت عليك التي عن شأنِها القرآنُ قد أعربا
فما جنى يا شمسُ جان كما جنيتِ في حُرَّاتِ آلِ العَبَا [1]

فرشتوں اور رسولوں پر یہ گراں گزرا کہ
وہ گمراہوں کی اولاد کے لیے لوٹ کا مال بن جائیں
وہ چاہتے تھے کہ تاریکی ہمیشہ کے لیے چھا جائے
تاکہ دیکھنے والے کی نظروں سے وہ اوجھل رہیں
اور جب صبح نمودار ہوئی تو انہوں نے حیرت سے
پکارا:
اے صبح ! نہ تیری آمد خوش آئند ہے نہ خوش آمدید
اے صبح ! تو نے ہمیں وہ چہرے دکھائے
جن پر اللہ کے جلال نے پردہ ڈال رکھا تھا
کیا تجھ پر وہ ہستی ہلکی پڑ گئی
جس کی شان کو قرآن نے بیان کیا تھا
پس اے سورج ! کسی جانی نے وہ جرم نہ کیا
جو تو نے آلِ عبا کی پاکیزہ خواتین کے حق میں کیا

[1] رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 564.

روى السيد ابن طاووس عليه الرحمة عن بعض الرواة قال : وجاءه عبدالله بن العباس وعبدالله بن الزبير ، فأشارا عليه بالإمساك ، فقال لهما : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قد أمرني بأمر وأنا ماض فيه ، قال : فخرج ابن العباس وهو يقول : واحسيناه.

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے بعض راویوں سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر آپ کے پاس آئے اور آپ کو رک جانے کا مشورہ دیا، تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے ایک حکم دیا ہے اور میں اسی پر عمل پیرا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: ابن عباس یہ کہتے ہوئے باہر نکلے: ہائے حسین!

ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے حجۃ الشیخ علی الجشی علیہ الرحمہ کا، جہاں وہ کہتے ہیں:

ولستُ أنسى ابنَ عباس غداةَ دَعَا دَعِ الودائعَ في أوطانِ أهليها
إنّي لأخشى عليها الهَتْكَ بعد بني
عَمْروِ العُلاَ حيث لا حام فيحميها فقال هنَّ معي ما عشتُ أكفُلُها
وقد قضى اللهُ ما قد خِفْتَهُ فيها

میں ابن عباس کو نہیں بھلا سکتا جس صبح اس نے پکارا
ان امانتوں کو ان کے اہل کے وطنوں میں چھوڑ دو
مجھے ڈر ہے کہ بنی عمرو العلا کے بعد
ان کی بے حرمتی ہو جائے گی جہاں کوئی محافظ نہ ہو گا
جو انہیں بچائے
تو انہوں نے فرمایا: یہ میرے ساتھ ہیں، جب تک میں زندہ ہوں انہیں سنبھالوں گا
اور اللہ نے وہی فیصلہ کر دیا جس کا تجھے ان کے بارے میں خدشہ تھا

وقال أيضاً عليه الرحمة :

اور انہوں نے علیہ الرحمہ یہ بھی کہا:

ولستُ أنسى ابنَ عباس غداةَ دعا دَعِ الحرائرَ أخشى مَا تلاقيه
ومذ وَعَت زينبٌ ذاك الخطابَ بكت
خَلْفَ الحجابِ ونادت لا نخلّيه دعنا نموتُ ونحيى والحسينُ وهل
أبقى الزمانُ إلينا من نرَجّيه

میں ابن عباس کو نہیں بھلا سکتا جس صبح اس نے پکارا
آزاد خواتین کو چھوڑ دو، مجھے ڈر ہے اس پر جو انہیں پیش آئے گا
اور جب زینب (علیہا السلام) نے یہ بات سنی تو وہ پردے کے پیچھے رو پڑیں اور پکار اٹھیں: ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے
ہمیں چھوڑ دو، ہم مریں یا جئیں حسین (علیہ السلام) کے ساتھ ہی
اور کیا زمانے نے ہمارے لیے کوئی اور باقی چھوڑا ہے جس سے ہم امید رکھیں؟

لم تستطع زينبٌ حيّاً تفارقُهُ كيف استطاعت لُقىً مَيْتاً تخلّيه
لو خيَّروها أقامت عند مصرعِهِ ولو لها أكلت آسادُ واديه
فيا لها ساعةً سار الركابُ بها تقسَّمَ القلبُ لمّا صاح حاديه
فالجسمُ في كربلا قد خلَّفته لُقىً
والرأسُ يقدمُ ظعناً سيِّرت فيه [1]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 42 ـ 43.

زینب (علیہا السلام) زندگی میں تو اس سے جدا نہ ہو سکیں
تو مرنے کے بعد لاشہ چھوڑنا انہیں کیسے گوارا ہوتا
اگر انہیں اختیار دیا جاتا تو وہ اسی مقتل پر ٹھہر جاتیں
اور اگر ان کا بس چلتا تو وادی کے شیر بھی انہیں کھا جانے دیتیں
افسوس اس گھڑی پر جب قافلہ انہیں لے کر چلا
دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جب حادی نے آواز بلند کی
سو جسم کربلا میں لاشہ بن کر رہ گیا
اور سر آگے آگے چل رہا تھا اس قافلے میں جو روانہ کیا گیا تھا

قال الراوي : ثم جاء عبدالله بن عمر فأشار عليه بصلح أهل الضلال ، وحذَّره من القتل والقتال ، فقال : يا أبا عبد الرحمان ، أما علمت أن من هوان الدنيا على الله تعالى أن رأس يحيى بن زكريا أهدي إلى بغيٍّ من بغايا بني إسرائيل ، أما تعلم أن بني إسرائيل كانوا يقتلون ما بين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس سبعين نبياً ، ثم يجلسون في أسواقهم يبيعون ويشترون كأن لم يصنعوا شيئاً ، فلم يعجِّل الله عليهم ، بل أخذهم بعد ذلك أخذ عزيز ذي انتقام ، اتق الله يا أبا عبد الرحمن ، ولا تدع نصرتي [2]

اللهوف ، ابن طاووس : 21 ـ 22 ، بحار الأنوار ، المجلسي 44/364.

راوی کہتے ہیں: پھر عبداللہ بن عمر آپ کے پاس آئے اور آپ کو گمراہ لوگوں سے صلح کرنے کا مشورہ دیا، اور آپ کو قتل و قتال سے ڈرایا، تو آپ نے فرمایا: اے ابو عبدالرحمن! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ دنیا کی بے وقعتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس حد تک ہے کہ یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کا سر بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کو ہدیہ کر دیا گیا؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ستر نبیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے، پھر اپنے بازاروں میں بیٹھ کر خرید و فروخت کرتے تھے گویا انہوں نے کچھ کیا ہی نہ ہو، تو اللہ نے ان پر جلدی عذاب نہ بھیجا، بلکہ اس کے بعد انہیں ایک زبردست انتقام لینے والے کی طرح پکڑا۔ اے ابو عبدالرحمن! اللہ سے ڈرو اور میری مدد کو ترک نہ کرو۔(2)

.

وروي أنه صلوات الله عليه لما عزم على الخروج إلى العراق قام خطيباً فقال : الحمد لله ، وما شاء الله ، ولا حول ولا قوّة إلاّ بالله وصلّى الله على رسوله (وآله) وسلّم ، خطّ الموت على ولد آدم مخطّ القلادة على جيد الفتاة ، وما أولهني إلى أسلافي اشتياق يعقوب إلى يوسف ، وخير لي مصرع أنا لاقيه ، كأني بأوصالي يتقطّعها عسلان الفلوات ، بين النواويس وكربلاء ، فيملأن مني أكراشاً جوفاً وأجربة سغباً ، لا محيص عن يوم خطّ بالقلم ، رضى الله رضانا أهل البيت ، نصبر على بلائه ، ويوفّينا أجور الصابرين ، لن تشذَّ عن رسول الله لحمته ، وهي مجموعة له في حظيرة القدس تقرُّ بهم عينه ، وتنجز لهم وعده ، من كان فينا باذلا مهجته ،

روایت ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے جب عراق کی طرف نکلنے کا ارادہ فرمایا تو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، اور جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے، اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے، اور اللہ اپنے رسول اور ان کی آل پر درود و سلام بھیجے۔ موت اولادِ آدم پر اسی طرح لکھی جا چکی ہے جیسے ہار کسی دوشیزہ کی گردن پر سجا ہو، اور مجھے اپنے اسلاف سے ملنے کی وہی تڑپ ہے جو یعقوب (علیہ السلام) کو یوسف (علیہ السلام) سے ملنے کی تھی، اور میرے لیے وہ قتل گاہ بہتر ہے جس سے میں دوچار ہونے والا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بیابانوں کے بھیڑیے میرے اعضاء کو نواویس اور کربلا کے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں، اور اپنے خالی پیٹ اور بھوکے تھیلے مجھ سے بھر رہے ہیں۔ اس دن سے کوئی چھٹکارا نہیں جو قلم سے لکھا جا چکا ہے۔ اللہ کی رضا ہی ہم اہلِ بیت کی رضا ہے، ہم اس کی بلا پر صبر کرتے ہیں اور وہ ہمیں صابرین کا اجر پورا پورا عطا فرمائے گا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا خونِ جگر (ان کی نسل) ان سے کبھی جدا نہ ہو گا، وہ سب حظیرہ قدس میں ان کے پاس جمع ہوں گے، جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، اور اللہ ان کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ جو کوئی ہم میں سے اپنی جان قربان کرنے والا ہو،

موطِّنا على لقاء الله نفسه فليرحل معنا فإني راحل مصبحاً إن شاء الله [1]

اور اللہ سے ملاقات پر اپنے دل کو مطمئن کرنے والا ہو، وہ ہمارے ساتھ روانہ ہو، کیونکہ میں ان شاء اللہ صبح ہی روانہ ہونے والا ہوں۔(1)

اللهوف ، السيد ابن طاووس : 37 ـ 38 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/366 ـ 367.

.

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وروي عن الفرزدق أنه قال : حججت بأمي في سنة ستين ، فبينما أنا أسوق بعيرها حتى دخلت الحرم إذ لقيت الحسين (عليه السلام) خارجاً من مكة ، معه أسيافه وتراسه ، فقلت : لمن هذا القطار ؟ فقيل : للحسين بن علي (عليهما السلام) ، فأتيته وسلّمت عليه وقلت له : أعطاك الله سؤلك وأمّلَك فيما تحبّ ، بأبي أنت وأمي يا ابن رسول الله ، ما أعجلك عن الحج ؟ قال (عليه السلام) : لو لم أعجل لأخذت ، ثمّ قال لي : من أنت ؟ قلت : رجل من العرب ، ولا والله ما فتّشني عن أكثر من ذلك.

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فرزدق سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں سن ساٹھ ہجری میں اپنی والدہ کو لے کر حج کے لیے گیا، میں اس کے اونٹ کو ہانکتا ہوا حرم میں داخل ہوا تو دیکھا کہ امام حسین (علیہ السلام) مکہ سے نکل رہے ہیں، ان کے ساتھ تلواریں اور ڈھالیں ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ قافلہ کس کا ہے؟ کہا گیا: حسین بن علی (علیہما السلام) کا۔ میں ان کے پاس آیا، سلام کیا اور عرض کیا: اللہ آپ کو وہ عطا فرمائے جو آپ چاہتے اور امید رکھتے ہیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اے فرزندِ رسول! آپ کو حج سے پہلے ہی روانگی کی کیا جلدی پڑ گئی؟ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اگر میں جلدی نہ کرتا تو پکڑ لیا جاتا۔ پھر مجھ سے فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: عرب کا ایک آدمی ہوں، اور خدا کی قسم آپ نے اس سے زیادہ مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔

ثم قال لي : أخبرني عن الناس خلفك ، فقلت : الخبيرَ سألت ، قلوب الناس معك وأسيافهم عليك ، والقضاء ينزل من السماء ، والله يفعل ما يشاء ، قال : صدقت ، لله الأمر من قبل ومن بعد ، وكل يوم ربنا هو في شأن ، إن نزل القضاء بما نحبّ فنحمد الله على نعمائه ، وهو المستعان على أداء الشكر ، وإن حال القضاء دون الرجاء فلم يبعد من كان الحقُّ نيَّته ، والتقوى سيرته ، فقلت له : أجل ، بلَّغك الله ما تحبّ وكفاك ما تحذر ، وسألته عن أشياء من نذور ومناسك فأخبرني بها ، وحرَّك راحلته وقال : السلام عليك ، ثم افترقنا [2]

الإرشاد ، المفيد : 2/67 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/365.

.

پھر مجھ سے فرمایا: مجھے اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے لوگوں کے بارے میں بتاؤ۔ میں نے عرض کیا: آپ نے باخبر شخص سے پوچھا ہے، لوگوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں، اور فیصلہ آسمان سے نازل ہوتا ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: تم نے سچ کہا، ہر معاملہ پہلے بھی اور بعد میں بھی اللہ ہی کے اختیار میں ہے، اور ہمارا رب ہر روز ایک نئی شان میں ہے۔ اگر تقدیر ہماری پسند کے مطابق نازل ہوئی تو ہم اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں گے، اور شکر ادا کرنے میں اسی سے مدد مانگی جاتی ہے، اور اگر تقدیر امید کے خلاف ہوئی تو وہ شخص دور نہیں جس کی نیت حق ہو اور جس کا طریقہ تقویٰ ہو۔ میں نے عرض کیا: بے شک، اللہ آپ کو وہ عطا کرے جو آپ چاہتے ہیں اور آپ کو ہر خدشے سے محفوظ رکھے۔ پھر میں نے آپ سے نذر و مناسک کے چند مسائل پوچھے تو آپ نے مجھے بتائے، پھر آپ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور فرمایا: تم پر سلام ہو، پھر ہم جدا ہو گئے۔(2)

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وكان الحسين بن علي (عليه السلام) لمّا خرج من مكة اعترضه يحيى بن سعيد بن العاص ، ومعه جماعة أرسلهم إليه عمرو بن سعيد ، فقالوا له : انصرف ، أين تذهب ؟ فأبى عليهم ومضى ، وتدافع الفريقان واضطربوا بالسياط ، فامتنع الحسين (عليه السلام) وأصحابه منهم امتناعاً قوياً ، وسار حتى أتى التنعيم ، فلقي عيراً قد أقبلت من اليمن فاستأجر من أهلها جمالا لرحله وأصحابه ،

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب حسین بن علی (علیہ السلام) مکہ سے نکلے تو یحییٰ بن سعید بن العاص ان کے راستے میں آگیا، اس کے ساتھ ایک جماعت تھی جسے عمرو بن سعید نے اس کی طرف بھیجا تھا۔ انہوں نے آپ سے کہا: واپس چلے جائیے، کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے ان کی بات نہ مانی اور آگے بڑھ گئے۔ دونوں گروہوں کے درمیان دھکم پیل ہوئی اور کوڑوں سے جھڑپ ہوئی، مگر حسین (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں نے سختی سے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں روک دیا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مقامِ تنعیم پر پہنچے، وہاں یمن سے آنے والا ایک قافلہ ملا تو آپ نے اس کے مالکان سے اپنے سامان اور ساتھیوں کے لیے اونٹ کرائے پر لیے۔

وقال لأصحابها : من أحبَّ أن ينطلق معنا إلى العراق وفيناه كراه وأحسنّا صحبته ، ومن أحبَّ أن يفارقنا في بعض الطريق أعطيناه كراه على قدر ما قطع من الطريق ، فمضى معه قوم وامتنع آخرون.

اور قافلے والوں سے فرمایا: جو ہمارے ساتھ عراق تک چلنا چاہے، ہم اسے پورا کرایہ دیں گے اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، اور جو راستے میں کہیں ہم سے جدا ہونا چاہے، ہم اسے طے شدہ فاصلے کے حساب سے کرایہ دے دیں گے۔ چنانچہ کچھ لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے اور باقی رک گئے۔

وألحقه عبدالله بن جعفر بابنيه عون ومحمد ، وكتب على أيديهما كتاباً يقول فيه : أما بعد فإني أسألك بالله لما انصرفت حين تنظر في كتابي هذا ، فإني مشفق عليك من هذا التوجُّه الذي توجَّهت له ، أن يكون فيه هلاكك واستئصال أهل بيتك ، إن هلكت اليوم طفىء نور الأرض ، فإنك علم المهتدين ، ورجاء المؤمنين ، ولا تعجل بالسير فإني في أثر كتابي والسلام.

عبداللہ بن جعفر نے اپنے دونوں بیٹوں عون اور محمد کو آپ کے ساتھ بھیجا اور ان کے ہاتھوں ایک خط لکھ بھیجا جس میں لکھا تھا: اما بعد! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جیسے ہی یہ خط دیکھیں واپس لوٹ آئیں، کیونکہ مجھے اس سفر کے بارے میں جس کا آپ نے قصد کیا ہے یہ خدشہ ہے کہ اس میں آپ کی ہلاکت اور اہلِ بیت کی جڑ کاٹ دی جانا مقدر ہو۔ اگر آج آپ ہلاک ہو گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا، کیونکہ آپ ہدایت پانے والوں کے لیے نشانِ راہ اور مومنین کی امید ہیں۔ سفر میں جلدی نہ کیجیے، میں خود اپنے خط کے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں، والسلام۔

وصار عبدالله إلى عمرو بن سعيد وسأله أن يكتب إلى الحسين (عليه السلام) أماناً ويمنّيه ليرجع عن وجهه ، وكتب إليه عمرو بن سعيد كتاباً يمنّيه فيه الصلة ، ويؤمنه على نفسه ، وأنفذه مع يحيى بن سعيد ، فلحقه يحيى وعبدالله بن جعفر بعد نفوذ ابنيه ، ودفعا إليه الكتاب وجهدا به في الرجوع ، فقال : إني رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في المنام وأمرني بما أنا ماض له ، فقالوا له : ما تلك الرؤيا ؟

عبداللہ عمرو بن سعید کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی کہ وہ حسین (علیہ السلام) کے نام امان کا خط لکھے اور انہیں (واپسی پر) لالچ دے تاکہ وہ اپنے ارادے سے پھر جائیں۔ عمرو بن سعید نے آپ کے نام ایک خط لکھا جس میں انعام کا لالچ دیا اور آپ کی جان کی امان کی ضمانت دی، اور یہ خط یحییٰ بن سعید کے ہاتھ روانہ کیا۔ یحییٰ اور عبداللہ بن جعفر، اپنے دونوں بیٹوں کو روانہ کرنے کے بعد، آپ سے جا ملے اور آپ کو خط پیش کیا اور آپ سے واپسی کے لیے بہت اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ نے مجھے اس کام کا حکم دیا ہے جسے میں پورا کرنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا: وہ خواب کیا تھا؟

فقال : ما حدّثت أحداً بها ، ولا أنا محدِّثٌ بها أحداً حتى ألقى ربي عزَّ وجلَّ ، فلما يئس منه عبدالله بن جعفر أمر ابنيه عوناً ومحمداً بلزومه ، والمسير معه ، والجهاد دونه ، ورجع مع يحيى ابن سعيد إلى مكة.

آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے وہ کسی کو نہیں بتایا اور نہ ہی کسی کو بتاؤں گا، یہاں تک کہ اپنے رب عزّ و جل سے جا ملوں۔ جب عبداللہ بن جعفر آپ سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں عون اور محمد کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ رہیں، آپ کے ساتھ سفر کریں اور آپ کی حفاظت میں جہاد کریں، اور خود یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ واپس چلا گیا۔

وتوجَّه الحسين (عليه السلام) إلى العراق مغذّاً لا يلوي إلى شيء حتى نزل ذات عرق.

حسین (علیہ السلام) عراق کی طرف روانہ ہوئے، تیزی سے چلتے ہوئے، کسی چیز کی طرف مڑے بغیر، یہاں تک کہ مقامِ ذاتِ عرق پر اترے۔

وقال السيّد ابن طاووس ـ رحمه الله ـ : توجَّه الحسين (عليه السلام) من مكة لثلاث مضين من ذي الحجة سنة ستين قبل أن يعلم بقتل مسلم ، لأنه (عليه السلام) خرج من مكة في اليوم الذي قتل فيه مسلم رضوان الله عليه [1]

سیّد ابن طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حسین (علیہ السلام) سنہ ساٹھ ہجری میں تین ذی الحجہ کو مکہ سے روانہ ہوئے، اس وقت تک آپ کو مسلم کی شہادت کی خبر نہیں پہنچی تھی، کیونکہ آپ اسی دن مکہ سے نکلے تھے جس دن مسلم رضوان اللہ علیہ شہید کیے گئے۔(1)

الإرشاد ، المفيد : 2/68 ـ 69 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/365 ـ 366.

.

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

شیخ محمد علی یعقوبی علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں:

أبا الشهداءِ الآخرين بوقعة سما الشهداءَ الأوَّلين شهيدُها
وَيَامَنْ به في الطفِّ ملَّةُ جدِّه استقامت وفيه قد أقيمت حدودُها
وَمَنْ في سبيلِ الحقِّ بين شبا ظُبا
قضى وهو مشكورُ المساعي حميدُها
تأسَّى أُبَاةُ الضيمِ فيك فلم تكن تَحَكَّمُ بالأحرارِ منها عبيدُها
بنى جدُّك الهادي قَوَاعِدَ شِرْعَة بسيفِك يومَ الطفِّ قُمْتَ تُشِيدُها
لك الدينُ يشكو من عُتاة تألَّبَتْ على حَرْبِهِ مِن كُلِّ فجٍّ جنودُها
كأنَّ لها حقداً على الناسِ فاشتفت بما اقترفت أضغانُها وحقودُها
أبت أن يسودَ الشعبَ في الحكمِ أهلُهُ
وقد رَضِيَتْ بالأجنبيِّ يسودُها إلى أن أبادَ اللهُ حِزْبَ ضَلاَلِها
كما قد أبيدت عادُها وثمودُها [1]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبدالصاحب الموسوي : 342.

اے آخری شہیدوں کے باپ، ایک ایسے معرکے میں
جس کے شہید نے پہلے شہیدوں کو بھی سربلند کر دیا
اور اے وہ ہستی جس کی بدولت میدانِ طف میں تیرے جدّ کا دین
قائم ہوا اور اسی میں اس کی حدیں قائم کی گئیں
اور جو حق کی راہ میں تلواروں کی دھار کے درمیان جان دے گیا، اس حال میں کہ اس کی کوششیں مقبول و ستودہ تھیں
ظلم سے انکار کرنے والوں نے تجھ سے سبق لیا، تاکہ غلام آزادوں پر حکمرانی نہ کر سکیں
تیرے ہادی جدّ نے شریعت کی بنیادیں رکھیں
اور تو نے طف کے دن اپنی تلوار سے انہیں بلند کیا
تیرے لیے دین ان سرکشوں کی شکایت کرتا ہے جو اس کے خلاف ہر گھاٹی سے لشکر لے کر جمع ہوئے
گویا انہیں لوگوں سے کوئی دیرینہ کینہ تھا، سو انہوں نے اپنے کینوں اور دشمنیوں کو انجام دے کر تسکین پائی
انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ قوم پر اس کے اپنے اہل حکومت کریں
مگر یہ گوارا کر لیا کہ کوئی اجنبی ان پر حکمران بنے
یہاں تک کہ اللہ نے ان کی گمراہ جماعت کو نیست و نابود کر دیا
جیسے قومِ عاد و ثمود نیست و نابود کی گئی تھیں(۱)

المجلس الثاني ، من اليوم الثالث

رعاية النبي (صلى الله عليه وآله) للإمام الحسين (عليه السلام) ومحبته له

جاء في الزيارة الناحية الشريفة : لقد قَتلوا بقَتلِكَ الإسلامَ ، وعطَّلوا الصلاةَ والصيامَ ، ونقضوا السُّنَنَ والأحكامَ ، وهَدَموا قواعِدَ الإيمانِ ، وَحرَّفوا آياتِ القرآنِ ، وهملجوا في البغيِ والعُدوانِ ، لقد أصبحَ رسولُ اللهِ (صلى الله عليه وآله) موتوراً ، وعاد كتابُ اللهِ عزَّ وجلَّ مهجوراً ، وغودر الحقُّ إذ قُهِرَت مقهوراً ، وَفُقِدَ بفَقْدِك التكبيرُ والتهليلُ ، والتحريمُ والتحليلُ ، والتنزيلُ والتأويلُ ، وظهَر بعدَك التغييرُ والتبديلُ ، والإلحادُ والتعطيلُ ، والأَهواءُ والأضَاليلُ ، والفتنُ والأباطيل.

فقامَ ناعيكَ عندَ قبرِ جَدِّك الرسولِ (صلى الله عليه وآله) ، فَنَعاكَ إليه بالدّمع الهطُول ، قائلاً : يا رسولَ اللهِ قُتل سبطُك وفتَاكَ ، واسْتُبيحَ أهلُك وَحِمَاك ، وسُبيت بَعدَك ذَراريك ،

وَوَقعَ المحذورُ بعترتِكَ وذويكِ ، فانزعجَ الرسولُ وبكى قلبُه المهولُ ، وعزَّاه بك الملائكةُ والأنبياءُ ، وفُجِعَت بكَ أُمُك الزهراءُ ، واختلفَتْ جنودُ الملائكةِ المقربين ، تُعزِّي أباكَ أميرَ المؤمنين ، وأُقيمَتْ لَكَ المآتمُ في أعلى عليّيين ، وَلطَمَتْ عليك الحُورُ العِينُ ، وَبكتِ السَّماءُ وسُكانُها ، والجِنانُ وخُزَّانُها ، والهِضابُ وأقطارُها ، والأرضُ وأقطارُها ، والبِحارُ وحِيتانُها ، ومكةُ وبُنيانُها ، والجِنانُ وولدانُها ، والبيتُ والمقامُ ، والمشعرُ الحرامُ ، والحلُّ والإحرام [1]

المزار ، المشهدي : 505.

.

وروي عن سيّد العابدين علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : ولا يوم كيوم الحسين (عليه السلام) ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل ، يزعمون أنهم من هذه الأمة ، كلٌّ يتقرَّب إلى الله عزَّ وجلَّ بدمه ، وهو بالله يذكِّرهم فلا يتّعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً.. [2]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 547 ح 10.

.

دوسری مجلس: تیسرے دن کی

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شفقت اور محبت

زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں آیا ہے: بے شک انہوں نے تجھے قتل کر کے اسلام کو قتل کر دیا، نماز اور روزے کو معطل کر دیا، سنتوں اور احکام کو توڑ ڈالا، ایمان کی بنیادیں ڈھا دیں، قرآن کی آیتوں کو محرف کر دیا، اور سرکشی و زیادتی میں تیزی سے آگے بڑھے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) گویا دل گرفتہ و مجروح ہو گئے، اللہ عزّ و جل کی کتاب متروک ہو کر رہ گئی، اور حق کو مغلوب کر کے چھوڑ دیا گیا۔ تیرے فقدان سے تکبیر و تہلیل، تحریم و تحلیل، تنزیل و تاویل جاتے رہے، اور تیرے بعد تغیر و تبدل، الحاد و تعطیل، خواہشاتِ نفس اور گمراہیاں، اور فتنے اور باطل باتیں ظاہر ہو گئیں۔

پس تیرا نوحہ گر تیرے جدّ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبر پر کھڑا ہوا اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ آپ کو تیری شہادت کی خبر دی، کہتے ہوئے: یا رسول اللہ! آپ کا نواسہ اور جواں مرد شہید کر دیا گیا، آپ کے اہل اور حرم کی بے حرمتی کی گئی، اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کو قیدی بنا لیا گیا،

اور آپ کی عترت اور اہلِ خانہ پر وہی خدشہ حقیقت بن گیا جس کا اندیشہ تھا، چنانچہ رسول اللہ سخت مضطرب ہو گئے اور آپ کا خوفزدہ دل روپڑا، فرشتوں اور انبیاء نے آپ کی تعزیت کی، آپ کی والدہ زہراء (علیہا السلام) آپ کے صدمے سے دوچار ہوئیں، اور مقرب فرشتوں کے لشکر بار بار آ کر آپ کے والد امیر المومنین (علیہ السلام) کی تعزیت کرتے رہے، اور آپ کے لیے بلند ترین علیین میں مجالسِ عزا برپا کی گئیں، حورِ عین نے آپ پر ماتم کیا، آسمان اور اس کے باسیوں نے گریہ کیا، جنت اور اس کے نگہبانوں نے، پہاڑوں اور ان کے اطراف نے، زمین اور اس کے کناروں نے، سمندروں اور ان کی مچھلیوں نے، مکہ اور اس کی عمارتوں نے، جنت اور اس کے بچوں نے، بیت اللہ اور مقامِ ابراہیم نے، مشعرِ حرام نے، اور حل و احرام نے گریہ کیا۔(۱)

سیّد العابدین علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: امام حسین (علیہ السلام) کے دن جیسا کوئی دن نہیں، جس میں تیس ہزار افراد آپ کی طرف بڑھے، جو یہ گمان کرتے تھے کہ وہ اسی امت میں سے ہیں، ان میں سے ہر ایک آپ کا خون بہا کر اللہ عزّ و جل کا قرب حاصل کرنا چاہتا تھا، اور آپ انہیں اللہ کا واسطہ دے کر نصیحت کرتے رہے مگر وہ نصیحت نہ مانتے، یہاں تک کہ انہوں نے سرکشی، ظلم اور زیادتی کے ساتھ آپ کو شہید کر دیا۔(۲)

قَضَى نَحْبَه ظامي الحشا بعد ما قضى
بِرَغْمِ العدى حقَّ العلى والمكارمِ بوجه يلاقي السمهريَّةَ أبلج
وثغر يُحَيِّي المشرفيَّةَ بَاسِمِ ولولا قَضَاءُ اللهِ قاد أميَّةً
وأشياعَها قَوْدَ الذليلِ المُسَالِمِ [3]

مثير الأحزان ، الجواهري : 155 والأبيات للسيّد صالح القزويني عليه الرحمة.

اس نے پیاسے جگر کے ساتھ اپنی نذر پوری کی، اس کے بعد کہ
دشمنوں کے باوجود بلندی اور مکارم کا حق ادا کر چکا تھا
روشن چہرے کے ساتھ نیزوں کا استقبال کرتے ہوئے
اور مسکراتے لبوں سے تلواروں کو خوش آمدید کہتے ہوئے
اور اگر اللہ کا فیصلہ نہ ہوتا تو وہ بنی امیہ کو
اور ان کے پیروکاروں کو ذلیل، تابع فرمان کی طرح ہانک لے جاتا(۳)

قال بعض الرواة : وكان الحسين (عليه السلام) يجيء إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) وهو ساجد ، فيتخطّى الصفوف حتى يأتي النبيَّ فيركب ظهره ، فيقوم رسول الله (صلى الله عليه وآله) وقد وضع يده على ظهر الحسين ويده الأخرى على ركبته حتى يفرغ من صلاته ، وكان الحسن (عليه السلام) يأتيه وهو على المنبر يخطب ، فيصعد إليه فيركب على عاتق النبي (صلى الله عليه وآله) ، ويدلي رجليه على صدره حتى يرى بريق خلخاله ، ورسول الله (صلى الله عليه وآله) يخطب ، فيمسكه كذلك حتى يفرغ من خطبته [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 37/87.

بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس اس وقت آتے جب آپ سجدے میں ہوتے، تو صفوں کو پھلانگتے ہوئے نبی کے پاس پہنچتے اور آپ کی پشت پر سوار ہو جاتے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اپنا ایک ہاتھ حسین کی پشت پر اور دوسرا ہاتھ ان کے گھٹنے پر رکھے کھڑے رہتے یہاں تک کہ اپنی نماز مکمل کر لیتے۔ اور امام حسن (علیہ السلام) اس وقت آتے جب آپ منبر پر خطبہ دے رہے ہوتے، تو منبر پر چڑھ کر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے کندھے پر سوار ہو جاتے اور اپنے پاؤں آپ کے سینے پر لٹکا دیتے یہاں تک کہ ان کے خلخال (پازیب) کی چمک نظر آتی، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) خطبہ دیتے رہتے، اور اسی طرح انہیں تھامے رکھتے یہاں تک کہ اپنا خطبہ مکمل کر لیتے۔(۴)

.

وروي عن أبي عبدالله (عليه السلام) ، قال : لم يرضع الحسين (عليه السلام) من فاطمة (عليها السلام) ولا من أنثى ، كان يؤتى به النبي (صلى الله عليه وآله) فيضع إبهامه في فيه فيمصّ منها ما يكفيه اليومين والثلاث ، فنبت لحم الحسين (عليه السلام) من لحم رسول الله (صلى الله عليه وآله) ودمه ، ولم يولد لستة أشهر إلاّ عيسى بن مريم ، والحسين بن علي (عليه السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/198 عن الكافي.

ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: امام حسین (علیہ السلام) نے نہ فاطمہ (علیہا السلام) کا دودھ پیا اور نہ ہی کسی اور عورت کا۔ آپ کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس لایا جاتا تو آپ اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں رکھ دیتے اور وہ اس سے اتنا چوس لیتے جو انہیں دو تین دن کے لیے کافی ہو جاتا، چنانچہ امام حسین (علیہ السلام) کا گوشت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے گوشت اور خون سے بنا۔ اور چھ مہینے میں کوئی پیدا نہیں ہوا سوائے عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) اور حسین بن علی (علیہ السلام) کے۔(۱)

.

وعن سلمان الفارسي قال : دخلت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعنده الحسن والحسين يتغذيان ، والنبي (صلى الله عليه وآله) يضع اللقمة تارة في فم الحسن وتارة في فم الحسين (عليهما السلام) فلمَّا فرغا من الطعام أخذ رسول الله (صلى الله عليه وآله) الحسن على عاتقه والحسين على فخذه ، ثم قال لي : يا سلمان أتحبّهم ؟ قلت : يا رسول الله ، كيف لا أحبهم ومكانهم منك مكانهم ؟ قال : يا سلمان ، من أحبَّهم فقد أحبَّني ومن أحبني فقد أحبَّ الله ، ثم وضع يده على كتف الحسين فقال : إنه الإمام ابن الإمام ، تسعة من صلبه أئمة أبرار أمناء معصومون ، والتاسع قائمهم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 36/304 ح 143.

.

سلمان فارسی سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حسن اور حسین (علیہما السلام) کھانا کھا رہے ہیں، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کبھی لقمہ حسن کے منہ میں رکھتے اور کبھی حسین (علیہما السلام) کے منہ میں۔ جب دونوں کھانے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسن کو اپنے کندھے پر اور حسین کو اپنی ران پر بٹھا لیا، پھر مجھ سے فرمایا: اے سلمان! کیا تم انہیں محبت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ، میں انہیں کیوں محبت نہ کروں جبکہ آپ کے نزدیک ان کا مقام وہی ہے جو ہونا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: اے سلمان! جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ حسین کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: یہ امام ابنِ امام ہے، اس کی نسل سے نو امام نیک، امانت دار اور معصوم ہوں گے، اور نواں ان کا قائم ہوگا۔(۲)

وجاء في بعض الروايات كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) يأتيه في كل يوم ، فيضع لسانه في فم الحسين فيمصّه حتى يروى ، فأنبت الله عزَّ وجلَّ لحمه من لحم رسول الله (صلى الله عليه وآله) [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/245.

.

بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) روزانہ ان کے پاس آتے اور اپنی زبان حسین کے منہ میں رکھ دیتے تو وہ اسے چوستے یہاں تک کہ سیراب ہو جاتے، چنانچہ اللہ عزّ و جل نے ان کا گوشت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے گوشت سے اگایا۔(۳)

فلعنة الله والملائكة والناس أجمعين على من ظلم أهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) وفجعه في ولده وقرَّة عينه ، قال الشيخ أبو الفرج ابن الجوزي : لما أُسر العباس يوم بدر سمع النبي (صلى الله عليه وآله) أنينه فما نام تلك الليلة ، فكيف لو سمع أنين الحسين (عليه السلام) ؟

پس اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت پر ظلم کیا اور آپ کو ان کے بیٹے اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے حوالے سے صدمے سے دوچار کیا۔ شیخ ابو الفرج ابن الجوزی کہتے ہیں: جب جنگ بدر کے دن عباس قید ہوئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کی کراہ سنی تو اس رات آپ کو نیند نہ آئی، تو اگر آپ حسین (علیہ السلام) کی کراہ سنتے تو کیا حال ہوتا؟

وقال : لمّا أسلم وحشي قاتل حمزة قال له النبي (صلى الله عليه وآله) : غيِّب وجهك عني فإني لا أحبُّ من قتل الأحبة ، قال : وهذا والإسلام يجبّ ما قبله ، فكيف يقدر

اور کہتے ہیں: جب حمزہ کے قاتل وحشی نے اسلام قبول کیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس سے فرمایا: اپنا چہرہ میری نظروں سے اوجھل رکھو، کیونکہ میں اس شخص کو پسند نہیں کرتا جس نے میرے پیاروں کو قتل کیا ہو۔ کہتے ہیں: یہ حالت تو تب تھی جبکہ اسلام پہلے کیے گئے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، تو پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کیسے برداشت کر سکتے تھے

الرسول (صلى الله عليه وآله) أن يرى من ذبح الحسين ، أو أمر بقتله وحمل أهله على أقتاب الجمال ؟ [1]

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 295.

کہ اس شخص کو دیکھیں جس نے حسین کو ذبح کیا، یا ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کے اہل خانہ کو اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کیا؟(۱)

فما تقول هذه الأمة لرسول الله (صلى الله عليه وآله) يوم القيامة وقد سفكت دم سبطه الحسين وعترته ؟ ولهذا أنكرت عليهم حتى النصارى وسائر الأديان الأخرى لما انتهكوه من حرمة الرسول (صلى الله عليه وآله).

تو یہ امت روزِ قیامت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے کیا کہے گی جبکہ اس نے آپ کے نواسے حسین اور آپ کی عترت کا خون بہایا؟ اسی لیے عیسائیوں اور دیگر تمام مذاہب کے پیروکاروں نے بھی ان پر نکیر کی، کیونکہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کو پامال کیا تھا۔

ليس هذا لرسولِ الله يا أمَّةَ الطُّغْيَانِ والبغيِ جَزَا
جَزَروا جَزْرَ الأضاحي نَسْلَهُ ثمَّ ساقوا أَهْلَه سَوْقَ الإِمَا

یہ رسول اللہ کے لیے (کوئی مناسب) بدلہ نہیں، اے سرکشی اور ظلم کرنے والی امت، (کیسا) بدلہ دیا تم نے!
انہوں نے قربانی کے جانوروں کی طرح ان کی نسل کو ذبح کر ڈالا
پھر ان کے اہل خانہ کو کنیزوں کی طرح ہانک کر لے گئے

روي عن الإمام زين العابدين (عليه السلام) أنه قال : لما أتي برأس أبي ليزيد كان يتّخذ في مجلسه الخمر ، والرأس بين يديه في طشت من الذهب مغطاة بمنديل حرير ، فبينما هو جالس ذات يوم وحوله أكابر دولته وهم يشربون الخمر والرأس بين أيديهم إذ دخل عليهم رسول ملك الروم ، وكان من أشرف الروم وأعظمها ، وكان يأتي ليزيد بالكتب من عند ملكهم ، فسلَّم على يزيد ومن حوله وأعطاه كتاباً كان معه ، ثمَّ جلس وتحدَّث معهم وهم على تلك الحالة ، ورأس الحسين (عليه السلام) بينهم في الطشت ، فاستعظم ذلك فقال ليزيد : لم تشربون الخمر وهذا الرأس بينكم ؟ فلمن هي ؟ فقال : لا تسل عمّا لا يعنيك ، فقال : أريد أن أخبر ملكنا بما أنتم عليه; لأنه يسألني عن كل شيء رأيته ، فلهذا أريد أن تخبرني بقضية هذه الرأس حتى أشاركك في الفرح والسرور ، فقال له يزيد ، هذه رأس خارجي خرج على عاملي بالبصرة والعراق ، فقال له : ومن يكون هذا الخارجي ؟ قال : الحسين بن علي ، فقال : أمه من ؟ قال : فاطمة الزهراء بنت محمد ، فقال : أف لك ولتدينك يا يزيد ، الآن ديني أحسن من دينك ، فقال : لماذا ؟ قال له : أبي كان من حواري داود النبي ، وبيني وبينه أكثر من أربعين جدّاً ، فمن ذلك النصارى يعظِّمونني ويأخذون من

امام زین العابدین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جب میرے والد کا سر یزید کے پاس لایا گیا تو وہ اپنی مجلس میں شراب پی رہا تھا، اور سر اس کے سامنے سونے کے ایک طشت میں ریشمی رومال سے ڈھکا رکھا تھا۔ ایک دن وہ بیٹھا تھا اور اس کے گرد اس کی سلطنت کے بڑے بڑے لوگ شراب پی رہے تھے اور سر ان کے سامنے تھا، اچانک ان کے پاس روم کے بادشاہ کا ایک قاصد آیا، جو رومیوں میں سب سے شریف اور معزز لوگوں میں سے تھا اور یزید کے پاس اپنے بادشاہ کی طرف سے خطوط لاتا رہتا تھا۔ اس نے یزید اور اس کے اردگرد موجود لوگوں کو سلام کیا اور اسے وہ خط دیا جو اس کے پاس تھا، پھر بیٹھ کر ان سے گفتگو کرنے لگا جبکہ وہ اسی حالت میں تھے، اور حسین (علیہ السلام) کا سر ان کے درمیان طشت میں رکھا تھا۔ اسے یہ منظر بہت گراں گزرا تو اس نے یزید سے کہا: تم شراب کیوں پی رہے ہو جبکہ یہ سر تمہارے درمیان (رکھا) ہے؟ یہ کس کا سر ہے؟ یزید نے کہا: جس بات سے تمہارا کوئی تعلق نہیں اس کے بارے میں مت پوچھو۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے بادشاہ کو اس حال کی خبر دوں جو تم پر ہے، کیونکہ وہ مجھ سے ہر اس چیز کے بارے میں پوچھتا ہے جو میں نے دیکھی ہو، اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے اس سر کا قصہ بتاؤ تاکہ میں بھی تمہاری خوشی اور مسرت میں شریک ہو جاؤں۔ یزید نے اس سے کہا: یہ ایک باغی کا سر ہے جس نے بصرہ اور عراق میں میرے عامل کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اس نے کہا: یہ باغی کون تھا؟ یزید نے کہا: حسین بن علی۔ اس نے پوچھا: اس کی ماں کون تھی؟ یزید نے کہا: فاطمہ زہرا بنتِ محمد۔ اس نے کہا: تف ہو تجھ پر اور تیرے دین پر، اے یزید! اب تو میرا دین تیرے دین سے بہتر ہے۔ یزید نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: میرا باپ حضرت داؤد نبی کے حواریوں میں سے تھا، اور میرے اور ان کے درمیان چالیس سے زیادہ پشتیں ہیں، پھر بھی عیسائی میری تعظیم کرتے ہیں اور میرے قدموں کی

تراب أقدامي تبركاً بي ، وأنتم تفعلون بابن بنت نبيكم هذه الفعال وما بينه وبينه جد ؟ ! ، فأيُّ دين دينكم ؟ ثمَّ قال : يا يزيد هل سمعتم حديث كنيسة الحافر ؟ قال : لا فقال : اعلم أن بين كمان والصين بحر مسيرة سنة ، ليس فيه عمران إلاَّ بلدة واحدة في وسط الماء ثمانين فرسخاً في ثمانين ، ما على وجه الأرض أكبر منها ، ومنها يحمل الياقوت والكافور ، وأشجارها العود والعنبر ، وهي في أيدي النصارى ، وفي تلك البلدة كنائس كثيرة ، وأعظمها كنيسة الحافر ، محرابها حلقة ذهب معلّقة ، وفيها حافر مرصَّع بالدّر والياقوت ، ومن حوله الذهب والفضة ، وليس بائنا منه شيئا من كثرة الذهب والفضة والحلي إلى أسفله ، وتعظيم هذا الحافر يكون بسبب زعمهم أنه حافر حمار كان يركبه عيسى (عليه السلام) ، وكثير منهم يقصدون زيارته في كل عام ويطوفون حوله ويقبّلونه ويرفعون حوائجهم إلى الله عنده ، فهذا شأنهم ودأبهم بحافر حمار يزعمون أن نبيَّهم كان يركبه.

مٹی کو برکت کے طور پر اٹھا لیتے ہیں، جبکہ تم لوگ اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو حالانکہ اس کے اور نبی کے درمیان کوئی واسطہ (نسل) بھی نہیں! تو تمہارا دین کیسا دین ہے؟ پھر اس نے کہا: اے یزید! کیا تم نے کنیسۂ حافر (سُم والے گرجا) کا قصہ سنا ہے؟ یزید نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: جان لو کہ کمان اور چین کے درمیان ایک سال کی مسافت پر ایک سمندر ہے، جس میں سوائے ایک شہر کے کوئی آبادی نہیں، جو پانی کے وسط میں اسّی فرسخ لمبا اور اسّی فرسخ چوڑا ہے، روئے زمین پر اس سے بڑا کوئی شہر نہیں، وہاں سے یاقوت اور کافور حاصل ہوتا ہے، اور اس کے درخت عود اور عنبر کے ہیں، اور وہ عیسائیوں کے قبضے میں ہے۔ اس شہر میں بہت سے گرجا گھر ہیں، اور ان میں سب سے بڑا 'کنیسۂ حافر' ہے، جس کا محراب سونے کا لٹکا ہوا حلقہ ہے، اور اس میں موتیوں اور یاقوت سے جڑا ہوا ایک سُم رکھا ہے، جس کے اردگرد سونا اور چاندی ہے، اور نیچے تک اتنا سونا، چاندی اور زیورات ہیں کہ اس سُم کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا۔ اس سُم کی تعظیم اس گمان کی بنا پر کی جاتی ہے کہ یہ اس گدھے کا سُم ہے جس پر عیسیٰ (علیہ السلام) سوار ہوا کرتے تھے، اور ان میں سے بہت سے لوگ ہر سال اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں، اس کے گرد طواف کرتے ہیں، اسے چومتے ہیں اور اس کے پاس اللہ سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں۔ تو یہ ان کا حال اور ان کا طریقہ ہے، ایک گدھے کے سُم کے ساتھ جس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ ان کا نبی اس پر سوار ہوتا تھا۔

وهذا نبيكم حقاً لا شك فيه ، وقد هداكم من الضلالة إلى الهدى ، ومن ظلمة الكفر إلى نور الإسلام ، وأبو المقتول هو الساقي على الحوض يوم القيامة ، فلا بارك الله فيك ولا في فعلك ، فغضب يزيد غضباً شديداً وقال : اقتلوه لئلا يفضحنا ، فلما سمع ذلك قال : أتريد قتلي ؟ قال : نعم ، فقال : اعلم أني رأيت نبيَّكم في المنام ، وقد ضمن لي الجنة ، فتعجَّب يزيد من كلامه ، ثم قال : تقتل ابن نبيكم وتزعم أنك على دين الإسلام ، فأنا أشهد أن لا إله إلاّ الله ، وأن محمداً رسول الله ، ثمَّ تقدَّم إلى الرأس وضمَّه وقبَّله وبكى ، ثم قتل رحمه الله وهو يقول :

وَاخَجْلَةَ الإسلامِ من أضداد ظفروا به
وقوم المسيح يعظمون حافر حماره [1]

[1] نور العين في مشهد الحسين (عليه السلام) ، أبو إسحاق الإسفرايني : 80.

جبکہ یہ تمہارا نبی حقیقتاً ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اس نے تمہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف اور کفر کی تاریکیوں سے اسلام کے نور کی طرف نکالا، اور اس مقتول کے والد قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ساقی ہوں گے، تو نہ اللہ تجھ میں برکت ڈالے اور نہ تیرے اس کام میں۔ یہ سن کر یزید سخت غضبناک ہوا اور کہا: اسے قتل کر دو تاکہ یہ ہمیں رسوا نہ کرے۔ جب اس (قاصد) نے یہ سنا تو کہا: کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ یزید نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: جان لو کہ میں نے تمہارے نبی کو خواب میں دیکھا ہے اور انہوں نے مجھ سے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ یزید اس کی بات پر حیران رہ گیا، پھر کہا: تم اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کرتے ہو اور دعویٰ کرتے ہو کہ تم دینِ اسلام پر ہو؟ (اب) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ پھر وہ سر کی طرف بڑھا، اسے اپنے سینے سے لگایا، بوسہ دیا اور رویا، پھر اسے قتل کر دیا گیا، اللہ اس پر رحم کرے، اور وہ یہ کہہ رہا تھا:

ہائے اسلام کی شرمندگی ان دشمنوں کے ہاتھوں
جنہوں نے اس پر غلبہ پا لیا
جبکہ مسیح کی قوم اس کے گدھے کے سُم کی تعظیم
کرتی ہے(۱)

ورحم الله الشيخ عبد الحسين الأعسم إذ يقول في البكاء على الحسين (عليه السلام) ومصيبته :

اللہ شیخ عبدالحسین الاعسم پر رحم فرمائے، جب وہ امام حسین (علیہ السلام) اور ان کے مصائب پر گریہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

يابن النبي المصطفى ووصيه وأخا الزكي ابن البتول الزاكيه
تبكيك عيني لا لأجلِ مثوبة لكنّما عيني لأجلِكَ باكيه
تبتلُّ منكم كربلا بدم ولا تبتلُّ مني بالدموعِ الجاريه
أنست رزيَّتُكُمْ رَزَيَانَا التي سَلَفَتْ وهوَّنت الرزايا الآتيه
وَفَجَائِعُ الأَيَّامِ تبقى مدّةً وتزو لُ وهي إلى القيامةِ باقيه
لهفي لِرَكْب صُرِّعوا في كربلا كانت بها آجالُها متدانيه
تعدو على الأعداءِ ظامية الحشا وسيوفُهُمْ لدم الأعادي ظاميه
نصروا ابنَ بنتِ نبيِّهم طوبى لهم نَالُوا بنصرتِهِ مَرَاتِبَ ساميه

اے نبی مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے اور ان کے وصی!
اور اس پاکیزہ ہستی کے بھائی جو بتول زکیہ (علیہا السلام) کے فرزند ہو
میری آنکھ تم پر روتی ہے، ثواب کی خاطر نہیں
بلکہ میری آنکھ تو تمہاری ہی خاطر رو رہی ہے
تم سے کربلا خون سے تر ہوئی
اور مجھ سے (میری آنکھیں) بہتے آنسوؤں سے تر ہو رہی ہیں
تمہاری مصیبت نے ہماری وہ مصیبتیں بھلا دیں جو پہلے گزر چکی تھیں، اور آنے والی مصیبتوں کو بھی ہلکا کر دیا
اور زمانے کے حادثات ایک مدت تک باقی رہتے ہیں پھر
ختم ہو جاتے ہیں، مگر یہ (تمہاری مصیبت) قیامت تک باقی رہنے والی ہے
افسوس اس قافلے پر جو کربلا میں شہید کر دیا گیا
جس کی موت کی گھڑیاں بہت قریب آچکی تھیں
وہ پیاسے جگر کے ساتھ دشمنوں پر جھپٹتے تھے
جبکہ ان کی تلواریں دشمنوں کے خون کی پیاسی تھیں
انہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کی نصرت کی،
خوشخبری ہو ان کے لیے
کہ انہوں نے اس کی نصرت کے سبب بلند مرتبے پائے

المجلس الثالث ، من اليوم الثالث

إخبار النبي (صلى الله عليه وآله) فاطمة (عليها السلام) بمقتل الحسين (عليه السلام)

جاء في بعض زيارات الأئمة (عليهم السلام) : يا مواليّ ، فلو عاينكم المصطفى ، وسهام الأمة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليل الفسق من ورعكم ، وغيظ الكفر من إيمانكم ، وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيفُ هامتَه ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانُه ، وقتيل بالعراء قد رُفع فوق القناة رأسُه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجرع السمِّ أمعاؤه [1]

المزار ، المشهدي : 298.

، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوّة إلاّ بالله العلي العظيم ، ولله درّ الشيخ عبد الحسين الحياوي عليه الرحمة إذ يقول مستنهضاً الإمام الحجة عجَّل الله فرجه الشريف :

فَيَا ناصرَ الدينِ الحنيفِ عَلِمْتَ إذ
لجدِّكَ جَدَّ الْخَطْبُ واعصوصبَ الأَمْرُ

تیسرا مجلس، تیسرے دن کا

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا فاطمہ (علیہا السلام) کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا

ائمہ (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: اے میرے موالی! کاش مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) تمہیں اس حال میں دیکھتے کہ امت کے تیر تمہارے جگروں میں پیوست ہیں، ان کے نیزے تمہارے گلوں میں اتارے جا رہے ہیں، اور ان کی تلواریں تمہارے خون میں تر ہو رہی ہیں، زانیوں کی اولاد تمہارے تقویٰ سے اپنے فسق کی پیاس بجھا رہی ہے اور تمہارے ایمان سے اپنے کفر کا غصہ ٹھنڈا کر رہی ہے، اور تم میں سے کوئی محراب میں گرا پڑا ہے جس کی کھوپڑی تلوار نے چیر دی ہے، کوئی جنازے پر شہید پڑا ہے جس کے کفن کو تیروں نے چھلنی کر دیا ہے، کوئی کھلے میدان میں قتل ہو کر پڑا ہے جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا ہے، کوئی قید خانے میں زنجیروں میں جکڑا ہے جس کے اعضا لوہے سے کچل دیے گئے ہیں، اور کوئی زہر دیا گیا ہے جس کی انتڑیاں زہر کے گھونٹ سے کٹ گئی ہیں(۱)، سو انا للہ وانا الیہ راجعون، اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ شیخ عبدالحسین الحیاوی پر رحم فرمائے، جب وہ امام حجت (عجل اللہ فرجہ الشریف) کو نصرت کے لیے اٹھارتے ہوئے کہتے ہیں:

اے دینِ حنیف کے مددگار! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے جد کے لیے معاملہ کس قدر سخت اور دشوار ہو گیا تھا

لقد كَسَرَتْ بالطفِّ حربٌ قَنَاتَكم فهلاّ نرى منها القَنَا وبها كَسْرُ
فما لي أراك اليومَ عن طَلَبِ العدى صَبَرْتَ وللمتورِ لا يُحْمَدُ الصبرُ
أتقعُدُ يا عينَ الوجودِ تواني وقد نشبت للبغي في مَجْدِكم ظفرُ
أتنسى يتامى بالهجيرِ تراكضت وصاليةُ الرمضاءِ يَغْلي لها قِدْرُ
وَرَبَّاتِ خِدْر بعدما انتهبوا الخبا بَرَزْنَ ولا خِدْرٌ يواري وَلاَ سِتْرُ [1]

مثير الأحزان ، الجواهري : 146.

طف (کربلا) کی جنگ نے تمہارا نیزہ توڑ ڈالا
تو کیوں نہ ہم اسی نیزے سے (دشمن کے) نیزے کا
ٹوٹنا دیکھیں
کیا بات ہے کہ میں تمہیں آج تک دشمن سے بدلہ لینے
سے
باز دیکھتا ہوں، حالانکہ خون کے بدلے کے طالب کے
لیے صبر قابلِ تعریف نہیں
کیا تم، اے عینِ وجود، سستی کے ساتھ بیٹھے رہو گے
جبکہ ظلم کے پنجے تمہاری عزت میں گڑ چکے ہیں
کیا تم ان یتیموں کو بھول گئے جو دوپہر کی گرمی میں
دوڑتے پھرے
اور تپتی ریت کی آگ ان کے لیے دیگ کی طرح
کھول رہی تھی
اور پردہ نشین خواتین، جب خیمے لوٹ لیے گئے
تو بے پردہ نکل آئیں، نہ کوئی پردہ باقی رہا نہ کوئی
حجاب(۱)

روى ابن قولويه عليه الرحمة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) أن جبرئيل نزل على محمد (صلى الله عليه وآله) فقال : يا محمد ، إن الله يقرأ عليك السلام ، ويبشِّرك بمولود يولد من فاطمة (عليها السلام) تقتله أمتك من بعدك ، فقال : يا جبرئيل ، وعلى ربي السلام ، لا حاجة لي في مولود يولد من فاطمة تقتله أمتي من بعدي ، قال : فعرج جبرئيل ثم هبط فقال له مثل ذلك ، فقال : يا جبرئيل ، وعلى ربي السلام ، لا حاجة لي في مولود تقتله أمتي من بعدي ، فعرج جبرئيل إلى السماء ثمَّ هبط فقال له : يا محمد إن ربك يقرئك السلام ، ويبشِّرك أنه جاعل في ذرّيّته الإمامة والولاية والوصيَّة ، فقال : قد رضيت ، أرسل إلى فاطمة : أن الله يبشِّرني بمولود يولد منك تقتله أمتي من بعدي ، فأرسلت إليه : أن لا حاجة لي في مولود يولد مني تقتله أمتك من بعدك ، فأرسل إليها أن الله جاعل في ذريته الإمامة والولاية والوصية ، فأرسلت إليه أني قد رضيت « فحملته كرهاً ووضعته كرهاً وحمله وفصاله ثلاثون شهراً حتى إذا بلغ أشدَّه وبلغ أربعين سنة قال رب أوزعني أن أشكر نعمتك التي أنعمت عليَّ وعلى والديَّ وأن أعمل صالحاً ترضاه وأصلح لي في ذريتي » فلو أنه قال : أصلح لي ذريتي لكانت ذريته كلهم أئمة [2]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 123 ـ 124 ح 6 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/232 ح 17.

.

ابن قولویہ (علیہ الرحمۃ) نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ جبرئیل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! اللہ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کو ایک ایسے فرزند کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ (علیہا السلام) سے پیدا ہو گا، جسے آپ کے بعد آپ کی امت قتل کرے گی۔ آپ نے فرمایا: اے جبرئیل! میرے رب پر بھی سلام ہو، مجھے ایسے فرزند کی کوئی حاجت نہیں جو فاطمہ سے پیدا ہو اور جسے میرے بعد میری امت قتل کر دے۔ راوی کہتے ہیں: جبرئیل پھر اوپر چڑھ گئے، پھر اترے اور آپ سے یہی بات دہرائی۔ آپ نے فرمایا: اے جبرئیل! میرے رب پر سلام ہو، مجھے ایسے فرزند کی حاجت نہیں جسے میرے بعد میری امت قتل کر دے۔ جبرئیل پھر آسمان کی طرف چڑھ گئے، پھر اترے اور کہا: اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کو بشارت دیتا ہے کہ وہ اس کی ذریت میں امامت، ولایت اور وصیت رکھے گا۔ آپ نے فرمایا: میں راضی ہوں۔ پھر آپ نے فاطمہ کو پیغام بھیجا کہ اللہ مجھے ایک ایسے فرزند کی بشارت دیتا ہے جو تم سے پیدا ہو گا، جسے میرے بعد میری امت قتل کر دے گی۔ فاطمہ نے جواب بھیجا: مجھے ایسے فرزند کی کوئی حاجت نہیں جو مجھ سے پیدا ہو اور جسے آپ کے بعد آپ کی امت قتل کر دے۔ آپ نے پھر پیغام بھیجا کہ اللہ اس کی ذریت میں امامت، ولایت اور وصیت رکھے گا۔ فاطمہ نے جواب بھیجا کہ میں راضی ہوں۔ «پھر اس نے اسے مشقت کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا اور مشقت کے ساتھ جنا، اور اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کی عمر کو پہنچا تو اس نے کہا: اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہے، اور یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے، اور میرے لیے میری ذریت میں (بھی) اصلاح فرما دے» پس اگر یہ کہا ہوتا: 'میری ساری ذریت کو میرے لیے نیک بنا دے' تو ان کی تمام ذریت ائمہ ہوتی(۲)۔

وروي عن ابن بكير ، عن بعض الأصحاب رضي الله عنهم ، عن أبي

اور ابن بکیر سے روایت ہے، بعض اصحاب رضی اللہ عنہم سے، ابو

عبدالله (عليه السلام) قال : دخلت فاطمة على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعيناه تدمع ، فسألته مالك ؟ فقال : إن جبرئيل أخبرني أن أمتي تقتل حسيناً ، فجزعت وشقَّ عليها ، فأخبرها بمن يملك من ولدها فطابت نفسها وسكنت [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/233 ح 19 عن كامل الزيارات : 125 ح 8.

.

عبداللہ (علیہ السلام) سے، آپ نے فرمایا: فاطمہ (علیہا السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آئیں تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، انہوں نے پوچھا: آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت حسین کو قتل کرے گی۔ فاطمہ یہ سن کر بے قرار ہو گئیں اور یہ بات ان پر گراں گزری، تو آپ نے انہیں بتایا کہ ان کی اولاد میں سے کون (امامت کا) مالک ہو گا، تو ان کا دل خوش ہو گیا اور وہ مطمئن ہو گئیں(۱)۔

وعن فرات الكوفي عليه الرحمة في التفسير قال : روي عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كان الحسين مع أمّه تحمله ، فأخذه النبيّ (صلى الله عليه وآله) وقال : لعن الله قاتلك ، ولعن الله سالبك ، وأهلك الله المتوازرين عليك ، وحكم الله بيني وبين من أعان عليك ، فقالت فاطمة الزهراء (عليها السلام) : يا أبت ، أيّ شيء تقول ؟ قال : يا بنتاه ، ذكرت ما يصيبه بعدي وبعدك من الأذى والظلم والغدر والبغي ، وهو يومئذ في عصبة كأنهم نجوم السماء ، ويتهادون إلى القتل ، وكأني أنظر إلى معسكرهم ، وإلى موضع رحالهم وتربتهم ، فقالت : يا أبه ، وأين هذا الموضع الذي تصف ؟ قال : موضع يقال له كربلاء ، وهي دار كرب وبلاء علينا وعلى الأمة ، يخرج عليهم شرار أمتي ، ولو أن أحدهم شفع له من في السماوات والأرضين ما شفّعوا فيه ، وهم المخلّدون في النار.

فرات الکوفی (علیہ الرحمۃ) نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے، وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) اپنی والدہ کی گود میں تھے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں اٹھا لیا اور فرمایا: اللہ تیرے قاتل پر لعنت کرے، اللہ تیرا سامان لوٹنے والے پر لعنت کرے، اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے جو تیرے خلاف ایک دوسرے کی مدد کریں گے، اور اللہ میرے اور تیرے خلاف مدد کرنے والوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ فاطمہ زہرا (علیہا السلام) نے پوچھا: اے بابا جان! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے میری بیٹی! مجھے وہ اذیت، ظلم، دھوکہ اور زیادتی یاد آگئی جو میرے اور تمہارے بعد اسے پہنچے گی، اس دن وہ ایک ایسی جماعت کے ساتھ ہوگا جیسے وہ آسمان کے ستارے ہوں، اور وہ ایک دوسرے کے آگے قتل کے لیے بڑھتے جائیں گے، گویا میں ان کی لشکرگاہ اور ان کے پڑاؤ اور ان کی خاک (مدفن) کی جگہ کو دیکھ رہا ہوں۔ فاطمہ نے پوچھا: بابا جان! یہ کون سی جگہ ہے جس کا آپ ذکر کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس جگہ کو کربلا کہا جاتا ہے، اور یہ ہمارے اور امت کے لیے کرب اور بلا کا گھر ہے، اس پر میری امت کے بدترین لوگ نکل کر حملہ آور ہوں گے، اور اگر ان میں سے کسی ایک کے لیے آسمانوں اور زمینوں میں موجود تمام مخلوق شفاعت کرے تو بھی اس کی شفاعت قبول نہیں ہوگی، اور وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنے والے ہیں۔

قالت : يا أبه ، فيقتل ؟ قال : نعم يا بنتاه ، وما قُتل قَتلتَه أحدٌ كان قبله ، ويبكيه السماوات والأرضون ، والملائكة ، والوحش ، والنباتات ، والبحار ، والجبال ، ولو يؤذن لها ما بقي على الأرض متنفِّس ، ويأتيه قوم من محبينا ليس في الأرض أعلم بالله ولا أقوم بحقّنا منهم ، وليس على ظهر الأرض أحد يلتفت إليه غيرهم ، أولئك مصابيح في ظلمات الجور ، وهم الشفعاء ، وهم واردون حوضي غداً أعرفهم إذا وردوا عليَّ بسيماهم ، وكل أهل دين يطلبون أئمتهم ، وهم يطلبوننا لا يطلبون غيرنا ، وهم قوام الأرض ، وبهم ينزل الغيث.

فاطمہ نے پوچھا: بابا جان! کیا وہ قتل کر دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں میری بیٹی، اور اس سے پہلے کسی کو بھی اس کی طرح قتل نہیں کیا گیا، اس پر آسمان، زمینیں، فرشتے، وحشی جانور، پودے، سمندر اور پہاڑ سب روئیں گے، اور اگر انہیں (رونے کی) اجازت دی جائے تو زمین پر کوئی جاندار زندہ نہ بچے۔ اس کے پاس ہم سے محبت کرنے والوں کی ایک جماعت آئے گی، زمین پر ان سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور ہمارے حق کو ادا کرنے والا کوئی نہیں ہوگا، اور روئے زمین پر ان کے سوا کسی کی طرف (خصوصی) توجہ نہیں کی جائے گی۔ یہ لوگ ظلم کی تاریکیوں میں چراغ ہیں، یہی شفاعت کرنے والے ہیں، اور یہی کل میرے حوض پر وارد ہوں گے، میں انہیں ان کی پیشانی کی علامت سے پہچان لوں گا جب وہ میرے پاس آئیں گے۔ ہر دین والے اپنے اماموں کو تلاش کرتے ہیں، اور یہ ہمیں ہی تلاش کرتے ہیں، ہمارے سوا کسی اور کو تلاش نہیں کرتے، یہی زمین کے قیام کا سبب ہیں اور انہی کی برکت سے بارش برستی ہے۔

فقالت فاطمة الزهراء (عليها السلام) : يا أبه ، إنّا لله ، وبكت فقال لها : يا بنتاه! إن أفضل أهل الجنان هم الشهداء في الدنيا ، بذلوا أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة ، يقاتلون

فاطمہ زہرا (علیہا السلام) نے کہا: بابا جان! انا للہ وانا الیہ راجعون، اور رو پڑیں۔ تو آپ نے ان سے فرمایا: اے میری بیٹی! جنت والوں میں سب سے افضل دنیا کے شہدا ہیں، جنہوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال اس بات پر قربان کر دیے کہ ان کے لیے جنت ہے، وہ لڑتے ہیں

في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعداً عليه حقاً ، فما عند الله خير من الدنيا وما فيها ، قتلة أهون من ميتة ، ومن كتب عليه القتل خرج إلى مضجعه ، ومن لم يقتل فسوف يموت ، يا فاطمة بنت محمد ، أما تحبين أن تأمرين غداً بأمر فتطاعين في هذا الخلق عند الحساب ؟

اللہ کی راہ میں، پس وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، یہ اس کا وعدہ ہے جو سچا ہے، پس جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر ہے، قتل ہونا موت سے آسان ہے، اور جس پر قتل لکھا جا چکا ہے وہ اپنی خوابگاہ کی طرف نکل ہی جائے گا، اور جو قتل نہیں ہوگا وہ (بہرحال) مر جائے گا۔ اے فاطمہ بنت محمد! کیا تم یہ پسند نہیں کرتیں کہ کل حساب کے دن تم اس مخلوق کو ایک حکم دو اور اس میں تمہاری اطاعت کی جائے؟

أما ترضين أن يكون ابنك من حملة العرش ؟ أما ترضين أن يكون أبوك يأتونه يسألونه الشفاعة ؟ أما ترضين أن يكون بعلك يذود الخلق يوم العطش عن الحوض فيسقي منه أولياءه ويذود عنه أعداءه ؟ أما ترضين أن يكون بعلك قسيم النار : يأمر النار فتطيعه ، يُخرج منها من يشاء ويترك من يشاء ؟

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا بیٹا عرش اٹھانے والوں میں سے ہو؟ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے والد کے پاس لوگ آکر ان سے شفاعت طلب کریں؟ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر پیاس کے دن حوض کی نگرانی کرے، اپنے دوستوں کو اس سے پلائے اور اپنے دشمنوں کو اس سے دور رکھے؟ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر جہنم کا تقسیم کرنے والا ہو: وہ آگ کو حکم دے اور آگ اس کی اطاعت کرے، وہ جسے چاہے اس میں سے نکال دے اور جسے چاہے چھوڑ دے؟

أما ترضين أن تنظرين إلى الملائكة على أرجاء السماء ينظرون إليك وإلى ما تأمرين به ، وينظرون إلى بعلك قد حضر الخلائق وهو يخاصمهم عند الله ؟ فما ترين الله صانع بقاتل ولدك وقاتليك وقاتل بعلك إذا أفلجت حجّته على الخلائق ، وأمرت النار أن تطيعه ؟ أما ترضين أن يكون الملائكة تبكي لابنك ، ويأسف عليه كل شيء ؟ أما ترضين أن يكون من أتاه زائراً في ضمان الله ويكون من أتاه بمنزلة حجّ إلى بيت الله واعتمر ، ولم يخل من الرحمة طرفة عين ، وإذا مات مات شهيداً ، وإن بقي لم تزل الحفظة تدعو له ما بقي ، ولم يزل في حفظ الله وأمنه حتى يفارق الدنيا ؟ قالت : يا أبه ، سلّمت ورضيت ، وتوكّلت على الله ، فمسح على قلبها ومسح عينيها ، وقال : إني وبعلك وأنت وابنيك في مكان تقرّ عيناك ، ويفرح قلبك [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/264 ح 22 عن تفسير فرات الكوفي : 171 ـ 172 ح 18.

.

کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم آسمان کے کناروں پر فرشتوں کو دیکھو، جو تمہاری طرف اور تمہارے حکم کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، اور تمہارے شوہر کی طرف دیکھ رہے ہوں گے جو تمام مخلوق کے سامنے حاضر ہو کر اللہ کے حضور ان کے خلاف مقدمہ لڑ رہے ہوں گے؟ پس تمہارا کیا خیال ہے کہ اللہ تمہارے بیٹے کے قاتل، تمہارے قاتلوں اور تمہارے شوہر کے قاتل کے ساتھ کیا کرے گا، جب ان کی حجت تمام مخلوق پر غالب آجائے گی، اور آگ کو ان کی اطاعت کا حکم دیا جائے گا؟ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ فرشتے تمہارے بیٹے پر روئیں، اور ہر چیز اس پر افسوس کرے؟ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ جو کوئی اس کی زیارت کے لیے آئے وہ اللہ کی امان میں ہو، اور جو اس کے پاس آئے اس کا مرتبہ ایسا ہو جیسے اس نے بیت اللہ کا حج اور عمرہ کیا ہو، اور وہ ایک لمحے کے لیے بھی رحمت سے خالی نہ رہے، اور اگر وہ مر جائے تو شہید کی موت مرے، اور اگر زندہ رہے تو حفاظت پر مامور فرشتے ہمیشہ اس کے لیے دعا کرتے رہیں، اور وہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور امان میں رہے یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جائے؟ فاطمہ نے کہا: بابا جان! میں نے تسلیم کر لیا اور راضی ہو گئی، اور اللہ پر بھروسہ کیا۔ تو آپ نے ان کے دل پر ہاتھ پھیرا اور ان کی آنکھیں پونچھیں، اور فرمایا: بے شک میں، تمہارا شوہر، تم اور تمہارے دونوں بیٹے ایک ایسے مقام پر ہوں گے جہاں تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور تمہارا دل خوش ہو گا(۱)۔

فيعزّ على فاطمة الزهراء ـ أيها المؤمنون ـ ما جرى على قرَّة عينها الحسين سبط الرسول (صلى الله عليه وآله) الذي ذبح عطشاناً ومعه من أهل بيته سبعة عشر ليس على وجه الأرض لهم شبيه ، ويعزّ على فاطمة (عليها السلام) أيضاً ما جرى على بناتها الفاطميات بعد مقتل الحسين (عليه السلام) وذلك حينما هجم العدوّ عليهنَّ وهنَّ بلا محام ولا كفيل ،

اے مومنو! فاطمہ زہرا (علیہا السلام) پر یہ بات نہایت گراں گزرتی ہے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک حسین، نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ)، پر گزری، جنہیں پیاسا ذبح کیا گیا اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت میں سے سترہ افراد شہید ہوئے جن کی مثال روئے زمین پر کہیں نہیں ملتی، اور فاطمہ (علیہا السلام) پر یہ بات بھی نہایت گراں گزرتی ہے کہ حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ان کی بیٹیوں، فاطمی خواتین کے ساتھ کیا کچھ ہوا، جب دشمن نے ان پر حملہ کیا جبکہ ان کا کوئی حامی اور کفیل نہ تھا،

فخرجن من الخيام مذعورات مسلوبات ، ولله درّ الشيخ جعفر الخطي عليه الرحمة إذ يقول :

تو وہ خیموں سے خوفزدہ، چیختی چلاتی اور لٹی پٹی حالت میں نکلیں، اللہ بھلا کرے شیخ جعفر الخطی (علیہ الرحمہ) کا، جنہوں نے کہا ہے:

وإن أنس لا أنس النساءَ كأنَّها قطاً رِيْعَ من أَوْكَارِهِ وهو هَاجِدُ
خوارجُ من أبياتِها وهي بَعْدَهَا لأرجاسِ حرب بالحريقِ مَوَاقِدُ
سوافرُ بعد الصونِ ما لوجوهِها بَرَاقِعُ إلاَّ أذرعٌ وسواعدُ
إذا هُنَّ سُلِّبْنَ القلائدَ جدِّدت من الأسرِ في أعناقِهِنَّ قَلاَئِدُ
وتُلْوَى على أعضادِهِنَّ معاضدٌ من الضربِ إذ تُبتزُّ منها المعاضدُ
نوادبُ لو أنَّ الجبالَ سمعنها تداعت أعاليهنَّ فهي سواجدُ
إذا هنَّ أبصرنَ الجسومَ كأنَّها نجومٌ على ظَهْرِ الفَلاَةِ رَوَاكِدُ
تداعين يلطِمْنَ الخدودَ بعولة تَصَدَّعُ منها القاسياتُ الجلامدُ
فيا وقعةً ما أحدث الدَّهْرُ مِثْلَها يبيدُ الليالي ذِكْرُها وهو خَالِدُ [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 1/14 ـ 15.

اور اگر میں سب کچھ بھول جاؤں تو ان عورتوں کو
نہیں بھولوں گا، گویا وہ
تیتر کے وہ پرندے تھے جو سوتے میں اپنے گھونسلوں
سے ڈرا دیے گئے ہوں
اپنے خیموں سے نکلی ہوئیں، جبکہ ان کے پیچھے
جنگ کے پلید لوگ آگ کے الاؤ جلا رہے تھے
پردے میں رہنے کے بعد اب بے پردہ، ان کے چہروں
پر
کوئی نقاب نہ تھا سوائے (اپنی) کلائیوں اور بازوؤں
کے
جب ان سے ہار چھین لیے گئے تو ان کی گردنوں میں
قید کی نئی زنجیریں ڈال دی گئیں
اور ان کے بازوؤں پر (رسیوں کے) کنگن لپیٹے گئے
مارپیٹ سے، جب ان سے کنگن چھینے جا رہے تھے
نوحہ کرنے والیاں، اگر پہاڑ ان کی آواز سنتے
تو ان کی چوٹیاں گر پڑتیں اور وہ سجدے میں آجاتے
جب انہوں نے (شہیدوں کے) جسموں کو دیکھا، گویا
وہ
صحرا کی پشت پر ساکت ستارے ہوں
وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے چہروں پر طمانچے
مارنے لگیں، ایسی چیخ و پکار کے ساتھ
جس سے سخت سے سخت چٹانیں بھی پھٹ جائیں
پس اے وہ واقعہ جس جیسا زمانے نے کبھی پیدا نہیں
کیا!
راتیں فنا ہو جائیں گی مگر اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے
گی(۱)

المجلس الرابع ، من اليوم الثالث

نياحة مولاتنا فاطمة الزهراء (عليها السلام)

على الإمام الحسين (عليه السلام)

أحسن الله لكم العزاء أيها الموالون للعترة الطاهرة صلوات الله عليهم أجمعين ، فأيُّ مصيبة أعظم من مصيبة سيّد الشهداء (عليه السلام) التي بكت وناحت لها الزهراء البتول (عليها السلام) وحقّ لها أن تبكي ليلا ونهاراً على الغريب العطشان ، ومن قتل من أهل بيته (عليهم السلام) فيا لها من وقعة قُتلت فيها الرجال ، وذُبحت فيها الأطفال ، وهُتكت فيها النساء ، وحُملت حريم رسول الله (صلى الله عليه وآله) على الأقتاب بغير غطاء ولا

چوتھی مجلس، تیسرے دن سے

ہماری مولاتنا فاطمہ زہرا (علیہا السلام) کا امام حسین (علیہ السلام) پر نوحہ

اللہ تعالی آپ کو اجرِ عزا عطا فرمائے، اے عترتِ طاہرہ کے چاہنے والو! اللہ کی رحمتیں ہوں ان سب پر، پس کون سی مصیبت سید الشہداء (علیہ السلام) کی مصیبت سے بڑی ہو سکتی ہے، جس پر زہرائے بتول (علیہا السلام) روئیں اور نوحہ کیا، اور بے شک انہیں حق ہے کہ وہ اس غریب و تشنہ لب پر، اور ان کے اہل بیت (علیہم السلام) میں سے جو قتل ہوئے ان پر رات دن روئیں۔ پس یہ کیسا واقعہ تھا جس میں مرد قتل کیے گئے، بچے ذبح کیے گئے، عورتوں کی بے حرمتی کی گئی، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت والی خواتین کو بغیر کسی پردے اور

وطاء ، يطاف بهم البلدان ، فأيّ عين لا ترقأ مدامعها عليهم ، وأيّ قلب لا يتصدع لمصيبتهم ، فإنا لله وإنا إليه راجعون ، « وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَب يَنقَلِبُونَ ».

بغیر کسی گدے کے کجاووں پر سوار کر کے شہر شہر پھرایا گیا۔ پس ایسی کون سی آنکھ ہے جس کے آنسو ان پر تھمیں، اور ایسا کون سا دل ہے جو ان کی مصیبت سے پارہ پارہ نہ ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، «اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جائیں گے»۔

رجالُكُم قُتِلوا من غيرِ ذي سبب وأهلُكُم هُتِكوا جهراً على البُدُنِ

تمہارے مرد بغیر کسی سبب کے قتل کر دیے گئے اور تمہارے اہل کھلے عام بدنوں پر بے حرمت کیے گئے

ذكر القاضي التنوخي ، قال : حدَّثني أبي ، قال : خرج إلينا يوماً أبو الحسن الكاتب ، فقال : أتعرفون ببغداد رجلا يقال له : ابن أصدق ؟ قال : فلم يعرفه من في المجلس غيري ، فقلت : نعم ، فيكف سألت عنه ؟ فقال : أيّ شيء يعمل ؟ قلت : ينوح على الحسين (عليه السلام) ، قال : فبكى أبو الحسن ، وقال : إن عندي عجوزاً ربَّتني ، من أهل كرخ جدان ، عفطية اللسان ، الأغلب على لسانها النبطية ، لا يمكنها أن تقيم كلمة عربية صحيحة ، فضلا عن أن تروي شعراً ، وهي من صالحات نساء المسلمين ، كثيرة الصيام والتهجّد ، وإنها انتبهت البارحة في جوف الليل ، ومرقدها قريب من موضعي ، فصاحت بي : يا أبا الحسن ، فقلت : مالك ؟ فقالت : الحقني ، فجئتها ، فوجدتها ترعد ، فقلت : ما أصابك ؟

قاضی تنوخی نے ذکر کیا، کہا: مجھے میرے والد نے بتایا، کہا: ایک دن ابو الحسن کاتب ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تم لوگ بغداد میں ایک شخص کو جانتے ہو جسے ابن اصدق کہا جاتا ہے؟ کہا: مجلس میں موجود لوگوں میں سے میرے سوا کوئی اسے نہیں جانتا تھا، تو میں نے کہا: ہاں، لیکن آپ نے اس کے بارے میں کیوں پوچھا؟ انہوں نے کہا: وہ کیا کام کرتا ہے؟ میں نے کہا: وہ حسین (علیہ السلام) پر نوحہ کرتا ہے۔ کہا: تو ابو الحسن رو پڑے اور کہا: میرے پاس ایک بڑھیا ہے جس نے مجھے پالا ہے، وہ کرخ جدان کی رہنے والی ہے، اس کی زبان بھاری ہے، اس پر نبطی زبان کا غلبہ ہے، وہ ایک صحیح عربی جملہ بھی درست طور پر ادا نہیں کر سکتی، شعر روایت کرنا تو دور کی بات ہے، اور وہ نیک مسلمان عورتوں میں سے ہے، بہت روزے رکھنے والی اور تہجد گزار ہے۔ کل رات وہ آدھی رات کو بیدار ہوئی، اور اس کا بستر میری جگہ کے قریب تھا، تو اس نے مجھے پکارا: اے ابو الحسن! میں نے کہا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے پاس آؤ۔ میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ کانپ رہی ہے، میں نے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟

فقالت : إني كنت قد صلّيت وردي فنمت ، فرأيت الساعة في منامي كأني في درب من دروب الكرخ ، فإذا بحجرة نظيفة بيضاء ، مليحة الساج ، مفتوحة الباب ، ونساء وقوف عليها ، فقلت لهم : من مات ؟ وما الخبر ؟ فأومأوا إلى داخل الدار ، فدخلت فإذا بحجرة لطيفة ، في نهاية الحُسن ، وفي صحنها امرأة شابة لم أر قط أحسن منها ، ولا أبهى ولا أجمل ، وعليها ثياب حسنة بياض مروي لين ، وهي ملتحفة فوقها بإزار أبيض جداً ، وفي حجرها رأس رجل يشخب دماً ، فقلت : من أنت ؟ فقالت : لا عليك ، أنا فاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وهذا رأس ابني الحسين (عليه السلام) ، قولي لابن أصدق عنّي أن ينوح :

لم أمرِّضْه فأسلو لا ولا كان مريضا

کہا: میں نے اپنا وظیفہ پڑھ کر سو گئی تھی، تو ابھی ابھی خواب میں دیکھا کہ گویا میں کرخ کی ایک گلی میں ہوں، تو اچانک ایک صاف ستھرا، سفید، خوبصورت ساگوان کا کمرہ نظر آیا جس کا دروازہ کھلا تھا، اور کچھ عورتیں اس پر کھڑی تھیں، تو میں نے ان سے پوچھا: کون فوت ہوا؟ اور کیا خبر ہے؟ تو انہوں نے گھر کے اندر کی طرف اشارہ کیا، میں اندر داخل ہوئی تو ایک نہایت لطیف، بے حد خوبصورت کمرہ دیکھا، اور اس کے صحن میں ایک جوان عورت تھی جس سے زیادہ حسین، زیادہ روشن اور زیادہ خوبصورت میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، اس نے نرم سفید ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے، اور اس پر ایک نہایت سفید چادر اوڑھی ہوئی تھی، اور اس کی گود میں ایک مرد کا سر تھا جس سے خون بہہ رہا تھا، تو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اس نے کہا: کوئی بات نہیں، میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی فاطمہ ہوں، اور یہ میرے بیٹے حسین (علیہ السلام) کا سر ہے، ابن اصدق سے میری طرف سے کہو کہ وہ یہ نوحہ پڑھے:

میں نے اس کی تیمارداری نہ کی کہ صبر کر لوں نہیں، اور نہ ہی وہ بیمار تھا

فانتبهتُ فزعةً ، قال : وقالت العجوز : لم أمرِّطه ـ بالطاء ـ لأنها لا تتمكَّن من

تو میں گھبرا کر بیدار ہو گئی، کہا: اور بڑھیا نے کہا: «لم اَمرِطہ» (ط کے ساتھ)، کیونکہ وہ ض کو درست ادا نہیں کر سکتی تھی، تو میں نے اسے تسلی دی یہاں تک کہ وہ سو گئی، پھر اس نے مجھ سے کہا: اے ابو القاسم! اس شخص کو پہچانتے ہوئے بھی، میں نے تجھ پر امانت کا بار ڈال دیا ہے، اور یہ تجھ پر لازم ہو گیا ہے کہ

إقامة الضاد ، فسكّنت منها إلى أن نامت ، ثم قال لي : يا أبا القاسم مع معرفتك الرجل ، قد حمّلتك الأمانة ، ولزمتك ، على أن تبلِّغها له ، فقلت : سمعاً وطاعة لأمر سيّدة نساء العالمين (عليها السلام).

اسے یہ پیغام پہنچاؤ، تو میں نے کہا: عالمین کی عورتوں کی سردار (علیہا السلام) کے حکم پر سمعاً و طاعۃً

قال : وكان هذا في شعبان ، والناس إذا ذاك يلقون جهداً جهيداً من الحنابلة إذا أرادوا الخروج إلى الحائر ، فلم أزل أتلطَّف حتى خرجت ، فكنت في الحائر ليلة النصف من شعبان ، فسألت عن ابن أصدق حتى رأيته ، فقلت له : إن فاطمة (عليها السلام) تأمرك بأن تنوح بالقصيدة التي فيها :

لم أمرِّضه فأسلو لا ولا كان مريضا

کہا: اور یہ شعبان میں ہوا، اور لوگ اس زمانے میں حائر کی طرف جانے کا ارادہ کرتے تو حنبلیوں کی طرف سے سخت مشکل کا سامنا کرتے تھے، تو میں مسلسل نرمی سے کام لیتا رہا یہاں تک کہ نکل گیا، اور میں شعبان کی پندرہویں رات حائر میں تھا، تو میں نے ابن اصدق کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ اسے دیکھ لیا، تو میں نے اس سے کہا: فاطمہ (علیہا السلام) تجھے حکم دیتی ہیں کہ تو اس قصیدے کے ساتھ نوحہ کرے جس میں یہ ہے:

میں نے اس کی تیمارداری نہ کی کہ صبر کر لوں نہیں، اور نہ ہی وہ بیمار تھا

وما كنت أعرف القصيدة قبل ذلك ، قال : فانزعج من ذلك ، فقصصت عليه وعلى من حضر الحديث ، فأجهشوا بالبكاء ، وما ناح تلك الليلة إلاّ بهذه القصيدة ، أولها :

اور مجھے اس سے پہلے یہ قصیدہ معلوم ہی نہ تھا، کہا: تو وہ اس بات سے بہت متاثر ہوا، تو میں نے یہ واقعہ اسے اور مجلس میں حاضر لوگوں کو سنایا، تو وہ سب رو پڑے، اور اس رات اس نے اسی قصیدے کے سوا کوئی اور نوحہ نہ پڑھا، جس کا آغاز یوں ہے:

أيّها العينانِ فيضا واستهلاً لا تَغيضا

اے دونوں آنکھو ! بہہ نکلو اور رو پڑو، تھمنا مت

وهي لبعض الشعراء الكوفيين ، وعدت إلى أبي الحسن ، فأخبرته بما جرى.

اور یہ قصیدہ کوفہ کے کسی شاعر کا ہے، اور میں ابو الحسن کے پاس واپس آیا تو انہیں سارا واقعہ بتایا۔

قال أبي ، وابن عياش : كانت ببغداد ، نائحة مجيدة حاذقة ، تعرف بخلب ، تنوح بهذه القصيدة ، فسمعناها في دور بعض الرؤساء ، لأن الناس إذ ذاك كانوا لا يتمكّنون من النياحة إلاّ بعزّ سلطان ، أو سراً ، لأجل الحنابلة ، ولم يكن النوح إلاّ مراثي الحسين وأهل بيته (عليهم السلام) فقط.. قالا : فبلغنا أن البربهاري قال : بلغني أن نائحة يقال لها : خلب ، تنوح ، اطلبوها فاقتلوها [1]

میرے والد اور ابن عیاش نے کہا: بغداد میں ایک ماہر اور نہایت عمدہ نوحہ خواں عورت تھی جسے خَلَب کہا جاتا تھا، وہ اسی قصیدے کے ساتھ نوحہ کیا کرتی تھی، ہم نے اسے بعض سرداروں کے گھروں میں سنا، کیونکہ اس زمانے میں لوگ نوحہ صرف کسی حاکم کی سرپرستی میں یا حنبلیوں کے خوف سے پوشیدہ طور پر ہی کر پاتے تھے، اور نوحہ صرف حسین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت (علیہم السلام) کے مرثیوں پر ہی مشتمل ہوتا تھا۔ دونوں نے کہا: ہمیں یہ خبر پہنچی کہ برہاری نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ ایک نوحہ خواں عورت جسے خَلَب کہا جاتا ہے نوحہ کرتی ہے، اسے تلاش کرو اور قتل کر دو۔

نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة ، التنوخي : 2/230 ـ 233.

(1)

وذكر ياقوت الحموي (المتوفّى سنة 655) في معجم الأدباء في ترجمة علي بن عبدالله بن وصيف الناشي الحلاء (المتوفّى سنة 366) قال : قال ابن عبدالرحيم : حدَّثني الخالع ، قال : كنت مع والدي في سنة ست وأربعين وثلاثمائة وأنا صبيّ في

یاقوت حموی (متوفی سن 655ھ) نے اپنی کتاب معجم الادباء میں علی بن عبداللہ بن وصیف الناشی الحلاء (متوفی سن 366ھ) کے تذکرے میں لکھا ہے: ابن عبدالرحیم نے کہا: مجھ سے خالع نے بیان کیا، کہا: میں سن تین سو چھیالیس ہجری میں اپنے والد کے ساتھ تھا اور میں ایک بچہ تھا

مجلس الكبوذي في المسجد الذي بين الورّاقين والصاغة ، وهو غاصّ بالناس ، وإذا رجل قد وافى وعليه مرقعة ، وفي يده سطيحة وركوة ، ومعه عكّاز ، وهو شعث ، فسلَّم على الجماعة بصوت يرفعه ، ثم قال : أنا رسول فاطمة الزهراء صلوات الله عليها ، فقالوا : مرحباً بك وأهلا ، ورفعوه ، فقال : أتعرفون لي أحمد المزوق النائح ؟ فقالوا : ها هو جالس.

کبوذی کی مجلس میں، اس مسجد میں جو کاغذ فروشوں اور سناروں کے درمیان واقع تھی، اور مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، کہ اچانک ایک آدمی آپہنچا جس نے پیوند لگا لباس پہن رکھا تھا، اور اس کے ہاتھ میں ایک مشکیزہ اور ایک لوٹا تھا، اور اس کے ساتھ ایک لاٹھی تھی، اور وہ پراگندہ حال تھا، اس نے بلند آواز سے جماعت کو سلام کیا، پھر کہا: میں فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کا قاصد ہوں، تو لوگوں نے کہا: خوش آمدید، اور اسے آگے بڑھایا، تو اس نے پوچھا: کیا تم لوگ میرے لیے احمد مزوق نوحہ خواں کو پہچانتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: وہ رہے، بیٹھے ہوئے۔

فقال : رأيت مولاتنا (عليها السلام) في النوم فقالت لي : امض إلى بغداد واطلبه وقل له : نح على ابني بشعر الناشي الذي يقول فيه :

اس نے کہا: میں نے اپنی مولاتنا (علیہا السلام) کو خواب میں دیکھا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: بغداد جاؤ اور اسے تلاش کرو اور اس سے کہو: میرے بیٹے پر ناشی کے اس شعر کے ساتھ نوحہ کرو جس میں وہ کہتا ہے:

بَني أحمد قلبي لكم يتقطَّعُ بمثلِ مُصَابي فيكُمُ ليس يُسْمَعُ

اے آلِ احمد ! تمہاری خاطر میرا دل پارہ پارہ ہوتا ہے تمہارے بارے میں میری جیسی مصیبت کہیں اور سنی نہیں گئی

قال : وكان الناشي حاضراً فلطم لطماً عظيماً على وجهه ، وتبعه أحمد المزوق والناس كلهم ، وكان أشدّ الناس في ذلك الناشي ثم المزوق ، ثم ناحوا بهذه القصيدة في ذلك اليوم إلى أن صلّى الناس الظهر ، وتقوَّض المجلس ، وجهدوا بالرجل أن يقبل شيئاً منهم فأبى ، وقال : والله لو أُعطيت الدنيا ما أخذتها ، فإنني لا أرى أن أكون رسول مولاتي (عليها السلام) ثم آخذ عن ذلك عوضاً ، ثم انصرف ولم يقبل شيئاً.

کہا: اور ناشی وہاں موجود تھا، تو اس نے اپنے چہرے پر زوردار طمانچہ مارا، اور احمد مزوق اور تمام لوگ اس کے پیچھے ہو لیے، اور اس معاملے میں سب سے زیادہ شدت ناشی میں تھی، پھر مزوق میں، پھر اسی دن انہوں نے اسی قصیدے کے ساتھ نوحہ کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی اور مجلس برخاست ہو گئی، اور انہوں نے اس آدمی سے بہت اصرار کیا کہ وہ ان سے کچھ قبول کر لے، مگر اس نے انکار کر دیا اور کہا: خدا کی قسم ! اگر مجھے ساری دنیا بھی دے دی جائے تو میں اسے قبول نہ کروں گا، کیونکہ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ میں اپنی مولاتنا (علیہا السلام) کا قاصد بنوں اور پھر اس کے بدلے کچھ لے لوں، پھر وہ چلا گیا اور کچھ بھی قبول نہ کیا۔

قال ياقوت : وهذه القصيدة بضعة عشر بيتاً ، وذكر منها قوله :

عجبتُ لكم تُفنون قتلا بسيفِكم
ويسطو عليكم مَنْ لكم كان يَخْضَعُ
فما بقعةٌ في الأرضِ شرقاً ومغرباً وليس لكم فيها قتيلٌ ومَصْرَعُ
ظُلِمتم وقُتِّلتم وقُسِّم فيئُكم وضاقت بكم أرضٌ فلم يحمِ موضعُ
كأنَّ رسولَ اللهِ أوصى بقتلِكم وأجسامِكُمْ في كلِّ أرض توزَّعُ [1]

معجم الأدباء ، الحموي : 13/292 ـ 293 ، لسان الميزان ، ابن حجر : 4/239 ـ 240.

یاقوت نے کہا: یہ قصیدہ دس سے کچھ اوپر اشعار پر مشتمل ہے، اور اس میں سے یہ شعر بھی ذکر کیے:

مجھے تعجب ہے کہ تم اپنی ہی تلوار سے قتل ہو کر فنا کیے جاتے ہو
اور وہ تم پر حملہ آور ہوتا ہے جو کبھی تمہارے آگے جھکا کرتا تھا
زمین پر کوئی خطہ ایسا نہیں، مشرق ہو یا مغرب
جہاں تمہارا کوئی مقتول اور جائے شہادت نہ ہو
تم پر ظلم ہوا، تمہیں قتل کیا گیا، تمہارا مالِ غنیمت تقسیم کر دیا گیا
اور زمین تم پر تنگ ہو گئی یہاں تک کہ کسی جگہ نے تمہیں پناہ نہ دی
گویا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے خود تمہارے قتل کی وصیت کی تھی
اور یہ کہ تمہارے جسم ہر سرزمین میں بکھیر دیے جائیں(1)

وقد ذكر السماوي أن السروري ذكر بعضها كما في المناقب وهي قوله :

جسومٌ على البوغاءِ ترمى وأرؤسٌ
على أرؤسِ اللُّدْنِ الذوابلِ تُرْفَعُ

سماوی نے ذکر کیا ہے کہ سروری نے اس میں سے کچھ اشعار مناقب میں ذکر کیے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

جسم خاک پر ڈالے جا رہے ہیں اور سر
لچکیلے، دبلے نیزوں کی نوکوں پر اٹھائے جا رہے ہیں

تواورون لم تأوِ فراشاً جنوبُكم ويُسْلِمُني طيبُ الهجوعِ فأهجعُ

تم (خاک میں) چھپا دیے گئے، تمہارے پہلو کبھی بستر سے آشنا نہ ہوئے
جبکہ نیند کی لذت مجھ پر غالب آجاتی ہے تو میں سو جاتا ہوں

قال : وظفرت في بعض الكتب بزيادة في القصة ، وهي أن الناشي لما سمع كلام الرسول أجهش بالبكاء ، وحلف أنه نظمها لليلته ، وأنه لم يسمعها منه أحد ، ثم أرسل عليها إلى داره وناح بها المزوق والحاضرون [1]

ظرافة الأحلام ، السماوي : 46 ـ 47.

.

کہا: میں نے بعض کتابوں میں اس قصے کی ایک اضافی تفصیل پائی، وہ یہ کہ ناشی نے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بات سنی تو رونے لگا، اور قسم کھائی کہ اس نے یہ اشعار اسی رات کہے تھے، اور یہ کہ اس سے پہلے کسی نے یہ اشعار اس سے نہیں سنے تھے، پھر اس نے یہ اشعار اپنے گھر بھجوائے اور مزوق اور حاضرین نے ان پر نوحہ کیا (1)۔

وقال الحموي : حدَّثني الخالع ، قال : اجتزت بالناشي يوماً وهو جالس في السراجين ، فقال لي : وقد عملت قصيدة قد طلبت ، وأريد أن تكتبها بخطّك حتى أخرجها ، فقلت : أمضي في حاجة وأعود ، وقصدت المكان الذي أردته وجلست فيه ، فحملتني عيني فرأيت في منامي أبا القاسم عبدالعزيز الشطرنجي النائح ، فقال لي : أحبّ أن تقوم فتكتب قصيدة الناشي البائية ، فإنا قد نحنا بها البارحة بالمشهد ، وكان هذا الرجل قد توفي وهو عائد من الزيارة ، فقمت ورجعت إليه وقلت : هات البائية حتى أكتبها.

حموی نے کہا: مجھے خالع نے بیان کیا، کہا: ایک دن میں ناشی کے پاس سے گزرا جبکہ وہ سراجین (چراغ فروشوں کے بازار) میں بیٹھا ہوا تھا، تو اس نے مجھ سے کہا: میں نے ایک قصیدہ کہا ہے جس کی فرمائش کی گئی تھی، اور میں چاہتا ہوں کہ تم اسے اپنے ہاتھ سے لکھو تاکہ میں اسے پیش کروں۔ میں نے کہا: میں ایک ضرورت سے جا رہا ہوں، پھر واپس آؤں گا۔ چنانچہ میں اس جگہ گیا جہاں جانا چاہتا تھا اور وہاں بیٹھ گیا، تو مجھ پر نیند طاری ہو گئی اور میں نے خواب میں ابوالقاسم عبدالعزیز شطرنجی نائحہ خواں کو دیکھا، اس نے مجھ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم اٹھو اور ناشی کا قصیدہ بائیہ لکھو، کیونکہ ہم نے کل رات مشہد میں اس پر نوحہ کیا ہے۔ اور یہ شخص زیارت سے واپسی پر وفات پا چکا تھا۔ چنانچہ میں اٹھا اور ناشی کے پاس واپس گیا اور کہا: بائیہ قصیدہ دو تاکہ میں اسے لکھ لوں۔

فقال : من أين علمت أنها بائية وما ذكرت بها أحداً ؟ فحدَّثته بالمنام فبكى ، وقال : لا شك أن الوقت قد دنا ، فكتبتها فكان أولها :

رجائي بعيدٌ والمماتُ قريبُ ويخطىءُ ظنّي والمنونُ تُصيبُ

اس نے کہا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ بائیہ ہے جبکہ میں نے اس کا کسی سے ذکر ہی نہیں کیا؟ تو میں نے اسے خواب کا واقعہ سنایا، وہ رو پڑا اور کہا: کوئی شک نہیں کہ وقت قریب آ گیا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے لکھ لیا، اور اس کا پہلا شعر یہ تھا:

میری امید دور ہے اور موت قریب ہے
میرا گمان خطا کر جاتا ہے اور موت اپنا نشانہ لگا لیتی ہے

قال ياقوت : مات الناشي في صفر سنة خمس وستين وثلاث مائة ، وأرّخه ابن النجار عن الصابي وغيره سنة ست وستين وأنه مات فجأة [2]

معجم الأدباء ، الحموي : 13/293 ـ 294 ، لسان الميزان ، ابن حجر : 4/239 ـ 240.

.

یاقوت نے کہا: ناشی صفر سنہ 365ھ میں فوت ہوا، جبکہ ابن نجار نے صابی اور دیگر کے حوالے سے اس کی تاریخِ وفات سنہ 366ھ بیان کی ہے اور کہا کہ وہ اچانک فوت ہوا (2)۔

وذكر العلامة السماوي عليه الرحمة أن السيد حيدر الحلي عليه الرحمة الشاعر المعروف ، المتوفّى سنة 1306 بالحلة ، المدفون في النجف الأشرف ، قال : رأيت في المنام ذات ليلة فاطمة الزهراء صلوات الله عليها ، فأتيت إليها لأسلّم عليها ، فلمّا دنوت منها قالت لي :

علامہ سماوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سید حیدر حلی رحمہ اللہ، جو ایک معروف شاعر تھے اور سنہ 1306ھ میں حلہ میں وفات پا کر نجف اشرف میں مدفون ہوئے، نے کہا: ایک رات میں نے خواب میں حضرت فاطمہ زہرا (علیہا السلام) کو دیکھا، تو میں ان کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا، جب میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

أناعيَ قتلى الطفِّ لا زلتَ ناعيا تُهيجُ على طول الليالي البواكيا
أَعِدْ ذكرَهم في كربلا إن ذكرَهم طوى جزعاً طيَّ السِّجِلِّ فؤاديا

اے کربلا کے شہیدوں پر نوحہ کرنے والے ! تو ہمیشہ نوحہ گر رہے
جو طویل راتوں میں رونے والیوں کو ابھارتا ہے
کربلا میں ان کا ذکر دوبارہ کر، کیونکہ ان کا ذکر
میرے دل کو غم سے یوں لپیٹ دیتا ہے جیسے طومار لپیٹا جاتا ہے

قال : فأخذني البكاء ، فانتبهت وأنا أحفظ البيتين ، فجعلت أتمشى في بهو لي وأردّدها وأبكي ، ففتح الله عليَّ أن قلت :

کہا: مجھے رونا آگیا، پھر میں بیدار ہوا اس حال میں کہ مجھے یہ دونوں شعر یاد تھے، چنانچہ میں اپنے دیوان خانے میں ٹہلنے لگا اور انہیں دہراتا اور روتا رہا، پھر اللہ نے مجھ پر فتح کیا کہ میں نے کہا:

وَدَعْ مقلتي تحمرُّ بعد ابيضاضِها بِعَدٍّ رزايا تتركُ الدمعَ داميا
ستنسى الكرى عيني كأنَّ جُفُونَها حَلَفْنَ بمَنْ تنعاه أن لا تلاقيا
وتعطي الدموعَ المستهلاّتِ حقَّها محاجرُ تبكي بالغوادي غواديا

چھوڑ دو کہ میری آنکھ اپنی سفیدی کے بعد سرخ ہو جائے
ان مصیبتوں کی گنتی سے جو آنسو کو خون آلود کر دیتی ہیں
میری آنکھ نیند کو بھول جائے گی، گویا اس کی پلکوں نے
اس ہستی کی قسم کھا لی ہے جس پر نوحہ ہو رہا ہے کہ وہ کبھی نہ ملیں گی
اور وہ آنکھیں برستے آنسوؤں کا حق ادا کریں گی
جو صبح بہ صبح روتی رہیں گی

قال : ثم أتممت القصيدة ، ومنها قوله عليه الرحمة :

کہا: پھر میں نے قصیدہ مکمل کیا، اور اسی میں سے ان (رحمہ اللہ) کا یہ قول بھی ہے:

وأعضاءُ مجد ما توزَّعت الظبا بتوزيعها إلاَّ الندى والمعاليا
لئن فرَّقتها آلُ حرب فلم تكن لِتَجْمَعَ حتَّى الحشر إلاَّ المخازيا
لقد ألزمت كفَّ البتولِ فؤادَها خطوبٌ يَطِيحُ القَلْبُ منهنَّ واهيا
أبا حسن حَرْبٌ تقاضتك دَيْنَها إلى أن أساءت في بنيك التقاضيا [1]

ظرافة الأحلام ، السماوي : 58 ـ 68.

شکوہ و عظمتِ جسم کے وہ اعضا، جنہیں تلواروں نے تقسیم کیا
انہوں نے سخاوت اور بلندیِ مرتبت کے سوا کچھ تقسیم نہ کیا
اگر آلِ حرب نے انہیں پارہ پارہ کر ڈالا تو وہ
قیامت تک رسوائیوں کے سوا کچھ جمع نہ کر سکیں گے
بتول (سلام اللہ علیہا) کے ہاتھ کو ایسے حادثات نے
اپنے دل پر رکھنے پر مجبور کر دیا
کہ جن سے دل لرز کر بے تاب ہو جاتا ہے
اے ابو حسن (علیہ السلام) ! حرب نے تجھ سے اپنا قرض طلب کیا
یہاں تک کہ تیرے بیٹوں سے اس قرض کے مطالبے میں زیادتی کر بیٹھی (۱)

قال العلاّمة الشيخ محمد السماوي رحمه الله تعالى : أخبرني الشيخ الفاضل التقيّ الشيخ محمد رضا النجفي الغراوي ، قال : اتّفق لي سنة 1353 أني نظمت موشّحة في نصف شعبان في تهنئة بولادة الحسين (عليه السلام) في أول شعبان من تلك السنة لنذر كان عليَّ مطلعُها :

رَقَصَتْ أغصانُ طوبى طَرَبًا وَشَدَتْ أطيارُها أبهى الغِنَا
وَحُمَيَّا البُشْرِ شَعَّت حَبَبًا مُذْ تعاطى الحورُ أكوابَ الهنا

علامہ شیخ محمد سماوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا: مجھے فاضل و متقی شیخ محمد رضا نجفی غراوی نے خبر دی، انہوں نے کہا: سنہ 1353ھ میں مجھے یہ اتفاق پیش آیا کہ میں نے نصفِ شعبان کے موقع پر امام حسین (علیہ السلام) کی ولادتِ باسعادت کی مبارکباد میں - جو اسی سال کی یکم شعبان کو ہوئی تھی - ایک نذر کی بنا پر ایک موشح (مسجع قصیدہ) کہا، جس کا مطلع یہ تھا:

طوبیٰ کی شاخیں خوشی سے جھوم اٹھیں
اور اس کے پرندوں نے سب سے دلکش نغمے گائے
اور بشارت کی مے حباب بن کر چمک اٹھی
جب سے حوروں نے مسرت کے جام ایک دوسرے کو پیش کیے

فأكملت نسيبها وابتدأت بذكر الولادة المباركة ، فرأيت في المنام السيّدة الزهراء صلوات الله عليها ، وأمامها طفل صغير عليه ثياب سود ، فقالت لي : لا تمدح ابني في تهنئة الميلاد ولكن ارثه وقل :

چنانچہ میں نے اس کا نسیب مکمل کیا اور ولادتِ مبارکہ کے ذکر کا آغاز کیا، پھر میں نے خواب میں سیدہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کو دیکھا، اور ان کے سامنے ایک چھوٹا بچہ سیاہ لباس میں ملبوس تھا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: میرے بیٹے کی تعریف ولادت کی مبارکباد میں نہ کرو بلکہ اس پر نوحہ کرو اور کہو:

بأبي المقتولَ غمّاً بالظما ماله ريٌّ سوى فيض الدِّما
منعوا قُرَّةَ عيني وِرْدَه عجباً مَهْرِي عليه حُرِّما

میرے باپ کی جان قربان اُس پر جو پیاس کے غم میں شہید کر دیا گیا
اُس کے لیے خون کے بہاؤ کے سوا کوئی سیرابی نہ تھی
انہوں نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو اُس کے پانی سے روک دیا
عجیب بات ہے، میرا حق بھی اُس پر حرام ٹھہرا

قال : فانتبهت وفي حفظي البيتان ، فإذا هما يليقان بوزن الموشّحة التي نظمت بعضاً منها ، فرثيت بأمرها (عليها السلام) الحسين (عليه السلام) ، وضمَّنت البيتين المذكورين ، فكانت موشحة أولها يعد النسيب تهنئة وآخرها رثاء وندبة ، وهي :

شیخ نے کہا: میں بیدار ہوا تو یہ دونوں اشعار مجھے یاد تھے، اور دیکھا کہ یہ اُسی بحر پر ہیں جس پر میں نے موشح کا کچھ حصہ کہا تھا، چنانچہ میں نے اُن (سلام اللہ علیہا) کے حکم کی تعمیل میں امام حسین (علیہ السلام) پر مرثیہ کہا اور مذکورہ دونوں شعر اُس میں شامل کر دیے، یوں یہ موشح ایسا بن گیا کہ اُس کا آغاز نسیب کے بعد تہنیت پر تھا اور اختتام مرثیہ و نوحہ پر، اور وہ یہ ہے:

بَدْرُ سَعْد أشرق الكونُ له إذ له بُرْجاً غدا سَعْدُ السُّعُودْ [1]

سعد کا وہ بدرِ منیر، جس کے لیے ساری کائنات جگمگا اٹھی
کیونکہ سعد السعود (نیک ستارہ) اُس کا برج بن گیا (۱)

ظرافة الأحلام ، السماوي : 60 ـ 61.

المجلس الخامس ، من اليوم الثالث
عبادة الحسين (عليه السلام) وحجه
وبعض كراماته الشريفة

پانچویں مجلس، تیسرے دن کی
امام حسین (علیہ السلام) کی عبادت و حج
اور آپ کے بعض شریف کرامات

جاء في كتاب المزار للمشهدي عليه الرحمة في بعض الزيارات الشريفة : وأشهد أنكم قد وفيتم بعهد الله وذمته ، وبكل ما اشترطه عليكم في كتابه ، ودعوتم إلى سبيله ، وأنفدتم طاقتكم في مرضاته ، وحملتم الخلائق على منهاج النبوة ومسالك الرسالة ، وسرتم فيه بسيرة الأنبياء ، ومذاهب الأوصياء ، فلم يطع لكم أمر ، ولم تصغ إليكم أذن ، فصلوات الله على أرواحكم وأجسادكم [2]

مشہدی رحمہ اللہ کی کتاب "المزار" میں بعض زیارتِ شریفہ میں آیا ہے: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اللہ کے عہد اور اُس کے ذمے کو پورا کیا، اور ہر اُس چیز کو جو اُس نے اپنی کتاب میں تم پر شرط رکھی تھی، اور تم نے اُس کی راہ کی طرف دعوت دی، اور اُس کی رضا حاصل کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کر دی، اور مخلوق کو نبوت کے راستے اور رسالت کی راہوں پر چلایا، اور اِس میں انبیاء کے طریقے اور اوصیاء کے مسلک پر گامزن رہے، تو نہ کسی حکم نے تمہاری اطاعت کی اور نہ کسی کان نے تمہاری بات سنی، پس اللہ کی رحمتیں ہوں تمہاری روحوں اور تمہارے جسموں پر (۲)۔

المزار ، محمد بن المشهدي : 294.

.

ليس هذا لرسولِ اللهِ يا أمَّةَ الطغيانِ والبغيِ جَزَا

اے سرکشی اور ظلم کرنے والی امت! یہ
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا صلہ ہرگز نہیں

وقال أبو تمام الطائي :

ابو تمام طائی نے کہا:

فعلتم بأبناءِ النبيِّ ورهطِهِ أفاعيلَ أدناها الخيانةُ والغدرُ
ومِنْ قَبلِهِ أخلفْتُم لوصيه بداهية دهياء ليس لها قَدرُ

تم نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اولاد اور اُن کے قبیلے کے ساتھ
ایسے کام کیے کہ اُن میں سب سے ہلکا کام خیانت اور دغا تھا
اور اِس سے پہلے تم نے اُن کے وصی سے بھی وعدہ خلافی کی
ایسی بھاری مصیبت میں کہ جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں

روى الحميري عليه الرحمة بإسناده إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : خرج الحسين ابن علي (عليه السلام) [1]

حمیری رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: امام حسین بن علی (علیہ السلام) ایک سال پیدل مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے پاؤں سوج گئے۔ آپ کے بعض غلاموں نے عرض کیا: اگر آپ سوار ہو جائیں تو یہ ورم کم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا: نہیں، جب ہم اِس منزل پر پہنچیں گے تو تمہارے سامنے ایک حبشی آئے گا جس کے پاس تیل ہوگا، اُس سے خرید لینا اور اُس سے بھاؤ تاؤ نہ کرنا۔ اُس کے غلام نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہمارے آگے تو کوئی ایسی منزل نہیں جہاں یہ دوا بیچنے والا کوئی ہو۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، منزل سے پہلے ہی وہ تمہارے سامنے آجائے گا۔

هذا في رواية البحار ، والسيد ابن طاووس في كتاب فرج المهموم : 226 ، والبحراني عنه في كتاب العوالم : 56 ح 1 ، وفي سائر المصادر بدل الحسين (عليه السلام) (الحسن (عليه السلام) وكلاهما نور واحد (صلوات الله وسلامه عليهما).

إلى مكة سنة ماشياً ، فورمت قدماه ، فقال له بعض مواليه : لو ركبت ليسكن عنك هذا الورم ، فقال : كلا ، إذا أتينا هذا المنزل فإنه يستقبلك أسود ومعه دهن فاشتره منه ولا تماكسه ، فقال له مولاه : بأبي أنت وأمي ، ما قدّمنا منزل فيه أحد يبيع هذا الدواء ، فقال : بلى ، أمامك دون المنزل.

فسار ميلا فإذا هو بالأسود ، فقال الحسين لمولاه : دونك الرجل فخذ منه الدهن ، فأخذ منه الدهن وأعطاه الثمن ، فقال له الغلام : لمن أردت هذا الدهن ؟

چنانچہ ایک میل چلنے کے بعد وہی حبشی نظر آگیا۔ امام حسین (علیہ السلام) نے اپنے غلام سے فرمایا: یہ رہا وہ آدمی، اُس سے تیل لے لو۔ چنانچہ اُس نے اُس سے تیل لیا اور اُسے قیمت ادا کی۔ اُس غلام (حبشی) نے پوچھا: یہ تیل تم کس کے لیے لے رہے ہو؟

فقال : للحسين بن علي (عليهما السلام) ، فقال : انطلق بنا إليه ، فصار الأسود نحوه فقال : يا ابن رسول الله ، إني مولاك ، لا آخذ له ثمناً ، ولكن ادع الله أن يرزقني ولداً ذكراً سوياً يحبكم أهل البيت ، فإني خلّفت امرأتي تمخض ، فقال : انطلق إلى منزلك فإن الله قد وهب لك ولداً ذكراً سويّاً. فولدت غلاماً سوياً ، ثم رجع الأسود إلى الحسين ودعا له بالخير لولادة الغلام له ، ثم إن الحسين (عليه السلام) قد مسح رجليه فما قام من موضعه حتى زال ذلك الورم [2]

اُس نے کہا: حسین بن علی (علیہما السلام) کے لیے۔ حبشی نے کہا: مجھے بھی اپنے ساتھ اُن کے پاس لے چلو۔ چنانچہ وہ حبشی امام کی طرف بڑھا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ! میں آپ کا غلام ہوں، میں اِس کی قیمت نہیں لوں گا، لیکن اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے ایک صحیح و سالم بیٹا عطا فرمائے جو آپ اہلِ بیت سے محبت کرنے والا ہو، کیونکہ میں اپنی بیوی کو دردِ زہ کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اپنے گھر جاؤ، اللہ نے تمہیں ایک صحیح و سالم بیٹا عطا کر دیا ہے۔ چنانچہ اُس کے ہاں صحیح سالم بیٹا پیدا ہوا۔ پھر وہ حبشی امام حسین (علیہ السلام) کے پاس واپس آیا اور بیٹے کی پیدائش پر آپ کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔ پھر امام حسین (علیہ السلام) نے اپنے پاؤں پر ہاتھ پھیرا تو آپ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے کہ وہ ورم دور ہو چکا تھا (۲)۔

دلائل الإمامة ، الحميري : 172 ح 24 ، الكافي ، الكليني : 1/463 ح 2 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/185 ح 13.

.

وروى إبراهيم الرافعي ، عن أبيه ، عن جدّه ، قال : رأيت الحسن والحسين (عليهما السلام) يمشيان إلى الحج ، فلم يمرّا برجل راكب إلاّ نزل يمشي ، فثقل ذلك على بعضهم ، فقالوا لسعد بن أبي وقاص : قد ثقل علينا المشي ، ولا نستحسن أن نركب وهذان السيدان يمشيان ، فقال سعد للحسن : يا أبا محمد ، إن المشي قد ثقل على جماعة ممن معك ، والناس إذا رأوكما تمشيان لم تطب أنفسهم أن يركبوا فلو

ابراہیم الرافعی نے اپنے والد سے، اُنہوں نے اپنے دادا سے روایت کی، وہ کہتے ہیں: میں نے حسن اور حسین (علیہما السلام) کو حج کی طرف پیدل جاتے دیکھا۔ راستے میں جس سوار آدمی کے پاس سے بھی وہ گزرتے، وہ سواری سے اتر کر پیدل چلنے لگتا۔ یہ بات بعض لوگوں پر گراں گزری تو اُنہوں نے سعد بن ابی وقاص سے کہا: ہم پر پیدل چلنا بھاری پڑ رہا ہے، لیکن یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سوار ہو جائیں جبکہ یہ دونوں سردار پیدل چل رہے ہیں۔ سعد نے حسن (علیہ السلام) سے کہا: اے ابو محمد! آپ کے ساتھ آنے والی ایک جماعت پر پیدل چلنا گراں گزر رہا ہے، اور لوگ جب آپ دونوں کو پیدل چلتے دیکھتے ہیں تو اُن کا دل نہیں مانتا کہ وہ سوار ہوں، تو اگر

ركبتما ، فقال الحسن (عليه السلام) : لا نركب ، قد جعلنا على أنفسنا المشي إلى بيت الله الحرام على أقدامنا ، ولكنّا نتنكّب عن الطريق ، فأخذا جانباً من الناس [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/128 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 43/276 ح 46.

.

آپ دونوں سوار ہو جائیں (تو بہتر ہو)۔ امام حسن (علیہ السلام) نے فرمایا: ہم سوار نہیں ہوں گے، ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ بیت اللہ الحرام تک اپنے قدموں پر پیدل چلیں گے، البتہ ہم راستے کے ایک کنارے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں لوگوں سے ہٹ کر ایک جانب چلنے لگے (۱)۔

وقال عبدالله بن عبيد أبو عمير : لقد حجَّ الحسين بن علي (عليهما السلام) خمساً وعشرين حجّة ماشياً وإن النجائب لتقاد معه [2]

مناقب آل أبي طالب : 4/69 ، عنه بحار الأنوار : 44/192 ح 5.

.

عبداللہ بن عبید ابو عمیر کہتے ہیں: امام حسین بن علی (علیہما السلام) نے پچیس مرتبہ پیدل حج کیا، جبکہ عمدہ سواریاں آپ کے ساتھ ساتھ لائی جاتی تھیں (۲)۔

وذكر ابن عبد ربه في كتاب العقد الفريد أنه قيل لعلي بن الحسين (عليهما السلام) : ما أقلّ ولد أبيك! فقال : العجب كيف ولدت له كان يصلّي في اليوم والليلة ألف ركعة [3]

العقد الفريد : 3/126 ، تأريخ اليعقوبي : 2/247 ، بحار الأنوار : 44/196 ح 10.

. وقيل للحسين (عليه السلام) : ما أعظم خوفك من ربك! قال : لا يأمن يوم القيامة إلاّ من خاف الله في الدنيا [4]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/224.

.

ابن عبد ربہ نے کتاب العقد الفرید میں ذکر کیا ہے کہ امام علی بن حسین (علیہما السلام) سے کہا گیا: آپ کے والد کی اولاد کتنی کم تھی! آپ نے فرمایا: تعجب تو یہ ہے کہ میں کیسے پیدا ہوا، جبکہ وہ دن رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے (۳)۔ اور امام حسین (علیہ السلام) سے کہا گیا: آپ اپنے رب سے کتنا زیادہ خوف رکھتے ہیں! آپ نے فرمایا: قیامت کے دن وہی امن میں ہوگا جس نے دنیا میں اللہ سے خوف کیا ہو (۴)۔

ومما روي في كرامات سيد الشهداء (عليه السلام) ما رواه ابن شهر آشوب عن زرارة بن أعين ، قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يحدّث عن آبائه (عليهم السلام) أن مريضاً شديد الحمّى عاده الحسين (عليه السلام) ، فلمّا دخل من باب الدار طارت الحمّى عن الرجل ، فقال له : رضيت بما أوتيتم به حقاً حقاً والحمّى تهرب عنكم ، فقال له الحسين (عليه السلام) : والله ما خلق الله شيئاً إلاّ وقد أمره بالطاعة لنا ، قال : فإذا نحن نسمع الصوت ولا نرى الشخص يقول : لبّيك ، قال : أليس أمير المؤمنين أمرك أن لا تقربي إلاّ عدوّاً أو مذنباً لكي تكوني كفارة لذنوبه ؟ فما بال هذا ؟ فكان المريض عبدالله بن شداد بن الهاد الليثي [5]

بحار الأنوار : 44/183 ح 8 ، عن مناقب آل أبي طالب : 3/210 ، ورواه الكشي في رجاله : 1/299.

.

سید الشہداء (علیہ السلام) کی کرامات میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو ابن شہر آشوب نے زرارہ بن اعین سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو اپنے آباء (علیہم السلام) سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ایک شخص کو شدید بخار تھا، امام حسین (علیہ السلام) اُس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ جب آپ گھر کے دروازے سے داخل ہوئے تو بخار اُس شخص سے اُتر گیا۔ اُس نے کہا: میں راضی ہو گیا کہ جو کچھ آپ کو حقیقتاً عطا کیا گیا ہے وہ سچ ہے، دیکھو بخار تم سے بھاگ رہا ہے۔ امام حسین (علیہ السلام) نے اُس سے فرمایا: خدا کی قسم! اللہ نے کوئی چیز پیدا نہیں کی مگر اُسے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: ہم آواز سنتے تھے لیکن کسی شخص کو دیکھتے نہ تھے، وہ کہہ رہی تھی: لبیک۔ آپ نے فرمایا: کیا امیر المومنین (علیہ السلام) نے تمہیں یہ حکم نہیں دیا تھا کہ تم صرف کسی دشمن یا گنہگار کے قریب جاؤ تاکہ تم اُس کے گناہوں کا کفارہ بن سکو؟ پھر اِس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ چنانچہ یہ مریض عبداللہ بن شداد بن الہاد لیثی تھے (۵)۔

وعن صالح بن ميثم قال : دخلت أنا وعباية الأسدي على حبابة الوالبية فقال لها : هذا ابن أخيك ميثم ، قالت : ابن أخي والله حقاً ، ألا أحدِّثكم بحديث عن

الحسين بن علي (عليهما السلام) ؟ فقلت : بلى ، قالت : دخلت عليه وسلَّمت فردَّ السلام ورحبَّ ، ثم قال : ما بطَّأ بك عن زيارتنا والتسليم علينا يا حبابة ؟ قلت : ما بطَّأني عنك إلاَّ علة عرضت ، قال : وما هي ؟ قالت : فكشفت خماري عن برص ، قالت : فلم يزل يدعو حتى رفع يده وقد كشف الله ذلك البرص ، ثم قال : يا حبابة ، إنه ليس أحد على ملة إبراهيم في هذه الأمة غيرنا وغير شيعتنا ، ومن سواهم منها براء [1]

بحار الأنوار : 44/186 ح 15.

.

صالح بن میثم سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور عبایہ اسدی، حبابہ والبیہ کے پاس گئے۔ عبایہ نے اُن سے کہا: یہ میثم کا بھتیجا ہے۔ اُنہوں نے کہا: خدا کی قسم! یہ واقعی میرا بھتیجا ہے۔ کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں

امام حسین بن علی (علیہما السلام) کے بارے میں؟ میں نے کہا: ضرور سنائیے۔ اُنہوں نے کہا: میں امام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا، پھر فرمایا: اے حبابہ! تمہیں ہماری زیارت اور ہمیں سلام کرنے سے کس چیز نے روکے رکھا؟ میں نے عرض کیا: مجھے آپ کے پاس آنے سے صرف ایک بیماری نے روکا۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا: میں نے اپنی اوڑھنی ہٹا کر برص (کوڑھ) کا داغ دکھایا۔ کہتی ہیں: آپ برابر دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ اپنے ہاتھ اٹھائے اور اللہ نے وہ برص دور کر دیا۔ پھر فرمایا: اے حبابہ! اِس امت میں ہمارے اور ہمارے شیعوں کے سوا کوئی بھی ملتِ ابراہیم پر نہیں ہے، اور اِن کے سوا باقی سب اُس سے بری (لاتعلق) ہیں (۱)۔

وفي عيون المعجزات للمرتضى رحمه الله : عن الصادق (عليه السلام) ، عن أبيه ، عن جدّه (عليهما السلام) قال : جاء أهل الكوفة إلى علي (عليه السلام) فشكوا إليه إمساك المطر ، وقالوا له : استسق لنا ، فقال للحسين (عليه السلام) : قم واستسق ، فقام وحمد الله وأثنى عليه ، وصلَّى على النبي (صلى الله عليه وآله) وقال : اللهم معطي الخيرات ، ومنزل البركات ، أرسل السماء علينا مدراراً ، واسقنا غيثاً مغزاراً ، واسعاً ، غدقاً ، مجللا سحّاً ، سفوحاً ، فجاجاً ، تنفّس به الضعف من عبادك ، وتحيي به الميت من بلادك ، آمين رب العالمين.

فما فرغ (عليه السلام) من دعائه حتى غاث الله تعالى غيثاً بغتة ، وأقبل أعرابي من بعض نواحي الكوفة فقال : تركت الأودية والآكام يموج بعضها في بعض [2]

بحار الأنوار : 44/187 ح 16 ، عيون المعجزات ، حسين بن عبد الوهاب : 56.

.

عیون المعجزات از سید مرتضیٰ رحمہ اللہ میں ہے: امام صادق (علیہ السلام) اپنے والد سے، وہ اپنے دادا (علیہما السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ کوفہ حضرت علی (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے رک جانے کی شکایت کی، اور عرض کیا: ہمارے لیے بارش طلب کیجیے۔ آپ نے امام حسین (علیہ السلام) سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ اور بارش طلب کرو۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر درود بھیجا، پھر فرمایا: اے اللہ! اے خیرات عطا کرنے والے اور برکتیں نازل کرنے والے، ہم پر مسلسل بارش برسا، اور ہمیں فراوان، وسیع، گھنی، چھا جانے والی، موسلادھار، بہتی ہوئی اور ہر گھاٹی میں پھیل جانے والی بارش سے سیراب فرما، جس سے تیرے کمزور بندے سکون پائیں اور جس سے تُو اپنے شہروں کی مردہ زمین کو زندہ کر دے، اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہماری دعا قبول فرما۔

ابھی آپ (علیہ السلام) دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اچانک زوردار بارش برسا دی، اور کوفہ کے کسی گوشے سے ایک بدو آیا اور کہنے لگا: میں وادیوں اور ٹیلوں کو اِس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ سیلاب ایک دوسرے میں موجزن ہو رہے ہیں (۲)۔

وروي في بعض الكتب المعتبرة عن الطبري ، عن طاووس اليماني أن الحسين ابن علي (عليهما السلام) كان إذا جلس في المكان المظلم يهتدي إليه الناس ببياض جبينه ونحره ، فإن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان كثيراً ما يقبِّل جبينه ونحره ، وإن جبرئيل (عليه السلام) نزل يوماً فوجد الزهراء (عليها السلام) نائمة ، والحسين في مهده يبكي ، فجعل يناغيه ويسلّيه حتى استيقظت ، فسمعت صوت من يناغيه ، فالتفتت فلم تر أحداً ، فأخبرها النبي (صلى الله عليه وآله) أنه كان جبرئيل (عليه السلام) [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/187 ـ 188.

.

بعض معتبر کتابوں میں طبری سے، اور وہ طاؤس یمانی سے روایت کرتے ہیں کہ امام حسین بن علی (علیہما السلام) جب کسی تاریک مقام میں بیٹھتے تو لوگ آپ کی پیشانی اور سینے کی سفیدی سے آپ تک راستہ پا لیتے تھے، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اکثر آپ کی پیشانی اور سینے کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور ایک دن جبرئیل (علیہ السلام) نازل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت زہرا (علیہا السلام) سوئی ہوئی ہیں اور امام حسین (علیہ السلام) اپنے گہوارے میں رو رہے ہیں، تو وہ اُنہیں پیار سے بہلانے اور چپ کرانے لگے، یہاں تک کہ حضرت زہرا (علیہا السلام) بیدار ہو گئیں۔ اُنہوں نے کسی کے بہلانے کی آواز سنی، مڑ کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اُنہیں بتایا کہ وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے (۳)۔

قال ابن الجوزي في كتاب المنتظم : وورد في هذه السنة من واسط خبر عجيب ، جاء به كتاب ابن وهبان الواسطي ، يذكر قصة عجيبة وهي : أن امرأة عندهم في نهر الفصيلي أصابها الجذام حتى أسقط أنفها وشفتيها وأصابع يديها ورجليها ، وجافت ريحها ، وتأذّى أهلها بها ، فأخرجها زوجها وولدها إلى ظاهر المحلة على شوط منها ، وعملوا لها كوخا ، فكانت فيه ، ولا يمكن الاجتياز بها من نتن ريحها ، وإنما كان ولدها يأتيها برغيفين يرميهما إليها ، فجاء يوماً فقالت له : يا بنيّ ، بالله قف حتى أبصرك ، وجئني بجرعة ماء أشربها ، فلم يفعل وهرب.

ابن الجوزی نے کتاب "المنتظم" میں کہا ہے: اِسی سال واسط سے ایک عجیب خبر موصول ہوئی، جو ابن وہبان واسطی کے خط میں درج تھی، جس میں ایک عجیب قصہ بیان کیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے: اُن کے ہاں نہر فصیلی میں ایک عورت رہتی تھی، جسے جذام (کوڑھ) کی بیماری لاحق ہو گئی، یہاں تک کہ اُس کی ناک، ہونٹ اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں گر گئیں، اور اُس کی بدبو ناقابلِ برداشت ہو گئی، اور اُس کے گھر والے اُس سے تکلیف اٹھانے لگے، چنانچہ اُس کے شوہر اور بیٹے نے اُسے محلے سے باہر، کچھ فاصلے پر لے جا کر ایک جھونپڑی بنا دی، اور وہ اُس میں رہنے لگی۔ اُس کی بدبو کی شدت کی وجہ سے اُس کے پاس سے گزرنا ممکن نہ تھا، صرف اُس کا بیٹا اُس کے لیے دو روٹیاں لے کر آتا اور اُسے پھینک دیتا۔ ایک دن وہ آیا تو اُس نے کہا: بیٹا! خدا کے واسطے ذرا ٹھہرو تاکہ میں تمہیں دیکھ سکوں، اور میرے لیے ایک گھونٹ پانی لے آؤ جسے میں پی سکوں۔ لیکن اُس نے ایسا نہ کیا اور بھاگ گیا۔

وكان قريباً من الموضع جوية ماء الكتان فحملها العطش على قصدها ، فتحاملت فوقعت عندها فأغمي عليها ، فذكرت بعد إفاقتها أنها رأت رجلين وامرأتين جلوساً عندها ، فأخرجوا لها قرصين عليهما ورقة خضراء ، وجاءوها بكراز فيه ماء ، وقالوا لها : كلي من هذا الخبز واشربي من هذا الماء ، قال : فكلّما أكلت عاد القرص كما كان إلى أن شبعت ، وشربت من الكراز ماء لم أشرب قط ألذ منه ، فقلت : يا سادتي ، من أنتم ؟ فقال أحدهم : أنا الحسن وهذا الحسين وهذه خديجة الكبرى وهذه فاطمة الزهراء ، ثم أمرّ الحسن يده على صدري ووجهي والحسين يده على ظهري ، فعادت شفتاي وأنفي ونبتت أصابعي ، وأقاموني فسقط مني نحو ثلثين كهيئة صدف السمك ، فأقبل الناس من البلاد لمشاهدتها والتبرك بها [1]

اُس جگہ کے قریب ہی "جوئے ماء الکتان" (کتان کے پانی کی نالی) تھی، پیاس نے اُسے مجبور کر دیا کہ وہ اُس کا رخ کرے، چنانچہ وہ مشقت سے چلی اور وہاں پہنچ کر بیہوش ہو گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد اُس نے بتایا کہ اُس نے دو مرد اور دو عورتیں اپنے پاس بیٹھے دیکھے، اُنہوں نے اُس کے لیے دو روٹیاں نکالیں جن پر ایک سبزپتہ رکھا تھا، اور ایک کوزہ لائے جس میں پانی تھا، اور اُس سے کہا: اِس روٹی میں سے کھاؤ اور اِس پانی میں سے پیو۔ اُس نے کہا: میں جتنا کھاتی، روٹی ویسے کی ویسے دوبارہ ہو جاتی، یہاں تک کہ میں سیر ہو گئی، اور میں نے کوزے سے ایسا پانی پیا جس سے زیادہ لذیذ پانی میں نے کبھی نہیں پیا تھا۔ میں نے کہا: اے میرے سردارو! آپ کون ہیں؟ اُن میں سے ایک نے کہا: میں حسن ہوں، یہ حسین ہیں، یہ خدیجہ کبریٰ ہیں اور یہ فاطمہ زہرا ہیں۔ پھر حسن (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ میرے سینے اور چہرے پر پھیرا، اور حسین (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر پھیرا، تو میرے ہونٹ اور ناک واپس آ گئے اور میری انگلیاں دوبارہ اُگ آئیں۔ پھر اُنہوں نے مجھے کھڑا کیا تو مجھ سے مچھلی کے چھلکوں جیسے تقریباً تیس ٹکڑے گر پڑے۔ چنانچہ لوگ دور دور سے اُسے دیکھنے اور اُس سے تبرک حاصل کرنے کے لیے آنے لگے (۱)۔

ومن كرامات الحسين (عليه السلام) ما رواه ابن عساكر بإسناده عن عبدالله بن جعفر ، عن أبي عون ، قال : لما خرج الحسين بن علي (عليهما السلام) من المدينة يريد مكة مرَّ بابن مطيع وهو يحفر بئره ، فقال له : أين فداك أبي وأمي ؟ قال : أردت مكة ، قال :

وذكر له أنه كتب إليه شيعته بها ، فقال له ابن مطيع : أين فداك أبي وأمي ؟ متّعنا بنفسك ولا تسر إليهم ، فأبى حسين (عليه السلام) ، فقال له ابن مطيع : إن بئري هذه قد رشحتها ، وهذا اليوم أو ان ما خرج إلينا في الدلو شيء من ماء ، فلو دعوت الله لنا فيها بالبركة ، قال : هات من مائها ، فأتى من مائها في الدلو ، فشرب منه ثم تمضمض ثم ردَّه في البئر ، فأعذب وأمهى ، ثم ودّعه وسار إلى مكة [1]

امام حسین (علیہ السلام) کی کرامات میں سے ایک وہ ہے جسے ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن جعفر سے، وہ ابو عون سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: جب حسین بن علی (علیہما السلام) مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے تو ابن مطیع کے پاس سے گزرے، جو اپنا کنواں کھود رہا تھا۔ اُس نے آپ سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: مکہ کا ارادہ ہے۔ اُس نے کہا:

اور اُس نے آپ کو بتایا کہ اُس کے پاس مکہ کے شیعوں نے خط لکھا ہے، تو ابن مطیع نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہمیں اپنی زیارت سے فیضیاب فرمائیے اور اُن کی طرف نہ جائیے۔ لیکن حسین (علیہ السلام) نے انکار کیا۔ ابن مطیع نے کہا: میرا یہ کنواں ابھی رِسنا شروع ہوا ہے، اور آج ہی وہ دن ہے کہ ڈول میں تھوڑا سا پانی نکلنا شروع ہوا ہے، اگر آپ ہمارے لیے اِس میں برکت کی دعا فرما دیں (تو بہتر ہوگا)۔ آپ نے فرمایا: اِس کا پانی لاؤ۔ چنانچہ ڈول میں اُس کا پانی لایا گیا، آپ نے اُس میں سے پیا، پھر کلی کی، پھر اُسے کنویں میں واپس ڈال دیا، تو وہ (پانی) میٹھا اور زیادہ ہو گیا۔ پھر آپ نے اُسے الوداع کہا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے (۱)۔

المنتظم في تاريخ الملوك والأمم ، ابن الجوزي : 9/568 ـ 569.

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/182 ، الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 5/144 ـ 145.

نعم سار إلى مكّة ولكن بأية حال سار (عليه السلام) ، يُروى عن سكينة أنها قالت ـ كما روي عنها ـ : خرجنا من المدينة في ليلة مظلمة ، ذات رعد وبرق ، حتى خلنا أنَّ السماء أُطبقت على الأرض [2]

جی ہاں، آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے، لیکن کس حال میں روانہ ہوئے (علیہ السلام)! سکینہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا– جیسا کہ اُن سے روایت کیا گیا ہے–: ہم مدینہ سے ایک تاریک رات میں نکلے، جس میں گرج چمک تھی، یہاں تک کہ ہمیں لگا کہ آسمان زمین پر آگرا ہے (۲)۔

سعادة الدارين فيما يتعلّق بالإمام الحسين (عليه السلام) ، الشيخ حسين البلادي القديحي : 93.

.

نعم خرج الحسين (عليه السلام) من المدينة إلى مكة ، ولكن ترك ا لدار موحشة بعدما كانت مزهرة بنور وجهه المضي ، ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

جی ہاں، حسین (علیہ السلام) مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے، لیکن گھر کو ویران چھوڑ گئے، جبکہ وہ آپ کے روشن چہرے کے نور سے مہکتا تھا۔ اللہ بھلا کرے حجت الشیخ علی الجشی رحمہ اللہ کا، کہ وہ فرماتے ہیں:

هذي ربوعُ محمَّد عَرَصَاتُها قد أقفرت واستوحشت أعلامُها
خرج الحسينُ خروجَ موسى خائفاً مترقِّباً ما أضمرته لِئَامُها
فتعاهدت في حِفْظِ ذِمَّةِ أحمد ساداتُ أنصارِ الإلهِ كرامُها
حتى إذا ضربوا القبابَ وطُرِّزت بالسُّمْرِ والبيضِ الرِّقَاقِ خيامُها
قامت تحوطُ المحصناتِ كأنَّها أُسْدٌ وهاتيك القبابُ أُجَامُها
فأتت جُيُوشُ أميَّةٍ ترجو بأَنْ يُعْطِي المذلَّةَ والقِيَادَ همامُها
فأبى أبيُّ الضيمِ إلاَّ أَنْ تُرَى شَعْوَاءُ يَلْحَقُ بالنجومِ قَتَامُها
فهناك بان من الكِرَامِ حِفَاظُها وَلَظَى الحروبِ قد استطار ضَرَامُها
قومٌ إذا عَبَسَ المنونُ تهلَّلَتْ تلك الْوُجُوهُ ولم تَطِشْ أحلامُها

یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے دیار ہیں، جن کے صحن
ویران ہو چکے اور جن کے نشان وحشت زدہ ہو گئے
حسین (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح
خوفزدہ ہو کر نکلے
اِس انتظار میں کہ کمینے لوگ دل میں کیا چھپائے بیٹھے
ہیں
چنانچہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذمہ داری کی
پاسداری میں
اللہ کے مددگاروں کے سردار اور معزز افراد نے عہد
باندھا
یہاں تک کہ جب اُنہوں نے خیمے نصب کیے
اور اُن کے خیموں کو نیزوں اور باریک تلواروں سے
مزین کر دیا
وہ پاکدامن خواتین کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو
گئے، گویا وہ
شیر ہیں اور یہ خیمے اُن کے بیشے (جھاڑیوں کے
ٹھکانے) ہیں
پھر بنی امیہ کے لشکر آئے اِس اُمید پر کہ
اُن کا سردار ذلت اور اطاعت قبول کر لے گا
مگر ظلم سے انکار کرنے والے نے انکار کر دیا اور بس
یہی چاہا
کہ ایسی پھیلی ہوئی جنگ برپا ہو جس کا غبار ستاروں
تک جا پہنچے
وہیں معزز لوگوں کی حمیت و غیرت ظاہر ہوئی
اور جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے
وہ ایسے لوگ تھے کہ جب موت نے تیوری چڑھائی

تو اُن کے چہرے کھل اٹھے اور اُن کی عقلیں پریشان نہ ہوئیں

يتسابقون لِوِردِ مَشْرَعَةِ الرَّدَى فكأنَّما قَطَعَ الحياةَ مَرَامُها [1]

ديوان العلامة الجشي : 132.

وہ موت کے گھاٹ پر پہنچنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے تھے گویا زندگی کی تمنا ہی نے اُن کی زندگی کاٹ دی تھی

(۱)

المجلس الأول ، من اليوم الرابع

كتب أهل الكوفة إلى الإمام الحسين (عليه السلام)

وندبه مسلم بن عقيل (عليه السلام) إليهم

جاء في الزيارة الناحية الشريفة : السلامُ عليكَ ، سلامَ العارفِ بُحرْمَتِك ، المُخلِصِ في ولايتِكَ ، المتقرِّبِ إلى الله بمحبَّتِكَ ، البري من أعدائِكَ ، سَلامَ مَنْ قَلبُه بمُصابِك مقروحٌ ، ودمعُه عند ذِكرك مسفوحٌ ، سلامَ المفجوعِ المحزونِ ، الوالَهِ المستكينِ ، سلامَ مَنْ لو كان معك بالطفوفِ لو قاك بنفسهِ حَدَّ السيوفِ ، وَبذلَ حُشَاشَته دونَكَ للحُتوف ، وجاهدَ بينَ يديك ، ونَصرك على من بغى عليك ، وفداك بروحهِ وجسدهِ ، وماله وولدهِ ، وروحُهُ لروحِك فداءٌ ، وأهلُه لأهلكِ وقاء ، فلئن أخَّرتني الدهورُ ، وعاقني عن نَصرك المقدورُ ، ولم أكن لمن حاربك محارباً ، ولمن نَصب لك العداوةَ مُناصباً ، فلأندبنَّكَ صباحاً ومساءً ، ولأبكينَّ عليك بَدلَ الدموع دَماً ، حسرةً عليك ، وتأسُّفاً على مَا دَهاك وتلهُّفاً ، حتى أموت بلوعةِ المُصابِ ، وغُصَّةِ الاكتئاب [2]

المزار ، المشهدي : 500 ـ 501.

.

پہلا مجلس، چوتھے دن کا کوفہ والوں نے امام حسین (علیہ السلام) کو خط لکھا اور مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کو اُن کی طرف بھیجنے کے لیے پکارا

زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں آیا ہے: سلام ہو آپ پر، اُس شخص کے سلام کی طرح جو آپ کی حرمت کا عارف ہو، آپ کی ولایت میں مخلص ہو، آپ کی محبت کے ذریعے اللہ سے تقرب چاہتا ہو، آپ کے دشمنوں سے بری الذمہ ہو، اُس شخص کا سلام جس کا دل آپ کے مصائب سے زخمی ہو، اور جس کے آنسو آپ کے ذکر پر بہہ نکلیں، اُس مصیبت زدہ، غمگین، بے قرار اور عاجز کا سلام، اُس شخص کا سلام جو اگر آپ کے ساتھ سرزمینِ طفوف میں ہوتا تو اپنی جان سے تلواروں کی دھار سے آپ کو بچاتا، اور آپ کی خاطر اپنی جان کا آخری قطرہ بھی نچھاور کر دیتا، اور آپ کے سامنے جہاد کرتا، اور جس نے آپ پر ظلم کیا اُس کے مقابلے میں آپ کی مدد کرتا، اور اپنی جان و جسم اور مال و اولاد سے آپ پر فدا ہوتا، اور اُس کی روح آپ کی روح پر قربان اور اُس کے اہل و عیال آپ کے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے وقف ہوتے۔ پس اگر زمانوں نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا اور تقدیر نے مجھے آپ کی مدد سے روک دیا، اور میں اُن کے خلاف جنگ نہ کر سکا جنہوں نے آپ سے جنگ کی اور اُن کا مقابلہ نہ کر سکا جنہوں نے آپ سے دشمنی مول لی، تو میں صبح و شام آپ پر نوحہ کروں گا، اور آنسوؤں کے بجائے خون کے آنسو روؤں گا، آپ پر حسرت کرتے ہوئے اور جو کچھ آپ پر گزری اُس پر افسوس اور رنج کرتے ہوئے، یہاں تک کہ مصیبت کے غم اور اندوہ کی گھٹن میں مر جاؤں (۲)۔

قال الراوي : وبلغ أهل الكوفة هلاك معاوية ، فأرجفوا بيزيد ، وعرفوا خبر الحسين (عليه السلام) وامتناعه من بيعته ، وما كان من أمر ابن الزبير في ذلك ، وخروجهما إلى مكة ، فاجتمعت الشيعة بالكوفة في منزل سليمان بن صرد الخزاعي ، فذكروا هلاك معاوية فحمدوا الله وأثنوا عليه ، فقال سليمان : إن معاوية قد هلك ، وإن

راوی کہتے ہیں: کوفہ والوں کو معاویہ کی ہلاکت کی خبر پہنچی، تو اُنہوں نے یزید کے بارے میں افواہیں پھیلائیں، اور اُنہیں امام حسین (علیہ السلام) کی خبر اور اُن کے بیعت سے انکار کا علم ہوا، اور اِس سلسلے میں ابن زبیر کے معاملے کا بھی، اور دونوں کے مکہ کی طرف نکلنے کا بھی۔ چنانچہ کوفہ میں شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر جمع ہوئے، اُنہوں نے معاویہ کی ہلاکت کا ذکر کیا تو اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر سلیمان نے کہا: معاویہ ہلاک ہو چکا ہے، اور

حسيناً قد نقض على القوم بيعته ، وقد خرج إلى مكة ، وأنتم شيعته وشيعة أبيه ، فإن كنتم تعلمون أنكم ناصروه ومجاهدو عدوِّه فاكتبوا إليه ، وإن خفتم الفشل والوهن فلا تغرّوا الرجل في نفسه ، قالوا : لا ، بل نقاتل عدوَّه ، ونقتل أنفسنا دونه ، فاكتبوا إليه.

حسین (علیہ السلام) نے قوم کے خلاف اپنی بیعت توڑ دی ہے، اور وہ مکہ کی طرف نکل چکے ہیں، اور تم اُن کے اور اُن کے والد کے شیعہ ہو۔ پس اگر تمہیں معلوم ہے کہ تم اُن کی مدد کرنے والے اور اُن کے دشمن سے جہاد کرنے والے ہو تو اُنہیں خط لکھو، اور اگر تمہیں کمزوری اور سستی کا خدشہ ہے تو اِس شخص کو اپنے بارے میں دھوکے میں نہ ڈالو۔ اُنہوں نے کہا: نہیں، بلکہ ہم اُن کے دشمن سے جنگ کریں گے اور اُن کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں گے، پس اُنہیں خط لکھو۔

فكتبوا إليه : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، للحسين بن علي (عليه السلام) من سليمان بن صرد والمسيَّب بن نجبة ورفاعة بن شدّاد البجلي وحبيب بن مظاهر وشيعته المؤمنين والمسلمين من أهل الكوفة ، سلام عليك ، فإنّا نحمد إليك الله الذي لا إله إلاّ هو ، أمّا بعد فالحمد لله الذي قصم عدوَّك الجبار العنيد ، الذي انتزى على هذه الأمة فابتزَّها أمرها ، وغصبها فيئها ، وتأمَّر عليها بغير رضى منها ، ثم قتل خيارها واستبقى شرارها ، وجعل مال الله دولة بين جبابرتها وأغنيائها ، فبعداً له كما بعدت ثمود ، إنّه ليس علينا إمام فأقبل لعلَّ الله أن يجمعنا بك على الحق ، والنعمان بن بشير في قصر الإمارة ، لسنا نجتمع معه في جمعة ، ولا نخرج معه إلى عيد ، ولو قد بلغنا أنك قد أقبلت إلينا أخرجناه حتى نلحقه بالشام إن شاء الله.

چنانچہ اُنہوں نے اُنہیں یہ خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین بن علی (علیہ السلام) کی طرف، سلیمان بن صرد اور مسیَب بن نجبہ اور رفاعہ بن شداد بجلی اور حبیب بن مظاہر اور کوفہ کے مومن و مسلمان شیعوں کی جانب سے۔ آپ پر سلام ہو، ہم آپ کے حضور اُس اللہ کی حمدبیان کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد: حمد ہے اُس اللہ کے لیے جس نے آپ کے سرکش و ہٹ دھرم دشمن کی کمر توڑدی، جس نے اِس اُمت پر تسلط جما کر اُس کا معاملہ چھین لیا، اُس کا مال فَے غصب کر لیا، اور بغیر اُس کی رضامندی کے اُس پر حکمرانی کر لی، پھر اُس کے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور بدترین لوگوں کو باقی رکھا، اور اللہ کے مال کو اپنے جباروں اور مالداروں کے درمیان گردش کرنے والی دولت بنا دیا۔ پس وہ دور ہو جیسے ثمود دور ہوئی۔ ہمارا کوئی امام نہیں، سو آپ تشریف لائیں، شاید اللہ ہمیں آپ کے ذریعے حق پر جمع کر دے۔ نعمان بن بشیر امارت کے محل میں ہے، ہم نہ اُس کے ساتھ جمعہ پڑھتے ہیں اور نہ عید کے لیے اُس کے ساتھ نکلتے ہیں، اور اگر ہمیں یہ خبر پہنچ جائے کہ آپ ہماری طرف روانہ ہو چکے ہیں تو ہم اُسے نکال باہر کریں گے یہاں تک کہ اُسے شام سے جا ملائیں، اِن شاء اللہ۔

ثم سرَّحوا بالكتاب مع عبدالله بن مسمع الهمداني وعبدالله بن وال وأمروهما بالنَّجَا ، فخرجا مسرعين حتى قدما على الحسين بمكة لعشر مضين من شهر رمضان.

پھر اُنہوں نے یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا اور اُنہیں جلدی کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وہ دونوں تیزی سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ رمضان کے مہینے کی دس تاریخ گزرنے پر مکہ میں حسین (علیہ السلام) کے پاس پہنچے۔

ثم لبث أهل الكوفة يومين بعد تسريحهم بالكتاب ، وأنفذوا قيس بن مسهر الصيداوي وعبد الرحمان بن عبدالله بن شداد الأرحبي وعمارة بن عبدالله السلولي إلى الحسين (عليه السلام) ، ومعهم نحو مائة وخمسين صحيفة من الرجل والاثنين والأربعة.

پھر کوفہ والے خط روانہ کرنے کے دو دن بعد ٹھہرے رہے، اور اُنہوں نے قیس بن مسہر صیداوی اور عبدالرحمن بن عبداللہ بن شداد ارحبی اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کو حسین (علیہ السلام) کی طرف بھیجا، اور اُن کے ساتھ ایک، دو اور چار افراد کی طرف سے تقریباً ڈیڑھ سو خط تھے۔

وقال السيّد عليه الرحمة : وهو مع ذلك يتأبَّى ولا يجيبهم ، فورد عليه في يوم واحد ستمائة كتاب ، وتواترت الكتب حتى اجتمع عنده في نُوَب متفرقة اثنا عشر ألف كتاب.

سیّد (علیہ الرحمہ) نے کہا: اِس کے باوجود آپ (علیہ السلام) ہچکچاتے رہے اور اُنہیں جواب نہ دیا، یہاں تک کہ ایک ہی دن میں آپ کے پاس چھ سو خط آئے، اور خطوط پے در پے آتے رہے یہاں تک کہ مختلف اوقات میں آپ کے پاس بارہ ہزار خط جمع ہو گئے۔

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : ثم لبثوا يومين آخرين وسرَّحوا إليه هانىء بن هانىء السبيعي وسعيد بن عبدالله الحنفي ، وكتبوا إليه : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، إلى الحسين بن علي من شيعته من المؤمنين والمسلمين ، أمّا بعد فحيَّ هلا ، فإن الناس ينتظرونك ، لا رأي لهم غيرك ، فالعجل العجل ، ثم العجل العجل ، والسلام.

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) نے کہا: پھر وہ مزید دو دن ٹھہرے اور اُن کی طرف ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو روانہ کیا، اور اُنہیں یہ خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی کی طرف، اُن کے مومن و مسلمان شیعوں کی جانب سے۔ اما بعد: جلدی کیجیے، جلدی کیجیے، لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، اُن کی نظر میں آپ کے سوا کوئی رائے نہیں، پس جلدی کیجیے، جلدی کیجیے، پھر جلدی کیجیے، جلدی کیجیے، والسلام۔

ثم كتب شبث بن ربعي ، وحجّار بن أبجر ، ويزيد بن الحارث بن رويم ، وعروة بن قيس ، وعمرو بن حجاج الزبيدي ، ومحمد بن عمرو التيمي : أما بعد فقد أخضرَّ الجناب ، وأينعت الثمار ، وأعشبت الأرض ، وأورقت الأشجار ، فإذا شئت فأقبل على جند لك مجندة ، والسلام عليك ورحمة الله وبركاته وعلى أبيك من قبلك.

پھر شبث بن ربعی، اور حجار بن ابجر، اور یزید بن حارث بن رویم، اور عروہ بن قیس، اور عمرو بن حجاج زبیدی، اور محمد بن عمرو تیمی نے لکھا: اما بعد: باغ سرسبز ہو چکا ہے، پھل پک چکے ہیں، زمین ہری بھری ہو چکی ہے، اور درخت پتوں سے لد گئے ہیں۔ پس اگر آپ چاہیں تو ایک تیار لشکر کی طرف تشریف لائیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور آپ سے پہلے آپ کے والد پر بھی۔

وتلاقت الرسل كلها عنده (عليه السلام) ، فقرأ الكتب وسأل الرسل عن الناس ، ثم كتب مع هانىء بن هانىء ، وسعيد بن عبدالله ، وكانا آخر الرسل :

اور تمام قاصد آپ (علیہ السلام) کے پاس پہنچے، تو آپ نے خطوط پڑھے اور قاصدوں سے لوگوں کے بارے میں پوچھا، پھر ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ کے ساتھ، جو قاصدوں میں سب سے آخر میں آئے تھے، یہ خط لکھا:

بسم الله الرّحمن الرّحيم ، من الحسين بن علي إلى الملأ من المؤمنين والمسلمين ، أما بعد فإن هانئاً وسعيداً قدما عليَّ بكتبكم ، وكانا آخر من قدم عليَّ من رسلكم ، وقد فهمت كل الذي أقصصتم وذكرتم ، ومقالة جلّكم أنه ليس علينا إمام ، فأقبل لعلّ الله أن يجمعنا بك على الحق والهدى ، وأنا باعث إليكم أخي وابن عمي وثقتي من أهل بيتي مسلم بن عقيل ، فإن كتب إليَّ بأنه قد اجتمع رأي ملأكم ، وذوي الحجى والفضل منكم ، على مثل ما قدمت به رسلكم وقرأت في كتبكم ، فإني أقدم إليكم وشيكاً إن شاء الله ، فلعمري ما الإمام إلاّ الحاكم بالكتاب ، القائم بالقسط ، الدائن بدين الحق ، الحابس نفسه على ذلك لله ، والسلام.

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی کی طرف سے مومنین و مسلمین کی جماعت کی طرف۔ اما بعد: ہانی اور سعید تمہارے خطوط لے کر میرے پاس آئے، اور یہ دونوں تمہارے قاصدوں میں سب سے آخر میں میرے پاس پہنچنے والے تھے۔ اور میں نے وہ سب کچھ سمجھ لیا جو تم نے بیان کیا اور ذکر کیا، اور تمہاری اکثریت کا یہ کہنا کہ ہمارا کوئی امام نہیں، پس آپ تشریف لائیں، شاید اللہ ہمیں آپ کے ذریعے حق و ہدایت پر جمع کر دے۔ اور میں اپنے بھائی، اپنے چچازاد اور اپنے اہل بیت میں سے اپنے معتمد مسلم بن عقیل کو تمہاری طرف بھیج رہا ہوں۔ پس اگر اُس نے مجھے لکھا کہ تمہاری جماعت کی رائے، اور تم میں سے عقل و فضل رکھنے والوں کی رائے، اُسی پر متفق ہو گئی ہے جو تمہارے قاصدوں نے مجھ تک پہنچایا اور جو تمہارے خطوط میں مَیں نے پڑھا، تو اِن شاء اللہ میں جلد ہی تمہاری طرف روانہ ہوں گا۔ میری جان کی قسم، امام وہی ہے جو کتاب کے مطابق حکم کرے، انصاف پر قائم رہے، دینِ حق کا پابند ہو، اور اپنے آپ کو اللہ کی خاطر اِس پر روکے رکھے، والسلام۔

ودعا الحسين (عليه السلام) مسلم بن عقيل فسرَّحه مع قيس بن مسهر الصيداوي وعمارة بن عبدالله السلولي وعبدالرحمن بن عبدالله الأزدي ، وأمره بالتقوى وكتمان أمره واللطف ، فإن رأى الناس مجتمعين مستوثقين عجَّل إليه بذلك.

اور حسین (علیہ السلام) نے مسلم بن عقیل کو بلایا اور اُنہیں قیس بن مسہر صیداوی اور عمارہ بن عبداللہ سلولی اور عبدالرحمن بن عبداللہ ازدی کے ساتھ روانہ کیا، اور اُنہیں تقویٰ اختیار کرنے، اپنے معاملے کو پوشیدہ رکھنے اور نرمی برتنے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ اگر وہ لوگوں کو متحد اور پختہ عزم پائیں تو اِس کی اطلاع فوراً بھیج دیں۔

فأقبل مسلم (عليه السلام) حتى أتى المدينة ، فصلَّى في مسجد رسول الله (صلى الله عليه وآله) وودَّع من أحبَّ من أهله ، واستأجر دليلين من قيس ، فأقبلا به يتنكّبان الطريق ، فضلاً عن الطريق ، وأصابهما عطش شديد فعجزا عن السير ، فأوماءا له إلى سنن الطريق بعد أن لاح لهم ذلك ، فسلك مسلم ذلك السنن ، ومات الدليلان عطشاً. وساق الحديث إلى أن قال الراوي :

چنانچہ مسلم (علیہ السلام) روانہ ہوئے یہاں تک کہ مدینہ پہنچے، اور مسجدِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) میں نماز ادا کی، اور اپنے اہلِ خانہ میں سے جن سے محبت تھی اُن سے رخصت ہوئے، اور قبیلہ قیس سے دو راہ نما کرائے پر لیے۔ وہ دونوں انہیں لے کر چلے مگر راستے سے ہٹ گئے اور بھٹک گئے، اور انہیں سخت پیاس نے آلیا یہاں تک کہ چلنے سے عاجز ہو گئے۔ پھر جب انہیں سیدھا راستہ دکھائی دیا تو اُنہوں نے اشارے سے مسلم کو اُس کی طرف رہنمائی کی، چنانچہ مسلم اُسی راستے پر چل پڑے، اور دونوں راہ نما پیاس کی شدت سے مر گئے۔ راوی نے حدیث کو آگے بیان کرتے ہوئے کہا:

فأقبل (عليه السلام) حتى مرَّ بماء لطيء فنزل به ثم ارتحل عنه ، فإذا رجل يرمي الصيد ، فنظر إليه قد رمى ظبياً حين أشرف له فصرعه ، فقال مسلم بن عقيل : نقتل عدوَّنا إن شاء الله.

مسلم (علیہ السلام) چلتے رہے یہاں تک کہ قبیلہ طَے کے ایک پانی کے مقام سے گزرے، وہاں کچھ دیر قیام کیا پھر روانہ ہو گئے۔ اسی دوران ایک شخص شکار کھیلتے ہوئے نظر آیا، اُنہوں نے دیکھا کہ اُس نے ایک ہرن پر تیر چلایا جو سامنے آگیا تھا، اور اُسے گرا دیا۔ اِس پر مسلم بن عقیل نے فرمایا: اِن شاء اللہ ہم اپنے دشمن کو (اِسی طرح) قتل کریں گے۔

ثم أقبل (عليه السلام) حتى دخل الكوفة ، فنزل في دار المختار بن أبي عبيدة وهي التي تُدعى اليوم دار مسلم بن المسيب ، وأقبلت الشيعة تختلف إليه ، فكلما اجتمع إليه منهم جماعة قرأ عليهم كتاب الحسين (عليه السلام) وهم يبكون ، وبايعه الناس حتى بايعه منهم ثمانية عشر ألفاً ويأمره بالقدوم ، وجعلت الشيعة تختلف إلى مسلم بن عقيل (عليه السلام) حتى علم بمكانه.

پھر مسلم (علیہ السلام) روانہ ہوئے یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہوئے، اور مختار بن ابی عبیدہ کے گھر میں قیام کیا جسے آج مسلم بن مسیَب کا گھر کہا جاتا ہے۔ شیعہ حضرات جوق در جوق اُن کے پاس آنے لگے، اور جب بھی اُن میں سے کوئی جماعت جمع ہو جاتی تو آپ اُن کے سامنے حسین (علیہ السلام) کا خط پڑھ کر سناتے، اور وہ روتے جاتے۔ لوگوں نے اُن کی بیعت کی یہاں تک کہ اٹھارہ ہزار افراد نے بیعت کر لی اور آپ کو تشریف لانے کی دعوت دی۔ اور شیعہ لوگ مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے پاس آتے جاتے رہے یہاں تک کہ اُن کے ٹھکانے کی خبر (حکومت تک) پہنچ گئی۔

فبلغ النعمان بن بشير ذلك ـ وكان والياً على الكوفة من قبل معاوية فأقرَّه يزيد عليها ـ فصعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ، ثم قال : أمّا بعد ، فاتقوا الله عباد الله ، ولا تُسارعوا إلى الفتنة والفرقة ، فإن فيها تهلك الرجال ، وتسفك الدماء ، وتغصب الأموال ، إني لا أُقاتل من لا يقاتلني ، ولا آتي على من لم يأت عليَّ ، ولا أنبِّه نائمكم ولا أتحرَّش بكم ، ولا آخذ بالقرف ، ولا الظنّة ، ولا التهمة ، ولكنكم إن أبديتم صفحتكم لي ، ونكثتم بيعتكم ، وخالفتم إمامكم ، فوالله الذي لا إله غيره ، لأضربنكم بسيفي ما ثبت قائمه في يدي ، ولو لم يكن لي منكم ناصر ، أما إني أرجو أن يكون من يعرف الحق منكم أكثر ممن يرديه الباطل.

یہ خبر نعمان بن بشیر تک پہنچی – جو معاویہ کی طرف سے کوفہ کا والی تھا اور یزید نے بھی اُسے اُسی منصب پر برقرار رکھا تھا – تو وہ منبر پر چڑھا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر کہا: اما بعد، اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اور فتنہ و انتشار کی طرف جلدی نہ کرو، کیونکہ اِس میں مرد ہلاک ہوتے ہیں، خون بہایا جاتا ہے، اور مال غصب کیا جاتا ہے۔ میں اُس شخص سے نہیں لڑتا جو مجھ سے نہ لڑے، اور اُس پر ہاتھ نہیں اٹھاتا جو مجھ پر ہاتھ نہ اٹھائے، نہ میں تمہارے سوئے ہوئے کو جگاتا ہوں، نہ تمہیں چھیڑتا ہوں، نہ بدگمانی پر پکڑتا ہوں، نہ شک پر، نہ الزام پر۔ لیکن اگر تم نے مجھ سے کھلے عناد کا اظہار کیا، اپنی بیعت توڑی، اور اپنے امام کی مخالفت کی، تو اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمہیں اپنی تلوار سے ماروں گا جب تک اُس کا قبضہ میرے ہاتھ میں مضبوطی سے ٹکا رہے گا، خواہ تم میں سے میرا کوئی مددگار نہ ہو۔ اور مجھے امید ہے کہ تم میں سے حق کو پہچاننے والے، باطل کے فریب میں آنے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

فقام إليه عبدالله بن مسلم بن ربيعة الحضرمي حليف بني أمية فقال له : إنه

اِس پر عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ حضرمی، جو بنی امیہ کا حلیف تھا، کھڑا ہوا اور اُس سے کہا: بے شک

لا يصلح ما ترى إلاّ الغشم ، وهذا الذي أنت عليه فيما بينك وبين عدوِّك رأي المستضعفين ، فقال له النعمان : أن أكون من المستضعفين في طاعة الله أحبُّ إليَّ من أن أكون من الأعزّين في معصية الله ، ثم نزل.

جو صورتِ حال تم دیکھ رہے ہو اُس میں سختی کے سوا کچھ کارگر نہیں، اور تمہارا یہ رویہ جو تم اپنے دشمن کے سامنے اختیار کیے ہوئے ہو، یہ کمزوروں کا طریقہ ہے۔ اِس پر نعمان نے اُس سے کہا: میرے نزدیک اللہ کی اطاعت میں کمزوروں میں شمار ہونا اِس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی میں طاقتوروں میں شمار ہوں۔ پھر وہ منبر سے اتر آیا۔

وخرج عبدالله بن مسلم وكتب إلى يزيد بن معاوية كتاباً : أمَّا بعد فإن مسلم ابن عقيل قد قدم الكوفة وبايعه الشيعة للحسين بن علي بن أبي طالب ، فإن يكن لك في الكوفة حاجة فابعث إليها رجلا قوياً ينفّذ أمرك ، ويعمل مثل عملك في عدوّك ، فإن النعمان بن بشير رجل ضعيف أو هو يتضعَّف ، ثم كتب إليه عمارة بن عقبة بنحو من كتابه ، ثم كتب إليه عمر بن سعد بن أبي وقاص مثل ذلك.

اور عبداللہ بن مسلم باہر نکلا اور یزید بن معاویہ کو ایک خط لکھا: اما بعد، مسلم بن عقیل کوفہ پہنچ چکا ہے اور شیعوں نے حسین بن علی بن ابی طالب کے لیے اُس کی بیعت کر لی ہے۔ پس اگر تمہیں کوفہ میں کوئی ضرورت ہو تو وہاں کسی مضبوط شخص کو بھیجو جو تمہارا حکم نافذ کرے اور تمہارے دشمن کے ساتھ ویسا ہی کرے جیسا تمہارا طریقہ ہے، کیونکہ نعمان بن بشیر ایک کمزور آدمی ہے یا کمزوری اختیار کیے ہوئے ہے۔ پھر عمارہ بن عقبہ نے بھی اُسی مضمون کا خط لکھا، پھر عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی ویسا ہی خط لکھا۔

فلمّا وصلت الكتب إلى يزيد ، دعا سرجون مولى معاوية فقال : ما رأيك ؟ إن الحسين (عليه السلام) قد نفذ إلى الكوفة مسلم بن عقيل يبايع له ، وقد بلغني عن النعمان ضعف وقول سيء فمن ترى أن أستعمل على الكوفة ؟ وكان يزيد عاتباً على عبيدالله بن زياد ، فقال له سرجون : أرأيت لو نُشر لك معاوية حياً ما كنت آخذاً برأيه ؟ قال : بلى ، قال : فأخرج سرجون عهد عبيدالله على الكوفة ، وقال : هذا رأي معاوية ، مات وقد أمر بهذا الكتاب ، فَضُمَّ المصرين إلى عبيدالله ، فقال له يزيد : أفعل ، ابعث بعهد عبيدالله بن زياد إليه.

جب یہ خطوط یزید تک پہنچے تو اُس نے معاویہ کے آزاد کردہ غلام سرجون کو بلایا اور کہا: تمہاری کیا رائے ہے؟ حسین (علیہ السلام) نے مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیج دیا ہے تاکہ وہ اُس کے لیے بیعت لے، اور مجھے نعمان کے بارے میں کمزوری اور نامناسب بات کی خبر ملی ہے۔ تمہاری رائے میں کوفہ پر کسے مقرر کروں؟ اور یزید عبیداللہ بن زیاد سے ناراض تھا۔ سرجون نے اُس سے کہا: بتاؤ اگر معاویہ کو زندہ کر کے تمہارے سامنے لایا جائے تو کیا تم اُس کی رائے پر عمل نہ کرو گے؟ یزید نے کہا: کیوں نہیں۔ سرجون نے کہا: تو پھر (یہ سنو) پھر سرجون نے عبیداللہ کی کوفہ پر تقرری کا پروانہ نکالا اور کہا: یہی معاویہ کی رائے تھی، وہ اِسی حکم نامے کے ساتھ فوت ہوا کہ دونوں شہر (کوفہ و بصرہ) عبیداللہ کے سپرد کر دیے جائیں۔ یزید نے اُس سے کہا: ٹھیک ہے، عبیداللہ بن زیاد کا پروانہ اُس کی طرف بھیج دو۔

ثم دعا مسلم بن عمرو الباهلي وكتب إلى عبيدالله معه : أمّا بعد فإنه كتب إليَّ شيعتي من أهل الكوفة يخبروني أن ابن عقيل فيها ، يجمع الجموع ليشقّ عصا المسلمين ، فسر حين تقرأ كتابي هذا حتى تأتي الكوفة ، فتطلب ابن عقيل طلب الخرزة حتى تثقفه فتوثقه أو تقتله أو تنفيه ، والسلام.

پھر یزید نے مسلم بن عمرو باہلی کو بلایا اور اُس کے ہاتھ عبیداللہ کے نام یہ خط لکھا: اما بعد، اہلِ کوفہ میں سے میرے شیعوں نے مجھے لکھا ہے کہ ابنِ عقیل وہاں موجود ہے، لشکر جمع کر رہا ہے تاکہ مسلمانوں کی صفوں میں پھوٹ ڈالے۔ پس جیسے ہی میرا یہ خط پڑھو، فوراً روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ کوفہ پہنچو، اور ابنِ عقیل کو اُس طرح ڈھونڈو جیسے گمشدہ موتی ڈھونڈا جاتا ہے، یہاں تک کہ اُسے پکڑ لو، پھر یا تو اُسے قید کر لو، یا قتل کر دو، یا جلاوطن کر دو، والسلام۔

وسلَّم إليه عهده على الكوفة ، فخرج مسلم بن عمرو حتى قدم على عبيدالله البصرة ، وأوصل إليه العهد والكتاب ، فأمر عبيدالله بالجهاز من وقته والمسير

والتهيؤ إلى الكوفة من الغد ، ثم خرج من البصرة فاستخلف أخاه عثمان [1]

اور اُسے کوفہ پر تقرری کا پروانہ سونپا۔ چنانچہ مسلم بن عمرو روانہ ہوا یہاں تک کہ بصرہ میں عبیداللہ کے پاس پہنچا، اور اُسے پروانہ اور خط پہنچا دیا۔ عبیداللہ نے اُسی وقت سفر کی تیاری اور روانگی کا حکم دیا

اور اگلے دن کوفہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ پھر وہ بصرہ سے نکلا اور اپنے بھائی عثمان کو اپنا جانشین مقرر کیا(1)۔

الإرشاد ، المفيد : 2/38 ـ 43.

.

وقال ابن نما عليه الرحمة : رويت إلى حصين بن عبدالرحمن أن أهل الكوفة كتبوا إليه ـ يعني إلى الحسين (عليه السلام) ـ : إنا معك مائة ألف ، وعن داود بن أبي هند ، عن الشعبي ، قال : بايع الحسين (عليه السلام) أربعون ألفاً من أهل الكوفة على أن يحاربوا من حارب ، ويسالموا من سالم ، فعند ذلك ردّ جواب كتبهم يمنّيهم بالقبول ، ويعدهم بسرعة الوصول ، وبعث مسلم بن عقيل [2]

ابن نما (علیہ الرحمہ) نے کہا: مجھے حصین بن عبدالرحمن سے روایت پہنچی ہے کہ اہلِ کوفہ نے انہیں یعنی حسین (علیہ السلام) کو لکھا: ہم ایک لاکھ کی تعداد میں آپ کے ساتھ ہیں۔ اور داود بن ابی ہند سے، شعبی سے روایت ہے کہ اہلِ کوفہ میں سے چالیس ہزار افراد نے حسین (علیہ السلام) کی بیعت کی، اس شرط پر کہ جو ان سے لڑے وہ اُس سے لڑیں گے اور جو ان سے صلح کرے وہ اُس سے صلح کریں گے۔ چنانچہ اُس وقت آپ نے اُن کے خطوط کا جواب دیا، انہیں قبولیت کی امید دلائی اور جلد پہنچنے کا وعدہ فرمایا، اور مسلم بن عقیل کو بھیج دیا(2)۔

مثير الأحزان ، ابن نما الحلي : 17.

.

وقال السيّد رحمه الله بعد ذلك : وكان الحسين (عليه السلام) قد كتب إلى جماعة من أشراف البصرة كتاباً مع مولى له اسمه سليمان ويكنّى أبا رزين ، يدعوهم إلى نصرته ولزوم طاعته ، منهم يزيد بن مسعود النهشلي والمنذر بن الجارود العبدي ، فجمع يزيد بن مسعود بني تميم وبني حنظلة وبني سعد ، فلمّا حضروا قال : يا بني تميم ، كيف ترون موضعي فيكم وحسبي منكم ؟ فقالوا : بخ بخ ، أنت والله فقرة الظهر ، ورأس الفخر ، حللت في الشرف وسطاً ، وتقدَّمت فيه فرطاً ، قال : فإني قد جمعتكم لأمر أريد أن أشاوركم فيه ، وأستعين بكم عليه ، فقالوا : إنّا والله نمنحك النصيحة ، ونحمد لك الرأى فقل نسمع.

اور سید رحمہ اللہ نے اس کے بعد فرمایا: حسین (علیہ السلام) نے بصرہ کے اشراف میں سے ایک جماعت کو اپنے ایک غلام کے ہاتھ خط لکھا جس کا نام سلیمان تھا اور کنیت ابو رزین تھی، جس میں انہیں اپنی نصرت اور اپنی اطاعت پر قائم رہنے کی دعوت دی گئی تھی۔ ان میں یزید بن مسعود نہشلی اور منذر بن جارود عبدی بھی شامل تھے۔ چنانچہ یزید بن مسعود نے بنی تمیم، بنی حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو اُس نے کہا: اے بنی تمیم! تم میرا اپنے درمیان مقام اور تم پر میرا حسب کیسا دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: بخ بخ (کیا خوب)، اللہ کی قسم تم ہی پشت کی مضبوطی اور فخر کا سر ہو، تم شرف میں بیچوں بیچ اترے ہو اور اُس میں سب سے آگے بڑھے ہو۔ اُس نے کہا: میں نے تمہیں ایک ایسے معاملے کے لیے جمع کیا ہے جس میں تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں اور تم سے اِس پر مدد چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم، ہم تمہیں خیر خواہی دیں گے اور تمہاری رائے کی تعریف کریں گے، پس کہو، ہم سن رہے ہیں۔

فقال : إن معاوية مات فأهون به والله هالكاً ومفقوداً ، ألا وإنه قد انكسر باب الجور والإثم ، وتضعضعت أركان الظلم ، وقد كان أحدث بيعة عقد بها أمراً ظنَّ أن قد أحكمه ، وهيهات والذي أراد ، اجتهد والله ففشل ، وشاور فخذل ، وقد قام يزيد شارب الخمور ، ورأس الفجور ، يدّعي الخلافة على المسلمين ، ويتأمَّر عليهم مع قصر حلم وقلّة علم ، لا يعرف من الحق موطىء قدمه ، فأقسم بالله قسماً مبروراً لجهاده على الدين أفضل من جهاد المشركين ، وهذا الحسين بن علي

اُس نے کہا: معاویہ مرگیا، اللہ کی قسم اُس کا ہلاک و نابود ہونا کتنی معمولی بات ہے! خبردار، ظلم و گناہ کا دروازہ ٹوٹ چکا ہے اور ظلم کے ستون لرز اٹھے ہیں۔ اُس نے ایک نئی بیعت قائم کی تھی جس سے ایک ایسا معاملہ باندھا جسے وہ مضبوط سمجھا تھا، مگر ہیہات! جو اُس نے چاہا، اللہ کی قسم اُس نے کوشش کی مگر ناکام رہا، اور مشورہ کیا مگر بےیار و مددگار رہ گیا۔ اور اب یزید اٹھ کھڑا ہوا ہے، جو شراب پینے والا اور بدکاری کا سرغنہ ہے، مسلمانوں پر خلافت کا دعویٰ کرتا ہے اور اُن پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے، حالانکہ اُس کی عقل کوتاہ اور علم ناقص ہے، حق کا ایک قدم برابر بھی نہیں پہچانتا۔ پس میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں، ایک نیک اور برحق قسم، کہ اِس دین کی خاطر اُس کے خلاف جہاد کرنا مشرکین کے خلاف جہاد سے بھی افضل ہے۔ اور یہ حسین بن علی

ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ذو الشرف الأصيل ، والرأي الأثيل ، له فضل لا يوصف ، وعلم لا يُنزف ، وهو أولى بهذا الأمر لسابقته وسنّه وقدمته وقرابته ، يعطف على الصغير ، ويحنو على الكبير ، فأكرم به راعي رعية ، وإمام قوم ، وجبت لله به الحجّة ، وبلغت به الموعظة ، ولا تعشوا عن نور الحق ، ولا تسكعوا في وهدة الباطل ، فقد كان صخر بن قيس انخذل بكم يوم الجمل ، فاغسلوها بخروجكم إلى ابن رسول الله ونصرته ، والله لا يقصر أحد عن نصرته إلاّ أورثه الله الذل في ولده ، والقلة في عشيرته ، وها أنا قد لبست للحرب لامتها ، وادّرعت لها بدرعها ، من لم يقتل يمت ، ومن يهرب لم يفت ، فأحسنوا رحمكم الله ردّ الجواب.

ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں، اصیل شرف اور مضبوط رائے کے مالک، ان کی فضیلت بیان سے باہر اور ان کا علم کبھی ختم نہ ہونے والا ہے۔ وہ اِس معاملے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، اپنی سبقت، اپنی عمر، اپنے تقدم اور اپنی قرابت کی بنا پر۔ وہ چھوٹے پر شفقت کرتے ہیں اور بڑے پر مہربانی۔ پس کیا ہی اچھے ہیں ایک رعیت کے نگہبان اور ایک قوم کے امام کے طور پر! انہی کے ذریعے اللہ کی حجت واجب ہوئی اور نصیحت اپنی انتہا کو پہنچی۔ پس حق کے نور سے آنکھیں بند نہ کرو اور باطل کی کھائی میں بھٹکتے نہ پھرو۔ صخر بن قیس نے جنگِ جمل کے دن تمہیں رسوا کر دیا تھا، پس اُسے دھو ڈالو، ابنِ رسول اللہ کی طرف نکل کر اور اُن کی نصرت کر کے۔ اللہ کی قسم، جو کوئی اُن کی نصرت سے پیچھے رہ گیا، اللہ اُس کی اولاد میں ذلت اور اُس کے قبیلے میں کمی کا وارث بنائے گا۔ اور یہ میں ہوں، میں نے جنگ کے لیے اپنی زرہ پہن لی ہے اور اُسی کا لباس زیبِ تن کر لیا ہے۔ جو قتل نہ ہو وہ مر ہی جائے گا، اور جو بھاگ جائے وہ بچ نہیں پائے گا۔ پس اللہ تم پر رحم کرے، اچھا جواب دو۔

فتكلَّمت بنو حنظلة فقالوا : أبا خالد! نحن نبل كنانتك ، وفرسان عشيرتك ، إن رميت بنا أصبت ، وإن غزوت بنا فتحت ، لا تخوض والله غمرة إلاَّ خضناه ، ولا تلقى والله شدّة إلا لقيناها ، ننصرك بأسيافنا ، ونقيك بأبداننا ، إذا شئت.

پھر بنی حنظلہ نے کلام کیا اور کہا: اے ابو خالد! ہم تمہارے ترکش کے تیر اور تمہارے قبیلے کے شہسوار ہیں، اگر تم ہمیں چلاؤ تو نشانہ لگے گا، اور اگر ہمارے ساتھ جنگ پر نکلو تو فتح ہوگی۔ اللہ کی قسم، تم جس مصیبت میں اترو گے ہم بھی اُس میں اتریں گے، اور تمہیں جو سختی پیش آئے گی ہم بھی اُس کا سامنا کریں گے۔ ہم اپنی تلواروں سے تمہاری نصرت کریں گے اور اپنے بدنوں سے تمہاری حفاظت کریں گے، جب تم چاہو۔

وتكلمت بنو سعد بن زيد ، فقالوا : أبا خالد! إن أبغض الأشياء إلينا خلافك والخروج من رأيك ، وقد كان صخر بن قيس أمرنا بترك القتال فحمدنا أمرنا وبقي عزّنا فينا ، فأمهلنا نراجع المشورة ويأتيك رأينا.

اور بنی سعد بن زید نے کلام کیا اور کہا: اے ابو خالد! ہمیں سب سے زیادہ ناپسند تمہاری مخالفت اور تمہاری رائے سے ہٹنا ہے۔ صخر بن قیس نے ہمیں جنگ ترک کرنے کا حکم دیا تھا تو ہم نے اپنے معاملے کو سراہا اور ہماری عزت ہمارے ہی اندر باقی رہی۔ پس ہمیں مہلت دو کہ ہم آپس میں دوبارہ مشورہ کریں، پھر ہماری رائے تمہارے پاس آجائے گی۔

وتكلَّمت بنو عامر بن تميم فقالوا : يا أبا خالد! نحن بنو أبيك وحلفاؤك ، لا نرضى إن غضبت ، ولا نقطن إن ظعنت ، والأمر إليك فادعنا نجبك ، ومرنا نطعك ، والأمر لك إذا شئت.

اور بنی عامر بن تمیم نے کلام کیا اور کہا: اے ابو خالد! ہم تمہارے باپ کے بیٹے اور تمہارے حلیف ہیں، اگر تم ناراض ہو تو ہم راضی نہیں ہوں گے، اور اگر تم کوچ کرو تو ہم نہیں ٹھہریں گے۔ معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے، پس ہمیں بلاؤ ہم لبیک کہیں گے، ہمیں حکم دو ہم اطاعت کریں گے، اور جب تم چاہو معاملہ تمہارا ہی ہے۔

فقال : والله ـ يا بني سعد ـ لئن فعلتموها لا رفع الله السيف عنكم أبداً ، ولا زال سيفكم فيكم.

اُس نے کہا: اللہ کی قسم، اے بنی سعد! اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ کبھی تم سے تلوار نہ اٹھائے، اور تمہاری تلوار ہمیشہ تمہارے ہی درمیان چلتی رہے۔

ثم كتب إلى الحسين صلوات الله عليه : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، أمّا بعد ، فقد وصل إليَّ كتابك ، وفهمت ما ندبتني إليه ودعوتني له ، من الأخذ بحظي من طاعتك ، والفوز بنصيبي من نصرتك ، وإن الله لم يخل الأرض قط من عامل عليها

پھر اُس نے حسین (صلوات اللہ علیہ) کی طرف یہ خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، اما بعد، تمہارا خط مجھے پہنچ گیا، اور جس چیز کی طرف تم نے مجھے بلایا اور دعوت دی، وہ میں نے سمجھ لی، یعنی تمہاری اطاعت میں اپنا حصہ لینا اور تمہاری نصرت میں اپنا نصیب پانا۔ اور اللہ نے زمین کو کبھی اپنے کسی کارگزار سے خالی نہیں چھوڑا

بخير ، أو دليل على سبيل نجاة ، وأنتم حجة الله على خلقه ، ووديعته في أرضه ، تفرَّعتم من زيتونة أحمديّة ، هو أصلها وأنتم فرعها ، فاقدم سعدت بأسعد طائر ، فقد ذلَّلت لك أعناق بني تميم ، وتركتهم أشدَّ تتابعاً في طاعتك من الإبل الظماء لورود الماء يوم خمسها ، وقد ذلَّلت لك رقاب بني سعد ، وغسلت درن صدروها بماء سحابة مزن حين استهلَّ برقها فلمع.

خیر پر قائم کسی کارگزار سے، یا نجات کی راہ کی طرف رہنمائی کرنے والے کسی رہنما سے، اور تم لوگ اللہ کی اپنی مخلوق پر حجت ہو، اور اس کی زمین میں اس کی امانت ہو، تم احمدی زیتون کے درخت سے پھوٹے ہو، وہی اس کی جڑ ہے اور تم اس کی شاخیں ہو، پس ہماری طرف آجاؤ، تم بہترین شگون کے ساتھ خوش بخت ہوئے، بے شک میں نے بنی تمیم کی گردنیں تمہارے لیے جھکا دی ہیں، اور انہیں تمہاری اطاعت میں اس سے بھی زیادہ پیچھے لگا ہوا چھوڑا ہے جتنا پیاسے اونٹ اپنے پانچویں دن پانی پر پہنچنے کے لیے بے تاب ہوتے ہیں، اور بنی سعد کی گردنیں بھی تمہارے لیے جھکا دی ہیں، اور ان کے سینوں کا میل اس بادل کے پانی سے دھو ڈالا ہے جس کی بجلی چمک اٹھی اور روشن ہو گئی۔

فلمَّا قرأ الحسين (عليه السلام) الكتاب قال : مالك آمنك الله يوم الخوف وأعزَّك وأرواك يوم العطش ، فلمَّا تجهز المشار إليه للخروج إلى الحسين (عليه السلام) بلغه قتله قبل أن يسير ، فجزع من انقطاعه عنه.

جب حسین (علیہ السلام) نے یہ خط پڑھا تو فرمایا: اے مالک! اللہ تمہیں خوف کے دن امن عطا فرمائے، عزت بخشے اور پیاس کے دن سیراب کرے۔ پھر جب مذکورہ شخص حسین (علیہ السلام) کی طرف روانگی کے لیے تیار ہوا تو اس کے چلنے سے پہلے ہی اسے ان کے قتل کی خبر پہنچ گئی، تو وہ ان سے جدا رہ جانے پر سخت بے چین اور غمگین ہوا۔

وأمَّا المنذر بن جارود فإنه جاء بالكتاب والرسول إلى عبيدالله بن زياد ، لأن المنذر خاف أن يكون الكتاب دسيساً من عبيدالله ، وكانت بحرية بنت المنذر بن جارود تحت عبيدالله بن زياد ، فأخذ عبيدالله الرسول فصلبه ، ثم صعد المنبر وتوعَّد أهل البصرة على الخلاف ، وإثارة الإرجاف ، ثم بات تلك الليلة فلما أصبح استناب عليهم أخاه عثمان بن زياد ، وأسرع هو إلى قصد الكوفة [1]

اللهوف ، السيد ابن طاووس : 26 ـ 29.

.

رہا منذر بن جارود، تو وہ خط اور قاصد دونوں لے کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس چلا گیا، کیونکہ منذر کو خدشہ تھا کہ یہ خط کہیں عبیداللہ کی طرف سے فریب نہ ہو، اور بحریہ بنت منذر بن جارود عبیداللہ بن زیاد کے نکاح میں تھی۔ چنانچہ عبیداللہ نے قاصد کو پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا، پھر منبر پر چڑھا اور اہلِ بصرہ کو مخالفت اور فتنہ انگیزی پھیلانے پر سخت وعید سنائی۔ پھر اُس رات وہیں ٹھہرا، اور جب صبح ہوئی تو اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو ان پر نائب مقرر کیا اور خود کوفہ کی طرف تیزی سے روانہ ہو گیا۔(1)

وقال ابن نما : كتب الحسين (عليه السلام) كتاباً إلى وجوه أهل البصرة ، منهم الأحنف بن قيس ، وقيس بن الهيثم ، والمنذر بن الجارود ، ويزيد بن مسعود النهشلي ، وبعث الكتاب مع زراع السدوسي ـ وقيل : مع سليمان المكنَّى بأبي رزين ـ فيه : إني أدعوكم إلى الله وإلى نبيه ، فإن السنة قد أميتت ، فإن تجيبوا دعوتي ، وتطيعوا أمري أهدكم سبيل الرشاد ، فكتب الأحنف إليه : أما بعد فاصبر إن وعد الله حق ، ولا يستخفنك الذين لا يوقنون [2]

مثير الأحزان ، ابن نما الحلي : 17 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/332.

.

ابن نما نے کہا: حسین (علیہ السلام) نے اہلِ بصرہ کے سرداروں کے نام ایک خط لکھا، جن میں احنف بن قیس، قیس بن ہیثم، منذر بن جارود اور یزید بن مسعود نہشلی شامل تھے، اور یہ خط زُراع سدوسی کے ہاتھ بھیجا اور کہا گیا ہے کہ سلیمان مکنّی بہ ابو رزین کے ہاتھ بھیجا جس میں لکھا تھا: میں تمہیں اللہ کی طرف اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں، کیونکہ سنت کو مردہ کر دیا گیا ہے، پس اگر تم میری دعوت قبول کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو تو میں تمہیں راہِ راست کی طرف ہدایت دوں گا۔ احنف نے جواب میں لکھا: اما بعد، صبر کرو، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ ہرگز تمہیں بے صبرانہ کر دیں۔(2)

ولله درّ الشيخ يوسف أبو ذئب الخطي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ کا شکر ہو شیخ یوسف ابو ذئب الخطی رحمہ اللہ پر، کیا خوب فرماتے ہیں:

أتته لأرجاسِ العراقِ صحائفٌ لَهَا الوفقُ بدءً والنفاقُ خِتَامُ
ألا اقْدِمْ إلينا أنت مولىً وسيِّدٌ لك الدهرُ عبدٌ والزمانُ غُلاَمُ
ألا اقدمْ علينا إنّنا لك شيعةٌ وأنت لنا دونَ الأنامِ إمامُ
أغثنا رعاك اللهُ أنت غياثُنا وأنت لنا في النائباتِ عِصَامُ
فلبَّاهُمُ لمَّا دعوه ولم تَزَلْ تُلَبِّي دُعَاءَ الصارخين كِرَامُ
وساق لهم غُلْباً كأَنَّهُمُ على الـ عوادي بدورٌ في الكَمَالِ تَمَامُ
مساعيرُ حرب من لويِّ بنِ غالب عَزَائِمُهُمْ لم يَثْنِهِنَّ زمامُ
هُمُ الصِّيْدُ إلاَّ أَنَّهم أَبْحُرُ النَّدَى سوى أنهم لِلْمُجْدِبينَ غَمَامُ [1]

[1] رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 31.

اس کے پاس عراق کے پلیدوں کی طرف سے خط آئے
جن کی ابتدا موافقت تھی اور انتہا نفاق تھی
خبردار! ہماری طرف آجاؤ، تم ہی مولا اور سردار ہو
زمانہ تمہارا غلام ہے اور دَور تمہارا خادم ہے
خبردار! ہم پر آجاؤ، بے شک ہم تمہارے شیعہ ہیں
اور تم ہی ساری مخلوق میں سے ہمارے امام ہو
ہماری فریاد رسی کرو، اللہ تمہاری حفاظت کرے، تم ہی ہمارے فریاد رس ہو
اور مصیبتوں کے وقت تم ہی ہمارا سہارا ہو
پس جب انہوں نے پکارا تو اس نے لبیک کہا، اور شریف لوگ
ہمیشہ فریاد کرنے والوں کی پکار پر لبیک کہتے رہے ہیں
اور اس نے ان کی طرف زبردست جوانمردوں کا لشکر روانہ کیا گویا وہ
مصیبتوں کے وقت مکمل چودھویں رات کے چاند تھے
لُوَی بن غالب کی نسل سے جنگ کے شعلے
جن کے عزم کو کوئی لگام موڑ نہ سکی
وہ بلند مرتبہ سردار ہیں مگر سخاوت کے سمندر بھی ہیں
اور قحط زدوں کے لیے برسنے والے بادل بھی

المجلس الثاني ، من اليوم الرابع
دخول ابن زياد الكوفة ومقتل هانىء بن عروة

دوسرا مجلس، چوتھے دن کا
ابن زیاد کا کوفہ میں داخلہ اور ہانی بن عروہ کی شہادت

إذا كنتِ لا تدرين ما الموتُ فانظري
إلى هانىء في السوقِ وابنِ عقيلِ
إلى رَجُل قد هشَّم السيفُ وَجْهَهُ وآخرَ يُلقى من طِمَارٍ قتيلِ

اگر تجھے نہیں معلوم موت کیا ہے تو دیکھ
بازار میں ہانی اور ابنِ عقیل کو
ایک ایسے شخص کو جس کا چہرہ تلوار نے پاش پاش کر دیا
اور دوسرے کو جو بلندی سے مقتول ہو کر گرایا گیا

قال الراوي : فلمّا أشرف (ابن زياد) على الكوفة نزل حتى أمسى ليلا ، فظنَّ أهلُها أنه الحسين (عليه السلام) ودخلها مما يلي النجف ، فقالت امرأة : الله أكبر! ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) وربّ الكعبة ، فتصايح الناس قالوا : إنّا معك أكثر من أربعين ألفاً ، وازدحموا عليه حتى أخذوا بذنب دابته ، وظنُّهم أنه الحسين (عليه السلام) ، فحسر اللثام ، وقال : أنا عبيدالله ، فتساقط القوم ، ووطأ بعضهم بعضاً ، ودخل دار الإمارة ، وعليه عمامة سوداء.

فلمَّا أصبح قام خاطباً ، وعليهم عاتباً ، ولرؤسائهم مؤنّباً ، ووعدهم

راوی کہتا ہے: جب ابن زیاد کوفہ کے قریب پہنچا تو رات کے وقت اترا، چنانچہ اہلِ کوفہ نے گمان کیا کہ یہ حسین (علیہ السلام) ہیں جو نجف کی جانب سے شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ ایک عورت نے کہا: اللہ اکبر! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند، ربِّ کعبہ کی قسم! پس لوگ چیخ اٹھے اور کہنے لگے: ہم تمہارے ساتھ چالیس ہزار سے زیادہ ہیں، اور اس کے گرد اس قدر ہجوم کر لیا کہ اس کی سواری کی دُم تک تھام لی، اور انہیں یقین تھا کہ یہ حسین (علیہ السلام) ہیں۔ تب اس نے چہرے سے نقاب ہٹائی اور کہا: میں عبیداللہ ہوں۔ یہ سنتے ہی لوگ گر پڑے اور ایک دوسرے کو روندتے ہوئے پیچھے ہٹے، اور وہ سیاہ عمامہ باندھے دارالامارہ میں داخل ہو گیا۔

پھر جب صبح ہوئی تو وہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا، ان پر عتاب کرتے ہوئے، اور ان کے سرداروں کو ملامت کرتے ہوئے، اور انہیں وعدہ دیا

بالإحسان على لزوم طاعته ، وبالإساءة على معصيته والخروج عن حوزته ، ثم قال : يا أهل الكوفة ، إن أمير المؤمنين يزيد ولاّني بلدكم ، واستعملني على مصركم ، وأمرني بقسمة فيئكم بينكم ، وإنصاف مظلومكم من ظالمكم ، وأخذ الحقّ لضعيفكم من قويّكم ، والإحسان للسامع المطيع ، والتشديد على المريب ، فأبلغوا هذا الرجل الهاشميَّ مقالتي ليتّقي غضبي ، ونزل ، يعني بالهاشمي مسلم بن عقيل (عليه السلام).

...اطاعت پر قائم رہنے پر احسان کے ذریعے، اور نافرمانی اور اطاعت سے سرکشی کرنے پر سختی کے ذریعے۔ پھر اس نے کہا: اے اہلِ کوفہ ! امیر المومنین یزید نے مجھے تمہارے شہر کا والی مقرر کیا ہے، اور مجھے تمہارے مصر پر عامل بنایا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارا مالِ فَے تمہارے درمیان تقسیم کروں، تمہارے مظلوم کو ظالم سے انصاف دلاؤں، تمہارے کمزور کا حق طاقتور سے لے کر دوں، سننے والے اور فرمانبردار کے ساتھ احسان کروں، اور مشکوک شخص پر سختی کروں۔ لہذا اس ہاشمی شخص کو میرا یہ پیغام پہنچا دو تاکہ وہ میرے غضب سے بچے۔ پھر وہ (منبر سے) اتر آیا۔ اس کی مراد ہاشمی سے مسلم بن عقیل (علیہ السلام) تھے۔

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وأقبل ابن زياد إلى الكوفة ، ومعه مسلم بن عمرو الباهلي ، وشريك بن الأعور الحارثي ، وحشمه وأهل بيته حتى دخل الكوفة وعليه عمامة سوداء ، وهو متلثّم ، والناس قد بلغهم إقبال الحسين (عليه السلام) إليهم ، فهم ينتظرون قدومه ، فظنّوا حين رأوا عبيدالله أنه الحسين (عليه السلام) ، فأخذ لا يمرّ على جماعة من الناس إلاّ سلّموا عليه ، وقالوا : مرحباً بك يا ابن رسول الله ، قدمت خير مقدم ، فرأى من تباشرهم بالحسين (عليه السلام) ما ساءه ، فقال مسلم بن عمرو لمَّا أكثروا : تأخَّروا ، هذا الأمير عبيدالله ابن زياد.

شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابن زیاد کوفہ کی طرف روانہ ہوا، اس کے ہمراہ مسلم بن عمرو الباہلی اور شریک بن الاعور الحارثی اور اس کے حشم و اہلِ خانہ تھے، یہاں تک کہ وہ کوفہ میں داخل ہوا اس حال میں کہ اس کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اور وہ اپنا چہرہ ڈھانپے ہوئے تھا۔ لوگوں کو حسین (علیہ السلام) کی آمد کی خبر پہنچ چکی تھی، چنانچہ وہ ان کی آمد کے منتظر تھے۔ جب انہوں نے عبیداللہ کو دیکھا تو گمان کیا کہ یہ حسین (علیہ السلام) ہیں، چنانچہ وہ جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتا وہ اسے سلام کرتے اور کہتے: اے فرزندِ رسول اللہ ! خوش آمدید، آپ نے بہترین موقع پر تشریف آوری فرمائی۔ اس نے لوگوں کی حسین (علیہ السلام) کے بارے میں یہ خوشی دیکھی تو اسے ناگوار گزرا۔ جب لوگوں کی یہ باتیں بڑھ گئیں تو مسلم بن عمرو نے کہا: پیچھے ہٹ جاؤ، یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہیں۔

وسار حتى وافى القصر بالليل ومعه جماعة قد التفّوا به ، لا يشكّون أنه الحسين (عليه السلام) فأغلق النعمان بن بشير عليه وعلى خاصته ، فناداه بعض من كان معه ليفتح لهم الباب ، فاطلع عليه النعمان وهو يظنّه الحسين (عليه السلام) فقال : أنشدك الله إلاّ تنحّيت ، والله ما أنا بمسلِّم إليك أمانتي ، ومالي في قتالك من إرب ، فجعل لا يكلِّمه ، ثم إنه دنا وتدلّى النعمان من شرف القصر ، فجعل يكلِّمه ، فقال : افتح لا فتحت فقد طال ليلك ، وسمعها إنسان خلفه ، فنكص إلى القوم الذين اتّبعوه من أهل الكوفة على أنه الحسين (عليه السلام) فقال : يا قوم! ابن مرجانة والذي لا إله غيره ، ففتح له النعمان فدخل ، وضربوا الباب في وجوه الناس وانفضّوا.

وہ چلتا رہا یہاں تک کہ رات کے وقت محل تک پہنچ گیا، اور اس کے ساتھ ایک جماعت تھی جو اس کے گرد جمع ہو گئی تھی، انہیں ذرا شبہ نہ تھا کہ یہ حسین (علیہ السلام) ہیں۔ نعمان بن بشیر نے اپنے اور اپنے خاص لوگوں پر دروازہ بند کر لیا۔ اس کے ساتھ آنے والوں میں سے کسی نے پکار کر کہا کہ ان کے لیے دروازہ کھولا جائے۔ نعمان نے جھانک کر دیکھا، اور وہ اسے حسین (علیہ السلام) ہی سمجھ رہا تھا، تو کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ ہٹ جا، خدا کی قسم میں اپنی امانت تیرے حوالے نہیں کروں گا، اور مجھے تجھ سے لڑنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ خاموش رہا اور کچھ نہ بولا۔ پھر وہ قریب آیا، اور نعمان محل کی فصیل سے جھک کر اس سے باتیں کرنے لگا۔ اس نے کہا: دروازہ کھول، تیرا دروازہ نہ کھلے، تیری رات تو بہت لمبی ہو گئی۔ اس کے پیچھے موجود ایک شخص نے یہ بات سن لی، تو وہ ان لوگوں کی طرف پلٹا جو اسے حسین (علیہ السلام) سمجھ کر اہلِ کوفہ میں سے اس کے پیچھے آئے تھے، اور کہا: اے قوم ! خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ چنانچہ نعمان نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا اور وہ داخل ہو گیا، اور انہوں نے لوگوں کے سامنے دروازہ بند کر دیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔

وأصبح فنادى في الناس : الصلاة جامعة ، فاجتمع الناس ، فخرج إليهم

صبح ہوئی تو اس نے لوگوں میں ندا دی: نماز باجماعت کے لیے جمع ہو جاؤ۔ لوگ جمع ہو گئے، تو وہ ان کی طرف نکلا

فحمد الله وأثنى عليه ، ثم قال : أمّا بعد ، فإن أمير المؤمنين يزيد ولاّني مصركم وثغركم وفيئكم ، وأمرني بإنصاف مظلومكم وإعطاء محرومكم ، والإحسان إلى سامعكم ومطيعكم كالوالد البرّ ، وسوطي وسيفي على من ترك أمري وخالف عهدي ، فليتق امرؤٌ على نفسه ، الصدق ينبي عنك لا الوعيد ، ثمَّ نزل ، وأخذ العرفاء والناس أخذاً شديداً فقال : اكتبوا إليَّ العرفاء ، ومن فيكم من طلبة أمير المؤمنين ، ومن فيكم من أهل الحرورية ، وأهل الريب الذين شأنهم الخلاف والنفاق والشقاق ، فمن يجيء لنا بهم فبريء ، ومن لم يكتب لنا أحداً فليضمن لنا من في عرافته أن لا يخالفنا منهم مخالف ، ولا يبغي علينا باغ ، فمن لم يفعل برئت منه الذمة وحلال لنا دمه وماله ، أيّما عريف وجد في عرافته من بغية أمير المؤمنين أحد لم يرفعه إلينا صلب على باب داره ، وألغيت تلك العرافة من العطاء.

اور اللہ کی حمد وثنابیان کی، پھر کہا: انا بعد! امیر المومنین یزید نے مجھے تمہارے شہر، تمہاری سرحد اور تمہارے مالِ فَے پر والی مقرر کیا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے مظلوم کو انصاف دلاؤں اور تمہارے محروم کو عطا کروں، اور جو سننے اور اطاعت کرنے والا ہو اس کے ساتھ ایسا سلوک کروں جیسے مہربان باپ کرتا ہے، اور میرا کوڑا اور میری تلوار اس شخص پر ہے جو میرا حکم چھوڑے اور میرے عہد کی مخالفت کرے۔ پس ہر شخص کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہیے، سچائی خود بتا دیتی ہے، محض دھمکی کافی نہیں۔ پھر وہ (منبر سے) اتر آیا، اور نقیبوں اور لوگوں کو سختی سے پکڑا، اور کہا: نقیب مجھے لکھ کر دیں کہ تم میں امیر المومنین کے مطلوب کون لوگ ہیں، اور تم میں اہلِ حروریہ (خوارج) کون ہیں، اور اہل ریب جن کا شیوہ اختلاف، نفاق اور شقاق ہے کون ہیں۔ جو شخص ہمیں ان کی خبر دے گا وہ بری الذمہ ہے، اور جو کسی کا نام نہ لکھے تو وہ ہمیں ضمانت دے کہ اس کی نقابت میں کوئی ہماری مخالفت نہ کرے گا اور نہ کوئی ہم پر زیادتی کرے گا۔ جو ایسا نہ کرے گا اس سے ہماری کوئی ذمہ داری نہ رہے گی اور اس کا خون اور مال ہمارے لیے حلال ہو گا۔ جو نقیب بھی اپنی نقابت میں امیر المومنین کے مطلوبہ کسی شخص کو پائے اور اسے ہمارے سامنے پیش نہ کرے تو اسے اس کے گھر کے دروازے پر سولی دے دی جائے گی، اور اس کی نقابت کا وظیفہ عطیات سے خارج کر دیا جائے گا۔

ولما سمع مسلم بن عقيل (عليه السلام) مجيء عبيدالله إلى الكوفة ، ومقالته التي قالها ، وما أخذ به العرفاء والناس ، خرج من دار المختار حتى انتهى إلى دار هانىء بن عروة فدخلها ، فأخذت الشيعة تختلف إليه في دار هانىء على تستّر واستخفاء من عبيدالله ، وتواصوا بالكتمان.

جب مسلم بن عقیل (علیہ السلام) نے عبیداللہ کے کوفہ آنے، اس کی کہی ہوئی بات، اور نقیبوں اور لوگوں کو جس سختی سے پکڑا گیا تھا اس کی خبر سنی، تو وہ مختار کے گھر سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گھر پہنچے اور اس میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ شیعہ عبیداللہ سے چھپ کر اور پوشیدہ طور پر ہانی کے گھر ان کے پاس آنے جانے لگے، اور ایک دوسرے کو رازداری کی تاکید کرتے رہے۔

فدعا ابن زياد مولى له يقال له : معقل ، فقال : خذ ثلاثة آلاف درهم ، واطلب مسلم بن عقيل والتمس أصحابه ، فإذا ظفرت بواحد منهم أو جماعة فأعطهم هذه الثلاثة آلاف درهم ، وقل لهم : استعينوا بها على حرب عدوّكم ، وأعلمهم أنك منهم ، فإنك لو قد أعطيتهم إياها لقد اطمأنّوا إليك ووثقوا بك ، ولم يكتموك شيئاً من أمورهم وأخبارهم ، ثم غد عليهم ورح حتى تعرف مستقرَّ مسلم بن عقيل ، وتدخل عليه.

ابن زیاد نے اپنے ایک غلام کو بلایا جسے معقل کہا جاتا تھا، اور کہا: تین ہزار درہم لے لو، اور مسلم بن عقیل کو تلاش کرو اور اس کے ساتھیوں کو ڈھونڈو، پھر جب تم ان میں سے ایک یا کچھ لوگوں کو پا لو تو انہیں یہ تین ہزار درہم دے دینا، اور ان سے کہنا: اس سے اپنے دشمن کے خلاف جنگ میں مدد لو، اور انہیں یقین دلانا کہ تم انہی میں سے ہو۔ کیونکہ اگر تم نے یہ رقم انہیں دے دی تو وہ تم پر مطمئن ہو جائیں گے اور تم پر اعتماد کریں گے، اور اپنے معاملات اور خبروں میں سے کوئی بات تجھ سے نہ چھپائیں گے۔ پھر صبح و شام ان کے پاس آتے جاتے رہنا یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے ٹھکانے کا پتہ لگا لو اور اس کے پاس پہنچ جاؤ۔

ففعل ذلك ، وجاء حتى جلس إلى مسلم بن عوسجة الأسدي في المسجد الأعظم وهو يصلّي ، فسمع قوماً يقولون : هذا يبايع للحسين (عليه السلام) ، فجاء وجلس

چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اور آکر مسجدِ اعظم میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس بیٹھ گیا، جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کچھ لوگوں کو یہ کہتے سنا: یہ حسین (علیہ السلام) کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ تو وہ آیا اور بیٹھ گیا

إلى جنبه حتى فرغ من صلاته ، ثم قال : يا عبدالله ، إني امرؤ من أهل الشام ، أنعم الله عليَّ بحبِّ أهل البيت (عليهم السلام) وحبِّ من أحبَّهم ، وتباكى له وقال : معي ثلاثة آلاف درهم أردت بها لقاء رجل منهم بلغني أنه قدم الكوفة يبايع لابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فكنت أريد لقاءه فلم أجد أحداً يدلّني عليه ، ولا أعرف مكانه ، فإني لجالس في المسجد الآن إذ سمعت نفراً من المؤمنين يقولون : هذا رجل له علم بأهل هذا البيت ، وإني أتيتك لتقبض مني هذا المال ، وتدخلني على صاحبك ، فإني أخ من إخوانك ، وثقة عليك ، وإن شئت أخذت بيعتي له قبل لقائه.

ان کے پہلو میں، یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر اس نے کہا: اے عبداللہ! میں اہلِ شام میں سے ایک شخص ہوں، اللہ نے مجھ پر اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت اور ان سے محبت رکھنے والوں کی محبت کا احسان کیا ہے، اور اس نے (جھوٹا) رونا شروع کر دیا اور کہا: میرے پاس تین ہزار درہم ہیں جن کے ذریعے میں ان میں سے ایک شخص سے ملنا چاہتا تھا، مجھے خبر ملی ہے کہ وہ کوفہ آیا ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کے لیے بیعت لے رہا ہے۔ میں اس سے ملنا چاہتا تھا مگر کوئی ایسا شخص نہ ملا جو مجھے اس کی طرف رہنمائی کرے، اور نہ مجھے اس کے ٹھکانے کا علم ہے۔ ابھی میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ میں نے مومنین میں سے کچھ لوگوں کو کہتے سنا: اس شخص کو اس گھرانے کے بارے میں علم ہے۔ اس لیے میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھ سے یہ رقم لے لے اور مجھے اپنے صاحب کے پاس پہنچا دے، کیونکہ میں تیرا ایک بھائی ہوں اور تیرے لیے قابلِ اعتماد ہوں، اور اگر تو چاہے تو اس سے ملاقات سے پہلے ہی مجھ سے اس کے لیے بیعت لے لے۔

فقال له ابن عوسجة : أحمد الله على لقائك إياي ، فقد سرَّني ذلك ، لتنال الذي تحبّ ، ولينصرنَّ الله بك أهل بيت نبيِّه عليه وعليهم السلام ، ولقد ساءني معرفة الناس إياي بهذا الأمر قبل أن يتمَّ مخافة هذا الطاغية وسطوته ، فقال له معقل : لا يكون إلاّ خيراً ، خذ البيعة عليَّ! فأخذ بيعته ، وأخذ عليه المواثيق المغلَّظة ليناصحنَّ وليكتمنَّ ، فأعطاه من ذلك ما رضي به ، ثمَّ قال له : اختلف إليَّ أياماً في منزلي ، فإني طالب لك الإذن على صاحبك ، وأخذ يختلف مع الناس فطلب له الإذن فأذن له ، وأخذ مسلم بن عقيل بيعته ، وأمر أبا ثمامة الصائدي بقبض المال منه ، وهو الذي كان يقبض أموالهم ، وما يعين به بعضهم بعضاً ، ويشتري لهم به السلاح ، وكان بصيراً وفارساً من فرسان العرب ، ووجوه الشيعة ، وأقبل ذلك الرجل يختلف إليهم فهو أول داخل وآخر خارج ، حتى فهم ما احتاج إليه ابن زياد من أمرهم ، فكان يخبره به وقتاً فوقتاً [1]

ابن عوسجہ نے اس سے کہا: میں تیری ملاقات پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں، اس بات نے مجھے خوش کر دیا ہے، تاکہ تجھے وہ چیز حاصل ہو جس کی تو خواہش رکھتا ہے، اور اللہ تیرے ذریعے اپنے نبی کے اہلِ بیت (علیہ و علیہم السلام) کی ضرور مدد فرمائے گا۔ اور مجھے یہ بات ناگوار گزری ہے کہ لوگوں کو اس امر کے مکمل ہونے سے پہلے ہی میرے بارے میں علم ہو گیا ہے، اس ظالم و سرکش کے خوف اور اس کی سطوت کے باعث۔ معقل نے اس سے کہا: خیر ہی خیر ہو گا، مجھ سے بیعت لے لیجیے! چنانچہ اس نے اس سے بیعت لی، اور اس سے سخت عہد و پیمان لیے کہ وہ ضرور خیر خواہی کرے گا اور ضرور رازداری برتے گا۔ اس نے اسے وہ سب کچھ دیا جس پر وہ راضی ہوا۔ پھر اس نے اس سے کہا: چند دن میرے گھر آتے جاتے رہو، میں تمہارے لیے اپنے صاحب سے ملاقات کی اجازت طلب کروں گا۔ چنانچہ وہ لوگوں کے ساتھ آتا جاتا رہا، اور اس کے لیے اجازت طلب کی گئی تو اسے اجازت مل گئی۔ مسلم بن عقیل نے اس سے بیعت لی، اور ابو ثمامہ صائدی کو حکم دیا کہ اس سے رقم وصول کرے، اور وہی شخص تھا جو ان کے اموال وصول کیا کرتا تھا، اور جس رقم سے وہ ایک دوسرے کی مدد کرتے اور اس سے ہتھیار خریدتے تھے، اور وہ بڑا بصیرت والا اور عرب کے شہسواروں اور شیعہ کے سرکردہ لوگوں میں سے ایک شہسوار تھا۔ اور وہ شخص ان کے پاس آتا جاتا شروع کر دیا، وہ سب سے پہلے آنے والا اور سب سے آخر میں جانے والا ہوتا، یہاں تک کہ اسے وہ سب کچھ معلوم ہو گیا جس کی ابن زیاد کو ان کے معاملے میں ضرورت تھی، چنانچہ وہ اسے وقتاً فوقتاً اس کی خبر دیتا رہا۔(1)

وقال ابن شهر آشوب عليه الرحمة : لما دخل مسلم الكوفة سكن في دار سالم بن المسيب فبايعه اثنا عشر ألف رجل ، فلمّا دخل ابن زياد انتقل من دار سالم إلى دار هانىء في جوف الليل ، ودخل في أمانه ، وكان يبايعه الناس حتى بايعه

ابن شہر آشوب (علیہ الرحمہ) نے کہا: جب مسلم کوفہ میں داخل ہوئے تو سالم بن مسیَب کے گھر میں قیام پذیر ہوئے، چنانچہ بارہ ہزار افراد نے ان کی بیعت کی۔ پھر جب ابن زیاد (کوفہ میں) داخل ہوا تو وہ رات کی تاریکی میں سالم کے گھر سے ہانی کے گھر منتقل ہو گئے اور اس کی پناہ میں چلے گئے، اور لوگ ان کی بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی بیعت کرنے والوں کی تعداد

[1] الإرشاد ، المفيد : 2/43 ـ 46.

خمسة وعشرون ألف رجل ، فعزم على الخروج ، فقال هانىء : لا تعجل ، وكان شريك ابن الأعور الهمداني جاء من البصرة مع عبيدالله بن زياد ، فمرض فنزل دار هانىء أياماً ، ثمّ قال لمسلم : إن عبيدالله يعودني ، وإني مطاوله الحديث ، فاخرج إليه بسيفك فاقتله ، وعلامتك أن أقول : اسقوني ماء ، ونهاه هانىء عن ذلك.

فلمّا دخل عبيدالله على شريك وسأله عن وجعه ، وطال سؤاله ورأى أن أحداً لا يخرج فخشي أن يفوته فأخذ يقول :

ما الانتظارُ بسلمى أن تحيِّيها كأسَ المنيَّةِ بالتعجيلِ اسْقُوها

وفي مقاتل الطالبيين :

ما الانتظارُ بسلمى أَنْ تحيّوها حيّوا سُليمى وَحَيُّوا مَنْ يحيّيها

كأسَ المنيَّةِ بالتعجيلِ أسقوها [1]

مقاتل الطالبيين ، الأصبهاني : 65.

فتوهَّم ابن زياد وخرج ، فلمّا دخل القصر أتاه مالك بن يربوع التميمي بكتاب أخذه من يدي عبدالله بن يقطر فإذا فيه : للحسين بن علي (عليهما السلام) ، أمّا بعد فإني أخبرك أنه قد بايعك من أهل الكوفة كذا ، فإذا أتاك كتابي هذا فالعجل العجل فإن الناس كلهم معك ، وليس لهم في يزيد رأي ولا هوى ، فأمر ابن زياد بقتله [2]

مناقب آل أبي طالب : 4/91 ـ 92.

.

وقال ابن نما الحلي عليه الرحمة : فلمّا خرج ابن زياد دخل مسلم والسيف في كفّه قال له شريك : ما منعك من الأمر ؟ قال مسلم : هممت بالخروج فتعلّقت بي امرأةٌ وقالت : نشدتك الله إن قتلت ابن زياد في دارنا ، وبكت في وجهي ، فرميت السيف وجلست ، قال هانىء : يا ويلها ، قتلتني وقتلت نفسها ، والذي فررت منه وقعت فيه.

وقال أبو الفرج في المقاتل : قال هانىء لمسلم : إني لا أحبّ أن يقتل في داري ، قال : فلمّا خرج مسلم قال له شريك : ما منعك من قتله ؟ قال : خصلتان :

پچیس ہزار افراد تک جا پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے خروج کا ارادہ کر لیا۔ ہانی نے کہا: جلدی نہ کیجیے۔ اور شریک بن اعور ہمدانی، عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ بصرہ سے آیا تھا، وہ بیمار ہو گیا تو چند دن ہانی کے گھر میں ٹھہرا۔ پھر اس نے مسلم سے کہا: عبیداللہ میری عیادت کے لیے آتا ہے، اور میں اس سے گفتگو کو طول دوں گا، تو تم اپنی تلوار لے کر اس پر نکل آنا اور اسے قتل کر دینا، اور تمہارے لیے میری علامت یہ ہو گی کہ میں کہوں گا: مجھے پانی پلاؤ۔ لیکن ہانی نے اسے اس کام سے منع کر دیا۔

پھر جب عبیداللہ شریک کے پاس آیا اور اس کی بیماری کے بارے میں پوچھنے لگا، اور اس کا سوال طویل ہو گیا، اور شریک نے دیکھا کہ کوئی بھی باہر نہیں نکل رہا تو اسے خدشہ ہوا کہ کہیں موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے، چنانچہ وہ (اشارتاً) کہنے لگا:

کیا انتظار ہے سلمیٰ کو سلام کرنے میں؟
موت کا پیالہ ہے، جلدی سے اسے پلا دو

اور مقاتل الطالبیین میں ہے:

کیا انتظار ہے سلمیٰ کو سلام کرنے میں؟
سلیمیٰ کو سلام کرو، اور اسے بھی سلام کرو جو اسے سلام کرتا ہے

موت کا پیالہ ہے، جلدی سے اسے پلا دو

(1)

چنانچہ ابن زیاد کو وہم ہوا اور وہ نکل گیا۔ پھر جب وہ محل میں داخل ہوا تو مالک بن یربوع تمیمی اس کے پاس ایک خط لے کر آیا جو اس نے عبداللہ بن یقطر کے ہاتھ سے چھینا تھا، اس میں لکھا تھا: حسین بن علی (علیہما السلام) کے نام، انا بعد، میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اہل کوفہ میں سے اتنے اتنے لوگوں نے تمہاری بیعت کر لی ہے، پس جب میرا یہ خط تمہیں پہنچے تو جلدی کرو، جلدی کرو، کیونکہ سب لوگ تمہارے ساتھ ہیں اور یزید کے بارے میں ان کی کوئی رائے اور نہ کوئی خواہش ہے۔ چنانچہ ابن زیاد نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔

(2)

ابن نما حلّی (علیہ الرحمہ) نے کہا: جب ابن زیاد باہر نکل گیا تو مسلم تلوار ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوئے۔ شریک نے ان سے کہا: تمہیں اس کام سے کس چیز نے روکا؟ مسلم نے کہا: میں نے نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ ایک عورت مجھ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ ابن زیاد کو ہمارے گھر میں قتل نہ کرنا، اور وہ میرے سامنے رونے لگی، چنانچہ میں نے تلوار پھینک دی اور بیٹھ گیا۔ ہانی نے کہا: اس عورت پر افسوس! اس نے مجھے بھی قتل کر دیا اور خود اپنے آپ کو بھی، اور جس چیز سے میں بھاگا تھا اسی میں جا پڑا۔

ابو الفرج نے مقاتل میں کہا: ہانی نے مسلم سے کہا: مجھے یہ پسند نہیں کہ وہ میرے گھر میں قتل کیا جائے۔ کہتے ہیں: پھر جب مسلم باہر نکلے تو شریک نے ان سے کہا: تمہیں اسے قتل کرنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے کہا: دو باتوں نے:

أما إحداهما فكراهية هانىء أن يقتل في داره ، وأمّا الأخرى فحديث حدَّثنيه الناس عن النبي (صلى الله عليه وآله) أن الإيمان قيد الفتك ، فلا يفتك مؤمن ، فقال له هانىء : أما والله لو قتلته لقتلت فاسقاً فاجراً كافراً [1]

مقاتل الطالبيين ، الأصبهاني : 71 والحديث رواه أبو داود في سننه : 2/79 ومعناه أن الإيمان يمنع من الفتك الذي هو القتل بعد الأمان.

.

ایک تو یہ کہ ہانی اسے ناپسند کرتے تھے کہ وہ ان کے گھر میں قتل کیا جائے، اور دوسری یہ کہ لوگوں نے مجھ سے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ایک حدیث بیان کی ہے کہ ایمان، اچانک دھوکے سے قتل کرنے کو باندھے رکھتا ہے، پس کوئی مومن اچانک دھوکے سے قتل نہیں کرتا۔ ہانی نے اس سے کہا: بخدا اگر تم اسے قتل کر دیتے تو ایک فاسق، فاجر اور کافر کو قتل کرتے۔

(1)

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وخاف هانىء بن عروة عبيدالله على نفسه ، فانقطع عن حضور مجلسه وتمارض ، فقال ابن زياد لجلسائه : ما لي لا أرى هانئاً ؟ فقالوا : هو شاك ، فقال : لو علمت بمرضه لعدته ، ودعا محمد بن الأشعث ، وأسماء ابن خارجة ، وعمرو بن الحجاج الزبيدي ـ وكانت رويحة بنت عمرو تحت هانىء بن عروة ، وهي أم يحيى بن هانىء ـ فقال لهم : ما يمنع هانىء بن عروة من إتياننا ؟ فقالوا : ما ندري ، وقد قيل إنه يشتكي ، قال : قد بلغني أنه قد برىء ، وهو يجلس على باب داره ، فالقوه ومروه أن لا يدع ما عليه من حقنا ، فإني لا أحبّ أن يفسد عندي مثله من أشراف العرب.

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) نے کہا: ہانی بن عروہ کو عبیداللہ سے اپنی جان کا خوف لاحق ہو گیا، چنانچہ وہ اس کی مجلس میں حاضر ہونے سے کترانے لگا اور بیمار ہونے کا بہانہ کر لیا۔ ابن زیاد نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: کیا بات ہے، مجھے ہانی نظر نہیں آتا؟ لوگوں نے کہا: وہ علیل ہے۔ اس نے کہا: اگر مجھے اس کی بیماری کا علم ہوتا تو میں اس کی عیادت کو جاتا۔ پھر اس نے محمد بن اشعث، اسماء بن خارجہ اور عمرو بن حجاج زبیدی کو بلایا — اور رویحہ بنت عمرو، جو یحییٰ بن ہانی کی ماں تھی، ہانی بن عروہ کے نکاح میں تھی — اور ان سے کہا: ہانی بن عروہ کو ہمارے پاس آنے سے کیا چیز روک رہی ہے؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں، البتہ کہا جاتا ہے کہ وہ بیمار ہے۔ اس نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ تندرست ہو چکا ہے اور اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتا ہے۔ پس تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ہمارا جو حق اس پر ہے اسے ترک نہ کرے، کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ عرب کے اشراف میں سے ایسا شخص میرے ہاں بگڑ جائے۔

فأتوه حتى وقفوا عليه عشيَّةً وهو جالس على بابه ، وقالوا له : ما يمنعك من لقاء الأمير ؟ فإنه قد ذكرك وقال : لو أعلم أنه شاك لعدته ، فقال لهم : الشكوى تمنعني ، فقالوا : قد بلغه أنك تجلس كل عشيَّة على باب دارك ، وقد استبطأك ، والإبطاء والجفاء لا يحتمله السلطان ، أقسمنا عليك لما ركبت معنا ، فدعا بثيابه فلبسها ، ثمَّ دعا ببغلته فركبها حتى إذا دنا من القصر كأن نفسه أحسَّت ببعض الذي كان ، فقال لحسان بن أسماء بن خارجة : يا ابن الأخ ، إني والله لهذا الرجل لخائف ، فما ترى ؟ فقال : يا عمّ ، والله ما أتخوَّف عليك شيئاً ، ولم تجعل على نفسك سبيلا ، ولم يكن حسان يعلم في أيِّ شيء بعث إليه عبيدالله.

چنانچہ وہ لوگ اس کے پاس گئے یہاں تک کہ ایک شام اس کے پاس جا کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے دروازے پر بیٹھا تھا، اور اس سے کہا: تمہیں امیر سے ملنے سے کیا چیز روک رہی ہے؟ اس نے تمہارا ذکر کیا اور کہا ہے: اگر مجھے علم ہوتا کہ وہ بیمار ہے تو میں اس کی عیادت کو جاتا۔ ہانی نے ان سے کہا: بیماری ہی مجھے روکے ہوئے ہے۔ انہوں نے کہا: اسے خبر پہنچی ہے کہ تم ہر شام اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھتے ہو، اور اسے تمہاری تاخیر پر تشویش ہے، اور تاخیر و بے التفاتی کو حکمران برداشت نہیں کرتا۔ ہم تمہیں قسم دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ چلو۔ چنانچہ اس نے اپنے کپڑے منگوا کر پہنے، پھر اپنا خچر منگوا کر اس پر سوار ہوا، یہاں تک کہ جب وہ محل کے قریب پہنچا تو گویا اس کے دل نے اسی چیز کو بھانپ لیا جو ہونے والی تھی، تو اس نے حسان بن اسماء بن خارجہ سے کہا: اے بھتیجے، بخدا مجھے اس شخص سے خوف آ رہا ہے، تمہاری کیا رائے ہے؟ حسان نے کہا: چچا جان، بخدا مجھے تمہارے بارے میں کسی چیز کا اندیشہ نہیں، اور تم نے خود اپنے آپ پر کوئی راستہ (الزام کا) نہیں چھوڑا۔ اور حسان کو معلوم نہ تھا کہ عبیداللہ نے اسے کس بات کے لیے بلوایا ہے۔

فجاء هانىء حتى دخل على عبيدالله بن زياد وعنده القوم ، فلما طلع قال

عبيدالله : أتتك بخائن رجلاه ، فلما دنا من ابن زياد ـ وعنده شريح القاضي ـ التفت نحوه فقال :

چنانچہ ہانی آیا یہاں تک کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس داخل ہوا جبکہ اس کے پاس لوگ بیٹھے تھے۔ جب وہ نمودار ہوا تو عبیداللہ نے کہا

کہ اسے اس کے پاؤں ایک خائن کے پاس لے آئے۔ پھر جب وہ ابن زیاد کے قریب ہوا — اور اس کے پاس شریح قاضی بیٹھا تھا — تو اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

أريدُ حباءَه ويريدُ قتلي عذيرُكَ مِنْ خليلِكَ مِنْ مُرَادِ

میں تو اس کی عطا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے
تیرے دوست کے معاملے میں تجھے مراد (قبیلے) کی طرف سے کیا عذر پیش کروں

وقد كان أول ما قدم مكرماً له ملطفاً ، فقال له هانىء : وما ذاك أيها الأمير ؟ قال : إيه يا هانىء بن عروة ، ما هذه الأمور التي تربص في دارك لأمير المؤمنين وعامة المسلمين ، جئت بمسلم بن عقيل فأدخلته دارك ، وجمعت له الجموع ، والسلاح والرجال في الدور حولك ، وظننت أن ذلك يخفى عليَّ ؟ قال : ما فعلت ذلك وما مسلم عندي ، قال : بلى قد فعلت ، فلما كثر بينهما وأبى هانىء إلاَّ مجاحدته ومناكرته ، دعا ابن زياد معقلا ذلك العين ، فجاء حتى وقف بين يديه وقال : أتعرف هذا ؟ قال : نعم ، وعلم هانىء عند ذلك أنه كان عيناً عليه ، وأنه قد أتاه بأخبارهم فأسقط في يده ساعة.

اور شروع میں جب وہ آیا تھا تو اس نے اس کی تکریم اور نرمی سے پیشوائی کی تھی، چنانچہ ہانی نے اس سے کہا: امیر، یہ کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا: ہاں، اے ہانی بن عروہ، یہ کیا معاملات ہیں جو تم امیر المومنین اور عامۃ المسلمین کے خلاف اپنے گھر میں چھپائے بیٹھے ہو؟ تم مسلم بن عقیل کو لے آئے اور اسے اپنے گھر میں ٹھہرا لیا، اس کے لیے جتھے جمع کیے، اور تمہارے گرد گھروں میں اسلحہ اور آدمی جمع کر رکھے ہیں، اور تمہارا خیال تھا کہ یہ بات مجھ سے پوشیدہ رہے گی؟ ہانی نے کہا: میں نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی مسلم میرے پاس ہے۔ اس نے کہا: نہیں، تم نے یہ کیا ہے۔ جب ان دونوں کے درمیان یہ بات بڑھ گئی اور ہانی نے انکار و تردید ہی پر اصرار کیا تو ابن زیاد نے اس جاسوس معقل کو بلایا۔ وہ آیا یہاں تک کہ اس کے سامنے کھڑا ہوا، اور اس (ابن زیاد) نے پوچھا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ ہانی نے کہا: ہاں۔ اور اسی وقت ہانی کو معلوم ہو گیا کہ یہ اس پر جاسوسی کرنے والا تھا اور اس نے ہی ان کی خبریں اس تک پہنچائی تھیں، اور وہ ایک لمحے کے لیے حیران و پریشان رہ گیا۔

ثم راجعته نفسه ، فقال : اسمع مني وصدِّق مقالتي ، فوالله ما كذبت ، والله ما دعوته إلى منزلي ، ولا علمت بشيء من أمره حتى جاءني يسألني النزول ، فاستحييت من ردّه ، وداخلني من ذلك ذمام فضيَّفته وآويته ، وقد كان من أمره ما بلغك ، فإن شئت أن أعطيك الآن موثقاً مغلَّظاً أن لا أبغيك سوءاً ولا غائلة ، ولآتينَّك حتى أضع يدي في يدك ، وإن شئت أعطيتك رهينة تكون في يدك حتى آتيك ، وأنطلق إليه فآمره أن يخرج من داري إلى حيث شاء من الأرض ، فأخرج من ذمامه وجواره.

پھر اسے ہوش آیا تو کہا: مجھ سے سنو اور میری بات کی تصدیق کرو، بخدا میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اللہ کی قسم، نہ میں نے اسے اپنے گھر بلایا اور نہ ہی مجھے اس کے معاملے کی کوئی خبر تھی، یہاں تک کہ وہ خود میرے پاس آیا اور مجھ سے قیام کی درخواست کی، تو مجھے اسے واپس بھیجنے میں شرم آئی اور اس سلسلے میں مجھ میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوا، چنانچہ میں نے اس کی میزبانی کی اور اسے پناہ دی، اور اس کے معاملے میں وہی کچھ ہوا جو تمہیں معلوم ہو چکا ہے۔ اب اگر تم چاہو تو میں تمہیں سخت پختہ عہد دیتا ہوں کہ نہ میں تمہاری کوئی برائی چاہوں گا اور نہ کوئی سازش کروں گا، اور ضرور تمہارے پاس آ کر اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دوں گا، اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں یرغمال دیتا ہوں جو تمہارے پاس رہے یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس آ جاؤں، اور میں اس کے پاس جا کر اسے حکم دوں گا کہ وہ میرے گھر سے نکل کر زمین میں جہاں چاہے چلا جائے، یوں میں اس کی پناہ اور ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔

فقال له ابن زياد : والله لا تفارقني أبداً حتى تأتيني به ، قال : لا والله لا أجيئك به أبداً ، أجيئك بضيفي تقتله ؟ قال : والله لتأتيني به ، قال : والله لا آتيك به ، فلمّا كثر الكلام بينهما قام مسلم بن عمرو الباهلي ـ وليس بالكوفة شاميٌّ ولا بصريٌّ غيره ـ فقال : أصلح الله الأمير ، خلّني وإياه حتى أكلِّمه ، فقام فخلا به

ابن زیاد نے اس سے کہا: بخدا تم مجھ سے ہرگز جدا نہ ہو گے جب تک اسے میرے پاس نہ لے آؤ۔ ہانی نے کہا: نہیں، بخدا میں اسے کبھی تمہارے پاس نہیں لاؤں گا، کیا میں اپنے مہمان کو لاؤں تاکہ تم اسے قتل کر دو؟ اس نے کہا: بخدا تم ضرور اسے میرے پاس لاؤ گے۔ ہانی نے کہا: بخدا میں اسے تمہارے پاس ہرگز نہیں لاؤں گا۔ جب ان دونوں کے درمیان بات بہت بڑھ گئی تو مسلم بن عمرو باہلی — اور کوفہ میں اس کے سوا کوئی اور شامی یا بصری نہ تھا — کھڑا ہوا اور کہا: اللہ امیر کو نیک رکھے، مجھے اور اسے چھوڑ دیجیے تاکہ میں اس سے بات کروں۔ چنانچہ وہ اٹھا اور اسے ایک طرف لے گیا

ناحية من ابن زياد ، وهما منه بحيث يراهما ، فإذا رفعا أصواتهما سمع ما يقولان.

ابن زیاد سے الگ، اور یہ دونوں اس جگہ تھے جہاں سے وہ انہیں دیکھ سکتا تھا، اور اگر وہ اپنی آوازیں بلند کرتے تو وہ ان کی بات سن سکتا تھا۔

فقال له مسلم : يا هانىء ، أنشدك الله أن تقتل نفسك ، وأن تدخل البلاء في عشيرتك ، فوالله إني لأنفس بك عن القتل ، إن هذا ابن عمّ القوم ، وليسوا قاتليه ولا ضائريه ، فادفعه إليهم ، فإنه ليس عليكم بذلك مخزاة ولا منقصة ، إنما تدفعه إلى السلطان.

مسلم نے اس سے کہا: اے ہانی، میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور اپنے قبیلے کو بلا میں نہ ڈالو۔ بخدا میں تمہارے لیے قتل سے بچنے کی خواہش رکھتا ہوں۔ یہ (مسلم بن عقیل) ان لوگوں کا چچا زاد بھائی ہے، یہ لوگ نہ اسے قتل کریں گے اور نہ اسے کوئی نقصان پہنچائیں گے۔ پس اسے ان کے حوالے کر دو، اس میں تم پر کوئی رسوائی یا کمی نہیں آئے گی، تم اسے صرف حاکمِ وقت کے سپرد کر رہے ہو۔

فقال هانىء : والله إن عليَّ في ذلك الخزي والعار أن أدفع جاري وضيفي وأنا حيٌّ صحيح أسمع وأرى ، شديد الساعد ، كثير الأعوان ، والله لو لم يكن لي إلاَّ واحد ليس لي ناصر لم أدفعه حتى أموت دونه ، فأخذ يناشده وهو يقول : والله لا أدفعه إليه أبداً.

ہانی نے کہا: بخدا یہ میرے لیے رسوائی اور عار کی بات ہو گی کہ میں اپنے پڑوسی اور مہمان کو حوالے کر دوں جبکہ میں زندہ، تندرست، سنتا اور دیکھتا ہوں، میرا بازو مضبوط ہے اور میرے مددگار بہت ہیں۔ بخدا اگر میرے پاس صرف ایک ہی آدمی ہوتا اور میرا کوئی مددگار بھی نہ ہوتا تو بھی میں اسے حوالے نہ کرتا یہاں تک کہ اس کی خاطر مر جاتا۔ پھر وہ (ابن زیاد) اسے قسمیں دے دے کر منانے لگا، مگر وہ (ہانی) یہی کہتا رہا: بخدا میں اسے کبھی اس کے حوالے نہیں کروں گا۔

فسمع ابن زياد لعنه الله ذلك فقال : أدنوه مني ، فأدنوه منه ، فقال : والله لتأتينّي به أو لأضربنّ عنقك ، فقال هانىء : إذاً والله تكثر البارقة حول دارك ، فقال ابن زياد : والهفاه عليك ، أباالبارقة تخوِّفني ؟ وهو يظنّ أن عشيرته سيمنعونه ، ثمَّ قال : أدنوه منّي ، فأدني منه ، فاستعرض وجهه بالقضيب ، فلم يزل يضرب به أنفه وجبينه وخدّه حتى كسر أنفه ، وسالت الدماء على وجهه ولحيته ، ونثر لحم جبينه وخدّه على لحيته ، حتى كسر القضيب ، وضرب هانىء يده على قائم سيف شرطي وجاذبه الرجل ومنعه.

ابن زیاد — اللہ اس پر لعنت کرے — نے یہ سنا تو کہا: اسے میرے قریب لاؤ۔ چنانچہ اسے اس کے قریب لایا گیا۔ اس نے کہا: بخدا یا تو تم اسے میرے پاس لے آؤ گے یا میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ ہانی نے کہا: تب تو بخدا تمہارے گھر کے ارد گرد تلواریں بہت بڑھ جائیں گی۔ ابن زیاد نے کہا: تجھ پر افسوس! کیا تو مجھے تلواروں سے ڈراتا ہے؟ اور وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کا قبیلہ اسے بچا لے گا۔ پھر اس نے کہا: اسے میرے قریب لاؤ۔ چنانچہ اسے قریب لایا گیا تو اس نے چھڑی سے اس کے چہرے پر وار کرنا شروع کر دیا، اور برابر اس کی ناک، پیشانی اور رخسار پر مارتا رہا یہاں تک کہ اس کی ناک توڑ دی، اور خون اس کے چہرے اور داڑھی پر بہہ نکلا، اور اس کی پیشانی اور رخسار کا گوشت اس کی داڑھی پر بکھر گیا، حتیٰ کہ چھڑی ٹوٹ گئی۔ اور ہانی نے اپنا ہاتھ ایک پہرے دار کی تلوار کے قبضے پر رکھ دیا تو اس شخص نے اس سے کھینچا تانی کی اور اسے روک دیا۔

فقال عبيدالله : أحروري سائر اليوم ؟ قد حلّ دمك ، جرُّوه ، فجرُّوه فألقوه في بيت من بيوت الدار ، وأغلقوا عليه بابه ، فقال : اجعلوا عليه حرساً ، ففعل ذلك به ، فقام إليه حسان بن أسماء فقال : أَرُسْلُ غَدْر سائر اليوم ؟ أمرتنا أن نجيئك بالرجل حتى إذا جئناك به هشَّمت أنفه ووجهه ، وسيَّلت دماءه على لحيته ، وزعمت أنك تقتله ؟

عبیداللہ نے کہا: کیا تو ہر وقت خارجی ہی بنا رہے گا؟ اب تیرا خون حلال ہو گیا، اسے گھسیٹو۔ چنانچہ اسے گھسیٹ کر گھر کے کمروں میں سے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس نے کہا: اس پر پہرہ بٹھا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر حسان بن اسماء اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: کیا ہم ہمیشہ دھوکے کے قاصد ہی بنے رہیں گے؟ تو نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اس شخص کو تیرے پاس لے آئیں، پھر جب ہم اسے لے آئے تو تو نے اس کی ناک اور چہرہ توڑ ڈالا اور اس کا خون اس کی داڑھی پر بہا دیا، اور اب تو یہ سمجھتا ہے کہ تو اسے قتل کر دے گا؟

فقال له عبيدالله : وإنك لههنا ؟ فأمر به فلهز وتعتع وأجلس ناحية ، فقال

عبیداللہ نے اس سے کہا: کیا تو بھی یہیں موجود ہے؟ پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے دھکے دیے گئے اور جھڑکا گیا اور ایک طرف بٹھا دیا گیا۔ پھر محمد بن اشعث نے کہا:

محمد بن الأشعث : قد رضينا بما رأى الأمير ، لنا كان أم علينا ، إنما الأمير مؤدِّب. وبلغ عمرو بن الحجاج أن هانئاً قد قتل فأقبل في مذحج حتى أحاط بالقصر ومعه جمع عظيم ، وقال : أنا عمرو بن الحجاج ، وهذه فرسان مذحج ووجوهها ، لم نخلع طاعة ولم نفارق جماعة ، وقد بلغهم أن صاحبهم قد قُتل فأعظموا ذلك ، فقيل لعبيدالله بن زياد : وهذه فرسان مذحج بالباب ؟!

ہم اس پر راضی ہیں جو امیر نے مناسب سمجھا، خواہ ہمارے حق میں ہو یا خلاف، امیر تو صرف تربیت دینے والا ہے۔ اور عمرو بن حجاج کو یہ خبر پہنچی کہ ہانی قتل کر دیا گیا ہے تو وہ قبیلہ مذحج کو لے کر آیا یہاں تک کہ اس نے محل کا محاصرہ کر لیا، اور اس کے ساتھ ایک بہت بڑا مجمع تھا۔ اس نے کہا: میں عمرو بن حجاج ہوں، اور یہ مذحج کے سوار اور سردار ہیں، نہ ہم نے اطاعت سے انکار کیا ہے اور نہ جماعت سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور انہیں یہ خبر پہنچی تھی کہ ان کا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے تو انہوں نے اسے بہت بڑا معاملہ سمجھا۔ عبیداللہ بن زیاد سے کہا گیا: یہ تو مذحج کے سوار دروازے پر آپہنچے ہیں؟ !

فقال لشريح القاضي : ادخل على صاحبهم فانظر إليه ، ثم اخرج فأعلمهم أنه حيّ لم يُقتل ، فدخل شريح فنظر إليه ، فقال هانىء لما رأى شريحاً : يا لله يا للمسلمين ، أهلكت عشيرتي ؟ أين أهل الدين ؟ أين أهل المصر ؟ والدماء تسيل على لحيته ، إذ سمع الضجّة على باب القصر ، فقال : إني لأظنّها أصوات مذحج ، وشيعتي من المسلمين ، إنه إن دخل عليَّ عشرة نفر أنقذوني.

اس نے شریح قاضی سے کہا: اس کے ساتھی کے پاس اندر جاؤ اور اسے دیکھو، پھر باہر آکر انہیں بتا دو کہ وہ زندہ ہے، قتل نہیں کیا گیا۔ چنانچہ شریح اندر گیا اور اسے دیکھا۔ ہانی نے جب شریح کو دیکھا تو کہا: اے اللہ کے بندو، اے مسلمانو، کیا میرا قبیلہ ہلاک کر دیا گیا؟ اہلِ دین کہاں ہیں؟ اہلِ شہر کہاں ہیں؟ اور خون اس کی داڑھی پر بہہ رہا تھا۔ اسی دوران اس نے محل کے دروازے پر شور و غل سنا تو کہا: میرا خیال ہے یہ مذحج اور میرے مسلمان ساتھیوں کی آوازیں ہیں۔ اگر ان میں سے دس آدمی بھی میرے پاس آجائیں تو مجھے بچا لیں گے۔

فلمَّا سمع كلامه شريح خرج إليهم فقال لهم : إن الأمير لما بلغه كلامكم ومقالتكم في صاحبكم أمرني بالدخول إليه فأتيته فنظرت إليه ، فأمرني أن ألقاكم وأعرِّفكم أنه حيٌّ ، وأن الذي بلغكم من قتله باطل ، فقال له عمرو بن الحجاج وأصحابه : أمَّا إذا لم يُقتل فالحمد لله ، ثم انصرفوا.

جب شریح نے اس کی یہ بات سنی تو وہ ان کی طرف نکلا اور ان سے کہا: امیر کو جب تمہاری بات اور تمہارے ساتھی کے بارے میں تمہارا کہنا پہنچا تو اس نے مجھے اس کے پاس جانے کا حکم دیا، چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اسے دیکھا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے مل کر تمہیں بتاؤں کہ وہ زندہ ہے، اور جو خبر تمہیں اس کے قتل کی پہنچی ہے وہ جھوٹ ہے۔ اس پر عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھیوں نے کہا: جب وہ قتل نہیں ہوا تو الحمد للہ۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔

فخرج عبيدالله بن زياد فصعد المنبر ومعه أشراف الناس وشُرطه وحشمه ، فقال : أمّا بعد أيها الناس ، فاعتصموا بطاعة الله وطاعة أئمتكم ، ولا تفرَّقوا فتهلكوا وتذلّوا وتقتلوا وتجفوا وتحرموا ، إن أخاك من صدقك ، وقد أعذر من أنذر ، والسلام.

پھر عبیداللہ بن زیاد باہر نکلا اور منبر پر چڑھا، اس کے ساتھ لوگوں کے سردار، اس کے پہرے دار اور خدمت گار تھے۔ اس نے کہا: اما بعد، اے لوگو! اللہ کی اطاعت اور اپنے اماموں کی اطاعت کو مضبوطی سے تھامے رکھو، اور تفرقہ نہ ڈالو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، ذلیل ہو جاؤ گے، قتل کیے جاؤ گے، جفا کا شکار ہو گے اور محروم رہ جاؤ گے۔ بے شک تیرا بھائی وہی ہے جو تجھ سے سچ بولے، اور جس نے خبردار کر دیا اس نے عذر پورا کر دیا، والسلام۔

ثمَّ ذهب لينزل فما نزل عن المنبر حتى دخلت النظارة المسجد من قبل باب التمارين يشتدّون ويقولون : قد جاء ابن عقيل ، فدخل عبيدالله القصر مسرعاً وأغلق أبوابه ، فقال عبدالله بن حازم : أنا ـ والله ـ رسول ابن عقيل إلى القصر لأنظر ما فعل هانىء ، فلمَّا ضُرب وحُبس ركبت فرسي فكنت أول داخل الدار

پھر وہ اترنے لگا، مگر ابھی منبر سے نیچے نہیں اترا تھا کہ تماشائی لوگ دروازہ التمارین کی طرف سے مسجد میں دوڑتے ہوئے داخل ہوئے اور کہہ رہے تھے: ابن عقیل آ گیا! تو عبیداللہ جلدی سے محل میں داخل ہو گیا اور اس کے دروازے بند کر لیے۔ عبداللہ بن حازم نے کہا: بخدا میں ابن عقیل کا قاصد بن کر محل کی طرف گیا تاکہ دیکھوں ہانی کے ساتھ کیا ہوا، تو جب اسے مارا گیا اور قید کر دیا گیا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور سب سے پہلے گھر میں داخل ہونے والا میں ہی تھا

على مسلم بن عقيل بالخبر ، وإذا نسوة لمراد مجتمعات ينادين : يا عبرتاه ، يا ثكلاه ، فدخلت على مسلم فأخبرته الخبر ، فأمرني أن أنادي في أصحابه وقد ملأ بهم الدور حوله فكانوا فيها أربعة آلاف رجل ، فقال : ناد : يا منصور أمت ، فناديت فتنادى أهل الكوفة واجتمعوا عليه.

مسلم بن عقیل کے پاس یہ خبر لے کر، اور دیکھا کہ مراد قبیلے کی عورتیں جمع ہو کر پکار رہی ہیں: ہائے میرا رونا! ہائے میری داغِ جدائی! میں مسلم کے پاس گیا اور انہیں خبر سنائی، تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے ساتھیوں میں آواز لگاؤں، اور ان کے ارد گرد کے گھر ان سے بھر چکے تھے، اور وہ ان گھروں میں چار ہزار آدمی تھے۔ انہوں نے کہا: پکارو: اے منصور! مار ڈالو۔ چنانچہ میں نے پکارا تو اہلِ کوفہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے ان کے پاس جمع ہو گئے۔

فعقد مسلم رحمه الله لرؤوس الأرباع : كندة ومذحج وتميم وأسد ومضر وهمدان ، وتداعى الناس واجتمعوا ، فما لبثنا إلاّ قليلا حتى امتلأ المسجد من الناس والسوق ، وما زالوا يتوثّبون حتى المساء ، فضاق بعبيدالله أمره ، وكان أكثر عمله أن يمسك باب القصر ، وليس معه إلاّ ثلاثون رجلا من الشُرَط ، وعشرون رجلا من أشراف الناس وأهل بيته وخاصته ، وأقبل من نأى عنه من أشراف الناس يأتونه من قبل الباب الذي يلي دار الروميين ، وجعل من في القصر مع ابن زياد يشرفون عليهم فينظرون إليهم وهم يرمونهم بالحجارة ويشتمونهم.. [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/46 ـ 52 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/344 ـ 349.

.

چنانچہ مسلم رحمہ اللہ نے قبائلی حلقوں کے سرداروں کے لیے پرچم باندھے: کندہ، مذحج، تمیم، اسد، مضر اور ہمدان کے سردار۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا اور جمع ہو گئے، اور ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ مسجد اور بازار لوگوں سے بھر گئے، اور وہ شام تک جوش و خروش سے جمع ہوتے رہے۔ اس پر عبیداللہ کا معاملہ تنگ ہو گیا، اور اس کا زیادہ تر کام یہ رہ گیا کہ وہ محل کے دروازے کو تھامے رکھے، جبکہ اس کے ساتھ صرف تیس پہرے دار اور بیس افراد اشراف، اہلِ بیت اور خاص لوگوں میں سے تھے۔ جو اشراف اس سے دور تھے وہ اس دروازے کی طرف سے آنے لگے جو رومیوں کے گھر کے ساتھ متصل تھا۔ محل میں موجود لوگ ابن زیاد کے ساتھ ان پر جھانک کر دیکھ رہے تھے کہ وہ (باہر کے لوگ) انہیں پتھر مار رہے ہیں اور گالیاں دے رہے ہیں۔(1)

ولله درّ الشفهيني عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ اس شفہینی پر رحمت کرے، اس نے کیا خوب کہا ہے، جب وہ کہتا ہے:

يَا وَاقِفاً في الدارِ مفتكراً مهلا فقد أودى بك الفِكْرُ
إنْ تُمْسِ مكتئباً لِبَيْنِهِمُ فعقيبَ كُلِّ كآبة وِزْرُ
هلاَّ صَبَرْتَ على المصابِ بهم وعلى المصيبةِ يُحْمَدُ الصبرُ
وجعلتَ رُزْءَكَ في الحسينِ ففي رُزْءِ ابنِ فاطمة لك الأجرُ
مكروا به أَهْلُ النفاقِ وهل لمنافق يُسْتَبْعَدُ المَكْرُ
بصحائف كوجوهِهِمْ وَرَدَتْ سُوداً وَفَحْوُ كَلاَمِهِم هَجْرُ
حتى أناخ بِعقرِ سَاحَتِهِم ثِقَةً تَأَكَّدَ منهُمُ الْغَدْرُ
وتسارعوا لقتالِهِ زُمَراً مَا لا يحيطُ بعدِّهِ حَصْرُ
طافوا بأَرْوَعَ في عَرينتِهِ يُحْمَى النزيلُ وَيَأْمَنُ الثَّغْرُ

اے گھر میں کھڑے سوچوں میں ڈوبے ہوئے شخص
ٹھہر جا، کہ فکر نے تجھے ہلاک کر ڈالا
اگر تو ان کی جدائی پر شام کو غمگین ہو
تو ہر غم کے بعد اجر ہے
کیوں نہ تو نے ان کی مصیبت پر صبر کیا
اور مصیبت پر صبر ہی قابلِ تعریف ہے
تو نے اپنا نقصان حسین (علیہ السلام) میں شمار کیا، تو
فاطمہ کے بیٹے کے نقصان میں تیرے لیے اجر ہے
منافقوں نے ان کے ساتھ مکر کیا، اور کیا
منافق سے مکر بعید ہو سکتا ہے؟
ان کے چہروں جیسے سیاہ اوراق کے ساتھ (فیصلے)
آئے
اور ان کی بات کا مفہوم سخت کلامی تھا
یہاں تک کہ وہ ان کے میدان کے وسط میں اترا
اس اعتماد کے ساتھ کہ ان کی بے وفائی یقینی ہو چکی
تھی
اور وہ گروہ در گروہ اس سے لڑنے کے لیے دوڑ پڑے
ایسی تعداد میں کہ شمار میں نہ آئے
وہ ایک عظیم ہستی کے گرد اس کے مسکن میں گھوم
رہے تھے
(ایسی ہستی) جس کے ہاں مہمان کی حفاظت ہوتی اور
سرحد محفوظ رہتی

جيشٌ لَهَامٌ يومَ معركة وليومِ سِلْم وَاحِدٌ وترُ
فكأنَّهم سِرْبٌ قد اجتمعت ألفاً فبدَّدَ شَمْلَها صَقْرُ
حتى إذا قَرُبَ المدى وبه طَافَ العدى وَتَقَاصَرَ العمرُ
أردوه منعفراً تمجُّ دماً منه الظُّبا والذُّبَّلُ السُّمْرُ
تَطَأُ الخيولُ إهَابَه وعلى الـ خدِّ التريبِ لوطيهَا أَثَرُ
ظَام يبلُّ أَوامَ غُلَّتِهِ ريّاً بفيضِ نجيعِهِ النَّحْرُ تأباها إجلالا فتزجُرُها
فئةٌ يقودُ عُصَاتَها شِمْرُ فتجولُ في صَدْر أَحَاطَ على
عِلْمِ النبوَّةِ ذلك الصَّدْرُ بأبي القتيلَ وَمَنْ بمصرعِهِ
ضَعُفَ الهدى وَتَضَاعَفَ الكُفْرُ بأبي الذي أَكْفَانُهُ نُسِجَتْ
من عِثْيَر وَحَنُوطُهُ عَفْرُ [1]

الغدير ، الشيخ الأميني : 6/367.

ایک بھاری لشکر تھا جنگ کے دن
مگر امن کے دن (اس کا ساتھی) صرف ایک اکیلا تھا
گویا وہ پرندوں کا وہ جھنڈ تھا جو ہزار کی تعداد میں جمع تھا
جسے ایک باز نے منتشر کر دیا
یہاں تک کہ جب مدت قریب آئی اور اس کے
گرد دشمن جمع ہو گئے اور عمر مختصر ہو گئی
انہوں نے اسے خاک آلود گرا دیا، جس سے خون بہہ
رہا تھا
تلواروں اور بھورے نیزوں سے
گھوڑے اس کے جسم کو روندنے لگے، اور
خاک آلود رخسار پر ان کے سموں کا نشان تھا
پیاسا، جو اپنی پیاس کی جلن بجھا رہا تھا
اپنے گلے کے بہتے خون سے سیرابی پا کر
گھوڑے اس سے تعظیماً جھجکتے تھے، مگر انہیں ڈانٹ کر
روکتی
ایک جماعت جس کے سرکشوں کی قیادت شمر کر رہا
تھا
تو وہ اس سینے میں گھومنے لگیں جس نے
نبوت کے علم کو اپنے اندر سمویا ہوا تھا، وہی سینہ
میرے باپ قربان ہوں اس قتل کیے گئے پر، جس
کے قتل کے مقام پر
ہدایت کمزور ہو گئی اور کفر دوگنا ہو گیا
میرے باپ قربان ہوں اس پر جس کے کفن
گرد و غبار سے بنے اور جس کا حنوط مٹی تھا(1)

المجلس الثالث ، من اليوم الرابع

مقتل مسلم بن عقيل (عليه السلام)

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : فهل المحن يا ساداتي إلاّ التي لزمتكم ، والمصائب إلاّ التي عمَّتكم ، والفجايع إلاّ التي خصَّتكم ، والقوارع إلاّ التي طرقتكم ، صلوات الله عليكم وعلى أرواحكم وأجسادكم ، ورحمة الله وبركاته ، بأبي وأمي يا آل المصطفى ، إنّا لا نملك إلاّ أن نطوف حول مشاهدكم ، ونعزّي فيها أرواحكم ، على هذه المصائب العظيمة الحالّة بفنائكم ، والرزايا الجليلة النازلة بساحتكم ، التي أثبتت في قلوب شيعتكم القروح ، وأورثت أكبادهم الجروح ، وزرعت في صدورهم الغصص ، فنحن نُشهد الله أنّا قد شاركنا أولياءكم وأنصاركم

المتقدِّمين ، في إراقة دماء الناكثين والقاسطين والمارقين ، وقتلة أبي عبدالله سيِّد شباب أهل الجنة يوم كربلاء ، بالنيَّات والقلوب ، والتأسُّف على فوت تلك المواقف ، التي حضروا لنصرتكم ، والله وليّي يبلِّغكم منّي السلام [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 299.

.

تیسری مجلس، چوتھے دن کی

مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کی شہادت

اہلِ بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: تو اے میرے سردارو! کیا مصیبتیں وہی نہیں جو تم پر لازم ہوئیں؟ اور کیا مصائب وہی نہیں جنہوں نے تم سب کو گھیر لیا؟ اور کیا سانحات وہی نہیں جو خاص طور پر تمہیں پیش آئے؟ اور کیا آفتیں وہی نہیں جو تم پر آپڑیں؟ اللہ کی رحمتیں ہوں تم پر اور تمہاری روحوں اور جسموں پر، اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے آلِ مصطفیٰ! ہم اس کے سوا کچھ اختیار نہیں رکھتے کہ تمہارے مزارات کے گرد طواف کریں، اور ان میں تمہاری ارواح سے تعزیت کریں، ان عظیم مصیبتوں پر جو تمہارے آستانوں پر نازل ہوئیں، اور ان جلیل رزیوں پر جو تمہارے آنگن میں اتریں، جنہوں نے تمہارے شیعوں کے دلوں میں زخم ثابت کر دیے، اور ان کے جگروں کو گھاؤ کا وارث بنایا، اور ان کے سینوں میں غم کے کانٹے بو دیے۔ پس ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے تمہارے دوستوں اور مددگاروں

میں سے پہلوں کی، ناکثین، قاسطین اور مارقین کا خون بہانے میں، اور کربلا کے دن جنت کے جوانوں کے سردار ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے قاتلوں کا خون بہانے میں، نیتوں اور دلوں کے ساتھ شرکت کی ہے، اور ان مواقف کے فوت ہو جانے پر افسوس کا اظہار کیا ہے جن میں وہ تمہاری نصرت کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ اور اللہ ہی میرا ولی ہے کہ وہ میری طرف سے تم پر سلام پہنچائے۔(1)

روي عن ابن عباس ، قال : قال علي (عليه السلام) لرسول الله (صلى الله عليه وآله) : يا رسول الله ، إنك لتحبّ عقيلا ؟ قال : إي والله ، إنّي لأحبُّه حبين : حبّاً له ، وحباً لحبِّ أبي طالب له ، وإن ولده لمقتول في محبّة ولدك ، فتدمع عليه عيون المؤمنين ، وتصلّي عليه الملائكة المقرَّبون ، ثمَّ بكى رسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى جرت دموعه على صدره ، ثم قال : إلى الله أشكو ما تلقى عترتي من بعدي [2]

الأمالي ، الصدوق : 191 ح 3 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 22/288 ح 58.

.

ابن عباس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: علی (علیہ السلام) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ عقیل سے بہت محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں بخدا! میں اس سے دوہری محبت کرتا ہوں: ایک محبت خود اس کی ذات کی وجہ سے، اور دوسری محبت ابو طالب کی اس سے محبت کی وجہ سے۔ اور بے شک اس کا بیٹا تمہارے بیٹے کی محبت میں قتل کیا جائے گا، تو مومنوں کی آنکھیں اس پر آنسو بہائیں گی، اور مقرب فرشتے اس پر درود بھیجیں گے۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) روئے یہاں تک کہ آپ کے آنسو آپ کے سینے پر بہہ نکلے، پھر فرمایا: میں اللہ کی بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں اس پر جو میرے بعد میری عترت کو پیش آئے گا۔(2)

قال الراوي فيما يخص أمر مسلم بن عقيل (عليه السلام) في الكوفة : إن ابن زياد دعا كثير بن شهاب ، وأمره أن يخرج فيمن أطاعه في مذحج ، فيسير في الكوفة ويخذّل الناس عن ابن عقيل (عليه السلام) ، ويخوِّفهم الحرب ، ويحذّرهم عقوبة السلطان ، وأمر محمد بن الأشعث أن يخرج فيمن أطاعه من كندة وحضرموت ، فيرفع راية أمان لمن جاء من الناس ، وقال مثل ذلك لقعقاع الذهلي ، وشبث بن ربعي التميمي ، وحجار بن أبجر السلمي ، وشمر بن ذي الجوشن العامري ، وحبس باقي وجوه الناس عنده استيحاشاً إليهم لقلّة عدد من معه من الناس.

راوی کہتا ہے کہ کوفہ میں مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے معاملے کے متعلق: ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ مذحج قبیلے میں سے جو لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں ان کے ساتھ نکلے، اور کوفہ میں گھوم کر لوگوں کو ابن عقیل (علیہ السلام) سے پھیر دے، انہیں جنگ سے ڈرائے، اور انہیں سلطان کی سزا سے خبردار کرے۔ اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ وہ کندہ اور حضرموت میں سے جو اس کی اطاعت کرتے ہیں ان کے ساتھ نکلے، اور جو بھی لوگ اس کے پاس آئیں ان کے لیے امان کا جھنڈا بلند کرے۔ اور اسی طرح کا حکم قعقاع ذہلی، شبث بن ربعی تمیمی، حجار بن ابجر سلمی اور شمر بن ذی الجوشن عامری کو بھی دیا۔ اور باقی بڑے لوگوں کو اپنے پاس ہی روک لیا، کیونکہ اس کے ساتھ موجود لوگوں کی تعداد کم تھی اس لیے وہ ان کی طرف مانوسیت چاہتا تھا۔

فخرج كثير بن شهاب يخذّل الناس عن مسلم ، وخرج محمد بن الأشعث حتى وقف عند دور بني عمارة ، فبعث ابن عقيل إلى محمد بن الأشعث عبدالرحمن بن شريح الشيباني ، فلمّا رأى ابن الأشعث كثرة من أتاه تأخّر عن مكانه ، وجعل محمد بن الأشعث ، وكثير بن شهاب ، والقعقاع بن ثور الذهلي ، وشبث بن ربعي يردّون الناس عن اللحوق بمسلم ، ويخوّفونهم السلطان ، حتى اجتمع إليهم عدد

چنانچہ کثیر بن شہاب نکلا اور لوگوں کو مسلم سے پھیرنے لگا، اور محمد بن اشعث نکلا یہاں تک کہ بنی عمارہ کے گھروں کے پاس جا کھڑا ہوا۔ تو ابن عقیل نے عبدالرحمن بن شریح شیبانی کو محمد بن اشعث کی طرف بھیجا۔ جب ابن اشعث نے دیکھا کہ اس کے پاس آنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے تو وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گیا۔ اور محمد بن اشعث، کثیر بن شہاب، قعقاع بن ثور ذہلی اور شبث بن ربعی لوگوں کو مسلم کے ساتھ ملنے سے روکنے لگے اور انہیں سلطان کی سزا سے ڈرانے لگے، یہاں تک کہ ان کے پاس ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی

كثير من قومهم وغيرهم ، فصاروا إلى ابن زياد من قبل دار الروميين ، ودخل القوم معهم.

ان کی اپنی قوموں اور دوسرے لوگوں میں سے، تو وہ رومیوں کے گھر کی طرف سے ابن زیاد کے پاس چلے گئے، اور یہ لوگ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے۔

فقال كثير بن شهاب : أصلح الله الأميرا! معك في القصر ناس كثير من أشراف الناس ومن شرطك وأهل بيتك ومواليك ، فاخرج بنا إليهم ، فأبى عبيدالله ، وعقد لشبث بن ربعي لواء وأخرجه ، وأقام الناس مع ابن عقيل يكثرون حتى المساء ، وأمرهم شديد ، فبعث عبيدالله إلى الأشراف فجمعهم ، ثمَّ أشرفوا على الناس فمنَّوا أهل الطاعة الزيادة والكرامة ، وخوَّفوا أهل المعصية الحرمان والعقوبة ، وأعلموهم وصول الجند من الشام إليهم.

کثیر بن شہاب بولتا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا، اس نے کہا: اے لوگو ! اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ، اور شریں جلدی نہ کرو، اور اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش نہ کرو، کیونکہ یہ امیر المومنین یزید کی فوجیں آچکی ہیں۔ اور امیر نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر تم نے اس سے جنگ جاری رکھی اور آج شام تک منتشر نہ ہوئے تو وہ تمہاری نسلوں کا وظیفہ بند کر دے گا، اور تمہارے جنگجوؤں کو شام کے صحراؤں میں بکھیر دے گا، اور تم میں سے بے قصور کو قصوروار کے ساتھ، اور حاضر کو غائب کے ساتھ پکڑے گا، یہاں تک کہ نافرمانوں میں سے کوئی باقی نہ چھوڑے مگر یہ کہ اسے اس کے ہاتھوں کی کمائی کا مزہ چکھا دے۔ اور شرفاء نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔

وتكلَّم كثير بن شهاب حتى كادت الشمس أن تغرب ، فقال : أيها الناس ، الحقوا بأهاليكم ، ولا تعجلوا الشرَّ ، ولا تعرِّضوا أنفسكم للقتل ، فإن هذه جنود أمير المؤمنين يزيد قد أقبلت ، وقد أعطى اللهَ الأميرُ عهداً لئن تممتم على حربه ، ولم تنصرفوا من عشيَّتكم ، أن يحرم ذرّيّتكم العطاء ، ويفرِّق مقاتليكم في مفازي الشام ، وأن يأخذ البريء منكم بالسقيم ، والشاهد بالغائب ، حتى لا يبقى له بقية من أهل المعصية إلاّ أذاقها وبال ما جنت أيديها ، وتكلَّم الأشراف بنحو من ذلك.

جب لوگوں نے ان کی باتیں سنیں تو منتشر ہونے لگے۔ کوئی عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی اور کہتی: واپس چلے آؤ ! لوگ تمہارے بغیر بھی کافی ہیں۔ اور کوئی آدمی اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتا اور کہتا: کل تمہارے پاس اہل شام آجائیں گے، تمہیں جنگ اور فساد سے کیا لینا دینا؟ واپس چلو ! پھر وہ اسے لے جاتا اور وہ واپس چلا جاتا۔ اسی طرح لوگ منتشر ہوتے رہے یہاں تک کہ شام ہو گئی اور ابن عقیل نے نماز مغرب پڑھی جبکہ مسجد میں ان کے ساتھ صرف تیس آدمی رہ گئے تھے۔

فلمّا سمع الناس مقالتهم أخذوا يتفرَّقون ، وكانت المرأة تأتي ابنها أو أخاها فتقول : انصرف! الناس يكفونك ، ويجيء الرجل إلى ابنه أو أخيه ويقول : غداً تأتيك أهل الشام ، فما تصنع بالحرب والشرّ ؟ انصرف! فيذهب به فينصرف ، فما زالوا يتفرَّقون حتى أمسى ابن عقيل ، وصلَّى المغرب وما معه إلاّ ثلاثون نفساً في المسجد.

جب انہوں نے دیکھا کہ شام ہو چکی ہے اور ان کے ساتھ صرف یہی چند لوگ رہ گئے ہیں تو وہ کندہ کے دروازوں کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی دروازوں تک نہیں پہنچے تھے کہ ان کے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے۔ پھر جب دروازے سے باہر نکلے تو ان کے ساتھ راستہ بتانے والا کوئی نہ رہا۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو کسی کو محسوس نہ کیا جو انہیں راستے کی رہنمائی کرے، نہ ہی کوئی تھا جو انہیں ان کے قیام گاہ کا پتہ بتائے،

فلمّا رأى أنه قد أمسى وليس معه إلاّ أولئك النفر خرج متوجهاً إلى أبواب كندة ، فلم يبلغ الأبواب إلاَّ ومعه منه عشرة ، ثمَّ خرج من الباب وإذا ليس معه إنسان يدلّه ، فالتفت فإذا هو لا يحسّ أحداً يدلّه على الطريق ، ولا يدلّه على منزله ،

ولا يواسيه بنفسه إن عرض له عدوّ ، فمضى على وجهه متلدِّداً في أزقّة الكوفة لا يدري أين يذهب ؟ حتى خرج إلى دور بني جبلة من كندة ، فمضى حتى أتى إلى باب امرأة يقال لها طوعة ، أم ولد كانت للأشعث بن قيس ، وأعتقها وتزوَّجها أسيد الحضرمي فولدت له بلالا ، وكان بلال قد خرج مع الناس ، وأمه قائمة تنتظره.

اور نہ ہی کوئی تھا جو دشمن سامنے آجانے پر ان کی جان پر جان دے۔ چنانچہ وہ حیران و پریشان کوفہ کی گلیوں میں چلتے رہے، انہیں معلوم نہ تھا کہ کہاں جائیں؟ یہاں تک کہ کندہ کے قبیلہ بنی جبلہ کے گھروں کی طرف نکل آئے، پھر چلتے چلتے ایک عورت کے دروازے پر پہنچے جسے طوعہ کہا جاتا تھا، وہ اشعث بن قیس کی ام ولد تھی، اس نے اسے آزاد کیا اور اسید حضرمی نے اس سے شادی کر لی، تو اس کے بطن سے بلال پیدا ہوا۔ بلال بھی لوگوں کے ساتھ نکلا ہوا تھا، اور اس کی ماں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

فسلَّم عليها ابن عقيل فردَّت عليه السلامَ ، فقال لها : يا أمة الله ، اسقيني ماء ، فسقته وجلس ، ودخلت ثمَّ خرجت فقالت : يا عبدالله ، ألم تشرب ؟ قال : بلى ، قالت : فاذهب إلى أهلك ، فسكت ، ثمَّ أعادت مثل ذلك ، فسكت ، ثم قالت في الثالثة : سبحان الله! يا عبدالله ، قم عافاك إلى أهلك ، فإنه لا يصلح لك الجلوس على بابي ، ولا أحلّه لك ، فقام وقال : يا أمة الله ، ما لي في هذا المصر أهل ولا عشيرة ، فهل لك في أجر ومعروف ، ولعلي مكافيك بعد هذا اليوم ، قالت : يا عبدالله ، وما ذاك ؟ قال : أنا مسلم بن عقيل ، كذّبني هؤلاء القوم ، وغرّوني وأخرجوني ، قالت : أنت مسلم ؟! قال : نعم ، قالت : ادخل.

ابن عقیل نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! مجھے پانی پلا دو۔ اس نے پانی پلایا اور آپ بیٹھ گئے۔ وہ اندر گئی پھر باہر آکر کہنے لگی: اے اللہ کے بندے! کیا تم نے پانی نہیں پیا؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: تو اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ۔ آپ خاموش رہے۔ اس نے پھر یہی بات دہرائی، آپ پھر خاموش رہے۔ پھر تیسری بار کہا: سبحان اللہ! اے اللہ کے بندے، اٹھو، اللہ تمہیں عافیت دے، اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، کیونکہ میرے دروازے پر بیٹھنا تمہارے لیے مناسب نہیں، اور میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔ آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے اللہ کی بندی! اس شہر میں میرا نہ کوئی گھر والا ہے نہ قبیلہ، کیا تمہیں کسی ثواب اور نیکی کی خواہش ہے؟ شاید میں آج کے بعد تمہیں اس کا بدلہ دے سکوں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے، وہ کیا بات ہے؟ فرمایا: میں مسلم بن عقیل ہوں، ان لوگوں نے مجھ سے جھوٹ بولا، مجھے دھوکہ دیا اور مجھے نکال باہر کیا۔ اس نے کہا: کیا تم مسلم ہو؟ ! فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: اندر آجائیے۔

فدخل إلى بيت في دارها غير البيت الذي تكون فيه ، وفرشت له وعرضت عليه العشا فلم يتعش ، ولم يكن بأسرع من أن جاء ابنها فرآها تكثر الدخول في البيت والخروج منه ، فقال لها : والله إنه ليريبني كثرة دخولك إلى هذا البيت وخروجك منه منذ الليلة ، إن لك لشأناً ، قالت له : يا بنيَّ ، الهُ عن هذا ، قال : والله لتخبريني ، قالت له : أقبل على شأنك ، ولا تسألني عن شيء ، فألحَّ عليها فقالت : يا بنيّ ، لا تخبرن أحداً من الناس بشيء مما أخبرك به ، قال : نعم ، فأخذت عليه الأيمان فحلف لها ، فأخبرته فاضطجع وسكت.

چنانچہ آپ اس کے گھر کے اس کمرے میں داخل ہوئے جو اس کمرے سے الگ تھا جس میں وہ خود رہتی تھی۔ اس نے آپ کے لیے بستر بچھایا اور کھانا پیش کیا مگر آپ نے کھانا نہ کھایا۔ ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ اس کا بیٹا آیا اور دیکھا کہ وہ بار بار اس کمرے میں جا رہی ہے اور نکل رہی ہے۔ اس نے اس سے کہا: خدا کی قسم! آج رات سے تمہارا اس کمرے میں بار بار جانا اور نکلنا مجھے شک میں ڈال رہا ہے، تمہارا ضرور کوئی معاملہ ہے۔ اس نے کہا: بیٹا! اس کی فکر چھوڑ دو۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! تم مجھے ضرور بتاؤ گی۔ اس نے کہا: اپنے کام سے کام رکھو اور مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ اس نے اصرار جاری رکھا تو اس نے کہا: بیٹا! جو کچھ میں تمہیں بتاؤں وہ کسی کو نہ بتانا۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ اس نے اس سے قسمیں لیں تو اس نے قسم کھائی، تب اس نے اسے بتا دیا، وہ لیٹ گیا اور خاموش ہو گیا۔

ولما تفرَّق الناس عن مسلم بن عقيل (عليه السلام) ، طال على ابن زياد ، وجعل لا يسمع لأصحاب ابن عقيل صوتاً كما كان يسمع قبل ذلك ، فقال لأصحابه : أشرفوا فانظروا هل ترون منهم أحداً ؟ فأشرفوا فلم يجدوا أحداً ، قال : فانظروهم لعلهم

جب مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے پاس سے لوگ منتشر ہو گئے تو ابن زیاد پر معاملہ طول پکڑ گیا، اور اسے ابن عقیل کے ساتھیوں کی وہ آواز سنائی دینا بند ہو گئی جو پہلے سنائی دیتی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اوپر چڑھ کر دیکھو، کیا تمہیں ان میں سے کوئی نظر آتا ہے؟ انہوں نے اوپر چڑھ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا۔ اس نے کہا: انہیں تلاش کرو، شاید وہ

تحت الظلال قد كمنوا لكم ، فنزعوا تخاتج المسجد ، وجعلوا يخفضون بشعل النار في أيديهم وينظرون ، وكانت أحياناً تضيء لهم ، وتارة لا تضيء لهم كما يريدون ، فدلّوا القناديل ، وأطنان القصب تشدّ بالحبال ثم يجعل فيها النيران ، ثمّ تدلّى حتى ينتهي إلى الأرض ، ففعلوا ذلك في أقصى الظلال وأدناها وأوسطها حتى فعل ذلك بالظلّة التي فيها المنبر ، فلمّا لم يروا شيئاً أعلموا ابن زياد بتفرّق القوم.

سایوں کے نیچے تمہارے لیے چھپے بیٹھے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مسجد کے چھپر اتار دیے، اور اپنے ہاتھوں میں آگ کی مشعلیں لے کر جھک جھک کر دیکھنے لگے۔ کبھی روشنی ان کے لیے کافی ہو جاتی اور کبھی ان کی خواہش کے مطابق روشن نہ ہوتی۔ چنانچہ انہوں نے قندیل اور نرسل کے گٹھے رسیوں سے باندھ کر لٹکائے، پھر ان میں آگ لگا کر انہیں نیچے زمین تک لٹکا دیا۔ انہوں نے یہ کام سب سے دور کے سایوں سے لے کر قریب کے اور درمیانی سایوں تک کیا، یہاں تک کہ اس سائبان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جس میں منبر تھا۔ جب انہیں کچھ نظر نہ آیا تو انہوں نے ابن زیاد کو لوگوں کے منتشر ہو جانے کی خبر دی۔

ففتح باب السدّة التي في المسجد ، ثمَّ خرج فصعد المنبر ، وخرج أصحابه معه ، وأمرهم فجلسوا قبيل العتمة ، وأمر عمر بن نافع فنادى : ألا برئت الذمة من رجل من الشُرَط أو العرفاء والمناكب أو المقاتلة صلَّى العتمة إلاَّ في المسجد ، فلم يكن إلاّ ساعة حتى امتلأ المسجد من الناس ، ثم أمر مناديه فأقام الصلاة وأقام الحرس خلفه وأمرهم بحراسته من أن يدخل إليه من يغتاله ، وصلَّى بالناس. ثمَّ صعد المنبر فحمد الله وأثنى عليه ، ثم قال : أما بعد ، فإن ابن عقيل السفيه الجاهل قد أتى ما رأيتم من الخلاف والشقاق ، فبرئت ذمة الله من رجل وجدناه في داره ، ومن جاء به فله ديته ، اتقوا الله عباد الله ، والزموا الطاعة وبيعتكم ، ولا تجعلوا على أنفسكم سبيلا.

تب اس نے مسجد کے اس دروازے کو کھلوایا جو محل سے ملتا تھا، پھر باہر نکل کر منبر پر چڑھا، اور اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ نکلے۔ اس نے انہیں حکم دیا تو وہ عشاء کی نماز سے کچھ پہلے بیٹھ گئے، اور عمر بن نافع کو حکم دیا کہ وہ اعلان کرے: خبردار! جو بھی سپاہی، عریف، سردار یا لڑاکا عشاء کی نماز مسجد کے سوا کہیں اور پڑھے گا اس سے اللہ کی ذمہ داری بری ہے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ پھر اس نے اپنے منادی کو حکم دیا تو اس نے نماز کھڑی کروائی، اور پہرے داروں کو اپنے پیچھے کھڑا کیا اور انہیں حکم دیا کہ کوئی اس پر قاتلانہ حملہ کرنے نہ آنے پائے، اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر چڑھا، اللہ کی حمد وثنا کی، پھر کہا: امّا بعد! بے شک ابن عقیل، وہ بے وقوف نادان، وہی کچھ کر گزرا ہے جو تم نے دیکھا، اختلاف اور پھوٹ کا۔ لہٰذا جس شخص کو ہم نے اس کے گھر میں پایا اس سے اللہ کی ذمہ داری بری ہے، اور جو اسے پکڑ لائے گا اسے اس کی دیت ملے گی۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اطاعت اور اپنی بیعت کو لازم پکڑو، اور اپنے آپ کو ہلاکت کے راستے پر نہ ڈالو۔

يا حصين بن نميرا ثكلتك أمك إن ضاع باب سكة من سكك الكوفة ، وخرج هذا الرجل ولم تأتني به ، وقد سلَّطتك على دور أهل الكوفة ، فابعث مراصد على أهل الكوفة ودورهم ، وأصبح غداً واستبرء الدور ، وجسّ خلالها حتى تأتيني بهذا الرجل ، وكان الحصين بن نمير على شرطه ، وهو من بني تميم ، ثم دخل ابن زياد القصر وقد عقد لعمرو بن حريث راية ، وأمَّره على الناس.

اے حصین بن نمیر! تیری ماں تجھ پر روئے، اگر کوفہ کی گلیوں میں سے کوئی راستہ بھی گم ہو جائے اور یہ آدمی نکل جائے اور تم اسے میرے پاس نہ لاؤ، حالانکہ میں نے تجھے اہلِ کوفہ کے گھروں پر مسلط کر دیا ہے۔ پس اہلِ کوفہ اور ان کے گھروں پر نگہبان مقرر کرو، اور کل صبح ہی گھروں کی تلاشی لو، اور ان کے درمیان کھوج لگاتے رہو یہاں تک کہ تم اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔ حصین بن نمیر اس کے پہرے داروں (شرطہ) پر مقرر تھا، اور وہ بنی تمیم سے تھا۔ پھر ابن زیاد محل میں داخل ہوا، اور اس نے عمرو بن حریث کے لیے جھنڈا باندھا، اور اسے لوگوں پر امیر مقرر کیا۔

فلمّا أصبح جلس مجلسه وأذن للناس ، فدخلوا عليه ، وأقبل محمد بن الأشعث فقال : مرحباً بمن لا يُستغشّ ولا يُتَّهم ، ثم أقعده إلى جنبه ، وأصبح ابن تلك العجوز فغدا إلى عبدالرحمن بن محمد بن الأشعث ، فأخبره بمكان مسلم بن

جب صبح ہوئی تو وہ اپنی مجلس میں بیٹھا اور لوگوں کو اجازت دی، چنانچہ وہ اس کے پاس داخل ہوئے۔ محمد بن اشعث آگے بڑھا تو اس نے کہا: خوش آمدید اس شخص کو جس پر بدگمانی نہیں کی جاتی اور نہ جسے متہم ٹھہرایا جاتا ہے۔ پھر اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ اور صبح ہوتے ہی اس بڑھیا کے بیٹے نے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث کے پاس جا کر اسے مسلم بن

عقيل عند أمه ، فأقبل عبدالرحمن حتى أتى أباه وهو عند ابن زياد فسارَّه ، فعرف ابن زياد سراره ، فقال له ابن زياد بالقضيب في جنبه : قم فأتني به الساعة ، فقام وبعث معه قومه لأنه قد علم أن كل قوم يكرهون أن يصاب فيهم مثل مسلم بن عقيل.

عقیل کے اپنی ماں کے ہاں ہونے کی خبر دی۔ چنانچہ عبدالرحمن چل کر اپنے باپ کے پاس آیا، جو ابن زیاد کے پاس موجود تھا، اور اس سے سرگوشی کی۔ ابن زیاد نے اس کی سرگوشی بھانپ لی، تو ابن زیاد نے چھڑی سے اس کے پہلو میں مار کر اس سے کہا: اٹھو اور ابھی اسی وقت اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ اٹھا اور اپنی قوم کو اس کے ساتھ بھیج دیا، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہر قوم اسے ناپسند کرتی ہے کہ ان میں سے کسی کے ہاتھوں مسلم بن عقیل جیسے شخص کو نقصان پہنچے۔

فبعث معه عبيدالله بن عباس السلمي في سبعين رجلا من قيس حتى أتوا الدار التي فيها مسلم بن عقيل (عليه السلام) ، فلمَّا سمع وقع حوافر الخيل وأصوات الرجال علم أنه قد أتي.

چنانچہ اس نے عبیداللہ بن عباس سلمی کو قبیلہ قیس کے ستر آدمیوں کے ساتھ اس کے ساتھ بھیجا، یہاں تک کہ وہ اس گھر کے پاس آپہنچے جس میں مسلم بن عقیل (علیہ السلام) موجود تھے۔ جب آپ نے گھوڑوں کے سموں کی آواز اور آدمیوں کی آوازیں سنیں تو سمجھ گئے کہ آپ پر چڑھائی کر دی گئی ہے۔

(وفي رواية : فعجَّل دعاءه الذي كان مشغولا به بعد صلاة الصبح ، ثمَّ لبس لامته وقال لطوعة : قد أدَّيتِ ما عليك من البر ، وأخذتِ نصيبك من شفاعة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ولقد رأيت البارحة عمي أمير المؤمنين (عليه السلام) في المنام وهو يقول لي : أنت معي في الجنة) [1]

(اور ایک روایت میں ہے: آپ نے وہ دعا جلدی مکمل کی جس میں آپ نمازِ صبح کے بعد مشغول تھے، پھر اپنی زرہ پہنی اور طوعہ سے فرمایا: تم نے جو نیکی کا حق تھا ادا کر دیا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی شفاعت میں اپنا حصہ حاصل کر لیا۔ اور میں نے گزشتہ رات خواب میں اپنے چچا امیر المومنین (علیہ السلام) کو دیکھا، وہ مجھ سے فرما رہے تھے: تم جنت میں میرے ساتھ ہو)

(1)

نفس المهموم ، الشيخ عباس القمي : 56.

وخرج إليهم مصلتاً سيفه وقد اقتحموا عليه الدار ، فشدَّ عليهم يضربهم بسيفه حتى أخرجهم من الدار ، قال ابن شهر آشوب عليه الرحمة : فحمل مسلم عليهم وهو يقول :

اور آپ اپنی تلوار سونتے ہوئے ان کی طرف نکلے، جبکہ وہ گھر میں گھس آئے تھے، تو آپ نے ان پر حملہ کر کے تلوار سے انہیں مارنا شروع کیا یہاں تک کہ انہیں گھر سے نکال باہر کیا۔ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے کہا: مسلم نے ان پر حملہ کیا جبکہ آپ فرما رہے تھے:

هو الموتُ فاصنع وَيْكَ ما أنت صَانِعُ
فأنتَ لكأسِ الموتِ لا شكَّ جَارِعُ فصبراً لأمرِ اللهِ جَلَّ جلالُهُ
فَحُكْمُ قَضَاءِ اللهِ في الخلقِ ذائعُ

یہ موت ہے، تو جو کچھ کرنا چاہے کر لے
بے شک تجھے موت کا پیالہ پینا ہی ہے
پس اللہ کے حکم پر صبر کر، جس کی شان بلند ہے
کہ اللہ کی قضا کا فیصلہ مخلوق میں نافذ ہو کر رہتا ہے

فقتل منهم واحداً وأربعين رجلا [2]

چنانچہ آپ نے ان میں سے اکتالیس آدمیوں کو قتل کر دیا

(2)

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 4/93 ، مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 159.

قال محمد بن أبي طالب : لما قَتل مسلم منهم جماعة كثيرة ، وبلغ ذلك ابن زياد ، أرسل إلى محمد بن الأشعث يقول : بعثناك إلى رجل واحد لتأتينا به ، فثلم في أصحابك ثلمة عظيمة ، فكيف إذا أرسلناك إلى غيره ؟ فأرسل ابن الأشعث : أيها الأمير ، أتظنّ أنك بعثتني إلى بقَّال من بقالي الكوفة ، أو إلى جرمقاني من جرامقة

محمد بن ابی طالب نے کہا: جب مسلم نے ان میں سے ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا، اور یہ خبر ابن زیاد کو پہنچی، تو اس نے محمد بن اشعث کی طرف پیغام بھیجا کہ: ہم نے تمہیں ایک اکیلے آدمی کے پاس بھیجا تھا تاکہ تم اسے ہمارے پاس لے آؤ، مگر تم نے اپنے ساتھیوں میں ایک بہت بڑا رخنہ ڈال لیا، تو کیا حال ہو گا جب ہم تمہیں کسی اور کے پاس بھیجیں گے؟ ابن اشعث نے جواب بھیجا: اے امیر! کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے مجھے کوفہ کے کسی سبزی فروش کے پاس بھیجا تھا، یا جرامقہ کے کسی جرمقانی کے پاس؟

الحيرة ؟ أو لم تعلم أيها الأمير أنك بعثتني إلى أسد ضرغام ، وسيف حسام ، في كفّ بطل همام ، من آل خير الأنام ، فأرسل إليه ابن زياد : أعطه الأمان فإنك لا تقدر عليه إلاّ به [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/354.

وفي رواية قال : وإنما أرسلتني إلى سيف من أسياف محمد بن عبدالله (صلى الله عليه وآله) ، فمدّه بالعسكر [2]

المنتخب ، الطريحي : 299 الليلة العاشرة.

.

حیرہ (کے کسی باشندے) کے پاس بھیجا تھا؟ کیا آپ کو معلوم نہیں، اے امیر، کہ آپ نے مجھے ایک دہاڑتے شیر اور تیز دھار تلوار کی طرف بھیجا تھا، جو خیر الانام کی آل میں سے ایک بہادر و دلیر کے ہاتھ میں تھی؟ تو ابن زیاد نے اس کی طرف پیغام بھیجا: اسے امان دے دو، کیونکہ تم اس پر امان کے بغیر قابو نہیں پا سکتے۔

(1)

اور ایک روایت میں ہے، اس نے کہا: آپ نے تو مجھے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تلواروں میں سے ایک تلوار کی طرف بھیجا تھا، پھر اس (ابن زیاد) نے اسے لشکر کی کمک پہنچائی۔

(2)

۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : روي في بعض كتب المناقب عن عمرو بن دينار قال : أرسل الحسين (عليه السلام) مسلم بن عقيل إلى الكوفة وكان مثل الأسد ، قال عمرو وغيره : لقد كان من قوّته أنه يأخذ الرجل بيده ، فيرمي به فوق البيت [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/354.

.

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: بعض کتبِ مناقب میں عمرو بن دینار سے روایت ہے، اس نے کہا: امام حسین (علیہ السلام) نے مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف بھیجا، اور وہ شیر کی مانند (بہادر) تھے۔ عمرو اور دیگر راویوں نے کہا: ان کی قوت کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر کی چھت کے اوپر پھینک دیتے تھے۔

(3)

۔

رجعنا إلى رواية الشيخ المفيد عليه الرحمة قال : ثمَّ عادوا إليه ، فشدَّ عليهم كذلك ، فاختلف هو وبكر بن حمران الأحمري ضربتين ، فضرب بكر فم مسلم ، فقطع شفته العليا ، وأسرع السيف في السفلى وفصلت له ثنيتاه ، وضرب مسلم في رأسه ضربة منكرة ، وثنّاه بأخرى على حبل العاتق ، كادت تطلع إلى جوفه.

ہم شیخ مفید علیہ الرحمہ کی روایت کی طرف واپس آتے ہیں، انہوں نے کہا: پھر وہ لوگ دوبارہ ان کی طرف پلٹے، تو انہوں (مسلم) نے اسی طرح ان پر حملہ کیا۔ چنانچہ ان کے اور بکر بن حمران احمری کے درمیان دو وار ہوئے: بکر نے مسلم کے منہ پر وار کیا، جس سے ان کا اوپری ہونٹ کٹ گیا، اور تلوار تیزی سے نچلے ہونٹ میں گھس گئی جس سے ان کے دو سامنے کے دانت الگ ہو گئے۔ اور مسلم نے اس کے سر پر ایک زبردست وار کیا، اور دوسرا وار مونڈھے کی ہڈی پر لگایا جو قریب تھا کہ اس کے پیٹ تک پہنچ جاتا۔

فلمَّا رأوا ذلك أشرفوا عليه من فوق البيت ، وأخذوا يرمونه بالحجاة ، ويلهبون النار في أطنان القصب ثمَّ يرمونها عليه من فوق البيت ، فلما رأى ذلك خرج عليهم مصلتاً بسيفه في السكة ، فقال محمد بن الأشعث : لك الأمان لا تقتل نفسك ، وهو يقاتلهم ويقول :

أقسمتُ لا أُقتلُ إلاّ حرّا وإنْ رأيتُ الموتَ شيئاً نُكْرا
ويُخْلَطُ الباردُ سُخْناً مرّا رَدَّ شُعَاعَ الشمس فاستقرّا
كلُّ امرىء يوماً ملاق شراً أخافُ أن أُكْذَبَ أو أُغرّا

جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ گھر کی چھت کے اوپر سے ان پر جھانکنے لگے، اور انہیں پتھروں سے مارنا شروع کر دیا، اور سرکنڈے کے گٹھوں میں آگ بھڑکا کر انہیں گھر کی چھت کے اوپر سے ان پر پھینکنے لگے۔ جب مسلم نے یہ دیکھا تو تلوار سونتے ہوئے گلی میں ان کے مقابل نکل آئے۔ محمد بن اشعث نے کہا: تمہیں امان ہے، اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور وہ ان سے لڑتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے:

میں نے قسم کھائی ہے کہ آزاد مرد کی طرح ہی قتل ہوں گا
اگرچہ میں موت کو ایک ناگوار چیز دیکھتا ہوں
اور ٹھنڈا، گرم کے ساتھ مل کر کڑوا ہو جاتا ہے
جس نے سورج کی کرن کو لوٹا دیا تو وہ ٹھہر گئی
ہر انسان ایک دن برائی سے دوچار ہونے والا ہے
مجھے ڈر ہے کہ میں جھٹلایا جاؤں یا دھوکہ دیا جاؤں

فقال له محمد بن الأشعث : إنك لا تكذب ولا تغرّ ولا تخدع ، إن القوم بنو

عمك ، وليسوا بقاتليك ، ولا ضائريك ، وكان قد أثخن بالحجارة ، وعجز عن القتال فانتهز واستند ظهره إلى جنب تلك الدار.

(وجاء في بعض الروايات : وأثخنته الجراحات وأعياه نزف الدم فاستند إلى جنب تلك الدار ، فتحاملوا عليه يرمونه بالسهام والحجارة ، فقال : ما لكم ترموني بالحجارة كما ترمى الكفار وأنا من أهل بيت الأنبياء الأبرار ؟ ألا ترعون حقّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) في عترته ؟ فقال له ابن الأشعث : لا تقتل نفسك وأنت في ذمتي ، قال مسلم (عليه السلام) : أأوسر وبي طاقة ؟ لا والله لا يكون ، لا يكون ذلك أبداً ، وحمل على ابن الأشعث فهرب منه ، ثمَّ حملوا عليه من كل جانب ، وقد اشتد به العطش ، فطعنه رجل من خلفه فسقط إلى الأرض وأسر [1]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 44/244 ، مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي 1/209 ـ 210.

.

وقيل : إنهم عملوا له حفيرة وستروها بالتراب ، ثمَّ انكشفوا بين يديه حتى إذا وقع فيها أسروه) [2]

المنتخب ، الطريحي : 299 الليلة العاشرة.

ولله درّ السيد رضا الهندي عليه الرحمة إذ يقول :

محمد بن اشعث نے ان سے کہا: تم نہ جھٹلائے جاؤ گے، نہ دھوکہ دیے جاؤ گے اور نہ فریب دیے جاؤ گے، یہ لوگ تمہارے چچا کے بیٹے ہیں

یعنی تمہارے چچازاد بھائی ہیں، اور یہ تمہیں قتل نہیں کریں گے اور نہ ہی تمہیں کوئی نقصان پہنچائیں گے۔ اور مسلم پتھروں کی مار سے بری طرح زخمی ہو چکے تھے، اور لڑنے سے عاجز آ چکے تھے، چنانچہ انہوں نے موقع پا کر اپنی پیٹھ اس گھر کی دیوار کے ساتھ ٹکا دی۔

(اور بعض روایات میں یہ آیا ہے: زخموں نے انہیں نڈھال کر دیا اور خون بہنے سے وہ تھک گئے، تو انہوں نے اس گھر کی دیوار سے ٹیک لگا لی۔ لوگ ان پر بھاری پڑ گئے اور تیروں اور پتھروں سے انہیں مارنے لگے، تو انہوں نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ مجھے پتھروں سے مار رہے ہو جیسے کافروں کو مارا جاتا ہے، حالانکہ میں انبیائے ابرار کے اہلِ بیت میں سے ہوں؟ کیا تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا ان کی عترت کے بارے میں حق کا خیال نہیں رکھتے؟ ابن اشعث نے ان سے کہا: اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو، تم میری پناہ میں ہو۔ مسلم (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا میں قید ہو جاؤں جبکہ مجھ میں طاقت باقی ہے؟ نہیں، خدا کی قسم، ایسا ہرگز نہیں ہو گا، ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ پھر انہوں نے ابن اشعث پر حملہ کیا تو وہ ان سے بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر لوگوں نے ہر طرف سے ان پر حملہ کر دیا، جبکہ پیاس ان پر شدت اختیار کر چکی تھی، آخرکار ایک شخص نے پیچھے سے ان پر وار کیا تو وہ زمین پر گر پڑے اور گرفتار کر لیے گئے۔

(1)

۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے ان کے لیے ایک گڑھا کھودا اور اسے مٹی سے چھپا دیا، پھر ان کے سامنے سے ہٹ گئے یہاں تک کہ جب وہ اس میں گر پڑے تو انہیں گرفتار کر لیا۔)

(2)

اللہ سید رضا ہندی علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے، جب وہ فرماتے ہیں:

فللهِ من مُفْرَد أسلموه لحكم الدعيِّ فما استسلما
وآثَرَ وهو وليدُ الأُبَاةِ بأَنْ يَرْكَبَ الأخطرَ الأعظما
ولمَّا رأوا بَأْسَه في الوغى شديداً يُجَلُّ بأَنْ يُرْغَما
أطلُّوا على شُرُفَاتِ السُّطُوحِ ويَرْمُونَهُ الْحَطَبَ المُضْرَما
ولولا خديعتُهُمْ بالأمانِ لَمَا أوثقوا الأَسَدَ الضَّيْغَما [3]

المنتخب من الشعر الحسيني ، السيد علي أصغر الحسيني : 174.

اللہ کے لیے ہے وہ تنہا، جسے انہوں نے (دشمن کے حوالے) چھوڑ دیا
دعیِ (کذاب) کے حکم پر، مگر اس نے سرِ تسلیم خم نہ کیا
اور اس نے، جو سرکشوں کا فرزند تھا، یہی ترجیح دی
کہ سب سے بڑے اور سب سے خطرناک راستے پر سوار ہو
اور جب انہوں نے میدانِ جنگ میں اس کی ہیبت و شجاعت دیکھی
جو اس قدر شدید تھی کہ مغلوب کیے جانے سے کہیں بلند تھی
تو وہ چھتوں کی منڈیروں پر چڑھ آئے
اور اس پر جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکنے لگے
اور اگر امان کے جھوٹے وعدے سے ان کا فریب نہ ہوتا
تو وہ اس نڈر و دلیر شیر کو کبھی جکڑ نہ پاتے (3)

وفي رواية الشيخ المفيد عليه الرحمة قال : فأعاد ابن الأشعث عليه القول : لك الأمان ، فقال : آمنٌ أنا ؟ قال : نعم ، فقال للقوم الذين معه : ألي الأمان ؟ قال القوم له : نعم ، إلاَّ عبيدالله بن العباس السلمي فإنه قال : لا ناقة لي في هذا ولا جمل ،

ثمَّ تنحَّى.

شیخ مفید علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے، فرماتے ہیں: ابن اشعث نے دوبارہ ان سے کہا: تمہیں امان دی جاتی ہے۔ مسلم نے فرمایا: کیا مجھے امان ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو مسلم نے اپنے ساتھ موجود لوگوں سے کہا: کیا مجھے امان ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، سوائے عبیداللہ بن عباس سلمی کے، کیونکہ اس نے کہا: اس معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں،

پھر وہ ایک طرف ہٹ گیا۔

فقال مسلم : أما لو لم تأمنوني ما وضعت يدي في أيديكم ، فأتي ببغلة فحمل عليها ، واجتمعوا حوله ونزعوا سيفه ، وكأنه عند ذلك يئس من نفسه ، فدمعت عيناه ، ثمَّ قال : هذا أول الغدر ، فقال له محمد بن الأشعث : أرجو أن لا يكون عليك بأس ، قال : وما هو إلاَّ الرجاء ؟ أين أمانكم ؟ إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، وبكى ، فقال له عبيدالله بن العباس : إن من يطلب مثل الذي طلبت إذا ينزل به مثل ما نزل بك لم يبكِ ، قال : والله إني ما لنفسي بكيت ، ولا لها من القتل أرثي ، وإن كنتُ لم أحبَّ لها طرفة عين تلفاً ، ولكني أبكي لأهلي المقبلين ، إني أبكي للحسين وآل الحسين (عليه السلام).

مسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے امان نہ دیتے تو میں اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھوں میں کبھی نہ دیتا۔ چنانچہ ایک خچر لایا گیا اور انہیں اس پر سوار کر دیا گیا، لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور ان کی تلوار چھین لی، اور گویا اس وقت انہیں اپنی جان کی امید نہ رہی، چنانچہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ پھر فرمایا: یہ تو غدر (بدعہدی) کی پہلی علامت ہے۔ محمد بن اشعث نے ان سے کہا: مجھے امید ہے کہ تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ فرمایا: کیا یہ محض امید ہی ہے؟ تمہاری امان کہاں گئی؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون، اور وہ رو پڑے۔ عبیداللہ بن عباس نے ان سے کہا: جو شخص وہی کچھ طلب کرے جو تم نے طلب کیا تھا، جب اس پر وہی کچھ نازل ہو جو تم پر نازل ہوا ہے تو وہ روتا نہیں۔ فرمایا: خدا کی قسم، میں اپنے لیے نہیں رو رہا، اور نہ ہی اپنے قتل ہونے پر ماتم کر رہا ہوں، اگرچہ میں اپنے لیے پلک جھپکنے کے برابر بھی ہلاکت پسند نہیں کرتا، لیکن میں اپنے ان اہلِ خانہ کے لیے رو رہا ہوں جو آنے والے ہیں۔ میں حسین (علیہ السلام) اور آلِ حسین (علیہ السلام) کے لیے رو رہا ہوں۔

ولله درّ الشيخ حسين الحياوي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ شیخ حسین حیاوی علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے، جب وہ فرماتے ہیں:

قد خاض بَحْرَ الموتِ في حَمَلاتِهِ وعُبَابُهُ بِصِفَاحِهِم مُتَلاطِمُ
وتراه طَلاَّعَ الثنايا في الوَغَى تبكي العدى والثغرُ منه باسمُ
قد آمنته وَلاَ أَمَانَ لِغَدْرِها فَبَدَتْ له مما تُجِنُّ عَلاَئِمُ
سلبته لاَمَةَ حَرْبِهِ ثمَّ اغتدى متأمِّراً فيه ظلُومٌ غاشمُ
أسرته ملتهبَ الفؤادِ من الظما وله على الْوَجَناتِ دَمْعٌ سَاجِمُ
لم يبكِ من خوف على نفس لكنَّه أبكاه رَكْبٌ قَادِمُ
يبكي حسيناً أن يُلاَقيَ مالقي من غَدْرِهِم فَتُبَاحَ منه مَحَارِمُ [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 146.

وہ اپنی یورشوں میں موت کے سمندر میں اتر گیا
اور اس کی موجیں ان کی تلواروں کی دھاروں سے ٹکراتی رہیں
تم اسے میدانِ جنگ میں بلند و بالا چوٹیوں پر چڑھتے دیکھتے
دشمن روتے تھے جبکہ اس کے لب مسکراتے تھے
انہوں نے اسے امان دی، مگر ان کے غدر کی کوئی امان نہیں ہوتی
چنانچہ جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے اس کی نشانیاں اس پر ظاہر ہو گئیں
انہوں نے اس سے اس کی جنگی زرہ چھین لی، پھر صبح ہوتے ہی
ایک ظالم و جابر حکمران اس پر مسلط ہو گیا
انہوں نے اسے قید کر لیا جبکہ اس کا دل پیاس سے جل رہا تھا
اور اس کے رخساروں پر آنسو بہہ رہے تھے
وہ اپنی جان کے خوف سے نہیں رویا
بلکہ اسے ایک آنے والا قافلہ رلا رہا تھا
وہ حسین (علیہ السلام) کے لیے رو رہا تھا کہ کہیں وہ بھی وہی نہ دیکھیں جو اس نے دیکھا
ان کے غدر کے باعث، اور اس کی حرمتیں پامال کر دی جائیں (1)

ثم أقبل على محمد بن الأشعث فقال : يا عبدالله ، إني أراك والله ستعجز عن أماني ، فهل عندك خير ؟ تستطيع أن تبعث من عندك رجلا على لساني أن يبلغ حسيناً ـ فإني لا أراه إلاّ وقد خرج اليوم أو خارج غداً وأهل بيته ـ ويقول له : إن ابن عقيل بعثني إليك ، وهو أسير في يد القوم لا يرى أنه يمسي حتى يقتل ، وهو يقول لك : ارجع فداك أبي وأمي بأهل بيتك ، ولا يغررك أهل الكوفة فإنهم

پھر وہ محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے عبداللہ، خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میری امان (کو پورا کرنے) سے عاجز آجاؤ گے، تو کیا تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے؟ کیا تم اپنی طرف سے کسی شخص کو میری زبانی پیغام دے کر بھیج سکتے ہو کہ وہ حسین (علیہ السلام) تک پہنچے؟ کیونکہ میرا خیال ہے کہ وہ آج ہی روانہ ہو چکے ہوں گے یا کل روانہ ہونے والے ہیں، اپنے اہلِ بیت سمیت۔ وہ ان سے کہے: ابن عقیل نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، اور وہ اس وقت لوگوں کی قید میں اسیر ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شام تک قتل کر دیے جائیں گے۔ وہ آپ سے کہتے ہیں: واپس لوٹ جائیے، میرے ماں باپ آپ اور آپ کے اہلِ بیت پر قربان ہوں، اور اہلِ کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں، کیونکہ وہ

أصحاب أبيك الذي كان يتمنّى فراقهم بالموت أو القتل ، إن أهل الكوفة قد كذبوك وليس لمكذوب رأي ، فقال ابن الأشعث : والله لأفعلنَّ ولأعلمن ابن زياد أني قد أمنتك.

وہی لوگ ہیں جو آپ کے والد کے ساتھی تھے، جن سے جدائی کی تمنا وہ موت یا قتل کے ذریعے کیا کرتے تھے۔ بے شک اہلِ کوفہ نے آپ سے جھوٹ بولا ہے، اور جس سے جھوٹ بولا جائے اس کی کوئی رائے نہیں رہتی۔ ابن اشعث نے کہا: خدا کی قسم، میں ایسا ہی کروں گا، اور ابن زیاد کو یہ بھی بتاؤں گا کہ میں نے تمہیں امان دی تھی۔

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وأقبل ابن الأشعث بابن عقيل إلى باب القصر ، واستأذن فأذن له ، فدخل على عبيدالله بن زياد ، فأخبره خبر ابن عقيل ، وضرب بكر إياه ، وما كان من أمانه له ، فقال له عبيدالله : وما أنت والأمان ؟ كأنّا أرسلناك لتؤمنه ، إنما أرسلناك لتأتينا به ، فسكت ابن الأشعث وانتهى بابن عقيل إلى باب القصر ، وقد اشتدَّ به العطش ، وعلى باب القصر ناس جلوس ، ينتظرون الإذن ، فيهم عمارة بن عقبة بن أبي معيط ، وعمرو بن حريث ، ومسلم بن عمرو ، وكثير بن شهاب ، وإذا قلّةٌ باردةٌ موضوعةٌ على الباب ، فقال مسلم : اسقوني من هذا الماء.

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ابن اشعث، ابن عقیل کو لے کر محل کے دروازے پر آیا، اور اجازت طلب کی تو اسے اجازت دے دی گئی۔ چنانچہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس داخل ہوا اور اسے ابن عقیل کا حال بتایا، اور بکر کے اس پر وار کرنے کا اور اپنی طرف سے اسے دی گئی امان کا بھی ذکر کیا۔ عبیداللہ نے اس سے کہا: تمہیں امان دینے سے کیا سروکار؟ گویا ہم نے تمہیں اسے امان دینے کے لیے بھیجا تھا؟ ہم نے تو تمہیں اس لیے بھیجا تھا کہ تم اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ ابن اشعث خاموش ہو گیا اور ابن عقیل کو لے کر محل کے دروازے پر پہنچا، جبکہ ان پر پیاس کی شدت طاری تھی۔ محل کے دروازے پر کچھ لوگ بیٹھے اجازت کے منتظر تھے، ان میں عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط، عمرو بن حریث، مسلم بن عمرو اور کثیر بن شہاب شامل تھے۔ اور دروازے پر ٹھنڈے پانی سے بھرا ایک مٹکا رکھا ہوا تھا۔ مسلم نے فرمایا: مجھے اس پانی میں سے پلاؤ۔

فقال له مسلم بن عمرو : أتراها ما أبردها ؟! لا والله لا تذوق منها قطرة أبداً حتى تذوق الحميم في نار جهنم ، فقال له ابن عقيل : ويحك ، من أنت ؟ فقال : أنا الذي عرف الحق إذ أنكرته ، ونصح لإمامه إذ غششته ، وأطاعه إذ خالفته ، أنا مسلم بن عمرو الباهلي ، فقال له ابن عقيل : لأمك الثكل ، ما أجفاك واقطعك وأقسى قلبك! أنت ـ يا ابن باهلة ـ أولى بالحميم والخلود في نار جهنم مني.

مسلم بن عمرو نے اس سے کہا: دیکھتے ہو یہ کتنا ٹھنڈا ہے؟! لا والله، خدا کی قسم، تم اس میں سے ایک قطرہ بھی کبھی نہیں چکھو گے، یہاں تک کہ جہنم کی آگ میں کھولتا ہوا پانی چکھ لو۔ ابن عقیل نے اس سے کہا: تجھ پر افسوس، تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں وہ ہوں جس نے حق کو پہچانا جب تو نے اس کا انکار کیا، اور اپنے امام کی خیر خواہی کی جب تو نے اس سے دھوکہ کیا، اور اس کی اطاعت کی جب تو نے اس کی مخالفت کی۔ میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔ ابن عقیل نے اس سے کہا: تیری ماں تجھ پر ماتم کرے، تو کتنا سنگدل، بے مروت اور سخت دل ہے! اے ابنِ باہلہ، تو مجھ سے کہیں زیادہ کھولتے ہوئے پانی اور جہنم کی ہمیشگی کی آگ کا حق دار ہے۔

ثم جلس فتساند إلى حائط ، وبعث عمرو بن حريث غلاماً له فأتاه بقلّة عليها منديل وقدح ، فصبَّ فيه ماء ، فقال له : اشرب ، فأخذ كلّما شرب امتلأ القدح دماً من فمه ، ولا يقدر أن يشرب ، ففعل ذلك مرتين ، فلمَّا ذهب في الثالثة ليشرب سقطت ثناياه في القدح ، فقال : الحمد لله ، لو كان لي من الرزق المقسوم لشربته. ولله درّ من قال من الشعراء :

پھر وہ بیٹھ گئے اور دیوار سے ٹیک لگا لی۔ عمرو بن حریث نے اپنا ایک غلام بھیجا جو ان کے پاس ایک رومال سے ڈھکی ہوئی مٹکی اور ایک پیالہ لے آیا، اس میں پانی انڈیلا اور کہا: پی لیجیے۔ چنانچہ جب بھی وہ پیتے پیالہ ان کے منہ کے خون سے بھر جاتا اور وہ پی نہ پاتے۔ ایسا دو مرتبہ ہوا۔ پھر جب تیسری بار پینے لگے تو ان کے دانت پیالے میں گر پڑے۔ تو فرمایا: الحمد للہ، اگر یہ میرے مقررہ رزق میں سے ہوتا تو میں اسے ضرور پی لیتا۔ اور اللہ اس شاعر کو جزائے خیر دے جس نے کہا:

عينُ جودي لمسلمِ بنِ عقيلِ لرسولِ الحسينِ سبطِ الرسولِ

لغريب بَيْنَ الأعادي وحيد وقتيل لنَصْرِ خيرِ قتيلِ
وابكِ مَنْ قد بكاه أحمدُ شجواً قَبْلَ ميلادِهِ بعهد طويلِ
وبكاه الحسينُ والآلُ لمَّا جاءهم نَعْيُه بدمع هَمُولِ
تركوه لدى الهِيَاجِ وحيداً لعدوٍّ مُطالب بذُحُولِ
ثمَّ ساقوه بينهم يتهادى للدعيِّ الرذيلِ وابنِ الرذيلِ
ظامياً طاوياً عليلا جريحاً طالباً منهُمُ رُوَاءَ الغليلِ [1]

المنتخب من الشعر الحسيني ، السيد علي أصغر المدرسي : 171.

عینِ من ! مسلم بن عقیل پر جی بھر کر رو،
جو حسین (علیہ السلام) کے قاصد اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے کے فرستادہ تھے۔

ایک اجنبی، دشمنوں کے درمیان تنہا،
اور بہترین مقتول کی نصرت میں مقتول ہونے والا۔
اور اس پر رو جس پر احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بھی غم سے رویا تھا،
اس کی ولادت سے بہت پہلے، ایک طویل عہد پہلے۔
اور اس پر حسین (علیہ السلام) اور آلِ رسول روئے، جب
ان کے پاس اس کی موت کی خبر بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پہنچی۔
انہوں نے اسے میدانِ کارزار میں تنہا چھوڑ دیا،
اس دشمن کے سامنے جو پرانے بغض کا حساب مانگ رہا تھا۔
پھر اسے اپنے درمیان لڑکھڑاتے ہوئے لے چلے،
اس رذیل مدعی اور رذیل کے بیٹے کی طرف۔
پیاسا، بھوکا، بیمار، زخمی،
ان سے پیاس بجھانے کے لیے پانی کا ایک قطرہ مانگتا ہوا(1)۔

قال الراوي : وخرج رسول ابن زياد فأمر بإدخاله إليه ، فلمَّا دخل لم يسلِّم عليه بالإمرة ، فقال له الحرسي : ألا تسلِّم على الأمير ؟ فقال : إن كان يريد قتلي فما سلامي عليه ؟ ![2]

الإرشاد ، المفيد : 2/58 ـ 61.

، وفي رواية السيد ابن طاووس قال : فقال له : اسكت ويحك ، والله ما هو لي بأمير ، فقال ابن زياد : لا عليك ، سلَّمت أم لم تسلِّم فإنك مقتول ، فقال له مسلم : إن قتلتني فلقد قتل مَنْ هو شرٌّ منك من هو خير مني ، وبعد فإنك لا تدع سوء القتلة ، وقبح المثلة ، وخبث السريرة ، ولؤم الغلبة ، لا أحد أولى بها منك ، فقال له ابن زياد : يا عاقّ ، يا شاقّ ، خرجت على إمامك ، وشققت عصا المسلمين ، وألقحت الفتنة بينهم.

راوی کہتا ہے: ابن زیاد کا فرستادہ باہر نکلا اور اس نے حکم دیا کہ انہیں (مسلم کو) اندر لایا جائے۔ چنانچہ جب وہ داخل ہوئے تو انہوں نے اسے حاکمیت کا سلام نہ کیا۔ پہرے دار نے ان سے کہا: کیا تم امیر کو سلام نہیں کرو گے؟ تو فرمایا: اگر وہ میرا قتل چاہتا ہے تو میرا اسے سلام کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ ![2] (2) اور سید ابن طاؤس کی روایت میں ہے کہ اس نے ان سے کہا: خاموش رہو، تجھ پر افسوس، خدا کی قسم یہ میرا امیر نہیں ہے۔ ابن زیاد نے کہا: کوئی حرج نہیں، تم نے سلام کیا یا نہیں کیا، بہرحال تم قتل کیے جاؤ گے۔ مسلم نے اس سے فرمایا: اگر تو مجھے قتل کرے گا تو یقیناً تجھ سے بدتر شخص نے مجھ سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے۔ اور اس کے بعد بھی تو بدترین طریقے سے قتل کرنے، بدترین مثلہ کرنے، خبیث نیت ہونے اور کمینگی سے غلبہ پانے سے باز نہ آئے گا، اور اس کا تجھ سے بڑھ کر کوئی حقدار نہیں۔ ابن زیاد نے اس سے کہا: اے نافرمان، اے سرکش، تو اپنے امام کے خلاف نکلا، مسلمانوں کی جماعت میں پھوٹ ڈالی، اور ان کے درمیان فتنہ برپا کیا۔

فقال له مسلم : كذبت يا بن زياد ، إنما شقَّ عصا المسلمين معاوية وابنه يزيد ، وأما الفتنة فإنما ألقحها أنت وأبوك زياد بن عبيد ، عبد بني علاج من ثقيف ، وأنا أرجو أن يرزقني الله الشهادة على يدي شرّ بريّته [3]

اللهوف في قتلى الطفوف ، السيد ابن طاووس الحسني : 35.

مسلم نے اس سے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا اے ابن زیاد! مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ تو معاویہ اور اس کے بیٹے یزید نے ڈالا، اور فتنہ تو تُو نے اور تیرے باپ زیاد بن عبید نے برپا کیا، جو ثقیف کے بنی علاج کا غلام تھا۔ اور مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اپنی بدترین مخلوق کے ہاتھوں شہادت نصیب فرمائے گا(3)۔

.

فقال له ابن زياد : لعمري لتقتلن ، قال : كذلك ؟ قال : نعم ، قال : فدعني أوصي إلى بعض قومي ، قال : افعل ، فنظر مسلم إلى جلساء عبيدالله بن زياد ،

ابن زیاد نے اس سے کہا: میری جان کی قسم، تو ضرور قتل کیا جائے گا۔ فرمایا: کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے اپنی قوم میں سے کسی کو وصیت کرنے دو۔ اس نے کہا: کر لو۔ چنانچہ مسلم نے عبیداللہ بن زیاد کے ہم نشینوں کی طرف دیکھا،

وفيهم عمر بن سعد بن أبي وقاص ، فقال : يا عمر ، إن بيني وبينك قرابة ، ولي إليك حاجة ، وقد يجب لي عليك نجح حاجتي ، وهي سرٌّ ، فامتنع عمر أن يسمع منه ، فقال له عبيدالله بن زياد : لم تمتنع أن تنظر في حاجة ابن عمّك ؟ فقام معه فجلس حيث ينظر إليهما ابن زياد ، فقال له : إن عليَّ بالكوفة ديناً استدنته منذ قدمت الكوفة سبع مائة درهم ، فبع سيفي ودرعي فاقضها عني ، وإذا قتلت فاستوهب جثتي من ابن زياد فوارها ، وابعث إلى الحسين (عليه السلام) من يردّه ، فإني قد كتبت إليه أعلمه أن الناس معه ، ولا أراه إلاّ مقبلا.

اور ان میں عمر بن سعد بن ابی وقاص بھی موجود تھا۔ تو فرمایا: اے عمر، میرے اور تمہارے درمیان قرابت داری ہے، اور مجھے تم سے ایک حاجت ہے، اور مجھ پر تمہارا یہ حق واجب ہے کہ میری حاجت پوری کرو، اور یہ ایک راز ہے۔ عمر نے اس کی بات سننے سے انکار کر دیا، تو عبیداللہ بن زیاد نے اس سے کہا: تم اپنے چچا زاد بھائی کی حاجت پر توجہ دینے سے کیوں انکار کرتے ہو؟ چنانچہ وہ اس کے ساتھ اٹھ کر وہاں بیٹھ گیا جہاں ابن زیاد دونوں کو دیکھ سکتا تھا۔ تو مسلم نے اس سے فرمایا: کوفہ آنے کے بعد سے مجھ پر سات سو درہم کا قرض ہے جو میں نے یہاں آ کر لیا تھا، پس میری تلوار اور میری زرہ بیچ کر اسے میری طرف سے ادا کر دینا۔ اور جب میں قتل کر دیا جاؤں تو ابن زیاد سے میری لاش مانگ کر اسے دفن کر دینا۔ اور حسین (علیہ السلام) کی طرف کسی کو بھیج دینا جو انہیں واپس لوٹا دے، کیونکہ میں نے انہیں لکھ بھیجا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں، اور میرا خیال ہے کہ وہ ضرور آ رہے ہوں گے۔

فقال عمر لابن زياد : أتدري ـ أيها الأمير ـ ما قال لي ؟ إنه ذكر كذا وكذا فقال ابن زياد : إنه لا يخونك الأمين ، ولكن قد يؤتمن الخائن ، أمّا ماله فهو له ، ولسنا نمنعك أن تصنع به ما أحبَّ ، وأمّا جثّته فإنا لا نبالي إذا قتلناه ما صُنع بها ، وأمّا حسين فإنه إن لم يردنا لم نرده.

عمر نے ابن زیاد سے کہا: اے امیر، کیا آپ جانتے ہیں اس نے مجھ سے کیا کہا؟ اس نے فلاں فلاں باتیں کہی ہیں۔ ابن زیاد نے کہا: امانت دار امانت میں خیانت نہیں کرتا، لیکن خائن کو کبھی امین بنا لیا جاتا ہے۔ رہا اس کا مال، تو وہ اسی کا ہے، اور ہم تمہیں اس کے ساتھ جو چاہو کرنے سے نہیں روکتے۔ رہی اس کی لاش، تو جب ہم اسے قتل کر چکیں گے تو ہمیں کوئی پروا نہیں کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔ اور رہا حسین، تو اگر وہ ہماری طرف نہ آئے تو ہم اسے واپس نہیں لوٹائیں گے۔

ثمَّ قال ابن زياد : إيه ابن عقيل ، أتيت الناس وهم جمع فشتَّت بينهم ، وفرّقت كلمتهم ، وحملت بعضهم على بعض ، قال : كلا لست لذلك أتيت ، ولكنَّ أهل المصر زعموا أن أباك قتل خيارهم ، وسفك دماءهم ، وعمل فيهم أعمال كسرى وقيصر ، فأتيناهم لنأمر بالعدل ، وندعو إلى الكتاب ، فقال له ابن زياد : وما أنت وذاك يا فاسق ؟ لِمَ لمْ تعمل فيهم بذلك إذ أنت بالمدينة تشرب الخمر ؟

پھر ابن زیاد نے کہا: کیا بات ہے اے ابن عقیل، تم لوگوں کے پاس آئے جبکہ وہ جمع تھے، تو تم نے ان میں تفرقہ ڈال دیا، ان کی جماعت کو منتشر کر دیا، اور ان میں سے بعض کو بعض کے خلاف اکسا دیا۔ فرمایا: ہرگز نہیں، میں اس مقصد سے نہیں آیا تھا، بلکہ اہلِ شہر کا خیال تھا کہ تمہارے باپ نے ان کے بہترین لوگوں کو قتل کیا، ان کے خون بہائے، اور ان کے ساتھ کسریٰ و قیصر جیسا سلوک کیا، تو ہم ان کے پاس اس لیے آئے کہ عدل کا حکم دیں اور کتابِ الٰہی کی طرف بلائیں۔ ابن زیاد نے اس سے کہا: اے فاسق، تجھے اس سے کیا؟ جب تو مدینہ میں شراب پیا کرتا تھا تو ان کے ساتھ عدل کیوں نہ کیا؟

قال مسلم : أنا أشرب الخمر ؟ أما ـ والله ـ إن الله ليعلم أنك غير صادق وأنك قد قلت بغير علم ، وأني لست كما ذكرت ، وأنك أحقّ بشرب الخمر مني ، وأولى بها من يلغ في دماء المسلمين ولغاً ، فيقتل النفس التي حرَّم الله قتلها ، ويسفك الدم الذي حرَّم الله على الغصب والعداوة ، وسوء الظن ، وهو يلهو ويلعب ، كأن لم يصنع شيئاً.

مسلم نے فرمایا: کیا میں شراب پیتا ہوں؟ خبردار! خدا کی قسم، اللہ خوب جانتا ہے کہ تو سچا نہیں اور تو نے بغیر علم کے بات کہی ہے، اور میں ویسا نہیں جیسا تو نے بیان کیا، بلکہ تو مجھ سے زیادہ شراب پینے کا حقدار ہے، اور اس کا سب سے بڑا حقدار وہی ہے جو مسلمانوں کے خون میں کھیلتا ہے، اس جان کو قتل کرتا ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے، اور اس خون کو بہاتا ہے جسے اللہ نے غصب، دشمنی اور بدگمانی کی بنا پر حرام قرار دیا ہے، جبکہ وہ کھیل کود اور تفریح میں مصروف ہے، گویا اس نے کچھ کیا ہی نہیں۔

فقال له ابن زياد : يا فاسق ، إن نفسك منَّتك ما حال الله دونه ، ولم يرك الله له

ابن زیاد نے اس سے کہا: اے فاسق، تیرے نفس نے تجھے وہ آرزو دلائی جس سے اللہ نے تجھے روک رکھا تھا، اور اللہ نے تجھے اس کے لیے

أهلا ، فقال مسلم : فمن أهله إذا لم نكن نحن أهله ؟ فقال ابن زياد : أمير المؤمنين يزيد ، فقال مسلم : الحمد لله على كل حال ، رضينا بالله حكماً بيننا وبينكم ، فقال له ابن زياد : قتلني الله إن لم أقتلك قتلة لم يقتلها أحد في الإسلام من الناس.

یہ اسی کے اہل کے لیے ہے۔ مسلم نے فرمایا: تو اگر ہم اس کے اہل نہیں تو اس کا اہل کون ہے؟ ابن زیاد نے کہا: امیر المؤمنین یزید۔ مسلم نے فرمایا: ہر حال میں اللہ کا شکر ہے، ہم اللہ ہی کو اپنے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والا مان کر راضی ہیں۔ ابن زیاد نے اس سے کہا: اللہ مجھے قتل کرے اگر میں تجھے ایسی موت نہ ماروں جیسی اسلام میں آج تک کسی کو نہیں ماری گئی۔

فقال له مسلم : أما إنك أحق من أحدث في الإسلام ما لم يكن ، وإنك لا تدع سوء القتلة ، وقبح المثلة ، وخبث السيرة ، ولؤم الغلبة ، لا أحد أولى بها منك ، فأقبل ابن زياد يشتمه ويشتم الحسين وعلياً وعقيلا ، وأخذ مسلم لا يكلِّمه.

مسلم نے اس سے کہا: خبردار! تو ہی اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اسلام میں وہ نئی بات ایجاد کرے جو پہلے کبھی نہ ہوئی ہو، اور تو بدترین طریقے سے قتل کرنے، بھیانک مثلہ کرنے، خبیث طرزِ عمل اور ذلیلانہ غلبہ جتانے سے کبھی باز نہیں آئے گا، اس میں تجھ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں۔ اس پر ابن زیاد نے انہیں اور حسین (علیہ السلام)، علی (علیہ السلام) اور عقیل کو گالیاں دینا شروع کر دیں، جبکہ مسلم نے اس سے کوئی بات نہ کی۔

ولله درّ السيد رضا الهندي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ کی رحمت ہو سید رضا الہندی پر، کیا خوب فرمایا ہے:

وجاؤوا به مُثْقَلا بالجراحِ ظمآن أعياهُ نَزْفُ الدِّمَا
غَريبَ الدِّيَارِ فَدَتْكَ النفوسُ تُكَابِدُ وَحْدَكَ ما استُعظما
أَتُوْقَفُ بين يَدَيْ فاجر ويسقيك من كَأْسِهِ العلقما
ويشتمُ أُسْرَتَك الطيِّبين وقد كان أولى بأَنْ يُشْتَما
وَتُقْتَلُ صبراً ولا ناصرٌ وَلاَ مَنْ يقيمُ لك المأتما [1]

المنتخب من الشعر الحسيني ، السيد علي أصغر الحسيني : 174.

وہ اسے زخموں سے چور کر کے لے آئے
پیاسا، جسے بہتے خون نے نڈھال کر دیا تھا
دیارِ غیر میں غریب وتنہا، جانیں تجھ پر قربان
تو اکیلا وہ بوجھ اٹھاتا ہے جو ناقابلِ برداشت ہے
کیا تجھے ایک فاجر کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے
اور وہ تجھے اپنے پیالے سے تلخ زہر پلاتا ہے
اور وہ تیرے پاکیزہ گھرانے کو گالیاں دیتا ہے
حالانکہ وہی اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ اسے گالیاں دی جاتیں
اور تجھے بے بسی میں شہید کیا جاتا ہے، نہ کوئی مددگار
اور نہ کوئی جو تیرا ماتم بپا کرے(1)

ثم قال ابن زياد : اصعدوا به فوق القصر ، فاضربوا عنقه ، ثم أتبعوا جسده ، فقال مسلم (عليه السلام) : والله لو كان بيني وبينك قرابة ما قتلتني ، فقال ابن زياد : أين هذا الذي ضرب ابن عقيل رأسه بالسيف ؟ فدعا بكر بن حمران الأحمري ، فقال له : اصعد فليكن أنت الذي تضرب عنقه ، فصعد به ، وهو يكبّر ويستغفر الله ويصلّي على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ويقول : اللهم احكم بيننا وبين قوم غرّونا وكذّبونا وخذلونا ، وأشرفوا به على موضع الحذّائين اليوم ، فضرب عنقه وأتبع جسده رأسه [2]

كتاب الإرشاد ، المفيد : 2/61 ـ 63.

پھر ابن زیاد نے کہا: اسے قصر کی چھت پر لے جاؤ، اس کی گردن اڑا دو، پھر اس کے سر کے پیچھے اس کے جسم کو بھی نیچے گرا دو۔ مسلم (علیہ السلام) نے فرمایا: خدا کی قسم، اگر میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری ہوتی تو تو مجھے قتل نہ کرتا۔ ابن زیاد نے کہا: وہ کہاں ہے جس نے ابنِ عقیل کے سر پر تلوار ماری تھی؟ چنانچہ اس نے بکر بن حمران احمری کو بلایا اور اس سے کہا: چڑھ جاؤ اور تم ہی اس کی گردن اڑاؤ۔ چنانچہ وہ اسے لے کر اوپر چڑھا، جبکہ مسلم (علیہ السلام) تکبیر کہہ رہے تھے، اللہ سے استغفار کر رہے تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر درود بھیج رہے تھے، اور فرما رہے تھے: اے اللہ! ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جس نے ہمیں دھوکہ دیا، ہمیں جھٹلایا اور ہمیں بےیارومددگار چھوڑ دیا۔ پھر وہ انہیں لے کر آج جوتے فروشوں کی جگہ پر آ کھڑے ہوئے، تو اس نے ان کی گردن اڑا دی اور سر کے پیچھے جسم بھی نیچے گرا دیا۔(2)

.

وقال السيد ابن طاووس عليه الرحمة بعد ما ذكر بعض ما مرَّ : فضرب عنقه ونزل مذعوراً ، فقال له ابن زياد : ما شأنك ؟ فقال : أيها الأمير ، رأيت ساعة قتلته

رجلا أسود سيّيء الوجه حذائي ، عاضّاً على إصبعه أو قال : شفتيه ، ففزعت فزعاً لم أفزعه قط! فقال ابن زياد : لعلّك دهشت [1]

اللهوف في قتلى الطفوف ، ابن طاووس : 36 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/357.

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے گزشتہ بعض واقعات ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس نے ان کی گردن اڑا دی اور خوفزدہ ہو کر نیچے اترا۔ ابن زیاد نے اس سے پوچھا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: اے امیر، میں نے انہیں قتل کرتے وقت

اپنے پاس ایک ایسا سیاہ فام آدمی دیکھا جس کا چہرہ نہایت بھیانک تھا، وہ اپنی انگلی —یا کہا: اپنے ہونٹ— چبا رہا تھا، تو مجھ پر ایسی دہشت طاری ہوئی جیسی کبھی طاری نہیں ہوئی تھی! ابن زیاد نے کہا: شاید تجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی تھی۔(1)

.

وقال المسعودي : دعا ابن زياد بكير بن حمران الذي قتل مسلماً ، فقال : أقتلته ؟ قال : نعم ، قال : فما كان يقول وأنتم تصعدون به لتقتلوه ؟ قال : كان يُكبِّر ويُسبِّح ويُهلِّل ويستغفر الله ، فلمّا أدنيناه لنضرب عنقه قال : اللهم احكم بيننا وبين قوم غرّونا وكذّبونا ثم خذلونا وقتلونا ، فقلت له : الحمد لله الذي أقادني منك ، وضربته ضربة لم تعمل شيئاً ، فقال لي : أوما يكفيك فيَّ خدش مني وفاء بدمك أيها العبد ؟ قال ابن زياد : وفخراً عند الموت ؟ قال : وضربته الثانية فقتلته [2]

مسعودی نے کہا: ابن زیاد نے بکیر بن حمران کو بلایا جس نے مسلم کو قتل کیا تھا اور پوچھا: کیا تو نے اسے قتل کیا؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابن زیاد نے پوچھا: جب تم اسے قتل کرنے کے لیے اوپر لے جا رہے تھے تو وہ کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے کہا: وہ تکبیر، تسبیح اور تہلیل کہہ رہا تھا اور اللہ سے استغفار کر رہا تھا۔ جب ہم نے اسے قریب کیا تاکہ اس کی گردن اڑائیں تو اس نے کہا: اے اللہ! ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جس نے ہمیں دھوکہ دیا، ہمیں جھٹلایا، پھر ہمیں بےیارومددگار چھوڑا اور ہمیں قتل کیا۔ تو میں نے اس سے کہا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے تجھ سے میرا بدلہ دلوایا، اور میں نے اسے ایک وار کیا جس نے کچھ اثر نہ کیا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے غلام، کیا میری طرف سے یہ ایک خراش ہی تیرے خون کے بدلے کے لیے کافی نہیں؟ ابن زیاد نے کہا: موت کے وقت بھی فخر؟ اس نے کہا: پھر میں نے دوسرا وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔(2)

[2] مروج الذهب ، المسعودي : 3/60.

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فقام محمد بن الأشعث إلى عبيدالله بن زياد فكلّمه في هانىء بن عروة ، فقال : إنك قد عرفت موضع هانىء من المصر ، وبيته في العشيرة ، وقد علم قومه أني وصاحبي سقناه إليك ، وأنشدك الله لمّا وهبته لي ، فإني أكره عداوة المصر وأهله ، فوعده أن يفعل ، ثم بداله وأمر بهانىء في الحال ، فقال : أخرجوه إلى السوق فاضربوا عنقه ، فأخرج هانىء حتى أتي به إلى مكان من السوق كان يباع فيه الغنم ، وهو مكتوف ، فجعل يقول : وامذحجاه ولا مذحج لي اليوم ، يا مذحجاه ، يا مذحجاه ، أين مذحج ؟ فلمَّا رأى أن أحداً لا ينصره جذب يده فنزعها من الكتاف ، ثم قال : أما من عصا أو سكين أو حجارة أو عظم يحاجز به رجل عن نفسه ؟ ووثبوا إليه فشدّوه وثاقاً ، ثم قيل له : امدد عنقك ، فقال : ما أنا بها بسخيٍّ ، وما أنا بمعينكم على نفسي ، فضربه مولى لعبيدالله بن زياد تركي يقال له : رشيد بالسيف ، فلم يصنع شيئاً ، فقال له هانىء : إلى الله المعاد ، اللهم إلى رحمتك ورضوانك ، ثم ضربه أخرى فقتله.

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: محمد بن اشعث عبیداللہ بن زیاد کے پاس کھڑا ہوا اور اس سے ہانیٔ بن عروہ کے بارے میں بات کی۔ اس نے کہا: آپ جانتے ہیں کہ اس شہر میں ہانیٔ کا کیا مقام ہے اور اپنے قبیلے میں اس کے گھرانے کی کیا حیثیت ہے، اور اس کی قوم جانتی ہے کہ میں اور میرا ساتھی اسے ہانک کر تیرے پاس لائے، میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو اسے مجھے بخش دے، کیونکہ میں شہر اور اہلِ شہر کی دشمنی مول لینا پسند نہیں کرتا۔ ابن زیاد نے اس سے ایسا کرنے کا وعدہ کیا، پھر اس کا ارادہ بدل گیا اور اس نے فوراً ہانیٔ کے بارے میں حکم دے دیا۔ اس نے کہا: اسے بازار میں لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ چنانچہ ہانیٔ کو باہر نکالا گیا یہاں تک کہ اسے بازار کے اس مقام پر لے آئے جہاں بکریاں بکتی تھیں، جبکہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ وہ کہنے لگا: ہائے مذحج! آج میرا کوئی مذحج نہیں! اے مذحج! اے مذحج! مذحج کہاں ہے؟ جب اس نے دیکھا کہ کوئی اس کی مدد کو نہیں آ رہا تو اس نے اپنا ہاتھ کھینچا اور بندھن سے چھڑا لیا، پھر کہا: کیا کوئی لاٹھی، چھری، پتھر یا ہڈی نہیں کہ آدمی اس سے اپنا دفاع کر سکے؟ لوگ اس پر جھپٹ پڑے اور اسے مضبوطی سے باندھ دیا۔ پھر اس سے کہا گیا: اپنی گردن آگے بڑھا۔ اس نے کہا: میں اس بارے میں فیاض نہیں ہوں، اور نہ ہی اپنے قتل میں تمہاری مدد کروں گا۔ چنانچہ عبیداللہ بن زیاد کے ایک ترک غلام نے، جسے رشید کہا جاتا تھا، تلوار سے اس پر وار کیا مگر کچھ نہ کر سکا۔ ہانیٔ نے اس سے کہا: بازگشت تو اللہ ہی کی طرف ہے، اے اللہ! تیری رحمت اور رضا کی طرف۔ پھر اس نے دوسرا وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔

ولما قتل مسلم بن عقيل وهانىء بن عروة رحمة الله عليهما بعث ابن زياد برأسيهما مع هانىء بن أبي حية الوادعي والزبير بن الأروح التميمي إلى يزيد ابن معاوية...

اور جب مسلم بن عقیل اور ہانیٔ بن عروہ رحمۃ اللہ علیہما شہید کر دیے گئے تو ابن زیاد نے ان دونوں کے سر ہانیٔ بن ابی حیہ وادعی اور زبیر بن اروح تمیمی کے ہاتھ یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیے...

وفي مسلم بن عقيل وهانىء بن عروة رحمهما الله يقول عبدالله بن الزبير الأسدي :

اور مسلم بن عقیل اور ہانیٔ بن عروہ رحمہما اللہ کے بارے میں عبداللہ بن زبیر اسدی کہتا ہے:

فإن كنتِ لا تدرين ما الموتُ فانظري
إلى هانىء في السوقِ وابنِ عقيلِ
إلى بَطَل قد هشَّمَ السيفُ وَجْهَه وآخَرَ يهوي من طِمَارٍ قتيلِ
أصابهما أمرُ اللعينِ فأصبحا أحاديثَ مَنْ يسري بكلِّ سبيلِ
ترى جسداً قد غيَّر الموتُ لَوْنَهُ وَنَضْحَ دم قد سال كلَّ مَسِيلِ
فتىً كان أحيى من فتاة حيّية وَأَقْطَعَ من ذي شفرتينِ صقيلِ
أيركبُ أسماءُ الهماليجَ آمناً وقد طالبته مَذْحجٌ بذُحُولِ
تُطِيفُ حواليه مُرَادٌ وكلُّهم على رقبة من سائل ومسولِ [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/63 ـ 65 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/349 ـ 360.

اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا ہے تو دیکھ
بازار میں ہانئ اور ابنِ عقیل کو
اس بہادر کو جس کا چہرہ تلوار نے پاش پاش کر دیا
اور اُس دوسرے کو جو بلندی سے مقتول ہو کر گر رہا ہے
انہیں اس لعین کے حکم نے آلیا اور وہ بن گئے
ہر راستے پر چلنے والے راہ گیروں کی داستان
تو دیکھتا ہے ایک جسم جس کا رنگ موت نے بدل ڈالا
اور خون کا چھینٹا جو ہر گزرگاہ میں بہہ نکلا
وہ جوان جو ایک باحیا دوشیزہ سے بھی زیادہ باحیا تھا
اور دو دھار والی چمکدار تلوار سے بھی زیادہ تیز و کاٹنے والا تھا
کیا اسماء اطمینان سے تیز رفتار سواریوں پر سوار پھرے
جبکہ مذحج اس سے خون کے بدلے کا مطالبہ کر چکی ہے
مراد (قبیلہ) اس کے گرد منڈلاتی ہے اور وہ سب کے سب
اس کی گردن کی تاک میں ہیں، سوال کرنے والے اور اکسانے والے(1)

المجلس الرابع ، من اليوم الرابع
وصول خبر مقتل مسلم للحسين (عليه السلام)
وخبر ابنته حميدة

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : ثمَّ سار الحسين (عليه السلام) حتى بلغ زبالة ، فأتاه فيها خبر مسلم بن عقيل ، فعرَّف بذلك جماعة ممن تبعه فتفرَّق عنه أهل الأطماع والارتياب ، وبقي معه أهله وخيار الأصحاب.

چوتھی مجلس، چوتھے دن کی
امام حسین علیہ السلام تک مسلم کی شہادت کی خبر پہنچنا
اور ان کی بیٹی حمیدہ کی خبر

سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے فرمایا: پھر امام حسین علیہ السلام روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقامِ زبالہ پر پہنچے، وہیں آپ کو مسلم بن عقیل کی خبر ملی، تو آپ نے اپنے ساتھ آنے والوں کے ایک گروہ کو اس سے آگاہ کیا، جس پر لالچی اور شک و شبہ رکھنے والے لوگ آپ سے جدا ہو گئے، اور آپ کے ساتھ صرف آپ کے اہلِ بیت اور بہترین اصحاب باقی رہ گئے۔

قال الراوي : وارتجَّ الموضع بالبكاء والعويل لقتل مسلم بن عقيل (عليه السلام) ،

وسالت الدموع كل مسيل ، ثم إن الحسين (عليه السلام) سار قاصداً لما دعاه الله ، فلقيه الفرزدق الشاعر فسلَّم عليه وقال : يا ابن رسول الله ، كيف تركن إلى أهل الكوفة وهم الذين قتلوا ابن عمِّك مسلم بن عقيل وشيعته ؟ قال : فاستعبر الحسين (عليه السلام) باكياً ثم قال : رحم الله مسلماً ، فلقد صار إلى رَوح الله وريحانه ، وتحيّته ورضوانه ، أما إنه قد قضى ما عليه ، وبقي ما علينا ، ثم أنشأ يقول :

فإنْ تكن الدنيا تُعَدُّ نفسيةً فَدَارُ ثوابِ اللهِ أعلى وأنبلُ
وإن تكن الأبدانُ للموتِ أُنشئت فَقَتْلُ امرء بالسيفِ في اللهِ أفضلُ
وإن تكن الأرزاقُ قسماً مقدَّراً فَقِلَّةُ حِرْصِ المرءِ في الرزقِ أجملُ
وإن تكن الأموالُ للتركِ جَمْعُها فما بالُ متروك به المرءُ يبخلُ [1]

اللهوف في قتلى الطفوف ، ابن طاووس : 45 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/347.

راوی کہتا ہے: مسلم بن عقیل علیہ السلام کے قتل پر وہ جگہ رونے اور واویلے سے گونج اٹھی،

اور ہر گزرگاہ میں آنسو بہہ نکلے، پھر امام حسین علیہ السلام اس مقصد کی جانب روانہ ہوئے جس کے لیے اللہ نے آپ کو بلایا تھا، تو راستے میں شاعر فرزدق آپ سے ملا، اس نے سلام عرض کیا اور کہا: اے فرزندِ رسول اللہ ! آپ اہلِ کوفہ کی طرف کیسے مائل ہو رہے ہیں جبکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا؟ راوی کہتا ہے: امام حسین علیہ السلام رو پڑے اور فرمایا: اللہ مسلم پر رحم فرمائے، وہ اللہ کی رحمت، اس کی خوشبو، اس کے سلام اور اس کی رضا کی طرف جا پہنچے، بے شک انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور اب جو ہمارے ذمے ہے وہ باقی ہے، پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

اگر دنیا کو کوئی قیمتی چیز شمار کیا جائے
تو اللہ کے ثواب کا گھر بلند تر اور شریف تر ہے
اور اگر بدن موت ہی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں
تو اللہ کی راہ میں تلوار سے قتل ہونا افضل ہے
اور اگر رزق ایک مقدر شدہ حصہ ہے
تو انسان کا رزق میں کم حرص رکھنا زیادہ خوبصورت ہے
اور اگر مال جمع ہی اس لیے کیا جاتا ہے کہ چھوڑ دیا جائے
تو پھر کیا وجہ کہ آدمی اس چیز میں بخل کرے جو چھوڑی ہی جانی ہے(1)

وروي في خبر آخر عن عبدالله بن سليمان والمنذر بن المشمعل الأسديين قالا : لمّا قضينا حجَّنا لم تكن لنا همّة ، إلاّ اللحاق بالحسين (عليه السلام) لننظر ما يكون من أمره ، فأقبلنا ترقل بنا ناقتانا مسرعين حتى لحقنا بزرود ، فلمَّا دنونا منه إذا نحن برجل من أهل الكوفة قد عدل عن الطريق حين رأى الحسين (عليه السلام) ، فوقف الحسين كأنه يريده ، ثمَّ تركه ومضى ومضينا نحوه ، فقال أحدنا لصاحبه : اذهب بنا إلى هذا لنسأله ، فإنَّ عنده خبر الكوفة ، فمضينا إليه فقلنا : السلام عليك ، فقال : وعليكما السلام ، قلنا : ممن الرجل ؟ قال : أسدي ، قلنا له : ونحن أسديان ، فمن أنت ؟ قال : أنا بكر بن فلان ، وانتسبنا له ، ثم قلنا له : أخبرنا عن الناس من ورائك.

ایک اور روایت میں عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمعل اسدی سے مروی ہے، ان دونوں نے کہا: جب ہم نے اپنا حج مکمل کر لیا تو ہمیں امام حسین علیہ السلام سے جا ملنے کے سوا کوئی اور فکر نہ تھی، تاکہ دیکھیں کہ آپ کے معاملے کا کیا انجام ہوتا ہے، چنانچہ ہماری دونوں اونٹنیاں تیزی سے دوڑتی ہوئی ہمیں لیے چلیں یہاں تک کہ ہم مقامِ زرود پر آپ سے جا ملے۔ جب ہم آپ کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ اہلِ کوفہ میں سے ایک آدمی امام حسین علیہ السلام کو دیکھ کر راستے سے ہٹ گیا، امام رک گئے گویا آپ اسے چاہتے تھے، پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے، اور ہم بھی اسی آدمی کی طرف بڑھے۔ ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: چلو اس کے پاس چلیں اور اس سے پوچھیں، کیونکہ اس کے پاس کوفے کی خبر ہوگی، چنانچہ ہم اس کی طرف بڑھے اور کہا: السلام علیک، اس نے جواب دیا: وعلیکما السلام، ہم نے پوچھا: تم کس قبیلے سے ہو؟ اس نے کہا: اسدی ہوں، ہم نے کہا: ہم بھی دونوں اسدی ہیں، تو تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں بکر بن فلاں ہوں، اور ہم نے بھی اپنا تعارف کرایا، پھر ہم نے اس سے کہا: ہمیں اپنے پیچھے کے لوگوں کے بارے میں خبر دو۔

قال : لم أخرج من الكوفة حتى قتل مسلم بن عقيل وهاني بن عروة ، ورأيتهما يجّران بأرجلهما في السوق ، فأقبلنا حتى لحقنا الحسين (عليه السلام) فسايرناه حتى نزل الثعلبية ممسياً ، فجئنا حين نزل فسلَّمنا عليه فردَّ علينا السلام ، فقلنا له ، رحمك الله ، إن عندنا خبراً إن شئت حدَّثناك علانية وإن شئت سراً ، فنظر إلينا

اس نے کہا: میں کوفے سے نکلا نہیں تھا کہ مسلم بن عقیل اور ہانیٔ بن عروہ قتل کر دیے گئے، اور میں نے انہیں دیکھا کہ بازار میں ان کے پاؤں پکڑ کر گھسیٹا جا رہا تھا۔ پھر ہم آگے بڑھے یہاں تک کہ امام حسین علیہ السلام سے جا ملے اور آپ کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ نے شام کے وقت ثعلبیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ جب آپ نے پڑاؤ ڈالا تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، آپ نے ہمارے سلام کا جواب دیا، ہم نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، ہمارے پاس ایک خبر ہے، اگر آپ چاہیں تو ہم کھلے عام بتائیں اور اگر چاہیں تو خفیہ طور پر، آپ نے ہماری طرف دیکھا

وإلى أصحابه ثمَّ قال : ما دون هؤلاء سر ، فقلنا له : رأيت الراكب الذي استقبلته عشية أمس ؟ قال : نعم ، وقد أردت مسألته ، فقلنا : قد والله استبرأنا لك خبره وكفيناك مسألته ، وهو امرؤ منّا ذو رأي وصدق وعقل ، وإنه حدَّثنا أنه لم يخرج من الكوفة حتى قتل مسلم وهاني ورآهما يجّران في السوق بأرجلهما.

اور اپنے اصحاب کی طرف دیکھا، پھر فرمایا: ان کے سامنے کوئی راز نہیں۔ ہم نے عرض کیا: کیا آپ نے وہ سوار دیکھا تھا جو کل شام آپ کے سامنے آیا تھا؟ فرمایا: ہاں، اور میں نے اس سے پوچھنا چاہا تھا۔ ہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم، ہم نے آپ کے لیے اس کی خبر کی تحقیق کر لی ہے اور آپ کو اس سے پوچھنے کی زحمت سے بچا دیا ہے، وہ ہم میں سے ایک صاحبِ رائے، سچا اور عقل مند آدمی ہے، اور اس نے ہمیں بتایا کہ وہ کوفے سے نکلا نہیں تھا کہ مسلم اور ہانیٔ قتل کر دیے گئے، اور اس نے انہیں دیکھا کہ بازار میں ان کے پاؤں پکڑ کر گھسیٹا جا رہا تھا۔

فقال : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، رحمة الله عليهما ، يردِّد ذلك مراراً ، فقلنا له : ننشدك الله في نفسك وأهل بيتك إلاّ انصرفت من مكانك هذا ، فإنه ليس لك بالكوفة ناصر ولا شيعة ، بل نتخوَّف أن يكونوا عليك ، فنظر إلى بني عقيل فقال : ما ترون فقد قتل مسلم ؟ فقالوا : والله لا نرجع حتى نصيب ثأرنا أو نذوق ما ذاق ، فأقبل علينا الحسين (عليه السلام) وقال : لا خير في العيش بعد هؤلاء ، فعلمنا أنه قد عزم رأيه على المسير ، فقلنا له : خار الله لك. فقال : رحمكما الله.

آپ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ کی رحمت ہو ان دونوں پر، اور آپ یہ کلمات بار بار دہراتے رہے۔ ہم نے عرض کیا: ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں، اپنی جان اور اپنے اہلِ بیت کی خاطر، آپ اس جگہ سے واپس لوٹ جائیں، کیونکہ کوفے میں آپ کا نہ کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی شیعہ، بلکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ آپ کے خلاف ہو جائیں گے۔ آپ نے بنی عقیل کی طرف دیکھا اور فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے، مسلم تو قتل ہو چکے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم، ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک اپنا بدلہ نہ لے لیں یا وہی نہ چکھ لیں جو انہوں نے چکھا۔ تو امام حسین علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ کا ارادہ سفر جاری رکھنے پر پختہ ہو چکا ہے، ہم نے عرض کیا: اللہ آپ کے لیے بھلائی کرے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم دونوں پر رحم کرے۔

فقال له أصحابه : إنك والله ما أنت مثل مسلم ، ولو قدمت الكوفة لكان الناس إليك أسرع ، فسكت.

اس پر آپ کے اصحاب نے آپ سے کہا: اللہ کی قسم، آپ مسلم کی طرح نہیں ہیں، اور اگر آپ کوفہ پہنچ جاتے تو لوگ آپ کی طرف زیادہ تیزی سے آتے۔ آپ خاموش ہو گئے۔

وارتجَّ الموضع بالبكاء لقتل مسلم بن عقيل ، وسالت الدموع عليه كلّ مسيل ، وفي رواية : وبكى (عليه السلام) وبكى معه الهاشميون ، وكثر صراخ النساء حتى ارتجّ الوضع لقتل مسلم بن عقيل [1]

اور مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر سے وہ جگہ گریہ و بکا سے لرز اٹھی، اور آنسو ہر طرف بہہ نکلے۔ ایک روایت میں ہے: امام (علیہ السلام) روپڑے اور بنو ہاشم نے بھی آپ کے ساتھ گریہ کیا، اور عورتوں کی چیخ و پکار اتنی بلند ہوئی کہ مسلم بن عقیل کے قتل پر وہ جگہ لرز اٹھی۔(1)

مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 178.

.

وجاء في معالي السبطين للحائري عليه الرحمة قال : وفي بعض كتب المقاتل : كانت لمسلم (عليه السلام) بنت عمرها إحدى عشرة سنة ، واسمها حميدة ، وأمها أم كلثوم بنت علي (عليه السلام) ، وقيل : اسمها عاتكة وأمها رقيّة بنت علي (عليه السلام) وعمرها سبع سنين ، وهي التي سُحقت يوم الطفّ بعد شهادة الحسين (عليه السلام) لما هجم القوم على المخيَّم ، وكانت مع الحسين (عليه السلام) فلمَّا قام الحسين (عليه السلام) من مجلسه جاء إلى الخيمة فعزَّز البنت وقرَّبها من مجلسه ، فحسَّت البنت بالشرّ ، فمسح الحسين (عليه السلام) على رأسها وناصيتها

اور حائری علیہ الرحمہ کی کتاب "معالی السبطین" میں آیا ہے، انہوں نے کہا: بعض مقاتل کی کتابوں میں ہے کہ مسلم (علیہ السلام) کی ایک بیٹی تھی جس کی عمر گیارہ سال تھی، اس کا نام حمیدہ تھا، اور اس کی والدہ ام کلثوم بنت علی (علیہ السلام) تھیں، اور کہا گیا ہے: اس کا نام عاتکہ تھا اور اس کی والدہ رقیہ بنت علی (علیہ السلام) تھیں اور اس کی عمر سات سال تھی، اور یہی وہ بچی ہے جو روز طف امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد، جب لشکر نے خیموں پر یلغار کی، کچل دی گئی۔ وہ امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ تھی، پھر جب امام حسین (علیہ السلام) اپنی نشست سے اٹھے تو خیمے میں تشریف لائے اور بچی کو تسلی دی اور اسے اپنے قریب بٹھایا، تو بچی کو کسی ناگہانی شر کا احساس ہوا، چنانچہ امام حسین (علیہ السلام) نے اس کے سر اور پیشانی پر ہاتھ پھیرا

كما يُفعل بالأيتام ، فقالت : يا عمّ ، ما رأيتك قبل هذا اليوم تفعل بي مثل ذلك ، أظنّ أنه قد أُستشهد والدي ، فلم يتمالك الحسين (عليه السلام) من البكاء ، وقال : يا بنتي ، أنا أبوكِ وبناتي أخواتكِ ، فصاحت ونادت بالويل ، فسمع أولاد مسلم بن عقيل ذلك الكلام ، وتنفسَّوا الصعداء ، وبكوا بكاءً شديداً ورموا بعمائمهم إلى الأرض ، ونادوا : وا مسلماه ، وا ابن عقيلاه [1]

جیسا کہ یتیموں کے ساتھ کیا جاتا ہے، تو اس نے کہا: چچا جان! میں نے آج سے پہلے کبھی آپ کو مجھ سے ایسا سلوک کرتے نہیں دیکھا، میرا خیال ہے کہ میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔ امام حسین (علیہ السلام) اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکے اور فرمایا: میری بیٹی! میں تمہارا باپ ہوں اور میری بیٹیاں تمہاری بہنیں ہیں۔ وہ چیخ اٹھی اور واویلا کرنے لگی، تو مسلم بن عقیل کے بچوں نے یہ بات سنی، انہوں نے آہیں بھریں اور شدت سے روپڑے اور اپنے عمامے زمین پر پھینک دیے اور پکار اٹھے: ہائے مسلم! ہائے ابنِ عقیل! (1)

معالي السبطين ، الحائري : 1/266.

.

لم يُبْكِهَا عَدَمُ الوثوقِ بعمِّها كلا ولا الوجدُ المبرِّحُ فيها
لكنَّها تبكي مَخَافَةَ أنها تمسي يتيمةَ عمِّها وأبيها

نہ اسے اپنے چچا پر بداعتمادی نے رلایا
اور نہ دل میں چھپے کسی شدید کرب نے
بلکہ وہ تو اس خدشے سے اشک بہا رہی تھی
کہ کہیں وہ چچا اور باپ دونوں کی یتیم نہ بن جائے

وقال آخر :

اور ایک اور شاعر نے کہا:

أتقضي ولم تَبْكِكَ الباكياتُ أمَا لك في المِصْرِ مِنْ نَائِحَه
وكم طفلة لك قد أعولت وَجَمْرَتُها في الحَشَا قَادِحَه
يُعَزِّزُها السبطُ في حِجْرِهِ لتغدوَ في قُرْبِهِ فَارِحَه
تقولُ مَضَى عمُّ متّي أبي فَمَنْ ليتيمتِهِ النائحه

کیا تو یوں ہی چل بسا اور رونے والیاں تجھ پر نہ روئیں؟
کیا شہر میں تیرے لیے کوئی نوحہ گر نہیں؟
کتنی ہی بچیاں تھیں جو تیرے غم میں چلا اٹھیں
جن کے سینوں میں غم کا انگارہ سلگ اٹھا
نواسۂ رسول اسے اپنی گود میں تسلی دیتے ہیں
تاکہ وہ ان کی قربت میں خوش ہو جائے
وہ کہتی ہے: میرا چچا میرے باپ کی طرح رخصت ہو گیا
تو اب اس یتیم پر نوحہ کون کرے گا؟

قال الراوي : ثم انتظر حتى إذا كان السحر قال لفتيانه وغلمانه : أكثروا من الماء ، فاستقوا وأكثروا ، وكان لا يمرُّ بماء إلاّ اتّبعه مَنْ عليه ، ثم ارتحلوا فسار حتى انتهى إلى زبالة ، فأتاه بها خبر عبدالله بن يقطر ، وهو أخو الحسين (عليه السلام) من الرضاعة ، وكان سرَّحه إلى مسلم بن عقيل من الطريق وهو لا يعلم بقتله فأخذته خيل [2]

لواعج الأشجان ، الأمين : 84.

.

راوی کہتا ہے: پھر آپ نے انتظار کیا یہاں تک کہ جب سحر کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے جوانوں اور غلاموں سے فرمایا: خوب پانی بھر لو، چنانچہ انہوں نے خوب پانی بھرا اور زیادہ کیا، اور جس پانی کے پاس سے بھی گزرتے، جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ اس سے پانی لے لیتے۔ پھر سب کوچ کر گئے، آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مقامِ زُبالہ پر پہنچے، وہاں آپ کو عبداللہ بن یقطر کی خبر ملی، جو امام حسین (علیہ السلام) کے رضاعی بھائی تھے، اور آپ نے انہیں راستے سے مسلم بن عقیل کی طرف روانہ کیا تھا، اس وقت آپ کو ان کے قتل کا علم نہ تھا، چنانچہ انہیں (دشمن کے) سواروں نے پکڑ لیا۔(2)

المجلس الخامس ، من اليوم الرابع
مقتل ولدي مسلم بن عقيل (عليه السلام)

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة في الأمالي ، قال : حدَّثنا أبي (رحمه الله) ، قال : حدَّثنا علي بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه ، عن إبراهيم بن رجاء الجحدري ، عن علي بن جابر ، قال : حدَّثني عثمان بن داود الهاشمي ، عن محمد بن مسلم ، عن حمران بن أعين ، عن أبي محمد شيخ لأهل الكوفة ، قال : لما قُتل الحسين بن علي (عليهما السلام) أُسر من معسكره غلامان صغيران ، فأتي بهما عبيدالله بن زياد ، فدعا سجاناً له ، فقال : خذ هذين الغلامين إليك ، فمن طيِّب الطعام فلا تطعمهما ، ومن البارد فلا تسقهما ، وضيِّق عليهما سجنهما ، وكان الغلامان يصومان النهار ، فإذا جنَّهما الليل أُتيا بقرصين من شعير وكوز من الماء القراح.

پانچویں مجلس، چوتھے دن سے
مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے دونوں بیٹوں کی شہادت

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے "امالی" میں روایت کی ہے، کہا: ہم سے میرے والد (رحمہ اللہ) نے بیان کیا، کہا: ہم سے علی بن ابراہیم بن ہاشم نے اپنے والد سے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم بن رجاء الجحدری سے، انہوں نے علی بن جابر سے روایت کی، کہا: مجھ سے عثمان بن داؤد ہاشمی نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے حمران بن اعین سے، انہوں نے اہلِ کوفہ کے ایک بزرگ ابو محمد سے روایت کی، کہا: جب حسین بن علی (علیہما السلام) قتل کر دیے گئے تو ان کے لشکر سے دو چھوٹے بچے قیدی بنا لیے گئے، انہیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا، اس نے اپنے ایک داروغۂ زندان کو بلایا اور کہا: ان دونوں بچوں کو اپنے پاس لے جاؤ، انہیں عمدہ کھانا ہرگز نہ کھلانا اور ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پلانا، اور ان پر قید تنگ کر دو۔ چنانچہ وہ دونوں بچے دن کو روزہ رکھتے، اور جب رات ہوتی تو انہیں جو کی دو روٹیاں اور ایک کوزہ خالص پانی دیا جاتا۔

فلمَّا طال بالغلامين المكث حتى صارا في السنة قال أحدهما لصاحبه : يا أخي ، قد طال بنا مكثنا ، ويوشك أن تفنى أعمارنا وتبلى أبداننا ، فإذا جاء الشيخ فأعلمه مكاننا ، وتقرَّب إليه بمحمد (صلى الله عليه وآله) لعله يوسِّع علينا في طعامنا ، ويزيد في شرابنا.

جب دونوں بچوں پر قید کی مدت طویل ہو گئی یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: بھائی جان! ہماری قید طویل ہو گئی ہے، اور قریب ہے کہ ہماری عمریں ختم ہو جائیں اور ہمارے بدن گل جائیں، چنانچہ جب داروغہ آئے تو اسے ہماری حالت بتاؤ، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے واسطے سے اس سے قربت حاصل کرو، شاید وہ ہمارے کھانے میں وسعت پیدا کر دے اور ہمارے پینے میں اضافہ کر دے۔

فلما جنَّهما الليل أقبل الشيخ إليهما بقرصين من شعير وكوز من الماء القراح ، فقال له الغلام الصغير : يا شيخ ، أتعرف محمداً ؟ قال : فكيف لا أعرف محمداً وهو نبيّي! قال : أفتعرف جعفر بن أبي طالب ؟ قال : وكيف لا أعرف جعفراً وقد أنبت الله له جناحين يطير بهما مع الملائكة كيف يشاء ؟! قال : أفتعرف عليَّ بن أبي طالب ؟ قال : وكيف لا أعرف علياً هو ابن عمِّ نبيّي وأخو نبيّي ؟!

چنانچہ جب رات ہوئی تو بزرگ (داروغہ) ان کے پاس جو کی دو روٹیاں اور ایک کوزہ خالص پانی لے کر آیا، تو چھوٹے بچے نے اس سے کہا: اے شیخ! کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو جانتے ہو؟ اس نے کہا: بھلا میں محمد کو کیوں نہ جانوں، وہ تو میرے نبی ہیں! بچے نے کہا: کیا تم جعفر بن ابی طالب کو جانتے ہو؟ اس نے کہا: بھلا میں جعفر کو کیوں نہ جانوں، اللہ نے ان کے لیے دو پر پیدا فرمائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہیں اڑتے ہیں! بچے نے کہا: کیا تم علی بن ابی طالب کو جانتے ہو؟ اس نے کہا: بھلا میں علی کو کیوں نہ جانوں، وہ تو میرے نبی کے چچازاد بھائی اور میرے نبی کے بھائی ہیں!

قال له : يا شيخ ، فنحن من عترة نبيك محمد (صلى الله عليه وآله) ، ونحن من ولد مسلم بن

بچے نے اس سے کہا: اے شیخ! ہم تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت میں سے ہیں، اور ہم مسلم بن

عقيل بن أبي طالب ، بيدك أسارى ، نسألك من طيِّب الطعام فلا تطعمنا ، ومن بارد الشراب فلا تسقينا ، وقد ضيَّقت علينا سجننا ، فانكبَّ الشيخ على أقدامهما يقبِّلهما ويقول : نفسي لنفسكما الفداء ، ووجهي لوجهكما الوقاء ، يا عترة نبيِّ الله المصطفى ، هذا باب السجن بين يديكما مفتوح ، فخذا أيَّ طريق شئتما ، فلمَّا جنَّهما الليل أتاهما بقرصين من شعير وكوز من الماء القراح ووقفهما على الطريق ، وقال لهما : سيرا ـ يا حبيبيَّ ـ الليل ، واكمنا النهار حتى يجعل الله عزَّ وجلَّ لكما من أمركما فرجاً ومخرجاً ، ففعل الغلامان ذلك. ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

عقیل بن ابی طالب کی اولاد ہیں، ہم تمہارے ہاتھ میں قیدی ہیں، ہم تم سے عمدہ کھانا مانگتے ہیں مگر تم ہمیں کھلاتے نہیں، اور ٹھنڈا پانی مانگتے ہیں مگر تم ہمیں پلاتے نہیں، اور تم نے ہم پر قید تنگ کر رکھی ہے۔ یہ سن کر شیخ ان دونوں کے قدموں پر جھک گیا، انہیں چومنے لگا اور کہنے لگا: میری جان تمہاری جانوں پر قربان، میرا چہرہ تمہارے چہروں کی حفاظت کے لیے حاضر، اے اللہ کے برگزیدہ نبی کی عترت! یہ رہا قید خانے کا دروازہ، تمہارے سامنے کھلا ہے، جو راستہ چاہو اختیار کر لو۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو وہ ان کے پاس جو کی دو روٹیاں اور ایک کوزہ خالص پانی لے آیا اور انہیں راستے پر لا کھڑا کیا، اور ان سے کہا: اے میرے پیارو! رات کو چلتے رہنا اور دن کو چھپے رہنا، یہاں تک کہ اللہ عزوجل تمہارے معاملے میں کشادگی اور راہِ نجات پیدا فرما دے۔ چنانچہ دونوں بچوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ بھلا کرے حجت شیخ علی الجشی رحمہ اللہ کا، جنہوں نے کیا خوب کہا ہے:

أفدي يتيمي مسلم إذا أُسِرَا ظلماً وفي سجنِ الدعيِّ عُذِّبا
قد ضُيِّقَ السجنُ عليهما وَلاَ ذَاقَا طعاماً طَيِّبا أو مشربا
حتى إذا ضاقا بما نالهما ذرعاً وأمرُ اللهِ جَلَّ اقتربا
فخاطبا السجَّانَ في أمرِهما وبالنبيِّ المصطفى تقرَّبا
هناك خلَّى عنهما فانطلقا لا يَعْرِفانِ مَسْلَكاً ومَذْهَبا
سَارا بليل وَهُما لم يدريا أين الطريقُ يَطْلُبَانِ مَهْرَبا [1]

میں قربان جاؤں مسلم کے دونوں یتیموں پر جب وہ قید کیے گئے
ظلم سے، اور دعی (ابن زیاد) کے قید خانے میں عذاب دیے گئے
ان دونوں پر قید تنگ کر دی گئی اور انہوں نے
نہ کوئی عمدہ کھانا چکھا اور نہ کوئی اچھا مشروب
یہاں تک کہ جب وہ اپنی مصیبت سے تنگ آ گئے
اور اللہ جل شانہ کا فیصلہ قریب آ پہنچا
تو دونوں نے داروغہ سے اپنے معاملے کی بات کی
اور نبیِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے واسطے سے تقرب چاہا
وہیں اس نے انہیں چھوڑ دیا اور وہ روانہ ہو گئے
نہ کوئی راستہ جانتے تھے نہ کوئی سمت
وہ رات کے اندھیرے میں چل پڑے حالانکہ انہیں معلوم نہ تھا
راستہ کہاں ہے، فرار کی راہ ڈھونڈتے ہوئے(1)

ديوان العلامة الجشي : 365.

قال : فلمَّا جنَّهما الليل انتهيا إلى عجوز على باب ، فقالا لها : يا عجوز ، إنا غلامان صغيران غريبان حدثان غير خبيرين بالطريق ، وهذا الليل قد جنَّنا ، أضيفينا سواد ليلتنا هذه ، فإذا أصبحنا لزمنا الطريق.

راوی کہتا ہے: پھر جب رات ہوئی تو وہ دونوں ایک بڑھیا کے پاس، جو دروازے پر تھی، پہنچے اور اس سے کہا: اے بڑھیا! ہم دو چھوٹے، اجنبی، ناتجربہ کار بچے ہیں جو راستے سے واقف نہیں، اور یہ رات ہمیں گھیر چکی ہے، آج رات کی تاریکی میں ہماری میزبانی کر دو، جب صبح ہو گی تو ہم اپنا راستہ لے لیں گے۔

فقالت لهما : فمن أنتما يا حبيبيَّ ؟ فقد شممت الروائح كلها ، فما شممت رائحة أطيب من رائحتكما ، فقالا لها : يا عجوز ، نحن من عترة نبيك محمد (صلى الله عليه وآله) ، هربنا من سجن عبيد الله بن زياد من القتل ، قالت العجوز : يا حبيبيَّ ، إن لي ختناً فاسقاً ، قد شهد الواقعة مع عبيد الله بن زياد ، أتخوَّف أن يصيبكما هاهنا فيقتلكما ، قالا :

بڑھیا نے ان سے کہا: اے میرے پیارو! تم کون ہو؟ میں نے ہر قسم کی خوشبو سونگھی ہے، مگر تم دونوں کی خوشبو سے زیادہ عمدہ کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ دونوں بچوں نے اس سے کہا: اے بڑھیا! ہم تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت میں سے ہیں، ہم عبیداللہ بن زیاد کے قید خانے سے قتل ہونے کے ڈر سے فرار ہوئے ہیں۔ بڑھیا نے کہا: اے میرے پیارو! میرا ایک داماد فاسق ہے، وہ عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ اس واقعے میں شریک تھا، مجھے ڈر ہے کہ وہ یہاں تمہیں پا لے اور قتل کر دے۔ دونوں نے کہا:

سواد ليلتنا هذه ، فإذا أصبحنا لزمنا الطريق ، فقال : سآتيكما بالطعام ، ثم أتتهما بطعام فأكلا وشربا ، فلمَّا ولجا الفراش قال الصغير للكبير : يا أخي ، إنا نرجو أن نكون قد أمنا ليلتنا هذه ، فتعال حتى أعانقك وتعانقني ، وأشمَّ رائحتك وتشمَّ رائحتي قبل أن يفرِّق الموت بيننا ، ففعل الغلامان ذلك ، واعتنقا وناما.

ہم آج رات کی تاریکی میں (تمہارے پاس) رہنا چاہتے ہیں، جب صبح ہو گی تو اپنا راستہ لے لیں گے۔ بڑھیا نے کہا: میں تمہارے لیے کھانا لاتی ہوں۔ پھر وہ ان کے لیے کھانا لے آئی، دونوں نے کھایا پیا۔ جب وہ بستر پر لیٹے تو چھوٹے نے بڑے سے کہا: بھائی جان! ہمیں امید ہے کہ آج رات ہم امن میں ہیں، سو آؤ میں تمہیں گلے لگاؤں اور تم مجھے گلے لگاؤ، اور میں تمہاری خوشبو سونگھوں اور تم میری خوشبو سونگھو، اس سے پہلے کہ موت ہمارے درمیان جدائی ڈال دے۔ چنانچہ دونوں بچوں نے ایسا ہی کیا، ایک دوسرے کو گلے لگایا اور سو گئے۔

فلمَّا كان في بعض الليل أقبل ختن العجوز [1]

الختن : كل من كان من قبل المرأة كأبيها وأخيها ، وكذلك زوج البنت أو زوج الأخت.

الفاسق حتى قرع الباب قرعاً خفيفاً ، فقالت العجوز : من هذا ؟ قال : أنا فلان ، قالت : ما الذي أطرقك هذه الساعة ، وليس هذا لك بوقت ؟ قال : ويحكِ ، افتحي الباب قبل أن يطير عقلي ، وتنشقَّ مرارتي في جوفي ، جهد البلاء قد نزل بي. قالت : ويحك ، ما الذي نزل بك ؟ قال : هرب غلامان صغيران من عسكر عبيد الله بن زياد ، فنادى الأمير في معسكره : من جاء برأس واحد منهما فله ألف درهم ، ومن جاء برأسيهما فله ألفا درهم ، فقد أتعبت وتعبت ولم يصل في يدي شيء ، فقالت العجوز : يا ختني ، احذر أن يكون محمد خصمك في يوم القيامة ، قال لها : ويحكِ ، إن الدنيا محرص عليها ، فقالت : وما تصنع بالدنيا ، وليس معها آخرة ؟ قال : إني لأراك تحامين عنهما ، كأن عندك من طلب الأمير شيئاً ، فقومي فإن الأمير يدعوك ، قالت : وما يصنع الأمير بي ؟ وإنما أنا عجوز في هذه البرية ، قال : إنما لي طلب ، افتحي لي الباب حتى أريح وأستريح ، فإذا أصبحت بكَّرت في أي طريق آخذ في طلبهما.

پھر رات کے کسی حصے میں بڑھیا کا وہ فاسق داماد آیا اور اس نے ہلکے سے دروازہ کھٹکھٹایا(1)۔ بڑھیا نے پوچھا: کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں ہوں۔ بڑھیا نے کہا: اس وقت تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی، یہ تو تمہارے آنے کا وقت نہیں؟ اس نے کہا: افسوس تجھ پر! دروازہ کھول، اس سے پہلے کہ میری عقل اڑ جائے اور میرے اندر میرا پتّہ پھٹ جائے، مجھ پر سخت مصیبت آن پڑی ہے۔ بڑھیا نے کہا: افسوس تجھ پر! تجھ پر کیا مصیبت آن پڑی؟ اس نے کہا: عبید اللہ بن زیاد کے لشکر سے دو چھوٹے بچے فرار ہو گئے ہیں، امیر نے اپنے لشکر میں منادی کرائی ہے کہ جو ان میں سے کسی ایک کا سر لائے گا اسے ایک ہزار درہم ملیں گے، اور جو دونوں کے سر لائے گا اسے دو ہزار درہم ملیں گے، سو میں نے بہت محنت کی اور تھک گیا مگر میرے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ بڑھیا نے کہا: اے میرے داماد! ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) تمہارے مخالف بن جائیں۔ اس نے کہا: افسوس تجھ پر! دنیا تو ہر ایک کو مرغوب ہے۔ بڑھیا نے کہا: دنیا کا کیا کرو گے جب اس کے ساتھ آخرت نہ ہو؟ اس نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان دونوں کی طرفداری کر رہی ہو، گویا تمہارے پاس امیر کی مطلوبہ چیز موجود ہے، اٹھو، امیر تمہیں بلا رہا ہے۔ بڑھیا نے کہا: امیر کو مجھ سے کیا کام؟ میں تو اس ویرانے میں ایک بڑھیا ہوں۔ اس نے کہا: مجھے تو صرف ایک ضرورت ہے، میرے لیے دروازہ کھول دو تاکہ میں آرام کروں اور سستا لوں، پھر جب صبح ہو گی تو میں سویرے ہی ان دونوں کی تلاش میں کسی راستے پر نکل جاؤں گا۔

ففتحت له الباب ، وأتته بطعام وشراب فأكل وشرب ، فلما كان في بعض الليل سمع غطيط [2]

الغطيط : الصوت الذي يخرج مع نفس النائم.

الغلامين في جوف البيت ، فأقبل يهيج كما يهيج البعير الهائج ، ويخور كما يخور الثور ، ويلمس بكفه جدار البيت حتى وقعت يده على جنب الغلام الصغير ، فقال له : من هذا ؟ قال : أمّا أنا فصاحب المنزل ، فمن أنتما ؟

چنانچہ بڑھیا نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا، اور اس کے لیے کھانا پینا لے آئی، اس نے کھایا پیا۔ پھر رات کے کسی حصے میں اس نے گھر کے اندر دونوں بچوں کے خراٹوں(2) کی آواز سنی، تو وہ اونٹ کی طرح مستی میں بھڑکنے لگا اور بیل کی طرح ڈکارنے لگا، اور اپنی ہتھیلی سے گھر کی دیوار ٹٹولنے لگا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ چھوٹے بچے کے پہلو پر جا پڑا، اس نے پوچھا: یہ کون ہے؟ (بچے نے) کہا: میں تو گھر کا مالک ہوں، تم دونوں کون ہو؟

فأقبل الصغير يحرِّك الكبير ويقول : قم يا حبيبي ، فقد والله وقعنا فيما كنا نحاذره ، قال لهما : من أنتما ؟ قالا له : يا شيخ ، إن نحن صدقناك فلنا الأمان ؟ قال : نعم ، قالا : أمان الله وأمان رسوله (صلى الله عليه وآله) ، وذمة الله وذمة رسوله ؟ قال : نعم ، قالا : ومحمد بن عبدالله على ذلك من الشاهدين ؟ قال : نعم ، قالا : والله على ما نقول وكيل وشهيد ؟ قال : نعم ، قالا له : يا شيخ ، فنحن من عترة نبيك محمد (صلى الله عليه وآله) ، هربنا من سجن عبيدالله بن زياد من القتل ، فقال لهما : من الموت هربتما ، وإلى الموت وقعتما ، الحمد لله الذي أظفرني بكما.

چھوٹا بچہ بڑے کو جھنجھوڑنے لگا اور کہنے لگا: اٹھو میرے پیارے بھائی! خدا کی قسم ہم اسی چیز میں جا پڑے جس سے ڈرتے تھے۔ اس نے دونوں سے پوچھا: تم کون ہو؟ دونوں نے کہا: اے بزرگ! اگر ہم تم سے سچ کہیں تو کیا ہمیں امان ملے گی؟ اس نے کہا: ہاں۔ دونوں نے کہا: اللہ کی امان اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امان؟ اور اللہ کا ذمہ اور اس کے رسول کا ذمہ؟ اس نے کہا: ہاں۔ دونوں نے کہا: اور محمد بن عبداللہ اس پر گواہ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ دونوں نے کہا: اور اللہ ہمارے اس قول پر وکیل اور گواہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ دونوں نے اس سے کہا: اے بزرگ! ہم تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت میں سے ہیں، ہم عبیداللہ بن زیاد کے قید خانے سے قتل کے ڈر سے فرار ہوئے ہیں۔ اس نے کہا: تم موت سے بھاگے ہو، اور موت ہی میں جا گرے ہو، شکر ہے اس اللہ کا جس نے مجھے تم دونوں پر غالب کر دیا۔

فقام إلى الغلامين فشدَّ أكتافهما ، فبات الغلامان ليلتهما مكتفين ، فلمَّا انفجر عمود الصبح دعا غلاماً له أسود ، يقال له : فليح ، فقال : خذ هذين الغلامين ، فانطلق بهما إلى شاطىء الفرات ، واضرب عنقيهما ، وائتني برأسيهما لأنطلق بهما إلى عبيدالله بن زياد ، وآخذ جائزة ألفي درهم.

پھر وہ دونوں بچوں کی طرف بڑھا اور ان کے بازو خوب کس کر باندھ دیے، چنانچہ دونوں بچے اپنی رات بندھی ہوئی حالت میں گزارتے رہے۔ جب صبح کا ستون پھوٹا تو اس نے اپنے ایک کالے غلام کو بلایا جسے فلیح کہا جاتا تھا، اور کہا: ان دونوں بچوں کو لے جاؤ، انہیں فرات کے کنارے لے جاؤ، ان کی گردنیں اڑا دو، اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم کا انعام حاصل کروں۔

فحمل الغلام السيف ، ومشى أمام الغلامين ، فما مضى إلاَّ غير بعيد حتى قال أحد الغلامين : يا أسود ، ما أشبه سوادك بسواد بلال مؤذِّن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ! قال : إن مولاي قد أمرني بقتلكما ، فمن أنتما ؟ قالا له : يا أسود ، نحن من عترة نبيك محمد (صلى الله عليه وآله) ، هربنا من سجن عبيدالله بن زياد من القتل ، أضافتنا عجوزكم هذه ، ويريد مولاك قتلنا ، فانكبَّ الأسود على أقدامهما يقبّلهما ويقول : نفسي لنفسكما الفداء ، ووجهي لوجهكما الوقاء ، يا عترة نبيِّ الله المصطفى ، والله لا يكون محمد (صلى الله عليه وآله) خصمي في القيامة ، ثم عدا فرمى بالسيف من يده ناحية ، وطرح نفسه في الفرات ، وعبر إلى الجانب الآخر ، فصاح به مولاه : يا غلام! عصيتني ، فقال : يا مولاي ، إنما أطعتك ما دمت لا تعصي الله ، فإذا عصيت الله فأنا منك بريء في الدنيا والآخرة.

چنانچہ غلام نے تلوار اٹھائی اور دونوں بچوں کے آگے آگے چلنے لگا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ دونوں بچوں میں سے ایک نے کہا: اے کالے! تمہاری سیاہی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے مؤذن بلال کی سیاہی سے کتنی ملتی جلتی ہے! اس نے کہا: میرے آقا نے مجھے تم دونوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، تم کون ہو؟ دونوں نے اس سے کہا: اے کالے! ہم تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت میں سے ہیں، ہم عبیداللہ بن زیاد کے قید خانے سے قتل کے ڈر سے فرار ہوئے ہیں، تمہاری اس بڑھیا نے ہمیں پناہ دی، اور تمہارا آقا ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ کالا غلام ان دونوں کے قدموں پر گر پڑا، انہیں بوسہ دینے لگا اور کہنے لگا: میری جان تم دونوں پر قربان، میرا چہرہ تمہارے چہروں کی حفاظت کے لیے حاضر ہے، اے نبی مصطفیٰ کی عترت! خدا کی قسم، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) قیامت کے دن میرے مخالف نہ ہوں گے۔ پھر وہ دوڑا، تلوار اپنے ہاتھ سے ایک طرف پھینک دی، اور اپنے آپ کو فرات میں ڈال دیا اور دوسرے کنارے پار کر گیا۔ اس کے آقا نے اسے پکار کر کہا: اے غلام! تو نے میری نافرمانی کی! اس نے کہا: اے میرے آقا! میں نے تمہاری اطاعت اسی وقت تک کی جب تک تم اللہ کی نافرمانی نہیں کر رہے تھے، مگر جب تم نے اللہ کی نافرمانی کی تو میں دنیا اور آخرت میں تم سے بری ہوں۔

فدعا ابنه ، فقال : يا بنيّ ، إنما أجمع الدنيا حلالها وحرامها لك ، والدنيا محرصٌ

پھر اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا: بیٹا! میں نے دنیا کا حلال و حرام سب تمہارے ہی لیے جمع کیا ہے، اور دنیا ایسی چیز ہے کہ

عليها ، فخذ هذين الغلامين إليك ، فانطلق بهما إلى شاطىء الفرات ، فاضرب عنقيهما وائتني برأسيهما ، لأنطلق بهما إلى عبيدالله بن زياد وآخذ جائزة ألفي درهم ، فأخذ الغلام السيف ، ومشى أمام الغلامين ، فما مضى إلاّ غير بعيد حتى قال أحد الغلامين : يا شابّ ، ما أخوفني على شبابك هذا من نار جهنم! فقال : يا حبيبيّ ، فمن أنتما ؟ قالا : من عترة نبيك محمد (صلى الله عليه وآله) ، يريد والدك قتلنا ، فانكبَّ الغلام على أقدامهما يقبّلهما ، وهو يقول لهما مقالة الأسود ، ورمى بالسيف ناحية ، وطرح نفسه في الفرات وعبر ، فصاح به أبوه : يا بنيَّ! عصيتني ، قال : لأن أطيع الله وأعصيك أحبُّ إلي من أن أعصى الله وأطيعك.

جس پر ہر کوئی حریص ہے، سو ان دونوں بچوں کو اپنے ساتھ لے لو، انہیں فرات کے کنارے لے جاؤ، ان کی گردنیں اڑا دو اور ان کے سر میرے پاس لے آؤ تاکہ میں انہیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جاؤں اور دو ہزار درہم کا انعام حاصل کروں۔ چنانچہ اس نوجوان نے تلوار پکڑی اور دونوں بچوں کے آگے چلنے لگا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ دونوں بچوں میں سے ایک نے کہا: اے جوان! مجھے تمہاری اس جوانی پر جہنم کی آگ کا کتنا خوف ہے! اس نے کہا: میرے پیارو! تم کون ہو؟ دونوں نے کہا: ہم تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت میں سے ہیں، تمہارا والد ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر وہ جوان دونوں کے قدموں پر گر پڑا اور انہیں بوسہ دینے لگا، اور اسی طرح کی باتیں کہنے لگا جیسے اس کالے غلام نے کہی تھیں، اور تلوار ایک طرف پھینک دی، اور اپنے آپ کو فرات میں ڈال کر پار چلا گیا۔ اس کے باپ نے اسے پکار کر کہا: بیٹا! تو نے میری نافرمانی کی! اس نے کہا: اللہ کی اطاعت کرنا اور تمہاری نافرمانی کرنا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کروں اور تمہاری اطاعت کروں۔

قال الشيخ : لا يلي قتلكما أحد غيري ، وأخذ السيف ومشى أمامهما ، فلمّا صار إلى شاطىء الفرات سلَّ السيف من جفنه ، فلما نظر الغلامان إلى السيف مسلولا اغرورقت أعينهما ، وقالا له : يا شيخ انطلق بنا إلى السوق واستمتع بأثماننا ، ولا ترد أن يكون محمد خصمك في القيامة غداً فقال : لا ، ولكن أقتلكما وأذهب برأسيكما إلى عبيدالله بن زياد ، وآخذ جائزة ألفي درهم.

اس بزرگ نے کہا: تم دونوں کو قتل کرنے کا حق میرے سوا کسی اور کو نہیں۔ چنانچہ اس نے خود تلوار اٹھائی اور دونوں کے آگے چلنے لگا۔ جب وہ فرات کے کنارے پہنچا تو تلوار نیام سے کھینچ لی۔ دونوں بچوں نے جب تلوار کو میان سے باہر دیکھا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، اور انہوں نے اس سے کہا: اے بزرگ! ہمیں بازار لے چل اور ہماری قیمت سے فائدہ اٹھا، اور یہ نہ چاہ کہ کل قیامت کے دن محمد تیرے مخالف بن جائیں۔ اس نے کہا: نہیں، بلکہ میں تم دونوں کو قتل کروں گا اور تمہارے سر لے کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس جاؤں گا اور دو ہزار درہم کا انعام لوں گا۔

فقالا له : يا شيخ ، أما تحفظ قرابتنا من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟ فقال : ما لكما من رسول الله قرابة ، قالا له : يا شيخ ، فائت بنا إلى عبيد الله ابن زياد حتى يحكم فينا بأمره ، قال : ما إلى ذلك سبيل إلاّ التقرّب إليه بدمكما ، قالا له : يا شيخ ، أما ترحم صغر سننا ؟ قال : ما جعل الله لكما في قلبي من الرحمة شيئاً ، قالا : يا شيخ ، إن كان ولابدّ فدعنا نصلّي ركعات ، قال : فصلّيا ما شئتما إن نفعتكما الصلاة.

دونوں نے اس سے کہا: اے بزرگ! کیا تجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ہمارا رشتہ یاد نہیں؟ اس نے کہا: تمہارا رسول اللہ سے کوئی رشتہ نہیں۔ دونوں نے اس سے کہا: اے بزرگ! تو ہمیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے چل تاکہ وہ اپنے حکم کے مطابق ہمارے بارے میں فیصلہ کرے۔ اس نے کہا: اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ میں تمہارے خون کے ذریعے اس کا قرب حاصل کروں۔ دونوں نے اس سے کہا: اے بزرگ! کیا تجھے ہماری کم سنی پر رحم نہیں آتا؟ اس نے کہا: اللہ نے میرے دل میں تمہارے لیے رحم کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔ دونوں نے کہا: اے بزرگ! اگر ناگزیر ہی ہے تو ہمیں چند رکعتیں پڑھ لینے دے۔ اس نے کہا: جتنی چاہو نماز پڑھ لو، اگر نماز تمہیں کچھ فائدہ دے سکے تو۔

فصلّى الغلامان أربع ركعات ، ثم رفعا طرفيهما إلى السماء فناديا : يا حيُّ يا حليم ، يا أحكم الحاكمين ، احكم بيننا وبينه بالحق.

چنانچہ دونوں بچوں نے چار رکعتیں ادا کیں، پھر اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا کر پکارے: اے زندہ! اے بردبار! اے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے! ہمارے اور اس کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔

فقام إلى الأكبر فضرب عنقه ، وأخذ برأسه ووضعه في المخلاة ، وأقبل الغلام الصغير يتمرَّغ في دم أخيه وهو يقول : حتى ألقى رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأنا مختضب بدم

پھر وہ بڑے بچے کی طرف بڑھا اور اس کی گردن اڑا دی، اس کا سر لے کر اپنے تھیلے میں رکھ لیا، اور چھوٹا بچہ اپنے بھائی کے خون میں لوٹنے لگا اور کہنے لگا: تاکہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اس حال میں ملوں کہ میں اپنے بھائی کے خون

أخي ، فقال : لا عليك ، سوف ألحقك بأخيك ، ثم قام إلى الغلام الصغير فضرب عنقه ، وأخذ رأسه ووضعه في المخلاة ، ورمى ببدنيهما في الماء ، وهما يقطران دماً.

سے رنگا ہوا ہوں، اس نے کہا: کوئی بات نہیں، عنقریب میں تجھے بھی تیرے بھائی سے ملا دوں گا۔ پھر وہ چھوٹے بچے کی طرف بڑھا اور اس کی گردن اڑا دی، اس کا سر لے کر تھیلے میں رکھ لیا، اور ان دونوں کے جسموں کو پانی میں پھینک دیا جبکہ ان سے خون ٹپک رہا تھا۔

ومرَّ حتى أتى بهما عبيدالله بن زياد وهو قاعد على كرسيٍّ له ، وبيده قضيب خيزران ، فوضع الرأسين بين يديه ، فلمّا نظر إليهما قام ثم قعد ، ثم قام ثم قعد ثلاثاً ، ثم قال : الويل لك ، أين ظفرت بهما ؟ قال : أضافتهما عجوز لنا ، قال : فما عرفت لهما حقّ الضيافة ؟ قال : لا ، قال : فأيّ شيء قالا لك ؟ قال : قالا : يا شيخ ، اذهب بنا إلى السوق فبعنا وانتفع بأثماننا فلا ترد أن يكون محمد (صلى الله عليه وآله) خصمك في القيامة ، قال : فأيّ شيء قلت لهما ؟ قال : قلت : لا ، ولكن أقتلكما وأنطلق برأسيكما إلى عبيدالله بن زياد ، وآخذ جائزة ألفي درهم ، قال : فأيّ شيء قالا لك ؟ قال : قالا : ائت بنا إلى عبيدالله بن زياد حتى يحكم فينا بأمره ، قال : فأي شيء قلت ؟ قال : قلت : ليس إلى ذلك سبيل إلاّ التقرّب إليه بدمكما ، قال : أفلا جئتني بهما حيّين ، فكنت أضعف لك الجائزة ، وأجعلها أربعة آلاف درهم ؟

وہ چلتا رہا یہاں تک کہ دونوں سر لے کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس پہنچا، جو اپنی کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک خیزران کی چھڑی تھی۔ اس نے دونوں سر اس کے سامنے رکھ دیے۔ جب اس نے ان کی طرف دیکھا تو کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا، پھر کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا، تین بار ایسا ہوا۔ پھر اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو، یہ تجھے کہاں ملے؟ اس نے کہا: ہماری ایک بڑھیا نے انہیں مہمان بنایا تھا۔ اس نے کہا: تو نے ان کا حقِ مہمان نوازی ادا نہ کیا؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: تو انہوں نے تجھ سے کیا کہا؟ اس نے کہا: انہوں نے کہا: اے بزرگ! ہمیں بازار لے چل اور ہمیں بیچ ڈال اور ہماری قیمت سے فائدہ اٹھا، مگر ایسا نہ کر کہ قیامت کے دن محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) تیرے خلاف مدعی بن جائیں۔ اس نے کہا: تو نے انہیں کیا جواب دیا؟ اس نے کہا: میں نے کہا: نہیں، بلکہ میں تم دونوں کو قتل کروں گا اور تمہارے سر لے کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس جاؤں گا اور دو ہزار درہم انعام لوں گا۔ اس نے کہا: تو انہوں نے تجھ سے کیا کہا؟ اس نے کہا: انہوں نے کہا: ہمیں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے چل تاکہ وہ اپنے حکم کے مطابق ہمارے بارے میں فیصلہ کرے۔ اس نے کہا: تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا: میں نے کہا: اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ میں تمہارے خون کے ذریعے اس کا قرب حاصل کروں۔ اس نے (عبیداللہ نے) کہا: تو انہیں زندہ میرے پاس کیوں نہ لایا؟ میں تیرا انعام دگنا کر دیتا اور اسے چار ہزار درہم بنا دیتا۔

قال : ما رأيت إلى ذلك سبيلا إلاّ التقرُّب إليك بدمهما ، قال : فأيّ شيء قالا لك أيضاً ؟ قال : قالا لي : يا شيخ ، احفظ قرابتنا من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، قال : فأي شيء قلت لهما ؟ قال : قلت : ما لكما من رسول الله قرابة ، قال : ويلك ، فأيّ شيء قالا لك أيضاً ؟ قال : قالا : يا شيخ ، ارحم صغر سننا ، قال : فما رحمتهما ؟ قال : قلت : ما جعل الله لكما من الرحمة في قلبي شيئاً ، قال : ويلك ، فأيّ شيء قالا لك أيضاً ؟ قال : قالا : دعنا نصلّي ركعات ، فقلت : فصلّيا ما شئتما إن نفعتكما الصلاة ، فصلّى الغلامان أربع ركعات ، قال : فأيّ شيء قالا في آخر صلاتهما ؟ قال : رفعا طرفيهما إلى السماء ، وقالا : يا حي يا حليم ، يا أحكم الحاكمين ، أحكم بيننا وبينه بالحق.

اس نے کہا: مجھے اس کے سوا کوئی راستہ نظر نہ آیا کہ میں تیرا قرب تمہارے خون کے ذریعے حاصل کروں۔ اس نے کہا: تو انہوں نے تجھ سے اور کیا کہا؟ اس نے کہا: انہوں نے مجھ سے کہا: اے بزرگ! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ہمارے رشتے کا خیال رکھ۔ اس نے کہا: تو نے انہیں کیا جواب دیا؟ اس نے کہا: میں نے کہا: تمہارا رسول اللہ سے کوئی رشتہ نہیں۔ اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو، تو انہوں نے تجھ سے اور کیا کہا؟ اس نے کہا: انہوں نے کہا: اے بزرگ! ہماری کم سنی پر رحم کر۔ اس نے کہا: تو نے ان پر رحم نہ کیا؟ اس نے کہا: میں نے کہا: اللہ نے میرے دل میں تمہارے لیے رحم کا کوئی حصہ نہیں رکھا۔ اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو، تو انہوں نے تجھ سے اور کیا کہا؟ اس نے کہا: انہوں نے کہا: ہمیں چند رکعتیں پڑھ لینے دے۔ تو میں نے کہا: جتنی چاہو نماز پڑھ لو، اگر نماز تمہیں کچھ فائدہ دے سکے تو۔ چنانچہ دونوں بچوں نے چار رکعتیں ادا کیں۔ اس نے کہا: تو انہوں نے اپنی نماز کے آخر میں کیا کہا؟ اس نے کہا: دونوں نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور کہا: اے زندہ! اے بردبار! اے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے! ہمارے اور اس کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔

قال عبيدالله بن زياد : فإن أحكم الحاكمين قد حكم بينكم ، من للفاسق ؟ قال : فانتدب له رجل من أهل الشام ، فقال : أنا له ، قال : فانطلق به إلى الموضع

عبیداللہ بن زیاد نے کہا: بے شک سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے نے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا ہے، اس فاسق کے لیے کون ہے؟ اہلِ شام میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا: میں اس کے لیے ہوں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر اس جگہ گیا

الذي قتل فيه الغلامين ، فاضرب عنقه ، ولا تترك أن يختلط دمه بدمهما ، وعجِّل برأسه ، ففعل الرجل ذلك ، وجاء برأسه فنصبه على قناة ، فجعل الصبيان يرمونه بالنبل والحجارة وهم يقولون : هذا قاتل ذرية رسول الله (صلى الله عليه وآله) [1]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 143 ـ 149 ح 2.

جہاں اس نے دونوں بچوں کو قتل کیا تھا، اور اس کی گردن اڑا دی، اور اس کا خون ان دونوں کے خون میں مل جانے دیا، اور اس کا سر جلد لے آیا۔ چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کا سر لے آیا اور اسے ایک نیزے پر بلند کر دیا۔ تو بچے اسے تیروں اور پتھروں سے مارنے لگے اور کہنے لگے: یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت کا قاتل ہے۔(1)

.

ولله درّ الشيخ صالح الكواز الحلي عليه الرحمة حيث يقول :

وصبية من بني الزهرا مُرَبَّطَة بالحبلِ بين بني حَمَّالَةِ الحطبِ
كأنَّ كلَّ فؤاد من عدوِّهِمُ صَخْرُ بنُ حَرْب غدا يُغْرِيه بالحَرَبِ
ليت الأُولى أطعموا المسكينَ قُوْتَهُمُ
وَتَالِيَتِيْهِ وهم في غَايَةِ السَّغَبِ حتى أَتَى هل أتى في مَدْحِ فَضْلِهِمُ
مِنَ الإلهِ لهم في أشرفِ الكُتُبِ يرون بالطفِّ أيتاماً لهم أُسِرَتْ
يستصرخون من الآباءِ كُلَّ أبي وأرؤساً سائرات بالرِّمَاحِ رَمَى
مَسِيرَها عُلَمَاءُ النَّجْمِ بالعَطَبِ [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 158.

اللہ بھلا کرے شیخ صالح الکواز الحلی رحمۃ اللہ علیہ کا، کہ وہ فرماتے ہیں:

زہرا کی بیٹیاں، رسیوں میں جکڑی ہوئیں
حمالۃ الحطب کی اولاد کے درمیان
گویا ان کے ہر دشمن کا دل
صخر بن حرب ہے، جو اسے قتل و کشتار پر اکسا رہا ہے
کاش وہ ہستیاں جنہوں نے مسکین کو اپنی خوراک کھلائی
اور اس کے بعد یتیم اور قیدی کو بھی، جبکہ خود شدید بھوک میں تھیں
یہاں تک کہ ان کی فضیلت کی مدح میں "ہل اتیٰ" کی سورت
اللہ کی جانب سے، مقدس ترین کتاب میں نازل ہوئی
کاش وہ طفِ کربلا میں اپنے یتیموں کو قیدی بنا دیکھتیں
جو ہر باپ سے اپنے باپ کی فریاد کر رہے تھے
اور وہ سر دیکھتیں جو نیزوں پر رواں تھے
جن کی روانگی کو ستاروں کے عالموں نے ہلاکت کی نشانی قرار دیا(2)

المجلس الأول ، من اليوم الخامس

مسير الإمام الحسين (عليه السلام) إلى كربلاء

فعلى الأطائب من أهل بيت محمد وعلي صلى الله عليهما وآلهما ، فليبك الباكون ، وإياهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فالتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضاجون ، ويعجَّ العاجون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ،

أين أعلام الدين وقواعد العلم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

قال الحجّة الشيخ محمد حسين آل سُميسِم النجفي رحمه الله تعالى :

پہلی مجلس، پانچویں دن کی

امام حسین (علیہ السلام) کا کربلا کی طرف روانہ ہونا

پس محمد اور علی (صلی اللہ علیہما وآلہما) کے اہل بیت کے پاکیزہ ترین افراد پر رونے والے روئیں، اور انہی پر ماتم کرنے والے ماتم کریں، اور ایسوں ہی پر آنسو بہیں، اور فریاد کرنے والے فریاد کریں، اور شور مچانے والے شور مچائیں، اور نالہ کرنے والے نالہ کریں۔ کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین؟ کہاں ہیں حسین کے فرزند، ایک صالح کے بعد دوسرا صالح، اور ایک صادق کے بعد دوسرا صادق؟ کہاں ہے وہ راستہ جو ایک راستے کے بعد آیا، کہاں ہے وہ برگزیدہ ہستی جو ایک برگزیدہ ہستی کے بعد آئی؟ کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے؟

کہاں ہیں دین کے پرچم اور علم کے ستون۔(1)

حجۃ الاسلام شیخ محمد حسین آل سمیسم نجفی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

لإنْ قصد الحُجَّاجُ بيتاً بمكة وطافوا عليه والذبيحُ جريحُهُ
فإنّي بوادي الطفِّ أصبحت مُحْرِماً أطوفُ ببيت والحسينُ ذبيحُه
تخفُّ له الأرواحُ قَبْلَ جُسُومِها أليس به تُقْلُ النبيّ وروحُهُ
مسحتُ جبيني في ثَرَاهُ ونِلْتُهُ وَإِنْ عزَّ شأواً حيث إني مسيحُهُ
أتسألني عن زمزم هاكَ مدمعي أو الحجرِ الملثومِ هذا ضريحُهُ [2]

سحر البيان وسمر الجنان ، الشيخ محمد حسن آل سميسم : 186.

اگر حاجی مکہ میں ایک گھر کا قصد کرتے
اور اس کا طواف کرتے جبکہ اس کا ذبیح صرف زخمی تھا
تو میں وادیِ طف میں احرام باندھے کھڑا ہوں
اس گھر کا طواف کرتا ہوں جس کا ذبیح حسین ہیں
اس کی طرف روحیں اپنے جسموں سے پہلے جھک جاتی ہیں
کیا اس میں نبی کا وزن اور ان کی روح نہیں؟
میں نے اپنی پیشانی اس کی خاک پر رکھ دی اور اسے پا لیا
اگرچہ اس کا حصول مشکل ہے، جبکہ میں اس کا ممسوح ہوں
کیا تم مجھ سے زمزم کے بارے میں پوچھتے ہو؟ لے، یہ ہیں میرے آنسو
یا اس بوسہ لیے حجرِ اسود کے بارے میں؟ یہ ہے اس کا مزار(2)

قال السيّد وابن نما رحمهما الله في مسير الحسين (عليه السلام) إلى كربلاء : ثمَّ سار (عليه السلام) حتى مرَّ بالتنعيم ، فلقي هناك عيراً تحمل هدية قد بعث بها بحير بن ريسان الحميري عامل اليمن إلى يزيد بن معاوية ـ وكان عامله على اليمن ـ وعليها الورس والحُلل ، فأخذها (عليه السلام) لأن حكم أمور المسلمين إليه ، وقال لأصحاب الإبل : من أحبَّ منكم أن ينطلق معنا إلى العراق وفيناه كراه وأحسنّا صحبته ، ومن أحبَّ أن يفارقنا من مكاننا هذا أعطيناه من الكرى بقدر ما قطع من الطريق ، فمضى قوم وامتنع آخرون.

سید اور ابن نما رحمہما اللہ نے امام حسین (علیہ السلام) کے کربلا کی طرف سفر کے بارے میں فرمایا: پھر آپ (علیہ السلام) روانہ ہوئے یہاں تک کہ تنعیم کے مقام سے گزرے، تو وہاں ایک قافلہ ملا جو ایک ہدیہ لے کر جا رہا تھا، جسے بحیر بن ریسان حمیری، جو یمن کا عامل تھا، نے یزید بن معاویہ کی طرف بھیجا تھا، اور اس پر ورس اور حُلے (قیمتی کپڑے) لدے ہوئے تھے، تو آپ (علیہ السلام) نے اسے لے لیا، کیونکہ مسلمانوں کے امور کا حکم آپ ہی کی طرف تھا۔ اور اونٹوں والوں سے فرمایا: تم میں سے جو چاہے ہمارے ساتھ عراق کی طرف چلے، ہم اس کی مزدوری پوری ادا کریں گے اور اچھی رفاقت نبھائیں گے، اور جو چاہے یہیں سے ہم سے جدا ہو جائے، ہم اسے اتنی مزدوری دیں گے جتنا اس نے راستہ طے کیا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ چلے گئے اور کچھ نے انکار کر دیا۔

ثمَّ سار (عليه السلام) حتى بلغ ذات عرق ، فلقي بشر بن غالب وارداً من العراق فسأله عن أهلها ، فقال : خلَّفت القلوب معك ، والسيوف مع بني أمية ، فقال : صدق أخو بني أسد ، إن الله يفعل ما يشاء ، ويحكم ما يريد.

پھر آپ (علیہ السلام) روانہ ہوئے یہاں تک کہ ذاتِ عرق پہنچے، تو وہاں بشر بن غالب سے ملاقات ہوئی جو عراق سے آ رہا تھا، آپ نے اس سے وہاں کے لوگوں کے بارے میں پوچھا، تو اس نے کہا: میں نے دلوں کو آپ کے ساتھ اور تلواروں کو بنی امیہ کے ساتھ چھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: بنی اسد کے بھائی نے سچ کہا، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اور جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

قال : ثمَّ سار صلوات الله عليه حتى نزل الثعلبية وقت الظهيرة ، فوضع رأسه فرقد ، ثم استيقظ فقال : قد رأيت هاتفاً يقول : أنتم تسرعون ، والمنايا تسرع بكم إلى الجنة ، فقال له ابنه علي : يا أبه ، أفلسنا على الحق ؟ فقال : بلى ـ يا بنيّ ـ والذي إليه مرجع العباد ، فقال : يا أبه ، إذن لا نبالي بالموت ، فقال له الحسين (عليه السلام) : جزاك

فرمایا: پھر آپ صلوات اللہ علیہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت ثعلبیہ میں اترے، تو سر رکھ کر سو گئے، پھر بیدار ہوئے تو فرمایا: میں نے ایک منادی کو دیکھا جو کہہ رہا تھا: تم جلدی کر رہے ہو، اور موتیں تمہیں جلدی جنت کی طرف لے جا رہی ہیں۔ تو ان کے بیٹے علی نے عرض کیا: اے بابا جان ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، بیٹا، اس ذات کی قسم جس کی طرف بندوں کو لوٹنا ہے۔ عرض کیا: اے بابا جان ! تو پھر ہمیں موت کی کوئی پروا نہیں۔ تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: اللہ تجھے

الله ـ يا بنيّ ـ خير ما جزى ولداً عن والد ، ثمَّ بات (عليه السلام) في الموضع.

بیٹا، وہ بہترین جزا دے جو کسی باپ کی طرف سے بیٹے کو دی جاتی ہے۔ پھر آپ (علیہ السلام) نے وہیں رات بسر کی۔

فلمَّا أصبح إذا برجل من أهل الكوفة ـ يكنّى أبا هرة الأزدي ـ قد أتاه فسلَّم عليه ، ثم قال : يا ابن رسول الله ، ما الذي أخرجك عن حرم الله وحرم جدك محمد (صلى الله عليه وآله) ؟ فقال الحسين (عليه السلام) : ويحك أبا هرة ، إن بني أمية أخذوا مالي فصبرت ، وشتموا عرضي فصبرت ، وطلبوا دمي فهربت ، وأيم الله لتقتلني الفئة الباغية ، ليلبسنهم الله ذلا شاملا ، وسيفاً قاطعاً ، وليسلّطن عليهم من يذلّهم حتى يكونوا أذلّ من قوم سبأ إذ ملكتهم امرأة منهم ، فحكمت في أموالهم ودمائهم [1]

اللهوف ، ابن طاووس : 43 ـ 44 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/367.

.

جب صبح ہوئی تو اچانک کوفہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص، جس کی کنیت ابو ہرہ ازدی تھی، آپ کے پاس آیا اور سلام کیا، پھر عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ ! کس چیز نے آپ کو اللہ کے حرم اور آپ کے جدِ امجد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم سے نکال دیا؟ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: افسوس تجھ پر، اے ابا ہرہ ! بنی امیہ نے میرا مال لیا تو میں نے صبر کیا، انہوں نے میری عزت پر دست درازی کی تو میں نے صبر کیا، اور انہوں نے میرا خون طلب کیا تو میں نے فرار اختیار کیا، اور اللہ کی قسم ! مجھے یہ باغی گروہ ضرور قتل کرے گا، اور اللہ ضرور انہیں ہر طرف سے ذلت اور ایک کاٹنے والی تلوار پہنائے گا، اور ضرور کسی ایسے کو ان پر مسلط کرے گا جو انہیں ذلیل کرے گا، یہاں تک کہ وہ قومِ سبا سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے، جب ان پر انہی میں سے ایک عورت حکمران بنی تھی، تو اس نے ان کے اموال اور خون میں حکم چلایا تھا۔(1)

وقال محمد بن أبي طالب : واتّصل الخبر بالوليد بن عتبة أمير المدينة بأن الحسين (عليه السلام) توجَّه إلى العراق ، فكتب إلى ابن زياد : أمَّا بعد ، فإن الحسين قد توجَّه إلى العراق ، وهو ابن فاطمة ، وفاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فاحذر ـ يا ابن زياد ـ أن تأتي إليه بسوء فتهيج على نفسك وقومك أمراً في هذه الدنيا لا يصدّه شيء ، ولا تنساه الخاصة والعامة أبداً ما دامت الدنيا ، قال : فلم يلتفت ابن زياد إلى كتاب الوليد.

محمد بن ابی طالب نے بیان کیا: اور مدینہ کے امیر ولید بن عتبہ کو یہ خبر پہنچی کہ حسین (علیہ السلام) عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، تو اس نے ابن زیاد کو لکھا: اما بعد ! بے شک حسین عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، اور وہ فاطمہ کے بیٹے ہیں، اور فاطمہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی ہیں، پس اے ابن زیاد ! ہوشیار رہنا کہ تُو ان کے ساتھ کوئی برائی کر بیٹھے اور اپنے اور اپنی قوم پر اس دنیا میں ایسا معاملہ کھڑا کر لے جسے کوئی چیز روک نہ سکے، اور جسے خاص و عام کبھی نہ بھولیں جب تک دنیا قائم ہے۔ فرمایا: تو ابن زیاد نے ولید کے خط کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

وفي رواية عن الرياشي بإسناده عن راوي حديثه قال : حججت فتركت أصحابي وانطلقت أتعسَّف الطريق وحدي ، فبينما أنا أسير إذ رفعت طرفي إلى أخبية وفساطيط ، فانطلقت نحوها حتى أتيت أدناها ، فقلت : لمن هذه الأبنية ؟ فقالوا : للحسين (عليه السلام) ، قلت : ابن علي وابن فاطمة (عليهما السلام) ؟ قالوا : نعم ، قلت : في أيِّها هو ؟ قالوا : في ذلك الفسطاط ، فانطلقت نحوه ، فإذا الحسين (عليه السلام) متك على باب الفسطاط يقرأ كتاباً بين يديه ، فسلَّمت فردَّ عليَّ ، فقلت : يا ابن رسول الله ، بأبي أنت وأمي ، ما أنزلك في هذه الأرض القفراء التي ليس فيها ريف ولا منعة ؟ قال : إن هؤلاء أخافوني ، وهذه كتب أهل الكوفة ، وهم قاتلي ، فإذا فعلوا ذلك ولم يدعوا لله

اور ریاشی سے ایک روایت میں اس کی سند کے ساتھ اس کے حدیث کے راوی سے مروی ہے، اس نے کہا: میں نے حج کیا، تو اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور تنہا راستہ ٹٹولتا ہوا چل پڑا۔ چنانچہ میں چل ہی رہا تھا کہ میں نے نظر اٹھائی تو کچھ خیمے اور قبے دکھائی دیے، تو میں ان کی طرف چلا یہاں تک کہ ان میں سے قریب ترین کے پاس پہنچا، تو میں نے پوچھا: یہ خیمے کس کے ہیں؟ لوگوں نے کہا: حسین (علیہ السلام) کے۔ میں نے کہا: علی اور فاطمہ (علیہما السلام) کے بیٹے کے؟ کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا: وہ ان میں سے کس میں ہیں؟ کہا: اس قبے میں۔ تو میں اس کی طرف چلا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ حسین (علیہ السلام) قبے کے دروازے پر ٹیک لگائے، اپنے سامنے ایک خط پڑھ رہے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے جواب دیا، تو میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو اس ویران، بے آب و گیاہ اور بے یار و مددگار زمین میں کس چیز نے اتارا؟ فرمایا: بے شک ان لوگوں نے مجھے خوفزدہ کر دیا، اور یہ کوفہ والوں کے خطوط ہیں، اور وہی میرے قاتل ہیں، پس جب وہ ایسا کر گزریں گے اور اللہ کے لیے

محرَّماً إلاَّ انتهكوه بعث الله إليهم من يقتلهم حتى يكونوا أذلَّ من فرم الأمة.

کوئی حرمت باقی نہیں چھوڑیں گے مگر اسے پامال کر دیں گے، تو اللہ ان پر ایسے لوگ بھیجے گا جو انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ وہ امت کے سب سے ذلیل لوگوں سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائیں گے۔

وقال ابن نما : حدَّث عقبة بن سمعان قال : خرج الحسين (عليه السلام) من مكة فاعترضته رسل عمرو بن سعيد بن العاص ، عليهم يحيى بن سعيد ، ليردّوه فأبى عليهم وتضاربوا بالسياط ، ومضى (عليه السلام) على وجهه ، فبادروه وقالوا : يا حسين ، ألا تتقي الله ، تخرج من الجماعة وتفرِّق بين هذه الأمة ؟ فقال : لي عملي ، ولكم عملكم ، أنتم بريئون مما أعمل ، وأنا بريء مما تعملون.

اور ابنِ نما نے کہا: عقبہ بن سمعان نے بیان کیا: حسین (علیہ السلام) مکہ سے نکلے تو عمرو بن سعید بن العاص کے قاصدوں نے، جن پر یحییٰ بن سعید مقرر تھا، آپ کا راستہ روکا تاکہ آپ کو واپس لوٹا دیں، تو آپ نے انکار کر دیا اور کوڑوں سے مقابلہ ہوا، اور آپ (علیہ السلام) اپنی راہ پر چلتے رہے، تو وہ آپ کی طرف بڑھے اور کہنے لگے: اے حسین! کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ جماعت سے نکل رہے ہو اور اس امت میں تفرقہ ڈال رہے ہو؟ تو آپ نے فرمایا: میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل، تم اس سے بری ہو جو میں کرتا ہوں، اور میں اس سے بری ہوں جو تم کرتے ہو۔

قال : ورويتُ أن الطرماح بن حكم قال : لقيت حسيناً وقد امترتُ لأهلي ميرة فقلت : أذكرك في نفسك ، لا يغرّنك أهل الكوفة ، فوالله لئن دخلتها لتقتلنّ ، وإني لأخاف أن لا تصل إليها ، فإن كنت مجمعاً على الحرب فانزل أجأ فإنه جبل منيع ، والله ما نالنا فيه ذلّ قط ، وعشيرتي يرون جميعاً نصرك ، فهم يمنعونك ما أقمت فيهم ، فقال : إن بيني وبين القوم موعداً أكره أن أخلفهم ، فإن يدفع الله عنا فقديماً ما أنعم علينا وكفى ، وإن يكن ما لابدّ منه ففوزٌ وشهادة إن شاء الله. ثمَّ حملت الميرة إلى أهلي وأوصيتهم بأمورهم ، وخرجت أريد الحسين (عليه السلام) فلقيني سماعة بن زيد النبهاني فأخبرني بقتله فرجعت.

فرمایا: اور مجھ سے روایت کی گئی کہ طرماح بن حکم نے کہا: میں نے حسین سے ملاقات کی، اور میں نے اپنے گھر والوں کے لیے کچھ رسد خرید رکھی تھی، تو میں نے عرض کیا: میں آپ کو آپ کی جان کے بارے میں یاد دلاتا ہوں، کوفہ والے آپ کو دھوکا نہ دیں، اللہ کی قسم! اگر آپ اس میں داخل ہوئے تو ضرور قتل کر دیے جائیں گے، اور مجھے تو خدشہ ہے کہ آپ وہاں تک پہنچ ہی نہ پائیں، پس اگر آپ جنگ پر مصمم ارادہ رکھتے ہیں تو 'اَجا' پہاڑ پر اتر آئیں، بے شک وہ ایک ناقابلِ تسخیر پہاڑ ہے، اللہ کی قسم! ہمیں اس میں کبھی ذلت نہیں پہنچی، اور میرا قبیلہ سب کے سب آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں، وہ جب تک آپ ان میں رہیں گے آپ کی حفاظت کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا: میرے اور اس قوم کے درمیان ایک وعدہ ہے، میں نہیں چاہتا کہ ان سے وعدہ خلافی کروں، پس اگر اللہ ہم سے (مصیبت کو) دور کر دے تو یہ پہلے بھی اس نے ہم پر انعام کیا ہے اور یہی کافی ہے، اور اگر وہی ہو جس سے چارہ نہیں تو کامیابی اور شہادت ہے، اِن شاء اللہ۔ پھر میں رسد اپنے گھر والوں کے پاس لے گیا اور انہیں ان کے معاملات کی وصیت کی، اور حسین (علیہ السلام) کے ارادے سے نکلا، تو مجھے سماعہ بن زید نبہانی ملا اور اس نے مجھے آپ کی شہادت کی خبر دی، تو میں واپس لوٹ آیا۔

وقال الشيخ المفيد ـ رحمه الله ـ : ولما بلغ عبيدالله بن زياد إقبال الحسين (عليه السلام) من مكة إلى الكوفة بعث الحصين بن نمير صاحب شرطه ، حتى نزل القادسية ، ونظّم الخيل ما بين القادسية إلى خفان ، وما بين القادسية إلى القطقطانة ، وقال للناس : هذا الحسين يريد العراق.

شیخ مفید رحمہ اللہ نے فرمایا: اور جب عبیداللہ بن زیاد کو حسین (علیہ السلام) کے مکہ سے کوفہ کی طرف آنے کی خبر پہنچی تو اس نے اپنے پولیس کے سردار حصین بن نمیر کو بھیجا، یہاں تک کہ وہ قادسیہ میں اتر گیا، اور اس نے قادسیہ سے خفان تک اور قادسیہ سے قطقطانہ تک گھوڑ سوار دستے صف آرا کر دیے، اور لوگوں سے کہا: یہ حسین عراق کا ارادہ رکھتا ہے۔

ولما بلغ الحسين (عليه السلام) الحاجز من بطن الرمة بعث قيس ابن مسهر الصيداوي ، ويقال : إنه بعث أخاه من الرضاعة عبدالله بن يقطر إلى أهل الكوفة ، وكتب معه إليهم : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، من الحسين بن علي إلى إخوانه المؤمنين والمسلمين ، سلام عليكم ، فإني أحمد إليكم الله الذي لا إله إلاّ هو ، أمّا بعد ، فإن

اور جب حسین (علیہ السلام) بطنِ رمہ کے مقام حاجز پر پہنچے تو آپ نے قیس بن مُسہر الصیداوی کو بھیجا - اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کو بھیجا - کوفہ والوں کی طرف، اور ان کے نام ایک خط بھی بھیجا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی کی طرف سے اپنے مومن اور مسلمان بھائیوں کے نام، تم پر سلام ہو، پس میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمدبیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد، بے شک

كتاب مسلم بن عقيل جاءني يخبرني فيه بحسن رأيكم ، واجتماع ملأكم على نصرنا والطلب بحقنا ، فسألت الله أن يحسن لنا الصنيع ، وأن يثيبكم على ذلك أعظم الأجر ، وقد شخصت إليكم من مكة يوم الثلاثاء ، لثمان مضين من ذي الحجة يوم التروية ، فإذا قدم عليكم رسولي فانكمشوا في أمركم ، وجدّوا فإني قادم عليكم في أيامي هذه ، والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته.

مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس آیا جس میں انہوں نے مجھے تمہاری نیک رائے اور ہمارے حق کی نصرت اور مطالبے پر تمہاری جماعت کے اتفاق کی خبر دی، تو میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ ہمارے لیے انجام کو بہتر بنائے، اور اس پر تمہیں سب سے بڑا اجر عطا فرمائے، اور میں مکہ سے تمہاری طرف منگل کے دن، ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ، یومِ ترویہ کو روانہ ہوا ہوں، پس جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اپنے معاملے میں تیزی دکھاؤ اور کوشش کرو، کیونکہ میں انہی دنوں میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

وكان مسلم كتب إليه قبل أن يقتل بسبع وعشرين ليلة ، وكتب إليه أهل الكوفة أن لك ههنا مائة ألف سيف ولا تتأخَّر.

اور مسلم نے یہ خط ان کے قتل سے ستائیس رات پہلے لکھا تھا، اور کوفہ والوں نے آپ کو لکھا تھا کہ یہاں آپ کے لیے ایک لاکھ تلواریں تیار ہیں، پس دیر نہ کیجیے۔

فأقبل قيس بن مسهر بكتاب الحسين (عليه السلام) حتى إذا انتهى إلى القادسية أخذه الحصين بن نمير فبعث به إلى عبيدالله بن زياد إلى الكوفة ، فقال له عبيدالله بن زياد : اصعد فسبَّ الحسين بن علي [1]

چنانچہ قیس بن مُسہر حسین (علیہ السلام) کا خط لے کر روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب قادسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر نے انہیں پکڑ لیا اور کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیا، تو عبیداللہ بن زیاد نے اس سے کہا: منبر پر چڑھو اور حسین بن علی کو گالی دو۔

[1] الإرشاد ، المفيد : 2/69 ـ 71.

وقال السيّد : فلمّا قارب دخول الكوفة اعترضه الحصين بن نمير ليفتّشه ، فأخرج قيس الكتاب ومزّقه ، فحمله الحصين إلى ابن زياد ، فلمّا مثل بين يديه قال له : من أنت ؟ قال : أنا رجل من شيعة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب وابنه (عليهما السلام) ، قال : فلماذا خرَّقت الكتاب ؟ قال : لئلا تعلم ما فيه ، قال : وممن الكتاب ؟ وإلى من ؟ قال : من الحسين بن علي إلى جماعة من أهل الكوفة لا أعرف أسماءهم ، فغضب ابن زياد فقال : والله لا تفارقني حتى تخبرني بأسماء هؤلاء القوم أو تصعد المنبر وتلعن الحسين بن علي وأباه وأخاه ، وإلاّ قطّعتك إرباً إرباً ، فقال قيس : أمّا القوم فلا أخبرك بأسمائهم ، وأمّا لعنة الحسين وأبيه وأخيه فأفعل ، فصعد المنبر وحمد الله ، وصلّى على النبي (صلى الله عليه وآله) ، وأكثر من الترّحم على عليّ وولده صلوات الله عليهم ، ثم لعن عبيدالله بن زياد وأباه ، ولعن عتاة بني أمية عن آخرهم ، ثم قال : أنا رسول

اور سیّد نے کہا: پس جب وہ کوفہ میں داخل ہونے کے قریب پہنچے تو حصین بن نمیر نے انہیں روک کر تلاشی لینی چاہی، تو قیس نے خط نکال کر پھاڑ ڈالا، تو حصین انہیں ابنِ زیاد کے پاس لے گیا، پس جب وہ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہا: میں امیر المومنین علی بن ابی طالب اور ان کے بیٹے (علیہما السلام) کے شیعوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ اس نے کہا: پھر تم نے خط کیوں پھاڑ دیا؟ کہا: تاکہ تمہیں اس کا مضمون معلوم نہ ہو سکے۔ اس نے کہا: خط کس کی طرف سے ہے اور کس کے نام ہے؟ کہا: حسین بن علی کی طرف سے کوفہ کے کچھ لوگوں کے نام ہے، میں ان کے نام نہیں جانتا۔ تو ابنِ زیاد غصے میں آگیا اور کہا: خدا کی قسم! تم مجھ سے جدا نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم مجھے ان لوگوں کے نام بتاؤ، یا منبر پر چڑھ کر حسین بن علی اور ان کے والد اور ان کے بھائی پر لعنت کرو، ورنہ میں تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ تو قیس نے کہا: رہے وہ لوگ، تو میں تمہیں ان کے نام نہیں بتاؤں گا، اور رہی حسین اور ان کے والد اور ان کے بھائی پر لعنت، تو یہ میں کر دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمدبیان کی، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر درود بھیجا، اور علی اور ان کی اولاد- صلوات اللہ علیہم - پر بکثرت رحمت کی دعا کی، پھر عبیداللہ بن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی، اور بنی امیہ کے سرکشوں پر آخر تک لعنت کی، پھر کہا: میں تمہاری طرف

الحسين إليكم ، وقد خلَّفته بموضع كذا فأجيبوه [1]

حسین کا قاصد ہوں، اور میں انہیں فلاں مقام پر چھوڑ آیا ہوں، پس ان کی پکار کا جواب دو۔

[1] اللهوف ، السيد ابن طاووس : 46 ـ 47.

.

ثم قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فأمر به عبيدالله بن زياد أن يرمى من فوق القصر ، فرمي به فتقطّع ، وروي أنه وقع إلى الأرض مكتوفاً فتكسَّرت عظامه ، وبقي به رمق ، فأتاه رجل يقال له : عبدالملك بن عمر اللخمي فذبحه ، فقيل له في ذلك وعيب عليه ، فقال : أردت أن أريحه.

پھر شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: تو عبیداللہ بن زیاد نے حکم دیا کہ انہیں محل کی چھت سے نیچے گرا دیا جائے، چنانچہ انہیں گرا دیا گیا تو ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، اور روایت ہے کہ وہ ہاتھ بندھے ہوئے زمین پر گرے تو ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں، اور ان میں کچھ رمق باقی رہ گئی، تو ایک شخص جسے عبدالملک بن عمرا للخمی کہا جاتا تھا ان کے پاس آیا اور انہیں ذبح کر دیا، تو اس بارے میں اس سے پوچھا گیا اور اس پر عیب لگایا گیا، تو اس نے کہا: میں نے چاہا کہ انہیں راحت دے دوں۔

ثم أقبل الحسين (عليه السلام) من الحاجز يسير نحو العراق ، فانتهى إلى ماء من مياه العرب فإذا عليه عبدالله بن مطيع العدوي ، وهو نازل به ، فلمّا رآه الحسين قام إليه فقال : بأبي أنت وأمي يا ابن رسول الله ، ما أقدمك ؟ واحتمله وأنزله ، فقال له الحسين (عليه السلام) : كان من موت معاوية ما قد بلغك ، وكتب إليَّ أهل العراق يدعونني إلى أنفسهم.

پھر حسین (علیہ السلام) حاجز سے عراق کی طرف چل پڑے، تو عرب کے پانیوں میں سے ایک پانی کے مقام پر پہنچے، تو وہاں عبداللہ بن مطیع العدوی موجود تھا اور وہیں مقیم تھا، پس جب اس نے حسین کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑا ہو کر بڑھا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے فرزندِ رسول اللہ! آپ کو کس چیز نے یہاں پہنچایا؟ اور اسے سہارا دیا اور اتارا، تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: معاویہ کی موت کا جو معاملہ ہوا وہ تمہیں پہنچ چکا ہے، اور عراق والوں نے مجھے خط لکھ کر اپنی طرف بلایا ہے۔

فقال له عبدالله بن مطيع : أذكّرك الله ـ يا ابن رسول الله ـ وحرمة الإسلام أن تنهتك ، أنشدك الله في حرمة قريش ، أنشدك الله في حرمة العرب ، فو الله لئن طلبت ما في أيدي بني أمية ليقتلنك ، ولئن قتلوك لا يهابوا بعدك أحداً أبداً ، والله إنها لحرمة الإسلام تنهتك ، وحرمة قريش وحرمة العرب ، فلا تفعل ولا تأت الكوفة ، ولا تعرِّض نفسك لبني أمية ، فأبى الحسين (عليه السلام) إلاّ أن يمضي.

تو عبداللہ بن مطیع نے اس سے کہا: اے فرزندِ رسول اللہ ! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور اسلام کی حرمت کا واسطہ دیتا ہوں کہ اسے پامال نہ کیجیے، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں قریش کی حرمت کے واسطے سے، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں عرب کی حرمت کے واسطے سے، خدا کی قسم ! اگر آپ نے وہ کچھ طلب کیا جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے تو وہ ضرور آپ کو قتل کر دیں گے، اور اگر انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تو پھر آپ کے بعد وہ کبھی کسی سے نہیں ڈریں گے، خدا کی قسم ! یہ اسلام کی حرمت ہے جو پامال ہو رہی ہے، اور قریش کی حرمت اور عرب کی حرمت، پس ایسا نہ کیجیے اور کوفہ نہ جائیے، اور اپنے آپ کو بنی امیہ کے سامنے نہ ڈالیے۔ لیکن حسین (علیہ السلام) نے انکار کیا اور آگے بڑھنے پر مصر رہے۔

وكان عبيدالله بن زياد أمر فأخذ ما بين واقصة إلى طريق الشام ، وإلى طريق البصرة ، فلا يدعون أحداً يلج ولا أحداً يخرج ، فأقبل الحسين (عليه السلام) لا يشعر شيء حتى لقي الأعراب ، فسألهم فقالوا : لا والله ما ندري غير أنا لا نستطيع أن نلج ولا نخرج ، فسار تلقاء وجهه (عليه السلام).

اور عبیداللہ بن زیاد نے حکم دیا تھا کہ واقصہ سے لے کر شام کے راستے تک، اور بصرہ کے راستے تک کا علاقہ روک لیا جائے، تاکہ کسی کو نہ اندر آنے دیں اور نہ باہر جانے دیں، تو حسین (علیہ السلام) بغیر کسی خبر کے آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ ان کی ملاقات کچھ بدوی عربوں سے ہوئی، تو ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: خدا کی قسم ! ہمیں کچھ معلوم نہیں سوائے اس کے کہ ہم نہ اندر جا سکتے ہیں اور نہ باہر نکل سکتے ہیں، تو حسین (علیہ السلام) اپنے رخ کی طرف چلتے رہے۔

وحدَّث جماعة من فزارة ومن بجيلة ، قالوا : كنا مع زهير بن القين البجلي حين أقبلنا من مكة ، وكنا نساير الحسين (عليه السلام) فلم يكن شيءٌ أبغض علينا من أن

اور فزارہ اور بجیلہ کے ایک گروہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم زہیر بن قین بجلی کے ساتھ تھے جب ہم مکہ سے آرہے تھے، اور ہم حسین (علیہ السلام) کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، تو ہمیں سب سے زیادہ ناپسندیدہ بات تھی کہ

ننازله في منزل ، وإذا سار الحسين (عليه السلام) فنزل في منزل لم نجد بدّاً من أن ننازله ، فنزل الحسين في جانب ونزلنا في جانب ، فبينا نحن جلوس نتغذى من طعام لنا إذ أقبل رسول الحسين (عليه السلام) حتى سلَّم ، ثمَّ دخل ، فقال : يا زهير بن القين ، إن أبا عبدالله الحسين بعثني إليك لتأتيه ، فطرح كل إنسان منّا ما في يده ، حتى كأنما على رؤوسنا الطير ، فقالت له امرأته ـ قال السيد : وهي ديلم بنت عمرو ـ : سبحان الله! أيبعث إليك ابن رسول الله ثم لا تأتيه ؟ لو أتيته فسمعت كلامه ثم انصرفت.

ہم کسی منزل پر ان کے ساتھ اترتے، اور جب حسین (علیہ السلام) چلتے اور کسی منزل پر اترتے تو ہمیں بھی مجبوراً وہیں اترنا پڑتا، تو حسین ایک جانب اترے اور ہم ایک جانب اترے، تو ہم بیٹھے اپنے کھانے سے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک حسین (علیہ السلام) کا قاصد آیا اور سلام کیا، پھر اندر داخل ہوا اور کہا: اے زہیر بن قین ! ابوعبداللہ حسین نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم ان کے پاس آؤ، تو ہم میں سے ہر شخص نے جو کچھ اپنے ہاتھ میں تھا پھینک دیا، یہاں تک کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، تو اس کی بیوی نے اس سے کہا سیّد نے کہا: اور وہ دیلم بنت عمرو تھی: سبحان اللہ ! رسول اللہ کے فرزند تمہیں بلائیں اور تم ان کے پاس نہ جاؤ؟ کاش تم ان کے پاس جاتے، ان کی بات سنتے پھر واپس آجاتے۔

فأتاه زهير بن القين ، فما لبث أن جاء مستبشراً ، قد أشرق وجهه ، فأمر بفسطاطه وثقله ومتاعه ، فقوِّض وحمل إلى الحسين (عليه السلام) ، ثم قال لامرأته : أنت طالق ، الحقي بأهلك فإني لا أحبُّ أن يصيبك بسببي إلاّ خير.

تو زہیر بن قین ان کے پاس گئے، دیر نہ لگی کہ وہ خوش و خرم واپس آئے، ان کا چہرہ چمک رہا تھا، تو انہوں نے اپنے خیمے اور سامان و اسباب کے متعلق حکم دیا، چنانچہ وہ اکھاڑ کر حسین (علیہ السلام) کی طرف منتقل کر دیا گیا، پھر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: تمہیں طلاق ہے، اپنے گھر والوں سے جا ملو، کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہیں کوئی چیز پہنچے سوائے بھلائی کے۔

وزاد السيد ابن طاووس عليه الرحمة : وقد عزمت على صحبة الحسين (عليه السلام) لأفديه بروحي ، وأقيه بنفسي ، ثم أعطاها مالها ، وسلَّمها إلى بعض بني عمها ليوصلها إلى أهلها ، فقامت إليه وبكت وودَّعته ، وقالت : خار لله لك ، أسألك أن تذكرني في القيامة عند جدّ الحسين (عليه السلام) [1]

اور سیّد ابن طاؤس علیہ الرحمہ نے اضافہ کیا: میں نے حسین (علیہ السلام) کی رفاقت کا عزم کر لیا ہے تاکہ اپنی جان ان پر قربان کروں اور اپنے آپ سے ان کی حفاظت کروں، پھر انہوں نے اس کا مہر ادا کیا، اور اسے اس کے بعض چچا زاد بھائیوں کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے اس کے گھر والوں تک پہنچا دیں، تو وہ اٹھی اور روئی اور اس نے ان سے رخصت لی، اور کہا: اللہ تمہارے لیے بھلائی مقدر فرمائے، میں تم سے سوال کرتی ہوں کہ قیامت کے دن حسین (علیہ السلام) کے نانا کے پاس مجھے یاد رکھنا۔(۱)

[1] اللهوف ، السيد ابن طاووس : 45.

وقال الشيخ المفيد : ثم قال لأصحابه : من أحبَّ منكم أن يتبعني وإلاَّ فهو آخر العهد ، إني سأحدِّثكم حديثاً ، إنّا غزونا البحر ، ففتح الله علينا وأصبنا غنائم ، فقال لنا سلمان رحمه الله : أفرحتم بما فتح الله عليكم وأصبتم من الغنائم ؟ فقلنا : نعم ، فقال : إذا أدركتم سيِّد شباب آل محمد فكونوا أشدَّ فرحاً بقتالكم معه مما أصبتم اليوم من الغنائم ، فأمَّا أنا فأستودعكم الله ، قالوا : ثم ـ والله ـ ما زال في القوم مع الحسين حتى قتل رحمه الله [2]

الإرشاد ، المفيد : 2/63 ـ 73.

.

اور شیخ مفید نے کہا: پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میں سے جو میرے ساتھ چلنا چاہے تو خوش آمدید، ورنہ یہ آخری ملاقات ہے، میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں: ہم نے سمندر میں جہاد کیا، تو اللہ نے ہمیں فتح عطا کی اور ہمیں غنیمتیں ملیں، تو سلمان رحمہ اللہ نے ہم سے فرمایا: کیا تم اس فتح اور ان غنیمتوں پر خوش ہوئے جو اللہ نے تمہیں عطا کیں؟ تو ہم نے کہا: ہاں، تو انہوں نے فرمایا: جب تم آل محمد کے سید جوانان کو پاؤ تو ان کے ساتھ مل کر جنگ کرنے پر اس سے کہیں زیادہ خوش ہونا جتنا آج تمہیں غنیمتوں سے خوشی ہوئی ہے، رہا میں تو میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ راویوں نے کہا: پھر خدا کی قسم وہ برابر حسین کے ساتھ لوگوں میں رہے یہاں تک کہ رحمہ اللہ شہید ہو گئے۔(۲)

وفي المناقب : ولما نزل (عليه السلام) الخزيمية أقام بها يوماً وليلة ، فلمَّا أصبح أقبلت

إليه أخته زينب ، فقالت : يا أخي ، ألا أخبرك بشيء سمعته البارحة ؟ فقال الحسين (عليه السلام) : وما ذاك ؟ فقالت : خرجت في بعض الليل لقضاء حاجة فسمعت هاتفاً يهتف ، وهو يقول :

أَلاَ يا عينُ فاحتفلي بجهدٍ وَمَنْ يبكي على الشهداءِ بعدي
على قوم تسوقُهُمُ المنايا بمقدار إلى إنجازِ وَعْدِ

اور مناقب میں ہے: اور جب حسین (علیہ السلام) خزیمیہ میں اترے تو وہاں ایک دن اور ایک رات قیام کیا، پھر جب صبح ہوئی تو ان کے پاس آئیں

ان کی بہن زینب، تو انہوں نے کہا: بھائی جان! کیا میں آپ کو وہ بات نہ بتاؤں جو میں نے کل رات سنی؟ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں رات کے کسی حصے میں کسی حاجت کے لیے نکلی تو میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، وہ کہہ رہا تھا:

خبردار اے آنکھ! جی بھر کر رو لے،
اور میرے بعد شہیدوں پر کون روئے گا؟
ایسے گروہ پر جنہیں موت کھینچ لیے جاتی ہے
ایک مقررہ وقت پر، وعدے کی تکمیل کے لیے۔

وقال السيّد عليه الرحمة : أتاه خبر مسلم (عليه السلام) في زبالة ، ثمَّ إنه سار فلقيه الفرزدق فسلَّم عليه ثم قال : يا ابن رسول الله ، كيف تركن إلى أهل الكوفة وهم الذين قتلوا ابن عمك مسلم بن عقيل وشيعته ؟ قال : فاستعبر الحسين (عليه السلام) باكياً ثمَّ قال : رحم الله مسلماً فلقد صار إلى رَوح الله وريحانه ، وتحيّته ورضوانه ، أما إنه قد قضى ما عليه ، وبقي ما علينا ، ثم أنشأ يقول :

اور سیّد علیہ الرحمہ نے کہا: زبالہ میں انہیں مسلم (علیہ السلام) کی خبر پہنچی، پھر وہ آگے چلے تو فرزدق ان سے ملا اور سلام کیا، پھر کہا: اے فرزندِ رسول اللہ! آپ اہلِ کوفہ پر کیسے بھروسہ کر رہے ہیں جبکہ وہی تو ہیں جنہوں نے آپ کے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل اور ان کے پیروکاروں کو قتل کیا؟ راوی کہتا ہے: تو حسین (علیہ السلام) رو پڑے، پھر فرمایا: اللہ مسلم پر رحم فرمائے، وہ اللہ کی رحمت و راحت اور اس کے سلام و رضوان کی طرف جا پہنچے، سن لو! انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا، اور جو ہمارے ذمے ہے وہ باقی ہے، پھر یہ اشعار پڑھنے لگے:

فإن تكنِ الدنيا تُعَدُّ نفيسةً فَدَارُ ثوابِ اللهِ أعلى وأنبلُ
وإن تكنِ الأبدانُ للموتِ أُنشئت فقتلُ امرء بالسيفِ في اللهِ أفضلُ
وإن تكنِ الأرزاقُ قسماً مقدَّراً فَقِلَّةُ حِرْصِ المرءِ في الرزقِ أجملُ
وإن تكنِ الأموالُ للترك جَمْعُها فما بالُ متروك به المرءُ يَبْخَلُ [1]

اللهوف ، ابن طاووس : 45 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/374.

دنیا اگر قیمتی شے سمجھی جاتی ہے
تو اللہ کے ثواب کا گھر اس سے بلند تر اور اعلیٰ ہے
اور اگر بدن موت ہی کے لیے بنائے گئے ہیں
تو انسان کا اللہ کی راہ میں تلوار سے قتل ہونا افضل ہے
اور اگر رزق ایک مقررہ حصہ ہے
تو رزق میں انسان کی کم حرص زیادہ خوبصورت ہے
اور اگر مال بہرحال چھوڑ جانے کے لیے جمع کیا جاتا ہے
تو پھر انسان اس چیز میں کیوں بخل کرے جو چھوڑی ہی جانے والی ہے

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : ثمَّ انتظر حتى إذا كان السحر قال لفتيانه وغلمانه : أكثروا من الماء ، فاستقوا وأكثروا ، ثمَّ ارتحلوا فسار حتى انتهى إلى زبالة ، فأتاه خبر عبدالله بن يقطر.

اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: پھر آپ (علیہ السلام) نے انتظار کیا یہاں تک کہ جب سحر کا وقت ہوا تو اپنے جوانوں اور غلاموں سے فرمایا: پانی زیادہ سے زیادہ لے لو، تو انہوں نے خوب پانی بھرا اور زیادہ کیا، پھر کوچ کیا، تو آپ چلتے رہے یہاں تک کہ زبالہ پہنچے، تو وہاں آپ کو عبداللہ بن یقطر کی خبر ملی۔

وقال السيّد : فاستعبر باكياً ، ثمَّ قال : اللهم اجعل لنا ولشيعتنا منزلا كريماً ، واجمع بيننا وبينهم في مستقرٍّ من رحمتك ، إنك على كل شيء قدير.

اور سید نے کہا: تو آپ رونے لگے، پھر فرمایا: اے اللہ ! ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے ایک باعزت ٹھکانہ مقرر فرما، اور ہمیں اور انہیں اپنی رحمت کے کسی مستقر میں جمع فرما، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فأخرج للناس كتاباً فقرأ عليهم فإذا فيه : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، أمَّا بعد فإنه قد أتانا خبر فظيع : قتل مسلم بن عقيل ،

اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: پھر آپ نے لوگوں کے لیے ایک تحریر نکالی اور انہیں پڑھ کر سنائی، جس میں تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اما بعد ! ہمیں ایک نہایت دردناک خبر پہنچی ہے: مسلم بن عقیل قتل کر دیے گئے،

وهانىء بن عروة ، وعبدالله بن يقطر ، إلى أن قال (عليه السلام) : فمن أحبَّ منكم الانصراف فلينصرف في غير حرج ، ليس عليه ذمام.

اور ہانی بن عروہ، اور عبداللہ بن یقطر بھی۔ یہاں تک کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: پس تم میں سے جو واپس جانا چاہے وہ بلا جھجک واپس چلا جائے، اس پر کوئی ذمہ داری نہیں۔

فتفرَّق الناس عنه وأخذوا يميناً وشمالا حتى بقي في أصحابه الذين جاؤوا معه من المدينة ، ونفر يسير ممن انضمّوا إليه.

چنانچہ لوگ آپ سے جدا ہو گئے اور دائیں بائیں بکھر گئے، یہاں تک کہ صرف وہی ساتھی رہ گئے جو مدینہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے، اور ان میں شامل ہونے والے چند تھوڑے سے افراد۔

وإنّما فعل ذلك لأنه (عليه السلام) علم أن الأعراب الذين اتّبعوه إنما اتّبعوه وهم يظنّون أنه يأتي بلداً قد استقامت له طاعة أهلها ، فكره أن يسيروا معه إلاّ وهم يعلمون علامَ يقدمون ، فلمّا كان السحر أمر أصحابه فاستقوا ماءً وأكثروا ، ولله درّ الشيخ كاظم الأزري عليه الرحمة إذ يقول :

اور آپ (علیہ السلام) نے ایسا اس لیے کیا کہ آپ کو معلوم تھا کہ جو بدو آپ کے ساتھ چل رہے تھے وہ صرف یہ سمجھ کر ساتھ آئے تھے کہ آپ ایسے شہر کی طرف جا رہے ہیں جس کے باشندوں کی اطاعت آپ کے لیے ٹھیک ٹھہر چکی ہے، تو آپ نے پسند نہ فرمایا کہ وہ آپ کے ساتھ چلیں مگر یہ کہ انہیں معلوم ہو کہ وہ کس چیز کی طرف بڑھ رہے ہیں، پھر جب سحر ہوئی تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ پانی بھر لیں اور زیادہ سے زیادہ لیں، اور اللہ بھلا کرے شیخ کاظم اَزری علیہ الرحمہ کا کہ وہ کہتے ہیں:

أفدي القُرُومَ الأولى سارت ركائُبهم
والموتُ خَلْفَهُمُ يَسْري على الأَثَرِ للهِ مَن في مغاني كربلاءَ ثَوَوا
وَعِنْدَهُمْ عِلْمُ ما يجري مِنَ القَدَرِ ثاروا ولولا قَضَاءُ اللهِ يُمْسِكُهُمْ
لم يترُكُوا لبني سفيانَ مِنْ أَثَرِ هُمُ الأسودُ ولكنَّ الوغى أُجُمٌ
وَلاَ مَخَاليبَ غَيْرُ البيضِ والسُّمُرِ أبدوا وَقَائِعَ تُنْسي ذِكْرَ غَيْرِهِم
وَالوخزُ بالسُّمْرِ يُنسي الوَخْزَ بالإِبَرِ
سَلْ كربلا كم حَوَتْ منهم هِلاَلَ دُجَىً كأنَّها فَلَكٌ لِلأَنْجُمِ الزُّهُرِ
لم أنسَ حامية الإسلامِ منفرداً صِفْرَ الأَنَامِلِ من حام ومنتصرِ
رأى قَنَا الدينِ من بَعْدِ استقامتِها مغموزةً وعليها صُدْعُ منكسِرِ
فقام يجمعُ شملا غيرَ مجتمع منها ويجبُرُ كسراً غيرَ مُنْجَبِرِ
لم أنسه وهو خوَّاضٌ عَجَاجَتَها يشقُّ بالسيفِ منها سَوْرَةَ السورِ [1]

[1] رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 263 ـ 264.

میں قربان جاؤں ان سرداروں پر جن کی سواریاں چلیں
اور موت ان کے پیچھے پیچھے قدم بہ قدم چلتی رہی
اللہ کی رحمت ہو ان پر جو کربلا کی سرزمین میں اترے
اور انہیں معلوم تھا کہ تقدیر سے کیا کچھ گزرنے والا ہے
وہ اٹھ کھڑے ہوئے، اور اگر اللہ کا فیصلہ انہیں روکے نہ رکھتا
تو وہ بنو سفیان میں سے کسی کا نام و نشان باقی نہ چھوڑتے
وہ شیر تھے، مگر میدانِ جنگ ان کے لیے جھاڑی بن گیا
اور ان کے پنجے تلواروں اور نیزوں کے سوا کچھ نہ تھے
انہوں نے ایسے کارنامے دکھائے کہ دوسروں کا ذکر بھلا دیا
اور نیزوں کی چبھن نے سوئیوں کی چبھن کو بھلا دیا
کربلا سے پوچھو، اس نے ان میں سے کتنے چاند اپنے اندر سمو لیے
گویا وہ ایک آسمان تھا روشن ستاروں کے لیے
میں نہیں بھولا اسلام کے اس تنہا محافظ کو
جس کی انگلیاں خالی رہ گئیں، حالانکہ وہ حمایت اور نصرت کرنے والا تھا
اس نے دین کے نیزے کو، اس کے سیدھا کھڑے ہونے کے بعد
ٹوٹا ہوا اور شگاف زدہ پایا

تو وہ اٹھا کہ بکھرے ہوئے کو جمع کرے، جسے جمع کرنا ممکن نہ تھا
اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے، جسے جوڑنا ممکن نہ تھا
میں اسے نہیں بھولا جب وہ اس (میدان کی) گرد و غبار میں اترا ہوا تھا
اور تلوار سے اس کی موجوں کی طغیانی کو چیر رہا تھا

المجلس الثاني ، من اليوم الخامس
نزول الإمام الحسين (عليه السلام) كربلاء
جاء في كتاب المزار للمشهدي عليه الرحمة في بعض الزيارات الشريفة : وأشهد أنكم قد وفيتم بعهد الله وذمّته ، وبكل ما اشترطه عليكم في كتابه ، ودعوتم إلى سبيله ، وأنفدتم طاقتكم في مرضاته ، وحملتم الخلائق على منهاج النبوة ومسالك الرسالة ، وسرتم فيه بسيرة الأنبياء ، ومذاهب الأوصياء ، فلم يُطع لكم أمر ، ولم تَصغ إليكم أذنٌ ، فصلوات الله على أرواحكم وأجسادكم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 294.

دوسرا مجلس، پانچویں دن کا
امام حسین (علیہ السلام) کا کربلا میں اترنا
مشہدی علیہ الرحمہ کی کتاب "المزار" میں بعض زیارتِ شریفہ میں آیا ہے: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اللہ کے عہد اور اس کی ذمہ داری کو پورا کیا، اور ہر اس شرط کو جو اس نے اپنی کتاب میں تم پر عائد کی، اور تم نے اس کی راہ کی طرف دعوت دی، اور اس کی رضا کے حصول میں اپنی پوری طاقت خرچ کر دی، اور مخلوق کو نبوت کے راستے اور رسالت کے طریقوں پر چلایا، اور تم اس میں انبیاء کے طریقے اور اوصیاء کے مسلک پر چلے، پس نہ تمہارے حکم کی اطاعت کی گئی اور نہ تمہاری طرف کان دھرا گیا، پس اللہ کی رحمتیں ہوں تمہاری روحوں اور تمہارے جسموں پر(1)۔

.

رِجَالُهُمْ صَرْعَى وأسرٌ نساؤُهُمْ وأطفالُهُمْ في السبيِ تشكو حِبَالَها

ان کے مرد خاک و خون میں لوٹ رہے تھے اور ان کی عورتیں قید تھیں
اور ان کے بچے قیدِ اسیری میں اپنی رسیوں کا شکوہ کر رہے تھے

وقال آخر :

اور دوسرے شاعر نے کہا:

ورد الحسينُ إلى العراقِ فَضنَهم تركوا النفاقَ إذا العراقُ كماهيه
ما ذاق طعمَ فُراتِهم حَتى قضى عطشاً وغُسل بالدِماءِ القانية

حسین (علیہ السلام) عراق کی طرف آئے، اس گمان میں کہ
عراق والوں نے نفاق چھوڑ دیا ہے جیسے وہ (اپنی اصل میں) تھے
انہوں نے اپنے فرات کا مزہ تک نہ چکھا یہاں تک کہ پیاسے شہید ہو گئے اور گہرے سرخ خون سے غسل پایا

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : ثمّ سار (عليه السلام) حتى مرّ ببطن العقبة ، فنزل عليها ، فلقيه شيخ من بني عكرمة يقال له : عمر بن لوذان ، فسأله : أين تريد ؟ فقال له الحسين (عليه السلام) : الكوفة ، فقال الشيخ : أنشدك الله لمّا انصرفت ، فوالله ما تقدم إلاّ على الأسنّة وحدّ السيوف ، وإن هؤلاء الذين بعثوا إليك لو كانوا كفوك مؤونة القتال ووطّاؤا لك الأشياء فقدمت عليهم كان ذلك رأياً ، فأمّا على هذه الحال التي تذكر فإني لا أرى لك أن تفعل ، فقال له : يا عبدالله ، ليس يخفى عليّ الرأي ، ولكن الله تعالى لا يُغلب على أمره.

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پھر آپ (علیہ السلام) روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطنِ عقبہ سے گزرے، تو وہاں پڑاؤ ڈالا، پس آپ سے بنو عکرمہ کے ایک بزرگ ملے جنہیں عمر بن لوذان کہا جاتا تھا، اس نے آپ سے پوچھا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: کوفہ کی طرف۔ اس بزرگ نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ واپس لوٹ جائیں، اللہ کی قسم! آپ آگے نہیں بڑھیں گے مگر نیزوں کی انیوں اور تلواروں کی دھاروں کی طرف، اور یہ لوگ جنہوں نے آپ کی طرف قاصد بھیجے ہیں، اگر وہ آپ کے لیے جنگ کی زحمت اٹھا چکے ہوتے اور آپ کے لیے راستہ ہموار کر چکے ہوتے، پھر آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ ایک درست رائے ہوتی، لیکن جس حال کا آپ ذکر فرما رہے ہیں اس میں میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ ایسا کریں۔ آپ (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: اے عبداللہ! رائے مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے امر پر مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔

ثمَّ قال (عليه السلام) : والله لا يدعونني حتى يستخرجوا هذه العلقة من جوفي ، فإذا

پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ میرے جسم سے اس خون کے لوتھڑے کو نکال نہ لیں، پھر جب

فعلوا سلَّط الله عليهم من يذلّهم حتى يكونوا أذَّل فِرَق الأمم.

وہ ایسا کر گزریں گے تو اللہ ان پر کسی ایسے کو مسلط کر دے گا جو انہیں ذلیل کرے گا، یہاں تک کہ وہ امتوں کے سب سے ذلیل ترین گروہ بن جائیں گے۔

ثمّ سار (عليه السلام) من بطن العقبة حتى نزل شراف [1]

پھر آپ (علیہ السلام) بطنِ عقبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقامِ "شراف" پر اترے(1)، پھر جب سحر ہوئی تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ پانی بھر لیں اور زیادہ سے زیادہ لیں، پھر آپ روانہ ہوئے یہاں تک کہ دن آدھا ہو گیا، آپ اسی طرح چل رہے تھے کہ اچانک آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے تکبیر کہی، تو امام حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: اللہ اکبر! تم نے تکبیر کیوں کہی؟

کقطام : موضع أو ماءة لبني أسد ، أو جبل عال.

فلما كان السحر أمر فتيانه فاستقوا من الماء وأكثروا ، ثمَّ سار حتى انتصف النهار ، فبينما هو يسير إذ كبَّر رجل من أصحابه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : الله أكبر ، لِمَ كبَّرت ؟

فقال : رأيت النخل ، فقال له جماعة ممن صحبه : والله إن هذا المكان ما رأينا فيه نخلة قط ، فقال الحسين (عليه السلام) : فما ترونه ؟ قالوا : والله نراه أسنّة الرماح وآذان الخيل ، فقال : وأنا والله أرى ذلك.

اس نے کہا: میں نے کھجور کے درخت دیکھے ہیں۔ تو آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت نے اس سے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اس جگہ کبھی کوئی کھجور کا درخت نہیں دیکھا۔ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: پھر تمہیں کیا دکھائی دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں نیزوں کی انیاں اور گھوڑوں کے کان دکھائی دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں بھی وہی دیکھ رہا ہوں۔

ثم قال (عليه السلام) : ما لنا ملجأ نلجأ إليه ونجعله في ظهورنا ونستقبل القوم بوجه واحد ؟ فقلنا له : بلى ، هذا ذو جشم [2]

پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا ہمارے لیے کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں کہ ہم اس کی طرف پناہ لیں اور اسے اپنی پشت پر رکھیں اور ایک ہی رخ سے دشمن کا سامنا کریں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، یہ "ذو جشم"(2) آپ کے پہلو میں ہے، آپ اپنی بائیں جانب اس کی طرف مڑجائیں، اگر آپ اس تک پہلے پہنچ گئے تو یہ ویسا ہی ہو گا جیسا آپ چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ بائیں جانب اس کی طرف مڑے اور ہم بھی آپ کے ساتھ مڑ گئے، ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ گھڑسواروں کے دستے کے آگے آگے چلنے والے سوار ہمیں نظر آنے لگے، تو ہم نے انہیں پہچان لیا اور راستہ بدل لیا، جب انہوں نے دیکھا کہ ہم راستے سے مڑ گئے ہیں تو وہ بھی ہماری طرف مڑ گئے، گویا ان کے نیزوں کی انیاں ٹڈیوں کی مانند تھیں اور گویا ان کے پرچم پرندوں کے پر تھے، تو ہم نے "ذو جشم" کی طرف دوڑ لگا دی اور ان سے پہلے وہاں پہنچ گئے، اور امام حسین (علیہ السلام) نے اپنے خیمے نصب کرنے کا حکم دیا تو وہ لگا دیے گئے، اور وہ لوگ تقریباً ایک ہزار سواروں کی تعداد میں حر بن یزید تمیمی کے ساتھ آپہنچے، یہاں تک کہ وہ اور اس کے سوار دوپہر کی سخت گرمی میں امام حسین (علیہ السلام) کے مقابل آکھڑے ہوئے، جبکہ حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب عمامے باندھے اور تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔

ذو خشب خ ل ، وفي المصدر : ذو حسم.

إلى جنبك ، فمل إليه عن يسارك ، فإن سبقت إليه فهو كما تريد ، فأخذ إليه ذات اليسار ، وملنا معه ، فما كان بأسرع من أن طلعت علينا هوادي الخيل ، فتبيَّنَّاها وعدلنا ، فلمّا رأونا عدلنا عن الطريق عدلوا إلينا كأن أسنّتهم اليعاسيب ، وكأن راياتهم أجنحة الطير ، فاستبقنا إلى ذي جشم فسبقناهم إليه ، وأمر الحسين (عليه السلام) بأبنيته فضُربت ، وجاء القوم زهاء ألف فارس ، مع الحر بن يزيد التميمي حتى وقف هو وخيله مقابل الحسين (عليه السلام) في حرّ الظهيرة ، والحسين وأصحابه معتّمون متقلدون أسيافهم.

فقال الحسين (عليه السلام) لفتيانه : اسقوا القوم وارووهم من الماء ، ورشّفوا الخيل ترشيفاً ، ففعلوا وأقبلوا يملأون القصاع والطساس من الماء ، ثمَّ يدنونها من الفرس ، فإذا عبَّ فيها ثلاثاً أو أربعاً أو خمساً عُزلت عنه ، وسُقي آخر ، حتى سقوها عن آخرها.

تو امام حسین (علیہ السلام) نے اپنے جوانوں سے فرمایا: ان لوگوں کو پانی پلاؤ اور انہیں خوب سیراب کرو، اور گھوڑوں کو بھی تھوڑا تھوڑا پانی پلاؤ، تو انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیالوں اور طشتریوں کو پانی سے بھر بھر کر لانے لگے، پھر انہیں گھوڑے کے قریب کرتے، جب وہ اس میں تین یا چار یا پانچ گھونٹ پی لیتا تو اسے ہٹا لیا جاتا اور دوسرے گھوڑے کو پلایا جاتا، یہاں تک کہ سب کو آخر تک پانی پلا دیا گیا۔

فقال علي بن الطعان المحاربي : كنت مع الحر يومئذ ، فجئت في آخر من جاء

علی بن طعان محاربی نے کہا: میں اس دن حر کے ساتھ تھا، اور میں سب سے پیچھے آنے والوں میں شامل تھا

من أصحابه ، فلمّا رأى الحسين (عليه السلام) ما بي وبفرسي من العطش قال : أنخ الراوية ـ والراوية عندي السقاء ـ ثمَّ قال : يا ابن الأخ ، أنخ الجمل ، فأنخته ، فقال : اشرب ، فجعلت كلَّما شربت سال الماء من السقاء ، فقال الحسين (عليه السلام) : اخنث السقاء ـ أي اعطفه ـ فلم أدر كيف أفعل ، فقام فخنثه فشربت وسقيت فرسي.

...حر کے اصحاب میں سے (شامل تھا)، پھر جب امام حسین (علیہ السلام) نے مجھے اور میرے گھوڑے کو پیاس سے بے حال دیکھا تو فرمایا: راویہ کو بٹھاؤ - اور راویہ سے میری مراد پانی کا مشکیزہ تھا - پھر فرمایا: اے بھتیجے! اونٹ کو بٹھاؤ، تو میں نے اسے بٹھا دیا، آپ نے فرمایا پیو، تو میں جب بھی پیتا مشکیزے سے پانی بہنے لگتا، امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: مشکیزے کو موڑ دو - یعنی اسے خم دو - مجھے سمجھ نہ آیا کہ کیسے کروں، تو آپ خود اٹھے اور اسے موڑ دیا، پھر میں نے پانی پیا اور اپنے گھوڑے کو بھی پلایا۔

وكان مجيء الحرّ بن يزيد من القادسية ، وكان عبيدالله بن زياد بعث الحصين ابن نمير وأمره أن ينزل القادسية ، وتقدَّم الحر بين يديه في ألف فارس يستقبل بهم الحسين (عليه السلام) فلم يزل الحرّ موافقاً للحسين (عليه السلام) حتى حضرت صلاة الظهر فأمر الحسين (عليه السلام) الحجاج بن مسروق أن يؤذّن.

حر بن یزید کا آنا قادسیہ کی طرف سے تھا، اور عبیداللہ بن زیاد نے حصین بن نمیر کو بھیجا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ قادسیہ میں پڑاؤ ڈالے، جبکہ حر اس سے آگے ایک ہزار سواروں کے ساتھ روانہ ہوا تاکہ ان کے ذریعے امام حسین (علیہ السلام) کا راستہ روکے، پھر حر برابر امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا، تو امام حسین (علیہ السلام) نے حجاج بن مسروق کو حکم دیا کہ وہ اذان دے۔

فلمّا حضرت الإقامة خرج الحسين (عليه السلام) في إزار ورداء ونعلين ، فحمد الله وأثنى عليه ، ثمَّ قال : أيها الناس ، إني لم آتكم حتى أتتني كتبكم ، وقدمت عليّ رسلكم أن : اقدم علينا فليس لنا إمام ، لعل الله أن يجمعنا بك على الهدى والحق ، فإن كنتم على ذلك فقد جئتكم ، فأعطوني ما أطمئنّ إليه من عهودكم ومواثيقكم ، وإن لم تفعلوا وكنتم لمقدمي كارهين انصرفت عنكم إلى المكان الذي جئت منه إليكم.

پھر جب اقامت کا وقت ہوا تو امام حسین (علیہ السلام) تہبند، چادر اور جوتے پہنے باہر تشریف لائے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے پاس اس وقت تک نہیں آیا جب تک تمہارے خطوط میرے پاس نہ پہنچے اور تمہارے قاصد میرے پاس یہ پیغام لے کر نہ آئے کہ: ہمارے پاس تشریف لائیں، ہمارا کوئی امام نہیں، شاید اللہ ہمیں آپ کے ذریعے ہدایت اور حق پر جمع کر دے، پس اگر تم اسی بات پر قائم ہو تو میں تمہارے پاس آ چکا ہوں، پس مجھے اپنے عہد وپیمان دو جن پر میرا دل مطمئن ہو جائے، اور اگر تم ایسا نہ کرو اور میرے آنے کو ناپسند کرتے ہو تو میں تمہارے پاس سے اسی جگہ لوٹ جاؤں گا جہاں سے تمہاری طرف آیا تھا۔

فسكتوا عنه ولم يتكلّموا كلمة ، فقال للمؤذّن : أقم ، فأقام الصلاة ، فقال للحر : أتريد أن تصلي بأصحابك ؟ فقال الحر : لا ، بل تصلّي أنت ونصلّي بصلاتك ، فصلّى بهم الحسين (عليه السلام) ، ثمَّ دخل فاجتمع عليه أصحابه ، وانصرف الحر إلى مكانه الذي كان فيه ، فدخل خيمة قد ضُربت له ، فاجتمع إليه جماعة من أصحابه ، وعاد الباقون إلى صفّهم الذي كانوا فيه ، ثمَّ أخذ كل رجل منهم بعنان فرسه وجلس في ظلّها.

تو وہ سب خاموش رہے اور ایک لفظ بھی نہ بولے، تو آپ نے مؤذن سے فرمایا: اقامت کہو، چنانچہ اس نے نماز کھڑی کر دی، پھر آپ نے حر سے فرمایا: کیا تم اپنے اصحاب کو نماز پڑھانا چاہتے ہو؟ حر نے کہا: نہیں، بلکہ آپ نماز پڑھائیں اور ہم آپ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے، چنانچہ امام حسین (علیہ السلام) نے انہیں نماز پڑھائی، پھر آپ اندر تشریف لے گئے تو آپ کے اصحاب آپ کے گرد جمع ہو گئے، اور حر اپنی اسی جگہ لوٹ گیا جہاں وہ تھا، پھر ایک خیمے میں داخل ہوا جو اس کے لیے نصب کیا گیا تھا، تو اس کے اصحاب کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی، اور باقی لوگ اپنی اسی صف میں لوٹ گئے جس میں وہ پہلے تھے، پھر ان میں سے ہر آدمی نے اپنے گھوڑے کی لگام تھام لی اور اس کے سائے میں بیٹھ گیا۔

فلمّا كان وقت العصر أمر الحسين (عليه السلام) أن يتهيأوا للرحيل ففعلوا ، ثمَّ أمر مناديه فنادى بالعصر وأقام ، فاستقدم الحسين (عليه السلام) وقام فصلّى بالقوم ، ثمَّ سلّم

پھر جب عصر کا وقت ہوا تو امام حسین (علیہ السلام) نے حکم دیا کہ سب کوچ کے لیے تیار ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ نے اپنے منادی کو حکم دیا تو اس نے عصر کی اذان دی اور اقامت کہی، تو امام حسین (علیہ السلام) آگے بڑھے اور کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر سلام پھیرا

وانصرف إليهم بوجهه ، فحمد الله وأثنى عليه وقال : أمّا بعد أيها الناس ، فإنكم إن تتقوا الله وتعرفوا الحق لأهله يكن أرضى لله عنكم ، ونحن أهل بيت محمد (صلى الله عليه وآله) أولى بولاية هذا الأمر عليكم من هؤلاء المدّعين ما ليس لهم ، والسائرين فيكم بالجور والعدوان ، فإن أبيتم إلاّ الكراهية لنا ، والجهل بحقّنا ، وكان رأيكم الآن غير ما أتتني به كتبكم وقدمت عليَّ به رسلكم انصرفت عنكم.

آپ (علیہ السلام) نے اپنا رخ ان کی طرف پھیرا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: اما بعد، اے لوگو! اگر تم اللہ سے ڈرو اور حق کو اس کے اہل کے لیے پہچانو تو یہ اللہ کی رضا کے زیادہ قریب ہوگا۔ ہم اہلِ بیتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس امر کی ولایت کے تم پر ان لوگوں سے کہیں زیادہ حق دار ہیں جو ایسی چیز کے دعوے دار ہیں جو ان کا حق نہیں، اور جو تمہارے درمیان ظلم و زیادتی کی روش پر چل رہے ہیں۔ اگر تم ہماری ناپسندیدگی اور ہمارے حق سے ناواقفیت پر ہی اڑے رہو، اور اب تمہاری رائے اس سے مختلف ہو جو تمہارے خطوط میں آئی اور جو تمہارے قاصد لے کر میرے پاس آئے، تو میں تم سے واپس لوٹ جاؤں گا۔

فقال له الحر : أنا والله ما أدري ما هذه الكتب والرسل التي تذكر ؟ فقال الحسين (عليه السلام) لبعض أصحابه : يا عقبة بن سمعان ، أخرج الخرجين اللذين فيهما كتبهم إليَّ ، فأخرج خرجين مملوءين صحفاً فنثرت بين يديه ، فقال له الحر : لسنا من هؤلاء الذين كتبوا إليك ، وقد أُمرنا أنا إذا لقيناك لا نفارقك حتى نقدمك الكوفة على عبيدالله بن زياد.

حر نے اس سے کہا: خدا کی قسم! مجھے تو معلوم ہی نہیں کہ یہ خطوط اور قاصد کیا ہیں جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں؟ اس پر حسین (علیہ السلام) نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اے عقبہ بن سمعان! وہ دو خورجین لاؤ جن میں ان کے مجھے لکھے ہوئے خطوط ہیں۔ چنانچہ وہ خطوط سے بھرے ہوئے دو خورجین لے آیا اور وہ آپ کے سامنے بکھیر دیے گئے۔ حر نے کہا: ہم ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے آپ کو خط لکھے، اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم آپ سے ملیں تو آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ لے جا کر عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کریں۔

فقال له الحسين (عليه السلام) : الموت أدنى إليك من ذلك ، ثمَّ قال لأصحابه : قوموا فاركبوا ، فركبوا ، وانتظر حتى ركبت نساؤه ، فقال لأصحابه : انصرفوا ، فلمَّا ذهبوا لينصرفوا حال القوم بينهم وبين الانصراف ، فقال الحسين (عليه السلام) للحر : ثكلتك أمّك ، ما تريد ؟ فقال له الحر : أما لو غيرك من العرب يقولها لي وهو على مثل الحال التي أنت عليها ما تركت ذكر أمه بالثكل كائناً من كان ، ولكن والله مالي إلى ذكر أمك من سبيل إلاّ بأحسن ما نقدر عليه.

حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: موت اس سے کہیں زیادہ تمہارے قریب ہے۔ پھر اپنے اصحاب سے فرمایا: اٹھو اور سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سوار ہو گئے، اور آپ نے انتظار کیا یہاں تک کہ آپ کی خواتین بھی سوار ہو گئیں۔ پھر اصحاب سے فرمایا: واپس چلو۔ جب وہ واپسی کے لیے روانہ ہونے لگے تو ان لوگوں نے ان کے اور واپسی کے درمیان حائل ہو کر روک دیا۔ حسین (علیہ السلام) نے حر سے فرمایا: تیری ماں تجھ پر روئے! تو کیا چاہتا ہے؟ حر نے کہا: اگر آپ کے علاوہ عرب کا کوئی اور شخص، جو اسی حال میں ہوتا جس حال میں آپ ہیں، مجھ سے یہ بات کہتا تو میں کسی صورت اس کی ماں کے متعلق ثکل (ماتم) کا ذکر یونہی نہ چھوڑتا، لیکن خدا کی قسم! مجھے آپ کی والدہ کا ذکر کرنے کی گنجائش نہیں مگر بہترین انداز میں، جتنا ہم سے ہو سکے۔

فقال له الحسين (عليه السلام) : فما تريد ؟ قال : أريد أن أنطلق بك إلى الأمير عبيدالله ابن زياد ، فقال : إذاً والله لا أتّبعك ، فقال : إذاً والله لا أدعك ، فترادّا القول ثلاث مرّات ، فلما كثر الكلام بينهما قال له الحر : إني لم أؤمر بقتالك ، إنما أُمرت أن لا أفارقك حتى أقدمك الكوفة ، فإذا أبيت فخذ طريقاً لا يدخلك الكوفة ولا يردّك إلى المدينة ، يكون بيني وبينك نصفاً حتى أكتب إلى الأمير عبيدالله بن زياد ، فلعلّ الله أن يرزقني العافية من أن أُبتلى بشيء من أمرك فخذ هاهنا.

حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کو امیر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے جاؤں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر خدا کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ اس نے کہا: تو پھر خدا کی قسم! میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا۔ اس طرح یہ گفتگو تین مرتبہ دہرائی گئی۔ جب دونوں کے درمیان بات بہت بڑھ گئی تو حر نے کہا: مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، بلکہ مجھے تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ آپ کو کوفہ لے جاؤں۔ اگر آپ انکار کرتے ہیں تو ایسا راستہ اختیار کریں جو نہ آپ کو کوفہ میں لے جائے اور نہ مدینہ کی طرف واپس کرے، بلکہ میرے اور آپ کے درمیان درمیانی راستہ ہو، تاکہ میں امیر عبیداللہ بن زیاد کو خط لکھوں، شاید اللہ مجھے عافیت عطا فرمائے اور میں آپ کے معاملے میں کسی آزمائش میں مبتلا ہونے سے بچ جاؤں۔ چنانچہ اسی راستے کی طرف چلیں۔

فتياسر عن طريق العذيب والقادسية ، وسار الحسين (عليه السلام) وسار الحر في أصحابه يسايره ، وهو يقول له : يا حسين ، إني أذكّرك الله في نفسك ، فإني أشهد لئن قاتلت لتُقتلنَ ، فقال له الحسين (عليه السلام) : أفبالموت تخوِّفني ؟ وهل يعدو بكم الخطب أن تقتلوني ؟ وسأقول كما قال أخو الأوس لابن عمه وهو يريد نصرة رسول الله (صلى الله عليه وآله) فخوَّفه ابن عمه وقال : أين تذهب فإنك مقتول ؟ فقال :

چنانچہ وہ عذیب اور قادسیہ کے راستے سے بائیں جانب مڑ گئے۔ حسین (علیہ السلام) روانہ ہوئے اور حر اپنے ساتھیوں سمیت آپ کے ساتھ ساتھ چلتا رہا، اور کہتا رہا: اے حسین! میں آپ کو آپ کی جان کے بارے میں اللہ کی یاد دلاتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپ نے جنگ کی تو ضرور قتل کر دیے جائیں گے۔ حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: کیا تم مجھے موت سے ڈراتے ہو؟ اور کیا یہ معاملہ اس سے آگے بڑھ سکتا ہے کہ تم مجھے قتل کر دو؟ اور میں وہی کہوں گا جو قبیلہ اوس کے ایک فرد نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا تھا، جب وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نصرت کا ارادہ کر رہا تھا تو اس کے چچا زاد نے اسے ڈرایا اور کہا: کہاں جا رہے ہو، تم تو قتل کر دیے جاؤ گے؟ اس نے کہا:

سأمضي وما بالموتِ عارٌ على الفتى
إذا مَا نَوَى حقّاً وجاهد مسلما وآسى الرجالَ الصالحينَ بنفسِهِ
وفارق مثبوراً وودّع مُجرما فإنْ عشتُ لم أَنْدَمْ وإن متُّ لم أُلَمْ
كفى بك ذلاً أن تعيشَ وتُرْغَما [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/76 ـ 81 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/375 ـ 378.

میں تو ضرور جاؤں گا، اور موت جوان مرد کے لیے کوئی عار نہیں
جبکہ اس نے حق کی نیت کی ہو اور مسلمان ہو کر جہاد کیا ہو
اور اپنی جان سے نیک لوگوں کا ساتھ نبھایا ہو
اور کسی ملعون سے علیحدگی اختیار کی ہو اور مجرم کو الوداع کہا ہو
پس اگر میں زندہ رہا تو نادم نہ ہوں گا اور اگر مر گیا تو ملامت نہ کیا جاؤں گا
تیری ذلت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور ذلیل و رسوا کیا جائے(۱)

قال : ثم أقبل الحسين (عليه السلام) على أصحابه وقال : هل فيكم أحد يعرف الطريق على غير الجادة ؟ فقال الطرماح : نعم يا ابن رسول الله ، أنا أخبر الطريق ، فقال الحسين (عليه السلام) : سر بين أيدينا ، فسار الطرماح واتّبعه الحسين (عليه السلام) وأصحابه ، وجعل الطرماح يرتجز ويقول :

راوی کہتا ہے: پھر حسین (علیہ السلام) اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو راستہ جانتا ہو، مگر عام شاہراہ کے بغیر؟ طرماح نے کہا: جی ہاں، اے فرزند رسول! مجھے راستے کا علم ہے۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: ہمارے آگے آگے چلو۔ چنانچہ طرماح آگے چلا اور حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب اس کے پیچھے چلے، اور طرماح رجز پڑھنے لگا اور کہنے لگا:

يَا نَاقتي لا تَذْعري من زجري وامضي بنا قَبْلَ طُلُوعِ الفَجْرِ
بخيرِ فتيان وخيرِ سُفْرِ آلِ رَسُولِ اللهِ آلِ الفَخْرِ
السادةِ البِيْضِ الوُجُوهِ الزُّهْرِ الطَّاعنينَ بالرِّمَاحِ السُّمْرِ
الضاربينَ بالسُّيُوفِ البُتْرِ حتَّى تُحلِّي بكريمِ الفَخْرِ

اے میری اونٹنی ! میری ہانک سے مت گھبرا
اور طلوعِ فجر سے پہلے ہمیں لے چل
بہترین جوانوں اور بہترین مسافروں کے ساتھ
جو رسول اللہ کی آلِ فخر ہیں
وہ سادات جن کے چہرے روشن اور تابناک ہیں
جو سُمر رنگ نیزوں سے وار کرنے والے ہیں
جو تیز دھار تلواروں سے ضرب لگانے والے ہیں
یہاں تک کہ تو کریمِ فخر کے پاس اتر جائے

عمَّره اللهُ بَقَاءِ الدَّهْرِ

اللہ اسے دہر کی بقا تک عمر عطا فرمائے

يَا مَالِكَ النفعِ معاً والضرِ أَيِّد حسيناً سيّدي بالنصرِ
على الطُّغَاةِ من بقايا الكُفْرِ على اللعينينِ سليلي صَخْرِ
يزيدَ لا زالَ حَلِيفَ الخَمْرِ وابن زيادِ العهرِ وابن العهرِ

اے نفع اور نقصان دونوں کے مالک !
میرے سردار حسین کی نصرت کے ساتھ تائید فرما
ان سرکشوں کے خلاف جو کفر کی باقیات میں سے ہیں
ان دو لعنت زدوں کے خلاف جو خاندانِ صخر کی
اولاد ہیں
یزید، جو ہمیشہ شراب کا ہمنشین رہا
اور زیادِ زانی کا بیٹا اور زانی کا بیٹا

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فلمَّا سمع الحر ذلك تنحَّى عنه ، فكان يسير

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) کہتے ہیں: جب حر نے یہ بات سنی تو وہ ان سے الگ ہو گیا، اور وہ چلتا رہا

بأصحابه ناحية والحسين (عليه السلام) في ناحية ، حتى انتهوا إلى عذيب الهجانات ، ثم مضى الحسين (عليه السلام) حتى انتهى إلى قصر بني مقاتل فنزل به ، وإذا هو بفسطاط مضروب ، فقال : لمن هذا ؟ فقيل : لعبيدالله بن الحر الجعفي ، قال : ادعوه إليّ ، فلمَّا أتاه الرسول قال له : هذا الحسين بن علي (عليهما السلام) يدعوك ، فقال عبيدالله : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، والله ما خرجت من الكوفة إلاّ كراهية أن يدخلها الحسين وأنا فيها ، والله ما أريد أن أراه و لا يراني.

اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک طرف، اور حسین (علیہ السلام) دوسری طرف، یہاں تک کہ وہ عُذَیب الہجانات پہنچے۔ پھر حسین (علیہ السلام) آگے بڑھے یہاں تک کہ قصرِ بنی مقاتل پہنچے اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں ایک خیمہ نصب دیکھا تو پوچھا: یہ کس کا ہے؟ کہا گیا: عبیداللہ بن حر جعفی کا۔ فرمایا: اسے میرے پاس بلاؤ۔ جب قاصد اس کے پاس آیا اور کہا: یہ حسین بن علی (علیہما السلام) ہیں، وہ تمہیں بلا رہے ہیں، تو عبیداللہ نے کہا: إنّا للہ وإنّا إلیہ راجعون، خدا کی قسم! میں کوفہ سے صرف اس ناپسندیدگی کی وجہ سے نکلا ہوں کہ حسین اس میں داخل ہوں اور میں وہاں موجود ہوں۔ خدا کی قسم! میں نہ چاہتا ہوں کہ میں انہیں دیکھوں اور نہ وہ مجھے دیکھیں۔

فأتاه الرسول فأخبره ، فقام إليه الحسين (عليه السلام) فجاء حتى دخل عليه وسلَّم وجلس ، ثم دعاه إلى الخروج معه ، فأعاد عليه عبيدالله بن الحر تلك المقالة واستقاله مما دعاه إليه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : فإن لم تكن تنصرنا فاتق الله أن لا تكون ممن يقاتلنا ، فوالله لا يسمع واعيتنا أحد ثم لا ينصرنا إلاّ هلك ، فقال له : أمّا هذا فلا يكون أبداً إن شاء الله.

قاصد اس کے پاس آیا اور اسے یہ بات بتائی، تو حسین (علیہ السلام) خود اس کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے پاس تشریف لے گئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے، پھر اسے اپنے ساتھ نکلنے کی دعوت دی۔ عبیداللہ بن حر نے وہی بات دہرائی اور اس دعوت سے معذرت چاہی۔ حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: اگر تم ہماری مدد نہیں کرتے تو کم از کم اللہ سے ڈرو کہ ایسے لوگوں میں شامل نہ ہو جو ہم سے جنگ کریں، کیونکہ خدا کی قسم! جو بھی ہماری فریاد سنے اور پھر ہماری مدد نہ کرے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس نے کہا: یہ بات، ان شاء اللہ، کبھی نہیں ہوگی۔

ثم قام الحسين (عليه السلام) من عنده حتى دخل رحله ، ولما كان في آخر الليل أمر فتيانه بالاستقاء من الماء ، ثمَّ أمر بالرحيل فارتحل من قصر بني مقاتل [1]

پھر حسین (علیہ السلام) اس کے پاس سے اٹھے اور اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ جب رات کا آخری حصہ ہوا تو آپ نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ پانی بھر لیں، پھر کوچ کا حکم دیا اور قصرِ بنی مقاتل سے روانہ ہو گئے۔(1)

الإرشاد ، المفيد : 2/81 ـ 82 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/378 ـ 379.

.

وفي رواية الشيخ الصدوق عليه الرحمة في الأمالي أنه التقى معه في القطقطانية ، قال عليه الرحمة : إن الحسين (عليه السلام) لما نزل القطقطانية حين مسيره إلى الكوفة دعا عبيدالله بن الحر الجعفي إلى نصرته ، فامتنع عبيدالله عن الإجابة ، وقدَّم للحسين (عليه السلام) فرسه ، فقال الحسين (عليه السلام) : لا حاجة لنا فيك ولا في فرسك ، وما كنت متخذ المضلين عضداً [2]

شیخ صدوق (علیہ الرحمہ) کی روایت میں، جو 'الامالی' میں مذکور ہے، یہ بیان ہوا ہے کہ آپ کی ملاقات اس سے قطقطانیہ میں ہوئی۔ آپ (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں: جب حسین (علیہ السلام) کوفہ کی جانب اپنے سفر کے دوران قطقطانیہ میں اترے تو آپ نے عبیداللہ بن حر جعفی کو اپنی نصرت کی دعوت دی، مگر عبیداللہ نے جواب دینے سے انکار کر دیا اور حسین (علیہ السلام) کو اپنا گھوڑا پیش کیا۔ اس پر حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: ہمیں نہ تمہاری حاجت ہے اور نہ تمہارے گھوڑے کی، اور میں گمراہ کرنے والوں کو اپنا مددگار بنانے والا نہیں ہوں۔(2)

الأمالي ، الصدوق : 219.

.

ويروى أن عبيدالله بن الحر ندم بعد مقتل الحسين (عليه السلام) وأخذته الحسرة والأسف على تركه نصرة الحسين (عليه السلام) ، فقال :

روایت ہے کہ عبیداللہ بن حر، حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد نادم ہوا اور اسے حسین (علیہ السلام) کی نصرت ترک کرنے پر شدید حسرت و افسوس نے آگھیرا، چنانچہ اس نے کہا:

فيالكِ حسرةً مادمتُ حيّاً تَرَدَّدُ بين صدري والتراقي
حسينٌ حين يطلُبُ بَذْلَ نصري على أهلِ الضلالةِ والنفاقِ
غداةَ يقولُ لي بالقصرِ قولا أتتركُنا وتُزْمِعُ بالفراقِ
ولو أنّي أُوَاسيه بنفسي لنلتُ كرامةً يومَ التَّلاَقِ
مع ابن المصطفى روحي فِداه تولّى ثمَّ ودَّع بانطلاقِ
فلو فَلَقَ التلهُّفُ قَلْبَ حيٍّ لهمَّ اليومَ قلبي بانفلاقِ
فقد فاز الأولى نصروا حسيناً وخاب الآخرون ذوو النفاقِ [1]

ذوب النضار ، ابن نما الحلي : 72.

ہائے افسوس ! جب تک میں زندہ ہوں
یہ حسرت میرے سینے اور حلق کے درمیان آمدورفت کرتی رہے گی
حسین، جب انہوں نے مجھ سے میری مدد و نصرت طلب کی
گمراہی اور نفاق والوں کے خلاف
اس صبح جب انہوں نے قصر میں مجھ سے یہ بات کہی
کیا تم ہمیں چھوڑ رہے ہو اور جدائی کا ارادہ کر چکے ہو؟
اور اگر میں اپنی جان سے ان کا ساتھ دیتا
تو ملاقات کے دن میں عزت و کرامت پاتا
فرزندِ مصطفیٰ کے ساتھ، میری جان ان پر قربان
وہ رخصت ہو گئے اور جدا ہو کر چلے گئے
اگر حسرت و افسوس کسی زندہ کا دل چیر سکتی
تو آج میرا دل بھی پھٹ جاتا
بے شک وہی کامیاب ہوئے جنہوں نے حسین کی مدد کی
اور نامراد رہے وہ جو نفاق والے تھے(1)

قال عقبة بن سمعان : فسرنا معه ساعة ، فخفق (عليه السلام) وهو على ظهر فرسه خفقة ، ثم انتبه وهو يقول : إنا لله وإنا إليه راجعون ، والحمد لله رب العالمين ، ففعل ذلك مرتين أو ثلاثاً ، فأقبل إليه ابنه علي بن الحسين (عليه السلام) فقال : ممَ حمدت الله واسترجعت ؟ قال : يا بني ، إني خفقت خفقة فعنَّ لي فارس على فرس وهو يقول : القوم يسيرون ، والمنايا تسير إليهم ، فعلمت أنها أنفسنا نعيت إلينا ، فقال له : يا أبتِ ، لا أراك الله سوءاً ، ألسنا على الحقّ ؟ قال : بلى ، والله الذي مرجع العباد إليه ، فقال : فإنّنا إذاً ما نبالي ، أن نموت محقين ، فقال له الحسين (عليه السلام) : جزاك الله من ولد خير ما جزى ولداً عن والده.

عقبہ بن سمعان کہتے ہیں: ہم ایک گھڑی ان کے ساتھ چلتے رہے، تو حسین (علیہ السلام) کو گھوڑے کی پیٹھ پر ہی ایک ہلکی سی اونگھ آ گئی، پھر وہ بیدار ہوئے تو فرما رہے تھے: إنا لله وإنا إليه راجعون، والحمد لله رب العالمين۔ آپ نے یہ عمل دو یا تین بار دہرایا۔ اس پر آپ کے فرزند علی بن الحسین (علیہ السلام) آگے بڑھے اور عرض کیا: آپ نے یہ حمد اور استرجاع کس بات پر کیا؟ فرمایا: بیٹا! مجھے ایک اونگھ آئی تو ایک سوار میرے سامنے گھوڑے پر نمودار ہوا اور کہہ رہا تھا: یہ لوگ (اپنی منزل کی طرف) چل رہے ہیں اور موت ان کی طرف چلی آ رہی ہے۔ تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ ہماری اپنی جانوں کی موت کی خبر ہے جو ہمیں دی گئی ہے۔ علی (علیہ السلام) نے عرض کیا: ابا جان! اللہ آپ کو کبھی برائی نہ دکھائے، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کی طرف بندوں کو لوٹ کر جانا ہے۔ عرض کیا: تو پھر ہمیں کوئی پروا نہیں کہ ہم حق پر ہوتے ہوئے موت پائیں۔ اس پر حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ تجھے وہ بہترین جزا دے جو کسی باپ کی طرف سے کسی بیٹے کو دی جاتی ہے۔

فلمّا أصبح نزل وصلّى بهم الغداة ، ثم عجّل الركوب وأخذ يتياسر بأصحابه يريد أن يفرّقهم فيأتيه الحر بن يزيد فيردّه وأصحابه ، فجعل إذا ردَّهم نحو الكوفة ردّاً شديدا امتنعوا عليه فارتفعوا ، فلم يزالوا يتسايرون كذلك حتى انتهوا إلى نينوى - المكان الذي نزل به الحسين (عليه السلام) - فإذا راكب على نجيب له ، عليه السلاح ، متنكّب قوساً مقبل من الكوفة ، فوقفوا جميعاً ينتظرونه ، فلمّا انتهى إليهم سلَّم على الحرّ وأصحابه ، ولم يسلِّم على الحسين (عليه السلام) وأصحابه ، ودفع إلى الحر كتاباً من

جب صبح ہوئی تو آپ نے پڑاؤ ڈالا اور انہیں نمازِ صبح پڑھائی، پھر جلدی سے سوار ہوئے اور اپنے اصحاب کے ساتھ بائیں جانب مڑنے لگے، آپ کا ارادہ تھا کہ (حر کے لشکر سے) الگ ہو جائیں۔ اتنے میں حر بن یزید آپ کے پاس آیا اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو روک دیا۔ جب بھی وہ انہیں کوفہ کی طرف سختی سے موڑنے کی کوشش کرتا تو وہ اس سے انکار کرتے اور اونچائی کی طرف بڑھ جاتے۔ وہ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ نینوا پہنچ گئے - وہی مقام جہاں حسین (علیہ السلام) نے پڑاؤ ڈالا - تو ایک سوار اپنی تیز رفتار اونٹنی پر، مسلح، کمان کندھے پر لٹکائے، کوفہ کی طرف سے آتا دکھائی دیا۔ سب اس کے انتظار میں رک گئے۔ جب وہ ان کے پاس پہنچا تو اس نے حر اور اس کے اصحاب کو سلام کیا، مگر حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب کو سلام نہ کیا، اور حر کو ایک خط دیا

عبيدالله بن زياد لعنه الله ، فإذا فيه : أما بعد ، فجعجع بالحسين حين يبلغك كتابي هذا ويقدم عليك رسولي ، ولا تنزله إلاّ بالعراء في غير خضر وعلى غير ماء ، وقد أمرت رسولي أن يلزمك ولا يفارقك حتى يأتيني بإنفاذك أمري ، والسلام.

عبیداللہ بن زیاد - جس پر اللہ کی لعنت ہو - کی طرف سے، جس میں یہ لکھا تھا: امّا بعد! جب میرا یہ خط اور میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو حسین پر سختی کرو اور اسے تنگ کر دو، اور اسے کسی سرسبز مقام میں اور کسی پانی کے قریب نہ اترنے دو بلکہ کھلے میدان میں اتارو۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ رہے اور تم سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ میرے حکم کی تعمیل کی خبر لے کر میرے پاس واپس آئے۔ والسلام۔

فلما قرأ الكتاب قال لهم الحر : هذا كتاب الأمير عبيدالله ، يأمرني أن أجعجع بكم في المكان الذي يأتيني كتابه ، وهذا رسوله وقد أمره أن لا يفارقني حتى أنفذ أمره فيكم ، فنظر يزيد بن المهاجر الكندي - وكان مع الحسين (عليه السلام) - إلى رسول ابن زياد فعرفه فقال له : ثكلتك أمك ، ماذا جئت فيه ؟ قال : أطعت إمامي ووفيت ببيعتي ، فقال له ابن المهاجر : بل عصيت ربَّك ، وأطعت إمامك في هلاك نفسك ، وكسبت العار والنار ، وبئس الإمام إمامك ، قال الله عزَّ وجلّ : « وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لاَ يُنصَرُونَ » [1]

سورة القصص ، الآية : 41.

فإمامك منهم ، وأخذهم الحرّ بالنزول في ذلك المكان على غير ماء ولا في قرية ، فقال له الحسين (عليه السلام) : دعنا - ويحك - ننزل هذه القرية أو هذه - يعني نينوى والغاضرية - أو هذه - يعني شفية - قال : لا والله ما أستطيع ذلك ، هذا رجل قد بعث إليَّ عيناً عليَّ ، فقال له زهير بن القين : إني والله لا أرى أن يكون بعد الذي ترون إلاّ أشد مما ترون ، يا ابن رسول الله ، إن قتال هؤلاء القوم الساعة أهون علينا من قتال من يأتينا من بعدهم ، فلعمري ليأتينا من بعدهم ما لا قبل لنا به ، فقال الحسين (عليه السلام) : ما كنت لأبدأهم بالقتال ، ثمَّ نزل ، وذلك اليوم يوم الخميس ، وهو اليوم الثاني من المحرم سنة إحدى وستين [2]

الإرشاد ، المفيد : 2/82 - 84 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/379 - 381.

.

جب اس نے خط پڑھا تو حر نے ان سے کہا: یہ امیر عبیداللہ کا خط ہے، وہ مجھے حکم دیتا ہے کہ جس مقام پر اس کا خط مجھے پہنچے وہیں تمہیں روک کر تنگ کر دوں، اور یہ اس کا قاصد ہے جسے اس نے حکم دیا ہے کہ وہ مجھ سے جدا نہ ہو یہاں تک کہ میں تمہارے بارے میں اس کا حکم نافذ کر دوں۔ یزید بن مہاجر کندی نے - جو حسین (علیہ السلام) کے ساتھ تھے - ابن زیاد کے قاصد کی طرف دیکھا اور اسے پہچان لیا، تو اس سے کہا: تیری ماں تجھ پر روئے! تو کس چیز کے ساتھ آیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اپنے امام کی اطاعت کی اور اپنی بیعت پوری کی۔ ابن مہاجر نے اس سے کہا: بلکہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اپنی جان کی ہلاکت میں اپنے امام کی اطاعت کی، اور تو نے عار اور آگ کمائی، اور تیرا امام کیا ہی برا امام ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: «اور ہم نے انہیں ایسے پیشوا بنا دیا جو آگ کی طرف بلاتے ہیں اور قیامت کے دن انہیں کوئی مدد نہ ملے گی»(1)، تو تیرا امام بھی انہی میں سے ہے۔ اور حر نے انہیں اس مقام پر اترنے پر مجبور کیا جہاں نہ پانی تھا اور نہ کوئی بستی۔ حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: افسوس تجھ پر! ہمیں اس بستی میں یا اس میں - یعنی نینوا اور غاضریہ - یا اس میں - یعنی شفیہ - اترنے دے۔ اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم، میں ایسا نہیں کر سکتا، اس شخص نے مجھ پر ایک جاسوس مقرر کر رکھا ہے۔ اس پر زہیر بن قین نے کہا: خدا کی قسم، میرا خیال ہے کہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اس کے بعد اس سے بھی زیادہ سخت حالات پیش آئیں گے، اے فرزندِ رسول اللہ! ابھی ان لوگوں سے لڑنا ہمارے لیے ان لوگوں سے لڑنے سے کہیں آسان ہے جو ان کے بعد ہم پر آئیں گے، مجھے اپنی جان کی قسم، ان کے بعد ہمارے پاس وہ کچھ آئے گا جس کی ہمیں کوئی طاقت نہ ہوگی۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں ان سے پہل کر کے جنگ شروع کرنے والا نہیں ہوں۔ پھر آپ نے پڑاؤ ڈالا، اور یہ دن جمعرات کا دن تھا، اور یہ سنہ اکسٹھ ہجری کی محرم کی دوسری تاریخ تھی(2)۔

وقال السيد ابن طاووس رحمه الله : فقام الحسين (عليه السلام) خطيباً في أصحابه فحمد الله وأثنى عليه ، ثمَّ قال : إنه قد نزل من الأمر ما قد ترون ، وإن الدنيا تغيَّرت وتنكَّرت وأدبر معروفها ، ولم يبق منها إلاّ صبابة كصبابة الإناء ، وخسيس عيش

سید ابن طاووس رحمہ اللہ نے کہا: حسین (علیہ السلام) اپنے اصحاب میں خطیب بن کر کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: بے شک حالات وہی رخ اختیار کر چکے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو، اور دنیا بدل چکی ہے، اجنبی ہو چکی ہے، اور اس کی بھلائی پیٹھ پھیر چکی ہے، اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے اس تھوڑے سے حصے کے جیسے برتن کی تہہ میں باقی رہ جانے والا تھوڑا سا پانی، اور ایک ذلیل زندگی

كالمرعى الوبيل ، ألا ترون إلى الحقّ لا يعمل به ، وإلى الباطل لا يُتناهى عنه ، ليرغب المؤمن في لقاء ربه حقاً حقاً ، فإني لا أرى الموت إلاّ سعادة ، والحياة مع الظالمين إلاّ برماً.

جیسے زہریلی چراگاہ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں کیا جاتا اور باطل سے روکا نہیں جاتا؟ ایسے میں مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کی حقیقی رغبت رکھے، کیونکہ میں موت کو سعادت کے سوا کچھ نہیں سمجھتا، اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو سوائے مصیبت کے کچھ نہیں سمجھتا۔

فقام زهير بن القين فقال : قد سمعنا ـ هداك الله يا ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ـ مقالتك ، ولو كانت الدنيا لنا باقية ، وكنا فيها مخلدين ، لآثرنا النهوض معك على الإقامة فيها.

زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور کہا: اے فرزندِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، اللہ آپ کو ہدایت دے، ہم نے آپ کی بات سن لی، اور اگر دنیا ہمارے لیے باقی رہنے والی ہوتی اور ہم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوتے، تب بھی ہم آپ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونے کو اس میں ٹھہرے رہنے پر ترجیح دیتے۔

قال : ووثب هلال بن نافع البجلي فقال : والله ما كرهنا لقاء ربنا ، وإنا على نيّاتنا وبصائرنا ، نوالي من والاك ، ونعادي من عاداك.

راوی کہتے ہیں: ہلال بن نافع بجلی اچھل کر کھڑے ہوئے اور کہا: خدا کی قسم، ہمیں اپنے رب سے ملاقات ناپسند نہیں، اور ہم اپنی نیتوں اور بصیرتوں پر قائم ہیں، ہم اس سے دوستی رکھتے ہیں جو آپ سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھتے ہیں جو آپ سے دشمنی رکھے۔

قال : وقام برير بن خضير فقال : والله يا ابن رسول الله ، لقد منَّ الله بك علينا أن نقاتل بين يديك ، فتُقطَّع فيك أعضاؤنا ، ثم يكون جدك شفيعنا يوم القيامة.

راوی کہتے ہیں: پھر بریر بن خضیر کھڑے ہوئے اور کہا: خدا کی قسم، اے فرزندِ رسول اللہ، اللہ نے آپ کے ذریعے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہم آپ کے سامنے جنگ کریں اور آپ کی خاطر ہمارے اعضاء کٹ جائیں، پھر قیامت کے دن آپ کے نانا ہمارے شفیع ہوں۔

قال : ثم إن الحسين (عليه السلام) قام وركب وسار ، وكلما أراد المسير يمنعونه تارة ويسايرونه أخرى حتى بلغ كربلاء ، وكان ذلك في اليوم الثاني من المحرم [1]

راوی کہتے ہیں: پھر حسین (علیہ السلام) کھڑے ہوئے، سوار ہوئے اور روانہ ہو گئے، اور جب بھی آپ چلنا چاہتے تو وہ لوگ کبھی آپ کو روک دیتے اور کبھی آپ کے ساتھ ساتھ چلتے، یہاں تک کہ آپ کربلا پہنچ گئے، اور یہ محرم کی دوسری تاریخ کا واقعہ تھا(1)۔

[1] اللهوف ، السيد ابن طاووس : 48 ـ 49 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/381.

.

وفي المناقب : فقال له زهير : فسر بنا حتى ننزل بكربلاء ، فإنها على شاطىء الفرات ، فنكون هنالك ، فإن قاتلونا قاتلناهم ، واستعنا الله عليهم ، قال : فدمعت عينا الحسين (عليه السلام) ثم قال : اللهم إني أعوذ بك من الكرب والبلاء ، ونزل الحسين (عليه السلام) في موضعه ذلك ، ونزل الحر بن يزيد حذاءه في ألف فارس ، ودعا الحسين (عليه السلام) بدواة وبيضاء ، وكتب إلى أشراف الكوفة ممن كان يظنّ أنه على رأيه : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، من الحسين بن علي إلى سليمان بن صرد ، والمسيب بن نجبة ، ورفاعة بن شداد ، وعبدالله بن وأل ، وجماعة المؤمنين.

مناقب میں ہے: زہیر نے آپ سے عرض کیا: ہمیں لے کر چلیے تاکہ ہم کربلا میں اتریں، کیونکہ وہ فرات کے کنارے پر واقع ہے، ہم وہاں رہیں گے، اگر انہوں نے ہم سے جنگ کی تو ہم بھی ان سے جنگ کریں گے اور ان کے مقابلے میں اللہ سے مدد طلب کریں گے۔ راوی کہتے ہیں: اس پر حسین (علیہ السلام) کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، پھر فرمایا: اے اللہ! میں کرب اور بلا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور حسین (علیہ السلام) اسی مقام پر اترے، اور حر بن یزید اپنے ایک ہزار سواروں کے ساتھ آپ کے سامنے اترا۔ حسین (علیہ السلام) نے دوات اور ایک سادہ کاغذ منگوایا اور کوفہ کے ان سرداروں کو جن کے بارے میں آپ کا خیال تھا کہ وہ آپ کی رائے پر ہیں، خط لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی کی طرف سے سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد، عبداللہ بن وال اور جماعتِ مومنین کے نام۔

أمّا بعد ، فقد علمتم أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قد قال في حياته : من رأى سلطاناً جائراً مستحلا لحُرم الله ، ناكثاً لعهد الله ، مخالفاً لسنة رسول الله ، يعمل في عباد الله

امّا بعد! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا: جو شخص کسی ایسے ظالم حکمران کو دیکھے جو اللہ کی حرمتوں کو حلال سمجھتا ہو، اللہ کے عہد کو توڑنے والا ہو، رسول اللہ کی سنت کی مخالفت کرنے والا ہو، اللہ کے بندوں کے درمیان

بالإثم والعدوان ، ثمَّ لم يغيِّر بقول ولا فعل ، كان حقيقاً على الله أن يدخله مدخله ، وقد علمتم أن هؤلاء القوم قد لزموا طاعة الشيطان ، وتولّوا عن طاعة الرحمن ، وأظهروا الفساد ، وعطَّلوا الحدود ، واستأثروا بالفيء ، وأحلّوا حرام الله ، وحرَّموا حلاله ، وإني أحقّ بهذا الأمر لقرابتي من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وقد أتتني كتبكم ، وقدمت عليَّ رسلكم ببيعتكم ، أنكم لا تسلموني ولا تخذلوني ، فإن وفيتم لي ببيعتكم فقد أصبتم حظّكم ورشدكم ، ونفسي مع أنفسكم ، وأهلي وولدي مع أهاليكم وأولادكم ، فلكم بي أسوة ، وإن لم تفعلوا ونقضتم عهودكم وخلعتم بيعتكم ، فلعمري ما هي منكم بنكر ، لقد فعلتموها بأبي وأخي وابن عمي ، والمغرور من اغترَّ بكم ، فحظَّكم أخطأتم ، ونصيبَكم ضيَّعتم ، ومن نكث فإنما ينكث على نفسه ، وسيغني الله عنكم ، والسلام.

گناہ اور زیادتی کے ساتھ کام کرتا ہو، پھر کوئی اسے قول سے روکے نہ فعل سے، تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے اسی (ظالم) کے ٹھکانے میں داخل کرے۔ اور تم جانتے ہو کہ یہ لوگ شیطان کی اطاعت پر جم گئے ہیں اور رحمان کی اطاعت سے منہ موڑ چکے ہیں، انہوں نے فساد کو ظاہر کر دیا ہے، حدود کو معطل کر دیا ہے، مالِ فے پر خود قابض ہو گئے ہیں، اللہ کے حرام کو حلال اور اس کے حلال کو حرام کر دیا ہے۔ اور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اپنی قرابت کی بنا پر اس امر کا سب سے زیادہ حق دار ہوں۔ تمہارے خط میرے پاس پہنچے اور تمہارے قاصد میرے پاس تمہاری بیعت لے کر آئے کہ تم مجھے دشمن کے حوالے نہیں کرو گے اور مجھے بے یار و مددگار نہیں چھوڑو گے۔ پس اگر تم اپنی بیعت پوری کرو گے تو تم اپنی خوش نصیبی اور ہدایت کو پا لو گے، میری جان تمہاری جانوں کے ساتھ ہے اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں، پس تمہارے لیے میری ذات میں ایک نمونہ ہے۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو اور اپنے عہد توڑ دو اور اپنی بیعت اتار پھینکو، تو مجھے اپنی جان کی قسم، یہ تمہارا کوئی انوکھا کام نہ ہوگا، تم یہی کچھ میرے والد، میرے بھائی اور میرے چچا زاد بھائی کے ساتھ بھی کر چکے ہو، اور دھوکہ کھایا ہوا وہی ہے جو تم سے دھوکہ کھا جائے۔ تم نے اپنی خوش نصیبی سے خطا کی اور اپنا حصہ ضائع کر دیا، اور جو کوئی عہد شکنی کرتا ہے وہ دراصل اپنے ہی خلاف عہد شکنی کرتا ہے، اور عنقریب اللہ تمہاری پروا کیے بغیر تم سے بے نیاز ہو جائے گا۔ والسلام۔

ثم طوى الكتاب وختمه ودفعه إلى قيس بن مسهر الصيداوي - وساق الحديث كما مرَّ - ثم قال : ولما بلغ الحسين (عليه السلام) قتل قيس استعبر باكياً ، ثمَّ قال : اللهم اجعل لنا ولشيعتنا عندك منزلا كريماً ، واجمع بيننا وبينهم في مستقر من رحمتك ، إنك على كل شيء قدير.

پھر آپ نے خط لپیٹا، اس پر مہر لگائی اور اسے قیس بن مُسہر صیداوی کے حوالے کر دیا — اور راوی نے حدیث اسی طرح بیان کی جیسے پہلے گزر چکی — پھر کہا: اور جب حسین (علیہ السلام) کو قیس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ رو پڑے، پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے اور ہمارے شیعوں کے لیے اپنے ہاں ایک باعزت ٹھکانا مقرر فرما، اور ہمیں اور انہیں اپنی رحمت کے مستقر میں جمع فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قال : فوثب إلى الحسين (عليه السلام) رجل من شيعته ـ يقال له هلال بن نافع البجلي ـ فقال : يا ابن رسول الله ، أنت تعلم أن جدَّك رسول الله (صلى الله عليه وآله) لم يقدر أن يُشرب الناس محبته ، ولا أن يرجعوا إلى أمره ما أحبَّ ، وقد كان منهم منافقون يعدون بالنصر ، ويضمرون له الغدر ، يلقونه بأحلى من العسل ، ويخلفونه بأمرَّ من الحنظل ، حتى قبضه الله إليه ، وإن أباك علياً رحمة الله عليه قد كان في مثل ذلك ، فقوم قد أجمعوا على نصره وقاتلوا معه الناكثين والقاسطين والمارقين ، حتى أتاه أجلُه ، فمضى إلى رحمة الله ورضوانه ، وأنت اليوم عندنا في مثل تلك الحالة ، فمن نكث عهده ، وخلع بيعته ، فلن يضرَّ إلاَّ نفسه ، والله مغن عنه ، فسر بنا راشداً

راوی کہتے ہیں: پھر حسین (علیہ السلام) کے شیعوں میں سے ایک شخص – جسے ہلال بن نافع بجلی کہا جاتا تھا – اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ ! آپ جانتے ہیں کہ آپ کے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) بھی لوگوں کو اپنی محبت پلانے پر قادر نہ ہو سکے، اور نہ ہی وہ لوگوں کو اس بات پر لا سکے کہ وہ آپ کے حکم کی طرف اسی طرح لوٹیں جیسا آپ چاہتے تھے، اور ان میں منافق بھی تھے جو نصرت کا وعدہ کرتے تھے مگر دل میں دھوکہ چھپائے رکھتے تھے، شہد سے زیادہ میٹھی باتوں سے ملتے تھے مگر اندر سے حنظل سے زیادہ کڑوے ثابت ہوتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف بلا لیا۔ اور آپ کے والد علی – اللہ کی رحمت ہو ان پر – بھی اسی طرح کی حالت سے دوچار ہوئے، تو کچھ لوگوں نے ان کی نصرت پر اتفاق کیا اور ان کے ساتھ مل کر ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کی، یہاں تک کہ ان کی موت کا وقت آ گیا، تو وہ اللہ کی رحمت اور رضا کی طرف روانہ ہو گئے، اور آج آپ بھی ہمارے نزدیک اسی حالت میں ہیں، پس جو شخص اپنا عہد توڑ دے اور اپنی بیعت اتار پھینکے، وہ صرف اپنے آپ کو نقصان پہنچائے گا، اور اللہ اس سے بے نیاز ہے، پس ہمیں لے کر چلیے، ہدایت یافتہ

معافىً ، مشرِّقاً إن شئت ، وإن شئت مغرِّباً ، فوالله ما أشفقنا من قدر الله ، ولا كرهنا لقاء ربِّنا ، وإنّا على نيّاتنا وبصائرنا ، نوالي من والاك ، ونعادي من عاداك.

اور محفوظ و مامون، خواہ آپ مشرق کی طرف جانا چاہیں یا مغرب کی طرف، بخدا نہ ہم اللہ کی تقدیر سے خوفزدہ ہوئے ہیں اور نہ ہی ہمیں اپنے رب سے ملاقات ناپسند ہے، اور ہم اپنی نیتوں اور بصیرتوں پر قائم ہیں، جو آپ سے دوستی رکھے ہم اس سے دوستی رکھتے ہیں اور جو آپ سے دشمنی رکھے ہم اس سے دشمنی رکھتے ہیں۔

ثم وثب إليه برير بن خضير الهمداني فقال : والله يا بن رسول الله ، لقد منَّ الله بك علينا أن نقاتل بين يديك ، تُقطَّع فيه أعضاؤنا ، ثم يكون جدك شفيعنا يوم القيامة بين أيدينا ، لا أفلح قوم ضيَّعوا ابن بنت نبيِّهم ، أفٍّ لهم غداً ماذا يلاقون ؟ ينادون بالويل والثبور في نار جهنم.

پھر بریر بن خضیر ہمدانی اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: بخدا اے فرزندِ رسول اللہ ! اللہ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے کہ ہم آپ کے سامنے جنگ کریں، اس میں ہمارے اعضاء کٹ جائیں، پھر روزِ قیامت آپ کے نانا ہمارے سامنے ہماری شفاعت فرمائیں، وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہو گی جس نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو ضائع کر دیا، افسوس ہے ان پر، کل انہیں کیا ملے گا؟ وہ جہنم کی آگ میں ہلاکت اور بربادی کو پکاریں گے۔

قال : فجمع الحسين (عليه السلام) ولده وإخوته وأهل بيته ، ثمَّ نظر إليهم فبكى ساعة ، ثمَّ قال : اللهم إنا عترة نبيك محمد ، وقد أُخرجنا وطُردنا وأُزعجنا عن حرم جدنا ، وتعدَّت بنو أمية علينا ، اللهم فخذ لنا بحقنا ، وانصرنا على القوم الظالمين.

راوی کہتے ہیں: پھر حسین (علیہ السلام) نے اپنی اولاد، اپنے بھائیوں اور اپنے اہلِ بیت کو جمع کیا، پھر ان کی طرف دیکھا اور دیر تک روتے رہے، پھر فرمایا: اے اللہ ! ہم تیرے نبی محمد کی عترت ہیں، ہمیں نکالا گیا، دھتکارا گیا اور ہمارے نانا کے حرم سے بے چین کر کے نکالا گیا، اور بنی امیہ نے ہم پر زیادتی کی، اے اللہ ! ہمارا حق ہمیں دلا، اور ظالم قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

قال : فرحل من موضعه حتى نزل في يوم الأربعاء أو يوم الخميس بكربلاء ، وذلك في الثاني من المحرم سنة إحدى وستين.

راوی کہتے ہیں: پھر آپ اس مقام سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بدھ یا جمعرات کے دن کربلا میں اترے، اور یہ اکسٹھ ہجری کے محرم کی دوسری تاریخ کا واقعہ تھا۔

ثم أقبل على أصحابه فقال (عليه السلام) : الناس عبيد الدنيا ، والدين لعق على ألسنتهم ، يحوطونه مادرَّت معايشهم ، فإذا مُحِّصوا بالبلاء قلَّ الديانون ، ثمَّ قال : أهذه كربلاء ؟ فقالوا : نعم يا ابن رسول الله ، فقال : هذا موضع كرب وبلاء ، ههنا مناخ ركابنا ، ومحطّ رحالنا ، ومقتل رجالنا ، ومسفك دمائنا.

پھر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگ دنیا کے غلام ہیں، اور دین ان کی زبانوں پر ایک چاٹنے کی چیز بن کر رہ گیا ہے، جب تک ان کی معیشت میں فراخی رہتی ہے وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن جب آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں تو دیندار لوگ کم رہ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا: کیا یہی کربلا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں اے فرزندِ رسول اللہ ! تو آپ نے فرمایا: یہ کرب و بلا کی جگہ ہے، یہیں ہماری سواریاں بیٹھیں گی، یہیں ہمارا پڑاؤ ہو گا، یہیں ہمارے مرد قتل ہوں گے، اور یہیں ہمارا خون بہایا جائے گا۔

قال : فنزل القوم وأقبل الحر حتى نزل حذاء الحسين (عليه السلام) في ألف فارس ، ثم كتب إلى ابن زياد يخبره بنزول الحسين بكربلا [1]

راوی کہتے ہیں: پھر لوگ اترے، اور حر بھی اپنے ایک ہزار سواروں کے ساتھ آکر حسین (علیہ السلام) کے مقابل اترا، پھر اس نے ابن زیاد کو خط لکھ کر حسین کے کربلا میں اترنے کی اطلاع دی(1)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/381 ـ 383.

.

وفي رواية أخرى : قال الحسين (عليه السلام) : وما اسم هذا المكان ؟ قالوا له : كربلاء ، قال : ذات كرب وبلاء ، ولقد مرَّ أبي بهذا المكان عند مسيره إلى صفين وأنا معه ، فوقف فسأل عنه ، فأخبر باسمه ، فقال : هاهنا محطّ ركابهم ، وهاهنا مهراق دمائهم ، فسُئل عن ذلك فقال : ثقل لآل بيت محمد ، ينزلون هاهنا [1]

اور ایک دوسری روایت میں ہے: حسین (علیہ السلام) نے پوچھا: اس جگہ کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: کربلا۔ آپ نے فرمایا: یہ کرب و بلا کی جگہ ہے، اور میرے والد جب صفین کی طرف روانہ ہوئے تھے تو اسی جگہ سے گزرے تھے اور میں ان کے ساتھ تھا، تو وہ رک گئے اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا، انہیں اس کا نام بتایا گیا، تو انہوں نے فرمایا: یہاں ان کی سواریاں پڑاؤ کریں گی، اور یہاں ان کا خون بہایا جائے گا۔ اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ آلِ محمد کا سامانِ سفر ہے، وہ یہیں اتریں گے(1)۔

الأخبار الطوال ، الدينوري : 252 ـ 253.

.

وقبض قبضة منها فشمَّها وقال : هذه والله هي الأرض التي أخبر بها جبرئيل رسول الله (صلى الله عليه وآله) أنني أقتل فيها ، أخبرتني أم سلمة [2]

اور اس نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی، اسے سونگھا اور فرمایا: خدا کی قسم! یہی وہ زمین ہے جس کے بارے میں جبرئیل نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خبر دی تھی کہ میں یہیں قتل ہوں گا، مجھے ام سلمہ نے بتایا۔

كلمات الإمام الحسين (عليه السلام) ، الشيخ الشريفي : 374.

.

وفي رواية عن أبي مخنف في مقتله بإسناده عن الكلبي أنه قال : وساروا جميعاً إلى أن أتوا إلى أرض كربلاء ، وذلك في يوم الأربعاء ، فوقف فرس الحسين (عليه السلام) من تحته ، فنزل عنها وركب أخرى فلم ينبعث من تحته خطوة واحدة ، ولم يزل يركب فرساً بعد فرس حتى ركب سبعة أفراس وهن على هذا الحال ، فلما رأى الإمام ذلك الأمر الغريب قال (عليه السلام) : ما يقال لهذه الأرض ؟ قالوا : أرض الغاضرية ، قال : فهل لها اسم غير هذا ؟ قالوا : تسمَّى نينوى ، قال : هل لها اسم غير هذا ؟ قالوا : تسمَّى بشاطىء الفرات ، قال : هل لها اسم غير هذا ؟ قالوا : تسمَّى كربلاء.

اور ابو مخنف کی روایت میں، اپنی سند کے ساتھ کلبی سے مروی ہے کہ اس نے کہا: سب لوگ ساتھ ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ سرزمینِ کربلا پر پہنچے، اور یہ بدھ کے دن کی بات ہے۔ اس دوران حسین (علیہ السلام) کا گھوڑا نیچے سے رک گیا، تو آپ اس سے اتر کر دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے، مگر وہ بھی ایک قدم آگے نہ بڑھا۔ اسی طرح آپ گھوڑے بدلتے رہے یہاں تک کہ سات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور سب کا یہی حال رہا۔ جب امام نے یہ عجیب معاملہ دیکھا تو فرمایا: اس زمین کو کیا کہا جاتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ارضِ غاضریہ۔ آپ نے فرمایا: کیا اس کا کوئی اور نام بھی ہے؟ عرض کیا: اسے نینوا بھی کہتے ہیں۔ فرمایا: کیا اس کا کوئی اور نام ہے؟ عرض کیا: اسے شاطئ فرات بھی کہا جاتا ہے۔ فرمایا: کیا اس کا کوئی اور نام ہے؟ عرض کیا: اسے کربلا کہتے ہیں۔

فتنفّس الصعداء وقال : أرض كرب وبلاء ، ثم قال : قفوا ولا ترحلوا منها ، فهاهنا والله مناخ ركابنا ، وهاهنا والله سفك دمائنا ، وهاهنا والله هتك حريمنا ، وهاهنا والله قتل رجالنا ، وهاهنا والله ذبح أطفالنا ، وهاهنا والله تزال قبورنا ، وبهذه التربة وعدني جدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ولا خُلف لقوله [3]

یہ سن کر آپ نے آہِ سرد بھری اور فرمایا: یہ کرب و بلا کی سرزمین ہے۔ پھر فرمایا: یہیں ٹھہرو اور یہاں سے کوچ نہ کرو، کیونکہ خدا کی قسم! یہیں ہماری سواریاں پڑاؤ کریں گی، اور خدا کی قسم! یہیں ہمارا خون بہایا جائے گا، اور خدا کی قسم! یہیں ہماری حرمتیں پامال کی جائیں گی، اور خدا کی قسم! یہیں ہمارے مرد قتل ہوں گے، اور خدا کی قسم! یہیں ہمارے بچے ذبح کیے جائیں گے، اور خدا کی قسم! یہیں ہماری قبریں ہمیشہ باقی رہیں گی، اور اسی مٹی کا میرے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، اور ان کا فرمایا ہوا کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

الدمعة الساكبة ، البهبهاني : 4/256.

.

ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

خدا کی رحمت ہو حجت الاسلام شیخ علی جشی پر، کہ وہ کیا خوب فرماتے ہیں:

لم أنسَ إذْ وَقَفَ الجوادُ بكربلا بابنِ البتولةِ والعدى حَفَّتْ بِهِ
يَا مُهْرُ لِمْ لا سِرْتَ عن وادي البلا والكربِ خوفاً من بلاه وكربِهِ
أَوَهَلْ إليك اللهُ أَوْحَى أَنَّ في واديه مَصْرَعَهُ ومصرعَ صَحْبِهِ [4]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 45.

میں نہیں بھولا جب گھوڑا کربلا میں رک گیا
بتول کے فرزند کے ساتھ، جبکہ دشمن اسے گھیرے ہوئے تھے
اے میرے مہر! تُو بلا اور کرب کی وادی سے آگے کیوں نہ بڑھا
اُس کی مصیبت اور کرب کے خوف سے؟
کیا خدا نے تجھ پر یہ وحی کی تھی کہ اسی وادی میں اُس کا اور اُس کے ساتھیوں کا مقتل ہے؟

ولله درّ المرحوم الشيخ الفرطوسي إذ يقول :

خدا کی رحمت ہو مرحوم شیخ فرطوسی پر، کہ وہ کیا خوب فرماتے ہیں:

هذه كربلاءُ دارُ البلايا وهي كربٌ مشفوعةٌ ببلاءِ
هاهنا هاهنا تحطُّ رحالٌ للمنايا على صعيدِ الفَنَاءِ
هاهنا تُذْبَحُ الذراري فَتَرْوَى تُرْبَةُ الأرضِ من سُيُولِ الدِّمَاءِ
هاهنا تُقْتَلُ الرِّجَالُ وَتُسْبَى بَعْدَ قَتْلِ الرجالِ خيرُ نساءِ
هاهنا تُحْرَقُ الخيامُ فَتَأْوِي من خِبَاء مذعورةً لخباءِ
هاهنا تُنْهَبُ الملاحفُ منها وتُعَرَّى من الحلي في العَرَاءِ
هاهنا يُلْهِبُ الظما كلَّ قلب يتلظَّى وَقْداً لبردِ الرواءِ
فتموتُ الأطفالُ وهي عُطاشى والأواني تَجُفُّ من كلِّ مَاءِ
ويُجَرُّ العليلُ من فوقِ نُطْعٍ سحبوه بغلظة وجَفَاءِ
وتشالُ الرؤوسُ فوقَ عوال وتُعَافُ الأجسامُ في الرمضاءِ
وصفايا الزهراءِ تُحْمَلُ أسرى فوق نُوْق عُجْف بغيرِ وِطَاءِ
يومَ عاشورَ أنت يومٌ أريعوا بك آلُ الرسولِ في كربلاءِ [1]

ملحمة أهل البيت (عليهم السلام) ، الفرطوسي : 3/274 ـ 275.

یہ کربلا ہے، مصیبتوں کا گھر
یہ ایسا کرب ہے جس کے ساتھ بلا جڑی ہے
یہیں، یہیں پر اُتریں گے کجاوے
موت کے، فنا کی سرزمین پر
یہیں ذبح کیے جائیں گے کمسن بچے، اور سیراب ہو گی
زمین کی مٹی خون کے سیلاب سے
یہیں مرد قتل کیے جائیں گے، اور اسیر بنائی جائے گی
مردوں کے قتل کے بعد بہترین عورتیں
یہیں خیمے جلائے جائیں گے، تو ایک خیمے سے
دوسرے خیمے کی طرف خوفزدہ ہو کر پناہ لی جائے گی
یہیں ان سے چادریں چھینی جائیں گی
اور کھلے میدان میں زیورات سے عریاں کر دی جائیں
گی
یہیں پیاس ہر دل کو بھڑکائے گی
جو سیرابی کی ٹھنڈک کے لیے سلگتا رہے گا
تو بچے پیاسے ہی مر جائیں گے
اور برتن ہر پانی سے خالی ہو جائیں گے
اور بیمار کو چمڑے کے فرش پر سے گھسیٹا جائے گا
اسے سختی اور بے رحمی سے کھینچا جائے گا
اور سرنیزوں پر اونچے کیے جائیں گے
اور جسم تپتی ریت میں بے وقعت پڑے رہیں گے
اور زہرا کی نشانیاں قیدی بنا کر لے جائی جائیں گی
دبلی اونٹنیوں پر، بغیر کسی گدے کے
اے عاشور کے دن ! تُو وہ دن ہے جس میں
آلِ رسول کو کربلا میں اتارا گیا

المجلس الثالث ، من اليوم الخامس
مرور أمير المؤمنين (عليه السلام) بكربلاء
وبكاؤه على الحسين (عليه السلام)

تیسرا مجلس، پانچویں دن سے
امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا کربلا سے گزرنا
اور حسین (علیہ السلام) پر آپ کا گریہ کرنا

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : يا مواليّ ، فلو عاينكم المصطفى ، وسهام الأمة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليل الفسق من ورعكم ، وغيظ

اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارات میں آیا ہے: اے میرے آقاؤ! کاش مصطفیٰ تمہیں اس حال میں دیکھتے کہ امت کے تیر تمہارے جگر میں پیوست ہیں، اور ان کے نیزے تمہارے سینوں میں گڑے ہوئے ہیں، اور ان کی تلواریں تمہارے خون میں ڈوبی ہوئی ہیں، حرامزادوں کی اولاد تمہاری پارسائی کے خلاف اپنے فسق کی پیاس بجھا رہی ہے، اور

الكفر من إيمانكم ، وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانه ، وقتيل بالعراء قد رفع فوق القناة رأسه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قطِّعت بجرع السمِّ أمعاؤه ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حوله ولا قوّة إلاّ بالله العليّ العظيم ، ولله درّ الشيخ عبدالحسين الحياوي إذ يقول :

تمہارے ایمان کے خلاف اپنے کفر کا غصہ نکال رہی ہے، اور تم میں سے کوئی محراب میں گرا پڑا ہے جس کی کھوپڑی تلوار سے چیر دی گئی، اور کوئی جنازے پر شہید پڑا ہے جس کے کفن تیروں سے چھلنی کر دیے گئے، اور کوئی کھلے میدان میں مقتول ہے جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا، اور کوئی قید خانے میں جکڑا ہوا ہے جس کے اعضاء لوہے سے کچلے گئے، اور کوئی زہر دیا گیا ہے جس کی انتڑیاں زہر کے گھونٹوں سے کٹ گئیں۔ بیشک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور نہیں کوئی طاقت اور نہ قوت مگر اللہ بزرگ و برتر کی مدد سے۔ خدا کی رحمت ہو شیخ عبدالحسین حیاوی پر، کہ وہ کیا خوب فرماتے ہیں:

يعزُّ على الطهرِ البتولِ بأن ترى عزيزاً لها ملقىً وأكفانُهُ العَفْرُ
يعزُّ عليها أَنْ تراه محرَّماً عليه فُرَاتُ الماءِ وهو لها مَهْرُ
يعزُّ على المختارِ أن سليلَهُ يُرَضُّ بعتب العادياتِ له صَدْرُ
فَلاَ صبرَ محمودٌ بقتلِ ابنِ فاطم وليس لمن لم يجرِ مَدْمَعُهُ عُذْرُ [1]

مثير الأحزان ، الجواهري : 146.

پاکیزہ بتول پر یہ گراں گزرتا ہے کہ وہ دیکھے
اپنے عزیز کو زمین پر پڑا ہوا، اس کے کفن خاک آلود
اس پر یہ گراں گزرتا ہے کہ وہ دیکھے کہ اس پر حرام کر دیا گیا
فرات کا پانی، حالانکہ وہ اس کا مہر تھا
مختار (رسول) پر یہ گراں گزرتا ہے کہ ان کے نواسے کا
سینہ ظالموں کی ایڑیوں سے کچلا جائے
تو ابنِ فاطمہ کے قتل پر کوئی صبر تعریف کے قابل نہیں
اور جس کے آنسو نہ بہیں اس کے لیے کوئی عذر نہیں

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن ابن عباس قال : كنت مع أمير المؤمنين (عليه السلام) في خرجته إلى صفين ، فلمَّا نزل بنينوى وهو بشط الفرات قال بأعلى صوته : يا ابن عباس ، أتعرف هذا الموضع ؟ قلت له : ما أعرفه يا أمير المؤمنين ، فقال (عليه السلام) : لو عرفته كمعرفتي لم تكن تجوزه حتى تبكي كبكائي.

شیخ صدوق (علیہ الرحمہ) نے ابن عباس سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ صفین کی طرف روانگی کے سفر میں تھا، جب آپ نینوا میں اترے، اور آپ فرات کے کنارے تھے، تو بلند آواز سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم اس جگہ کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، میں اسے نہیں پہچانتا۔ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اگر تم اسے ایسے ہی پہچانتے جیسے میں پہچانتا ہوں، تو تم اس سے اس وقت تک آگے نہ بڑھتے جب تک میری طرح گریہ نہ کر لیتے۔

قال : فبكى طويلا حتى اخضلّت لحيته ، وسالت الدموع على صدره ، وبكينا معاً وهو يقول : أوه أوه ، مالي ولآل أبي سفيان ؟ مالي ولآل حرب حزب الشيطان وأولياء الكفر ؟ صبراً يا أبا عبدالله ، فقد لقي أبوك مثل الذي تلقى منهم.

ابن عباس کہتے ہیں: پھر آپ دیر تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی، اور آنسو آپ کے سینے پر بہنے لگے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ روئے، جبکہ آپ فرما رہے تھے: ہائے، ہائے! مجھے آلِ ابی سفیان سے کیا سروکار؟ مجھے آلِ حرب، شیطان کے گروہ اور کفر کے سرپرستوں سے کیا سروکار؟ صبر کرو اے ابا عبداللہ! کیونکہ تمہارے والد کو بھی ان کی طرف سے ویسا ہی سامنا کرنا پڑا جیسا تمہیں پیش آئے گا۔

ثمَّ دعا بماء فتوضَّأ وضوء الصلاة ، فصلَّى ما شاء الله أن يصلي ، ثمَّ ذكر نحو كلامه الأول إلاَّ أنه نعس عند انقضاء صلاته وكلامه ساعة ، ثمَّ انتبه فقال : يا ابن عباس ، فقلت : ها أنا ذا ، فقال : ألا أحدِّثك بما رأيت في منامي آنفاً عند رقدتي ؟ فقلت : نامت عيناك ورأيت خيراً يا أمير المؤمنين.

پھر آپ نے پانی منگوایا اور نماز کا وضو کیا، اور جتنی دیر اللہ نے چاہا نماز پڑھی، پھر اپنی پہلی گفتگو جیسی بات دہرائی، سوائے اس کے کہ اپنی نماز اور گفتگو ختم کرنے کے بعد آپ کو کچھ دیر اونگھ آ گئی، پھر بیدار ہوئے تو فرمایا: اے ابن عباس! میں نے عرض کیا: میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ ابھی اپنی نیند میں میں نے کیا خواب دیکھا؟ میں نے عرض کیا: آپ کی آنکھیں سو گئیں اور آپ نے بھلائی دیکھی، اے امیر المؤمنین۔

قال : رأيت كأني برجال قد نزلوا من السماء ، معهم أعلام بيض ، قد تقلَّدوا

آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا گویا کچھ لوگ آسمان سے اترے ہیں، ان کے ساتھ سفید جھنڈے ہیں، اور انہوں نے

سيوفهم وهي بيض تلمع ، وقد خطّوا حول هذه الأرض خطّة ، ثم رأيت كأن هذه النخيل قد ضربت بأغصانها الأرض تضطرب بدم عبيط ، وكأني بالحسين سخلي وفرخي ومضغتي ومخي قد غرق فيه ، يستغيث فيه فلا يغاث ، وكأن الرجال البيض قد نزلوا من السماء ، ينادونه ويقولون : صبراً آل الرسول ، فإنكم تُقتلون على أيدي شرار الناس ، وهذه الجنة ـ يا أبا عبدالله ـ إليك مشتاقة ، ثم يُعزّونني ويقولون : يا أبا الحسن أبشر ، فقد أقرَّ الله به عينك يوم يقوم الناس لربِّ العالمين.

اپنی تلواریں لٹکا رکھی ہیں، جو سفید اور چمکدار تھیں، اور انہوں نے اس زمین کے گرد ایک خط کھینچا ہے۔ پھر میں نے دیکھا گویا ان کھجوروں نے اپنی شاخیں زمین پر مار دی ہیں اور وہ تازہ خون میں تڑپ رہی ہیں، اور گویا حسین، میرا برّہ، میرا بچہ، میرا گوشت اور میرا مغز، اسی میں ڈوب گیا ہے، وہ اس میں فریاد کر رہا ہے مگر اس کی فریاد رسی نہیں کی جاتی۔ اور گویا وہ سفیدپوش لوگ آسمان سے اتر کر اسے پکار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: صبر کرو، اے آلِ رسول! تم بدترین لوگوں کے ہاتھوں قتل کیے جاؤ گے، اور یہ جنت، اے ابا عبداللہ، تمہاری مشتاق ہے۔ پھر وہ مجھے تسلی دیتے ہوئے کہتے ہیں: اے ابا الحسن! خوش ہو جاؤ، کیونکہ اللہ نے اس کے سبب تمہاری آنکھیں اس دن ٹھنڈی کر دی ہیں جس دن لوگ ربّ العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

ثمَّ انتبهت هكذا ، والذي نفس عليٍّ بيده ، لقد حدَّثني الصادق المصدَّق أبو القاسم (صلى الله عليه وآله) أني سأراها في خروجي إلى أهل البغي علينا ، وهذه أرض كرب وبلاء ، يُدفن فيها الحسين (عليه السلام) وسبعة عشر رجلا من ولدي وولد فاطمة (عليها السلام) ، وإنها لفي السماوات معروفة ، تذكر أرض كرب وبلاء ، كما تذكر بقعة الحرمين ، وبقعة بيت المقدس.

پھر میں اسی حال میں بیدار ہو گیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں علی کی جان ہے، مجھے صادق و مصدَّق ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بتایا تھا کہ میں یہ منظر اپنے ان لوگوں کے خلاف نکلتے وقت دیکھوں گا جو ہم پر زیادتی کریں گے۔ اور یہ کرب و بلا کی سرزمین ہے، جس میں حسین (علیہ السلام) اور میری اولاد اور فاطمہ (علیہا السلام) کی اولاد میں سے سترہ افراد دفن کیے جائیں گے۔ اور بیشک یہ آسمانوں میں معروف ہے، کرب و بلا کی زمین کا ذکر کیا جاتا ہے جیسے حرمین کی بقعہ اور بیت المقدس کی بقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ثمَّ قال لي : يا ابن عباس ، اطلب في حولها بعر الظباء ، فوالله ما كذبت ولا كُذبت ، وهي مصفرَّة ، لونها لون الزعفران ، قال ابن عباس : فطلبتها فوجدتها مجتمعة ، فناديته : يا أمير المؤمنين ، قد أصبتها على الصفة التي وصفتها لي ، فقال علي (عليه السلام) : صدق الله ورسوله (صلى الله عليه وآله).

پھر مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! اس کے اردگرد ہرنوں کی مینگنیاں تلاش کرو، کیونکہ خدا کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا، وہ زردی مائل ہیں، ان کا رنگ زعفران کا رنگ ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں: میں نے انہیں تلاش کیا تو انہیں اکٹھی پایا، تو میں نے پکارا: اے امیر المؤمنین! میں نے انہیں اسی صفت کے مطابق پا لیا ہے جو آپ نے مجھے بتائی تھی۔ تو علی (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے سچ فرمایا۔

ثم قام (عليه السلام) يهرول إليها فحملها وشمَّها ، وقال : هي هي بعينها ، أتعلم يا ابن عباس ما هذه الأبعار ؟ هذه قد شمَّها عيسى بن مريم ، وذلك أنه مرَّ بها ومعه الحواريون ، فرأى ههنا الظباء مجتمعة وهي تبكي ، فجلس عيسى وجلس الحواريون معه ، فبكى وبكى الحواريون ، وهم لا يدرون لم جلس ولم بكى. فقالوا : يا روح الله وكلمته ، ما يبكيك ؟ قال : أتعلمون أيَّ أرض هذه ؟ قالوا : لا ، قال : هذه أرض يُقتل فيها فرخ الرسول أحمد (صلى الله عليه وآله) ، وفرخ الحرَّة الطاهرة البتول شبيهة أمي ، ويُلحد فيها ، طينة أطيب من المسك لأنها طينة الفرخ المستشهد ،

پھر آپ (علیہ السلام) دوڑتے ہوئے اس کی طرف اٹھے، اسے اٹھایا اور سونگھا، اور فرمایا: یہی وہ ہے، عین وہی۔ کیا تم جانتے ہو، اے ابن عباس، یہ مینگنیاں کیا ہیں؟ انہیں عیسیٰ بن مریم نے سونگھا تھا، اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے حواریوں کے ہمراہ یہاں سے گزرے، تو یہاں ہرنوں کو اکٹھے دیکھا جبکہ وہ رو رہے تھے۔ تو عیسیٰ بیٹھ گئے اور حواری بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے، پھر وہ روئے اور حواری بھی روئے، حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیوں بیٹھے اور کیوں روئے۔ تو انہوں نے پوچھا: اے روح اللہ اور اس کے کلمے ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کون سی زمین ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: یہ وہ زمین ہے جس میں احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) رسول کا لختِ جگر قتل کیا جائے گا، اور پاکیزہ آزاد و پاک دوشیزہ بتول کا لختِ جگر، جو میری ماں کے مشابہ ہے، اور اسی میں دفن کیا جائے گا، ایسی مٹی جو مشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے کیونکہ یہ اس شہید لختِ جگر کی مٹی ہے،

وهكذا يكون طينة الأنبياء وأولاد الأنبياء ، فهذه الظباء تكلِّمني وتقول : إنها ترعى في هذه الأض شوقاً إلى تربة الفرخ المبارك ، وزعمت أنها آمنة في هذه الأرض ، ثمَّ ضرب بيده إلى هذه الصيران فشمَّها وقال : هذه بعر الظباء على هذه الطيب لمكان حشيشها ، اللهم فأبقها أبداً حتى يشمَّها أبوه فيكون له عزاء وسلوة.

اور اسی طرح انبیاء اور اولادِ انبیاء کی مٹی ہوتی ہے۔ تو یہ ہرن مجھ سے کلام کرتے اور کہتے ہیں: وہ اس زمین میں اس مبارک لختِ جگر کی خاک کے شوق میں چرتے ہیں، اور ان کا خیال ہے کہ وہ اس زمین میں امن میں ہیں۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ ان مینگنیوں کی طرف بڑھایا، انہیں سونگھا اور فرمایا: ہرنوں کی یہ مینگنیاں اپنی گھاس کے سبب اتنی خوشبودار ہیں۔ اے اللہ ! انہیں ہمیشہ کے لیے باقی رکھ یہاں تک کہ اس کے والد اسے سونگھیں تو یہ ان کے لیے تسلی اور دلاسے کا سبب بنے۔

قال : فبيقت إلى يوم الناس هذا ، وقد اصفرَّت لطول زمانها ، وهذه أرض كرب وبلاء ، ثم قال بأعلى صوته : يا ربّ عيسى بن مريم! لا تبارك في قتلته ، والمعين عليه ، والخاذل له.

ابن عباس کہتے ہیں: چنانچہ وہ آج تک باقی ہیں، اور طویل زمانہ گزرنے کی وجہ سے زرد ہو چکی ہیں، اور یہ کرب و بلا کی زمین ہے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے فرمایا: اے عیسیٰ بن مریم کے رب ! ان کے قاتلوں میں، اور اس پر مدد کرنے والے میں، اور اسے بے یار و مددگار چھوڑنے والے میں کوئی برکت نہ رکھ۔

ثمَّ بكى بكاء طويلا وبكينا معه حتى سقط لوجهه وغشي عليه طويلا ، ثم أفاق فأخذ البعر فصَّره في ردائه ، وأمرني أن أصرَّها كذلك ، ثم قال : يا ابن عباس ، إذا رأيتها تنفجر دماً عبيطاً ، ويسيل منها دم عبيط ، فاعلم أن أبا عبدالله قد قتل بها ، ودفن.

پھر آپ دیر تک روتے رہے اور ہم بھی آپ کے ساتھ روئے، یہاں تک کہ آپ منہ کے بل گر پڑے اور دیر تک بے ہوش رہے۔ پھر ہوش میں آئے تو مینگنیاں اٹھائیں اور انہیں اپنی ردا میں باندھ لیا، اور مجھے حکم دیا کہ میں بھی اسی طرح انہیں باندھ لوں۔ پھر فرمایا: اے ابن عباس ! جب تم انہیں دیکھو کہ وہ تازہ خون میں پھٹ رہی ہیں اور ان سے تازہ خون بہہ رہا ہے تو جان لینا کہ ابو عبداللہ اسی جگہ قتل کر دیے گئے ہیں اور دفن کر دیے گئے ہیں۔

قال ابن عباس : فوالله لقد كنت أحفظها أشدَّ من حفظي لبعض ما افترض الله عزَّ وجلَّ عليَّ ، وأنا لا أحلّها من طرف كمّي ، فبينما أنا نائم في البيت إذ انتبهت فإذا هي تسيل دماً عبيطاً ، وكان كمي قد امتلأ دماً عبيطاً ، فجلست وأنا باك وقلت : قد قتل والله الحسين ، والله ما كذبني عليٌّ قط في حديث حدَّثني ، ولا أخبرني بشيء قط أنه يكون إلاَّ كان كذلك; لأن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان يخبره بأشياء لا يخبر بها غيره ، ففزعت وخرجت وذلك عند الفجر ، فرأيت والله المدينة كأنها ضباب لا يستبين منها أثر عين ، ثمَّ طلعت الشمس ورأيت كأنها منكسفة ، ورأيت كأن حيطان المدينة عليها دم عبيط ، فجلست وأنا باك فقلت : قد قُتل والله الحسين (عليه السلام) ، وسمعت صوتاً من ناحية البيت وهو يقول :

ابن عباس کہتے ہیں: خدا کی قسم ! میں انہیں اس سے کہیں زیادہ حفاظت سے رکھتا تھا جتنی حفاظت میں اللہ عزوجل کے بعض فرائض کی کرتا تھا، اور میں انہیں اپنی آستین کے کنارے سے کھولتا نہ تھا۔ ایک بار میں گھر میں سویا ہوا تھا کہ اچانک جاگ اٹھا تو دیکھا وہ تازہ خون بہا رہی ہیں، اور میری آستین تازہ خون سے بھر چکی تھی۔ تو میں روتا ہوا بیٹھ گیا اور کہا: خدا کی قسم ! حسین قتل کر دیے گئے ہیں۔ خدا کی قسم ! علی نے مجھ سے کبھی کسی بات میں جھوٹ نہیں بولا جو انہوں نے مجھے بتائی، اور انہوں نے مجھے کبھی کسی چیز کی خبر نہیں دی کہ وہ ہوگی مگر وہ ویسے ہی ہوئی، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) انہیں ایسی باتیں بتاتے تھے جو کسی اور کو نہیں بتاتے تھے۔ تو میں گھبرا کر باہر نکلا، اور یہ فجر کے وقت تھا، تو خدا کی قسم ! میں نے دیکھا کہ مدینہ گویا دھند میں ڈوبا ہوا ہے، اس میں کوئی چیز واضح نظر نہیں آتی تھی۔ پھر سورج طلوع ہوا تو میں نے دیکھا گویا وہ گرہن زدہ ہے، اور میں نے دیکھا گویا مدینہ کی دیواروں پر تازہ خون لگا ہوا ہے۔ تو میں روتا ہوا بیٹھ گیا اور کہا: خدا کی قسم ! حسین (علیہ السلام) قتل کر دیے گئے ہیں۔ اور میں نے گھر کی جانب سے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی:

اصبروا آل الرسول قُتل الفرخ النحول نزل الروح الأمين ببكاء وعويل

اے آلِ رسول، صبر کرو
وہ نحیف و نزار بچہ قتل ہوا
روح الامین اترے
گریہ و زاری کرتے ہوئے

ثم بكى بأعلى صوته وبكيت ، فأثبتُّ عندي تلك الساعة ، وكان شهر المحرم يوم عاشورا لعشر مضين منه ، فوجدته قتل يوم ورد علينا خبره وتاريخه كذلك ، فحدَّثت هذا الحديث أولئك الذين كانوا معه ، فقالوا : والله لقد سمعنا ما سمعت ونحن في المعركة ولا ندري ما هو ، فكنا نرى أنه الخضر (عليه السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/252 ح 2 عن الأمالي للصدوق : 694 ـ 696 ح 5.

.

پھر وہ آواز بلند آواز سے روئی اور میں بھی رویا، تو میں نے اسی گھڑی کو یاد رکھا، اور وہ ماہ محرم کا دسواں دن یعنی یومِ عاشورا تھا۔ تو میں نے پایا کہ وہ اسی دن قتل ہوئے جس دن ان کی خبر ہمیں پہنچی اور تاریخ بھی یہی ثابت ہوئی۔ چنانچہ میں نے یہ واقعہ ان لوگوں کو سنایا جو ان کے ساتھ تھے، تو انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم نے بھی وہی آواز سنی تھی جو تم نے سنی، اور ہم میدانِ جنگ میں تھے، اور ہمیں نہیں معلوم تھا کہ وہ کیا ہے، تو ہمارا خیال تھا کہ وہ خضر (علیہ السلام) ہیں۔ (1)

وعن جرداء بنت سمين ، عن زوجها هرثمة بن أبي مسلم ، قال : غزونا مع علي بن أبي طالب (عليه السلام) صفين ، فلمَّا انصرفنا نزل بكربلا فصلَّى بها الغداة ، ثم رفع إليه من تربتها فشمَّها ، ثم قال : واهاً لك أيتها التربة ، ليحشرنَّ منك أقوام يدخلون الجنة بغير حساب.

جرداء بنت سمین سے، اپنے شوہر ہرثمہ بن ابی مسلم کی روایت کے مطابق، وہ کہتے ہیں: ہم نے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے ہمراہ جنگِ صفین میں شرکت کی۔ جب ہم واپس لوٹے تو آپ کربلا میں اترے اور وہاں نمازِ صبح ادا کی، پھر آپ کے سامنے اس کی مٹی لائی گئی تو آپ نے اسے سونگھا اور فرمایا: آفرین ہے تجھ پر اے مٹی! تجھ سے ایسے لوگ اٹھائے جائیں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

فرجع هرثمة إلى زوجته ـ وكانت شيعة لعلي (عليه السلام) ـ فقال : ألا أحدِّثك عن وليِّك أبي الحسن ؟ نزل بكربلا فصلَّى ، ثم رفع إليه من تربتها فقال : واهاً لك أيتها التربة ، ليحشرنَّ منك أقوام يدخلون الجنة بغير حساب ، قال : أيها الرجل ، فإن أمير المؤمنين (عليه السلام) لم يقل إلاّ حقاً.

توہرثمہ اپنی بیوی کے پاس لوٹے - اور وہ علی (علیہ السلام) کی شیعہ تھیں - تو کہا: کیا میں تمہیں تمہارے ولی ابو الحسن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ کربلا میں اترے اور نماز پڑھی، پھر ان کے سامنے اس کی مٹی لائی گئی تو فرمایا: آفرین ہے تجھ پر اے مٹی! تجھ سے ایسے لوگ اٹھائے جائیں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اس (بیوی) نے کہا: اے شخص! امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے حق کے سوا کچھ نہیں فرمایا۔

فلما قدم الحسين (عليه السلام) قال هرثمة : كنت في البعث الذين بعثهم عبيدالله بن زياد لعنهم الله ، فلمَّا رأيت المنزل والشجر ذكرت الحديث ، فجلست على بعيري ، ثمَّ صرت إلى الحسين (عليه السلام) فسلَّمت عليه ، وأخبرته بما سمعت من أبيه في ذلك المنزل الذي نزل به الحسين ، فقال : معنا أنت أم علينا ؟ فقلت : لا معك ولا عليك ، خلَّفت صبية أخاف عليهم عبيدالله بن زياد ، قال : فامض حيث لا ترى لنا مقتلا ، ولا تسمع لنا صوتاً ، فوالذي نفس حسين بيده لا يسمع اليوم واعيتنا أحد فلا يعيننا إلاَّ كبَّه الله لوجهه في نار جهنم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/255 ح 4 عن الأمالي للصدوق : 199 ح 7.

.

پھر جب حسین (علیہ السلام) تشریف لائے تو ہرثمہ نے کہا: میں اس لشکر میں شامل تھا جسے عبیداللہ بن زیاد - اللہ اس پر لعنت کرے - نے بھیجا تھا۔ جب میں نے وہ مقام اور درخت دیکھے تو مجھے وہ حدیث یاد آگئی، تو میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا، پھر حسین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا، اور جو کچھ میں نے ان کے والد سے اسی مقام کے بارے میں سنا تھا جس میں حسین اترے تھے، وہ انہیں بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے خلاف؟ میں نے کہا: نہ آپ کے ساتھ ہوں نہ آپ کے خلاف، میں نے کچھ بچے پیچھے چھوڑے ہیں اور مجھے ان پر عبیداللہ بن زیاد کا خوف ہے۔ فرمایا: تو ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم ہمارا قتل نہ دیکھو اور نہ ہماری آواز سنو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں حسین کی جان ہے، آج جو بھی ہماری فریاد سنے اور ہماری مدد نہ کرے تو اللہ اسے منہ کے بل جہنم کی آگ میں گرائے گا۔ (2)

وعن القداح ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : مرَّ علي بكربلاء ، في

قداح سے روایت ہے، وہ جعفر بن محمد سے، وہ اپنے والد (علیہما السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: علی (علیہ السلام) کربلا سے گزرے، اپنے

اثنين من أصحابه ، قال : فلمّا مرَّ بها ترقرقت عيناه للبكاء ، ثمَّ قال : هذا مناخ ركابهم ، وهذا ملقى رحالهم ، وههنا تهراق دماؤهم ، طوبى لك من تربة عليك تهراق دماء الأحبة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/258 ح 8.

.

دو اصحاب کے ہمراہ۔ فرمایا: جب آپ وہاں سے گزرے تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں، پھر فرمایا: یہ ان کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے، اور یہ ان کے کجاووں کے اترنے کی جگہ ہے، اور یہیں ان کا خون بہایا جائے گا۔ خوشا تجھ پر اے مٹی! جس پر محبوبوں کا خون بہایا جائے گا۔ (1)

ولله درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے ابن عرندس کا - اللہ کی رحمت ہو ان پر - کہ وہ فرماتے ہیں:

فَيَا ساكني أرضِ الطفوفِ عليكُمُ سَلاَمُ محبٍّ ماله عنكُمُ صَبْرُ
نشرْتُ دواوينَ الثَّنَا بَعْدَ طَيِّها
وفي كلِّ طرس من مديحي لكم سَطْرُ
فطابق شعري فيكُمُ دَمْعُ ناظري فَمُبْيَضُّ ذا نَظْمٌ ومُحْمَرُّ ذا نَثْرُ
فَلاَ تتهموني بالسلوِّ فإنّما مواعيدُ سلواني وحقِّكُمُ الحشرُ
فذلّي بكم عزٌّ وفقري بكم غِنىً
وعُسْري بكم يُسْرٌ وكسري بكم جَبْرُ
ترقُّ بروقُ السُّحْبِ لي من ديارِكم فينهلُّ من دمعي لِبَارِقِها الْقَطْرُ
فعيناىَ كالخنساءِ تجري دموعُها وقلبي شديدٌ في محبَّتِكم صَخْرُ
وَقَفْتُ على الدارِ التي كنتُمُ بها فَمَغْناكُمُ من بَعْدِ معناكُمُ قَفْرُ
وقد دَرَسَتْ منها الدروسُ وطالما بها دُرِسَ العلمُ الإلهيُّ والذِّكْرُ
وسالت عليها من دموعي سَحَائِبٌ
إلى أن تروَّى البانُ بالدمعِ والسِّدْرُ
فَرَاقَ فِرَاقُ الروحِ لي بَعْدَ بُعْدِكم
وَدَارَ بِرَسْمِ الدارِ في خاطري الفكرُ
وقد أقلعت عنها السحابُ ولم تَجُدْ ولا درَّ من بَعْدِ الحسينِ لها دَرُّ
إمامُ الهدى سِبْطُ النبوَّةِ وَالِدُ الـ أئمةِ ربُّ النهيِ مولىً له الأمرُ [2]

الغدير ، الأميني : 7/14.

اے سرزمینِ طف کے باسیو ! تم پر سلام ہو
اُس محب کی جانب سے جسے تمہارے بغیر چین نہیں
میں نے مدح کے دفتر لپٹے ہوئے سے پھر کھول دیے
اور ہر ورق پر تمہاری ثنا کی ایک سطر ہے
میرا شعر تمہارے بارے میں میرے آنسوؤں کے ہم رنگ ہو گیا
یہ سفید ہے تو نظم ہے، اور یہ سرخ ہے تو نثر ہے
مجھے بھلا دینے کا الزام نہ دو، کہ میری
تسلی کا وعدہ، تمہاری قسم، بس روزِ حشر ہے
تمہاری وجہ سے میری ذلت عزت ہے، میرا فقر تونگری ہے
تمہاری وجہ سے میری سختی آسانی ہے اور میرا شکستہ پن جُڑنا ہے
تمہارے دیار کی طرف سے بجلی کی چمک میرے لیے لطیف ہو جاتی ہے
تو اس کی چمک پر میرے آنسوؤں سے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں
میری آنکھیں خنساء کی مانند ہیں کہ ان کے آنسو بہتے رہتے ہیں
اور میرا دل تمہاری محبت میں پتھر کی طرح سخت ہے
میں اس گھر پر ٹھہرا جہاں تم رہا کرتے تھے
تمہارے معنی کے بعد تمہارا مسکن ویران پڑا ہے
اس کے نقوش مٹ چکے ہیں، حالانکہ کبھی
یہاں الٰہی علم اور ذکر پڑھایا جاتا تھا
میرے آنسوؤں کے بادل اس پر برستے رہے
یہاں تک کہ بان اور بیری کے درخت آنسوؤں سے

سیراب ہو گئے
تمہاری جدائی کے بعد یہ فراق مجھ پر روح کے نکلنے جیسا گزرا
اور اس گھر کے نقشے پر میرے ذہن میں سوچ گھومتی رہی
بادل اس سے رخصت ہو گئے اور کچھ نہ برسایا
اور حسین کے بعد اس کے لیے کوئی برکت باقی نہ رہی
وہی امامِ ہدایت، نبوت کے نواسے، ائمہ کے
والد، صاحبِ نہی، جن کے اختیار میں امر ہے (2)

المجلس الرابع ، من اليوم الخامس

ما جاء في قبر الإمام الحسين (عليه السلام) وأرض كربلاء

روي عن عمرو بن ثابت ، عن أبيه ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : خلق الله تبارك وتعالى أرض كربلاء قبل أن يخلق الكعبة بأربعة وعشرين ألف عام ، وقدَّسها وبارك عليها ، فما زالت قبل خلق الله الخلق مقدَّسة مباركة ، ولا تزال كذلك حتى يجعلها الله أفضل أرض في الجنة ، وأفضل منزل ومسكن يسكن الله فيه أولياءه في الجنة [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 450 ، وعنه بحار الأنوار ، المجلسي : 98/107 ح 5.

.

چوتھا مجلس، پانچویں دن کا

امام حسین (علیہ السلام) کی قبر اور سرزمینِ کربلا کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا

عمرو بن ثابت سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے، وہ ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے سرزمینِ کربلا کو کعبہ کی تخلیق سے چوبیس ہزار برس پہلے پیدا فرمایا، اور اسے مقدس اور بابرکت بنایا۔ چنانچہ یہ مخلوقات کی تخلیق سے پہلے ہی مقدس و بابرکت رہی، اور ہمیشہ ایسی ہی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ اسے جنت کی سب سے افضل زمین اور سب سے افضل منزل و مسکن بنائے گا جہاں اللہ اپنے اولیاء کو جنت میں سکونت دے گا۔ (1)

وعن أبي الجارود قال : قال علي بن الحسين (عليه السلام) : اتّخذ الله أرض كربلاء حرماً آمناً مباركاً قبل أن يخلق الله أرض الكعبة ويتّخذها حرماً بأربعة وعشرين ألف عام ، وإنه إذا زلزل الله تبارك وتعالى الأرض وسيَّرها رفعت كما هي بتربتها نورانية صافية ، فجعلت في أفضل روضة من رياض الجنة ، وأفضل مسكن في الجنة ، لا يسكنها إلاّ النبيون والمرسلون ، أو قال : أولو العزم من الرسل ، فإنها لتزهر بين رياض الجنة كما يزهر الكوكب الدريّ بين الكواكب لأهل الأرض ، يغشي نورها أبصار أهل الجنة جميعاً ، وهي تنادي : أنا أرض الله المقدَّسة الطيِّبة المباركة ، التي تضمَّنت سيِّد الشهداء وسيِّد شباب أهل الجنة [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/108 ح 10 عن كامل الزيارات : 451 ح 5.

.

اور ابو الجارود سے روایت ہے، کہا: علی بن الحسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ نے سرزمینِ کربلا کو ایک امن والا، بابرکت حرم بنایا، اس سے چوبیس ہزار برس پہلے کہ اللہ نے سرزمینِ کعبہ کو پیدا کیا اور اسے حرم بنایا۔ اور بے شک جب اللہ تبارک و تعالیٰ زمین کو زلزلے میں ڈالے گا اور اسے حرکت دے گا تو یہ اپنی مٹی سمیت، نورانی اور صاف، اسی طرح اٹھالی جائے گی، اور اسے جنت کے باغات میں سب سے افضل باغ اور جنت میں سب سے افضل مسکن میں رکھا جائے گا، جس میں انبیاء و مرسلین کے سوا—یا فرمایا: اولوالعزم رسولوں کے سوا—کوئی نہ رہے گا۔ یہ جنت کے باغات کے درمیان یوں چمکے گی جیسے چمکتا ہوا ستارہ زمین والوں کے لیے دیگر ستاروں کے درمیان چمکتا ہے، اس کا نور اہلِ جنت سب کی آنکھوں کو خیرہ کر دے گا، اور یہ پکارے گی: میں اللہ کی مقدس، پاکیزہ اور بابرکت زمین ہوں، جس نے سید الشہداء اور جنت کے جوانوں کے سردار کو اپنے دامن میں سمویا۔ (2)

قال : وروي قال أبو جعفر (عليه السلام) : الغاضرية هي البقعة التي كلَّم الله فيها موسى بن عمران ، وناجى نوحاً فيها ، وهي أكرم أرض الله عليه ، ولولا ذلك ما

استودع الله فيها أولياءه وأبناء نبيه ، فزوروا قبورنا بالغاضرية [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/108 ـ 109 ح 13.

.

کہا: اور روایت ہے کہ ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا: غاضریہ وہ مقام ہے جہاں اللہ نے موسیٰ بن عمران سے کلام فرمایا، اور اسی میں نوح سے سرگوشی کی، اور یہ اللہ کے نزدیک سب سے معزز زمین ہے، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو

اللہ اپنے اولیاء اور اپنے نبی کی اولاد کو اس میں امانت کے طور پر نہ رکھتا، پس ہماری قبروں کی زیارت غاضریہ میں کیا کرو۔ (1)

وعن حماد بن أيوب ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه ، عن آبائه ، عن أمير المؤمنين (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : يقبر ابني في أرض يقال لها كربلاء ، هي البقعة التي كانت فيها قبة الإسلام ، التي نجَّى الله عليها المؤمنين الذين آمنوا مع نوح في الطوفان [2]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 452 ح 7 و9 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 98/108.

.

اور حماد بن ایوب سے روایت ہے، وہ ابو عبداللہ سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے آباء سے، وہ امیر المومنین (علیہم السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میرا بیٹا اس زمین میں دفن کیا جائے گا جسے کربلا کہا جاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں اسلام کا خیمہ تھا، جہاں اللہ نے ان مومنین کو نجات دی جو نوح کے ساتھ طوفان میں ایمان لائے تھے۔ (2)

وعن الفضل بن يحيى ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : زوروا كربلاء ، ولا تقطعوه ، فإن خير أولاد الأنبياء ضمنته ، ألا وإن الملائكة زارت كربلاء ألف عام من قبل أن يسكنه جدي الحسين (عليه السلام) ، وما من ليلة تمضي إلاّ وجبرئيل وميكائيل يزورانه ، فاجتهد ـ يا يحيى ـ أن لا تُفقد من ذلك الموطن.

اور فضل بن یحییٰ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے، وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: کربلا کی زیارت کرو، اور اس سے ناطہ نہ توڑو، کیونکہ انبیاء کی بہترین اولاد نے اسے اپنے دامن میں سمویا ہے۔ خبردار! فرشتوں نے کربلا کی زیارت اس سے ایک ہزار برس پہلے کی جب میرے دادا حسین (علیہ السلام) نے یہاں سکونت اختیار کی، اور کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں جبرئیل اور میکائیل اس کی زیارت نہ کرتے ہوں۔ پس اے یحییٰ! کوشش کرو کہ اس مقام سے غائب نہ ہو۔

وعن إسحاق بن عمار قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : إن لموضع قبر الحسين بن علي (عليهما السلام) حرمة معلومة ، من عرفها واستجار بها أُجير ، قلت : فصف لي موضعها جعلت فداك ، قال : امسح من موضع قبره اليوم ، فامسح خمسة وعشرين ذراعاً من ناحيةِ رجليه ، وخمسة وعشرين ذراعاً من خلفه ، وخمسة وعشرين ذراعاً مما يلي وجهه ، وخمسة وعشرين ذراعاً من ناحية رأسه ، وموضع قبره منذ يوم دفن روضة من رياض الجنة ، ومنه معراج يعرج فيه بأعمال زوّاره إلى السماء ، فليس ملك ولا نبيٌّ في السموات إلاّ وهم يسألون الله أن يأذن لهم في زيارة قبر الحسين (عليه السلام) ففوج ينزل وفوج يعرج. وفي رواية قال (عليه السلام) : موضع قبر الحسين ترعة من ترع الجنة [3]

اور اسحاق بن عمار سے روایت ہے، کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: حسین بن علی (علیہما السلام) کی قبر کے مقام کی ایک معلوم حرمت ہے، جو اسے پہچانے اور اس کی پناہ چاہے، اسے پناہ دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: میرے آقا! میں آپ پر قربان جاؤں، اس کا مقام مجھے بیان فرمائیے۔ فرمایا: آج جہاں ان کی قبر ہے وہاں سے ناپو، پیروں کی جانب سے پچیس ہاتھ ناپو، اور پیچھے سے پچیس ہاتھ، اور سامنے کی جانب سے پچیس ہاتھ، اور سر کی جانب سے پچیس ہاتھ۔ اور ان کی قبر کا مقام، جس دن سے وہ دفن ہوئے، جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے، اور اسی سے ایک معراج ہے جس کے ذریعے زائرین کے اعمال آسمان کی طرف بلند کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ آسمانوں میں کوئی فرشتہ اور کوئی نبی ایسا نہیں جو اللہ سے یہ درخواست نہ کرتا ہو کہ اسے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کی اجازت دی جائے، پس ایک گروہ اترتا ہے اور دوسرا اوپر جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں فرمایا: حسین کی قبر کا مقام جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ (3)

بحار الأنوار ، الملجسي : 98/108 ـ 111 عن كامل الزيارات.

.

وعن منصور بن العباس يرفعه إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : حريم قبر

الحسين (عليه السلام) خمس فراسخ من أربعة جوانب القبر [1]

اور منصور بن عباس سے روایت ہے، جسے وہ مرفوعاً ابو عبداللہ (علیہ السلام) تک پہنچاتے ہیں، فرمایا: حسین (علیہ السلام) کی قبر کی حرمت والی حد

قبر کے چاروں اطراف سے پانچ فرسخ ہے۔ (1)

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/111 ح 27 عن كامل الزيارات.

.

وعن أبي هاشم الجعفري قال : دخلت على أبي الحسن علي بن محمد (عليه السلام) وهو محموم عليل فقال لي : يا أبا هاشم ، ابعث رجلا من موالينا إلى الحير [2]

يعني قبر الحسين (عليه السلام) وسمي بالحائر الحسيني لأن الماء حار حوله لما أجرى بأمر المتوكل العباسي.

يدعو الله لي ، فخرجت من عنده فاستقبلني علي بن بلال ، فأعلمته ما قال لي وسألته أن يكون الرجل الذي يخرج ، فقال : السمع والطاعة ، ولكنني أقول : إنه أفضل من الحير إذا كان بمنزلة من في الحير ، ودعاؤه لنفسه أفضل من دعائي له بالحير ، فأعلمته صلوات الله عليه ما قال ، فقال لي : قل له : كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) أفضل من البيت والحجر ، وكان يطوف بالبيت ويستلم الحجر ، وإن لله تبارك وتعالى بقاعاً يحبّ أن يدعى فيها فيستجيب لمن دعاه ، والحير منها [3]

بحار الأنوار ، المجلسي 98/113 ح 34.

اور ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے، کہا: میں ابو الحسن علی بن محمد (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ بخار اور بیماری کی حالت میں تھے، تو مجھ سے فرمایا: اے ابو ہاشم! ہمارے موالیوں میں سے کسی آدمی کو حائر کی طرف بھیجو تاکہ وہ میرے لیے اللہ سے دعا کرے۔ میں ان کے پاس سے نکلا تو مجھے علی بن بلال ملے، میں نے انہیں وہ بات بتائی جو امام نے مجھ سے فرمائی تھی، اور ان سے درخواست کی کہ وہ وہ آدمی بن جائیں جو روانہ ہو۔ انہوں نے کہا: سمعاً و طاعۃً، لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر وہ خود حائر میں موجود شخص کے درجے میں ہو تو وہ حائر سے بھی افضل ہے، اور اس کا اپنے لیے خود دعا کرنا میرے حائر میں اس کے لیے دعا کرنے سے افضل ہے۔ چنانچہ میں نے امام کی خدمت میں – اللہ کا درود ہو ان پر – ان کی بات پہنچائی، تو مجھ سے فرمایا: ان سے کہو: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) بیت اللہ اور حجرِ اسود سے افضل تھے، اور آپ بیت اللہ کا طواف کرتے اور حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ مقامات ایسے ہیں جن میں وہ پسند فرماتا ہے کہ اس سے دعا کی جائے تو وہ دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے، اور حائر انہی میں سے ایک ہے۔ (3)

.

وفي رواية قال (عليه السلام) : ألا قلت له : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان يطوف بالبيت ويقبّل الحجر ، وحرمة النبي (صلى الله عليه وآله) والمؤمن أعظم من حرمة البيت ، وأمره الله أن يقف بعرفة ، إنما هي مواطن يحبّ الله أن يُذكر فيها ، فأنا أحبّ أن يُدعى لي حيث يُحبّ الله أن يُدعى فيها ، والحير من تلك المواضع [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/112 ـ 113 ح 32 و 33 و 36.

ایک روایت میں فرمایا: کیوں نہ تم نے اس سے کہا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) بیت اللہ کا طواف کرتے اور حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور مؤمن کی حرمت بیت اللہ کی حرمت سے بڑی ہے، اور اللہ نے انہیں عرفہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا، حالانکہ یہ محض وہ مقامات ہیں جہاں اللہ کو یہ پسند ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے، پس مجھے یہ پسند ہے کہ میرے لیے وہاں دعا کی جائے جہاں اللہ کو دعا کیا جانا پسند ہے، اور حائر بھی انہی مقامات میں سے ایک ہے۔ (4)

.

وفي لفظ ثالث عن أبي هاشم الجعفري قال : دخلت أنا ومحمد بن حمزة عليه نعوده وهو عليل ، فقال لنا : وجّهوا قوماً إلى الحير من مالي ، فلمّا خرجنا من عنده قال لي محمد بن حمزة : المشير يوجِّهنا إلى الحير وهو بمنزلة من في الحير ، قال : فعدت إليه فأخبرته ، فقال لي : ليس هو هكذا ، إن لله مواضع يحب أن يعبد فيها ، وحائر الحسين (عليه السلام) من تلك المواضع.

ایک تیسری روایت میں ابو ہاشم جعفری سے مروی ہے، کہا: میں اور محمد بن حمزہ ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے جبکہ وہ بیمار تھے، تو ہم سے فرمایا: میرے مال سے کچھ لوگوں کو حائر کی طرف بھیج دو۔ جب ہم ان کے پاس سے نکلے تو محمد بن حمزہ نے مجھ سے کہا: مشیر ہمیں حائر کی طرف بھیجتے ہیں حالانکہ وہ خود اس کے درجے میں ہیں جو حائر میں موجود ہے۔ کہا: میں ان کے پاس دوبارہ گیا اور یہ بات انہیں بتائی، تو مجھ سے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بے شک اللہ کے کچھ مقامات ایسے ہیں جن میں وہ پسند فرماتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے، اور حسین (علیہ السلام) کا حائر انہی مقامات میں سے ایک ہے۔

وروي عن الإمام الرضا ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال علي بن الحسين (عليهما السلام) :

اور امام رضا (علیہ السلام) سے، اپنے آباء (علیہم السلام) کے واسطے سے روایت ہے، فرمایا: علی بن الحسین (علیہما السلام) نے فرمایا:

كأني بالقصور وقد شيدت حول قبر الحسين (عليه السلام) ، وكأني بالأسواق قد حفّت حول قبره ، فلا تذهب الأيام والليالي حتى يسار إليه من الآفاق ، وذلك عند انقطاع ملك بني مروان.

گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ حسین (علیہ السلام) کی قبر کے گرد محلات تعمیر کیے جا رہے ہیں، اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ بازار ان کی قبر کے اردگرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں، پس دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ دور دراز اطراف سے لوگ ان کی طرف سفر کریں گے، اور یہ بنی مروان کی حکومت کے خاتمے کے وقت ہوگا۔

ولله درّ الحجّة الشيخ فرج العمران عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے حجت الشیخ فرج العمران رحمہ اللہ کا، جہاں وہ فرماتے ہیں:

قُبَّةٌ كان زينةُ العرشِ فيها بل هو العرشُ لا الذي في سماها
كان فيها الحسينُ ربُّ المعالي وارثُ العلم مِن لَدُنْ أنبياها
هو مَنْ كانت الأئمَّةُ منه وَهُمُ سادةُ الورى شُفَعَاها
فعليه ربُّ السماواتِ صلَّى صلاةً لا منتهى لمداها [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 2/29.

ایک گنبد، جس میں عرش کی زینت تھی
بلکہ وہی عرش ہے، نہ کہ وہ جو آسمان میں ہے
اس میں حسین، بلندیوں کے مالک تھے
جو انبیاء کے علم کے وارث تھے
وہی ہیں جن سے ائمہ (علیہم السلام) ہوئے
اور وہی مخلوقات کے سردار اور سفارشی ہیں
پس ان پر آسمانوں کے رب نے درود بھیجا
ایسا درود جس کی انتہا کو کوئی حد نہیں (1)

وعن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث طويل قال : قلت له : فما لمن أقام عنده ـ يعني الحسين (عليه السلام) ؟ قال : كل يوم بألف شهر ، قال : فما للمنفق في خروجه إليه والمنفق عنده ؟ قال : درهم بألف درهم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/114 ح 37 و 38.

.

اور ہشام بن سالم سے روایت ہے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے ایک طویل حدیث میں، کہا: میں نے ان سے عرض کیا: پھر جو شخص ان کے پاس—یعنی حسین (علیہ السلام) کے پاس— ٹھہرے، اس کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: ہر دن ہزار مہینے کے برابر۔ عرض کیا: پھر جو شخص ان کی طرف جانے میں اور ان کے پاس خرچ کرے، اس کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: ایک درہم ہزار درہم کے برابر۔ (2)

وعن قدامة بن زائدة ، عن أبيه ، عن علي بن الحسين (عليه السلام) ، عن زينب بنت علي (عليه السلام) ، عن أم أيمن ، قالت في حديث طويل عن النبي (صلى الله عليه وآله) قال : أتى جبرئيل فأومى إلى الحسين (عليه السلام) وقال : إن سبطك هذا مقتول في عصابة من ذريتك وأهل بيتك وأخيار من أمتك ، بضفة الفرات ، بأرض تُدعى كربلاء ، من أجلها يكثر الكرب والبلاء على أعدائك وأعداء ذرّيّتك في اليوم الذي لا ينقضي كربه ولا تُفنى حسرته ، وهي أطهر بقاع الأرض وأعظمها حرمة ، وإنها لمن بطحاء الجنة.

اور قدامہ بن زائدہ سے، اپنے والد سے، وہ علی بن الحسین (علیہ السلام) سے، وہ زینب بنت علی (علیہا السلام) سے، وہ ام ایمن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک طویل حدیث میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے نقل کیا، فرمایا: جبرئیل آئے اور حسین (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا اور کہا: بے شک آپ کا یہ نواسہ آپ کی ذریت، اہل بیت اور آپ کی امت کے بہترین لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ فرات کے کنارے، ایک ایسی سرزمین پر شہید کیا جائے گا جسے کربلا کہا جاتا ہے، اسی وجہ سے آپ کے دشمنوں اور آپ کی ذریت کے دشمنوں پر اس دن کرب اور بلا کی کثرت ہوگی جس کا کرب ختم نہ ہوگا اور جس کا افسوس فنا نہ ہوگا، اور وہ زمین کا سب سے پاکیزہ اور سب سے زیادہ حرمت والا خطہ ہے، اور بے شک وہ جنت کے میدانوں میں سے ایک میدان ہے۔

وروى محمد بن سنان ، عمّن حدثه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : خرج أمير المؤمنين (عليه السلام) يسير بالناس ، حتى إذا كان من كربلاء على مسيرة ميل أو ميلين فتقدَّم بين أيديهم حتى إذا صار بمصارع الشهداء قال : قُبض فيها مائتا نبي ، ومائتا

اور محمد بن سنان نے، اس شخص سے جس نے انہیں بیان کیا، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، فرمایا: امیر المومنین (علیہ السلام) لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب کربلا سے ایک یا دو میل کی مسافت پر تھے تو وہ لوگوں سے آگے بڑھ گئے، یہاں تک کہ جب شہداء کے مقتل کے مقام پر پہنچے تو فرمایا: اس میں دو سو نبی اور دو سو

وصي ، ومائتا سبط ، شهداء بأتباعهم ، فطاف بها على بغلته خارجاً رجليه من الركاب ، وأنشأ يقول : مناخ ركاب ومصارع شهداء ، لا يسبقهم من كان قبلهم ، ولا يلحقهم من كان بعدهم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/116 ح 42 و 44.

.

وصی، اور دو سو نوا سے قبض کیے گئے، جو اپنے پیروکاروں کے ساتھ شہید ہوئے۔ پھر وہ اپنے خچر پر اس کے گرد گھومے، اس حال میں کہ اپنے پاؤں رکاب سے باہر نکالے ہوئے تھے، اور کہنے لگے: یہ سواریوں کے بیٹھنے اور شہداء کے شہید ہونے کی جگہ ہے، جو ان سے پہلے تھے وہ ان سے سبقت نہیں لے سکے، اور جو ان کے بعد آئیں گے وہ ان تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ (1)

وعن عبدالله بن سنان قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : قبر الحسين بن علي (عليه السلام) عشرون ذراعاً في عشرين ذراعاً مكسّراً ، روضة من رياض الجنة ، منه معراج إلى السماء ، فليس من ملك مقرَّب ولا نبيٌّ مرسل إلاّ وهو يسأل الله أن يزوره ، وفوج يهبط وفوج يصعد [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/106 ح 1.

.

اور عبداللہ بن سنان سے روایت ہے، کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو یہ فرماتے سنا: حسین بن علی (علیہ السلام) کی قبر بیس ہاتھ در بیس ہاتھ ہے، ٹوٹی ہوئی حالت میں، جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اس سے آسمان کی طرف معراج ہے، پس کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی مرسل نبی ایسا نہیں جو اللہ سے ان کی زیارت کی درخواست نہ کرتا ہو، اور ایک جماعت اترتی ہے اور ایک جماعت چڑھتی ہے۔ (2)

وعن أبي الجارود قال : قال لي أبو جعفر (عليه السلام) : كم بينك وبين قبر أبي عبدالله (عليه السلام) ؟ قال : قلت : يوم وشيء فقال له : لو كان منا على مثل الذي هو منكم لا تخذناه هجرة [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/115 ح 39.

. ولله درّ الشاعر إذ يقول :

إذا شئتَ النجاة فزر حسيناً لكي تلقى الإلهَ قريرَ عينِ
فإن النارَ ليس تمسُّ جسماً عليه غُبارُ زوَّارِ الحسينِ

اور ابو الجارود سے روایت ہے، کہا: ابو جعفر (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: تیرے اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی قبر کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ کہا: میں نے عرض کیا: ایک دن اور کچھ زیادہ۔ تو انہوں نے فرمایا: اگر ہم میں سے کوئی اتنے فاصلے پر ہوتا جتنے تم لوگ ہو تو ہم اسے ہجرت شمار کرتے۔ (3) اللہ بھلا کرے اس شاعر کا جس نے کہا:

اگر تو نجات چاہتا ہے تو حسین کی زیارت کر
تاکہ تو اللہ سے آنکھیں ٹھنڈی کر کے ملے
بے شک آگ اس جسم کو ہرگز نہیں چھوتی
جس پر حسین کے زائرین کی گرد ہو

ومما جاء في فضل زيارة الحسين (عليه السلام) ما روي عن الإمام الرضا ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : سئل الصادق (عليه السلام) عن زيارة قبر الحسين (عليه السلام) فقال : أخبرني أبي (عليه السلام) أن من زار قبر الحسين (عليه السلام) عارفاً بحقه كتبه الله في عليين ، ثم قال : إن حول قبر الحسين (عليه السلام) سبعين ألف ملك شعثاً غبراً ، يبكون عليه إلى يوم القيامة [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 89/69 ح 1.

.

اور حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں جو کچھ آیا ہے اس میں سے وہ روایت ہے جو امام رضا (علیہ السلام) سے، اپنے والد سے مروی ہے، فرمایا: امام صادق (علیہ السلام) سے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: مجھے میرے والد (علیہ السلام) نے خبر دی کہ جو شخص حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کرے، ان کے حق کو پہچانتے ہوئے، اللہ اسے علیین میں لکھ دیتا ہے، پھر فرمایا: بے شک حسین (علیہ السلام) کی قبر کے گرد ستر ہزار فرشتے ہیں، پراگندہ بال اور غبار آلود، جو قیامت کے دن تک ان پر روتے رہیں گے۔ (4)

وروى ابن قولويه عليه الرحمة عن الحسين بن ثوير بن أبي فاختة قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : يا حسين ، من خرج من منزله يريد زيارة قبر الحسين بن علي (عليه السلام) إن كان ماشياً كتب له بكل خطوة حسنة ، ومحي عنه سيئة ، حتى إذا صار

في الحير كتبه الله من المفلحين المنجحين ، حتى إذا قضى مناسكه كتبه الله من الفائزين ، حتى إذا أراد الانصراف أتاه ملك فقال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقرئك السلام ويقول لك : استأنف العمل فقد غفر لك ما مضى.

اور ابن قولویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن ثویر بن ابی فاختہ سے روایت کی، کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے حسین! جو شخص اپنے گھر سے حسین بن علی (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کے ارادے سے نکلے، اگر پیدل چل کر جائے تو اس کے ہر قدم پر اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس سے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ

حائر میں پہنچ جاتا ہے تو اللہ اسے کامیاب و کامران لوگوں میں لکھ دیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی زیارت کے مناسک ادا کر چکتا ہے تو اللہ اسے کامیاب لوگوں میں لکھ دیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں: از سرِ نو عمل شروع کرو، بے شک جو کچھ گزر چکا اس کی تمہیں بخشش کر دی گئی۔

وروي عن عبدالله بن الطمحان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سمعته وهو يقول : ما من أحد يوم القيامة إلاّ وهو يتمنّى أنه من زوّار الحسين بن علي (عليه السلام) لما يرى مما يُصنع بزوّار الحسين من كرامتهم على الله [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 89/72.

.

اور عبداللہ بن طمحان سے روایت ہے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، کہا: میں نے انہیں یہ فرماتے سنا: قیامت کے دن کوئی شخص ایسا نہ ہوگا مگر یہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ حسین بن علی (علیہ السلام) کے زائرین میں سے ہوتا، اس وجہ سے کہ وہ دیکھے گا کہ اللہ کے ہاں حسین (علیہ السلام) کے زائرین کے ساتھ کیسا اکرام کیا جاتا ہے۔ (1)

وعن عبدالله بن حماد البصري ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ، قال : قال لي : إن عندكم ـ أو قال : في قربكم ـ لفضيلة ما أوتي أحد مثلها ، وما أحسبكم تعرفونها كنه معرفتها ، ولا تحافظون عليها ولا على القيام بها ، وإن لها لأهلا خاصة قد سمّوا لها ، وأعطوها بلا حول منهم ولا قوة ، إلاّ ما كان من صنع الله لهم وسعادة حباهم الله بها ورحمة ورأفة وتقدم.

اور عبداللہ بن حماد بصری سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: مجھ سے فرمایا: بے شک تمہارے پاس – یا فرمایا: تمہارے نزدیک – ایسی فضیلت ہے جو کسی کو نہیں دی گئی، اور میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کی حقیقی معرفت کے مطابق اسے پہچانتے ہو، اور نہ ہی تم اس کی حفاظت کرتے ہو اور نہ اسے قائم رکھنے کا خیال رکھتے ہو، اور بے شک اس کے کچھ خاص اہل ہیں جو اس کے لیے نامزد کیے گئے ہیں، اور انہیں یہ فضیلت بغیر اپنی کسی طاقت و قوت کے عطا کی گئی ہے، مگر یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے ایک کاری گری اور ایک سعادت تھی جو اللہ نے انہیں عطا کی، اور رحمت و شفقت اور سبقت تھی۔

قلت : جعلت فداك ، وما هذا الذي وصفت ولم تسمِّه ؟ قال : زيارة جدي الحسين بن علي (عليه السلام) فإنه غريب بأرض غربة ، يبكيه من زاره ، ويحزن له من لم يزره ، ويحترق له من لم يشهده ، ويرحمه من نظر إلى قبر ابنه عند رجله ، في أرض فلاة ، لا حميم قربه ولا قريب ، ثم منع الحق ، وتوازر عليه أهل الردّة ، حتى قتلوه وضيَّعوه وعرَّضوه للسباع ، ومنعوه شرب ماء الفرات الذي يشربه الكلاب ، وضيَّعوا حق رسول الله (صلى الله عليه وآله) ووصيته به وبأهل بيته ، فأمسى مجفواً في حفرته ، صريعاً بين قرابته وشيعته ، بين أطباق التراب ، قد أوحش قربه في الوحدة والبعد عن جدّه ، والمنزل الذي لا يأتيه إلاّ من امتحن الله قلبه للإيمان وعرَّفه حقَّنا ، فقلت له : جعلت فداك ، قد كنت آتيه حتى بليت بالسلطان وفي حفظ أموالهم ، وأنا عندهم مشهور ، فتركت للتقية إتياته ، وأنا أعرف ما في إتيانه من الخير ، فقال : هل

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، یہ کیا چیز ہے جس کا آپ نے وصف تو بیان کیا مگر نام نہیں لیا؟ فرمایا: میرے جد حسین بن علی (علیہ السلام) کی زیارت، کیونکہ وہ ایک اجنبی سرزمین میں غریب الوطن ہیں، جو ان کی زیارت کرے وہ ان پر روتا ہے، اور جو زیارت نہ کرے وہ ان کے لیے غمگین ہوتا ہے، اور جو ان کے پاس حاضر نہ ہو وہ ان کے لیے جل اٹھتا ہے، اور جو اس بے آب و گیاہ زمین میں ان کے بیٹے کی قبر کو ان کے پاؤں کے قریب دیکھے وہ ان پر رحم کھاتا ہے، جہاں نہ کوئی قریبی رشتہ دار ہے اور نہ کوئی اپنا، پھر حق کو روک دیا گیا اور اہل ارتداد نے مل کر ان کے خلاف مدد کی، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہید کر دیا اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور درندوں کے سامنے ڈال دیا، اور انہیں فرات کا وہ پانی پینے سے بھی روک دیا جسے کتے پیتے تھے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حق اور ان کی اپنے اہل بیت کے بارے میں وصیت کو ضائع کر دیا، پس وہ اپنی قبر میں بے کسی کی حالت میں شام کرتے رہے، اپنے رشتہ داروں اور شیعوں کے درمیان خاک کی تہوں میں پڑے ہوئے، ان کا قرب تنہائی اور اپنے جد سے دوری میں وحشت زدہ ہو گیا، اور وہ منزل ایسی ہے جہاں وہی آتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے آزما لیا ہو اور اسے ہمارا حق پہچنوا دیا ہو۔ تو میں نے ان سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں، میں ان کے پاس آیا کرتا تھا یہاں تک کہ حکومت کی گرفت میں آ گیا اور ان کے اموال کی نگرانی پر مامور ہو گیا، اور میں ان کے ہاں مشہور ہوں، پس تقیہ کی وجہ سے میں نے ان کے پاس آنا چھوڑ دیا، حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ان کے پاس آنے میں کتنی بھلائی ہے۔ تو فرمایا: کیا

تدري ما فضل من أتاه وما له عندنا من جزيل الخير ؟ فقلت : لا ، فقال : أمّا الفضل فيباهيه ملائكة السماء ، وأمّا ما له عندنا فالترحُّم عليه كل صباح ومساء ، ولقد حدَّثني أبي أنه لم يخل مكانه منذ قتل من مصل يصلّي عليه من الملائكة ، أو من الجنّ ، أو من الإنس ، أو من الوحش ، وما من شيء إلاّ وهو يغبط زائره ، ويتمسَّح به ، ويرجو في النظر إليه الخير لنظره إلى قبره.

تجھے معلوم ہے کہ ان کے پاس آنے والے کی کیا فضیلت ہے اور ہمارے نزدیک اس کے لیے کیسا بھاری اجر ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ تو فرمایا: رہی فضیلت تو آسمان کے فرشتے اس پر فخر کرتے ہیں، اور رہا وہ اجر جو ہمارے نزدیک اس کے لیے ہے تو ہر صبح و شام اس پر رحمت کی دعا کی جاتی ہے، اور مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ جب سے وہ شہید کیے گئے، ان کی جگہ کبھی خالی نہیں رہی، فرشتوں میں سے یا جنوں میں سے یا انسانوں میں سے یا وحوش میں سے کوئی نہ کوئی ان پر نماز پڑھتا رہا ہے، اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ ان کے زائر پر رشک کرتی ہے اور اس سے تبرک حاصل کرتی ہے، اور ان کی قبر کی طرف دیکھنے کی وجہ سے اسے دیکھنے میں بھلائی کی امید رکھتی ہے۔

ثمَّ قال : بلغني أن قوماً يأتونه من نواحي الكوفة وناساً من غيرهم ، ونساء يندبنه ، وذلك في النصف من شعبان ، فمن بين قارىء يقرأ ، وقاصّ يقصّ ، ونادب يندب ، وقائل يقول المراثي ، فقلت له : نعم جعلت فداك ، قد شهدت بعض ما تصف ، فقال : الحمد لله الذي جعل في الناس من يفد إلينا ، ويمدحنا ويرثي لنا ، وجعل عدوَّنا من يطعن عليهم من قرابتنا وغيرهم ، يهدرونهم ويقبِّحون ما يصنعون [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 537 ـ 539 ح 1.

.

پھر فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ کوفہ کے اطراف سے اور کچھ دیگر مقامات سے ان کے پاس آتے ہیں، اور عورتیں ان پر نوحہ کرتی ہیں، اور یہ نصف شعبان میں ہوتا ہے، پس ان میں کوئی پڑھنے والا ہوتا ہے جو پڑھتا ہے، کوئی قصہ گو ہوتا ہے جو بیان کرتا ہے، کوئی نوحہ کرنے والا ہوتا ہے جو نوحہ کرتا ہے، اور کوئی مرثیہ کہنے والا ہوتا ہے جو مرثیے کہتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں، میں آپ پر قربان جاؤں، میں نے اس میں سے کچھ کا خود مشاہدہ کیا ہے جو آپ بیان فرما رہے ہیں۔ تو فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے لوگوں میں ایسے افراد پیدا کیے جو ہمارے پاس آتے ہیں، ہماری مدح کرتے ہیں اور ہم پر نوحہ کرتے ہیں، اور ہمارے دشمن کو ایسا بنایا جو ہمارے قرابت داروں اور دیگروں میں سے ہم پر طعنہ زنی کرتا ہے، وہ انہیں حقیر جانتے ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے برا سمجھتے ہیں۔ (1)

وفي الأمالي عن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر وجعفر بن محمد (عليهما السلام) يقولان : إن الله تعالى عوَّض الحسين (عليه السلام) من قتله أن جعل الإمامة في ذرّيّته ، والشفاء في تربته ، وإجابة الدعاء عند قبره ، ولا تُعدّ أيام زائريه جائياً وراجعاً. قال محمد بن مسلم : فقلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : هذه الخلال تنال بالحسين (عليه السلام) فما له في نفسه ؟ قال : إن الله تعالى ألحقه بالنبي (صلى الله عليه وآله) فكان معه في درجته ومنزلته ، ثم تلا أبو عبدالله (عليه السلام) : « وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ » الآية [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 89/69 ح 2.

.

اور "امالی" میں محمد بن مسلم سے روایت ہے، کہا: میں نے ابو جعفر اور جعفر بن محمد (علیہما السلام) کو یہ فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حسین (علیہ السلام) کو ان کے قتل کے عوض یہ عطا فرمایا کہ امامت ان کی ذریت میں رکھی، اور شفا ان کی خاک میں رکھی، اور دعا کی قبولیت ان کی قبر کے پاس رکھی، اور ان کے زائرین کے آنے جانے کے ایام شمار نہیں کیے جاتے۔ محمد بن مسلم نے کہا: تو میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: یہ خصلتیں تو حسین (علیہ السلام) کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں، مگر خود ان کے لیے ذاتی طور پر کیا ہے؟ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ ملحق کر دیا، پس وہ ان کے ساتھ ان کے درجے اور مرتبے میں ہیں۔ پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: «وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ» (2)

ولله درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

إمامُ الهدى سِبْطُ النبوَّةِ والدُ الـ أئمةِ ربُّ النهيِ مولىً له الأَمْرُ

اللہ بھلا کرے ابن عرندس رحمہ اللہ کا، وہ کہتے ہیں:

ہدایت کے امام، نبوت کے نواسے، ائمہ کے پدر
حکم و نہی کے مالک، وہ آقا جس کے ہاتھ میں ہر امر ہے

إمامٌ أبوه المرتضى عَلَمُ الهدى وصيُّ رسولِ اللهِ والصِّنْوُ والصِّهْرُ
إمامٌ بكته الإنسُ والجنُّ والسَّمَا وَوَحْشُ الفلا والطيرُ والبرُّ والبحرُ
له القُبَّةُ البيضاءُ بالطفِّ لم تزل تطوفُ بها طوعاً ملائكةٌ غُرُّ
وفيه رسولُ اللهِ قال وقولُهُ صحيحٌ صريحٌ ليس في ذلكم نُكْرُ
حُبِي بثلاث ما أحاطَ بمثلِها وليٌّ فَمَنْ زيدٌ هناك وَمَنْ عمرو
له تُرْبةٌ فيها الشفاءُ وقُبَّةٌ يجابُ بها الداعي إذا مسَّه الضرُّ
وذرّيّةٌ دريَّةٌ منه تسعةٌ أئمةُ حقٍّ لا ثمان ولا عَشْرُ
أيُقْتَلُ ظمآناً حسينٌ بكربلا وفي كلِّ عُضْو من أنامِلِه بحرُ
ووالدُهُ الساقي على الحوضِ في غَد
وفاطمةٌ مَاءُ الفُرَاتِ لها مَهْرُ [1]

الغدير ، الأميني : 7/15.

ایسے امام جن کے والد مرتضیٰ، ہدایت کے پرچم ہیں
رسول اللہ کے وصی، ان کے ہمسر بھائی اور داماد ہیں
ایسے امام جن پر انسان و جن اور آسمان روئے
اور صحرا کے وحوش، پرندے، خشکی اور سمندر سب روئے
ان کے لیے سرزمین طف میں سفید گنبد ہے
جس کے گرد نورانی فرشتے بخوشی طواف کرتے ہیں
ان کے بارے میں رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، اور ان کا فرمان
صحیح اور واضح ہے، اس میں کوئی انکار نہیں
انہیں تین ایسی خصوصیات عطا ہوئیں کہ ان جیسی
کسی ولی کو نصیب نہ ہوئیں، پھر وہاں زید و عمرو کی کیا حیثیت
ان کی خاک میں شفا ہے، اور ان کا گنبد ایسا ہے
کہ جب دعا کرنے والے کو تکلیف پہنچے تو وہاں اس کی دعا قبول ہوتی ہے
اور ان سے نو روشن ستاروں جیسی ذریت ہے
جو حق کے امام ہیں، نہ آٹھ ہیں نہ دس
کیا حسین کربلا میں پیاسے شہید کر دیے گئے
جبکہ ان کی ایک ایک انگلی میں سخاوت کا سمندر موجزن تھا
حالانکہ ان کے والد کل حوضِ کوثر پر ساقی ہوں گے
اور فاطمہ کا مہر تو دریائے فرات کا پانی تھا

وقال آخر عليه الرحمة :

اور ایک اور شاعر رحمہ اللہ نے کہا:

مولى بتربته الشفاء وتحت قبته الدعاء من كل داع يسمعُ
فيه الإمام أبو الأئمة والذي هو للنبوة والإمامة مجمعُ

ایسے مولا جن کی خاک میں شفا ہے اور جن کے گنبد تلے
ہر دعا کرنے والے کی دعا سنی جاتی ہے
وہی امام ہیں جو ائمہ کے پدر ہیں اور جو
نبوت اور امامت دونوں کے مجمع ہیں

المجلس الخامس ، من اليوم الخامس
جود الإمام الحسين (عليه السلام) ومكارم
أخلاقه الشريفة وفضل زيارته

جاء في زيارة الناحية المرويَّة عن الحجّة عجَّل الله تعالى فرجه الشريف : فلئن أخَّرتني الدهور ، وعاقني عن نصرك المقدور ، ولم أكن لمن حاربك محارباً ، ولمن نصب لك العداوة مناصباً ، فلأندبنّك صباحاً ومساء ، ولأبكينَّ عليك بدل الدموع دماً ، حسرة عليك ، وتأسُّفاً على ما دهاك وتلهّفاً ، حتى أموت بلوعة

پانچواں مجلس، پانچویں دن کا
امام حسین (علیہ السلام) کی سخاوت، ان کے شریف اخلاق کی بزرگی اور ان کی زیارت کی فضیلت

"زیارتِ ناحیہ مقدسہ" میں، جو حجت (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) سے مروی ہے، آیا ہے: پس اگر زمانوں نے مجھے مؤخر رکھا، اور تقدیر نے مجھے تیری نصرت سے روک دیا، اور میں ان میں سے نہ ہو سکا جنہوں نے تجھ سے جنگ کی ان سے جنگ کرنے والا، اور جنہوں نے تجھ سے دشمنی کھڑی کی ان کے مقابل ڈٹنے والا، تو میں صبح و شام تجھ پر نوحہ کرتا رہوں گا، اور آنسوؤں کے بدلے خون کے آنسو بہاتا رہوں گا، تجھ پر حسرت کے طور پر، اور جو تجھ پر گزرا اس پر افسوس اور تڑپ کے ساتھ، یہاں تک کہ میں جانکاہی

المصاب وغصّة الاكتئاب.. [1]

المزار ، المشهدي : 501.

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول في استنهاض الإمام الحجة (عليه السلام) :

کی مصیبت اور غم کی گھٹن میں مرجاؤں۔ (1)
اللہ بھلا کرے شیخ محمد علی یعقوبی رحمہ اللہ کا، وہ امام حجت (علیہ السلام) کو نصرت کے لیے پکارتے ہوئے کہتے ہیں:

فيا حبَّذا يومٌ به تَنْشُرُ اللِّوا وتَشْهَرُ ذاك المشرفيَّ من الغمدِ
تصولُ بجند من ملائكةِ السَّمَا كجدِّك لمَّا صال في ذلك الجندِ
يسدُّ الفضاءَ الرَّحْبَ عَدّاً وعُدَّةً ولم يَبْقَ دونَ الحقِّ للشركِ من سَدِّ
كأن المواضي البيضَ إنْ مطرت دماً
بروقٌ وأصواتُ الملائكِ كالرَّعْدِ ونسمعُ روحَ القُدْسِ في أُفُقِ السما
ينادي بأهل الأرضِ قد ظهر المهدي فتجمعُ شَمْلَ المسلمين مُؤَلِّفاً
قلوباً طواها الاختلافُ على الحقدِ وتسْتَلُّ في كفّيكَ سيفَ محمَّد
ومنه على عِطْفَيْكَ فضفاضةُ السردِ
وتَسْتَرْجِعُ الأمرَ الذي استأثَرَتْ بِهِ
كَمَا شاءت الأعداءُ في الحَلِّ والعَقْدِ ثُلاَقي بِلاَ وَعْد مُحَيَّاكَ طالعاً
وما أحسنَ اللُّقْيَا تجيءُ بلا وَعْدِ [2]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، للدكتور عبد الصاحب الموسوي : 337.

کیا ہی خوب ہو وہ دن جب تو پرچم بلند کرے گا
اور اس مشرفی تلوار کو نیام سے سونت لے گا
تو آسمان کے فرشتوں کے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوگا
جیسے تیرے جد نے اس لشکر میں حملہ کیا تھا
وہ کشادہ فضا کو تعداد اور سازوسامان سے بھر دے گا
اور شرک کے لیے حق کے آگے کوئی روک باقی نہ رہے گی
گویا سفید تلواریں جب خون کی بارش برسائیں گی
تو بجلیاں ہوں گی، اور فرشتوں کی آوازیں گرج کی مانند ہوں گی
اور ہم روح القدس کو آسمان کے کنارے سے سنیں گے
اہلِ زمین کو پکار کر کہتے ہوئے: مہدی ظاہر ہو چکے ہیں
تو مسلمانوں کی بکھری جمعیت کو یکجا کر دے گا
اور ان دلوں کو جوڑ دے گا جنہیں اختلاف نے کینے پر لپیٹ رکھا تھا
تو اپنے ہاتھوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تلوار سونت لے گا
اور اسی کی کڑیوں سے بنی کشادہ زرہ تیرے کندھوں پر ہوگی
اور تو اس امر کو واپس لے لے گا جسے دشمنوں نے اپنی مرضی سے حل و عقد میں اپنے قبضے میں کر رکھا تھا
ہم بغیر کسی وعدے کے تیرا چہرہ طلوع ہوتا دیکھیں گے

اور کیا ہی خوب ہے وہ ملاقات جو بغیر وعدے کے آجائے

جاء في كتاب أنس المجالس أن الفرزدق أتى الحسين (عليه السلام) لما أخرجه مروان من المدينة فأعطاه (عليه السلام) أربعمائة دينار ، وروي أن أعرابياً وفد المدينة فسأل عن أكرم الناس بها ، فدلّ على الحسين (عليه السلام) ، فدخل المسجد فوجده مصليّاً ، فوقف بإزائه وأنشأ :

کتاب "انس المجالس" میں آیا ہے کہ فرزدق امام حسین (علیہ السلام) کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب مروان نے آپ کو مدینہ سے نکال دیا تھا، تو آپ (علیہ السلام) نے اسے چار سو دینار عطا فرمائے۔ اور روایت ہے کہ ایک اعرابی مدینہ آیا اور اس نے دریافت کیا کہ مدینہ میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ تو اسے امام حسین (علیہ السلام) کی طرف رہنمائی کی گئی۔ وہ مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ نماز میں مصروف ہیں، پس وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور یہ اشعار پڑھے:

لم يخبِ الآنَ مَنْ رَجَاكَ وَمَنْ حَرَّكَ مِنْ دُونِ بَابِكَ الحَلَقَة

اب وہ محروم نہ رہا جس نے تجھ سے امید باندھی
اور جس نے تیرے در کی کڑی کھٹکھٹائی

قال : فسلَّم الحسين (عليه السلام) وقال : يا قنبر ، هل بقي من مال الحجاز شيء ؟ قال : نعم ، أربعة آلاف دينار ، فقال : هاتها قد جاء من هو أحقّ بها منا ، ثم نزع برديه ولفَّ الدنانير فيها ، وأخرج يده من شقّ الباب حياء من الأعرابي ، وأنشأ :

راوی کہتا ہے: امام حسین (علیہ السلام) نے سلام پھیرا اور فرمایا: اے قنبر! کیا حجاز کے مال میں سے کچھ باقی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، چار ہزار دینار۔ آپ نے فرمایا: وہ لے آؤ، ہم سے بڑھ کر اس کا حقدار آپہنچا ہے۔ پھر آپ نے اپنی دونوں چادریں اتاریں اور ان میں دینار لپیٹے، اور اعرابی کے سامنے شرم کے مارے اپنا ہاتھ دروازے کی درز سے باہر نکالا، اور یہ اشعار پڑھے:

خُذْهَا فإني إليك معتذرٌ واعلمْ بأني عليك ذو شَفَقَه

یہ لے لو، میں تم سے معذرت خواہ ہوں
اور جان لو کہ میں تم پر شفقت رکھنے والا ہوں

لو كان في سَيْرِنَا الغَدَاةَ عَصَاً أمست سَمَانا عليك مُنْذَفِقَه
لكنَّ ريبَ الزمانِ ذو غِيَر والكفُّ منّي قليلةُ النَّفَقَه

اگر آج ہماری چال میں کچھ اور کشادگی ہوتی
تو ہمارا آسمان تجھ پر موسلا دھار برستا
لیکن زمانے کے نشیب و فراز بدلتے رہتے ہیں
اور میرا ہاتھ خرچ کرنے میں تنگ دست ہے

قال : فأخذها الأعرابي وبكى ، فقال له : لعلّك استقللت ما أعطيناك ، قال : لا ، ولكن كيف يأكل التراب جودك [1]

راوی کہتا ہے: اعرابی نے وہ مال لیا اور رو پڑا، آپ نے فرمایا: شاید تم نے ہماری عطا کو کم سمجھا؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ مجھے اس بات کا رنج ہوا کہ خاک تیری اس سخاوت کو کیسے کھا جائے گی۔(1)

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 44/189.

.

أقول : وما درى الأعرابي ما يحلّ بالحسين (عليه السلام) بعرصة كربلاء ، وكيف لو رآه وهو جثة بلا رأس ، مقطَّعاً بالسيوف ، تريب الخد ، مسلوب الثياب ؟ ولله درّ بعض الشعراء إذ يقول :

میں کہتا ہوں: اس اعرابی کو کیا خبر تھی کہ کربلا کے میدان میں امام حسین (علیہ السلام) پر کیا کچھ گزرنے والا ہے، اور اگر وہ آپ کو اس حال میں دیکھتا کہ آپ کا جسدِ اطہر بے سر پڑا ہے، تلواروں سے پارہ پارہ، رخسار خاک آلود، اور بدن سے کپڑے تک چھین لیے گئے ہیں، تو کیا حال ہوتا؟ اللہ بھلا کرے بعض شعراء کا جو کہتے ہیں:

فيا نكبةً هَدَّتْ قُوَى دينِ أحمد وَعُظْمَ مُصَاب في القُلُوبِ له سُعْرُ
أيرتفعُ الرأسُ الكريمُ على القَنَا ويُهْدَى إلى رِجْس قد اغتاله الكُفْرُ
ويُمْنَعُ شُرْبَ الماءِ عمداً وكفُّه به من عَطَايَا جُوْدِ إنعامِهِ بَحْرُ
ويُقْتَلُ ظمآناً كئيباً وجدُّه نبيٌّ له الإقبالُ والعزُّ والنصرُ
حبيبٌ أجلُّ المرسلين مَقَامُهُ رسولٌ به تُرْجَى الشفاعةُ والبُشْرُ
ووالدُهُ الهادي الوصيُّ خليفةُ الـ نبيِّ أبو الأطهارِ والصِّنْوُ والصِّهْرُ
إمامٌ له السرُّ العظيمُ وشأنُهُ الـ قديمُ وفي أوصافِهِ نَزَلَ الذِّكْرُ [2]

المنتخب ، الطريحي : 190.

وعن شعيب بن عبدالرحمن الخزاعي قال : وجد على ظهر الحسين بن علي (عليه السلام) يوم الطف أثر ، فسألوا زين العابدين (عليه السلام) عن ذلك فقال : هذا مما كان ينقل الجراب على ظهره إلى منازل الأرامل واليتامى والمساكين.

واحسرتا اس مصیبت پر جس نے دینِ احمد کی بنیادیں ہلا دیں
اور اس عظیم صدمے پر جس کی آگ دلوں میں بھڑک رہی ہے
کیا یہی باقی رہ گیا تھا کہ وہ محترم سرنیزوں پر بلند کیا جائے
اور اسے اس ناپاک شخص کے پاس ہدیہ بھیجا جائے جسے کفر نے آلۂ کار بنا رکھا تھا؟
اور جان بوجھ کر اسے پانی سے روکا جائے، جبکہ اس کے ہاتھ سے
اس کی سخاوت اور احسان کا سمندر بہا کرتا تھا
اور وہ پیاسا اور غمگین قتل کیا جائے، جبکہ اس کے نانا ایسے نبی ہیں جن کے لیے اقبال، عزت اور نصرت مقدر ہے
وہ ایسا محبوب ہے جس کا مقام تمام رسولوں سے بلند ہے
ایسا رسول جس کے ذریعے شفاعت اور بشارت کی امید کی جاتی ہے
اور اس کا والد وہ ہادی، وصی اور نبی کا خلیفہ ہے
جو پاکیزہ ہستیوں کا باپ، بھائی اور داماد ہے
وہ امام ہیں جن کے لیے عظیم راز اور بلند و قدیم شان ہے
اور جن کی صفات میں (قرآنی) ذکر نازل ہوا(2)

شعیب بن عبدالرحمٰن خزاعی سے مروی ہے کہ روزِ طف (کربلا) امام حسین بن علی (علیہ السلام) کی پیٹھ پر ایک نشان پایا گیا، تو لوگوں نے امام زین العابدین (علیہ السلام) سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: یہ اس بات کا نشان ہے کہ وہ اپنی پیٹھ پر بوریاں اٹھا کر بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کے گھروں تک پہنچایا کرتے تھے۔

وقيل : إن عبدالرحمن السلمي علَّم ولد الحسين (عليه السلام) الحمد ، فلمَّا قرأها على أبيه أعطاه ألف دينار ، وألف حلّة ، وحشا فاه درّاً ، فقيل له في ذلك فقال : وأين يقع هذا من عطائه يعني تعليمه ؟ وأنشد الحسين (عليه السلام) :

اور کہا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن سلمی نے امام حسین (علیہ السلام) کے صاحبزادے کو سورۂ حمد سکھائی، جب اس نے وہ سورت اپنے والد کے سامنے پڑھی تو آپ نے استاد کو ہزار دینار اور ہزار جوڑے کپڑے عطا کیے اور اس کا منہ موتیوں سے بھر دیا۔ اس بارے میں آپ سے کہا گیا (کہ یہ بہت زیادہ ہے) تو آپ نے فرمایا: یہ اس کی عطا، یعنی اس کی تعلیم کے مقابلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟ اور امام حسین (علیہ السلام) نے یہ اشعار پڑھے:

إذا جادت الدنيا عليكَ فَجُدْ بها على الناسِ طرّاً قَبْلَ أَنْ تتفلَّتِ
فلا الجودُ يُفْنِيها إذا هي أَقْبَلَتْ ولا البُخْلُ يُبقيها إذا ما تَوَلَّتِ

جب دنیا تجھ پر سخاوت کرے تو تُو بھی اسے لٹا دے تمام لوگوں پر، اس سے پہلے کہ وہ ہاتھ سے نکل جائے
کیونکہ سخاوت اسے ختم نہیں کرتی جب وہ اقبال مند ہو کر آئے
اور نہ بخل اسے باقی رکھتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر چلی جائے

ومن تواضعه (عليه السلام) أنه مرَّ بمساكين وهم يأكلون كسراً لهم على كساء ، فسلَّم عليهم ، فدعوه إلى طعامهم فجلس معهم ، وقال : لولا أنه صدقة لأكلت معكم ، ثم قال : قوموا إلى منزلي ، فأطعمهم وكساهم وأمر لهم بدراهم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/190 ـ 191 ح 3.

.

آپ (علیہ السلام) کے تواضع کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کچھ مسکینوں کے پاس سے گزرے جو ایک چادر پر اپنے روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے، آپ نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے آپ کو اپنے کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دی، آپ ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ ضرور کھاتا۔ پھر فرمایا: میرے گھر چلو، چنانچہ آپ نے انہیں کھانا کھلایا، کپڑے پہنائے اور ان کے لیے درہموں کا حکم دیا۔(1)

وروي عن الحسين بن علي (عليهما السلام) أنه قال : صحَّ عندي قول النبي (صلى الله عليه وآله) : أفضل الأعمال بعد الصلاة إدخال السرور في قلب المؤمن بما لا إثم فيه ، فإني رأيت غلاماً يواكل كلباً فقلت له في ذلك ، فقال : يا ابن رسول الله ، إني مغموم ، أطلب سروراً بسروره ، لأن صاحبي يهودي أريد أفارقه ، فأتى الحسين إلى صاحبه بمائتي دينار ثمناً له ، فقال اليهودي : الغلام فداء لخطاك ، وهذا البستان له ، ورددت عليه المال ، فقال (عليه السلام) : وأنا قد وهبت لك المال ، قال : قبلت المال ووهبته للغلام ، فقال الحسين (عليه السلام) : أعتقت الغلام ووهبته له جميعاً ، فقالت امرأته : قد أسلمت ووهبت زوجي مهري ، فقال اليهودي : وأنا أيضاً أسلمت وأعطيتها هذه الدار [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/194 ح 7.

.

امام حسین بن علی (علیہما السلام) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے نزدیک نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا یہ فرمان درست ثابت ہوا کہ نماز کے بعد سب سے افضل عمل یہ ہے کہ کسی مومن کے دل میں ایسی خوشی داخل کی جائے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ چنانچہ میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ ایک کتے کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہا ہے، میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: اے فرزندِ رسول! میں غمگین ہوں اور اس کتے کو خوش کر کے (اپنے لیے بھی) خوشی حاصل کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ میرا مالک یہودی ہے اور میں اس سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ امام حسین (علیہ السلام) اس کے مالک کے پاس دو سو دینار لے کر گئے تاکہ اسے خرید لیں۔ یہودی نے کہا: یہ غلام آپ کے قدموں پر قربان، اور یہ باغ بھی اسی کا ہے، اور میں یہ رقم آپ کو واپس کرتا ہوں۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے بھی یہ رقم تمہیں ہبہ کر دی۔ یہودی نے کہا: میں نے یہ رقم قبول کر لی اور اسے اس غلام کو ہبہ کر دیا۔ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے غلام کو آزاد کیا اور یہ سب کچھ اسی کو ہبہ کر دیا۔ اس پر یہودی کی بیوی نے کہا: میں اسلام لے آئی اور اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کرتی ہوں۔ یہودی نے کہا: میں بھی اسلام لے آیا اور یہ گھر بھی اسی (غلام) کو دے دیا۔(2)

وقال أنس : كنت عند الحسين (عليه السلام) فدخلت عليه جارية فحيّته بطاقة ريحان ، فقال لها : أنت حرّة لوجه الله ، فقلت : تجيئك بطاقة ريحان لا خطر لها فتعتقها ؟ قال : كذا أدّبنا الله ، قال الله : « وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّة فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا » [3]

سورة النساء ، الآية : 86.

وكان أحسن منها عتقها [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/195 ح 8.

.

انس کہتے ہیں: میں امام حسین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک کنیز آپ کے پاس آئی اور اس نے پھول کی ایک ٹہنی دے کر آپ کو تحفہ پیش کیا، آپ نے فرمایا: تُو اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ میں نے عرض کیا: وہ آپ کے پاس بے قیمت پھول کی ایک ٹہنی لے کر آئی اور آپ نے اسے آزاد کر دیا؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے ہمیں یہی ادب سکھایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «اور جب تمہیں کوئی تحفہ (سلام) پیش کیا جائے تو تم اس سے بہتر انداز میں جواب دو یا کم از کم ویسا ہی لوٹا دو»(3) اور اس سے بہتر یہی تھا کہ اسے آزاد کر دیا جائے۔(4)

وعن عمرو بن دينار قال : دخل الحسين (عليه السلام) على أسامة بن زيد وهو مريض ، وهو يقول : واغمّاه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : وما غمك يا أخي ؟ قال : ديني ،

وهو ستون ألف درهم ، فقال الحسين : هو عليَّ ، قال : إني أخشى أن أموت ، فقال الحسين (عليه السلام) : لن تموت حتى أقضيها عنك ، قال : فقضاها قبل موته [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/189 ح 2.

.

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ امام حسین (علیہ السلام) اسامہ بن زید کے پاس گئے جو اس وقت بیمار تھے اور کہہ رہے تھے: ہائے میرا غم! امام حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: میرے بھائی! تمہیں کس بات کا غم ہے؟ انہوں نے کہا: میرے قرض کا،

جو ساٹھ ہزار درہم ہے۔ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ قرض میرے ذمے ہے۔ اسامہ نے کہا: مجھے خدشہ ہے کہ میں مر جاؤں گا۔ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تم اس وقت تک نہیں مرو گے جب تک میں یہ قرض تمہاری طرف سے ادا نہ کر دوں۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ آپ نے ان کی وفات سے پہلے ہی وہ قرض ادا کر دیا۔ (1)

وجنى غلام له جناية توجب العقاب عليه فأمر به أن يضرب ، فقال : يا مولاي (والكاظمين الغيظ) قال : خلّوا عنه ، فقال : يا مولاي (والعافين عن الناس) قال : قد عفوت عنك ، قال : يا مولاي (والله يحب المحسنين) قال : أنت حرٌّ لوجه الله ، ولك ضعف ما كنت أعطيك [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/195.

.

آپ کے ایک غلام سے ایسی خطا سرزد ہوئی جو سزا کی موجب تھی، آپ نے حکم دیا کہ اسے مارا جائے۔ غلام نے کہا: اے میرے آقا! (اور غصہ پی جانے والے) آپ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ غلام نے کہا: اے میرے آقا! (اور لوگوں کو معاف کر دینے والے) آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ غلام نے کہا: اے میرے آقا! (اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) آپ نے فرمایا: تُو اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے، اور اب سے تجھے اس سے دگنا دیا جائے گا جو پہلے دیا کرتا تھا۔(2)

وفي أسانيد أخطب خوارزم أورده في كتاب له في مقتل آل الرسول (صلى الله عليه وآله) أن أعرابياً جاء إلى الحسين بن علي (عليهما السلام) فقال : يا ابن رسول الله ، قد ضمنت دية كاملة وعجزت عن أدائها ، فقلت في نفسي : أسأل أكرم الناس ، وما رأيت أكرم من أهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقال الحسين (عليه السلام) : يا أخا العرب ، أسألك عن ثلاث مسائل ، فإن أجبت عن واحدة أعطيتك ثلث المال ، وإن أجبت عن اثنتين أعطيتك ثلثي المال ، وإن أجبت عن الكل أعطيتك الكل. فقال الأعرابي : يا ابن رسول الله ، أمثلك يسأل مثلي وأنت من أهل العلم والشرف ؟ فقال الحسين (عليه السلام) : بلى ، سمعت جدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : المعروف بقدر المعرفة ، فقال الأعرابي : سل عما بدا لك ، فإن أجبت وإلاّ تعلّمت منك ، ولا قوة إلاّ بالله.

اخطب خوارزم کی اسانید میں، جو انہوں نے اہل بیتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی شہادت کے بارے میں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں، مذکور ہے کہ ایک اعرابی امام حسین بن علی (علیہما السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسول! میں نے ایک مکمل دیت کی ضمانت لے رکھی ہے اور اسے ادا کرنے سے قاصر ہوں، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ سب سے زیادہ کریم شخص سے مدد مانگوں، اور مجھے اہل بیتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے زیادہ کریم کوئی نہیں ملا۔ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے اعرابی بھائی! میں تم سے تین سوال پوچھتا ہوں، اگر تم ایک کا جواب دے دو تو میں تمہیں مال کا ایک تہائی دوں گا، اگر دو کا جواب دو تو دو تہائی دوں گا، اور اگر تینوں کا جواب دے دو تو سارا مال دے دوں گا۔ اعرابی نے کہا: اے فرزندِ رسول! کیا آپ جیسا شخص مجھ جیسے سے سوال کرے گا، جبکہ آپ اہلِ علم و شرف میں سے ہیں؟ امام حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: ہاں، میں نے اپنے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو یہ فرماتے سنا ہے: نیکی معرفت کے بقدر ہوتی ہے۔ اعرابی نے کہا: جو چاہیں پوچھیں، اگر جواب دے سکا تو ٹھیک ورنہ آپ سے سیکھ لوں گا، اور توفیق صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

فقال الحسين (عليه السلام) : أيُّ الأعمال أفضل ؟ فقال الأعرابي : الإيمان بالله ، فقال الحسين (عليه السلام) : فما النجاة من المهلكة ؟ فقال الأعرابي : الثقة بالله ، فقال الحسين (عليه السلام) : فما يزين الرجل ؟ فقال الأعرابي : علم معه حلم ، فقال : فإن أخطأه ذلك ؟ فقال : مال معه مروءة ، فقال : فإن أخطأه ذلك ؟ فقال : فقر معه صبر ، فقال الحسين (عليه السلام) : فإن أخطأه ذلك ؟ فقال الأعرابي : فصاعقة تنزل من السماء وتحرقه فإنه أهل لذلك.

فضحك الحسين (عليه السلام) ورمى بصرّة إليه فيها ألف دينار ، وأعطاه خاتمه ، وفيه فص قيمته مائتا درهم ، وقال : يا أعرابي ، أعط الذهب إلى غرمائك ، واصرف الخاتم في نفقتك ، فأخذ الأعرابي : وقال « اللهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ » [1]

سورة الأنعام ، الآية : 24.
الآية [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/196 ح 11.

.

امام حسین (علیہ السلام) نے پوچھا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ اعرابی نے کہا: اللہ پر ایمان لانا۔ آپ نے پوچھا: ہلاکت سے نجات کس چیز میں ہے؟ اعرابی نے کہا: اللہ پر بھروسہ کرنے میں۔ آپ نے پوچھا: انسان کو کون سی چیز زینت بخشتی ہے؟ اعرابی نے کہا: علم جس کے ساتھ بردباری ہو۔ آپ نے پوچھا: اگر یہ میسر نہ ہو تو؟ اعرابی نے کہا: مال جس کے ساتھ مروت ہو۔ آپ نے پوچھا: اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو؟ اعرابی نے کہا: فقر جس کے ساتھ صبر ہو۔ امام حسین (علیہ السلام) نے پوچھا: اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو؟ اعرابی نے کہا: پھر آسمان سے ایک بجلی گرے اور اسے جلا ڈالے، کیونکہ وہ اسی کا مستحق ہے۔

امام حسین (علیہ السلام) یہ سن کر مسکرائے اور اس کی طرف ایک تھیلی پھینکی جس میں ایک ہزار دینار تھے، اور اپنی انگوٹھی بھی عطا کی جس کا نگینہ دو سو درہم مالیت رکھتا تھا، اور فرمایا: اے اعرابی! یہ سونا اپنے قرض خواہوں کو دے دو، اور انگوٹھی اپنے اخراجات میں خرچ کرو۔ اعرابی نے وہ لے لیا اور کہا: «اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں رکھے»(1) الآیہ۔(2)

وممّا جاء في فضل زيارة الحسين (عليه السلام) ما رواه ابن قولويه عليه الرحمة ، عن معاوية بن وهب ، قال : استأذنت على أبي عبدالله (عليه السلام) فقيل لي : ادخل ، فدخلت ، فوجدته في مصلاّه في بيته ، فجلست حتى قضى صلاته ، فسمعته وهو يناجي ربَّه وهو يقول : اللهم يا من خصَّنا بالكرامة ، ووعدنا بالشفاعة ، وخصَّنا بالوصية ، وأعطانا علم ما مضى وعلم ما بقي ، وجعل أفئدة من الناس تهوي إلينا ، اغفر لي ولإخواني ، وزوِّار قبر أبي عبدالله الحسين ، الذين أنفقوا أموالهم ، وأشخصوا أبدانهم ، رغبة في برِّنا ، ورجاء لما عندك في صلتنا ، وسروراً أدخلوه على نبيك ، وإجابة منهم لأمرنا ، وغيظاً أدخلوه على عدوّنا ، أرادوا بذلك رضوانك ، فكافهم عنّا بالرضوان ، واكلأهم بالليل والنهار ، واخلف على أهاليهم وأولادهم الذين خلّفوا بأحسن الخلف ، واصحبهم ، واكفهم شرَّ كل جبار عنيد ، وكل ضعيف من خلقك وشديد ، وشرَّ شياطين الإنس والجن ، وأعطهم أفضل ما أمّلوا منك في غربتهم عن أوطانهم ، وما آثرونا به على أبنائهم وأهاليهم وقراباتهم.

امام حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس میں سے وہ روایت ہے جسے ابن قولویہ (علیہ الرحمہ) نے معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے ہاں حاضری کی اجازت طلب کی تو مجھ سے کہا گیا: اندر آجاؤ۔ میں اندر گیا تو آپ کو اپنے گھر میں اپنے مصلے پر پایا، میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی، پھر میں نے سنا کہ آپ اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: اے اللہ! اے وہ ذات جس نے ہمیں کرامت سے خاص کیا، ہم سے شفاعت کا وعدہ فرمایا، ہمیں وصیت سے مخصوص کیا، اور ہمیں ماضی اور آئندہ کا علم عطا فرمایا، اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مائل کر دیا، مجھے اور میرے بھائیوں کو بخش دے، اور ابو عبداللہ الحسین کے قبر کے زائرین کو بھی، جنہوں نے اپنے اموال خرچ کیے اور اپنے بدن مشقت میں ڈالے، ہم سے نیکی کی رغبت میں، اور ہم سے صلہ رحمی پر تیرے ہاں جو کچھ ہے اس کی امید میں، اور وہ خوشی جو انہوں نے تیرے نبی کے دل میں داخل کی، اور ہمارے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے، اور وہ غصہ جو انہوں نے ہمارے دشمن کے دل میں داخل کیا، انہوں نے اس سے تیری رضا چاہی، تو انہیں ہماری طرف سے رضوان کی جزا دے، رات دن ان کی نگہبانی فرما، ان کے پیچھے چھوڑے گئے اہل و عیال اور اولاد کی بہترین جانشینی فرما، ان کا ساتھی بن، اور ہر ضدی جابر کے شر سے، اور تیری مخلوق میں سے ہر کمزور اور طاقتور کے شر سے، اور انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کے شر سے انہیں بچا، اور اپنے وطنوں سے دور اپنی غربت میں انہوں نے تجھ سے جو امیدیں باندھی ہیں ان میں سے بہترین انہیں عطا فرما، اور جو کچھ انہوں نے اپنی اولاد، اہل خانہ اور رشتہ داروں پر ہمیں ترجیح دے کر کیا اس کا بہترین بدلہ دے۔

اللهم إن أعداءنا عابوا عليهم بخروجهم ، فلم ينههم ذلك عن الشخوص إلينا خلافاً منهم على من خالفنا ، فارحم تلك الوجوه التي غيَّرتها الشمس ، وارحم تلك الخدود التي تتقلَّب على حفرة أبي عبدالله الحسين (عليه السلام) ، وارحم تلك الأعين التي جرت دموعها رحمة لنا ، وارحم تلك القلوب التي جزعت واحترقت لنا ، وارحم تلك الصرخة التي كانت لنا ، اللهم إني أستودعك تلك الأبدان وتلك

الأنفس ، حتى توافيهم [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 228 ـ 229 ح 2.

اے اللہ ! ہمارے دشمنوں نے ان کے (زیارت کے لیے) نکلنے پر انہیں عیب لگایا، مگر اس سے وہ ہماری طرف آنے سے باز نہ آئے، اور اپنی اس روش پر قائم رہے جو ہمارے مخالفین کے خلاف تھی، تو ان چہروں پر رحم فرما جنہیں دھوپ نے بدل ڈالا، اور ان رخساروں پر رحم فرما جو ابو عبداللہ الحسین (علیہ السلام) کی قبر پر (خاک میں) لوٹتے ہیں، اور ان آنکھوں پر رحم فرما جن کے آنسو ہم پر رحمت بن کر بہے، اور ان دلوں پر رحم فرما جو ہمارے لیے بے قرار اور جل اٹھے، اور اس نالہ و فریاد پر رحم فرما جو ہمارے لیے بلند ہوئی، اے اللہ ! میں تیرے سپرد کرتا ہوں ان بدنوں کو اور ان

جانوں کو، یہاں تک کہ تو انہیں (اپنی رحمت کے ساتھ) آملے۔(1)

.

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

يَا مَنْ بأرضِ الطفوفِ مشهدُهُ كالركنِ بينَ الحجيجِ يُسْتَلَمُ
وَيَا أَبَا التسعةِ الأُولى كَرُمَتْ منها السجايا وطابت الشِّيَمُ
أَمَّتْ حِمَاك الوفودُ زائرةً لانَصَبٌ عَاقَها وَلاَ سَأَمُ
تطوفُ فيه الملوكُ خاضعةً له وأهلُ السَّمَا به خَدَمُ [2]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبد الصاحب الموسوي : 346.

اللہ بھلا کرے شیخ محمد علی الیعقوبی (علیہ الرحمہ) کا، جہاں وہ کہتے ہیں:

اے وہ ہستی جس کا مزار سرزمینِ طف میں ہے
گویا حجاج کے مابین وہ رکن ہے جسے بوسہ دیا جاتا ہے
اور اے ان نو (اماموں) کے باپ جن میں اول ہی سے
عادتیں عمدہ اور خصلتیں پاکیزہ تھیں
تیری پناہ کی طرف زائرین کے قافلے چل کر آئے
نہ کوئی تھکن انہیں روک سکی نہ کوئی اکتاہٹ
اس میں بادشاہ بھی جھک کر طواف کرتے ہیں
اور اہلِ آسمان بھی اس کی خدمت میں مصروف ہیں(2)

المجلس الأول ، من اليوم السادس
توافد الخيل والرجال إلى كربلاء
ودعوة حبيب لبني أسد

جاء في كتاب المزار للمشهدي عليه الرحمة في بعض الزيارات : يا سادتي يا آل رسول الله ، إني بكم أتقرَّب إلى الله جلَّ وعلا ، بالخلاف على الذين غدروا بكم ، ونكثوا بيعتكم ، وجحدوا ولايتكم ، وأنكروا منزلتكم ، وخلعوا ربقة طاعتكم ، وهجروا أسباب مودّتكم ، وتقرَّبوا إلى فراعنتهم بالبراءة منكم ، والإعراض عنكم ، ومنعوكم من إقامة الحدود ، واستئصال الجحود ، وشعب الصدع ، ولمّ الشعث ، وسدّ الخلل ، وتثقيف الأود ، وإمضاء الأحكام ، وتهذيب الإسلام ، وقمع الآثام ، وأرهجوا عليكم نقع الحروب والفتن ، وأنحوا عليكم سيوف الأحقاد ، وهتكوا منكم الستور ، وابتاعوا بخمسكم الخمور ، وصرفوا صدقات المساكين إلى

المضحكين والساخرين [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 295 ـ 296.

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول في استنهاض الإمام الحجة المهدي عجل الله تعالى فرجه الشريف :

پہلا مجلس، چھٹے دن کا
گھوڑوں اور مردوں کا کربلا کی طرف تانتا
اور حبیب کی بنی اسد کو دعوت

مشہدی (علیہ الرحمہ) کی کتاب المزار میں بعض زیارات کے ضمن میں آیا ہے: اے میرے سردارو ! اے آلِ رسول اللہ ! میں تمہارے واسطے سے اللہ جل و علا کا قرب حاصل کرتا ہوں، ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے جنہوں نے تمہارے ساتھ عہد شکنی کی، تمہاری بیعت توڑی، تمہاری ولایت کا انکار کیا، تمہارے مرتبے کو نہ مانا، تمہاری اطاعت کا طوق اپنی گردنوں سے اتار پھینکا، تمہاری محبت کے اسباب چھوڑ دیے، اور اپنے فرعونوں سے قربت حاصل کرنے کے لیے تم سے بیزاری اور اعراض کا اظہار کیا، اور تمہیں حدود قائم کرنے سے، انکار کی جڑ کاٹنے سے، دراڑ کو جوڑنے سے، بکھرے ہوئے کو یکجا کرنے سے، خلل کو دور کرنے سے، کجی کو سیدھا کرنے سے، احکام نافذ کرنے سے، اسلام کی اصلاح کرنے سے، اور گناہوں کو دبانے سے روکا، اور تم پر جنگوں اور فتنوں کی گرد و غبار اٹھائی، اور تم پر کینوں کی تلواریں سونت دیں، اور تمہارے پردے چاک کیے، اور تمہارے خُمس سے شراب خریدی، اور مسکینوں کے صدقات کو

ہنسنے اور مذاق اڑانے والوں کی طرف موڑ دیا۔(1)

اللہ بھلا کرے سید محمد حسین القزوینی (علیہ الرحمہ) کا، جہاں وہ امام حجت المہدی (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کو نصرت کے لیے اٹھنے کی دعوت دیتے ہوئے کہتے ہیں:

متى أيُّها الموتورُ تَبْعَثُ غارةً تُعِيدُ العِدَى والبَرُّ من دَمِهِمْ بَحْرُ
أَتُغْضي وأنت المُدْرِكُ الثارِ عن دَم
بِرَغْمِ الهدى أَضْحَى وليس له وِتْرُ وتلك بجَنْبِ الطفِّ فِتْيَانُ هاشم
ثَوَتْ تَحْتَ أطرافِ القَنَا دَمُها هَدْرُ فَلاَ صبرَ حتَّى ترفعوها ذوابلا
من الخطِّ لا يُلْوَى بخرصانِها كَسْرُ وتبتعثوها في المَغَارِ صواهلا
من الخيلِ مقروناً بأعرافِها النصرُ فكم نكأت منكم أميَّةُ قُرْحَةً
إلى الحشرِ لا يأتي على جُرْحها السَّبْرُ [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 116.

اے صاحبِ خون ! کب تُو وہ حملہ اٹھائے گا
جو دشمنوں کو لوٹا دے اور خشکی ان کے خون سے
سمندر بن جائے
کیا تُو آنکھیں موند لے گا جبکہ تُو ہی خون کا بدلہ لینے والا
ہے
جو ہدایت کے باوجود بہا اور اس کا کوئی قصاص نہ لیا
گیا
اور وہ دیکھ، طف کے پہلو میں بنی ہاشم کے جوان
نیزوں کی انیوں تلے پڑے ہیں، ان کا خون رائیگاں گیا
پس کوئی صبر نہیں جب تک تم نہ اٹھا لو وہ لچکدار نیزے
خط کے، جن کی انیاں موڑنے سے بھی نہیں ٹوٹتیں
اور نہ روانہ کرو انہیں حملے میں ہنہناتے ہوئے
گھوڑوں پر، جن کی ایالوں کے ساتھ فتح بندھی ہو
کتنے ہی زخم بنو امیہ نے تم میں کریدے
جو قیامت تک ہیں، ان کے گھاؤ کی گہرائی کوئی جانچ نہ
پائے(2)

قال الراوي : كتب ابن زياد لعنه الله إلى الحسين صلوات الله عليه : أمَّا بعد يا حسين ، فقد بلغني نزولك بكربلاء ، وقد كتب إليَّ أمير المؤمنين يزيد أن لا أتوسَّد الوثير ، ولا أشبع من الخمير ، أو ألحقك باللطيف الخبير ، أو ترجع إلى حكمي وحكم يزيد بن معاوية ، والسلام.

راوی کہتے ہیں: ابن زیاد (اس پر اللہ کی لعنت ہو) نے امام حسین (صلوات اللہ علیہ) کو خط لکھا: امّا بعد، اے حسین! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کربلا میں اترے ہو، اور امیر المومنین یزید نے مجھے لکھا ہے کہ میں نرم بستر پر آرام نہ کروں اور نہ سیر ہو کر روٹی کھاؤں، جب تک کہ تمہیں لطیف و خبیر (اللہ) سے نہ ملا دوں، یا تم میرے اور یزید بن معاویہ کے حکم کی طرف لوٹ آؤ، والسلام۔

فلمَّا ورد كتابه على الحسين (عليه السلام) وقرأه رماه من يده ، ثم قال : لا أفلح قوم اشتروا مرضاة المخلوق بسخط الخالق ، فقال له الرسول : جواب الكتاب أبا

جب اس کا خط امام حسین (علیہ السلام) کے پاس پہنچا اور آپ نے اسے پڑھا تو ہاتھ سے پھینک دیا، پھر فرمایا: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے خالق کی ناراضی کے بدلے مخلوق کی رضا خرید لی۔ اس پر قاصد نے کہا: خط کا جواب دیجیے، اے ابا

عبدالله ؟! فقال (عليه السلام) : ما له عندي جواب ، لأنه قد حقَّت عليه كلمة العذاب ، فرجع الرسول إليه فخبَّره بذلك ، فغضب عدوّ الله من ذلك أشدَّ الغضب ، والتفت إلى عمر ابن سعد وأمره بقتال الحسين (عليه السلام) ، وقد كان ولاّه الريَّ قبل ذلك ، فاستعفى عمر من ذلك ، فقال ابن زياد : فاردد إلينا عهدنا ، فاستمهله ، ثم قبل بعد يوم خوفاً عن أن يُعزل عن ولاية الريّ.

عبداللہ؟! تو امام (علیہ السلام) نے فرمایا: اس کے لیے میرے پاس کوئی جواب نہیں، کیونکہ اس پر عذاب کا فیصلہ حق ثابت ہو چکا ہے۔ چنانچہ قاصد اس کے پاس واپس گیا اور اسے یہ بات بتائی، تو اللہ کے دشمن کو اس پر شدید غصہ آیا، اور اس نے عمر بن سعد کی طرف رخ کیا اور اسے حسین (علیہ السلام) سے جنگ کرنے کا حکم دیا، حالانکہ اس نے اس سے پہلے عمر بن سعد کو ری کی ولایت دے رکھی تھی۔ عمر نے اس سے معذرت چاہی، تو ابن زیاد نے کہا: پھر ہمارا عہدہ ہمیں واپس کر دو۔ عمر نے مہلت مانگی، پھر ایک دن بعد ری کی ولایت سے معزول ہو جانے کے خوف سے قبول کر لیا۔

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فلمّا كان من الغد قدم عليهم عمر بن سعد ابن أبي وقاص من الكوفة في أربعة آلاف فارس ، فنزل بنينوى ، فبعث إلى الحسين (عليه السلام) عروة بن قيس الأحمسي ، فقال له : ائته فسله ما الذي جاء بك ؟ وما تريد ؟ وكان عروة ممن كتب إلى الحسين (عليه السلام) ، فاستحيى منه أن يأتيه ، فعرض ذلك على الرؤساء الذين كاتبوه ، وكلّهم أبى ذلك وكرهه.

شیخ مفید (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں: جب اگلا دن ہوا تو عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفہ سے چار ہزار سواروں کے ساتھ ان کے پاس آپہنچا اور نینوی میں پڑاؤ ڈالا۔ اس نے عروہ بن قیس احمسی کو امام حسین (علیہ السلام) کی طرف بھیجا اور اس سے کہا: اس کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ عروہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے امام حسین (علیہ السلام) کو خط لکھے تھے، سو اس نے شرم کے باعث ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا، اور یہ بات ان سرداروں کے سامنے پیش کی جنہوں نے امام کو خطوط لکھے تھے، مگر سب نے اس سے انکار کیا اور اسے ناپسند کیا۔

فقام إليه كثير بن عبدالله الشعبي ـ وكان فارساً شجاعاً لا يردّ وجهه شيء ـ فقال له : أنا أذهب إليه ، والله لئن شئت لأفتكنَّ به ، فقال له عمر بن سعد : ما أريد أن تفتك به ، ولكن ائته فسله ما الذي جاء به ؟ فأقبل كثير إليه ، فلمّا رآه أبو ثمامة الصيداوي قال للحسين (عليه السلام) : أصلحك الله يا أبا عبدالله! قد جاءك شرّ أهل الأرض وأجرأه على دم وأفتكه ، وقام إليه فقال له : ضع سيفك ، قال : لا والله ولا كرامة ، إنما أنا رسول ، إن سمعتم كلامي بلَّغتكم ما أرسلت به إليكم ، وإن أبيتم انصرفت عنكم ، قال : فإني آخذ بقائم سيفك ثم تكلَّم بحاجتك ، قال : لا والله لا تمسّه ، فقال له : أخبرني بما جئت به وأنا أبلِّغه عنك ، ولا أدعك تدنو منه ، فإنك فاجر ، فاستبًّا وانصرف إلى عمر بن سعد فأخبره الخبر.

پھر کثیر بن عبداللہ شعبی کھڑا ہوا – جو ایک بہادر شہسوار تھا جسے کوئی چیز روک نہیں سکتی تھی – اور اس نے کہا: میں اس کے پاس جاتا ہوں، اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ عمر بن سعد نے اس سے کہا: میں نہیں چاہتا کہ تم اسے قتل کرو، بلکہ اس کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ وہ کس مقصد سے آیا ہے۔ چنانچہ کثیر ان کی طرف بڑھا۔ جب ابو ثمامہ صیداوی نے اسے دیکھا تو امام حسین (علیہ السلام) سے کہا: اللہ آپ کو سلامت رکھے، اے ابا عبداللہ! آپ کے پاس زمین کا بدترین آدمی آیا ہے، جو خون بہانے پر سب سے زیادہ دلیر اور سب سے زیادہ قاتل ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھا اور اس سے کہا: اپنی تلوار رکھ دو۔ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، ہرگز نہیں، میں تو صرف ایک قاصد ہوں، اگر تم میری بات سنو تو میں تمہیں وہ پیغام پہنچا دوں گا جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے، اور اگر انکار کرو تو میں تم سے واپس چلا جاؤں گا۔ ابو ثمامہ نے کہا: تو میں تمہاری تلوار کا قبضہ پکڑ لیتا ہوں، پھر اپنی بات کرو۔ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، تم اسے ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ ابو ثمامہ نے کہا: مجھے بتاؤ تم کیا لے کر آئے ہو، میں تمہاری طرف سے پہنچا دوں گا، اور تمہیں اس (امام) کے قریب نہیں جانے دوں گا، کیونکہ تم بدکار ہو۔ پس دونوں میں گالی گلوچ ہوئی اور کثیر عمر بن سعد کی طرف واپس چلا گیا اور اسے یہ خبر بتائی۔

فدعا عمر بن سعد قرة بن قيس الحنظلي ، فقال له : ويحك ، الق حسيناً فسله ما جاء به ؟ وماذا يريد ؟ فأتاه قرّة فلمّا رآه الحسين (عليه السلام) مقبلا قال : أتعرفون هذا ؟ فقال حبيب بن مظاهر : هذا رجل من حنظلة تميم ، وهو ابن أختنا ، وقد كنت

تو عمر بن سعد نے قرہ بن قیس حنظلی کو بلایا اور اس سے کہا: افسوس تجھ پر، حسین سے ملو اور اس سے پوچھو کہ وہ کس مقصد سے آیا ہے اور کیا چاہتا ہے؟ چنانچہ قرہ اس کے پاس آیا۔ جب امام حسین (علیہ السلام) نے اسے آتے دیکھا تو فرمایا: کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ حبیب بن مظاہر نے کہا: یہ حنظلہ تمیم کا ایک آدمی ہے، اور ہماری بہن کا بیٹا ہے، اور میں

أعرفه بحسن الرأي ، وما كنت أراه يشهد هذا المشهد ، فجاء حتى سلّم على الحسين (عليه السلام) وأبلغه رسالة عمر بن سعد إليه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : كتب إليَّ أهل مصركم هذا أن اقدم ، فأمَّا إذا كرهتموني فأنا أنصرف عنكم ، فقال حبيب بن مظاهر : ويحك يا قرة ، أين تذهب ؟ إلى القوم الظالمين ؟ انصر هذا الرجل الذي بآبائه أيَّدك الله بالكرامة ، فقال له قرة : أرجع إلى صاحبي بجواب رسالته وأرى رأيي ، فانصرف إلى عمر بن سعد وأخبره الخبر ، فقال عمر بن سعد : أرجو أن يعافيني الله من حربه وقتاله.

اسے حسنِ رائے کے اعتبار سے جانتا تھا، اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اس منظر میں حاضر ہوگا۔ چنانچہ وہ آیا یہاں تک کہ امام حسین (علیہ السلام) کو سلام کیا اور اسے عمر بن سعد کا پیغام پہنچایا۔ امام حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: تمہارے اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے کہ میں آؤں، پس اگر اب تم مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں تم سے واپس چلا جاتا ہوں۔ حبیب بن مظاہر نے کہا: افسوس تجھ پر، اے قرہ! کہاں جا رہے ہو؟ ظالم قوم کی طرف؟ اس شخص کی مدد کرو جسے اللہ نے اس کے آباء کے سبب کرامت سے نوازا ہے۔ قرہ نے اس سے کہا: میں اپنے ساتھی کے پاس اس کے پیغام کا جواب لے کر واپس جاتا ہوں اور اپنی رائے پر غور کروں گا۔ چنانچہ وہ عمر بن سعد کی طرف واپس گیا اور اسے یہ خبر بتائی۔ عمر بن سعد نے کہا: مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے اس سے جنگ اور قتال سے محفوظ رکھے گا۔

وكتب إلى عبيدالله بن زياد : بسم الله الرّحمن الرّحيم ، أمّا بعد ، فإني حيث نزلت بالحسين (عليه السلام) بعثت إليه رسولي فسألته عمَّا أقدمه وماذا يطلب ؟ فقال : كتب إليَّ أهل هذه البلاد وأتتني رسلهم ، ويسألوني القدوم إليهم ففعلت ، فأمَّا إذا كرهوني ، وبدا لهم غير ما أتتني به رسلهم ، فأنا منصرف عنهم.

اور اس نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امّا بعد، میں نے جب حسین (علیہ السلام) کے پاس پڑاؤ ڈالا تو اپنا قاصد اس کے پاس بھیجا اور اس سے پوچھا کہ اسے کس چیز نے یہاں لایا اور وہ کیا چاہتا ہے؟ تو اس نے کہا: اس شہر کے لوگوں نے مجھے خط لکھے اور ان کے قاصد میرے پاس آئے، اور انہوں نے مجھ سے آنے کی درخواست کی، سو میں نے ایسا کیا۔ اب اگر انہوں نے مجھے ناپسند کر لیا ہے اور ان کے قاصدوں نے جو کچھ مجھے بتایا تھا اس کے برخلاف ان کا ارادہ ظاہر ہوا ہے، تو میں ان سے واپس چلا جاتا ہوں۔

قال حسان بن قائد العبسي : وكنت عند عبيدالله بن زياد حين أتاه هذا الكتاب ، فلمَّا قرأه قال :

حسان بن قائد عبسی کہتے ہیں: میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس تھا جب یہ خط اس کے پاس پہنچا۔ جب اس نے اسے پڑھا تو کہا:

الآن إذْ عَلِقَتْ مَخَالِبُنَا به يرجو النَّجَاةَ وَلاَتَ حينَ مَنَاصِ

اب جبکہ ہمارے پنجے اس میں گڑ چکے ہیں وہ نجات کی امید رکھتا ہے، حالانکہ اب بچاؤ کا وقت نہیں رہا

وكتب إلى عمر بن سعد : أمَّا بعد ، فقد بلغني كتابك ، وفهمت ما ذكرت ، فاعرض على الحسين (عليه السلام) أن يبايع ليزيد هو وجميع أصحابه ، فإذا فعل ذلك رأينا رأينا ، والسلام.

اور اس نے عمر بن سعد کو لکھا: امّا بعد، تمہارا خط مجھے پہنچا اور جو کچھ تم نے بیان کیا وہ میں نے سمجھ لیا۔ سو حسین (علیہ السلام) کے سامنے یہ پیش کرو کہ وہ اور اس کے تمام ساتھی یزید کی بیعت کر لیں، پھر جب وہ ایسا کر لے تو ہم اپنی رائے دیکھیں گے۔ والسلام۔

فلمَّا ورد الجواب على عمر بن سعد قال : خشيت أن لا يقبل ابن زياد العافية [1]

جب یہ جواب عمر بن سعد کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ ابن زیاد صلح و عافیت قبول نہیں کرے گا(1)۔

الإرشاد ، المفيد : 2/84 ـ 86 ، بحار الأنوار ، المجلسي 44/383 ـ 385.

.

وقال محمد بن أبي طالب : فلم يعرض ابن سعد على الحسين (عليه السلام) ما أرسل به ابن زياد ، لأنه علم أن الحسين (عليه السلام) لا يبايع يزيد أبداً ، قال : ثم جمع ابن زياد

محمد بن ابی طالب کہتے ہیں: عمر بن سعد نے ابن زیاد کی جانب سے بھیجا گیا پیغام حسین (علیہ السلام) کے سامنے پیش نہیں کیا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حسین (علیہ السلام) کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔ کہتے ہیں: پھر ابن زیاد نے جمع کیا

الناس في جامع الكوفة ، ثمَّ خرج فصعد المنبر ، ثم قال : أيها الناس ، إنكم بلوتم آل أبي سفيان فوجدتموهم كما تحبّون ، وهذا أمير المؤمنين يزيد ، قد عرفتموه حسن السيرة ، محمود الطريقة ، محسناً إلى الرعية ، يعطي العطاء في حقّه ، قد أمنت السبل على عهده ، وكذلك كان أبوه معاوية في عصره ، وهذا ابنه يزيد من بعده ، يكرم العباد ، ويغنيهم بالأموال ، ويكرمهم ، وقد زادكم في أرزاقكم مائة مائة ، وأمرني أن أوفرها عليكم ، وأخرجكم إلى حرب عدوّه الحسين ، فاسمعوا له وأطيعوا.

لوگوں کو کوفہ کی جامع مسجد میں، پھر وہ نکلا اور منبر پر چڑھا، پھر کہا: اے لوگو ! تم نے آلِ ابی سفیان کو آزمایا اور انہیں ویسا ہی پایا جیسا تم پسند کرتے تھے، اور یہ امیر المومنین یزید ہیں، تم انہیں اچھی سیرت اور پسندیدہ روش والا جانتے ہو، رعایا کے ساتھ احسان کرنے والے، جو حقدار کو اس کا حق دیتے ہیں، ان کے عہد میں راستے پرامن ہو گئے ہیں، اور اسی طرح ان کے والد معاویہ اپنے دور میں تھے، اور یہ ان کے بعد ان کا بیٹا یزید ہے، جو بندوں کی عزت افزائی کرتا ہے، انہیں مال سے غنی کرتا ہے اور ان کی تکریم کرتا ہے، اور اس نے تمہارے وظائف میں سو سو کا اضافہ کیا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں یہ پورا پورا دوں اور تمہیں اس کے دشمن حسین سے جنگ کے لیے نکالوں، سو اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

ثم نزل عن المنبر ، ووفَّر الناس العطاء ، وأمرهم أن يخرجوا إلى حرب الحسين (عليه السلام) ، ويكونوا عوناً لابن سعد على حربه ، فأول من خرج شمر بن ذي الجوشن في أربعة آلاف ، فصار ابن سعد في تسعة آلاف ، ثم أتبعه بيزيد بن ركاب الكلبي في ألفين ، والحصين بن نمير السكوني في أربعة آلاف ، وفلاناً المازني في ثلاثة آلاف ، ونصر بن فلان في ألفين ، فذلك عشرون ألفاً.

پھر وہ منبر سے اتر آیا، اور لوگوں کو ان کا پورا عطیہ دیا، اور انہیں حکم دیا کہ وہ حسین (علیہ السلام) سے جنگ کے لیے نکلیں اور اس کی جنگ میں ابن سعد کے مددگار بنیں۔ سب سے پہلے شمر بن ذی الجوشن چار ہزار کے ساتھ نکلا، تو ابن سعد کے پاس نو ہزار ہو گئے، پھر اس کے پیچھے یزید بن رکاب کلبی دو ہزار کے ساتھ، اور حصین بن نمیر سکونی چار ہزار کے ساتھ، اور فلاں مازنی تین ہزار کے ساتھ، اور نصر بن فلاں دو ہزار کے ساتھ آ ملے، سو یہ بیس ہزار ہو گئے۔

ثم أرسل إلى شبث بن ربعي أن أقبل إلينا ، وإنا نريد أن نوجِّه بك إلى حرب الحسين (عليه السلام) ، فتمارض شبث ، وأراد أن يعفيه ابن زياد ، فأرسل إليه : أمَّا بعد فإن رسولي أخبرني بتمارضك ، وأخاف أن تكون من الذين إذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا ، وإذا خلوا إلى شياطينهم قالوا إنا معكم ، إنما نحن مستهزؤن ، إن كنت في طاعتنا فأقبل إلينا مسرعاً.

پھر اس نے شبث بن ربعی کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آؤ، ہم چاہتے ہیں کہ تمہیں حسین (علیہ السلام) سے جنگ کے لیے روانہ کریں۔ شبث نے بیمار ہونے کا بہانہ کیا اور چاہا کہ ابن زیاد اسے معاف کر دے، تو اس نے اسے پیغام بھیجا: امّا بعد، میرے قاصد نے مجھے تمہاری بیماری کے بہانے کی خبر دی ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جو ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے، اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو محض مذاق کرنے والے ہیں۔ اگر تم ہماری اطاعت میں ہو تو جلدی ہمارے پاس آؤ۔

فأقبل إليه شبث بعد العشاء لئلا ينظر إلى وجهه فلا يرى عليه أثر العلة ، فلما دخل رحَّب به وقرَّب مجلسه ، وقال : أحبّ أن تشخص إلى قتال هذا الرجل عوناً لابن سعد عليه ، فقال : أفعل أيها الأمير ، فما زال يرسل إليه بالعساكر حتى تكامل عنده ثلاثون ألفاً ما بين فارس وراجل ، ثمَّ كتب إليه ابن زياد : إني لم أجعل لك علة في كثرة الخيل والرجال ، فانظر لا أصبح ولا أمسي إلاّ وخبرك عندي غدوة وعشية ، وكان ابن ياد يستحثّ عمر بن سعد لستة أيام مضين من المحرم.

چنانچہ شبث عشاء کے بعد اس کے پاس آیا تاکہ وہ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکے اور اس پر بیماری کا کوئی اثر نظر نہ آئے۔ جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے اپنے قریب بٹھایا، اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم اس شخص سے جنگ کے لیے روانہ ہو کر ابن سعد کے مددگار بنو، اس نے کہا: ایسا ہی کروں گا اے امیر۔ چنانچہ وہ برابر اس کی طرف لشکر بھیجتا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس سوار اور پیادہ ملا کر تیس ہزار جمع ہو گئے۔ پھر ابن زیاد نے اسے لکھا: میں نے تمہارے لیے سواروں اور پیادوں کی کثرت کو کوئی عذر نہیں بنایا، دیکھو ایسا نہ ہو کہ صبح و شام تمہاری خبر مجھ تک نہ پہنچے۔ اور ابن زیاد محرم کے چھ دن گزرنے تک عمر بن سعد کو مسلسل جلدی کی تاکید کرتا رہا۔

وأقبل حبيب بن مظاهر إلى الحسين (عليه السلام) فقال : يا ابن رسول الله ، ههنا حي من بني أسد بالقرب منا ، أتأذن لي في المصير إليهم فأدعوهم إلى نصرتك ، فعسى الله أن يدفع بهم عنك ؟ قال : قد أذنت لك ، فخرج حبيب إليهم في جوف الليل متنكراً حتى أتى إليهم ، فعرفوه أنه من بني أسد ، فقالوا : ما حاجتك ؟ فقال : إني قد أتيتكم بخير ما أتى به وافد إلى قوم ، أتيتكم أدعوكم إلى نصر ابن بنت نبيكم (صلى الله عليه وآله) ، فإنه في عصابة من المؤمنين ، الرجل منهم خير من ألف رجل ، لن يخذلوه ولن يسلموه أبداً ، وهذا عمر بن سعد قد أحاط به ، وأنتم قومي وعشيرتي ، وقد أتيتكم بهذه النصيحة ، فأطيعوني اليوم في نصرته تنالوا بها شرف الدنيا والآخرة ، فإني أقسم بالله لا يُقتل أحد منكم في سبيل الله مع ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) صابراً محتسباً إلاّ كان رفيقاً لمحمد (صلى الله عليه وآله) في عليين ، قال : فوثب إليه رجل من بني أسد ـ يقال له عبدالله بن بشر ـ فقال : أنا أول من يجيب إلى هذه الدعوة ، ثم جعل يرتجز ويقول :

اور حبیب بن مظاہر حسین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے فرزندِ رسول اللہ! یہاں ہمارے قریب بنی اسد کا ایک قبیلہ آباد ہے، کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں ان کے پاس جاؤں اور انہیں آپ کی نصرت کے لیے بلاؤں، شاید اللہ ان کے ذریعے آپ سے (مصیبت کو) دور کر دے؟ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے تمہیں اجازت دی۔ چنانچہ حبیب رات کی تاریکی میں بھیس بدل کر ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے، تو انہوں نے پہچان لیا کہ وہ بنی اسد میں سے ہیں، تو انہوں نے کہا: تمہیں کیا حاجت ہے؟ انہوں نے کہا: میں تمہارے پاس وہ بہترین چیز لے کر آیا ہوں جو کوئی وفد کسی قوم کے پاس لے کر آتا ہے، میں تمہیں تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کی مدد کی طرف بلانے آیا ہوں، وہ مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ ہیں، جن میں سے ہر ایک شخص ہزار مردوں کے برابر ہے، وہ کبھی اسے رسوا نہیں کریں گے اور نہ ہی کبھی اسے دشمن کے حوالے کریں گے، اور یہ عمر بن سعد ہے جس نے اسے گھیر رکھا ہے، اور تم میری قوم اور میرا قبیلہ ہو، اور میں تمہارے پاس یہ نصیحت لے کر آیا ہوں، سو آج اس کی نصرت میں میری اطاعت کرو، اس کے ذریعے دنیا و آخرت کی عزت پاؤ گے، سو میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم میں سے جو بھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کے ساتھ اللہ کی راہ میں صبر اور ثواب کی نیت سے قتل ہوگا، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا علیین میں رفیق ہوگا۔ کہتے ہیں: تو بنی اسد میں سے ایک شخص، جسے عبداللہ بن بشر کہا جاتا تھا، اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: میں سب سے پہلے اس دعوت کو قبول کرنے والا ہوں، پھر وہ رجز پڑھنے لگا اور کہنے لگا:

قد علم القومُ إذا تواكلوا وأحجم الفرسانُ إذ تناقلوا
أني شجاعٌ بطلٌ مُقَاتِلُ كأنني ليثُ عرين بَاسِلُ

قوم جان چکی ہے جب وہ ایک دوسرے پر (کام) ٹال دیتے ہیں
اور شہسوار جب باہم مقابلہ آپڑے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں
کہ میں ایک شجاع، دلاور جنگجو ہوں
گویا میں بیشے کا نڈر شیر ہوں

ثم تبادر رجال الحي حتى التأم منهم تسعون رجلا ، فأقبلوا يريدون الحسين (عليه السلام) ، وخرج رجل في ذلك الوقت من الحيّ حتى صار إلى عمر بن سعد فأخبره بالحال ، فدعا ابن سعد برجل من أصحابه يقال له الأزرق فضمَّ إليه أربعمائة فارس ، ووجَّه نحو حي بني أسد ، فبينما أولئك القوم قد أقبلوا يريدون عسكر الحسين (عليه السلام) في جوف الليل إذا استقبلهم خيل ابن سعد على شاطىء الفرات ، وبينهم وبين عسكر الحسين (عليه السلام) اليسير ، فناوش القوم بعضهم بعضاً ، واقتتلوا قتالا شديداً ، وصاح حبيب بن مظاهر بالأزرق : ويلك ، مالك ومالنا ؟ انصرف عنا ، ودعنا يشقى بنا غيرك ، فأبى الأزرق أن يرجع ، وعلمت بنو أسد أنه

پھر قبیلے کے مرد جلدی سے اکٹھے ہونے لگے یہاں تک کہ ان میں سے نوے آدمی جمع ہو گئے، اور وہ حسین (علیہ السلام) کی طرف بڑھنے لگے، اور اسی وقت قبیلے میں سے ایک شخص نکلا یہاں تک کہ عمر بن سعد کے پاس پہنچا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا، تو ابن سعد نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو بلایا جسے ازرق کہا جاتا تھا اور اس کے ساتھ چار سو سوار ملا دیے، اور اسے بنی اسد کے قبیلے کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ جب وہ لوگ رات کی تاریکی میں حسین (علیہ السلام) کے لشکر کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک ابن سعد کے سوار فرات کے کنارے ان کے سامنے آ گئے، اور ان کے اور حسین (علیہ السلام) کے لشکر کے درمیان بہت کم فاصلہ تھا، تو دونوں گروہوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا اور سخت جنگ ہوئی، اور حبیب بن مظاہر نے ازرق کو پکار کر کہا: تجھ پر افسوس! تجھے ہم سے کیا سروکار؟ ہم سے پیچھے ہٹ جا اور ہمیں چھوڑ دے، تیرے سوا کوئی اور ہمارے سبب بدبختی میں مبتلا ہو، مگر ازرق نے واپس جانے سے انکار کر دیا، اور بنی اسد کو معلوم ہو گیا کہ

لا طاقة لهم بالقوم ، فانهزموا راجعين إلى حيِّهم ، ثم إنهم ارتحلوا في جوف الليل خوفاً من ابن سعد أن يبيِّتهم ، ورجع حبيب بن مظاهر إلى الحسين (عليه السلام) فخبَّره بذلك فقال (عليه السلام) : لا حول ولا قوة إلا بالله [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/386.

انہیں اس قوم کے مقابلے کی طاقت نہیں، چنانچہ وہ شکست کھا کر اپنے قبیلے کی طرف لوٹ گئے، پھر وہ ابن سعد کے شب خون مارنے کے خوف سے رات ہی کی تاریکی میں وہاں سے کوچ کر گئے، اور حبیب بن مظاہر حسین (علیہ السلام) کے پاس واپس آئے اور آپ کو اس کی خبر دی، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ(1)

ولله درّ الشيخ حسين بن محمد الدندن الأحسائي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ شیخ حسین بن محمد الدندن الاحسائی علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے، جہاں وہ کہتے ہیں:

فأتى إلى وادي الطفوفِ بفتية تَرِدُ الرَّدَى بنفوسِهَا تَفْدِيهِ
مُضَرِيَّة غُلْب نَمَاها هاشمٌ كبني أبيه وعمِّه وأخيهِ
وتنادبت للذَّبِّ عنه عُصبَةٌ لبَّت نُفُوسُهُمُ نِدَا دَاعِيهِ
من كلِّ أشوسَ يرتوي فَيْضَ الدِّمَا وَشَبَا الحُسَامِ من الطُّلاَ يُرْوِيهِ
حتَّى قضوا عطشاً بماضيهِ الظُّبا أَرْوَاهُمُ من نَحْرِهِمْ هَامِيهِ
فَدَعَاهُمُ يَا أُسْدَ غَابَاتِ الوَغَى لِمَنِ اللِّوى مِنْ بَعْدِكُمْ أُعْطِيهِ
وَغَدَا وحيداً لم يَجِدْ من ناصر غيرَ السِّنَانِ وصارم يَحْمِيهِ [2]

مجلة تراثنا ، مؤسسة آل البيت : عدد 29/ ص 190.

وہ وادیٔ طفوف میں ایسے جوانوں کو لے کر آیا
جو موت پر اپنی جانیں نچھاور کرتے، اس پر قربان تھے
مضری، بلند حوصلہ، جنہیں ہاشم نے پروان چڑھایا
جیسے اس کے باپ، چچا اور بھائی کے فرزند ہوں
ایک جماعت اس کی حفاظت کے لیے پکار اٹھی
جن کی روحوں نے اس کے پکارنے والے کی صدا پر لبیک کہا
ہر ایک نڈر، سرکش، جو خون کے سیلاب سے سیراب ہوتا
اور تلوار کی دھار انہیں گردنوں کے لہو سے سیراب کرتی
یہاں تک کہ وہ تلواروں کی تیز دھار سے پیاسے ہی جان دے گئے
جس نے انہیں ان کے حلقوم کے بہتے لہو سے سیراب کیا
تو اس نے انہیں پکارا: اے میدانِ کارزار کے شیرو!
تمہارے بعد یہ علم میں کسے سونپوں؟
اور وہ اکیلا رہ گیا، اسے کوئی مددگار نہ ملا
سوائے نیزے اور اس تلوار کے جو اس کی حفاظت کرتی(2)

عظَّم الله لكم الأجر أيها المؤمنون ، وأحسن الله لكم العزاء في مصاب الحسين (عليه السلام) ، وهكذا ضيِّق عليه أهل النفاق والشقاق ، ومنعوا أن يصل إليه أحد لنصرته ، وبقي مع هؤلاء الثلّة من أصحابه ، وكانوا نيِّفاً وسبعين رجلا ، وأهل بيته (عليهم السلام) وكانوا سبعة عشر رجلا ، فلهفي على الحسين (عليه السلام) لما صُرِّع أصحابه يوم العاشر من المحرَّم ، وبقي بعدهم (عليه السلام) وحيداً فريداً ، لا ناصر له ولا معين ، يستغيث فلا يغاث ، ويرى أصحابه صرعى على بوغاء كربلاء.

اے مومنو! اللہ تمہارے اجر کو عظیم فرمائے، اور حسین (علیہ السلام) کے مصائب میں اللہ تمہیں نیک صلہ عطا فرمائے۔ اور اسی طرح اہلِ نفاق و شقاق نے آپ پر تنگی کر دی، اور کسی کو آپ تک پہنچ کر آپ کی مدد کرنے سے روک دیا، اور آپ اپنے اصحاب کی اس مختصر جماعت کے ساتھ رہ گئے جو ستّر سے کچھ زائد افراد پر مشتمل تھی، اور آپ کے اہلِ بیت (علیہم السلام) جو سترہ افراد تھے۔ افسوس صد افسوس حسین (علیہ السلام) پر، جب دس محرم کے دن آپ کے اصحاب خاک و خون میں تڑپا دیے گئے، اور آپ (علیہ السلام) ان کے بعد تنہا و یکہ و تنہا رہ گئے، نہ کوئی مددگار نہ کوئی معاون، فریاد کرتے مگر کوئی فریاد رس نہ آتا، اور اپنے اصحاب کو کربلا کی خاک پر شہید دیکھتے۔

قال بعض الرواة : ثم توجَّه (عليه السلام) نحو القوم ، وجعل ينظر يميناً وشمالا ، فلم ير أحداً من أصحابه وأنصاره إلاَّ من صافح التراب جبينه ، ومن قطع الحمام أنينه ، فنادى (عليه السلام) : يا مسلم بن عقيل ، ويا هاني بن عروة ، ويا حبيب بن مظاهر ، ويا

بعض راویوں نے بیان کیا ہے: پھر آپ (علیہ السلام) قوم کی طرف متوجہ ہوئے، اور دائیں بائیں دیکھنے لگے، تو اپنے اصحاب و انصار میں سے کسی کو نہ پایا سوائے اس کے کہ جس کی جبیں خاک سے آشنا ہو چکی تھی، یا جس کی سسکیوں کو موت نے خاموش کر دیا تھا۔ تو آپ (علیہ السلام) نے پکارا: اے مسلم بن عقیل! اے ہانی بن عروہ! اے حبیب بن مظاہر! اے

زهير بن القين ، ويا يزيد بن مظاهر ، ويا يحيى بن كثير ، ويا هلال بن نافع ، ويا إبراهيم بن الحصين ، ويا عمير بن المطاع ، ويا أسد الكلبي ، ويا عبدالله بن عقيل ، ويا مسلم بن عوسجة ، ويا داود بن الطرماح ، ويا حر الرياحي ، ويا علي بن الحسين ، ويا أبطال الصفا ، ويا فرسان الهيجاء ، مالي أناديكم فلا تجيبوني ، وأدعوكم فلا تسمعوني ؟! أنتم نيام أرجوكم تنتبهون ، أم حالت مودتكم عن إمامكم فلا تنصرونه ؟! فهذه نساء الرسول (صلى الله عليه وآله) لفقدكم قد علاهنَّ النحول ، فقوموا من نومتكم أيها الكرام ، وادفعوا عن حرم الرسول الطغاة اللئام ، ولكن صرعكم والله ريب المنون ، وغدر بكم الدهر الخؤون ، وإلاَّ لما كنتم عن دعوتي تقصرون ، ولا عن نصرتي تحتجبون ، فها نحن عليكم مفتجعون ، وبكم لاحقون ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون.

زہیر بن قین! اے یزید بن مظاہر! اے یحییٰ بن کثیر! اے ہلال بن نافع! اے ابراہیم بن حصین! اے عمیر بن مطاع! اے اسد کلبی! اے عبداللہ بن عقیل! اے مسلم بن عوسجہ! اے داؤد بن طرماح! اے حر ریاحی! اے علی بن حسین! اے صفا کے شہسوارو! اے میدانِ کارزار کے جانبازو! کیا بات ہے کہ میں تمہیں پکارتا ہوں مگر تم جواب نہیں دیتے، اور تمہیں بلاتا ہوں مگر تم میری سنتے نہیں؟! کیا تم سو رہے ہو کہ میں امید رکھوں کہ تم بیدار ہو جاؤ گے، یا تمہاری محبت اپنے امام سے بدل گئی کہ اب تم اس کی مدد نہیں کرتے؟! یہ دیکھو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیاں تمہاری جدائی میں لاغر ہو چکی ہیں، تو اپنی نیند سے اٹھو اے بزرگو، اور رسول کے حرم کو ان سرکش، کمینے ظالموں سے بچاؤ۔ مگر خدا کی قسم! تمہیں موت کے حادثات نے زمین پر گرا دیا، اور بے وفا زمانے نے تم سے دغا کی، ورنہ تم میری پکار سے کبھی پیچھے نہ رہتے، اور نہ میری مدد سے رخ پھیرتے۔ تو اب ہم تم پر غمزدہ ہیں، اور عنقریب تم سے آملیں گے، بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

وروى أبو مخنف أنه (عليه السلام) أنشأ يقول :

اور ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے یہ اشعار پڑھے:

قومٌ إذا نُودُوا لِدَفْعِ مُلِمَّة والخيلُ بين مُدَعَّس وَمُكَرْدَسِ
لَبسوا القُلُوبَ على الدروعِ وأقبلوا يَتَهَافتون على ذَهَابِ الأَنْفُسِ
نصروا الحسينَ فيالها من فتية
عَافُوا الحياةَ وأُلبسوا من سُنْدُسِ [1]

ناسخ التواريخ : 2/377 ، معالي السبطين : 2/19 ، مقتل الحسين (عليه السلام) أبو مخنف : 133.

وہ لوگ کہ جب کسی مصیبت کو دفع کرنے کے لیے پکارے جائیں
اور گھوڑے کچلے جانے اور روند دیے جانے کے درمیان ہوں
انہوں نے دلوں کو زرہوں پر پہن لیا اور آگے بڑھے جانوں کے جانے پر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دوڑ میں
انہوں نے حسین کی مدد کی، تو کیا ہی خوب جوان تھے جنہوں نے زندگی کو ترک کر دیا اور جنت کے ریشمی لباس پہنے گئے(1)

ولله درّ الحاج طه العرادي رحمه الله تعالى إذ يقول في هؤلاء الفتية الأمجاد :

اللہ حاجی طٰہٰ عرادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر دے، جہاں وہ ان بلند مرتبت جوانوں کے بارے میں کہتے ہیں:

وَسَلْ حِمَى كربلا عن حَالِ مَنْ قُتِلُوا
فيها فكم قد حَوَتْ منهم مَحَانيها
لهفي على فئة عن عُقْرِها نَزَحَتْ أضحت مَعَالِمُها تبكي مَعَاليها
لهفي لها في مَحَاني الطفِّ لِئَاكِلِها وَيْلٌ لِخَاذِلِها بُعْداً لشانيها
قَدْ أصبحت بَعْدَها قفرى الرُّسُومُ وقد
كانت بها سحراً تزهو مَغَانيها للهِ أقمارُ تَمٍّ يُستضاءُ بها
في المُبْهَمَاتِ تَهَاوَت في مَهَاويها
وَاضَيْعَةَ الجودِ والمعروفِ بَعْدَهُمُ واخَيْبَةَ الْوَفْدِ بل وَاذُلَّ عَانِيها

کربلا کی سرزمین سے پوچھ لے ان کے حال کے
بارے میں جو اس میں قتل ہوئے
تو کتنے ہی اس کی وادیوں نے انہیں اپنے دامن میں
سمو لیا
افسوس اس جماعت پر جو اپنی جائے قرار سے کوچ کر
گئی
اس کی نشانیاں اس کی بلندیوں پر نوحہ کناں ہیں
افسوس اس کی وادیٔ طف کی گھاٹیوں میں اس کے
پیچھے رہ جانے والے پر
اور خرابی ہو اس کے چھوڑ دینے والے پر، دور ہو اس
کے دشمن پر
اس کے بعد اس کے نشانات ویران ہو گئے، حالانکہ
کبھی صبح دم اس کی رونقیں جلوہ گر ہوتی تھیں
اللہ کی قسم ! کیسے کامل چاند تھے جن سے روشنی
حاصل کی جاتی تھی
مشکلات میں جو اپنی گہرائیوں میں جا گرے
ہائے افسوس ان کے بعد سخاوت اور نیکی کی بربادی پر
اور ہائے وفد کی ناکامی، بلکہ ہائے اس فریادی کی ذلت
پر جو ذلیل ہوا

وَاوَحْشَةَ الحَرْبِ والمحرابِ إذ عَدِما
مِنْ بَعْدِهِم باكياً أو باسماً فيها مَنْ مُبْلِغُ الزُّهْدِ والتقوى بأَنْ هُدِمَتْ
تلك القَوَاعِدُ وانهارت مَبَانيها [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 708 ـ 709.

اور ہائے جنگ اور محراب کی ویرانی، جب ان کے
بعد
کوئی رونے والا یا مسکرانے والا وہاں باقی نہ رہا
کون زہد و تقویٰ کو یہ خبر پہنچائے گا کہ
وہ بنیادیں مسمار ہو گئیں اور ان کی عمارتیں ڈھے
گئیں(1)

المجلس الثاني ، من اليوم السادس
أصحاب الإمام الحسين (عليه السلام)

جاء في الزيارة الناحية الشريفة : السلام عليكم يا خير أنصار ، السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار ، بوَّأكم الله مبوَّأ الأبرار ، أشهد لقد كشف الله لكم الغطاء ، وممَّد لكم الوطاء ، وأجزل لكم العطاء ، وكنتم عن الحق غير بطاء ، وأنتم لنا فرطاء ، ونحن لكم خلطاء ، في دار البقاء ، والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته [2]

إقبال الأعمال ، السيد ابن طاووس الحسني : 3/80.

.

روي عن أنس بن الحارث رضى الله تعالى عنه قال : سمعت النبي (صلى الله عليه وآله) يقول : إن ابني هذا ـ يعني الحسين ـ يقتل بأرض من العراق ، فمن أدركه منكم فلينصره ، قال : فقتل أنس مع الحسين (عليه السلام) [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 18/141.

.

وعن أشعث بن عثمان ، عن أبيه ، عن أنس بن أبي سحيم قال : سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : إن ابني هذا يقتل بأرض العراق ، فمن أدركه منكم فلينصره ، فحضر أنس مع الحسين كربلا وقتل معه [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/247.

.

وعُنِّف ابن عباس على تركه الحسين (عليه السلام) فقال : إن أصحاب الحسين لم ينقصوا رجلا ، ولم يزيدوا رجلا ، نعرفهم بأسمائهم من قبل شهودهم.

وقال محمد بن الحنفية : وإن أصحابه عندنا لمكتوبون بأسمائهم وأسماء

آبائهم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/185.

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فأمَّا أصحاب الحسين (عليه السلام) فإنهم مدفونون حوله ، ولسنا نحصِّل لهم أجداثاً ، والحائر محيط بهم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/199.

.

چھٹے دن کی دوسری مجلس
امام حسین (علیہ السلام) کے اصحاب

زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں آیا ہے: سلام ہو تم پر اے بہترین مددگارو ! سلام ہو تم پر کہ تم نے صبر کیا تو گھر کا انجام کیا ہی خوب رہا ! اللہ نے تمہیں نیکوکاروں کا ٹھکانہ عطا فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے لیے پردہ اٹھا دیا، اور تمہارے لیے بچھونا بچھا دیا، اور تمہیں بھرپور عطا سے نوازا، اور تم حق سے پیچھے رہنے والے نہ تھے، تم ہمارے آگے جانے والے ہو اور ہم بقا کے گھر میں تمہارے ساتھی ہیں، اور سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں(2)۔

انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو یہ فرماتے سنا: بے شک میرا یہ بیٹا یعنی حسین عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا، تو تم میں سے جو اسے پائے وہ اس کی مدد کرے۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ انس حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہید ہوئے(3)۔

اشعث بن عثمان، اپنے والد سے، وہ انس بن ابی سحیم سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو یہ فرماتے سنا: بے شک میرا یہ بیٹا عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا، تو تم میں سے جو اسے پائے وہ اس کی مدد کرے۔ چنانچہ انس کربلا میں حسین (علیہ السلام) کے ساتھ حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ شہید ہوئے(4)۔

اور ابن عباس کو حسین (علیہ السلام) کا ساتھ چھوڑ دینے پر ملامت کی گئی تو انہوں نے کہا: اصحابِ حسین میں نہ کوئی کمی ہوئی اور نہ کوئی اضافہ، ہم انہیں ان کی شہادت سے پہلے ہی ان کے ناموں سے پہچانتے ہیں۔

اور محمد بن حنفیہ نے کہا: بے شک ان کے اصحاب ہمارے پاس اپنے ناموں اور

اپنے آباء کے ناموں کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں(1)۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: رہے حسین (علیہ السلام) کے اصحاب، تو وہ آپ کے گرد ہی مدفون ہیں، ہم ان کے لیے الگ الگ قبریں متعین نہیں کر سکتے، اور حائر ان سب کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہے(2)۔

وروي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان يوماً مع جماعة من أصحابه مارّاً في بعض الطريق ، وإذا هم بصبيان يلعبون في ذلك الطريق ، فجلس النبي (صلى الله عليه وآله) عند صبيّ منهم وجعل يقبّل ما بين عينيه ويلاطفه ، ثم أقعده على حجره وكان يكثر تقبيله ، فسُئل عن علة ذلك فقال (صلى الله عليه وآله) : إني رأيت هذا الصبيَّ يوماً يلعب مع الحسين ، ورأيته يرفع التراب من تحت قدميه ويمسح به وجهه وعينيه ، فأنا أحبُّه لحبِّه لولدي الحسين ، ولقد أخبرني جبرئيل أنه يكون من أنصاره في وقعة كربلاء [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/242 ح 36.

روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک دن اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کسی راستے سے گزر رہے تھے، تو دیکھا کہ کچھ بچے اس راستے میں کھیل رہے ہیں۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان میں سے ایک بچے کے پاس بیٹھ گئے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دینے لگے اور اس سے پیار کرنے لگے، پھر اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اور بار بار اسے چومتے رہے۔ اس کے سبب کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں نے اس بچے کو ایک دن حسین کے ساتھ کھیلتے دیکھا تھا، اور دیکھا کہ یہ اپنے قدموں کے نیچے سے مٹی اٹھا کر اپنے چہرے اور آنکھوں پر ملتا تھا، تو میں اسے اپنے بیٹے حسین سے محبت کی بنا پر پیار کرتا ہوں، اور مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ یہ کربلا کے واقعے میں ان کے مددگاروں میں سے ہوگا(3)۔

.

وروى الراوندي عليه الرحمة ، عن الثمالي قال : قال علي بن الحسين (عليه السلام) : كنت مع أبي في الليلة التي قتل في صبيحتها ، فقال لأصحابه : هذا الليل فاتّخذوه جُنَّة ، فإن القوم إنما يريدونني ، ولو قتلوني لم يلتفتوا إليكم ، وأنتم في حلٍّ وسعة ، فقالوا : والله لا يكون هذا أبداً ، فقال : إنكم تُقتلون غداً كلكم ، ولا يفلت منكم رجل ، قالوا : الحمد لله الذي شرَّفنا بالقتل معك.

راوندی علیہ الرحمہ نے ثمالی سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: علی بن الحسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ اس رات موجود تھا جس کی صبح آپ شہید کیے گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: یہ رات ہے، اسے ڈھال بنا لو، بے شک یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں، اگر وہ مجھے قتل کر دیں تو تمہاری طرف توجہ نہیں کریں گے، اور تم آزاد اور وسعت میں ہو۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا: تم سب کل شہید کر دیے جاؤ گے، تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں بچے گا۔ انہوں نے کہا: ہر تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں آپ کے ساتھ شہادت کی عزت بخشی۔

ثمَّ دعا فقال لهم : ارفعوا رؤوسكم وانظروا ، فجعلوا ينظرون إلى مواضعهم ومنازلهم من الجنة ، وهو يقول لهم : هذا منزلك يا فلان ، فكان الرجل يستقبل الرماح والسيوف بصدره ووجهه ليصل إلى منزلته من الجنة [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/297 ـ 298.

پھر آپ نے دعا کی اور ان سے فرمایا: اپنے سر اٹھاؤ اور دیکھو۔ چنانچہ وہ جنت میں اپنے اپنے مقامات اور اپنی منزلوں کو دیکھنے لگے، اور آپ ان سے فرماتے: اے فلاں! یہ تمہاری منزل ہے۔ چنانچہ ہر شخص جنت میں اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اپنے سینے اور چہرے سے نیزوں اور تلواروں کا استقبال کرتا تھا(4)۔

.

وعن ابن عمارة ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قلت له : أخبرني عن أصحاب الحسين (عليه السلام) وإقدامهم على الموت ، فقال : إنهم كُشف لهم الغطاء حتى

ابن عمارہ اپنے والد سے، وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے آپ سے عرض کیا: مجھے حسین (علیہ السلام) کے اصحاب اور موت پر ان کے اقدام کے بارے میں بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: ان کے لیے پردہ اٹھا دیا گیا تھا یہاں تک کہ

رأوا منازلهم من الجنة ، فكان الرجل منهم يقدم على القتل ليبادر إلى حوراء يعانقها ، وإلى مكانه من الجنة.

انہوں نے جنت میں اپنی منزلیں دیکھ لی تھیں، چنانچہ ان میں سے ہر شخص قتل ہونے پر اس لیے آگے بڑھتا تھا تاکہ جلد از جلد اس حور کی طرف پہنچے جسے وہ گلے لگائے، اور جنت میں اپنے مقام تک پہنچے۔

ولله درّ الشاعر الأديب الأكمل السيد محمد المعروف بأبي الفلفل الخطي عليه الرحمة إذ يقول ـ ولقد أجاد في ذلك ـ :

اللہ کی رحمت ہو کامل شاعر و ادیب سید محمد پر، جو ابو الفلفل الخطی کے نام سے معروف ہیں، جب وہ کہتے ہیں - اور بے شک انہوں نے خوب کہا ہے -:

وذوو المروَّةِ والوَفَا أنصارُهُ لَهُمُ على جيشِ اللئامِ زئيرُ
طَهُرَتْ نفوسُهُمُ لطيبِ أُصُولِها فَعَنَاصِرٌ طَابت لهم وحُجُورُ
فتمثَّلَتْ لَهُمُ القُصُورُ وَمَا بِهِمْ لولا تمثَّلتِ القُصُورُ قُصُورُ
مَا شَاقَهُمْ للموتِ إلاَّ دَعْوَةُ الـ رحمنِ لاَ وِلْدَانُها والحُورُ [1]

نفثة المصدور ، الشيخ عباس القمي : 629 ، سعادة الدارين فيما يتعلق بالحسين (عليه السلام) الشيخ حسين القديحي : 206

مروّت و وفا والے ہی اس کے مددگار تھے
جن کی گرج لئیم فوج پر گونجتی تھی
ان کے نفوس اپنی پاکیزہ اصل کے سبب پاک ہو چکے تھے
سو ان کے عناصر اور پرورش گاہیں ان کے لیے پاکیزہ تھیں
سو ان کے سامنے (جنتی) محل مجسم ہو گئے، اور اگر یہ محل مجسم نہ ہوتے تو (دنیوی) محل ان کے نزدیک کچھ بھی نہ تھے
موت کی طرف انہیں کسی چیز نے مائل نہ کیا سوائے رحمٰن کی پکار کے، نہ کہ اس کے ولدان اور حوروں نے (مائل کیا)(1)

وقال آخر :

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا:

وبيَّتوه وقد ضاق الفسيحُ بِهِ منهم على مَوْعِد من دونِهِ العَطَلُ
حتَّى إذا الحربُ فيهم من غَد كَشَفَتْ
عن سَاقِها وَذَكَا من وَقْدِهَا شعلُ تبادرت فتيةٌ من دونِهِ غُرَرٌ
شُمُّ العرانينِ مَا مَالُوا ولا نَكَلُوا كأنَّما يُجتنى حُلْوَاً لأنفسِهِمْ
دُوْنَ المنونِ من الْعَسَّالَةِ العَسَلُ
تراءت الحُورُ في أعلى القُصُورِ لهم
كشفاً فهان عليهم فيه ما بذلوا [2]

الدمعة الساكبة ، البهبهاني : 4/278.

انہوں نے رات کو اسے گھیر لیا جبکہ کشادہ میدان اس پر تنگ ہو چکا تھا
وہ ایک مقررہ وقت پر جمع تھے جس سے پہلے سناٹا طاری تھا
یہاں تک کہ جب اگلے دن جنگ نے
اپنی شدت دکھائی اور اس کی آگ کا شعلہ بھڑک اٹھا
تو اس کی حفاظت کے لیے روشن پیشانی والے جوان لپکے
بلند حوصلہ، غیرت مند، نہ جھکے اور نہ پیچھے ہٹے
گویا وہ اپنے لیے میٹھا شہد چن رہے تھے
موت کی بجائے، لچکدار تلواروں سے (وہ شہد چنتے تھے)
حوریں ان کے لیے محلوں کی بلندیوں پر
بے نقاب نمودار ہوئیں، تو انہوں نے جو کچھ قربان کیا
وہ ان پر آسان ہو گیا(2)

وروي عن أبي جعفر الثاني ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال علي بن الحسين (عليه السلام) : لما اشتدَّ الأمر بالحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) نظر إليه من كان معه فإذا هو بخلافهم ، لأنهم كلمّا اشتدَّ الأمر تغيَّرت ألوانهم ، وارتعدت فرائصهم ووجلت قلوبهم ، وكان الحسين (عليه السلام) وبعض من معه من خصائصه تشرق ألوانهم ، وتهدأ جوارحهم ، وتسكن نفوسهم. فقال بعضهم لبعض : انظروا لا يبالي بالموت ، فقال لهم الحسين (عليه السلام) : صبراً بني الكرام ، فما الموت إلاَّ قنطرة تعبر بكم عن البؤس

اور ابو جعفر ثانی (علیہ السلام) سے، اپنے آباء (علیہم السلام) سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: علی بن الحسین (علیہ السلام) نے فرمایا: جب حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) پر معاملہ سخت ہوا تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کو اپنے برخلاف پایا، کیونکہ وہ لوگ جب بھی معاملہ سخت ہوتا تو ان کے رنگ بدل جاتے، ان کے جوڑ کانپنے لگتے اور ان کے دل خوف زدہ ہو جاتے، جبکہ حسین (علیہ السلام) اور آپ کے ساتھ موجود بعض خاص افراد کے چہرے چمک اٹھتے، ان کے اعضاء پرسکون ہو جاتے اور ان کے نفوس مطمئن ہو جاتے۔ چنانچہ بعض نے بعض سے کہا: دیکھو! یہ موت کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: صبر کرو اے شریفوں کے بیٹو! موت تو بس ایک پل ہے جو تمہیں مصیبت اور

والضرّاء إلى الجنان الواسعة والنعيم الدائمة ، فأيُّكم يكره أن ينتقل من سجن إلى قصر ؟ وما هو لأعدائكم إلاَّ كمن ينتقل من قصر إلى سجن وعذاب.

اور تکلیف سے وسیع جنتوں اور دائمی نعمتوں کی طرف لے جاتا ہے، تو تم میں سے کون ہے جو قید خانے سے محل کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرے؟ اور تمہارے دشمنوں کا معاملہ تو بس اس شخص جیسا ہے جو محل سے قید خانے اور عذاب کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔

إن أبي حدَّثني عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أن الدنيا سجن المؤمن وجنَّة الكافر ، والموت جسر هؤلاء إلى جنانهم ، وجسر هؤلاء إلى جحيمهم ، ما كَذبت ولا كُذبت.

بے شک میرے والد نے مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے حدیث بیان کی کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے، اور موت ان کے لیے ان کی جنتوں کی طرف پل ہے اور ان کے لیے ان کے جہنم کی طرف پل ہے، نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔

ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ کی رحمت ہو سید حیدر حلی پر، جب وہ کہتے ہیں:

عفيراً متى عاينتُه الكُماة يَختطفُ الرعبُ ألوانَها
فما أجلت الحربُ عن مِثلِه صريعاً يُجبنُ شجعانَها

خاک آلود، جب بھی بہادروں نے اسے دیکھا
دہشت نے ان کے چہروں کا رنگ اڑا دیا
جنگ نے اس جیسا کوئی مقتول کبھی ظاہر نہیں کیا
جو یوں پڑا ہو کہ بہادروں کو بھی بزدل بنا دے

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول أيضاً :

اللہ کی رحمت ہو سید محمد حسین قزوینی پر، جب وہ بھی یوں کہتے ہیں:

وآثَرَ أَنْ يسعى إلى الموتِ صابراً ونفسُ أبيٍّ الضيمِ شيمتُها الصبرُ
فأمضى على الرمضاءِ شِلْواً تناهبت حَشَاه العَوَالي والمهنَّدةُ البُتْرُ
قضى بين أطرافِ الأسنَّةِ ظامئاً بحرٍّ حشاً من دون غلَّتِها الجمرُ
فلهفي عليه فوقَ سالِيةِ الثَّرَى
على جِسْمِهِ تجري المسوَّمَةُ الضُّمْرُ [1]

اور اُس نے یہ پسند کیا کہ صبر کرتے ہوئے موت کی طرف بڑھے
کیونکہ باعزت انسان کی سرشت ہی صبر ہے
پس وہ تپتی ریت پر ایک ایسا جسم بن کر رہ گیا جسے نوچ ڈالا
نیزوں اور تیز دھار تلواروں نے اس کے سینے کو
وہ نیزوں کی انیوں کے درمیان پیاسا جاں بحق ہوا
اس کے جگر کی تپش ایسی تھی کہ انگارے بھی اس کی پیاس کے آگے ماند تھے
ہائے افسوس اس پر، جو زمین کی خاک پر یوں پڑا تھا
کہ نشان زدہ دبلے گھوڑے اس کے جسم پر سے دوڑ رہے تھے

[1] مثير الأحزان ، الجواهري : 116.

وروى أبو بصير ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : ما من شهيد إلاّ وهو يحبُّ لو أن الحسين بن علي (عليهما السلام) حيٌّ حتى يدخلون الجنة معه [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/297 ـ 298.

ابو بصیر نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کوئی شہید ایسا نہیں مگر وہ چاہتا ہے کہ کاش حسین بن علی (علیہما السلام) زندہ ہوتے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں۔

وقال بعض الرواة : قيل لرجل شهد يوم الطف مع عمر بن سعد : ويحك! أقتلتم ذرّيّة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟ فقال : عضضت بالجندل ، إنك لو شهدت ما شهدنا لفعلت ما فعلنا ، ثارت علينا عصابة ، أيديها في مقابض سيوفها ، كالأسود الضارية ، تحطّم الفرسان يميناً وشمالا ، وتلقي أنفسها على الموت ، لا تقبل الأمان ، ولا ترغب في المال ، ولا يحول حائل بينها وبين الورود على حياض المنية ، أو الاستيلاء على الملك ، فلو كففنا عنها

اور بعض راویوں نے کہا: اس شخص سے، جو عمر بن سعد کے ساتھ روزِ طف حاضر تھا، کہا گیا: افسوس تجھ پر! کیا تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت کو قتل کر دیا؟ اس نے جواب دیا: تجھ پر پتھر پڑیں، اگر تو بھی وہی دیکھتا جو ہم نے دیکھا تو تو بھی وہی کرتا جو ہم نے کیا۔ ہم پر ایک ایسی جماعت نے یورش کی جن کے ہاتھ اپنی تلواروں کے قبضوں پر تھے، وہ درندہ شیروں کی مانند دائیں بائیں سواروں کو پاش پاش کر رہے تھے، اور خود کو موت کے سپرد کر رہے تھے، نہ امان قبول کرتے تھے اور نہ مال کی رغبت رکھتے تھے، اور کوئی چیز ان کے اور موت کے گھاٹ پر اترنے یا اقتدار حاصل کرنے کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی تھی۔ پس اگر ہم ان سے ہاتھ روک لیتے

رويداً لأتت على نفوس العسكر بحذافيرها ، فما كنا فاعلين ؟! [1]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 3/263.

تو تھوڑی ہی دیر میں وہ پورے لشکر کی جانوں پر بھاری پڑ جاتے، تو ہم کیا کر سکتے تھے؟!

.

وروى الراوندي عليه الرحمة ، عن جابر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال الحسين بن علي (عليهما السلام) لأصحابه قبل أن يقتل : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال : يا بنيَّ ، إنك ستساق إلى العراق ، وهي أرض قد التقى بها النبيون ، وأوصياء النبيين ، وهي أرض تُدعى عمورا ، وإنك تستشهد بها ، ويستشهد معك جماعة من أصحابك لا يجدون ألم مسِّ الحديد ، وتلا : « قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْداً وَسَلاَماً عَلَى إِبْرَاهِيمَ » تكون الحرب عليك وعليهم برداً وسلاماً ، فأبشروا ، فوالله لئن قتلونا فإنّا نرد على نبينا (صلى الله عليه وآله) [2]

الخرائج والجرائح ، الراوندي : 2/848 ح 63.

اور راوندی -اللہ ان پر رحم کرے- نے جابر سے، انہوں نے ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت کی، فرمایا: حسین بن علی (علیہما السلام) نے اپنے اصحاب سے قتل ہونے سے پہلے فرمایا: بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تمہیں عراق کی طرف لے جایا جائے گا، یہ وہ سرزمین ہے جہاں انبیاء اور انبیاء کے اوصیاء جمع ہوئے ہیں، اور یہ سرزمین عَمُورا کہلاتی ہے، اور تم وہاں شہید ہو گے اور تمہارے ساتھ تمہارے اصحاب کی ایک جماعت بھی شہید ہو گی جو ہتھیار کی تکلیف محسوس نہیں کرے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: «ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا» یعنی جنگ تم پر اور ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گی، پس خوش ہو جاؤ، خدا کی قسم اگر انہوں نے ہمیں قتل کر دیا تو ہم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس لوٹ جائیں گے۔

.

فلله درّهم ، إذ نصروا الحسين (عليه السلام) وقاتلوا بين يديه فرحين مستبشرين ، ولله درّ الشاعر إذ يقول :

نصروا ابنَ بنتِ نبيِّهم طُوبى لهم نالوا بنُصْرَتِهِ مَرَاتِبَ ساميه

اللہ کی شان ہے ان پر، کہ انہوں نے حسین (علیہ السلام) کی مدد کی اور خوش و خرم ہو کر ان کے سامنے جنگ کی، اور اللہ کی شان ہے اس شاعر پر جب وہ کہتا ہے:

انہوں نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کی مدد کی،
خوشخبری ہو ان کے لیے
انہوں نے ان کی نصرت سے بلند و بالا مرتبے پائے

ومن هؤلاء الأنصار مسلم بن عوسجة رضوان الله عليه ، الذي أوصى بالحسين (عليه السلام) حياً وميتاً ، قال الراوي : ثم حمل عمرو بن الحجاج لعنه الله في ميمنته من نحو الفرات ، فاضطربوا ساعة ، فصُرع مسلم بن عوسجة ، وانصرف عمرو وأصحابه ، وانقطعت الغبرة فإذا مسلم صريع!

اور انہی مددگاروں میں سے مسلم بن عوسجہ رضوان اللہ علیہ بھی تھے، جنہوں نے زندگی اور موت دونوں حالتوں میں حسین (علیہ السلام) کے بارے میں وصیت کی۔ راوی کہتا ہے: پھر عمرو بن حجاج -اللہ کی لعنت ہو اس پر- نے فرات کی جانب سے اپنے میمنہ کے ساتھ حملہ کیا، پس وہ کچھ دیر تک برسرپیکار رہے، یہاں تک کہ مسلم بن عوسجہ گر پڑے، اور عمرو اور اس کے ساتھی واپس پلٹ گئے، اور جب گرد و غبار چھٹا تو مسلم زمین پر گرے ہوئے تھے!

وقال محمد بن أبي طالب : فسقط إلى الأرض وبه رمق ، فمشى إليه الحسين (عليه السلام) ومعه حبيب بن مظاهر ، فقال له الحسين (عليه السلام) : رحمك الله يا مسلم ، فـ « مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا » ثمَّ دنا منه حبيب فقال : يعزّ عليَّ مصرْعك يا مسلم ، أبشر بالجنة ، فقال له قولا ضعيفاً : بشَّرك الله بخير ، فقال له حبيب : لولا أعلم أني في الأثر لأحببت أن توصي إليَّ بكل ما أهمَّك ، فقال

اور محمد بن ابی طالب نے کہا: وہ زمین پر گر پڑے اور ان میں تھوڑی سی جان باقی تھی، تو حسین (علیہ السلام) ان کی طرف چل کر آئے اور ان کے ساتھ حبیب بن مظاہر بھی تھے۔ حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے اے مسلم! پس «ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور کچھ وہ ہیں جو انتظار میں ہیں، اور انہوں نے ذرا بھی تبدیلی نہیں کی» پھر حبیب ان کے قریب گئے اور کہا: اے مسلم! تمہارا یوں گرنا مجھ پر گراں ہے، جنت کی خوشخبری ہو تمہیں۔ مسلم نے نہایت کمزور آواز میں جواب دیا: اللہ تمہیں بھی خیر کی خوشخبری دے۔ حبیب نے ان سے کہا: اگر مجھے یقین نہ ہوتا کہ میں بھی تمہارے نقشِ قدم پر (جلد ہی تمہارے پیچھے) ہوں تو میں چاہتا کہ تم اپنی ہر فکر مجھے سونپ دو، تو

مسلم : فإني أوصيك بهذا ـ وأشار إلى الحسين (عليه السلام) ـ فقاتل دونه حتى تموت ، فقال حبيب : لأنعمنّك عيناً ، ثم مات رضوان الله عليه

مسلم نے کہا: میں تمہیں اسی کی وصیت کرتا ہوں - اور انہوں نے حسین (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا - پس ان کی حمایت میں اس وقت تک لڑو جب تک تم شہید نہ ہو جاؤ۔ حبیب نے کہا: میں ضرور تمہاری آنکھ ٹھنڈی کروں گا، پھر وہ رضوان اللہ علیہ انتقال کر گئے

أَوْصَى ابنُ عوسجة حبيباً قال قا تِلْ دُوْنَهَ حتى الحِمَامَ تَذُوقا
نصروه أحياءاً وعند مَمَاتِهِمْ يُوْصِي بنُصْرَتِهِ الشفيقُ شفيقا

ابنِ عوسجہ نے حبیب کو وصیت کی اور کہا: لڑو ان کی حمایت میں یہاں تک کہ موت کا مزہ چکھ لو
انہوں نے زندگی میں بھی ان کی مدد کی اور اپنی موت کے وقت بھی، ہر شفیق ساتھی دوسرے شفیق کو ان کی نصرت کی وصیت کرتا ہے

قال : وصاحت جارية له : يا سيّداه ، يا ابن عوسجتاه ، فنادى أصحاب ابن سعد مستبشرين ، قتلنا مسلم بن عوسجة ، فقال شبث بن ربعي لبعض من حوله : ثكلتكم أمهاتكم ، أما إنكم تقتلون أنفسكم بأيديكم وتذلّون عزّكم ، أتفرحون بقتل مسلم بن عوسجة ؟ أما والذي أسلمت له لرُبَّ موقف له في المسلمين كريم ، لقد رأيته يوم آذربيجان قتل ستة من المشركين قبل أن تلتام خيول المسلمين [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/19 ـ 20.

.

راوی کہتا ہے: اور ان کی ایک کنیز نے چیخ کر کہا: ہائے میرے سردار! ہائے ابن عوسجہ! تو ابن سعد کے ساتھیوں نے خوشی سے پکار کر کہا: ہم نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کر دیا! اس پر شبث بن ربعی نے اپنے ارد گرد موجود کچھ لوگوں سے کہا: تمہاری مائیں تم پر روئیں، کیا تم اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آپ کو قتل نہیں کر رہے اور اپنی عزت کو ذلیل نہیں کر رہے؟ کیا تم مسلم بن عوسجہ کے قتل پر خوش ہو رہے ہو؟ اس ذات کی قسم جس کے لیے میں نے اسلام قبول کیا، مسلمانوں میں اس کے کتنے ہی بزرگ و کریم مقامات تھے۔ میں نے اسے آذربائیجان کے دن دیکھا کہ اس نے چھ مشرکوں کو اس سے پہلے قتل کر ڈالا کہ مسلمانوں کے گھوڑوں کے زخم مندمل ہوتے۔ (1)

ومنهم ذلك الصبيّ الصغير الذي قتل أبوه في المعركة ، وكانت أمه معه ، فقالت له أُمُّه : اخرج يا بني ، وقاتل بين يدي ابن رسول الله! فخرج فقال الحسين (عليه السلام) : هذا شابٌّ قُتل أبوه ، ولعلّ أمه تكره خروجه ، فقال الشاب : أمي أمرتني بذلك ، فبرز وهو يقول :

اور انہی میں وہ چھوٹا سا نوجوان بھی تھا جس کا باپ میدانِ جنگ میں شہید ہو چکا تھا، اور اس کی ماں اس کے ساتھ تھی۔ اس کی ماں نے اس سے کہا: بیٹا! نکلو اور ابنِ رسول اللہ کے سامنے لڑو! پس وہ نکلا، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ ایک نوجوان ہے جس کا باپ قتل ہو چکا ہے، شاید اس کی ماں اس کے میدان میں نکلنے کو ناپسند کرتی ہو۔ نوجوان نے کہا: میری ماں نے خود مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ پھر وہ میدان میں نکلا اور کہنے لگا:

أميري حسينٌ ونِعْمَ الأميرْ سُرُورُ فُؤَادِ البشيرِ النذيرْ
عليٌّ وفاطمةٌ وَالِدَاه فَهَلْ تعلمون له من نظير
له طَلْعَةٌ مِثْلُ شَمْسِ الضُّحَى له غُرَّةٌ مِثْلُ بَدْر مُنيرْ

میرا امیر حسین ہے، اور کیا خوب امیر ہے
وہ بشیر و نذیر کے دل کا سرور ہے
علی اور فاطمہ اس کے والدین ہیں
تو کیا تم جانتے ہو اس کا کوئی نظیر؟
اس کا چہرہ چاشت کے سورج جیسا ہے
اس کی پیشانی چودھویں کے چمکتے چاند جیسی روشن ہے

وقاتل حتى قُتل وجُزَّ رأسه ورمي به إلى عسكر الحسين (عليه السلام) ، فحملت أمه رأسه وقالت : أحسنت يا بنيَّ ، يا سرور قلبي ويا قرّة عيني ، ثمَّ رمت برأس ابنها رجلا فقتلته ، وأخذت عمود خيمته ، وحملت عليهم وهي تقول :

پھر وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا اور اس کا سر کاٹ کر حسین (علیہ السلام) کے لشکر کی طرف پھینک دیا گیا۔ تو اس کی ماں نے اس کا سر اٹھایا اور کہا: شاباش میرے بیٹے! اے میرے دل کے سرور اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک! پھر اس نے اپنے بیٹے کا سر ایک آدمی کی طرف پھینکا جس سے وہ مارا گیا، اور اس نے اپنے خیمے کا ستون اٹھا لیا اور ان پر حملہ آور ہو گئی جبکہ وہ کہہ رہی تھی:

أنا عَجُوزٌ سيِّدي ضعيفه خاويةٌ باليةٌ نحيفه
أضربُكُمْ بضربة عنيفه دون بني فاطمةَ الشريفه

میں ایک بوڑھی، اے میرے آقا، کمزور عورت ہوں
تہی دست، بوسیدہ اور دبلی ہوں
پھر بھی تمہیں سخت ضرب لگاؤں گی
فاطمہ کے شریف بیٹوں کی خاطر

وضربت رجلين فقتلتهما ، فأمر الحسين (عليه السلام) بصرفها ودعا لها [1]

اور اس نے دو آدمیوں کو ضرب لگائی جس سے وہ دونوں ہلاک ہو گئے، تو حسین (علیہ السلام) نے حکم دیا کہ اسے واپس بھیج دیا جائے، اور ان کے لیے دعا کی۔ (1)

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 45/27 ـ 28.

.

عظم الله أجوركم أيها المؤمنون ، وأحسن الله لكم العزاء ، فما حال الحسين (عليه السلام) لما قُتل أصحابه ، وبقي بعدهم وحيداً ، بلا ناصر ولا معين ، وهو يراهم صرعى على بوغاء كربلاء مضرَّجين بدمائهم ، وهو يستغيث فلا يغاث ، ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ تعالیٰ آپ کے اجر عظیم فرمائے، اے مومنو! اور اللہ تعالیٰ آپ کو نیک صبر عطا فرمائے۔ سوچیے تو سہی کہ حسین (علیہ السلام) کی کیا حالت تھی جب ان کے اصحاب شہید ہو گئے اور وہ ان کے بعد تنہا رہ گئے، نہ کوئی مددگار نہ کوئی معاون، اور وہ انہیں کربلا کی خاک پر اپنے ہی خون میں لتھڑا ہوا گرا ہوا دیکھ رہے تھے، اور فریاد کر رہے تھے مگر کوئی فریادرس نہ تھا۔ اللہ بھلا کرے سید محمد حسین قزوینی علیہ الرحمہ کا، جہاں وہ کہتے ہیں:

وأضحى يُديرُ السبطُ عينيه لا يرى
سوى جُثَثٍ منهم على التُّرْبِ رُكَّدِ أحاطت به سبعون ألفاً فردَّها
شَوَارِدَ أَمْثَالَ النّعامِ المشرَّد وقام عَدِيمُ النصرِ بين جُمُوعِهِم
وحيداً يحامي عن شريعةِ أحمدٍ إلى أن هوى لِلأرْضِ شِلْواً مبضَّعاً
ولم يُرْوَ من حَرِّ الظما قَلْبُهُ الصَّدِي
هوى فهوى التوحيدُ وانطمس الهدى
وحُلَّت عُرَى الدينِ الحنيفِ المشيَّدِ له اللهُ مفطورَ الفؤادِ من الظَّمَا
صريعاً على وَجْهِ الثرى المتوقِّدِ
ثوى في هجيرِ الشمسِ وهو معفَّرٌ تظلِّلُه سُمْرُ القنا المتقصِّدِ
وأضحت عوادي الخيلِ من فَوْقِ صَدْرِهِ
تروحُ إلى كَرِّ الطِّرَادِ وتغتدي وهاتفة من جَانِبِ الخِدْرِ ثاكل
بَدَتْ وهي حسرى تَلْطُمُ الخدَّ باليدِ [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 111.

سبطِ پیغمبر اپنی آنکھیں گھماتے مگر انہیں کچھ نظر نہ آتا
سوائے ان کی لاشوں کے جو خاک پر بکھری پڑی
تھیں
ستر ہزار نے انہیں گھیر لیا تو انہوں نے سب کو
پسپا کر دیا جیسے بھگدڑ زدہ شترمرغ منتشر ہو جاتے ہیں
پھر بے یار و مددگار ان جتھوں کے درمیان کھڑے ہو
گئے
تنہا، احمد کی شریعت کا دفاع کرتے ہوئے
یہاں تک کہ زخموں سے چور جسم لیے زمین پر گر پڑے
اور ان کا پیاسا دل تپش کی آگ سے سیراب نہ ہو سکا
وہ گرے تو توحید گر گئی اور ہدایت مٹ گئی
اور دینِ حنیف کی مضبوط بنیادیں ڈھے گئیں
اللہ کی پناہ! پیاس سے چور دل لیے
وہ جلتی ہوئی خاک پر شہید ہو کر گر پڑے
دوپہر کی تپتی دھوپ میں خاک آلود پڑے رہے
جبکہ نیزوں کے سائے ان پر منڈلاتے رہے
اور دشمن کے گھوڑے ان کے سینے کے اوپر سے
حملے اور پسپائی میں آتے جاتے رہے
اور پردے کی جانب سے ایک نوحہ کناں، غمزدہ (بہن)
بے قرار ہو کر ہاتھوں سے اپنے رخسار پیٹتی ہوئی نمودار
ہوئی (2)

المجلس الثالث ، من اليوم السادس
حبيب بن مظاهر الأسدي (عليه السلام)
وصوله إلى كربلاء ومقتله الشريف
روي مما زار به جابر بن عبدالله الأنصاري رضي الله تعالى عنه الشهداء في

تیسرا مجلس، چھٹے دن کا
حبیب بن مظاہر اسدی (علیہ السلام)
ان کا کربلا پہنچنا اور ان کی باعزت شہادت
یہ روایت ہے اس زیارت میں سے جو جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے شہداء کی

يوم الأربعين قال : السلام عليكم أيّتها الأرواح التي حلّت بفناء الحسين ، وأناخت برحله ، وأشهد أنكم أقمتم الصلاة ، وآتيتم الزكاة ، وأمرتم بالمعروف ، ونهيتم عن المنكر ، وجاهدتم الملحدين ، وعبدتم الله حتى أتاكم اليقين ، والذي بعث محمداً بالحقّ نبياً لقد شاركناكم فيما دخلتم فيه قال عطية : فقلت له : يا جابر ، كيف ولم نهبط وادياً ولم نعلُ جبلا ولم نضرب بسيف ، والقوم قد فُرِّق بين رؤوسهم وأبدانهم ، وأوتمت أولادهم ، وأرملت أزواجهم ؟ فقال لي : يا عطية ، سمعت حبيبي رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : من أحبَّ قوماً حُشر معهم ، ومن أحبَّ عمل قوم أشرك في عملهم ، والذي بعث محمداً بالحق نبياً ، إن نيّتي ونيّة أصحابي على ما مضى عليه الحسين (عليه السلام) وأصحابه [1]

بشارة المصطفى ، محمد بن علي الطبري : 125 ـ 126.

.

چہلم کے دن کی، انہوں نے کہا: السلام علیکم اے ارواح جو حسین کے آستانے پر اتریں اور ان کے پڑاؤ پر ٹھہریں ! اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے نماز قائم کی، زکوۃ ادا کی، امر بالمعروف کیا، نہی عن المنکر کیا، ملحدوں کے خلاف جہاد کیا، اور اللہ کی عبادت کی یہاں تک کہ تمہیں یقین (موت) آگیا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، ہم اس میں تمہارے شریک ہیں جس میں تم داخل ہوئے۔ عطیہ کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اے جابر! یہ کیسے ممکن ہے جبکہ نہ ہم کسی وادی میں اترے، نہ کسی پہاڑ پر چڑھے، نہ ہم نے تلوار چلائی، جبکہ ان لوگوں کے سر ان کے جسموں سے جدا کر دیے گئے، ان کی اولاد یتیم ہو گئی اور ان کی بیویاں بیوہ ہو گئیں؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے عطیہ ! میں نے اپنے حبیب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا: جو کسی قوم سے محبت کرے وہ ان ہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اور جو کسی قوم کے عمل سے محبت کرے وہ ان کے عمل میں شریک ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، میری اور میرے ساتھیوں کی نیت وہی ہے جس پر حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب گزرے۔ (1)

صالوا وجالوا وأدَّوا حَقَّ سيِّدِهِم في مَوْقِف عقَّ فيه الوَالِدَ الوَلَدُ
وَشَاقَهُم ثَمَرُ العُقْبَى فأصبح في صُدُورِهم شَجَرُ الخطيِّ يَخْتَضِدُ

انہوں نے حملے کیے، میدان میں ڈٹے رہے اور اپنے سردار کا حق ادا کر دیا
ایسے میدان میں جہاں بیٹا اپنے باپ سے بھی منہ موڑ گیا
آخرت کے ثمر نے انہیں اپنی طرف مائل کر لیا
سو ان کے سینوں میں نیزوں کے درخت پھلوں سے لدے ہوئے کھڑے ہو گئے

روى الكشي عليه الرحمة ، عن فضيل بن الزبير قال : مرَّ ميثم التمار على فرس له ، فاستقبل حبيب بن مظاهر الأسدي عند مجلس بني أسد ، فتحدَّثا حتى اختلف أعناق فرسيهما [2]

قال المجلسي عليه الرحمة في البحار : (توضيح : قوله : اختلف أعناق فرسيهما ، أي كانت تجيء وتذهب ، وتتقدَّم وتتأخَّر ، كما هو شأن الفرس الذي يريد صاحبه أن يقف وهو يمتنع ، أو المعنى : حاذى عنقاهما على الخلاف).

، ثم قال حبيب : لكأني بشيخ أصلع ضخم البطن ، يبيع البطيخ عند دار الرزق ، قد صُلب في حبِّ أهل بيت نبيه (صلى الله عليه وآله) ويُبقر بطنه على الخشبة ، فقال ميثم : وإني لأعرف رجلا أحمر ، له ضفيرتان ، يخرج لنصرة ابن بنت نبيه (صلى الله عليه وآله) ، ويُقتل ويُجال برأسه بالكوفة ، ثم افترقا ، فقال أهل المجلس : ما رأينا أحداً أكذب من هذين ، قال : فلم يفترق أهل المجلس حتّى أقبل رشيد الهجري يطلبهما ، فسأل أهل المجلس عنهما فقالوا : افترقا وسمعناهما يقولان كذا وكذا ، فقال

کشی علیہ الرحمہ نے فضیل بن زبیر سے روایت کی ہے، کہتے ہیں: میثم تمار اپنے گھوڑے پر سوار گزرے تو بنی اسد کی مجلس کے پاس حبیب بن مظاہر اسدی سے ان کا سامنا ہوا، دونوں نے گفتگو کی یہاں تک کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں(2)، پھر حبیب نے کہا: گویا میں ایک گنجے، موٹےپیٹ والے بوڑھے کو دیکھ رہا ہوں جو دار الرزق کے پاس تربوز بیچتا ہے، اسے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کی محبت میں سولی دی جائے گی اور لکڑی پر اس کا پیٹ چاک کیا جائے گا۔ میثم نے کہا: اور میں ایک سرخ رنگت والے آدمی کو جانتا ہوں جس کی دو چٹیاں ہیں، وہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کی نصرت کے لیے نکلے گا، اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا سر کوفہ میں گھمایا جائے گا۔ پھر دونوں جدا ہو گئے۔ مجلس والوں نے کہا: ہم نے ان دونوں سے بڑھ کر کوئی جھوٹا نہیں دیکھا۔ راوی کہتے ہیں: ابھی مجلس والے جدا بھی نہ ہوئے تھے کہ رشید ہجری ان دونوں کو تلاش کرتے ہوئے آپہنچے، انہوں نے مجلس والوں سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا: وہ جدا ہو چکے ہیں اور ہم نے انہیں یہ اور یہ کہتے سنا ہے۔ تو انہوں نے کہا:

رشید : رحم الله ميثماً ، نسي : ويُزاد في عطاء الذي يجيء بالرأس مائة درهم ، ثمَّ أدبر ، فقال القوم : هذا والله أكذبهم ، فقال القوم : والله ما ذهبت الأيام والليالي حتّى رأيناه مصلوباً على باب دار عمرو بن حريث ، وجيء برأس حبيب بن مظاهر وقد قتل مع الحسين (عليه السلام) ، ورأينا كل ما قالوا.

رشید نے کہا: اللہ میثم پر رحم کرے، وہ ایک بات بھول گئے: اور جو شخص سر لے کر آئے گا اس کے عطیے میں سو درہم کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ پھر وہ چلے گئے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ ان سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! دن رات زیادہ نہ گزرے تھے کہ ہم نے انہیں عمرو بن حریث کے دروازے پر مصلوب دیکھا، اور حبیب بن مظاہر کا سر لایا گیا جو حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہید ہو چکے تھے، اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ سب ہم نے (پورا ہوتے) دیکھ لیا۔

وكان حبيب (عليه السلام) من السبعين الرجال الذين نصروا الحسين (عليه السلام) ، ولقوا جبال الحديد ، واستقبلوا الرماح بصدورهم ، والسيوف بوجوههم ، وهم يُعرض عليهم الأمان والأموال فيأبون ، فيقولون : لا عذر لنا عند رسول الله (صلى الله عليه وآله) إن قتل الحسين (عليه السلام) ومنّا عينٌ تطرف ، حتى قُتلوا حوله.

حبیب (علیہ السلام) ان ستر مردوں میں سے تھے جنہوں نے حسین (علیہ السلام) کی مدد کی اور لوہے کے پہاڑوں کا سامنا کیا، نیزوں کا استقبال اپنے سینوں سے اور تلواروں کا استقبال اپنے چہروں سے کیا۔ انہیں امان اور مال کی پیشکش کی جاتی تو وہ انکار کر دیتے اور کہتے: اگر حسین (علیہ السلام) قتل ہو جائیں اور ہم میں سے کسی کی آنکھ بھی جھپکتی رہے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حضور ہمارے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ سب ان کے گرد شہید ہو گئے۔

ولقد مزح حبيب بن مظاهر الأسدي (عليه السلام) ، فقال له يزيد بن حصين الهمداني - وكان يقال له سيِّد القرّاء - : يا أخي ، ليس هذه بساعة ضحك ، قال : فأيُّ موضع أحق من هذا بالسرور ؟ والله ما هو إلاّ أن تميل علينا هذه الطغام بسيوفهم فنعانق الحور العين [1]

حبیب بن مظاہر اسدی (علیہ السلام) نے ایک بار مزاح کیا تو یزید بن حصین ہمدانی نے، جنہیں سید القراء کہا جاتا تھا، ان سے کہا: بھائی! یہ ہنسنے کا وقت نہیں۔ حبیب نے جواب دیا: اس سے زیادہ خوشی کا مقام اور کون سا ہو سکتا ہے؟ اللہ کی قسم! بس اتنی بات ہے کہ یہ رذیل لوگ اپنی تلواریں لے کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ہم حورِ عین کے گلے لگ جائیں گے۔(1)

اختيار معرفة الرجال الطوسي : 292 - 293 ح 133 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/92 - 93 ح 33.

.

جاء في كتاب إبصار العين أن حبيب بن مظاهر الأسدي (عليه السلام) كان صحابياً رأى النبي (صلى الله عليه وآله) ، ونزل الكوفة ، وصحب علياً (عليه السلام) في حروبه كلّها ، وكان من خاصّته وحملة علومه ، ولما ورد مسلم بن عقيل إلى الكوفة ، ونزل دار المختار وأخذت الشيعة تختلف إليه جعل حبيب ومسلم بن عوسجة يأخذان البيعة للحسين (عليه السلام) في الكوفة ، حتى إذا دخل عبيدالله بن زياد الكوفة ، وخذَّل أهلها عن مسلم (عليه السلام) وفرَّ أنصاره حبسهما وأخفاهما عشائرهما ، فلمَّا ورد الحسين (عليه السلام) كربلاء خرج حبيب ومسلم إليه مختفيين ، يسيران الليل ويكمنان النهار حتى وصلا إليه [2]

کتاب "ابصار العین" میں آیا ہے کہ حبیب بن مظاہر اسدی (علیہ السلام) صحابی تھے، انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا تھا، کوفہ میں مقیم ہوئے اور علی (علیہ السلام) کی تمام جنگوں میں ان کے ساتھ رہے، وہ آپ کے خاص لوگوں اور آپ کے علوم کے حاملین میں سے تھے۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے اور مختار کے گھر میں قیام کیا اور شیعہ ان کے پاس آنا جانا کرنے لگے تو حبیب اور مسلم بن عوسجہ کوفہ میں حسین (علیہ السلام) کے لیے بیعت لینے لگے۔ یہاں تک کہ جب عبید اللہ بن زیاد کوفہ میں داخل ہوا اور اس نے کوفہ والوں کو مسلم (علیہ السلام) سے برگشتہ کر دیا اور ان کے انصار بھاگ گئے تو ان کے قبیلوں نے انہیں چھپا کر رکھا۔ پھر جب حسین (علیہ السلام) کربلا پہنچے تو حبیب اور مسلم چھپتے چھپاتے ان کی طرف روانہ ہوئے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے، یہاں تک کہ ان تک جا پہنچے۔(2)

إبصار العين في أنصار الحسين (عليه السلام) ، السماوي : 100 - 102.

.

وروى الدربندي عليه الرحمة في كتابه أسرار الشهادة ، قال : روي أن

دربندی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "اسرار الشہادۃ" میں روایت کی ہے، کہتے ہیں: روایت ہے کہ

حبيب بن مظاهر رضي الله تعالى عنه كان ذات يوم واقفاً في سوق الكوفة عند عطار يشتري صبغاً لكريمته ، فمرَّ عليه مسلم بن عوسجة ، فالتفت إليه حبيب وقال : يا أخي يا مسلم ، إني أرى أهل الكوفة يجمعون الخيل والأسلحة ، فبكى مسلم وقال : يا أخي ، إن أهل الكوفة صمَّموا على قتال ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فبكى حبيب ورمى الصبغ من يده وقال : والله لا تصبغ هذه إلاَّ من دم منحري دون الحسين (عليه السلام).

حبیب بن مظاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک دن کوفہ کے بازار میں عطار کی دکان پر کھڑے اپنی بیٹی کے لیے رنگ خرید رہے تھے کہ مسلم بن عوسجہ ان کے پاس سے گزرے۔ حبیب نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: بھائی مسلم! میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ والے گھوڑے اور ہتھیار جمع کر رہے ہیں۔ مسلم رو پڑے اور کہا: بھائی! کوفہ والوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے فرزند سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ یہ سن کر حبیب رو پڑے اور رنگ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا: خدا کی قسم! یہ رنگ اب صرف میرے اپنے گلے کے خون سے رنگا جائے گا، حسین (علیہ السلام) کے دفاع میں۔

فبينما الحسين (عليه السلام) يسير من مكة إلى الكوفة كتب كتاباً إلى حبيب ، نسخته هذه : من الحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) إلى الرجل الفقيه حبيب بن مظاهر ، أمّا بعد يا حبيب ، فأنت تعلم قرابتنا من رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأنت أعرف بنا من غيرك ، وأنت ذو شيمة وغيرة ، فلا تبخل علينا بنفسك ، يجازيك جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) يوم القيامة.

چنانچہ جب حسین (علیہ السلام) مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے حبیب کے نام ایک خط لکھا، جس کا متن یہ تھا: حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی طرف سے فقیہ حبیب بن مظاہر کے نام۔ اما بعد، اے حبیب! تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ہمارے رشتے کو جانتے ہو، اور تم دوسروں سے بڑھ کر ہمیں پہچانتے ہو، تم صاحبِ غیرت اور بلند سیرت ہو، پس ہمارے معاملے میں اپنی جان دینے میں بخل نہ کرنا، میرے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) قیامت کے دن تمہیں اس کا اجر دیں گے۔

ثم أرسله إلى حبيب ، وكان حبيب جالساً مع زوجته ، وبين أيديهما طعام يأكلان ، إذ غصَّت زوجته فقالت : الله أكبر يا حبيب! الساعة يرد علينا كتاب كريم من رجل كريم ، فبينما هم في الكلام وإذا بطارق يطرق الباب ، فخرج إليه حبيب وقال : من الطارق ؟ قال : أنا رسول الحسين (عليه السلام) إليك ، فقال حبيب : الله أكبر! صدقت الحرَّة بما قالت ، ثم ناوله الكتاب ، ففضَّه وقرأه ، فسألته زوجته عن الخبر فأخبرها فبكت وقالت : بالله عليك يا حبيب لا تُقصّر عن نصرة ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقال : أجل ، حتى أُقتل بين يديه وتصبغ شيبتي من دم نحري ، وكان حبيب يريد أن يكتم أمره على عشيرته وبني عمه لئلا يعلم به أحد خوفاً من ابن زياد ، فبينما حبيب ينظر في أموره وحوائجه واللحوق بالحسين (عليه السلام) إذ أقبل بنو عمِّه إليه وقالوا : يا حبيب ، بلغنا أنّك تريد أن تخرج لنصرة الحسين (عليه السلام) ونحن لا نخلّيك ، فقال لهم : مالنا والدخول بين السلاطين ، فأخفى حبيب ذلك وأنكر

پھر یہ خط حبیب کی طرف روانہ کیا۔ حبیب اس وقت اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھے تھے اور ان کے سامنے کھانا رکھا تھا جو وہ کھا رہے تھے کہ اچانک ان کی بیوی کا نوالہ گلے میں اٹک گیا اور اس نے کہا: اللہ اکبر، اے حبیب! ابھی ابھی ہمارے پاس ایک بزرگ آدمی کی طرف سے ایک بزرگ خط آنے والا ہے۔ ابھی وہ اسی گفتگو میں تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ حبیب باہر نکلے اور پوچھا: کون ہے؟ کہا گیا: میں حسین (علیہ السلام) کا قاصد ہوں، تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ حبیب نے کہا: اللہ اکبر! اس آزاد عورت کی بات سچ نکلی۔ پھر اس نے خط اسے تھما دیا، حبیب نے مہر توڑ کر اسے پڑھا۔ ان کی بیوی نے خبر پوچھی تو انہوں نے بتا دیا۔ وہ رو پڑی اور کہا: خدا کے واسطے، اے حبیب! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے فرزند کی مدد میں کوتاہی نہ کرنا۔ حبیب نے کہا: ہاں، یہاں تک کہ میں ان کے سامنے قتل ہو جاؤں اور میری سفید داڑھی میرے گلے کے خون سے رنگین ہو جائے۔ حبیب اپنا یہ ارادہ اپنے قبیلے اور چچازاد بھائیوں سے چھپانا چاہتے تھے تاکہ ابن زیاد کے خوف سے کسی کو اس کا علم نہ ہو۔ ابھی حبیب اپنے کام کاج اور ضروریات اور حسین (علیہ السلام) سے جا ملنے کی تیاری میں تھے کہ ان کے چچازاد بھائی ان کے پاس آئے اور کہا: اے حبیب! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم حسین (علیہ السلام) کی مدد کے لیے نکلنا چاہتے ہو، اور ہم تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے۔ حبیب نے ان سے کہا: ہمیں سلاطین کے معاملات میں دخل دینے سے کیا سروکار! چنانچہ حبیب نے اس بات کو چھپا لیا اور ان کے سامنے انکار کر دیا، تو وہ ان کے پاس سے واپس چلے گئے۔

عليهم ، فرجعوا عنه.

وسمعت زوجته فقالت : يا حبيب ، كأنك كاره للخروج لنصرة الحسين (عليه السلام) فأراد أن يختبر حالها فقال : نعم ، فبكت وقالت : يا حبيب ، أنسيت كلام جدّه (صلى الله عليه وآله) في حقّه ، وأخيه الحسن (عليه السلام) حيث يقول : ولداي هذان سيّدا شباب أهل الجنة ، وهما إمامان قاما أو قعدا ، وهذا رسوله وكتابه أتى إليك يستعين بك وأنت لم تجبه ؟ فقال حبيب : أخاف على أطفالي من اليتم ، وأخشى أن ترمَّلي بعدي ، فقالت : ولنا التأسّي بالهاشميّات والبنيّات والأيتام من آل رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، والله تعالى كفيلنا ، وهو حسبنا ونعم الوكيل.

ان کی بیوی نے یہ سن لیا تو کہنے لگی: اے حبیب ! گویا تم حسین (علیہ السلام) کی مدد کے لیے نکلنے میں ناپسندیدگی رکھتے ہو۔ حبیب نے اس کی کیفیت جانچنے کے لیے کہا: ہاں۔ وہ رو پڑی اور کہنے لگی: اے حبیب ! کیا تم بھول گئے ان کے نانا (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا ان کے اور ان کے بھائی حسن (علیہ السلام) کے حق میں فرمان، جہاں آپ نے فرمایا: یہ میرے دونوں بیٹے جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور یہ دونوں امام ہیں چاہے کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں۔ اور یہ ان کا قاصد اور ان کا خط تمہارے پاس آیا ہے کہ وہ تم سے مدد مانگ رہے ہیں اور تم نے ابھی تک ان کی پکار پر لبیک نہیں کہا؟ حبیب نے کہا: مجھے اپنے بچوں کے یتیم ہو جانے کا خوف ہے، اور ڈرتا ہوں کہ میرے بعد تم بیوہ ہو جاؤ۔ اس نے کہا: ہمارے لیے تو ہاشمی خواتین اور بیٹیوں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے خاندان کے یتیموں کی مثال ہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل ہے، اور وہی ہمارے لیے کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

فلمّا عرف حبيب منها حقيقة الأمر دعا لها وجزّاها خيراً ، وأخبرها بما هو في نفسه ، وأنه عازم على المسير والرواح ، فقالت : لي إليك حاجة ، فقال : وما هي ؟ قالت : بالله عليك يا حبيب إذا قدمت على الحسين (عليه السلام) قبّل يديه ورجليه نيابة عني ، واقرأه عني السلام ، فقال : حباً وكرامة.

جب حبیب کو اس کی زبانی حقیقتِ حال معلوم ہوئی تو انہوں نے اس کے لیے دعا کی اور اسے جزائے خیر دی، اور اسے اپنے دل کی بات بتا دی کہ وہ روانہ ہونے اور سفر کرنے کا پختہ ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے کہا: مجھے تم سے ایک درخواست ہے۔ حبیب نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: خدا کے واسطے، اے حبیب ! جب تم حسین (علیہ السلام) کی خدمت میں پہنچو تو میری طرف سے ان کے دستِ مبارک اور قدمِ مبارک کو بوسہ دینا، اور میری طرف سے انہیں سلام پہنچانا۔ حبیب نے کہا: بخوشی و اعزاز کے ساتھ۔

ثمَّ أقبل حبيب على جواده وشدّه شداً وثيقاً ، وقال لعبده : خذ فرسي وامض به ، ولا يعلم بك أحد ، وانتظرني في المكان الفلاني ، فأخذه العبد ومضى به ، وبقي ينتظر قدوم سيّده.

پھر حبیب اپنے گھوڑے کے پاس آئے اور اسے مضبوطی سے کسا، اور اپنے غلام سے کہا: میرا گھوڑا لے جاؤ اور اسے لے کر روانہ ہو جاؤ، کسی کو تمہاری خبر نہ ہو، اور فلاں جگہ میرا انتظار کرنا۔ غلام گھوڑا لے کر روانہ ہو گیا اور اپنے آقا کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

ثم إن حبيب (عليه السلام) ودّع زوجته وأولاده ، وخرج مختفياً كأنه ماض إلى ضيعة له خوفاً من أهل الكوفة ، فاستبطأه الغلام وأقبل على الفرس ـ وكان قدّامه علف يأكل منه ـ فجعل الغلام يخاطبه ويقول له : يا جواد ، إن لم يأت صاحبك لأعلونّ ظهرك ، وأمضي بك إلى نصرة الحسين (عليه السلام) ، فلمّا سمع الجواد خطاب الغلام له جعل يبكي ، ودموعه تجري على خديه ، وامتنع عن الأكل ، فبينما هو كذلك فإذا بحبيب قد أقبل ، فسمع خطاب الغلام ، فصفّق بإحدى يديه على الأخرى وقال : بأبي أنت وأمي يا ابن رسول الله ، العبيد يتمنّون نصرتك فكيف بالأحرار ؟ ثم قال لعبده :

پھر حبیب (علیہ السلام) نے اپنی بیوی اور بچوں کو الوداع کہا، اور کوفہ والوں کے خوف سے چھپ کر یوں نکلے جیسے اپنی کسی جاگیر کی طرف جا رہے ہوں۔ غلام کو ان کے آنے میں دیر معلوم ہوئی تو وہ گھوڑے کی طرف متوجہ ہوا، جس کے سامنے چارہ رکھا تھا جسے وہ کھا رہا تھا۔ غلام گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے گھوڑے ! اگر تمہارا مالک نہ آیا تو میں خود تمہاری پیٹھ پر سوار ہو کر تمہیں لے کر حسین (علیہ السلام) کی مدد کو نکل پڑوں گا۔ گھوڑا جب غلام کی یہ بات سنی تو رونے لگا، اس کے آنسو رخساروں پر بہنے لگے، اور اس نے چارہ کھانا چھوڑ دیا۔ ابھی یہی حال تھا کہ اچانک حبیب آ پہنچے، انہوں نے غلام کی یہ بات سن لی تو اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، اے رسول اللہ کے فرزند ! غلام آپ کی مدد کی آرزو کرتے ہیں تو آزاد لوگوں کا کیا حال ہونا چاہیے؟ پھر اپنے غلام سے کہا:

يا غلام ، أنت حرٌّ لوجه الله.

اے غلام ! تم اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہو۔

فبكى الغلام وقال : سيِّدي ، والله لا تركتك حتى أمضي معك وأنصر الحسين (عليه السلام) ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأُقتل بين يديه ، فجزّاه خيراً فسار.

غلام رو پڑا اور کہنے لگا: میرے آقا ! خدا کی قسم، میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ کے ساتھ جا کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے فرزند حسین (علیہ السلام) کی مدد نہ کروں اور ان کے سامنے قتل نہ ہو جاؤں۔ حبیب نے اسے جزائے خیر دی اور دونوں روانہ ہو گئے۔

وكان الحسين (عليه السلام) نزل في طريقه بأرض ، وقد عقد اثني عشر راية ، وقد قسم راياته بين أصحابه ، وبقيت راية ، فقال له بعض أصحابه : مُنَّ عليَّ بحملها ، فقال (عليه السلام) : يأتي إليها صاحبها ، وقالوا : يابن رسول الله ، دعنا نرتحل من هذه الأرض ، فقال لهم : صبراً حتى يأتي إلينا من يحمل هذه الراية الأخرى ، فبينما الحسين (عليه السلام) وأصحابه في الكلام وإذا هم بغبرة ثائرة ، فالتفت الإمام (عليه السلام) وقال لهم : إن صاحب هذه الراية قد أقبل ، فلمَّا صار حبيب قريباً من الإمام المظلوم ترجَّل عن جواده ، وجعل يقبِّل الأرض بين يديه وهو يبكي ، فسلَّم على الإمام وأصحابه فردَّوا عليه السلامَ ، فسمعت زينب بنت أمير المؤمنين (عليه السلام) فقالت : من هذا الرجل الذي قد أقبل ؟

فقال لها : حبيب بن مظاهر ، فقالت : اقرأوه عني السلام ، فلمَّا بلَّغوه سلامها لطم حبيب على وجهه وحثا التراب على رأسه ، وقال : من أنا ومن أكون حتى تسلِّم عليَّ بنت أمير المؤمنين (عليه السلام) [1]

معالي السبطين ، الحائري : 370 ـ 372.

؟

امام حسین (علیہ السلام) اپنے راستے میں ایک زمین پر اترے، اور بارہ جھنڈے باندھے، اور اپنے جھنڈے اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیے، ایک جھنڈا باقی رہ گیا۔ آپ کے بعض اصحاب نے عرض کی: مجھ پر احسان فرمائیں اور یہ جھنڈا مجھے اٹھانے دیں۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اس کا صاحب خود اس تک آپہنچے گا۔ اصحاب نے عرض کی: اے فرزند رسول اللہ ! ہمیں اس زمین سے کوچ کرنے دیجیے۔ آپ نے فرمایا: صبر کرو یہاں تک کہ ہمارے پاس وہ آجائے جو یہ دوسرا جھنڈا اٹھائے گا۔ ابھی حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ اچانک گرد و غبار اٹھتا دکھائی دیا۔ امام (علیہ السلام) نے متوجہ ہو کر فرمایا: اس جھنڈے کا مالک آپہنچا ہے۔ جب حبیب اس مظلوم امام کے قریب پہنچے تو اپنے گھوڑے سے اترپڑے اور روتے ہوئے آپ کے سامنے زمین کو بوسہ دینے لگے، پھر امام اور اصحاب کو سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ زینب بنت امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے یہ سنا تو پوچھا: یہ کون شخص آیا ہے؟

آپ سے عرض کیا گیا: یہ حبیب بن مظاہر ہیں۔ زینب نے فرمایا: انہیں میری طرف سے سلام کہو۔ جب انہیں یہ سلام پہنچایا گیا تو حبیب نے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور اپنے سر پر خاک ڈالی، اور کہا: میں کون ہوں اور میری حیثیت کیا ہے کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی بیٹی مجھے سلام کہیں؟(1)

ويقول الشاعر النبيل الحاج حسين الجامع جزاه الله تعالى خيراً في حبيب بن مظاهر شيخ الأنصار :

وشيخٌ عليه بَهَاءُ المشيبِ لِنَصْرِ عميدِ الهُدَى يمَّما
حبيبٌ وأَعْظِمْ بإيمانِهِ نَمَتْهُ الكِرَامُ لها فَانْتَمَى
لَقَدْ لازم المرتضى فَاغْتَدَى بِمَا نال من عِلْمِهِ عَيْلَما
حَبَاه الوصيُّ بِعِلْمِ الغُيُوبِ فَقَدْ كان في جَنْبِهِ مُكْرَمَا
وخاض الحُرُوبَ فأبلى بها وكان بها الفَارِسَ الضيغما

شاعرِ نجیب الحاج حسین الجامع، جزاہ اللہ تعالیٰ خیراً، حبیب بن مظاہر شیخ الانصار کی شان میں کہتے ہیں:

اک ایسا بزرگ جس پر بڑھاپے کا نور جھلکتا تھا
ہدایت کے پیشوا کی نصرت کے لیے رخ کیا
حبیب، اور اس کے ایمان کی عظمت دیکھو
شریفوں نے اسے پروان چڑھایا اور وہ انہی سے منسوب ہوا
وہ مرتضیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ رہا اور
ان کے علم سے جو کچھ پایا اس کا سمندر بن گیا
وصی نے اسے علمِ غیب سے نوازا
اور وہ ان کے پہلو میں معزز و مکرم رہا
اس نے جنگوں میں قدم رکھا اور ان میں خوب داد شجاعت دی
اور ان جنگوں میں ایک زبردست شیر دل شہسوار ثابت ہوا

وبُشِّر بالقَتْلِ دون الحسينِ فكان بهذا اللِّقَا مُغْرَما
إلى أَنْ أتاه رَسُولُ الشهيدِ أَنِ اقْدِمْ فَقَدْ آن أَنْ تَغْنَما
فلبَّى نِدَا كَعْبَةِ الوافدينَ وجاء إلى كربلا مُحْرِمَا
وَمُذْ حَلَّ في تَلَعَاتِ الطفوفِ لَهُ السِّبْطُ رَايَتَه سلَّما
فصال بها في صُفُوفِ العدى وَضَرَّجَ صَارِمَه بالدِّما
وَسَرَّ فُؤَادَ ابنةِ الطاهرينَ كَمَا سَرَّ سيِّدَه الأَعْظَمَا [1]

مهراق الدموع : 146 ، وهذه القصيدة جاءت بطلب منّا من الشاعر المذكور جزاه الله خير الجزاء وذلك قبل عدّة سنوات.

اسے حسین (علیہ السلام) کی راہ میں شہادت کی
بشارت دی گئی
تو وہ اسی ملاقات کا دلدادہ ہو گیا
یہاں تک کہ شہید کا قاصد اس کے پاس آیا
کہ چلے آؤ، اب وقت آگیا کہ تم بہرہ مند ہو
اس نے آنے والوں کے کعبے کی پکار پر لبیک کہا
اور احرام باندھے کربلا کی طرف چل پڑا
اور جب وہ سرزمینِ طف کی وادیوں میں اترا
تو سبطِ رسول نے اپنا جھنڈا اس کے سپرد کر دیا
اس نے دشمن کی صفوں میں اسی جھنڈے کے ساتھ
دھاوا بولا
اور اپنی تلوار کو خون سے رنگین کیا
اور پاکیزہ خاتون کے دل کو خوش کر دیا
جیسے اس نے اپنے عظیم آقا کے دل کو خوش کیا(1)

وفي يوم العاشر أبدى حبيب بن مظاهر شجاعته الفائقة في نصرة الغريب العطشان ، وهو يرى الحسين (عليه السلام) بين الأعداء ، وقد أحاطوا به ، والسهام تترى عليه كرشّ المطر ، وقد دنا وقت الصلاة ، جاء في تاريخ الطبري قال : فقال له أبو ثمامة الصائدي رضوان الله تعالى عليه : يا أبا عبدالله ، نفسي لك الفداء ، إني أرى هؤلاء قد اقتربوا منك ، ولا والله لا تقتل حتى أقتل دونك إن شاء الله ، وأحبُّ أن ألقى ربي وقد صلّيت هذه الصلاة التي قد دنا وقتها.

دسویں محرم کے دن حبیب بن مظاہر نے غریب و تشنہ لب (حسین علیہ السلام) کی نصرت میں اپنی بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کیا، جبکہ وہ حسین (علیہ السلام) کو دشمنوں کے درمیان گھرا ہوا دیکھ رہے تھے، تیر ان پر بارش کی طرح برس رہے تھے، اور نماز کا وقت قریب آچکا تھا۔ تاریخ طبری میں آیا ہے کہ ابو ثمامہ صائدی رضوان اللہ تعالی علیہ نے آپ سے عرض کی: اے ابا عبداللہ! میری جان آپ پر قربان، میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ آپ کے قریب آگئے ہیں، خدا کی قسم آپ اس وقت تک شہید نہیں ہوں گے جب تک میں آپ کے سامنے، اگر اللہ نے چاہا، شہید نہ ہو جاؤں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے اس حال میں ملوں کہ یہ نماز جس کا وقت قریب آگیا ہے، ادا کر چکا ہوں۔

قال : فرفع الحسين (عليه السلام) رأسه ثم قال : ذكرت الصلاة ، جعلك الله من المصلين الذاكرين ، نعم هذا أول وقتها ، ثم قال : سلوهم أن يكفّوا عنا حتى نصلّي ، فقال لهم الحصين بن تميم : إنها لا تُقبل ، فقال له حبيب بن مظاهر : لا تُقبل زعمت الصلاة من آل رسول الله (صلى الله عليه وآله) لا تقبل وتقبل منك يا حمار.

راوی کہتا ہے: حسین (علیہ السلام) نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: تم نے نماز یاد دلائی، اللہ تمہیں نماز پڑھنے والوں اور یاد رکھنے والوں میں شامل کرے، ہاں یہ اس کا اول وقت ہے۔ پھر فرمایا: ان سے کہو کہ ہم سے ہاتھ روک لیں تاکہ ہم نماز ادا کر لیں۔ حصین بن تمیم نے ان سے کہا: یہ نماز قبول نہیں ہوگی۔ حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا: تیرا خیال ہے کہ آل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نماز قبول نہیں ہوتی اور تیری نماز قبول ہو جاتی ہے، اے گدھے!

قال : فحمل عليهم حصين بن تميم وخرج إليه حبيب بن مظاهر فضرب وجه فرسه بالسيف ، فشبَّ ووقع عنه ، وحمله أصحابه فاستنقذوه ، وأخذ حبيب يقول :

راوی کہتا ہے: حصین بن تمیم نے ان پر حملہ کیا تو حبیب بن مظاہر اس کے مقابلے میں نکلے اور اپنی تلوار سے اس کے گھوڑے کے منہ پر وار کیا، گھوڑا بدک کر کھڑا ہو گیا اور وہ اس سے گر پڑا، اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھایا اور بچا لیا۔ اور حبیب یہ رجز پڑھنے لگے:

أُقْسِمُ لو كنَّا لكم أعدادا أو شَطْرَكم وَلَّيْتُمُ أكتادا

میں قسم کھاتا ہوں اگر ہم تمہارے برابر تعداد میں ہوتے
یا تمہارے نصف بھی ہوتے تو تم پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے

يا شرَّ قوم حَسَباً وآدا

اے حسب و نسب اور قوت میں بدترین قوم!

قال وجعل يقول يومئذ :

راوی کہتا ہے کہ وہ اس دن یہ رجز پڑھنے لگے:

أنا حبيبٌ وأبي مُظَاهِرُ فَارِسُ هيجاء وَحَرْب تَسْعَرُ
أنتم أعَدُّ عُدَّةً وأكثرُ ونحن أوفى مِنْكُمُ وأصبرُ
ونحن أعلى حجَّةً وأظهرُ حقّاً وأتقى منكُمُ وأَعْذَرُ

میں حبیب ہوں اور میرے والد مظاہر ہیں
میدانِ جنگ کا شہسوار ہوں جب جنگ بھڑک اٹھے
تم سازوسامان میں زیادہ اور تعداد میں بھی بڑھ کر ہو
اور ہم تم سے زیادہ وفادار اور زیادہ صابر ہیں
اور ہم دلیل میں بلند تر اور حق میں زیادہ روشن ہیں
سچ مچ، اور تم سے زیادہ پرہیزگار اور حق بجانب ہیں

وجاء في رواية ابن شهر آشوب عليه الرحمة قال : فقتل اثنين وستين رجلا [1]

ابن شہر آشوب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں آیا ہے، وہ کہتے ہیں: انہوں نے باسٹھ آدمیوں کو قتل کیا۔(1)

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/252.

وقال أبو مخنف : وقاتل قتالا شديداً ، فحمل عليه رجل من بني تميم فضربه بالسيف على رأسه فقتله ، وكان يقال له : بديل بن صريم من بني عقفان ، وحمل عليه آخر من بني تميم فطعنه ، فوقع فذهب ليقوم فضربه الحصين بن تميم على رأسه بالسيف فوقع ، ونزل إليه التميمي فاحتزّ رأسه.

اور ابو مخنف نے کہا: انہوں نے نہایت سخت جنگ کی، پھر بنی تمیم کے ایک شخص نے ان پر حملہ کیا اور تلوار سے ان کے سر پر وار کر کے انہیں شہید کر دیا، اس شخص کو بدیل بن صریم کہا جاتا تھا اور اس کا تعلق بنو عقفان سے تھا۔ پھر بنی تمیم ہی کے ایک اور شخص نے ان پر حملہ کر کے نیزہ مارا، وہ گر پڑے، پھر اٹھنے لگے تو حصین بن تمیم نے تلوار سے ان کے سر پر وار کیا اور وہ گر گئے، پھر تمیمی اتر کر ان کے پاس آیا اور ان کا سر کاٹ لیا۔

قال أبو مخنف : حدَّثني محمد بن قيس ، قال : لما قُتل حبيب بن مظاهر هدَّ ذلك حسيناً (عليه السلام) ، وقال : عند الله أحتسب نفسي وحماة أصحابي.

ابو مخنف کہتے ہیں: مجھے محمد بن قیس نے بیان کیا کہ جب حبیب بن مظاہر شہید ہوئے تو یہ خبر حسین (علیہ السلام) پر بہت گراں گزری اور آپ نے فرمایا: میں اپنی جان اور اپنے مددگار ساتھیوں (کی شہادت) کا ثواب اللہ کے ہاں شمار کرتا ہوں۔

وفي رواية قال بعض الرواة : ولم يزل حبيب يقاتل حتى قتل منهم خلقاً كثيراً ، ثم قُتل ، وقال الحسين (عليه السلام) : يرحمك الله يا حبيب ، لقد كنت تختم القرآن في ليلة واحدة ، وأنت فاضل [2]

ایک روایت میں بعض راویوں نے کہا ہے کہ حبیب برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے دشمن کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا، پھر وہ شہید ہو گئے، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، اے حبیب! تم ایک ہی رات میں پورا قرآن ختم کر لیا کرتے تھے اور تم صاحبِ فضل و کمال تھے۔(2)

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/71.

.

وفي ذلك يقول الأديب الفاضل الشيخ محمّد السماوي عليه الرحمة :

إنْ يَهُدَّ الحسينَ قَتْلُ حبيب فلقد هَدَّ قَتْلُهُ كُلَّ رُكْنِ
بَطَلٌ قد لَقِي جِبَالَ الأعادي من حديد فردَّها كَالعِهْنِ
لا يُبَالي بالجمعِ حيث توخَّى فهو ينصَبُّ كانصبابِ المُزْنِ
أَخَذَ الثارَ قَبْلَ أَنْ يقتلوه سلفاً مِنْ منيَّة دونَ مَنِّ

قتلوا منه للحسينِ حبيباً جامعاً في فِعَالِهِ كلَّ حُسْنِ [1]

معالي السبطين ، الحائري : 376.

اس بارے میں ادیبِ فاضل شیخ محمد سماوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر حبیب کی شہادت نے حسین کو غمزدہ کر دیا
تو اس کی شہادت نے ہر ستون کو ہلا کر رکھ دیا
وہ ایک ایسا بہادر تھا جو دشمنوں کے پہاڑوں سے ٹکرایا
جو لوہے کے تھے، مگر اس نے انہیں دھنکی ہوئی اون جیسا بنا دیا
جہاں بھی رخ کرتا، بھیڑ کی پروا نہ کرتا
وہ یوں ٹوٹ پڑتا جیسے بادل برس پڑتا ہے
اس نے شہید ہونے سے پہلے ہی اپنا انتقام لے لیا
موت کے عوض پیشگی، بغیر کسی پر احسان جتائے
انہوں نے حسین سے ان کا حبیب چھین لیا (قتل کر دیا)
جو اپنے افعال میں ہر خوبی و نیکی کا مجموعہ تھا

وتنازع الحصين مع التميمي لعنهما الله في قتل حبيب (عليه السلام) ، فقال له : إني لشريكك في قتله ، فقال الآخر : والله ما قتله غيري ، فقال الحصين : أعطنيه أعلّقه في عنق فرسي كيما يرى الناس ويعلموا أني شركت في قتله ، ثمَّ خذه أنت بَعْدُ فامض به إلى عبيدالله ابن زياد ، فلا حاجة لي فيما تعطاه على قتلك إياه.

حصین اور تمیمی – اللہ کی ان دونوں پر لعنت ہو – کے درمیان حبیب (علیہ السلام) کے قتل پر جھگڑا ہو گیا، حصین نے اس سے کہا: میں بھی اس کے قتل میں تیرا شریک ہوں۔ دوسرے نے کہا: خدا کی قسم! اسے میرے سوا کسی نے قتل نہیں کیا۔ حصین نے کہا: سر مجھے دے دو تاکہ میں اسے اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکا لوں، تاکہ لوگ دیکھ لیں اور جان لیں کہ میں بھی اس کے قتل میں شریک تھا، پھر اس کے بعد تم اسے لے لینا اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جانا، مجھے اس انعام کی کوئی حاجت نہیں جو تمہیں اس کے قتل پر ملے گا۔

قال : فأبى عليه ، فأصلح قومه فيما بينهما على هذا ، فدفع إليه رأس حبيب بن مظاهر ، فجال به في العسكر قد علّقه في عنق فرسه ، ثمَّ دفعه بعد ذلك إليه ، فلما رجعوا إلى الكوفة أخذ الآخر رأس حبيب فعلّقه في لبان فرسه ، ثم أقبل به إلى ابن زياد في القصر ، فبصر به ابنه القاسم بن حبيب وهو يومئذ قد راهق ، فأقبل مع الفارس لا يفارقه ، كلّما دخل القصر دخل معه ، وإذا خرج خرج معه ، فارتاب به فقال : مالك يا بني تتبعُني ؟ قال : لا شيء ، قال : بلى يا بنيّ ، أخبرني.

راوی کہتا ہے: اس نے انکار کر دیا، پھر دونوں کی قوم کے لوگوں نے آپس میں اس بات پر صلح کرا دی، چنانچہ اس نے حبیب بن مظاہر کا سر اسے دے دیا، اس نے اسے اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکا کر لشکر میں گھمایا، پھر اس کے بعد وہ سر اسے واپس کر دیا۔ جب وہ لوگ کوفہ واپس پہنچے تو دوسرے شخص نے حبیب کا سر لے کر اپنے گھوڑے کے سینے سے باندھ لیا، پھر اسے لے کر محل میں ابن زیاد کے پاس آیا۔ اس کے بیٹے قاسم بن حبیب نے، جو اس وقت بلوغت کی دہلیز پر تھا، اسے دیکھ لیا، تو وہ اس سوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور اس سے جدا نہ ہوتا تھا، جب بھی وہ محل میں داخل ہوتا تو یہ بھی اس کے ساتھ داخل ہو جاتا، اور جب وہ نکلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ نکل آتا۔ سوار کو اس پر شک ہوا تو اس نے کہا: بیٹا ! کیا بات ہے، تم میرے پیچھے پیچھے کیوں پھر رہے ہو؟ اس نے کہا: کچھ نہیں۔ اس نے کہا: نہیں بیٹا، مجھے بتاؤ۔

قال له : إن هذا الرأس الذي معك رأس أبي ، أفتعطينيه حتى أدفنه ؟ قال : يا بنيّ ، لا يرضى الأمير أن يدفن ، وأنا أريد أن يثيبني الأمير على قتله ثواباً حسناً. قال له الغلام : لكنّ الله لا يثيبك على ذلك إلاّ أسوأ الثواب ، أما والله لقد قتلته خيراً منك ، وبكى.

اس نے اس سے کہا: یہ سر جو تمہارے پاس ہے میرے والد کا سر ہے، کیا تم یہ مجھے دے دو گے تاکہ میں اسے دفن کر دوں؟ اس نے کہا: بیٹا ! امیر اس کے دفن کیے جانے پر راضی نہیں ہوگا، اور میں چاہتا ہوں کہ امیر مجھے اس کے قتل پر اچھا انعام دے۔ لڑکے نے اس سے کہا: لیکن اللہ تمہیں اس کے بدلے بدترین بدلہ ہی دے گا، خدا کی قسم ! تم نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو تم سے بہتر تھا، اور وہ رو پڑا۔

فمكث الغلام حتى إذا أدرك لم يكن له همّة إلاّ اتباع أثر قاتل أبيه ، ليجد منه غرّة فيقتله بأبيه ، فلما كان زمان مصعب بن الزبير وغزا مصعب باجميرا دخل عسكر مصعب فإذا قاتل أبيه في فسطاطه ، فأقبل يختلف في طلبه والتماس غرّته ، فدخل عليه وهو قائل نصف النهار فضربه بسيفه حتى برد [2]

تاريخ الطبري : 4/334 ـ 336.

.

پھر وہ لڑکا اسی حال میں رہا، یہاں تک کہ جب وہ بالغ ہوا تو اسے اپنے والد کے قاتل کا پیچھا کرنے کے سوا کوئی فکر نہ رہی، تاکہ وہ اس کی غفلت کا کوئی موقع پا کر اپنے والد کا بدلہ لے سکے۔ پھر جب مصعب بن زبیر کا زمانہ آیا اور مصعب نے "باجمیرا" میں جنگ لڑی تو وہ مصعب کے لشکر میں داخل ہوا، وہاں اس نے اپنے والد کے قاتل کو اس کے خیمے میں پایا، چنانچہ وہ بار بار اس کی تلاش میں آنے جانے لگا اور اس کی غفلت کا موقع ڈھونڈتا رہا، یہاں تک کہ وہ اس پر اس وقت داخل ہوا جب وہ دوپہر کو قیلولہ کر رہا تھا، چنانچہ اس نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا (یعنی ہلاک) ہو گیا۔ (2)

المجلس الرابع ، من اليوم السادس

كلمات بعض أصحاب الإمام الحسين (عليه السلام) وبعض الصحابة وغيرهم في مقتل الحسين (عليه السلام) وفداحته

روي أن حبيب بن مظاهر الأسدي (عليه السلام) خاطب معسكر ابن سعد قائلا : أما والله لبئس القوم يقدمون غداً على الله عزّ وجلّ ، وعلى رسوله محمد (صلى الله عليه وآله) ، وقد قتلوا ذرّيّته ، وأهل بيته المتهجّدين في الأسحار ، الذاكرين الله كثيراً بالليل والنهار ، وشيعته الأتقياء الأبرار [1]

كتاب الفتوح ، ابن أعثم : 5/177.

.

چوتھی مجلس، چھٹے دن کی

امام حسین (علیہ السلام) کے بعض اصحاب اور بعض صحابہ وغیرہ کے وہ کلمات جو انہوں نے حسین (علیہ السلام) کی شہادت اور اس کی سنگینی کے بارے میں کہے

روایت ہے کہ حبیب بن مظاہر اسدی (علیہ السلام) نے ابن سعد کے لشکر سے خطاب کرتے ہوئے کہا: خدا کی قسم ! یہ کتنی بری قوم ہے جو کل اللہ عزوجل اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حضور پیش ہوگی، جبکہ انہوں نے ان کی ذریت اور ان کے اہل بیت کو قتل کیا ہے، جو راتوں کو تہجد گزار تھے، جو دن رات کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے تھے، اور ان کے متقی و نیک شیعوں کو بھی قتل کیا۔ (1)

ومن كلام برير بن خضير لهم أيضاً ، قال : والله لا ينال شفاعة محمد (صلى الله عليه وآله) قوم أراقوا دماء ذرّيّته وأهل بيته ، وقال لهم أيضاً : يا هؤلاء ، اتقوا الله فإن نسل محمد (صلى الله عليه وآله) قد أصبح بين أظهركم ، وهؤلاء ذرّيّته وعترته وبناته وحريمه ، فهاتوا ما الذي عندكم ؟ وما تريدون أن تصنعوا بهم [2]

کتاب الفتوح ، ابن أعثم : 5/180 و182.

؟

بریر بن خضیر کے کلام میں سے بھی، جو انہوں نے ان سے کہا: خدا کی قسم ! ایسی قوم کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی جس نے ان کی ذریت اور اہل بیت کا خون بہایا ہو۔ اور انہوں نے ان سے یہ بھی کہا: اے لوگو ! اللہ سے ڈرو، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نسل تمہارے درمیان موجود ہے، اور یہ ان کی ذریت، ان کا خاندان، ان کی بیٹیاں اور ان کی حرمتیں ہیں، تو بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے؟ اور تم ان کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ (2)

وذكر ابن أبي الدنيا أنه لما بلغ أم سلمة قتل الحسين (عليه السلام) قالت : أوفعلوا ؟ ملأ الله قبورهم وبيوتهم ناراً ، ثمَّ وقعت مغشيّاً عليها [3]

الرد على المتعصب العنيد ، ابن الجوزي : 51 ـ 52 ، الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 8 ح 111 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 13/264 ح 330 شواهد التنزيل ، الحسكاني : 2/73.

.

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ جب ام سلمہ کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: کیا انہوں نے ایسا کر ڈالا؟ ! اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے، پھر وہ بیہوش ہو کر گر پڑیں۔ (3)

وعن شهر بن حوشب قال : سمعت أم سلمة حين جاء نعي الحسين بن علي (عليه السلام) لعنت أهل العراق ، وقالت : قتلوه قتلهم الله عزّ وجلّ ، غرَّوه وذلّوه لعنهم الله ، ثمَّ بكت حتى أغشي عليها [4]

مجمع الزوائد ، الهيثمي : 9/194 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/318.

وذكر ابن سعد عن أم سلمة أنها لما سمعت قتل

الحسين (عليه السلام) قالت : أو قد فعلوها ؟! ملأ الله بيوت القاتلين وقبورهم ناراً ، ثمَّ بكت حتى غشي عليها [1]

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/48.

.

شہر بن حوشب سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ام سلمہ سے سنا، جب حسین بن علی (علیہ السلام) کی وفات کی خبر آئی تو انہوں نے اہل عراق پر لعنت بھیجی اور کہا: انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ عزوجل انہیں قتل کرے، انہوں نے اسے دھوکہ دیا اور ذلیل کیا، اللہ ان پر لعنت کرے، پھر وہ اس قدر روئیں کہ بیہوش ہو گئیں۔ (4) اور ابن سعد نے ام سلمہ سے ذکر کیا ہے کہ جب انہوں نے شہادتِ

حسین (علیہ السلام) کی خبر سنی تو کہا: کیا انہوں نے یہ کر ڈالا؟ ! اللہ قاتلوں کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے، پھر وہ اتنا روئیں کہ بیہوش ہو گئیں۔ (1)

وعن منذر الثوري قال : كنا إذا ذكرنا حسيناً ومن قتل معه قال محمد بن الحنيفة : قتل معه سبعة عشر كلهم ارتكض في رحم فاطمة (عليها السلام) [2]

مجمع الزوائد : 9/198 وقال : ورواه الطبراني (في المعجم : 3/119) بإسنادين ، ورجال أحدهما رجال الصحيح.

.

منذر ثوری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم حسین اور ان کے ساتھ شہید ہونے والوں کا ذکر کرتے تو محمد بن حنفیہ کہتے: ان کے ساتھ سترہ افراد شہید ہوئے، وہ سب کے سب فاطمہ (علیہا السلام) کے بطنِ اطہر کی اولاد میں سے تھے۔ (2)

وعن أبي مخنف ، عن عبدالرحمن بن عبيد أبي الكنود قال : لما بلغ عبدالله بن جعفر بن أبي طالب مقتل ابنيه مع الحسين (عليه السلام) دخل عليه بعض مواليه والناس يعزّونه ، قال : ولا أظنّ مولاه ذلك إلاّ أبا اللسلاس فقال : هذا ما لقينا ودخل علينا من الحسين ، قال : فحذفه عبدالله بن جعفر بنعله ، ثم قال : يا بن اللخناء أللحسين تقول هذا ؟ والله لو شهدته لأحببت ألا أفارقه حتى أقتل معه ، والله إنه لمما يسخي بنفسي عنهما ويهوِّن عليَّ المصاب بهما أنهما أصيبا مع أخي وابن عمّي مواسيين له ، صابرين معه ثم أقبل على جلسائه فقال : الحمد لله عزّ وجلّ على مصرع الحسين ، إلا تكن آست حسيناً يدي فقد آساه ولدي [3]

تاريخ الطبري : 4/357.

.

ابو مخنف سے، وہ عبدالرحمن بن عبید ابو الکنود سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: جب عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو ان کے دونوں بیٹوں کی حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہادت کی خبر پہنچی تو ان کے بعض غلام ان کے پاس آئے اور لوگ ان سے تعزیت کر رہے تھے، (راوی کہتا ہے) اور میرا خیال ہے کہ ان کا وہ غلام ابو اللسلاس کے سوا کوئی نہ تھا، اس نے کہا: یہ ہے جو ہمیں پیش آیا اور حسین کی طرف سے ہم پر گزرا۔ راوی کہتا ہے: عبداللہ بن جعفر نے اپنی جوتی اس کی طرف پھینک ماری، پھر کہا: اے بدکار عورت کے بیٹے! کیا تو حسین کے بارے میں یہ بات کہتا ہے؟ خدا کی قسم! اگر میں ان کے ساتھ حاضر ہوتا تو مجھے یہ پسند ہوتا کہ میں ان سے جدا نہ ہوتا یہاں تک کہ ان کے ساتھ قتل ہو جاتا۔ خدا کی قسم! جو چیز میرے دل کو ان دونوں کے بارے میں کشادہ رکھتی ہے اور ان کے صدمے کو مجھ پر آسان بنا دیتی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ دونوں میرے بھائی اور میرے چچا زاد کے ساتھ، ان کی مدد کرتے ہوئے اور ان کے ساتھ صبر کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ پھر وہ اپنے ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اللہ عزوجل کا شکر ہے حسین کی شہادت پر، اگر میرا ہاتھ حسین کی مدد نہ کر سکا تو میری اولاد نے ان کی مدد کر دی۔ (3)

وفي رواية قال عبدالله بن جعفر : لو شهدته لأحببت أن أقتل معه ، ثم قال : عزَّ عليَّ بمصرع الحسين (عليه السلام) [4]

ترجمة الإمام الحسين (عليه السلام) ، ابن عساكر (الهامش) : 340.

.

ایک اور روایت میں ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے کہا: اگر میں ان کے ساتھ حاضر ہوتا تو مجھے یہ پسند ہوتا کہ میں ان کے ساتھ قتل ہو جاتا، پھر کہا: حسین (علیہ السلام) کی شہادت مجھ پر بہت گراں ہے۔ (4)

وروى الطبراني عن أبان بن الوليد قال : كتب عبدالله بن الزبير إلى ابن عباس في البيعة فأبى أن يبايعه ، فظنَّ يزيد بن معاوية أنَّه إنما امتنع عليه لمكانه ، فكتب يزيد بن معاوية إلى ابن عباس : أمَّا بعد فقد بلغني أن الملحد ابن الزبير دعاك إلى بيعته ليدخلك في طاعته ، فتكون على الباطل ظهيراً ، وفي المأثم شريكاً ،

فامتنعت عليه وانقبضت لما عرَّفك الله في نفسك من حقّنا أهل البيت ، فجزاك الله أفضل ما يجزي الواصلين عن أرحامهم ، الموفين بعهودهم ، فمهما أنس من الأشياء فلست (أنسى) برَّك وصلتك ، وحسن جائزتك بالذي أنت أهله منّا في الطاعة والشرف والقرابة لرسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فانظر مَنْ قبلك من قومك وَمَنْ يطرأ عليك من أهل الآفاق ممن يسحره ابن الزبير بلسانه وزخرف قوله ، فخذِّلهم عنه فإنهم لك أطوع ، ومنك أسمع منهم للملحد الخارب المارق ، والسلام.

فكتب ابن عباس إليه : أمّا بعد ، فقد جاءني كتابك تذكر دعاء ابن الزبير إياي الذي دعاني إليه ، وإني امتنعت معرفة لحقّك ، فإن يكن ذلك كذلك فلست برَّك أرجو بذلك ، ولكن الله بما أنوي به عليم.

طبرانی نے ابان بن ولید سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: عبداللہ بن زبیر نے ابن عباس کو بیعت کے سلسلے میں خط لکھا تو انہوں نے اس کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ یزید بن معاویہ نے گمان کیا کہ انہوں نے یہ انکار صرف اس کے مقام و مرتبے کی وجہ سے کیا ہے، چنانچہ یزید بن معاویہ نے ابن عباس کو خط لکھا: امّا بعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس ملحد ابن زبیر نے تمہیں اپنی بیعت کی دعوت دی ہے تاکہ تمہیں اپنی اطاعت میں شامل کر لے، پھر تم باطل کے مددگار اور گناہ میں شریک بن جاؤ،

چنانچہ تم نے اس سے انکار کیا اور خود کو سمیٹ لیا، اس بنا پر کہ اللہ نے تمہارے دل میں ہم اہلِ بیت کے حق کو تمہارے سامنے واضح کر رکھا ہے۔ اللہ تمہیں اس کی بہترین جزا دے جو وہ اپنے رشتہ داروں سے ناتا جوڑنے والوں اور اپنے عہد پورا کرنے والوں کو دیتا ہے۔ میں چاہے جو کچھ بھول جاؤں، تمہارا احسان اور تمہارا صلہ رحمی کا سلوک اور تمہاری وہ عمدہ جزا نہیں بھولوں گا جس کے تم ہم سے، اطاعت، شرف اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے قرابت کی بنا پر مستحق ہو۔ لہٰذا اپنے قبیلے کے ان لوگوں کو دیکھو جو تمہارے پاس ہیں، اور ان لوگوں کو بھی جو مختلف علاقوں سے تمہارے پاس آتے ہیں، جنہیں ابن زبیر اپنی زبان اور اپنے کلام کی آرائش سے مسحور کر دیتا ہے، انہیں اس سے دور کر دو کیونکہ وہ تمہاری زیادہ اطاعت کرنے والے اور تمہاری بات زیادہ سننے والے ہیں، بہ نسبت اس ملحد، باغی، دین سے خارج ہونے والے کے۔ والسلام۔

ابن عباس نے انہیں جواب میں لکھا: امّا بعد! مجھے تمہارا خط پہنچا جس میں تم نے ابن زبیر کی اس دعوت کا ذکر کیا ہے جو اس نے مجھے دی تھی۔ میں نے تمہارے حق کو پہچانتے ہوئے اس سے انکار کیا۔ اگر بات ایسی ہی ہے (جیسا تم سمجھتے ہو) تو میں تمہارے احسان کی امید میں یہ نہیں کر رہا، بلکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میری نیت کیا ہے۔

وكتبت إليَّ أن أحثَّ الناس عليك ، وأخذِّلهم عن ابن الزبير ، فلا سروراً ولا حبوراً ، بفيك الكثكث ، ولك الأثلب ، إنك لعازب إن منَّتك نفسك ، وإنك لأنت المنفرد المثبور.

تم نے مجھے لکھا کہ میں لوگوں کو تمہاری طرف مائل کروں اور انہیں ابن زبیر سے دور رکھوں، تو نہ خوشی ہے اور نہ مسرت، تمہارے منہ میں خاک، اور تمہارے لیے پتھر! تم تو تنہا اور محروم ہو اگر تمہارا نفس تمہیں فریب دیتا ہے، اور بے شک تم ہی اکیلے اور ہلاک شدہ ہو۔

وكتبت إليَّ تذكر تعجيل برّي وصلتي فاحبس ـ أيُّها الإنسان ـ عنّي برَّك وصلتك ، فإني حابس عنك ودّي ونصرتي ، ولعمري ما تعطينا مما في يديك لنا إلاَّ القليل ، وتحبس منه العريض الطويل ، لا أباً لك.

تم نے مجھے لکھا کہ میں اپنا احسان اور صلہ رحمی جلد تمہیں پہنچاؤں، تو اے انسان! اپنا احسان اور اپنا صلہ رحمی مجھ سے روک لو، کیونکہ میں بھی اپنی محبت اور اپنی مدد تم سے روک لوں گا۔ میری جان کی قسم! تم ہمیں جو کچھ اپنے ہاتھ میں سے دیتے ہو وہ بہت تھوڑا ہے، جبکہ اس کا بڑا اور طویل حصہ روک لیتے ہو، تمہارا کوئی باپ نہ ہو۔

أتراني أنسى قتلك حسيناً وفتيان بني عبدالمطلب ، مصابيح الدجى ونجوم الأعلام ، غادرتهم جنودك بأمرك فأصبحوا مصرَّعين في صعيد واحد ، مزمَّلين في الدماء ، مسلوبين بالعراء ، لا مكفَّنين ولا موسَّدين ، تسفيهم الرياح ، وتغزوهم الذئاب ، وتنتابهم عرج الضباع ، حتى أتاح الله لهم قوماً لم يشركوا في دمائهم ، فكفَّنوهم وأجنوهم ، وبهم والله وبي منَّ الله عليك فجلست في مجلسك الذي أنت فيه.

کیا تمہیں گمان ہے کہ میں حسین اور بنی عبدالمطلب کے نوجوانوں کے قتل کو بھول جاؤں گا؟ وہ اندھیرے کے چراغ اور نشانیوں کے ستارے تھے، تمہارے لشکروں نے تمہارے حکم سے انہیں (میدان میں) چھوڑ دیا، پس وہ ایک ہی زمین پر پچھاڑے ہوئے، خون میں لتھڑے ہوئے، کھلے آسمان تلے (کپڑوں سے) عریاں کر دیے گئے، نہ کفن دیا گیا اور نہ تکیہ، ہوائیں انہیں دھول سے اٹا دیتیں، بھیڑیے ان پر حملہ آور ہوتے، اور لگڑی لولی چیتوں کی ٹولیاں ان کے پاس آتیں، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے لیے کچھ لوگ مہیا کیے جو ان کے خون میں شریک نہ تھے، تو انہوں نے انہیں کفن دیا اور دفن کیا۔ اللہ کی قسم! انہی کی بدولت اور میری بدولت اللہ نے تم پر احسان کیا کہ تم اس مسند پر بیٹھے ہو جس پر تم اب بیٹھے ہو۔

ومهما أنس من الأشياء فلست أنسى تسليطك عليهم الدعيَّ ابن الدعيِّ

میں چاہے جو کچھ بھول جاؤں، یہ نہیں بھولوں گا کہ تم نے ان پر اس دعی بن دعی کو مسلط کیا،

للعاهرة الفاجرة ، البعيد رحماً ، اللئيم أباً وأماً ، والذي اكتسب أبوك في ادّعائه لنفسه العار والمأثم والمذلّة والخزي في الدنيا والآخرة ، لأن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال : الولد للفراش وللعاهر الحجر ، وإن أباك زعم أن الولد لغير الفراش ولا يضرّ العاهر ، ويلحق به ولده كما يلحق ولد البغي المرشد ، ولقد أمات أبوك السنة جهلا ، وأحيى الأحداث المضلة عمداً.

جو ایک بدکار اور فاجرہ عورت کا بیٹا تھا، دور کا رشتہ دار، باپ اور ماں دونوں کی طرف سے کمینہ، وہ شخص جس کے دعوے کی بنا پر تمہارے باپ نے دنیا و آخرت میں عار، گناہ، ذلت اور رسوائی مول لی، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بچہ صاحبِ فراش کا ہے اور زانی کے لیے پتھر (یعنی محرومی) ہے، جبکہ تمہارے باپ کا خیال یہ تھا کہ بچہ صاحبِ فراش کے سوا کسی اور کا بھی ہو سکتا ہے اور اس سے زانی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، اور اس کا بچہ اس کے ساتھ اسی طرح ملحق کر دیا جاتا ہے جیسے بدکار عورت کا بچہ سیدھے راستے پر لگا دیا جاتا ہے۔
تمہارے باپ نے جہالت کی بنا پر سنت کو مردہ کر دیا اور جان بوجھ کر گمراہ کن بدعتوں کو زندہ کر دیا۔

ومهما أنس من الأشياء فلست أنسى تسييرك حسيناً من حرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) إلى حرم الله ، وتسييرك إليهم الرجال ، وإدساسك إليهم أن هو نذر بكم فعاجلوه ، فما زلت بذلك حتى أشخصته من مكة إلى أرض الكوفة ، تزأر إليه خيلك وجنودك زئير الأسد ، عداوة منك لله ولرسوله (صلى الله عليه وآله) ولأهل بيته ، ثمَّ كتبت إلى ابن مرجانة يستقبله بالخيل والرجال والأسنّة والسيوف ، ثمَّ كتبت إليه بمعاجلته وترك مطاولته حتى قتلته ومن معه من فتيان بني عبدالمطلب ، أهل البيت الذين أذهب الله عنهم الرجس وطهَّرهم تطهيراً ، نحن أولئك لا كآبائك الأجلاف الجفاة أكباد الحمير.

میں چاہے جو کچھ بھول جاؤں، یہ نہیں بھولوں گا کہ تم نے حسین کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم سے نکال کر اللہ کے حرم کی طرف بھیجا، اور ان کی طرف اپنے آدمی روانہ کیے، اور خفیہ طور پر ان تک یہ بات پہنچائی کہ اگر وہ (کوفہ جانے سے) خبردار ہو جائیں تو ان پر جلدی کرو، تو تم اسی کوشش میں لگے رہے یہاں تک کہ تم نے انہیں مکہ سے کوفہ کی زمین کی طرف روانہ کر دیا، تمہارے گھوڑے اور تمہارے لشکر ان کے سامنے شیروں کی طرح گرجتے تھے، یہ سب اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے اہلِ بیت سے تمہاری دشمنی کی بنا پر تھا۔ پھر تم نے ابن مرجانہ کو خط لکھا کہ وہ گھوڑوں، مردوں، نیزوں اور تلواروں کے ساتھ ان کا استقبال کرے، پھر تم نے اسے یہ بھی لکھا کہ وہ جلدی کرے اور مہلت نہ دے، یہاں تک کہ اس نے انہیں اور ان کے ساتھ بنی عبدالمطلب کے جوانوں کو قتل کر دیا، وہ اہلِ بیت جن سے اللہ نے ناپاکی کو دور رکھا اور انہیں پوری طرح پاک و صاف رکھا۔ ہم وہی لوگ ہیں، تمہارے ان جفاکار، سنگدل باپ دادا کی طرح نہیں جن کے دل گدھوں کے جگر جیسے تھے۔

ولقد علمت أنه كان أعزّ أهل البطحاء بالبطحاء قديماً ، وأعزّه بها حديثاً لو ثوى بالحرمين مقاماً ، واستحلّ بها قتالا ، ولكنّه كره أن يكون هو الذي يستحلّ به حرم الله وحرم رسوله (صلى الله عليه وآله) وحرمة البيت الحرام ، فطلب إليكم الحسين الموادعة ، وسألكم الرجعة ، فاغتنمتم قلّة أنصاره واستئصال أهل بيته ، كأنكم تقتلون أهل بيت من الترك أو كابل ، فكيف تحدوني على ودّك ، وتطلب نصرتي وقد قتلت بني أبي ، وسيفك يقطر من دمي وأنت آخذ ثأري ؟ فإن يشأ الله لا يطلّ لديك دمي ، ولا تسبقني بثأري ، وإن تسبقنا به فقبلنا ما قبلت النبيون وآل النبيين ، فطلّت دماؤهم في الدنيا ، وكان الموعد الله ، فكفى بالله للمظلومين ناصراً ، ومن الظالمين منتقماً.

اور میں جانتا ہوں کہ وہ (حسین علیہ السلام) قدیم زمانے سے بھی بطحاء میں بطحاء والوں میں سب سے معزز تھے، اور اگر وہ حرمین میں ٹھہرتے اور وہاں لڑائی کو حلال سمجھتے تو آج بھی وہاں سب سے معزز ہوتے، لیکن انہوں نے یہ ناپسند کیا کہ وہی شخص ہوں جو اللہ کے حرم اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم اور بیت الحرام کی حرمت کو پامال کرے، چنانچہ انہوں نے تم لوگوں سے مصالحت کی درخواست کی اور واپسی کا مطالبہ کیا، تو تم نے ان کے مددگاروں کی کمی اور ان کے اہلِ بیت کے مکمل خاتمے کا موقع غنیمت جانا، گویا تم کسی ترک یا کابل کے اہلِ بیت کو قتل کر رہے ہو۔ تو پھر تم مجھ سے اپنی دوستی کا کیسے مطالبہ کرتے ہو اور مجھ سے مدد کیسے چاہتے ہو، جبکہ تم نے میرے باپ کے بیٹوں کو قتل کیا اور تمہاری تلوار میرے خون سے ٹپک رہی ہے، اور تم ہی میرا انتقام لینے والے ہو؟ اگر اللہ نے چاہا تو میرا خون تمہارے ہاں رائیگاں نہیں جائے گا، اور تم مجھ سے پہلے میرا انتقام نہیں لے سکتے، اور اگر تم اس میں مجھ سے آگے بڑھ گئے تو ہم نے بھی وہی قبول کیا جو انبیاء اور آلِ انبیاء نے قبول کیا، کہ ان کے خون دنیا میں رائیگاں گئے مگر ان کا وعدہ اللہ کے ذمے رہا، اور مظلوموں کے لیے اللہ ہی مددگار کافی ہے اور ظالموں سے انتقام لینے والا بھی وہی کافی ہے۔

والعجب كل العجب ـ وما عشت يريك الدهر العجب ـ حملك بنات

اور سب سے بڑا تعجب - اور جب تک میں زندہ ہوں زمانہ مجھے عجیب سے عجیب باتیں دکھاتا رہے گا - تمہارا

عبدالمطلب ، وحملك أبناءهم أغيلمة صغاراً إليك بالشام ، تري الناس أنك قد قهرتنا ، وأنك تذلّنا ، وبهم والله وبي منّ الله عليك وعلى أبيك وأمك من النساء ، وأيم الله إنك لتمسي وتصبح أمناً لجراح يدي ، وليعظمن جرحك بلساني ونقضي وإبرامي ، فلا يستفزّنك الجدل ، فلن يمهلك الله بعد قتلك عترة رسوله إلاّ قليلا حتى يأخذك أخذاً أليماً ، ويخرجك من الدنيا آثماً مذموماً ، فعش لا أباً لك ما شئت فقد أرداك عند الله ما اقترفت.

عبدالمطلب کی بیٹیوں کو قید کر کے لے جانا، اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے ساتھ شام لے جانا ہے، تاکہ تم لوگوں کو دکھاؤ کہ تم نے ہمیں مغلوب کر لیا ہے اور تم ہمیں ذلیل کرتے ہو، حالانکہ اللہ کی قسم ! ان کی وجہ سے اور میری وجہ سے ہی اللہ نے تم پر، تمہارے باپ پر اور تمہاری ماں پر عورتوں میں احسان کیا ہے۔ اور اللہ کی قسم ! تم صبح و شام میرے ہاتھ کے زخم سے محفوظ نہیں رہ سکتے، اور میری زبان کا زخم اور میرا کھولنا اور باندھنا (یعنی میری تدبیر) تمہارے زخم کو اور بڑھا دے گا، لہذا بحث و تکرار تمہیں بہکانے نہ پائے۔ اللہ نے رسول کی عترت کو قتل کرنے کے بعد تمہیں تھوڑی ہی مہلت دی ہے، پھر وہ تمہیں دردناک گرفت میں لے گا اور تمہیں گنہگار اور مذموم حالت میں دنیا سے نکال دے گا۔ پس جیو - تمہارا باپ نہ ہو - جتنا چاہو جینا چاہتے ہو، بے شک جو کچھ تم نے کیا ہے اس نے اللہ کے ہاں تمہیں ہلاک کر دیا ہے۔

فلما قرأ يزيد الرسالة قال : لقد كان ابن عباس مضياً على الشر [1]

جب یزید نے یہ خط پڑھا تو کہنے لگا: ابن عباس شر (فساد) پر پوری طرح جما ہوا تھا۔ (۱)

المعجم الكبير ، الطبراني : 10/241 ـ 242 ح 10590 ، ومجمع الزوائد ، الهيثمي : 7/251 ، تأريخ اليعقوبي : 2/248 ـ 250.

.

وذكر ابن الأثير أنه لما رأى زيد بن أرقم رأس الحسين (عليه السلام) بين يدي ابن زياد ـ وهو يضرب الرأس الشريف بمخصرته ـ خرج وهو يقول : أنتم ـ يا معشر العرب ـ العبيد بعد اليوم ، قتلتم الحسين بن فاطمة (عليها السلام) ، وأمَّرتم ابن مرجانة ، فهو يقتل خياركم ويستعبد شراركم [2]

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ جب زید بن ارقم نے حسین (علیہ السلام) کا سر ابن زیاد کے سامنے دیکھا - جبکہ وہ اپنی چھڑی سے اس سرِ مبارک کو مار رہا تھا - تو وہ باہر نکلے اور کہنے لگے: اے گروہِ عرب ! آج کے بعد تم غلام ہو، تم نے فاطمہ (علیہا السلام) کے بیٹے حسین کو قتل کر دیا اور ابن مرجانہ کو اپنا حاکم بنا لیا، پس اب وہ تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کرے گا اور تمہارے بدترین لوگوں کو غلام بنائے گا۔(۲)

أسد الغابة ، ابن الأثير : 2/21.

.

ولما رجع كعب بن جابر قالت له امرأته أو أخته النوار بنت جابر : أعنت على ابن فاطمة ، وقتلت سيِّد القرّاء ، لقد أتيت عظيماً من الأمر ، والله لا أكلِّمك من رأسي كلمة أبداً [3]

اور جب کعب بن جابر واپس لوٹا تو اس کی بیوی یا اس کی بہن نوار بنت جابر نے اس سے کہا: تو نے فاطمہ کے بیٹے کے خلاف مدد کی اور قاریوں کے سردار کو قتل کیا، تو نے بہت بڑا کام کر ڈالا ہے، اللہ کی قسم ! میں اپنی مرضی سے تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔(۳)

تاريخ الطبري : 4/329.

.

وقال سليمان بن قتة يرثي الحسين (عليه السلام) :

وإنّ قتيلَ الطفِّ من آلِ هاشم أذلَّ رِقَابَ المسلمينَ فذلَّتِ [4]

سلیمان بن قتہ نے حسین (علیہ السلام) کے مرثیے میں کہا:

اور بے شک طفِ کا وہ شہید جو آلِ ہاشم میں سے تھا
اس نے مسلمانوں کی گردنوں کو ذلیل کر دیا، سو وہ
ذلیل ہو گئیں(۴)

مقاتل الطالبيين ، الأصبهاني : 81 ، معجم البلدان ، الحموي : 4/36.

وروى ابن أبي شيبة ، عن عمرو بن بعجة قال : إن أول ذلّ دخل على العرب

ابن ابی شیبہ نے عمرو بن بعجہ سے روایت کی ہے، اس نے کہا: عربوں پر داخل ہونے والی سب سے پہلی ذلت

قتل الحسين بن علي (عليه السلام) ، وادّعاء زياد [1]

حسین بن علی (علیہ السلام) کا قتل اور زیاد کا (اپنے نسب کا) دعویٰ تھا۔(۱)

المصنف ، ابن أبي شيبة : 7/258 ح 35860 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 3/123 ح 2870 ، ورواه الهيثمي في مجمع الزوائد : 9/196 ، وقال : رواه الطبراني ورجاله ثقات.

.

وعن أبي مخنف ، عن عبد الملك بن نوفل قال : حدَّثني أبي ، قال : لما قتل الحسين (عليه السلام) قام ابن الزبير في أهل مكة ، وعظَّم مقتله وعاب على أهل الكوفة خاصة ، ولام أهل العراق عامة ، فقال ـ بعد أن حمد الله وأثنى عليه وصلّى على محمد (صلى الله عليه وآله) ـ : إن أهل العراق غدر فجر إلاّ قليلا ، وإن أهل الكوفة شرار أهل العراق ، وإنهم دعوا حسيناً لينصروه عليهم فلمّا قدم عليهم ثاروا إليه فقالوا له : إما أن تضع يدك في أيدينا فنبعث بك إلى ابن زياد بن سمية سلماً فيمضي فيك حكمه ، وإما أن تحارب ، فرأى والله أنه هو وأصحابه قليل في كثير أنه مقتول ، ولكنه اختار الميتة الكريمة على الحياة الذميمة ، فرحم الله حسيناً وأخزى قاتل حسين (عليه السلام).

ابو مخنف سے روایت ہے، وہ عبدالملک بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ جب حسین (علیہ السلام) قتل کر دیے گئے تو ابن زبیر اہلِ مکہ میں کھڑا ہوا، اس نے آپ کی شہادت کو بہت بڑا واقعہ قرار دیا اور خاص طور پر اہلِ کوفہ پر تنقید کی اور عمومی طور پر اہلِ عراق کو ملامت کی۔ اس نے اللہ کی حمد وثنا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر درود کے بعد کہا: اہلِ عراق - چند ایک کے سوا - دغا باز اور فاسق ہیں، اور اہلِ کوفہ اہلِ عراق میں سب سے بدتر ہیں۔ انہوں نے حسین کو اس لیے بلایا کہ وہ ان کے خلاف ان کی مدد کریں، پھر جب وہ ان کے پاس پہنچے تو وہ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے کہنے لگے: یا تو اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے دو تاکہ ہم تمہیں امن کے ساتھ ابن زیاد بن سمیہ کے پاس بھیج دیں، وہ جو چاہے تمہارے بارے میں فیصلہ کرے، یا پھر جنگ کرو۔ اللہ کی قسم! انہیں معلوم تھا کہ وہ اور ان کے ساتھی بہت کم اور دشمن بہت زیادہ ہیں اور وہ قتل کر دیے جائیں گے، لیکن انہوں نے ذلت کی زندگی پر باعزت موت کو ترجیح دی۔ اللہ حسین پر رحم فرمائے اور حسین (علیہ السلام) کے قاتل کو رسوا کرے۔

لعمري لقد كان من خلافهم إياه وعصيانهم ما كان في مثله واعظ وناه عنهم ، أما والله لقد قتلوه طويلا بالليل قيامه ، كثيراً في النهار صيامه ، أحق بما هم فيه منهم ، وأولى به في الدين والفضل [2]

میری جان کی قسم! ان کی مخالفت اور نافرمانی میں ایسی چیز تھی جو خود اپنی مثال میں ان کے لیے واعظ و ناصح تھی۔ خبردار! اللہ کی قسم، انہوں نے اسے قتل کر دیا حالانکہ وہ رات کو دیر تک قیام کرنے والا اور دن کو کثرت سے روزہ رکھنے والا تھا، وہ اس چیز کا زیادہ حقدار تھا جس میں وہ (خود) تھے، اور دین و فضیلت میں ان سے زیادہ اولیٰ تھا۔(۲)

تاريخ الطبري : 4/364.

.

وقال الوليد لمروان بن الحكم لمّا أشار عليه بقتل الحسين (عليه السلام) : وبِّخ غيرك يا مروان ، إنك اخترت لي التي فيها هلاك ديني ، والله ما أحبّ أن لي ما طلعت عليه الشمس وغربت عنه من مال الدنيا وملكها وأني قتلت حسيناً ، سبحان الله! أقتل حسيناً أن قال : لا أبايع ؟ والله إني لأظنّ امرأً يُحاسب بدم حسين لخفيف الميزان عند الله يوم القيامة [3]

اور جب مروان بن حکم نے ولید کو حسین (علیہ السلام) کے قتل کا مشورہ دیا تو ولید نے اس سے کہا: اے مروان! کسی اور کو ملامت کرو، تم نے میرے لیے وہ چیز پسند کی ہے جس میں میرے دین کی ہلاکت ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں کہ دنیا کا وہ سارا مال و ملک جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے میرا ہو جائے اور میں حسین کو قتل کر ڈالوں۔ سبحان اللہ! کیا میں حسین کو اس لیے قتل کروں کہ انہوں نے کہا: میں بیعت نہیں کروں گا؟ اللہ کی قسم! میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص حسین کے خون کا حساب دے گا، قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس کا میزان بہت ہلکا ہوگا۔(۳)

تاريخ الطبري : 4/309.

.

وقال الطبري : دعا ابن زياد عمر بن سعد فقال : سر إلى الحسين ، فإذا فرغنا مما بيننا وبينه سرت إلى عملك ، فقال له عمر بن سعد : إن رأيت أن تعفيني فافعل ،

طبری نے کہا: ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلایا اور کہا: حسین کی طرف روانہ ہو جاؤ، جب ہمارے اور اس کے درمیان معاملہ ختم ہو جائے تو تم اپنے عہدے کی طرف چلے جانا۔ عمر بن سعد نے اس سے کہا: اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اس سے معاف رکھیں،

قال له عبيدالله : نعم على أن تردَّ لنا عهدنا ، قال : فلمَّا قال له ذلك قال عمر بن سعد : أمهلني اليوم حتى أنظر ، قال : فانصرف عمر يستشير فلم يكن يستشير أحداً إلاَّ نهاه.

عبیداللہ نے اس سے کہا: ٹھیک ہے، بشرطیکہ تم ہمارا عہدہ ہمیں واپس کر دو۔ راوی کہتا ہے: جب اس نے یہ بات کہی تو عمر بن سعد نے کہا: مجھے آج کے دن کی مہلت دو تاکہ میں غور کر لوں۔ راوی کہتا ہے: عمر مشورہ کرنے کے لیے واپس گیا، تو جس سے بھی اس نے مشورہ کیا اس نے اسے اس کام سے منع ہی کیا۔

قال : وجاء حمزة بن المغيرة بن شعبة ـ وهو ابن أخته ـ فقال : أنشدك الله يا خال أن تسير إلى الحسين فتأثم بربك وتقطع رحمك ، فوالله لأن تخرج من دنياك وما لك سلطان الأرض كلها لو كان لك خير لك من أن تلقى الله بدم الحسين (عليه السلام) ، فقال له عمر بن سعد : فإني أفعل إن شاء الله [1]

تاريخ الطبري 3/310 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 45/50.

.

راوی کہتا ہے: حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ آیا - جو اس کی بہن کا بیٹا تھا - اور کہا: اے ماموں! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ حسین کی طرف روانہ نہ ہو، ورنہ تم اپنے رب کے ہاں گنہگار ٹھہرو گے اور اپنے رشتے کو کاٹ ڈالو گے۔ اللہ کی قسم! اگر تم اپنی دنیا اور اپنے تمام مال و متاع سے دستبردار ہو جاؤ - اگرچہ تمہارے پاس ساری زمین کی حکومت ہی کیوں نہ ہو - تو یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم حسین (علیہ السلام) کا خون اپنی گردن پر لیے اللہ سے ملاقات کرو۔ عمر بن سعد نے اس سے کہا: انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔(۱)

وعن الحسن ـ يعني البصري ـ قال : قتل مع الحسين بن علي (عليه السلام) ستة عشر رجلا من أهل بيته ، والله ما على ظهر الأرض يومئذ أهل بيت يشبهونهم ، قال : سفيان ومن يشك في هذا [2]

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/118 ، مجمع الزوائد ، الهيثمي : 9/198.

.

حسن (یعنی بصری) سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حسین بن علی (علیہ السلام) کے ساتھ ان کے اہلِ بیت میں سے سولہ افراد قتل ہوئے، اللہ کی قسم! اس دن روئے زمین پر کوئی اہلِ بیت ان کے مشابہ نہ تھا۔ سفیان کہتے ہیں: اس میں کون شک کر سکتا ہے؟(۲)

وروى المسعودي في قتل الأمويين لآل البيت (عليهم السلام) أن بنات مروان بن محمد آخر خلفاء بني أمية دخلن على صالح بن علي العباسي فطلبن العفو منه ، فقالت له كبرى بنات مروان : فليسعنا من عفوكم ما وسعكم من جورنا ، فقال صالح : إنا لن نستبقي منكم أحداً رجلا ولا امرأةً ، ألم يقتل أبوكن بالأمس ابن أخي إبراهيم بن محمد بن علي بن عبدالله بن العباس في محبسه في حران ؟

مسعودی نے بنو امیہ کے آلِ بیت (علیہم السلام) کے قتل کے ضمن میں روایت کی ہے کہ بنو امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد کی بیٹیاں صالح بن علی عباسی کے پاس آئیں اور اس سے معافی طلب کی۔ مروان کی سب سے بڑی بیٹی نے اس سے کہا: تمہاری معافی ہمارے لیے اتنی ہی کشادہ ہو جتنا ہمارا ظلم تمہارے لیے کشادہ (قابلِ برداشت) تھا۔ صالح نے کہا: ہم تم میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے، نہ مرد کو نہ عورت کو۔ کیا کل تمہارے باپ نے میرے بھتیجے ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو حران کی قید میں قتل نہیں کیا تھا؟

ألم يقتل هشام بن عبدالملك زيد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) وصلبه في كناسة الكوفة ، وقتل امرأة زيد بالحيرة ، على يدي يوسف بن عمر الثقفي ؟ ألم يقتل الوليد بن يزيد بن عبدالملك ، يحيى بن زيد ، وصلبه في خراسان ؟ ألم يقتل عبيدالله بن زياد الدعيّ ، مسلم بن عقيل بن أبي طالب بالكوفة ؟

کیا ہشام بن عبدالملک نے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کو قتل نہیں کیا اور کوفہ کے کناسہ میں انہیں سولی پر نہیں چڑھایا، اور یوسف بن عمر ثقفی کے ہاتھوں حیرہ میں زید کی بیوی کو قتل نہیں کیا؟ کیا ولید بن یزید بن عبدالملک نے یحییٰ بن زید کو قتل نہیں کیا اور انہیں خراسان میں سولی پر نہیں چڑھایا؟ کیا دعی عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ میں مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو قتل نہیں کیا؟

ألم يقتل يزيد بن معاوية الحسين بن علي (عليهما السلام) ، على يدي عمر بن سعد مع

کیا یزید بن معاویہ نے حسین بن علی (علیہما السلام) کو عمر بن سعد کے ہاتھوں قتل نہیں کیا، ساتھ

من قتل بين يديه من أهل بيته (عليهم السلام) ؟ ألم يخرج بحرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) سبايا حتى ورد بهن على يزيد بن معاوية ، وقبل مقدمهن بعث إليه برأس الحسين بن علي (عليهما السلام) قد ثقب دماغه ، على رأس رمح يُطاف به كور الشام ومدائنها حتى قدموا به على يزيد بدمشق ، كأنما بعث إليه برأس رجل من أهل الشرك ؟ ثم أوقف حرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) موقف السبي يتصفَّحهن جنود أهل الشام الجفاة الطغام ، ويطلبون منه أن يهب لهم حرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) استخفافاً بحقه (صلى الله عليه وآله) ، وجرأة على الله عزَّ وجلَّ ، وكفراً لأنعمه ، فما الذي استبقيتم منّا أهل البيت ، لو عدلتم فيه علينا ؟ [1]

مروج الذهب ، المسعودي : 3/247 ، السيّدة فاطمة الزهراء (عليها السلام) ، محمد بيومي : 91.

وجاء في رواية الآبي في نثر الدرّ أيضاً ، قال : ودخلت ابنة مروان على عبدالله بن علي فقالت : السلام عليك يا أمير المؤمنين ورحمة الله وبركاته ، فقال : لست به ، فقالت : السلام عليك أيّها الأمير ، قال : وعليك السلام ، فقالت : ليسعنا عدلكم ، فقال : إذاً لا يبقى على الأرض منكم أحد; لأنكم حاربتم علي بن أبي طالب (عليه السلام) ودفعتم حقَّه ، وسممتم الحسن (عليه السلام) ونقضتم شرطه ، وقتلتم الحسين (عليه السلام) ، وسيَّرتم رأسه ، وقتلتم زيداً وصلبتم جسده ، وقتلتم يحيى بن زيد ومثَّلتم به ، ولعنتم علي بن أبي طالب (عليه السلام) على منابركم ، وضربتم علي بن عبدالله ظلماً بسياطكم ، وحبستم الإمام في حبسكم ، فعدلنا ألا نبقي أحداً منكم ؟

قالت : فليسعنا عفوكم ، قال : أمّا هذه فنعم ، ثمَّ أمر بردّ أموالها عليها ، ثم قال :

سننتُمْ علينا القَتْلَ لا تُنْكِرُونه فذوقوا كما ذُقْنا عَلَى سَالِفِ الدَّهْرِ [2]

نثر الدّر ، الآبي : 1/440.

ان کے اہلِ بیت (علیہم السلام) میں سے جو ان کے سامنے قتل کیے گئے؟ کیا اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم کو قیدی بنا کر نہیں نکالا یہاں تک کہ انہیں یزید بن معاویہ کے پاس لایا گیا، اور ان کی آمد سے پہلے ہی اس کی طرف حسین بن علی (علیہما السلام) کا سر بھیج دیا گیا تھا جس کا دماغ چھید دیا گیا تھا، نیزے کی نوک پر شام کے شہروں اور مدائن میں پھرایا جاتا رہا یہاں تک کہ اسے دمشق میں یزید کے پاس لے آئے، گویا اس کی طرف کسی مشرک شخص کا سر بھیجا گیا ہو؟ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم کو قیدیوں کی جگہ کھڑا کیا گیا، اہلِ شام کے جفا کار اور گنوار سپاہی انہیں تک رہے تھے اور اس سے مانگتے تھے کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم کو ان کے حوالے کر دے، یہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حق کو حقیر جاننے، اللہ عزوجل کے خلاف جرأت کرنے اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے کی دلیل تھی۔ تو بتاؤ، تم نے ہم اہلِ بیت میں سے کیا باقی چھوڑا، اگر تم ہمارے بارے میں انصاف کرتے؟(۱)

آبی نے بھی اپنی کتاب "نثر الدر" کی روایت میں ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں: مروان کی بیٹی عبداللہ بن علی کے پاس آئی اور کہا: السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس نے کہا: میں امیر المومنین نہیں ہوں۔ اس نے کہا: السلام علیک ایہا الامیر (اے امیر! آپ پر سلام ہو)۔ اس نے کہا: وعلیک السلام۔ اس نے کہا: تمہارا عدل ہمارے لیے کشادہ ہو (کافی ٹھہرے)۔ اس نے کہا: تب تو زمین پر تم میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا؛ کیونکہ تم نے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے جنگ کی اور ان کا حق چھینا، حسن (علیہ السلام) کو زہر دیا اور ان کی صلح کی شرط توڑی، حسین (علیہ السلام) کو قتل کیا اور ان کا سر شہروں میں پھرایا، زید کو قتل کیا اور ان کی لاش کو سولی پر چڑھایا، یحییٰ بن زید کو قتل کیا اور ان کا مثلہ کیا، اپنے منبروں پر علی بن ابی طالب (علیہ السلام) پر لعنت بھیجی، علی بن عبداللہ کو ظلماً اپنے کوڑوں سے مارا، اور امام کو اپنے قید خانے میں قید کیا۔ تو کیا یہی عدل ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں؟

اس نے کہا: تو پھر تمہاری عفو (درگزر) ہمارے لیے کشادہ ہو۔ اس نے کہا: یہ بات مان لی جا سکتی ہے۔ پھر اس نے حکم دیا کہ اس کا مال اسے واپس کر دیا جائے، پھر کہا:

تم نے ہم پر قتل کی روش ڈالی، تم اس سے انکار نہیں کر سکتے
سو چکھو جیسے ہم نے گزرے زمانے میں چکھا تھا(۲)

المجلس الخامس ، من اليوم السادس

الإمام الحسين (عليه السلام) والأنبياء

روي أن آدم لمّا هبط إلى الأرض لم ير حوَّاء ، فصار يطوف الأرض في طلبها فمرَّ بكربلاء فاغتمَّ ، وضاق صدره من غير سبب ، وعثر في الموضع الذي قتل فيه الحسين (عليه السلام) ، حتى سال الدم من رجله ، فرفع رأسه إلى السماء وقال : إلهي ، هل حدث مني ذنب آخر فعاقبتني به ؟ فإني طفت جميع الأرض ، وما أصابني سوء مثل ما أصابني في هذه الأرض.

فأوحى الله إليه : يا آدم ، ما حدث منك ذنب ، ولكن يُقتل في هذه الأرض ولدك الحسين ظلماً ، فسال دمك موافقة لدمه ، فقال آدم : يا رب ، أيكون الحسين نبياً ؟ قال : لا ، ولكنّه سبط النبيِّ محمد (صلى الله عليه وآله) ، فقال : ومن القاتل له ؟ قال : قاتله يزيد لعين أهل السماوات والأرض ، فقال آدم : فأيُّ شيء أصنع يا جبرئيل ؟ فقال : العنه يا آدم ، فلعنه أربع مرّات ، ومشى خطوات إلى جبل عرفات فوجد حوَّاء هناك.

پانچواں مجلس، چھٹے دن کا

امام حسین (علیہ السلام) اور انبیاء (علیہم السلام)

روایت ہے کہ جب آدم (علیہ السلام) زمین پر اترے تو حوا (علیہا السلام) کو نہ پایا، چنانچہ وہ ان کی تلاش میں زمین پر گھومنے لگے۔ راستے میں کربلا سے گزرے تو غم زدہ ہو گئے، بغیر کسی سبب کے ان کا سینہ تنگ ہو گیا، اور اسی مقام پر جہاں حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے، ان کا پاؤں پھسل گیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں سے خون بہنے لگا۔ انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے میرے معبود! کیا مجھ سے کوئی اور گناہ سرزد ہوا ہے کہ تو نے مجھے اس کی سزا دی؟ میں نے تو ساری زمین کا چکر لگایا، لیکن جو تکلیف مجھے اس زمین پر پہنچی وہ کہیں اور نہیں پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے آدم! تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، بلکہ اس زمین پر تمہارا فرزند حسین ظلماً قتل کیا جائے گا، اس لیے تمہارا خون اس کے خون کی موافقت میں بہا۔ آدم نے کہا: اے پروردگار! کیا حسین نبی ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ وہ نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے ہوں گے۔ آدم نے کہا: اور ان کا قاتل کون ہوگا؟ فرمایا: ان کا قاتل یزید ہوگا، جو آسمانوں اور زمین والوں کا ملعون ہے۔ آدم نے کہا: اے جبرئیل! میں کیا کروں؟ جبرئیل نے کہا: اے آدم! اس پر لعنت بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے اسے چار مرتبہ لعنت بھیجی، پھر چند قدم چل کر جبلِ عرفات کی طرف گئے تو وہاں حوا (علیہا السلام) کو پا لیا۔

وروي أن نوحاً لما ركب في السفينة طافت به جميع الدنيا ، فلمّا مرَّت بكربلا أخذته الأرض ، وخاف نوح الغرق ، فدعا ربَّه وقال : إلهي ، طفت جميع الدنيا وما أصابني فزع مثل ما أصابني في هذه الأرض ، فنزل جبرئيل وقال : يا نوح ، في هذا الموضع يقتل الحسين سبط محمد خاتم الأنبياء ، وابن خاتم الأوصياء ، فقال : ومن القاتل له يا جبرئيل ؟ قال : قاتله لعين أهل سبع سماوات وسبع أرضين ، فلعنه نوح أربع مرّات ، فسارت السفينة حتى بلغت الجوديّ واستقرّت عليه.

روایت ہے کہ جب نوح (علیہ السلام) کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی نے ساری دنیا کا چکر لگایا۔ جب وہ کربلا کے مقام سے گزری تو زمین نے کشتی کو جکڑ لیا، اور نوح (علیہ السلام) کو غرق ہونے کا خوف لاحق ہوا۔ انہوں نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا: اے میرے معبود! میں نے ساری دنیا کا چکر لگایا، لیکن جو گھبراہٹ مجھے اس زمین پر ہوئی وہ کہیں اور نہ ہوئی۔ تو جبرئیل (علیہ السلام) نازل ہوئے اور کہا: اے نوح! اسی مقام پر خاتم الانبیاء محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے اور خاتم الاوصیاء کے فرزند حسین قتل کیے جائیں گے۔ نوح نے کہا: اے جبرئیل! ان کا قاتل کون ہوگا؟ جبرئیل نے کہا: ان کا قاتل سات آسمانوں اور سات زمینوں والوں کا ملعون ہے۔ چنانچہ نوح نے اسے چار مرتبہ لعنت بھیجی، پھر کشتی چل پڑی یہاں تک کہ جودی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہر گئی۔

وروي أن إبراهيم (عليه السلام) مرَّ في أرض كربلا وهو راكب فرساً ، فعثرت به وسقط إبراهيم ، وشُجَّ رأسه وسال دمه ، فأخذ في الاستغفار وقال : إلهي ، أيُّ شيء

روایت ہے کہ ابراہیم (علیہ السلام) زمینِ کربلا سے گزرے، وہ گھوڑے پر سوار تھے، کہ گھوڑا لڑکھڑا گیا اور ابراہیم (علیہ السلام) گر پڑے، ان کا سر زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ وہ استغفار کرنے لگے اور کہا: اے میرے معبود! آخر کس بات کی وجہ سے

حدث مني ؟ فنزل إليه جبرئيل وقال : يا إبراهيم ، ما حدث منك ذنب ، ولكن هنا يقتل سبط خاتم الأنبياء ، وابن خاتم الأوصياء ، فسال دمك موافقة لدمه. قال : يا جبرئيل ، ومن يكون قاتله ؟ قال : لعين أهل السماوات والأرضين ، والقلم جرى على اللوح بلعنه بغير إذن ربِّه ، فأوحى الله تعالى إلى القلم : إنك استحققت الثناء بهذا اللعن.

یہ کس بات کی سزا ہے؟ تو جبرئیل ان کی طرف نازل ہوئے اور کہا: اے ابراہیم! تم سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، بلکہ یہاں خاتم الانبیاء کے نواسے اور خاتم الاوصیاء کے فرزند قتل کیے جائیں گے، اس لیے تمہارا خون ان کے خون کی موافقت میں بہا۔ ابراہیم نے کہا: اے جبرئیل! ان کا قاتل کون ہوگا؟ فرمایا: وہ آسمانوں اور زمینوں والوں کا ملعون ہے، اور قلم نے اپنے رب کی اجازت کے بغیر ہی لوحِ محفوظ پر اس پر لعنت لکھ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے قلم کی طرف وحی فرمائی: تو اس لعنت کی وجہ سے ثنا کا مستحق ہو گیا ہے۔

فرفع إبراهيم (عليه السلام) يديه ولعن يزيد لعناً كثيراً ، وأمَّن فرسه بلسان فصيح ، فقال إبراهيم لفرسه : أيّ شيء عرفت حتى تؤمِّن على دعائي ؟ فقال : يا إبراهيم ، أنا أفتخر بركوبك عليّ ، فلما عثرت وسقطت عن ظهري عظمت خجلتي ، وكان سبب ذلك من يزيد لعنه الله تعالى.

چنانچہ ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یزید پر کثرت سے لعنت بھیجی، اور ان کے گھوڑے نے فصیح زبان میں آمین کہی۔ ابراہیم نے اپنے گھوڑے سے پوچھا: تجھے کیا معلوم ہوا کہ تو نے میری دعا پر آمین کہی؟ گھوڑے نے کہا: اے ابراہیم! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ تم میری پیٹھ پر سوار ہوئے، اور جب میں لڑکھڑا کر تمہاری پیٹھ سے تمہیں گرا بیٹھا تو میری شرمندگی بہت بڑھ گئی، اور اس کا سبب یزید تھا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔

وروي أن إسماعيل كانت أغنامه ترعى بشط الفرات ، فأخبره الراعي أنها لا تشرب الماء من هذه المشرعة منذ كذا يوماً ، فسأل ربَّه عن سبب ذلك فنزل جبرئيل وقال : يا إسماعيل ، سل غنمك فإنها تجيبك عن سبب ذلك ، فقال لها : لم لا تشربين من هذا الماء ؟ فقالت بلسان فصيح : قد بلغنا أن ولدك الحسين (عليه السلام) سبط محمد يقتل هنا عطشاناً ، فنحن لا نشرب من هذه المشرعة حزناً عليه ، فسألها عن قاتله فقالت : يقتله لعين أهل السماوات والأرضين والخلائق أجمعين ، فقال إسماعيل : اللهم العن قاتل الحسين (عليه السلام).

روایت ہے کہ اسماعیل کی بکریاں شطِ فرات کے کنارے چرا کرتی تھیں، تو چرواہے نے انہیں بتایا کہ یہ کئی دنوں سے اس گھاٹ سے پانی نہیں پیتیں۔ انہوں نے اپنے رب سے اس کا سبب پوچھا تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے اسماعیل! اپنی بکریوں سے پوچھو، وہ تمہیں اس کا سبب بتائیں گی۔ چنانچہ انہوں نے ان سے پوچھا: تم اس پانی سے کیوں نہیں پیتیں؟ تو انہوں نے فصیح زبان میں جواب دیا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارا فرزند حسین (علیہ السلام)، محمد کا نواسہ، یہاں پیاسا شہید کیا جائے گا، اس لیے ہم اس کے غم میں اس گھاٹ سے پانی نہیں پیتیں۔ انہوں نے ان سے ان کے قاتل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اے آسمانوں، زمینوں اور تمام مخلوقات کا ملعون شخص قتل کرے گا۔ اسماعیل نے کہا: اے اللہ! حسین (علیہ السلام) کے قاتل پر لعنت فرما۔

فعزَّ أن تتلظَّى بينهم عَطَشاً والماءُ يَصْدُرُ عنه الوَحْشُ رَيَّانَا

سو یہ گراں گزرا کہ وہ ان کے درمیان پیاس سے تڑپیں
جبکہ پانی سے وحشی جانور بھی سیراب ہو کر لوٹتے تھے(۲)

وقال آخر :

اور دوسرے شاعر نے کہا:

منعوه شُرْبَ الماءِ لاشَرِبُوا غداً من كفِّ والدِهِ البطينِ الأنزعِ

انہوں نے اسے پانی پینے سے روکا، سو کل وہ نہ پی سکیں گے
اپنے اس والد کے ہاتھ سے، جو صاحبِ حوضِ کوثر اور بلند پیشانی والے ہیں

ولله درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے ابن العرندس رحمۃ اللہ علیہ کا، کہ وہ کہتے ہیں:

أيُقْتَلُ ظمآناً حسينٌ بكربلا وفي كلِّ عضو من أناملِهِ بَحْرُ

كیا حسین کربلا میں پیاسے شہید کیے جائیں گے
جبکہ ان کی انگلیوں کے ہر جوڑ میں ایک سمندر موجود ہے

ووالِدُهُ الساقي على الحوضِ في غَد
وفاطمةٌ ماءُ الفُرَاتِ لها مَهْرُ [1]

اور ان کے والد کل حوضِ کوثر پر سب کو سیراب کرنے والے ہوں گے
اور فاطمہ کا مہر تو پانیِ فرات ٹھہرا(۱)

الغدير ، الأميني : 7/15.

وروي أن موسى كان ذات يوم سائراً ومعه يوشع بن نون ، فلمّا جاء إلى أرض كربلا انخرق نعله ، وانقطع شراكه ، ودخل الحسك في رجليه ، وسال دمه ، فقال : إلهي ، أيّ شيء حدث مني ؟ فأوحى إليه أن هنا يقتل الحسين (عليه السلام) وهنا يُسفك دمه ، فسال دمك موافقة لدمه ، فقال : ربِّ ، ومن يكون الحسين ؟ فقيل له : هو سبط محمد المصطفى ، وابن علي المرتضى ، فقال : ومن يكون قاتله ؟ فقيل : هو لعين السمك في البحار ، والوحوش في القفار ، والطير في الهواء ، فرفع موسى يديه ولعن يزيد ودعا عليه ، وأمَّن يوشع بن نون على دعائه ، ومضى لشأنه [2]

روایت ہے کہ موسیٰ ایک دن چل رہے تھے اور ان کے ساتھ یوشع بن نون بھی تھے، جب وہ زمینِ کربلا پر پہنچے تو ان کی جوتی پھٹ گئی، اس کا تسمہ ٹوٹ گیا، اور کانٹے ان کے پاؤں میں چبھ گئے یہاں تک کہ خون بہنے لگا۔ انہوں نے کہا: اے میرے معبود! آخر مجھ سے کیا سرزد ہوا؟ تو ان کی طرف وحی کی گئی کہ یہاں حسین (علیہ السلام) قتل کیے جائیں گے اور یہیں ان کا خون بہایا جائے گا، اس لیے تمہارا خون ان کے خون کی موافقت میں بہا۔ انہوں نے کہا: اے پروردگار! حسین کون ہوں گے؟ ان سے کہا گیا: وہ محمد مصطفیٰ کے نواسے اور علی مرتضیٰ کے فرزند ہوں گے۔ انہوں نے کہا: اور ان کا قاتل کون ہوگا؟ کہا گیا: وہ سمندروں کی مچھلیوں، ویرانوں کے وحشی جانوروں اور فضا میں اڑنے والے پرندوں کا ملعون ہے۔ چنانچہ موسیٰ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یزید پر لعنت بھیجی اور اس کے خلاف بددعا کی، اور یوشع بن نون نے ان کی دعا پر آمین کہی، پھر وہ اپنی راہ چل پڑے(۲)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/242 ـ 244.

.

قال الراوي : وحكي أن موسى بن عمران رآه إسرائيلي مستعجلا ، وقد كسته الصفرة ، واعترى بدنه الضعف ، وحكم بفرائصه الرجف ، وقد اقشعرَّ جسمه ، وغارت عيناه ونحف ، لأنه كان إذا دعاه ربُّه للمناجاة يصير عليه ذلك من خيفة الله تعالى ، فعرفه الإسرائيلي وهو ممن آمن به ، فقال له : يا نبيَّ الله ، أذنبتُ ذنباً عظيماً فاسأل ربَّك أن يعفو عني ، فأنعم وسار ، فلمَّا ناجى ربه قال له : يا ربَّ العالمين ، أسألك وأنت العالم قبل نطقي به ، فقال تعالى : يا موسى ، ما تسألني أعطيك ، وما تريد أبلّغك ، قال : ربّ ، إن فلاناً عبدك الإسرائيلي أذنب ذنباً ويسألك العفو ، قال : يا موسى ، أعفو عمَّن استغفرني إلاَّ قاتل الحسين ، قال موسى : يا ربّ ، ومن الحسين ؟ قال له : الذي مرَّ ذكره عليك بجانب الطور ، قال : يا رب ، ومن يقتله ؟ قال يقتله أمّة جدّه الباغية الطاغية في أرض كربلا ، وتنفر فرسه وتحمحم وتصهل ، وتقول في صهيلها : الظليمة الظليمة من أمّة قتلت ابن بنت نبيها ، فيبقى ملقىً على الرمال من غير غسل ولا كفن ، وينهب رحله ، وتسبي نساؤه

راوی کہتا ہے: روایت کی جاتی ہے کہ موسیٰ بن عمران کو ایک بنی اسرائیل نے دیکھا کہ وہ جلدی میں جا رہے ہیں، ان کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی ہے، ان کے بدن پر کمزوری طاری ہے، ان کے پٹھوں پر لرزہ طاری ہے، ان کا جسم کانپ رہا ہے، ان کی آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں اور وہ دبلے ہو چکے ہیں، کیونکہ جب بھی ان کا رب انہیں مناجات کے لیے بلاتا تو خوفِ خدا کے باعث ان پر یہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس بنی اسرائیلی نے انہیں پہچان لیا، اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو ان پر ایمان لائے تھے، تو اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے، آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ مجھے معاف فرما دے۔ موسیٰ نے اسے قبول کیا اور چل پڑے۔ جب انہوں نے اپنے رب سے مناجات کی تو عرض کیا: اے ربِ العالمین! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں حالانکہ تو میرے کہنے سے پہلے ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جو کچھ تم مجھ سے مانگو گے میں تمہیں عطا کروں گا، اور جو کچھ تم چاہو گے میں تمہیں پہنچا دوں گا۔ عرض کیا: پروردگار! فلاں شخص، تیرا بنی اسرائیلی بندہ، ایک گناہ کر بیٹھا ہے اور تجھ سے معافی کا خواستگار ہے۔ فرمایا: اے موسیٰ! جو بھی مجھ سے بخشش طلب کرے میں اسے بخش دیتا ہوں، سوائے حسین کے قاتل کے۔ موسیٰ نے عرض کیا: پروردگار! یہ حسین کون ہیں؟ فرمایا: وہی جن کا ذکر تمہارے سامنے کوہِ طور کے پہلو میں گزر چکا ہے۔ عرض کیا: پروردگار! انہیں کون قتل کرے گا؟ فرمایا: انہیں ان کے نانا کی سرکش و باغی امت زمینِ کربلا میں قتل کرے گی، اور ان کا گھوڑا بدکے گا، ہنہنائے گا اور چیخے گا، اور اپنی ہنہناہٹ میں کہے گا: ظلم ہے، ظلم ہے، اس امت کی طرف سے جس نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ چنانچہ وہ بغیر غسل و کفن کے ریت پر پڑے رہیں گے، ان کا سامان لوٹ لیا جائے گا، اور ان کی عورتیں قید کر لی جائیں گی

في البلدان ، ويقتل ناصره ، وتشهَّر رؤوسهم مع رأسه على أطراف الرماح ، يا موسى! صغيرهم يميته العطش ، وكبيرهم جلده منكمش ، يستغيثون ولا ناصر ، ويستجيرون ولا خافر.

شہروں میں، ان کے مددگاروں کو قتل کر دیا جائے گا، اور ان کے سروں کو ان کے سر کے ساتھ نیزوں کی نوکوں پر بلند کیا جائے گا۔ اے موسیٰ! ان کے چھوٹے کو پیاس مار ڈالے گی، اور ان کے بڑے کی کھال سکڑ جائے گی۔ وہ فریاد کریں گے مگر کوئی مددگار نہ ہوگا، اور پناہ مانگیں گے مگر کوئی محافظ نہ ہوگا۔

قال : فبكى موسى (عليه السلام) وقال : يا ربّ وما لقاتليه من العذاب ؟ قال : يا موسى ، عذاب يستغيث منه أهل النار بالنار ، لا تنالهم رحمتي ، ولا شفاعة جدّه ، ولو لم تكن كرامة له لخسفت بهم الأرض. قال موسى : برئت إليك اللهم منهم وممن رضي بفعالهم ، فقال سبحانه : يا موسى ، كتبت رحمة لتابعيه من عبادي ، واعلم أنه من بكى عليه أو أبكى أو تباكى حرَّمت جسده على النار [1]

راوی کہتا ہے: موسیٰ (علیہ السلام) رو پڑے اور عرض کیا: پروردگار! ان کے قاتلوں کے لیے کیا عذاب ہے؟ فرمایا: اے موسیٰ! ایسا عذاب کہ اہلِ جہنم بھی اس سے آگ کی پناہ مانگیں گے، انہیں نہ میری رحمت پہنچے گی اور نہ ان کے نانا کی شفاعت، اور اگر ان کے نانا کی عزت و کرامت نہ ہوتی تو میں انہیں زمین میں دھنسا دیتا۔ موسیٰ نے عرض کیا: اے اللہ! میں ان سے اور ان کے کرتوتوں پر راضی ہونے والوں سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اپنے ان بندوں کے لیے رحمت لکھ دی ہے جو ان کی پیروی کریں گے، اور جان لو کہ جو بھی ان پر روئے، یا کسی کو رلائے، یا رونے کی صورت بنائے، میں اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دوں گا۔(۱)

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 44/308.

وروي أن سليمان كان يجلس على بساطه ويسير في الهواء ، فمرَّ ذات يوم وهو سائر في أرض كربلا ، فأدارت الريح بساطه ثلاث دورات حتى خاف السقوط ، فسكنت الريح ، ونزل البساط في أرض كربلا. فقال سليمان للريح : لم سكنت ؟ فقالت : إن هنا يقتل الحسين (عليه السلام) ، فقال : ومن يكون الحسين ؟ فقالت : هو سبط محمد المختار (صلى الله عليه وآله) ، وابن علي الكرار ، فقال : ومن قاتله ؟ قالت : لعين أهل السماوات والأرض يزيد ، فرفع سليمان يديه ولعنه ودعا عليه ، وأمَّن على دعائه الإنس والجن ، فهبّت الريح وسار البساط [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/308.

.

روایت ہے کہ سلیمان اپنے فرشی تخت (بساط) پر بیٹھ کر ہوا میں سفر کیا کرتے تھے۔ ایک دن وہ زمین کربلا کے اوپر سے گزر رہے تھے کہ ہوا نے ان کے تخت کو تین بار گھما دیا یہاں تک کہ انہیں گرنے کا خوف لاحق ہوگیا، پھر ہوا تھم گئی اور تخت زمینِ کربلا میں اتر آیا۔ سلیمان نے ہوا سے پوچھا: تو کیوں تھم گئی؟ ہوا نے جواب دیا: اس لیے کہ یہاں حسین (علیہ السلام) شہید کیے جائیں گے۔ انہوں نے پوچھا: حسین کون ہوں گے؟ ہوا نے کہا: وہ محمد مختار (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے اور علی کرّار کے فرزند ہوں گے۔ پوچھا: اور ان کا قاتل کون ہوگا؟ ہوا نے کہا: اہلِ آسمان و زمین کا ملعون، یزید۔ چنانچہ سلیمان نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، اس پر لعنت بھیجی اور اس کے خلاف بددعا کی، اور جن و انس نے ان کی دعا پر آمین کہا، پھر ہوا چلی اور تخت روانہ ہوگیا۔(۲)

وروي أن عيسى كان سائحاً في البراري ومعه الحواريون ، فمرّوا بكربلا فرأوا أسداً كاسراً قد أخذ الطريق ، فتقدَّم عيسى إلى الأسد ، فقال له : لم جلست في هذا الطريق ؟ وقال : لا تدعنا نمرّ فيه ؟ فقال الأسد بلسان فصيح : إني لم أدع لكم الطريق حتى تلعنوا يزيد قاتل الحسين (عليه السلام) ، فقال عيسى (عليه السلام) : ومن يكون الحسين ؟ قال : هو سبط محمد النبيّ الأمي (صلى الله عليه وآله) ، وابن علي الوليّ ، قال : ومن قاتله ؟

قال : قاتله لعين الوحوش والذئاب والسباع أجمع خصوصاً أيام عاشورا ، فرفع عيسى يديه ولعن يزيد ودعا عليه ، وأمَّن الحواريون على دعائه ، فتنحَّى الأسد عن طريقهم ومضوا لشأنهم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/244.

.

روایت ہے کہ عیسیٰ بیابانوں میں سیر کر رہے تھے اور ان کے ساتھ حواری بھی تھے، جب وہ کربلا کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک درندہ شیر دیکھا جس نے راستہ روک رکھا تھا۔ عیسیٰ شیر کے قریب گئے اور اس سے کہا: تو نے اس راستے میں کیوں بیٹھ رکھا ہے، اور ہمیں یہاں سے گزرنے کیوں نہیں دیتا؟ شیر نے فصیح زبان میں کہا: میں تمہیں راستہ نہیں دوں گا جب تک تم حسین (علیہ السلام) کے قاتل یزید پر لعنت نہ کرو۔ عیسیٰ (علیہ السلام) نے پوچھا: حسین کون ہوں گے؟ شیر نے کہا: وہ محمد نبی امی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے اور علی ولی کے فرزند ہوں گے۔ پوچھا: اور ان کا قاتل کون ہوگا؟

شیر نے کہا: ان کا قاتل تمام وحشی جانوروں، بھیڑیوں اور درندوں کا ملعون ہے، خاص طور پر ایامِ عاشورا میں۔ چنانچہ عیسیٰ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، یزید پر لعنت بھیجی اور اس کے خلاف بددعا کی، اور حواریوں نے ان کی دعا پر آمین کہا، پھر شیر ان کے راستے سے ہٹ گیا اور وہ اپنی راہ چل پڑے۔(۱)

وروى صاحب الدرّ الثمين في تفسير قوله تعالى : « فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَات » أنه رأى ساق العرش وأسماء النبيّ (صلى الله عليه وآله) والأئمة (عليهم السلام) فلقّنه جبرئيل قل : يا حميد بحقّ محمّد ، يا عالي بحقّ علي ، يا فاطر بحقّ فاطمة ، يا محسن بحق الحسن والحسين ومنك الإحسان.

صاحبِ "الدرّ الثمین" نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر میں: «فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ كَلِمَاتٍ» روایت کی ہے کہ آدم نے عرش کے پائے پر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ائمہ (علیہم السلام) کے نام دیکھے، تو جبرئیل نے انہیں یہ الفاظ سکھائے کہ کہو: اے حمید! محمد کے حق کے واسطے سے، اے عالی! علی کے حق کے واسطے سے، اے فاطر! فاطمہ کے حق کے واسطے سے، اے محسن! حسن اور حسین کے حق کے واسطے سے، اور احسان تیری ہی طرف سے ہے۔

فلمّا ذكر الحسين (عليه السلام) سالت دموعه وانخشع قلبه ، وقال : يا أخي جبرئيل ، في ذكر الخامس ينكسر قلبي وتسيل عبرتي ، قال جبرئيل : ولدك هذا يصاب بمصيبة تصغر عندها المصائب ، فقال : يا أخي ، وما هي ؟ قال : يقتل عطشاناً غريباً وحيداً فريداً ليس له ناصر ولا معين ، ولو تراه يا آدم وهو يقول : واعطشاه ، واقلّة ناصراه ، حتى يحول العطش بينه وبين السماء كالدخان ، فلم يجبه أحد إلاّ بالسيوف ، وشرب الحتوف ، فيذبح ذبح الشاة من قفاه ، وينهب رحله أعداؤه ، وتشهّر رؤوسهم هو وأنصاره في البلدان ، ومعهم النسوان ، كذلك سبق في علم الواحد المنّان ، فبكى آدم وجبرئيل بكاء الثكلى [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/245.

.

جب حسین (علیہ السلام) کا ذکر آیا تو آدم کے آنسو بہہ نکلے اور ان کا دل رقت سے بھر گیا، انہوں نے کہا: اے میرے بھائی جبرئیل! پانچویں کے ذکر پر میرا دل ٹوٹ جاتا ہے اور میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا: تمہاری اس اولاد پر ایک ایسی مصیبت آئے گی کہ اس کے سامنے دیگر تمام مصیبتیں ہیچ ہو جائیں گی۔ آدم نے پوچھا: اے میرے بھائی! وہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: وہ پیاسے، غریب الوطن، تنہا اور بے یار و مددگار قتل کیے جائیں گے، اور اگر تم انہیں دیکھو اے آدم، کہ وہ کہہ رہے ہوں: ہائے پیاس! ہائے مددگاروں کی کمی! یہاں تک کہ پیاس دھوئیں کی مانند ان کے اور آسمان کے درمیان حائل ہو جائے گی، اور کوئی ان کی پکار کا جواب تلواروں کے سوا نہ دے گا، اور وہ موت کا جام پی لیں گے، اور بکری کی طرح ان کی گردن پیچھے سے ذبح کی جائے گی، اور ان کے دشمن ان کا سامان لوٹ لیں گے، اور ان کے اور ان کے انصار کے سر شہروں میں گھمائے جائیں گے، اور ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوں گی، یہ سب کچھ اللہِ واحد و منّان کے علم میں پہلے سے طے شدہ ہے۔ یہ سن کر آدم اور جبرئیل دونوں ایسے روئے جیسے کوئی اپنی اولاد کھو دینے والی ماں روتی ہے۔(۲)

وعن علي بن محمد رفعه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في قول الله عز وجل : « فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ * فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ » قال : حسب فرأى ما يحلّ بالحسين (عليه السلام) فقال : إني سقيم لما يحلّ بالحسين (عليه السلام) [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/220.

.

علی بن محمد سے، اسے مرفوعاً روایت کرتے ہوئے، امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں: «فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ۝ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ» روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: انہوں نے حساب لگایا تو دیکھا کہ حسین (علیہ السلام) پر کیا کچھ گزرے گا، تو کہا: میں بیمار ہوں، یہ اس لیے کہا کہ حسین (علیہ السلام) پر جو کچھ گزرنے والا تھا اس کی وجہ سے۔(۳)

وعن سعد بن عبدالله قال : سألت القائم (عليه السلام) عن تأويل « كهيعص »

قال (عليه السلام) : هذه الحروف من أنباء الغيب ، أطلع الله عليها عبده زكريا ، ثمّ قصّها على محمد عليه وآله السلام ، وذلك أن زكريا سأل الله ربَّه أن يعلّمه أسماء الخمسة ، فأهبط عليه جبرئيل (عليه السلام) فعلّمه إياها ، فكان زكريا إذا ذكر محمداً وعلياً وفاطمة والحسن (عليهم السلام) سرّي عنه همُّه ، وانجلى كربه ، وإذا ذكر اسم الحسين خنقته العبرة ، ووقعت عليه البهرة ، فقال (عليه السلام) ذات يوم : إلهي ، ما بالي إذا ذكرت أربعة منهم تسلّيت بأسمائهم من همومي ، وإذا ذكرت الحسين تدمع عيني وتثور زفرتي ؟ فأنبأه الله تبارك وتعالى عن قصّته فقال : كهيعص ، فالكاف اسم كربلا ، والهاء هلاك العترة الطاهرة ، والياء يزيد وهو ظالم الحسين ، والعين عطشه ، والصاد صبره.

سعد بن عبداللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے امام قائم (علیہ السلام) سے «کھیعص» کی تاویل کے بارے میں پوچھا۔

آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ حروف غیب کی خبروں میں سے ہیں، اللہ نے اپنے بندے زکریا کو ان پر مطلع فرمایا، پھر انہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے بیان فرمایا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ زکریا نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ انہیں پانچ ہستیوں کے نام سکھائے، تو جبرئیل (علیہ السلام) ان پر نازل ہوئے اور انہیں یہ نام سکھائے، چنانچہ زکریا جب محمد، علی، فاطمہ اور حسن (علیہم السلام) کا ذکر کرتے تو ان کا غم دور ہو جاتا اور ان کی پریشانی چھٹ جاتی، اور جب حسین کا نام لیتے تو آنسو ان کا گلا گھونٹ دیتے اور ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی۔ ایک دن انہوں نے فرمایا: اے میرے معبود! کیا بات ہے کہ جب میں ان میں سے چار کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے ناموں سے میرے غموں کو تسلی مل جاتی ہے، اور جب حسین کا ذکر کرتا ہوں تو میری آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے اور میری آہ بھڑک اٹھتی ہے؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں ان کا قصہ بتایا اور فرمایا: کھیعص، پس کاف کربلا کا نام ہے، ہا عترتِ طاہرہ کی ہلاکت ہے، یا یزید ہے جو حسین پر ظلم کرنے والا ہے، عین ان کی پیاس ہے، اور صاد ان کا صبر ہے۔

فلما سمع ذلك زكريا لم يفارق مسجده ثلاثة أيام ، ومنع فيهن الناس من الدخول عليه ، وأقبل على البكاء والنحيب ، وكان يرثيه : إلهي ، أتفجع خير جميع خلقك بولده ؟ إلهي ، أتنزل بلوى هذه الرزيّة بفنائه ؟ إلهي ، أتلبس علياً وفاطمة ثياب هذه المصيبة ؟ إلهي ، أتحلّ كربة هذه المصيبة بساحتهما ، ثمّ كان يقول : إلهي ، ارزقني ولداً تقرّ به عيني على الكبر ، فإذا رزقتنيه فافتنّي بحبِّه ، ثم أفجعني به كما تفجع محمداً حبيبك بولده ، فرزقه الله يحيى وفجعه به ، وكان حمل يحيى ستة أشهر ، وحمل الحسين (عليه السلام) كذلك [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/223.

.

جب زکریا نے یہ سنا تو تین دن تک اپنی عبادت گاہ سے جدا نہ ہوئے، اور ان دنوں میں لوگوں کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا، اور گریہ و زاری میں مصروف ہو گئے، اور یوں نوحہ کرتے: اے میرے معبود! کیا تو اپنی تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہستی کو اس کے بیٹے کے غم میں بتلا کرے گا؟ اے میرے معبود! کیا تو اس کے آستانے پر اس مصیبت کی بلا نازل کرے گا؟ اے میرے معبود! کیا تو علی اور فاطمہ کو اس مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ اے میرے معبود! کیا تو ان دونوں کے آنگن میں اس مصیبت کا کرب اتارے گا؟ پھر کہتے: اے میرے معبود! مجھے ایک بیٹا عطا فرما جس سے بڑھاپے میں میری آنکھ ٹھنڈی ہو، پھر جب تو مجھے یہ عطا کرے تو مجھے اس کی محبت میں بتلا کر دے، پھر مجھے اس کے غم میں اسی طرح بتلا کر جیسے تو اپنے حبیب محمد کو ان کے بیٹے کے غم میں بتلا کرے گا۔ چنانچہ اللہ نے انہیں یحییٰ عطا کیا اور ان کے غم میں بتلا کیا، اور یحییٰ چھ مہینے کے حمل سے پیدا ہوئے، اور حسین (علیہ السلام) بھی اسی طرح چھ مہینے کے حمل سے پیدا ہوئے۔(۱)

وعن الفضل قال : سمعت الرضا (عليه السلام) يقول : لما أمر الله عزّ وجلّ إبراهيم (عليه السلام) أن يذبح مكان ابنه إسماعيل الكبش الذي أنزله عليه تمنّى إبراهيم أن يكون قد ذبح ابنه إسماعيل بيده ، وأنه لم يؤمر بذبح الكبش مكانه ، ليرجع إلى قلبه ما يرجع إلى قلب الوالد الذي يذبح أعزّ ولده عليه بيده ، فيستحقّ بذلك أرفع درجات أهل الثواب على المصائب ، فأوحى الله عزّ وجلّ إليه : يا إبراهيم من أحبُّ خلقي إليك ؟ فقال : يا ربّ ، ما خلقت خلقاً هو أحبُّ إليَّ من حبيبك محمد ، فأوحى الله إليه :

فضل سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے امام رضا (علیہ السلام) کو یہ فرماتے سنا: جب اللہ عزوجل نے ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کی جگہ اس مینڈھے کو ذبح کریں جو ان پر نازل کیا گیا تھا، تو ابراہیم نے تمنا کی کہ کاش انہوں نے اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہوتا، اور انہیں اس کی جگہ مینڈھا ذبح کرنے کا حکم نہ دیا جاتا، تاکہ ان کے دل پر وہی گزرے جو اس باپ کے دل پر گزرتا ہے جو اپنے سب سے عزیز بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، اور اس طرح وہ مصائب پر ثواب پانے والوں کے بلند ترین درجات کے مستحق ٹھہریں۔ تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی: اے ابراہیم! میری مخلوق میں سے تمہیں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ انہوں نے کہا: اے میرے رب! تو نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو مجھے تیرے حبیب محمد سے زیادہ محبوب ہو۔ تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی:

أفهو أحبُّ إليك أم نفسك ؟ قال : بل هو أحبُّ إليَّ من نفسي ، قال : فولده أحبُّ إليك أم ولدك ؟ قال : بل ولده ، قال : فذبح ولده ظلماً على أيدي أعدائه أوجع لقلبك أو ذبح ولدك بيدك في طاعتي ؟ قال : يا ربّ ، بل ذبحه على أيدي أعدائه أوجع لقلبي.

کیا وہ تمہیں اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہے؟ انہوں نے کہا: بلکہ وہ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا: تو کیا اس کا بیٹا تمہیں زیادہ محبوب ہے یا تمہارا اپنا بیٹا؟ انہوں نے کہا: بلکہ اس کا بیٹا۔ فرمایا: تو کیا اس کے بیٹے کا اس کے دشمنوں کے ہاتھوں ظلماً ذبح کیا جانا تمہارے دل کے لیے زیادہ دردناک ہے یا تمہارے بیٹے کا میری اطاعت میں تمہارے اپنے ہاتھ سے ذبح ہونا؟ انہوں نے کہا: اے میرے رب! بلکہ اس کا اپنے دشمنوں کے ہاتھوں ذبح ہونا میرے دل کے لیے زیادہ دردناک ہے۔

قال : يا إبراهيم ، فإن طائفة تزعم أنها من أمّة محمد ستقتل الحسين ابنه من بعده ظلماً وعدواناً كما يذبح الكبش ، ويستوجبون بذلك سخطي ، فجزع إبراهيم لذلك وتوجَّع قلبه وأقبل يبكي ، فأوحى الله عزّ وجلّ : يا إبراهيم ، قد فديت جزعك على ابنك إسماعيل ـ لو ذبحته بيدك ـ بجزعك على الحسين وقتله ، وأوجبت لك أرفع درجات أهل الثواب على المصائب ، وذلك قول الله عزّ وجلّ : « وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيم » [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/225.

فرمایا: اے ابراہیم! ایک گروہ جو یہ گمان کرے گا کہ وہ محمد کی امت میں سے ہے، اس کے بعد ان کے بیٹے حسین کو اسی طرح ظلم و زیادتی کے ساتھ قتل کرے گا جیسے مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے، اور اس کے باعث میرے غضب کے مستحق ٹھہریں گے۔ یہ سن کر ابراہیم بے چین ہو گئے، ان کا دل درد سے بھر گیا اور وہ رونے لگے۔ تو اللہ عزوجل نے وحی کی: اے ابراہیم! میں نے تمہارے بیٹے اسماعیل پر تمہاری بے چینی کا فدیہ اگر تم انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے حسین پر تمہاری بے چینی اور ان کے قتل کے غم کو بنا دیا، اور تمہارے لیے مصائب پر ثواب پانے والوں کے بلند ترین درجات واجب کر دیے، اور یہی اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: «وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ» (اور ہم نے اسے ایک عظیم ذبیحے کے بدلے چھڑا لیا)۔(۱)

وللہ درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

اور حجت الشیخ علی جشی، اللہ ان پر رحمت فرمائے، کیا خوب کہتے ہیں:

بالكَبْشِ قد فُدِيَ الذبيحُ وقد فدى بسليلِهِ طه الحسينَ مُبَجَّلا
فكأنَّما كان الفِدَاءُ ليفتدي دينَ الإلهِ بذبحِهِ في كَرْبَلا

مینڈھے کے ذریعے ذبیح کا فدیہ دیا گیا، اور فدیہ دیا
طٰہٰ نے اپنے فرزند، معزز حسین کے ذریعے
گویا یہ فدیہ اس لیے تھا کہ
کربلا میں اپنے ذبح سے دینِ الٰہی کو بچا لے

وروي عن أبي عبدالله (عليه السلام) أنه قال : إن إسماعيل الذي قال الله عزّ وجلّ في كتابه : « وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولا نَبِيّاً » لم يكن إسماعيل بن إبراهيم ، بل كان نبياً من الأنبياء ، بعثه الله عزّ وجلّ إلى قومه ، فأخذوه فسلخوا فروة رأسه ووجهه ، فأتاه ملك فقال : إن الله جلّ جلاله بعثني إليك فمرني بما شئت ، فقال : لي أسوة بما يصنع بالحسين (عليه السلام) [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/227.

.

اور امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ اسماعیل جس کے بارے میں اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا: «وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَبِيّاً» (اور کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو، بے شک وہ وعدے کے سچے اور رسول، نبی تھے) وہ اسماعیل بن ابراہیم نہیں تھے، بلکہ وہ انبیاء میں سے ایک نبی تھے، جنہیں اللہ عزوجل نے ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو ان کی قوم نے انہیں پکڑ لیا اور ان کے سر اور چہرے کی کھال اتار دی، تو ان کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا: اللہ جل جلالہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔ انہوں نے فرمایا: میرے لیے وہی نمونہ کافی ہے جو حسین (علیہ السلام) کے ساتھ کیا جائے گا۔(۲)

ومن تاريخ محمد النجار شيخ المحدِّثين بالمدرسة المستنصرية بإسناد مرفوع إلى أنس بن مالك ، عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال : لما أراد الله أن يهلك قوم نوح أوحى إليه أن شُقَّ ألواح الساج ، فلما شقَّها لم يدر ما يصنع بها ، فهبط جبرئيل فأراه هيئة

السفينة ، ومعه تابوت بها مائة ألف مسمار وتسعة وعشرون ألف مسمار ، فسمَّر بالمسامير كلّها السفينة إلى أن بقيت خمسة مسامير ، فضرب بيده إلى مسمار فأشرق بيده ، وأضاء كما يضيء الكوكب الدريّ في أفق السماء ، فتحيَّر نوح ، فأنطق الله المسمار بلسان طلق ذلق : أنا على اسم خير الأنبياء محمد بن عبدالله (صلى الله عليه وآله).

اور محمد نجار، جو مدرسہ مستنصریہ کے محدثین کے شیخ تھے، کی تاریخ سے، مرفوع سند کے ساتھ انس بن مالک سے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب اللہ نے قومِ نوح کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو نوح کی طرف وحی کی کہ ساگوان کی تختیاں چیر ڈالو، جب انہوں نے انہیں چیرا تو انہیں سمجھ نہ آیا کہ ان کا کیا کریں، تو جبرئیل نازل ہوئے اور انہیں کشتی کی صورت دکھائی

کشتی، اور ان کے ساتھ ایک صندوق تھا جس میں ایک لاکھ اور انتیس ہزار میخیں تھیں، تو انہوں نے ان سب میخوں سے کشتی میں میخیں ٹھونکیں یہاں تک کہ پانچ میخیں باقی رہ گئیں، پھر انہوں نے اپنا ہاتھ ایک میخ کی طرف بڑھایا تو وہ ان کے ہاتھ میں چمک اٹھی، اور یوں روشن ہوئی جیسے آسمان کے کنارے پر روشن ستارہ چمکتا ہے، تو نوح حیران رہ گئے، تو اللہ نے اس میخ کو فصیح و بلیغ زبان میں گویا کیا: میں بہترین انبیاء محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نام پر ہوں۔

فهبط جبرئيل ، فقال له : يا جبرئيل ، ما هذا المسمار الذي ما رأيت مثله ؟ فقال : هذا باسم سيّد الأنبياء محمّد بن عبدالله ، أسمره على أوّلها على جانب السفينة الأيمن ، ثم ضرب بيده إلى مسمار ثان فأشرق وأنار ، فقال نوح : وما هذا المسمار ؟ فقال : هذا مسمار أخيه وابن عمه سيّد الأوصياء علي بن أبي طالب ، فأسمره على جانب السفينة الأيسر في أوّلها ، ثمَّ ضرب بيده إلى مسمار ثالث فزهر وأشرق وأنار ، فقال جبرئيل : هذا مسمار فاطمة ، فأسمره إلى جانب مسمار أبيها ، ثم ضرب بيده إلى مسمار رابع فزهر وأنار ، فقال جبرئيل : هذا مسمار الحسن ، فأسمره إلى جانب مسمار أبيه ، ثم ضرب بيده إلى مسمار خامس فزهر وأنار وأظهر النداوة ، فقال جبرئيل : هذا مسمار الحسين ، فأسمره إلى جانب مسمار أبيه ، فقال نوح : يا جبرئيل ما هذه النداوة ؟ فقال : هذا الدم ، فذكر قصّة الحسين (عليه السلام) وما تعمل الأمّة به ، فلعن الله قاتله وظالمه وخاذله [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/230.

.

تو جبرئیل نازل ہوئے، نوح نے ان سے کہا: اے جبرئیل! یہ کیسی میخ ہے کہ میں نے اس جیسی کبھی نہیں دیکھی؟ تو انہوں نے کہا: یہ سید الانبیاء محمد بن عبداللہ کے نام پر ہے، اسے کشتی کے دائیں جانب سب سے پہلے ٹھونک دو۔ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ دوسری میخ کی طرف بڑھایا تو وہ چمکی اور روشن ہو گئی، نوح نے پوچھا: یہ کون سی میخ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ ان کے بھائی اور چچا زاد بھائی، سید الاوصیاء علی بن ابی طالب کی میخ ہے، اسے کشتی کے بائیں جانب سب سے پہلے ٹھونک دو۔ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ تیسری میخ کی طرف بڑھایا تو وہ جگمگائی، چمکی اور روشن ہوئی، جبرئیل نے کہا: یہ فاطمہ کی میخ ہے، اسے ان کے والد کی میخ کے پہلو میں ٹھونک دو۔ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ چوتھی میخ کی طرف بڑھایا تو وہ جگمگائی اور روشن ہوئی، جبرئیل نے کہا: یہ حسن کی میخ ہے، اسے ان کے والد کی میخ کے پہلو میں ٹھونک دو۔ پھر انہوں نے اپنا ہاتھ پانچویں میخ کی طرف بڑھایا تو وہ جگمگائی، روشن ہوئی اور اس سے رطوبت ظاہر ہوئی، جبرئیل نے کہا: یہ حسین کی میخ ہے، اسے ان کے والد کی میخ کے پہلو میں ٹھونک دو۔ نوح نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ رطوبت کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: یہ خون ہے، پھر انہوں نے حسین (علیہ السلام) کا قصہ اور امت ان کے ساتھ جو کچھ کرے گی وہ بیان کیا، تو نوح نے ان کے قاتل، ان پر ظلم کرنے والے اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑنے والے پر لعنت بھیجی۔(۱)

وعن بريد العجلي قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : يا ابن رسول الله ، أخبرني عن إسماعيل الذي ذكره الله في كتابه حيث يقول : « وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولا نَبِيّاً » أكان إسماعيل بن إبراهيم (عليهما السلام) ؟ فإن الناس يزعمون أنه إسماعيل بن إبراهيم ، فقال (عليه السلام) : إن إسماعيل مات قبل إبراهيم ، وإن إبراهيم كان حجّة لله ، قائداً صاحب شريعة ، فإلى من أرسل إسماعيل إذن ؟ قلت : فمن كان جعلت فداك ؟ قال : ذاك إسماعيل بن حزقيل النبيّ ، بعثه الله إلى قومه

اور برید عجلی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: اے فرزندِ رسول! مجھے اس اسماعیل کے بارے میں بتائیے جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، جہاں وہ فرماتا ہے: «وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَبِيّاً» (اور کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو، بے شک وہ وعدے کے سچے اور رسول، نبی تھے)۔ کیا یہ اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) تھے؟ کیونکہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ اسماعیل بن ابراہیم ہیں۔ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اسماعیل، ابراہیم سے پہلے وفات پا گئے تھے، اور ابراہیم اللہ کی حجت اور صاحبِ شریعت پیشوا تھے، تو پھر اسماعیل کس کی طرف بھیجے گئے ہوں گے؟ میں نے عرض کیا: پھر وہ کون تھے، میں آپ پر قربان جاؤں؟ آپ نے فرمایا: وہ اسماعیل بن حزقیل نبی تھے، اللہ نے انہیں ان کی قوم کی طرف بھیجا

فكذَّبوه وقتلوه وسلخوا وجهه ، فغضب الله عليهم له ، فوجَّه إليه اسطاطائيل ملك العذاب ، فقال له : يا إسماعيل ، أنا اسطاطائيل ملك العذاب ، وجَّهني ربُّ العزة إليك لأعذِّب قومك بأنواع العذاب إن شئت ، فقال له إسماعيل : لا حاجة لي في ذلك يا اسطاطائيل.

تو انہوں نے ان کو جھٹلایا اور قتل کر دیا اور ان کے چہرے کی کھال اتار دی، تو اللہ ان کی خاطر ان پر غضبناک ہوا، اور ان کی طرف عذاب کے فرشتے اسطاطائیل کو بھیجا، اس نے کہا: اے اسماعیل! میں اسطاطائیل عذاب کا فرشتہ ہوں، رب العزت نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو انواع و اقسام کے عذاب سے دوچار کروں۔ اسماعیل نے ان سے کہا: اے اسطاطائیل! مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔

فأوحى الله إليه : فما حاجتك يا إسماعيل ؟ فقال إسماعيل : يا رب ، إنك أخذت الميثاق لنفسك بالربوبية ، ولمحمَّد بالنبوة ، ولأوصيائه بالولاية ، وأخبرت خير خلقك بما تفعل أمته بالحسين بن علي (عليهما السلام) من بعد نبيِّها ، وإنك وعدت الحسين أن تُكِرَّه إلى الدنيا حتى ينتقم بنفسه ممن فعل ذلك به ، فحاجتي إليك يا ربّ أن تكرِّني إلى الدنيا حتى أنتقم ممن فعل ذلك بي ما فعل كما تكرُّ الحسين ، فوعد الله إسماعيل بن حزقيل ذلك ، فهو يكرُّ مع الحسين بن علي (عليهما السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/237.

.

تو اللہ نے ان کی طرف وحی کی: اے اسماعیل! تمہاری حاجت کیا ہے؟ اسماعیل نے عرض کیا: اے رب! تو نے اپنی ذات کے لیے ربوبیت کا، محمد کے لیے نبوت کا، اور ان کے اوصیاء کے لیے ولایت کا میثاق لیا، اور اپنی بہترین مخلوق کو بتایا کہ ان کی امت ان کے نبی کے بعد حسین بن علی (علیہما السلام) کے ساتھ کیا کرے گی، اور تو نے حسین سے وعدہ کیا کہ تو انہیں دنیا کی طرف لوٹائے گا تاکہ وہ خود اپنے ساتھ ایسا کرنے والوں سے انتقام لیں، تو اے رب! میری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ تو مجھے بھی دنیا کی طرف لوٹا دے تاکہ میں بھی اپنے ساتھ ایسا کرنے والوں سے انتقام لوں، جیسے تو حسین کو لوٹائے گا۔ چنانچہ اللہ نے اسماعیل بن حزقیل سے یہ وعدہ فرمایا، تو وہ حسین بن علی (علیہما السلام) کے ساتھ رجعت کریں گے۔(۱)

وعن خالد الربعي قال : حدَّثني مع من سمع كعباً يقول : أول من لعن قاتل الحسين بن علي (عليهما السلام) إبراهيم خليل الرحمن ، وأمر ولده بذلك ، وأخذ عليهم العهد والميثاق ، ثمَّ لعنه موسى بن عمران وأمر أمته بذلك ، ثمّ لعنه داود وأمر بني إسرائيل بذلك ، ثم لعنه عيسى وأكثر أن قال : يا بني إسرائيل ، العنوا قاتله ، وإن أدركتم أيامه فلا تجلسوا عنه ، فإن الشهيد معه كالشهيد مع الأنبياء ، مقبل غير مدبر ، وكأني أنظر إلى بقعته ، وما من نبيٍّ إلاَّ وقد زار كربلاء ، ووقف عليها ، وقال : إنك لبقعة كثيرة الخير ، فيك يدفن القمر الأزهر [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/301.

.

اور خالد ربعی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ان لوگوں نے بیان کیا جنہوں نے کعب کو یہ کہتے سنا: حسین بن علی (علیہما السلام) کے قاتل پر سب سے پہلے لعنت بھیجنے والے ابراہیم خلیل الرحمن تھے، اور انہوں نے اپنی اولاد کو بھی اس کا حکم دیا، اور ان سے اس پر عہد و پیمان لیا، پھر موسیٰ بن عمران نے اس پر لعنت بھیجی اور اپنی امت کو اس کا حکم دیا، پھر داؤد نے اس پر لعنت بھیجی اور بنی اسرائیل کو اس کا حکم دیا، پھر عیسیٰ نے اس پر لعنت بھیجی اور بار بار کہتے تھے: اے بنی اسرائیل! اس کے قاتل پر لعنت بھیجو، اور اگر تم ان کے دنوں کو پاؤ تو ان سے پیچھے نہ رہنا، کیونکہ ان کے ساتھ شہید ہونے والا انبیاء کے ساتھ شہید ہونے والے کی مانند ہے، آگے بڑھنے والا، پیٹھ نہ پھیرنے والا، اور گویا میں ان کی سرزمین کو دیکھ رہا ہوں، اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے کربلا کی زیارت نہ کی ہو اور اس پر کھڑے ہو کر یہ نہ کہا ہو: بے شک تو بہت خیر والی سرزمین ہے، تجھ میں روشن چاند دفن ہوگا۔(۲)

ولله درّ الشيخ صالح الكواز الحلّي عليه الرحمة إذ يقول :

بكت السماءُ دماً ولم تَبْرُدْ به كَبِدٌ ولو أنَّ النُّجُومَ عُيُونُ
نَدَبَتْ لها الرُّسْلُ الكِرَامُ وَنَدْبُها عن ذي المَعَارِجِ فِيهِمُ مَسْنُونُ

اللہ بھلا کرے شیخ صالح کواز حلّی رحمۃ اللہ علیہ کا، جہاں وہ کہتے ہیں:

آسمان خون کے آنسو رویا، مگر اس سے
کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا، اگرچہ ستارے آنکھیں ہوں
عزت والے رسولوں نے اس پر نوحہ کیا، اور ان کا
نوحہ
صاحبِ معراج کی طرف سے ان میں رائج ہے

فبعينِ نوح سَالَ ما أَرْبَى على مَاسَارَ فيه فُلْكُهُ المشحونُ
وَبِقَلْبِ إبراهيمَ ما بَرَدَتْ له مَا سَجَّرَ النمرودُ وهو كَمِينُ
ولقد هَوَى صَعِقاً لِذِكْرِ حَدِيثِها موسى وهوَّن ما لَقِي هَارونُ
واختار يحيى أَنْ يُطَافَ بِرَأْسِهِ وله التأسّي بالحسينِ يكونُ [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 152.

نوح کی آنکھ سے وہ آنسو بہے جو اس سے بھی بڑھ گئے
جس طوفان میں ان کی بھری ہوئی کشتی چلی تھی
اور ابراہیم کے دل کے لیے وہ آگ بھی ٹھنڈی نہ رہی
جو نمرود نے دہکائی تھی، جبکہ وہ گھات میں تھا
اور موسیٰ اس کا ذکر سن کر بیہوش ہو کر گر پڑے
اور ہارون کو جو تکلیف پہنچی وہ اس کے سامنے ہلکی ٹھہری
اور یحییٰ نے پسند کیا کہ ان کے سر کو گھمایا جائے
اور اس میں ان کے لیے حسین کی پیروی ہے

المجلس الأول ، من اليوم السابع
من مواقف أبي الفضل العباس (عليه السلام)
فعلى الأطائب من أهل بيت محمد وعلي صلى الله عليهما وآلهما ، فليبك الباكون ، وإياهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضاجّون ، ويعجَّ العاجّون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

پہلا مجلس، ساتویں دن کا
حضرت ابو الفضل العباس (علیہ السلام) کے مواقف میں سے
محمد اور علی، صلی اللہ علیہما وآلہما، کے اہل بیت کے پاکیزہ افراد پر روتے ہوؤں کو رونا چاہیے، اور انہی پر نوحہ کرنے والوں کو نوحہ کرنا چاہیے، اور انہی جیسوں پر آنسو بہانے چاہییں، اور چیخنے والوں کو چیخنا چاہیے، اور واویلا کرنے والوں کو واویلا کرنا چاہیے، اور فریاد کرنے والوں کو فریاد کرنی چاہیے، کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں حسین کے فرزند، ایک نیک کے بعد دوسرا نیک، اور ایک سچے کے بعد دوسرا سچا، کہاں ہے راستہ بعد راستے کے، کہاں ہے برگزیدہ بعد برگزیدہ کے، کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے، کہاں ہیں دین کے نشان اور علم کی بنیادیں۔(۲)

.

قال الراوي في منع القوم الماء عن الحسين (عليه السلام) وأهل بيته وأصحابه : ورجعت خيل ابن سعد حتى نزلوا على شاطىء الفرات ، فحالوا بين الحسين وأصحابه وبين الماء ، وأضرَّ العطش بالحسين وأصحابه ، فأخذ الحسين (عليه السلام) فأساً [3]

الفأس : آلة ذات هراوة قصيرة ، يقطع بها الخشب وغيره ، وقد يترك همزها.

وجاء إلى وراء خيمة النساء ، فخطا في الأرض تسع عشرة خطوة نحو القبلة ، ثمَّ حفر هناك فنبعت له عين من الماء العذب ، فشرب الحسين (عليه السلام) وشرب

الناس بأجمعهم ، وملأوا أسقيتهم ، ثم غارت العين ، فلم ير لها أثر.

راوی کہتا ہے، حسین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت و اصحاب سے پانی روکے جانے کے بارے میں: اور ابن سعد کے لشکر کے سوار پلٹے یہاں تک کہ وہ فرات کے کنارے اتر گئے، تو انہوں نے حسین اور ان کے اصحاب کے اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے، اور پیاس نے حسین اور ان کے اصحاب کو سخت تکلیف پہنچائی، تو حسین (علیہ السلام) نے ایک کلہاڑی اٹھائی(۳) اور خواتین کے خیمے کے پیچھے تشریف لے گئے، پھر زمین میں قبلہ رخ انیس قدم چلے، پھر وہاں کھودا تو ان کے لیے میٹھے پانی کا ایک چشمہ ابل پڑا، تو حسین (علیہ السلام) نے پیا اور

سب لوگوں نے پیا، اور اپنے مشکیزے بھر لیے، پھر وہ چشمہ زمین میں دھنس گیا، تو اس کا کوئی نشان نظر نہ آیا۔

وبلغ ذلك ابن زياد فأرسل إلى عمر بن سعد : بلغني أن الحسين (عليه السلام) يحفر الآبار ، ويصيب الماء ، فيشرب هو وأصحابه ، فانظر إذا ورد عليك كتابي فامنعهم من حفر الآبار ما استطعت ، وضيِّق عليهم ، ولا تدعهم يذوقوا الماء ، وافعل بهم كما فعلوا بالزكيّ عثمان ، فعندها ضيَّق عمر بن سعد عليهم غاية التضييق.

یہ بات ابن زیاد تک پہنچی تو اس نے عمر بن سعد کے پاس یہ پیغام بھیجا: مجھے خبر ملی ہے کہ حسین (علیہ السلام) کنویں کھودتا ہے اور پانی حاصل کر لیتا ہے، پھر وہ خود اور اس کے ساتھی پیتے ہیں، لہٰذا جب میرا خط تمہیں پہنچے تو جہاں تک ممکن ہو انہیں کنویں کھودنے سے روکو، اور ان پر تنگی کرو، اور انہیں پانی کا مزہ چکھنے مت دو، اور ان کے ساتھ وہی کرو جو پاکیزہ عثمان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت عمر بن سعد نے ان پر انتہائی تنگی کر دی۔

فلمّا اشتدَّ العطش بالحسين (عليه السلام) دعا بأخيه العباس (عليه السلام) فضمَّ إليه ثلاثين فارساً وعشرين راكباً ، وبعث معه عشرين قربة ، فأقبلوا في جوف الليل حتى دنوا من الفرات ، فقال عمرو بن الحجاج : من أنتم ؟ فقال رجل من أصحاب الحسين (عليه السلام) ، يقال له هلال بن نافع البجلي : ابن عم لك جئت أشرب من هذا الماء ، فقال عمرو : اشرب هنيئاً ، فقال هلال : ويحك ، تأمرني أن أشرب والحسين بن علي ومن معه يموتون عطشاً ؟ فقال عمرو : صدقت ، ولكن أُمرنا بأمر لابد أن ننتهي إليه ، فصاح هلال بأصحابه فدخلوا الفرات ، وصاح عمرو بالناس واقتتلوا قتالا شديداً ، فكان قوم يقاتلون ، وقوم يملأون حتى ملأوها ، ولم يقتل من أصحاب الحسين أحد ، ثمَّ رجع القوم إلى معسكرهم ، فشرب الحسين ومن كان معه ، ولذلك سمِّي العباس (عليه السلام) السقَّاء.

پھر جب حسین (علیہ السلام) پر پیاس کی شدت ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی عباس (علیہ السلام) کو بلایا اور ان کے ساتھ تیس سوار اور بیس پیادے ملا دیے، اور ان کے ساتھ بیس مشکیزے بھیج دیے، تو وہ رات کی تاریکی میں چلے یہاں تک کہ فرات کے قریب پہنچ گئے، تو عمرو بن حجاج نے پوچھا: تم کون ہو؟ حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے ایک شخص، جسے ہلال بن نافع بجلی کہا جاتا تھا، نے کہا: تمہارا چچا زاد بھائی ہوں، اس پانی سے پینے آیا ہوں۔ عمرو نے کہا: خوشی سے پیو۔ ہلال نے کہا: افسوس تجھ پر، تو مجھے پینے کا کہتا ہے جبکہ حسین بن علی اور ان کے ساتھی پیاس سے مر رہے ہیں؟ عمرو نے کہا: تو نے سچ کہا، لیکن ہمیں ایک حکم دیا گیا ہے جس پر عمل کرنا ہی ہے۔ تو ہلال نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور وہ فرات میں داخل ہو گئے، اور عمرو نے اپنے لوگوں کو پکارا اور سخت جنگ ہوئی، تو کچھ لوگ لڑ رہے تھے اور کچھ مشکیزے بھر رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں بھر لیا، اور حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے کوئی مارا نہ گیا، پھر یہ لوگ اپنے لشکر کی طرف لوٹ آئے، تو حسین (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں نے پانی پیا، اور اسی وجہ سے عباس (علیہ السلام) کو 'سقّاء' کہا گیا۔

ثمَّ أرسل الحسين (عليه السلام) إلى عمر بن سعد لعنه الله : أني أريد أن أكلِّمك فالقني الليلة بين عسكري وعسكرك ، فخرج إليه ابن سعد في عشرين ، وخرج إليه الحسين في مثل ذلك ، فلمَّا التقيا أمر الحسين (عليه السلام) أصحابه فتنحّوا عنه ، وبقي معه أخوه العباس ، وابنه علي الأكبر ، وأمر عمر بن سعد أصحابه فتنحّوا عنه ، وبقي معه ابنه حفص وغلام له.

پھر حسین (علیہ السلام) نے عمر بن سعد — اس پر خدا کی لعنت ہو — کے پاس پیغام بھیجا: میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں، آج رات میرے اور تمہارے لشکر کے درمیان مجھ سے ملو۔ چنانچہ ابن سعد بیس آدمیوں کے ساتھ نکلا، اور حسین (علیہ السلام) بھی اتنے ہی آدمیوں کے ساتھ نکلے، تو جب دونوں ملے تو حسین (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ ان سے دور ہو جائیں، اور ان کے ساتھ صرف ان کے بھائی عباس اور ان کے بیٹے علی اکبر رہ گئے، اور عمر بن سعد نے بھی اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ دور ہو جائیں، اور اس کے ساتھ صرف اس کا بیٹا حفص اور اس کا ایک غلام رہ گیا۔

فقال له الحسين (عليه السلام) : ويلك يا ابن سعد ، أما تتقي الله الذي إليه معادك ؟ أتقاتلني وأنا ابن من علمت ؟ ذر هؤلاء القوم وكن معي ، فإنه أقرب لك إلى الله

تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: تجھ پر افسوس اے ابن سعد، کیا تو اس خدا سے نہیں ڈرتا جس کی طرف تیری بازگشت ہے؟ کیا تو مجھ سے جنگ کرے گا جبکہ میں اس کا فرزند ہوں جسے تو جانتا ہے؟ ان لوگوں کو چھوڑ دے اور میرے ساتھ ہو جا، کیونکہ یہ تیرے لیے خدائے تعالیٰ سے قریب تر ہے۔

تعالى ، فقال عمر بن سعد : أخاف أن يُهدم داري ، فقال الحسين (عليه السلام) : أنا أبنيها لك ، فقال : أخاف أن تؤخذ ضيعتي ، فقال الحسين (عليه السلام) : أنا أخلف عليك خيراً منها من مالي بالحجاز ، فقال : لي عيال وأخاف عليهم ، ثم سكت ولم يجبه إلى شيء ، فانصرف عنه الحسين (عليه السلام) وهو يقول : مالك ؟ ذبحك الله على فراشك عاجلا ، ولا غفر لك يوم حشرك ، فوالله إني لأرجو أن لا تأكل من برّ العراق إلاّ يسيراً ، فقال ابن سعد : في الشعير كفاية عن البرِّ ، مستهزئاً بذلك القول.

عمر بن سعد نے کہا: مجھے خوف ہے کہ میرا گھر گرا دیا جائے گا۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں اسے تیرے لیے بنا دوں گا۔ اس نے کہا: مجھے خوف ہے کہ میری جاگیر چھین لی جائے گی۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں اپنے حجاز کے مال میں سے اس سے بہتر تجھے دے دوں گا۔ اس نے کہا: میرے اہل و عیال ہیں اور مجھے ان کا خوف ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اور کسی بات کا جواب نہ دیا، تو حسین (علیہ السلام) اس سے یہ کہتے ہوئے واپس پلٹے: تجھے کیا ہوا؟ اللہ تجھے جلد اپنے بستر پر ذبح کرے، اور روزِ حشر تجھے معاف نہ کرے، خدا کی قسم مجھے امید ہے کہ تو عراق کے گندم میں سے بہت تھوڑا کھائے گا۔ تو ابن سعد نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا: جو میں گندم کا کام نہیں دے گا، جو تیرا خوف نہیں۔

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة ، وورد كتاب ابن زياد في الأثر إلى عمر بن سعد أن : حُلْ بين الحسين وأصحابه وبين الماء ، ولا يذوقوا منه قطرة كما صُنع بالتقي الزكي عثمان بن عفان ، فبعث عمر بن سعد في الوقت عمرو بن الحجاج في خمسمائة فارس ، فنزلوا على الشريعة ، وحالوا بين الحسين وأصحابه وبين الماء ، ومنعوهم أن يُسقوا منه قطرة ، وذلك قبل قتل الحسين (عليه السلام) بثلاثة أيام.

شیخ مفید – علیہ الرحمہ – کہتے ہیں، اور روایت میں ابن زیاد کا خط عمر بن سعد کے پاس آیا کہ: حسین اور اس کے اصحاب کے اور پانی کے درمیان حائل ہو جاؤ، اور وہ اس میں سے ایک قطرہ بھی نہ چکھ سکیں، جیسا کہ پرہیزگار پاکیزہ عثمان بن عفان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ چنانچہ عمر بن سعد نے فوراً عمرو بن حجاج کو پانچ سو سواروں کے ساتھ بھیجا، تو وہ گھاٹ پر اتر گئے، اور حسین اور ان کے اصحاب کے اور پانی کے درمیان حائل ہو گئے، اور انہیں ایک قطرہ بھی پینے سے روک دیا، اور یہ حسین (علیہ السلام) کی شہادت سے تین دن پہلے کی بات ہے۔

وناديٰ عبدالله بن حصين الأزدي ـ وكان عداده في بجيلة ـ قال بأعلى صوته : يا حسين! ألا تنظرون إلى الماء كأنه كبد السماء ، والله لا تذوقون منه قطرة واحدة ، حتى تموتوا عطشاً ، فقال الحسين (عليه السلام) : اللهم اقتله عطشا ، ولا تغفر له أبداً ، قال حميد بن مسلم : والله لعدته في مرضه بعد ذلك ، فو الله الذي لا إله غيره ، لقد رأيته يشرب الماء حتى يبغر [1]

يقال : بغر البعير وكذا الرجل ـ كقطع وعلم ـ بغراً : شرب فلم يرو ، فهو بغير وبغر.

اور عبداللہ بن حصین ازدی – جس کا شمار بجیلہ میں ہوتا تھا – نے بلند آواز سے پکارا: اے حسین! کیا تم پانی کو نہیں دیکھتے، گویا یہ آسمان کا جگر ہے، خدا کی قسم تم اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں چکھو گے یہاں تک کہ پیاس سے مر جاؤ۔ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے اللہ! اسے پیاس سے مار ڈال، اور اسے کبھی معاف نہ کر۔ حمید بن مسلم کہتا ہے: خدا کی قسم، اس کے بعد میں اس کے مرض میں اس کی عیادت کو گیا، تو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے دیکھا کہ وہ پانی پیتا رہتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا،

(۱)

ثمَّ يقيئه ويصيح : العطش العطش ، ثمَّ يعود ويشرب حتى يبغر ، ثمَّ يقيئه ويتلظَّى عطشاً ، فما زال ذلك دأبه حتى لفظ نفسه.

پھر اسے قے کر دیتا اور چلاتا پیاس پیاس! پھر دوبارہ پیتا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا، پھر اسے قے کر دیتا اور پیاس سے تڑپتا رہتا، اور یہی اس کا حال رہا یہاں تک کہ اس نے جان دے دی۔

ولما رأى الحسين (عليه السلام) نزول العساكر مع عمر بن سعد بنينوى ومددهم لقتاله ، أنفذ إلى عمر بن سعد : أنني أريد أن ألقاك ، فاجتمعا ليلا ، فتناجيا طويلا ، ثمَّ رجع عمر إلى مكانه ، وكتب إلى عبيدالله بن زياد : أمّا بعد ، فإن الله قد أطفأ النائرة ، وجمع الكلمة ، وأصلح أمر الأمة ، هذا حسين قد أعطاني أن يرجع إلى

المكان الذي منه أتى ، أو أن يسير إلى ثغر من الثغور ، فيكون رجلا من المسلمين ، له مالهم ، وعليه ما عليهم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/387 ـ 390.

.

اور جب حسین (علیہ السلام) نے دیکھا کہ عمر بن سعد کے ساتھ لشکر نینوا میں اتر رہے ہیں اور ان کی جنگ کے لیے کمک بھیجی جا رہی ہے، تو انہوں نے عمر بن سعد کے پاس پیغام بھیجا: میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو دونوں رات کو ملے اور دیر تک سرگوشی میں بات چیت کرتے رہے، پھر عمر اپنی جگہ لوٹ آیا، اور اس نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا: امّا بعد، اللہ نے فتنے کی آگ بجھا دی ہے، اور کلمے کو جمع کر دیا ہے، اور امت کا معاملہ درست کر دیا ہے، یہ حسین ہے جس نے مجھے یہ پیشکش کی ہے کہ وہ

اس جگہ لوٹ جائے جہاں سے آیا تھا، یا سرحدی چوکیوں میں سے کسی چوکی کی طرف چلا جائے، اور مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی بن کر رہے، جسے وہی حقوق حاصل ہوں جو دیگر مسلمانوں کو حاصل ہیں، اور اس پر وہی ذمہ داریاں ہوں جو دیگر مسلمانوں پر ہیں۔

(۱)

وروي أن عقبة بن السمعان قال : صحبت الحسين من المدينة إلى العراق ، ولم أزل معه إلى أن قتل ، والله ما سمعته قال ذلك [2]

اور روایت ہے کہ عقبہ بن سمعان نے کہا: میں مدینہ سے عراق تک حسین (علیہ السلام) کے ساتھ رہا، اور برابر ان کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ شہید کر دیے گئے، خدا کی قسم میں نے انہیں کبھی یہ کہتے نہیں سنا۔ (۲)

تذكرة الخواص ، سبط ابن الجوزي : 224.

.

فلمّا قرأ عبيدالله الكتاب قال : هذا كتاب ناصح مشفق على قومه ، فقام إليه شمر بن ذي الجوشن فقال : أتقبل هذا منه ، وقد نزل بأرضك وأتى جنبك ؟ والله لئن رحل من بلادك ولم يضع يده في يدك ، ليكوننَّ أولى بالقوَّة ، ولتكوننَّ أولى بالضعف والعجز ، فلا تعطه هذه المنزلة ، فإنها من الوهن ، ولكن لينزل على حكمك هو وأصحابه ، فإن عاقبت فأنت أولى بالعقوبة ، وإن عفوت كان ذلك لك.

پھر جب عبیداللہ نے خط پڑھا تو کہا: یہ ایک ایسے خیر خواہ کا خط ہے جو اپنی قوم پر مہربان ہے۔ اس پر شمر بن ذی الجوشن اٹھ کھڑا ہوا اور بولا: کیا تم یہ بات اس سے قبول کرو گے، حالانکہ وہ تمہاری سرزمین میں اتر چکا ہے اور تمہارے پہلو میں آبیٹھا ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ تمہارے علاقے سے یوں ہی چلا گیا اور اس نے اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں نہ دیا، تو وہ طاقت کے زیادہ حقدار ہوں گے اور تم کمزوری اور بے بسی کے زیادہ حقدار ٹھہرو گے۔ لہٰذا اسے یہ رتبہ مت دو، کیونکہ یہ کمزوری کی علامت ہے، بلکہ چاہیے کہ وہ اور اس کے ساتھی تمہارے حکم پر اتریں، پھر اگر تم سزا دو تو تم ہی اس کے زیادہ حقدار ہو، اور اگر معاف کر دو تو یہ بھی تمہارا اختیار ہے۔

فقال ابن زياد : نعم ما رأيت! الرأي رأيك ، اخرج بهذا الكتاب إلى عمر ابن سعد فليعرض على الحسين (عليه السلام) وأصحابه النزول على حكمي ، فإن فعلوا فليبعث بهم إليَّ سلماً ، وإن هم أبوا فليقاتلهم ، فإن فعل فاسمع له وأطع ، وإن أبى أن يقاتلهم فأنت أمير الجيش ، فاضرب عنقه وابعث إليَّ برأسه.

تو ابن زیاد نے کہا: کیا خوب رائے ہے! رائے تمہاری ہی ہے۔ یہ خط لے کر عمر بن سعد کے پاس جاؤ، وہ حسین (علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں کے سامنے یہ پیشکش رکھے کہ وہ میرے حکم پر اتر آئیں، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں صلح کی حالت میں میرے پاس بھیج دے، اور اگر وہ انکار کریں تو ان سے جنگ کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو، اور اگر اس نے ان سے جنگ کرنے سے انکار کیا تو تم لشکر کے امیر ہو، اس کی گردن اڑا دو اور اس کا سر میرے پاس بھیج دو۔

وكتب إلى عمر بن سعد : لم أبعثك إلى الحسين لتكفَّ عنه ، ولا لتطاوله ، ولا لتمنّيه السلامة والبقاء ، ولا لتعتذر عنه ، ولا لتكون له عندي شفيعاً ، انظر فإن نزل حسين وأصحابه على حكمي واستسلموا فابعث بهم إليَّ سلماً ، وإن أبوا فازحف إليهم حتى تقتلهم وتمثِّل بهم ، فإنهم لذلك مستحقون ، فإن قتلت حسيناً فأوطىء الخيل صدره وظهره ، فإنه عات ظلوم ، ولست أرى أن هذا يضرُّ بعد الموت شيئاً ، ولكن عليَّ قول قد قلته لو قد قتلته لفعلت هذا به ، فإن أنت مضيت لأمرنا فيه جزيناك جزاء السامع المطيع ، وإن أبيت فاعتزل عملنا وجندنا ، وخلِّ بين شمر بن ذي الجوشن وبين العسكر ، فإنّا قد أمرناه بأمرنا والسلام.

اور اس نے عمر بن سعد کو لکھا: میں نے تمہیں حسین کے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ تم اس سے باز رہو، نہ اس لیے کہ تم اسے مہلت دو، نہ اس لیے کہ تم اسے سلامتی اور بقا کی امید دلاؤ، نہ اس لیے کہ تم اس کی طرف سے معذرت پیش کرو، نہ اس لیے کہ تم میرے سامنے اس کی سفارش کرنے والے بنو۔ دیکھو، اگر حسین اور اس کے ساتھی میرے حکم پر اتر آئیں اور ہتھیار ڈال دیں تو انہیں صلح کی حالت میں میرے پاس بھیج دو، اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی طرف بڑھو یہاں تک کہ انہیں قتل کر دو اور ان کی لاشوں کا مثلہ کرو، کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں۔ پھر اگر تم حسین کو قتل کر دو تو گھوڑوں کو اس کے سینے اور پیٹھ پر سے گزار دو، کیونکہ وہ سرکش اور ظالم ہے، اور میں نہیں سمجھتا کہ مرنے کے بعد اس سے کچھ نقصان پہنچے گا، مگر میں نے ایک بات کہہ رکھی ہے کہ اگر میں نے اسے قتل کیا ہوتا تو یہی کرتا۔ پس اگر تم نے ہمارے حکم پر عمل کیا تو ہم تمہیں سننے اور ماننے والے کی جزا دیں گے، اور اگر تم نے انکار کیا تو ہمارے کام اور ہمارے لشکر سے الگ ہو جاؤ، اور شمر بن ذی الجوشن اور لشکر کے درمیان راستہ چھوڑ دو، کیونکہ ہم نے اسے اپنا حکم دے دیا ہے۔ والسلام۔

فأقبل شمر بن ذي الجوشن بكتاب عبيدالله بن زياد إلى عمر بن سعد ، فلمّا قدم عليه وقرأه قال له عمر : مالك ويلك ؟ لاقرَّب الله دارك ، وقبَّح الله ما قدمت به عليَّ ، والله إني لأظنك نهيته عما كتبت به إليه ، وأفسدت علينا أمراً قد كنّا رجونا أن يصلح ، لا يستسلم والله حسين ، إن نفس أبيه لبين جنبيه ، فقال له شمر : أخبرني ما أنت صانع ، أتمضي لأمر أميرك وتقاتل عدوَّه ؟ وإلاّ فخلّ بيني وبين الجند والعسكر ، قال : لا ولا كرامة لك ، ولكن أنا أتولَّى ذلك ، فدونك فكن أنت على الرجَّالة.

تو شمر بن ذی الجوشن عبیداللہ بن زیاد کا خط لے کر عمر بن سعد کے پاس آیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا اور اس نے خط پڑھا تو عمر نے اس سے کہا: تجھے کیا ہوا، تیری تباہی ہو! خدا تیرا گھر آباد نہ رکھے، اور جو کچھ تو میرے پاس لے کر آیا ہے خدا اسے بگاڑ دے۔ خدا کی قسم میرا خیال ہے کہ تو نے اسے اس بات سے روکا جو اس نے مجھے لکھی تھی، اور تو نے ہمارا وہ معاملہ بگاڑ دیا جس کے سنور جانے کی ہمیں امید تھی۔ خدا کی قسم حسین کبھی ہتھیار نہیں ڈالے گا، اس کے باپ کی روح تو اب بھی اس کے پہلو میں زندہ ہے۔ اس پر شمر نے اس سے کہا: مجھے بتا تو کیا کرنے والا ہے، کیا تو اپنے امیر کے حکم پر عمل کرے گا اور اس کے دشمن سے جنگ کرے گا؟ ورنہ میرے اور لشکر کے درمیان راستہ چھوڑ دے۔ عمر نے کہا: ہرگز نہیں، تجھے یہ عزت نہیں ملے گی، بلکہ میں خود یہ ذمہ داری سنبھالوں گا، تو پیادہ فوج کی کمان سنبھال۔

ونهض عمر بن سعد إلى الحسين (عليه السلام) عشية الخميس لتسع مضين من المحرم ، وجاء شمر حتى وقف على أصحاب الحسين (عليه السلام) وقال : أين بنو أختنا ؟ [1]

اور عمر بن سعد جمعرات کی شام، محرم کی نو تاریخ کو حسین (علیہ السلام) کی طرف بڑھا، اور شمر آکر حسین (علیہ السلام) کے ساتھیوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور بولا: ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟

(۱)

وذلك لأن أم البنين بنت حزام ـ أم العباس وعثمان وجعفر وعبدالله ـ كانت كلابية ، وشمر ابن ذي الجوشن كلابي ، ولذا أخذ من ابن زياد أماناً لبنيها ، وذكر ابن جرير أن جرير بن عبدالله بن مخلد الكلابي كانت أمُّ البنين عمّته ، فأخذ لأبنائها أماناً هو وشمر بن ذي الجوشن.

فخرج إليه جعفر والعباس وعبدالله وعثمان بنو علي (عليه السلام) فقالوا : ما تريد ؟ فقال : أنتم يا بني أختي آمنون ، فقال له الفئة : لعنك الله ولعن أمانك ، أتؤمننا وابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) لا أمان له [2]

تو جعفر، عباس، عبداللہ اور عثمان بنو علی (علیہ السلام) اس کی طرف نکلے اور بولے: تجھے کیا چاہیے؟ اس نے کہا: اے میری بہن کے بیٹو! تم امان میں ہو۔ تو اس گروہ نے اس سے کہا: خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے، کیا تو ہمیں امان دے گا جبکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے کے لیے کوئی امان نہیں؟

(۲)

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/387 ـ 391.

.

قال الشيخ جعفر النقدي عليه الرحمة : وقد صحَّ أن العباس (عليه السلام) فعل الأفاعيل العجيبة ، وقتل الفرسان العظام ، وأتى بالماء مراراً متعدّدة لأهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وفي كتاب أسرار الشهادة للفاضل الدربندي عليه الرحمة ـ عند ذكر شهادة العباس (عليه السلام) ـ : قيل : أتى زهير إلى عبدالله بن جعفر بن عقيل قبل أن يُقتل فقال : يا أخي ، ناولني الراية ، فقال له عبدالله : أو فيَّ قصور عن حملها ؟ قال : لا ، ولكن لي بها حاجة ، قال : فدفعها إليه ، وأخذها زهير وأتى ، فجاء إلى العباس

شیخ جعفر نقدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ بات ثابت ہے کہ عباس (علیہ السلام) نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے، عظیم شہسواروں کو قتل کیا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کے لیے کئی بار پانی لے کر آئے۔ اور علامہ دربندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اسرار الشہادۃ" میں عباس (علیہ السلام) کی شہادت کے ذکر کے موقع پر ہے: کہا گیا ہے کہ زہیر، عبداللہ بن جعفر بن عقیل کے پاس اس کے قتل ہونے سے پہلے آیا اور کہا: اے میرے بھائی! مجھے علم دے دو۔ عبداللہ نے اس سے کہا: کیا مجھ میں اسے اٹھانے کی سکت نہیں؟ اس نے کہا: نہیں، مگر مجھے اس کی کچھ حاجت ہے۔ راوی کہتا ہے: اس نے علم اس کے حوالے کر دیا، زہیر نے اسے لے لیا اور آگے بڑھا، پھر وہ عباس

بن علي (عليه السلام) وقال : يابن أمير المؤمنين ، أريد أن أحدِّثك بحديث وعيته ، فقال : حدِّث فقد حلا وقت الحديث :

حَدِّثْ ولا حَرَجٌ عليكَ فإنّما تَرْوي لَنَا مُتَوَاتِرَ الإسنادِ

بن علی (علیہ السلام) کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین کے بیٹے! میں تمہیں ایک ایسی حدیث سنانا چاہتا ہوں جسے میں نے یاد رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: بیان کرو، بات کرنے کا وقت خوشگوار ہو گیا ہے:

بیان کر، تجھ پر کوئی حرج نہیں، کیونکہ تو
ہمارے لیے متواتر اسناد روایت کر رہا ہے

فقال : اعلم ـ يا أبا الفضل ـ أن أباك أمير المؤمنين لما أراد أن يتزوّج أم البنين بعث إلى أخيه عقيل ـ وكان عارفاً بأنساب العرب ـ فقال (عليه السلام) : يا أخي ، أريد منك أن تخطب لي امرأة من ذوي البيوت والحسب والنسب والشجاعة لكي أصيب منها ولداً شجاعاً وعضداً ينصر ولدي هذا ـ وأشار إلى الحسين (عليه السلام) ـ ليواسيه في طفّ كربلا ، وقد ادّخرك أبوك لمثل هذا اليوم فلا تقصِّر عن حلائل أخيك ، وعن أخواتك ، قال : فارتعد العباس (عليه السلام) ، وتمطَّى في ركابه حتى قطعه ، وقال : يا زهير تشجِّعني في مثل هذا اليوم ؟ والله لأرينّك شيئاً ما رأيته قط ، قال : فهمز جواده نحو القوم حتى توسَّط الميدان.. [1]

الأنوار العلوية ، الشيخ جعفر النقدي : 443 ـ 444 ، أسرار الشهادة ، الدربندي : 2/497.

وحامى ودافع عن أخيه وعن حرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى أبلى بلاء حسناً ، فسقط على التراب مخضّباً بدمه ، منادياً ، أبا عبدالله ، عليك مني السلام.

تو اس نے کہا: جان لو اے ابوالفضل، کہ جب تمہارے والد امیر المومنین نے ام البنین سے نکاح کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنے بھائی عقیل کی طرف پیغام بھیجا – اور وہ عرب کے نسب ناموں کے ماہر تھے – تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میرے بھائی ! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے ایسے گھرانے، حسب و نسب اور شجاعت والی عورت کا رشتہ مانگو کہ مجھے اس سے ایک بہادر بیٹا اور ایسا بازو مل سکے جو میرے اس بیٹے کی مدد کرے – اور آپ نے حسین (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا – تاکہ وہ کربلا کے میدان میں اس کا ساتھ دے۔ تمہارے والد نے تمہیں اسی دن کے لیے ذخیرہ کر رکھا تھا، لہذا اپنے بھائی کی بیویوں اور اپنی بہنوں سے کم نہ رہنا۔ راوی کہتا ہے: عباس (علیہ السلام) کانپ اٹھے اور اپنی رکاب میں تن کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ رکاب ٹوٹ گئی، اور فرمایا: اے زہیر! تم مجھے ایسے دن میں شجاعت کی تلقین کر رہے ہو؟ خدا کی قسم میں تمہیں وہ کچھ دکھاؤں گا جو تم نے کبھی نہیں دیکھا۔ راوی کہتا ہے: پھر آپ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمنوں کی طرف بڑھے یہاں تک کہ میدان کے وسط میں پہنچ گئے۔

(۱)

ويعزّ على سيِّد الشهداء (عليه السلام) أن يرى أخاه العباس على بوغاء كربلاء ، مفضوخ الهامة ، مقطوع اليدين ، والسهم في عينه ، واللواء مطروح إلى جانبه.

اور اپنے بھائی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم کی حمایت اور دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ خوب داد شجاعت دی، پھر خاک پر اپنے خون میں لت پت گر پڑے اور پکار اٹھے: اے ابا عبداللہ ! آپ پر میرا سلام ہو۔

سید الشہداء (علیہ السلام) پر یہ بات بہت گراں گزری کہ وہ اپنے بھائی عباس (علیہ السلام) کو کربلا کی خاک پر، سر پھٹا ہوا، دونوں ہاتھ کٹے ہوئے، آنکھ میں تیر پیوست اور علم اپنے پہلو میں گرا ہوا دیکھیں۔

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے شیخ محمد علی یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ کا، جنہوں نے کہا:

أبَا الفَضْلِ يا مَنْ ليس تُحْصَى هِبَاتُهُ
وَمَنْ ذا الذي يُحصي النجومَ الدَّرَارِيا
حَمَيْتَ الهدى لمَّا دَعَا بِكَ نادباً فللهِ نَدْبٌ كان للدينِ حاميا
ولبَّيْتَ داعي الحقِّ بالطفِّ مُذْ دعا وجاوبتَهُ لبَّيكَ للهِ داعيا
وجيشُ ابنِ حَرْب بالطفوفِ كأنَّما أَعَدْتَ عليه حَرْبَ صفّينَ ثانيا
مَلَكْتَ الفُرَاتَ العَذْبَ والقلبُ لاهِفٌ
وكان عليه الجيشُ كالسدِّ رَاسِيا

اے ابوالفضل ! اے وہ ہستی جس کی عطاؤں کو
شمار نہیں کیا جا سکتا
اور بھلا کون ہے جو چمکتے ستاروں کو گن سکے
تم نے ہدایت کی حفاظت کی جب نوحہ گر نے تمہیں
پکارا
پس اللہ کے لیے وہ نوحہ تھا جو دین کا محافظ بنا
اور تم نے حق کے پکارنے والے کو طف میں لبیک
کہا جب اس نے پکارا
اور تم نے اسے جواب دیا: لبیک، اللہ کے لیے
پکارنے والے کو
اور ابن حرب کا لشکر طف کے میدان میں گویا
تم نے اس پر صفین کی جنگ دوبارہ دہرا دی
تم نے میٹھے فرات پر قبضہ کر لیا جبکہ دل بے قرار تھا
اور لشکر اس پر ایک اٹل دیوار کی طرح کھڑا تھا

تذكَّرْتَ ماقاسى الحسينُ من الظما
وَعُدْتَ ولم تَرْوِ الحَشَا منه ظاميا أبوكَ فَدَى نَفْسَ النبيِّ بنفسِهِ
وكنتَ لسبطِ المصطفى الطُّهْرِ فاديا
وإن يكُ قد واسى أبوك ابنَ عَمِّه
فللسِّبْطِ يومَ الطفِّ كنتَ المواسيا فياقمراً قد غاله الخَسْفُ بَعْدَما
بدا في سَمَاءِ الهاشميّين زَاهِيا تُحَجِّبُ منه البِيضُ والسُّمْرُ طَلْعَةً
بأنوارِهَا كانت تُضيءُ الدياجيا أأنساه مَقْطُوعَ اليدينِ ضريبةً
لِبِيْضِ العِدَا حَوْلَ الشريعةِ ثاويا [1]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبد الصاحب الموسوي : 348.

تمہیں یاد آیا کہ حسین (علیہ السلام) نے پیاس کی کیا
اذیت جھیلی
اور تم پیاسے ہی لوٹ آئے، جگر کو اس سے سیراب نہ
کیا
تمہارے والد نے اپنی جان نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی
جان پر قربان کی تھی
اور تم مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاکیزہ نواسے پر
فدا ہونے والے بنے
اور اگر تمہارے والد نے اپنے چچا زاد بھائی کا ساتھ
نبھایا تھا
تو طف کے دن نواسۂ رسول کے لیے تم ہی ساتھ
نبھانے والے تھے
اے وہ چاند جسے کسوف نے نگل لیا اس کے بعد
کہ وہ ہاشمیوں کے آسمان پر جگمگاتا ہوا نمودار ہوا تھا
تلواریں اور نیزے اس کے اس چہرے کو چھپا دیتے
ہیں
جس کے انوار سے تاریک راتیں روشن ہوا کرتی تھیں
کیا میں اسے بھلا سکتا ہوں کہ اس کے دونوں ہاتھ
کاٹ دیے گئے، قربانی بن کر
دشمن کی تلواروں کے لیے، دریا کے کنارے پڑا
رہا(۱)

المجلس الثاني ، من اليوم السابع

منزلة العباس (عليه السلام) عند أهل البيت (عليهم السلام)

ومصرعه الشريف

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) فهل المحن يا ساداتي إلاَّ التي لزمتكم ، والمصائب إلاَّ التي عمَّتكم ، والفجائع إلاَّ التي خصَّتكم ، والقوارع إلاَّ التي طرقتكم ، صلوات الله عليكم وعلى أرواحكم وأجسادكم ، ورحمة الله وبركاته ، بأبي أنتم وأمي يا آل المصطفى ، إنّا لا نملك إلاَّ أن نطوف حول مشاهدكم ، ونعزّي فيها أرواحكم ، على هذه المصائب العظيمة الحالّة بفنائكم ، والرزايا الجليلة النازلة بساحتكم ، التي أثبتت في قلوب شيعتكم القروح ، وأورثت أكبادهم الجروح ، وزرعت في صدرهم الغصص ، فنحن نشهد الله أنّا قد شاركنا أولياءكم وأنصاركم المتقدِّمين ، في إراقة دماء الناكثين والقاسطين والمارقين ، وقتلة أبي عبدالله سيّد شباب أهل الجنة يوم كربلاء ، بالنيّات والقلوب ، والتأسُّف على فوت تلك

دوسری مجلس، ساتویں دن کی

اہل بیت (علیہم السلام) کے نزدیک عباس (علیہ السلام) کا مقام

اور ان کی شہادت کا شریف واقعہ

ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: اے میرے سرداران! کیا مصیبتیں سوائے ان کے ہیں جو تم پر آن پڑیں، اور کیا مصائب سوائے ان کے ہیں جنہوں نے تمہیں گھیر لیا، اور کیا سانحات سوائے ان کے ہیں جو تمہارے ساتھ مخصوص ہوئے، اور کیا آفتیں سوائے ان کے ہیں جو تم پر نازل ہوئیں؟ اللہ کی رحمتیں ہوں تم پر اور تمہاری روحوں اور جسموں پر، اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں اے آل مصطفیٰ! ہم اس کے سوا کچھ نہیں کر سکتے کہ تمہارے مزارات کا طواف کریں اور اس کے ذریعے تمہاری ارواح سے تعزیت کریں، ان عظیم مصائب پر جو تمہارے آستانوں پر نازل ہوئے، اور ان جلیل القدر رنجوں پر جو تمہارے صحن میں اترے، جنہوں نے تمہارے شیعوں کے دلوں میں زخم ثبت کر دیے، اور ان کے جگروں کو گھاؤ میں ڈال دیا، اور ان کے سینوں میں غم و اندوہ بو دیا۔ پس ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے تمہارے پیشرو اولیاء و انصار کے ساتھ، ناکثین، قاسطین اور مارقین کا اور کربلا کے دن جنت کے جوانوں کے سردار ابا عبداللہ (علیہ السلام) کے قاتلوں کا خون بہانے میں نیتوں اور دلوں سے شرکت کی ہے، اور اس سعادت کے ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس کرتے ہوئے...

المواقف ، التي حضروا لنصرتكم ، والله وليّي يبلّغكم منّي السلام [1]

وہ مواقف، جن میں وہ آپ کی نصرت کے لیے حاضر ہوئے، اور اللہ میرا ولی ہے، وہ میری طرف سے آپ کو سلام پہنچائے۔(1)

المزار ، محمد بن المشهدي : 299.

.

روي عن ثابت ابن أبي صفية قال : نظر علي بن الحسين سيِّد العابدين (عليه السلام) إلى عبيدالله بن العباس بن علي بن أبي طالب (عليهم السلام) فاستعبر ، ثمَّ قال : ما من يوم أشدّ على رسول الله (صلى الله عليه وآله) من يوم أحد ، قُتل فيه عمّه حمزة بن عبد المطلب أسد الله وأسد رسوله ، وبعده يوم مؤتة ، قُتل فيه ابن عمِّه جعفر بن أبي طالب. ثمَّ قال (عليه السلام) : ولا يوم كيوم الحسين (عليه السلام) ، ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل ، يزعمون أنهم من هذه الأمّة ، كلٌّ يتقرَّب إلى الله عزَّ وجلَّ بدمه ، وهو بالله يذكّرهم فلا يتعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً.

ثابت بن ابی صفیہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: علی بن الحسین، سید العابدین (علیہ السلام) نے عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر احد کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ تھا، جس میں آپ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب، اسد اللہ اور اسد رسولہ، شہید ہوئے، اور اس کے بعد موتہ کا دن تھا، جس میں آپ کے چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے۔ پھر فرمایا (علیہ السلام): اور کوئی دن حسین (علیہ السلام) کے دن جیسا نہ تھا، جس میں تیس ہزار آدمی ان کی طرف بڑھے، جو یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ اس امت میں سے ہیں، ہر ایک اللہ عزوجل کا تقرب ان کا خون بہا کر حاصل کرنا چاہتا تھا، اور وہ (حسین علیہ السلام) انہیں اللہ کا واسطہ دیتے رہے مگر انہوں نے نصیحت نہ مانی، یہاں تک کہ انہوں نے سرکشی، ظلم اور زیادتی کے ساتھ آپ کو شہید کر دیا۔

ثمَّ قال (عليه السلام) : رحم الله العباس ، فلقد آثر وأبلى ، وفدى أخاه بنفسه حتى قُطعت يداه ، فأبدل الله عزَّ وجلَّ بهما جناحين يطير بهما مع الملائكة في الجنة ، كما جعل لجعفر بن أبي طالب (عليه السلام) وإن للعباس عند الله عزَّ وجل منزلة يغبطه بها جميع الشهداء يوم القيامة [2]

پھر فرمایا (علیہ السلام): اللہ عباس پر رحم فرمائے، انہوں نے ایثار کیا اور خوب آزمائش میں پورا اترے، اور اپنے بھائی پر اپنی جان قربان کر دی یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے، تو اللہ عزوجل نے ان کے بدلے انہیں دو بازو عطا فرمائے جن سے وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں، جیسا کہ جعفر بن ابی طالب (علیہ السلام) کے لیے مقرر فرمایا تھا، اور بے شک عباس کے لیے اللہ عزوجل کے ہاں ایک ایسا مقام ہے کہ قیامت کے دن تمام شہدا انہیں دیکھ کر رشک کریں گے۔(2)

الأمالي ، الصدوق : 547 ـ 548 ح 10.

.

وقال أبو الفرج في مقاتل الطالبيين : عن القاسم بن أصبغ بن نباتة قال : رأيت رجلا من بني أبان بن دارم أسود الوجه ، وكنت أعرفه جميلا شديد البياض ، فقلت له : ما كدت أعرفك ، قال : إني قتلت شاباً أمرد مع الحسين (عليه السلام) ، بين عينيه أثر السجود ، فما نمت ليلة منذ قتلته إلاّ أتاني ، فيأخذ بتلابيبي حتى يأتي جهنم فيدفعني فيها فأصيح ، فما يبقى أحد في الحيّ إلاّ سمع صياحي ، قال : والمقتول العباس بن علي (عليه السلام) [3]

ابو الفرج نے مقاتل الطالبیین میں کہا ہے: قاسم بن اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے بنی ابان بن دارم کے ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ سیاہ تھا، حالانکہ میں اسے خوبصورت اور نہایت سفید رنگت والا جانتا تھا، تو میں نے اس سے کہا: میں تو تجھے پہچان ہی نہیں سکا۔ اس نے کہا: میں نے حسین (علیہ السلام) کے ساتھ ایک نوجوان کو قتل کیا تھا جس کی داڑھی ابھی نہیں نکلی تھی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا، پس جب سے میں نے اسے قتل کیا ہے کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ وہ میرے پاس نہ آیا ہو، وہ میرا گریبان پکڑ کر مجھے جہنم تک لے جاتا ہے اور مجھے اس میں دھکیل دیتا ہے تو میں چیخ اٹھتا ہوں، اور محلے میں کوئی ایسا نہیں بچتا جو میری چیخ نہ سنے۔ کہا: اور مقتول عباس بن علی (علیہ السلام) تھے۔(3)

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 86 ، وقد ذكر القصة ابن شهر آشوب في المناقب : 4/58 بغير هذا اللفظ ، وزاد : قال : فسمعت بذلك جارة له فقالت : ما يدعنا ننام الليل من صياحه.

.

ورواها الشيخ الصدوق عليه الرحمة أيضاً : عن القاسم بن الأصبغ بن نباتة

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اسے قاسم بن اصبغ بن نباتہ سے روایت کیا ہے:

قال : قدم علينا رجل من بني دارم ممن شهد قتل الحسين (عليه السلام) مسودّ الوجه ، وكان رجلا جميلا شديد البياض ، فقلت له : ما كدت أعرفك لتغيُّر لونك ، فقال : قتلت رجلا من أصحاب الحسين (عليه السلام) ، يُبصر بين عينيه أثر السجود ، وجئت برأسه ، فقال القاسم : لقد رأيته على فرس له مَرِحاً ، وقد علَّق الرأس بلبانها ، وهو يصيب ركبتها.

کہا: ہمارے پاس بنی دارم کا ایک شخص آیا جو حسین (علیہ السلام) کے قتل میں شریک تھا، اس کا چہرہ سیاہ ہو چکا تھا، حالانکہ وہ خوبصورت اور نہایت سفید رنگت والا آدمی تھا، تو میں نے اس سے کہا: تیرے رنگ کی تبدیلی کی وجہ سے میں تجھے پہچان ہی نہیں سکا۔ اس نے کہا: میں نے حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے ایک شخص کو قتل کیا جس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان نظر آتا تھا، اور میں اس کا سر لے آیا۔ قاسم نے کہا: میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے اٹھلاتے ہوئے گھوڑے پر سوار تھا، اور سر اس کے گھوڑے کے سینے کی پٹی سے لٹکایا ہوا تھا اور گھوڑے کے گھٹنے سے ٹکرا رہا تھا۔

قال : فقلت لأبي : لو أنّه رفع الرأس قليلا ، أما ترى ما تصنع به الفرس بيديها ؟ فقال لي : يا بنيّ ، ما يصنع بي أشدّ ، لقد حدَّثني ، قال : ما نمت ليلة منذ قتلته إلاّ أتاني في منامي حتى يأخذ بكتفي فيقودني ، ويقول : انطلق ، فينطلق بي إلى جهنم فيقذف بي فأصيح ، قال : فسمعت بذلك جارة له فقالت : ما يدعنا ننام شيئاً من الليل من صياحه ، قال : فقمت في شباب من الحيّ ، فأتينا امرأته فسألناها ، فقالت : قد أبدى على نفسه ، قد صدقكم [1]

ثواب الأعمال ، الشيخ الصدوق : 218 ـ 219.

.

کہا: میں نے اپنے والد سے کہا: کاش وہ سر کو تھوڑا اونچا کر لیتا، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ گھوڑا اپنے پاؤں سے اس کے ساتھ کیا کر رہا ہے؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا: بیٹا ! جو کچھ یہ گھوڑا اس کے ساتھ کر رہا ہے اس سے کہیں زیادہ سخت وہ اس کے ساتھ خود ہو رہا ہے، اس نے مجھے بتایا کہ: جب سے میں نے اسے قتل کیا ہے کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ وہ میرے خواب میں نہ آیا ہو، وہ میرا کندھا پکڑ کر مجھے لے چلتا ہے اور کہتا ہے: چل ! پھر وہ مجھے جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور مجھے اس میں پھینک دیتا ہے تو میں چیخ اٹھتا ہوں۔ کہا: تو اس کی ایک پڑوسن نے یہ سن کر کہا: اس کی چیخوں کی وجہ سے ہمیں رات بھر ذرا بھی نیند نہیں آتی۔ کہا: پس میں محلے کے کچھ نوجوانوں کے ساتھ اٹھا اور ہم اس کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اس نے خود اپنے بارے میں یہ حال ظاہر کر دیا ہے، اس نے تم سے سچ کہا ہے۔ (1)

قال الشيخ جعفر النقدي عليه الرحمة : وأمّا العباس بن علي (عليه السلام) وإخوته جعفر وعثمان وعبدالله أولاد أم البنين ابنة حزام بن خالد الكلابية : قال أحمد بن مهنا في كتابه عمدة الطالب : ويُكنّى أبا الفضل ، ويلقَّب السقَّا; لأنه استسقى الماء لأخيه الحسين (عليه السلام) يوم الطف ، وقُتل دون أن يبلِّغه إياه ـ أي في الدفعة الأخيرة ـ وإلاّ فقد جاء بالماء مراراً كما هو مذكور [2]

الأنوار العلوية ، الشيخ جعفر النقدي : 441.

.

شیخ جعفر نقدی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: رہے عباس بن علی (علیہ السلام) اور ان کے بھائی جعفر، عثمان اور عبداللہ، جو ام البنین بنت حزام بن خالد الکلابیہ کے فرزند تھے: احمد بن مہنا نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب میں کہا ہے: ان کی کنیت ابوالفضل ہے، اور ان کا لقب سقّا ہے؛ کیونکہ انہوں نے روزِ طف اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے لیے پانی حاصل کرنے کی کوشش کی، اور اسے پہنچانے سے پہلے ہی شہید کر دیے گئے - یعنی آخری مرتبہ میں - ورنہ وہ کئی بار پانی لے آئے تھے جیسا کہ مذکور ہے۔(2)

ولله درّ الشيخ محسن أبو الحب إذ يقول عليه الرحمة على لسان الحسين (عليه السلام) :

اللہ شیخ محسن ابوالحب علیہ الرحمہ کو جزائے خیر دے، جب وہ حسین (علیہ السلام) کی زبانی کہتے ہیں:

أبوكَ كان لجدّي مثلَ كَوْنِكَ لي بنفسِهِ نَفْسُ مَنْ آخَاه فَادِيها
أبوك ساقي الوَرَى في الحَشْرِ كَوْثَرَهُ
وأنتَ أطفالَنا في الطفِّ ساقيها

تیرا باپ میرے جدّ کے لیے ایسا ہی تھا جیسے تو میرے لیے ہے
اُس نے اپنی جان سے اپنے بھائی بنائے ہوئے کی جان کا فدیہ دیا
تیرا باپ حشر کے دن مخلوق کو اپنا کوثر پلانے والا ہے
اور تُو طفِ کربلا میں ہمارے بچوں کو پانی پلانے والا ہے

وقال أبو الفرج الإصبهاني في مقاتل الطالبيين : كان العباس بن علي (عليه السلام)

اور ابوالفرج اصبہانی نے "مقاتل الطالبین" میں کہا ہے: عباس بن علی (علیہ السلام)

يُكنَّى أبا الفضل ، وأمُّه أم البنين أيضاً ، وهو أكبر ولدها ، وهو آخر من قتل من إخوته لأبيه وأمه ، وفي العباس بن علي (عليه السلام) يقول الشاعر :

کی کنیت ابوالفضل تھی، اور ان کی والدہ بھی ام البنین تھیں، اور وہ اپنی والدہ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے، اور وہ اپنے حقیقی بھائیوں میں سب سے آخر میں شہید ہوئے۔ اور عباس بن علی (علیہ السلام) کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

أحقُّ الناسِ أن يُبْكَى عليه فتىً أبكى الحسينَ بكربلاءِ
أخوه وابنُ وَالِدِه عليٌّ أبو الفضل المضرَّجُ بالدماءِ
وَمَنْ واساه لا يَثْنيه شيءٌ وَجَادَ لَهُ عَلَى عَطَش بماءِ

سب سے زیادہ حق دار وہی ہے کہ جس پر رویا جائے
وہ جواں جس نے کربلا میں حسین کو رُلا دیا
اُس کا بھائی، اور اپنے باپ علی کا بیٹا
ابوالفضل، جو خون میں لت پت ہوا
اور جس نے اُس کی مواسات کی، کوئی شے اُسے باز نہ رکھ سکی
اور اپنی پیاس کے باوجود اُسے پانی پلا دیا

وفيه يقول الكميت بن زيد :

اور ان کے بارے میں کُمیت بن زید کہتے ہیں:

وأبو الفَضْلِ إنَّ ذِكْرَهُمُ الحُلْوُ شِفَاءُ النفوسِ مِنْ أَسْقَامِ
قُتِلَ الأدعياءُ إذْ قتلوه أَكْرَمَ الشاربينَ صَوْبَ الغَمَامِ

اور ابوالفضل — بے شک اُن کا ذکرِ شیریں روحوں کے امراض کے لیے شفا ہے
جب انہوں نے اُسے قتل کیا تو دراصل وہ حرام زادے خود مارے گئے
اُس ہستی کو مار کر جو بادل کی بارش پینے والوں میں سب سے کریم تھا

وكان العباس (عليه السلام) رجلا وسيماً جميلا ، يركب الفرس المطهَّم ورجلاه يخطّان في الأرض ، وكان يقال له : قمر بني هاشم ، وكان لواء الحسين (عليه السلام) معه.

قال : وعن جعفر بن محمد (عليه السلام) قال : عبَّأ الحسين بن علي (عليه السلام) أصحابه ، فأعطى رايته أخاه العباس ، حدَّثني أحمد بن عيسى ، عن حسين بن نصر ، عن أبيه ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) أن زيد بن رقاد وحكيم بن الطفيل الطائي قتلا العباس بن علي (عليه السلام) ، وكانت أم البنين ـ أم هؤلاء الأربعة الإخوة القتلى ـ تخرج إلى البقيع فتندب بنيها أشجى ندبة وأحرقها ، فيجتمع الناس إليها يسمعون منها ، فكان مروان يجيء فيمن يجيء لذلك ، فلا يزال يسمع ندبتها ويبكي. ذكر ذلك محمد بن علي بن حمزة ، عن النوفلي ، عن حماد بن عيسى الجهني ، عن معاوية بن عمار ، عن جعفر بن محمد (عليهما السلام) [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 55 ـ 56.

.

عباس (علیہ السلام) ایک وجیہ اور خوبصورت مرد تھے، جب فربہ اور توانا گھوڑے پر سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین سے لگتے تھے، اور انہیں قمرِ بنی ہاشم کہا جاتا تھا، اور حسین (علیہ السلام) کا علم ان کے پاس تھا۔

کہا: اور جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: حسین بن علی (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب کو صف آرا کیا اور اپنا علم اپنے بھائی عباس کو عطا فرمایا۔ مجھے احمد بن عیسیٰ نے حسین بن نصر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عمرو بن شمر سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے ابوجعفر (علیہ السلام) سے حدیث بیان کی کہ زید بن رقاد اور حکیم بن طفیل طائی نے عباس بن علی (علیہ السلام) کو قتل کیا۔ اور ام البنین - جو ان چار شہید بھائیوں کی والدہ تھیں - بقیع کی طرف نکل جاتیں اور اپنے بیٹوں پر نہایت دردناک اور دل جلا دینے والا نوحہ کرتیں، تو لوگ ان کے گرد جمع ہو کر ان کا نوحہ سنتے، اور مروان بھی ان لوگوں میں شامل ہو کر آتا جو اس مقصد کے لیے آیا کرتے تھے، وہ برابر ان کا نوحہ سنتا رہتا اور روتا رہتا۔ اس روایت کو محمد بن علی بن حمزہ نے نوفلی سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، انہوں نے جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے نقل کیا ہے۔(1)

قالوا : وكان العباس (عليه السلام) السقّاء قمر بني هاشم صاحب لواء الحسين (عليه السلام) وهو أكبر الإخوان ، مضى يطلب الماء فحملوا عليه وحمل عليهم ، وجعل يقول :

لا أرهبُ الموتَ إذا الموتُ زَقا حتى أُواري في المصاليتِ لُقَى

نفسي لنفسِ المصطفى الطُّهرِ وِقَا إني أنا العبَّاسُ أغدو بالسِّقَا

ولا أخافُ الشرَّ يومَ الملتقى

ففرَّقهم فكمن له زيد بن ورقاء من وراء نخلة ، وعاونه حكيم بن الطفيل السنبسي ، فضربه على يمينه ، فأخذ السيف بشماله وحمل وهو يرتجز :

واللهِ إن قطعتُمُ يميني إني أحامي أبداً عن ديني
وعن إمام صادقِ اليقينِ نَجْلِ النبيِّ الطاهرِ الأمينِ

لوگوں نے کہا: عباس (علیہ السلام) سقّا، قمرِ بنی ہاشم، حسین (علیہ السلام) کے علم بردار تھے اور بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ وہ پانی لینے کے لیے روانہ ہوئے تو دشمنوں نے ان پر یلغار کی اور انہوں نے بھی ان پر حملہ کیا، اور یہ کہتے جاتے تھے:

میں موت سے نہیں ڈرتا جب موت چیخ اٹھے
یہاں تک کہ میں بہادروں کے درمیان لاش بن کر دفن ہو جاؤں

میری جان پاکیزہ مصطفیٰ کی جان پر قربان ہے
میں ہی عباس ہوں جو پانی لے کر آ رہا ہوں

اور میں مقابلے کے دن شر سے نہیں ڈرتا۔ چنانچہ انہوں نے دشمنوں کو منتشر کر دیا۔ زید بن ورقاء ایک کھجور کے درخت کی آڑ میں ان کی گھات میں بیٹھا تھا، اور حکیم بن طفیل سنبسی نے اس کی مدد کی، اس نے ان کے دائیں ہاتھ پر وار کیا۔ تب انہوں نے تلوار بائیں ہاتھ میں تھام لی اور حملہ کیا، اس حال میں کہ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

خدا کی قسم! اگر تم نے میرا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا ہے
تو میں ہمیشہ اپنے دین کی حفاظت کرتا رہوں گا
اور اس امام کی جو یقین صادق رکھتے ہیں
جو پاکیزہ و امانت دار نبی کی نسل سے ہیں

فقاتل حتى ضعف ، فكمن له الحكيم بن الطفيل الطائي من وراء نخلة ، فضربه على شماله فقال :

يا نفسُ لا تخشي من الكُفَّارِ وأبشري برحمةِ الجبَّارِ
مع النبيِّ السيِّدِ المختارِ قد قطعوا ببغيِهِمْ يَسَاري

پھر وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ کمزور پڑ گئے۔ حکیم بن طفیل طائی ایک کھجور کے درخت کی آڑ میں ان کی گھات میں بیٹھا تھا، اس نے ان کے بائیں ہاتھ پر وار کیا، تو انہوں نے فرمایا:

اے میری جان ! کافروں سے خوف نہ کھا
اور اللہ جبار کی رحمت کی بشارت حاصل کر
سیّد و برگزیدہ نبی کے ساتھ (جنت میں رہنے کی)
انہوں نے اپنی سرکشی سے میرا بایاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا ہے

فأَصْلِهِم يا ربِّ حَرَّ النارِ
فضربه ملعون بعمود من حديد فقتله ، فلمّا رآه الحسين (عليه السلام) صريعاً على شاطىء الفرات بكى وأنشأ يقول :

تعدَّيتُمُ يا شرَّ قوم ببغيِكُمْ وخالفتُمُ دينَ النبيِّ محمَّدِ
أَمَا كان خيرُ الرسلِ أوصاكُمُ بنا أَمَا نحن من نَجْلِ النبيِّ المسدَّدِ
أَمَا كانت الزهراءُ أُمّي دُوْنَكُمْ أَمَا كان من خيرِ البريَّةِ أحمدِ
لُعِنْتُمْ وأُخزِيتم بما قد جَنَيْتُمُ فسوف تُلاقوا حَرَّ نارٍ تَوَقُّدِ

اے میرے رب ! انہیں آگ کی شدید حرارت میں جھونک دے۔ پھر اس ملعون نے لوہے کے گرز سے ان پر وار کیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حسین (علیہ السلام) نے انہیں فرات کے کنارے زمین پر گرا ہوا دیکھا تو رو پڑے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

اے بدترین قوم ! تم نے اپنی سرکشی سے حد سے تجاوز کیا
اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) نبی کے دین کی مخالفت کی
کیا بہترین رسول نے تمہیں ہمارے بارے میں وصیت نہیں کی تھی؟
کیا ہم اسی ثابت قدم نبی کی نسل سے نہیں ہیں؟
کیا زہراء (علیہا السلام) صرف میری ہی ماں نہ تھیں؟
کیا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) بہترین مخلوق میں سے نہ تھے؟
تم پر لعنت ہو اور تمہیں اپنے کیے کی پاداش میں ذلت نصیب ہو
عنقریب تم بھڑکتی ہوئی آگ کی حرارت کا مزہ چکھو گے

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : وفي بعض تأليفات أصحابنا أن العباس لما رأى وحدته (عليه السلام) أتى أخاه وقال : يا أخي ، هل من رخصة ؟ فبكى الحسين (عليه السلام) بكاء شديداً ، ثم قال : يا أخي ، أنت صاحب لوائي ، وإذا مضيت تفرَّق عسكري ، فقال العباس : قد ضاق صدري وسئمت من الحياة ، وأريد أن أطلب ثأري من هؤلاء المنافقين.

فقال الحسين (عليه السلام) : فاطلب لهؤلاء الأطفال قليلا من الماء ، فذهب العباس ووعظهم وحذَّرهم فلم ينفعهم ، فرجع إلى أخيه فأخبره ، فسمع الأطفال ينادون : العطش العطش ، فركب فرسه وأخذ رمحه والقربة ، وقصد نحو الفرات ، فأحاط به أربعة آلاف ممن كانوا موكَّلين بالفرات ، ورموه بالنبال ، فكشفهم وقتل منهم ـ على ما روي ـ ثمانين رجلا حتى دخل الماء.

فلمّا أراد أن يشرب غرفة من الماء ذكر عطش الحسين (عليه السلام) وأهل بيته ، فرمى الماء وملأ القربة ، وقال على ما روي :

يا نفسُ من بَعْدِ الحسينِ هوني وبَعْدَه لا كنتِ أَنْ تكوني
هَذا الحسينُ واردُ المَنُونِ وتشربينَ بَارِدَ الْمَعِينِ

تاللهِ ما هذا فِعَالُ ديني

وحملها على كتفه الأيمن ، وتوجَّه نحو الخيمة ، فقطعوا عليه الطريق ، وأحاطوا به من كل جانب ، فحاربهم حتى ضربه نوفل الأزرق على يده اليمنى فقطعها ، فحمل القربة على كتفه الأيسر ، فضربه نوفل فقطع يده اليسرى من الزند ، فحمل القربة بأسنانه ، فجاءه سهم فأصاب القربة وأريق ماؤها.

علامہ مجلسی (علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں: ہمارے بعض علماء کی تصانیف میں مذکور ہے کہ عباس (علیہ السلام) نے جب اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کی تنہائی دیکھی تو ان کے پاس آئے اور عرض کیا: بھائی جان ! کیا مجھے اجازت ہے؟ حسین (علیہ السلام) شدت سے رو پڑے، پھر فرمایا: بھائی ! تم ہی میرے علم بردار ہو، اگر تم چلے گئے تو میرا لشکر بکھر جائے گا۔ عباس (علیہ السلام) نے کہا: میرا سینہ تنگ ہو چکا ہے اور میں زندگی سے اکتا چکا ہوں، اور میں ان منافقوں سے اپنا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔

حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تو پھر ان بچوں کے لیے تھوڑا سا پانی لے آؤ۔ چنانچہ عباس (علیہ السلام) گئے اور انہیں نصیحت کی اور ڈرایا مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ اپنے بھائی کے پاس واپس آئے اور انہیں خبر دی۔ اسی اثنا میں انہوں نے بچوں کو "پیاس !پیاس !" پکارتے سنا، تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، نیزہ اور مشک لی اور فرات کی طرف روانہ ہوئے۔ فرات پر مامور چار ہزار افراد نے انہیں گھیر لیا اور ان پر تیر برسائے، لیکن انہوں نے انہیں چیرتے ہوئے راستہ بنا لیا اور روایت کے مطابق ان میں سے اسّی افراد کو قتل کر ڈالا یہاں تک کہ پانی میں داخل ہو گئے۔

جب انہوں نے ایک چلو پانی پینا چاہا تو انہیں حسین (علیہ السلام) اور اہلِ بیت کی پیاس یاد آ گئی، چنانچہ انہوں نے پانی گرا دیا اور مشک بھر لی، اور روایت کے مطابق یہ اشعار پڑھے:

اے میری جان ! حسین (علیہ السلام) کے بعد ذلیل ہو جا
اور ان کے بعد تیرا وجود ہی نہ ہو تو بہتر ہے
یہ حسین (علیہ السلام) موت کی طرف بڑھ رہے ہیں
اور تو ٹھنڈا میٹھا پانی پیے؟

خدا کی قسم ! یہ میرے دین کا طریقہ نہیں۔

پھر انہوں نے مشک اپنے دائیں کندھے پر اٹھائی اور خیمے کی طرف روانہ ہوئے۔ دشمنوں نے ان کا راستہ روک لیا اور ہر طرف سے انہیں گھیر لیا، چنانچہ وہ ان سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ نوفل ازرق نے ان کے دائیں ہاتھ پر وار کیا اور اسے کاٹ ڈالا۔ انہوں نے مشک اپنے بائیں کندھے پر اٹھا لی، تو نوفل نے وار کر کے ان کا بایاں ہاتھ بھی کلائی سے کاٹ دیا۔ انہوں نے مشک اپنے دانتوں سے تھام لی، پھر ایک تیر آیا جو مشک کو لگا اور اس کا پانی بہہ گیا۔

مَا سَاءَهُ قَطْعُ اليدينِ فعندَهُ لا شيءَ في جَنْبِ الإلهِ ثمينُ
بَلْ ساءه إهراقُ مَاءِ مَزَادة فبها لريِّ الطاهراتِ ضمينُ
تاللهِ لو عادت يَدَاهُ لا ستقى مَاءً وما هو باليدينِ ضنينُ [1]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 58.

دونوں ہاتھ کٹ جانا انہیں غمگین نہ کر سکا
کیونکہ اللہ کے مقابلے میں ان کے نزدیک کوئی چیز قیمتی نہ تھی
بلکہ انہیں مشک کا پانی بہہ جانے کا غم ہوا
کیونکہ اسی میں پاکیزہ خواتین کی سیرابی کی ضمانت تھی
خدا کی قسم ! اگر ان کے ہاتھ لوٹ آتے تو وہ پھر پانی بھرتے
اور وہ اپنے ہاتھوں پر بخل کرنے والے نہ تھے(1)

قال الراوي : ثم جاءه سهم آخر فأصاب صدره ، فانقلب عن فرسه وصاح إلى أخيه الحسين : أدركني ، فلمّا أتاه رآه صريعاً فبكى (عليه السلام).. ونادى : الآن انكسر ظهري وقلت حيلتي [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/42.

راوی کہتا ہے: پھر ایک اور تیر آیا جو ان کے سینے پر لگا، تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑے اور اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کو پکارا: میری فریاد کو پہنچو ! جب حسین (علیہ السلام) ان کے پاس آئے تو انہیں زمین پر گرا ہوا دیکھا، رو پڑے اور پکار اٹھے: اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میری چارہ گری ختم ہو گئی۔(2)

وَهَوَى عليه مَاهُنَالِكَ قائلا اليومَ بَانَ عن اليمينِ حُسَامُها
اليومَ سَارَ عن الكتائبِ كَبْشُها اليومَ غَابَ عن الهُدَاةِ إمامُها
اليومَ نامت أعينٌ بك لَمْ تَنَمْ وتسهَّدَتْ أخرى فَعَزَّ مَنَامُها

اور وہ وہیں ان پر گر پڑے، یہ کہتے ہوئے:
آج داہنے ہاتھ سے اس کی تلوار جدا ہو گئی
آج لشکروں سے ان کا سردار رخصت ہو گیا
آج ہدایت پانے والوں سے ان کا امام اوجھل ہو گیا
آج وہ آنکھیں سو گئیں جو تیری وجہ سے کبھی نہ سوتی تھیں
اور دوسری آنکھیں بیدار ہو گئیں کہ ان کی نیند ہی محال ہو گئی

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے شیخ محمد علی یعقوبی (علیہ الرحمہ) کا، وہ فرماتے ہیں:

ولمَّا رآه السبطُ شِلواً موزَّعاً هَوَى فوقَهُ مُحْدَوْدِبَ الظَّهْرِ حانيا
ففي أيِّ كفٍّ بَعْدَك اليومَ أتّقي غَوَاشي الأعادي أَمْ أَذُودُ الأعاديا
عليَّ عزيزٌ أن أراك مجدَّلا تريبَ المحيَّا عافرَ الجسمِ داميا
عليك انحنى ظهري وشَلَّت يَدُ الردى
يميني وَجَذَّتْ في ظُبَاها شِمَاليا فهلاَّ شَجَتْكَ الفاطمياتُ إذْ غَدَتْ
(بحال به يُشْجِيْنَ حتَّى الأعاديا)
وَضَجَّتْ بمَنْ فيها عليكَ خِيَامُها فناعيةٌ فيها تُجَاوِبُ نَاعِيا
وكنتَ لها الساقي إذا كَصَّها الظَّمَا
وها هي تستسقي الدموعَ الجَوَارِيا تَقَضَّتْ لياليهنَّ فيك زَوَاهِراً
وقد أصبحت أَيَّامُهُنَّ لَيَاليا وكانت رُبُوعُ العِزِّ فيك حواليا
وَبَعْدَكَ قد عادت يَبَاباً خَوَاليا
فَمَنْ ذَا الذي يحمي الضعينةَ إنْ سَرَتْ
إلى الشامِ فيها العيسُ تَطْوِي الفيافيا
فيا ابنَ التي تُنْمَى لأزكى قبيلة وقد أنجبت تلك البنينَ الزَّوَاكيا
لجأتُ إلى مَثْوَاكَ ضيفاً ولم تكن لِتَطْرُدَ ضيفاً مستجيراً ولاجيا [1]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبد الصاحب الموسوي : 348 ـ 349.

جب نواسۂ رسول نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے جسم کی صورت دیکھا
تو کمر جھکائے، خمیدہ ہو کر ان پر گر پڑے
اب تیرے بعد میں کس ہاتھ سے دشمنوں کے حملوں سے بچوں
یا دشمنوں کو دور ہٹاؤں؟
مجھ پر یہ کتنا گراں ہے کہ میں تجھے خاک پر پڑا دیکھوں
چہرہ خاک آلود، جسم مٹی میں لتھڑا اور خون میں تر
تیری وجہ سے میری کمر جھک گئی، اور موت کے ہاتھ نے
میرا دایاں بازو شل کر دیا اور اپنی تلوار کی دھار سے
میرا بایاں بازو بھی کاٹ ڈالا
کیا فاطمہ (علیہا السلام) کی بیٹیوں نے تجھے غمگین نہ کیا،
جب وہ ایسے حال میں ہو گئیں
کہ ان کا یہ حال دشمنوں کو بھی رلا دیتا
اور خیمے اپنے مکینوں کے ساتھ تجھ پر چیخ اٹھے
ایک نوحہ گر دوسرے نوحہ گر کو جواب دیتی رہی
تو ہی ان کا ساقی تھا جب پیاس انہیں ستاتی
اور اب وہ رواں آنسوؤں سے سیرابی مانگ رہی ہیں
تیری وجہ سے ان کی راتیں چمکتی گزرا کرتی تھیں
اور اب ان کے دن بھی رات کی طرح تاریک ہو گئے
تیرے دم سے عزت کے گھر آباد تھے
اور تیرے بعد وہ ویران اور سنسان ہو گئے
اب کون ہے جو بے کس عورت کی حفاظت کرے گا، جب وہ روانہ ہوں گی

شام کی طرف، اونٹنیاں ریگستانوں کو طے کرتی ہوئیں
اے اس ماں کے بیٹے جس کی نسبت پاکیزہ ترین قبیلے سے ہے
اور جس نے ایسے پاکیزہ بیٹوں کو جنم دیا
میں تیری آرام گاہ کی طرف بطور مہمان پناہ لینے آیا ہوں، اور تو ایسا نہیں
کہ پناہ مانگنے والے، اندر آنے والے مہمان کو دھتکار دے(1)

قال بعض الرواة : لما ضاق الأمر بالحسين (عليه السلام) وقد بقي وحيداً فريداً ، التفت إلى خيم بني أبيه فرآها خالية منهم ، ثمَّ التفت إلى خيم بني عقيل فوجدها خالية منهم ، ثمَّ التفت إلى خيم أصحابه فلم ير أحداً منهم ، فجعل يكثر من قول : لا حول ولا قوّة إلاّ بالله العلي العظيم ، ثمَّ ذهب إلى خيم النساء ، فجاء إلى خيمة ولده زين العابدين (عليه السلام) فرآه ملقىً على نطع من الأديم ، فدخل عليه وعنده زينب تمرِّضه ، فلمَّا

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب حسین (علیہ السلام) پر حالات نہایت تنگ ہو گئے اور وہ بالکل تنہا و یکہ و تنہا رہ گئے تو انہوں نے اپنے باپ کے خاندان کے خیموں کی طرف نگاہ کی، انہیں ان سے خالی پایا۔ پھر بنی عقیل کے خیموں کی طرف دیکھا تو انہیں بھی ان سے خالی پایا۔ پھر اپنے اصحاب کے خیموں کی طرف نگاہ کی تو ان میں سے کسی کو نہ پایا، چنانچہ بکثرت یہ کلمات دہرانے لگے: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر خواتین کے خیموں کی طرف چل پڑے، اور اپنے بیٹے زین العابدین (علیہ السلام) کے خیمے میں آئے تو انہیں چمڑے کے بستر پر لیٹا ہوا پایا۔ وہ ان کے پاس اندر گئے، اور زینب (علیہا السلام) ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔ جب

نظر إليه علي بن الحسين (عليهما السلام) أراد النهوض فلم يتمكَّن من شدّة المرض ، فقال لعمَّته : سنديني إلى صدرك ، فهذا ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قد أقبل ، فجلست زينب خلفه وأسندته إلى صدرها ، فجعل الحسين (عليه السلام) يسأل ولده عن مرضه ، وهو يحمد الله تعالى ، ثم قال : يا أبتاه ، ما صنعت اليوم مع هؤلاء المنافقين ؟ فقال له الحسين (عليه السلام) : يا ولدي ، قد استحوذ عليهم الشيطان فأنساهم ذكر الله ، وقد شبَّ الحرب بيننا وبينهم ـ لعنهم الله ـ حتى فاضت الأرض بالدم منّا ومنهم.

علی بن الحسین (علیہما السلام) نے انہیں دیکھا تو اٹھنے کی کوشش کی مگر شدتِ مرض کے باعث اٹھ نہ سکے، چنانچہ اپنی پھوپھی سے کہا: مجھے اپنے سینے سے ٹیک لگا دیں، کیونکہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند تشریف لا رہے ہیں۔ زینب (علیہا السلام) ان کے پیچھے بیٹھ گئیں اور انہیں اپنے سینے سے ٹیک لگا دی۔ حسین (علیہ السلام) اپنے بیٹے سے اس کی بیماری کے بارے میں پوچھنے لگے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے۔ پھر کہا: ابا جان! آج آپ نے ان منافقوں کے ساتھ کیا کیا؟ حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: بیٹا! شیطان ان پر غالب آچکا ہے اور اس نے انہیں اللہ کی یاد بھلا دی ہے، اور ہمارے اور ان کے درمیان جنگ اس قدر شدید ہو چکی ہے - اللہ ان پر لعنت کرے - کہ زمین ہمارے اور ان کے خون سے بھر گئی ہے۔

فقال علي (عليه السلام) : يا أبتاه ، أين عمّي العباس ؟ ، فلمَّا سأل عن عمِّه اختنقت زينب بعبرتها ، وجعلت تنظر إلى أخيها كيف يجيبه ، لأنه لم يخبره بشهادة عمه العباس خوفاً من أن يشتدَّ مرضه ، فقال (عليه السلام) : يا بنيَّ ، إن عمَّك قد قُتل ، وقطعوا يديه على شاطىء الفرات ، فبكى علي بن الحسين (عليه السلام) بكاء شديداً حتى غشي عليه [1]

الدمعة الساكبة ، البهبهاني : 4/351 ، معالي السبطين ، الحائري : 2/22.

.

علی (علیہ السلام) نے پوچھا: ابا جان! میرے چچا عباس کہاں ہیں؟ جب انہوں نے اپنے چچا کے بارے میں سوال کیا تو زینب (علیہا السلام) کا گلا آنسوؤں سے بھر آیا، اور وہ دیکھنے لگیں کہ ان کے بھائی اس کا کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ انہوں نے (علی کو) اپنے چچا عباس کی شہادت کی خبر اس خوف سے نہیں دی تھی کہ کہیں ان کی بیماری مزید شدید نہ ہو جائے۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: بیٹا! تمہارے چچا شہید کر دیے گئے ہیں، اور ان کے دونوں ہاتھ فرات کے کنارے کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ یہ سن کر علی بن الحسین (علیہ السلام) شدت سے رو پڑے یہاں تک کہ ان پر غشی طاری ہو گئی۔(1)

ولله درّ الشيخ حسن الحلي عليه الرحمة إذ يقول على لسان الإمام الحسين (عليه السلام) يندب أخاه العباس :

اللہ بھلا کرے شیخ حسن حلی (علیہ الرحمہ) کا، وہ امام حسین (علیہ السلام) کی زبانی اپنے بھائی عباس (علیہ السلام) کا نوحہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وأحنى عليه قائلاً هتك العدى حجابَ المعالي واستُحل حرامُها
أخي بمن أسطو وإنك ساعدي وعضبي إذا ما ضاق يوماً مقامُها
أخي فمن يُعطي المكارم حقها ومن فيه إعزازاً تطاول هامُها
أخي فمن للمحصنات إذا غدت بملساء يُذكي الحائمات رغامُها
أخي لمن أُعطي اللواء ومَنْ به يشق عباب الحرب إن جاش سامُها
فو الهفتا والدهر غدرٌ صروفهُ عليك وعفواً ناضلتني سهامها
إلى الله أشكو لوعة لو أبثُها على شامخات الأرض ساخ شمامها [2]

العباس (عليه السلام) ، للمقرم : 367 ـ 368.

اور وہ ان پر جھک کر کہنے لگے: دشمنوں نے
بلندیوں کا پردہ چاک کر دیا اور اس کی حرمتیں پامال کر
دیں
بھائی ! اب میں کس کے سہارے حملہ کروں، تم ہی
تو میرا بازو تھے
اور میری تیز تلوار، جب کبھی میدان تنگ پڑ جاتا
بھائی ! اب مکارم کو ان کا حق کون دے گا
اور کس میں وہ عزت ہے جس سے سربلندی کی
چوٹیاں اونچی ہوں
بھائی ! اب پاکدامن خواتین کا سہارا کون بنے گا جب
وہ نکلیں
کھلے میدان میں، جہاں بھٹکنے والوں کی گرد اور بھڑک
اٹھے
بھائی ! علم اب کسے دیا جائے، اور کون اس کے
ساتھ
جنگ کی موجوں کو چیرے گا جب اس کا زہر جوش میں
آئے
ہائے افسوس ! زمانہ ہمیشہ سے بے وفا ہے، اس کے
حادثات
تجھ پر ٹوٹ پڑے، اور معاف کیجیے، اس کے تیروں
نے مجھ سے مقابلہ کیا
میں اللہ کے حضور اس سوز کی شکایت کرتا ہوں کہ اگر
اسے ظاہر کروں
تو زمین کی بلند و بالا چوٹیاں بھی اس میں دھنس
جائیں(2)

المجلس الثالث ، من اليوم السابع

مقامات العباس (عليه السلام) ومواقفه الشريفة

يقول الحجّة المقدّس الشيخ عبدالله بن معتوق عليه الرحمة في شجاعة العباس بن أمير المؤمنين (عليه السلام) وتضحيته :

لم أنسَ إذْ صال في يومِ النزالِ على الـ
أبطالِ مَنْ هو للآجالِ مُخْتَرِمُ هو الفتى شِبْلُ ذاك الليثِ حيدرة
مَنْ لاَ فتىً غَيْرَهُ في الرَّوعِ يَقْتَحِمُ هو المفضَّلُ مَنْ للفضلِ كان أباً
والمكرُمات إذا عُدَّتْ له شِيَمُ شَهْمٌ هِزَبْرٌ جَرِيٌّ في الوغى أَسَدٌ
وفي الدُّجَا قَمَرٌ تُجْلَى به الظُّلَمُ له مَقَاعِدُ صِدْق عندَ مالِكِهِ
وفي المواقِفِ مازلَّت له قَدَمُ تخاله إنْ سَطَا الأبطالُ صاعقةً
مِنْ صَوْتِهِ حَلَّ في آذانِهِمْ صَمَمُ

قال السيِّد محسن الأمين عليه الرحمة في المجالس السنية :

ولد العباس بن أمير المؤمنين (عليه السلام) سنة ست وعشرين من الهجرة ، وعاش مع أبيه أمير المؤمنين (عليه السلام) أربع عشرة سنة ، وحضر بعض الحروب فلم يأذن له أبوه في النزال ، وقُتل مع أخيه الحسين (عليه السلام) بكربلاء وعمره أربع وثلاثون سنة ، ويكنَّى أبا الفضل ويلقَّب بالسقَّاء وقمر بني هاشم ، وقُتل معه بكربلاء ثلاثة إخوة لأمه وأبيه ، وكانت له يوم كربلاء مقامات مشهودة ومواقف عظيمة ، وكانت له صفات عالية ، وأعمال جليلة امتاز بها.

تیسری مجلس، ساتویں دن کی

حضرت عباس (علیہ السلام) کے مقامات اور ان کے شریف مواقف

حجۃ مقدس شیخ عبداللہ بن معتوق علیہ الرحمہ، عباس بن امیر المومنین (علیہ السلام) کی شجاعت اور ان کی قربانی کے بارے میں فرماتے ہیں:

میں نہیں بھولا جب معرکے کے دن انہوں نے
پہلوانوں پر یوں حملہ کیا
جیسے وہ اجلوں کو اچک لینے والے ہوں
وہ وہی جوان ہیں، اس شیر حیدر کے شیر بچے
جن کے سوا کوئی جوان خوف کے میدان میں نہیں
کودتا
وہ فضیلت والے ہیں، جو فضل کے لیے باپ کی مانند
ہیں
اور بزرگیاں، جب گنی جائیں تو ان کی سرشت ہیں
وہ بہادر، دلیر، معرکے میں شیر ہیں
اور تاریکی میں چاند ہیں جس سے اندھیرے دور ہوتے
ہیں
ان کے اپنے مالک کے ہاں سچائی کے مقامات ہیں
اور مواقف میں ان کا قدم کبھی نہیں ڈگمگایا
تم انہیں یوں گمان کرو کہ جب پہلوان حملہ آور ہوں تو
وہ کڑکتی بجلی ہیں
جن کی آواز سے ان کے کانوں میں بہرا پن سما جائے

سید محسن امین علیہ الرحمہ 'المجالس السنیہ' میں فرماتے ہیں: عباس بن امیر المومنین (علیہ السلام) چھبیس ہجری میں پیدا ہوئے، اور اپنے والد امیر المومنین (علیہ السلام) کے ساتھ چودہ برس زندگی گزاری۔ وہ بعض جنگوں میں حاضر ہوئے مگر ان کے والد نے انہیں میدان میں اترنے کی اجازت نہ دی۔ وہ اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے جبکہ ان کی عمر چونتیس برس تھی۔ ان کی کنیت ابو الفضل اور لقب سقّا اور قمرِ بنی ہاشم ہے۔ ان کے ساتھ کربلا میں ماں باپ دونوں کی طرف سے ان کے تین بھائی بھی قتل ہوئے۔ کربلا کے دن ان کے مشہود مقامات اور عظیم مواقف تھے، اور ان میں ایسی بلند صفات اور جلیل اعمال تھے جن سے وہ ممتاز ہوئے۔

منها أنه (عليه السلام) كان صاحب لواء الحسين (عليه السلام) ، واللواء هو العلم الأكبر ، ولا يحمله إلاّ الشجاع الشريف في المعسكر.

ان میں سے ایک یہ کہ وہ حسین (علیہ السلام) کے علمبردار تھے، اور 'لواء' سب سے بڑا جھنڈا ہوتا ہے جسے لشکر میں صرف شجاع اور شریف انسان ہی اٹھاتا ہے۔

ومنها أنه كان قوياً شجاعاً ، وفارساً وسيماً جسيماً ، يركب الفرس المطهَّم

اور یہ بھی کہ وہ طاقتور اور بہادر تھے، خوبصورت اور تنومند شہسوار تھے، عمدہ نسل کے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے

ورجلاه تخطّان في الأرض.

جبکہ ان کے پاؤں زمین پر لکیریں کھینچتے تھے۔

ومنها أنه لما جمع الحسين (عليه السلام) أهل بيته وأصحابه ليلة العاشر من المحرم وخطبهم فقال في خطبته : أمَّا بعد فإني لا أعلم أصحاباً أوفى ولا خيراً من أصحابي ، ولا أهل بيت أبرَّ ولا أوصل من أهل بيتي ، وهذا الليل قد غشيكم فاتخذوه جملا ، وليأخذ كل واحد منكم بيد رجل من أهل بيتي ، وتفرَّقوا في سواد هذا الليل ، وذروني وهؤلاء القوم ، فإنهم لا يريدون غيري ، قام إليه العباس (عليه السلام) فقال : ولم نفعل ذلك ؟ لنبقى بعدك ؟ لا أرانا الله ذلك أبداً ، ثم تكلَّم أهل بيته وأصحابه بمثل هذا ونحوه.

اور یہ بھی کہ جب حسین (علیہ السلام) نے دسویں محرم کی رات اپنے اہل بیت اور اصحاب کو جمع کیا اور انہیں خطاب کیا تو اپنے خطبے میں فرمایا: اما بعد! میں اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر کوئی اصحاب نہیں جانتا، اور نہ اپنے اہل بیت سے زیادہ نیک اور صلہ رحمی کرنے والا کوئی اہل بیت جانتا ہوں۔ یہ رات تم پر چھا چکی ہے، اسے سواری بنا لو، اور تم میں سے ہر ایک میرے اہل بیت میں سے کسی مرد کا ہاتھ تھام لے اور اس رات کی تاریکی میں منتشر ہو جاؤ، اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ چھوڑ دو، کیونکہ یہ مجھ ہی کو چاہتے ہیں۔ عباس (علیہ السلام) ان کی طرف اٹھے اور کہا: ہم ایسا کیوں کریں؟ کیا اس لیے کہ ہم آپ کے بعد زندہ رہیں؟ اللہ ہمیں یہ دن کبھی نہ دکھائے۔ پھر ان کے اہل بیت اور اصحاب نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔

ومنها أنه ـ لما ـ نادى شمر : أين بنو أختنا ؟ أين العباس وإخوته ؟ فلم يجبه أحد ، فقال لهم الحسين (عليه السلام) : أجيبوه وإن كان فاسقاً ، فإنه بعض أخوالكم ، قال له العباس (عليه السلام) : ما تريد ؟ فقال : أنتم يا بني أختي آمنون ، فقال له العباس (عليه السلام) : لعنك الله ولعن أمانك ، أتؤمننا وابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) لا أمان له ؟ وتكلَّم إخوته بنحو كلامه ثم رجعوا.

اور یہ بھی کہ جب شمر نے پکارا: ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟ عباس اور ان کے بھائی کہاں ہیں؟ تو کسی نے اسے جواب نہ دیا۔ حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اسے جواب دو، اگرچہ وہ فاسق ہے، مگر وہ تمہارے ماموؤں میں سے ایک ہے۔ عباس (علیہ السلام) نے اس سے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اے میری بہن کے بیٹو! تم امان میں ہو۔ عباس (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: اللہ تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے، تو ہمیں امان دیتا ہے جبکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند کے لیے کوئی امان نہیں؟ ان کے بھائیوں نے بھی اسی طرح کی بات کہی، پھر وہ واپس چلے گئے۔

ومنها أنه لما أخذ عبدالله بن حزام ابن خال العباس (عليه السلام) أماناً من ابن زياد للعباس وإخوته من أمه قالوا : لا حاجة لنا في الأمان ، أمان الله خير من أمان ابن سمية.

اور یہ بھی کہ جب عبداللہ بن حزام، جو عباس (علیہ السلام) کے ماموں زاد بھائی تھے، نے ابن زیاد سے عباس اور ان کے ماں شریک بھائیوں کے لیے امان حاصل کی تو انہوں نے کہا: ہمیں امان کی کوئی حاجت نہیں، اللہ کی امان ابنِ سمیہ کی امان سے کہیں بہتر ہے۔

ومنها أنه لما اشتدَّ العطش بالحسين (عليه السلام) وأصحابه أمر أخاه العباس (عليه السلام) ، فسار في عشرين راجلا يحملون القرب وثلاثين فارساً ، فجاؤوا ليلا حتى دنوا من الماء ، وأمامهم نافع بن هلال الجملي يحمل اللواء ، فقال عمرو بن الحجاج : من الرجل ؟ قال : نافع ، قال : ما جاء بك ؟ قال : جئنا نشرب من هذا الماء الذي حلأتمونا عنه ، قال : فاشرب هنيئاً ، قال : لا والله لا أشرب منه قطرة والحسين (عليه السلام) عطشان هو وأصحابه ، فقالوا : لا سبيل إلى سقي هؤلاء ، إنما وضعنا في هذا المكان

اور یہ بھی کہ جب حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب پر پیاس کی شدت ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی عباس (علیہ السلام) کو حکم دیا، چنانچہ وہ بیس پیادوں کے ساتھ روانہ ہوئے جو مشکیزے اٹھائے ہوئے تھے، اور تیس سوار بھی ساتھ تھے۔ وہ رات کے وقت چلے یہاں تک کہ پانی کے قریب پہنچ گئے، اور ان کے آگے آگے نافع بن ہلال جملی جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ عمرو بن حجاج نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ کہا: نافع۔ اس نے کہا: تجھے کیا لے آیا؟ کہا: ہم اس پانی سے پینے آئے ہیں جس سے تم نے ہمیں روک رکھا ہے۔ اس نے کہا: خوب پی، مزے سے پی۔ نافع نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں پیوں گا جب تک حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب پیاسے ہیں۔ تو ان لوگوں نے کہا: انہیں پانی پلانے کی کوئی صورت نہیں، ہم تو اسی مقصد کے لیے یہاں مقرر کیے گئے ہیں

لنمنعهم الماء.

کہ ہم انہیں پانی سے روکیں۔

فقال نافع لرجاله : املأوا قربكم فملأوها ، وثار إليهم عمرو بن الحجاج وأصحابه فحمل عليهم العباس (عليه السلام) ونافع بن هلال فكشفوهم وأقبلوا بالماء ، ثمّ عاد عمرو بن الحجاج وأصحابه وأرادوا أن يقطعوا عليهم الطريق ، فقاتلهم العباس (عليه السلام) وأصحابه حتى ردّوهم وجاؤوا بالماء إلى الحسين (عليه السلام).

نافع نے اپنے آدمیوں سے کہا: اپنے مشکیزے بھر لو، چنانچہ انہوں نے بھر لیے۔ عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھی ان پر جھپٹ پڑے تو عباس (علیہ السلام) اور نافع بن ہلال نے ان پر حملہ کر کے انہیں پیچھے دھکیل دیا اور پانی لے کر آگے بڑھے۔ پھر عمرو بن حجاج اور اس کے ساتھی دوبارہ پلٹے اور چاہا کہ ان کا راستہ کاٹ دیں، تو عباس (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ انہیں پیچھے ہٹا دیا اور پانی حسین (علیہ السلام) کے پاس لے آئے۔

ومنها أنه لما نشبت الحرب تقدَّم أربعة من أصحاب الحسين (عليه السلام) ، وهم الذين جاؤوا من الكوفة ومعهم فرس نافع بن هلال ، فشدّوا على الناس بأسيافهم ، فلما أوغلوا فيها عطف عليهم الناس واقتطعوهم عن أصحابهم ، فندب الحسين (عليه السلام) لهم أخاه العباس (عليه السلام) ، فحمل على القوم وحده ، فضرب فيهم بسيفه حتى فرَّقهم عن أصحابه ، ووصل إليهم فسلَّموا عليه وأتى بهم ، ولكنهم كانوا جرحى فأبوا عليه أن يستنقذهم سالمين ، فعادوا إلى القتال وهو يدفع عنهم حتى قُتلوا في مكان واحد ، فعاد العباس (عليه السلام) إلى أخيه وأخبره بخبرهم.

اور یہ بھی کہ جب جنگ چھڑ گئی تو حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے چار افراد آگے بڑھے، یہ وہی لوگ تھے جو کوفہ سے آئے تھے اور ان کے ساتھ نافع بن ہلال کا گھوڑا تھا۔ انہوں نے اپنی تلواروں سے لوگوں پر حملہ کیا، اور جب وہ صفوں میں گہرے اتر گئے تو دشمن نے انہیں گھیر لیا اور اپنے ساتھیوں سے کاٹ دیا۔ حسین (علیہ السلام) نے ان کی خاطر اپنے بھائی عباس (علیہ السلام) کو بلایا، چنانچہ وہ اکیلے ہی دشمن پر حملہ آور ہوئے اور اپنی تلوار سے ایسا وار کیا کہ انہیں ان کے ساتھیوں سے جدا کر دیا، اور ان تک پہنچ گئے تو انہوں نے آپ کو سلام کیا، اور آپ انہیں لے آئے، مگر وہ زخمی تھے اس لیے انہوں نے آپ کی یہ بات نہ مانی کہ وہ انہیں صحیح سلامت بچا لے جائیں۔ چنانچہ وہ دوبارہ جنگ کی طرف پلٹے اور آپ ان کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب ایک ہی جگہ شہید ہو گئے۔ پھر عباس (علیہ السلام) اپنے بھائی کے پاس واپس آئے اور انہیں ان کی خبر سنائی۔

ومنها أنه شبه عمه جعفر الطيار (عليه السلام) الذي قطعت يمينه ويساره في حرب مؤتة مجاهداً في سبيل الله ، وكذلك العباس (عليه السلام) قطعت يمينه ويساره مجاهداً في سبيل الله في نصرة أخيه الحسين (عليه السلام) يوم عاشوراء :

اور یہ بھی کہ عباس (علیہ السلام) اپنے چچا جعفر طیار (علیہ السلام) سے مشابہت رکھتے تھے، جن کے دائیں اور بائیں دونوں ہاتھ جنگِ موتہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے کاٹے گئے تھے، اسی طرح عباس (علیہ السلام) کے بھی دائیں اور بائیں ہاتھ عاشورا کے دن اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کی نصرت میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے کاٹے گئے:

لا تنس للعباسِ حُسْنَ مَقَامِهِ في الرَّوْعِ عندَ الغَارَةِ الشَّعْوَاءِ
واسى أخاه بها وَجَادَ بنفسِهِ في سَقيْ أطفال له ونساءِ
رَدَّ الأُلُوفَ على الألوفِ مُعَارِضاً حَدَّ السُّيُوفِ بجبهة غَرَّاءِ [1]

المجالس السنية ، السيد محسن الأمين : 1/110 ـ 112.

عباس کے حسنِ مقام کو نہ بھلاؤ
جو ہولناک اور شدید یورش کی گھڑی میں دکھایا
انہوں نے اس گھڑی اپنے بھائی کا غم بانٹا اور اپنی جان نچھاور کر دی
اپنے بچوں اور عورتوں کو پانی پلانے کی خاطر
انہوں نے ہزاروں پر ہزاروں لشکر پسپا کر دیے،
مقابل ہو کر
تلواروں کی دھار کا، اپنی روشن و تاباں پیشانی سے (۱)

وقال الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة :

اور حجۃ الاسلام شیخ علی جشی، اللہ ان پر رحمت فرمائے، نے کہا:

بالسبطِ قد هَتَفَ العبَّاسُ حين هوى
في حَوْمَةِ الْحَرْبِ للتوديعِ مُبْتَغِيا فيا لَهَا ساعةً وافى الحسينُ بها
شقيقَه وعليه قام منحنيا

عباس نے نواسۂ رسول کو پکارا جب وہ گر پڑے
میدانِ جنگ میں، الوداع کہنے کی آرزو لیے ہوئے
تو کیسی گھڑی تھی وہ، جب حسین اپنے بھائی کے پاس
آئے
اور اس پر جھکے ہوئے کھڑے ہو گئے

أَحْنَتْ أَضَالِعَهُ الأحزانُ حين رأى
من هاشم قمراً بالخسفِ قد رُمِيَا [1]

غموں نے ان کی پسلیوں کو جھکا دیا جب انہوں نے
دیکھا
بنی ہاشم کا ایک چاند، جو گرہن کا نشانہ بن چکا تھا (۱)

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 58.

المجلس الرابع ، من اليوم السابع
واعية بني هاشم وأهل المدينة وبكاؤهم على
الإمام الحسين (عليه السلام) وبكاء أم البنين على العباس
(عليه السلام)

روي أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) لما جاء من الأسر ودخل المدينة خطب في الناس وقال (عليه السلام) : أيها القوم ، إن الله ـ وله الحمد ـ ابتلانا بمصيبة جليلة ، وثلمة في الإسلام عظيمة ، قُتل أبو عبدالله وعترته ، وسبي نساؤه وصبيته ، وداروا برأسه في البلدان ، من فوق عالي السنان ، أيها الناس ، فأيُّ رجالات يسرّون منكم بعد قتله ؟ أم أيَّةُ عين تحبس دمعها وتضنّ عن انهمالها ؟ فلقد بكت السبع الشداد لقتله ، وبكت البحار والسماوات والأرض والأشجار والحيتان ، والملائكة المقرَّبون ، وأهل السماوات أجمعون ، أيها الناس ، أيُّ قلب لا ينصدع لقتله ؟ أم أيُّ فؤاد لا يحنّ إليه ؟ أم أيُّ سمع يسمع هذه الثلمة التي ثلم في الإسلام ؟ أيُّها الناس ، أصبحنا مطرودين مشرَّدين مذودين شاسعين ، كأنا أولاد ترك أو كابل ، من غير جرم اجترمناه ، ولا مكروه ارتكبناه ، ما سمعنا بهذا في آبائنا الأولين ، إن هذا إلاَّ اختلاق ، والله لو أن النبيَّ (صلى الله عليه وآله) تقدَّم إليهم في قتالنا كما تقدَّم إليهم في الوصاة بنا لما زادوا على ما فعلوه ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون [2]

مثير الأحزان ، ابن نما : 90 ـ 91.

.

چوتھی مجلس، ساتویں دن کی
بنی ہاشم اور اہلِ مدینہ کی نالہ و فریاد اور امام حسین (علیہ السلام) پر ان کا گریہ، اور ام البنین کا عباس (علیہ السلام) پر گریہ
روایت ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) جب اسیری سے واپس آئے اور مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے – اور حمد اسی کے لیے ہے – ہمیں ایک عظیم مصیبت اور اسلام میں ایک بڑے رخنے میں مبتلا کیا ہے۔ ابو عبداللہ اور ان کے اہلِ بیت شہید کر دیے گئے، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا، اور ان کے سر کو نیزوں کی بلندی پر اٹھائے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔ اے لوگو! تم میں سے ایسا کون سا شخص ہے جو ان کے قتل کے بعد خوش ہو سکے؟ یا ایسی کون سی آنکھ ہے جو اپنے آنسو روک لے اور انہیں بہنے سے باز رکھے؟ سخت اور مضبوط آسمان بھی ان کی شہادت پر روئے، سمندر، آسمان، زمین، درخت اور مچھلیاں بھی روئیں، مقرب فرشتے اور آسمانوں کے تمام باسی بھی روئے۔ اے لوگو! ایسا کون سا دل ہے جو ان کی شہادت پر شق نہ ہو؟ یا ایسا کون سا سینہ ہے جو ان کی طرف مائل نہ ہو؟ یا ایسا کون سا کان ہے جو اس رخنے کو سن کر بے قرار نہ ہو جو اسلام میں ڈالا گیا؟ اے لوگو! ہم صبح کو ایسے اٹھے کہ ہمیں دھتکارا گیا، آوارہ کیا گیا، دھکیلا گیا اور دور کر دیا گیا، گویا ہم ترک یا کابل کی اولاد ہیں، حالانکہ ہم نے نہ کوئی جرم کیا اور نہ کوئی ناپسندیدہ کام انجام دیا۔ ہم نے اپنے اگلے آباء میں ایسا کچھ کبھی نہیں سنا۔ یہ محض من گھڑت اور جھوٹ کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) خود ہماری خاطر ان سے جنگ کرنے کو اسی طرح آگے بڑھتے جیسے انہوں نے ہمارے حق میں وصیت کرنے کو آگے بڑھایا تھا، تب بھی یہ لوگ اس سے زیادہ نہ کرتے جو انہوں نے کر دکھایا۔ بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے (۲)۔

أبادوهُمُ قتلا وسمّاً ومثلةً كأنّ رسولَ اللهِ ليس لهم أَبُ
كأنَّ رَسُولَ اللهِ من حُكْمِ شَرْعِهِ على آلِهِ أَنْ يُقْتلوا أو يُصَلَّبوا

انہوں نے انہیں قتل، زہر اور مثلہ کے ذریعے فنا کر ڈالا

گویا رسول اللہ ان کے باپ ہی نہ تھے
گویا رسول اللہ کے حکمِ شرع میں یہ بات لکھی تھی
کہ ان کی آل پر قتل ہونا یا سولی چڑھایا جانا واجب تھا

قال عوانة بن الحكم : لما قتل الحسين بن علي (عليه السلام) دعا عبيد الله بن زياد عبدالملك ابن أبي الحرث السلمي ، وبعثه إلى المدينة ليبشّر عمرو بن سعيد ، فدخل السلمي على عمرو فقال : ما وراءك ؟ فقال : ما سرَّ الأمير ، قُتل الحسين بن علي (عليه السلام) ، فقال : نادِ بقتله ، فناديت بقتله ، فلم أسمع والله واعية قطّ مثل واعية نساء بني هاشم في دورهم على الحسين (عليه السلام) ، فقال عمرو وضحك :

عوانہ بن حکم نے کہا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) قتل ہوئے تو عبیداللہ بن زیاد نے عبدالملک ابن ابی الحارث سلمی کو بلایا اور اسے مدینہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ عمرو بن سعید کو خوشخبری سنائے۔ سلمی عمرو کے پاس گیا تو اس نے پوچھا: تمہارے پیچھے کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: وہی جو امیر کو خوش کر دے، حسین بن علی (علیہ السلام) قتل کر دیے گئے۔ عمرو نے کہا: ان کے قتل کا اعلان کرو۔ چنانچہ میں نے ان کے قتل کا اعلان کیا، تو اللہ کی قسم! میں نے کبھی بھی بنی ہاشم کی عورتوں کے گھروں سے حسین (علیہ السلام) پر بلند ہونے والی نالہ و فریاد جیسی چیخ و پکار نہیں سنی۔ یہ سن کر عمرو ہنس پڑا اور کہنے لگا:

عَجَّتْ نِسَاءُ بنى زياد عَجَّةً كعجيجِ نِسْوَتِنا غَدَاةَ الأَرنبِ

بنی زیاد کی عورتیں اس طرح چیخ اٹھیں جیسی چیخ
جیسے ارنب کی صبح ہماری عورتیں چیخی تھیں

ثم قال عمرو : هذه واعية بواعية عثمان بن عفان ، ثم صعد المنبر فأعلم الناس قتله [1]

پھر عمرو نے کہا: یہ نالہ عثمان بن عفان کے نالے کے بدلے ہے۔ اس کے بعد وہ منبر پر چڑھا اور لوگوں کو ان کے قتل کی خبر دی (۱)۔

تاريخ الطبري : 4/356 ـ 357 ، حوادث سنة 61 ، الكامل ، ابن الأثير : 4/39.

.

وفي كتاب المثالب لأبي عبيدة ، قال : ثم أومأ إلى القبر الشريف وقال : يا محمد! يوم بيوم بدر ، فأنكر عليه قوم من الأنصار [2]

ابو عبیدہ کی کتاب "المثالب" میں ہے کہ: پھر اس نے قبرِ شریف کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے محمد! یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ اس پر انصار میں سے کچھ لوگوں نے اس کی سخت مذمت کی (۲)۔

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 4/72.

.

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ کی رحمت ہو سید محمد حسین قزوینی پر، کیا خوب کہا ہے:

مُصَابٌ أصاب المصطفى منه فَادِحٌ
بكت حَزَناً من رُزْئِهِ فَاطِمُ الطُّهْرُ غداةَ عَدَتْ أبناءُ حَرْب فَجَلْجَلَتْ
لها زُمَرٌ لا يُستطاعُ لها حَصْرُ وثارت بها أحقادُها فتطلَّبَتْ
من المصطفى ثَارَاتِ ما فَعَلَتْ بَدْرُ وجاءت على جَهْل تحاولُ إمرةً
على مَنْ له من دونِها النهيُ والأَمْرُ وسامته أَنْ ينقادَ للحُكْمِ ضارعاً
لديها ويأبى العزُّ أَنْ يَضْرَعَ الحُرُّ
فَقَالَ رِدِي يا نَفْسُ من سورةِ الردى
فعند وُرُودِ الضيمِ يُسْتَعْذَبُ المُرُّ [3]

ایک ایسی سخت مصیبت جس نے مصطفیٰ کو آلیا
اس کے صدمے سے پاکیزہ فاطمہ نے غم میں گریہ کیا
اس صبح جب حرب کی اولاد نے سرکشی کی اور گونج اٹھیں
ان کی وہ جماعتیں جن کا شمار ممکن نہ تھا
ان کے کینے ابھر آئے اور وہ طلب گار ہوئیں
مصطفیٰ سے بدر کے کیے کا انتقام لینے کی
اور جہالت میں آگے بڑھیں، حکمرانی کی خواہش لیے
اس ذات پر جس کے سوا حکم و نہی کا کوئی حق دار نہ تھا
اور اس سے چاہا کہ وہ عاجزی کے ساتھ ان کے حکم کے آگے جھک جائیں
مگر عزت اس بات سے انکاری تھی کہ آزاد انسان جھک جائے
تو انہوں نے کہا: اے نفس! ہلاکت کے جام سے سیراب ہو جا
کیونکہ ظلم کے سامنے کڑواہٹ بھی میٹھی لگنے لگتی ہے (۳)

مثير الأحزان ، الجواهري : 114.

قال بعض الرواة : ولما بلغ أهل المدينة مقتل الإمام الحسين (عليه السلام) بكى عليه نساء بني هاشم ونُحنَ عليه [4]

بعض راویوں نے کہا ہے کہ: جب اہلِ مدینہ کو امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو بنی ہاشم کی عورتوں نے ان پر گریہ کیا اور نوحہ خوانی کی (۴)۔

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/213.

.

وروى البرقي عليه الرحمة ، عن عمر بن علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : لما قتل الحسين بن علي (عليه السلام) لبسن نساء بني هاشم السواد والمسوح [1]

برقی، اللہ ان پر رحمت فرمائے، نے عمر بن علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) قتل ہوئے تو بنی ہاشم کی عورتوں نے سیاہ لباس اور ٹاٹ کے کپڑے پہن لیے (۱)، اور وہ نہ گرمی کی شکایت کرتیں اور نہ سردی کی، اور علی بن الحسین (علیہ السلام) ان کے لیے ماتم کا کھانا تیار کیا کرتے تھے (۲)۔

المسوح ـ بالضمّ ـ جمع المسح ـ بالكسر ـ وهو اللباس ، وكن لا يشتكين أي لا يشكون ولا يبالين لشدّة المصيبة من إصابة الحرّ والبرد.
، وكنَّ لا يشتكين من حرّ ولا برد ، وكان علي بن الحسين (عليه السلام) يعمل لهن الطعام للمأتم [2]

المحاسن ، البرقي : 2/420 ح 195 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/188 ح 33.

.

وروى الكليني عليه الرحمة ، عن مصقلة الطحان قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : لما قتل الحسين (عليه السلام) أقامت امرأته الكلبية [3]

کلینی، اللہ ان پر رحمت فرمائے، نے مصقلہ طحان سے روایت کی ہے، اس نے کہا: میں نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو یہ فرماتے سنا: جب حسین (علیہ السلام) قتل ہوئے تو ان کی زوجہ کلبیہ (۳) نے ان پر ماتم برپا کیا، اور خود بھی روئیں اور دیگر

هي بنت امرىء القيس الكلبي ، أم سكينة بنت الحسين (صلى الله عليه وآله وسلم) ، وبنو كلب حي من قضاعة. شرح أصول الكافي ، المازندراني : 7/235.

عليه مأتماً ، وبكت وبكين النساء والخدم حتى جفّت دموعهن وذهبت ، فبينا هي كذلك إذ رأت جارية من جواريها تبكي ودموعها تسيل ، فدعتها فقالت لها : مالك أنت من بيننا تسيل دموعكِ ؟ قالت : إني لما أصابني الجهد شربت شربة سويق ، قال : فأمرت بالطعام والأسوقة فأكلت وشربت وأطعمت وسقت ، وقالت : إنما نريد بذلك أن نتقوّى على البكاء على الحسين (عليه السلام).

عورتوں اور خادماؤں نے بھی رویا، یہاں تک کہ ان کے آنسو خشک ہو گئے اور رونا تھم گیا۔ اسی دوران انہوں نے اپنی ایک کنیز کو دیکھا کہ وہ رو رہی ہے اور اس کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ انہوں نے اسے بلا کر پوچھا: تمہیں کیا ہوا کہ ہم سب میں سے صرف تمہارے آنسو بہہ رہے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے جب کمزوری محسوس ہوئی تو میں نے ستو کا ایک گھونٹ پی لیا۔ راوی کہتے ہیں: چنانچہ انہوں نے کھانے اور ستو منگوانے کا حکم دیا، خود بھی کھایا پیا اور دوسروں کو بھی کھلایا پلایا، اور فرمایا: ہم یہ صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ حسین (علیہ السلام) پر رونے کی طاقت حاصل کر سکیں۔

قال : وأهدي إلى الكلبية جؤناً [4]

راوی نے کہا: کلبیہ کو حسین (علیہ السلام) کے ماتم میں مدد کے لیے کچھ کنیزیں ہدیہ کی گئیں (۴)، تاکہ وہ ان کے ذریعے حسین (علیہ السلام) کے ماتم میں مدد لے سکیں۔

جاء في هامش الثاقب في المناقب ، ابن حمزة الطوسي : 334 : في بعض النسخ والكافي : جواري.

لتستعين بها على مأتم الحسين (عليه السلام) ، فلما رأت الجؤن قالت : ما هذه ؟ قالوا : هدية أهداها فلان لتستعيني على مأتم الحسين ، فقالت : لسنا في عرس ، فما نصنع بها ؟ ثم أمرت بهن فأخرجهن من الدار ، فلما أخرجن من الدار لم يحسَّ لها حسٌّ كأنما طرن بين السماء والأرض ، ولم ير لهن بها بعد خروجهن من الدار أثر [5]

جب انہوں نے ان کنیزوں کو دیکھا تو پوچھا: یہ کیا ہیں؟ لوگوں نے کہا: فلاں شخص نے یہ ہدیہ بھیجا ہے تاکہ آپ حسین (علیہ السلام) کے ماتم میں ان سے مدد لیں۔ انہوں نے فرمایا: ہم شادی میں تو نہیں ہیں کہ ہم انہیں کیا کریں؟ پھر انہوں نے حکم دیا کہ انہیں گھر سے نکال دیا جائے۔ جب وہ گھر سے نکالی گئیں تو ان کی کوئی آہٹ محسوس نہ ہوئی، گویا وہ آسمان و زمین کے درمیان اڑ گئی ہوں، اور گھر سے نکلنے کے بعد ان کا کوئی نشان نظر نہ آیا (۵)۔

الكافي ، الكليني : 1/466 ح 9.

.

وروي عن الإمام جعفر بن محمد (عليه السلام) أنه قال : نيح على الحسين بن

امام جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: حسین بن

علي (عليهما السلام) سنة في كل يوم وليلة ، وثلاث سنين من اليوم الذي أصيب فيه ، وكان المسور بن مخرمة وجماعة من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وآله) يأتون مستترين متقنّعين فيستمعون ويبكون [1]

علی (علیہما السلام) پر ایک سال تک ہر روز اور ہر رات نوحہ کیا گیا، اور اس دن سے جس دن وہ شہید ہوئے، تین سال تک (یہ سلسلہ جاری رہا)، اور مسور بن مخرمہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے صحابہ کی ایک جماعت پردہ اوڑھے، چھپ کر آیا کرتی تھی، سنتی تھی اور روتی تھی (۱)۔

بحار الأنوار ، المجلسي 79/102 ح 1.

.

وقال اليعقوبي : وكان أول صارخة صرخت في المدينة أم سلمة زوج رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، كان دفع إليها قارورة فيها تربة ، وقال لها : إن جبرئيل أعلمني أن أمتي تقتل الحسين ، وأعطاني هذه التربة ، وقال لي : إذا صارت دماً عبيطاً فاعلمي أن الحسين قد قتل ، وكانت عندها ، فلمّا حضر ذلك الوقت جعلت تنظر إلى القارورة في كل ساعة ، فلمّا رأتها قد صارت دماً صاحت : واحسيناه! وا بن رسول الله! وتصارخت النساء من كل ناحية ، حتى ارتفعت المدينة بالرَّجة التي ما سمع بمثلها قط [2]

تاريخ اليعقوبي : 2/245 ـ 246.

یعقوبی نے کہا ہے: مدینہ میں سب سے پہلے چیخنے والی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زوجہ ام سلمہ تھیں۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کے حوالے ایک شیشی کی تھی جس میں (کربلا کی) مٹی تھی، اور فرمایا تھا: جبرئیل نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت حسین کو قتل کرے گی، اور مجھے یہ مٹی دی ہے، اور فرمایا: جب یہ خالص خون میں بدل جائے تو جان لینا کہ حسین قتل کر دیے گئے ہیں۔ یہ مٹی ان کے پاس تھی۔ جب وہ وقت آیا تو وہ ہر گھڑی اس شیشی کو دیکھنے لگیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ خون بن چکی ہے تو چیخ اٹھیں: ہائے حسین ! ہائے ابن رسول اللہ ! اور ہر طرف سے عورتیں چیخ و پکار کرنے لگیں، یہاں تک کہ مدینہ ایسی چیخ و پکار سے گونج اٹھا جیسی پہلے کبھی سنی نہ گئی تھی (۲)۔

.

وذكر ابن أبي الدنيا أنه لما بلغ أم سلمة قتل الحسين (عليه السلام) قالت : أوفعلوا ؟ ملأ الله قبورهم وبيوتهم ناراً ، ثم وقعت مغشياً عليها [3]

الرد على المتعصب العنيد ، ابن الجوزي : 51 ـ 52 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/238.

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ جب ام سلمہ کو حسین (علیہ السلام) کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا کر ہی دیا؟ اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے ! پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں (۳)۔

.

ولله درّ الشيخ صالح الكواز عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ بھلا کرے شیخ صالح الکواز (اللہ ان پر رحمت فرمائے) کا، جنہوں نے کہا ہے:

يا راكباً شَدْقمياً في قوائمِهِ يَطْوِي أديمَ الفيافي كلَّما ذرعا
عُجْ بالمدينةِ واصرخْ في شَوَارِعِها بصَرْخة تملأُ الدنيا بها جَزَعا
نادِ الذين إذا نادى الصريخُ بهم لبوَّه قَبْلَ صدىً من صَوْتِهِ رَجَعا
يكادُ ينفذُ قبل القَصْدِ فِعْلُهُمُ بِنَصْرِ مَنْ لَهُمُ مُستنجداً فَزِعا
قل يا بني شيبةِ الحمدِ الذين بِهِمْ قامت دَعَائِمُ دينِ اللهِ وارتفعا
قوموا فَقَدْ عَصَفَتْ بالطفِّ عاصفةٌ
مالت بأرجاءِ طَوْدِ العزِّ فانصدعا [4]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 150.

اے اس تیز رفتار، نجیب الاصل اونٹ کے سوار
جو ہر قدم پر صحراؤں کی وسعتیں سمیٹ لیتا ہے
مدینہ کی طرف رخ کر اور اس کی گلیوں میں پکار اٹھ
ایسی چیخ کے ساتھ جو ساری دنیا کو بے قراری سے بھر دے
ان لوگوں کو پکار جنہیں جب فریاد کرنے والا پکارتا ہے
تو وہ اس کی آواز کی گونج لوٹنے سے پہلے ہی لبیک کہہ اٹھتے ہیں
ان کا عمل ارادے سے پہلے ہی پورا ہو جاتا ہے
اس کی مدد کے لیے جو گھبرا کر ان سے فریاد کرے
کہہ دے: اے شیبۃ الحمد کے فرزندو! جن کے ذریعے
اللہ کے دین کے ستون قائم ہوئے اور بلند ہوئے
اٹھو! کہ طف (کربلا) میں ایک ایسا طوفان برپا ہوا ہے
جس نے عزت کے پہاڑ کے کناروں کو جھکا دیا یہاں
تک کہ وہ شق ہو گیا (۴)

قال بعض الرواة : وبكته الرباب بنت امرىء القيس الكلبية رضوان الله عليها زوجة الإمام الحسين (عليه السلام) ، وهي التي يقول فيها الحسين (عليه السلام) :

بعض راویوں نے کہا ہے: امام حسین (علیہ السلام) کی زوجہ، امرؤ القیس کلبی کی بیٹی رباب رضوان اللہ علیہا نے ان پر گریہ کیا، اور یہی وہ خاتون ہیں جن کے بارے میں حسین (علیہ السلام) نے فرمایا تھا:

لَعمرُك إنني لأُحبُّ داراً تحلُّ بها سكينةُ والربابُ
أحبُّهما وأبذلُ بعد مالي وليس للائمي فيها عِتَابُ
ولستُ لهم وإنْ عَتَبوا مطيعاً حياتي أو يُغَيِّبني الترابُ

تیری جان کی قسم ! میں اس گھر سے محبت کرتا ہوں
جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں
میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور اپنا مال ان پر نچھاور کرتا ہوں
اور اس بارے میں ملامت کرنے والے کو مجھ پر کوئی حق ملامت نہیں
اور اگرچہ وہ ملامت کریں، میں ان کی اطاعت کرنے والا نہیں
جب تک میں زندہ ہوں، یا یہاں تک کہ مٹی مجھے چھپا لے

وهي التى أقامت على قبر الحسين (عليه السلام) حولا ثم قالت :

اور یہی وہ خاتون ہیں جو حسین (علیہ السلام) کی قبر پر ایک سال تک مقیم رہیں، پھر انہوں نے کہا:

إلى الحولِ ثمَّ اسمُ السلامِ عليكما
وَمَنْ يَبْكِ حولا كاملا فقد اعتذر

برس بھر تک (میں روتی رہوں گی)، پھر تم دونوں پر سلام ہو
اور جو کوئی پورا ایک سال روئے وہ معذور ٹھہرا

قال : وعاشت بعده سنة لم يظلّها سقف بيت حتى بليت وماتت كمداً [1]

راوی نے کہا: وہ ان کے بعد ایک سال زندہ رہیں، اس دوران کسی گھر کی چھت نے انہیں سایہ نہ دیا، یہاں تک کہ وہ گھلتی چلی گئیں اور غم کی شدت سے وفات پا گئیں (۱)۔

[1] تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 69/119 ـ 120 ، الإصابة ، ابن حجر : 1/355 ، المنتظم في تاريخ الملوك والأمم ، ابن الجوزي : 6/9.

.

وقد نعت الحسين (عليه السلام) ورثته بتفجُّع وألم شديد وحرقة لا تنطفي ، قالت رضوان الله عليها :

اور انہوں نے حسین (علیہ السلام) پر شدید بے قراری، درد اور نہ بجھنے والی جلن کے ساتھ نوحہ و مرثیہ کہا، رضوان اللہ علیہا نے فرمایا:

إنَّ الذي كان نوراً يستضاءُ به بكربلاءَ قتيلا غيرُ مدفونِ
سِبْطَ النبيِّ جَزَاك اللهُ صالحةً عنّا وجُنِّبت خُسْرَانَ الموازينِ
قد كنت لي جبلا صعباً ألوذُ به وكنت تَصْحَبُنا بالرحمِ والدينِ
مَنْ لليتامى وَمَنْ للسائلين وَمَنْ يقي ويأوي إليه كلَّ مسكينِ [2]

الحسن والحسين (عليهما السلام) ، محمد رضا : 154.

واللهِ لا أبتغي صِهْراً بصِهْرِكُمُ حتى أُغيَّبَ بينَ الرملِ والطينِ [3]

الجوهرة في نسب الإمام علي وآله ، البري : 46 ـ 47.

بے شک وہ ذات جو ایک ایسا نور تھی جس سے
روشنی حاصل کی جاتی تھی
کربلا میں مقتول پڑی ہے، بے گور و کفن
اے نبی کے نواسے ! اللہ ہماری طرف سے تجھے نیک
بدلہ عطا فرمائے
اور تجھے میزانوں کے خسارے سے محفوظ رکھے
تو میرے لیے ایک بلند و مضبوط پہاڑ تھا جس کی میں
پناہ لیتی تھی
اور تو رشتہ داری اور دین کے ناطے سے ہمارا ساتھی
تھا
اب یتیموں کا کون ہے، اور سوال کرنے والوں کا
کون ہے، اور کون ہے
جو ہر مسکین کی حفاظت کرے اور اسے پناہ دے (۲)
اللہ کی قسم ! میں تمہاری دامادی کے بدلے کوئی اور
رشتہ نہیں چاہوں گی
یہاں تک کہ مجھے ریت اور مٹی کے درمیان چھپا دیا
جائے (۳)

وروي أنها رضي الله عنها رثت الحسين (عليه السلام) في الشام بعد أن أخذت رأسه وقبّلته ووضعته في حجرها ، وهي تقول :

واحسيناً فلا نسيتُ حسيناً أقصدته أسنّةُ الأعداءِ

اور روایت کی گئی ہے کہ رضوان اللہ علیہا نے شام میں حسین (علیہ السلام) پر نوحہ کیا، اس کے بعد کہ انہوں نے آپ کا سر مبارک لے کر اسے بوسہ دیا اور اپنی گود میں رکھا، اور وہ کہہ رہی تھیں:

ہائے حسین ! میں حسین کو ہرگز نہ بھولوں گی
جسے دشمنوں کے نیزوں نے نشانہ بنایا

غادروه بكربلاءَ صريعاً لاَسَقَى اللهُ جَانِبَيْ كربلاءِ [1]

الكامل في التاريخ ، ابن الأثير : 4/45 ، وقيل رثته بهذه الأبيات زوجته عاتكة بنت عمرو بن عمر بن نفيل (معجم البلدان ، الحموي : 4/445).

انہوں نے اسے کربلا میں شہید چھوڑ دیا اللہ کبھی کربلا کے دونوں کناروں کو سیراب نہ کرے(۱)

وروي أن الرباب بعد رجوعها إلى المدينة خطبها الأشراف من قريش فقالت : والله لا كان لي حمو بعد رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعاشت بعد الحسين (عليه السلام) سنة ، ثم ماتت كمداً على الحسين (عليه السلام) ولم تستظلّ بعده بسقف [2]

راجع : تذكرة الخواص ، سبط ابن الجوزي : 238 ، الكامل في التاريخ ، ابن الأثير : 4/36 ، المنتظم في تاريخ الملوك والأمم ، ابن الجوزي : 6/9 ، لواعج الأشجان ، السيد محسن الأمين : 223.

.

اور روایت کی گئی ہے کہ رباب کے مدینہ واپس لوٹنے کے بعد قریش کے شرفاء نے ان کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بعد میں کسی کو اپنا سسر نہیں بناؤں گی۔ چنانچہ وہ حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ایک سال زندہ رہیں، پھر حسین (علیہ السلام) کے غم میں کڑھتے ہوئے وفات پا گئیں، اور اس کے بعد کبھی کسی چھت کے سائے میں نہ رہیں(۲)۔

وقال القرماني : ولمَّا رجعت إلى المدينة أقامت فيها لا تهدأ ليلا ولا نهاراً من البكاء على الحسين (عليه السلام) ، ولم تستظلّ تحت سقف حتى ماتت بعد قتله كمداً سنة اثنين وستين للهجرة [3]

تاريخ القرماني : 4.

.

قرمانی نے کہا: جب وہ مدینہ واپس لوٹیں تو وہاں مقیم ہو گئیں، نہ رات کو چین ملتا نہ دن کو، حسین (علیہ السلام) پر گریہ کرتی رہیں، اور کبھی کسی چھت کے سائے تلے نہ رہیں یہاں تک کہ آپ کی شہادت کے بعد باسٹھ ہجری میں غم کے مارے وفات پا گئیں(۳)۔

وبكى أهل المدينة على الإمام الحسين (عليه السلام) وندبوه ثلاث سنوات ، روي عن الإمام جعفر بن محمد الصادق ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : نيح الحسين بن علي ثلاث سنين ، وفي اليوم الذي قتل فيه ، فكان وائلة بن الأصمع ومروان بن الحكم ومسور بن مخرمة ، وتلك المشيخة من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وآله) يجيئون متقنّعين فيستمعون نوح الجن ويبكون [4]

نظم درر السمطين ، الزرندي الحنفي : 224.

.

اور اہلِ مدینہ نے امام حسین (علیہ السلام) پر گریہ کیا اور تین سال تک ان پر نوحہ کیا۔ امام جعفر بن محمد الصادق (علیہما السلام) نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرمایا: حسین بن علی پر تین سال تک نوحہ کیا جاتا رہا، اور اسی دن بھی جس دن آپ شہید ہوئے تھے۔ چنانچہ وائلہ بن اصمع، مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اصحاب میں سے وہ بزرگ، نقاب اوڑھے ہوئے آتے، جنوں کا نوحہ سنتے اور روتے تھے(۴)۔

وقال ابن حمدون في التذكرة : لما قُتل الحسين بن علي (عليهما السلام) كان النوح عليه بالمدينة في كل بيت سنة كاملة ثم نيح عليه في السنة الثانية في كل جمعة ، ثم نيح عليه في الثالثة في كل شهر ، وكان مروان بن الحكم والمسور بن مخرمة يدخلان إليهم مقنعين ، فيبكيان أشدَّ بكاء حتى ينقضي النوح [5]

التذكرة الحمدونية ، ابن حمدون : 9/149 رقم : 359.

.

ابن حمدون نے 'التذکرہ' میں کہا: جب حسین بن علی (علیہما السلام) شہید ہوئے تو مدینہ کے ہر گھر میں پورے ایک سال تک ان پر نوحہ کیا جاتا رہا، پھر دوسرے سال ہر جمعہ کو ان پر نوحہ کیا جاتا، پھر تیسرے سال ہر مہینے ان پر نوحہ کیا جاتا۔ اور مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نقاب اوڑھے ہوئے ان کے پاس آتے اور نوحہ ختم ہونے تک نہایت شدت سے روتے رہتے(۵)۔

وقال هشام بن الكلبي : حدَّثني بعض أصحابنا ، عن عمرو بن أبي المقدام قال : حدَّثني عمرو بن عكرمة ، قال : صبحنا صبيحة قتل الحسين (عليه السلام) بالمدينة فإذا مولاة لنا تحدِّثنا ، قالت : سمعت البارحة منادياً ينادي وهو يقول :

ہشام بن کلبی نے کہا: مجھے ہمارے بعض اصحاب نے عمرو بن ابی مقدام سے روایت کی، کہا: مجھ سے عمرو بن عکرمہ نے بیان کیا، کہا: ہم نے حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے دن کی صبح مدینہ میں کی، تو ہماری ایک کنیز ہم سے باتیں کر رہی تھی، اس نے کہا: میں نے کل رات ایک منادی کو یہ پکارتے ہوئے سنا:

أيُّها القاتلونَ ظلماً حسيناً أبشروا بالعذابِ والتنكيلِ
كلُّ أهلِ السماءِ يدعو عليكم من نبيٍّ ومالك وقبيلِ
قد لُعِنْتُم على لسانِ ابنِ داو دَ وموسى وحاملِ الإنجيلِ [1]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/215 ـ 216.

اے حسین کے ظالم قاتلو !
عذاب اور رسوا کن سزا کی بشارت سن لو
آسمان کا ہر باسی تم پر بددعا کرتا ہے
خواہ وہ نبی ہو، فرشتہ ہو یا کوئی گروہ
تم پر لعنت بھیجی جا چکی ہے ابن داؤد (سلیمان)
اور موسیٰ اور حاملِ انجیل (عیسیٰ) کی زبان سے(۱)

ولمَّا أتى أهل المدينة مقتل الحسين (عليه السلام) خرجَّت ابنة عقيل بن أبي طالب ومعها نساؤها ، وهي حاسرة تلوي بثوبها ، وهي تقول :

مَاذَا تقولونَ إنْ قال النبيُّ لكم ماذا فَعَلْتُم وأنتم آخِرُ الأُمَمِ
بعترتي وبأهلي بَعْدَ مفْتَقَدِي منهم أُسَارى ومنهم ضُرِّجُوا بِدَمِ [2]

تاريخ الطبري : 4/357.

اور جب اہلِ مدینہ کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو عقیل بن ابی طالب کی بیٹی اپنی عورتوں کے ساتھ باہر نکلیں، سر کھلا اور اپنا کپڑا مروڑتی ہوئی، اور کہہ رہی تھیں:

تم کیا جواب دو گے جب نبی تم سے پوچھیں گے
کہ تم نے کیا کیا، حالانکہ تم آخری امتوں میں سے ہو
میری عترت اور میرے اہل کے ساتھ، میرے بعد
کہ ان میں سے کچھ قیدی بنے اور کچھ خون میں نہلا
دیے گئے(۲)

وأما بكاء أم البنين (عليها السلام) ونياحتها فقد بكت حتى رقَّ لها العدوُّ وبكى لبكائها ، فأحسن الله لها العزاء بمصابها في أولادها الأربعة الذين فقدتهم في ساعة واحدة.

ومن قول أم البنين (عليها السلام) في رثاء أبي الفضل العباس وسائر أبنائها (عليهم السلام) :

رہا ام البنین (علیہا السلام) کا گریہ و نوحہ، تو انہوں نے اس قدر گریہ کیا کہ دشمن کا دل بھی نرم پڑ گیا اور وہ بھی ان کے رونے پر رو دیا۔ اللہ انہیں اپنے چار بیٹوں کے اس مصیبت پر، جنہیں انہوں نے ایک ہی ساعت میں کھو دیا، بہترین اجر عطا فرمائے۔

اور ام البنین (علیہا السلام) کے انہی اشعار میں سے ہے جو انہوں نے ابو الفضل عباس اور اپنے دیگر بیٹوں (علیہم السلام) کے مرثیے میں کہے:

يَا مَنْ رأى العبَّاسَ كـ رّ على جَمَاهيرِ النَّقَدْ وَوَرَاهُ من أبناءِ حَيْـ ـدَرَ كُلُّ ليث ذي لَبَدْ أُنْبِئْتُ أنَّ ابني أُصيـ ـبَ برأسِهِ مقطوعَ يَدْ ويلي على شِبْلي أَمَا لَ برأسِهِ ضَرْبُ العَمَدْ لو كان سيفُك في يديـ ـك لَمَا دنا منه أَحَدْ

اے وہ شخص جس نے عباس کو دیکھا کہ وہ دشمن
کے انبوہ پر یوں حملہ آور ہوا
اور اس کے پیچھے حیدر کے بیٹوں میں سے ہر ایک، گھنے
ایال والا شیر تھا
مجھے خبر دی گئی کہ میرے بیٹے کے سر پر وار ہوا اور
اس کے ہاتھ کاٹ دیے گئے
ہائے افسوس میرے شیر بچے پر، کہ گرز کی ضرب نے
اس کا سر جھکا دیا
اگر تیری تلوار تیرے ہاتھ میں ہوتی تو کوئی تیرے قریب
نہ آسکتا

وتقول أيضاً :

لاَ تدعونّي ويكِ أمَّ البنينْ تُذَكِّريني بِلُيُوثِ العرينْ كانت بنونٌ لِيَ أُدْعَى بهم واليومَ أصحبتُ ولا مِنْ بنينْ أربعةٌ مِثْلُ نُسُورِ الرُّبَى قد واصلوا الموتَ بِقَطْعِ الوتينْ تَنَازَعَ الخِرْصَانُ أَشْلاَءَهم فكلُّهم أمسى صريعاً طعينْ ياليتَ شعري أَكَمَا أخبروا بأنَّ عباساً قطيعُ اليمينْ

اور یہ بھی کہا:

مجھے 'ام البنین' کہہ کر نہ پکارو، افسوس تم پر
تم مجھے بیشے کے شیروں کی یاد دلاتی ہو
میرے بیٹے تھے جن کی نسبت سے میں پکاری جاتی
تھی
اور آج میں ایسی ہو چکی ہوں کہ کوئی بیٹا میرا نہیں رہا
چار بیٹے، بلندیوں کے عقابوں جیسے
جنہوں نے رگِ جان کٹنے کے ساتھ موت کو گلے لگایا
نیزوں کی انیاں ان کے جسموں کے ٹکڑوں پر جھگڑتی
رہیں
یہاں تک کہ ہر ایک شام کو زخمی و شہید پڑا تھا
کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے جیسا
انہوں نے خبر دی
کہ عباس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا ہے

قال أبو الفرج الإصفهاني : وكانت أم البنين ـ أم هؤلاء الأربعة الإخوة القتلى ـ تخرج إلى البقيع ، فتندب بنيها أشجى ندبة وأحرقها ، فيجتمع الناس إليها يسمعون منها ، فكان مروان يجيء فيمن يجيء لذلك ، فلا يزال يسمع ندبتها ويبكي. ذكر ذلك علي بن محمد بن حمزة ، عن النوفلي ، عن حماد بن عيسى الجهني ، عن معاوية بن عمار ، عن جعفر بن محمد (عليه السلام) [1]

مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 56.

ابو الفرج اصفہانی کہتے ہیں: ام البنین - ان چار شہید بھائیوں کی والدہ - بقیع کی طرف نکلا کرتی تھیں اور اپنے بیٹوں پر ایسا دردناک اور سوزناک نوحہ کرتیں کہ دل جلا دیتیں، چنانچہ لوگ ان کے گرد جمع ہو کر ان کا نوحہ سنتے، اور مروان بھی انہی میں شامل ہوتا جو اس مقصد کے لیے آتے، اور وہ برابر اس کا نوحہ سنتا اور روتا رہتا۔ اسے علی بن محمد بن حمزہ نے نوفلی سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ جہنی سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے، اور انہوں نے جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے روایت کیا ہے(۱)۔

.

وقال أبو الحسن الأخفش في شرح الكامل : وقد كانت تخرج إلى البقيع كل يوم ترثيه ، وتحمل ولده عبدالله ، فيجتمع لسماع رثائها أهل المدينة ، وفيهم مروان ابن الحكم ، فيبكون لشجيٍّ الندبة [2]

عن إبصار العين ، السماوي : 64.

ابو الحسن اخفش نے 'شرح الکامل' میں کہا ہے: وہ ہر روز بقیع کی طرف نکلتیں تاکہ ان (عباس) پر نوحہ کریں، اور اپنے بیٹے عبداللہ کو گود میں اٹھائے ہوئے ہوتیں، تو اہلِ مدینہ ان کا نوحہ سننے کے لیے جمع ہو جاتے، جن میں مروان بن حکم بھی شامل ہوتا، اور سب اس دردناک نوحے پر روتے(۲)۔

.

ومما جاء في مقام أبي الفضل العباس (عليه السلام) ومنزلته عند أهل البيت (عليهم السلام) هو ما ذكره العلامة الدربندي عليه الرحمة في أسرار الشهادة نقلاً عن بعض كتب المقاتل قال : إنه إذا كان يوم القيامة واشتد الأمر على الناس بعث رسول الله (صلى الله عليه وآله) أمير المؤمنين (عليه السلام) إلى فاطمة (عليها السلام) لتحضر مقام الشفاعة فيقول أمير المؤمنين (عليه السلام) : يا فاطمة ما عندك من أسباب الشفاعة ، وما ادخرت لأجل هذا اليوم الذي فيه الفزع الأكبر فتقول فاطمة (عليها السلام) : يا أمير المؤمنين كفانا لأجل هذا المقام اليدان المقطوعتان من ابني العباس [3]

أسرار الشهادة ، الدربندي : 2/412 ، معالي السبطين ، الحائري : 445.

ابو الفضل عباس (علیہ السلام) کے مقام و مرتبے کے بارے میں جو کچھ اہلِ بیت (علیہم السلام) کے ہاں وارد ہوا ہے، ان میں سے وہ روایت بھی ہے جسے علامہ دربندی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب 'اسرار الشہادۃ' میں بعض کتبِ مقاتل سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگوں پر معاملہ سخت ہو جائے گا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) امیر المومنین (علیہ السلام) کو فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس بھیجیں گے تاکہ وہ مقامِ شفاعت میں حاضر ہوں۔ امیر المومنین (علیہ السلام) فرمائیں گے: اے فاطمہ! تمہارے پاس شفاعت کے کیا اسباب ہیں اور تم نے اس دن کے لیے، جس میں سب سے بڑی گھبراہٹ ہوگی، کیا ذخیرہ کر رکھا ہے؟ تو فاطمہ (علیہا السلام) فرمائیں گی: اے امیر المومنین! اس مقام کے لیے میرے بیٹے عباس کے وہ دونوں کٹے ہوئے ہاتھ ہی ہمارے لیے کافی ہیں(۳)۔

.

وفي أسرار الشهادة أيضاً قال العلامة الدربندي عليه الرحمة : أخبرني جمع من الثقاة في هذا الزمان إن واحدا من مؤمني هذا العصر وهو الآن موجود كان يزور الحسين (عليه السلام) في كل يوم ثلاث مرات وما كان يزور العباس إلا في الأسبوع مرة وقد رأى في المنام الصديقة الطاهرة (عليها السلام) وسلم عليها فأعرضت عنه فقال : بأبي أنت وأمي لأي تقصير تعرضين عني قالت : لإعراضك من زيارتك ابني ، قال : أنا أزور ابنك في كل يوم قالت : تزور ابني الحسين (عليه السلام) ولا تزور ابني العباس إلا قليلا [1]

أسرار الشهادة ، الدربندي : 2/412 و 419 ـ 420 ، معالي السبطين ، الحائري : 446.

'اسرار الشہادۃ' ہی میں علامہ دربندی علیہ الرحمہ مزید کہتے ہیں: مجھے اس زمانے کے ثقہ لوگوں کی ایک جماعت نے خبر دی کہ اس دور کے مومنین میں سے ایک شخص، جو اب تک موجود ہے، ہر روز تین مرتبہ حسین (علیہ السلام) کی زیارت کیا کرتا تھا، جبکہ عباس (علیہ السلام) کی زیارت ہفتے میں صرف ایک بار کرتا تھا۔ اس نے خواب میں سیدہ طاہرہ (علیہا السلام) کو دیکھا اور انہیں سلام کیا تو انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کس کوتاہی کی وجہ سے آپ مجھ سے روگردانی فرما رہی ہیں؟ فرمایا: تمہاری اس روگردانی کی وجہ سے کہ تم میرے بیٹے کی زیارت میں کوتاہی کرتے ہو۔ اس نے کہا: میں تو ہر روز آپ کے بیٹے کی زیارت کرتا ہوں۔ فرمایا: تم میرے بیٹے حسین (علیہ السلام) کی زیارت تو کرتے ہو، مگر میرے بیٹے عباس کی زیارت بہت کم کرتے ہو(۱)۔

.

ولله در بعض الشعراء إذ يقول على لسان الحسين (عليه السلام) لما صرع العباس (عليه السلام) :

اللہ بھلا کرے اس شاعر کا جس نے عباس (علیہ السلام) کی شہادت کے وقت حسین (علیہ السلام) کی زبان سے یہ اشعار کہے:

يا أبا الفضلِ قم ألستَ الذي قد كُنتَ لي مُسعِداً إذا الدّهرُ نابا
كُسِرَ اليومَ بافتقادِكَ ظهري وقناتي فُلَّتْ وظنّيَ خابا
يا بني هاشم وآلَ نزار بدرُكُم قد هوى فقومُوا غضابا
وانثنى للخبا مُحدودِبَ الظهرِ تَردَّى من الأسى جِلبَابا
فدعا يا بناتَ أحمدَ صبراً عظَّمَ الله أجرَكُم والثَّوابا
إنَّ دهري عليَّ فوَّقَ سهماً ورمى كفَّ عَزمتي فأصابا
أجِمى الضائعاتِ مَنْ لو دعاهُ فوقَ هامِ السُّهى مَروُعٌ أهابا
أوحشَ الحربَ فقدُه في نهار وبليل قد أوحشَ المحرابا [2]

مجمع المصائب ، الهنداوي : 1/143.

اے ابوالفضل اٹھو! کیا تم وہی نہیں ہو
جو زمانے کی سختی میں ہمیشہ میرے مددگار رہے
آج تمہاری جدائی سے میری کمر ٹوٹ گئی
میرا نیزہ کند پڑ گیا اور میرا گمان ناکام ہوا
اے بنی ہاشم اور آلِ نزار!
تمہارا چاند ڈوب گیا، غضب ناک ہو کر اٹھو
اور وہ خیمے کی طرف پلٹے، کمر جھکی ہوئی
غم کی ایک اور چادر اوڑھے ہوئے
پھر پکار اٹھے: اے احمد کی بیٹیو! صبر کرو
اللہ تمہارے اجر و ثواب کو عظیم فرمائے
بے شک میرے زمانے نے مجھ پر ایک تیر چڑھایا
اور میرے عزم کے ہاتھ کو نشانہ بنا کر زخمی کر دیا
وہ بے کسوں کا محافظ، کہ اگر اسے پکارا جاتا
تو بلندیوں پر بھی خوفزدہ دشمن دہشت کھا جاتا
اس کی جدائی نے دن کے وقت میدانِ جنگ کو
ویران کر دیا
اور رات کو محراب کو وحشت زدہ کر دیا

ويقول الحجة الشيخ حسن علي البدر القطيفي عليه الرحمة على لسان الحسين (عليه السلام) :

طويتُ على مثلِ وَخْزِ الرماح ضلوعيَ أو مثل حزِّ الصِّفاح
وَرُحْتُ كما بي تمنّى الحسودُ وقد لانَ للدهر منّي الجَنَاح

اور حجۃ الشیخ حسن علی البدر القطیفی علیہ الرحمہ، حسین (علیہ السلام) کی زبان سے کہتے ہیں:

میرے پہلو نیزوں کی نوک جیسی
یا تلواروں کی کاٹ جیسی تکلیف سمیٹے ہوئے ہیں
اور میں ویسا ہی ہو گیا جیسی حاسد نے میرے لیے
آرزو کی تھی
اور زمانے کے آگے میرا بازو نرم پڑ گیا

وَبتُّ على مثل شوكِ القَتَادِ أُردّدُ أنفاسَ دامي الجراح
غداةَ تَغَيَّبْتَ عن ناظري مُخَيَّاكَ يا خيرَ من جا وراح
تَغَيّبْتَ فأظلمَ وجه النهار بعينيَ واسوّدَ وجهُ الصباح
فقدتُكَ درعاً به أتّقي من الدهر طعنَ القنا والرماح
بنفسيَ أفديك من نازح رمى فقدُه الصبرَ بالانتزاح
أبا الفضلِ رحتَ فَرُوحُ التقى عقيبَك قد آذنتْ بالرواح [1]

سعادة الدارين فيما يتعلق بالإمام الحسين (عليه السلام) ، الشيخ حسين البلادي القديحي : 252.

اور میں قتاد کے کانٹوں جیسی تکلیف پر رات گزارتا رہا
زخموں سے رستے ہوئے سانس بار بار لیتا رہا
اس صبح جب میری نظروں سے تیرا چہرہ
غائب ہو گیا، اے آنے جانے والوں میں سب سے بہتر!
تو غائب ہو گیا تو دن کا چہرہ
میری آنکھوں میں تاریک ہو گیا اور صبح کا چہرہ سیاہ پڑ گیا
میں نے تجھے ایک زرہ کی طرح کھو دیا جس سے میں بچاتا تھا
زمانے کے نیزوں اور بھالوں کے وار سے
میری جان تجھ پر قربان، اے دور جانے والے
جس کی جدائی نے صبر کو بھی کوچ پر مجبور کر دیا
اے ابو الفضل! تم رخصت ہو گئے تو تقویٰ کی روح بھی
تمہارے پیچھے کوچ کرنے کا اعلان کر چکی(۱)

المجلس الخامس ، من اليوم السابع
شكاية فاطمة (عليها السلام) في المحشر
ورؤيتها الحسين (عليه السلام)

روي عن جعفر الأحمر ، عن أبي جعفر محمد بن علي الباقر (عليه السلام) قال : سمعت جابر بن عبدالله الأنصاري يقول : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إذا كان يوم القيامة تقبل ابنتي فاطمة على ناقة من نوق الجنة مدبَّجة الجنبين ، خطامها من لؤلؤ رطب ، قوائمها من الزمرد الأخضر ، ذنبها من المسك الأذفر ، عيناها ياقوتتان حمراوان ، عليها قبَّة من نور ، يُرى ظاهرها من باطنها ، وباطنها من ظاهرها ، داخلها عفو الله ، وخارجها رحمة الله ، على رأسها تاج من نور ، للتاج سبعون ركناً ، كل ركن مرصَّع بالدرّ والياقوت ، يضيء كما يضيء الكوكب الدريُّ في أفق السماء ، وعن يمينها سبعون ألف ملك ، وعن شمالها سبعون ألف ملك ، وجبرئيل آخذ بخطام الناقة ، ينادي بأعلى صوته : غضّوا أبصاركم حتى تجوز فاطمة بنت محمد ، فلا يبقى يومئذ نبيٌّ ولا رسول ولا صدّيق ولا شهيد إلاّ غضّوا بأبصارهم حتى تجوز فاطمة ،

فتسير حتى تحاذي عرش ربِّها جلَّ جلاله ، فتنزخ بنفسها عن ناقتها ، وتقول : إلهي وسيدي ، احكم بيني وبين من ظلمني ، اللهم احكم بيني وبين من قتل ولدي ، فإذا النداء من قبل الله جلَّ جلاله : يا حبيبتي وابنة حبيبي ، سليني تُعطي ، واشفعي تُشفعي ، فوعزّتي وجلالي ، لا جازني ظلمُ ظالم ، فتقول : إلهي وسيدي ، ذرّيّتي وشيعتي وشيعة ذرّيتي ، ومحبّيَّ ومحبّي ذرّيّتي.

فإذا النداء من قبل الله جلّ جلاله : أين ذرّيّة فاطمة وشيعتها ومحبُّوها ومحبّو ذرّيّتها ؟ فيقبلون وقد أحاط بهم ملائكة الرحمة ، فتقدمهم فاطمة (عليها السلام) حتى تُدخلهم الجنة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/219.

.

وعن أبي أحمد بن سليمان الطائي ، عن علي بن موسى الرضا ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : تُحشر ابنتي فاطمة (عليها السلام) يوم القيامة ومعها ثياب مصبوغة بالدماء ، تتعلَّق بقائمة من قوائم العرش ، تقول : يا عدل ، احكم بيني وبين قاتل ولدي ، قال علي بن أبي طالب (عليه السلام) : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : ويحكم الله لابنتي وربّ الكعبة.

پانچویں مجلس، ساتویں دن کی
میدانِ محشر میں فاطمہ (علیہا السلام) کی فریاد اور حسین (علیہ السلام) کو دیکھنا
جعفر احمر سے روایت ہے، وہ ابو جعفر محمد بن علی الباقر (علیہ السلام) سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا، وہ کہتے تھے: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میری بیٹی فاطمہ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گی، جس کے دونوں پہلو زرنگار ہوں گے، اس کی نکیل تر موتیوں کی ہوگی، اس کے پاؤں سبز زمرد کے ہوں گے، اس کی دُم خوشبودار مشک کی ہوگی، اس کی آنکھیں دو سرخ یاقوت ہوں گی، اس پر نور کا ایک خیمہ ہوگا، جس کا ظاہر اس کے باطن سے اور باطن اس کے ظاہر سے نظر آئے گا، اس کے اندر اللہ کی عفو اور باہر اللہ کی رحمت ہوگی۔ ان کے سر پر نور کا تاج ہوگا، جس کے ستر گوشے ہوں گے، ہر گوشہ موتیوں اور یاقوت سے جڑا ہوگا، وہ اس طرح چمکے گا جیسے آسمان کے کنارے پر ایک روشن ستارہ چمکتا ہے۔ ان کے دائیں جانب ستر ہزار فرشتے اور بائیں جانب ستر ہزار فرشتے ہوں گے، اور جبرئیل اونٹنی کی نکیل تھامے ہوں گے اور بلند آواز سے پکاریں گے: اپنی نگاہیں جھکا لو یہاں تک کہ فاطمہ بنت محمد گزر جائیں۔ اس دن کوئی نبی، کوئی رسول، کوئی صدیق اور کوئی شہید ایسا نہ رہے گا جس نے اپنی نگاہ نیچی نہ کر لی ہو یہاں تک کہ فاطمہ گزر جائیں،

وہ چلتی رہیں گی یہاں تک کہ اپنے رب جل جلالہ کے عرش کے مقابل پہنچ جائیں گی، پھر اپنی اونٹنی سے اتر پڑیں گی اور عرض کریں گی: اے میرے معبود اور میرے آقا! میرے اور مجھ پر ظلم کرنے والے کے درمیان فیصلہ فرما، اے اللہ! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما۔ تو اللہ جل جلالہ کی طرف سے ندا آئے گی: اے میری حبیبہ اور میرے حبیب کی بیٹی! مانگو، تمہیں دیا جائے گا، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! کسی ظالم کا ظلم بے سزا نہیں چھوڑا جائے گا۔ تو فاطمہ عرض کریں گی: اے میرے معبود اور میرے آقا! میری ذریت، میرے شیعہ اور میری ذریت کے شیعہ، اور مجھ سے محبت کرنے والے اور میری ذریت سے محبت کرنے والے (بخش دے)۔

تو اللہ جل جلالہ کی طرف سے ندا آئے گی: فاطمہ کی ذریت، اس کے شیعہ، اس سے محبت کرنے والے اور اس کی ذریت سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ تو وہ سب آگے بڑھیں گے جبکہ رحمت کے فرشتے انہیں گھیرے ہوئے ہوں گے، اور فاطمہ (علیہا السلام) ان کے آگے آگے چلیں گی یہاں تک کہ انہیں جنت میں داخل کر دیں گی(۱)۔

ابو احمد بن سلیمان طائی سے روایت ہے، وہ علی بن موسیٰ الرضا (علیہ السلام) سے، وہ اپنے آباء و اجداد (علیہم السلام) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ (علیہا السلام) کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے ساتھ خون میں رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، وہ عرش کے ستونوں میں سے ایک ستون کو تھام کر عرض کریں گی: اے عدل والے! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما۔ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) فرماتے ہیں: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: قسم ہے رب کعبہ کی، اللہ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا۔

وروي عن الرضا ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : تُحشر ابنتي فاطمة يوم القيامة ومعها ثياب مصبوغة بالدم ، فتتعلَّق بقائمة من قوائم العرش فتقول : يا عدل ، احكم بيني وبين قاتل ولدي ، قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : فيحكم لابنتي وربِّ الكعبة ، وإن الله عزَّ وجلَّ يغضب لغضب فاطمة ويرضى لرضاها.

اور امام رضا (علیہ السلام) اپنے آباء و اجداد (علیہم السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میری بیٹی فاطمہ کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے ساتھ خون میں رنگے ہوئے کپڑے ہوں گے، وہ عرش کے ستونوں میں سے ایک ستون کو تھام کر عرض کریں گی: اے عدل والے! میرے اور میرے بیٹے کے قاتل کے درمیان فیصلہ فرما۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: تو قسم ہے رب کعبہ کی، اللہ میری بیٹی کے حق میں فیصلہ فرمائے گا، اور بے شک اللہ عزوجل فاطمہ کی ناراضگی پر ناراض اور ان کی رضا پر راضی ہوتا ہے۔

وعن محمد بن سنان ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إذا كان يوم القيامة نُصب لفاطمة (عليها السلام) قبّة من نور ، وأقبل الحسين (عليه السلام) ، رأسه في يده ، فإذا رأته شهقت شهقة لا يبقى في الجمع مَلَك مقرَّب ، ولا نبيٌّ مرسل ، ولا عبد مؤمن إلاّ بكى لها ، فيمثِّل الله عزَّ وجلَّ رجلا لها في أحسن

محمد بن سنان اپنے بعض اصحاب سے، وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہ (علیہا السلام) کے لیے نور کا ایک خیمہ نصب کیا جائے گا، اور حسین (علیہ السلام) اس حال میں تشریف لائیں گے کہ ان کا سر ان کے ہاتھ میں ہوگا۔ جب فاطمہ انہیں دیکھیں گی تو ایک ایسی چیخ ماریں گی کہ اس مجمع میں کوئی مقرب فرشتہ، کوئی مرسل نبی اور کوئی مومن بندہ ایسا نہیں رہے گا جو ان پر روئے بغیر رہ سکے۔ تو اللہ عزوجل ان کے لیے ایک شخص کو بہترین

صورة ، وهو يخاصم قتلته بلا رأس ، فيجمع الله قتلته والمجهزين عليه ومن شرك في قتله فيقتلهم حتى أتى على آخرهم ، ثمَّ يُنشرون فيقتلهم أمير المؤمنين (عليه السلام) ، ثم ينشرون فيقتلهم الحسن (عليه السلام) ، ثم يُنشرون فيقتلهم الحسين (عليه السلام) ، ثم يُنشرون فلا يبقى من ذرّيّتنا أحد إلاّ قتلهم قتلة ، فعند ذلك يكشف الله الغيظ ، ويُنسي الحزن.

صورت میں پیش کرے گا، اور وہ بغیر سر کے اپنے قاتلوں سے جھگڑا کریں گے۔ تو اللہ ان کے قاتلوں، انہیں زخمی کرنے والوں اور ان کے قتل میں شریک تمام لوگوں کو جمع کرے گا، پھر وہ انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ ان میں سے آخری شخص تک بھی قتل کر دیں گے۔ پھر انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو امیر المومنین (علیہ السلام) انہیں قتل کریں گے، پھر انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو حسن (علیہ السلام) انہیں قتل کریں گے، پھر انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا تو حسین (علیہ السلام) انہیں قتل کریں گے، پھر انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، یہاں تک کہ ہماری ذریت میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں رہے گا جس نے انہیں ایک بار قتل نہ کیا ہو۔ اس وقت اللہ ان کے دلوں سے غصہ دور کر دے گا اور غم بھلا دے گا۔

ثمّ قال أبو عبدالله (عليه السلام) : رحم الله شيعتنا ، شيعتنا والله هم المؤمنون ، فقد والله شركونا في المصيبة بطول الحزن والحسرة.

پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ ہمارے شیعوں پر رحم فرمائے، خدا کی قسم ہمارے شیعہ ہی حقیقی مومن ہیں، خدا کی قسم انہوں نے طویل غم و حسرت میں ہمارے ساتھ اس مصیبت میں شرکت کی ہے۔

وعن شريك يرفعه قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إذا كان يوم القيامة جاءت فاطمة (عليها السلام) في لمّة من نسائها ، فيقال لها : ادخلي الجنة ، فتقول : لا أدخل حتى أعلم ما صُنع بولدي من بعدي ، فيقال لها : انظري في قلب القيامة ، فتنظر إلى الحسين (عليه السلام) قائماً وليس عليه رأس ، فتصرخ صرخة ، وأصرخ لصراخها ، وتصرخ الملائكة لصراخنا ، فيغضب الله عزّ وجلّ لنا عند ذلك ، فيأمر ناراً يقال لها : هبهب ، قد أوقد عليها ألف عام حتى اسودّت ، لا يدخلها روح أبداً ، ولا يخرج منها غمّ أبداً ، فيقال لها : التقطي قتلة الحسين (عليه السلام) وحملة القرآن ، فتلتقطهم ، فإذا صاروا في حوصلتها صهلت وصهلوا بها ، وشهقت وشهقوا بها ، وزفرت وزفروا بها ، فينطقون بألسنة ذلقة طلقة : يا ربَّنا لِمَ أوجبت لنا النار قبل عبدة الأوثان ؟ فيأتيهم الجواب عن الله عزّ وجلّ : أن من علم ليس كمن لا يعلم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/220 ـ 221.

.

شریک سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو فاطمہ (علیہا السلام) اپنی عورتوں کی ایک جماعت میں تشریف لائیں گی، تو ان سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جائیے۔ وہ فرمائیں گی: میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گی جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ میرے بعد میرے بیٹے کے ساتھ کیا کیا گیا۔ تو ان سے کہا جائے گا: قیامت کے وسط میں دیکھیے۔ تو وہ حسین (علیہ السلام) کو کھڑا ہوا دیکھیں گی جبکہ ان کا سر نہیں ہوگا۔ تو وہ ایک چیخ ماریں گی، اور میں ان کی چیخ پر چیخوں گا، اور فرشتے ہماری چیخ پر چیخیں گے۔ اس پر اللہ عزوجل ہماری خاطر غضبناک ہوگا، تو ایک آگ کو حکم دے گا جسے 'ہبہب' کہا جاتا ہے، جسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی، اس میں کبھی کوئی راحت داخل نہیں ہوتی اور اس سے کبھی کوئی غم نہیں نکلتا۔ تو اس (آگ) سے کہا جائے گا: حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں اور قرآن کے حاملین کو قتل کرنے والوں کو چن لے۔ تو وہ انہیں چن لے گی۔ جب وہ اس کے حوصلے (پیٹ) میں چلے جائیں گے تو وہ ہنہنائے گی اور وہ اس کے ساتھ ہنہنائیں گے، وہ چیخے گی اور وہ اس کے ساتھ چیخیں گے، وہ آہ بھرے گی اور وہ اس کے ساتھ آہ بھریں گے۔ تو وہ صاف اور فصیح زبانوں سے کہیں گے: اے ہمارے رب! تو نے ہمارے لیے بت پرستوں سے پہلے آگ کیوں واجب کر دی؟ تو اللہ عزوجل کی طرف سے انہیں جواب آئے گا: جاننے والا نہ جاننے والے کی طرح نہیں ہوتا۔ (۱)

وعن أبي خير ، عن علي بن أبي طالب (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : يمثَّل لفاطمة (عليها السلام) رأس الحسين (عليه السلام) ، وينادي أهل القيامة : قتل الله قاتل ولدك يا فاطمة ، قال : فيقول الله عزّ وجلّ : ذلك أفعل به وبشيعته وأحبائه وأتباعه ، وإن فاطمة (عليها السلام) في ذلك اليوم على ناقة من نوق الجنة مدَّبجة الجنبين ، واضحة الخدّين ، شهلاء العينين ، رأسها من الذهب المصفّى ، وأعناقها من المسك والعنبر ، خطامها

من الزبرجد الأخضر ، رحائلها درّ مفضَّض بالجوهر ، على الناقة هودج غشاؤها من نور الله ، وحشوها من رحمة الله ، خطامها فرسخ من فراسخ الدنيا ، يحفّ بهودجها سبعون ألف ملك بالتسبيح والتحميد والتهليل والتكبير والثناء على ربّ العالمين ، ثم ينادي مناد من بطنان العرش : يا أهل القيامة ، غضّوا أبصاركم ، فهذه فاطمة بنت محمد رسول الله (صلى الله عليه وآله) تمرّ على الصراط ، فتمرّ فاطمة (عليها السلام) وشيعتها على الصراط كالبرق الخاطف ، قال النبي (صلى الله عليه وآله) : ويلقي أعداءها وأعداء ذريتها في جهنم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/222.

.

ابو خیر سے، وہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: فاطمہ (علیہا السلام) کے سامنے حسین (علیہ السلام) کا سر پیش کیا جائے گا، اور اہل قیامت پکاریں گے: اے فاطمہ! اللہ آپ کے بیٹے کے قاتل کو ہلاک کرے۔ آپ نے فرمایا: تو اللہ عزوجل فرمائے گا: میں اس کے ساتھ اور اس کے شیعوں، دوستوں اور پیروکاروں کے ساتھ یہی کروں گا۔ اور فاطمہ (علیہا السلام) اس دن جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوں گی، جس کے دونوں پہلو زرق برق کپڑے میں لپٹے ہوئے، رخسار روشن، آنکھیں سرمگیں ہوں گی، اس کا سر خالص سونے کا اور اس کی گردنیں مشک و عنبر کی ہوں گی، اس کی مہار سبز زبرجد کی ہے، اور اس کے پالان موتیوں سے مرصع اور جواہر سے مزین ہیں۔ اونٹنی پر ایک ہودج ہے جس کا پردہ اللہ کے نور سے اور اس کی بھراوٹ اللہ کی رحمت سے ہے، اس کی مہار دنیا کے فرسخوں میں سے ایک فرسخ کے برابر لمبی ہے۔ اس کے ہودج کے گرد ستر ہزار فرشتے تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر اور رب العالمین کی ثنا کرتے ہوئے حلقہ بنائے ہوں گے۔ پھر عرش کی گہرائیوں سے ایک منادی ندا دے گا: اے اہل قیامت! اپنی نگاہیں جھکا لو، یہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی فاطمہ ہیں جو صراط پر سے گزر رہی ہیں۔ تو فاطمہ (علیہا السلام) اور ان کے شیعہ کوندتی بجلی کی طرح صراط سے گزر جائیں گے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اور ان کے دشمنوں اور ان کی ذریت کے دشمنوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۱)

وعن الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن أبان بن عثمان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إذا كان يوم القيامة جمع الله الأولين والآخرين في صعيد واحد ، فينادي مناد : غضّوا أبصاركم ، ونكّسوا رؤوسكم حتى تجوز فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله) الصراط ، قال : فتغضّ الخلائق أبصارهم ، فتأتي فاطمة (عليها السلام) على نجيب من نجب الجنة ، يشيِّعها سبعون ألف ملك ، فتقف موقفاً شريفاً من مواقف القيامة ، ثم تنزل عن نجيبها فتأخذ قميص الحسين بن علي (عليه السلام) بيدها مضمَّخاً بدمه ، وتقول : يا ربّ ، هذا قميص ولدي ، وقد علمت ما صُنع به ، فيأتيها النداء من قبل الله عزَّ وجلَّ : يا فاطمة ، لك عندي الرضا ، فتقول : يا ربّ ، انتصر لي من قاتله ، فيأمر الله تعالى عنقاً من النار فتخرج من جهنم فتلتقط قتلة الحسين بن علي (عليه السلام) كما يلتقط الطير الحبَّ ، ثم يعود العنق بهم إلى النار ، فيُعذَّبون فيها بأنواع العذاب ، ثمَّ تركب فاطمة (عليها السلام) نجيبها حتى تدخل الجنة ومعها الملائكة المشيِّعون لها ، وذرّيّتها بين يديها ، وأولياؤهم من الناس عن يمينها وشمالها [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/224.

.

شیخ صدوق علیہ الرحمہ، ابان بن عثمان سے، وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا۔ تو ایک منادی ندا دے گا: اپنی نگاہیں جھکا لو اور اپنے سر نیچے کر لو، یہاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی فاطمہ صراط سے گزر جائیں۔ فرمایا: تو مخلوقات اپنی نگاہیں جھکا لیں گی۔ فاطمہ (علیہا السلام) جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک تیز رفتار اونٹنی پر تشریف لائیں گی، ستر ہزار فرشتے ان کے ساتھ ہوں گے۔ وہ قیامت کے مقامات میں سے ایک باعزت مقام پر ٹھہریں گی، پھر اپنی اونٹنی سے اتریں گی اور حسین بن علی (علیہ السلام) کی قمیص، جو ان کے خون سے رنگی ہوئی ہوگی، اپنے ہاتھ میں لیں گی اور عرض کریں گی: اے میرے رب! یہ میرے بیٹے کی قمیص ہے، اور تو جانتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا کیا گیا۔ تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئے گی: اے فاطمہ! میری رضا آپ کے ساتھ ہے۔ وہ عرض کریں گی: اے میرے رب! اس کے قاتل سے میرا انتقام لے۔ تو اللہ تعالیٰ آگ کی ایک لپیٹ کو حکم دے گا، وہ جہنم سے نکلے گی اور حسین بن علی (علیہ السلام) کے قاتلوں کو اس طرح چن لے گی جیسے پرندہ دانہ چنتا ہے۔ پھر وہ لپیٹ انہیں لے کر دوبارہ آگ میں لوٹ جائے گی، تو انہیں اس میں انواع و اقسام کے عذاب دیے جائیں گے۔ پھر فاطمہ (علیہا السلام) اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جنت میں داخل ہوں گی، ان کے ساتھ انہیں رخصت کرنے والے فرشتے ہوں گے، ان کی ذریت ان کے آگے ہوگی، اور ان کے چاہنے والے لوگ ان کے دائیں اور بائیں ہوں گے۔ (۲)

وعن ابن عباس قال : سمعت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام) يقول :

دخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) ذات يوم على فاطمة (عليها السلام) وهي حزينة ، فقال لها : ما حزنك يا بنية ؟ قالت : يا أبه ، ذكرت المحشر ووقوف الناس عراة يوم القيامة ، قال : يا بنيَّة ، إنه ليوم عظيم ، ولكن قد أخبرني جبرئيل عن الله عزَّ وجلَّ أنه قال : أول من تنشقّ عنه الأرض يوم القيامة أنا ، ثم أبي إبراهيم ، ثم بعلك علي بن أبي طالب (عليه السلام).

ثم يبعث الله إليك جبرئيل في سبعين ألف ملك ، فيضرب على قبرك سبع قباب من نور ، ثم يأتيك إسرافيل بثلاث حلل من نور ، فيقف عند رأسك فيناديك : يا فاطمة بنت محمد! قومي إلى محشرك ، فتقومين آمنة روعتك ، مستورة عورتك ، فيناولك إسرافيل الحلل فتلبسينها ، ويأتيك زوقائيل بنجيبة من نور ، زمامها من لؤلؤ رطب ، عليها محفة من ذهب ، فتركبينها ، ويقود زوقائيل بزمامها ، وبين يديك سبعون ألف ملك ، بأيديهم ألوية التسبيح ، فإذا جدّ بك السير استقبلتك سبعون ألف حوراء ، يستبشرون بالنظر إليك ، بيد كل واحدة منهن مجمرة من نور ، يسطع منها ريح العود من غير نار ، وعليهن أكاليل الجوهر المرصَّع بالزبرجد الأخضر ، فيسرن عن يمينك.

ابن عباس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا:

ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ غمگین تھیں۔ آپ نے فرمایا: بیٹی! تمہارا غم کس بات کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اے بابا جان! مجھے محشر اور قیامت کے دن لوگوں کا برہنہ کھڑا ہونا یاد آ گیا۔ آپ نے فرمایا: بیٹی! یہ بے شک ایک بہت بڑا دن ہے، لیکن مجھے جبرئیل نے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر دی ہے کہ اس نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس سے زمین شق ہوگی وہ میں ہوں، پھر میرے والد ابراہیم، پھر تمہارے شوہر علی بن ابی طالب (علیہ السلام)۔

پھر اللہ تمہاری طرف ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ جبرئیل کو بھیجے گا، تو وہ تمہاری قبر پر نور کے سات گنبد قائم کرے گا۔ پھر اسرافیل تمہارے پاس نور کے تین جوڑے لے کر آئیں گے، اور تمہارے سرہانے کھڑے ہو کر تمہیں پکاریں گے: اے فاطمہ بنت محمد! اپنے محشر کی طرف اٹھو۔ تو تم اس حال میں اٹھو گی کہ تمہاری گھبراہٹ امن میں بدل چکی ہوگی اور تمہارا ستر ڈھکا ہوا ہوگا۔ اسرافیل تمہیں وہ جوڑے دیں گے تو تم انہیں پہن لو گی۔ اور زوقائیل تمہارے پاس نور کی ایک تیز رفتار اونٹنی لائیں گے جس کی مہار تر موتیوں کی ہوگی، اس پر سونے کا کجاوہ ہوگا، تو تم اس پر سوار ہو گی، اور زوقائیل اس کی مہار تھامے چلیں گے۔ تمہارے آگے ستر ہزار فرشتے ہوں گے جن کے ہاتھوں میں تسبیح کے پرچم ہوں گے۔ جب تمہارا سفر آگے بڑھے گا تو ستر ہزار حوریں تمہارا استقبال کریں گی، جو تمہیں دیکھ کر خوش ہوں گی، ہر ایک کے ہاتھ میں نور کی ایک انگیٹھی ہوگی جس سے بغیر آگ کے عود کی خوشبو پھوٹ رہی ہوگی، اور ان کے سروں پر سبز زبرجد سے مرصع جواہر کے تاج ہوں گے، تو وہ تمہارے دائیں جانب چلیں گی۔

فإذا سرت مثل الذي سرت من قبرك إلى أن لقينك استقبلتك مريم بنت عمران ، في مثل من معك من الحور ، فتسلِّم عليك وتسير هي ومن معها عن يسارك.

پھر جب تم اتنا ہی سفر مزید طے کرو گی جتنا اپنی قبر سے ان کے ملنے تک طے کیا تھا تو مریم بنت عمران تمہارا استقبال کریں گی، ان کے ساتھ بھی اتنی ہی حوریں ہوں گی جتنی تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ تم پر سلام کریں گی اور وہ اور ان کے ساتھی تمہارے بائیں جانب چلیں گے۔

ثم تستقبلك أمك خديجة بنت خويلد أول المؤمنات بالله ورسوله ، ومعها سبعون ألف ملك ، بأيديهم ألوية التكبير ، فإذا قربت من الجمع استقبلتك حواء في سبعين ألف حوراء ، ومعها آسية بنت مزاحم ، فتسير هي ومن معها معك.

پھر تمہاری والدہ خدیجہ بنت خویلد، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والی سب سے پہلی خاتون ہیں، تمہارا استقبال کریں گی، ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جن کے ہاتھوں میں تکبیر کے پرچم ہوں گے۔ جب تم مجمع کے قریب پہنچو گی تو حوا ستر ہزار حوروں کے ساتھ تمہارا استقبال کریں گی، اور ان کے ساتھ آسیہ بنت مزاحم بھی ہوں گی، تو وہ اور ان کے ساتھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔

فإذا توسَّطت الجمع ، وذلك أن الله يجمع الخلائق في صعيد واحد ، فيستوي بهم الأقدام ، ثم ينادي مناد من تحت العرش يسمع الخلائق : غضّوا أبصاركم حتى تجوز فاطمة الصديقة بنت محمد ومن معها ، فلا ينظر إليك يومئذ إلاّ إبراهيم خليل

پھر جب تم مجمع کے درمیان پہنچو گی — اور یہ اس لیے کہ اللہ تمام مخلوقات کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا، تو سب کے قدم برابر ہو جائیں گے — تو عرش کے نیچے سے ایک منادی آواز دے گا جسے تمام مخلوقات سنیں گی: اپنی نگاہیں جھکا لو یہاں تک کہ فاطمہ صدیقہ بنت محمد اور ان کے ساتھی گزر جائیں۔ تو اس دن تمہاری طرف نہیں دیکھے گا مگر ابراہیم خلیل

الرحمن (عليه السلام) وعلي بن أبي طالب (عليه السلام) ، ويطلب آدم (عليه السلام) حوّاء فيراها مع أمك خديجة أمامك.

الرحمن (علیہ السلام) اور علی بن ابی طالب (علیہ السلام)۔ اور آدم (علیہ السلام) حوا کو تلاش کریں گے تو انہیں تمہاری والدہ خدیجہ کے ساتھ اپنے آگے پائیں گے۔

ثم ينصب لك منبر من النور ، فيه سبع مراقي ، بين المرقاة إلى المرقاة صفوف الملائكة ، بأيديهم ألوية النور ، ويصطفّ الحور العين عن يمين المنبر وعن يساره ، وأقرب النساء معك عن يسارك حواء وآسية ، فإذا صرت في أعلى المنبر أتاك جبرئيل (عليه السلام) فيقول لك : يا فاطمة ، سلي حاجتك ، فتقولين : يا ربّ ، أرني الحسن والحسين ، فيأتيانك وأوداج الحسين تشخب دماً ، وهو يقول : يا ربّ ، خذ لي اليوم حقّي ممن ظلمني ، فيغضب عند ذلك الجليل ، ويغضب لغضبه جهنم والملائكة أجمعون ، فتزفر جهنم عند ذلك زفرة ، ثم يخرج فوج من النار ويلتقط قتلة الحسين وأبناءهم وأبناء أبنائهم ، ويقولون : يا ربّ ، إنا لم نحضر الحسين ، فيقول الله لزبانية جهنم : خذوهم بسيماهم بزرقة الأعين وسواد الوجوه ، خذوا بنواصيهم فألقوهم في الدرك الأسفل من النار ، فإنهم كانوا أشدَّ على أولياء الحسين من آبائهم الذين حاربوا الحسين فقتلوه.

پھر تمہارے لیے نور کا ایک منبر نصب کیا جائے گا، جس میں سات زینے ہوں گے، ہر زینے سے دوسرے زینے کے درمیان فرشتوں کی صفیں کھڑی ہوں گی، ان کے ہاتھوں میں نور کے پرچم ہوں گے۔ حورِ عین منبر کے دائیں اور بائیں جانب صف بستہ کھڑی ہوں گی، اور تمہارے ساتھ تمہارے بائیں جانب سب سے قریب حوا اور آسیہ ہوں گی۔ جب تم منبر کی چوٹی پر پہنچو گی تو جبرئیل (علیہ السلام) تمہارے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے فاطمہ! اپنی حاجت مانگو۔ تو تم کہو گی: اے پروردگار! مجھے حسن اور حسین دکھا۔ تو وہ دونوں تمہارے پاس آئیں گے، اور حسین کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، اور وہ کہیں گے: اے پروردگار! آج مجھے اس شخص سے میرا حق دلا جس نے مجھ پر ظلم کیا۔ تو اس پر اللہ جل جلالہ غضبناک ہوگا، اور اس کے غضب کی وجہ سے جہنم اور تمام فرشتے غضبناک ہو جائیں گے، تو جہنم اس وقت ایک بھاری سانس لے گی، پھر آگ سے ایک فوج نکلے گی اور حسین کے قاتلوں، ان کے بیٹوں اور ان کے پوتوں کو پکڑ لے گی۔ وہ کہیں گے: اے پروردگار! ہم تو حسین کے پاس حاضر نہیں تھے۔ تو اللہ جہنم کے داروغوں سے فرمائے گا: انہیں ان کی نشانی سے پکڑو — آنکھوں کی نیلاہٹ اور چہروں کی سیاہی سے — انہیں پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ڈال دو، کیونکہ یہ لوگ حسین کے دوستوں کے خلاف اپنے ان آباء سے بھی زیادہ سخت تھے جنہوں نے حسین سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا۔

ثم يقول جبرئيل (عليه السلام) : يا فاطمة ، سلي حاجتك ، فتقولين : يا ربّ شيعتي ، فيقول الله عزَّ وجلَّ : قد غفرت لهم ، فتقولين : يا ربّ شيعة ولدي ، فيقول الله : قد غفرت لهم ، فتقولين : يا رب شيعة شيعتي ، فيقول الله : انطلقي فمن اعتصم بك فهو معك في الجنة ، فعند ذلك يودّ الخلائق أنهم كانوا فاطميين ، فتسيرين ومعك شيعتك ، وشيعة ولدك ، وشيعة أمير المؤمنين ، آمنة روعاتهم ، مستورة عوراتهم ، قد ذهبت عنهم الشدائد ، وسهلت لهم الموارد ، يخاف الناس وهم لا يخافون ، ويظمأ الناس وهم لا يظمأون [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/225.

.

پھر جبرئیل (علیہ السلام) کہیں گے: اے فاطمہ! اپنی حاجت مانگو۔ تو تم کہو گی: اے پروردگار! میرے شیعوں کو بخش دے۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: میں نے انہیں بخش دیا۔ تو تم کہو گی: اے پروردگار! میری اولاد کے شیعوں کو بخش دے۔ تو اللہ فرمائے گا: میں نے انہیں بخش دیا۔ تو تم کہو گی: اے پروردگار! میرے شیعوں کے شیعوں کو بخش دے۔ تو اللہ فرمائے گا: چلو، جو تمہارے دامن سے وابستہ ہوا وہ تمہارے ساتھ جنت میں ہے۔ اس وقت تمام مخلوقات یہ آرزو کریں گی کہ کاش وہ فاطمی ہوتیں۔ تو تم چلو گی اور تمہارے ساتھ تمہارے شیعے، تمہاری اولاد کے شیعے، اور امیر المؤمنین کے شیعے ہوں گے، ان کی گھبراہٹیں امن میں بدل چکی ہوں گی، ان کے ستر ڈھکے ہوئے ہوں گے، مشکلات ان سے دور ہو چکی ہوں گی، اور ان کے لیے راستے آسان کر دیے گئے ہوں گے، لوگ خوفزدہ ہوں گے مگر وہ خوفزدہ نہیں ہوں گے، لوگ پیاسے ہوں گے مگر وہ پیاسے نہیں ہوں گے۔ (۱)

لله درّ الحجّة الشيخ فرج العمران عليه الرحمة إذ يقول :

قالوا ادَّخَرْتَ لدارِك الأخرى زا داً فقلتُ دَخَرْتُ لي ذُخْراً
قَالُوا فَهَلْ يَكْفِيكَ قلتُ بلى واللهِ بَلْ يكفي الوَرَى طرّا
قالوا فَمَاذَا الزَّادُ قلتُ لهم إنّي ادَّخَرْتُ محبَّةَ الزهرا [1]

الروض الأنيق ، الشيخ فرج العمران : 35 ـ 36.

اللہ بھلا کرے حجۃ الشیخ فرج العمران کا — اللہ کی رحمت ہو ان پر — جب وہ فرماتے ہیں:

انہوں نے کہا: تو نے اپنے آخرت کے گھر کے لیے
زاد جمع کیا
میں نے کہا: میں نے اپنے لیے ایک ذخیرہ جمع کر لیا
انہوں نے کہا: کیا یہ تجھے کافی ہے؟ میں نے کہا: ہاں
خدا کی قسم، بلکہ یہ تمام مخلوق کو کافی ہے
انہوں نے کہا: پھر وہ زاد کیا ہے؟ میں نے ان سے
کہا:
میں نے تو زہرا کی محبت ذخیرہ کر لی ہے (۱)

المجلس الأول ، من اليوم الثامن
القاسم (عليه السلام) ونصرته للحسين (عليه السلام) ومصرعه

جاء في الزيارة الناحية الشريفة مخاطبا لسيد الشهداء (عليه السلام) : ثمَّ اقتضاك العلمُ للإنكارِ ، ولَزِمَك أن تجاهدَ الفجَّار ، فَسِرتَ في أولادِك وأهاليك ، وشيعتِك وَمَواليك ، وصَدَعْتَ بالحقِّ والبيّنةِ ، ودعوتَ إلى الله بِالحكمةِ والموعظةِ الحسنةِ ، وأمرتَ بإقامةِ الحدودِ ، والطاعةِ للمعبودِ ، ونهيتَ عن الخبائثِ والطُّغيَانِ ، وواجهوك بالظُّلْمِ والعُدوان ، فجاهدتَهُم بَعدَ الإيعاظِ لهم ، وتأكيدِ الحُجَّةِ عليهم ، فنكثوا ذِمَامَك وبيعتَك ، وأسخطوا ربَّك وجدَّك ، وبدؤوك بالحرب ، فثبتَّ للطَّعنِ والضربِ ، وطحنتَ جُنُودَ الفُجَّارِ ، واقتحمت قَسْطَلَ الغُبَارِ ، مجالداً بذي الفَقَارِ ، كأنَّك عليٌّ المختار.

پہلی مجلس، آٹھویں دن کی
قاسم (علیہ السلام)، حسین (علیہ السلام) کی نصرت میں ان کا کردار اور ان کی شہادت

زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں سید الشہداء (علیہ السلام) سے خطاب کرتے ہوئے آیا ہے: پھر علم نے آپ سے (باطل کے) انکار کا تقاضا کیا، اور آپ پر فاجروں سے جہاد کرنا لازم ہو گیا، تو آپ اپنی اولاد، اپنے اہلِ خانہ، اپنے شیعوں اور اپنے موالیوں کے ساتھ روانہ ہوئے، اور آپ نے حق و دلیل کا اعلان کیا، اور حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اللہ کی طرف بلایا، اور حدود کے قیام اور معبود کی اطاعت کا حکم دیا، اور برائیوں اور سرکشی سے منع کیا، تو انہوں نے ظلم و زیادتی کے ساتھ آپ کا سامنا کیا، تو آپ نے انہیں نصیحت کرنے اور ان پر حجت مکمل کرنے کے بعد ان سے جہاد کیا، تو انہوں نے آپ کا عہد و پیمان اور بیعت توڑ دی، اور آپ کے رب اور آپ کے جدِّ امجد کو ناراض کیا، اور جنگ کی ابتداء کی، تو آپ نیزہ زنی اور ضرب کے لیے ثابت قدم رہے، اور فاجروں کے لشکروں کو پیس ڈالا، اور گرد و غبار کے طوفان میں کود پڑے، ذوالفقار سے جنگ کرتے ہوئے، گویا آپ علیِ مختار ہیں۔

فلما رأوك ثابتَ الجَأشِ ، غيرَ خائف ولا خَاش ، نصبوا لك غَوائِلَ مَكْرِهم ، وقاتلوك بكيدِهم وشرِّهم ، وأمر اللعينُ جُنودَه ، فمنعوك الماءَ وَوَرودَهُ ، وناجزوك القِتالَ ، وعاجلوك النِّزَالَ ، ورشقوك بالسِّهامِ والنِّبالِ ، وبسطوا إليك أَكُفَّ الاصطلام ، ولم يرعوا لك ذِمَاماً ، ولا راقبوا فيك آثاماً ، في قَتلِهم أولياءَكَ ، وَنَهبِهِم رحَالَكَ ، أنت مُقدِمٌ في الهَبواتِ ، ومُحتمِلٌ للأذيَّاتِ ، وقد عَجِبَتْ من صَبرِك ملائكةُ السماواتِ ، وأحدقوا بك من كلِّ الجهاتِ ، وأثخنوك بالجراحِ ، وحالوا بينك وبين

پھر جب انہوں نے آپ کو ثابت قدم، بے خوف اور بے پروا دیکھا، تو انہوں نے آپ کے لیے اپنی مکاری کی مصیبتیں کھڑی کر دیں، اور اپنی چال بازی اور شر کے ساتھ آپ سے جنگ کی، اور اس ملعون نے اپنے لشکر کو حکم دیا، تو انہوں نے آپ سے پانی اور اس تک رسائی روک دی، اور آپ سے فوری جنگ کی، اور جلد بازی سے مقابلے پر اتر آئے، اور آپ پر تیر اور نیزے برسائے، اور آپ کی طرف ہلاکت کے ہاتھ بڑھائے، اور نہ آپ کے کسی عہد کا خیال رکھا، نہ آپ کے بارے میں کسی گناہ سے بچے۔ آپ کے دوستوں کو قتل کرنے اور آپ کا سامان لوٹنے میں۔ آپ گرد و غبار میں آگے بڑھنے والے اور تکلیفوں کو برداشت کرنے والے تھے، اور آسمانوں کے فرشتے آپ کے صبر پر حیران رہ گئے، اور انہوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا، اور زخموں سے آپ کو چور چور کر دیا، اور آپ کے اور

الرَّوَاحِ ، ولم يبق لك ناصرٌ ، وأنت محتسِبٌ صابرٌ ، تذبُّ عن نِسْوتِكَ وأولادِكَ [1]

رخصت ہونے کے درمیان حائل ہو گئے، اور آپ کے لیے کوئی مددگار باقی نہ رہا، اور آپ اجر کی امید رکھتے ہوئے صابر رہے، اپنی خواتین اور اولاد کا دفاع کرتے رہے۔ (۱)

المزار ، المشهدي : 503 ـ 504.

.

روى أبو حمزة الثمالي ، قال : سمعت علي بن الحسين زين العابدين (عليه السلام) يقول : لما كان اليوم الذي استشهد فيه أبي (عليه السلام) جمع أهله وأصحابه في ليلة ذلك اليوم ، فقال لهم : يا أهلي وشيعتي ، اتخذوا هذا الليل جملا لكم ، فانهجوا بأنفسكم ، فليس المطلوب غيري ، ولو قتلوني ما فكّروا فيكم ، فانجوا رحمكم الله ، فأنتم في حلّ وسعة من بيعتي وعهدي الذي عاهدتموني.

ابو حمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں: میں نے علی بن الحسین زین العابدین (علیہ السلام) کو یہ فرماتے سنا: جس دن میرے والد (علیہ السلام) شہید ہوئے، اس دن کی رات آپ نے اپنے اہلِ خانہ اور اصحاب کو جمع کیا، اور ان سے فرمایا: اے میرے اہل اور میرے شیعو! اس رات کو اپنے لیے سواری بنا لو اور اپنی جانیں لے کر نکل جاؤ، کیونکہ مطلوب میرے سوا کوئی نہیں، اور اگر وہ مجھے قتل کر دیں تو تمہارے بارے میں نہیں سوچیں گے۔ پس نجات پاؤ، اللہ تم پر رحم کرے، تم میری بیعت اور اس عہد سے جو تم نے مجھ سے کیا تھا، آزاد اور وسعت میں ہو۔

فقال إخوته وأهله وأنصاره بلسان واحد : والله يا سيّدنا يا أبا عبدالله ، لاخذلناك أبداً ، والله لا قال الناس : تركوا إمامهم وكبيرهم وسيِّدهم وحده حتى قُتل ، ونبلوا بيننا وبين الله عذراً ، ولا نخلّيك أو نُقتل دونك ، فقال لهم (عليه السلام) : يا قوم ، إني في غد أُقتل وتُقتلون كلكم معي ، ولا يبقى منكم واحد. فقالوا : الحمد لله الذي أكرمنا بنصرك ، وشرَّفنا بالقتل معك ، أو لا نرضى أن نكون معك في درجتك يابن رسول الله ؟ فقال : جزاكم الله خيراً ، ودعا لهم بخير ، فأصبح وقُتل وقُتلوا معه أجمعون.

تو ان کے بھائیوں، اہلِ خانہ اور مددگاروں نے ایک زبان ہو کر کہا: خدا کی قسم، اے ہمارے سردار، اے ابا عبداللہ! ہم آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے، خدا کی قسم، ایسا نہ ہو کہ لوگ کہیں: انہوں نے اپنے امام، اپنے بزرگ اور اپنے سردار کو تنہا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے، اور ہم اپنے اور اللہ کے درمیان کوئی عذر باقی رکھ لیں۔ ہم آپ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے، یا آپ سے پہلے قتل ہو جائیں گے۔ آپ (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اے میری قوم! کل میں قتل کیا جاؤں گا اور تم سب میرے ساتھ قتل کیے جاؤ گے، اور تم میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ انہوں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں آپ کی نصرت سے سرفراز کیا اور آپ کے ساتھ قتل ہونے سے ہمیں عزت بخشی۔ کیا ہم اس بات پر راضی نہ ہوں کہ اے ابنِ رسول اللہ! ہم آپ کے ساتھ آپ کے درجے میں شریک ہوں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اور ان کے لیے خیر کی دعا کی۔ پھر صبح ہوئی اور آپ شہید ہوئے اور وہ سب آپ کے ساتھ شہید ہو گئے۔

فقال له القاسم بن الحسن (عليه السلام) : وأنا فيمن يقتل ؟ فأشفق عليه ، فقال له : يا بنيّ ، كيف الموت عندك ؟ قال : يا عمّ أحلى من العسل ، فقال : إي والله فداك عمُّك ، إنك لأحد من يُقتل من الرجال معي ، بعد أن تبلو ببلاء عظيم ، وابني عبدالله.

قاسم بن حسن (علیہ السلام) نے ان سے پوچھا: کیا میں بھی قتل ہونے والوں میں سے ہوں؟ آپ کو ان پر شفقت آئی، تو آپ نے ان سے فرمایا: میرے بیٹے! تمہارے نزدیک موت کیسی ہے؟ انہوں نے کہا: چچا جان! شہد سے بھی زیادہ میٹھی۔ آپ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم، تمہارا چچا تم پر قربان ہو، تم بھی ان مردوں میں سے ہو جو میرے ساتھ قتل ہوں گے، اس کے بعد کہ تم ایک بہت بڑی آزمائش سے گزرو گے، اور میرا بیٹا عبداللہ بھی۔

فقال : يا عم ، ويصلون إلى النساء حتى يُقتل عبدالله وهو رضيع ؟ فقال : فداك عمّك ، يُقتل عبدالله إذا جفَّت روحي عطشاً ، وصرت إلى خيمنا فطلبت ماء ولبناً فلا أجد قط ، فأقول : ناولوني ابني لأشرب من فيه ، فيأتوني به ، فيضعونه على يدي ، فأحمله لأدنيه من فيَّ ، فيرميه فاسق ـ لعنه الله ـ بسهم فينحره ، وهو يناغي ، فيفيض دمه في كفي ، فأرفعه إلى السماء ، وأقول : اللهم صبراً واحتساباً

انہوں نے کہا: چچا جان ! کیا وہ خواتین تک بھی پہنچ جائیں گے یہاں تک کہ عبداللہ شیر خوار ہوتے ہوئے قتل کر دیے جائیں؟ آپ نے فرمایا: تمہارا چچا تم پر قربان ہو، عبداللہ اس وقت قتل ہوں گے جب میری جان پیاس سے خشک ہو چکی ہوگی، اور میں اپنے خیمے کی طرف جاؤں گا اور پانی اور دودھ مانگوں گا مگر کچھ بھی نہیں پاؤں گا، تو کہوں گا: میرا بیٹا مجھے دو تاکہ میں اس کے منہ سے (نمی) پی لوں، تو وہ اسے میرے پاس لے آئیں گے اور میرے ہاتھوں پر رکھ دیں گے، میں اسے اٹھا کر اپنے منہ کے قریب لاؤں گا، تو ایک فاسق - اللہ اس پر لعنت کرے - اس پر تیر چلائے گا اور اس کا حلقوم کاٹ دے گا، جبکہ وہ کلکاریاں مار رہا ہوگا، تو اس کا خون میری ہتھیلی میں بہہ نکلے گا، میں اسے آسمان کی طرف اٹھاؤں گا اور کہوں گا: اے اللہ ! صبر اور رضا کے ساتھ

فيك ، فتعجلني الأسنة منهم ، والنار تستعر في الخندق الذي فيه ظهر الخيم ، فأكرُّ عليهم في أمرّ أوقات في الدنيا ، فيكون ما يريد الله ، فبكى وبكينا ، وارتفع البكاء والصراخ من ذراري رسول الله (صلى الله عليه وآله) في الخيم ، ويسأل زهير بن القين ، وحبيب بن مظاهر عنّي ، فيقولون : يا سيّدنا ، فسيِّدنا عليٌّ (عليه السلام) ـ فيشيرون إليَّ ـ ماذا يكون من حاله ؟ فأقول مستعبراً : ما كان الله ليقطع نسلي من الدنيا ، فكيف يصلون إليه وهو أب ثمانية أئمة (عليهم السلام) [1]

مدينة المعاجز ، السيد هاشم البحراني : 4/215 ـ 216 ح 295.

.

تیری خاطر، پھر ان کے نیزے مجھ پر جلدی جھپٹ پڑیں گے، جبکہ اس خندق میں آگ بھڑک رہی ہوگی جو خیموں کے پیچھے کھودی گئی ہے، تو میں دنیا کے سب سے تلخ ترین لمحات میں ان پر حملہ کروں گا، پھر وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا۔ یہ سن کر آپ (علیہ السلام) روئے اور ہم بھی روئے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اولاد کا رونا اور چیخنا خیموں میں بلند ہو گیا۔ زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر میرے بارے میں پوچھیں گے تو لوگ کہیں گے: اے ہمارے سردار! (اشارہ کرتے ہوئے) ہمارا سردار تو علی (علیہ السلام) ہے - اس کا کیا حال ہوگا؟ تو میں روتے ہوئے کہوں گا: اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ میری نسل دنیا سے منقطع ہو جائے، پس وہ اس تک کیسے پہنچ سکتے ہیں جبکہ وہ آٹھ اماموں (علیہم السلام) کا باپ ہے (۱)۔

ويقول الحاج أحمد العوى رحمه الله تعالى في شبل الإمام الحسن (عليه السلام) :

حاج احمد العوی رحمہ اللہ تعالیٰ امام حسن (علیہ السلام) کے شیر نر (فرزند) کے بارے میں کہتے ہیں:

يا للشبابِ ذَوَتْ منه نَضَارَتُهُ وغاض مَاءُ الصِّبَا من وَجْهِهِ النَّضِرِ
وَشُعْلَةٌ من لهيبِ الحقِّ قد طُفِئَتْ
بِعَرْصَةِ الطفِّ بين البيضِ والسُّمُرِ له من الحسن الزاكي شَمَائِلُهُ
فإنَّه ابنُ عليٍّ خيرةِ الخِيَرِ أصابه الغَادِرُ الأَزْدِي بِضَرْبَتِهِ
فَخَرَّ منعفراً أَفديه من قَمَرٍ للهِ قَلْبُ حُسَيْن حين عَايَنَهُ
يجودُ بالنفسِ في حَرِّ الثرى الوَعِرِ [2]

محرّك الأشجان ، الحاج أحمد العوى : 55.

ہائے وہ جوانی، جس کی تازگی مرجھا گئی
اور اس کے تر و تازہ چہرے سے حسنِ شباب کا پانی خشک ہو گیا
اور حق کے شعلے کا ایک چراغ بجھ گیا
میدانِ طف میں، تلواروں اور نیزوں کے درمیان
اس کی صفات پاکیزہ حسن (علیہ السلام) جیسی تھیں
کہ وہ علی کے بیٹے، بہترین لوگوں میں سے بہترین کا فرزند تھا
اسے دغاباز ازدی نے اپنی ضرب سے زخمی کر دیا
تو وہ خاک پر گر پڑا، میں اس چاند پر قربان جاؤں
اللہ کی قسم، حسین کا دل، جب اس نے یہ منظر دیکھا
تو وہ دشوار زمین کی تپش میں اپنی جان نچھاور کر رہا تھا(2)

روى الشيخ الطريحي عليه الرحمة في المنتخب ، قال : روي أنه لما آل أمر الحسين (عليه السلام) إلى القتال بكربلاء ، وقتل جميع أصحابه ، ووقعت النوبة على أولاد أخيه الحسن (عليه السلام) ، جاء القاسم بن الحسن (عليهما السلام) وقال : يا عمّ ، الإجازة لأمضي إلى هؤلاء الكفار ، فقال له الحسين (عليه السلام) : يابن أخي ، أنت من أخي علامة ، وأريد أن تبقى لي لأتسلّى بك ، ولم يعطه إجازة للبراز ، فجلس مهموماً مغموماً ، باكي العين ، حزين القلب ، وأجاز الحسين (عليه السلام) إخوته للبراز ولم يجزه ، فجلس القاسم متألماً ، ووضع رأسه على رجليه ، وذكر أن أباه قد ربط له عوذة في كتفه الأيمن ، وقال له : إذا أصابك ألم وهمّ فعليك بحلّ العوذة وقراءتها ، فافهم معناها واعمل بكلّ ما تراه

شیخ طریحی علیہ الرحمہ نے "المنتخب" میں روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں: روایت ہے کہ جب حسین (علیہ السلام) کا معاملہ کربلا میں جنگ تک پہنچا اور آپ کے تمام اصحاب شہید ہو گئے، اور باری آپ کے بھائی حسن (علیہ السلام) کی اولاد پر آ گئی، تو قاسم بن حسن (علیہما السلام) آئے اور کہا: چچا جان! مجھے اجازت دیجیے کہ میں ان کافروں کے مقابلے پر جاؤں۔ حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: بھتیجے! تم میرے بھائی کی نشانی ہو، اور میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تاکہ میں تمہارے ذریعے تسلی حاصل کروں۔ اور آپ نے انہیں میدان میں جانے کی اجازت نہ دی۔ وہ غم و اندوہ میں ڈوبے، آنکھوں سے روتے اور دل سے غمگین بیٹھ گئے۔ حسین (علیہ السلام) نے اپنے بھائیوں کو میدان میں جانے کی اجازت دی مگر انہیں اجازت نہ دی۔ قاسم دکھی ہو کر بیٹھ گئے اور اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھ لیا، اور انہیں یاد آیا کہ ان کے والد نے ان کے دائیں کندھے پر ایک تعویذ باندھا تھا اور کہا تھا: جب تمہیں کوئی تکلیف اور غم پہنچے تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھنا، اس کا مطلب سمجھنا اور جو کچھ اس میں لکھا ہوا پاؤ اس پر عمل کرنا۔

مكتوباً فيها ، فقال القاسم لنفسه : مضى سنون عليَّ ولم يصبني مثل هذا الألم ، فحلَّ العوذة وفضَّها ونظر إلى كتابتها ، وإذا فيها : يا ولدي يا قاسم ، أوصيك أنك إذا رأيت عمَّك الحسين (عليه السلام) في كربلاء وقد أحاطت به الأعداء فلا تترك البراز والجهاد لأعداء الله وأعداء رسوله ، ولا تبخل عليه بروحك ، وكلَّما نهاك عن البراز عاوده ليأذن لك في البراز ، لتحظى في السعادة الأبدية.

قاسم نے اپنے دل میں کہا: مجھ پر کئی سال گزر چکے ہیں اور مجھے ایسی تکلیف کبھی نہیں پہنچی۔ تو انہوں نے تعویذ کھولا اور اسے کھول کر اس کی تحریر دیکھی، تو اس میں لکھا تھا: میرے بیٹے، اے قاسم ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب تم اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کو کربلا میں دیکھو کہ دشمنوں نے انہیں گھیر رکھا ہے تو اللہ کے دشمنوں اور اس کے رسول کے دشمنوں سے جہاد اور مقابلہ کرنے سے پیچھے نہ ہٹنا، اور اپنی جان ان پر قربان کرنے میں بخل نہ کرنا، اور جب بھی وہ تمہیں میدان میں جانے سے روکیں تو دوبارہ ان سے اجازت مانگنا تاکہ وہ تمہیں میدان میں جانے کی اجازت دے دیں، تاکہ تم ابدی سعادت حاصل کر سکو۔

فقام القاسم من ساعته وأتى إلى الحسين (عليه السلام) ، وعرض ما كتب أبوه الحسن (عليه السلام) على عمّه الحسين (عليه السلام) ، فلمّا قرأ الحسين (عليه السلام) العوذة بكى بكاء شديداً وتنفَّس الصعداء ، وقال : يا ابن الأخ ، هذه الوصيّة لك من أبيك ، وعندي وصيّة أخرى منه لك ، ولابد من إنفاذها.

قاسم اسی وقت اٹھے اور حسین (علیہ السلام) کے پاس آئے، اور جو کچھ ان کے والد حسن (علیہ السلام) نے لکھا تھا وہ اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کے سامنے پیش کیا۔ جب حسین (علیہ السلام) نے تعویذ پڑھی تو زار و قطار روئے اور آہیں بھریں، اور فرمایا: بھتیجے ! یہ تمہارے والد کی طرف سے تمہارے لیے وصیت ہے، اور میرے پاس ان کی طرف سے تمہارے لیے ایک اور وصیت بھی ہے، جسے پورا کرنا ضروری ہے۔

فمسك الحسين (عليه السلام) على يد القاسم وأدخله الخيمة ، وقال لأم القاسم (عليه السلام) : أليس للقاسم ثياب جدد ؟ قالت : لا ، فقال لأخته زينب ، ائتيني بالصندوق ، فأتت به إليه ، ووضع بين يديه ، ففتحه وأخرج منه قباء الحسن (عليه السلام) وألبسه القاسم ، ولفَّ على رأسه عمامة الحسن (عليه السلام).

پھر حسین (علیہ السلام) نے قاسم کا ہاتھ تھاما اور انہیں خیمے میں لے گئے، اور قاسم کی والدہ سے فرمایا: کیا قاسم کے پاس نئے کپڑے نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے اپنی بہن زینب سے فرمایا: میرے پاس صندوق لاؤ۔ وہ صندوق لے آئیں اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا، آپ نے اسے کھولا اور اس میں سے حسن (علیہ السلام) کا قباء نکالا اور قاسم کو پہنایا، اور ان کے سر پر حسن (علیہ السلام) کا عمامہ لپیٹ دیا۔

إلى أن قال : فلمّا رأى الحسين (عليه السلام) أن القاسم يريد البراز قال له : يا ولدي ، أتمشي برجلك إلى الموت ؟ قال : وكيف يا عمّ وأنت بين الأعداء وحيد فريد لم تجد محامياً ولا صديقاً ؟ روحي لروحك الفداء ، ونفسي لنفسك الوقاء.

...یہاں تک کہ (روایت میں) کہا گیا ہے: جب حسین (علیہ السلام) نے دیکھا کہ قاسم میدان میں جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا: بیٹا ! کیا تم اپنے پاؤں سے چل کر موت کی طرف جا رہے ہو؟ قاسم نے کہا: چچا جان ! میں کیسے نہ جاؤں جبکہ آپ دشمنوں کے درمیان تنہا و بے یار و مددگار ہیں، نہ کوئی حمایتی پایا اور نہ کوئی دوست؟ میری روح آپ کی روح پر قربان اور میری جان آپ کی جان کی سپر ہے۔

ثم إن الحسين (عليه السلام) شقَّ أزياق القاسم ، وقطع عمامته نصفين ، ثمَّ أدلاها على وجهه ، ثمَّ ألبسه ثيابه بصورة الكفن ، وشدَّ سيفه بوسط القاسم ، وأرسله إلى المعركة [1]

پھر حسین (علیہ السلام) نے قاسم کے گریبان چاک کیے، اور ان کے عمامے کو دو حصوں میں تقسیم کیا، پھر اسے ان کے چہرے پر لٹکا دیا، پھر انہیں کفن کی صورت میں اپنے کپڑے پہنائے، اور اپنی تلوار قاسم کی کمر سے باندھ دی، اور انہیں میدانِ جنگ کی طرف روانہ کیا۔(1)

اسی بارے میں حجۃ الاسلام شیخ علی جشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وفي ذلك يقول الحجّة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة :

[1] المنتخب للطريحي : 365 ـ 366 ، مدينة المعاجز ، السيد هاشم البحراني : 3/366 ح 93.

أُبَنَيَّ قَاسِمُ أنت صُبْحُ مَسَرَّتي ومزيلُ همّي إنْ عَرَاني فَادِحُ
قد كنتُ أرجو أن تكونَ عَلامَةً لي من أخي فَعَلامَ عنّي نَازَحُ

اے میرے بیٹے قاسم ! تو میری خوشی کی صبح ہے
اور میرا غم دور کرنے والا ہے جب مجھ پر کوئی
مصیبت آن پڑے
میں امید رکھتا تھا کہ تو میرے بھائی کی طرف سے
میرے لیے ایک نشانی بنے گا، تو پھر تو مجھ سے دور
کیوں جا رہا ہے؟

جَدَّدْتَ فَقْدَ أخي فَنَارُ فِرَاقِهِ في القَلْبِ كامنةٌ وفَقْدُك قَادِحُ
قد كنتُ أرجو أَنْ تَزُفَّكَ هاشمٌ في مَوْكِب منه يُسَاءُ الكاشحُ
واليومَ بينَ الكاشحين مُزَمَّلا بِدَم أَزُفُّكَ والنساءُ نَوَائِحُ [1]

تو نے میرے بھائی کی جدائی کا غم تازہ کر دیا، اس کی
جدائی کی آگ
میرے دل میں پہلے سے چھپی ہوئی تھی اور تیری
جدائی نے اسے بھڑکا دیا
میں امید رکھتا تھا کہ ہاشم تجھے دلہن کی طرح رخصت
کرے گا
ایک ایسے قافلے میں جس سے دشمن کو رنج پہنچے
مگر آج میں تجھے دشمنوں کے درمیان خون میں لتھڑا
ہوا
رخصت کر رہا ہوں، جبکہ عورتیں نوحہ کناں ہیں(1)

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 59.

قال أبو الفرج ومحمد بن أبي طالب وغيرهما : ثم خرج القاسم بن الحسن (عليه السلام) ، وهو غلام صغير لم يبلغ الحلم ، فلمّا نظر الحسين (عليه السلام) إليه قد برز اعتنقه وجعلا يبكيان حتى غُشي عليهما ، ثم استأذن الحسين (عليه السلام) في المبارزة فأبى الحسين أن يأذن له ، فلم يزل الغلام يقبِّل يديه ورجليه حتى أذن له ، فخرج ودموعه تسيل على خديه وهو يقول :

ابو الفرج، محمد بن ابی طالب اور دیگر مورخین کہتے ہیں: پھر قاسم بن حسن (علیہ السلام) میدان میں نکلے، جبکہ وہ ایک کم سن بچے تھے جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ جب حسین (علیہ السلام) نے دیکھا کہ وہ میدان میں نکل آئے ہیں تو انہیں گلے سے لگا لیا اور دونوں اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر قاسم نے مقابلے کے لیے اجازت مانگی تو حسین (علیہ السلام) نے انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ وہ بچہ برابر آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیتا رہا یہاں تک کہ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ اس حال میں میدان کی طرف نکلے کہ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے:

إنْ تنكروني فأَنَا ابنُ الحَسَنْ سِبْطِ النبيِّ المصطفى والمُؤتَمَنْ
هذا حسينٌ كالأسيرِ المُرْتَهَنْ بين أُنَاس لا سقوا صَوْبَ المُزْنْ

اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو میں حسن کا بیٹا ہوں
جو نبی مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے اور
امانت دار تھے
یہ حسین ہیں جو ایسے قیدی کی طرح گرفتار ہیں
ایسے لوگوں کے درمیان جنہیں بادلوں کی بارش
نصیب نہ ہو

وكان وجهه كفلقة القمر ، فقاتل قتالا شديداً حتى قتل على صغره خمسة وثلاثين رجلا.

ان کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی مانند تھا۔ انہوں نے سخت جنگ لڑی یہاں تک کہ اپنی کم سنی کے باوجود پینتیس آدمیوں کو قتل کر دیا۔

قال حميد : كنت في عسكر ابن سعد ، فكنت أنظر إلى هذا الغلام عليه قميص وإزار ونعلان قد انقطع شسع أحدهما ، ما أنسى أنها كانت اليسرى ، فقال عمرو بن سعد الأزدي : والله لأشدّن عليه ، فقلت : سبحان الله! وما تريد بذلك ؟ والله لو ضربني ما بسطت إليه يدي ، يكفيه هؤلاء الذين تراهم قد احتوشوه ، قال : والله لأفعلنَّ ، فشدَّ عليه فما ولَّى حتى ضرب رأسه بالسيف ، ووقع الغلام لوجهه ، ونادى : يا عماه.

حمید کہتے ہیں: میں ابن سعد کے لشکر میں تھا، اور اس بچے کو دیکھ رہا تھا کہ اس پر قمیص اور تہبند تھا اور دو جوتے تھے جن میں سے ایک کا تسمہ ٹوٹا ہوا تھا، اور میں نہیں بھولا کہ وہ بایاں جوتا تھا۔ تو عمرو بن سعد ازدی نے کہا: خدا کی قسم! میں اس پر حملہ کروں گا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ خدا کی قسم اگر یہ مجھے مارتا تو بھی میں اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا، یہ لوگ جنہیں تم دیکھ رہے ہو کہ اس کے گرد جمع ہیں اسی کے لیے کافی ہیں۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں ضرور ایسا کروں گا۔ چنانچہ اس نے اس پر حملہ کیا اور پیٹھ نہ پھیری یہاں تک کہ تلوار سے اس کے سر پر وار کیا، اور بچہ اوندھے منہ گر پڑا اور پکار اٹھا: اے چچا جان!

قال : فجاء الحسين (عليه السلام) كالصقر المنقضّ ، فتخلَّل الصفوف ، وشدَّ شدّة الليث الحرب ، فضرب عمراً قاتله بالسيف ، فاتّقاه بيده فأطنّها من المرفق ، فصاح ثم تنحَّى عنه ، وحملت خيل أهل الكوفة ليستنقذوا عمراً من الحسين (عليه السلام) ،

راوی کہتے ہیں: حسین (علیہ السلام) جھپٹنے والے باز کی طرح آئے، صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور شیر کی طرح جنگ پر جھپٹے، اور اس کے قاتل عمرو پر تلوار سے وار کیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا بچاؤ کیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا، وہ چیخا اور آپ سے پیچھے ہٹ گیا، اور کوفہ والوں کے سوار عمرو کو حسین (علیہ السلام) سے بچانے کے لیے حملہ آور ہوئے،

فاستقبلته بصدورها ، وجرحته بحوافرها ، ووطأته حتى مات.

تو اس کے گھوڑوں نے اپنے سینوں سے اس کا راستہ روکا، اپنے سموں سے اسے زخمی کیا، اور اسے روند ڈالا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

فانجلت الغبرة فإذا بالحسين (عليه السلام) قائم على رأس الغلام ، وهو يفحص برجله ، فقال الحسين (عليه السلام) : يعزّ والله على عمك أن تدعوه فلا يجيبك ، أو يجيبك فلا يعينك ، أو يعينك فلا يغني عنك ، بعداً لقوم قتلوك ، ثمَّ احتمله ، فكأني أنظر إلى رجلي الغلام يخطّان في الأرض ، وقد وضع صدره على صدره ، فقلت في نفسي : ما يصنع ؟ فجاء حتى ألقاه بين القتلى من أهل بيته.

جب گرد و غبار چھٹا تو دیکھا کہ حسین (علیہ السلام) لڑکے کے سرہانے کھڑے ہیں، اور وہ اپنی ٹانگ زمین پر مار رہا ہے۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: خدا کی قسم! تیرے چچا پر یہ بہت گراں ہے کہ تو اسے پکارے اور وہ تیری آواز پر نہ آئے، یا وہ آئے تو تیری مدد نہ کر سکے، یا مدد کرے تو تیرے کچھ کام نہ آئے۔ ہلاکت ہو اس قوم کے لیے جس نے تجھے قتل کیا۔ پھر آپ نے اسے اٹھا لیا، گویا میں اب بھی لڑکے کے دونوں پاؤں دیکھ رہا ہوں جو زمین پر گھسٹ رہے تھے، جبکہ آپ نے اپنا سینہ اس کے سینے پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے دل میں کہا: یہ کیا کرنے والے ہیں؟ چنانچہ آپ آئے یہاں تک کہ اسے اپنے اہل بیت کے شہداء کے درمیان لا کر رکھ دیا۔

ثم قال : اللهم أحصهم عدداً ، واقتلهم بدداً ، ولا تغادر منهم أحداً ، ولا تغفر لهم أبداً ، صبراً يا بني عمومتي ، صبراً يا أهل بيتي ، ولا رأيتم هواناً بعد هذا اليوم أبداً [1]

پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! انہیں گن گن کر ہلاک کر، انہیں متفرق طور پر قتل کر، ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ، اور انہیں کبھی معاف نہ کر۔ صبر کرو اے میرے چچازاد بھائیو! صبر کرو اے میرے اہل بیت! اور آج کے دن کے بعد تم کبھی ذلت نہ دیکھو گے(1)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/34 ـ 36.

.

وفي رواية عن حميد بن مسلم أيضاً قال : قال الحسين (عليه السلام) : بعداً لقوم قتلوك ، خصمهم فيك يوم القيامة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ قال : عزَّ على عمك أن تدعوه فلا يجيبك ، أو يجيبك ثم لا تنفعك إجابته ، يوم كثر واتره ، وقلَّ ناصره ، ثمَّ احتمله على صدره ، وكأني أنظر إلى رجلي الغلام تخطّان في الأرض حتى ألقاه مع ابنه علي ابن الحسين (عليه السلام) ، فسألت عن الغلام فقالوا : هو القاسم بن الحسن بن علي بن أبي طالب صلوات الله عليهم أجمعين [2]

حمید بن مسلم سے ایک اور روایت میں بھی یہ مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: ہلاکت ہو اس قوم کے لیے جس نے تجھے قتل کیا، قیامت کے دن ان کے مقابل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہوں گے۔ پھر فرمایا: تیرے چچا پر یہ گراں ہے کہ وہ تجھے پکارے اور تو جواب نہ دے، یا تو جواب دے مگر تیرا جواب دینا تیرے کچھ کام نہ آئے، اس دن جب اس کے دشمن بہت اور مددگار کم ہو چکے ہیں۔ پھر آپ نے اسے اپنے سینے پر اٹھا لیا، گویا میں اب بھی لڑکے کے دونوں پاؤں دیکھ رہا ہوں جو زمین پر گھسٹ رہے تھے، یہاں تک کہ آپ نے اسے اپنے بیٹے علی بن الحسین (علیہ السلام) کے ساتھ لا رکھا۔ میں نے لڑکے کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے بتایا: یہ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب (صلوات اللہ علیہم اجمعین) ہیں(2)۔

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 58.

.

وروي عن الإمام الصادق (عليه السلام) أنه قال : كان الحسين بن علي (عليهما السلام) يضع قتلاه بعضهم على بعض ، ثم يقول : قتلانا قتلى النبيين وآل النبيين [3]

امام صادق (علیہ السلام) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: حسین بن علی (علیہما السلام) اپنے شہداء کو ایک دوسرے کے اوپر رکھتے اور فرماتے: ہمارے مقتول، انبیاء اور آلِ انبیاء کے مقتولوں کی مانند ہیں(3)۔

الغيبة ، النعماني : 211 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 80/45 ح 5.

.

ولله درّ الشيخ عبد الكريم الفرج رحمه الله تعالى إذ يقول :

واللهِ لا أنسى الحسينَ مُيَمِّماً أَرْضَ العراقِ تحفُّه أطهارُها

اللہ بھلا کرے شیخ عبد الکریم فرج رحمہ اللہ تعالیٰ کا، جب وہ کہتے ہیں:

خدا کی قسم، میں حسین کو ہرگز نہ بھولوں گا کہ وہ رخ کیے ہوئے تھے
عراق کی سرزمین کی جانب، جن کے گرد ان کے پاکیزہ اہل بیت حلقہ بنائے ہوئے تھے

أقمارُ تَمٍّ من ذُؤَابةِ هَاشِم سُبَّاقُ فَضْل للعلى مِضْمَارُها
كالبدرِ قد حَاطَتْهُ هَالَةُ أَنْجُم والشمسِ قَدْ حَفَّت بها أقمارُها
هي كالأسودِ بل الأُسُودُ تَهَابُها تخشى الأسودُ فأين منه نجارُها
أفعالُها طَابَتْ فطاب أريجُها وتعطَّرَتْ من عِطْرِه أقطارُها
وَقَفُوا بيومِ الطفِّ أَكْرَمَ موقف فيه عُيُونُ المجدِ قرَّ قرارُها
قد أوضحوا طُرُقَ الشريعةِ فاغتدى متجلِّياً للسالكين مَنَارُها
خَطُّوا لأهلِ الحقِّ منهاجَ الإبَا وبُني بفعلِهِمُ لهم أسوارُها
هَدَمُوا حُصُونَ البغي قسراً عندما نهضوا فأمسى مُرْغَماً جَبَّارُها
قد ذكَّروا أعداءَهم بدراً وما فَتَكَتْ بِأُوْلاَهُمْ هُنَاكَ شِفَارُها
سَدُّوا رِحَابَ الطفِّ من أشلائِهِمْ
والخيلُ صار على الجُسُومِ مَغَارُها
لم يَبْرَحُوا الهيجاءَ حتى صُرِّعوا فوقَ الرغامِ ووِسَادُهُمْ أحجارُها
نفسي الفِدَاءُ لسبطِ أحمدَ مُفْرَداً دارت عليه لدى الوغى فُجَّارُها
أفديه فرداً لم يَجِدْ عوناً وقد سُدَّتْ عليه من العداةِ قِفَارُها [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 256 ـ 257.

وہ ہاشم کی بلند شاخ سے چودھویں کے چاند تھے
بزرگی و بلندی کے میدان میں سب سے آگے نکلنے والے
وہ بدرِ کامل کی مانند تھے جسے ستاروں کے ہالے نے گھیرا ہو
اور سورج کی مانند جس کے گرد چاند حلقہ بنائے ہوں
وہ شیروں کی مانند تھے بلکہ شیر بھی ان سے خوف کھاتے
شیر بھی ڈرتے تھے تو ان کی اصل کہاں شیروں کے برابر ٹھہرے
ان کے افعال پاکیزہ تھے تو ان کی خوشبو بھی پاکیزہ ٹھہری
اور ان کی مہک سے ہر سمت معطر ہو گئی
وہ روزِ طف میں سب سے کریم موقف پر ڈٹے رہے
جس میں عظمت کی آنکھیں مطمئن اور ٹھنڈی ہو گئیں
انہوں نے شریعت کی راہیں روشن کر دیں تو
اس کا مینار راہ چلنے والوں کے لیے چمک اٹھا
انہوں نے اہلِ حق کے لیے عزتِ نفس کا راستہ کھینچا
اور ان کے کردار سے ان کے لیے فصیلیں تعمیر ہوئیں
انہوں نے ظلم کے قلعے زبردستی ڈھا دیے جب
وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو اس کا جابر رسوا ہو گیا
انہوں نے اپنے دشمنوں کو بدر یاد دلا دی اور وہ کچھ
جو تلواروں نے وہاں ان کے اسلاف پر کیا تھا
انہوں نے میدانِ طف کے کھلے میدانوں کو اپنے
جسموں کے ٹکڑوں سے بھر دیا
اور گھوڑے ان کے جسموں پر دوڑنے لگے

وہ میدانِ کارزار سے نہ ہٹے یہاں تک کہ گر پڑے
خاک پر، اور پتھر ان کا تکیہ بن گئے
میری جان قربان ہو احمد کے نواسے پر جو تنہا تھے
جبکہ میدانِ جنگ میں بدکردار لوگ ان پر گھیرا ڈالے ہوئے تھے
میں اس پر قربان ہوں جو اکیلے تھے، انہیں کوئی مددگار نہ ملا جبکہ
دشمنوں کی طرف سے ہر بیابان ان پر بند کر دیا گیا تھا(1)

المجلس الثاني ، من اليوم الثامن
الشهداء من أبناء الإمام الحسن الزكي (عليه السلام)

تحوطه من بني عدنان أغلمةٌ بيض الوجوه كِرامٌ سادة رؤسا
وكل ذي طلعة غراء مشرقة من نور طلعته بدر السما اقتبسا
يلقى السيوف بوجه شان طلعته
وقع السيوف ونحر بالقنا غرسا [2]

المجالس السنية ، السيد محسن الأمين : 1/110.

دوسرا مجلس، آٹھویں دن کا
امام حسن زکی (علیہ السلام) کے فرزندوں میں سے شہداء

بنی عدنان میں سے کچھ نوجوان اس کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے
روشن چہروں والے، معزز اور سردار و سرکردہ
اور ہر ایک روشن و تابناک چہرے والا
جس کے چہرے کے نور سے آسمان کے چاند نے اپنی روشنی مستعار لی
وہ تلواروں کا سامنا ایسے چہرے کے ساتھ کرتا
جس کی رونق کو تلواروں کے وار اور نیزوں کے حلق
میں پیوست ہونے نے ماند کر دیا تھا(2)

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة في الإرشاد في عدد أولاد الإمام الحسن المجتبى (عليه السلام) أنّهم : خمسة عشر ذكراً وأنثى : زيد بن الحسن ، وأختاه أم الحسن وأم الحسين ، أمهم أم بشير بنت أبي مسعود بن عقبة بن عمرو بن ثعلبة الخزرجيّة ، والحسن بن الحسن ، أمّه خولة بنت منظور الفزارية ، وعمرو بن الحسن وأخواه القاسم وعبدالله ابنا الحسن ، أمهم أم ولد ، وعبدالرحمن بن الحسن ، أُمُّه أم ولد ، والحسين بن الحسن الملقَّب بالأثرم ، وأخوة طلحة بن الحسن ، وأختهما فاطمة بنت الحسن ، أمهم أم إسحاق بنت طلحة بن عبيدالله التيمي ، وأم عبدالله ، وفاطمة الصغرى ، وأم سلمة ، ورقية بنات الحسن ، لأمهات شتى [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/20 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/163.

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کتاب "الارشاد" میں امام حسن مجتبیٰ (علیہ السلام) کی اولاد کی تعداد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد پندرہ بیٹے اور بیٹیاں تھیں: زید بن حسن اور ان کی دو بہنیں ام حسن اور ام حسین، جن کی والدہ ام بشیر بنت ابی مسعود بن عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ تھیں۔ حسن بن حسن، جن کی والدہ خولہ بنت منظور الفزاریہ تھیں۔ عمرو بن حسن اور ان کے دو بھائی قاسم اور عبداللہ ابنائے حسن، جن کی والدہ ام ولد تھیں۔ عبدالرحمن بن حسن، جن کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔ حسین بن حسن، جن کا لقب اثرم تھا، اور ان کے بھائی طلحہ بن حسن اور ان دونوں کی بہن فاطمہ بنت حسن، جن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ التیمی تھیں۔ نیز ام عبداللہ، فاطمہ صغریٰ، ام سلمہ اور رقیہ بنات حسن، جن کی مائیں مختلف تھیں(1)۔

فأما عبد الرحمن فإنه خرج مع عمّه الحسين (عليه السلام) إلى الحجّ ، وتوفيّ بالأبواء وهو محرم ، وأما الحسين بن الحسن المعروف بالأثرم كان له فضل وعبادة ، ولا بقية له ، وطلحة بن الحسن كان جواداً كثير العطاء والصدقات ، وأما عمرو بن الحسن فكان مع الحسين بكربلاء واستشهد.

عبدالرحمن اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے اور مقامِ ابواء پر حالتِ احرام میں وفات پا گئے۔ حسین بن حسن، جو اثرم کے نام سے معروف تھے، فضل و عبادت کے حامل تھے مگر ان کی کوئی نسل باقی نہ رہی۔ طلحہ بن حسن سخی اور کثرت سے عطا و صدقہ کرنے والے تھے۔ رہے عمرو بن حسن، تو وہ کربلا میں حسین (علیہ السلام) کے ساتھ تھے اور شہید ہو گئے۔

وأمّا الحسن بن الحسن (عليه السلام) فإنه كان مع عمّه الحسين (عليه السلام) بكربلاء ، فجاهد معه جهاد الأسد الباسل ، وبالغ معه على احتمال الخطب النازل ، حتى أُثخن بالجراح ، وبقي ملقىً لم يكن به حراك ، إلى أن قُتل عمُّه الحسين ، وأتى أعداء الله للتجهيز على الجرحى ، فوجدوا الحسن بن الحسن ملقىً بين القتلى وبه نفس ، فأرادوا أن يجهزوا عليه ، فعرفه أسماء بن خارجة وكان بينه وبين خولة قرابة ، فمنعهم عنه ، وقال : والله لا أدعكم تُجهزون على ابن خولة أبداً.

رہے حسن بن حسن (علیہ السلام)، تو وہ کربلا میں اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کے ساتھ تھے، انہوں نے آپ کے ساتھ مل کر دلیر شیر کی طرح جہاد کیا اور نازل ہونے والی مصیبتوں کو برداشت کرنے میں پوری کوشش کی، یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو گئے اور بے حس و حرکت پڑے رہے، حتیٰ کہ ان کے چچا حسین شہید ہو گئے۔ پھر اللہ کے دشمن زخمیوں کو تہ تیغ کرنے آئے تو انہوں نے حسن بن حسن کو مقتولین کے درمیان پڑا پایا جبکہ ان میں ابھی سانس باقی تھی۔ وہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے کہ اسماء بن خارجہ نے انہیں پہچان لیا، اور چونکہ ان کے اور خولہ کے درمیان قرابت داری تھی، اس نے انہیں روک دیا اور کہا: خدا کی قسم، میں تمہیں کبھی خولہ کے بیٹے کو قتل نہیں کرنے دوں گا۔

وكانت أم الحسن بن الحسن (عليه السلام) خولة الفزارية ، أمّها مليكة أخت أسماء بن خارجة ، فقال عمر بن سعد : اتركوه لأبي حسّان ابن أخته ، فترك ، فأخذه أسماء بن خارجة وحمله إلى منزله ، فبقي يعالج جراحاته حتى برىء ورجع إلى المدينة.

حسن بن حسن (علیہ السلام) کی والدہ خولہ فزاریہ تھیں، جن کی والدہ ملیکہ، اسماء بن خارجہ کی بہن تھیں۔ چنانچہ عمر بن سعد نے کہا: اسے اس کی بہن کے بیٹے ابوحسان کے لیے چھوڑ دو۔ سو انہیں چھوڑ دیا گیا، اور اسماء بن خارجہ نے انہیں اٹھا کر اپنے گھر لے گیا، جہاں ان کے زخموں کا علاج کیا جاتا رہا یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو گئے اور مدینہ واپس لوٹ آئے۔

وكان الحسن بن الحسن (عليه السلام) جليلا ، فاضلا ، ورعاً ، عالماً ، وكان يلي صدقات رسول الله (صلى الله عليه وآله) بإجازة علي بن الحسين زين العابدين (عليه السلام) وله مع الحجّاج خبر رواه الزبير بن بكار ، قال : وكان الحسن بن الحسن والياً على صدقات رسول الله (صلى الله عليه وآله) في عصره.

حسن بن حسن (علیہ السلام) جلیل القدر، فاضل، پرہیزگار اور عالم تھے۔ وہ علی بن حسین زین العابدین (علیہ السلام) کی اجازت سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے صدقات کی نگرانی کرتے تھے۔ زبیر بن بکار نے حجاج کے ساتھ ان کا ایک واقعہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حسن بن حسن اپنے دور میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے صدقات کے متولی تھے۔

وروي أن الحسن بن الحسن خطب إلى عمّه الحسين (عليه السلام) إحدى ابنتيه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : اختر أيهما شئت ، فاستحى الحسن ولم يردَّ جواباً ، فقال له الحسين : يا بنيّ ، إني اخترت لك ابنتي فاطمة ، فهي أكثر شبهاً بأمي فاطمة بنت محمد ، فزوَّجه بها ، وقبض الحسن بن الحسن وله خمس وثلاثون سنة ، ولما مات رحمه الله ضربت فاطمة بنت الحسين (عليه السلام) فسطاطاً تقرأ عنده القرآن ، وكانت تصوم النهار وتقوم الليل.

روایت ہے کہ حسن بن حسن نے اپنے چچا حسین (علیہ السلام) سے ان کی دو بیٹیوں میں سے ایک کا رشتہ مانگا۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: جسے چاہو منتخب کر لو۔ حسن کو شرم آئی اور وہ جواب نہ دے سکے۔ حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: بیٹا، میں نے تمہارے لیے اپنی بیٹی فاطمہ کو منتخب کیا ہے، کیونکہ وہ میری والدہ فاطمہ بنت محمد سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ چنانچہ آپ نے ان کا نکاح فاطمہ سے کر دیا۔ حسن بن حسن پینتیس برس کی عمر میں وفات پا گئے، اور جب وہ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے تو فاطمہ بنت حسین (علیہ السلام) نے ایک خیمہ نصب کیا جس میں بیٹھ کر وہ قرآن پڑھتیں، دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو عبادت میں مصروف رہتیں۔

وأما زيد بن الحسن ، فإنه كان مع عمه الحسين بكربلاء ، وكان صغيراً لم يراهق ولم يقاتل ، وأخذ أسيراً مع الأسارى ، وسير به مع علي بن الحسين (عليهما السلام) وباقي الحرم والأطفال إلى الشام ، وأدخلوا على يزيد في أسوأ حال ومقام.

رہے زید بن حسن، تو وہ کربلا میں اپنے چچا حسین کے ساتھ تھے، مگر ابھی کم سن تھے، بلوغت کو نہیں پہنچے تھے اور جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ انہیں دیگر قیدیوں کے ساتھ اسیر کر لیا گیا اور علی بن حسین (علیہما السلام) اور باقی اہلِ حرم و اطفال کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا گیا، اور انہیں بدترین حالت اور مقام میں یزید کے دربار میں پیش کیا گیا۔

روي أنه كان ذات يوم جالساً بين يدي يزيد بن معاوية ، وكان ولده خالد جالساً معه ، فقال يزيد لزيد بن الحسن (عليه السلام) : أتصارع ابني خالداً ؟ فقال : لا ، ولكن أعطه سكيناً وأعطني سكيناً وأقاتله ، فقال يزيد بن معاوية : شنشنة أعرفها من أخزم ، هل تلد الحيّة إلاّ حية ؟ يريد أن يقتل ابني بمحضري.

روایت ہے کہ ایک روز وہ یزید بن معاویہ کے سامنے بیٹھے تھے اور یزید کا بیٹا خالد بھی اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ یزید نے زید بن حسن (علیہ السلام) سے کہا: کیا تم میرے بیٹے خالد سے کشتی لڑو گے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، بلکہ اسے ایک چھری دو اور مجھے بھی ایک چھری دو، پھر میں اس سے لڑتا ہوں۔ یزید بن معاویہ نے کہا: یہ وہی عادت ہے جو میں اخرم کے خاندان میں دیکھتا آیا ہوں، کیا سانپ کے ہاں سانپ کے سوا کچھ اور جنم لیتا ہے؟ یعنی یہ میرے سامنے ہی میرے بیٹے کو قتل کرنا چاہتا ہے۔

ثم إن زيد رجع إلى المدينة مع علي بن الحسين وحرم الحسين وأقام بها ، وكان زيد جليل القدر ، كريم الطبع ، ظريف النفس ، كثير البرّ ، وكان يتولّى صدقات رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ومدحه الشعراء ، وقصده الناس من الآفاق لطلب فضله ، وأسنّ زيد حتى بلغ تسعين سنة [1]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 131 ـ 132.

پھر زید علی بن حسین اور حسین کے اہلِ حرم کے ساتھ مدینہ واپس لوٹے اور وہیں مقیم ہو گئے۔ زید جلیل القدر، نیک طبیعت، خوش مزاج اور کثرت سے نیکی کرنے والے تھے۔ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے صدقات کے متولی تھے۔ شعراء نے ان کی مدح میں اشعار کہے اور دور دراز علاقوں سے لوگ ان کے فضل و کرم کے طلب گار بن کر ان کے پاس آتے تھے۔ زید کی عمر بڑھتی گئی یہاں تک کہ وہ نوے برس کو پہنچے(1)۔

وعبدالله بن الحسن كان مع عمّه الحسين (عليه السلام) ، وكان صغيراً لم يراهق ، ابن إحدى عشرة سنة ، فلمّا فني أنصار الحسين (عليه السلام) وعزم على لقاء الأعداء بنفسه أتى مودِّعاً لنسائه ، فسمع عبدالله وداع عمّه الحسين (عليه السلام) والوصيَّة به ، فلمّا خرج الحسين من الخيمة لحقه عبدالله فصاح الحسين بالنساء ، أمسكنه ، فخرجن النساء ليردنه.

عبداللہ بن حسن اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کے ساتھ تھے، اور ابھی کم سن تھے، بلوغت کو نہیں پہنچے تھے، ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ جب حسین (علیہ السلام) کے انصار ختم ہو گئے اور آپ نے خود دشمنوں کا سامنا کرنے کا عزم کیا تو آپ اپنی خواتین سے رخصت لینے آئے۔ عبداللہ نے اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کی الوداعی گفتگو اور ان کے بارے میں کی گئی وصیت سن لی۔ چنانچہ جب حسین خیمے سے باہر نکلے تو عبداللہ ان کے پیچھے چل پڑے، حسین نے خواتین کو آواز دی: اسے روک لو، تو خواتین انہیں واپس لانے کے لیے باہر نکل آئیں۔

فقال : اتركوني ، فوالله لا فارق عمّي أو أموت دونه ، فانفلت من أيدي النساء ولحق عمَّه ، فرأى عبدُ الله مرَّةَ بن فضيل الأزدي وهو هاو إلى الحسين (عليه السلام) بسيفه ، فنادى : يا ابن الزانية ، أتقتل عمّي ؟ فالتفت إليه مرة وضربه بسيفه ، فاتّقاها الغلام بيده فأطنَّها إلى الساعد ، فصاح عبدالله : يا عمَّاه أدركني ، فحلَّ عليه الحسين كما يحلّ الصقر على فريسته ، فأتاه وقتل مرة ، ثم وقف (عليه السلام) على الغلام وهو يفحص برجليه ، فقال : عزيز على عمك أن تدعوه فلا يجيبك ، أو يجيبك فلا ينفعك ، صوت كثر والله واتره وقلَّ ناصره ، ولكن هوَّن عليَّ ما نزل بي أنه بعين الله [1]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 127.

.

انہوں نے کہا: مجھے چھوڑ دو، خدا کی قسم میں اپنے چچا سے جدا نہیں ہوں گا یا انہی کے ساتھ جان دے دوں گا۔ چنانچہ وہ خواتین کے ہاتھوں سے چھوٹ کر اپنے چچا سے جا ملے۔ عبداللہ نے دیکھا کہ مرہ بن فضیل ازدی اپنی تلوار لیے حسین (علیہ السلام) کی طرف لپک رہا ہے، تو وہ پکار اٹھے: اے زانیہ کے بیٹے! کیا تو میرے چچا کو قتل کرے گا؟ مرہ نے ان کی طرف رخ کیا اور تلوار سے وار کیا، بچے نے اپنے ہاتھ سے اسے روکا تو تلوار اس کا ہاتھ بازو تک کاٹ گئی۔ عبداللہ چلا اٹھے: اے چچا! میری مدد کیجیے۔ حسین اس پر یوں جھپٹے جیسے باز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے، آپ اس کے پاس پہنچے اور مرہ کو قتل کر دیا۔ پھر آپ (علیہ السلام) بچے کے پاس کھڑے ہو گئے جو تڑپ رہا تھا، تو فرمایا: تمہارے چچا کے لیے یہ کتنا سخت ہے کہ تم اسے پکارو اور وہ جواب نہ دے سکے، یا جواب دے مگر تمہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے۔ خدا کی قسم، یہ ایسی آواز ہے جس کا انتقام لینے والے بہت ہیں مگر مددگار بہت کم۔ لیکن مجھ پر یہ مصیبت اس بات سے ہلکی ہو جاتی ہے کہ یہ سب اللہ کی نظر میں ہے(1)۔

وفي رواية الشيخ المفيد والسيد ابن طاووس عليهما الرحمة قالا : فخرج عبدالله بن الحسن بن علي (عليهم السلام) ـ وهو غلام لم يراهق ـ من عند النساء يشتدّ ، حتى وقف إلى جنب الحسين (عليه السلام) ، فلحقته زينب بنت علي (عليه السلام) لتحبسه ، فقال الحسين (عليه السلام) : احبسيه يا أختي ، فأبى وامتنع امتناعاً شديداً ، وقال : لا والله لا أفارق عمي ، وأهوى أبجر بن كعب ـ وقيل : حرملة بن كاهل ـ إلى الحسين (عليه السلام) بالسيف ، فقال له الغلام : ويلك يا ابن الخبيثة ، أتقتل عمي ؟ فضربه بالسيف ، فاتّقاه الغلام بيده فأطنَّها إلى الجلد فإذا هي معلَّقة ، فنادى الغلام : يا أُمَّاه ، فأخذه الحسين (عليه السلام) فضمَّه إليه وقال : يابن أخي ، اصبر على ما نزل بك ، واحتسب في ذلك

الخير ، فإن الله يلحقك بآبائك الصالحين ، قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : فرماه حرملة بن كاهل بسهم فذبحه وهو في حجر عمه الحسين (عليه السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/53.

.

شیخ مفید اور سید ابن طاووس علیہما الرحمہ کی روایت میں ہے، دونوں فرماتے ہیں: عبداللہ بن حسن بن علی (علیہم السلام) - جو ابھی کم سن لڑکے تھے، بلوغت کو نہیں پہنچے تھے - دوڑتے ہوئے خواتین کے پاس سے نکلے یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے پہلو میں جا کھڑے ہوئے۔ زینب بنت علی (علیہا السلام) انہیں روکنے کے لیے ان کے پیچھے آئیں، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: بہن ! اسے روک لو۔ مگر وہ انکار پر ڈٹے رہے اور سختی سے مقابلہ کیا اور کہا: نہیں، خدا کی قسم میں اپنے چچا سے جدا نہیں ہوں گا۔ ابجر بن کعب - اور کہا گیا ہے کہ حرملہ بن کاہل - تلوار لیے حسین (علیہ السلام) کی طرف بڑھا، تو بچے نے اس سے کہا: تجھ پر افسوس، اے خبیث عورت کے بیٹے ! کیا تو میرے چچا کو قتل کرے گا؟ اس نے تلوار سے وار کیا، بچے نے اپنے ہاتھ سے اسے روکا تو تلوار جلد تک کاٹ گئی اور ہاتھ لٹک گیا۔ بچہ پکار اٹھا: اے ماں ! تو حسین (علیہ السلام) نے اسے پکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا: بھتیجے ! جو مصیبت تم پر آن پڑی ہے اس پر صبر کرو اور اسے

بھلائی میں شمار کرو، کیونکہ اللہ تمہیں تمہارے نیک آباء و اجداد کے ساتھ ملا دے گا۔ سید ابن طاووس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پھر حرملہ بن کاہل نے اسے تیر مارا اور اسے ذبح کر دیا جبکہ وہ اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کی گود میں تھا(1)۔

أقول : يعزّ على سيد شباب أهل الجنة (عليه السلام) أن يرى أهل بيته وهؤلاء الفتية من أولاد أخيه الإمام الحسن (عليه السلام) صرعى مخضَّبين بدمائهم ، وهم لم يبلغوا الحلم ولله درّ الشيخ صالح الكواز الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

میں کہتا ہوں: سیدِ شبابِ اہلِ جنت (علیہ السلام) پر کتنا گراں تھا کہ وہ اپنے اہلِ بیت اور اپنے بھائی امام حسن (علیہ السلام) کے ان کم سن بیٹوں کو، جو ابھی بلوغت کو بھی نہیں پہنچے تھے، اپنے خون میں لت پت زمین پر گرا ہوا دیکھیں۔ اللہ بھلا کرے شیخ صالح الکواز الحلی علیہ الرحمہ کا، جو فرماتے ہیں:

تلك الوُجُوهُ المُشْرِقاتُ كأنها الـ أقمارُ تَسْبَحُ في غديرِ دماءِ
رَقَدُوا وما مرَّتْ بهم سِنَةُ الكَرَى وَغَفَتْ جُفُونُهُمُ بلا إغفاءِ
متوسِّدين من الصعيدِ صُخُورَه متمهِّدين حَرَارَةَ الرَّمْضَاءِ
مُدّثِّرينَ بكربلا سَلْبَ القَنَا مُزَّمِّلينَ على الرُّبَى بدِمَاءِ
خَضَبوا وَمَا شابوا وكان خِضَابُهُمْ بدم من الأوداجِ لا الحنَّاءِ
أطفالُهُمْ بَلَغوا الحُلُومَ بِقُرْبِهِمْ شوقاً إلى الهيجاءِ لا الحَسَناءِ
وَمُغَسَّلين وَلاَ مِيَاهَ لهم سوى عَبَراتِ ثكلى حَرَّةِ الأحشاءِ [2]

رياض المدح والرثاء : 161 ـ 162.

یہ روشن چہرے، گویا یہ
خون کے حوض میں تیرتے ہوئے چاند ہیں
وہ سو گئے مگر انہیں گہری نیند کی جھپکی تک نہ آئی
ان کی پلکیں جھکیں مگر بغیر سوئے ہوئے
وہ زمین کے پتھروں کو تکیہ بنائے ہوئے تھے
اور تپتی ریت کی حرارت کو اپنا بچھونا بنائے ہوئے تھے
کربلا میں نیزوں سے چھینے ہوئے (کپڑوں سے) اوڑھے ہوئے
ٹیلوں پر خون میں لپٹے ہوئے
انہوں نے خضاب لگایا مگر بڑھاپا نہ آیا، اور ان کا خضاب
رگوں کے خون کا تھا نہ کہ مہندی کا
ان کے بچے اپنی جوانی کو ان کی قربت میں پہنچے
جنگ کے شوق میں، نہ کہ کسی حسینہ کے شوق میں
اور غسل دیے گئے، مگر ان کے لیے کوئی پانی نہ تھا سوائے
سوگوار ماؤں کے جلتے ہوئے دل کے آنسوؤں کے(2)

المجلس الثالث ، من اليوم الثامن

وفاة القاسم ابن الإمام موسى بن جعفر (عليه السلام)

جاء في كتاب شجرة طوبى : روي في بعض الكتب أنه لما اشتدَّ غضب الرشيد على العلويين جعل يقطع الأيدي من أولاد فاطمة (عليها السلام) ، ويسمل الأعين ، وبنى عليهم الاسطوانات حتى شرَّدهم في البلدان ، ومن جملتهم القاسم ابن الإمام موسى بن جعفر ، وقد أخذ جانب الشرق لعلمه أن هناك ـ قبر ـ جدّه أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وجعل

تیسرا مجلس، آٹھویں دن

امام موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کے فرزند قاسم کی وفات

کتاب "شجرہ طوبیٰ" میں آیا ہے: بعض کتابوں میں روایت ہے کہ جب ہارون رشید کا غضب علویین پر شدت اختیار کر گیا تو وہ فاطمہ (علیہا السلام) کی اولاد کے ہاتھ کاٹنے لگا، آنکھیں نکالنے لگا، اور انہیں ستونوں میں چنوا دیتا یہاں تک کہ انہیں شہروں میں دربدر کر دیا۔ انہی میں امام موسیٰ بن جعفر کے فرزند قاسم بھی تھے، جنہوں نے مشرق کی جانب کا رخ کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہاں ان کے جدِ امجد امیر المومنین (علیہ السلام) کی قبر ہے، اور وہ

يتمشّى على شاطىء الفرات وإذا هو ببنتين تلعبان في التراب ، إحداهما تقول للأخرى : لا وحقّ الأمير ، صاحب بيعة يوم الغدير ، ما كان الأمر كذا وكذا ، وتعتذر من الأخرى ، فلمّا رأى عذوبة منطقها قال لها : من تعنين بهذا الكلام ؟ قالت : أعني الضارب بالسيفين ، والطاعن بالرمحين ، أبا الحسن والحسين ، علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، قال لها : يا بنيَّة ، هل لك أن ترشديني إلى رئيس هذا الحيّ ؟ قالت : نعم ، إن أبي كبيرهم ، فمشت ومشى القاسم خلفها حتى أتت إلى بيتهم ، فبقي القاسم ثلاثة أيام بعزّ واحترام ، فلمّا كان اليوم الرابع دنا القاسم من الشيخ وقال له : يا شيخ ، أنا سمعت ممن سمع من رسول الله (صلى الله عليه وآله) أن الضيف له ثلاثة وما زاد على ذلك فما يأكل به صدقة ، وإني أكره أن آكل الصدقة ، وإني أريد أن تختار لي عملا اشتغل به لئلا يكون ما آكله صدقة.

فرات کے کنارے چہل قدمی کر رہے تھے کہ اچانک انہوں نے دو بچیوں کو مٹی میں کھیلتے دیکھا۔ ان میں سے ایک دوسری سے کہہ رہی تھی: نہیں، امیر کے حق کی قسم، جو غدیر کے دن بیعت لینے والے تھے، بات ایسی نہ تھی، اور وہ دوسری سے معذرت کر رہی تھی۔ جب قاسم نے اس کی زبان کی شیرینی دیکھی تو اس سے پوچھا: تم اس کلام سے کس کو مراد لے رہی ہو؟ اس نے کہا: میری مراد اس ذات سے ہے جو دونوں تلواروں سے وار کرنے والا اور دونوں نیزوں سے بھونکنے والا تھا، حسن اور حسین کا باپ، علی بن ابی طالب (علیہ السلام)۔ قاسم نے کہا: بیٹی! کیا تم مجھے اس محلے کے سردار کی طرف رہنمائی کروگی؟ اس نے کہا: ہاں، میرے والد ہی ان کے بڑے ہیں۔ چنانچہ وہ چلی اور قاسم اس کے پیچھے چلے یہاں تک کہ وہ ان کے گھر پہنچے۔ قاسم تین دن تک عزت و احترام کے ساتھ وہاں ٹھہرے۔ جب چوتھا دن ہوا تو قاسم اس بزرگ کے قریب گئے اور اس سے کہا: اے بزرگ! میں نے اس شخص سے سنا ہے جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سنا تھا کہ مہمان کے لیے تین دن ہیں، اس سے زیادہ جو کچھ وہ کھائے وہ صدقہ ہے، اور میں صدقہ کھانا ناپسند کرتا ہوں، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لیے کوئی کام منتخب کر دیں جس میں میں مشغول ہو جاؤں تاکہ جو کچھ میں کھاؤں وہ صدقہ نہ ہو۔

فقال الشيخ : اختر لك عملا ، فقال له القاسم : اجعلني أسقي الماء في مجلسك ، فبقي القاسم على هذا إلى أن كانت ذات ليلة وخرج الشيخ في نصف الليل في قضاء حاجة له ، فرأى القاسم صافّاً قدميه وهو قائم وقاعد وراكع وساجد ، فعظُم في نفسه ، وجعل الله محبَّة القاسم في قلب الشيخ ، فلمّا أصبح الصباح جمع عشيرته وقال لهم : أريد أن أزوِّج ابنتي من هذا العبد الصالح ، فما تقولون ؟ قالوا : نعم ما رأيت ، فزوَّجه من ابنته ، فبقي القاسم عندهم مدّة من الزمان حتى رزقه الله منها ابنة ، وصار لها من العمر ثلاث سنين ، ومرض القاسم مرضاً شديداً حتى دنا أجله ، وتصرَّمت أيامه ، فجلس الشيخ عند رأسه يسأله عن نسبه ، وقال : ولدي ، لعلّك هاشمي ؟ قال له : نعم ، أنا ابن الإمام موسى بن جعفر (عليه السلام) فجعل الشيخ يلطم على رأسه وهو يقول : واحيائي من أبيك موسى بن جعفر (عليه السلام) ، قال له : لا بأس عليك يا عم ، إنك أكرمتني ، وإنك معنا في الجنة ، يا عم فإذا أنا متُّ فغسِّلني وحنِّطني وكفِّني وادفني ، وإذا صار وقت الموسم حُجَّ أنت وابنتك وابنتي هذه ، فإذا

بزرگ نے کہا: اپنے لیے کوئی کام چن لو۔ قاسم نے اس سے کہا: مجھے اپنی مجلس میں پانی پلانے پر مقرر کر دیجیے۔ چنانچہ قاسم اسی حال میں رہے یہاں تک کہ ایک رات بزرگ آدھی رات کو اپنی کسی حاجت کے لیے باہر نکلے تو دیکھا کہ قاسم اپنے قدموں کو ملائے ہوئے کبھی کھڑے، کبھی بیٹھے، کبھی رکوع اور کبھی سجدے میں ہیں۔ یہ منظر ان کے دل میں بہت بڑا ہو گیا، اور اللہ نے قاسم کی محبت بزرگ کے دل میں ڈال دی۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے قبیلے کو جمع کیا اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی شادی اس نیک بندے سے کر دوں، تمہاری کیا رائے ہے؟ سب نے کہا: بہت خوب رائے ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی قاسم سے کر دی۔ قاسم ایک عرصے تک ان کے ہاں مقیم رہے یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اس بیوی سے ایک بیٹی عطا کی، اور جب وہ تین برس کی ہوئی تو قاسم شدید بیمار پڑ گئے یہاں تک کہ ان کی موت قریب آ گئی اور ان کے دن ختم ہونے لگے۔ بزرگ ان کے سرہانے بیٹھے اور ان سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا اور کہا: بیٹا! کیا تم ہاشمی ہو؟ قاسم نے کہا: ہاں، میں امام موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر بزرگ اپنے سر پر ہاتھ مارنے لگے اور کہنے لگے: ہائے شرمندگی، تمہارے والد موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کے سامنے! قاسم نے ان سے کہا: چچا، آپ پر کوئی حرج نہیں، آپ نے تو میری عزت افزائی کی ہے، اور آپ ہمارے ساتھ جنت میں ہوں گے۔ اے چچا! جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دیجیے، حنوط کیجیے، کفن پہنائیے اور دفن کر دیجیے، اور جب حج کا موسم آئے تو آپ اور آپ کی بیٹی اور میری یہ بیٹی حج کے لیے جانا، پھر جب

فرغت من مناسك الحج فاجعل طريقك على المدينة ، فإذا أتيت المدينة فأنزل ابنتي على بابها فستدرج وتمشي ، فامش أنت وزوجتي خلفها حتى تقف على باب دار عالية ، فتلك الدار دارنا ، فتدخل البيت وليس فيها إلاّ نساء وكلّهن أرامل.

آپ حج کے مناسک سے فارغ ہو جائیں تو اپنا راستہ مدینہ کی طرف موڑ لیجیے گا۔ جب مدینہ پہنچیں تو میری بیٹی کو اس کے دروازے پر اتار دیجیے گا، وہ خود بخود آگے بڑھے گی اور چلے گی، تو آپ اور میری بیوی اس کے پیچھے پیچھے چلتے جائیے گا یہاں تک کہ وہ ایک بلند و بالا گھر کے دروازے پر جا رکے، وہی گھر ہمارا گھر ہے۔ پھر آپ اس گھر میں داخل ہو جائیے گا، اس میں سوائے عورتوں کے کوئی نہیں ہو گا اور وہ سب بیوہ ہوں گی۔

ثمَّ قضى (عليه السلام) نحبه فغسَّله وحنَّطه وكفَّنه ودفنه ، ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

وَقَضَى غريباً نازحاً عن دَارِهِ نفسي فِدَا النَّائي الغريبِ القَاسِمِ
يا ميِّتاً من هاشم مَا سَارَ مِنْ خَلْفِ السريرِ له يشيِّعُ هَاشِمي
يا ثاوياً في أَرْضِ بَاخمرا سَقَى تلك المَرَابِعَ فيك صَوْبُ غَمَائِمِ
ويتيمةُ النائي المشرَّدِ يَثْرِباً قَدِمَتْ ولكنْ لا ببهجةِ قَادِمِ
أَتُسَرُّ فاقدةٌ تَؤُمُّ فَوَاقِداً مِنْ بَعْدِ عزٍّ لم تَجِدْ مِنْ رَاحِمِ
مَحْنِيَّةُ الأضلاعِ داميةُ الحَشَى تسعى كعالمة لِدَارِ الكاظمِ
وبأَدْمُع حُمْر بكت لمعالم مهجورة بينَ الديارِ قَوَاتِمِ
لهفي على تلك المَعَالِمِ غُلِّقَتْ أبوابُها وبها غَنَاءُ الْعَادِمِ
وَسَفَى على أَعْتَابِها السافي وَقَدْ كانت تُقَبِّلُها شِفَاهُ اللاَّثِمِ
عَنْها نَأَتْ تلك الكِرَامُ فَمَا بِها إلاَّ أَرَامِلُ أو يتامى هاشمي [1]

ديوان العلامة الجشي : 368 ـ 369.

پھر آپ (علیہ السلام) اپنی نذر پوری کر کے وفات پا گئے، تو بزرگ نے انہیں غسل دیا، حنوط کیا، کفن پہنایا اور دفن کر دیا۔ اللہ بھلا کرے حجت الاسلام شیخ علی الجشی علیہ الرحمہ کا، جو فرماتے ہیں:

وہ اجنبی و بے وطن ہو کر اپنے گھر سے دور وفات پا گیا
میری جان قربان اس دور و اجنبی قاسم پر
اے بنی ہاشم کے اس میت ! نہ چلا
اس کے جنازے کے پیچھے کوئی ہاشمی جنازہ اٹھانے والا
اے باخمرا کی سرزمین میں مدفون ! تجھ پر
ان چراگاہوں کو بادلوں کی بارش سیراب کرے
اور اس دور و آوارہ کی یتیم بیٹی یثرب
پہنچی، مگر کسی آنے والے کی سی خوشی کے بغیر
کیا وہ بے کس، جو ایک اور بے کس کا رخ کر رہی ہے، خوش ہو
عزت کے بعد اسے کوئی رحم کرنے والا نہ ملا
پسلیاں جھکی ہوئیں، جگر لہو میں ڈوبا ہوا
وہ کاظم کے گھر کی طرف ایسے چل رہی ہے جیسے جانتی ہو
اور سرخ آنسوؤں سے وہ ان نشانیوں پر روئی
جو گھروں کے درمیان ویران و تاریک پڑی تھیں
افسوس ان نشانیوں پر جن کے دروازے
بند ہو گئے اور ان میں محرومی کی صدا گونجتی ہے
اور ان کی دہلیزوں پر گرد اڑنے لگی، حالانکہ
کبھی بوسہ دینے والے ہونٹ انہیں چوما کرتے تھے
ان سے وہ معزز لوگ دور جا چکے، اب ان میں
سوائے بیواؤں یا ہاشمی یتیموں کے کوئی نہیں (1)

قال : فلما صار وقت الحج حجَّ هو وابنته وابنة القاسم ، فلمَّا قضوا مناسكهم جعلوا طريقهم على المدينة ، فلمَّا وصلوا إلى المدينة أنزلوا البنت عند بابها على الأرض ، فجعلت تدرج والشيخ يمشي خلفها إلى أن وصلت إلى باب الدار فدخلت ، فبقي الشيخ وابنته واقفين خلف الباب ، وخرجن النساء إليها واجتمعن حولها ، وقلن : من تكونين ؟ وابنة من ؟ فلمَّا قلن لها النساء : ابنة من تكونين ؟ لم تجبهم إلاَّ بالبكاء والنحيب ، فعند ذلك خرجت أم القاسم ، فلمَّا نظرت إلى شمائلها

کہا: پھر جب حج کا وقت آیا تو بزرگ نے اپنی بیٹی اور قاسم کی بیٹی کے ساتھ حج کیا۔ جب وہ اپنے مناسک سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا راستہ مدینہ کی طرف موڑ لیا۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو بچی کو اس کے دروازے پر زمین پر اتار دیا، وہ خود بخود آگے بڑھنے لگی اور بزرگ اس کے پیچھے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ گھر کے دروازے پر پہنچ کر اندر داخل ہو گئی۔ بزرگ اور اس کی بیٹی دروازے کے پیچھے کھڑے رہ گئے، اور عورتیں باہر نکل کر اس کے گرد جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں: تم کون ہو؟ اور کس کی بیٹی ہو؟ جب عورتوں نے پوچھا: تم کس کی بیٹی ہو؟ تو اس نے رونے اور بلکنے کے سوا کوئی جواب نہ دیا۔ اسی اثنا میں قاسم کی ماں باہر نکلیں، اور جب انہوں نے اس کی صورت و شمائل کو دیکھا تو

جعلت تبكي وتنادي ، وا ولداه ، وا قاسماه ، والله هذه يتيمة ولدي القاسم ، فقلن لها : من أين تعرفينها أنها ابنة القاسم ؟ قالت : نظرت إلى شمائلها لأنها تشبه شمائل ولدي القاسم ، ثم أخبرتهم البنت بوقوف جدّها وأمّها على الباب ، وقيل : إنها مرضت لما علمت بموت ولدها ، فلم تمكث إلاَّ ثلاثة أيام حتى ماتت.

وہ رونے اور پکارنے لگیں: ہائے میرا بیٹا ! ہائے میرا قاسم ! خدا کی قسم یہ میرے بیٹے قاسم کی یتیم بیٹی ہے۔ عورتوں نے پوچھا: آپ کیسے پہچانتی ہیں کہ یہ قاسم کی بیٹی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کی صورت دیکھی، یہ میرے بیٹے قاسم کی صورت سے مشابہت رکھتی ہے۔ پھر بچی نے انہیں بتایا کہ اس کے نانا اور اس کی ماں دروازے پر کھڑے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب انہیں اپنے بیٹے کی موت کا علم ہوا تو وہ بیمار ہو گئیں اور صرف تین دن ہی زندہ رہیں یہاں تک کہ وفات پا گئیں۔

لهفي لأمِّ القاسمِ الثكلى وَقَدْ ناحت شَجَىً إذْ غَابَ نَوْحَ حَمَائِمِ
تَرْعَى النُّجُومَ أَسَىً بطرف سَاهِر في فِكْرَة طالت وَوَجْد دَائِمِ
محنيَّةُ الأضلاعِ بينَ ضُلُوعِها نارٌ وَأَدْمُعُها كغيث سَاجِمِ
وتقولُ هل لحبيبِ قلبيَ أَوْبَةٌ فَأَقُول أهلا بالحبيبِ القَادِمِ
أَو يَطْرُقُ الجَفْنَ الكرى في مَضْجَعي فأرى الحبيبَ ولو برؤيةِ نَائِمِ
يا نازحاً وعليَّ عَزَّ فِرَاقُهُ خَلَّفْتَ قلبي كالحَمَامِ الحَائِمِ
فَأَصمَّ مَسْمَعَها نعاءُ حزينة تحكي شَمَائِلُها شَمَائِلَ قَاسِمِ
تدعو بصوت منه ينصدعُ الصَّفَا أبتاه وَجْدُك ما حييتُ ملازمي
فكأنَّ ذاك النَعْيَ سَهْمُ منيَّة فَقَضَتْ به لهفي لأمِّ القَاسِمِ [1]

[1] ديوان العلامة الجشي : 369 ـ 370.

افسوس اس ماتم زدہ ام قاسم پر، جو
غم سے نوحہ کناں ہوئی جب فاختاؤں کا نوحہ بھی ماند پڑ گیا
وہ غم سے بیدار آنکھوں سے ستاروں کو تکتی رہتی
طویل فکر اور دائمی درد میں ڈوبی ہوئی
پسلیاں جھکی ہوئیں، اس کی پسلیوں کے درمیان آگ سلگ رہی ہے اور اس کے آنسو موسلادھار بارش کی طرح
وہ کہتی ہے: کیا میرے دل کے محبوب کی واپسی ممکن ہے
کہ میں کہوں: خوش آمدید اے آنے والے محبوب
یا نیند میری پلکوں پر اتر آئے میرے بستر میں
تو میں محبوب کو دیکھ لوں خواہ خواب ہی میں سہی
اے دور جانے والے، جس کی جدائی مجھ پر گراں گزری
تو نے میرا دل ایسے چھوڑا جیسے سرگرداں کبوتر
پھر اس کے کان میں ایک غمزدہ کی موت کی خبر گونجی
جس کی خصلتیں قاسم کی خصلتوں جیسی تھیں
وہ ایسی آواز سے پکارتی ہے کہ پتھر بھی پھٹ جائے
اے میرے باپ ! جب تک زندہ ہوں تیرا غم میرے ساتھ رہے گا
گویا وہ خبر موت، موت کا تیر تھی
جس سے وہ فوت ہو گئی، افسوس ہے ام قاسم پر (1)

سمعت بموت ولدها فمرضت وقضت نحبها ، فما حال رملة لما نظرت إلى ولدها وهو مشقوق الرأس مقطَّعاً بالسيوف إرباً إرباً [2]

شجرة طوبى ، الشيخ محمد مهدي الحائري : 1/171.

فساعد الله قلبها وهي تراه مخضَّباً بدمه ، قد شقَّ السيف رأسه ، ويعزّ على سيد شباب أهل الجنة (عليه السلام) أن يرى هؤلاء الفتية على البوغاء مصرَّعين مجدَّلين ، وبقي بعدهم وحيداً لا ناصر له ولا معين ، ولله درّ السيد جعفر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

ولمَّا دنت آجالُهُم رحَّبوا بها كأنَّ لهم بالموتِ بُلْغَةَ آمِلِ
فَمَاتُوا وهم أزكى الأنامِ نقيبةً وَأَكْرَمُ مَنْ يُبْكَى له بالمَحَافِلِ

انہوں نے اپنے بیٹے کی موت کی خبر سنی تو بیمار ہو گئیں اور اپنی جان دے دی، تو رملہ کا کیا حال ہوا ہو گا جب انہوں نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ اس کا سر پھٹا ہوا ہے اور وہ تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے (2)۔ اللہ ان کے دل کی مدد کرے، جبکہ وہ اسے اپنے ہی خون میں لتھڑا دیکھ رہی تھیں، جس کا سر تلوار سے پھٹا ہوا تھا۔ اور سید شباب اہل جنت (علیہ السلام) پر کتنا گراں تھا کہ وہ ان جوانوں کو خاک پر شہید اور زمین بوس دیکھیں، اور ان کے بعد تنہا رہ جائیں، نہ کوئی مددگار اور نہ کوئی معاون۔ اللہ بھلا کرے سید جعفر الحلی علیہ الرحمہ کا، جو فرماتے ہیں:

اور جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے
اس کا خیر مقدم کیا
گویا ان کے لیے موت کسی امیدوار کی آرزو پوری
ہونے جیسی تھی
پس وہ اس حال میں فوت ہوئے کہ وہ لوگوں میں
سب سے پاکیزہ سیرت تھے
اور ان سب سے زیادہ مکرم تھے جن پر محفلوں میں
گریہ کیا جائے

عطاشى بجَنْبِ النَّهْرِ والماءُ حَوْلَهُمْ يُبَاحُ إلى الوُرَّادِ عَذْبُ المَنَاهِلِ
أبَا حَسَن إنَّ الذين عَهِدْتَهُمْ ثِقَالَ الخُطَى إلاَّ لِكَسْبِ الفَضَائِلِ
أُعَزِّيكَ فيهم يَالَكَ الخيرُ إنَّهم مَشَوا لِوُرُودِ الموتِ مِشْيَةَ عَاجِلِ
أرادت بنو سُفْيَانَ فيهم مَذَلَّةً وذلك من أبناك صَعْبُ التناولِ
متى ذَلَّ قومٌ أنت خَلَّفْتَ فيهمُ إباءً به يندقُّ أَنْفُ الْمجَادِلِ
نَعِمْتَ بهم عيناً فَقَدْ سَار ذِكْرُهُمْ كما قَدْ فَشَا معروفُهُمْ في القَبَائِلِ
أعادوك يَوْمَ الطفِّ حيّاً وَجَدَّدوا لِعَلْيَاكَ ذِكْراً قَبْلَ ذا غَيْرَ خَامِلِ
فلم تَفْجَعِ الأيَّامُ من قَبْلِ يَوْمِهِمْ بأَكْرَمِ مقتول لألأَمِ قَاتِلِ [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 229.

پیاسے، دریا کے کنارے، جبکہ پانی ان کے اردگرد
آنے والوں کے لیے میٹھے گھاٹ آزادانہ مباح تھا
اے ابا حسن! بے شک جن کو تو نے پہچانا تھا
ان کے قدم بھاری تھے مگر فضائل کے حصول کی راہ
میں
میں تجھے ان پر تعزیت پیش کرتا ہوں، اے سراپا خیر!
بے شک وہ
موت کی طرف ایسے چلے جیسے کوئی جلدی کرنے والا
چلتا ہے
بنو سفیان نے ان کی ذلت کا ارادہ کیا
حالانکہ یہ تیرے بیٹوں سے حاصل کرنا ایک مشکل امر
تھا
کب کوئی قوم ذلیل ہوئی جس میں تو نے چھوڑا
ایسی خودداری جس سے جھگڑنے والے کی ناک ٹوٹ
جائے
تیری آنکھیں ان سے ٹھنڈی ہوں، بے شک ان کا ذکر
پھیل گیا
جیسے ان کی نیکی قبیلوں میں مشہور ہو گئی
انہوں نے کربلا کے دن تجھے زندہ کر دکھایا اور تیری
بلندی کے لیے وہ ذکر تازہ کر دیا جو پہلے سے ہی روشن
تھا
زمانے نے ان کے دن سے پہلے کبھی صدمہ نہیں
پہنچایا
اس سے زیادہ مکرم مقتول کا، سب سے کمینے قاتل کے
ہاتھوں (1)

المجلس الرابع ، من اليوم الثامن

ما جرى على ذرية رسول الله (صلى الله عليه وآله) من القتل والتشريد والاضطهاد من ولاة الجور

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : يا مواليّ ، فلو عاينكم المصطفى ، وسهام الأمة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليل الفسق من ورعكم ، وغيظ الكفر من إيمانكم ، وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانه ، وقتيل بالعراء قد رُفع فوق القناة رأسُه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجرع السمِّ أمعاؤه ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العلي العظيم.

چوتھی مجلس، آٹھویں دن کی

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت پر ظالم حکمرانوں کی جانب سے ہونے والے قتل، جلاوطنی اور ظلم کے واقعات

ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: اے میرے موالی! کاش مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) تمہیں اس حال میں دیکھتے کہ امت کے تیر تمہارے جگروں میں پیوست ہیں، اور ان کے نیزے تمہارے سینوں میں تنے ہوئے ہیں، اور ان کی تلواریں تمہارے خون میں ڈوبی ہوئی ہیں، حرام زادوں کی اولاد تمہاری پاکدامنی سے اپنی فسق کی پیاس اور تمہارے ایمان سے اپنا کفر کا غصہ بجھا رہی ہے، اور تم میں سے کوئی محراب میں گرا پڑا ہے جس کی کھوپڑی تلوار سے پھٹ چکی ہے، اور کوئی جنازے پر شہید پڑا ہے جس کے کفن تیروں سے چھلنی ہیں، اور کوئی کھلے میدان میں قتل ہوا ہے جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا ہے، اور کوئی قید خانے میں زنجیروں میں جکڑا ہے جس کے اعضا لوہے سے کچلے گئے ہیں، اور کوئی زہر دیا گیا ہے جس کی انتڑیاں زہر کے گھونٹوں سے کٹ چکی ہیں۔ پس بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اللہ بلند و بزرگ کی مدد سے۔

فقد أوصى المصطفى (صلى الله عليه وآله) هذه الأمة بحفظ عترتة وأهل بيته (عليهم السلام) ، ولكن

چنانچہ مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس امت کو اپنی عترت اور اہل بیت (علیہم السلام) کی حفاظت کی وصیت فرمائی تھی، لیکن

هذه الأمة لم ترع حقَّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) في عترته ، فانظر ماذا فعلوا بهم ، وما جرى عليهم من قتلهم ، وسفك دمائهم ، وتشريدهم عن أوطانهم ، وحبسهم في المطامير ، وغير ذلك مما جرى عليهم من ألوان العذاب ، من ولاة الجور والظلمة ، فتناسوا كل وصايا النبي (صلى الله عليه وآله) وكأنهم لم يسمعوا شيئاً من ذلك في حقّ عترته وأبنائه الطاهرين (عليهم السلام) ولله درّ الشيخ عبدالحسين العاملي عليه الرحمة إذ يقول :

اس امت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت کے حق کی رعایت نہ کی، سو دیکھو انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا، اور ان پر قتل، خونریزی، اپنے وطنوں سے جلاوطنی، تہہ خانوں میں قید اور اس کے علاوہ عذاب کی مختلف صورتیں ظالم اور جابر حکمرانوں کی طرف سے کیا کچھ نہ گزریں۔ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تمام وصیتیں بھلا دیں، گویا انہوں نے آپ کی عترت اور آپ کی پاکیزہ اولاد (علیہم السلام) کے حق میں اس میں سے کچھ سنا ہی نہ تھا۔ اللہ بھلا کرے شیخ عبدالحسین العاملی علیہ الرحمہ کا، جو فرماتے ہیں:

حَجْرٌ على عيني يمرُّ بها الكرى من بَعْدِ نازلة بعترةِ أحمدِ
أقمارُ تَمٍّ غالها خَسْفُ الرَّدَى واغتالها بصُرُوفِهِ الزمنُ الرَّدي
شتَّى مصائِبُهُمْ فبين مُكابد سمّاً ومنحور وبين مُصَفَّدِ
سَلْ كربلا كم من حشاً لمحمَّد نُهِبَتْ بها وكم استُجِذَّت من يدِ
ولكم دم زاك أريق بها وكم جُثُمانِ قُدْس بالسيوفِ مبدَّدِ [1]

میری آنکھ پر نیند کا گزرنا حرام ٹھہرا
احمد کی عترت پر نازل ہونے والی مصیبت کے بعد
وہ پورے چاند جنہیں موت کے کسوف نے نگل لیا
اور بدبخت زمانے نے اپنے حادثات سے انہیں
دھوکے سے قتل کر ڈالا
ان کے مصائب جدا جدا تھے، کوئی جھیلنے والا تھا
زہر کا، اور کوئی ذبح ہونے والا، اور کوئی زنجیروں میں
جکڑا ہوا
کربلا سے پوچھ، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے کتنے ہی
جگر
وہاں لوٹے گئے، اور کتنے ہاتھ وہاں کاٹے گئے
اور کتنا پاکیزہ خون وہاں بہایا گیا، اور کتنے
پاکیزہ جسم تلواروں سے پارہ پارہ کر دیے گئے (1)

رياض المدح والرثاء : 120.

قال أبو الحسن داود البكري : سمعت علي بن دعبل بن علي الخزاعي يحدّث عن أبيه : أنه رآه في النوم وقال له : لقيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعليه ثياب بيض وقلنسوة بيضاء ، فقال لي : أنت دعبل ؟ قلت : نعم يا رسول الله ، قال : فأنشدني قولك في أولادي ، فأنشدته قولي :

ابو الحسن داؤد البکری کہتے ہیں: میں نے علی بن دعبل بن علی الخزاعی کو اپنے والد سے یہ روایت کرتے سنا: کہ انہوں نے خواب میں انہیں (دعبل کو) دیکھا اور بتایا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ملاقات کی، آپ سفید کپڑے اور سفید ٹوپی زیبِ تن کیے ہوئے تھے، آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم دعبل ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، یا رسول اللہ! فرمایا: مجھے میری اولاد کے بارے میں اپنے اشعار سناؤ، تو میں نے یہ اشعار پڑھے:

لا أضحك اللهُ سِنَّ الدهرِ إنْ ضَحِكَتْ
وآلُ أحمدَ مظلومونَ قد قُهِرُوا مُشَرَّدون نُفُوا عن عقرِ دَارِهِمُ
كأنَّهم قد جَنَوا ما ليس يُغْتَفَرُ

اللہ زمانے کے دانت کو کبھی ہنستا نہ رکھے، اگر وہ ہنسا
جبکہ آلِ احمد مظلوم ہیں اور انہیں زیر کر دیا گیا ہے
وہ آوارہ کر دیے گئے، اپنے ہی گھروں سے جلاوطن
کیے گئے
گویا انہوں نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو معاف ہی نہیں
کیا جاتا

قال : فقال لي : أحسنت ، وشفع فيَّ ، وأعطاني ثيابه ، وها هي وأشار إلى ثياب بدنه [2]

کہا: تو آپ نے مجھ سے فرمایا: خوب کہا، اور میری شفاعت فرمائی، اور مجھے اپنے کپڑے عطا کیے، اور یہ رہے — اور آپ نے اپنے جسمِ اطہر کے کپڑوں کی طرف اشارہ فرمایا (2)۔

عيون أخبار الإمام الرضا (عليه السلام) ، الصدوق : 1/297 ـ 298.

.

وجاء عن ابن عباس (رضي الله عنه) ، في قوله تعالى : « وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً » [3]

سورة الكهف ، الآية : 82.

قال :

حُفظا لصلاح أبيهما ، وما ذكر عنهما صلاحاً [1]

المستدرك ، الحاكم : 2/369.

.

وروي عن ابن عباس وجابر وأبي عبدالله الصادق (عليه السلام) أن الله يصلح بصلاح الرجل ولده وولد ولده ، ويحفظه في ذريته ، وكان السابع من آبائهما [2]

راجع : الدرّ المنثور ، السيوطي : 4/235 ، فتح القدير ، الشوكاني : 3/306 ، وص 304.

.

قال المقريزي : فإذا صحَّ أن الله سبحانه قد حفظ غلامين لصلاح أبيهما فيكون قد حفظ الأعقاب برعاية الأسلاف ، وإن طالت الأحقاب ، ومن ذلك ما جاء في الأثر أن حمام الحرم من حمامتين عشَّشتا على فم الغار الذي اختفى فيه رسول الله (صلى الله عليه وآله) [3]

راجع : الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 242 ط. مصر ، و 361 ط. بيروت ـ خاتمة في ذكر أمور مهمة.

فلذلك حرم حمام الحرم ، وإذا كان كذلك فمحمد (صلى الله عليه وآله) أحرى وأولى وأحقّ ، وأجدر أن يحفظ الله تعالى ذرّيّته ، فإنه إمام الصلحاء ، وما أصلح الله فساد خلقه إلاَّ به [4]

فضل آل البيت (عليهم السلام) ، المقريزي : 110.

.

وروي عن الإمام الحسن (عليه السلام) أنه قال لبعض الخوارج : بمَ حفظ الله مال الغلامين ؟ قال : بصلاح أبيهما ، قال : فأبي وجدي خير منه!! [5]

تفسير الرازي : 21/162 مورد الآية.

وروي عن الإمام علي بن الحسين (عليهما السلام) : ألا إن الله ذكر أقواماً بآبائهم فحفظ الأبناء للآباء ، قال تعالى : « وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً » ولقد حدَّثني أبي عن آبائه أنه التاسع من ولده ، ونحن عترة رسول الله (صلى الله عليه وآله) احفظوها لرسول الله (صلى الله عليه وآله) [6]

رشفة الصادي : 91 باب 9.

.

اور ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں مروی ہے: «وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً» (اور ان دونوں کا باپ نیک تھا)، فرمایا:

دونوں کی حفاظت ان کے باپ کی نیکی کے سبب کی گئی، حالانکہ خود ان دونوں کی کوئی نیکی مذکور نہیں ہوئی (1)۔

اور ابن عباس، جابر اور ابو عبداللہ الصادق (علیہ السلام) سے روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی کی نیکی کے سبب اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی اصلاح فرماتا ہے، اور اسے اس کی ذریت میں محفوظ رکھتا ہے، اور وہ (نیک باپ) ان دونوں کے آباء میں ساتویں پشت پر تھا (2)۔

مقریزی کہتے ہیں: پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ سبحانہ نے دو بچوں کو ان کے باپ کی نیکی کی خاطر محفوظ رکھا، تو گویا اس نے اسلاف کی رعایت میں اخلاف کی حفاظت فرمائی، خواہ زمانے کتنے ہی طویل کیوں نہ ہو جائیں۔ اور اسی قبیل سے وہ روایت ہے جو اثر میں آئی ہے کہ حرم کے کبوتر ان دو کبوتریوں کی نسل سے ہیں جنہوں نے اس غار کے منہ پر آشیانہ بنایا تھا جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پوشیدہ ہوئے تھے (3)، اسی لیے حرم کے کبوتر کو حرام (شکار سے محفوظ) قرار دیا گیا۔ اور جب معاملہ ایسا ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس بات کے زیادہ حق دار، زیادہ سزاوار اور زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ذریت کی حفاظت فرمائے، کیونکہ آپ نیکوکاروں کے امام ہیں، اور اللہ نے اپنی مخلوق کے فساد کی اصلاح آپ ہی کے ذریعے فرمائی ہے (4)۔

اور امام حسن (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے بعض خوارج سے فرمایا: اللہ نے دونوں بچوں کے مال کی حفاظت کس سبب سے کی؟ اس نے کہا: ان کے باپ کی نیکی کے سبب۔ فرمایا: تو کیا میرے والد اور میرے دادا اس سے بہتر نہیں! ! (5)

اور امام علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت ہے: خبردار! بے شک اللہ نے کچھ اقوام کا ذکر ان کے آباء کے حوالے سے کیا، پس بیٹوں کی حفاظت باپوں کی خاطر فرمائی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً» اور مجھ سے میرے والد نے اپنے آباء سے یہ بیان کیا کہ وہ (نیک باپ) ان کی نسل میں نویں پشت پر تھا، اور ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت ہیں، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خاطر اس کی حفاظت کرو (6)۔

وروي عن الإمام الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : احفظوا فينا ما حفظ العبد الصالح في اليتيمين [7]

أخرجه ابن الأخضر في معالم العترة ، الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 175 ط مصر ، 266 ط بيروت ، المقصد الثالث من الآية الرابعة ، رشفة الصادي : 91 باب 9 ، فضل آل البيت (عليهم السلام) ، المقريزي : 109.

.

اور امام صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت ہے، فرمایا: ہمارے بارے میں وہی رعایت کرو جو نیک بندے نے دونوں یتیموں کے بارے میں کی (7)۔

قال الكاتب عبدالحليم الجندي : فليس في تاريخ البشرية كلّها أسرة شُرِّدت

وجرِّدت ، وذاقت العذاب والاسترهاب ، مثل أهل بيت النبي (صلى الله عليه وآله) ، بدأ بهم تاريخ الإسلام مجده ، واستمرَّ فيهم بعبرته وعظمته ، قدَّم أبوهم للبشرية أسباب خلاصها بكتاب الله وسنَّة الرسول (صلى الله عليه وآله) ، وقدَّم أهل بيته أرواحهم في سبيل القيم التي نزل بها القرآن ، وجاءت بها السنة ، كانت مصابيحهم تتحطَّم لكن شعلتهم لا تنطفىء ، لتُخلِّد الجهاد والاستشهاد والإرشاد ، بالمثل العالي الذي كانوه ، والضوء الذي لم تمنع الموانع من انتشاره ، وعلَّم فيه أبناء النبي (صلى الله عليه وآله) أمته بعض علومه : أن الاستشهاد حياة للمستشهدين وللأحياء جميعا [1]

الإمام جعفر الصادق (عليه السلام) ، عبد الحليم الجندي : 111.

.

کاتب عبدالحلیم الجندی کہتے ہیں: پوری بنی نوعِ انسان کی تاریخ میں کوئی ایسا خاندان نہیں جو آوارہ کیا گیا

اور بے سروسامان کیا گیا، اور جس نے عذاب اور خوف و ہراس کا مزہ چکھا، جیسا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہلِ بیت نے چکھا۔ اسلام کی تاریخ کا فخر انہی سے شروع ہوا، اور ان کی عبرت و عظمت میں مسلسل قائم رہا۔ ان کے والد (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بنی نوعِ انسان کے لیے ان کی نجات کے اسباب کتاب اللہ اور سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی صورت میں پیش کیے، اور آپ کے اہلِ بیت نے ان اقدار کی خاطر اپنی جانیں پیش کر دیں جو قرآن لے کر نازل ہوا اور سنت نے جن کی تعلیم دی۔ ان کے چراغ ٹوٹتے رہے مگر ان کی مشعل کبھی نہ بجھی، تاکہ جہاد، شہادت اور ارشاد اس بلند نمونے کے ذریعے ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں جو وہ تھے، اور وہ روشنی جس کے پھیلاؤ کو کوئی رکاوٹ نہ روک سکی۔ اور اسی میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزندوں نے اپنی امت کو اپنے علم کا ایک حصہ سکھایا: کہ شہادت، شہیدوں کے لیے بھی اور زندوں کے لیے بھی، زندگی ہے (1)۔

وناهيك أيها الموالي لو سمعت كلمات أهل البيت (عليهم السلام) فيما جرى عليهم من الجور والعدوان ، والظلم والإستبداد ، فإليك بعض الكلمات التي خرجت من صدور أهل بيت الوحي (عليهم السلام) ، من صدور مكلومة بالألم ، طفح بها الكيل مما عانته من ولاة الجور وملؤها حسرةً وألماً ، فأصبحوا في الأمة التي خلَّفهم فيها رسول الله (صلى الله عليه وآله) بمنزلة بني إسرائيل في آل فرعون.

روى الكليني عليه الرحمة ، عن الحسين بن مصعب ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال أمير المؤمنين (عليه السلام) : كنت أبايع لرسول الله (صلى الله عليه وآله) على العسر واليسر والبسط والكره إلى أن كثر الإسلام وكثف ، قال : وأخذ عليهم علي (عليه السلام) أن يمنعوا محمداً وذرّيّته مما يمنعون منه أنفسهم وذراريهم ، فأخذتها عليهم ، نجا من نجا ، وهلك من هلك [2]

الكافي ، الشيخ الكليني : 8/261 ح 374.

.

اور اے موالی! کیا کہنے اگر تم اہلِ بیت (علیہم السلام) کے وہ کلمات سنو جو ان پر ہونے والے جور و عدوان اور ظلم و استبداد کے بارے میں ان کی زبان سے نکلے۔ سو یہ لو، ان چند کلمات کو جو اہلِ بیتِ وحی (علیہم السلام) کے سینوں سے نکلے، ایسے سینوں سے جو درد سے زخم خوردہ تھے، جن کا پیمانہ ظالم حکمرانوں کے مظالم سہتے سہتے لبریز ہو چکا تھا، اور جو حسرت و الم سے بھرے ہوئے تھے، یہاں تک کہ وہ اس امت میں، جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) انہیں چھوڑ گئے تھے، بنی اسرائیل کی مانند ہو گئے جو آلِ فرعون کے درمیان تھے۔

کلینی (علیہ الرحمہ) نے حسین بن مصعب سے، انہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، فرمایا: امیر المومنین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سختی و آسانی، خوشی و ناخوشی ہر حال میں بیعت لیتا تھا، یہاں تک کہ اسلام پھیل گیا اور اس کے ماننے والے کثرت سے ہو گئے۔ فرمایا: اور علی (علیہ السلام) نے ان سے یہ عہد لیا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کی ذریت کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح وہ اپنی جانوں اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس میں نے یہ عہد ان سے لیا؛ جو نجات پانے والا تھا نجات پا گیا، اور جو ہلاک ہونے والا تھا ہلاک ہو گیا (2)۔

وعن زيد بن علي بن الحسين ، عن أبيه ، عن جدّه (عليهم السلام) ، قال : قال علي (عليه السلام) : كنت مع الأنصار لرسول الله (صلى الله عليه وآله) على السمع والطاعة له في المحبوب والمكروه ، فلمّا عزَّ الإسلام ، وكثر أهله قال (صلى الله عليه وآله) : يا علي ، زد فيها : على أن تمنعوا

رسول الله وأهل بيته مما تمنعون منه أنفسكم وذراريكم ، قال : فحملها على ظهور القوم ، فوفى بها من وفى ، وهلك من هلك [1]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 6/44 ـ 45.

.

اور زید بن علی بن الحسین نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا (علیہم السلام) سے روایت کی، فرمایا: علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میں انصار کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی سمع و طاعت پر، پسندیدہ اور ناپسندیدہ ہر حال میں، (بیعت پر) قائم تھا۔ پس جب اسلام کو عزت حاصل ہوئی اور اس کے ماننے والے کثیر ہو گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے علی! اس میں یہ اضافہ کرو کہ تم

رسول اللہ اور ان کے اہلِ بیت کی اسی طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی جانوں اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہو۔ فرمایا: تو انہوں نے یہ ذمہ داری لوگوں کے کندھوں پر ڈال دی، پس جس نے وفا کی وہ وفا کر گیا، اور جو ہلاک ہوا وہ ہلاک ہو گیا (1)۔

وروي أنه قيل لعلي بن الحسين (عليه السلام) : كيف أصبحت ؟ فقال (عليه السلام) : أصبحنا خائفين برسول الله (صلى الله عليه وآله) وأصبح جميع أهل الإسلام آمنين به [2]

التذكرة الحمدونية ، ابن حمدون : 9/224 رقم : 443 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 75/159.

.

اور روایت ہے کہ علی بن الحسین (علیہ السلام) سے پوچھا گیا: آپ نے کیسی صبح کی؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سبب خوف کی حالت میں صبح کی، جبکہ تمام اہلِ اسلام نے آپ ہی کے سبب امن کی حالت میں صبح کی (2)۔

وروي عنه (عليه السلام) هذه الأبيات الشريفة :

نحن بنو المصطفى ذوو غُصَص يَجْرَعُها في الأنامِ كاظمُنا
عظيمةٌ في الأنامِ محنتُنا أوَّلُنا مبتلى وآخِرُنا
يَفْرَحُ هذا الورى بعيدِهِمُ ونحن أعيادُنا مآتمُنا
الناسُ في الأَمْنِ والسرورِ ولا يَأْمَنُ طولَ الحَيَاةِ خائفُنا [3]

شجرة طوبى ، الحائري : 1/6 ، وأوردها الذهبي في سير أعلام النبلاء : 15/167 ونسبها لغير الإمام (عليه السلام) ، ينابيع المودة ، القندوزي الحنفي ، القندوزي : 3/93.

اور آپ (علیہ السلام) سے یہ اشعارِ شریفہ روایت کیے گئے ہیں:

ہم بنو مصطفیٰ ہیں، غموں کے مالک
جنہیں ہمارا صابر ضبط کیے ہوئے ہے، لوگوں کے
درمیان بیتا رہتا ہے
ہماری مصیبت لوگوں میں بہت بڑی ہے
ہمارا پہلا بھی مبتلا ہے اور ہمارا آخری بھی
یہ دنیا اپنی عیدوں پر خوش ہوتی ہے
جبکہ ہماری عیدیں ہمارے ماتم ہیں
لوگ امن و مسرت میں ہیں، لیکن
ہمارا خوفزدہ کبھی بھی عمر بھر امن نہیں پاتا (3)

وروى القندوزي الحنفي من مقتل أبي مخنف أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) لما وصل من الأسر إلى المدينة خطب في أهل المدينة ، وقال (عليه السلام) في خطبته : أيها الناس ، أصبحنا مشرَّدين مطرودين مذودين شاسعين عن الأوطان ، من غير جرم اجترمناه ، ولا مكروه ارتكبناه ، ولا ثلمة في الإسلام ثلمناها ، ولا فاحشة فعلناها ، فوالله لو أن النبيَّ (صلى الله عليه وآله) أوصى إليهم في قتالنا لما زادوا على ما فعلوا بنا ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون [4]

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/93.

.

اور قندوزی حنفی نے ابو مخنف کی "مقتل" سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) جب قید سے مدینہ پہنچے تو اہلِ مدینہ سے خطاب فرمایا، اور اپنے خطبے میں فرمایا: اے لوگو! ہم آوارہ، دھتکارے ہوئے، اپنے وطنوں سے دور نکالے ہوئے ہیں، بغیر کسی جرم کے جو ہم نے کیا ہو، اور بغیر کسی ناپسندیدہ کام کے جو ہم نے کیا ہو، اور بغیر اسلام میں کسی رخنے کے جو ہم نے ڈالا ہو، اور بغیر کسی بے حیائی کے جو ہم نے کی ہو۔ اللہ کی قسم! اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان لوگوں کو ہم سے جنگ کرنے کی وصیت کی ہوتی تو وہ اس سے زیادہ نہ کرتے جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ سو ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں (4)۔

وقال الناشىء الصغير من قصيدة له وهي بضعة عشر بيتاً ، ذكر منها الحموي قوله :

عجب لكم تفنون قتلا بسيفِكُمْ
ويسطوا عليكم مَنْ لكم كان يَخْضَعُ

اور الناشئ الصغیر نے اپنے ایک قصیدے میں کہا، جو دس سے کچھ زائد اشعار پر مشتمل ہے، جن میں سے حموی نے یہ شعر نقل کیا ہے:

تعجب ہے تم پر کہ تم اپنی ہی تلوار سے قتل ہو کر فنا کیے جاتے ہو
اور تم پر وہی حملہ آور ہوتا ہے جو کبھی تمہارے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا تھا

فَمَا بقعةٌ في الأرضِ شرقاً ومغرباً وليس لكم فيها قتيلٌ وَمَصْرَعُ
ظُلِمْتم وقُتِّلتم وقُسِّم فيئُكُمْ وضاقت بكم أَرْضٌ فلم يَحْمِ موضعُ
كأنَّ رسولَ اللهِ أوصى بقتلِكم وأجسامُكُمْ في كلِّ أرض توزَّعُ [1]

زمین پر مشرق و مغرب میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تمہارا کوئی مقتول اور جائے شہادت نہ ہو
تم پر ظلم ہوا، تم قتل کیے گئے اور تمہارا مالِ فَے تقسیم کر دیا گیا
اور زمین تم پر تنگ ہو گئی، کسی جگہ نے تمہاری حفاظت نہ کی
گویا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے خود تمہارے قتل کی وصیت کی تھی
کہ تمہارے جسم ہر سرزمین میں بکھیر دیے جائیں (1)

معجم الأدباء ، الحموي : 13/292 ـ 293 ، لسان الميزان ، ابن حجر : 4/239 ـ 240.

وقال السيد صالح النجفي القزويني عليه الرحمة [2]

اور سید صالح نجفی قزوینی (علیہ الرحمہ) نے کہا (2):

المتوفّى سنة (1306 هـ).

:

فطوسٌ لكم والكرخُ شجواً وكربلا وكوفانُ تبكي والبقيعُ وزمزمُ
وكم قد تعطَّفْتُم عليهم ترحُّماً فلم يعطفوا يوماً عليكم ويرحموا
فَلاَ رَبِحَتْ آل الطليقِ تجارةٌ ولا بَرِحَتْ هوناً تسامُ وتُرْغَمُ
فما منكُمُ قد حَرَّمَ اللهُ حلَّلوا وما لكُمُ قد حلَّل اللهُ حرَّموا
وجدُّهُمُ لو كان أوصى بقتلِهِمْ إليكم لما زِدْتُم على ما فعلتُمُ
فَصَمْتُم من الدينِ الحنيفيِّ حَبْلَه
وَعُرْوَتَهُ الوثقى التي ليس تُفْصَمُ [3]

الإمام محمد الجواد (عليه السلام) ، الحاج حسين الشاكري : 489.

پس طوس تمہارے لیے روتا ہے، اور کرخ غم کے ساتھ، اور کربلا بھی
اور کوفہ روتا ہے، اور بقیع اور زمزم بھی
تم نے کتنی بار ان پر شفقت اور رحم کیا
مگر انہوں نے کبھی تم پر شفقت اور رحم نہ کیا
سو آلِ طلیق کی تجارت کبھی نفع مند نہ ہو
اور وہ ذلت و رسوائی سے، حقارت و پستی سے کبھی رہائی نہ پائیں
تم میں سے جسے اللہ نے حرام کیا تھا، انہوں نے حلال ٹھہرا دیا
اور تمہارے لیے جو اللہ نے حلال کیا تھا، انہوں نے حرام کر دیا
اور اگر ان کے جدِ امجد (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں تمہارے قتل کی وصیت کی ہوتی
تو تم اس سے زیادہ نہ کرتے جو تم نے کیا
سو تم نے دینِ حنیف کی رسی کاٹ ڈالی
اور اس کے مضبوط کڑے کو توڑ ڈالا جو کبھی ٹوٹنے والا نہ تھا (3)

وعن المنهال بن عمرو قال : دخلت على علي بن الحسين (عليه السلام) فقلت : كيف أصبحت أصلحك الله ؟ فقال (عليه السلام) : ما كنت أرى شيخاً من أهل المصر مثلك لا يدري كيف أصبحنا ، فأما إذ لم تدر أو تعلم فسأخبرك ، أصبحنا في قومنا بمنزلة بني إسرائيل في آل فرعون ، إذ كانوا يذبِّحون أبناءهم ، ويستحيون نساءهم ، وأصبح شيخنا وسيِّدنا يُتَقَرَّبُ إلى عدوِّنا بشتمه أو سبِّه على المنابر ، وأصبحت قريش تعدّ أن لها الفضل على العرب; لأن محمداً (صلى الله عليه وآله) منها ، لا يعدّ لها فضل إلاَّ به ، وأصحبت العرب مقرّة لهم بذلك ، وأصبحت العرب تعدّ أن لها الفضل على العجم; لأن محمداً (صلى الله عليه وآله) منها ، لا يعدّ لها فضل إلاّ به ، وأصبحت العجم مقرّة لهم بذلك ، فلئن كانت العرب صدَّقت أن لها الفضل على العجم ، وصدَّقت قريش أن لها الفضل على العرب لأن محمداً (صلى الله عليه وآله) (منها) إن لنا أهل البيت الفضل على قريش لأن محمداً (صلى الله عليه وآله)

اور منہال بن عمرو سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں علی بن الحسین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ نے کیسی صبح کی، اللہ آپ کی اصلاح فرمائے؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا تھا کہ تم جیسا اہلِ شہر کا کوئی بزرگ ہوگا جو یہ نہ جانتا ہو کہ ہم نے کیسی صبح کی۔ چونکہ تم نہیں جانتے یا نہیں سمجھتے، تو میں تمہیں بتاتا ہوں: ہم نے اپنی قوم کے درمیان اس طرح صبح کی جیسے بنی اسرائیل نے آلِ فرعون کے درمیان صبح کی تھی، جب وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اور ہمارے بزرگ اور ہمارے سردار کی یہ حالت ہو گئی کہ منبروں پر ان پر لعن طعن اور دشنام دے کر ہمارے دشمن کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔ اور قریش یہ سمجھنے لگے کہ انہیں عرب پر فضیلت حاصل ہے، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) انہی میں سے تھے، حالانکہ ان کے لیے آپ کے سوا کوئی فضیلت شمار نہیں کی جاتی، اور عرب نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اور عرب یہ سمجھنے لگے کہ انہیں عجم پر فضیلت حاصل ہے، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) انہی میں سے تھے، حالانکہ ان کے لیے بھی آپ کے سوا کوئی فضیلت شمار نہیں کی جاتی، اور عجم نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا۔ سو اگر عرب نے یہ تسلیم کیا کہ انہیں عجم پر فضیلت حاصل ہے، اور قریش نے یہ تسلیم کیا کہ انہیں عرب پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) انہی میں سے تھے، تو ہمیں، اہلِ بیت کو، قریش پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)

منّا ، فأصبحوا يأخذون بحقّنا ، ولا يعرفون لنا حقا ، فهكذا أصبحنا إذ لم تعلم كيف أصبحنا ، قال : فظننت أنه أراد أن يسمع من في البيت [1]

الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 5/219 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 41/396.

ہم میں سے ہیں، چنانچہ وہ ہمارا حق لینے لگے، لیکن ہمارا حق نہیں پہچانتے۔ پس ہماری یہ صبح اس طرح ہوئی اگر تم نہیں جانتے کہ ہماری صبح کیسے ہوئی۔ راوی کہتا ہے: میں نے گمان کیا کہ آپ نے یہ چاہا کہ گھر میں جو لوگ موجود ہیں وہ سنیں۔

.

وفي رواية السيّد ابن طاووس عليه الرحمة قال : خرج زين العابدين (عليه السلام) يوماً يمشي في أسواق دمشق فاستقبله المنهال بن عمرو ، فقال له : كيف أمسيت يا ابن رسول الله ؟ قال : أمسينا كمثل بني إسرائيل في آل فرعون ، يذبِّحون أبناءهم ويستحيون نساءهم ، يا منهال ، أمست العرب تفتخر على العجم بأن محمداً عربي ، وأمست قريش تفتخر على سائر العرب بأن محمداً منها ، وأمسينا معشر أهل بيته ونحن مغصوبون مقتولون مشرَّدون ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون مما أمسينا فيه يا منهال ، ولله درّ مهيار الديلمي عليه الرحمة حيث يقول :

اور سید ابن طاووس (علیہ الرحمۃ) کی روایت میں ہے کہ: زین العابدین (علیہ السلام) ایک دن دمشق کے بازاروں میں چلتے ہوئے نکلے تو منہال بن عمرو نے آپ کا استقبال کیا اور عرض کی: اے ابن رسول اللہ! آپ کی شام کیسی گزری؟ فرمایا: ہماری شام اسی طرح گزری جیسے آل فرعون میں بنی اسرائیل کی گزرتی تھی، جو ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اے منہال! عرب لوگ عجم پر اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) عربی ہیں، اور قریش تمام عربوں پر اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان میں سے ہیں، اور ہم اہل بیت کی جماعت کی شام اس طرح گزری ہے کہ ہم مظلوم، مقتول اور بے گھر ہیں۔ پس إنا للہ وإنا إلیہ راجعون اس حال پر جس میں ہماری شام ہوئی، اے منہال! اور مہیار دیلمی (علیہ الرحمۃ) پر اللہ کی رحمت ہو جہاں وہ فرماتے ہیں:

يُعَظِّمُونَ له أعوادَ مِنْبَرِهِ وتحت أَرْجُلِهِم أولادَهُ وَضَعوا
بأيِّ حكم بنوه يَتْبَعُونكُمُ وَفَخْرُكم أنكم صَحْبٌ له تَبَعُ [2]

اللهوف في قتلى الطفوف ، ابن طاووس : 112.

وہ ان کے منبر کی لکڑیوں کی تعظیم کرتے ہیں
اور ان کے پاؤں تلے ان کی اولاد کو رکھ دیتے ہیں
کس حکم سے ان کی اولاد تمہاری پیروی کریں
جبکہ تمہارا فخر یہ ہے کہ تم ان کے اصحاب اور تابع ہو

وروي عن الإمام محمد الباقر (عليه السلام) أنه قال : لا رعى الله (حقَّ) هذه الأمة ، فإنها لم ترع حقَّ نبيها (صلى الله عليه وآله) في أهله ، أما والله لو تركوا الحقَّ لأهله لما اختلف في الله تعالى اثنان ، وأنشد (عليه السلام) يقول :

اور امام محمد باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ اس امت کی رعایت نہ کرے، کیونکہ اس نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کے بارے میں ان کے حق کی رعایت نہیں کی۔ اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ حق کو اس کے اہل کے لیے چھوڑ دیتے تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں دو آدمی اختلاف نہ کرتے۔ اور آپ (علیہ السلام) نے یہ اشعار پڑھے:

إنَّ اليهودَ لِحُبِّهم لنبيِّهم أَمِنُوا بَوَائِقَ حَادِثِ الأزمانِ
وذوو الصليبِ بحبِّهم لصليبِهِمْ يمشون زَهْواً في قُرَى نَجْرَانِ
والمؤمنون بحبِّ آلِ محمَّد يُرْمَون في الآفاقِ بالنيرانِ [3]

كتاب الإمام ، الإسكندراني : 5/301 ، ينابيع المودة ، القندوزي : 3/42. ورواها أيضاً ابن عقيل في العتب الجميل ، وروى البيت الثاني هكذا: وذووا الصليب بحبّ عيسى أصبحوا يمشون زهواً في ز

بے شک یہودی اپنے نبی کی محبت کی وجہ سے
زمانے کے حوادث کی آفتوں سے محفوظ رہے
اور صلیب والے اپنی صلیب کی محبت میں
نجران کی بستیوں میں فخر سے چلتے ہیں
اور مؤمنین آل محمد کی محبت میں
آفاق میں آگ کے شعلوں میں پھینکے جاتے ہیں

وروي عن الإمام جعفر بن محمد الصادق (عليهما السلام) أنه قال : احفظوا فينا ما حفظ العبد الصالح في اليتيمين لأبيهما الصالح ، وكان الجدّ السابع ، وقد ضيَّعت هذه الأمة حقَّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) بقتل أولاده [1]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 2/115 ح 47.

.

اور امام جعفر بن محمد صادق (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے بارے میں اس کی حفاظت کرو جو عبد صالح نے دو یتیموں کے بارے میں ان کے صالح باپ کی خاطر کی تھی، حالانکہ وہ ساتویں دادا تھا۔ اور اس امت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حق کو ضائع کر دیا آپ کی اولاد کو قتل کر کے۔

ويروى أنه وقف الإمام الصادق (عليه السلام) مستتراً في خفية ، يشاهد المحامل التي حمل عليها عبدالله بن الحسن وأهله في القيود والحديد من المدينة إلى العراق ، فلمَّا مرّوا به بكى ، وقال (عليه السلام) : ما وفت الأنصار ولا أبناء الأنصار لرسول الله (صلى الله عليه وآله) ، بايعهم على أن يمنعوا محمداً وأبناءه وأهله وذرّيّته مما يمنعون منه أنفسهم وأبناءهم وأهلهم وذراريهم فلم يفوا ، اللهم اشدد وطأتك على الأنصار [2]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 6/44 ـ 45 ، عن مقاتل الطالبيين ، الإصبهاني : 149.

.

اور روایت ہے کہ امام صادق (علیہ السلام) چھپ کر خفیہ طور پر کھڑے ہو کر ان کجاووں کو دیکھ رہے تھے جن پر عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل خانہ کو زنجیروں اور قیدوں میں مدینہ سے عراق لے جایا جا رہا تھا۔ جب وہ آپ کے پاس سے گزرے تو آپ رو پڑے اور فرمایا: انصار اور انصار کی اولاد نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے وفا نہیں کی۔ انہوں نے آپ سے بیعت کی تھی کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے بیٹوں، ان کے اہل اور ان کی ذریت کو اس چیز سے بچائیں گے جس سے وہ اپنے آپ کو، اپنے بیٹوں کو، اپنے اہل اور اپنی ذریت کو بچاتے ہیں، لیکن انہوں نے وفا نہیں کی۔ اے اللہ! انصار پر اپنی سختی بڑھا دے۔

وقال منصور النمري في ظلامة أهل البيت (عليهم السلام) :

آلُ النبيِّ وَمَنْ يُحِبُّهُمُ يتطامنون مَخَافَةَ القَتْلِ
أَمِنَ النَّصَارى واليهودُ وَهُمْ من أُمَّةِ التوحيدِ في أَزْلِ [3]

زهر الآداب وثمر الألباب ، القيرواني : 2/6.

اور منصور نمری نے اہل بیت (علیہم السلام) کے ظلم کے بارے میں کہا:

نبی کی آل اور جو ان سے محبت کرتے ہیں
قتل کے خوف سے سر جھکائے ہوئے ہیں
نصاریٰ اور یہود امن میں ہیں جبکہ وہ
توحید کی امت سے ازل سے ہیں

وقد أُنشد الرشيد هذين البيتين بعد موت منصور هذا ، فقال الرشيد ـ بعد أن أرسل إليه من يقتله فوجده قد مات ـ : لقد هممت أن أنبش عظامه فأحرقها [4]

زهر الآداب هامش المستطرف : 1/2 ، الشعر والشعراء : 547 ، طبقات الشعراء : 246.

. وقال في طبقات الشعراء : إن الرشيد بعد سماعه لمدائح النمري في أهل البيت (عليهم السلام) أمر أبا عصمة الشيعي بأن يخرج من ساعته إلى الرقّة ، ليسلّ لسان منصور من قفاه ، ويقطع يده ورجله ، ثمَّ يضرب عنقه ، ويحمل إليه رأسه ، بعد أن يصلب بدنه ، فخرج أبو عصمة لذلك ، فلمَّا صار بباب الرقة استقبلته جنازة النمري ، فرجع إلى الرشيد فأعلمه ، فقال له الرشيد : ويلي عليك يا ابن الفاعلة ، فألا إذا صادفته ميتاً

فأحرقته بالنار! [1]

طبقات الشعراء : 244.

.

اور منصور کی موت کے بعد رشید کو یہ دو شعر سنائے گئے تو رشید نے کہا—اس کے بعد کہ اس نے کسی کو اسے قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا اور اسے مردہ پایا—: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کی ہڈیوں کو کھود کر جلا دوں۔ اور طبقات الشعراء میں کہا گیا ہے کہ: رشید نے اہل بیت (علیہم السلام) میں نمری کی مدح سرائی سن کر ابو عصمہ شیعی کو حکم دیا کہ اسی گھڑی رقہ کی طرف نکلے تاکہ منصور کی زبان اس کی گردن کے پیچھے سے کھینچے، اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹے، پھر اس کی گردن مارے، اور اس کا سر اس کے پاس لائے، اس کے بدن کو سولی پر چڑھانے کے بعد۔ چنانچہ ابو عصمہ اس کے لیے نکلا، لیکن جب رقہ کے دروازے پر پہنچا تو نمری کا جنازہ اس کے سامنے آیا، تو وہ رشید کے پاس واپس آیا اور اسے خبر دی۔ رشید نے اس سے کہا: اے فاعلہ کے بیٹے! افسوس تجھ پر، تو نے اسے مردہ پا کر

اسے آگ سے کیوں نہ جلا دیا! (1)

وروى ابن أبي الحديد المعتزلي أيضاً قال : لما ولي خالد بن عبدالله القسري مكة ـ وكان إذا خطب بها لعن علياً والحسن والحسين (عليهم السلام) ـ فقال عبيدالله بن كثير السهمي وقد أخذ بأستار الكعبة :

لعن اللهُ من يسبُّ علياً وحسيناً من سوقة وإمامِ
أيُسَبُّ المطهَّرون جُدُوداً والكِرَامُ الآباءِ والأعمامِ
يَأمَنُ الطيرُ والحَمَامُ وَلاَ يأ مَنُ آلُ الرسولِ عندَ المَقَامِ
طِبْتَ بيتاً وطاب أهلُك أهلا أَهْلُ بيتِ النبيِّ والإسلام
رحمةُ اللهِ والسلامُ عليهم كلَّما قام قائمٌ بسلامِ [2]

شرح النهج ، ابن أبي الحديد : 15/256 ، العتب الجميل ، ابن عقيل : 147 ، كتاب الحيوان ، الجاحظ : 3/194.

اور ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی روایت کی ہے کہ: جب خالد بن عبداللہ قسری مکہ کا والی بنا—اور جب وہ وہاں خطبہ دیتا تو علی، حسن اور حسین (علیہم السلام) پر لعنت بھیجتا تھا—تو عبیداللہ بن کثیر سہمی نے کعبہ کے پردوں کو تھام کر کہا:

لعنت ہو اس پر جو علی کو گالی دے
اور حسین کو، خواہ عام ہو یا حکمران
کیا پاک باپ دادوں کو گالیاں دی جائیں
اور کریم آباء و اعمام کو
پرندے اور کبوتر امن میں رہتے ہیں مگر نہیں
مقام کے پاس رسول کی آل امن میں
پاک ہو اے گھر، اور پاک تیرے لوگ
نبی اور اسلام کے گھر والے
رحمت اللہ اور سلام ہو ان پر
جب بھی کوئی سلام کہنے والا کھڑا ہو (2)

وقال حين عابوه على محبَّته لأهل البيت (عليهم السلام) :

إنَّ امرءاً أَمْسَتْ مَعَايبُهُ حبَّ النبيِّ لَغَيْرُ ذي ذَنْبِ
وبني أبي حسن وَوالِدِهم مَنْ طَابَ في الأَرحامِ والصُّلْبِ
أَيُعَدُّ ذنباً أنْ أحبَّهُمُ بل حُبُّهم كَفَّارَةُ الذنبِ [3]

البيان والتبيين ، الجاحظ : 3/359.

اور جب انہیں اہل بیت (علیہم السلام) سے محبت پر ملامت کی گئی تو انہوں نے کہا:

بے شک وہ شخص جس کا عیب
نبی سے محبت ہو، بے گناہ ہے
اور ابو حسن کے بیٹوں اور ان کے والد سے
جو رحموں اور پشتوں میں پاک رہے
کیا یہ گناہ شمار ہو کہ میں ان سے محبت کروں
بلکہ ان کی محبت گناہوں کا کفارہ ہے (3)

وروى الآبي بإسناده عن عبدالرحمن بن المثنى ، قال : خطب عبدالملك بن مروان ، فلما بلغ إلى العِظة قام إليه رجل من آل صوحان فقال : مهلا مهلا ، تأمرون فلا تأتمرون ، وتنهون ولا تنتهون ، وتعظون ولا تتعظون ، أفنقتدي بسيرتكم في أنفسكم ؟ أم نطيع أمركم بألسنتكم ؟ فإن قلتم : اقتدوا بسيرتنا فأنّى ؟ وكيف ؟ وما الحجّة ؟ وما النصير من الله باقتداء سيرة الظلمة الفسقة الجورة الخونة الذين اتخذوا مال الله دولا ، وعبيده خولا ؟ وإن قلتم : اقبلوا نصيحتنا ، وأطيعوا أمرنا ، فكيف

اور آبی نے اپنی سند سے عبدالرحمن بن مثنی سے روایت کی ہے کہ: عبدالملک بن مروان نے خطبہ دیا، جب وہ نصیحت کے حصے پر پہنچا تو آل صوحان میں سے ایک شخص اس کی طرف کھڑا ہوا اور کہا: ٹھہرو! ٹھہرو! تم حکم دیتے ہو مگر خود نہیں مانتے، منع کرتے ہو مگر خود نہیں رکتے، نصیحت کرتے ہو مگر خود اسے نہیں مانتے، تو کیا ہم تمہاری اپنی سیرت کی پیروی کریں؟ یا تمہاری زبانی حکم کو مانیں؟ اگر تم کہو: ہماری سیرت کی اقتدا کرو، تو کیسے؟ اور کیونکر؟ اور حجت کیا ہے؟ اللہ کی طرف سے ظالموں، فاسقوں، جابروں، خائنوں کی سیرت کی پیروی میں کیا مددگار ہے جنہوں نے اللہ کے مال کو باری باری غنیمت بنایا اور اس کے بندوں کو غلام بنا لیا؟ اور اگر تم کہو: ہماری نصیحت قبول کرو اور ہمارے حکم کو مانو، تو کیسے

ينصح لغيره من يغشّ نفسه ؟ أم كيف تجب الطاعة لمن لم تثبت له عند الله عدالته ؟ وإن قلتم : خذوا الحكمة من حيث وجدتموها ، واقبلوا العظة ممن سمعتموها ، فعلام ولّيناكم أمرنا ، وحكّمناكم في دمائنا وأموالنا ؟

أما علمتم أن فينا من هو أنطق منكم باللغات ، وأفصح بالعظات ، فتحلحلوا عنها أولا ، فأطلقوا عقالها ، وخلّوا سبيلها ، يبتدر إليها [1]

في نهاية الإرب : ينتدب إليها.

آل الرسول (عليهم السلام) ، الذين شرّدتموهم في البلاد ، وفرّقتموهم في كل واد ، بل تثبت في أيديكم لانقضاء المدّة ، وبلوغ المهلة ، وعظم المحنة ، إن لكل قائم قدراً لا يعدوه ، ويوماً لا يخطوه ، وكتاباً بعده يتلوه « لاَ يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَ كَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا » [2]

سورة الكهف ، الآية : 49.

« وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَب يَنقَلِبُونَ » [3]

سورة الشعراء ، الآية : 227.

قال : ثم أجلس الرجل فطلب فلم يوجد [4]

نثر الدّر ، الآبي : 5/203 ـ 204 ، نهاية الإرب النويري : 7/249 ، ورواها أيضاً الشيخ المفيد عليه الرحمة في كتابه الأمالي : 280.

.

وقال ابن الرومي عليه الرحمة في ظلامة أهل البيت (عليهم السلام) :

ألاَ أيُّهذا الناسُ طال ضريرُكُمْ بآلِ رسولِ اللهِ فاخشوا أو ارتجوا
أكُلّ أوان للنبيِّ محمَّد قتيلٌ زكيٌّ بالدماءِ مضرَّجُ

إلى أن قال :

بني المصطفى كم يأكُلُ الناسُ شِلْوَكم وبلواكُمُ عمًّا قليل تفرَّجُ
أما فيهِمُ راع لحقِّ نبيِّه ولا خائفٌ من ربِّه يتحرَّجُ [5]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصبهاني : 646.

وہ دوسرے کو نصیحت کرے جو خود کو دھوکہ دیتا ہو؟ یا اس کی اطاعت کیسے واجب ہو جس کی عدالت اللہ کے نزدیک ثابت نہیں؟ اور اگر تم کہو: حکمت کو جہاں سے ملے لے لو، اور نصیحت کو جس سے سنو قبول کرو، تو ہم نے تمہیں اپنے معاملے کا حاکم کیوں بنایا، اور اپنے خون اور مال میں کیوں تمہیں فیصلہ کرنے دیا؟

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں ایسے لوگ ہیں جو تم سے زیادہ فصیح زبان رکھتے ہیں اور نصیحت میں زیادہ بلیغ ہیں، تو پہلے اس سے ہٹ جاؤ، اس کی رسی کھول دو، اس کا راستہ چھوڑ دو، تاکہ رسول (علیہم السلام) کی آل اس کی طرف لپکے، جنہیں تم نے شہروں میں بکھیر دیا، اور ہر وادی میں منتشر کر دیا، بلکہ تمہارے ہاتھ میں مدت کے ختم ہونے تک، اور مہلت کے پورا ہونے تک، اور آزمائش کی سختی تک ہی جمے رہیں گے، بے شک ہر قائم کے لیے ایک اندازہ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتا، اور ایک دن ہے جو وہ نہیں چھوڑتا، اور اس کے بعد ایک کتاب ہے جو اسے پڑھی جائے گی «نہ کوئی چھوٹا چھوڑے گی نہ کوئی بڑا مگر اس نے اسے گن لیا» (2) «اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس انجام کی طرف پلٹتے ہیں» (3) راوی کہتا ہے: پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اسے تلاش کیا گیا لیکن نہ ملا (4)

اور ابن رومی علیہ الرحمہ نے اہل بیت (علیہم السلام) کے ظلم کے بارے میں کہا:

سنو اے لوگو! لمبی ہو گئی ہے تمہاری ضرر رسانی
رسول اللہ کی آل کو، تو ڈرو یا امید رکھو
کیا ہر وقت نبی محمد کا
کوئی پاکیزہ شہید خون میں لت پت ہو

یہاں تک کہ انہوں نے کہا:

اے مصطفیٰ کی اولاد! کب تک لوگ تمہارے ٹکڑے کھاتے رہیں گے
اور تمہاری آزمائشیں عنقریب کھل جائیں گی
کیا ان میں کوئی اپنے نبی کے حق کا نگہبان نہیں
اور نہ کوئی اپنے رب سے ڈرنے والا جو گناہ سے بچے

(5)

وأنشد موسى بن داود السلمي لأبيه يرثي الحسين صاحب فخ ومن قتل

معه :

يا عينُ إبكي بدمع منكِ مُنْهَمِر فقد رأيتِ الذي لاقى بنو حَسَنِ
صَرْعَى بفخٍّ تجرُّ الريحُ فوقَهُمُ أذيالَها وغوادي الدُّلَّجِ المُزُنِ
حتى عَفَت أَعْظُمٌ لو كان شَاهَدَها محمَّدٌ ذبَّ عنها ثُمَّ لم تَهُنِ
ماذا يقولون والماضون قَبْلَهُمُ على العداوةِ والبغضاءِ والإحَنِ
ماذا يقولون إنْ قال النبيُّ لهم ماذا صنعتم بنا في سَالِفِ الزمنِ
لا الناسُ من مُضَر حَامَوا ولا غَضِبوا ولا ربيعةُ والأحياءُ من يَمَنِ
يا ويحَهُمْ كيف لم يرعوا لهم حُرُماً
وقد رعى الفيلُ حَقَّ البيتِ ذي الرُّكُنِ [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصبهاني : 306 ـ 307.

اور موسیٰ بن داؤد السلمی نے اپنے والد کا یہ شعر پڑھا جو حسین صاحب فخ اور ان کے ساتھ مقتولین کی

رثاء میں ہے:

اے آنکھ ! بہتے ہوئے آنسوؤں سے رو
کیونکہ تو نے دیکھا جو بنو حسن پر گزری
فخ میں قتل ہوئے پڑے ہیں، ہوا ان کے اوپر
اپنے دامن اڑاتی ہے اور رات کے بادل برستے ہیں
یہاں تک کہ ہڈیاں محو ہو گئیں، اگر انہیں محمد نے
دیکھا ہوتا
تو ان کا دفاع کرتے اور پھر وہ ضائع نہ ہوتیں
وہ کیا کہیں گے جبکہ ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ
دشمنی، بغض اور کینہ پر تھے
وہ کیا کہیں گے جب نبی ان سے کہیں گے
تم نے ہمارے ساتھ گزرے ہوئے زمانے میں کیا کیا
نہ مضر کے لوگوں نے حمایت کی نہ غضب کیا
اور نہ ربیعہ اور نہ یمن کے قبائل
افسوس ہے ان پر کہ انہوں نے ان کی حرمت کا لحاظ
نہ کیا
حالانکہ ہاتھی نے بھی رکن والے گھر کے حق کا خیال
رکھا (1)

وكذلك أصبح محبُّ آل البيت (عليهم السلام) آنذاك لا يأمن على نفسه وولده من السلطان ، ولا يسلم أيضاً من عذل أولئك الذين ساروا في ركاب الظلمة ، فاضطرّ الكثير من محبّي أهل البيت (عليهم السلام) أن يخفي حبَّه وولاءه حتى لا يتعرَّض للأذى والجور ، فمن عُرف يومئذ بولائه لأهل البيت (عليهم السلام) لا ينجيه إلاَّ التستُّر ، أو التنكُّر ، أو الهرب إلى حيث لا يتبعه الطلب ، وإلاَّ سوف يتعرَّض للقتل أو الأذى ، قال الكميت عليه الرحمة :

اور اسی طرح اہل بیت (علیہم السلام) کے محب بھی اس وقت اپنی جان اور اولاد پر سلطان سے خوفزدہ رہتے تھے، اور انہیں ان لوگوں کی ملامت سے بھی سلامتی نہیں ملتی تھی جو ظالموں کی سواری میں چلتے تھے، اس لیے اہل بیت (علیہم السلام) کے بہت سے محبوں کو اپنی محبت اور ولاء کو چھپانا پڑا تاکہ وہ اذیت اور ظلم کا شکار نہ ہوں، کیونکہ اس وقت جو شخص اہل بیت (علیہم السلام) کی ولاء میں معروف ہو جاتا، اسے پوشیدگی یا تبدیلی یا کسی ایسی جگہ فرار کے سوا کچھ نہیں بچاتا تھا جہاں تلاش اس کے پیچھے نہ آئے، ورنہ اسے قتل یا اذیت کا سامنا کرنا پڑتا، کمیت علیہ الرحمہ نے کہا:

ألم تَرَني من حُبِّ آلِ محمَّد أروحُ وأغدو خائفاً أَتَرَقَّبُ
كأنيَ جَان مُحْدِثٌ وكأنني بهم أتّقي من خشيةِ العارِ أجربُ
على أيِّ جرم أم بأيَّةِ سيرة أُعَنَّفُ في تقريظِهِمْ وأُؤَنَّبُ [2]

أدب الشيعة ، الدكتور عبد الحسيب حميدة : 259.

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں آل محمد کی محبت سے
صبح و شام خوفزدہ اور چوکنا رہتا ہوں
گویا میں کوئی مجرم ہوں، اور گویا میں
ان کے ذریعے عار کے خوف سے خارش زدہ کو بچاتا
ہوں
کس جرم پر یا کس طریقے پر
میں ان کی مدح میں ملامت کیا جاتا ہوں اور تنبیہ کیا جاتا
ہوں (2)

وقال أبو القاسم الرسي بن إبراهيم بن طباطبا ، إسماعيل الديباج ، عندما هرب من المنصور إلى السند :

لَمْ يُرْوِهِ مَا أَرَاقَ البغيُ من دَمِنَا
في كلِّ أرض فَلَمْ يَقْضُرْ من الطلبِ

وليس يشفي غليلا في حَشَاه سوى
أَنْ لاَ يُرَى فوقها ابنُ بنتِ نبي [1]

النزاع والتخاصم ، المقريزي : 144.

اور ابو القاسم الرسی بن ابراہیم بن طباطبا، اسماعیل الدیباج نے جب منصور سے بھاگ کر سندھ چلے گئے تو کہا:

اس کی پیاس نہیں بجھی جو ہمارا خون اس نے بہایا
ہر زمین میں، اس لیے تلاش سے نہیں رکا
اور اس کے سینے کی جلن کو کوئی چیز نہیں بجھاتی
سوائے
اس کے کہ اس پر کسی نبی کی بیٹی کا بیٹا نظر نہ آئے (1)

ويقول الطغرائي في جملة أبيات له :

ومتى تولّى آلَ أحمدَ مُسْلِمٌ قتلوه أو وَصَمُوه بالإلحادِ [2]

أدب الشيعة ، الدكتور عبدالحسيب حميدة : 259.

اور طغرائی اپنے کچھ اشعار میں کہتے ہیں:

اور جب کوئی مسلمان آل احمد کی محبت اختیار کرے
تو وہ اسے قتل کر دیتے ہیں یا الحاد کا داغ لگا دیتے ہیں
(2)

المجلس الخامس ، من اليوم الثامن

زواج فاطمة من علي (عليهما السلام)

قال ابن شهر آشوب عليه الرحمة في المناقب : اشتهر في الصحاح بالأسانيد المعتبرة أن أبا بكر وعمر خطبا إلى النبي (صلى الله عليه وآله) فاطمة (عليها السلام) مرّة بعد أخرى فردَّهما ، وقال : إنّها صغيرة ، فأقبلا إلى علي (عليه السلام) وقالا : يا أبا الحسن ، لو أتيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) فذكرت له فاطمة (عليها السلام) فأقبل علي (عليه السلام) حتى دخل على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فلما خطبها هشَّ وبشَّ النبيّ (صلى الله عليه وآله) في وجهه ، وقال : مرحباً وأهلا ، فقيل لعلي (عليه السلام) : يكفيك من رسول الله (صلى الله عليه وآله) إحداهما : أعطاك الأهل وأعطاك الرحب ، ثمَّ قال : يا علي ، ألك شيء أزوّجك منها ؟ فقال : لا يخفى عليك حالي ، إن لي فرساً وبغلا وسيفاً ودرعاً ، فقال (صلى الله عليه وآله) : بع الدرع ، ثمَّ قال : أبشر يا علي ، فإن الله قد زوَّجك بها في السماء قبل أن أزوِّجكها في الأرض ، ولقد أتاني ملك وقال : أبشر يا محمد باجتماع الشمل وطهارة النسل ، قلت : وما اسمك ؟ قال : نسطائيل ، من موكّلي قوائم العرش ، سألت الله هذه البشارة ، وجبرئيل على أثري.

پانچویں مجلس، آٹھویں دن سے

حضرت فاطمہ اور حضرت علی (علیہما السلام) کی شادی

ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے مناقب میں فرمایا: صحاح میں معتبر اسناد کے ساتھ مشہور ہے کہ ابوبکر اور عمر نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کا رشتہ مانگا، ایک کے بعد ایک مرتبہ، لیکن آپ نے انہیں رد کر دیا اور فرمایا: وہ ابھی چھوٹی ہیں۔ تب وہ دونوں حضرت علی (علیہ السلام) کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالحسن، اگر آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت فاطمہ (علیہا السلام) کا ذکر کریں۔ چنانچہ حضرت علی (علیہ السلام) تشریف لے گئے یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خدمت میں داخل ہوئے، جب آپ نے رشتہ مانگا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) آپ کی طرف خوش ہوئے اور مسکرائے، اور فرمایا: مرحباً اور اہلاً۔ تو حضرت علی (علیہ السلام) سے کہا گیا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف سے ان دونوں میں سے کوئی ایک آپ کے لیے کافی ہے: آپ کو اہل دیا اور آپ کو رحب (وسعت) دی۔ پھر فرمایا: اے علی، کیا تمہارے پاس کچھ ہے کہ میں تمہیں اس کے عوض نکاح کروں؟ آپ نے عرض کیا: میری حالت آپ پر مخفی نہیں، میرے پاس ایک گھوڑا، ایک خچر، ایک تلوار اور ایک زرہ ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: زرہ بیچ دو۔ پھر فرمایا: اے علی، خوش ہو جاؤ، بے شک اللہ نے تمہارا نکاح اس سے آسمان میں کر دیا ہے اس سے پہلے کہ میں زمین میں تمہارا نکاح کروں، اور بے شک میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا: اے محمد، اتحاد اور نسل کی پاکیزگی کی خوشخبری سنو۔ میں نے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: نسطائیل، عرش کے قوائم کے موکل فرشتوں میں سے، میں نے اللہ سے یہ بشارت کی درخواست کی، اور جبرئیل میرے پیچھے آ رہے ہیں۔

وفي رواية أخرى قال (صلى الله عليه وآله) : بينما أنا جالس إذ هبط عليَّ ملك - إلى أن قال : فقال : أنا محمود بعثني الله أن أزوِّج النور من النور قلت : من بمن ؟ قال : فاطمة من

اور ایک دوسری روایت میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک فرشتہ اترا—یہاں تک کہ فرمایا: اس نے کہا: میں محمود ہوں، اللہ نے مجھے بھیجا ہے کہ نور کا نکاح نور سے کروں۔ میں نے پوچھا: کس کا کس سے؟ اس نے کہا: فاطمہ کا

علي ، فلمّا ولى المَلَك إذا بين كتفيه (محمَّد رسول الله ، عليٌّ وصيّه) فقلت : مُذ كم كُتب هذا بين كتفيك ؟ قال : من قبل أن يخلق الله آدم باثنين وعشرين ألف عام ، يا علي فبينما أنا جالس إذ هبط الأمين جبرئيل ومعه من سنبل الجنة وقرنفلها فتناولتهما وأخذتهما وشممتهما فقلت : ما سبب هذا السنبل والقرنفل ؟ قال : إن الله أمر سكان الجنة من الملائكة ومن فيها أن يزيِّنوا الجنان كلَّها بمغارسها وأشجارها وثمارها وقصورها ، وأمر ريحها فهبَّت بأنواع العطر والطيب ، وأمر حور عينها بالقراءة فيها بسورة (طه ويس وطواسين وحم وعسق) ثم نادى مناد من تحت العرش : ألا إن اليوم يوم وليمة علي ، ألا إني أشهدكم أني قد زوَّجت فاطمة من عليّ رضىّ منّي بعضهما لبعض ، فأشهد على تزويجها أربعين ألف ملك ، وكان الولي الله ، والخطيب جبرئيل ، والمنادي ميكائيل ، والداعي إسرافيل ، والناثر عزرائيل ، والشهود الملائكة.

علی سے۔ جب فرشتہ چلا گیا تو اس کے دونوں کندھوں کے درمیان (محمد رسول اللہ، علی ان کے وصی) لکھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ تمہارے کندھوں کے درمیان کب سے لکھا ہوا ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے آدم کو پیدا کرنے سے بائیس ہزار سال پہلے سے۔ اے علی، میں بیٹھا ہوا تھا کہ امین جبرئیل اترے اور ان کے ساتھ جنت کی سنبل اور قرنفل تھی، میں نے انہیں لیا اور سونگھا، میں نے پوچھا: اس سنبل اور قرنفل کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا: بے شک اللہ نے جنت میں رہنے والے فرشتوں اور جو بھی وہاں ہیں کو حکم دیا کہ تمام جنتوں کو ان کے باغات، درختوں، پھلوں اور محلات کے ساتھ سجائیں، اور اس کی ہوا کو حکم دیا تو وہ ہر قسم کی خوشبو اور عطر کے ساتھ چلنے لگی، اور اس کی حوروں کو حکم دیا کہ اس میں سورہ طٰہٰ، یٰسٓ، طواسین، حٰمٓ اور عٓسٓقٓ پڑھیں، پھر عرش کے نیچے سے ایک پکارنے والے نے پکارا: آگاہ رہو کہ آج علی کی ولیمہ کا دن ہے، آگاہ رہو کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا ہے اپنی رضا سے ایک دوسرے کے لیے۔ چنانچہ اس کے نکاح پر چالیس ہزار فرشتے گواہ ہوئے، اور ولی اللہ تھے، اور خطیب جبرئیل تھے، اور منادی میکائیل تھے، اور دعوت دینے والے اسرافیل تھے، اور نثار کرنے والے عزرائیل تھے، اور گواہ فرشتے تھے۔

قال الحميدي :

نَصَبَ الجليلُ لجبرئيل منبراً في ظلِّ طوبى من مُتُونِ زَبَرْجَدِ
شَهِدِ الملائكةُ الكِرَامُ وَرَبُّهم وَكَفَى بهم وبربِّهم من شُهَّدِ
وَتَناثَرَتْ طوبى عليهم لؤلؤاً وَزُمُرُّداً متتابعاً لم يُعْقَدِ

حمیدی نے کہا:

جلیل نے جبرئیل کے لیے ایک منبر نصب کیا
طوبیٰ کے سائے میں زبرجد کے تختوں سے
فرشتوں کرام نے گواہی دی اور ان کا رب
اور وہ اور ان کا رب گواہوں کے لیے کافی ہیں
اور طوبیٰ نے ان پر موتی برسائے
اور زمرد پے در پے جو گنتھے نہیں گئے تھے

وفي رواية : كان الخطيب مَلكاً يقال له راحيل ، وجاء في بعض الكتب أنه خطب في البيت المعمور في جَمع من أهل السماوات السبع فقال : الحمد لله الأول قبل أولية الأولين ، الباقي بعد فناء العالمين ، نحمده إذ جعلنا ملائكة روحانيين ، وبربوبيّته مذعنين ، وله على ما أنعم علينا شاكرين ، حجبنا من الذنوب ، وسترنا من العيوب ، أسكننا في السماوات ، وقرَّبنا إلى السرادقات ، وحجب عنا النهم للشهوات ، وجعل نهمتنا وشهوتنا في تقديسه وتسبيحه ، الباسط رحمته ، الواهب نعمته ، جلَّ عن إلحاد أهل الأرض من المشركين ، وتعالى بعظمته عن إفك

اور ایک روایت میں ہے: خطیب ایک فرشتہ تھے جنہیں راحیل کہا جاتا تھا، اور بعض کتابوں میں آیا ہے کہ انہوں نے بیت المعمور میں ساتوں آسمانوں کے باشندوں کی جماعت میں خطبہ دیا اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو اولیّن کی ابتدا سے پہلے اول ہے، عالمین کی فنا کے بعد باقی ہے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں روحانی فرشتے بنایا، اور ہم اس کی ربوبیت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے ہیں، اور اس نے ہم پر جو انعامات کیے ہیں ان پر شکر گزار ہیں۔ اس نے ہمیں گناہوں سے محفوظ رکھا، اور عیبوں سے ہمیں پردہ پوش کیا، ہمیں آسمانوں میں سکونت دی، اور سرادقات کے قریب کیا، اور شہوات کی خواہش کو ہم سے دور رکھا، اور ہماری خواہش اور شہوت کو اس کی تقدیس اور تسبیح میں قرار دیا، جو اپنی رحمت پھیلانے والا ہے، اپنی نعمت عطا کرنے والا ہے، زمین کے مشرکین کے الحاد سے بلند ہے، اور

الملحدين ، ثم قال بعد كلام : اختار الملك الجبار صفوة كرمه ، وعبد عظمته ، لأمته سيِّدة النساء ، بنت خير النبيين ، وسيِّد المرسلين ، وإمام المتقين ، فوصل حبله بحبل رجل من أهله ، المصدِّق دعوته ، المبادر إلى كلمته ، علي الوصول ، بفاطمة البتول ، ابنة الرسول (صلى الله عليه وآله) ، ثم قال الله تبارك وتعالى : الحمد ردائي ، والعظمة كبريائي ، والخلق كلهم عبيدي وإمائي ، زوَّجت فاطمة أمتي من علي صفوتي ، اشهدوا ملائكتي.

ملحدین کے افترا سے اپنی عظمت کے ساتھ بلند ہے، پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا: بادشاہ جبار نے اپنی کرامت کے چنیدہ بندے اور اپنی عظمت کے عبد کو اپنی امت کی خواتین کی سردار کے لیے منتخب کیا، جو انبیاء کے سردار، مرسلین کے سردار، اور متقین کے امام کی بیٹی ہے، تو اس نے اپنا رشتہ اپنے اہل میں سے ایک مرد کے رشتے سے جوڑا، جو اس کی دعوت کی تصدیق کرنے والا ہے، اس کے کلمے کی طرف سبقت کرنے والا ہے، علی جو وصول ہیں، فاطمہ بتول سے، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی سے، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: حمد میری چادر ہے، اور عظمت میری بڑائی ہے، اور تمام مخلوق میرے غلام اور باندیاں ہیں، میں نے فاطمہ اپنی باندی کا نکاح علی اپنے چنیدہ بندے سے کیا، اے میرے فرشتو، گواہ رہو۔

قال الحميدي :

حمیدی نے کہا:

واللهُ زوَّجه الزكيَّةَ فاطماً في ظِلِّ طوبى مشهداً محضورا
كان الملائكُ ثَمَّ في عَدَدِ الحصى جبريلُ يَخْطُبُهم بها مسرورا
يدعو له ولها وكان دعاؤه لهما بخير دائماً مذكورا
حتَّى إذا فَرِغَ الخطيبُ تَتَابَعَتْ طوبى تُسَاقِطُ لؤلؤاً منثورا
وتُهيلُ ياقوتاً عليهم مرَّةً وتُهِيلُ درّاً تارةً وشُذُورا
فترى نِسَاءَ الحُوْرِ يَنْتَهِبُونَهُ حوراً بذلك يهتدين الحورا

اور اللہ نے پاکیزہ فاطمہ کا نکاح اس سے کیا
طوبیٰ کے سائے میں ایک حاضر محفل میں
وہاں فرشتے ریت کے ذرّوں کی تعداد میں تھے
جبرئیل ان میں خوشی سے خطبہ دے رہے تھے
اس کے لیے اور اس کے لیے دعا کرتے تھے اور ان کی دعا
ان دونوں کے لیے خیر کے ساتھ ہمیشہ یاد کی جاتی تھی
یہاں تک کہ جب خطیب فارغ ہوئے تو پے در پے
طوبیٰ نے بکھرے ہوئے موتی برسائے
اور ایک مرتبہ ان پر یاقوت کی بارش کی
اور کبھی موتی اور کبھی زمرد کی
پس تم حوروں کی عورتوں کو دیکھتے ہو وہ انہیں لوٹ رہی ہیں
حوریں اس کے ذریعے حوروں کی طرف ہدایت پاتی ہیں

وأوحى الله تعالى إلى شجرة طوبى أن انثري عليهم الدرّ والياقوت فابتدرن إليه الحور العين يلتقطن في أطباق الدرّ والياقوت ، وهنّ يتهادينه بينهن إلى يوم القيامة ، وكانوا يتهادون ويقولون : هذه تحفة خير النساء ، فمن أخذ منه يومئذ شيئاً أكثر من صاحبه أو أحسن افتخر به على صاحبه إلى يوم القيامة.

اور اللہ تعالیٰ نے شجرِ طوبیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ ان پر موتی اور یاقوت برسا، تو حورِ عین نے ان کی طرف لپک کر موتی اور یاقوت کو طشتوں میں چن لیا، اور وہ قیامت کے دن تک ان میں آپس میں تحفے دیتی رہتی ہیں، اور وہ تحفے دیتی تھیں اور کہتی تھیں: یہ خیر النساء کی زفاف کا تحفہ ہے، تو جس نے اس دن اس میں سے اپنے ساتھی سے زیادہ یا بہتر کچھ لیا وہ قیامت کے دن تک اس پر اپنے ساتھی پر فخر کرتا ہے۔

ثمّ أمر الله تعالى رضوان خازن الجنان فهزَّ شجرة طوبى ، فحملت رقاعاً ـ يعني صكاكاً ـ بعدد محبي أهل البيت ، وأنشأ من تحتها ملائكة من نور ، ودفع إلى كل ملك صكاً براءة من النار ، فإذا استوت القيامة بأهلها نادت الملائكة في الخلائق : ألا فمن كان محباً لفاطمة (عليها السلام) فليبادر ، وليأخذ من نثار زفاف فاطمة ، فلا يبقى محبّ إلاّ ودفع إليه المَلَك صكاً فيه فكاكه من النار ، ثم أرسل سحابة بيضاء

پھر اللہ تعالیٰ نے رضوان خازنِ جنان کو حکم دیا کہ وہ شجرِ طوبیٰ کو ہلائے، تو اس نے اہلِ بیت کے محبین کی تعداد کے برابر رقعے - یعنی دستاویزات - اٹھائے، اور اس کے نیچے سے نور کے فرشتے پیدا کیے، اور ہر فرشتے کو آتشِ دوزخ سے براءت کی دستاویز دی، پس جب قیامت اپنے اہل کے ساتھ قائم ہوگی تو فرشتے مخلوق میں پکاریں گے: آگاہ رہو! جو کوئی فاطمہ (علیہا السلام) کا محب ہو وہ جلدی کرے، اور فاطمہ کی زفاف کی نثار سے لے لے، تو کوئی محب نہیں رہے گا مگر فرشتہ اسے ایک دستاویز دے گا جس میں دوزخ سے اس کی رہائی ہوگی، پھر ایک سفید بادل بھیجا

فقطرت على أهل الجنان من اللؤلؤ والياقوت والزبرجد والمرجان ، فابتدرن الحور العين فالتقطن في أطباق الدرّ والياقوت ، وهن يتهادين بينهن إلى يوم القيامة ، ويتفاخرن ويقلن : هذا من نثار زفاف فاطمة سيّدة النساء (عليها السلام).

تو اس نے اہلِ جنان پر موتی اور یاقوت اور زمرد اور مرجان کی بارش کی، تو حورِ عین نے لپک کر موتی اور یاقوت کے طشتوں میں انہیں چن لیا، اور وہ قیامت کے دن تک آپس میں تحفے دیتی رہتی ہیں، اور فخر کرتی ہیں اور کہتی ہیں: یہ سیدۃ النساء فاطمہ (علیہا السلام) کی زفاف کی نثار سے ہے۔

قال بعض العلماء : ولقد وجد في زمان والد شيخنا البهائي درّة في ظهر الكوفة مكتوب عليها هذان البيتان :

أنا درٌّ من السَّمَا نثروني يومَ تزويج وَالِدِ السبطينِ
كنت أصفى من اللُّجَينِ بياضاً صَبَغَتني دِمَاءُ نَحْرِ الحسينِ

بعض علماء نے کہا: اور ہمارے شیخ بہائی کے والد کے زمانے میں کوفہ کے ظہر میں ایک موتی ملا جس پر یہ دو شعر لکھے ہوئے تھے:

میں آسمان سے موتی ہوں مجھے بکھیرا گیا
سبطین کے والد کی شادی کے دن
میں چاندی سے زیادہ سفید تھا
حسین کی گردن کے خون نے مجھے رنگ دیا

قال الراوي قال جبرئيل : يا محمد ، زوِّج فاطمة من علي بن أبي طالب ، فإن الله قد رضيها له ورضيه لها ، قال علي (عليه السلام) : فزوِّجني منها رسول الله (صلى الله عليه وآله) في محضر صحابته بعد ما أمرني بإنشاد الخطبة وقال : تكلَّم خطيباً لنفسك ، فخطب علي (عليه السلام) بخطبة ثمَّ قال : هذا رسول الله (صلى الله عليه وآله) زوَّجني ابنته فاطمة على خمسمائة درهم ، وقد رضيت فاسألوه واشهدوا.

راوی نے کہا کہ جبرئیل نے کہا: اے محمد ! فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دیجیے، کیونکہ اللہ نے اسے اس کے لیے پسند فرمایا ہے اور اسے اس کے لیے پسند کیا ہے، علی (علیہ السلام) نے فرمایا: تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنے صحابہ کی موجودگی میں میرا نکاح ان سے کر دیا اس کے بعد کہ مجھے خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا: اپنے لیے خطیب بن کر بات کرو، تو علی (علیہ السلام) نے خطبہ دیا پھر فرمایا: یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح پانچ سو درہم پر مجھ سے کیا، اور میں راضی ہوں تو ان سے پوچھیں اور گواہ رہیں۔

فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : قد زوَّجتك ابنتي فاطمة على ما زوَّجك الرحمن ، وقد رضيت بما رضي الله لها ، فدونك أهلك ، فإنك أحقّ بها مني ، فنعم الأخ أنت ، ونعم الختن أنت ، ونعم الصاحب أنت ، وكفاك برضى الله رضاً ، فخرَّ علي (عليه السلام) ساجداً شكراً لله ، وهو يقول : « رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ » الآية ، قال (عليه السلام) : ثم أتاني وأخذ بيدي فقال : قم وقل : بسم الله وعلى بركة الله ، وما شاء الله ، ولا حول ولا قوّة إلاَّ بالله ، توكَّلت على الله ، ثمَّ جاء بي حتى أقعدني عندها ، وقال : اللهم إنهما أحبُّ خلقك إليَّ ، فأحبِّهما وبارك في ذريتهما ، واجعل عليها منك حافظاً ، وإني أعيذهما بك وذريتهما من الشيطان الرجيم ، ثمَّ أمر النبي (صلى الله عليه وآله) بطبق بسر ، وأمر بنهبه..

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح تم سے کر دیا جس طرح رحمٰن نے تمہارا نکاح کیا، اور میں اس سے راضی ہوں جس سے اللہ نے اس کے لیے راضی ہوا، تو لے لو اپنی بیوی کو، کیونکہ تم اس کے مجھ سے زیادہ حقدار ہو، تو کیا ہی اچھے بھائی ہو تم، اور کیا ہی اچھے داماد ہو تم، اور کیا ہی اچھے ساتھی ہو تم، اور تمہارے لیے اللہ کی رضا ہی کافی ہے، تو علی (علیہ السلام) نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کیا، اور فرما رہے تھے: «رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ» آیت، فرمایا: پھر وہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اٹھو اور کہو: بسم اللہ اور اللہ کی برکت پر، اور جو اللہ چاہے، اور نہ کوئی طاقت ہے اور نہ قوت مگر اللہ کے ساتھ، میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، پھر مجھے لے کر آئے یہاں تک کہ مجھے ان کے پاس بٹھایا، اور فرمایا: اے اللہ ! یہ دونوں تیری مخلوق میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، تو ان سے محبت فرما اور ان کی اولاد میں برکت دے، اور ان پر اپنی طرف سے نگہبان بنا، اور میں انہیں اور ان کی ذریت کو شیطانِ رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے کھجور کی ایک طشت کا حکم دیا، اور اسے لوٹنے کا حکم دیا۔

قال علي (عليه السلام) : فأقمت بعد ذلك شهراً أصلّي مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وأرجع إلى

علی (علیہ السلام) نے فرمایا: اس کے بعد میں ایک ماہ تک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ نماز پڑھتا اور

منزلي ، ولا أذكر شيئاً من أمر فاطمة (عليها السلام) ، ثم قلن أزواج رسول الله (صلى الله عليه وآله) : ألا نطلب لك من رسول الله دخول فاطمة عليك ، فقلت : افعلن ، فدخلن عليه فقالت أم أيمن : يا رسول الله ، لو أن خديجة باقية لقرَّت عينها بزفاف فاطمة ، وإن علياً يريد أهله فقرَّ عين فاطمة ببعلها ، واجمع شملها ، وقرَّ عيوننا بذلك ، فقال : فما بال علي لا يطلب مني زوجته ؟ فقد كنا نتوقَّع ذلك منه.

اپنے گھر لوٹ جاتا، اور فاطمہ (علیہا السلام) کے معاملے کا کچھ ذکر نہیں کرتا تھا، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ازواج نے کہا: کیا ہم آپ کے لیے رسول اللہ سے فاطمہ کو آپ کے پاس بھیجنے کا مطالبہ نہ کریں، تو میں نے کہا: کر دو، تو وہ ان کے پاس آئیں اور ام ایمن نے کہا: اے اللہ کے رسول ! اگر خدیجہ باقی ہوتیں تو فاطمہ کی زفاف سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، اور علی اپنی بیوی چاہتے ہیں تو فاطمہ کی آنکھیں اپنے شوہر سے ٹھنڈی کر دیجیے، اور ان کے شمل کو جمع فرما دیجیے، اور ہماری آنکھیں اس سے ٹھنڈی فرمائیے، تو فرمایا: علی اپنی بیوی کا مجھ سے مطالبہ کیوں نہیں کرتے؟ ہم تو ان سے اس کی توقع رکھتے تھے۔

قال علي (عليه السلام) : فقلت : الحياءُ يمنعني يا رسول الله ، فالتفت (صلى الله عليه وآله) إلى النساء فقال : مَنْ ها هنا ؟ فقالت أم سلمة : أنا أم سلمة ، وهذه زينب ، وهذه فلانة ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : هيِّئوا لابنتي وابن عمي في بيتي حجرة ، فقالت أم سلمة : في أي حجرة يا رسول الله ؟ فقال (صلى الله عليه وآله) : في حجرتك ، فأمر النبي أن يهيِّئوا طعام العرس ، وأمر بطحن البر وخبزه ، وأمر علياً (عليه السلام) بذبح البقر والغنم ، فكان النبي (صلى الله عليه وآله) يفصل ولم يُر على يده أثر دم ، فلمّا فرغوا من الطبخ أمر النبي (صلى الله عليه وآله) أن يُنادى على رأس داره : أجيبوا رسول الله ، وذلك لقوله تعالى : « وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ » فأجابوا من النخلات والزروع ، فبسط النطوع في المسجد ، وصدر الناس وهم أكثر من أربعة آلاف رجل وسائر نساء المدينة ، ورفعوا منها ما أرادوا ، ولم ينقص من الطعام شيء ، ثمَّ عادوا في اليوم الثاني فأكلوا ، وفي اليوم الثالث فأكلوا ، ثم دعا رسول الله (صلى الله عليه وآله) بالصحاف فملئت ، ووجَّه إلى منازل أزواجه ، ثم أخذ صحفة وقال : هذه لفاطمة وبعلها ، وأمر نساءه أن يزينّها ويصلحن من شأنها.

علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حیا مجھے روک رہی ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے عورتوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہاں کون ہے؟ تو ام سلمہ نے کہا: میں ام سلمہ ہوں، اور یہ زینب ہیں، اور یہ فلاں ہیں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میرے گھر میں میرے حجرے میں میری بیٹی اور میرے چچازاد بھائی کے لیے تیار کرو، تو ام سلمہ نے کہا: کس حجرے میں اے اللہ کے رسول؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: تمہارے حجرے میں، پھر نبی نے حکم دیا کہ ولیمے کا کھانا تیار کیا جائے، اور گندم پیسنے اور روٹی پکانے کا حکم دیا، اور علی (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ گائے اور بکریاں ذبح کریں، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) الگ کرتے تھے اور آپ کے ہاتھ پر خون کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا، پھر جب وہ پکانے سے فارغ ہوئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حکم دیا کہ آپ کے گھر کے سرے پر پکارا جائے: رسول اللہ کی دعوت قبول کرو، اور یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان «وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ» کے مطابق تھا، تو کھجوروں اور کھیتوں سے لوگ حاضر ہوئے، پھر مسجد میں چٹائیاں بچھائی گئیں، اور لوگ آئے جو چار ہزار مردوں سے زیادہ تھے اور مدینہ کی تمام عورتیں، اور انہوں نے جو چاہا اٹھا لیا، اور کھانے میں کوئی کمی نہیں ہوئی، پھر دوسرے دن واپس آئے اور کھایا، اور تیسرے دن آئے اور کھایا، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے پیالوں کا حکم دیا تو انہیں بھرا گیا، اور اپنی بیویوں کے گھروں کی طرف بھیجا، پھر ایک پیالہ لیا اور فرمایا: یہ فاطمہ اور ان کے شوہر کے لیے ہے، اور اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ انہیں سجائیں اور ان کی تیاری کریں۔

قالت أم سلمة : فسألت فاطمة : هل عندك طيب ادّخرتيه لنفسك ؟ قالت : نعم ، فأتت بقارورة ، فسألت عنها فقالت : كان دحية الكلبي يدخل على رسول الله فيقول لي : يا فاطمة ، ها الوسادة فاطرحيها لعمِّك ، فإذا نهض سقط من بين ثيابه شيء فيأمرني بجمعه فسئل رسول الله (صلى الله عليه وآله) عن ذلك فقال : هو عنبر يسقط من أجنحة جبرئيل ، وأتت بماء ورد. قالت أم سلمة : فسألت عنه فقالت : هذا عرق

ام سلمہ نے کہا: میں نے فاطمہ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی خوشبو ہے جو تم نے اپنے لیے محفوظ کر رکھی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر ایک شیشی لے کر آئیں، میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: دحیہ کلبی رسول اللہ کے پاس آتے تھے تو آپ مجھ سے فرماتے: اے فاطمہ، تکیہ لاؤ اور اسے اپنے چچا کے لیے بچھا دو، پھر جب وہ اٹھتے تو ان کے کپڑوں میں سے کچھ گرتا، تو آپ مجھے اسے جمع کرنے کا حکم دیتے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ عنبر ہے جو جبرئیل کے بازوؤں سے گرتا ہے، اور گلاب کا عرق لے کر آئیں۔ ام سلمہ نے کہا: میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ پسینہ ہے

رسول الله ، كنت آخذه عند قيلولة النبي (صلى الله عليه وآله) عندي.

رسول اللہ کا، میں اسے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے میرے پاس قیلولہ کے وقت لیا کرتی تھی۔

ثم إن جبرئيل أتى بحلّة قيمتها الدنيا ، فلما لبستها تحيرت نسوة قريش منها ، وقلن : من أين لك هذا ؟ قالت : من عند الله ، فلمّا كانت ليلة الزفاف أتى النبي ببغلته الشهباء ، وثنى عليها قطيفة ، وقال لفاطمة : اركبي ، وأمر سلمان أن يقودها ، والنبي (صلى الله عليه وآله) يسوقها ، فبينما هو في بعض الطريق إذ سمع النبي وجبة ، فإذا هو جبرئيل في سبعين ألف ملك ، وميكائيل في سبعين ألف ملك ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : ما أهبطكم إلى الأرض ؟ قالوا : جئنا نزفّ فاطمة إلى علي بن أبي طالب ، فكبَّر جبرئيل ، وكبَّر ميكائيل ، وكبَّرت الملائكة ، وكبَّر النبي ، فوقع التكبير على العرائس من تلك الليلة.

پھر جبرئیل ایک حلہ لائے جس کی قیمت دنیا تھی، پھر جب انہوں نے اسے پہنا تو قریش کی عورتیں اس سے حیران رہ گئیں، اور کہنے لگیں: تمہیں یہ کہاں سے ملا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی طرف سے، پھر جب شادی کی رات آئی تو نبی اپنی سفید خچر لائے، اور اس پر ایک قطیفہ بچھایا، اور فاطمہ سے فرمایا: سوار ہو جاؤ، اور سلمان کو حکم دیا کہ اسے لے کر چلیں، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اسے ہانک رہے تھے، پھر راستے میں نبی نے ایک آواز سنی، تو دیکھا کہ جبرئیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ ہیں، اور میکائیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: تمہیں زمین پر کس چیز نے اتارا؟ انہوں نے کہا: ہم فاطمہ کو علی بن ابی طالب کے پاس زفاف کرانے آئے ہیں، تو جبرئیل نے تکبیر کہی، اور میکائیل نے تکبیر کہی، اور فرشتوں نے تکبیر کہی، اور نبی نے تکبیر کہی، تو اسی رات سے دلہنوں کے لیے تکبیر کا رواج پڑ گیا۔

وكان النبي (صلى الله عليه وآله) أمامها ، وجبرئيل عن يمينها ، وميكائيل عن يسارها ، وسبعون ألف ملك من خلفها يسبِّحون الله ويقدّسونه حتى طلع الفجر ، وحولها سبعون حوراء ، وحمزة وعقيل وجعفر وأهل البيت يمشون خلفها ، وأمر النبي (صلى الله عليه وآله) بنات عبدالمطلب ونساء المهاجرين والأنصار أن يمضين في صحبة فاطمة ، ويفرحن ويرجزن ، ويكبِّرن ويحمدن ، وأنشأت أم سلمة تقول :

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کے آگے تھے، اور جبرئیل ان کے دائیں طرف تھے، اور میکائیل ان کے بائیں طرف تھے، اور ستر ہزار فرشتے ان کے پیچھے سے اللہ کی تسبیح و تقدیس کر رہے تھے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی، اور ان کے گرد ستر حوریں تھیں، اور حمزہ اور عقیل اور جعفر اور اہل بیت ان کے پیچھے چل رہے تھے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بنی عبدالمطلب کی بیٹیوں اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو حکم دیا کہ فاطمہ کے ساتھ چلیں، اور خوشیاں منائیں اور رجز پڑھیں، اور تکبیر و تحمید کریں، اور ام سلمہ نے کہنا شروع کیا:

سِرْنَ بعونِ اللهِ جاراتي واشْكُرْنَهُ في كُلِّ حالاتِ
واذكُرْنَ ما أنعم ربُّ العلى من كَشْفِ مكروه وآفاتِ
فَقَدْ هَدَانا بَعْدَ كُفْر وَقَدْ أنعشنا ربُّ السماواتِ
وَسِرْنَ مَعْ خَيْرِ نِسَاءِ الوَرَى تُفْدَى بعمَّات وَخَالاَتِ
يا بنتَ مَنْ فَضَّلَه ذو العلى بالوحيِ منه والرِّسَالاتِ

چلو اللہ کی مدد سے اے میری ساتھیو
اور اس کا شکر کرو ہر حال میں
اور یاد کرو جو نعمتیں دی علی رب نے
مصائب و آفات کو دور کرنے کی
اس نے ہمیں کفر کے بعد ہدایت دی
ہمیں زندگی بخشی آسمانوں کے رب نے
اور چلو بہترین عورت کے ساتھ
جس پر فدا ہوں پھوپھیاں اور خالائیں
اے بیٹی اس کی جسے علی نے فضیلت دی
وحی اور رسالتوں کے ساتھ

ثم قالت عائشة :

پھر عائشہ نے کہا:

يا نسوةُ استترن بالمعاجرِ واذكرْنَ مَا يَحْسُنُ في المحاضرِ
واذكرن ربَّ الناس إذ خصَّنا بدينِهِ مَعْ كُلِّ عَبْد شَاكِرِ

اے عورتو! چادروں سے پردہ کرو
اور یاد کرو جو محفلوں میں اچھا لگے
اور یاد کرو لوگوں کے رب کو جب اس نے خاص کیا
ہمیں
اس کے دین سے ہر شکر گزار بندے کے ساتھ

والحمدُ للهِ على أفضالِهِ والشكرُ للهِ العزيزِ القَادِرِ
سِرْنَ بها فاللهُ أعلى ذِكْرَها وخصَّها منه بِطُهْر طَاهِرِ

اور تعریف اللہ کے لیے اس کے فضلوں پر
اور شکر اللہ کے لیے عزیز و قادر کا
چلو اس کے ساتھ کہ اللہ نے بلند کیا اس کا ذکر
اور خاص کیا اسے اپنی طرف سے پاکیزہ پاک سے

وقالت حفصة :

اور حفصہ نے کہا:

فاطمةُ خَيْرُ نِسَاءِ البَشَرْ وَمَنْ لها وَجْهٌ كَوَجْهِ القَمَرْ
فَضَّلَكِ اللهُ على كلِّ الورى بِفَضْلِ مَنْ خُصَّ بآي الزُّمَرْ
زوَّجَكِ اللهُ فتىً فاضلا أعني علياً خيرَ مَنْ في الحَضَرْ
فَسِرن جَارَاتي بها فإنها كريمةٌ بنتُ عظيمِ الخَطَرْ

فاطمہ بہترین ہیں تمام عورتوں میں
اور کس کا چہرہ ہے چاند کے چہرے جیسا
اللہ نے فضیلت دی آپ کو تمام مخلوق پر
اس کے فضل سے جسے خاص کیا گیا سورہ زمر کی آیات
سے
اللہ نے نکاح کیا آپ کا ایک فاضل جوان سے
میری مراد علی ہیں، بہترین ہیں شہر والوں میں
تو چلو میری ہمسائیو ان کے ساتھ کیونکہ وہ
کریمہ ہیں، عظیم الشان باپ کی بیٹی

ثم قالت معاذة أم سعد بن معاذ :

أقولُ قولا فيه ما فيهِ وأذكُرُ الخيرَ وأُبديهِ محمَّدٌ خيرُ بني آدم
مَافيه من كِبْر وَلاتِيهِ بفضلِهِ عزَّفنا رُشْدَنا فاللهُ بالخيرِ يجازيهِ
ونحن مَعْ بنتِ نبيٍّ الهدى ذي شَرَف قد مُكِّنَتْ فيه
في ذروة شامخة أصلُها فما أرى شيئاً يُدَانِيهِ

پھر معاذہ، ام سعد بن معاذ نے کہا:

میں کہتی ہوں ایک بات جس میں جو کچھ ہے وہ ہے
اور یاد کرتی ہوں بھلائی کو اور ظاہر کرتی ہوں اسے
محمد بہترین ہیں بنی آدم میں
ان میں نہ کوئی تکبر ہے نہ غرور
ان کے فضل سے پہچانی ہم نے اپنی ہدایت کو
تو اللہ جزا دے انہیں بھلائی سے
اور ہم ساتھ ہیں نبی ہدایت کی بیٹی کے
صاحب شرف کی، جنہیں مضبوطی ملی اس میں
ایک بلند چوٹی پر ان کی اصل ہے
تو نہیں دیکھتی میں کوئی چیز جو برابری کرے اس کی

وكانت النسوة يرجعن أول بيت من كل رجز ، ثمَّ يكبِّرن ، ودخلن الدار ، ثم أنفذ رسول الله (صلى الله عليه وآله) إلى علي (عليه السلام) ، ودعاه إلى المسجد ، ثم دعا فاطمة ، وأخذ علياً بيمينه ، وأخذ فاطمة (عليها السلام) بشماله ، وجمعهما إلى صدره ، فقبَّل بين أعينهما ، ودفع فاطمة إلى علي (عليهما السلام) ، وقال : يا عليّ ، نعم الزوجة زوجتك ، ثمَّ أقبل على فاطمة ، وقال : يا فاطمة ، نعم البعل بعلك ، ثمَّ قام يمشي بينهما حتى أدخلهما بيتهما الذي هيِّىء لهما ، ووضع يد فاطمة في يد علي ، وقال : يا أبا الحسن ، هذه وديعة الله ورسوله عندك ، فاحفظ الله واحفظني فيها.

اور عورتیں ہر رجز کا پہلا مصرع دہراتی تھیں، پھر تکبیر کہتی تھیں، اور گھر میں داخل ہوئیں۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے علی (علیہ السلام) کو بلایا اور انہیں مسجد میں طلب کیا، پھر فاطمہ کو بلایا، اور علی کو اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑا، اور فاطمہ (علیہا السلام) کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑا، اور دونوں کو اپنے سینے سے ملایا، اور ان کی پیشانیوں کے درمیان بوسہ دیا، اور فاطمہ کو علی (علیہما السلام) کے حوالے کیا، اور فرمایا: اے علی، کیا ہی اچھی بیوی ہے تمہاری بیوی۔ پھر فاطمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہ، کیا ہی اچھے شوہر ہیں تمہارے شوہر۔ پھر دونوں کے درمیان چلتے ہوئے انہیں ان کے گھر میں داخل کیا جو ان کے لیے تیار کیا گیا تھا، اور فاطمہ کا ہاتھ علی کے ہاتھ میں رکھا، اور فرمایا: اے ابوالحسن، یہ اللہ اور اس کے رسول کی امانت ہے تمہارے پاس، تو اللہ کی حفاظت کرو اور میری حفاظت کرو اس میں۔

أقول : ومن شأن الوديعة أن تُردَّ إلى أهلها سالمة وردَّت وديعة رسول الله (صلى الله عليه وآله) وضلعها مكسور.

میں کہتا ہوں: امانت کی شان یہ ہے کہ اسے سلامت اپنے اہل کو لوٹایا جائے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امانت لوٹائی گئی اور ان کی پسلی ٹوٹی ہوئی تھی۔

قال الراوي : ثمَّ خرج من عندهما فأخذ بعضادتي الباب فقال : طهَّركما الله وطهَّر نسلكما ، أنا سلم لمن سالمكما ، وحرب لمن حاربكما ، أستودعكما الله وأستخلفه عليكم ، ولما كانت صبيحة العرس دخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) عليهما بقدح من لبن ، فقال لفاطمة (عليها السلام) : اشربي فداك أبوك ، ثمَّ قال لعلي (عليه السلام) : اشرب فداك ابن عمك.

راوی نے کہا: پھر آپ ان کے پاس سے نکلے اور دروازے کے دونوں بازوؤں کو پکڑا اور فرمایا: اللہ نے تم دونوں کو پاک کیا اور تمہاری نسل کو پاک کیا، میں صلح میں ہوں اس کے لیے جو تم سے صلح کرے، اور جنگ میں ہوں اس کے لیے جو تم سے جنگ کرے، میں تم دونوں کو اللہ کی امان میں دیتا ہوں اور اس سے تم پر خلافت مانگتا ہوں۔ اور جب شادی کی صبح ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کے پاس دودھ کا پیالہ لے کر داخل ہوئے، اور فاطمہ (علیہا السلام) سے فرمایا پیو، تم پر تمہارے باپ قربان۔ پھر علی (علیہ السلام) سے فرمایا پیو، تم پر تمہارا چچا زاد قربان۔

وروي عن أسماء بنت عميس قالت : سمعت سيدتي فاطمة تقول : ليلة دخل بي علي بن أبي طالب (عليه السلام) أفزعني من فراشي ، فقلت : أفزعت يا سيدة نساء العالمين ؟ قالت : نعم ، سمعت الأرض تحدِّثه ويحدِّثها ، فأصبحت وأنا فزعة ، فأخبرت والدي (صلى الله عليه وآله) فسجد سجدة طويلة ، ثمَّ رفع رأسه وقال : يا فاطمة ، أبشري بطيب النسل ، فإن الله فضَّل بعلك على سائر خلقه ، وأمر الأرض أن تحدِّثه بأخبارها وما يجري على وجهها من شرق الأرض إلى غربها.

اور اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اپنی سیدہ فاطمہ کو یہ کہتے سنا: جس رات علی بن ابی طالب (علیہ السلام) میرے پاس آئے، انہوں نے مجھے میرے بستر سے خوفزدہ کر دیا، تو میں نے کہا: کیا آپ خوفزدہ ہوئیں اے سیدۂ نساء العالمین؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے زمین کو سنا کہ وہ ان سے بات کر رہی تھی اور وہ اس سے بات کر رہے تھے، تو میں خوفزدہ ہو کر صبح ہوئی، اور میں نے اپنے والد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خبر دی تو آپ نے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا: اے فاطمہ، پاکیزہ اولاد کی خوشخبری لو، کیونکہ اللہ نے تمہارے شوہر کو تمام مخلوق پر فضیلت دی، اور زمین کو حکم دیا کہ انہیں اپنی خبریں بتائے اور جو کچھ اس کی سطح پر مشرق سے مغرب تک رونما ہوتا ہے۔

أقول : ليت شعري هل أخبرته الأرض بأنهم سوف يحرقون باب داره ، ويجعلون الحبل في عنقه ، ويعصرون الزهراء البتول (عليها السلام) ، وهل أخبرته بقتل أبنائه سماً وقتلا ، وتساق بناته من كربلاء إلى الكوفة ، ومن الكوفة إلى الشام [1]

میں کہتا ہوں: کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کیا زمین نے انہیں بتایا کہ وہ ان کے گھر کا دروازہ جلائیں گے، اور ان کی گردن میں رسی ڈالیں گے، اور زہرا بتول (علیہا السلام) کو دبائیں گے، اور کیا اس نے انہیں ان کے بیٹوں کے زہر اور قتل سے شہید ہونے کی خبر دی، اور ان کی بیٹیوں کو کربلا سے کوفہ، اور کوفہ سے شام لے جانے کی خبر دی۔

[1] شجرة طوبى ، الحائري : 2/249 ـ 255.

.

ولله درّ الشيخ صالح الكواز الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو شیخ صالح کواز حلی پر جب وہ کہتے ہیں:

وأشدُّ ممَّا ناب كُلَّ مكوَّن مَنْ قال قَلْبُ محمَّد محزونُ
فَجِرَاكُ تيم بالضلالةِ بَعْدَهُ لِلْحَشْرِ لا يأتي عليه سُكُونُ
عُقِدَت بيثربَ بيعةٌ قُضِيْت بها للشِّركِ منه بَعْدَ ذاك دُيُونُ
بِرُقيٍّ منبرِهِ رُقِي في كربلا صَدْرٌ وَضُرِّج بالدماءِ جبينُ
لولا سُقُوطُ جنينِ فاطمة لَمَا أودي لها في كَرْبَلاَءَ جنينُ
وَبِكَسْرِ ذاك الضِّلْعِ رُضَّت أضلعٌ في طَيِّها سِرُّ الإلهِ مَصُونُ

اور سب سے سخت جو کسی مخلوق پر آیا
کس نے کہا کہ محمد کا دل غمگین ہے
تو تیم کی حرکت گمراہی میں ان کے بعد
قیامت تک اس پر سکون نہیں آئے گا
مدینہ میں بیعت کا عقد ہوا جس سے پورا ہوا
شرک کے لیے اس سے، اس کے بعد کے قرضے
ان کے منبر پر چڑھنے سے کربلا میں چڑھایا گیا
سینہ اور لہو میں رنگا گیا پیشانی
اگر فاطمہ کا بچہ نہ گرتا تو کیسے
کربلا میں ان کا بچہ ضائع ہوتا
اور اس پسلی کے ٹوٹنے سے کچلی گئیں پسلیاں
جن کے اندر اللہ کا راز محفوظ ہے

وكذا عليٌّ قَوْدُه بِنِجَادِهِ فله عليٌّ بالوِثَاقِ قرينُ
وكما لِفَاطِمَ رنَّةٌ من خَلْفِهِ لَبَنَاتِها خَلْفَ العليلِ رنينُ
وبزَجْرِها بسياطِ قُنْفُذَ وُشِّحَتْ بالطفِّ من زَجْر لَهُنَّ مُتُونُ
وبقَطْعِهِمْ تلك الأَرَاكَةَ دُوْنَها قُطِعَت يدٌ في كربلا وَوَتِينُ
لكنَّما حَمْلُ الرُؤُوسِ على القَنَا أدهى وَإِنْ سَبَقَتْ به صفّينُ
كلٌّ كتابُ اللهِ لكن صَامِتٌ هذا وهذا نَاطِقٌ وَمُبينُ [1]

اور علی (علیہ السلام) کو بھی ان کی تلوار کے تسمے سے پکڑا گیا
تو علی (علیہ السلام) کے لیے رسی سے قید کا ساتھی ہے
اور جیسے فاطمہ (علیہا السلام) کی آہ و فریاد اس کے پیچھے تھی
ویسے ہی ان کی بیٹیوں کی آہ و فریاد بیمار کے پیچھے تھی
اور جیسے قنفذ کے کوڑوں سے انہیں زخمی کیا گیا
کربلا میں ان کی بیٹیوں کی پیٹھیں بھی کوڑوں سے لہولہان ہوئیں
اور جیسے ان کا وہ درخت ان کے سامنے کاٹا گیا
کربلا میں ہاتھ اور شہ رگ کاٹی گئی
لیکن نیزوں پر سروں کا لے جانا
زیادہ عظیم مصیبت ہے اگرچہ صفین میں اس کی ابتدا ہوئی
یہ سب اللہ کی کتاب ہیں لیکن خاموش
یہ اور یہ ناطق اور واضح ہے

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 152 ـ 153.

المجلس الأول ، من اليوم التاسع
خصال علي الأكبر (عليه السلام) وصفاته الشريفة
جاء في بعض الزيارات الشريفة : يا سادتي ، يا آل رسول الله ، إني بكم أتقرَّب إلى الله جلَّ وعلا ، بالخلاف على الذين غدروا بكم ، ونكثوا بيعتكم ، وجحدوا ولايتكم ، وأنكروا منزلتكم ، وخلعوا ربقة طاعتكم ، وهجروا أسباب مودّتكم ، وتقرَّبوا إلى فراعنتهم بالبراءة منكم ، والإعراض عنكم ، ومنعوكم من إقامة الحدود ، واستئصال الجحود ، وشعب الصدع ، ولمِّ الشَّعَث ، وسدِّ الخلل ، وتثقيف الأود ، وإمضاء الأحكام ، وتهذيب الإسلام ، وقمع الآثام ، وأرهجوا عليكم نقع الحروب والفتن ، وأنحوا عليكم سيوف الأحقاد ، وهتكوا منكم الستور ، وابتاعوا بخمسكم الخمور ، وصرفوا صدقات المساكين إلى المضحكين والساخرين [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 295 ـ 296.

پہلی مجلس، نویں دن سے
علی اکبر (علیہ السلام) کی خصوصیات اور شریف صفات
بعض شریف زیارات میں آیا ہے: اے میرے سادات، اے آل رسول اللہ، میں آپ کے وسیلے سے اللہ جل و علا کا تقرب حاصل کرتا ہوں، ان لوگوں کی مخالفت کے ساتھ جنہوں نے آپ سے غداری کی، آپ کی بیعت توڑی، آپ کی ولایت کا انکار کیا، آپ کے مرتبے سے انکار کیا، آپ کی اطاعت کا طوق اتار پھینکا، آپ کی محبت کے اسباب سے دوری اختیار کی، اپنے فرعونوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے آپ سے برات اور اعراض کو اپنایا، آپ کو حدود قائم کرنے، انکار کو ختم کرنے، شگاف کو پر کرنے، بکھری ہوئی چیزوں کو سمیٹنے، خلل کو دور کرنے، کجی کو سیدھا کرنے، احکام نافذ کرنے، اسلام کی اصلاح کرنے، گناہوں کو دبانے سے روکا، اور آپ پر جنگوں اور فتنوں کا غبار اٹھایا، اور کینوں کی تلواریں آپ پر چلائیں، آپ سے پردے چاک کیے، آپ کے خمس سے شراب خریدی، اور مسکینوں کے صدقات مضحکین اور ٹھٹھا بازوں پر خرچ کیے۔

روي عن عبد الملك عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث له قال : تاسوعا يومٌ حوصر فيه الحسين (عليه السلام) وأصحابه رضي الله عنهم بكربلاء واجتمع عليه خيل أهل الشام وأناخوا عليه ، وفرح ابن مرجانة وعمر بن سعد بتوافر الخيل وكثرتها ، واستضعفوا فيه الحسين صلوات الله عليه وأصحابه رضي الله عنهم ، وأيقنوا أن لا يأتي الحسين (عليه السلام) ناصر ولا يمده أهل العراق ـ بأبي المستضعف الغريب ـ [3]

الكافي ، الكليني : 4/147 ح 7.

.

عبد الملک سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے ایک حدیث میں فرمایا: تاسوعا وہ دن ہے جس میں حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کربلا میں محاصرے میں لے لیا گیا اور اہل شام کے گھوڑے ان پر جمع ہو گئے اور ان کا گھیراؤ کیا، ابن مرجانہ اور عمر بن سعد گھوڑوں کی کثرت اور ان کی بہتات سے خوش ہوئے، اور انہوں نے حسین صلوات اللہ علیہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کمزور سمجھا، اور انہیں یقین ہو گیا کہ حسین (علیہ السلام) کے پاس کوئی مددگار نہیں آئے گا اور اہل عراق ان کی مدد نہیں کریں گے – میرے باپ قربان ہوں اس مستضعف غریب پر۔

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

أبا حَسَن شكوى إليكَ وإنَّها لَوَاعِج أشجان يجيشُ بها الصدرُ
أتدري بما لاقَتْ من الكَرْبِ والبَلاَ وما واجهت بالطفِّ أبناؤك الغُرُّ
أُعزّيك فيهم إنَّهم وَرَدُوا الردى بأَفْئِدة مَابَلَّ غُلَّتها قَطْرُ
وثاوين في حَرِّ الهجيرةِ بالعَرَى
عليهم سوافي الريحِ بالتُّرْبِ تَنْجرُّ [1]

مثير الأحزان ، الجواهري : 116.

اور اللہ کی رحمت ہو سید محمد حسین قزوینی پر جب وہ کہتے ہیں:

اے ابو الحسن ! آپ سے شکایت ہے اور وہ
دل کے درد ہیں جو سینے میں ابل رہے ہیں
کیا آپ جانتے ہیں کہ غم اور بلا سے انہیں کیا پیش آیا
اور کربلا میں آپ کے نورانی بیٹوں کو کیا پیش آیا
میں آپ کو ان میں تعزیت دیتا ہوں کہ انہوں نے
موت کو پیش کیا
ایسے دلوں کے ساتھ جن کی پیاس کو قطرہ بھی نہیں
بجھا سکا
اور دوپہر کی تپش میں ننگے پڑے ہیں
ان پر ہوا کے جھونکے مٹی اڑاتے ہوئے گزر رہے
ہیں

جاء في الروايات الشريفة : كان علي الأكبر (عليه السلام) أول قتيل يوم كربلاء من آل أبي طالب (عليه السلام) ، وقد روى المؤرِّخون أن الحسين (عليه السلام) سمَّى ثلاثة من أولاده باسم أبيه أمير المؤمنين (عليه السلام) ـ حبّاً في هذا الاسم الذي انتجبه الله تعالى على الخلق بعد الرسول (صلى الله عليه وآله) ـ وهم : علي بن الحسين زين العابدين (عليه السلام) [2]

قال الطبري : وأما علي بن الحسين الأكبر (عليه السلام) فقتل مع أبيه بنهر كربلاء ، وشهد علي بن الحسين الأصغر مع أبيه كربلاء وهو ابن ثلاث وعشرين سنة ، وكان مريضاً نائماً على فراش (المنتخب من ذيل المذيل ، الطبري : 119).

، وعلي الأكبر (عليه السلام) ، وعبدالله الرضيع (عليه السلام) ويسمَّى بعلي الأصغر [3]

معالي السبطين ، الحائري : 1/422.

.

شریف روایات میں آیا ہے: علی اکبر (علیہ السلام) کربلا کے دن آل ابی طالب (علیہ السلام) میں سے پہلے شہید تھے، اور مورخین نے روایت کی ہے کہ حسین (علیہ السلام) نے اپنے تین بیٹوں کا نام اپنے والد امیر المومنین (علیہ السلام) کے نام پر رکھا – اس نام سے محبت کی وجہ سے جسے اللہ تعالیٰ نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بعد تمام مخلوق پر منتخب کیا – اور وہ ہیں: علی بن الحسین زین العابدین (علیہ السلام)، اور علی اکبر (علیہ السلام)، اور عبد اللہ رضیع (علیہ السلام) جنہیں علی اصغر بھی کہا جاتا ہے۔

وروى الشيخ الكليني عليه الرحمة ، عن عبدالرحمن بن محمد العزرمي قال : استعمل معاوية مروان بن الحكم على المدينة ، وأمره أن يفرض لشباب قريش ، ففرض لهم ، فقال علي بن الحسين (عليهما السلام) : فأتيته فقال : ما اسمك ؟ فقلت : علي بن الحسين ، فقال : ما اسم أخيك ؟ فقلت : علي ، قال : علي وعلي ؟! ما يريد أبوك أن يدع أحداً من ولده إلاّ سمَّاه علياً ؟ ثم فرض لي ، فرجعت إلى أبي فأخبرته ، فقال : ويلي على ابن الزرقاء دبَّاغة الأدم ، لو ولد لي مائة لأحببت أن لا أسمّي أحداً منهم إلاّ علياً [4]

الكافي ، الكليني : 6/19 ح 7.

.

اور شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے عبد الرحمن بن محمد عزرمی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: معاویہ نے مروان بن حکم کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ قریش کے نوجوانوں کے لیے وظیفہ مقرر کرے، تو اس نے وظیفے مقرر کیے۔ علی بن الحسین (علیہما السلام) نے فرمایا: میں ان کے پاس گیا تو اس نے کہا: تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: علی بن الحسین۔ اس نے کہا: تمہارے بھائی کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: علی۔ اس نے کہا: علی اور علی؟! کیا تمہارے والدیہ چاہتے ہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کا نام علی کے سوا نہ رکھیں؟ پھر اس نے میرے لیے وظیفہ مقرر کیا۔ میں اپنے والد کے پاس واپس آیا اور انہیں بتایا، تو انہوں نے فرمایا: ابن زرقاء چمڑا رنگنے والی پر میری افسوس ہے، اگر میرے سو بیٹے بھی پیدا ہوں تو میں پسند کروں گا کہ ان میں سے ہر ایک کا نام علی ہی رکھوں۔

وقد اختلف الرواة في عمره الشريف ، فقال ابن شهر آشوب ومحمد بن أبي

اور راویوں میں ان کی شریف عمر میں اختلاف ہے، تو ابن شہر آشوب اور محمد بن ابی

طالب : إنه ابن ثماني عشرة سنة ، وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة إن له يومئذ تسع عشرة سنة ، وقيل إنه ابن خمس وعشرين سنة فيكون هو الأكبر ، وروي أنه لما أُدخل علي بن الحسين زين العابدين (عليه السلام) وعُرض على ابن زياد قال له : من أنت ؟ فقال له علي بن الحسين ، فقال : أليس قد قتل الله علي بن الحسين ؟ فقال له علي (عليه السلام) : قد كان لي أخ يسمَّى علياً قتله الناس [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/116 ، مثير الأحزان ، ابن نما الحلي : 71.

، وفي رواية أنه (عليه السلام) قال لابن زياد : كان لي أخ يقال له : علي ، أكبر مني قتله الناس [2]

الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 5/212 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 41/367 ، المنتخب من ذيل المذيل ، الطبري : 119.

.

طالب نے کہا: وہ اٹھارہ سال کے تھے، اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا کہ ان کی اس دن انیس سال کی عمر تھی، اور کہا گیا ہے کہ وہ پچیس سال کے تھے تو وہ اکبر ہوں گے۔ اور روایت ہے کہ جب علی بن الحسین زین العابدین (علیہ السلام) کو ابن زیاد کے سامنے لایا گیا اور پیش کیا گیا تو اس نے ان سے کہا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا: علی بن الحسین۔ اس نے کہا: کیا اللہ نے علی بن الحسین کو قتل نہیں کیا؟ تو علی (علیہ السلام) نے اس سے کہا: میرا ایک بھائی تھا جس کا نام علی تھا جسے لوگوں نے قتل کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے (علیہ السلام) ابن زیاد سے کہا: میرا ایک بھائی تھا جس کا نام علی تھا، جو مجھ سے بڑا تھا، لوگوں نے اسے قتل کیا۔

وجاء في معالي السبطين للحائري عليه الرحمة في ترجمة علي الأكبر (عليه السلام) ، قال : وأمّه ليلى بنت أبي مرّة بن عروة بن مسعود الثقفي ، وكان عروة أحد السادة الأربعة في الإسلام ، وقد أخذ علي بن الحسين (عليه السلام) الشرافة والسيادة من الطرفين ، روي في نفس المهموم : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : أربعة سادة في الإسلام : بشر بن هلال العبدي ، وعدي بن حاتم ، وسراقة بن مالك المدلجي ، وعروة بن مسعود الثقفي. وكان عروة أحد رجلين عظيمين في قوله تعالى حكاية عن كفار قريش : « وَقَالُوا لَوْلاَ نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُل مِنْ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيم » [3]

سورة الزخرف ، الآية : 31.

.

اور حائری علیہ الرحمہ کی کتاب معالی السبطین میں علی اکبر (علیہ السلام) کے ترجمے میں آیا ہے، کہا: اور ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں، اور عروہ اسلام میں چار سرداروں میں سے ایک تھے، اور علی بن الحسین (علیہ السلام) نے دونوں طرف سے شرافت اور سیادت حاصل کی۔ نفس المہموم میں روایت ہے: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اسلام میں چار سردار ہیں: بشر بن ہلال عبدی، اور عدی بن حاتم، اور سراقہ بن مالک مدلجی، اور عروہ بن مسعود ثقفی۔ اور عروہ ان دو عظیم آدمیوں میں سے ایک تھے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں جو کفار قریش کے حوالے سے ہے: «وَقَالُوا لَوْلاَ نُزِّلَ هَذَا الْقُرآنُ عَلَى رَجُل مِنْ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيم» (اور انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کیوں نہ دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل ہوا)۔

وهذا هو الذي أرسلته قريش للنبيّ (صلى الله عليه وآله) يوم الحديبية ، فعقد معه الصلح وهو كافر ، ثمَّ أسلم سنة تسع من الهجرة بعد رجوع المصطفى (صلى الله عليه وآله) من الطائف ، واستأذن النبيّ (صلى الله عليه وآله) في الرجوع لأهله ، فرجع ودعا قومه إلى الإسلام ، فرماه واحد منهم بسهم وهو يؤذّن للصلاة فمات ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) لما بلغه ذلك : مثل عروة مثل صاحب ياسين ، دعا قومه إلى الله فقتلوه ، قال : وقال (صلى الله عليه وآله) : ورأيت عيسى بن مريم فإذا أقرب من رأيت به شبهاً عروة بن مسعود.

اور یہ وہی ہیں جنہیں قریش نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس یوم حدیبیہ بھیجا تھا، تو آپ نے ان کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا جبکہ وہ کافر تھے، پھر وہ ہجرت کے نویں سال میں مسلمان ہوئے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طائف سے واپسی کے بعد، اور انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانے کی اجازت مانگی، تو واپس گئے اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، تو ان میں سے ایک نے انہیں تیر مارا جب وہ نماز کے لیے اذان دے رہے تھے اور وہ فوت ہو گئے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: عروہ کی مثال صاحب یٰس کی طرح ہے، اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ کہا: اور آپ نے (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرمایا: اور میں نے عیسیٰ بن مریم کو دیکھا تو جو سب سے زیادہ ان سے مشابہت رکھتا تھا وہ عروہ بن مسعود تھا۔

وليلى أم علي الأكبر أمُّها ميمونة بنت أبي سفيان بن حرب بن أمية ، المكنَّاة بأم شيبة ، وكان معاوية خال ليلى أم علي الأكبر ، ولهذا ناداه رجل من أهل الكوفة حين برز علي الأكبر للقتال : إن لك رحماً بأمير المؤمنين يزيد ، فإن شئت آمّناك ، فقال له : ويلك ، لقرابة رسول الله (صلى الله عليه وآله) أحقّ أن تُرعى ، وكان معاوية كثيراً يمدح علي بن الحسين (عليه السلام) حتى قال يوماً لأصحابه : من أحق الناس بالخلافة ؟ قالوا : أنت ، قال : لا ، بل أحق الناس بالخلافة علي بن الحسين بن علي (عليهم السلام) جدّه رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وفيه شجاعة بني هاشم ، وسخاء بني أمية [1]

اور لیلیٰ جو علی اکبر کی والدہ ہیں، ان کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہیں، جن کی کنیت ام شیبہ تھی، اور معاویہ لیلیٰ کا ماموں تھا جو علی اکبر کی والدہ ہیں، اور اسی لیے کوفہ کے ایک آدمی نے علی اکبر کو پکارا جب وہ لڑائی کے لیے میدان میں آئے: تمہارا امیر المومنین یزید سے رشتہ ہے، اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امان دیتے ہیں، تو انہوں نے اس سے کہا: تجھ پر افسوس، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قرابت زیادہ حقدار ہے کہ اس کی رعایت کی جائے۔ اور معاویہ کثرت سے علی بن الحسین (علیہ السلام) کی تعریف کرتا تھا یہاں تک کہ ایک دن اپنے ساتھیوں سے کہا: خلافت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ انہوں نے کہا: آپ۔ اس نے کہا: نہیں، بلکہ خلافت کا سب سے زیادہ حقدار علی بن الحسین بن علی (علیہم السلام) ہیں، ان کے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں، اور ان میں بنی ہاشم کی شجاعت ہے، اور بنی امیہ کی سخاوت ہے، اور ثقیف کی رعنائی ہے، یعنی خوبصورت منظر۔

دعوى معاوية أن بني أمية أسخياء دعوى غير صحيحة يكذّبها التأريخ ، وأما سخاء علي الأكبر فهو ثابت بالنصوص التأريخية.

، وزهو ثقيف ، يعني المنظر الحسن.

روي عن أبي عبيدة ، وخلف الأحمر ، أن هذه الأبيات قيلت في علي بن الحسين الأكبر ، المقتول بكربلاء :

ابو عبیدہ اور خلف احمر سے روایت ہے کہ یہ اشعار علی بن الحسین اکبر میں کہے گئے، جو کربلا میں شہید ہوئے:

لم تَرَ عينٌ نَظَرَتْ مِثْلَهُ من مُحْتَف يمشي وَلاَ نَاعِلِ
يَغْلِي نَهِيءَ اللَّحْمِ حَتَّى إذا أُنْضِجَ لَمْ يَغْلُ على الآكِلِ
كان إذا شَبَّت له نَارُهُ يُوقِدُها بالشَّرَفِ القَابِلِ
كيما يَرَاها بَائِسٌ مُرْمِلٌ أَو فَرْدُ حيٍّ ليس بالآهِلِ
أعني ابنَ ليلى ذا السَّدَى والنَّدى أعني ابنَ بنتِ الحَسَبِ الفاضلِ
لا يُؤْثِرُ الدنيا على دِيْنِهِ ولا يبيعُ الحقَّ بالباطلِ

کسی آنکھ نے ایسا نہیں دیکھا جو اس پر نظر کرے
نہ ننگے پاؤں چلنے والے میں اور نہ جوتے پہننے والے میں
کچا گوشت ابالتے ہیں یہاں تک کہ جب
پک جائے تو کھانے والے پر بھاری نہیں ہوتا
جب ان کے لیے آگ بھڑکتی تھی
تو اسے شرف کی لکڑیوں سے روشن کرتے تھے
تاکہ اسے دیکھے کوئی بے بس محتاج
یا قبیلے کا اکیلا فرد جو آباد نہیں
میری مراد ابن لیلیٰ ہے، صاحب سخاوت اور بخشش
میری مراد ہے بنت صاحب حسب فاضل کا بیٹا
دنیا کو اپنے دین پر ترجیح نہیں دیتے
اور نہ حق کو باطل کے بدلے بیچتے ہیں

هذا الشاعر يمدح علي بن الحسين (عليه السلام) في الجود والسخاء ، ويقول : لم ير أحد في العالم بعد الحسين (عليه السلام) في الجود والكرم ، وإطعام المسكين ، وإكرام الضيف ، وإعطاء السائلين ، مثل علي الأكبر (عليه السلام) ، وكان مولعاً وحريصاً في ذلك بحيث يشتري الأطعمة والأغذية اللذيذة ، واللحوم الطيِّبة بالقيمة الغالية ، ويأمر بطبخها

یہ شاعر علی بن الحسین (علیہ السلام) کی جود و سخا میں مدح کر رہا ہے، اور کہتا ہے: دنیا میں کسی نے حسین (علیہ السلام) کے بعد جود و کرم میں، اور مسکین کو کھانا کھلانے میں، اور مہمان کی عزت میں، اور سائلوں کو دینے میں، علی اکبر (علیہ السلام) جیسا نہیں دیکھا، اور وہ اس میں اتنے شیدائی اور حریص تھے کہ لذیذ کھانے اور خوراک، اور پاکیزہ گوشت مہنگے داموں خریدتے تھے، اور اسے پکانے کا حکم دیتے تھے

وانضاجها ، ويطعم البائس والمسكين والضيوف والواردين ، وهو عليهم في غاية الشفقة واللطف والرحمة ، وكان من عادة العرب الذين يحبّون الضيف ويبالغون في إكرامه أن يشعلوا ناراً فوق البيوت في الصيف والشتاء ، في الليالي المظلمة ، حتى إذا جاءهم ضيفٌ من بعيد في الليل المظلم فبتلك النار يهتدي الطريق إلى المضيف ، ولا يتعسَّف ، ولا يضلّ الطريق ، ويسمّونها نار القرى ، وكان علي الأكبر (عليه السلام) من غاية حبِّه للضيف وإكرامه له إذا أشعل النار فوق بيته أشعلها كثيراً ، وفي غاية الاشتعال لكي يراها البائس والمسكين والمرمل واليتيم ، وينزل في داره على طعامه ، كيف وهو ربُّ الجود والسخاء والفضل والندى ورضيع الحسب والنسب ، وكان (عليه السلام) في الدين واليقين بمكان مكين بحيث لا يؤثر دنياه على دينه ، ولا يبيع الحق بالباطل.

اور اسے اچھی طرح پکواتے تھے، اور بے بس اور مسکین اور مہمانوں اور آنے والوں کو کھلاتے تھے، اور ان پر نہایت شفقت اور مہربانی اور رحم کرتے تھے، اور عربوں کی عادت تھی جو مہمان سے محبت رکھتے تھے اور اس کی عزت میں مبالغہ کرتے تھے کہ گھروں کے اوپر گرمی اور سردی میں، تاریک راتوں میں آگ روشن کرتے تھے، تاکہ اگر کوئی مہمان دور سے تاریک رات میں ان کے پاس آئے تو اس آگ سے میزبان کے گھر کا راستہ پالے، اور بھٹکے نہیں، اور راستہ گم نہ کرے، اور اسے نار القریٰ کہتے تھے، اور علی اکبر (علیہ السلام) مہمان سے اپنی محبت کی انتہا اور اس کی عزت کی وجہ سے جب اپنے گھر کے اوپر آگ روشن کرتے تو اسے بہت زیادہ روشن کرتے تھے، اور انتہائی روشنی میں تاکہ بے بس اور مسکین اور محتاج اور یتیم اسے دیکھ لیں، اور ان کے گھر میں ان کے کھانے پر اتریں، کیوں نہ ہو جبکہ وہ جود و سخا اور فضل و عطا کے مالک اور حسب و نسب کے پروردہ تھے، اور وہ (علیہ السلام) دین اور یقین میں اس مقام پر تھے کہ اپنی دنیا کو اپنے دین پر ترجیح نہیں دیتے تھے، اور نہ حق کو باطل کے بدلے بیچتے تھے۔

قال : ومن كانت هذه سجيّته في الكرم وإطعام الضيوف آل أمره إلى أن وقف على أبيه (عليه السلام) وقال : يا أبتاه ، العطش قد قتلني.

کہا: اور جو کرم اور مہمانوں کو کھانا کھلانے میں اس حال کا مالک تھا اس کا انجام یہ ہوا کہ اپنے والد (علیہ السلام) کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: اے ابا جان پیاس نے مجھے مار ڈالا۔

وكان علي الأكبر (عليه السلام) شاباً حسن الصورة ، صبيح المنظر ، لا نظير له ، وفي الشجاعة مشهور ، وكذلك في صفات الكمال من الجلالة والعظمة والسخاء ، وحسن الأخلاق وغير ذلك [1]

اور علی اکبر (علیہ السلام) خوبصورت چہرے والے نوجوان تھے، حسین المنظر، جن کا کوئی نظیر نہ تھا، اور شجاعت میں مشہور تھے، اور اسی طرح کمال کی صفات میں جلالت اور عظمت اور سخاوت، اور حسن اخلاق اور اس کے علاوہ دیگر میں۔

معالي السبطين ، الحائري : 1/406 ـ 408.

.

وكان علي الأكبر (عليه السلام) من أصبح الناس وجهاً ، وأحسنهم خَلقاً وخُلقاً ومنطقاً ، وكان أشبه الناس برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وذلك بشهادة سيِّد شباب أهل الجنة (عليه السلام) ، فقد روي أنه لمَّا استأذن أباه في القتال نظر إليه نظرة آيس منه ، وأرخى عينيه فبكى ، ثمَّ رفع سبَّابتيه نحو السماء وقال : اللهم كن أنت الشهيد عليهم ، فقد برز إليهم غلام أشبه الناس خلقاً وخُلقاً ومنطقاً برسولك ، وكنّا إذا اشتقنا إلى نبيِّك نظرنا إليه [2]

اور علی اکبر (علیہ السلام) سب سے زیادہ روشن چہرے والے تھے، اور سب سے بہتر خَلق اور خُلق اور گفتار والے تھے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے مشابہ تھے، اور یہ سیدِ شباب اہلِ جنت (علیہ السلام) کی شہادت سے ہے، چنانچہ روایت ہے کہ جب انہوں نے اپنے والد سے جنگ کی اجازت طلب کی تو انہوں نے ان کی طرف مایوسی سے دیکھا، اور اپنی آنکھیں جھکا کر رو پڑے، پھر اپنی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھائیں اور فرمایا: اے اللہ! تو ان پر گواہ رہنا، کیونکہ ایک ایسا نوجوان ان کی طرف نکل رہا ہے جو خَلق اور خُلق اور گفتار میں تیرے رسول سے سب سے زیادہ مشابہ ہے، اور جب ہم اپنے نبی کی یاد میں مشتاق ہوتے تو اسے دیکھتے تھے۔

لواعج الأشجان ، السيد محسن الأمين : 169.

ويقول الحجّة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة على لسان الحسين (عليه السلام) :

اور حجت شیخ علی جشی علیہ الرحمہ حسین (علیہ السلام) کی زبان سے فرماتے ہیں:

أَشبيهَ جدّي منطقاً وخلائقاً كَرُمَتْ وفي خَلْق حَلاَ وَمَعَاني
أبُنيَّ إنَّ الدهرَ فَوَّقَ سَهْمَهُ وَرَمَاك لكنْ في الفؤادِ رماني
أبُنيَّ فَقْدُكَ لم يَدَعْ مِنْ مُسْلِم إلاَّ بكاك شجاً بدَمْع قاني
إذْ أنت سِلْوَتُهُم إذا اشتاقوا إلى رُؤْيَا النبيِّ وسيِّدِ الأكوانِ [1]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 58.

اے میرے دادا سے گفتار اور خصلتوں میں مشابہ
جو کرم سے تھے اور خَلق میں حسن اور معانی تھے
اے میرے بیٹے ! زمانے نے اپنا تیر سیدھا کیا
اور تمہیں مارا لیکن میرے دل میں مجھے مارا
اے میرے بیٹے ! تیری جدائی نے کسی مسلمان کو
نہیں چھوڑا
مگر یہ کہ تم پر رویا غم سے خونی آنسوؤں سے
کیونکہ تم ان کی تسلی تھے جب وہ مشتاق ہوتے
نبی کے دیدار کے اور سید الاکوان کے

وللہ درّ الشیخ عبد الحسین العاملي علیه الرحمة إذ یقول فیه أیضاً :

اور شیخ عبد الحسین عاملی علیہ الرحمہ کا کیا خوب کہنا ہے جب وہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

جَمَعَ الصفاتِ الغُرَّ وهي تُرَاثُهُ من كُلِّ غِطْريف وشَهْم أصيدِ
في بَأْسِ حَمْزَةَ في شُجَاعَةِ حيدر وإبا الحُسَينِ وفي مَهَابَةِ أحمدِ
وتراه في خَلْق وَطِيْبِ خَلائق وبليغِ نُطْق كالنبيِّ محمَّدِ
يرمي الكَتَائِبَ والفلا غَصَّت بها في مِثْلِها من بَأْسِهِ المتوقِّدِ [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 121.

انہوں نے تمام عمدہ صفات جمع کیں اور یہ ان کا ورثہ
تھا
ہر بہادر اور شجاع اصیل سے
حمزہ کی بہادری میں، حیدر کی شجاعت میں
اور حسین کی حمیت میں اور احمد کی ہیبت میں
اور آپ انہیں خَلق اور پاکیزہ اخلاق میں دیکھتے
اور بلیغ گفتار میں نبی محمد کی طرح
وہ لشکروں پر وار کرتے اور میدان ان سے بھرا ہوا
تھا
اس میں ان کی بھڑکتی ہوئی بہادری جیسا

المجلس الثاني ، من اليوم التاسع
مقتل علي الأكبر (عليه السلام)

فعل الأطائب من أهل بيت محمَّد وعلي صلَّى الله عليهما وآلهما فليبك الباكون ، وإياهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضاجون ، ويعجَّ العاجون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [3]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

دوسری مجلس، نویں دن سے
علی اکبر (علیہ السلام) کا مقتل

آلِ محمد اور علی صلی اللہ علیہما وآلہما کے پاکیزہ لوگوں کے فعل پر روئیں رونے والے، اور انہی پر نوحہ کریں نوحہ کرنے والے، اور انہی جیسوں پر آنسو بہائیں، اور چیخیں چیخنے والے، اور شور کریں شور کرنے والے، اور فریاد کریں فریاد کرنے والے، کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں حسین کے بیٹے، ایک صالح کے بعد دوسرا صالح، اور ایک صادق کے بعد دوسرا صادق، کہاں ہے راستہ راستے کے بعد، کہاں ہے برگزیدہ برگزیدہ کے بعد، کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے، کہاں ہیں دین کے نشانات اور علم کی بنیادیں۔

جاء في مقاتل الطالبيين أن علي بن الحسين (عليه السلام) ولد في خلافة عثمان وقد روى عن جدّه علي بن أبي طالب (عليه السلام) [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصبهاني : 53.

.

مقاتل الطالبین میں آیا ہے کہ علی بن حسین (علیہ السلام) عثمان کی خلافت میں پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے دادا علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے روایت کی ہے۔

وفي معالي السبطين قال : وكان أهل المدينة إذا اشتاقوا إلى النبي (صلى الله عليه وآله) نظروا إلى علي الأكبر (عليه السلام) ، وكان الحسين (عليه السلام) يحبه حباً شديداً بحيث إذا رآه فرح به وسرَّ سروراً عظيماً ، وإذا سأله حاجة لا يردّه أبداً ولو على سبيل الإعجاز ، قال كثير ابن شاذان : شهدت الحسين بن علي (عليهما السلام) وقد اشتهى عليه ابنه علي الأكبر عنباً في غير أوانه ، فضرب بيده إلى سارية المسجد ، فأخرج له عنباً وموزاً فأطعمه ، وقال (عليه السلام) : ما عند الله لأوليائه أكثر [2]

دلائل الإمامة ، الطبري : 183 ، نوادر المعجزات ، الطبري : 108 ح 3.

.

اور معالی السبطین میں کہا: اور اہل مدینہ جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے مشتاق ہوتے تو علی اکبر (علیہ السلام) کو دیکھتے، اور حسین (علیہ السلام) ان سے اتنی شدید محبت کرتے تھے کہ جب انہیں دیکھتے تو خوش ہوتے اور بہت زیادہ مسرور ہوتے، اور جب وہ ان سے کوئی حاجت مانگتے تو کبھی انہیں رد نہیں کرتے تھے اگرچہ معجزے کی صورت میں ہی ہو، کثیر ابن شاذان نے کہا: میں حسین بن علی (علیہما السلام) کے پاس تھا اور ان کے بیٹے علی اکبر نے بے موسم انگور کی خواہش کی، تو آپ نے مسجد کے ستون کی طرف ہاتھ مارا، اور ان کے لیے انگور اور کیلے نکالے اور انہیں کھلائے، اور فرمایا: اللہ کے پاس اپنے اولیاء کے لیے اس سے زیادہ ہے۔

أقول : أفمن كان حبُّه لولده بهذه المثابة بحيث لا يردّه عن حاجة حتى يقضيها له ولو على سبيل الإعجاز فما حاله حين رجع هذا الولد من المعركة ، وطلب منه جرعة من الماء ، وهو لا يتمكَّن من أن يعطيه ويسقيه ؟ [3]

معالي السبطين ، الحائري : 1/408.

میں کہتا ہوں: تو جو شخص اپنے بیٹے سے اس قدر محبت کرتا تھا کہ اسے کسی حاجت سے رد نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اسے پورا کر دیتا تھا اگرچہ معجزے کی صورت میں ہی ہو، تو اس کا کیا حال ہوگا جب یہ بیٹا میدانِ جنگ سے واپس آیا، اور اس سے ایک گھونٹ پانی طلب کیا، اور وہ اسے دینے اور پلانے کی طاقت نہیں رکھتے؟

وعُرف عن علي الأكبر (عليه السلام) صلابته في الدين ودفاعه عن الحق ، وأنه لا يهاب الموت في سبيل الله تعالى ، روى عقبة بن سمعان في مسير الحسين (عليه السلام) إلى كربلاء قال : فسرنا معه ساعة ، فخفق (عليه السلام) وهو على ظهر فرسه خفقة ، ثم انتبه وهو يقول : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، والحمد لله ربِّ العالمين ، ففعل ذلك مرّتين أو ثلاثاً ، فأقبل إليه ابنه علي بن الحسين (عليه السلام) فقال : مم حمدت الله واسترجعت ؟ قال : يا بنيَّ ، إني خفقت خفقة ، فعنَّ لي فارس على فرس وهو يقول : القوم يسيرون ، والمنايا تسير إليهم ، فعلمت أنها أنفسنا نعيت إلينا ، فقال له : يا أبت : لا أراك الله سوءاً ، ألسنا على الحق ؟ قال : بلى والله الذي مرجع العباد إليه ، فقال : فإنّنا إذاً ما

نبالي أن نموت محقّين.

فقال له الحسين (عليه السلام) : جزاك الله من ولد خير ما جزى ولداً عن والده [1]

اور علی اکبر (علیہ السلام) کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ دین میں مضبوط تھے اور حق کے دفاع میں، اور اللہ تعالی کی راہ میں موت سے نہیں ڈرتے تھے، عقبہ بن سمعان نے حسین (علیہ السلام) کے کربلا کی طرف سفر میں روایت کیا، کہا: ہم ان کے ساتھ تھوڑی دیر چلے، تو آپ (علیہ السلام) اپنے گھوڑے کی پشت پر جھپکی لگائی، پھر بیدار ہوئے اور فرما رہے تھے: إنا للہ وإنا إلیہ راجعون، والحمد للہ رب العالمین، اور آپ نے ایسا دو یا تین بار کیا، تو ان کے بیٹے علی بن حسین (علیہ السلام) ان کی طرف آئے اور کہا: آپ نے کس لیے اللہ کی حمد کی اور استرجاع کیا؟ فرمایا: اے میرے بیٹے! میں نے جھپکی لگائی، تو میرے سامنے ایک سوار اپنے گھوڑے پر آیا اور کہہ رہا تھا: لوگ چل رہے ہیں، اور موتیں ان کی طرف چل رہی ہیں، تو میں سمجھ گیا کہ یہ ہماری جانوں کی خبر ہمیں دی جا رہی ہے، تو انہوں نے کہا: اے ابا جان! اللہ آپ کو برائی نہ دکھائے، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، اس اللہ کی قسم جس کی طرف بندوں کو لوٹنا ہے، تو انہوں نے کہا: تو پھر ہمیں

موت کی پرواہ نہیں جب کہ ہم حق پر ہیں۔

تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اللہ تمہیں اولاد کی بہترین جزا دے جو والد کو ملتی ہے۔

[1] الإرشاد ، المفيد : 2/82.

.

وفي بحار الأنوار قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : قالوا : ثمَّ تقدَّم علي بن الحسين (عليه السلام) ، وقال محمد بن أبي طالب وأبو الفرج : وأمه ليلى بنت أبي مرة بن عروة بن مسعود الثقفي ، وهو يومئذ ابن ثماني عشرة سنة ، وقال ابن شهر آشوب : ويقال : ابن خمس وعشرين سنة ، قالوا : ورفع الحسين (عليه السلام) سبَّابته نحو السماء وقال : اللهم اشهد على هؤلاء القوم ، فقد برز إليهم غلام أشبه الناس خلقاً وخلقاً ومنطقاً برسولك ، وكنّا إذا اشتقنا إلى نبيِّك نظرنا إلى وجهه ، اللهم امنعهم بركات الأرض ، وفرِّقهم تفريقاً ، ومزِّقهم تمزيقاً ، واجعلهم طرائق قدداً ، ولا ترض الولاة عنهم أبداً ، فإنهم دعونا لينصرونا ، ثمَّ عدوا علينا يقاتلوننا.

اور بحار الانوار میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کہا: انہوں نے کہا: پھر علی بن حسین (علیہ السلام) آگے بڑھے، اور محمد بن ابی طالب اور ابو الفرج نے کہا: اور ان کی والدہ لیلی بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں، اور وہ اس دن اٹھارہ سال کے تھے، اور ابن شہر آشوب نے کہا: اور کہا جاتا ہے: پچیس سال کے تھے، انہوں نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) نے آسمان کی طرف اپنی شہادت کی انگلی اٹھائی اور فرمایا: اے اللہ! ان لوگوں پر گواہ رہ، کیونکہ ان کی طرف ایک نوجوان نکلا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ خلق و خُلق اور گفتار میں تیرے رسول سے مشابہ ہے، اور جب ہم اپنے نبی کے مشتاق ہوتے تو اس کے چہرے کو دیکھتے تھے، اے اللہ! زمین کی برکتیں ان سے روک لے، اور انہیں منتشر کر دے، اور انہیں پارہ پارہ کر دے، اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے، اور حکمرانوں کو ان سے کبھی راضی نہ کر، کیونکہ انہوں نے ہمیں بلایا تاکہ ہماری مدد کریں، پھر ہم پر حملہ آور ہو گئے اور ہم سے لڑنے لگے۔

ثم صاح الحسين (عليه السلام) بعمر بن سعد : ما لك ؟ قطع الله رحمك! ولا بارك الله لك في أمرك ، وسلَّط عليك من يذبحك بعدي على فراشك ، كما قطعت رحمي ، ولم تحفظ قرابتي من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ رفع الحسين (عليه السلام) صوته وتلا : « إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ * ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ». ثمَّ حمل علي بن الحسين على القوم ، وهو يقول :

پھر حسین (علیہ السلام) نے عمر بن سعد کو پکارا: تمہیں کیا ہو گیا؟ اللہ تمہارا رشتہ کاٹ دے! اور تمہارے معاملے میں تمہیں برکت نہ دے، اور میرے بعد تم پر کسی کو مسلط کرے جو تمہیں تمہارے بستر پر ذبح کر دے، جیسے تم نے میرا رشتہ کاٹا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے میری قرابت کا لحاظ نہیں کیا، پھر حسین (علیہ السلام) نے اپنی آواز بلند کی اور تلاوت فرمائی: «إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ * ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ» (بیشک اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر برگزیدہ کیا، ایک دوسرے کی نسل، اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے)۔ پھر علی بن حسین نے لشکر پر حملہ کیا، اور وہ کہہ رہے تھے:

أنا عليُّ بنُ الحسينِ بنِ علي من عُصْبَة جَدُّ أبيهِمُ النبي
واللهِ لا يحكُمُ فينا ابنُ الدَّعِي أَطْعَنُكُمْ بالرُّمْحِ حتَّى ينثني
أَضْرِبُكُم بالسيفِ أَحْمِي عن أبي ضَرْبَ غُلاَم هاشميٌّ علوي

میں علی ہوں بن حسین بن علی
اس گروہ سے جن کے والد کے دادا نبی ہیں
اللہ کی قسم ! ہم پر دعی کا بیٹا حکم نہیں کرے گا
میں تمہیں نیزے سے ماروں گا یہاں تک کہ وہ مڑ جائے
تمہیں تلوار سے ماروں گا، اپنے باپ کی حمایت میں
ایک ہاشمی علوی نوجوان کی ضرب

فلم يزل يقاتل حتى ضجَّ الناس من كثرة من قتل منهم ، وروي أنه قتل على عطشه مائة وعشرين رجلا ، ثمَّ رجع إلى أبيه وقد أصابته جراحات كثيرة فقال : يا أبه! العطش قد قتلني ، وثقل الحديد أجهدني ، فهل إلى شربة من ماء سبيل

تو وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ لوگ چیخ اٹھے ان میں سے بہت سے مقتولوں کی کثرت سے، اور روایت ہے کہ انہوں نے اپنی پیاس کی حالت میں ایک سو بیس آدمی قتل کیے، پھر اپنے والد کی طرف لوٹے اور انہیں بہت سے زخم لگ چکے تھے، تو کہا: اے ابا جان !پیاس نے مجھے مار ڈالا ہے، اور زرہ کے بوجھ نے مجھے تھکا دیا ہے، کیا پانی کا ایک گھونٹ مل سکتا ہے

أتقوَّى بها على الأعداء ؟ فبكى الحسين (عليه السلام) وقال : يا بنيَّ ، يعزُّ على محمد وعلى علي بن أبي طالب وعليَّ أن تدعوهم فلا يجيبوك ، وتستغيث بهم فلا يغيثوك ، يا بنيَّ ، هاتِ لسانك ، فأخذ بلسانه فمصَّه ، ودفع إليه خاتمه وقال : أمسكه في فيك ، وارجع إلى قتال عدوك ، فإني أرجو أنك لا تمسي حتى يسقيك جدّك بكأسه الأوفى شربة لا تظمأ بعدها أبداً. فرجع إلى القتال وهو يقول :

تاکہ میں اس سے دشمنوں کے خلاف قوت حاصل کروں؟ تو حسین (علیہ السلام) رو پڑے اور فرمایا: اے میرے بیٹے ! محمد اور علی بن ابی طالب اور مجھ پر یہ بات شاق ہے کہ تم انہیں پکارو تو وہ تمہیں جواب نہ دیں، اور تم ان سے فریاد کرو تو وہ تمہاری مدد نہ کریں، اے میرے بیٹے ! اپنی زبان لاؤ، تو آپ نے ان کی زبان پکڑی اور اسے چوسا، اور اپنی انگوٹھی انہیں دی اور فرمایا: اسے اپنے منہ میں رکھو، اور اپنے دشمن سے لڑائی میں واپس جاؤ، کیونکہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم شام نہیں کرو گے یہاں تک کہ تمہارے دادا تمہیں اپنے لبریز پیالے سے ایسا گھونٹ پلائیں گے کہ اس کے بعد کبھی پیاسے نہیں ہو گے۔ تو وہ لڑائی میں واپس گئے اور کہہ رہے تھے:

الحَرْبُ قد بانت لها الحَقَائِقُ وَظَهَرَتْ من بَعْدِها مَصَادِقُ
واللهِ ربِّ العَرْشِ لاَ نُفَارِقُ جُمُوعَكُمْ أو تُغْمَدَ البَوَارِقُ

جنگ نے اپنی حقیقتیں ظاہر کر دی ہیں
اور اس کے بعد سچائیاں نمودار ہو گئی ہیں
عرش کے رب اللہ کی قسم ! ہم جدا نہیں ہوں گے
تمہارے لشکروں سے یا بجلیاں نیاموں میں ہوں گی

فلم يزل يقاتل حتى قتل تمام المائتين ، ثمَّ ضربه منقذ بن مرّة العبدي على مفرق رأسه ضربة صرعته ، وضربه الناس بأسيافهم ، ثمَّ اعتنق فرسه فاحتمله الفرس إلى عسكر الأعداء ، فقطَّعوه بسيوفهم إرباً إرباً.

تو وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ دو سو پورے قتل کر دیے، پھر منقذ بن مرہ عبدی نے ان کے سر کی چوٹی پر ایک ضرب ماری جس نے انہیں گرا دیا، اور لوگوں نے انہیں اپنی تلواروں سے مارا، پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کو گلے لگا لیا تو گھوڑا انہیں دشمنوں کے لشکر میں لے گیا، تو انہوں نے اپنی تلواروں سے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

فلما بلغت الروح التراقي قال رافعاً صوته : يا أبتاه ، هذا جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) قد سقاني بكأسه الأوفى شربة لا أظمأ بعدها أبداً ، وهو يقول : العجل العجل! فإن لك كأساً مذخورة حتى تشربها الساعة ، فصاح الحسين (عليه السلام) وقال : قتل الله قوماً قتلوك ، ما أجرأهم على الرحمان وعلى رسوله (صلى الله عليه وآله) ، وعلى انتهاك حرمة الرسول ، وعلى الدنيا بعدك العفا.

جب روح حلق تک پہنچی تو انہوں نے اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا: اے ابا جان! یہ میرے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں جنہوں نے مجھے اپنے لبریزپیالے سے ایسا گھونٹ پلایا ہے کہ اس کے بعد میں کبھی پیاسا نہیں ہوں گا، اور وہ کہہ رہے ہیں: جلدی کرو جلدی کرو! کیونکہ تمہارے لیے ایک پیالہ محفوظ ہے یہاں تک کہ تم اسے اس وقت پیو گے، تو حسین (علیہ السلام) چیخے اور فرمایا: اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جس نے تمہیں قتل کیا، رحمان اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے خلاف ان کی جرأت کتنی زیادہ ہے، اور رسول کی حرمت کی بے حرمتی پر، اور تمہارے بعد دنیا پر خاک ہو۔

قال حميد بن مسلم : فكأني أنظر إلى امرأة خرجت مسرعة كأنها الشمس الطالعة ، تنادي بالويل والثبور ، وتقول : يا حبيباه ، يا ثمرة فؤاداه ، يا نور عيناه! فسألت عنها فقيل : هي زينب بنت علي (عليه السلام) ، وجاءت وانكبَّت عليه ، فجاء الحسين فأخذ بيدها فردَّها إلى الفسطاط ، وأقبل (عليه السلام) بفتيانه وقال : احملوا أخاكم ، فحملوه من مصرعه فجاؤوا به حتى وضعوه عند الفسطاط الذي كانوا يقاتلون أمامه [1]

حمید بن مسلم کہتے ہیں: گویا میں ایک عورت کو دیکھ رہا ہوں جو تیزی سے نکلی جیسے طلوع آفتاب ہو، واویلا اور ثبور کی آواز لگا رہی تھی، اور کہہ رہی تھی: اے میرے محبوب! اے میرے دل کے ٹکڑے! اے میری آنکھوں کے نور! تو میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا: یہ زینب بنت علی (علیہ السلام) ہیں، اور وہ آئیں اور ان پر جھک گئیں، تو حسین آئے اور ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں خیمے کی طرف لوٹا دیا، اور آپ (علیہ السلام) اپنے جوانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنے بھائی کو اٹھاؤ، تو انہوں نے انہیں ان کی شہادت گاہ سے اٹھایا اور انہیں لا کر اس خیمے کے پاس رکھا جس کے سامنے وہ لڑتے تھے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/42.

قال المرحوم الشيخ جعفر التستري عليه الرحمة : إن الحسين (عليه السلام) في مصيبة ولده قد احتضر وأشرف على الموت ثلاث مرَّات ، الأولى ، لمَّا برز علي الأكبر واستأذن أباه فأذن له ، وألبسه الدرع والسلاح ، وأركبه على العقاب ، قال رضي الله عنه : فلمَّا تجلَّى وجه طلعته من أفق العقاب ، واستولت يده وقدمه على العنان والركاب ، خرجن النساء وأحدقن به فأخذت عمَّاته وأخواته بعنانه وركابه ، ومنعنه من العزيمة ، فعند ذلك تغيَّر حال الحسين (عليه السلام) بحيث أشرف على الموت ، وصاح بنسائه وعياله ، دعنه فإنه ممسوس في الله ومقتول في سبيل الله ، ثم أخذ بيده وأخرجه من بينهن ، فنظر إليه نظر آيس منه ، والثانية : التي احتضر فيها الحسين (عليه السلام) وذلك حين رجع علي الأكبر (عليه السلام) من المعركة وقد أصابته جراحات كثيرة ، والدم يجري من حلق درعه ، وقد اشتدَّ به الحرُّ والعطش ، وقف وقال : يا أبه العطش ، فضمَّه الحسين (عليه السلام) إلى صدره ، وبكى وأشرف على الموت من شدّة الهمّ والحزن من حيث أنه لا يتمكَّن من سقيه ، والمرَّة الثالثة : حين رأى علياً سقط ونادى : يا أبه عليك منّي السلام ، قالت سكينة : لمَّا سمع أبي صوت ولده نظرت إليه فرأيته قد أشرف على الموت ، وعيناه تدوران كالمحتضر ، وجعل ينظر إلى أطراف الخيمة ، وكادت روحه أن تطلع من جسده ، وصاح من وسط الخيمة : ولدي ، قتل الله قوماً قتلوك [1]

معالي السبطين ، الحائري : 1/416.

.

مرحوم شیخ جعفر تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حسین (علیہ السلام) اپنے فرزند کی مصیبت میں تین بار احتضار میں آئے اور موت کے قریب ہوئے، پہلی بار جب علی اکبر میدان میں نکلے اور اپنے والد سے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دی، اور انہیں زرہ اور ہتھیار پہنائے، اور انہیں عقاب گھوڑے پر سوار کیا، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ان کے چہرے کا طلوع عقاب کے افق سے نمودار ہوا، اور ان کا ہاتھ اور قدم لگام اور رکاب پر قابو پا گیا، تو خواتین باہر نکلیں اور ان کے گرد جمع ہو گئیں، اور ان کی پھوپھیوں اور بہنوں نے ان کی لگام اور رکاب پکڑ لی، اور انہیں عزم سے روک دیا، اس وقت حسین (علیہ السلام) کی حالت یوں بدل گئی کہ آپ موت کے قریب ہو گئے، اور اپنی عورتوں اور اہل و عیال پر پکارے: انہیں چھوڑ دو کیونکہ یہ اللہ میں مسحور ہیں اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے ہیں، پھر ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ان کے درمیان سے نکالا، تو آپ نے انہیں مایوسی کی نظر سے دیکھا، اور دوسری بار جب حسین (علیہ السلام) احتضار میں آئے وہ اس وقت تھا جب علی اکبر (علیہ السلام) میدان سے واپس آئے اور انہیں بہت سے زخم لگے تھے، اور خون ان کی زرہ کے گلے سے بہہ رہا تھا، اور گرمی اور پیاس نے انہیں شدید اذیت دی تھی، وہ رک گئے اور کہا: اے ابا جان! پیاس، تو حسین (علیہ السلام) نے انہیں اپنے سینے سے لگایا، اور روئے اور غم و حزن کی شدت سے موت کے قریب ہو گئے کیونکہ وہ انہیں پانی پلانے کے قابل نہیں تھے، اور تیسری بار جب انہوں نے علی کو گرتے دیکھا اور پکارا: اے ابا جان! آپ پر میرا سلام ہو، سکینہ نے کہا: جب میرے والد نے اپنے بیٹے کی آواز سنی تو میں نے ان کی طرف دیکھا اور دیکھا کہ وہ موت کے قریب ہو گئے تھے، اور ان کی آنکھیں احتضار کی حالت میں گھوم رہی تھیں، اور وہ خیمے کے اطراف کو دیکھنے لگے، اور قریب تھا کہ ان کی روح جسم سے نکل جائے، اور خیمے کے وسط سے پکارے: میرے بیٹے! اللہ ہلاک کرے اس قوم کو جس نے تمہیں قتل کیا۔

يا كوكباً ما كان أَقْصَرَ عُمْرَهُ وكذاك عُمْرُ كَوَاكِبِ الأسحارِ
وهلالَ أيَّام مضى لم يَسْتَدِرْ بدراً ولم يُمْهَلْ لِوَقْتِ سَرَارِ
عَجِلَ الخُسُوفُ عليه قَبْلَ أَوَانِهِ فَمَحَاه قَبْلَ مَظَنَّةِ الإبدارِ
أبكيهِ ثمَّ أقولُ معتذراً له وُقِّفْتَ حين تَرَكْتَ أَلأَمَ دَارِ
جَاوَرْتُ أعدائي وَجَاوَرَ ربَّه شَتَّانَ بين جِوَارِهِ وَجِوَاري

اے ستارے ! تیری عمر کتنی مختصر تھی
اور ایسی ہی ہوتی ہے ستاروں کی عمر صبح کے
اور اے ہلال ان ایام کے جو گزر گئے، تم مکمل نہیں ہوئے
بدر بن کر اور نہ تمہیں موقع ملا غائب ہونے کے وقت کا
گہن نے تم پر جلدی کر دی اپنے وقت سے پہلے
تو تمہیں مٹا دیا پورے ہونے کے وقت سے پہلے
میں اس پر روتا ہوں پھر معذرت کرتے ہوئے کہتا ہوں
تم کامیاب ہوئے جب تم نے بدترین گھر کو چھوڑا
میں اپنے دشمنوں کا ہمسایہ ہوا اور وہ اپنے رب کا ہمسایہ ہوا
بہت فرق ہے اس کی ہمسائیگی اور میری ہمسائیگی میں

وقال آخر :

كُنْتَ السوادَ لِمُقْلَتي يبكي عليك النَّاظِرُ مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ
فعليكَ كنتُ أُحَاذِرُ

اور ایک دوسرے نے کہا:

تم میری آنکھ کی پتلی تھے
تم پر روتی ہے دیکھنے والی
تمہارے بعد جو چاہے مر جائے
کیونکہ تم پر ہی میں ڈرتا تھا

المجلس الثالث ، من اليوم التاسع

فضل البكاء على الإمام الحسين (عليه السلام)

ومصائب أهل البيت (عليهم السلام)

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : فهل المحن يا ساداتي إلاَّ التي لزمتكم ، والمصائب إلاَّ التي عمَّتكم ، والفجائع إلاَّ التي خصَّتكم ، والقوارع إلاَّ التي طرقتكم ، صلوات الله عليكم وعلى أرواحكم وأجسادكم ، ورحمة الله وبركاته ، بأبي وأمي يا آل المصطفى ، إنّا لا نملك إلاَّ أن نطوف حول مشاهدكم ، ونعزّي فيها أرواحكم ، على هذه المصائب العظيمة الحالّة بفنائكم ، والرزايا الجليلة النازلة بساحتكم ، التي أثبتت في قلوب شيعتكم القروح ، وأورثت أكبادهم الجروح ، وزرعت في صدورهم الغصص ، فنحن نشهد الله أنّا قد شاركنا أولياءكم وأنصاركم المتقدِّمين ، في إراقة دماء الناكثين والقاسطين والمارقين ، وقتلة أبي عبدالله سيِّد شباب أهل الجنة يوم كربلاء ، بالنيَّات والقلوب ، والتأسُّف على فوت تلك المواقف ، التي حضروا لنصرتكم ، والله وليّي يبلِّغكم منّي السلام [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 299.

.

ذكر الشيخ جعفر التستري عليه الرحمة في الخصاص الحسينية رواية عن الإمام الصادق (عليه السلام) قال : شيعتنا منا وقد خلقوا من فاضل طينتنا ، وعجنوا بنور ولايتنا ، رضوا بنا أئمة ورضينا بهم شيعة ، يصيبهم ما أصابنا وتبكيهم مصائبنا ،

ويحزنهم حزننا ، ويسرهم سرورنا ، ونحن أيضا نتألم بتألمهم ، ونطلع على أحوالهم فهم معنا لا يفارقونا ، ونحن لا نفارقهم ، ثم قال : اللهم : ان شيعتنا منا فمن ذكر مصابنا وبكى لأجلنا استحيى الله أن يعذبه بالنار [1]

الخصائص الحسينية ، التستري : 166.

.

روي عن علي بن الحسن بن فضال ، عن أبيه قال : قال الرضا (عليه السلام) : من تذكَّر مصابنا وبكى لما أُرتكب منّا كان معنا في درجتنا يوم القيامة ، ومن ذكر بمصابنا فبكى وأبكى لم تبك عينه يوم تبكي العيون ، ومن جلس مجلساً يُحيى فيه أمرنا لم يمت قلبه يوم تموت القلوب.

وعن بكر بن محمد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من ذَكرنا أو ذُكرنا عنده فخرج من عينه دمع مثل جناح بعوضة غفر الله له ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر.

تیسری مجلس، نویں دن سے

امام حسین (علیہ السلام) پر رونے کی فضیلت

اور اہل بیت (علیہم السلام) کی مصیبتیں

اہل بیت (علیہم السلام) کے ائمہ کی بعض زیارات میں آیا ہے: اے میرے سادات ! کیا آزمائشیں ہیں سوائے ان کے جو تم سے لازم ہوئیں، اور مصیبتیں سوائے ان کے جو تم پر عام ہوئیں، اور حوادث سوائے ان کے جو تمہارے ساتھ خاص ہوئے، اور مصائب سوائے ان کے جو تم پر آئے، اللہ کی رحمتیں ہوں تم پر اور تمہاری روحوں پر اور تمہارے جسموں پر، اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، میرے ماں باپ آپ پر قربان اے آل مصطفیٰ ! ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم تمہارے روضوں کے گرد طواف کریں، اور ان میں تمہاری روحوں کو تعزیت دیں، ان عظیم مصیبتوں پر جو تمہارے صحن میں نازل ہوئیں، اور ان جلیل القدر رزایا پر جو تمہارے ساحت میں اترے، جنہوں نے تمہارے شیعوں کے دلوں میں زخم ثبت کر دیے، اور ان کے جگروں کو زخمی کر دیا، اور ان کے سینوں میں غم بو دیا، تو ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے تمہارے دوستوں اور تمہارے پہلے انصار کے ساتھ شرکت کی ہے، ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے خون بہانے میں، اور ابا عبداللہ سید شباب اہل الجنۃ کو روز کربلا قتل کرنے والوں کے خلاف، نیتوں اور دلوں سے، اور ان مواقف سے محروم رہنے پر افسوس کے ساتھ، جن میں وہ تمہاری نصرت کے لیے حاضر ہوئے، اور اللہ میرا کارساز ہے جو تمہیں میری طرف سے سلام پہنچائے۔

شیخ جعفر تستری علیہ الرحمہ نے الخصاص الحسینیہ میں امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ذکر کی ہے، آپ نے فرمایا: ہمارے شیعہ ہم سے ہیں اور انہیں ہماری مٹی کے فاضل سے پیدا کیا گیا ہے، اور ہماری ولایت کے نور سے گوندھا گیا ہے، انہوں نے ہمیں ائمہ کے طور پر پسند کیا اور ہم نے انہیں شیعہ کے طور پر پسند کیا، ان پر وہی آتا ہے جو ہم پر آیا، اور ہماری مصیبتیں انہیں رلاتی ہیں،

اور ہمارا غم انہیں غمگین کرتا ہے، اور ہماری خوشی انہیں خوش کرتی ہے، اور ہم بھی ان کے درد سے درد محسوس کرتے ہیں، اور ہم ان کے احوال سے آگاہ ہوتے ہیں، تو وہ ہمارے ساتھ ہیں وہ ہم سے جدا نہیں ہوتے، اور ہم ان سے جدا نہیں ہوتے، پھر فرمایا: اے اللہ ! بیشک ہمارے شیعہ ہم سے ہیں تو جس نے ہماری مصیبت کو یاد کیا اور ہماری خاطر رویا، اللہ شرم کرتا ہے کہ اسے آگ سے عذاب دے۔

علی بن حسن بن فضال سے ان کے والد سے روایت ہے کہ رضا (علیہ السلام) نے فرمایا: جس نے ہماری مصیبت کو یاد کیا اور ہم سے جو کچھ کیا گیا اس پر رویا، وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہوگا، اور جس نے ہماری مصیبت سے یاد کیا تو رویا اور رلایا، اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن آنکھیں رویں گی، اور جو ایسی مجلس میں بیٹھا جس میں ہمارا امر زندہ کیا گیا، اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مریں گے۔

اور بکر بن محمد سے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے ہمیں یاد کیا یا اس کے سامنے ہمیں یاد کیا گیا تو اس کی آنکھ سے ایک آنسو مچھر کے پر جتنا نکلا، اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

وعن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : نفس المهموم لظلمنا تسبيح ، وهمّه لنا عبادة ، وكتمان سرِّنا جهاد في سبيل الله. ثم قال أبو عبدالله : يجب أن يكتب هذا الحديث بالذهب.

اور ابان بن تغلب سے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے ظلم پر غمگین شخص کی سانس تسبیح ہے، اور ہماری فکر عبادت ہے، اور ہمارے راز کو چھپانا اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ حدیث سونے سے لکھنے کے لائق ہے۔

وعن محمد بن أبي عمارة الكوفي قال : سمعت جعفر بن محمد (عليهما السلام) يقول : من دمعت عينه فينا دمعة لدم سُفِك لنا أو حقٍّ لنا نقصناه ، أو عرض انتهك لنا ، أو لأحد من شيعتنا ، بوَّأه الله تعالى بها في الجنة حُقباً.

اور محمد بن ابی عمارہ کوفی سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے جعفر بن محمد (علیہما السلام) کو فرماتے سنا: جس کی آنکھ ہماری خاطر ایک آنسو بہائے اس خون کے لیے جو ہمارا بہایا گیا یا ہمارے حق کے لیے جو ہم سے چھینا گیا، یا ہماری عزت کے لیے جس کی حرمت پامال کی گئی، یا ہمارے شیعوں میں سے کسی کے لیے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدلے جنت میں احقاب تک ٹھکانا عطا فرمائے گا۔

وعن الربيع بن المنذر ، عن أبيه ، عن الحسين بن علي (عليهما السلام) قال : ما من عبد قطرت عيناه فينا قطرة أو دمعت عيناه فينا دمعه إلاّ بوَّأه الله بها في الجنة حقباً ، قال أحمد بن يحيى الأودي : فرأيت الحسين بن علي (عليهما السلام) في المنام فقلت : حدَّثني مخول بن إبراهيم ، عن الربع بن المنذر ، عن أبيه ، عنك أنك قلت : ما من عبد قطرت عيناه فينا قطرة أو دمعت عيناه فينا دمعة إلاّ بوَّأه الله بها في الجنة حقباً ؟ قال : نعم ، قلت :

سقط الإسناد بيني وبينك [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/278 ـ 279.

.

اور ربیع بن منذر سے ان کے والد سے حسین بن علی (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس بندے کی آنکھ سے ہماری خاطر ایک قطرہ گرا یا ایک آنسو ٹپکا، اللہ اسے اس کے بدلے جنت میں احقاب تک ٹھکانا عطا فرمائے گا۔ احمد بن یحییٰ اودی کہتے ہیں: میں نے حسین بن علی (علیہما السلام) کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: مجھے مخول بن ابراہیم نے ربیع بن منذر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے آپ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: جس بندے کی آنکھ سے ہماری خاطر ایک قطرہ گرا یا ایک آنسو ٹپکا، اللہ اسے اس کے بدلے جنت میں احقاب تک ٹھکانا عطا فرمائے گا؟ فرمایا: ہاں، میں نے عرض کیا:

میرے اور آپ کے درمیان سند ختم ہو گئی۔

وعن فضيل ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من ذكرنا عنده ففاضت عيناه ولو مثل جناح الذباب غفر له ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر.

اور فضیل سے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کے سامنے ہمارا ذکر کیا گیا اور اس کی آنکھیں بہہ نکلیں اگرچہ مکھی کے پر جتنا، اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔

وعن فضيل بن فضالة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من ذكرنا عنده ففاضت عيناه حرَّم الله وجهه على النار [2]

اور فضیل بن فضالہ سے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کے سامنے ہمارا ذکر کیا گیا اور اس کی آنکھیں بہہ نکلیں، اللہ اس کے چہرے کو آگ پر حرام کر دے گا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/284 ـ 285.

.

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : روي عن آل الرسول (عليهم السلام) أنهم قالوا : من بكى وأبكى فينا مائة فله الجنة ، ومن بكى وأبكى خمسين فله الجنة ، ومن بكى وأبكى ثلاثين فله الجنة ، ومن بكى وأبكى عشرين فله الجنة ، ومن بكى وأبكى عشرة فله الجنة ، ومن بكى وأبكى واحداً فله الجنة ، ومن تباكى فله الجنة.

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آل رسول (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو ہماری خاطر رویا اور سو کو رلایا، اس کے لیے جنت ہے، اور جو رویا اور پچاس کو رلایا، اس کے لیے جنت ہے، اور جو رویا اور تیس کو رلایا، اس کے لیے جنت ہے، اور جو رویا اور بیس کو رلایا، اس کے لیے جنت ہے، اور جو رویا اور دس کو رلایا، اس کے لیے جنت ہے، اور جو رویا اور ایک کو رلایا، اس کے لیے جنت ہے، اور جو رونے کی کوشش کرے، اس کے لیے جنت ہے۔

وعن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : إن الحسين بن علي (عليهما السلام) عند ربِّه عزَّ وجلَّ ، ينظر إلى معسكره ومن حلَّه من الشهداء معه ، وينظر إلى زوَّاره وهو أعرف بهم وبأسمائهم وأسماء آبائهم ، وبدرجاتهم ومنزلتهم عند الله عزَّ وجلَّ من أحدكم بولده ، وإنه ليرى من يبكيه فيستغفر له ، ويسأل آباءه (عليهم السلام) أن يستغفروا له ، ويقول : لو يعلم زائري ما أعدَّ الله له لكان فرحه أكثر من جزعه ، وإن زائره لينقلب وما عليه من ذنب.

اور محمد بن مسلم سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: بیشک حسین بن علی (علیہما السلام) اپنے رب عزوجل کے پاس ہیں، اپنی لشکرگاہ کو دیکھتے ہیں اور ان شہیدوں کو جو آپ کے ساتھ وہاں اترے، اور اپنے زائرین کو دیکھتے ہیں اور وہ ان سے، ان کے ناموں اور ان کے آباء کے ناموں سے، اور اللہ عزوجل کے نزدیک ان کے درجات اور منزلت سے، تم میں سے کوئی اپنی اولاد سے جتنا واقف ہے اس سے زیادہ واقف ہیں، اور وہ اسے دیکھتے ہیں جو ان پر روتا ہے تو اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اپنے آباء (علیہم السلام) سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اس کے لیے مغفرت طلب کریں، اور فرماتے ہیں: اگر میرا زائر جانتا کہ اللہ نے اس کے لیے کیا تیار کیا ہے تو اس کی خوشی اس کے غم سے زیادہ ہوتی، اور بیشک ان کا زائر واپس لوٹتا ہے اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

وعن محمد ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : كان علي بن الحسين (عليهما السلام) يقول : أيما مؤمن دمعت عيناه لقتل الحسين بن علي دمعة حتى تسيل على خدِّه بوَّأه الله بها في الجنة غرفاً يسكنها أحقاباً ، وأيما مؤمن دمعت عيناه دمعاً حتى يسيل على خدّه لأذىً مسَّنا من عدوِّنا في الدنيا بوَّأه الله مبوَّأ صدق في الجنة ، وأيما مؤمن مسَّه أذىً

اور محمد سے ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: علی بن حسین (علیہما السلام) فرمایا کرتے تھے: جس مومن کی آنکھ حسین بن علی کی شہادت پر ایک آنسو بہائے یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر بہہ جائے، اللہ اسے اس کے بدلے جنت میں بالاخانے عطا فرمائے گا جن میں وہ احقاب تک سکونت کرے گا، اور جس مومن کی آنکھ ایک آنسو بہائے یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر بہہ جائے اس تکلیف کے سبب جو دنیا میں ہمارے دشمن کی طرف سے ہمیں پہنچی، اللہ اسے جنت میں سچا ٹھکانا عطا فرمائے گا، اور جس مومن کو ہماری وجہ سے تکلیف پہنچے

فينا فدمعت عيناه حتى يسيل دمعه على خدّيه من مضاضة ما أوذي فينا صرف الله عن وجهه الأذى ، وآمنه يوم القيامة من سخطه والنار [1]

تو اس کی آنکھ سے آنسو بہہ جائے یہاں تک کہ وہ اس کے رخساروں پر بہہ جائے اس تکلیف کی شدت کے سبب جو اسے ہماری وجہ سے دی گئی، اللہ اس کے چہرے سے تکلیف کو پھیر دے گا، اور قیامت کے دن اسے اپنے غضب اور آگ سے محفوظ رکھے گا۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 44/281.

.

وعن صالح بن عقبة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من أنشد في الحسين بيتاً من شعر فبكى وأبكى عشرة فله ولهم الجنة ، ومن أنشد في الحسين بيتاً فبكى وأبكى تسعة فله ولهم الجنة ، فلم يزل حتى قال : ومن أنشد في الحسين بيتاً فبكى ـ وأظنّه قال : أو تباكى ـ فله الجنة.

اور صالح بن عقبہ سے روایت ہے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، فرمایا: جس نے حسین (علیہ السلام) کے بارے میں شعر کا ایک شعر پڑھا، پھر خود رویا اور دس کو رلایا، تو اس کے لیے اور ان کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین (علیہ السلام) کے بارے میں شعر کا ایک شعر پڑھا، پھر خود رویا اور نو کو رلایا، تو اس کے لیے اور ان کے لیے جنت ہے، پھر آپ یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ فرمایا: اور جس نے حسین (علیہ السلام) کے بارے میں شعر کا ایک شعر پڑھا اور رویا – اور میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا: یا رونے کی کوشش کی – تو اس کے لیے جنت ہے۔

وعن مسمع كردين قال : قال لي أبو عبدالله (عليه السلام) : يا مسمع ، أنت من أهل العراق ، أما تأتي قبر الحسين ؟ قلت : لا ، أنا رجل مشهور من أهل البصرة ، وعندنا من يتبع هوى هذا الخليفة ، وأعداؤنا كثيرة من أهل القبائل من النُصَّاب وغيرهم ، ولست آمنهم أن يرفعوا عليَّ عند ولد سليمان ، فيمثلون عليَّ ، قال لي : أفما تذكر ما صنع به ؟ قلت : بلى ، قال : فتجزع ؟ قلت : إي والله ، وأستعبر لذلك ، حتى يرى أهلي أثر ذلك عليَّ ، فأمتنع من الطعام حتى يستبين ذلك في وجهي ، قال : رحم الله دمعتك ، أما إنك من الذين يُعدّون في أهل الجزع لنا والذين يفرحون لفرحنا ، ويحزنون لحزننا ، ويخافون لخوفنا ، ويأمنون إذا أمنّا ، أما إنك سترى عند موتك وحضور آبائي لك ووصيّتهم ملك الموت بك ، وما يلقونك به من البشارة : ما تقرُّ به عينك قبل الموت ، فملك الموت أرقُّ عليك ، وأشدُّ رحمة لك من الأم الشفيقة على ولدها.

اور مسمع کردین سے روایت ہے، کہتے ہیں: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: اے مسمع، تم اہل عراق میں سے ہو، کیا تم حسین (علیہ السلام) کی قبر پر نہیں جاتے؟ میں نے کہا: نہیں، میں اہل بصرہ میں سے ایک معروف شخص ہوں، اور ہمارے پاس ایسے لوگ ہیں جو اس خلیفہ کی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، اور قبائل کے لوگوں میں سے ناصبیوں اور دوسروں میں سے ہمارے دشمن بہت زیادہ ہیں، اور میں ان سے مامون نہیں ہوں کہ وہ سلیمان کی اولاد کے پاس میرے خلاف شکایت کر دیں، پھر مجھ پر مثلہ کریں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم یاد نہیں کرتے کہ آپ کے ساتھ کیا کیا گیا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، فرمایا: تو کیا تم بے چین ہوتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم، اور میں اس پر آنسو بہاتا ہوں، یہاں تک کہ میرے گھر والے میرے اوپر اس کا اثر دیکھتے ہیں، اور میں کھانے سے رک جاتا ہوں یہاں تک کہ یہ میرے چہرے پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ فرمایا: اللہ تمہارے آنسو پر رحم فرمائے، سن لو، بیشک تم ان لوگوں میں شمار ہو جو ہماری خاطر جزع کرتے ہیں اور جو ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں، ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہیں، ہمارے خوف سے ڈرتے ہیں، اور امن پاتے ہیں جب ہم امن پاتے ہیں۔ سن لو، تم اپنی موت کے وقت میرے آباء (علیہم السلام) کو اپنے پاس حاضر دیکھو گے اور وہ ملک الموت کو تمہارے بارے میں وصیت کریں گے، اور جو خوشخبری وہ تمہیں دیں گے اس سے تمہاری آنکھیں موت سے پہلے ٹھنڈی ہو جائیں گی، پس ملک الموت تم پر نرم اور تم پر مہربان ماں سے زیادہ رحیم ہو گا۔

قال : ثمَّ استعبر واستعبرت معه ، فقال : الحمد لله الذي فضَّلنا على خلقه بالرحمة ، وخصَّنا أهل البيت بالرحمة ، يا مسمع ، إن الأرض والسماء لتبكي منذ قتل أمير المؤمنين رحمة لنا ، وما بكى لنا من الملائكة أكثر ، وما رقأت دموع الملائكة منذ قتلنا ، وما بكى أحدٌ رحمة لنا ، ولما لقينا إلاَّ رحمه الله قبل أن تخرج الدمعة من

راوی کہتے ہیں: پھر آپ رونے لگے اور میں بھی آپ کے ساتھ رونے لگا، تو آپ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اپنی مخلوق پر رحمت میں فضیلت دی اور ہم اہل بیت کو رحمت کے ساتھ خاص کیا۔ اے مسمع، بیشک زمین اور آسمان ہماری خاطر رحمت کے سبب اس وقت سے روتے ہیں جب سے امیر المومنین (علیہ السلام) شہید ہوئے، اور ہماری خاطر فرشتوں کا رونا تو اس سے بھی زیادہ ہے، اور فرشتوں کے آنسو اس وقت سے خشک نہیں ہوئے جب سے ہم قتل ہوئے، اور جو بھی ہم پر رحم کرتے ہوئے روتا ہے اور ان مصائب پر جو ہم پر پڑے، تو اللہ اس پر رحم فرماتا ہے اس سے پہلے کہ آنسو اس کی

عينه ، فإذا سال دموعه على خدِّه فلو أن قطرة من دموعه سقطت في جهنم لأطفأت حرَّها حتى لا يوجد لها حرّ ، وإن الموجع قلبه لنا ليفرح يوم يرانا عند موته فرحة لا تزال تلك الفرحة في قلبه حتى يرد علينا الحوض ، وإن الكوثر ليفرح بمحبِّنا إذا ورد عليه ، حتى إنه ليذيقه من ضروب الطعام ما لا يشتهي أن يصدر عنه.

آنکھ سے نکلے، پھر جب اس کے آنسو اس کے رخسار پر بہتے ہیں تو اگر اس کے آنسوں کا ایک قطرہ بھی جہنم میں گر جائے تو وہ اس کی حرارت بجھا دے یہاں تک کہ اس کی کوئی گرمی باقی نہ رہے۔ اور بیشک جو شخص ہماری خاطر اپنے دل کو رنجیدہ کرتا ہے، وہ اپنی موت کے وقت ہمیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے، ایسی خوشی جو اس کے دل میں ہمیشہ برقرار رہتی ہے یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر ہمارے پاس پہنچے، اور بیشک کوثر ہمارے محب سے خوش ہوتا ہے جب وہ اس پر وارد ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے مختلف قسم کے کھانے چکھاتا ہے کہ وہ وہاں سے واپس آنے کی خواہش ہی نہیں کرتا۔

يا مسمع ، من شرب منه شربة لم يظمأ بعدها أبداً ، ولم يشقَ بعدها أبداً ، وهو في برد الكافور ، وريح المسك ، وطعم الزنجبيل ، أحلى من العسل ، وألين من الزبد ، وأصفى من الدمع ، وأذكى من العنبر ، يخرج من تسنيم ، ويمرُّ بأنهار الجنان ، تجري على رضراض الدرّ والياقوت ، فيه من القدحان أكثر من عدد نجوم السماء ، يوجد ريحه من مسيرة ألف عام ، قدحانه من الذهب والفضة وألوان الجوهر ، يفوح في وجه الشارب منه كل فائحة ، يقول الشارب منه : ليتني تُرِكْتُ ههنا لا أبغي بهذا بدلا ، ولا عنه تحويلا.

اے مسمع، جو اس سے ایک گھونٹ پئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا، اور نہ کبھی بدبخت ہوگا، اور یہ کافور کی ٹھنڈک، مشک کی خوشبو، اور زنجبیل کے ذائقے میں ہے، شہد سے زیادہ میٹھا، مکھن سے زیادہ نرم، آنسو سے زیادہ صاف، اور عنبر سے زیادہ خوشبودار۔ یہ تسنیم سے نکلتا ہے اور جنتوں کی نہروں سے گزرتا ہے، موتی اور یاقوت کے ریزوں پر بہتا ہے، اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ پیالے ہیں، اس کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے، اس کے پیالے سونے، چاندی اور مختلف قسم کے جواہرات کے ہیں، پینے والے کے چہرے پر ہر خوشبو پھیل جاتی ہے، اور اس میں سے پینے والا کہتا ہے: کاش مجھے یہیں چھوڑ دیا جائے، میں اس کے بدلے کوئی چیز نہیں چاہتا اور نہ اس سے منتقل ہونا چاہتا ہوں۔

أما إنك يا كردين ممن تُروى منه ، وما من عين بكت لنا إلاَّ نعمت بالنظر إلى الكوثر ، وسقيت منه من أحبَّنا ، فإن الشارب منه ليعطى من اللذّة والطعم والشهوة له أكثر مما يعطاه من هو دونه في حبِّنا ، وإن على الكوثر أمير المؤمنين (عليه السلام) وفي يده عصا من عوسج ، يحطم بها أعداءنا ، فيقول الرجل منهم : إني أشهد الشهادتين! فيقول : انطلق إلى إمامك فلان فاسأله أن يشفع لك ، فيقول : يتبَّرأ مني إمامي الذي تذكره ، فيقول : ارجع وراءك فقل للذي كنت تتولاَّه وتقدِّمه على الخلق ، فاسأله إذ كان عندك خير الخلق أن يشفع لك ، فإن خير الخلق حقيق أن لا يُرَدَّ إذا شُفِّع ، فيقول : إني أهلك عطشاً ، فيقول : زادك الله ظمأ ، وزادك الله عطشاً.

سن لو، اے کردین، تم بھی ان میں سے ہو جنہیں اس سے سیراب کیا جائے گا، اور کوئی آنکھ نہیں جو ہماری خاطر روئی مگر یہ کہ اسے کوثر کو دیکھنے کی نعمت ملی، اور اس سے ان لوگوں کو پلایا گیا جنہوں نے ہم سے محبت کی، پس اس میں سے پینے والے کو لذت، ذائقہ اور شوق میں سے اس شخص سے زیادہ عطا کیا جاتا ہے جو ہماری محبت میں اس سے کم درجہ رکھتا ہے۔ اور بیشک کوثر پر امیر المومنین (علیہ السلام) ہیں اور ان کے ہاتھ میں عوسج کی لکڑی ہے، وہ اس سے ہمارے دشمنوں کو توڑتے ہیں، تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے: میں دونوں کلمہ شہادت کی گواہی دیتا ہوں! تو آپ فرماتے ہیں: اپنے امام فلاں کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہاری سفارش کرے۔ تو وہ کہتا ہے: جس امام کا آپ ذکر فرما رہے ہیں وہ مجھ سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں: واپس لوٹ جاؤ اور جس کی تم ولایت کرتے تھے اور تمام مخلوق پر مقدم رکھتے تھے، اس سے کہو کہ وہ تمہاری شفاعت کرے، کیونکہ جب وہ تمہارے نزدیک بہترین مخلوق تھا، تو بہترین مخلوق کی شفاعت رد نہیں ہونی چاہیے۔ تو وہ کہتا ہے: میں پیاس سے ہلاک ہو رہا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: اللہ تمہاری پیاس میں اضافہ کرے، اور اللہ تمہاری تشنگی میں اضافہ کرے۔

قلت : جُعلت فداك ، وكيف يقدر على الدنو من الحوض ولم يقدر عليه غيره ؟ قال : وَرِعَ عن أشياء قبيحة ، وكفَّ عن شتمنا إذا ذُكرنا ، وترك أشياء اجتراً

میں نے کہا: میں آپ پر قربان، اور وہ کیسے حوض کے قریب پہنچنے کی قدرت رکھتا ہے جبکہ دوسرا شخص اس پر قادر نہیں ہوا؟ فرمایا: اس نے بری چیزوں سے پرہیز کیا، اور جب ہمارا ذکر ہوتا تو ہمیں برا بھلا کہنے سے رک گیا، اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جن کی دوسروں نے جرأت کی،

عليها غيره ، وليس ذلك لحبِّنا ، ولا لهوى منه ، ولكن ذلك لشدّة اجتهاده في عبادته وتديُّنه ، ولما قد شغل به نفسه عن ذكر الناس ، فأمَّا قلبه فمنافق ، ودينه النصب باتباع أهل النصب وولاية الماضين ، وتقدمة لهما على كل أحد [1]

اور یہ ہماری محبت کی وجہ سے نہیں تھا، اور نہ ہی اس کی طرف سے کوئی رغبت تھی، بلکہ یہ اس کی عبادت میں سخت کوشش اور دینداری کی وجہ سے تھا، اور اس لیے کہ اس نے اپنے آپ کو لوگوں کے ذکر سے مشغول رکھا، لیکن اس کا دل منافق ہے، اور اس کا دین نصب ہے، اہل نصب کی پیروی کرنا اور ان دو گزشتہ کی ولایت کرنا، اور ان دونوں کو ہر ایک پر مقدم رکھنا۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 44/289.

.

ولله درّ السيد الحميري عليه الرحمة إذ يقول :

اور سید حمیری علیہ الرحمہ پر اللہ کی رحمت ہو جب وہ فرماتے ہیں:

حَوْضٌ له ما بَيْنَ صنعاءَ إلى أَيلةَ [2]

أيلة ـ بالفتح ـ مدينة على ساحل بحر القلزم مما يلي الشام ، قيل : هي آخر الحجاز وأول الشام.

والعُرْضُ به أَوْسَعُ يُنْصَبُ فيه عَلَمٌ للهدى
والحَوْضُ من مَاء له مُتْرَعُ يفيضُ من رَحْمَتِهِ كَوْثَرْ
أبيضُ كالفضَّةِ أو أنصعُ حَصَاهُ ياقوتٌ وَمُرْجَانَةْ
ولؤلؤٌ لم تَجْنِهِ إِصْبَعْ بَطْحَاؤُه مِسْكٌ وَحَافَاتُهُ
يهتزُّ منها مُوْنِقٌ مُرْبِعُ أَخْضَرُ ما دون الوَرَى نَاضِرْ
وَفَاقِعٌ أَصْفَرُ أو أَنْصَعُ فيه أباريقُ وَقِدْ حَانُهُ
يَذُبُّ عنها الرَّجُلُ الأَصْلَعُ يَذُبُّ عنها ابنُ أبي طالب
ذَبّاً كَجَرْبَا إبل شرَّعُ والعِطْرُ والريحانُ أنواعُهُ
زَاك وقد هبَّتْ به زَعْزَعُ ريحٌ من الجنَّةِ مأمورةْ
ذاهبةٌ ليس لها مَرْجِعُ إذا دنوا منه لكي يشربوا
قيل لهم : تبّاً لكم فَارْجِعوا دُونَكُمُ فالتمسوا مَنْهلا
يُرْويكُمُ أو مَطْعَماً يُشْبِعُ هَذا لِمَنْ والى بني أحمد
ولم يَكُنْ غيرَهُمُ يَتْبَعُ فالفوزُ للشاربِ من حَوْضِهِ
والويلُ والذُّلُّ لمن يُمْنَعُ [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 47/331.

ایک حوض ہے جس کی لمبائی صنعا سے
ایلہ تک ہے اور اس کی چوڑائی اس سے بھی زیادہ
وسیع ہے
اس میں ہدایت کا علم نصب کیا گیا ہے
اور حوض اس کے پانی سے لبریز ہے
اس کی رحمت سے کوثر جاری ہے
سفید چاندی کی طرح یا اس سے بھی زیادہ روشن
اس کے کنکر یاقوت اور مرجان ہیں
اور موتی جسے کسی انگلی نے نہیں چُنا
اس کا ریگستان مشک ہے اور اس کے کنارے
ملتے ہوئے سرسبز و شاداب درخت ہیں
خوبصورت سبز جو لوگوں سے نیچے ہے
اور چمکدار زرد یا روشن
اس میں پیالے ہیں اور اس کا پانی
ایک گنجے آدمی نے اس کی حفاظت کی ہے
اس کی حفاظت ابو طالب کے بیٹے کرتے ہیں
جیسے خارش زدہ اونٹوں کو ہانکنا
اور خوشبو اور خوشبو کی اقسام
پاکیزہ ہیں اور تیز ہوا نے انہیں اڑایا ہے
جنت کی ہوا جسے حکم دیا گیا ہے
جا رہی ہے اس کی کوئی واپسی نہیں
جب وہ اس سے قریب ہوتے ہیں تاکہ پئیں
ان سے کہا جاتا ہے: تباہی ہو تم پر، واپس لوٹ جاؤ
اپنا راستہ لو اور کوئی سوتا تلاش کرو
جو تمہیں سیراب کرے یا کھانا جو سیر کرے
یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو بنی احمد کی ولایت کریں

اور ان کے علاوہ کسی کی پیروی نہ کریں
تو کامیابی اس کے حوض سے پینے والے کے لیے ہے
اور ویل و ذلت اس کے لیے جسے روک دیا جائے

وعن أبي هارون المكفوف قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) في حديث طويل :

اور ابو ہارون مکفوف سے روایت ہے، انہوں نے کہا: امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:

ومن ذكر الحسين عنده فخرج من عينيه من الدموع مقدار جناح ذباب كان ثوابه على الله عزَّ وجلَّ ، ولم يرض له بدون الجنة.

اور جس شخص کے سامنے حسین (علیہ السلام) کا ذکر ہو اور اس کی آنکھوں سے مچھر کے پر کے برابر آنسو نکل آئے، تو اس کا ثواب اللہ عزوجل کے ذمے ہے، اور وہ اس کے لیے جنت سے کم پر راضی نہیں ہوگا۔

وعن عبدالله بن بكير في حديث طويل قال : حججت مع أبي عبدالله (عليه السلام) فقلت : يا ابن رسول الله ، لو نبش قبر الحسين بن علي (عليهما السلام) هل كان يصاب في قبره شيء ؟ فقال : يا ابن بكير ، ما أعظم مسائلك! إن الحسين بن علي (عليه السلام) مع أبيه وأمه وأخيه في منزل رسول الله (صلى الله عليه وآله) ومعه ، يُرزقون ويُحبرون ، وإنه لعن يمين العرش متعلِّق به ، يقول : يا ربِّ أنجز لي ما وعدتني ، وإنه لينظر إلى زوَّاره ، فهو أعرف بهم وبأسمائهم وأسماء آبائهم وما في رحالهم من أحدهم بولده ، وإنه لينظر إلى من يبكيه فيستغفر له ، ويسأل أباه الاستغفار له ، ويقول : أيُّها الباكي ، لو علمت ما أعدَّ الله لك لفرحت أكثر مما حزنت ، وإنه ليستغفر له من كل ذنب وخطيئة.

اور عبداللہ بن بکیر سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے ساتھ حج کیا، تو میں نے کہا: یا ابن رسول اللہ ! اگر حسین بن علی (علیہما السلام) کی قبر کھودی جائے تو کیا ان کی قبر میں کچھ پایا جائے گا؟ فرمایا: اے ابن بکیر! تمہارے سوالات کتنے عظیم ہیں! حسین بن علی (علیہ السلام) اپنے والد، والدہ اور بھائی کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی منزل میں ان کے ساتھ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور خوشیاں عطا کی جاتی ہیں، اور وہ عرش کی دائیں جانب اس سے متعلق ہیں، فرماتے ہیں: اے میرے رب! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما، اور وہ اپنے زائرین کو دیکھتے ہیں، اور وہ ان کو، ان کے ناموں کو، ان کے آباء کے ناموں کو اور جو کچھ ان کے سامان میں ہے اس سے زیادہ واقف ہیں جتنا کوئی اپنے بیٹے سے ہو، اور وہ اس شخص کو دیکھتے ہیں جو ان پر روتا ہے تو اس کے لیے استغفار کرتے ہیں، اور اپنے والد سے اس کے لیے استغفار کی درخواست کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں: اے رونے والے! اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ نے تیرے لیے کیا تیار کیا ہے تو تو غم سے زیادہ خوش ہوگا، اور وہ اس کے ہر گناہ اور خطا سے استغفار کرتے ہیں۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : ورأيت في بعض مؤلَّفات أصحابنا أنه حكي عن السيِّد علي الحسيني قال : كنت مجاوراً في مشهد مولاي علي بن موسى الرضا (عليه السلام) مع جماعة من المؤمنين ، فلمَّا كان اليوم العاشر من شهر عاشور ابتدأ رجل من أصحابنا يقرأ مقتل الحسين (عليه السلام) ، فوردت رواية عن الباقر (عليه السلام) أنه قال : من ذرفت عيناه على مصاب الحسين ولو مثل جناح البعوضة غفر الله له ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر ، وكان في المجلس معنا جاهل مركَّب يدّعي العلم ولا يعرفه ، فقال : ليس هذا بصحيح ، والعقل لا يعتقده ، وكثر البحث بيننا وافترقنا عن ذلك المجلس ، وهو مصرٌّ على العناد في تكذيب الحديث ، فنام ذلك الرجل تلك الليلة ، فرأى في منامه كأن القيامة قد قامت ، وحشر الناس في صعيد صفصف ، لا ترى فيها عوجاً ولا أمتاً ، وقد نُصبت الموازين ، وامتدَّ الصراط ، ووضع الحساب ، ونشرت الكتب ، وأسعرت النيران ، وزخرفت الجنان ، واشتدَّ الحر عليه ، وإذا هو قد عطش عطشاً شديداً ، وبقي يطلب الماء فلا يجده.

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اور میں نے اپنے اصحاب کی بعض تصنیفات میں دیکھا ہے کہ سید علی حسینی سے حکایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا: میں اپنے مولا علی بن موسیٰ رضا (علیہ السلام) کے مشہد میں مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ مجاور تھا، جب ماہِ عاشور کی دسویں تاریخ آئی تو ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص نے حسین (علیہ السلام) کا مقتل پڑھنا شروع کیا، تو امام باقر (علیہ السلام) سے ایک روایت آئی کہ آپ نے فرمایا: جس کی آنکھیں حسین (علیہ السلام) کی مصیبت پر مچھر کے پر کے برابر بھی بہیں، اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، اور مجلس میں ہمارے ساتھ ایک جاہل مرکب تھا جو علم کا دعویٰ کرتا تھا لیکن اسے جانتا نہیں تھا، اس نے کہا: یہ صحیح نہیں ہے، اور عقل اس کا اعتقاد نہیں کرتی، اور ہمارے درمیان بہت بحث ہوئی اور ہم اس مجلس سے الگ ہو گئے، اور وہ حدیث کی تکذیب میں عناد پر اڑا رہا، تو اس رات اس شخص نے نیند دیکھی، اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے، اور لوگ ایک ہموار میدان میں جمع کیے گئے ہیں جس میں نہ کوئی ٹیڑھ ہے اور نہ اونچ نیچ، اور ترازو نصب کیے گئے ہیں، اور پل صراط لگایا گیا ہے، اور حساب رکھا گیا ہے، اور نامے کھولے گئے ہیں، اور آگیں بھڑکائی گئی ہیں، اور جنتوں کو سجایا گیا ہے، اور اس پر شدید گرمی ہو گئی، اور اسے سخت پیاس لگی، اور وہ پانی تلاش کرتا رہا لیکن نہیں ملا۔

فالتفت يميناً وشمالا وإذا هو بحوض عظيم الطول والعرض ، قال : قلت في نفسي : هذا هو الكوثر ، فإذا فيه ماء أبرد من الثلج ، وأحلى من العذب ، وإذا عند الحوض رجلان وامرأة ، أنوارهم تشرق على الخلائق ، ومع ذلك لبسهم السواد ، وهم باكون محزونون ، فقلت : من هؤلاء ؟ فقيل لي : هذا محمد المصطفى ، وهذا الإمام علي المرتضى ، وهذه الطاهرة فاطمة الزهراء ، فقلت : ما لي أراهم لابسين السواد وباكين ومحزونين ؟ فقيل لي : أليس هذا يوم عاشورا ، يوم مقتل الحسين (عليه السلام) ؟ فهم محزونون لأجل ذلك.

تو اس نے دائیں بائیں دیکھا تو ایک بہت بڑا حوض نظر آیا جو لمبائی اور چوڑائی میں بہت وسیع تھا، اس نے کہا: میں نے اپنے دل میں کہا: یہ کوثر ہے، اور اس میں برف سے زیادہ ٹھنڈا اور میٹھے پانی سے زیادہ شیریں پانی تھا، اور حوض کے پاس دو مرد اور ایک عورت تھے، ان کے نور مخلوقات پر چمک رہے تھے، اور اس کے باوجود انہوں نے سیاہ لباس پہنا ہوا تھا، اور وہ رو رہے تھے اور غمگین تھے، تو میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ مجھے بتایا گیا: یہ محمد مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں، اور یہ امام علی مرتضیٰ (علیہ السلام) ہیں، اور یہ طاہرہ فاطمہ زہرا (علیہا السلام) ہیں، تو میں نے کہا: مجھے کیا ہوا ہے کہ میں انہیں سیاہ لباس میں، روتے ہوئے اور غمگین دیکھ رہا ہوں؟ مجھے بتایا گیا: کیا یہ عاشورہ کا دن نہیں ہے، حسین (علیہ السلام) کی شہادت کا دن؟ تو وہ اسی وجہ سے غمگین ہیں۔

قال : فدنوت إلى سيِّدة النساء فاطمة (عليها السلام) ، وقلت لها : يا بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، إني عطشان ، فنظرت إليَّ شزراً وقالت لي : أنت الذي تنكر فضل البكاء على مصاب ولدي الحسين ، ومهجة قلبي ، وقرَّة عيني ، الشهيد المقتول ظلماً وعدواناً ؟ لعن الله قاتليه وظالميه ومانعيه من شرب الماء ، قال الرجل : فانتبهت من نومي فزعاً مرعوباً ، واستغفرت الله كثيراً ، وندمت على ما كان منّي ، وأتيت إلى أصحابي الذين كنت معهم ، وخبَّرت برؤياي ، وتبت إلى الله عزَّ وجلَّ [1]

اس شخص نے کہا: تو میں سیدہ نساء فاطمہ (علیہا السلام) کے قریب گیا اور ان سے کہا: یا بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)! میں پیاسا ہوں، تو انہوں نے میری طرف غصے سے دیکھا اور مجھ سے فرمایا: تو وہی ہے جو میرے بیٹے حسین کی مصیبت پر رونے کی فضیلت کا انکار کرتا ہے، جو میرے دل کا ٹکڑا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک، اور ظلم و زیادتی سے شہید کیا گیا؟ اللہ کی لعنت ہو اس کے قاتلوں پر، ظالموں پر اور پانی سے محروم کرنے والوں پر۔ اس شخص نے کہا: تو میں اپنی نیند سے خوفزدہ اور دہشت زدہ حالت میں بیدار ہوا، اور میں نے بہت زیادہ استغفار کیا، اور جو میں نے کیا تھا اس پر ندامت محسوس کی، اور میں اپنے ان ساتھیوں کے پاس آیا جن کے ساتھ میں تھا، اور اپنا خواب سنایا، اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کی۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/219 ـ 293.

.

ولله درّ الشيخ عبد الحسين الأعسم عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ، شیخ عبدالحسین اعسم علیہ الرحمہ کا احسان ہے جب وہ فرماتے ہیں:

تبكيك عيني لا لأَجْلِ مَثُوبة لكنَّما عيني لأجلِكَ باكيه
تبتلُّ منكم كربلا بِدَم ولا تبتلُّ منّي بالدُّمُوعِ الجاريه
أنْسَتْ رزيَّتُكُمْ رزايانا التي سَلَفَتْ وهوَّنَتْ الرزايا الآتيه
وَفَجَائِعُ الأيَّامِ تبقى مدَّةً وتزو لُ وهي إلى القيامةِ باقيه
لهفي لِرَكْب صُرِّعوا في كربلا كانت بها آجالُهم متدانيه
تعدو على الأعداءِ ظاميةَ الحَشَا وسيوفُهُمْ لدمِ الأعادي ظاميه
نصروا ابنَ نبتِ نبيِّهم طُوْبى لهم نالوا بِنُصْرَتِهِ مَرَاتِبَ ساميه

میری آنکھ آپ پر اس لیے نہیں روتی کہ ثواب ملے
بلکہ میری آنکھ تو صرف آپ کی خاطر رونے والی ہے
کربلا آپ کے خون سے تر ہوتی ہے
اور میری طرف سے بہتے آنسوؤں سے تر نہیں ہوتی
آپ کی مصیبت نے ہماری وہ مصیبتیں بھلا دیں
جو گزر چکی تھیں اور آنے والی مصیبتوں کو آسان کر دیا
اور زمانے کے حادثات ایک مدت تک باقی رہتے ہیں
اور ختم ہو جاتے ہیں
لیکن یہ قیامت تک باقی رہنے والی ہے
افسوس ہے اس قافلے پر جو کربلا میں گرایا گیا
وہاں ان کی اجلیں قریب آگئی تھیں
وہ دشمنوں پر پیاسے دلوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے
اور ان کی تلواریں دشمنوں کے خون کی پیاسی تھیں
انہوں نے اپنے نبی کی نسل کے فرزند کی مدد کی،
خوشخبری ہو انہیں
انہوں نے اس کی نصرت سے بلند مراتب حاصل کیے

المجلس الرابع ، من اليوم التاسع
إخبار جبرئيل والملائكة
النبي (صلى الله عليه وآله) بمقتل الحسين (عليه السلام)

جاء في كتاب المزار للمشهدي عليه الرحمة في بعض الزيارات الشريفة : وأشهد أنكم قد وفيتم بعهد الله وذمّته ، وبكلّ ما اشترطه عليكم في كتابه ، ودعوتم إلى سبيله ، وأنفدتم طاقتكم في مرضاته ، وحملتم الخلائق على منهاج النبوة ومسالك الرسالة ، وسرتم فيه بسيرة الأنبياء ، ومذاهب الأوصياء ، فلم يُطع لكم أمر ، ولم تَصغِ إليكم أذنٌ ، فصلوات الله على أرواحكم وأجسادكم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 294.

چوتھی مجلس، نویں دن سے
جبرائیل اور فرشتوں کا
نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا

مشہدی علیہ الرحمہ کی کتاب المزار میں بعض مبارک زیارات میں آیا ہے: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے عہد وپیمان کو پورا کیا، اور ہر اس چیز کو جو اللہ نے اپنی کتاب میں آپ سے شرط کی تھی، اور آپ نے اس کی راہ کی طرف بلایا، اور اس کی رضا میں اپنی تمام طاقت صرف کر دی، اور مخلوق کو نبوت کے راستے اور رسالت کی راہوں پر چلایا، اور آپ نے اس میں انبیاء کی سیرت اور اوصیاء کے طریقوں کے مطابق چلے، تو آپ کا حکم نہیں مانا گیا، اور کوئی کان آپ کی طرف مائل نہیں ہوا، تو اللہ کی رحمتیں ہوں آپ کی روحوں اور آپ کے جسموں پر۔

وفي ذلك يقول بعض الشعراء :

اور اس میں بعض شعراء کہتے ہیں:

تَتَبَّعُوكم وَرَامُوا مَحْوَ فَضْلِكُمُ وخيَّبَ اللهُ مَنْ في ذَلِكُم طَمِعَا
أنَّى وفي الصَّلَوَاتِ الخَمْسِ ذِكْرُكُمُ لدى التشهُّدِ للتوحيدِ قَدْ شَفَعا

انہوں نے آپ کی پیروی کی اور آپ کی فضیلت کو مٹانے کی کوشش کی
اور اللہ نے اس کو ناکام کیا جس نے اس میں طمع کی
بھلا کیسے ممکن ہے جبکہ پانچ نمازوں میں آپ کا ذکر ہے
تشہد میں توحید کے ساتھ جڑا ہوا ہے

روى أبو بصير ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ، قال : سمعته يقول : بينا الحسين (عليه السلام) عند رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذ أتاه جبرئيل فقال : يا محمد ، أتحبُّه ؟ قال : نعم ، قال : أما إن أمتك ستقتله ، فحزن رسول الله لذلك حزناً شديداً ، فقال جبرئيل : أيسرُّك أن أريك التربة التي يُقتل فيها ؟ قال : نعم ، قال : فخسف جبرئيل ما بين مجلس رسول الله إلى كربلا حتى التقت القطعتان هكذا ـ وجمع بين السبّابتين ـ فتناول بجناحيه من التربة ، فناولها رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثم دُحيت الأرض أسرع من طرف العين ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : طوبى لك من تربة ، وطوبى لمن يُقتل فيك.

ابو بصیر نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: حسین (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس تھے کہ جبرائیل آئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)! کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، جبرائیل نے کہا: یقیناً آپ کی امت انہیں قتل کرے گی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس پر سخت غمگین ہوئے، تو جبرائیل نے کہا: کیا آپ پسند کریں گے کہ میں آپ کو وہ مٹی دکھاؤں جس میں وہ قتل کیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں، تو جبرائیل نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی مجلس سے کربلا تک زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ دونوں ٹکڑے اس طرح مل گئے – اور اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو ملایا – پھر اپنے بازوؤں سے اس مٹی میں سے لیا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیا، پھر زمین پلک جھپکنے سے بھی تیزی سے واپس پھیل گئی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: خوشخبری ہو تجھے اے مٹی، اور خوشخبری ہو اس کے لیے جو تجھ میں قتل کیا جائے۔

وعن أنس بن مالك أن عظيماً من عظماء الملائكة استأذن ربَّه عزَّ وجلَّ في

اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ فرشتوں میں سے ایک عظیم فرشتے نے اپنے رب عزوجل سے

زيارة النبي فأذن له ، فبينما هو عنده إذ دخل عليه الحسين ، فقبَّله النبي وأجلسه في حجره ، فقال له المَلَك : أتحبُّه ؟ قال : أجل أشدَّ الحبِّ ، إنه ابني ، قال له : إن أمتك ستقتله ، قال : أمتي تقتل ولدي ؟ قال : نعم ، وإن شئت أريتك من التربة التي يقتل عليها ، قال : نعم ، فأراه تربة حمراء طيِّبة الريح ، فقال : إذا صارت هذه التربة دماً عبيطاً فهو علامة قتل ابنك هذا. قال سالم بن أبي الجعد : أُخبرت أن المَلَك كان ميكائيل (عليه السلام).

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ نے اسے اجازت دی، تو جب وہ آپ کے پاس تھا تو حسین (علیہ السلام) داخل ہوئے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کا بوسہ لیا اور انہیں اپنی گود میں بٹھایا، تو فرشتے نے ان سے کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، سب سے زیادہ محبت، یہ میرا بیٹا ہے، فرشتے نے کہا: بے شک آپ کی امت اسے قتل کرے گی، فرمایا: میری امت میرے بیٹے کو قتل کرے گی؟ فرشتے نے کہا: ہاں، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس مٹی سے دکھاؤں جس پر وہ قتل کیا جائے گا، فرمایا: ہاں، تو اس نے انہیں سرخ اور خوشبودار مٹی دکھائی، اور کہا: جب یہ مٹی تازہ خون بن جائے تو یہ آپ کے اس بیٹے کے قتل کی علامت ہوگی۔ سالم بن ابی الجعد نے کہا: مجھے بتایا گیا کہ وہ فرشتہ میکائیل (علیہ السلام) تھے۔

وعن عائشة أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أجلس حسيناً على فخذه وجعل يقبِّله ، فقال جبرئيل : أتحبُّ ابنك هذا ؟ قال : نعم ، قال : فإن أمتك ستقتله بعدك ، فدمعت عينا رسول الله ، فقال له : إن شئت أريتك من تربته التي يقتل عليها ، قال : نعم ، فأراه جبرئيل تراباً من تراب الأرض التي يقتل عليها ، وقال : تدعى الطفَّ.

اور عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسین کو اپنی ران پر بٹھایا اور انہیں چومنے لگے، تو جبرائیل نے کہا: کیا آپ اپنے اس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، جبرائیل نے کہا: یقیناً آپ کی امت آپ کے بعد اسے قتل کرے گی، تو رسول اللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، جبرائیل نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس مٹی سے دکھاؤں جس پر وہ قتل کیے جائیں گے، فرمایا: ہاں، تو جبرائیل نے آپ کو اس زمین کی مٹی دکھائی جس پر وہ قتل کیے جائیں گے، اور کہا: اسے طف کہا جاتا ہے۔

وعن أنس أن ملك المطر استأذن أن يأتي رسول الله ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) لأم سلمة : املكي علينا الباب لا يدخل علينا أحد ، فجاء الحسين ليدخل فمنعته ، فوثب حتى دخل ، فجعل يثب على منكبي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ويقعد عليهما ، فقال له الملك : أتحبُّه ؟ قال : نعم ، قال ، فإن أمتك ستقتله ، وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل فيه ، فمدَّ يده فإذا طينة حمراء ، فأخذتها أم سلمة فصيَّرتها إلى طرف خمارها ، قال ثابت : فبلغنا أنه المكان الذي قتل به بكربلا.

اور انس سے روایت ہے کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ کے پاس آنے کی اجازت مانگی، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ام سلمہ سے فرمایا: ہمارے لیے دروازہ بند رکھو تاکہ ہمارے پاس کوئی داخل نہ ہو، پھر حسین اندر آنے کے لیے آئے تو انہوں نے آپ کو روکا، لیکن وہ کود کر اندر آگئے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے کندھوں پر کودنے لگے اور ان پر بیٹھ گئے، تو فرشتے نے آپ سے کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، فرشتے نے کہا: یقیناً آپ کی امت انہیں قتل کرے گی، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں وہ قتل کیے جائیں گے، تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور وہاں سرخ مٹی تھی، ام سلمہ نے اسے لے کر اپنے دوپٹے کے کنارے میں رکھ لیا، ثابت نے کہا: ہمیں بتایا گیا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں حسین کربلا میں قتل کیے گئے۔

وعن محمد بن سنان ، عن سعيد بن يسار أو غيره قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : لما أن هبط جبرئيل على رسول الله (صلى الله عليه وآله) بقتل الحسين أخذ بيد علي فخلا به مليّاً من النهار ، فغلبتهما عبرة ، فلم يتفرَّقا حتى هبط عليهما جبرئيل أو قال : رسول الله ربّ العالمين ، فقال لهما : ربُّكما يقرئكما السلام ويقول : قد عزمت عليكما لما صبرتما ، قال : فصبرا [1]

اور محمد بن سنان نے سعید بن یسار یا کسی اور سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے سنا، فرماتے تھے: جب جبرائیل نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس حسین کی شہادت کی خبر دی تو آپ نے علی کا ہاتھ پکڑا اور دن کا کافی وقت ان سے تنہائی میں گزارا، دونوں پر رونا غالب آگیا، اور وہ اس وقت تک جدا نہیں ہوئے جب تک ان پر جبرائیل نازل نہیں ہوئے، یا فرمایا: عالمین کے رب کا پیغامبر، تو جبرائیل نے ان سے کہا: تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: میں نے تم دونوں پر لازم کردیا ہے کہ تم صبر کرو، راوی نے کہا: تو دونوں نے صبر کیا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/228 ـ 230.

وعن أبي بصير ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إن جبرئيل أتى رسول الله (صلى الله عليه وآله) والحسين يلعب بين يدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فأخبره أن أمته ستقتله ، قال : فجزع رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقال : ألا أريك التربة التي يقتل فيها ؟ قال : فخسف ما بين مجلس رسول الله إلى المكان الذي قتل فيه حتى التقت القطعتان ، فأخذ منها ، ودحيت في أسرع من طرفة العين ، فخرج وهو يقول : طوبى لك من تربة وطوبى لمن يقتل حولك.

اور ابو بصیر نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، فرمایا: جبرائیل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آئے اور حسین رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے کھیل رہے تھے، تو جبرائیل نے آپ کو خبر دی کہ آپ کی امت انہیں قتل کرے گی، راوی نے کہا: تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) بے چین ہوگئے، تو جبرائیل نے کہا: کیا میں آپ کو وہ مٹی دکھاؤں جس میں وہ قتل کیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں، تو رسول اللہ کی مجلس سے اس جگہ تک جہاں حسین قتل کیے گئے، زمین سمٹ گئی یہاں تک کہ دونوں ٹکڑے مل گئے، تو جبرائیل نے وہاں سے مٹی لی، اور پلک جھپکنے سے بھی تیزی سے زمین پھیل گئی، اور آپ باہر نکلے اور فرما رہے تھے: خوشخبری ہو تجھے اے مٹی، اور خوشخبری ہو اس کے لیے جو تیرے گرد قتل ہو۔

قال : وكذلك صنع صاحب سليمان ، تكلَّم باسم الله الأعظم فخسف ما بين سرير سليمان وبين العرش من سهولة الأرض وحزونتها حتى التقت القطعتان فاجتزَّ العرش ، قال سليمان : يخيَّل إليَّ أنه خرج من تحت سريري ، قال : ودحيت في أسرع من طرفة العين.

راوی نے کہا: اور اسی طرح سلیمان کے ساتھی نے کیا تھا، اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ بات کی تو سلیمان کے تخت سے عرش تک زمین کی ہمواری اور ناہمواری سمٹ گئی یہاں تک کہ دونوں ٹکڑے مل گئے اور عرش کو کھینچ لایا، سلیمان نے کہا: مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہ میرے تخت کے نیچے سے نکلا ہے، راوی نے کہا: اور پلک جھپکنے سے بھی تیزی سے زمین پھیل گئی۔

وعن زيد الشحّام ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : نعى جبرئيل (عليه السلام) الحسين (عليه السلام) إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) في بيت أمِّ سلمة ، فدخل عليه الحسين وجبرئيل عنده ، فقال : إن هذا تقتله أمتك ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : أرني من التربة التي يسفك فيها دمه ، فتناول جبرئيل قبضة من تلك التربة فإذا هي تربة حمراء ، وفي رواية : فلم تزل عند أمّ سلمة حتى ماتت رحمها الله.

اور زید شحام نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، فرمایا: جبرائیل (علیہ السلام) نے ام سلمہ کے گھر میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دی، پھر حسین آپ کے پاس داخل ہوئے اور جبرائیل آپ کے پاس تھے، تو جبرائیل نے کہا: بے شک آپ کی امت اسے قتل کرے گی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: مجھے اس مٹی میں سے دکھاؤ جس میں اس کا خون بہایا جائے گا، تو جبرائیل نے اس مٹی سے ایک مٹھی لی اور وہ سرخ مٹی تھی، اور ایک روایت میں ہے: وہ مٹی ام سلمہ کے پاس رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئیں، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

وعن أبي خديجة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : لما ولدت فاطمة الحسين جاء جبرئيل إلى رسول الله فقال له : إن أمتك تقتل الحسين من بعدك ، ثم قال : ألا أريك من تربتها ؟ فضرب بجناحه فأخرج من تربة كربلاء ، فأراها إياه ، ثمَّ قال : هذه التربة التي يقتل عليها.

اور ابو خدیجہ نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی ہے، فرمایا: جب فاطمہ نے حسین کو جنم دیا تو جبرائیل رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا: بے شک آپ کی امت آپ کے بعد حسین کو قتل کرے گی، پھر کہا: کیا میں آپ کو اس کی مٹی نہ دکھاؤں؟ تو اس نے اپنے بازو سے زمین کو چھوا اور کربلا کی مٹی میں سے نکالا، اور آپ کو دکھایا، پھر کہا: یہ وہ مٹی ہے جس پر وہ قتل کیے جائیں گے۔

وعن عبد الرحمان الغنوي ، عن سليمان قال : وهل بقي في السماوات ملك لم ينزل إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) يعزّيه في ولده الحسين ؟ ويخبره بثواب الله إياه ، ولم يحمل إليه تربته مصروعاً عليها ، مذبوحاً مقتولا ، طريحاً مخذولا ، فقال رسول الله : اللهم

اور عبدالرحمان غنوی نے سلیمان سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: کیا آسمانوں میں کوئی فرشتہ باقی رہا جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس نہ اترا ہو تاکہ آپ کو آپ کے بیٹے حسین کے بارے میں تعزیت پیش کرے؟ اور آپ کو اللہ کی طرف سے اس کے اجر و ثواب کی خبر دے، اور آپ کے پاس اس کی مٹی نہ لایا ہو جس پر وہ مقتول، ذبح شدہ، شہید، بے یار و مددگار پڑے ہوں گے، تو رسول اللہ نے فرمایا: اے اللہ

اخذل من خذله ، واقتل من قتله ، واذبح من ذبحه ، ولا تمتِّعه بما طلب.

اسے ذلیل کر جس نے اسے ذلیل کیا، اور اسے قتل کر جس نے اسے قتل کیا، اور اسے ذبح کر جس نے اسے ذبح کیا، اور اسے اس چیز سے فائدہ نہ پہنچا جس کی اس نے خواہش کی۔

قال عبد الرحمان : فوالله لقد عوجل الملعون يزيد ، ولم يتمتَّع بعد قتله ، ولقد أُخذ مغافصة ، بات سكراناً وأصبح ميِّتاً متغيِّراً ، كأنه مطليٌّ بقار ، أُخذ على أسف ، وما بقي أحد ممن تابعه على قتله أو كان في محاربته إلاّ أصابه جنون أو جذام أو برص ، وصار ذلك وراثة في نسلهم لعنهم الله [1]

عبدالرحمان نے کہا: اللہ کی قسم ! ملعون یزید کو فوری طور پر پکڑا گیا، اور حسین کو قتل کرنے کے بعد اسے کوئی لطف نہیں ملا، اور اسے اچانک پکڑ لیا گیا، وہ نشے میں رات گزاری اور صبح مردہ حالت میں پایا گیا، رنگ بدل چکا تھا، گویا اس پر تارکول پوتا ہوا ہو، اسے افسوس کی حالت میں پکڑا گیا، اور جس نے بھی حسین کو قتل کرنے میں اس کی پیروی کی یا ان سے جنگ میں شامل تھا، سب کو جنون، کوڑھ یا برص نے آلیا، اور یہ بیماریاں ان کی نسل میں وراثت بن گئیں، اللہ کی لعنت ہو ان پر۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/235.

.

وعن ابن عباس قال : المَلك الذي جاء إلى محمد (صلى الله عليه وآله) يخبره بقتل الحسين كان جبرئيل ، الروح الأمين ، منشور الأجنحة ، باكياً صارخاً ، قد حمل من تربته ، وهي تفوح كالمسك ، فقال رسول الله : وتفلح أمة تقتل فرخي ؟ أو قال : فرخ ابنتي ؟ قال جبرئيل : يضربها الله بالاختلاف فتختلف قلوبهم [2]

اور ابن عباس سے روایت ہے، انہوں نے کہا: وہ فرشتہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آیا تاکہ آپ کو حسین کے قتل کی خبر دے، وہ جبرائیل تھا، روح الامین، پھیلے ہوئے بازوؤں والا، روتا ہوا، چیختا ہوا، اس کی مٹی اٹھائے ہوئے تھا، اور وہ مشک کی طرح خوشبو پھیلا رہی تھی، تو رسول اللہ نے فرمایا: کیا وہ امت فلاح پائے گی جو میرے چوزے کو قتل کرے؟ یا فرمایا: اپنی بیٹی کے چوزے کو؟ جبرائیل نے کہا: اللہ انہیں اختلاف میں مبتلا کرے گا تو ان کے دل آپس میں اختلاف کریں گے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/237.

.

قال الراوي : وقال أصحاب الحديث : فلمَّا أتت على الحسين (عليه السلام) سنة كاملة هبط على النبيِّ (صلى الله عليه وآله) اثنا عشر ملَكاً على صور مختلفة ، أحدهم على صورة بني آدم ، يعزّونه ويقولون : إنه سينزل بولدك الحسين ابن فاطمة ما نزل بهابيل من قابيل ، وسيُعطى مثل أجر هابيل ، ويحمل على قاتله مثل وزر قابيل ، ولم يبق ملك إلاّ نزل إلى النبيِّ يعزّونه ، والنبي (صلى الله عليه وآله) يقول : اللهم اخذل خاذله ، واقتل قاتله ، ولا تمتِّعه بما طلبه.

راوی نے کہا: اور محدثین نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) پر ایک پورا سال گزر گیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس بارہ فرشتے مختلف شکلوں میں اترے، ان میں سے ایک بنی آدم کی صورت پر تھا، آپ کو تعزیت پیش کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: بے شک آپ کے بیٹے حسین بن فاطمہ پر وہی نازل ہوگا جو ہابیل پر قابیل کی طرف سے نازل ہوا، اور انہیں ہابیل جیسا اجر ملے گا، اور ان کے قاتل پر قابیل جیسا گناہ لادا جائے گا، اور کوئی فرشتہ باقی نہیں رہا مگر وہ نبی کے پاس اترا تاکہ آپ کو تعزیت پیش کرے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرما رہے تھے: اے اللہ ! اسے رسوا کر جس نے اسے رسوا کیا، اور اسے قتل کر جس نے اسے قتل کیا، اور اسے لطف اندوزنہ ہونے دے جس چیز کی اس نے خواہش کی۔

وعن عائشة قالت : دخل الحسين على النبي (صلى الله عليه وآله) وهو غلام يدرج فقال : أي عائشة ، ألا أعجبك ؟ لقد دخل عليَّ آنفاً ملك ما دخل عليَّ قط فقال : إن ابنك هذا مقتول ، وإن شئت أريتك من تربته التي يقتل بها ، فتناول تراباً أحمر ، فأخذته أم سلمة فخزنته في قارورة ، فأخرجته يوم قتل وهو دم [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/247.

.

اور عائشہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: حسین نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس داخل ہوئے اور وہ ایک بچہ تھا جو رینگتا تھا، تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا میں تمہیں حیران نہ کروں؟ ابھی ابھی میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا، اس نے کہا: بے شک آپ کا یہ بیٹا مقتول ہوگا، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس کی مٹی دکھاؤں جس پر وہ قتل کیا جائے گا، تو اس نے ایک سرخ مٹی نکالی، اور ام سلمہ نے اسے لے لیا اور ایک شیشی میں محفوظ کر لیا، تو اسے اس دن نکالا گیا جب وہ قتل ہوئے اور وہ خون تھی۔

وعن أم الفضل بنت الحارث أنها دخلت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقالت : يا رسول الله ، رأيت الليلة حلماً منكراً ، قال : وما هو ؟ قالت : إنه شديد ، قال : وما هو ؟ قالت : رأيت كأن قطعة من جسدك قد قطعت ووضعت في حجري ، فقال رسول الله : خيراً رأيت ، تلد فاطمة غلاماً فيكون في حجرك. فولدت فاطمة (عليها السلام) الحسين (عليه السلام) ، قالت : وكان في حجري كما قال رسول الله ، فدخلت به يوماً على النبيّ ، فوضعته في حجر رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ حانت مني التفاتة فإذا عينا رسول الله تهرقان بالدموع ، فقلت : بأبي أنت وأمي يا رسول الله ، مالك ؟ قال : أتاني جبرئيل فأخبرني أن أمتي تقتل ابني هذا ، وأتاني بتربة حمراء من تربته [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/238.

.

اور ام الفضل بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آئیں اور کہا: یا رسول اللہ! میں نے رات ایک بری خواب دیکھا، آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ سخت ہے، آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا، تو رسول اللہ نے فرمایا: تم نے بہتر دیکھا ہے، فاطمہ ایک لڑکا جنم دے گی تو وہ تمہاری گود میں ہوگا۔ پس فاطمہ (علیہا السلام) نے حسین (علیہ السلام) کو جنم دیا، انہوں نے کہا: اور وہ میری گود میں تھا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا، پس ایک دن میں اسے لے کر نبی کے پاس آئی، تو میں نے اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی گود میں رکھ دیا، پھر میری ایک نظر پڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں، تو میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: میرے پاس جبرائیل آیا اور مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی، اور وہ میرے پاس اس کی مٹی میں سے سرخ مٹی لایا۔

وروي في مؤلَّفات بعض الأصحاب عن أم سلمة قالت : دخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) ذات يوم ودخل في أثره الحسن والحسين (عليهما السلام) ، وجلسا إلى جانبيه ، فأخذ الحسن على ركبته اليمنى ، والحسين على ركبته اليسرى ، وجعل يقبِّل هذا تارة وهذا أخرى ، وإذا بجبرئيل قد نزل وقال : يا رسول الله ، إنك لتحبُّ الحسن والحسين ؟ فقال : وكيف لا أحبُّهما وهما ريحانتاي من الدنيا وقرَّتا عيني ؟ فقال جبرئيل : يا نبيَّ الله ، إن الله قد حكم عليهما بأمر فاصبر له ، فقال : وما هو يا أخي ؟ فقال : قد حكم على هذا الحسن أن يموت مسموماً ، وعلى هذا الحسين أن يموت مذبوحاً ، وإن لكل نبيٍّ دعوة مستجابة ، فإن شئت كانت دعوتك لولديك الحسن والحسين ، فادع الله أن يسلِّمهما من السمِّ والقتل ، وإن شئت كانت مصيبتهما ذخيرة في شفاعتك للعصاة من أمتك يوم القيامة ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : يا جبرئيل ، أنا راض بحكم ربّي ، لا أريد إلاَّ ما يريده ، وقد أحببت أن تكون دعوتي ذخيرة لشفاعتي في العصاة من أمتي ، ويقضي الله في ولدي ما يشاء [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/241.

اور بعض اصحاب کی تصنیفات میں ام سلمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) داخل ہوئے اور ان کے بعد حسن اور حسین (علیہما السلام) آئے، اور ان کے دونوں طرف بیٹھ گئے، تو آپ نے حسن کو اپنے دائیں گھٹنے پر لیا، اور حسین کو اپنے بائیں گھٹنے پر، اور کبھی اس کو اور کبھی اس کو بوسہ دینے لگے، اور اچانک جبرائیل نازل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ حسن اور حسین سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: اور میں ان سے محبت کیسے نہ کروں جبکہ وہ دنیا میں میری دو خوشبوئیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں؟ جبرائیل نے کہا: اے اللہ کے نبی! بے شک اللہ نے ان دونوں کے بارے میں ایک فیصلہ کیا ہے تو آپ اس پر صبر کریں، فرمایا: وہ کیا ہے اے میرے بھائی؟ کہا: اس حسن کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ زہر سے شہید ہوں گے، اور اس حسین کے بارے میں کہ وہ ذبح ہو کر شہید ہوں گے، اور ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہوتی ہے، تو اگر آپ چاہیں تو آپ کی دعا آپ کے دونوں بیٹوں حسن اور حسین کے لیے ہو، تو اللہ سے دعا کریں کہ وہ انہیں زہر اور قتل سے محفوظ رکھے، اور اگر آپ چاہیں تو ان کی مصیبت قیامت کے دن آپ کی امت کے گنہگاروں کی شفاعت میں ذخیرہ بن جائے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے جبرائیل! میں اپنے رب کے فیصلے سے راضی ہوں، میں صرف وہی چاہتا ہوں جو وہ چاہتا ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ میری دعا اپنی امت کے گنہگاروں کی شفاعت کے لیے ذخیرہ ہو، اور اللہ میرے بیٹوں کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : وروي عن بعض الثقات الأخيار أن الحسن والحسين (عليهما السلام) دخلا يوم عيد إلى حجرة جدِّهما رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقالا : يا جدّاه ، اليوم يوم العيد ، وقد تزيَّن أولاد العرب بألوان اللباس ، ولبسوا جديد الثياب ، وليس لنا ثوب جديد ، وقد توجَّهنا لذلك إليك ، فتأمَّل النبي حالهما وبكى ، ولم يكن عنده في البيت ثياب يليق بهما ، ولا رأى أن يمنعهما فيكسر خاطرهما ، فدعا ربَّه وقال : إلهي ، اجبر قلبهما وقلب أمهما ، فنزل جبرئيل ومعه حلّتان بيضاوان من حلل الجنة ، فسُرَّ النبي (صلى الله عليه وآله) وقال لهما : يا سيِّدي شباب أهل الجنة ، خذا أثواباً خاطها خيَّاط القدرة على قدر طولكما ، فلمَّا رأيا الخلع بيضاً قالا : يا جدَّاه ، كيف هذا وجميع صبيان العرب لابسون ألوان الثياب ؟

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کہا: اور بعض ثقہ نیک لوگوں سے روایت ہے کہ حسن اور حسین (علیہما السلام) عید کے دن اپنے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حجرے میں داخل ہوئے، تو انہوں نے کہا: اے ہمارے نانا ! آج عید کا دن ہے، اور عرب کے بچوں نے رنگا رنگ لباس سے زینت حاصل کی ہے، اور انہوں نے نئے کپڑے پہنے ہیں، اور ہمارے لیے کوئی نیا کپڑا نہیں ہے، اور ہم اس کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں، تو نبی نے ان کی حالت پر غور کیا اور رو پڑے، اور گھر میں آپ کے پاس کوئی کپڑے نہیں تھے جو ان کے لائق ہوں، اور آپ نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ انہیں منع کریں تو ان کے دل ٹوٹ جائیں، تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی اور کہا: اے میرے معبود! ان دونوں کے دل اور ان کی ماں کے دل کو خوش فرما، پس جبرائیل نازل ہوئے اور ان کے ساتھ جنت کے لباس میں سے دو سفید حلے تھے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) خوش ہوئے اور ان سے فرمایا: اے اہل جنت کے جوانوں کے سردار ! لے لو وہ کپڑے جنہیں قدرت کے درزی نے تمہاری قامت کے مطابق سیا ہے، پس جب انہوں نے حلے سفید دیکھے تو کہا: اے ہمارے نانا ! یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ عرب کے تمام بچے رنگا رنگ کپڑے پہنے ہوئے ہیں؟

فأطرق النبي (صلى الله عليه وآله) ساعة متفكِّراً في أمرهما ، فقال جبرئيل : يا محمّد ، طب نفساً ، وقر عيناً ، إن صابغ صبغة الله عزَّ وجلَّ يقضي لهما هذا الأمر ، ويفرح قلوبهما بأيِّ لون شاءا ، فأمر ـ يا محمد ـ بإحضار الطست والإبريق ، فأُحضرا ، فقال جبرئيل : يا رسول الله ، أنا أصبُّ الماء على هذه الخلع وأنت تفركهما بيدك فتصبغ لهما بأيِّ لون شاءا.

تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) تھوڑی دیر ان کے معاملے میں سوچتے ہوئے جھکے رہے، تو جبرائیل نے کہا: اے محمد! خوش ہو جائیں، آنکھیں ٹھنڈی رکھیں، بے شک اللہ عز و جل کے رنگ کا رنگنے والا ان کے لیے یہ کام پورا کرے گا، اور ان کے دلوں کو جس رنگ سے چاہیں خوش کرے گا، تو حکم دیں – اے محمد – کہ طشت اور ابریق حاضر کی جائے، تو دونوں حاضر کیے گئے، جبرائیل نے کہا: یا رسول اللہ ! میں ان حلوں پر پانی ڈالتا ہوں اور آپ اپنے ہاتھ سے انہیں ملیں تو وہ جس رنگ میں چاہیں رنگ جائیں۔

فوضع النبي (صلى الله عليه وآله) حلّة الحسن في الطست ، فأخذ جبرئيل يصبّ الماء ، ثمَّ أقبل النبيُّ على الحسن وقال له : يا قرَّة عيني ، بأيِّ لون تريد حلتك ؟ فقال : أريدها خضراء ، ففركها النبيُّ بيده في ذلك الماء ، فأخذت بقدرة الله لوناً أخضر فائقاً كالزبرجد الأخضر ، فأخرجها النبيُّ (صلى الله عليه وآله) وأعطاها الحسن ، فلبسها.

تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسن کا حلہ طشت میں رکھا، تو جبرائیل نے پانی ڈالنا شروع کیا، پھر نبی حسن کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا: اے میری آنکھ کی ٹھنڈک ! تم اپنا حلہ کس رنگ میں چاہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: میں اسے سبز چاہتا ہوں، تو نبی نے اسے اس پانی میں اپنے ہاتھ سے ملا، تو وہ اللہ کی قدرت سے شاندار سبز رنگ اختیار کر گیا جیسے سبز زمرد، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اسے نکالا اور حسن کو دیا، تو انہوں نے اسے پہن لیا۔

ثمَّ وضع حلّة الحسين في الطست ، وأخذ جبرئيل يصبُّ الماء ، فالتفت النبي إلى نحو الحسين ـ وكان له من العمر خمس سنين ـ وقال له : يا قرَّة عيني ، أيَّ لون تريد حلّتك ؟ فقال الحسين : يا جدّا! أريدها حمراء ، ففركها النبيّ بيده في ذلك الماء ، فصارت حمراء كالياقوت الأحمر ، فلبسها الحسين ، فسرَّ النبيّ بذلك ، وتوجَّه

پھر حسین کا حلہ طشت میں رکھا، اور جبرائیل نے پانی ڈالنا شروع کیا، تو نبی نے حسین کی طرف دیکھا – اور ان کی عمر پانچ سال تھی – اور ان سے کہا: اے میری آنکھ کی ٹھنڈک ! تم اپنا حلہ کس رنگ میں چاہتے ہو؟ تو حسین نے کہا: اے نانا جان ! میں اسے سرخ چاہتا ہوں، تو نبی نے اسے اس پانی میں اپنے ہاتھ سے ملا، تو وہ سرخ یاقوت کی طرح سرخ ہو گیا، تو حسین نے اسے پہن لیا، پس نبی اس سے خوش ہوئے، اور

الحسن والحسين إلى أمهما فرحين مسرورين.

حسن اور حسین اپنی ماں کی طرف خوش و خرم لوٹ گئے۔

فبكى جبرئيل (عليه السلام) لما شاهد تلك الحال ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : يا أخي جبرئيل ، في مثل هذا اليوم الذي فرح فيه ولداي تبكي وتحزن ؟ فبالله عليك إلاّ ما أخبرتني ، فقال جبرئيل : اعلم ـ يا رسول الله ـ أن اختيار ابنيك على اختلاف اللون ، فلا بدّ للحسن أن يسقوه السمّ ويخضرّ لون جسده من عظم السّم ، ولابدّ للحسين أن يقتلوه ويذبحوه ويخضب بدنه من دمه ، فبكى النبي (صلى الله عليه وآله) وزاد حزنه لذلك [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/245.

.

تو جبرائیل (علیہ السلام) نے جب یہ حالت دیکھی تو رو پڑے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے میرے بھائی جبرائیل! اس دن جس میں میرے دونوں بیٹے خوش ہیں تم روتے اور غمگین ہو؟ تو اللہ کا واسطہ مجھے ضرور بتاؤ، تو جبرائیل نے کہا: جان لیجیے – اے رسول اللہ – آپ کے دونوں بیٹوں کا رنگ کے اختلاف میں انتخاب، تو حسن کو لازماً زہر پلایا جائے گا اور زہر کی شدت سے ان کے جسم کا رنگ سبز ہو جائے گا، اور حسین کو لازماً قتل کیا جائے گا اور ذبح کیا جائے گا اور ان کا بدن خون سے رنگین ہو جائے گا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) رو پڑے اور اس پر ان کا غم بڑھ گیا۔

ولله درّ السيد رضا الهندي عليه الرحمة إذ يقول :

يا ثاوياً في هجير الشمس كفّنَهُ سافي الرياح ووارته القنا القُصُدُ
على النبي عزيزٌ لو يراك وقد شفى بمصرعك الأعداءُ ما حقروا
ولو ترى أعين الزهراء قرّتها والنبل في جسمه كالهرب ينعقدُ
له على السُّمر رأس تستضيءُ به
سُمرُ القنا وعلى وجه الثرى جَسَدُ إذاً لحنّت وأنَّت وانهمت مُقَلٌ
منها وجرت بنيران الأسى كبدُ [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 133.

اور سید رضا ہندی علیہ الرحمہ کتنے اچھے کہتے ہیں:

اے وہ جو دھوپ کی تمازت میں پڑا ہے، اس کا کفن
صحراؤں کی ہوائیں اور اسے دفن کرتی ہیں سیدھی
نیزے
نبی پر عزیز ہے کاش دیکھ لیتے آپ کو جبکہ
آپ کی شہادت سے دشمنوں نے اپنا بدلہ نکالا جو
انہوں نے حقیر جانا تھا
اور اگر دیکھ لیتے زہرا کی آنکھیں جو ٹھنڈی ہوئیں اس
سے
اور تیر اس کے جسم میں شہد کی طرح جمے ہوئے ہیں
ان کے لیے نیزوں پر ایک سر ہے جس سے روشنی
ملتی ہے
سانولے نیزے اور مٹی کے چہرے پر جسم
تو یقیناً جھک جاتیں اور آہیں بھرتیں اور بہہ نکلتیں
آنکھیں
ان سے اور بہتے رنج کی آگ سے جگر

المجلس الخامس ، من اليوم التاسع
في خصال الإمام الحسين (عليه السلام) الشريفة
ومحاورته مع عمر بن سعد

جاء في زيارة جابر بن عبدالله الأنصاري (رضي الله عنه) يوم زار الحسين (عليه السلام) : فأشهد أنك ابن خاتم النبيين ، وابن سيِّد المؤمنين ، وابن حليف التقوى ، وسليل الهدى ،

پانچویں مجلس، نویں دن سے
امام حسین (علیہ السلام) کے شریف اوصاف میں
اور عمر بن سعد کے ساتھ ان کی گفتگو

جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) کی زیارت میں آیا ہے جس دن انہوں نے حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین کے بیٹے ہیں، اور سید المؤمنین کے بیٹے ہیں، اور تقویٰ کے ساتھی کے بیٹے ہیں، اور ہدایت کے فرزند ہیں،

وخامس أصحاب الكساء ، وابن سيِّد النقباء ، وابن فاطمة سيِّدة النساء ، ومالك لا تكون هكذا وقد غذتك كفّ سيّد المرسلين ، وربيت في حجر المتقين ، ورضعت من ثدي الإيمان ، وفطمت بالإسلام ، فطبت حياً وطبت ميتاً ، غير أن قلوب المؤمنين غير طيبة لفراقك ، ولا شاكة في الخيرة لك ، فعليك سلام الله ورضوانه ، وأشهد أنك مضيت على ما مضى عليه أخوك يحيى بن زكريا [1]

اور اصحاب کساء میں سے پانچویں ہیں، اور سید النقباء کے بیٹے ہیں، اور فاطمہ سیدۃ النساء کے بیٹے ہیں، اور آپ ایسے کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کو سید المرسلین کے ہاتھ نے پالا، اور متقین کی گود میں پرورش پائی، اور ایمان کی چھاتی سے دودھ پیا، اور اسلام پر دودھ چھڑایا گیا، تو آپ زندہ بھی پاکیزہ اور فوت شدہ بھی پاکیزہ، سوائے اس کے کہ مؤمنین کے دل آپ کی جدائی سے راضی نہیں، اور آپ کے لیے بہتری میں شک نہیں، تو آپ پر اللہ کی سلامتی اور اس کی خوشنودی، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسی راہ پر گزرے جس پر آپ کے بھائی یحییٰ بن زکریا گزرے۔

بشارة المصطفى ، محمد بن علي الطبري : 125.

.

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن الإمام الصادق جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : كان للحسين بن علي (عليهما السلام) خاتمان ، نقش أحدهما : لا إله إلاّ الله عُدَّة للقاء الله ، ونقش الآخر : إن الله بالغ أمره ، وكان نقش خاتم علي بن الحسين (عليهما السلام) : خزي وشقي قاتل الحسين بن علي (عليهما السلام) [2]

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے امام صادق جعفر بن محمد سے، ان کے والد (علیہما السلام) سے روایت کی، فرمایا: حسین بن علی (علیہما السلام) کی دو انگوٹھیاں تھیں، ایک پر نقش تھا: لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ، اور دوسری پر نقش تھا: ان اللہ بالغ امرہ، اور علی بن الحسین (علیہما السلام) کی انگوٹھی کا نقش تھا: خزی و شقی قاتل الحسین بن علی (علیہما السلام)۔

الأمالي ، الصدوق : 194 ح 7 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 43/247 ح 23.

.

وعن محمد بن مسلم قال : سألت الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) عن خاتم الحسين بن علي (عليهما السلام) إلى من صار ؟ وذكرت له أني سمعت أنه أُخذ من إصبعه فيما أُخذ ، قال (عليه السلام) : ليس كما قالوا ، إن الحسين (عليه السلام) أوصى إلى ابنه علي بن الحسين (عليه السلام) وجعل خاتمه في إصبعه ، وفوَّض إليه أمره ، كما فعله رسول الله (صلى الله عليه وآله) بأمير المؤمنين (عليه السلام) ، وفعله أمير المؤمنين بالحسن ، وفعله الحسن بالحسين (عليهم السلام) ، ثمَّ صار ذلك الخاتم إلى أبي (عليه السلام) بعد أبيه ، ومنه صار إليَّ ، فهو عندي ، وإني لألبسه كل جمعة وأصلّي فيه.

اور محمد بن مسلم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے حسین بن علی (علیہما السلام) کی انگوٹھی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کے پاس پہنچی؟ اور میں نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ ان کی انگلی سے لے لی گئی تھی جو کچھ لیا گیا، فرمایا (علیہ السلام): ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا، بے شک حسین (علیہ السلام) نے اپنے بیٹے علی بن الحسین (علیہ السلام) کو وصیت کی اور اپنی انگوٹھی ان کی انگلی میں پہنائی، اور اپنا امر ان کے سپرد کیا، جیسا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ کیا، اور امیر المؤمنین نے حسن کے ساتھ کیا، اور حسن نے حسین (علیہم السلام) کے ساتھ کیا، پھر وہ انگوٹھی اپنے والد کے بعد میرے والد (علیہ السلام) کے پاس پہنچی، اور ان سے میرے پاس آئی، تو وہ میرے پاس ہے، اور میں ہر جمعہ کو اسے پہنتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں۔

قال محمد بن مسلم : فدخلت إليه يوم الجمعة وهو يصلّي ، فلمّا فرغ من الصلاة مدَّ إليَّ يده ، فرأيت في إصبعه خاتماً نقشه : لا إله إلاّ الله عدّة للقاء الله ، فقال : هذا خاتم جدّي أبي عبدالله الحسين بن علي (عليهما السلام) [3]

الأمالي ، الصدوق : 207 ح 13 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 43/247 ح 22 و23.

.

محمد بن مسلم نے کہا: میں جمعہ کے دن ان کے پاس گیا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا، تو میں نے ان کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی جس کا نقش تھا: لا الہ الا اللہ عدۃ للقاء اللہ، تو فرمایا: یہ میرے دادا ابو عبداللہ الحسین بن علی (علیہما السلام) کی انگوٹھی ہے۔

وروي عن حماد بن سلمة ، قال : عن أبي قال : كنّا مع جنازة امرأة ومعنا أبو هريرة ، فجيء بجنازة رجل ، فجعله بينه وبين المرأة ، فصلى عليهما ، فلمّا أقبلنا أعيى الحسين (عليه السلام) فقعد في الطريق ، فجعل أبو هريرة ينفض التراب عن قدميه بطرف ثوبه ، فقال الحسين : يا أبا هريرة ، وأنت تفعل هذا ؟! قال أبو هريرة : دعني ، فوالله لو يعلم الناس عنك ما أعلم لحملوك على رقابهم [1]

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/179 ـ 180.

.

اور حماد بن سلمہ سے روایت ہے، کہا: اپنے والد سے، کہا: ہم ایک عورت کے جنازے کے ساتھ تھے اور ابو ہریرہ ہمارے ساتھ تھے، تو ایک مرد کا جنازہ لایا گیا، تو انہوں نے اسے اپنے اور عورت کے درمیان رکھا، اور دونوں پر نماز پڑھی، جب ہم واپس آئے تو حسین (علیہ السلام) تھک گئے اور راستے میں بیٹھ گئے، تو ابو ہریرہ اپنے کپڑے کے کنارے سے ان کے قدموں سے مٹی جھاڑنے لگے، تو حسین نے کہا: اے ابو ہریرہ! اور آپ یہ کرتے ہیں؟! ابو ہریرہ نے کہا: مجھے چھوڑ دیں، کیونکہ اللہ کی قسم اگر لوگ آپ کے بارے میں وہ جان لیں جو میں جانتا ہوں تو آپ کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیں۔

وأما شجاعته (عليه السلام) فقد قال الإربلي عليه الرحمة في كشف الغمّة : شجاعة الحسين (عليه السلام) يُضرب بها المثل ، وصبره في مأقط الحرب أعجز الأواخر والأوّل ، وثباته إذا دعيت نزال ثبات الجبل ، وإقدامه إذا ضاق المجال إقدام الأجل ، ومقامه في مقابلة هؤلاء الفجرة عادل مقام جدّه (صلى الله عليه وآله) ببدر فاعتدل ، وصبره على كثرة أعدائه وقلّة أنصاره صبر أبيه (عليه السلام) في صفين والجمل ، ومشرب العداوة واحد فبفعل الأول فعل الآخر ما فعل ، فكم من فارس مدل ببأسه جدَّله (عليه السلام) فانجدل ، وكم من بطل طَلَّ دمه فبطل ، وكم حكم سيفه فحكم في الهوادي والقلل ، فما لاقى شجاعاً إلاّ وكان لأمِّه الهُبل ، وحشرهم الله وجازى كلا بما قدَّم من العمل.

وإذا علمت أن شعار الحسين (عليه السلام) وأصحابه (اعل يا حق) وشعار أعدائه (اعل هبل) علمت أن هؤلاء في نعيم لا يزول وأولئك في شقاء لم يزل.. [2]

كشف الغمة ، الإربلي : 2/229.

.

اور ان کی شجاعت (علیہ السلام) کے بارے میں اربلی علیہ الرحمہ نے کشف الغمہ میں کہا: حسین (علیہ السلام) کی شجاعت سے مثال دی جاتی ہے، اور جنگ کے میدان میں ان کا صبر اولین و آخرین کو عاجز کر دینے والا تھا، اور جب نزال کی پکار آتی تو ان کا ٹھہراؤ پہاڑ کا ٹھہراؤ تھا، اور جب میدان تنگ ہو جاتا تو ان کی پیش قدمی اجل کی پیش قدمی تھی، اور ان فاجروں کے مقابلے میں ان کا مقام ان کے دادا (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بدر میں مقام کے برابر تھا تو برابری ہو گئی، اور ان کے دشمنوں کی کثرت اور ان کے انصار کی قلت پر ان کا صبر ان کے والد (علیہ السلام) کا صفین اور جمل میں صبر تھا، اور دشمنی کا مشرب ایک ہی تھا تو پہلے نے جو کیا اس سے آخر نے بھی وہی کیا، تو کتنے ہی فارس تھے جو اپنی قوت پر مغرور تھے انہیں (علیہ السلام) نے زمین پر گرا دیا، اور کتنے بہادر تھے جن کا خون بہایا تو ان کی بہادری ختم ہو گئی، اور کتنے سروں اور چوٹیوں میں ان کی تلوار نے حکم چلایا، تو کسی شجاع سے مقابلہ نہ کیا مگر اس کی ماں کو نوحہ کرنا پڑا، اور اللہ انہیں حشر کرے اور ہر ایک کو جزا دے جو اس نے عمل پیش کیا۔

اور جب آپ نے جان لیا کہ حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب کا نعرہ (اعلی یا حق) یعنی حق بلند ہو، تھا اور ان کے دشمنوں کا نعرہ (اعلی ھبل) یعنی ھبل بلند ہو، تھا، تو آپ نے جان لیا کہ یہ لوگ ایسی نعمت میں ہیں جو زائل نہیں ہوتی اور وہ لوگ ایسی شقاوت میں ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوئی۔۔

(2)

.

قال السيد حيدر الحلي عليه الرحمة :

سید حیدر حلی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

فأبى أَنْ يعيشَ إلاَّ عزيزاً أو تجلَّى الكِفَاحُ وهو صريعُ
رُمْحُهُ مِنْ بَنَانِهِ وَكَأَنْ مِنْ عَزْمِهِ حَدُّ سَيْفِهِ مطبوعُ

تو انہوں نے انکار کیا کہ عزت کے سوا زندہ رہیں
یا جنگ ظاہر ہو اور وہ شہید ہوں
ان کا نیزہ ان کی انگلیوں سے ہے اور گویا کہ
ان کے عزم سے ان کی تلوار کی دھار بنی ہے

وقال في قصيدة أخرى :

اور ایک اور قصیدے میں فرمایا:

عفيراً متى عَايَنَتْهُ الكُمَاةُ يختطفُ الرُّعْبُ أَلْوَانَها

خاک آلود جب بہادر اسے دیکھتے
تو خوف ان کے رنگ اُڑا دیتا

فَمَا أَجْلَت الحَرْبُ عن مِثْلِهِ قتيلا يُجَبِّنُ شُجْعَانَها

تو جنگ نے ان جیسا کوئی ظاہر نہیں کیا
کہ مقتول ہو کر اپنے بہادروں کو بزدل بنا دے

قال ابن شهر آشوب عليه الرحمة في المناقب : وقيل له (عليه السلام) يوم الطف : انزل على حكم بني عمك ، قال : لا والله لا أعطيكم بيدي إعطاء الذليل ، ولا أفرّ فرار العبيد ، ثم نادى : يا عباد الله! إني عذت بربّي وربّكم من كلّ متكبّر لا يؤمن بيوم الحساب ، وقال (عليه السلام) : موتٌ في عزّ خير من حياة في ذلّ ، وأنشأ (عليه السلام) يوم قُتل :

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے مناقب میں فرمایا: اور آپ (علیہ السلام) سے روز طف میں کہا گیا: اپنے چچازادوں کے فیصلے پر آجائیں، فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنا ہاتھ ذلیل کی طرح نہیں دوں گا، اور نہ غلاموں کی طرح بھاگوں گا، پھر پکارا: اے اللہ کے بندو! بے شک میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا، اور فرمایا (علیہ السلام): عزت میں موت ذلت میں زندگی سے بہتر ہے، اور آپ (علیہ السلام) نے جس دن شہید ہوئے فرمایا:

الموتُ خيرٌ من رُكُوبِ الْعَارِ والْعَارُ أولى من دُخُولِ النَّارِ

موت عار کی سواری سے بہتر ہے
اور عار آگ میں داخلے سے زیادہ قریب ہے

واللهِ ما هذا وهذا جَارِي

اللہ کی قسم! نہ یہ ہے اور نہ وہ میرا راستہ

وقال ابن نباتة :

اور ابن نباتہ نے کہا:

الحسينُ الذي رأى القَتْلَ في العزِّ حَيَاةً والعيشَ في الذُّلِّ قَتْلا

حسین وہ ہیں جنہوں نے عزت میں قتل کو
زندگی سمجھا اور ذلت میں زندگی کو موت

وقال آخر :

اور ایک اور شاعر نے کہا:

لَلِسَانُهُ وَسِنَانُهُ صِدْقَانِ من طَعْن وقيلِ خَلَطَ البراعةَ بالشُّجَا
عَةِ فالصليلُ عن الدليلِ

آپ کی زبان اور آپ کی نیزہ
دونوں سچے ہیں وار میں اور گفتار میں
آپ نے فصاحت کو بہادری سے ملایا
پس نیزہ کی جھنکار دلیل کی آواز بن گئی

وفي الحلية : روى محمد بن الحسن أنه لما نزل القوم بالحسين (عليه السلام) وأيقن أنهم قاتلوه قال لأصحابه : قد نزل ما ترون من الأمر ، وإن الدنيا قد تغيَّرت وتنكَّرت ، وأدبر معروفها ، واستمرت حتى لم يبق منها إلاَّ كصبابة الإناء [1]

الصبابة ـ بالضم ـ البقية من الماء في الإناء والوبيل : الوخيم أي غير الموافق الذي لا ينجع.

، وإلاَّ خسيس عيش كالمرعى الوبيل ، ألا ترون الحقَّ لا يُعمل به ، والباطل لا يُتناهى عنه ؟ ليرغب المؤمن في لقاء الله ، وإني لا أرى الموت إلاَّ سعادة ، والحياة مع الظالمين إلاَّ برماً ، وأنشأ متمثِّلا لما قصد الطفَّ :

سأمضي فما بالموتِ عارٌ على الفتى
إذا ما نوى خيراً وَجَاهَدَ مُسْلِما وواسى الرِّجَالَ الصاحلين بنفْسِهِ
وفارق مذموماً وَخَالَفَ مجرما أُقدِّمُ نفسي لا أُريدُ بقاءَها
لنلقى خميساً في الهياجِ عَرَمْرَما

فإنْ عشتُ لم أُذْمَمْ وإن متُّ لم أُلَمْ
كفى بك ذلاً أن تعيشَ فَتُرْغَمَا [1]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/224.

وروى الترمذي : كان ابن زياد يدخل قضيباً في أنف الحسين (عليه السلام) ويقول : ما رأيت مثل هذا الرأس حُسناً ، فقال أنس : إنه أشبههم برسول الله (صلى الله عليه وآله) [2]

سنن الترمذي : 3/325.

، وروي أن الحسين (عليه السلام) كان يقعد في المكان المظلم فيهتدى إليه ببياض جبينه ونحره [3]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/230.

.

اور حلیہ میں ہے: محمد بن حسن نے روایت کیا کہ جب لوگوں نے حسین (علیہ السلام) کا محاصرہ کر لیا اور آپ کو یقین ہو گیا کہ وہ آپ کو قتل کر دیں گے تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم دیکھ رہے ہو کہ کیا امر نازل ہو گیا ہے، اور بے شک دنیا بدل گئی ہے اور بے وفا ہو گئی ہے، اور اس کی بھلائی پیٹھ پھیر گئی ہے، اور یہاں تک بگڑ گئی ہے کہ اس میں سے برتن کی تہ میں باقی رہ جانے والی چیز کے سوا کچھ نہیں بچا، اور سوائے خسیس زندگی کے جو زہریلی چراگاہ کی طرح ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ حق پر عمل نہیں ہوتا، اور باطل سے باز نہیں آیا جاتا؟ تاکہ مومن اللہ کی ملاقات کی رغبت رکھے، اور بے شک میں موت کو سعادت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا، اور ظالموں کے ساتھ زندگی کو تنگی کے سوا کچھ نہیں، اور آپ نے جب طف کا ارادہ کیا تو یہ اشعار پڑھے:

میں چل پڑوں گا کیونکہ موت میں جوان کے لیے کوئی عار نہیں
جب وہ نیکی کی نیت کرے اور مسلمان ہو کر جہاد کرے
اور نیک لوگوں کی اپنی جان سے مدد کرے
اور مذموم سے جدا ہو اور مجرم کی مخالفت کرے
میں اپنی جان آگے کرتا ہوں اس کی بقا کا ارادہ نہیں رکھتا
تاکہ جنگ کے میدان میں ایک عظیم لشکر سے ٹکرا جاؤں

پس اگر میں زندہ رہا تو مذمت نہ ہوں گا اور اگر مر گیا تو ملامت نہیں ہوں گا
تیرے لیے یہ ذلت کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور ذلیل ہو

اور ترمذی نے روایت کیا: ابن زیاد حسین (علیہ السلام) کی ناک میں چھڑی ڈالتا تھا اور کہتا تھا: میں نے اس سر جیسا خوبصورت نہیں دیکھا، تو انس نے کہا: بے شک آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، اور روایت ہے کہ حسین (علیہ السلام) جب اندھیری جگہ میں بیٹھتے تھے تو آپ کی پیشانی اور سینے کی سفیدی سے لوگ آپ تک پہنچ جاتے تھے۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : روي في بعض الكتب المعتبرة عن الطبري ، عن طاووس اليماني أن الحسين بن علي (عليهما السلام) كان إذا جلس في المكان المظلم يهتدي إليه الناس ببياض جبينه ونحره ، فإن رسول الله (صلى الله عليه وآله) كان كثيراً ما يُقبّل جبينه ونحره ، وإن جبرئيل (عليه السلام) نزل يوماً فوجد الزهراء (عليها السلام) نائمة ، والحسين في مهده يبكي ، فجعل يناغيه ويسلّيه حتى استيقظت ، فسمعت صوت من يناغيه فالتفتت فلم تر أحداً ، فأخبرها النبي (صلى الله عليه وآله) أنه كان جبرئيل (عليه السلام) [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/187 ـ 188.

.

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: بعض معتبر کتابوں میں طبری سے، طاووس یمانی سے روایت ہے کہ حسین بن علی (علیہما السلام) جب اندھیری جگہ میں بیٹھتے تھے تو لوگ آپ کی پیشانی اور سینے کی سفیدی سے آپ تک پہنچ جاتے تھے، کیونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کثرت سے آپ کی پیشانی اور سینے کو بوسہ دیتے تھے، اور ایک دن جبرئیل (علیہ السلام) نازل ہوئے تو زہرا (علیہا السلام) کو سوتے ہوئے پایا، اور حسین اپنے جھولے میں رو رہے تھے، تو وہ آپ کو بہلانے اور تسلی دینے لگے یہاں تک کہ آپ (علیہا السلام) بیدار ہو گئیں، تو جس کی آواز آپ کو بہلا رہی تھی اسے سنا، توجہ کی تو کسی کو نہیں دیکھا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے آپ کو بتایا کہ وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے۔

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

اور شیخ محمد علی یعقوبی علیہ الرحمہ کو داد دینی چاہیے جب وہ فرماتے ہیں:

وَإِنّ وليداً من عليٍّ وفاطم (لأكرمُ مَنْ نِيْطَتْ عليه تَمَائِمُهْ)
فتحتفلُ الدنيا احتفاءً بِذِكْرِهِ وفي الملأ الأعلى تُقَامُ مَوَاسِمُهْ
وليدٌ حَبَاه اللهُ كلَّ كرامة فهيهاتَ تُحْصَى أَوْ تُعَدُّ مَكَارِمُهْ
هو البدرُ يلقى الرُّشْدَ مَنْ فيه يهتدي
هو البحرُ لا يحوي سوى الدرِّ عَائِمُهْ
فطيماً نشا في خيرِ حِجْر وأَنْجَبَتْ
به مِنْ ذُرَى خيرِ البُيُوتِ فَوَاطِمُهْ أبوه عليٌّ والبتولةُ أُمُّه
وَمُرْضِعُهُ الهادي وجبريلُ خَادِمُهْ
رأى الشِّرْكَ يُبني من جديد أَسَاسَهُ فثار عليه وهو بالسيفِ هَادِمُهْ

اور بے شک علی اور فاطمہ کا بچہ
سب سے زیادہ عزت والا ہے جس پر تعویذ لٹکائے گئے
دنیا آپ کے ذکر کی خوشی مناتی ہے
اور آسمان کی بلندیوں میں آپ کی یاد کی محفلیں سجتی ہیں
وہ بچہ جسے اللہ نے ہر کرامت سے نوازا
پس کہاں شمار کیے جا سکتے یا گنے جا سکتے ہیں اس کے مکارم
وہ چودھواں چاند ہیں جو اس میں ہدایت پاتا ہے اسے ہدایت ملتی ہے
وہ سمندر ہیں موتی کے سوا کچھ نہیں اس میں تیرتا
شیر خوار پروان چڑھے بہترین گود میں اور پیدا ہوئے
ان سے بہترین گھرانوں کی بلندیوں سے فاطمہ
ان کے والد علی ہیں اور بتول ان کی والدہ
اور ان کا دودھ پلانے والا ہادی ہے اور جبرئیل خادم
دیکھا شرک نئے سرے سے اپنی بنیاد بنا رہا ہے
تو اس پر تلوار سے حملہ کیا اور وہ اسے مسمار کر رہے ہیں

وَوَطَّدَ للإسلامِ عَرْشاً من العُلاَ أُقيمت بحدِّ المشرفيِّ دَعَائِمُهْ
وقد سنَّ للأحرارِ حيّاً ومَيّتاً طريقَ إباء وَاضحات مَعَالِمُهْ
تأسَّى أُبَاةُ الضيمِ فيه فَلَمْ تَرِدْ إلى مَنْهَل بالذلِّ مَرَّتْ مَطَاعِمُهْ
وَقَاوَمَ قوماً بالطفوفِ جُدُودُها إلى جَدِّه جاءت ببدر تُقَاومه
رأى حقَّه بين الطَّغَامِ موزَّعاً ودينَ أبيه تُسْتَحَلُ مَحَارِمُه
فأعلنها حَرْباً عَوَاناً بصارم به الغيُّ تنبو في القِرَاعِ صَوَارِمُهْ
فضحَّى لوَجْهِ اللهِ نفساً كريمةً ومن بَعْدِهِ للأَسْرِ سيقت كَرَائِمُه
ولو عاد حيّاً للخصامِ مَعَ العِدَا رأى أَلْفَ عِلْج كابنِ هند يُخَاصِمُهْ [1]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبد الصاحب الموسوي : 326 ـ 327.

اور اسلام کے لیے بلندی سے تخت مضبوط کیا
تیز تلواروں کی دھار سے اس کے ستون کھڑے کیے گئے
اور آزادوں کے لیے زندہ اور شہید ہو کر راہ بنائی
عزت کا راستہ جس کی نشانیاں واضح ہیں
آزاد لوگوں نے ان میں اقتدا کی پس نہیں گئے
اس چشمے کی طرف جس کے کھانے میں ذلت گزری ہو
اور طفوف میں ان لوگوں کا مقابلہ کیا جن کے اجداد
ان کے جد کی طرف بدر میں آئے تھے ان سے لڑنے
دیکھا اپنا حق اوباشوں میں تقسیم ہوا
اور اپنے باپ کے دین کی حرمتیں حلال کی جا رہی تھیں
تو کھلی جنگ کا اعلان کیا تیز تلوار سے
جس سے گمراہی کی تلواریں ٹکراؤ میں ٹوٹ جاتیں
پس اللہ کی رضا کے لیے عزیز جان قربان کر دی
اور ان کے بعد قید کے لیے ان کی عزیز خواتین کو لے جایا گیا
اور اگر دشمنوں سے جھگڑے کے لیے زندہ لوٹ آتے
تو دیکھتے ابن ہند جیسے ہزار کافروں کو ان سے جھگڑتے

فلعنة الله على قاتله ، وأخزاه الله ، وعذَّبه أشدَّ العذاب ، ولعن الله من ظلمه وضيَّق عليه ، ومنعه من الماء المباح.

پس اللہ کی لعنت ہو ان کے قاتل پر، اور اللہ نے انہیں رسوا کیا، اور انہیں سخت ترین عذاب دیا، اور اللہ کی لعنت ہو ہر اس شخص پر جس نے ان پر ظلم کیا اور انہیں تنگ کیا، اور انہیں مباح پانی سے محروم کیا۔

روى ابن سيرين عن بعض أصحابه قال : قال علي (عليه السلام) لعمر بن سعد : كيف أنت إذا قمت مقاماً تخيَّر فيه بين الجنة والنار فتختار النار ؟

ابن سیرین نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: علی (علیہ السلام) نے عمر بن سعد سے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اس مقام پر کھڑے ہوگے جہاں تمہیں جنت اور جہنم میں سے انتخاب کرنے کا اختیار ہوگا اور تم جہنم کا انتخاب کروگے؟

وروي عن سفيان ، عن سالم قال : قال عمر بن سعد للحسين (عليه السلام) : إن قوماً من السفهاء يزعمون أني أقتلك ؟ فقال حسين : ليسوا بسفهاء ولكنهم حلماء ، ثم قال : والله إنه ليقرّ بعيني أنك لا تأكل برّ العراق بعدي إلاّ قليلا.

اور سفیان سے، سالم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عمر بن سعد نے حسین (علیہ السلام) سے کہا: کچھ نادان لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں آپ کو قتل کروں گا؟ تو حسین نے فرمایا: وہ نادان نہیں بلکہ بردبار ہیں، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! یہ بات میری آنکھ کو ٹھنڈک دیتی ہے کہ تم میرے بعد عراق کا گندم بہت کم ہی کھاؤ گے۔

وعن عبدالله بن شريك قال : أدركت أصحاب الأردية المعلَّمة وأصحاب البرانس من أصحاب السواري إذا مرَّ بهم عمر بن سعد قالوا : هذا قاتل الحسين (عليه السلام) ، وذلك قبل أن يقتله [2]

اور عبداللہ بن شریک سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ان لوگوں کو پایا جو نشان دار چادروں والے تھے اور ستونوں کے پاس رہنے والوں میں سے کلاہ پوش لوگوں کو، جب عمر بن سعد ان کے پاس سے گزرتا تو وہ کہتے: یہ حسین (علیہ السلام) کا قاتل ہے، اور یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ اس نے انہیں قتل کیا تھا۔

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 45/48 ـ 49 ، تهذيب الكمال ، المزي : 21 ـ 358 ـ 359.

.

وقال ابن أعثم الكوفي في الفتوح : أرسل الحسين (عليه السلام) إلى عمر بن سعد : إني أريد أن أكلّمك فالقني الليلة بين عسكري وعسكرك ، قال : فخرج عمر بن سعد

اور ابن اعثم کوفی نے فتوح میں کہا: حسین (علیہ السلام) نے عمر بن سعد کے پاس پیغام بھیجا: میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں تو آج رات میرے لشکر اور تمہارے لشکر کے درمیان مجھ سے ملو، راوی کہتے ہیں: تو عمر بن سعد

في عشرين فارساً ، وأقبل الحسين (عليه السلام) في مثل ذلك ، فلمّا التقيا أمر الحسين (عليه السلام) أصحابه فتنحّوا عنه ، وبقي معه أخوه العباس وابنه علي الأكبر (عليهما السلام) ، وأمر عمر بن سعد أصحابه فتنحّوا عنه ، وبقي معه ابنه وغلام له يقال له : لاحق ، فقال له الحسين (عليه السلام) : ويحك يابن سعد ، أما تتقي الله الذي إليه معادك أن تقاتلني ؟ وأنا ابن من علمت ـ يا هذا ـ من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فاترك هؤلاء وكن معي ، فإني أُقرِّبك إلى الله عزَّ وجلَّ ، فقال له عمر بن سعد : أبا عبدالله ، أخاف أن تهدم داري ، فقال له الحسين (عليه السلام) : أنا أبنيها لك ، فقال : أخاف أن تؤخذ ضيعتي ، فقال الحسين (عليه السلام) : أنا أخلف عليك خيراً منها من مالي بالحجاز ، قال : فلم يجب عمر إلى شيء من ذلك.

بیس سواروں کے ساتھ نکلا، اور حسین (علیہ السلام) بھی اتنے ہی سواروں کے ساتھ آئے، جب دونوں ملے تو حسین (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ وہ الگ ہو جائیں، اور آپ کے ساتھ صرف آپ کے بھائی عباس اور آپ کے بیٹے علی اکبر (علیہما السلام) رہے، اور عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ الگ ہو جائیں، اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کا ایک غلام رہا جسے لاحق کہا جاتا تھا، تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: افسوس ہے تم پر اے ابن سعد، کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جس کی طرف تمہاری بازگشت ہے کہ تم مجھ سے جنگ کرو؟ اور میں وہ ہوں جس کے بارے میں تم جانتے ہو - اے شخص - رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے، تو ان لوگوں کو چھوڑ دو اور میرے ساتھ ہو جاؤ، کیونکہ میں تمہیں اللہ عزوجل کے قریب کروں گا، تو عمر بن سعد نے کہا: اے ابا عبداللہ، مجھے ڈر ہے کہ میرا گھر گرا دیا جائے گا، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں تمہارے لیے اسے بناؤں گا، اس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میری جاگیر چھین لی جائے گی، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں حجاز میں اپنے مال سے اس سے بہتر تمہیں دوں گا، راوی کہتے ہیں: لیکن عمر نے اس میں سے کسی بات کا جواب نہیں دیا۔

فانصرف عنه الحسين (عليه السلام) وهو يقول : مالك ؟ ذبحك الله من على فراشك سريعاً عاجلا ، ولا غفر لك يوم حشرك ونشرك ، فو الله إني لأرجو أن لا تأكل من برّ العراق إلاّ يسيراً [1]

تو حسین (علیہ السلام) اس سے واپس ہوئے اور فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ اللہ تمہیں تمہارے بستر پر جلدی اور فوری طور پر ذبح کرے، اور تمہارے اٹھائے اور جمع کیے جانے کے دن تمہیں معاف نہ کرے، اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ تم عراق کا گندم بہت تھوڑا ہی کھاؤ گے۔

كتاب الفتوح ، ابن أعثم : 5/164 ـ 166.

.

وقال أيضاً في الفتوح : وأرسل الحسين (عليه السلام) بريراً إلى عمر بن سعد ، فقال بربر : يا عمر بن سعد ، أتترك أهل بيت النبوة يموتون عطشاً ، وحلت بينهم وبين الفرات أن يشربوه ، وتزعم أنك تعرف الله ورسوله (صلى الله عليه وآله) ؟

اور انہوں نے فتوح میں یہ بھی کہا: اور حسین (علیہ السلام) نے بریر کو عمر بن سعد کے پاس بھیجا، تو بریر نے کہا: اے عمر بن سعد، کیا تم اہل بیت نبوت کو پیاسا مرنے دو گے، اور تم نے ان کے اور فرات کے درمیان حائل ہو کر انہیں پانی پینے سے روک دیا، اور تمہارا دعویٰ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو پہچانتے ہو؟

قال : فأطرق عمر بن سعد ساعة إلى الأرض ، ثمَّ رفع رأسه وقال : إني والله أعلمه يقيناً أن كل من قاتلهم وغصبهم على حقوقهم في النار لا محالة ، ولكن ويحك يا بربر ، أتشير عليَّ أن أترك ولاية الريّ فتصير لغيري ؟ ما أجد نفسي تجيبني إلى ذلك أبداً ، ثم أنشأ يقول :

راوی کہتے ہیں: تو عمر بن سعد کچھ دیر تک زمین کی طرف جھکا رہا، پھر اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: میں اللہ کی قسم ! یقین سے جانتا ہوں کہ جو بھی ان سے لڑے گا اور ان کے حقوق غصب کرے گا وہ یقیناً جہنم میں ہوگا، لیکن افسوس ہے تم پر اے بربر، کیا تم مجھے مشورہ دیتے ہو کہ میں ری کی حکومت چھوڑ دوں تو وہ کسی اور کو مل جائے گی؟ میں اپنے نفس کو اس کے لیے کبھی تیار نہیں پاتا، پھر اس نے یہ اشعار کہے:

دَعَاني عبيدُ اللهِ من دُوْنِ قَوْمِهِ إلى خُطَّة فيها خَرَجْتُ لحيني
فَوَاللهِ لاَ أَدري وإنّي لواقفٌ أُفكر في أمري على خطرين
أَأَتْرُكُ مُلْكَ الريِّ والريُّ بُغْيَةٌ أم ارْجِعُ مذموماً بقَتْلِ حُسَينِ

عبید اللہ نے مجھے اپنی قوم میں سے بلایا
ایسی تجویز کی طرف جس میں میرے لیے خارج ہونا
میری رسوائی تھا
اللہ کی قسم ! میں نہیں جانتا اگرچہ میں کھڑا ہوں
اپنے معاملے میں دو خطرات پر سوچ رہا ہوں
کیا میں ری کی حکومت چھوڑ دوں اور ری میری
خواہش ہے
یا واپس لوٹوں مذموم ہو کر حسین کے قتل سے

وفي قَتْلِهِ النَّارُ التي ليس دونها حِجَابٌ ومُلْكُ الريِّ قُرَّةُ عَيْنِ

اور اس کے قتل میں آگ ہے جس کے آگے کوئی
پردہ نہیں اور ری کی حکومت میری آنکھ کی ٹھنڈک
ہے

قال : فرجع برير بن خضير إلى الحسين (عليه السلام) فقال : يا بن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، إن عمر بن سعد قد رضي أن يقتلك بملك الريّ [1]

راوی کہتے ہیں: پس بریر بن خضیر حسین (علیہ السلام) کی طرف واپس آئے اور کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے ! عمر بن سعد نے ری کی حکومت کے بدلے میں آپ کو قتل کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔

كتاب الفتوح ، ابن أعثم : 5 ـ 171 ـ 173.

.

وقال ياقوت في معجم البلدان : وكان عبيدالله بن زياد قد جعل لعمر بن سعد بن أبي وقاص ولاية الريّ إن خرج على الجيش الذي توجَّه لقتال الحسين بن علي (عليه السلام) ، فأقبل يميل بين الخروج وولاية الريّ والقعود ، فغلبه حبّ الدنيا والرياسة حتى خرج ، فكان من قتل الحسين (عليه السلام) ما كان [2]

اور یاقوت نے معجم البلدان میں کہا: عبیداللہ بن زیاد نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کو ری کی حکومت کا وعدہ دیا تھا اگر وہ اس لشکر کی قیادت کرے جو حسین بن علی (علیہ السلام) سے جنگ کے لیے روانہ ہوا تھا، پس وہ لشکر کے ساتھ نکلنے اور ری کی حکومت حاصل کرنے یا بیٹھے رہنے کے درمیان متردد رہا، پھر دنیا کی محبت اور سرداری کی خواہش نے اس پر غالب آگئی یہاں تک کہ وہ نکل آیا، پھر حسین (علیہ السلام) کے قتل کا وہ واقعہ پیش آیا جو پیش آیا۔

معجم البلدان ، الحموي : 3 ـ 118.

.

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ سید محمد حسین قزوینی پر رحمت نازل کرے جب وہ فرماتے ہیں:

حتى إذا نَفَذَ القضاءُ وأقبلت زُمَرُ العِدَى تستنُّ في عَدَوَاتِها
نَشَرَتْ ذَوَائِبَ عِزِّها وَتَخَايَلَتْ تَطْوِي على حَرِّ الظَّمَا مُهَجَاتِها
وتعانقت هي والسيوفُ وَبَعْدَ ذا مَلَكَتْ عِنَاقَ الحُوْرِ في جَنَّاتِها
وتناهبت أَشْلاَءَهم قُصُدُ القَنَا ورُؤُوسُهُمْ رُفِعَتْ على أَسَلاَتِها
وانصاع حَامِيَةُ الشريعةِ ظامئاً ما بَلَّ غُلَّتَه بعَذْبِ فُرَاتِها
أَضْحَى وَقَدْ جَعَلَتْه آلُ أميَّة شَبَحَ السِّهَامِ رَمِيَّةً لِرُمَاتِها
حتَّى قَضَى عطشاً بمُعْتَرَكِ الوَغَى والسُّمْرُ تَصْدُرُ منه في نَهَلاَتِها
وجرت خيولُ الشركِ فوقَ ضُلُوعِهِ عَدْواً تَجُولُ عليه في حَلَبَاتِها [3]

مثير الأحزان ، الجواهري : 113.

یہاں تک کہ جب تقدیر پوری ہو گئی اور آئے
دشمنوں کے جتھے اپنی دشمنی میں دوڑتے ہوئے
انہوں نے اپنی عزت کی زلفیں پھیلائیں اور خود نمائی کی
پیاس کی تپش کو اپنی جانوں میں لپیٹے ہوئے
اور انہوں نے تلواروں سے گلے ملائے اور اس کے بعد
جنتوں میں حوروں کے عناق کے مالک بن گئے
اور نیزوں کی نوکوں نے ان کے اعضاء کو لوٹ لیا
اور ان کے سر اپنی نوکوں پر بلند کیے گئے
اور شریعت کا محافظ پیاسا روانہ ہوا
فرات کے شیریں پانی سے اپنی پیاس نہ بجھا سکا
صبح کو آل امیہ نے اسے بنا دیا
تیروں کا نشانہ اپنے تیر اندازوں کے لیے
یہاں تک کہ میدان جنگ میں پیاسا شہید ہو گیا
اور نیزے اس سے اپنے پہلے وار میں نکلتے رہے
اور شرک کے گھوڑے اس کی پسلیوں پر دوڑے
دوڑتے ہوئے اس پر اپنی دوڑ میں چکر لگاتے رہے

المجلس الأول ، من ليلة عاشوراء
خطبة الإمام الحسين (عليه السلام) في
أصحابه ليلة عاشوراء

جاء في الزيارة الناحية الشريفة مخاطبا لسيد الشهداء (عليه السلام) : كنت للرسول (صلى الله عليه وآله) ولدا ، وللقرآن منقذا ، وللأمة عضدا ، وفي الطاعة مجتهدا ، حافظا للعهد والميثاق ، ناكبا عن سبل الفساق ، باذلا للمجهود ، طويل الركوع والسجود ، زاهداً في الدنيا زهد الراحل عنها ، ناظرا إليها بعين المستوحشين منها ، آمالك عنها مكفوفة ، وهمتك عن زينتها مصروفة ، وألحاظك عن بهجتها مطروفة ، ورغبتك في الآخرة معروفة ، حتى إذا الجور مد باعه ، وأسفر الظلم قناعه ، ودعا الغي أتباعه ، وأنت في حرم جدك قاطن ، وللظالمين مباين ، جليس البيت والمحراب ، معتزل عن اللذات والشهوات ، تنكر المنكر بقلبك ولسانك ، على قدر طاقتك وإمكانك.

ثم اقتضاك العلم للإنكار ، ولزمك أن تجاهد الفجار ، فسرت في أولادك وأهاليك ، وشيعتك ومواليك ، وصدعت بالحق والبينة ، ودعوت إلى الله بالحكمة والموعظة الحسنة وأمرت بإقامة الحدود ، والطاعة للمعبود ، ونهيت عن الخبائث والطغيان ، وواجهوك بالظلم والعدوان [1]

المزار ، المشهدي : 502.

.

جاء في بحار الأنوار للعلامة المجلسي عليه الرحمة في حوادث يوم تاسوعاء قال : ثم نادى عمر : يا خيل الله اركبي ، وبالجنة أبشري ، فركب الناس ثم زحف نحوهم بعد العصر والحسين (عليه السلام) جالس أمام بيته محتبيءً بسيفه إذ خَفقَ برأسه على ركبتيه ، وسمعت

أختُه الصيحةَ ، فدنت من أخيها وقالت : يا أخي أما تسمع هذه الأصوات قد اقتربت ؟ فرفع الحسين (عليه السلام) رأسه فقال : إني رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) الساعةَ في المنام ، وهو يقول لي : إنك تروح إلينا ، فلطمت أختُه وجهَهَا ، ونادت بالويل فقال لها الحسين (عليه السلام) : ليس لك الويل يا أخته اسكتي رحمك الله ، وفي رواية السيد قال : يا أخاه إني رأيت الساعة جدي محمداً وأبي علياً وأمي فاطمة وأخي الحسن وهم يقولون : يا حسين إنك رائح إلينا عن قريب ، وفي بعض الروايات : غداً ، قال : فلطمت زينب (عليها السلام) على وجهها وصاحت ، فقال لها الحسين (عليه السلام) : مهلا ، لا تشمتي القوم بنا [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/391 ، اللهوف في قتلى الطفوف ، السيد ابن طاووس : 55.

.

پہلی مجلس، شب عاشور سے
شب عاشور میں امام حسین (علیہ السلام) کا اپنے اصحاب کے سامنے خطبہ
زیارت ناحیہ مقدسہ میں سید الشہداء (علیہ السلام) کو مخاطب کرتے ہوئے آیا ہے: آپ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند تھے، قرآن کے نجات دہندہ تھے، امت کے سہارے تھے، اطاعت میں کوشاں تھے، عہد و پیمان کے محافظ تھے، فاسقوں کے راستوں سے دور رہنے والے تھے، بھرپور جہد کرنے والے تھے، طویل رکوع و سجود کرنے والے تھے، دنیا میں ایسے زاہد تھے جیسے یہاں سے کوچ کرنے والا، اس کی طرف ایسے دیکھنے والے جیسے اس سے وحشت کرنے والا، آپ کی آرزوئیں اس سے کٹی ہوئی تھیں، آپ کی ہمت اس کی زینت سے منصرف تھی، آپ کی نگاہیں اس کی رونق سے پھری ہوئی تھیں، آپ کی رغبت آخرت میں معروف تھی، یہاں تک کہ جب جور نے اپنی بانہیں پھیلائیں، اور ظلم نے اپنا نقاب اتار دیا، اور گمراہی نے اپنے پیروکاروں کو بلایا، اور آپ اپنے جد کے حرم میں رہائش پذیر تھے، اور ظالموں سے جدا تھے، گھر اور محراب میں بیٹھنے والے تھے، لذتوں اور شہوتوں سے کنارہ کش تھے، منکر کا انکار اپنے دل اور زبان سے کرتے تھے، اپنی طاقت اور استطاعت کی حد تک۔

پھر علم نے آپ کو انکار کا تقاضا کیا، اور آپ پر فاسقوں سے جہاد کرنا لازم آیا، پس آپ اپنی اولاد اور گھر والوں، اور اپنے شیعوں اور دوستوں کے ساتھ نکلے، اور حق اور واضح دلیل کے ساتھ اعلان کیا، اور حکمت اور حسن موعظہ کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دی، اور حدود کے قیام اور معبود کی اطاعت کا حکم دیا، اور خبائث اور طغیان سے منع کیا، اور انہوں نے آپ کا ظلم و عدوان سے مقابلہ کیا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی بحار الانوار میں یوم تاسوعا کے واقعات میں آیا ہے، فرماتے ہیں: پھر عمر نے پکارا: اے اللہ کے گھوڑو! سوار ہو جاؤ، اور جنت کی خوشخبری لو، تو لوگ سوار ہو گئے، پھر عصر کے بعد ان کی طرف بڑھا اور حسین (علیہ السلام) اپنے خیمے کے سامنے بیٹھے تھے اپنی تلوار سے ٹیک لگائے ہوئے، جب آپ کا سر اپنے گھٹنوں پر جھکا، اور آپ کی

بہن نے شور سنا، تو وہ اپنے بھائی کے قریب آئی اور کہا: اے بھائی! کیا آپ یہ آوازیں نہیں سنتے جو قریب آگئی ہیں؟ تو حسین (علیہ السلام) نے سر اٹھایا اور فرمایا: میں نے ابھی خواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا ہے، اور وہ مجھ سے فرما رہے تھے: بے شک تم ہمارے پاس شام کو آرہے ہو، تو آپ کی بہن نے اپنے چہرے پر تھپڑ مارا، اور واویلا کیا، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اے بہن! تمہارے لیے واویلا نہیں ہے، خاموش ہو جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے، اور سید کی روایت میں آیا ہے: فرمایا: اے بہن! میں نے ابھی اپنے جد محمد اور اپنے والد علی اور اپنی والدہ فاطمہ اور اپنے بھائی حسن کو دیکھا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں: اے حسین! بے شک تم عنقریب ہماری طرف آنے والے ہو، اور بعض روایات میں ہے: کل، راوی کہتے ہیں: تو زینب (علیہا السلام) نے اپنے چہرے پر تھپڑ مارا اور چیخ اٹھیں، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: ٹھہرو، قوم کو ہم پر شماتت کا موقع نہ دو۔

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فقال له العباس بن علي (عليه السلام) : يا أخي! أتاك القوم ، فنهض ثم قال : اركب أنت ـ يا أخي! ـ حتى تلقاهم وتقول لهم : مالكم ؟ وما بدا لكم ؟ وتسألهم عمّا جاء بهم ، فأتاهم العباس في نحو من عشرين فارساً ، فيهم زهير بن القين وحبيب بن مظاهر ، فقال لهم العباس (عليه السلام) : ما بدا لكم ؟ وما تريدون ؟ قالوا : قد جاء أمر الأمير أن نعرض عليكم أن تنزلوا على حكمه أو نناجزكم ، قال : فلا تعجلوا حتى أرجع إلى أبي عبدالله فأعرض عليه ما ذكرتم ، فوقفوا فقالوا : القه وأعلمه ثمَّ القنا بما يقول لك ، فانصرف العباس راجعاً يركض إلى الحسين (عليه السلام) يخبره الخبر ، ووقف أصحابه يخاطبون القوم ، ويعظونهم ويكفُّونهم عن قتال الحسين (عليه السلام).

شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تو عباس بن علی (علیہ السلام) نے ان سے عرض کیا: اے بھائی ! لشکر آپ کے پاس آگیا ہے، پس آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم سوار ہو – اے میرے بھائی ! – یہاں تک کہ تم ان سے ملو اور ان سے کہو: تمہیں کیا ہوا ہے؟ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اور ان سے پوچھو کہ انہیں کیا لایا ہے، پس عباس تقریباً بیس سواروں کے ساتھ ان کی طرف گئے، جن میں زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے، تو عباس (علیہ السلام) نے ان سے کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: امیر کا حکم آیا ہے کہ ہم تم پر پیش کریں کہ تم اس کے فیصلے پر نازل ہو جاؤ یا ہم تم سے نبرد آزمائی کریں، آپ نے فرمایا: جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں ابو عبداللہ کے پاس واپس جاؤں اور جو تم نے ذکر کیا ہے اسے ان پر پیش کروں، پس وہ رک گئے اور کہا: ان سے ملو اور انہیں بتاؤ، پھر ہمیں بتاؤ کہ وہ تم سے کیا کہتے ہیں، پس عباس واپس لوٹے دوڑتے ہوئے حسین (علیہ السلام) کی طرف تاکہ انہیں خبر دیں، اور آپ کے اصحاب قوم سے بات کرتے رہے، اور انہیں نصیحت کرتے رہے اور حسین (علیہ السلام) سے جنگ سے روکتے رہے۔

فجاء العباس إلى الحسين (عليه السلام) وأخبره بما قال القوم ، فقال : ارجع إليهم ، فإن استطعت أن تؤخِّرهم إلى غد ، وتدفعهم عنا العشيّة لعلّنا نصلّي لربِّنا الليلة وندعوه ونستغفره ، فهو يعلم أني قد كنت أحبّ الصلاة له ، وتلاوة كتابه وكثرة الدعاء والاستغفار.

پس عباس حسین (علیہ السلام) کے پاس آئے اور انہیں بتایا جو قوم نے کہا تھا، تو آپ نے فرمایا: ان کے پاس واپس جاؤ، اگر تم ان کو کل تک مہلت دلوا سکو، اور آج شام کو انہیں ہم سے ٹال دو تاکہ ہم اپنے رب کے لیے رات کو نماز پڑھیں اور اس سے دعا کریں اور اس سے استغفار کریں، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں اس کے لیے نماز کو پسند کرتا تھا، اور اس کی کتاب کی تلاوت کو اور کثرت سے دعا اور استغفار کو۔

فمضى العباس إلى القوم ، ورجع من عندهم ، ومعه رسول من قبل عمر ابن سعد يقول : إنّا قد أجَّلناكم إلى غد ، فإن استسلمتم سرَّحنا بكم إلى عبيدالله بن زياد ، وإن أبيتم فلسنا بتاركيكم ، فانصرف.

پس عباس قوم کی طرف گئے، اور ان کے پاس سے واپس آئے، اور ان کے ساتھ عمر بن سعد کی طرف سے ایک قاصد تھا جو کہتا ہے: ہم نے تمہیں کل تک کی مہلت دے دی ہے، اگر تم تسلیم ہو جاؤ تو ہم تمہیں عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیں گے، اور اگر تم انکار کرو تو ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے، پس وہ واپس چلا گیا۔

ولله درّ الشاعر إذ يقول :

فَاسْتَمْهَلَ السِّبْطُ الطُّغَاةَ لعلَّه يدعو إلى اللهِ العليِّ وَيَضْرَعُ
فَأَقَامَ ليلتَهُ يُنَاجي رَبَّه طوراً وَيَسْجُدُ في الظلامِ وَيَرْكَعُ

اور اللہ شاعر پر رحمت نازل کرے جب وہ کہتا ہے:

پس سبط نے ظالموں سے مہلت مانگی شاید کہ
وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور گڑگڑائے
پس اپنی رات گزاری اپنے رب سے مناجات کرتے ہوئے
کبھی اور اندھیرے میں سجدہ کرتے اور رکوع کرتے۔

وجمع الحسين (عليه السلام) أصحابه عند قرب المساء ، قال علي بن الحسين زين العابدين (عليهما السلام) : فدنوت منه لأسمع ما يقول لهم وأنا إذ ذاك مريض ، فسمعت أبي يقول لأصحابه : أثني على الله أحسن الثناء ، وأحمده على السرّاء والضرّاء ، اللهمَّ إنّي أحمدك على أن أكرمتنا بالنبوّة ، وعلَّمتنا القرآن ، وفقَّهتنا في الدين ، وجعلت لنا أسماعاً وأبصاراً وأفئدة ، فاجعلنا من الشاكرين.

اور حسین (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب کو شام کے قریب جمع کیا، علی بن الحسین زین العابدین (علیہما السلام) نے فرمایا: میں ان کے قریب ہوا تاکہ سنوں کہ وہ ان سے کیا فرماتے ہیں اور میں اس وقت بیمار تھا، تو میں نے اپنے والد کو سنا کہ وہ اپنے اصحاب سے فرما رہے تھے: میں اللہ کی بہترین ثنا بیان کرتا ہوں، اور خوشی و غم میں اس کی حمد کرتا ہوں، اے اللہ ! میں تیری حمد کرتا ہوں اس پر کہ تو نے ہمیں نبوت سے نوازا، اور ہمیں قرآن سکھایا، اور دین میں ہمیں سمجھ عطا کی، اور ہمارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنائے، پس ہمیں شکر کرنے والوں میں سے بنا دے۔

أمّا بعد ، فإني لا أعلم أصحاباً أوفى ولا خيراً من أصحابي ، ولا أهل بيت أبرَّ وأوصل من أهل بيتي ، فجزاكم الله عنّي خيراً ، ألا وإنّي لأظنُّ يوماً لنا من هؤلاء ، ألا وإنّي قد أذنت لكم ، فانطلقوا جميعاً في حلٍّ ، ليس عليكم حرج منّي ولا ذمام ، هذا الليل قد غشيكم فاتّخذوه جملا.

اما بعد، میں ایسے اصحاب کو نہیں جانتا جو میرے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر ہوں، اور نہ ایسے اہل بیت کو جانتا ہوں جو میرے اہل بیت سے زیادہ نیک اور صلہ رحمی کرنے والے ہوں، اللہ تمہیں میری طرف سے بہترین جزا عطا کرے۔ خبردار! میرا خیال ہے کہ ہمارا دن ان لوگوں کی طرف سے آگیا ہے، خبردار! میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے، تم سب آزاد ہو کر چلے جاؤ، میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں اور نہ کوئی ذمہ داری، یہ رات نے تمہیں ڈھانپ لیا ہے تو اسے (اپنی نجات کے لیے) سواری بنا لو۔

فقال له إخوته وأبناؤه وبنو أخيه وابنا عبدالله بن جعفر : لِمَ نفعل ذلك ؟ لنبقى بعدك ؟ لا أرانا الله ذلك أبداً ، بدأهم بهذا القول العباس بن علي واتّبعته الجماعة عليه فتكلّموا بمثله ونحوه.

تو ان کے بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے دونوں بیٹوں نے ان سے کہا: ہم ایسا کیوں کریں؟ تاکہ آپ کے بعد زندہ رہیں؟ اللہ ہمیں یہ دن کبھی نہ دکھائے۔ عباس بن علی نے ان کے سامنے یہ بات شروع کی اور جماعت نے ان کی پیروی کی اور سب نے اسی طرح کی یا اس جیسی بات کہی۔

فقال الحسين (عليه السلام) : يا بني عقيل! حسبكم من القتل بمسلم بن عقيل ، فاذهبوا أنتم فقد أذنت لكم ، فقالوا : سبحان الله! ما نقول للناس ؟ نقول : إنّا تركنا شيخنا وسيِّدنا وبني عمومتنا خير الأعمام ، ولم نرمِ معهم بسهم ، ولم نطعن معهم برمح ، ولم نضرب معهم بسيف ، ولا ندري ما صنعوا ، لا والله ما نفعل ذلك ، ولكن نفديك

پس حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے بنی عقیل! تمہارے لیے مسلم بن عقیل کا قتل کافی ہے، لہذا تم چلے جاؤ، میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ انہوں نے کہا: سبحان اللہ! ہم لوگوں سے کیا کہیں گے؟ کیا ہم کہیں کہ ہم نے اپنے بزرگ اور اپنے سردار اور اپنے چچا زاد بھائیوں کو جو بہترین چچا ہیں چھوڑ دیا، اور ان کے ساتھ نہ تیر چلایا، نہ نیزہ پھینکا، نہ تلوار سے وار کیا، اور نہ جانا کہ انہوں نے کیا کیا؟ نہیں، اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں کریں گے، بلکہ ہم آپ پر قربان ہوں گے

بأنفسنا وأموالنا وأهلنا ، ونقاتل معك حتى نرد موردك ، فقبَّح الله العيش بعدك.

اپنی جانوں، اپنے مالوں اور اپنے گھر والوں سے، اور آپ کے ساتھ جنگ کریں گے یہاں تک کہ آپ کے ٹھکانے تک پہنچ جائیں، اللہ آپ کے بعد کی زندگی کو ذلیل کرے۔

وقام إليه مسلم بن عوسجة ، فقال : أنحن نخلّي عنك ، وبم نعتذر إلى الله في أداء حقّك ؟ لا والله حتى أطعن في صدورهم برمحي ، وأضربهم بسيفي ما ثبت قائمه في يدي ، ولو لم يكن معي سلاح أقاتلهم به لقذفتهم بالحجارة ، والله لا نخلّيك حتّى يعلم الله أنا قد حفظنا غيبة رسول الله (صلى الله عليه وآله) فيك ، أما والله! لو علمت أني أُقتل ثم أُحيى ثم أُحرق ثم أُحيى ثم أذرّى ، يفعل ذلك بي سبعين مرّة ، ما فارقتك حتى ألقى حِمامي دونك ، فكيف لا أفعل ذلك وإنّما هي قتلة واحدة ، ثم هي الكرامة التي لا انقضاء لها أبداً.

اور مسلم بن عوسجہ ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: کیا ہم آپ کو چھوڑ دیں، اور اللہ کے سامنے آپ کے حق کی ادائیگی میں کیا عذر پیش کریں؟ نہیں، اللہ کی قسم! یہاں تک کہ میں اپنے نیزے سے ان کے سینوں میں وار کروں، اور اپنی تلوار سے ان پر ضرب لگاؤں جب تک اس کا دستہ میرے ہاتھ میں ثابت رہے، اور اگر میرے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو جس سے میں ان سے لڑوں تو میں انہیں پتھر مار مار کر لڑوں گا۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ اللہ جان لے کہ ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی آپ میں غیبت کی حفاظت کی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میں جانتا کہ مجھے قتل کیا جائے گا پھر زندہ کیا جائے گا پھر جلایا جائے گا پھر زندہ کیا جائے گا پھر بکھیر دیا جائے گا، اور یہ میرے ساتھ ستر مرتبہ کیا جائے گا، تب بھی میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ کے سامنے اپنی موت کو پہنچ جاؤں، تو پھر میں ایسا کیوں نہ کروں جبکہ یہ تو صرف ایک قتل ہے، پھر یہ وہ کرامت ہے جس کی کبھی کوئی انتہا نہیں ہے۔

وقام زهير بن القين فقال : والله! لوددت أنّي قُتلت ثمَّ نُشرت ثم قُتلت حتى أُقتل هكذا ألف مرّة ، وأنّ الله يدفع بذلك القتل عن نفسك ، وعن أنفس هؤلاء الفتيان من أهل بيتك.

اور زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم! میری خواہش ہے کہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں یہاں تک کہ اس طرح ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں، اور یہ کہ اللہ اس کے ذریعے آپ کی جان اور آپ کے اہل بیت کے ان جوانوں کی جانوں سے قتل کو دور کر دے۔

وتكلَّم جماعة أصحابه بكلام يشبه بعضه بعضاً في وجه واحد ، فجزَّاهم الحسين (عليه السلام) خيراً ، وانصرف إلى مضربه.

اور ان کے اصحاب کی جماعت نے ایسی باتیں کیں جو ایک ہی مفہوم میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں، تو حسین (علیہ السلام) نے انہیں بہترین جزا دی، اور اپنے خیمے کی طرف واپس چلے گئے۔

وقال السيد عليه الرحمة : وقيل لمحمد بن بشر الحضرمي في تلك الحال : قد أُسر ابنك بثغر الريّ ، فقال : عند الله أحتسبه ونفسي ، ما أحبُّ أن يؤسر وأنا أبقى بعده ، فسمع الحسين (عليه السلام) قوله فقال : رحمك الله ، أنت في حلٍّ من بيعتي فاعمل في فكاك ابنك ، فقال : أكلتني السباع حيّاً إن فارقتك ، قال : فأعط ابنك هذه الأثواب والبرود يستعين بها في فداء أخيه ، فأعطاه خمسة أثواب قيمتها ألف دينار.

اور سید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور محمد بن بشیر حضرمی سے اس حالت میں کہا گیا: آپ کے بیٹے کو ثغر ری میں قید کر لیا گیا ہے، تو انہوں نے کہا: میں اسے اور اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کرتا ہوں، مجھے یہ پسند نہیں کہ وہ قید ہو اور میں اس کے بعد باقی رہوں۔ حسین (علیہ السلام) نے ان کی بات سنی تو فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، تم میری بیعت سے آزاد ہو، اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے کوشش کرو۔ انہوں نے کہا: درندے مجھے زندہ کھا جائیں اگر میں آپ سے جدا ہوا۔ آپ نے فرمایا: تو یہ کپڑے اور چادریں اپنے بیٹے کو دو تاکہ وہ اپنے بھائی کی آزادی میں ان سے مدد لے، تو آپ نے انہیں پانچ کپڑے عطا کیے جن کی قیمت ایک ہزار دینار تھی۔

قال : وبات الحسين (عليه السلام) وأصحابه تلك الليلة ، ولهم دويٌّ كدويِّ النحل ، ما بين راكع وساجد ، وقائم وقاعد ، فعبر إليهم في تلك الليلة من عسكر عمر بن سعد اثنان وثلاثون رجلا [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/391 ـ 394.

راوی کہتے ہیں: اور حسین (علیہ السلام) اور ان کے اصحاب نے اس رات گزاری، اور ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی تھی، کوئی رکوع میں اور کوئی سجدے میں، کوئی کھڑا اور کوئی بیٹھا۔ اس رات عمر بن سعد کے لشکر سے بتیس آدمی ان کے پاس آ گئے۔ اور سید محسن امین علیہ الرحمۃ کا کیا خوب ارشاد ہے جب وہ فرماتے ہیں:

ولله درّ السيد محسن الأمين عليه الرحمة إذ يقول :

بات الحسينُ وصَحْبُهُ من حَوْلِهِ ولهم دويٌّ النَّحْلِ لَمَّا بَاتُوا
مِنْ رُكَّع وَسْطَ الظلامِ وسُجَّد للهِ منهم تَكْثُرُ الدَّعَوَاتُ
وَتَرَاءَتِ الْحُورُ الحِسَانُ وَزُيِّنَتْ لِقُدُومِهِمْ بنعيمِها الجَنَّاتُ
وَبَدَا الصَّبَاحُ وَلَمْ تَنَمْ عينٌ لهم كلاَّ وَلاَ نَابَتْهُمُ غَفَوَاتُ [1]

الدر النضيد ، السيد محسن الأمين : 71.

حسین اور ان کے ساتھی رات گزار رہے تھے ان کے ارد گرد
اور ان کی آواز شہد کی مکھیوں جیسی تھی جب انہوں نے رات بسر کی
رکوع کرنے والے اندھیرے کے بیچ اور سجدے کرنے والے
اللہ کے حضور ان میں سے دعائیں بہت زیادہ ہیں
اور خوبصورت حوریں نظر آئیں اور سجائی گئیں
ان کی آمد پر اپنی نعمتوں کے ساتھ جنتیں
اور صبح ظاہر ہوئی اور ان میں سے کسی کی آنکھ نہیں سوئی
ہرگز نہیں اور نہ ہی انہیں اونگھ آئی

ويقول الشيخ عبد المنعم الفرطوسي عليه الرحمة :

اور شیخ عبد المنعم الفرطوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

هذه ليلةُ الوداعِ وهذا آخِرُ الْعَهْدِ مِنْهُمْ باللِّقَاءِ
عَمَّرُوها مِنَ التُّقَى فأماتوا شَهَوَاتِ النفوسِ بالإِحْيَاءِ
يومَ بَاتُوا على هُدَى صلوات بَيْنَ خوف من رَبِّهم وَرَجَاءِ
كدويِّ النَّحْلِ ابتهالا وَنَجْوَىً لَهُمُ في غَيَاهِبِ الظَّلْمَاءِ
وَهُمُ بينَ راكع بِخُضُوع وَخُشُوع وَضَارع في دُعَاءِ
يَتَهَادَوْنَ والهدايا تَحَايَا بُشْرَيَاتٌ بِغِبْطَة وَهَنَاءِ
هذه الجَنَّةُ التي قد أُعِدَّتْ تَتَرَاءى لأَعْيُنِ الشهداءِ
وبنو هَاشِم نِطَاقُ عُيُون مُسْتَدِيرٌ عَلَى خِيَامِ النِّسَاءِ
وأبو الْفَضْلِ فَارِسُ الجمعِ ترنو مُقْلَتَاهُ لِمُقْلَةِ الحوراءِ [2]

ملحمة أهل البيت (عليهم السلام) ، الفرطوسي : 3/93.

یہ ہے رخصت کی رات اور یہ ہے
ان کے ملاقات کا آخری عہد
انہوں نے اسے تقویٰ سے آباد کیا پھر مار دیا
نفسوں کی خواہشات کو زندگی بخشنے سے
جس دن وہ رات بسر کی ہدایت پر نمازوں کے درمیان
اپنے رب سے خوف اور امید کے ساتھ
شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح عاجزی اور
مناجات
اندھیرے کے پردوں میں ان کی
اور وہ درمیان خضوع کے ساتھ رکوع کرنے والے
اور خشوع کے ساتھ اور دعا میں گڑگڑانے والے
ایک دوسرے کو ہدیے دے رہے تھے اور ہدیے تحفے
خوشیوں کے ساتھ بشارتیں ہیں اور مسرت
یہ وہ جنت ہے جو تیار کی گئی
شہداء کی آنکھوں کے سامنے نمودار ہوئی
اور بنو ہاشم آنکھوں کا حلقہ
عورتوں کے خیموں کے گرد گھومتا ہوا
اور ابو الفضل جماعت کے سوار کی آنکھیں
حوراء کی آنکھ کی طرف دیکھتی ہیں

المجلس الثاني ، من ليلة عاشوراء
حديث الإمام زين العابدين (عليه السلام)
ووصيّة الإمام الحسين (عليه السلام) لأخته زينب (عليها السلام)
قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : قال علي بن الحسين (عليهما السلام) : إنّي جالس في

دوسری مجلس، شب عاشورہ سے
امام زین العابدین (علیہ السلام) کی حدیث
اور امام حسین (علیہ السلام) کی اپنی بہن زینب (علیہا السلام) کو وصیت
شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: علی بن الحسین (علیہما السلام) نے فرمایا: میں بیٹھا ہوا تھا

تلك الليلة التي قُتل أبي في صبيحتها وعندي عمّتي زينب تمرِّضني ، إذ اعتزل أبي في خباء له ، وعنده جون مولى أبي ذر الغفاري ، وهو يعالج سيفه ويصلحه ، وأبي يقول :

اس رات جس کی صبح میں میرے والد کو شہید کیا گیا اور میری پھوپھی زینب میرے پاس تھیں جو میری تیمارداری کر رہی تھیں، جب میرے والد نے ایک خیمے میں علیحدگی اختیار کی، اور ان کے پاس ابوذر غفاری کے غلام جون تھے، اور وہ اپنی تلوار کی تیاری اور اصلاح کر رہے تھے، اور میرے والد فرما رہے تھے:

يَا دَهْرُ أُفٍّ لَكَ مِنْ خليلِ كَمْ لَكَ بالإشْرَاقِ والأصيلِ
من صَاحِب وَطَالِب قتيلِ والدَّهْرُ لاَ يَقْنَعُ بالبديلِ
وَإنّما الأَمْرُ إلى الجليلِ وَكُلُّ حيٍّ سَالِكٌ سبيلي

اے زمانہ ! تجھ پر افسوس اے دوست
کتنی بار تیرے لیے صبح اور شام میں
صاحب ہے اور مقتول طالب
اور زمانہ بدل پر راضی نہیں ہوتا
اور بے شک معاملہ جلیل کی طرف ہے
اور ہر زندہ چیز راستے پر چلنے والی ہے

فأعادها مرّتين أو ثلاثاً حتى فهمتها ، وعلمت ما أراد فخنقتني العبرة ، فرددتها ولزمت السكوت ، وعلمت أنّ البلاء قد نزل ، وأمّا عمّتي فلمّا سمعت ما سمعت ـ وهي امرأة ومن شأن النساء الرقّة والجزع ـ فلم تملك نفسها أن وثبت تجرُّ ثوبها وهي حاسرة حتى انتهت إليه ، وقالت : واثكلاه! ليت الموت أعدمني الحياة ، اليوم ماتت أمّي فاطمة ، وأبي عليٌّ ، وأخي الحسن ، يا خليفة الماضين ، وثمال الباقين ، فنظر إليها الحسين (عليه السلام) وقال لها : يا أخيَّة! لا يذهبنَّ حلمك الشيطان! وترقرقت عيناه بالدموع ، وقال : لو ترك القطا ليلا لنام فقالت : يا ويلتاه! أفتغتصب نفسك اغتصاباً ؟ فذلك أقرح لقلبي ، وأشدُّ على نفسي ، ثمَّ لطمت وجهها ، وهوت إلى جيبها وشقَّته ، وخرَّت مغشيَّة عليها.

تو انہوں نے اسے دو یا تین بار دہرایا یہاں تک کہ میں نے سمجھ لیا، اور جان گیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں تو رونے نے مجھے گھٹن لگا دی، تو میں نے اسے روک دیا اور خاموش رہا، اور جان لیا کہ بلا نازل ہو گئی ہے۔ اور جہاں تک میری پھوپھی کا معاملہ ہے تو جب انہوں نے وہ سنا جو سنا — اور وہ عورت ہیں اور عورتوں کا شیوہ نرمی اور بے قراری ہے — تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکیں کہ اٹھ کھڑی ہوئیں اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے اور ننگے سر آپ کے پاس پہنچیں، اور کہا: ہائے میری بربادی ! کاش موت نے مجھے زندگی سے محروم کر دیا، آج میری ماں فاطمہ فوت ہو گئیں، اور میرے والد علی، اور میرے بھائی حسن، اے گزرے ہوؤں کے جانشین، اور باقی ماندہ کے سہارے ! تو حسین (علیہ السلام) نے ان کی طرف دیکھا اور ان سے فرمایا: اے میری بہن ! شیطان تمہاری عقل کو مت لے جائے ! اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں، اور فرمایا: اگر بٹیر کو رات کو چھوڑ دیا جاتا تو سو جاتی۔ تو انہوں نے کہا: ہائے میرا افسوس ! کیا آپ اپنی جان کو زبردستی چھین لیں گے؟ تو یہ میرے دل کو زخمی کرنا ہے، اور میری جان پر شدید بوجھ ہے۔ پھر اپنے چہرے پر مارا، اور اپنے گریبان کی طرف جھکیں اور اسے پھاڑ دیا، اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔

قالت أَتُقْتَلُ نَصْبَ عيني جَهْرَةً ما الرأيُ فيَّ وَمَا لَديَّ خفيرُ
فأجابها قَلَّ الفِدَا كَثُرَ العِدَى قَصُرَ الْمَدَى وسبيلُنا محصورُ

انہوں نے کہا: کیا آپ میری آنکھوں کے سامنے کھلم کھلا قتل ہوں گے
میرے بارے میں کیا رائے ہے اور میرے پاس کوئی محافظ نہیں
تو انہوں نے جواب دیا: فدیہ دینے والے کم ہیں دشمن بہت
مہلت کم ہو گئی اور ہمارا راستہ محصور ہے

فقام إليها الحسين (عليه السلام) فصبَّ على وجهها الماء ، وقال لها : يا أختاه! إتّقي الله ، وتعزّي بعزاء الله ، واعلمي أن أهل الأرض يموتون ، وأهل السماء لايبقون ، وأنّ كل شيء هالك إلاّ وجه الله تعالى ، الذي خلق الخلق بقدرته ، ويبعث الخلق ويعودون إليه ، وهو فرد وحده ، وأبي خير منّي ، وأمّي خير منّي ، وأخي خير منّي ، ولي ولكلّ مسلم برسول الله (صلى الله عليه وآله) أسوة ، فعزّاها بهذا ونحوه ، وقال لها : يا أختاه! إنّي

تو حسین (علیہ السلام) ان کی طرف بڑھے اور ان کے چہرے پر پانی چھڑکا، اور ان سے فرمایا: اے میری بہن ! اللہ سے ڈرو، اور اللہ کے صبر سے تسلی حاصل کرو، اور جان لو کہ زمین کے لوگ مریں گے، اور آسمان کے لوگ باقی نہیں رہیں گے، اور ہر چیز فانی ہے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے، جس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اور مخلوق کو اٹھائے گا اور وہ اس کی طرف لوٹیں گے، اور وہ تنہا اور واحد ہے۔ اور میرے والد مجھ سے بہتر ہیں، اور میری ماں مجھ سے بہتر ہیں، اور میرے بھائی مجھ سے بہتر ہیں، اور میرے لیے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) میں نمونہ ہے۔ تو انہوں نے انہیں اس طرح اور اس جیسی باتوں سے تسلی دی، اور ان سے فرمایا: اے میری بہن ! بے شک میں

أقسمت عليك فأبرّي قسَمي ، لا تشقّي عليَّ جيباً ، ولا تخمشي عليّ وجهاً ، ولا تدعي عليَّ بالويل والثبور إذا أنا هلكت ، ثمَّ جاء بها حتى أجلسها عندي.

تم پر قسم دیتا ہوں تو میری قسم پوری کرو، نہ میرے لیے گریبان پھاڑنا، اور نہ میرے لیے چہرہ نوچنا، اور نہ ہی میرے لیے ہلاکت اور بربادی کا نوحہ کرنا جب میں مرجاؤں۔ پھر انہیں لے آئے یہاں تک کہ انہیں میرے پاس بٹھا دیا۔

ثمَّ خرج إلى أصحابه فأمرهم أن يقرب بعضهم بيوتهم من بعض ، وأن يدخلو الأطناب بعضها في بعض ، وأن يكونوا بين البيوت فيستقبلون القوم في وجه واحد والبيوت من ورائهم ، وعن أيمانهم ، وعن شمائلهم ، قد حفَّت بهم ، إلاّ الوجه الذي يأتيهم منه عدوُّهم.

پھر اپنے اصحاب کے پاس نکلے اور انہیں حکم دیا کہ اپنے خیموں کو ایک دوسرے سے قریب کر لیں، اور رسیوں کو ایک دوسرے میں داخل کریں، اور وہ خیموں کے درمیان رہیں تاکہ لوگوں کا ایک ہی طرف سے سامنا کریں اور خیمے ان کے پیچھے ہوں، اور ان کے دائیں طرف، اور ان کے بائیں طرف، جو ان کے گرد گھیرے ہوئے ہوں، سوائے اس طرف کے جس سے ان کا دشمن آئے گا۔

ورجع (عليه السلام) إلى مكانه ، فقام ليلته كلَّها ، يصلّي ويستغفر ويدعو ويتضرَّع ، وقام أصحابه كذلك ، يصلّون ويدعون ويستغفرون [1]

اور آپ (علیہ السلام) اپنی جگہ لوٹ آئے، اور پوری رات کھڑے رہے، نماز پڑھتے رہے، استغفار کرتے رہے، دعا کرتے رہے اور گڑگڑاتے رہے، اور آپ کے اصحاب بھی اسی طرح کھڑے رہے، نماز پڑھتے رہے، دعا کرتے رہے اور استغفار کرتے رہے۔

كتاب الإرشاد ، المفيد : 2/93 ـ 95.

.

ورحم الله بعض الشعراء إذ يقول فيهم (عليهم السلام) :

اور اللہ رحم کرے کسی شاعر پر جب اس نے ان (علیہم السلام) کے بارے میں کہا:

سِمَةُ العبيدِ من الخُشُوعِ عَلَيْهِمُ للهِ إنْ ضَمَّتْهُمُ الأسحارُ
فإذا تَرَجَّلَتِ الضُّحَى شَهِدَتْ لَهُمْ بِيْضُ الْقَوَاضِبِ أنَّهُمْ أَحْرَارُ [2]

بندوں کی علامت ان پر خشوع کی ہے
اللہ کے لیے جب سحر کے اوقات انہیں گھیر لیتے ہیں
پھر جب چاشت نمودار ہوتی ہے تو گواہی دیتی ہیں ان کے لیے
تلواروں کی چمک کہ وہ آزاد ہیں

لواعج الأشجان ، السيد محسن الأمين : 120.

ولله درّ الشاعر عبود الأحمد النجفي رحمه الله تعالى إذ يقول :

اور خوب کہا ہے شاعر عبود الاحمد النجفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب کہا:

في غَد يُشْرِقُ الصَّبَاحُ مُدَمَّىً وعلى التُّرْبِ أَنْجُمٌ مُطْفَآتُ
واشتعالُ الرِّمالِ يُلْهِبُ أُفْقاً أَجَّجَتْهُ ضَغَائِنٌ وَهَنَاتُ
وَالمَدَى الرَّحْبُ خَلْفَه يَتَوَارَى فيه غَابَتْ شُمُوسُهُ النيِّرَاتُ
وَجُفُونُ السَّمَاءِ تَقْطُرُ دمعاً سَكَبَتْهُ عُيُونُها الباكياتُ
عَلَّها تُطْفِىءُ اللَّظَى بَزْلاَل وَعَلَى الأَرضِ أَكْبُدٌ ظَامِئَاتُ
أُغْلِقَتْ دونَها الينابيعُ عَذْباً بَعْدَمَا شَحَّ بالرُّوَاءِ الْفُرَاتُ
أُيْبِسَ الطفُّ والقلوبُ جِفافٌ ونفوسٌ عن الرُّؤَى مُجْدِبَاتُ
في غد تَمْلاَءُ الشِّعَابَ صَبَايَا وَنِسَاءٌ فَوَاجِعٌ ثَاكِلاَتُ

کل کو صبح طلوع ہوگی خون میں لتھڑی ہوئی
اور مٹی پر ستارے بجھے ہوئے ہیں
اور ریت کی دہکتی لپٹیں افق کو بھڑکا رہی ہیں
جسے کینوں اور مصیبتوں نے بھڑکایا ہے
اور وسیع میدان اس کے پیچھے چھپ رہا ہے
جس میں اس کے روشن سورج غائب ہو گئے
اور آسمان کی پلکیں آنسو ٹپکا رہی ہیں
جو اس کی رونے والی آنکھوں نے بہائے ہیں
شاید کہ بھڑکتی لپٹوں کو میٹھے پانی سے بجھا دیں
جبکہ زمین پر کلیجے پیاسے ہیں
بند کر دیے گئے ان سے میٹھے چشمے
جب کہ فرات نے سیرابی سے کنجوسی کی
طف خشک ہو گیا اور دل بھی خشک ہیں
اور روحیں تصورات سے محروم ہیں
کل کنواریاں وادیوں کو بھر دیں گی
اور عورتیں جو مصیبت زدہ اور ماتم کنندہ ہیں

أثقلتها مَصَائِبٌ ورزايا غاب عنها أَعِزَّةٌ وَحُمَاةُ [1]

ليلة عاشوراء في الحديث والأدب ، للمؤلف : 299 ـ 300.

مصائب اور آفتوں نے انہیں بوجھل کر دیا ہے
عزیز اور محافظ ان سے غائب ہو گئے ہیں

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : قال الضحاك بن عبدالله : ومرَّت بنا خيل لابن سعد تحرسنا ، وإن حسيناً (عليه السلام) ليقرأ : « وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لاِنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْماً وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ * مَا كَانَ اللهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنْ الطَّيِّبِ » [2]

سورة آل عمران ، الآية : 178 ـ 179.

فسمعها من تلك الخيل رجل يقال له : عبدالله بن سمير ، وكان مضحاكاً ، وكان شجاعاً بطلا فارساً شريفاً فاتكاً ، فقال : نحن ـ وربِّ الكعبة ـ الطيِّبون ، ميزنا منكم ، فقال له بربر بن الخضير : يا فاسق! أنت يجعلك الله من الطيِّبين ؟! قال له : من أنت ويلك ؟ قال : أنا بربر بن الخضير ، فتسابّا [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/3.

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: ضحاک بن عبداللہ نے کہا: اور ابن سعد کا گھڑسوار دستہ ہمارے پاس سے گزرا جو ہماری نگرانی کر رہا تھا، اور ابو حسین (علیہ السلام) یہ آیت پڑھ رہے تھے: «وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ * مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ» تو اس گھڑسوار دستے میں سے ایک شخص نے اسے سنا جس کا نام عبداللہ بن سمیر تھا، اور وہ ہنسنے والا تھا، اور وہ بہادر، جنگجو، سوار، شریف اور ہلاکت خیز تھا، تو اس نے کہا: ہم – کعبہ کے رب کی قسم – پاک ہیں، اللہ نے ہمیں تم سے الگ کر دیا ہے، تو بریر بن خضیر نے اس سے کہا: اے فاسق! کیا تو اللہ تجھے پاکوں میں سے بنائے گا؟! اس نے کہا: تو کون ہے تجھ پر افسوس؟ اس نے کہا: میں بریر بن خضیر ہوں، تو انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔

.

وقال في المناقب : فلمّا كان وقت السحر خفق الحسين برأسه خفقة ، ثم استيقظ فقال : أتعلمون ما رأيت في منامي الساعة ؟ فقالوا : وما الذي رأيت يا ابن رسول الله ؟ فقال : رأيت كأن كلاباً قد شدَّت عليَّ لتنهشني ، وفيها كلب أبقع رأيته أشدَّها عليَّ ، وأظنُّ أنَّ الذي يتولَّى قتلي رجل أبرص من بين هؤلاء القوم ، ثمَّ إنّي رأيت بعد ذلك جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ومعه جماعة من أصحابه ، وهو يقول لي : يا بنيّ! أنت شهيد آل محمَّد ، وقد استبشر بك أهل السماوات وأهل الصفيح الأعلى ، فليكن إفطارك عندي الليلة ، عجِّل ولا تؤخِّر ، فهذا ملك قد نزل من السماء ليأخذ دمك في قارورة خضراء ، فهذا ما رأيت ، وقد أزف الأمر ، واقترب الرحيل من هذه الدنيا ، لا شك في ذلك [4]

بحار الأنوار ، المجلسي 45/3 ، مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخورزمي : 1/251.

.

اور المناقب میں فرمایا: جب سحر کا وقت ہوا تو حسین (علیہ السلام) نے اپنا سر جھکایا اور ایک جھپکی لی، پھر بیدار ہوئے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے ابھی اپنے خواب میں کیا دیکھا؟ تو انہوں نے کہا: اور آپ نے کیا دیکھا اے ابن رسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ گویا کتے مجھ پر حملہ آور ہوئے تاکہ مجھے نوچیں، اور ان میں ایک ابلق کتا تھا جسے میں نے سب سے زیادہ مجھ پر حملہ آور دیکھا، اور میرا خیال ہے کہ جو میرا قتل کرنے کا ذمہ دار ہوگا وہ ان لوگوں میں سے ایک کوڑھی آدمی ہوگا، پھر میں نے اس کے بعد اپنے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب کی ایک جماعت تھی، اور وہ مجھ سے فرما رہے تھے: اے میرے بیٹے! تم آل محمد کے شہید ہو، اور آسمانوں کے لوگوں اور اعلیٰ عرش کے لوگوں نے تمہارے ساتھ خوشیاں منائی ہیں، تو تمہارا افطار آج رات میرے پاس ہو، جلدی کرو اور تاخیر نہ کرو، کیونکہ یہ فرشتہ آسمان سے اترا ہے تاکہ تمہارا خون سبز شیشی میں لے جائے، تو یہ ہے جو میں نے دیکھا، اور وقت قریب آگیا ہے، اور اس دنیا سے رخصت کا وقت نزدیک آگیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

ولله درّ الشيخ عبد المنعم الفرطوسي عليه الرحمة إذ يقول في ذلك :

وَرَأَى جَدَّهُ فأوحى إليهِ قَدْ تَدَانَى مِيْعادُ يومِ اللِّقَاءِ
سيكونُ الإفطارُ منك بحقٍّ في غَد عندَنا بِوَقْتِ المساءِ
بِكَ أَهْلُ الجِنانِ زَادُوا ابتشاراً والصفيحُ الأعْلَى بأصفى هَنَاءِ
وَلَقَدْ جَاءَ من إلهِ البرايا مَلَكٌ مِنْ أَكَارِمِ الأُمَنَاءِ
لِيَصُونَ الدِّمَاءَ مِنْك احتفاظاً بَيْنَ جَنْبَيْ قَارُورَة خَضْرَاءِ [1]

ملحمة أهل البيت (عليهم السلام) ، الفرطوسي : 3/295.

اور خوب کہا ہے شیخ عبد المنعم الفرطوسی علیہ الرحمہ نے جب اس بارے میں کہا:

اور انہوں نے اپنے دادا کو دیکھا تو انہوں نے ان سے وحی کی
ملاقات کے دن کا وعدہ قریب آگیا ہے
آپ کا افطار بے شک ہوگا
کل ہمارے پاس شام کے وقت
آپ سے جنتوں کے لوگوں نے خوشیاں بڑھا دیں
اور اعلیٰ عرش بھی سب سے خالص مسرت سے
اور بے شک آیا ہے مخلوق کے پروردگار سے
ایک فرشتہ باوقار امینوں میں سے
تاکہ آپ کا خون محفوظ رکھے اعتنا سے
سبز شیشی کے دو کناروں میں

المجلس الثالث ، من ليلة عاشوراء

من مواقف الأنصار ليلة عاشوراء

جاء في الدمعة الساكبة : لما نزل الحسين (عليه السلام) في كربلاء كان أخص أصحابه به وأكثرهم ملازمة له هلال بن نافع ، سيّما في مظانّ الاغتيال; لأنه كان حازماً بصيراً بالسياسة ، فخرج الحسين (عليه السلام) ذات ليلة إلى خارج الخيم حتى أبعد ، فتقلَّد هلال سيفه ، وأسرع في مشيه حتى لحقه ، فرآه يختبر الثنايا والعقبات والأكمات المشرفة على المنزل. ثم التفت إلى خلفه فرآني ، فقال (عليه السلام) : من الرجل ؟ هلال ؟ قلت : نعم جعلني الله فداك ، أزعجني خروجك ليلا إلى جهة معسكر هذا الطاغي ، فقال : يا هلال! خرجت أتفقَّد هذه التلاع مخافة أن تكون مكمناً لهجوم الخيل على مخيَّمنا يوم تحملون ويحملون.

تیسری مجلس، شب عاشورا سے

شب عاشورا میں انصار کے مواقف

الدمعہ الساکبہ میں آیا ہے: جب حسین (علیہ السلام) کربلا میں اترے تو آپ کے ساتھیوں میں سے جو سب سے زیادہ آپ سے مخصوص اور آپ کے ساتھ لگے رہنے والے تھے وہ ہلال بن نافع تھے، خاص طور پر ایسے مواقع میں جہاں قتل کا اندیشہ ہو؛ کیونکہ وہ ہوشیار اور سیاست سے بصیرت رکھنے والے تھے، تو ایک رات حسین (علیہ السلام) خیموں سے باہر نکلے یہاں تک کہ دور چلے گئے، تو ہلال نے اپنی تلوار لٹکائی اور تیزی سے چلے یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گئے، تو انہوں نے دیکھا کہ آپ گھاٹیوں اور چڑھائیوں اور ٹیلوں کا جائزہ لے رہے ہیں جو منزل پر نظر رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے دیکھا، تو آپ نے فرمایا: کون ہے؟ ہلال؟ میں نے کہا: جی، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ کا رات کے وقت اس ظالم کی فوج کی سمت نکلنا مجھے پریشان کر گیا، تو آپ نے فرمایا: اے ہلال ! میں ان وادیوں کا معائنہ کرنے نکلا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں یہ گھڑسواروں کے لیے چھپنے کی جگہ نہ ہوں جو اس دن ہمارے خیموں پر حملہ کریں جب تم حملہ کرو گے اور وہ حملہ کریں گے۔

ثم رجع وهو قابض على يساري ويقول : هي هي والله وعدٌ لا خلف فيه ، ثم قال : يا هلال! ألا تسلك ما بين هذين الجبلين من وقتك هذا ، وانجو بنفسك ، فوقع على قدميه وقال : إذاً ثكلت هلالا أُمُّه ، سيِّدي إن سيفي بألف ، وفرسي مثله ، فوالله الذي منَّ عليَّ بك ، لا أفارقك حتى يكلاّ عن فري وجري.

پھر آپ واپس آئے اور میرا بایاں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے: یہ ہے، اللہ کی قسم ! ایک وعدہ ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں، پھر فرمایا: اے ہلال ! کیا تم اس وقت ان دونوں پہاڑوں کے درمیان سے نہیں گزر سکتے اور اپنی جان بچا سکتے ہو؟ تو وہ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور کہا: تو ہلال کی ماں اسے کھو دے، میرے آقا ! میری تلوار ایک ہزار کی ہے، اور میرا گھوڑا بھی اتنا ہی، تو اس اللہ کی قسم جس نے مجھے آپ سے نوازا ہے، میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ یہ میرے کاٹنے اور دوڑنے سے تھک جائیں۔

ثم فارقني ودخل خيمة أخته ، فوقفت إلى جنبها رجاء أن يسرع في خروجه منها ، فاستقبلته ووضعت له متّكئاً ، وجلس يحدِّثها سرّاً ، فما لبثت أن اختنقت بعبرتها وقالت : وا أخاه! أشاهد مصرعك وأُبتلى برعاية هذه المذاعير من النساء ، والقوم كما تعلم ما هم عليه من الحقد القديم ، ذلك خطب جسيم ، يعزُّ عليَّ مصرع هؤلاء الفتية الصفوة وأقمار بني هاشم ، ثم قالت : أخي! هل استعلمت من أصحابك نيَّاتهم; فإني أخشى أن يسلموك عند الوثبة واصطكاك الأسنّة.

پھر آپ مجھ سے جدا ہوئے اور اپنی بہن کے خیمے میں داخل ہوئے، تو میں اس کے پاس کھڑا رہا اس امید پر کہ آپ جلد وہاں سے نکل آئیں گے، تو انہوں نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے لیے تکیہ لگا دیا، اور آپ بیٹھ کر ان سے خاموشی سے بات کرنے لگے، تو کچھ دیر ہی گزری تھی کہ وہ اپنی سسکی سے ہچکی بھر گئیں اور کہنے لگیں: اے میرے بھائی ! کیا میں آپ کے مقتل کو دیکھوں گی اور عورتوں کے اس خوفزدہ گروہ کی دیکھ بھال میں مبتلا ہو جاؤں گی، جبکہ قوم —جیسا کہ آپ جانتے ہیں— پرانی دشمنی پر ہے، یہ ایک بڑا مصیبت کا معاملہ ہے، مجھ پر ان نوجوانوں کا قتل بہت گراں ہے جو برگزیدہ ہیں اور بنی ہاشم کے چاند ہیں، پھر کہا: میرے بھائی ! کیا آپ نے اپنے ساتھیوں کی نیتوں کو جانچ لیا ہے؛ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں حملے کے وقت اور نیزوں کی ٹکراہٹ میں وہ آپ کو چھوڑ نہ دیں۔

فبكى (عليه السلام) وقال : أما والله لقد نهرتهم وبلوتهم ، وليس فيهم إلاّ الأشوس الأقعس ، يستأنسون بالمنيَّة دوني استئناس الطفل بلبن أمه.

تو آپ (علیہ السلام) رو پڑے اور فرمایا: اللہ کی قسم ! میں نے انہیں ڈانٹا بھی ہے اور آزمایا بھی ہے، اور ان میں سے ہر ایک بہادر اور دلیر ہے، وہ میرے سامنے موت کو ایسے قریب سمجھتے ہیں جیسے بچہ اپنی ماں کے دودھ سے انس رکھتا ہے۔

فلمّا سمع هلال ذلك بكى رقّة ، ورجع وجعل طريقه على منزل حبيب بن مظاهر ، فرآه جالساً وبيده سيف مصلت ، فسلَّم عليه وجلس على باب الخيمة ، ثم قال له : ما أخرجك يا هلال ؟ فحكيت له ما كان ، فقال : إي والله ، لولا انتظار أمره لعاجلتهم وعالجتهم هذه الليلة بسيفي.

جب ہلال نے یہ سنا تو رقت سے رو پڑے، اور واپس آئے اور اپنا راستہ حبیب بن مظاہر کی منزل کی طرف بنایا، تو انہیں بیٹھے ہوئے دیکھا اور ان کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی، تو انہیں سلام کیا اور خیمے کے دروازے پر بیٹھ گئے، پھر انہوں نے ان سے کہا: اے ہلال ! تمہیں کس چیز نے باہر نکالا؟ تو میں نے انہیں جو ہوا تھا وہ سنایا، تو کہا: ہاں، اللہ کی قسم ! اگر آپ کے حکم کا انتظار نہ ہوتا تو میں انہیں اسی رات اپنی تلوار سے جلدی نمٹا دیتا۔

ثمَّ قال هلال : يا حبيب! فارقت الحسين (عليه السلام) عند أخته وهي في حال وجل ورعب ، وأظنُّ أن النساء أفقن وشاركنها في الحسرة والزفرة ، فهل لك أن تجمع أصحابك وتواجهن بكلام يسكّن قلوبهن ويذهب رعبهن ، فلقد شاهدت منها ما لا قرار لي مع بقائه ، فقال له : طوع إرادتك.

پھر ہلال نے کہا: اے حبیب ! میں نے حسین (علیہ السلام) کو ان کی بہن کے پاس چھوڑا اور وہ خوف اور دہشت کی حالت میں تھیں، اور میرا خیال ہے کہ عورتیں بھی بیدار ہو گئی ہیں اور حسرت و افسوس میں ان کے شریک ہیں، تو کیا آپ اپنے ساتھیوں کو جمع کریں اور ان کے سامنے ایسی بات کریں جو ان کے دلوں کو سکون دے اور ان کی دہشت دور کرے، کیونکہ میں نے ان سے وہ دیکھا ہے جس کے باقی رہنے کے ساتھ مجھے قرار نہیں، تو انہوں نے کہا: جیسا تم چاہو۔

فبرز حبيب ناحية وهلال إلى جانبه ، وانتدب أصحابه فتطالعوا من منازلهم ، فلمّا اجتمعوا قال لبني هاشم : ارجعوا إلى منازلكم ، لاسهرت عيونكم ، ثمَّ خطب أصحابه وقال : يا أصحاب الحميَّة وليوث الكريهة! هذا هلال يخبرني الساعة بكيت وكيت ، وقد خلَّف أخت سيِّدكم وبقايا عياله يتشاكين ويتباكين ، أخبروني عمَّا أنتم عليه ، فجرَّدوا صوارمهم ، ورموا عمائمهم ، ، وقالوا : يا حبيب! أما والله الذي منَّ علينا بهذا الموقف ، لئن زحف القوم لنحصدنَّ رؤوسهم ، ولنلحقنَّهم

تو حبیب ایک طرف نکلے اور ہلال ان کے ساتھ، اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا تو وہ اپنی منزلوں سے نکل آئے، جب وہ جمع ہو گئے تو انہوں نے بنی ہاشم سے کہا: اپنی منزلوں کو واپس جاؤ، تمہاری آنکھیں بیدار رہیں، پھر اپنے ساتھیوں سے خطاب کیا اور کہا: اے غیرت والو ! اور میدان جنگ کے شیرو ! ہلال نے ابھی مجھے فلاں فلاں بات بتائی ہے، اور اس نے تمہارے آقا کی بہن اور آپ کے اہل و عیال کو یوں چھوڑا ہے کہ وہ شکایت اور گریہ و زاری کر رہی ہیں، مجھے بتاؤ تم کس ارادے پر ہو، تو انہوں نے اپنی تلواریں نکال لیں، اپنے عمامے پھینک دیے، اور کہا: اے حبیب ! اس اللہ کی قسم جس نے ہمیں اس مقام سے نوازا ہے، اگر قوم حملہ آور ہوئی تو ہم ان کے سروں کو کاٹ ڈالیں گے، اور انہیں ان کے بزرگوں سے

بأشياخهم أذلاّء صاغرين ، ولنحفظنَّ وصيَّة رسول الله (صلى الله عليه وآله) في أبنائه وبناته.

ذلیل اور خوار کر کے ملائیں گے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے بارے میں وصیت کی حفاظت کریں گے۔

فقال : هلمّوا معي ، فقام يخبط الأرض وهم يعدون خلفه حتى وقف بين أطناب الخيم ونادى : يا أهلنا! ويا سادتنا! ويا معاشر حرائر رسول الله! هذه صوارم فتيانكم آلوا أن لا يغمدوها إلاَّ في رقاب من يبتغي السوء فيكم ، وهذه أسنّة غلمانكم أقسموا أن لا يركزوها إلاَّ في صدور من يفرِّق ناديكم.

تو کہا: میرے ساتھ آؤ، تو وہ زمین کو کوٹتے ہوئے چلے اور وہ ان کے پیچھے دوڑ رہے تھے یہاں تک کہ خیموں کی رسیوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور پکارا: اے ہماری عورتو ! اے ہمارے سادات ! اور اے رسول اللہ کی آزاد خواتین ! یہ تمہارے نوجوانوں کی تلواریں ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ انہیں ان کی گردنوں میں ہی نیام میں رکھیں گے جو تم میں برائی چاہیں گے، اور یہ تمہارے غلاموں کے نیزے ہیں جنہوں نے قسم کھائی ہے کہ انہیں ان کے سینوں میں ہی گاڑیں گے جو تمہاری جماعت کو منتشر کرنا چاہیں۔

فقال الحسين (عليه السلام) : اخرجن عليهم يا آل الله ، فخرجن وهن ينتدبن وهن يقلن : حاموا ـ أيُّها الطيِّبون! ـ عن الفاطميّات ، ما عذركم إذا لقينا جدَّنا رسول الله (صلى الله عليه وآله) وشكونا إليه ما نزل بنا وقال : أليس حبيب وأصحاب حبيب كانوا حاضرين يسمعون وينظرون ؟ فوالله الذي لا إله إلاّ هو ، لقد ضجُّوا ضجَّة ماجت منها الأرض ، واجتمعت لها خيولهم ، وكان لها جولة واختلاف وصهيل حتّى كأنّ كلاًّ ينادي صاحبه وفارسه [1]

تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے آل اللہ کی عورتو ! ان کے سامنے نکلو، تو وہ نکلیں اور پکار رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: اے پاکیزہ لوگو ! فاطمی خواتین کی حفاظت کرو، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے جب ہم اپنے دادا سے ملیں گی اور ان سے شکایت کریں گی جو ہم پر گزری ہے تو تمہارا کیا عذر ہوگا اور وہ کہیں گے: کیا حبیب اور حبیب کے ساتھی موجود نہیں تھے جو سنتے اور دیکھتے تھے؟ تو اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، انہوں نے ایسا شور مچایا کہ زمین ہل گئی، اور ان کے گھوڑے جمع ہو گئے، اور ان میں ایک ہلچل اور اختلاف اور ہنہناہٹ تھی یہاں تک کہ گویا ہر ایک اپنے ساتھی اور سوار کو پکار رہا تھا۔

[1] الدمعة الساكبة : 4/372 ، كلمات الإمام الحسين (عليه السلام) ، الشريفي : 406 ـ 408 ح 193.

.

وفي بعض الكتب عن فخر المخدّرات زينب (عليها السلام) ، قالت : لمّا كانت ليلة عاشوراء من المحرَّم خرجت من خيمتي لأتفقَّد أخي الحسين (عليه السلام) وأنصاره ، وقد أفرد له خيمة ، فوجدته جالساً وحده يناجي ربَّه ويتلو القرآن ، فقلت في نفسي : أفي مثل هذه الليلة يُترك أخي وحده ، والله لأمضينَّ إلى إخوتي وبني عمومتي وأعاتبهم بذلك ، فأتيت إلى خيمة العباس فسمعت منها همهمة ودمدمة ، فوقفت على ظهرها فنظرت فيها ، فوجدت بني عمومتي وإخوتي وأولاد إخوتي مجتمعين كالحلقة وبينهم العباس بن أمير المؤمنين (عليه السلام) وهو جاث على ركبتيه كالأسد على فريسته ، فخطب فيهم خطبة ما سمعتها إلاَّ من الحسين (عليه السلام) ، مشتملة بالحمد والثناء لله والصلاة والسلام على النبيِّ (صلى الله عليه وآله) ، ثم قال في آخر خطبته : يا إخوتي وبني إخوتي وبني عمومتي! إذا كان الصباح فما تقولون ؟ فقالوا : الأمر إليك يرجع ، ونحن لا

اور بعض کتابوں میں فخر المخدرات زینب (علیہا السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جب محرم کی عاشورہ کی رات تھی تو میں اپنے خیمے سے نکلی تاکہ اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) اور ان کے انصار کا حال دیکھوں، اور ان کے لیے الگ خیمہ مختص کیا گیا تھا، تو میں نے انہیں تنہا بیٹھے پایا جو اپنے رب سے راز و نیاز کر رہے تھے اور قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: کیا ایسی رات میں میرے بھائی کو تنہا چھوڑ دیا جائے، اللہ کی قسم ! میں اپنے بھائیوں اور چچا زادوں کے پاس ضرور جاؤں گی اور ان سے اس بارے میں گلہ کروں گی، پھر میں عباس کے خیمے کی طرف آئی تو اس سے ہمہمہ اور غرغراہٹ کی آواز سنی، تو میں اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور اس میں نظر ڈالی، تو میں نے اپنے چچا زادوں، بھائیوں اور بھتیجوں کو حلقہ کی طرح جمع پایا اور ان کے درمیان عباس بن امیر المؤمنین (علیہ السلام) تھے اور وہ اپنے گھٹنوں پر جھکے ہوئے شیر کی طرح اپنے شکار پر جھکے تھے، انہوں نے ان کے سامنے ایک خطبہ دیا جو میں نے صرف حسین (علیہ السلام) سے سنا تھا، جو اللہ کی حمد وثنا اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر درود و سلام پر مشتمل تھا، پھر اپنے خطبے کے آخر میں فرمایا: اے میرے بھائیو، بھتیجو اور چچا زادو ! جب صبح ہو تو تم کیا کہو گے؟ تو انہوں نے کہا: معاملہ آپ کی طرف لوٹتا ہے، اور ہم

نتعدَّى لك قولك. فقال العباس : إن هؤلاء ـ أعني الأصحاب ـ قومٌ غرباء ، والحمل الثقيل لا يقوم إلاَّ بأهله ، فإذا كان الصباح فأوَّل من يبرز إلى القتال أنتم ، نحن نقدمهم للموت لئلا يقول الناس : قدَّموا أصحابهم ، فلمَّا قُتلوا عالجوا الموت بأسيافهم ساعة بعد ساعة.

آپ کے قول سے تجاوز نہیں کریں گے۔ تو عباس نے فرمایا: یہ یعنی اصحاب، غریب لوگ ہیں، اور بھاری بوجھ اٹھانا صرف اس کے اہل کے بس میں ہے، پس جب صبح ہو تو سب سے پہلے جنگ کے لیے نکلنے والے تم ہو، ہم انہیں موت کے لیے آگے کریں گے تاکہ لوگ نہ کہیں: انہوں نے اپنے ساتھیوں کو آگے کر دیا، پھر جب وہ مارے گئے تو انہوں نے اپنی تلواروں سے موت کا مقابلہ گھڑی بہ گھڑی کیا۔

فقامت بنو هاشم ، وسلّوا سيوفهم في وجه أخي العباس ، وقالوا : نحن على ما أنت عليه.

توبنی ہاشم کھڑے ہو گئے، اور اپنی تلواریں اپنے بھائی عباس کے سامنے کھینچ لیں، اور کہا: ہم اس پر ہیں جس پر آپ ہیں۔

قالت زينب (عليها السلام) : فلمَّا رأيت كثرة اجتماعهم ، وشدّة عزمهم ، وإظهار شيمتهم ، سكن قلبي وفرحت ، ولكن خنقتني العبرة ، فأردت أن أرجع إلى أخي الحسين (عليه السلام) وأخبره بذلك ، فسمعت من خيمة حبيب بن ظاهر همهمة ودمدمة ، فمضيت إليها ووقفت بظهرها ، ونظرت فيها فوجدت الأصحاب على نحو بني هاشم مجتمعين كالحلقة وبينهم حبيب بن مظاهر وهو يقول : يا أصحابي! لِمَ جئتم إلى هذا المكان ؟ أوضحوا كلامكم رحمكم الله ، فقالوا : أتينا لننصر غريب فاطمة ، فقال لهم : لِمَ طلَّقتم حلائلكم ؟ فقالوا : لذلك.

زینب (علیہا السلام) نے فرمایا: جب میں نے ان کے اجتماع کی کثرت، ان کے عزم کی شدت، اور ان کی شان کے اظہار کو دیکھا، تو میرا دل سکون پا گیا اور میں خوش ہو گئی، لیکن آنسوؤں نے مجھے گھیر لیا، پھر میں نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے پاس واپس جاؤں اور انہیں یہ بات بتاؤں، تو میں نے حبیب بن مظاہر کے خیمے سے ہمہمہ اور غرغراہٹ کی آواز سنی، پھر میں اس کی طرف گئی اور اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی، اور اس میں نظر ڈالی تو میں نے اصحاب کو بنی ہاشم کی طرح حلقہ کی شکل میں جمع پایا اور ان کے درمیان حبیب بن مظاہر تھے اور وہ کہہ رہے تھے: اے میرے ساتھیو ! تم اس جگہ کیوں آئے ہو؟ اللہ تم پر رحم کرے، اپنی بات واضح کرو، تو انہوں نے کہا: ہم فاطمہ کے غریب کی نصرت کے لیے آئے ہیں، تو انہوں نے ان سے کہا: تم نے اپنی بیویوں کو کیوں طلاق دی؟ تو انہوں نے کہا: اسی لیے۔

قال حبيب : فإذا كان في الصباح فما أنتم قائلون ؟ فقالوا : الرأي رأيك ولا نتعدَّى قولا لك.

حبیب نے کہا: پھر جب صبح ہو تو تم کیا کہو گے؟ تو انہوں نے کہا: رائے آپ کی رائے ہے اور ہم آپ کے قول سے تجاوز نہیں کریں گے۔

قال : فإذا صار الصباح فأوّل من يبرز إلى القتال أنتم ، نحن نَقدِمهم إلى القتال ولا نرى هاشميّاً مضرَّجاً بدمه وفينا عرق يضرب لئلا يقول الناس : قدَّموا ساداتهم للقتال ، وبخلوا عليهم بأنفسهم ، فهرُّوا سيوفهم في وجهه ، وقالوا : نحن على ما أنت عليه.

حبیب نے کہا: پھر جب صبح ہو جائے تو سب سے پہلے جنگ کے لیے نکلنے والے تم ہو، ہم انہیں جنگ کی طرف آگے بڑھائیں گے اور کسی ہاشمی کو اپنے خون میں لت پت نہیں دیکھیں گے جب تک ہم میں کوئی رگ دھڑک رہی ہو، تاکہ لوگ نہ کہیں: انہوں نے اپنے سرداروں کو جنگ کے لیے آگے کر دیا، اور اپنی جانوں میں ان پر بخل کیا، تو انہوں نے اپنی تلواریں ان کے سامنے ہلائیں، اور کہا: ہم اس پر ہیں جس پر آپ ہیں۔

قالت زينب (عليها السلام) : ففرحت من ثباتهم ، ولكن خنقتني العبرة ، فانصرفت عنهم وأنا باكية ، وإذا بأخي الحسين قد عارضني فسكنت نفسي وتبسَّمت في وجهه ، فقال (عليه السلام) : أُخيَّة! فقلت : لبيك يا أخي! فقال (عليه السلام) : يا أختاه! منذ رحلنا من

زینب (علیہا السلام) نے فرمایا: تو میں ان کے ثابت قدمی سے خوش ہوئی، لیکن آنسوؤں نے مجھے گھیر لیا، پھر میں روتی ہوئی ان سے واپس آئی، اور اچانک میرے بھائی حسین میرے سامنے آئے تو میرا نفس سکون پا گیا اور میں ان کے چہرے پر مسکرائی، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: بہن جان! تو میں نے کہا: لبیک اے میرے بھائی! تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میری بہن! جب سے ہم نے

المدينة ما رأيتك متبسِّمة ، أخبريني ما سبب تبسُّمك ، فقلت له : يا أخي! رأيت من فعل بني هاشم والأصحاب كذا وكذا ، فقال لي : يا أختاه! اعلمي أن هؤلاء أصحابي من عالم الذرّ ، وبهم وعدني جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، هل تحبّين أن تنظري إلى ثبات أقدامهم ؟ فقلت : نعم ، فقال (عليه السلام) : عليك بظهر الخيمة.

مدینہ سے سفر کیا ہے میں نے تمہیں مسکراتے نہیں دیکھا، مجھے اپنے مسکرانے کی وجہ بتاؤ، تو میں نے ان سے کہا: اے میرے بھائی! میں نے بنی ہاشم اور اصحاب کے فعل کو ایسے اور ایسے دیکھا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے میری بہن! جان لو کہ یہ میرے ساتھی عالم ذر سے ہیں، اور انہیں کے ساتھ میرے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، کیا تم ان کے قدموں کے ثابت قدمی کو دیکھنا چاہتی ہو؟ تو میں نے کہا: جی ہاں، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: خیمے کے پیچھے چلی جاؤ۔

قالت زينب (عليها السلام) : فوقفت على ظهر الخيمة فنادى أخي الحسين (عليه السلام) : أين إخواني وبنو أعمامي ؟ فقامت بنو هاشم ، وتسابق منهم العباس وقال : لبيك لبيك ، ما تقول ؟ فقال الحسين (عليه السلام) : أريد أن أجدِّد بكم عهداً ، فأتى أولاد الحسين ، وأولاد الحسن ، وأولاد علي ، وأولاد جعفر ، وأولاد عقيل ، فأمرهم بالجلوس فجلسوا.

زینب (علیہا السلام) نے فرمایا: تو میں خیمے کے پیچھے کھڑی ہو گئی، تو میرے بھائی حسین (علیہ السلام) نے پکارا: میرے بھائی اور چچا زاد کہاں ہیں؟ تو بنی ہاشم کھڑے ہو گئے، اور ان میں سے عباس نے سبقت لی اور کہا: لبیک لبیک، کیا فرماتے ہیں؟ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایک عہد تازہ کرنا چاہتا ہوں، پھر اولاد حسین، اولاد حسن، اولاد علی، اولاد جعفر، اور اولاد عقیل آئے، تو آپ نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا تو وہ بیٹھ گئے۔

ثمَّ نادى : أين حبيب بن مظاهر ؟ أين زهير ؟ أين هلال ؟ أين الأصحاب ؟ فأقبلوا وتسابق منهم حبيب بن مظاهر وقال : لبيك يا أبا عبدالله ، فأتوا إليه وسيوفهم بأيديهم ، فأمرهم بالجلوس فجلسوا ، فخطب فيهم خطبة بليغة ، ثمَّ قال : يا أصحابي! اعلموا أن هؤلاء القوم ليس لهم قصدٌ سوى قتلي وقتل من هو معي ، وأنا أخاف عليكم من القتل ، فأنتم في حلٍّ من بيعتي ، ومَنْ أحبَّ منكم الانصراف فلينصرف في سواد هذا الليل.

پھر آپ نے پکارا: حبیب بن مظاہر کہاں ہیں؟ زہیر کہاں ہیں؟ ہلال کہاں ہیں؟ اصحاب کہاں ہیں؟ تو وہ آئے اور ان میں سے حبیب بن مظاہر نے سبقت لی اور کہا: لبیک یا ابا عبداللہ، تو وہ اپنے ہاتھوں میں تلواریں لیے ان کے پاس آئے، تو آپ نے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا تو وہ بیٹھ گئے، پھر آپ نے ان کے سامنے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: اے میرے ساتھیو! جان لو کہ ان لوگوں کا کوئی مقصد نہیں سوائے میرے قتل اور جو میرے ساتھ ہے اس کے قتل کے، اور میں تمہارے قتل سے ڈرتا ہوں، پس تم میری بیعت سے آزاد ہو، اور جو تم میں سے واپس جانا چاہے وہ اس رات کی تاریکی میں چلا جائے۔

فعند ذلك قامت بنو هاشم وتكلَّموا بما تكلَّموا ، وقام الأصحاب وأخذوا يتكلَّمون بمثل كلامهم ، فلمَّا رأى الحسين (عليه السلام) حسن إقدامهم وثبات أقدامهم قال (عليه السلام) : إن كنتم كذلك فارفعوا رؤوسكم وانظروا إلى منازلكم في الجنة.

تو اس وقت بنو ہاشم کھڑے ہو گئے اور جو کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا، اور اصحاب بھی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی ان کے کلام کی مانند کلام کرنا شروع کیا، تو جب حسین (علیہ السلام) نے ان کی بہترین جرأت اور ان کے قدموں کی ثابت قدمی دیکھی تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اگر تم واقعی ایسے ہو تو اپنے سر اٹھاؤ اور جنت میں اپنے مقامات کی طرف دیکھو۔

فكشف لهم الغطاء ، ورأوا منازلهم وحورهم وقصورهم فيها ، والحور العين ينادين : العجل العجل ، فإنّا مشتاقات إليكم ، فقاموا بأجمعهم وسلُّوا سيوفهم وقالوا : يا أبا عبدالله! ائذن لنا أن نغير على القوم ونقاتلهم حتى يفعل الله بنا وبهم ما يشاء ، فقال (عليه السلام) : اجلسوا رحمكم الله وجزاكم الله خيراً ، ثمَّ قال : ألا ومن كان في

تو آپ نے ان کے لیے پردہ ہٹا دیا، اور انہوں نے اپنے مقامات، حوریں اور اپنے محلات دیکھے، اور حور العین پکار رہی تھیں: جلدی کرو جلدی کرو، ہم تمہارے مشتاق ہیں، تو وہ سب کے سب کھڑے ہو گئے، اپنی تلواریں سونت لیں اور کہا: یا ابا عبداللہ ! ہمیں اجازت دیں کہ ہم ان لوگوں پر حملہ کریں اور ان سے قتال کریں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے ساتھ جو چاہے کرے، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، اللہ تم پر رحم کرے اور اللہ تمہیں بہترین جزا دے، پھر فرمایا: آگاہ رہو، جس کے پاس اپنے خیمے میں

رحله امرأة فلينصرف بها إلى بني أسد.

عورت ہو تو وہ اسے لے کر بنی اسد کی طرف چلا جائے۔

فقام علي بن مظاهر وقال : ولماذا يا سيِّدي ؟ فقال (عليه السلام) : إن نسائي تُسبى بعد قتلي ، وأخاف على نسائكم من السبي ، فمضى علي بن مظاهر إلى خيمته فقامت زوجته إجلالا له ، فاستقبلته وتبسَّمت في وجهه ، فقال لها : دعيني والتبسُّم ، فقالت : يا ابن مظاهر! إني سمعت غريب فاطمة (عليها السلام) خطب فيكم ، وسمعت في آخرها همهمة ودمدمة فما علمت ما يقول ، قال : يا هذه! إن الحسين (عليه السلام) قال لنا : ألا ومن كان في رحله امرأة فليذهب بها إلى بني عمِّها لأني غداً أُقتل ونسائي تُسبى ، فقالت : وما أنت صانع ؟ قال : قومي حتى ألحقك ببني عمِّك بني أسد ، فقامت ونطحت رأسها في عمود الخيمة وقالت : والله ما أنصفتني يا ابن مظاهر ، أيسرُّك أن تُسبى بنات رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأنا آمنة من السبي ؟! أيسرُّك أن تُسلب زينب إزارها من رأسها وأنا أستتر بإزاري ؟! أيسرُّك أن تذهب من بنات الزهراء أقراطها وأنا أتزيَّن بقرطي ؟! أيسرُّك أن يبيضَّ وجهك عند رسول الله (صلى الله عليه وآله) ويسودَّ وجهي عند فاطمة الزهراء ؟! والله أنتم تواسون الرجال ونحن نواسي النساء.

تو علی بن مظاہر کھڑے ہوئے اور کہا: اور ایسا کیوں میرے سردار ! تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: بے شک میری عورتیں میرے قتل کے بعد قید کی جائیں گی، اور میں تمہاری عورتوں کی اسیری سے ڈرتا ہوں، تو علی بن مظاہر اپنے خیمے کی طرف گئے، تو ان کی بیوی ان کی تعظیم میں کھڑی ہوئی، انہوں نے استقبال کیا اور ان کے چہرے پر مسکرائیں، تو انہوں نے کہا: مجھے چھوڑ دو اور مسکرانا چھوڑ دو، تو انہوں نے کہا: اے ابن مظاہر! میں نے سنا کہ فاطمہ (علیہا السلام) کے غریب نے تم سے خطاب کیا، اور میں نے آخر میں گونج اور شور سنا، لیکن مجھے معلوم نہیں ہوا کہ آپ کیا فرما رہے تھے، انہوں نے کہا: اے عورت ! بے شک حسین (علیہ السلام) نے ہم سے فرمایا: آگاہ رہو، جس کے پاس اپنے خیمے میں عورت ہو تو وہ اسے اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس لے جائے، کیونکہ میں کل قتل کیا جاؤں گا اور میری عورتیں اسیر کی جائیں گی، تو انہوں نے کہا: اور تم کیا کرنے والے ہو؟ انہوں نے کہا: اٹھو تاکہ میں تمہیں تمہارے چچا کے بیٹوں بنی اسد کے پاس پہنچا دوں، تو وہ کھڑی ہوئیں اور اپنا سر خیمے کے ستون سے ٹکرایا اور کہا: واللہ تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا اے ابن مظاہر! کیا تمہیں یہ خوش کرتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیاں اسیر کی جائیں اور میں قید سے محفوظ رہوں؟ ! کیا تمہیں یہ خوش کرتا ہے کہ زینب سے ان کا دوپٹہ ان کے سر سے چھین لیا جائے اور میں اپنے دوپٹے سے پردہ کروں؟ ! کیا تمہیں یہ خوش کرتا ہے کہ زہرا کی بیٹیوں سے ان کے کان کے بالیاں چھین لیے جائیں اور میں اپنے بالیوں سے زیب و زینت کروں؟ ! کیا تمہیں یہ خوش کرتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے تمہارا چہرہ سفید ہو اور فاطمہ زہرا کے سامنے میرا چہرہ سیاہ ہو؟ ! واللہ تم مردوں کے ساتھ غمخواری کرتے ہو اور ہم عورتوں کے ساتھ غمخواری کرتی ہیں۔

فرجع علي بن مظاهر إلى الحسين (عليه السلام) وهو يبكي ، فقال له الحسين (عليه السلام) : ما يبكيك ؟ فقال : سيِّدي! أبت الأسديَّة إلاَّ مواساتكم ، فبكى الحسين (عليه السلام) وقال : جزيتم عنّا خيراً [1]

تو علی بن مظاہر حسین (علیہ السلام) کی طرف واپس آئے اور وہ رو رہے تھے، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: تمہیں کیا رلا رہا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میرے سردار ! اسدی عورت نے سوائے آپ کے ساتھ غمخواری کے کچھ قبول نہیں کیا، تو حسین (علیہ السلام) رو پڑے اور فرمایا: اللہ تمہیں ہماری طرف سے بہترین جزا دے۔

[1] معالي السبطين ، الحائري : 1/340 ، كلمات الإمام الحسين (عليه السلام) ، الشريفي : 408 ـ 412 ح 194.

قال السيِّد ابن طاووس عليه الرحمة في كتاب اللهوف : فلمَّا كان الغداة أمر الحسين (عليه السلام) بفسطاطه فضُرب ، وأمر بجفنة فيها مسك كثير فجعل فيها نورة ، ثمَّ دخل ليطلي ، فروي أن برير بن خضير الهمداني وعبدالرحمن بن عبد ربِّه الأنصاري وقفا على باب الفسطاط ليطليا بعده ، فجعل برير يضاحك عبد الرحمن ،

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کتاب اللہوف میں فرمایا: جب صبح ہوئی تو حسین (علیہ السلام) نے اپنے خیمے کا حکم دیا تو وہ نصب کیا گیا، اور ایک پیالے کا حکم دیا جس میں بہت سی مشک تھی تو اس میں خضاب ڈالا، پھر اندر داخل ہوئے تاکہ خضاب لگائیں، تو روایت ہے کہ بریر بن خضیر ہمدانی اور عبدالرحمن بن عبد ربہ انصاری خیمے کے دروازے پر کھڑے ہوئے تاکہ آپ کے بعد خضاب لگائیں، تو بریر عبدالرحمن سے مذاق کرنے لگے،

فقال له عبد الرحمن : يا برير! أتضحك ؟ ما هذه ساعة باطل ، فقال برير : لقد علم قومي أنني ما أحببت الباطل كهلا ولا شابّاً ، وإنّما أفعل ذلك استبشاراً بما نصير إليه ، فوالله! ما هو إلاّ أن نلقى هؤلاء القوم بأسيافنا نعالجهم ساعة ثم نعانق الحور العين [1]

اللهوف في قتلى الطفوف ، ابن طاووس : 57 ـ 58.

ولله درّ السيد مدين الموسوي جزاه الله خيراً إذ يقول :

تو عبدالرحمن نے ان سے کہا: اے بریر! تم ہنس رہے ہو؟ یہ باطل کی گھڑی نہیں ہے، تو بریر نے کہا: میری قوم کو معلوم ہے کہ میں نے کبھی باطل کو پسند نہیں کیا، نہ بوڑھے میں اور نہ جوان میں، اور میں یہ صرف اس چیز سے خوشی کے اظہار کے لیے کر رہا ہوں جس کی طرف ہم جا رہے ہیں، تو واللہ! یہ صرف اتنا ہے کہ ہم ان لوگوں سے اپنی تلواروں سے ٹکرائیں، ان سے تھوڑی دیر نبرد آزما ہوں، پھر حور العین سے معانقہ کریں۔ اور اللہ کے لیے سید مدین موسوی کا کلام کتنا عمدہ ہے، اللہ انہیں بہترین جزا دے، جب وہ فرماتے ہیں:

لا تتركي حَجَراً على حَجَرِ يا ليلةَ الأرزاءِ والكَدَرِ
صُبِّي على الدنيا وما حَمَلَتْ من نارِ غَيْظِكِ مَارِقَ الشَّرَرِ
يا ليلةً وَقَفَ الزمانُ بها وَجِلا يُدَوِّنُ أروعَ الصُّوَرِ
وَقَفَ الحسينُ بها وَمَنْ مَعَهُ جبلاً وهم كَجَنَادِلِ الحَجَرِ
ما هزَّهم عصفٌ ولا رعشت أعطافُهُمْ في دَاهِمِ الخَطَرِ
يتمايلون وليس مِنْ طَرَب وَيُسامرون وليس في سَمَرِ
إلاَّ مع البِيْضِ التي رَقَصَتْ بأَكُفِّهِمْ كَمَطَالِعِ الزُّهرِ
يتلون سِرَّ الموتِ في سُوَر لَمْ يَتْلُها أحدٌ مع السُّوَرِ
خفُّوا لداعي الموتِ يسبقُهُمْ عزمٌ تحدَّى جَامِدَ الصّخرِ
وبناتُ آلِ اللهِ تَرْقُبُهُمْ بِعُيُونِها المرقاةِ بالسَّهَرِ
يَا نَجْمُ دُونَكَ عن مَنَازِلِهِمْ لا تَقْتَرِبْ منها وَلاَ تَدُرِ
لا تَسْتَمِعْ لنداءِ والهة مكلومة من بَطْشَةِ الْقَدَرِ للهِ قد نَذَرُوا بَقِيَّتَهُمْ
وَتَسَابَقُوا يُوفُون بالنُّذُرِ نَامَتْ عُيُونُ الكونِ أجمعُها
وَعُيُونُهُمْ مشبوحةُ النَّظَرِ [2]

ليلة عاشوراء في الحديث والأدب ، المؤلف : 327 ـ 328.

اے مصیبتوں اور کرب کی رات
پتھر پر پتھر مت چھوڑ
اپنے غصے کی بھڑکتی چنگاریوں سے
دنیا اور جو کچھ اس نے اٹھایا ہے اس پر برسا دے
اے وہ رات جس میں زمانہ
خوف زدہ ہو کر ٹھہر گیا، شاندار تصویریں تحریر کرتا ہوا
حسین اس میں اور جو ان کے ساتھ تھے
پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے، اور وہ پتھر کی چٹانوں کی
مانند تھے
نہ کوئی آندھی انہیں ہلا سکی، نہ کانپے
ان کے اعضاء خطرے کی سخت تاریکی میں
وہ جھومتے ہیں لیکن خوشی سے نہیں
اور رات گزارتے ہیں لیکن مزے سے نہیں
مگر چمکتی تلواروں کے ساتھ جو
ان کی ہتھیلیوں میں رقص کرتی ہیں جیسے طلوع ہوتے
ستارے
وہ موت کا راز سورتوں میں تلاوت کرتے ہیں
جو کسی نے بھی سورتوں کے ساتھ نہیں پڑھا
وہ موت کے پکارنے والے کی طرف دوڑے، ان
سے آگے
عزم ہے جس نے جمی ہوئی چٹان کو للکارا
اور اللہ کی بیٹیاں انہیں دیکھتی ہیں
اپنی آنکھوں سے جو بیداری سے سیڑھیاں چڑھ رہی
ہیں
اے ستارے ! ان کے مقامات سے دور رہ
نہ ان کے قریب جا اور نہ گھوم

ایک ماتم زدہ کی پکار نہ سن
جو قسمت کی چوٹ سے زخمی ہے
اللہ کے لیے ! انہوں نے اپنی باقی ماندہ زندگی نذر کر دی
اور وہ نذروں کو پورا کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے
تمام کائنات کی آنکھیں سو گئیں
اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی نظروں سے

المجلس الرابع ، من ليلة عاشوراء
مصيبة النبي (صلى الله عليه وآله)
في الحسين (عليه السلام)

چوتھی مجلس، عاشورا کی رات سے
نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی مصیبت
حسین (علیہ السلام) پر

روى الشيخ المفيد عليه الرحمة عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله جعفر بن محمد (عليهما السلام) أنه قال في مصرع سيد الشهداء (عليه السلام) وأهل بيته : يعزّ على رسول الله (صلى الله عليه وآله) مصرعهم ، ولو كان في الدنيا يومئذ حيّاً لكان (صلى الله عليه وآله) هو المعزّى بهم [1]

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی ہے، انہوں نے ابو عبداللہ جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے نقل کیا کہ آپ نے سید الشہداء (علیہ السلام) اور آپ کے اہل بیت کی شہادت گاہ کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر ان کی شہادت گاہ بہت گراں ہے، اور اگر اس دن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) دنیا میں زندہ ہوتے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہی وہ ہوتے جنہیں ان پر تعزیت دی جاتی۔

المزار ، محمد بن المشهدي : 473 ـ 434 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/63 ح 3.

.

ورحم الله منصور النمري إذ يقول في حزن رسول الله (صلى الله عليه وآله) على سبطه وريحانته الحسين (عليه السلام) :

اور اللہ منصور نمری پر رحم کرے جب وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اپنے نواسے اور گل سرسبد حسین (علیہ السلام) پر غم کے بارے میں کہتے ہیں:

وَيْلَكَ يَا قَاتِلَ الحسينِ لقد بُؤْتَ بحَمْل يَنُوءُ بالحاملِ
أيَّ حِباً حَبَوْتَ أحمدَ في حُفْرَتِهِ من حرارةِ الثاكلِ
تعالَ فَاطْلُبْ غداً شفاعَتَه وانهض فَرِدْ حَوْضَه مَعَ الناهلِ [2]

تجھ پر افسوس اے حسین کے قاتل ! تو نے
ایک ایسا بوجھ اٹھایا ہے جو اٹھانے والے سے بھی
نہیں اٹھتا
کیسا تحفہ تو نے احمد کو دیا
ان کے مزار میں ماتم کی جلن سے
آکل اس سے شفاعت طلب کر
اور اٹھ کر پانی پینے والوں کے ساتھ اس کے حوض کو
لوٹا

أسد الغابة ، ابن الأثير : 2/21 ـ 22.

وقال الشريف الرضي عليه الرحمة :

اور شریف رضی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

لو رسولُ اللهِ يحيى بَعْدَهُ قَعَدَ اليومَ عليهِ لِلْعَزَا
يا رَسُولَ اللهِ لو عاينتَهُمْ وهُمُ ما بينَ قَتْل وَسِبَا
لرأت عيناك منهم مَنْظَراً للحشى شَجْواً وللعينِ قَذَا

اگر رسول اللہ ان کے بعد زندہ رہتے
تو آج ان پر تعزیت کے لیے بیٹھے ہوتے
اے اللہ کے رسول ! اگر آپ انہیں دیکھتے
اور وہ قتل اور اسیری کے درمیان تھے
تو آپ کی آنکھوں نے ان کا ایسا منظر دیکھا ہوتا
کہ دل کے لیے رنج اور آنکھ کے لیے خاک تھا

وقال الشيخ كاظم الأزري عليه الرحمة :

اور شیخ کاظم ازری علیہ الرحمہ نے فرمایا:

مَنِ المعزّي رسولَ اللهِ في ملأ كانوا بمنزلةِ الأَزْوَاحِ للصُّوَرِ
أَنَّى تُصَابُ مرامي الجودِ بَعْدَهُمُ والقوسُ خاليةٌ من ذلك الوَتَرِ [3]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 268.

کون تعزیت دے گا رسول اللہ کو اس جماعت پر
جو صورتوں کے لیے روحوں کی مانند تھے
کیسے نشانے لگیں جود کے مقاصد ان کے بعد
اور کمان اس تار سے خالی ہے

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن ابن عباس ، عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) في حديث له قال : وأمّا الحسين فإنّه منّي ، وهو ابني وولدي ، وخير الخلق بعد أخيه ، وهو إمام المسلمين ، ومولى المؤمنين ، وخليفة رب العالمين ، وغياث المستغيثين ، وكهف المستجيرين ، وحجّة الله على خلقه أجمعين ، وهو سيّد شباب أهل الجنّة ، وباب نجاة الأمة ، أمره أمري ، وطاعته طاعتي ، من تبعه فإنه منّي ، ومن عصاه فليس منّي ، وإنّي لما رأيته تذكّرت ما يُصنع به بعدي ، كأني به وقد استجار بحرمي وقبري فلا يُجار ، فأضمّه في منامه إلى صدري ، وآمره بالرحلة عن دار هجرتي ، وأبشّره بالشهادة ، فيرتحل عنها إلى أرض مقتله وموضع مصرعه ، أرض كرب وبلاء وقتل وفناء ، تنصره عصابة من المسلمين ، أولئك من سادة شهداء أمتي يوم القيامة ، كأني أنظر إليه وقد رُمي بسهم فخرَّ عن فرسه صريعاً ، ثمَّ يُذبح كما يُذبح الكبش مظلوماً ، ثم بكى رسول الله (صلى الله عليه وآله) وبكى من حوله ، وارتفعت أصواتهم بالضجيج ، ثم قام (صلى الله عليه وآله) وهو يقول : اللهم إني أشكو إليك ما يلقى أهل بيتي بعدي ، ثم دخل منزله [1]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 174 ـ 177 ح 2.

.

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے، انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ایک حدیث میں نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: اور حسین، وہ مجھ سے ہے، اور وہ میرا بیٹا اور میری اولاد ہے، اور اپنے بھائی کے بعد بہترین مخلوق ہے، اور وہ مسلمانوں کا امام ہے، اور مومنوں کا مولا ہے، اور رب العالمین کا خلیفہ ہے، اور فریاد رسوں کا غیاث ہے، اور پناہ مانگنے والوں کی پناہ گاہ ہے، اور تمام مخلوق پر اللہ کی حجت ہے، اور وہ جنت کے نوجوانوں کا سردار ہے، اور امت کی نجات کا دروازہ ہے، اس کا حکم میرا حکم ہے، اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہے، جو اس کی پیروی کرے وہ مجھ سے ہے، اور جو اس کی نافرمانی کرے وہ مجھ سے نہیں، اور جب میں نے اسے دیکھا تو یاد آیا کہ میرے بعد اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے حرم اور میری قبر کی پناہ مانگتا ہے لیکن اسے پناہ نہیں ملتی، تو میں اپنے خواب میں اسے اپنے سینے سے لگاتا ہوں، اور اسے اپنی ہجرت کے شہر سے رخصت ہونے کا حکم دیتا ہوں، اور اسے شہادت کی بشارت دیتا ہوں، پھر وہ وہاں سے اپنی شہادت کی زمین اور اپنی مصرع کی جگہ کی طرف روانہ ہوتا ہے، کرب اور بلا اور قتل اور فنا کی سرزمین، مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت اس کی نصرت کرے گی، وہ قیامت کے دن میری امت کے شہداء کے سرداروں میں سے ہوں گے، گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ اس پر تیر چلایا گیا اور وہ اپنے گھوڑے سے زخمی ہو کر گر پڑا، پھر اسے ذبح کیا جائے گا جیسے مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے، مظلوم۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) رو پڑے اور آپ کے اردگرد موجود لوگ رونے لگے، اور شور و غوغا سے ان کی آوازیں بلند ہو گئیں، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کھڑے ہوئے اور فرما رہے تھے: اے اللہ! میں تیرے پاس شکایت کرتا ہوں اس بات کی جو میرے بعد میرے اہل بیت کو پیش آئے گی، پھر آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔

وروي عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال : بيني وبين قاتل الحسين خصومة يوم القيامة ، آخذ ساق العرش بيدي ، ويأخذ عليٌّ بحجزتي ، وتأخذ فاطمة بحجزة عليّ ومعها قميص ، فأقول : يا ربّ أنصفني في قتلة الحسين [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/238.

.

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے اور حسین کے قاتل کے درمیان قیامت کے دن جھگڑا ہوگا، میں عرش کی ٹانگ اپنے ہاتھ میں پکڑوں گا، اور علی میرا دامن پکڑیں گے، اور فاطمہ علی کا دامن پکڑیں گی اور ان کے ساتھ ایک قمیص ہوگی، تو میں کہوں گا: اے رب! حسین کے قاتلوں کے بارے میں مجھے انصاف دے۔

وروي أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) قال ليزيد بن معاوية : ويلك يا يزيد ، إنك لو تدري ماذا صنعت ، وما الذي ارتكبت من أبي وأهل بيتي وأخي وعمومتي ، إذاً لهربت في الجبال ، وفرشت الرماد ، ودعوت بالويل والثبور ، أن يكون رأس أبي الحسين بن فاطمة وعلي (عليهم السلام) منصوباً على باب مدينتكم ، وهو

اور روایت ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) نے یزید بن معاویہ سے فرمایا: تجھ پر افسوس اے یزید! اگر تو جانتا کہ تو نے کیا کیا ہے، اور میرے والد اور میرے اہل بیت اور میرے بھائی اور میرے چچاؤں کے ساتھ کیا ارتکاب کیا ہے، تو یقیناً تو پہاڑوں میں بھاگ جاتا، اور راکھ کا بستر بچھاتا، اور ویل و ثبور کی دعا کرتا، کہ میرے والد حسین بن فاطمہ اور علی (علیہم السلام) کا سر تمہارے شہر کے دروازے پر نصب ہو، اور وہ

وديعة رسول الله فيكم ، فأبشر بالخزي والندامة غداً إذا جمع الناس ليوم لا ريب فيه [1]

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امانت تم میں ہیں، تو کل خوش ہو جا اس رسوائی اور ندامت سے جب لوگ اس دن جمع ہوں گے جس میں کوئی شک نہیں۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/136 ، كتاب الفتوح ، ابن أعثم : 5/132.

.

وروي أنه حينما أدخل الإمام زين العابدين (عليه السلام) مع النساء والأطفال على يزيد ، وهم مغلَّلون مربوطون بالحبال ، قال (عليه السلام) : أما والله لو رآنا رسول الله (صلى الله عليه وآله) مغلولين لأحبَّ أن يخلّينا من الغلّ ، قال : صدقت فخلّوهم من الغلّ [2]

اور روایت ہے کہ جب امام زین العابدین (علیہ السلام) کو عورتوں اور بچوں کے ساتھ یزید کے پاس لایا گیا، اور وہ بیڑیوں میں جکڑے اور رسیوں سے بندھے ہوئے تھے، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہمیں بیڑیوں میں دیکھتے تو یقیناً پسند فرماتے کہ ہمیں بیڑیوں سے آزاد کر دیا جائے۔ یزید نے کہا: سچ کہا، انہیں بیڑیوں سے آزاد کر دو۔

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/104 ح 2806 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/319 ـ 320.

.

ومن كلام السيّدة زينب (عليها السلام) في خطبتها في مجلس يزيد بن معاوية ، قالت مخاطبة يزيد لعنه الله : فو الله ما فريت إلاّ جلدك ، ولا حززت إلاّ لحمك ، ولتردن على رسول الله (صلى الله عليه وآله) بما تحمَّلت من سفك دماء ذرّيّته ، وانتهكت من حرمته في عترته ولحمته ، حيث يجمع الله شملهم ، ويلمُّ شعثهم ، ويأخذ بحقهم ، « وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ » وحسبك بالله حاكماً ، وبمحمد (صلى الله عليه وآله) خصيماً ، وبجبريل ظهيراً [3]

اور سیدہ زینب (علیہا السلام) کے کلام میں سے، جو آپ نے یزید بن معاویہ کی مجلس میں اپنے خطبے میں فرمایا، یزید ملعون سے مخاطب ہو کر فرمایا: اللہ کی قسم! تو نے اپنی کھال کے سوا کچھ نہیں پھاڑا، اور اپنے گوشت کے سوا کچھ نہیں چیرا، اور تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس اس جرم کے ساتھ پہنچے گا جو تو نے ان کی ذریت کے خون بہانے کا ارتکاب کیا، اور ان کی عترت اور ان کے خاندان میں ان کی حرمت کو پامال کیا، جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا، اور ان کی بکھری ہوئی حالت کو سمیٹے گا، اور ان کا حق لے گا، «وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ» اور تیرے لیے اللہ فیصلہ کرنے والا کافی ہے، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) مدعی ہیں، اور جبریل مددگار۔

اللهوف ، ابن طاووس : 107.

.

وروي عن يزيد بن أبي زياد ، قال : خرج النبي (صلى الله عليه وآله) من بيت عائشة فمرَّ على فاطمة (عليها السلام) فسمع حسيناً (عليه السلام) يبكي ، فقال : ألم تعلمي أن بكاءه يؤذيني ؟ [4]

اور یزید بن ابی زیاد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) عائشہ کے گھر سے نکلے اور فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس سے گزرے تو حسین (علیہ السلام) کو روتے ہوئے سنا، تو فرمایا: کیا تم نہیں جانتیں کہ اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے؟

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/116 ح 2847 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/284.

.

أقول : فإذا كان بكاء الحسين (عليه السلام) وهو صغير يؤذيه فكيف به لو يسمع أنينه يوم كربلاء ، ويراه وقد أثخنوه بالجراحات ؟ وهو عطشان فلا يُسقى ، وجريح فلا يُداوى ، قال ابن الجوزي : وأنين عباس وهو مأسور ببدر منع النبي (صلى الله عليه وآله) النوم فكيف بأنين الحسين (عليه السلام) ؟ ولمَّا أسلم وحشي قاتل حمزة قال له النبي (صلى الله عليه وآله) : غيِّب وجهك عنّي ، فإني لا أحبُّ أن أرى قاتل الأحبة ، قال : هذا والإسلام يجبّ ما قبله ، فكيف بقلبه (صلى الله عليه وآله) أن يرى من ذبح الحسين (عليه السلام) ، وأمر بقتله ، وحمل أهله على

میں کہتا ہوں: پس جب حسین (علیہ السلام) کا رونا انہیں بچپن میں تکلیف دیتا تھا تو ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ کربلا کے دن ان کی کراہیں سنتے، اور انہیں دیکھتے جب انہیں زخموں سے چھلنی کر دیا گیا تھا؟ اور وہ پیاسے تھے لیکن انہیں پانی نہیں دیا گیا، اور زخمی تھے لیکن ان کا علاج نہیں کیا گیا۔ ابن جوزی نے کہا: اور عباس کی کراہیں جب وہ بدر میں قیدی تھے نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو نیند نہیں آنے دی، تو حسین (علیہ السلام) کی کراہوں کا کیا حال ہوتا؟ اور جب وحشی جو حمزہ کے قاتل تھے اسلام لائے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لو، کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ محبوبوں کے قاتل کو دیکھوں۔ فرمایا: یہ تو اس وقت ہے جب اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے دل کا کیا حال ہوتا اگر وہ دیکھتے جس نے حسین (علیہ السلام) کو ذبح کیا، اور ان کے قتل کا حکم دیا، اور ان کے اہل کو

أقتاب الجمال ؟ [1]

اونٹوں کی کجاوں پر سوار کرایا؟

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 295.

.

وقد روي عن عبدالله بن مسعود قال : ما رأينا رسول الله (صلى الله عليه وآله) باكياً قط أشدّ من بكائه على حمزة بن عبد المطلب لما قتل [2]

اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو کبھی اتنا روتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا آپ حمزہ بن عبدالمطلب پر روئے جب وہ شہید ہوئے۔ تو پھر آپ کا کیا حال ہوتا اگر آپ اپنے نواسے حسین (علیہ السلام) کو ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھتے، اور نیزوں نے انہیں تقسیم کر دیا تھا؟ اگر آپ انہیں دیکھتے تو یقیناً (صلی اللہ علیہ وآلہ) یہ حمزہ بن عبدالمطلب (علیہ السلام) کے دن سے زیادہ سخت ہوتا، اور جیسا کہ شاعر نے کہا:

ذخائر العقبى ، أحمد بن عبدالله الطبري : 181.

فكيف به إذن لو نظر إلى سبطه الحسين (عليه السلام) شلواً مبضّعاً ، وقد وزّعته الأسنّة ؟ لو رآه لكان (صلى الله عليه وآله) بلا شك أشدّ عليه من يوم حمزة بن عبد المطلب (عليه السلام) ، وكما قال الشاعر :

لو أنّ رَسُولَ اللهِ يبعثُ حمزةَ نظرةً لَرُدَّت إلى إنسانِ عين مُؤَرَّقِ
وَهَانَ عليه يومَ حمزةَ عمِّه بيومِ حسين وهو أعظمُ ما لقي
ونال شَجَىً من زينب لَمْ يَنَلْهُ من صفيَّةَ إذ جاءت بِدَمْعٍ مُرَقْرَقِ
فكم بَيْنَ مَنْ لِلْخِدْرِ عَادَتْ مَصُونَةً وَمَنْ سيَّروها في السبايا بجلَّقِ

اگر رسول اللہ حمزہ کو ایک نظر کے لیے بھیجیں
تو وہ آنکھ کی پتلی میں بے چین آنکھوں کو لوٹا دیا جاتا
اور ان پر حمزہ، ان کے چچا کا دن آسان ہو جاتا
حسین کے دن کے مقابلے میں اور وہ سب سے بڑا
ہے جو انہیں پیش آیا
اور زینب سے جو غم ملا وہ ان کو نہیں ملا
صفیہ سے جب وہ آنسوؤں کے ساتھ آئیں
کیا فرق ہے اس میں جو پردے میں محفوظ واپس آئی
اور اس میں جسے قیدیوں میں دمشق لے گئے

ويقول الشفهيني عليه الرحمة :

اور شفہینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لهفي لآلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ في أيدي الطُّغَاةِ نَوَائحاً وبواكي
ما بينَ نادبة وبينَ مَرُوَعة في أَسْرِ كُلِّ مُعَانِد أَفَّاكِ
تاللهِ لاَ أنساكِ زينبُ والعِدَا قسراً تُجَاذِبُ عَنْكِ فَضْلَ رِدَاكِ
لم أنس لاَ واللهِ وَجْهَكِ إِذْ هَوَتْ بالزُّدْنِ ساترةً له يُمْنَاكِ
حتى إذا هَمُّوا بسَلْبِكِ صِحْتِ بَاسْـ ـمِ أبيكِ واستصرختِ ثمَّ أَخَاكِ
لهفي لِنَدْبِكِ بِاسْمِ نَدْبِكِ وهـ و مجروحُ الجَوَارِحِ بالسِّيَاقِ يَرَاكِ
تستصرخيه أسىً وعزَّ عليه أَنْ تستصرخيه ولا يُجيبُ نِدَاكِ
واللهِ لو أنَّ النبيَّ وَصِنْوَهُ يوماً بِعَرْصَةِ كربلا شُهَدَاكِ
لم يُمْسِ منهتكاً حِمَاكِ ولم تُمِطْ يوماً أميَّةُ عَنْكِ سُجْفَ خِبَاكِ [3]

الغدير ، الشيخ الأميني : 6/381 ـ 382.

افسوس ہے تیری آل پر اے اللہ کے رسول
ظالموں کے ہاتھوں میں، ماتم کرتے اور روتے ہوئے
نوحہ کرنے والی اور خوفزدہ کے درمیان
ہر سرکش جھوٹے کی قید میں
اللہ کی قسم ! میں تمہیں نہیں بھولوں گا اے زینب
جب دشمن
زبردستی تمہارے سے تمہاری چادر کھینچ رہے تھے
میں نہیں بھولا، اللہ کی قسم، تمہارا چہرہ جب
لاٹھی سے گری، اسے ڈھانپتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ
سے
یہاں تک کہ جب انہوں نے تمہیں لوٹنا چاہا تو تم نے
اپنے
باپ کا نام لے کر پکارا اور فریاد کی پھر اپنے بھائی کی
افسوس تمہاری فریاد پر جب تم اس کا نام لیا اور وہ
تمام اعضاء سے زخمی، جان کنی کی حالت میں تمہیں
دیکھ رہے تھے
تم فریاد کر رہی تھیں رنج سے اور ان پر شاق تھا کہ
تم ان سے فریاد کرو اور وہ تمہاری پکار کا جواب نہ
دے سکیں
اللہ کی قسم ! اگر نبی اور ان کے ہم مثل
کسی دن کربلا کے میدان میں تمہارے گواہ ہوتے
تو کبھی تمہاری حفاظت پامال نہ ہوتی اور کبھی بنی امیہ
تمہارے خیمے کے پردے نہ اتارتے

المجلس الأول ، من يوم عاشوراء

أهل البيت (عليهم السلام) ويوم عاشوراء

فعلى الأطائب من أهل بيت محمّد وعلي صلى الله عليهما وآلهما ، فليبك الباكون ، وإياهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضاجون ، ويعجَّ العاجون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

پہلی مجلس، عاشورا کے دن سے

اہل بیت (علیہم السلام) اور عاشورا کا دن

پس محمد اور علی صلی اللہ علیہما وآلہما کے اہل بیت کے پاکیزہ افراد پر رونے والوں کو رونا چاہیے، اور انہی پر ماتم کرنے والوں کو ماتم کرنا چاہیے، اور انہی جیسوں کے لیے آنسو بہانے چاہییں، اور چیخنے والوں کو چیخنا چاہیے، اور فریاد کرنے والوں کو فریاد کرنی چاہیے، اور نالہ کرنے والوں کو نالہ کرنا چاہیے، کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں حسین کے فرزند، ایک صالح کے بعد دوسرے صالح، ایک صادق کے بعد دوسرے صادق، کہاں ہے ایک راہ کے بعد دوسری راہ، کہاں ہے ایک برگزیدہ کے بعد دوسرا برگزیدہ، کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں درخشاں ستارے، کہاں ہیں دین کے علم اور علم کی بنیادیں۔

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة في يوم عاشوراء : وإذا عزمت على ما لابدّ منه من الطعام والشراب ، بعد انقضاء وقت المصاب ، فقل ما معناه : اللهم إنك قلت : « وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ » [2]

سورة آل عمران ، الآية : 169.

فالحسين صلوات الله عليه وعلى أصحابه عندك الآن يأكلون ويشربون ، فنحن في هذا الطعام والشراب بهم مقتدون [3]

إقبال الأعمال ، ابن طاووس : 3/82.

.

سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے عاشورا کے دن کے بارے میں فرمایا: اور جب تم مصیبت کے وقت گزر جانے کے بعد جو کھانے پینے سے ناگزیر ہو اس کا ارادہ کرو، تو یہ کہو جس کا مطلب یہ ہے: اے اللہ ! تو نے فرمایا: «وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ» (اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں)۔ پس حسین صلوات اللہ علیہ اور ان کے اصحاب اب تیرے پاس کھا رہے اور پی رہے ہیں، تو ہم اس کھانے پینے میں انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔

وقال السيّد عليه الرحمة في الإقبال : فإذا كان أواخر نهار يوم عاشورا ، فقم قائماً وسلِّم على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وعلى مولانا أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وعلى مولانا الحسن بن علي ، وعلى سيّدتنا فاطمة الزهراء وعترتهم الطاهرين (عليهم السلام) ، وعزِّهم على هذه المصائب بقلب محزون ، وعين باكية ، ولسان ذليل بالنوائب ، ثمَّ اعتذر إلى

الله جلَّ جلاله وإليهم من التقصير فيما يجب لهم عليك ، وأن يعفو عمّا لم تعمله مما كنت تعلمه مع من يعزّ عليك ، فإنه من المستبعد أن تقوم في هذا المصاب الهائل بقدر خطبه النازل ، واجعل كلَّ ما يكون من الحركات والسكنات في الجزع عليه خدمة لله جلَّ جلاله ، ومتقرِّباً بذلك إليه ، واسأل من الله جلّ جلاله ومنهم ما يريدون أن يسئله منهم ، وما أنت محتاج إليه ، وإن لم تعرفه ولم تبلغ أملك إليه ، فإنهم أحق أن يعطوك على قدر إمكانهم ، ويعاملوك بما يقصر عنه سؤالك من إحسانهم.

ولعلَّ قائلا يقول : هلاّ كان الحزن الذي يعملونه من أول عشر المحرم قبل وقع القتل يعملونه بعد يوم عاشوراء لأجل تجدّد القتل.

اور سید علیہ الرحمہ نے اقبال میں فرمایا: پس جب عاشورا کے دن کی دوپہر کے آخری حصے میں ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو سلام کرو، اور ہمارے مولا امیر المؤمنین (علیہ السلام) کو، اور ہمارے مولا حسن بن علی کو، اور ہماری سیدہ فاطمہ زہرا اور ان کی پاکیزہ عترت (علیہم السلام) کو، اور ان مصائب پر غمزدہ دل، روتی آنکھ، اور بلاؤں سے عاجز زبان کے ساتھ انہیں تعزیت پیش کرو، پھر

اللہ جل جلالہ سے اور ان سے معذرت کرو اس کمی سے جو ان کا تم پر حق ہے، اور یہ کہ وہ معاف فرما دے جو تم نے نہیں کیا جو تمہیں معلوم تھا اس کے ساتھ جو تم پر عزیز ہے، کیونکہ یہ بعید ہے کہ تم اس ہولناک مصیبت میں اس نازل ہونے والے خطبے کی قدر کے مطابق کھڑے ہو سکو، اور تمام حرکات و سکنات کو اس پر جزع میں اللہ جل جلالہ کی خدمت اور اس کا تقرب بناؤ، اور اللہ جل جلالہ سے اور ان سے وہ مانگو جو وہ چاہتے ہیں کہ ان سے مانگا جائے، اور جس کی تمہیں ضرورت ہے، اگرچہ تم اسے نہ جانتے ہو اور تمہاری امید اس تک نہ پہنچے، کیونکہ وہ زیادہ حق دار ہیں کہ تمہیں اپنی استطاعت کے مطابق عطا کریں، اور تمہارے ساتھ ایسا سلوک کریں جو تمہارے سوال سے کہیں بڑھ کر ہو ان کے احسان سے۔

اور شاید کوئی کہنے والا کہے: کیوں نہ وہ غم جو وہ محرم کے پہلے عشرے سے قتل واقع ہونے سے پہلے کرتے ہیں، عاشورا کے دن کے بعد قتل کی تجدید کی وجہ سے کریں۔

فأقول : إن أول العشر كان الحزن خوفاً مما جرت الحال عليه ، فلما قُتل صلوات الله عليه وآله دخل تحت قول الله تعالى : « وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ * فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ »[1]

سورة آل عمران ، الآية : 169 ـ 170.

فلمّا صاروا فرحين بسعادة الشهادة وجب المشاركة لهم في السرور بعد القتل لنظفر معهم بالسعادة.

تو میں کہتا ہوں: بے شک عشرے کے اول میں غم اس خوف سے تھا جس حال پر معاملہ آن پڑا، پھر جب وہ صلوات اللہ علیہ وآلہ شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت آ گئے: «وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ * فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلاَّ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ» (اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں، خوش ہیں اس سے جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا اور خوشخبری دیتے ہیں ان کو جو ابھی ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے سے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے)۔ پس جب وہ شہادت کی سعادت سے خوش ہو گئے تو قتل کے بعد ان کی خوشی میں شریک ہونا واجب ہو گیا تاکہ ہم ان کے ساتھ سعادت میں شریک ہوں۔

فإن قيل : فعلام تجدّدون قراءة المقتل والحزن كل عام ؟ فأقول : لأن قراءته هو عرض قصة القتل على عدل الله جلّ جلاله ليأخذ بثاره كما وعد من العدل ، وأما تجدّد الحزن كل عشر والشهداء صاروا مسرورين فلأنه مواساة لهم في أيام العشر ، حيث كانوا فيها ممتحنين ، ففي كل سنة ينبغي لأهل الوفاء أن يكونوا وقت الحزن محزونين ، ووقت السرور مسرورين[2]

إقبال الأعمال ، ابن طاووس : 3/90 ـ 91.

پس اگر کہا جائے: تو ہر سال مقتل کا قراءت اور غم کی تجدید کیوں کرتے ہو؟ تو میں کہتا ہوں: اس لیے کہ اس کی قراءت قتل کی داستان کو اللہ جل جلالہ کے عدل پر پیش کرنا ہے تاکہ وہ ان کا بدلہ لے جیسا کہ اس نے عدل کا وعدہ کیا، اور ہر عشرے میں غم کی تجدید جبکہ شہداء خوش ہو گئے ہیں تو اس لیے کہ یہ عشرے کے دنوں میں ان کے ساتھ مواساۃ ہے، جہاں وہ آزمائش میں تھے، پس ہر سال اہل وفا کے لیے چاہیے کہ وہ غم کے وقت غمگین ہوں، اور خوشی کے وقت خوش ہوں۔

.

روي عن عبدالله بن الفضل قال : قلت للصادق (عليه السلام) : يا ابن رسول الله ، كيف

سمِّت العامة يوم عاشوراء يوم بركة ؟ فبكى (عليه السلام) ثمَّ قال : لما قُتل الحسين (عليه السلام) تقرَّب الناس بالشام إلى يزيد ، فوضعوا له الأخبار وأخذوا عليها الجوائز من الأموال ، فكان مما وضعوا له أمر هذا اليوم وأنه يوم بركة ، ليعدل الناس فيه من الجزع والبكاء والمصيبة والحزن إلى الفرح والسرور والتبرّك والاستعداد فيه ، حكم الله بيننا وبينهم.

عبداللہ بن فضل سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے صادق (علیہ السلام) سے عرض کیا: اے رسول اللہ کے فرزند،

عام لوگوں نے عاشورا کے دن کو برکت کا دن کیوں کہا؟ تو آپ (علیہ السلام) رو پڑے پھر فرمایا: جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو شام میں لوگوں نے یزید کا قرب حاصل کیا، تو انہوں نے اس کے لیے خبریں گھڑیں اور ان پر مال سے انعامات لیے، تو جو انہوں نے اس کے لیے گھڑا اس میں سے اس دن کا معاملہ تھا کہ یہ برکت کا دن ہے، تاکہ لوگ اس میں جزع، رونے، مصیبت اور غم سے خوشی، سرور، برکت حاصل کرنے اور تیاری کی طرف منتقل ہو جائیں، اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔

وروي عن علي بن الحسن بن فضال ، عن أبيه ، عن الإمام الرضا (عليه السلام) قال : من ترك السعي في حوائجه يوم عاشوراء قضى الله له حوائج الدنيا والآخرة ، ومن كان يوم عاشوراء يوم مصيبته وحزنه وبكائه جعل الله عزَّ وجلَّ يوم القيامة يوم فرحه وسروره ، وقرَّت بنا في الجنان عينُه ، ومن سمَّى يوم عاشوراء ، يوم بركة وادّخر فيه لمنزله شيئاً لم يبارك له فيما ادّخر ، وحشر يوم القيامة مع يزيد وعبيدالله بن زياد وعمر بن سعد ـ لعنهم الله ـ إلى أسفل درك من النار[1]

علل الشرائع ، الصدوق : 1/226 ـ 227 ح 1 ـ 2.

اور علی بن حسن بن فضال سے، اپنے والد سے، امام رضا (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن اپنی حاجات کے لیے کوشش ترک کر دے اللہ اس کی دنیا اور آخرت کی حاجات پوری فرما دیتا ہے، اور جس کے لیے عاشورا کا دن اس کی مصیبت، غم اور رونے کا دن ہو اللہ عزوجل قیامت کے دن کو اس کی خوشی اور سرور کا دن بنا دیتا ہے، اور جنتوں میں اس کی آنکھ ہمارے ذریعے ٹھنڈی ہوتی ہے، اور جو شخص عاشورا کے دن کو برکت کا دن کہے اور اس میں اپنے گھر کے لیے کچھ ذخیرہ کرے تو اسے اس میں برکت نہیں ہوتی جو اس نے ذخیرہ کیا، اور قیامت کے دن یزید اور عبیداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد — ان پر اللہ کی لعنت ہو — کے ساتھ آگ کے سب سے نچلے درجے میں محشور ہوتا ہے۔

.

وروى جابر الجعفي عليه الرحمة قال : دخلت على جعفر بن محمد (عليهما السلام) في يوم عاشوراء فقال لي : هؤلاء زوّار الله ، وحقٌّ على المزور أن يكرم الزائر ، من بات عند قبر الحسين (عليه السلام) ليلة عاشوراء لقي الله يوم القيامة ملطَّخاً بدمه كأنما قتل معه في عرصته ، وقال : من زار قبر الحسين (عليه السلام) ليوم عاشوراء وبات عنده كان كمن أُستشهد بين يديه [2]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 323 ح 1 ـ 2.

.

اور جابر جعفی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں عاشورا کے دن جعفر بن محمد (علیہما السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: یہ اللہ کے زائرین ہیں، اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہے کہ وہ زائر کی تکریم کرے، جو شخص عاشورا کی رات حسین (علیہ السلام) کی قبر کے پاس گزارے وہ قیامت کے دن اللہ سے ملاقات کرے گا جبکہ اس کے خون میں لت پت ہوگا گویا کہ اس کی بارگاہ میں ان کے ساتھ شہید ہوا ہو، اور آپ نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس رات گزارے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو ان کے سامنے شہید ہوا۔

وروي عن حريز ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من زار الحسين (عليه السلام) يوم عاشوراء وجبت له الجنة. وعن زيد الشحام ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : من زار قبر الحسين بن علي (عليهما السلام) يوم عاشورا عارفاً بحقّه كان كمن زار الله في عرشه. وعن محمد بن جمهور العمي ، عمن ذكره ، عنهم (عليهم السلام) قال : من زار قبر الحسين (عليه السلام)

اور حریز سے روایت ہے، ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے، آپ نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن حسین (علیہ السلام) کی زیارت کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور زید شحام سے، ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن حسین بن علی (علیہما السلام) کی قبر کی زیارت کرے اور ان کے حق کو پہچانتے ہوئے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اللہ کی زیارت اس کے عرش پر کی ہو۔ اور محمد بن جمہور عمی سے، جس نے ان سے ذکر کیا، ان (علیہم السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کرے

يوم عاشوراء كان كمن تشحَّط بدمه بين يديه. وروى محمد بن أبي سيار المدايني بإسناده قال : من سقى يوم عاشوراء عند قبر الحسين (عليهم السلام) كان كمن سقى عسكر الحسين (عليه السلام) وشهد معه.

تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو ان کے سامنے اپنے خون میں لوٹا ہو۔ اور محمد بن ابی سیار مدائنی نے اپنی سند سے روایت کی، فرمایا: جو شخص عاشورا کے دن حسین (علیہم السلام) کی قبر کے پاس پانی پلائے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے حسین (علیہ السلام) کے لشکر کو پانی پلایا اور ان کے ساتھ شہادت دی۔

وروي عن زيد الشحام ، عن جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : من زار الحسين (عليه السلام) ليلة النصف من شعبان غفر الله له ما تقدَّم من ذنوبه وما تأخَّر ، ومن زاره يوم عرفة كتب الله له ثواب ألف حجّة متقبَّلة ، وألف عمرة مبرورة ، ومن زاره يوم عاشوراء فكأنّما زار الله فوق عرشه [1]

اور زید شحام سے روایت ہے، جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے، آپ نے فرمایا: جو شخص شعبان کی پندرہویں رات کو حسین (علیہ السلام) کی زیارت کرے اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے، اور جو عرفہ کے دن ان کی زیارت کرے اللہ اس کے لیے ہزار مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے، اور ہزار پاکیزہ عمرے کا، اور جو عاشورا کے دن ان کی زیارت کرے تو گویا اس نے اللہ کی زیارت اس کے عرش کے اوپر کی۔

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 324 ـ 325.

.

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن المفضل بن عمر ، عن الصادق جعفر بن محمّد ، عن أبيه ، عن جده (عليهم السلام) : أن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) دخل يوما إلى الحسن (عليه السلام) ، فلما نظر إليه بكى ، فقال له : ما يبكيك يا أبا عبدالله ؟ قال : أبكى لما يصنع بك ، فقال له الحسن (عليه السلام) : إن الذي يؤتى إليَّ سم يُدس إليَّ فأُقتل به ، ولكن لا يوم كيومك يا أبا عبدالله ، يزدلف إليك ثلاثون ألف رجل ، يدَّعون أنهم من أمة جدنا محمّد (صلى الله عليه وآله وسلم) ، وينتحلون دين الإسلام ، فيجتمعون على قتلك ، وسفك دمك ، وانتهاك حرمتك ، وسبي ذراريك ونسائك ، وانتهاب ثقلك ، فعندها تحل ببني أمية اللعنة ، وتمطر السماء رماداً ودماً ، ويبكي عليك كلُ شيء حتّى الوحوش في الفلوات ، والحيتان في البحار [2]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 177 ـ 178 ح3 ، مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 2/238.

.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے مفضل بن عمر سے، صادق جعفر بن محمد سے، اپنے والد سے، اپنے دادا (علیہم السلام) سے روایت کی: کہ حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) ایک دن حسن (علیہ السلام) کے پاس تشریف لائے، جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو رو پڑے، تو حسن (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اے ابا عبداللہ، آپ کو کیا رلا رہا ہے؟ عرض کیا: میں اس پر روتا ہوں جو آپ کے ساتھ کیا جائے گا، تو حسن (علیہ السلام) نے فرمایا: بیشک جو مجھ پر آئے گی وہ زہر ہے جو مجھے پلایا جائے گا اور میں اس سے شہید کر دیا جاؤں گا، لیکن کوئی دن آپ کے دن جیسا نہیں اے ابا عبداللہ، تیس ہزار آدمی آپ پر حملہ آور ہوں گے، جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے جد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی امت سے ہیں، اور اسلام کے دین سے منسوب ہیں، پھر وہ آپ کے قتل پر جمع ہو جائیں گے، اور آپ کا خون بہائیں گے، اور آپ کی حرمت کو پامال کریں گے، اور آپ کی اولاد اور خواتین کو اسیر بنائیں گے، اور آپ کے اموال کو لوٹیں گے، پس اس وقت بنی امیہ پر لعنت نازل ہوگی، اور آسمان سے راکھ اور خون کی بارش ہوگی، اور ہر چیز آپ پر روئے گی یہاں تک کہ صحراؤں میں وحشی جانور، اور سمندروں میں مچھلیاں۔

وروي عن زين العابدين علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : ولا يوم كيوم الحسين (عليه السلام) ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل ، يزعمون أنهم من هذه الأمة كل يتقرب إلى الله عزّوجل بدمه ، وهو بالله يذكرهم فلا يتعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً.. [3]

الأمالي ، الشيخ الصدوق : 547 ح10.

.

اور زین العابدین علی بن حسین (علیہما السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: اور کوئی دن حسین (علیہ السلام) کے دن جیسا نہیں جب تیس ہزار آدمی ان پر حملہ آور ہوں گے، جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ اس امت سے ہیں، ہر ایک ان کے خون سے اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرتا ہے، اور وہ انہیں اللہ کی یاد دلاتے ہیں لیکن وہ نصیحت قبول نہیں کرتے، یہاں تک کہ انہوں نے بغاوت، ظلم اور دشمنی سے ان کو شہید کر دیا۔

وروى عبدالله بن سنان قال : دخلت على سيدي أبي عبدالله جعفر بن محمّد (عليهما السلام) في يوم عاشوراء فألفيته كاسف اللون ظاهر الحزن ودموعه تنحدر من عينيه كاللؤلؤ المتساقط. فقلت : يا ابن رسول الله !

مِمَ بُكاؤك ؟ لا أبكى الله عينيك ، فقال لي : أو في غفلة أنت ؟ أما علمت أن الحسين بن علي أُصيب في مثل هذا اليوم ؟ [1]

مصباح المتهجد ، الطوسي : 782.

.

اور عبداللہ بن سنان نے روایت کی، انہوں نے کہا: میں عاشورا کے دن اپنے آقا ابی عبداللہ جعفر بن محمد (علیہما السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے انہیں بے رنگ چہرے، ظاہر غم اور آنسوؤں کے ساتھ پایا جو ان کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح گر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے ابن رسول اللہ!

آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم غفلت میں ہو؟ کیا تمہیں علم نہیں کہ حسین بن علی اسی دن کی مانند شہید کیے گئے؟

وروي أن الإمام الصادق (عليه السلام) قال لعبد الله بن حماد البصري في مصيبة الحسين (عليه السلام) : فإنه غريب بأرض غربة ، يبكيه من زاره ، ويحزن له من لم يزره ، ويحترق له من لم يشهده ، ويرحمه من نظر إلى قبر ابنه عند رجله ، في أرض فلاة لا حميم قربه ولا قريب ، ثم منع الحق وتوازر عليه أهل الردة ، حتى قتلوه وضيعوه وعرَّضوه للسباع ، ومنعوه شرب ماء الفُرات الذي يشربه الكلاب ، وضيعوا حق رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) ووصيته به وبأهل بيته ، فأمسى مجفواً في حفرته ، صريعاً بين قرابته ، وشيعته بين أطباق التراب ، قد أوحش قربه في الوحدة والبعد عن جده ، والمنزل الذي لا يأتيه إلاّ من امتحن الله قلبه للإيمان وعرفه حقنا ، إلى أن قال (عليه السلام) : ولقد حدثني أبي إنه لم يخل مكانه منذ قُتل من مصلي يصلي عليه من الملائكة ، أو من الجن أو من الإنس أو من الوحش ، وما من شيء إلاّ وهو يغبط زائره ويتمسح به ، ويرجو في النظر إليه الخير لنظره إلى قبره.

اور روایت ہے کہ امام صادق (علیہ السلام) نے حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں عبداللہ بن حماد بصری سے فرمایا: کہ وہ اجنبی سرزمین میں غریب ہیں، ان کی زیارت کرنے والا ان پر روتا ہے، اور جو ان کی زیارت نہیں کر سکا وہ ان پر غمگین ہوتا ہے، اور جو ان کے پاس حاضر نہیں ہو سکا وہ ان پر جلتا ہے، اور جو ان کے بیٹے کی قبر کو ان کے پاؤں کے پاس دیکھتا ہے اس پر رحم کرتا ہے، ایک ویران سرزمین میں جہاں نہ کوئی ہمدرد ان کے قریب ہے اور نہ کوئی رشتہ دار، پھر حق سے روکا گیا اور ارتداد کے لوگ ان پر جمع ہو گئے، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہید کیا اور انہیں ضائع کیا اور درندوں کے لیے چھوڑ دیا، اور انہیں فرات کا پانی پینے سے روک دیا جو کتے پیتے ہیں، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حق اور ان کی اور ان کے اہل بیت کی نسبت آپ کی وصیت کو ضائع کیا، پس وہ اپنے گڑھے میں تنہا، اپنے رشتہ داروں کے درمیان شہید، اور اپنے شیعوں کے درمیان مٹی کی تہوں میں ہیں، ان کی قبر وحشت میں ہے اپنے جد سے وحدت اور دوری میں، اور وہ مقام جہاں نہیں آتا مگر وہ جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے آزمایا اور جو ہمارے حق کو پہچانے، یہاں تک کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اور میرے والد نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ جب سے وہ شہید ہوئے ہیں ان کی جگہ کبھی خالی نہیں رہی ایسے نماز پڑھنے والے سے جو ان پر نماز پڑھے فرشتوں میں سے یا جنوں میں سے یا انسانوں میں سے یا جانوروں میں سے، اور کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ ان کے زائر سے رشک کرتی ہے اور اس سے تبرک حاصل کرتی ہے، اور ان کی قبر کی طرف دیکھنے میں خیر کی امید رکھتی ہے۔

ثم قال : بلغني أن قوماً يأتونه من نواحي الكوفة وناساً من غيرهم ، ونساء يندبنه ، وذلك في النصف من شعبان ، فمن بين قارئ يقرأ ، وقاص يقص ، ونادب يندب ، وقائل يقول المراثي ، فقلت له : نعم جعلت فداك قد شهدت بعض ما تصف ، فقال : الحمد لله الذي جعل في الناس من يفد الينا ويمدحُنا ويرثي لنا ، وجعل عدونا من يطعن عليهم من قرابتنا وغيرهم يهدرونهم ويقبّحون ما

پھر آپ نے فرمایا: مجھے پہنچا ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت کوفہ کے نواحی سے اور دوسرے لوگ ان کے علاوہ سے ان کے پاس آتے ہیں، اور عورتیں جو ان کا نوحہ کرتی ہیں، اور یہ شعبان کی پندرہویں میں ہوتا ہے، تو ان میں سے کوئی قاری ہے جو قرآن پڑھتا ہے، اور کوئی قصہ گو ہے جو قصہ بیان کرتا ہے، اور کوئی نوحہ خواں ہے جو نوحہ کرتا ہے، اور کوئی کہنے والا ہے جو مرثیے پڑھتا ہے، میں نے عرض کیا: جی ہاں میں آپ پر قربان، میں نے اس میں سے کچھ دیکھا ہے جو آپ بیان فرما رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے لوگوں میں ایسے بنائے جو ہماری طرف آتے ہیں اور ہماری تعریف کرتے ہیں اور ہم پر رحم کرتے ہیں، اور ہمارا دشمن بنایا جو ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں ہمارے رشتہ داروں میں سے اور دوسروں سے، وہ ان کی تذلیل کرتے ہیں اور جو

يصنعون [1]

کرتے ہیں۔

[1] كامل الزيارات ، ابن قولويه : 537 ـ 539 ح1.

.

وعن الريان بن شبيب قال : دخلت على الرضا (عليه السلام) في أول يوم من المحرم وساق الحديث عن الإمام الرضا (عليه السلام) إلى أن قال : يا ابن شبيب إن المحرم هو الشهر الذي كان أهل الجاهلية فيما مضى يحرمون فيه الظلم والقتال لحرمته ، فما عرفت هذه الأمة حرمة شهرها ولا حرمة نبيها ، لقد قتلوا في هذا الشهر ذريته ، وسبوا نساءه ، وانتهبوا ثقله ، فلا غفر الله لهم ذلك أبداً ، يا ابن شبيب إن كنت باكياً لشيء فابك للحسين بن علي بن أبي طالب (عليهما السلام) فإنه ذبح كما يُذبح الكبش ، وقُتل معه من أهل بيته ثمانية عشر رجلا ، مالهم في الأرض شبيهون ، ولقد بكت السماوات السبع والأرضون لقتله ، ولقد نزل إلى الأرض من الملائكة أربعة آلاف لنصره ، فوجدوه قد قُتل ، فهم عند قبره شعث غبر إلى أن يقوم القائم ، فيكونون من أنصاره ، وشعارهم يا لثارات الحسين.

اور ریان بن شبیب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں محرم کے پہلے دن امام رضا (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور حدیث کو امام رضا (علیہ السلام) سے بیان کیا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اے ابن شبیب ! بیشک محرم وہ مہینہ ہے جس میں اہل جاہلیت گزشتہ زمانے میں اس کی حرمت کی وجہ سے ظلم اور قتال کو حرام سمجھتے تھے، لیکن اس امت نے نہ اپنے مہینے کی حرمت کو پہچانا اور نہ اپنے نبی کی حرمت کو، انہوں نے اسی مہینے میں آپ کی ذریت کو قتل کیا، آپ کی عورتوں کو قید کیا، اور آپ کے سامان کو لوٹا، پس اللہ انہیں کبھی معاف نہ کرے۔ اے ابن شبیب ! اگر تم کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حسین بن علی بن ابی طالب (علیہما السلام) پر رو کیونکہ انہیں اس طرح ذبح کیا گیا جیسے مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے، اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت میں سے اٹھارہ افراد شہید ہوئے جن کی مثل روئے زمین پر نہیں، اور ان کے قتل پر ساتوں آسمان اور زمینیں روئیں، اور ان کی مدد کے لیے چار ہزار فرشتے زمین پر اترے لیکن انہیں شہید پایا، پس وہ ان کی قبر کے پاس پراگندہ حال اور غبار آلود ہیں یہاں تک کہ قائم قیام کریں، پھر وہ ان کے انصار میں سے ہوں گے، اور ان کا نعرہ ہوگا: یا لثارات الحسین۔

يا ابن شبيب لقد حدثني أبي ، عن أبيه ، عن جده أنه لما قُتل جدي الحسين أمطرت السماء دماً وتراباً أحمر إلى أن قال (عليه السلام) : يا ابن شبيب إن سرك أن تسكن الغرف المبنية في الجنة مع النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) فالعن قتلة الحسين.

اے ابن شبیب ! مجھ سے میرے والد نے، ان سے ان کے والد نے، اور ان سے ان کے دادا نے حدیث بیان کی کہ جب میرے جد حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون اور سرخ مٹی برسی، یہاں تک کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ابن شبیب ! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جنت کے تعمیر شدہ محلوں میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ رہائش پذیر ہو تو حسین کے قاتلوں پر لعنت کر۔

يا ابن شبيب إن سرك أن يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين فقل متى ما ذكرته : يا ليتني كنت معهم فأفوز فوزا عظيماً ، يا ابن شبيب إن سرك أن تكون معنا في الدرجات العلى من الجنان ، فاحزن لحزننا ، وافرح لفرحنا ، وعليك بولايتنا ، فلو أن رجلا تولى حجرا لحشره الله معه يوم القيامة [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/285 ح23 عن عيون أخبار الإمام الرضا (عليه السلام).

.

اے ابن شبیب ! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تیرے لیے اتنا ہی ثواب ہو جتنا ان لوگوں کے لیے ہے جو حسین کے ساتھ شہید ہوئے تو جب بھی ان کا ذکر کرو یہ کہو: یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزاً عظیماً (کاش میں ان کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا)۔ اے ابن شبیب ! اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جنت کے بلند درجات میں ہمارے ساتھ ہو تو ہمارے غم میں غمگین ہو، ہماری خوشی میں خوش ہو، اور ہماری ولایت کو لازم پکڑو، پس اگر کوئی شخص ایک پتھر سے بھی محبت کرے تو اللہ اسے قیامت کے دن اس کے ساتھ محشور کرے گا۔

وفي زيارة الناحية يقول الحجة عجل الله تعالى فرجه الشريف : فلئن أخرتني الدهور ، وعاقني عن نصرك المقدور ، ولم أكن لمن حاربك محاربا ، ولمن

اور زیارت ناحیہ میں حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف فرماتے ہیں: پس اگر زمانوں نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا، اور مقدر نے مجھے تمہاری نصرت سے روک دیا، اور میں تمہارے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے والا نہیں بنا، اور جنہوں نے

نصب لك العداوة مناصبا ، فلأندبنك صباحا ومساء ، ولأبكين عليك بدل الدموع دماً ، حسرة عليك ، وتأسفا على ما دهاك ، وتلهفا حتى أموت بلوعة المصاب وغصة الاكتئاب.. [1]

المزار ، المشهدي : 501.

.

تمہارے ساتھ دشمنی کی ان کے خلاف صف آرا نہیں ہوا، تو میں صبح و شام تمہارا ماتم کروں گا، اور تمہارے لیے آنسوؤں کی جگہ خون روؤں گا، تمہارے لیے افسوس، اور جو تم پر گزری اس پر تاسف، اور حسرت کے ساتھ یہاں تک کہ میں مصیبت کی شدت اور غم کی تلخی سے مر جاؤں۔

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن إبراهيم بن أبي محمود قال : قال الرضا (عليه السلام) : إن المحرَّم شهر كان أهل الجاهليّة يُحرِّمون فيه القتال ، فاستُحلّت فيه دماؤنا ، وهُتكت فيه حرمتنا ، وسُبي فيه ذرارينا ونساؤنا ، وأُضرمت النيران في مضاربنا ، وأُنتهب ما فيها من ثقلنا ، ولم ترع لرسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) حرمة في أمرنا ، إن يوم الحسين أقرح جفوننا ، وأسبل دموعنا ، وأذلّ عزيزنا بأرض كرب وبلاء ، أورثتنا الكرب والبلاء إلى يوم الانقضاء ، فعلى مثل الحسين فليبك الباكون ، فإن البكاء عليه يحطّ الذنوب العظام.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابراہیم بن ابی محمود سے روایت کی، انہوں نے کہا: امام رضا (علیہ السلام) نے فرمایا: بیشک محرم وہ مہینہ ہے جس میں اہل جاہلیت قتال کو حرام کرتے تھے، لیکن اسی میں ہمارے خون کو حلال کیا گیا، اور اسی میں ہماری حرمت کو پامال کیا گیا، اور اسی میں ہماری اولاد اور عورتوں کو قید کیا گیا، اور ہمارے خیموں میں آگ لگائی گئی، اور ان میں سے ہمارے سامان کو لوٹا گیا، اور ہمارے معاملے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ بیشک حسین کا دن ہماری پلکوں کو زخمی کر گیا، اور ہمارے آنسوؤں کو جاری کر دیا، اور کربلا کی سرزمین پر ہمارے عزیز کو ذلیل کر دیا، جس نے ہمیں قیامت تک کرب و بلا کا وارث بنا دیا، پس حسین جیسے پر ہی رونے والوں کو رونا چاہیے، کیونکہ ان پر رونا بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

ثمَّ قال (عليه السلام) : كان أبي إذا دخل شهر المحرَّم لا يُرى ضاحكاً ، وكانت الكآبة تغلب عليه حتى يمضي منه عشرة أيام ، فإذا كان يوم العاشر كان ذلك اليوم يوم مصيبته وحزنه وبكائه ، ويقول : هو اليوم الذي قُتل فيه الحسين صلَّى الله عليه [2]

الأمالي ، الصدوق : 190 ـ 191 ح 2.

.

پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے والد جب محرم کا مہینہ آتا تو ہنستے ہوئے نہیں دیکھے جاتے تھے، اور اداسی ان پر غالب رہتی تھی یہاں تک کہ اس کے دس دن گزر جاتے، پھر جب دسویں کا دن ہوتا تو وہ دن ان کی مصیبت، غم اور گریہ کا دن ہوتا، اور فرماتے: یہ وہ دن ہے جس میں حسین شہید کیے گئے صلی اللہ علیہ۔

ومن كتاب النوادر لعلي بن أسباط عليه الرحمة ، عن بعض أصحاب الأئمة (عليهم السلام) رواه ، قال : إن أبا جعفر (عليه السلام) قال : كان أبي مبطوناً يوم قُتل أبوه (عليه السلام) ، وكان في الخيمة ، وكنت أرى موالينا كيف يختلفون معه ، يتبعونه بالماء ، يشدّ على الميمنة مرَّة ، وعلى الميسرة مرَّة ، وعلى القلب مرّة ، ولقد قتلوه قتلة نهى رسول الله (صلى الله عليه وآله) أن يُقتل بها الكلاب ، ولقد قُتل بالسيف والسنان ، وبالحجارة ، وبالخشب ، وبالعصا ، ولقد أوطؤوه الخيل بعد ذلك [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/91 ح 30.

.

اور کتاب النوادر سے علی بن اسباط علیہ الرحمہ نے، ائمہ (علیہم السلام) کے بعض اصحاب سے روایت کی، انہوں نے کہا: ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے والد کو اسہال تھا جس دن ان کے والد شہید ہوئے، اور وہ خیمے میں تھے، اور میں دیکھتا تھا کہ ہمارے موالی کیسے ان کے ساتھ آتے جاتے تھے، ان کے پیچھے پانی لے کر جاتے تھے، وہ کبھی میمنہ پر حملہ کرتے، کبھی میسرہ پر، اور کبھی قلب پر، اور انہوں نے انہیں ایسے طریقے سے قتل کیا جس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے کتوں کو مارنے سے بھی منع فرمایا تھا، اور انہیں تلوار اور نیزے سے، اور پتھروں سے، اور لکڑیوں سے، اور لاٹھیوں سے قتل کیا، اور اس کے بعد گھوڑوں سے ان کے جسم کو روندا۔

وقال البيروني : لقد فعلوا بالحسين (عليه السلام) ما لم يُفعل في جميع الأمم بأشرار الخلق من القتل بالسيف والرمح والحجارة وإجراء الخيول [1]

مقتل الحسين ، المقرم : 303.

.

اور بیرونی نے کہا: انہوں نے حسین (علیہ السلام) کے ساتھ وہ کیا جو تمام امتوں میں بدترین مخلوق کے ساتھ بھی نہیں کیا گیا، تلوار اور نیزے اور پتھروں سے قتل کرنا اور گھوڑے دوڑانا۔

ولله درّ الشيخ عبد الحسين شكر عليه الرحمة إذ يقول :

اور شیخ عبدالحسین شکر علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے جب فرماتے ہیں:

مَنِ المعزّي نبيَّ الكائناتِ بمَنْ أقام دَعْوَتَه بالبيضِ والسُّمُرِ
والأَنْجُمُ الزُّهْرِ أَبْنَاهُ الذينَ بِهِمْ قد أَشْرَقَ الكونُ لا بالأنجمِ الزُّهُرِ
لولا حُسَامٌ أحارَ المبصرينَ بِهِ لم يَنْظُرِ الدِّينَ والتكوينَ ذو بَصَرِ
وَاضيعةَ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وأَهْلِهِمَا حَلَّ الذبولُ بِعُود للنَّدَى نَضِرِ
لَمْ أَنْسَ زينبَ تدعو وهي حاسرةٌ
قَدْ غَابَ وَاسُوْءَ حالي في الثرى قَمَري
لاَ غَرْوَ أَنْ ناح جبريلٌ وَرَنَّ أسىً على مُعَلِّمِهِ في غَابِرِ العُصُرِ
والرُّسْلُ أنْ أَعْوَلُوا حُزْناً لأنهُمْ لولاه لم ينظروا يوماً إلى الظَّفَرِ [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 316.

کون تسلی دے گا کائنات کے نبی کو ان کے لیے
جنہوں نے سفید اور سرخ تلواروں سے ان کی دعوت
کو قائم کیا
اور وہ روشن ستارے، ان کے فرزند، جن کی وجہ سے
کائنات روشن ہوئی، نہ کہ آسمان کے ستاروں سے
اگر وہ تلوار نہ ہوتی جس نے دیکھنے والوں کو حیران کر
دیا
تو کوئی بصیرت والا نہ دین کو دیکھ پاتا نہ تکوین کو
دین اور دنیا اور ان کے اہل کی ضائع شدگی
نداوت کے تازہ شاخسار میں کمزوری آگئی
میں زینب کو نہیں بھولا جو پکار رہی تھیں اور سر
کھولے تھیں
غائب ہو گیا، واے میری حالت کی بربادی، خاک
میں میرا چاند
کوئی تعجب نہیں کہ جبرائیل نے نوحہ کیا اور غم سے
پکارا
اپنے استاد کے لیے گزشتہ زمانوں میں
اور رسولوں نے غم سے نوحہ کیا کیونکہ وہ
ان کے بغیر کبھی فتح کو نہ دیکھ پاتے

المجلس الثاني ، من يوم عاشوراء

خطبة الإمام الحسين (عليه السلام) يوم عاشوراء

جاء في بعض زيارات الإمام الحسين (عليه السلام) الشريفة : أشهد أن دمك سكن في الخلد ، واقشعرّت له أظلّة العرش ، وبكى له جميع الخلائق ، وبكت له السماوات السبع ، والأرضون السبع ، وما فيهن وما بينهن ، ومن يتقلَّب في الجنّة والنار من خلق ربِّنا ، وما يُرى وما لا يُرى ، أشهد أنّك حجَّة الله وابن حجّته ، وأشهد أنك قتيل الله وابن قتيله ، وأشهد أنك ثائر الله وابن ثائره ، وأشهد أنك وتر الله الموتور في السماوات والأرض ، وأشهد أنك قد بلَّغت ونصحت ، ووفيت وأوفيت ،

وجاهدت في سبيل الله ، ومضيت للذي كنت عليه شهيداً ومستشهِداً ، وشاهداً ومشهوداً.. [1]

الكافي ، الكليني : 4/576.

.

دوسری مجلس، عاشورا کے دن سے

امام حسین (علیہ السلام) کا خطبہ عاشورا کے دن

امام حسین (علیہ السلام) کی بعض شریف زیارات میں آیا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا خون جنت میں بسا ہوا ہے، اور اس سے عرش کے سائے کانپ اٹھے، اور اس پر تمام مخلوقات رو پڑیں، اور اس پر ساتوں آسمان رو پڑے، اور ساتوں زمینیں، اور جو ان میں ہے اور جو ان کے درمیان ہے، اور جو بھی جنت اور دوزخ میں ہمارے رب کی مخلوق میں سے پلٹتا ہے، اور جو دیکھا جاتا ہے اور جو نہیں دیکھا جاتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کی حجت ہیں اور اس کی حجت کے فرزند، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے مقتول ہیں اور اس کے مقتول کے فرزند، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے ثائر ہیں اور اس کے ثائر کے فرزند، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے وہ وتر ہیں جن کا انتقام آسمانوں اور زمین میں لیا جائے گا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پہنچا دیا اور خیر خواہی کی، اور وفا کی اور پورا کیا،

اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور جس پر آپ تھے اس پر گزر گئے شہید ہوتے ہوئے اور شہادت طلب کرتے ہوئے، اور گواہ اور مشہود ہوتے ہوئے۔۔

قال بعض الرواة : وأصبح الحسين (عليه السلام) فعبَّأ أصحابه بعد صلاة الغداة ، وكان معه اثنان وثلاثون فارساً وأربعون راجلا ، وقال السيِّد ابن طاووس عليه الرحمة : روي عن الباقر (عليه السلام) أنهم كانوا خمسة وأربعين فرساً ومائة راجل ، وكذا قال ابن نما.

بعض راویوں نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) نے صبح کی، تو فجر کی نماز کے بعد اپنے اصحاب کو صف آرا کیا، اور آپ کے ساتھ بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے، اور سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کہا: امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ وہ پینتالیس سوار اور سو پیادہ تھے، اور ایسے ہی ابن نما نے کہا۔

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فجعل زهير بن القين في ميمنة أصحابه ، وحبيب بن مظاهر في ميسرة أصحابه ، وأعطى رايته العباس أخاه ، وجعلوا البيوت في ظهورهم ، وأمر بحطب وقصب كان من وراء البيوت أن يُترك في خندق كان قد حفر هناك ، وأن يُحرق بالنار مخافة أن يأتوهم من ورائهم.

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: تو آپ نے زہیر بن قین کو اپنے اصحاب کے داہنے بازو میں مقرر کیا، اور حبیب بن مظاہر کو اپنے اصحاب کے بائیں بازو میں، اور اپنا پرچم اپنے بھائی عباس کو دیا، اور انہوں نے خیموں کو اپنی پشت میں رکھا، اور لکڑیوں اور سرکنڈوں کا حکم دیا جو خیموں کے پیچھے تھے کہ ان کو خندق میں ڈال دیا جائے جو وہاں کھودی گئی تھی، اور ان میں آگ لگا دی جائے اس ڈر سے کہ وہ ان کے پیچھے سے آ جائیں۔

وأصبح عمر بن سعد في ذلك اليوم وهو يوم الجمعة ، وقيل يوم السبت ، فعبَّأ أصحابه ، وخرج فيمن معه من الناس نحو الحسين (عليه السلام) ، وكان على ميمنته عمرو بن الحجاج ، وعلى ميسرته شمر بن ذي الجوشن ، وعلى الخيل عروة بن قيس ، وعلى الرجّالة شبث بن ربعي ، وأعطى الراية دريداً مولاه ، وقال محمد بن أبي طالب : وكان نيفا على اثنين وعشرين ألفا ، وفي رواية عن الإمام الصادق (عليه السلام) : ثلاثين ألفاً.

اور عمر بن سعد اس دن صبح ہوا اور وہ جمعہ کا دن تھا، اور کہا گیا ہے ہفتہ کا دن، تو اس نے اپنے اصحاب کو صف آرا کیا، اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے ان کے ساتھ حسین (علیہ السلام) کی طرف نکلا، اور اس کے داہنے بازو پر عمرو بن حجاج تھا، اور بائیں بازو پر شمر بن ذی الجوشن، اور گھوڑوں پر عروہ بن قیس، اور پیادوں پر شبث بن ربعی، اور اس نے جھنڈا درید اپنے غلام کو دیا، اور محمد بن ابی طالب نے کہا: اور وہ بائیس ہزار سے زیادہ تھے، اور امام صادق (علیہ السلام) سے روایت میں ہے: تیس ہزار۔

وفي ذلك يقول السيد رضا الهندي عليه الرحمة :

اور اس میں سید رضا ہندی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وعاد ريحانة المختار منفرداً بين العدى ما له حام ولا عضدُ
يكر فيهم بماضيه فيهزمُهم وهم ثلاثون ألفاً وهو منفردُ
لو شئت ياعلة التكوين محوَهُم
ما كان يثبُتُ منهم في الوغى أحد

اور مختار کا پھول تنہا لوٹا
دشمنوں کے درمیان، نہ اس کا کوئی حامی نہ مددگار
اپنی تیز تلوار سے ان پر حملہ کرتے تو انہیں بھگا دیتے
اور وہ تیس ہزار ہیں اور آپ تنہا
اگر آپ چاہتے اے تکوین کی بلندی، انہیں مٹا دیتے
تو ان میں سے جنگ میں کوئی ایک بھی ثابت قدم نہ
رہتا

وقال آخر :

اور کسی اور نے کہا:

ملءُ القفار على ابن فاطمة جندٌ وملءُ قلوبِهِمُ دُخلُ
بجحافل بالطف أولُها واخيرُها بالشام متصلُ

بیابانوں کی بھرمار فاطمہ کے بیٹے کے خلاف لشکر
اور ان کے دلوں میں بھرا ہوا فریب و مکر
طف میں لشکروں کا سلسلہ جن کا آغاز
اور جن کا انجام شام سے جا ملتا ہے

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : روي عن علي بن الحسين (عليه السلام) أنه قال : لمَّا أصبحت الخيل تُقبل على الحسين (عليه السلام) رفع يديه وقال : اللهم أنت ثقتي في كل كرب ، ورجائي في كل شدّة ، وأنت لي في كل أمر نزل بي ثقة وعدّة ، كم من كرب يَضعف عنه الفؤاد ، وتقلُّ فيه الحيلة ، ويخذل فيه الصديق ، ويشمت فيه العدوُّ ، أنزلته بك وشكوته إليك ، رغبةً منّي إليك عمَّن سواك ، ففرَّجته وكشفته ، فأنت وليُّ كل نعمة ، وصاحب كل حسنة ، ومنتهى كل رغبة.

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: علی بن الحسین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب صبح ہوئی اور لشکر حسین (علیہ السلام) کی طرف بڑھنے لگا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! تو ہر مصیبت میں میرا بھروسہ ہے، اور ہر سختی میں میری امید ہے، اور تو میرے لیے ہر اس معاملے میں جو مجھ پر آن پڑے بھروسہ اور سہارا ہے، کتنی ایسی مصیبتیں ہیں جن میں دل کمزور پڑ جاتا ہے، اور تدبیر کم ہو جاتی ہے، اور دوست دغا دے جاتا ہے، اور دشمن خوش ہوتا ہے، میں نے ان کو تیرے سپرد کیا اور تجھ سے ان کی شکایت کی، تیرے سوا دوسروں سے بے رغبتی کے ساتھ صرف تیری طرف رجوع کرتے ہوئے، پس تو نے اسے کشادہ کیا اور دور کیا، پس تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے، اور ہر نیکی کا ساتھی ہے، اور ہر رغبت کی انتہا ہے۔

قال : فأقبل القوم يجولون حول بيت الحسين (عليه السلام) ، فيرون الخندق في ظهورهم والنار تضطرم في الحطب والقصب الذي كان ألقي فيه ، فنادى شمر بن ذي الجوشن بأعلى صوته : يا حسين! أتعجَّلت بالنار قبل يوم القيامة ؟ فقال الحسين (عليه السلام) : من هذا ؟ كأنه شمر بن ذي الجوشن ؟ فقالوا : نعم ، فقال له : يا بن راعية المعزى! أنت أولى بها صليّا.

راوی کہتے ہیں: پھر وہ لوگ حسین (علیہ السلام) کے خیموں کے گرد گھومنے لگے، تو انہوں نے خندق کو اپنے پیچھے دیکھا اور آگ کو لکڑیوں اور سرکنڈوں میں بھڑکتے ہوئے دیکھا جو اس میں ڈالے گئے تھے، تو شمر بن ذی الجوشن نے بلند آواز سے پکارا: اے حسین! کیا تم نے قیامت سے پہلے ہی آگ جلدی منگوالی ہے؟ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ کون ہے؟ شاید شمر بن ذی الجوشن ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں، تو آپ نے اس سے فرمایا: اے بکریاں چرانے والی کے بیٹے! تو اس میں جلنے کا زیادہ حقدار ہے۔

ورام مسلم بن عوسجة أن يرميه بسهم فمنعه الحسين (عليه السلام) من ذلك ، فقال له : دعني حتى أرميه ، فإن الفاسق من أعداء الله وعظماء الجبّارين ، وقد أمكن الله منه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : لا ترمه; فإني أكره أن أبدأهم بقتال [1]

الإرشاد ، المفيد : 2/96 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/4 ـ 5.

.

اور مسلم بن عوسجہ نے ارادہ کیا کہ اسے تیر مارے تو حسین (علیہ السلام) نے انہیں اس سے منع فرما دیا، تو انہوں نے آپ سے عرض کیا: مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں اسے تیر مار دوں، کیونکہ یہ فاسق اللہ کے دشمنوں اور ظالموں کے سرداروں میں سے ہے، اور اللہ نے اس پر قابو دے دیا ہے، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اسے تیر مت مارو، کیونکہ میں ان سے پہلے جنگ شروع کرنا ناپسند کرتا ہوں۔

وقال محمد بن أبي طالب : وركب أصحاب عمر بن سعد ، فقرِّب إلى الحسين (عليه السلام) فرسه فاستوى عليه ، وتقدَّم نحو القوم في نفر من أصحابه ، وبين يديه برير بن خضير ، فقال له الحسين (عليه السلام) : كلِّم القوم ، فتقدَّم برير فقال : يا قوم! اتقوا الله ، فإن ثقل محمد قد أصبح بين أظهركم ، هؤلاء ذرّيّته وعترته وبناته وحرمه ، فهاتوا ما عندكم ، وما الذي تريدون أن تصنعوه بهم ؟ فقالوا : نريد أن نمكّن منهم

اور محمد بن ابی طالب نے کہا: اور عمر بن سعد کے اصحاب سوار ہوئے، تو حسین (علیہ السلام) کے لیے آپ کا گھوڑا لایا گیا اور آپ اس پر سوار ہوئے، اور اپنے اصحاب میں سے چند افراد کے ساتھ لشکر کی طرف آگے بڑھے، اور آپ کے آگے بریر بن خضیر تھے، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: ان لوگوں سے بات کرو، تو بریر آگے بڑھے اور کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، کیونکہ محمد کا اہل بیت تمہارے درمیان صبح کو موجود ہے، یہ ان کی اولاد اور عترت اور بیٹیاں اور حرمت والے ہیں، تو بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے، اور تم ان کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ انہیں

الأمير ابن زياد فيرى رأيه فيهم ، فقال لهم برير : أفلا تَقبلون منهم أن يرجعوا إلى المكان الذي جاؤوا منه ؟ ويلكم يا أهل الكوفة ، أنسيتم كتبكم وعهودكم التي أعطيتموها وأشهدتم الله عليها ، يا ويلكم ، أدعوتم أهل بيت نبيِّكم ، وزعمتم أنكم تقتلون أنفسكم دونهم ، حتى إذا أتوكم أسلمتموهم إلى ابن زياد ، وحلأتموهم عن ماء الفرات ؟! بئس ما خلفتم نبيَّكم في ذرّيّته ، ما لكم ؟ لا سقاكم الله يوم القيامة ، فبئس القوم أنتم.

امیر ابن زیاد کے حوالے کر دیں تاکہ وہ ان کے بارے میں اپنی رائے دیکھے، تو بریر نے ان سے کہا: کیا تم ان سے یہ قبول نہیں کرتے کہ وہ اس جگہ واپس چلے جائیں جہاں سے آئے ہیں؟ تم پر افسوس اے اہل کوفہ، کیا تم اپنے خطوط اور اپنے عہد بھول گئے جو تم نے دیے تھے اور جن پر تم نے اللہ کو گواہ بنایا تھا، تم پر افسوس، کیا تم نے اپنے نبی کے اہل بیت کو بلایا، اور دعویٰ کیا کہ تم ان کی حمایت میں اپنی جانیں قربان کر دو گے، یہاں تک کہ جب وہ تمہارے پاس آ گئے تو تم نے انہیں ابن زیاد کے حوالے کر دیا، اور انہیں فرات کے پانی سے روک دیا؟! کیا بری طرح تم نے اپنے نبی کی اولاد میں ان کی جانشینی کی، تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تمہیں قیامت کے دن پانی نہ پلائے، پس کیا بری قوم ہو تم۔

فقال له نفر منهم : يا هذا! ما ندري ما تقول ، فقال برير : الحمد لله الذي زادني فيكم بصيرة ، اللهم إنّي أبرأ إليك من فعال هؤلاء القوم ، اللهم ألق بأسهم بينهم ، حتى يلقوك وأنت عليهم غضبان ، فجعل القوم يرمونه بالسهام فرجع برير إلى ورائه.

تو ان میں سے کچھ لوگوں نے ان سے کہا: اے شخص! ہمیں نہیں معلوم تم کیا کہہ رہے ہو، تو بریر نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے تمہارے بارے میں مجھے مزید بصیرت عطا کی، اے اللہ! میں ان لوگوں کے اعمال سے تیری بارگاہ میں بیزاری کا اظہار کرتا ہوں، اے اللہ! ان کے درمیان ان کی لڑائی ڈال دے، یہاں تک کہ وہ تجھ سے اس حال میں ملیں کہ تو ان پر ناراض ہو، تو لوگوں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیے تو بریر اپنی جگہ واپس لوٹ گئے۔

وتقدَّم الحسين (عليه السلام) حتى وقف بإزاء القوم ، فجعل ينظر إلى صفوفهم كأنهم السيل ، ونظر إلى ابن سعد واقفاً في صناديد الكوفة ، فقال : الحمد لله الذي خلق الدنيا فجعلها دار فناء وزوال ، متصرِّفة بأهلها حالا بعد حال ، فالمغرور من غرَّته ، والشقيُّ من فتنته ، فلا تغرَّنَّكم هذه الدنيا ، فإنها تقطع رجاء مَنْ ركن إليها ، وتُخيِّب طمع مَنْ طمع فيها ، وأراكم قد اجتمعتم على أمر قد أسخطتم الله فيه عليكم ، وأعرض بوجهه الكريم عنكم ، وأحلَّ بكم نقمته ، وجنَّبكم رحمته ، فنعم الربُّ ربُّنا ، وبئس العبيد أنتم ، أقررتم بالطاعة ، وآمنتم بالرسول محمد (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ إنّكم زحفتم إلى ذرّيّته وعترته تريدون قتلهم ، لقد استحوذ عليكم الشيطان ، فأنساكم ذكر الله العظيم ، فتبّاً لكم ولما تريدون ، إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، هؤلاء قوم كفروا بعد إيمانهم فبعداً للقوم الظالمين.

اور حسین (علیہ السلام) آگے بڑھے یہاں تک کہ لشکر کے بالمقابل آکھڑے ہوئے، تو آپ نے ان کی صفوں کو دیکھا جیسے وہ سیلاب ہوں، اور ابن سعد کو کوفہ کے سرداروں میں کھڑا ہوا دیکھا، تو فرمایا: ساری تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا اور اسے فنا اور زوال کا گھر بنایا، اپنے رہنے والوں کے ساتھ حال بدلتا رہتا ہے، پس فریب خوردہ وہ ہے جسے اس نے دھوکا دیا، اور بدبخت وہ ہے جسے اس نے فتنے میں ڈالا، تو یہ دنیا تمہیں دھوکا نہ دے، کیونکہ یہ اس کی امید کو توڑ دیتی ہے جو اس پر بھروسہ کرتا ہے، اور اس کی لالچ کو ناکام کر دیتی ہے جو اس میں لالچ کرتا ہے، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ایک ایسے معاملے پر جمع ہو گئے ہو جس میں تم نے اللہ کو اپنے اوپر ناراض کر لیا ہے، اور اس نے اپنا کریم چہرہ تم سے پھیر لیا ہے، اور اپنی عذاب تم پر نازل کیا ہے، اور اپنی رحمت سے تمہیں دور کر دیا ہے، تو کیا ہی بہترین رب ہے ہمارا رب، اور کیا ہی بدترین بندے ہو تم، تم نے اطاعت کا اقرار کیا، اور رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر ایمان لائے، پھر تم ان کی اولاد اور عترت کی طرف بڑھے ان کو قتل کرنے کے ارادے سے، واقعی شیطان نے تم پر قابو پا لیا ہے، اور اس نے تمہیں اللہ عظیم کے ذکر سے غافل کر دیا ہے، تباہی ہو تم پر اور جو تم چاہتے ہو اس پر، بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا پس دوری ہو ظالم قوم کے لیے۔

فقال عمر : ويلكم ، كلِّموه فإنّه ابن أبيه ، والله لو وقف فيكم هكذا يوماً جديداً لما انقطع ولما حَصُر ، فكلِّموه ، فتقدَّم شمر لعنه الله فقال : يا حسين! ما هذا

تو عمر نے کہا: تم پر افسوس، اس سے بات کرو کیونکہ یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے، اللہ کی قسم اگر یہ تمہارے درمیان اس طرح پورا دن کھڑا رہے تو نہ ختم ہو اور نہ رک جائے، پس اس سے بات کرو، تو شمر لعنۃ اللہ علیہ آگے بڑھا اور کہا: اے حسین! یہ کیا

الذي تقول ؟ أفهمنا حتى نفهم.

ہے جو تم کہہ رہے ہو؟ ہمیں سمجھاؤ تاکہ ہم سمجھیں۔

فقال : أقول : اتقوا الله ربَّكم ولا تقتلوني ، فإنه لا يحلُّ لكم قتلي ، ولا انتهاك حرمتي ، فإنّي ابن بنت نبيِّكم ، وجدّتي خديجة زوجة نبيِّكم ، ولعلّه قد بلغكم قول نبيِّكم (صلى الله عليه وآله وسلم) : الحسن والحسين سيِّدا شباب أهل الجنة..

تو آپ نے فرمایا: میں کہتا ہوں: اپنے رب سے ڈرو اور مجھے قتل نہ کرو، کیونکہ میرا قتل تمہارے لیے حلال نہیں ہے، اور میری حرمت کو پامال کرنا جائز نہیں، کیونکہ میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں، اور میری دادی خدیجہ تمہارے نبی کی بیوی ہیں، اور شاید تم تک تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا یہ فرمان پہنچا ہو: حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔۔

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : ودعا الحسين (عليه السلام) براحلته فركبها ، ونادى بأعلى صوته : يا أهل العراق - وجلُّهم يسمعون - فقال : أيُّها الناس! اسمعوا قولي ولا تعجلوا حتى أعظكم بما يحقُّ لكم عليَّ ، وحتى أعذر عليكم ، فإن أعطيتموني النصف كنتم بذلك أسعد وإن لم تعطوني النصف من أنفسكم فاجمعوا رأيكم ، ثم لا يكن أمركم عليكم غمَّة ، ثم اقضوا إليَّ ولا تنظرون ، إن وليّي الله الذي نزَّل الكتاب وهو يتولَّى الصالحين.

اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) نے اپنی سواری منگوائی اور اس پر سوار ہوئے، اور بلند آواز سے پکارا: اے اہل عراق! – اور ان میں سے اکثر سن رہے تھے – تو فرمایا: اے لوگو! میری بات سنو اور جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں تمہیں نصیحت کروں جو تمہارا مجھ پر حق ہے، اور تمہارے سامنے اپنا عذر پیش کروں، پس اگر تم مجھے انصاف دو تو تم اس سے زیادہ خوش قسمت ہو گے، اور اگر تم مجھے اپنی طرف سے انصاف نہ دو تو اپنی رائے اکٹھی کر لو، پھر تمہارا معاملہ تم پر مشکل نہ ہو، پھر میرے بارے میں فیصلہ کر ڈالو اور انتظار نہ کرو، بے شک میرا کارساز اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی اور وہ نیکوکاروں کی سرپرستی کرتا ہے۔

ثمَّ حمد الله وأثنى عليه ، وذكر الله بما هو أهله ، وصلَّى على النبيِّ (صلى الله عليه وآله وسلم) وعلى ملائكته وعلى أنبيائه ، فلم يسمع متكلِّم قط قبله ولا بعده أبلغ منه في منطق.

پھر آپ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی، اور اللہ کا ذکر کیا جیسا کہ وہ اس کا اہل ہے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے انبیاء پر درود بھیجا، پس کبھی کوئی بولنے والا نہ ان سے پہلے سنا گیا نہ ان کے بعد جو ان سے زیادہ فصیح ہو۔

ثمَّ قال : أمَّا بعد ، فانسبوني فانظروا من أنا ، ثم راجعوا أنفسكم وعاتبوها فانظروا هل يصلح لكم قتلي وانتهاك حرمتي ؟ ألست ابن بنت نبيِّكم ، وابن وصيِّه وابن عمِّه وأول مؤمن مصدِّق لرسول الله (صلى الله عليه وآله) بما جاء به من عند ربِّه ؟ أو ليس حمزة سيِّد الشهداء عمّي ؟ أو ليس جعفر الطيار في الجنّة بجناحين عمّي ؟ أو لم يبلغكم ما قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) لي ولأخي : هذان سيِّدا شباب أهل الجنّة ؟ فإن صدَّقتموني بما أقول وهو الحق ، والله ما تعمَّدت كذباً مذ علمت أن الله يمقت عليه أهله ، وإن كذَّبتموني فإنّ فيكم مَنْ إنْ سألتموه عن ذلك أخبركم ، اسألوا جابر بن عبدالله الأنصاري ، وأبا سعيد الخدري ، وسهل بن سعد الساعدي ، وزيد بن أرقم ، وأنس بن مالك يخبروكم أنّهم سمعوا هذه المقالة من رسول الله (صلى الله عليه وآله) لي ولأخي ، أما في هذا حاجز لكم عن سفك دمي ؟

پھر فرمایا: اما بعد، میرا نسب پوچھو اور دیکھو کہ میں کون ہوں، پھر اپنے نفسوں کی طرف لوٹو اور انہیں ملامت کرو اور دیکھو کیا میرا قتل اور میری حرمت کو پامال کرنا تمہارے لیے درست ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہوں، اور ان کے وصی کا بیٹا اور ان کے چچا زاد بھائی کا بیٹا اور سب سے پہلا مومن جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تصدیق کی جو کچھ وہ اپنے رب کی طرف سے لائے؟ کیا حمزہ شہیدوں کے سردار میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا جعفر جنت میں دو پروں سے اڑنے والے میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم تک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا یہ فرمان نہیں پہنچا جو انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں فرمایا: یہ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟ پس اگر تم میری بات کی تصدیق کرتے ہو اور یہ حق ہے، اور اللہ کی قسم میں نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا جب سے مجھے علم ہوا کہ اللہ اس کی وجہ سے اس کے اہل سے نفرت کرتا ہے، اور اگر تم مجھے جھٹلاتے ہو تو تم میں وہ لوگ موجود ہیں جن سے اگر تم اس بارے میں پوچھو تو وہ تمہیں بتائیں گے، جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھو، اور ابو سعید خدری سے، اور سہل بن سعد ساعدی سے، اور زید بن ارقم سے، اور انس بن مالک سے، وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے یہ کلام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں سنا ہے، کیا اس میں تمہارے لیے میرا خون بہانے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے؟

فقال له شمر بن ذي الجوشن : هو يعبد الله على حرف إن كان يدري ما تقول ، فقال له حبيب بن مظاهر : والله إنّي لأراك تعبد الله على سبعين حرفاً ، وأنا أشهد أنك صادق ما تدري ما يقول ، قد طبع الله على قلبك.

تو شمر بن ذی الجوشن نے ان سے کہا: وہ اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کر رہا ہے اگر اسے پتا ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو، تو حبیب بن مظاہر نے اس سے کہا: اللہ کی قسم میں تمہیں ستر کناروں پر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سچے ہو، تمہیں نہیں معلوم وہ کیا کہہ رہے ہیں، اللہ نے تمہارے دل پر مہر لگا دی ہے۔

ثمَّ قال لهم الحسين (عليه السلام) : فإن كنتم في شك من هذا أفتشكُّون أني ابن بنت نبيِّكم ؟ فوالله ما بين المشرق والمغرب ابن بنت نبيٍّ غيري فيكم ولا في غيركم ، ويحكم ، أتطلبوني بقتيل منكم قتلته ؟ أو مال لكم استهلكته ؟ أو بقصاص من جراحة ؟

پھر حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اگر تمہیں اس میں شک ہے تو کیا تمہیں شک ہے کہ میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہوں؟ اللہ کی قسم مشرق سے مغرب تک کوئی نبی کی بیٹی کا بیٹا نہیں ہے سوائے میرے، نہ تم میں اور نہ تمہارے علاوہ کسی میں، تم پر افسوس، کیا تم مجھ سے تم میں سے کسی مقتول کا بدلہ چاہتے ہو جسے میں نے قتل کیا ہو؟ یا تمہارا کوئی مال جو میں نے برباد کیا ہو؟ یا کسی زخم کا قصاص؟

فأخذوا لا يكلِّمونه ، فنادى : يا شبث بن ربعي! يا حجّار بن أبجر! يا قيس بن الأشعث! يا يزيد بن الحارث! ألم تكتبوا إليَّ أن قد أينعت الثمار ، واخضرَّ الجناب ، وإنّما تقدم على جند لك مجنَّد ؟ فقال له قيس بن الأشعث : ما ندري ما تقول ، ولكن انزل على حكم بني عمِّك ، فإنّهم لن يروك إلاَّ ما تحب ، فقال لهم الحسين (عليه السلام) : لا والله لا أعطيكم بيدي إعطاء الذليل ، ولا أقرُّ لكم إقرار العبيد.

تو وہ اس سے بات کرنے سے رک گئے، پس آپ نے پکارا: اے شبث بن ربعی ! اے حجار بن ابجر ! اے قیس بن اشعث ! اے یزید بن حارث ! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا کہ پھل پک گئے ہیں، اور میدان سرسبز ہو گئے ہیں، اور تم صرف ایک تیار لشکر کی طرف آرہے ہو؟ تو قیس بن اشعث نے ان سے کہا: ہمیں نہیں معلوم تم کیا کہہ رہے ہو، لیکن اپنے چچا زاد بھائیوں کے حکم پر اتر آؤ، کیونکہ وہ تمہارے ساتھ صرف وہی کریں گے جو تمہیں پسند ہو، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم میں تمہیں ذلیل کی طرح اپنا ہاتھ نہیں دوں گا، اور نہ غلاموں کی طرح اقرار کروں گا۔

ثمَّ نادى : يا عباد الله! إنّي عذت بربّي وربِّكم أن تُرجمون ، وأعوذ بربّي وربِّكم من كل متكبِّر لا يؤمن بيوم الحساب.

پھر پکارا: اے اللہ کے بندو ! میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں کہ تم مجھے سنگسار کرو، اور میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر متکبر سے جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔

ثم إنَّه أناخ راحلته ، وأمر عقبة بن سمعان بعقلها ، وأقبلوا يزحفون نحوه [1]

پھر آپ نے اپنی سواری بٹھائی، اور عقبہ بن سمعان کو اسے باندھنے کا حکم دیا، اور وہ لوگ آپ کی طرف بڑھنے لگے۔

الإرشاد ، المفيد : 2/97 ـ 99.

.

وفي المناقب روى بإسناده عن عبدالله قال : لما عبَّأ عمر بن سعد أصحابه لمحاربة الحسين بن علي (عليهما السلام) ، ورتَّبهم مراتبهم ، وأقام الرايات في مواضعها ، وعبَّأ أصحاب الميمنة والميسرة ، فقال لأصحاب القلب : اثبتوا ، وأحاطوا بالحسين من كل جانب حتى جعلوه في مثل الحلقة ، فخرج (عليه السلام) حتى أتى الناس ، فاستنصتهم فأبوا أن ينصتوا ، حتى قال لهم : ويلكم ، ما عليكم أن تنصتوا إليَّ فتسمعوا قولي ؟ وإنّما أدعوكم إلى سبيل الرشاد ، فمن أطاعني كان من المرشدين ، ومن عصاني كان

اور مناقب میں عبداللہ سے روایت کی گئی ہے، انہوں نے کہا: جب عمر بن سعد نے حسین بن علی (علیہما السلام) سے جنگ کے لیے اپنے ساتھیوں کو صف آرا کیا، اور انہیں ان کے مراتب پر ترتیب دیا، اور جھنڈوں کو ان کی جگہوں پر کھڑا کیا، اور میمنہ اور میسرہ کے ساتھیوں کو صف بندی کی، تو دل والوں سے کہا: ثابت قدم رہو، اور انہوں نے حسین کو ہر طرف سے یوں گھیر لیا کہ آپ کو حلقے کی طرح کر دیا، تو آپ (علیہ السلام) باہر تشریف لائے یہاں تک کہ لوگوں کے پاس آئے، اور ان سے خاموشی چاہی لیکن انہوں نے خاموش ہونے سے انکار کیا، یہاں تک کہ آپ نے ان سے فرمایا: تم پر افسوس، تمہیں کیا ہے کہ تم میری بات سنو اور میرا قول سنو؟ میں تو تمہیں ہدایت کے راستے کی طرف بلاتا ہوں، جو میری اطاعت کرے گا وہ ہدایت یافتہ ہو گا، اور جو میری نافرمانی کرے گا وہ

من المهلكين ، وكلّكم عاص لأمري ، غير مستمع قولي ، فقد مُلئت بطونكم من الحرام ، وطُبع على قلوبكم ، ويلكم ، ألا تنصتون ؟ ألا تسمعون ؟ فتلاوم أصحاب عمر بن سعد بينهم وقالوا : أنصتوا له.

ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گا، اور تم سب میرے حکم کی نافرمانی کرنے والے ہو، میری بات نہیں سنتے، تمہارے پیٹ حرام سے بھر گئے ہیں، اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، تم پر افسوس، کیا تم خاموش نہیں ہوتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ تو عمر بن سعد کے ساتھی آپس میں ملامت کرنے لگے اور کہا: ان کی بات سنو۔

فقام الحسين (عليه السلام) ثمَّ قال : تبّاً لكم أيَّتُها الجماعة وترحاً ، أفحين استصرختمونا ولهين متحيِّرين فأصرختكم مؤدين مستعدين ، سللتم علينا سيفاً في رقابنا ، وحششتم علينا نار الفتن خباها عدوُّكم وعدوُّنا ، فأصبحتم إلباً على أوليائكم ، ويداً عليهم لأعدائكم ، بغير عدل أفشوه فيكم ، ولا أمل أصبح لكم فيهم ، إلاّ الحرام من الدنيا أنالوكم ، وخسيس عيش طمعتم فيه ، من غير حدث كان منّا ، ولا رأي تفيل لنا ، فهلاّ ـ لكم الويلات ـ إذ كرهتمونا وتركتمونا تجهَّزتموها والسيف لم يشهر ، والجاش طامن ، والرأي لم يستحصف ، ولكن أسرعتم علينا كطيرة الذباب ، وتداعيتم كتداعي الفراش ، فقبحاً لكم ، فإنّما أنتم من طواغيت الأمّة ، وشذّاذ الأحزاب ، ونبذة الكتاب ، ونفثة الشيطان ، وعصبة الآثام ، ومحرِّفي الكتاب ، ومطفيء السنن ، وقتلة أولاد الأنبياء ، ومبيري عترة الأوصياء ، وملحقي العهار بالنسب ، ومؤذي المؤمنين ، وصراخ أئمّة المستهزئين ، الذين جعلوا القرآن عضين.

حسین (علیہ السلام) کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم پر تباہی اور ہلاکت ہو اے جماعت! کیا جب تم نے سراسیمہ اور حیران ہو کر ہم سے فریاد کی تو ہم نے تیار اور مستعد ہو کر تمہاری مدد کی، تم نے ہماری گردنوں پر تلوار سونت لی، اور فتنے کی وہ آگ ہم پر بھڑکا دی جسے تمہارے اور ہمارے دشمن نے بجھایا تھا، تو تم اپنے دوستوں کے خلاف ایک لشکر بن گئے، اور ان کے دشمنوں کے لیے ان کے خلاف ہاتھ بن گئے، بغیر کسی ایسے انصاف کے جو انہوں نے تم میں پھیلایا ہو، اور نہ کسی ایسی امید کے جو تمہیں ان سے ہو، سوائے اس کے کہ انہوں نے تمہیں دنیا کی حرام چیزیں عطا کیں، اور ذلیل زندگی کا لالچ دیا، بغیر کسی ایسے واقعے کے جو ہم سے ہوا ہو، یا کوئی ایسی رائے جو ہم نے دی ہو، تو کیوں نہیں — تم پر ویل ہو — جب تم نے ہمیں ناپسند کیا اور ہمیں چھوڑ دیا تو تم نے یہ تیاری کی جب کہ تلوار ابھی نہیں نکالی گئی تھی، اور لشکر پر سکون تھا، اور رائے ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی، لیکن تم مکھی کی طرح ہم پر جھپٹ پڑے، اور پروانے کی طرح جمع ہو گئے، تم پر لعنت، تم امت کے طاغوتوں، فرقوں کے بچے کھچے، کتاب کے ٹکڑے، شیطان کے پھونکے، گناہ کے گروہ، کتاب کو بدلنے والے، سنت کو مٹانے والے، انبیاء کی اولاد کے قاتل، اوصیاء کی عترت کو نیست کرنے والے، حرام زادوں کو نسب سے ملانے والے، مومنوں کو اذیت دینے والے، اور مستہزئین کے اماموں کے نقیب ہو، جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

وأنتم ابن حرب وأشياعه تعتمدون ، وإيّانا تخاذلون ، أجل والله ، الخذل فيكم معروف ، وشجت عليه عروقكم ، وتوارثته أصولكم وفروعكم ، وثبتت عليه قلوبكم ، وغشيت صدوركم ، فكنتم أخبث شيء سنخاً للناصب ، وأكلة للغاصب ، ألا لعنة الله على الناكثين الذين ينقضون الأيمان بعد توكيدها ، وقد جعلتم الله عليكم كفيلا ، فأنتم والله هُم.

اور تم ابن حرب اور اس کے پیروکاروں کا سہارا لیتے ہو، اور ہمیں چھوڑ دیتے ہو، ہاں اللہ کی قسم، تم میں چھوڑنا مشہور ہے، اور تمہاری رگوں نے اس پر شاخیں نکالی ہیں، اور تمہاری اصل اور فروع نے اسے میراث میں پایا ہے، اور تمہارے دل اس پر جم گئے ہیں، اور تمہارے سینے اس سے ڈھک گئے ہیں، تو تم ناصبی کے لیے بدترین جڑ اور غاصب کے کھانے والے بن گئے۔ آگاہ رہو، لعنت ہو اللہ کی عہد توڑنے والوں پر جو اپنی قسموں کو ان کی تاکید کے بعد توڑتے ہیں، اور تم نے اللہ کو اپنے اوپر ضامن بنایا، تو تم ہی ہو اللہ کی قسم۔

ألا إنّ الدعيّ ابن الدعيّ قد ركز بين اثنتين ، بين القتلة والذلّة ، وهيهات ما آخذ الدنيّة ، أبى الله ذلك ورسوله ، وجدود طابت ، وحجور طهرت ، وأنوف

آگاہ رہو کہ دعی ابن دعی نے دو چیزوں کے درمیان رکھ دیا ہے، قتل اور ذلت کے درمیان، اور ہرگز نہیں کہ میں ذلت اختیار کروں، اللہ نے، اس کے رسول نے، پاکیزہ دادا نے، پاک دامن ماؤں نے، اور غیرت مند ناکوں نے،

حميّة ، ونفوس أبيّة لا تؤثر مصارع اللئام على مصارع الكرام ، ألا قد أعذرت وأنذرت ، ألا إنّي زاحف بهذه الأسرة ، على قلّة العتاد ، وخذلة الأصحاب.

اور بلند ہمت نفسوں نے اسے رد کر دیا، جو کریموں کی موت پر لئیموں کی موت کو ترجیح نہیں دیتے۔ آگاہ رہو میں نے عذر پیش کر دیا اور ڈرا دیا، آگاہ رہو کہ میں اس خاندان کے ساتھ بڑھ رہا ہوں، سامان کی کمی اور ساتھیوں کے چھوڑنے کے باوجود۔

ثم أنشأ يقول :

فَإنْ نَهْزَمْ فهزّامون قِدْماً وَإنْ نُهْزَمْ ففغيرُ مُهَزَّمينا
وَمَا إنْ طِبُنا جُبُنٌ ولكنْ مَنَايَانا وَدَوْلَةُ آخرينا

پھر آپ نے یہ کہنا شروع کیا:

اگر ہم شکست دیں تو ہم قدیم زمانے سے شکست دینے والے ہیں
اور اگر ہمیں شکست ہو تو شکست نہ کھانے والے ہیں
اور ہماری طبیعت جبن نہیں لیکن
ہماری موت اور دوسروں کی باری ہے

وزاد بعدهما في الملهوف :

إِذَا ما الموتُ رَفَّعَ عن أُناس كَلاكِلَهُ أَنَاخ بآخرينا
فأفنى ذالكم سَرَوَاتِ قومي كَمَا أفنى القُرُونَ الأوَّلينا
فلو خَلَدَ الملوكُ إذاً خَلَدْنا ولو بقي الكِرَامُ إذاً بقينا
فَقُلْ للشامتين بِنَا أَفيقوا سَيَلقى الشامتون كَمَا لَقِينا

اور ملہوف میں ان کے بعد مزید ہے:

جب موت کچھ لوگوں سے اپنا سینہ اٹھا لیتی ہے
تو دوسروں پر بیٹھ جاتی ہے
اس نے میری قوم کے سرداروں کو فنا کر دیا
جیسے اس نے پہلی امتوں کو فنا کیا تھا
اگر بادشاہ ہمیشہ رہتے تو ہم بھی ہمیشہ رہتے
اور اگر کریم باقی رہتے تو ہم بھی باقی رہتے
تو ہم پر خوش ہونے والوں سے کہہ دو ہوش میں آؤ
خوش ہونے والے بھی ویسا ہی پائیں گے جیسا ہم نے پایا

ألا! ثم لا تلبثون بعدها إلاَّ كريث ما يركب الفرس ، حتى تدور بكم الرحى ، عهد عهده إليَّ أبي عن جدّي ، فأجمعوا أمركم وشركاءكم ، ثم كيدوني جميعاً فلا تنظرون ، إنّي توكلت على الله ربّي وربّكم ، ما من دابّة إلاَّ هو آخذ بناصيتها ، إن ربّي على صراط مستقيم ، اللهم احبس عنهم قطر السماء ، وابعث عليهم سنين كسنِّي يوسف ، وسلِّط عليهم غلام ثقيف يسقيهم كأساً مصبرة ، ولا يدع فيهم أحداً إلاَّ قتله قتلة بقتلة ، وضربة بضربة ، ينتقم لي ولأوليائي وأهل بيتي وأشياعي منهم ، فإنّهم غرُّونا وكذَّبونا وخذلونا ، وأنت ربُّنا ، عليك توكَّلنا ، وإليك أنبنا ، وإليك المصير.

خبردار! پھر تم اس کے بعد اس قدر کم مہلت پاؤ گے جتنی دیر میں گھوڑے پر زین کسی جاتی ہے، یہاں تک کہ تمہارے ساتھ چکی گھومے گی، یہ وہ عہد ہے جو میرے والد نے میرے دادا سے مجھے دیا تھا، پس اپنے معاملے اور اپنے شریکوں کو جمع کرو، پھر سب مل کر میرے خلاف تدبیر کرو، پھر مجھے مہلت نہ دو، بیشک میں نے اللہ پر توکل کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے، کوئی چلنے والا نہیں مگر وہ اس کی پیشانی کو پکڑے ہوئے ہے، بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے، اے اللہ! ان سے آسمان کا پانی روک دے، اور ان پر ایسے برس بھیج جیسے یوسف کے زمانے میں تھے، اور ان پر ثقیف کے غلام کو مسلط کر دے جو انہیں صبر آزما جام پلائے، اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے مگر اسے قتل کر دے، ایک قتل کے بدلے قتل، اور ایک ضرب کے بدلے ضرب، میرا اور میرے دوستوں اور میرے اہل بیت اور میرے شیعوں کا ان سے انتقام لے، کیونکہ انہوں نے ہمیں دھوکا دیا، جھوٹ بولا اور ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اور تو ہمارا رب ہے، تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا، اور تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں، اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

ثمَّ قال : أين عمر بن سعد ؟ ادعوا لي عمرا! فدعي له ، وكان كارهاً لا يحبُّ أن يأتيه ، فقال : يا عمرا! أنت تقتلني ؟ تزعم أن يولِّيك الدعيُّ ابن الدعيِّ بلاد الريِّ وجرجان ، والله لا تتهنَّأ بذلك أبداً ، عهداً ومعهوداً ، فاصنع ما أنت صانع ، فإنّك لا تفرح بعدي بدنيا ولا آخرة ، ولكأنّي برأسك على قصبة قد نُصب بالكوفة ، يتراماه

پھر فرمایا: عمر بن سعد کہاں ہے؟ عمر کو میرے پاس بلاؤ! تو اسے بلایا گیا، اور وہ ناپسند کرتا تھا، اس کو آنا پسند نہیں تھا، تو آپ نے فرمایا: اے عمر! کیا تو مجھے قتل کرے گا؟ تو یہ گمان کرتا ہے کہ دعی ابن دعی تجھے ری اور جرجان کے علاقے دے گا؟ اللہ کی قسم! تو کبھی بھی اس سے لطف اندوز نہیں ہوگا، یہ وعدہ اور عہد ہے، تو جو کرنا چاہتا ہے کر لے، کیونکہ تو میرے بعد نہ دنیا میں خوش ہوگا نہ آخرت میں، اور گویا میں تیرا سر ایک نیزے پر لگا دیکھ رہا ہوں جو کوفہ میں نصب کیا گیا ہو، بچے اس پر نشانہ باری کرتے ہیں

الصبيان ويتخذونه غرضاً بينهم.

اور اسے آپس میں نشانہ بنا لیتے ہیں۔

فاغتاظ عمر من كلامه ، ثمَّ صرف بوجهه عنه ، ونادى بأصحابه : ما تنتظرون به ؟ احملوا بأجمعكم ، إنّما هي أكلة واحدة.

تو عمر ان کی بات سے غصے میں آگیا، پھر اس نے اپنا چہرہ ان سے پھیر لیا، اور اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا: تم اس کے انتظار میں کیا ہو؟ سب مل کر حملہ کرو، یہ تو بس ایک لقمہ ہے۔

ثم إن الحسين (عليه السلام) دعا بفرس رسول الله (صلى الله عليه وآله) المرتجز فركبه ، وعبَّأ أصحابه [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/8 ـ 10

پھر حسین (علیہ السلام) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے گھوڑے مرتجز کو منگوایا اور اس پر سوار ہوئے، اور اپنے اصحاب کو صف بندی کرائی۔

.

قَسَتِ القُلُوبُ فَلَمْ تَمِلْ لهداية تبّاً لهاتيك القُلُوبِ القاسيه
مَا ذَاقَ طَعْمَ فُرَاتِهِمْ حَتَّى قَضَى عَطَشاً وَغُسِّلَ بالدِّمَاءِ القَانِيه

دل سخت ہو گئے تو ہدایت کی طرف مائل نہ ہوئے
تباہی ہو ان سخت دلوں کے لیے
اس نے ان کے فرات کا ذائقہ نہ چکھا یہاں تک کہ
وفات پا گئے
پیاسے، اور خون سے نہلائے گئے بہتے ہوئے

المجلس الثالث ، من يوم عاشوراء
مقتل الأنصار (عليهم السلام)

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : فلمَّا رأى الحرُّ بن يزيد أن القوم قد صمَّموا على قتال الحسين (عليه السلام) قال لعمر بن سعد : أي عمر! أمقاتل أنت هذا الرجل ؟ قال : إي والله ، قتالا شديداً أيسره أن تسقط الرؤوس ، وتطيح الأيدي ، قال : أفما لكم فيما عرضه عليكم رضى ؟

تیسری مجلس، عاشورا کے دن سے
انصار (علیہم السلام) کی شہادت

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: جب حر بن یزید نے دیکھا کہ لوگوں نے حسین (علیہ السلام) سے قتال کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو عمر بن سعد سے کہا: اے عمر! کیا تو واقعی اس شخص سے لڑے گا؟ اس نے کہا: ہاں اللہ کی قسم، ایک سخت لڑائی جس کی آسان ترین بات یہ ہے کہ سر گریں گے اور ہاتھ اڑیں گے، حر نے کہا: کیا تمہارے لیے جو کچھ اس نے تمہیں پیش کیا اس میں کوئی رضامندی نہیں؟

قال عمر : أما لو كان الأمر إليَّ لفعلت ، ولكنَّ أميرك قد أبى ، فأقبل الحرُّ حتى وقف من الناس موقفاً ، ومعه رجل من قومه يقال له قرّة بن قيس ، فقال له : يا قرّة! هل سقيت فرسك اليوم ؟ قال : لا ، قال : فما تريد أن تسقيه ؟ قال قرَّة : فظننت ـ والله ـ أنّه يريد أن يتنحَّى ولا يشهد القتال ، فكره أن أراه حين يصنع ذلك ، فقلت له : لم أسقه وأنا منطلق فأسقيه ، فاعتزل ذلك المكان الذي كان فيه ، فوالله لو أنه أطلعني على الذي يريد لخرجت معه إلى الحسين.

عمر نے کہا: اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں کر لیتا، لیکن تمہارے امیر نے انکار کر دیا ہے، تو حر آیا یہاں تک کہ لوگوں میں سے ایک جگہ کھڑا ہو گیا، اور اس کے ساتھ اس کی قوم کا ایک آدمی تھا جسے قرہ بن قیس کہتے تھے، تو اس نے اس سے کہا: اے قرہ! کیا تو نے آج اپنے گھوڑے کو پانی پلایا؟ اس نے کہا: نہیں، کہا: تو اسے پانی پلانا چاہتا ہے؟ قرہ نے کہا: تو میں نے سوچا - اللہ کی قسم - کہ وہ کنارے ہونا چاہتا ہے اور جنگ میں شریک نہیں ہونا چاہتا، تو اسے ناپسند ہوا کہ میں اسے دیکھوں جب وہ یہ کرے، تو میں نے اس سے کہا: میں نے اسے پانی نہیں پلایا اور میں جا رہا ہوں تاکہ اسے پانی پلاؤں، تو اس نے اس جگہ سے الگ ہو گیا جہاں وہ تھا، اور اللہ کی قسم! اگر اس نے مجھے بتایا ہوتا کہ وہ کیا چاہتا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ حسین کی طرف چلا جاتا۔

فأخذ يدنو من الحسين قليلا قليلا ، فقال له مهاجر بن أوس : ما تريد يا ابن يزيد ؟ أتريد أن تحمل ؟ فلم يجبه ، فأخذه مثل الأفكل وهي الرعدة ، فقال له المهاجر : إن أمرك لمريب ، والله ما رأيت منك في موقف قط مثل هذا ، ولو قيل لي ، من أشجع أهل الكوفة ؟ لما عدوتك ، فما هذا الذي أرى منك ؟ فقال له الحر : إني والله أُخيِّر نفسي بين الجنّة والنار ، فوالله لا أختار على الجنّة شيئاً ولو قُطِّعت وأُحرقت.

پھر وہ آہستہ آہستہ حسین کے قریب آنے لگا، تو مہاجر بن اوس نے اس سے کہا: کیا چاہتے ہو اے ابن یزید؟ کیا حملہ کرنا چاہتے ہو؟ تو اس نے جواب نہیں دیا، اور اسے کپکپی جیسی حالت نے پکڑ لیا یعنی لرزش، تو مہاجر نے اس سے کہا: تمہارا معاملہ مشکوک ہے، اللہ کی قسم! میں نے تم سے کسی موقع پر اس طرح کبھی نہیں دیکھا، اور اگر مجھ سے کہا جاتا کہ اہل کوفہ میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ تو میں تمہارے سوا کسی کا نام نہ لیتا، تو یہ کیا ہے جو میں تم میں دیکھ رہا ہوں؟ تو حر نے کہا: میں اللہ کی قسم! اپنے نفس کو جنت اور جہنم کے درمیان انتخاب کا موقع دے رہا ہوں، اور اللہ کی قسم! میں جنت کے علاوہ کسی چیز کو اختیار نہیں کروں گا اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔

ثمَّ ضرب فرسه فلحق الحسين (عليه السلام) فقال له : جعلت فداك يا ابن رسول الله ، أنا صاحبك الذي حبستك عن الرجوع ، وسايرتك في الطريق ، وجعجعت بك في هذا المكان ، وما ظننت أن القوم يردُّون عليك ما عرضته عليهم ، ولا يبلغون منك هذه المنزلة ، والله لو علمت أنهم ينتهون بك إلى ما أرى ما ركبت مثل الذي ركبت ، وأنا تائب إلى الله مما صنعت ، فترى لي من ذلك توبة ؟ فقال له الحسين (عليه السلام) : نعم ، يتوب الله عليك فانزل ، فقال : أنا لك فارساً خير منّي راجلا ، أقاتلهم على فرسي ساعة ، وإلى النزول ما يصير آخر أمري ، فقال له الحسين (عليه السلام) فاصنع ـ يرحمك الله ـ ما بدا لك.

پھر اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور حسین (علیہ السلام) کے پاس پہنچا اور کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں اے ابن رسول اللہ، میں وہ ہوں جس نے آپ کو واپسی سے روکا، اور راستے میں آپ کے ساتھ چلا، اور آپ کو اس جگہ روکا، اور میں نے یہ گمان نہیں کیا تھا کہ قوم آپ کی پیش کش کو رد کر دے گی، اور آپ کو اس منزل تک نہیں پہنچائے گی، اللہ کی قسم ! اگر میں جانتا کہ وہ آپ کے ساتھ اس حد تک پہنچیں گے جو میں دیکھ رہا ہوں تو میں ایسا کبھی نہ کرتا جیسا میں نے کیا، اور میں اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں اس سے جو میں نے کیا، تو کیا آپ میری توبہ قبول فرماتے ہیں؟ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: ہاں، اللہ تمہاری توبہ قبول فرمائے، پس اتر جاؤ، اس نے کہا: میں آپ کے لیے سوار ہو کر بہتر ہوں بہ نسبت پیادہ کے، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کچھ دیر ان سے لڑوں گا، اور اترنا میرے کام کی آخری صورت ہوگی، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: جو تمہیں مناسب ہو - اللہ تم پر رحم فرمائے - وہ کرو۔

فاستقدم أمام الحسين (عليه السلام) فقال : يا أهل الكوفة لامّكم الهبل والعبر ، أدعوتم هذا العبد الصالح حتى إذا أتاكم أسلمتموه ؟ وزعمتم أنكم قاتلو أنفسكم دونه ثم عدوتم عليه لتقتلوه ؟ أمسكتم بنفسه ، وأخذتم بكلكله ، وأحطتم به من كل جانب لتمنعوه التوجُّه إلى بلاد الله العريضة ، فصار كالأسير في أيديكم ، لا يملك لنفسه نفعاً ، ولا يدفع عنها ضرّاً ، وحلأتموه ونساءه وصبيته وأهله عن ماء الفرات الجاري ، تشربه اليهود والنصارى والمجوس ، وتمرغ فيه خنازير السواد وكلابهم ، وهاهم قد صرعهم العطش ، بئسما خلفتم محمداً في ذرّيّته ، لاسقاكم الله يوم الظمأ.

پھر وہ حسین (علیہ السلام) کے سامنے آگے بڑھا اور کہا: اے اہل کوفہ ! تمہاری ماؤں کا ماتم ہو اور ذلت ہو، کیا تم نے اس نیک بندے کو بلایا یہاں تک کہ جب وہ تمہارے پاس آیا تو تم نے اسے تنہا چھوڑ دیا؟ اور تم نے دعویٰ کیا کہ تم اس کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کر دو گے پھر تم اس پر چڑھ دوڑے تاکہ اسے قتل کر دو؟ تم نے اس کی جان کو پکڑ لیا، اور اس کی گردن پر قبضہ کر لیا، اور ہر طرف سے اسے گھیر لیا تاکہ اسے اللہ کی وسیع زمین کی طرف جانے سے روک دو، تو وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی کی مانند ہو گیا، نہ اپنے لیے کوئی نفع کا اختیار رکھتا ہے اور نہ اپنے سے کوئی نقصان دفع کر سکتا ہے، اور تم نے اسے اور اس کی خواتین اور اس کے بچوں اور اہل بیت کو فرات کے بہتے پانی سے روک دیا، جسے یہود اور نصاریٰ اور مجوس پیتے ہیں، اور اس میں عراق کے سؤر اور کتے لوٹتے ہیں، اور یہ ہیں کہ پیاس نے انہیں گرا دیا ہے، کتنی بری جانشینی ہے جو تم نے محمد کی اولاد میں کی، اللہ تمہیں پیاس کے دن سیراب نہ کرے۔

فحمل عليه رجال يرمونه بالنبل ، فأقبل حتى وقف أمام الحسين (عليه السلام)

تو لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور تیر برسانے لگے، پھر وہ واپس آیا یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

ونادى عمر بن سعد : يا دريد! أدنِ رايتك ، فأدناها ، ثم وضع سهماً في كبد قوسه ثم رمى وقال : اشهدوا أني أول من رمى ، ثم رمى الناس [1]

اور عمر بن سعد نے پکارا: اے دُرید ! اپنا جھنڈا قریب لاؤ، تو اس نے قریب لایا، پھر اس نے کمان کی ڈوری پر تیر رکھا پھر چلایا اور کہا: گواہ رہو کہ میں سب سے پہلے تیر چلانے والا ہوں، پھر لوگوں نے تیر برسائے۔

[1] كتاب الإرشاد ، المفيد : 2/99 ـ 101 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/10.

.

وقال محمد بن أبي طالب : فرمى أصحابه كلُّهم ، فما بقي من أصحاب الحسين (عليه السلام) أحد إلاّ أصابه من سهامهم.

اور محمد بن ابی طالب نے کہا: پھر اس کے ساتھیوں نے سب نے تیر برسائے، تو حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے کوئی نہیں بچا مگر ان کے تیروں نے اسے زخمی کیا۔

قيل : فلمّا رموهم هذه الرمية قلّ أصحاب الحسين (عليه السلام) وقُتل في هذه الحملة خمسون رجلا ، وقال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : فقال (عليه السلام) لأصحابه : قوموا ـ رحمكم الله ـ إلى الموت الذي لابدَّ منه ، فإنّ هذه السهام رسل القوم إليكم ، فاقتتلوا ساعة من النهار حملة وحملة ، حتى قتل من أصحاب الحسين (عليه السلام) جماعة ، قال : فعندها ضرب الحسين (عليه السلام) يده على لحيته ، وجعل يقول : اشتدَّ غضب الله على اليهود إذ جعلوا له ولداً ، واشتدَّ غضبه على النصارى إذ جعلوه ثالث ثلاثة ، واشتدَّ غضبه على المجوس إذ عبدوا الشمس والقمر دونه ، واشتدَّ غضبه على قوم اتّفقت كلمتهم على قتل ابن بنت نبيِّهم ، أما والله لا أجيبهم إلى شيء مما يريدون حتى ألقى الله تعالى وأنا مخضَّب بدمي.

کہا گیا: جب انہوں نے یہ تیر اندازی کی تو حسین (علیہ السلام) کے اصحاب کم ہو گئے اور اس حملے میں پچاس آدمی مارے گئے، اور سید ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کہا: تو آپ (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب سے فرمایا: اٹھو - اللہ تم پر رحم فرمائے - اس موت کی طرف جو ناگزیر ہے، کیونکہ یہ تیر قوم کے پیغامبر ہیں تمہاری طرف، پھر وہ دن کے ایک حصے میں لڑے، حملہ در حملہ، یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے ایک جماعت مارے گئے، کہا: تو اس وقت حسین (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ اپنی داڑھی پر مارا اور فرمانے لگے: اللہ کا غضب یہود پر سخت ہوا جب انہوں نے اس کے لیے بیٹا بنایا، اور اس کا غضب نصاریٰ پر سخت ہوا جب انہوں نے اسے تین میں سے تیسرا بنایا، اور اس کا غضب مجوس پر سخت ہوا جب انہوں نے اس کے سوا سورج اور چاند کی عبادت کی، اور اس کا غضب ان لوگوں پر سخت ہوا جن کا کلمہ اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کرنے پر متفق ہو گیا، خبردار! اللہ کی قسم! میں ان کی کسی چیز کو نہیں مانوں گا جو وہ چاہتے ہیں یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں اور میں اپنے خون میں رنگا ہوا ہوں۔

وروي عن مولانا الصادق (عليه السلام) أنه قال : سمعت أبي (عليه السلام) يقول : لمّا التقى الحسين (عليه السلام) وعمر بن سعد لعنه الله وقامت الحرب ، أُنزل النصر حتى رفرف على رأس الحسين (عليه السلام) ، ثم خُيِّر بين النصر على أعدائه وبين لقاء الله تعالى ، فاختار لقاء الله تعالى ، قال الراوي : ثمَّ صاح (عليه السلام) : أما من مغيث يغيثنا لوجه الله ، أما من ذابٌّ يذبُّ عن حُرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) [2]

اور ہمارے مولا صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے والد (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: جب حسین (علیہ السلام) اور عمر بن سعد لعنۃ اللہ علیہ آمنے سامنے ہوئے اور جنگ شروع ہوئی، تو نصرت اتاری گئی یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے سر پر جھومنے لگی، پھر آپ کو اپنے دشمنوں پر فتح اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے درمیان اختیار دیا گیا، تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار فرمایا، راوی نے کہا: پھر آپ (علیہ السلام) نے پکارا: کیا کوئی مددگار نہیں جو اللہ کی خاطر ہماری مدد کرے، کیا کوئی محافظ نہیں جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کا دفاع کرے۔

الملهوف ، ابن طاووس : 60 ـ 61.

.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : وحمل عمرو بن الحجاج على ميمنة أصحاب الحسين (عليه السلام) فيمن كان معه من أهل الكوفة ، فلمّا دنا من الحسين (عليه السلام) جثوا له على الركب ، وأشرعوا الرماح نحوهم ، فلم تقدم خيلهم على الرماح ، فذهبت الخيل لترجع ، فرشقهم أصحاب الحسين (عليه السلام) بالنبل ، فصرعوا منهم رجالا ، وجرحوا منهم آخرين.

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: اور عمرو بن حجاج نے حسین (علیہ السلام) کے اصحاب کے دائیں بازو پر حملہ کیا ان اہل کوفہ کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے، تو جب وہ حسین (علیہ السلام) کے قریب پہنچے تو وہ ان کے لیے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور نیزے ان کی طرف تان دیے، تو ان کے گھوڑے نیزوں کی طرف نہ بڑھ سکے، تو گھوڑے واپس لوٹنے لگے، تو حسین (علیہ السلام) کے اصحاب نے ان پر تیر برسائے، تو ان میں سے کچھ لوگوں کو گرا دیا اور کچھ دوسروں کو زخمی کر دیا۔

وجاء رجل من بني تميم يقال له عبدالله بن حوزة ، فأقدم على عسكر الحسين (عليه السلام) ، فناداه القوم : إلى أين ثكلتك أُمُّك ؟ فقال : إنّي أقدم على ربٍّ رحيم وشفيع مطاع ، فقال الحسين (عليه السلام) لأصحابه : من هذا ؟ فقيل له : هذا ابن حوزة التميمي ، فقال : اللهم حُزْه إلى النار ، فاضطرب به فرسه في جدول فوقع ، وتعلَّقت رجله اليسرى في الركاب ، وارتفعت اليمنى ، وشدَّ عليه مسلم بن عوسجة فضرب رجله اليمنى فأطارها وعدا به فرسه فضرب برأسه كل حجر وكل شجر حتى مات ، وعجَّل الله بروحه إلى النار ، ونشب القتال فقتل من الجميع جماعة [1]

اور بنی تمیم کا ایک آدمی آیا جسے عبداللہ بن حوزہ کہتے تھے، اس نے حسین (علیہ السلام) کے لشکر پر حملہ کیا، تو لوگوں نے اسے پکارا: کہاں جا رہے ہو، تمہاری ماں تمہارا ماتم کرے؟ اس نے کہا: میں ایک رحیم رب اور مقبول شفیع کی طرف جا رہا ہوں، تو حسین (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب سے فرمایا: یہ کون ہے؟ تو آپ سے کہا گیا: یہ ابن حوزہ تمیمی ہے، تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے آگ کی طرف لے جا، پھر اس کا گھوڑا نالے میں بدکا اور وہ گر پڑا، اور اس کا بایاں پاؤں رکاب میں پھنس گیا اور دایاں اوپر اٹھ گیا، اور مسلم بن عوسجہ نے اس پر حملہ کر کے اس کا دایاں پاؤں مارا اور اڑا دیا اور اس کا گھوڑا اسے گھسیٹتا رہا اور اس کا سر ہر پتھر اور ہر درخت سے ٹکراتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا، اور اللہ نے اس کی روح کو جلدی آگ کی طرف بھیج دیا، اور لڑائی بھڑک اٹھی تو دونوں طرف سے کچھ لوگ مارے گئے۔

[1] كتاب الإرشاد ، المفيد : 2/102.

.

وقال محمد بن أبي طالب وصاحب المناقب وابن الأثير في الكامل ـ ورواياتهم متقاربة ـ إن الحرّ أتى الحسين (عليه السلام) فقال : يا ابن رسول الله! كنت أول خارج عليك فائذن لي لأكون أول قتيل بين يديك ، وأول من يصافح جدَّك غداً ، وإنّما قال الحر : لأكون أول قتيل بين يديك ، والمعنى : يكون أول قتيل من المبارزين ، وإلاَّ فإنَّ جماعة كانوا قد قتلوا في الحملة الأولى كما ذكر ، فكان أول من تقدَّم إلى براز القوم ، وجعل ينشد ويقول :

إنّي أنا الحرُّ ومأوى الضيفِ أضربُ في أعناقِكم بالسيفِ
عن خيرِ مَنْ حلَّ بأرضِ الخَيْفِ أضربُكم ولا أرى من حَيْفِ

اور محمد بن ابی طالب اور صاحب مناقب اور ابن اثیر نے الکامل میں کہا - اور ان کی روایات قریب قریب ہیں - کہ حر حسین (علیہ السلام) کے پاس آیا اور کہا: اے ابن رسول اللہ! میں سب سے پہلے آپ کی مخالفت میں نکلا تھا تو مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے سامنے سب سے پہلا شہید ہوں، اور کل آپ کے جد کا مصافحہ کرنے والا پہلا شخص ہوں، اور حر نے یہ کہا: میں آپ کے سامنے پہلا شہید ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ: مبارزین میں سے پہلا شہید ہو، ورنہ جماعت تو پہلے حملے میں پہلے ہی مارے جا چکے تھے جیسا کہ بیان ہوا، تو وہ سب سے پہلے قوم کی طرف مبارزت کے لیے آگے بڑھا، اور شعر پڑھنے لگا اور کہا:

میں حر ہوں اور مہمان کا ماویٰ
تمہاری گردنوں پر تلوار سے ضرب لگاتا ہوں
اس بہترین ہستی کی طرف سے جو سرزمین خیف پر اترے
تمہیں ضرب لگاتا ہوں اور کوئی ظلم نہیں دیکھتا

وَروي أن الحرَّ قتل أربعين فارساً وراجلا ، ثمَّ لم يزل يقاتل حتى قُتل رحمه الله ، فاحتمله أصحاب الحسين (عليه السلام) حتى وضعوه بين يدي الحسين (عليه السلام) وبه رمق ، فجعل الحسين يمسح وجهه ، ويقول : أنت الحرُّ كما سمَّتك أُمُّك ، وأنت الحرُّ في

الدنيا ، وأنت الحرُّ في الآخرة ، ورثاه رجل من أصحاب الحسين (عليه السلام) ، وقيل : بل رثاه علي بن الحسين (عليهما السلام)

اور روایت ہے کہ حر نے چالیس سوار اور پیادہ کو قتل کیا، پھر وہ برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اللہ ان پر رحم فرمائے، تو حسین (علیہ السلام) کے اصحاب نے انہیں اٹھایا یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے سامنے رکھ دیا اور ان میں ابھی جان باقی تھی، تو حسین (علیہ السلام) ان کا چہرہ پونچھنے لگے اور فرمایا: تم آزاد ہو جیسا کہ تمہاری والدہ نے تمہارا نام رکھا، اور تم دنیا میں آزاد ہو

اور تم آخرت میں بھی آزاد ہو، اور حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ان کا مرثیہ کہا، اور کہا گیا ہے: بلکہ علی بن الحسین (علیہما السلام) نے ان کا مرثیہ کہا

لَنِعْمَ الحرُّ حُرُّ بني رِياحِ صبورٌ عند مُخْتَلَفِ الرِّمَاحِ
وَنِعْمَ الحرُّ إِذْ نادى حسيناً فجاد بنفسِهِ عند الصِّيَاحِ
فَيَا رَبِّي أَضِفْهُ في جِنَان وَزَوِّجْهُ مع الحورِ المِلاَحِ

کیا ہی اچھا آزاد ہے بنی ریاح کا آزاد
صابر نیزوں کی آمد و رفت کے وقت
اور کیا ہی اچھا آزاد جب اس نے حسین کو پکارا
تو شور و غل کے وقت اپنی جان سے جود کیا
اے میرے رب ! اسے جنتوں میں جگہ دے
اور اس کی شادی حوروں سے کر دے جو خوبصورت ہیں

وقال ابن شهر آشوب : قتل نيّفاً وأربعين رجلا منهم ، وقال ابن نما : ورويت بإسنادي أنه قال للحسين (عليه السلام) : لمَّا وجَّهني عبيد الله إليك خرجت من القصر فنوديت من خلفي : أبشر ـ يا حرُّ! ـ بخير ، فالتفتُّ فلم أر أحداً ، فقلت : والله ما هذه بشارة وأنا أسير إلى الحسين ، وما أحدِّث نفسي باتّباعك ، فقال (عليه السلام) : لقد أصبت أجراً وخيراً [1]

مثير الأحزان ، ابن نما الحلي : 44.

اور ابن شہر آشوب نے کہا: ان میں سے چالیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کیا، اور ابن نما نے کہا: اور میری سند کے ساتھ روایت ہے کہ انہوں نے حسین (علیہ السلام) سے کہا: جب عبید اللہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا تو میں محل سے نکلا تو میرے پیچھے سے آواز آئی: خوشخبری ہو اے حر! خیر کی، تو میں پلٹا تو کوئی نظر نہیں آیا، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ خوشخبری نہیں ہے جبکہ میں حسین کی طرف جا رہا ہوں، اور میں اپنے دل میں آپ کی پیروی کا خیال نہیں رکھتا تھا، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: تم نے اجر اور خیر پا لیا۔

.

ثمَّ قالوا : وكان كل من أراد الخروج ودَّع الحسين (عليه السلام) وقال : السلام عليك يا ابن رسول الله! فيجيبه : وعليك السلام ، ونحن خلفك ، ويقرأ (عليه السلام) : « فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا ».

پھر انہوں نے کہا: اور جو بھی نکلنا چاہتا تھا حسین (علیہ السلام) سے رخصت ہوتا اور کہتا: السلام علیک یا ابن رسول اللہ! تو آپ جواب دیتے: وعلیک السلام، اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں، اور آپ (علیہ السلام) یہ آیت پڑھتے: «فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا» (پس ان میں سے بعض نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی)۔

ثم برز برير بن خضير الهمداني بعد الحُر ، وكان من عباد الله الصالحين ، فبرز وهو يقول :

أَنَا بُرَيرٌ وأبي خُضَيْر ليثٌ يروعُ الأُسْدَ عند الزَّئْرِ
يَعْرِفُ فينا الخيرَ أهلُ الخيرِ أضربُكُمْ وَلاَ أَرى من ضَيْرِ

پھر بریر بن خضیر ہمدانی حر کے بعد نکلے، اور وہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے، تو وہ نکلے اور کہہ رہے تھے:

میں بریر ہوں اور میرے والد خضیر
شیر ہیں جو دہاڑنے کے وقت شیروں کو ڈراتے ہیں
اہل خیر ہم میں خیر کو پہچانتے ہیں
تمہیں ضرب لگاتا ہوں اور کوئی نقصان نہیں دیکھتا

كذاك فِعْلُ الخيرِ من بُرَيْرِ

یہی ہے بریر سے خیر کا کام

وجعل يحمل على القوم وهو يقول : اقتربوا منّي يا قتلة المؤمنين! اقتربوا منّي يا قتلة أولاد البدريّين! اقتربوا منّي يا قتلة أولاد رسول ربِّ العالمين وذرّيّته الباقين! وكان برير أقرأ أهل زمانه ، فلم يزل يقاتل حتى قتل ثلاثين رجلا.

اور وہ قوم پر حملہ کرتے اور کہتے: میرے قریب آؤ اے مومنوں کے قاتلو! میرے قریب آؤ اے بدری صحابہ کی اولاد کے قاتلو! میرے قریب آؤ اے رب العالمین کے رسول کی اولاد اور ان کی باقی ماندہ ذریت کے قاتلو! اور بریر اپنے زمانے کے سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے تھے، تو وہ برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ تیس آدمیوں کو قتل کر دیا۔

قال : فحمل رجل من أصحاب ابن زياد فقتل بريراً رحمه الله ، وكان يقال لقاتله : بحير بن أوس الضّبي. قال : ثمَّ ذكر له بعد ذلك أن بريراً كان من عباد الله الصالحين ، وجاءه ابن عمٍّ له وقال : ويحك يا بحير! قتلت بريد بن خضير ، فبأيِّ وجه تلقى ربَّك غداً ؟ قال : فندم الشقيُّ لعنه الله.

کہا گیا: تو ابن زیاد کے اصحاب میں سے ایک شخص نے حملہ کیا اور بریر کو قتل کر دیا اللہ ان پر رحم فرمائے، اور ان کے قاتل کو بحیر بن اوس ضبی کہا جاتا تھا۔ کہا گیا: پھر اس کے بعد اسے یاد دلایا گیا کہ بریر اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے، اور اس کا ایک چچا زاد بھائی آیا اور کہا: تجھ پر افسوس اے بحیر! تو نے بریر بن خضیر کو قتل کر دیا، تو کل اپنے رب سے کس منہ سے ملے گا؟ کہا گیا: تو اس بدبخت نے اللہ کی لعنت ہو اس پر، افسوس کیا۔

ثمَّ برز من بعده وهب بن عبدالله بن حباب الكلبي ، وقد كانت معه أمُّه يومئذ ، فقالت : قم يا بنيَّ فانصر ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) ، فقال : أفعل يا أمّاه ولا أقصِّر ، فبرز وهو يقول :

إنْ تُنْكِرُوني فأنا ابنُ الكلبي سوف تَرَوْني وَتَرَونَ ضَرْبي
وَحَمْلَتي وَصَوْلَتي في الْحَرْبِ أُدْرِكُ ثَأْري بَعْدَ ثَأْرِ صَحْبي
وَأَدْفَعُ الكَرْبَ أمام الْكَرْبِ ليس جِهَادِي في الوغى باللعبِ

پھر اس کے بعد وہب بن عبداللہ بن حباب کلبی نکلے، اور اس دن ان کی والدہ ان کے ساتھ تھیں، تو انہوں نے کہا: اٹھو اے میرے بیٹے ! اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کی مدد کرو، تو انہوں نے کہا: میں ایسا کروں گا اے میری ماں ! اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا، پھر نکلے اور کہہ رہے تھے:

اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو میں ابن کلبی ہوں
عنقریب تم مجھے دیکھو گے اور میری ضرب دیکھو گے
اور میرا حملہ اور جنگ میں میرا دھاوا
میں اپنا بدلہ لوں گا اپنے ساتھیوں کے بدلے کے بعد
اور دفع کروں گا غم کو غم کے سامنے
جنگ میں میری جہاد کھیل نہیں

ثمَّ حمل فلم يزل يقاتل حتى قتل منهم جماعة ، فرجع إلى أمِّه وامرأته ، فوقف عليهما فقال : يا أمَّاه! أرضيت ؟ فقالت : ما رضيت أو تقتل بين يدي الحسين (عليه السلام) ، فقالت امرأته : بالله لا تفجعني في نفسك! فقالت أمُّه : يا بنيَّ! لا تقبل قولها وارجع فقاتل بين يدي ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) ، فيكون غداً في القيامة شفيعاً لك بين يدي الله ، فرجع فلم يزل يقاتل حتى قتل تسعة عشر فارساً واثني عشر راجلا ، ثمَّ قُطعت يداه ، فأخذت امرأته عموداً وأقبلت نحوه وهي تقول : فداك أبي وأمّي ، قاتل دون الطيّبين حرم رسول الله ، فأقبل كي يردَّها إلى النساء ، فأخذت بجانب ثوبه وقالت : لن أعود أو أموت معك ، فقال الحسين (عليه السلام) : وجعل يقاتل حتى قتل رضوان الله عليه.

پھر حملہ کیا اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، پھر اپنی والدہ اور بیوی کے پاس واپس آئے، تو ان کے پاس کھڑے ہو کر کہا: اے میری ماں ! کیا تم راضی ہوئیں؟ تو انہوں نے کہا: میں راضی نہیں ہوئی جب تک تم حسین (علیہ السلام) کے سامنے قتل نہ ہو جاؤ، تو ان کی بیوی نے کہا: اللہ کے واسطے ! مجھے اپنی جان سے محروم نہ کرو ! تو ان کی والدہ نے کہا: اے میرے بیٹے ! اس کی بات نہ مانو اور واپس جاؤ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے کے سامنے لڑو، تاکہ کل قیامت میں وہ اللہ کے سامنے تمہارے لیے شفاعت کرنے والے ہوں، تو وہ واپس گئے اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ انیس سوار اور بارہ پیادوں کو قتل کر دیا، پھر ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے، تو ان کی بیوی نے ایک ستون پکڑ لیا اور ان کی طرف بڑھی اور کہہ رہی تھی: میرے باپ اور ماں تم پر قربان، رسول اللہ کے پاکیزہ اہل بیت کی حفاظت میں لڑو، تو وہ بڑھے تاکہ اسے عورتوں کی طرف لوٹا دیں، تو اس نے ان کے کپڑے کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا: میں واپس نہیں جاؤں گی جب تک تمہارے ساتھ شہید نہ ہو جاؤں، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اور وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اللہ کی رضا ان پر ہو۔

قال : فذهبت امرأته تمسح الدم عن وجهه ، فبصر بها شمر ، فأمر غلاماً له فضربها بعمود كان معه فشدخها وقتلها ، وهي أول امرأة قتلت في عسكر الحسين (عليه السلام).

کہا گیا: تو ان کی بیوی ان کے چہرے سے خون صاف کرنے لگی، تو شمر نے اسے دیکھا، تو اس نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ جو لاٹھی تھی اس سے اسے ماریں تو اس نے اسے مارا اور قتل کر دیا، اور یہ حسین (علیہ السلام) کے لشکر میں قتل ہونے والی پہلی عورت تھی۔

ورأيت حديثاً أن وهب هذا كان نصرانياً فأسلم هو وأمُّه على يدي الحسين (عليه السلام) ، فقتل في المبارزة أربعة وعشرين راجلا واثني عشر فارساً ، ثم أُخذ أسيراً ، فأُتي به عمر بن سعد فقال : ما أشدَّ صولتك! ثمَّ أمر فضُربت عنُقه ، ورمي برأسه إلى عسكر الحسين (عليه السلام) ، فأخذت أمُّه الرأس فقبَّلته ، ثم رمت بالرأس إلى عسكر ابن سعد فأصابت به رجلا فقتلته ، ثم شدَّت بعمود الفسطاط ، فقتلت رجلين ، فقال لها الحسين (عليه السلام) : ارجعي يا أمَّ وهب ، أنت وابنك مع رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) فإن الجهاد مرفوع عن النساء ، فرجعت وهي تقول : إلهي لا تقطع رجائي ، فقال لها الحسين (عليه السلام) : لا يقطع الله رجاك يا أمَّ وهب.

اور میں نے ایک حدیث دیکھی کہ یہ وہب نصرانی تھے پھر انہوں نے اور ان کی والدہ نے حسین (علیہ السلام) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، تو انہوں نے مبارزت میں چوبیس پیادے اور بارہ سوار قتل کیے، پھر انہیں قیدی بنا لیا گیا، تو انہیں عمر بن سعد کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا: تمہارا دھاوا کتنا شدید تھا ! پھر حکم دیا تو ان کی گردن ماردی گئی، اور ان کا سر حسین (علیہ السلام) کے لشکر کی طرف پھینک دیا گیا، تو ان کی والدہ نے سر پکڑا اور اسے چوما، پھر سر کو ابن سعد کے لشکر کی طرف پھینک دیا تو اس سے ایک آدمی کو لگا اور وہ قتل ہو گیا، پھر وہ خیمے کی لاٹھی سے حملہ آور ہوئیں اور دو آدمیوں کو قتل کر دیا، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: واپس جاؤ اے ام وہب، تم اور تمہارا بیٹا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ ہو، کیونکہ جہاد عورتوں سے ساقط ہے، تو وہ واپس گئیں اور کہہ رہی تھیں: اے میرے معبود! میری امید مت توڑنا، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اللہ تمہاری امید نہیں توڑے گا اے ام وہب۔

ثمَّ برز من بعده عمرو بن خالد الأزدي وقاتل حتى قُتل ـ رحمه الله ـ قال الراوي : وصاح عمرو بن الحجاج بالناس : يا حمقى! أتدرون من تقاتلون ؟ تقاتلون فرسان أهل المصر وأهل البصائر وقوماً مستميتين ، لا يبرز منكم إليهم أحد إلاَّ قتلوه على قلّتهم ، والله لو لم ترموهم إلاَّ بالحجارة لقتلتموهم ، فقال له عمر بن سعد ـ لعنه الله ـ : الرأي ما رأيت ، فأرسل في الناس من يعزم عليهم أن لا يبارزهم رجل منهم ، وقال : لو خرجتم إليهم وحداناً لأتوا عليكم مبارزة.

پھر ان کے بعد عمرو بن خالد ازدی نکلے اور لڑے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔ راوی نے کہا: اور عمرو بن حجاج نے لوگوں سے پکار کر کہا: اے احمقو! کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑ رہے ہو؟ تم شہر کے سواروں اور بصیرت والوں اور موت کے لیے تیار قوم سے لڑ رہے ہو، تم میں سے کوئی ایک بھی ان کے سامنے نہیں نکلتا مگر وہ اسے قتل کر دیتے ہیں باوجود اس کے کہ ان کی تعداد کم ہے، اللہ کی قسم ! اگر تم انہیں صرف پتھروں سے مارو گے تو بھی انہیں قتل کر دو گے، تو عمر بن سعد نے، اللہ اس پر لعنت کرے، اس سے کہا: تمہاری رائے درست ہے، پھر اس نے لوگوں میں پیغام بھیجا جن پر یہ لازم کیا گیا کہ ان میں سے کوئی شخص ان سے مبارزت نہ کرے، اور کہا: اگر تم اکیلے اکیلے ان کے پاس نکلو گے تو وہ مبارزت میں تمہیں ختم کر دیں گے۔

ودنا عمرو بن الحجاج من أصحاب الحسين (عليه السلام) فقال : يا أهل الكوفة! الزموا طاعتكم وجماعتكم ، ولا ترتابوا في قتل من مرق من الدين وخالف الإمام ، فقال الحسين (عليه السلام) : يا ابن الحجاج! أعليَّ تُحرِّض الناس ؟ أنحن مرقنا من الدين وأنتم ثبتّم عليه ؟ والله لتعلمنَّ أيّنا المارق من الدين ، ومن هو أولى بصلي النار.

اور عمرو بن حجاج حسین (علیہ السلام) کے اصحاب کے قریب آیا تو کہا: اے اہل کوفہ ! اپنی اطاعت اور اپنی جماعت کو لازم پکڑو، اور اس کے قتل میں شک نہ کرو جو دین سے نکل گیا اور امام کی مخالفت کی، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ابن حجاج ! کیا تم لوگوں کو میرے خلاف اکساتے ہو؟ کیا ہم دین سے نکل گئے اور تم اس پر قائم رہے؟ اللہ کی قسم ! عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون دین سے نکلا ہوا ہے، اور کون آگ کی تپش کا زیادہ مستحق ہے۔

ثمَّ حمل عمرو بن الحجاج لعنه الله في ميمنته من نحو الفرات ، فاضطربوا ساعة ، فصُرع مسلم بن عوسجة ، وانصرف عمرو وأصحابه ، وانقطعت الغبرة فإذا مسلم صريع ، وقال محمد بن أبي طالب : فسقط إلى الأرض وبه رمق ، فمشى إليه الحسين ومعه حبيب بن مظاهر ، فقال له الحسين (عليه السلام) : رحمك الله يا مسلم فـ

پھر عمرو بن حجاج، اللہ اس پر لعنت کرے، اپنے دائیں بازو میں فرات کی طرف سے حملہ آور ہوا، تو وہ تھوڑی دیر لڑے، تو مسلم بن عوسجہ گر پڑے، اور عمرو اور اس کے ساتھی واپس چلے گئے، اور غبار ختم ہوا تو مسلم زخمی پڑے تھے، اور محمد بن ابی طالب نے کہا: تو وہ زمین پر گر پڑے اور ان میں ابھی جان تھی، تو حسین ان کی طرف گئے اور ان کے ساتھ حبیب بن مظاہر تھے، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے اے مسلم !

« مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا » ثمَّ دنا منه حبيب فقال : يعزُّ عليَّ مصرعك يا مسلم ، أبشر بالجنّة ، فقال له قولا ضعيفاً : بشَّرك الله بخير ، فقال له حبيب : لولا أعلم أنّي في الأثر لأحببت أن توصي إليَّ بكل ما أهمَّك ، فقال مسلم : فإني أوصيك بهذا ـ وأشار إلى الحسين (عليه السلام) ـ فقاتل دونه حتى تموت ، فقال حبيب : لأنعمنَّك عيناً ، ثمَّ مات رضوان الله عليه.

«مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا» (ان میں سے بعض اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض منتظر ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی) پھر حبیب ان کے قریب ہوئے تو کہا: تمہارا یہ مقام مجھ پر بہت گراں ہے اے مسلم، جنت کی خوشخبری ہو، تو انہوں نے کمزور آواز میں کہا: اللہ تمہیں خیر کی خوشخبری دے، تو حبیب نے ان سے کہا: اگر مجھے علم نہ ہوتا کہ میں بھی پیچھے آنے والا ہوں تو میں چاہتا کہ تم اپنی ہر اہم بات کی وصیت مجھے کر دو، تو مسلم نے کہا: تو میں تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں، اور حسین (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا، کہ ان کی حفاظت میں لڑو یہاں تک کہ شہید ہو جاؤ، تو حبیب نے کہا: میں تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا، پھر وہ شہید ہو گئے اللہ کی رضا ان پر ہو۔

قال : وصاحت جارية له : يا سيّداه! يا ابن عوسجتاه! فنادى أصحاب ابن سعد مستبشرين : قتلنا مسلم بن عوسجة ، فقال شبث بن ربعي لبعض من حوله : ثكلتكم أمّهاتكم ، أما إنّكم تقتلون أنفسكم بأيديكم ، وتذلّون عزّكم ، أتفرحون بقتل مسلم بن عوسجة ، أما والذي أسلمت له ، لرُبَّ موقف له في المسلمين كريم ، لقد رأيته يوم آذربيجان قتل ستة من المشركين قبل أن تلتام خيول المسلمين [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/10 ـ 20.

كہا گیا: اور ان کی ایک لونڈی نے پکارا: اے میرے آقا ! اے ابن عوسجہ ! تو ابن سعد کے اصحاب نے خوش ہو کر پکارا: ہم نے مسلم بن عوسجہ کو قتل کر دیا، تو شبث بن ربعی نے اپنے ارد گرد والوں سے کہا: تمہاری مائیں تمہارا ماتم کریں، کیا تم اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو قتل کر رہے ہو، اور اپنی عزت کو ذلیل کر رہے ہو، کیا تم مسلم بن عوسجہ کے قتل پر خوش ہو رہے ہو، اس ذات کی قسم جس کے سامنے میں نے اسلام قبول کیا، مسلمانوں میں ان کے بہت سے باعزت مقامات تھے، میں نے انہیں آذربائیجان کے دن دیکھا کہ انہوں نے چھ مشرکین کو قتل کر دیا اس سے پہلے کہ مسلمانوں کے گھوڑے جمع ہوں، اور اللہ شاعر کو بھلائی دے جب اس نے کہا:

, ولله درّ الشاعر إذ يقول :

رِجَالٌ تَوَاصَوا حيثُ طَابَتْ أُصُولُهُمْ
وَأَنْفُسُهُمْ بالصَّبْرِ حَتَّى قَضَوا صَبْرا
حُمَاةٌ حَمَوا خِدْراً أَبَى اللهُ هَتْكَهُ فَعَظَّمَهُ شَأْناً وَشَرَّفَهُ قَدْرَا
فَأَصْبَحَ نَهْباً لِلْمَغَاوِيرِ بَعْدَهُمْ وَمِنْهُ بَنَاتُ المصطفى أُبْرِزَتْ حَسْرَى

وہ لوگ جنہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی جب
ان کی اصلیں پاکیزہ تھیں
اور انہوں نے اپنے نفسوں کو صبر کی وصیت کی یہاں
تک کہ صبر کو پورا کر دیا
حمایت کرنے والے جنہوں نے اس پردے کی
حفاظت کی جس کی بے حرمتی اللہ نے مسترد فرمائی
تو اللہ نے اس کی شان کو عظیم کیا اور اس کی قدر کو
بلند فرمایا
تو ان کے بعد وہ بہادروں کے لیے لوٹ مار بن گیا
اور اس میں سے مصطفٰی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیاں
بے پردہ کی گئیں

وقال آخر :

اور ایک اور شاعر نے کہا:

السَّابقون إِلَى المكارِمِ وَالْعُلَى وَالحائِزُونَ غَداً حِيَاضَ الْكَوثَرِ
لولا صَوَارِمُهُمْ وَوَقْعُ نِبَالِهِمْ لَمْ تَسْمَعِ الآذَانُ صَوْتَ مُكَبِّرِ [2]

نفثة المصدور ، الشيخ عباس القمي : 629.

مکارم اور بلندیوں کی طرف سبقت کرنے والے
اور کل کوثر کے حوض پر قابض ہونے والے
اگر ان کی تلواریں نہ ہوتیں اور ان کے تیروں کی آواز
نہ ہوتی
تو کان تکبیر کی آواز نہ سنتے

المجلس الرابع ، من يوم عاشوراء
مقتل الأنصار (عليهم السلام) أيضاً

چوتھی مجلس، عاشورا کے دن سے
انصار (علیہم السلام) کی شہادت

قال الراوي : ثمَّ حمل شمر بن ذي الجوشن في الميسرة ، فثبتوا له ، وقاتلهم أصحاب الحسين (عليه السلام) قتالا شديداً ، وإنما هم اثنان وثلاثون فارساً ، فلا يحملون على جانب من أهل الكوفة إلاَّ كشفوهم ، فدعا عمر بن سعد بالحصين بن نمير في خمسمائة من الرماة ، فأقبلوا حتى دنوا من الحسين (عليهم السلام) وأصحابه ، فرشقوهم بالنبل ، فلم يلبثوا أن عقروا خيولهم ، وقاتلوهم حتى انتصف النهار ، واشتدَّ القتال ، ولم يقدروا أن يأتوهم إلاَّ من جانب واحد; لاجتماع أبنيتهم وتقارب بعضها من بعض ، فأرسل عمر بن سعد الرجال ليقوِّضوها عن أيمانهم وشمائلهم ليحيطوا بهم ، وأخذ الثلاثة والأربعة من أصحاب الحسين يتخلَّلون فيشدُّون على الرجل يعرض وينهب ، فيرمونه عن قريب فيصرعونه فيقتلونه.

راوی نے کہا: پھر شمر بن ذی الجوشن بائیں بازو میں حملہ آور ہوا، تو وہ اس کے سامنے ڈٹ گئے، اور حسین (علیہ السلام) کے اصحاب نے ان سے سخت جنگ کی، اور وہ صرف بتیس سوار تھے، تو وہ اہل کوفہ کی جس جانب سے بھی حملہ کرتے تو انہیں پسپا کر دیتے، تو عمر بن سعد نے حصین بن نمیر کو پانچ سو تیر اندازوں کے ساتھ بلایا، تو وہ آئے یہاں تک کہ حسین (علیہم السلام) اور ان کے اصحاب کے قریب ہو گئے، تو انہوں نے انہیں تیروں سے نشانہ بنایا، تو انہوں نے جلد ہی ان کے گھوڑوں کو زخمی کر دیا، اور وہ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی، اور جنگ شدید ہو گئی، اور وہ ان تک صرف ایک طرف سے آسکتے تھے کیونکہ ان کے خیمے اکٹھے تھے اور ایک دوسرے کے قریب تھے، تو عمر بن سعد نے لوگوں کو بھیجا تاکہ وہ ان کے دائیں اور بائیں سے خیمے گرا دیں تاکہ وہ انہیں گھیر لیں، اور حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے تین اور چار لوگ درمیان سے گزرتے اور اس آدمی پر حملہ کرتے جو لوٹ مار کر رہا ہوتا، تو وہ قریب سے اسے تیر مارتے اور اسے گرا کر قتل کر دیتے۔

فقال ابن سعد : أحرقوها بالنار ، فأضرموا فيها ، فقال الحسين (عليه السلام) : دعوهم يحرقوها ، فإنهم إذا فعلوا ذلك لم يجوزوا إليكم ، فكان كما قال (عليه السلام).

تو ابن سعد نے کہا: انہیں آگ سے جلا دو، تو انہوں نے اس میں آگ لگا دی، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو کہ وہ اسے جلا دیں، کیونکہ جب وہ ایسا کریں گے تو تمہاری طرف نہیں آسکیں گے، تو ویسا ہی ہوا جیسا آپ (علیہ السلام) نے فرمایا تھا۔

وقيل : أتاه شبث بن ربعي وقال : أفزعنا النساء ثكلتك أمُّك ، فاستحيى وأخذوا لا يقاتلونهم إلاَّ من وجه واحد.

اور کہا گیا: شبث بن ربعی آئے اور کہا: تم نے عورتوں کو خوفزدہ کر دیا، تیری ماں تیرا ماتم کرے، تو وہ شرمندہ ہوا اور انہوں نے صرف ایک طرف سے ان سے قتال کیا۔

وشدّ أصحاب زهير بن القين فقتلوا أبا عذرة الضبابي من أصحاب شمر.

اور زہیر بن القین کے اصحاب نے حملہ کیا تو انہوں نے شمر کے اصحاب میں سے ابو عذرہ ضبابی کو قتل کر دیا۔

فلم يزل يُقتل من أصحاب الحسين (عليه السلام) الواحد والاثنان فيبين ذلك فيهم لقلَّتهم ، ويُقتل من أصحاب عمر العشرة فلا يبين فيهم ذلك لكثرتهم.

اور حسین (علیہ السلام) کے اصحاب میں سے ایک اور دو شہید ہوتے رہے تو یہ ان میں نظر آتا تھا کیونکہ وہ کم تھے، اور عمر کے اصحاب میں سے دس قتل ہوتے تو ان میں یہ نظر نہیں آتا تھا کیونکہ وہ بہت زیادہ تھے۔

فلمَّا رأى ذلك أبو ثمامة الصيداوي قال للحسين (عليه السلام) : يا أبا عبدالله! نفسي لنفسك الفداء ، هؤلاء اقتربوا منك ، ولا والله لا تقتل حتى أقتل دونك ، وأحبُّ أن

تو جب ابو ثمامہ صیداوی نے یہ دیکھا تو حسین (علیہ السلام) سے کہا: اے ابا عبداللہ! میری جان آپ کی جان پر قربان، یہ لوگ آپ کے قریب آگئے ہیں، اور اللہ کی قسم! آپ قتل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے قتل ہو جاؤں، اور میں چاہتا ہوں کہ

ألقى الله ربّي وقد صلّيت هذه الصلاة ، فرفع الحسين رأسه إلى السماء وقال : ذكرت الصلاة ، جعلك الله من المصلّين ، نعم هذا أول وقتها ، ثمَّ قال : سلوهم أن يكفُّوا عنّا حتى نصلي ، فقال الحصين بن نمير : إنّها لا تقبل ، فقال حبيب بن مظاهر : لا تقبل الصلاة ـ زعمت ـ من ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وتقبل منك ياختار ، فحمل عليه حصين بن نمير ، وحمل عليه حبيب فضرب وجه فرسه بالسيف ، فشبَّ به الفرس ووقع عنه الحصين ، فاحتوشته أصحابه فاستنقذوه ، فقال الحسين (عليه السلام) لزهير بن القين وسعيد بن عبدالله : تقدَّما أمامي حتى أصلّي الظهر ، فتقدَّما أمامه في نحو من نصف أصحابه حتى صلَّى بهم صلاة الخوف.

میں اپنے رب اللہ سے ملوں اور میں یہ نماز پڑھ چکا ہوں، تو حسین (علیہ السلام) نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا: تم نے نماز کا ذکر کیا، اللہ تمہیں نماز پڑھنے والوں میں سے بنائے، ہاں یہ اس کے وقت کی ابتدا ہے، پھر فرمایا: ان سے کہو کہ ہم سے رک جائیں یہاں تک کہ ہم نماز پڑھ لیں، تو حصین بن نمیر نے کہا: یہ قبول نہیں ہوگی، تو حبیب بن مظاہر نے کہا: نماز قبول نہیں ہوگی - تمہارے خیال میں - رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے سے اور تجھ سے قبول ہوگی اے خنزیر، تو حصین بن نمیر نے ان پر حملہ کیا، اور حبیب نے ان پر حملہ کیا اور تلوار سے ان کے گھوڑے کے چہرے پر مارا، تو گھوڑا اچھل پڑا اور حصین اس سے گر پڑا، تو اس کے ساتھیوں نے اسے گھیر لیا اور اسے بچا لیا، تو حسین (علیہ السلام) نے زہیر بن القین اور سعید بن عبداللہ سے فرمایا: میرے آگے بڑھو یہاں تک کہ میں ظہر کی نماز پڑھ لوں، تو وہ دونوں آپ کے آگے آپ کے نصف اصحاب کے ساتھ بڑھے یہاں تک کہ آپ نے ان کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی۔

وروي أن سعيد بن عبدالله الحنفي تقدَّم أمام الحسين (عليه السلام) ، فاستهدف لهم يرمونه بالنبل ، كلّما أخذ الحسين (عليه السلام) يميناً وشمالا قام بين يديه ، فما زال يُرمى به حتى سقط إلى الأرض وهو يقول : اللهم العنهم لعن عاد وثمود ، اللهم أبلغ نبيَّك السلام عنّي ، وأبلغه ما لقيت من ألم الجراح ، فإنّي أردت بذلك نصرة ذرّيّة نبيِّك (صلى الله عليه وآله وسلم) ، ثمَّ مات رضوان الله عليه ، فوجد به ثلاثة عشر سهماً سوى ما به من ضرب السيوف وطعن الرماح.

اور روایت ہے کہ سعید بن عبداللہ حنفی حسین (علیہ السلام) کے آگے بڑھے اور اپنے آپ کو ان کے لیے تیروں کا ہدف بنا دیا، جب بھی حسین (علیہ السلام) دائیں یا بائیں جاتے تو یہ آپ کے سامنے کھڑے ہو جاتے، اور برابر تیروں سے مارے جاتے رہے یہاں تک کہ زمین پر گر پڑے اور کہنے لگے: اے اللہ! ان پر لعنت کر جیسے عاد اور ثمود پر کی، اے اللہ! اپنے نبی کو میری طرف سے سلام پہنچا، اور انہیں بتا کہ مجھے زخموں کی تکلیف سے کیا ملا، کیونکہ میں نے اس کے ذریعے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت کی نصرت کا ارادہ کیا، پھر اللہ کی رضا انہیں حاصل ہو، شہید ہو گئے، ان کے جسم میں تیرہ تیر پائے گئے اس کے علاوہ جو تلواروں کی ضربیں اور نیزوں کے وار تھے۔

وقال ابن نما : وقيل : صلَّى الحسين (عليه السلام) وأصحابه فرادى بالإيماء ، ثم قالوا : ثمَّ خرج عبد الرحمان بن عبدالله اليزني وهو يقول :

أَنَا ابنُ عَبْدِ اللهِ مِنْ آلِ يَزَنْ ديني على دينِ حسين وَحَسَنْ
أضربُكُمْ ضَرْبَ فَتَىً مِنَ الْيَمَنْ أَرْجُو بذاك الفوزَ عِنْدَ المُؤْتَمَنْ

اور ابن نما نے کہا: اور کہا گیا ہے کہ حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب نے اشارے سے الگ الگ نماز پڑھی، پھر انہوں نے کہا: پھر عبدالرحمٰن بن عبداللہ یزنی نکلے اور کہنے لگے:

میں عبداللہ کا بیٹا ہوں آل یزن سے
میرا دین حسین اور حسن کے دین پر ہے
تم پر وار کرتا ہوں یمن کے جوان کی طرح
امید رکھتا ہوں اس سے فلاح کی معتمد کے پاس

ثمَّ حمل فقاتل حتى قُتل.

وقال السيِّد : فخرج عمرو بن قرظة الأنصاري فاستأذن الحسين (عليه السلام) فأذن له : فقاتل قتال المشتاقين إلى الجزاء ، وبالغ في خدمة سلطان السماء ، حتى قتل جمعاً كثيراً من حزب ابن زياد ، وجمع بين سداد وجهاد ، وكان لا يأتي إلى الحسين سهم

پھر حملہ کیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

اور سید نے کہا: پھر عمرو بن قرظہ انصاری نکلے اور حسین (علیہ السلام) سے اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی، پھر انہوں نے جزا کے مشتاقوں کی طرح جنگ کی اور آسمان کے سلطان کی خدمت میں پوری جانفشانی کی یہاں تک کہ ابن زیاد کے گروہ میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، اور سداد اور جہاد کو جمع کیا، اور کوئی تیر حسین (علیہ السلام) کی طرف نہیں آتا تھا

إلاّ اتّقاه بيده ، ولا سيف إلاّ تلقّاه بمهجته ، فلم يكن يصل إلى الحسين سوء حتى أُثخن بالجراح ، فالتفت إلى الحسين وقال : يا ابن رسول الله! أوفيت ؟ قال : نعم ، أنت أمامي في الجنّة ، فاقرأ رسول الله منّي السلام ، وأعلمه أنّي في الأثر ، فقاتل حتى قُتل رضوان الله عليه.

مگر یہ اپنے ہاتھ سے روک لیتے تھے، اور نہ کوئی تلوار مگر اپنی جان سے اسے قبول کر لیتے تھے، تو حسین (علیہ السلام) تک کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تھی یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو گئے، پھر حسین (علیہ السلام) کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے ابن رسول اللہ ! کیا میں نے وفا کی؟ فرمایا: ہاں، تم جنت میں میرے آگے ہو، رسول اللہ کو میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ میں بھی پیچھے آ رہا ہوں، پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ کی رضا انہیں حاصل ہو، شہید ہو گئے۔

وفي المناقب أنه كان يقول :

قَدْ عَلِمَتْ كتيبةُ الأنصارِ أَنْ سوف أَحْمِي حَوْزَةَ الذِّمَارِ
ضَرْبَ غُلاَمَ غَيْرِ نَكْس شَارِي دُوْنَ حُسَين مُهْجَتي وَدَاري

اور مناقب میں ہے کہ وہ کہتے تھے:

انصار کی جماعت نے جان لیا ہے
کہ میں ذمار کی حفاظت کروں گا
ایسے جوان کی ضرب جو نہ کمزور ہو نہ بھاگنے والا
حسین کے لیے میری جان اور میرا گھر قربان

وقال السيِّد : ثم تقدَّم جون مولى أبي ذر الغفاري ، وكان عبداً أسود ، فقال له الحسين (عليه السلام) : أنت في إذن منّي ، فإنّما تبعتنا طلباً للعافية ، فلا تبتلِ بطريقنا ، فقال : يا ابن رسول الله! أنا في الرخاء الحس قصاعكم ، وفي الشدّة أخذلكم ، والله إن ريحي لمنتن ، وإن حسبي للئيم ، ولوني لأسود ، فتنفَّس عليَّ بالجنّة ، فتطيب ريحي ، ويَشرف حسبي ، ويبيضّ وجهي ، لا والله لا أفارقكم حتى يختلط هذا الدم الأسود مع دمائكم [1]

اور سید نے کہا: پھر جون مولیٰ ابوذر غفاری آگے بڑھے، اور وہ ایک سیاہ فام غلام تھے، تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: تم کو اجازت ہے میری طرف سے، کیونکہ تم عافیت کی تلاش میں ہمارے ساتھ آئے ہو، ہمارے راستے میں مصیبت میں نہ پڑو، انہوں نے کہا: اے ابن رسول اللہ ! میں آسانی میں آپ کے برتنوں کو چاٹتا ہوں اور سختی میں آپ کو چھوڑ دوں؟ اللہ کی قسم ! میری بو بدبودار ہے، میرا نسب حقیر ہے، اور میرا رنگ سیاہ ہے، تو مجھ پر جنت کی نسیم پھونک دیجیے تاکہ میری بو خوشبودار ہو جائے، میرا نسب شریف ہو جائے، اور میرا چہرہ سفید ہو جائے، نہیں واللہ ! میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ یہ سیاہ خون آپ کے خونوں کے ساتھ مل جائے۔

اللهوف ابن طاووس : 64 ـ 65.

.

ثمَّ قاتل حتى قُتل ، فوقف عليه الحسين (عليه السلام) وقال : اللهم بيِّض وجهه ، وطيِّب ريحه ، واحشره مع الأبرار ، وعرِّف بينه وبين محمد وآل محمد (صلى الله عليه وآله وسلم).

پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، تو حسین (علیہ السلام) ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ ! ان کا چہرہ سفید کر دے، ان کی بو خوشبودار کر دے، اور انہیں نیکوکاروں کے ساتھ محشور فرما، اور ان کے اور محمد اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے درمیان پہچان کرا دے۔

وروي عن الباقر (عليه السلام) ، عن علي بن الحسين (عليهما السلام) أن الناس كانوا يحضرون المعركة ، ويدفنون القتلى ، فوجدوا جوناً بعد عشرة أيام يفوح منه رائحة المسك رضوان الله عليه.

اور باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے، علی بن الحسین (علیہما السلام) سے کہ لوگ میدان جنگ میں آتے تھے اور شہداء کو دفن کرتے تھے، تو انہوں نے جون کو دس دن بعد پایا جبکہ ان سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی، رضوان اللہ علیہ۔

قال الراوي : ثمَّ خرج الحجاج بن مسروق ـ وهو مؤذِّن الحسين (عليه السلام) ـ ويقول :

اقْدِمْ حسينُ هَادِياً مَهْدِيّا اليومَ تَلْقَى جَدَّكَ النبيّا

راوی کہتے ہیں: پھر حجاج بن مسروق – جو حسین (علیہ السلام) کے موذن تھے – نکلے اور کہنے لگے:

آگے بڑھو اے حسین، ہادی و مہدی
آج تم اپنے جد نبی سے ملاقات کرو گے

ثمَّ أَبَاك ذَا النَّدَى عَلِيّا ذَاكَ الّذي نَعْرِفُهُ وَصِيّا
وَالْحَسَنَ الخيرَ الرَّضِي الْوَلِيّا وَذَا الْجَنَاحَيْنِ الْفَتَى الكَمِيّا

پھر تمہارے والد سخی علی کو
وہ جن کو ہم وصی جانتے ہیں
اور حسن خیر، رضی اور ولی کو
اور دو بازوؤں والے جوان بہادر کو

وَأَسَدَ اللهِ الشهيدَ الحيّا
ثمَّ حمل فقاتل حتى قُتل رحمه الله.

اور اللہ کے شیر، شہید زندہ کو
پھر حملہ کیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے، اللہ ان پر رحم کرے۔

ثمَّ خرج من بعده زهير بن القين رضي الله عنه ، وهو يرتجز ويقول :

پھر ان کے بعد زہیر بن القین رضی اللہ عنہ نکلے، اور وہ رجز پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے:

أَنَا زُهيرٌ وأنا ابنُ الْقَيْنِ أَذُودُكُمْ بالسيفِ عَنْ حُسَيْنِ
إِنَّ حسيناً أَحَدُ السِّبْطَيْنِ مِنْ عِتْرَةِ البَرِ التقيِّ الزَّيْنِ
ذَاكَ رَسُولُ اللهِ غَيْرَ المينِ أَضْرِبُكُمْ وَلاَ أَرَى من شَيْنِ

میں زہیر ہوں اور میں ابن قین ہوں
میں تلوار سے تمہیں حسین سے دور رکھتا ہوں
بے شک حسین دو نواسوں میں سے ایک ہیں
نیک و پرہیزگار زینت والے خاندان سے
وہ رسول اللہ ہیں بغیر کسی جھوٹ کے
میں تم پر ضرب لگاتا ہوں اور کوئی عیب نہیں دیکھتا

يَا ليت نفسي قُسِمَتْ قِسْمَيْنِ

کاش میری جان دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی

وقال محمد بن أبي طالب : فقاتل حتى قتل مائة وعشرين رجلا ، فشدَّ عليه كُثير بن عبدالله الشعبي ومهاجر بن أوس التميمي فقتلاه ، فقال الحسين (عليه السلام) حين صُرع زهير : لا يبعدك الله يا زهير! ولعن قاتلك لعن الذين مسخوا قردة وخنازير.

اور محمد بن ابی طالب نے کہا: پس انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کیا، پھر کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس تمیمی نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا، تو حسین (علیہ السلام) نے جب زہیر شہید ہوئے فرمایا: اے زہیر! اللہ تمہیں دور نہ کرے! اور تمہارے قاتل پر لعنت ہو جیسے ان پر لعنت ہوئی جو بندر اور سور بنا دیے گئے۔

ثمَّ خرج سعيد بن عبدالله الحنفي وهو يرتجز :

پھر سعید بن عبداللہ حنفی نکلے اور وہ رجز پڑھ رہے تھے:

اقْدِمْ حسينُ اليومَ تلقى أحمدا وشيخَكَ الحبرَ عليّاً ذا النَّدَا
وَحَسَناً كالبدرِ وَافَى الأَسْعَدَا وَعَمَّكَ القرمَ الهُمَامَ الأَرْشَدا
حَمْزَةَ لَيْثَ اللهِ يُدْعَى أَسَدَا وَذَا الجناحينِ تَبَوَّى مَقْعَدَا

آگے بڑھو حسین، آج تم احمد سے ملاقات کرو گے
اور اپنے بزرگ عالم علی صاحب سخاوت سے
اور حسن کو جو چاند کی طرح سب سے خوش نصیب ہو کر آئے
اور اپنے چچا بزرگ، بہادر، سب سے ہدایت یافتہ
حمزہ کو جو اللہ کا شیر اور اسد کہلاتے ہیں
اور دو بازوؤں والے کو جنہوں نے مقام حاصل کیا

في جَنَّةِ الفردوسِ يَعْلُو صُعُدَا
قال : فلم يزل يقاتل حتى قُتل.

فردوس کی جنت میں بلندیوں پر
راوی کہتے ہیں: پس وہ برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

ثمَّ برز حبيب بن مظاهر الأسدي وهو يقول :

پھر حبیب بن مظاہر اسدی میدان میں آئے اور کہہ رہے تھے:

أَنَا حبيبٌ وأبي مظهِّرُ فَارِسُ هَيْجَاء وَحَرْب تَسْعَرُ
وأنتُمُ عِنْدَ العديدِ أَكْثَرُ ونحن أعلى حُجَّةً وَأَظْهَرُ
وأنتُمُ عِنْدَ الْوَفَاءِ أَغْدَرُ ونحن أوفى منكُمُ وَأَصْبَرُ

میں حبیب ہوں اور میرا باپ مظہر ہے
میں جنگ اور بھڑکتی ہوئی لڑائی کا سوار ہوں
اور تم تعداد میں زیادہ ہو
اور ہم دلیل میں برتر اور غالب ہیں
اور تم وفا میں زیادہ دھوکے باز ہو
اور ہم تم سے زیادہ وفادار اور صابر ہیں

حَقّاً وأنمى مِنْكُمُ وَأَعْذَرُ

سچائی میں اور تم سے زیادہ واضح عذر والے

وقاتل قتالا شديداً ، ثمَّ حمل عليه رجل من بني تميم فطعنه ، فذهب ليقوم فضربه الحصين بن نمير ـ لعنه الله ـ على رأسه بالسيف ، فوقع ، ونزل التميمي فاجتزَّ رأسه ، فهدَّ مقتله الحسين (عليه السلام) ، فقال : عند الله أحتسب نفسي وحماة أصحابي. وقال محمد بن أبي طالب : فقتل اثنين وستين رجلا ، فقتله الحصين بن نمير وعلَّق رأسه في عنق فرسه.

اور انہوں نے سخت لڑائی لڑی، پھر بنی تمیم کا ایک شخص ان پر حملہ آور ہوا اور نیزہ مارا، وہ اٹھنے لگے تو حصین بن نمیر اللہ کی لعنت ہو اس پر نے تلوار سے ان کے سر پر وار کیا، گر پڑے، اور وہ تمیمی نیچے اترا اور ان کا سر جدا کر لیا۔ ان کی شہادت نے حسین (علیہ السلام) کو بہت رنجیدہ کیا، فرمایا: اللہ کے حضور میں اپنے آپ کو اور اپنے رفقاء کو سونپتا ہوں۔ اور محمد بن ابی طالب نے کہا: انہوں نے باسٹھ آدمی قتل کیے، پھر حصین بن نمیر نے انہیں قتل کیا اور ان کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکا لیا۔

قال الراوي : ثمَّ برز هلال بن نافع البجلي وهو يقول :

راوی کہتے ہیں: پھر ہلال بن نافع بجلی نکلے اور کہہ رہے تھے:

أَرْمِي بها مُعْلَمَةً أفواقُها والنفسُ لاَ يَنْفَعُها إشْفَاقُها
مسمومةً تجري بها أَخْفَاقُها لَيفلأَنَّ أَرْضَها رِشَاقُها

میں ان تیروں کو مارتا ہوں جن کے پھل نمایاں ہیں
اور جان کو اس کا خوف فائدہ نہیں دیتا
زہر آلود جن کو ان کی تیزی چلاتی ہے
یقیناً ان کے نوک دار پیکان زمین کو بھر دیں گے

فلم يزل يرميهم حتى فنيت سهامه ، ثمَّ ضرب يده إلى سيفه فاستلَّه ، وجعل يقول :

پس وہ برابر انہیں تیر مارتے رہے یہاں تک کہ ان کے تیر ختم ہو گئے، پھر انہوں نے اپنا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھایا اور اسے میان سے نکالا، اور کہنے لگے:

أَنَا الْغُلاَمُ الْيَمَنِيُّ الْبَجَلِي دِيني على دينِ حُسين وعلي
إنْ أُقْتَلِ اليومَ فَهَذَا أَمَلِي فَذَاكَ رَأْيِي وَأُلاَقِي عَمَلِي

میں یمنی لڑکا بجلی ہوں
میرا دین حسین اور علی کے دین پر ہے
اگر آج میں قتل ہو جاؤں تو یہی میری آرزو ہے
یہی میری رائے ہے اور میں اپنے عمل سے ملاقات کروں گا

فقتل ثلاثة عشر رجلا ، فكسروا عضديه ، وأخذ أسيراً ، فقام إليه شمر فضرب عنقه.

پس انہوں نے تیرہ آدمی قتل کیے، تو انہوں نے ان کے دونوں بازو توڑ دیے، اور وہ قیدی بنا لیے گئے، تب شمر ان کے پاس کھڑا ہوا اور ان کی گردن اڑا دی۔

قال : ثمَّ خرج شابٌّ قُتل أبوه في المعركة ، وكانت أُمُّه معه ، فقالت له أُمُّه : اخرج ـ يا بنيَّ! ـ وقاتل بين يدي ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) ، فخرج ، فقال الحسين : هذا شابٌّ قُتل أبوه ، ولعلَّ أُمَّه تكره خروجه ، فقال الشابُّ : أمّي أمرتني بذلك ، فبرز وهو يقول :

کہا: پھر ایک نوجوان نکلا جس کا باپ میدان جنگ میں قتل ہو چکا تھا، اور اس کی ماں اس کے ساتھ تھی، تو اس کی ماں نے اس سے کہا: نکل جاؤ اے میرے بیٹے! اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند کے سامنے لڑو۔ پس وہ نکلا، تو حسین نے فرمایا: یہ نوجوان ہے جس کا باپ قتل ہو چکا ہے، اور شاید اس کی ماں اس کے نکلنے کو ناپسند کرتی ہو۔ تو نوجوان نے کہا: میری ماں نے مجھے اس کا حکم دیا ہے۔ پس وہ میدان میں آیا اور کہہ رہا تھا:

أميري حسينٌ وَنِعْمَ الأميرْ سُرُورُ فُؤَادِ البشيرِ النذيرْ
عَلِيٌّ وفاطمةٌ وَالِدَاهُ فَهَلْ تعلمون له مِنْ نَظِيرْ ؟
له طَلْعَةٌ مِثْلُ شَمْسِ الضُّحَى له غُرَّةٌ مِثْلُ بَدْر مُنِيرْ

میرا امیر حسین ہے اور کیا اچھا امیر ہے
بشیر اور نذیر کے دل کی خوشی
علی اور فاطمہ ان کے والدین ہیں
تو کیا تم ان کا کوئی مثیل جانتے ہو؟
ان کا طلعہ دوپہر کے سورج جیسا ہے
ان کی پیشانی روشن چاند کی مانند ہے

وقاتل حتى قُتل ، وجُزَّ رأسه ورمي به إلى عسكر الحسين (عليه السلام) ، فحملت

اور برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، اور ان کا سر جدا کر کے حسین (علیہ السلام) کی لشکرگاہ کی طرف پھینک دیا گیا، تو اٹھا کر

أُمُّه رأسه وقالت : أحسنت يا بنيّ! يا سرور قلبي! ويا قرَّة عيني! ثمَّ رمت برأس ابنها رجلا فقتلته ، وأخذت عمود خيمته وحملت عليهم وهي تقول :

اس کی ماں نے اس کا سر اٹھایا اور کہا: تم نے بہت اچھا کیا اے میرے بیٹے! اے میرے دل کی خوشی! اور اے میری آنکھ کی ٹھنڈک! پھر اس نے اپنے بیٹے کا سر ایک آدمی کی طرف پھینکا تو اسے قتل کر دیا، اور اپنے خیمے کا ستون اٹھایا اور ان پر حملہ کیا اور یہ کہہ رہی تھی:

أنا عَجُوزٌ سيِّدي ضعيفه خَاوِيةٌ باليةٌ نحيفه
أضربُكُمْ بضربة عنيفه دون بني فَاطِمَةَ الشريفه

میں ایک بوڑھی عورت ہوں، کمزور
خالی، بوسیدہ، لاغر
تمہیں سخت ضرب لگاؤں گی
فاطمہ شریفہ کے فرزندوں کی خاطر

وضربت رجلين فقتلتهما ، فأمر الحسين (عليه السلام) بصرفها ودعا لها.

اور اس نے دو آدمیوں کو مارا تو انہیں قتل کر دیا، پس حسین (علیہ السلام) نے حکم دیا کہ اسے واپس لوٹایا جائے اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

قال محمد بن أبي طالب : وجاء عابس بن أبي شبيب الشاكري معه شوذب مولى شاكر ، وقال : يا شوذب! ما في نفسك أن تصنع ؟ قال : ما أصنع ؟ أُقاتل حتى أُقتل ، قال : ذاك الظنُّ بك ، فتقدَّم بين يدي أبي عبدالله حتى يحتسبك كما احتسب غيرك ، فإن هذا يوم ينبغي لنا أن نطلب فيه الأجر بكل ما نقدر عليه ، فإنه لا عمل بعد اليوم وإنما هو الحساب.

محمد بن ابی طالب نے کہا: اور عابس بن ابی شبیب شاکری اپنے ساتھ شوذب مولیٰ شاکر کو لے کر آئے، اور کہا: اے شوذب! تمہارے دل میں کیا ہے کہ تم کیا کرو گے؟ اس نے کہا: میں کیا کروں گا؟ جنگ کروں گا یہاں تک کہ قتل ہو جاؤں۔ کہا: یہی توقع تم سے ہے، تو ابو عبداللہ کے سامنے آگے بڑھو تاکہ وہ تمہیں بھی شمار کریں جیسے دوسروں کو شمار کیا، کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں ہمیں چاہیے کہ اپنی ہر ممکنہ کوشش سے اجر طلب کریں، کیونکہ آج کے بعد کوئی عمل نہیں ہوگا اور صرف حساب ہوگا۔

فتقدَّم فسلَّم على الحسين (عليه السلام) وقال : يا أبا عبدالله! أما والله ما أمسى على وجه الأرض قريب ولا بعيد أعزُّ عليَّ ولا أحبُّ إليَّ منك ، ولو قدرت على أن أدفع عنك الضيم أو القتل بشيء ، أعزَّ عليَّ من نفسي ودمي لفعلت ، السلام عليك يا أبا عبدالله! أشهد أنّي على هُداك وهُدى أبيك ، ثمَّ مضى بالسيف نحوهم.

پس وہ آگے بڑھے اور حسین (علیہ السلام) کو سلام کیا اور عرض کیا: اے ابا عبداللہ ! اللہ کی قسم ! زمین کی سطح پر نہ کوئی قریبی اور نہ کوئی دور کا شخص مجھے آپ سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے، اور اگر میں آپ سے ظلم یا قتل کو کسی ایسی چیز سے دفع کر سکتا جو مجھے اپنی جان اور اپنے خون سے زیادہ عزیز ہو تو ضرور کرتا، آپ پر سلام ہو اے ابا عبداللہ ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ کی ہدایت اور آپ کے والد کی ہدایت پر ہوں، پھر وہ تلوار لے کر ان کی طرف بڑھے۔

قال ربيع بن تميم : فلمَّا رأيته مقبلا عرفته ، وقد كنت شاهدته في المغازي ، وكان أشجع الناس ، فقلت : أيُّها الناس! هذا أسد الأسود ، هذا ابن أبي شبيب ، لا يخرجنَّ إليه أحد منكم ، فأخذ ينادي : ألا رجل ؟ ألا رجل ؟

ربیع بن تمیم نے کہا: جب میں نے انہیں آتے دیکھا تو میں نے انہیں پہچان لیا، اور میں انہیں جنگوں میں دیکھ چکا تھا، اور وہ سب سے زیادہ بہادر تھے، تو میں نے کہا: اے لوگو ! یہ شیروں کا شیر ہے، یہ ابن ابی شبیب ہے، تم میں سے کوئی بھی ان کی طرف نہ نکلے، پس وہ پکارنے لگے: کوئی مرد ہے؟ کوئی مرد ہے؟

فقال عمر بن سعد : ارضخوه بالحجارة من كل جنب ، فلمَّا رأى ذلك ألقى درعه ومغفره ، ثم شدَّ على الناس ، فوالله لقد رأيته يطرد أكثر من مائتين من الناس ، ثمّ إنّهم تعطَّفوا عليه من كل جانب ، فقُتل ، فرأيت رأسه في أيدي رجال ذوي عدّة ، هذا يقول : أنا قتلته ، والآخر يقول كذلك ، فقال عمر بن سعد : لا تختصموا ، هذا لم يقتله إنسان واحد ، حتى فرَّق بينهم بهذا القول.

تو عمر بن سعد نے کہا: ہر طرف سے انہیں پتھروں سے مارو، جب انہوں نے یہ دیکھا تو اپنی زرہ اور خود اتار دی، پھر لوگوں پر حملہ کیا، اللہ کی قسم ! میں نے دیکھا کہ وہ دو سو سے زیادہ لوگوں کو بھگا رہے تھے، پھر لوگوں نے ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے، پس وہ قتل ہو گئے، میں نے دیکھا کہ ان کا سر کئی لوگوں کے ہاتھوں میں تھا، یہ کہہ رہا تھا: میں نے انہیں قتل کیا، اور دوسرا بھی ایسا ہی کہہ رہا تھا، تو عمر بن سعد نے کہا: جھگڑا نہ کرو، انہیں کسی ایک شخص نے قتل نہیں کیا، یہاں تک کہ اس بات سے ان کے درمیان تفریق کر دی۔

ثمَّ جاءه عبدالله وعبد الرحمن الغفّاريّان ، فقالا : يا أبا عبدالله! السلام عليك ، جئنا لنقُتل بين يديك ، وندفع عنك ، فقال : مرحباً بكما ، ادنوا منّي ، فدنوا منه وهما يبكيان ، فقال : يا ابني أخي! ما يبكيكما ؟ فوالله إنّي لأرجو أن تكونا بعد ساعة قريري العين ، فقالا : جعلنا الله فداك ، والله ما على أنفسنا نبكي ، ولكن نبكي عليك ، نراك قد أُحيط بك ولا نقدر على أن ننفعك ، فقال : جزاكما الله ـ يا ابني أخي ـ بوجدكما من ذلك ومواساتكما إيّاي بأنفسكما أحسن جزاء المتقين ، ثم استقدما وقالا : السلام عليك يا ابن رسول الله ، فقال : وعليكما السلام ورحمة الله وبركاته ، فقاتلا حتى قتلا.

پھر ان کے پاس عبداللہ اور عبدالرحمن غفاری آئے، اور کہا: اے ابا عبداللہ ! آپ پر سلام ہو، ہم آپ کے سامنے قتل ہونے اور آپ سے دفاع کرنے کے لیے آئے ہیں، فرمایا: تم دونوں کو خوش آمدید، میرے قریب آؤ، وہ ان کے قریب آئے اور روتے تھے، فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹو ! تم دونوں کیوں رو رہے ہو؟ اللہ کی قسم ! میں امید رکھتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد تم میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاؤ گے، انہوں نے کہا: ہم آپ پر قربان، اللہ کی قسم ! ہم اپنے اوپر نہیں رو رہے، بلکہ ہم آپ پر رو رہے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ گھر لیے گئے ہیں اور ہم آپ کی مدد نہیں کر سکتے، فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹو ! اللہ تمہیں اس احساس اور اپنی جانوں سے میری مواساۃ پر متقیوں کی بہترین جزا عطا فرمائے، پھر وہ آگے بڑھے اور کہا: آپ پر سلام ہو اے ابن رسول اللہ، فرمایا: اور تم دونوں پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں، پس وہ لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

قال : ثمَّ خرج غلام تركيٌّ كان للحسين (عليه السلام) ، وكان قارئاً للقرآن ، فجعل يقاتل ، فقتل جماعة ، ثمَّ سقط صريعاً ، فجاءه الحسين (عليه السلام) فبكى ، ووضع خدَّه على خدِّه ، ففتح عينه فرأى الحسين (عليه السلام) فتبسَّم ، ثمَّ صار إلى ربِّه رضي الله عنه.

کہا: پھر ایک ترک غلام نکلا جو حسین (علیہ السلام) کا تھا، اور وہ قرآن پڑھنے والا تھا، وہ لڑنے لگا، تو اس نے ایک جماعت کو قتل کیا، پھر زخمی ہو کر گر پڑا، تو حسین (علیہ السلام) اس کے پاس آئے اور روئے، اور اپنا رخسار اس کے رخسار پر رکھا، پس اس نے اپنی آنکھ کھولی اور حسین (علیہ السلام) کو دیکھا تو مسکرایا، پھر اپنے رب کی طرف چلا گیا اللہ اس سے راضی ہو۔

قال : ثم رماهم يزيد بن زياد بن الشعثاء بثمانية أسهم ، ما أخطأ منها بخمسة أسهم ، وكان كلَّما رمى قال الحسين (عليه السلام) : اللهم سدِّد رميته واجعل ثوابه الجنَّة ، فحملوا عليه فقتلوه.

کہا: پھر یزید بن زیاد بن شعثاء نے ان پر آٹھ تیر چلائے، جن میں سے پانچ تیر خطا نہیں ہوئے، اور جب بھی وہ تیر چلاتے تو حسین (علیہ السلام) فرماتے: اے اللہ ! اس کی نشانہ بازی کو درست کر اور اس کا ثواب جنت قرار دے، پس لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔

قال الراوي : وجاء رجل فقال : أين الحسين ؟ فقال : ها أنا ذا ، قال : أبشر بالنار تردها الساعة ، قال : بل أبشر بربٍّ رحيم ، وشفيع مطاع ، من أنت ؟ قال : أنا محمد بن الأشعث ، قال : اللهم إن كان عبدك كاذباً فخذه إلى النار ، واجعله اليوم آية لأصحابه ، فما هو إلاَّ أن ثنى عنان فرسه فرمى به ، وثبتت رجله في الركاب ، فضربه حتى قطعه ، ووقعت مذاكيره في الأرض ، فوالله لقد عجبت من سرعة دعائه.

راوی نے کہا: ایک شخص آیا اور کہا: حسین کہاں ہیں؟ فرمایا: میں یہاں ہوں، اس نے کہا: آپ کو جہنم کی خوشخبری ہو جس میں آپ ابھی داخل ہوں گے، فرمایا: بلکہ میں رحیم رب اور مطاع شفیع کی خوشخبری دیتا ہوں، تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں محمد بن اشعث ہوں، فرمایا: اے اللہ ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے تو اسے جہنم میں لے جا، اور اسے آج اس کے ساتھیوں کے لیے نشانی بنا دے، پس اس نے ابھی اپنے گھوڑے کی لگام کھینچی ہی تھی کہ گھوڑے نے اسے پھینک دیا، اور اس کا پاؤں رکاب میں اٹک گیا، پس اسے گھسیٹتا رہا یہاں تک کہ اس کا پاؤں کٹ گیا، اور اس کی شرمگاہ زمین پر گر گئی، اللہ کی قسم ! میں اس کی دعا کی قبولیت کی تیزی سے حیران رہ گیا۔

ثمَّ جاء آخر فقال : أين الحسين ؟ فقال : ها أنا ذا ، قال : أبشر بالنار ، قال : أبشر بربٍّ رحيم ، وشفيع مطاع ، من أنت ؟ قال : أنا شمر بن ذي الجوشن ، قال

پھر ایک اور شخص آیا اور کہا: حسین کہاں ہیں؟ فرمایا: میں یہاں ہوں، اس نے کہا: آپ کو جہنم کی خوشخبری ہو، فرمایا: میں رحیم رب اور مطاع شفیع کی خوشخبری دیتا ہوں، تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں شمر بن ذی الجوشن ہوں، فرمایا

الحسين (عليه السلام) : الله أكبر! قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : رأيت كأنّ كلباً أبقع يلغ في دماء أهل بيتي ، وقال الحسين : رأيت كأنّ كلاباً تنهشني ، وكأنّ فيها كلباً أبقع كان أشدَّهم عليَّ ، وهو أنت ، وكان أبرص.

حسین (علیہ السلام) نے: اللہ اکبر! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا تھا: میں نے دیکھا جیسے ایک چتکبرا کتا میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے، اور حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے دیکھا جیسے کتے مجھے نوچ رہے ہیں، اور ان میں ایک چتکبرا کتا تھا جو مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا، اور وہ تم ہو، اور وہ کوڑھی تھا۔

وعن الترمذي : قيل للصادق (عليه السلام) : كم تتأخَّر الرؤيا ؟ فذكر منام رسول الله (صلى الله عليه وآله) فكان التأويل بعد ستين سنة.

اور ترمذی سے: صادق (علیہ السلام) سے پوچھا گیا: خواب کب تک مؤخر ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے خواب کا ذکر کیا، پس اس کی تعبیر ساٹھ سال بعد ہوئی۔

قال محمد بن أبي طالب وغيره : وكان يأتي الحسين (عليه السلام) الرجل بعد الرجل فيقول : السلام عليك يا ابن رسول الله ، فيجيبه الحسين ويقول : وعليك السلام ، ونحن خلفك ، ثم يقرأ فـ « مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ » حتى قتلوا عن آخرهم رضوان الله عليهم ، ولم يبق مع الحسين (عليه السلام) إلاَّ أهل بيته [1]

محمد بن ابی طالب اور دیگر نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) کے پاس ایک کے بعد ایک شخص آتا اور کہتا: السلام علیک یا ابن رسول اللہ، تو حسین (علیہ السلام) جواب دیتے اور فرماتے: وعلیک السلام، اور ہم آپ کے پیچھے ہیں، پھر تلاوت فرماتے: «مِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ» یہاں تک کہ سب کے سب قتل ہو گئے اللہ کی رضا ان پر ہو، اور حسین (علیہ السلام) کے ساتھ صرف آپ کے اہل بیت باقی رہ گئے۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 45/20 ـ 32.

.

ولله در السيد رضا الهندي عليه الرحمة إذ يقول :

اور سید رضا ہندی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

صالوا وجالوا وأدّوا حق سيدهم في موقف فيه عقّ الوالدَ الولدُ
وعاد ريحانةُ المختار منفرداً بين العدى ما له حام ولا عضدُ
يكرُّ فيهم بماضيه فيهزمُهم وهم ثلاثون ألفاً وهو منفردُ
لو شئت يا علة التكوين محوَهمُ
ما كان يثبُتُ منهم في الوغى أحدُ [2]

وہ آگے بڑھے اور لڑے اور اپنے آقا کا حق ادا کیا
ایسے موقف میں جہاں اولاد نے والد کی نافرمانی کی
اور مختار کا گلاب اکیلا رہ گیا
دشمنوں کے درمیان، نہ کوئی حامی تھا نہ مددگار
آپ اپنی تلوار سے ان پر حملہ آور ہوتے تو انہیں بھگا دیتے
حالانکہ وہ تیس ہزار تھے اور آپ تنہا
اے کائنات کی علت ! اگر آپ چاہتے تو انہیں مٹا دیتے
جنگ میں ان میں سے کوئی ایک بھی قائم نہ رہتا

رياض المدح والرثاء : 132.

المجلس الخامس ، من يوم عاشوراء
مقتل بني هاشم (عليهم السلام)
قال بعض الرواة كما في بحار الأنوار : ولمَّا قتل أصحاب الحسين (عليه السلام) ولم يبق إلاّ أهل بيته ـ وهم ولد عليّ ، وولد جعفر ، وولد عقيل ، وولد الحسن ، وولده (عليهم السلام) ـ

پانچویں مجلس، عاشورا کے دن سے
بنی ہاشم (علیہم السلام) کی شہادت
بعض راویوں نے بحار الانوار میں کہا: جب حسین (علیہ السلام) کے اصحاب قتل ہو گئے اور صرف آپ کے اہل بیت باقی رہ گئے — اور وہ اولاد علی، اولاد جعفر، اولاد عقیل، اولاد حسن، اور آپ کی اولاد (علیہم السلام) تھے —

اجتمعوا يودِّع بعضهم بعضاً ، وعزموا على الحرب [1]

تو وہ جمع ہوئے اور ایک دوسرے کو الوداع کہا، اور جنگ کا عزم کر لیا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/32.

.

وروى أبو الفرج في المقاتل عن جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما السلام) أنّ أوّل قتيل قتل من ولد أبي طالب مع الحسين ابنه علي (عليهما السلام) [2]

اور ابو الفرج نے المقاتل میں جعفر بن محمد سے، اپنے والد (علیہما السلام) سے روایت کی ہے کہ اولاد ابی طالب میں سے حسین (علیہ السلام) کے ساتھ سب سے پہلے شہید ہونے والے آپ کے بیٹے علی (علیہما السلام) تھے۔

مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 85.

.

قالوا : ثمَّ تقدَّم عليُّ بن الحسين (عليه السلام) ، ورفع الحسين (عليه السلام) شيبته نحو السماء وقال : اللهم اشهد على هؤلاء القوم ، فقد برز إليهم غلام أشبه الناس خلقاً وخلقاً ومنطقاً برسولك ، كنّا إذا اشتقنا إلى نبيِّك نظرنا إلى وجهه ، اللهم امنعهم بركات الأرض ، وفرِّقهم تفريقاً ، ومزِّقهم تمزيقاً ، واجعلهم طرائق قدداً ، ولا تُرضِ الولاة عنهم أبداً ، فإنّهم دعونا لينصرونا ، ثم عدوا علينا يقاتلوننا.

راویوں نے کہا: پھر علی بن حسین (علیہما السلام) آگے بڑھے، اور حسین (علیہ السلام) نے اپنے سفید بال آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا: اے اللہ ! ان لوگوں پر گواہ رہنا، کہ ان کی طرف ایک ایسا نوجوان نکلا جو خلق و خلق اور گفتار میں تیرے رسول سے سب سے زیادہ مشابہ ہے، ہم جب اپنے نبی کی یاد میں مشتاق ہوتے تو اس کے چہرے کو دیکھتے تھے، اے اللہ ! ان سے زمین کی برکات روک لے، انہیں پراگندہ کر دے، انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے، انہیں مختلف راستوں میں بانٹ دے، اور حکمرانوں کو کبھی ان سے راضی نہ کرنا، کیونکہ انہوں نے ہمیں بلایا تھا کہ ہماری مدد کریں گے، پھر ہم پر چڑھ آئے اور ہم سے جنگ کرنے لگے۔

ثمَّ صاح الحسين (عليه السلام) بعمر بن سعد : ما لك ؟ قطع الله رحمك! ولا بارك الله لك في أمرك ، وسلَّط عليك من يذبحك بعدي على فراشك ، كما قطعت رحمي ، ولم تحفظ قرابتي من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ رفع الحسين (عليه السلام) صوته وتلا : « إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ * ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْض وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ » [3]

سورة آل عمران ، الآية : 33 ـ 34.

پھر حسین (علیہ السلام) نے عمر بن سعد پر پکار کر کہا: تجھے کیا ہو گیا؟ اللہ تیرا رشتہ کاٹ دے ! اور تیرے معاملے میں تجھے برکت نہ دے، اور میرے بعد تجھ پر کسی کو مسلط کرے جو تجھے تیرے بستر پر ذبح کرے، جیسے تو نے میرا رشتہ کاٹا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے میری قرابت کا خیال نہ رکھا۔ پھر حسین (علیہ السلام) نے اپنی آواز بلند کی اور یہ آیت تلاوت فرمائی: «إِنَّ اللہَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ * ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْض وَاللہُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ» پھر علی بن حسین نے لشکر پر حملہ کیا، اور یہ کہتے جاتے تھے:

ثم حمل علي بن الحسين على القوم ، وهو يقول :

أَنَا عليُّ بنُ الحسينِ بنِ عَلِي من عُصْبَة جَدُّ أَبيهِمُ النبي
واللهِ لا يَحْكُمُ فينا ابنُ الدَّعِي أَطْعَنُكُمْ بالرُّمْحِ حَتَّى يَنْثَنِي
أَضْرِبُكُمْ بَالسَّيْفِ أَحْمِي عَنْ أَبِي ضَرْبَ غُلاَم هَاشِمِيٍّ عَلَوِي

میں علی ہوں حسین بن علی کا بیٹا
ایسے خاندان سے جن کے باپ کے دادا نبی ہیں
اللہ کی قسم ! ہم پر دعی کا بیٹا حکم نہیں چلائے گا
میں تمہیں نیزے سے طعنہ دوں گا یہاں تک کہ وہ مڑ جائے
میں تمہیں تلوار سے ماروں گا، اپنے باپ کی حمایت میں
ایک ہاشمی علوی نوجوان کی ضرب

فلم يزل يقاتل حتى ضجَّ الناس من كثرة من قتل منهم ، وروي أنه قتل على عطشه مائة وعشرين رجلا ، ثم رجع إلى أبيه وقد أصابته جراحات كثيرة ، فقال : يا أبه! العطش قد قتلني ، وثقل الحديد أجهدني ، فهل إلى شربة من ماء سبيل ، أتقوَّى بها على الأعداء ؟ فبكى الحسين (عليه السلام) وقال : يا بنيَّ! يعزُّ على محمد وعلى علي ابن أبي طالب وعليَّ أن تدعوهم فلا يجيبوك ، وتستغيث بهم فلا يغيثوك ، يا بنيَّ! هاتِ لسانك ، فأخذ بلسانه فمصَّه ، ودفع إليه خاتمه وقال : أمسكه في فيك وارجع إلى قتال عدوِّك ، فإني أرجو أنك لا تُمسي حتى يسقيك جدُّك بكأسه الأوفى شربة لا تظمأ بعدها أبداً. فرجع إلى القتال وهو يقول :

پس وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ لوگ ان کے ہاتھوں مارے جانے والوں کی کثرت سے چیخنے لگے، اور روایت ہے کہ انہوں نے اپنی پیاس کی حالت میں ایک سو بیس آدمی قتل کیے، پھر اپنے والد کی طرف لوٹے اور انہیں بہت سے زخم لگ چکے تھے، تو کہا: یا ابہ !پیاس نے مجھے مار ڈالا ہے، اور لوہے کے بوجھ نے مجھے کمزور کر دیا ہے، کیا پانی کے ایک گھونٹ تک کوئی راستہ ہے،

تاکہ میں اس سے دشمنوں کے مقابلے میں طاقت حاصل کروں؟ تو حسین (علیہ السلام) رو پڑے اور فرمایا: اے میرے بیٹے ! محمد اور علی ابن ابی طالب اور مجھ پر یہ گراں گزرتا ہے کہ تو انہیں پکارے اور وہ تجھے جواب نہ دیں، اور تو ان سے فریاد کرے اور وہ تیری مدد نہ کریں۔ اے میرے بیٹے ! اپنی زبان ادھر لاؤ، تو انہوں نے اس کی زبان لی اور اسے چوسا، اور اپنی انگوٹھی اسے دے کر فرمایا: اسے اپنے منہ میں رکھ لو اور اپنے دشمن سے جنگ کی طرف لوٹ جاؤ، میں امید رکھتا ہوں کہ شام ہونے سے پہلے تمہارے دادا تمہیں اپنے بھرے ہوئے جام سے ایسا پانی پلا دیں گے کہ اس کے بعد تم کبھی پیاسے نہیں ہوگے۔ تو وہ جنگ کی طرف لوٹے اور یہ کہتے جاتے تھے:

الحربُ قد بانت لها الحَقَائِقُ وَظَهَرَتْ مِنْ بَعْدِهَا مَصَادِقُ
وَاللهِ رَبِّ الْعَرْشِ لاَ نُفَارِقُ جُمُوعَكم أَوْ تُغْمَدَ الْبَوَارِقُ

جنگ کی حقیقتیں آشکار ہو گئی ہیں
اور اس کے بعد سچائیاں ظاہر ہو گئی ہیں
عرش کے رب اللہ کی قسم ! ہم جدا نہیں ہوں گے
تمہارے لشکروں سے یا یہ کہ بجلیاں غلاف میں ہو
جائیں

فلم يزل يقاتل حتى قتل تمام المائتين ، ثمَّ ضربه منقذ بن مرّة العبدي على مفرق رأسه ضربة صرعته ، وضربه الناس بأسيافهم ، ثم اعتنق فرسه فاحتمله الفرس إلى عسكر الأعداء ، فقطّعوه بسيوفهم إرباً إرباً.

پس وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ دو سو آدمی قتل کر دیے، پھر منقذ بن مرہ عبدی نے ان کے سر کی چوٹی پر ضرب لگائی جس نے انہیں گرا دیا، اور لوگوں نے انہیں اپنی تلواروں سے مارا، پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کو بغل میں لیا تو گھوڑا انہیں دشمنوں کے لشکر میں لے گیا، تو انہوں نے انہیں اپنی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

فلمَّا بلغت الروح التراقي قال رافعاً صوته : يا أبتاه! هذا جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) قد سقاني بكأسه الأوفى شربة لا أظمأ بعدها أبداً ، وهو يقول : العجل العجل! فإنّ لك كأساً مذخورة حتى تشربها الساعة ، فصاح الحسين (عليه السلام) وقال : قتل الله قوماً قتلوك ، ما أجرأهم على الرحمان وعلى رسوله ، وعلى انتهاك حرمة الرسول ، وعلى الدنيا بعدك العفا.

جب روح حلق تک پہنچی تو انہوں نے اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا: یا ابتاہ ! یہ میرے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں جنہوں نے مجھے اپنے بھرے ہوئے جام سے ایسا پانی پلایا ہے کہ اس کے بعد میں کبھی پیاسا نہیں ہوں گا، اور وہ فرما رہے ہیں: جلدی کرو جلدی کرو ! کیونکہ تمہارے لیے ایک جام محفوظ ہے یہاں تک کہ تم اسے ابھی پی لو۔ تو حسین (علیہ السلام) نے پکار کر فرمایا: اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جنہوں نے تمہیں قتل کیا، وہ رحمان پر، اس کے رسول پر، اور رسول کی حرمت کی پامالی پر کتنے دلیر ہیں، اور تمہارے بعد دنیا پر عفا۔

قال حميد بن مسلم : فكأنّي أنظر إلى امرأة خرجت مسرعة كأنها الشمس الطالعة تنادي بالويل والثبور ، وتقول : يا حبيباه! يا ثمرة فؤاداه! يا نور عيناه! فسألت عنها فقيل : هي زينب بنت علي (عليه السلام) ، وجاءت وانكبّت عليه ، فجاء الحسين فأخذ بيدها فردَّها إلى الفسطاط ، وأقبل (عليه السلام) بفتيانه وقال : احملوا أخاكم ، فحملوه من مصرعه ، فجاؤوا به حتى وضعوه عند الفسطاط الذي كانوا يقاتلون أمامه.

حمید بن مسلم نے کہا: گویا میں ایک عورت کو دیکھ رہا ہوں جو تیزی سے نکلی، گویا طلوع ہوتا سورج ہو، ویل و ثبور کی پکار کرتی ہوئی، اور کہتی ہے: اے میرے محبوب ! اے میرے دل کے ٹکڑے ! اے میری آنکھوں کی روشنی ! میں نے ان کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا: یہ زینب بنت علی (علیہا السلام) ہیں، اور آئیں اور ان پر جھک گئیں، تو حسین آئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں خیمے کی طرف لوٹا دیا، اور (علیہ السلام) اپنے نوجوانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اپنے بھائی کو اٹھاؤ، تو انہوں نے انہیں ان کی شہادت گاہ سے اٹھایا، اور انہیں لا کر اس خیمے کے پاس رکھ دیا جس کے سامنے وہ لڑا کرتے تھے۔

قال الراوي : وشدَّ عثمان بن خالد الهمداني على عبدالرحمان بن عقيل بن أبي

راوی نے کہا: اور عثمان بن خالد ہمدانی نے عبدالرحمان بن عقیل بن ابی

طالب فقتله [1]

طالب کو قتل کر دیا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/42 ـ 44.

.

وبرز من أهل بيته عبدالله بن مسلم بن عقيل بن أبي طالب ، قال محمد بن أبي طالب : فقاتل حتى قتل ثمانية وتسعين رجلا في ثلاث حملات ، ثم قتله عمرو بن صبيح الصيداوي وأسد بن مالك.

اور اہل بیت میں سے عبداللہ بن مسلم بن عقیل بن ابی طالب نکلے، محمد بن ابی طالب نے کہا: پس وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ تین حملوں میں اٹھانوے آدمی قتل کر دیے، پھر عمرو بن صبیح صیداوی اور اسد بن مالک نے انہیں قتل کیا۔

وقال أبو الفرج : عبدالله بن مسلم ، أُمُّه رقيَّة بنت علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، قتله عمرو بن صبيح فيما ذكرناه عن المدائني وعن حميد بن مسلم ، وذكر أن السهم أصابه وهو واضع يده على جبينه ، فأثبته في راحته وجبهته ، ومحمد بن مسلم بن عقيل ، أُمُّه أُمُّ ولد قتله ـ فيما رويناه عن أبي جعفر محمد بن علي (عليهما السلام) ـ أبوجرهم الأزدي ولقيط بن إياس الجهني [2]

اور ابو الفرج نے کہا: عبداللہ بن مسلم، ان کی والدہ رقیہ بنت علی بن ابی طالب (علیہ السلام) ہیں، انہیں عمرو بن صبیح نے قتل کیا جیسا کہ ہم نے مدائنی اور حمید بن مسلم سے ذکر کیا، اور ذکر کیا کہ تیر نے انہیں اس حال میں لگا جب انہوں نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا ہوا تھا، تو اس نے ان کی ہتھیلی اور پیشانی کو آر پار کر دیا، اور محمد بن مسلم بن عقیل، ان کی والدہ ام ولد تھیں، انہیں – جیسا کہ ہم نے ابو جعفر محمد بن علی (علیہما السلام) سے روایت کیا – ابو الجرہم ازدی اور لقیط بن ایاس جہنی نے قتل کیا۔

راجع : مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 66 ـ 67.

.

وقال محمد بن أبي طالب وغيره : ثمَّ خرج من بعده جعفر بن عقيل فقتل خمسة عشر فارساً ، وقال ابن شهر آشوب : وقيل : قتل رجلين ثمَّ قتله بشر بن سوط الهمداني.

اور محمد بن ابی طالب اور دیگر نے کہا: پھر ان کے بعد جعفر بن عقیل نکلے اور پندرہ سوار قتل کیے، اور ابن شہر آشوب نے کہا: اور کہا گیا ہے: انہوں نے دو آدمی قتل کیے پھر بشر بن سوط ہمدانی نے انہیں قتل کیا۔

وقالوا : ثمَّ خرج من بعده أخوه عبدالرحمان بن عقيل فقتل سبعة عشرة فارساً ، ثمَّ قتله عثمان بن خالد الجهني.

اور انہوں نے کہا: پھر ان کے بعد ان کے بھائی عبدالرحمان بن عقیل نکلے اور سترہ سوار قتل کیے، پھر عثمان بن خالد جہنی نے انہیں قتل کیا۔

وقال أبو الفرج : وعبدالله بن عقيل بن أبي طالب ، أُمُّه أُمُّ ولد ، وقتله عثمان بن خالد بن أشيم الجهني وبشر بن حوط القابضي ، وعبدالله الأكبر ابن عقيل ، أُمُّه أُمُّ ولد ، قتله ـ فيما ذكر المدائني ـ عثمان بن خالد الجهني ورجل من همدان.

اور ابو الفرج نے کہا: اور عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب، ان کی والدہ ام ولد تھیں، اور انہیں عثمان بن خالد بن اشیم جہنی اور بشر بن حوط قابضی نے قتل کیا، اور عبداللہ اکبر بن عقیل، ان کی والدہ ام ولد تھیں، انہیں – جیسا کہ مدائنی نے ذکر کیا – عثمان بن خالد جہنی اور ہمدان کے ایک شخص نے قتل کیا۔

ثمَّ قال : ومحمد بن أبي سعيد بن عقيل بن أبي طالب الأحول ، وأُمُّه أُمُّ ولد ، قتله لقيط بن ياسر الجهني رماه بسهم ، وذكر محمد بن علي بن حمزة أنه قُتل معه جعفر بن محمد بن عقيل.

پھر فرمایا: اور محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالب احول، اور ان کی والدہ ام ولد تھیں، انہیں لقیط بن یاسر جہنی نے قتل کیا، انہوں نے انہیں تیر مارا، اور محمد بن علی بن حمزہ نے ذکر کیا کہ ان کے ساتھ جعفر بن محمد بن عقیل بھی قتل ہوئے۔

وذكر أيضاً محمد بن علي بن حمزة أن علي بن عقيل ـ وأُمُّه أُمُّ ولد ـ قُتل يومئذ [1]

اور محمد بن علی بن حمزہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ علی بن عقیل – اور ان کی والدہ ام ولد تھیں – اس دن قتل ہوئے۔

راجع : مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 65 ـ 67.

.

ثمَّ قالوا : وخرج من بعده محمد بن عبدالله بن جعفر بن أبي طالب قاتل حتى قتل عشرة أنفس ، ثمَّ قتله عامر بن نهشل التميمي.

پھر انہوں نے کہا: اور ان کے بعد محمد بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نکلے، لڑتے رہے یہاں تک کہ دس افراد قتل کر دیے، پھر عامر بن نہشل تمیمی نے انہیں قتل کیا۔

ثمَّ خرج من بعده عون بن عبدالله بن جعفر وهو يقول :

پھر ان کے بعد عون بن عبداللہ بن جعفر نکلے اور یہ کہتے تھے:

إنْ تُنْكِرُوني فَأَنَا ابنُ جَعْفَرِ شَهِيدِ صِدْق في الجِنَانِ أَزْهَرِ
يَطِيرُ فيها بِجَنَاح أَخْضَرِ كَفَى بهذا شَرَفاً في المَحْشَرِ

اگر تم مجھے نہیں پہچانتے تو میں جعفر کا بیٹا ہوں
سچا شہید جو جنان میں روشن و درخشاں ہے
سبز پروں کے ساتھ اڑتا ہے
محشر میں یہی میرے لیے کافی شرف ہے

ثمَّ قاتل حتى قتل من القوم ثلاثة فوارس وثمانية عشر راجلا ، ثم قتله عبدالله ابن بطّة الطائي.

قال أبو الفرج ـ بعد ذكر قتل محمد وعون ـ : وإن عوناً قتله عبدالله بن قطنة التيهاني ، وعبيدالله بن عبدالله بن جعفر بن أبي طالب ، ذكر يحيى بن الحسن ـ فيما أخبرني به أحمد بن سعيد عنه ـ أنه قتل مع الحسين (عليه السلام) بالطف [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/32 ـ 34.

.

پھر لڑتے رہے یہاں تک کہ دشمنوں میں سے تین سواروں اور اٹھارہ پیادوں کو قتل کر دیا، پھر عبداللہ بن بطہ طائی نے انہیں قتل کیا۔

ابو الفرج نے – محمد اور عون کے قتل کا ذکر کرنے کے بعد – کہا: اور عون کو عبداللہ بن قطنہ تیہانی نے قتل کیا، اور عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب – یحییٰ بن حسن نے ذکر کیا – جیسا کہ احمد بن سعید نے مجھے ان سے نقل کیا – کہ وہ حسین (علیہ السلام) کے ساتھ طف میں شہید ہوئے۔

قالوا : ثمَّ تقدَّمت إخوة الحسين (عليه السلام) عازمين على أن يموتوا دونه ، فأول من خرج منهم أبو بكر بن علي (عليه السلام) ، واسمه عبيدالله ، وأمُّه ليلى بنت مسعود بن خالد بن ربعي التميمية ، فتقدَّم وهو يرتجز :

شَيْخِي عليٌّ ذوالفخارِ الأطولِ مِنْ هاشِمِ الصِّدْقِ الكريمِ المفضلِ
هذا حسينُ ابنُ النبيِّ المرسلِ عنه نُحَامي بالحُسَامِ المصقلِ

تَفْدِيه نفسي من أخ مُبَجَّلِ

فلم يزل يقاتل حتى قتله زحر بن بدر النخعي ، وقيل : عبدالله بن عقبة الغنوي ، وذكر أبو جعفر الباقر (عليه السلام) أن رجلا من همدان قتله.

انہوں نے کہا: پھر حسین (علیہ السلام) کے بھائی آگے بڑھے، یہ عزم کیے ہوئے کہ ان سے پہلے مرجائیں، تو ان میں سے سب سے پہلے ابو بکر بن علی (علیہ السلام) نکلے، ان کا نام عبیداللہ تھا، اور ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن ربعی تمیمیہ تھیں، تو آگے بڑھے اور یہ رجز پڑھا:

میرے بزرگ علی ہیں، سب سے زیادہ فخر والے
ہاشم سے، سچے، کریم، فضیلت والے
یہ حسین ہے، نبی مرسل کا بیٹا
اس کا دفاع کرتا ہوں چمکتی تلوار سے

میری جان قربان ہو ان معزز بھائی پر

برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ زحر بن بدر نخعی نے انہیں قتل کیا، اور کہا گیا: عبداللہ بن عقبہ غنوی نے، اور ابو جعفر باقر (علیہ السلام) نے ذکر کیا کہ ایک ہمدانی شخص نے انہیں قتل کیا۔

قالوا : ثمَّ برز من بعده أخوه عمر بن علي (عليه السلام) وحمل على زحر قاتل أخيه فقتله ، واستقبل القوم وجعل يضرب بسيفه ضرباً منكراً ، وهو يقول :

خَلُّوا عِدَاةَ اللهِ خَلُّوا عَنْ عُمَرْ خَلُّوا عن الليثِ الْعَبُوسِ المُكْفَهِرْ
يَضْرِبُكُمْ بسيفِهِ وَلاَ يفَرْ وَلَيْسَ فيها كالجَبَانِ المُنْجَحِرْ

انہوں نے کہا: پھر ان کے بعد ان کے بھائی عمر بن علی (علیہ السلام) نکلے اور اپنے بھائی کے قاتل زحر پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا، اور دشمنوں کا سامنا کیا اور اپنی تلوار سے سخت ضربیں لگانے لگے، اور یہ کہتے تھے:

اللہ کے دشمنو! عمر سے ہٹ جاؤ
غصے والے شیر سے ہٹ جاؤ جس کا چہرہ عبوس ہے
تمہیں اپنی تلوار سے مارتا ہے اور بھاگتا نہیں
اور اس میں بزدل کھڈ میں چھپنے والے جیسا نہیں

فلم يزل يقاتل حتى قُتل.

ثمَّ برز من بعده أخوه عثمان بن علي (عليه السلام) ، وأُمُّه أمُّ البنين بنت حزام بن خالد من بني كلاب ، وهو يقول :

بس لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

پھر ان کے بعد ان کے بھائی عثمان بن علی (علیہ السلام) نکلے، اور ان کی والدہ ام البنین بنت حزام بن خالد بنی کلاب سے تھیں، اور یہ کہتے تھے:

إِنّي أنا عُثْمانُ ذو المَفَاخِرِ شيخي عليٌّ ذو الفِعَالِ الظاهرِ
وَإبنُ عَمِّ للنبيِّ الطَّاهِرِ أخي حسينٌ خِيْرَةُ الأَخَايرِ
وَسيِّدُ الكِبَارِ وَالأَصَاغِرِ بَعْدَ الرسولِ والوصيِّ النَّاصِرِ

میں عثمان ہوں، مفاخر والا
میرے والد علی ہیں، ظاہر اعمال والے
اور پاکیزہ نبی کے چچا زاد بھائی
میرے بھائی حسین، خیرۃ الاخیار ہیں
بڑوں اور چھوٹوں کے سردار
رسول اور ناصر وصی کے بعد

فرماه خولي بن يزيد الأصبحي على جبينه فسقط عن فرسه ، وجزَّ رأسه رجل من بني أبان بن حازم.

پھر خولی بن یزید اصبحی نے ان کی پیشانی پر تیر مارا تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑے، اور بنی ابان بن حازم کے ایک شخص نے ان کا سر کاٹ دیا۔

وروى أبو الفرج عن عبيدالله بن الحسن وعبدالله بن العباس ، قالا : قُتل عثمان بن علي (عليه السلام) وهو ابن إحدى وعشرين سنة ، وقال الضحاك بإسناده : إن خولي بن يزيد رمى عثمان بن علي (عليه السلام) بسهم فأسقطه ، وشدَّ عليه رجل من بني أبان دارم وأخذ رأسه ، وروي عن علي (عليه السلام) أنه قال : إنّما سمَّيته باسم أخي عثمان بن مظعون [1]

اور ابو الفرج نے عبید اللہ بن حسن اور عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: عثمان بن علی (علیہ السلام) کو شہید کیا گیا جبکہ ان کی عمر اکیس سال تھی، اور ضحاک نے اپنی سند سے کہا: خولی بن یزید نے عثمان بن علی (علیہ السلام) پر تیر مارا اور انہیں گرا دیا، اور بنی ابان دارم کے ایک شخص نے ان پر حملہ کیا اور ان کا سر لے لیا، اور علی (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ان کا نام اپنے بھائی عثمان بن مظعون کے نام پر رکھا تھا۔

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 58.

.

قالوا : ثمَّ برز من بعده أخوه جعفر بن علي (عليه السلام) ، وأمُّه أمُّ البنين أيضاً ، وهو يقول :

إِنّي أَنَا جَعْفَرُ ذوالمَعَالي إبنُ عليٍّ الخيرِ ذوالنَّوَالِ
حَسْبي بعمِّي شَرَفاً وخالي أَحْمِي حسيناً ذي النَّدَى المِفْضَالِ

انہوں نے کہا: پھر ان کے بعد ان کے بھائی جعفر بن علی (علیہ السلام) نکلے، اور ان کی والدہ بھی ام البنین تھیں، اور وہ یہ کہتے تھے:

میں جعفر ہوں، معالی والا
علی خیر کا بیٹا، نوال والا
میرے چچا اور ماموں میرے لیے شرف کافی ہیں
میں حسین کی حفاظت کرتا ہوں جو سخاوت اور
فضیلت والے ہیں

ثمَّ قاتل فرماه خولي الأصبحي فأصاب شقيقته أو عينه.

پھر لڑے، تو خولی اصبحی نے تیر مارا جو ان کے سر کے ایک طرف یا آنکھ میں لگا۔

ثمَّ برز أخوه عبدالله بن علي (عليه السلام) وهو يقول :

پھر ان کے بھائی عبد اللہ بن علی (علیہ السلام) نکلے اور یہ کہتے تھے:

أَنَا ابنُ ذي النَّجْدَةِ وَالإِفْضَالِ ذَاكَ عليٌّ الخيرُ ذو الفِعَالِ
سيفُ رَسُولِ اللهِ ذوالنَّكَالِ في كُلِّ قوم ظَاهِرُ الأهوالِ

میں بہادری اور فضل والے کا بیٹا ہوں
وہ علی خیر ہیں، اعمال والے
رسول اللہ کی تلوار، عذاب دینے والی
ہر قوم میں اہوال کے ظاہر کرنے والے

فقتله هانىء بن ثبيت الحضرمي.

پھر ہانی بن ثبیت حضرمی نے انہیں قتل کر دیا۔

روى أبو الفرج عن عبيدالله بن الحسن وعبدالله بن العباس ، قالا : قُتل عبدالله بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) وهو ابن خمس وعشرين سنة ، ولا عقب له ، وقُتل جعفر بن علي (عليه السلام) وهو ابن تسع عشرة سنة.

ابو الفرج نے عبید اللہ بن حسن اور عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: عبد اللہ بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کو شہید کیا گیا جبکہ ان کی عمر پچیس سال تھی، اور ان کی کوئی اولاد نہیں، اور جعفر بن علی (علیہ السلام) کو شہید کیا گیا جبکہ ان کی عمر انیس سال تھی۔

وعن ضحاك المشرقي قال : قال العباس بن علي (عليه السلام) لأخيه من أبيه وأمّه عبدالله بن علي (عليه السلام) : تقدَّم بين يديَّ حتى أراك وأحتسبك ، فإنه لا ولد لك ، فتقدَّم بين يديه ، وشدَّ عليه هانىء بن ثبيت الحضرمي فقتله.

اور ضحاک مشرقی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عباس بن علی (علیہ السلام) نے اپنے بھائی (باپ اور ماں دونوں سے) عبد اللہ بن علی (علیہ السلام) سے فرمایا: میرے آگے بڑھو تاکہ میں تمہیں دیکھوں اور تمہارا اجر حاصل کروں، کیونکہ تمہاری کوئی اولاد نہیں۔ پس وہ ان کے آگے بڑھے، اور ہانی بن ثبیت حضرمی نے ان پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

وروي أن العباس بن علي (عليه السلام) قدَّم أخاه جعفراً بين يديه ، فشدَّ عليه هانىء بن ثبيت الذي قتل أخاه فقتله.

اور روایت ہے کہ عباس بن علی (علیہ السلام) نے اپنے بھائی جعفر کو اپنے آگے بڑھایا، تو ہانی بن ثبیت نے، جس نے ان کے بھائی کو قتل کیا تھا، ان پر حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔

وروى نصر بن مزاحم عن أبي جعفر بن محمد (عليهما السلام) أن خولي بن يزيد الأصبحي قتل جعفر بن علي (عليه السلام).

اور نصر بن مزاحم نے ابو جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت کی ہے کہ خولی بن یزید اصبحی نے جعفر بن علی (علیہ السلام) کو شہید کیا۔

ثمَّ قال : ومحمد الأصغر ابن علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، وأُمُّه أُمُّ ولد ، عن أبي جعفر (عليه السلام) أن رجلا من تميم من بني أبان بن دارم قتله [1]

پھر انہوں نے کہا: اور محمد اصغر بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام)، اور ان کی والدہ ایک لونڈی تھیں، ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ بنی تمیم سے، بنی ابان بن دارم میں سے ایک شخص نے انہیں قتل کیا۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 45/36 ـ 42.

.

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : وفي بعض تأليفات أصحابنا أن العباس لما رأى وحدته (عليه السلام) أتى أخاه وقال : يا أخي هل من رخصة ؟ فبكى الحسين (عليه السلام) بكاء شديدا ثم قال : يا أخي أنت صاحب لوائي وإذا مضيت تفرق عسكري ! فقال العباس : قد ضاق صدري وسئمت من الحياة وأريد أن أطلب ثأري من هؤلاء المنافقين.

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اور ہمارے اصحاب کی بعض تصانیف میں ہے کہ عباس نے جب امام (علیہ السلام) کی تنہائی دیکھی تو اپنے بھائی کے پاس آئے اور عرض کیا: اے میرے بھائی ! کیا اجازت ہے؟ تو حسین (علیہ السلام) بہت زور سے رو پڑے، پھر فرمایا: اے میرے بھائی ! تم میرے علم کے حامل ہو، اور جب تم چلے جاؤ گے تو میرا لشکر بکھر جائے گا ! عباس نے کہا: میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے اور میں زندگی سے اکتا گیا ہوں، اور میں ان منافقوں سے اپنا انتقام لینا چاہتا ہوں۔

فقال الحسين (عليه السلام) : فاطلب لهؤلاء الأطفال قليلا من الماء ، فذهب العباس ووعظهم وحذرهم فلم ينفعهم فرجع إلى أخيه فأخبره فسمع الأطفال ينادون : العطش العطش ! فركب فرسه وأخذ رمحه والقربة ، وقصد نحو الفرات فأحاط به أربعة آلاف ممن كانوا موكلين بالفرات ، ورموه بالنبال فكشفهم وقتل منهم على ما روي ثمانين رجلا حتى دخل الماء.

تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: پس ان بچوں کے لیے تھوڑا سا پانی لے آؤ۔ چنانچہ عباس گئے اور انہیں نصیحت کی اور ڈرایا، لیکن انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا، تو وہ اپنے بھائی کے پاس واپس آئے اور انہیں خبر دی۔ پھر انہوں نے بچوں کو پکارتے سنا: پیاس پیاس ! تو انہوں نے اپنا گھوڑا سوار کیا اور اپنا نیزہ اور مشک اٹھایا، اور فرات کی طرف روانہ ہوئے۔ چار ہزار افراد جو فرات پر پہرے پر تھے، نے انہیں گھیر لیا، اور ان پر تیر برسائے۔ انہوں نے انہیں پیچھے ہٹایا اور روایت کے مطابق ان میں سے اسی آدمیوں کو قتل کیا، یہاں تک کہ پانی میں داخل ہو گئے۔

فلما أراد أن يشرب غرفة من الماء ، ذكر عطش الحسين وأهل بيته ، فرمى الماء وملأ القربة وحملها على كتفه الأيمن ، وتوجه نحو الخيمة ، فقطعوا عليه الطريق وأحاطوا به من كل جانب ، فحاربهم حتى ضربه نوفل الأزرق على يده اليمنى فقطعها ، فحمل القربة على كتفه الأيسر فضربه نوفل فقطع يده اليسرى من الزند ، فحمل القربة بأسنانه فجاءه سهم فأصاب القربة وأريق ماؤها ، ثم جاءه سهم آخر فأصاب صدره ، فانقلب عن فرسه وصاح إلى أخيه الحسين : أدركني ، فلما أتاه رآه صريعا فبكى وحمله إلى الخيمة.

جب انہوں نے پانی کا ایک چلو پینا چاہا تو حسین اور ان کے اہل بیت کی پیاس یاد آئی، تو انہوں نے پانی پھینک دیا اور مشک بھر لیا اور اسے اپنے دائیں کندھے پر اٹھایا، اور خیمے کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے ان کا راستہ روک لیا اور ہر جانب سے انہیں گھیر لیا، تو انہوں نے ان سے جنگ کی، یہاں تک کہ نوفل ازرق نے ان کے دائیں ہاتھ پر وار کیا اور اسے کاٹ دیا۔ انہوں نے مشک کو اپنے بائیں کندھے پر اٹھا لیا، تو نوفل نے ان پر وار کیا اور ان کا بایاں ہاتھ کلائی سے کاٹ دیا، تو انہوں نے مشک کو اپنے دانتوں سے پکڑ لیا۔ پھر ایک تیر آیا اور مشک میں لگا اور اس کا پانی بہہ گیا، پھر ایک اور تیر آیا اور ان کے سینے میں لگا، تو وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑے اور اپنے بھائی حسین کو پکارا: مجھے پہنچو! جب آپ ان کے پاس پہنچے تو انہیں زمین پر گرا ہوا دیکھا، تو رو پڑے اور انہیں خیمے تک اٹھا لائے۔

قالوا : ولما قتل العباس قال الحسين (عليه السلام) : الآن انكسر ظهري وقلت حيلتي [1]

کہا گیا ہے: اور جب عباس شہید ہوئے تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میری تدبیر کم ہو گئی۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/41 ـ 42.

.

قال أبو الفرج ومحمد بن أبي طالب وغيرهما : ثمَّ خرج القاسم بن الحسن (عليه السلام) ـ وهو غلام صغير لم يبلغ الحلم ، فلمَّا نظر الحسين إليه قد برز اعتنقه ، وجعلا يبكيان حتى غشي عليهما ، ثمَّ استأذن الحسين (عليه السلام) في المبارزة فأبى الحسين أن يأذن له ، فلم يزل الغلام يُقبِّل يديه ورجليه حتى أذن له ، فخرج ودموعه تسيل على خدّيه وهو يقول :

ابو الفرج اور محمد بن ابی طالب اور دیگر نے کہا: پھر قاسم بن حسن (علیہ السلام) نکلے – اور وہ ایک چھوٹا لڑکا تھا جو بلوغت کو نہیں پہنچا تھا۔ جب حسین نے انہیں نکلتے دیکھا تو ان سے لپٹ گئے، اور دونوں روتے رہے یہاں تک کہ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ پھر انہوں نے حسین (علیہ السلام) سے مبارزت کی اجازت طلب کی، تو حسین نے انہیں اجازت دینے سے انکار کیا۔ لیکن لڑکا ان کے ہاتھ اور پاؤں چومتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے اجازت دے دی۔ پس وہ نکلے اور آنسو ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے:

إنْ تُنْكِرُوني فَأَنَا إبْنُ الحَسَنْ سِبْطِ النبيِّ المصطفى والمؤتمنْ
هذا حسينٌ كالأسيرِ المُرْتَهَنْ بينَ أُنَاس لاَ سُقُوا صَوْبَ الْمُزُنْ

اگر تم مجھے نہ پہچانو تو میں حسن کا بیٹا ہوں
نبی مصطفیٰ اور امین کا نواسہ ہوں
یہ حسین ہیں گرفتار قیدی کی طرح
ایسے لوگوں میں جنہیں بادل کا پانی نہ ملے

وكان وجهه كفلقة القمر ، فقاتل قتالا شديداً حتى قتل على صغره خمسة وثلاثين رجل.

اور ان کا چہرہ چاند کے ٹکڑے کی طرح تھا، انہوں نے بہت شدید جنگ کی یہاں تک کہ اپنی کم سنی کے باوجود پینتیس آدمیوں کو قتل کر دیا۔

قال حميد : كنت في عسكر ابن سعد ، فكنت أنظر إلى هذا الغلام عليه قميص وإزار ، ونعلان قد انقطع شسع أحدهما ، ما أنسى أنه كان اليسرى ، فقال عمرو بن سعد الأزدي : والله لأشدّنَّ عليه ، فقلت : سبحان الله! وماتريد بذلك ؟ والله لو ضربني ما بسطت إليه يدي ، يكفيه هؤلاء الذين تراهم قد احتوشوه ، قال : والله لأفعلنَّ ، فشدَّ عليه فما ولّى حتى ضرب رأسه بالسيف ، ووقع الغلام لوجهه ، ونادى : يا عمّاه!

حمید نے کہا: میں ابن سعد کے لشکر میں تھا، میں اس لڑکے کو دیکھ رہا تھا جس نے قمیص اور ازار پہنا تھا، اور جوتے جن میں سے ایک کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا، میں نہیں بھولا کہ وہ بائیں جوتے کا تھا۔ عمرو بن سعد ازدی نے کہا: خدا کی قسم! میں اس پر حملہ کروں گا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! تم یہ کیوں کرنا چاہتے ہو؟ خدا کی قسم! اگر وہ مجھے مارے بھی تو میں اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، یہ لوگ جنہیں تم دیکھ رہے ہو جنہوں نے اسے گھیر لیا ہے، یہی اس کے لیے کافی ہیں۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں ضرور ایسا کروں گا۔ پھر اس نے اس پر حملہ کیا اور وہ پیٹھ نہیں موڑا یہاں تک کہ اس کے سر پر تلوار سے وار کیا، اور لڑکا منہ کے بل گر پڑا اور پکارا: اے میرے چچا!

قال : فجاء الحسين كالصقر المنقضّ ، فتخلّل الصفوف ، وشدّ شدّة الليث الحرب ، فضرب عمراً قاتلَه بالسيف ، فاتّقاه بيده ، فأطنّها من المرفق فصاح ، ثمّ تنحّى عنه ، وحملت خيل أهل الكوفة ليستنقذوا عمراً من الحسين ، فاستقبلته بصدورها ، وجرحته بحوافرها ، ووطأته حتى مات ، فانجلت الغبرة فإذا بالحسين قائم على رأس الغلام ، وهو يفحص برجله ، فقال الحسين (عليه السلام) : يعزُّ ـ والله ـ على عمِّك أن تدعوه فلا يجيبك ، أو يجيبك فلا يعينك ، أو يعينك فلا يغني عنك ، بعداً لقوم قتلوك.

راوی کہتے ہیں: پھر حسین جھپٹتے ہوئے باز کی طرح آئے، صفوں میں سے گزر گئے، اور غضبناک شیر کی طرح حملہ کیا، اور عمرو قاتل پر تلوار سے وار کیا، تو اس نے اپنے ہاتھ سے بچنا چاہا، تو حسین نے اس کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا اور وہ چیخا، پھر اس سے ہٹ گیا، اور اہل کوفہ کے گھڑ سوار عمرو کو حسین سے بچانے کے لیے ٹوٹ پڑے، تو انہوں نے اسے اپنے سینوں سے روکا، اور اپنے گھروں سے اسے زخمی کیا، اور اسے روند ڈالا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ جب غبار چھٹا تو حسین لڑکے کے سر کے پاس کھڑے تھے، اور وہ اپنے پاؤں سے زمین پر لات مار رہا تھا، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: خدا کی قسم ! تمہارے چچا کو یہ بہت گراں گزرتا ہے کہ تم اسے پکارو اور وہ جواب نہ دے، یا جواب دے اور تمہاری مدد نہ کرے، یا مدد کرے لیکن تمہارے کام نہ آئے، ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جنہوں نے تمہیں قتل کیا۔

ثمَّ احتمله ، فكأنّي أنظر إلى رجلي الغلام يخطّان في الأرض ، وقد وضع صدره على صدره ، فقلت في نفسي : ما يصنع ؟ فجاء حتى ألقاه بين القتلى من أهل بيته ، ثمَّ قال : اللهم أحصهم عدداً ، واقتلهم بدداً ، ولا تغادر منهم أحداً ، ولا تغفر لهم أبداً ، صبراً يا بني عمومتي ، صبراً يا أهل بيتي ، لا رأيتم هواناً بعد هذا اليوم أبداً.

پھر انہوں نے اسے اٹھا لیا، گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لڑکے کے پاؤں زمین پر نشان بنا رہے ہیں، اور حسین نے اس کا سینہ اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ پھر وہ آئے اور اسے اپنے اہل بیت کے شہداء میں ڈال دیا، پھر فرمایا: اے اللہ ! ان کا شمار کر لے، اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر، اور ان میں سے کسی کو باقی نہ رہنے دے، اور انہیں کبھی معاف نہ کر، صبر کرو اے میرے چچا زاد بھائیو، صبر کرو اے میرے اہل بیت، آج کے بعد تم کبھی ذلت نہیں دیکھو گے۔

قال : ثمَّ خرج عبدالله بن الحسن (عليه السلام) الذي ذكرناه أولا ـ وهو الأصح; أنه برز بعد القاسم ـ وهو يقول :

إنْ تُنْكِرُوني فَأَنَا ابنُ حَيْدَرَ ضرغامُ آجَام وَلَيْثٌ قَسْوَرَ

راوی کہتے ہیں: پھر عبداللہ بن حسن (علیہ السلام) نکلے جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا – اور یہی زیادہ صحیح ہے کہ وہ قاسم کے بعد نکلے – اور وہ کہہ رہے تھے:

اگر تم مجھے نہ پہچانو تو میں حیدر کا بیٹا ہوں
جنگلوں کا شیر اور طاقتور ببر شیر ہوں

عَلَى الأعادي مِثْلُ ريح صَرْصَرَ

دشمنوں پر تیز ہوا کی طرح ہوں

فقتل أربعة عشر رجلا ، ثم قتله هانىء بن ثبيت الحضرمي فاسودَّ وجهه.

پس انہوں نے چودہ آدمیوں کو قتل کیا، پھر ہانی بن ثبیت حضرمی نے انہیں قتل کر دیا تو ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

قال أبو الفرج : كان أبو جعفر الباقر (عليه السلام) يذكر أن حرملة بن كاهل الأسدي قتله.

ابو الفرج نے کہا: ابو جعفر باقر (علیہ السلام) بیان فرماتے تھے کہ حرملہ بن کاہل اسدی نے انہیں قتل کیا۔

ثمَّ قال : وأبو بكر بن الحسن بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، وأمُّه أمُّ ولد ، وفي حديث عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) أن عقبة الغنوي قتله [1]

پھر ابو بکر بن حسن بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) – اور ان کی والدہ ام ولد تھیں، اور عمرو بن شمر کی روایت میں جابر سے، انہوں نے ابو جعفر (علیہ السلام) سے کہ عقبہ غنوی نے انہیں قتل کیا۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 45/34 ـ 36.

قالوا : وخرج غلامٌ وبيده عمود من تلك الأبنية ، وفي أذنيه درّتان ، وهو مذعور ، فجعل يلتفت يميناً وشمالا ، وقرطاه يتذبذبان ، فحمل عليه هانىء بن ثبيت فقتله ، فصارت شهربانو تنظر إليه ولا تتكلّم كالمدهوشة.

ثمَّ التفت الحسين (عليه السلام) عن يمينه فلم ير أحداً من الرجال ، والتفت عن يساره فلم ير أحداً ، فخرج علي بن الحسين زين العابدين (عليه السلام) ، وكان مريضاً لا يقدر أن يقلَّ سيفه ، وأمُّ كلثوم تنادي خلفه : يا بنيَّ! ارجع ، فقال : يا عمَّتاه! ذريني أقاتل بين يدي ابن رسول الله ، فقال الحسين : يا أمَّ كلثوم! خذيه لئلا تبقى الأرض خالية من نسل آل محمد (صلى الله عليه وآله) [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/32 ـ 46.

.

راویوں نے کہا: اور ایک لڑکا نکلا جس کے ہاتھ میں ان خیموں کا ایک ستون تھا، اور اس کے کانوں میں موتی تھے، اور وہ خوف زدہ تھا، وہ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا، اور اس کی بالیاں ہل رہی تھیں، توہانی بن ثبیت نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، تو شہربانو اسے دیکھتی رہیں اور کوئی بات نہ کریں گویا حیران رہ گئیں۔

پھر حسین (علیہ السلام) نے اپنے داہنی طرف دیکھا تو مردوں میں سے کسی کو نہ دیکھا، اور بائیں طرف دیکھا تو کسی کو نہ دیکھا، تو علی بن الحسین زین العابدین (علیہ السلام) نکلے، اور وہ بیمار تھے، اپنی تلوار نہیں اٹھا سکتے تھے، اور ام کلثوم ان کے پیچھے سے پکار رہی تھیں: اے میرے بیٹے! واپس آجاؤ، تو انہوں نے کہا: اے چچی! مجھے چھوڑ دیں کہ میں رسول اللہ کے فرزند کے سامنے جنگ کروں، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ام کلثوم! انہیں لے جاؤ تاکہ زمین آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نسل سے خالی نہ رہ جائے۔

المجلس السادس ، من يوم عاشوراء

مقتل عبدالله الرضيع (عليه السلام)

قال الراوي : ولمَّا فُجع الحسين (عليه السلام) بأهل بيته وولده ، ولم يبق غيره وغير

النساء والذراري نادى : هل من ذابٍّ يذبُّ عن حُرم رسول الله ؟ هل من موحِّد يخاف الله فينا ؟ هل من مغيث يرجو الله في إغاثتنا ؟ وارتفعت أصوات النساء بالعويل ، فتقدَّم (عليه السلام) إلى باب الخيمة ، فقال : ناولوني عليّاً ابني الطفل حتى أودِّعه ، فناولوه الصبيَّ.

وقال الشيخ المفيد عليه الرحمة : دعا ابنه عبدالله ، قالوا : فجعل يقبِّله وهو يقول : ويل لهؤلاء القوم إذا كان جدُّك محمد المصطفى خصمهم ، والصبيُّ في حجره ، إذ رماه حرملة بن كاهل الأسدي بسهم فذبحه في حجر الحسين (عليه السلام) ، فتلقَّى الحسين دمه حتى امتلأت كفُّه ، ثمَّ رمى به إلى السماء.

وقال السيِّد عليه الرحمة : ثمَّ قال : هوَّن عليَّ ما نزل بي أنه بعين الله ، قال الباقر (عليه السلام) : فلم يسقط من ذلك الدم قطرة إلى الأرض.

قالوا : ثمَّ قال (عليه السلام) : لا يكون أهون عليك من فصيل ، اللهم إن كنت حبست عنّا النصر فاجعل ذلك لما هو خير لنا.

چھٹی مجلس، عاشورا کے دن سے

عبداللہ رضیع (علیہ السلام) کا قتل

راوی نے کہا: اور جب حسین (علیہ السلام) اپنے اہل بیت اور اولاد سے محروم ہو گئے، اور ان کے سوا اور

خواتین اور بچوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو پکارا: کیا کوئی ہے جو رسول اللہ کی حرمت کی حفاظت کرے؟ کیا کوئی موحد ہے جو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرے؟ کیا کوئی فریادرس ہے جو ہماری مدد میں اللہ سے امید رکھے؟ اور خواتین کی آوازیں ماتم سے بلند ہوئیں، تو آپ (علیہ السلام) خیمے کے دروازے پر تشریف لائے اور فرمایا: میرے بیٹے علی کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس سے رخصت ہو جاؤں، تو انہوں نے شیر خوار بچے کو آپ کے حوالے کیا۔

اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے کہا: آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا، راویوں نے کہا: تو آپ اسے بوسہ دینے لگے اور فرما رہے تھے: ان لوگوں پر افسوس ہے جب تمہارے نانا محمد مصطفی ان سے جھگڑا کریں گے، اور شیر خوار آپ کی گود میں تھا، اتنے میں حرملہ بن کاہل اسدی نے تیر چلایا اور حسین (علیہ السلام) کی گود میں اسے ذبح کر دیا، تو حسین نے اس کا خون اپنی ہتھیلی میں لیا یہاں تک کہ بھر گئی، پھر اسے آسمان کی طرف اچھالا۔

اور سید علیہ الرحمہ نے کہا: پھر فرمایا: جو کچھ مجھ پر آیا ہے وہ میرے لیے آسان ہے کیونکہ یہ اللہ کی نگاہ میں ہے، باقر (علیہ السلام) نے فرمایا: اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہیں گرا۔

راویوں نے کہا: پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ تیرے لیے اونٹنی کے بچے سے زیادہ معمولی نہیں ہوگا، اے اللہ! اگر تو نے ہم سے نصرت روک لی ہے تو اسے ہمارے لیے وہ چیز قرار دے جو بہتر ہو۔

وقال أبو الفرج : عبدالله بن الحسين (عليه السلام) ، وأُمّه الرباب بنت امرىء القيس قال : وحدَّثني محمد بن الحسين الأشناني بإسناده عمَّن شهد الحسين (عليه السلام) ، قال : كان معه ابن له صغير ، فجاء سهم فوقع في نحره ، قال : فجعل الحسين يمسح الدم من نحر لبّته فيرمي به إلى السماء فما يرجع منه شيء ، ويقول : اللهم لا يكون أهون عليك من فصيل ناقة صالح [1]

مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 59 ـ 60.

.

اور ابو الفرج نے کہا: عبداللہ بن الحسین (علیہ السلام)، اور ان کی والدہ رباب بنت امرؤ القیس تھیں، کہا: اور محمد بن الحسین اشنانی نے اپنی سند کے ساتھ ان سے روایت کی جو حسین (علیہ السلام) کے ساتھ موجود تھے، کہا: آپ کے ساتھ ایک چھوٹا بیٹا تھا، تو ایک تیر آیا اور اس کے گلے میں لگا، کہا: تو حسین اس کے گلے سے خون صاف کرنے لگے اور اسے آسمان کی طرف پھینکنے لگے اور اس میں سے کچھ واپس نہیں آتا تھا، اور فرماتے تھے: اے اللہ ! یہ تیرے لیے صالح کی اونٹنی کے بچے سے زیادہ معمولی نہ ہو۔

وفي بعض الروايات الشريفة قال (عليه السلام) : اللهم أنت الشاهد على قوم قتلوا أشبه الناس برسولك محمّد (صلى الله عليه وآله وسلم) ، وسمع (عليه السلام) قائلا يقول : دعه يا حسين فإن له مُرضِعاً في الجنة ، ثم نزل (عليه السلام) عن فرسه ، وحفر له بجفن سيفه ودفنه مرملا بدمه

اور بعض معتبر روایات میں ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے اللہ ! تو ان لوگوں پر گواہ ہے جنہوں نے تیرے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سب سے زیادہ مشابہ شخص کو قتل کیا، اور آپ (علیہ السلام) نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا: اے حسین ! اسے چھوڑ دیں کیونکہ جنت میں اس کی دودھ پلانے والی ہے، پھر آپ (علیہ السلام) اپنے گھوڑے سے اترے، اور اپنی تلوار کی نیام سے اس کے لیے قبر کھودی اور اسے خون میں لتھڑا ہوا دفن کیا۔

وصلى عليه ، ويقال : وضعه مع قتلى أهل بيته (عليهم السلام) [1]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 273.

اور ان پر نماز پڑھی، اور کہا جاتا ہے: انہیں اپنے اہل بیت (علیہم السلام) کے شہداء کے ساتھ رکھا۔

.

ولله درّ الشيخ محمد رضا الخزاعي عليه الرحمة إذ يقول :

وَلَوْ تَرَاهُ حَامِلا طِفْلَهُ رَأَيْتَ بدراً يَحْمِلُ الْفَرْقَدا
مُخَضَّباً مِنْ فَيْضِ أَوْدَاجِهِ أَلْبَسَهُ سَهْمُ الرَّدَى مِجْسَدَا
تَحْسَبُ أنَّ السَّهْمَ في نَحْرِهِ طَوْقٌ يُحَلِّي جِيْدَه عَسْجَدا
وَمُذْ رَنَت لَيْلَى إليه غَدَتْ تدعو بصوت يَصْدَعُ الْجَلْمَدَا
تقولُ عَبْدُ اللهِ مَا ذَنْبُهُ مُنْفَطِماً آبَ بِسَهْمِ الرَّدَى
قد كنتُ أرجو فيه لي سلوةً فَخَيَّبوا ما كنتُ أَرْجُو العِدَى
لَمْ يَمْنَحُوه الْوِرْدَ إذْ صَيَّروا فَيْضَ وَرِيْدَيْهِ لَهُ مَوْرِدا
أَفْدِيهِ مِنْ مُرْتَضِع ظامياً بِمُهْجَتي لو أَنَّهُ يُفْتَدَى [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 502.

اور شیخ محمد رضا خزاعی علیہ الرحمہ کے لیے کیا ہی عمدہ ہے جب وہ فرماتے ہیں:

اگر تم اسے اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے دیکھتے
تو تم پورے چاند کو ستارے کو اٹھائے ہوئے دیکھتے
اس کی رگوں کے بہاؤ سے رنگا ہوا
موت کے تیر نے اسے لباس پہنایا
تم سمجھتے ہو کہ اس کے گلے میں تیر
ایک طوق ہے جو اس کی گردن کو سونے سے سجاتا ہے
اور جب لیلی نے اسے دیکھا تو وہ آئی
ایسی آواز سے پکارتی جو پتھر کو چیر دے
کہتی ہے عبداللہ کا کیا قصور تھا
دودھ چھڑا ہوا بچہ موت کے تیر سے واپس آیا
میں اس میں اپنے لیے تسلی کی امید رکھتی تھی
لیکن دشمنوں نے جو میں امید رکھتی تھی اسے ناکام کر دیا
انہوں نے اسے پانی نہیں دیا جب کہ بنا دیا
اس کی رگوں کے بہاؤ کو اس کے لیے سیراب گاہ
میں اس دودھ پیتے پیاسے پر فدا ہوں
اپنی جان سے اگر اسے فدیہ دیا جا سکتا

المجلس السابع من يوم عاشوراء

وصايا الإمام الحسين (عليه السلام) لولده الإمام زين العابدين (عليه السلام) ووداعه للنساء

روى الصفار عليه الرحمة في بصائر الدرجات : عن أبي الجارود ، قال : سمعت أبا جعفر (عليه السلام) يقول : لمّا حضر الحسين (عليه السلام) ما حضر دعا ابنته الكبرى فاطمة بنته ، فدفع إليها كتاباً ملفوفاً ووصيّة ظاهرة ووصية باطنة ، وفي رواية : وكان علي بن الحسين مبطوناً لا يرون إلاّ لما به [3]

وفي إعلام الورى ، الطبرسي : 1/483 : وكان علي بن الحسين (عليهما السلام) مريضاً لا يرون أنه يبقى بعده.

، فقال : يا بنتي! ضعي هذا في أكابر ولدي.

فلمّا رجع علي بن الحسين (عليه السلام) دفعته إليه ، وهو عندنا ، قلت : ما ذاك الكتاب ؟ قال (عليه السلام) : ما يحتاج إليه ولد آدم منذ كانت الدنيا حتى تفنى [1]

بصائر الدرجات ، الصفار : 184 ح 6 ، و168 ح 9.

.

وروي عن الفضيل بن يسار ، قال : قال لي أبو جعفر (عليه السلام) : لمَّا توجَّه الحسين (عليه السلام) إلى العراق ، دفع إلى أمِّ سلمة زوج النبيِّ (صلى الله عليه وآله) الوصيّة والكتب وغير ذلك ، وقال لها : إذا أتاك أكبر ولدي فادفعي إليه ما دفعت إليكِ ، فلمَّا قُتل الحسين (عليه السلام) أتى عليُّ بن الحسين أمَّ سلمة فدفعت إليه كلَ شيء أعطاها الحسين (عليه السلام) [2]

الغيبة ، الطوسي : 195 ـ 196 ح 159.

.

وروى أصحاب الحديث : أن الحسين (عليه السلام) أوصى إلى ابنه علي بن الحسين (عليهما السلام) ، وسلَّم إليه الاسم الأعظم ، ومواريث الأنبياء ، ونصَّ عليه بالإمامة من بعده ، وفي حديث آخر : أن الحسين (عليه السلام) في وقت قتاله بكربلاء أحضر علي بن الحسين (عليهما السلام) ، وكان عليلا ، فأوصى إليه بالاسم الأعظم ، ومواريث الأنبياء (عليهم السلام) ، وعرَّفه أنه قد دفع العلوم والمصاحف والسلاح إلى أمِّ سلمة ، وأمرها أن تدفع جميع ذلك إليه [3]

إثبات الهداة ، الحر العاملي : 5 ح 9.

.

عاشورہ کے دن کی ساتویں مجلس

امام حسین (علیہ السلام) کی اپنے فرزند امام زین العابدین (علیہ السلام) کے لیے وصیتیں اور خواتین سے رخصت

صفار علیہ الرحمہ نے بصائر الدرجات میں روایت کیا ہے: ابو الجارود سے، انہوں نے کہا: میں نے ابو جعفر (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا: جب حسین (علیہ السلام) پر وہ وقت آیا جو آیا تو آپ نے اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کو بلایا، اور اسے ایک لپٹا ہوا خط اور ظاہری وصیت اور باطنی وصیت دے دی، اور ایک روایت میں ہے: اور علی بن الحسین بیمار تھے، لوگ سمجھتے تھے کہ وہ اسی بیماری سے چل بسیں گے، تو فرمایا: اے میری بیٹی! یہ میری اولاد میں سے سب سے بڑے کو دے دینا۔

جب علی بن الحسین (علیہ السلام) واپس آئے تو انہوں نے وہ ان کے حوالے کر دیا، اور وہ ہمارے پاس ہے، میں نے کہا: وہ کتاب کیا تھی؟ فرمایا (علیہ السلام): وہ سب کچھ جس کی ضرورت آدم کی اولاد کو دنیا کے شروع سے اس کے ختم ہونے تک ہے۔

اور فضیل بن یسار سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابو جعفر (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: جب حسین (علیہ السلام) عراق کی طرف روانہ ہوئے تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زوجہ ام سلمہ کے پاس وصیت اور کتابیں اور دیگر چیزیں رکھوائیں، اور ان سے فرمایا: جب میرا سب سے بڑا بیٹا تمہارے پاس آئے تو جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے اسے اس کے حوالے کر دینا، جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو علی بن الحسین ام سلمہ کے پاس آئے تو انہوں نے وہ سب کچھ ان کے حوالے کر دیا جو حسین (علیہ السلام) نے انہیں دیا تھا۔

اور اصحاب حدیث نے روایت کیا ہے: کہ حسین (علیہ السلام) نے اپنے فرزند علی بن الحسین (علیہما السلام) کو وصیت فرمائی، اور اسم اعظم، اور انبیاء کی میراث ان کے حوالے کیں، اور اپنے بعد امامت کے لیے ان پر نص فرمائی، اور ایک اور حدیث میں ہے: کہ حسین (علیہ السلام) نے کربلا میں جنگ کے وقت علی بن الحسین (علیہما السلام) کو حاضر کیا، اور وہ بیمار تھے، تو انہیں اسم اعظم اور انبیاء (علیہم السلام) کی میراث کی وصیت کی، اور انہیں بتایا کہ آپ نے علوم اور مصاحف اور اسلحہ ام سلمہ کے پاس رکھوائے ہیں، اور انہیں حکم دیا کہ وہ یہ سب کچھ ان کے حوالے کر دیں۔

وروى الراوندي عليه الرحمة : عن زين العابدين (عليه السلام) ، قال : ضمَّني والدي (عليه السلام) إلى صدره يوم قُتل والدماء تغلي ، وهو يقول : يا بنيَّ! احفظ عنّي دعاء علَّمتنيه فاطمة صلوات الله عليها ، وعلَّمها رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وعلَّمه جبرئيل في الحاجة والمهمِّ والغمِّ ، والنازلة إذا نزلت ، والأمر العظيم الفادح ، قال ادع : بحقِّ يس والقرآن الحكيم ، وبحقِّ طه والقرآن العظيم ، يا من يقدر على حوائج السائلين ، يا من يعلم ما في الضمير ، يا منفِّس عن المكروبين ، يا مفرِّج عن المغمومين ، يا راحم

اور راوندی علیہ الرحمہ نے زین العابدین (علیہ السلام) سے روایت کیا ہے، فرمایا: جس دن میرے والد (علیہ السلام) شہید ہوئے تو انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور خون جوش مار رہا تھا، اور فرما رہے تھے: اے میرے بیٹے! مجھ سے وہ دعا یاد رکھو جو مجھے فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے سکھائی تھی، اور انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے سکھائی تھی، اور آپ کو جبرئیل نے حاجت اور اہم معاملے اور غم میں، اور جب کوئی مصیبت نازل ہو، اور بڑے سخت معاملے میں سکھائی تھی، فرمایا دعا کرو: یٰسٓ اور قرآن حکیم کے حق سے، اور طٰہٰ اور قرآن عظیم کے حق سے، اے وہ جو سائلین کی حاجتوں پر قادر ہے، اے وہ جو دلوں میں جو ہے اسے جانتا ہے، اے مکروبوں کو راحت دینے والے، اے مغمومین کا غم دور کرنے والے، اے بوڑھے کی رحم کرنے والے،

الشيخ الكبير ، يا رازق الطفل الصغير ، يا من لا يحتاج إلى التفسير ، صلِّ على محمد وآل محمد ، وافعل بي كذا وكذا [1]

اے چھوٹے بچے کو رزق دینے والے، اے وہ جسے تفسیر کی حاجت نہیں، محمد اور آل محمد پر صلوۃ بھیج، اور میرے ساتھ ایسا ایسا کر۔

مهج الدعوات ، الراوندي : 54 ح 137.

.

وروى الكليني عليه الرحمة عن أبي حمزة ، قال : قال أبو جعفر (عليه السلام) : لمَّا حضرت أبي علي بن الحسين (عليهما السلام) الوفاة ، ضمَّني إلى صدره وقال : يا بنيَّ! أوصيك بما أوصاني به أبي حين حضرته الوفاة ، وممَّا ذكر أن أباه أوصاه به : يا بنيَّ! اصبر على الحقِّ وإن كان مرّاً [2]

اور کلینی علیہ الرحمہ نے ابو حمزہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا: جب میرے والد علی بن الحسین (علیہما السلام) کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! میں تمہیں اسی کی وصیت کرتا ہوں جس کی میرے والد نے مجھے وفات کے وقت وصیت کی تھی، اور جو ذکر کیا کہ ان کے والد نے انہیں وصیت کی تھی: اے میرے بیٹے! حق پر صبر کرو اگرچہ وہ تلخ ہو۔ اور ایک اور روایت میں بھی فرمایا (علیہ السلام): فرمایا: اے میرے بیٹے! اس شخص پر ظلم سے بچو جو تمہارے خلاف اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ پائے۔

الكافي الكليني : 2/91 ح 13.

وفي رواية أخرى أيضاً قال (عليه السلام) : قال : يا بنيّ! إيّاك وظلم من لا يجد عليك ناصراً إلاّ الله [3]

الكافي الكليني : 2/331 ح 5.

.

وعن محمد بن مسلم ، قال : سألت الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) عن خاتم الحسين بن علي (عليهما السلام) إلى من صار ؟ وذكرت له أنّي سمعت أنّه أُخذ من إصبعه فيما أُخذ. قال (عليه السلام) : ليس كما قالوا ! إنّ الحسين (عليه السلام) أوصى إلى ابنه علي بن الحسين (عليهما السلام) ، وجعل خاتمه في إصبعه ، وفوَّض إليه أمره ، كما فعله رسول الله (صلى الله عليه وآله) بأمير المؤمنين (عليه السلام) ، وفعله أمير المؤمنين بالحسن ، وفعله الحسن بالحسين (عليهم السلام) ، ثمَّ صار ذلك الخاتم إلى أبي (عليه السلام) بعد أبيه ، ومنه صار إليَّ ، فهو عندي ، وإنّي لألبسه كل جمعة وأصلّي فيه ، قال محمد بن مسلم : فدخلت إليه يوم الجمعة وهو يصلي ، فلمَّا فرغ من الصلاة مدَّ إليَّ يده فرأيت خاتماً نقشه (لا إله إلاّ الله عدّة للقاء الله) فقال : هذا خاتم جدّي أبي عبدالله الحسين بن علي (عليه السلام) [4]

اور محمد بن مسلم سے روایت ہے، کہا: میں نے صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے حسین بن علی (علیہما السلام) کی انگوٹھی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کے پاس پہنچی؟ اور میں نے ان سے ذکر کیا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ کی انگلی سے اتار لی گئی تھی ان چیزوں میں جو لی گئیں۔ فرمایا (علیہ السلام): ایسا نہیں ہے جیسا انہوں نے کہا! بیشک حسین (علیہ السلام) نے اپنے فرزند علی بن الحسین (علیہما السلام) کو وصیت فرمائی، اور اپنی انگوٹھی ان کی انگلی میں پہنائی، اور اپنا امر ان کے حوالے کیا، جیسا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ کیا تھا، اور امیر المؤمنین نے حسن کے ساتھ کیا، اور حسن نے حسین (علیہم السلام) کے ساتھ کیا، پھر وہ انگوٹھی میرے والد کے بعد میرے والد (علیہ السلام) کے پاس پہنچی، اور ان سے میرے پاس آئی، تو وہ میرے پاس ہے، اور میں ہر جمعہ کو اسے پہنتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں۔ محمد بن مسلم نے کہا: میں جمعہ کے دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا تو میں نے ایک انگوٹھی دیکھی جس پر نقش تھا (لا إله إلا الله عدة للقاء الله) تو فرمایا: یہ میرے جد ابی عبداللہ حسین بن علی (علیہ السلام) کی انگوٹھی ہے۔

الأمالي ، الصدوق : 207 ـ 208 ح 13.

.

وجاء في كتاب الدمعة الساكبة في بعض الروايات : لمَّا ضاق الأمر بالحسين (عليه السلام) وقد بقي وحيداً فريداً ، التفت إلى خيم بني أبيه فرآها خاليةً منهم ، ثمَّ التفت إلى خيم بني عقيل فوجدها خاليةً منهم ، ثمَّ التفت إلى خيم أصحابه فلم ير أحداً منهم ، فجعل يُكثر من قول : لا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العلي العظيم.

اور کتاب الدمعۃ الساکبہ میں بعض روایات میں آیا ہے: جب حسین (علیہ السلام) پر معاملہ تنگ ہو گیا اور آپ اکیلے تنہا رہ گئے، تو آپ نے بنی ابیہ کے خیموں کی طرف نظر کی تو انہیں ان سے خالی پایا، پھر بنی عقیل کے خیموں کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں ان سے خالی پایا، پھر اپنے اصحاب کے خیموں کی طرف متوجہ ہوئے تو ان میں سے کسی کو نہ دیکھا، تو آپ کثرت سے یہ کہنے لگے: لا حول ولا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم۔

ثمّ ذهب إلى خيم النساء ، فجاء إلى خيمة ولده زين العابدين (عليه السلام) فرآه ملقى على نطع من الأديم ، فدخل عليه وعنده زينب تمرِّضه ، فلمَّا نظر إليه علي بن الحسين (عليهما السلام) أراد النهوض فلم يتمكَّن من شدة المرض ، فقال لعمَّته : سنِّديني إلى صدرك فهذا ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قد أقبل ، فجلست زينب خلفه وأسندته إلى صدرها ، فجعل الحسين (عليه السلام) يسأل ولده عن مرضه ، وهو يحمد الله تعالى ، ثمَّ قال : يا أبتاه! ما صنعت اليوم مع هؤلاء المنافقين ؟ فقال له الحسين (عليه السلام) : يا ولدي! قد استحوذ عليهم الشيطان فأنساهم ذكر الله ، وقد شبَّ الحرب بيننا وبينهم ـ لعنهم الله ـ حتى فاضت الأرض بالدم منّا ومنهم.

پھر آپ خواتین کے خیموں کی طرف تشریف لے گئے، اور اپنے فرزند زین العابدین (علیہ السلام) کے خیمے میں آئے تو انہیں چمڑے کی بوری پر پڑا ہوا دیکھا، تو ان کے پاس داخل ہوئے اور ان کے پاس زینب تھیں جو ان کی تیمارداری کر رہی تھیں۔ جب علی بن الحسین (علیہما السلام) نے آپ کو دیکھا تو اٹھنے کا ارادہ کیا مگر شدید بیماری کی وجہ سے نہ اٹھ سکے، تو اپنی پھوپھی سے کہا: مجھے اپنے سینے سے ٹیک دو کہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند تشریف لا رہے ہیں۔ تو زینب ان کے پیچھے بیٹھ گئیں اور انہیں اپنے سینے سے ٹیک دیا۔ حسین (علیہ السلام) اپنے فرزند سے ان کی بیماری کے بارے میں پوچھنے لگے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہے تھے، پھر کہا: اے میرے والد! آپ نے آج ان منافقین کے ساتھ کیا کیا؟ تو حسین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اے میرے بیٹے! شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے اور انہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا ہے، اور ہمارے اور ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھی ہے — اللہ ان پر لعنت کرے — یہاں تک کہ زمین ہماری اور ان کی طرف سے خون سے لبریز ہو گئی۔

فقال علي (عليه السلام) : يا أبتاه! أين عمّي العباس ؟ فلمَّا سأل عن عمِّه اختنقت زينب بعبرتها ، وجعلت تنظر إلى أخيها كيف يجيبه؛ لأنه لم يخبره بشهادة عمِّه العباس خوفاً من أن يشتدَّ مرضُه.

تو علی (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے والد! میرے چچا عباس کہاں ہیں؟ جب انہوں نے اپنے چچا کے بارے میں پوچھا تو زینب اپنے آنسوؤں سے گھٹ گئیں، اور اپنے بھائی کی طرف دیکھنے لگیں کہ وہ انہیں کیا جواب دیتے ہیں؛ کیونکہ انہوں نے اپنے چچا عباس کی شہادت کی خبر انہیں نہیں دی تھی اس خوف سے کہ ان کی بیماری شدید نہ ہو جائے۔

فقال (عليه السلام) : يا بني! إنَّ عمَّك قد قُتل ، وقطعوا يديه على شاطىء الفرات ، فبكى علي بن الحسين (عليه السلام) بكاء شديداً حتى غشي عليه ، فلمَّا أفاق من غشيته جعل يسأل عن كل واحد من عمومته والحسين (عليه السلام) يقول له : قُتل. فقال : وأين أخي علي ، وحبيب بن مظاهر ، ومسلم بن عوسجة ، وزهير بن القين ؟ فقال له : يا بنيّ! اعلم أنه ليس في الخيام رجل حيٌّ إلاَّ أنا وأنت ، وأمّا هؤلاء الذين تسأل عنهم فكلُّهم صرعى على وجه الثرى.

تو فرمایا (علیہ السلام): اے میرے بیٹے! بیشک تمہارے چچا شہید ہو گئے ہیں، اور انہوں نے دریائے فرات کے کنارے پر ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے ہیں۔ تو علی بن الحسین (علیہ السلام) شدید رونے لگے یہاں تک کہ ان پر غشی طاری ہو گئی، جب غشی سے ہوش میں آئے تو اپنے ہر چچا کے بارے میں پوچھنے لگے اور حسین (علیہ السلام) ان سے کہہ رہے تھے: شہید ہو گئے۔ تو کہا: اور میرے بھائی علی، اور حبیب بن مظاہر، اور مسلم بن عوسجہ، اور زہیر بن قین کہاں ہیں؟ تو ان سے فرمایا: اے میرے بیٹے! جان لو کہ خیموں میں کوئی زندہ مرد نہیں ہے سوائے میرے اور تمہارے، اور جن کے بارے میں تم پوچھ رہے ہو وہ سب خاک پر صرعہ ہو چکے ہیں۔

فبكى علي بن الحسين (عليه السلام) بكاءً شديداً ، ثمَّ قال لعمَّته زينب : يا عمّتاه! عليَّ بالسيف والعصا ، فقال له أبوه : وما تصنع بهما ؟ فقال : أمَّا العصا فأتوكَّأ عليها ، وأمَّا السيف فأذبُّ به بين يدي ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فإنّه لا خير في الحياة بعده ، فمنعه الحسين من ذلك ، وضمَّه إلى صدره ، وقال له : يا ولدي! أنت أطيب ذرّيّتي ،

تو علی بن الحسین (علیہ السلام) شدت سے رونے لگے، پھر اپنی پھوپھی زینب سے کہا: اے پھوپھی! میری تلوار اور لاٹھی لے آئیں۔ تو ان کے والد نے ان سے کہا: تم ان کا کیا کرو گے؟ کہا: لاٹھی پر ٹیک لگاؤں گا، اور تلوار سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند کے آگے دفاع کروں گا، کیونکہ ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں۔ تو حسین (علیہ السلام) نے انہیں اس سے منع فرمایا، اور انہیں اپنے سینے سے لگایا، اور ان سے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم میری اولاد میں سب سے پاکیزہ ہو،

وأفضل عترتي ، وأنت خليفتي على هؤلاء العيال والأطفال ، فإنهم غرباء مخذولون ، قد شملتهم الذلّة واليتم شماتة الأعداء ونوائب الزمان ، سكّتهم إذا صرخوا ، وآنسهم إذا استوحشوا ، وسلِّ خواطرهم بليِّن الكلام ، فإنّهم ما بقي من رجالهم من يستأنسون به غيرك ، ولا أحد عندهم يشكون إليه حزنهم سواك ، دعهم يشمّوك وتشمّهم ، ويبكوا عليك وتبكي عليهم.

اور میری عترت میں سب سے افضل ہو، اور تم ان عیال اور بچوں پر میرے خلیفہ ہو، کیونکہ وہ غریب اور بے یار و مددگار ہیں، انہیں ذلت اور یتیمی، دشمنوں کی شماتت اور زمانے کی مصیبتیں گھیرے ہوئے ہیں، انہیں خاموش کرو جب وہ چیخیں، انہیں تسلی دو جب وہ وحشت زدہ ہوں، اور نرم کلام سے ان کے خیالات کو آرام پہنچاؤ، کیونکہ ان میں مردوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا جس سے وہ تمہارے سوا انس حاصل کریں، اور ان کے پاس تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جس سے وہ اپنا غم بیان کریں، انہیں اپنے سے سونگھنے دو اور تم انہیں سونگھو، وہ تم پر روئیں اور تم ان پر روؤ۔

ثمَّ لزمه بيده ، وصاح بأعلى صوته : يا زينب! ويا أمَّ كلثوم! ويا سكينة! ويا رقيّة! ويا فاطمة! اسمعن كلامي ، واعلمن أنّ ابني هذا خليفتي عليكم ، وهو إمامٌ مفترضُ الطاعة ، ثمَّ قال له : يا ولدي! بلِّغ شيعتي عنّي السلام فقل لهم : إنّ أبي مات غريباً فاندبوه ، ومضى شهيداً فابكوه [1]

پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں تھاما، اور بلند آواز سے پکارا: اے زینب ! اے ام کلثوم ! اے سکینہ ! اے رقیہ ! اے فاطمہ ! میری بات سنو، اور جان لو کہ میرا یہ بیٹا تم پر میرا خلیفہ ہے، اور یہ ایک امام ہے جس کی اطاعت واجب ہے، پھر ان سے فرمایا: اے میرے بیٹے ! میری طرف سے میرے شیعوں کو سلام پہنچانا اور ان سے کہنا: بیشک تمہارے والد غریب شہید ہوئے ہیں تو ان پر ماتم کرو، اور شہید ہو کر گزرے تو ان پر روؤ۔

الدمعة الساكبة : 4/351.

.

شيعتي مهما شربتم عذبَ ماء فاذكروني
أو سمعتم بغريب أو شهيد فاندبوني
فأنا السبط الذي من غير جرم قتلوني
وبجرد الخيلِ بعد القتل عمداً سحقوني
ليتكم في يوم عاشورا جميعاً تنظروني
كيف استسقي لطفلي فأبوا أن يرحموني [2]

میرے شیعو ! جب میٹھا پانی پیو تو مجھے یاد کرنا
یا کسی غریب یا شہید کا ذکر سنو تو مجھ پر ماتم کرنا
کیونکہ میں وہ نواسہ ہوں جسے بغیر کسی جرم کے قتل کیا
اور قتل کے بعد عمداً گھوڑوں سے روندا
کاش تم عاشورا کے دن مجھے دیکھ لیتے
کیسے میں اپنے بچے کے لیے پانی مانگتا تھا اور انہوں
نے رحم نہ کیا

مثير الأحزان ، الجواهري : 93.

وجاء في بحار الأنوار : ثمَّ التفت الحسين (عليه السلام) عن يمينه فلم ير أحداً من الرجال ، والتفت عن يساره فلم ير أحداً ، فخرج علي بن الحسين زين العابدين (عليهما السلام) ، وكان مريضاً لا يقدر أن يُقِلَّ سيفَه ، وأمُّ كلثوم تنادي خلفَه : يا بُنيَّ! ارجع ، فقال : يا عمَّتاه! ذريني أقاتل بين يدي ابن رسول الله ، فقال الحسين (عليه السلام) : يا أمَّ كلثوم! خذيه لئلا تبقى الأرض خالية من نسل آل محمد (صلى الله عليه وآله) [3]

اور بحار الانوار میں آیا ہے: پھر حسین (علیہ السلام) نے اپنے دائیں جانب دیکھا تو مردوں میں سے کوئی نظر نہ آیا، اور اپنی بائیں جانب دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا، تو علی بن الحسین زین العابدین (علیہما السلام) نکلے، اور وہ بیمار تھے اور اپنی تلوار اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، اور ام کلثوم ان کے پیچھے پکار رہی تھیں: اے میرے بیٹے ! واپس آجاؤ، تو انہوں نے کہا: اے پھوپھی ! مجھے چھوڑ دیں کہ میں رسول اللہ کے فرزند کے آگے جہاد کروں، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے ام کلثوم ! انہیں پکڑ لو تاکہ زمین آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نسل سے خالی نہ رہ جائے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/46.

.

ولله درُّ الشيخ سعيد العسيلي إذ يقول :

اور شیخ سعید العسیلی کا کیا خوب کہنا ہے:

وَتَحَرَّكَتْ بالهاشميِّ حَمَاسَةٌ شَمَّاءُ أَنْشَدَها الزمانُ نشيدا
وهو العليلُ تَنَاهَبَتْهُ عِلَّةٌ تَرَكَتْهُ في حِضْنِ الفِرَاشِ قَعيدا
لله زَيْنُ العابدينَ وَخَوْفُهُ مِنْ رَبِّهِ مَلأَ السُّهُولَ سُجُودَا
تَرَكَ الْفِرَاشَ عَلَى الْعَصَا مُتَوَكِّئاً وَالكَفُّ جَرَّتْ صارماً مهنودا
إِذْ كَانَ حَمْلُ السيفِ يُعْجِزُ رَاحَةً حَوَتِ المَكَارِمَ وَالْعُلَى وَالجُودا
وَرَآهُ وَالِدُهُ فَصَاحَ بِلَهْفَةٍ كالنارِ زَادَت جَانِحَيْهِ وَقيدا
رُدّيهِ يَا أُخْتَاهُ عَنْ سَاحِ الرَّدَى كي لا أراه مِنَ الحياةِ فقيدا
وَبِذَاكَ يَفْنَى نَسْلُ آلِ محمَّد والدينُ يُصْبِحُ تَائِهاً وَشَرِيدا
رَدَّتْهُ عَمَّتُهُ وفي أَجْفَانِها دَمْعٌ يُجَرِّحُ مُقْلَةً وَخُدُودَا [1]

كربلاء (ملحمة أدبية) للشاعر سعيد العسيلي : 517 ـ 518.

اور ہاشمی میں ایک بلند حوصلہ جوش میں آیا
جس کا نغمہ زمانے نے گنگنایا
اور وہ بیمار تھا جسے مرض نے آگھیرا
اور اسے بستر کے دامن میں قید کر رکھا تھا
اللہ کے لیے زین العابدین اور ان کا خوف
اپنے رب سے جس نے میدانوں کو سجدوں سے بھر دیا
انہوں نے بستر چھوڑ دیا لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے
اور ہاتھ نے ایک تیز تلوار کھینچی
جبکہ تلوار اٹھانا اس ہتھیلی کو عاجز کر دیتا تھا
جو مکارم اور بلندی اور سخاوت پر حاوی تھی
اور ان کے والد نے انہیں دیکھا تو اضطراب سے پکارے
آگ کی طرح جس نے ان کی پسلیوں اور قید کو بڑھا دیا
اے میری بہن ! انہیں ہلاکت کے میدان سے لوٹا دو
تاکہ میں انہیں زندگی سے محروم نہ دیکھوں
اور اس سے آل محمد کی نسل فنا ہو جائے گی
اور دین سرگرداں اور آوارہ ہو جائے گا
ان کی پھوپھی نے انہیں لوٹایا اور ان کی پلکوں میں
آنسو تھے جو آنکھ اور رخساروں کو زخمی کر رہے تھے

وجاء في ثمرات الأعواد روي أن فاطمة (عليها السلام) لمَّا دنت منها الوفاة دعت ابنتها زينب ، فشمَّتها في نحرها ، وقبَّلتها في صدرها ، وقالت لها : هذه وديعةٌ لي عندك ، فإذا رأيتِ أخاكِ وحيداً فريداً شمّيه في نحره ، وقبِّليه في صدره ، فإنّ نحرَه موضعُ سيف ابن ذي الجوشن ، وإنّ صدرَه موضعُ حوافرِ خيولِ بني أميّة ، قال : فامتثلت الحوراء زينب ذلك.

اور ثمرات الاعواد میں آیا ہے کہ روایت ہے کہ جب فاطمہ (علیہا السلام) کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی بیٹی زینب کو بلایا، پھر انہیں اپنے گلے سے سونگھایا، اور اپنے سینے پر بوسہ دیا، اور ان سے فرمایا: یہ میرا ایک امانت ہے تمہارے پاس، پس جب تم اپنے بھائی کو تنہا اور اکیلا دیکھو تو انہیں ان کے گلے میں سونگھنا، اور ان کے سینے پر بوسہ دینا، کیونکہ ان کا گلا ابن ذی الجوشن کی تلوار کی جگہ ہے، اور ان کا سینہ بنی امیہ کے گھوڑوں کے سموں کی جگہ ہے، کہا گیا: تو حوراء زینب نے اس کی تعمیل کی۔

ولمَّا كان يوم عاشورا ، وبقي الحسين (عليه السلام) وحيداً فريداً ، وأراد أن يودِّع العيال ويمضي إلى القتال ، أقبلت إليه أمُّ المصائب (عليها السلام) وقالت له : أخي! اكشف لي عن صدرك وعن نحرك ، فكشف لها الحسين (عليه السلام) عن صدره ، فقبَّلته في صدره ، وشمَّته في نحره ، ثمَّ وجَّهت وجهها نحو المدينة صائحةً : يا أمَّاه! قد استُرجعت الوديعة ، وأُخذت الأمانة ، فتعجَّب الحسين (عليه السلام) من كلامها ، فقال لها : أخيَّة! وما هي الأمانة ؟ قالت : اعلم يا بن أُم ، لمَّا دنت الوفاة من أمِّنا فاطمة (عليها السلام) قرَّبتني إليها ،

اور جب عاشورا کا دن آیا، اور حسین (علیہ السلام) تنہا اور اکیلے رہ گئے، اور آپ نے عیال کو الوداع کہنا اور جنگ کی طرف جانا چاہا، تو ام المصائب (علیہا السلام) ان کی طرف آئیں اور ان سے کہا: میرے بھائی ! اپنا سینہ اور اپنا گلا میرے لیے کھول دیں، تو حسین (علیہ السلام) نے ان کے لیے اپنا سینہ کھولا، تو انہوں نے ان کے سینے پر بوسہ دیا، اور ان کے گلے کو سونگھا، پھر اپنا چہرہ مدینہ کی طرف کر کے چیخیں: اے میری ماں ! امانت واپس لے لی گئی، اور وہ چیز لے لی گئی جو پاس رکھی تھی، تو حسین (علیہ السلام) ان کی بات سے حیران ہوئے، اور ان سے فرمایا: میری بہن ! یہ امانت کیا ہے؟ کہا: جان لیں اے ام کے بیٹے ! جب ہماری ماں فاطمہ (علیہا السلام) کی وفات قریب آئی تو انہوں نے مجھے اپنے قریب کیا،

وشمَّتني في نحري ، وقبَّلتني في صدري ، وقالت لي : يا بنيَّة! هذه وديعةٌ لي عندك فإذا رأيتِ أخاكِ الحسين (عليه السلام) فريداً شمِّيه في نحره ، وقبِّليه في صدره.

اور مجھے اپنے گلے سے سونگھایا، اور اپنے سینے پر بوسہ دیا، اور مجھ سے فرمایا: اے میری بیٹی ! یہ میری امانت ہے تمہارے پاس، پس جب تم اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کو تنہا دیکھو تو انہیں ان کے گلے میں سونگھنا، اور ان کے سینے پر بوسہ دینا۔

قال الراوي : فلمَّا سمع بذكر أمِّه بكى (عليه السلام) ، وسُمِعَ مناد ينادي بين السماء والأرض : واولداه واحسيناه [1]

راوی نے کہا: پس جب آپ نے اپنی ماں کا ذکر سنا تو رو پڑے (علیہ السلام)، اور ایک پکارنے والے کی آواز سنی گئی جو آسمان و زمین کے درمیان پکار رہا تھا: ہائے میرے بیٹے ! ہائے میرے حسین !

ثمرات الأعواد ، السيِّد علي بن الحسين الهاشمي : 1/31 و272.

.

ولله درّ السيِّد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

سَطَا وهو أَحْمَى مَنْ يَصُونُ كريمةً
وَأَشْجَعُ مَنْ يَقْتَادُ للحربِ عَسْكَرا
فَرَافِدُهُ في حَوْمَةِ الضربِ مُرْهَفٌ على قِلَّةِ الأنصارِ فيه تَكَثَّرا
تَعَثَّرَ حَتَّى مات في الْهَام حَدُّهُ وَقَائِمُهُ في كَفِّهِ مَا تَعَثَّرا
كأنَّ أخاه السَّيْفَ أُعْطِي صَبْرَهُ فَلَمْ يَبْرَحِ الهيجاءَ حَتَّى تكسَّرا

اور سید حیدر حلی علیہ الرحمہ کا کیا خوب کہنا ہے:

آپ نے حملہ کیا اور وہ کریموں کی حفاظت کرنے والوں سے زیادہ غیرت مند تھے
اور جنگ کے لیے لشکر لے جانے والوں سے زیادہ بہادر تھے
پس ضربوں کے میدان میں ان کے معاون تیز تلوار تھی
مددگاروں کی کمی میں اس نے کثرت اختیار کی
وہ اس قدر لڑکھڑایا یہاں تک کہ سروں میں اس کی دھار مر گئی
اور اس کی مٹھی ان کی ہتھیلی میں لڑکھڑائی نہیں
گویا کہ تلوار کے بھائی کو ان کا صبر دیا گیا
پس وہ میدان جنگ سے نہیں ہلے یہاں تک کہ ٹوٹ گئے

وقال الشيخ حسن التاروتي عليه الرحمة :

اور شیخ حسن تاروتی علیہ الرحمہ نے کہا:

وَبَقِي الحسينُ الطَّهْرُ في جَيْشِ العِدَى
كالبدرِ في جُنْحِ الظَّلاَم تَحَجَّبَا يَسْطُو بِعَضْب كالشِّهَابِ فَتَنْثَنِي
مِنْ بَأْسِهِ كالضَّانِ وَافَتْ أَشْهَبَا عُذْراً إِذَا نَكَصُوا فِرَاراً من فَتَىً
قد كان حيدرةُ الكَمِيُّ لَهُ أَبَا وهذاكَ أَطْعَمَهُمْ ببدر مُمْقِرَاً
وبكربلا هذا أَغَصَّ الْمَشْرَبَا [2]

اور حسین طاہر دشمنوں کے لشکر میں رہ گئے
جیسے اندھیری رات کے اندھیرے میں چاند چھپ گیا ہو
وہ شہاب کی طرح چمکتی تلوار سے وار کرتے
ان کی یبت سے دشمن ایسے پلٹتے جیسے بھیڑیے کو شیر مل گیا ہو
معذرت ہے اگر وہ فرار ہو کر پیچھے ہٹے اس جوان سے
جس کے والد حیدر کرار جنگ آزما تھے
وہ (علی) نے انہیں بدر میں تلخ جام چکھایا تھا
اور کربلا میں یہ (حسین) نے پینے کی جگہ تنگ کر دی

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 93.

المجلس الثامن ، من يوم عاشوراء

مقتل الإمام الحسين (عليه السلام)

روي في بعض المقاتل : لمَّا أراد الحسين (عليه السلام) أن يتقدَّم إلى القتال نظر يميناً وشمالا ، ونادى : ألا هل من يقدِّم لي جوادي ؟ فسمعت زينب (عليها السلام) فخرجت

وأخذت بعنان الجواد ، وأقبلت إليه وهي تقول : لمن تنادي ؟ وقد قرحت فؤادي ، وفي ذلك يقول بعض الشعراء :

آٹھویں مجلس، یومِ عاشورا سے

امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت

بعض مقاتل میں روایت ہے: جب حسین (علیہ السلام) نے میدان جنگ میں جانے کا ارادہ کیا تو دائیں بائیں نظر ڈالی، اور پکارا: کیا کوئی ہے جو میرے لیے میرا گھوڑا لے آئے؟ زینب (علیہا السلام) نے سنا تو باہر نکلیں

اور گھوڑے کی لگام پکڑ لی، اور ان کی طرف آئیں اور کہہ رہی تھیں: کس کو پکار رہے ہو؟ جب کہ میرا دل زخمی ہو چکا ہے، اور اس میں بعض شاعروں نے کہا ہے:

مَنْ ذا يقدِّمُ لي الجَوَادَ وَلاَمَتِي وَالصَّحْبُ صَرْعى والنصيرُ قليلُ
فَأَتْتهُ زينبُ بالجَوَادِ تَقُودُهُ والدَّمْعُ مِنْ ذِكْرِ الْفِرَاقِ يَسِيلُ
وتقولُ قد قَطَّعْتَ قلبي يَا أَخِي حُزْناً وياليتَ الجبالَ تزولُ
وَلِمَنْ تُنَادي والحُمَاةُ عَلَى الثَّرَى صَرْعَى وَلاَ مِنْهُمْ يُبَلُّ غَلِيلُ
مَا في الخيامِ وَقدْ تَفَانَى أَهْلُها إلاَّ نِسَاءٌ وُلَّهٌ وَعليلُ
أَرَأَيْتَ أُخْتاً قد أتت لِسَقِيقِهَا فَرَسَ الْمَنُونِ وَلاَحِمَىً وكفيلُ
فَتَبَادَرَتْ منه الدُّمُوعُ وَقَالَ يَا أُخْتَاهُ صبراً فالمصابُ جليلُ
فبكت وقالت يابنَ أُمّي ليس لي وَعَلَيْكَ ما الصَّبْرُ الجميلُ جميلُ
يَا نُوْرَ عَيْني يَا حُشَاشَةَ مُهْجَتي مَنْ لِلنِّسَاءِ الضَّائِعَاتِ دليلُ
وَرَنَتْ إلى نَحْوِ الخيامِ بِعَوْلَة عُظْمَى تَصُبُّ الدَّمْعَ وَهِيَ تقولُ
قُومُوا إِلَى التوديعِ إنَّ أَخِي دَعَا بِجَوَادِهِ إِنَّ الفِرَاقَ طويلُ
فَخَرَجْنَ رَبَّاتُ الخُدُورِ عَوَاثِراً وَغَدَا لها نَحْوَ الحسينِ عويلُ
اللهُ مَا حَالُ العليلِ وَقَدْ رَأَى تلك المَدَامِعَ لِلْوِدَاعِ تسيلُ [1]

معالي السبطين ، الحائري : 2/27.

کون ہے جو میرے لیے گھوڑا لائے جب کہ میرے
عزیز
اور ساتھی مارے گئے ہیں اور مددگار کم ہیں
تو زینب گھوڑا لے کر آئیں اسے ہانکتے ہوئے
اور فراق کے ذکر سے آنسو بہہ رہے تھے
اور کہتی ہیں اے میرے بھائی تم نے میرا دل چاک
کر دیا
غم سے، کاش پہاڑ ہل جاتے
اور کس کو پکار رہے ہو جب کہ محافظ مٹی پر
گرے ہوئے ہیں اور ان میں سے کسی کی پیاس نہیں
بجھتی
خیموں میں جب کہ اس کے اہل فنا ہو گئے
صرف بے کس عورتیں اور بیمار ہیں
کیا تم نے بہن کو دیکھا جو اپنے بھائی کے لیے
موت کا گھوڑا لائی اور کوئی محافظ اور کفیل نہیں
تو اس سے آنسو تیزی سے بہہ نکلے اور کہا اے
میری بہن ! صبر کرو کہ مصیبت عظیم ہے
تو وہ رو پڑیں اور بولیں اے میری ماں کے بیٹے !
میرے لیے
اور تمہارے بارے میں صبرِ جمیل خوبصورت نہیں
اے میری آنکھ کے نور ! اے میری جان کی جان !
ان بے سہارا عورتوں کا راہنما کون ہوگا؟
اور خیموں کی طرف زور سے چیخ کر دیکھا
بڑی آہ و بکا کے ساتھ آنسو بہاتے ہوئے کہتی ہیں
الوداع کے لیے اٹھو کہ میرے بھائی نے
اپنا گھوڑا منگوایا ہے، فراق لمبی ہے

تو پردے والیاں نکل آئیں بکھری ہوئی حالت میں
اور حسین کی طرف ان کا رونا بلند ہوا
اللہ !بیمار کی کیا حالت ہوئی جب اس نے دیکھا
وہ آنسو الوداع کے لیے بہہ رہے ہیں

قال الشيخ الطريحي عليه الرحمة : ثمَّ إنّ الحسين (عليه السلام) لمَّا نظر إلى اثنين وسبعين رجلا من أهل بيته صرعى ، فالتفت إلى الخيمة ونادى : يا سكينة! يا فاطمة! يا زينب! يا أم كلثوم! عليكنَّ منّي السلام ، فنادته سكينة : يا أبه! استسلمت للموت ؟! فقال : كيف لا يستسلم من لا ناصر له ولا معين ؟! فقالت : يا أبه! ردَّنا إلى حرم جدِّنا ، فقال : هيهات ، لو ترك القطا لنام ، فتصارخن النساء

فسكَّتهنَّ الحسين (عليه السلام) ، وحمل على القوم [1]

المنتخب ، الطريحي : 440 ، الدمعة الساكبة : 4/336.

شیخ طریحی علیہ الرحمہ نے کہا: پھر حسین (علیہ السلام) نے جب اپنے اہل بیت کے بہتر (۷۲) آدمیوں کو مارے گئے دیکھا تو خیمے کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارا: اے سکینہ ! اے فاطمہ ! اے زینب ! اے ام کلثوم ! تم پر میری طرف سے سلام ہو۔ سکینہ نے پکارا: اے ابا جان ! کیا آپ موت کے لیے تیار ہو گئے؟ فرمایا: جس کا کوئی مددگار اور یاور نہ ہو وہ کیسے تیار نہ ہو؟ کہا: اے ابا جان ! ہمیں اپنے دادا کے حرم میں واپس لے چلیں۔ فرمایا: ہیہات، اگر کبوتر کو چھوڑ دیا جائے تو سو جائے۔ تو عورتیں چیخ و پکار کرنے لگیں

تو حسین (علیہ السلام) نے انہیں خاموش کیا، اور لشکر پر حملہ کیا۔

.

وفي رواية أنه (عليه السلام) قال : يا نور عيني! كيف لا يستسلم للموت من لا ناصر له ولا معين ؟! ورحمة الله ونصرته لا تفارقكم في الدنيا ولا في الآخرة ، فاصبري على قضاء الله ولا تشكي ، فإنّ الدنيا فانية ، والآخرة باقية [2]

ناسخ التواريخ : 2/360 ، أسرار الشهادة ، الدربندي : 423.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میری آنکھ کے نور ! جس کا کوئی مددگار اور یاور نہ ہو وہ موت کے لیے کیسے تیار نہ ہو؟ ! اور اللہ کی رحمت اور نصرت دنیا اور آخرت میں تم سے جدا نہیں ہوگی، پس اللہ کی قضا پر صبر کرو اور شکایت نہ کرو، کیونکہ دنیا فانی ہے، اور آخرت باقی ہے۔

.

وفي رواية أنه نادى (عليه السلام) : يا أمَّ كلثوم! ويا سكينة! ويا رقيّة! ويا عاتكة! ويا زينب!! يا أهل بيتي! عليكنَّ منّي السلام ، فلمَّا سمعن رفعن أصواتهن بالبكاء ، فضمَّ بنته سكينة إلى صدره ، وقبَّل ما بين عينيها ، ومسح دموعها ، وكان يحبُّها حبّاً شديداً ، ثم جعل يسكتها ويقول :

سيطولُ بَعْدِي يَا سكينةُ فَاعْلَمِي مِنْكِ الْبُكَاءُ إِذَا الحِمَامُ دَهَانِي
لاَ تُحْرِقِي قَلْبِي بِدَمْعِكِ حَسْرَةً مَادَامَ مِنّي الرُّوحُ في جُثْمانِي
فَإِذَا قُتِلْتُ فَأَنْتِ أَوْلَى بالّذي تَأْتِيْنَهُ يَا خِيْرَةَ النسوانِ [3]

شرح إحقاق الحق ، المرعشي : 11/633 ، ينابيع المودّة ، القندوزي : 3/79 ، مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/257.

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے پکارا: اے ام کلثوم ! اے سکینہ ! اے رقیہ ! اے عاتکہ ! اے زینب ! ! اے میرے اہل بیت ! تم پر میری طرف سے سلام ہو۔ جب انہوں نے سنا تو رو کر آوازیں بلند کیں، تو آپ نے اپنی بیٹی سکینہ کو سینے سے لگایا، اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور اس کے آنسو پونچھے، اور آپ اس سے بہت شدید محبت کرتے تھے، پھر اسے خاموش کرانے لگے اور فرمانے لگے:

میرے بعد اے سکینہ لمبا ہوگا جان لو
تمہارا رونا جب موت مجھ پر آئے گی
حسرت سے اپنے آنسوؤں سے میرا دل نہ جلاؤ
جب تک میرے جسم میں میری روح ہے
پھر جب میں قتل ہو جاؤں تو تم اس کی زیادہ حقدار ہو
جو تم کرو گی اے بہترین عورتو

وفي بعض الروايات : ثم دعا (عليه السلام) بأخته زينب (عليها السلام) وصبرها ، وأمرّ يده على صدرها وسكّنها من الجزع ، وذكر لها ما أعد الله من الثواب للصابرين وما وعدالله من الكرامات للمقربين فرضيت (عليها السلام) ، وقالت : يا ابن أمي طب نفساً وقر عيناً فإنّك تجدني كما تحب وترضى ، وقالت بلسان الحال :

صبرت على شيء أمر من الصبر
سأصبر حتى يعجز الصبر عن صبري [4]

معالي السبطين ، الحائري : 2/26.

اور بعض روایات میں ہے: پھر آپ (علیہ السلام) نے اپنی بہن زینب (علیہا السلام) کو بلایا اور انہیں صبر کی تلقین کی، اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور انہیں جزع سے سکون دیا، اور ان کے لیے اللہ کا صابروں کے لیے تیار کردہ ثواب اور مقربین کے لیے کرامات کا وعدہ یاد دلایا تو وہ (علیہا السلام) راضی ہو گئیں، اور کہا: اے میری ماں کے بیٹے ! خوش ہو جائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کریں کیونکہ آپ مجھے ویسا ہی پائیں گے جیسا آپ چاہتے اور پسند کرتے ہیں، اور حال کی زبان سے کہا:

میں نے صبر کیا ایسی چیز پر جو صبر سے بھی زیادہ سخت ہے
میں صبر کروں گی یہاں تک کہ صبر خود میرے صبر سے عاجز آجائے

قال بعض الرواة : وقال الحسين (عليه السلام) : ابعثوا إليَّ ثوباً لا يُرغب فيه أجعله تحت

بعض راویوں نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے پاس ایسا کپڑا لاؤ جس میں کسی کی رغبت نہ ہو تاکہ میں اسے اپنے کپڑوں کے نیچے رکھوں

ثيابي لئلا أُجرَّد ، فأُتي بتبّان ، فقال : لا ، ذاك لباس من ضربت عليه بالذلة فأخذ (عليه السلام) ثوباً خَلِقاً فخرَّقه وجعله تحت ثيابه ، فلما قُتل (عليه السلام) جرَّدوه منه.

تاکہ میں برہنہ نہ کیا جاؤں، تو ایک تہبند لایا گیا، آپ نے فرمایا: نہیں، یہ اس شخص کا لباس ہے جس پر ذلت مسلط کر دی گئی ہو۔ پھر آپ (علیہ السلام) نے ایک پرانا کپڑا لیا، اسے پھاڑا اور اپنے کپڑوں کے نیچے رکھ لیا، پھر جب آپ (علیہ السلام) شہید ہوئے تو انہوں نے آپ کو اس سے بھی محروم کر دیا۔

ثم استدعى الحسين (عليه السلام) بسراويل من حبرة ففزرها ولبسها ، وإنما فزرها لئلا يُسلبها ، فلمَّا قتل (عليه السلام) سلبها أبجر بن كعب وتركه مجرَّداً ، فكانت يدا أبجر بعد ذلك يبيسان في الصيف كأنهما عودان ، ويترطَّبان في الشتاء فينضحان دماً وقيحاً إلى أن أهلكه الله تعالى [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/54.

.

پھر حسین (علیہ السلام) نے مخملی شلوار منگوایا اور اسے پھاڑ کر پہن لیا، اور آپ نے اسے اس لیے پھاڑا تاکہ اسے لوٹا نہ جا سکے، پھر جب آپ (علیہ السلام) شہید ہوئے تو ابجر بن کعب نے اسے لوٹ لیا اور آپ کو برہنہ چھوڑ دیا، تو اس کے بعد ابجر کے دونوں ہاتھ گرمیوں میں لکڑیوں کی طرح خشک ہو جاتے تھے، اور سردیوں میں تر ہو جاتے اور ان سے خون اور پیپ بہتا رہتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔

ثم إنه (عليه السلام) أمر عياله بالسكوت وودعهم ، وكانت عليه جبة خز دكناء ، وعمامة مورَّدة أرخى لها ذوابتين ، والتحف ببردة رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وتقلد بسيفه [2]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 271.

پھر آپ (علیہ السلام) نے اپنے اہل و عیال کو خاموش رہنے کا حکم دیا اور ان سے رخصت ہوئے، اور آپ پر سرمئی رنگ کا ریشمی جبہ تھا، اور گلابی رنگ کا عمامہ تھا جس کے دونوں سرے لٹکائے ہوئے تھے، اور آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور آپ کی تلوار لٹکائے ہوئے تھے۔

قال الراوي : ثمَّ قام الحسين (عليه السلام) وركب فرسه ، وتقدَّم إلى القتال ، ووقف (عليه السلام) قبالة القوم وسيفه مصلت في يده ، آيساً من الحياة ، عازماً على الموت ، وهو يقول :

راوی نے کہا: پھر حسین (علیہ السلام) کھڑے ہوئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، اور قتال کے لیے آگے بڑھے، اور آپ (علیہ السلام) قوم کے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ کی تلوار ننگی ہاتھ میں تھی، زندگی سے مایوس، موت پر عزم مصمم، اور آپ فرما رہے تھے:

أنا ابنُ عليٍّ الطُّهْرِ من آلِ هَاشِم كَفَاني بهذا مَفْخَراً حين أَفْخَرُ
وَجَدّي رسولُ اللهِ أَكرمُ مَنْ مَضَى
ونحنُ سِرَاجُ اللهِ في الخَلْقِ نَزْهُرُ وَفَاطِمٌ أمّي من سُلاَلةِ أحمد
وَعَمِّيَ يُدْعَى ذَا الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ وفينا كِتَابُ اللهِ أُنْزِلَ صَادِقاً
وفينا الْهُدَى والْوَحْيُ بالخيرِ يُذْكَرُ ونحنُ أَمَانُ اللهِ للنَّاسِ كُلِّهِمْ
نُسِرُّ بهذا في الأَنَامِ وَنَجْهَرُ ونحنُ وُلاةُ الْحَوْضِ نَسْقِي ولاتَنَا
بِكَأْسِ رَسُولِ اللهِ ما ليس يُنْكَرُ وَشِيْعَتُنا في الناسِ أَكْرَمُ شِيْعَة
وَمُبْغِضُنا يومَ القيامةِ يَخْسَرُ

میں ہوں علی طہر کا بیٹا آل ہاشم میں سے
یہی میرے لیے کافی ہے فخر جب میں فخر کروں
اور میرے دادا رسول اللہ ہیں سب سے اکرم جو گزرے
اور ہم ہیں اللہ کا چراغ مخلوق میں جو روشن ہیں
اور فاطمہ میری ماں ہیں احمد کی نسل سے
اور میرے چچا کہلاتے ہیں ذو الجناحین جعفر
اور ہم میں کتاب اللہ نازل ہوئی سچی
اور ہم میں ہدایت اور وحی خیر کے ساتھ یاد کی جاتی ہے
اور ہم ہیں اللہ کی امان تمام لوگوں کے لیے
ہم اس پر فخر کرتے ہیں خلق میں اور اعلان کرتے ہیں
اور ہم ہیں حوض کے مالک، ہم اپنے دوستوں کو پلاتے ہیں
رسول اللہ کے پیالے سے جس کا انکار نہیں
اور ہمارے شیعہ لوگوں میں سب سے اکرم شیعہ ہیں
اور ہم سے بغض رکھنے والا قیامت کے دن خسارہ اٹھائے گا

روى الشيخ الطبرسي عليه الرحمة في الاحتجاج أنه لما بقي (عليه السلام) فرداً ـ ليس معه إلاّ ابنه علي بن الحسين (عليه السلام) ، وابن آخر في الرضاع اسمه عبدالله ـ أخذ الطفل

شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ نے الاحتجاج میں روایت کیا ہے کہ جب آپ (علیہ السلام) اکیلے رہ گئے – آپ کے ساتھ صرف آپ کے بیٹے علی بن الحسین (علیہ السلام) تھے، اور رضاعی بیٹا تھا جس کا نام عبداللہ تھا – تو آپ نے اس بچے کو

ليودِّعه فإذا بسهم قد أقبل حتى وقع في لبّة الصبيِّ فقتله ، فنزل عن فرسه وحفر للصبيّ بجفن سيفه ، ورَمّلهُ بدمه ودفنه ، ثمَّ وثب قائماً وهو يقول... إلى آخر الأبيات [1]

رخصت کرنے کے لیے اٹھایا تو اچانک ایک تیر آیا یہاں تک کہ بچے کی گردن میں لگا اور اسے شہید کر دیا، تو آپ گھوڑے سے اترے اور اپنی تلوار کی میان سے بچے کے لیے قبر کھودی، اور اسے اپنے خون سے غسل دیا اور دفن کیا، پھر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے... آخر اشعار تک۔

الاحتجاج ، الطبرسي : 2/25.

.

ثم إنّه (عليه السلام) دعا الناس إلى البراز ، فلم يزل يقتل كل من دنا منه من عيون الرجال ، حتى قتل منهم مقتلة عظيمة.

پھر آپ (علیہ السلام) نے لوگوں کو مبارزت کی دعوت دی، تو آپ ہر اس شخص کو قتل کرتے رہے جو آپ کے قریب آتا مردوں کے سرداروں میں سے، یہاں تک کہ آپ نے ان میں سے بہت بڑا قتل عام کیا۔

لَهُ من عليٍّ في الحُرُوبِ شجاعةٌ ومن أَحْمَد عند الخِطَابةِ قيْلُ

اسے علی (علیہ السلام) کی طرح جنگوں میں شجاعت ہے
اور احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرح خطابت میں فصاحت

ثمَّ حمل (عليه السلام) على الميمنة ، وقال :

الموتُ خيرٌ من رُكُوبِ العار والعارُ أولى من دُخُولِ النارِ

پھر آپ (علیہ السلام) نے میمنہ (دشمن کے دائیں بازو) پر حملہ کیا اور فرمایا:

موت بہتر ہے عار کی سواری سے
اور عار اولیٰ ہے آتش دوزخ میں داخل ہونے سے

ثم حمل على الميسرة وهو يقول :

أنا الحُسَينُ بنُ علي آليتُ أنْ لاَ أَنْثَنِي أحْمِي عَيَالاَتِ أَبِي أَمْضِي عَلَى دينِ النبي

پھر آپ نے میسرہ (دشمن کے بائیں بازو) پر حملہ کیا اور یہ کہتے ہوئے:

میں ہوں حسین بن علی
قسم کھائی ہے میں نے کہ پیچھے نہیں ہٹوں گا
میں اپنے باپ کے اہل و عیال کی حفاظت کرتا ہوں
اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے دین پر چلتا ہوں

قال الشيخ المفيد والسيِّد وابن نما رحمهم الله : واشتدَّ العطش بالحسين (عليه السلام) فركب المسناة يريد الفرات ، والعباس (عليه السلام) أخوه بين يديه ، فاعترضه خيل ابن سعد فرمى رجل من بني دارم الحسين (عليه السلام) بسهم فأثبته في حنكه الشريف ، فانتزع (عليه السلام) السهم ، وبسط يده تحت حنكه ، حتى امتلأت راحتاه من الدم ، ثمَّ رمى به ، وقال : اللهم إنّي أشكو إليك ما يُفعل بابن بنت نبيِّك ، ثمَّ اقتطعوا العباس عنه وأحاطوا به من كل جانب حتى قتلوه ، وكان المتولّي لقتله زيد بن ورقاء الحنفي وحكيم بن الطفيل السنبسي ، فبكى الحسين (عليه السلام) لقتله بكاءً شديداً [2]

اللهوف ، ابن طاووس : 69 ـ 70 ، الإرشاد ، المفيد : 2/109 ـ 110.

.

شیخ مفید اور سید اور ابن نما علیہم الرحمۃ نے کہا: حسین (علیہ السلام) کو سخت پیاس لگی تو آپ نے مسناۃ (فرات کی طرف جانے والے راستے) پر سواری کی فرات کی طرف جانے کے لیے، اور آپ کے بھائی عباس (علیہ السلام) آپ کے آگے تھے، تو ابن سعد کے سواروں نے راستہ روکا اور بنی دارم کے ایک شخص نے حسین (علیہ السلام) پر تیر چلایا جو آپ کی مبارک ٹھوڑی میں لگا، تو آپ (علیہ السلام) نے تیر نکالا اور اپنا ہاتھ اپنی ٹھوڑی کے نیچے پھیلایا یہاں تک کہ آپ کی دونوں ہتھیلیاں خون سے بھر گئیں، پھر اسے پھینک دیا اور فرمایا: اے اللہ! میں تیرے حضور شکایت کرتا ہوں اس کی جو تیرے نبی کی بیٹی کے بیٹے کے ساتھ کیا جا رہا ہے، پھر انہوں نے عباس (علیہ السلام) کو آپ سے الگ کر دیا اور ہر طرف سے انہیں گھیر لیا یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا، اور ان کے قاتل زید بن ورقاء حنفی اور حکیم بن طفیل سنبسی تھے، تو حسین (علیہ السلام) نے ان کی شہادت پر بہت سخت رونا روئے۔

قال السيِّد : ثمَّ إنَّ الحسين (عليه السلام) دعا الناس إلى البراز فلم يزل يقتل كل من برز إليه حتى قتل مقتلة عظيمة وهو في ذلك يقول :

القتل أولى من ركوب العار والعار أولى من دخول النار

سید نے کہا: پھر حسین (علیہ السلام) نے لوگوں کو مبارزت کی دعوت دی تو آپ ہر اس شخص کو قتل کرتے رہے جو آپ کے مقابلے میں آیا یہاں تک کہ بہت بڑا قتل عام کیا اور اس دوران آپ یہ فرماتے رہے:

قتل اولیٰ ہے عار کی سواری سے
اور عار اولیٰ ہے آتش دوزخ میں داخل ہونے سے

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : قال بعض الرواة : فوالله ما رأيت مكثوراً قط قد قُتل ولدُه وأهل بيته وصحبه أربطَ جأشاً منه ، وإن كانت الرجال لتشدُّ عليه فيشدُّ عليها بسيفه ، فتنكشف عنه انكشاف المعزى إذا شدَّ فيها الذئب ، ولقد كان يحمل فيهم وقد تكمَّلوا ألفاً فينهزمون بين يديه كأنهم الجراد المنتشر ، ثمَّ يرجع إلى مركزه وهو يقول : لا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العليِّ العظيم [1]

اللهوف ، ابن طاووس : 70 ومثله في تاريخ الطبري : 4/345.

.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے کہا: بعض راویوں نے کہا: خدا کی قسم ! میں نے کبھی کسی ایسے مظلوم کو نہیں دیکھا جس کی اولاد، اہل بیت اور اصحاب قتل کر دیے گئے ہوں اور وہ ان سے زیادہ ثابت قدم ہو، اور یہ کہ جب لوگ ان پر حملہ کرتے تو وہ اپنی تلوار سے ان پر حملہ کرتے اور وہ ان سے اس طرح منتشر ہو جاتے جیسے بکریاں منتشر ہوتی ہیں جب بھیڑیا ان پر حملہ آور ہو، اور آپ ان پر حملہ کرتے جب کہ وہ ہزار کی تعداد میں ہوتے تو وہ آپ کے سامنے سے اس طرح بھاگتے جیسے ٹڈیاں منتشر ہوں، پھر آپ اپنی جگہ واپس آتے اور یہ فرماتے: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قال ابن شهر آشوب ومحمد بن أبي طالب : ولم يزل يقاتل حتى قتل ألف رجل وتسعمائة رجل وخمسين رجلا سوى المجروحين ، فقال عمر بن سعد لقومه : الويل لكم ، أتدرون لمن تقاتلون ؟ هذا ابن الأنزع البطين ، هذا ابن قتّال العرب ، فاحملوا عليه من كل جانب ، وكانت الرماة أربعة آلاف ، فرموه بالسهام ، فحالوا بينه وبين رحله [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 4/110.

.

ابن شہر آشوب اور محمد بن ابی طالب نے کہا: اور آپ برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ ایک ہزار نو سو پچاس مردوں کو قتل کیا زخمیوں کے علاوہ، تو عمر بن سعد نے اپنی قوم سے کہا: تم پر افسوس ! کیا تم جانتے ہو تم کس سے لڑ رہے ہو؟ یہ انزع بطین (امیر المؤمنین) کا بیٹا ہے، یہ عرب کے قاتل کا بیٹا ہے، تو ہر طرف سے ان پر حملہ کرو، اور تیر اندازوں کی تعداد چار ہزار تھی، انہوں نے آپ پر تیروں کی بارش کر دی، اور آپ اور آپ کے خیموں کے درمیان حائل ہو گئے۔

قال محمد بن أبي طالب وصاحب المناقب والسيِّد عليهم الرحمة : فصاح بهم : ويحكم يا شيعة آل أبي سفيان! إن لم يكن لكم دين ، وكنتم لا تخافون المعاد ، فكونوا أحراراً في دنياكم ، وارجعوا إلى أحسابكم إذ كنتم أعراباً ، فناداه شمر فقال : ما تقول يا ابن فاطمة ؟ قال : أقول : أنا الذي أقاتلكم وتقاتلوني ، والنساء ليس عليهنّ جناح ، فامنعوا عتاتكم عن التعرُّض لحرمي مادمت حيّاً ، فقال شمر : لك هذا ، ثمَّ صاح شمر : إليكم عن حرم الرجل ، فاقصدوه في نفسه ، فلعمري لهو كفوٌ كريم.

قال : فقصده القوم وهو في ذلك يطلب شربة من ماء ، فكلَّما حمل بفرسه على الفرات حملوا عليه بأجمعهم حتى أحلّوه عنه [3]

اللهوف ، ابن طاووس : 71.

.

محمد بن ابی طالب، صاحب المناقب اور سید علیہم الرحمۃ نے کہا: پھر آپ نے ان کو پکار کر کہا: تم پر افسوس اے آل ابو سفیان کے شیعو ! اگر تمہارے پاس دین نہیں ہے اور تم معاد سے نہیں ڈرتے تو کم از کم اپنی دنیا میں آزاد لوگ بن جاؤ، اور اپنے حسب و نسب کی طرف لوٹ جاؤ اگر تم اعراب ہو۔ تو شمر نے پکار کر کہا: اے ابن فاطمہ ! آپ کیا فرما رہے ہیں؟ فرمایا: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میں وہ ہوں جو تم سے لڑتا ہوں اور تم مجھ سے لڑتے ہو، اور عورتوں پر کوئی جرم نہیں، پس جب تک میں زندہ ہوں اپنے سرکشوں کو میری حرمت پر تعرض کرنے سے روک دو۔ تو شمر نے کہا: یہ آپ کے لیے ہے۔ پھر شمر نے پکارا: اس شخص کی حرم سے دور ہٹ جاؤ، اس کی ذات پر حملہ کرو، میری جان کی قسم ! یہ تو شریف کفو ہے۔

راوی نے کہا: پھر قوم نے ان پر حملہ کیا اور آپ اس حال میں تھے کہ پانی کی ایک گھونٹ تلاش کر رہے تھے، تو جب بھی آپ اپنے گھوڑے کو لے کر فرات کی طرف بڑھتے تو وہ سب مل کر آپ پر حملہ کر دیتے یہاں تک کہ آپ کو وہاں سے ہٹا دیتے۔

قَالَ اقْصدُوني بنفسي وَاتْرُكُوا حُرَمِي
قَدْ حَانَ حَيْنِي وَقَدْ لاَحَتْ لَوَائِحُهُ

فرمایا: مجھ پر حملہ کرو اور میری حرمت کو چھوڑ دو میری موت کا وقت آگیا ہے اور اس کی علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں

ولله درّ الشيخ جعفر الخطي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو شیخ جعفر خطی علیہ الرحمۃ پر جب کہتے ہیں:

وَلَمْ يَبْقَ إلاَّ وَاحِدُ الناسِ واحداً يُكَابِدُ مِنْ أَعْدَائِهِ مَا يُكَابِدُ
يُحَامي وَرَاءَ الطاهراتِ مجاهداً بِأَهلي وَبِي ذاك المحامي المجاهِدُ
وَلاَ سِمِعَتْ أُذْنِي وَلاَ أُذْنُ سَامِعٍ بِأَثْبَتَ منه في اللِّقَا وهو وَاحِدُ
إلَى أَنْ أَسَالَ الطَّعْنُ وَالضَّرْبُ نَفْسَهُ
فَخَرَّكُمَا يَهْوِي إلى الأرضِ سَاجِدُ فَلَهْفِي لَهُ والخيلُ منهنَّ صَادِرٌ
خَضِيْبُ الحَوَامي مِنْ دِمَاهُ وَوَارِدُ فَأَيُّ فَتَىً ظَلَّت خُيُولُ أُمَيَّة
تُعَادِي عَلَى جُثْمانِهِ وَتُطَارِدُ وَأَعْظَمُ شيء أَنَّ شِمْرَاً لَهُ عَلَى
جَنَاجِنِ صَدْر ابنِ النبيِّ مَقَاعِدُ فَشُلَّتْ يَدَاه حين يَفْرِي بِسَيْفِهِ
مُقَلَّدَ مَنْ تُلْقَى إليه المَقَالِدُ وَإنَّ قتيلا مَيَّزَ الشِّمْرُ شِلْوَهُ
لأَكْرَمُ مفقود يُبَكِّيهِ فَاقِدُ [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 1/14 ، رياض المدح والرثاء : 28.

اور نہ بچا مگر لوگوں میں سے ایک اکیلا
جو اپنے دشمنوں سے وہ مصیبتیں جھیل رہا ہے جو
جھیلتا ہے
پاکیزہ خواتین کی حفاظت میں جہاد کرتا ہوا
میری اور میرے اہل کی قسم ! وہ محافظ، وہ مجاہد
نہ میرے کان نے سنا اور نہ کسی سننے والے کے کان
نے
معرکے میں اس سے زیادہ ثابت قدم کوئی اور وہ اکیلا
ہے
یہاں تک کہ نیزے اور تلوار نے اس کی جان بہا دی
تو وہ گرا جیسے زمین کی طرف سجدہ کرنے والا جھکتا ہے
افسوس ہے ان پر اور گھوڑے ان میں سے نکل رہے
ہیں
اپنے سموں کو ان کے خون سے رنگے ہوئے اور وارد
ہوتے ہوئے
تو کون سا نوجوان ہے جس پر امیہ کے گھوڑے
اس کے بدن پر چھاپہ ماری اور گھوڑ دوڑ کرتے رہے
اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ شمر کے
نبی کے بیٹے کے سینے کی پسلیوں پر بیٹھنے کی جگہ بنے
تو اس کے ہاتھ شل ہو جائیں جب وہ اپنی تلوار سے
پھاڑتا ہے
ان کی گردن جن کی طرف تمام اختیارات سونپے گئے
ہیں
اور بے شک وہ مقتول جس کے اعضاء شمر نے جدا
کیے

سب سے زیادہ کریم گمشدہ ہے جس پر گم کرنے والا روتا ہے

قال محمد بن شهر آشوب : روى أبو مخنف عن الجلودي أن الحسين (عليه السلام) حمل على الأعور السلمي وعمرو بن الحجاج الزبيدي ، وكانا في أربعة آلاف رجل على الشريعة ، وأقحم الفرس على الفرات ، فلمّا أولغ الفرس برأسه ليشرب قال (عليه السلام) : أنت عطشان وأنا عطشان ، والله لاذقت الماء حتى تشرب ، فلمّا سمع الفرس كلام الحسين (عليه السلام) شال رأسه ولم يشرب كأنّه فهم الكلام ، فقال الحسين (عليه السلام) : فأنا أشرب ، فمدَّ الحسين (عليه السلام) يده فغرف من الماء ، فقال فارس : يا أبا عبدالله! تتلذَّذ بشرب الماء وقد هُتكت حُرمك ؟ فنفض الماء من يده ، وحمل على القوم ، فكشفهم فإذا الخيمة سالمة [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 4/5.

محمد بن شہر آشوب نے کہا: ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ حسین (علیہ السلام) نے اعور سلمی اور عمرو بن حجاج زبیدی پر حملہ کیا، اور وہ چار ہزار آدمیوں کے ساتھ گھاٹ پر تھے، اور آپ نے گھوڑے کو فرات میں داخل کر دیا۔ جب گھوڑے نے اپنا سر پانی میں ڈبویا تاکہ پیے تو آپ نے فرمایا: تو پیاسا ہے اور میں پیاسا ہوں، اللہ کی قسم! میں پانی کا مزہ نہیں لوں گا یہاں تک کہ تو پی لے۔ جب گھوڑے نے حسین (علیہ السلام) کی بات سنی تو اس نے اپنا سر اٹھا لیا اور نہیں پیا گویا کہ اس نے بات سمجھ لی۔ تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تو میں پیتا ہوں۔ پھر حسین (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور پانی میں سے لیا۔ تو ایک سوار نے کہا: اے ابا عبداللہ! آپ پانی پینے کا لطف لے رہے ہیں جبکہ آپ کی حرمت کی بے حرمتی کی گئی ہے؟ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے پانی پھینک دیا، اور قوم پر حملہ کر دیا، اور انہیں پیچھے ہٹا دیا تو دیکھا کہ خیمہ سلامت ہے۔

.

مَنَعُوه من مَاءِ الفُرَاتِ وَوِرْدِهِ وأبوه ساقي الحوضِ يَوْمَ جَزَاءِ

انہوں نے آپ کو فرات کے پانی اور اس کے گھاٹ سے روک دیا
حالانکہ آپ کے والد جزا کے دن حوض کے ساقی ہیں

حَتَّى قَضَى عطشاً كما اشتهت العِدَى بِأَكُفٍّ لاَ صِيْد وَلاَ أَكْفَاءِ

یہاں تک کہ آپ نے پیاس سے جان دی جیسا کہ دشمنوں نے چاہا
ایسے ہاتھوں سے جو نہ شکار ہیں اور نہ برابر ہیں

والله درّ السيِّد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو سید محمد حسین قزوینی علیہ الرحمۃ پر جب کہتے ہیں:

وَعَادَ أَبِيُّ الضَّيْمِ بينَ عِدَاتِهِ وَنَاصِرُهُ الْبَتَّارُ وَالأَرنُ الْمُهْرُ
فَتَىً تَرْجُفُ السَّبْعُ الطِّبَاقُ إِذَا رَمَتْ بِصَاعِقَةِ الأَقْدَارِ أَنْمُلُهُ الْعَشْرُ
إِذَا جَنَّ لَيْلُ النَّقْعِ جَرَّدَ سَيْفَهُ فَيَنْشَقُّ فيه مِنْ سَنَا بَرْقِهِ فَجْرُ
وَيُوْرِدُهُ مِثْلَ اللُّجَيْنِ بِهَامِهِمْ فَيَصْدُرُ عَنْهَا وَهُوَ مِنْ عَلَقٍ تِبْرُ
إِذَا نَظَمَتْ حَبَّ القُلُوبِ قَنَاتُهُ فللسيفِ في أَعْنَاقِ أَعْدَائِهِ نَثْرُ
فَلاَ الوِتْرُ وِتْرٌ حينَ تَقْتَرِعُ الظُّبا
وَلاَ الشَّفْعُ شَفْعٌ حين تَشْتَبِكُ السُّمْرُ [1]

مثير الأحزان ، الجواهري : 115.

اور لوٹا وہ ذلت سے انکار کرنے والا اپنے دشمنوں کے درمیان
اور اس کا مددگار تیز دھار تلوار اور نیک نسل گھوڑا
ایسا نوجوان کہ ساتوں آسمان کانپ اٹھتے ہیں جب
تقدیر کی بجلی سے اس کی دس انگلیاں مارتی ہیں
جب دھول کی رات آجائے تو اپنی تلوار سونت لیتا ہے
تو اس میں اس کی بجلی کی چمک سے فجر پھٹ پڑتی ہے
اور اسے چاندی کی طرح ان کی کھوپڑیوں میں اتارتا ہے
پھر وہ ان سے نکلتی ہے اور وہ خون سے سونا بن جاتی ہے
جب اس کا نیزہ دلوں کے دانے پروتا ہے
تو تلوار کے لیے اس کے دشمنوں کی گردنوں میں بکھرنا ہے
تو نہ طاق، طاق ہے جب تلواریں چلتی ہیں
اور نہ جفت، جفت ہے جب نیزے ٹکراتے ہیں

قال أبو الفرج الإصبهاني : قال حميد بن مسلم : وجعل الحسين (عليه السلام) يطلب الماء وشمر يقول له : والله لا ترده أو ترد النار ، فقال له رجل : ألا ترى إلى الفرات ـ يا حسين ـ كأنه بطون الحيتان ، والله لا تذوقه أو تموت عطشاً ، فقال الحسين (عليه السلام) : اللهم أمته عطشاً ، قال : والله لقد كان هذا الرجل يقول : اسقوني ماء ، فيؤتى بماء فيشرب حتى يخرج من فيه ، ثم يقول : اسقوني ، قتلني العطش ، فلم يزل كذلك حتى مات لعنه الله [2]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 78.

ابو الفرج اصفہانی کہتے ہیں: حمید بن مسلم نے کہا: حسین (علیہ السلام) پانی تلاش کرتے رہے اور شمر ان سے کہتا رہا: خدا کی قسم! تم اسے نہیں پا سکو گے یا پھر آگ میں پہنچو گے، تو ایک شخص نے ان سے کہا: اے حسین! کیا تم فرات کو نہیں دیکھتے — جو مچھلیوں کے پیٹوں کی طرح ہے، خدا کی قسم! تم اسے نہیں چکھو گے یا پھر پیاس سے مرجاؤ گے، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے اللہ! اسے پیاس سے ہلاک کردے، راوی کہتے ہیں: خدا کی قسم! یہ شخص کہتا رہا: مجھے پانی پلاؤ، تو اسے پانی لایا جاتا اور وہ اتنا پیتا کہ اس کے منہ سے نکل جاتا، پھر کہتا: مجھے پلاؤ پیاس نے مجھے مار ڈالا، وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ مرگیا، اللہ کی لعنت ہو اس پر۔

.

قالوا : ثمَّ رماه رجل من القوم ـ يكنّى أبا الحتوف الجعفي ـ بسهم ، فوقع السهم في جبهته ، فنزعه من جبهته فسالت الدماء على وجهه ولحيته ، فقال (عليه السلام) : اللهم إنّك ترى ما أنا فيه من عبادك هؤلاء العصاة ، اللهم أحصهم عدداً ، واقتلهم بدداً ، ولا تذر على وجه الأرض منهم أحداً ، ولا تغفر لهم أبداً.

کہا جاتا ہے: پھر قوم میں سے ایک شخص نے ـ جس کی کنیت ابو الحتوف جعفی تھی ـ انہیں تیر مارا، تیر ان کی پیشانی میں لگا، انہوں نے اسے اپنی پیشانی سے نکالا تو خون ان کے چہرے اور داڑھی پر بہنے لگا، تو انہوں نے (علیہ السلام) فرمایا: اے اللہ ! تو دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے ان نافرمان بندوں کی وجہ سے کس حال میں ہوں، اے اللہ ! انہیں شمار کر کے گن لے، اور انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے قتل کر دے، اور زمین کی سطح پر ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ، اور انہیں کبھی معاف نہ کرنا۔

ثمَّ حمل عليه كالليث المغضب ، فجعل لا يلحق منهم أحداً إلاَّ بعجه بسيفه فقتله ، والسهام تأخذه من كل ناحية ، وهو يتّقيها بنحره وصدره ، ويقول : يا أمَّة

پھر آپ غصے والے شیر کی طرح ان پر حملہ آور ہوئے، جس کسی کو بھی پاتے اسے اپنی تلوار سے چیر ڈالتے اور قتل کر دیتے، اور تیر ہر طرف سے آپ پر آتے، اور آپ انہیں اپنے سینے اور چھاتی سے روکتے، اور فرماتے: اے برے لوگوں کی جماعت !

السوء! بئسما خلفتم محمداً في عترته ، أما إنكم لن تقتلوا بعدي عبداً من عباد الله فتهابوا قتله ، بل يهون عليكم عند قتلكم إياي ، وأيم الله إني لأرجو أن يكرمني ربّي بالشهادة بهوانكم ، ثم ينتقم لي منكم من حيث لا تشعرون.

تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اولاد کے بارے میں کتنی بری جانشینی کی، سن لو ! تم میرے بعد اللہ کے کسی بندے کو قتل نہیں کرو گے جس کے قتل سے ڈرو، بلکہ میرے قتل کے بعد تم پر قتل آسان ہو جائے گا، اور خدا کی قسم ! میں امید رکھتا ہوں کہ میرا رب مجھے شہادت سے عزت دے گا اور تمہاری رسوائی کے ذریعے، پھر تم سے ایسی جگہ سے بدلہ لے گا جہاں سے تمہیں احساس بھی نہیں ہوگا۔

قال : فصاح به الحصين بن مالك السكوني ، فقال : يا ابن فاطمة وبماذا ينتقم لك منّا ؟ قال : يلقي بأسكم بينكم ، ويسفك دماءكم ، ثم يصبُّ عليكم العذاب الأليم ، ثم لم يزل يقاتل حتى أصابته جراحات عظيمة.

راوی کہتے ہیں: حصین بن مالک سکونی نے ان پر پکار کر کہا: اے ابن فاطمہ ! وہ ہم سے تمہارا کیسے بدلہ لے گا؟ آپ نے فرمایا: وہ تمہارے درمیان تمہاری طاقت کو ڈال دے گا، اور تمہارا خون بہائے گا، پھر تم پر دردناک عذاب نازل کرے گا، پھر آپ لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ کو شدید زخم لگے۔

وقال صاحب المناقب والسيِّد : حتّى أصابته اثنتان وسبعون جراحة [1]

اللهوف ، السيد ابن طاووس : 71.

صاحب المناقب اور سید نے کہا: یہاں تک کہ آپ کو بہتر (۷۲) زخم لگے، اور ابن شہر آشوب نے کہا: ابو مخنف نے جعفر بن محمد بن علی (علیہم السلام) سے روایت کی: آپ نے فرمایا: ہم نے حسین (علیہ السلام) پر تینتیس (۳۳) نیزے کے زخم اور چونتیس (۳۴) تلوار کے زخم پائے، اور باقر (علیہ السلام) نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) کو نقصان پہنچا اور ان پر تین سو بیس سے زیادہ (۳۲۰+) نیزے کے زخم، اور تلوار کی ضرب، یا تیر کی مار پائی گئی، اور روایت کی گئی: تین سو ساٹھ (۳۶۰) زخم، اور کہا گیا: تینتیس (۳۳) ضربیں تیروں کے علاوہ، اور کہا گیا: ایک ہزار نو سو (۱۹۰۰) زخم، اور تیر آپ کی زرہ میں ایسے تھے جیسے کانٹے ہاتھی کی کھال میں، اور روایت ہے کہ یہ سب آپ (علیہ السلام) کے سامنے کی طرف تھے۔

، وقال ابن شهر آشوب : قال أبو مخنف : عن جعفر بن محمد بن علي (عليهم السلام) قال : وجدنا بالحسين ثلاثاً وثلاثين طعنة وأربعاً وثلاثين ضربة ، وقال الباقر (عليه السلام) : أصيب الحسين (عليه السلام) ووجد به ثلاث مائة وبضعة وعشرون طعنة برمح ، وضربة بسيف ، أورمية بسهم [2]

الأمالي ، الصدوق : 228 ح1.

، وروي : ثلاثمائة وستون جراحة ، وقيل : ثلاث وثلاثون ضربة سوى السهام ، وقيل : ألف وتسعمائة جراحة ، وكانت السهام في درعه كالشوك في جلد القنفذ ، وروي أنها كانت كلها في مقدمه (عليه السلام) [3]

راجع : مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/258 و114.

.

قال ابن العرندس عليه الرحمة :

ابن العرندس علیہ الرحمۃ نے کہا:

فَفَرَّقَ جَمْعَ القومِ حتى كأنَّهم طُيُورُ بُغاث شَتَّ شَمْلَهُمُ الصَّقْرُ
فَأَذْكَرَهُمْ ليلَ الهريرِ فَأَجْمَعَ الكلابُ على اللَّيْثِ الْهِزَبْرِ وَقَدْ هَرُّوا
هُنَاكَ فَدَتْهُ الصَّالِحونَ بِأَنْفُس يُضَاعَفُ في يومِ الحِسَابِ لها الأَجْرُ
وَحادُوا عَنِ الكُفَّارِ طَوْعاً لِنَصْرِهِ وَجَادَ لَهُ بالنفسِ مِنْ سعدِهِ الحُرُّ
وَمَدُّوا إليه ذُبَّلا سَمْهَرِيَّةً لِطُولِ حَيَاةِ السِّبْطِ في مَدِّها جَزْرُ

تو آپ نے قوم کی جماعت کو منتشر کر دیا یہاں تک کہ
گویا وہ
چھوٹے پرندے تھے جن کی جماعت کو باز نے تتر بتر کر
دیا
تو آپ نے انہیں ہریر کی رات یاد دلائی تو کتے جمع ہو
گئے
شیر ببر کے خلاف اور انہوں نے غرایا
وہاں نیک لوگوں نے اپنی جانوں سے آپ پر فدا کیا
قیامت کے دن ان کے لیے اجر دوگنا ہوگا
اور آپ کی مدد کے لیے کافروں سے خوشی سے ہٹ
گئے
اور حر نے اپنی خوش قسمتی سے آپ کے لیے جان کی
قربانی دی
اور انہوں نے آپ کی طرف نیزے بڑھائے سمہری
سبط کی لمبی زندگی کے لیے ان کی لمبائی میں جزر ہے

فَغَادَرَهُ في مَارِقِ الْحرْبِ مَارِقٌ بِسَهْم لِنَحْرِ السِّبْطِ مِنْ وَقْعِهِ نَحْرُ
فَمَالَ عن الطرفِ الجَوَادِ أخو النَّدَى
الجَوَادُ قتيلا حَوْلَهُ يَصْهَلُ المُهْرُ سِنَانُ سِنَان خَارِقٌ منه في الحَشَا
وَصَارِمُ شِمْر في الوريدِ له شمرُ تجرُّ عليه العاصفاتُ ذُيُولَها
وَمِنْ نَسْجِ أيدي الصَّافِنَاتِ له طِمْرُ
فَرُجَّت له السبعُ الطِّبَاقُ وزُلزلت
رَوَاسِي جِبَالِ الأرضِ والتطمَ البَحْرُ فَيَا لَكَ مقتولا بكته السَّمَا دَمَاً
فَمُغْبَرُّ وَجْهِ الأرضِ بالدمِ مُحْمَرُّ مَلاَبِسُهُ في الحربِ حُمْرٌ من الدِّما
وَهُنَّ غَدَاةَ الحشرِ من سُنْدُس خُضْرُ [1]

الغدير ، الأميني : 7/16.

پس اس شخص نے جنگ کے میدان میں انہیں چھوڑ دیا
ایک تیر سے جو سبط کے سینے میں لگا، اس کی ضرب سے ذبح ہو گیا
پس سخاوت والے نے اپنے گھوڑے سے جھک کر
سخی شہید ہو گیا، اس کے گرد بچھڑا چیخ رہا تھا
ایک نیزہ تھا جو اندر تک گھس گیا تھا
اور شمر کی تلوار نے رگ میں کام کیا
آندھیاں اس پر اپنے دامن کھینچتی ہیں
اور تیز رفتار گھوڑوں کی بُنتی سے اس کا لباس بنا
تو اس کے لیے سات آسمان کھل گئے اور لرز اٹھے
زمین کے پہاڑ اور سمندر امنڈ آیا
پس تیرے لیے افسوس ہے اے مقتول جس پر
آسمان نے خون کے آنسو بہائے
پس زمین کا چہرہ خون سے سرخ ہو گیا
اس کے لباس جنگ میں خون سے سرخ ہیں
اور وہ قیامت کی صبح سبز ریشم سے ہوں گے

قالوا : فوقف (عليه السلام) يستريح ساعة وقد ضعف عن القتال ، فبينما هو واقف إذ أتاه حَجر فوقع في جبهته ، فأخذ الثوب ليمسح الدم عن وجهه ، فأتاه سهم محدَّد مسموم له ثلاث شعب ، فوقع السهم في صدره ـ وفي بعض الروايات على قلبه ـ فقال الحسين (عليه السلام) : بسم الله وبالله ، وعلى ملّة رسول الله ، ورفع رأسه إلى السماء وقال : إلهي! إنّك تعلم أنهم يقتلون رجلا ليس على وجه الأرض ابن نبيٍّ غيره ، ثمَّ أخذ السهم فأخرجه من قفاه ، فانبعث الدم كالميزاب ، فوضع يده على الجرح ، فلمَّا امتلأت رمى به إلى السماء ، فما رجع من ذلك الدم قطرة ، وما عُرفت الحمرة في السماء حتى رمى الحسين (عليه السلام) بدمه إلى السماء ، ثمَّ وضع يده ثانياً ، فلمَّا امتلأت لطَّخ بها رأسه ولحيته ، وقال : هكذا أكون حتى ألقى جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأنا مخضوب بدمي ، وأقول : يا رسول الله! قتلني فلان وفلان.

راویوں نے کہا: آپ (علیہ السلام) ایک لمحے کے لیے آرام کرنے کو رکے اور آپ لڑائی سے کمزور ہو چکے تھے، پس جب آپ کھڑے تھے تو ایک پتھر آیا اور آپ کی پیشانی پر لگا، آپ نے کپڑا لے کر اپنے چہرے سے خون صاف کرنا چاہا، تو ایک تیز زہریلا تیر آیا جس میں تین پھل تھے، اور وہ تیر آپ کے سینے میں لگا - اور بعض روایات میں آپ کے دل پر - تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: بسم اللہ وباللہ، اور رسول اللہ کی ملت پر، اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: الٰہی! تو جانتا ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کو قتل کر رہے ہیں جو روئے زمین پر نبی کا بیٹا نہیں سوائے اس کے، پھر آپ نے تیر پکڑا اور اسے اپنی پیٹھ سے نکالا، تو خون میزاب کی طرح بہنے لگا، آپ نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھا، جب وہ بھر گیا تو اسے آسمان کی طرف پھینک دیا، اور اس خون سے کوئی قطرہ واپس نہیں آیا، اور آسمان میں سرخی نظر نہیں آئی تھی یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) نے اپنا خون آسمان کی طرف پھینکا، پھر آپ نے دوبارہ اپنا ہاتھ رکھا، جب وہ بھر گیا تو اس سے اپنے سر اور داڑھی کو رنگ لیا، اور فرمایا: اسی طرح میں اپنے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ملوں گا اور میں اپنے خون میں رنگا ہوا ہوں گا، اور کہوں گا: یا رسول اللہ! مجھے فلاں اور فلاں نے قتل کیا۔

ثمَّ ضعف عن القتال فوقف ، فكلَّما أتاه رجل وانتهى إليه انصرف عنه ، حتّى جاءه رجل من كندة يقال له : مالك بن النسر ، فشتم الحسين (عليه السلام) وضربه بالسيف على رأسه ، وعليه برنس فامتلأ دماً ، فقال له الحسين (عليه السلام) : لا أكلت بها ولا شربت ، وحشرك الله مع الظالمين ، ثمَّ ألقى البرنس ولبس قلنسوة واعتمَّ عليها ،

پھر آپ لڑائی سے کمزور ہو گئے اور رک گئے، جب بھی کوئی آدمی آپ کے پاس آتا اور آپ کے قریب پہنچتا تو آپ سے پھر جاتا، یہاں تک کہ کندہ کا ایک شخص آیا جس کا نام مالک بن نسر تھا، اس نے حسین (علیہ السلام) کو گالی دی اور تلوار سے آپ کے سر پر ضرب لگائی، اور آپ پر ایک چادر تھی جو خون سے بھر گئی، تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: تو اس سے نہ کھائے اور نہ پیئے، اور اللہ تجھے ظالموں کے ساتھ حشر کرے، پھر آپ نے چادر پھینک دی اور ٹوپی پہنی اور اس پر عمامہ باندھا،

وقد أعيى ، وجاء الكندي وأخذ البرنس وكان من خزٍّ ، فلمَّا قدم بعد الوقعة على امرأته فجعل يغسل الدم عنه ، فقالت له امرأته : أتدخل بيتي بسلب ابن رسول الله ؟ اخرج عنّي ، حشى الله قبرك ناراً ، فلم يزل بعد ذلك فقيراً بأسوأ حال ، ويبُست يداه ، وكانتا في الشتاء تنضحان دماً ، وفي الصيف تصيران يابستين كأنهما عودان.

اور آپ تھک چکے تھے، اور وہ کندی آیا اور چادر لے لیا جو ریشم کی تھی، جب وہ واقعہ کے بعد اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس سے خون دھونے لگا، تو اس کی بیوی نے اس سے کہا: کیا تو رسول اللہ کے بیٹے کی لوٹی ہوئی چیز میرے گھر لاتا ہے؟ میرے پاس سے نکل جا، اللہ تیری قبر کو آگ سے بھر دے، پس اس کے بعد وہ ہمیشہ بدترین حالت میں فقیر رہا، اور اس کے ہاتھ خشک ہو گئے، اور وہ سردیوں میں خون ٹپکاتے تھے، اور گرمیوں میں لکڑیوں کی طرح خشک ہو جاتے تھے۔

وقال الشيخ المفيد والسيِّد ابن طاووس عليهما الرحمة : فلبثوا هنيئة ، ثمَّ عادوا إليه وأحاطوا به ، فخرج عبدالله بن الحسن بن علي (عليهم السلام) ـ وهو غلام لم يراهق ـ من عند النساء يشتدُّ حتى وقف إلى جنب الحسين (عليه السلام) ، فلحقته زينب بنت علي (عليه السلام) لتحبسه ، فقال الحسين (عليه السلام) : احبسيه يا أختي! فأبى وامتنع امتناعاً شديداً ، وقال : لا والله لا أفارق عمّي ، وأهوى أبجر بن كعب ـ وقيل : حرملة بن كأهل ـ إلى الحسين (عليه السلام) بالسيف ، فقال له الغلام : ويلك يا ابن الخبيثة! أتقتل عمّي ؟ فضربه بالسيف ، فاتّقاه الغلام بيده فأطنَّها إلى الجلد فإذا هي معلَّقة ، فنادى الغلام : يا أمّاه ، فأخذه الحسين (عليه السلام) فضمَّه إليه ، وقال : يابن أخي! اصبر على ما نزل بك ، واحتسب في ذلك الخير ، فإن الله يلحقك بآبائك الصالحين ، قال السيِّد : فرماه حرملة بن كأهل بسهم فذبحه وهو في حجر عمِّه الحسين (عليه السلام) [1]

اور شیخ مفید اور سید ابن طاووس علیہما الرحمۃ نے کہا: پس وہ تھوڑی دیر ٹھہرے، پھر آپ کی طرف لوٹے اور آپ کو گھیر لیا، تو عبداللہ بن حسین بن علی (علیہم السلام) - جو ایک بچہ تھا جو بالغ نہیں ہوا تھا - عورتوں کے پاس سے دوڑتا ہوا نکلا یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، تو زینب بنت علی (علیہا السلام) اسے روکنے کے لیے اس کے پیچھے آئیں، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے میری بہن! اسے روک لو، لیکن اس نے انکار کیا اور سختی سے ممانعت کی، اور کہا: نہیں واللہ! میں اپنے چچا سے جدا نہیں ہوں گا، اور ابجر بن کعب - اور کہا گیا: حرملہ بن کاہل - نے حسین (علیہ السلام) کی طرف تلوار سے اشارہ کیا، تو بچے نے اس سے کہا: اے خبیث کے بیٹے تجھ پر افسوس! کیا تو میرے چچا کو قتل کرتا ہے؟ اس نے اسے تلوار سے مارا، تو بچے نے اپنے ہاتھ سے بچاؤ کیا اور وہ کھال تک کٹ گیا اور لٹکا رہ گیا، تو بچے نے پکارا: اے میری ماں، تو حسین (علیہ السلام) نے اسے اٹھا کر اپنے ساتھ لگا لیا، اور فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! جو تجھ پر نازل ہوا ہے اس پر صبر کر، اور اس میں خیر کا احتساب کر، کیونکہ اللہ تجھے تیرے نیک آباء و اجداد سے ملا دے گا۔ سید نے کہا: پھر حرملہ بن کاہل نے اسے تیر مارا اور اسے ذبح کر دیا جبکہ وہ اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کی گود میں تھا۔

[1] الإرشاد ، المفيد : 2/110 ، اللهوف ، ابن طاووس : 72.

.

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : ثم إن شمر بن ذي الجوشن حمل على فسطاط الحسين (عليه السلام) فطعنه بالرمح ، ثم قال : عليَّ بالنار أحرقه على مَنْ فيه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : يا ابن ذي الجوشن! أنت الداعي بالنار لتحرق على أهلي ، أحرقك الله بالنار ، وجاء شبث فوبَّخه فاستحيى وانصرف.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے کہا: پھر شمر بن ذی الجوشن نے حسین (علیہ السلام) کے خیمے پر حملہ کیا اور اسے نیزے سے وار کیا، پھر کہا: مجھے آگ لاؤ میں اسے اور جو اس میں ہیں جلا دوں، تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: اے ابن ذی الجوشن! تو ہی آگ کا مطالبہ کرتا ہے کہ میرے اہل کو جلا دے، اللہ تجھے آگ میں جلائے، اور شبث آیا اور اسے ملامت کی تو وہ شرمندہ ہوا اور چلا گیا۔

قال الراوي : ولما أُثخن (عليه السلام) بالجراح وبقي كالقنفذ طعنه صالح بن وهب المزني على خاصرته طعنة ، فسقط (عليه السلام) عن فرسه إلى الأرض على خدِّه الأيمن ، ثم

قام صلوات الله عليه.

راوی نے کہا: اور جب آپ (علیہ السلام) زخموں سے بھر گئے اور خاردار جانور کی طرح ہو گئے تو صالح بن وہب مزنی نے آپ کی کروٹ پر وار کیا، تو آپ (علیہ السلام) اپنے گھوڑے سے زمین پر اپنے دائیں رخسار پر گر پڑے، پھر

صلوات اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

فَتَلَقَّى الجُمُوعَ فَرْداً ولكنْ كُلُّ عُضْو في الرَّوْعِ منه جُمُوعُ
رُمْحُهُ مِنْ بَنَانِهِ وَكَأنْ مِنْ عَزْمِهِ حَدُّ سَيْفِهِ مطبوعُ
زَوَّجَ السَّيْفَ بالنُّفُوسِ ولكنْ مَهْرُها الموتُ وَالخِضَابُ النَّجِيعُ

اور اللہ سید حیدر حلی علیہ الرحمۃ پر رحم کرے جب انہوں نے کہا:

تو آپ نے جماعتوں کا اکیلے مقابلہ کیا لیکن
آپ کا ہر عضو خوف میں جماعتوں کے برابر تھا
آپ کا نیزہ آپ کی انگلیوں سے تھا اور گویا
آپ کی تلوار کی دھار آپ کے عزم سے ڈھلی تھی
آپ نے تلوار کا نکاح جانوں سے کر دیا لیکن
اس کا مہر موت تھی اور خضاب خون تھا

ويقول في رائعة أخرى :

رَكِينٌ وَلِلأَرْضِ تَحْتَ الْكُمَاةِ رَجِيفٌ يُزَلْزِلُ ثَهْلاَنَها
أَقَرُّ على الأرضِ مِنْ ظَهْرِهَا إِذَا مَلْمَلَ الرُّعْبُ أَقْرَانَها
تَزِيدُ الطَّلاَقَةُ في وَجْهِهِ إِذَا غَيَّرَ الْخَوْفُ أَلْوَانَها
عَفِيراً مَتَى عَايَنَتْهُ الكُمَاةُ يَخْتَطِفِ الرُّعْبُ أَلْوَانَها
فَمَا أَجْلَت الحربُ عَنْ مِثْلِهِ صَرِيعاً يُجَبِّنُ شُجْعَانَها

اور ایک اور شاندار شعر میں فرماتے ہیں:

آپ وقار والے ہیں اور زمین کے لیے بہادروں کے نیچے
ایک لرزش ہے جو اس کی بنیادوں کو ہلا دیتی ہے
آپ زمین پر اس کی پشت سے زیادہ قرار والے ہیں
جب خوف اس کے ہمسروں کو بے چین کر دیتا ہے
آپ کے چہرے پر طمانیت بڑھ جاتی ہے
جب خوف دوسروں کے رنگ بدل دیتا ہے
آپ میدان میں جب بہادروں نے دیکھا
تو خوف نے ان کے رنگ اچک لیے
جنگ نے کبھی آپ جیسا شہید نہیں دکھایا
جو شہادت کے باوجود بہادروں کو ڈرا دے

قال : وخرجت زينب من الفسطاط وهي تنادي : واأخاه! واسيِّداه! وا أهل بيتاه! ليت السماء أطبقت على الأرض ، وليت الجبال تدكدكت على السهل.

راوی نے کہا: اور زینب خیمے سے نکلیں اور پکار رہی تھیں: واہ میرے بھائی ! واہ میرے آقا ! واہ اہل بیت ! کاش آسمان زمین پر گر پڑتا، اور کاش پہاڑ میدان پر ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

قال : وصاح الشمر : ما تنتظرون بالرجل ؟ فحملوا عليه من كل جانب ، فضربه زرعة بن شريك على كتفه ، وضرب الحسين زرعة فصرعه ، وضربه آخر على عاتقه المقدَّس بالسيف ضربة كبا (عليه السلام) بها لوجهه ، وكان قد أعيى ، وجعل (عليه السلام) ينوء ويكبو ، فطعنه سنان بن أنس النخعي في ترقوته ، ثمَّ انتزع الرمح فطعنه في بواني صدره ، ثمَّ رماه سنان أيضاً بسهم فوقع السهم في نحره ، فسقط (عليه السلام) وجلس قاعداً ، فنزع السهم من نحره ، وقرن كفّيه جميعاً ، وكلَّما امتلأتا من دمائه خضّب بهما رأسه ولحيته ، وهو يقول : هكذا حتى ألقى الله مخضَّباً بدمي ، مغصوباً عليَّ حقّي [1]

راوی نے کہا: اور شمر نے چیخ کر کہا: تم اس شخص کا انتظار کیوں کر رہے ہو؟ تو انہوں نے ہر طرف سے آپ (علیہ السلام) پر حملہ کیا، اور زرعہ بن شریک نے آپ کے کندھے پر وار کیا، اور حسین (علیہ السلام) نے زرعہ پر وار کیا تو اسے گرا دیا، اور ایک اور نے آپ کے مقدس کاندھے پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ آپ (علیہ السلام) اس سے منہ کے بل گر پڑے، اور آپ تھک چکے تھے، اور آپ (علیہ السلام) گرتے اور سنبھلتے رہے، پھر سنان بن انس نخعی نے آپ کی ہنسلی میں نیزہ مارا، پھر نیزہ نکال کر آپ کے سینے کی ہڈیوں میں نیزہ مارا، پھر سنان نے آپ پر تیر بھی چلایا تو تیر آپ کی گردن میں لگا، تو آپ (علیہ السلام) گر گئے اور بیٹھ گئے، اور آپ نے اپنی گردن سے تیر نکالا، اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملایا، اور جب بھی وہ آپ کے خون سے بھر جاتیں تو آپ اپنا سر اور داڑھی رنگتے، اور فرماتے: یوں ہی تاکہ میں اللہ سے ملوں اپنے خون میں رنگا ہوا، میرا حق مجھ سے چھینا گیا۔

اللهوف ، ابن طاووس : 72 ـ 74.

قال حميد بن مسلم : وخرجت زينب بنت علي (عليه السلام) وهي تقول : ليت السماء انطبقت على الأرض ، يا عمر بن سعد! أيقتل أبو عبدالله وأنت تنظر إليه ؟ ودموع عمر تسيل على خدّيه ولحيته ، وهو يصرف وجهه عنها ، والحسين (عليه السلام) جالس ، وعليه جبّة خزٍّ ، وقد تحاماه الناس ، فنادى شمر : ويلكم ، ما تنتظرون به ؟ قد أثخنته الجراح والسهام اقتلوه ثكلتكم أمّهاتكم ، فحملوا عليه من كل جانب قال الراوي : وهو يكبو مرّة ويقوم أخرى ، فحمل عليه سنان في تلك الحال فطعنه بالرمح فصرعه وفي رواية فوقع (عليه السلام) على خده الأيمن ، وقال لخولي بن يزيد : اجتزَّ رأسه! فضعف وارتعدت يده ، فقال له سنان : فتَّ الله عضدك ، وأبان يدك ، فنزل إليه شمر لعنه الله ، وكان اللعين أبرص ، فضربه برجله فألقاه على قفاه ، ثمَّ أخذ بلحيته ، فقال الحسين (عليه السلام) : أنت الأبقع الذي رأيتك في منامي ، فقال : أتشبِّهني بالكلاب ؟ ثمَّ جعل يضرب بسيفه مذبح الحسين (عليه السلام).

حمید بن مسلم نے کہا: اور زینب بنت علی (علیہا السلام) نکلیں اور کہہ رہی تھیں: کاش آسمان زمین پر گر پڑتا، اے عمر بن سعد! کیا ابو عبداللہ شہید ہو رہے ہیں اور تم دیکھ رہے ہو؟ اور عمر کے آنسو اس کے رخساروں اور داڑھی پر بہہ رہے تھے، اور وہ اپنا چہرہ ان سے پھیر رہا تھا، اور حسین (علیہ السلام) بیٹھے ہوئے تھے، اور آپ پر خز کا جبہ تھا، اور لوگ آپ سے دور رہے، تو شمر نے پکارا: تمہارا برا ہو، اس کا کیا انتظار کر رہے ہو؟ اسے زخموں اور تیروں نے لہولہان کر دیا ہے، اسے قتل کرو تمہاری ماؤں نے تمہارا ماتم کیا، تو انہوں نے ہر طرف سے آپ پر حملہ کیا۔ راوی نے کہا: اور آپ کبھی گرتے اور کبھی اٹھتے، تو سنان نے اسی حالت میں آپ پر حملہ کیا اور نیزہ مارا تو آپ کو گرا دیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (علیہ السلام) اپنے دائیں رخسار پر گر پڑے، اور خولی بن یزید سے کہا: اس کا سر قلم کرو! لیکن وہ کمزور پڑ گیا اور اس کا ہاتھ کانپنے لگا، تو سنان نے اس سے کہا: اللہ تیرا بازو توڑے، اور تیرا ہاتھ کاٹ دے، تو شمر ملعون خدا کی لعنت ہو اس پر نیچے اترا، اور وہ ملعون ابرص تھا، تو اس نے آپ کو اپنے پاؤں سے مارا اور آپ کو پیٹھ کے بل گرا دیا، پھر آپ کی داڑھی پکڑ لی، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تو وہی ابقع ہے جسے میں نے اپنے خواب میں دیکھا تھا، اس نے کہا: کیا تو مجھے کتوں سے تشبیہ دے رہا ہے؟ پھر وہ حسین (علیہ السلام) کی گردن پر اپنی تلوار سے وار کرنے لگا۔

وروى في المناقب بإسناده عن محمد بن عمرو بن الحسن قال : كنّا مع الحسين بنهر كربلا ، ونظر إلى شمر بن ذي الجوشن وكان أبرص فقال : الله أكبر ! الله أكبر ! صدق الله ورسوله ، قال رسول الله : كأنّي أنظر إلى كلب أبقع يلغ في دم أهل بيتي.

اور مناقب میں محمد بن عمرو بن حسن سے سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم حسین (علیہ السلام) کے ساتھ نہر کربلا میں تھے، اور آپ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور وہ ابرص تھا تو فرمایا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا تھا: گویا میں ایک ابلق کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے۔

وقيل : جاء إليه شمر وسنان بن أنس ، والحسين (عليه السلام) بآخر رمق ، يلوك لسانه من العطش ، ويطلب الماء ، فرفسه شمر ـ لعنه الله ـ برجله ، وقال : يا ابن أبي تراب! ألست تزعم أنّ أباك على حوض النبيِّ (صلى الله عليه وآله) يسقي مَنْ أحبَّه ، فاصبر حتى تأخذ الماء من يده ، ثم قال لسنان : اجتزَّ رأسه قفاء ، فقال سنان : والله لا أفعل ، فيكون جدُّه محمد (صلى الله عليه وآله) خصمي.

اور کہا گیا ہے: شمر اور سنان بن انس آپ کے پاس آئے، اور حسین (علیہ السلام) آخری سانسوں میں تھے، پیاس سے زبان حلق میں پھیر رہے تھے، اور پانی طلب کر رہے تھے، تو شمر ملعون خدا کی لعنت ہو اس پر نے اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری، اور کہا: اے ابن ابی تراب! کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تیرا باپ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حوض پر ہے اور جسے چاہے پانی پلاتا ہے، تو صبر کر یہاں تک کہ تو اس کے ہاتھ سے پانی لے لے، پھر سنان سے کہا: اس کا سر پیچھے سے قلم کرو، تو سنان نے کہا: اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا، ورنہ اس کے جد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) میرے مدمقابل ہوں گے۔

فغضب شمر لعنه الله ، وجلس على صدر الحسين ، وقبض على لحيته ، وهمَّ بقتله ، فضحك الحسين (عليه السلام) ، فقال له : أتقتلني ولا تعلم من أنا ؟ فقال : أعرفك حقَّ

تو شمر ملعون خدا کی لعنت ہو اس پر غصے میں آیا، اور حسین (علیہ السلام) کے سینے پر بیٹھ گیا، اور آپ کی داڑھی پکڑی، اور آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، تو حسین (علیہ السلام) مسکرائے، اور اس سے فرمایا: کیا تو مجھے قتل کرے گا اور نہیں جانتا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا: میں تجھے اچھی طرح

المعرفة : أمُّك فاطمة الزهراء ، وأبوك عليٌّ المرتضى ، وجدُّك محمد المصطفى أقتلك ولا أبالي ، فضربه بسيفه اثنتا عشرة ضربة ، ثم جزَّ رأسه صلوات الله وسلامه عليه ، ولعن الله قاتله ومقاتله والسائرين إليه بجموعهم.

جانتا ہوں: تیری ماں فاطمہ زہرا (علیہا السلام) ہیں، اور تیرے باپ علی مرتضیٰ (علیہ السلام) ہیں، اور تیرے جد محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں، میں تجھے قتل کروں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، پھر اس نے آپ پر تلوار سے بارہ وار کیے، پھر آپ کا سر مبارک قلم کیا، اللہ کی صلوات اور سلام ہو آپ پر، اور اللہ کی لعنت ہو آپ کے قاتل پر اور آپ سے جنگ کرنے والوں پر اور اپنی جماعتوں کے ساتھ آپ کی طرف آنے والوں پر۔

فتك العصفور بالصقر فياللعجب
ذبح الشمر حسيناً غيرة الله اغضبي حيدر آجرك الله بعالي الرتب
أدرك الأعداء منه ثار بدر وحنين
ذبح الشمرُ حسيناً ليتني كنتُ فداه
وغدا الأملاك تنعاه خصوصاً عتقاه
مادرى الملعون شمرٌ أيَّ صدر قد رقاه
صدر من داس فخاراً فوق هام الفرقدين

چڑیا نے باز کو مار ڈالا، واہ عجب !
شمر نے حسین کو شہید کیا، اے اللہ کی غیرت غضبناک ہو جا
حیدر ! اللہ تجھے اعلیٰ مرتبے کا اجر دے
دشمنوں نے اس سے بدر اور حنین کا بدلہ لیا
شمر نے حسین کو شہید کیا، کاش میں آپ کا فدیہ ہوتا
اور فرشتے آپ کا نوحہ کرنے لگے، خاص طور پر آپ کے آزاد کردہ غلام
ملعون شمر نہیں جانتا تھا کہ اس نے کس سینے پر چڑھائی کی
وہ سینہ جس نے فخر سے دو ستاروں کے سروں پر قدم رکھا تھا

قال ابن شهر آشوب عليه الرحمة : روى أبو مخنف عن الجلودي أنه لمَّا صُرع الحسين (عليه السلام) جعل فرسه يحامي عنه ، ويثب على الفارس فيخبطه عن سرجه ويدوسه ، حتى قتل الفرس أربعين رجلا ، ثم تمرَّغ في دم الحسين (عليه السلام) ، وقصد نحو الخيمة وله صهيل عال ، ويضرب بيده الأرض.

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے فرمایا: ابو مخنف نے جلودی سے روایت کی ہے کہ جب حسین (علیہ السلام) زمین پر گرائے گئے تو آپ کا گھوڑا آپ کی حفاظت کرنے لگا، اور سوار پر جھپٹتا اور اسے زین سے گرا کر روند دیتا، یہاں تک کہ اس گھوڑے نے چالیس آدمی مار ڈالے، پھر وہ حسین (علیہ السلام) کے خون میں لوٹنے لگا، اور خیمے کی طرف بلند آواز میں ہنہناتا ہوا روانہ ہوا، اور اپنے پاؤں سے زمین پر ضرب لگانے لگا۔

وقال السيِّد رضي الله عنه : فلمَّا قتل صلوات الله عليه ارتفعت في السماء في ذلك الوقت غبرة شديدة سوداء مظلمة ، فيها ريح حمراء ، لا ترى فيها عين ولا أثر ، حتّى ظنَّ القوم أنَّ العذاب قد جاءهم ، فلبثوا كذلك ساعة ثمَّ انجلت عنهم.

اور سید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب صلوات اللہ علیہ شہید ہوئے تو اسی وقت آسمان میں ایک شدید سیاہ تاریک غبار بلند ہوا، جس میں سرخ آندھی تھی، اس میں نہ کوئی آنکھ نظر آتی تھی نہ کوئی نشان، یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا کہ عذاب آگیا ہے، پھر وہ ایک ساعت تک اسی حالت میں رہے، پھر وہ ان سے دور ہو گیا۔

وروى هلال بن نافع ، قال : إنّي لواقف مع أصحاب عمر بن سعد إذ صرخ صارخ : أبشر أيُّها الأمير ، فهذا شمر قد قتل الحسين ، قال : فخرجت بين الصفّين فوقفت عليه ، وإنه ليجود بنفسه ، فوالله ما رأيت قط قتيلا مضمَّخاً بدمه أحسن منه ولا أنور وجهاً ، ولقد شغلني نور وجهه وجمال هيبته عن الفكرة في قتله ، فاستسقى في تلك الحالة ماء ، فسمعت رجلا يقول : لا تذوق الماء حتى ترد الحامية فتشرب من حميمها ، فسمعته يقول : أنا أرد الحامية فأشرب من حميمها ؟ بل أرد على جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وأسكن معه في داره ، في مقعد صدق عند مليك مقتدر ، وأشرب من ماء غير آسن ، وأشكوا إليه ما ركبتم منّي وفعلتم بي ، قال :

اور ہلال بن نافع نے روایت کی، کہا: میں عمر بن سعد کے ساتھیوں کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک ایک پکارنے والا چلایا: اے امیر! خوشخبری ہو، یہ شمر نے حسین کو قتل کر دیا ہے۔ کہا: میں دونوں صفوں کے درمیان سے نکلا اور ان کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا، اور وہ جان کنی کی حالت میں تھے، اللہ کی قسم میں نے کبھی بھی اپنے خون میں لت پت کسی شہید کو ان سے زیادہ خوبصورت اور چہرے میں زیادہ نورانی نہیں دیکھا، اور ان کے چہرے کے نور اور ان کی شان و شوکت نے مجھے ان کے قتل کے بارے میں سوچنے سے غافل کر دیا، اسی حالت میں انہوں نے پانی طلب کیا، تو میں نے ایک شخص کو کہتے سنا: تو پانی نہیں چکھے گا یہاں تک کہ جہنم میں پہنچ کر وہاں کے کھولتے پانی سے پیے۔ میں نے انہیں فرماتے سنا: میں جہنم میں جاؤں اور کھولتا پانی پیوں؟ بلکہ میں اپنے جد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس جاؤں گا، اور ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہوں گا، بادشاہِ مقتدر کے پاس صدق کے مقام پر، اور ایسے پانی سے پیوں گا جو بدبودار نہیں، اور ان سے شکایت کروں گا جو تم نے مجھ پر ظلم کیے اور میرے ساتھ کیا۔ کہا:

فغضبوا بأجمعهم حتّى كأنّ الله لم يجعل في قلب أحد منهم من الرحمة شيئاً ، فاجتزّوا رأسه ، وإنه ليكلِّمهم ، فتعجَّبت من قلّة رحمتهم ، وقلت : والله لا أجامعكم على أمر أبداً [1]

تو وہ سب کے سب غصے میں آ گئے، یہاں تک کہ گویا اللہ نے ان میں سے کسی کے دل میں رحم کا کوئی ذرہ نہیں رکھا تھا، پھر انہوں نے آپ کا سر مبارک قلم کر دیا، اور آپ ان سے بات کر رہے تھے، میں ان کی بے رحمی پر حیران رہ گیا، اور میں نے کہا: اللہ کی قسم میں کبھی بھی تمہارے ساتھ کسی معاملے میں شریک نہیں ہوں گا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/47 ـ 57.

.

وجاء في الزيارة الناحية الشريفة : حتّى نكّسوك عن جوادك ، فهويت إلى الأض جريحاً ، تطؤك الخيول بحوافرها ، وتعلوك الطغاة ببواترها ، قد رشح للموت جبينك ، واختلفت بالانقباض والانبساط شمالك ويمينك ، تدير طرفاً خفيّاً إلى رحلك وبيتك ، وقد شُغلت بنفسك عن ولدك وأهلك ، وأسرع فرسك شارداً ، وإلى خيامك قاصداً ، محمحماً باكياً ، فلمّا رأين النساء جوادك مخزيّاً ، ونظرن سرجك عليه ملويّاً ، برزن من الخدور ، ناشرات الشعور على الخدود ، لاطمات الوجوه ، سافرات ، وبالعويل داعيات ، وبعد العزِّ مذلّلات ، وإلى مصرعك مبادرات ، والشمر جالس على صدرك ، مولغ سيفه على نحرك ، قابض على شيبتك بيده ، ذابح لك بمهنَّده ، قد سكنت حواسك ، وخفيت أنفاسك ، ورُفع على القنا رأسك.

اور زیارتِ ناحیہ مقدسہ میں آیا ہے: یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو آپ کے گھوڑے سے گرا دیا، تو آپ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑے، گھوڑے اپنے کھروں سے آپ کو روندتے رہے، اور ظالم اپنی تلواروں سے آپ پر چڑھتے رہے، موت کے لیے آپ کی پیشانی پسینے سے تر تھی، اور آپ کے دائیں بائیں ہاتھ سکڑنے اور پھیلنے میں مختلف تھے، آپ چھپی ہوئی نگاہ سے اپنے خیموں اور گھر کی طرف دیکھ رہے تھے، اور آپ اپنی جان سے اپنی اولاد اور اہل سے مشغول ہو گئے تھے، اور آپ کا گھوڑا بھاگ کر خیموں کی طرف جا رہا تھا، ہنہناتا اور روتا ہوا، جب عورتوں نے آپ کے گھوڑے کو بے زین دیکھا، اور اس پر آپ کی زین ٹیڑھی دیکھی، تو وہ پردوں سے باہر نکل آئیں، بال کھول کر رخساروں پر بکھیر دیے، چہروں پر طمانچے مارتیں، بے پردہ، اور آہ و فریاد سے پکارتیں، عزت کے بعد ذلیل، اور آپ کی شہادت گاہ کی طرف دوڑتیں، اور شمر آپ کے سینے پر بیٹھا تھا، اپنی تلوار آپ کے گلے پر چلا رہا تھا، اپنے ہاتھ سے آپ کی سفید ریش پکڑے ہوئے، اپنی تیز دھار تلوار سے آپ کو ذبح کرتے ہوئے، آپ کے حواس ساکت ہو چکے تھے، اور آپ کی سانسیں چھپ گئی تھیں، اور آپ کا سر نیزے پر بلند کر دیا گیا۔

وروى محمد بن إسماعيل الرازي ، عن أبي جعفر الثاني (عليه السلام) قال : قلت له : جُعلت فداك ، ما تقول في الصوم فإنه قد روي أنهم لا يوفَّقون لصوم ؟ فقال : أما إنّه قد أجيبت دعوة المَلَك فيهم ، قال : فقلت : وكيف ذلك جعلت فداك ؟ قال : إن الناس لما قتلوا الحسين صلوات الله عليه أمر الله تبارك وتعالى مَلكاً ينادي : أيَّتها الأمَّة الظالمة القاتلة عترة نبيِّها! لاوفَّقكم الله لصوم ولا لفطر [2]

اور محمد بن اسماعیل رازی نے روایت کی ہے، ابو جعفر ثانی (علیہ السلام) سے، کہا: میں نے ان سے عرض کیا: میں آپ پر قربان، روزے کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے کیونکہ روایت آئی ہے کہ وہ لوگ روزے کی توفیق نہیں پاتے؟ تو فرمایا: بیشک ان کے بارے میں فرشتے کی دعا قبول ہو گئی، کہا: میں نے عرض کیا: یہ کیسے؟ میں آپ پر قربان، فرمایا: جب لوگوں نے حسین صلوات اللہ علیہ کو شہید کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ پکارے: اے ظالم امت! اے اپنے نبی کی عترت کو قتل کرنے والی! اللہ تمہیں روزے اور افطار کی توفیق نہ دے۔

الكافي ، الكليني : 4/169 ح 1.

.

وروي عن رزين ، قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : لما ضُرب الحسين بن علي (عليهما السلام) بالسيف فسقط رأسه ثمَّ ابتدر ليقطع رأسه نادى مناد من بطنان العرش :

ألا أيَّتها الأمَّة المتحيِّرة الضالّة بعد نبيِّها! لا وفَّقكم الله لأضحى ولا لفطر ، قال : ثمَّ قال أبو عبدالله (عليه السلام) : فلا جرم والله ما وفِّقوا ولا يُوفَّقون حتى يثأر ثائر الحسين (عليه السلام) [1]

الكافي ، الكليني : 4/170 ح 3.

اور رزین سے روایت ہے، کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: جب حسین بن علی (علیہما السلام) پر تلوار ماری گئی اور آپ کا سر گرا، پھر آپ کا سر قلم کرنے کے لیے بڑھے تو عرش کی گہرائیوں سے ایک پکارنے والے نے آواز دی:

خبردار! اے حیران و گمراہ امت جو اپنے نبی کے بعد ہے ! اللہ تمہیں نہ قربانی کی توفیق دے نہ افطار کی، کہا: پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: تو اللہ کی قسم ! انہیں توفیق نہیں ملی اور نہ ملے گی یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کا بدلہ لینے والا ان سے بدلہ لے۔ اور حجۃ شیخ علی جشی علیہ الرحمۃ کا کیا ہی خوب کہنا ہے:

ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

لاَ عِيْدَ لِلإِسْلاَمِ بَعْدَ كَرْبَلا إِذْ ظَفَرَ الشِّرْكُ بِأَرْبَابِ الْوِلاَ
فَأَطْعَمَتْ جُسُومَها بِيْضَ الظُّبَا وَتَوَّجَتْ بِالرُّؤْسِ مِنْهُ الأَسَلاَ

کربلا کے بعد اسلام کے لیے کوئی عید نہیں
جب شرک نے اولیاء کے سرداروں پر فتح پائی
تو اپنے جسم سفید تلواروں کو کھلائے
اور نیزوں کو اس سے سروں کا تاج پہنایا

ويقول أيضاً :

لَمْ يُبْقِ يومُ السِّبْطِ في الأعْيادِ مِنْ يوم لِمَنْ وَالاَهُ فيه سُرُورُ
مَلأَ الزَّمَان شَجَاً بِخَطْب لَمْ يَكُنْ أبداً له في الحَادِثَاتِ نظيرُ [2]

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 53.

اور وہ یہ بھی فرماتے ہیں:

سبط کے دن نے عیدوں میں سے کوئی دن باقی نہیں چھوڑا
جس میں اس کے محب کے لیے کوئی خوشی ہو
زمانے کو غم سے بھر دیا ایسے مصیبت سے جس کی
حوادث میں کبھی کوئی نظیر نہیں ملی

المجلس التاسع ، من يوم عاشوراء

نهي أهل البيت (عليهم السلام) عن الصيام في يوم عاشوراء وإظهار بني أمية فيه الفرح والسرور

جاء في زيارة عاشوراء : اللهم! إن هذا يوم تبركت به بنو أمية وابن آكلة الأكباد اللعين ابن اللعين على لسانك ولسان نبيك (صلى الله عليه وآله) في كل موطن وموقف وقف فيه نبيك ، وجاء فيها أيضا : وهذا يوم فرحت به آل زياد وآل مروان بقتلهم الحسين صلوات الله عليهم ، اللهم! فضاعف عليهم اللعن والعذاب ، اللهم! إني أتقرب إليك في هذا اليوم وفي موقفي هذا وأيام حياتي بالبراءة منهم واللعنة عليهم وبالموالاة لنبيك وآل نبيك عليه وعليهم السلام [3]

مصباح المتهجد ، الشيخ الطوسي : 775.

نویں مجلس، عاشورہ کے دن سے
اہل بیت (علیہم السلام) کی جانب سے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرنا اور بنی امیہ کا اس دن خوشی و مسرت کا اظہار کرنا
زیارت عاشورا میں آیا ہے: اے اللہ ! یہ وہ دن ہے جسے بنی امیہ اور کلیجہ کھانے والی کا بیٹا، لعنتی ابن لعنتی نے برکت کا دن سمجھا، تیری زبان پر اور تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زبان پر ہر اس جگہ اور مقام پر جہاں آپ کا نبی کھڑا ہوا۔ اور اس میں یہ بھی آیا ہے: اور یہ وہ دن ہے جس میں آل زیاد اور آل مروان نے حسین (علیہم السلام) کے قتل پر خوشی منائی، اے اللہ ! پس ان پر لعنت اور عذاب کو دوگنا کر دے، اے اللہ ! میں اس دن اور اپنے اس مقام پر اور اپنی زندگی کے دنوں میں تیرا قرب حاصل کرتا ہوں ان سے برات اور ان پر لعنت کے ذریعے اور تیرے نبی اور تیرے نبی کی آل سے محبت کے ذریعے، ان پر اور ان پر سلام ہو۔

.

فلقد سن بنو أمية للناس الفرح يوم عاشوراء وأمروا الناس بصيامه ، واتخذوه يوم فرح وسرور ، وفي ذلك يقول بعض الشعراء :

كانت مآتم بالعراق تعدها أمية في الشام من أعيادها

پس واقعی بنی امیہ نے لوگوں کے لیے عاشورہ کے دن خوشی منانے کی رسم جاری کی اور لوگوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا، اور اسے خوشی اور مسرت کا دن بنایا، اور اس بارے میں بعض شعراء کہتے ہیں:

عراق میں جو ماتم ہوتے تھے
امیہ انہیں شام میں اپنی عیدوں میں شمار کرتی تھی

فالصوم لا يكون إلا عن شكر ، ولا صوم في يوم عاشوراء لأنه يوم مصيبة ، وهو يوم يتشأم به آل محمد (صلى الله عليه وآله) كما جاء في الرواية ، لكن بنو أمية أمروا الناس بصيام عاشوراء فرحا بمقتل الحسين (عليه السلام) ، وقد نص على ذلك أهل البيت (عليهم السلام) في كلماتهم ووصاياهم الشريفة ، ونبهوا أصحابهم وشيعتهم على ذلك.

پس روزہ شکر کے علاوہ نہیں ہوتا، اور عاشورہ کے دن روزہ نہیں کیونکہ یہ مصیبت کا دن ہے، اور یہ وہ دن ہے جسے آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) منحوس سمجھتے ہیں جیسا کہ روایت میں آیا ہے، لیکن بنی امیہ نے حسین (علیہ السلام) کے قتل پر خوشی میں لوگوں کو عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا، اور اہل بیت (علیہم السلام) نے اپنے کلمات اور اپنی شریف وصیتوں میں اس کی تصریح فرمائی ہے، اور اپنے اصحاب اور شیعوں کو اس کی طرف متوجہ کیا ہے۔

ومن ذلك ما روي عن جعفر بن عيسى قال : سألت الرضا (عليه السلام) عن صوم عاشورا وما يقول الناس فيه ، فقال : عن صوم ابن مرجانة [1]

اور ان میں سے جعفر بن عیسیٰ سے روایت ہے، کہا: میں نے رضا (علیہ السلام) سے عاشورہ کے روزے کے بارے میں پوچھا اور اس بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں، تو آپ نے فرمایا: تم مجھ سے ابن مرجانہ کے روزے کے بارے میں پوچھ رہے ہو، یہ وہ دن ہے جس میں آل زیاد کے جھوٹوں نے حسین (علیہ السلام) کے قتل پر روزہ رکھا، اور یہ وہ دن ہے جسے آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) منحوس جانتے ہیں اور اہل اسلام اسے منحوس جانتے ہیں اور جس دن کو اہل اسلام منحوس جانیں اس میں روزہ نہیں رکھا جاتا اور نہ اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے، اور پیر کا دن بد شگون ہے اللہ عزوجل نے اس میں اپنے نبی کو اٹھا لیا اور آل محمد پر جو بھی مصیبت آئی پیر کے دن آئی پس ہم نے اسے منحوس جانا، اور ہمارے دشمن نے اس سے برکت حاصل کی، اور عاشورہ کے دن حسین (علیہم السلام) کو شہید کیا گیا اور ابن مرجانہ نے اس سے برکت حاصل کی، اور آل محمد (علیہم السلام) نے اسے منحوس جانا، پس جس نے ان میں روزہ رکھا یا ان سے برکت حاصل کی وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا دل مسخ ہو چکا ہوگا اور اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے ان کا روزہ رکھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا رواج دیا۔

يعني به عبيد الله بن زياد حاكم الكوفة من قبل يزيد بن معاوية زاد الله في النار عذابهما. والأدعياء : جمع دعي وهو المتهم في نسبه أي ولد الزنا.

تسألني ، ذلك يوم صامه الأدعياء من آل زياد لقتل الحسين (عليه السلام) وهو يوم يتشأم به آل محمد (صلى الله عليه وآله) ويتشأم به أهل الإسلام واليوم الذي يتشأم به أهل الإسلام لا يُصام ولا يتبرك به ، ويوم الإثنين يوم نحس قبض الله عز وجل فيه نبيه وما أصيب آل محمد إلا في يوم الإثنين فتشأمنا به ، وتبرك به عدونا ، ويوم عاشورا قتل الحسين صلوات الله عليه وتبرك به ابن مرجانة ، وتشأم به آل محمد صلى الله عليهم ، فمن صامهما أو تبرك بهما لقي الله تبارك وتعالى ممسوح القلب وكان حشره مع الذين سنوا صومهما و التبرك بهما [2]

الكافي ، الكليني : 4/146 ح 5.

.

وروي عن زيد النرسي قال : سمعت عبيد بن زرارة يسأل أبا عبدالله (عليه السلام) عن صوم يوم عاشورا فقال : من صامه كان حظه من صيام ذلك اليوم حظ ابن مرجانة وآل زياد ، قال : قلت : وما كان حظهم من ذلك اليوم ؟ قال : النار أعاذنا الله

اور زید نرسی سے روایت ہے، کہا: میں نے عبید بن زرارہ کو سنا کہ وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عاشورہ کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا: جس نے اس کا روزہ رکھا تو اس دن کے روزے سے اس کا حصہ ابن مرجانہ اور آل زیاد کا حصہ ہے، کہا: میں نے کہا: اور ان کا اس دن سے کیا حصہ تھا؟ فرمایا: آگ، اللہ ہمیں محفوظ رکھے

من النار ومن عمل يُقرِّب من النار [1]

آگ سے اور ہر اس عمل سے جو آگ کے قریب کرے۔

الكافي ، الكليني : 4/147.

.

وروي عن عبد الملك قال : سألت أبا عبدالله (عليه السلام) عن صوم تاسوعا وعاشورا من شهر المحرم فقال : تاسوعا يوم حوصر فيه الحسين (عليه السلام) وأصحابه رضي الله عنهم بكربلاء واجتمع عليه خيل أهل الشام وأناخوا عليه ، وفرح ابن مرجانة وعمر بن سعد بتوافر الخيل وكثرتها ، واستضعفوا فيه الحسين صلوات الله عليه وأصحابه رضي الله عنهم ، وأيقنوا أن لا يأتي الحسين (عليه السلام) ناصر ولا يمده أهل العراق ـ بأبي المستضعف الغريب ـ ثم قال : وأما يوم عاشورا فيومٌ أصيب فيه الحسين (عليه السلام) صريعا بين أصحابه وأصحابه صرعى حوله (عراة) أفصومٌ يكون في ذلك اليوم ؟! لا ورب البيت الحرام ما هو يوم صوم وما هو إلا يوم حزن ومصيبة دخلت على أهل السماء وأهل الأرض وجميع المؤمنين ، ويوم فرح وسرور لابن مرجانة وآل زياد وأهل الشام غضب الله عليهم وعلى ذرياتهم ، وذلك يوم بكت عليه جميع بقاع الأرض خلا بقعة الشام ، فمن صامه أو تبرك به حشره الله مع آل زياد ممسوخ القلب مسخوط عليه.. [2]

الكافي ، الكليني : 4/147 ح 7.

.

اور عبدالملک سے روایت ہے، کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے محرم کے مہینے کے تاسوعا اور عاشورا کے روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تاسوعا وہ دن ہے جس میں حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کربلا میں محاصرہ میں لے لیا گیا اور اہل شام کے گھوڑے ان پر جمع ہوگئے اور انہوں نے ان پر ڈیرے ڈالے، اور ابن مرجانہ اور عمر بن سعد گھوڑوں کی فراوانی اور کثرت سے خوش ہوئے، اور انہوں نے حسین (علیہم السلام) اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کمزور سمجھا، اور یقین کر لیا کہ حسین (علیہ السلام) کے پاس کوئی مددگار نہیں آئے گا اور نہ اہل عراق ان کی مدد کریں گے – میرے باپ فدا ہوں مستضعف غریب پر– پھر فرمایا: اور رہا عاشورہ کا دن تو یہ وہ دن ہے جس میں حسین (علیہ السلام) اپنے اصحاب کے درمیان شہید پائے گئے اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد شہید پڑے تھے (ننگے) کیا اس دن میں روزہ ہو سکتا ہے؟! نہیں، بیت حرام کے رب کی قسم یہ روزے کا دن نہیں ہے اور یہ صرف غم اور مصیبت کا دن ہے جو اہل آسمان اور اہل زمین اور تمام مومنین پر وارد ہوئی، اور ابن مرجانہ اور آل زیاد اور اہل شام کے لیے خوشی اور مسرت کا دن، اللہ کا غضب ہو ان پر اور ان کی اولاد پر، اور یہ وہ دن ہے جس پر زمین کے تمام ٹکڑوں نے رویا سوائے شام کے ٹکڑے کے، پس جس نے اس کا روزہ رکھا یا اس سے برکت حاصل کی اللہ اسے آل زیاد کے ساتھ محشور کرے گا مسخ شدہ دل کے ساتھ، اس پر غضب کی گئی ہوئی حالت میں۔

وروي عن الحسين بن أبي غندر ، عن أبيه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سألته عن صوم يوم عرفة ؟ فقال : عيد من أعياد المسلمين ويوم دعاء ومسألة ، قلت : فصوم يوم عاشوراء ؟ قال : ذاك يوم قُتل فيه الحسين (عليه السلام) ، فإن كنت شامتا فصم ، ثم قال : إن آل أمية نذروا نذرا إن قتل الحسين (عليه السلام) أن يتخذوا ذلك اليوم عيدا لهم يصومون فيه شكرا ، ويُفرِّحون أولادَهم ، فصارت في آل أبي سفيان سنة إلى اليوم ، فلذلك يصومونه ويدخلون على أهاليهم وعيالاتهم الفرح ذلك اليوم ، ثم قال : إن الصوم لا يكون للمصيبة ، ولا يكون إلا شكرا للسلامة ، وإن الحسين (عليه السلام)

أصيب يوم عاشوراء إن كنت فيمن أُصيب به فلا تصم ، وإن كنت شامتا ممن سره سلامة بني أمية فصم شكراً لله تعالى [1]

وسائل الشيعة (آل البيت) (عليهم السلام) الحر العاملي : 10/462 ح 7.

.

اور حسین بن ابی غندر سے روایت ہے، اپنے والد سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، کہا: میں نے آپ سے عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھا؟ تو فرمایا: مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور دعا اور سوال کا دن ہے، میں نے کہا: تو عاشورہ کے دن کا روزہ؟ فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں حسین (علیہ السلام) کو شہید کیا گیا، تو اگر تم شماتت کرنے والے ہو تو روزہ رکھو، پھر فرمایا: بے شک آل امیہ نے نذر مانی تھی اگر حسین (علیہ السلام) کو قتل کر دیا جائے تو وہ اس دن کو اپنے لیے عید کا دن بنائیں گے جس میں شکر میں روزہ رکھیں گے، اور اپنی اولاد کو خوش کریں گے، پس یہ آل ابی سفیان میں آج تک رسم بن گیا، اسی لیے وہ اس کا روزہ رکھتے ہیں اور اپنے گھر والوں اور اپنے بال بچوں میں اس دن خوشی منائی جاتی ہے، پھر فرمایا: بے شک روزہ مصیبت کے لیے نہیں ہوتا، اور یہ صرف سلامتی پر شکر کے لیے ہوتا ہے، اور بے شک حسین (علیہ السلام)

عاشورہ کے دن شہید کیے گئے اگر تم ان میں سے ہو جن پر اس کی مصیبت آئی تو روزہ نہ رکھو، اور اگر تم ان میں سے ہو جو بنی امیہ کی سلامتی پر خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے روزہ رکھو۔

ويقول أبو الريحان البيروني في الآثار الباقية ، بعد ذكر ما جرى على الحسين (عليه السلام) في يوم عاشوراء : فأما بنو أمية ، فقد لبسوا فيه ما تجدد ، وتزينوا واكتحلوا وعيّدوا ، وأقاموا الولائم والضيافات ، وأطعموا الحلاوات والطيبات ، وجرى الرسم في العامة على ذلك أيام ملكهم ، وبقي فيهم بعد زواله عنهم ، وأما الشيعة ، فإنهم ينوحون ، ويبكون ، أسفا لقتل سيد الشهداء (عليه السلام) فيه [2]

الكنى والألقاب ، الشيخ عباس القمي : 1/431 ، وراجع : عجائب المخلوقات ، مطبوع بهامش حياة الحيوان 1/115.

اور ابو الریحان البیرونی نے 'الآثار الباقیہ' میں کہا ہے، عاشورہ کے دن حسین (علیہ السلام) پر جو کچھ گزرا اس کا ذکر کرنے کے بعد: رہے بنی امیہ تو انہوں نے اس میں نئے کپڑے پہنے، زینت اختیار کی اور سرمہ لگایا اور عید منائی، اور ضیافتوں اور دعوتوں کا اہتمام کیا، اور حلوے اور لذیذ کھانے کھلائے، اور ان کی حکومت کے دور میں عوام میں یہ رسم جاری رہی، اور ان سے حکومت ختم ہونے کے بعد بھی ان میں باقی رہی، اور رہے شیعہ تو وہ نوحہ کرتے ہیں، اور روتے ہیں، سید الشہداء (علیہ السلام) کے قتل پر افسوس کرتے ہوئے۔

.

ويقول المقريزي بعد أن ذكر أن العلويين المصريين كانوا يتخذون يوم عاشوراء يوم حزن ، تتعطل فيه الأسواق ، قال : فلما زالت الدولة اتخذ الملوك من بني أيوب يوم عاشوراء يوم سرور ، يوسعون فيه على عيالهم ، وينبسطون في المطاعم ، ويتخذون الأواني الجديدة ، ويكتحلون ، ويدخلون الحمام جريا على عادة أهل الشام ، التي سنها لهم الحجاج في أيام عبد الملك بن مروان ، ليرغموا به آناف شيعة علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، الذين يتخذون يوم عاشوراء يوم عزاء وحزن على الحسين بن علي (عليه السلام) ، لأنه قتل فيه ، قال : وقد أدركنا بقايا مما عمله بنو أيوب من اتخاذ عاشوراء يوم سرور وتبسط [3]

الخطط والآثار للمقريزي : 1/490.

اور مقریزی نے یہ ذکر کرنے کے بعد کہ مصر کے علوی عاشورہ کے دن کو غم کا دن مناتے تھے، جس میں بازار بند ہو جاتے تھے، کہا: پھر جب ان کی حکومت ختم ہوئی تو بنی ایوب کے بادشاہوں نے عاشورہ کے دن کو خوشی کا دن بنا لیا، اس میں اپنے گھر والوں پر وسعت کرتے، کھانوں میں فراخی کرتے، نئے برتن استعمال کرتے، سرمہ لگاتے، اور حمام میں جاتے، اہل شام کی اس رسم پر چلتے ہوئے، جو حجاج نے عبد الملک بن مروان کے زمانے میں ان کے لیے رائج کی، تاکہ اس سے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے شیعوں کی ناک رگڑیں، جو عاشورہ کے دن کو حسین بن علی (علیہ السلام) پر عزا اور غم کا دن بناتے تھے، کیونکہ آپ اس میں شہید کیے گئے، کہا: اور ہم نے بنی ایوب کے کیے ہوئے کاموں کی باقیات کو پایا ہے کہ وہ عاشورہ کو خوشی اور فراخی کا دن بناتے تھے۔

.

وقال الزرندي : ـ في معرض كلامه عن النواصب والجهلة الذين اتخذوا يوم عاشوراء يوم عيد وفرح ، قال : فاتخذوا هذا اليوم عيدا ، وأخذوا في إظهار الفرح والسرور ، إما لكونهم من النواصب المتعصبين على الحسين وأهل بيته (عليهم السلام) ، وإما من الجهال... فأظهروا الزينة كالخضاب ، ولبس الجديد من الثياب ، والاغتسال ،

وتوسع النفقات ، وطبخ الأطعمة والحبوب الخارجة عن العادات ، ويفعلون فيه ما يُفعل بالأعياد ، ويزعمون أن ذلك من السنة والمعتاد ، والسنة ترك ذلك كله ، فإنه لم يرد في ذلك شيء يعتمد عليه ، ولا أثر صحيح يعول ويرجع إليه ؟

اور زرندی نے کہا: نواصب اور جاہلوں کے بارے میں اپنی بات میں جنہوں نے عاشورہ کے دن کو عید اور خوشی کا دن بنایا، کہا: تو انہوں نے اس دن کو عید بنایا، اور خوشی اور مسرت کے اظہار میں لگ گئے، یا تو اس لیے کہ وہ نواصب میں سے تھے جو حسین اور آپ کے اہل بیت (علیہم السلام) کے خلاف متعصب تھے، یا جاہلوں میں سے تھے... تو انہوں نے زینت ظاہر کی جیسے مہندی لگانا، نئے کپڑے پہننا، غسل کرنا،

اور خرچ میں فراخی کرنا، اور معمول سے ہٹ کر کھانے اور حبوب پکانا، اور اس میں وہ کام کرتے ہیں جو عیدوں میں کیے جاتے ہیں، اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ سنت اور معمول میں سے ہے، اور سنت یہ سب چھوڑنا ہے، کیونکہ اس بارے میں کوئی ایسی چیز وارد نہیں ہوئی جس پر اعتماد کیا جا سکے، اور نہ کوئی صحیح اثر ہے جس پر بھروسہ اور رجوع کیا جائے؟

وقد سئل بعض العلماء الأعيان المشار إليه في علم الحديث وعلم الأديان عما يفعله الناس في يوم عاشوراء من الإكتحال والإغتسال والحناء ولبس الثياب الجدد ، وإظهار السرور وغير ذلك ؟ فقال : لم يرد في ذلك حديث صحيح عن النبي (صلى الله عليه وآله) ولا عن أصحابه ولا استحب ذلك أحد من الأئمة المسلمين ، والأئمة الأربعة ولا غيرهم ، ولم يروي أهل الكتب المعتمدة من ذلك شيئا عن النبي (صلى الله عليه وآله).. لا صحيحا ولا ضعيفا ؟

اور بعض اکابر علماء سے جن کی طرف حدیث کے علم اور دین کے علم میں اشارہ کیا جاتا ہے، ان سے پوچھا گیا اس کے بارے میں جو لوگ عاشورہ کے دن کرتے ہیں جیسے سرمہ لگانا، غسل کرنا، مہندی لگانا اور نئے کپڑے پہننا، اور خوشی کا اظہار کرنا اور اس طرح کی دیگر باتیں؟ تو انہوں نے کہا: اس بارے میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اور نہ آپ کے اصحاب سے کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اور نہ مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی نے اسے مستحب قرار دیا، اور نہ ائمہ اربعہ نے اور نہ دوسروں نے، اور اہل کتب معتمدہ نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اس میں سے کچھ روایت نہیں کیا.. نہ صحیح اور نہ ضعیف؟

وما روي عن بعض المتأخرين في ذلك أن من اكتحل في يوم عاشوراء لم يرمد ذلك العام ، ومن اغتسل فيه لم يمرض ذلك العام ، ومن وسع على عياله فيه وسع الله عليه سائر سنته ، وأمثال ذلك.. كله كذب موضوع [1]

اور جو کچھ بعض متاخرین سے اس بارے میں روایت کیا گیا کہ جس نے عاشورہ کے دن سرمہ لگایا اس سال اس کی آنکھیں نہیں دکھیں، اور جس نے اس میں غسل کیا وہ اس سال بیمار نہیں ہوا، اور جس نے اس میں اپنے گھر والوں پر فراخی کی اللہ اس پر تمام سال فراخی کرے گا، اور اس طرح کی باتیں.. یہ سب جھوٹ اور موضوع ہے۔

نظم درر السمطين ، الزرندي الحنفي : 229 ـ 230.

.

أقول : فيا أيها الموالي لأهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) حق لك البكاء والحزن في هذا اليوم على مصاب ورزء ريحانة الرسول (صلى الله عليه وآله وسلم) وقرة عين الزهراء البتول (عليها السلام) ، فياله من مصاب جلل ، ورزء تتصدع له الجبال الرواسي ، فهذا المصاب الجلل قد أحزن وأبكى رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأمير المؤمنين وفاطمة سيدة النساء والحسن المجتبى وسائر أئمة أهل البيت (عليهم السلام).

میں کہتا ہوں: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کے موالیو! تمہارے لیے حق ہے کہ اس دن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پھول اور زہرا بتول (علیہا السلام) کی آنکھوں کی ٹھنڈک کی مصیبت اور رنج پر روؤ اور غم کرو، تو یہ کیسی عظیم مصیبت ہے، اور ایسا رنج جس سے مضبوط پہاڑ پھٹ جائیں، تو اس عظیم مصیبت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور امیر المومنین اور فاطمہ سیدۃ النساء اور حسن مجتبیٰ اور تمام ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کو غمگین اور رلایا۔

جاء في الزيارة الناحية الشريفة المروية عن الإمام الحجة أرواحنا له الفداء يُخاطب الحسين سيد الشهداء (عليه السلام) : كنت للرسول (صلى الله عليه وآله) ولدا ، وللقرآن منقذا ، وللأمة عضدا ، وفي الطاعة مجتهدا ، حافظاً للعهد والميثاق ، ناكباً عن سبل الفساق ، باذلا للمجهود ، طويلَ الركوع والسجود ، زاهداً في الدنيا زُهدَ الراحل عنها ،

زیارت ناحیہ مقدسہ میں آیا ہے جو امام حجت ہماری جانیں آپ پر فدا سے مروی ہے، آپ حسین سید الشہداء (علیہ السلام) کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند تھے، اور قرآن کے نجات دہندہ تھے، اور امت کے سہارے تھے، اور اطاعت میں محنت کرنے والے تھے، عہد و میثاق کی حفاظت کرنے والے، فساق کی راہوں سے دور رہنے والے، پوری کوشش کرنے والے، طویل رکوع اور سجود کرنے والے، دنیا میں زہد اختیار کرنے والے اس شخص کے زہد کی طرح جو اس سے رخصت ہو رہا ہو،

ناظراً إليها بعين المستوحشين منها ، آمالُك عنها مكفوفة ، وهمتُك عن زينتها مصروفة ، والحِاظك عن بهجتِها مطروفة ، ورغبتُك في الآخرة معروفة ، حتى إذا الجور مدَّ باعَه ، وأسفَر الظُلم قناعه ، ودعا الغي أتباعه ، وأنت في حرم جدك قاطن ، وللظالمين مباين ، جليس البيت والمحراب معتزل عن اللذات والشهوات ، تُنكرُ المنكرَ بقلبك ولسانك ، على قدر طاقتك وإمكانك.

اس کی طرف اس شخص کی آنکھ سے دیکھنے والے جو اس سے وحشت کرتا ہو، آپ کی آرزوئیں اس سے بند تھیں، اور آپ کی ہمت اس کی زینت سے پھری ہوئی تھی، اور آپ کی نظریں اس کی رونق سے ہٹی ہوئی تھیں، اور آپ کی رغبت آخرت میں معروف تھی، یہاں تک کہ جب ظلم نے اپنا بازو پھیلایا، اور جور نے اپنا نقاب اتارا، اور گمراہی نے اپنے پیروکاروں کو بلایا، اور آپ اپنے دادا کے حرم میں مقیم تھے، اور ظالموں سے الگ تھے، گھر اور محراب میں بیٹھنے والے، لذتوں اور خواہشات سے الگ تھلگ، منکر کا انکار اپنے دل اور زبان سے کرتے تھے، اپنی طاقت اور امکان کی حد تک۔

ثم اقتضاك العلم للإنكار ، ولزمك أن تجاهد الفجار ، فسرت في أولادك وأهاليك ، وشيعتك ومواليك ، وصدعت بالحق والبينة ، ودعوت إلى الله بالحكمة والموعظة الحسنة ، وأمرت بإقامة الحدود ، والطاعة للمعبود ، ونهيت عن الخبائث والطغيان ، وواجهوك بالظلم والعدوان ، فجاهدتهم بعد الايعاظ لهم ، وتأكيد الحجة عليهم ، فنكثوا ذِمامك وبيعتك ، وأسخطوا ربك وجدك ، وبدؤوك بالحرب ، فَثبتَّ للطعن والضرب ، وطحنت جنود الفجار ، واقتحمت قسطل الغبار ، مجالدا بذي الفقار ، كأنك علي المختار ، فلما رأوك ثابت الجأش ، غير خائف ولا خاش ، نصبوا لك غوائل مكرهم ، وقاتلوك بكيدهم وشرهم ، وأمر اللعين جنوده ، فمنعوك الماء وورده ، وناجزوك القتال ، وعاجلوك النزال ، ورشقوك بالسهام والنبال ، وبسطوا إليك أكف الاصطلام ، ولم يرعوا لك ذماما ، ولا راقبوا فيك آثاما ، في قتلهم أولياءك ، ونهبهم رحالك ، أنت مقدم في الهبوات ، ومحتمل للأذيات ، وقد عجبت من صبرك ملائكة السماوات ، وأحدقوا بك من كل الجهات ، وأثخنوك بالجراح ، وحالوا بينك وبين الرواح ، ولم يبق لك ناصر ، وأنت محتسب صابر ، تذب عن نسوتك وأولادك.

پھر علم نے آپ پر انکار لازم کیا، اور آپ پر ضروری ہو گیا کہ فجار سے جہاد کریں، تو آپ اپنے اولاد اور اہل و عیال میں، اور اپنے شیعوں اور موالیوں میں چل پڑے، اور حق و بینہ کے ساتھ آواز بلند کی، اور حکمت اور حسین نصیحت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دی، اور حدود کے قیام کا حکم دیا، اور معبود کی اطاعت کا، اور خباثتوں اور طغیان سے منع کیا، اور انہوں نے آپ کا ظلم اور عدوان سے مقابلہ کیا، تو آپ نے ان کی نصیحت اور ان پر حجت کو مؤکد کرنے کے بعد ان سے جہاد کیا، تو انہوں نے آپ کے ذمام اور بیعت کو توڑا، اور آپ کے رب اور آپ کے دادا کو ناراض کیا، اور آپ سے جنگ شروع کی، تو آپ نیزہ اور تلوار کے لیے ثابت قدم رہے، اور فجار کے لشکروں کو پیس دیا، اور غبار کے بادل میں گھس گئے، ذوالفقار سے جنگ کرتے ہوئے، گویا آپ علی مختار ہیں، پس جب انہوں نے آپ کو ثابت جاش دیکھا، نہ خائف اور نہ ڈرنے والے، تو انہوں نے اپنے مکر کی تباہیاں آپ کے لیے نصب کیں، اور اپنے کید اور شر سے آپ سے لڑے، اور ملعون نے اپنے لشکروں کو حکم دیا، تو انہوں نے آپ کو پانی اور اس کی طرف جانے سے منع کیا، اور آپ سے قتال میں جلدی کی، اور نزال میں عجلت کی، اور آپ پر تیر اور نیزے برسائے، اور استیصال کے ہاتھ آپ کی طرف پھیلائے، اور آپ کے لیے کوئی ذمہ نہ رکھا، اور آپ کے بارے میں کسی گناہ کا خوف نہ کیا، آپ کے اولیاء کو قتل کرنے میں، اور آپ کے سامان کو لوٹنے میں، آپ حملوں میں آگے بڑھنے والے، اور اذیتوں کو برداشت کرنے والے، اور آسمانوں کے ملائکہ آپ کے صبر سے حیران ہوئے، اور انہوں نے آپ کو ہر سمت سے گھیر لیا، اور آپ کو زخموں سے چھلنی کر دیا، اور آپ کے اور روح کے درمیان حائل ہو گئے، اور آپ کا کوئی ناصر نہ رہا، اور آپ صابر محتسب تھے، اپنی عورتوں اور اولاد کا دفاع کرتے تھے۔

حتى نكسوك عن جوادك ، فهويت إلى الأرض جريحا ، تطؤك الخيول بحوافرها ، وتعلوك الطغاة ببواترها ، قد رشح للموت جبينك ، واختلفت بالانقباض والانبساط شمالك ويمينك ، تُدير طرفا خفيا إلى رحلك وبيتك ، وقد

یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو اپنے گھوڑے سے گرا دیا، تو آپ زمین پر زخمی ہو کر گرے، گھوڑے اپنے سموں سے آپ کو روندتے تھے، اور طاغی اپنی تلواروں سے آپ پر چڑھتے تھے، موت کے لیے آپ کی پیشانی تر ہو چکی تھی، اور آپ کے دائیں بائیں سمٹنے اور پھیلنے میں اختلاف کر رہے تھے، آپ اپنی نظر خفیہ طور پر اپنے سامان اور اپنے گھر کی طرف پھیراتے تھے، اور

شُغلت بنفسك عن ولدك وأهلك ، وأسرع فرسك شاردا ، وإلى خيامك قاصدا ، محمحماً باكيا ، فلما رأين النساءُ جوادَك مخزيا ، ونظرن سرجك عليه ملويا ، برزن من الخدور ، ناشرات الشعور على الخدود ، لاطمات الوجوه ، سافرات وبالعويل داعيات ، وبعد العز مذللات ، وإلى مصرعك مبادرات والشمر جالس على صدرك ، مولغ سيفه على نحرك ، قابض على شيبتك بيده ، ذابح لك بمهنده ، قد سكنت حواسك ، وخفيت أنفاسك ، ورُفع على القنا رأسك [1]

آپ اپنے آپ میں اپنے بیٹے اور اہل سے مشغول ہو چکے تھے، اور آپ کا گھوڑا تیزی سے شارد ہو کر، اور آپ کے خیموں کی طرف قصد کرتے ہوئے، حمحماتے ہوئے روتے ہوئے دوڑا، پس جب عورتوں نے آپ کے گھوڑے کو خوار دیکھا، اور اس کی زین کو اس پر الٹا دیکھا، تو وہ خدروں سے باہر نکلیں، بال بکھیرے ہوئے گالوں پر، چہروں پر سینہ کوبی کرتی ہوئی، بے پردہ اور آہ و زاری سے پکارتی ہوئی، اور عزت کے بعد ذلیل، اور آپ کی جگہ شہادت کی طرف دوڑتی ہوئی اور شمر آپ کے سینے پر بیٹھا ہوا، اپنی تلوار آپ کے نحر پر ڈال رہا ہے، اپنے ہاتھ سے آپ کے شیبہ کو پکڑے ہوئے، اپنی تلوار سے آپ کو ذبح کرتے ہوئے، آپ کے حواس ساکن ہو چکے تھے، اور آپ کی سانسیں خفیہ ہو چکی تھیں، اور نیزے پر آپ کا سر بلند کیا گیا(1)۔

[1] المزار ، المشهدي : 502 ـ 505.

والشمرُ مشتغلٌ في ذبحه عِجلٌ والسبطُ منجدلٌ يدعو ويبتهلُ
عجِبتُ من فَتكِ شمر بالحسينِ وقد
رقى على الصدرِ ظُلماً وهو مُنتعِلُ
كيفَ استطاع لصدرِ الصدرِ مُرتقياً ودونَ أدنى سُراقي كَعبه زُحلُ
أفدي الحسينَ طريحاً لا ضريحَ له ومالَهُ غيرُ قاني نحرهِ غُسُلُ
دِماؤُه هَطلت للشيبِ مِنه طَلت
والجسمُ قد خَجلتَ من فوقهِ الحُجلُ
والرأسُ مُرتفعٌ مِن فوقِ مُنتَصب
يبكي على حَملهِ المريخُ والحملُ [2]

اور شمر آپ کے ذبح میں مشغول عجلت کرنے والا
اور سبط زمین پر گرا ہوا دعا اور ابتہال کرتا
مجھے شمر کے حسین پر حملے پر تعجب ہوا جبکہ
سینے پر ظلم سے چڑھا اور وہ جوتا پہنے ہوئے
کیسے وہ سینے کے سینے پر چڑھنے کی طاقت لایا
جبکہ اس کی ایڑھی کے نیچے چوری کرنے والوں کی
قسمت سے زُحَل
فدا ہوں حسین پر جو پڑے ہیں بغیر کسی ضریح کے
اور ان کا غسل نہیں سوائے ان کے نحر کے خون
کے
ان کا خون شیبہ کے لیے ہطل ہوا ان سے ٹپکا
اور جسم پر حُجُل نے حَجَل کیا
اور سر بلند ہے نیزے پر سے
اس کے اٹھائے جانے پر المریخ اور الحمل روتے
ہیں(2)
شمر نے حسین کو ذبح کیا کاش میں ہوتا اور ان کی
حفاظت کرتا
ملائکہ کو روتا ہوا بنایا خاص طور پر ان کے آزاد کردہ
ملعون شمر نے نہ جانا کس سینے پر چڑھا
ایسے سینے پر جو فخر میں سرخیل ہوا دو شرائطوں کے
سروں پر
ان کے درمیان زینب زخمی آنکھوں والی بے ہوش
اور ماں سے محروم
گال پر سینہ کوبی کرتی اور اس کے اندر غم گھومتا ہے
سبط کا نوحہ کرتی دل سے اور وہ کہتی ہے
حاسدوں نے مجھے میری آنکھ کے نور میں نظر لگا دی

ریاض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 629 ، الأبيات وما بعدها لشاعر أهل البيت (عليهم السلام) الشيخ حسن القديمستاني عليه الرحمة.

ذَبح الشمرُ حسيناً ليتني كنتُ وقاه
جعل الأملاكَ تبكيه خصوصاً عُتقاه
مادرى المعلونُ شمرٌ أيَّ صدر قد رقاه
صدر من سادَ فَخاراً فوقَ هامِ الشرطين
بينها زينبُ قرحى الجفنِ ولهى وثكول
تَلطمُ الخدَ وفي أحشائِها الحزنُ يجول
تندبُ السبطَ بقلب واجد وهي تقول
قد أصابتني بنور العينِ حسادي بعين

المجلس الأول من ليلة الحادية عشر

مصيبة النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) وحزنه بمقتل الحسين (عليه السلام)

جاء في الزيارة الناحية الشريفة : لقد قتلوا بقتلك الإسلام ، وعطلوا الصلاة والصيام ، ونقضوا السُنَنَ والأحكام ، وهدموا قواعد الإيمان ، وحرفوا آيات القرآن ، وهملجوا في البغي والعدوان ، لقد أصبح رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) موتورا ، وعاد كتابُ الله عزّوجل مهجورا ، وغودر الحق إذ قُهرت مقهورا ، وفُقد بفقدِك التكبير والتهليل ، والتحريم والتحليل ، والتنزيل والتأويل ، وظهر بعدك التغيير والتبديل ، والإلحاد والتعطيل ، والأهواء والأضاليل ، والفتن والأباطيل.

فقام ناعيك عند قبر جدك الرسول (صلى الله عليه وآله وسلم) ، فنعاك إليه بالدمع الهطول ، قائلا : يا رسول الله قُتل سبطُك وفتاك ، واستُبيح أهلُك وحماك ، وسُبيت بعدك ذراريك ، ووقع المحذورُ بعترتك وذويك ، فانزعج الرسولُ وبكى قلبُه المهول ، وعزاه بك الملائكةُ والأنبياءُ ، وفُجعت بك أمُك الزهراء ، واختلفت جنودُ الملائكة المقربين ، تُعزي أباك أميرالمؤمنين ، وأُقيمت لك المآتم في أعلا عليين ، ولطمت عليك الحور العين ، وبكت السماء وسُكانها ، والجنانُ وخُزانها ، والهضابُ وأقطارُها ، والأرضُ وأقطارُها ، والبحارُ وحيتانُها ، ومكةُ وبنيانُها ، والجنانُ وولدانُها ، والبيتُ والمقامُ ، والمشعرُ الحرام ، والحلُ والإحرام [1]

المزار ، المشهدي : 505.

.

روى الشيخ الطوسي عليه الرحمة بالإسناد عن الإمام الصادق جعفر بن محمّد (عليهما السلام) قال : أصبحت يوماً أم سلمة رضي الله عنها تبكي فقيل لها : مم بكاؤكِ ؟ فقالت : لقد قُتل ابني الحسين الليلة ، وذلك أنني ما رأيت رسول الله مُنذ

مضى إلا الليلة فرأيته شاحباً كئيباً فقالت : قلت : ما لي أراك يا رسول الله شاحباً كئيباً ؟ قال : ما زلتُ الليلةَ أحفرُ القبورَ للحسينِ وأصحابهِ عليه وعليهم السلام [1]

الأمالي ، الطوسي : 90 ح49 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/230.

.

پہلی مجلس گیارہویں رات سے

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی مصیبت اور حسین (علیہ السلام) کی شہادت پر ان کا غم

زیارت ناحیہ شریفہ میں آیا ہے: بے شک انہوں نے آپ کے قتل سے اسلام کو قتل کر دیا، اور نماز اور روزے کو معطل کر دیا، اور سنتوں اور احکام کو توڑ دیا، اور ایمان کی بنیادوں کو منہدم کر دیا، اور قرآن کی آیات کو تحریف کیا، اور بغی اور عدوان میں دوڑے، بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) موتور ہو گئے، اور کتاب اللہ عزوجل مہجور ہو گئی، اور حق کو چھوڑ دیا گیا جب کہ آپ کو مقہور کیا گیا، اور آپ کے فقد سے تکبیر اور تہلیل گم ہو گئی، اور تحریم اور تحلیل، اور تنزیل اور تاویل، اور آپ کے بعد تغییر اور تبدیل ظاہر ہوئی، اور الحاد اور تعطیل، اور خواہشات اور گمراہیاں، اور فتنے اور باطل۔

پھر آپ کے دادا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبر کے پاس آپ کا نعی کرنے والا کھڑا ہوا، اور بہتے ہوئے آنسوؤں سے آپ کی خبر شہادت دی، کہتے ہوئے: اے رسول اللہ آپ کا سبط اور جوان قتل ہوا، اور آپ کے اہل اور حرم کو پامال کیا گیا، اور آپ کے بعد آپ کی ذریات کو قید کیا گیا، اور آپ کی عترت اور آپ کے عزیزوں پر محذور واقع ہوا، تو رسول مضطرب ہوئے اور ان کا خوفناک دل رویا، اور ملائکہ اور انبیاء نے آپ کو تعزیت دی، اور آپ کی والدہ زہرا آپ سے محروم ہوئیں، اور ملائکہ مقربین کے لشکر مختلف ہو گئے، آپ کے والد امیر المؤمنین کو تعزیت دیتے ہوئے، اور اعلی علیین میں آپ کے لیے ماتم قائم ہوئے، اور آپ پر حور عین نے سینہ کوبی کی، اور آسمان اور اس کے رہنے والے رو پڑے، اور جنات اور ان کے خزانے دار، اور پہاڑ اور ان کے کنارے، اور زمین اور اس کے کنارے، اور سمندر اور ان کی مچھلیاں، اور مکہ اور اس کی عمارت، اور جنان اور ان کے لڑکے، اور بیت اور مقام، اور مشعر الحرام، اور حل اور احرام(1)۔

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے سند کے ساتھ امام صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ام سلمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی صبح کی، تو ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ تو انہوں نے کہا: آج رات میرا بیٹا حسین قتل ہوا، اور یہ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا جب سے

وہ گزر گئے سوائے آج رات کے تو میں نے انہیں زرد اور غمگین دیکھا تو انہوں نے کہا: میں نے کہا: اے رسول اللہ میں آپ کو زرد اور غمگین کیوں دیکھ رہی ہوں؟ فرمایا: میں پوری رات حسین اور ان کے ساتھیوں کے لیے قبریں کھودتا رہا ان پر اور ان تمام پر سلام(1)۔

وروي أن سلمى المدنية ، قالت : دفع رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) إلى أم سلمة قارورة فيها رمل من الطف ، وقال لها : إذا تحول هذا دماً عبيطاً فعند ذلك يُقتل الحسين ، قالت سلمى : فارتفعت واعيةٌ من حجرة أم سلمة ، فَكنتُ أولَ من أتاها ، فقلت : ما دهاكِ يا أمَّ المؤمنينِ ؟ قالت : رأيتُ رسولَ الله (صلى الله عليه وآله وسلم) في المنام والترابُ على رأسه ، فقلت : ما لكَ ؟ فقال : وثبَ الناسُ على ابني فقتلوه ، وقد شهدتُه قتيلا الساعة ، فاقشعر جلدي فوثبتُ إلى القارورة فوجدتُها تفورُ دماً ، قالت سلمى : فرأيتُها موضوعةً بين يديها.

اور روایت ہے کہ سلمیٰ مدینہ نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ام سلمہ کو ایک شیشی دی جس میں طف کی ریت تھی، اور ان سے فرمایا: جب یہ تازہ خون میں بدل جائے تو اس وقت حسین قتل ہوں گے، سلمیٰ نے کہا: تو ام سلمہ کے حجرے سے آواز بلند ہوئی، اور میں سب سے پہلے ان کے پاس پہنچنے والی تھی، تو میں نے کہا: اے ام المومنین آپ کو کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا اور ان کے سر پر مٹی تھی، تو میں نے کہا: آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: لوگ میرے بیٹے پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا، اور میں نے ابھی اسے قتیل دیکھا ہے، تو میرا جسم کانپ گیا اور میں شیشی کی طرف لپکی تو اسے خون سے ابلتے ہوئے پایا، سلمیٰ نے کہا: تو میں نے اسے ان کے سامنے رکھا ہوا دیکھا۔

وروى زر بن حبيش ، عن سلمى قالت : دخلت على أم سلمة وهي تبكي ، فقلت لها : ما يُبكيك ؟ قالت : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) في المنام وعلى رأسه ولحيته أثرُ التراب ، فقلت : ما لك يا رسول الله مغبراً ؟ قال : شهدت قتلَ الحسينِ آنفاً [2]

اور زربن حبیش نے سلمیٰ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں ام سلمہ کے پاس داخل ہوئی اور وہ رو رہی تھیں، تو میں نے ان سے کہا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا اور ان کے سر اور داڑھی پر مٹی کا اثر تھا، تو میں نے کہا: اے رسول اللہ آپ کو کیا ہے کہ آپ مٹی آلود ہیں؟ فرمایا: میں نے ابھی حسین کے قتل کا مشاہدہ کیا(2)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/232 ح3 ، سنن الترمذي : 5/323 ، المستدرك ، الحاكم : 4/19.

.

وروى الشيخ الطوسي عليه الرحمة عن ابن عباس قال : بينا أنا راقد في منزلي إذ سمعت صُراخاً عظيماً عالياً من بيت أم سلمة زوج النبي (صلى الله عليه وآله وسلم)فخرجتُ يتوجه بي قائدي إلى منزلها وأقبلَ أهلُ المدينةِ إليها الرجالُ والنساءُ ، فلما انتهيت إليها قلت : يا أمَّ المؤمنينِ مالكِ تَصرخينَ وتغوثينَ ؟ فلَمْ تُجبني وأقبلت على النسوة الهاشميات ، وقالت : يا بنات عبد المطلب اسعدينني وابكين معي فقد قُتل واللهِ سيدكُنَّ وسيدُ شبابِ أهلِ الجنة ، قد واللهِ قُتلَ سبطُ رسولِ اللهِ وريحانتهِ الحسين ، فقلت : يا أمَّ المؤمنين ، ومن أينَ عَلمتِ ذلك ؟ قالت : رأيتُ رسولَ اللهِ في المنام

اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: میں اپنے گھر میں سو رہا تھا کہ اچانک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زوجہ ام سلمہ کے گھر سے ایک بہت بڑی اور بلند چیخ سنائی دی، تو میں باہر نکلا اور میرا رہنما مجھے ان کے گھر کی طرف لے گیا، اور مدینہ کے لوگ مرد اور عورتیں ان کی طرف دوڑ پڑے۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا: اے ام المومنین آپ کو کیا ہوا کہ آپ چیخ رہی ہیں اور فریاد کر رہی ہیں؟ تو انہوں نے مجھے جواب نہیں دیا اور ہاشمی عورتوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا: اے عبد المطلب کی بیٹیو! میری مدد کرو اور میرے ساتھ روؤ کیونکہ بخدا تمہارے سردار اور جنت کے جوانوں کے سردار قتل ہو گئے ہیں، بخدا رسول اللہ کے نواسے اور ان کے گلِ سرسبد حسین قتل ہو گئے ہیں۔ تو میں نے کہا: اے ام المومنین آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: میں نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا

الساعة شعثاً مذعوراً فسألته عن شأنه ذلك ، فقال : قُتل ابني الحسين (عليه السلام) وأهل بيتهِ اليوم ، فدفنتُهم ، والساعة فرغت من دفنهم.

ابھی ابھی پراگندہ اور خوفزدہ حال میں، تو میں نے ان سے ان کی اس حالت کے بارے میں پوچھا، فرمایا: آج میرے بیٹے حسین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت قتل کر دیے گئے، تو میں نے انہیں دفن کیا، اور ابھی ابھی ان کی تدفین سے فارغ ہوا ہوں۔

قالت : فقمت حتى دخلت البيت وأنا لا أكاد أن أعقل ، فنظرت فإذا بتربة الحسين التي أتى بها جبرئيل من كربلا فقال : إذا صارت هذه التربة دماً فقد قُتل ابنك ، وأعطانيها النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) فقال : اجعلي هذه التربة في زجاجة أو قال في قارورة ولتكن عندك ، فإذا صارت دماً عبيطاً فقد قُتل الحسين ، فرأيتُ القارورةَ الآن وقد صارت دماً عبيطاً تفور.

انہوں نے کہا: تو میں اٹھی یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئی اور میں ہوش میں نہیں تھی، تو میں نے دیکھا کہ حسین کی وہ مٹی جو جبرئیل کربلا سے لائے تھے اور کہا تھا: جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو تمہارا بیٹا قتل ہو چکا ہوگا، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے وہ مجھے دی اور فرمایا: اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھو یا فرمایا ایک شیشے میں اور یہ تمہارے پاس رہے، پس جب یہ تازہ خون میں بدل جائے تو حسین قتل ہو گئے ہوں گے، تو میں نے ابھی شیشی کو دیکھا اور وہ تازہ خون میں بدل کر ابل رہی تھی۔

قال : فأخذت أم سلمة من ذلك الدم فلطخت به وجهها ، وجعلت ذلك اليومَ مأتماً ومناحةً على الحسين (عليه السلام) فجاءت الركبانُ بخبرهِ وأنه قُتل في ذلك اليوم.

راوی نے کہا: تو ام سلمہ نے اس خون میں سے لیا اور اسے اپنے چہرے پر مل لیا، اور اس دن کو حسین (علیہ السلام) پر ماتم اور نوحہ کا دن قرار دیا، پھر سوار آئے اور ان کی خبر لائے کہ وہ اسی دن قتل ہوئے تھے۔

قال ابن عباس في رواية سعيد بن جبير عنه قال : فلما كانت الليلة القابلة رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) في منامي أغبرَ أشعث ، فذكرت له ذلك ، وسألته عن شأنه فقال لي : ألم تعلم أني فرغت من دفن الحسين وأصحابه [1]

الأمالي ، الطوسي : 314 ـ 315 ح87.

ابن عباس نے سعید بن جبیر کی روایت میں ان سے کہا: جب اگلی رات ہوئی تو میں نے خواب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو غبار آلود اور پراگندہ حال دیکھا، تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا اور آپ سے آپ کی حالت کے بارے میں پوچھا، فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں حسین اور ان کے ساتھیوں کی تدفین سے ابھی فارغ ہوا ہوں(1)۔

.

وذكر العلامة المجلسي عليه الرحمة : عن بعض كتب المناقب عن أحمد بن جعفر القطيفي بالإسناد عن عمار أن ابن عباس رأى النبي (صلى الله عليه وآله وسلم) في منامه يوماً بنصف النهار ، وهو أشعث أغبر ، في يده قارورةٌ فيها دم فقال : يا رسول الله ما هذا الدم ؟ قال : دمُ الحسينِ لم أزل التقطه مُنذُ اليوم ، فأُحصي ذلك اليوم ، فوُجد أنه قُتل في ذلك اليوم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/231 ح3 ، المستدرك ، الحاكم : 4/398 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 3/110.

اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا: مناقب کی بعض کتابوں سے احمد بن جعفر قطیفی کے واسطے سے عمار سے کہ ابن عباس نے ایک دن دوپہر کے وقت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا اور آپ پراگندہ اور غبار آلود تھے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ یہ خون کیا ہے؟ فرمایا: حسین کا خون ہے، میں آج سے لگاتار اسے جمع کر رہا ہوں، تو اس دن کو شمار کیا گیا اور معلوم ہوا کہ اسی دن وہ قتل ہوئے تھے(2)۔

.

قال الشريف الرضي عليه الرحمة :

كربلا لا زلت كرباً وبلا مالقي عندك آل المصطفى

شریف رضی علیہ الرحمہ نے کہا:

اے کربلا تو ہمیشہ غم اور بلا ہی رہے
مصطفیٰ کی آل نے تیرے پاس کیا پایا

كم على تُربك لما صُرعوا من دم سالَ ومن دمع جرى
وضيوفٌ لفلاةِ قفرة نزلوا فيها على غير قِرى
لم يذوقوا الماءَ حتى اجتمعوا بحدا السيفِ على ورد الردى
تَكسفُ الشمسُ شموساً منهمُ لا تُدانيها علواً وضيا
وتنوشُ الوحشُ من أجسادهِم أرجل السبق وإيمان الندا
ووجوهاً كالمصابيح فمن قمر غابَ ومن نجم هوى
غيرتهن الليالي وغدا جائر الحكم عليهم البلى
يا رسول الله لو عاينتهم وهمُ ما بين قتل وسبى
من رميض يُمنع الظل ومن عاطش يُسقى أنابيبَ القنا
ومسوق عاثر يُسعى به خلف محمول على غير وطا
جُزروا جَزرَ الأضاحي نَسلهَ ثم ساقوا أهلهَ سوقَ الإما

تیری مٹی پر جب وہ شہید ہوئے
کتنا خون بہا اور کتنے آنسو بہے
اور ایک ویران بیابان کے مہمان
وہاں اترے بغیر کسی ضیافت کے
انہوں نے پانی کا مزہ نہیں چکھا یہاں تک کہ
تلوار کے کنارے پر موت کے گھاٹ پر جمع ہوئے
سورج بھی شرمندہ ہے ان کے سورجوں سے
جو بلندی اور روشنی میں ان کے قریب نہیں آتا
اور درندے ان کے جسموں کو نوچتے ہیں
سبقت کے پیر اور فیاضی کے ایمان کو
اور چہرے چراغوں کی طرح، کسی کا
چاند چھپ گیا اور کسی کا ستارہ گر گیا
راتوں نے انہیں بدل دیا اور
ظالمانہ حکم نے انہیں فنا کر دیا
یا رسول اللہ اگر آپ انہیں دیکھتے
جب وہ قتل اور اسیری کے درمیان تھے
کوئی زخمی سایہ سے محروم اور کوئی
پیاسا جسے نیزوں کی نوکوں سے پلایا جاتا ہے
اور کوئی ٹھوکریں کھاتا ہوا جسے ہنکایا جاتا ہے
اس کے پیچھے جو بغیر کجاوے کے سوار ہے

قتلوه بعدَ علم منهمُ أنه خامسُ أصحابِ الكسا
ميتٌ تبكي له فاطمةٌ وأبوها وعليٌ ذو العُلى [1]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/267.

انہوں نے آپ کی اولاد کو قربانیوں کی طرح ذبح کیا
پھر آپ کی اہل بیت کو غلاموں کی طرح ہانک لے گئے
انہوں نے انہیں قتل کیا باوجود اس کے کہ وہ جانتے تھے
کہ وہ اصحاب کسا میں پانچواں ہستی ہیں
ایک شہید جس پر فاطمہ روتی ہیں
اور ان کے والد اور بلند مرتبہ علی(1)

المجلس الثاني ، من ليلة الحادية عشر
أحداث ووقائع ما بعد مقتل الحسين (عليه السلام)
سلب الحسين (عليه السلام) ورُض جسده الطاهر وحرق الخيام

گیارہویں رات کی دوسری مجلس
امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد کے واقعات اور حوادث
حسین (علیہ السلام) کی بے حرمتی، ان کے پاک بدن کو روندنا اور خیموں کو جلانا

قال الراوي فيما جرى بعد قتل الإمام الحسين (عليه السلام) : ثم أقبلوا على سلب الحسين (عليه السلام) ، فأخذ قميصه إسحاق بن حوية الحضرمي ، فلبسه فصار أبرص ، وامتعط شعره ، وروي أنه وجد في قميصه مائة وبضع عشرة ما بين رمية وطعنة وضربة [2]

راوی نے بیان کیا جو امام حسین (علیہ السلام) کے قتل کے بعد پیش آیا: پھر وہ حسین (علیہ السلام) کو لوٹنے کی طرف متوجہ ہوئے، تو اسحاق بن حویہ حضرمی نے آپ کا قمیض لے لیا اور اسے پہن لیا تو وہ کوڑھی ہو گیا اور اس کے بال جھڑ گئے، اور روایت ہے کہ آپ کے قمیض میں تیر، نیزے اور تلوار کے ایک سو دس سے زیادہ نشانات پائے گئے(2)، اور امام صادق (علیہ السلام) نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) کے جسم پر تینتیس نیزے کے زخم اور چوالیس تلوار کے زخم پائے گئے(3)۔

مدينة المعاجز ، البحراني : 4/77.

، وقال الإمام الصادق (عليه السلام) : وجد بالحسين (عليه السلام) ثلاث وثلاثون طعنة وأربع وأربعون ضربة [3]

دلائل الإمامة ، الطبري : 178.

.

وفي رواية عن الإمام الصادق (عليه السلام) قال : وجد الحسين (عليه السلام) نيف وسبعون طعنة ، ونيف وسبعون ضربة بالسيف [4]

اور امام صادق (علیہ السلام) سے روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) کے جسم پر ستر سے زیادہ نیزے کے زخم اور ستر سے زیادہ تلوار کے زخم پائے گئے(4)۔

الآمالي ، الطوسي : 677 ح 10 ، بحار الأنوار : 45/82 ح 8.

.

وفي رواية عن الباقر (عليه السلام) أنه وجد به ثلاث مائة وبضعة وعشرون جراحة [5]

اور امام باقر (علیہ السلام) سے روایت میں ہے کہ آپ کے جسم پر تین سو بیس سے زیادہ زخم پائے گئے(5)۔ اور روایت ہے اور کہا گیا کہ اس سے زیادہ تھے، اور کہا گیا کہ ایک ہزار نو سو زخم تھے، اور آپ کی زرہ میں تیر اس طرح تھے

مناقب آل أبي طالب : 3/258 ، لواعج الأشجان ، السيد محسن الأمين : 192.

وروي وقيل أزيد ، وقيل ألف وتسع مائة جراحة ، وكانت السهام في

درعه كالشوك في جلد القنفذ [1]

جیسے سیہ (خارپشت) کی کھال میں کانٹے(1)۔

مناقب آل أبي طالب : 3/258.

.

ويقول الحاج هاشم الكعبي عليه الرحمة :

اور حاج ہاشم کعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وَمُبدِّدُ الأوصالِ ألزم حُزْنُهُ شَمْلَ الكَمَالِ فَلاَزَمَ التَّبْديدَا
وَمُجَرَّحٌ مَا غَيَّرت منه القَنَا حَسَناً وَمَا أَخْلَقْن منه جَدِيدا

اور بکھرے ہوئے اعضاء والے جن کے غم نے
کمال کی جماعت کو لازم کر لیا تو پراگندگی لازم آگئی
اور زخمی جنہیں نیزوں نے ان سے نہیں بدلا
حسن کو اور نہیں پرانا کیا ان سے نیا کو

ويقول السيد حيدر الحلي عليه الرحمة :

عفيراً متى عَايَنَتْهُ الكُمَاةُ يَخْتَطِفُ الرُّعْبُ أَلْوَانَها
فَمَا أَجْلَت الحَرْبُ عَنْ مِثْلِهِ قتيلا يُجَبِّنُ شُجْعَانَها

اور سید حیدر حلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

خاک آلود جب بہادروں نے اسے دیکھا
خوف ان کے رنگ اڑا لے جاتا ہے
جنگ نے اس جیسا کبھی نہیں دکھایا
شہید جو اس کے بہادروں کو بزدل بنا دے

قال الراوي : وأخذ سراويله أبجر بن كعب التيمي ، وروي أنه صار زَمِناً مُقعداً من رجليه ، وأخذ عمامته أخنس بن مرثد بن علقمة الحضرمي ، وقيل : جابر بن يزيد الأودي ، فاعتمَّ بها فصار معتوهاً ، وفي غير رواية السيّد : فصار مجذوماً ، وأخذ درعه مالك بن بشير الكندي فصار معتوهاً.

راوی نے کہا: اور آپ کی شلوار کو ابجر بن کعب تیمی نے لے لیا، اور روایت ہے کہ وہ اپنی دونوں ٹانگوں سے مفلوج ہو گیا، اور آپ کا عمامہ اخنس بن مرثد بن علقمہ حضرمی نے لے لیا، اور کہا گیا: جابر بن یزید اودی نے، تو اس سے عمامہ باندھا تو وہ مجنون ہو گیا، اور سید کی غیر روایت میں: تو وہ کوڑھی ہو گیا، اور آپ کی زرہ کو مالک بن بشیر کندی نے لے لیا تو وہ مجنون ہو گیا۔

قال السيِّد ابن طاووس عليه الرحمة : وأخذ نعليه الأسود بن خالد ، وأخذ خاتمه بجدل بن سليم الكلبي ، فقطع إصبعه (عليه السلام) مع الخاتم.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے کہا: اور آپ کی جوتیاں اسود بن خالد نے لے لیں، اور آپ کی انگوٹھی بجدل بن سلیم کلبی نے لے لی، تو اس نے آپ (علیہ السلام) کی انگلی کو انگوٹھی سمیت کاٹ لیا۔

لهفي عَلَى تلك الأَنَامِلِ قُطِّعَتْ ولو انَّها اتَّصَلَتْ لكانت أبحرا

افسوس ہے مجھے ان انگلیوں پر جو کاٹ دی گئیں
اور اگر وہ جڑی رہتیں تو وہ سمندر ہوتیں

وهذا ـ يعني بجدل ـ أخذه المختار فقطع يديه ورجليه ، وتركه يتشحَّط في دمه حتَّى هلك لعنه الله.

اور اسے ــ یعنی بجدل کو ــ مختار نے پکڑا تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے، اور اسے اپنے خون میں تڑپتا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا، اللہ کی لعنت ہو اس پر۔

وروي أن رجلا بلا أيدٍ ولا أرجل وهو أعمى ، يقول : ربِّ نجني من النار ، فقيل له : لم تبق لك عقوبة ، ومع ذلك تسأل النجاة من النار ؟ قال : كنت فيمن قتل الحسين (عليه السلام) بكربلا ، فلمَّا قتل رأيت عليه سراويل وتكةً حسنةً بعدما سلبه الناس ، فأردت أن أنزع منه التكة ، فرفع يده اليمنى ووضعها على التكة ، فلم أقدر على دفعها ، فقطعت يمينه ، ثمَّ هممت أن آخذ التكة فرفع شماله فوضعها على تكته

اور روایت ہے کہ ایک شخص جس کے نہ ہاتھ تھے نہ پاؤں اور وہ اندھا تھا، کہتا تھا: اے میرے رب! مجھے آتش جہنم سے نجات دے، تو اس سے کہا گیا: تمہارے لیے کوئی عذاب باقی نہیں رہا، اور اس کے باوجود تم آگ سے نجات مانگتے ہو؟ اس نے کہا: میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے کربلا میں حسین (علیہ السلام) کو شہید کیا، جب آپ شہید ہوئے تو میں نے دیکھا کہ آپ پر شلوار اور اچھا اچھا نیضہ تھا، لوگوں کے لوٹنے کے بعد، تو میں نے چاہا کہ نیضہ اتار لوں، تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور نیضے پر رکھ دیا، اور میں اسے ہٹا نہ سکا، تو میں نے آپ کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا، پھر میں نے نیضہ لینے کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور اسے اپنے نیضے پر رکھ دیا

فقطعت يساره ، ثمَّ هممت بنزع التكة من السراويل ، فسمعت زلزلة ، فخفت وتركته ، فألقى الله عليَّ النوم ، فنمت بين القتلى فرأيت كأن محمداً (صلى الله عليه وآله) أقبل ومعه علي وفاطمة ، فأخذوا رأس الحسين فقبَّلته فاطمة ، ثمَّ قالت : يا ولدي ، قتلوك قتلهم الله ، من فعل هذا بك ؟ فكان يقول : قتلني شمر ، وقطع يداي هذا النائم ـ وأشار إليَّ ـ فقالت فاطمة لي : قطع الله يديك ورجليك ، وأعمى بصرك ، وأدخلك النار ، فانتبهت وأنا لا أبصر شيئاً ، وسقطت مني يداي ورجلاي ، ولم يبق من دعائها إلاّ النار [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/311 ـ 312 ، مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 2/102.

.

تو میں نے آپ کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا، پھر میں نے شلوار سے نیضہ اتارنے کا ارادہ کیا تو میں نے زلزلہ کی آواز سنی، تو میں ڈر گیا اور آپ کو چھوڑ دیا، پھر اللہ نے مجھ پر نیند ڈال دی، تو میں شہیدوں کے درمیان سو گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) تشریف لائے اور ان کے ساتھ علی اور فاطمہ تھے، تو انہوں نے حسین کا سر اٹھایا اور فاطمہ نے اسے چوما، پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! انہوں نے تجھے قتل کیا، اللہ انہیں قتل کرے، یہ کس نے تیرے ساتھ کیا؟ تو آپ کہتے تھے: مجھے شمر نے قتل کیا، اور میرے دونوں ہاتھ اس سوئے ہوئے نے کاٹے – اور آپ نے میری طرف اشارہ کیا – تو فاطمہ نے مجھ سے کہا: اللہ تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے، اور تیری بینائی چھین لے، اور تجھے آگ میں داخل کرے، پھر میں بیدار ہوا اور مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، اور میرے ہاتھ اور پاؤں گر گئے، اور ان کی دعا میں سے صرف آگ باقی رہ گئی۔

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : وأخذ قطيفة له (عليه السلام) كانت من خزّ قيس بن الأشعث ، وأخذ درعه البتراء عمر بن سعد ، فلمَّا قتل عمر بن سعد وهبها المختار لأبي عمرة قاتله ، وأخذ سيفه جميع بن الخلق الأزدي ، ويقال : رجل من بني تميم يقال له : الأسود بن حنظلة ، وفي رواية ابن سعد : أنه أخذ سيفه القلافس النهشلي ، وزاد محمد بن زكريا أنه وقع بعد ذلك إلى بنت حبيب بن بديل ، وهذا السيف المنهوب ليس بذي الفقار ، فإنَّ ذلك مذخوراً ومصوناً مع أمثاله من ذخائر النبوة والإمامة.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے کہا: اور آپ (علیہ السلام) کی ایک قطیفہ لی گئی جو خز کی تھی، قیس بن اشعث نے، اور آپ کی زرہ بتراء کو عمر بن سعد نے لے لیا، پھر جب عمر بن سعد قتل ہوا تو مختار نے وہ ابو عمرہ کو – جو اس کا قاتل تھا – عطا کی، اور آپ کی تلوار جمیع بن خلق ازدی نے لے لی، اور کہا جاتا ہے: بنی تمیم کا ایک آدمی جس کا نام اسود بن حنظلہ تھا، اور ابن سعد کی روایت میں ہے: کہ آپ کی تلوار قلافس نہشلی نے لے لی، اور محمد بن زکریا نے مزید بیان کیا کہ وہ بعد میں حبیب بن بدیل کی بیٹی کے پاس پہنچی، اور یہ چھینی گئی تلوار ذوالفقار نہیں تھی، کیونکہ وہ تو نبوت اور امامت کے دوسرے ذخائر کے ساتھ محفوظ ہے۔

قال : وجاءت جارية من ناحية خيمة الحسين (عليه السلام) فقال لها رجل : يا أمة الله ، إن سيِّدك قُتل ، قالت الجارية : فأسرعت إلى سيدتي وأنا أصيح ، فقمن في وجهي وصحن ، قال : وتسابق القوم ، على نهب بيوت آل الرسول ، وقرَّة عين الزهراء البتول ، حتى جعلوا ينزعون ملحفة المرأة عن ظهرها ، وخرجن بنات الرسول (صلى الله عليه وآله وسلم) وحرمه يتساعدن على البكاء ، ويندبن لفراق الحماة والأحباء.

راوی نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) کے خیمے کی طرف سے ایک لونڈی آئی تو ایک آدمی نے اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! تیرا آقا شہید کر دیا گیا ہے، لونڈی نے کہا: میں اپنی مالکن کی طرف دوڑی اور چلا رہی تھی، تو وہ میرے سامنے اٹھ کھڑی ہوئیں اور چلائیں، راوی نے کہا: اور لوگ آلِ رسول کے گھروں کی لوٹ مار میں دوڑ پڑے، جو زہرا بتول کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے، یہاں تک کہ وہ عورت کی پیٹھ سے چادر اتارنے لگے، اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیاں اور ان کی حرمیں نکلیں، ایک دوسرے کو روتے ہوئے مدد دے رہی تھیں، اور محافظوں اور پیاروں کی جدائی پر نوحہ کر رہی تھیں۔

ولله در الحاج حسن القيم (رحمه الله) اذ يقول :

وكريمة الحسبين بابن زعيمها هتفت عشية لا يُجيب زعيمُ

اور حاج حسن قیم (رحمۃ اللہ علیہ) نے کیا خوب کہا ہے:

اور خاندانِ ہاشم کی بیٹی نے اپنے سردار کے بیٹے کو پکارا
شام کو پکاری لیکن سردار جواب نہیں دے رہا

هتكوا الحريم وأنت أمنع جانباً بحمية فيها تُصان حريمُ
ترتاع من فزع العدو يتيمة ويأنُّ من ألَم السياط يتيمُ

انہوں نے حرم کو پامال کیا اور تو ایسا ہے جس کی
جانب محفوظ ترین ہے
ایسی غیرت سے جس میں حرمت کی حفاظت کی جاتی
ہے
دشمن کے خوف سے یتیم خوفزدہ ہے
اور کوڑوں کے درد سے یتیم کراہ رہا ہے

وروى حميد بن مسلم ، قال : رأيت امرأة من بكر بن وائل كانت مع زوجها في أصحاب عمر بن سعد ، فلمَّا رأت القوم قد اقتحموا على نساء الحسين (عليه السلام) فسطاطهن ، وهم يسلبونهن أخذت سيفاً وأقبلت نحو الفسطاط ، فقالت : يا آل بكر بن وائل ، أتُسلب بنات رسول الله ؟ لا حكم إلاّ لله ، يا لثارات رسول الله ، فأخذها زوجها وردَّها إلى رحله.

اور حمید بن مسلم نے روایت کی، کہا: میں نے بکر بن وائل کی ایک عورت دیکھی جو اپنے شوہر کے ساتھ عمر بن سعد کے اصحاب میں تھی، جب اس نے دیکھا کہ لوگوں نے حسین (علیہ السلام) کی عورتوں کے خیموں پر حملہ کیا، اور وہ ان سے کپڑے چھین رہے ہیں، تو اس نے تلوار لی اور خیمے کی طرف بڑھی، اور کہا: اے بکر بن وائل کے لوگو! کیا رسول اللہ کی بیٹیوں سے کپڑے چھینے جائیں گے؟ حکم صرف اللہ کا ہے، اے رسول اللہ کے خون کا بدلہ! تو اس کے شوہر نے اسے پکڑا اور اپنے ڈیرے کی طرف لوٹا دیا۔

ولله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة : إذ يقول :

اور سید محمد حسین قزوینی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

مِنْ ثَاكِلِ حَرَّى الفُؤَادِ مَرُوعة أضحت تُجَاذِبُها العِدَى جِبْرَاتِها
ويتيمة فَزِعَتْ لِجَسْمِ كفيلِها حَسْرَى القَنَاعَ تَعُجُّ في أَصْوَاتِها
أَهْوَتْ على جِسْمِ الحسينِ وقَلْبُها الـ
مَصْدُوعُ كاد يذوبُ من حَسْرَاتِها وَقَعَتْ عليه تَشمُّ مَوْضِعَ نَحْرِهِ
وَعُيُونُها تَنْهَلُّ في عَبْرَاتِها تَرْتَاعُ مِنْ ضَرْبِ السِّيَاطِ فتنثني
تدعو سَرَايا قَوْمِها وَحُمَاتِها [1]

ماں جس کا دل جل رہا ہے خوف زدہ ہے
دشمن اس سے اس کے کپڑے کھینچ رہے ہیں
اور یتیم لڑکی اپنے کفیل کی لاش سے خوفزدہ ہو گئی
بے پردہ اپنی آوازوں میں چیخ رہی ہے
وہ حسین کی لاش پر جھک گئی اور اس کا
زخمی دل اس کی کسک سے پگھلنے کو ہے
اس پر گر پڑی اس کے سینے کی جگہ کو سونگھتے ہوئے
اور اس کی آنکھیں آنسوؤں میں بہہ رہی ہیں
کوڑوں کی مار سے خوفزدہ ہو کر پلٹتی ہے
اپنی قوم کے لشکروں اور حمایتیوں کو پکارتی ہوئی

[1] مثير الأحزان ، الجواهري : 113.

وجاء في بعض الأخبار عن أبي مخنف قال : ولما ارتفع صياح النساء صاح ابن سعد : ويلكم اكبسوا عليهنَّ الأخبية ، وأضرموهنَّ ناراً ، فأحرقوها ومن فيها ، فقال رجل منهم : ويلك يا بن سعد أماكفاك قتل الحسين (عليه السلام) وأهل بيته وأنصاره عن إحراق أطفاله ونسائه ، كأنك تريد أن يخسف الله بنا الأرض ، فتبادروا إلى نهب النساء الطاهرات [2]

ثمرات الأعواد ، الهاشمي : 280.

.

اور بعض اخبار میں ابو مخنف سے آیا ہے کہ انہوں نے کہا: اور جب عورتوں کی چیخیں بلند ہوئیں تو ابن سعد چلایا: تم پر افسوس، ان کے خیموں پر حملہ کرو، اور ان میں آگ لگا دو، اور انہیں اور جو ان میں ہیں جلا دو۔ تو ان میں سے ایک شخص نے کہا: تم پر افسوس اے ابن سعد! کیا تمہارے لیے حسین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت اور ان کے انصار کا قتل کافی نہیں کہ اب ان کے بچوں اور عورتوں کو جلانے پر آ گئے ہو، گویا تم چاہتے ہو کہ اللہ ہمیں زمین میں دھنسا دے، تو پاکیزہ عورتوں کو لوٹنے کی طرف دوڑے۔

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : ثمَّ أخرجوا النساء من الخيمة ، وأشعلوا فيها النار ، فخرجن حواسرَ مسلَّبات حافيات باكيات ، يمشين سبايا في

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے فرمایا: پھر انہوں نے عورتوں کو خیمے سے نکالا، اور اس میں آگ لگا دی، تو وہ بے پردہ، لٹی ہوئی، ننگے پاؤں، روتی ہوئی باہر آئیں، قیدیوں کی طرح چلتی ہوئی

أسر الذلّة ، وقلن : بحقّ الله إلاَّ ما مررتم بنا على مصرع الحسين ، فلما نظرت النسوة إلى القتلى صحن وضربن وجوههن ، قال : فوالله لا أنسى زينب بنت علي (عليه السلام) وهي تندب الحسين ، وتنادي بصوت حزين وقلب كئيب : وامحمداه ، صلَّى عليك مليكُ السماء ، هذا حسينٌ مرمَّلٌ بالدماء ، مقطَّعُ الأعضاء ، وبناتُك سبايا ، إلى الله المشتكى ، وإلى محمَّد المصطفى ، وإلى علي المرتضى ، وإلى حمزة سيد الشهداء ، وامحمداه ، هذا حسينٌ بالعراء ، يسفي عليه الصَّبَا ، قتيل أولاد البغايا ، يا حزناه ، يا كرباه ، اليوم مات جدّي رسول الله ، يا أصحاب محمداه ، هؤلاء ذرّيّة المصطفى يُساقون سوق السبايا.

ذلت کی قید میں، اور کہا: اللہ کے واسطے ہمیں حسین کی شہادت گاہ سے گزار دو، تو جب عورتوں نے شہیدوں کو دیکھا تو چیخ پڑیں اور اپنے چہرے پیٹے، راوی نے کہا: اللہ کی قسم میں زینب بنت علی (علیہ السلام) کو نہیں بھولا جب وہ حسین کا ماتم کر رہی تھیں، اور غمگین آواز اور دکھی دل سے پکار رہی تھیں: یا محمداہ، آسمان کے بادشاہ نے آپ پر رحمت نازل کی، یہ حسین خون میں لت پت ہے، اس کے اعضاء کاٹ دیے گئے ہیں، اور آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں، اللہ سے فریاد ہے، اور محمد مصطفی سے، اور علی مرتضیٰ سے، اور حمزہ سید الشہداء سے، یا محمداہ، یہ حسین صحرا میں پڑا ہے، صبا کی ہوا اس پر مٹی اڑا رہی ہے، حرامزادوں کی اولاد کا مقتول، یا حزناہ، یا کرباہ، آج میرے نانا رسول اللہ فوت ہو گئے، اے محمد کے ساتھیو، یہ مصطفی کی اولاد ہے جسے قیدیوں کی طرح ہنکایا جا رہا ہے۔

قُمْ يَا عَلِيُّ فما هذا القُعُودُ وَمَا عَهْدي تَغُضُّ عَلَى الأقذاءِ أجفانا
وَانْهَضْ لعلَّك مِنْ أَسْر أَضَرَّ بِنَا تَفُكُّنا وَتَوَلَّى دَفْنَ قَتْلاَنا
هذا حُسَينٌ بِلاَ غُسْل وَلاَ كَفَن عَار تَجُولُ عليه الخيلُ مَيْدَانا

اٹھو اے علی یہ کیسا بیٹھنا ہے اور
میرا عہد نہیں کہ تم آنکھوں میں خاک برداشت کرو
اور اٹھو شاید تم ایسی قید سے جس نے ہمیں تکلیف دی
ہمیں رہا کرو اور ہمارے شہیدوں کو دفن کر دو
یہ حسین ہے بغیر غسل اور کفن کے
شرم کہ اس پر گھوڑے میدان میں دوڑ رہے ہیں

وجاء في بعض الروايات أنها قالت (عليها السلام) : يا محمّداه ، بناتك سبايا ، وذرّيّتك مقتّلة ، تسفي عليهم ريح الصَّبا ، وهذا حسين مجزوز الرأس من القفا ، مسلوب العمامة والرداء ، بأبي من عسكره في يوم الاثنين نهبا ، بأبي من فسطاطه مقطع العُرى ، بأبي من لا هو غائب فيرتجى ، ولا جريح فيداوى ، بأبي من نفسي له الفداء ، بأبي المهموم حتى قضى ، بأبي العطشان حتى مضى ، بأبي من شيبته تقطر بالدماء ، بأبي من جدّه رسول إله السماء ، بأبي من هو سبط نبيِّ الهدى ، بأبي محمد المصطفى ، بأبي خديجة الكبرى ، بأبي علي المرتضى ، بأبي فاطمة الزهراء سيِّدة النساء ، بأبي من ردَّت عليه الشمس حتى صلَّى ، قال : فأبكت والله كلَّ عدوٍّ وصديق ، ولله درّ الشيخ صالح الكواز الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

وَبَاكية حَرَّى الفُؤَادِ دُمُوعُها تَصَعَّدُ عن قَلْب مِنَ الوَجْدِ ذائبِ
تَصُكُّ يديها في الترائِبِ لَوْعَةً فَتُلْهِبُ ناراً مِنْ وَرَاءِ الترائبِ

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ انہوں نے (علیہا السلام) فرمایا: یا محمداہ، آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں، اور آپ کی اولاد قتل کی گئی، صبا کی ہوا ان پر مٹی اڑا رہی ہے، اور یہ حسین ہے جس کا سر گدی سے کاٹا گیا، عمامہ اور چادر لوٹ لی گئی، میرے باپ پر قربان جس کا لشکر پیر کے دن لوٹ لیا گیا، میرے باپ پر قربان جس کا خیمہ بٹ گیا، میرے باپ پر قربان جو نہ غائب ہے کہ اس کی امید ہو، نہ زخمی ہے کہ اس کا علاج کیا جائے، میرے باپ پر قربان جس کے لیے میری جان فدا ہے، میرے باپ پر قربان جو غمگین تھا یہاں تک کہ فوت ہو گیا، میرے باپ پر قربان جو پیاسا تھا یہاں تک کہ چل بسا، میرے باپ پر قربان جس کی سفید داڑھی خون میں ٹپک رہی ہے، میرے باپ پر قربان جس کے نانا آسمان کے معبود کے رسول ہیں، میرے باپ پر قربان جو ہدایت کے نبی کے نواسے ہیں، میرے باپ پر قربان محمد مصطفی، میرے باپ پر قربان خدیجہ کبریٰ، میرے باپ پر قربان علی مرتضی، میرے باپ پر قربان فاطمہ زہراء خواتین کی سردار، میرے باپ پر قربان جس کے لیے سورج لوٹایا گیا تاکہ نماز پڑھیں، راوی نے کہا: اللہ کی قسم انہوں نے ہر دشمن اور دوست کو رلایا، اور اللہ کی رحمت ہو شیخ صالح کواز حلی علیہ الرحمۃ پر جب وہ فرماتے ہیں:

اور روتی ہوئی جس کا دل جل رہا ہے اس کے آنسو
ایک پگھلے ہوئے دل سے نکل رہے ہیں
غم کے مارے اپنے ہاتھوں سے سینہ پیٹ رہی ہے
سینے کے پیچھے سے آگ بھڑکا رہی ہے

شَكَتْ وَارْعَوَتْ إذْ لَمْ تَجِدْ مَنْ يُجيبُها
وَمَا في الحَشَى مَا في الحَشَى غيرُ لاَهِبِ
وَمَدَّتْ إلى نَحْوِ الغَرِيَّيْنِ طَرْفَها وَنَادَتْ أباها خَيْرَ مَاش وَرَاكِبِ
أَبَا حَسَن إنَّ الذين نَمَاهُمُ أبو طَالِب في الطفِّ ثَارٌ لِطَالِبِ
تَعَاوَتْ عليهم مِنْ بني صَخْرِ عُصْبَةٌ
لِثَاراتِ يَوْمِ الفَتْحِ حَرَّى الجَوَانِبِ فَسَامُوهُمُ إمَّا الحَيَاةَ بِذِلَّة
أوِ الموتَ فاختاروا أعَزَّ المَرَاتِبِ
فَهَاهُمْ عَلَى الرَّمْضَاءِ مَالَتْ رِقَابُهُمْ وَلمَّا تَمِلْ مِنْ ذِلَّة في الشَّوَاغِبِ
سُجُودٌ عَلَى حَرِّ الصَّعيدِ كأنَّما لَهَا بِمَحَاني الطفِّ بَعْضُ المَحَارِبِ
وممّا عَلَيْكَ اليومَ هَوَّنَ مَا جَرَى ثَوَوا لاَ كَمَثْوَى خَائِفِ المَوْتِ نَاكِبِ
أُصِيبُوا ولكنْ مُقْبِلِيْنَ دِمَاؤُهُمْ تَسِيلُ عَلَى الأَقْدَامِ دُوْنَ العَرَاقِبِ [1]

[1] رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 160.

فریاد کی اور کانپ اٹھی کہ کوئی جواب دینے والا نہ ملا
اور دل میں جو کچھ ہے وہ بھڑکتی آگ کے سوا کچھ نہیں
اور غریبین کی طرف اپنی نگاہ ڈالی
اور اپنے باپ کو پکارا جو بہترین چلنے والے اور سوار تھے
اے ابا الحسن ! جن کی نسبت
ابو طالب سے ہے وہ طف میں انتقام لینے والے کے لیے نشانہ ہیں
بنی صخر کے ایک گروہ نے ان پر یکجا ہو کر حملہ کیا
فتح کے دن کے بدلے کے لیے غصے سے بھرے ہوئے
انہوں نے ان کے سامنے دو چیزیں رکھیں یا ذلت کی زندگی
یا موت، تو انہوں نے سب سے عزت دار مرتبے کو چنا
تو وہ ہیں گرم ریت پر ان کی گردنیں جھک گئیں
اور ذلت سے مشکلات میں نہیں جھکیں
گرم زمین پر سجدہ میں گویا
طف کے میدان میں ان کے لیے کچھ لڑائیاں ہیں
اور جس چیز نے آج آپ پر جو ہوا اسے آسان کیا
وہ ٹھہرے لیکن موت سے ڈرنے والے اور بھاگنے والے کی طرح نہیں
شہید ہوئے لیکن آگے بڑھتے ہوئے ان کے خون
ایڑیوں سے پہلے پاؤں پر بہتے ہیں

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة : ثمَّ إن سكينة اعتنقت جسد الحسين (عليه السلام) ، فاجتمع عدّة من الأعراب حتى جرُّوها عنه ، قال : ثمَّ نادى عمر بن سعد في أصحابه : من ينتدب للحسين فيوطىء الخيل ظهره ؟ فانتدب منهم عشرة وهم : إسحاق بن حوية الذي سلب الحسين (عليه السلام) قميصه ، وأخنس بن مرثد ، وحكيم بن الطفيل السنبسي ، وعمرو بن صبيح الصيداوي ، ورجاء بن منقذ العبدي ، وسالم بن خيثمة الجعفي ، وواحظ بن ناعم ، وصالح بن وهب الجعفي ، وهانىء بن ثبيت الحضرمي ، وأسيد بن مالك ، فداسوا الحسين (عليه السلام) بحوافر خيلهم حتى رضّوا ظهره وصدره. فإنا لله وإنا إليه راجعون.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے فرمایا: پھر سکینہ نے حسین (علیہ السلام) کی لاش کو گلے لگایا، تو کئی اعراب جمع ہوئے یہاں تک کہ اسے ان سے کھینچ لیا، راوی نے کہا: پھر عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں میں پکارا: کون حسین کے لیے آگے بڑھتا ہے تاکہ گھوڑے اس کی پیٹھ روندیں؟ تو ان میں سے دس آگے بڑھے اور وہ ہیں: اسحاق بن حویہ جس نے حسین (علیہ السلام) کی قمیص لوٹی، اور اخنس بن مرثد، اور حکیم بن طفیل سنبسی، اور عمرو بن صبیح صیداوی، اور رجاء بن منقذ عبدی، اور سالم بن خیثمہ جعفی، اور واحظ بن ناعم، اور صالح بن وہب جعفی، اور ہانی بن ثبیت حضرمی، اور اسید بن مالک، تو انہوں نے حسین (علیہ السلام) کو اپنے گھوڑوں کے کھروں سے روندا یہاں تک کہ ان کی پیٹھ اور سینہ کچل دیا۔ فإنا لله وإنا إليه راجعون۔

قال الراوي : وجاء هولاء العشرة حتى وقفوا على ابن زياد ، فقال أسيد بن مالك أحد العشرة :

راوی نے کہا: اور یہ دس آئے یہاں تک کہ ابن زیاد کے سامنے کھڑے ہو گئے، تو اسید بن مالک جو ان دس میں سے ایک تھا نے کہا:

نحن رَضَضْنَا الصَّدْرَ بَعْدَ الظَّهْرِ بِكُلِّ يَعْبُوب شَدِيدِ الأَسْرِ

ہم نے پیٹھ کے بعد سینے کو کچل دیا
ہر تیز رفتار اور سخت باندھے گئے گھوڑے سے

فقال ابن زياد : من أنتم ؟ فقالوا : نحن الذين وطأنا بخيولنا ظهر الحسين حتى

تو ابن زیاد نے کہا: تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گھوڑوں سے حسین کی پیٹھ کو روندا یہاں تک کہ

طحّنا جناجن صدره ، فأمر لهم بجائزة يسيرة.

ان کے سینے کی ہڈیاں پیس ڈالیں، تو اس نے انہیں تھوڑا سا انعام دیا۔

قال أبو عمرو الزاهد : فنظرنا في هؤلاء العشرة فوجدناهم جميعاً أولاد زناء ، وهؤلاء أخذهم المختار فشدَّ أيديهم وأرجلهم بسكك الحديد ، وأوطأ الخيل ظهورهم حتى هلكوا [1]

ابو عمرو زاہد نے کہا: پھر ہم نے ان دس کی تحقیق کی تو ہم نے پایا کہ وہ سب کے سب حرام زادے تھے، اور ان لوگوں کو مختار نے پکڑا اور ان کے ہاتھ اور پاؤں لوہے کی میخوں سے باندھ دیے، اور گھوڑوں سے ان کی پیٹھیں روندیں یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔

[1] اللهوف ، ابن طاووس : 76 ـ 80.

.

ولله درّ الشفهيني عليه الرحمة إذ يقول :

اور شفہینی علیہ الرحمۃ پر اللہ کی رحمت ہو جب وہ فرماتے ہیں:

وَلِصَدْرِهِ تَطَأُ الخُيُولُ وَطَالما بِسَرِيرِهِ جِبْرِيلُ كان مُوَكَّلا
عُقِرَتْ أَمَا عَلِمَتْ لأيِّ مُعَظَّم وَطَأَتْ وَصَدْر غَادَرَتْه مُفَصَّلا
وَلِثَغْرِه يَعْلُو القَضِيبُ وطالما شَرَفاً له كان النبيُّ مُقَبِّلا
وبنوه في أَسْرِ الطُّغَاةِ صَوَارِخٌ وَلْهَاءُ مُعْوِلَةٌ تُجَاوِبُ مُعْوِلا
وَنِسَاؤُهُ مِنْ حَوْلِهِ يَنْدُبْنَه بأبي النِّسَاءَ النَّادِبَاتِ الثُّكَّلا
يَنْدُبْنَ أَكْرَمَ سيِّد من سَادَة هَجَرُوا القُصُورَ وآنَسُوا وَحْشَ الفَلاَ
بأبي بُدُوراً في المدينةِ طُلِّعاً أَمْسَتْ بِأَرْضِ الغاضريَّةِ أُفَّلاَ [2]

الغدير ، الشيخ الأميني : 6/388 ـ 389.

اور ان کے سینے کو گھوڑے روند رہے ہیں جبکہ کتنی مرتبہ
ان کے پلنگ پر جبرائیل موکل تھے
زخمی کیا گیا، کیا اسے معلوم نہیں کس معظم کو
روندا اور کون سے سینے کو ٹکڑے ٹکڑے چھوڑ دیا
اور ان کے منہ پر کوڑا برستا ہے جبکہ کتنی مرتبہ
عزت کے لیے نبی ان کا بوسہ لیتے تھے
اور ان کے بیٹے ظالموں کی قید میں چیخ رہے ہیں
اور حیران و پریشان نوحہ کر رہے ہیں نوحہ گروں کو
جواب دے رہے ہیں
اور ان کی عورتیں ان کے گرد ان پر ماتم کر رہی ہیں
قربان ہوں میں ان ماتم کرنے والی بے اولاد عورتوں
پر
وہ اس سب سے اعلیٰ سردار پر ماتم کر رہی ہیں جو
سرداروں میں سے
جنہوں نے محلات چھوڑے اور صحراؤں کے
وحشیوں سے مانوس ہوئے
قربان ہوں میں ان چاندوں پر جو مدینہ میں طلوع
ہوتے تھے
غاضریہ کی سرزمین میں غروب ہوگئے

المجلس الثالث ، من ليلة الحادية عشر
جواد الإمام الحسين (عليه السلام) وسلب النساء
ودخول القوم على الإمام زين العابدين (عليه السلام)
قال صاحب المناقب ومحمد بن أبي طالب : قُتل الحسين (عليه السلام) باتفاق الروايات يوم عاشوراء عاشر المحرَّم ، سنة إحدى وستين ، وهو ابن أربع وخمسين سنة وستة أشهر ونصف. قالا : وأقبل فرس الحسين (عليه السلام) وقد عدا من بين أيديهم

تیسری مجلس، گیارہویں رات سے
امام حسین (علیہ السلام) کا گھوڑا اور عورتوں کو لوٹنا
اور امام زین العابدین (علیہ السلام) کے پاس لوگوں کا داخل ہونا
صاحب مناقب اور محمد بن ابی طالب نے کہا: حسین (علیہ السلام) روایات کے اتفاق کے ساتھ یوم عاشوراء، دسویں محرم، سنہ اکسٹھ ہجری کو شہید ہوئے، اور آپ چون سال اور چھ ماہ اور آدھے کے تھے۔ ان دونوں نے کہا: اور حسین (علیہ السلام) کا گھوڑا آگے بڑھا اور ان کے سامنے سے دوڑ گیا

أن لا يؤخذ ، فوضع ناصيته في دم الحسين (عليه السلام) ثم أقبل يركض نحو خيمة النساء ، وهو يصهل ويضرب برأسه الأرض عند الخيمة حتى مات.

وقال بعض الرواة : وأقبل الفرس يدور حوله (عليه السلام) ويلطخ ناصيته بدمه فصاح ابن سعد دونكم الفرس فإنه من جياد خيل رسول الله (صلى الله عليه وآله) فأحاطت به الخيل فجعل يرمح برجليه حتى قتل أربعين رجلا وعشرة أفراس ، فقال ابن سعد دعوه لننظر ما يصنع فلما أمِن الطلب أقبل نحو الحسين (عليه السلام) يُمرغ ناصيته بدمه ويشمه ويصهل صهيلا عالياً ، قال أبو جعفر الباقر (عليه السلام) كان يقول : الظليمة ، الظليمة ، من أمة قتلت ابن بنت نبيها ، وتوجه نحو المخيم بذلك الصهيل ، فلما نظرن النساء إلى الجواد مخزيا والسرج عليه ملويا خرجن من الخدور ناشرات الشعور ، على الخدود لاطمات ، وللوجوه سافرات ، وبالعويل داعيات ، وبعد العز مذللات ، وإلى مصرع الحسين (عليه السلام) مبادرات.

فواحدة تحنو عليه تضمُّه وأُخرى عليه بالرداء تظلِّل
وأُخرى بفيض النحر تصبغ شعرها وأخرى تفدِّيه وأخرى تقبِّل
وأخرى على خوف تلوذ بجنبه وأخرى لما قد نالها ليس تعقل [1]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 283 ـ 284.

وفي رواية المناقب ومحمد بن أبي طالب قالا : فلمَّا نظر أخوات الحسين وبناته وأهله إلى الفرس ليس عليه أحد ، رفعن أصواتهن بالبكاء والعويل ، ووضعت أم كلثوم يدها على أم رأسها ونادت : وامحمّداه ، واجدّاه ، وانبيّاه ، وأبا القاسماه ، واعليّاه ، واجعفراه ، واحمزتاه ، واحسناه ، هذا حسين بالعراء ، صريع بكربلاء ، محزوز الرأس من القفا ، مسلوب العمامة والرداء ، ثمَّ غُشي عليها.

فأقبل أعداء الله لعنهم الله حتى أحدقوا بالخيمة ، ومعهم شمر ، فقال : ادخلوا فاسلبوا برَّتهن ، فدخل القوم لعنهم الله فأخذوا ما كان في الخيمة حتى أفضوا إلى

تاکہ پکڑا نہ جائے، تو اس نے اپنی پیشانی حسین (علیہ السلام) کے خون میں رکھی پھر عورتوں کے خیمے کی طرف دوڑا، اور وہ ہنہنا رہا تھا اور خیمے کے پاس اپنا سر زمین پر مار رہا تھا یہاں تک کہ مر گیا۔

اور بعض راویوں نے کہا: اور گھوڑا آیا اور ان (علیہ السلام) کے گرد گھوم رہا تھا اور اپنی پیشانی ان کے خون سے رنگین کر رہا تھا، تو ابن سعد نے آواز دی کہ یہ گھوڑا پکڑو کیونکہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اچھے گھوڑوں میں سے ہے، تو گھوڑوں نے اسے گھیر لیا لیکن وہ اپنی ٹانگوں سے لات مارنے لگا یہاں تک کہ چالیس آدمی اور دس گھوڑے مار ڈالے، تو ابن سعد نے کہا اسے چھوڑ دو تاکہ دیکھیں یہ کیا کرتا ہے، جب اسے تعاقب سے امن ملا تو وہ حسین (علیہ السلام) کی طرف آیا اور اپنی پیشانی ان کے خون میں لتھڑا رہا تھا اور انہیں سونگھ رہا تھا اور بلند آواز سے ہنہنا رہا تھا، ابو جعفر باقر (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ کہہ رہا تھا: مظلومہ، مظلومہ، کیسی امت نے اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا، اور اسی ہنہناہٹ کے ساتھ خیمے کی طرف روانہ ہوا، جب عورتوں نے گھوڑے کو رسوا حال دیکھا اور اس پر زین الٹی ہوئی تھی تو وہ خیموں سے باہر نکلیں بالوں کو بکھیر کر، گالوں کو پیٹتی ہوئی، چہروں کو کھولتی ہوئی، بلند آواز سے واویلا کرتی ہوئی، عزت کے بعد ذلیل ہوتی ہوئی، اور حسین (علیہ السلام) کی شہادت گاہ کی طرف دوڑتی ہوئی۔

تو ایک ان پر جھکتی ہے انہیں گلے لگاتی ہے
اور دوسری ان پر چادر سے سایہ کرتی ہے
اور دوسری اپنے بہتے آنسوؤں سے اپنے بال رنگتی ہے
اور دوسری ان پر قربان ہوتی ہے اور دوسری بوسہ لیتی ہے
اور دوسری خوف سے ان کے پہلو سے لپٹی ہے
اور دوسری جو کچھ اسے پہنچا اس سے ہوش کھو بیٹھی ہے

اور مناقب اور محمد بن ابی طالب کی روایت میں ہے کہ دونوں نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) کی بہنوں، بیٹیوں اور اہل بیت نے گھوڑے کو دیکھا کہ اس پر کوئی نہیں ہے تو انہوں نے رونے اور آہ و زاری کی آوازیں بلند کیں، اور ام کلثوم نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور پکاری: وا محمداہ، وا جداہ، وا نبیاہ، وا ابا القاسماہ، وا علیاہ، وا جعفراہ، وا حمزتاہ، وا حسناہ، یہ حسین صحرا میں، کربلا میں شہید پڑے ہیں، گردن سے سر کاٹا ہوا، عمامہ اور چادر لوٹی ہوئی، پھر ان پر غش طاری ہو گیا۔

تو اللہ کے دشمن، اللہ کی لعنت ہو ان پر، آگے بڑھے یہاں تک کہ خیمے کو گھیر لیا، اور ان کے ساتھ شمر تھا، تو اس نے کہا: داخل ہو جاؤ اور ان کے کپڑے لوٹ لو، تو وہ قوم، اللہ کی لعنت ہو ان پر، داخل ہوئی اور جو کچھ خیمے میں تھا لے لیا یہاں تک کہ پہنچ گئے

قرط كان في أذن أم كلثوم أخت الحسين (عليه السلام) ، فأخذوه وخرموا أذنها ، حتى كانت المرأة لتنازع ثوبها على ظهرها حتى تُغلب عليه ، وأخذ قيس ابن الأشعث لعنه الله قطيفة الحسين (عليه السلام) ، فكان يُسمَّى قيس القطيفة ، وأخذ نعليه رجل من بني أود ، يقال له الأسود ، ثم مال الناس على الورس والحُلي والحُلل والإبل فانتهبوها.

بالی تک جو ام کلثوم، حسین (علیہ السلام) کی بہن، کے کان میں تھی، تو انہوں نے اسے لے لیا اور ان کا کان پھاڑ دیا، یہاں تک کہ عورت اپنی پیٹھ پر سے اپنے کپڑے کے لیے کھینچا تانی کرتی تھی یہاں تک کہ اس پر غالب آجاتے تھے، اور قیس بن الاشعث نے، اللہ کی لعنت ہو اس پر، حسین (علیہ السلام) کا قطیفہ لے لیا، تو وہ قیس القطیفہ کہلایا، اور ان کی نعلین ایک شخص نے بنی اود سے لیں جسے اسود کہا جاتا تھا، پھر لوگ ورس اور زیورات اور لباس اور اونٹوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں لوٹ لیا۔

قال العلاّمة المجلسي عليه الرحمة : رأيت في بعض الكتب أن فاطمة الصغرى قالت : كنت واقفة بباب الخيمة ، وأنا أنظر إلى أبي وأصحابه مجزَّرين كالأضاحي على الرمال ، والخيول على أجسادهم تجول ، وأنا أفكّر فيما يقع علينا بعد أبي من بني أمية ، أيقتلوننا أو يأسروننا ؟ فإذا برجل على ظهر جواده يسوق النساء بكعب رمحه ، وهنَّ يلذن بعضهن ببعض ، وقد أخذ ما عليهن من أخمرة وأسورة ، وهنَّ يصحن : واجدّاه ، وأبتاه ، واعليّاه ، واقلّة ناصراه ، واحسناه ، أما من مجير يجيرنا ؟ أما من ذائد يذود عنا ؟ قالت : فطار فؤادي وارتعدت فرائصي ، فجعلت أجيل بطرفي يمنياً وشمالا على عمتي أم كثلوم خشية منه أن يأتيني.

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ فاطمہ صغریٰ نے کہا: میں خیمے کے دروازے پر کھڑی تھی، اور میں اپنے والد اور ان کے اصحاب کو دیکھ رہی تھی کہ قربانیوں کی طرح ریت پر ذبح کیے گئے ہیں، اور گھوڑے ان کے جسموں پر گھوم رہے ہیں، اور میں سوچ رہی تھی کہ والد کے بعد بنی امیہ ہمارے ساتھ کیا کریں گے، کیا ہمیں قتل کریں گے یا قید کریں گے؟ پھر اچانک ایک شخص اپنے گھوڑے پر سوار عورتوں کو اپنے نیزے کی نوک سے ہانک رہا تھا، اور وہ ایک دوسری سے لپٹی ہوئی تھیں، اور اس نے ان کی چادریں اور کنگن لے لیے تھے، اور وہ چیخ رہی تھیں: واجداہ، وابتاہ، واعلیاہ، واقلۃ ناصراہ، واحسناہ، کیا کوئی مددگار نہیں جو ہماری مدد کرے؟ کیا کوئی محافظ نہیں جو ہماری حفاظت کرے؟ انہوں نے کہا: تو میرا دل اڑ گیا اور میرے اعضاء کانپنے لگے، تو میں نے اپنی نظریں دائیں بائیں اپنی پھوپھی ام کلثوم پر گھمانی شروع کیں اس خوف سے کہ کہیں وہ میرے پاس نہ آ جائے۔

فبينا أنا على هذه الحالة وإذا به قد قصدني ، ففرت منهزمة ، وأنا أظنّ أني أسلم منه ، وإذا به قد تبعني ، فذهلت خشية منه ، وإذا بكعب الرمح بين كتفي ، فسقطت على وجهي ، فخرم أذني وأخذ قرطي ومقنعتي ، وترك الدماء تسيل على خدّي ، ورأسي تصهره الشمس ، وولّى راجعاً إلى الخيم ، وأنا مغشيٌّ عليَّ ، وإذا أنا بعمّتي عندي تبكي ، وهي تقول : قومي نمضي ، ما أعلم ما جرى على البنات وأخيك العليل ، فقمت وقلت : يا عمَّتاه ، هل من خرقة أستر بها رأسي عن أعين النُظَّار ؟ فقالت : يا بنتاه ، وعمّتك مثلك ، فرأيت رأسها مكشوفة ، ومتنها قد اسودّ من الضرب ، فما رجعنا إلى الخيمة إلاَّ وهي قد نُهبت وما فيها ، وأخي علي بن الحسين مكبوب على وجهه ، لا يطيق الجلوس من كثرة الجوع والعطش والأسقام ، فجعلنا نبكي عليه ويبكي علينا.

پس جب میں اس حالت میں تھی تو اچانک وہ میری طرف آگیا، تو میں بھاگی اور مجھے یقین تھا کہ میں اس سے بچ جاؤں گی، لیکن اچانک وہ میرے پیچھے آیا، تو میں اس کے خوف سے گھبرا گئی، اور اچانک نیزے کی نوک میرے کندھوں کے درمیان آئی، تو میں منہ کے بل گر پڑی، اس نے میرا کان پھاڑ دیا اور میری بالی اور اوڑھنی لے لی، اور میرے گال پر خون بہنے لگا، اور میرا سر سورج کی تپش میں جل رہا تھا، اور وہ خیموں کی طرف واپس چلا گیا، اور میں بے ہوش پڑی تھی، اور اچانک میری پھوپھی میرے پاس آئیں رو رہی تھیں، اور کہہ رہی تھیں: اٹھو چلیں، مجھے معلوم نہیں کہ بیٹیوں اور تمہارے بیمار بھائی پر کیا گزری ہے، تو میں اٹھی اور کہا: اے پھوپھی جان، کیا کوئی کپڑا ہے جس سے میں اپنا سر دیکھنے والوں کی نظروں سے چھپا لوں؟ تو انہوں نے کہا: اے میری بیٹی، تمہاری پھوپھی بھی تمہاری جیسی ہے، تو میں نے دیکھا کہ ان کا سر کھلا ہوا ہے، اور ان کی پیٹھ مار سے سیاہ ہو گئی ہے، پس جب ہم خیمے کی طرف لوٹے تو وہ لوٹا جا چکا تھا اور جو کچھ اس میں تھا، اور میرے بھائی علی بن الحسین منہ کے بل پڑے تھے، بھوک پیاس اور بیماریوں کی کثرت سے بیٹھ نہیں سکتے تھے، تو ہم ان پر رونے لگے اور وہ ہم پر روئے۔

ولله درّ الحجّة الشيخ محمد آل نمر عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو حجت شیخ محمد آل نمر علیہ الرحمۃ پر جب وہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ هَجَمَتْ حَرْبٌ عليها خِبَاءَهَا فكم بُرْقُع عنها يُمَاطُ وَيُنْزَعُ
وكم حُرَّة كالشَّمْسِ تُدْمَى بِوَكْزِها
وَكَمْ طِفْلَة كالبَدْرِ بالضَّرْبِ تُوْجَعُ وكم ثَاكِلٍ عَزَّت ثَكُولا وَرُضِّعِ
لها انتحبت عن بَلَّةِ الثَّدْيِ أَدْمُعُ
وكم مِنْ خِبَاً أَمْسَى إلى النَّارِ مَوْقِداً
بحيثُ غَدَتْ في وَجْهِ عِزِّكَ تَسْفَعُ
وكم مِنْ حَصان لَمْ تَرَ الشَّمْسَ قد غَدَتْ
وَلاَ مَرْجِعٌ تَأْوِي إليه وتَرْجِعُ وَعَاطِشَة وَدَّتْ بأنَّ دُمُوعَها
تَبُلُّ بها حَرَّ الغليلِ وَتنقعُ وَمُزْعَجَة من هَجْمَةِ الخَيْلِ خِدْرَها
تَضُمُّ الحَشَى بالرَّاحَتَيْنِ وَتَجْمَعُ وَبَاكية تُخْفِي المَخَافَةُ صَوْتَها
وَيُظْهِرُهُ منها الشَّجَاءُ فَتُفَزَعُ وَمُوْحَشَة بَاتَتْ عَلَى فَقْدِ قَوْمِهَا
تَنُوحُ كَمَا نَاحَ الحَمَامُ وَتَسْجَعُ [1]

بے شک جنگ نے ان کے خیموں پر دھاوا بول دیا
تو کتنے برقعے ان سے اتارے گئے اور کھینچے گئے
اور کتنی سورج جیسی آزاد عورت ان کی مار سے
لہولہان ہوئی
اور کتنی چاند جیسی بچی ضرب سے زخمی ہوئی
اور کتنی سوگوار نے سوگ کیا اور دودھ پینے والوں نے
آنسوؤں نے دودھ کی گیلی کے بدلے رونا رویا
اور کتنے خیمے آگ کے لیے جلائے گئے
جہاں تمہاری عزت کے چہرے میں بدنمائی ہوئی
اور کتنی پاک دامن جنہوں نے سورج نہیں دیکھا تھا
اور نہ کوئی پناہ گاہ جہاں وہ ٹھہریں اور لوٹیں
اور پیاسی جو چاہتی تھی کہ اس کے آنسو
جلن کی تپش کو بجھائیں اور سیراب کریں
اور خیمے کے گھوڑوں کے حملے سے بے چین
جو اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا پہلو تھامے اور سمیٹے
اور رونے والی جس کی آواز خوف چھپاتا ہے
اور غم اسے ظاہر کرتا ہے تو وہ گھبرا جاتی ہے
اور ویران جو اپنے لوگوں کی جدائی پر رات گزاری
نوحہ کرتی ہے جیسے کبوتر نوحہ کرتا ہے اور فریاد کرتی
ہے

[1] رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 292.

قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : قال حميد بن مسلم : فانتهينا إلى علي بن الحسين (عليهما السلام) وهو منبسط على فراش ، وهو شديد المرض ، ومع شمر جماعة من

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حمید بن مسلم نے کہا: تو ہم علی بن الحسین (علیہما السلام) کے پاس پہنچے اور وہ بستر پر لیٹے ہوئے تھے، اور وہ شدید بیمار تھے، اور شمر کے ساتھ پیادوں کا ایک گروہ تھا

الرجّالة ، فقالوا له : ألا نقتل هذا العليل ؟ فقلت : سبحان الله! أتقتل الصبيان ؟ إنما هذا صبي ، وإنه لما به ، فلم أزل حتّى دفعتهم عنه.

تو انہوں نے اس سے کہا: کیا ہم اس بیمار کو قتل نہ کر دیں؟ تو میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا تم بچوں کو قتل کرتے ہو؟ یہ تو صرف ایک بچہ ہے، اور اسے یہ بیماری ہے، تو میں انہیں اس سے دور کرتا رہا یہاں تک کہ ہٹا دیا۔

وفي رواية الطبري في المنتخب قال : وشهد علي بن الحسين الأصغر مع أبيه كربلاء وهو ابن ثلاث وعشرين سنة ، وكان مريضاً نائماً على فراش ، فلمَّا قُتل الحسين (عليه السلام) قال شمر بن ذي الجوشن : اقتلوا هذا ، فقال له رجل من أصحابه : سبحان الله! أنقتل فتى حدثاً مريضاً لم يقاتل ، وجاء عمر بن سعد فقال : لا تعرضوا لهؤلاء النسوة ولا لهذا المريض [1]

المنتخب من ذيل المذيل ، الطبري : 119.

اور طبری کی المنتخب میں روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اور علی بن الحسین اصغر اپنے والد کے ساتھ کربلا میں موجود تھے اور وہ تیئیس سال کے تھے، اور وہ بیمار تھے اور بستر پر سوئے ہوئے تھے، پس جب حسین (علیہ السلام) شہید ہو گئے تو شمر بن ذی الجوشن نے کہا: اسے قتل کر دو، تو اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اسے کہا: سبحان اللہ ! کیا ہم ایک نوجوان بیمار کو قتل کریں جس نے جنگ نہیں کی، اور عمر بن سعد آیا اور کہا: ان عورتوں کو اور اس بیمار کو نہ چھیڑو۔

.

ويقول السيِّد جعفر الحلي عليه الرحمة في ذلك :

وا لهفتاه لزينِ العابدينَ لُقِّيَ مِنْ طُوْلِ عِلَّتِهِ والسُّقْمِ قَدْ نُهِكَا
كانت عِيَادَتُه منهم سِيَاطَهُمُ وفي كُعُوبِ القَنَا قالوا البَقَاءُ لكا
جَرُّوه فانتهبوا النُّطْعَ المُعَدَّ لَهُ
وأوطأوا جِسْمَهُ السَّعْدَانَ وَالْحَسَكَا [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 232.

اور سیّد جعفر حلّی علیہ الرحمۃ اس بارے میں فرماتے ہیں:

افسوس زین العابدین پر جو پڑے ہوئے تھے
اپنی طویل بیماری اور کمزوری سے نڈھال ہو چکے تھے
ان کی عیادت ان کے کوڑے تھے
اور نیزوں کی نوکوں میں کہا گیا تمہارے لیے بقا ہو
انہوں نے اسے گھسیٹا پس ان کے بچھونے کو لوٹ لیا
اور اس کے جسم کو کانٹوں اور خاروں پر روندا

وجاء عمر بن سعد فصاحت النساء في وجهه وبكين ، فقال لأصحابه : لا يدخل أحد منكم بيوت هؤلاء النساء ، ولا تعرضوا لهذا الغلام المريض ، فسألته النسوة أن يسترجع ما أُخذ منهن ليستترن به ، فقال : من أخذ من متاعهم شيئاً فليردَّه ، فوالله ما ردَّ أحد منهم شيئاً ، فوكَّل بالفسطاط وبيوت النساء وعلي بن الحسين (عليه السلام) جماعة ممن كان معه ، وقال : احفظوهم لئلا يخرج منهم أحد ولا يُساء إليهم [3]

الإرشاد ، المفيد : 2/112 ـ 113.

اور عمر بن سعد آیا تو عورتیں اس کے منہ پر چیخیں اور رونے لگیں، تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم میں سے کوئی بھی ان عورتوں کے گھروں میں داخل نہ ہو، اور اس بیمار لڑکے سے تعرض نہ کرو، پس عورتوں نے اس سے کہا کہ وہ جو کچھ ان سے لیا گیا ہے واپس کرے تاکہ وہ اس سے پردہ کر سکیں، تو اس نے کہا: جس نے ان کے سامان میں سے کچھ لیا ہو وہ واپس کرے، لیکن بخدا ! ان میں سے کسی نے کوئی چیز واپس نہیں کی، پس اس نے خیمے اور عورتوں کے گھروں اور علی بن الحسین (علیہ السلام) کی نگرانی کے لیے اپنے ساتھیوں میں سے ایک گروہ کو مقرر کیا، اور کہا: انہیں محفوظ رکھو تاکہ ان میں سے کوئی باہر نہ نکلے اور نہ ان پر کوئی زیادتی کی جائے۔

.

عظَّم الله لكم الأجر أيها المؤمنون ، وأحسن الله لكم العزاء في مصاب الإمام الحسين (عليه السلام) ، فما حال زينب وسائر نساء الحسين (عليه السلام) وأهل بيته في مثل هذه الليلة ، فهي أعظم ليلة مرَّت على بنات رسول الله (صلى الله عليه وآله) حيث رأين ـ بعد ذلك العزّ الشامخ ـ رجالهنّ صرعى على بوغاء كربلاء ، وهن مسلَّبات مضروبات باكيات نادبات ، ليس معهن حميٌّ ، وهن في أيدي العدى ، ولله درّ الشيخ صالح الكواز عليه الرحمة إذ يقول :

اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو عظیم فرمائے اے مومنو، اور امام حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں اللہ آپ کو حسن تعزیت عطا فرمائے، تو ایسی رات میں زینب اور حسین (علیہ السلام) کی دیگر خواتین اور اہل بیت کا کیا حال تھا

یہ رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیوں پر گزرنے والی سب سے عظیم رات تھی جب انہوں نے اس بلند عزت کے بعد اپنے مردوں کو کربلا کی سرزمین پر گرے ہوئے دیکھا، اور وہ سامان سے محروم، مارے ہوئے، روتی ہوئی، نوحہ کرنے والی تھیں، ان کے ساتھ کوئی محافظ نہیں تھا، اور وہ دشمنوں کے ہاتھوں میں تھیں، اور شیخ صالح کواز علیہ الرحمۃ کا کیا خوب فرمانا ہے:

أُصْوَاتُها بُحَّت وهنَّ نَوائحٌ يَنْدُبْنَ قَتْلاَهُنَّ بالإيماءِ
أَنَّى الْتَفَتْنَ رَأَيْنَ ما يُدْمي الحَشَى من نَهْبِ أبيات وَحَرْقِ خِبَاءِ
تَشْكُو الهَوَانَ لِنَدْبِهَا وكأَنَّه مُغْض وَمَا فيه من الإغْضَاءِ
وتقولُ عَاتِبَةٌ عليه وَمَا عَسَى يُجْدِي عِتَابُ مُوَزَّعِ الأَشْلاَءِ
قَدْ كُنْتَ لِلْبُعَدَاءِ أَقْرَبَ مُنْجِد واليومَ أَبْعَدَهُمْ عن القُرَبَاءِ
أُسْبَى وَمِثْلُك مَنْ يَحُوطُ سُرَادِقي هذا لَعَمْرُكَ أَعْظَمُ البُرَحَاءِ
قد كنتُ في الحَرَمِ المنيعِ خبيئةً واليومَ نَقْعُ الْيَعْمُلاَتِ خِبَائي
ماذا أقولُ إذا التقيتُ بشامت إنّي سُبِيْتُ وإخوتي بإزَائي
ما كنتُ أَحْسَبُ أَنْ يَهُونَ عليكُمُ ذُلِّي وتسييري إلى الطُّلَقَاءِ
حَكَمَ المَنُونُ عليكُمُ أَنْ تُعْرِضُوا عنّي وَإِنْ طَرَقَ الْهَوَانُ فِنَائي
هذي يَتَامَاكُم تَلُوذُ ببعضِها ولكم نِسَاءٌ تلتجي بِنِسَاءِ [1]

[1] رياض المدح والرثاء ، الشيخ الحسين القديحي : 161 ـ 162.

ان کی آوازیں بیٹھ گئیں اور وہ نوحہ کرنے والیاں
اپنے شہیدوں پر اشاروں سے ماتم کرتی ہیں
جدھر بھی دیکھا، دل کو لہولہان کرنے والے مناظر
دیکھے
گھروں کی لوٹ اور خیموں کی آگ زنی
ذلت کی شکایت کرتی ہے اس کے نوحے میں اور گویا
وہ
ناراض ہے اور اس میں ناراضگی کا کچھ نہیں
اور اس سے عتاب کرتی ہوئی کہتی ہے اور کیا
فائدہ ہو سکتا ہے ٹکڑے ٹکڑے شدہ کو عتاب کرنے کا
تم تو دور والوں کے لیے قریب ترین مددگار تھے
اور آج سب سے دور ہو قریبی لوگوں سے
قیدی بنائی گئی اور تمہاری مثل وہ جو میرے خیمے کی
حفاظت کرتا ہے
یہ تمہاری قسم سب سے بڑی آفت ہے
میں محفوظ حرم میں پوشیدہ تھی
اور آج اونٹنیوں کی دھول میرا پردہ ہے
کیا کہوں جب ملوں طعنہ دینے والے سے
کہ میں قیدی بنائی گئی اور میرے بھائی میرے سامنے
ہیں
میں یہ نہیں سوچتی تھی کہ تم پر آسان ہوگی
میری ذلت اور آزاد لوگوں کے پاس میری روانگی
موت نے تم پر یہ حکم لگایا کہ تم منہ پھیر لو
مجھ سے اگرچہ ذلت نے میرے دروازے پر دستک
دی

یہ تمہارے یتیم ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے ہیں
اور تمہاری عورتیں ہیں جو عورتوں سے پناہ مانگتی ہیں

المجلس الأول ، من اليوم الحادي عشر

خروج السبايا من كربلاء ومرورهم على القتلى

قال محمد بن أبي طالب رحمه الله تعالى : ثم إن عمر بن سعد سرَّح رأس الحسين (عليه السلام) يوم عاشورا مع خولي بن يزيد الأصبحي ، وحميد بن مسلم إلى ابن

پہلی مجلس، گیارھویں دن سے

کربلا سے قیدیوں کی روانگی اور ان کا شہیدوں پر سے گزرنا

محمد بن ابی طالب رحمہ اللہ تعالی نے کہا: پھر عمر بن سعد نے حسین (علیہ السلام) کا سر مبارک عاشورا کے دن خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم کے ساتھ ابن

زياد ، ثمَّ أمر برؤوس الباقين من أهل بيته وأصحابه فقُطعت ، وسرَّح بها مع شمر بن ذي الجوشن إلى الكوفة ، وأقام ابن سعد يومه ذلك وغده إلى الزوال ، فجمع قتلاه فصلّى عليهم ودفنهم ، وترك الحسين (عليه السلام) وأصحابه منبوذين بالعراء ، فلمَّا ارتحلوا إلى الكوفة عمد أهل الغاضرية من بني أسد فصلّوا عليهم ودفنوهم ، وقال ابن شهر آشوب : وكان يجدون لأكثرهم قبوراً ويرون طيوراً بيضاً [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/62.

.

زیاد کی طرف بھیج دیا، پھر اس نے حکم دیا کہ آپ کے اہل بیت اور اصحاب کے باقی سروں کو کاٹا جائے، پس وہ کاٹے گئے، اور شمر بن ذی الجوشن کے ساتھ کوفہ کی طرف بھیجے گئے، اور ابن سعد اس دن اور اگلے دن زوال تک ٹھہرا رہا، پھر اس نے اپنے مقتولین کو جمع کیا اور ان پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا، اور حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب کو صحرا میں پڑا چھوڑ دیا، پس جب وہ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو قبیلہ بنی اسد کے غاضریہ والے آئے اور انہوں نے ان پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا، اور ابن شہر آشوب نے کہا: اور ان کے اکثر کے لیے قبریں تیار پاتے تھے اور سفید پرندے دیکھتے تھے۔

قال السيد محسن الأمين عليه الرحمة في لواعج الأشجان : ثم نادى (أي ابن سعد) في الناس بالرحيل ، وتوجَّه إلى الكوفة ، وحمل معه نساء الحسين (عليه السلام) وبناته وأخواته ومن كان معه من الصبيان ، وفيهم علي بن الحسين (عليهما السلام) قد نهكته العلة ، والحسن بن الحسن المثنى... وتدلّ بعض الروايات على وجود الباقر (عليه السلام) معهم ، وساقوهم كما يساق سبي الترك والروم ، فقال النسوة : بحق الله إلاّ ما مررتم بنا على مصرع الحسين (عليه السلام) ، فمرّوا بهم على الحسين (عليه السلام) وأصحابه وهم صرعى ، فلمَّا نظر النسوة إلى القتلى صحن وضربن وجوههن ، قال الراوي : فوالله لا أنسى زينب بنت علي وهي تندبُ الحسين (عليه السلام) ، وتنادي بصوت حزين وقلب كئيب : يا محمداه ، صلّى عليك مليكُ السماء ، هذا حسينك مرمَّل بالدماء ، مقطَّع الأعضاء ، وبناتك سبايا ، إلى الله المشتكى ، وإلى محمّد المصطفى ، وإلى علي المرتضى ، وإلى فاطمة الزهراء ، وإلى حمزة سيِّد الشهداء ، يا محمَّداه ، هذا حسين بالعرى ، تسفي عليه ريح الصَّبا ، قتيل أولاد البغايا ، واحزناه ، واكرباه عليك يا أبا عبدالله ، اليوم مات جدّي رسول الله ، يا أصحاب محمد! هؤلاء ذرّيّة المصطفى يساقون سوق السبايا.

سید محسن امین علیہ الرحمۃ نے لواعج الاشجان میں کہا: پھر (یعنی ابن سعد نے) لوگوں میں کوچ کا اعلان کیا، اور کوفہ کی طرف روانہ ہوا، اور اپنے ساتھ حسین (علیہ السلام) کی خواتین اور بیٹیوں اور بہنوں اور بچوں کو لے گیا جو آپ کے ساتھ تھے، اور ان میں علی بن الحسین (علیہما السلام) بھی تھے جنہیں بیماری نے نڈھال کر دیا تھا، اور حسن بن حسن مثنیٰ... اور بعض روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امام باقر (علیہ السلام) بھی ان کے ساتھ تھے، اور انہیں ایسے ہانکا جیسے ترک اور روم کے قیدیوں کو ہانکا جاتا ہے، تو خواتین نے کہا: اللہ کے واسطے ہمیں حسین (علیہ السلام) کی شہادت گاہ سے گزار دو، پس انہیں حسین (علیہ السلام) اور آپ کے اصحاب پر سے گزارا اور وہ گرے پڑے تھے، پس جب خواتین نے شہیدوں کو دیکھا تو چیخیں اور اپنے چہروں پر مارا، راوی نے کہا: پس بخدا! میں زینب بنت علی کو نہیں بھولتا اور وہ حسین (علیہ السلام) پر نوحہ کر رہی تھیں، اور غمگین آواز اور دکھی دل سے پکار رہی تھیں: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)، آسمان کے مالک نے آپ پر درود بھیجا، یہ آپ کے حسین خون میں لت پت ہیں، ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے، اور آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں، اللہ سے شکایت ہے، اور محمد مصطفی سے، اور علی مرتضیٰ سے، اور فاطمہ زہرا سے، اور حمزہ سید الشہداء سے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)! یہ حسین ننگے میدان میں، صبا کی ہوا ان پر ریت اڑا رہی ہے، کنیزوں کی اولاد کے ہاتھوں شہید، واحزنا! واکربا! آپ پر اے ابا عبداللہ، آج میرے نانا رسول اللہ فوت ہو گئے، اے اصحاب محمد! یہ مصطفی کی اولاد ہے جنہیں قیدیوں کی طرح ہانکا جا رہا ہے۔

وفي بعض الروايات أنها (عليها السلام) قالت : وامحمّداه ، بناتك سبايا وذرّيّتك مقتّلة ، تسفي عليهم ريح الصّبا ، وهذا حسين محزوز الرأس من القفا ، مسلوب العمامة والرداء ، بأبي من أضحى عسكره في يوم الإثنين نهباً ، بأبي من فسطاطه مقطّع

اور بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے (علیہا السلام) فرمایا: وامحمداہ! آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی اولاد قتل کی گئی، صبا کی ہوا ان پر ریت اڑا رہی ہے، اور یہ حسین گدی سے سر کٹا ہوا ہے، عمامہ اور چادر سے محروم، میرے باپ پر فدا وہ جن کا لشکر پیر کے دن لوٹ لیا گیا، میرے باپ پر فدا وہ جن کا خیمہ ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا

العُرى ، بأبي من لا غائب فيرتجى ، ولا جريح فيداوى ، بأبي من نفسي له الفدى ، بأبي المهموم حتى قضى ، بأبي العطشان حتى مضى ، بأبي من شيبته تقطر بالدماء ، بأبي من جدّه رسول إله السماء ، بأبي من هو سبط نبيِّ الهدى ، بأبي محمد المصطفى ، بأبي خديجة الكبرى ، بأبي علي المرتضى ، بأبي فاطمة الزهراء ، بأبي من ردَّت له الشمس حتى صلَّى ، قال : فأبكت والله كل عدوّ وصديق.

میرے باپ پر فدا وہ جن کی عفت کی پناہ، میرے باپ پر فدا وہ جن کا کوئی غائب نہیں جس کی امید ہو، اور نہ کوئی زخمی جس کا علاج ہو سکے، میرے باپ پر فدا وہ جن کے لیے میری جان قربان ہے، میرے باپ پر فدا وہ جو غمگین رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، میرے باپ پر فدا وہ جو پیاسے رہے یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے، میرے باپ پر فدا وہ جن کی سفید ریش خون میں شرابور ہے، میرے باپ پر فدا وہ جن کے نانا آسمان کے خدا کے رسول ہیں، میرے باپ پر فدا وہ جو نبی ہدایت کے نواسے ہیں، میرے باپ پر فدا محمد مصطفیٰ، میرے باپ پر فدا خدیجہ کبریٰ، میرے باپ پر فدا علی مرتضیٰ، میرے باپ پر فدا فاطمہ زہرا، میرے باپ پر فدا وہ جن کے لیے سورج لوٹایا گیا یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھی۔ راوی نے کہا: پس بخدا انہوں نے ہر دشمن اور دوست کو رُلا دیا۔

ثم إن سكينة بنت الحسين (عليه السلام) اعتنقت جسد أبيها ، فاجتمع عدَّة من الأعراب حتى جرّوها عنه [1]

لواعج الأشجان ، السيد محسن الأمين : 197 ـ 198.

پھر سکینہ بنت الحسین (علیہ السلام) نے اپنے باپ کے جسم کو گلے لگایا، تو کئی اعراب جمع ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں زبردستی کھینچ کر الگ کیا۔ اور سید رضا ہندی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

ولله درّ السيد رضا الهندي عليه الرحمة إذ يقول :

هَمَّت لِتَقْضِيَ من تَوْدِيعِهِ وَطَراً وقد أبى سَوْطُ شِمْر أَنْ تُوَدِّعَهُ
فَفَارَقَتْهُ ولكنْ رَأْسُهُ مَعَهَا وَغَابَ عَنْها ولكنْ قَلْبُهَا مَعَهُ [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 137.

انہوں نے چاہا کہ ان سے رخصت لے کر اپنے دل کی آرزو پوری کریں
مگر شمر کے کوڑے نے انکار کر دیا کہ وہ ان سے رخصت لیں
پس انہوں نے انہیں چھوڑا لیکن ان کا سر اپنے ساتھ تھا
اور وہ ان سے دور ہو گئے لیکن ان کا دل ان کے ساتھ تھا

ثم إنها (عليها السلام) سافرت هذا السفر المحزن وهي حزينة القلب ، كسيرة الخاطر باكية العين ، ناحلة الجسم ، مرتعدة الأعضاء ، قد فارقت أعزَّ الناس عليها وأحبِّهم إليها ، تحفّ بها النساء الأرامل والأيامى الثواكل ، وأطفال يستغيثون من الجوع والعطش ، ويحيط بها القوم اللئام من قتلة أهل بيتها ، وظالمي أهلها وناهبي رحلها ، كشمر بن ذي الجوشن ، وزجر بن قيس ، وسنان بن أنس وخولي بن يزيد الأصبحي ، وحرملة بن كاهل ، وحجار بن أبجر ، وأمثالهم ـ لعنهم الله ـ ممن لم يخلق الله في قلوبهم الرحمة فإذا دمعت عيناها أهوت عليها السياط ، وإن بكت أخاها لطمتها الأيدي القاسية ، وهكذا كان سفرها هذا [3]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 452.

.

پھر وہ (علیہا السلام) اس غمناک سفر پر روانہ ہوئیں اور وہ غمزدہ دل، شکستہ خاطر، رونے والی آنکھوں، لاغر جسم، کانپتے ہوئے اعضاء کے ساتھ تھیں، اپنے سب سے عزیز اور محبوب ترین لوگوں سے جدا ہو چکی تھیں، بیوہ عورتیں اور ماتم کرنے والی مائیں ان کے اردگرد تھیں، اور بچے بھوک اور پیاس سے فریاد کر رہے تھے، اور ان کے گرد کمینہ لوگ تھے جو ان کے اہل بیت کے قاتل تھے، ان کے خاندان پر ظلم کرنے والے اور ان کے سامان لوٹنے والے، جیسے شمر بن ذی الجوشن، اور زجر بن قیس، اور سنان بن انس اور خولی بن یزید اصبحی، اور حرملہ بن کاہل، اور حجار بن ابجر، اور ان جیسے دوسرے — اللہ کی لعنت ہو ان پر — جن کے دلوں میں اللہ نے رحم پیدا نہیں کیا تھا، پس جب ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے تو کوڑے برستے، اور اگر وہ اپنے بھائی پر روتیں تو سخت ہاتھ ان پر تھپڑ مارتے، اور اسی طرح ان کا یہ سفر تھا۔

ولله درّ من قال من الشعراء في وداعها للحسين (عليه السلام) ومسيرها من كربلاء :

اور کیا خوب کہا ہے ان شاعروں نے جنہوں نے حسین (علیہ السلام) سے ان کی رخصتی اور کربلا سے ان کی روانگی کے بارے میں کہا:

أَحِجَابَ صَوْني في أَمَانِ اللهِ عَزَّ عليَّ مَسْرَانا وَجِسْمُكَ مُوْدَعُ

اے میری عصمت کی حفاظت کرنے والے ! اللہ کی امان میں
مجھ پر یہ گراں گزرا کہ ہم روانہ ہوں اور تیرا جسم یہاں رہے

وَدَّعْتُكَ الكافي وَقَدْ سُدَّتْ عليَّ مَذَاهِبُ الآراءِ مَا بِكَ أَصْنَعُ
وَسَرَوا بِهَا والعينُ تَرْعَاهُ وَإِنْ حُجِبَتْ أَقَامَ فُؤَادُها يَتَطَلَّعُ

میں نے تم سے الوداع کہا اے کفایت کرنے والے اور میرے سامنے
رائے کے تمام راستے بند ہو گئے، میں تیرے ساتھ کیا کروں
اور وہ اسے لے کر چلے اور آنکھ اسے دیکھ رہی ہے اور اگرچہ
وہ حجاب میں ہے، اس کا دل کھڑا ہے اور جھانک رہا ہے

وقال آخر عليه الرحمة :

اور ایک اور نے علیہ الرحمۃ کہا:

لَمْ أَنْسَ لا واللهِ زينبَ إِذْ مَشَتْ وهي الوَقُورُ إليه مَشْيَ المُسْرِعِ
تدعوه والأحزانُ مِلْؤُ فُؤَادِها والطَّرْفُ يَسْفَحُ بالدموعِ الهُمَّعِ
أَأُخَيُّ مَالَكَ عن بَنَاتِكَ مُعْرِضاً والكلُّ منك بِمَنْظَر وَبِمَسْمَعِ
أَأُخَيُّ مَاعَوَّدتني مِنْكَ الجَفَا فَعَلاَمَ تجفوني وتَجْفُو مَنْ مَعِي
أَنْعِمْ جواباً يا حسينُ أَمَا ترى شَمِرَ الخَنَا بالسَّوْطِ كَسَّرَ أَضْلُعي
فَأَجَابَها من فَوْقَ شَاهِقَةِ القَنَا قُضِيَ الْقَضَاءُ بما جرى فاسترجعي
وتكفَّلي حَالَ اليَتَامى وانْظُري ما كنتُ أَصْنَعُ في حِمَاهُمْ فَاصْنَعي

میں بھول نہیں سکتا بخدا زینب کو جب وہ چلیں
اور وہ وقار والی تھیں ان کی طرف تیز چال سے
وہ انہیں پکار رہی تھیں اور غم اس کے دل میں
بھرے تھے
اور آنکھ بہتے ہوئے آنسوؤں سے تر تھی
اے میرے بھائی ! تمہیں کیا ہوا کہ اپنی بیٹیوں سے
منہ پھیرے ہو
جبکہ سب تمہیں دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں
اے میرے بھائی ! تم نے مجھے اپنی بے رخی کا عادی
نہیں کیا
پھر کیوں مجھ سے اور میرے ساتھ والوں سے بے
رخی کرتے ہو
جواب دو حسین ! کیا تم نہیں دیکھتے
شمر خبیث کوڑے سے میری پسلیاں توڑ رہا ہے
پس نیزے کی بلندی سے انہوں نے جواب دیا
قضا ہو چکی جو ہوا وہ ہوا، پس انا للہ کہو
اور یتیموں کی دیکھ بھال کرو اور دیکھو
میں ان کی حفاظت میں کیا کرتا تھا، تم وہی کرو

المجلس الثاني ، من اليوم الحادي عشر
في من رأى رسول الله(صلى الله عليه وآله)
بعد مقتل الإمام الحسين (عليه السلام)

قال الراوي : وسأل عبدالله بن رباح القاضي أعمى عن عمائه فقال : كنت حضرت كربلاء وما قاتلت ، فنمت فرأيت شخصاً هائلا قال لي : أجب رسول الله! فقلت : لا أطيق ، فجرَّني إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فوجدته حزيناً وفي يده حربة ، وبسط قدّامه نطع ، وملك قبله قائم في يده سيف من النار ، يضرب أعناق القوم ، وتقع النار فيهم فتحرقهم ، ثم يُحيون ويقتلهم أيضاً هكذا ، فقلت : السلام عليك يا رسول الله ، والله ما ضربت بسيف ، ولاطعنت برمح ، ولا رميت سهماً ، فقال النبيّ (صلى الله عليه وآله وسلم) : ألست كثَّرت السواد ؟ فسلِّمني ، وأخذ من طست فيه دم فكحَّلني من ذلك الدم ، فاحترقت عيناي ، فلمَّا انتبهت كنت أعمى [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/303.

.

دوسری مجلس، گیارھویں دن سے
ان کے بارے میں جنہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا
امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد

راوی نے کہا: اور عبداللہ بن رباح قاضی سے ان کے اندھے پن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں کربلا میں حاضر تھا اور میں نے جنگ نہیں کی، پھر میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک ہیبت ناک شخص دیکھا جس نے مجھ سے کہا: رسول اللہ کے پاس حاضر ہو ! میں نے کہا: میں طاقت نہیں رکھتا، پس اس نے مجھے گھسیٹ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس لے گیا، تو میں نے آپ کو غمگین پایا اور آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا، اور آپ کے سامنے چمڑا بچھا ہوا تھا، اور آپ کے سامنے ایک فرشتہ کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں آگ کی تلوار تھی، وہ لوگوں کی گردنیں مار رہا تھا، اور ان میں آگ گر رہی تھی اور انہیں جلا رہی تھی، پھر وہ زندہ ہو جاتے اور وہ پھر انہیں قتل کر دیتا اسی طرح، پس میں نے کہا: آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول ! بخدا میں نے تلوار نہیں ماری، اور نہ نیزہ پھینکا، اور نہ تیر چلایا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: کیا تم نے بھیڑ نہیں بڑھائی؟ پھر آپ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا، اور ایک طشت سے جس میں خون تھا لیا اور مجھے سرمہ لگایا اس خون سے، تو میری آنکھیں جل گئیں، اور جب میں بیدار ہوا تو میں اندھا تھا۔

وروى السيّد ابن طاووس عليه الرحمة في كتاب الملهوف وابن شهر آشوب وغيرهما ، عن عبدالله بن رباح القاضي قال : لقيت رجلا مكفوفاً قد شهد قتل الحسين (عليه السلام) ، فسئل عن بصره فقال : كنت شهدت قتله عاشر عشرة ، غير أني لم أطعن برمح ، ولم أضرب بسيف ، ولم أرم بسهم ، فلمّا قُتل رجعت إلى منزلي وصلّيت العشاء الآخرة ، ونمت ، فأتاني آت في منامي فقال : أجب رسول الله! فقلت : مالي وله ؟ فأخذ بتلابيبي وجرّني إليه ، فإذا النبيّ (صلى الله عليه وآله) جالس في صحراء ، حاسر عن ذراعيه ، آخذ بحربة ، وملك قائم بين يديه وفي يده سيف من نار يقتل أصحابي التسعة ، فكلّما ضرب ضربة التهبت أنفسهم ناراً ، فدنوت منه وجثوت بين يديه ، وقلت : السلام عليك يا رسول الله ، فلم يردَّ عليّ ، ومكث طويلا ، ثم رفع رأسه وقال : يا عدوَّ الله ، انتهكت حرمتي ، وقتلت عترتي ، ولم ترع حقي وفعلت وفعلت ، فقلت : يا رسول الله ، ما ضربت بسيف ، ولا طعنت برمح ، ولا رميت بسهم ، فقال : صدقت ولكنك كثَّرت السواد ، ادن مني! فدنوت منه فإذا طست مملوء دماً ، فقال لي : هذا دم ولدي الحسين ، فكحَّلني من ذلك الدم ، فانتبهت حتى الساعة لا أبصر شيئاً [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/306.

.

اور سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے کتاب الملہوف میں اور ابن شہر آشوب اور دیگر نے عبداللہ بن رباح قاضی سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں ایک نابینا شخص سے ملا جو امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت میں حاضر تھا، تو اس سے اس کی بینائی کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے کہا: میں دس میں سے دسواں تھا جنہوں نے آپ کے قتل میں شرکت کی، مگر میں نے نہ نیزہ پھینکا، نہ تلوار ماری، اور نہ تیر چلایا، پھر جب آپ شہید ہو گئے تو میں اپنے گھر لوٹا اور عشاء کی نماز پڑھی، اور سو گیا، تو خواب میں کوئی میرے پاس آیا اور کہا: رسول اللہ کے پاس حاضر ہو ! میں نے کہا: مجھے ان سے کیا کام؟ تو اس نے میرا گریبان پکڑا اور مجھے گھسیٹ کر آپ کے پاس لے گیا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک صحرا میں بیٹھے تھے، اپنی بازوؤں سے کپڑا ہٹائے ہوئے، ہاتھ میں نیزہ تھامے ہوئے، اور ایک فرشتہ آپ کے سامنے کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں آگ کی تلوار تھی، وہ میرے نو ساتھیوں کو قتل کر رہا تھا، جب بھی وہ ضرب لگاتا تو ان کے جسم آگ کے شعلے بن جاتے، پھر وہ زندہ ہو جاتے اور وہ پھر انہیں قتل کر دیتا اسی طرح، پس میں آپ کے قریب ہوا اور آپ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا، اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ، لیکن آپ نے میرا جواب نہیں دیا، اور دیر تک خاموش رہے، پھر سر اٹھایا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن، تو نے میری حرمت کو پامال کیا، میری عترت کو قتل کیا، میرا حق نہیں مانا اور تو نے یہ کیا اور وہ کیا، میں نے کہا: یا رسول اللہ، میں نے نہ تلوار ماری، نہ نیزہ پھینکا، اور نہ تیر چلایا، تو آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا لیکن تو نے بھیڑ بڑھائی، میرے قریب آ! تو میں آپ کے قریب ہوا تو ایک طشت تھا جو خون سے بھرا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: یہ میرے بیٹے حسین کا خون ہے، پھر آپ نے مجھے اس خون سے سرمہ لگایا، اور میں بیدار ہوا اور ابھی تک میں کچھ نہیں دیکھتا۔

وروي عن سعيد بن المسيب ، لما استشهد سيدي ومولاي الحسين (عليه السلام) وحجَّ الناس من قابل دخلت على علي بن الحسين (عليه السلام) فقلت له : يا مولاي ، قد قرب الحج فماذا تأمرني ؟ فقال : امض على نيّتك وحجّ ، فحججت فبينما أطوف بالكعبة وإذا أنا برجل مقطوع اليدين ، ووجهه كقطع الليل المظلم ، وهو متعلّق بأستار الكعبة ، وهو يقول : اللهم ربَّ هذا البيت الحرام ، اغفر لي وما أحسبك تفعل

اور سعید بن مسیب سے روایت ہے، جب میرے آقا و مولا حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے اور اگلے سال لوگ حج کو گئے تو میں علی بن الحسین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: یا مولا، حج کا وقت قریب ہے تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اپنی نیت پر چل اور حج کر، پس میں نے حج کیا، جب میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے ایک شخص دیکھا جس کے ہاتھ کٹے ہوئے تھے، اور اس کا چہرہ تاریک رات کے ٹکڑے کی طرح تھا، اور وہ کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا تھا، اور کہہ رہا تھا: اے اللہ ! اے اس حرام گھر کے رب، مجھے بخش دے اور میں نہیں سمجھتا کہ تو ایسا کرے گا

ولو تشفَّع فيَّ سكَّان سماواتك وأرضك ، وجميع ما خلقت ، لعظم جرمي.

اگرچہ تیرے آسمانوں اور زمینوں کے باشندے اور تیری ساری مخلوق میری سفارش کرے، میرے جرم کی عظمت کی وجہ سے۔

قال سعيد بن المسيب : فشغلت وشغل الناس عن الطواف حتى حفَّ به الناس واجتمعنا عليه ، فقلنا : يا ويلك ، لو كنت إبليس ما كان ينبغي لك أن تيأس من رحمة الله ، فمن أنت ؟ وما ذنبك ؟ فبكى وقال : يا قوم ، أنا أعرف بنفسي وذنبي وما جنيت ، فقلنا له : تذكره لنا ، فقال : أنا كنت جمّالا لأبي عبدالله (عليه السلام) لما خرج من المدينة إلى العراق ، وكنت أراه إذا أراد الوضوء للصلاة يضع سراويله عندي ، فأرى تكّة تُغشي الأبصار بحسن إشراقها ، وكنت أتمنّاها تكون لي ، إلى أن صرنا بكربلاء ، وقُتل الحسين (عليه السلام) وهي معه ، فدفنت نفسي في مكان من الأرض فلمّا جنَّ الليل ، خرجت من مكاني ، فرأيت من تلك المعركة نوراً لا ظلمةً ، ونهاراً لا ليلا ، والقتلى مطرَّحين على وجه الأرض ، فذكرت لخبثي وشقائي التكّة ، فقلت : والله لأطلبنَّ الحسين وأرجو أن تكون التكة في سراويله فآخذها ، ولم أزل أنظر في وجوه القتلى حتى أتيت إلى الحسين (عليه السلام) ، فوجدته مكبوباً على وجهه وهو جثّة بلا رأس ، ونوره مشرق مرمَّلٌ بدمائه ، والرياح سافية عليه ، فقلت : هذا والله الحسين ، فنظرت إلى سراويله كما كنت أراها فدنوت منه ، وضربت بيدي إلى التكة لآخذها فإذا هو قد عقدها عقداً كثيرة ، فلم أزل أحلّها حتى حللت عقدة منها ، فمدَّ يده اليمنى وقبض على التكة ، فلم أقدر على أخذ يده عنها ولا أصل إليها ، فدعتني النفس الملعونة إلى أن أطلب شيئاً أقطع به يديه ، فوجدت قطعة سيف مطروح ، فأخذتها واتكّيت على يده ، ولم أزل أحزّها حتى فصلتها عن زنده ، ثمّ نحّيتها عن التكّة ، ومددت يدي إلى التكة لأحلّها ، فمدَّ يده اليسرى فقبض عليها ، فلم أقدر على أخذها ، فأخذت قطعة السيف فلم أزل أحزُّها حتى فصلتها عن التكة ، ومددت يدي إلى التكة لآخذها ، فإذا الأرض ترجف والسماء تهتزّ ، وإذا بغلبة عظيمة ، وبكاء ونداء ، وقائل يقول : واإبناه ، وامقتولاه ، واذبيحاه ،

سعید بن مسیب نے کہا: پس میں اور لوگ طواف سے رک گئے یہاں تک کہ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور ہم نے اسے گھیر لیا، ہم نے کہا: تجھ پر افسوس، اگر تو ابلیس بھی ہوتا تو تجھے اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے تھا، تو کون ہے؟ اور تیرا گناہ کیا ہے؟ تو وہ رونے لگا اور کہا: اے لوگو، میں اپنے آپ کو اور اپنے گناہ کو اور جو میں نے کیا اسے بہتر جانتا ہوں، ہم نے کہا: ہمیں بتا، تو اس نے کہا: میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کا اونٹ بان تھا جب آپ مدینہ سے عراق کی طرف نکلے، اور میں دیکھتا تھا کہ جب آپ نماز کے لیے وضو کرنا چاہتے تو اپنی شلوار میرے پاس رکھ دیتے، تو میں ایک نیکا دیکھتا جو اپنی چمک کی خوبصورتی سے نظروں کو خیرہ کر دیتا، اور میں تمنا کرتا کہ وہ میرے لیے ہو، یہاں تک کہ ہم کربلا پہنچے، اور حسین (علیہ السلام) شہید ہو گئے اور وہ نیکا آپ کے ساتھ تھا، تو میں نے خود کو زمین میں ایک جگہ چھپا لیا، جب رات ہوئی تو میں اپنی جگہ سے نکلا، اور میں نے اس میدان سے ایسا نور دیکھا کہ کوئی تاریکی نہیں، دن تھا رات نہیں، اور شہدا زمین پر پڑے ہوئے تھے، تو میں نے اپنی خباثت اور بدبختی سے نیکے کو یاد کیا، اور کہا: واللہ میں حسین کو تلاش کروں گا اور امید ہے کہ نیکا ان کی شلوار میں ہو تو میں اسے لے لوں، اور میں شہدا کے چہروں کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کے پاس پہنچا، میں نے آپ کو منہ کے بل پڑا پایا اور آپ بغیر سر کے جسم تھے، اور آپ کا نور چمک رہا تھا، خون میں لت پت، ہوائیں آپ پر چل رہی تھیں، میں نے کہا: یہ واللہ حسین ہیں، تو میں نے آپ کی شلوار کو دیکھا جیسا میں دیکھتا تھا، اور میں آپ کے قریب ہوا، اور نیکے کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اسے لوں تو دیکھا کہ آپ نے اسے بہت سی گرہیں لگا رکھی تھیں، تو میں انہیں کھولتا رہا یہاں تک کہ ایک گرہ کھولی، تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا اور نیکے کو پکڑ لیا، تو میں آپ کے ہاتھ کو اس سے ہٹا نہیں سکا اور نہ اس تک پہنچ سکا، پس ملعون نفس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ کوئی ایسی چیز تلاش کروں جس سے آپ کے ہاتھوں کو کاٹ سکوں، تو میں نے تلوار کا ایک ٹوٹا ہوا ٹکڑا پایا جو پڑا تھا، اسے اٹھایا اور آپ کے ہاتھ پر ٹیک لگا دی، اور میں اسے کاٹتا رہا یہاں تک کہ اسے کلائی سے جدا کر دیا، پھر اسے نیکے سے ہٹایا، اور نیکے کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اسے کھولوں، تو آپ نے بایاں ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑ لیا، پس میں اسے نہیں لے سکا، تو میں نے تلوار کا ٹکڑا لیا اور اسے کاٹتا رہا یہاں تک کہ اسے نیکے سے جدا کر دیا، اور نیکے کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اسے لوں، تو اچانک زمین لرزنے لگی اور آسمان ہلنے لگا، اور ایک عظیم ہنگامہ ہوا، اور رونا اور پکارنا، اور ایک پکارنے والا کہہ رہا تھا: وا ابتا، وا مقتول، وا ذبیح،

واحسيناه ، واغريباه! يا بنيّ قتلوك وما عرفوك ، ومن شرب الماء منعوك.

فلمّا رأيت ذلك صعقت ورميت نفسي بين القتلى ، وإذا بثلاث نفر وامرأة وحولهم خلائق وقوف ، وقد امتلأت الأرض بصور الناس وأجنحة الملائكة ، وإذا بواحد منهم يقول : يا ابناه يا حسين ، فداك جدّك وأبوك وأخوك وأمك ، وإذا بالحسين (عليه السلام) قد جلس ورأسه على بدنه ، وهو يقول : لبيّك يا جدّاه يا رسول الله ، ويا أبتاه يا أمير المؤمنين ، ويا أمّاه يا فاطمة الزهراء ، ويا أخاه المقتول بالسمّ ، عليكم منّي السلام ، ثمَّ إنه بكى وقال : يا جدّاه ـ قتلوا ـ والله رجالنا ، يا جدّاه سلبوا ـ والله ـ نساءنا ، يا جدّاه نهبوا ـ والله ـ رحالنا ، يا جدّاه ذبحوا ـ والله ـ أطفالنا ، يا جدّاه يعزّ ـ والله ـ عليك أن ترى حالنا ، وما فعل الكفار بنا ، وإذا هم جلسوا يبكون حوله على ما أصابه ، وفاطمة تقول : يا أباه يا رسول الله ، أما ترى ما فعلت أمتك بولدي ؟ أتأذن لي أن آخذ من دم شيبه وأخضب به ناصيتي ، وألقى الله عزّ وجلّ وأنا مختضبة بدم ولدي الحسين ؟ فقال لها : خذي ونأخذ يا فاطمة ، فرأيتهم يأخذون من دم شيبه وتمسح به فاطمة ناصيتها ، والنبيّ وعلي والحسن (عليهم السلام) يمسحون به نحورهم وصدورهم وأيديهم إلى المرافق ، وسمعت رسول الله يقول : فديتك يا حسين! يعزُّ ـ والله ـ عليَّ أن أراك مقطوع الرأس ، مرمَّل الجبينين ، دامي النحر ، مكبوباً على قفاك ، قد كساك الذاريء من الرمول [1]

قال في الهامش : جمع الرمل على الرمول على غير قياس.

، وأنت طريح مقتول ، مقطوع الكفين ، يا بنيَّ! من قطع يدك اليمنى وثنّى باليسرى ؟ فقال : يا جدّاه! كان معي جمّال من المدينة ، وكان يراني إذا وضعت سراويلي للوضوء ، فيتمنَّى أن تكون تكّتي له ، فما منعني أن أدفعها إليه إلاّ لعلمي أنه صاحب هذا الفعل ، فلمّا قتلت خرج يطلبني بين القتلى ، فوجدني جثة بلا رأس ، فتفقَّد سراويلي فرأى التكّة ، وقد كنت عقدتها عقداً كثيرة ، فضرب بيده إلى التكة فحلَّ عقدة منها ، فمددت يدي اليمنى

وا حسینا، وا غربتا ! اے میرے بیٹے تم کو قتل کیا اور تم کو نہیں پہچانا، اور پانی پینے سے تم کو روک دیا۔

جب میں نے یہ دیکھا تو بیہوش ہو گیا اور اپنے آپ کو شہدا کے درمیان پھینک دیا، اور اچانک تین مرد اور ایک عورت اور ان کے گرد مخلوق کھڑی تھی، اور زمین لوگوں کی شکلوں اور فرشتوں کے بازوؤں سے بھر گئی تھی، اور ان میں سے ایک کہہ رہا تھا: اے میرے بیٹے اے حسین، تجھ پر قربان ہوں تیرے دادا اور تیرے باپ اور تیرے بھائی اور تیری ماں، اور اچانک حسین (علیہ السلام) اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ کا سر آپ کے بدن پر تھا، اور آپ فرما رہے تھے: لبیک یا جداہ یا رسول اللہ، اور یا ابتاہ یا امیر المؤمنین، اور یا اماہ یا فاطمہ الزہرا، اور یا اخاہ المقتول بالسم، علیکم منی السلام، پھر آپ رو پڑے اور فرمایا: یا جداہ - قتل کیا - واللہ ہمارے مردوں کو، یا جداہ لوٹ لیا - واللہ - ہماری عورتوں کو، یا جداہ لوٹ لیا - واللہ - ہمارا سامان، یا جداہ ذبح کیا - واللہ - ہمارے بچوں کو، یا جداہ مشکل ہے - واللہ - آپ پر کہ ہماری حالت دیکھیں، اور کافروں نے ہمارے ساتھ کیا کیا، اور وہ آپ کے گرد بیٹھ کر رو رہے تھے اس پر جو آپ پر گزرا، اور فاطمہ کہہ رہی تھیں: یا اباہ یا رسول اللہ، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آپ کی امت نے میرے بیٹے کے ساتھ کیا کیا؟ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں ان کے سفید بالوں کے خون سے لوں اور اپنی پیشانی رنگوں، اور اللہ عزوجل سے اس حال میں ملوں کہ میں اپنے بیٹے حسین کے خون سے رنگی ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: لے لو اور ہم بھی لیتے ہیں اے فاطمہ، تو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ آپ کے سفید بالوں کے خون سے لے رہے ہیں اور فاطمہ اپنی پیشانی کو مس کر رہی ہیں، اور نبی اور علی اور حسن (علیہم السلام) اپنے گلوں اور سینوں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اس سے مس کر رہے ہیں، اور میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا: میں تجھ پر قربان یا حسین ! مشکل ہے - واللہ - مجھ پر کہ تجھے کٹے سر کے ساتھ دیکھوں، خاک آلود پیشانی، خون آلود گلا، پیٹھ کے بل گرے ہوئے، تجھے ہوا نے ریت سے ڈھانپ دیا ہے، اور تو مقتول پڑا ہے، کٹے ہاتھوں کے ساتھ، اے میرے بیٹے ! کس نے تیرا دایاں ہاتھ کاٹا اور بائیں کو بھی؟ تو آپ نے فرمایا: یا جداہ ! میرے ساتھ مدینہ سے ایک اونٹ بان تھا، اور وہ مجھے دیکھتا تھا جب میں وضو کے لیے اپنی شلوار اتارتا، تو وہ تمنا کرتا کہ میرا نیکا اس کا ہو، اور میں نے اسے دینے سے صرف اس لیے منع کیا کہ میں جانتا تھا کہ یہ اس فعل کا مرتکب ہوگا، پس جب میں شہید ہوا تو وہ شہدا میں مجھے تلاش کرنے نکلا، اور مجھے بغیر سر کا جسم پایا، تو اس نے میری شلوار کی تلاش کی اور نیکا دیکھا، اور میں نے اس میں بہت سی گرہیں لگا رکھی تھیں، تو اس نے نیکے کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک گرہ کھولی، تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا

فقبضت على التكة ، فطلب في المعركة فوجد قطعة سيف مكسور فقطع به يميني ، ثمَّ حلَّ عقدة أخرى ، فقبضت على التكة بيدي اليسرى كي لا يحلَّها فتنكشف عورتي ، فحزَّ يدي اليسرى ، فلمّا أراد حلّ التكة حسَّ بك فرمى نفسه بين القتلى ، فلمَّا سمع النبيُّ (صلى الله عليه وآله) كلام الحسين بكى بكاء شديداً ، وأتى إليَّ بين القتلى إلى أن وقف نحوي ، فقال : مالي ومالك يا جمال ؟ تقطع يدين طالما قبَّلهما جبرئيل وملائكة الله أجمعون ، وتباركت بها أهل السماوات والأرضين ؟ أما كفاك ما صنع به الملاعين من الذلّ والهوان ، هتكوا نساءه من بعد الخدور ، وانسدال الستور ، سوَّد الله وجهك ـ يا جمال ـ في الدنيا والآخرة ، وقطع الله يديك ورجليك ، وجعلك في حزب من سفك دماءنا وتجرَّأ على الله ، فما استتمَّ دعاءه حتى شلَّت يداي ، وحسست بوجهي كأنه أُلبس قطعاً من الليل مظلماً ، وبقيت على هذه الحالة ، فجئت إلى هذا البيت أستشفع وأنا أعلم أنه لا يغفر لي ، فلم يبق في مكة أحد إلاَّ وسمع حديثه وتقرَّب إلى الله بلعنته ، وكل يقول : حسبك ما جنيت يا لعين ، وسيعلم الذين ظلموا أيَّ منقلب ينقلبون.

اور نیکے کو پکڑ لیا، تو اس نے میدان میں تلاش کی اور ٹوٹی ہوئی تلوار کا ٹکڑا پایا تو اس سے میرا داہنا ہاتھ کاٹ دیا، پھر اس نے دوسری گرہ کھولی، تو میں نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیکے کو پکڑ لیا تاکہ وہ اسے نہ کھولے اور میری عصمت نہ کھلے، تو اس نے میرا بایاں ہاتھ کاٹ دیا، پھر جب وہ نیکا کھولنا چاہا تو اسے آپ کا احساس ہوا تو اس نے خود کو شہدا میں پھینک دیا، جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسین کی بات سنی تو بہت روئے، اور میرے پاس شہدا کے درمیان تشریف لائے یہاں تک کہ میری طرف کھڑے ہو گئے، اور فرمایا: مجھے تجھ سے کیا کام اور تجھے مجھ سے کیا اے اونٹ بان؟ تو نے ایسے ہاتھ کاٹے جنہیں جبرئیل اور اللہ کے تمام فرشتوں نے بوسہ دیا تھا، اور آسمانوں اور زمینوں کے اہل نے ان سے برکت حاصل کی تھی؟ کیا تجھے ملعونوں نے ان کے ساتھ جو ذلت اور رسوائی کی وہ کافی نہیں تھی، انہوں نے ان کی عورتوں کو حجابوں اور پردوں کے پیچھے سے ننگا کیا، اللہ تیرے چہرے کو سیاہ کرے - اے اونٹ بان - دنیا اور آخرت میں، اور اللہ تیرے ہاتھ اور پاؤں کاٹے، اور تجھے ان لوگوں کے گروہ میں شامل کرے جنہوں نے ہمارا خون بہایا اور اللہ پر جرات کی، تو آپ کی دعا پوری نہیں ہوئی تھی کہ میرے ہاتھ مفلوج ہو گئے، اور میں نے اپنے چہرے کو محسوس کیا جیسے اسے تاریک رات کے ٹکڑوں سے ڈھانپ دیا گیا ہو، اور میں اس حالت پر رہا، پس میں اس گھر کے پاس آیا شفاعت مانگنے اور میں جانتا ہوں کہ میری مغفرت نہیں ہوگی، تو مکہ میں کوئی نہیں بچا مگر اس نے میری بات سنی اور مجھ پر لعنت کر کے اللہ کا قرب حاصل کیا، اور سب کہتے ہیں: تجھے کافی ہے جو تو نے کیا اے ملعون، اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پلٹیں گے۔

وقال بعض الرواة : حُكي عن رجل كوفي حدّاد ، قال : لما خرج العسكر من الكوفة لحرب الحسين بن علي (عليهما السلام) جمعت حديداً عندي ، وأخذت آلتي وسرت معهم ، فلمَّا وصلوا وطنَّبوا خيمهم بنيت خيمة ، وصرت أعمل أوتاداً للخيم ، وسككاً ومرابط للخيل ، وأسنّة للرماح ، وما اعوجَّ من سنان أو خنجر أو سيف كنت بكل ذلك بصيراً ، فصار رزقي كثيراً ، وشاع ذكري بينهم ، حتى أتى الحسين (عليه السلام) مع عسكره فارتحلنا إلى كربلاء وخيَّمنا على شاطىء العلقمي ، وقام القتال فيما بينهم ، وحرموا الماء عليه ، وقتلوه وأنصاره وبنيه ، وكانت مدّة إقامتنا وارتحالنا تسعة عشر يوماً ، فرجعت غنياً إلى منزلي ، والسبايا معنا ، فَعُرِضَتْ على عبيدالله ، فأمر أن يشهِّروهم إلى يزيد إلى الشام ، فلبثت في منزلي أياماً قلائل ، وإذا

اور بعض راویوں نے کہا: ایک کوفی لوہار کے بارے میں بیان کیا گیا، اس نے کہا: جب کوفہ سے لشکر حسین بن علی (علیہما السلام) سے جنگ کے لیے نکلا تو میں نے اپنے پاس لوہا جمع کیا، اور اپنے اوزار لیے اور ان کے ساتھ چل پڑا، جب وہ پہنچے اور انہوں نے اپنے خیمے لگائے تو میں نے بھی خیمہ لگایا، اور میں خیموں کے لیے میخیں بنانے لگا، اور ہل کے پھال اور گھوڑوں کے لیے میخیں، اور نیزوں کی انیاں، اور جو نوک یا خنجر یا تلوار ٹیڑھی ہو جاتی تو میں ان سب کاموں میں ماہر تھا، تو میری کمائی بہت ہو گئی، اور ان میں میرا ذکر مشہور ہو گیا، یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) اپنے لشکر کے ساتھ آئے تو ہم کربلا کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے علقمی کے کنارے خیمے لگائے، اور ان کے درمیان جنگ شروع ہو گئی، اور انہوں نے آپ پر پانی بند کر دیا، اور آپ کو اور آپ کے انصار اور آپ کے فرزندوں کو شہید کر دیا، اور ہمارے قیام اور کوچ کی مدت انیس دن تھی، تو میں دولت مند ہو کر اپنے گھر لوٹا، اور قیدی ہمارے ساتھ تھے، تو انہیں عبیداللہ کے سامنے پیش کیا گیا، تو اس نے حکم دیا کہ انہیں یزید کے پاس شام تک لے جائیں، پس میں چند دن اپنے گھر میں ٹھہرا، اور اچانک

أنا ذات ليلة راقد على فراشي فرأيت طيفاً كأن القيامة قامت ، والناس يموجون على الأرض كالجراد إذا فقدت دليلها ، وكلهم دالع لسانه على صدره من شدّة الظمأ ، وأنا أعتقد بأن ما فيهم أعظم مني عطشاً ، لأنه كلّ سمعي وبصري من شدّته ، هذا غير حرارة الشمس يغلي منها دماغي ، والأرض تغلي كأنها القير إذا أشتعل تحته نار ، فخلت أن رجلي قد تقلّعت قدماها ، فوالله العظيم لو أني خُيِّرت بين عطشي وتقطيع لحمي حتى يسيل دمي لأشربه لرأيت شربه خيراً من عطشي ، فبينا أنا في العذاب الأليم ، والبلاء العميم ، إذا أنا برجل قد عمَّ الموقف نوره ، وابتهج الكون بسروره ، راكب على فرس ، وهو ذو شيبة ، قدحفت به ألوف من كلّ نبيّ ووصيّ وصدّيق وشهيد وصالح ، فمرَّ كأنه ريح أو سيران فلك ، فمرَّت ساعة وإذا أنا بفارس على جواد أغرّ ، له وجه كتمام القمر ، تحت ركابه ألوف ، إن أمر ائتمروا ، وإن زجر انزجروا ، فاقشعرَّت الأجسام من لفتاته ، وارتعدت الفرائص من خطراته ، فتأسَّفت على الأول ما سألت عنه خيفة من هذا ، وإذا به قد قام في ركابه ، وأشار إلى أصحابه ، وسمعت قوله : خذوه ، وإذا بأحدهم قابض بعضدي كلبة حديد خارجة من النار ، فمضى بي إليه ، فخلت كتفي اليمنى قد انقلعت ، فسألته الخفّة فزادني ثقلا ، فقلت له : سألتك بمن أمرك عليّ من تكون ؟

ایک رات میں اپنے بستر پر لیٹا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا جیسے قیامت برپا ہو گئی ہے، اور لوگ زمین پر ٹڈیوں کی طرح موج زن ہیں جب وہ اپنا راستہ کھو دیں، اور سب کی زبانیں سینے پر لٹکی ہوئی ہیں شدید پیاس سے، اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ پیاسا نہیں، کیونکہ میری سماعت اور بصارت اس کی شدت سے ختم ہو گئی تھی، یہ سورج کی گرمی کے علاوہ ہے جس سے میرا دماغ ابل رہا ہے، اور زمین ایسے ابل رہی ہے جیسے تارکول جب اس کے نیچے آگ بھڑکے، تو میں نے خیال کیا کہ میرے پاؤں اکھڑ گئے ہیں، تو واللہ العظیم اگر مجھے اختیار دیا جاتا میری پیاس اور میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درمیان تاکہ میرا خون پیے اور میں اسے پی لوں تو میں اسے اپنا اپنی پیاس سے بہتر سمجھتا، پس جب میں دردناک عذاب اور عظیم مصیبت میں تھا، تو اچانک میں نے ایک شخص دیکھا جس کے نور سے پوری محشر روشن ہو گئی تھی، اور اس کی خوشی سے کائنات مسرور ہو گئی تھی، وہ گھوڑے پر سوار تھا، اور سفید ریش تھا، اس کے گرد نبی اور وصی اور صدیق اور شہید اور نیک بندے کے ہزاروں افراد تھے، تو وہ ایسے گزرا جیسے ہوا یا فلک کی رفتار، پھر تھوڑی دیر گزری اور اچانک میں نے ایک سوار دیکھا ایک سفید گھوڑے پر، اس کا چہرہ پورے چاند کی طرح تھا، اس کے پاؤں کے نیچے ہزاروں تھے، اگر وہ حکم دیتا تو فرماں برداری کرتے، اور اگر وہ روکتا تو رک جاتے، تو اس کی نظروں سے جسم کانپ اٹھے، اور اس کے قدموں سے دل لرز گئے، تو میں نے پہلے والے کے بارے میں افسوس کیا کہ میں نے اس سے کیوں نہیں پوچھا اس کے خوف سے، اور اچانک وہ اپنی سواری میں کھڑا ہوا، اور اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا، اور میں نے اس کی بات سنی: اسے پکڑو، اور اچانک ان میں سے ایک نے میرا بازو پکڑ لیا جیسے آگ سے نکلا ہوا لوہے کا چنگل، اور مجھے اس کے پاس لے گیا، تو میں نے سوچا کہ میرا دایاں کندھا اکھڑ گیا ہے، تو میں نے اس سے نرمی مانگی تو اس نے مجھے اور سختی سے پکڑا، تو میں نے اس سے کہا: میں تجھے اس کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھے میرے اوپر مقرر کیا، تو کون ہے؟

قال : مَلِكٌ من ملائكة الجبار ، قلت : ومن هذا ؟ قال : عليّ الكرار ، قلت : والذي قبله ؟ قال : محمد المختار ، قلت : والذي حوله ؟ قال : النبيون ، والصدّيقون ، والشهداء والصالحون ، والمؤمنون ، قلت : أنا ما فعلت حتى أمرك عليّ ؟ قال : إليه يرجع الأمر ، وحالك حال هؤلاء ، فحقَّقت النظر وإذا بعمر بن سعد أمير العسكر ، وقوم لم أعرفهم ، وإذا بعنقه سلسلة من حديد ، والنار خارجة من عينيه وأذنيه ، فأيقنت بالهلاك ، وباقي القوم منهم مغلَّل ، ومنهم مقيَّد ، ومنهم مقهور بعضده مثلي ، فبينا نحن نسير وإذا برسول الله (صلى الله عليه وآله) الذي وصفه الملك جالس على كرسيّ عال

اس نے کہا: میں جبار کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں، میں نے کہا: اور یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: علی کرار، میں نے کہا: اور ان سے پہلے والے؟ اس نے کہا: محمد مختار، میں نے کہا: اور ان کے گرد جو ہیں؟ اس نے کہا: انبیاء، اور صدیقین، اور شہداء اور صالحین، اور مومنین، میں نے کہا: میں نے کیا کیا کہ آپ نے مجھ پر حکم دیا؟ اس نے کہا: تمام معاملات کی رجوع انہی کی طرف ہے، اور تیری حالت ان لوگوں جیسی ہے، تو میں نے غور سے دیکھا تو عمر بن سعد لشکر کا امیر تھا، اور کچھ لوگ جنہیں میں نہیں پہچانتا تھا، اور اس کی گردن میں لوہے کی زنجیر تھی، اور آگ اس کی آنکھوں اور کانوں سے نکل رہی تھی، تو مجھے ہلاکت کا یقین ہو گیا، اور باقی لوگوں میں سے بعض بیڑیوں میں تھے، اور بعض جکڑے ہوئے تھے، اور بعض میری طرح اپنے بازو سے مقہور تھے، پس جب ہم چل رہے تھے تو اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) جن کی وضاحت فرشتے نے کی تھی، ایک اونچی کرسی پر بیٹھے تھے

يزهو ، أظنّه من اللؤلؤ ، ورجلين ذي شيبتين بهيتين عن يمينه ، فسألت الملك عنهما فقال : نوح وإبراهيم ، وإذا برسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : ما صنعت يا عليّ ؟ قال : ما تركت أحداً من قاتلي الحسين إلاّ وأتيت به.

جو چمک رہی تھی، میرا خیال ہے کہ وہ موتی سے تھی، اور دو سفید ریش والی رعب والی شخصیتیں ان کے دائیں طرف تھیں، تو میں نے فرشتے سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: نوح اور ابراہیم، اور اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرما رہے تھے: اے علی! تم نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا: میں نے حسین کے قاتلوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اسے آپ کے پاس لے آیا۔

فحمدت الله تعالى على أني لم أكن منهم ، وردّ إليَّ عقلي ، وإذا برسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : قدّموهم ، فقدَّموهم إليه ، وجعل يسألهم ويبكي ، ويبكي كل من في الموقف لبكائه ، لأنه يقول للرجل : ما صنعت بطفّ كربلاء بولدي الحسين ؟ فيجيب : يا رسول الله! أنا حميت الماء عنه ، وهذا يقول : أنا قتلته ، وهذا يقول : أنا وطئت صدره بفرسي ، ومنهم من يقول : أنا ضربت ولده العليل ، فصاح رسول الله (صلى الله عليه وآله) : واولداه ، واقلّة ناصراه ، واحسيناه ، واعليّاه ، هكذا جرى عليكم بعدي أهل بيتي ، انظر يا أبي آدم ، انظر يا أخي نوح ، كيف خلفوني في ذرّيّتي ؟ فبكوا حتى ارتجَّ المحشر ، فأمر بهم زبانية جهنم يجرّونهم أولا فأولا إلى النار.

تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی کہ میں ان میں سے نہیں تھا، اور میری عقل مجھے لوٹ آئی، اور اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فرما رہے تھے: انہیں آگے لاؤ، تو انہیں آپ کے پاس پیش کیا گیا، اور آپ ان سے سوال کرنے لگے اور روتے رہے، اور محشر میں موجود ہر شخص آپ کے رونے پر رو رہا تھا، کیونکہ آپ ہر شخص سے فرماتے: تو نے کربلا کے میدان میں میرے بیٹے حسین کے ساتھ کیا کیا؟ تو وہ جواب دیتا: یا رسول اللہ ! میں نے ان پر پانی بند کیا، اور یہ کہتا: میں نے انہیں قتل کیا، اور یہ کہتا: میں نے اپنے گھوڑے سے ان کے سینے کو روندا، اور ان میں سے بعض کہتے: میں نے ان کے بیمار بیٹے کو مارا، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) چلائے: ہائے میری اولاد، ہائے میرے ناصروں کی کمی، ہائے حسین، ہائے علی، کیا میرے بعد میرے اہل بیت کے ساتھ ایسا ہی ہوا؟ دیکھو اے میرے باپ آدم، دیکھو اے میرے بھائی نوح، انہوں نے میری ذریت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ تو سب اتنا روئے کہ محشر گونج اٹھی، پھر آپ نے حکم دیا کہ جہنم کے دروغے انہیں ایک ایک کرکے جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جائیں۔

وإذا بهم قد أتوا برجل ، فسأله فقال : ما صنعت شيئاً ، فقال : أما كنت نجّاراً ؟ قال : صدقت يا سيدي ، لكني ما عملت شيئاً إلاّ عمود الخيمة لحصين بن نمير; لأنه انكسر من ريح عاصف فوصلته ، فبكى وقال : كثّرت السواد على ولدي ، خذوه إلى النار ، وصاحوا : لا حكم إلاّ لله ولرسوله ووصيّه.

اور اچانک وہ ایک آدمی کو لے آئے، تو آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: میں نے کچھ نہیں کیا، آپ نے فرمایا: کیا تو بڑھئی نہیں تھا؟ اس نے کہا: سچ فرمایا یا میرے آقا، لیکن میں نے کچھ نہیں کیا سوائے حصین بن نمیر کے خیمے کے ستون کے؛ کیونکہ وہ تیز ہوا سے ٹوٹ گیا تھا تو میں نے اسے جوڑ دیا، تو آپ رو پڑے اور فرمایا: تو نے میری اولاد کے خلاف تعداد بڑھائی، اسے جہنم میں لے جاؤ، اور سب چلائے: فیصلہ صرف اللہ اور اس کے رسول اور اس کے وصی کا ہے۔

قال الحدّاد : فأيقنت بالهلاك ، فأمر بي فقدَّموني ، فاستخبرني فأخبرته ، فأمر بي إلى النار ، فما سحبوني إلاّ وانتبهت ، وحكيت لكلٍّ من لقيته ، وقد يبس لسانه ، ومات نصفه ، وتبرَّأ منه كل من يحبّه ، ومات فقيراً لا رحمه الله ، وسيعلم الذين ظلموا أيَّ منقلب ينقلبون [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/316 ـ 322.

.

لوہار نے کہا: تو مجھے ہلاکت کا یقین ہو گیا، پھر آپ نے میرے بارے میں حکم دیا تو مجھے آگے لایا گیا، تو آپ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے آپ کو بتایا، تو آپ نے مجھے جہنم کا حکم دیا، اور انہوں نے ابھی مجھے گھسیٹا ہی تھا کہ میں بیدار ہو گیا، اور میں نے ہر اس شخص کو بتایا جس سے میں ملا، اور اس کی زبان خشک ہو گئی تھی، اور اس کا آدھا حصہ مر گیا تھا، اور ہر وہ شخص جو اسے چاہتا تھا اس سے برأت کر گیا، اور وہ فقیر مر گیا اللہ اس پر رحم نہ کرے، اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پلٹیں گے۔

وروي عن داود البكري ، عن علي بن دعبل بن علي الخزاعي ، حدَّثه أنه رأى أباه دعبل الخزاعي في المنام ، وسأله عن حاله فأخبره ، وقال له فيما قال : لقيت

اور داود بکری سے روایت ہے، علی بن دعبل بن علی خزاعی سے، اس نے بیان کیا کہ اس نے اپنے والد دعبل خزاعی کو خواب میں دیکھا، اور ان سے ان کے حال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بتایا، اور جو کچھ انہوں نے کہا ان میں سے یہ تھا: میں

رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعليه ثياب بيض وقلنسوة بيضاء ، فقال لي : أنت دعبل ؟ قلت : نعم يا رسول الله ، قال : فأنشدني قولك في أولادي ، فأنشدته قولي :

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ملا اور آپ پر سفید کپڑے تھے اور سفید ٹوپی تھی، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم دعبل ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا: تو مجھے اپنی اولاد میں اپنا قول سناؤ، تو میں نے اپنا یہ قول سنایا:

لا أضحكَ اللهُ سِنَّ الدَّهْرِ إنْ ضَحِكَتْ
وآلُ أحمدَ مظلومون قد قُهِرُوا مُشَرَّدون نُفُوا عَنْ عقرِ دَارِهِمُ
كأنَّهم قَدْ جَنَوا مَا ليس يُغْتَفَرُ

خدا دہر کے دانت کو نہ ہنسائے اگر وہ ہنسا
جبکہ آل احمد مظلوم ہیں اور مقہور ہو گئے
جلا وطن ہیں، اپنے گھر سے نکالے گئے
گویا انہوں نے ایسا جرم کیا جو معاف نہیں ہو سکتا

قال : فقال لي : أحسنت ، وشفع فيّ ، وأعطاني ثيابه ، وها هي ، وأشار إلى ثياب بدنه [1]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الشيخ الصدوق : 1/297.

آپ نے فرمایا: تو آپ نے مجھ سے فرمایا: تم نے خوب کہا، اور میری سفارش کی، اور مجھے اپنے کپڑے دیے، اور یہ وہ ہیں، اور اپنے بدن کے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

.

المجلس الثالث ، من اليوم الحادي عشر

الآيات التي ظهرت بعد مقتل الإمام الحسين (عليه السلام)

قال ابن سيرين : أُخبرنا أن الحمرة التي مع الشفق لم تكن قبل قتل الحسين (عليه السلام) [2]

ينابيع المودة ، القندوزي الحنفي : 3/20 ـ 21 ح 36 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/228.

تیسری مجلس، گیارہویں دن

امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ظاہر ہونے والی نشانیاں

ابن سیرین نے کہا: ہمیں بتایا گیا کہ شفق کے ساتھ جو سرخی ہے وہ حسین (علیہ السلام) کی شہادت سے پہلے نہیں تھی، اور ایک اور روایت میں کہا: آسمان میں سرخی نہیں تھی یہاں تک کہ حسین شہید ہوئے، بیشک آسمان رویا، اور اس کا رونا اس کی سرخی ہے۔ اور دوسروں نے کہا: آسمان کے افق چھ ماہ تک حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد سرخ رہے، پھر اس کے بعد بھی سرخی دیکھی جاتی رہی۔

، وفي رواية أخرى قال : لم يكن في السماء حمرة حتى قتل الحسين [3]

المعجم الكبير الطبراني : 3/114 ح 2840 ، مجمع الزوائد ، الهيثمي : 9/197.

، إن السماء بكت ، وبكاؤها حمرتها. وقال غيره : احمَّرت آفاق السماء ستة أشهر بعد قتل الحسين (عليه السلام) ، ثمَّ لا زالت الحمرة تُرى بعد ذلك [4]

ينابيع المودة ، القندوزي الحنفي : 3/20 ـ 21 ح 36.

.

وروى أبو نعيم وابن عساكر ، عن هشام ، عن محمد قال : لم تُر هذه الحمرة التي في آفاق السماء حتى قُتل الحسين بن علي (عليهما السلام) [5]

حلية الأولياء ، أبو نعيم : 2/276 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 93/493.

ابو نعیم اور ابن عساکر نے ہشام سے، انہوں نے محمد سے روایت کی، انہوں نے کہا: آسمان کے افق میں یہ سرخی نہیں دیکھی گئی یہاں تک کہ حسین بن علی (علیہما السلام) شہید کر دیے گئے۔

.

قال ابن الجوزي : وحكمته أن غضبنا يؤثّر حمرة الوجه ، والحق تنزَّه عن الجسمية ، فأظهر تأثير غضبه على من قتل الحسين (عليه السلام) بحمرة الأفق إظهاراً لعظم الجناية [1]

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 295 ، نظم درر السمطين ، الزرندي : 222.

ابن جوزی نے کہا: اور اس کی حکمت یہ ہے کہ ہمارا غضب چہرے کی سرخی پر اثر ڈالتا ہے، اور حق تعالیٰ جسمانیت سے پاک ہے، تو اس نے اپنے غضب کے اثر کو حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں پر افق کی سرخی کے ذریعے ظاہر کیا تاکہ جنایت کی عظمت کو ظاہر کیا جائے۔

.

وعن خلاّد صاحب السمسم ـ وكان ينزل بني جحدر ـ قال : حدَّثتني أمي ، قالت : كنّا زماناً بعد مقتل الحسين (عليه السلام) ، وإن الشمس تطلع محمَّرة على الحيطان والجدر بالغداة والعشي [2]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 14/226.

اور خلاد صاحب السمسم سے – جو بنی جحدر میں رہتے تھے – روایت ہے، انہوں نے کہا: میری والدہ نے مجھے بتایا، انہوں نے کہا: حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ہم نے ایک زمانہ دیکھا کہ سورج صبح اور شام کے وقت دیواروں اور چاروں طرف سرخ ہو کر طلوع ہوتا تھا۔

.

وروى الطبراني بالإسناد عن أبي قبيل ، قال : لما قتل الحسين بن علي (عليه السلام) انكسفت الشمس كسفة حتى بدت الكواكب نصف النهار ، حتى ظننا أنها هي [3]

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/114 ح 2838 ، تهذيب التهذيب ، ابن حجر : 6/433.

اور طبرانی نے سند کے ساتھ ابو قبیل سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو سورج کو اس طرح کسوف لگا کہ دن کے نصف وقت تارے نظر آنے لگے، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ یہ وہی ہے۔

.

وروي عن قرة بن خالد ، قال : ما بكت السماء على أحد إلاّ على يحيى بن زكريا والحسين بن علي ، وحمرتها بكاؤها [4]

تفسير القرطبي : 10/220 و16/141 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 64/217.

.

اور قرہ بن خالد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: آسمان نے کسی پر نہیں رویا سوائے یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی کے، اور اس کی سرخی اس کا رونا ہے۔

وروي عن ابن سيرين ، قال : لم تبك السماء على أحد بعد يحيى بن زكريا إلاّ على الحسين بن علي (عليهما السلام) [5]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 14/225 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/312.

.

اور ابن سیرین سے روایت ہے، انہوں نے کہا: آسمان نے یحییٰ بن زکریا کے بعد کسی پر نہیں رویا سوائے حسین بن علی (علیہما السلام) کے۔

وأخرج ابن أبي حاتم ، عن عبيد المكتب ، عن إبراهيم قال : ما بكت السماء منذ كانت الدنيا إلاّ على اثنين ، قلت لعبيد : أليس السماء والأرض تبكي على المؤمن ، قال : ذاك مقامه حيث يصعد عمله ، قال : وتدري ما بكاء السماء ؟ قلت : لا ، قال : تحمّر وتصير وردة كالدهان ، إن يحيى بن زكريا عليه الصلاة والسلام لما قُتل احمَّرت السماء وقطرت دماً ، وإن الحسين بن علي (عليهما السلام) لما قُتل احمَّرت السماء [6]

تفسير ابن كثير : 4/154 ، الدر المنثور ، السيوطي : 6/31.

وفي ذلك يقول سليمان بن قبة الخزاعي :

وَإِنَّ قَتِيلَ الطفِّ مِنْ آلِ هَاشِم أذلَّ رقاباً من قريش فذلَّتِ

اور ابن ابی حاتم نے عبید المکتب سے، انہوں نے ابراہیم سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب سے دنیا ہے آسمان نے نہیں رویا سوائے دو پر، میں نے عبید سے کہا: کیا آسمان اور زمین مومن پر نہیں روتے؟ انہوں نے کہا: یہ اس کا مقام ہے جہاں اس کا عمل چڑھتا ہے، انہوں نے کہا: اور کیا تم جانتے ہو کہ آسمان کا رونا کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا: وہ سرخ ہو جاتا ہے اور گلاب کی طرح ہو جاتا ہے جیسے دہان، بیشک یحییٰ بن زکریا علیہ الصلاۃ والسلام جب شہید کیے گئے تو آسمان سرخ ہو گیا اور خون ٹپکا، اور بیشک حسین بن علی (علیہما السلام) جب شہید کیے گئے تو آسمان سرخ ہو گیا۔ اور اس میں سلیمان بن قبہ خزاعی کہتے ہیں:

اور بیشک طف کے شہید آل ہاشم میں سے
انہوں نے قریش کی گردنیں ذلیل کیں پس وہ ذلیل ہوئیں

أَلَمْ تر أن الأرضَ أضحت مريضةً لِفَقْدِ حُسين والبلادَ اقشعرَّتِ
وقد أَعْوَلَتْ تبكي السماءُ لِفَقْدِهِ وأَنْجُمُها ناحت عليه وصلَّتِ [1]

أسد الغابة ، ابن الأثير : 2/21 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/314 ـ 315.

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ زمین بیمار ہو گئی
حسین کی جدائی سے اور شہر کانپ اٹھے
اور آسمان نے آہ و فغاں کیا اس کی جدائی پر روتے ہوئے
اور اس کے ستارے اس پر نوحہ کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے

وعن الريان بن شبيب في حديث له عن الإمام الرضا (عليه السلام) أنه قال له : يا ابن شبيب ، لقد حدَّثني أبي ، عن أبيه ، عن جدّه أنه لما قُتل جدي الحسين أمطرت السماء دماً وتراباً أحمر [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/285 ح 23 عن عيون أخبار الإمام الرضا (عليه السلام).

.

اور ریان بن شبیب سے ایک حدیث میں امام رضا (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: اے ابن شبیب، میرے والد نے مجھے، اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ جب میرے دادا حسین شہید کیے گئے تو آسمان نے خون اور سرخ مٹی برسائی۔

وروي عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها ، قالت : لما قتل الحسين (عليه السلام) مطرنا دماً [3]

ذخائر العقبى ، الطبري : 145 ، سبل الهدى والرشاد ، الشامي : 11/80.

اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو ہم پر خون برسا۔ اور ابن حمدون کی روایت میں ہے، انہوں نے کہا: سلیم القاص نے کہا: جب حسین بن علی (علیہما السلام) شہید کیے گئے تو آسمان سے تازہ خون برسا۔

وفي رواية ابن حمدون قال : قال سليم القاص : لما قتل الحسين بن علي (عليهما السلام) مطرت السماء دماً عبيطاً [4]

التذكرة الحمدونية ، ابن حمدون : 9/245 ، رقم : 479.

.

وعن مسلم بن إبراهيم قال : حدَّثتنا أم شوق العبدية ، قالت : حدَّثتني نضرة الأزدية ، قالت : لما قتل الحسين بن علي مطرت السماء دماً ، فأصبح جرارنا وكل شيء لنا ملأى دماً [5]

الثقات ، ابن حبان : 4/329 رقم : 5862 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/227.

اور مسلم بن ابراہیم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ام شوق عبدیہ نے ہمیں حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: نضرہ ازدیہ نے مجھے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: جب حسین بن علی شہید کیے گئے تو آسمان سے خون برسا، چنانچہ صبح ہوئی تو ہمارے مٹکے اور ہماری ہر چیز خون سے بھری ہوئی تھی۔

.

وعن جعفر بن سليمان قال : حدَّثتني خالتي أم سالم ، قالت : لما قتل الحسين مطرنا مطراً كالدم على البيوت والجدر ، قالت : وبلغني أنه كان بخراسان والشام والكوفة [6]

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/228 ـ 229 ، تهذيب الكمال ، المزي : 6/433 ـ 434.

اور جعفر بن سلیمان سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میری خالہ ام سالم نے مجھے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: جب حسین شہید کیے گئے تو ہم پر خون کی طرح بارش برسی گھروں اور دیواروں پر، انہوں نے کہا: اور مجھے پہنچا کہ یہی حال خراسان، شام اور کوفہ میں بھی تھا۔

.

وعن قرط بن عبدالله قال : مطرت ذات يوم بنصف النهار ، فأصاب ثوبي فإذا دم ، فذهبت بالإبل إلى الوادي فإذا دم ، فلم تشرب ، وإذا هو يوم قتل الحسين (عليه السلام).

اور قرط بن عبداللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک دن دوپہر کے وقت بارش ہوئی، تو میرے کپڑے پر لگی اور یہ خون تھا، پھر میں اونٹوں کو لے کر وادی میں گیا تو وہاں خون تھا، اونٹوں نے نہیں پیا، اور یہ وہی دن تھا جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے۔

ومن الآيات التي وقعت بعد مقتل الحسين (عليه السلام) ظهور الكواكب في النهار ، قال عيسى بن الحارث الكندي : لما قتل الحسين (عليه السلام) مكثنا سبعة أيام إذا صلّينا العصر نظرنا إلى الشمس على أطراف الحيطان كأنها الملاحف المعصفرة ، ونظرنا إلى الكواكب يضرب بعضها بعضاً [1]

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/114 ح 2839 سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/312.

اور ان نشانیوں میں سے جو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد ظاہر ہوئیں، دن میں ستاروں کا ظہور ہے۔ عیسیٰ بن حارث کندی نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو ہم نے سات دن گزارے، جب ہم عصر کی نماز پڑھتے تو دیواروں کے کناروں پر سورج کو دیکھتے جیسے زعفران رنگے ہوئے چادریں، اور ستاروں کو دیکھتے کہ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں۔ اور خلف بن خلیفہ نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو آسمان سیاہ ہو گیا، اور دن میں ستارے ظاہر ہو گئے یہاں تک کہ میں نے عصر کے وقت جوزا کو دیکھا، اور سرخ مٹی برسی۔

, عن خلف بن خليفة ، عن أبيه قال : لما قتل الحسين (عليه السلام) اسودَّت السماء ، وظهرت الكواكب نهاراً حتى رأيت الجوزاء عند العصر ، وسقط التراب الأحمر [2]

تهذيب الكمال ، المزي : 6/432 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 14/226.

.

وحدَّث عبد الملك بن كردوس ، عن حاجب عبيدالله بن زياد ، قال : دخلت معه القصر حين قتل الحسين (عليه السلام) ، قال : فاضطرم في وجهه ناراً أو كلمة نحوها ، فقال هكذا بكمِّه على وجهه ، وقال : لا تحدّثن بهذا أحداً [3]

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 37/451 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 3/112 ح 2831.

اور عبدالملک بن کردوس نے عبیداللہ بن زیاد کے حاجب سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں ان کے ساتھ محل میں داخل ہوا جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے، انہوں نے کہا: تو ان کے چہرے پر آگ بھڑک اٹھی یا اس جیسا کوئی لفظ، تو انہوں نے اپنی آستین سے اپنے چہرے پر اس طرح کیا، اور کہا: اس کے بارے میں کسی سے بات نہ کرنا۔

ومن الآيات التي وقعت أنه ما رُفع حجر إلاّ وتحته دم عبيط ، فقد حدَّث خلاد صاحب السمسم عن أمه في مقتل الحسين (عليه السلام) قالت : وكانوا لا يرفعون حجراً إلاّ وجد تحته دم [4]

اور ان نشانیوں میں سے جو ظاہر ہوئیں یہ ہے کہ جو پتھر بھی اٹھایا گیا اس کے نیچے تازہ خون تھا۔ چنانچہ خلاد صاحب سمسم نے اپنی والدہ سے حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بارے میں روایت کی، انہوں نے کہا: اور وہ لوگ کوئی پتھر نہیں اٹھاتے تھے مگر اس کے نیچے خون پاتے تھے۔

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 14/226 ، ترجمة الإمام الحسين (عليه السلام) من كتاب بغية الطلب في تأريخ حلب ، ابن العديم : 173 ح 151.

.

وعن محمد بن عمر بن علي ، عن أبيه ، قال : أرسل عبد الملك إلى ابن رأس الجالوت ، فقال : هل كان في قتل الحسين (عليه السلام) علامة ؟ قال ابن رأس الجالوت : ما كُشف يومئذ حجر إلاّ وجد تحته دم عبيط [5]

اور محمد بن عمر بن علی نے اپنے والد سے روایت کی، انہوں نے کہا: عبدالملک نے ابن راس الجالوت کو بلایا اور پوچھا: کیا حسین (علیہ السلام) کے قتل میں کوئی نشانی تھی؟ ابن راس الجالوت نے کہا: اس دن جو پتھر بھی اٹھایا گیا اس کے نیچے تازہ خون پایا گیا۔

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 14/230 ، ترجمة الإمام الحسين (عليه السلام) من كتاب بغية الطلب في تأريخ حلب ، ابن العديم : 173 ح 150.

.

وعن الزهري قال : قال لي عبد الملك بن مروان : أيُّ واحد أنت إن أخبرتني

اور زہری سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عبدالملک بن مروان نے مجھ سے کہا: تم کیسے شخص ہو اگر تم مجھے بتاؤ

أيّ علامة كانت يوم قتل الحسين بن علي (عليه السلام) ؟ قال : قلت : لم تُرفع حصاة ببيت المقدس إلاّ وجد تحتها دم عبيط ، فقال عبد الملك : إني وإياك في هذا الحديث لقرينان [1]

کہ حسین بن علی (علیہ السلام) کی شہادت کے دن کیا نشانی تھی؟ راوی نے کہا: میں نے کہا: بیت المقدس میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا گیا مگر اس کے نیچے تازہ خون پایا گیا، تو عبدالملک نے کہا: بیشک میں اور تم اس حدیث میں دونوں یکساں ہیں۔

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/119 ح 2856.

.

ومما جاء وظهر من كرامات الرأس الشريف حينما حمله القوم إلى الكوفة ما رواه أبو مخنف ، قال : فسرّح برأسه (عليه السلام) من يومه ذلك مع خولي بن يزيد ، وحميد بن مسلم الأزدي إلى عبيدالله بن زياد ، فأقبل به خولي ، فأراد القصر فوجد باب القصر مغلقاً ، فأتى منزله فوضعه تحت إجانة في منزله ، وله امرأتان : امرأة من بني أسد ، والأخرى من الحضرميين يقال لها : النوار ابنة مالك بن عقرب ، وكانت تلك الليلة ليلة الحضرمية.

اور جو کرامات سرِ مبارک سے ظاہر ہوئیں جب لوگوں نے اسے کوفہ کی طرف لے جایا تو ان میں سے وہ ہے جو ابو مخنف نے روایت کی، انہوں نے کہا: عبیداللہ بن زیاد نے اسی دن حسین (علیہ السلام) کا سرِ مبارک خولی بن یزید اور حمید بن مسلم ازدی کے ساتھ بھیجا، خولی اسے لے کر آیا، اس نے محل جانا چاہا تو محل کا دروازہ بند پایا، تو وہ اپنے گھر آیا اور سر کو اپنے گھر میں ایک بڑے برتن کے نیچے رکھ دیا، اس کی دو بیویاں تھیں: ایک بنی اسد سے اور دوسری حضرمیوں سے تھی جس کا نام نوار بنت مالک بن عقرب تھا، اور وہ رات حضرمی عورت کی باری تھی۔

قال هشام : فحدَّثني أبي عن النوار بنت مالك ، قالت : أقبل خولي برأس الحسين (عليه السلام) ، فوضعه تحت إجانة في الدار ، ثمَّ دخل البيت فأوى إلى فراشه ، فقلت له : ما الخبر ؟ ما عندك ؟ قال : جئتك بغنى الدهر ، هذا رأس الحسين معك في الدار ، قالت : فقلت : ويلك ، جاء الناس بالذهب والفضة ، وجئت برأس ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟ لا والله لا يجمع رأسي ورأسك بيت أبداً.

ہشام نے کہا: میرے والد نے نوار بنت مالک سے روایت کی، انہوں نے کہا: خولی حسین (علیہ السلام) کا سر لے کر آیا اور اسے گھر میں برتن کے نیچے رکھ دیا، پھر گھر میں داخل ہوا اور اپنے بستر پر آیا، میں نے اس سے پوچھا: کیا خبر ہے؟ تمہارے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میں تمہارے لیے زمانے کی دولت لایا ہوں، یہ حسین کا سر تمہارے پاس گھر میں ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے کہا: تمہارا برا ہو، لوگ سونا چاندی لے کر آئے اور تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند کا سر لے آئے؟ نہیں، اللہ کی قسم! میرا سر اور تمہارا سر کبھی ایک گھر میں جمع نہیں ہوں گے۔

قالت : فقمت من فراشي ، فخرجت إلى الدار ، فدعا الأسدية فأدخلها إليه ، وجلست أنظر ، قالت : فوالله ما زلت أنظر إلى نور يسطع مثل العمود من السماء إلى الإجانة ، ورأيت طيراً بيضاً ترفرف حولها ، قال : فلما أصبح غدا بالرأس إلى عبيدالله بن زياد لعنة الله.. [2]

تاريخ الطبري : 4/384 ، البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/206.

.

انہوں نے کہا: میں اپنے بستر سے اٹھی اور گھر سے باہر نکل آئی، تو اس نے اسدی عورت کو بلایا اور اسے اپنے پاس داخل کیا، اور میں دیکھنے لگی۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں برابر ایک نور دیکھتی رہی جو ستون کی طرح آسمان سے برتن تک چمک رہا تھا، اور میں نے سفید پرندے دیکھے جو اس کے اردگرد پر پھیلا رہے تھے۔ راوی نے کہا: جب صبح ہوئی تو وہ سر لے کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا، اللہ کی لعنت ہو اس پر۔

وعن المنهال بن عمرو قال : أنا ـ والله ـ رأيت رأس الحسين بن علي (عليه السلام) حين حمل وأنا بدمشق ، وبين يدي الرأس رجل يقرأ سورة الكهف حتى بلغ قوله

تعالى : « أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَباً » [1]

سورة الكهف ، الآية : 9.

.

اور منہال بن عمرو سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے حسین بن علی (علیہ السلام) کا سر دیکھا جب اسے لے جایا گیا اور میں دمشق میں تھا، اور سر کے سامنے ایک آدمی سورہ کہف پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالی کے اس قول تک پہنچا:

«کیا آپ نے یہ گمان کیا کہ اصحابِ کہف اور رقیم ہماری نشانیوں میں سے عجیب تھے؟»

قال : فأنطق الله الرأس بلسان ذرب ، فقال : أعجب من أصحاب الكهف قتلي وحملي [2]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 60/369 ـ 370 ، الخصائص الكبرى ، السيوطي : 2/127.

.

راوی نے کہا: تو اللہ نے سر کو فصیح زبان سے بولنے کی قوت عطا فرمائی، تو اس نے کہا: اصحابِ کہف سے زیادہ عجیب میرا قتل اور میرا اٹھایا جانا ہے۔

وعن سلمة بن كهيل قال : رأيت رأس الحسين بن علي (عليه السلام) على القنا وهو يقول : « فَسَيَكْفِيكَهُمْ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ » [3]

سورة البقرة ، الآية : 137.

[4]

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 22/117.

.

اور سلمہ بن کہیل سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حسین بن علی (علیہ السلام) کا سر نیزے پر دیکھا اور وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا: «پس اللہ تمہیں ان سے بچانے کے لیے کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔»

قال جرير بن محمد : فقلت لصالح : الله إنك سمعته من معاذ بن أسد ؟ قال : الله إني سمعته منه ، قال معاذ بن أسد : فقلت للفضل : الله إنك سمعته من الأعمش ؟ فقال : الله إني سمعته منه ، قال الأعمش : فقلت لسلمة بن كهيل : الله إنك سمعته منه ؟ قال : الله إني سمعته منه بباب الفراديس بدمشق ، مَثُل لي ولا شُبِّه لي ، وهو يقول : « فَسَيَكْفِيكَهُمْ اللهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ » [5]

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 22/118 ، (هامش تاريخ ابن عساكر ، زيادة عن نسخة (م)).

.

جریر بن محمد نے کہا: میں نے صالح سے کہا: اللہ کی قسم! کیا تم نے یہ معاذ بن اسد سے سنا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے ان سے سنا۔ معاذ بن اسد نے کہا: میں نے فضل سے کہا: اللہ کی قسم! کیا تم نے یہ اعمش سے سنا؟ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے ان سے سنا۔ اعمش نے کہا: میں نے سلمہ بن کہیل سے کہا: اللہ کی قسم! کیا تم نے یہ سنا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے دمشق میں بابِ فرادیس پر اسے سنا، یہ میرے سامنے ظاہر ہوا اور مجھے کوئی شبہ نہیں ہوا، اور وہ یہ کہہ رہا تھا: «پس اللہ تمہیں ان سے بچانے کے لیے کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔»

ولله درّ بعضهم إذ يقول :

اور اللہ کسی شاعر پر رحم فرمائے جب وہ کہتا ہے:

جاؤوا برأسِكَ يا ابنَ بنتِ محمَّد مترمِّلا بدِمَائِهِ ترميلا
وكأنَّما بِكَ يا ابنَ بنتِ محمَّد قَتَلُوا جِهَاراً عامدين رسولا
قتلوك عَطْشَاناً ولم يترقَّبوا في قَتْلِكَ التنزيلَ والتأويلا
ويكبِّرون بأَنْ قُتِلْتَ وأنَّما قَتَلُوا بك التكبيرَ والتهليلا

وہ تمہارے سر کے ساتھ لائے، اے بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے
خون میں لت پت، بری طرح سے آلودہ
گویا تم پر، اے بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے
انہوں نے کھلم کھلا، جان بوجھ کر رسول کو قتل کیا
انہوں نے تمہیں پیاسا قتل کیا اور نہ خیال کیا
تمہارے قتل میں نہ تنزیل کا نہ تاویل کا
اور وہ تکبیر کہتے ہیں کہ تم قتل ہوئے، حالانکہ
انہوں نے تمہارے ذریعے تکبیر اور تہلیل کو قتل کیا

المجلس الأول ، من اليوم الثاني عشر
وصولهم الكوفة وماجرى عليهم فيها

پہلی مجلس، بارہویں دن سے
ان کا کوفہ پہنچنا اور وہاں ان پر جو گزری

قال السيد ابن طاووس عليه الرحمة في اللهوف : وسار ابن سعد بالسبي المشار إليه ، فلمَّا قاربوا الكوفة اجتمع أهلها للنظر إليهن.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے اللھوف میں فرمایا: ابن سعد مذکورہ قیدیوں کے ساتھ روانہ ہوا، جب وہ کوفہ کے قریب پہنچے تو اہل کوفہ ان کو دیکھنے کے لیے جمع ہوئے۔

قال الراوي : فأشرفت امرأة من الكوفيات فقالت : من أيِّ الأسارى أنتنَّ ؟ فقلن : نحن أُسارى آل محمد (صلى الله عليه وآله) فنزلت المرأة من سطحها ، فجمعت لهن ملاء وأزراً ومقانع ، وأعطتهن فتغطَّين.

راوی نے کہا: کوفہ کی ایک عورت نے جھانک کر دیکھا اور کہا: تم کون سے قیدی ہو؟ انہوں نے کہا: ہم آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے قیدی ہیں۔ تو وہ عورت اپنی چھت سے اتری، ان کے لیے چادریں، تہبند اور اوڑھنیاں جمع کیں، اور انہیں دیں تو وہ پردے میں آگئیں۔

قال الراوي : وكان مع النساء علي بن الحسين (عليه السلام) قد نهكته العلّة ، والحسن بن الحسن المثنى ، وكان قد واسى عمَّه وإمامه في الصبر على ضرب السيوف وطعن الرماح ، وإنما ارتثَّ وقد أُثخن بالجراح.

راوی نے کہا: عورتوں کے ساتھ علی بن الحسین (علیہ السلام) تھے جنہیں بیماری نے توڑ دیا تھا، اور حسن بن الحسن مثنیٰ تھے، اور انہوں نے اپنے چچا اور اپنے امام کے ساتھ تلواروں کی ضرب اور نیزوں کے وار پر صبر میں شراکت کی تھی، اور وہ صرف اس لیے زندہ رہے کہ زخموں سے چور ہو چکے تھے۔

وروى مصنف كتاب المصابيح أن الحسن بن الحسن المثنى قَتَلَ بين يدي عمّه الحسين (عليه السلام) في ذلك اليوم سبعة عشر نفساً ، وأصابه ثمانية عشر جراحة ، فوقع فأخذه خاله أسماء بن خارجة ، فحمله إلى الكوفة وداواه حتى برىء وحمله إلى المدينة.

اور مصابیح کے مصنف نے روایت کیا ہے کہ حسن بن الحسن مثنی نے اپنے چچا حسین (علیہ السلام) کے سامنے اس دن سترہ افراد کو قتل کیا، اور انہیں اٹھارہ زخم لگے، تو وہ گر پڑے، انہیں ان کے ماموں اسماء بن خارجہ نے اٹھایا، انہیں کوفہ لے گئے اور ان کا علاج کیا یہاں تک کہ وہ صحت یاب ہو گئے اور انہیں مدینہ لے گئے۔

وكان معهم أيضاً زيد وعمر ، ولدا الحسن السبط (عليهم السلام) ، فجعل أهل الكوفة ينوحون ويبكون ، فقال علي بن الحسين (عليه السلام) : تنوحون وتبكون مِن أجلِنا فمَن ذا الذي قتلنا ؟ [1]

اور ان کے ساتھ زید اور عمر بھی تھے، حسن سبط (علیہم السلام) کے بیٹے۔ تو اہلِ کوفہ نوحہ اور گریہ کرنے لگے۔ تو علی بن الحسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تم ہماری خاطر نوحہ اور گریہ کرتے ہو، تو ہمیں کس نے قتل کیا؟

[1] اللهوف ، السيد ابن طاووس : 85 ـ 86.

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : رأيت في بعض الكتب المعتبرة روي مرسلا عن مسلم الجصاص قال : دعاني ابن زياد لإصلاح دار الأمارة بالكوفة ،

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے بعض معتبر کتابوں میں دیکھا، مسلم جصاص سے مرسل روایت ہے، انہوں نے کہا: ابن زیاد نے مجھے کوفہ میں دارالامارہ کی تعمیر کے لیے بلایا،

فبينما أنا أجصص الأبواب وإذا أنا بالزعقات قد ارتفعت من جنبات الكوفة ، فأقبلت على خادم كان معنا فقلت : مالي أرى الكوفة تضج ؟ قال : الساعة أتوا برأس خارجي خرج على يزيد ، فقلت : من هذا الخارجي ؟ فقال : الحسين بن علي (عليهما السلام) قال : فتركت الخادم حتى خرج ولطمت وجهي حتى خشيت على عيني أن تذهب ، وغسلت يدي من الجص وخرجت من ظهر القصر وأتيت إلى الكناس ، فبينما أنا واقف والناس يتوقعون وصول السبايا والرؤوس إذ قد أقبلت نحو أربعين شقة تحمل على أربعين جملا فيها الحرم والنساء وأولاد فاطمة (عليها السلام) وإذا بعلي بن الحسين (عليهما السلام) على بعير بغير وطاء ، وأوداجه تشخب دماً ، وهو مع ذلك يبكي ويقول :

تو جب میں دروازوں پر جص کا کام کر رہا تھا اور اچانک میں نے دیکھا کہ کوفہ کے کناروں سے شور و واویلا بلند ہو رہا ہے، تو میں نے ایک خادم کی طرف متوجہ ہو کر جو ہمارے ساتھ تھا، کہا: مجھے کیا ہو رہا ہے، میں دیکھ رہا ہوں کہ کوفہ شور مچا رہا ہے؟ اس نے کہا: ابھی ابھی ایک خارجی کا سر لائے ہیں جو یزید پر خروج کیا تھا۔ میں نے کہا: یہ خارجی کون ہے؟ تو اس نے کہا: حسین بن علی (علیہما السلام)۔ راوی کہتا ہے: تو میں نے خادم کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ نکل گیا اور میں نے اپنے چہرے پر طمانچے مارے یہاں تک کہ مجھے اپنی آنکھ کے ضائع ہونے کا خوف ہوا، اور میں نے اپنے ہاتھ جص سے دھوئے اور محل کی پشت سے نکل گیا اور کناس کی طرف آیا۔ تو جب میں کھڑا تھا اور لوگ قیدیوں اور سروں کی آمد کا انتظار کر رہے تھے، اچانک تقریباً چالیس پالان نظر آئے جو چالیس اونٹوں پر سوار تھے جن میں حرمیں اور عورتیں اور فاطمہ (علیہا السلام) کے بچے تھے، اور علی بن الحسین (علیہما السلام) ایک اونٹ پر بغیر زین کے تھے، اور ان کی رگیں خون بہا رہی تھیں، اور وہ اس کے باوجود رو رہے تھے اور فرما رہے تھے:

يا أمةَ السوءِ لا سقياً لربعكُمُ يا أمةً لم تراع جدنَا فينا
لو أننا ورسولُ الله يجمعُنا يومَ القيامةِ ما كنتم تقولونا
تُسيرونا على الأقتاب عاريةً كأننا لم نُشيد فيكمُ دينا

اے بری امت ! تمہاری بستی کو پانی نہ ملے
اے امت جس نے ہمارے دادا کا ہم میں لحاظ نہ رکھا
اگر ہم اور رسول اللہ قیامت کے دن اکٹھے ہوں
تو تم کیا کہو گے
تم ہمیں ننگے پالانوں پر چلاتے ہو
گویا ہم نے تم میں دین قائم نہیں کیا

قال : وصار أهل الكوفة يناولون الأطفال الذين على المحامل بعض التمر والخبز والجوز ، فصاحت بهم أم كلثوم وقالت : يا أهل الكوفة إن الصدقة علينا حرام ، وصارت تأخذ ذلك من أيدي الأطفال وأفواههم وترمي به إلى الأرض. قال : كل ذلك والناس يبكون على ما أصابهم.

راوی نے کہا: اور اہل کوفہ محملوں پر سوار بچوں کو کھجوریں، روٹی اور اخروٹ دینے لگے، تو ام کلثوم نے ان پر پکار کر کہا: اے اہل کوفہ ! بے شک صدقہ ہم پر حرام ہے، اور وہ بچوں کے ہاتھوں اور منہوں سے یہ چیزیں لے کر زمین پر پھینکنے لگیں۔ راوی نے کہا: اس سب کے دوران لوگ ان پر آئی مصیبت پر رو رہے تھے۔

وأعظم ما يشجي ويُودع في الحشا
حرارةُ وجدٍ دونها لذعةُ الجمرِ تَصدَقُ أعداها عليها شماتةً
بما نالها بالخبزِ والجوزِ والتمرِ

اور سب سے زیادہ جو دکھ دیتا ہے اور سینے میں رکھ دیتا ہے
غم کی وہ حرارت جس سے انگارے کی تپش کم ہے
ان کے دشمن انہیں طعنہ دیتے ہیں صدقہ کے ساتھ
روٹی اور اخروٹ اور کھجور سے جو انہیں ملا

ثم إن أم كلثوم أطلعت رأسها من المحمل ، وقالت لهم : صه يا أهل الكوفة تقُتلنا رجالُكم ، وتبكينا نساؤكم ؟ فالحاكم بيننا وبينكم الله ، يوم فصل القضاء.

پھر ام کلثوم نے محمل سے اپنا سر باہر نکالا اور ان سے کہا: خاموش ہو جاؤ اے اہل کوفہ ! ہمارے مردوں کو تمہارے مرد قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں؟ تو حاکم ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہے، فیصلے کے دن۔

فبينما هي تخاطبهن إذا بضجة قد ارتفعت ، فإذا هم أتوا بالرؤوس يقدمهم رأس الحسين (عليه السلام) وهو رأس أزهري قمري ، أشبه الخلق برسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم)

تو جب وہ ان سے خطاب کر رہی تھیں اچانک ایک شور بلند ہوا، تو دیکھا کہ سر لائے گئے ہیں جن کے آگے حسین (علیہ السلام) کا سر تھا اور وہ روشن چاند کی طرح کا سر تھا، مخلوق میں سب سے زیادہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مشابہ۔

ولحيته كسواد السبج قد انتصل منها الخضاب ، ووجهه دارة قمر طالع ، والرمح

اور ان کی ڈاڑھی سیاہ حبشی سنگ مرمر کی طرح تھی جس سے خضاب نکل گیا تھا، اور ان کا چہرہ طالع ہوتے چاند کی طرح تھا، اور نیزہ

تلعب بها يمينا وشمالا ، فالتفتت زينب (عليها السلام) فرأت رأس أخيها فنطحت جبينها بمقدم المحمل ، حتى رأينا الدم يخرج من تحت قناعها وأومأت إليه بخرقة وجعلت تقول :

اسے دائیں بائیں ہلا رہا تھا، تو زینب (علیہا السلام) نے مڑ کر دیکھا اور اپنے بھائی کا سر دیکھا تو اپنی پیشانی کو محمل کے اگلے حصے سے مارا، یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ ان کی اوڑھنی کے نیچے سے خون نکل رہا ہے اور ایک کپڑے سے اس کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگیں:

يا هلالا لما استتم كما لا غالهُ خسفهُ فأبدا غروبا
ما توهمت يا شقيقَ فؤادي كان هذا مقدراً مكتوباً
يا أخي فاطم الصغيرة كلمها فقد كاد قلبها أن يذوبا
يا أخي ماترى عليا لدى الأسر مع اليُتم لا يُطيق ركوبا
كلما أو جعوه بالضرب ناداك بذل يفيضُ دمعاً سكوبا
ما أذل اليتيم حين ينادي بأبيه ولا يراه مُجيبا [1]

اے چاند جب پورا ہوا تو کیسے
گرہن نے اسے گھیر لیا اور ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا
میں نے یہ تصور نہ کیا تھا اے میرے دل کے ٹکڑے
کہ یہ مقدر اور لکھا ہوا تھا
اے بھائی ! فاطمہ صغیرہ سے بات کرو
کیونکہ اس کا دل پگھلنے والا ہے
اے بھائی ! تم علی کو قید میں دیکھتے ہو
یتیمی کے ساتھ، سواری بھی نہیں کر سکتا
جب بھی وہ مار سے اسے دکھ دیتے ہیں تو تمہیں پکارتا ہے
ذلت سے، بہتے آنسوؤں کے ساتھ
یتیم کتنا ذلیل ہوتا ہے جب پکارتا ہے
اپنے باپ کو اور اسے جواب دیتا نہیں دیکھتا

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 45/114 ، ينابيع المودة ، القندوزي : 3/87.

قال السيد ابن طاووس عليه الحرمة : قال بشير بن خزيم الأسدي : ونظرت إلى زينب بنت علي (عليه السلام) يومئذ ، ولم أر خفرة قط ـ والله ـ أنطق منها ، كأنها تفرغ من لسان أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، وقد أومأت إلى الناس أن اسكتوا ، فارتدَّت الأنفاس ، وسكنت الأجراس ، ثمَّ قالت : الحمد لله ، والصلاة على أبي محمّد وآله الطيبين الأخيار ، أمَّا بعد يا أهل الكوفة ، يا أهل الختل والغدر ، أتبكون ؟ فلا رقأت الدمعة ، ولا هدأت الرنَّة ، إنما مثلكم كمثل التي نقضت غزلها من بعد قوّة أنكاثاً ، تتخذون إيمانكم دخلا بينكم ، ألا وهل فيكم إلاّ الصلف النطف ، والصدر الشنف ، وملق الإماء ، وغمز الأعداء ، أو كمرعى على دمنة ، أو كفضة على ملحودة ، ألا ساء ما قدَّمت لكم أنفسكم أن سخط الله عليكم ، وفي العذاب أنتم خالدون.

أتبكون ؟ وتنتحبون ؟ إي والله فابكوا كثيراً ، واضحكوا قليلا ، فلقد ذهبتم

بعارها وشنارها ، ولن ترحضوها بغسل بعدها أبداً ، وأنَّى ترحضون قتل سليل خاتم النبوة ، ومعدن الرسالة ، وسيِّد شباب أهل الجنة ، وملاذ حَيرتكم ، ومفزع نازلتكم ، ومنار حجّتكم ، ومدرة سنتكم ، ألا ساء ما تزرون ، وبعداً لكم وسحقاً ، فلقد خاب السعي ، وتبَّت الأيدي ، وخسرت الصفقة ، وبؤتم بغضب من الله ، وضربت عليكم الذلّة والمسكنة.

ويلكم يا أهل الكوفة ، أتدرون أيَّ كبد لرسول الله فريتم ؟ وأيَّ كريمة له أبرزتم ؟ وأيَّ دم له سفكتم ؟ وأيَّ حرمة له انتهكتم ؟ لقد جئتم بها صلعاء عنقاء سوداء فقماء (وفي بعضها : خرقاء شوهاء) كطلاع الأرض أو كملأ السماء ، أفعجبتم أن مطرت السماء دماً ؟ ولعذاب الآخرة أخزى وأنتم لا تُنصرون ، فلا يستخفَّنَّكم المهل ، فإنه لا يحفزه البدار ، ولا يخاف فوت الثأر ، وإن ربكم لبالمرصاد.

قال الراوي : فوالله لقد رأيت الناس يومئذ حيارى يبكون ، وقد وضعوا أيديهم في أفواههم ، ورأيت شيخاً واقفاً إلى جنبي يبكي حتى أخضلَّت لحيته ، وهو يقول : بأبي أنتم وأمي ، كهولكم خير الكهول ، وشبابكم خير الشباب ، ونساؤكم خير النساء ، ونسلكم خير نسل ، لا يُخزى ولا يُبزى.

سید ابن طاووس علیہ الرحمۃ نے کہا: بشیر بن خزیم اسدی نے کہا: اور میں نے اس دن زینب بنت علی (علیہ السلام) کو دیکھا، اور اللہ کی قسم میں نے کبھی کوئی پردہ نشین عورت نہیں دیکھی جو اس سے زیادہ فصیح ہو، گویا وہ امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی زبان سے بول رہی تھیں، اور انہوں نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ، تو سانسیں رک گئیں اور گھنٹیاں خاموش ہو گئیں، پھر فرمایا: اللہ کی حمد ہو، اور میرے باپ محمد اور ان کی پاک اور منتخب آل پر درود، اما بعد! اے اہل کوفہ، اے فریب اور غداری کے لوگو، کیا تم روتے ہو؟ تو تمہارے آنسو خشک نہ ہوں، اور تمہاری واویلا تھمے نہ۔ تمہاری مثال تو اس عورت کی مثال ہے جس نے اپنی محنت سے بنائی ہوئی چیز کو بکھیر دیا۔ تم اپنے ایمان کو آپس میں فریب بناتے ہو۔ سنو! کیا تم میں صرف بدبودار، تنگ سینے والے، لونڈیوں کی خوشامد کرنے والے اور دشمنوں کے اشارے پر چلنے والے نہیں ہو؟ یا گوبر پر چرنے والے جانور کی طرح، یا قبر پر رکھے چاندی کی طرح۔ سنو! تمہارے نفسوں نے جو تمہارے لیے آگے بھیجا وہ کتنا برا ہے کہ اللہ تم پر ناراض ہوا، اور تم عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔

کیا تم روتے ہو؟ اور نوحہ کرتے ہو؟ ہاں، اللہ کی قسم! تو بہت روؤ، اور کم ہنسو، کیونکہ تم اس کی رسوائی اور بدنامی لے اڑے

اور تم اسے کبھی بھی کسی دھلائی سے نہیں دھو سکتے، اور تم کہاں سے دھو سکتے ہو خاتم النبوۃ کی اولاد کے قتل کو، اور رسالت کے مرکز کو، اور جوانان جنت کے سردار کو، اور تمہاری پریشانی کے پناہ گاہ کو، اور تمہاری مصیبت کے وقت فریادرس کو، اور تمہاری حجت کے چراغ کو، اور تمہاری سنت کے محور کو۔ خبردار! کتنا برا ہے جو تم نے کیا، اور تم پر دوری اور ہلاکت ہو، یقیناً کوشش ناکام ہو گئی، اور ہاتھ خسارے میں رہے، اور سودا گھاٹے میں رہا، اور تم اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے، اور تم پر ذلت اور مسکینی لکھ دی گئی۔

افسوس ہو تم پر اے اہل کوفہ، کیا تم جانتے ہو کہ تم نے رسول اللہ کے کس کلیجے کو چیرا؟ اور ان کی کس محترمہ کو بے پردہ کیا؟ اور ان کا کون سا خون بہایا؟ اور ان کی کون سی حرمت کو پامال کیا؟ بے شک تم ایسی چیز لے آئے جو کُبڑے، بلند، سیاہ، بدنما (اور بعض میں ہے: پھٹی ہوئی، بھیانک) زمین کے اوپر آنے والی یا آسمان کو بھرنے والی ہے۔ کیا تم حیران ہو کہ آسمان نے خون برسایا؟ اور آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہے اور تمہاری مدد نہیں کی جائے گی، پس مہلت تمہیں دھوکا نہ دے، کیونکہ اسے جلدی نہیں ہے، اور نہ وہ بدلہ لینے سے ڈرتا ہے، اور بے شک تمہارا رب گھات میں ہے۔

راوی نے کہا: اللہ کی قسم میں نے اس دن لوگوں کو حیران دیکھا، رو رہے تھے، اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے، اور میں نے ایک بوڑھے کو اپنے پہلو میں کھڑے دیکھا جو رو رہا تھا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی، اور وہ کہہ رہا تھا: میرے ماں باپ تم پر قربان، تمہارے بوڑھے بہترین بوڑھے ہیں، اور تمہارے جوان بہترین جوان ہیں، اور تمہاری عورتیں بہترین عورتیں ہیں، اور تمہاری نسل بہترین نسل ہے، نہ رسوا ہوتی ہے اور نہ مغلوب۔

وروى زيد بن موسى ، قال : حدَّثني أبي ، عن جدّي (عليه السلام) قال : خطبت فاطمة الصغرى بعد أن وردت من كربلاء فقالت : الحمد لله عدد الرمل والحصا ، وزنة العرش إلى الثرى ، أحمده وأؤمن به وأتوكّل عليه ، وأشهد أن لا إله إلاّ الله وحده لا شريك له ، وأن محمَّداً عبده ورسوله (صلى الله عليه وآله) وأن أولاده ذُبحوا بشطّ الفرات ، بغير ذحل ولا تُرات ، اللهم إني أعوذ بك أن أفتري عليك بالكذب ، أو أن أقول عليك خلاف ما أنزلت عليه من أخذ العهود لوصيِّه عليّ بن أبي طالب (عليه السلام) ، المسلوب حقّه ، المقتول من غير ذنب كما قُتل ولده بالأمس ، في بيت من بيوت الله ، فيه معشر مسلمة بألسنتهم ، تعساً لرؤوسهم ، ما دفعت عنه ضيماً في حياته ، ولا

اور زید بن موسیٰ نے روایت کی، کہا: میرے والد نے مجھ سے بیان کیا، اپنے دادا (علیہ السلام) سے کہ فاطمہ صغریٰ نے کربلا سے واپس آنے کے بعد خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ کی حمد ہو ریت اور کنکروں کی تعداد کے برابر، عرش سے زمین تک کے وزن کے برابر، میں اس کی حمد کرتی ہوں اور اس پر ایمان رکھتی ہوں اور اسی پر توکل کرتی ہوں، اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس کے بندے اور رسول ہیں، اور یہ کہ ان کی اولاد کو فرات کے کنارے ذبح کر دیا گیا، نہ کسی انتقام کے لیے اور نہ کسی جرم کے لیے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتی ہوں کہ تجھ پر جھوٹ باندھوں، یا تیرے بارے میں اس کے خلاف کچھ کہوں جو تو نے اپنے وصی علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے لیے عہد لے کر نازل کیا، جن سے ان کا حق چھین لیا گیا، جو بغیر کسی گناہ کے قتل کیے گئے جیسے کل ان کے بیٹے کو قتل کیا گیا، اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں، جس میں ایسے لوگ تھے جو اپنی زبانوں سے مسلمان تھے، ان کے سروں کے لیے تباہی ہو، انہوں نے نہ ان کی زندگی میں ان پر ظلم کو دفع کیا، اور نہ

عند مماته ، حتّى قبضته إليك محمود النقيبة ، طيِّب العريكة ، معروف المناقب ، مشهور المذاهب ، لم تأخذه فيك ـ اللهم ـ لومة لائم ، ولا عذل عاذل ، هديته ـ اللهمَّ ـ للإسلام صغيراً ، وحمدت مناقبه كبيراً ، ولم يزل ناصحاً لك ولرسولك (صلى الله عليه وآله) حتى قبضته إليك زاهداً في الدنيا ، غير حريص عليها ، راغباً في الآخرة ، مجاهداً لك في سبيلك ، رضيته فاخترته فهديته إلى صراط مستقيم.

ان کی موت کے وقت، یہاں تک کہ تو نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا محمود الخصلت، پاکیزہ سیرت، معروف مناقب، مشہور طریقے والے، تیرے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نے انہیں نہیں پکڑا، اور نہ کسی عیب لگانے والے کی عیب جوئی نے، تو نے اے اللہ انہیں بچپن میں اسلام کی ہدایت دی، اور بڑے ہونے پر ان کی خوبیوں کی تعریف کی، اور وہ ہمیشہ تیرے اور تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے خیر خواہ رہے یہاں تک کہ تو نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا دنیا سے بے رغبت، اس کے حریص نہیں، آخرت کی طرف مائل، تیری راہ میں جہاد کرنے والے، تو ان سے راضی ہوا اور انہیں چن لیا، پھر انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دی۔

أمّا بعد يا أهل الكوفة ، يا أهل المكر والغدر والخيلاء ، فإنّا أهل بيت ابتلانا الله بكم وابتلاكم بنا ، فجعل بلاءنا حسناً ، وجعل علمه عندنا ، وفهمه لدينا ، فنحن عيبة علمه ، ووعاء فهمه وحكمته ، وحجّته على الأرض في بلاده لعباده ، أكرمنا الله بكرامته ، وفضَّلنا بنبيِّه محمّد (صلى الله عليه وآله) على كثير ممن خلق تفضيلا بيّناً ، فكذَّبتمونا وكفَّرتمونا ، ورأيتم قتالنا حلالا ، وأموالنا نهباً ، كأننا أولاد ترك وكابل ، كما قتلتم جدَّنا بالإمس ، وسيوفكم تقطر من دمائنا أهل البيت لحقد متقدِّم ، قرَّت لذلك عيونكم ، وفرحت قلوبكم ، افتراءً على الله منكم ، ومكراً مكرتم ، والله خير الماكرين ، فلا تدعونكم أنفسكم إلى الجذل بما أصبتم من دمائنا ، ونالت أيديكم من أموالنا ، فإن ما أصابنا من المصائب الجليلة والرزايا العظيمة في كتاب من قبل أن نبرأها ، إن ذلك على الله يسير ، كيلا تأسوا على مافاتكم ، ولا تفرحوا بما آتاكم ، والله لا يحبُّ كلَّ مختال فخور.

اما بعد! اے اہل کوفہ، اے مکر و فریب اور تکبر کے لوگو، ہم اہل بیت ہیں، اللہ نے ہمیں تمہارے ذریعے آزمایا اور تمہیں ہمارے ذریعے آزمایا، پھر ہماری آزمائش کو اچھا بنایا، اور اپنا علم ہمارے پاس رکھا، اور اس کی سمجھ ہمارے پاس، پس ہم اس کے علم کا خزانہ ہیں، اور اس کی سمجھ اور حکمت کا ظرف، اور زمین میں اس کی مخلوق کے لیے اس کی حجت ہیں، اللہ نے ہمیں اپنی عزت سے عزت دی، اور ہمیں اپنے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ذریعے بہت سی مخلوقات پر واضح فضیلت دی، پھر تم نے ہمیں جھٹلایا اور ہمیں کافر کہا، اور تم نے ہمارا قتل حلال سمجھا، اور ہمارے مال لوٹنا، گویا ہم ترک اور کابل کی اولاد ہیں، جیسے تم نے کل ہمارے دادا کو قتل کیا، اور تمہاری تلواریں ہم اہل بیت کے خون سے ٹپک رہی ہیں پرانی عداوت کی وجہ سے، اس سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، اور تمہارے دل خوش ہوئے، اللہ پر افتراء اور تمہاری طرف سے مکر، اور اللہ بہترین مکر کرنے والا ہے، پس تمہارے نفس تمہیں خوش نہ کریں اس پر جو تم نے ہمارے خون سے حاصل کیا، اور تمہارے ہاتھوں نے ہمارے مال سے پایا، کیونکہ جو ہمیں بڑی مصیبتیں اور عظیم آفات پہنچیں وہ ایک کتاب میں تھیں اس سے پہلے کہ ہم انہیں پیدا کریں، بے شک یہ اللہ پر آسان ہے، تاکہ تم اس پر افسوس نہ کرو جو تم سے فوت ہو گیا، اور نہ اس پر خوش ہو جو تمہیں ملا، اور اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

تبّاً لكم ، فانتظروا اللعنة والعذاب ، فكأنْ قد حلّ بكم ، وتواترت من السماء نقمات ، فَيُسحِتكم بعذاب ، ويذيق بعضكم بأس بعض ، ثم تخلدون في العذاب الأليم يوم القيامة بما ظلمتمونا ، ألا لعنة الله على الظالمين.

تم پر ہلاکت ہو، پس لعنت اور عذاب کا انتظار کرو، گویا وہ تم پر آ چکا، اور آسمان سے عذاب کی لہریں یکے بعد دیگرے آئیں گی، پھر وہ تمہیں عذاب سے ہلاک کر دے گا، اور تم میں سے بعض کو بعض کی سختی کا مزہ چکھائے گا، پھر تم قیامت کے دن دردناک عذاب میں ہمیشہ رہو گے اس ظلم کی وجہ سے جو تم نے ہم پر کیا، خبردار! ظالموں پر اللہ کی لعنت۔

ويلكم ، أتدرون أيَّة يد طاعنتنا منكم ؟ وأيّة نفس نزعت إلى قتالنا ؟ أم بأية رجل مشيتم إلينا تبغون محاربتنا ؟ والله قست قلوبكم ، وغلظت أكبادكم ، وطبع على أفئدتكم ، وخُتم على سمعكم وبصركم ، وسوَّل لكم الشيطان وأملى لكم ،

افسوس ہو تم پر، کیا تم جانتے ہو کہ تم میں سے کس ہاتھ نے ہم پر وار کیا؟ اور کون سی جان نے ہم سے لڑنے کی طرف میلان کیا؟ یا کس پیر سے تم ہماری طرف چلے ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لیے؟ اللہ کی قسم تمہارے دل سخت ہو گئے، اور تمہارے کلیجے موٹے ہو گئے، اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دی گئی، اور تمہارے کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی گئی، اور شیطان نے تمہارے لیے سجایا اور تمہیں مہلت دی،

وجعل على بصركم غشاوة ، فأنتم لا تهتدون ، فتباً لكم يا أهل الكوفة ، أيَّ تراث لرسول الله (صلى الله عليه وآله) قبلكم ودخول له لديكم ؟ بما غدرتم بأخيه عليّ بن أبي طالب جدي ، وبنيه وعترته الطيّبين الأخيار (عليهم السلام) ، فافتخر بذلك مفتخر فقال :

اور تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، پس تم ہدایت نہیں پا سکتے، پس تباہی ہو تم پر اے اہل کوفہ، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی کون سی میراث تمہارے پاس ہے اور ان کا کون سا قرض تمہارے ذمے ہے؟ کیونکہ تم نے ان کے بھائی علی بن ابی طالب میرے دادا سے غداری کی، اور ان کے بیٹوں اور ان کی پاکیزہ نیک عترت (علیہم السلام) سے، تو کوئی فخر کرنے والا اس پر فخر کرے اور کہے:

نحن قتلنا عليّاً وبني علي بسيوف هِنْدية وَرِمَاحِ
وسبينا نساءَهم سَبْيَ تُرْك ونطحناهُمُ فأيُّ نِطَاحِ

ہم نے علی اور بنی علی کو قتل کیا
ہندی تلواروں اور نیزوں سے
اور ہم نے ان کی عورتوں کو ترکوں کی طرح قید کیا
اور ہم نے انہیں ٹکرایا تو کیسی ٹکر تھی

بفيك ـ أيها القائل ـ الكثكث والأثلب ، افتخرت بقتل قوم زكَّاهم الله ، وطهَّرهم الله ، وأذهب عنهم الرجس ، فاكظم وأقعِ ـ كما أقعى أبوك ، فإنما لكل امريء ما كسب وما قدَّمت يداه ، أحسدتمونا ـ ويلكم ـ على ما فضَّلنا الله.

تیرے منہ میں اے کہنے والے خاک اور کنکر ہو، تو نے ان لوگوں کے قتل پر فخر کیا جنہیں اللہ نے پاک کیا، اور اللہ نے انہیں پاکیزہ کیا، اور ان سے رجس دور کیا، پس خاموش ہو جا اور بیٹھ جا جیسے تیرا باپ بیٹھا تھا، کیونکہ ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے کمایا اور جو اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا، کیا تم نے ہم سے حسد کیا تم پر افسوس اس پر جو اللہ نے ہمیں فضیلت دی۔

فَمَا ذَنْبُنَا إنْ جَاشَ دهراً بُحُورُنا وَبَحْرُكَ ساج ما يواري الدعا مصّا

تو ہمارا کیا قصور ہے اگر ہمارا سمندر زمانے سے جوش میں ہے
اور تمہارا سمندر ساکن ہے، چمچ کی کنکری بھی نہیں چھپاتا

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ، والله ذو الفضل العظيم ، ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور.

یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے دیتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے، اور جس کے لیے اللہ نور نہ بنائے تو اس کے لیے کوئی نور نہیں۔

قال : فارتفعت الأصوات بالبكاء والنحيب ، وقالوا : حسبك يا ابنة الطيبين ، فقد أحرقت قلوبنا ، وأضرمت أجوافنا ، فسكتت.

راوی کہتے ہیں: آوازیں بلند ہوئیں رونے اور نوحہ کرنے میں، اور لوگوں نے کہا: بس کیجیے اے پاکیزہ لوگوں کی بیٹی، آپ نے ہمارے دلوں کو جلا دیا، اور ہمارے سینوں کو بھڑکا دیا، تو وہ خاموش ہو گئیں۔

قال : وخطبت أم كلثوم بنت علي (عليه السلام) في ذلك اليوم من وراء كلتها ، رافعة صوتها بالبكاء ، فقالت : يا أهل الكوفة ، سوأة لكم ، ما لكم خذلتم حسيناً وقتلتموه ، وانتهبتم أمواله وورثتموه ، وسبيتم نساءه ونكبتموه ؟ فتبّاً لكم وسحقاً ، ويلكم ، أتدرون أيُّ دواه دهتكم ؟ وأيَّ وزر على ظهوركم حملتم ؟ وأيَّ دماء سفكتموها ؟ وأيَّ كريمة أصبتموها ؟ وأيَّ صبية سلبتموها ؟ وأيَّ أموال انتهبتموها ؟ قتلتم خير رجالات بعد النبي (صلى الله عليه وآله) ، ونُزعت الرحمة من قلوبكم ، ألا إن حزب الله هم الفائزون ، وحزب الشيطان هم الخاسرون ، ثم قالت :

راوی کہتے ہیں: اور ام کلثوم بنت علی (علیہ السلام) نے اس دن اپنے نقاب کے پیچھے سے خطاب کیا، رونے میں اپنی آواز بلند کرتے ہوئے، انہوں نے کہا: اے اہل کوفہ، تم پر شرم ہو، تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے حسین کو تنہا چھوڑا اور انہیں قتل کیا، اور ان کے مال لوٹے اور ان کا وارث بنے، اور ان کی عورتوں کو قید کیا اور انہیں مصیبت میں ڈالا؟ تم پر ہلاکت اور تباہی ہو، تم پر افسوس، کیا تم جانتے ہو کہ تمہیں کون سی مصیبت نے آ لیا؟ اور کون سا بوجھ تم نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا؟ اور کون سا خون تم نے بہایا؟ اور کون سی معزز خاتون کو تم نے پریشان کیا؟ اور کون سے بچوں کو تم نے لوٹا؟ اور کون سے مال تم نے چھینے؟ تم نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بعد بہترین لوگوں کو قتل کیا، اور تمہارے دلوں سے رحم نکال لیا گیا، خبردار! بے شک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے، اور شیطان کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے، پھر انہوں نے کہا:

قتلتم أخي صبراً فويلٌ لأُمِّكُمْ سَتُجْزَون ناراً حَرُّها يتوقَّدُ
سفكتم دِمَاءً حَرَّمَ اللهُ سَفْكَها وحرَّمها القرآنُ ثُمَّ محمَّدُ

تم نے میرے بھائی کو صبر سے قتل کیا، تمہاری ماؤں کے لیے ویل ہو
تمہیں آگ کا بدلہ ملے گا جس کی گرمی بھڑک رہی ہے
تم نے وہ خون بہایا جسے اللہ نے حرام کیا تھا
اور قرآن نے اسے حرام کیا پھر محمد نے

ألا فابشروا بالنارِ إنَّكُمُ غداً لفي سَقَر حقاً يقيناً تُخَلَّدوا
وإنِّي لأبكي في حياتي على أخي على خَيْرِ مَنْ بَعْدَ النبيِّ سيولَدُ
بدمع غزير مُسْتَهِلٌ مُكَفْكَف على الخدِّ منِّي دائماً ليس يَجْمُدُ

خبردار! آگ کی خوشخبری لو کیونکہ تم کل
دوزخ میں یقیناً حق کے ساتھ ہمیشہ رہو گے
اور میں اپنی زندگی میں اپنے بھائی پر روتی ہوں
ان پر جو نبی کے بعد بہترین پیدا ہوئے
بہت زیادہ ٹپکنے والے آنسوؤں سے
میرے رخسار پر ہمیشہ کے لیے جو کبھی نہیں جمتے

قال الراوي : فضجَّ الناس بالبكاء والنوح ، ونشر النساء شعورهن ، ووضعن التراب على رؤوسهن ، وخمشن وجوههن ، وضربن خدودهن ، ودعون بالويل والثبور ، وبكى الرجال ، فلم يُر باكية وباك أكثر من ذلك اليوم.

راوی کہتے ہیں: لوگ رونے اور نوحہ کرنے میں شور مچانے لگے، اور عورتوں نے اپنے بال بکھیر دیے، اور اپنے سروں پر مٹی ڈالی، اور اپنے چہرے نوچے، اور اپنے رخساروں پر مارا، اور ہلاکت اور بربادی کی دعائیں کیں، اور مرد رونے لگے، پس اس دن سے زیادہ رونے والیاں اور رونے والے کبھی نہیں دیکھے گئے۔

ثم إن زين العابدين (عليه السلام) أومأ إلى الناس أن اسكتوا فسكتوا ، فقام قائماً فحمد الله وأثنى عليه ، وذكر النبيّ (صلى الله عليه وآله) ثمَّ صلَّى عليه ، ثمَّ قال : أيها الناس ، من عرفني فقد عرفني ، ومن لم يعرفني فأنا أعرِّفه بنفسي ، أنا علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب (عليهم السلام) ، أنا ابن من انتهكت حرمته ، وسلبت نعمته ، وانتهب ماله ، وسبي عياله ، أنا ابن المذبوح بشطّ الفرات ، من غير ذحل ولا ترات ، أنا ابن من قُتل صبراً ، وكفي بذلك فخراً.

پھر زین العابدین (علیہ السلام) نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ تو وہ خاموش ہو گئے، پھر وہ کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد وثنا کی، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآل) کا ذکر کیا پھر ان پر درود بھیجا، پھر فرمایا: اے لوگو، جس نے مجھے پہچانا تو اس نے پہچانا، اور جس نے مجھے نہیں پہچانا تو میں اپنا تعارف کراتا ہوں، میں علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام) ہوں، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی حرمت پامال کی گئی، اور جس کی نعمت چھین لی گئی، اور جس کا مال لوٹا گیا، اور جس کے اہل و عیال قید کیے گئے، میں اس کا بیٹا ہوں جسے فرات کے کنارے ذبح کیا گیا، نہ کسی خون کے بدلے میں نہ کسی دشمنی میں، میں اس کا بیٹا ہوں جسے صبر سے قتل کیا گیا، اور یہی میرے لیے فخر کافی ہے۔

أيها الناس ، فأنشدكم الله هل تعلمون أنكم كتبتم إلى أبي وخدعتموه ، وأعطيتموه من أنفسكم العهد والميثاق والبيعة وقاتلتموه ؟ فتبّاً لما قدَّمتم لأنفسكم ، وسوأة لرأيكم ، بأيَّة عين تنظرون إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذ يقول لكم : قتلتم عترتي ، وانتهكتم حرمتي ، فلستم من أمتي ؟

اے لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے والد کو خط لکھا اور انہیں دھوکہ دیا، اور اپنی طرف سے عہد وپیمان اور بیعت دی اور پھر ان سے جنگ کی؟ تباہی ہو اس کے لیے جو تم نے اپنے لیے آگے بھیجا، اور تمہاری رائے کتنی بری ہے، کس آنکھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھو گے جب وہ تم سے کہیں گے: تم نے میری عترت کو قتل کیا، اور میری حرمت کو پامال کیا، تو تم میری امت میں سے نہیں ہو؟

قال الراوي : فارتفعت الأصوات من كل ناحية ويقول بعضهم لبعض : هلكتم وما تعلمون ، فقال (عليه السلام) : رحم الله امرءاً قبل نصيحتي ، وحفظ وصيّتي في الله وفي رسوله وأهل بيته ، فإن لنا في رسول الله (صلى الله عليه وآله) أسوة حسنة ، فقالوا بأجمعهم : نحن كلّنا ـ يا ابن رسول الله ـ سامعون مطيعون ، حافظون لذمامك ، غير زاهدين فيك وراغبين عنك ، فمرنا بأمرك يرحمك الله ، فإنّا حرب لحربك ، وسلم لسلمك ، لنأخذنَّ يزيد لعنه الله ، ونبرأ ممن ظلمك ، فقال (عليه السلام) : هيهات هيهات أيها الغدرة

راوی کہتے ہیں: ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں اور لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے: تم ہلاک ہو گئے اور تمہیں علم بھی نہیں، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ اس شخص پر رحم کرے جو میری نصیحت قبول کرے، اور اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت کے بارے میں میری وصیت کو محفوظ رکھے، کیونکہ ہمارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) میں بہترین نمونہ ہے۔ تو سب نے کہا: ہم سب، اے رسول اللہ کے بیٹے، سننے والے اور اطاعت کرنے والے ہیں، آپ کے عہد کو محفوظ رکھنے والے، آپ سے بے رغبتی کرنے والے اور آپ سے منہ موڑنے والے نہیں، آپ ہمیں حکم دیجیے اللہ آپ پر رحم کرے، ہم آپ کی جنگ کے لیے جنگ ہیں، اور آپ کی صلح کے لیے صلح، ہم یزید ملعون کو پکڑیں گے، اور ان سے برات کریں گے جنہوں نے آپ پر ظلم کیا۔ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: ہیہات ہیہات اے دغاباز لوگو،

المكرة ، حيل بينكم وبين شهوات أنفسكم ، أتريدون أن تأتوا إليَّ كما أتيتم آبائي من قبل ؟ كلا وربِّ الراقصات ، فإن الجرح لمَّا يندمل ، قُتل أبي صلوات الله عليه بالأمس وأهل بيته معه ، ولم ينسني ثكل رسول الله (صلى الله عليه وآله) وثكل أبي وبني أبي ، ووجده بين لهاتي ، ومرارته بين حناجري وحلقي ، وغصصه تجري في فراش صدري ، ومسألتي أن تكونوا لا لنا ولا علينا ، ثمَّ قال :

اے مکار لوگو، تمہارے اور تمہاری خواہشات کے درمیان حائل کر دیا گیا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ وہی کرو جو تم نے اس سے پہلے میرے آباء و اجداد کے ساتھ کیا؟ ہرگز نہیں، ان راقصات کے رب کی قسم، کیونکہ زخم ابھی تک نہیں بھرا، کل میرے والد (علیہم السلام) اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت قتل کیے گئے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا غم اور میرے والد اور میرے والد کے بیٹوں کا غم مجھے بھلایا نہیں، اس کی تلخی میرے تالو میں ہے، اور اس کی کڑواہٹ میرے حلق اور گلے میں، اور اس کی کسک میرے سینے کے راستوں میں بہہ رہی ہے، اور میری درخواست یہ ہے کہ تم نہ ہمارے ساتھ ہو اور نہ ہمارے خلاف۔ پھر فرمایا:

لاغَرْوَ إنْ قُتِلَ الحسينُ فشيخُهُ قد كان خيراً من حسين وأكرما
فَلا تَفْرحُوا يا أهلَ كوفانَ بالذي أصيب حسينٌ كان ذلك أعظما
قتيلٌ بِشَطِّ النَّهْرِ روحي فداؤُه جَزَاءُ الذي أرداه نارُ جهنما

کوئی تعجب نہیں اگر حسین قتل ہو گئے تو ان کے بزرگ
حسین سے بہتر اور زیادہ معزز تھے
تو اے اہل کوفہ خوش نہ ہو اس بات پر
جو حسین کو پہنچا وہ تو زیادہ عظیم تھا
دریا کے کنارے وہ مقتول جن پر میری جان قربان
جس نے انہیں قتل کیا اس کا بدلہ جہنم کی آگ ہے

ثمَّ قال : رضينا منكم رأساً برأس ، فلا يوم لنا ولا يوم علينا.

پھر فرمایا: ہم تم سے راضی ہیں سر کے بدلے سر، تو نہ کوئی دن ہمارا ہے اور نہ کوئی دن تمہارے خلاف۔

قال الراوي : ثم إن ابن زياد جلس في القصر للناس ، وأذن إذناً عاماً ، وجيء برأس الحسين (عليه السلام) فوضع بين يديه ، وأدخل نساء الحسين (عليه السلام) وصبيانه إليه ، فجلست زينب بنت علي (عليه السلام) متنكِّرة ، فسأل عنها فقيل : زينب بنت علي (عليه السلام) ، فأقبل إليها فقال : الحمد لله الذي فضحكم وأكذب أحدوثتكم ، فقالت : إنما يفتضح الفاسق ، ويكذب الفاجر ، وهو غيرنا ، فقال ابن زياد : كيف رأيت صنع الله بأخيك وأهل بيتك ، فقالت : ما رأيت إلاّ جميلا ، هؤلاء قوم كتب عليهم القتال فبرزوا إلى مضاجعهم ، وسيجمع الله بينك وبينهم ، فتحاجّ وتخاصم ، فانظر لمن يكون الفلج يومئذ ، هبلتك أمّك يا بن مرجانة.

راوی کہتے ہیں: پھر ابن زیاد قصر میں لوگوں کے لیے بیٹھا، اور عام اجازت دی، اور حسین (علیہ السلام) کا سر لایا گیا اور اس کے سامنے رکھا گیا، اور حسین (علیہ السلام) کی عورتوں اور بچوں کو اس کے پاس لایا گیا، تو زینب بنت علی (علیہا السلام) بھیس بدل کر بیٹھ گئیں، تو اس نے ان کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا: زینب بنت علی (علیہا السلام)، تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہاری بات کو جھوٹا ثابت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: رسوا تو فاسق ہوتا ہے، اور جھوٹا فاجر ہوتا ہے، اور وہ ہمارے علاوہ کوئی اور ہے۔ تو ابن زیاد نے کہا: تم نے کیسا دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بھائی اور تمہارے اہل بیت کے ساتھ کیا کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے سوائے خوبصورتی کے کچھ نہیں دیکھا، یہ وہ لوگ ہیں جن پر قتال لکھ دیا گیا تھا تو وہ اپنی خوابگاہوں کی طرف نکل پڑے، اور عنقریب اللہ تمہارے اور ان کے درمیان جمع کرے گا، پھر حجت ہوگی اور جھگڑا ہوگا، تو دیکھنا اس دن فتح کس کے لیے ہوگی، تیری ماں تجھے گم کرے اے ابن مرجانہ۔

قال الراوي : فغضب ابن زياد وكأنه همَّ بها ، فقال له عمرو بن حريث : إنّها امرأة ، والمرأة لا تؤخذ بشيء من منطقها ، فقال لها ابن زياد : لقد شفى الله قلبي من طاغيتك الحسين والعصاة المردة من أهل بيتك ، فقالت : لعمري ، لقد قتلت كهلي ، وقطعت فرعي ، واجتثثت أصلي ، فإن كان هذا شفاك فقد اشتفيت ، فقال ابن زياد : هذه سجاعة ، ولعمري لقد كان أبوك شاعراً وسجّاعاً ، فقالت : يا بن زياد ، ما

راوی کہتے ہیں: ابن زیاد غصے میں آگیا اور گویا اس نے ان کی طرف توجہ کی، تو عمرو بن حریث نے اسے کہا: یہ عورت ہے، اور عورت اس کی بات کی وجہ سے پکڑی نہیں جاتی۔ تو ابن زیاد نے ان سے کہا: اللہ نے میرے دل کو شفا دی تمہارے سرکش حسین اور تمہارے اہل بیت کے باغی سرکشوں سے۔ تو انہوں نے فرمایا: میری جان کی قسم، تم نے میرے بزرگ کو قتل کیا، اور میری شاخ کاٹ دی، اور میری جڑ اکھاڑ دی، تو اگر یہ تمہیں شفا دیتا ہے تو شفا حاصل کر لو۔ تو ابن زیاد نے کہا: یہ فصاحت ہے، اور میری جان کی قسم تمہارا باپ شاعر اور فصیح تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اے ابن زیاد،

للمرأة والسجاعة ؟

عورت کو فصاحت سے کیا؟

ثم التفت ابن زياد إلى علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : من هذا ؟ فقيل : علي بن الحسين ، فقال : أليس قد قتل الله علي بن الحسين ؟ فقال علي (عليه السلام) : قد كان لي أخ يقال له : علي بن الحسين قتله الناس ، فقال : بل الله قتله.

پھر ابن زیاد نے علی بن حسین (علیہما السلام) کی طرف توجہ کی اور کہا: یہ کون ہے؟ کہا گیا: علی بن حسین۔ تو اس نے کہا: کیا اللہ نے علی بن حسین کو قتل نہیں کیا؟ تو علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میرا ایک بھائی تھا جسے علی بن حسین کہا جاتا تھا، لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ تو اس نے کہا: بلکہ اللہ نے اسے قتل کیا۔

فقال علي (عليه السلام) : الله يتوفّى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها ، فقال ابن زياد : ألك جرأة على جوابي ؟! اذهبوا به فاضربوا عنقه ، فسمعت به عمّته زينب فقالت : يا بن زياد ، إنك لم تبق منا أحداً ، فإن كنت عزمت على قتله فاقتلني معه ، فقال علي (عليه السلام) لعمّته : اسكتي يا عمّة حتى أكلّمه ، ثم أقبل فقال : أبالقتل تهدّدني يا ابن زياد ؟ أما علمت أن القتل لنا عادة وكرامتنا الشهادة ؟

تو علی (علیہ السلام) نے فرمایا: «اللہ جانوں کو موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جو نہیں مرتیں ان کو ان کی نیند میں»۔ تو ابن زیاد نے کہا: کیا تم میں جرأت ہے کہ مجھے جواب دو؟ ! جاؤ اسے لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو۔ اس کی پھوپھی زینب نے یہ سنا تو فرمایا: اے ابن زیاد، تم نے ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑا، اگر تم نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دو۔ تو علی (علیہ السلام) نے اپنی پھوپھی سے فرمایا: خاموش ہو جائیں اے پھوپھی جان تاکہ میں اس سے بات کروں۔ پھر آگے بڑھے اور فرمایا: کیا تم مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہو اے ابن زیاد؟ کیا تم نہیں جانتے کہ قتل ہماری عادت ہے اور شہادت ہماری عزت ہے؟

ثم أمر ابن زياد بعلي بن الحسين (عليه السلام) وأهله فحملوا إلى دار جنب المسجد الأعظم ، فقالت زينب بنت علي (عليه السلام) : لا تدخلن علينا عربية إلاّ أم ولد أو مملوكة ، فإنهن سبين كما سبينا. ثمَّ أمر ابن زياد برأس الحسين (عليه السلام) فطيف به في سكك الكوفة. ولله درّ الشاعر إذ يقول :

پھر ابن زیاد نے علی بن حسین (علیہ السلام) اور ان کے اہل بیت کو ایک گھر میں لے جانے کا حکم دیا جو مسجد اعظم کے قریب تھا۔ تو زینب بنت علی (علیہا السلام) نے فرمایا: ہمارے پاس کوئی عربی عورت داخل نہ ہو مگر باندی یا لونڈی، کیونکہ وہ بھی ایسے ہی قیدی بنائی گئی ہیں جیسے ہم قیدی بنائی گئی ہیں۔ پھر ابن زیاد نے حسین (علیہ السلام) کے سر مبارک کا حکم دیا کہ اسے کوفہ کی گلیوں میں گھمایا جائے۔ اور اللہ اس شاعر پر رحم کرے جب وہ کہتا ہے:

رأسُ ابنِ بنتِ محمَّد ووصيِّه للناظرينَ على قَنَاة يُرْفَعُ
والمسلمون بمَنْظَر وبِمَسْمَع لاَ مُنْكِرٌ مِنْهُمْ وَلاَ مُتَفَجِّعُ
كُحِلَتْ بمَنْظَرِكَ الْعُيُونُ عَمَايَةً وَأَصَمَّ رُزْؤُكَ كُلَّ أُذْن تَسْمَعُ
أيقظتَ أجفاناً وكنتَ لَهَا كَرًى وأنمتَ عيناً لم تكُنْ بكَ تَهْجَعُ
مَا رَوْضَةٌ إلاَّ تَمَنَّتْ أنَّها لَكَ حُفْرَةٌ وَلِخَطِّ قَبْرِكَ مَضْجَعُ [1]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے اور ان کے وصی کا سر
دیکھنے والوں کے لیے نیزے پر بلند کیا جاتا ہے
اور مسلمان دیکھتے اور سنتے ہیں
نہ کوئی منکر ہے ان میں سے اور نہ کوئی غمگین
تیرے منظر نے آنکھوں کو اندھا کر دیا
اور تیرے مصیبت نے ہر کان کو بہرا کر دیا جو سنتا ہے
تو نے پلکوں کو جگا دیا اور تو ان کے لیے آرام تھا
اور ایک آنکھ کو سلا دیا جو تیری وجہ سے بے قرار نہیں تھی
کوئی باغ نہیں مگر اس نے آرزو کی کہ
وہ تیرے لیے قبر ہو اور تیری قبر کی لکیر کے لیے آرامگاہ

وقال آخر :

اور ایک اور شاعر نے کہا:

[1] اللهوف في قتلى الطفوف ، السيد ابن طاووس الحسني : 86 ـ 95.

فقل لسرايا شيبة الحمد مالكم
قعدتم وقد ساروا بنسوتكم حسرى
وأعظم ما يشجي الغيور دخولها
إلى مجلس ما بارح اللهو والخمرا

تو شیبہ حمد کے لشکروں سے کہہ دو کہ تمہیں کیا ہوا
تم بیٹھ گئے جبکہ تمہاری عورتوں کو برہنہ لے جایا گیا
اور سب سے زیادہ غیرت مند کو دکھ دینے والی بات
ان کا داخل ہونا ہے
ایسی مجلس میں جہاں لہو و لعب اور شراب سے کبھی
خالی نہیں
ہدایت کی ذلیل خواتین وہاں کھڑی کر دی گئیں
اور ہر ایک دوسری سے نظروں سے بچنے کے لیے
سمٹ رہی ہے

أُقيمت لديه آه واذلة الهدى وكلٌ عن النظار تنضم بالأخرى

اُقیمت لدیہ آہ واذلۃ الہدیٰ
وکلٌّ عن الناظر تنضم بالاُخریٰ

المجلس الثاني ، من اليوم الثاني عشر
في خصال زينب (عليها السلام) وصبرها وجهادها

مجلس دوم، بارہویں دن سے
زینب (علیہا السلام) کی خصوصیات اور ان کے صبر اور جہاد میں

جاء في كتاب وفاة السيدة زينب الكبرى (عليها السلام) للحجة الشيخ فرج آل عمران عليه الرحمة وهو مقتطف من كتاب السيدة زينب (عليها السلام) للشيخ جعفر النقدي عليه الرحمة ، قال : ونشأت (عليها السلام) نشأة حسنة ، كاملة فاضلة عالمة ، من شجرة أصلها ثابت وفرعها في السماء ، وكانت على جانب عظيم من الحلم ومكارم الأخلاق ، ذات فصاحة وبلاغة ، تفيض من يدها عيون الجود والكرم ، وكفاها فخراً أنها فرعٌ من شجرة أهل بيت النبوّة الذين مدحهم الله تعالى في كتابه العزيز.

کتاب وفاۃ السیدۃ زینب الکبریٰ (علیہا السلام) میں آیا ہے جو حجۃ الشیخ فرج آل عمران علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے اور یہ کتاب السیدۃ زینب (علیہا السلام) از شیخ جعفر نقدی علیہ الرحمہ سے اقتباس ہے، فرماتے ہیں: اور وہ (علیہا السلام) بہترین پرورش پائی، کامل، فاضل، عالمہ، اس درخت سے جس کی جڑ مضبوط اور شاخ آسمان میں ہے، اور وہ بردباری اور اخلاق کریمانہ کے اعلیٰ مقام پر تھیں، فصاحت اور بلاغت کی مالک، ان کے ہاتھ سے سخاوت اور کرم کے چشمے جاری تھے، اور ان کی فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اہل بیت نبوت کے درخت کی ایک شاخ ہیں جن کی مدح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمائی ہے۔

وعن النيسابوري في رسالته العلوية : كانت زينب بنت علي (عليها السلام) في فصاحتها وبلاغتها وزهدها وعبادتها كأبيها المرتضى (عليه السلام) ، وأمها الزهراء (عليها السلام) ، ولله درّ الشيخ النقدي حيث يقول :

اور نیشاپوری نے اپنے رسالہ علویہ میں لکھا ہے: زینب بنت علی (علیہا السلام) اپنی فصاحت اور بلاغت اور زہد اور عبادت میں اپنے والد مرتضیٰ (علیہ السلام) اور اپنی والدہ زہرا (علیہا السلام) کی مانند تھیں، اور اللہ شیخ نقدی پر رحم کرے جب وہ فرماتے ہیں:

حَكَتْ خَيْرَ الأَنَامِ عُلا وفخراً وَحَيْدَرَ في الفصيحِ مِنَ المَقَالِ
وَفَاطِمَ عِفَّةً وَتُقَىً وَمَجْداً وأخلاقاً وفي كَرَمِ الْخِلاَلِ
ربيبةُ عِصْمَة طَهُرَتْ وَطَابَتْ وَفَاقَتْ في الصفاتِ وفي الفِعَالِ
فكانت كالأئمَّةِ في هُدَاها وإنقاذِ الأَنَامِ من الضَّلاَلِ
وكانت في المصلَّى إذْ تُنَاجي وتدعو اللهَ بالدَّمْعِ المُذَالِ
رَوَتْ عن أُمِّها الزهرا عُلُوماً بها وَصَلَتْ إلى حَدِّ الكَمَالِ
فلولا أُمُّها الزهراءُ سَادَتْ نِسَاءَ العالمينَ بلا جِدَالِ

انہوں نے بہترین انسان کی بلندی اور فخر میں
مشابہت کی
اور حیدر کی فصیح گفتگو میں
اور فاطمہ کی عفت اور تقویٰ اور مجد میں
اور اخلاق اور کریمانہ خصلتوں میں
وہ عصمت کی پروردہ ہیں جو پاک اور پاکیزہ ہوئیں
اور صفات اور افعال میں سبقت لے گئیں
تو وہ ائمہ کی مانند تھیں اپنی ہدایت میں
اور انسانوں کو گمراہی سے نجات دینے میں
اور وہ عبادت گاہ میں ہوتیں جب مناجات کرتیں
اور اللہ سے آنسو بہاتے ہوئے دعا کرتیں
انہوں نے اپنی والدہ زہرا سے علوم روایت کیے
جن کے ذریعے کمال کی حد تک پہنچیں
اگر ان کی والدہ زہرا نہ ہوتیں تو وہ
بلا شک و شبہ عالمین کی خواتین پر سردار ہوتیں

وأما علمها (عليها السلام) فهو البحر لا يُنزف ، فإنها سلام الله عليها هي المترباة في

اور جہاں تک ان کے علم (علیہا السلام) کا تعلق ہے تو وہ ایسا سمندر ہے جو خشک نہیں ہوتا، کیونکہ وہ سلام اللہ علیہا

مدينة العلم النبويّ ، المعتكفة بعده ببابها العلوي ، المتغداة بلبانه من أمِّها الصدّيقة الطاهرة سلام الله عليها ، وقد طوت عمراً من الدهر مع الإمامين السبطين يزقّانها العلم زقّاً ، فهي اغترفت من عُباب علم آل محمد ، وعُباب فضائلهم الذي اعترف به عدوّهم الألدّ يزيد الطاغية ، بقوله في الإمام السجاد (عليه السلام) : إنه من أهل بيت زقّوا العلم زقّاً ، وقد نصَّ لها بهذه الكلمة ابن أخيها علي بن الحسين (عليه السلام) : أنت بحمد الله عالمة غير معلَّمة ، وفهمة غير مفهَّمة ، يريد (عليه السلام) أن مادة علمها من سنخ ما مُنح به رجالات بيتها الرفيع ، أفيض عليها إلهاماً ، وفي الحديث : ما أخلص عبدٌ لله تعالى أربعين صباحاً إلاّ جرت ينابيع الحكمة من قلبه على لسانه ، ولا شك أن زينب الطاهرة قد أخلصت لله كل عمرها ، فماذا تحسب أن يكون المنفجر من قلبها على لسانها من ينابيع الحكمة ؟

علم نبوی کے شہر میں پروان چڑھیں، اس کے بعد اس کے علوی دروازے پر معتکف رہیں، اپنی والدہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا سے ان کا دودھ پیا، اور دہر سے ایک عمر امامین سبطین کے ساتھ گزاری جو انہیں علم پلاتے تھے، تو انہوں نے آل محمد کے علم کے سمندر سے غواصی کی، اور ان کے فضائل کے سمندر سے جس کا اعتراف ان کے سخت ترین دشمن یزید طاغیہ نے بھی کیا، جب اس نے امام سجاد (علیہ السلام) کے بارے میں کہا: بے شک وہ ایسے اہل بیت سے ہیں جنہیں علم پلایا گیا ہے، اور ان کے بھتیجے علی بن حسین (علیہ السلام) نے ان کے لیے اس کلمہ میں تصریح فرمائی: آپ اللہ کی حمد سے عالمہ ہیں بغیر تعلیم کے، اور سمجھدار ہیں بغیر سمجھائے جانے کے، یعنی (علیہ السلام) یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کے علم کا ماخذ وہی جنس ہے جو ان کے بلند خاندان کے مردوں کو عطا کیا گیا، ان پر الہام کے ذریعے نازل ہوا، اور حدیث میں ہے: کوئی بندہ چالیس صبحیں اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہیں کرتا مگر اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں، اور کوئی شک نہیں کہ زینب طاہرہ نے اپنی پوری عمر اللہ کے لیے خالص کی، تو آپ کیا خیال کرتے ہیں کہ ان کے دل سے ان کی زبان پر حکمت کے کتنے چشمے پھوٹے ہوں گے؟

ويظهر من الفاضل الدربندي وغيره أنها (عليها السلام) كانت تعلم علم المنايا والبلايا ، كجملة من أصحاب أمير المؤمنين (عليه السلام) ، منهم ميثم التمار ورشيد الهجري وغيرهما.

اور فاضل دربندی اور دیگر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ (علیہا السلام) علم منایا اور بلایا جانتی تھیں، جیسا کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے جملہ اصحاب میں سے کچھ تھے، ان میں میثم تمار اور رشید ہجری اور دیگر شامل ہیں۔

وفي (الطراز المذهَّب) أن شؤونات زينب الباطنيّة ومقاماتها المعنويّة كما قيل فيها إن فضائلها وفواضلها وخصالها وبهاءها تالية أُمّها وثانيتها ، وقال ابن عنبة في (أنساب الطالبيين) : زينب الكبرى بنت أمير المؤمنين (عليه السلام) ، كنيتها أم الحسن ، تروي عن أمّها فاطمة الزهراء بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله).

اور (الطراز المذہب) میں ہے کہ زینب کی باطنی شؤونات اور معنوی مقامات کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کے فضائل اور فواضل اور خصال اور بہاء اپنی والدہ کے تالی اور ثانی ہیں، اور ابن عنبہ نے (انساب الطالبیین) میں کہا ہے: زینب کبریٰ بنت امیر المؤمنین (علیہ السلام)، ان کی کنیت ام الحسن ہے، وہ اپنی والدہ فاطمہ زہرا بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت کرتی ہیں۔

وقال العلاّمة الفاضل السيد نور الدين الجزائري في كتابه الفارسي المسمَّى بالخصائص الزينبية ما ترجمته عن بعض الكتب : إن زينب كان لها مجلس في بيتها أيام إقامة أبيها (عليه السلام) في الكوفة ، وكانت تفسِّر القرآن للنساء.

اور علامہ فاضل سید نور الدین جزائری نے اپنی فارسی کتاب جس کا نام خصائص زینبیہ ہے، میں بعض کتب سے ترجمہ کرتے ہوئے کہا ہے: بے شک زینب کی ان کے گھر میں ایک مجلس ہوتی تھی ان کے والد (علیہ السلام) کے کوفہ میں قیام کے دنوں میں، اور وہ عورتوں کے لیے قرآن کی تفسیر کرتی تھیں۔

وفي كتاب بلاغات النساء لأبي الفضل أحمد بن أبي طاهر طيفور قال : حدَّثني أحمد بن جعفر بن سليمان الهاشمي ، قال : كانت زينب بنت علي (عليه السلام) تقول :

اور کتاب بلاغات النساء میں ابو الفضل احمد بن ابی طاہر طیفور کے لیے ہے، انہوں نے کہا: مجھ سے احمد بن جعفر بن سلیمان ہاشمی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: زینب بنت علی (علیہ السلام) فرماتی تھیں:

من أراد أن لا يكون الخلق شفعاءه إلى الله فليحمده ، ألم تسمع إلى قولهم ؟ سمع الله لمن حمده : فَخَلفِ الله لقدرته عليك ، واستحِ منه لقربه منك.

جو یہ چاہے کہ مخلوق اللہ کی طرف اس کے شفیع نہ بنیں تو اس کی حمد کرے، کیا تم نے ان کے قول کو نہیں سنا؟ سمع اللہ لمن حمدہ: تو اللہ سے اس کی تجھ پر قدرت کی وجہ سے ڈرو، اور اس سے اس کے تم سے قریب ہونے کی وجہ سے شرماؤ۔

وقال الشيخ الطبرسي عليه الرحمة : إن زينب (عليها السلام) روت أخباراً كثيرة عن أمّها الزهراء (عليها السلام) وعن عماد المحدِّثين أن زينب الكبرى كانت تروي عن أمّها وأبيها وأخويها ، وممن روى عنها ابن عباس وعلي بن الحسين (عليه السلام) وعبدالله بن جعفر وفاطمة بنت الحسين (عليه السلام) الصغرى وغيرهم.

اور شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ نے کہا: بے شک زینب (علیہا السلام) نے اپنی والدہ زہرا (علیہا السلام) سے بہت سی احادیث روایت کیں، اور عماد المحدثین سے ہے کہ زینب کبریٰ اپنی والدہ اور اپنے والد اور اپنے دونوں بھائیوں سے روایت کرتی تھیں، اور جن لوگوں نے ان سے روایت کی ان میں ابن عباس اور علی بن حسین (علیہ السلام) اور عبداللہ بن جعفر اور فاطمہ بنت حسین (علیہ السلام) صغریٰ اور دیگر ہیں۔

وفي مقاتل الطالبيين لأبي الفرج الإصبهاني : زينب العقيلة بنت علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، وأمّها فاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، والعقيلة هي التي روى ابن عباس عنها كلام فاطمة (عليها السلام) في فدك ، فقال : حدَّثتني عقيلتنا زينب بنت علي (عليها السلام).

اور مقاتل الطالبیین میں ابو الفرج اصفہانی کے لیے ہے: زینب عقیلہ بنت علی بن ابی طالب (علیہ السلام)، اور ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہیں، اور عقیلہ وہی ہیں جن سے ابن عباس نے فاطمہ (علیہا السلام) کا کلام فدک کے بارے میں روایت کیا، پس انہوں نے کہا: ہماری عقیلہ زینب بنت علی (علیہا السلام) نے مجھ سے بیان کیا۔

وقال الفاضل العلاّمة الأجلّ المولى محمد حسن القزويني في كتابه المسمَّى برياض الأحزان وحدائق الأشجان : يُستفاد من آثار أهل البيت جلالة شأن زينب الكبرى بنت أمير المؤمنين (عليه السلام) ووقارها وقرارها بما لا مزيد عليه ، حتى أوصى إليها أخوها ما أوصى قبل شهادته ، وإنها من كمال معرفتها ووفور علمها وحُسن أعراقها وطيب أخلاقها كانت تشبه أمَّها سيِّدة النساء فاطمة الزهراء (عليها السلام) في جميع ذلك والخفارة والحياء ، وأباها (عليه السلام) في قوّة القلب في الشدّة ، والثبات عند النائبات ، والصبر على الملمَّات ، والشجاعة ، الموروثة من صفاتها ، والمهابة المأثورة من سماتها.

اور فاضل علامہ اجل مولیٰ محمد حسن قزوینی نے اپنی کتاب جو ریاض الاحزان و حدائق الاشجان کے نام سے موسوم ہے، میں کہا: اہل بیت کے آثار سے زینب کبریٰ بنت امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی جلالت شان اور وقار اور قرار کا ثبوت ملتا ہے جس سے زیادہ ممکن نہیں، یہاں تک کہ ان کے بھائی نے اپنی شہادت سے پہلے جو وصیت کی وہ ان کو کی، اور بے شک وہ اپنی کمال معرفت اور وفور علم اور حسن اعراق اور طیب اخلاق کی وجہ سے اپنی والدہ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا (علیہا السلام) سے ان تمام چیزوں اور خفارت اور حیاء میں مشابہت رکھتی تھیں، اور اپنے والد (علیہ السلام) سے سختی میں قوت قلب میں، اور نوائب کے وقت ثابت قدمی میں، اور مصیبتوں پر صبر میں، اور شجاعت میں جو ان کی موروثی صفات سے تھی، اور مہابت میں جو ان کی موروثی خصوصیات سے تھی۔

وعن الصدوق محمد بن بابويه طاب ثراه : كانت زينب (عليها السلام) لها نيابة خاصّة عن الحسين (عليه السلام) ، وكان الناس يرجعون إليها في الحلال والحرام حتى برىء زين العابدين (عليه السلام) من مرضه.

اور صدوق محمد بن بابویہ طاب ثراہ سے ہے: زینب (علیہا السلام) کو حسین (علیہ السلام) کی طرف سے خاص نیابت حاصل تھی، اور لوگ حلال اور حرام میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے یہاں تک کہ زین العابدین (علیہ السلام) اپنی بیماری سے صحت یاب ہو گئے۔

وأما زهدها (عليها السلام) فيكفي في إثباته ما روي عن الإمام السجاد من أنها (عليها السلام) ما ادّخرت شيئاً من يومها لغدها أبداً ، وفي كتاب (جنات الخلود) ما معناه : وكانت

اور جہاں تک ان کے زہد (علیہا السلام) کا تعلق ہے تو اس کے اثبات میں یہی کافی ہے جو امام سجاد سے مروی ہے کہ وہ (علیہا السلام) اپنے دن سے کبھی بھی اپنے کل کے لیے کچھ نہیں بچاتی تھیں، اور کتاب (جنات الخلود) میں اس کے معنی میں ہے: اور وہ

زينب الكبرى في البلاغة ، والزهد ، والتدبير ، والشجاعة ، قرينة أبيها وأمّها ، فإن انتظام أمور أهل البيت (عليهم السلام) بل الهاشميين بعد شهادة الحسين (عليه السلام) كان برأيها وتدبيرها.

زینب کبریٰ بلاغت، زہد، تدبیر اور شجاعت میں اپنے باپ اور ماں کی ہمسر تھیں، کیونکہ حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے بعد اہل بیت (علیہم السلام) بلکہ ہاشمیوں کے امور کا انتظام ان کی رائے اور تدبیر سے ہو رہا تھا۔

وأمّا عبادتها (عليها السلام) : فهي تالية أمِّها الزهراء (عليها السلام) ، وكانت تقضي عامّة لياليها بالتهجُّد وتلاوة القرآن ، ففي مثير الأحزان للعلامة الشيخ شريف الجواهري (قدس سره) : قالت فاطمة بنت الحسين (عليها السلام) : وأمَّا عمَّتي زينب فإنّها لم تزل قائمة في تلك الليلة ـ أي العاشرة من المحرَّم ـ في محرابها ، تستغيث إلى ربِّها ، فما هدأت لنا عين ولا سكنت لنا رنّة.

اور جہاں تک ان کی عبادت (علیہا السلام) کا تعلق ہے: تو وہ اپنی والدہ زہرا (علیہا السلام) کے بعد تھیں، اور اپنی اکثر راتیں تہجد اور تلاوت قرآن میں گزارتی تھیں، چنانچہ علامہ شیخ شریف جواہری (قدس سرہ) کی مثیر الاحزان میں ہے: فاطمہ بنت حسین (علیہا السلام) نے کہا: اور رہیں میری پھوپھی زینب تو وہ اس رات یعنی دسویں محرم کی رات اپنے محراب میں کھڑی رہیں، اپنے رب سے فریاد کرتی رہیں، ہماری کوئی آنکھ نہ سو سکی اور نہ ہماری کوئی آہ و نالہ رکی۔

وعن الفاضل النائيني البروجردي : أن الحسين (عليه السلام) لمَّا ودَّع أخته زينب وداعه الأخير قال لها : يا أختاه ، لا تنسيني في نافلة الليل ، وقال بعض ذوي الفضل : إنها (عليها السلام) ما تركت تهجّدها لله تعالى طول دهرها حتى ليلة الحادي عشر من المحرَّم.

اور فاضل نائینی بروجردی سے ہے: کہ حسین (علیہ السلام) نے جب اپنی بہن زینب سے آخری وداع کیا تو ان سے کہا: اے میری بہن! نوافل شب میں مجھے فراموش نہ کرنا، اور بعض اہل فضل نے کہا ہے: کہ انہوں نے (علیہا السلام) اپنے پورے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا تہجد نہیں چھوڑا حتیٰ کہ گیارہ محرم کی رات بھی نہیں۔

وروي عن زين العابدين (عليه السلام) أنه قال : رأيتها تلك الليلة تصلّي من جلوس ، وروى بعض المتقدِّمين عن الإمام زين العابدين (عليه السلام) أنه قال : إن عمتي زينب كانت تؤدّي صلواتها من الفرائض والنوافل عند سير القوم بنا من الكوفة إلى الشام من قيام ، وفي بعض المنازل كانت تصلّي من جلوس ، فسألتها عن سبب ذلك فقالت : أصلّي من جلوس لشدّة الجوع والضعف منذ ثلاث ليال ، لأنها كانت تقسم ما يصيبها من الطعام على الأطفال ، لأن القوم كانوا يدفعون لكل واحد منّا رغيفاً واحداً من الخبز في اليوم والليلة.

اور زین العابدین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اس رات انہیں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اور بعض متقدمین نے امام زین العابدین (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میری پھوپھی زینب قوم کے ہمیں کوفہ سے شام لے جانے کے وقت اپنی فرض اور نافلہ نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتی تھیں، اور بعض منازل میں بیٹھ کر نماز پڑھتی تھیں، میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: میں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہوں شدید بھوک اور کمزوری کی وجہ سے جو تین راتوں سے ہے، کیونکہ وہ اپنے حصے کا کھانا بچوں میں تقسیم کر دیتی تھیں، کیونکہ قوم ہم میں سے ہر ایک کو دن اور رات میں روٹی کی ایک ٹکڑی دیا کرتے تھے۔

وعن الفاضل النائيني البروجردي ، عن بعض المقاتل المعتبرة ، عن مولانا السجاد (عليه السلام) أنه قال : إن عمّتي زينب مع تلك المصائب والمحن النازلة بها في طريقنا

اور فاضل نائینی بروجردی سے، بعض معتبر مقاتل سے، مولانا سجاد (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میری پھوپھی زینب ان تمام مصیبتوں اور آزمائشوں کے باوجود جو ہمارے

إلى الشام ما تركت تهجّدها ليلة [1]

شام جانے کے راستے میں ان پر نازل ہوئیں، ایک رات بھی اپنا تہجد نہیں چھوڑا۔

وفاة السيدة زينب الكبرى (عليها السلام) ، للحجّة الشيخ فرج العمران عليه الرحمة ، ضمن مجموعة وفيات الأئمة (عليهم السلام) : 437 ـ 442.

.

ولله درّ الشيخ عبدالحسين شكر إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو شیخ عبدالحسین شکر پر جب وہ کہتے ہیں:

وَنِسَاءٌ عَوَّدْتموها المَقَاصِيرَ رَكِبْنَ النِّيَاقَ وهي هِزَالُ
هذه زينبٌ وَمِنْ قَبْلُ كانت بِفِنَا دَارِها تَحُطُّ الرِّحَالُ
والتي لم تَزَلْ على بَابِهَا الشا هِقِ تُلْقِي عِصِيَّها السُّؤَّالُ
أَمْسَت اليومَ واليتامى عليها يالَقومي تَصَّدَّقُ الأنذالُ [2]

اور وہ خواتین جنہیں تم نے محلوں کا عادی بنایا تھا
لاغر اونٹوں پر سوار ہوئیں
یہ زینب ہیں اور اس سے پہلے
ان کے صحن میں سواریاں اترا کرتی تھیں
اور جن کے بلند دروازے پر
سائل اپنی لاٹھیاں ڈالا کرتے تھے
آج وہ یتیموں کے ساتھ اس حال میں ہیں
کہ اے میری قوم! کمینے صدقہ دے رہے ہیں

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 324.

وقال آخر :

اور ایک اور نے کہا:

وَنَادَتْ عَلَى الأَقْتَابِ مِنْ عُظْمِ وَجْدِها
أَبَا حَسَن يَا خَيْرَ مَنْ ضمَّه القبرُ أَتَرْضَى وَهَلْ يَرْضى الْغَيُورُ نِسَاؤُهُ
سَبَايا إلى الشَّامَاتِ يَسْتَاقُها شِمْرُ [3]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 13.

اور اونٹوں کی پالانوں پر سے اپنے شدید غم سے پکاریں
اے ابوالحسن ! اے قبر میں دفن بہترین شخص !
کیا تم راضی ہو اور بھلا غیر تمند راضی ہو سکتا ہے کہ اس کی عورتیں
قیدی بن کر شام کی طرف لے جائی جائیں جنہیں شمر ہانک رہا ہو

وقال آخر على لسانها (عليها السلام) :

لا والدٌ لي ولا عمٌ ألوذ به ولا أخٌ لي بقي أرجوه ذو رحمي
أخي ذبيح ورحلي قد أبيح وبي
ضاق الفسيح وأطفالي بغير حمي

اور ایک اور نے ان (علیہا السلام) کی زبان سے کہا:

نہ کوئی والد ہے میرا نہ کوئی چچا جس سے پناہ مانگوں
نہ کوئی بھائی مجھے باقی رہا جس سے امید رکھوں جو صاحب رحم ہو
میرا بھائی ذبح ہوا اور میرا کجاوہ لوٹا گیا اور مجھ پر فراخی تنگ ہو گئی اور میرے بچے بے حامی ہیں

المجلس الأول ، من اليوم الثالث عشر
الإمام لايلي أمره إلا الإمام
ودفن الأجساد الطاهرة (عليها السلام)
فعلى الأطائب من أهل بيت محمَّد وعلي صلَّى الله عليهما وآلهما ، فليبك الباكون ، وإياهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ

الصارخون ، ويضجَّ الضاجون ، ويعجَّ العاجون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

پہلی مجلس، تیرہویں دن سے
امام کے کام کی نگرانی صرف امام ہی کرتا ہے
اور پاکیزہ جسموں کی تدفین (علیہم السلام)
پس محمد اور علی صلی اللہ علیہما وآلہما کے اہل بیت کے پاکیزہ افراد پر رونے والے روئیں، اور انہیں پر نوحہ کرنے والے نوحہ کریں، اور انہی جیسوں کے لیے آنسو بہائے جائیں، اور چیخنے والے چیخیں

اور فریاد کرنے والے فریاد کریں، اور چلانے والے چلائیں، اور آہ و زاری کرنے والے آہ و زاری کریں، کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں حسین کے فرزند، نیک کے بعد نیک، اور صادق کے بعد صادق، کہاں ہے راہ کے بعد راہ، کہاں ہے برگزیدہ کے بعد برگزیدہ، کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں روشن چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے، کہاں ہیں دین کے پرچم اور علم کی بنیادیں۔

.

قال إسماعيل بن سهل : حدَّثني بعض أصحابنا ـ وسألني أن أكتم اسمه ـ قال : كنت عند الرضا (عليه السلام) فدخل عليه علي بن أبي حمزة ، وابن السراج ، وابن المكاري ، فقال له ابن أبي حمزة : ما فعل أبوك ؟ قال : مضى ، قال : مضى موتاً ؟ قال : نعم ، قال : إلى من عهد ؟ فقال : إليَّ ، قال : فأنت إمام مفترض الطاعة من الله ؟ قال : نعم ، قال ابن السراج وابن المكاري : قد والله أمكنك من نفسه ، قال : ويلك ، وبم أمكنت ؟ أتريد أن آتي بغداد وأقول لهارون : أنا إمام مفترض الطاعة ؟ والله ما ذلك عليَّ ، وإنما قلت ذلك لكم عندما بلغني من اختلاف كلمتكم ، وتشتّت أمركم ، لئلا يصير سرّكم في يد عدوّكم ، قال له ابن أبي حمزة : لقد أظهرت شيئاً ما كان يظهره أحد من آبائك ولا يتكلَّم به ، قال : بلى ، لقد تكلَّم خير آبائي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، لمَّا أمره الله تعالى أن ينذر عشيرته الأقربين جمع من أهل بيته أربعين رجلا ، وقال لهم : أنا رسول الله إليكم ، فكان أشدَّهم تكذيباً له وتأليباً عليه عمّه أبو لهب ، فقال لهم النبي (صلى الله عليه وآله) : إن خدشني خدش فلست بنبيّ ، فهذا أول ما أبدع لكم من آية النبوة ، وأنا أقول : إن خدشني هارون خدشاً فلست بإمام ، فهذا أول ما أبدع لكم من آية الإمامة ، فقال له علي : إنا روينا عن آبائك أن الإمام لا يلي أمره إلا إمام مثله ، فقال له أبو الحسن (عليه السلام) : فأخبرني عن الحسين بن علي (عليهما السلام) ، كان إماماً أو كان غير إمام ؟ قال : كان إماماً ، قال : فمن ولي أمره ؟ قال : علي بن الحسين ، قال (عليه السلام) : وأين كان علي بن الحسين (عليه السلام) ؟ قال : كان محبوساً في يد عبيد الله بن زياد في الكوفة ،

اسماعیل بن سہل نے کہا: ہمارے بعض اصحاب نے مجھ سے بیان کیا – اور مجھ سے کہا کہ میں ان کا نام چھپا رکھوں – انہوں نے کہا: میں رضا (علیہ السلام) کے پاس تھا کہ علی بن ابی حمزہ، ابن سراج اور ابن مکاری ان کے پاس آئے۔ ابن ابی حمزہ نے ان سے کہا: آپ کے والد کا کیا ہوا؟ فرمایا: گزر گئے۔ کہا: موت سے گزر گئے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: کس کی طرف وصیت کی؟ فرمایا: میری طرف۔ کہا: تو کیا آپ اللہ کی طرف سے واجب الاطاعت امام ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ ابن سراج اور ابن مکاری نے کہا: اللہ کی قسم اس نے آپ کو اپنے اوپر قابو دے دیا۔ فرمایا: تمہارا برا ہو، کیسے قابو دیا؟ کیا تم چاہتے ہو کہ میں بغداد جاؤں اور ہارون سے کہوں: میں واجب الاطاعت امام ہوں؟ اللہ کی قسم یہ مجھ پر لازم نہیں، اور میں نے یہ بات تمہارے لیے اس وقت کہی جب مجھے تمہاری رائے کے اختلاف اور تمہارے معاملے کی پراگندگی کی خبر پہنچی، تاکہ تمہارا راز تمہارے دشمن کے ہاتھ میں نہ جائے۔ ابن ابی حمزہ نے کہا: آپ نے ایسی چیز ظاہر کی جو آپ کے آباء میں سے کسی نے ظاہر نہیں کی اور نہ اس سے گفتگو کی۔ فرمایا: کیوں نہیں، میرے آباء میں سب سے بہتر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بات کی تھی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں، تو انہوں نے اپنے اہل بیت میں سے چالیس آدمیوں کو جمع کیا اور ان سے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تو ان میں سب سے زیادہ ان کی تکذیب کرنے والا اور ان کے خلاف بھڑکانے والا ان کا چچا ابو لہب تھا۔ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: اگر مجھے کوئی خراش لگائے تو میں نبی نہیں، تو یہ پہلی چیز ہے جو میں نے تمہارے لیے نبوت کی نشانی سے نئی پیش کی، اور میں کہتا ہوں: اگر ہارون مجھے خراش لگائے تو میں امام نہیں، تو یہ پہلی چیز ہے جو میں نے تمہارے لیے امامت کی نشانی سے نئی پیش کی۔ علی نے ان سے کہا: ہم نے آپ کے آباء سے روایت کی ہے کہ امام کے کام کی نگرانی صرف ان جیسا امام ہی کرتا ہے۔ ابوالحسن (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: تو مجھے حسین بن علی (علیہما السلام) کے بارے میں بتاؤ، کیا وہ امام تھے یا غیر امام؟ کہا: امام تھے۔ فرمایا: تو کس نے ان کے کام کی نگرانی کی؟ کہا: علی بن الحسین۔ فرمایا: اور علی بن الحسین (علیہ السلام) کہاں تھے؟ کہا: کوفہ میں عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ میں قید تھے۔

قال : خرج وهم كانوا لا يعلمون حتى ولي أمر أبيه ثمَّ انصرف ، فقال له أبو الحسن (عليه السلام) : إن هذا الذي أمكن علي بن الحسين (عليه السلام) أن يأتي كربلاء فيلي أمر أبيه فهو أمكن صاحب هذا الأمر أن يأتي بغداد فيلي أمر أبيه ثمَّ ينصرف ، وليس في حبس ولا في إسار ، قال له علي : إنا روينا أن الإمام لا يمضي حتى يرى عقبه ، قال : فقال أبو الحسن (عليه السلام) : أما رويتم في هذا الحديث غير هذا ؟ قال : لا ، قال : بلى والله ، لقد رويتم إلاَّ القائم ، وأنتم لا تدرون ما معناه ولم قيل ، قال له علي : بلى والله ، إن هذا لفي الحديث ، قال له أبو الحسن (عليه السلام) : ويلك ، كيف اجترأت على شيء تدع بعضه ؟ ثمَّ قال : يا شيخ ، اتق الله ولا تكن من الصادّين عن دين الله تعالى [1]

فرمایا: وہ نکلے اور وہ لوگ نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے والد کے کام کی نگرانی کی پھر واپس لوٹ گئے۔ ابوالحسن (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: یہ جو علی بن الحسین (علیہ السلام) کے لیے ممکن ہوا کہ کربلا آئیں اور اپنے والد کے کام کی نگرانی کریں، یہ اس صاحب امر کے لیے زیادہ آسان ہے کہ بغداد آئے اور اپنے والد کے کام کی نگرانی کرے پھر واپس لوٹ جائے، اور وہ نہ کسی قید میں ہے اور نہ اسیری میں۔ علی نے کہا: ہم نے روایت کی ہے کہ امام نہیں گزرتا جب تک اپنی اولاد نہ دیکھ لے۔ ابوالحسن (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم نے اس حدیث میں اس کے علاوہ کچھ نہیں روایت کیا؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم، تم نے روایت کی ہے "سوائے قائم کے"، اور تم نہیں جانتے اس کا کیا مطلب ہے اور کیوں کہا گیا۔ علی نے کہا: ہاں اللہ کی قسم، یہ بات حدیث میں ہے۔ ابوالحسن (علیہ السلام) نے فرمایا: تمہارا برا ہو، تم نے کیسے جرأت کی کسی چیز پر کہ تم اس کا کچھ حصہ چھوڑ دو؟ پھر فرمایا: اے شیخ، اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کے دین سے روکنے والوں میں سے نہ ہو۔

[1] معجم رجال الحديث ، السيد الخوئي : 12/240 ـ 241.

.

روى ابن نما الحلي عليه الرحمة في مثير الأحزان ، عن ابن عائشة قال : مرَّ سليمان بن قتيبة العدوي ومولى بني تميم بكربلاء بعد قتل الحسين (عليه السلام) بثلاث ، فنظر إلى مصارعهم فاتَّكأ على فرس له عربية وأنشأ :

مَرَرْتُ على أبياتِ آلِ محمَّد فَلَمْ أَرَها أَمْثَالَها يومَ حَلَّتِ
أَلَمْ تَرَ أَنَّ الشَّمْسَ أضحت مريضةً لِفَقْدِ حسين والبلادَ اقشعرَّتِ
وكانوا رجاءاً ثمَّ أَضْحَوا رَزِيَّةً لَقَدْ عَظُمَتْ تلك الرزايا وجَلَّتِ
وتسألُنا قَيْسٌ فَنُعْطِي فَقِيرَها وَتَقْتُلُنا قيسٌ إذَا النَّعْلُ زَلَّتِ
وعندَ غَنِيٍّ قَطْرَةٌ من دِمَائِنا سَنَطْلُبُهم يوماً بها حيثُ حَلَّتِ
فَلاَ يُبْعِدُ اللهُ الديارَ وأهلَها وَإِنْ أصبحت منهم برَغْم تَخَلَّتِ
فإنَّ قتيلَ الطفِّ من آلِ هاشم أذلَّ رِقَابَ المسلمينَ فَذَلَّتِ
وقد أَغْوَلَتْ تبكي السَّماءُ لِفَقْدِهِ وأنجمُنا ناحت عليه وصلَّتِ [2]

مثير الأحزان ، ابن نما الحلي : 88 ـ 89.

ابن نما حلی علیہ الرحمہ نے مثیر الاحزان میں ابن عائشہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: سلیمان بن قتیبہ عدوی اور بنی تمیم کا آزاد کردہ غلام، حسین (علیہ السلام) کی شہادت کے تین دن بعد کربلا سے گزرا، اس نے ان کی شہادت گاہوں کو دیکھا تو اپنی عربی گھوڑی پر ٹیک لگائی اور کہا:

میں محمد کی آل کے گھروں پر سے گزرا
تو میں نے انہیں ان جیسا نہیں پایا جس دن وہ ٹھہرے تھے
کیا تو نے نہیں دیکھا کہ سورج بیمار ہو گیا
حسین کی فقدان پر اور شہر کانپ اٹھے
اور وہ امید تھے پھر غم بن گئے
بے شک عظیم ہوئیں وہ مصیبتیں اور جلیل ہوئیں
اور قیس ہم سے مانگتا ہے تو ہم اس کے محتاج کو دیتے ہیں
اور قیس ہمیں قتل کرتا ہے جب جوتا پھسل جائے
اور غنی کے پاس ہمارے خون کا قطرہ ہے
ہم ان سے اس کا مطالبہ کریں گے ایک دن جہاں بھی وہ ٹھہریں
اللہ ان گھروں اور ان کے رہنے والوں کو دور نہ کرے
اگرچہ وہ ان سے ناراضگی سے خالی ہو گئے
بیشک طف کا مقتول آل ہاشم میں سے
مسلمانوں کی گردنوں کو ذلیل کر گیا تو وہ ذلیل ہو گئیں
اور آسمان نے ان کی فقدان پر نوحہ کرتے ہوئے رویا
اور ہمارے ستاروں نے ان پر نوحہ کیا اور نماز پڑھی

جاء في مقتل الحسين (عليه السلام) للسيِّد عبد الرزّاق المقرَّم عليه الرحمة : ولما أقبل

مقتل الحسین (علیہ السلام) از سید عبدالرزاق مقرم علیہ الرحمہ میں آیا ہے: جب

السجاد (عليه السلام) وجد بني أسد مجتمعين عند القتلى ، متحيِّرين لا يدرون ما يصنعون ، ولم يهتدوا إلى معرفتهم ، وقد فرَّق القوم بين رؤوسهم وأبدانهم ، وربما يُسْألون من أهلهم وعشيرتهم ؟

فأخبرهم (عليه السلام) عمّا جاء إليه من مواراة هذه الجسوم الطاهرة ، وأوقفهم على أسمائهم ، كما عرَّفهم بالهاشميين من الأصحاب ، فارتفع البكاء والعويل ، وسالت الدموع منهم كلَّ مسيل ، ونشرت الأسديات الشعور ، ولطمن الخدود.

ثمَّ مشى الإمام زين العابدين (عليه السلام) إلى جسد أبيه ، واعتنقه وبكى بكاءاً عالياً ، وأتى إلى موضع القبر ، ورفع قليلا من التراب ، فبان قبر محفور وضريح مشقوق ، فبسط كفّيه تحت ظهره ، وقال : بسم الله وفي سبيل الله ، وعلى ملّة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، صدق الله ورسوله ، ما شاء الله ، لا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العظيم ، وأنزله وحده ولم يشاركه بنو أسد فيه ، وقال لهم : إن معي من يعينني ، ولمَّا أقرَّه في لحده وضع خدَّه على منحره الشريف قائلا : طوبى لأرض تضمَّنت جسدك الطاهر ، فإن الدنيا بعدك مظلمة ، والآخرة بنورك مشرقة ، أمَّا الليل فمسهَّد ، والحزن سرمد ، أو يختار الله لأهل بيتك دارك التي أنت بها مقيم ، وعليك منّي السلام ـ يا ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ـ ورحمة الله وبركاته ، وكتب على القبر : هذا قبر الحسين بن علي بن أبي طالب الذي قتلوه عطشاناً غريباً.

ولله در الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

لَمْ أَنْسَ لمَّا عاد من أَسْرِ العِدَى سرّاً لِيَدْفُنَ جِسْمَ خيرِ قتيلِ
ورآه مطروحاً وقد حفَّتْ به قومٌ تَنَحَّوا خِيْفَةَ التنكيلِ
وَمُذِ استبانوا الحُزْنَ قالوا إنَّنا جِئْنا لِنَدْفُنَ سِبْطَ خَيرِ رَسُولِ
لكنْ لِرَفْعِ الجسمِ والتحريكِ لم نَرَ كُلُّنا من قُدْرَة وسبيلِ
فَدَعَا بِبَارِيَة هناك وَلَفَّهُ فيها بلا كَفَن وَلاَ تغسيلِ

سجاد (علیہ السلام) نے بنی اسد کو مقتولین کے پاس جمع پایا، حیران و پریشان کہ نہیں جانتے تھے کیا کریں، اور انہیں ان کی پہچان نہیں ہو سکی تھی، اور لشکر والوں نے ان کے سروں اور بدنوں کو جدا کر دیا تھا، اور شاید وہ پوچھ رہے تھے کہ یہ ان کے اہل خانہ اور قبیلے میں سے کون ہیں؟

تو آپ (علیہ السلام) نے انہیں بتایا کہ ان پاکیزہ جسموں کی تدفین کے لیے تشریف لائے ہیں، اور انہیں ان کے ناموں سے آگاہ کیا، اور اصحاب میں سے ہاشمیوں کو بھی پہچنوایا، تو رونا اور نوحہ بلند ہو گیا، اور ان سب کی آنکھوں سے ہر طرف آنسو بہنے لگے، اور اسدی عورتوں نے بال کھول دیے اور رخساروں پر مارا۔

پھر امام زین العابدین (علیہ السلام) اپنے والد کے جسم کی طرف بڑھے، اور اسے گلے لگایا اور بلند آواز سے روئے، اور قبر کی جگہ پر آئے اور تھوڑی سی مٹی اٹھائی، تو کھدی ہوئی قبر اور کھلی ہوئی ضریح نظر آئی، تو اپنی دونوں ہتھیلیاں آپ کی پشت کے نیچے بچھائیں، اور فرمایا: بسم اللہ اور اللہ کی راہ میں، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ملت پر، اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، ماشاء اللہ، کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ عظیم کی، اور انہیں اکیلے اتارا اور بنی اسد نے اس میں آپ کا ساتھ نہیں دیا، اور آپ نے ان سے فرمایا: میرے ساتھ وہ ہیں جو میری مدد کرتے ہیں، اور جب انہیں لحد میں اتار دیا تو اپنا رخسار ان کی مبارک گردن پر رکھا اور فرمایا: خوشا اس زمین کے لیے جس نے تمہارے پاکیزہ جسم کو سمیٹ لیا، کیونکہ دنیا تمہارے بعد تاریک ہے، اور آخرت تمہارے نور سے روشن ہے، رات تو جاگتے گزرے گی، اور غم ہمیشہ کا ہے، یا اللہ تمہارے اہل بیت کے لیے تمہارے اس گھر کو منتخب فرمائے جس میں تم مقیم ہو، اور تم پر میری طرف سے سلام ہو اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، اور قبر پر لکھا: یہ حسین بن علی بن ابی طالب کی قبر ہے جنہیں پیاسا اور غریب شہید کیا گیا۔

اور حجۃ شیخ علی جشی علیہ الرحمہ کے یہ اشعار کیا ہی خوب ہیں:

میں نہیں بھولا جب دشمنوں کی قید سے لوٹے
پوشیدہ طور پر تاکہ بہترین شہید کے جسم کو دفن کریں
اور اسے دیکھا کہ وہ زمین پر پڑے ہیں اور ان کے گرد
لوگ ہیں جو تعزیر کے خوف سے ہٹ گئے
اور جب انہوں نے غم دیکھا تو کہا ہم
آئے ہیں تاکہ بہترین رسول کے نواسے کو دفن کریں
لیکن جسم کو اٹھانے اور حرکت دینے کی
ہم سب میں کسی کو قدرت اور راستہ نظر نہ آیا
تو وہاں بوریا منگوایا اور اسے لپیٹ دیا
اس میں بغیر کفن اور بغیر غسل کے

رَفَعَ الجَنَازَةَ والملائكُ من أسىً أُمُّوه بالتكبير والتهليلِ
وَلِحَمْلِهِ جاء النبيُّ وحيدرٌ والمجتبى في عَبْرَة وَعَوِيلِ

جنازہ اٹھایا اور فرشتے افسوس سے
اس کے ساتھ تکبیر اور تہلیل میں شامل ہوئے
اور اسے اٹھانے کے لیے نبی اور حیدر آئے
اور مجتبیٰ آنسوؤں اور نوحے میں

وقال عليه الرحمة على لسان الإمام زين العابدين (عليه السلام) لمَّا وضع أباه الحسين (عليه السلام) في قبره الشريف :

اور علیہ الرحمہ نے امام زین العابدین (علیہ السلام) کی زبانی فرمایا جب آپ نے اپنے والد حسین (علیہ السلام) کو ان کی مبارک قبر میں اتارا:

يَا رَاحِلا تَرَكَ الدُّنْيَا بِرِحْلَتِهِ ظَلْمَاءَ كاللَّيلِ وَالأُخْرَى اغْتَدَتْ نورا
فأنت كالشمسِ أُفْقٌ فيه قَدْ طَلَعَتْ
يُضِي وَمَا عَنْهُ غَابَتْ عَادَ دَيْجورا مُسَهَّداً لَمْ أَزَلْ ليلي عليك وَلَنْ أُرَى مِنَ الْحُزْنِ مهما عِشْتُ مسرورا [1]

اے وہ مسافر جس نے اپنی رحلت سے دنیا کو چھوڑ دیا
رات کی طرح تاریک، اور آخرت روشن ہو گئی
تو تم سورج کی طرح ہو، ایک افق جس میں طلوع ہوا
روشن کرتا ہے اور جب اس سے غائب ہوا تو تاریکی چھا گئی
جاگتے رہوں گا میں تمہارے لیے اپنی رات، اور نہ کبھی
دیکھا جاؤں گا غم سے، جب تک زندہ رہوں، خوش و خرم

الشواهد المنبرية ، الشيخ علي الجشي : 50.

قال الراوي : ثمَّ مشى (عليه السلام) إلى عمِّه العباس (عليه السلام) فرآه بتلك الحالة التي أدهشت الملائكة بين أطباق السماء ، وأبكت الحور في غرف الجنان ، ووقع عليه يلثم نحره المقدَّس قائلا : على الدنيا بعدك العفا يا قمر بني هاشم ، وعليك مني السلام من شهيد محتسب ورحمة الله وبركاته ، وشقَّ له ضريحاً ، وأنزله وحده كما فعل بأبيه الشهيد ، وقال لبني أسد : إن معي من يعينني ، نعم ترك مساغاً لبني أسد بمشاركته في مواراة الشهداء ، وعيَّن لهم موضعين ، وأمرهم أن يحفروا حفرتين ، ووضع في الأولى بني هاشم ، وفي الثانية الأصحاب [2]

راوی نے کہا: پھر آپ (علیہ السلام) اپنے چچا عباس (علیہ السلام) کی طرف بڑھے اور انہیں اس حالت میں دیکھا جس نے آسمانوں کی تہوں میں فرشتوں کو حیران کر دیا، اور جنت کے غرفوں میں حوروں کو رلایا، اور ان پر جھک کر ان کی مقدس گردن کو بوسہ دیا اور فرمایا: تمہارے بعد دنیا پر فنا ہو، اے بنی ہاشم کے چاند، اور تم پر میری طرف سے سلام ہو ایک شہید محتسب کی طرف سے اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، اور ان کے لیے ضریح کھودی، اور انہیں اکیلے اتارا جیسا کہ اپنے شہید والد کے ساتھ کیا تھا، اور بنی اسد سے کہا: میرے ساتھ وہ ہیں جو میری مدد کرتے ہیں، ہاں بنی اسد کے لیے شہداء کی تدفین میں شرکت کا موقع چھوڑا، اور ان کے لیے دو جگہیں مقرر کیں، اور انہیں حکم دیا کہ دو گڑھے کھودیں، اور پہلے میں بنی ہاشم کو رکھا، اور دوسرے میں اصحاب کو۔

مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 320 ـ 321 ، عن الكبريت الأحمر وأسرار الشهادة والإيقاد.

.

وأما الحر الرياحي فأبعدته عشيرته إلى حيث مرقده الآن ، وقيل : إن أمه كانت حاضرة ، فلمّا رأت ما يُصنع بالأجساد حملت الحرّ إلى هذا المكان.

اور حر ریاحی کو ان کے قبیلے نے دور لے جا کر جہاں اب ان کا مزار ہے وہاں پہنچایا، اور کہا گیا ہے کہ: ان کی والدہ وہاں موجود تھیں، تو جب انہوں نے دیکھا کہ جسموں کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے تو حر کو اس جگہ تک لے آئیں۔

وكان أقرب الشهداء إلى الحسين (عليه السلام) ولده علي الأكبر (عليه السلام) ، وفي ذلك يقول الإمام الصادق (عليه السلام) لعبد الله بن حماد البصري : فإنَّه غريب بأرض غربة ، يبكيه من زاره ، ويحزن له من لم يزره ، ويحترق له من لم يشهده ، ويرحمه من نظر إلى قبر ابنه عند رجله ، في أرض فلاة ، لا حميم قربه ولا قريب ، ثم منع الحقّ ، وتوازر عليه

اور حسین (علیہ السلام) کے سب سے قریب ان کے فرزند علی اکبر (علیہ السلام) تھے، اور اس بارے میں امام صادق (علیہ السلام) نے عبداللہ بن حماد بصری سے فرمایا: بے شک وہ غربت کی سرزمین میں غریب ہیں، ان کی زیارت کرنے والا ان پر روتا ہے، جو ان کی زیارت نہیں کرتا وہ ان پر رنجیدہ ہوتا ہے، جو ان کے پاس حاضر نہیں ہوا وہ ان کے لیے جلتا ہے، اور جو ان کے بیٹے کی قبر کو ان کے پاؤں کے پاس دیکھتا ہے اس کا دل پگھلتا ہے، ایک ویران سرزمین میں، نہ کوئی قریبی دوست اور نہ کوئی رشتہ دار، پھر ان سے حق چھین لیا گیا، اور ان کے خلاف سب نے مل کر کھڑے ہو گئے

أهل الردّة ، حتى قتلوه وضيَّعوه ، وعرَّضوه للسباع ، ومنعوه شرب ماء الفرات الذي يشربه الكلاب ، وضيَّعوا حقّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) ووصيّته به وبأهل بيته ، فأمسى مجفّواً في حفرته ، صريعاً بين قرابته وشيعته ، بين أطباق التراب ، قد أوحش قربه في الوحدة ، والبعد عن جدّه ، والمنزل الذي لا يأتيه إلاَّ من امتحن الله قلبه للإيمان وعرَّفه حقّنا ، إلى أن قال (عليه السلام) : ولقد حدَّثني أبي أنه لم يخل مكانه منذ قُتل من مصلٍّ يصلّي عليه من الملائكة ، أو من الجنّ أو من الإنس أو من الوحش ، وما من شيء إلاَّ وهو يغبط زائره ، ويتمسَّح به ، ويرجو في النظر إليه الخير لنظره إلى قبره.

اہل ارتداد نے، یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا اور انہیں بے یارومددگار چھوڑ دیا، اور انہیں درندوں کے سامنے ڈال دیا، اور انہیں دریائے فرات کا پانی پینے سے روک دیا جو کتے پیتے ہیں، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی وصیت اور ان کے اہل بیت کے ساتھ کیے گئے عہد کو ضائع کر دیا، پس وہ اپنی قبر میں تنہا و بے کس ہیں، اپنے رشتہ داروں اور شیعوں کے درمیان شہید پڑے ہیں، مٹی کی تہوں کے نیچے، ان کی قبر وحشت میں اکیلی ہے، اپنے جد سے دور، ایک ایسی منزل جہاں صرف وہی آتا ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لیے آزمایا اور ہمارے حق کو پہچانا، یہاں تک کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اور میرے والد نے مجھے بتایا کہ جب سے وہ شہید کیے گئے ہیں ان کا مقام نمازیوں سے خالی نہیں رہا، چاہے فرشتے ہوں یا جنات یا انسان یا جنگلی جانور، اور کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ ان کے زائرین سے رشک کرتی ہے، اور ان سے تبرک حاصل کرتی ہے، اور ان کی قبر کو دیکھنے میں برکت کی امید رکھتی ہے۔

ثمَّ قال (عليه السلام) : بلغني أن قوماً يأتونه من نواحي الكوفة ، وناساً من غيرهم ، ونساء يندبنه ، وذلك في النصف من شعبان ، فمن بين قارىء يقرأ ، وقاصّ يقصّ ، ونادب يندب ، وقائل يقول المراثي ، فقلت له : نعم جُعلت فداك ، قد شهدت بعض ما تصف ، فقال : الحمد لله الذي جعل في الناس من يفد إلينا ، ويمدحنا ويرثي لنا ، وجعل عدوّنا من يطعن عليهم من قرابتنا وغيرهم ، يهدرونهم ويُقبّحون ما يصنعون [1]

پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ کوفہ کے نواحی سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں، اور دوسرے علاقوں سے بھی لوگ، اور عورتیں ان کا نوحہ کرتی ہیں، اور یہ نصف شعبان میں ہوتا ہے، پس ان میں سے کوئی قرآن پڑھتا ہے، اور کوئی واقعات بیان کرتا ہے، اور کوئی نوحہ خوان نوحہ کرتا ہے، اور کوئی مرثیے پڑھتا ہے، تو میں نے عرض کیا: ہاں میں آپ پر قربان، میں نے جو آپ بیان فرما رہے ہیں اس کا کچھ حصہ دیکھا ہے، تو آپ نے فرمایا: اللہ کی حمد ہے جس نے لوگوں میں ایسے بنائے جو ہماری زیارت کو آتے ہیں، اور ہماری مدح کرتے ہیں اور ہمارے لیے رونے پیٹتے ہیں، اور ہمارے دشمنوں کو ایسے بنایا جو ان پر طعنہ زنی کرتے ہیں خواہ وہ ہمارے رشتہ دار ہوں یا غیر، وہ انہیں ذلیل کرتے ہیں اور جو وہ کرتے ہیں اسے برا کہتے ہیں۔

[1] كامل الزيارات ، ابن قولويه : 537 ـ 539 ح 1.

.

ولله در الشيخ محمد حسين كاشف الغطاء (قدس سره) إذ يقول :

اور شیخ محمد حسین کاشف الغطاء (قدس سرہ) پر اللہ کی رحمت ہو جب انہوں نے فرمایا:

رزاياكمُ يا آل بيت محمد أغصُّ لذكراهنَّ بالمنهل العذبِ
عمىً لعيون لا تفيض دموعها
عليكم وقد فاضت دماكم على التربِ
وتعساً لقلب لا يمزِّقه الأسى لحرب بها قد مزَّقتكم بنو حربِ

اے آل محمد! تمہاری مصیبتیں
ان کی یاد سے شیریں چشمے پر بھی میرا گلا گھٹتا ہے
اندھے ہیں وہ آنکھیں جو تم پر آنسو نہیں بہاتیں
جب کہ تمہارے خون مٹی پر بہہ گئے
اور تباہی ہو اس دل کی جسے غم نہیں پھاڑتا
اس جنگ پر جس میں بنی حرب نے تمہیں ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا

أأنس بأطراف الرماح رؤوسكم تطلع كالأقمار في الأنجم الشُهبِ
أأنسى طراد الخيل فوق جسومكم
وما وُطأت من موضع الطَّعن والضربِ
أأنسى دماءً قد سُفِكْنَ وأدمعاً سُكبْنَ وأحراراً هُتِكنَ من الحُجبِ
أأنسى بيوتاً قد نُهبْنَ ونسوةً سُلِبْنَ وأكباداً أُذِبنَ من الرُعبِ
أأنسى اقتحام الظالمين بيوتكم تُروِّع آلَ الله بالضَّرب والنهبِ
أأنسى اضطرام النار فيها وما بها
سوى صبية فرت مذعَّرة السَّرب [1]

كيا بھلا دوں تمہارے سروں کو نیزوں کی نوکوں پر
جو چمکتے رات کے چاند ستاروں کی طرح
کیا بھلا دوں گھوڑوں کی تاخت تمہارے جسموں پر
اور جو زخموں اور ضربوں کی جگہوں پر روندے گئے
کیا بھلا دوں بہائے گئے خون اور بہائے گئے آنسو
اور آزاد جو پردوں سے بے پردہ کیے گئے
کیا بھلا دوں گھروں کو جو لوٹے گئے اور عورتوں کو
جو برہنہ کی گئیں اور دلوں کو جو خوف سے پگھل گئے
کیا بھلا دوں ظالموں کا تمہارے گھروں میں حملہ
آل اللہ کو دہشت زدہ کرتے ہوئے مارپیٹ اور لوٹ
مار سے
کیا بھلا دوں ان گھروں میں آگ بھڑکنا اور جب کہ
ان میں
صرف بچیاں تھیں جو دہشت زدہ ہو کر بھاگیں

مقتل الحسين (عليه السلام) ، المقرم : 378.

المجلس الثاني ، من اليوم الثالث عشر

حديث الحوراء زينب (عليها السلام) للإمام زين العابدين (عليه السلام)

وكلامها في علوّ شأن قبر الحسين (عليه السلام) على مرّ الأيام

روى ابن قولويه عليه الرحمة ، عن قدامة بن زائدة ، عن أبيه قال : قال علي ابن الحسين (عليه السلام) : بلغني ـ يا زائدة ـ أنك تزور قبر أبي عبدالله أحياناً ، فقلت : إن ذلك لَكما بلغك ، فقال (عليه السلام) لي : فلماذا تفعل ذلك ولك مكان عند سلطانك الذي لا يحتمل أحداً على محبّتنا وتفضيلنا وذكر فضائلنا والواجب على هذه الأمّة من

حقّنا ؟

فقلت : والله ما أريد بذلك إلاّ الله ورسوله (صلى الله عليه وآله) ، ولا أحفل بسخط من سخط ، ولا يكبر في صدري مكروه ينالني بسببه.

فقال : والله إن ذلك لكذلك ؟ فقلت : والله إن ذلك لكذلك ـ يقولها ثلاثاً وأقولها ثلاثاً ـ فقال : أبشر ، ثم أبشر ، ثم أبشر ، فلأخبرنك بخبر كان عندي في النخب المخزون ، إنه لمَّا أصابنا بالطفّ ما أصابنا ، وقُتل أبي (عليه السلام) وقُتل من كان معه من ولده وإخوته وسائر أهله ، وحُملت حرمه ونساؤه على الأقتاب يُراد بنا الكوفة ، فجعلت أنظر إليهم صرعى ولم يُواروا ، فعظم ذلك في صدري ، واشتدّ لما أرى منهم قلقي ، فكادت نفسي تخرج ، وتبيَّنت ذلك منّي عمّتي زينب الكبرى بنت علي فقالت : مالي أراك تجود بنفسك يا بقيَّة جدّي وأبي وإخوتي ؟ فقلت : وكيف لا أجزع وأهلع ؟ وقد أرى سيِّدي وإخوتي وعمومتي وولد عمي وأهلي مضرَّجين بدمائهم ، مرمَّلين بالعراء ، مسلَّبين لا يكفَّنون ولا يوارون ، لا يُعرِّج عليهم أحد ، ولا يقربهم بشر ، كأنهم أهل بيت من الديلم والخزر.

مجلس دوم، تیرہویں دن سے

حوراء زینب (علیہا السلام) کی امام زین العابدین (علیہ السلام) سے گفتگو اور قبر حسین (علیہ السلام) کی شان کی بلندی کے بارے میں ان کا کلام زمانوں کے گزرنے کے ساتھ

ابن قولویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے قدامہ بن زائدہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا: علی ابن حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: اے زائدہ، مجھے بتایا گیا ہے کہ تم کبھی کبھار میرے والد عبداللہ کی قبر کی زیارت کرتے ہو، تو میں نے کہا: یہ بات بالکل ویسی ہی ہے جیسی آپ کو پہنچی ہے، تو آپ (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: تو پھر تم ایسا کیوں کرتے ہو جب کہ تمہارا اپنے حکمران کے یہاں ایک مقام ہے جو کسی کو ہماری محبت اور ہمیں فضیلت دینے اور ہماری فضیلتوں کا ذکر کرنے اور اس امت پر ہمارے

حق کے واجب ہونے کو برداشت نہیں کرتا؟

تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس سے صرف اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی رضا چاہتا ہوں، اور کسی کے ناراض ہونے کی پرواہ نہیں کرتا، اور میرے دل میں کوئی تکلیف جو اس وجہ سے مجھے پہنچے بڑی نہیں لگتی۔

تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! واقعی ایسا ہی ہے۔ آپ نے تین بار فرمایا اور میں نے تین بار کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: خوشخبری ہو، پھر خوشخبری ہو، پھر خوشخبری ہو، تو میں ضرور تمہیں ایک خبر بتاؤں گا جو میرے پاس چنے ہوئے خزانے میں تھی، جب ہم پر طف میں جو مصیبت آئی، اور میرے والد (علیہ السلام) شہید کیے گئے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے اور بھائی اور دیگر اہل خانہ شہید کیے گئے، اور ان کے حرم اور عورتوں کو پالانوں پر سوار کر کے کوفہ لے جایا گیا، تو میں انہیں دیکھ رہا تھا کہ وہ زمین پر پڑے ہیں اور انہیں دفن نہیں کیا گیا، تو یہ بات میرے سینے میں بہت بھاری لگی، اور جو میں دیکھ رہا تھا اس سے میری بے چینی شدید ہو گئی، تو قریب تھا کہ میری جان نکل جائے، اور میری پھوپھی زینب کبریٰ بنت علی نے یہ میری حالت بھانپ لی، تو انہوں نے فرمایا: مجھے کیا ہو رہا ہے کہ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں کہ تم اپنی جان دے رہے ہو اے میرے دادا اور والد اور بھائیوں کی یادگار؟ تو میں نے کہا: اور میں کیسے نہ گھبراؤں اور نہ پریشان ہوں؟ جب کہ میں اپنے سردار اور بھائیوں اور چچاؤں اور چچا کے بیٹوں اور اپنے گھر والوں کو اپنے خون میں لت پت، صحرا میں لوٹے ہوئے، برہنہ، نہ کفنائے گئے اور نہ دفنائے گئے، دیکھ رہا ہوں، نہ کوئی ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور نہ کوئی انسان ان کے قریب آتا ہے، گویا وہ دیلم اور خزر کے کسی خاندان کے لوگ ہیں۔

فقالت : لا يجزعنَّك ما ترى ، فوالله إن ذلك لعهد من رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) إلى جدّك وأبيك وعمِّك ، ولقد أخذ الله ميثاق أناس من هذه الأمّة لا تعرفهم فراعنة هذه الأمة وهم معروفون في أهل السماوات أنهم يجمعون هذه الأعضاء المتفرِّقة فيوارونها ، وهذه الجسوم المضرَّجة ، وينصبون لهذا الطفّ علماً لقبر أبيك سيّد الشهداء ، لا يَدرس أثره ، ولا يعفو رسمه على كرور الليالي والأيام ، وليجتهدن أئمة الكفر وأشياع الضلالة في محوه وتطميسه ، فلا يزداد أثره إلا ظهوراً ، وأمره إلاّ علواً.

تو انہوں نے فرمایا: جو تم دیکھ رہے ہو اس سے ہرگز گھبراؤ نہیں، اللہ کی قسم! یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف سے تمہارے دادا اور تمہارے والد اور تمہارے چچا کو دیا گیا وعدہ ہے، اور اللہ نے اس امت کے کچھ لوگوں کا عہد لیا ہے جنہیں اس امت کے فرعون نہیں پہچانتے، لیکن وہ آسمان والوں میں معروف ہیں، کہ وہ ان منتشر اعضاء کو جمع کریں گے اور انہیں دفن کریں گے، اور ان لہو میں لت پت جسموں کو، اور اس طف میں تمہارے والد شہداء کے سردار کی قبر کے لیے ایک نشان کھڑا کریں گے، جس کا اثر مٹایا نہیں جا سکے گا، اور راتوں اور دنوں کے گزرنے سے اس کا نشان مٹایا نہیں جا سکے گا، اور کفر کے امام اور گمراہی کے پیروکار اسے مٹانے اور محو کرنے میں ضرور کوشش کریں گے، لیکن اس کا اثر روز بروز ظاہر ہوتا جائے گا، اور اس کا معاملہ بلندی ہی پاتا جائے گا۔

فقلت : وما هذا العهد ؟ وما هذا الخبر ؟ فقالت : حدَّثتني أم أيمن أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) زار منزل فاطمة (عليها السلام) في يوم من الأيام ، فعملت له حريرة (صلى الله

تو میں نے کہا: یہ کیا عہد ہے؟ اور یہ کیا خبر ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ام ایمن نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک دن فاطمہ (علیہا السلام) کے گھر تشریف لائے، تو انہوں نے آپ کے لیے حریرہ (ایک قسم کا کھانا) تیار کیا، اور علی (علیہ السلام) ایک طشت میں کھجوریں لے کر آئے،

عليها) وأتاه علي (عليه السلام) بطبق فيه تمر ، ثمَّ قالت أم أيمن ، فأتيتهم بعسّ فيه لبن وزبد ، فأكل رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعلي وفاطمة والحسن والحسين (عليهم السلام) من تلك الحريرة ، وشرب رسول الله (صلى الله عليه وآله) وشربوا من ذلك اللبن ، ثمّ أكل وأكلوا من ذلك التمر بالزبد ، ثمّ غسل رسول الله (صلى الله عليه وآله) يده وعليٌّ يصبّ عليه الماء ، فلمَّا فرغ من غسل يده مسح وجهه ، ثمَّ نظر إلى علي وفاطمة والحسن والحسين نظراً عرفنا فيه السرور في وجهه ، ثمَّ رمق بطرفه نحو السماء مليّاً ، ثمَّ وجَّه وجهه نحو القبلة ، وبسط يديه يدعو ، ثمَّ خرَّ ساجداً وهو ينشج ، فأطال النشوج ، وعلا نحيبه ، وجرت دموعه ، ثمَّ رفع رأسه ، وأطرق إلى الأرض ، ودموعه تقطر كأنها صوب المطر.

پھر ام ایمن نے کہا: تو میں ان کے پاس ایک برتن میں دودھ اور مکھن لے کر آئی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین (علیہم السلام) نے اس حریرہ سے کھایا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس دودھ سے پیا اور وہ سب بھی پیے، پھر آپ نے کھایا اور انہوں نے بھی مکھن کے ساتھ کھجوریں کھائیں، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنے ہاتھ دھوئے اور علی آپ پر پانی ڈال رہے تھے، جب آپ اپنے ہاتھ دھو چکے تو اپنا چہرہ مبارک پونچھا، پھر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کی طرف ایسی نگاہ سے دیکھا کہ ہم نے آپ کے چہرے میں خوشی پہچان لی، پھر آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور دیر تک دیکھتے رہے، پھر اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کیا، اور اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے لگے، پھر سجدے میں گر پڑے اور رونے لگے، آپ نے طویل عرصہ تک رویا، اور آپ کی سسکیاں بلند ہوئیں، اور آپ کے آنسو بہنے لگے، پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا، اور زمین کی طرف جھکے رہے، اور آپ کے آنسو ایسے ٹپک رہے تھے جیسے بارش کی بوندیں۔

فحزنت فاطمة وعلي والحسن والحسين (عليهم السلام) ، وحزنت معهم لما رأينا من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وهبناه أن نسأله ، حتى إذا طال ذلك قال له عليٌّ وقالت له فاطمة : ما يبكيك يا رسول الله ؟ لا أبكى الله عينيك ، فقد أقرح قلوبنا ما نرى من حالك ، فقال : يا أخي ، سُررت بكم.

تو فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین (علیہم السلام) غمگین ہو گئے، اور میں بھی ان کے ساتھ غمگین ہو گئی جو ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا، اور ہم آپ سے پوچھنے سے ڈرے، یہاں تک کہ جب یہ حالت طول پکڑ گئی تو علی نے آپ سے پوچھا اور فاطمہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ آپ کی آنکھوں کو رلائے نہیں، آپ کی یہ حالت دیکھ کر ہمارے دل زخمی ہو گئے ہیں، تو آپ نے فرمایا: اے میرے بھائی، میں تم سے خوش ہوا۔

وقال مزاحم بن عبد الوارث في حديثه هاهنا : فقال : يا حبيبي ، إني سررت بكم سروراً ما سُررت مثله قط ، وإني لأنظر إليكم وأحمد الله على نعمته عليَّ فيكم ، إذ هبط عليَّ جبرئيل فقال : يا محمَّد ، إن الله تبارك وتعالى اطَّلع على ما في نفسك ، وعرف سرورك بأخيك وابنتك وسبطيك ، فأكمل لك النعمة ، وهنَّأك العطيَّة ، بأن جعلهم وذرّيّاتهم ومحبّيهم وشيعتهم معك في الجنّة ، لا يفرِّق بينك وبينهم ، ويُحبون كما تُحبى ، ويُعطون كما تُعطى حتى ترضى ، وفوق الرضا ، على بلوى كثيرة تنالهم في الدنيا ، ومكاره تصيبهم بأيدي أناس ينتحلون ملَّتك ، ويزعمون أنهم من أمّتك ، برءاً من الله ومنك ، خبطاً خبطاً ، وقتلا قتلا ، شتَّى مصارعهم ، نائية قبورهم ، خيرة من الله لهم ولك فيهم ، فاحمد الله عزَّ وجلَّ على خيرته ، وارض بقضائه ، فحمدت الله ورضيت بقضائه بما اختاره لكم.

اور مزاحم بن عبدالوارث نے اپنی حدیث میں یہاں کہا: تو آپ نے فرمایا: اے میرے محبوب، میں تم سے اتنا خوش ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا، اور میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں اس نعمت پر جو اس نے تمہاری صورت میں مجھے عطا کی ہے، اتنے میں جبرئیل میرے پاس نازل ہوئے اور کہا: اے محمد، اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے دل میں جھانکا، اور آپ کی خوشی کو جانا جو آپ کے بھائی اور بیٹی اور دونوں نواسوں کے بارے میں ہے، تو اس نے آپ کی نعمت مکمل کی، اور آپ کو خوشخبری دی، کہ اس نے انہیں اور ان کی اولادوں اور ان کے محبوں اور ان کے شیعوں کو آپ کے ساتھ جنت میں کر دیا، آپ میں اور ان میں جدائی نہیں ڈالے گا، اور انہیں محبت دی جائے گی جیسے آپ کو دی جاتی ہے، اور انہیں عطا کیا جائے گا جیسے آپ کو عطا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں، بلکہ رضا سے بھی بڑھ کر، بہت سی آزمائشوں کے بعد جو انہیں دنیا میں پہنچیں گی، اور تکالیف جو انہیں ان لوگوں کے ہاتھوں سے پہنچیں گی جو آپ کے دین کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں، اور گمان کرتے ہیں کہ وہ آپ کی امت سے ہیں، حالانکہ وہ اللہ اور آپ سے بری ہیں، مارے مارے پھریں گے، قتل کیے جائیں گے، ان کی شہادت گاہیں مختلف ہوں گی، ان کی قبریں دور دور ہوں گی، یہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے اور آپ کے لیے ان کے بارے میں انتخاب ہے، پس اللہ عزوجل کا شکر ادا کریں اس کے انتخاب پر، اور اس کی قضا پر راضی ہو جائیں، تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی قضا پر راضی ہوا جو اس نے تمہارے لیے منتخب کی۔

ثم قال لي جبرئيل : يا محمَّد ، إن أخاك مُضطهدٌ بعدك ، مغلوبٌ على أمّتك ، متعوبٌ من أعدائك ، ثمَّ مقتول بعدك ، يقتله أشرّ الخلق والخليقة ، وأشقى البريَّة نظير عاقر الناقة ، ببلد تكون إليه هجرته ، وهو مغرس شيعته وشيعة ولده ، وفيه على كل حال يكثر بلواهم ويعظم مصابهم.

پھر جبرئیل نے مجھ سے کہا: اے محمد، آپ کا بھائی آپ کے بعد مظلوم ہوگا، آپ کی امت پر مغلوب ہوگا، آپ کے دشمنوں سے رنجیدہ ہوگا، پھر آپ کے بعد شہید کر دیا جائے گا، اسے تمام مخلوق میں بدترین اور بدبخت ترین انسان قتل کرے گا جو اونٹنی کو مارنے والے کی مانند ہوگا، اس شہر میں جو اس کی ہجرت گاہ ہوگی، اور وہ اس کے شیعوں اور اس کی اولاد کے شیعوں کی آماجگاہ ہوگی، اور وہاں ہر حال میں ان کی آزمائش زیادہ ہوگی اور ان کی مصیبت عظیم ہوگی۔

وإن سبطك هذا ـ وأومأ بيده إلى الحسين (عليه السلام) ـ مقتول في عصابة من ذرّيّتك وأهل بيتك وأخيار من أمّتك ، بضفّة الفرات ، بأرض تُدعى كربلاء ، من أجلها يكثر الكرب والبلاء على أعدائك وأعداء ذرّيّتك ، في اليوم الذي لا ينقضي كربه ، ولا تفنى حسرته ، وهي أطهر بقاع الأرض وأعظمها حرمة ، وإنها لمن بطحاء الجنَّة ، فإذا كان ذلك اليوم الذي يُقتل فيه سبطك وأهله ، وأحاطت بهم كتائب أهل الكفر واللعنة تزعزعت الأرض من أقطارها ، ومادت الجبال ، وكثر اضطرابها ، واصطفقت البحار بأمواجها ، وماجت السماوات بأهلها ، غضباً لك ـ يا محمَّد ـ ولذرّيّتك ، واستعظاماً لما يُنتهك من حرمتك ، ولشرّ ما تُكافى به في ذرّيّتك وعترتك ، ولا يبقى شيء من ذلك إلاَّ استأذن الله عزَّ وجلّ في نصرة أهلك المستضعفين المظلومين ، الذين هم حجّة الله على خلقه بعدك ، فيوحي الله إلى السماوات والأرض والجبال والبحار ، ومن فيهن : أنّي أنا الله المَلِك القادر ، والذي لا يفوته هارب ، ولا يعجزه ممتنع ، وأنا أقدر على الانتصار والانتقام ، وعزّتي وجلالي لأُعذِّبنَّ من وتر رسولي وصفيّي ، وانتهك حرمته ، وقتل عترته ، ونبذ عهده ، وظلم أهله ، عذاباً لا أعذِّبه أحداً من العالمين.

اور یہ آپ کا یہ نواسہ – اور جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے حسین (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا – آپ کی اولاد اور اہل بیت اور آپ کی امت کے نیک لوگوں کے ایک گروہ کے ساتھ شہید کیا جائے گا، فرات کے کنارے، ایک ایسی زمین میں جسے کربلا کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے آپ کے دشمنوں اور آپ کی اولاد کے دشمنوں پر کرب اور بلا بہت زیادہ ہوگی، اس دن جس کا کرب ختم نہیں ہوگا، اور اس کا حسرت فنا نہیں ہوگی، اور وہ زمین کے سب سے پاک اور سب سے بڑے حرمت والے مقامات میں سے ہوگا، اور وہ جنت کے چٹیل میدانوں میں سے ہوگا، تو جب وہ دن آئے گا جس میں آپ کا نواسہ اور اس کے اہل خانہ شہید کیے جائیں گے، اور اہل کفر اور لعنت کے لشکر انہیں گھیر لیں گے، تو زمین اپنے اطراف سے لرز اٹھے گی، اور پہاڑ ہل جائیں گے، اور ان کا اضطراب بہت زیادہ ہوگا، اور سمندر اپنی لہروں کے ساتھ ٹکرائیں گے، اور آسمان اپنے رہنے والوں کے ساتھ موج زن ہوں گے، آپ کے لیے – اے محمد – اور آپ کی اولاد کے لیے غصے سے، اور اس بات کی تعظیم سے کہ آپ کی حرمت کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے، اور اس بدترین سلوک سے جو آپ کے ساتھ آپ کی اولاد اور عترت میں کیا جا رہا ہے، اور کوئی چیز نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ وہ اللہ عزوجل سے آپ کے اہل بیت کے مستضعف اور مظلوم افراد کی مدد کی اجازت مانگے گی، جو آپ کے بعد اللہ کی مخلوق پر حجت ہیں، تو اللہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں اور سمندروں، اور جو کچھ ان میں ہے، کی طرف وحی کرے گا: کہ میں اللہ بادشاہ قادر ہوں، اور جس سے کوئی بھاگنے والا نہیں بچ سکتا، اور کوئی انکار کرنے والا مجھے عاجز نہیں کر سکتا، اور میں انتقام لینے اور بدلہ لینے پر قادر ہوں، اور میری عزت اور جلال کی قسم ! میں ضرور عذاب دوں گا اسے جس نے میرے رسول اور برگزیدہ کو نقصان پہنچایا، اور اس کی حرمت کی خلاف ورزی کی، اور اس کی عترت کو قتل کیا، اور اس کے عہد کو پامال کیا، اور اس کے اہل بیت پر ظلم کیا، ایسا عذاب جو میں نے کسی کو جہانوں میں سے نہیں دیا۔

فعند ذلك يضجّ كلُ شيء في السماوات والأرضين بلعن من ظلم عترتك ، واستحلَّ حرمتك ، فإذا برزت تلك العصابة إلى مضاجعها تولَّى الله عزَّ وجلَّ قبض أرواحها بيده ، وهبط إلى الأرض ملائكة من السماء السابعة معهم آنية من الياقوت والزمرّد ، مملوءة من ماء الحياة ، وحلل من حلل الجنّة ، وطيب من طيب الجنة ،

تو اس وقت آسمانوں اور زمین کی ہر چیز چیخ اٹھے گی اس کی لعنت کرتے ہوئے جس نے آپ کی عترت پر ظلم کیا، اور آپ کی حرمت کو حلال سمجھا، تو جب وہ گروہ اپنے خون کی جگہ پر جائے گا تو اللہ عزوجل ان کی روحوں کو اپنے ہاتھ سے قبض کرے گا، اور ساتویں آسمان سے فرشتے زمین پر اتریں گے ان کے ساتھ یاقوت اور زمرد کے برتن ہوں گے، آب حیات سے بھرے ہوئے، اور جنت کے لباس، اور جنت کی خوشبو،

فغسلوا جثثهم بذلك الماء ، وألبسوها الحلل ، وحنّطوها بذلك الطيب ، وصلّى الملائكة صفاً صفاً عليهم ، ثمَّ يبعث الله قوماً من أمتك لا يعرفهم الكفار ، لم يشركوا في تلك الدماء بقول ولا فعل ولا نيَّة ، فيوارون أجسامهم ، ويقيمون رسماً لقبر سيّد الشهداء بتلك البطحاء ، يكون عَلماً لأهل الحق ، وسبباً للمؤمنين إلى الفوز ، وتحفّه ملائكة ، من كلّ سماء مائة ألف ملك ، في كل يوم وليلة ، ويصلّون عليه ، يسبّحون الله عنده ، ويستغفرون الله لزوّاره ، ويكتبون أسماء من يأتيه زائراً من أمتك متقرِّباً إلى الله وإليك بذلك ، وأسماء آبائهم وعشائرهم وبلدانهم ، ويوسمون في وجوههم بميسم نور عرش الله : هذا زائر قبر خير الشهداء وابن خير الأنبياء ، فإذا كان يوم القيامة سطع في وجوههم من أثر ذلك الميسم نور تغشى منه الأبصار ، يدلُّ عليهم ويُعرفون به.

تو وہ ان کے جسموں کو اس پانی سے غسل دیں گے، اور انہیں وہ لباس پہنائیں گے، اور اس خوشبو سے انہیں معطر کریں گے، اور فرشتے صف در صف ان پر نماز پڑھیں گے، پھر اللہ آپ کی امت سے ایسے لوگوں کو بھیجے گا جنہیں کافر نہیں پہچانتے، جنہوں نے ان خونوں میں نہ قول سے حصہ لیا نہ فعل سے اور نہ نیت سے، تو وہ ان کے جسموں کو دفن کریں گے، اور شہداء کے سردار کی قبر کا نشان اس چٹیل میدان میں کھڑا کریں گے، جو اہل حق کے لیے علامت ہوگا، اور مومنوں کے لیے کامیابی کا ذریعہ ہوگا، اور فرشتے اسے گھیرے رہیں گے، ہر آسمان سے ایک لاکھ فرشتے، ہر دن اور رات، اور وہ اس پر درود بھیجیں گے، اللہ کی تسبیح کریں گے اس کے پاس، اور اس کے زائرین کے لیے اللہ سے مغفرت مانگیں گے، اور آپ کی امت میں سے جو بھی اسے زیارت کے لیے آئے گا اللہ اور آپ کا تقرب چاہتے ہوئے، تو وہ ان کے اور ان کے باپوں اور ان کے خاندانوں اور ان کے شہروں کے نام لکھیں گے، اور ان کی پیشانیوں پر اللہ کے عرش کے نور سے ایک نشان لگائیں گے: یہ بہترین شہیدوں اور بہترین نبیوں کے بیٹے کی قبر کا زائر ہے، تو جب قیامت کا دن آئے گا تو ان کے چہروں میں اس نشان کے اثر سے ایک ایسا نور چمکے گا جس سے نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی، جو ان پر دلالت کرے گا اور وہ اس سے پہچانے جائیں گے۔

وكأني بك ـ يا محمد ـ بيني وبين ميكائيل ، وعليٌّ أمامنا ، ومعنا من ملائكة الله ما لا يُحصى عدده ، ونحن نلتقط من ذلك الميسم في وجهه من بين الخلائق حتى ينجيهم الله من هول ذلك اليوم وشدائده ، وذلك حكم الله وعطاؤه لمن زار قبرك يا محمد ، أو قبر أخيك ، أو قبر سبطيك ، لا يريد به غير الله عزَّ وجلَّ ، وسيجتهد أناس ممن حقَّت عليهم من الله اللعنة والسخط أن يعفوا رسم ذلك القبر ، ويمحوا أثره ، فلا يجعل الله تبارك وتعالى لهم إلى ذلك سبيلا ، ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : فهذا أبكاني وأحزنني.

اور گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں — اے محمد — میرے اور میکائیل کے درمیان، اور علی ہمارے آگے ہوں گے، اور ہمارے ساتھ اللہ کے فرشتے ہوں گے جن کی تعداد شمار نہیں کی جا سکتی، اور ہم اس نشان کو ان کے چہروں میں تمام مخلوق میں سے چن چن کر اٹھائیں گے یہاں تک کہ اللہ انہیں اس دن کی ہولناکیوں اور شدتوں سے نجات دے دے، اور یہ اللہ کا فیصلہ اور عطا ہے اس کے لیے جو آپ کی قبر کی زیارت کرے — اے محمد — یا آپ کے بھائی کی قبر کی، یا آپ کے دونوں نواسوں کی قبر کی، اللہ عزوجل کے سوا کچھ نہ چاہتے ہوئے، اور کچھ لوگ کوشش کریں گے جن پر اللہ کی لعنت اور غضب واجب ہو چکا ہے کہ وہ اس قبر کے نشان کو مٹا دیں، اور اس کے اثر کو محو کر دیں، لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے لیے اس کی کوئی راہ نہیں بنائے گا، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: یہی بات ہے جس نے مجھے رلایا اور غمگین کیا۔

قالت زينب (عليها السلام) : فلمَّا ضرب ابن ملجم لعنه الله أبي (عليه السلام) ، ورأيت أثر الموت منه قلت له : يا أبة ، حدَّثتني أم أيمن بكذا وكذا ، وقد أحببت أن أسمعه منك ، فقال : يا بنيَّة ، الحديث كما حدَّثتك أم أيمن ، وكأني بك وببنات أهلك سبايا بهذا البلد ، أذلاّء خاشعين ، تخافون أن يتخطَّفكم الناس ، فصبراً صبراً ، فو الذي فلق الحبة وبرأ النسمة ، ما لله على ظهر الأرض يومئذ وليٌّ غيركم وغير محبّيكم وشيعتكم ،

زینب (علیہا السلام) نے فرمایا: جب ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ نے میرے والد (علیہ السلام) پر وار کیا، اور میں نے ان میں موت کے آثار دیکھے، تو میں نے ان سے کہا: یا ابہ، ام ایمن نے مجھے فلاں فلاں بات بتائی ہے، اور میری خواہش ہے کہ میں یہ آپ سے سنوں، تو انہوں نے فرمایا: اے بیٹی، حدیث ویسی ہی ہے جیسی ام ایمن نے تمہیں بتائی ہے، اور گویا میں تمہیں اور تمہارے گھر والوں کی بیٹیوں کو اس سرزمین میں قیدی دیکھ رہا ہوں، ذلیل اور خائف، تم ڈر رہے ہوگے کہ لوگ تمہیں اچک نہ لیں، تو صبر کرنا، صبر کرنا، قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جان کو پیدا کیا، اس دن اللہ کا کوئی ولی روئے زمین پر تمہارے سوا اور تمہارے محبین اور شیعوں کے سوا نہیں ہوگا،

ولقد قال لنا رسول الله (صلى الله عليه وآله) حين أخبرنا بهذا الخبر : إن إبليس في ذلك اليوم يطير فرحاً ، فيجول الأرض كلَّها في شياطينه وعفاريته ، فيقول : يا معشر الشياطين ، قد أدركنا من ذرّيّة آدم الطلبة ، وبلغنا في هلاكهم الغاية ، وأورثناهم النار ، إلاَّ من اعتصم بهذه العصابة ، فاجعلوا شغلكم بتشكيك الناس فيهم ، وحملهم على عداوتهم ، وإغرائهم بهم وأوليائهم ، حتى تستحكم ضلالة الخلق وكفرهم ، ولا ينجو منهم ناج ، ولقد صدق عليهم إبليس وهو كذوب ، إنه لا ينفع مع عداوتكم عمل صالح ، ولا يضرُّ مع محبَّتكم وموالاتكم ذنب غير الكبائر.

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ہمیں جب یہ خبر دی تو فرمایا: بے شک ابلیس اس دن خوشی سے اڑا پھرے گا، اور تمام زمین میں اپنے شیاطین اور عفریتوں کے ساتھ گشت کرے گا، اور کہے گا: اے شیاطین کی جماعت، ہم نے آدم کی اولاد سے اپنا بدلہ لے لیا، اور ان کی ہلاکت میں حد تک پہنچ گئے، اور انہیں دوزخ کا وارث بنا دیا، سوائے اس کے جو اس گروہ سے چمٹا رہے، تو اب اپنی کوشش اس پر لگاؤ کہ لوگوں میں ان کی نسبت شک ڈالو، اور انہیں ان کی دشمنی پر آمادہ کرو، اور انہیں اور ان کے اولیاء کے خلاف بھڑکاؤ، یہاں تک کہ مخلوق کی گمراہی اور کفر مستحکم ہو جائے، اور کوئی بھی ان سے نجات نہ پائے، اور ابلیس نے ان کے بارے میں سچ کہا حالانکہ وہ جھوٹا ہے، بے شک تمہاری دشمنی کے ساتھ کوئی نیک عمل فائدہ نہیں دیتا، اور تمہاری محبت اور دوستی کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا سوائے کبیرہ گناہوں کے۔

قال زائدة : ثمَّ قال علي بن الحسين (عليه السلام) بعد أن حدَّثني بهذا الحديث : خذه إليك ، أما لو ضربت في طلبه آباط الإبل حولا لكان قليلا [1]

زائدہ نے کہا: پھر علی بن الحسین (علیہ السلام) نے اس حدیث کو مجھے سنانے کے بعد فرمایا: اسے اپنے پاس رکھ لو، اگر تم اسے حاصل کرنے کے لیے ایک سال اونٹوں کی کوہان پر مار مار کر سفر کرو تو بھی تھوڑا ہے۔

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 444 ـ 448 ح 1 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/179 ـ 184 ح 30 و28/55 ـ 58 ح 23.

.

ولله درّ السيد جعفر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

يَا مِيِّتاً تَرَكَ الألبابَ حائرةً وَبالعَرَاءِ ثَلاثاً جِسْمُهُ ثُرِكا
تأتي الوُحُوشُ له ليلا مُسَلِّمةً والقومُ تُجْرِي نَهَاراً فَوْقَهُ الرَّمَكَا
وَيْلٌ لَهُمْ ما اهتدوا منه بمَوْعِظَة كالدُّرِّ منتظماً والتِّبْرِ مُنْسَبِكَا
لم يَنْقَطِعْ قَطُّ مِنْ إرْسَالِ خُطْبَتِهِ
حَتَّى بها رَأْسُهُ فَوْقَ السِّنَانِ حَكَى [2]

اور خوب فرمایا سید جعفر حلی علیہ الرحمۃ نے جب کہتے ہیں:

اے شہید جس نے عقلوں کو حیران چھوڑ دیا
اور تین دن اس کا جسم کھلے میدان میں پڑا رہا
رات کو جانور اسے سلام کرنے آتے ہیں
اور لوگ دن میں اس پر گھوڑیاں دوڑاتے ہیں
ان پر افسوس، انہوں نے اس سے کوئی نصیحت نہ لی
جو موتیوں کی طرح پروئی ہوئی اور سونے کی طرح ڈھالی ہوئی تھی
کبھی اس کے خطبے کی ترسیل منقطع نہ ہوئی
یہاں تک کہ اس کے ذریعے اس کا سر نیزے کی نوک پر بولا

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 232.

المجلس الثالث ، من اليوم الثالث عشر
بكاء الطير والوحش على الإمام الحسين (عليه السلام)
روى ابن قولويه عليه الرحمة عن داود بن فرقد قال : كنت جالساً في بيت

تیسری مجلس، تیرہویں دن سے
امام حسین (علیہ السلام) پر پرندوں اور جانوروں کا رونا
ابن قولویہ علیہ الرحمۃ نے داود بن فرقد سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں

أبي عبدالله (عليه السلام) ، فنظرت إلى الحمام الراعبي يقرقر طويلا ، فنظر إليّ أبو عبدالله (عليه السلام) طويلا ، فقال : يا داود ، تدري ما يقول هذا الطير ؟ قلت : لا والله جعلت فداك ، قال : تدعو على قتلة الحسين صلوات الله عليه ، فاتخذوه في منازلكم.

ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا، میں نے راعبی کبوتر کو دیکھا جو دیر تک گڑگڑا رہا تھا، تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے میری طرف دیر تک دیکھا، پھر فرمایا: اے داود، کیا تم جانتے ہو یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم، میں آپ پر قربان، فرمایا: یہ حسین صلوات اللہ علیہ کے قاتلوں پر بددعا کر رہا ہے، تو اسے اپنے گھروں میں رکھو۔

وعن الحسين بن أبي غندر ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سمعته يقول في البومة فقال : هل أحد منكم رآها بالنهار ؟ قيل له : لاتكاد تظهر بالنهار ، ولا تظهر إلاّ ليلا ، قال : أما إنها لم تزل تأوي العمران أبداً ، فلمَّا أن قُتل الحسين (عليه السلام) آلت على نفسها أن لا تأوي العمران أبداً ، ولا تأوي إلاّ الخراب ، فلا تزال نهارها صائمة حزينة حتى يُجنَّها الليل ، فإذا جنَّها الليل فلا تزال ترنّ على الحسين صلوات الله عليه حتى تصبح.

اور حسین بن ابی غندر سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، آپ نے فرمایا: میں نے آپ کو الّو کے بارے میں فرماتے سنا: کیا تم میں سے کسی نے اسے دن میں دیکھا ہے؟ ان سے کہا گیا: یہ دن میں ظاہر نہیں ہوتا، اور رات کے سوا ظاہر نہیں ہوتا، فرمایا: یاد رکھو یہ ہمیشہ آبادی میں رہتا تھا، لیکن جب حسین (علیہ السلام) قتل کیے گئے تو اس نے اپنے آپ سے عہد کیا کہ کبھی آبادی میں نہیں رہے گا، اور ویرانے کے سوا کہیں نہیں رہے گا، تو دن بھر روزے سے غمگین رہتا ہے یہاں تک کہ رات آ جائے، جب رات آجاتی ہے تو حسین صلوات اللہ علیہ پر آہ و زاری کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

وعن الحسين بن علي بن صاعد البربري ـ قيّماً لقبر الرضا (عليه السلام) ـ قال : حدَّثني أبي قال : دخلت على الرضا (عليه السلام) فقال لي : ما يقول الناس ؟ قال : قلت : جعلت فداك جئنا نسألك ، قال : فقال لي : ترى هذه البومة ، كانت على عهد جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) تأوي المنازل والقصور والدور ، وكانت إذا أكل الناس الطعام تطير فتقع أمامهم ، فُيرمى إليها بالطعام وتُسقى ثمَّ ترجع إلى مكانها ، ولمَّا قُتل الحسين بن علي خرجت من العمران إلى الخراب والجبال والبراري ، وقالت : بئس الأمة أنتم ، قتلتم ابن نبيِّكم ، ولا آمنكم على نفسي.

اور حسین بن علی بن صاعد بربری سے – جو رضا (علیہ السلام) کے مزار کے نگہبان تھے – انہوں نے کہا: میرے والد نے مجھے بتایا، کہا: میں رضا (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: لوگ کیا کہتے ہیں؟ کہا: میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، ہم آپ سے پوچھنے آئے ہیں، فرمایا: تو مجھ سے فرمایا: کیا تم یہ الّو دیکھ رہے ہو، یہ میرے جد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے زمانے میں گھروں اور محلوں اور مکانوں میں رہتا تھا، اور جب لوگ کھانا کھاتے تو یہ اڑ کر ان کے سامنے آ بیٹھتا، تو اسے کھانا ڈال دیا جاتا اور پلایا جاتا، پھر اپنی جگہ واپس چلا جاتا، لیکن جب حسین بن علی شہید کیے گئے تو یہ آبادی سے نکل کر ویرانے اور پہاڑوں اور بیابانوں میں چلا گیا، اور کہا: تم بدترین امت ہو، تم نے اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کیا، اور میں اپنی جان کے بارے میں تم پر اعتماد نہیں کرتا۔

وعن الحسن بن علي الميثمي قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : يا يعقوب ، رأيت بومة قطّ تنفس بالنهار ؟ فقال : لا ، قال : وتدري لم ذلك ؟ قال : لا ، قال : لأنها تظلُّ يومها صائمة ، فإذا جنَّها الليل أفطرت على ما رُزقت ، ثم لم تزل ترنّم على الحسين حتى تصبح [1]

اور حسن بن علی میثمی سے، انہوں نے کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے یعقوب، کیا تم نے کبھی الّو کو دن میں سانس لیتے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں، فرمایا: اور کیا تم جانتے ہو کیوں؟ کہا: نہیں، فرمایا: کیونکہ یہ اپنا دن روزے سے گزارتا ہے، پھر جب رات آتی ہے تو جو بھی رزق ملے اس پر افطار کرتا ہے، پھر حسین پر آہ و زاری کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/213 عن كامل الزيارات.

.

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : روي في كتاب المناقب القديم ، عن

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: کتاب المناقب القدیم میں روایت ہے، سے

المفضل بن عمر الجعفي ، عن جعفر بن محمد الصادق ، عن أبيه ، عن علي بن الحسين (عليهم السلام) قال : لما قتل الحسين بن علي جاء غراب فوقع في دمه ، ثمَّ تمرَّغ ، ثمَّ طار فوقع بالمدينة على جدار فاطمة بنت الحسين بن علي (عليهما السلام) ـ وهي الصغرى ـ فرفعت رأسها فنظرت إليه فبكت بكاء شديداً ، وأنشأت تقول :

مفضل بن عمر جعفی سے، جعفر بن محمد صادق سے، ان کے والد سے، علی بن الحسین (علیہم السلام) سے، آپ نے فرمایا: جب حسین بن علی شہید کیے گئے تو ایک کوا آیا اور آپ کے خون میں بیٹھ گیا، پھر اس میں لوٹ پوٹ ہوا، پھر اڑا اور مدینے میں فاطمہ بنت الحسین بن علی (علیہما السلام) کی دیوار پر بیٹھ گیا – اور وہ چھوٹی تھیں – تو انہوں نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا تو سخت رونے لگیں، اور یہ کہنے لگیں:

نَعَبَ الغُرَابُ فقلتُ مَنْ تَنْعاهُ ويلك يَا غُرَابْ
قال : الإمامُ فقلتُ : مَنْ ؟ قال : الموفَّقُ للصَّوَابْ
إنَّ الحسينَ بكربلا بينَ الأسنَّة والضِّرَابْ فابكي الحسينَ بعَبْرَة
ترجى الإلهَ مَعَ الثَّوَابْ قلتُ : الحسينُ فقال لي
حقّاً لَقَدْ سَكَنَ التُّرَابْ ثمَّ استقلَّ به الجَنَاحُ فَلَمْ يُطِقْ رَدَّ الْجَوَابْ
فبكيتُ ممَّا حَلَّ بي بَعْدَ الدُّعَاءِ المُسْتَجَابْ

کوے نے کُرلایا، میں نے کہا: کس کی
نعی دے رہا ہے، تجھ پر افسوس اے کوے؟
بولا: امام کی، میں نے کہا: کون؟
بولا: صواب کی توفیق پانے والے
بیشک حسین کربلا میں
نیزوں اور تلواروں کے درمیان
تو حسین پر آنسو بہا
اللہ سے اجر و ثواب کی امید کے ساتھ
میں نے کہا: حسین؟ تو اس نے مجھے کہا
واقعاً وہ مٹی میں جا بسے
پھر اپنے بازوؤں سے اُڑ کھڑا ہوا
اور جواب لوٹانے کی طاقت نہ رکھا
تو میں روئی اس مصیبت پر جو مجھ پر آئی
قبول ہونے والی دعا کے بعد

قال محمد بن علي : فنعته لأهل المدينة ، فقالوا : قد جاءتنا بسحر عبدالمطلب فما كان بأسرع أن جاءهم الخبر بقتل الحسين بن علي (عليهما السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/171 ح 19 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 70/24.

.

محمد بن علی نے کہا: تو انہوں نے مدینے والوں کو ان کی نعی دی، تو وہ کہنے لگے: یہ ہمارے پاس عبدالمطلب کا جادو لے کر آئی ہے، اور ابھی زیادہ دیر نہ گزری کہ ان کے پاس حسین بن علی (علیہما السلام) کی شہادت کی خبر آ گئی۔

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : وروي من طريق أهل البيت (عليهم السلام) أنه لمّا استشهد الحسين (عليه السلام) بقي في كربلاء صريعاً ، ودمه على الأرض مسفوحاً ، وإذا بطائر أبيض قد أتى وتمسَّح بدمه ، وجاء والدم يقطر منه فرأى طيوراً تحت الظلال على الغصون والأشجار ، وكلٌّ منهم يذكر الحبَّ والعلف والماء ، فقال لهم ذلك الطير المتلطِّخ بالدم : يا ويلكم ، أتشتغلون بالملاهي ، وذكر الدنيا والمناهي ، والحسين في أرض كربلاء ، في هذا الحرّ ، ملقىً على الرمضاء ، ظامىء مذبوح ، ودمه مسفوح ؟ فعادت الطيور كلٌّ منهم قاصداً كربلاء ، فرأوا سيِّدنا الحسين (عليه السلام) ملقىً في الأرض جثَّته بلا رأس ولا غسل ولا كفن ، قد سفت عليه السوافي ، وبدنه مرضوض قد

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اور اہل بیت (علیہم السلام) کے طریق سے روایت ہے کہ جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو کربلا میں زمین پر گرے ہوئے تھے، اور آپ کا خون زمین پر بہہ رہا تھا، اور اچانک ایک سفید پرندہ آیا اور آپ کے خون میں لگ گیا، اور آیا اور خون اس سے ٹپک رہا تھا تو سائے میں ٹہنیوں اور درختوں پر پرندے دیکھے، اور ہر ایک دانے اور چارے اور پانی کا ذکر کر رہا تھا، تو اس خون میں لتھڑے ہوئے پرندے نے ان سے کہا: تم پر افسوس، کیا تم لہو و لعب میں مصروف ہو، اور دنیا اور گناہوں کا ذکر کر رہے ہو، اور حسین کربلا کی زمین میں، اس گرمی میں، تپتی ریت پر پڑے ہوئے ہیں پیاسے، ذبح شدہ، اور ان کا خون بہہ رہا ہے؟ تو تمام پرندے واپس آئے اور ہر ایک کربلا کا قصد کر رہا تھا، تو انہوں نے ہمارے سیّد حسین (علیہ السلام) کو زمین پر پڑا دیکھا، آپ کا جسم بغیر سر اور بغیر غسل اور کفن کے، ہوائیں ان پر مٹی اڑا رہی تھیں، اور آپ کا بدن کچلا ہوا تھا جسے

هشَّمته الخيل بحوافرها ، زوَّاره وحوش القفار ، وندبته جنّ السهول والأوعار ، قد أضاء التراب من أنواره ، وأزهر الجوّ من أزهاره.

فلمَّا رأته الطيور تصايحن وأعلنَّ بالبكاء والثبور ، وتواقعن على دمه يتمرَّغن فيه ، وطار كلّ واحد منهم إلى ناحية يُعلمُ أهلهَا عن قتل أبي عبدالله الحسين (عليه السلام) ، فمن القضاء والقدر أن طيراً من هذه الطيور قصد مدينة الرسول (صلى الله عليه وآله) ، وجاء يرفرف ، والدم يتقاطر من أجنحته ، ودار حول قبر سيِّدنا رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) يُعلن بالنداء : ألا قتل الحسين بكربلا ، ألا ذبح الحسين بكربلا! فاجتمعت الطيور عليه وهم يبكون عليه وينوحون. فلمَّا نظر أهل المدينة من الطيور ذلك النوح ، وشاهدوا الدم يتقاطر من الطير لم يعلموا ما الخبر ، حتَّى انقضت مدّة من الزمان ، وجاء خبر مقتل الحسين (عليه السلام) علموا أن ذلك الطير كان يُخبر رسول الله (صلى الله عليه وآله) بقتل ابن فاطمة البتول ، وقرَّة عين الرسول (صلى الله عليه وآله وسلم) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/191 ـ 192.

.

ومن كتاب العوالم للسيد البحراني عليه الرحمة عن بعض كتب الأصحاب رضي الله عنهم قال : حُكي عن رجل أسدي قال : كنت زارعاً على نهر العلقمي بعد ارتحال العسكر ، عسكر بني أمية ، فرأيت عجائب لا أقدر أحكي إلاَّ بعضها ، منها أنه إذا هبَّت الرياح تمرّ عليَّ نفحات كنفحات المسك والعنبر ، وإذا سكنت أرى نجوماً تنزل من السماء إلى الأرض ، ويرقى من الأرض إلى السماء مثلها ، وأنا منفرد مع عيالي ولا أرى أحداً أسأله عن ذلك ، وعند غروب الشمس يقبل أسد من القبلة فأولّي عنه إلى منزلي ، فإذا أصبح وطلعت الشمس وذهبت من منزلي أراه مستقبل القبلة ذاهباً. فقلت في نفسي : إن هؤلاء خوارج قد خرجوا على عبيد الله بن زياد فأمر بقتلهم ، وأرى منهم ما لم أره من سائر القتلى ، فوالله هذه الليلة لابد من المساهرة لأبصر هذا الأسد يأكل من هذه الجثث أم لا ؟

گھوڑوں نے اپنے کھروں سے روند ڈالا تھا،بیابان کے جانور آپ کی زیارت کر رہے تھے، اور میدانوں اور پہاڑوں کے جن آپ پر نوحہ کر رہے تھے، مٹی آپ کے انوار سے روشن ہو گئی تھی، اور فضا آپ کی بہاروں سے مہک اٹھی تھی۔

پھر جب پرندوں نے آپ کو دیکھا تو چیخنے لگے اور رونے اور ماتم کا اعلان کیا، اور آپ کے خون پر آگرے اور اس میں لوٹ پوٹ ہونے لگے، اور ان میں سے ہر ایک ایک طرف اڑا تاکہ اپنے علاقے والوں کو ابو عبداللہ الحسین (علیہ السلام) کے قتل کی خبر دے، تو قضا و قدر سے ان پرندوں میں سے ایک پرندے نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے شہر کا قصد کیا، اور آیا اور پر پھڑپھڑا رہا تھا، اور خون اس کے بازوؤں سے ٹپک رہا تھا، اور ہمارے سید رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر کے گرد گھومنے لگا اعلانیہ پکار رہا تھا: آگاہ ہو جاؤ حسین کربلا میں قتل کیے گئے، آگاہ ہو جاؤ حسین کربلا میں ذبح کیے گئے! تو پرندے اس کے پاس جمع ہو گئے اور وہ آپ پر رو رہے تھے اور نوحہ کر رہے تھے۔ پھر جب مدینے والوں نے پرندوں سے یہ نوحہ دیکھا، اور دیکھا کہ خون پرندے سے ٹپک رہا ہے تو انہیں خبر کا علم نہیں ہوا، یہاں تک کہ کچھ عرصہ گزر گیا، اور حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر آئی تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ پرندہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فاطمہ بتول کے بیٹے، اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے قتل کی خبر دے رہا تھا۔

اور کتاب العوالم سے سید بحرانی علیہ الرحمہ سے، بعض کتب اصحاب رضی اللہ عنہم سے، کہا گیا ہے: ایک اسدی شخص سے حکایت ہے، اس نے کہا: میں نہر علقمی پر کھیتی باڑی کرتا تھا بنی امیہ کے لشکر کے کوچ کرنے کے بعد، تو میں نے عجائبات دیکھے جن کا احاطہ میں نہیں کر سکتا سوائے کچھ کے، ان میں سے یہ کہ جب ہوائیں چلتیں تو مجھ پر مشک اور عنبر کی خوشبوؤں جیسی خوشبوئیں گزرتیں، اور جب تھم جاتیں تو میں ستارے دیکھتا جو آسمان سے زمین کی طرف اترتے، اور زمین سے آسمان کی طرف اسی طرح چڑھتے، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ اکیلا تھا اور کسی کو نہیں دیکھتا تھا کہ اس سے اس کے بارے میں پوچھوں، اور غروب آفتاب کے وقت قبلے کی طرف سے ایک شیر آتا تو میں اس سے اپنے گھر کی طرف پھر جاتا، پھر جب صبح ہوتی اور سورج طلوع ہوتا اور میں اپنے گھر سے جاتا تو اسے قبلے کی طرف منہ کیے جاتے ہوئے دیکھتا۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا: یہ خوارج ہیں جنہوں نے عبیداللہ بن زیاد کے خلاف خروج کیا تو اس نے ان کے قتل کا حکم دیا، اور میں ان سے وہ دیکھتا ہوں جو دوسرے مقتولین سے نہیں دیکھتا، تو اللہ کی قسم آج رات جاگنا ضروری ہے تاکہ دیکھوں یہ شیر ان جسموں میں سے کھاتا ہے یا نہیں؟

فلمّا صار عند غروب الشمس فإذا به أقبل ، فحقّقه فإذا هو هائل المنظر فارتعدتُ منه ، وخطر ببالي : إن كان مراده لحوم بني آدم فهو يقصدني ، وأنا أحاكي نفسي بهذا فمثّلته وهو يتخطّى القتلى حتى وقع على جسد كأنه الشمس إذا طلعت ، فبرك عليه ، فقلت : يأكل منه ، وإذا به يمرِّغ وجهه عليه وهو يهمهم ويدمدم ، فقلت : الله أكبر! ما هذه إلاّ أعجوبة ، فجعلت أحرسه حتى اعتكر الظلام ، وإذا بشموع معلّقة ملأت الأرض ، وإذا ببكاء ونحيب ولطم مفجع ، فقصدت تلك الأصوات فإذا هي تحت الأرض ، ففهمت من ناع فيهم يقول : واحسيناه! وا إماماه! فاقشعرَّ جلدي ، فقربت من الباكي وأقسمت عليه بالله وبرسوله مَن تكون ؟ فقال : إنّا نساء من الجنّ ، فقلت : وما شأنكنَّ ؟ فقلن : في كل يوم وليلة هذا عزاؤنا على الحسين الذبيح العطشان.. [1]

العوالم ، الإمام الحسين (عليه السلام) ، البحراني : 512 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/193 ـ 194.

پھر جب غروب آفتاب کے قریب ہوا تو اچانک وہ آیا، تو میں نے اسے غور سے دیکھا تو وہ خوفناک منظر تھا اور میں اس سے لرز گیا، اور میرے دل میں آیا: اگر اس کا مقصد انسانوں کا گوشت ہے تو وہ مجھے مقصود بنائے گا، اور میں اپنے آپ سے یہ کہہ رہا تھا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مقتولین سے گزر رہا ہے یہاں تک کہ ایک جسم پر گرا جو طلوع ہوتے سورج کی طرح تھا، تو اس پر بیٹھ گیا، تو میں نے کہا: وہ اس میں سے کھائے گا، اور اچانک وہ اپنا چہرہ اس پر رگڑ رہا ہے اور غرا رہا ہے اور آوازیں نکال رہا ہے، تو میں نے کہا: اللہ اکبر! یہ تو عجوبہ ہے، تو میں اس کی نگرانی کرنے لگا یہاں تک کہ اندھیرا چھا گیا، اور اچانک لٹکتی ہوئی موم بتیاں زمین کو بھر گئیں، اور اچانک رونا اور نوحہ اور دل دہلا دینے والا سینہ کوبی، تو میں ان آوازوں کی طرف گیا تو وہ زمین کے نیچے سے تھیں، تو میں نے ان میں سے ایک نوحہ خواں سے سمجھا جو کہہ رہا تھا: ہائے حسین! ہائے امام! تو میری کھال کانپ اٹھی، تو میں رونے والے کے قریب گیا اور اس پر اللہ اور اس کے رسول کے واسطے قسم دی کہ تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: ہم جنات میں سے عورتیں ہیں، میں نے کہا: اور تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تو وہ بولیں: ہر دن اور رات میں یہ حسین ذبیح عطشان پر ہمارا عزا ہے۔۔

.

إذن ما حال العقيلة زينب (عليها السلام) لمّا مروا بها مع النساء ، ورأت حِماها مجدَّلا على الصعيد ، فعزَّ عليها أن تتركه بلا مواراة ، تسفي عليه ريح الصَّبا ، ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول على لسانها تخاطب الحسين (عليه السلام) :

تو پھر عقیلہ زینب (علیہا السلام) کا کیا حال ہوگا جب وہ عورتوں کے ساتھ آپ کے پاس سے گزریں، اور اپنے حامی کو میدان میں پڑا دیکھا، تو ان پر گراں گزرا کہ آپ کو بغیر دفن کیے چھوڑ دیں، صبا کی ہوا آپ پر مٹی اڑا رہی ہو، اور حجۃ شیخ علی جشی علیہ الرحمہ کتنے اچھے ہیں جب وہ ان کی زبان سے فرماتے ہیں کہ وہ حسین (علیہ السلام) سے مخاطب ہیں:

أَخِي سَائِقُ الأظعانِ عَجِّلَ بالسُّرَى ولم يَشْفَ بالتوديعِ منكَ فُؤَاديا
أَخِي إِنَّ هذا آخِرُ الْعَهْدِ باللِّقَا ولستُ أرى بَعْدَ الفِرَاقِ تَلاَقيا
وقد صِرْتُ في أمري بأَعْظَمِ حَيْرَة
وَمَنْ ذا ابتُلِي في الدَّهْرِ مِثْلَ بَلاَئيا
أَأَمْشي وَمَا وَارَيْتُ جَسْمَكَ أَمْ تَرَى أُقيمُ ومنك الرَّأْسُ سَارَ أَمَاميا
ولو خَيَّروني في المُقَامِ أو السُّرَى
أَقَمْتُ ولم أَخْشَ السِّبَاعَ الضَّوَاريا فَأَوْدَعْتُكَ الرَّحْمَنُ يابنَ محمَّد
عليكَ سَلاَمُ اللهِ ثُمَّ سَلاَميا تَرَحَّلْتُ فَاسْوَدَّ النَّهارُ بناظري
وَمِنْ بَعْدِكَ الأَيَّامُ صِرْنَ لياليا فلم يَهْنَ لي عيشٌ وَلاَ لَذَّ مَطْعَمٌ
عليكَ حَنِيني مَشْرَبي وَطَعَاميا

اے میرے بھائی ! کجاووں کے ہانکنے والے نے
رات کی تیز رفتاری میں جلدی کی
اور آپ سے رخصت ہو کر میرا دل نہیں بھرا
اے میرے بھائی ! یہ ملاقات کا آخری عہد ہے
اور میں فراق کے بعد دوبارہ ملاقات نہیں دیکھ رہی
اور میں اپنے معاملے میں انتہائی حیرانی میں پڑ گئی ہوں
اور دہر میں کس پر مجھ جیسی آزمائش آئی ہے
کیا میں چل دوں جبکہ میں نے آپ کے جسم کو دفن
نہیں کیا، یا آپ کیا دیکھتے ہیں
کہ ٹھہروں جبکہ آپ کا سر میرے آگے روانہ ہو گیا
اور اگر مجھے قیام یا سفر میں سے انتخاب کا اختیار دیا
جاتا
تو میں ٹھہر جاتی اور درندوں سے نہ ڈرتی
تو اے ابن محمد ! میں آپ کو رحمان کے سپرد کرتی
ہوں
آپ پر اللہ کا سلام پھر میرا سلام
میں روانہ ہوئی تو میری نظر میں دن سیاہ ہو گیا
اور آپ کے بعد دن راتیں بن گئے
مجھے زندگی میں کوئی خوشی نہ ملی اور نہ کوئی کھانا لذیذ لگا
آپ پر میری بے قراری میرا مشروب اور میرا کھانا
ہے
آپ زمین کی سطح پر پڑے رہے
اور اگر نیزے آپ پر سایہ نہ کرتے تو آپ کھلے میں
ہوتے

بقيتَ على وَجْهِ البسيطةِ ثاوياً ولو لم تُظَلِّلْكَ القَنَا كُنْتَ ضَاحيا [1]

[1] ديوان العلامة الجشي : 222.

المجلس الرابع ، من اليوم الثالث عشر

حضور النبي (صلى الله عليه وآله) دفن خديجة بنت خويلد وفاطمة

بنت أسد (عليهما السلام) وحضور الأئمة (عليهم السلام) جنائز شيعتهم

روي أنه لمَّا توفيت خديجة أخذ رسول الله (صلى الله عليه وآله) في تجهيزها وغسلها وحنطها ، فلمَّا أراد أن يكفِّنها هبط الأمين جبرئيل وقال : يا رسول الله ، إن الله يقرئك السلام ، ويخصُّك بالتحيَّة والإكرام ، ويقول لك : يا محمَّد ، إن كفن خديجة وهو من الجنة أهدى الله إليها ، فكفِّنها رسول الله (صلى الله عليه وآله) بردائه الشريف أولا ، وبما جاء به جبرئيل ثانياً ، فكان لها كفنان : كفن من الله ، وكفن من رسول الله (صلى الله عليه وآله).

چوتھی مجلس، تیرھویں دن سے

خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت اسد (علیہما السلام) کی تدفین میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حاضری اور ائمہ (علیہم السلام) کی اپنے شیعوں کے جنازوں میں حاضری

روایت ہے کہ جب خدیجہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کی تجہیز و تکفین، غسل اور حنوط شروع کیا، پھر جب آپ نے انہیں کفن پہنانے کا ارادہ کیا تو امین جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک اللہ آپ کو سلام کہتا ہے، اور آپ کو تحیت و اکرام سے خاص کرتا ہے، اور آپ سے فرماتا ہے: اے محمد! خدیجہ کا کفن جو جنت سے ہے، اللہ نے انہیں تحفہ دیا ہے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے پہلے اپنی شریف چادر سے اور دوسرے جبرئیل لائے ہوئے کفن سے انہیں کفنایا، تو ان کے لیے دو کفن ہوئے: ایک اللہ کی طرف سے، اور ایک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف سے۔

أقول : ألم يبذل الحسين (عليه السلام) جميع ماله وعياله وأولاده في سبيل الله ؟ بقيت جنازته ثلاثة أيام بلا غسل ولا كفن.

میں کہتا ہوں: کیا حسین (علیہ السلام) نے اپنا سارا مال، اپنے گھر والے اور اپنے بچے اللہ کی راہ میں قربان نہیں کر دیئے؟ آپ کا جنازہ تین دن تک بغیر غسل اور کفن کے پڑا رہا۔

مَا غَسَّلُوه ولا لَفُّوه في كَفَن يومَ الطفوفِ وَلاَ مَدُّوا عليه رِدَا
عَار تَجُولُ عليه الخيلُ عَادِيةً حَاكَتْ له الرِّيْحُ ضَافِي مِئْزَر وَرِدَا

انہوں نے آپ کو نہ غسل دیا نہ کفن میں لپیٹا
طفوف کے دن، اور نہ آپ پر کوئی چادر ڈالی
شرمندگی کہ آپ پر گھوڑے دوڑتے رہے
ہوا نے آپ کے لیے خون آلود چادر بُن دی

قال الراوي : دفنت خديجة (عليها السلام) بالحجون ، ونزل رسول الله (صلى الله عليه وآله) في قبرها ، ولم تكن يومئذ سنّة الجنايز والصلاة عليها..

راوی نے کہا: خدیجہ (علیہا السلام) حجون میں دفن ہوئیں، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کی قبر میں اترے، اور اس دن ابھی جنازے اور نماز جنازہ کی سنت نہیں تھی۔

ولمَّا توفيت خديجة (عليها السلام) جعلت فاطمة تلوذ بأبيها وتقول : أين أمّي ؟ فنزل جبرئيل وقال : إن الله يقرأ على فاطمة السلام ، ويقول لها : أمّكِ في بيت من قصب ، كعابه من ذهب ، وعمده من ياقوت أحمر ، بين آسية امرأة فرعون ومريم بنت عمران ،

اور جب خدیجہ (علیہا السلام) فوت ہوئیں تو فاطمہ اپنے والد سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں: میری ماں کہاں ہیں؟ تو جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: بے شک اللہ فاطمہ کو سلام کہتا ہے، اور اسے فرماتا ہے: تمہاری ماں نرکٹ کے ایک گھر میں ہیں، جس کی نالیاں سونے کی ہیں، اور ستون سرخ یاقوت کے ہیں، فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم کے درمیان،

فقالت فاطمة (عليها السلام) : إن الله هو السلام ، ومنه السلام ، وإليه السلام.

تو فاطمہ (علیہا السلام) نے فرمایا: بے شک اللہ ہی سلام ہے، اور اسی سے سلام ہے، اور اسی کی طرف سلام ہے۔

وكان الله قد عزَّاها وعزَّاها جبرئيل بأمِّها ، ولكن لما توفِّي أبوها هل عزَّاها أحد ؟ نعم ، هجموا على باب دارها وأحرقوا الباب..

اور اللہ نے انہیں ان کی ماں کے غم میں تسلی دی تھی اور جبرئیل نے بھی تسلی دی تھی، لیکن جب ان کے والد فوت ہوئے تو کیا کسی نے انہیں تسلی دی؟ نہیں، بلکہ ان کے گھر کے دروازے پر حملہ کیا اور دروازہ جلا دیا۔

ولمَّا توفيت خديجة (عليها السلام) اشتدَّ البلاء على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وتراكمت عليه الهموم والغموم بحيث احتجب عن الناس مدّة مديدة ، وسمى ذلك العام عام الحزن; لأنه فقد في ذلك العام عمَّه أبا طالب وزوجته خديجة في سنة واحدة ، بل في شهر واحد ، ثمَّ هاجر إلى الطائف شهراً ، ورجع إلى مكة ليقيم بها فلم يستطع; لأن مشركي قريش همُّوا بقتله ، واجتمعوا في دار الندوة ، واستشاروا فيما بينهم في دفعه وسفك دمه [1]

شجرة طوبى ، الشيخ محمد مهدي الحائري : 2/236.

اور جب خدیجہ (علیہا السلام) فوت ہوئیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر مصیبت شدید ہو گئی، اور آپ پر غم اور رنج اتنے زیادہ ہو گئے کہ آپ ایک طویل مدت تک لوگوں سے الگ ہو گئے، اور اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) کا نام دیا، کیونکہ اسی سال میں آپ نے اپنے چچا ابو طالب اور اپنی بیوی خدیجہ کو ایک ہی سال میں کھو دیا، بلکہ ایک ہی مہینے میں، پھر آپ ایک ماہ کے لیے طائف ہجرت کر گئے، اور مکہ واپس آئے تاکہ وہاں قیام کریں لیکن نہ کر سکے، کیونکہ قریش کے مشرکوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا، اور دار الندوہ میں جمع ہوئے، اور آپ کو روکنے اور آپ کا خون بہانے میں آپس میں مشورہ کیا۔

.

وروي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) حضر أيضاً جنازة فاطمة بنت أسد وشيَّعها (عليها السلام) ، وقيل : لمَّا ماتت فاطمة بنت أسد أمّ أمير المؤمنين (عليه السلام) أقبل علي بن أبي طالب (عليه السلام) باكياً ، فقال له النبيُّ (صلى الله عليه وآله) : ما يبكيك ؟ لا أبكى الله عينك ، قال : توفِّيت والدتي يا رسول الله ، قال له النبيّ (صلى الله عليه وآله) : بل ووالدتي يا علي ، فلقد كانت تُجوِّع أولادها وتشبعني ، وتشعث أولادها وتدهنني ، والله لقد كان في دار أبي طالب نخلة ، فكانت تسابق إليها من الغداة لتلتقط ، ثم تجنيه ـ رضي الله عنها ـ فإذا خرجوا بنو عمّي تناولني ذلك ، ثمَّ نهض (صلى الله عليه وآله) فأخذ في جهازها ، وكفَّنها بقميصه (صلى الله عليه وآله) ، وكان في حال تشييع جنازتها يرفع قدماً ويتأنَّى في رفع الآخر ، وهو حافي القدم ، فلمَّا صلَّى عليها كبَّر سبعين تكبيرة ، ثمَّ لحدَّها في قبرها بيده الكريمة بعد أن نام في قبرها ، ولقَّنها الشهادة ، فلمَّا أُهيل عليها التراب ، وأراد الناس الانصراف جعل رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول لها : ابنك ، ابنك ، ابنك ، لا جعفر ، ولا عقيل ، ابنك ، ابنك : علي بن أبي طالب ، قالوا : يا رسول الله ، فعلت فعلا ما رأينا مثله قط :

اور روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فاطمہ بنت اسد کی نماز جنازہ میں بھی حاضر ہوئے اور ان (علیہا السلام) کی تشییع فرمائی، اور کہا جاتا ہے: جب فاطمہ بنت اسد امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی والدہ فوت ہوئیں تو علی بن ابی طالب (علیہ السلام) روتے ہوئے آئے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: تمہیں کیا رُلا رہا ہے؟ اللہ تمہاری آنکھ کو رونے نہ دے، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ میری والدہ فوت ہو گئی ہیں، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: بلکہ میری بھی والدہ اے علی، کیونکہ وہ اپنے بیٹوں کو بھوکا رکھتیں اور مجھے سیر کرتیں، اپنے بیٹوں کو پراگندہ رکھتیں اور میرے سر میں تیل لگاتیں، اللہ کی قسم ابو طالب کے گھر میں ایک کھجور کا درخت تھا، تو وہ صبح سویرے اس کی طرف دوڑتیں تاکہ اسے چنیں، پھر اسے – رضی اللہ عنہا – توڑ لیتیں، پھر جب میرے چچا زاد بھائی باہر نکل جاتے تو وہ مجھے دیتیں، پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اٹھے اور ان کے جنازے کی تیاری میں لگ گئے، اور انہیں اپنے قمیص (صلی اللہ علیہ وآلہ) میں کفنایا، اور جب ان کے جنازے کی تشییع کی حالت میں تھے تو ایک قدم اٹھاتے اور دوسرے کو اٹھانے میں تامل کرتے، اور آپ ننگے پاؤں تھے، پھر جب آپ نے ان پر نماز پڑھی تو ستر تکبیریں کہیں، پھر انہیں اپنے دست مبارک سے قبر میں لحد میں رکھا بعد اس کے کہ آپ ان کی قبر میں لیٹ گئے، اور انہیں شہادت کی تلقین فرمائی، پھر جب ان پر مٹی ڈالی گئی اور لوگ واپس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان سے کہنے لگے: تمہارا بیٹا، تمہارا بیٹا، تمہارا بیٹا، جعفر نہیں، اور نہ عقیل، تمہارا بیٹا، تمہارا بیٹا: علی بن ابی طالب، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ، آپ نے ایسا کام کیا جو ہم نے کبھی نہیں دیکھا:

مشيك حافي القدم ، وكبَّرت سبعين تكبيرة ونومك في لحدها ، وقميصك عليها ، وقولك لها : ابنك ، ابنك ، لا جعفر ، ولا عقيل.

آپ کا ننگے پاؤں چلنا، اور ستر تکبیریں کہنا، اور ان کی لحد میں لیٹ جانا، اور اپنا قمیص ان پر ڈالنا، اور ان سے آپ کا یہ کہنا: تمہارا بیٹا، تمہارا بیٹا، جعفر نہیں اور نہ عقیل۔

فقال (صلى الله عليه وآله) : أمَّا التأني في وضع أقدامي ورفعها في حال التشييع للجنازة فلكثرة ازدحام الملائكة ، وأما تكبيري سبعين تكبيرة فإنها صلَّى عليها سبعون صفّاً من الملائكة ، وأمَّا نومي في لحدها فإنّي ذكرت في حال حياتها ضغطة القبر فقالت : واضعفاه ، فنمت في لحدها لأجل ذلك حتى كفيتها ذلك ، وأمَّا تكفيني لها بقميصي فإني ذكرت لها في حياتها القيامة وحشر الناس عراة فقالت : واسوأتاه ، فكفَّنتها به لتقوم يوم القيامة مستورة ، وأمَّا قولي لها : ابنك ، ابنك ، لا جعفر ، ولا عقيل فإنها لمَّا نزل عليها الملكان وسألاها عن ربِّها فقالت : الله ربي ، وقالا : من نبيُّك ؟ قالت : محمّد نبيّي ، فقالا : من وليُّك وإمامك ؟ فاستحيت أن تقول : ولدي ، فقالت لها : قولي : ابنك علي ابن أبي طالب (عليه السلام) ، فأقرَّ الله بذلك عينها [1]

تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: رہا جنازے کی تشییع کے وقت میرا قدم رکھنے اور اٹھانے میں تامل تو یہ فرشتوں کی کثیر ازدحام کی وجہ سے تھا، اور رہا میرا ستر تکبیریں کہنا تو اس لیے کہ ان پر فرشتوں کی ستر صفوں نے نماز پڑھی، اور رہا میرا ان کی لحد میں لیٹنا تو میں نے ان کی زندگی میں قبر کی فشار کا ذکر کیا تھا تو انہوں نے کہا تھا: ہائے میری کمزوری، تو میں اسی لیے ان کی لحد میں لیٹا تاکہ میں ان سے یہ چیز دور کر دوں، اور رہا میرا انہیں اپنے قمیص میں کفنانا تو میں نے ان کی زندگی میں قیامت اور لوگوں کے برہنہ حشر ہونے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ہائے میری شرمساری، تو میں نے انہیں اس میں کفنایا تاکہ وہ قیامت کے دن ستر پوشیدہ حالت میں اٹھیں، اور رہا میرا ان سے یہ کہنا: تمہارا بیٹا، تمہارا بیٹا، جعفر نہیں اور نہ عقیل، تو جب ان پر دونوں فرشتے اترے اور ان سے ان کے رب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اللہ میرا رب ہے، اور انہوں نے کہا: تمہارا نبی کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: محمد میرے نبی ہیں، پھر انہوں نے کہا: تمہارا ولی اور امام کون ہے؟ تو وہ شرمائیں کہ یہ کہیں: میرا بیٹا، تو میں نے ان سے کہا: کہہ دو: تمہارا بیٹا علی ابن ابی طالب (علیہ السلام)، تو اللہ نے اس سے ان کی آنکھ ٹھنڈی کر دی۔

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 6/241.

.

واعلم أيُّها الموالي ـ ثبَّتنا الله وإياك على موالاتهم والبراءة من أعدائهم ـ أن بعض الأخبار الشريفة تنصُّ على أن أهل البيت (عليهم السلام) حضروا بعض جنائز شيعتهم الموالين المخلصين لهم ، فمنهم شطيطة رضي الله تعالى عنها ، فقد روي أنها كانت امرأة مؤمنة محبّة لأهل البيت (عليهم السلام) ، وكانت في نيسابور ، ولمَّا بعثت شيعة نيسابور الأموال إلى الإمام موسى بن جعفر (عليه السلام) بعثت هي درهماً ، وشقّة خام من غزل يدها تساوي أربعة دراهم ، فقبل الإمام (عليه السلام) ما بعثته دون بقيَّة الأموال ، وقال للحامل : أبلغ شطيطة سلامي ، وأعطها هذه الصرّة ـ وكانت أربعين درهماً ـ ثمَّ قال : وأهديت لها شقّة من أكفاني من قطن قريتنا صيدا قرية فاطمة (عليها السلام) ، وغزل أختي حليمة رضي الله تعالى عنها [2]

اور جان لیجیے اے موالی – اللہ ہمیں اور آپ کو ان کی محبت پر اور ان کے دشمنوں سے براءت پر ثابت قدم رکھے – کہ بعض شریف روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت (علیہم السلام) اپنے مخلص موالی شیعوں کے بعض جنازوں میں حاضر ہوئے، ان میں سے شطیطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، روایت ہے کہ وہ ایک مومنہ خاتون تھیں جو اہل بیت (علیہم السلام) سے محبت رکھتی تھیں، اور نیشاپور میں رہتی تھیں، اور جب نیشاپور کے شیعہ نے امام موسیٰ بن جعفر (علیہ السلام) کی طرف اموال بھیجے تو انہوں نے ایک درہم اور ایک خام کپڑے کا ٹکڑا بھیجا جو ان کے ہاتھ کی بنی ہوئی تھی جس کی مالیت چار درہم تھی، تو امام (علیہ السلام) نے ان کا بھیجا ہوا قبول کر لیا باقی اموال کے بغیر، اور لے جانے والے سے فرمایا: شطیطہ کو میرا سلام پہنچا دینا، اور انہیں یہ تھیلی دے دینا – اور اس میں چالیس درہم تھے – پھر فرمایا: اور میں نے انہیں اپنے کفن کا ایک ٹکڑا تحفے میں بھیجا ہے جو ہماری بستی صیدا یعنی فاطمہ (علیہا السلام) کی بستی کے کپاس کا ہے، اور میری بہن حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کاتا ہوا ہے۔

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/411 ، الكنى والألقاب ، القمي : 1/267 ـ 268.

وفي رواية ابن حمزة الطوسي عليه الرحمة في الثاقب قال : وأقامت شطيطة تسعة عشر يوماً ، وماتت رحمها الله ، فتزاحمت الشيعة على الصلاة عليها ، فرأيت أبا الحسن (عليه السلام) على نجيب ، فنزل عنه وأخذ بخطامه ، ووقف يصلي عليها مع القوم ، وحضر نزولها إلى قبرها ، ونثر في قبرها من تراب قبر أبي عبدالله الحسين (عليه السلام) ، فلمّا فرغ من أمرها ركب البعير ، وألوى برأسه نحو البريّة ، وقال : عرِّف أصحابك واقرأهم عنّي السلام ، وقل لهم : إنني ومن جرى مجراي من أهل البيت لابدَّ لنا من حضور جنائزكم في أيِّ بلد كنتم ، فاتقوا الله في أنفسكم ، وأحسنوا الأعمال لتعينونا على خلاصكم ، وفكِّ رقابكم من النار.

اور ابن حمزہ طوسی علیہ الرحمہ کی ثاقب میں روایت ہے کہ: اور شطیطہ انیس دن زندہ رہیں، پھر رحمہا اللہ فوت ہو گئیں، تو شیعہ ان پر نماز پڑھنے کے لیے ازدحام کرنے لگے، تو میں نے ابو الحسن (علیہ السلام) کو ایک نجیب (اونٹ) پر دیکھا، آپ اس سے نیچے اترے اور اس کی مہار پکڑلی، اور لوگوں کے ساتھ ان پر نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے، اور ان کی قبر میں نازل ہونے کے وقت حاضر ہوئے، اور ان کی قبر میں ابی عبد اللہ الحسین (علیہ السلام) کی قبر کی خاک سے چھڑکا، پھر جب ان کے امر سے فارغ ہوئے تو اونٹ پر سوار ہوئے، اور اپنا سر بیابان کی طرف موڑا، اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو پہچنوا دینا اور ان سے میری طرف سے سلام پڑھنا، اور ان سے کہنا: بے شک مجھے اور میرے جیسے اہل بیت کو تمہارے جنازوں میں حاضر ہونا ضروری ہے خواہ تم کسی بھی شہر میں ہو، تو اللہ سے ڈرو اپنے نفسوں کے بارے میں، اور نیک اعمال کرو تاکہ تم ہماری مدد کرو تمہاری خلاصی اور تمہاری گردنوں کو آگ سے نجات دلانے میں۔

قال أبو جعفر : فلمَّا ولَّى (عليه السلام) عرَّفت الجماعة ، فرأوه وقد بَعُدَ والنجيب يجري به ، فكادت أنفسهم تسيل حزناً؛ إذ لم يتمكَّنوا من النظر إليه [1]

ابو جعفر نے کہا: پھر جب آپ (علیہ السلام) پلٹے تو میں نے جماعت کو پہچنوایا، تو انہوں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دور ہو چکے تھے اور نجیب (اونٹ) آپ کو لے کر تیزی سے جا رہا تھا، تو غم سے ان کے جانیں نکلنے لگیں کیونکہ وہ آپ کو دیکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔

[1] الثاقب في المناقب ، ابن حمزة الطوسي : 445 ـ 446.

.

ومنهم سلمان الفارسي رضوان الله تعالى عنه ، حضره أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وهو خبر مشهور ، وروي أن الخليفة المستنصر العباسي خرج يوماً إلى زيارة قبر سلمان الفارسي سلام الله عليه ، ومعه السيّد عز الدين ابن الأقساسي ، فقال له الخليفة في الطريق : إن من الأكاذيب ما يرويه غلاة الشيعة من مجيء علي بن أبي طالب (عليه السلام) من المدينة إلى المدائن لمّا توفِّي سلمان ، وتغسيله إيّاه ومراجعته في ليلته إلى المدينة ، فأجابه ابن الأقساسي بالبديهة بقوله :

اور ان میں سے سلمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، ان کے پاس امیر المؤمنین (علیہ السلام) حاضر ہوئے، اور یہ مشہور خبر ہے، اور روایت ہے کہ خلیفہ مستنصر عباسی ایک دن سلمان فارسی سلام اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لیے نکلے، اور ان کے ساتھ سید عز الدین ابن اقساسی تھے، تو خلیفہ نے راستے میں ان سے کہا: بے شک غالی شیعہ جھوٹی باتیں روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) مدینہ سے مدائن تشریف لائے جب سلمان فوت ہوئے، اور انہوں نے انہیں غسل دیا اور اپنی ہی رات میں مدینہ واپس چلے گئے، تو ابن اقساسی نے بدیہی طور پر اپنے اشعار سے جواب دیا:

أنكرتَ ليلةَ إذْ صار الوصيُّ أرضِ المدائنِ لمَّا أَنْ لَهَا طَلَبَا
وَغَسَّلَ الطُّهْرَ سَلْماناً وَعَادَ إلى عِرَاصِ يَثْرِبَ والإصباحُ مَا وَجَبَا
وقلتَ : ذلك من قولِ الغُلاةِ وَمَا ذَنْبُ الغُلاةِ إذَا لَمْ يُورِدوا كَذِبا ؟
فَآصِفٌ قَبْلَ رَدِّ الطَّرْفِ من سَبَأٍ بِعَرْشِ بلقيسَ وَافَى يَخْرُقُ الحُجُبا
فأنت في آصف لَمْ تَغْلُ فيه بلى في (حَيْدَر) أَنَا غَال إنَّ ذَا عجبا

تم نے اس رات کا انکار کیا جب وصی مدائن کی
سرزمین پر پہنچے جب کہ اسے طلب ہوا
اور پاکیزہ سلمان کو غسل دیا اور یثرب کی زمین پر واپس
آئے اور صبح نہیں ہوئی تھی
اور تم نے کہا: یہ غالیوں کا قول ہے اور غالیوں کا کیا
قصور اگر انہوں نے جھوٹ نہیں بولا؟
تو آصف نے نظر پلٹنے سے پہلے سبا سے بلقیس کا تخت
لے آیا اور پردوں کو چاک کر دیا
تو تم آصف میں غلو نہیں کرتے بلکہ حیدر میں میں غالی
ہوں بے شک یہ عجیب ہے

إن كان أَحْمَدُ خَيْرَ المرسلينَ فَذَا
خَيْرُ الوصيِّين أَوْ كُلُّ الحديثِ هبا [1]

الغدير ، الشيخ الأميني : 5/14 ـ 15 ، مجالس المؤمنين : 212.

اگر احمد افضل المرسلین ہیں تو یہ خیر الوصیین ہیں ورنہ تمام حدیث بے معنی ہے

وقال الأُزري عليه الرحمة :

مَنْ تَوَلَّى تغسيلَ سَلْمَانَ إلاَّ ذَاتُ قُدْس تَقَدَّسَتْ أسماها
ليلةٌ قَدْ طَوَى بها الأَرْضَ طيّاً إذْ نَأَتْ دَارُهُ وَشَطَّ مَدَاها [2]

الأزرية ، الشيخ الأزري : 79 ـ 80.

اور ازری علیہ الرحمہ نے کہا:

سلمان کو غسل دینے والا کون آیا سوائے اس ذات پاک کے جن کے نام پاک ہیں
ایک رات جس میں انہوں نے زمین کو سمیٹا جب کہ ان کا گھر دور تھا اور اس کی مسافت لمبی تھی

روى ابن شهر آشوب عليه الرحمة ، عن جابر الأنصاري قال : صلَّى بنا أمير المؤمنين (عليه السلام) صلاة الصبح ، ثمَّ أقبل علينا فقال : معاشر الناس ، أعظم الله أجركم في أخيكم سلمان ، فقالوا في ذلك ، فلبس عمامة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ودرَّاعته ، وأخذ قضيبه وسيفه ، وركب على العضباء ، وقال لقنبر : عدّ عشراً ، قال : ففعلت فإذا نحن على باب سلمان ، قال زاذان : فلمَّا أدركت سلمان الوفاة قلت له : من المغسِّل لك ؟ قال : من غسَّل رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقلت : إنك بالمدائن وهو بالمدينة ، فقال : يا زاذان ، إذا شددت لحييَّ تسمع الوجبة ، فلمّا شددت لحييه سمعت الوجبة ، وأدركت الباب فإذا أنا بأمير المؤمنين (عليه السلام) ، فقال : يا زاذان ، قضى أبو عبدالله سلمان ؟ قلت : نعم يا سيدي ، فدخل وكشف الرداء عن وجهه ، فتبسَّم سلمان إلى أمير المؤمنين (عليه السلام) فقال له : مرحباً يا أبا عبدالله ، إذا لقيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقل له ما مرَّ على أخيك من قومك ، ثمَّ أخذ في تجهيزه ، فلمَّا صلَّى عليه كنّا نسمع من أمير المؤمنين (عليه السلام) تكبيراً شديداً ، وكنت رأيت معه رجلين ، فقال : أحدهما جعفر أخي ، والآخر الخضر (عليهما السلام) ، ومع كل واحد منهما سبعون صفّاً من الملائكة ، في كلّ صف ألف ألف ملك [3]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب 2/131 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 22/372 ح 10.

ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے ہمیں نماز صبح پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو، اللہ تمہارے بھائی سلمان کے بارے میں تمہارے اجر کو عظیم کرے۔ لوگوں نے اس بارے میں بات کی، تو آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا عمامہ اور قبا پہنی، آپ کی چھڑی اور تلوار لی، عضباء (اونٹنی) پر سوار ہوئے، اور قنبر سے کہا: دس گن لو۔ قنبر نے کہا: میں نے ایسا کیا تو ہم سلمان کے دروازے پر تھے۔ زاذان نے کہا: جب سلمان کو وفات کا وقت آیا تو میں نے ان سے کہا: آپ کو غسل کون دے گا؟ انہوں نے کہا: وہ جس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو غسل دیا۔ میں نے کہا: آپ مدائن میں ہیں اور وہ مدینہ میں ہیں۔ انہوں نے کہا: اے زاذان، جب تم میری داڑھیاں باندھو گے تو آواز سنو گے۔ جب میں نے ان کی داڑھیاں باندھیں تو میں نے آواز سنی، اور دروازے پر پہنچا تو امیر المؤمنین (علیہ السلام) موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: اے زاذان، ابو عبداللہ سلمان کا انتقال ہو گیا؟ میں نے کہا: جی ہاں اے میرے آقا۔ آپ اندر تشریف لائے اور ان کے چہرے سے چادر ہٹائی، تو سلمان امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی طرف مسکرائے۔ آپ نے فرمایا: خوش آمدید اے ابو عبداللہ، جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ملو تو ان سے کہنا کہ تمہاری قوم کی طرف سے تمہارے بھائی پر کیا گزری۔ پھر آپ نے ان کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔ جب آپ نے نماز پڑھائی تو ہم امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے سخت تکبیریں سنتے تھے۔ میں نے آپ کے ساتھ دو آدمی دیکھے تھے۔ آپ نے فرمایا: ایک میرے بھائی جعفر ہیں اور دوسرے خضر (علیہما السلام) ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ فرشتوں کی ستر صفیں ہیں، ہر صف میں دس لاکھ فرشتے ہیں۔

وجاء في رواية شاذان بن جبرئيل القمي عليه الرحمة في موت سلمان (رضي الله عنه)

اور شاذان بن جبرئیل قمی علیہ الرحمہ کی روایت میں سلمان (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بارے میں آیا ہے:

قال : قال الأصبغ بن نباتة : فبينا نحن كذلك إذ أتى رجل على بغلة شهباء متلثّماً ، فسلّم علينا فرددنا السلام عليه ، فقال : يا أصبغ ، جدّوا في أمر سلمان ، فأخذنا في أمره ، فأخذ معه حنوطاً وكفناً فقال : هلمّوا ، فإن عندي ما ينوب عنه ، فأتيناه بماء ومغسل ، فلم يزل يغسّله بيده حتى فرغ ، وكفّنه وصلّينا عليه ودفنّاه ولحدّه بيده ، فلمّا فرغ من دفنه وهمَّ بالانصراف تعلّقنا به وقلنا له : من أنت ؟ فكشف لنا عن وجهه (عليه السلام) فسطع النور من ثناياه كالبرق الخاطف ، فإذا هو أمير المؤمنين ، فقلت له : يا أمير المؤمنين ، كيف كان مجيئك ؟ ومن أعلمك بموت سلمان ؟

اصبغ بن نباتہ نے کہا: ہم اسی حال میں تھے کہ ایک شخص سفید خچر پر سوار ہو کر آیا جو لثام کیے ہوئے تھا، اس نے ہمیں سلام کیا تو ہم نے اس کا جواب دیا۔ اس نے کہا: اے اصبغ، سلمان کے معاملے میں جلدی کرو۔ ہم ان کے معاملے میں مشغول ہوئے، تو اس نے اپنے ساتھ حنوط اور کفن لایا اور کہا: لاؤ، میرے پاس جو کچھ ہے وہ کافی ہے۔ ہم اس کے پاس پانی اور غسل خانہ لائے، تو وہ اپنے ہاتھ سے انہیں غسل دیتے رہے یہاں تک کہ فارغ ہوئے، انہیں کفن پہنایا اور ہم نے ان پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کیا اور اپنے ہاتھ سے لحد بنائی۔ جب دفن سے فارغ ہوئے اور واپس جانے کا ارادہ کیا تو ہم نے انہیں پکڑ لیا اور کہا: آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے اپنا چہرہ ہم پر کھولا اور ان کے دانتوں سے بجلی کی طرح نور چمکا، تو وہ امیر المؤمنین تھے۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین، آپ کیسے آئے؟ اور سلمان کی وفات کی آپ کو کس نے خبر دی؟

قال : فالتفت (عليه السلام) إليّ وقال : آخذ عليك يا أصبغ عهد الله وميثاقه أنك لا تحدِّث بها أحداً ما دمت في دار الدنيا ، فقلت : يا أمير المؤمنين ، أموت قبلك ؟ فقال (عليه السلام) : لا يا أصبغ ، بل يطول عمرك ، قلت له : يا أمير المؤمنين ، خذ عليّ عهداً وميثاقاً ـ فإني لك سامع مطيع ـ أني لا أحدِّث به أحداً حتى يقضي الله من أمرك ما يقضي ، وهو على كل شيء قدير.

آپ (علیہ السلام) نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے اصبغ، میں تم سے اللہ کا عہد و میثاق لیتا ہوں کہ تم دنیا میں رہتے ہوئے کسی کو یہ بات نہیں بتاؤ گے۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین، کیا میں آپ سے پہلے مر جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں اے اصبغ، بلکہ تمہاری عمر لمبی ہوگی۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین، مجھ سے عہد و میثاق لے لیں – کیونکہ میں آپ کا سننے والا اور فرمانبردار ہوں – کہ میں کسی کو یہ بات نہیں بتاؤں گا یہاں تک کہ اللہ آپ کے بارے میں جو فیصلہ کرنا ہے کر دے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فقال : يا أصبغ ، بذا عَهِد إليّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، إني قد صلّيت هذه الساعة بالكوفة ، وقد خرجت أريد منزلي ، فلمّا وصلت إلى منزلي اضطجعت ، فأتاني آت في منامي وقال : يا عليّ ، إن سلمان قد قضى ، فركبت بغلتي وأخذت معي ما يصلح للموتى ، فجعلت أسير ، فقرَّب الله لي البعيد ، فجئت كما تراني ، وبهذا أخبرني رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ إنه دفنه وواراه فلم أدر أصعد إلى السماء أم في الأض نزل ، فأتى المدينة والمنادي ينادي لصلاة المغرب ، فحضر عليٌّ عندهم في المسجد [1]

آپ نے فرمایا: اے اصبغ، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے یہی وصیت کی تھی۔ میں نے اس وقت کوفہ میں نماز پڑھی اور اپنے گھر کی طرف نکلا۔ جب اپنے گھر پہنچا تو لیٹ گیا، تو خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہا: اے علی، سلمان کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی خچر پر سواری کی اور اپنے ساتھ میت کے لیے جو کچھ ضروری تھا لے لیا، اور چل پڑا۔ اللہ نے میرے لیے دور کو قریب کر دیا، تو میں آیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے اسی کی خبر دی تھی۔ پھر آپ نے انہیں دفن کیا اور ان کو مٹی میں چھپا دیا، تو مجھے معلوم نہ ہوا کہ آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں اترے۔ پھر مدینہ آئے تو منادی نماز مغرب کی اذان دے رہا تھا، اور علی (علیہ السلام) مسجد میں ان کے پاس حاضر ہوئے۔

الفضائل ، شاذان بن جبرئيل القمي : 91 ـ 92.

.

يا أمير المؤمنين! يعزّ علينا ـ معشر المحبين ـ أن توافي سلمان من المدينة إلى المدائن ، وتغسّله بيدك وتحنّطه وتكفّنه وتدفنه ، ويبقى ولدك الحسين طريحاً جريحاً ، ملقىً على الرمضاء بلا غسل ولا كفن ثلاثة أيام. ولقائل أن يقول : إن لم

اے امیر المؤمنین ! ہم عاشقوں کی جماعت پر یہ بات بھاری ہے کہ آپ مدینہ سے مدائن تک سلمان کے پاس تشریف لے گئے، اپنے ہاتھ سے انہیں غسل دیا، حنوط لگایا، کفن پہنایا اور دفن کیا، اور آپ کے فرزند حسین زخمی اور زمین پر پڑے رہے، گرم ریت پر بغیر غسل اور کفن کے تین دن پڑے رہے۔ اور کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے: اگر امیر المؤمنین (علیہ السلام) حاضر نہ ہوئے تو

يحضره أمير المؤمنين (عليه السلام) فقد حضره ولده السجّاد زين العابدين (عليه السلام) ، لكن ما غسّله ، ولا كفّنه ، ولا حنّطه ، بل اكتفى بدلا عن ذلك بدارية حمل عليها جسد أبيه الحسين (عليه السلام) [1]

ان کے فرزند سجاد زین العابدین (علیہ السلام) حاضر تھے، لیکن انہوں نے انہیں نہ غسل دیا، نہ کفن پہنایا، نہ حنوط لگایا، بلکہ اس کے بدلے ایک چٹائی پر اپنے والد حسین (علیہ السلام) کا جسم اٹھا کر لے گئے۔ اور شفیعی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

شجرة طوبى ، الحائري : 74.

ولله درّ الشفهيني عليه الرحمة إذ يقول :

يَا مَنْ إِذَا عُدَّت مَنَاقِبُ غيرِهِ رجحت مَنَاقِبُه وكان الأفضلا
إنّي لأَعْذُرُ حاسديك عَلَى الذي أَوْلاكَ ربُّك ذو الجَلاَلِ وفضَّلا
إنْ يَحْسُدُوك على عُلاَك فإنَّما مُتَسَافِلُ الدَّرَجَاتِ يَحْسُدُ مَنْ عَلا
إحياؤُك الموتى وَنُطْقُكَ مُخْبِراً بِالغائباتِ عَذَرْتُ فيك لمن غَلاَ
وَبَرَدُّكَ الشَّمْسَ المنيرةَ بَعْدَ مَا أَفَلَتْ وقد شَهِدَتْ بِرَجْعَتِها المَلاَ
وَنُفُوذُ أَمْرِكَ في الفُرَاتِ وَقَدْ طَمَا مَدّاً فأَصبحَ مَاؤُه مُسْتَسْفِلا
وبليلة نَحْوَ المدائنِ قاصداً فيها لسلمان بُعِثْتَ مُغَسِّلا
وَقَضِيَّةُ الثُّعْبَانِ حين أَتاكَ في إيضاحِ كَشْفِ قضيَّة لن تُعْقَلا
فَحَلَلْتَ مُشْكِلَها فَآبَ لِعِلْمِهِ فَرِحاً وقد فَصَّلْتَ فيها الْمُجْمَلا
والليثُ يومَ أَتاكَ حينَ دَعَوْتَ في عُسْرِ الَمخَاضِ لِعُرْسِه فَتَسَهَّلا
وعلوتَ من فَوْقِ البِسَاطِ مُخَاطِباً أَهْلَ الرقيمِ فخاطبوكَ معجَّلا
أَمْخَاطِبَ الأَذْيَابِ في فَلَوَاتِها وَمُكلِّمَ الأمواتِ في رَمْسِ البِلَى
يا ليتَ في الأحياءِ شَخْصَكَ حَاضِرٌ وحسينُ مطروحٌ بعَرْصَةِ كربلا
عُرْيَانُ يكسوه الصعيدُ مَلاَبِساً أفديه مَسْلُوبَ اللِّبَاسِ مُسَرْبَلا
مُتَوسِّداً حَرَّ الصُّخُورِ مُعَفَّراً بِدِمَائِهِ تَرِبَ الجبينِ مُرَمَّلا
ظَمْآنَ مَجْرُوحَ الجَوَارِحِ لم يَجِدْ مما سِوى دَمِه المبدَّدِ مَنْهَلا
وَلِصَدْرِهِ تَطَأُ الخُيُولُ وَطَالَما بسريرِهِ جبريلُ كان موكَّلا [2]

الغدير ، الشيخ الأميني : 6/388 ـ 389.

اے وہ ذات جب دوسروں کی خوبیاں گنی جائیں
تو آپ کی خوبیاں بھاری رہیں اور آپ افضل ہوں
میں آپ پر حسد کرنے والوں کو معذور سمجھتا ہوں اس
پر
جو صاحب جلال رب نے آپ کو عطا کیا اور آپ کو
فضیلت دی
اگر وہ آپ کی بلندی پر حسد کریں تو
نچلے درجات والا اوپر والے سے حسد کرتا ہے
آپ کا مردوں کو زندہ کرنا اور غائب باتوں کی خبر دینا
میں نے آپ میں غلو کرنے والے کو معذور سمجھا
اور آپ کا سورج کو واپس لانا اس کے بعد کہ
وہ غروب ہو گیا اور اس کی واپسی کی مخلوق نے گواہی
دی
اور فرات میں آپ کے حکم کا نافذ ہونا جب وہ امڈ آیا
بہتا ہوا تو اس کا پانی نیچا ہو گیا
اور اس رات کا جب آپ مدائن کی طرف
سلمان کو غسل دینے کے لیے بھیجے گئے
اور سانپ کا واقعہ جب آپ کے پاس آیا
ایک معاملے کو واضح کرنے میں جو سمجھ میں نہیں آتا
تھا
تو آپ نے اس کی مشکل حل کر دی اور وہ خوش ہو
کر واپس گیا
اور آپ نے اس میں مجمل کو تفصیل سے بیان کیا
اور شیر کا وہ دن جب آپ کے پاس آیا جب آپ نے
دعا کی
اس کی بیوی کے مشکل وضع حمل میں تو وہ آسان ہو

گیا
اور آپ بساط کے اوپر سے بلند ہوئے اور خطاب کیا
اہل رقیم سے تو انہوں نے جلدی سے آپ سے گفتگو کی
اے بیابانوں میں بھیڑیوں سے گفتگو کرنے والے
اور قبروں میں مردوں سے بات کرنے والے
کاش زندوں میں آپ کی ذات حاضر ہوتی
جب کہ حسین کربلا کے میدان میں پڑے ہیں
ننگے، زمین انہیں لباس پہنا رہی ہے
میں ان پر قربان ہوں جو کپڑوں سے محروم تھے
گرم پتھروں پر سر رکھے ہوئے
اپنے خون میں لت پت، پیشانی مٹی میں ملی ہوئی
پیاسے، اعضاء زخمی، انہیں نہیں ملا
اپنے بکھرے ہوئے خون کے سوا کوئی چشمہ
اور ان کے سینے پر گھوڑے روند رہے ہیں اور کتنی بار
ان کے بستر پر جبرئیل مقرر تھے

المجلس الخامس ، من اليوم الثالث عشر

خصائص الدفن عن أمير المؤمنين (عليه السلام)

قال الشيخ بن أبي الحسن الديلمي في كتاب إرشاد القلوب : روي عن أبي عبدالله (عليه السلام) أنه قال : الغريّ قطعة من الجبل الذي كلَّم الله عليه موسى تكليماً ، وقدَّس عليه عيسى تقديساً ، واتّخذ عليه إبراهيم خليلا ، ومحمداً (صلى الله عليه وآله) حبيباً ، وجعله للنبيين مسكناً.

وروي أن أمير المؤمنين (عليه السلام) نظر إلى ظهر الكوفة فقال : ما أحسن منظرك! وأطيب قعرك! اللهم اجعل قبري بها [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 97/232.

.

وروي عن أبي عبدالله (عليه السلام) أنه قال : بين قبره والكوفة دار السلام ، محشر أرواح المؤمنين ، وكأني بأناس منهم على منابر من نور يتنعَّمون إلى يوم القيامة [2]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 75.

.

تیرہویں دن کی پانچویں مجلس

امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے دفن کی خصوصیات

شیخ ابن ابی الحسن دیلمی نے کتاب ارشاد القلوب میں کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: غری اس پہاڑ کا ایک ٹکڑا ہے جس پر اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا، اور عیسیٰ نے اس پر تقدیس کی، اور ابراہیم نے اسے خلیل بنایا، اور محمد (صلی اللہ علیہ وآل) کو حبیب بنایا، اور اسے نبیوں کے لیے مسکن بنایا۔

اور روایت ہے کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے کوفہ کی پشت کی طرف دیکھا اور فرمایا: تیرا منظر کتنا خوبصورت ہے! اور تیری زمین کتنی پاکیزہ ہے! اے اللہ، میری قبر کو اسی میں قرار دے۔

اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ان کی قبر اور کوفہ کے درمیان دار السلام ہے، مومنوں کی ارواح کا محشر ہے، اور گویا میں ان میں سے کچھ لوگوں کو نور کے منبروں پر دیکھ رہا ہوں جو قیامت کے دن تک نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔

وروى إبراهيم بن محمد الثقفي ، عن عبدالله بن حازم قال : خرجنا يوماً مع الرشيد من الكوفة وهو يتصيَّد ، فصرنا إلى ناحية الغريّين والثوية ، فرأينا ظباءاً ، فأرسلنا عليها الصقور والكلاب ، فحاولتها ساعة ثم لجأت الظباء إلى أكمة فوقفت عليها ، فرجعت الصقور ناحية من الأكمة ، ورجعت الكلاب ، فتعجَّب الرشيد.

اور ابراہیم بن محمد ثقفی نے عبداللہ بن حازم سے روایت کی، انہوں نے کہا: ایک دن ہم رشید کے ساتھ کوفہ سے نکلے، وہ شکار کر رہا تھا، پھر ہم غربین اور ثویہ کی طرف پہنچے، تو ہم نے ہرنوں کو دیکھا، ہم نے ان پر باز اور کتے چھوڑے، انہوں نے کچھ دیر تک ان کا پیچھا کیا، پھر ہرن ایک ٹیلے کی طرف بھاگے اور اس پر کھڑے ہو گئے، تو باز ٹیلے کی طرف سے واپس آ گئے، اور کتے بھی واپس آ گئے، رشید نے تعجب کیا۔

ثم إن الظباء هبطت من الأكمة ، فسقطت الصقور والكلاب ، فرجعت الظباء إلى الأكمة ، فتراجعت عنها الكلاب والصقور ، ففعلت ذلك ثلاثاً ، فقال هارون : اركضوا ، فمن لقيتموه فأتوني به ، فأتيناه بشيخ من بني أسد ، فقال له الرشيد : ما

پھر ہرن ٹیلے سے نیچے اترے، تو باز اور کتے ان پر جھپٹے، پھر ہرن ٹیلے کی طرف واپس آ گئے، تو کتے اور باز ان سے پیچھے ہٹ گئے، انہوں نے یہ تین بار کیا، تو ہارون نے کہا: دوڑو، جو بھی تمہیں ملے اسے میرے پاس لاؤ، پھر ہم بنی اسد کے ایک بزرگ کو اس کے پاس لائے، رشید نے ان سے کہا: یہ

هذه الأكمة ؟ قال : إن جعلت لي الأمان أخبرتك ، فأعطاه الأمان ، قال : حدَّثني أبي عن آبائه أن هذه الأكمة قبر علي بن أبي طالب (عليه السلام) جعله الله حرماً ، لا يأوي إليه شيء إلاّ أمن [1]

ٹیلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اگر آپ مجھے امان دیں تو میں آپ کو بتاؤں، تو اس نے انہیں امان دے دی، انہوں نے کہا: میرے والد نے اپنے آباء سے مجھے بتایا کہ یہ ٹیلہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی قبر ہے، اللہ نے اسے حرم بنایا ہے، کوئی چیز اس کی پناہ میں نہیں آتی مگر وہ محفوظ ہو جاتی ہے۔

الغارات ، إبراهيم بن محمد الثقفي : 2/862.

.

وفي ذلك يقول بعض الشعراء :

اور اس میں بعض شعراء نے کہا ہے:

يا برقُ إن جئت الغري فقل له أتراك تعلم من بأرضِك مودعَ
فيك ابنُ عمران الكليم وبعده عيسى يقفيه وأحمد يتبعُ
بل فيك نورُ الله جلَّ جلاله لذوي البصائر يستشفُ ويلمعُ
فيك الإمام المرتضى فيك الوصي المجتبى فيك البطينُ الأنزعُ
هذا ضميرُ العالمِ الموجودِ من عدم وسرُ وجودهِ المستودَعُ
هذي الإمامة لا يقومُ بحملِها خلقاء هابطة وأطلس أرفعُ
تأبى الجبال الشم عن تقليدها وتضجُ تيهاء وتشفق برقعُ
هذا هو النورُ الذي عذباتهُ كانت بغرةِ آدم تتطلعُ
ما العالَمُ العلوي إلاّ تربةُ كانت لجثتهِ الشريفةِ موضعُ [2]

اے بجلی ! اگر تو غری میں جائے تو اس سے کہہ دینا
کیا تو جانتا ہے کہ تیری زمین میں کون دفن ہے
تم میں ابن عمران کلیم ہیں اور ان کے بعد
عیسیٰ ان کی پیروی کرتے ہیں اور احمد ان کے پیچھے
آتے ہیں
بلکہ تم میں اللہ کا نور ہے، جلیل القدر
بصیرت والوں کے لیے جو شفا پاتا اور چمکتا ہے
تم میں امام مرتضیٰ ہیں، تم میں وصی
مجتبیٰ ہیں، تم میں بطین انزع ہیں
یہ موجود عالم کا باطن ہے جو
عدم سے وجود میں آیا اور اس کے وجود کا سپرد کیا ہوا
راز ہے
یہ امامت ہے، اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا
کوئی گرنے والا اور نہ کوئی بلند پہاڑ
بلند پہاڑ اسے قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں
صحرا چیخ اٹھتے ہیں اور برقع خوفزدہ ہو جاتی ہیں
یہ وہ نور ہے جس کی لٹیں
آدم کی پیشانی میں جھلملا رہی تھیں
عالم علوی کیا ہے سوائے اس مٹی کے
جو ان کے شریف جسم کے لیے موضع تھی

الهاشميات والعلويات ، قصائد الكميت وابن أبي الحديد : 136 ـ 139 ، وفيات الأئمة (عليهم السلام) من علماء البحرين والقطيف : 78.

قال الديلمي عليه الرحمة : ومن خواصّ تربته (عليه السلام) إسقاط عذاب القبر ، وترك محاسبة منكر ونكير للمدفون هناك ، كما وردت به الأخبار الصحيحة عن أهل البيت (عليهم السلام) [3]

دیلمی علیہ الرحمہ نے کہا: اور ان (علیہ السلام) کی مٹی کی خصوصیات میں سے عذاب قبر کا ساقط ہونا ہے، اور وہاں دفن ہونے والے کے لیے منکر نکیر کے سوال کا چھوٹ جانا ہے، جیسا کہ اہل بیت (علیہم السلام) سے صحیح اخبار میں وارد ہوا ہے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 97/232 ، مدينة المعاجز ، السيد هاشم البحراني : 3/133 ح 792.

.

قال الشيخ محمد حسن الجواهري عليه الرحمة بعدما نقل الخبر المذكور آنفاً : وفي بالي أني سمعت من بعض مشايخي ناقلا له عن المقداد أنه قال : قد تواترت الأخبار أن الدفن في سائر مشاهد الأئمة (عليهم السلام) مسقط لسؤال منكر

شیخ محمد حسن جواہری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا خبر نقل کرنے کے بعد کہا: اور میرے ذہن میں ہے کہ میں نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا جو مقداد سے نقل کر رہے تھے کہ انہوں نے کہا: اخبار متواتر ہیں کہ ائمہ (علیہم السلام) کے تمام مقامات میں دفن ہونا منکر

ونكير [1]

اور نکیر کے سوال کو ساقط کر دیتا ہے۔

جواهر الكلام ، الجواهري : 4/346.

.

وروى الشيخ الكليني عليه الرحمة عن حبَّة العرني قال : خرجت مع أمير المؤمنين (عليه السلام) إلى الظهر ـ أي ظهر الكوفة ـ فوقف بوادي السلام كأنه مخاطب لأقوام ، فقمت بقيامه حتى أعييت ، ثمَّ جلست حتى مللت ، ثمَّ قمت حتى نالني مثل ما نالني أولا ، ثمَّ جلست حتى مللت ، ثمَّ قمت وجمعت ردائي ، فقلت : يا أمير المؤمنين ، إني أشفقت عليك من طول القيام فراحة ساعة.

اور شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے حبۃ العرنی سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ ظہر کی طرف نکلا—یعنی ظہر کوفہ—تو آپ وادی السلام میں ٹھہر گئے گویا آپ کچھ لوگوں سے مخاطب ہیں، میں آپ کے کھڑے ہونے کے ساتھ کھڑا رہا یہاں تک کہ تھک گیا، پھر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اکتا گیا، پھر کھڑا ہوا یہاں تک کہ مجھے وہی حال پہنچا جو مجھے پہلے پہنچا تھا، پھر بیٹھ گیا یہاں تک کہ اکتا گیا، پھر کھڑا ہوا اور اپنی چادر سمیٹی، پھر عرض کیا: اے امیر المؤمنین، آپ کے طویل کھڑے ہونے سے مجھے آپ پر شفقت آئی، تو کچھ دیر آرام فرما لیں۔

ثمَّ طرحت الرداء ليجلس عليه ، فقال لي : يا حبّة ، إن هو إلاّ محادثة مؤمن أو مؤانسته ، قال : قلت : يا أمير المؤمنين ، وإنهم لكذلك ؟ قال : نعم ، ولو كشف لك لرأيتهم حلقاً حلقاً محتبين يتحادثون ، فقلت : أجسام أم أرواح ؟ فقال : أرواح ، وما من مؤمن يموت في بقعة من بقاع الأرض إلاّ قيل لروحه : الحقي بوادي السلام ، وإنها لبقعة من جنة عدن.

پھر میں نے چادر بچھا دی تاکہ آپ اس پر بیٹھ جائیں، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے حبہ، یہ تو کسی مومن سے گفتگو یا اس کی مونس بنانا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین، کیا وہ واقعی ایسے ہیں؟ فرمایا: ہاں، اور اگر تمہارے لیے پردہ اٹھا دیا جائے تو تم انہیں حلقے حلقے بنا کر بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو کرتے دیکھو۔ میں نے عرض کیا: اجسام ہیں یا ارواح؟ تو فرمایا: ارواح ہیں، اور کوئی مومن نہیں جو زمین کے کسی خطے میں فوت ہو مگر اس کی روح سے کہا جاتا ہے: وادی السلام کی طرف چلی جاؤ، اور یہ جنت عدن کا ایک حصہ ہے۔

وعن أحمد بن عمر رفعه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قلت له : إن أخي ببغداد ، وأخاف أن يموت بها ، فقال : ما تبالي حيثما مات ، أما إنّه لا يبقى مؤمن شرق الأرض وغربها إلاّ حشر الله روحه إلى وادي السلام ، قلت له : وأين وادي السلام ؟ قال : ظهر الكوفة ، أما إنّي كأني بهم حلق حلق قعود يتحدَّثون [2]

اور احمد بن عمر سے مرفوعاً، حضرت ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، کہا: میں نے آپ سے عرض کیا: میرا بھائی بغداد میں ہے اور مجھے خوف ہے کہ وہاں فوت ہو جائے، تو فرمایا: تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا، جہاں بھی فوت ہو، یاد رکھو کہ کوئی مومن مشرق یا مغرب میں باقی نہیں رہتا مگر اللہ اس کی روح کو وادی السلام میں جمع فرما دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا: وادی السلام کہاں ہے؟ فرمایا: کوفہ کے پشت پر، یاد رکھو کہ گویا میں انہیں حلقے حلقے بیٹھے ہوئے گفتگو کرتے دیکھ رہا ہوں۔

الكافي ، الكليني : 3/243 ح 1 و2.

.

قال البرسي عليه الرحمة : روى الأصبغ بن نباتة أن أمير المؤمنين (عليه السلام) كان يجلس للناس في نجف الكوفة ، فقال يوماً لمن حوله : من يرى ما أرى ؟ فقالوا : وما ترى يا عين الله الناظرة في عباده ؟ فقال : أرى بعيراً يحمل جنازة ، ورجلا يسوقه ، ورجلا يقوده ، وسيأتيكم بعد ثلاث ، فلمّا كان اليوم الثالث قدم البعير والجنازة مشدودة عليه والرجلان معه ، فسلَّم على الجماعة ، فقال لهم أمير المؤمنين (عليه السلام) بعد

برسی علیہ الرحمہ نے کہا: اصبغ بن نباتہ نے روایت کی کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) نجف کوفہ میں لوگوں کے لیے بیٹھا کرتے تھے، ایک دن آپ نے اپنے گرد موجود لوگوں سے فرمایا: کون وہ دیکھتا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کی وہ آنکھ جو اپنے بندوں میں دیکھتی ہے، آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: میں ایک اونٹ دیکھ رہا ہوں جو جنازہ اٹھائے ہوئے ہے، ایک آدمی اسے ہانک رہا ہے اور ایک اسے آگے سے لے جا رہا ہے، اور وہ تین دن بعد تمہارے پاس آئے گا۔ جب تیسرا دن ہوا تو اونٹ آیا اور جنازہ اس پر بندھا ہوا تھا اور دونوں آدمی اس کے ساتھ تھے، انہوں نے جماعت کو سلام کیا، تو امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے ان کے جواب کے بعد

أن حيَّاهم : من أنتم ؟ من أنتم ؟ ومن أين أقبلتم ؟ ومن هذه الجنازة ؟ ولماذا قدمتم ؟ فقالوا : نحن من اليمن ، وأمَّا الميِّت فأبونا ، وإنه عند الموت أوصى إلينا فقال : إذا غسَّلتموني وكفَّنتموني وصلَّيتم عليَّ فاحملوني على بعيري هذا إلى العراق ، وادفنوني هناك بنجف أهل الكوفة.

فرمایا: تم کون ہو؟ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ یہ جنازہ کس کا ہے؟ اور کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم یمن سے ہیں، اور میت ہمارے والد ہیں، انہوں نے موت کے وقت ہمیں وصیت کی اور کہا: جب تم مجھے غسل دو، کفن پہناؤ اور مجھ پر نماز پڑھو تو مجھے میرے اونٹ پر عراق لے جاؤ، اور مجھے وہاں کوفہ کے لوگوں کے نجف میں دفن کرو۔

فقال لهما أمير المؤمنين (عليه السلام) : هل سألتماه لماذا ؟ فقالا : أجل قد سألناه ، فقال : يُدفن هناك رجل لو شفع في يوم العرض في أهل الموقف لشفّع فقام أمير المؤمنين (عليه السلام) وقال : صدق ، أنا والله ذلك الرجل ، أنا والله ذلك الرجل [1]

مدينة المعاجز ، السيّد هاشم البحراني : 3/134 ـ 135 ح 793 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 97/68 ح 5.

.

تو امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: کیا تم نے ان سے پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم نے پوچھا تو انہوں نے کہا: وہاں ایک شخص دفن ہوگا کہ اگر وہ روز عرض میں اہل موقف کی شفاعت کرے تو اس کی شفاعت قبول ہوگی۔ تو امیر المؤمنین (علیہ السلام) کھڑے ہو گئے اور فرمایا: سچ کہا، اللہ کی قسم میں وہی شخص ہوں، اللہ کی قسم میں وہی شخص ہوں۔

وروي عن القاضي بن بدر الهمداني الكوفي ـ وكان رجلا صالحاً ـ قال : كنت في جامع الكوفة ذات ليلة ، وكانت ليلة مطيرة ، فدقَّ باب مسلم بن عقيل (عليه السلام) جماعة ففتح لهم ، وذكر بعضهم أن معهم جنازة ، فأدخلوها وجعلوها على الصفة التي تجاه مسلم بن عقيل (عليه السلام) ، ثمَّ إن أحدهم نعس فرأى في منامه قائلا يقول لآخر : ما تبصره حتى نبصر هل لنا معه حساب ؟ وينبغي أن نأخذه منه عجلا قبل أن يتعدَّى الرصافة فما يبقى لنا معه طريق ، فانتبه وحكى لهم المنام ، فقال : خذوه عجلا ، فأخذوه ومضوا به في الحال إلى المشهد الشريف.

اور قاضی بن بدر الہمدانی الکوفی سے روایت ہے – اور وہ ایک صالح آدمی تھے – کہا: میں ایک رات جامع کوفہ میں تھا اور وہ بارش والی رات تھی، تو ایک جماعت نے مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے دروازے پر دستک دی، انہوں نے ان کے لیے کھولا، اور بعض نے ذکر کیا کہ ان کے ساتھ ایک جنازہ تھا، تو انہوں نے اسے اندر داخل کیا اور اسے اس چبوترے پر رکھا جو مسلم بن عقیل (علیہ السلام) کے سامنے تھا، پھر ان میں سے ایک کو اونگھ آئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا دوسرے سے کہہ رہا ہے: کیا تم نے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہم دیکھیں کہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی حساب ہے؟ اور ہمیں اسے جلدی لے لینا چاہیے اس سے پہلے کہ رصافہ کو عبور کر جائے، کیونکہ پھر اس کے ساتھ ہمارا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔ تو وہ جاگ گیا اور انہیں خواب سنایا، تو کہا: اسے جلدی لے لو، پس انہوں نے اسے لیا اور فوراً مشہد شریف کی طرف روانہ ہوئے۔

وروى جماعةٌ من صلحاء المشهد الشريف الغروي أنه رأى كل واحد من القبور التي في المشهد الشريف وظاهره قد خرج منه حبل ممتدّ متّصل بالقبّة الشريفة صلوات الله على مشرِّفها [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 87/232 ـ 233.

اور مشہد شریف غروی کے صالحین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے مشہد شریف اور اس کے باہر کی قبروں میں سے ہر قبر سے ایک رسی نکلتی ہوئی دیکھی جو گنبد شریف سے متصل تھی، اللہ کی صلوات ہوں اس کے مشرف پر، اور کیا خوب کہا ہے شعراء میں سے کسی نے:

ولله درّ من قال من الشعراء :

إذا مِتُّ فادفنّي مُجَاوِرَ حَيْدَر أبي شُبَّر أَكْرِمْ به وشبيرِ
فَتَىً لاَ يَخَافُ النَّارَ مَنْ كان جَارَهُ وَلاَ يختشي من مُنْكَر ونكيرِ
جِوَارَ عليٍّ فادفنوني فإنَّه أميري وَمِنْ حَرِّ الجحيم مُجيري

اگر میں مرجاؤں تو مجھے حیدر کے ہمسایہ میں دفن کرنا
ابو شبر، کتنے کریم ہیں وہ اور شبیر
وہ جوان جس کا ہمسایہ آگ سے نہیں ڈرتا
اور نہ منکر اور نکیر سے خوفزدہ ہوتا ہے
علی کی ہمسائیگی میں مجھے دفن کرو کیونکہ
وہ میرے امیر ہیں اور جہنم کی آگ سے میرے
بچانے والے

أَأَظْمَأُ وهو العَذْبُ في كُلِّ مَوْرِدٍ وَأُظْلَمُ بينَ الناسِ وهو خَفِيري
فَعَارٌ على حامي الحِمَى وهو في الحمى
إذَا ضَلَّ في البيدا عِقَالُ بَعِيرِ [1]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) : 75.

کیا میں پیاسا رہوں جبکہ وہ ہر چشمے میں شیریں ہیں
اور کیا لوگوں میں مظلوم رہوں جبکہ وہ میرے نگہبان ہیں
حمایت کرنے والے کے لیے شرم کی بات ہے اور وہ حمایت میں ہے
اگر بیابان میں اونٹ کی رسی کھو جائے

القسم الثاني :

المجالس العامة لعشرة محرم
وتقرأ أيضاً في طيلة أيام السنة
وهي تحتوي على عدة مجالس
في مصائب الإمام الحسين وأهل بيته (عليهم السلام)

قسم دوم:
محرم کے دس دن کی عمومی مجالسیں
aur ye saal bhar bhi padhi ja sakti hain
اور ان میں کئی مجالس شامل ہیں
امام حسین اور ان کے اہل بیت (علیہم السلام) کے مصائب میں

المجلس الأوّل
إخبار النبي (صلى الله عليه وآله) فاطمة (عليها السلام) بشهادة الحسن (عليه السلام)
بالسم والحسين (عليه السلام) بالقتل وعزاؤه لها
جاء في زيارة الناحية المروية عن الإمام الحجة (عليه السلام) قال : لقد قتلوا بقتلك الإسلام ، وعطلوا الصلاة والصيام ، ونقضوا السنن والأحكام ، وهدموا قواعد الإيمان ، وحرفوا آيات القرآن ، وهملجوا في البغي والعدوان.

لقد أصبح رسول الله (صلى الله عليه وآله) موتورا ، وعاد كتاب الله عزّ وجلّ مهجورا ، وغودر الحق إذ قُهرت مقهورا ، وفُقد بفقدك التكبير والتهليل ، .. إلى أن قال : وفُجعت بك أمك الزهراء ، واختلفت جنود الملائكة المقربين ، تعزي أباك أمير المؤمنين ، وأُقيمت لك المآتم في أعلا عليين ، ولطمت عليك الحور العين ، وبكت السماء وسُكانها ، والجنان وخزانها ، والهضاب وأقطارها ، والأرض وأقطارها ،

والبحار وحيتانها ، ومكة وبنيانها ، والجنان وولدانها ، والبيت والمقام ، والمشعر الحرام ، والحل والإحرام [1]

المزار ، المشهدي : 505 ـ 506.

پہلی مجلس
نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا فاطمہ (علیہا السلام) کو حسن (علیہ السلام) کی زہر سے شہادت اور حسین (علیہ السلام) کی قتل سے شہادت کی خبر دینا اور ان کو تسلی دینا
زیارت ناحیہ میں جو امام حجت (علیہ السلام) سے مروی ہے، آیا ہے: بیشک انہوں نے آپ کے قتل سے اسلام کو قتل کر دیا، اور نماز اور روزے کو معطل کر دیا، اور سنتوں اور احکام کو توڑ دیا، اور ایمان کی بنیادوں کو منہدم کر دیا، اور قرآن کی آیات کو بدل دیا، اور ظلم اور سرکشی میں حد سے بڑھ گئے۔

بیشک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) غمزدہ ہو گئے، اور اللہ عزوجل کی کتاب متروک ہو گئی، اور حق کو چھوڑ دیا گیا جب اسے مقہور کیا گیا، اور آپ کی شہادت سے تکبیر اور تہلیل ختم ہو گئی، ...یہاں تک کہ فرمایا: اور آپ کی والدہ زہرا غمزدہ ہوئیں، اور مقرب فرشتوں کے لشکر مختلف ہو گئے، جو آپ کے والد امیر المومنین کو تعزیت دینے آئے، اور اعلی علیین میں آپ کے لیے مجالس عزا قائم کی گئیں، اور حوریں آپ پر سینہ کوبی کرنے لگیں، اور آسمان اور اس کے باشندے روئے، اور جنت اور اس کے خزانے دار، اور پہاڑیاں اور ان کے علاقے، اور زمین اور اس کے اطراف،

اور سمندر اور ان کی مچھلیاں، اور مکہ اور اس کی عمارت، اور جنت اور اس کے خادم، اور بیت اللہ اور مقام ابراہیم، اور مشعر حرام، اور حلال اور حرام (۱)۔

روى محمد بن جرير الطبري بالإسناد عن موسى بن جعفر ، عن أبيه ، عن جده (عليهم السلام) ، عن جابر بن عبدالله الأنصاري ، وساق الحديث في خبر تزويج أمير المؤمنين (عليه السلام) وليلة الزفاف إلى أن قال : قال علي (عليه السلام) : فبت بليلة لم يبت أحد من العرب بمثلها ، فلما أن كان في آخر السَحَر أحسست برسول الله (صلى الله عليه وآله) معنا فذهبت لأنهض ، فقال لي : مكانك يا علي أتيتك في فراشك رحمك الله. فأدخل النبي (صلى الله عليه وآله) رجليه معنا في الدثار ، ثم أخذ مدرعة كانت تحت رأس فاطمة (عليها السلام) ، فاستيقظت فاطمة ، فبكى وبكت ، وبكيت لبكائهما ، فقال لي : ما يبكيك يا علي. فقلت : فداك أبي وأمي ، بكيت وبكت فاطمة ، فبكيت لبكائكما ؟

محمد بن جریر طبری نے موسیٰ بن جعفر سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا (علیہم السلام) سے، جابر بن عبداللہ انصاری سے سند کے ساتھ روایت کی ہے، اور امیر المومنین (علیہ السلام) کی شادی اور شب زفاف کی خبر کو یہاں تک بیان کیا کہ فرمایا: علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میں نے ایسی رات گزاری جیسی کسی عرب نے نہیں گزاری، پھر جب سحر کا آخری وقت ہوا تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو اپنے ساتھ محسوس کیا، تو میں اٹھنے لگا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اپنی جگہ رہو اے علی، میں تمہارے بستر پر آیا ہوں، اللہ تم پر رحم کرے۔ پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنے دونوں پاؤں ہمارے ساتھ لحاف میں داخل کیے، پھر ایک چادر لی جو فاطمہ (علیہا السلام) کے سر کے نیچے تھی، تو فاطمہ بیدار ہو گئیں، پھر وہ رونے لگیں اور آپ بھی رونے لگے، اور میں بھی ان دونوں کے رونے پر رونے لگا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے علی، تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان، فاطمہ رو رہی ہیں اور آپ بھی رو رہے ہیں، تو میں آپ دونوں کے رونے پر رو پڑا؟

قال : نعم أتاني جبرئيل (عليه السلام) ، فبشرني بفرخين كريمين يكونان لك ، ثم عزيت بأحدهما وعرفت أنه يقتل غريباً عطشانا ، فبكت فاطمة حتى علا بكاؤها. ثم قالت : يا أبت لِمَ يقتلوه وأنت جده ، وعلي أبوه ، وأنا أمه ؟! قال : يا بنية ، طلب المُلك ، أما إنه ليعلن عليهم سيف لا يُغمد إلا على يدي المهدي من ولدك ، يا علي ، من أحبك وأحب ذريتك فقد أحبني ، ومن أحبني فقد أحبه الله ، ومن أبغضك وأبغض ذريتك لقد أبغضني ، ومن أبغضني فقد أبغضه الله وأدخله النار [2]

نوادر المعجزات ، محمد بن جرير الطبري : 95 ـ 96 ح 14 ، دلائل الإمامة ، محمد بن جرير : 102.

.

آپ نے فرمایا: ہاں، جبرئیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور مجھے دو کریم فرزندوں کی بشارت دی جو تمہارے لیے ہوں گے، پھر ان میں سے ایک کی تعزیت دی اور بتایا کہ وہ غریب اور پیاسا شہید ہوگا، تو فاطمہ اتنا روئیں کہ ان کا رونا بلند ہو گیا۔ پھر کہا: اے ابا جان! وہ اسے کیوں قتل کریں گے جبکہ آپ اس کے نانا ہیں، اور علی اس کے والد ہیں، اور میں اس کی ماں ہوں؟! آپ نے فرمایا: اے بیٹی، سلطنت کی طلب میں، جان لو کہ ان پر ایک تلوار کھل جائے گی جو تیری اولاد میں سے مہدی کے ہاتھ پر ہی نیام میں جائے گی، اے علی، جس نے تم سے اور تمہاری اولاد سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی اللہ نے اس سے محبت کی، اور جس نے تم سے اور تمہاری اولاد سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اللہ نے اس سے بغض رکھا اور اسے جہنم میں داخل کیا (۲)۔

وروى الصدوق عليه الرحمة بالإسناد عن ابن عباس ـ وساق الحديث في ولادة الحسين (عليه السلام) إلى أن قال : فهبط جبرئيل على النبي (صلى الله عليه وآله) وهنأه كما أمره الله عز وجل وعزاه ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : تقتله أمتي ؟ قال : نعم ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : ما هؤلاء بأمتي ، أنا بريء منهم ، والله بريء منهم قال جبرئيل : وأنا بريء منهم يا محمد.

اور صدوق علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے سند کے ساتھ روایت کی ہے اور حسین (علیہ السلام) کی ولادت کی حدیث یہاں تک بیان کی کہ فرمایا: جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر نازل ہوئے اور اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق انہیں مبارکباد دی اور تعزیت بھی دی، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میری امت اسے قتل کرے گی؟ جبرئیل نے کہا: ہاں، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: یہ میری امت نہیں ہیں، میں ان سے بری ہوں، اور اللہ ان سے بری ہے۔ جبرئیل نے کہا: اور میں بھی ان سے بری ہوں، اے محمد۔

فدخل النبي (صلى الله عليه وآله) على فاطمة وهنأها وعزاها ، فبكت فاطمة (عليها السلام) وقالت : يا ليتني لم ألده قاتل الحسين في النار ، وقال النبي (صلى الله عليه وآله) : أنا أشهد بذلك يا فاطمة ، ولكنه لا يُقتل حتى يكون منه إمام تكون منه الأئمة الهادية بعده.. قال : فسكنت فاطمة من البكاء [1]

كمال الدين وإتمام النعمة ، الصدوق : 1/283 ـ 284 ح 36 ، بحار الأنوار : 43/249 ـ 250 ، ح 24.

.

پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں مبارکباد اور تعزیت دی، تو فاطمہ (علیہا السلام) رونے لگیں اور کہا: کاش میں نے اسے جنم نہ دیا ہوتا، حسین کا قاتل جہنم میں ہے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں اے فاطمہ، لیکن وہ اس وقت تک قتل نہیں ہوگا جب تک اس سے ایک امام نہ ہو جس کے بعد ہدایت کرنے والے ائمہ ہوں گے.. فرمایا: تو فاطمہ رونے سے سکون پا گئیں (۱)۔

وروى أبو العرب محمّد بن أحمد التميمي : بإسناده عن الهيثم البكاء قال : نزل جبرئيل على النبيّ (صلى الله عليه وآله) ، وفاطمة في الحجرة ، أو قال : خرجت فاطمة إلى الحجرة ومعها حسين يومئذ إلى النبيّ (صلى الله عليه وآله) ، وكان يشق عليه بكاؤه ، فسرحته فحبا ، أو مشى ، حتى بلغ باب البيت ، فخشيت أن يدخل عليهما فاستدنت فأخذته فسكت ، فرجعت به إلى مكانها ، فبكى فسرحته ، فسكت حتى بلغ الباب فاستدنت حتى أخذته ، فسكت فرجعت به إلى مكانها ، فبكى فسرحته حتى بلغ الباب فاستدنت فأخذته ، ففعلت ذلك مراراً ، فدخل فأخذه النبيّ (صلى الله عليه وآله) فجعله في حجره فقال له جبرئيل : أتحب ابنك يا محمّد ؟ قال : نعم ، أما إن أُمّتك ستقتله ، ثم مال بجناحيه إلى أرض كربلاء ، فقال : بأرض هذه تربتها.

اور ابو العرب محمد بن احمد تمیمی نے ہیثم بکاء سے اپنی سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر نازل ہوئے، اور فاطمہ حجرے میں تھیں، یا کہا: فاطمہ حجرے کی طرف نکلیں اور ان کے ساتھ حسین تھے جو اُس دن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس تھے، اور ان کا رونا آپ پر شاق گزرتا تھا، تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ رینگنے لگا، یا چلنے لگا، یہاں تک کہ کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا، تو انہیں خوف ہوا کہ کہیں وہ ان دونوں کے پاس داخل نہ ہو جائے، تو قریب آئیں اور اسے لے لیا تو وہ خاموش ہو گیا، پھر اسے اپنی جگہ پر واپس لے گئیں، تو وہ رونے لگا، تو انہوں نے اسے پھر چھوڑ دیا، اور وہ خاموش ہو گیا یہاں تک کہ دروازے تک پہنچ گیا، تو قریب آئیں اور اسے لے لیا، تو وہ خاموش ہو گیا، پھر اسے اپنی جگہ پر واپس لے گئیں، تو وہ رونے لگا، تو انہوں نے اسے پھر چھوڑ دیا یہاں تک کہ دروازے تک پہنچ گیا، تو قریب آئیں اور اسے لے لیا، تو انہوں نے یہ کئی بار کیا، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) داخل ہوئے اور اسے لے کر اپنی گود میں بٹھایا، تو جبرئیل نے ان سے کہا: کیا آپ اپنے بیٹے سے محبت کرتے ہیں اے محمد؟ فرمایا: ہاں، (جبرئیل نے کہا:) جان لیں کہ آپ کی امت اسے قتل کر دے گی، پھر اپنے دونوں پروں سے زمین کربلا کی طرف جھکے، اور کہا: اس زمین کی مٹی میں۔

ثم صعد جبرئيل وخرج النبيّ (صلى الله عليه وآله) من البيت وهو حامل حُسيناً على عنقه ، وبيده القبضة وهو يبكي ، فقالت فاطمة : ما يبكيك يا رسول الله ؟ قال : ابني تقتله أُمتي بأرض هذه تربتها ، أخبرني به جبرئيل [2]

كتاب المحن ، التميمي : 152.

.

پھر جبرئیل اوپر چڑھ گئے اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کمرے سے باہر نکلے اور حسین کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے تھے، اور ان کے ہاتھ میں مٹی کی مٹھی تھی اور آپ رو رہے تھے، تو فاطمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میرے بیٹے کو میری امت اس زمین کی مٹی میں قتل کرے گی، مجھے جبرئیل نے یہ خبر دی ہے (۲)۔

وروى محمد بن سليمان الكوفي : بالإسناد عن أنس بن مالك في حديث له في خبر رؤيا فاطمة (عليها السلام) في المنام أن الحسن والحسين ماتا فأخبرت بذلك فاطمة أباها رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال : التفت النبي (صلى الله عليه وآله) إلى فاطمة (عليها السلام) فقال : أجزعت إذ رأيت موتهما ؟ فكيف لو رأيت الأكبر مسقيا بالسم ، والأصغر ملطخا بدمه في قاع

من الأرض يتناوبه السباع ؟!

اور محمد بن سلیمان کوفی نے انس بن مالک سے سند کے ساتھ ایک حدیث میں روایت کی ہے جس میں فاطمہ (علیہا السلام) کے خواب کی خبر ہے کہ حسن اور حسین فوت ہو گئے تھے، پھر فاطمہ نے اس کی خبر اپنے والد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دی، فرمایا: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) فاطمہ (علیہا السلام) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم گھبرا گئیں جب تم نے ان دونوں کی موت دیکھی؟ پھر کیا ہو اگر تم بڑے کو زہر سے سیراب، اور چھوٹے کو خون میں لتھڑا ہوا دیکھو

زمین پر جانوروں کے حوالے کر دیا جائے؟!

قال : فبكت فاطمة وبكى علي وبكى الحسن والحسين فقالت فاطمة صلوات الله عليها : يا أبتا أكفار يفعلون ذلك أم منافقون ؟ قال : بل منافقوا هذه الأمة ، ويزعمون أنهم مؤمنون!!! قالت : يا أبتا فلا ندعو الله عليهم ؟ فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : بلى.

فرمایا: پس فاطمہ روپڑیں اور علی روپڑے اور حسن اور حسین روپڑے، تو فاطمہ صلوات اللہ علیہا نے کہا: یا ابتا، کیا کافر یہ کام کریں گے یا منافق؟ فرمایا: بلکہ اس امت کے منافق، اور وہ خیال کریں گے کہ وہ مومن ہیں!!! عرض کیا: یا ابتا، تو کیا ہم اللہ سے ان کے خلاف بددعا نہ کریں؟ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: کیوں نہیں۔

فقام في القبلة وقام علي والحسن والحسين وقامت فاطمة خلفهم ثم قنت بهم وقال في دعائه : اللهم اخذل الفراعنة والقاسطين والمارقين والناكثين ، ثم اجمعهم جميعا في عذابك الأليم ، ثم أنزل الله : « وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى » [1]

سورة الضحى ، الآية : 5.

[2]

مناقب أمير المؤمنين (عليه السلام) ، الكوفي : 2/278 ـ 280 ح 746.

.

فرمایا: پس آپ قبلے کی طرف کھڑے ہو گئے اور علی اور حسن اور حسین کھڑے ہوئے اور فاطمہ ان کے پیچھے کھڑی ہوئیں، پھر آپ نے ان کے ساتھ قنوت فرمائی اور اپنی دعا میں کہا: اے اللہ، فرعونوں اور ظالموں اور خارجیوں اور عہد شکنوں کو ذلیل کر دے، پھر ان سب کو اپنے دردناک عذاب میں جمع کر دے، پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: «وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى» (اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) (۱) (۲)۔

وفي جاء الخبر الذي رواه سعد بن عبدالله عن القائم (عليه السلام) أن زكريا قال : وإذا ذكرت الحسين (عليه السلام) تدمع عيني وتثور زفرتي ، فأخبره الله تعالى بقصة الحسين (عليه السلام) ومصيبته فلما علم بذلك (لم يفارق مسجده ثلاثة أيام ، ومنع فيهن الناس من الدخول عليه ، وأقبل على البكاء والنحيب وكان يرثيه : إلهي أتفجع خير جميع خلقك بولده ؟ إلهي أتنزل بلوى هذه الرزية بفنائه ؟ إلهي أتلبس عليا وفاطمة ثياب هذه المصيبة ؟ إلهي أتحل كربة هذه المصيبة بساحتهما) [3]

الإحتجاج ، الطبرسي : 2/272 ـ 273 ، كمال الدين وتمام النعمة ، الصدوق : 461.

.

اور اس خبر میں جو سعد بن عبداللہ نے قائم (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ زکریا نے کہا: اور جب میں حسین (علیہ السلام) کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور میری آہیں جوش میں آجاتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حسین (علیہ السلام) کے قصے اور ان کی مصیبت کی خبر دی، جب انہیں اس کا علم ہوا (تو تین دن تک اپنی مسجد سے باہر نہ نکلے، اور ان تین دنوں میں لوگوں کو اپنے پاس آنے سے روک دیا، اور رونے اور ماتم میں مشغول ہو گئے اور آپ ان کا مرثیہ پڑھتے: اے میرے معبود، کیا تو اپنی تمام مخلوق میں سب سے بہترین کو اس کے بیٹے کی مصیبت میں مبتلا کرے گا؟ اے میرے معبود، کیا تو اس رزیے کی بلا کو اس کے دروازے پر نازل کرے گا؟ اے میرے معبود، کیا تو علی اور فاطمہ کو اس مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ اے میرے معبود، کیا تو اس مصیبت کا غم ان کے صحن میں حلول کرے گا) (۳)۔

ويقول الشيخ عبد الحسين الأعسم رحمه الله تعالى في مصيبة الحسين (عليه السلام) :

مصابٌ له السبعُ السماواتِ أسبلتْ دموعَ دم والجنُّ بالنّوحِ تهتفُ
وهل كيفَ لا يشجي السماواتِ قَتْلُ مَن بخدمتهِ أملاكُها تتشرَّفُ
وقطَّعَ أحشائي انقطاعُ كرائم لأحمدَ يستعطِفْنَ مَن ليسَ يعطِفُ

اور شیخ عبد الحسین اعسم رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں فرمایا:

ایسی مصیبت ہے جس پر ساتوں آسمانوں نے
خون کے آنسو بہائے اور جن نوحہ کرتے ہوئے
پکارتے ہیں
اور بھلا کیسے آسماں غمگین نہ ہوں اس کے قتل پر
جس کی
خدمت سے اس کے فرشتے شرف حاصل کرتے ہیں
اور میرے دل کے ٹکڑے ہو گئے احمد کی بیٹیوں کے
منقطع ہونے سے جو ایسے سے التجا کریں جو رحم نہیں
کرتا

وجفَّتْ منَ العينِ الدموعُ وإن بكتْ
فما هي إلاَّ من دَمِ القَلْبِ تَرْعُفُ برغم العلى تُسبى بنات مُحمّد
على هُزّل يحدو بها البيدَ مُعنِفُ
بنفسي من استجلى لهُ الرمحُ طلعةً
كبدرِ الدجى بل تلكَ أبهى وأشرفُ
أحاملَ ذاكَ الرأسِ قُل لي برأسِ مَن تَمَايلَ هذا السَمْهَريّ المُثقَّفُ [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 352.

اور آنکھوں سے آنسو خشک ہو گئے اگرچہ رویں
تو وہ دل کے خون سے بہنے والے ہیں
عزت کی ناک رگڑتے ہوئے محمد کی بیٹیاں قید ہوئیں
لاغر اونٹوں پر جنہیں بیابان میں سخت راہبر ہانکتا ہے
میری جان قربان اس پر جس کا چہرہ نیزے نے ننگا کر دیا
تاریکی کے چاند کی طرح بلکہ وہ زیادہ حسین اور شریف تھا
اے اس سر کے اٹھانے والو، مجھے بتاؤ کس کے سر کی وجہ سے
یہ پختہ اور تیز نیزہ جھوم رہا ہے (۱)

المجلس الثاني

إحياء أمر أهل البيت (عليهم السلام) وإقامة العزاء عليهم والبكاء على الحسين (عليه السلام)

جاء وجاء في بعض زيارات الأئمة (عليهم السلام) : يا مواليَّ ، فلو عاينكم المصطفى ، وسهام الأمة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليلَ الفُسقِ من ورعكم ، وغيظ الكفر من إيمانكم ، وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شكَّت بالسهام أكفانه ، وقتيل بالعراء قد رُفع فوق القناة رأسه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجرع السمّ أمعاؤه ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوّة إلاَّ بالله العليِّ العظيم.

مجلس دوم

اہل بیت (علیہم السلام) کے امر کو زندہ کرنا اور ان پر عزاداری قائم کرنا اور حسین (علیہ السلام) پر رونا

ائمہ (علیہم السلام) کی بعض زیارات میں آیا ہے: اے میرے مولاؤ، اگر مصطفیٰ آپ کو دیکھتے، اور امت کے تیر آپ کے کلیجوں میں پیوست ہوتے، اور ان کے نیزے آپ کی گردنوں پر تانے ہوتے، اور ان کی تلواریں آپ کے خون میں بھگوئی ہوئی ہوتیں، فاجر لوگوں کے بیٹے آپ کی پرہیزگاری سے فسق کی سوزش ٹھنڈی کرتے، اور آپ کے ایمان سے کفر کا غصہ نکالتے، اور آپ میں سے کوئی محراب میں قتل ہوا جس کی تلوار نے کھوپڑی کو چیر دیا، اور کوئی شہید جنازے پر جس کے کفن کو تیروں نے چھید دیا، اور کوئی مقتول بیابان میں جس کا سر نیزے پر بلند کر دیا گیا، اور کوئی جیل میں زنجیروں میں جکڑا ہوا جس کے اعضاء لوہے سے کچلے گئے، اور کوئی زہر دیا گیا جس کی آنتیں زہر کے گھونٹوں سے کاٹ دی گئیں، تو یقیناً ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت مگر اللہ علی عظیم کے ساتھ۔

وقال بعض الشعراء يرثي الحسين (عليه السلام) :

اور بعض شعراء نے حسین (علیہ السلام) کا مرثیہ کہا:

لَقَدْ هَدَّ جِسْمي رُزْءُ آلِ محمَّد وتلك الرزايا والخُطُوبُ عِظَامُ
وأبكت جُفُوني بالفُرَاتِ مَصَارِعٌ لآلِ النبيِّ المصطفى وَعِظَامُ
عِظَامٌ بأَكْنَافِ الفُرَاتِ زكيَّةٌ لَهُنَّ علينا حُرْمَةٌ وَذِمَامُ
فكم حُرَّة مسبيَّة فاطميَّة وكم من كريم قد عَلاَه حُسَامُ

یقیناً آل محمد کے رنج نے میرے جسم کو توڑ دیا
اور وہ مصائب اور آفات عظیم ہیں
اور میری آنکھوں نے فرات پر شہادت گاہوں پر رلایا
نبی مصطفیٰ کی آل کے لیے اور ہڈیاں
فرات کے کناروں پر پاکیزہ ہڈیاں
جن کا ہم پر احترام اور ذمہ داری ہے
کتنی آزاد فاطمی عورتیں قیدی بنائی گئیں
اور کتنے کریموں پر تلوار نے غلبہ پایا

لآلِ رسولِ اللهِ صلَّت عليهِمُ ملائكةٌ بِيْضُ الوُجُوهِ كِرَامُ
أَفَاطِمُ أشجاني بنوكِ ذوو العُلاَ فَشِبْتُ وَإِنِّي صَادِقٌ لَغُلاَمُ
وأصبحتُ لا ألتذُّ طِيْبَ مَعِيشَة كأنَّ عليَّ الطَّيِّبَاتِ حَرَامُ
يقولونَ لي صبراً جميلا وسِلْوةً ومالي إلى الصَّبْرِ الجميلِ مَرَامُ
فكيف اصطباري بَعْدَ آلِ محمَّد وفي القلبِ منهم لَوْعَةٌ وَسِقَامُ [1]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 14/260.

رسول اللہ کی آل کے لیے فرشتے سلام بھیجتے ہیں
سفید چہروں والے معزز فرشتے
اے فاطمہ! تیرے اولاد والوں نے مجھے غمگین کر دیا
میں بوڑھا ہو گیا حالانکہ میں سچ کہتا ہوں کہ جوان ہوں
اور میں ایسا ہو گیا کہ زندگی کی لذت نہیں لیتا
گویا کہ مجھ پر پاکیزہ چیزیں حرام ہیں
لوگ مجھ سے کہتے ہیں صبر جمیل اور تسلی رکھو
اور مجھے صبر جمیل کی طرف کوئی راہ نہیں
تو میں آل محمد کے بعد کیسے صبر کروں
جبکہ دل میں ان کی وجہ سے سوز اور بیماری ہے (۱)

روي عن ابن عمارة ، عن أبيه ، عن الصادق ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إن الله تعالى جعل لأخي علي بن أبي طالب (عليه السلام) فضائل لا يحصي عددها غيره ، فمن ذكر فضيلة من فضائله مقرّاً بها غفر الله له ما تقدَّم من ذنبه وما تأخَّر ولو وافى القيامة بذنوب الثقلين ، ومن كتب فضيلة من فضائل علي بن أبي طالب (عليه السلام) لم تزل الملائكة تستغفر له ما بقي لتلك الكتابة رسم ، ومن استمع إلى فضيلة من فضائله غفر الله له الذنوب التي اكتسبها بالاستماع ، ومن نظر إلى كتابة في فضائله غفر الله له الذنوب التي اكتسبها بالنظر ، ثمَّ قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : النظر إلى علي بن أبي طالب (عليه السلام) عبادة ، وذكره عبادة ، ولا يُقبل إيمان عبد إلاَّ بولايته والبراءة من أعدائه [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 38/196.

ابن عمارہ سے روایت ہے، اپنے والد سے، صادق (علیہ السلام) سے، آپ کے آباء (علیہم السلام) سے، فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے لیے ایسے فضائل رکھے ہیں جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کر سکتا، پس جو ان کے فضائل میں سے کسی فضیلت کا اقرار کرتے ہوئے ذکر کرے، اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا اگرچہ وہ قیامت کے دن ثقلین کے گناہوں کے ساتھ آئے، اور جو علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے فضائل میں سے کوئی فضیلت لکھے، فرشتے اس کے لیے مغفرت مانگتے رہیں گے جب تک اس تحریر کا نشان باقی رہے گا، اور جو ان کے فضائل میں سے کسی فضیلت کو سنے، اللہ اسے وہ گناہ معاف فرمائے گا جو اس نے سننے سے حاصل کیے، اور جو ان کے فضائل میں کسی تحریر کو دیکھے، اللہ اسے وہ گناہ معاف فرمائے گا جو اس نے دیکھنے سے حاصل کیے، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی طرف دیکھنا عبادت ہے، اور ان کا ذکر عبادت ہے، اور کسی بندے کا ایمان قبول نہیں ہوتا مگر ان کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے برائت کے ساتھ (۲)۔

.

وروى الخوارزمي بإسناده عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : لو أن الرياض أقلام ، والبحر مداد ، والجنّ حُسَّاب ، والإنس كُتَّاب ما أحصوا فضائل علي بن أبي طالب [3]

المناقب ، الخوارزمي : 32 ح 1.

اور خوارزمی نے اپنی سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اگر باغات قلم ہوں، اور سمندر سیاہی ہو، اور جن حساب لگانے والے ہوں، اور انسان لکھنے والے ہوں تو بھی علی بن ابی طالب کے فضائل کو شمار نہیں کر سکتے (۳)۔

.

وفي الأمالي للشيخ الصدوق عليه الرحمة : روي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) جاءه رجل فقال : يا رسول الله ، أما رأيت فلاناً ركب البحر ببضاعة يسيرة ، وخرج إلى

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی امالی میں ہے: روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: یا رسول اللہ، کیا آپ نے فلاں شخص کو نہیں دیکھا جس نے تھوڑے سے سامان کے ساتھ سمندر میں سفر کیا، اور چین کی طرف نکلا

الصين فأسرع الكرّة ، وأعظم الغنيمة حتى قد حسده أهل ودّه ، وأوسع قراباته وجيرانه ؟ فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إن مال الدنيا كلّما ازداد كثرة وعظماً ازداد صاحبه بلاء ، فلا تغتبطوا أصحاب الأموال إلاّ بمن جاد بماله في سبيل الله ، ولكن ألا أخبركم بمن هو أقلّ من صاحبكم بضاعة ، وأسرع منه كرّة ، وأعظم منه غنيمة ، وما أعدَّ له من الخيرات محفوظ له في خزائن عرش الرحمان ؟ قالوا : بلى يا رسول الله ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : انظروا إلى هذا المقبل إليكم ، فنظرنا فإذا رجل من الأنصار رثّ الهيئة ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إن هذا لقد صعد له في هذا اليوم إلى العلوّ من الخيرات والطاعات ما لو قسم على جميع أهل السماوات والأرض لكان نصيب أقلّهم منهم غفران ذنوبه ووجوب الجنة له ، قالوا : بماذا يا رسول الله ؟ فقال : سلوه يخبركم عمَّا صنع في هذا اليوم.

تو جلد واپس آیا، اور بہت زیادہ غنیمت لے کر آیا یہاں تک کہ اس کے دوست اس سے حسد کرنے لگے، اور اس نے اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کو فراخی دی؟ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک دنیا کا مال جتنا زیادہ اور بڑا ہوتا جائے اس کا مالک اتنا ہی زیادہ آزمائش میں پڑتا ہے، پس مال داروں پر رشک نہ کرو مگر اس پر جس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا، لیکن کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جس کا سامان تمہارے ساتھی سے کم تھا، اور اس کی واپسی اس سے تیز تھی، اور اس کی غنیمت اس سے زیادہ عظیم تھی، اور جو خیرات اس کے لیے تیار ہیں وہ رحمان کے عرش کے خزانوں میں اس کے لیے محفوظ ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اس آنے والے کو دیکھو جو تمہاری طرف آرہا ہے، پس ہم نے دیکھا تو انصار میں سے ایک شخص تھا جس کی حالت خستہ تھی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک اس کے لیے آج کے دن آسمانوں کی بلندی تک خیرات اور طاعات چڑھائی گئی ہیں کہ اگر وہ تمام آسمانوں اور زمین کے لوگوں میں تقسیم ہو جائیں تو ان میں سے سب سے کم حصہ والے کے لیے بھی اس کے گناہوں کی بخشش اور جنت واجب ہو جائے، انہوں نے کہا: کس چیز سے یا رسول اللہ؟ فرمایا: اس سے پوچھو وہ تمہیں بتائے گا کہ اس نے آج کے دن کیا کیا۔

فأقبل عليه أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وآله) وقالوا له : هنيئاً لك ما بشّرك به رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فماذا صنعت في يومك هذا حتى كُتب لك ما كُتب ؟ فقال الرجل : ما أعلم أني صنعت شيئاً غير أني خرجت من بيتي ، وأردت حاجة كنت أبطأت عنها ، فخشيت أن تكون فاتتني ، فقلت في نفسي : لأعتاضنَّ منها بالنظر إلى وجه علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، فقد سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : النظر إلى وجه عليٍّ عبادة ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إي والله ، عبادة وأيُّ عبادة ، إنك ـ يا عبدالله ـ ذهبت تبتغي أن تكتسب ديناراً لقوت عيالك ففاتك ذلك ، فاعتضت منه بالنظر إلى وجه عليٍّ ، وأنت له محبّ ، ولفضله معتقد ، وذلك خير لك من أن لو كانت الدنيا كلّها لك ذهبة حمراء فأنفقتها في سبيل الله ، ولتشفعن بعدد كل نفس تنفَّسته في مصيرك إليه في ألف رقبة ، يعتقهم الله من النار بشفاعتك [1]

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اصحاب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا: تمہیں مبارک ہو جس چیز کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے تمہیں بشارت دی، تو تم نے آج کے دن کیا کیا جس کی وجہ سے تمہارے لیے یہ لکھ دیا گیا؟ اس آدمی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ میں نے کچھ کیا ہے مگر یہ کہ میں اپنے گھر سے نکلا، اور ایک ضرورت کا ارادہ کیا جس میں میں نے دیر کر دی تھی، تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے، تو میں نے اپنے دل میں کہا: میں اس کے بدلے میں علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے چہرے کو دیکھ کر کام چلاؤں گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا ہے: علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم، عبادت ہے اور کیسی عبادت، بے شک تو اے عبداللہ، ایک دینار کمانا چاہتا تھا اپنے اہل و عیال کی روزی کے لیے تو وہ ہاتھ سے نکل گیا، پس تو نے اس کے بدلے علی کے چہرے کو دیکھنا اختیار کیا، اور تو اس سے محبت کرتا ہے، اور اس کی فضیلت کا اعتقاد رکھتا ہے، اور یہ تیرے لیے اس سے بہتر ہے کہ اگر ساری دنیا تیرے لیے سرخ سونے کی ہوتی اور تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا، اور تو اس کی طرف اپنے سفر میں جتنی سانسیں لیتا گیا ان کی تعداد کے برابر ہزار گردنوں کی شفاعت کرے گا، اللہ تیری شفاعت سے انہیں جہنم سے آزاد کرے گا (۱)۔

[1] الأمالي ، الصدوق : 444 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 38/199.

.

وعن أم المؤمنين أم سلمة رضي الله عنها أنها قالت : سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله)

اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو

يقول : ما قوم اجتمعوا يذكرون فضل علي بن أبي طالب إلاّ هبطت عليهم ملائكة السماء حتى تحفَّ بهم ، فإذا تفرَّقوا عرجت الملائكة إلى السماء ، فيقول لهم الملائكة : إنا نشمُّ من رائحتكم ما لا نشمُّه من الملائكة ، فلم نر رائحة أطيب منها ، فيقولون : كنّا عند قوم يذكرون محمداً وأهل بيته ، فعلق فينا من ريحهم فتعطَّرنا ، فيقولون : اهبطوا بنا إليهم ، فيقولون : تفرَّقوا ومضى كل واحد منهم إلى منزله ، فيقولون : اهبطوا بنا حتى نتعطَّر بذلك المكان.

فرماتے سنا: جب بھی لوگ جمع ہوں اور علی بن ابی طالب کے فضائل کا ذکر کریں تو آسمان سے فرشتے ان پر اتر آتے ہیں یہاں تک کہ ان کا طواف کرتے ہیں، پس جب وہ متفرق ہو جاتے ہیں تو فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، تو فرشتے ان سے کہتے ہیں: ہم تم سے ایسی خوشبو پاتے ہیں جو دوسرے فرشتوں سے نہیں پاتے، ہم نے اس سے زیادہ اچھی خوشبو نہیں دیکھی، تو وہ کہتے ہیں: ہم ایسے لوگوں کے پاس تھے جو محمد اور ان کے اہل بیت کا ذکر کر رہے تھے، تو ان کی خوشبو ہم میں لگ گئی اور ہم معطر ہو گئے، تو وہ کہتے ہیں: ہمیں ان کے پاس لے چلو، تو وہ کہتے ہیں: وہ متفرق ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک اپنے گھر چلا گیا، تو وہ کہتے ہیں: ہمیں اس جگہ کی طرف لے چلو تاکہ ہم اس جگہ سے معطر ہوں۔

وعن جابر بن عبدالله قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : زيِّنوا مجالسكم بذكر علي ابن أبي طالب ، ومن مناقب ابن المغازلي عن عائشة قالت : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : ذكر عليٍّ عبادة [1]

اور جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اپنی مجلسوں کو علی ابن ابی طالب کے ذکر سے سجاؤ، اور ابن مغازلی کے مناقب میں عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: علی کا ذکر عبادت ہے (۱)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 38/199.

.

وروي عن أمير المؤمنين (عليه السلام) أنه قال : إن الله تبارك وتعالى اطّلع إلى الأرض فاختارنا ، واختار لنا شيعة ينصروننا ، ويفرحون لفرحنا ، ويحزنون لحزننا ، ويبذلون أموالهم وأنفسهم فينا ، أولئك منّا وإلينا [2]

اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک و تعالی نے زمین کی طرف نظر کی اور ہمیں چن لیا، اور ہمارے لیے ایسے شیعہ منتخب کیے جو ہماری مدد کرتے ہیں، اور ہمارے خوشی میں خوش ہوتے ہیں، اور ہمارے غم میں غمگین ہوتے ہیں، اور اپنے مال اور جانیں ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں، وہ ہم میں سے ہیں اور ہماری طرف لوٹنے والے ہیں (۲)۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/287 ح 26 عن الخصال.

.

وفي الكافي عن عبّاد بن كثير ، قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : إني مررت بقاصّ يقصُّ وهو يقول : هذا المجلس الذي لا يشقى به جليس ، قال : فقال أبو عبدالله (عليه السلام) : هيهات هيهات ، أخطأت أستاههم الحفرة ، إن لله ملائكة سيَّاحين سوى الكرام الكاتبين ، فإذا مرّوا بقوم يذكرون محمداً وآل محمد (عليهم السلام) فقالوا : قفوا فقد أصبتم حاجتكم ، فيجلسون فيتفقَّهون معهم ، فإذا قاموا عادوا مرضاهم ، وشهدوا جنائزهم ، وتعاهدوا غائبهم ، فذلك المجلس الذي لا يشقى به جليس.

اور کافی میں عباد بن کثیر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: میں ایک قصہ گو کے پاس سے گزرا جو قصہ سنا رہا تھا اور کہہ رہا تھا: یہ وہ مجلس ہے جس میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔ امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: ہیہات ہیہات! ان کی سرینوں نے گڑھے کو خطا کیا۔ بے شک اللہ کے کچھ فرشتے سیاح ہیں جو کرام کاتبین کے علاوہ ہیں، جب وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرتے ہیں جو محمد اور آل محمد (علیہم السلام) کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ٹھہرو، تم نے اپنی حاجت پا لی، پس وہ بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ فقہ سیکھتے ہیں، پھر جب وہ اٹھتے ہیں تو ان کے مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، ان کے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں، اور ان کے غائبوں کی خبر لیتے ہیں، پس یہی وہ مجلس ہے جس میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

وعن علي بن أبي حمزة قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : شيعتنا الرحماء بينهم ، الذين إذا خلوا ذكروا الله ، إنّا إذا ذُكرنا ذُكر الله ، وإذا ذُكر عدوُّنا ذُكر الشيطان.

اور علی بن ابی حمزہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: ہمارے شیعہ وہ ہیں جو آپس میں رحم دل ہیں، جب وہ تنہائی میں ہوتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، بے شک جب ہمارا ذکر کیا جاتا ہے تو اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اور جب ہمارے دشمن کا ذکر کیا جاتا ہے تو شیطان کا ذکر ہوتا ہے۔

شیطان۔

وعن يزيد بن عبد الملك ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : تزاوروا فإن في زيارتكم إحياءً لقلوبكم ، وذكراً لأحاديثنا ، وأحاديثنا تعطِّف بعضكم على بعض ، فإن أخذتم بها رشدتم ونجوتم ، وإن تركتموها ضللتم وهلكتم ، فخذوا بها وأنا بنجاتكم زعيم.

اور یزید بن عبدالملک سے، امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دوسرے سے ملاقات کرو کیونکہ تمہاری ملاقات میں تمہارے دلوں کی زندگی ہے، اور ہماری احادیث کا ذکر ہے، اور ہماری احادیث تم میں سے بعض کو بعض پر مہربان بناتی ہیں، پس اگر تم نے انہیں اختیار کیا تو ہدایت پاؤ گے اور نجات پاؤ گے، اور اگر تم نے انہیں چھوڑ دیا تو گمراہ ہو گے اور ہلاک ہو گے، پس انہیں اختیار کرو اور میں تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔

وعن المستورد النخعي ، عمّن رواه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إن من الملائكة الذين في السماء ليطّلعون إلى الواحد والاثنين والثلاثة وهم يذكرون فضل آل محمد (صلى الله عليه وآله) ، قال : فتقول : أما ترون إلى هؤلاء في قلّتهم وكثرة عدوِّهم يصفون فضل آل محمد ؟ قال : فتقول الطائفة الأخرى من الملائكة : ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ، والله ذو الفضل العظيم.

اور مستورد نخعی سے، ان سے جنہوں نے روایت کی، امام ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک آسمان میں فرشتوں میں سے وہ فرشتے جو ایک، دو اور تین لوگوں کی طرف جھانکتے ہیں جب کہ وہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فضائل کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں، کہتے ہیں: کیا تم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ اپنی قلت اور اپنے دشمنوں کی کثرت میں آل محمد کے فضائل بیان کرتے ہیں؟ فرمایا: تو فرشتوں کی دوسری جماعت کہتی ہے: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

وعن ميسر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال لي : أتخلون وتتحدَّثون وتقولون ما شئتم ؟ فقلت : إي والله ، إنّا لنخلو ونتحدَّث ونقول ما شئنا ، فقال : أما والله لوددت أنّي معكم في بعض تلك المواطن ، أما والله إني لأحبُّ ريحكم وأرواحكم ، وإنكم على دين الله ودين ملائكته ، فأعينوا بورع واجتهاد.

اور میسر سے، امام ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم تنہائی میں ملتے ہو اور گفتگو کرتے ہو اور جو چاہتے ہو کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کی قسم! ہم تنہائی میں ملتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میری خواہش ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ ان مقامات میں سے بعض میں ہوتا، اللہ کی قسم! میں تمہاری خوشبو اور تمہاری روحوں سے محبت کرتا ہوں، اور بے شک تم اللہ کے دین اور اس کے فرشتوں کے دین پر ہو، پس پرہیزگاری اور کوشش سے مدد لو۔

وعن أبي المغرا قال : سمعت أبا الحسن (عليه السلام) يقول : ليس شيء أنكى لإبليس وجنوده من زيارة الإخوان في الله بعضهم لبعض ، وقال : وإن المؤمنيَنِ يلتقيان فيذكران الله ، ثمَّ يذكران فضلنا أهل البيت ، فلا يبقى على وجه إبليس مضغة لحم إلاّ تخدَّد ، حتى إن روحه لتستغيث من شدّة ما تجد من الألم ، فتحسّ ملائكة السماء وخزّان الجنان فيلعنونه ، حتى لا يبقى ملك مقرَّب إلاّ لعنه ، فيقع خاسئاً حسيراً مدحوراً [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 71/258 ـ 263.

.

اور ابو المغرا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے امام ابو الحسن (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: کوئی چیز ابلیس اور اس کے لشکر کے لیے اللہ کی رضا کے لیے بھائیوں کے آپس میں ملنے سے زیادہ تکلیف دہ نہیں ہے۔ اور فرمایا: جب دو مومن ملتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پھر ہمارے اہل بیت کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں، تو ابلیس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ وہ چیر پھاڑ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی روح شدید درد سے فریاد کرتی ہے، پس آسمان کے فرشتے اور جنت کے خزانہ دار اسے محسوس کرتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں، یہاں تک کہ کوئی مقرب فرشتہ باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ وہ اس پر لعنت کرتا ہے، اور وہ ذلیل، تھکا ہوا، دھتکارا ہوا گر پڑتا ہے۔

وعن علي بن الحسن بن فضال ، عن أبيه قال : قال الرضا (عليه السلام) : من تذكَّر

مصابنا فبكى وأبكى لم تبك عينه يوم تبكي العيون ، ومن جلس مجلساً يحيى فيه أمرنا لم يمت قلبه يوم تموت القلوب.

اور علی بن حسن بن فضال سے، ان کے والد سے روایت ہے کہ امام رضا (علیہ السلام) نے فرمایا: جو ہمارے مصائب کو یاد کرے

اور روئے اور دوسروں کو رلائے، تو اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن آنکھیں روئیں گی، اور جو ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارا امر زندہ کیا جائے، تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مریں گے۔

وعن بكر بن محمد ، عن أبي عبدالله جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : سمعته يقول لخيثمة : يا خيثمة ، أقرأ موالينا السلام ، وأوصهم بتقوى الله العظيم عزَّ وجلَّ ، وأن يشهد أحياؤهم جنائز موتاهم ، وأن يتلاقوا في بيوتهم ، فإن لقياهم حياة أمرنا ، قال : ثمَّ رفع يده (عليه السلام) فقال : رحم الله امرءاً أحيى أمرنا.

اور بکر بن محمد سے، امام ابو عبداللہ جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو خیثمہ سے فرماتے سنا: اے خیثمہ ! ہمارے دوستوں کو سلام پہنچاؤ، اور انہیں اللہ عزیز و جلیل کے تقویٰ کی وصیت کرو، اور یہ کہ ان کے زندہ لوگ ان کے مردوں کے جنازوں میں شریک ہوں، اور اپنے گھروں میں ملاقات کریں، کیونکہ ان کی ملاقات ہمارے امر کی زندگی ہے۔ فرمایا: پھر آپ (علیہ السلام) نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا: اللہ رحم کرے اس شخص پر جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا۔

وعن المفيد ، عن جميل بن درّاج ، عن معتب مولى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سمعته يقول لداود بن سرحان : يا داود ، أبلغ مواليَّ عنّي السلام ، وأني أقول : رحم الله عبداً اجتمع مع آخر فتذاكر أمرنا ، فإن ثالثهما ملك يستغفر لهما ، وما اجتمع اثنان على ذكرنا إلاَّ باهى الله تعالى بهما الملائكة ، فإذا اجتمعتم فاشتغلوا بالذكر ، فإن في اجتماعكم ومذاكرتكم إحياءنا ، وخير الناس مِنْ بعدنا مَنْ ذَاكرَ بأمرنا ودعا إلى ذكرنا.

اور مفید سے، جمیل بن درّاج سے، معتب مولیٰ ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے آپ (علیہ السلام) کو داود بن سرحان سے فرماتے سنا: اے داود! میرے دوستوں کو میری طرف سے سلام پہنچاؤ، اور میں کہتا ہوں: اللہ رحم کرے اس بندے پر جو کسی دوسرے کے ساتھ اکٹھا ہو اور ہمارے امر کا ذکر کرے، کیونکہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو ان کے لیے استغفار کرتا ہے، اور جب بھی دو آدمی ہمارے ذکر پر جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے، پس جب تم اکٹھے ہو تو ذکر میں مشغول رہو، کیونکہ تمہارا اکٹھا ہونا اور تمہارا ذکر کرنا ہماری زندگی ہے، اور ہمارے بعد بہترین لوگ وہ ہیں جو ہمارے امر کا ذکر کریں اور ہمارے ذکر کی طرف بلائیں۔

وروي عن الصادق (عليه السلام) أنه قال : تلاقوا وتحادثوا العلم ، فإن بالحديث تجلى القلوب الرائنة ، وبالحديث إحياءُ أمرنا ، فرحم الله من أحيى أمرنا [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 1/200 ـ 202.

.

اور امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دوسرے سے ملو اور علم کی باتیں کرو، کیونکہ حدیث سے زنگ آلودہ دل روشن ہوتے ہیں، اور حدیث ہمارے امر کی زندگی ہے، پس اللہ رحم کرے اس پر جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا۔

وعن الهروي قال : سمعت أبا الحسن علي بن موسى الرضا (عليه السلام) يقول : رحم الله عبداً أحيى أمرنا ، فقلت له : وكيف يحيي أمركم ؟ قال : يتعلَّم علومنا ويعلِّمها الناس ، فإن الناس لو علموا محاسن كلامنا لاتّبعونا ، قال : قلت : يا ابن رسول الله ، فقد روي لنا عن أبي عبدالله (عليه السلام) أنه قال : من تعلَّم علماً ليماري به السفهاء ، أو يباهي به العلماء ، أو ليقبل بوجوه الناس إليه فهو في النار.

اور ہروی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو الحسن علی بن موسیٰ الرضا (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: اللہ رحم کرے اس بندے پر جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا۔ میں نے ان سے عرض کیا: اور آپ کے امر کو کیسے زندہ کیا جائے؟ فرمایا: ہمارے علوم سیکھے اور لوگوں کو سکھائے، کیونکہ اگر لوگ ہماری باتوں کے محاسن کو جان لیں تو ہماری پیروی کریں۔ کہا: میں نے عرض کیا: اے ابن رسول اللہ ! ہم سے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص علم سیکھے تاکہ بیوقوفوں سے جھگڑا کرے، یا عالموں کے سامنے فخر کرے، یا لوگوں کے چہرے اپنی طرف موڑ لے، تو وہ جہنم میں ہے۔

فقال (عليه السلام) : صدق جدّي (عليه السلام) ، أفتدري من السفهاء ؟ فقلت : لا يا ابن رسول الله ، قال : هم قصّاص مخالفينا ، وتدري من العلماء ؟ فقلت : لا يا ابن رسول الله ،

تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: میرے جد (علیہ السلام) نے سچ کہا، کیا تم جانتے ہو کہ بیوقوف کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اے ابن رسول اللہ۔ فرمایا: وہ ہمارے مخالفین کے قصہ گو ہیں، اور کیا تم جانتے ہو کہ عالم کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہیں، اے ابن رسول اللہ۔

فقال : هم علماء آل محمد (عليهم السلام) ، الذين فرض الله طاعتهم وأوجب مودّتهم ، ثمَّ قال : وتدري ما معنى قوله : أو ليقبل بوجوه الناس إليه ؟ قلت : لا ، قال : يعني والله بذلك ادّعاء الإمامة بغير حقّها ، ومن فعل ذلك فهو في النار [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 2/30.

.

تو فرمایا: وہ آل محمد (علیہم السلام) کے علماء ہیں، جن کی اطاعت اللہ نے فرض کی ہے اور جن کی محبت واجب کی ہے، پھر فرمایا: اور کیا تم جانتے ہو کہ آپ کے اس قول "یا لوگوں کے چہرے اپنی طرف موڑ لے" کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اللہ کی قسم ! اس سے مراد بغیر حق کے امامت کا دعویٰ کرنا ہے، اور جو ایسا کرے وہ جہنم میں ہے۔

وعن خيثمة الجعفي قال : دخلت على الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) وأنا أريد الشخوص فقال : أبلغ موالينا السلام ، وأوصهم بتقوى الله ، وأن يعود غنيُّهم فقيرَهم ، وقويُّهم ضعيفَهم ، وأن يعود صحيحُهم مريضَهم ، وأن يشهد حيُّهم جنازةَ ميِّتهم ، وأن يتلاقوا في بيوتهم ، وإن لقاء بعضِهم بعضاً حياة لأمرنا ، رحم الله عبداً أحيى أمرنا ، يا خيثمة! إنّا لا نُغني عنكم من الله شيئاً إلاَّ بالعمل ، إن ولايتنا لا تنال إلاَّ بالورع ، وإن أشدَّ الناس حسرة يوم القيامة من وصف عدلا ثمَّ خالفه إلى غيره [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 68/187 عن بشارة المصطفى (صلى الله عليه وآله).

.

اور خیثمہ جعفی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں امام صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرا سفر کا ارادہ تھا، تو آپ نے فرمایا: ہمارے دوستوں کو سلام پہنچاؤ، اور انہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرو، اور یہ کہ ان کا مالدار ان کے غریب کی عیادت کرے، اور ان کا طاقتور ان کے کمزور کی، اور ان کا تندرست ان کے بیمار کی عیادت کرے، اور ان کا زندہ ان کے مردے کے جنازے میں شریک ہو، اور وہ اپنے گھروں میں ملاقات کریں، اور بے شک ان کا ایک دوسرے سے ملنا ہمارے امر کی زندگی ہے، اللہ رحم کرے اس بندے پر جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا۔ اے خیثمہ ! ہم اللہ کے یہاں تمہارے کام نہیں آسکتے سوائے عمل کے، ہماری ولایت صرف پرہیزگاری سے حاصل ہوتی ہے، اور قیامت کے دن سب سے زیادہ افسوس کرنے والا وہ ہے جو انصاف کی وضاحت کرے پھر اس کے خلاف کسی اور کی پیروی کرے۔

وعن الأزدي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال لفضيل : تجلسون وتحدَّثون ؟ قال : نعم جعلت فداك ، قال : إن تلك المجالس أحبُّها فأحيوا أمرنا يا فضيل! فرحم الله من أحيى أمرنا ، يا فضيل! من ذكرنا أو ذُكرنا عنده فخرج من عينه مثل جناح الذباب غفر الله له ذنوبه ولو كانت أكثر من زبد البحر [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/282 ح 14.

.

اور ازدی سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فضیل سے فرمایا: کیا تم بیٹھتے ہو اور باتیں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، میں آپ پر قربان، فرمایا: بے شک وہ مجلسیں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، پس ہمارے امر کو زندہ کرو اے فضیل ! پس اللہ رحم کرے اس پر جس نے ہمارے امر کو زندہ کیا۔ اے فضیل ! جس نے ہمارا ذکر کیا یا اس کے سامنے ہمارا ذکر کیا گیا، پھر اس کی آنکھ سے مکھی کے پر کے برابر (آنسو) نکل آیا، اللہ اس کے گناہ معاف کردے گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

ولله درّ من قال :

إليكم وإلاَّ لا تُشَدُّ الرِّكَائِبُ ومنكم وإلاَّ فَالمُؤَمَّلُ خَائِبُ
وفيكم وإلاَّ فالحديثُ مُزَخْرَفٌ وعنكم وإلاَّ فَالمُحَدِّثُ كَاذِبُ

اور اللہ کی رحمت ہو اس پر جس نے کہا:

آپ کی طرف، ورنہ سواریاں باندھی نہیں جائیں گی
اور آپ سے، ورنہ امید رکھنے والا محروم ہے
اور آپ کے بارے میں، ورنہ بات بناوٹی ہے
اور آپ سے، ورنہ بیان کرنے والا جھوٹا ہے

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : رأيت في بعض تأليفات بعض الثقات من المعاصرين : روي أنه لمَّا أخبر النبي (صلى الله عليه وآله) ابنته فاطمة (عليها السلام) بقتل ولدها الحسين (عليه السلام)

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: میں نے ہم عصر ثقہ علماء میں سے کسی کی تصانیف میں دیکھا: روایت ہے کہ جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنی صاحبزادی فاطمہ (علیہا السلام) کو اپنے فرزند حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دی

وما يجري عليه من المحن بكت فاطمة بكاء شديداً ، وقالت : يا أبتِ! متى يكون ذلك ؟ قال : في زمان خال منّي ومنك ومن علي ، فاشتدَّ بكاؤها وقالت : يا أبت! فمن يبكي عليه ؟ ومن يلتزم بإقامة العزاء له ؟ فقال النبيّ (صلى الله عليه وآله) : يا فاطمة! إن نساء أمتي يبكون على نساء أهل بيتي ، ورجالهم يبكون على رجال أهل بيتي ، ويجدِّدون العزاء جيلا بعد جيل في كل سنة ، فإذا كان يوم القيامة تشفعين أنت للنساء وأنا أشفع للرجال ، وكل من بكى منهم على مصاب الحسين أخذنا بيده وأدخلناه الجنّة ، يا فاطمة! كل عين باكية يوم القيامة إلاَّ عين بكت على مصاب الحسين ، فإنها ضاحكة مستبشرة بنعيم الجنة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/292 ح 37.

.

اور جو مصائب ان پر آئے، تو فاطمہ (علیہا السلام) بہت شدید رونے لگیں اور کہا: اے میرے باپ! یہ کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ایسے زمانے میں جو مجھ سے، تجھ سے اور علی سے خالی ہوگا۔ پس ان کا رونا بڑھ گیا اور کہا: اے میرے باپ! پھر کون ان پر روئے گا؟ اور کون ان کی عزاداری قائم کرنے کا پابند ہوگا؟ تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے فاطمہ! میری امت کی عورتیں میرے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی، اور ان کے مرد میرے اہل بیت کے مردوں پر روئیں گے، اور ہر سال نسل در نسل عزاداری کو تازہ کریں گے، پس جب قیامت کا دن ہوگا تو تو عورتوں کی شفاعت کرے گی اور میں مردوں کی شفاعت کروں گا، اور ہر وہ شخص جس نے حسین کی مصیبت پر رویا ہم اس کا ہاتھ پکڑیں گے اور اسے جنت میں داخل کریں گے۔ اے فاطمہ! قیامت کے دن ہر آنکھ رونے والی ہوگی سوائے اس آنکھ کے جو حسین کی مصیبت پر روئی ہو، کیونکہ وہ ہنستی اور جنت کی نعمتوں سے مسرور ہوگی۔

ولله درّ السيد جعفر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو سید جعفر حلی علیہ الرحمۃ پر جب انہوں نے کہا:

بِقَتْلِهِ فَاحَ للإسلامِ نَشْرُ هُدَىً فكلَّما ذَكَرَتْهُ المسلمون ذَكَا
نفسي الفِدَاءُ لِفَادٍ شَرْعَ وَالِدِهِ بِنَفْسِهِ وبأهليه وَمَا مَلَكا
فَإِنْ تَجِدْ ضاحكاً منّا فَلاَ عَجَبٌ فَرُبَّما بَسَمَ المغبونُ أو ضِحِكا
في كُلِّ عام لنا بالعَشْرِ وَاعِيَةٌ تُطَبِّقُ الدُّوْرَ وَالأَرْجَاءَ والسُّكَكا
وَكُلُّ مُسْلِمَة تِرمي بِزِيْنَتِهَا حَتَّى السَّمَاءُ رَمَتْ عَنْ وَجْهِهَا الحُبُكا
يَا ميِّتاً تَرَكَ الألبابَ حَائِرَةً وَبِالْعَرَاءِ ثَلاثاً جِسْمُهُ تُرِكَا
وَيْلٌ لهم مَا اهتدوا منه بِمَوْعِظَة كالدُّرِّ مُنْتَظِماً والتِّبْرِ مُنْسَبِكَا [2]

ریاض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 232.

ان کے قتل سے اسلام کے لیے ہدایت کی خوشبو پھیلی
پس جب بھی مسلمانوں نے ان کا ذکر کیا، وہ بھڑکی
میری جان قربان ہے اس کے لیے جس نے اپنے والد کے دین کو بچایا
اپنی جان سے، اپنے اہل سے اور جو کچھ رکھتا تھا سے
پس اگر تو ہم میں سے کسی کو ہنستا پائے تو کوئی تعجب نہیں
کیونکہ کبھی کبھی دھوکا کھانے والا بھی مسکرا دیتا یا ہنس دیتا ہے
ہر سال محرم میں ہمارے لیے ایک مجلس عزا ہے
جو گھروں، اطراف اور گلیوں کو ڈھانپ لیتی ہے
اور ہر مسلمان عورت اپنی زینت اتار دیتی ہے
یہاں تک کہ آسمان نے اپنے چہرے سے ستارے اتار دیے
اے میت جس نے عقلوں کو حیران چھوڑ دیا
اور تین دن کھلے میدان میں آپ کا جسم چھوڑا گیا
ان پر افسوس ! انہوں نے آپ کی کوئی نصیحت نہیں مانی
جو موتیوں کی طرح منظم اور سونے کی طرح پگھلی ہوئی تھی

ومما روي من الحديث الشريف في حثّ أئمة أهل البيت (عليهم السلام) شيعتهم على البكاء على الحسين (عليه السلام) ما روي عن معاوية بن وهب ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كل الجزع والبكاء مكروه ، سوى الجزع والبكاء على الحسين (عليه السلام) [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/280 ح 9 عن أمالي المفيد عليه الرحمة.

اور جو شریف حدیث میں روایت ہوا ہے کہ اہل بیت (علیہم السلام) کے ائمہ نے اپنے شیعوں کو حسین (علیہ السلام) پر رونے کی ترغیب دی، وہ ہے جو معاویہ بن وہب سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر جزع اور رونا مکروہ ہے سوائے حسین (علیہ السلام) پر جزع اور رونے کے۔

وفي رواية

أخرى قال (عليه السلام) : إن البكاء والجزع مكروه للعبد في كل ما جزع ، ما خلا البكاء على الحسين بن علي (عليهما السلام) فإنه فيه مأجور [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/291 ح 32 عن كامل الزيارات.

.

اور ایک اور روایت میں آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: بے شک رونا اور جزع بندے کے لیے ہر اس چیز میں مکروہ ہے جس پر وہ جزع کرے، سوائے حسین بن علی (علیہما السلام) پر رونے کے کیونکہ اس میں وہ ماجور ہے۔

وعن إبراهيم بن أبي محمود قال : قال الرضا (عليه السلام) : إن يوم الحسين أقرح جفوننا ، وأسبل دموعنا ، وأذلّ عزيزنا بأرض كرب وبلاء ، أورثنا الكرب والبلاء إلى يوم الانقضاء ، فعلى مثل الحسين فليبك الباكون فإن البكاء عليه يحطُّ الذنوب العظام [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/283 ح 17.

.

اور ابراہیم بن ابی محمود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رضا (علیہ السلام) نے فرمایا: بے شک حسین کا دن ہماری پلکوں کو زخمی کر گیا، اور ہمارے آنسو بہا دیے، اور کربلا کی سرزمین پر ہمارے عزیز کو ذلیل کر دیا، اور ہمیں کرب و بلا کا وارث بنا دیا قیامت کے دن تک، پس حسین جیسوں پر رونے والوں کو رونا چاہیے کیونکہ ان پر رونا بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

وعن الريّان بن شبيب قال : دخلت على الرضا (عليه السلام) في أوّل يوم من المحرَّم ، فقال لي : يا ابن شبيب! أصائم أنت ؟ فقلت : لا ، فقال : إن هذا اليوم هو اليوم الذي دعا فيه زكريا ربَّه عزَّ وجلَّ فقال : « رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ » فاستجاب الله له ، وأمر الملائكة فنادت زكريا وهو قائم يصلّي في المحراب أن الله يبشّرك بيحيى ، فمن صام هذا اليوم ثمَّ دعا الله عزَّ وجلَّ استجاب الله له كما استجاب لزكريا (عليه السلام).

اور ریان بن شبیب سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں محرم کے پہلے دن رضا (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن شبیب ! کیا تو روزے سے ہے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: بے شک یہ وہ دن ہے جس میں زکریا نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی تھی اور کہا: «رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ» تو اللہ نے ان کی دعا قبول کی، اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے زکریا کو پکارا جبکہ وہ محراب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تمہیں یحییٰ کی بشارت دیتا ہے، پس جو اس دن روزہ رکھے پھر اللہ عزوجل سے دعا کرے تو اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے جیسے زکریا (علیہ السلام) کے لیے قبول کی تھی۔

ثمَّ قال : يا ابن شبيب! إن المحرَّم هو الشهر الذي كان أهل الجاهليّة فيما مضى يحرِّمون فيه الظلم والقتال لحرمته ، فما عرفت هذه الأمّة حرمة شهرها ، ولا حرمة نبيِّها ، لقد قتلوا في هذا الشهر ذرّيته ، وسبوا نساءه ، وانتهبوا ثقله ، فلا غفر الله لهم ذلك أبداً ، يا ابن شبيب! إن كنت باكياً لشيء فابك للحسين بن علي بن أبي طالب (عليهما السلام) فإنه ذبح كما يذبح الكبش ، وقُتل معه من أهل بيته ثمانية عشر رجلا ، ما لهم في الأرض شبيهون ، ولقد بكت السماوات السبع والأرضون لقتله ، ولقد نزل إلى الأرض من الملائكة أربعة آلاف لنصره ، فوجدوه قد قُتل ، فهم عند قبره شعث غبر إلى أن يقوم القائم ، فيكونون من أنصاره ، وشعارهم : يا لثارات

الحسين.

پھر فرمایا: اے ابن شبیب ! بے شک محرم وہ مہینہ ہے جس میں زمانہ جاہلیت کے لوگ اس کی حرمت کی وجہ سے ظلم اور قتال کو حرام سمجھتے تھے، لیکن اس امت نے نہ اپنے مہینے کی حرمت پہچانی اور نہ اپنے نبی کی حرمت، انہوں نے اسی مہینے میں آپ کی ذریت کو قتل کیا، آپ کی عورتوں کو قید کیا، اور آپ کے سامان کو لوٹ لیا، پس اللہ انہیں کبھی معاف نہ کرے۔ اے ابن شبیب ! اگر کسی چیز پر رونا ہے تو حسین بن علی بن ابی طالب (علیہما السلام) پر رو، کیونکہ انہیں مینڈھے کی طرح ذبح کیا گیا، اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت سے اٹھارہ مرد شہید ہوئے جن کی زمین میں کوئی مثال نہیں، اور بے شک ساتوں آسمان اور زمینیں ان کے قتل پر رو پڑیں، اور بے شک ان کی مدد کے لیے زمین پر چار ہزار فرشتے اترے لیکن انہیں شہید پایا، پس وہ ان کی قبر کے پاس پراگندہ اور غبار آلود ہیں یہاں تک کہ قائم قیام کریں، پھر وہ ان کے انصار میں سے ہوں گے، اور ان کا نعرہ ہوگا: یا لثارات

الحسین۔

يا ابن شبيب! لقد حدَّثني أبي ، عن أبيه ، عن جدّه أنه لما قُتل جدّي الحسين أمطرت السماء دماً وتراباً أحمر ، يا ابن شبيب! إن بكيت على الحسين حتى تصير دموعك على خدّيك غفر الله لك كلَّ ذنب أذنبته صغيراً كان أو كبيراً ، قليلا كان أو كثيراً.

اے ابن شبیب ! بے شک میرے والد نے، اپنے والد سے، اپنے دادا سے حدیث بیان کی کہ جب میرے دادا حسین شہید ہوئے تو آسمان سے خون اور سرخ مٹی برسی۔ اے ابن شبیب ! اگر تو حسین پر اتنا روئے کہ تیرے آنسو تیرے رخساروں پر بہیں تو اللہ تیرے ہر گناہ کو بخش دے گا جو تو نے کیا ہو چھوٹا ہو یا بڑا، کم ہو یا زیادہ۔

يا ابن شبيب! إن سرَّك أن تلقى الله عزَّ وجلَّ ولا ذنب عليك فزر الحسين (عليه السلام) ، يا ابن شبيب ، إن سرَّك أن تسكن الغرف المبنيَّة في الجنّة مع النبي (صلى الله عليه وآله) فالعن قتلة الحسين! يا ابن شبيب إن سرَّك أن يكون لك من الثواب مثل ما لمن استشهد مع الحسين فقل متى ما ذكرته : يا ليتني كنت معهم فأفوز فوزاً عظيماً ، يا ابن شبيب! إن سرَّك أن تكون معنا في الدرجات العلى من الجنان فاحزن لحزننا ، وافرح لفرحنا ، وعليك بولايتنا ، فلو أنّ رجلا تولَّى حجراً لحشره الله معه يوم القيامة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/285 ح 23 عن عيون أخبار الإمام الرضا (عليه السلام) : 2/268 ح 58.

اے ابن شبیب ! اگر تجھے یہ پسند ہو کہ تو اللہ عزوجل سے اس حال میں ملاقات کرے کہ تجھ پر کوئی گناہ نہ ہو تو حسین (علیہ السلام) کی زیارت کر۔ اے ابن شبیب ! اگر تجھے یہ پسند ہو کہ تو جنت میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ تعمیر شدہ محلوں میں سکونت کرے تو حسین کے قاتلوں پر لعنت بھیج۔ اے ابن شبیب ! اگر تجھے یہ پسند ہو کہ تیرے لیے اتنا ثواب ہو جتنا ان لوگوں کے لیے ہے جو حسین کے ساتھ شہید ہوئے، تو جب بھی ان کا ذکر کرے تو کہہ: کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تاکہ بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ اے ابن شبیب ! اگر تجھے یہ پسند ہو کہ تو ہمارے ساتھ جنت کے بلند درجات میں ہو تو ہمارے غم میں غمگین ہو، ہماری خوشی میں خوش ہو، اور ہماری ولایت کو لازم پکڑ، کیونکہ اگر کوئی آدمی کسی پتھر سے بھی محبت کرے تو اللہ قیامت کے دن اسے اسی کے ساتھ محشور کرے گا۔

.

ولله درّ الحجة المقدس العابد الزاهد الشيخ عبدالله بن معتوق التاروتي عليه الرحمة إذ يقول في وحدة الإمام الحسين (عليه السلام) وغربته :

وبقي مُفْرَداً يُكَابِدُ ضَرْباً بَعْدَها من أُمَيَّة شِبْلُ طاها
بأبي عِلَّةَ الوُجُودِ وَحِيداً يصطلي في الحُرُوبِ نَارَ لَظَاها
إنْ غَدَا في العِدَى يَكُرُّ تَخَالُ الـ ـموتَ يَسْعَى أَمَامَهُ وَوَرَاها
حَالَفَ المَشْرَفِيَّ أَنْ لاَ يَرَاهُ في سوى الرُّوسِ مُغْمَداً إِذْ يَرَاها
وَحَمَى دِيْنَهُ فلمَّا أَتَتْهُ دَعْوَةُ الحقِّ طائعاً لَبَّاها
فَرَمَاهُ الضَّلاَلُ سهْماً ولكنْ حَلَّ في أَعْيُنِ الهدى فَعَمَاها
فَهَوَتْ مُذْ هَوَى سَمَاءُ المَعَالِي وَجِبَالُ المِهَادِ هُدَّ ذُرَاهَا

اور اللہ کی رحمت ہو اس مقدس حجت عابد زاہد شیخ عبداللہ بن معتوق التاروتی علیہ الرحمۃ پر جب وہ امام حسین (علیہ السلام) کی تنہائی اور غربت کے بارے میں کہتے ہیں:

اور وہ تنہا رہ گئے، ضربیں برداشت کرتے ہوئے
ان کے بعد امیہ کے شیر، طٰہٰ کے جوان نے
میرے باپ قربان ہوں وجود کی علت پر، تنہا
جنگوں میں بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلستے ہوئے
جب وہ دشمنوں کی طرف حملہ کرتے تو خیال ہوتا
موت ان کے آگے اور پیچھے دوڑتی ہے
تلوار سے عہد باندھا کہ اسے نہ دیکھے گا
سروں کے علاوہ کہیں میان میں جب اسے دیکھے
اور اپنے دین کی حفاظت کی پھر جب آیا
حق کا بلاوا تو فرمانبرداری سے لبیک کہا
تو گمراہی نے ان پر تیر چلایا لیکن
ہدایت کی آنکھوں میں لگا تو انہیں اندھا کر دیا
گر پڑے جب گر گئے بزرگی کا آسمان
اور زمین کے پہاڑ، ان کی چوٹیاں منہدم ہو گئیں

وَادْلَهَمَّ النَّهَارُ وَانْخَسَفَ الْبَدْرُ وَنَالَ الكُسُوفُ شَمْسَ ضُحَاها [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 510.

اور دن تاریک ہو گیا اور چودھواں ماند پڑا
اور گرہن نے صبح کے سورج کو اپنی لپیٹ میں لے لیا

المجلس الثالث

في أن مصيبة الحسين (عليه السلام) أعظم المصائب

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : فهل المحن يا ساداتي إلاَّ التي لزمتكم ، والمصائب إلاَّ التي عمَّتكم ، والفجائع إلاَّ التي خصَّتكم ، والقوارع إلاَّ التي طرقتكم ، صلوات الله عليكم وعلى أرواحكم وأجسامكم ورحمة الله وبركاته ، بأبي وأمي يا آل المصطفى ، إنّا لا نملك إلاَّ أن نطوفَ حولَ مشاهِدكم ، ونُعزّي فيها أرواحَكم ، على هذه المصائب العظيمة الحالّة بفنائكم ، والرزايا الجليلة النازلة بساحتكم ، التي أثبتت في قلوب شيعتِكم القروح ، وأورثت أكبادَهم الجروح ، وزرعت في صدورِهم الغُصص ، فنحن نُشهِدُ الله أنّا قد شاركنا أولياءَكم وأنصارَكم المتقدِّمين ، في إراقة دماء الناكثين والقاسطين والمارقين ، وقتلة أبي عبدالله سيِّد شباب أهل الجنة يوم كربلاء ، بالنيَّات والقلوب ، والتأسُّف على فوت تلك المواقف ، التي حضروا لنصرتكم ، والله وليّي يُبلِّغكم منّي السلام [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 299.

.

تیسری مجلس

اس میں کہ حسین (علیہ السلام) کی مصیبت سب سے بڑی مصیبت ہے

اہل بیت (علیہم السلام) کے بعض زیارات میں آیا ہے: کیا کوئی آزمائش ہے اے میرے سرداروں سوائے اس کے جو تم پر لازم ہوئی، اور کیا کوئی مصیبت ہے سوائے اس کے جو تمہیں گھیرے ہوئی، اور کیا کوئی حادثہ ہے سوائے اس کے جو تمہیں خاص ہوا، اور کیا کوئی مصیبت ہے سوائے اس کے جو تمہارے دروازے پر دستک دے گئی، اللہ کی درود ہو تم پر اور تمہاری روحوں پر اور تمہارے جسموں پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، میرے ماں باپ قربان ہوں اے آل مصطفی، ہم صرف یہ کر سکتے ہیں کہ تمہارے مقامات کے گرد طواف کریں، اور ان میں تمہاری روحوں کو ان عظیم مصیبتوں پر تعزیت دیں جو تمہارے صحن میں نازل ہوئیں، اور جلیل حادثات جو تمہارے میدان میں اترے، جنہوں نے تمہارے شیعوں کے دلوں میں زخم ثبت کر دیے، اور ان کے کلیجوں کو زخمی کر دیا، اور ان کے سینوں میں غم بو دیا، تو ہم اللہ کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے تمہارے دوستوں اور انصار سے جو پہلے گزر چکے، ناکثین اور قاسطین اور مارقین کے خون بہانے میں، اور ابو عبداللہ سید شباب اہل جنت کے قاتلوں کو کربلا کے دن قتل کرنے میں، نیتوں اور دلوں سے شرکت کی، اور ان مواقف کے چھوٹ جانے پر افسوس کیا جہاں وہ تمہاری نصرت کے لیے حاضر ہوئے تھے، اور اللہ میرا مولیٰ ہے جو میری طرف سے تمہیں سلام پہنچائے گا۔

فَيَا وَقْعَةً لَمْ يُوْقِعِ الدَّهْرُ مِثْلَها وَفَادِحَةً تُنْسَى لديها فَوَادِحُهْ
مَتَى ذُكِرَتْ أَذْكَتْ حَشَى كُلِّ مؤمن بِزَنْدِ جَوَىً أَوْرَاهُ لِلْحَشْرِ قَادِحُهْ

تو کیا واقعہ ہے کہ زمانے نے اس جیسا نہیں ڈھایا
اور کیا سخت حادثہ کہ اس کے سامنے دوسرے حادثات بھول جائیں
جب بھی اس کا ذکر ہو تو ہر مومن کا دل بھڑک اٹھے
جوئے غم کی چنگاری سے جو حشر کے لیے بھڑکانے والا بھڑکائے

روي عن ثابت بن أبي صفية ، قال : نظر علي بن الحسين سيِّد العابدين ـ صلَّى الله عليه ـ إلى عبيدالله بن عباس بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) فاستعبر ، ثمَّ قال : ما من يوم أشدّ على رسول الله (صلى الله عليه وآله) من يوم أحد ، قُتل فيه عمّه حمزة بن عبد

ثابت بن ابی صفیہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: علی بن الحسین سید العابدین صلی اللہ علیہ نے عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو رو پڑے، پھر فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر احد کے دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہیں تھا، جس میں ان کے چچا حمزہ بن عبد

المطلب أسد الله وأسد رسوله ، وبعده يوم مؤتة ، قُتل فيه ابن عمّه جعفر بن أبي طالب ، ثمّ قال (عليه السلام) : ولا يوم كيوم الحسين صلى الله عليه ، ازدلف إليه ثلاثون ألف رجل يزعمون أنهم من هذه الأمّة ، كلٌّ يتقرَّب إلى الله عزَّ وجلَّ بدمه ، وهو بالله يذكِّرهم فلا يتعظون ، حتى قتلوه بغياً وظلماً وعدواناً [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/274.

.

المطلب اللہ کے شیر اور رسول اللہ کے شیر شہید ہوئے، اور اس کے بعد موتہ کا دن جس میں ان کے چچازاد بھائی جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے، پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اور کوئی دن حسین صلی اللہ علیہ کے دن کی طرح نہیں، ان کی طرف تیس ہزار مرد جمع ہوئے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ وہ اس امت میں سے ہیں، ہر ایک ان کے خون سے اللہ عزوجل سے قربت حاصل کرنا چاہتا تھا، اور وہ انہیں اللہ کی یاد دلاتے تھے لیکن وہ نصیحت نہیں مانتے تھے، یہاں تک کہ انہیں بغی اور ظلم اور عدوان سے قتل کر دیا۔

وعن عبدالله بن الفضل قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : يا ابن رسول الله! كيف صار يوم عاشوراء يوم مصيبة وغمّ وجزع وبكاء دون اليوم الذي قبض فيه رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟ واليوم الذي ماتت فيه فاطمة (عليها السلام) ؟ واليوم الذي قتل فيه أمير المؤمنين (عليه السلام) ؟ واليوم الذي قتل فيه الحسن (عليه السلام) بالسمّ ؟ فقال : إن يوم قتل الحسين (عليه السلام) أعظم مصيبة من جميع سائر الأيام ، وذلك أن أصحاب الكساء الذين كانوا أكرم الخلق على الله كانوا خمسة ، فلما مضى عنهم النبيُّ بقي أمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين (عليهم السلام) ، فكان فيهم للناس عزاء وسلوة ، فلمَّا مضت فاطمة (عليها السلام) كان في أمير المؤمنين والحسن والحسين (عليهم السلام) للناس عزاء وسلوة ، فلمَّا مضى عنهم أمير المؤمنين كان للناس في الحسن والحسين (عليهما السلام) عزاء وسلوة ، فلمَّا مضى الحسن (عليه السلام) كان للناس في الحسين عزاء وسلوة. فلمَّا قتل الحسين صلى الله عليه لم يكن بقي من أصحاب الكساء أحد الناس فيه بعده عزاء وسلوة ، فكان ذهابه كذهاب جميعهم ، كما كان بقاؤه كبقاء جميعهم ، فلذلك صار يومه أعظم الأيام مصيبة.

اور عبداللہ بن الفضل سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے کہا: اے رسول اللہ کے بیٹے! کیسے عاشورہ کا دن مصیبت اور غم اور جزع اور رونے کا دن بن گیا، اس دن سے بڑھ کر جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فوت ہوئے؟ اور اس دن سے بڑھ کر جس میں فاطمہ (علیہا السلام) انتقال کر گئیں؟ اور اس دن سے بڑھ کر جس میں امیر المومنین (علیہ السلام) شہید ہوئے؟ اور اس دن سے بڑھ کر جس میں حسن (علیہ السلام) زہر سے شہید ہوئے؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک حسین (علیہ السلام) کے قتل کا دن تمام دوسرے دنوں سے بڑی مصیبت ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اصحاب کساء جو اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محترم تھے، وہ پانچ تھے، تو جب ان میں سے نبی رخصت ہو گئے تو امیر المومنین، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) باقی رہے، تو ان میں لوگوں کے لیے تسلی اور سکون تھا۔ پھر جب فاطمہ (علیہا السلام) رخصت ہو گئیں تو امیر المومنین، حسن اور حسین (علیہم السلام) میں لوگوں کے لیے تسلی اور سکون تھا۔ پھر جب امیر المومنین رخصت ہو گئے تو حسن اور حسین (علیہما السلام) میں لوگوں کے لیے تسلی اور سکون تھا۔ پھر جب حسن (علیہ السلام) رخصت ہو گئے تو حسین میں لوگوں کے لیے تسلی اور سکون تھا۔ پھر جب حسین صلی اللہ علیہ شہید ہو گئے تو اصحاب کساء میں سے کوئی باقی نہ رہا جس میں ان کے بعد لوگوں کے لیے تسلی اور سکون ہو، تو ان کا جانا سب کے جانے کی طرح تھا، جیسے ان کا باقی رہنا سب کے باقی رہنے کی طرح تھا، اس لیے ان کا دن سب سے بڑی مصیبت کا دن بن گیا۔

قال عبدالله بن الفضل الهاشمي : فقلت له : يا ابن رسول الله! فلِمَ لمْ يكن للناس في علي بن الحسين (عليهما السلام) عزاءٌ وسلوة ، مثلَ ما كان لهم في آبائه (عليهم السلام) ؟ فقال : بلى ، إن علي بن الحسين كان سيِّد العابدين ، وإماماً وحجَّة على الخلق بعد آبائه الماضين ، ولكنّه لم يلقَ رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ولم يسمع منه ، وكان علمه وراثة عن أبيه

عبداللہ بن الفضل ہاشمی نے کہا: تو میں نے ان سے کہا: اے رسول اللہ کے بیٹے! تو کیوں علی بن الحسین (علیہما السلام) میں لوگوں کے لیے تسلی اور سکون نہیں تھا، جیسا کہ ان کے آباء (علیہم السلام) میں تھا؟ تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، بے شک علی بن الحسین سید العابدین تھے، اور امام تھے اور اپنے گزرے ہوئے آباء کے بعد خلق پر حجت تھے، لیکن انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ملاقات نہیں کی، اور نہ ان سے سنا، اور ان کا علم ان کے باپ سے وراثت میں ملا تھا

عن جدّه عن النبيّ (صلى الله عليه وآله) ، وكان أمير المؤمنين وفاطمة والحسن والحسين (عليهم السلام) قد شاهدهم الناس مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) في أحوال تتوالى ، فكانوا متى نظروا إلى أحد منهم تذكَّروا حاله من رسول الله (صلى الله عليه وآله) وقول رسول الله (صلى الله عليه وآله) له وفيه : فلمَّا مضوا فَقدَ الناس مشاهدةَ الأكرمين على الله عزَّ وجلَّ ، ولم يكن في أحد منهم فَقدَ جَميعهِم إلاَّ في فَقدِ الحسين (عليه السلام) لأنّه مضى في آخرهم ، فلذلك صار يومه أعظمَ الأيامِ مصيبةً.

، اور ان کا علم ان کے باپ سے اور دادا سے اور پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے وراثت میں ملا تھا، اور امیر المومنین، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) کو لوگوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ مسلسل کئی حالات میں دیکھا تھا، تو جب بھی وہ ان میں سے کسی کو دیکھتے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ ان کی حالت یاد آجاتی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا ان کے لیے اور ان کے بارے میں فرمان یاد آجاتا۔ پس جب وہ رخصت ہو گئے تو لوگوں نے اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہستیوں کا مشاہدہ کھو دیا، اور ان میں سے کسی میں بھی ان سب کا کھو جانا نہیں تھا سوائے حسین (علیہ السلام) کے کھو جانے میں، کیونکہ وہ ان میں سے آخری تھے، اس لیے ان کا دن سب سے بڑی مصیبت کا دن بن گیا۔

قال عبدالله بن الفضل الهاشمي : فقلت له : يا ابن رسول الله! فكيف سمِّت العامة يوم عاشوراء يوم بركة ؟ فبكى (عليه السلام) ثمَّ قال : لما قُتل الحسين (عليه السلام) تقرَّب الناس بالشام إلى يزيد ، فوضعوا له الأخبار ، وأخذوا عليها الجوائز من الأموال ، فكان مما وضعوا له أمر هذا اليوم ، وأنّه يوم بركة ، ليعدل الناس فيه من الجزع والبكاء والمصيبة والحزن ، إلى الفرح والسرور والتبرُّك والاستعداد فيه ، حكم الله بيننا وبينهم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/269.

عبداللہ بن الفضل ہاشمی نے کہا: تو میں نے ان سے کہا: اے رسول اللہ کے بیٹے! تو عامۃ الناس نے عاشورہ کے دن کو برکت کا دن کیوں قرار دیا؟ تو آپ (علیہ السلام) رو پڑے، پھر فرمایا: جب حسین (علیہ السلام) شہید کر دیے گئے تو شام میں لوگ یزید سے قربت حاصل کرنے لگے، اور انہوں نے اس کے لیے من گھڑت خبریں بنائیں، اور اس پر مالی انعامات حاصل کیے۔ ان من گھڑت باتوں میں سے ایک اس دن کا معاملہ تھا، اور یہ کہ یہ برکت کا دن ہے، تاکہ لوگ اس میں جزع و فریاد، رونے، مصیبت اور غم سے ہٹ کر خوشی و سرور، برکت حاصل کرنے اور تیاری کی طرف مائل ہو جائیں، اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔

.

لله درّ السيد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

ولكنْ شَجَتْني وَقْعَةُ الطفِّ فَانْبَرَى
لَهَا بالحَشَى وَجْدٌ يَضِيْقُ به الصَّدْرُ فَيَا وَقْعَةَ الطَّفِّ التي بمُصابِها
تَزَلْزَلَ رُكْنُ الدِّيْنِ وَاعْتَصَمَ الكُفْرُ لَسَوَّدْتِ وَجْهَ الدَّهْرِ خِزْياً وَإِنَّما
أَتَيْتِ بمالَمْ يَأْتِ في مِثْلِهِ الدَّهْرُ مَلأْتِ بها صَدْرَ الْفَضَاءِ مرنَّةً
فَأَصْبَحَتِ الدُّنْيا وفي سَمْعِها وَقْرُ
مُصَابٌ أَصَابَ المصطفى منه فَادِحٌ
بَكَتْ حَزَناً مِنْ رُزْئِهِ فَاطِمُ الطُّهْرُ [2]

مثير الأحزان ، الجواهري : 114.

اور اللہ کی رحمت ہو سید محمد حسین قزوینی پر جب وہ فرماتے ہیں:

لیکن طف کے واقعے نے مجھے زخمی کر دیا، تو اٹھ کھڑا ہوا
اس کے لیے دل میں ایک ایسا درد کہ سینہ تنگ ہو گیا
اے طف کے واقعے! جس کی مصیبت سے
دین کا رکن لرز گیا اور کفر مضبوط ہو گیا
تو نے زمانے کے چہرے کو شرم سے سیاہ کر دیا، اور بے شک
تو ایسی بات لے کر آیا جو زمانہ اس جیسے میں نہیں لایا
تو نے اس سے فضا کے سینے کو ماتم سے بھر دیا
تو دنیا صبح ہوئی اور اس کے کان میں بہرا پن تھا
ایک ایسی مصیبت جو مصطفیٰ کو پہنچی، انتہائی سخت
اس کے غم سے فاطمہ طہر رو پڑیں

وعن عمر بن بشر الهمداني قال : قلت لأبي إسحاق : متى ذلّ الناس ؟ قال :

حين قتل الحسين بن علي (عليهما السلام) وادّعي زياد ، وقُتلَ حجرُ بن عدي [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/271.

.

اور عمر بن بشر ہمدانی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابو اسحاق سے کہا: لوگ کب ذلیل ہوئے؟ انہوں نے کہا:

جب حسین بن علی (علیہما السلام) شہید کیے گئے، اور زیاد کا دعویٰ کیا گیا، اور حجر بن عدی قتل کیے گئے۔

وعن أبي بصير ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : ما من شهيد إلاّ وهو يحبُّ لو أن الحسين بن علي (عليهما السلام) حيٌّ حتى يدخلون الجنة معه [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/298.

.

اور ابو بصیر سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: کوئی شہید نہیں مگر یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش حسین بن علی (علیہما السلام) زندہ ہوتے تاکہ وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں۔

روى البلاذري قال : لمّا قتل الحسين (عليه السلام) كتب عبدالله بن عمر إلى يزيد بن معاوية : أمَّا بعد ، فقد عظمت الرزيَّة ، وجلَّت المصيبة ، وحدث في الإسلام حدث عظيم ، ولا يوم كيوم الحسين ، فكتب إليه يزيد : أمَّا بعد يا أحمق ، فإننا جئنا إلى بيوت منجَّدة ، وفرش ممهَّدة ، ووسائد منضَّدة ، فقاتلنا عنها ، فإن يكن الحقّ لنا فعن حقَّنا قاتلنا ، وإن كان الحقّ لغيرنا فأبوك أولُ من سنَّ هذا ، وابتزَّ واستأثر بالحق على أهله [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/328.

.

بلاذری نے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو عبداللہ بن عمر نے یزید بن معاویہ کو لکھا: اما بعد، بے شک مصیبت عظیم ہو گئی، اور مصیبت بہت بڑی ہو گئی، اور اسلام میں ایک عظیم حادثہ رونما ہوا، اور کوئی دن حسین کے دن جیسا نہیں۔ تو یزید نے اسے لکھا: اما بعد اے احمق! بے شک ہم آراستہ گھروں، بچھے ہوئے بستروں اور لگے ہوئے تکیوں کی طرف آئے، تو ہم نے ان کے لیے جنگ کی، پس اگر حق ہمارا تھا تو ہم نے اپنے حق کے لیے جنگ کی، اور اگر حق کسی اور کا تھا تو تیرے باپ نے سب سے پہلے یہ سنت جاری کی، اور حق کو اس کے اہل سے چھین لیا اور خود اختیار کر لیا۔

وهو (عليه السلام) قتيل العبرة ، فهو عبرة كلّ مؤمن ومؤمنة ، روي عن ابن خارجة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال الحسين بن علي : أنا قتيل العبرة ، قتلت مكروباً ، وحقيق على الله أن لا يأتيني مكروب قط إلاّ ردَّه الله أو أقلبه إلى أهله مسروراً [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/279.

.

اور وہ (علیہ السلام) قتیل العبرہ ہیں، پس وہ ہر مومن اور مومنہ کے لیے عبرت ہیں۔ ابن خارجہ سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حسین بن علی نے فرمایا: میں قتیل العبرہ ہوں، میں غمزدہ حالت میں شہید کیا گیا، اور اللہ پر واجب ہے کہ کوئی غمزدہ میرے پاس نہ آئے مگر یہ کہ اللہ اسے خوش حال کر کے یا اس کے گھر والوں کی طرف خوش حال کر کے لوٹائے۔

وعن أبي يحيى الحذَّاء ، عن بعض أصحابه ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : نظر أمير المؤمنين إلى الحسين (عليهما السلام) فقال : يا عبرة كل مؤمن ، فقال : أنا يا أبتاه ؟ فقال : نعم يا بنيَّ [5]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/280

، وعن أبي بصير ، عن الصادق ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال أبو عبدالله الحسين بن علي (عليهما السلام) : أنا قتيل العبرة ، لا يذكرني مؤمن إلاّ استعبر [6]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/284.

.

اور ابو یحییٰ حذاء سے، اپنے بعض اصحاب سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: امیر المومنین نے حسین (علیہما السلام) کی طرف دیکھا تو فرمایا: اے ہر مومن کے لیے عبرت! تو آپ نے کہا: میں، اے میرے والد؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، اے میرے بیٹے۔ اور ابو بصیر سے، صادق سے، ان کے آباء (علیہم السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: ابو عبداللہ حسین بن علی (علیہما السلام) نے فرمایا: میں قتیل العبرہ ہوں، کوئی مومن مجھے یاد نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ رو پڑتا ہے۔

وعن الحسن بن أبي فاختة قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : إني أذكر الحسين

اور حسن بن ابی فاختہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: میں حسین

ابن علي (عليهما السلام) فأيّ شيء أقول إذا ذكرته ؟ فقال : قل : صلّى الله عليك يا أبا عبدالله ، تكرِّرها ثلاثاً.. [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/301.

بن علی (علیہما السلام) کو یاد کرتا ہوں، تو جب میں انہیں یاد کروں تو کیا کہوں؟ تو آپ نے فرمایا: کہو: صلی اللہ علیک یا ابا عبداللہ، اسے تین بار دہراؤ۔

.

وعن داود الرَّقّي قال : كنت عند أبي عبدالله (عليه السلام) إذا استسقى الماء ، فلمَّا شربه رأيته قد استعبر ، واغرورقت عيناه بدموعه ، ثمَّ قال لي : يا داود! لعن الله قاتل الحسين (عليه السلام) ، فما من عبد شرب الماء فذكر الحسين ولعن قاتله إلاَّ كتب الله له مائة ألف حسنة ، وحطَّ عنه مائة ألف سيئة ، ورفع له مائة ألف درجة ، وكأنما أعتق مائة ألف نسمة ، وحشره الله يوم القيامة ثلج الفؤاد [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/304.

اور داود رقی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر تھا جب آپ نے پانی منگوایا، پس جب آپ نے پانی پیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور اشک جاری ہو گئے، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: اے داود! اللہ قاتل حسین (علیہ السلام) پر لعنت کرے، پس کوئی بندہ پانی نہیں پیتا اور حسین کو یاد کر کے ان کے قاتل پر لعنت کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے، اور اس سے ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے، اور اس کے لیے ایک لاکھ درجے بلند کرتا ہے، اور گویا اس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے، اور اللہ اسے قیامت کے دن ٹھنڈے دل کے ساتھ محشور کرے گا۔

.

عظَّم الله أجوركم أيُّها المؤمنون ، وأحسن الله لكم العزاء في مصيبة إمامنا الحسين (عليه السلام) التي تتفطَّر لها القلوب ، وتتصدع لها النفوس ، قال ابن الدمشقي ـ في فظاعة مقتل الحسين (عليه السلام) ومصيبته ـ : وبالجملة والتفصيل فما وقع في الإسلام قضيةٌ أفظعَ منها ، وهي ما ينبو الأسماع عنها ، وتتفطَّرُ القلوبُ عند ذكرِها حُزناً وأسىً وتأسُّفاً ، وتنهلُّ لها المدامع ، كالسحب الهوامع ، هذا والعهد بالنبيِّ قريب ، وروض الإيمان خصيب ، وغصن دوحته غضّ جديد ، وظلُّه وافرٌ مديد ، ولكنَّ الله يفعل ما يريد. وما أظن أن من استحلَّ ذلك ، وسلك مع أهل النبيِّ (صلى الله عليه وآله) هذه المسالك ، شمَّ ريحة الإسلام ، ولا آمن بمحمَّد عليه وآله الصلاة والسلام ، ولا خالطَ الإيمانُ بشاشةَ قلبه ، ولا آمن طرفَة عين بربِّه ، والقيامة تجمعهم ، وإلى ربِّهم مرجعهُم.

اللہ تعالیٰ آپ کے اجر کو عظیم کرے اے مومنو ! اور اللہ تعالیٰ ہمارے امام حسین (علیہ السلام) کی مصیبت میں آپ کو بہترین تعزیت عطا فرمائے، جس سے دل پھٹ جاتے ہیں اور جانیں چاک ہو جاتی ہیں۔ ابن دمشقی نے حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی ہولناکی اور مصیبت کے بارے میں کہا: اجمالاً اور تفصیلاً، اسلام میں اس سے زیادہ خوفناک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، اور یہ ایسی بات ہے جس سے کان انکار کرتے ہیں، اور اس کے ذکر پر دل غم و اندوہ اور افسوس سے پھٹ جاتے ہیں، اور اس پر آنسو برسنے والے بادلوں کی طرح بہتے ہیں، یہ سب اس حال میں کہ نبی سے عہد قریب تھا، اور ایمان کا باغ سرسبز تھا، اور اس کے درخت کی شاخ تروتازہ تھی، اور اس کا سایہ وافر اور دور تک پھیلا ہوا تھا، لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور میرا خیال نہیں کہ جس نے یہ حرمت پامال کی اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کے ساتھ یہ طرز عمل اختیار کیا، اس نے اسلام کی خوشبو سونگھی ہو، یا محمد علیہ و آلہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لایا ہو، یا ایمان کی لذت اس کے دل میں داخل ہوئی ہو، یا ایک پل کے لیے اپنے رب پر ایمان لایا ہو، اور قیامت انہیں جمع کرے گی، اور ان کے رب کی طرف ان کی بازگشت ہے۔

ستعلمُ ليلى أيَّ دَيْن تَدَايَنَتْ وأيِّ غريم للقاضي غَرِيمُها

عنقریب لیلیٰ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے کیسا قرض لیا تھا
اور ادا کرنے والے کا کیسا قرض دار تھا

ولقد قرأ قارئ بين يدي الشيخ العالم العلاّمة أبي الوفاء علي بن عقيل رحمه الله قوله تعالى : « وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلاَّ فَرِيقاً مِنْ الْمُؤْمِنِينَ » [3]

سورة سباء ، الآية : 20.

اور بے شک شیخ عالم علامہ ابوالوفا علی بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک قاری نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: «وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلاَّ فَرِيقاً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ» (اور بے شک ابلیس نے ان کے بارے میں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو انہوں نے اس کی پیروی کی سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے)

فبكى وقال : سبحان الله! غاية ما كان طَمَعُه فيما قال : « فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الأَنْعَامِ » [1]

سورة النساء ، الآية : 119.

جاوزوا والله الحدَّ الذي طمع فيه!!

تو آپ رو پڑے اور فرمایا: سبحان اللہ ! اس کی طمع کی انتہا وہ تھی جو اس نے کہا تھا: « فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الأَنْعَامِ» (میں ضرور چوپایوں کے کان کٹواؤں گا) اللہ کی قسم ! انہوں نے اس حد سے بھی تجاوز کر دیا جس کی اسے طمع تھی ! !

ضَحَّوا بأَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُودِ به يُقَطِّعُ الليلَ تسبيحاً وَقُرْآنا

انہوں نے اس بزرگ کو شہید کیا جس کی پیشانی پر سجدے کا نشان تھا جو راتوں کو تسبیح اور قرآن میں گزار دیتا تھا

إي والله ، عمدوا إلى علي بن أبي طالب بين صفّيه فقتلوه ، ثمَّ قتلوا ابنه الحسين ابن فاطمة الزهراء ، وأهل بيته الطيِّبين الطاهرين بعد أن منعوهم الماء! هذا والعهد بنبيِّهم قريب ، وهم القرن الذي رأوا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ورأوه (صلى الله عليه وآله) يقبِّل فمه ، ويرشف ثناياه ، فنكتوا على فمه وثناياه بالقضيب!! تذكَّروا والله أحقاد يوم بدر وما كان فيه!.

ہاں، اللہ کی قسم، انہوں نے علی بن ابی طالب کو اپنی صفوں کے درمیان قتل کیا، پھر ان کے بیٹے حسین بن فاطمہ زہرا کو اور ان کے اہل بیت طیبین طاہرین کو شہید کیا اس کے بعد کہ انہیں پانی سے بھی محروم کر دیا! یہ سب اس حال میں کہ ان کے نبی کا عہد قریب تھا، اور یہ وہ نسل تھے جنہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا تھا، اور انہوں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا تھا کہ آپ ان کے منہ کو چومتے تھے، اور ان کے ہونٹوں کو چوستے تھے، پھر انہوں نے ان کے منہ اور ہونٹوں پر چھڑی سے مارا!! اللہ کی قسم، انہوں نے بدر کے دن کے احقاد یاد کیے اور جو کچھ اس میں ہوا تھا!

وأين هذا من مطمع الشيطان ، وغاية أمله بتبكيت آذان الأنعام ؟ هذا مع قرب العهد ، وسماع كلام ربّ الأرباب : « قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى » [2]

سورة الشورى ، الآية : 23.

اور یہ شیطان کی طمع سے کہاں ہے، اور اس کی امید کی انتہا چوپایوں کے کان کٹوانا تھا؟ یہ سب عہد کی قربت کے باوجود، اور رب الارباب کا کلام سننے کے باوجود: «قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى» (کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے قرابت داروں سے محبت کے)۔ اللہ کی قسم! انہوں نے آپ کے دور میں تلوار کے خوف سے اپنے عقائد چھپائے، پھر جب معاملہ ان کی طرف آیا تو انہوں نے دشمنی اور ظلم کا نقاب اتار پھینکا «سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ» (عنقریب اللہ انہیں ان کی توصیف کی جزا دے گا، بے شک وہ حکیم علیم ہے)۔

سترووا والله عقائدهم في عصره مخافة السيف ، فلمَّا صار الأمر إليهم كشفوا عن قناع البغي والحيف « سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ » [3]

سورة الأنعام ، الآية : 139.

[4]

جواهر المطالب ، ابن الدمشقي : 2/311 ـ 313.

.

وقال القلقشندي في صبح الأعشى : ويعدُّون ـ أي الشيعة ـ من العظائم فعل شمر بن ذي الجوشن ، وهو الذي احتزَّ رأس الحسين (عليه السلام) ، وأنّ من ساعده على ذلك مرتكب أعظمَ محظورات بأشدّ بلية ، وحقيقٌ ذلك أن يستعظموه ، فأيُّ جريمة أعظم من قتل سبط رسول الله (صلى الله عليه وآله) [5]

صبح الأعشى : 13/234.

اور قلقشندی نے «صبح الاعشیٰ» میں لکھا ہے: اور شیعہ حضرات عظیم ترین جرائم میں شمر بن ذی الجوشن کے فعل کو شمار کرتے ہیں، اور وہی تھا جس نے حسین (علیہ السلام) کا سر مبارک کاٹا، اور جس نے اس میں اس کی مدد کی وہ سخت ترین مصیبت کے ساتھ عظیم ترین ممنوعات کا مرتکب ہوا، اور یہ حق بات ہے کہ وہ اسے عظیم سمجھیں، پس کون سا جرم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نواسے کے قتل سے بڑا ہو سکتا ہے۔

.

قال دعبل بن علي الخزاعي ـ يحثُّ صاحب المصيبة على التسلّي بمصائب النبي (صلى الله عليه وآله) وأهل بيته (عليهم السلام) وما جرى عليهم :

دعبل بن علی خزاعی نے صاحب مصیبت کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے اہل بیت (علیہم السلام) کی مصیبتوں سے تسلی حاصل کرنے اور ان پر جو کچھ گزرا اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

تَعَزَّ فَكَمْ لك من سلوة تُفرِّجُ عنك غليلَ الحَزَنْ
بموتِ النبيِّ وَقَتْلِ الوصيِّ وَقَتْلِ الحسينِ وَسَمِّ الحَسَنْ [1]

الغدير ، الأميني : 11/11 ، درر السمط في خبر السبط ، ابن الأبار : 90 ، مروج الذهب ، المسعودي : 3/6.

تسلی حاصل کرو، کیونکہ تمہارے لیے کتنی ہی تسلیاں ہیں
جو تمہارے غم کی جلن کو دور کرتی ہیں
نبی کی وفات اور وصی کے قتل سے
اور حسین کے قتل اور حسن کو زہر دینے سے

وزاد بعضهم :

وَجَرِّ الوصيِّ وَغَصْبِ التُّرَاثِ وَأَخْذِ الحُقُوقِ وَكَشْفِ الإِحَنْ
وَهَدْمِ المَنَارِ وَبَيْتِ الإِلَهِ وَحَرْقِ الكِتَابِ وَتَرْكِ السُّنَنْ

اور بعض نے اضافہ کیا ہے:

اور وصی کو گھسیٹنے اور وراثت کو غصب کرنے سے
اور حقوق کو چھیننے اور کینوں کو ظاہر کرنے سے
اور منار کو ڈھانے اور بیت اللہ کو
اور کتاب کو جلانے اور سنتوں کو چھوڑنے سے

وقال دعبل الخزاعي أيضاً :

مِحَنُ الزمانِ سَحَائبٌ مُتَرَاكِمَه هي بالفَوَادِحِ فَالفَوَاجِعِ سَاهِمَه
فإذا الهُمُومُ تَراكَبَتْكَ فَسَلِّها بمُصَابِ أولادِ البتولةِ فَاطِمَه [2]

روضة الواعظين ، الفتال النيسابوري : 169.

اور دعبل خزاعی نے یہ بھی کہا ہے:

زمانے کی مصیبتیں جمع شدہ بادل ہیں
جو سخت آفات اور سانحات سے بھری ہوئی ہیں
پس جب غم تم پر سوار ہو جائیں تو ان سے پوچھو
بتول فاطمہ کی اولاد کی مصیبتوں سے

وقال بعضهم :

إذا ذَكَرَ القَلْبُ رَهْطَ النبيِّ وَسَبْيَ النِّسَاءِ وَهَتْكَ السُّتُرْ
وَذَبْحَ الصبيِّ وَقَتْلَ الوصيِّ وَقَتْلَ الشبيرِ وَسَمَّ الشُّبَرْ
تَرَقْرَقَ في العينِ مَاءُ الفُؤَادِ وتجري على الخَدِّ منه الدُّرَرْ
فَيَا قَلْبُ صبراً على حُزْنِهِمْ فَعِنْدَ البَلاَيا تكونُ العِبَرْ

اور بعض نے کہا ہے:

جب دل نبی کے اہل خانہ کو یاد کرتا ہے
اور عورتوں کی اسیری اور پردوں کی بے حرمتی کو
اور بچے کی ذبح اور وصی کے قتل کو
اور شبیر کے قتل اور شبر کو زہر دینے کو
تو دل کا پانی آنکھ میں امڈ آتا ہے
اور اس سے موتی رخساروں پر بہنے لگتے ہیں
پس اے دل ! ان کے غم پر صبر کر
کیونکہ بلاؤں میں عبرت ہوتی ہے

ويقول عبيدالله بن عبدالله بن طاهر :

اور عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کہتے ہیں:

إذَا مَا المَرْءُ لم يَعْطَ مُنَاهُ وَأَضْنَاهُ التفكُّرُ والنُّحُولُ
ففي آلِ الرَّسُولِ له عَزَاءٌ وَمَا لاَقَتْهُ فاطمةُ البتولُ [3]

جب انسان کو اپنی مراد نہ ملے
اور سوچ اور لاغری اسے کمزور کر دے
تو آل رسول میں اس کے لیے تسلی ہے
اور جو کچھ فاطمہ بتول پر گزری

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 2/52.

وقال بعضهم :

أَنْسَتْ رَزِيَّتُكُمْ رَزَيَانَا التي سَلَفَتْ وهوَّنت الرزايا الآتيه
وَفَجَائِعُ الأَيَّامِ تبقى مُدَّةً وتزولُ وَهِيَ إلى القِيَامةِ باقيه

اور بعض نے کہا ہے:

تمہاری مصیبت نے ہماری وہ مصیبتیں بھلا دیں جو
گزر گئیں اور آنے والی مصیبتوں کو ہلکا کر دیا
اور زمانے کی آفتیں کچھ مدت تک باقی رہتی ہیں
اور ختم ہو جاتی ہیں لیکن یہ قیامت تک باقی رہنے والی
ہیں

وقال آخر :

كُلُّ الرزايا دُوْنَ وَقْعَةِ كربلا تُنْسَى وَإِنْ عَظُمَت تهونُ عِظَامُها

اور کسی اور نے کہا ہے:

تمام مصیبتیں واقعۂ کربلا سے کم تر ہیں
بھول جاتی ہیں اور اگر بڑی بھی ہوں تو ان کی عظمت
ہلکی ہو جاتی ہے

ويقول الشيخ يوسف أبو ذيب الخطي عليه الرحمة :

وَإِذَا تَعَاوَرَكَ الزَّمَانُ وَهَاجَ نَحْوَكَ بالنَّوَائِبْ فَاذْكُرْ مُصِيبَتَهُمْ بِعَرْ
صَةِ كَرْبَلا تَنْسَى الْمَصَائِبْ [1]

اور شیخ یوسف ابو ذیب الخطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور جب زمانہ تم پر ٹوٹ پڑے
اور مصیبتوں کے ساتھ تمہاری طرف بڑھے
تو ان کی مصیبت کو یاد کرو عر
صۂ کربلا میں، تمام مصیبتیں بھول جاؤ گے

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون ، القسم الأول : 39 ، وقد نسبها الحجّة الشيخ فرج العمران على الرحمة في روضة الندوة ما نصّه: [يوسف أبو ذيب الخطي] من شعراء القطيف. رحمه الله تعالى.

المجلس الرابع

إنكار أهل الأديان على قتلة الإمام الحسين (عليه السلام) فعلى الأطائب من أهل بيت محمّد وعلي صلَّى الله عليهما وآلهما فليبك الباكون ، وإيَّاهم فليندب النادبون ، ولمثلهم فلتذرف الدموع ، وليصرخ الصارخون ، ويضجَّ الضاجون ، ويعجَّ العاجون ، أين الحسن وأين الحسين ، أين أبناء الحسين ، صالح بعد صالح ، وصادق بعد صادق ، أين السبيل بعد السبيل ، أين الخيرة بعد الخيرة ، أين الشموس الطالعة ، أين الأقمار المنيرة ، أين الأنجم الزاهرة ، أين أعلام الدين وقواعد العلم [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

چوتھی مجلس

امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں پر اہل ادیان کی مذمت

پس محمد اور علی صلی اللہ علیہما وآلہما کے اہل بیت کے پاکیزہ افراد پر رونے والے روئیں، اور انہی پر نوحہ کرنے والے نوحہ کریں، اور انہی جیسوں کے لیے آنسو بہائے جائیں، اور چیخنے والے چیخیں، اور فریاد کرنے والے فریاد کریں، اور چلانے والے چلائیں، کہاں ہیں حسن اور کہاں ہیں حسین، کہاں ہیں حسین کے بیٹے، صالح کے بعد صالح، اور صادق کے بعد صادق، کہاں ہے راہ کے بعد راہ، کہاں ہے برگزیدہ کے بعد برگزیدہ، کہاں ہیں طلوع ہونے والے سورج، کہاں ہیں منور چاند، کہاں ہیں چمکتے ستارے، کہاں ہیں دین کے علم اور علم کی بنیادیں۔

فلم ترعَ هذه الأمّة حقّاً لرسول الله (صلى الله عليه وآله) في حفظ عترته وأهل بيته (عليهم السلام) ، وما فعلته هذه الأمّة في حقّ أبناء وذرّيّة رسول الله (صلى الله عليه وآله) لم تفعله أيُّ أمّة من الأمم السالفة ، فقد كان أولاد الأنبياء وذراريهم عند الأمم السالفة معزَّزين مكرَّمين ، وأمَّا ذرّيّة رسول الله (صلى الله عليه وآله) فتركتهم هذه الأمّة بين قتيل ومسموم ومقهور قد شرِّد

عن بلده.

اس امت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا حق ان کی عترت اور اہل بیت (علیہم السلام) کی حفاظت میں نہیں پہچانا، اور اس امت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹوں اور ذریت کے حق میں جو کیا وہ کسی بھی گزری ہوئی امت نے نہیں کیا، کیونکہ انبیاء کی اولاد اور ان کی ذریت گزری ہوئی امتوں کے نزدیک معزز اور محترم ہوتی تھی، اور رہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت تو اس امت نے انہیں قتل، مسموم اور مقہور کی حالت میں چھوڑا جو اپنے وطن سے جلاوطن کر دیے گئے

تھے۔

روى القندوزي الحنفي من مقتل أبي مخنف أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) لمّا وصل من الأسر إلى المدينة خطب في أهل المدينة ، وقال (عليه السلام) في خطبته : أيُّها الناس ، أصبحنا مشرَّدين مطرودين مذودين شاسعين عن الأوطان ، من غير جرم اجتمرناه ، ولا مكروه ارتكبناه ، ولا ثلمة في الإسلام ثلمناها ، ولا فاحشة فعلناها ، فوالله لو أن النبيَّ (صلى الله عليه وآله) أوصى إليهم في قتالنا لما زادوا على ما فعلوا بنا ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون [1]

ينابيع المودة لذوي القربى ، القندوزي : 3/93.

.

قندوزی حنفی نے ابو مخنف کے مقتل سے روایت کیا ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) جب اسیری سے مدینہ پہنچے تو اہل مدینہ میں خطبہ دیا، اور (علیہ السلام) نے اپنے خطبے میں فرمایا: اے لوگو، ہم جلاوطن، بے وطن، وطن سے دور ہو گئے، بغیر کسی جرم کے جو ہم نے کیا ہو، اور نہ کوئی برائی جو ہم نے کی ہو، اور نہ اسلام میں کوئی خلل جو ہم نے ڈالا ہو، اور نہ کوئی فحش کام جو ہم نے کیا ہو، اللہ کی قسم! اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں ہم سے جنگ کی وصیت کی ہوتی تو بھی وہ ہم سے جو کچھ کیا اس سے زیادہ نہ کرتے، پس ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

أَبَادُوهُمُ قَتْلا وسُمّاً وَمِثْلَةً كأنَّ رَسُولَ اللهِ ليس لهم أبُ

انہوں نے انہیں قتل، زہر اور مثلہ سے ہلاک کر دیا گویا کہ رسول اللہ ان کے باپ ہی نہیں

ولله درّ من قال من الشعراء :

اور اللہ کی قسم! کیا ہی خوب کہا ہے شاعروں میں سے کسی نے:

مَنْ مُبْلِغُ المصطفى سِبْطَاه قَدْ قَضَيَا
بالسُّمِّ هذا وذا بالسيفِ منحورا أَوْصَى وأَكَّدَ في الدنيا وَصِيَّتَهُ
فَأَوْسَعُوا عَهْدَه نَكْثاً وتغييرا لو كان جَدُّهما أوصى بظُلْمِهِمَا
لَمَا اسْتَطَاعُوا لِمَا جَاؤُوهُ تكثيرا [2]

المجالس السنية ، السيد محسن الأمين : 19.

کون پہنچائے گا مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو (پیغام)
کہ آپ کے دونوں نواسے ختم ہو گئے
اس (حسن) کو زہر سے اور اس (حسین) کو تلوار سے
ذبح کر دیا گیا
آپ نے دنیا میں وصیت کی اور تاکید کی
مگر انہوں نے آپ کے عہد کو توڑنے اور بدلنے میں
کوئی کسر نہ چھوڑی
اگر ان کے جد (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان پر ظلم کی
وصیت کی ہوتی
تب بھی وہ جو کچھ انہوں نے کیا اس سے زیادہ نہ کر
پاتے

ويقول السيد الحميري عليه الرحمة :

أليس عجيباً أنَّ آلَ محمَّد قتيلٌ وَبَاق هَائِمٌ وأسيرُ
تنامُ الحَمَامُ الورقُ عِنْدَ هُجُوعِها ونومُهُمُ عندَ الرُّقَادِ زفيرُ [3]

ديوان السيد الحميري : 208.

اور سید حمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آل محمد (صلی اللہ علیہ
وآلہ)
قتل ہیں اور باقی سرگرداں اور اسیر ہیں
فاختائیں سوتے وقت آرام سے سوتی ہیں
اور ان کی نیند سونے کے وقت آہ و زاری ہے

وقد استنكر فعالَ هذه الأمّة ، بعترة نبيِّهم (صلى الله عليه وآله) بعضُ أهل الكتاب من النصارى وغيرهم ، وتعجَّبوا من سوء فعالهم وصنيعهم في ذرّيّة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، قال الخوارزمي في مقتل الحسين (عليه السلام) : قال بعض العلماء : إن اليهود حرَّموا الشجرة التي كان منها عصا موسى أن يخبطوا بها ، وأن يوقدوا منها النار ، تعظيماً لعصا

اور اس امت کے افعال کو ان کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت کے ساتھ اہل کتاب میں سے بعض نصاریٰ اور دیگر نے برا جانا اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت کے ساتھ ان کے برے فعل اور سلوک پر تعجب کیا۔ خوارزمی نے مقتل الحسین (علیہ السلام) میں کہا ہے: بعض علماء نے کہا ہے کہ یہود نے اس درخت کو حرام کر دیا جس سے موسیٰ کا عصا تھا کہ اسے کاٹیں یا اس سے آگ جلائیں، موسیٰ کے عصا کی تعظیم کی وجہ سے، اور نصاریٰ صلیب کو سجدہ کرتے ہیں اس عقیدے کی بنا پر کہ یہ اسی لکڑی کی جنس سے ہے جس پر عیسیٰ کو مصلوب کیا گیا تھا، اور مجوسی آگ کی تعظیم کرتے ہیں اس عقیدے کی بنا پر کہ یہ ابراہیم پر اپنی ذات سے ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی تھی، اور یہ امت نے اپنے نبی کے بیٹوں کو قتل کر دیا،

موسى ، وإن النصارى يسجدون للصليب لاعتقادهم فيه أنه من جنس العود الذي صلب عليه عيسى ، وإن المجوس يعظّمون النار لاعتقادهم فيها أنها صارت برداً وسلاماً على إبراهيم بنفسها ، وهذه الأمّة قد قتلت أبناء نبيِّها ، وقد أوصى الله تعالى بمودَّتهم وموالاتهم ، فقال عزَّ من قائل : « قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى » [1]

سورة الشورى ، الآية : 23.

[2]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 2/114 ـ 115 ح 46.

.

حالانکہ اللہ تعالی نے ان سے محبت اور ولایت کی وصیت کی تھی، چنانچہ عزوجل نے فرمایا: «قُلْ لاَ أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى» (کہہ دیجیے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر قرابت داروں سے محبت)۔

وذكر ابن حبان في كتاب الثقات أنه لمَّا مروا بالأسارى من أهل البيت (عليهم السلام) على الديراني النصراني في طريقهم إلى الشام ، ورأى رأس الحسين الشريف (عليه السلام) ، ورأى السبايا في الأسر ، سألهم : رأس من هذا ؟ فقالوا : رأس الحسين بن علي (عليه السلام) ، فقال لهم : بئس القوم أنتم ، لو كان لعيسى ولد لأدخلناه أحداقنا [3]

كتاب الثقات ، ابن حبان : 2/313 ـ 314 ، الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 302.

.

اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے کہ جب اہل بیت (علیہم السلام) کے اسیروں کو شام جانے کے راستے میں دیرانی نصرانی کے پاس سے لے جایا گیا اور اس نے حسین (علیہ السلام) کا شریف سر دیکھا اور اسیری میں سبایا کو دیکھا تو اس نے ان سے پوچھا: یہ کس کا سر ہے؟ انہوں نے کہا: حسین بن علی (علیہ السلام) کا سر ہے۔ اس نے ان سے کہا: تم کیسی بری قوم ہو، اگر عیسیٰ کی اولاد ہوتی تو ہم اسے اپنی آنکھوں کی پتلیوں میں بسا لیتے۔

وقال ابن حجر : ولمَّا فعل يزيد برأس الحسين (عليه السلام) ما مرَّ كان عنده رسول قيصر ، فقال متعجِّباً : إن عندنا في بعض الجزائر في دير حافر حمار عيسى (على نبيِّنا وآله وعليه الصلاة والسلام) فنحن نحجُّ إليه كلَّ عام من الأقطار ، وننذر النذور ونعظِّمه كما تعظِّمون كعبتكم ، فأشهد أنكم على باطل [4]

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 301 ـ 302.

.

اور ابن حجر نے کہا ہے: اور جب یزید نے حسین (علیہ السلام) کے سر کے ساتھ وہ کیا جو گزر چکا تو اس کے پاس قیصر کا سفیر موجود تھا، اس نے تعجب سے کہا: ہمارے ہاں بعض جزیروں میں ایک خانقاہ میں عیسیٰ (علی نبینا و آلہ و علیہ الصلاۃ والسلام) کے گدھے کا کھر محفوظ ہے اور ہم ہر سال مختلف علاقوں سے اس کی طرف حج کرتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں جیسے تم اپنے کعبہ کی تعظیم کرتے ہو، پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تم باطل پر ہو۔

وقال الشفهيني عليه الرحمة في ذلك :

اور شفہینی علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں کہا ہے:

يَا أُمَّةً نَقَضَتْ عُهُودَ نبيِّها أَفَمَنْ إلى نَقْضِ الْعُهُودِ دَعَاكِ
يا تَيْمُ لا تمَّت عليكِ سَعَادَةٌ لكنْ دَعَاكِ إلى الشقاءِ شَقَاكِ
يا أُمَّةً بَاءَتْ بِقَتْلِ هُدَاتِها أَفَمَنْ إلى قَتْلِ الْهُدَاةِ هَدَاكِ
أَمْ أَيُّ شيطان رَمَاكِ بِغَيِّهِ حَتَّى عَرَاكِ وَحَلَّ عَقْدَ عُرَاكِ
بئس الجَزَاءُ لأحمد في آلِهِ وبنيه يومَ الطفِّ كان جَزَاكِ

اے امت ! تو نے اپنے نبی کے عہد توڑ دیے
کیا کسی نے تجھے عہد شکنی کی دعوت دی تھی
اے قوم ! تجھ پر سعادت پوری نہ ہو
بلکہ تیری بد بختی نے تجھے بد بختی کی طرف بلایا
اے امت ! تو نے اپنے ہادیوں کے قتل کا بوجھ اٹھایا
کیا کسی نے ہادیوں کے قتل کی تجھے ہدایت دی تھی
یا کس شیطان نے تجھے اپنی گمراہی کا نشانہ بنایا
یہاں تک کہ تجھ پر چڑھ گیا اور تیری گرہ کی بندش کھول دی
احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی آل اور
اولاد کے ساتھ طف کے دن تیری جزا کتنی بری تھی

لا تَفْرَحي فَبِكِثْرِ مَا اسْتَعْذَبْتِ في أُوْلاكِ قَدْ عُذِّبْتِ في أُخْرَاكِ
لهفي عَلَى الخَدِّ التريبِ تَخُدُّهُ سَفَهاً بأطرافِ القَنَا سُفَهَاكِ
لهفي لآلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ في أَيْدي الطُّغَاةِ نَوَائِحاً وبواكي [1]

خوش نہ ہو، کیونکہ جس قدر تو نے اپنے شروع میں لذت لی
اسی قدر تجھے اپنے انجام میں عذاب دیا گیا
افسوس اس رخسار ترابی پر جسے
بے حیائی سے نیزوں کی نوکوں سے خراش دی
تمہارے بے حیاؤں نے
افسوس تیری آل پر اے اللہ کے رسول
ظالموں کے ہاتھوں میں نوحہ کرتے اور روتے ہوئے

راجع : الغدير ، الشيخ الأميني : 6/380 ـ 381.

وروى ابن أعثم الكوفي : قال : التفت حبر من أحبار اليهود ـ وكان حاضراً ، يعني في مجلس يزيد ، وقد رأى رأس الحسين (عليه السلام) بين يديه ـ فقال : من هذا الغلام يا أمير المؤمنين ؟ فقال : هذا ، صاحب الرأس أبوه ، قال ، ومن هو صاحب الرأس يا أمير المؤمنين ؟ قال : الحسين بن علي بن أبي طالب (عليهما السلام) ، قال : فمن أمّه ؟ قال : فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله) ، فقال الحبر : يا سبحان الله! هذا ابن بنت نبيِّكم قتلتموه في هذه السرعة ؟ بئس ما خلفتموه في ذرّيّته ، والله لو خلَّف فينا موسى بن عمران سبطاً من صلبه لكنّا نعبده من دون الله ، وأنتم إنما فارقكم نبيُّكم (صلى الله عليه وآله) بالأمس ، فوثبتم على ابن نبيِّكم (صلى الله عليه وآله) فقتلتموه ، سوأةً لكم من أمّة! قال : فأمر يزيد فَوجِىء في حلقه ، فقام الحبر وهو يقول : إن شئتم فاضربوني أو فاقتلوني أو قرِّروني ، فإني أجد في التوراة أنّه من قتل ذرّيّة نبيٍّ لا يزال مغلوباً أبداً ما بقي ، فإذا مات يصليه الله نار جهنم [2]

کتاب الفتوح ، ابن أعثم : 5/132.

.

اور ابن اعثم کوفی نے روایت کیا ہے: کہا: یہودیوں کا ایک عالم متوجہ ہوا – اور وہ حاضر تھا، یعنی یزید کی مجلس میں، اور اس نے حسین (علیہ السلام) کا سر اس کے سامنے دیکھا تھا – تو اس نے کہا: یہ کون سا لڑکا ہے اے امیرالمومنین؟ اس نے کہا: یہ، سر کا مالک اس کا باپ ہے، کہا، اور سر کا مالک کون ہے اے امیرالمومنین؟ کہا: حسین بن علی بن ابی طالب (علیہما السلام)، کہا: تو اس کی ماں کون ہے؟ کہا: فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)، تو حبر نے کہا: یا سبحان اللہ ! یہ تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا ہے جسے تم نے اتنی جلدی میں قتل کر دیا؟ برا ہے جو تم نے اس کی اولاد میں چھوڑا، اللہ کی قسم اگر موسیٰ بن عمران ہم میں اپنی پشت سے ایک نواسہ چھوڑ جاتے تو ہم اسے اللہ کے علاوہ عبادت کرتے، اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے تو ابھی کل تمہیں چھوڑا ہے، پھر تم اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر دیا، تمہارے لیے کتنی شرمناک بات ہے اے امت ! کہا: پھر یزید نے حکم دیا تو اس کے حلق میں مارا گیا، تو حبر اٹھا اور وہ کہہ رہا تھا: اگر چاہو تو مجھے مارو یا مجھے قتل کرو یا مجھے قرار دو، کیونکہ میں تورات میں پاتا ہوں کہ جو کسی نبی کی اولاد کو قتل کرے وہ ہمیشہ مغلوب رہتا ہے جب تک زندہ رہے، پھر جب مرے تو اللہ اسے جہنم کی آگ میں جلائے گا۔

قال بعض الشعراء :

عَبْدُ شَمْس قَدْ أَضْرَمَتْ لبني ها شِمَ حرباً يشيبُ فيها الوليدُ
فابنُ حَرْب للمصطفى وابنُ هِنْد لعليٍّ ولِلْحُسَينِ يزيدُ [3]

النزاع والتخاصم ، المقريزي : 62.

کسی شاعر نے کہا ہے:

بنی عبد شمس نے بنی ہاشم کے لیے
ایسی جنگ بھڑکائی جس میں بچہ بوڑھا ہو جائے
تو ابن حرب مصطفیٰ کے لیے اور ابن ہند
علی کے لیے اور حسین کے لیے یزید

عن ابن لهيعة : عن أبي الأسود قال : لقيت رأس الجالوت فقال : إن بيني وبين داود (عليه السلام) سبعين أباً ، وإن اليهود إذا رأوني عظَّموني ، وعرفوا حقّي ، وأوجبوا حفظي ، وإنه ليس بينكم وبين نبيِّكم (صلى الله عليه وآله) إلاّ أب واحد ، قتلتم ابنه [1]

العقد الفريد ، الأندلسي : 5/132 ، الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 8/68 ، عيون الأخبار ، ابن قتيبة : 1/212.

.

ابن لہیعہ سے: ابو الاسود سے، انہوں نے کہا: میں رأس الجالوت سے ملا تو اس نے کہا: بے شک میرے اور داود (علیہ السلام) کے درمیان ستر باپ ہیں، اور بے شک یہودی جب مجھے دیکھتے ہیں تو میری تعظیم کرتے ہیں، اور میرے حق کو پہچانتے ہیں، اور میری حفاظت کو واجب سمجھتے ہیں،

اور بے شک تمہارے اور تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے درمیان صرف ایک باپ ہے، تم نے ان کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

وقال ابن حجر : قال ذمّيٌّ : بيني وبين داود (على نبيِّنا وآله وعليه الصلاة والسلام) سبعون أباً ، وإن اليهود تعظِّمني وتحترمني ، وأنتم قتلتم ابن نبيِّكم (صلى الله عليه وآله) ؟ [2]

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 302.

.

اور ابن حجر نے کہا ہے: ایک ذمی نے کہا: میرے اور داود (علی نبینا وآلہ و علیہ الصلاۃ والسلام) کے درمیان ستر باپ ہیں، اور بے شک یہودی میری تعظیم اور احترام کرتے ہیں، اور تم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے کو قتل کر دیا؟

ويقول دعبل الخزاعي رحمه الله تعالى في ظلامة أهل البيت (عليهم السلام) :

كَمْ مِنْ ذراع لهم بالطفِّ بَائِنة وَعَارِض بصعيدِ التُّرْبر مُنْعَفِرِ
أنسى الحسينَ وَمَسْرَاهُمْ لِمقَتَلِهِ وهم يقولون : هذا سَيِّدُ البَشَرِ
يا أُمَّةَ السَّوْءِ مَا جَازَيْتِ أحمدَ في
حُسْنِ البَلاَءِ على التنزيلِ والسُّوَرِ خَلَفْتُموه على الأبناءِ حين مضى
خِلاَفَةَ الذِّئْبِ في إنفاذِ ذي بَقَرِ لم يبقَ حيٌّ من الأحياءِ نَعْلَمُهُ
من ذي يَمَان وَلاَ بَكْر وَلاَ مُضَرِ إلاَّ وَهُمْ شُرَكاءٌ في دِمَائِهِمُ
كَمَا تَشَارَكَ أيسارٌ على جُزُرِ قتلا وأسراً وتخويفاً ومَنْهَبَةً
فِعْلَ الغُزَاةِ بأَرْضِ الرومِ والخَزَرِ [3]

الغدير ، الشيخ الأميني : 2/375 ـ 376.

اور دعبل خزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ اہل بیت (علیہم السلام) کے مظلومیت میں کہتے ہیں:

کتنے ان کے بازو طف میں کٹے ہوئے
اور رخسار مٹی کے میدان میں خاک آلود
کیا میں حسین کو بھول جاؤں اور ان کی قتل گاہ کی
طرف ان کا سفر
اور وہ کہہ رہے ہیں: یہ سید البشر ہیں
اے بری امت ! تم نے احمد کے ساتھ کیا بدلہ چکایا
تنزیل اور سورتوں پر حسن بلاء کے بدلے
جب وہ گزر گئے تو تم نے انہیں اولاد پر چھوڑا
بھیڑیے کی نیابت جیسے بھیڑوں کے معاملات میں
زندہ قوموں میں سے کوئی قوم باقی نہیں رہی جسے ہم
جانتے ہوں
یمن والوں میں سے نہ بکر میں سے اور نہ مضر میں سے
مگر یہ کہ وہ ان کے خونوں میں شریک ہیں
جیسے قرعہ اندازی کرنے والے اونٹوں پر شریک
ہوتے ہیں
قتل اور قید اور خوف زدہ کرنا اور لوٹ مار
روم اور خزر کی سرزمین میں حملہ آوروں کا فعل

روى النطنزي في الخصائص ، قال : لمَّا جاؤوا برأس الحسين (عليه السلام) ، ونزلوا منزلا يقال له : قنسرين ، اطلع راهب من صومعته إلى الرأس ، فرأى نوراً ساطعاً يخرج من فيه إلى السماء ، فأتاهم بعشرة آلاف درهم ، وأخذ الرأس وأدخله صومعته ، فسمع صوتاً ولم ير شخصاً قال : طوبى لك ، وطوبى لمن عرف حرمته ، فرفع الراهب رأسه وقال : يا ربّ ، بحقّ عيسى تأمر هذا الرأس بالتكلُّم معي ، فتكلَّم الرأس وقال : يا راهب ، أيّ شيء تريد ؟ قال : من أنت ؟ قال : أنا ابن محمد المصطفى ، وأنا ابن علي المرتضى ، وأنا ابن فاطمة الزهراء ، أنا المقتول بكربلاء ، أنا

نطنزی نے الخصائص میں روایت کی ہے، کہا: جب حسین (علیہ السلام) کا سر لائے، اور ایک منزل میں اترے جسے قنسرین کہا جاتا ہے، ایک راہب اپنے صومعہ سے سر کی طرف جھانکا، تو اس نے ایک چمکتی ہوئی روشنی دیکھی جو اس کے منہ سے آسمان کی طرف نکل رہی تھی، تو وہ ان کے پاس دس ہزار درہم لے کر آیا، اور سر لے کر اپنے صومعہ میں داخل کیا، تو اس نے ایک آواز سنی اور کسی شخص کو نہیں دیکھا، کہا: خوشخبری ہو تمہیں، اور خوشخبری ہو اسے جس نے اس کی حرمت کو پہچانا، تو راہب نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: اے رب، عیسیٰ کے حق کا واسطہ، تو اس سر کو حکم دے کہ میرے ساتھ بات کرے، تو سر نے بات کی اور کہا: اے راہب، تو کیا چاہتا ہے؟ کہا: تو کون ہے؟ کہا: میں محمد مصطفیٰ کا بیٹا ہوں، اور میں علی مرتضیٰ کا بیٹا ہوں، اور میں فاطمہ زہرا کا بیٹا ہوں، میں کربلا میں مقتول ہوں، میں

المظلوم ، أنا العطشان ، وسكت ، فوضع الراهب وجهه على وجهه ، فقال : لا أرفع وجهي عن وجهك حتى تقول : أنا شفيعك يوم القيامة ، فتكلّم الرأس وقال : ارجع إلى دين جدّي محمّد ، فقال الراهب : أشهد أن لا إله إلاّ الله ، وأشهد أن محمداً رسول الله ، فقبل له الشفاعة ، فلمّا أصبحوا أخذوا منه الرأس والدراهم ، فلمّا بلغوا الوادي نظروا الدراهم قد صارت حجارة [1]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 45/303.

مظلوم ہوں، میں پیاسا ہوں، اور خاموش ہو گیا، تو راہب نے اپنا چہرہ اس کے چہرے پر رکھ دیا، اور کہا: میں اپنا چہرہ تمہارے چہرے سے نہیں اٹھاؤں گا جب تک تم یہ نہ کہو: میں قیامت کے دن تمہارا شفیع ہوں، تو سر نے بات کی اور کہا: میرے جد محمد کے دین کی طرف لوٹ آؤ، تو راہب نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، تو اس کے لیے شفاعت قبول کر لی گئی، پھر جب صبح ہوئی تو انہوں نے اس سے سر اور درہم لے لیے، پھر جب وہ وادی میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ درہم پتھر بن گئے ہیں۔

ولله درّ بعض الشعراء إذ يقول :

جاؤوا بِرَأْسِكَ يا ابنَ بنتِ محمد مترمِّلا بدِمَائِهِ ترميلا
وكأنَّما بِكَ يا ابنَ بنتِ محمَّد قتلوا جِهَاراً عامدين رَسُولا
قتلوك عَطْشَاناً ولم يترقَّبوا في قَتْلِكَ التنزيلَ والتأويلا
ويُكَبِّرون بأَنْ قُتِلْتَ وإنَّما قَتَلُوا بك التَّكْبِيرَ والتَّهْلِيلا

اور اللہ کسی شاعر کو اجر دے جب وہ کہتا ہے:

وہ آپ کا سر لائے، اے ابن بنت محمد
اس کے خونوں سے لتھڑا ہوا، لہو لہان
اور گویا کہ آپ کے ذریعے، اے ابن بنت محمد
انہوں نے رسول کو کھلم کھلا قصداً قتل کیا
انہوں نے آپ کو پیاسا قتل کیا اور انہوں نے
آپ کے قتل میں نہ تنزیل کی پروا کی نہ تاویل کی
اور وہ تکبیر کہتے ہیں کہ آپ قتل ہو گئے اور بے شک
انہوں نے آپ کے ذریعے تکبیر اور تہلیل کو قتل کیا

المجلس الخامس
بكاء أمير المؤمنين (عليه السلام)
وحزنه على الإمام الحسين (عليه السلام)

روى القدّاح ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : مرَّ عليٌّ بكربلاء في اثنين من أصحابه ، قال : فلمّا مرَّ بها ترقرقت عيناه للبكاء ، ثمَّ قال : هذا مناخ ركابهم ، وهذا ملقى رحالهم ، وههنا تهراق دماؤهم ، طوبى لك من تربة ، عليك تهراق دماء الأحبّة [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/258.

پانچویں مجلس
امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا رونا
اور امام حسین (علیہ السلام) پر ان کا غم

قداح نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے والد (علیہما السلام) سے روایت کی، فرمایا: علی اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کربلا سے گزرے، فرمایا: جب وہ وہاں سے گزرے تو ان کی آنکھیں رونے سے بھر آئیں، پھر فرمایا: یہ ان کی سواریوں کی منزل ہے، اور یہ ان کے سامان کی جگہ ہے، اور یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے، خوشا تیری قسمت اے مٹی، تجھ پر محبوبوں کے خون بہائے جائیں گے۔

.

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن ابن عباس قال : كنت مع أمير المؤمنين (عليه السلام) في خرجته إلى صفّين ، فلمّا نزل بنينوى وهو بشط الفرات قال بأعلى

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے ابن عباس سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ صفین کی طرف ان کے سفر میں تھا، جب وہ نینوا میں اترے اور وہ دریائے فرات کے کنارے تھے تو انہوں نے بلند

صوته : يا ابن عباس ، أتعرف هذا الموضع ؟ قلت له : ما أعرفه يا أمير المؤمنين ، فقال (عليه السلام) : لو عرفته كمعرفتي لم تكن تجوزه حتى تبكي كبكائي. قال : فبكى طويلا حتى اخضلّت لحيته ، وسالت الدموع على صدره ، وبكينا معاً ، وهو يقول : أوه أوه ، مالي ولآل أبي سفيان ؟ مالي ولآل حرب حزب الشيطان وأولياء الكفر ؟ صبراً يا أبا عبدالله ، فقد لقي أبوك مثل الذي تلقى منهم [1]

الأمالي ، الصدوق : 694 ح 5 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/252 ح 2.

آواز سے فرمایا: اے ابن عباس، کیا تم اس جگہ کو پہچانتے ہو؟ میں نے ان سے کہا: میں اسے نہیں پہچانتا یا امیر المؤمنین، تو انہوں نے فرمایا: اگر تم اسے میری طرح پہچانتے تو اسے عبور نہ کرتے جب تک میری طرح نہ رو لیتے۔ فرمایا: پھر وہ دیر تک روئے یہاں تک کہ ان کی داڑھی تر ہو گئی، اور آنسو ان کے سینے پر بہنے لگے، اور ہم ان کے ساتھ روئے، اور وہ کہہ رہے تھے: افسوس افسوس، مجھے آل ابی سفیان سے کیا کام؟ مجھے آل حرب سے کیا، جو شیطان کا گروہ اور کفر کے دوست ہیں؟ صبر کرو اے ابا عبداللہ، بے شک تمہارے والد کو بھی ان سے وہی ملے گا جو تمہیں ملے گا۔

.

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة : وروي في بعض الكتب المعتبرة عن عبدالله بن قيس قال : كنت مع من غزا مع أمير المؤمنين (عليه السلام) في صفّين ، وقد أخذ أبو أيوب الأعور السلمي الماء وحرزه عن الناس ، فشكا المسلمون العطش ، فأرسل فوارس على كشفه فانحرفوا خائبين ، فضاق صدره ، فقاله له ولده الحسين (عليه السلام) : أمضي إليه يا أبتاه ؟ فقال : امض يا ولدي ، فمضى مع فوارس فهزم أبا أيوب عن الماء ، وبنى خيمته ، وحطَّ فوارسه ، وأتى إلى أبيه وأخبره ، فبكى علي (عليه السلام) ، فقيل له : ما يبكيك يا أمير المؤمنين وهذا أول فتح ببركة الحسين (عليه السلام) ؟ فقال : ذكرت أنه سيقتل عطشاناً بطفِّ كربلا ، حتى ينفر فرسه ويحمحم ويقول : الظليمة الظليمة لأمة قتلت ابن بنت نبيِّها [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/266 ح 23.

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اور بعض معتبر کتابوں میں عبداللہ بن قیس سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ان میں سے تھا جو امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ صفین میں لڑے، اور ابو ایوب اعور سلمی نے پانی پر قبضہ کر لیا اور لوگوں سے روک دیا، تو مسلمانوں نے پیاس کی شکایت کی، تو انہوں نے اس کی تلاش کے لیے سوار بھیجے تو وہ ناکام واپس آئے، تو ان کا سینہ تنگ ہو گیا، تو ان کے فرزند حسین (علیہ السلام) نے ان سے کہا: میں اس کی طرف جاؤں اے میرے والد؟ تو انہوں نے فرمایا: جاؤ اے میرے بیٹے، تو وہ سواروں کے ساتھ گئے اور ابو ایوب کو پانی سے ہٹا دیا، اور اپنا خیمہ لگایا، اور اپنے سواروں کو اتارا، اور اپنے والد کے پاس آئے اور انہیں خبر دی، تو علی (علیہ السلام) رو پڑے، تو ان سے کہا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں یا امیر المؤمنین اور یہ حسین (علیہ السلام) کی برکت سے پہلی فتح ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے یاد آیا کہ وہ کربلا کے میدان میں پیاسے قتل کیے جائیں گے، یہاں تک کہ ان کا گھوڑا بھاگے گا اور ہنہنائے گا اور کہے گا: ظلم ظلم اس امت پر جس نے اپنے نبی کے نواسے کو قتل کیا۔

وللہ درّ الشفهيني عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ شفہینی رحمہ اللہ کو اجر دے جب وہ کہتے ہیں:

مَنَعُوهُمُ مَاءَ الفُرَاتِ وَدُوْنَه بِسُيُوفِهِمْ دَمُهُم يُرَاقُ مَحَلَّلا
هَجَرَتْ رُؤُوسُهُمُ الْجُسُومَ فَوَاصَلَتْ زُرْقَ الأسنَّةِ والوشيجَ الذُّبَّلا
يبكي أسيرُهُمُ لِفَقْدِ قتيلِهم أسفاً وكلٌّ في الحقيقةِ مبتلى
هذا يميلُ على اليمينِ معفَّراً بدَمِ الوريدِ وذا يُسَاقُ مُغَلَّلا
وَمِنَ العجائبِ أَنْ تُقَادَ أُسُودُها أَسراً وتفترسَ الكلابُ الأشْبُلا
لهفي لزينِ العابدينَ يُقَادُ في ثِقْلِ الحديدِ مُقيَّداً ومكبَّلا

انہوں نے ان سے فرات کا پانی روک دیا اور اس سے پہلے
اپنی تلواروں سے ان کا خون بہایا جانا حلال کر دیا
ان کے سروں نے جسموں کو چھوڑ دیا پھر
نیلی نیزوں اور سوکھے نیزوں کی طرف بڑھے
ان کا قیدی اپنے مقتول کی فراق میں روتا ہے
افسوس کے ساتھ اور ہر ایک حقیقت میں آزمایا گیا
یہ دائیں طرف جھکا ہوا خاک آلود ہے
رگ کے خون سے اور وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہانکا جاتا ہے
اور عجائبات میں سے ہے کہ ان کے شیر
قیدی بنا کر لے جائے جاتے ہیں اور کتے ان کے بچوں کو پھاڑ ڈالتے ہیں
افسوس میرا زین العابدین کے لیے جنہیں ہنکایا جاتا ہے
لوہے کے بوجھ میں قیدی اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے

مُتَقَلْقِلا في قَيْدِهِ مُتَئَقِّلا مُتَوَجِّعاً لِمُصَابِهِ مُتَوَجِّلا
أَفدي الأسيرَ وليت خدّي مَوْطِناً كانت له بينَ المَحَامِلِ مِحْمَلاَ
أقسمتُ بالرحمنِ حِلْفَةَ صادق لولا الفَرَاعِنَةُ الطواغيتُ الأُولى
مَا بَاتَ قلبُ محمد في سبطِهِ قَلِقاً ولا قَلْبُ الوصيِّ مُقَلْقَلاَ
خانوا مَوَاثِيقَ النبيِّ وأَجْحُوا نيرانَ حَرْب حَرُّها لن يُصْطَلَى [1]

الغدير ، الشيخ الأميني : 6/388 ـ 389.

اپنی قید میں لرزتے ہوئے، بوجھ سے دبے ہوئے
اپنی مصیبت سے دکھی، خوف زدہ
میں اس قیدی پر فدا ہوں اور کاش میرا رخسار جگہ ہوتا
جو ان کے لیے محملوں کے درمیان محمل بن جاتا
میں نے رحمان کی قسم کھائی ایک سچے کی قسم
اگر وہ پہلے فرعون ظالم نہ ہوتے
نہ محمد کا دل اپنے نواسے میں رہتا
پریشان اور نہ وصی کا دل بے چین رہتا
انہوں نے نبی کے عہدوں کی خیانت کی اور بھڑکا دیا
جنگ کی آگ جس کی گرمی کبھی نہیں پہنچے گی

قال الشيخ نصر الله بن مجلي مشارف الخزانة الصلاحية ـ :
فكّرت ليلة ـ وقد أويت إلى فراشي ـ فيما عامل به آل أبي سفيان لأهل بيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) وفي قضية الحسين (عليه السلام) ، وقتله وقتل أهل بيته ، وأسر بنات رسول الله (صلى الله عليه وآله) وحملهم إيَّاهُنَّ على الأقتاب سبايا ، ووقوفهم على درج دمشق سبايا عرايا!! فبكيت بكاءً شديداً ، وأرقت ، ثمَّ نمت فرأيت أمير المؤمنين علياً (عليه السلام) ، فحين رأيته بادرت إليه وقبَّلت يديه وبكيت ، فقال : ما يبكيك ؟ فقلت : يا أمير المؤمنين ، تفتحون مكة فتقولون : من دخل دار أبي سفيان فهو آمن ، ومن أغلق عليه بابه فهو آمن ، ومن دخل المسجد فهو آمن ، ثمَّ يُفعل بولدك الحسين وأهل بيتك بالطفِّ ما فُعل ؟ فتبسَّم أمير المؤمنين وقال : ألم تسمع أبيات ابن الصيفي (سعد بن محمد) ؟ قلت : لا ، قال : اسمعها منه فهي الجواب.

شیخ نصر اللہ بن مجلی صلاحی خزانے کے نگران نے کہا: میں نے ایک رات سوچا — جب میں اپنے بستر پر آیا — اس بارے میں کہ آل ابی سفیان نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور حسین (علیہ السلام) کے واقعے میں، اور ان کے قتل اور ان کے اہل بیت کے قتل میں، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹیوں کو قید کرنے اور انہیں پالانوں پر قیدی بنا کر لے جانے میں، اور دمشق کی سیڑھیوں پر انہیں قیدی ننگا کھڑا کرنے میں ! ! تو میں بہت زیادہ رویا، اور بیدار رہا، پھر سو گیا تو میں نے امیر المؤمنین علی (علیہ السلام) کو دیکھا، جب میں نے انہیں دیکھا تو ان کی طرف دوڑا اور ان کے ہاتھوں کو چوما اور رویا، تو انہوں نے فرمایا: تمہیں کیا رلا رہا ہے؟ میں نے کہا: یا امیر المؤمنین، آپ مکہ فتح کرتے ہیں تو کہتے ہیں: جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ محفوظ ہے، اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے وہ محفوظ ہے، اور جو مسجد میں داخل ہوا وہ محفوظ ہے، پھر آپ کے بیٹے حسین اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ طف میں وہ کیا گیا جو کیا گیا؟ تو امیر المؤمنین مسکرائے اور فرمایا: کیا تم نے ابن الصیفی (سعد بن محمد) کے اشعار نہیں سنے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: انہیں ان سے سن لو کہ وہی جواب ہے۔

قال : فطالت ليلتي حتى برق الفجر ، فجئت باب ابن الصيفي فطرقت بابه ، فخرج إليَّ حاسراً حافي القدمين ، وقال : ما الذي جاء بك هذه الساعة ؟ فقصصت عليه قصتي ، فأجهش بالبكاء وقال : والله ما قلتها إلاَّ ليلتي هذه ، ولم يسمعها بشر منّي ، ثمَّ أنشدني :

فرمایا: تو میری رات لمبی ہو گئی یہاں تک کہ فجر چمکی، تو میں ابن الصیفی کے دروازے پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، تو وہ ننگے سر ننگے پاؤں میرے پاس نکلے، اور کہا: تمہیں اس وقت کس چیز نے لایا ہے؟ تو میں نے انہیں اپنا قصہ سنایا، تو وہ رو پڑے اور کہا: اللہ کی قسم میں نے انہیں اسی رات کہا ہے، اور مجھ سے کسی انسان نے انہیں نہیں سنا، پھر انہوں نے مجھے سنایا:

مَلَكْنا فكانَ الْعَفْوُ مِنَّا سجيَّةً فلمَّا مَلَكْتُم سَالَ بالدَّمِ أَبْطَحُ
وَحللْتُمُ قَتْلَ الأُسَارى وطالما غَدَوْنا عن الأسرى نَعُفُّ وَنَصْفَحُ

جب ہم پر حکومت تھی تو معاف کرنا ہماری عادت تھی
جب تم نے حکومت کی تو ابطح میں خون بہہ نکلا
اور تم نے قیدیوں کے قتل کو حلال کر دیا حالانکہ اکثر
ہم قیدیوں سے عفو کرتے اور درگزر کرتے تھے

وَحَسْبُكُمُ هذا التفاوتُ بَيْنَنا وكلُّ إناء بالذي فيه يَنْضَحُ [1]

اور تمہارے لیے ہمارے درمیان یہی فرق کافی ہے
اور ہر برتن اسی سے ٹپکتا ہے جو اس میں ہے(1)

وفيات الأعيان ، ابن خلكان : 11/206 في ترجمة أبي الفوارس ابن الصيفي التميمي المعروف بحيص بيص ، بغية الطلب في تاريخ حلب ، الحلبي (في ترجمة الإمام الحسين (عليه السلام)) : ح

وللہ درّ الشفهيني عليه الرحمة إذ يقول :

اور شفہینی پر اللہ کی رحمت ہو جب وہ کہتے ہیں:

يا تَيمُ لا تمَّت عليكِ سَعَادةٌ لكنْ دَعَاكِ إلى الشَّقَاءِ شَقَاكِ
لولاكِ ما ظَفَرَتْ عُلُوجُ أُميَّة يوماً بِعِتْرَةِ أحمد لولاكِ
تاللهِ مَا نِلْتِ السعادةَ إنَّما أَهْوَاكِ في نَارِ الجحيمِ هَوَاكِ
أنَّى اسْتَقَلْتِ وقد عَقَدْتِ لآخر حُكْماً فكيف صَدَقْتِ في دَعْوَاكِ
ولأنتِ أكبرُ يَا عديُّ عَدَاوةً واللهِ مَا عَضَدَ النفاقَ سِوَاكِ
لا كان يومٌ كنتِ فيه وساعةٌ فَضَّ النفيلُ بها خِتَامَ صَهَاكِ
وعليكِ خِزْيٌ يَا أُمَيَّةُ دَائِماً يبقى كما في النارِ دَامَ بَقَاكِ
هَلاَّ صَفَحْتِ عن الحسينِ وَرَهْطِهِ صَفْحَ الوصيِّ أَبيه عن آباكِ
وَعَفَفْتِ يومَ الطفِّ عِفَّةَ جَدَاهِ الـ مبعوثِ يومَ الفَتْحِ عن طُلَقَاكِ
أَفَهَلْ يدٌ سَلَبَتْ إِمَاءَكِ مثلما سَلَبَتْ كريماتِ الحسينِ يَدَاكِ
أم هل بَرَزْنَ بفتحِ مكَّةَ حُسَّراً كَنِسَائِهِ يومَ الطفوفِ نِسَاكِ
يا أُمَّةً بَاءَتْ بِقَتْلِ هُدَاتِها أَفَمَنْ إلى قَتْلِ الهُدَاةِ هَدَاكِ
أم أيُّ شيطان رَمَاكِ بِغَيِّه حتَّى عَرَاكِ وَحَلَّ عَقْدَ عُرَاكِ
بئس الجَزَاءُ لأحمد في آلِهِ وبنيه يومَ الطفِّ كان جَزَاكِ
فَلَئِنْ سُرِرْتِ بخدعة أَسْرَرْتِ في قَتْلِ الحسينِ فَقَدْ دَهَاكِ دَهَاكِ
مَا كَانَ في سَلْبِ ابنِ فاطمَ مُلْكَهُ مَا عَنْهُ يوماً لو كَفَاكِ كَفَاكِ
لهفي الجَسَدِ المعرَّى بالعرا شِلْواً تُقَبِّلُه حُدُودُ ظُبَاكِ
لهفي عَلَى الخدِّ الترتيبِ تَخُدُّه سَفهاً بأطرافِ القَنَا سُفَهَاكِ [2]

الغدير ، الشيخ الأميني : 6/381.

اے تیم ! تیرے لیے کوئی سعادت مکمل نہ ہو
بلکہ تجھے بد بختی کی طرف تیری شقاوت نے بلایا
اگر تو نہ ہوتی تو بنی امیہ کے غلام
کبھی آل احمد پر کامیاب نہ ہوتے اگر تو نہ ہوتی
اللہ کی قسم ! تو نے سعادت نہیں پائی بلکہ
تیری خواہش نے تجھے جہنم کی آگ میں گرایا
تو کیسے آزاد رہیں گی جب کہ تو نے دوسرے کے لیے
حکومت باندھی تو پھر تیرا دعویٰ کیسے سچا ہوا
اور اے عدی ! تو سب سے بڑی دشمن ہے
اللہ کی قسم ! نفاق کی حمایت تیرے سوا کسی نے نہیں کی
وہ دن نہ ہو جس میں تو تھی اور وہ ساعت نہ ہو
جس میں نفیل نے تیری ختم شدہ شرمگاہ کو کھولا
اور تجھ پر رسوائی ہے اے امیہ ! ہمیشہ
جو باقی رہے گی جیسے آگ میں تیرا رہنا باقی رہے گا
کیوں نہ تو نے حسین اور ان کے ساتھیوں سے وہ درگزر کیا
جیسا وصی نے ان کے باپ نے تیرے باپوں سے کیا تھا
اور کیوں نہ طف کے دن تو نے وہ عفت کی
جو ان کے جد مبعوث نے فتح کے دن تیرے آزاد کردہ غلاموں سے کی
کیا کبھی کسی ہاتھ نے تیری لونڈیوں کو ایسے لوٹا
جیسے تیرے ہاتھوں نے حسین کی کریم عورتوں کو لوٹا
یا کیا فتح مکہ میں تیری عورتیں ننگے سر نکلیں
جیسے طفوف کے دن حسین کی عورتیں نکلیں

اے امت جو اپنے راہنماؤں کے قتل کی ذمہ دار ہوئی
پھر کس نے تجھے راہنماؤں کے قتل کی طرف رہنمائی کی
یا کس شیطان نے اپنی گمراہی سے تجھے مارا
یہاں تک کہ تجھے لگا اور تیری گرہ کھول دی
احمد کی آل اور اولاد کے لیے
طف کے دن کتنی بری جزا تیری جزا تھی
اگر تو اس فریب سے خوش ہوئی جو تو نے
حسین کے قتل میں چھپایا تو تجھے مصیبت آئی مصیبت آئی
فاطمہ کے بیٹے کی سلطنت چھیننے میں نہیں تھا
وہ جو تجھے کفایت کر جاتا اگر تجھے کفایت کرتا
افسوس میں اس جسم پر جو بیابان میں برہنہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تیری تلواروں کی دھار اسے چومتی ہے
افسوس میں اس رخسار پر جو خوبصورت تھا جسے
نیزوں کی نوکوں سے تیرے بیوقوف نادانی سے زخمی کرتے ہیں(2)

المجلس السادس

فضل إنشاد الشعر في الإمام الحسين (عليه السلام)
ودخول بعض الشعراء على الأئمة (عليهم السلام)

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن أبي عمار المنشد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال لي : يا أبا عمارة ، أنشدني في الحسين بن علي ، قال : فأنشدته فبكى ، ثمّ أنشدته فبكى ، قال : فو الله ما زلت أنشده ويبكي حتى سمعت البكاء من الدار.

قال : فقال : يا أبا عمارة! من أنشد في الحسين بن علي شعراً فأبكى خمسين فله الجنّة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فأبكى ثلاثين فله الجنّة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فأبكى عشرين فله الجنّة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فأبكى عشرة فله الجنة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فأبكى واحداً فله الجنّة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فبكى فله الجنّة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فتباكى فله الجنة [1]

الأمالي ، الصدوق : 205 ح 6 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/282 ح 15.

.

چھٹی مجلس

امام حسین (علیہ السلام) کی شان میں شعر پڑھنے کی فضیلت
اور بعض شعراء کا ائمہ (علیہم السلام) کے پاس آنا

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے ابو عمار منشد سے روایت کیا، انہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو عمارہ، حسین بن علی کی شان میں مجھے شعر سناؤ، کہا: تو میں نے آپ کو شعر سنایا تو آپ رو پڑے، پھر میں نے آپ کو شعر سنایا تو آپ رو پڑے، کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو شعر سناتا رہا اور آپ روتے رہے یہاں تک کہ میں نے گھر سے رونے کی آواز سنی۔

کہا: پھر آپ نے فرمایا: اے ابو عمارہ! جس نے حسین بن علی کی شان میں شعر پڑھا اور پچاس لوگوں کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور تیس لوگوں کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور بیس لوگوں کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور دس لوگوں کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور ایک شخص کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور خود رویا تو اس کے لیے جنت ہے، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور رونے کی کوشش کی تو اس کے لیے جنت ہے(1)۔

وروى الكشي عليه الرحمة ، عن زيد الشحام قال : كنّا عند أبي عبدالله (عليه السلام) ونحن جماعة من الكوفيين ، فدخل جعفر بن عفان على أبي عبدالله (عليه السلام) ، فقرَّبه وأدناه ، ثمَّ قال : يا جعفر! قال : لبّيك جعلني الله فداك! قال : بلغني أنك تقول الشعر في الحسين وتجيد ، فقال له : نعم جعلني الله فداك ، قال : قل ، فأنشده صلَّى الله عليه ، فبكى ومن حوله ، حتى صارت الدموع على وجهه ولحيته ، ثمَّ قال : يا جعفر ، والله لقد شهدت ملائكة الله المقرَّبون ههنا يسمعون قولك في الحسين (عليه السلام) ، ولقد بكوا كما بكينا وأكثر ، ولقد أوجب الله تعالى لك ـ يا جعفر ـ في ساعتك الجنّة بأسرها ،

اور کشی علیہ الرحمۃ نے زید شحام سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ہم ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس تھے اور ہم کوفیوں کی ایک جماعت تھی، تو جعفر بن عفان ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس داخل ہوئے، تو آپ نے انہیں قریب کیا اور پاس بٹھایا، پھر فرمایا: اے جعفر! انہوں نے کہا: حاضر ہوں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے! فرمایا: مجھے پہنچا ہے کہ تم حسین کی شان میں شعر کہتے ہو اور اچھا کہتے ہو، تو انہوں نے کہا: جی ہاں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، فرمایا: پڑھو، تو انہوں نے شعر پڑھا، تو آپ رو پڑے اور آپ کے گرد بیٹھے لوگ بھی روئے، یہاں تک کہ آنسو آپ کے چہرے اور داڑھی پر بہہ نکلے، پھر فرمایا: اے جعفر، اللہ کی قسم! یہاں اللہ کے مقرب فرشتے موجود ہیں جو تمہارا حسین (علیہ السلام) کی شان میں کلام سن رہے ہیں، اور وہ بھی رو رہے ہیں جیسے ہم رو رہے ہیں بلکہ زیادہ رو رہے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے – اے جعفر – اسی گھڑی میں پوری جنت واجب کر دی ہے،

وغفر الله لك ، فقال : يا جعفر ، ألا أزيدك ؟ قال : نعم يا سيدي ، قال : ما من أحد قال في الحسين شعراً فبكى وأبكى به إلاّ أوجب الله له الجنّة وغفر له [1]

اور اللہ نے تمہیں بخش دیا، پھر فرمایا: اے جعفر، کیا میں تمہیں مزید بتاؤں؟ کہا: جی ہاں یا سیدی، فرمایا: جس نے بھی حسین کی شان میں شعر کہا اور رویا اور اس سے رلایا تو اللہ نے اس کے لیے جنت واجب کر دی اور اسے بخش دیا(1)۔

رجال الكشي : 2/574 ح 508 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/282 ح 16.

.

وروى ابن قولويه عليه الرحمة : عن عبدالله بن غالب قال : دخلت على أبي عبدالله (عليه السلام) فأنشدته مرثيّة الحسين بن علي (عليهما السلام) ، فلمّا انتهيت إلى هذا الموضع :

اور ابن قولویہ علیہ الرحمۃ نے روایت کیا: عبداللہ بن غالب سے، انہوں نے کہا: میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس آیا تو میں نے آپ کو حسین بن علی (علیہما السلام) کا مرثیہ سنایا، جب میں اس مقام پر پہنچا:

لبلية تسقو حسيناً بمسقاة الثرى غير التراب

صاحت باكية من وراء الستر : يا أبتاه [2]

وہ بلا جس نے حسین کو پلایا
خاک کے پانی سے، مٹی کے سوا نہیں

پردے کے پیچھے سے ایک رونے والی نے پکارا: اے میرے باپ!(2)

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 209 ـ 210 ح 3 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/286 ح 24.

.

وعن أبي هارون المكفوف قال : دخلت على أبي عبدالله (عليه السلام) فقال لي : أنشدني ، فأنشدته ، فقال : لا ، كما تنشدون ، وكما ترثيه عند قبره ، فأنشدته :

اور ابو ہارون مکفوف سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: مجھے سناؤ، تو میں نے آپ کو سنایا، فرمایا: نہیں، جیسے تم لوگ پڑھتے ہو، اور جیسے تم ان کی قبر کے پاس ان کا مرثیہ پڑھتے ہو، تو میں نے آپ کو سنایا:

امرُرْ عَلَى جَدَثِ الحسينِ فَقُلْ لأَعْظُمِهِ الزكيَّه

حسین کی قبر پر گزرو
اور ان کی پاکیزہ ہڈیوں سے کہو

قال : فلمّا بكى أمسكت أنا ، فقال : مرَّ ، فمررت ، قال : ثمَّ قال : زدني ، زدني قال : فأنشدته :

کہا: پھر جب آپ رو پڑے تو میں خاموش ہو گیا، فرمایا: جاری رکھو، تو میں نے جاری رکھا، کہا: پھر فرمایا: مجھے مزید سناؤ، مزید سناؤ، کہا: تو میں نے آپ کو سنایا:

يَا مَرْيَمُ قُومي وانْدُبي مَوْلاكِ وَعَلَى الحُسَينِ فأَسْعِدِي بِبُكَاكِ

اے مریم! اٹھو اور اپنے مولا کا ماتم کرو
اور حسین پر اپنے رونے سے مدد کرو

قال : فبكى وتهايج النساء ، قال : فلمَّا أن سكتن قال لي : يا أبا هارون ، من أنشد في الحسين فأبكى عشرة فله الجنَّة ، ثمَّ جعل ينتقص واحداً واحداً حتى بلغ الواحد فقال : من أنشد في الحسين فأبكى واحداً فله الجنَّة ، ثمَّ قال : من ذكره فبكى فله الجنَّة ، وروي عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : لكلِّ شيء ثواب إلاَّ الدمعة فينا [3]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 210 ـ 211 ح 5 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/286 ح 24.

.

کہا: تو آپ رو پڑے اور خواتین بھی بے تاب ہو گئیں، کہا: جب وہ خاموش ہوئیں تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہارون! جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور دس کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، پھر آپ ایک ایک کر کے کم کرتے گئے یہاں تک کہ ایک تک پہنچے، فرمایا: جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور ایک کو رلایا تو اس کے لیے جنت ہے، پھر فرمایا: جس نے ان کا ذکر کیا اور رویا تو اس کے لیے جنت ہے، اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر چیز کا ثواب ہے سوائے ہمارے لیے بہائے جانے والے آنسو کے(3)

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن أبي هارون المكفوف قال : قال لي أبو عبدالله (عليه السلام) : يا أبا هارون ، أنشدني في الحسين (عليه السلام) ، قال : فأنشدته ، قال : فقال لي : أنشدني كما تنشدون ـ يعني بالرقّة ـ قال : فأنشدته :

اور شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے ابو ہارون مکفوف سے روایت کیا، انہوں نے کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہارون! مجھے حسین (علیہ السلام) کی شان میں سناؤ، کہا: تو میں نے آپ کو سنایا، کہا: تو آپ نے مجھ سے فرمایا: مجھے اس طرح سناؤ جیسے تم لوگ پڑھتے ہو—یعنی نرمی کے ساتھ— کہا: تو میں نے آپ کو سنایا:

امرُرْ عَلَى جَدَثِ الحُسَينِ فَقُلْ لأَعْظُمِهِ الزكيَّه

حسین کی قبر پر گزرو
اور ان کی پاکیزہ ہڈیوں سے کہو

قال : فبكى ، ثمَّ قال : زدني ، فأنشدته القصيدة الأخرى ، قال : فبكى وسمعت البكاء من خلف الستر ، قال : فلمَّا فرغت قال : يا أبا هارون ، من أنشد في الحسين شعراً فبكى وأبكى عشرة كتبت لهم الجنة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فبكى وأبكى خمسة كتبت لهم الجنّة ، ومن أنشد في الحسين شعراً فبكى وأبكى واحداً كتبت لهما الجنة ، ومن ذكر الحسين عنده فخرج من عينيه من الدمع مقدار جناح ذباب كان ثوابه على الله عزَّ وجلَّ ، ولم يرض له بدون الجنّة [1]

ثواب الأعمال ، الصدوق : 83 ـ 84 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/288 ح 28.

.

کہا: تو آپ رو پڑے، پھر فرمایا: مزید سناؤ، تو میں نے آپ کو دوسرا قصیدہ سنایا، کہا: تو آپ رو پڑے اور میں نے پردے کے پیچھے سے رونے کی آواز سنی، کہا: جب میں فارغ ہوا تو فرمایا: اے ابو ہارون! جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور رویا اور دس کو رلایا تو ان کے لیے جنت لکھ دی گئی، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور رویا اور پانچ کو رلایا تو ان کے لیے جنت لکھ دی گئی، اور جس نے حسین کی شان میں شعر پڑھا اور رویا اور ایک کو رلایا تو ان دونوں کے لیے جنت لکھ دی گئی، اور جس نے حسین کا ذکر اپنے پاس کیا اور اس کی آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر آنسو نکلا تو اس کا ثواب اللہ عزوجل کے ذمے ہے، اور اللہ اس کے لیے جنت سے کم پر راضی نہیں ہوگا(1)

ولله درّ دعبل الخزاعي عليه الرحمة إذ يقول :

اور دعبل خزاعی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

سَأَبكيهِمُ مَا حَجَّ للهِ رَاكِبٌ وَمَا نَاحَ قَمْرِيٌّ على الشَّجَرَاتِ
فَيَا عَيْنُ بَكِّيهِمْ وَجُودي بِعَبْرَة فَقَدْ آنَ للتَّسْكَابِ والهَمَلاَتِ
بَنَاتُ زياد في القُصُورِ مَصُونةٌ وآلُ رَسُولِ اللهِ في الفَلَوَاتِ
دِيَارُ رَسُولِ اللهِ أصبحنَ بَلْقَعاً وآلُ زياد تَسْكُنُ الْحُجُرَاتِ
وآلُ رسولِ اللهِ نُحْفٌ جُسُومُهُمْ وآلُ زياد غُلَّظُ القصراتِ
وآلُ رسولِ اللهِ تُدمى نحورُهُمْ وآلُ زياد رَبَّةُ الحجلاتِ
وآلُ رسول اللهِ تُسبى حريمُهُمْ وآلُ زياد آمِنُو السَّرَبَاتِ
إذا وُتِرُوا مَدُّوا إلى وَاتِرِيهِمُ أَكُفّاً عن الأوتارِ مُنْقَبِضَاتِ
سأبكيهِمُ مَا ذَرَّ في الأرضِ شارقٌ ونادى مُنَادي الخيرِ للصَّلَوَاتِ
وَمَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وحان غُرُوبُها وباللیلِ أبكيهمُ وَبِالْغَدَواتِ [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 54/257.

میں ان پر روتا رہوں گا جب تک کوئی سوار اللہ کے
لیے حج کرتا رہے
اور جب تک کوئی فاختہ درختوں پر نوحہ کرتی رہے
پس اے آنکھ ! ان پر رو اور آنسو بہا
کیونکہ اشک رواں اور بہنے کا وقت آگیا ہے
زیاد کی بیٹیاں محلات میں محفوظ ہیں
اور رسول اللہ کی آل بیابانوں میں
رسول اللہ کے گھر ویران ہو گئے
اور زیاد کی آل حجروں میں سکونت رکھتی ہے
اور رسول اللہ کی آل کے جسم لاغر ہیں
اور زیاد کی آل کی گردنیں موٹی ہیں
اور رسول اللہ کی آل کے سینے لہولہان ہیں
اور زیاد کی آل حجلوں والی ہیں
اور رسول اللہ کی آل کی حریم قید ہے
اور زیاد کی آل محفوظ راستوں میں ہیں
جب ان پر ظلم ہوا تو انہوں نے اپنے ظالموں کی
طرف
ہاتھ بڑھائے جو بدلہ لینے سے سکڑے ہوئے تھے
میں ان پر روتا رہوں گا جب تک زمین میں سورج
طلوع ہوتا رہے
اور خیر کا منادی نمازوں کے لیے پکارتا رہے
اور جب تک سورج طلوع ہوتا اور غروب ہوتا رہے
اور رات کو اور صبح کے وقت ان پر روتا رہوں گا

المجلس السابع

إخبار النبي (صلى الله عليه وآله) أمَّ سلمة بمقتل الحسين (عليه السلام)

وإعطائها تربة من كربلاء

يا سادتي يا آل رسول الله ، إنّي بكم أتقرَّب إلى الله جلَّ وعلا ، بالخلاف على الذين غدروا بكم ، ونكثوا بيعتكم ، وجحدوا ولايتكم ، وأنكروا منزلتكم ، وخلعوا ربقة طاعتكم ، وهجروا أسباب مودّتكم ، وتقرَّبوا إلى فراعنتهم بالبراءة منكم ، والإعراض عنكم ، ومنعوكم من إقامة الحدود ، واستئصال الجحود ، وشعب الصدع ، ولمِّ الشعث ، وسدّ الخلل ، وتثقيف الأود ، وإمضاء الأحكام ، وتهذيب الإسلام ، وقمع الآثام ، وأرهجوا عليكم نقع الحروب والفتن ، وأنحوا عليكم سيوف الأحقاد ، هتكوا منكم الستور ، وابتاعوا بخمسكم الخمور ، وصرفوا صدقات المساكين إلى المضحكين والساخرين [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 295 ـ 296.

.

ساتویں مجلس

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا ام سلمہ کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا اور انہیں کربلا کی مٹی عطا فرمانا

اے میرے سادات، اے آل رسول اللہ! میں آپ کے ذریعے اللہ جل و علا کی قربت حاصل کرتا ہوں، ان لوگوں کی مخالفت میں جنہوں نے آپ سے غداری کی، اور آپ کی بیعت توڑ دی، اور آپ کی ولایت کا انکار کیا، اور آپ کے مقام کو جھٹلایا، اور آپ کی اطاعت کی رسی اتار پھینکی، اور آپ کی محبت کے اسباب سے دوری اختیار کی، اور اپنے فرعونوں کے قرب کے لیے آپ سے براءت اور آپ سے اعراض کو ذریعہ بنایا، اور آپ کو حدود قائم کرنے، اور انکار کی جڑ کاٹنے، اور شگاف بھرنے، اور بکھرے ہوئے کو سمیٹنے، اور خلل کو دور کرنے، اور کجی کو سیدھا کرنے، اور احکام نافذ کرنے، اور اسلام کی اصلاح کرنے، اور گناہوں کو کچلنے سے روک دیا، اور آپ پر جنگوں اور فتنوں کی گرد اٹھائی، اور کینوں کی تلواریں آپ پر نچھاور کیں، آپ کے پردے پھاڑے، اور آپ کے خمس سے شراب خریدی، اور مسکینوں کے صدقات ٹھٹھا کرنے والوں اور مذاق اڑانے والوں پر خرچ کیے۔

ولله درّ السيِّد محمد حسين القزويني عليه الرحمة إذ يقول :

أين الحِفَاظُ وفي الطفوفِ دماؤُكم سُفِكَت بسيفِ أُميَّة وَقَنَاتِها
أين الحِفَاظُ وهذه أَشْلاَؤُكُمْ بقيت ثلاثاً في هَجِيرِ فَلاَتِها
أين الحِفَاظُ وهذه أبناؤُكُمْ قَتْلَى تناهبت السيوفُ طُلاَتِها
أين الحِفَاظُ وهذه أطفالُكُمْ ذُبِحَتْ عُطاشى في ثَرَى عَرَصَاتِها
أين الحِفَاظُ وهذه فَتَيَاتُكُمْ حُمِلَتْ على الأقتابِ بينَ عِدَاتِها
حُمِلَتْ بِرَغْمِ الدينِ وهي ثَوَاكِلٌ عبرى تُرَدِّدُ بالشَّجَى زَفَرَاتِها

فَمَنِ المعزّي بَعْدَ أحمدَ فاطماً في قَتْلِ أبناها وسَبْيِ بَنَاتِها [1]

مثير الأحزان ، الجواهري : 113 ـ 114.

اور سید محمد حسین قزوینی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے:

حفاظ کہاں ہے جبکہ طفوف میں آپ کے خون
امیہ کی تلوار اور نیزوں سے بہایے گئے
حفاظ کہاں ہے جبکہ یہ آپ کے اعضاء
تین دن تک بیابان کی تپش میں پڑے رہے
حفاظ کہاں ہے جبکہ یہ آپ کے بیٹے
شہید ہوئے، تلواروں نے ان کے خون چکھے
حفاظ کہاں ہے جبکہ یہ آپ کے بچے
پیاسے ذبح کیے گئے میدان کی خاک میں
حفاظ کہاں ہے جبکہ یہ آپ کی بیٹیاں
پالانوں پر سوار کی گئیں دشمنوں کے درمیان
دین کی توہین کے ساتھ سوار کی گئیں اور وہ ماتم کنندہ تھیں
غمگین تھیں، غم سے آہیں بھر رہی تھیں
پھر احمد کے بعد فاطمہ کو کون تسلی دے گا
ان کے بیٹوں کے قتل اور بیٹیوں کی اسیری پر

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة عن أبي الجارود ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كان النبي (صلى الله عليه وآله) في بيت أم سلمة ، فقال لها : لا يدخل عليَّ أحد ، فجاء الحسين (عليه السلام) وهو طفل فما ملكت معه شيئاً حتى دخل على النبيّ (صلى الله عليه وآله) ، فدخلت أمّ سلمة على أثره ، فإذا الحسين على صدره ، وإذا النبيُّ يبكي ، وإذا في يده شيء يقلِّبه.

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے ابو الجارود سے روایت کیا، انہوں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، آپ نے فرمایا: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ام سلمہ کے گھر میں تھے، تو آپ نے انہیں فرمایا: کوئی میرے پاس نہ آئے، پھر حسین (علیہ السلام) آئے اور وہ شیر خوار تھے، تو ام سلمہ ان کو روک نہ سکیں یہاں تک کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس داخل ہو گئے، تو ام سلمہ بھی ان کے پیچھے داخل ہوئیں، تو دیکھا کہ حسین آپ کے سینے پر ہیں، اور نبی رو رہے ہیں، اور آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے جسے آپ پلٹ رہے ہیں۔

فقال النبيّ (صلى الله عليه وآله) : يا أمَّ سلمة ، إن هذا جبرئيل يخبرني أن هذا مقتول ، وهذه التربة التي يقتل عليها ، فضعيها عندك ، فإذا صارت دماً فقد قتل حبيبي ، فقالت أم سلمة : يا رسول الله ، سل الله أن يدفع ذلك عنه ، قال : قد فعلت ، فأوحى الله عزَّ وجلَّ إليَّ أنَّ له درجة لا ينالها أحد من المخلوقين ، وأن له شيعة يشفعون فيشفَّعون ، وأن المهديَّ من ولده فطوبى لمن كان من أولياء الحسين وشيعته ، هم ـ والله ـ الفائزون يوم القيامة [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/225 ح 5 عن الأمالي للصدوق : 203 ح 3.

.

تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے ام سلمہ! یہ جبرئیل مجھے بتاتے ہیں کہ یہ قتل کیا جائے گا، اور یہ وہ مٹی ہے جس پر یہ قتل ہوگا، پس اسے اپنے پاس رکھ لو، جب یہ خون ہو جائے تو میرا محبوب قتل ہو گیا، تو ام سلمہ نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ یہ ان سے ٹال دے، فرمایا: میں نے ایسا کیا، تو اللہ عزوجل نے میری طرف وحی کی کہ ان کے لیے ایک ایسا درجہ ہے جو کوئی مخلوق نہیں پا سکتی، اور ان کے شیعہ ہوں گے جو شفاعت کریں گے اور شفاعت قبول ہوگی، اور مہدی ان کی اولاد میں سے ہوگا، پس خوشخبری ہو اس کے لیے جو حسین کے اولیاء اور شیعوں میں سے ہو، وہ — اللہ کی قسم — قیامت کے دن کامیاب ہیں۔

وعن أنس أن ملك المطر استأذن أن يأتي رسول الله ، فقال النبيُّ (صلى الله عليه وآله) لأمِّ سلمة : املكي علينا الباب لا يدخل علينا أحد ، فجاء الحسين (عليه السلام) ليدخل فمنعته ، فوثب حتّى دخل ، فجعل يثب على منكبي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ويقعد عليهما ، فقال له المَلَك : أتحبُّه ؟ قال : نعم ، قال : فإن أمَّتك ستقتله ، وإن شئت أريتك المكان الذي يُقتل فيه ، فمدَّ يده فإذا طينة حمراء. فأخذتها أمُّ سلمة فصيَّرتها إلى طرف خمارها ، قال ثابت : فبلغنا أنه المكان الذي قتل به بكربلاء [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/231 ح 14.

.

اور انس سے روایت ہے کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ کے پاس آنے کی اجازت مانگی، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ام سلمہ سے فرمایا: ہمارے لیے دروازہ بند کر لو، کوئی ہمارے پاس نہ آئے، پھر حسین (علیہ السلام) اندر آنے کے لیے آئے تو انہوں نے روکا، لیکن وہ کود کر داخل ہو گئے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے کندھوں پر کودنے لگے اور ان پر بیٹھنے لگے، تو فرشتے نے آپ سے کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، کہا: پس آپ کی امت انہیں قتل کرے گی، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں یہ قتل کیے جائیں گے، پھر اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو سرخ مٹی تھی۔ ام سلمہ نے اسے لے لیا اور اپنی اوڑھنی کے کنارے میں رکھ لیا، ثابت نے کہا: ہمیں بتایا گیا کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں کربلا میں آپ قتل کیے گئے۔

وروي أن أمَّ سلمة قالت : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في المنام وعلى رأسه

اور روایت ہے کہ ام سلمہ نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا اور آپ کے سر پر

التراب ، فقلت : ما لك يا رسول الله ؟ فقال : شهدت قتل الحسين آنفاً.

اور آپ کے سر پر مٹی تھی، میں نے کہا: یا رسول اللہ ! آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: ابھی حسین کے قتل میں حاضر تھا۔

وعن شهر بن حوشب أنه دخل الحسين بن علي (عليهما السلام) على النبيِّ (صلى الله عليه وآله) وهو يوحى إليه ، فنزل الوحي على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وهو منكبٌّ على ظهره ، فقال جبرئيل : تحبُّه ؟ فقال : ألا أحبُّ ابني ؟ فقال : إن أمتك ستقتله من بعدك ، فمدَّ جبرئيل يده فإذا بتربة بيضاء ، فقال : في هذه التربة يقتل ابنك ، هذه ـ يا محمد ـ اسمها الطف.

اور شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ حسین بن علی (علیہما السلام) نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس داخل ہوئے جبکہ آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر وحی نازل ہوئی جبکہ آپ ان کی پیٹھ پر جھکے ہوئے تھے، تو جبرئیل نے کہا: کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا میں اپنے بیٹے سے محبت نہ کروں؟ کہا: آپ کی امت آپ کے بعد انہیں قتل کرے گی، پھر جبرئیل نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو وہ سفید مٹی تھی، کہا: اس مٹی میں آپ کا بیٹا قتل کیا جائے گا، یہ —اے محمد— اس کا نام طف ہے۔

وفي أخبار سالم بن الجعد أنه كان ذلك ميكائيل ، وفي مسند أبي يعلى أن ذلك ملك القطر.

اور سالم بن جعد کی اخبار میں ہے کہ وہ میکائیل تھے، اور ابو یعلی کی مسند میں ہے کہ وہ بارش کے فرشتے تھے۔

وروي عن ابن عباس أنه قال : بينا أنا راقد في منزلي إذ سمعت صراخاً عظيماً عالياً من بيت أمِّ سلمة ، وهي تقول : يا بنات عبد المطلب ، أسعدنني وابكين معي ، فقد قُتل سيِّدكنَّ ، فقيل : ومن أين علمت ذلك ؟ قالت : رأيت رسول الله الساعة في المنام شعثاً مذعوراً ، فسألته عن ذلك فقال : قتل ابني الحسين وأهل بيته فدفنتهم ، قالت : فنظرت فإذا بتربة الحسين التي أتى بها جبرئيل من كربلاء ، وقال : إذا صارت دماً فقد قتل ابنك ، فأعطانيها النبيُّ (صلى الله عليه وآله) فقال : اجعليها في زجاجة فلتكن عندك ، فإذا صارت دماً فقد قتل الحسين (عليه السلام) ، فرأيت القارورة الآن قد صارت دماً عبيطاً يفور [1]

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں اپنے گھر میں سو رہا تھا کہ اچانک ام سلمہ کے گھر سے زوردار بلند چیخ سنی، اور وہ کہہ رہی تھیں: اے عبدالمطلب کی بیٹیو! میری مدد کرو اور میرے ساتھ روؤ، کیونکہ تمہارے سردار قتل ہوگئے ہیں، پوچھا گیا: آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ کہا: میں نے ابھی خواب میں رسول اللہ کو دیکھا پریشان حال اور خوفزدہ، میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا: میرا بیٹا حسین اور میرے اہل بیت قتل ہوگئے اور میں نے انہیں دفن کیا، کہا: میں نے دیکھا تو حسین کی وہ مٹی تھی جو جبرئیل کربلا سے لائے تھے، اور کہا تھا: جب یہ خون ہوجائے تو تمہارا بیٹا قتل ہوگیا، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے وہ مجھے دی اور فرمایا: اسے شیشی میں رکھ لو اور اپنے پاس رکھو، جب یہ خون ہوجائے تو حسین (علیہ السلام) قتل ہوگئے، میں نے اب شیشی دیکھی تو وہ تازہ خون ہوگئی تھی جو ابل رہا تھا۔

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/213.

.

وروي عن الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : أصبحت يوماً أمّ سلمة رضي الله عنها تبكي ، فقيل لها : مِمَ بُكاؤكِ ؟ فقالت : لقد قتل ابني الحسين الليلة ، وذلك أنني ما رأيت رسول الله منذ مضى إلاَّ الليلة ، فرأيته شاحباً كئيباً ، فقالت : قلت : ما لي أراك يا رسول الله شاحباً كئيباً ؟ قال : ما زلت الليلة أحفر القبور للحسين

وأصحابه عليه وعليهم السلام [1]

اور صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن ام سلمہ رضی اللہ عنہا صبح روتے ہوئے اٹھیں، ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہا: آج رات میرے بیٹے حسین قتل ہوگئے، اور یہ کہ میں نے رسول اللہ کو جب سے وہ گزر گئے آج رات کے سوا نہیں دیکھا، تو میں نے انہیں رنجیدہ اور غمگین دیکھا، کہا: میں نے کہا: یا رسول اللہ ! میں آپ کو رنجیدہ اور غمگین کیوں دیکھ رہی ہوں؟ فرمایا: میں ساری رات حسین

اور ان کے ساتھیوں کے لیے قبریں کھود رہا تھا علیہ و علیہم السلام۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/230 عن الأمالي ، الطوسي : 90 ح 49.

.

وعن ابن عباس قال : بينا أنا راقد في منزلي إذ سمعت صراخاً عظيماً عالياً من بيت أمّ سلمة زوج النبي (صلى الله عليه وآله) ، فخرجت يتوجَّه بي قائدي إلى منزلها ، وأقبل أهل المدينة إليها الرجال والنساء ، فلمّا انتهيت إليها قلت : يا أم المؤمنين! ما لك تصرخين وتغوثين ؟ فلم تجبني ، وأقبلت على النسوة الهاشميات وقالت : يا بنات عبدالمطلب ، أسعدنني وابكين معي فقد قتل والله سيِّدكنَّ وسيِّد شباب أهل الجنة ، قد والله قتل سبط رسول الله وريحانته الحسين ، فقلت : يا أمَّ المؤمنين ، ومن أين علمت ذلك ؟ قالت : رأيت رسول الله في المنام الساعة شعثاً مذعوراً ، فسألته عن شأنه ذلك فقال : قتل ابني الحسين (عليه السلام) وأهل بيته اليوم فدفنتهم ، والساعة فرغت من دفنهم.

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں اپنے گھر میں سو رہا تھا کہ اچانک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیوی ام سلمہ کے گھر سے زوردار بلند چیخ سنی، تو میں نکلا اور میرا رہنما مجھے ان کے گھر کی طرف لے گیا، اور مدینہ کے لوگ مرد اور عورتیں ان کی طرف آئے، جب میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے کہا: اے ام المؤمنین! آپ کو کیا ہوا کہ آپ چیخ رہی ہیں اور فریاد کر رہی ہیں؟ تو انہوں نے مجھے جواب نہیں دیا، اور ہاشمی عورتوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا: اے عبدالمطلب کی بیٹیو! میری مدد کرو اور میرے ساتھ رؤو کیونکہ اللہ کی قسم تمہارے سردار اور جوانان جنت کے سردار قتل ہوگئے ہیں، اللہ کی قسم رسول اللہ کا نواسہ اور ان کا پھول حسین قتل ہوگئے ہیں، میں نے کہا: اے ام المؤمنین! آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ کہا: میں نے ابھی خواب میں رسول اللہ کو پریشان حال اور خوفزدہ دیکھا، میں نے ان سے ان کی اس حالت کا سبب پوچھا تو فرمایا: آج میرا بیٹا حسین (علیہ السلام) اور میرے اہل بیت قتل ہوگئے تو میں نے انہیں دفن کیا، اور ابھی ان کی تدفین سے فارغ ہوا ہوں۔

قالت : فقمت حتى دخلت البيت وأنا لا أكاد أن أعقل ، فنظرت فإذا بتربة الحسين التي أتى بها جبرئيل من كربلا ، فقال : إذا صارت هذه التربة دماً فقد قُتل ابنك ، وأعطانيها النبيُّ (صلى الله عليه وآله) فقال : اجعلي هذه التربة في زجاجة ـ أو قال : في قارورة ـ ولتكن عندك ، فإذا صارت دماً عبيطاً فقد قتل الحسين ، فرأيت القارورة الآن وقد صارت دماً عبيطاً تفور.

کہا: میں اٹھی یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئی اور میں بمشکل ہوش میں تھی، تو میں نے دیکھا تو حسین کی وہ مٹی تھی جو جبرئیل کربلا سے لائے تھے، اور کہا تھا: جب یہ مٹی خون ہوجائے تو تمہارا بیٹا قتل ہوگیا، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے وہ مجھے دی اور فرمایا: اس مٹی کو شیشی میں—یا فرمایا: شیشے میں—رکھ لو اور یہ تمہارے پاس رہے، جب یہ تازہ خون ہوجائے تو حسین قتل ہوگئے، میں نے اب شیشی دیکھی اور وہ تازہ خون ہوگئی تھی جو ابل رہا تھا۔

قال : فأخذت أمّ سلمة من ذلك الدم فلطَّخت به وجهها ، وجعلت ذلك اليوم مأتماً ومناحةً على الحسين (عليه السلام) ، فجاءت الركبان بخبره وأنه قتل في ذلك اليوم.

کہا: تو ام سلمہ نے اس خون میں سے لیا اور اپنے چہرے پر لگایا، اور اس دن کو حسین (علیہ السلام) پر ماتم اور نوحہ کا دن بنایا، پھر سواری والے ان کی خبر لے کر آئے کہ انہیں اسی دن قتل کیا گیا۔

قال عمرو بن ثابت : قال أبي : فدخلت على أبي جعفر محمد بن علي منزله ، فسألته عن هذا الحديث ، وذكرت له رواية سعيد بن جبير هذا الحديث عن عبدالله ابن عباس ، فقال أبو جعفر (عليه السلام) : حدَّثنيه عمر بن أبي سلمة عن أمّه أمّ سلمة.

عمرو بن ثابت نے کہا: میرے والد نے کہا: میں ابو جعفر محمد بن علی کے گھر ان کے پاس گیا، تو میں نے ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، اور سعید بن جبیر کی عبداللہ ابن عباس سے اس حدیث کی روایت کا ذکر کیا، تو ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا: مجھے یہ عمر بن ابی سلمہ نے اپنی ماں ام سلمہ سے بیان کیا۔

قال ابن عباس في رواية سعيد بن جبير عنه قال : فلمَّا كانت الليلة القابلة

ابن عباس نے سعید بن جبیر کی اپنے سے روایت میں کہا: جب اگلی رات آئی

رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في منامي أغبر أشعث ، فذكرت له ذلك ، وسألته عن شأنه ، فقال لي : ألم تعلم أنّي فرغت من دفن الحسين وأصحابه ؟!

تو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا کہ آپ گرد آلود اور پراگندہ حال تھے، تو میں نے ان کے سامنے یہ بات ذکر کی، اور ان کی یہ حالت کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں ابھی حسین اور ان کے اصحاب کو دفن کرنے سے فارغ ہوا ہوں؟!

قال عمرو بن أبي المقدام : فحدَّثني سدير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) أن جبرئيل جاء إلى النبيِّ (صلى الله عليه وآله) بالتربة التي يقتل عليها الحسين (عليه السلام) ، قال أبو جعفر (عليه السلام) : فهي عندنا [1]

عمرو بن ابی المقدام نے کہا: پھر سدیر نے مجھے ابو جعفر (علیہ السلام) سے بیان کیا کہ جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس وہ مٹی لے کر آئے جس پر حسین (علیہ السلام) قتل ہوں گے، ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ ہمارے پاس ہے۔

[1] الأمالي ، الطوسي : 315 ح 87 ، بحار الأنوار : 25/231.

.

وذكر العلامة المجلسي عليه الرحمة : عن بعض كتب المناقب ، عن أحمد بن جعفر القطيفي ، بالإسناد عن عمار أن ابن عباس رأى النبي (صلى الله عليه وآله) في منامه يوماً بنصف النهار ، وهو أشعث أغبر ، في يده قارورة فيها دم ، فقال : يا رسول الله! ما هذا الدم ؟ قال : دم الحسين ؟ لم أزل ألتقطه منذ اليوم ، فأحصي ذلك اليوم ، فوجد أنه قتل في ذلك اليوم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/231 ح 3 ، المستدرك ، الحاكم : 4/398 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 3/110.

اور علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے: بعض کتب مناقب سے، احمد بن جعفر قطیفی سے، سند کے ساتھ عمار سے کہ ابن عباس نے ایک دن دوپہر کے وقت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا، اور آپ پراگندہ حال اور گرد آلود تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا، تو انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ کون سا خون ہے؟ فرمایا: حسین کا خون ہے، میں آج سے لگاتار اسے جمع کر رہا ہوں، تو اس دن کا حساب لگایا گیا اور معلوم ہوا کہ اسی دن حسین قتل ہوئے تھے۔

.

وروى زرّ بن حبيش ، عن سلمى قالت : دخلت على أم سلمة وهي تبكي ، فقلت لها : ما يبكيك ؟ قالت : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في المنام ، وعلى رأسه ولحيته أثر التراب ، فقلت : ما لك ـ يا رسول الله ـ مغبراً ؟ قال : شهدت قتل الحسين آنفاً [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/232 ح 3 ، سنن الترمذي : 5/323 ، المستدرك ، الحاكم : 4/19.

اور زر بن حبیش نے سلمیٰ سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں ام سلمہ کے پاس گئی اور وہ رو رہی تھیں، میں نے ان سے پوچھا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا، اور ان کے سر اور داڑھی پر مٹی کے اثرات تھے، تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا کہ آپ گرد آلود ہیں؟ فرمایا: میں ابھی حسین کے قتل کے وقت موجود تھا۔

.

وروي أن سلمى المدنيَّة قالت : دفع رسول الله (صلى الله عليه وآله) إلى أمّ سلمة قارورة فيها رمل من الطفّ ، وقال لها : إذا تحوَّل هذا دماً عبيطاً فعند ذلك يقتل الحسين ، قالت سلمى : فارتفعت واعية من حجرة أم سلمة ، فكنت أول من أتاها ، فقلت : ما دهاك يا أمَّ المؤمنين ؟ قالت : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) في المنام والتراب على رأسه ، فقلت : ما لك ؟ فقال : وثب الناس على ابني فقتلوه ، وقد شهدته قتيلا الساعة ،

فاقشعرَّ جلدي ، فوثبت إلى القارورة ، فوجدتها تفور دماً ، قالت سلمى : فرأيتها موضوعة بين يديها [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/232.

اور روایت ہے کہ سلمیٰ مدنیہ نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ام سلمہ کو ایک شیشی دی جس میں طف (کربلا) کی ریت تھی، اور ان سے فرمایا: جب یہ تازہ خون میں تبدیل ہوجائے تو اس وقت حسین قتل ہوں گے، سلمیٰ نے کہا: ام سلمہ کے حجرے سے چیخ و پکار بلند ہوئی، اور میں سب سے پہلے ان کے پاس پہنچی، میں نے کہا: اے ام المؤمنین! آپ کو کیا ہوا؟ کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو خواب میں دیکھا اور ان کے سر پر مٹی تھی، میں نے پوچھا: آپ کو کیا ہوا؟ فرمایا: لوگوں نے میرے بیٹے پر حملہ کرکے اسے قتل کردیا، اور میں ابھی اسے قتل شدہ حالت میں دیکھ کر آیا ہوں،

تو میری جلد کانپ اٹھی، میں اچھل کر شیشی کی طرف گئی، تو دیکھا کہ وہ خون سے ابل رہی تھی، سلمیٰ نے کہا: میں نے اسے ان کے سامنے رکھا ہوا دیکھا۔

وعن أمّ سلمة قالت : بينا رسول الله ذات يوم جالساً ، والحسين جالس في حجره ، إذا همل عيناه بالدموع ، فقلت له : يا رسول الله! ما لي أراك تبكي جعلت فداك ؟ قال : جاءني جبرئيل فعزَّاني بابني الحسين ، وأخبرني أن طائفة من أمتي تقتله ، لا أنالها الله شفاعتي.

اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک دن رسول اللہ بیٹھے ہوئے تھے، اور حسین ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، میں نے ان سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں آپ کو روتا ہوا دیکھ رہی ہوں، آپ پر میری جان قربان، کیا بات ہے؟ فرمایا: جبرئیل آئے اور میرے بیٹے حسین کی موت پر مجھے تعزیت دی، اور مجھے خبر دی کہ میری امت کا ایک گروہ انہیں قتل کرے گا، اللہ انہیں میری شفاعت نصیب نہیں فرمائے گا۔

وروي بإسناد آخر عن أم سلمة رضي الله عنها أنها قالت : خرج رسول الله (صلى الله عليه وآله) من عندنا ذات ليلة فغاب عنا طويلا ، ثمَّ جاءنا وهو أشعث أغبر ، ويده مضمومة ، فقلت له : يا رسول الله! ما لي أراك شعثاً مغبراً ؟ فقال : أسري بي في هذا الوقت إلى موضع من العراق يقال له : كربلاء ، فأريت فيه مصرع الحسين ابني وجماعة من ولدي وأهل بيتي ، فلم أزل ألقط دماءهم ، فها هو في يدي ، وبسطها إليَّ فقال : خذيها فاحتفظي بها ، فأخذتها فإذا هي شبه تراب أحمر ، فوضعته في قارورة وشددت رأسها واحتفظت بها.

اور دوسری سند سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ایک رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہمارے پاس سے نکلے اور طویل عرصے کے لیے غائب رہے، پھر ہمارے پاس آئے اور آپ پراگندہ حال اور گرد آلود تھے، اور آپ کا ہاتھ بند تھا، میں نے ان سے پوچھا: یا رسول اللہ! میں آپ کو پریشان حال اور گرد آلود دیکھ رہی ہوں، کیا بات ہے؟ فرمایا: اس وقت مجھے عراق کے ایک مقام پر لے جایا گیا جسے کربلا کہتے ہیں، اور مجھے اس میں میرے بیٹے حسین اور میری اولاد اور اہل بیت کی ایک جماعت کی شہادت گاہ دکھائی گئی، تو میں برابر ان کے خون جمع کرتا رہا، اور وہ میرے ہاتھ میں ہے، اور اپنا ہاتھ میری طرف پھیلایا اور فرمایا: اسے لے لو اور محفوظ رکھو، میں نے اسے لیا تو وہ سرخ مٹی کی طرح تھا، میں نے اسے ایک شیشی میں رکھا اور اس کا منہ باندھا اور اسے محفوظ رکھا۔

فلمَّا خرج الحسين (عليه السلام) من مكة متوجِّهاً نحو العراق كنت أخرج تلك القارورة في كل يوم وليلة ، وأشمُّها وأنظر إليها ثمَّ أبكي لمصابه ، فلمَّا كان في اليوم العاشر من المحرَّم ـ وهو اليوم الذي قتل فيه (عليه السلام) ـ أخرجتها في أول النهار وهي بحالها ، ثمَّ عدت إليها آخر النهار فإذا هي دم عبيط ، فصحت في بيتي وبكيت وكظمت غيظي مخافة أن يسمع أعداؤهم بالمدينة فيتسرَّعوا بالشماتة ، فلم أزل حافظة للوقت واليوم حتى جاء الناعي ينعاه فحقَّق ما رأيت [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/239 ح 31.

.

پھر جب حسین (علیہ السلام) مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوئے تو میں ہر دن اور رات اس شیشی کو نکالتی، اسے سونگھتی اور اسے دیکھتی، پھر ان کی مصیبت پر روتی، پھر جب دسویں محرم کا دن آیا — اور یہ وہ دن ہے جس میں وہ قتل ہوئے — میں نے دن کے شروع میں اسے نکالا اور وہ اپنی حالت میں تھی، پھر دن کے آخر میں اس کی طرف واپس آئی تو وہ تازہ خون تھا، تو میں اپنے گھر میں چیخی اور روئی اور اپنا غصہ دبا لیا اس ڈر سے کہ مدینہ میں ان کے دشمن سن لیں اور شماتت میں جلدی کریں، اور میں وقت اور دن کو محفوظ رکھتی رہی یہاں تک کہ خبر دینے والا آیا اور انہیں شہادت کی خبر سنائی تو میں نے جو دیکھا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔

وروي في بعض كتب المناقب المعتبرة ، عن أم سلمة قالت : جاء جبرئيل إلى

اور بعض معتبر کتب مناقب میں ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آئے

النبيِّ (صلى الله عليه وآله) فقال : إن أمتك تقتله ـ يعني الحسين ـ بعدك ، ثمَّ قال : ألا أريك من تربته ؟ قالت : فجاء بحصيات فجعلهن رسول الله (صلى الله عليه وآله) في قارورة ، فلمَّا كان ليلة قتل الحسين (عليه السلام) قالت أم سلمة : سمعت قائلا يقول :

اور کہا: بے شک آپ کی امت ان کو قتل کرے گی — یعنی حسین کو — آپ کے بعد، پھر کہا: کیا میں آپ کو ان کی مٹی نہ دکھاؤں؟ ام سلمہ نے کہا: تو وہ کچھ کنکریاں لائے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں ایک شیشی میں رکھا، پھر جب حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی رات آئی تو ام سلمہ نے کہا: میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا:

أيُّها القاتلون جَهْلا حُسيناً أَبشروا بالعذابِ والتنكيلِ
قَدْ لُعِنْتُم عَلَى لِسَانِ ابنِ داو دَ وموسى وَصَاحِبِ الإنجيلِ

اے حسین کے قاتلو جہالت میں
خوش ہو جاؤ عذاب اور سزا کی خبر سے
تم پر لعنت کی گئی ہے داؤد کی زبان پر
اور موسیٰ اور انجیل والے کی زبان پر

قالت : فبكيت ، ففتحت القارورة فإذا قد حدث بها دم [1]

ام سلمہ نے کہا: تو میں رو پڑی، پھر میں نے شیشی کھولی تو دیکھا کہ اس میں خون ہو گیا تھا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/241 ح 34.

.

ولله درّ الشيخ حسن التاروتي عليه الرحمة وطيب الله تربته إذ يقول :

اور اللہ رحم فرمائے شیخ حسن تاروتی پر اور پاکیزہ کرے ان کی تربت کو، جب وہ کہتے ہیں:

فَلَمَّا تَضَايَقَ مَدُّ السيوفِ بِمُشْتَبَكِ الأَضْبَعِ الأَضْبَعِ
أُبيدوا فَغَصَّتْ بهم بُقْعَةٌ بِهَا غَصَّ منهم فَمُ الأَبْقَعِ
فُقُمْ فَانتظارُكَ ممدودةٌ لها رَغْبَةُ العينِ والمَسْمَعِ
أَثِرْ نَقْعَهَا فحسينٌ قضى وَغُلَّةُ أَحْشَاهُ لَمْ تُنْقَعِ
وَقَدْ وَتَرَتْهُ أَكُفُّ التُّرَاتِ فَأَغْرَقَت الرَّمْيَ بالمَنْزَعِ
إِذَا قَعَدَ الشِّمرُ في صَدْرِهِ فَمَا لِقُعُودِك من مَوْضِعِ
إِلَى مَ وَأَهْلُكَ في مَهْلَك وَشَمْلُ بَنَاتِك لم يُجْمَعِ
أقام القَطِيعُ عَلَى رَأْسِها مُقَامَ المُلاَءَةِ وَالمِلْفَعِ [2]

پھر جب تلواروں کی حرکت تنگ ہو گئی
گتھم گتھا ہوئی بازوؤں کے جھنڈ میں
وہ نیست و نابود ہو گئے تو ایک زمین ان سے بھر گئی
جس میں ان میں سے چتکبرے (سانپ) کا منہ بھی بھر گیا
تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ، تمہارا انتظار طویل ہے
جس کے لیے آنکھ اور کان کی خواہش ہے
اس کے گرد و غبار کو منتقل کرو، کیونکہ حسین فوت ہو گئے
اور ان کی اندرونیات کی پیاس بجھائی نہیں گئی
اور انتقام لینے والے ہاتھوں نے انہیں تنہا چھوڑا
تو کمان سے تیر اندازی میں بہت زیادتی کی
جب شمر ان کے سینے پر بیٹھ گیا
تو تمہارے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہیں
کب تک، جبکہ تمہارے اہل ہلاکت میں ہیں
اور تمہاری بیٹیوں کا شمل بکھرا ہوا ہے، جمع نہیں ہوا
قافلہ ان کے سروں پر کھڑا رہا
چادر اور اوڑھنی کی طرح

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 97 ـ 98.

المجلس الثامن

احتفاء الملائكة بالحسين (عليه السلام) وتوسُّل فطرس به

قال الراوندي عليه الرحمة : روي أنّه لمَّا ولد الحسين (عليه السلام) أمر الله تعالى

جبرئيل أن يهبط في ملأ من الملائكة فيهنىء محمّداً ، فهبط فمرَّ بجزيرة فيها مَلَك يقال له : فطرس ، بعثه الله في شيء فأبطأ فكسر جناحه فألقاه في تلك الجزيرة ، فعبد الله سبعمائة عام ، فقال فطرس لجبرئيل : إلى أين ؟ فقال : إلى محمد ، قال : احملني معك إلى محمد لعلّه يدعو لي.

آٹھویں مجلس

حسین (علیہ السلام) سے فرشتوں کی محبت اور فطرس کا ان کے واسطے سے توسل

راوندی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: روایت ہے کہ جب حسین (علیہ السلام) پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے

جبرئیل کو حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اتریں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو مبارکباد دیں، تو وہ اترے اور ایک جزیرے سے گزرے جہاں ایک فرشتہ تھا جس کا نام فطرس تھا، اللہ نے اسے کسی کام کے لیے بھیجا تھا تو اس نے دیر کر دی، تو اللہ نے اس کا بازو توڑ دیا اور اسے اس جزیرے میں پھینک دیا، تو اس نے ساتھ سو سال اللہ کی عبادت کی، تو فطرس نے جبرئیل سے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ کہا: محمد کے پاس، کہا: مجھے اپنے ساتھ محمد کے پاس لے چلو شاید وہ میرے لیے دعا کریں۔

فلمّا دخل جبرئيل وأخبر محمداً بحال فطرس قال له النبيُّ (صلى الله عليه وآله) : قل له : يتمسَّح بهذا المولود ، فتمسَّح فطرس بمهد الحسين (عليه السلام) ، فأعاد الله عليه في الحال جناحه ، ثمَّ ارتفع مع جبرئيل إلى السماء فسمِّي عتيق الحسين (عليه السلام) [1]

الخرائج والجرائح ، الراوندي : 1/252 ـ 253 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/182 ح 7.

پھر جب جبرئیل داخل ہوئے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فطرس کے حال سے آگاہ کیا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: اس سے کہو کہ اس نومولود سے مس کرے، تو فطرس نے حسین (علیہ السلام) کے گہوارے سے مس کیا، تو اللہ نے فوراً اس کا بازو واپس لوٹا دیا، پھر وہ جبرئیل کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھا، تو اسے حسین (علیہ السلام) کا آزاد کردہ کہا گیا۔

.

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

ففي مَهْدِهِ الأملاكُ لاذت وَقَبْرُهُ مُلُوكُ الورى تَعنو لديه وَصِيْدُها
تُعَفِّرُ في أبْوَابِهِ جَبَهَاتِها وَتَلْثمُهُ أفواهُها وخدودُها
مِنَ الْخَمْسَةِ اللائي لِجَبْهَةِ آدم لأنوارِهَا الأملاكُ كان سجودُها
أبو التسعةِ الغُرِّ الذين وُجُودُهُمْ أضاءت به الدنيا وقام وجودُها [2]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبد الصاحب الموسوي : 341.

اور اللہ رحم فرمائے شیخ محمد علی یعقوبی پر، جب وہ کہتے ہیں:

اس کے گہوارے میں فرشتوں نے پناہ لی اور اس کی قبر
زمین کے بادشاہ اس کے سامنے جھکتے ہیں اور اس کے شکار
اس کے دروازوں پر اپنی پیشانیاں خاک آلود کرتے ہیں
اور اپنے منہ اور اپنے رخسار اسے بوسہ دیتے ہیں
ان پانچوں میں سے جن کے نور کی وجہ سے
آدم کی پیشانی کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا
وہ ان نو نورانیوں کے باپ ہیں جن کے وجود سے
دنیا روشن ہوئی اور اس کا وجود قائم ہوا

وروي عن إبراهيم بن شعيب قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : إن الحسين بن علي لمَّا ولد أمر الله عزَّ وجلَّ جبرئيل أن يهبط في ألف من الملائكة ، فيهنىء رسول الله (صلى الله عليه وآله) من الله عزَّ وجلَّ ومن جبرئيل ، قال : فهبط جبرئيل ، فمرَّ على جزيرة في البحر فيها مَلَك يقال له : فطرس ، كان من الحملة ، بعثه الله عزَّ وجلَّ في شيء فأبطأ عليه فكسر جناحه وألقاه في تلك الجزيرة ، فعبد الله تبارك وتعالى فيها سبعمائة عام حتى ولد الحسين بن علي (عليهما السلام) ، فقال الملك الجبرئيل : يا جبرئيل! أين تريد ؟ قال : إن الله عزَّ وجلَّ أنعم على محمد بنعمة ، فبعثت أهنّئه من الله ومني ، فقال : يا جبرئيل! احملني معك لعلّ محمّداً (صلى الله عليه وآله) يدعو لي ، قال : فحمله.

اور ابراہیم بن شعیب سے روایت ہے، کہا: میں نے امام ابوعبداللہ (علیہ السلام) سے سنا، فرماتے تھے: جب حسین بن علی پیدا ہوئے تو اللہ عزوجل نے جبرئیل کو حکم دیا کہ ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ اتریں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو اللہ عزوجل اور جبرئیل کی طرف سے مبارکباد دیں، کہا: تو جبرئیل اترے اور سمندر میں ایک جزیرے سے گزرے جہاں ایک فرشتہ تھا جس کا نام فطرس تھا، وہ عرش اٹھانے والوں میں سے تھا، اللہ عزوجل نے اسے کسی کام میں بھیجا تو اس نے دیر کر دی، تو اللہ نے اس کے پر توڑ دیے اور اسے اس جزیرے میں پھینک دیا، تو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اس جزیرے میں سات سو سال عبادت کی یہاں تک کہ حسین بن علی (علیہما السلام) پیدا ہوئے، تو فرشتے نے جبرئیل سے کہا: اے جبرئیل! کہاں جا رہے ہو؟ کہا: اللہ عزوجل نے محمد پر ایک نعمت عطا فرمائی ہے، تو مجھے اللہ اور اپنی طرف سے انہیں مبارکباد دینے کے لیے بھیجا ہے، تو اس نے کہا: اے جبرئیل! مجھے اپنے ساتھ لے چلو، شاید محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) میرے لیے دعا کریں، کہا: تو اسے اٹھا لیا۔

قال : فلمَّا دخل جبرئيل على النبي (صلى الله عليه وآله) هنَّأه من الله عزَّ وجلَّ ومنه ، وأخبره بحال فطرس ، فقال النبيّ (صلى الله عليه وآله) : قل له : تمسَّح بهذا المولود ، وعد إلى مكانك ، قال : فتمسَّح فطرس بالحسين بن علي (عليهما السلام) وارتفع ، فقال يا رسول الله! أما إن أمَّتك ستقتله ، وله عليَّ مكافاة ألا يزوره زائر إلاَّ أبلغته عنه ، ولا يُسلِّم عليه مسلِّم إلاَّ أبلغته سلامه ، ولا يصلّي عليه مصلٍّ إلاَّ أبلغته صلاته ، ثمَّ ارتفع [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 43/243 ح 18.

.

کہا: جب جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس داخل ہوئے تو انہیں اللہ عزوجل اور اپنی طرف سے مبارکباد دی اور فطرس کے حال سے آگاہ کیا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اس سے کہو کہ اس نومولود سے مس کرے اور اپنی جگہ واپس لوٹ جائے، کہا: تو فطرس نے حسین بن علی (علیہما السلام) سے مس کیا اور اوپر اٹھا، تو اس نے کہا: اے رسول اللہ! آپ کی امت اسے قتل کرے گی، اور اس کا صلہ میرے ذمے ہے کہ جو بھی زائر اس کی زیارت کرے گا میں اسے اس کا پیغام پہنچاؤں گا، اور جو بھی سلام کرنے والا اسے سلام کرے گا میں اسے اس کا سلام پہنچاؤں گا، اور جو بھی نماز پڑھنے والا اس پر نماز پڑھے گا میں اسے اس کی نماز پہنچاؤں گا، پھر وہ اوپر اٹھا۔

ولله درّ الشيخ محمد رضا الغراوي عليه الرحمة إذ يقول :

يَا لمولود له الْفَضْلُ الْعَمِيمْ حيثُ ميكالٌ أَتَى يَخْدمُهُ
وَلَهُ جبريلُ في الْجَمْعِ العظيمْ لَمْ يَزَلْ مِنْ شَرَف يلثمُهُ
وبه فطرسُ للربِّ الكريمْ قَدْ دَعَا مُبْتَغِياً يَرْحَمُهُ
فأزالَ اللهُ منه الْوَصَبَا وانثنى يَرْفُلُ في بُرْدِ الهَنَا
قائلا أعتقني حِلْفُ الإِبَا وإليَّ السبطُ حقّاً أَحْسَنا [2]

ظرافة الأحلام ، السماوي : 61.

اور اللہ رحم فرمائے شیخ محمد رضا غراوی پر، جب وہ کہتے ہیں:

اے وہ مولود جس کے لیے عظیم فضل ہے
جہاں میکائیل اس کی خدمت کو آیا
اور اس کے لیے جبرئیل عظیم مجلس میں
ہمیشہ شرف سے اسے بوسہ دیتا رہا
اور اس کے ذریعے فطرس نے رب کریم سے
دعا کی اور التماس کی کہ وہ اس پر رحم فرمائے
تو اللہ نے اس سے تکلیف دور کر دی
اور وہ خوشی کی چادر میں لپٹ کر لوٹا
کہتا ہوا کہ مجھے عزت کے بیٹے نے آزاد کیا
اور مجھ پر سبط نے واقعاً احسان کیا

قال ابن عباس : سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : إن لله تبارك وتعالى مَلَكاً يقال له : دردائيل ، كان له ستة عشر ألف جناح ، ما بين الجناح إلى الجناح هواء ، والهواء كما بين السماء والأرض ، فجعل يوماً يقول في نفسه : أفوق ربِّنا جلَّ جلاله شيء ؟ فعلم الله تبارك وتعالى ما قال فزاده أجنحة مثلها ، فصار له اثنان وثلاثون ألف جناح ، ثمَّ أوحى الله عزَّ وجلَّ إليه أن : طر ، فطار مقدار خمسمائة عام ، فلم ينل رأسه قائمة من قوائم العرش ، فلمَّا علم الله عزَّ وجلَّ إتعابه أوحى إليه : أيُّها الملك! عد إلى مكانك ، فأنا عظيم فوق كل عظيم ، وليس فوق شيء ، ولا أوصف بمكان ، فسلبه الله أجنحته ومقامه من صفوف الملائكة.

ابن عباس نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سنا، فرماتے تھے: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کا نام دردائیل ہے، اس کے سولہ ہزار پر تھے، ایک پر سے دوسرے پر تک ہوا ہے، اور وہ ہوا ایسی ہے جیسے آسمان اور زمین کے درمیان، تو ایک دن اس نے اپنے دل میں کہا: کیا ہمارے رب جل جلالہ کے اوپر کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو معلوم ہوا جو اس نے کہا تو اس کے پر دوگنا کر دیے، تو اس کے بتیس ہزار پر ہو گئے، پھر اللہ عزوجل نے اس کی طرف وحی کی: اڑ، تو وہ پانچ سو سال کے برابر اڑا، لیکن عرش کے کسی ستون تک نہ پہنچ سکا، تو جب اللہ عزوجل نے اس کی تھکن کو دیکھا تو اس کی طرف وحی کی: اے فرشتے! اپنی جگہ لوٹ جا، میں عظیم ہوں ہر عظیم سے بالاتر، اور میرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور میں مکان سے موصوف نہیں ہوتا، تو اللہ نے اس کے پر اور فرشتوں کی صفوں میں اس کا مقام چھین لیا۔

فلمَّا ولد الحسين بن علي (صلوات الله عليهما) ـ وكان مولده عشية الخميس

جب حسین بن علی (علیہما السلام) پیدا ہوئے — اور ان کی ولادت جمعرات کی شام

ليلة الجمعة ـ أوحى الله إلى مالك خازن النيران : أن أخمد النيران على أهلها لكرامة مولود ولد لمحمد (صلى الله عليه وآله) ، وأوحى إلى رضوان خازن الجنان : أن زخرف الجنان وطيِّبها لكرامة مولود ولد لمحمد (صلى الله عليه وآله) في دار الدنيا ، وأوحى إلى حور العين : أن تزيَّنَّ وتزاورن لكرامة مولود ولد لمحمَّد (صلى الله عليه وآله) في دار الدنيا.

جمعہ کی رات تھی – تو اللہ نے مالک خازن جہنم کی طرف وحی کی: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے پیدا ہونے والے مولود کی عزت کے لیے اہل جہنم پر سے آگ بجھا دو، اور رضوان خازن الجنان کی طرف وحی کی: دنیا کے گھر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے پیدا ہونے والے مولود کی عزت کے لیے جنتوں کو سجاؤ اور خوشبودار کرو، اور حوروں کی طرف وحی کی: دنیا کے گھر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے پیدا ہونے والے مولود کی عزت کے لیے سنگار کرو اور ایک دوسری سے ملاقات کرو۔

وأوحى الله إلى الملائكة : أن قوموا صفوفاً بالتسبيح والتحميد والتمجيد والتكبير ، لكرامة مولود ولد لمحمد (صلى الله عليه وآله) في دار الدنيا ، وأوحى الله عزَّ وجلَّ إلى جبرئيل (عليه السلام) : أن اهبط إلى نبيّي محمّد في ألف قبيل ، في القبيل ألف ألف ملك ، على خيول بلق مسرجة ملجمة ، عليها قباب الدرّ والياقوت ، معهم ملائكة يقال لهم : الروحانيون ، بأيديهم حراب من نور ، أن هنِّئوا محمّداً بمولوده ، وأخبره ـ يا جبرئيل ـ أني قد سمَّيته الحسين ، وعزِّه وقل له : يا محمد! يقتله شرار أمتك على شرار الدوابّ ، فويل للقاتل ، وويل للسائق ، وويل للقائد ، قاتل الحسين أنا منه بريءٌ; وهو مني بريءٌ ، لأنه لا يأتي أحد يوم القيامة إلاّ وقاتل الحسين أعظم جرماً منه ، قاتل الحسين يدخل النار يوم القيامة مع الذين يزعمون أن مع الله إلهاً آخر ، والنار أشوق إلى قاتل الحسين ممّن أطاع الله إلى الجنَّة.

اور اللہ نے فرشتوں کی طرف وحی کی: تسبیح، تحمید، تمجید اور تکبیر کے ساتھ صفیں بنا کر کھڑے ہو جاؤ، دنیا کے گھر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے پیدا ہونے والے مولود کی عزت کے لیے، اور اللہ عزوجل نے جبرئیل (علیہ السلام) کی طرف وحی کی: میرے نبی محمد کے پاس ایک ہزار گروہ میں اترو، ہر گروہ میں ہزار ہزار فرشتے ہوں، ابلق گھوڑوں پر جن پر زینیں اور لگامیں ہوں، ان پر موتی اور یاقوت کے قبے ہوں، ان کے ساتھ وہ فرشتے ہوں جنہیں روحانی کہا جاتا ہے، ان کے ہاتھوں میں نور کے نیزے ہوں، محمد کو ان کے مولود کی مبارکباد دو، اور اسے جبرئیل اسے خبر دو کہ میں نے اس کا نام حسین رکھا ہے، اور اسے تعزیت دو اور کہو: اے محمد ! اس کے امت کے بدترین لوگ بدترین سواریوں پر اسے قتل کریں گے، تو قاتل پر افسوس، اور سواری کو ہانکنے والے پر افسوس، اور رہنمائی کرنے والے پر افسوس، حسین کا قاتل میں اس سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہے، کیونکہ قیامت کے دن کوئی بھی نہیں آئے گا مگر حسین کا قاتل اس سے بڑا مجرم ہوگا، حسین کا قاتل قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، اور آگ حسین کے قاتل کی طرف اس سے زیادہ مشتاق ہے جتنا اللہ کی اطاعت کرنے والا جنت کی طرف مشتاق ہے۔

قال : فبينا جبرئيل يهبط من السماء إلى الأرض إذ مرَّ بدردائيل ، فقال له دردائيل : يا جبرائيل! ما هذه الليلة في السماء ؟ هل قامت القيامة على أهل الدنيا ؟ قال : لا ، ولكن ولد لمحمد (صلى الله عليه وآله) مولود في دار الدنيا ، وقد بعثني الله عزَّ وجلَّ إليه لأهنِّئه بمولوده ، فقال الملك له : يا جبرائيل! بالذي خلقك وخلقني إن هبطت إلى محمد فأقرئه منّي السلام ، وقل له : بحق هذا المولود عليك إلاَّ ما سألت الله ربَّك أن يرضى عنّي ، ويردَّ عليَّ أجنحتي ومقامي من صفوف الملائكة.

کہا: جب جبرئیل آسمان سے زمین کی طرف اتر رہے تھے تو دردائیل سے گزرے، تو دردائیل نے ان سے کہا: اے جبرئیل ! آسمان میں یہ کیسی رات ہے؟ کیا دنیا والوں پر قیامت قائم ہو گئی ہے؟ کہا: نہیں، بلکہ دنیا کے گھر میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے ایک مولود پیدا ہوا ہے، اور اللہ عزوجل نے مجھے ان کے پاس بھیجا ہے تاکہ انہیں ان کے مولود کی مبارکباد دوں، تو فرشتے نے اس سے کہا: اے جبرئیل ! اس ذات کی قسم جس نے تمہیں اور مجھے پیدا کیا، جب تم محمد کے پاس اترو تو میری طرف سے انہیں سلام پہنچانا، اور کہنا: اس مولود کا آپ پر حق ہے کہ آپ اللہ ربّ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے، اور میرے پر اور فرشتوں کی صفوں میں میرا مقام مجھے واپس کر دے۔

فهبط جبرئيل على النبي (صلى الله عليه وآله) ، وهنَّأه كما أمره الله عزَّ وجلَّ وعزَّاه ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : تقتله أمتي ؟ قال : نعم ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : ما هؤلاء بأمتي ، أنا بريء منهم

والله بريء منهم ، قال جبرئيل : وأنا بريء منهم يا محمد.

پس جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس اترے، اور انہیں مبارکباد دی جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا تھا اور تعزیت پیش کی، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میری امت اسے قتل کرے گی؟ کہا: ہاں، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: یہ میری امت نہیں ہیں، میں ان سے بری ہوں

اور اللہ ان سے بری ہے، جبرئیل نے کہا: اور میں بھی ان سے بری ہوں اے محمد۔

فدخل النبي (صلى الله عليه وآله) على فاطمة وهنَّأها وعزَّاها ، فبكت فاطمة (عليها السلام) وقالت : يا ليتني لم أَلده ، قاتل الحسين في النار ، وقال النبي (صلى الله عليه وآله) : أنا أشهد بذلك يا فاطمة ، ولكنه لا يُقتل حتى يكون منه إمام تكون منه الأئمة الهادية بعده.

پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) فاطمہ کے پاس داخل ہوئے اور انہیں مبارکباد دی اور تعزیت پیش کی، تو فاطمہ (علیہا السلام) رو پڑیں اور فرمایا: کاش میں نے اسے جنم نہ دیا ہوتا، حسین کا قاتل جہنم میں ہے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں اے فاطمہ، لیکن وہ اس وقت تک قتل نہیں ہوگا جب تک اس سے ایک امام نہ ہو جس سے اس کے بعد ہدایت کرنے والے ائمہ ہوں۔

ثمَّ قال (صلى الله عليه وآله) : الأئمة بعدي : الهادي علي ، المهتدي الحسن ، الناصر الحسين ، المنصور علي بن الحسين ، الشافع محمد بن علي ، النفّاع جعفر بن محمد ، الأمين موسى بن جعفر ، الرضا علي بن موسى ، الفعَّال محمد بن علي ، المؤتمن علي بن محمد ، العلاّم الحسن بن علي ، ومن يصلي خلفه عيسى بن مريم ، فسكنت فاطمة من البكاء.

پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میرے بعد ائمہ ہیں: ہادی علی، مہتدی حسن، ناصر حسین، منصور علی بن حسین، شافع محمد بن علی، نفّاع جعفر بن محمد، امین موسیٰ بن جعفر، رضا علی بن موسیٰ، فعال محمد بن علی، مؤتمن علی بن محمد، علّام حسن بن علی، اور وہ جن کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے، تو فاطمہ رونے سے سکون پا گئیں۔

ثمَّ أخبر جبرئيل النبيّ (صلى الله عليه وآله) بقضيَّة المَلَك وما أصيب به ، قال ابن عباس : فأخذ النبي (صلى الله عليه وآله) الحسين وهو ملفوف في خرق من صوف ، فأشار به إلى السماء ثمَّ قال : اللَّهُمَّ بحقِّ هذا المولود عليك ، لا بل بحقِّك عليه ، وعلى جدِّه محمّد وإبراهيم وإسماعيل وإسحاق ويعقوب ، إن كان للحسين بن علي بن فاطمة عندك قدر فارض عن دردائيل ، وردَّ عليه أجنحته ومقامه من صفوف الملائكة ، فاستجاب الله دعاءه ، وغفر للمَلَك ، والمَلَك لا يُعرف في الجنَّة إلاَّ بأن يقال : هذا مولى الحسين بن علي ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) وابن فاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) [1]

پھر جبرئیل نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرشتے کے واقعے اور جو اس پر گزری تھی اس کی خبر دی، ابن عباس نے کہا: تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسین کو اٹھایا جبکہ وہ اون کے کپڑوں میں لپٹے ہوئے تھے، پھر ان کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے اللہ! اس مولود کے تجھ پر حق کے واسطے سے، بلکہ تیرے اس پر حق کے واسطے سے، اور اس کے دادا محمد اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب پر تیرے حق کے واسطے سے، اگر حسین بن علی بن فاطمہ کا تیرے نزدیک کوئی مقام ہے تو دردائیل سے راضی ہو جا، اور اسے اس کے پر اور فرشتوں کی صفوں میں اس کا مقام لوٹا دے، تو اللہ نے اس کی دعا قبول فرمائی، اور فرشتے کو بخش دیا، اور اب فرشتہ جنت میں اسی طرح پہچانا جاتا ہے کہ کہا جاتا ہے: یہ حسین بن علی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزند اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی فاطمہ کے فرزند کا غلام ہے۔

[1] كمال الدين وتمام النعمة ، الصدوق : 282 ـ 284 ح 35.

.

وروي عن الصادق (عليه السلام) أنه قال : كان ملك من المقرَّبين يقال له : صلصائيل ، بعثه الله في بعث فأبطأ ، فسلبه ريشه ، ودقّ جناحيه ، وأسكنه في جزيرة من جزائر البحر إلى ليلة ولد الحسين (عليه السلام) فنزلت الملائكة واستأذنت الله في تهنئة جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وتهنئة أمير المؤمنين (عليه السلام) وفاطمة (عليها السلام) ، فأذن الله لهم ، فنزلوا أفواجاً من العرش ، ومن سماء (إلى) سماء ، فمرُّوا بصلصائيل وهو ملقى بالجزيرة.

اور صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جسے صلصائیل کہا جاتا تھا، اللہ نے اسے کسی مہم پر بھیجا تو اس نے دیر کر دی، چنانچہ اس سے اس کے پر چھین لیے گئے، اس کے بازو توڑ دیے گئے، اور اسے سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں بسا دیا گیا یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کی ولادت کی رات آئی، تو فرشتے اترے اور اللہ سے اجازت مانگی کہ میرے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور فاطمہ (علیہا السلام) کو مبارکباد دیں، تو اللہ نے انہیں اجازت دے دی، پس وہ عرش سے اور آسمان سے آسمان تک جماعتوں کی شکل میں اترے، چنانچہ وہ صلصائیل کے پاس سے گزرے جو جزیرے میں پڑا ہوا تھا۔

فلمّا نظروا إليه وقفوا ، فقال لهم : يا ملائكة ربي! إلى أين تريدون ؟ وفيم هبطتم ؟ فقالت له الملائكة : يا صلصائيل! قد ولد في هذه الليلة أكرم مولود ولد في الدنيا بعد جدّه رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأبيه علي وأمّه فاطمة وأخيه الحسن ، وهو الحسين (عليه السلام) وقد استأذنّا الله في تهنئة حبيبه محمد (صلى الله عليه وآله) لولده فأذن لنا ، فقال صلصائيل : يا ملائكة الله إني أسألكم بالله ربِّنا وربِّكم ، وبحبيبه محمد (صلى الله عليه وآله) وبهذا المولود أن تحملوني معكم إلى حبيب الله ، وتسألونه وأسأله أن يسأل الله بحقّ هذا المولود الذي وهبه الله أن يغفر لي خطيئتي ، ويجبر كسر جناحي ، ويردّني إلى مقامي مع الملائكة المقرَّبين.

جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو ٹھہر گئے، تو اس نے ان سے کہا: اے میرے رب کے فرشتو! تم کہاں جانا چاہتے ہو؟ اور کس لیے اترے ہو؟ تو فرشتوں نے اس سے کہا: اے صلصائیل! آج رات اس دنیا میں اپنے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور اپنے والد علی اور اپنی والدہ فاطمہ اور اپنے بھائی حسن کے بعد سب سے عزیز مولود پیدا ہوا ہے، اور وہ حسین (علیہ السلام) ہیں، اور ہم نے اپنے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو ان کے فرزند کی مبارکباد دینے کے لیے اللہ سے اجازت مانگی تو اس نے ہمیں اجازت دے دی، تو صلصائیل نے کہا: اے اللہ کے فرشتو! میں تم سے اللہ ہمارے اور تمہارے رب کی قسم دیتا ہوں، اور اس کے حبیب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور اس مولود کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اپنے ساتھ اللہ کے حبیب کے پاس لے چلو، اور تم ان سے اور میں ان سے سوال کروں کہ وہ اس مولود کے حق کے واسطے سے جو اللہ نے انہیں عطا فرمایا ہے اللہ سے سوال کریں کہ وہ میری خطا معاف کر دے، اور میرے بازو کی شکست کو جوڑ دے، اور مجھے مقرب فرشتوں کے ساتھ میرے مقام پر لوٹا دے۔

فحملوه وجاؤوا به إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فهنَّوه بابنه الحسين (عليه السلام) ، وقصّوا عليه قصّة المَلَك ، وسألوه مسألة الله والإقسام عليه بحقّ الحسين (عليه السلام) أن يغفر له خطيئته ، ويجبر كسر جناحه ، ويردَّه إلى مقامه مع الملائكة المقرَّبين.

تو انہوں نے اسے اٹھایا اور اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس لے آئے، پس انہوں نے آپ کو آپ کے فرزند حسین (علیہ السلام) کی مبارکباد دی، اور آپ کو فرشتے کا واقعہ سنایا، اور آپ سے سوال کیا کہ اللہ سے دعا کریں اور حسین (علیہ السلام) کے حق کے واسطے سے اللہ پر زور دیں کہ وہ اس کی خطا معاف کر دے، اور اس کے بازو کی شکست کو جوڑ دے، اور اسے مقرب فرشتوں کے ساتھ اس کے مقام پر لوٹا دے۔

فقام رسول الله (صلى الله عليه وآله) فدخل على فاطمة (عليها السلام) فقال لها : ناوليني ابني الحسين ، فأخرجته إليه مقموطاً ، يناغي جدَّه رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فخرج به إلى الملائكة ، فحمله على بطن كفِّه ، فهلَّلوا وكبَّروا ، وحمدوا الله تعالى وأثنوا عليه ، فتوجَّه به إلى القبلة نحو السماء فقال : اللَّهُمَّ إني أسألك بحقّ ابني الحسين أن تغفر لصلصائيل خطيئته ، وتجبر كسر جناحه ، وتردَّه إلى مقامه مع الملائكة المقرَّبين ، فتقبَّل الله تعالى من النبيّ (صلى الله عليه وآله) ما أقسم به عليه ، وغفر لصلصائيل خطيئته ، وجبر كسر جناحه ، وردَّه إلى مقامه مع الملائكة المقرَّبين [1]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 43/258 ح 47.

.

پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اٹھے اور فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس داخل ہوئے اور ان سے فرمایا: میرے بیٹے حسین کو میرے حوالے کرو، تو انہوں نے انہیں آپ کی طرف نکالا جبکہ وہ لپٹے ہوئے تھے، اپنے دادا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے بات چیت کر رہے تھے، پس آپ ان کے ساتھ فرشتوں کے پاس باہر آئے، اور انہیں اپنی ہتھیلی پر اٹھایا، تو انہوں نے تہلیل اور تکبیر کی، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر آپ ان کے ساتھ قبلے کی طرف آسمان کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! میں تجھ سے اپنے بیٹے حسین کے حق کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو صلصائیل کی خطا معاف کر دے، اور اس کے بازو کی شکست کو جوڑ دے، اور اسے مقرب فرشتوں کے ساتھ اس کے مقام پر لوٹا دے، تو اللہ تعالیٰ نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے جو آپ نے اس پر قسم دی تھی قبول فرمایا، اور صلصائیل کی خطا معاف کر دی، اور اس کے بازو کی شکست کو جوڑ دیا، اور اسے مقرب فرشتوں کے ساتھ اس کے مقام پر لوٹا دیا۔

وروي أن جبرئيل (عليه السلام) نزل يوماً فوجد الزهراء (عليها السلام) نائمة ، والحسين في مهده يبكي ، فجعل يناغيه ويسلّيه حتى استيقظت ، فسمعت صوت من يناغيه ،

اور روایت ہے کہ جبرئیل (علیہ السلام) ایک دن اترے تو زہرا (علیہا السلام) کو سوتا ہوا پایا، اور حسین اپنے گہوارے میں رو رہے تھے، تو انہوں نے ان سے بات چیت کرنا اور انہیں تسلی دینا شروع کی یہاں تک کہ وہ بیدار ہو گئیں، تو انہوں نے کسی کی آواز سنی جو ان سے بات چیت کر رہا تھا،

فالتفتت فلم تر أحداً ، فأخبرها النبي (صلى الله عليه وآله) أنه كان جبرئيل (عليه السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/188.

.

تو اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن کسی کو نہ پایا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں بتایا کہ وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے۔

ولله درّ المرحوم الشيخ عبد المنعم الفرطوسي عليه الرحمة إذ يقول :

قُرْآنُ فَضْلِكَ فيه يَفْتَتِحُ الْفَمُ حَمْداً وبالإخلاصِ ذِكْرَكَ يَخْتِمُ
وبأُفْقِ مَهْدِكَ من جِهَادِكَ أَشْرَقَتْ لِلْفَتْحِ آيَاتٌ بِوَجْهِكَ تُرْسَمُ
أنت الحسينُ ودُوْنَ مَجْدِكَ في العُلاَ
مَجْدُ المسيحِ ودونَ أُمِّك مريمُ فَلَقَدْ وُلِدْتَ مطهَّراً في بُرْدَة
مِنْ طُهْرِ فاطمة تُحَاكُ وَتُلْحَمُ وَلَقَدْ قُتِلْتَ بمَصْرَع يسمو به
مَجْدُ المَمَاتِ على الحَيَاةِ وَيَعْظُمُ والحقُّ من عينيك يَنْبَعُ نورُهُ
والصدقُ في شفتيك جَمْرٌ مُضْرَمُ
أضحى جبينُكَ وهو قُرْقَانُ الهُدَى بِدَمِ الشهادةِ والسعادةِ يُوْسَمُ
وقرأتُ للفتحِ المباركِ سُورَةً بالسَّهْم في صَفَحَاتِ قَلْبِكَ تُرْقَمُ
فَخَضَبْتُ ناصيتي بِمَذْبَحِ جُثَّة في نَحْرِها الدامي يَحُزُّ المِخْذَمُ
وعلمتُ أَنَّك هَدْيُ آلِ محمَّد وعريشُ مَهْدِكَ يومَ خَلْقِكَ مَأْتَمُ [2]

ديوان الفرطوسي : 2/17.

اور مرحوم شیخ عبد المنعم الفرطوسی علیہ الرحمہ پر اللہ کی رحمت ہو جب وہ کہتے ہیں:

تیرے فضل کا قرآن ہے جس سے منہ کھلتا ہے
حمد کے ساتھ اور اخلاص سے تیرا ذکر ختم ہوتا ہے
اور تیرے گہوارے کے افق پر تیرے جہاد سے روشن ہوئیں
فتح کی آیات جو تیرے چہرے پر نقش ہوتی ہیں
تو حسین ہے اور تیرے مقام علیٰ سے کم ہے
مسیح کا مقام اور تیری ماں سے کم ہے مریم
بے شک تو پاک پیدا ہوا ایک چادر میں
فاطمہ کی طہارت سے جو بنی اور سلی گئی
اور بے شک تو ایک ایسے مقتل میں شہید ہوا جس سے بلند ہے
موت کا مقام زندگی پر اور عظیم ہے
اور حق تیری آنکھوں سے نکلتا ہے اس کا نور
اور سچائی تیرے ہونٹوں میں دہکتا ہوا انگارہ ہے
تیری پیشانی ہو گئی جو ہدایت کا فرقان ہے
شہادت اور سعادت کے خون سے نشان زدہ
اور میں نے فتح مبارک کی سورہ پڑھی
تیر سے تیرے دل کے صفحات پر لکھی ہوئی
تو میں نے اپنی پیشانی کو ایک لاش کے مذبح سے رنگا
جس کے خون آلود سینے میں چھری کاٹتی ہے
اور میں نے جانا کہ تو آل محمد کی ہدایت ہے
اور تیرے گہوارے کی چھت جس دن تو پیدا ہوا
مجلس عزا ہے

المجلس التاسع

إخبار النبي (صلى الله عليه وآله) بمقتل الحسين (عليه السلام)

روي عن أبان بن تغلب ، عن أبي عبدالله ، عن أبيه (عليهما السلام) أنه قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : من أراد أن يحيى حياتي ، ويموت ميتتي ، ويدخل جنّة ربّي : جنة عدن غرسها بيده ، فليتولَّ عليّاً ، وليتولَّ وليَّه ، وليعادِ عدوَّه ، وليأتمَّ بالأوصياء من بعده ، فإنهم أئمة الهدى من بعدي ، أعطاهم الله فهمي وعلمي ، وهم عترتي من

لحمي ودمي ، إلى الله أشكو من أمتي ، المنكرين لفضلهم ، القاطعين فيهم صلتي ، وأيم الله ليقتلنَّ ابني ـ يعني الحسين ـ لا أنالهم الله شفاعتي [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/259.

.

نویں مجلس

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا

ابان بن تغلب سے روایت ہے، ابی عبداللہ سے، اپنے والد (علیہما السلام) سے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جو شخص میری طرح زندگی گزارنا چاہے، اور میری طرح موت پانا چاہے، اور میرے رب کی جنت میں داخل ہونا چاہے: جنت عدن جسے اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا، تو اسے چاہیے کہ علی کو ولی بنائے، اور اس کے ولی کو ولی بنائے، اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھے، اور میرے بعد اوصیاء کی اقتدا کرے، کیونکہ وہ میرے بعد ہدایت کے امام ہیں، اللہ نے انہیں میری سمجھ اور میرا علم عطا فرمایا ہے، اور وہ میری عترت ہیں میری

گوشت اور میرے خون سے، میں اپنی امت کی اللہ سے شکایت کرتا ہوں، جو ان کی فضیلت کا انکار کرتے ہیں، جو میرا رشتہ انہیں کاٹتے ہیں، اور اللہ کی قسم! وہ میرے بیٹے کو ضرور قتل کریں گے یعنی حسین کو اللہ انہیں میری شفاعت نصیب نہ کرے۔

وعن العوام مولى قريش قال : سمعت مولاي عمر بن هبيرة ، قال : رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) والحسن والحسين في حجره ، يقبّل هذا مرّة ، ويقبّل هذا مرّة ، ويقول للحسين : الويل لمن يقتلك [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/302 ح 11 عن كامل الزيارات.

.

اور عوام مولیٰ قریش سے روایت ہے، کہا: میں نے اپنے مولا عمر بن ہبیرہ سے سنا، کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا اور حسن اور حسین آپ کی گود میں تھے، آپ کبھی اس کو بوسہ دیتے، کبھی اس کو بوسہ دیتے، اور حسین سے فرماتے: افسوس اس پر جو تجھے قتل کرے گا۔

وروي عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كان الحسين بن علي ذات يوم في حجر النبي (صلى الله عليه وآله) يلاعبه ويضاحكه ، فقالت عائشة : يا رسول الله ، ما أشد إعجابك بهذا الصبي!! فقال لها : ويلك ، وكيف لا أحبُّه ولا أعجب به ، وهو ثمرة فؤادي ، وقرّة عيني ؟ أما إنّ أمّتي ستقتله ، فمن زاره بعد وفاته كتب الله له حَجَّة من حججي ، قالت : يا رسول الله ، حجَّة من حججك ؟ قال : نعم ، وحجّتين من حججي ، قالت : يا رسول الله ، حجّتين من حججك ؟ قال : نعم ، وأربعة ، قال : فلم تزل تزاده ويزيد ويضعف حتّى بلغ تسعين حجَّة من حجج رسول الله (صلى الله عليه وآله) بأعمارها [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/260 عن كامل الزيارات.

.

اور ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حسین بن علی ایک دن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی گود میں تھے، آپ ان سے کھیل رہے تھے اور ان سے ہنس رہے تھے، تو عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو اس بچے سے کتنی شدید محبت ہے!! تو آپ نے ان سے فرمایا: تیرے لیے افسوس، اور میں اسے کیوں محبوب نہ رکھوں اور اس سے معجب نہ ہوں، اور وہ میرے دل کا پھل ہے، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے؟ سن لو کہ میری امت اسے قتل کرے گی، پس جو شخص اس کی وفات کے بعد اس کی زیارت کرے گا تو اللہ اس کے لیے میرے حجوں میں سے ایک حج لکھے گا، کہا: یا رسول اللہ، آپ کے حجوں میں سے ایک حج؟ فرمایا: ہاں، اور میرے حجوں میں سے دو حج، کہا: یا رسول اللہ، آپ کے حجوں میں سے دو حج؟ فرمایا: ہاں، اور چار، کہا: پس آپ بڑھاتے رہے اور وہ بڑھاتا رہا اور دگنا ہوتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نوے حج ان کی عمروں کے ساتھ تک پہنچ گیا۔

وعن عبدالله بن محمد الصنعاني ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : كان رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذا دخل الحسين (عليه السلام) اجتذبه إليه ، ثمَّ يقول لأمير المؤمنين (عليه السلام) : أمسكه ، ثمَّ يقع عليه فيقبِّله ويبكي ، فيقول : يا أبه! لم تبكي ؟ فيقول : يا بني! أقبِّل موضع السيوف منك وأبكي ، قال : يا أبه! وأقتل ؟ قال : إي والله وأبوك وأخوك وأنت ، قال : يا أبه! فمصارعنا شتّى ؟ قال : نعم يا بنيَّ! قال : فمن يزورنا من أمتك ؟ قال : لا يزورني ولا يزور أباك وأخاك وأنت إلاّ الصدّيقون من أمتي [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/261 ح 14 عن كامل الزيارات.

.

اور عبداللہ بن محمد الصنعانی سے، ابی جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) جب حسین (علیہ السلام) داخل ہوتے تو انہیں اپنی طرف کھینچ لیتے، پھر امیر المومنین (علیہ السلام) سے فرماتے: اسے پکڑو، پھر ان پر جھک جاتے اور انہیں بوسہ دیتے اور روتے، تو وہ کہتے: یا ابہ! آپ کیوں روتے ہیں؟ تو فرماتے: اے میرے بیٹے! میں تیرے اس مقام کو بوسہ دیتا ہوں جہاں تلواریں لگیں گی اور روتا ہوں، کہا: یا ابہ! اور کیا میں قتل ہوں گا؟ فرمایا: ہاں اللہ کی قسم اور تیرا باپ اور تیرا بھائی اور تو، کہا: یا ابہ! تو ہمارے مقتل مختلف ہیں؟ فرمایا: ہاں اے میرے بیٹے! کہا: تو آپ کی امت میں سے ہماری زیارت کون کرے گا؟ فرمایا: میری اور تیرے باپ اور تیرے بھائی اور تیری زیارت میری امت میں سے صرف صدیق کریں گے۔

وروى ابن شهر آشوب عليه الرحمة في المناقب ، عن ابن عباس قال : سألت

اور ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ نے مناقب میں روایت کی ہے، ابن عباس سے کہا: ہند نے عائشہ سے سوال کیا کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے خواب کی تعبیر پوچھیں، تو آپ نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ اپنا خواب بیان کرے، تو اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ گویا سورج میرے اوپر سے طلوع ہوا، اور چاند میری جگہ سے نکلا، اور گویا چاند سے ایک سیاہ ستارہ نکلا، تو اس نے سورج سے نکلے ہوئے ایک سورج پر حملہ کیا جو سورج سے چھوٹا تھا پھر اسے نگل گیا، تو اس کے نگلنے سے افق سیاہ ہوگیا، پھر میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے نمودار ہوئے اور زمین میں سیاہ ستارے، سوائے اس کے کہ سیاہ ستاروں نے زمین کے افق کو ہر جگہ سے گھیر لیا۔

هند عائشة أن تسأل النبيَّ (صلى الله عليه وآله) تعبير رؤيا ، فقال : قولي لها : فلتقصص رؤياها ، فقالت : رأيت كأنّ الشمس قد طلعت من فوقي ، والقمر قد خرج من مخرجي ، وكأن كوكباً خرج من القمر أسود ، فشدَّ على شمس خرجت من الشمس أصغر من الشمس فابتلعها ، فاسودّ الأفق لابتلاعها ، ثمَّ رأيت كواكب بدت من السماء وكواكب مسودّة في الأرض ، إلاّ أن المسودّة أحاطت بأفق الأرض من كل مكان.

ہند نے عائشہ سے سوال کیا کہ وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے خواب کی تعبیر پوچھیں، تو آپ نے فرمایا: اس سے کہو کہ وہ اپنا خواب بیان کرے، تو اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ گویا سورج میرے اوپر سے طلوع ہوا، اور چاند میری جگہ سے نکلا، اور گویا چاند سے ایک سیاہ ستارہ نکلا، تو اس نے سورج سے نکلے ہوئے ایک سورج پر حملہ کیا جو سورج سے چھوٹا تھا پھر اسے نگل گیا، تو اس کے نگلنے سے افق سیاہ ہوگیا، پھر میں نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے نمودار ہوئے اور زمین میں سیاہ ستارے، سوائے اس کے کہ سیاہ ستاروں نے زمین کے افق کو ہر جگہ سے گھیر لیا۔

فاكتحلت عين رسول الله (صلى الله عليه وآله) بدموعه ، ثمَّ قال : هي هند ، اخرجي يا عدوَّة الله ـ مرَّتين ـ فقد جدَّدت عليَّ أحزاني ، ونعيت إليَّ أحبابي ، فلمَّا خرجت قال : اللهم العنها والعن نسلها.

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، پھر آپ نے فرمایا: یہ ہند ہے، اے اللہ کی دشمن نکل جا—دو بار—تو نے میرے غموں کو تازہ کر دیا، اور میرے محبوبوں کی موت کی خبر مجھے دے دی، پس جب وہ نکل گئی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! اس پر اور اس کی نسل پر لعنت فرما۔

فسئل عن تفسيرها فقال (صلى الله عليه وآله) ، : أمّا الشمس التي طلعت عليها فعلي بن أبي طالب (عليه السلام) ، والكوكب الذي خرج كالقمر أسود فهو معاوية ، مفتون فاسق جاحد لله ، وتلك الظلمة التي زعمت ، ورأت كوكباً يخرج من القمر أسود ، فشدَّ على شمس خرجت من الشمس أصغر من الشمس ، فابتلعها فاسودَّت ، فذلك ابني الحسين (عليه السلام) ، يقتله ابن معاوية فتسودُّ الشمس ويظلم الأفق ، وأمّا الواكب السود في الأرض أحاطت بالأرض من كل مكان فتلك بنو أمية [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/263 ح 21.

پھر اس کی تعبیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: رہا وہ سورج جو اس پر طلوع ہوا تو وہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) ہیں، اور وہ ستارہ جو چاند کی طرح سیاہ نکلا تو وہ معاویہ ہے، فتنہ باز، فاسق، اللہ کا منکر، اور وہ تاریکی جس کا اس نے دعویٰ کیا، اور دیکھا کہ چاند سے ایک سیاہ ستارہ نکلا، پھر اس نے سورج سے نکلے ہوئے ایک چھوٹے سورج پر حملہ کیا، اور اسے نگل لیا، تو سب سیاہ ہو گیا، تو وہ میرا بیٹا حسین (علیہ السلام) ہے، جسے معاویہ کا بیٹا قتل کرے گا، پس سورج سیاہ ہو جائے گا اور افق تاریک ہو جائے گا، اور رہے زمین میں سیاہ ستارے جنہوں نے زمین کو ہر جگہ سے گھیر لیا، تو وہ بنو امیہ ہیں۔

.

وعن ابن عباس أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) في ذلك المرض كان يقول : ادعوا لي حبيبي ، فجعل يُدعى له رجل بعد رجل ، فيعرض عنه ، فقيل لفاطمة : امضي إلى عليّ ، فما نرى رسول الله يريد غير علي ، فبعثت فاطمة إلى علي (عليه السلام) ، فلمّا دخل فتح رسول الله (صلى الله عليه وآله) عينيه وتهلَّل وجهه ، ثمَّ قال : إليَّ يا علي ، إليَّ يا علي ، فما زال يدنيه حتى أخذه بيده وأجلسه عند رأسه ، ثمَّ أغمي عليه ، فجاء الحسن والحسين (عليه السلام) يصيحان ويبكيان حتى وقعا على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فأراد عليٌّ (عليه السلام) أن ينحّيهما عنه ، فأفاق رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ قال : يا علي! دعني أشمُّها ويشمَّاني ، وأتزوَّد منهما ،

ويتزوَّدان منّي ، أما إنهما سيُظلمان بعدي ويُقتلان ظلماً ، فلعنة الله على من يظلمهما ، يقول ذلك ثلاثاً ، ثمَّ مدَّ يده إلى علي (عليه السلام) فجذبه إليه حتى أدخله تحت ثوبه الذي كان عليه ، ووضع فاه على فيه ، وجعل يناجيه مناجاة طويلة حتى خرجت روحه الطيِّبة ، صلوات الله عليه وآله [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/510.

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس مرض میں فرماتے تھے: میرے محبوب کو میرے پاس بلاؤ، تو ایک ایک آدمی کو بلایا جانے لگا، لیکن آپ منہ پھیر لیتے، تو فاطمہ سے کہا گیا: علی کے پاس جاؤ، ہمیں نہیں لگتا کہ رسول اللہ علی کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہیں، پس فاطمہ نے علی (علیہ السلام) کو بلایا، جب وہ داخل ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے آنکھیں کھولیں اور آپ کا چہرہ روشن ہو گیا، پھر فرمایا: میرے پاس آؤ اے علی، میرے پاس آؤ اے علی، پھر آپ انہیں قریب کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے سرہانے بٹھا لیا، پھر آپ پر غشی طاری ہو گئی، تو حسن اور حسین (علیہما السلام) چیختے اور روتے ہوئے آئے یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر گر پڑے، تو علی (علیہ السلام) نے چاہا کہ انہیں آپ سے ہٹا دیں، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہوش میں آ گئے، پھر فرمایا: اے علی! مجھے چھوڑ دو کہ میں انہیں سونگھوں اور وہ مجھے سونگھیں، اور میں ان سے توشہ لوں،

اور وہ مجھ سے توشہ لیں، سن لو کہ یہ دونوں میرے بعد مظلوم ہوں گے اور ظلم سے قتل کیے جائیں گے، پس اللہ کی لعنت ہو اس پر جو ان پر ظلم کرے، آپ یہ تین بار فرمایا، پھر علی (علیہ السلام) کی طرف ہاتھ بڑھایا اور انہیں اپنی طرف کھینچا یہاں تک کہ انہیں اپنے اس کپڑے کے نیچے داخل کر لیا جو آپ پر تھا، اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھا، اور ان سے طویل راز و نیاز کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی پاک روح نکل گئی، اللہ کی صلوات ہوں آپ اور آپ کی آل پر۔

.

وعن محمد بن جرير الطبري في كتاب دلائل الإمامة ، بإسناده عن حذيفة قال : سمعت الحسين بن علي (عليهما السلام) يقول : والله ليجتمعن على قتلي طغاة بني أمية ، ويقدمهم عمر بن سعد ، وذلك في حياة النبي (صلى الله عليه وآله) ، فقلت له : أنبأك بهذا رسول الله ؟ فقال : لا ، فقال : فأتيت النبي فأخبرته فقال : علمي علمه ، وعلمه علمي; لأنا نعلم بالكائن قبل كينونته [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/186 ح 14.

اور محمد بن جریر طبری نے کتاب دلائل الامامہ میں اپنی سند سے حذیفہ سے روایت کی ہے، کہا: میں نے حسین بن علی (علیہما السلام) کو سنا، آپ فرما رہے تھے: اللہ کی قسم! بنو امیہ کے سرکش میرے قتل پر جمع ہوں گے، اور عمر بن سعد ان کی قیادت کرے گا، اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حیات میں تھا، پس میں نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ نے آپ کو اس کی خبر دی ہے؟ فرمایا: نہیں، پھر کہا: تو میں نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اطلاع دی، تو آپ نے فرمایا: میرا علم اس کا علم ہے، اور اس کا علم میرا علم ہے، کیونکہ ہم چیزوں کو ان کی تخلیق سے پہلے جانتے ہیں۔

وعن عبدالله بن يحيى قال : دخلنا مع علي إلى صفّين ، فلمّا حاذى نينوى نادى : صبراً يا أبا عبدالله ، فقال : دخلت على رسول الله وعيناه تفيضان ، فقلت : بأبي أنت وأمي يا رسول الله ، ما لعينيك تفيضان ؟ أغضبك أحد ؟ قال : لا ، بل كان عندي جبرئيل فأخبرني أن الحسين يقتل بشاطىء الفرات ، وقال : هل لك أن أشمَّك من تربته ؟ قلت : نعم ، فمدَّ يده فأخذ قبضة من تراب فأعطانيها ، فلم أملك عيني أن فاضتا ، واسم الأرض كربلا.

اور عبداللہ بن یحییٰ سے روایت ہے، کہا: ہم علی کے ساتھ صفین کی طرف گئے، جب آپ نینوا کے برابر سے گزرے تو پکارا: صبر کرنا اے ابا عبداللہ، پھر فرمایا: میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی آنکھیں بہہ رہی تھیں، تو میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ، آپ کی آنکھیں کیوں بہہ رہی ہیں؟ کیا کسی نے آپ کو ناراض کیا ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ میرے پاس جبرئیل تھے، انہوں نے مجھے خبر دی کہ حسین فرات کے کنارے قتل ہوں گے، اور کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو اس کی مٹی سونگھاؤں؟ میں نے کہا: ہاں، تو انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی مٹی لے کر مجھے دی، تو میں اپنی آنکھوں کو نہ روک سکا، وہ بہہ پڑیں، اور اس زمین کا نام کربلا ہے۔

فلمَّا أتت عليه سنتان خرج النبيّ (صلى الله عليه وآله) إلى سفر ، فوقف في بعض الطريق واسترجع ودمعت عيناه ، فسئل عن ذلك فقال : هذا جبرئيل يخبرني عن أرض بشطّ الفرات ، يقال لها : كربلا ، يقتل فيها ولدي الحسين ، وكأني أنظر إليه وإلى مصرعه ومدفنه بها ، وكأني أنظر إلى السبايا على أقتاب المطايا ، وقد أُهدي رأس ولدي الحسين إلى يزيد لعنه الله ، فوالله ما ينظر أحد إلى رأس الحسين ويفرح إلاّ خالف الله بين قلبه ولسانه ، وعذَّبه الله عذاباً أليماً.

پھر جب آپ کی دو سال کی عمر ہوئی تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک سفر پر نکلے، راستے میں ایک جگہ رک گئے اور استرجاع کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، پس اس کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: یہ جبرئیل ہیں مجھے فرات کے کنارے ایک زمین کے بارے میں خبر دے رہے ہیں، جسے کربلا کہا جاتا ہے، میرا بیٹا حسین وہاں قتل ہوگا، اور گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں اور اس کی شہادت گاہ اور دفن گاہ وہاں ہے، اور گویا میں قیدیوں کو اونٹوں کی پالانوں پر دیکھ رہا ہوں، اور میرے بیٹے حسین کا سر یزید کی طرف تحفہ بھیجا جائے گا، اللہ کی لعنت ہو اس پر، پس اللہ کی قسم! جو کوئی حسین کے سر کو دیکھے گا اور خوش ہوگا تو اللہ اس کے دل اور زبان میں اختلاف ڈال دے گا، اور اسے دردناک عذاب دے گا۔

ثمَّ رجع النبيُّ (صلى الله عليه وآله) من سفره مغموماً مهموماً ، كئيباً حزيناً ، فصعد المنبر وأصعد معه الحسن والحسين ، وخطب ووعظ الناس ، فلمَّا فرغ من خطبته وضع يده اليمنى على رأس الحسن ، ويده اليسرى على رأس الحسين ، وقال : اللهم إن محمداً عبدك ورسولك ، وهذان أطائب عترتي ، وخيار أرومتي ، وأفضل ذرّيّتي ، ومن أخلِّفهما في أمتي ، وقد أخبرني جبرئيل أن ولدي هذا مقتول بالسمّ ، والآخر شهيد مضرَّج بالدم ، اللهم فبارك له في قتله ، واجعله من سادات الشهداء ، اللهم ولا تبارك في قاتله وخاذله ، وأَصْلِهِ حرَّ نارك ، واحشره في أسفل درك الجحيم.

پھر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اپنے سفر سے غمگین، پریشان، اداس اور حزین واپس لوٹے، پھر منبر پر چڑھے اور اپنے ساتھ حسن اور حسین کو بھی چڑھایا، اور لوگوں کو خطبہ دیا اور نصیحت کی، جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو اپنا دایاں ہاتھ حسن کے سر پر اور بایاں ہاتھ حسین کے سر پر رکھا، اور فرمایا: اے اللہ! بے شک محمد تیرا بندہ اور رسول ہے، اور یہ دونوں میری عترت کے پاک ترین، میری اصل کے بہترین، میری ذریت کے افضل ترین اور وہ ہیں جنہیں میں اپنی امت میں چھوڑ رہا ہوں، اور جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا یہ بیٹا زہر سے مارا جائے گا، اور دوسرا شہید خون میں لت پت کیا جائے گا، اے اللہ! اس کے قتل میں برکت ڈال، اور اسے شہیدوں کے سرداروں میں سے بنا، اے اللہ! اس کے قاتل اور اس کے ساتھ دشمنی کرنے والے میں برکت نہ ڈال، اور اسے اپنی آگ کی گرمی سے جھلسا، اور اسے دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں محشور کر۔

قال : فضجَّ الناس بالبكاء والعويل ، فقال لهم النبيُّ (صلى الله عليه وآله) : أيُّها الناس! أتبكونه ولا تنصرونه اللهم فكن أنت له ولياً وناصراً ، ثمَّ قال : يا قوم! إني مخلِّف فيكم الثقلين : كتاب الله وعترتي ، وأرومتي ، ومزاج مائي ، وثمرة فؤادي ، ومهجتي ، لن يفترقا حتى يردا عليَّ الحوض ، ألا وإني لا أسألكم في ذلك إلاَّ ما أمرني ربي أن أسألكم عنه ، أسألكم عن المودّة في القربى ، واحذروا أن تلقوني غداً على الحوض وقد آذيتم عترتي ، وقتلتم أهل بيتي وظلمتموهم ، ألا إنه سيرد عليَّ يوم القيامة ثلاث رايات من هذه الأمة : الأولى راية سوداء مظلمة ، قد فزعت منها الملائكة ، فتقف عليَّ فأقول لهم : من أنتم ؟ فينسون ذكري ، ويقولون : نحن أهل التوحيد من العرب ، فأقول لهم : أنا أحمد نبيُّ العرب والعجم ، فيقولون : نحن من أمَّتك ، فأقول : كيف خلَّفتموني من بعدي في أهل بيتي وعترتي وكتاب ربّي ؟ فيقولون : أمَّا الكتاب فضيَّعناه ، وأمَّا العترة فحرصنا أن نبيدهم عن جديد الأرض ، فلمَّا أسمع ذلك منهم أعرض عنهم وجهي ، فيصدرون عُطاشى مسوّدةً وجوهُهُم.

کہا: تو لوگ رونے اور چیخنے لگے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: اے لوگو! کیا تم اس پر روتے ہو اور اس کی مدد نہیں کرو گے؟ اے اللہ! تو ہی اس کا ولی اور مددگار بن جا، پھر فرمایا: اے قوم! میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں: اللہ کی کتاب اور میری عترت، اور میری اصل، اور میرے پانی کا آمیزہ، اور میرے دل کا پھل، اور میری جان، یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں، سن لو کہ میں تم سے اس بارے میں صرف وہی سوال کرتا ہوں جو میرے رب نے مجھے سوال کرنے کا حکم دیا ہے، میں تم سے قربیٰ میں مودت کا سوال کرتا ہوں، اور خبردار رہو کہ کل حوض پر مجھ سے اس حال میں نہ ملنا کہ تم نے میری عترت کو اذیت دی ہو، اور میرے اہل بیت کو قتل کیا ہو اور ان پر ظلم کیا ہو، سن لو کہ قیامت کے دن میرے پاس اس امت کے تین جھنڈے آئیں گے: پہلا جھنڈا سیاہ اور تاریک ہوگا، فرشتے اس سے گھبرا جائیں گے، پس وہ میرے پاس آئے گا تو میں ان سے کہوں گا: تم کون ہو؟ تو وہ میرا ذکر بھول جائیں گے، اور کہیں گے: ہم عربوں میں سے توحید کے ماننے والے ہیں، پس میں ان سے کہوں گا: میں احمد ہوں، عربوں اور عجموں کا نبی، پس وہ کہیں گے: ہم آپ کی امت سے ہیں، پس میں کہوں گا: تم نے میرے بعد میرے اہل بیت اور عترت اور اپنے رب کی کتاب کے بارے میں کیا کیا؟ تو وہ کہیں گے: رہی کتاب تو ہم نے اسے ضائع کر دیا، اور رہی عترت تو ہم نے کوشش کی کہ انہیں زمین کی سطح سے مٹا دیں، پس جب میں ان سے یہ سنوں گا تو اپنا چہرہ ان سے پھیر لوں گا، پس وہ پیاسے اور سیاہ چہروں کے ساتھ لوٹیں گے۔

ثمَّ ترد عليَّ راية أُخرى أشدُّ سواداً من الأُولى ، فأقول لهم : كيف خلَّفتموني من بعدي في الثقلين : كتاب الله وعترتي ؟ فيقولون : أمَّا الأكبر فخالفناه ، وأما الأصغر فمزَّقناهم كلَّ ممزَّق ، فأقول : إليكم عني ، فيصدرون عطاشى مسودّة وجوههم.

پھر میرے پاس ایک اور جھنڈا آئے گا جو پہلے سے زیادہ سیاہ ہوگا، پس میں ان سے کہوں گا: تم نے میرے بعد دو گراں قدر چیزوں میں سے کیا کیا: اللہ کی کتاب اور میری عترت؟ تو وہ کہیں گے: رہی بڑی تو ہم نے اس کی مخالفت کی، اور رہے چھوٹے تو ہم نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پس میں کہوں گا: دور ہو جاؤ مجھ سے، پس وہ پیاسے اور سیاہ چہروں کے ساتھ لوٹیں گے۔

ثمَّ ترد عليَّ راية تلمع وجوههم نوراً ، فأقول لهم : من أنتم ؟ فيقولون : نحن أهل كلمة التوحيد والتقوى من أمَّة محمد المصطفى ، ونحن بقيَّة أهل الحقّ ، حملنا كتاب ربِّنا ، وحلَّلنا حلاله ، وحرَّمنا حرامه ، وأحببنا ذرّيّة نبيِّنا محمَّد ، ونصرناهم من كلِّ ما نصرنا به أنفسَنَا ، وقاتلنا معهم من ناواهم ، فأقول لهم : أبشروا فأنا نبيُّكم محمد ، ولقد كنتم في الدنيا كما قلتم ، ثمَّ أسقيهم من حوضي ، فيصدرون مروّيين مستبشرين ، ثمَّ يدخلون الجنَّة خالدين فيها أبد الآبدين [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/247.

.

پھر میرے پاس ایک جھنڈا آئے گا جس کے چہرے نور سے چمک رہے ہوں گے، پس میں ان سے کہوں گا: تم کون ہو؟ تو وہ کہیں گے: ہم کلمہ توحید اور تقویٰ والے امت محمد مصطفیٰ سے ہیں، اور ہم اہل حق کی باقی ماندہ جماعت ہیں، ہم نے اپنے رب کی کتاب کو اٹھایا، اور اس کے حلال کو حلال کیا، اور اس کے حرام کو حرام کیا، اور ہم نے اپنے نبی محمد کی اولاد سے محبت کی، اور ہم نے ان کی اسی طرح مدد کی جس طرح اپنی جانوں کی مدد کی، اور ہم نے ان کے ساتھ مل کر ان سے دشمنی کرنے والوں سے جنگ کی، پس میں ان سے کہوں گا: خوشخبری ہو تمہیں کہ میں تمہارا نبی محمد ہوں، اور تم دنیا میں ویسے ہی تھے جیسا تم نے کہا، پھر میں انہیں اپنے حوض سے سیراب کروں گا، پس وہ سیراب اور خوش ہو کر لوٹیں گے، پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔

ولله درّ السيد الحميري عليه الرحمة إذ يقول :

والناسُ يومَ الحشرِ راياتُهُمْ خَمْسٌ فمنها هَالِكٌ أربعُ
أربعةٌ في سَقَر أُوْدِعُوا ليس لها من قَعْرِها مَطْلَعُ
ورايةٌ يَقْدُمُها حيدرٌ ووجهُهُ كالشمسِ إذ تطلعُ
غداً يُلاَقي المصطفى حيدرٌ ورايةُ الحَمْدِ له تُرْفَعُ
مَوْلىً له الجنَّةُ مأمورةٌ والنّارُ من إجْلاَلِهِ تَفْزَعُ
إمامُ صِدْق وَلَهُ شِيعةٌ يُرْوَوا من الحَوْضِ ولم يُمْنَعُوا
بذاك جاء الوحيُ من ربِّنا يا شيعةَ الحقِّ فلا تجزعوا [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 47/331 ـ 332.

اور اللہ سید حمیری علیہ الرحمہ کی محنت کو قبول کرے جب انہوں نے کہا:

اور لوگ حشر کے دن ان کے جھنڈے
پانچ ہیں ان میں سے ہلاک ہونے والے چار
چار جہنم میں رکھ دیے گئے
اس کی تہہ سے ان کے لیے کوئی چڑھائی نہیں
اور ایک جھنڈا جس کی قیادت حیدر کریں گے
اور ان کا چہرہ سورج کی طرح جب چمکتا ہے
کل مصطفیٰ سے حیدر ملیں گے
اور حمد کا جھنڈا ان کے لیے بلند کیا جائے گا
وہ مولا جس کے لیے جنت کا حکم ہے
اور آگ ان کی عظمت سے خوفزدہ ہوتی ہے
سچے امام اور ان کے شیعہ ہیں
حوض سے سیراب ہوں گے اور منع نہیں کیے جائیں گے
اسی کے ساتھ ہمارے رب کی طرف سے وحی آئی
اے حق کے شیعو! پس گھبراؤ نہیں

المجلس العاشر

إخبار أمير المؤمنين (عليه السلام) بمقتل الحسين (عليه السلام)

وإخبار المحدِّثين بذلك

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن الأصبغ بن نباتة قال : بينا أمير

دسویں مجلس

امیر المؤمنین (علیہ السلام) کا حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر دینا اور محدثین کا اس بارے میں خبر دینا

شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اصبغ بن نباتہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: جبکہ امیر

المؤمنين (عليه السلام) يخطب الناس وهو يقول : سلوني قبل أن تفقدوني ، فوالله لا تسألوني عن شيء مضى ، ولا عن شيء يكون إلاّ نبأتكم به فقام إليه سعد بن أبي وقاص فقال : يا أمير المؤمنين! أخبرني كم في رأسي ولحيتي من شعرة ؟ فقال له : أما والله لقد سألتني عن مسألة حدَّثني خليلي رسول الله (صلى الله عليه وآله) أنك ستسألني عنها ، وما في رأسك ولحيتك من شعرة إلاّ وفي أصلها شيطان جالس ، وإن في بيتك لسخلا يقتل الحسين ابني ، وعمر بن سعد يومئذ يدرج بين يديه [1]

الأمالي الصدوق : 196 ح 1 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/256 ح 5 ، شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 2/286.

.

المؤمنین (علیہ السلام) لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے: مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ مجھے کھو دو، پس اللہ کی قسم ! تم مجھ سے کسی ایسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھو گے جو گزر گئی ہے یا جو آنے والی ہے مگر میں تمہیں اس کی خبر دوں گا، پس سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور کہا: یا امیر المؤمنین ! مجھے بتائیں میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ہیں؟ تو آپ نے ان سے فرمایا: سن لو ! اللہ کی قسم تم نے مجھ سے ایسا سوال کیا ہے جس کے بارے میں میرے خلیل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے بتایا تھا کہ تم مجھ سے یہ سوال کرو گے، اور تمہارے سر اور داڑھی میں کوئی بال نہیں ہے مگر اس کی جڑ میں ایک شیطان بیٹھا ہے، اور تمہارے گھر میں ایک بچہ ہے جو میرے بیٹے حسین کو قتل کرے گا، اور عمر بن سعد اس وقت ان کے سامنے رینگ رہا تھا۔

وروى الشيخ المفيد عليه الرحمة قال : وجاء في الآثار أن أمير المؤمنين (عليه السلام) كان يخطب ، فقال في خطبته : سلوني قبل أن تفقدوني ، فوالله لا تسألوني عن فئة تضلّ مائة وتهدي مائة إلاّ أنبأتكم بناعقها وسائقها إلى يوم القيامة ، فقام إليه رجل فقال : أخبرني كم في رأسي ولحيتي من طاقة شعر ؟ فقال أمير المؤمنين : والله لقد حدَّثني خليلي رسول الله (صلى الله عليه وآله) بما سألت عنه ، وإن على كل طاقة شعر في رأسك ملكاً يلعنك ، وعلى كل طاقة شعر في لحيتك شيطان يستفزّك ، وإن في بيتك لسخلا يقتل ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وآية ذلك مصداق ما خبَّرتك به ، ولولا أن الذي سألت عنه يعسر برهانه لأخبرتك به ، ولكنَّ آية ذلك ما أنبأتك به من لعنتك وسخلك الملعون ، وكان ابنه في ذلك الوقت صبيّاً صغيراً يحبو.

اور شیخ مفید علیہ الرحمہ نے روایت کی کہ: آثار میں آیا ہے کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) خطبہ دے رہے تھے، پس اپنے خطبے میں فرمایا: مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ مجھے کھو دو، پس اللہ کی قسم ! تم مجھ سے کسی ایسی جماعت کے بارے میں نہیں پوچھو گے جو سو کو گمراہ کرے اور سو کو ہدایت دے مگر میں تمہیں اس کے پکارنے والے اور ہانکنے والے کے بارے میں قیامت کے دن تک بتا دوں گا، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: مجھے بتائیں میرے سر اور داڑھی میں کتنے گچھے بال ہیں؟ تو امیر المؤمنین نے فرمایا: اللہ کی قسم ! میرے خلیل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا جو تم نے پوچھا ہے، اور بے شک تمہارے سر میں ہر گچھے بال پر ایک فرشتہ ہے جو تمہیں لعنت کرتا ہے، اور تمہاری داڑھی میں ہر گچھے بال پر ایک شیطان ہے جو تمہیں بھڑکاتا ہے، اور بے شک تمہارے گھر میں ایک بچہ ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کرے گا، اور اس کی نشانی یہ ہے کہ جو میں نے تمہیں بتایا ہے اس کی تصدیق ہو، اور اگر نہ ہوتا کہ جس کے بارے میں تم نے پوچھا ہے اس کا ثبوت مشکل ہے تو میں تمہیں بتا دیتا، لیکن اس کی نشانی وہ ہے جو میں نے تمہیں تمہاری لعنت اور تمہارے ملعون بچے کے بارے میں بتایا ہے، اور اس کا بیٹا اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا جو رینگ رہا تھا۔

فلمَّا كان من أمر الحسين ما كان تولَّى قتله كما قال أمير المؤمنين (عليه السلام) [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/258 ح 7 عن الإرشاد : 1/330.

.

پس جب حسین کا معاملہ ہوا تو اس نے ان کا قتل کیا جیسا کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے فرمایا تھا۔

وعن سويد بن غفلة قال : كنت أنا عند أمير المؤمنين (عليه السلام) إذ أتاه رجل فقال : يا أمير المؤمنين! جئتك من وادي القرى ، وقد مات خالد بن عرفطة ، فقال له أمير المؤمنين : إنه لم يمت ، فأعادها عليه ، فقال له علي (عليه السلام) : لم يمت ، والذي نفسي

اور سوید بن غفلہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے پاس تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین ! میں وادی القریٰ سے آیا ہوں، اور خالد بن عرفطہ فوت ہو گئے ہیں، تو امیر المؤمنین نے اس سے فرمایا: وہ فوت نہیں ہوئے، پس اس نے دوبارہ کہا، تو علی (علیہ السلام) نے فرمایا: وہ فوت نہیں ہوئے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

بيده لا يموت ، فأعادها عليه الثالثة فقال : سبحان الله! أخبرك أنه مات وتقول لم يمت ؟ فقال له علي (عليه السلام) : لم يمت ، والذي نفسي بيده لا يموت حتى يقود جيش ضلالة يحمل رايته حبيب بن جمَّاز.

وہ فوت نہیں ہوں گے، پس اس نے تیسری بار دہرایا تو کہا: سبحان اللہ ! میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہ فوت ہو گئے اور آپ کہتے ہیں وہ فوت نہیں ہوئے؟ تو علی (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: وہ فوت نہیں ہوئے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ گمراہی کے لشکر کی قیادت کریں، اس کا جھنڈا حبیب بن جماز اٹھائے گا۔

قال : فسمع بذلك حبيب ، فأتى أمير المؤمنين فقال له : أناشدك الله فيَّ فإني لك شيعة ، وقد ذكرتني بأمر لا والله ما أعرفه من نفسي ، فقال له علي (عليه السلام) : إن كنت حبيب بن جماز فلتحملنّها ، فولّى عنه حبيب ، وأقبل أمير المؤمنين (عليه السلام) يقول : إن كنت حبيب بن جماز لتحملنّها.

راوی کہتے ہیں: پس حبیب نے یہ سنا تو امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں میرے بارے میں، کیونکہ میں آپ کا شیعہ ہوں، اور آپ نے میرا ذکر ایسی بات سے کیا ہے جو واللہ ! میں اپنے نفس میں نہیں پہچانتا، تو علی (علیہ السلام) نے ان سے فرمایا: اگر تم حبیب بن جماز ہو تو ضرور اسے اٹھاؤ گے، پس حبیب ان سے پلٹ گیا، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) یہ کہتے رہے: اگر تم حبیب بن جماز ہو تو ضرور اسے اٹھاؤ گے۔

قال أبو حمزة : فوالله ما مات (أي خالد بن عرفطة) حتى بعث عمر بن سعد إلى الحسين بن علي (عليه السلام) ، وجعل خالد بن عرفطة على مقدّمته ، وحبيب صاحب رايته [1]

ابو حمزہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم ! وہ (یعنی خالد بن عرفطہ) فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ عمر بن سعد نے حسین بن علی (علیہ السلام) کی طرف لشکر بھیجا، اور خالد بن عرفطہ کو اس کے مقدمہ پر مقرر کیا، اور حبیب اس کا پرچم بردار تھا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/259 ح 11 عن بصائر الدرجات.

.

وعن أبي عبدالله الجدلي قال : دخلت على أمير المؤمنين (عليه السلام) والحسين إلى جنبه ، فضرب بيده على كتف الحسين ، ثمَّ قال : إن هذا يقتل ولا ينصره أحد ، قال : قلت : يا أمير المؤمنين! والله إن تلك الحياة سوء ، قال : إن ذلك لكائن [2]

اور ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے پاس داخل ہوا اور حسین ان کے پہلو میں تھے، تو انہوں نے اپنا ہاتھ حسین کے کندھے پر رکھا، پھر فرمایا: بے شک یہ قتل کیے جائیں گے اور کوئی ان کی نصرت نہیں کرے گا، راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: یا امیر المؤمنین ! اللہ کی قسم ! یہ تو بری زندگی ہے، فرمایا: بے شک یہ واقع ہونے والا ہے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/261 ح 15 عن كامل الزيارات.

.

وعن هانىء بن هانىء عن علي (عليه السلام) قال : ليقتل الحسين قتلا ، وإني لأعرف تربة الأرض التي يقتل عليها قريباً من النهرين.

اور ہانی بن ہانی سے علی (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: حسین ضرور قتل کیے جائیں گے، اور میں اس زمین کی مٹی کو پہچانتا ہوں جس پر وہ شہید ہوں گے، دو دریاؤں کے قریب۔

وعن جابر ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : قال علي للحسين : يا أبا عبدالله أسوة أنت قدماً ؟ فقال : جعلت فداك ما حالي ؟ قال : علمت ما جهلوا ، وسينتفع عالم بما علم ، يا بنيّ ، اسمع وأبصر من قبل أن يأتيك ، فو الذي نفسي بيده ليسفكن بنو أمية دمك ، ثمَّ لا يريدونك [3]

اور جابر سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: علی نے حسین سے فرمایا: اے ابا عبداللہ ! کیا تم پہلے سے نمونہ ہو؟ پس انہوں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، میرا کیا حال ہے؟ فرمایا: تم نے وہ جانا جو انہوں نے نہیں جانا، اور عنقریب عالم کو اس سے نفع ملے گا جو اس نے سیکھا، اے میرے بیٹے ! سن لو اور دیکھ لو اس سے پہلے کہ تمہارے پاس آئے، پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بنی امیہ تمہارا خون ضرور بہائیں گے، پھر وہ تمہیں تمہارے دین سے نہیں روکیں گے، اور نہ تمہیں اپنے رب کے ذکر سے بھلائیں گے، پس حسین (علیہ السلام) نے فرمایا:

قال العلامة المجلسي عليه الرحمة في البحار : قوله (عليه السلام) : « لا يريدونك » أي لا يريدون صرفك عن دينك ، والأصوب لا يردونك ، وفي كامل الزيارات : ثم لا يزيلونك.

عن دينك ، ولا ينسونك ذكر ربِّك ، فقال الحسين (عليه السلام) :

والذي نفسي بيده حسبي ، وأقررت بما أنزل الله ، وأصدِّق نبيَّ الله ، ولا أكذب قول أبي [1]

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے لیے یہی کافی ہے، اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں جو اللہ نے نازل فرمایا، اور اللہ کے نبی کی تصدیق کرتا ہوں، اور اپنے باپ کی بات کو جھٹلاؤں گا نہیں۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/262 ح 16 و17 عن كامل الزيارات.

.

وعن إسماعيل بن زياد قال : إن علياً (عليه السلام) قال للبراء بن عازب ذات يوم : يا براء! يقتل ابني الحسين وأنت حيٌّ لا تنصره ، فلمَّا قتل الحسين (عليه السلام) كان البراء بن عازب يقول : صدق والله علي بن أبي طالب ، قتل الحسين ولم أنصره ، ثم يظهر على ذلك الحسرة والندم [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/262 ح 18 عن بشارة المصطفى.

.

اور اسماعیل بن زیاد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: بے شک علی (علیہ السلام) نے براء بن عازب سے ایک دن فرمایا: اے براء! میرا بیٹا حسین شہید کیا جائے گا اور تم زندہ ہو گے اور اس کی نصرت نہیں کرو گے، پس جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو براء بن عازب کہا کرتے تھے: اللہ کی قسم! علی بن ابی طالب نے سچ فرمایا، حسین شہید ہوئے اور میں نے ان کی نصرت نہیں کی، پھر وہ اس پر افسوس اور ندامت کا اظہار کرتے۔

وروى عبدالله بن شريك العامري ، قال : كنت أسمع أصحاب علي إذا دخل عمر بن سعد من باب المسجد يقولون : هذا قاتل الحسين ، وذلك قبل أن يقتل بزمان طويل [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/262 ح 19 عن الإرشاد للشيخ المفيد : 2/131.

.

اور عبداللہ بن شریک عامری نے روایت کی، انہوں نے کہا: میں علی کے اصحاب کو سنتا تھا جب عمر بن سعد مسجد کے دروازے سے داخل ہوتا تو وہ کہتے: یہ حسین کا قاتل ہے، اور یہ حسین کے قتل سے بہت پہلے کی بات ہے۔

وروى سالم بن أبي حفصة ، قال : قال عمر بن سعد للحسين (عليه السلام) : يا أبا عبدالله! إن قَبِلَنا ناساً سفهاء يزعمون أني أقتلك ، فقال له الحسين : إنهم ليسوا سفهاء ولكنهم حلماء ، أما إنه يقرُّ عيني أن لا تأكل برَّ العراق بعدي إلاَّ قليلا [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/263 ح 10. عن كشف الغمة : 2/218 ، والإرشاد للشيخ المفيد : 2/132.

.

اور سالم بن ابی حفصہ نے روایت کی، انہوں نے کہا: عمر بن سعد نے حسین (علیہ السلام) سے کہا: اے ابا عبداللہ! ہمارے پاس کچھ بے وقوف لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ میں آپ کو قتل کروں گا، پس حسین نے اس سے فرمایا: وہ بے وقوف نہیں ہیں بلکہ وہ بردبار ہیں، خبردار! میری آنکھ اس سے ٹھنڈی ہوگی کہ تم میرے بعد عراق کا گندم تھوڑا ہی کھاؤ گے۔

وعن الحسن بن الحكم النخعي ، عن رجل قال : سمعت أمير المؤمنين صلوات الله عليه وهو يقول في الرحبة ، وهو يتلو هذه الآية : « فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ » [5]

سورة الدخان ، الآية : 29.

وخرج عليه الحسين (عليه السلام) من بعض أبواب المسجد فقال : أما إن هذا سيُقتل وتبكي عليه السماء والأرض.

اور حسن بن حکم نخعی سے، ایک آدمی سے روایت ہے، اس نے کہا: میں نے امیر المؤمنین (علیہم السلام) کو رحبہ میں سنا جب آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے: «فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ» (پس نہ آسمان نے ان پر رویا اور نہ زمین نے اور نہ انہیں مہلت دی گئی)، اور حسین (علیہ السلام) مسجد کے کسی دروازے سے نکل کر آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: خبردار! یہ ضرور شہید کیے جائیں گے اور آسمان اور زمین ان پر روئیں گے۔

وعن إبراهيم النخعي قال : خرج أمير المؤمنين صلوات الله عليه فجلس في المسجد ، واجتمع أصحابه حوله ، وجاء الحسين (عليه السلام) حتى قام بين يديه ، فوضع

اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: امیر المؤمنین (علیہم السلام) باہر تشریف لائے اور مسجد میں بیٹھ گئے، اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد جمع ہوئے، اور حسین (علیہ السلام) تشریف لائے یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے، پس آپ نے

يده على رأسه فقال : يا بنيّ! إن الله عيَّر أقواماً في القرآن فقال : « فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ » وأيم الله ليقتلنك ، ثمَّ تبكيك السماء والأرض [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/209 ح 15 عن كامل الزيارات.

.

اپنا ہاتھ ان کے سر پر رکھا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کچھ قوموں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے: «فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ» (پس نہ آسمان نے ان پر رویا اور نہ زمین نے اور نہ انہیں مہلت دی گئی) اور خدا کی قسم! تم ضرور شہید کیے جاؤ گے، پھر تم پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

وقد أخبر (عليه السلام) بذلك أيضاً كما روي عنه أنه (عليه السلام) لمَّا حضرته الوفاة قال لحسنين (عليهما السلام) : يا أبا محمد! ويا أبا عبدالله! كأني بكما وقد خرجت عليكما من بعدي الفتن من ههنا ، فاصبرا حتى يحكم الله وهو خير الحاكمين. ثمَّ قال : يا أبا عبدالله! أنت شهيد هذه الأمة ، فعليك بتقوى الله والصبر على بلائه [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 42/292.

اور آپ (علیہ السلام) نے اس کے بارے میں بھی خبر دی تھی جیسا کہ آپ سے روایت ہے کہ جب آپ (علیہ السلام) کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حسنین (علیہما السلام) سے فرمایا: اے ابا محمد! اور اے ابا عبداللہ! گویا میں تم دونوں کو دیکھ رہا ہوں کہ میرے بعد تم پر یہاں سے فتنے نکلیں گے، پس صبر کرو یہاں تک کہ اللہ فیصلہ فرما دے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ پھر فرمایا: اے ابا عبداللہ! تم اس امت کے شہید ہو، پس اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کی بلا پر صبر کرنا۔

.

قال ابن الأثير في ترجمة غرفة الأزدي قال : وكان من أصحاب النبيّ (صلى الله عليه وآله) ، ومن أصحاب الصفة ، وهو الذي دعا له النبيّ (صلى الله عليه وآله) أن يبارك له في صفقته ، قال غرفة الأزدي : دخلني شك من شأن عليّ (عليه السلام) ، فخرجت معه على شاطىء الفرات ، فعدل عن الطريق ، ووقف ووقفنا حوله ، فقال (عليه السلام) بيده : هذا موضع رواحلهم ، ومناخ ركابهم ، ومهراق دمائهم ، بأبي من لا ناصر له في الأرض ولا في السماء إلاَّ الله ، فلمَّا قتل الحسين (عليه السلام) خرجت حتى أتيت المكان الذي قُتلوا فيه ، فإذا هو كما قال (عليه السلام) ما أخطأ شيئاً ، قال : فاستغفرت الله مما كان مني من الشك ، وعلمت أن علياً (عليه السلام) لم يقدم إلاَّ بما عُهد إليه فيه [3]

أسد الغابة ، ابن الأثير : 4/169.

ابن اثیر نے غرفہ ازدی کے ترجمے میں کہا: اور وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اصحاب میں سے تھے اور اصحاب صفہ میں سے تھے، اور وہی ہیں جن کے لیے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے دعا فرمائی کہ ان کی تجارت میں برکت ہو۔ غرفہ ازدی نے کہا: مجھے علی (علیہ السلام) کے معاملے میں شک پیدا ہوا، پس میں آپ کے ساتھ فرات کے کنارے نکلا، آپ راستے سے ہٹ گئے اور رک گئے اور ہم آپ کے گرد کھڑے ہو گئے، پس آپ (علیہ السلام) نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ ان کی سواریوں کا مقام ہے، اور ان کی اونٹوں کا پڑاؤ ہے، اور ان کے خون بہنے کی جگہ ہے، قربان جاؤں اس پر جس کا نہ زمین میں کوئی مددگار ہو اور نہ آسمان میں سوائے اللہ کے۔ پس جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو میں نکلا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچا جہاں وہ قتل کیے گئے تھے، پس وہ ویسی ہی تھی جیسا آپ (علیہ السلام) نے فرمایا تھا، کوئی چیز غلط نہیں تھی۔ کہا: پس میں نے اللہ سے استغفار کیا اس شک پر جو مجھ میں تھا، اور میں نے جان لیا کہ علی (علیہ السلام) نے صرف وہی بیان فرمایا جو ان کے سپرد کیا گیا تھا۔

.

وعن سالم بن أبي جعدة قال : سمعت كعب الأحبار يقول : إن في كتابنا أن رجلا من ولد محمد رسول الله (صلى الله عليه وآله) يُقتل ، ولا يجفُّ عرق دوابّ أصحابه حتى يدخلوا الجنة فيعانقوا الحور العين ، فمرَّ بنا الحسن (عليه السلام) فقلنا : هو هذا ؟ قال : لا ، فمرَّ بنا الحسين (عليه السلام) فقلنا : هو هذا ؟ قال : نعم.

اور سالم بن ابی جعدہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے کعب احبار کو کہتے سنا: ہماری کتاب میں ہے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اولاد میں سے ایک شخص قتل کیا جائے گا، اور ابھی ان کے اصحاب کی سواریوں کا پسینہ نہیں سوکھے گا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور حوروں سے معانقہ کریں گے۔ پس حسن (علیہ السلام) ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے پوچھا: کیا یہ وہی ہیں؟ کہا: نہیں۔ پھر حسین (علیہ السلام) ہمارے پاس سے گزرے تو ہم نے پوچھا: کیا یہ وہی ہیں؟ کہا: ہاں۔

وعن إمام لبني سليم ، عن أشياخ لهم قالوا : غزونا بلاد الروم ، فدخلنا كنيسة من كنائسهم ، فوجدنا فيها مكتوباً :

أيرجو مَعْشَرٌ قتلوا حسيناً شفاعةَ جدِّه يومَ الحسابِ

اور بنی سلیم کے ایک امام سے، ان کے بزرگوں سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے بلاد روم میں جہاد کیا، پس ہم ان کے ایک گرجا میں داخل ہوئے، ہم نے اس میں لکھا ہوا پایا:

کیا وہ گروہ شفاعت کی امید رکھتا ہے جس نے حسین کو قتل کیا ان کے جد کی روز حساب

قالوا : فسألنا منذ كم هذا في كنيستكم ؟ قالوا : قبل أن يبعث نبيّكم بثلاث مائة عام.

انہوں نے کہا: پس ہم نے پوچھا کہ یہ تمہارے گرجا میں کب سے ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارے نبی کی بعثت سے تین سو سال پہلے سے۔

وقال الشيخ جعفر بن نما في مثير الأحزان : عن سليمان الأعمش قال : بينا أنا في الطواف أيام الموسم إذا رجل يقول : اللهم اغفر لي ، وأنا أعلم أنك لا تغفر ، فسألته عن السبب فقال : كنت أحد الأربعين الذين حملوا رأس الحسين إلى يزيد على طريق الشام ، فنزلنا أول مرحلة رحلنا من كربلا على دير للنصارى ، والرأس مركوز على رمح ، فوضعنا الطعام ونحن نأكل إذا بكفّ على حائط الدير يكتب عليه بقلم حديد سطراً بدم :

أترجو أُمَّةٌ قَتَلَتْ حسيناً شَفَاعَةَ جَدِّهِ يومَ الحِسَابِ

اور شیخ جعفر بن نما نے مثیر الاحزان میں کہا: سلیمان اعمش سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں موسم حج کے دنوں میں طواف کر رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی کہہ رہا تھا: اے اللہ! مجھے بخش دے، اور میں جانتا ہوں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ پس میں نے اس سے سبب پوچھا تو اس نے کہا: میں ان چالیس آدمیوں میں سے ایک تھا جنہوں نے شام کے راستے حسین کا سر یزید کی طرف لے جایا تھا، ہم نے کربلا سے اپنے پہلے پڑاؤ میں عیسائیوں کے ایک گرجا کے پاس قیام کیا، اور سر نیزے پر نصب تھا، پس ہم نے کھانا رکھا اور ہم کھا رہے تھے کہ اچانک گرجا کی دیوار پر ایک ہاتھ نظر آیا جو لوہے کے قلم سے خون سے ایک سطر لکھ رہا تھا:

کیا وہ امت شفاعت کی امید رکھتی ہے جس نے حسین کو قتل کیا ان کے جد کی روز حساب

فجزعنا جزعاً شديداً ، وأهوى بعضنا إلى الكفّ ليأخذه فغابت ، فعاد أصحابي.

پس ہم سخت گھبرا گئے، اور ہم میں سے کسی نے ہاتھ کی طرف جھپٹا کہ اسے پکڑ لے تو وہ غائب ہو گیا، پس میرے ساتھی واپس آ گئے۔

وحدَّث عبدالرحمان بن مسلم ، عن أبيه أنه قال : غزونا بلاد الروم ، فأتينا كنيسة من كنائسهم قريبة من القسطنطينية ، وعليها شيء مكتوب ، فسألنا أُناساً من أهل الشام يقرؤون بالروميَّة ، فإذا هو مكتوب هذا البيت.

اور عبدالرحمان بن مسلم نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم نے روم کے علاقوں میں جہاد کیا، اور ہم ایک گرجا کے پاس پہنچے جو قسطنطنیہ کے قریب تھا، اور اس پر کچھ لکھا ہوا تھا، پس ہم نے اہل شام کے کچھ لوگوں سے پوچھا جو رومی زبان پڑھتے تھے، تو یہ یہی شعر لکھا ہوا تھا۔

وذكر أبو عمرو الزاهد في كتاب الياقوت ، قال : قال عبدالله بن الصفار صاحب أبي حمزة الصوفي : غزونا غزاة ، وسبينا سبياً ، وكان فيهم شيخ من عقلاء النصارى ، فأكرمناه وأحسنّا إليه ، فقال لنا : أخبرني أبي ، عن آبائه أنهم حفروا في بلاد الروم حفراً قبل أن يُبعث محمد العربيّ بثلاث مائة سنة ، فأصابوا حجراً عليه مكتوب بالمسند هذا البيت :

اور ابو عمرو زاہد نے کتاب الیاقوت میں ذکر کیا ہے، کہا: عبداللہ بن صفار، ابو حمزہ صوفی کے صاحب نے کہا: ہم نے ایک جہاد کیا، اور قیدی پکڑے، اور ان میں نصاریٰ کے عقلمندوں میں سے ایک بزرگ تھا، پس ہم نے اس کی تکریم کی اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو اس نے ہم سے کہا: میرے والد نے مجھے بتایا، اپنے آباء سے، کہ انہوں نے روم کے علاقوں میں محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بعثت سے تین سو سال پہلے کھدائی کی، تو انہیں ایک پتھر ملا جس پر مسند خط میں یہ شعر لکھا ہوا تھا:

أترجو عُصْبَةٌ قَتَلَتْ حسيناً شفاعةَ جدِّه يومَ الحسابِ [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/225.

کیا وہ امت شفاعت کی امید رکھتی ہے جس نے حسین کو قتل کیا ان کے جد کی روز حساب

قال ابن شهر آشوب عليه الرحمة : قال أنس بن مالك : احتفر رجل من أهل نجران حفيرة ، فوجد فيها لوح من ذهب ، فيه مكتوب هذا البيت ، وبعده :

ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے کہا: انس بن مالک نے کہا: نجران کے رہنے والے ایک شخص نے کھدائی کی، تو اس میں سونے کی ایک تختی ملی، جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا، اور اس کے بعد:

فقد قَدِمُوا عليه بِحُكْمٍ جَوْر فَخَالَفَ حُكْمُهم حُكْمَ الكتابِ
ستلقى يا يزيدُ غداً عَذَاباً من الرحمنِ يالكَ من عَذَابِ

پس وہ اس کے پاس ظلم کے حکم کے ساتھ آئے
تو ان کے حکم نے کتاب کے حکم کی مخالفت کی
تو کل قیامت میں عذاب پائے گا اے یزید
رحمان کی طرف سے کیسا عذاب ہے تیرے لیے

فسألناهم : منذ كم هذا في كنيستكم ؟ فقالوا : قبل أن يُبعث نبيُّكم بثلاثمائة عام.

پس ہم نے ان سے پوچھا: یہ تمہارے گرجا میں کب سے ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بعثت سے تین سو سال پہلے سے۔

وقال سعد بن أبي وقاص : إن قس بن ساعدة الأيادي قال قبل مبعث النبي (صلى الله عليه وآله) :

اور سعد بن ابی وقاص نے کہا: قس بن ساعدہ ایادی نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بعثت سے پہلے کہا:

تَخَلَّفَ المقدارَ منهم عُصْبَةٌ ثاروا بصفّينَ وفي يومِ الجَمَلْ
والْتَزَمَ الثَّارُ الحسينَ بَعْدَهُ واحتشدوا على ابنِهِ حتَّى قُتِلْ [2]

ان میں سے ایک گروہ تقدیر سے پیچھے رہ گیا
انہوں نے صفین میں اور جمل کے دن بغاوت کی
اور اس کے بعد حسین پر ثار لازم ہو گیا
اور وہ ان کے بیٹے پر اکٹھے ہوئے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/218 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 44/240 ح 32.

ولله درّ العلامة الشيخ حسين البلادي القديحي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ علامہ شیخ حسین بلادی قدیحی علیہ الرحمۃ کو خوب بھلائی دے جب وہ کہتے ہیں:

أيُّ خَطْب عَرَى البتولَ وطه وَنحى أَعْيُنَ الهُدَى فَعَمَاهَا
أيُّ خَطْب أبكى النبيين جَمْعاً وله الأوصياءُ عزَّ عَزَاهَا
أيُّ خَطْب أبكى الملائك طُرَّاً وَقُلُوبَ الإيمانِ شَبَّ لَظَاهَا
ذاك خَطْبُ الحسينِ أَعْظِمْ بخَطْب صَيَّرَ الكائناتِ يجري دِماها
لستُ أنساه في ثرى الطفِّ أضحى في رجال إلهُها زكَّاها
نَزَلُوا منزلا على الماءِ لكنْ لم يَبُلُّوا عن الضَّرَامِ شِفَاها
وَقَفُوا وَقْفَةً على الْحَرْبِ أَبْدَتْ لِلْعُلَى شاهداً على عَلْيَاها
وَقَفُوا وقفةً لو انَّ الرواسي وَقَفَتْها لزال منها ذُرَاهَا

کیا مصیبت بتول اور طٰہٰ پر آئی
اور ہدایت کی آنکھوں کو اندھا کر دیا
کیسی مصیبت نے تمام انبیاء کو رلایا
اور جس کی اوصیاء نے عزت سے عزاداری کی
کیسی مصیبت نے تمام فرشتوں کو رلایا
اور ایمان کے دلوں میں آگ بھڑکا دی
یہ حسین کی مصیبت ہے، کیسی عظیم مصیبت
جس نے کائنات کا خون بہا دیا
میں اسے طف کی مٹی میں نہیں بھولتا، صبح ہوئی
ایسے مردوں میں جن کا خدا نے تزکیہ کیا
پانی پر اتر آئے لیکن
شدید پیاس سے اپنے ہونٹ نہ تر کر سکے
انہوں نے جنگ پر ایک موقف اختیار کیا جس نے
بلندی کے لیے اس کی رفعت پر گواہی دی
انہوں نے ایسا موقف اختیار کیا کہ اگر پہاڑ
aس موقف پر کھڑے ہوتے تو ان کی چوٹیاں ہل
جاتیں

قد أثاروا من القَتَامِ عَجَاجاً حَسِبَ الناسُ أنَّ ذاك سَمَاها
قد أثاروا إلى السَّمَاءِ رعيداً نَفْخَةُ الصُّورِ كان دُونَ صَدَاها [1]

انہوں نے گرد و غبار سے ایسا غبار اڑایا
کہ لوگوں نے سمجھا یہ بادل ہے
انہوں نے آسمان تک گرج اٹھائی
کہ صور کی پھونک بھی اس کی بازگشت سے کم تھی

[1] رياح المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 163.

المجلس الحادي عشر

من كرامات الإمام الحسين (عليه السلام)

من معجزات وكرامات سيّد الشهداء أبي عبدالله الحسين (عليه السلام) ما جاء في الكبريت الأحمر ، قال : خرج الحسين (عليه السلام) من المدينة قاصداً زيارة بيت الله الحرام ، ومعه جمع كثير وجمّ غفير ، فمرض من الركب رجل ، فقال للحسين : أشتهي رمّاناً ، فقال (عليه السلام) : هذا بستان فيه أنواع الفواكه ، فامض إليه وتناول ما شئت ، ولم يَعهد أحدٌ قبل ذلك هناك أشجاراً وأثماراً ومياهاً ، فلمَّا شاهد الركب البستان دخلوا وتناولوا كلّ ما اشتهوا ، ولمَّا خرجوا غاب البستان عن نظرهم ، وإذا هم بظبية ، فأشار الحسين (عليه السلام) إليها فأقبلت ، ثمَّ أمرهم أن يذبحها أحد منهم ، ولا يكسر لها عظماً ، إلى أن أكلوا لحمها ، فدعا (عليه السلام) فعادت كما كانت ، فقال (عليه السلام) : أيُّكم يشتهي أن يشرب من حليبها فليحلبها ، إلى أن شرب كلُّهم من حليبها ، وكفى الركب كلَّهم ببركة الحسين (عليه السلام) ودعائه ، ثمَّ قال (عليه السلام) لها : لك خشفات تنتظرك فانصرفي وأرضعيهنَّ ، فانصرفت [2]

معالي السبطين ، الحائري : 1/106.

گیارہویں مجلس

امام حسین (علیہ السلام) کے کرامات میں سے

سیّد الشہداء ابی عبداللہ حسین (علیہ السلام) کے معجزات اور کرامات میں سے وہ ہے جو کربیت احمر میں آیا ہے، کہا: حسین (علیہ السلام) مدینہ سے بیت اللہ الحرام کی زیارت کا ارادہ کر کے نکلے، اور آپ کے ساتھ بہت زیادہ لوگ تھے، تو قافلے میں سے ایک آدمی بیمار ہو گیا، اس نے حسین سے کہا: میں انار کھانا چاہتا ہوں، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ ایک باغ ہے جس میں مختلف قسم کے پھل ہیں، اس کی طرف جاؤ اور جو چاہو کھاؤ، اور اس سے پہلے کسی نے وہاں درخت، پھل اور پانی نہیں دیکھے تھے، جب قافلے نے باغ دیکھا تو سب داخل ہوئے اور جو چاہا کھایا، اور جب باہر نکلے تو باغ ان کی نظروں سے غائب ہو گیا، اور اچانک ایک ہرنی دکھائی دی، تو حسین (علیہ السلام) نے اس کی طرف اشارہ کیا تو وہ آگئی، پھر آپ نے حکم دیا کہ ان میں سے کوئی اسے ذبح کرے اور اس کی کوئی ہڈی نہ توڑے، یہاں تک کہ سب نے اس کا گوشت کھایا، پھر آپ (علیہ السلام) نے دعا کی تو وہ پہلے جیسی ہو گئی، پھر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: تم میں سے جو اس کا دودھ پینا چاہے وہ دودھ نکالے، یہاں تک کہ سب نے اس کا دودھ پیا اور حسین (علیہ السلام) کی برکت اور دعا سے پورے قافلے کو کافی ہو گیا، پھر آپ (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: تیرے بچے تیرا انتظار کر رہے ہیں، جا اور انہیں دودھ پلا، تو وہ چلی گئی۔

.

وروى محمد الكناني ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ، قال : خرج الحسين بن علي (عليهما السلام) [3]

وفي الخرائج والجرائح للراوندي : 2/571 ح 1 (الحسن بن علي (عليهما السلام).

في بعض أسفاره ، ومعه رجل من ولد الزبير بن العوام يقول بإمامته ،

اور محمد کنانی نے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، انہوں نے کہا: حسین بن علی (علیہما السلام) اپنے کسی سفر میں نکلے، اور ان کے ساتھ زبیر بن عوام کی اولاد میں سے ایک شخص تھا جو آپ کی امامت کا قائل تھا،

فنزلوا في طريقهم بمنزل تحت نخل يابس من العطش ، ففرش للحسين تحتها ، وبإزائه نخل ليس عليها رطب ، قال : فرفع يده ، ودعا بكلام لم أفهمه ، فاخضرَّت النخلة وعادت إلى حالها وحملت رطباً ، فقال الجمَّال الذي اكترى منه : هذا سحر والله ، فقال الحسين (عليه السلام) : ويلك ، إنه ليس بسحر ، ولكنها دعوة ابن نبيٍّ مستجابة ، ثم صعدوا النخلة فجنوا منها ما كفاهم جميعاً [1]

دلائل الإمامة ، الطبري : 186 ح 10.

تو وہ اپنے راستے میں پیاس سے خشک ہوئی کھجور کے درختوں کے نیچے اترے، حسین کے لیے ان کے نیچے بستر بچھایا گیا، اور ان کے سامنے ایسے کھجور کے درخت تھے جن پر کھجور نہیں تھی، کہا: تو آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور ایسے الفاظ میں دعا کی جو میں نے نہیں سمجھے، تو کھجور کا درخت سبز ہو گیا اور اپنی حالت میں واپس آگیا اور اس پر کھجور آگئی، تو اونٹ والا جس سے کرایہ پر لیا تھا بولا: یہ واللہ جادو ہے، تو حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تیرے لیے افسوس، یہ جادو نہیں ہے، بلکہ یہ نبی کے بیٹے کی مستجاب دعا ہے، پھر وہ کھجور کے درخت پر چڑھے اور اس سے اتنا توڑا جو ان سب کو کافی ہو گیا۔

.

وروى بعض الأصحاب في كتاب له اسمه التحفة في الكلام ، قال : روى عبدالله بن عباس ، قال : كنت جالساً عند الحسين (عليه السلام) ، فجاءه أعرابي وقال : ضلَّ بعيري وليس لي غيره ، وأنت ابن رسول الله ، أرشدني إليه ، فقال (عليه السلام) : اذهب إلى موضع كذا فإنه فيه ، وفي مقابله أسد ، فذهب إلى ذلك الموضع فوجده كما قال (عليه السلام).

اور بعض اصحاب نے اپنی کتاب میں جس کا نام التحفہ فی الکلام ہے، روایت کی، کہا: عبداللہ بن عباس نے روایت کی، کہا: میں حسین (علیہ السلام) کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور کہا: میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اور میرے پاس اس کے سوا کوئی نہیں، اور آپ رسول اللہ کے بیٹے ہیں، مجھے اس کی رہنمائی کریں، تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: فلاں جگہ جاؤ وہ وہیں ہے، اور اس کے مقابل میں ایک شیر ہے، تو وہ اس جگہ گیا اور اسے ویسا ہی پایا جیسا آپ (علیہ السلام) نے فرمایا تھا۔

وروى السيد ولي بن نعمة الله الرضوي في كتاب (مجمع البحرين في مناقب السبطين (عليهما السلام)) نقلا من كتاب البهجة ، عن ابن عباس : أن أعرابياً قال للحسين (عليه السلام) يا ابن رسول الله! فقدت ناقتي ، ولم يكن عندي غيرها ، وكان أبوك يرشد الضالة ، ويبلغ المفقود إلى صاحبه ، فقال له الحسين (عليه السلام) : اذهب إلى الموضع الفلاني تجد ناقتك واقفة وفي مواجهها ذئب أسود ، قال : فتوجَّه الأعرابي إلى الموضع ، ثمَّ رجع فقال للحسين (عليه السلام) : يا ابن رسول الله ، وجدت ناقتي في الموضع الفلاني [2]

إثبات الهداة ، الحر العاملي : 5/211.

اور سید ولی بن نعمۃ اللہ رضوی نے اپنی کتاب (مجمع البحرین فی مناقب السبطین (علیہما السلام)) میں کتاب البہجۃ سے نقل کیا، ابن عباس سے: کہ ایک اعرابی نے حسین (علیہ السلام) سے کہا: اے رسول اللہ کے بیٹے! میری اونٹنی گم ہو گئی ہے، اور میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں تھا، اور آپ کے والد گمشدہ کی رہنمائی کرتے اور کھوئی ہوئی چیز کو اس کے مالک تک پہنچاتے تھے، تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: فلاں جگہ جاؤ وہاں تمہاری اونٹنی کھڑی ملے گی اور اس کے سامنے ایک سیاہ بھیڑیا ہے، کہا: تو اعرابی اس جگہ گیا، پھر واپس آیا اور حسین (علیہ السلام) سے کہا: اے رسول اللہ کے بیٹے، میں نے اپنی اونٹنی فلاں جگہ پائی۔

.

وروى الحسن البصري وأم سلمة : أن الحسن والحسين (عليهما السلام) دخلا على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وبين يديه جبرئيل ، فجعلا يدوران يشبِّهانه بدحية الكلبي ، فجعل جبرئيل يومىء بيده كالمتناول شيئاً ، فإذا في يده تفَّاحة وسفرجلة ورمَّانة ، فناولهما ، وتهلَّل وجههما وسعيا إلى جدِّهما ، فأخذ منهما فشمَّهما ، ثمَّ قال : صيرا إلى

أمِّكما بما معكما وابدءا بأبيكما ، فصارا كما أمرهما ، فلم يأكلوا حتَّى صار النبيُّ (صلى الله عليه وآله) إليهم ، فأكلوا جميعاً ، فلم يزل كلَّما أكل منه عاد إلى ما كان حتى قُبض رسول الله (صلى الله عليه وآله).

قال الحسين (عليه السلام) : فلم يلحقه التغيير والنقصان أيام فاطمة بنت رسول الله حتى توفِّيت ، فلمَّا توفيت فقدنا الرمَّان وبقي التفَّاح والسفرجل أيام أبي ، فلمَّا استشهد أمير المؤمنين فقد السفرجل وبقي التفَّاح على هيئته عند الحسن حتى مات في سمِّه ، وبقيت التفاحة إلى الوقت الذي حوصرت عن الماء ، فكنت أشمُّها إذا عطشت فيسكن لهب عطشي ، فلمَّا اشتد عليَّ العطش عضضتها وأيقنت بالفناء.

قال علي بن الحسين (عليهما السلام) : سمعته يقول ذلك قبل مقتله بساعة ، فلمَّا قضى نحبَه وجِدَ ريحُها في مصرعه ، فالتمست فلم ير لها أثر ، فبقي ريحُها يفوح من قبره ، فمن أراد ذلك من شيعتنا الزائرين للقبر فليلتمس ذلك في أوقات السحر ، فإنه يجده إذا كان مخلصاً [1]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/161.

اور حسن بصری اور ام سلمہ نے روایت کی: کہ حسن اور حسین (علیہما السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس داخل ہوئے، اور آپ کے سامنے جبرئیل تھے، تو دونوں گھومنے لگے اور انہیں دحیہ کلبی سے ملتے جلتے سمجھے، تو جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا جیسے کوئی چیز پکڑ رہے ہوں، تو اچانک ان کے ہاتھ میں ایک سیب، بہی اور انار تھا، تو انہوں نے دونوں کو دیا، اور ان کے چہرے خوش ہو گئے اور دونوں اپنے دادا کی طرف دوڑے، تو آپ نے ان سے لے کر سونگھا، پھر فرمایا: یہ جو تمہارے پاس ہے اپنی والدہ کے پاس لے جاؤ اور پہلے اپنے والد سے ملو،

تو وہ دونوں ویسا ہی کیا جیسا آپ نے حکم دیا، تو وہ نہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کے پاس آئے، پھر سب نے مل کر کھایا، تو جب بھی اس میں سے کھاتے تھے وہ پھر ویسا ہی ہو جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) وفات پا گئے۔

حسین (علیہ السلام) نے فرمایا: تو فاطمہ بنت رسول اللہ کے ایام میں اس میں تبدیلی اور کمی نہیں آئی یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں، پھر جب وفات پا گئیں تو ہم نے انار کھو دیا اور سیب اور بہی میرے والد کے ایام میں باقی رہا، پھر جب امیر المؤمنین شہید ہوئے تو بہی ختم ہو گیا اور سیب اپنی حالت میں حسن کے پاس رہا یہاں تک کہ وہ زہر سے فوت ہو گئے، اور سیب اس وقت تک باقی رہا جب میں پانی سے محصور ہوا، تو جب پیاس لگتی تو میں اسے سونگھتا اور میری پیاس کی پلٹ سکون ہو جاتی، پھر جب مجھ پر پیاس شدید ہو گئی تو میں نے اسے کاٹا اور فنا کا یقین ہو گیا۔

علی بن حسین (علیہما السلام) نے کہا: میں نے آپ کو آپ کی شہادت سے ایک گھنٹہ پہلے یہ فرماتے سنا، پھر جب آپ نے شہادت پائی تو آپ کی شہادت گاہ میں اس کی خوشبو پائی گئی، تو اسے تلاش کیا گیا لیکن اس کا کوئی نشان نہیں ملا، تو اس کی خوشبو آپ کی قبر سے پھوٹتی رہی، تو ہمارے شیعوں میں سے جو زائرین قبر کے لیے آتے ہیں اس میں سے جو چاہے وہ سحر کے اوقات میں اسے تلاش کرے، تو وہ اسے پائے گا اگر وہ مخلص ہو۔

.

وقال الحجّة الشيخ فرج العمران عليه الرحمة في هذا المعنى :

اور حجۃ شیخ فرج العمران علیہ الرحمۃ نے اس معنی میں فرمایا:

هَلاَّ شَمَمْتَ رَوَائِحَ التفَّاحِ سَحَراً بمثوى خَامِسِ الأشباحِ
أَوَمَا انْتَشَقْتَ ثَرَى الضريحِ وَزُرْتَهُ بكآبة وَتَفَجُّعٍ ونِيَاحِ
وبكيتَ كالثكلى هناك ولم تكن تُصْغِي لِقَولِ عَوَاذِلٍ وَلَوَاحِي
وذكرتَ مَصْرَعَهُ الذي مِنْ قَبْلِ أَنْ يجري بكاه كُلُّ قَلْب صاحي
تاللهِ لا أنسى ابنَ أحمدَ بالعَرَى مُلْقَىً وفي حَرِّ الهجيرةِ ضاحي
والشمسُ تَصْهَرُ جِسْمَهُ لكنَّه مُتَظَلِّلٌ بأَسِنَّة وَرِمَاحِ
من حَوْلِهِ أبناءُ فِهْرٍ أصبحوا صَرْعَى على وَجْهِ الثرى كأضاحي
نَسَجَتْ لهم أيدي الرياحِ مَلاَبساً وَرُؤُوسُهم رُفِعَت على الأَرْمَاحِ

کیا تم نے سیب کی خوشبوئیں نہیں سونگھیں
سحر کے وقت پانچویں روح کی آرام گاہ میں
یا کیا تم نے ضریح کی مٹی کو نہیں سونگھا اور اس کی
زیارت نہیں کی
غم اور درد مندی اور نوحہ خوانی کے ساتھ
اور وہاں ماتم کرنے والی عورت کی طرح روئے اور
تم نہیں تھے
ملامت کرنے والوں اور عیب لگانے والوں کی باتیں
سنتے
اور تم نے ان کی شہادت گاہ کو یاد کیا جس پر
اس کے واقع ہونے سے پہلے ہر بیدار دل روتا رہا
خدا کی قسم میں ابن احمد کو بیابان میں نہیں بھولتا
ڈالے ہوئے اور دوپہر کی تپش میں کھلے عام
اور سورج ان کے جسم کو پگھلا رہا ہے لیکن وہ
نیزوں اور نیزہ سانوں کے سائے میں ہیں
ان کے گرد قریش کے بیٹے صبح ہوئے
زمین کی سطح پر قربانیوں کی طرح پڑے ہوئے
ہواؤں کے ہاتھوں نے ان کے لیے لباس بنا دیے
اور ان کے سر نیزوں پر بلند کیے گئے

مِنْ بَعْدِ أَنْ نَصَرُوه يَا طُوْبَى لهم عِنْدَ ازدحامِ الجَيْشِ يومَ صِيَاحِ
واستقبلوا عنه الظبا بصُدُورِهِمْ وبأَوْجُه مِثْلِ البُدُورِ صِبَاحِ [1]

بعد اس کے کہ انہوں نے آپ کی مدد کی، کیا ہی خوش
نصیب ہیں وہ
لشکر کی ازدحام کے دن شور و غل کے وقت
اور انہوں نے آپ سے تلواروں کو اپنے سینوں سے
روکا
اور ایسے چہروں سے جو صبح کے چاندوں کی مانند تھے

[1] وسيلة المشتاق ، الشيخ فرج العمران : 349.

المجلس الثاني عشر

فضل التربة الحسينية

جاء في الأمالي للشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر وجعفر بن محمد (عليهما السلام) يقولان : إن الله تعالى عوَّض الحسين (عليه السلام) من قتله أن جعل الإمامة في ذرّيّته ، والشفاء في تربته ، وإجابة الدعاء عند قبره ، ولا تُعدُّ أيام زائريه جائياً وراجعاً. قال محمد بن مسلم : فقلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : هذه الخلال تنال بالحسين (عليه السلام) فما له في نفسه ؟ قال : إن الله تعالى ألحقه بالنبيِّ (صلى الله عليه وآله) ، فكان معه في درجته ومنزلته ، ثمَّ تلا أبو عبدالله (عليه السلام) : « وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَان أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ » الآية [2]

سورة الطور ، الآية : 21.

[3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 89/69 ح 2.

.

بارہویں مجلس

تربت حسینی کی فضیلت

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کی امالی میں آیا ہے، محمد بن مسلم سے روایت ہے، کہا: میں نے ابا جعفر اور جعفر بن محمد (علیہما السلام) کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حسین (علیہ السلام) کو ان کی شہادت کے بدلے یہ عطا کیا کہ امامت کو ان کی ذریت میں قرار دیا، اور ان کی تربت میں شفا رکھی، اور ان کی قبر کے پاس دعا کی قبولیت، اور ان کے زائرین کے دن آتے اور جاتے ہوئے شمار نہیں ہوتے۔ محمد بن مسلم نے کہا: تو میں نے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: یہ خصلتیں حسین (علیہ السلام) کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں، تو ان کے لیے خود ان کی ذات میں کیا ہے؟ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ ملحق کر دیا، تو وہ آپ کے ساتھ آپ کے درجے اور منزلت میں ہیں، پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے یہ آیت تلاوت فرمائی: «وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَان أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ» الآیۃ۔

وروى ابن قولويه عليه الرحمة عن محمد بن مسلم ، قال : خرجت إلى المدينة وأنا وجع ، فقيل له : محمد بن مسلم وجع ، فأرسل إليَّ أبو جعفر (عليه السلام) شراباً مع الغلام مغطًّى بمنديل ، فناولنيه الغلام وقال لي : اشربه ، فإنّه قد أمرني أن لا أبرح حتى تشربه ، فتناولته فإذا رائحة المسك منه ، وإذا شراب طيِّب الطعم بارد.

فلمَّا شربته قال لي الغلام : يقول لك مولاي : إذا شربت فتعال ، ففكَّرت فيما قال لي ، وما أقدر على النهوض قبل ذلك على رجلي ، فلمَّا استقرَّ الشراب في جوفي

فكأنما نشطت من عقال ، فأتيت بابه فاستأذنت عليه ، فصوَّت بي : صحَّ الجسم ، ادخل ، ادخل ، فدخلت عليه وأنا باك ، فسلَّمت عليه ، وقبَّلت يده ورأسه.

اور ابن قولویہ علیہ الرحمۃ نے محمد بن مسلم سے روایت کی، کہا: میں مدینہ گیا اور میں بیمار تھا، تو ان سے کہا گیا: محمد بن مسلم بیمار ہیں، تو ابو جعفر (علیہ السلام) نے میری طرف غلام کے ساتھ ایک مشروب بھیجا جو رومال سے ڈھکا ہوا تھا، تو غلام نے مجھے دیا اور مجھ سے کہا: اسے پی لو، کیونکہ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس وقت تک نہ ہلوں جب تک تم اسے نہ پی لو، تو میں نے اسے لیا تو اس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی، اور وہ ایک لذیذ ذائقہ والا ٹھنڈا مشروب تھا۔

جب میں نے اسے پیا تو غلام نے مجھ سے کہا: میرے مولا آپ سے فرماتے ہیں: جب پی لو تو آ جاؤ، تو میں نے سوچا جو انہوں نے مجھ سے کہا، حالانکہ میں اس سے پہلے اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، لیکن جب وہ مشروب میرے پیٹ میں ٹھہر گیا

تو گویا میں بیڑیوں سے آزاد ہو گیا، تو میں ان کے دروازے پر آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، تو انہوں نے مجھے آواز دی: جسم تندرست ہو گیا، داخل ہو، داخل ہو، تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں رو رہا تھا، تو میں نے انہیں سلام کیا، اور ان کے ہاتھ اور سر کو بوسہ دیا۔

فقال (عليه السلام) لي : وما يبكيك يا محمّد ؟ فقلت : جعلت فداك ، أبكي على اغترابي وبُعد الشقّة وقلّة القدرة على المقام عندك والنظر إليك ، فقال لي : أمّا قلّة القدرة فكذلك جعل الله أولياءنا وأهل مودّتنا ، وجعل البلاء إليهم سريعاً ، وأمّا ما ذكرت من الغربة فإن المؤمن في هذه الدنيا غريب ، وفي هذا الخلق المنكوس ، حتى يخرج من هذه الدار إلى رحمة الله ، وأمّا ما ذكرت من بُعد الشقّة فلك بأبي عبدالله (عليه السلام) أسوة ، بأرض نائية عنّا بالفرات ، وأمّا ما ذكرت من حبِّك قربنا والنظر إلينا ، وأنك لا تقدر على ذلك ، فالله يعلم ما في قلبك ، وجزاؤك عليه.

تو انہوں نے (علیہ السلام) مجھ سے فرمایا: اے محمد! تمہیں کیا رلا رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، میں اپنی غربت اور فاصلے کی دوری اور آپ کے پاس رہنے اور آپ کی طرف دیکھنے کی قلیل استطاعت پر روتا ہوں، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: جہاں تک قلیل استطاعت کا تعلق ہے تو ایسے ہی اللہ نے ہمارے دوستوں اور ہماری محبت رکھنے والوں کو بنایا ہے، اور بلا کو ان کی طرف تیزی سے پہنچایا ہے، اور جہاں تک تم نے غربت کا ذکر کیا ہے تو بے شک مومن اس دنیا میں غریب ہے، اور اس بگڑی ہوئی مخلوق میں، یہاں تک کہ وہ اس دار سے اللہ کی رحمت کی طرف نکل جائے، اور جہاں تک تم نے فاصلے کی دوری کا ذکر کیا ہے تو تمہارے لیے ابی عبداللہ (علیہ السلام) میں اسوہ ہے، ہم سے دور ایک زمین میں فرات کے پاس، اور جہاں تک تم نے ہماری قربت کی محبت اور ہماری طرف دیکھنے کا ذکر کیا، اور یہ کہ تم اس پر قادر نہیں ہو، تو اللہ جانتا ہے جو تمہارے دل میں ہے، اور اس پر تمہارا اجر ہے۔

ثمَّ قال (عليه السلام) لي : هل تأتي قبر الحسين ؟ قلت : نعم ، على خوف ووجل ، فقال : ما كان في هذا أشدّ فالثواب فيه على قدر الخوف ، فمن خاف في إتيانه آمن الله روعته يوم يقوم الناس لربِّ العالمين ، وانصرف بالمغفرة ، وسلَّمت عليه الملائكة ، وزاره النبي (صلى الله عليه وآله) ودعا له ، وانقلب بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء ، واتبع رضوان الله.

پھر انہوں نے (علیہ السلام) مجھ سے فرمایا: کیا تم حسین کی قبر پر جاتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں، خوف اور ڈر کے ساتھ، تو فرمایا: جو اس میں سب سے زیادہ شدید ہو تو ثواب اس میں خوف کے برابر ہے، پس جس نے ان کی زیارت میں خوف کھایا اللہ اس کے خوف کو محفوظ کرے گا جس دن لوگ رب العالمین کے لیے کھڑے ہوں گے، اور وہ بخشش کے ساتھ لوٹے گا، اور فرشتے اسے سلام کریں گے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس کی زیارت کریں گے اور اس کے لیے دعا فرمائیں گے، اور وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے گا، کوئی برائی اسے نہیں چھوئے گی، اور اللہ کی رضا کی پیروی کرے گا۔

ثمَّ قال لي (عليه السلام) : كيف وجدت الشراب ؟ فقلت : أشهد أنكم أهل بيت الرحمة ، وأنّك وصيُّ الأوصياء ، لق أتاني الغلام بما بعثت وما أقدر على أن أستقلَّ على قدمي ، ولقد كنت آيساً من نفسي ، فناولني الشراب فشربته ، فما وجدت مثل ريحه ، ولا أطيب من ذوقه ولا طعمه ، ولا أبرد منه ، فلمَّا شربته قال لي الغلام : إنه أمرني أن أقول لك : إذا شربته فأقبل إليَّ ، وقد علمت شدّ ما بي فقلت : لأذهبنَّ إليه ولو ذهبت نفسي ، فأقبلت إليك وكأني نشطت من عقال ، فالحمد لله الذي جعلكم رحمة لشيعتكم.

پھر انہوں نے (علیہ السلام) مجھ سے فرمایا: مشروب کیسا لگا؟ تو میں نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ اہل بیت رحمت ہیں، اور بے شک آپ اوصیاء کے وصی ہیں، غلام میرے پاس آیا جو آپ نے بھیجا تھا اور میں اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اور میں اپنی جان سے مایوس ہو چکا تھا، تو اس نے مجھے مشروب دیا اور میں نے پیا، تو میں نے اس کی خوشبو جیسی کوئی خوشبو نہیں پائی، اور نہ اس کے ذائقے سے زیادہ لذیذ، اور نہ اس سے زیادہ ٹھنڈا، جب میں نے اسے پیا تو غلام نے مجھ سے کہا: انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سے کہوں: جب اسے پی لو تو میری طرف آجاؤ، اور آپ کو معلوم تھا کہ میری حالت کتنی شدید ہے، تو میں نے کہا: میں ضرور ان کے پاس جاؤں گا اگرچہ میری جان چلی جائے، تو میں آپ کی طرف آیا اور گویا میں بیڑیوں سے آزاد ہو گیا تھا، تو اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے آپ کو اپنے شیعوں کے لیے رحمت بنایا۔

فقال (عليه السلام) : يا محمد! إن الشراب الذي شربته فيه من طين قبور آبائي ، وهو

أفضل ما استشفي به ، فلا تعدلن به ، فإنّا نسقيه صبياننا ونساءنا فنرى فيه كل خير ، فقلت له : جعلت فداك ، إنّا لنأخذ منه ونستشفي به ؟

تو انہوں نے (علیہ السلام) فرمایا: اے محمد! جو مشروب تم نے پیا اس میں میرے آباء کی قبروں کی مٹی ہے، اور یہ

سب سے بہترین چیز ہے جس سے شفا حاصل کی جائے، پس اس سے کوئی چیز بدلنا مت، کیونکہ ہم اسے اپنے بچوں اور اپنی عورتوں کو پلاتے ہیں تو ہم اس میں ہر خیر دیکھتے ہیں، تو میں نے ان سے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، کیا ہم اس میں سے لے سکتے ہیں اور اس سے شفا حاصل کر سکتے ہیں؟

فقال : يأخذه الرجل ، فيخرجه من الحير وقد أظهره ، فلا يمرُّ بأحد من الجنّ به عاهة ، ولا دابّة ولا شيء به آفة إلاّ شمَّة ، فتذهب بركته ، فيصير بركته لغيره ، وهذا الذي نتعالج به ليس هكذا ، ولولا ما ذكرت لك ما تمسَّح به شيء ولا شرب منه شيء إلاّ أفاق من ساعته ، وما هو إلاّ كالحجر الأسود ، أتاه أصحاب العاهات والكفر والجاهلية ، وكان لا يتمسَّح به أحد إلاّ أفاق ، قال : وكان كأبيض ياقوتة ، فاسودَّ حتى صار إلى ما رأيت.

تو فرمایا: آدمی اسے لیتا ہے، پھر اسے حیر سے باہر لے جاتا ہے اور اسے ظاہر کر دیتا ہے، تو وہ جنوں میں سے کسی ایسے شخص کے پاس سے نہیں گزرتا جسے کوئی عیب ہو، اور نہ کسی چوپائے یا کسی چیز کے پاس جسے کوئی آفت ہو مگر وہ اسے سونگھ لیتا ہے، تو اس کی برکت چلی جاتی ہے، پس اس کی برکت دوسرے کے لیے ہو جاتی ہے، اور یہ جو ہم علاج کے لیے استعمال کرتے ہیں ایسا نہیں ہے، اور اگر وہ نہ ہوتا جو میں نے تم سے بیان کیا تو کوئی چیز اس سے مس نہ ہوتی اور نہ کوئی چیز اس میں سے بچتی مگر وہ اسی گھڑی ٹھیک ہو جاتا، اور یہ حجر اسود کی طرح ہے، اس کے پاس عیبوں، کفر اور جاہلیت والے آتے تھے، اور کوئی بھی اس سے مس نہ کرتا مگر وہ ٹھیک ہو جاتا، فرمایا: اور وہ سفید یاقوت کی طرح تھا، پھر سیاہ ہو گیا یہاں تک کہ اس حالت کو پہنچا جو تم نے دیکھا۔

فقلت : جعلت فداك ، وكيف أصنع به ؟ فقال : أنت تصنع به مع إظهارك إيّاه ما يصنع غيرك ، تستخفّ به فتطرحه في خرجك وفي أشياء دنسة ، فيذهب ما فيه مما تريد به ، فقلت : صدقت جعلت فداك.

تو میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، اور میں اس کے ساتھ کیا کروں؟ فرمایا: تم اس کے ساتھ اسے ظاہر کرنے کے باوجود وہی کرتے ہو جو دوسرے کرتے ہیں، تم اسے ہلکا سمجھتے ہو پس اسے اپنے تھیلے میں اور ناپاک چیزوں میں ڈال دیتے ہو، تو جو کچھ اس میں ہے جو تم اس سے چاہتے ہو وہ چلا جاتا ہے، تو میں نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا، میں آپ پر قربان ہوں۔

قال (عليه السلام) : ليس يأخذه أحد إلاّ وهو جاهل بأخذه ، ولا يكاد يسلم بالناس ، فقلت : جعلت فداك ، وكيف لي أن آخذه كما تأخذ ؟ فقال لي : أعطيك منه شيئاً ؟ فقلت : نعم ، قال : فإذا أخذته فكيف تصنع به ؟ قلت : أذهب به معي ، قال : في أيِّ شيء تجعله ؟ قلت : في ثيابي ، قال : فقد رجعت إلى ما كنت تصنع ، اشرب عندنا منه حاجتك ولا تحمله ، فإنه لا يسلم لك ، فسقاني منه مرّتين ، فما أعلم أني وجدت شيئاً مما كنت أجد حتى انصرفت [1]

فرمایا (علیہ السلام): کوئی بھی اسے نہیں لیتا مگر وہ اسے لینے میں جاہل ہے، اور لوگوں کے ساتھ شاید ہی سلامت رہتا ہے، تو میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، اور میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ میں اسے ویسے لوں جیسے آپ لیتے ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس میں سے کچھ دوں؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا: پھر جب تم اسے لے لو تو تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ میں نے کہا: میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا، فرمایا: تم اسے کس چیز میں رکھو گے؟ میں نے کہا: اپنے کپڑوں میں، فرمایا: تو تم وہی لوٹ گئے جو تم کرتے تھے، ہمارے پاس جتنی تمہاری ضرورت ہے پی لو اور اسے اٹھا کر مت لے جاؤ، کیونکہ یہ تمہارے لیے سلامت نہیں رہے گا، پس انہوں نے مجھے اس میں سے دو بار پلایا، تو مجھے علم نہیں کہ میں نے کوئی ایسی چیز محسوس کی جو میں محسوس کرتا تھا یہاں تک کہ میں واپس آ گیا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/120 ـ 122 ح 9 عن كامل الزيارات ، ابن قولويه : 463 ـ 465 ح 7.

.

وروي عن محمد بن عيسى ، عن رجل قال : بعث إليَّ أبو الحسن الرضا (عليه السلام) من خراسان ثياب رزم ، وكان بين ذلك طين ، فقلت للرسول : ما هذا ؟ قال : هذا طين قبر الحسين (عليه السلام) ، ما كاد يوجِّه شيئاً من الثياب ولا غيره إلاّ ويجعل فيه الطين ، فكان يقول : هو أمان بإذن الله.

اور محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے، ایک شخص سے، اس نے کہا: ابوالحسن رضا (علیہ السلام) نے میرے پاس خراسان سے کپڑوں کے گٹھڑ بھیجے، اور ان کے درمیان مٹی تھی، تو میں نے قاصد سے کہا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی ہے، کپڑوں یا کسی اور چیز میں سے کوئی چیز نہیں بھیجتے تھے مگر اس میں مٹی رکھ دیتے تھے، اور فرماتے تھے: یہ اللہ کے اذن سے امان ہے۔

وروي عن الحسين بن أبي العلا قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : حنِّكوا أولادكم بتربة الحسين ، فإنه أمان [1]

اور حسین بن ابی العلاء سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابا عبداللہ (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: اپنے بچوں کو حسین کی تربت سے حنک کرو، کیونکہ یہ امان ہے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/124 عن كامل الزيارات : 466 ح 1 و 2.

.

وعن أبي عمرو شيخ من أهل الكوفة ، عن الثمالي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كنت بمكة ـ وذكر في حديثه ـ قلت : جعلت فداك ، إني رأيت أصحابنا يأخذون من طين قبر الحسين يستشفون به ، هل في ذلك شيء مما يقولون من الشفاء ؟ قال : قال : يستشفي بما بينه وبين القبر على رأس أربعة أميال ، وكذلك طين قبر جدّي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وكذلك طين قبر الحسن وعلي ومحمد (عليهم السلام) ، فخذ منها فإنها شفاء من كل سقم ، وجُنَّة مما تخاف ، ولا يعدلها شيء من الأشياء التي يستشفي بها إلاَّ الدعاء ، وإنما يفسدها ما يخالطها من أوعيتها وقلَّة اليقين لمن يعالج بها ، فأمَّا من أيقن أنها له شفاء إذ تعالج بها كفته بإذن الله من غيرها مما يتعالج به ، ويفسدها الشياطين والجنّ من أهل الكفر منهم يتمسَّحون بها ، وما تمرَّ بشيء إلاَّ شمها ، وأمَّا الشياطين وكفَّار الجنّ فإنهم يحسدون ابن آدم عليها ، فيتمسَّحون بها فيذهب عامة طيبها ، ولا يخرج الطين من الحير إلاَّ وقد استعدَّ له ما لا يُحصى منهم ، والله إنّها لفي يَدَيْ صاحبها وهم يتمسَّحون بها ، ولا يقدرون مع الملائكة أن يدخلوا الحير ، ولو كان من التربة شيء يسلم ما عولج به أحد إلاَّ برىء من ساعته.

اور ابو عمرو، اہل کوفہ کے ایک بزرگ سے، ثمالی سے، ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: میں مکہ میں تھا اور اپنی حدیث میں ذکر کیا میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہوں، میں نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ حسین کی قبر کی مٹی سے لیتے ہیں اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں، کیا اس میں کچھ ہے جو وہ شفا کے بارے میں کہتے ہیں؟ فرمایا: قبر سے چار میل کے فاصلے تک جو کچھ ہے اس سے شفا حاصل کی جاتی ہے، اور اسی طرح میرے جد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبر کی مٹی، اور اسی طرح حسن اور علی اور محمد (علیہم السلام) کی قبر کی مٹی، تو ان میں سے لے لو کیونکہ یہ ہر بیماری سے شفا ہے، اور ڈھال ہے اس سے جس سے تم ڈرتے ہو، اور ان چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے برابر نہیں جن سے شفا حاصل کی جاتی ہے سوائے دعا کے، اور اسے وہی خراب کرتا ہے جو اس کے برتنوں سے ملتا ہے اور جو اس سے علاج کرتا ہے اس کے یقین کی کمی، پس جو یقین رکھتا ہے کہ یہ اس کے لیے شفا ہے جب وہ اس سے علاج کرتا ہے تو اللہ کے اذن سے اسے دوسری چیزوں سے جن سے وہ علاج کرتا ہے کافی ہو جاتی ہے، اور اسے شیاطین اور جنوں میں سے کفار خراب کر دیتے ہیں جو اس سے مس کرتے ہیں، اور کوئی چیز اس سے نہیں گزرتی مگر اسے سونگھ لیتی ہے، اور شیاطین اور کافر جنات بنی آدم پر اس پر حسد کرتے ہیں، پس وہ اس سے مس کرتے ہیں تو اس کی زیادہ تر پاکیزگی چلی جاتی ہے، اور مٹی حیر سے نہیں نکلتی مگر اس کے لیے اتنی تعداد تیار ہوتی ہے جو شمار نہیں ہو سکتی، اللہ کی قسم! وہ اپنے مالک کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ اس سے مس کرتے ہیں، اور فرشتوں کے ساتھ حیر میں داخل نہیں ہو سکتے، اور اگر اس تربت میں سے کوئی چیز سلامت رہتی تو جس کا بھی اس سے علاج ہوتا وہ اسی گھڑی ٹھیک ہو جاتا۔

فإذا أخذتها فاكتمها ، وأكثر عليها ذكر الله عزَّ وجلَّ ، وقد بلغني أن بعض من يأخذ من التربة شيئاً يستخفّ به ، حتى إن بعضهم ليطرحها في مخلاة الإبل والبغل والحمار ، أو في وعاء الطعام وما يمسح به الأيدي من الطعام والخرج والجوالق ، فكيف يستشفي به مَنْ هذا حاله عنده ؟ ولكنَّ القلب الذي ليس فيه اليقين من المستخفّ بما فيه صلاحه يفسد عليه عمله [2]

بحار الأنوار ، المجلسي 98/126 ح 32 عن كامل الزيارات : 470 ـ 471 ح 5.

پس جب تم اسے لو تو اسے چھپا کر رکھو، اور اس پر اللہ عزوجل کا ذکر کثرت سے کرو، اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ جو تربت میں سے کچھ لیتے ہیں اسے ہلکا سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ بعض اسے اونٹ، خچر اور گدھے کے تھیلے میں ڈال دیتے ہیں، یا کھانے کے برتن میں اور جو کھانے سے ہاتھ پونچھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے اور تھیلے اور بوری میں، تو جو شخص اس کے پاس یہ حالت ہو وہ اس سے کیسے شفا حاصل کرے گا؟ لیکن وہ دل جس میں یقین نہیں ہے جو اس چیز کو ہلکا سمجھتا ہے جس میں اس کی بہتری ہے اس پر اس کا عمل خراب ہو جاتا ہے۔

وروي عن أبي بكار ، قال : أخذت من التربة التي عند رأس الحسين بن علي (عليه السلام) طيناً أحمر ، فدخلت على الرضا (عليه السلام) فعرضتها عليه ، فأخذها في كفّه ، ثمَّ شمَّها ، ثمَّ بكى حتى جرت دموعه ، ثمَّ قال : هذه تربة جدّي.

اور ابو بکار سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حسین بن علی (علیہ السلام) کے سر کے پاس سے سرخ مٹی لی، پھر میں رضا (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے اسے ان کے سامنے پیش کیا، انہوں نے اسے اپنی ہتھیلی میں لیا، پھر اسے سونگھا، پھر روئے یہاں تک کہ ان کے آنسو جاری ہو گئے، پھر فرمایا: یہ میرے جد کی تربت ہے۔

وروي عن جابر الجعفي ، قال : سمعت أبا جعفر (عليه السلام) يقول : طين قبر الحسين (عليه السلام) شفاء من كل داء ، وأمان من كل خوف ، وهو لما أخذ له [1]

بحار الأنوار ، المجلسي 98/131.

اور جابر جعفی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابا جعفر (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی ہر بیماری سے شفا ہے، اور ہر خوف سے امان ہے، اور یہ اس کام کے لیے ہے جس کے لیے لی جائے۔

.

وروي عن بعض أصحاب أبي الحسن موسى (عليه السلام) ، قال : دخلت إليه فقال : لا تستغني شيعتنا عن أربع : خمرة يصلّي عليها ، وخاتم يتختَّم به ، وسواك يستاك به ، وسبحة من طين قبر أبي عبدالله الحسين (عليه السلام) ، فيها ثلاث وثلاثون حبَّة ، متى قلَّبها ذاكراً لله كتب له بكل حبة أربعون حسنة ، وإذا قلَّبها ساهياً يعبث بها كتب الله له عشرون حسنة.

اور ابو الحسن موسیٰ (علیہ السلام) کے بعض اصحاب سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا: ہمارے شیعہ چار چیزوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے: ایک جائے نماز جس پر نماز پڑھیں، انگوٹھی جو پہنیں، مسواک جس سے دانت صاف کریں، اور ابی عبداللہ حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی سے تسبیح جس میں تینتیس دانے ہوں، جب بھی وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اسے پھیرے تو ہر دانے کے بدلے چالیس نیکیاں لکھی جائیں، اور جب غافل ہو کر اسے کھیل میں پھیرے تو اللہ اس کے لیے بیس نیکیاں لکھتا ہے۔

وعن محمّد الحميري قال : كتبت إلى الفقيه أسأله : هل يجوز أن يُسبِّح الرجل بطين القبر ؟ وهل فيه فضل ؟ فأجاب وقرأت التوقيع ومنه نسخت : تسبِّح به ، فما من شيء من التسبيح أفضل منه ، ومن فضله أن المسبِّح ينسى التسبيح ويدير السبحة فيكتب له ذلك التسبيح.

اور محمد حمیری سے ہے، کہا: میں نے فقیہ کی خدمت میں لکھا کہ پوچھا: کیا جائز ہے کہ آدمی قبر کی مٹی سے تسبیح کرے؟ اور کیا اس میں فضیلت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اور میں نے توقیع پڑھی اور اسی سے نقل کیا: اس سے تسبیح کرو، کیونکہ تسبیح میں کوئی چیز اس سے افضل نہیں، اور اس کی فضیلت میں سے یہ ہے کہ تسبیح کرنے والا تسبیح بھول جاتا ہے اور تسبیح پھیرتا ہے تو اس کے لیے وہ تسبیح لکھ دی جاتی ہے۔

قال : وكتبت إليه أسأله عن طين القبر يوضع مع الميت في قبره ، هل يجوز ذلك أم لا ؟ فأجاب وقرأت التوقيع ومنه نسخت : يوضع مع الميت في قبره ، ويخلط بحنوطه إن شاء الله [2]

کہا: اور میں نے ان کی خدمت میں لکھا کہ پوچھا: قبر کی مٹی میت کے ساتھ اس کی قبر میں رکھنے کے بارے میں، کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا اور میں نے توقیع پڑھی اور اسی سے نقل کیا: میت کے ساتھ اس کی قبر میں رکھی جائے، اور اس کی حنوط میں ملائی جائے ان شاء اللہ۔

بحار الأنوار ، المجلسي 98/132.

.

وروى مؤلّف المزار الكبير باسناده ، عن إبراهيم بن محمد الثقفي ، عن أبيه ، عن الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : إن فاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) كانت سبحتها من خيط صوف مفتَّل معقود عليه عدد التكبيرات ، وكانت (عليها السلام) تديرها

اور مزار کبیر کے مصنف نے اپنی سند سے ابراہیم بن محمد ثقفی سے، وہ اپنے والد سے، وہ صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت کی، فرمایا: فاطمہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تسبیح اون کے بٹے ہوئے دھاگے سے تھی جس پر تکبیروں کی تعداد کے برابر گرہیں تھیں، اور وہ (علیہا السلام) اسے پھیرتیں

بيدها ، تكبِّر وتسبِّح ، حتى قتل حمزة بن عبد المطلب ، فاستعملت تربته ، وعملت التسابيح ، فاستعملها الناس ، فلمَّا قتل الحسين صلوات الله عليه عدل بالأمر إليه ، فاستعملوا تربته لما فيها من الفضل والمزية.

اپنے ہاتھ سے، تکبیر اور تسبیح کرتیں، یہاں تک کہ حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے، تو آپ (علیہا السلام) نے ان کی قبر کی مٹی استعمال کی، اور تسبیح بنائی، پھر لوگوں نے اسے استعمال کرنا شروع کیا۔ پھر جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو یہ امر ان کی طرف منتقل ہو گیا، پھر لوگوں نے ان کی قبر کی مٹی استعمال کی اس میں موجود فضیلت اور خصوصیت کی وجہ سے۔

وقال أيضاً في المزار الكبير : وروي أن الحور العين إذا أبصرن بواحد من الأملاك يهبط إلى الأرض لأمر ما يستهدين منه السُبح والتربة من طين قبر الحسين (عليه السلام).

اور مزار کبیر میں بھی کہا: اور روایت ہے کہ حور العین جب کسی فرشتے کو دیکھتی ہیں جو کسی کام کے لیے زمین کی طرف اترتا ہے تو اس سے تسبیح اور قبر حسین (علیہ السلام) کی مٹی کا تحفہ مانگتی ہیں۔

وروى معاوية بن عمار ، قال : كان لأبي عبدالله (عليه السلام) خريطة ديباج صفراء فيها تربة أبي عبدالله (عليه السلام) ، فكان إذا حضرت الصلاة صبَّه على سجّادته ، وسجد عليه ، ثمَّ قال (عليه السلام) : السجود على تربة الحسين (عليه السلام) يخرق الحجب السبع.

اور معاویہ بن عمار سے روایت ہے، کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس ایک زرد دیبا کا تھیلا تھا جس میں ابی عبداللہ (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی تھی، تو جب نماز کا وقت آتا تو آپ اسے اپنے مصلے پر ڈال دیتے اور اس پر سجدہ کرتے، پھر فرمایا (علیہ السلام): حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی پر سجدہ کرنا ساتوں پردوں کو چاک کر دیتا ہے۔

وروى جعفر بن عيسى أنه سمع أبا الحسن (عليه السلام) يقول : ما على أحدكم إذا دفن الميت وسدَّه بالتراب أن يضع مقابل وجهه لبنة من طين الحسين (عليه السلام) ، ولا يضعها تحت رأسه [1]

اور جعفر بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو الحسن (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے کسی پر کوئی حرج نہیں کہ جب میت کو دفن کرے اور مٹی سے ڈھانپ دے تو اس کے چہرے کے سامنے حسین (علیہ السلام) کی مٹی کی اینٹ رکھ دے، لیکن اسے اس کے سر کے نیچے نہ رکھے۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي 98/133 ـ 136.

.

ولله درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ ابن عرندس پر رحمت کرے جب انہوں نے کہا:

حبِي بثلاث مَا أَحَاطَ بِمِثْلِها وَلِيٌّ فَمَنْ زيدٌ هناك وَمَنْ عَمْرُو
له تُرْبةٌ فيها الشِّفَاءُ وَقُبَّةٌ يجابُ بها الداعي إذا مسَّه الضُرُّ
وذرِّيَّةٌ دُرِّيَّةٌ منه تسعةٌ أئمَّةُ حَقٍّ لاَ ثمان ولا عَشْرُ
أيُقْتَلُ ظَمآناً حُسَيْنٌ بكربلا وفي كُلِّ عُضْو من أناملِهِ بَحْرُ
وَوَالِدُهُ الساقي على الحوضِ في غَد
وفاطمةٌ مَاءُ الفُرَاتِ لها مَهْرُ [2]

الغدير ، الأميني : 7/15.

میرے محبوب کے لیے تین چیزیں ہیں جن جیسی کسی ولی کے لیے نہیں
تو پھر وہاں زید کون ہے اور عمرو کون ہے
ان کے لیے ایک مٹی ہے جس میں شفا ہے اور ایک گنبد
جس کے پاس پکارنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے
جب اسے تکلیف پہنچے
اور ان سے نو درّی ذریت
حق کے امام، نہ آٹھ اور نہ دس
کیا حسین کو کربلا میں پیاسا شہید کیا جائے
جبکہ ان کے ہر عضو میں ان کی انگلیوں میں سمندر ہے
اور ان کے والد کل حوض پر ساقی ہیں
اور فاطمہ کا مہر فرات کا پانی ہے

وقال آخر عليه الرحمة :

اور ایک دوسرے نے کہا، ان پر رحمت ہو:

مولیً بِتُرْبَتِهِ الشفاءُ وَتَحْتَ قُبَّـتِهِ الدُّعَا مِنْ كُلِّ داع يُسْمَعُ

ایک مولا جن کی مٹی میں شفا ہے اور جن کے گنبد کے
نیچے ہر پکارنے والے کی دعا سنی جاتی ہے

فيه الإمامُ أبو الأئمَّةِ والذي هو للنبوَّةِ والإمامةِ مَجْمَعُ

ان میں امام ہیں ائمہ کے باپ اور جو
نبوت اور امامت کا مجمع ہیں

المجلس الثالث عشر

الإمام الحسين (عليه السلام) ويحيى بن زكريا (عليه السلام)

جاء في زيارة جابر بن عبدالله الأنصاري (رضي الله عنه) يوم زار الحسين (عليه السلام) أنه قال في زيارته : فأشهد أنَّك ابن خاتم النبيين ، وابن سيِّد المؤمنين ، وابن حليف التقوى ، وسليل الهدى ، وخامس أصحاب الكساء ، وابن سيِّد النقباء ، وابن فاطمة سيِّدة النسا ، ومالك لا تكون هكذا وقد غذَّتك كفّ سيِّد المرسلين ، وربيت في حجر المتقين ، ورضعت من ثدي الإيمان ، وفطمت بالإسلام ، فطبت حياً وطبت ميتاً ، غير أن قلوب المؤمنين غير طيِّبة لفراقك ، ولا شاكّة في الخيرة لك ، فعليك سلام الله ورضوانه ، وأشهد أنك مضيت على ما مضى عليه أخوك يحيى بن زكريا [1]

بشارة المصطفى ، محمد بن علي الطبري : 125.

.

مجلس تیرہویں

امام حسین (علیہ السلام) اور یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام)

جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) کی زیارت میں آیا ہے جب انہوں نے حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی تو اپنی زیارت میں کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین کے فرزند ہیں، اور سید المؤمنین کے فرزند، اور تقویٰ کے حلیف کے فرزند، اور ہدایت کے فرزند، اور اصحاب کساء میں سے پانچویں، اور سید النقباء کے فرزند، اور فاطمہ سیدۃ النساء کے فرزند، اور آپ کیسے ایسے نہ ہوں جبکہ آپ کو سید المرسلین کے ہاتھ نے پالا، اور متقیوں کی گود میں پرورش پائی، اور ایمان کی چھاتی سے دودھ پیا، اور اسلام سے دودھ چھڑائے گئے، تو آپ زندہ بھی پاکیزہ ہیں اور میت بھی پاکیزہ، لیکن مومنوں کے دل آپ کی جدائی سے پرسکون نہیں، اور نہ آپ کے لیے خیر میں شک کرنے والے، تو آپ پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رضا ہو، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسی راہ پر گزرے جس پر آپ کے بھائی یحییٰ بن زکریا گزرے۔

روي عن داود بن فرقد ، قال : احمرَّت السماء حين قُتل الحسين بن علي (عليه السلام) سنة ، ثمَّ قال : بكت السماء والأرض على الحسين بن علي ويحيى ابن زكريا (عليهما السلام) ، وحمرتها بكاؤها [2]

بحار الأنوار ، المجلسي 14/184 عن كامل الزيارات.

.

داود بن فرقد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) شہید ہوئے تو آسمان ایک سال تک سرخ رہا، پھر فرمایا: آسمان اور زمین نے حسین بن علی اور یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) پر گریہ کیا، اور ان کا سرخ ہونا ان کا رونا تھا۔

وعن عبد الخالق بن عبد ربه قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول في قول الله عزَّ وجلَّ : « لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيّاً » [3]

سورة مريم ، الآية : 7.

قال : ذلك يحيى بن زكريا لم يكن من قبل له سمياً ، وكذلك الحسين (عليه السلام) لم يكن له من قبل سمياً ، ولم تبك السماء إلاَّ عليهما أربعين صباحاً ، قلت : فما بكاؤها ؟ قال : تطلع الشمس حمراء (وتغرب حمراء) [4]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 182 ح 10.

.

اور عبد الخالق بن عبد ربہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابا عبداللہ (علیہ السلام) کو اللہ عزوجل کے اس قول «لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيّاً» کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا: یہ یحییٰ بن زکریا ہیں، ان سے پہلے کوئی ان کے نام کا نہیں تھا، اور اسی طرح حسین (علیہ السلام) کا بھی پہلے کوئی ہم نام نہیں تھا، اور آسمان نے صرف ان دونوں پر چالیس صبح تک گریہ کیا۔ میں نے کہا: اس کا رونا کیسا تھا؟ فرمایا: سورج سرخ طلوع ہوتا (اور سرخ غروب ہوتا تھا)۔

وعن جابر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إن في النار منزلة لم يكن يستحقّها أحد من الناس إلاَّ بقتل الحسين بن علي ويحيى بن زكريا (عليهما السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 44/301 ح 9 عن ثواب الأعمال.

.

اور جابر سے ابی جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بیشک جہنم میں ایک درجہ ہے جس کا کوئی انسان مستحق نہیں ہو سکتا سوائے حسین بن علی اور یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کے قاتلوں کے۔

وروي عن علي بن الحسين (عليه السلام) ، قال : خرجنا مع الحسين (عليه السلام) ، فما نزل منزلا ولا ارتحل عنه إلاّ وذكر يحيى بن زكريا ، وقال يوماً : من هوان الدنيا على الله أن رأس يحيى أهدي إلى بغيّ من بغايا بني اسرائيل [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/237 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/89 ح 28.

.

اور علی بن الحسین (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: ہم حسین (علیہ السلام) کے ہمراہ نکلے، تو جہاں بھی وہ اترتے یا جہاں سے کوچ کرتے، یحییٰ بن زکریا کا ذکر ضرور فرماتے، اور ایک دن فرمایا: اللہ کی نظر میں دنیا کی بے حیثیتی یہ ہے کہ یحییٰ کا سر بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک فاحشہ کو تحفے میں بھیجا گیا۔

وعن أبي بصير ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إن الحسين صلوات الله عليه بكى لقتله السماء والأرض واحمرَّتا ، ولم تبكيا على أحد قط إلاّ على يحيى بن زكريا والحسين بن علي صلوات الله عليهم.

اور ابی بصیر سے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ فرمایا: بیشک حسین (علیہ السلام) کے قتل پر آسمان اور زمین روئے اور سرخ ہو گئے، اور انہوں نے کبھی کسی پر گریہ نہیں کیا سوائے یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی صلوات اللہ علیہم کے۔

وعن عبدالله بن هلال قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : إن السماء بكت على الحسين بن علي (عليه السلام) ويحيى بن زكريا ، ولم تبك على أحد غيرهما ، قلت : وما بكاؤها ؟ قال : مكثوا أربعين يوماً تطلع الشمس بحمرة ، وتغرب بحمرة ، قلت : فذاك بكاؤها ؟ قال : نعم.

اور عبداللہ بنہلال سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابا عبداللہ (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا: بیشک آسمان نے حسین بن علی (علیہ السلام) اور یحییٰ بن زکریا پر گریہ کیا، اور ان کے علاوہ کسی اور پر نہیں رویا۔ میں نے کہا: اس کا رونا کیا تھا؟ فرمایا: چالیس دن تک رہے کہ سورج سرخی کے ساتھ طلوع ہوتا اور سرخی کے ساتھ غروب ہوتا تھا۔ میں نے کہا: تو یہی اس کا رونا تھا؟ فرمایا: ہاں۔

وعن محمّد الحلبي ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في قوله تعالى : « فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ » قال : لم تبك السماء أحداً منذ قتل يحيى بن زكريا حتى قتل الحسين (عليه السلام) ، فبكت عليه.

اور محمد حلبی سے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ کے قول «فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ» کے بارے میں روایت ہے، فرمایا: آسمان نے یحییٰ بن زکریا کے قتل کے بعد کسی پر بھی گریہ نہیں کیا یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے، تو اس نے ان پر گریہ کیا۔

وعن داود بن فرقد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : احمرَّت السماء حين قتل الحسين بن علي سنة ، ثمَّ قال : بكت السماء والأرض على الحسين بن علي سنة ، وعلى يحيى بن زكريا ، وحمرتها بكاؤها.

اور داود بن فرقد سے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: جب حسین بن علی شہید ہوئے تو آسمان ایک سال تک سرخ رہا، پھر فرمایا: آسمان اور زمین نے حسین بن علی پر ایک سال تک اور یحییٰ بن زکریا پر گریہ کیا، اور ان کا سرخ ہونا ان کا رونا تھا۔

وعن جابر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : ما بكت السماء على أحد بعد يحيى بن زكريا إلاّ على الحسين بن علي صلوات الله عليهما ، فإنها بكت عليه أربعين يوماً.

اور جابر سے ابی جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: آسمان نے یحییٰ بن زکریا کے بعد کسی پر بھی گریہ نہیں کیا سوائے حسین بن علی صلوات اللہ علیہما کے، کیونکہ اس نے ان پر چالیس دن تک گریہ کیا۔

وعن عمرو بن ثبيت ، عن أبيه ، عن علي بن الحسين (عليه السلام) قال : إن السماء لم تبك منذ وضعت إلاّ على يحيى بن زكريا والحسين بن علي (عليهما السلام) ، قلت : أيُّ شيء بكاؤها ؟ قال : كانت إذا استقبلت بالثوب وقع على الثوب شبه أثر البراغيث من الدم.

اور عمرو بن ثبیت سے اپنے والد سے علی بن الحسین (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: بیشک آسمان اپنی تخلیق کے بعد سے کبھی نہیں رویا سوائے یحییٰ بن زکریا اور حسین بن علی (علیہما السلام) پر۔ میں نے کہا: اس کا رونا کیسا تھا؟ فرمایا: جب کپڑا سامنے رکھا جاتا تو اس پر پسو کے نشان جیسے خون کے نشانات نظر آتے تھے۔

وعن حنّان عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث له عن زيارة الحسين (عليه السلام) قال : ولكن زُرْهُ ولا تجفُه ، فإنّه سيِّد شباب الشهداء ، وسيِّد شباب أهل الجنَّة ، وشبيه يحيى بن زكريا ، وعليهما بكت السماء والأرض.

اور حنان سے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے حسین (علیہ السلام) کی زیارت کے بارے میں ایک حدیث میں روایت ہے، فرمایا: لیکن ان کی زیارت کرو اور ان سے روگردانی نہ کرو، کیونکہ وہ شہداء کے جوانوں کے سردار ہیں، اور اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اور یحییٰ بن زکریا کے مشابہ ہیں، اور ان دونوں پر آسمان اور زمین نے گریہ کیا۔

وعن الحسن بن زياد ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كان قاتل يحيى بن زكريا ولد زنا ، وقاتل الحسين ولد زنا ، ولم تبك السماء على أحد إلاّ عليهما ، قال : قلت : وكيف تبكي ؟ قال : تطلع الشمس في حمرة ، وتغيب في حمرة.

اور حسن بن زیاد سے ابی عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: یحییٰ بن زکریا کا قاتل ولد زنا تھا، اور حسین کا قاتل ولد زنا تھا، اور آسمان نے کسی پر بھی گریہ نہیں کیا سوائے ان دونوں پر، راوی کہتے ہیں: میں نے کہا: اور اس کا رونا کیسا تھا؟ فرمایا: سورج سرخی میں طلوع ہوتا اور سرخی میں غروب ہوتا تھا۔

وعن كثير بن شهاب الحارثي قال : بينا نحن جلوس عند أمير المؤمنين (عليه السلام) في الرحبة ، إذ طلع الحسين عليه فضحك عليٌّ حتى بدت نواجده ، ثمَّ قال : إن الله ذكر قوماً فقال : « فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ » والذي فلق الحبَّة وبرأ النسمة ليقتلن هذا ، ولتبكين عليه السماء والأرض [1]

اور کثیر بن شہاب حارثی سے روایت ہے، کہتے ہیں: ہم رحبہ میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے پاس بیٹھے تھے، اتنے میں حسین (علیہ السلام) تشریف لائے تو علی (علیہ السلام) ہنسے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں، پھر فرمایا: بیشک اللہ نے ایک قوم کا ذکر کیا اور فرمایا: «فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ» اور قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جان کو پیدا کیا، اس (حسین) کو ضرور قتل کیا جائے گا، اور اس پر آسمان اور زمین ضرور گریہ کریں گے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 45/209 ـ 212.

.

ولله درّ الشيخ كاظم الأزري عليه الرحمة إذ يقول :

اور شیخ کاظم ازری علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا:

رزءٌ إذا اعتبرته شَمْسُها انكسفت فَمِثْلُها العِبْرةُ الكبرى لمُعْتَبِرِ
وإن بكى الْقَمَرُ الأعلى لِمَصْرَعِهِ فما بكى قَمَرٌ إلاَّ على قَمَرِ
أيُّ الَمحَاجِرِ لا تبكي عليكَ دماً أبكيتَ واللهِ حتَّى مَحْجَرَ الحَجَرِ
يا دهرُ مالك ترمي كلَّ ذي خَطَر وتُنْزِلُ الْقَمَرَ الأعلى إلى الحُفَرِ
جَرَرْتَ آل عليٍّ بالقُيُودِ فهل للقومِ عِنْدَك ذَنْبٌ غَيْرُ مُغْتفَرِ
تركتَ كلَّ أبيٍّ من لُيُوثِهِمُ فريسةً بينَ نَابِ الكَلْبِ والظُّفُرِ

ایسا مصیبت کا واقعہ کہ جب تو اس پر غور کرے تو
اس کا سورج گرہن میں آگیا
پس ایسی ہی ہے یہ سب سے بڑی عبرت عبرت
حاصل کرنے والے کے لیے
اور اگر اعلیٰ چاند اس کے مقتل پر روتا ہے
تو کوئی چاند نہیں روتا مگر ایک چاند پر
کون سی آنکھیں ہیں جو تیرے اوپر خون نہ روئیں
تو نے واللہ رلایا یہاں تک کہ پتھر کی آنکھوں کو بھی
اے دہر! تجھے کیا ہوا ہے کہ تو ہر صاحب خطر کو نشانہ
بناتا ہے
اور اعلیٰ چاند کو گڑھوں میں اتار دیتا ہے
تو نے آل علی کو قیدوں میں گھسیٹا، تو کیا
قوم کا تیرے نزدیک کوئی ایسا گناہ ہے جو ناقابل معافی
ہو
تو نے ان کے شیروں میں سے ہر غیور کو
کتے کے دانت اور پنجے کے درمیان شکار بنا دیا

لَمْ أَنسَ من عِتْرَةِ الهادي جَحَاجِحَةً
يُكْسَونَ من عِثْيَر يُسْقونَ من كَدَرٍ قَدْ غَيَّر الطَّعْنُ منهم كُلَّ جَارِحَة
إلاَّ المكارِمَ في أَمْن من الغِيَرِ إنْ أصبحَ الدَّهْرُ ينعاهُم فَلاَ عَجَبٌ
يحقُّ للروضِ أَنْ يبكي على المَطَرِ [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 267.

میں ہادی کی عترت میں سے بزرگوں کو نہیں بھولا
جنہیں گرد و غبار کا لباس پہنایا گیا، جنہیں گدلا پانی پلایا گیا
بیشک زخموں نے ان میں سے ہر جسم کو بدل دیا
sوائے ان کی بزرگیوں کے جو تبدیلی سے محفوظ رہیں
اگر دہر نے صبح کو ان کی موت کی خبر دی تو کوئی تعجب نہیں
باغ کے لیے حق ہے کہ وہ بارش پر روئے

المجلس الرابع عشر
انتقام الله من قتلة الإمام الحسين (عليه السلام) وأتباعهم
على يد الإمام الحجة عجَّل الله فرجه الشريف

جاء في دعاء الندبة : أينَ محيي معالَم الدينِ وأهله ، أينَ قاصمُ شوكةِ المعتدين ، أينَ هادمُ أبنيةِ الشركِ والنفاق ، أينَ مبيدُ أَهلِ الفسقِ والعصيانِ ، أينَ حاصدَ فروعِ الغيِّ والشقاقِ ، أينَ طامسُ آثارِ الزيغِ والأهواء ، أينَ قاطعُ حبائلَ الكذبِ والافتراء ، أينَ مبيدُ أهلِ العنادِ والمردة ، أينَ معزُّ الأولياء ومذلُّ الأعداء ، أينَ جامعُ الكلمةِ على التقوى ، أينَ بابُ اللهِ الذي منه يؤتى ، أينَ وجهُ اللهِ الذي إليه تتوجَّه الأولياء ، أينَ السببُ المتّصلُ بين الأرضِ والسماء ، أينَ صاحبُ يوم الفتحِ وناشرُ رايةِ الهدى ، أين مؤلِّفُ شملِ الصلاح والرضا ، أينَ الطالبُ بذحولِ الأنبياء وأبناءِ الأنبياء ، أينَ الطالبُ بدمِ المقتولِ بكربلاء [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 578.

.

چودھویں مجلس
امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں اور ان کے پیروکاروں سے اللہ کا انتقام امام حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کے ہاتھوں پر
دعائے ندبہ میں آیا ہے: کہاں ہیں دین اور اس کے اہل کے نشانات کو زندہ کرنے والے، کہاں ہیں ظالموں کی قوت کو توڑنے والے، کہاں ہیں شرک اور نفاق کی عمارتوں کو مسمار کرنے والے، کہاں ہیں فسق اور نافرمانی کے اہل کو نابود کرنے والے، کہاں ہیں گمراہی اور انتشار کی شاخوں کو کاٹنے والے، کہاں ہیں انحراف اور خواہشات کے آثار کو مٹانے والے، کہاں ہیں جھوٹ اور افتراء کے بندھنوں کو کاٹنے والے، کہاں ہیں عناد کے اہل اور سرکشوں کو نابود کرنے والے، کہاں ہیں دوستوں کو عزت دینے والے اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والے، کہاں ہیں تقویٰ پر کلمے کو جمع کرنے والے، کہاں ہیں اللہ کا دروازہ جس سے آیا جاتا ہے، کہاں ہیں اللہ کا چہرہ جس کی طرف دوست رخ کرتے ہیں، کہاں ہیں زمین اور آسمان کے درمیان متصل وسیلہ، کہاں ہیں فتح کے دن کے صاحب اور ہدایت کے جھنڈے کو لہرانے والے، کہاں ہیں صلاح اور رضا کے اجتماع کو جوڑنے والے، کہاں ہیں انبیاء اور اولاد انبیاء کے خون کا بدلہ لینے والے، کہاں ہیں کربلا میں شہید کے خون کا بدلہ لینے والے۔

وجاء في الزيارة الناحية المرويَّة عن الإمام الحجَّة عجَّل الله تعالى فرجه الشريف قال (عليه السلام) : فلئن أخَّرتني الدهور ، وعاقني عن نصرك المقدور ، ولم أكن لمن حاربك محارباً ، ولمن نصب لك العداوة مناصباً ، فلأندبنَّك صباحاً ومساءً ، ولأبكينَّ عليك بدل الدموع دماً ، حسرةً عليك ، وتأسُّفاً على ما دهاك وتلهُّفاً ،

حتى أموت بلوعةِ المُصاب وغصةِ الاكتئاب [1]

المزار ، المشهدي : 501.

.

اور زیارت ناحیہ میں آیا ہے جو امام حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے مروی ہے، فرماتے ہیں: پس اگر زمانوں نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا، اور مقدر نے مجھے آپ کی نصرت سے روک دیا، اور میں آپ سے جنگ کرنے والوں کا محارب نہ بن سکا، اور آپ سے دشمنی کا جھنڈا اٹھانے والوں کا مخالف نہ بن سکا، تو میں ضرور صبح و شام آپ پر ماتم کروں گا، اور آپ پر آنسوؤں کی جگہ خون روؤں گا، آپ پر حسرت کرتے ہوئے، اور آپ پر جو مصیبت آئی اس پر افسوس کرتے ہوئے اور تاسف کرتے ہوئے،

یہاں تک کہ میں مصیبت کی تڑپ اور غم کی گھٹن سے مرجاؤں۔

يا صاحبَ العَصْرِ أدركنا فليس لنا وِرْدٌ هَنِيءٌ وَلاَ عيشٌ لنا رَغَدُ
طَالَتْ علينا ليالي الانتظارِ فَهَلْ يابنَ الزكيِّ لِلَيلِ الانتظارِ غَدُ
فَاكْحَلْ بَطَلْعَتِكَ الغَرَّا لنا مُقَلا يَكَادُ يأتي على إنسانِها الرَّمَدُ
ها نحنُ مَرْمىً لِنَبْلِ النائباتِ وَهَلْ
يُغْنِي اصطبارٌ وَهَى من درعِهِ الزَّرَدُ
وكم ذا يُؤلفُ شملَ الظالمينَ لكم وشملكم بيدي أعدائكم بددُ
فانهض فَدَتكَ بقايا أنفُس ظفرت بها النوائب لمَّا خانَها الجَلدُ
هَبْ أَنَّ جُنْدَكَ معدودٌ فجدُّكَ قَدْ لاقى بسبعين جيشاً ماله عَدَدُ

اے صاحب العصر! ہماری مدد فرمائیں کیونکہ ہمارے
لیے نہیں ہے
کوئی خوشگوار چشمہ اور نہ ہمارے لیے کوئی آسودہ زندگی
ہم پر انتظار کی راتیں طویل ہوگئیں، تو کیا
اے فرزند زکیہ! انتظار کی رات کا کوئی کل ہے
تو اپنے روشن طلعت سے ہمارے لیے آنکھوں کو
سرمہ لگا
جن کی پتلیوں پر تقریباً آشوب آگیا ہے
ہم یہاں مصیبتوں کے تیروں کا نشانہ ہیں، اور کیا
صبر کافی ہوگا جبکہ اس کی زرہ کی کڑیاں کمزور ہوگئی ہیں
اور کب تک ظالموں کا اجتماع آپ کے لیے مضبوط
رہے گا
اور آپ کا اجتماع آپ کے دشمنوں کے ہاتھوں میں
بکھرا ہوا ہے
تو اٹھیں، آپ پر قربان ہوں باقی جانیں جن کو
مصیبتوں نے پالیا جب ان کی مضبوطی نے انہیں
دھوکا دیا
فرض کریں کہ آپ کا لشکر معدود ہے تو آپ کے جد
نے
ستر کے ساتھ ایسے لشکر کا مقابلہ کیا جس کی کوئی تعداد نہ
تھی

روي عن الإمام الصادق (عليه السلام) أنَّه قال ـ في حديث له مع المفضل بن عمر في خروج الإمام الحجة (عليه السلام) ـ : فهم بهذه الحال إلى أن يقوم القائم (عليه السلام) ، فإذا قام القائم وافوا فيما بينهم الحسين (عليه السلام) حتى يأتي كربلاء ، فلا يبقى أحد سماويٌّ ولا أرضيٌّ من المؤمنين إلاَّ حفَّ به ، يزوره ويصافحه ويقعد معه على السرير. يا مفضل! هذه والله الرفعة التي ليس فوقها شيء ولا دونها شيء ، ولا وراءها لطالب مطلب [2]

دلائل الإمامة ، محمد بن جرير الطبري : 189.

.

امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا– مفضل بن عمر کے ساتھ امام حجت (علیہ السلام) کے خروج کے بارے میں اپنی حدیث میں–: پس وہ اس حال میں رہیں گے یہاں تک کہ قائم (علیہ السلام) قیام فرمائیں، پس جب قائم قیام فرمائیں گے تو وہ آپس میں حسین (علیہ السلام) سے ملاقات کریں گے یہاں تک کہ آپ کربلا تشریف لائیں گے، پس کوئی آسمانی یا زمینی مومن باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ وہ آپ کے گرد جمع ہوگا، آپ کی زیارت کرے گا اور آپ سے مصافحہ کرے گا اور آپ کے ساتھ تخت پر بیٹھے گا۔ اے مفضل ! یہ، اللہ کی قسم، وہ رفعت ہے جس سے اوپر کوئی چیز نہیں اور نہ اس سے نیچے کوئی چیز ہے، اور نہ اس کے بعد کسی طالب کے لیے کوئی مطلوب ہے۔

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن أبي حمزة ثابت بن دينار الثمالي قال : سألت أبا جعفر محمد بن علي الباقر (عليه السلام) : يا بن رسول الله! لم سمِّي علي (عليه السلام) أمير المؤمنين ، وهو اسم ما سُمِّي به أحد قبله ، ولا يحلُّ لأحد بعده ؟ قال : لأنه ميرة العلم ، يُمْتَارُ منه ولا يَمْتَارُ من أحد غيره ، قال : فقلت : يا بن رسول الله! فلم سمِّي سيفه ذوالفَقَار ؟ فقال (عليه السلام) ، لأنه ما ضرب به أحداً من خلق الله إلاَّ أفقره في هذه الدنيا من أهله وولده ، وأفقره في الآخرة من الجنّة.

قال : فقلت : يا بن رسول الله! فلستم كلكم قائمين بالحقّ ؟ قال : بلى ، قلت :

فلم سُمِّي القائم قائماً ؟ قال : لما قُتل جدّي الحسين (عليه السلام) ضجَّت عليه الملائكة إلى الله تعالى بالبكاء والنحيب ، وقالوا : إلهنا وسيِّدنا! أتغفل عمَّن قتل صفوتك وابن صفوتك ، وخيرتك من خلقك ؟! فأوحى الله عزَّ وجلَّ إليهم : قرَّوا ملائكتي ، فوعزَّتي وجلالي لأنتقمنَّ منهم ولو بعد حين ، ثمَّ كشف الله عزَّ وجلَّ عن الأئمة من ولد الحسين (عليه السلام) للملائكة ، فسرَّت الملائكة بذلك ، فإذا أحدهم قائم يصلّي ، فقال الله عزَّ وجلَّ : بذلك القائم انتقم منهم [1]

علل الشرائع ، الصدوق : 1/160 ح 1.

.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے، ابو حمزہ ثابت بن دینار ثمالی سے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو جعفر محمد بن علی الباقر (علیہ السلام) سے پوچھا: اے رسول اللہ کے فرزند! علی (علیہ السلام) کو امیر المومنین کیوں کہا گیا، اور یہ وہ نام ہے جو ان سے پہلے کسی کا نہیں رکھا گیا اور نہ ان کے بعد کسی کے لیے حلال ہے؟ فرمایا: اس لیے کہ آپ علم کی میرہ ہیں، ان سے اعتبار کیا جاتا ہے اور ان کے علاوہ کسی سے اعتبار نہیں کیا جاتا۔ پھر میں نے کہا: اے رسول اللہ کے فرزند! تو ان کی تلوار کو ذوالفقار کیوں کہا گیا؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اس لیے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جس کو بھی اس سے مارا اس کو اس دنیا میں اپنے اہل و اولاد سے محروم کر دیا، اور آخرت میں جنت سے محروم کر دیا۔

پھر میں نے کہا: اے رسول اللہ کے فرزند! کیا آپ سب حق پر قائم نہیں ہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا:

تو قائم کو قائم کیوں کہا گیا؟ فرمایا: جب میرے جد حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو فرشتوں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں رونے اور نوحہ کرنے سے فریاد کی، اور کہا: ہمارے معبود اور ہمارے سید! کیا تو اس سے غافل رہے گا جس نے تیرے برگزیدہ اور تیرے برگزیدہ کے فرزند کو قتل کیا، اور اپنی مخلوق میں سے تیرے پسندیدہ کو؟ ! تو اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی فرمائی: میرے فرشتو ! قرار پکڑو، پس میری عزت اور جلال کی قسم میں ضرور ان سے انتقام لوں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد۔ پھر اللہ عزوجل نے حسین (علیہ السلام) کی اولاد سے ائمہ کو فرشتوں پر ظاہر فرمایا، تو فرشتے اس سے خوش ہوئے، پس ان میں سے ایک قائم تھے جو نماز پڑھ رہے تھے، تو اللہ عزوجل نے فرمایا: اسی قائم کے ذریعے میں ان سے انتقام لوں گا۔

وروي عن الهروي قال : قلت لأبي الحسن الرضا (عليه السلام) : يا بن رسول الله! ما تقول في حديث روي عن الصادق (عليه السلام) أنه قال : إذا خرج القائم قتل ذراري قتلة الحسين (عليه السلام) بفعال آبائها ؟ فقال (عليه السلام) : هو كذلك ، فقلت : وقول الله عزَّ وجلَّ : « وَلاَ تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى » [2]

سورة الأنعام ، الآية : 164.

ما معناه ؟ قال : صدق الله في جميع أقواله ، ولكن ذراري قتلة الحسين يرضون بفعال آبائهم ، ويفتخرون بها ، ومن رضي شيئاً كان كمن أتاه ، ولو أن رجلا قُتل بالمشرق فرضي بقتله رجل بالمغرب لكان الراضي عند الله عزَّ وجلَّ شريك القاتل ، وإنما يقتلهم القائم (عليه السلام) إذا خرج لرضاهم بفعل آبائهم ، قال : قلت له : بأيّ شيء يبدأُ القائم منكم إذا قام ؟ قال : يبدأ ببني شيبة فيقطع أيديهم; لأنهم سرَّاق بيت الله عزَّ وجلَّ [3]

علل الشرائع ، الصدوق : 1/229 ح 1.

.

اور ہروی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابوالحسن الرضا (علیہ السلام) سے کہا: اے رسول اللہ کے فرزند! اس حدیث کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو صادق (علیہ السلام) سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب قائم خروج فرمائیں گے تو حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں کی اولاد کو ان کے باپوں کے اعمال کی وجہ سے قتل کریں گے؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: یہ ایسے ہی ہے۔ میں نے کہا: اور اللہ عزوجل کا قول: «وَلَاتَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى» اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اللہ اپنی تمام باتوں میں سچا ہے، لیکن حسین کے قاتلوں کی اولاد اپنے باپوں کے اعمال سے راضی ہیں، اور ان پر فخر کرتے ہیں، اور جو کسی چیز سے راضی ہو وہ اس کی طرح ہے جس نے اسے کیا۔ اور اگر کوئی آدمی مشرق میں قتل ہو اور مغرب میں کوئی آدمی اس کے قتل سے راضی ہو تو وہ راضی اللہ عزوجل کے نزدیک قاتل کا شریک ہوگا، اور قائم (علیہ السلام) انہیں جب خروج فرمائیں گے تو صرف اس لیے قتل کریں گے کہ وہ اپنے باپوں کے عمل سے راضی ہیں۔ کہا: میں نے ان سے کہا: آپ میں سے قائم کس چیز سے شروعات فرمائیں گے جب قیام کریں گے؟ فرمایا: بنی شیبہ سے شروع کریں گے اور ان کے ہاتھ کاٹیں گے؛ کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے گھر کے چور ہیں۔

وروي عن سماعة بن مهران ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في قوله تبارك وتعالى : « فَلاَ عُدْوَانَ إِلاَّ عَلَى الظَّالِمِينَ » [4]

سورة البقرة ، الآية : 193.

قال : أولاد قتلة الحسين (عليه السلام) [5]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 136 ح 6.

.

اور سماعہ بن مہران سے روایت ہے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے قول میں: «فَلَاعُدْوَانَ إِلَّاعَلَى الظَّالِمِينَ» فرمایا: حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں کی اولاد۔

ولله درّ ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

اور ابن عرندس علیہ الرحمۃ کا کیا ہی خوب کہنا ہے:

فليسِ لأَخْذِ الثارِ إلاَّ خليفةٌ يكونُ لِكَسْرِ الدينِ من عَدْلِهِ جَبْرُ
تحفُّ به الأملاكُ من كلِّ جانب وَيَقْدمُهُ الإقبالُ والعِزُّ والنصرُ
عَوَامِلُهُ في الدَّارِعِينَ شَوَارِعٌ وَحَاجِبُهُ عيسى وناظِرُهُ الخِضْرُ
تُظَلِّلُه حقاً عِمَامَةُ جدِّه إذا ما مُلُوكُ الصِّيْدِ ظَلَّلها الجبرُ
محيطٌ على عِلْمِ النبوَّةِ صَدْرُهُ فطوبى لعلم ضَمَّه ذلك الصَّدْرُ
هو ابنُ الإمامِ العسكريِّ محمَّدُ التـ ـقيُّ النقيُّ الطاهرُ العَلَمُ الحبْرُ
سليلُ عَلِي الهادي وَنَجْلُ محمَّدِ الـ
جَوَادِ وَمَنْ في أرضِ طُوس له قَبْرُ
عليِّ الرِّضا وهو ابنُ موسى الذي قَضَى
فَفَاحَ على بغدادَ مِنْ نَشْرِهِ عِطْرُ وَصَادِقِ وَعْد إنَّه نَجْلُ صادق
إمام به في العِلْمِ يَفْتَخِرُ الفَخْرُ وَبَهْجَةِ مولانا الإمامِ محمَّد
إمَامٌ لعلمِ الأنبياءِ له بَقْرُ سُلاَلَةُ زينِ العابدينَ الذي بكى
فَمِنْ دَمْعِهِ يبسُ الأعاشيبِ مُخْضَرُّ
سليلِ حسينِ الفاطميِّ وحيدرِ الـ وَصِيِّ فَمِنْ طُهْر نمى ذلك الطُّهْرُ
له الحَسَنُ المسمومُ عمٌّ فحبَّذا الـ إمامُ الذي عَمَّ الوَرَى جودُهُ الْغَمْرُ
سَمِيُّ رسولِ اللهِ وَارِثُ عِلْمِهِ إمامٌ على آبائِهِ نزل الذِّكْرُ [1]

الغدير ، الأميني : 7/17.

پس ثار لینے کے لیے نہیں ہے مگر ایک خلیفہ
جو ٹوٹے ہوئے دین کو اپنے عدل سے جوڑنے والا ہو
ہر طرف سے فرشتے اسے گھیرے ہوئے ہیں
اور اقبال، عزت اور نصرت اس کے آگے چلتے ہیں
اس کے کارکن زرہ پوش مردوں میں نافذ ہیں
اور اس کا حاجب عیسیٰ اور ناظر خضر ہے
حقیقتاً اس کے جد کا عمامہ اسے سایہ کرتا ہے
جب شکاری پرندوں کے بادشاہوں کو بازوں نے سایہ کیا
اس کا سینہ نبوت کے علم پر محیط ہے
پس خوشخبری ہو اس علم کو جسے اس سینے نے سمیٹا
وہ امام عسکری محمد کے فرزند ہیں
تقی، نقی، طاہر، علم، حبر
علی ہادی کی نسل اور محمد کے بیٹے
جواد، اور جن کی قبر طوس کی سرزمین میں ہے
علی رضا، اور وہ موسیٰ کے بیٹے ہیں جو فوت ہوئے
تو بغداد پر ان کے عطر سے خوشبو پھیل گئی
اور وعدے کے سچے، بیشک وہ صادق کے فرزند ہیں
امام، جن پر علم میں فخر فخر کرتا ہے
اور ہمارے مولا امام محمد کی بہجت
امام، جن کے لیے انبیاء کے علم کی کھدائی ہے
زین العابدین کی نسل، جنہوں نے روئے
پس ان کے آنسوؤں سے خشک گھاس سبز ہو گئی
حسین فاطمی اور حیدر کی نسل
وصی، پس پاکی سے یہ پاکی نکلی
مسموم حسن ان کے چچا ہیں، پس کیا ہی خوب

امام، جن کی فراخدلی نے تمام لوگوں کو سیراب کیا
رسول اللہ کے ہمنام، ان کے علم کے وارث
امام، جن کے آباء پر ذکر نازل ہوا

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن الريان بن شبيب ـ في حديث له عن مولانا الإمام الرضا (عليه السلام) ـ أنه قال له : يا ابن شبيب! إن كنت باكياً لشيء فابكِ للحسين بن علي بن أبي طالب (عليه السلام) فإنه ذُبح كما يذبح الكبش ، وقُتل معه من أهل بيته ثمانية عشر رجلا ما لهم في الأرض شبيهون ، ولقد بكت السموات السبع والأرضون لقتله ، ولقد نزل إلى الأرض من الملائكة أربعة آلاف لنصره فلم يؤذن لهم ، فهم عند قبره شعثٌ غبرٌ إلى أن يقوم القائم (عليه السلام) فيكونون من أنصاره ،

وشعارهم : يا لثارات الحسين (عليه السلام).. [1]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الصدوق : 2/268 ح 58.

.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے، ریان بن شبیب سے – ہمارے مولا امام رضا (علیہ السلام) کے ساتھ ان کی حدیث میں – کہ آپ نے ان سے فرمایا: اے ابن شبیب ! اگر تم کسی چیز پر رونے والے ہو تو حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) پر روؤ، کیونکہ انہیں ذبح کیا گیا جیسے مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے، اور ان کے ساتھ ان کے اہل بیت میں سے اٹھارہ آدمی شہید ہوئے جن کی زمین میں کوئی مثال نہیں، اور ان کے قتل پر سات آسمانوں اور زمینوں نے روئے، اور زمین پر فرشتوں میں سے چار ہزار ان کی نصرت کے لیے اترے لیکن انہیں اجازت نہیں دی گئی، پس وہ ان کی قبر کے پاس پراگندہ اور گرد آلود ہیں یہاں تک کہ قائم (علیہ السلام) قیام فرمائیں تو وہ ان کے انصار میں سے ہوں گے،

اور ان کا نعرہ ہوگا: یا لثارات الحسین (علیہ السلام)۔۔

وجاء في كتاب المزار لمحمد بن المشهدي طيَّب الله ثراه ، في زيارة الإمام الحجة (عليه السلام) : السلام على الإمام العالم الغائب عن الأبصار ، والحاضر في الأمصار ، والغائب عن العيون الحاضر في الأفكار ، بقيَّة الأخيار ، الوارث ذا الفقار ، الذي يظهر في بيت الله ذي الأستار ، وينادي بشعار يا لثارات الحسين أنا الطالب بالأوتار ، أنا قاصم كلِّ جبَّار ، أنا حجَّة الله على كل كفور ختَّار ، القائم المنتظر ابن الحسن عليه وآله أفضل السلام ، اللهم عجِّل فرجه ، وسهِّل مخرجه ، وأوسع منهجه ، واجعلنا من أنصاره وأعوانه الذابّين عنه ، والمجاهدين في سبيله ، والمستشهدين بين يديه [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 107.

.

اور محمد بن مشہدی طیب اللہ ثراہ کی کتاب المزار میں امام حجت (علیہ السلام) کی زیارت میں آیا ہے: السلام ہو امام عالم پر جو نگاہوں سے غائب ہیں اور شہروں میں حاضر ہیں، آنکھوں سے غائب ہیں اور افکار میں حاضر ہیں، نیکوں کے بقیہ ہیں، ذوالفقار کے وارث ہیں، جو بیت اللہ ذی الاستار میں ظاہر ہوں گے اور شعار بلند فرمائیں گے: یا لثارات الحسین، میں انتقام لینے والا ہوں، میں ہر جابر کو ہلاک کرنے والا ہوں، میں ہر کافر دھوکے باز پر اللہ کی حجت ہوں، قائم منتظر، ابن حسن، ان پر اور ان کی آل پر افضل السلام، اللھم عجل فرجہ، اور ان کے خروج کو آسان فرما، اور ان کے راستے کو وسیع فرما، اور ہمیں ان کے انصار اور اعوان میں سے قرار دے جو ان کی حمایت کرنے والے ہوں، اور ان کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں، اور ان کے سامنے شہید ہونے والے ہوں۔

ولله درّ السيد جعفر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اور سید جعفر حلی علیہ الرحمۃ کا کیا ہی خوب کہنا ہے:

فَيَا قريباً شفَّنا هَجْرُهُ والهَجْرُ صَعْبٌ من قريبٍ المَزَارْ
متى نرى بِيْضَكَ مَشْحوذةً كالماءِ صاف لَوْنُها وهي نَارْ
متى نرى خَيْلَكَ موسومةً بالنَّصْرِ تعدو فَتُثِيرُ الغُبَارْ
متى نرى الأعلامَ مَنْشوُرةً على كُمَاة لم تَسَعْها القِفَارْ
متى نرى وَجْهَكَ ما بينَنَا كالشَّمْسِ ضَاءَتْ بَعْدَ طُولِ استتارْ
متى نرى غُلْبَ بني غالب يَدْعُونَ لِلْحَرْبِ البِدَارَ الْبِدَارْ [3]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 226.

اے قریب ! جس کی ہجر نے ہمیں نڈھال کیا
اور قریب المزار سے ہجر مشکل ہے
کب دیکھیں گے تمہاری تیغیں تیز شدہ
پانی کی طرح صاف رنگ میں، مگر وہ آگ ہیں
کب دیکھیں گے تمہارے گھوڑے نشان زدہ
نصرت سے، دوڑتے ہوئے گرد اڑاتے
کب دیکھیں گے جھنڈے پھہرائے ہوئے
بہادروں پر جنہیں میدان سما نہ سکیں
کب دیکھیں گے تمہارا چہرہ ہمارے درمیان
سورج کی طرح جو طویل پوشیدگی کے بعد چمکا
کب دیکھیں گے غالب کے بیٹوں کے شیر دل
جنگ کے لیے پکارتے: فوری آؤ فوری آؤ

وعن الفضيل بن يسار ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال في حديث له عن صاحب الزمان (عليه السلام) : له كنز بالطالقان ما هو بذهب ، ولا فضة ، وراية لم تُنشر منذ طُويت ، ورجال كأن قلوبهم زبر الحديد ، لا يشوبها شك في ذات الله ، أشدّ من الحجر ، لو

اور فضیل بن یسار سے روایت ہے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے –آپ نے صاحب الزمان (علیہ السلام) کے بارے میں ایک حدیث میں فرمایا: طالقان میں ان کا ایک خزانہ ہے جو نہ سونے کا ہے نہ چاندی کا، اور ایک جھنڈا ہے جو لپیٹے جانے کے بعد سے کھولا نہیں گیا، اور ایسے مرد ہیں جن کے دل لوہے کی سلاخوں کی طرح ہیں، اللہ کی ذات میں کوئی شک انہیں آمیز نہیں کرتا، پتھر سے زیادہ سخت ہیں، اگر

حملوا على الجبال لأزالوها ، لا يقصدون برایاتهم بلدة إلاّ خرَّبوها ، كأن على خيولهم العقبان ، يتمسَّحون بسرج الإمام (عليه السلام) يطلبون بذلك البركة ، ويحفّون به يقونه بأنفسهم في الحروب ، ويكفونه ما يريد فيهم ، رجال لا ينامون الليل ، لهم دويٌّ في صلاتهم كدويّ النحل ، يبيتون قياماً على أطرافهم ، ويصبحون على خيولهم ، رهبان بالليل ، ليوث بالنهار ، هم أطوع له من الأمَة لسيِّدها ، كالمصابيح ، كأن قلوبهم القناديل ، وهم من خشية الله مشفقون ، يدعون بالشهادة ، ويتمنَّون أن يُقتلوا في سبيل الله ، شعارهم : يا لثارات الحسين ، إذا ساروا يسير الرعب أمامهم مسيرة شهر ، يمشون إلى المولى إرسالا ، بهم ينصر الله إمام الحق (عليه السلام) [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 52/307 ـ 308 ح 82.

وہ پہاڑوں پر حملہ کریں تو انہیں ہلا دیں، اپنے جھنڈوں سے کسی شہر کا قصد نہیں کرتے مگر اسے برباد کر دیتے ہیں، گویا ان کے گھوڑوں پر عقاب بیٹھے ہیں، امام (علیہ السلام) کے زین کو چھوتے ہیں، اس سے برکت طلب کرتے ہیں، اور ان کے گرد حلقہ باندھے رہتے ہیں، جنگوں میں اپنی جانوں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں، اور جو کچھ آپ ان سے چاہیں وہ کافی ہوتے ہیں، ایسے مرد جو رات کو سوتے نہیں، ان کی نماز میں شہد کی مکھیوں جیسی گونج ہے، رات کو اپنے پیروں پر کھڑے رہتے ہیں، اور صبح کو اپنے گھوڑوں پر ہوتے ہیں، رات کو راہب، دن کو شیر، وہ ان کے لیے لونڈی سے زیادہ فرمانبردار ہیں اپنے آقا کے، چراغوں کی طرح ہیں، گویا ان کے دل قندیلیں ہیں، اور وہ اللہ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں، شہادت کی دعا کرتے ہیں، اور تمنا رکھتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں مارے جائیں، ان کا شعار ہے: یا لثارات الحسین، جب چلتے ہیں تو ایک ماہ کے سفر تک رعب ان کے آگے چلتا ہے، مولا کی طرف تیزی سے چلتے ہیں، ان کے ذریعے اللہ امام حق (علیہ السلام) کی مدد فرماتا ہے۔

.

ولله درّ السيد صالح الحلي عليه الرحمة إذ يقول أيضا :

اور سید صالح حلی علیہ الرحمۃ کا یہ بھی کیا ہی خوب کہنا ہے:

فَاشْحَذْ شَبَا عَضْبِكَ وَاسْتَأْصِلِ الـ كُفْرَ به قَتْلا صِغَاراً كِبَارْ
عَجِّلْ فَدَتْكَ النَّفْسُ وَاشْفِ به من غَيْضِ أَعْدَاكَ قُلُوباً حِرَارْ
قَدْ ذَهَبَ الْعَدْلُ وَرُكْنُ الْهُدَى قَدْ هُدَّ والجَوْرُ على الدينِ جَارْ
أَغِثْ رَعَاكَ اللهُ من نَاصِرٍ رَعِيَّةً ضَاقَتْ عليها القِفَارْ
فَهَاكَ قَلْبُها قُلُوبَ الوَرَى أذابها الوَجْدُ من الانتظار
متى تَسُلُّ البيضَ من غمدِهَا وتُشْرِعُ السُّمْرَ وتحمي الذِّمَارْ
في فِتْيَة لها التُقَى شِيمةٌ وَيَالِثَارَاتِ الحسينِ الشِّعَارْ
كأنَّما الموتُ لها غَادةٌ والْعُمْرُ مَهْرٌ والرؤوسُ النُّثَارْ [2]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 308.

پس تیز کرو اپنی تلوار کی دھار اور اس سے
کفر کو جڑ سے اکھاڑ دو، چھوٹے بڑے سب کو قتل کرو
جلدی کرو، میری جان آپ پر فدا، اور شفا دو اس سے
اپنے دشمنوں کے غیظ سے جلتے ہوئے دلوں کو
عدل جا چکا ہے اور ہدایت کا رکن
گر گیا ہے اور ظلم دین پر جبر کر رہا ہے
فریاد رسی فرمائیں اللہ آپ کی حفاظت کرے
ایسی رعیت کی جس پر میدان تنگ ہو گئے ہیں
یہ لیجیے لوگوں کے دل
جنہیں شدت سے انتظار نے پگھلا دیا ہے
کب نکالیں گے نیاموں سے تیغیں
اور نیزے سیدھے کریں گے اور ناموس کی حفاظت
کریں گے
ایسے جوانوں کے ساتھ جن کے لیے تقویٰ شیوہ ہے
اور یا لثارات الحسین شعار ہے
گویا موت ان کے لیے حسینہ ہے
اور عمر مہر اور سر نثار ہیں

المجلس الخامس عشر

في انتقام الله تعالى من قتلة الإمام الحسين (عليه السلام)

روي عن عطاء بن مسلم ، قال : قال السدّي : أتيت كربلاء أبيع البرَّ بها ، فعمل لنا شيخ من طيّء طعاماً ، فتعشَّينا عنده ، فذكرنا قتل الحسين (عليه السلام) ، قلت : ما شرك في قتله أحد إلاَّ مات بأسوأ ميتة ، فقال : ما أكذبكم يا أهل العراق! فأنا ممن شرك في ذلك ، فلم نبرح حتى دنا من المصباح ليصلحه وهو يتّقد ، فذهب يخرج الفتيلة بإصبعه ، فأخذت النار فيها ، فأخذ يُطفئُها بريقه ، فأخذت النار لحيته ، فعدا فألقى نفسه في الماء ، فرأيته كأنه فحمة [1]

تذكرة الحفاظ ، الذهبي : 3/909 ، ترجمة الإمام الحسين (عليه السلام) من كتاب بغية الطلب في تأريخ حلب ، ابن العديم : 180 ـ 181 ح 163.

.

پندرہویں مجلس

امام حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں سے اللہ تعالیٰ کے انتقام میں

عطاء بن مسلم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: سدی نے کہا: میں کربلا گیا گندم فروخت کرنے، تو طیٔ قبیلے کے ایک شیخ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا، ہم نے ان کے ہاں رات کا کھانا کھایا، پھر ہم نے حسین (علیہ السلام) کے قتل کا ذکر کیا، میں نے کہا: جس نے بھی ان کے قتل میں شرکت کی وہ بدترین موت مرا، تو اس نے کہا: تم عراقیوں کو کتنا جھوٹ بولتے ہو! میں خود ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس میں شرکت کی، پھر ہم نہیں اٹھے تھے کہ وہ چراغ کے قریب آیا تاکہ اسے درست کرے اور وہ جل رہا تھا، اس نے اپنی انگلی سے بتی نکالنی چاہی، تو آگ اس میں لگ گئی، اس نے اپنے تھوک سے اسے بجھانا شروع کیا، تو آگ اس کی داڑھی کو لگ گئی، پھر وہ دوڑا اور پانی میں کود گیا، تو میں نے اسے دیکھا گویا وہ کوئلہ تھا۔

وروى المدائني عن القاسم بن الأصبغ بن نباتة ، قال : رأيت رجلا من بني أبان ابن دارم أسود الوجه ، وكنت أعرفه جميلا شديد البياض ، فقلت له : ما كدت أعرفك ، قال : إني قتلت شاباً أمرد مع الحسين ، بين عينيه أثر السجود ، فما نمت ليلة منذ قتلته إلاَّ أتاني ، فيأخذ بتلابيبي حتى يأتي جهنَّم فيدفعني فيها ، فأصيح ، فما يبقى أحد في الحيّ إلاَّ سمع صياحي ، قال : والمقتول العباس بن علي (عليه السلام) [2]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 78 ـ 79.

.

اور مدائنی نے قاسم بن اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: میں نے بنی ابان بن دارم کے ایک آدمی کو دیکھا جس کا چہرہ سیاہ تھا، اور میں اسے بہت خوبصورت اور شدید سفید جانتا تھا، تو میں نے اس سے کہا: میں تمہیں پہچان ہی نہیں سکا، اس نے کہا: میں نے حسین کے ساتھ ایک امرد نوجوان کو قتل کیا، جس کی آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا، اس کے بعد سے جب بھی میں سویا اس نے میرے پاس آکر میرا گریبان پکڑ لیا اور جہنم تک لے گیا اور مجھے اس میں دھکیل دیا، پھر میں چیختا ہوں، تو محلے میں کوئی نہیں بچتا جو میری چیخ نہیں سنتا، کہا: اور مقتول عباس بن علی (علیہ السلام) تھے۔

وقال موسى بن عامر : وبعث (أي المختار) معاذ بن هانىء بن عدي الكندي ابن أخي حجر ، وبعث أبا عمرة صاحب حرسه ، فساروا حتى أحاطوا بدار خولي بن يزيد الأصبحي ، وهو صاحب رأس الحسين (عليه السلام) الذي جاء به ، فاختبأ في مخرجه ، فأمر معاذ أبا عمرة أن يطلبه في الدار ، فخرجت امرأته إليهم ، فقالوا لها : أين زوجك ؟ فقالت : لا أدري أين هو ؟ وأشارت بيدها إلى المخرج ، فدخلوا

فوجدوه قد وضع على رأسه قوصرة ، فأخرجوه ، وكان المختار يسير بالكوفة ، ثمَّ إنَّه أقبل في أثر أصحابه ، وقد بعث أبو عمرة إليه رسولا ، فاستقبل المختار الرسول ، عند دار أبي بلال ومعه ابن كامل ، فأخبره الخبر.

فأقبل المختار نحوهم ، فاستقبل به فردَّده حتى قتله إلى جانب أهله ، ثمَّ دعا بنار فحرقه بها ، ثُمَ لم يبرح حتى عاد رماداً ، ثمَّ انصرف عنه ، وكانت امرأته من حضرموت ، يقال لها : العيوف بنت مالك بن نهار بن عقرب ، وكانت نصبت له العداوة حين جاء برأس الحسين (عليه السلام) [1]

تاريخ الطبري : 4/531.

.

اور موسیٰ بن عامر نے کہا: اور (یعنی مختار نے) معاذ بن ہانی بن عدی کندی، حجر کے بھتیجے کو بھیجا، اور اپنے محافظ ابو عمرہ کو بھیجا، پھر وہ چلے یہاں تک کہ خولی بن یزید اصبحی کے گھر کو گھیر لیا، اور وہ وہی ہے جو حسین (علیہ السلام) کا سر لے کر آیا تھا، تو وہ اپنے مخرج میں چھپ گیا، معاذ نے ابو عمرہ کو حکم دیا کہ اسے گھر میں تلاش کریں، تو اس کی بیوی ان کے پاس نکل آئی، تو انہوں نے اس سے کہا: تمہارا خاوند کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتی وہ کہاں ہے؟ اور اس نے اپنے ہاتھ سے مخرج کی طرف اشارہ کیا، تو وہ داخل ہوئے

تو انہوں نے اسے پایا کہ اس نے اپنے سر پر ٹوکری رکھی ہوئی تھی، پھر اسے نکالا، اور مختار کوفہ میں گھوم رہا تھا، پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پیچھے آیا، اور ابو عمرہ نے اس کی طرف ایک قاصد بھیجا تھا، تو مختار نے قاصد کو دار ابو بلال کے قریب پایا اور اس کے ساتھ ابن کامل تھا، تو اس نے اسے خبر دی۔

پھر مختار ان کی طرف آیا، تو اسے اپنے پاس لایا اور اسے گھسیٹتا رہا یہاں تک کہ اسے اس کے اہل کے پاس قتل کر دیا، پھر آگ منگوائی اور اسے اس سے جلایا، پھر وہیں رہا یہاں تک کہ وہ راکھ بن گیا، پھر اس سے پلٹ گیا، اور اس کی بیوی حضرموت سے تھی، اس کا نام العیوف بنت مالک بن نہار بن عقرب تھا، اور اس نے اس سے دشمنی رکھی تھی جب وہ حسین (علیہ السلام) کا سر لے کر آیا تھا۔

ومما جاء في سوء عاقبة بحر بن كعب لعنه الله تعالى ـ وهو الذي سلب ثوب الحسين (عليه السلام) ـ قال بعض الرواة في ذلك : ولمَّا بقي الحسين (عليه السلام) في ثلاثة رهط أو أربعة دعا بسراويل محقّقة ، يلمع فيها البصر ، يمانيّ محقّق ، ففزره ونكثه لكيلا يسلبه ، فقال له بعض أصحابه : لو لبست تحته تبَّاناً ، قال (عليه السلام) : ذلك ثوب مذلّة ولا ينبغي لي أن ألبسه ، قال : فلمَّا قُتل أقبل بحر بن كعب فسلبه إياه فتركه مجرَّداً ، قال محمد بن عبد الرحمن : إن يدي بحر بن كعب كانتا في الشتاء ينضحان الماء ، وفي الصيف كأنهما عود [2]

تاريخ الطبري : 4/345.

.

اور جو بحر بن کعب کی بری عاقبت کے بارے میں آیا ہے - اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر - اور وہ وہی ہے جس نے حسین (علیہ السلام) کا لباس چھینا تھا - کچھ راویوں نے اس میں کہا ہے: اور جب حسین (علیہ السلام) تین یا چار آدمیوں کے ساتھ رہ گئے تو انہوں نے ایک عمدہ ازار طلب فرمایا، جس میں نگاہ چمکتی تھی، یمنی عمدہ، تو اسے پھاڑ دیا اور کھول دیا تاکہ اسے چھینا نہ جائے، تو ان کے کچھ اصحاب نے کہا: اگر آپ اس کے نیچے تبان پہن لیتے، فرمایا: یہ ذلت کا لباس ہے اور مجھے زیبا نہیں کہ میں اسے پہنوں، کہا: پھر جب قتل ہوئے تو بحر بن کعب آیا اور اسے چھین لیا اور انہیں برہنہ چھوڑ دیا، محمد بن عبد الرحمٰن نے کہا: بحر بن کعب کے ہاتھ سردیوں میں پانی ٹپکاتے تھے، اور گرمیوں میں گویا لکڑی کی طرح تھے۔

وقال عمارة بن عمير : لما جيء برأس عبيد الله بن زياد وأصحابه ، فنصبت في المسجد في الرحبة ، فانتهيت إليهم وهم يقولون : قد جاءت ، فإذا حيَّة قد جاءت تتخلَّل الرؤوس حتى دخلت في منخري عبيد الله بن زياد ، فمكثت هنيهة ثمَّ خرجت ، فذهبت حتى تغيب ، ثمَّ قالوا : قد جاءت ، قد جاءت ، ففعلت ذلك مرَّتين أو ثلاثاً [3]

سنن الترمذي : 5/325 ـ 326 ح 3869 ، البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/208 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 3/112 ح 2832 ، سير أعلام النبلاء : 3/548 ـ 549 ، تأريخ دمشق : 37/461.

.

اور عمارہ بن عمیر نے کہا: جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور مسجد کے صحن میں نصب کیا گیا، تو میں ان کی طرف پہنچا اور وہ کہہ رہے تھے: آ گیا، تو دیکھا ایک سانپ آیا اور سروں کے درمیان سے گزر کر عبید اللہ بن زیاد کی ناک میں داخل ہو گیا، تو تھوڑی دیر ٹھہرا پھر نکلا، پھر چلا گیا یہاں تک کہ غائب ہو گیا، پھر انہوں نے کہا: آگیا، آگیا، تو اس نے ایسا دو یا تین بار کیا۔

وروي عن زرارة ، قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) ـ في حديث له ـ : يا زرارة! وما اختضبت منّا امرأة ، ولا ادّهنت ، ولا اكتحلت ولا رجَّلت حتى أتانا رأس عبيد الله بن زياد لعنه الله ، وما زلنا في عبرة بعده ، وكان جدّي إذا ذكره بكى حتى تملأ عيناه لحيته ، وحتى يبكي لبكائه رحمةً له مَنْ رآه [1]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 45/206 ح 13.

.

اور زرارہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابو عبد اللہ (علیہ السلام) نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا: اے زرارہ! ہم میں سے کسی عورت نے نہ مہندی لگائی، نہ تیل لگایا، نہ سرمہ لگایا اور نہ کنگھی کی یہاں تک کہ ہمارے پاس عبید اللہ بن زیاد کا سر آیا - اللہ کی لعنت ہو اس پر - اور ہم اس کے بعد بھی آنسوؤں میں رہے، اور میرے دادا جب اس کا ذکر کرتے تو روتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے ان کی داڑھی بھر جاتی، اور یہاں تک کہ جو انہیں دیکھتا ان کے رونے پر رحم کرتے ہوئے روتا۔

وروى اليعقوبي ، قال : وجَّه المختار برأس عبيد الله بن زياد إلى علي بن الحسين (عليهما السلام) في المدينة مع رجل من قومه ، وقال له : قف بباب علي بن الحسين ، فإذا رأيت أبوابه قد فُتحت ودخل الناس فذلك الذي فيه طعامه ، فادخل إليه ، فجاء الرسول إلى باب علي بن الحسين (عليهما السلام) ، فلمَّا فُتحت أبوابه ، ودخل الناس للطعام ، دخل ونادى بأعلى صوته : يا أهل بيت النبوّة ، ومعدن الرسالة ، ومهبط الملائكة ، ومنزل الوحي ، أنا رسول المختار بن أبي عبيد ، معي رأس عبيد الله بن زياد ، فلم تبق في شيء من دور بني هاشم امرأة إلاّ صرخت ، ودخل الرسول فأخرج الرأس ، فلمَّا رآه علي بن الحسين (عليه السلام) قال : أبعده الله إلى النار.

اور یعقوبی نے روایت کی، کہا: اور مختار نے عبید اللہ بن زیاد کا سر علی بن الحسین (علیہما السلام) کی طرف مدینہ میں اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ بھیجا، اور اس سے کہا: علی بن الحسین کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ، پھر جب تم دیکھو کہ ان کے دروازے کھل گئے ہیں اور لوگ داخل ہو رہے ہیں تو یہ وہ وقت ہے جس میں ان کا کھانا ہے، تو ان کے پاس داخل ہو جانا، پھر قاصد علی بن الحسین (علیہما السلام) کے دروازے پر آیا، پھر جب ان کے دروازے کھولے گئے اور لوگ کھانے کے لیے داخل ہوئے، تو وہ داخل ہوا اور بلند آواز سے پکارا: اے اہل بیت نبوت، اور مرکز رسالت، اور فرشتوں کی آماجگاہ، اور وحی کے نزول کی جگہ، میں مختار بن ابی عبید کا قاصد ہوں، میرے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کا سر ہے، تو بنی ہاشم کے گھروں میں کوئی عورت ایسی نہیں رہی جس نے چیخ نہ ماری، اور قاصد داخل ہوا اور سر نکالا، پھر جب علی بن الحسین (علیہ السلام) نے اسے دیکھا تو فرمایا: اللہ نے اسے آگ کی طرف دور کیا۔

وروى بعضهم قال : إن عليَّ بن الحسين (عليه السلام) لم ير ضاحكاً قطّ منذ قُتل أبوه إلاّ في ذلك اليوم ، وإنَّه كان له إبل تحمل الفاكهة من الشام ، فلمَّا أُتي برأس عبيد الله بن زياد أمر بتلك الفاكهة فَفُرِّقت بين أهل المدينة ، وامتشطت نساء آل رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، واختضبن ، وما امتشطت امرأة ولا اختضبت مُنذ قُتل الحسين بن علي (عليهما السلام) [2]

تاريخ اليعقوبي : 2/259.

.

اور بعض نے روایت کی، کہا: علی بن الحسین (علیہ السلام) کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھے گئے جب سے ان کے والد قتل ہوئے سوائے اس دن کے، اور ان کے اونٹ تھے جو شام سے میوے لاتے تھے، پھر جب عبید اللہ بن زیاد کا سر لایا گیا تو انہوں نے ان میووں کا حکم دیا اور وہ مدینہ والوں میں تقسیم کر دیے گئے، اور آل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عورتوں نے کنگھی کی اور مہندی لگائی، اور کسی عورت نے کنگھی نہیں کی تھی اور نہ مہندی لگائی تھی جب سے حسین بن علی (علیہما السلام) قتل ہوئے تھے۔

وممَّا جاء في انتقام الله تعالى من شمر بن ذي الجوشن لعنه الله : قال أبو مخنف : فحدَّثني مسلم بن عبدالله ، قال : وأنا والله مع شمر تلك الليلة ، فقلنا : لو أنك ارتحلت بنا من هذا المكان فإنّا نتخوَّف به ، فقال : أو كل ذا فَرَقاً من هذا الكذّاب ،

اور جو شمر بن ذی الجوشن سے اللہ تعالی کے انتقام میں آیا ہے - اللہ کی لعنت ہو اس پر: ابو مخنف نے کہا: مسلم بن عبد اللہ نے مجھ سے بیان کیا، کہا: اور اللہ کی قسم میں اس رات شمر کے ساتھ تھا، تو ہم نے کہا: کاش تم ہمیں اس جگہ سے کوچ کرا دیتے کیونکہ ہمیں اس سے خوف ہے، تو اس نے کہا: کیا تم سب اس جھوٹے سے ڈرتے ہو،

والله لا أتحوَّل منه ثلاثة أيام ، ملأ الله قلوبكم رعباً ، قال : وكان بذلك المكان الذي كنَّا فيه دبا كثير ، فوالله إني لبين اليقظان والنائم إذ سمعت وقع حوافر الخيل ، فقلت في نفسي : هذا صوت الدبا ، ثم إني سمعته أشد ذلك ، فانتبهت ومسحت عيني وقلت : لا والله ما هذا بالدبا ، قال : وذهبت لأقوم فإذا أنا بهم قد أشرفوا علينا من التل فكبَّروا ، ثم أحاطوا بأبياتنا ، وخرجنا نشتدّ على أرجلنا ، وتركنا خيلنا.

اللہ کی قسم میں اس سے تین دن نہیں ہٹوں گا، اللہ نے تمہارے دلوں کو خوف سے بھر دیا ہے، کہا: اور اس جگہ جہاں ہم تھے بہت زیادہ چھپکلیاں تھیں، تو اللہ کی قسم میں بیدار اور سوتے کے درمیان تھا کہ میں نے گھوڑوں کے سموں کی آواز سنی، تو میں نے اپنے دل میں کہا: یہ چھپکلیوں کی آواز ہے، پھر میں نے اسے اس سے زیادہ سنا، تو میں جاگ اٹھا اور اپنی آنکھیں مسیں اور کہا: نہیں اللہ کی قسم یہ چھپکلیاں نہیں ہیں، کہا: اور میں کھڑے ہونے گیا تو دیکھا کہ وہ ٹیلے سے ہم پر آ گئے ہیں اور تکبیر کہی، پھر ہمارے خیموں کو گھیر لیا، اور ہم اپنے پیروں پر دوڑتے ہوئے نکلے، اور اپنے گھوڑے چھوڑ دیے۔

قال : فأمرُّ على شمر وإنه لمتّزرٌ ببرد محقّق ، وكان أبرص فكأني أنظر إلى بياض كشحيه من فوق البرد ، فإنه ليطاعنهم بالرمح قد أعجلوه أن يلبس سلاحه وثيابه فمضينا وتركناه ، قال : فما هو إلاّ أن أمعنت ساعة إذ سمعت : الله أكبر قُتل الخبيث [1]

کہا: پھر میں شمر کے پاس سے گزرا اور وہ ایک عمدہ چادر سے لنگی باندھے ہوئے تھا، اور وہ برص کا مریض تھا تو گویا میں چادر کے اوپر سے اس کی پسلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں، پھر وہ نیزے سے ان سے لڑ رہا تھا کہ انہوں نے اسے جلدی کر دی تھی کہ اپنا ہتھیار اور کپڑے نہ پہن سکا تو ہم چل دیے اور اسے چھوڑ دیا، کہا: پھر کچھ دیر ہی گزری تھی کہ میں نے سنا: اللہ اکبر خبیث قتل ہو گیا۔

تاريخ الطبري : 4/525 ـ 526 ، تأريخ دمشق ، ابن عساكر : 23/191 ـ 192.

.

وقال القندوزي الحنفي في قصة المختار وانتقامه من قتلة الحسين (عليه السلام) : فتبعوا المختار ، فملكوا الكوفة ، وقتلوا الستة آلاف الذين قاتلوا الحسين (عليه السلام) ، وقُتل رئيسهم عمر بن سعد ، وخصَّ شمر بمزيد نكال ، وأوطأ الخيل صدره وظهره لأنه فعل ذلك بالحسين (عليه السلام) [2]

اور قندوزی حنفی نے مختار کے قصے اور حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں سے ان کے انتقام میں کہا: پس انہوں نے مختار کی پیروی کی، تو انہوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا، اور ان چھ ہزار لوگوں کو قتل کر دیا جنہوں نے حسین (علیہ السلام) سے جنگ کی تھی، اور ان کا سردار عمر بن سعد قتل ہوا، اور شمر کے لیے خاص عبرتناک سزا مقرر کی، اور گھوڑے اس کے سینے اور پیٹھ پر دوڑائے کیونکہ اس نے حسین (علیہ السلام) کے ساتھ یہی کیا تھا۔

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/28.

.

وعن ابن عياش ، عن الكلبي قال : رأيت سنان بن أنس الذي قتل الحسين (عليه السلام) يَحدِث في المسجد ، شيخ كبير قد ذهب عقله [3]

اور ابن عیاش سے، کلبی سے روایت ہے، کہا: میں نے سنان بن انس کو دیکھا جس نے حسین (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، وہ مسجد میں بات کر رہا تھا، ایک بوڑھا شیخ جس کی عقل جا چکی تھی، اور سنان - اللہ کی لعنت ہو اس پر - کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

ترجمة الإمام الحسين (عليه السلام) من كتاب بغية الطلب في تأريخ حلب ، ابن العديم : 182 ح 166.

، وفي سنان لعنه الله يقول الشاعر :

وأيُّ رزيَّة عَدَلَتْ حُسيناً غَدَاةَ تبيرُهُ كفّا سِنَانِ [4]

اور کون سی مصیبت حسین کے برابر ہو سکتی ہے
جس صبح سنان کے ہاتھوں نے انہیں ہلاک کیا

الجوهرة في نسب الإمام علي وآله (عليهم السلام) ، البري : 45 ، الاستيعاب ، ابن عبد البر : 1/395.

قال أبو مخنف : وإن رجلا من كندة ـ يقال له : مالك بن النسر من بني بداء ـ أتى الحسين (عليه السلام) فضربه على رأسه بالسيف ، وعليه برنس له ، فقطع البرنس

ابو مخنف نے کہا: اور بنی بداء سے تعلق رکھنے والا کندہ کا ایک آدمی - جسے مالک بن نسر کہا جاتا تھا - حسین (علیہ السلام) کے پاس آیا اور تلوار سے ان کے سر پر وار کیا، اور ان پر ان کی ٹوپی تھی، تو اس نے ٹوپی کاٹ دی

وأصاب السيف رأسه ، فأدمى رأسه ، فامتلأ البرنس دماً ، فقال له الحسين (عليه السلام) : لا أكلت بها ولا شربت ، وحشرك الله مع الظالمين ، قال : فألقى ذلك البرنس ، ثمَّ دعا بقلنسوة فلبسها ، واعتمَّ وقد أعيى وبلد ، وجاء الكندي حتى أخذ البرنس ، وكان من خز ، فلمَّا قدم به بعد ذلك على امرأته أمِّ عبدالله ـ ابنة الحر أخت حسين بن الحرّ البدي ـ أقبل يغسل البرنس من الدم ، فقالت له امرأته : أسلب ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) تُدخل بيتي ؟ أخرجه عنّي ، فذكر أصحابه أنه لم يزل فقيراً بشرٍّ حتى مات [1]

تاريخ الطبري : 4/342.

اور تلوار ان کے سر کو لگی، تو ان کے سر کو زخمی کر دیا، تو ٹوپی خون سے بھر گئی، تو حسین (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: نہ تو اس سے کھائے نہ پیے، اور اللہ تجھے ظالموں کے ساتھ محشور کرے، کہا: تو اس نے وہ ٹوپی پھینک دی، پھر ایک ٹوپی منگوائی اور پہن لی، اور عمامہ باندھ لیا اور وہ تھک چکے تھے اور کمزور ہو چکے تھے، اور کندی آیا یہاں تک کہ وہ ٹوپی لے لی، اور وہ ریشم کی تھی، تو جب اس کے بعد وہ اپنی بیوی ام عبداللہ -بنت حر، حسین بن حر بدی کی بہن- کے پاس اسے لے کر آیا، تو وہ ٹوپی کو خون سے دھونے لگا، تو اس کی بیوی نے اس سے کہا: کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کا لوٹا ہوا مال میرے گھر میں لاتے ہو؟ اسے مجھ سے نکال لے جاؤ، تو اس کے ساتھیوں نے ذکر کیا کہ وہ برابر بدحالی اور تکلیف میں رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

.

قال أبو مخنف : لمَّا أخذ الكندي عمامة الحسين (عليه السلام) قالت زوجة الكندي : ويلك ، قتلت الحسين وسلبت ثيابه ، فوالله لا جمعت معك في بيت واحد ، فأراد أن يلطمها فأصاب مسمارٌ يدَه ، فقُطعت يده من المرفق ولم يزل كان فقيراً [2]

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/82.

ابو مخنف نے کہا: جب کندی نے حسین (علیہ السلام) کا عمامہ لیا تو کندی کی بیوی نے کہا: تیرے لیے افسوس، تو نے حسین کو قتل کیا اور ان کے کپڑے لوٹ لیے، تو اللہ کی قسم میں تیرے ساتھ ایک گھر میں جمع نہیں ہوں گی، تو اس نے اسے تھپڑ مارنا چاہا تو ایک کیل اس کے ہاتھ کو لگی، تو اس کا ہاتھ کہنی سے کٹ گیا اور وہ برابر فقیر رہا۔

.

وروى أحمد بن حنبل في العلل ، عن عثمان بن أبي سليمان قال : لما بعث المختار برأس عمر بن سعد بن أبي وقاص إلى المدينة ألقي بين يدي علي بن الحسين (عليهما السلام) ، فخرَّ ساجداً [3]

العلل ، أحمد بن حنبل : 1/133 ح 11.

اور احمد بن حنبل نے العلل میں روایت کی، عثمان بن ابی سلیمان سے، کہا: جب مختار نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کا سر مدینہ بھیجا تو وہ علی بن الحسین (علیہما السلام) کے سامنے ڈال دیا گیا، تو آپ سجدے میں گر پڑے۔

.

وروى ابن عساكر ، عن سليمان بن مسلم صاحب السقط ، عن أبيه قال : كان أول من طعن في سرادق الحسين (عليه السلام) عمر بن سعد ، قال : فرأيته هو وابنيه ضربت أعناقهم ، ثمَّ عُلِّقوا على الخشب ، وألهب فيهم النيران.

وعن أبي المُعلى العجلي قال : سمعت أبي أن الحسين (عليه السلام) لمَّا نزل كربلاء فأوَّل من طعن في سرادقه عمر بن سعد ، فرأيت عمر بن سعد وابنيه قد ضربت أعناقهم ، ثمَّ علِّقوا على الخشب ، ثمَّ ألهب فيهم النار ، وقال غيره : بعث المختار بن

اور ابن عساکر نے روایت کی، سلیمان بن مسلم صاحب سقط سے، اپنے والد سے، کہا: حسین (علیہ السلام) کے خیمے میں سب سے پہلے نیزہ مارنے والا عمر بن سعد تھا، کہا: تو میں نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں کو دیکھا کہ ان کی گردنیں ماری گئیں، پھر انہیں لکڑیوں پر لٹکایا گیا، اور ان میں آگ لگائی گئی۔

اور ابو المعلی عجلی سے روایت ہے، کہا: میں نے اپنے والد سے سنا کہ حسین (علیہ السلام) جب کربلا میں اترے تو سب سے پہلے ان کے خیمے میں نیزہ مارنے والا عمر بن سعد تھا، تو میں نے عمر بن سعد اور اس کے دونوں بیٹوں کو دیکھا کہ ان کی گردنیں ماری گئیں، پھر انہیں لکڑیوں پر لٹکایا گیا، پھر ان میں آگ لگائی گئی، اور کسی اور نے کہا: مختار بن

أبي عبيد إلى عمر بن سعد مولاه أبا عمر فقتله ، وقتل حفص بن عمر بن سعد [1]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 45/54.

ابو عبید نے اپنے غلام ابو عمر کو عمر بن سعد کے پاس بھیجا تو اس نے اسے قتل کیا، اور حفص بن عمر بن سعد کو بھی قتل کیا۔

.

وعن رباح بن مسلم ، عن أبيه قال : قال ابن مطيع لعمر بن سعد بن أبي وقاص : اخترت همذان والريّ على قتل ابن عمِّك ؟ فقال عمر : كانت أمور قضيت من السماء ، وقد أعذرت إلى ابن عمي قبل الوقعة فأبى إلاّ ما أتى ، فلمَّا خرج ابن مطيع وهرب من المختار سار المختار بأصحابه إلى منزل عمر بن سعد فقتله في داره ، وقتل ابنه أسوأ قتلة [2]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 45/54 ـ 55 ، الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 5/148.

اور رباح بن مسلم سے، اپنے والد سے روایت ہے، کہا: ابن مطیع نے عمر بن سعد بن ابی وقاص سے کہا: کیا تو نے ہمدان اور ری کو اپنے چچا زاد بھائی کے قتل پر ترجیح دی؟ تو عمر نے کہا: یہ وہ امور تھے جو آسمان سے مقدر ہو چکے تھے، اور میں نے واقعے سے پہلے اپنے چچا زاد بھائی کو عذر پیش کیا تھا لیکن اس نے انکار کیا سوائے اس کے جو ہوا۔ پھر جب ابن مطیع نکل کر مختار سے بھاگا تو مختار اپنے اصحاب کے ساتھ عمر بن سعد کے گھر کی طرف گیا اور اسے اس کے گھر میں قتل کیا، اور اس کے بیٹے کو بدترین طریقے سے قتل کیا۔

.

وروى ابن عساكر عن عمران بن ميثم قال : كنت جالساً عند المختار عن يمينه ، والهيثم بن الأسود عن يساره ، فقال : والله لأقتلن غداً رجلا يرضي قتله أهل السماء وأهل الأرض ، قال : وقد كان أعطى عمر بن سعد أماناً على أن لا يخرج من الكوفة إلاّ بإذنه.

اور ابن عساکر نے عمران بن میثم سے روایت کی، کہا: میں مختار کے دائیں طرف بیٹھا تھا، اور ہیثم بن اسود ان کے بائیں طرف تھا، تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم میں کل ایک ایسے شخص کو قتل کروں گا جس کے قتل سے آسمان والے اور زمین والے راضی ہوں گے۔ کہا: اور انہوں نے عمر بن سعد کو امان دے رکھی تھی اس شرط پر کہ وہ مختار کی اجازت کے بغیر کوفہ سے باہر نہیں جائے گا۔

قال : فأتى عمر بن سعد رجل ، فقال : إن المختار حلف ليقتلن غداً رجلا ، والله ما أحسبه يعني غيرك ، قال : فخرج حتى نزل حمام عمر ، فقيل له : أترى هذا يخفى على المختار ؟ فرجع فدخل داره ، فلمَّا كان من الغد غدوت فدخلت على المختار ، وجاء الهيثم بن الأسود فقعد ، قال : فجاء حفص بن عمر ، فقال للمختار : يقول لك أبو حفص : أتفي لنا بالذي كان بيننا وبينك ؟ قال : اجلس ، قال : فجلس ، ودعا المختار أبا عمرة ، فجاء رجل قصير يتخشخش في الحديد فسارَّه ، ثمَّ دعا رجلين ، فقال : اذهبا معه ، قال : فذهب ، فوالله ما أحسبه بلغ دار عمر حتى جاء برأسه ، فقال حفص : إنّا لله وإنّا إليه راجعون ، فقال المختار : اضرب عنقه ، وقال : عمر بالحسين (عليه السلام) ، وحفص بعلي بن الحسين (عليهما السلام) ، ولا سواء [3]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 45/55 ـ 56.

کہا: ایک آدمی عمر بن سعد کے پاس آیا اور کہا: مختار نے قسم کھائی ہے کہ کل ایک شخص کو قتل کرے گا، اور اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمہارے سوا کسی اور کو نہیں چاہتا۔ کہا: تو وہ نکل کر حمام عمر میں اترا، تو اس سے کہا گیا: کیا تو سمجھتا ہے کہ یہ مختار سے چھپا رہے گا؟ تو وہ واپس لوٹا اور اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے مختار کے پاس گیا، اور ہیثم بن اسود آیا اور بیٹھ گیا۔ کہا: پھر حفص بن عمر آیا اور مختار سے کہا: ابو حفص تم سے کہتے ہیں: کیا تم ہمارے ساتھ وہ وعدہ پورا کرو گے جو تمہارے اور ہمارے درمیان ہے؟ کہا: بیٹھ جاؤ۔ کہا: تو وہ بیٹھ گیا، اور مختار نے ابو عمرہ کو بلایا، تو ایک چھوٹا قد آدمی آیا جو لوہے میں جھنجھنا رہا تھا، تو اس سے سرگوشی کی، پھر دو آدمیوں کو بلایا اور کہا: اس کے ساتھ جاؤ۔ کہا: تو وہ گیا، اور اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ وہ عمر کے گھر پہنچا ہوگا کہ وہ اس کا سر لے آیا۔ تو حفص نے کہا: اِنا للہ واِنا اِلیہ راجعون۔ تو مختار نے کہا: اس کی گردن مار دو۔ اور کہا: عمر حسین (علیہ السلام) کے بدلے میں، اور حفص علی بن الحسین (علیہما السلام) کے بدلے میں، اور برابر نہیں۔

وعن موسى بن عامر أن المختار قال ذات يوم وهو يحدِّث جلساءه : لأقتلن غداً رجلا عظيم القدمين ، غائر العينين ، مشرف الحاجبين ، يسرُّ قتله المؤمنين والملائكة المقربين.

اور موسیٰ بن عامر سے روایت ہے کہ مختار نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے بات کرتے ہوئے کہا: میں کل ایک ایسے شخص کو قتل کروں گا جو بڑے پاؤں والا، دھنسی ہوئی آنکھوں والا، اونچی ابروؤں والا ہو، جس کے قتل سے مومنین اور مقرب فرشتے خوش ہوں گے۔

قال : وكان الهيثم بن الأسود النخعي عند المختار حين سمع هذه المقالة ، فوقع في نفسه أن الذي يريد عمر بن سعد بن أبي وقاص ، فلمَّا رجع إلى منزله دعا ابنه العريان فقال : الق ابن سعد الليلة ، فخبِّره بكذا وكذا ، وقل له : خذ حذرك ، فإنه لا يريد غيرك ، قال : فأتاه فاستخلاه ، ثمَّ خبَّره الخبر ، فقال له ابن سعد : جز الله بالإخاء أباك خيراً ، كيف يريد هذا بي بعد الذي أعطاني من العهود والمواثيق ؟

کہا: اور ہیثم بن اسود نخعی مختار کے پاس تھا جب اس نے یہ بات سنی، تو اس کے دل میں بیٹھ گیا کہ وہ عمر بن سعد بن ابی وقاص کو چاہتا ہے۔ جب وہ اپنے گھر واپس لوٹا تو اس نے اپنے بیٹے عریان کو بلایا اور کہا: آج رات ابن سعد سے ملو، اور اسے فلاں فلاں بات بتاؤ، اور کہو: اپنا بچاؤ کرو، کیونکہ وہ تمہارے سوا کسی اور کو نہیں چاہتا۔ کہا: تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے الگ لے گیا، پھر اسے خبر سنائی۔ تو ابن سعد نے اس سے کہا: اللہ تمہارے باپ کو بھائی چارے کی اچھی جزا دے، یہ میرے ساتھ ایسا کیسے چاہ سکتا ہے جبکہ اس نے مجھے عہد وپیمان دیا ہے؟

وكان المختار أول ما ظهر أحسن شيء سيرةً وتألُّفاً للناس ، وكان عبدالله بن جعدة بن هبيرة أكرم خلق الله على المختار لقرابته بعليّ ، فكلَّم عمر بن سعد عبدالله بن جعدة وقال له : إني لا آمن هذا الرجل ـ يعني المختار ـ فخذ لي منه أماناً ، ففعل ، قال : فأنا رأيت أمانه وقرأته وهو :

اور مختار جب شروع میں ظاہر ہوا تو بہترین سیرت اور لوگوں سے مانوست کرنے والا تھا، اور عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مختار کے نزدیک اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ معزز تھا علی سے اس کی قرابت کی وجہ سے۔ تو عمر بن سعد نے عبداللہ بن جعدہ سے بات کی اور اس سے کہا: میں اس شخص یعنی مختار سے محفوظ نہیں ہوں، تو میرے لیے اس سے امان لے لو۔ تو اس نے ایسا کیا۔ کہا: تو میں نے اس کی امان نامہ دیکھا اور اسے پڑھا اور وہ یہ تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم ، هذا أمان من المختار بن أبي عبيد لعمر بن سعد بن أبي وقاص ، إنك آمن بأمان الله على نفسك وأهلك ومالك وأهل بيتك وولدك ، لا تؤاخذ بحدث كان منك قديماً ما سمعت وأطعت ولزمت رحلك وأهلك ومصرك ، فمن لقي عمر بن سعد من شرطة الله وشيعة آل محمد (صلى الله عليه وآله) وغيرهم من الناس فلا يعرض له إلاَّ بخير ، شهد السائب بن مالك ، وأحمر بن شميط ، وعبدالله بن شدَّاد ، وعبدالله بن كامل وجعل المختار على نفسه عهد الله وميثاقه ليفين لعمر بن سعد بما أعطاه من الأمان إلاَّ أن يحدث حدثاً ، وأشهد الله على نفسه وكفى بالله شهيداً.

بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ مختار بن ابی عبید کی طرف سے عمر بن سعد بن ابی وقاص کے لیے امان ہے، بے شک تو اللہ کی امان سے اپنی جان، اپنے اہل، اپنے مال، اپنے گھر والوں اور اپنی اولاد پر محفوظ ہے، تجھ سے کوئی پرانا واقعہ نہیں پوچھا جائے گا جب تک تو سنتا اور اطاعت کرتا رہے اور اپنے گھر، اپنے اہل اور اپنے شہر میں رہے۔ پس جو کوئی شرطۃ اللہ اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے شیعوں اور دیگر لوگوں میں سے عمر بن سعد سے ملے تو وہ اس سے بھلائی کے سوا کچھ نہ کرے۔ گواہی دی سائب بن مالک، احمر بن شمیط، عبداللہ بن شداد، اور عبداللہ بن کامل نے، اور مختار نے اپنے اوپر اللہ کا عہد ومیثاق لیا کہ وہ عمر بن سعد کے ساتھ جو امان دیا ہے اسے پورا کرے گا مگر یہ کہ وہ کوئی نیا واقعہ کرے، اور اللہ کو اپنے اوپر گواہ بنایا اور اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔

قال : وكان أبو جعفر محمد بن علي (عليهما السلام) يقول : أمَّا أمان المختار لعمر بن سعد إلاَّ أن يحدث حدثاً فإنه كان يريد به إذا دخل الخلاء فأحدث.

کہا: اور ابو جعفر محمد بن علی (علیہما السلام) فرماتے تھے: مختار کی عمر بن سعد کو امان میں "مگر یہ کہ وہ کوئی نیا واقعہ کرے" سے ان کی مراد یہ تھی کہ جب وہ بیت الخلا میں جائے اور حاجت کرے۔

قال : فلمَّا جاءه العريان بهذا خرج من تحت ليلته حتى أتى حمَّامه ، ثمَّ قال في

کہا: جب عریان اس کے پاس یہ خبر لے کر آیا تو وہ اپنی رات کے اندھیرے میں نکلا یہاں تک کہ اپنے حمام میں آیا، پھر کہا

نفسه : أنزل داري ، فرجع فعبر الروحاء ، ثمَّ أتى داره غدوة ، وقد أتى حمَّامه ، فأخبر مولى له بما كان من أمانه وبما أريد منه ، فقال له مولاه : وأيُّ حدث أعظم مما صنعت ، إنك تركت رحلك وأهلك ، وأقبلت إلى ها هنا ، ارجع إلى رحلك ولا تجعل للرجل عليك سبيلا ، فرجع إلى منزله فأُتي المختار بانطلاقه ، فقال : كلا ، إن في عنقه سلسلة ستردّه ، لو جهد أن ينطلق ما استطاع.

اپنے آپ سے: میں اپنے گھر اتروں گا، پھر وہ لوٹا اور روحاء سے گزرا، پھر صبح کے وقت اپنے گھر آیا، اور اپنے حمام میں آیا تھا، تو اس نے اپنے غلام کو اپنی امان کے بارے میں اور جو اس سے مطلوب تھا اس کے بارے میں خبر دی، تو اس کے غلام نے اس سے کہا: اور کون سا واقعہ اس سے بڑا ہے جو تم نے کیا، بے شک تم نے اپنا سامان اور اپنے اہل کو چھوڑا، اور یہاں آ گئے، اپنے سامان کی طرف لوٹ جاؤ اور اس شخص کے لیے اپنے اوپر کوئی راستہ نہ بناؤ، پس وہ اپنے گھر لوٹ گیا تو مختار کو اس کے چلے جانے کی خبر ملی، تو اس نے کہا: ہرگز نہیں، بے شک اس کی گردن میں ایک زنجیر ہے جو اسے لوٹا لائے گی، اگر وہ کوشش بھی کرے کہ چلا جائے تو نہیں جا سکتا۔

قال : وأصبح المختار فبعث إليه أبا عمرة ، وأمره أن يأتيه به ، فجاءه حتى دخل عليه ، فقال : أجب ، فقام عمر فعثر في جبّة له ، ويضربه أبو عمرة بسيفه ، فقتله ، وجاء برأسه في أسفل قبائه حتى وضعه بين يدي المختار ، فقال المختار لابنه حفص بن عمر بن سعد ـ وهو جالس عنده ـ أتعرف هذا الرأس ؟ فاسترجع ، وقال : نعم ، ولا خير في العيش بعده ، قال له المختار : صدقت فإنك لا تعيش بعده ، فأمر به فقُتل فإذا رأسه مع رأس أبيه.

کہا: اور مختار نے صبح کی تو ابو عمرہ کو اس کی طرف بھیجا، اور اسے حکم دیا کہ اسے اس کے پاس لے آئے، تو وہ اس کے پاس آیا یہاں تک کہ اس کے پاس داخل ہوا، اور کہا: جواب دو، تو عمر کھڑا ہوا اور اپنے جبے میں ٹھوکر کھائی، اور ابو عمرہ نے اپنی تلوار سے اسے مارا، پس اسے قتل کر دیا، اور اس کا سر اپنے لباس کے نچلے حصے میں لے کر آیا یہاں تک کہ اسے مختار کے سامنے رکھ دیا، تو مختار نے اس کے بیٹے حفص بن عمر بن سعد سے کہا – اور وہ اس کے پاس بیٹھا تھا – کیا تم اس سر کو پہچانتے ہو؟ تو اس نے انا للہ پڑھا، اور کہا: ہاں، اور اس کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں، مختار نے اس سے کہا: تم نے سچ کہا پس بے شک تم اس کے بعد زندہ نہیں رہو گے، پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے قتل کر دیا گیا، پس اس کا سر اپنے باپ کے سر کے ساتھ تھا۔

ثمَّ إن المختار قال : هذا بحسين ، وهذا بعلي بن حسين رحمهما الله ، ولا سواء ، والله لو قتلت ثلاثة أرباع قريش ما وفوا بأنملة من أنامله ، فلمَّا قتل المختار عمر بن سعد وابنه بعث برأسيهما مع مسافر بن سعيد بن نمران الناعطي ، وظبيان بن عمارة التميمي حتى قدما به على محمد بن الحنفية ، وكتب إلى ابن الحنفية في ذلك كتاباً [1]

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 45/56 ـ 58 ، تاريخ الطبري : 4/531 ـ 532.

.

پھر مختار نے کہا: یہ حسین کے بدلے ہے، اور یہ علی بن حسین کے بدلے ہے اللہ ان دونوں پر رحم کرے، اور برابر نہیں ہیں، اللہ کی قسم ! اگر میں قریش کے تین چوتھائی کو قتل کر دوں تو وہ ان کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کا بدلہ نہیں دے سکتے، پس جب مختار نے عمر بن سعد اور اس کے بیٹے کو قتل کیا تو ان کے سروں کو مسافر بن سعید بن نمران ناعطی، اور ظبیان بن عمارہ تمیمی کے ساتھ بھیجا یہاں تک کہ وہ دونوں اسے محمد بن حنفیہ کے پاس لے کر آئے، اور اس نے ابن حنفیہ کو اس سلسلے میں ایک خط لکھا۔

وأمَّا حرملة بن كاهل فقد انتقم الله تعالى منه شرَّ انتقام ، فهو قاتل عبدالله الرضيع ، وهو الذي رمى العباس بن أمير المؤمنين (عليه السلام) بسهم فأصاب عينه ، وهو الذي حمل رأس الحسين (عليه السلام) ، وقد انتقم الله منه على يد المختار الثقفي ، روى الشيخ الطوسي عليه الرحمة ، عن المنهال بن عمرو قال : دخلت على علي بن الحسين (عليهما السلام) منصرفي من مكة ، فقال لي : يا منهال ، ما صنع حرملة بن كاهلة الأسدي ؟ فقلت : تركته حيّاً بالكوفة ، قال : فرفع يديه جميعاً ، فقال : اللهمَّ أذقه حرَّ الحديد ، اللهمَّ

اور حرملہ بن کاہل کے بارے میں، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بدترین انتقام لیا، پس وہی عبداللہ رضیع کا قاتل ہے، اور وہی ہے جس نے عباس بن امیر المؤمنین (علیہ السلام) کو تیر سے مارا اور اس کی آنکھ کو لگا، اور وہی ہے جس نے حسین (علیہ السلام) کا سر اٹھایا، اور اللہ نے مختار ثقفی کے ہاتھوں اس سے انتقام لیا، شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے منہال بن عمرو سے روایت کی، انہوں نے کہا: میں علی بن حسین (علیہما السلام) کے پاس مکہ سے لوٹتے ہوئے داخل ہوا، تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے منہال، حرملہ بن کاہلہ اسدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا: میں نے اسے کوفہ میں زندہ چھوڑا ہے، کہا: تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، پھر فرمایا: اے اللہ ! اسے لوہے کی گرمی چکھا، اے اللہ !

أذقه حرَّ الحديد ، اللهمَّ أذقه حرَّ النار. قال المنهال : فقدمت الكوفة ، وقد ظهر المختار بن أبي عبيد ، وكان لي صديقاً ، قال : فكنت في منزلي أياماً حتى انقطع الناس عنّي ، وركبت إليه فلقيته خارجاً من داره ، فقال : يا منهال ، لم تأتنا في ولايتنا هذه ، ولم تهنّئنا بها ، ولم تُشركنا فيها ؟ فأعلمته أني كنت بمكة ، وأني قد جئتك الآن ، وسايرته ونحن نتحدَّث حتى أتى الكناس ، فوقف وقوفاً كأنه ينتظر شيئاً ، وقد كان أُخبر بمكان حرملة ابن كاهلة ، فوجَّه في طلبه ، فلم نلبث أن جاء قوم يركضون ، وقوم يشتدّون حتى قالوا : أيُّها الأمير ، البشارة ، قد أُخذ حرملة بن كاهلة ، فما لبثنا أن جيء به ، فلما نظر إليه المختار قال لحرملة : الحمد لله الذي مكَّنني منك ، ثمَّ قال الجزّار الجزّار ، فأتي بجزّار ، فقال له : اقطع يديه ، فقُطعتا ، ثمَّ قال له : اقطع رجليه ، فقُطعتا ، ثم قال : النار النار ، فأتي بنار وقصب فأُلقي عليه واشتعلت فيه النار.

اسے لوہے کی گرمی چکھا، اے اللہ ! اسے آگ کی گرمی چکھا۔ منہال نے کہا: پھر میں کوفہ آیا، اور مختار بن ابی عبید ظاہر ہو چکا تھا، اور وہ میرا دوست تھا، کہا: تو میں کئی دن اپنے گھر میں رہا یہاں تک کہ لوگ مجھ سے الگ ہو گئے، اور میں اس کی طرف سوار ہو کر گیا تو میں اسے اس کے گھر سے نکلتے ہوئے ملا، تو اس نے کہا: اے منہال، تم ہماری اس حکومت میں ہمارے پاس نہیں آئے، اور نہ ہمیں اس پر مبارکباد دی، اور نہ اس میں ہمارے ساتھ شریک ہوئے؟ تو میں نے اسے بتایا کہ میں مکہ میں تھا، اور میں اب آیا ہوں، اور میں اس کے ساتھ چلا اور ہم گفتگو کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ کناس پہنچا، تو اس نے ایسے ٹھہر کر کھڑے ہونے کا انداز کیا گویا وہ کسی چیز کا انتظار کر رہا ہو، اور اسے حرملہ بن کاہلہ کی جگہ کی خبر دی گئی تھی، تو اس نے اس کی تلاش میں بھیجا تھا، پس ہمیں زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئے، اور کچھ لوگ تیزی سے چلتے ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے کہا: اے امیر، خوشخبری، حرملہ بن کاہلہ پکڑا گیا ہے، پس ہمیں زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ اسے لایا گیا، پس جب مختار نے اس کی طرف دیکھا تو حرملہ سے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے تم پر قابو دیا، پھر کہا: قصائی، قصائی، تو قصائی کو لایا گیا، تو اس نے اس سے کہا: اس کے ہاتھ کاٹ دو، تو وہ کاٹ دیے گئے، پھر اس سے کہا: اس کے پاؤں کاٹ دو، تو وہ کاٹ دیے گئے، پھر کہا: آگ، آگ، تو آگ اور سرکنڈے لائے گئے اور اس پر ڈالے گئے اور اس میں آگ بھڑک اٹھی۔

فقلت : سبحان الله! فقال لي : يا منهال ، إن التسبيح لحَسن ، ففيم سبَّحت ؟ فقلت : أيُّها الأمير ، دخلت في سفرتي هذه منصرفي من مكة على علي بن الحسين (عليهما السلام) فقال لي : يا منهال ، ما فعل حرملة بن كاهلة الأسدي ؟ فقلت : تركته حيّاً بالكوفة ، فرفع يديه جميعاً فقال : اللهم أذقه حرَّ الحديد ، اللهم أذقه حرَّ الحديد ، اللهم أذقه حرَّ النار.

تو میں نے کہا: سبحان اللہ ! تو اس نے مجھ سے کہا: اے منہال، بے شک تسبیح اچھی ہے، پس تم نے کس لیے تسبیح کی؟ میں نے کہا: اے امیر، میں اپنے اس سفر میں مکہ سے لوٹتے ہوئے علی بن حسین (علیہما السلام) کے پاس داخل ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے منہال، حرملہ بن کاہلہ اسدی نے کیا کیا؟ تو میں نے کہا: میں نے اسے کوفہ میں زندہ چھوڑا ہے، تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ ! اسے لوہے کی گرمی چکھا، اے اللہ ! اسے لوہے کی گرمی چکھا، اے اللہ ! اسے آگ کی گرمی چکھا۔

فقال لي المختار : أسمعت علي بن الحسين (عليهما السلام) يقول هذا ؟ فقلت : والله لقد سمعته ، قال : فنزل عن دابته ، وصلَّى ركعتين فأطال السجود ، ثمَّ قام فركب ، وقد احترق حرملة ، وركبت معه وسرنا ، فحاذيت داري ، فقلت : أيُّها الأمير ، إن رأيت أن تُشرِّفني وتُكرمني وتنزل عندي وتحرم بطعامي ، فقال : يا منهال ، تعلمني أن علي بن الحسين (عليه السلام) دعا بأربع دعوات فأجابه الله على يدي ، ثمَّ تأمرني أن آكل! هذا يومُ صوم شكراً لله عزَّ وجلَّ على ما فعلته بتوفيقه [1]

الآمالي ، الطوسي : 238 ـ 239 ح 15.

تو مختار نے مجھ سے کہا: کیا تم نے علی بن حسین (علیہما السلام) کو یہ کہتے سنا؟ تو میں نے کہا: اللہ کی قسم ! میں نے سنا، کہا: تو وہ اپنی سواری سے اترا، اور دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ لمبا کیا، پھر کھڑا ہوا اور سوار ہوا، اور حرملہ جل چکا تھا، اور میں اس کے ساتھ سوار ہوا اور ہم چلے، پھر میں اپنے گھر کے برابر سے گزرا، تو میں نے کہا: اے امیر، اگر آپ کی رائے ہو کہ آپ مجھے شرف بخشیں اور عزت دیں اور میرے پاس اتریں اور میرے کھانے سے تبرک حاصل کریں، تو اس نے کہا: اے منہال، تم مجھے بتاتے ہو کہ علی بن حسین (علیہ السلام) نے چار دعائیں کیں اور اللہ نے میرے ہاتھوں ان کو قبول فرمایا، پھر تم مجھے کھانے کا حکم دیتے ہو ! یہ دن اللہ عزوجل کے لیے شکر کا روزہ ہے اس پر جو اس نے اپنی توفیق سے مجھ سے کرایا۔

فلعنة الله على حرملة بن كاهل الذي فجع أهل البيت (عليهم السلام) بقتله عبدالله الرضيع ، فلم تكن في قلبه شفقة ولا رحمة على رضيع الحسين (عليه السلام) فبأي ذنب قتله ، ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول في مقتل عبدالله الرضيع ومصيبة الفاطميات في السبا :

پس اللہ کی لعنت ہو حرملہ بن کاہل پر جس نے اہل بیت (علیہم السلام) کو عبداللہ رضیع کے قتل سے رنجیدہ کیا، اور اس کے دل میں حسین (علیہ السلام) کے شیر خوار پر کوئی شفقت اور رحم نہیں تھی، پس اس نے کس گناہ پر اسے قتل کیا، اور اللہ سید حیدر حلی علیہ الرحمۃ پر رحم کرے جب وہ عبداللہ رضیع کے قتل اور فاطمی خواتین کی اسیری کی مصیبت میں فرماتے ہیں:

وَمُنْعَطِف أهوى لتقبيلِ طِفْلِهِ فَقَبَّلَ منه قَبْلَه السَّهْمُ مَنْحَرا
لقد وُلِدَا في سَاعَة هو والرَّدَى وَمِنْ قَبْلِهِ في نَحْرِه السَّهْمُ كبَّرا
وفي السَّبْيِ مما يصطفي الخِدْرُ نِسْوَةٌ يعزُّ على فتيانِها أن تُسَيَّرا
حَمَتْ خِدْرَها يَقْظَى وودَّت بنومِهَا تَرُدُّ عليها جَفْنَها لا على الكَرَى
فَأَضْحَتْ ولا من قَوْمِها ذو حفيظة يقومُ وَرَاءَ الخِدْرِ عنها مُشَمِّرا
مشى الدَّهْرُ يومَ الطفِّ أعمى فلم يَدَعْ عِمَاداً لها إلاَّ وفيه تَعَثَّرا
وَجَشَّمَها الْمَسْرَى بِبَيْدَاءَ قَفْرَة وَلَمْ تَدْرِ قَبْلَ الطفِّ ما البيدُ والسُّرَى
وَلَمْ تَرَ حتَّى عينُها ظِلَّ شَخْصِها
إِلَى أَنْ بَدَت في الغاضريَّةِ حُسَّرَا [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 63.

اور جھکنے والا جھکا اپنے بچے کو بوسہ دینے کے لیے
تو اس سے پہلے تیر نے اس کی گردن کو بوسہ دیا
بے شک دونوں ایک ہی گھڑی میں پیدا ہوئے وہ اور موت
اور اس سے پہلے اس کی گردن میں تیر نے تکبیر کہی
اور قیدی خواتین میں سے جنہیں پردہ منتخب کرتا ہے
ان کے جوانوں پر بھاری ہے کہ وہ لے جائی جائیں
اپنے پردے کی حفاظت کی بیداری میں اور چاہا نیند میں
اپنی پلک کو لوٹائیں نہ کہ خواب پر
پس صبح ہوئی اور ان کی قوم میں کوئی حفاظت کرنے والا نہیں
جو پردے کے پیچھے ان کے لیے تیار ہو کر کھڑا ہو
زمانہ طف کے دن اندھا چلا اور نہیں چھوڑا
ان کا کوئی ستون مگر اس میں لڑکھڑایا
اور انہیں ویران بیابان میں سفر کی تکلیف دی
اور طف سے پہلے نہیں جانتی تھیں کہ صحرا کیا ہے اور سفر کیا ہے
اور نہیں دیکھا یہاں تک کہ ان کی آنکھ نے اپنی شکل کا سایہ
یہاں تک کہ غاضریہ میں بے پردہ ظاہر ہوئیں۔

المجلس السادس عشر

ظلامات أهل البيت (عليهم السلام) واضطهادهم

وما جرى عليهم من القتل والتشريد

جاء في بعض زيارات أئمّة أهل البيت (عليهم السلام) : وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانه ، وقتيل بالعراء قد رُفع فوق القناة رأسه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجرع السمِّ أمعاؤه ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العليِّ

سولہویں مجلس

اہل بیت (علیہم السلام) کے مظالم اور ان پر ظلم و ستم

اور ان پر قتل اور جلاوطنی سے جو کچھ گزرا

ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارات میں آیا ہے: اور آپ لوگ محراب میں قتل ہونے والے کے درمیان ہیں جس کی تلوار نے کھوپڑی چیر دی، اور جنازے پر شہید ہونے والے کے درمیان جس کے کفن تیروں سے چھید دیے گئے، اور کھلے میدان میں مقتول کے درمیان جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا، اور قید خانے میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے کے درمیان جس کے اعضاء لوہے سے کچلے گئے، اور زہر دیے گئے کے درمیان جس کی آنتیں زہر کے گھونٹوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئیں، پس ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ بلند و برتر کی۔

العظيم ، ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

مَا ذَنْبُ أَهْلِ البيتِ حتَّـى مِنْهُمُ أَخْلَوا رُبُوعَهْ

تركوهُمُ شتَّى مصائبُهُمْ وأجمعُهَا فظيعَهْ فَمُغَيَّبٌ كالبدرِ ترتقبُ الـ

وَرَى شَوْقاً طُلُوعَه ومُكَّابِدٌ للسمِّ قَدْ سُقِيَتْ حُشَاشَتُهُ نَقِيعَه

وَمُضَرَّجٌ بالسيفِ آ ثَرَ عِزَّهُ وأبى خُضُوعَه

عظیم کی، اور اللہ سید حیدر حلی علیہ الرحمۃ پر رحم کرے جب وہ فرماتے ہیں:

اہل بیت کا کیا گناہ تھا یہاں تک کہ

ان کے مکانات کو ان سے خالی کر دیا

انہیں چھوڑ دیا مختلف مصیبتوں میں

اور ان سب کو اکٹھا کرتے ہوئے سخت ترین

مصیبت میں

پس ایک چاند کی طرح غائب جس کے

طلوع کا لوگ شوق سے انتظار کرتے ہیں

اور ایک زہر کا مقابلہ کرنے والا

جس کے جگر کو زہر کا گھونٹ پلایا گیا

اور ایک تلوار سے لہولہان

جس نے اپنی عزت کو ترجیح دی اور سر جھکانے سے

انکار کیا

وقد أخبر رسول الله (صلى الله عليه وآله) هذه الأمّة بما يجري على أهل بيته (عليهم السلام) من القتل والتشريد والإضطهاد ، وما يقع عليهم من الظلم والعدوان. روي عن عبدالله بن مسعود قال : أتينا رسول الله (صلى الله عليه وآله) فخرج إلينا مستبشراً ، يُعرف السرور في وجهه ، فما سألناه عن شيء إلاّ أخبرنا به ، ولا سكتنا إلاّ ابتدأنا ، حتى مرَّت فتية من بني هاشم فيهم الحسن والحسين (عليهما السلام) ، فلمَّا رآهم التزمهم وانهملت عيناه ، فقلنا : يا رسول الله! ما نزال نرى في وجهك شيئاً نكرهه ؟

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس امت کو اس بارے میں خبر دی تھی جو آپ کے اہل بیت (علیہم السلام) پر قتل اور جلاوطنی اور ظلم و ستم کی شکل میں گزرے گی، اور جو ظلم و عدوان ان پر واقع ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ہماری طرف خوش و خرم ہو کر تشریف لائے، آپ کے چہرے پر خوشی نمایاں تھی، ہم نے جس چیز کے بارے میں بھی پوچھا آپ نے ہمیں بتایا، اور جب ہم خاموش ہوئے تو آپ نے خود ابتدا فرمائی، یہاں تک کہ بنی ہاشم کے کچھ نوجوان گزرے جن میں حسن اور حسین (علیہما السلام) بھی تھے، جب آپ نے انہیں دیکھا تو انہیں گلے لگایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! ہم آپ کے چہرے پر ایسی کیفیت دیکھ رہے ہیں جسے ہم ناپسند کرتے ہیں؟

فقال (صلى الله عليه وآله) : إنّا أهل بيت اختار الله لنا الآخرة على الدنيا ، وإنه سيلقى أهل بيتي من بعدي تطريداً ، وتشريداً في البلاد ، حتى ترتفع رايات سود من المشرق فيسألون الحق فلا يُعطونه ، ثمَّ يسألونه فلا يُعطونه ، ثمَّ يسألونه فلا يُعطونه ، فيقاتلون فيُنصرون ، فمن أدركه منكم أو من أعقابكم فليأت إمام أهل بيتي ولو حبواً على الثلج ، فإنها رايات هدى ، يدفعونها إلى رجل من أهل بيتي يواطىء اسمه اسمي.. فيملك الأرض ، فيملأها قسطاً وعدلا كما ملئت جوراً وظلماً [1]

المستدرك على الصحيحين ، الحاكم : 4/511 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 10/85.

.

تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک ہم اہل بیت ہیں جن کے لیے اللہ نے دنیا پر آخرت کو منتخب فرمایا، اور بے شک میرے اہل بیت پر میرے بعد جلاوطنی اور ملکوں میں پراگندگی آئے گی، یہاں تک کہ مشرق سے سیاہ جھنڈے بلند ہوں گے، وہ حق کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، پھر وہ مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، پھر وہ مطالبہ کریں گے لیکن انہیں نہیں دیا جائے گا، تو وہ جنگ کریں گے اور انہیں فتح نصیب ہوگی، پس تم میں سے یا تمہاری اولاد میں سے جو بھی اسے پائے وہ میرے اہل بیت کے امام کے پاس آئے، چاہے برف پر گھٹنوں کے بل چل کر ہی کیوں نہ آنا پڑے، کیونکہ یہ ہدایت کے جھنڈے ہیں، وہ انہیں میرے اہل بیت کے ایک شخص کو دیں گے جس کا نام میرے نام سے موافق ہوگا، وہ زمین پر حکومت کرے گا اور اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

وروي عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال : إن أهل بيتي سيلقون من بعدي من أمتي قتلا وتشريداً ، وإن أشدَّ قومنا لنا بغضاً بنو أمية ، وبنو المغيرة ، وبنو مخزوم [1]

المستدرك على الصحيحين : 4/534 ح 8500 ، قال الحاكم : هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ، الفتن ، نعيم بن حماد : 1/131 ح 319.

.

اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک میرے اہل بیت میری امت کی طرف سے میرے بعد قتل اور جلاوطنی کا سامنا کریں گے، اور ہماری قوم میں سب سے زیادہ ہم سے دشمنی رکھنے والے بنو امیہ، بنو مغیرہ، اور بنو مخزوم ہیں۔

قال المناوي : وروي في الحديث : من آل بيتي مسموم ، ومقتول ، ومحروق ، قال : وفُسِّر الأول بالحسن (عليه السلام) ، والثاني بالحسين (عليه السلام) ، والثالث بزيد بن علي (عليه السلام) [2]

الكواكب الدرية ، المناوي : 4/303.

.

مناوی نے کہا: اور حدیث میں روایت ہے: میرے اہل بیت میں سے ایک مسموم ہے، ایک مقتول ہے، اور ایک محروق ہے، انہوں نے کہا: پہلے کی تفسیر حسن (علیہ السلام) سے، دوسرے کی حسین (علیہ السلام) سے، اور تیسرے کی زید بن علی (علیہ السلام) سے کی گئی ہے۔

وقد أوصى المصطفى (صلى الله عليه وآله) هذه الأمّة بحفظ عترته وأهل بيته (عليهم السلام) ، ولكن هذه الأمة لم ترع حقَّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) في عترته ، فانظر أُيها الموالي ماذا فعلوا بهم ، وما جرى عليهم من قتلهم ، وسفك دمائهم ، وتشريدهم عن أوطانهم ، وحبسهم في المطامير ، وغير ذلك من ألوان العذاب والتنكيل ، من ولاة الجور والظلمة ، فتناسوا كلَّ وصايا النبي (صلى الله عليه وآله) وكأنهم لم يسمعوا شيئاً من وصاياه في حقّ عترته وأبنائه الطاهرين (عليهم السلام).

اور مصطفی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس امت کو اپنی عترت اور اہل بیت (علیہم السلام) کی حفاظت کی وصیت فرمائی تھی، لیکن اس امت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا حق ان کی عترت میں ادا نہیں کیا، پس اے موالی! دیکھو انہوں نے ان کے ساتھ کیا کیا، اور ان پر کیا گزری ان کے قتل سے، ان کے خون بہانے سے، ان کی جلاوطنی ان کے وطن سے، ان کی قید قید خانوں میں، اور دیگر طرح طرح کے عذاب اور تشدد سے، جابر و ظالم حکمرانوں کی طرف سے، پس انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تمام وصیتیں فراموش کر دیں گویا انہوں نے اپنی عترت اور پاکیزہ اولاد (علیہم السلام) کے حق میں آپ کی وصیتوں میں سے کچھ نہیں سنا تھا۔

قال الباري تعالى عن اليتيمين في القرآن الكريم : « وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً » [3]

سورة الكهف ، الآية : 82.

. وجاء في تفسير هذه الآية عن ابن عباس وجابر وأبي عبدالله الصادق (عليه السلام) : إن الله يصلح بصلاح الرجل ولده وولد ولده ، ويحفظه في ذرّيّته ، وكان السابع [4]

وقيل التاسع ، وقيل العاشر ، راجع فتح القدير ، الشوكاني 3/304 مورد الآية.

من آبائهما [5]

راجع : الدر المنثور ، السيوطي : 4/235 ، فتح القدير ، الشوكاني : 3/306 وص 304 مورد الآية.

.

باری تعالی نے قرآن کریم میں دو یتیموں کے بارے میں فرمایا: «وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً» (اور وہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں تھے اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا)۔ اور اس آیت کی تفسیر میں ابن عباس اور جابر اور ابو عبداللہ صادق (علیہ السلام) سے آیا ہے: بے شک اللہ کسی شخص کی صلاحیت کی وجہ سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کی اصلاح فرماتا ہے، اور اس کی ذریت میں اس کی حفاظت کرتا ہے، اور (یہ دیوار) ان کے آباء میں ساتویں تھا۔

وقال المقريزي : فإذا صحَّ أن الله سبحانه قد حفظ غلامين لصلاح أبيهما فيكون قد حفظ الأعقاب برعاية الأسلاف ، وإن طالت الأحقاب ، ومن ذلك ما جاء في الأثر أن حمام الحرم من حمامتين عشَّشتا على فم الغار الذي اختفى فيه

رسول الله (صلى الله عليه وآله) [1]

راجع الصواعق المحرقة : 242 ط. مصر ، و 361 ط. بيروت ـ خاتمة في ذكر أمور مهمة.

فلذلك حَرُمَ حَمامُ الحرم ، وإذا كان كذلك فمحمد (صلى الله عليه وآله) أحرى وأولى وأحقّ وأجدر أن يحفظ الله تعالى ذرّيّته ، فإنه إمام الصلحاء ، وما أصلح الله فسادَ خَلقِه إلاّ به [2]

فضل آل البيت ، المقريزي : 110.

.

اور مقریزی نے کہا: پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ اللہ سبحانہ نے دو بچوں کی ان کے باپ کی صلاحیت کی وجہ سے حفاظت کی تو یہ ثابت ہوا کہ اللہ نے اسلاف کی رعایت سے اعقاب کی حفاظت فرمائی، اگرچہ زمانے لمبے ہو جائیں، اور اسی میں سے وہ ہے جو اثر میں آیا ہے کہ حرم کے کبوتر ان دو کبوتروں سے ہیں جنہوں نے اس غار کے منہ پر گھونسلہ بنایا تھا جس میں چھپے تھے

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، اسی لیے حرم کے کبوتر حرام ہیں، اور جب یہ ثابت ہے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس بات کے زیادہ لائق اور اولی اور حقدار اور سزاوار ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی ذریت کی حفاظت فرمائے، کیونکہ آپ تمام نیکوکاروں کے امام ہیں، اور اللہ نے اپنی مخلوق کی خرابی کو سنوارا نہیں مگر آپ کے ذریعے۔

وروي عن الإمام الحسن (عليه السلام) أنه قال لبعض الخوراج : بمَ حفظ الله مال الغلامين ؟ قال : بصلاح أبيهما ، قال : فأبي وجدّي خيرٌ منه!! [3]

تفسير الرازي : 21/162 مورد الآية.

.

اور امام حسن (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے بعض خوارج سے فرمایا: کس چیز سے اللہ نے ان دونوں لڑکوں کے مال کی حفاظت کی؟ اس نے کہا: ان کے باپ کی نیکی کی وجہ سے۔ آپ نے فرمایا: تو میرے باپ اور میرے دادا اس سے بہتر ہیں!!

وروي عن الإمام علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : ألا إن الله ذكر أقواماً بآبائهم فحفظ الأبناء للآباء ، قال تعالى : « وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً » ولقد حدَّثني أبي عن آبائه أنه التاسع من ولده ، ونحن عترة رسول الله احفظوها لرسول الله (صلى الله عليه وآله) [4]

رشفة الصادي ، ابن شهاب الشافعي : 91 باب 9.

.

اور امام علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: آگاہ رہو! بے شک اللہ نے بعض اقوام کا ذکر ان کے آباء کے ذریعے فرمایا اور باپوں کی وجہ سے بیٹوں کی حفاظت فرمائی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً» (اور ان کا باپ نیک آدمی تھا)، اور مجھے میرے والد نے اپنے آباء سے حدیث بیان کی کہ ان کی اولاد میں نویں ہیں، اور ہم رسول اللہ کی عترت ہیں، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خاطر ہماری حفاظت کرو۔

وروي عن الإمام الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : احفظوا فينا ما حفظ العبد الصالح في اليتيمين [5]

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 175 ط. مصر ، 266 ط. بيروت ، المقصد الثالث من الآية الرابعة ، فضائل آل البيت ، المقريزي : 109.

. وجاء عن ابن عباس (رضي الله عنه) ، في قوله تعالى : « وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً » قال : حُفظا لصلاح أبيهما ، وما ذكر عنهما صلاحاً [6]

المستدرك ، الحاكم : 2/369 ، فضل آل البيت ، المقريزي : 109.

.

اور امام صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے بارے میں وہ حفاظت کرو جو نیک بندے نے دونوں یتیموں کے بارے میں کی۔ اور ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے اللہ تعالیٰ کے قول «وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحاً» (اور ان کا باپ نیک آدمی تھا) کے بارے میں آیا ہے، انہوں نے کہا: ان کے باپ کی نیکی کی وجہ سے ان کی حفاظت کی گئی، اور ان دونوں کی نیکی کا ذکر نہیں ہوا۔

وقال الكاتب عبد الحليم الجندي : فليس في تأريخ البشرية كلِّها أسرةٌ شُرِّدت وجُرِّدت ، وذاقت العذاب والاسترهاب ، مثل أهل بيت النبي (صلى الله عليه وآله) ، بدأ بهم تأريخ الإسلام مجده ، واستمر فيهم بعبرته وعظمتهم ، قدَّم أبوهم للبشريَّة أسباب خلاصها بكتاب الله وسنة الرسول (صلى الله عليه وآله) ، وقدَّم أهل بيته أرواحهم في سبيل القيم التي نزل بها القرآن ، وجاءت بها السنَّة ، كانت مصابيحُهم تتحطَّم ، لكنَّ

شعلتهم لا تنطفىء ، لتخلِّد الجهاد والاستشهاد والإرشاد ، بالمثل العالي الذي كانوه ، والضوء الذي لم تمنع الموانع من انتشاره ، وعلَّم فيه أبناءُ النبي (صلى الله عليه وآله) أمتَه بعض علومه : أن الاستشهاد حياة للمستشهدين وللأحياء جيمعاً [1]

الإمام جعفر الصادق (عليه السلام) ، عبد الحليم الجندي : 111.

.

اور کاتب عبد الحلیم الجندی نے کہا: پوری انسانی تاریخ میں کوئی خاندان ایسا نہیں جسے اتنا بے وطن کیا گیا، لُٹا گیا، اور ایسے عذاب اور دہشت کا مزہ چکھایا گیا جیسے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کو۔ ان کے ساتھ اسلام کی تاریخ نے اپنی شان شروع کی، اور ان میں اپنی عبرت اور عظمت کے ساتھ جاری رہی۔ ان کے باپ نے انسانیت کو نجات کے اسباب پیش کیے کتاب اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی سنت کے ذریعے، اور ان کے اہل بیت نے اپنی جانیں ان اقدار کی راہ میں پیش کیں جن کے ساتھ قرآن نازل ہوا اور سنت آئی۔ ان کے چراغ ٹوٹتے رہے، لیکن

ان کی شعلہ بجھتی نہیں، تاکہ جہاد اور شہادت اور رہنمائی کو لازوال بنائے، اس اعلیٰ مثال سے جو وہ تھے، اور اس روشنی سے جس کی پھیلنے سے رکاوٹیں نہ روک سکیں، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے فرزندوں نے اپنی امت کو اپنے علوم میں سے کچھ سکھایا: کہ شہادت شہیدوں کے لیے اور تمام زندوں کے لیے زندگی ہے۔

وناهيك ـ أيُّها الموالي ـ لو سمعت كلمات أهل البيت (عليهم السلام) فيما جرى عليهم من الظلمة من الجور والعدوان والظلم والاستبداد ، فاستمع إلى كلماتهم التي خرجت من صدور مكلومة بالألم ، طفح بها الكيل حتى أصبحت مما عانته من ولاة الجور وملؤها حسرةٌ وألم ، فأصبحوا في الأُمة التي خلَّفهم فيها رسول الله (صلى الله عليه وآله) بمنزلة بني إسرائيل في آل فرعون ، يذبِّحون أنباءهم ويستحيون نساءهم.

اور آپ کے لیے کافی ہے – اے موالی – اگر آپ اہل بیت (علیہم السلام) کے وہ کلمات سن لیں جو ان پر ظالموں کی طرف سے جور و ستم، ظلم و استبداد کے بارے میں گزرے، تو ان کے کلمات سنیے جو درد سے زخمی سینوں سے نکلے، ان کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا یہاں تک کہ جو کچھ انہوں نے ظالم حکمرانوں سے جھیلا اس سے بھر گیا اور حسرت و الم سے لبریز ہو گیا، پس وہ اس امت میں جس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں چھوڑا تھا، آل فرعون میں بنی اسرائیل کی حیثیت میں ہو گئے، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے۔

روي عن زيد بن علي بن الحسين ، عن أبيه ، عن جده (عليهم السلام) ، قال : قال علي (عليه السلام) : كنت مع الأنصار لرسول الله (صلى الله عليه وآله) على السمع والطاعة له في المحبوب والمكروه ، فلمَّا عزَّ الإسلام ، وكثُر أهله ، قال (صلى الله عليه وآله) : يا علي ، زد فيها : على أن تمنعوا رسول الله وأهل بيته مما تمنعون منه أنفسكم وذراريكم ، قال : فحملها على ظهور القوم ، فوفى بها من وفى ، وهلك من هلك [2]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 6/44 ـ 45.

.

زید بن علی بن الحسین سے، اپنے والد سے، اپنے دادا (علیہم السلام) سے روایت ہے، انہوں نے کہا: علی (علیہ السلام) نے فرمایا: میں انصار کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر تھا، ہر محبوب اور ناپسندیدہ چیز میں۔ پھر جب اسلام عزیز ہو گیا اور اس کے ماننے والے بہت ہو گئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے علی! اس میں یہ بڑھا دو: کہ تم رسول اللہ اور اس کے اہل بیت کو اس سے بچاؤ گے جس سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچاتے ہو۔ آپ نے فرمایا: پس میں نے اسے لوگوں کی پیٹھ پر ڈالا، تو جس نے وفا کی اس نے وفا کی، اور جو ہلاک ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔

وروي أنه قيل لعلي بن الحسين (عليه السلام) : كيف أصبحت ؟ فقال (عليه السلام) : أصبحنا خائفين برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وأصبح جميع أهل الإسلام آمنين به [3]

التذكرة الحمدونية ، ابن حمدون : 9/224 رقم : 443.

.

اور روایت ہے کہ علی بن الحسین (علیہ السلام) سے پوچھا گیا: آپ کی صبح کیسی ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ذریعے خوف زدہ صبح کی، اور تمام اہل اسلام نے آپ کے ذریعے امن میں صبح کی۔

وروي عن الإمام علي بن الحسين (عليه السلام) هذه الأبيات الشريفة :

اور امام علی بن الحسین (علیہ السلام) سے یہ شریف اشعار روایت ہیں:

نحن بنو المصطفى ذوو غُصَص يَجْرَعُها في الأنامِ كَاظِمُنا
عظيمةٌ في الأنامِ مِحْنَتُنا أوَّلُنا مُبْتَلىً وآخِرُنا
يَفْرَحُ هذا الوَرَى بعيدِهِمُ ونحن أعيادُنا مآتِمُنا

ہم بنی مصطفیٰ ہیں، جو غصوں سے بھرے ہوئے ہیں
جنہیں ہمارے صبر کرنے والے لوگوں میں پلایا جاتا
ہے
لوگوں میں ہماری آزمائش بہت بڑی ہے
ہم میں سے پہلا بھی مبتلا ہے اور آخری بھی
یہ لوگ اپنی عیدوں میں خوش ہوتے ہیں
اور ہماری عیدیں ہماری مصیبتیں ہیں

والناسُ في الأَمْنِ والسُّرُورِ ولا يَأْمَنُ طُوْلَ الحَيَاةِ خَائِفُنا [1]

شجرة طوبى ، الحائري : 1/6 ، وأوردها الذهبي في سير أعلام النبلاء : 15/167 ونسبها لغير الإمام (عليه السلام).

اور لوگ امن و سرور میں ہیں اور
ہمارا خوف زدہ شخص ساری زندگی امن میں نہیں رہتا

وروى القندوزي الحنفي من مقتل أبي مخنف أن الإمام زين العابدين (عليه السلام) لمَّا وصل من الأسر إلى المدينة خطب في أهل المدينة ، وقال (عليه السلام) في خطبته :.. أيها الناس ، أصبحنا مشرَّدين مطرودين مذودين شاسعين عن الأوطان ، من غير جرم اجترمناه ، ولا مكروه ارتكبناه ، ولا ثلمة في الإسلام ثلمناها ، ولا فاحشة فعلناها ، فوالله لو أن النبي (صلى الله عليه وآله) أوصى إليهم في قتالنا لما زادوا على ما فعلوا بنا ، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون [2]

ينابيع المودة لذوي القربى ، القندوزي : 3/93.

.

اور قندوزی حنفی نے ابی مخنف کی مقتل سے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین (علیہ السلام) جب قید سے مدینہ پہنچے تو اہل مدینہ میں خطبہ دیا، اور اپنے خطبے میں فرمایا: اے لوگو! ہم بے گھر، بے وطن، جلاوطن، اپنے اوطان سے دور ہو گئے ہیں، بغیر کسی جرم کے جو ہم نے کیا ہو، اور نہ کسی مکروہ کام کے جو ہم نے کیا ہو، اور نہ اسلام میں کوئی خلل جو ہم نے پیدا کیا ہو، اور نہ کوئی فحش کام جو ہم نے کیا ہو، اللہ کی قسم! اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں ہمارے قتل کی وصیت کی ہوتی تو وہ اس سے زیادہ نہ کرتے جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا، پس ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

وقال الناشي الصغير في قصيدة له وهي بضعة عشر بيتاً ، ذكر منها الحموي قوله :

عجب لكم تُفنون قتلا بِسَيْفِكُمُ
ويسطو عليكم مَنْ لكم كان يَخْضَعُ
فما بقعةٌ في الأرض شرقاً ومغرباً وليس لكم فيها قتيلٌ ومَصْرَعُ
ظُلِمْتُم وَقُتِّلْتُم وَقُسِّمَ فَيْئُكُمْ وَضَاقَتْ بكم أرضٌ فلم يَحْمِ مَوْضِعُ
كأنَّ رسولَ اللهِ أوصى بقتِلكم وأجسامُكُمْ في كُلِّ أرض تُوَزَّعُ [3]

معجم الأدباء ، الحموي : 13/292 ـ 293 ، لسان الميزان ، ابن حجر 4/239 ـ 240.

اور ناشی صغیر نے اپنی ایک قصیدہ میں کہا جو کچھ اشعار پر مشتمل ہے، حموی نے ان میں سے یہ اشعار ذکر کیے ہیں:

تمہارے لیے تعجب ہے کہ تمہیں اپنی تلواروں سے قتل کیا جاتا ہے
اور تم پر وہ حملہ کرتا ہے جو تمہارے سامنے جھکتا تھا
زمین پر مشرق و مغرب میں کوئی جگہ نہیں
جہاں تمہارا کوئی شہید اور قتل گاہ نہ ہو
تم پر ظلم کیا گیا، تمہیں قتل کیا گیا اور تمہارا مال تقسیم کر دیا گیا
اور زمین تم پر تنگ ہو گئی اور کوئی جگہ محفوظ نہ رہی
گویا کہ رسول اللہ نے تمہارے قتل کی وصیت کی تھی
اور تمہارے اجسام ہر زمین میں تقسیم کیے جاتے ہیں

وقال السيِّد صالح النجفي القزويني عليه الرحمة المتوفى سنة 1306 هـ :

اور سید صالح نجفی قزوینی علیہ الرحمہ جو 1306 ہجری میں وفات پا گئے، نے فرمایا:

فطوسٌ لكم والكَرْخُ شَجْواً وكربلا وكوفانُ تبكي والبقيعُ وزمزمُ
وكم قد تعطَّفتم عليهم ترحُّماً فلم يعطفوا يوماً عليكم ويرحموا
فَلاَ رَبِحَتْ آلُ الطليقِ تِجَارةٌ ولا بَرِحَتْ هوناً تُسامُ وَتُرْغَمُ
فَمَا مِنْكُمُ قَدْ حرَّم اللهُ حَلَّلُوا وما لَكُمُ قد حلَّل اللهُ حَرَّمُوا
وَجَدُّهُمُ لو كان أوصى بقتلِهِمْ إليكم لَمَا زِدْتُم على ما فَعَلْتُمُ

تو طوس تمہارے لیے ہے اور کرخ سوگ میں اور کربلا
اور کوفہ روتا ہے اور بقیع اور زمزم
اور کتنا تم نے ان پر رحم کرتے ہوئے شفقت کی
مگر انہوں نے کبھی تم پر شفقت نہیں کی اور رحم نہیں کیا
تو آل طلیق کی تجارت کبھی منافع بخش نہ ہو
اور وہ ہمیشہ ذلیل و خوار رہیں
تم میں سے جو اللہ نے حرام کیا انہوں نے حلال کر دیا
اور جو تمہارے لیے اللہ نے حلال کیا انہوں نے حرام کر دیا
اور اگر ان کے دادا نے ان کے قتل کی وصیت کی ہوتی
تمہیں، تو تم اس سے زیادہ نہ کرتے جو تم نے کیا

فصمتُمْ من الدينِ الحنيفيِّ حَبْلَهُ
وعُرْوَتَهُ الوثقى التي ليس تُفْصَمُ [1]

[1] الإمام محمد الجواد (عليه السلام) ، الحاج حسين الشاكري : 489.

تو تم نے دین حنیف کی رسی توڑ دی
اور اس کی مضبوط رسی جو کبھی ٹوٹتی نہیں

وعن المنهال بن عمرو قال : دخلت على علي بن الحسين (عليه السلام) فقلت : كيف أصبحت أصلحك الله ؟ فقال (عليه السلام) : ما كنت أرى شيخاً من أهل المصر مثلك لا يدري كيف أصبحنا ، فأمَّا إذ لم تدر أو تعلم فسأخبرك : أصبحنا في قومنا بمنزلة بني إسرائيل في آل فرعون ، إذ كانوا يذبِّحون أبناءهم ، ويستحيون نساءهم ، وأصبح شيخنا وسيِّدنا يُتَقَرَّبُ إلى عدوِّنا بشتمه أو سبِّه على المنابر ، وأصبحت قريش تعدُّ أن لها الفضل على العرب لأن محمداً (صلى الله عليه وآله) منها ، لا يعدُّ لها فضل إلاَّ به وأصبحت العربُ مقرَّةً لهم بذلك ، وأصبحت العرب تعدُّ أن لها الفضل على العجم لأن محمداً (صلى الله عليه وآله) منها ، لا يُعدُّ لها فضل إلاَّ به ، وأصبحت العجمُ مقرَّةً لهم بذلك ، فلئن كانت العرب صدَّقت أن لها الفضل على العجم ، وصدَّقت قريش أن لها الفضل على العرب ، لأن محمد (صلى الله عليه وآله) (منها) إن لنا أهل البيت الفضل على قريش لأن محمداً (صلى الله عليه وآله) منا ، فأصبحوا يأخذون بحقّنا ، ولا يعرفون لنا حقاً ، فهكذا أصبحنا إذ لم تعلم كيف أصبحنا قال : فظننت أنه أراد أن يُسمع من في البيت [2]

الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 5/219 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 396 ، تهذيب الكمال ، المزي : 20/399 ، المنتخب من ذيل المذيل ، الطبري : 119.

.

اور منہال بن عمرو سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں علی بن الحسین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اللہ آپ کی اصلاح فرمائے، آپ نے کیسی صبح کی؟ تو آپ نے فرمایا: میں نے نہیں سوچا تھا کہ شہر کے اہل میں سے تمہاری جیسا بزرگ یہ نہیں جانتا کہ ہم نے کیسی صبح کی، لیکن جب تم نہیں جانتے یا نہیں سمجھتے تو میں تمہیں بتاتا ہوں: ہم نے اپنی قوم میں بنی اسرائیل کی طرح آل فرعون میں صبح کی، جب وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتے تھے، اور ہمارے بزرگ اور سردار کو منبروں پر گالیاں دے کر یا برا بھلا کہہ کر ہمارے دشمن سے قربت حاصل کی جاتی ہے، اور قریش اپنے آپ کو عرب پر فضیلت کا حامل سمجھتا ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان میں سے ہیں، ان کے لیے کوئی فضیلت نہیں سوائے آپ کے، اور عرب نے ان کی یہ بات مان لی ہے، اور عرب اپنے آپ کو عجم پر فضیلت کا حامل سمجھتا ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان میں سے ہیں، ان کے لیے کوئی فضیلت نہیں سوائے آپ کے، اور عجم نے ان کی یہ بات مان لی ہے، پس اگر عرب نے سچ مانا کہ اسے عجم پر فضیلت ہے، اور قریش نے سچ مانا کہ اسے عرب پر فضیلت ہے، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان میں سے ہیں، تو ہم اہل بیت کو قریش پر فضیلت ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہم میں سے ہیں، لیکن انہوں نے ہمارے حق کو لے لیا اور ہمارے لیے کوئی حق نہیں پہچانتے، تو یہ ہے ہماری صبح جب تم نہیں جانتے کہ ہم نے کیسی صبح کی۔ راوی کہتا ہے: تو میں نے گمان کیا کہ آپ چاہتے تھے کہ گھر میں جو لوگ ہیں وہ سنیں۔

وروي عن الإمام محمد الباقر (عليه السلام) أنه قال : لا رعى الله (حقَّ) هذه الأمة ، فإنها لم ترع حقَّ نبيِّها (صلى الله عليه وآله) في أهله ، أما والله لو تركوا الحقَّ لأهله لما اختلف في الله تعالى اثنان ، وأنشد (عليه السلام) يقول :

إنَّ اليهودَ لِحُبِّهم لنبيِّهم أَمِنُوا بَوَائِقَ حَادِثِ الأَزْمَانِ
وذوو الصليبِ بحبِّهم لصليبِهِمْ يمشون زهواً في قُرَى نَجْرَانِ
والمؤمنون بحُبِّ آلِ محمَّد يُرْمَونَ في الآفاق بالنيرانِ [3]

كتاب الإلمام ، الإسكندراني : 5/301 ، ينابيع المودة ، القندوزي : 3/42 و 249.

اور امام محمد باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ اس امت کا خیال نہ رکھے، کیونکہ اس نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اہل بیت کا حق نہیں پہچانا، اللہ کی قسم! اگر انہوں نے حق کو اس کے اہل کے لیے چھوڑ دیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں دو آدمی اختلاف نہ کرتے، اور آپ (علیہ السلام) نے یہ اشعار پڑھے:

بیشک یہود اپنے نبی کی محبت کی وجہ سے
زمانے کی آفات و مصائب سے محفوظ ہو گئے
اور صلیب والے اپنی صلیب کی محبت کی وجہ سے
نجران کی بستیوں میں فخر سے چلتے پھرتے ہیں
اور آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے محبین
آفاق میں آگ سے جھلسائے جاتے ہیں

وروي عن الإمام جعفر بن محمد الصادق (عليه السلام) أنه قال : احفظوا فينا ما حفظ العبد الصالح في اليتيمين لأبيهما الصالح ، وكان الجدَّ السابع ، وقد ضيَّعت هذه الأمَّة حقَّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) بقتل أولاده [1]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 2/115 ح 47.

.

اور امام جعفر بن محمد صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے بارے میں وہ محفوظ رکھو جو عبد صالح نے دو یتیموں کے بارے میں ان کے صالح باپ کی خاطر محفوظ رکھا، اور وہ ساتویں دادا تھے، اور اس امت نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا حق ضائع کر دیا آپ کی اولاد کو قتل کر کے۔

قال الفخر الرازي في تفسير سورة « إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ » : فانظركم قتل من أهل البيت (عليهم السلام) ، ثم العَالَم ممتلئ منهم ، ولم يبق من بني أمية أحدٌ يُعبأبه [2]

تفسير الفخر الرازي : 32/124.

فخر رازی نے سورہ «إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ» کی تفسیر میں کہا ہے: غور کرو کہ اہل بیت (علیہم السلام) میں سے کتنے قتل ہوئے، پھر بھی دنیا ان سے بھری ہوئی ہے، اور بنی امیہ میں سے کوئی ایسا باقی نہیں رہا جس کی کوئی حیثیت ہو۔

أقول : فهذه قبور آل رسول الله (صلى الله عليه وآله) مشتتة في البلدان ، نائية عن الأوطان ، ورحم الله شاعر أهل البيت (عليهم السلام) دعبل الخزاعي إذ يقول في ذلك :

قبور بكوفان ، وأخرى بطيبة وأخرى بفخّ نالها صلواتِ
وأخرى بأرض الجوزجان محلُّها وقبر بباخمرى لدى الغرباتِ
وقبر ببغداد لنفس زكية تضمنها الرحمن في الغرفاتِ
وقبر بطوس يا لها من مصيبة ألحت على الأحشاء بالزفراتِ
قبور ببطن النهر من جنب كربلا معرسهم فيها بشط فراتِ
توفوا عطاشا بالفرات فليتني توفيت فيهم قبل حين وفاتي

میں کہتا ہوں: پس یہ ہیں آل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبریں جو شہروں میں بکھری ہوئی ہیں، اپنے وطن سے دور، اور اللہ رحم کرے اہل بیت (علیہم السلام) کے شاعر دعبل خزاعی پر جب وہ اس میں کہتے ہیں:

قبریں کوفہ میں ہیں، اور دوسری طیبہ میں
اور دوسری فخ میں جن پر صلوات نازل ہوں
اور دوسری جوزجان کی سرزمین میں اس کا ٹھکانہ ہے
اور ایک قبر باخمری میں غربت میں ہے
اور بغداد میں ایک پاکیزہ نفس کی قبر ہے
جسے رحمان نے بلند مقامات میں سمیٹ لیا
اور طوس میں ایک قبر ہے، کیسی مصیبت ہے
جس نے دل پر آہوں سے مسلسل حملہ کیا
دریائے نہر کے کنارے کربلا کے پہلو میں قبریں ہیں
ان کا قیام فرات کے کنارے ہے
وہ فرات کے کنارے پیاسے شہید ہوئے، کاش میں
ان میں ان کی وفات سے پہلے فوت ہو جاتا

المجلس السابع عشر
ظلامات أهل البيت (عليهم السلام) وشيعتهم

سترھویں مجلس
اہل بیت (علیہم السلام) اور ان کے شیعوں پر ظلم

روي أنه وقف الإمام الصادق صلوات الله عليه مستتراً في خفية ، يشاهد

روایت ہے کہ امام صادق (علیہم السلام) چھپ کر خفیہ طور پر کھڑے ہوئے، ان کجاووں کو دیکھ رہے تھے

المحامل التي حمل عليها عبدالله بن الحسن وأهله في القيود والحديد من المدينة إلى العراق بأمر المنصور الدوانيقي ، فلمّا مرّوا به بكى ، وقال (عليه السلام) : ما وفت الأنصار ولا

جن پر عبداللہ بن حسن اور ان کے اہل خانہ کو قیدوں اور زنجیروں میں جکڑ کر مدینہ سے عراق لے جایا جا رہا تھا منصور دوانیقی کے حکم سے، جب وہ آپ کے پاس سے گزرے تو آپ رو پڑے، اور فرمایا: انصار نے اور نہ

أبناء الأنصار لرسول الله (صلى الله عليه وآله) ، بايعهم على أن يمنعوا محمداً وأبناءه وأهله وذرّيّته مما يمنعون منه أنفسهم وأبناءهم وأهلهم وذراريهم فلم يفوا ، اللهم اشدد وطأتك على الأنصار [1]

انصار کے بیٹوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے وفا نہیں کی، انہوں نے ان سے بیعت کی تھی کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے بیٹوں اور اہل خانہ اور اولاد کی حفاظت ویسے ہی کریں گے جیسے اپنی جانوں، اپنے بیٹوں، اپنے اہل خانہ اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہیں، لیکن انہوں نے وفا نہیں کی، اے اللہ ! انصار پر اپنا عذاب شدید کر دے۔

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 6/44 ـ 45 ، مقاتل الطالبيين ، الإصبهاني : 149.

.

وقال منصور النمري رحمه الله تعالى في ظلامة أهل البيت (عليهم السلام) :

اور منصور نمری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت (علیہم السلام) کے ظلم کے بارے میں کہا ہے:

آلُ النبيِّ وَمَنْ يُحِبُّهُمُ يتطامنون مَخَافَةَ الْقَتْلِ
أَمِنَ النصارى واليهودُ وَهُمْ من أُمَّةِ التوحيدِ في أَزْلِ [2]

زهر الآداب وثمر الألباب ، القيرواني : 2/650 ، طبقات الشعراء ، ابن المعتز العباسي : 225.

آل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور جو ان سے محبت کرتے ہیں
قتل کے خوف سے جھکے ہوئے ہیں
عیسائی اور یہودی محفوظ ہیں حالانکہ وہ
توحید کی امت میں سے ازل سے نہیں ہیں

وقد أُنْشِدَ الرشيد هذين البيتين بعد موت منصور النمري رحمه الله تعالى ، فقال الرشيد ـ بعد أن أرسل إليه من يقتله ، فوجده قد مات ـ : لقد هممت أن أنبش عظامه فأحرقها.. [3]

اور رشید کو یہ دونوں اشعار منصور نمری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد سنائے گئے، تو رشید نے – اس کے بعد کہ اس نے کسی کو اسے قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا، مگر اسے مردہ پایا – کہا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ اس کی ہڈیوں کو قبر سے نکلوا کر جلا دوں۔

زهر الآداب ، هامش المستطرف : 1/254 ، الشعر والشعراء : 547.

.

وقال في طبقات الشعراء : إن الرشيد بعد سماعه لمدائح النمري في أهل البيت (عليهم السلام) ، أمر أبا عصمة بأن يخرج من ساعته إلى الرقّة ، ليسلّ لسان منصور من قفاه ، ويقطع يده ورجله ، ثمَّ يضرب عنقه ، ويحمل إليه رأسه ، بعد أن يصلب بدنه ، فخرج أبو عصمة لذلك ، فلمَّا صار بباب الرقّة استقبلته جنازة النمري ، فرجع إلى الرشيد فأعلمه ، فقال له الرشيد : ويلي عليك يا بن الفاعلة ، فألاَّ إذ صادفته ميِّتاً فأحرقته بالنار! [4]

اور 'طبقات الشعراء' میں کہا گیا ہے: رشید نے منصور نمری کی اہل بیت (علیہم السلام) کی مدح سننے کے بعد ابو عصمہ کو حکم دیا کہ فوراً رقہ کی طرف روانہ ہو، تاکہ منصور کی زبان اس کی گردن کی پشت سے نکال لے، اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے، پھر اس کی گردن مار دے، اور اس کا سر اس کے پاس لے آئے، اس کے جسم کو سولی پر چڑھانے کے بعد۔ چنانچہ ابو عصمہ اس مقصد کے لیے نکلا، جب وہ رقہ کے دروازے پر پہنچا تو اسے منصور نمری کا جنازہ ملا، وہ رشید کے پاس واپس آیا اور اسے بتایا، تو رشید نے اس سے کہا: اے حرامزادے! تیرا برا ہو، جب تو نے اسے مردہ پایا تو اسے آگ سے کیوں نہیں جلا دیا!

طبقات الشعراء ، ابن المعتز العباسي : 223.

.

وروى ابن أبي الحديد المعتزلي أيضاً ، قال : لما ولي خالد بن عبدالله القسري مكة ـ وكان إذا خطب بها لعن علياً والحسن والحسين (عليهم السلام) ـ فقال عبيدالله بن كثير السهمي وقد أخذ بأستار الكعبة :

اور ابن ابی الحدید معتزلی نے بھی روایت کیا ہے، کہا: جب خالد بن عبداللہ قسری نے مکہ کی گورنری سنبھالی – اور وہ جب وہاں خطبہ دیتا تو علی، حسن اور حسین (علیہم السلام) پر لعنت بھیجتا – تو عبیداللہ بن کثیر سہمی نے کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر کہا:

لعن اللهُ مَنْ يسبُّ عليّاً وحسيناً من سُوقَة وَإِمَامِ

لعنت ہو اللہ کی اس پر جو علی کو گالی دے
اور حسین کو، چاہے عام ہو یا حکمران

أيُسَبُّ المطهَّرون جُدُوداً والكِرَامُ الآبَاءِ والأعمامِ
يَأْمَنُ الطيرُ والحمامُ وَلاَ يَأْ مَنُ آلُ الرسولِ عندَ المَقَامِ
طِبْتَ بيتاً وطاب أهلُك أَهْلا أهلُ بيتِ النبيِّ والإسلام
رحمةُ اللهِ و السلامُ عليهم كلَّما قام قائمٌ بسَلاَمِ [1]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 15/256 ، العتب الجميل ، ابن عقيل : 147 ، كتاب الحيوان ، الجاحظ : 3/194

کیا انہیں گالیاں دی جائیں جو پاکیزہ ہیں دادا
اور شریف باپ اور چچا
پرندے اور کبوتر محفوظ رہتے ہیں مگر نہیں محفوظ
رسول کی آل مقام کے پاس
تو نے خوشبو پائی گھر نے اور تیرے اہل نے پائی
خوشبو اہل
نبی کے گھر والے اور اسلام کے
رحمت اللہ اور سلام ہو ان پر
جب بھی کوئی سلام کہنے والا کھڑا ہو

وقال حين عابوه على محبَّته لأهل البيت صلوات الله عليهم :

إنَّ امرءاً أمستَ مَعَايِبُهُ حُبَّ النبيِّ لَغَيْرُ ذي ذَنْبِ
وبني أبي حسن وَوَالِدِهِمْ مَنْ طَابَ فِي الأَرْحَامِ والصُّلْبِ
أَيُعَدُّ ذنباً أَنْ أُحِبَّهُمُ بل حُبُّهم كَفَّارَةُ الذنبِ [2]

البيان والتبيين ، الجاحظ 3/359.

اور کہا جب لوگوں نے اہل بیت علیہم السلام سے محبت پر اس کی مذمت کی:

بے شک وہ شخص جس کے عیب ہوں
نبی سے محبت، وہ بے گناہ ہے
اور ابو حسن کے بیٹے اور ان کے والد
جو رحموں اور پشتوں میں پاکیزہ رہے
کیا یہ گناہ شمار ہوتا ہے کہ میں ان سے محبت کروں
بلکہ ان کی محبت گناہوں کا کفارہ ہے

وروى الآبي في نثر الدر بإسناده عن عبدالرحمن بن المثنى ، قال : خطب عبد الملك بن مروان ، فلمَّا انتهى إلى العظة قام إليه رجل من آل صوحان ، فقال : مهلا مهلا ، تأمرون فلا تأتمرون ، وتنهون فلا تنتهون ، وتعظون ولا تتعظون ، أفنقتدي بسيرتكم في أنفسكم ؟ أم نطيع أمركم بألسنتكم ؟ فإن قلتم : اقتدوا بسيرتنا فأنَّى ؟ وكيف ؟ وما الحجَّة ؟ وما النصير من الله باقتداء سيرة الظلمة الفسقة ، الجورة الخونة ، الذين اتّخذوا مال الله دولا ، وعبيده خولا ، وإن قلتم : اقبلوا نصيحتنا ، وأطيعوا أمرنا ، فكيف ينصح لغيره من يغشُّ نفسه ؟ أم كيف تجب الطاعة لمن لم تثبت له عند الله عدالته ؟ وإن قلتم : خذوا الحكمة من حيث وجدتموها ، واقبلوا العظة ممن سمعتموها ، فعلامَ ولَّيناكم أمرنا ، وحكَّمناكم في دمائنا وأموالنا ؟

اور آبی نے نثر الدر میں اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن مثنی سے روایت کیا ہے، کہا: عبدالملک بن مروان نے خطبہ دیا، جب وہ نصیحت کے حصے پر پہنچا تو آل صوحان میں سے ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا اور کہا: ٹھہرو، ٹھہرو، تم حکم دیتے ہو مگر خود نہیں مانتے، تم منع کرتے ہو مگر خود نہیں رکتے، تم نصیحت کرتے ہو مگر خود نصیحت نہیں لیتے، تو کیا ہم اپنے نفسوں میں تمہاری روش کی پیروی کریں؟ یا تمہاری زبانوں سے تمہارے حکم کی اطاعت کریں؟ اگر تم کہو: ہماری روش کی پیروی کرو، تو کیسے؟ اور کیوں؟ اور کیا دلیل ہے؟ اور اللہ کی طرف سے ظالم، فاسق، جابر، خائن حکمرانوں کی روش کی پیروی پر کیا مددگار ہے، جنہوں نے اللہ کے مال کو دولت بنایا اور اس کے بندوں کو غلام بنایا۔ اور اگر تم کہو: ہماری نصیحت قبول کرو اور ہمارے حکم کی اطاعت کرو، تو وہ دوسروں کو کیسے نصیحت کر سکتا ہے جو اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے؟ یا اس کی اطاعت کیسے واجب ہو سکتی ہے جس کی اللہ کے ہاں عدالت ثابت نہیں؟ اور اگر تم کہو: حکمت کو جہاں سے ملے لے لو، اور نصیحت کو جس سے سنو قبول کرو، تو پھر ہم نے کیوں تمہیں اپنا حکمران بنایا، اور تمہیں اپنے خون اور اموال میں حاکم بنایا؟

أمَا علمتم أن فينا مَنْ هو أنطق منكم باللغات ، وأفصح بالعظات ، فتحلحلوا عنها أولا ، فأطلقوا عقالها ، وخلّوا سبيلها ، يبتدر [3]

في نهاية الإرب : ينتدب إليها.

إليها آل الرسول (صلى الله عليه وآله) ، الذين

شرَّدتموهم في البلاد ، وفرَّقتموهم في كل واد ، بل تثبت في أيديكم لانقضاء المدّة ، وبلوغ المهلة ، وعظم المحنة ، إن لكل قائم قدراً لا يعدوه ، ويوماً لايخطوه ، وكتاباً بعده يتلوه « لاَ يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلاَ كَبِيرَةً إِلاَّ أَحْصَاهَا » [1]

سورة الكهف ، الآية : 49.

« وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَب يَنقَلِبُونَ » [2]

سورة الشعراء ، الآية : 227.

قال : ثم أُجلس الرجل فطُلب فلم يوجد [3]

نثر الدرّ الآبي : 5/203 ـ 204 ، نهاية الإرب ، النويري : 7/249 ، ورواها أيضاً الشيخ المفيد عليه الرحمة في كتابه الأمالي : 280.

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم میں وہ ہیں جو تم سے زیادہ فصیح زبانوں میں بولتے ہیں، اور نصیحت میں زیادہ بلیغ ہیں، تو پہلے تم اس سے ہٹ جاؤ، اس کی بیڑیاں کھول دو، اس کا راستہ چھوڑ دو، تاکہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی آل اس کی طرف دوڑ پڑیں، جنہیں

تم نے شہروں میں منتشر کر دیا، اور ہر وادی میں بکھیر دیا، بلکہ یہ تمہارے ہاتھوں میں مدت کے ختم ہونے تک، مہلت کے پورا ہونے تک، اور آزمائش کی شدت تک قائم رہے گا، بے شک ہر کھڑے ہونے والے کے لیے ایک وقت ہے جو اس سے آگے نہیں بڑھتا، اور ایک دن ہے جسے وہ نہیں چھلانگتا، اور اس کے بعد ایک کتاب ہے جو اس کی تلاوت کرتی ہے «کوئی چھوٹا اور بڑا (گناہ) نہیں مگر اس نے اسے شمار کر لیا ہے» «اور جلد ہی ظالم جان لیں گے کہ کس انجام کی طرف پلٹتے ہیں» کہا: پھر اس شخص کو بٹھا دیا گیا، اسے تلاش کیا گیا مگر نہیں ملا۔

.

قال ابن الرومي :

ألاَ أيُّها النَّاسُ طَالَ ضريرُكُمْ بآلِ رَسُولِ اللهِ فَاخْشَوا أو ارْتَجُوا
أكُلَّ أوان للنبيِّ محمَّد قتيلٌ زَكِيٌّ بالدِّمَاءِ مُضَرَّجُ
تبيعون فيه الدينَ شَرَّ أئِمَّة فللهِ دينُ اللهِ قَدْ كَادَ يمرجُ

ابن رومی نے کہا:

اے لوگو! تمہارا آل رسول اللہ کے ساتھ ظلم طویل ہو گیا ہے
تو ڈرو یا امید رکھو
ہر زمانے میں نبی محمد کا
ایک پاکیزہ شہید خون میں لت پت ہوتا ہے
تم بدترین حکمرانوں کو دین میں بیچتے ہو
تو اللہ کے لیے، اللہ کا دین تو ملط ہونے کے قریب ہو گیا ہے

إلى أن قال :

بني المصطفى كم يأكلُ الناسُ لِحْمَكم لِبَلْوَاكُمُ عمَّا قليل مفرجُ
أمَا فِيهِمُ راع لحقِّ نبيِّه وَلاَ خَائفٌ من رَبِّهِ يتحرَّجُ [4]

مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 646.

یہاں تک کہ انہوں نے کہا:

بنی مصطفیٰ! کب تک لوگ تمہارا گوشت کھاتے رہیں گے
تمہاری مصیبت عنقریب ختم ہو جائے گی
کیا ان میں کوئی اپنے نبی کے حق کی رعایت کرنے والا نہیں
اور نہ اپنے رب سے ڈرنے والا جو گناہ سے بچے

وأنشد موسى بن داود السلمي لأبيه يرثي الحسين صاحب فخ ومَن قُتل معه :

يَا عَينُ ابكي بِدَمْع منكِ مُنْهَمِرِ فَقَدْ رأيتِ الذي لاقى بنو حَسَنِ
صَرْعَى بِفَخ تجرُّ الريحُ فوقَهُمُ أذيالَها وغوادي الدُّلَّجِ المُزُنِ
حتَّى عَفَتْ أَعْظُمٌ لو كان شَاهَدَها مُحَمَّدٌ ذَبَّ عنها ثمَّ لم تَهُن
مَاذا يقولونَ والماضونَ قَبْلَهُمُ عَلَى الْعَدَاوَةِ والبغضاءِ والإِحَنِ
مَاذا يقولون إِنْ قال النبيُّ لَهُمْ مَاذَا صنعتم بنا في سَالِفِ الزَّمَنِ

اور موسیٰ بن داود سلمی نے اپنے والد کے اشعار پڑھے جنہوں نے حسین صاحب فخ اور ان کے ساتھ شہید ہونے والوں کا مرثیہ کہا:

اے آنکھ ! بہتے آنسوؤں سے رو
تو نے وہ دیکھا جو بنو حسن پر گزری
فخ میں پڑے قتل ہوئے، ہوا چلتی ہے ان پر
اپنے دامن اور شب کو برسنے والے بادل
یہاں تک کہ ہڈیاں تک مٹ گئیں، اگر انہیں محمد دیکھتے
تو ان سے دفاع کرتے اور وہ رسوا نہ ہوتیں
وہ کیا کہیں گے جبکہ ان سے پہلے گزرنے والے
عداوت، بغض اور کینوں پر گامزن رہے
وہ کیا کہیں گے جب نبی ان سے کہیں گے
تم نے گزرے ہوئے زمانے میں ہمارے ساتھ کیا کیا

لاَ النَّاسُ من مُضَر حَامَوا وَلاَ غَضِبُوا ولا ربيعةُ والأحياءُ من يَمَنِ
يا ويحَهُمْ كيف لم يَرْعَوا لهم حُرَماً
وقد رَعَى الفيلُ حقَّ البيتِ ذي الرُّكُنِ

نہ قریش کے لوگوں نے ان کی حمایت کی اور نہ غصہ کیا
اور نہ ربیعہ اور نہ یمن کے قبائل نے
افسوس ہے ان پر کہ انہوں نے ان کی حرمت کا پاس نہ رکھا
جبکہ ہاتھی نے بھی رکن والے بیت اللہ کا احترام کیا تھا

وقيل : سُمع على مياه غطفان كلّها ، ليلة قتل الحسين صاحب فخ ، هاتف يهتف ويقول :

أَلاَ يَا لَقَومي لِلسَّوَادِ المُصَبِّحِ وَمَقْتَلِ أولادِ النبيِّ بِبَلْدَحِ
ليبكِ حسيناً كلُّ كهل وأمرد من الجنِّ إنْ لم يَبْكِكَ الإنسُ نُوَّحِ [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الاصفهاني : 306 ـ 307.

اور کہا گیا ہے: غطفان کے تمام چشموں پر، فخ کے حسین کے شہید ہونے کی رات، ایک آواز دینے والا سنا گیا جو کہہ رہا تھا:

خبردار! میری قوم کے لیے ہائے صبح کی سیاہی کے لیے
اور بلدح میں نبی کی اولاد کے قتل کے لیے
حسین پر ہر بوڑھا اور جوان روئے
جنوں میں سے، اگر انسان نہ رویں تو نوحہ خواں رویں

وكذلك أصبح محبُّ آل البيت (عليهم السلام) آنذاك لا يأمن على نفسه وولده من أعداء أهل البيت (عليهم السلام) وأعوانهم الظلمة ، ولا يسلم أيضاً من عذل أولئك الذين ساروا في ركابهم ، فقد اضطّر الكثير من محبّي أهل البيت (عليهم السلام) أن يخفي حبَّه وولاءَه حتى لا يتعرَّض للأذى والجور ، فمن عُرف يومئذ بولائه لأهل البيت (عليهم السلام) لا ينجيه إلاَّ التستُّر ، أو التنكّر ، أو الهرب إلى حيث لايتبعه الطلب. قال الكميت رحمه الله تعالى :

أَلَمْ تَرَني من حُبِّ آلِ محمَّد أروحُ وأغدوا خائفاً أترقَّبُ
كأنّيَ جَانٌ مُحْدِثٌ وكأنّني بهم أُتَّقَى من خَشْيَةِ الْعَارِ أَجْرَبُ
على أيِّ جُرْم أم بأَيَّةِ سيرة أُعَنَّفُ في تَقْرِيظِهِمْ وأُؤَنَّبُ [2]

أدب الشيعة ، الدكتور عبد الحسيب حميدة : 259.

اور اسی طرح اس وقت اہل بیت (علیہم السلام) کا محب اپنی جان اور اولاد پر اہل بیت (علیہم السلام) کے دشمنوں اور ان کے ظالم ساتھیوں سے مامون نہیں تھا، اور ان لوگوں کی ملامت سے بھی محفوظ نہیں تھا جو ان کے ساتھ چلے تھے۔ چنانچہ بہت سے محبین اہل بیت (علیہم السلام) کو مجبوراً اپنی محبت اور ولاء کو چھپانا پڑا تاکہ اذیت اور ظلم کا شکار نہ ہوں۔ اس زمانے میں جو شخص اہل بیت (علیہم السلام) سے اپنی ولاء کے لیے پہچانا جاتا، اسے صرف پردہ پوشی، بھیس بدلنا، یا ایسی جگہ فرار ہونا بچا سکتا تھا جہاں تلاش نہ پہنچے۔ کمیت رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آل محمد کی محبت کی وجہ سے
میں صبح و شام خوف زدہ چلتا پھرتا ہوں اور انتظار میں رہتا ہوں
گویا میں کوئی مجرم جن ہوں اور گویا
ان کے ذریعے شرم کے خوف سے بچتا ہوں، جذامی
کس جرم پر یا کس روش پر
مجھے ان کی تعریف میں ملامت کی جاتی ہے اور
سرزنش کی جاتی ہے

وقال أبو القاسم الرسي بن إبراهيم بن طباطبا ، إسماعيل الديباج ، عندما هرب من المنصور إلى السند :

لَمْ يُرْوِهِ ما أراق البغيُ من دَمِنَا
في كلِّ أرض فَلَمْ يَقْصُرْ من الطَّلَبِ
وليس يشفي غليلا في حَشَاه سوى
أَنْ لا يُرَى فوقهَا ابنُ بِنْتِ نبي [3]

النزاع والتخاصم ، المقريزي : 51.

اور ابو القاسم رسی بن ابراہیم بن طباطبا، اسماعیل دیباج نے کہا جب وہ منصور سے بھاگ کر سندھ گئے:

ہمارے خون بہانے سے ظالم کی پیاس نہیں بجھی
ہر سرزمین میں، اور وہ تلاش سے باز نہیں آیا
اور اس کے سینے میں جلن کو کچھ نہیں بجھاتا سوائے
اس کے کہ زمین پر کوئی نبی کی بیٹی کا بیٹا نظر نہ آئے

ويقول أبو حنيفة أو الطغرائي في جملة أبيات له :

ومتى تَوَلَّى آلَ أحمدَ مُسْلِمٌ قتلوه أَوْ وَصَمُوه بالإلحادِ

اور ابو حنیفہ یا طغرائی اپنے اشعار میں سے کہتے ہیں:

اور جب کوئی مسلمان آل احمد سے ولاء کرے
تو اسے قتل کر دیتے ہیں یا الحاد کا داغ لگا دیتے ہیں

وقال أبو فراس الحمداني :

مَا نَالَ منهم بنو حَرْب وإن عَظُمَتْ تلك الجرائرُ إلاَّ دُونَ نيلِكُمُ [1]

حياة الإمام الرضا (عليه السلام) ، السيد جعفر مرتضى العاملي : 97 ـ 98.

اور ابو فراس حمدانی نے کہا:

بنو حرب نے ان سے جو کچھ لیا، اگرچہ وہ جرائم عظیم تھے
وہ سب تمہاری مصیبتوں کے سامنے کچھ بھی نہیں

ولله درّ شاعر أهل البيت (عليهم السلام) ابن حماد رحمه الله تعالى إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو اہل بیت (علیہم السلام) کے شاعر ابن حماد پر، جب وہ کہتے ہیں:

لاَ تَأمَنِ الدَّهْرَ إنَّ الدَّهْرَ ذو غِيَر وذو لسانينِ في الدنيا وَوَجْهَينِ
أَخْنَى على عِتْرَةِ الهادي فَشَتَّتَهُمْ فَمَا ترى جَامعاً منهم بشَخْصَيْنِ
كأَنَّما الدَّهرُ آلَى أَنْ يُبَدِّدَهُمْ كَعَاتِب ذي عِنَاد أَو كَذِي دَيْنِ
بَعْضٌ بطيبةَ مدفونٌ وبعضُهُمُ بكربلاءَ وبعضٌ بالْغَرِيَّينِ
وأرضُ طُوس وسامَّرا وقد ضَمِنَتْ بَغْدَادُ بَدْرَينِ حلاً وَسْطَ قبرينِ
يَا سَادتي أَلِمَنْ أنعى أَسَىً وَلِمَنْ أبكي بجَفْنَينِ من عَيْنَي قريحينِ
أبكي على الحَسَنِ المسمومِ مُضْطَهداً
أم الحسينِ لُقَىً بين الخميسينِ
أبكي عليه خَضِيبَ الشيبِ من دَمِهِ مُعَفَّرَ الخَدِّ محزوزَ الوريدينِ [2]

الغدير ، الشيخ الأميني : 4/162.

زمانے پر بھروسہ نہ کر، کیونکہ زمانہ بدلتا رہتا ہے
اور دنیا میں اس کی دو زبانیں اور دو چہرے ہیں
اس نے ہادی کی عترت کو نقصان پہنچایا اور انہیں
منتشر کر دیا
تو تم انہیں دو افراد کو بھی اکٹھا نہیں دیکھتے
گویا زمانے نے قسم کھائی ہے کہ انہیں منتشر کر دے
کسی حسد کرنے والے یا کسی قرض دار کی طرح
کچھ طیبہ میں دفن ہیں اور کچھ
کربلا میں اور کچھ غریین میں
اور طوس اور سامرہ کی زمین نے بھی، اور بغداد نے
دو بدروں کو دو قبروں میں سمایا ہے
اے میرے آقاؤں ! میں کس کے لیے غم کا نوحہ
پڑھوں اور کس کے لیے
اپنی دونوں زخمی آنکھوں سے روؤں
کیا حسن مسموم پر روؤں جو مظلوم تھے
یا حسین پر جو دو لشکروں کے درمیان شہید ہوئے
میں ان پر روتا ہوں جن کی سفید ریش اپنے ہی خون
سے رنگین ہے
خاک آلود رخساروں والے، دونوں گردن کی رگوں سے
کٹے ہوئے

المجلس الثامن عشر
ما مني به آل البيت (عليهم السلام)
وشيعتهم من الأذى والاضطهاد
جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانُه ، وقتيل بالعراء

اٹھارہویں مجلس
آل بیت (علیہم السلام)
اور ان کے شیعوں کو جو اذیتیں اور مظالم پہنچے
ائمہ اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارات میں آیا ہے: اور تم میں سے کوئی محراب میں شہید ہوا جس کا سر تلوار نے چیر ڈالا، اور کوئی شہید جنازے پر جس کے کفن کو تیروں سے چھید دیا گیا، اور کوئی میدان میں قتل ہوا

قد رُفع فوق القناة رأسه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجرع السمِّ أمعاؤه [1]

المزار ، المشهدي : 298.

، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوّة إلاّ بالله العليّ العظيم.

جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا، اور کوئی جیل میں زنجیروں میں جکڑا ہوا جس کے اعضاء لوہے سے کچلے گئے، اور کوئی زہر دیا گیا جس کی آنتیں زہر کے گھونٹوں سے کاٹ دی گئیں، ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور کوئی طاقت نہیں مگر اللہ علی عظیم کی۔

روى ابن شهر آشوب عليه الرحمة في المناقب ، عن أمير المؤمنين (عليه السلام) أنه قال لأهل الكوفة : أما إنه سيظهر عليكم رجل رحب البلعوم ، مندحق البطن ، يأكل ما يجد ، ويطلب ما لا يجد ، فاقتلوه ، ولن تقتلوه ، ألا وإنّه سيأمركم بسبيّ والبراءة مني ، فأمَّا السبُّ فسبّوني ، وأمَّا البراءة منّي فلا تتبرَّؤوا منّي ، فإنّي ولدت على الفطرة ، وسبقت إلى الإسلام والهجرة [2]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 2/107.

ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ نے مناقب میں امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ آپ نے اہل کوفہ سے فرمایا: سنو! تم پر ایک شخص غالب ہوگا جو کشادہ حلق والا، پھولے ہوئے پیٹ والا ہوگا، جو ملے کھائے گا، اور جو نہ ملے اسے تلاش کرے گا، تو اسے قتل کر دینا، لیکن تم اسے قتل نہیں کرو گے۔ سنو! وہ تمہیں میری گالی دینے اور مجھ سے براءت کا حکم دے گا، رہی گالی تو مجھے گالی دے دینا، لیکن مجھ سے براءت نہ کرنا، کیونکہ میں فطرت پر پیدا ہوا، اور اسلام اور ہجرت میں سبقت لے گیا۔

.

وروي أن أبا جعفر محمد بن علي الباقر (عليه السلام) قال لبعض أصحابه : يا فلان! ما لقينا من ظلم قريش إيانا ، وتظاهرهم علينا ، وما لقي شيعتنا ومحبّونا من الناس ، إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قُبض وقد أخبر أنّا أولى الناس بالناس ، فتمالأت علينا قريش حتى أخرجت الأمر عن معدنه ، واحتجَّت على الأنصار بحقّنا وحجّتنا ، ثمَّ تداولتها قريش واحد بعد واحد حتى رجعت إلينا ، فنُكثت بيعتُنا ، ونُصبت الحرب لنا.

اور روایت ہے کہ ابو جعفر محمد بن علی الباقر (علیہ السلام) نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اے فلاں! قریش نے ہمارے ساتھ کتنا ظلم کیا، اور ہمارے خلاف کیسا ظاہری تعاون کیا، اور ہمارے شیعوں اور محبوں کو لوگوں نے کیا کچھ پہنچایا۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی وفات ہوئی اور آپ نے بتا دیا تھا کہ ہم لوگوں میں سب سے زیادہ لوگوں کے حقدار ہیں، لیکن قریش نے ہمارے خلاف متفق ہو کر امر کو اس کے اصل مقام سے نکال دیا، اور انصار کے خلاف ہمارے حق اور ہماری دلیل سے استدلال کیا، پھر قریش نے ایک کے بعد دوسرے اسے اپنے درمیان گھمایا یہاں تک کہ یہ ہماری طرف لوٹا، تو ہماری بیعت توڑ دی گئی، اور ہمارے خلاف جنگ کھڑی کر دی گئی۔

ولم يزل صاحب الأمر في صعود كؤود حتى قُتل ، فبويع الحسن ابنه وعُوهد ، ثمَّ غُدر به ، وأُسلم ، ووثب عليه أهل العراق حتى طُعن بخنجر في جنبه ، ونُهبت عسكره ، وعُولجت خلاخيل أمهات أولاده ، فوادع معاوية ، وحقن دمه ودماء أهل بيته ، وهم قليل حق قليل ، ثمَّ بايع الحسين (عليه السلام) من أهل العراق عشرون ألفاً ، ثمَّ غدروا به ، وخرجوا عليه وبيعته في أعناقهم ، وقتلوه.

اور صاحب امر مسلسل سخت چڑھائی میں چڑھتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیے گئے، پھر ان کے بیٹے حسن کی بیعت کی گئی اور عہد کیا گیا، پھر ان سے غداری کی گئی، اور انہیں تنہا چھوڑ دیا گیا، اور اہل عراق نے ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان کے پہلو میں خنجر سے وار کیا گیا، اور ان کے لشکر کو لوٹ لیا گیا، اور ان کی بیویوں کے پازیب اتارے گئے، تو انہوں نے معاویہ سے صلح کی، اور اپنا اور اپنے اہل بیت کا خون بچایا، اور وہ تھوڑے تھے بہت ہی تھوڑے، پھر حسین (علیہ السلام) سے اہل عراق کے بیس ہزار افراد نے بیعت کی، پھر انہوں نے ان سے غداری کی، اور ان کے خلاف نکلے حالانکہ ان کی بیعت ان کی گردنوں میں تھی، اور انہیں قتل کر دیا۔

ثمَّ لم نزل ـ أهل البيت ـ نُستذلّ ونُستضام ، ونُقصى ونُمتهن ، ونُحرم ونُقتل ، ونخاف ولا نأمن على دمائنا ودماء أوليائنا ، ووجد الكاذبون الجاحدون لكذبهم

پھر ہم – اہل بیت – مسلسل ذلیل کیے جاتے رہے، اور ہم پر ظلم ہوتا رہا، اور ہمیں دور کیا جاتا رہا اور ہماری توہین کی جاتی رہی، اور ہمیں محروم کیا جاتا رہا اور ہمیں قتل کیا جاتا رہا، اور ہم خوفزدہ رہے اور ہمیں اپنے خونوں اور اپنے دوستوں کے خونوں پر امن نہیں ملا، اور جھوٹے اور انکار کرنے والوں نے اپنے جھوٹ

وجحودهم موضعاً يتقرَّبون به إلى أوليائهم ، وقضاة السوء ، وعمال السوء في كل بلدة ، فحدَّثوهم بالأحاديث الموضوعة المكذوبة ، ورووا عنَّا ما لم نقله وما لم نفعله ، ليُبغِّضونا إلى الناس ، وكان عظم ذلك وكبره زمن معاوية بعد موت الحسن (عليه السلام) ، فقُتلت شيعتُنا بكل بلدة ، وقُطعت الأيدي والأرجل على الظنّة ، وكان من يُذكر بحبِّنا والانقطاع إلينا سُجن ، أو نُهب ماله ، أو هُدمت داره.

اور انکار کے لیے ایسی جگہ پائی جس کے ذریعے وہ اپنے حاکموں، اور برے قاضیوں، اور برے حاکموں سے ہر شہر میں قربت حاصل کرتے، تو انہوں نے ان سے جھوٹی موضوع حدیثیں بیان کیں، اور ہم سے وہ روایت کیا جو ہم نے نہ کہا اور نہ کیا، تاکہ ہمیں لوگوں کی نظروں میں مبغوض بنائیں، اور یہ سب سے زیادہ اور سب سے بڑا معاویہ کے زمانے میں حسن (علیہ السلام) کی وفات کے بعد ہوا، تو ہمارے شیعوں کو ہر شہر میں قتل کیا گیا، اور شک کی بنیاد پر ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے، اور جس کا ہماری محبت اور ہماری طرف رجوع کا ذکر ہوتا اسے قید کر دیا جاتا، یا اس کا مال لوٹ لیا جاتا، یا اس کا گھر ڈھا دیا جاتا۔

ثمَّ لم يزل البلاء يشتدُّ ويزداد إلى زمان عبيدالله بن زياد قاتل الحسين (عليه السلام) ، ثمَّ جاء الحجاج فقتلهم كلَّ قتلة ، وأخذهم بكل ظنّة وتهمة ، حتى إن الرجل ليقال له زنديق أو كافر أحبُّ إليه من أن يقال شيعة علي (عليه السلام) ، وحتى صار الرجل الذي يُذكر بالخير ـ ولعلّه يكون ورعاً صدوقاً ـ يحدِّث بأحاديث عظيمة عجيبة ، من تفضيل بعض من قد سلف من الولاة ، ولم يخلق الله تعالى شيئاً منها ، ولا كانت ولا وقعت ، وهو يحسب أنها حقٌّ لكثرة من قد رواها ممن لم يعرف بكذب ، ولا بقلّة ورع [1]

پھر بلا میں سختی اور اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ عبید اللہ بن زیاد، قاتل حسین (علیہ السلام) کا زمانہ آیا، پھر حجاج آیا اور اس نے انہیں ہر قسم کے قتل سے قتل کیا، اور ہر شک اور تہمت کی بنیاد پر انہیں پکڑا، یہاں تک کہ کسی آدمی کے بارے میں زندیق یا کافر کہا جانا اسے اس سے زیادہ پسند تھا کہ اس کے بارے میں کہا جائے کہ وہ شیعہ علی (علیہ السلام) ہے، اور یہاں تک کہ ایک آدمی جو نیکی کا ذکر کیا جاتا — اور شاید وہ پرہیزگار اور سچا ہو — وہ عظیم عجیب حدیثیں بیان کرتا، جو گزرے ہوئے بعض حکام کی فضیلت میں تھیں، اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کوئی چیز پیدا نہیں کی، اور نہ وہ تھیں اور نہ واقع ہوئیں، اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ حق ہیں کثرت سے ان لوگوں کی وجہ سے جنہوں نے انہیں روایت کیا جو جھوٹ یا قلت ورع کے لیے جانے نہیں جاتے تھے۔

[1] شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 11/43 ، كتاب سليم بن قيس : 186 ـ 189.

.

وروى أبو الحسن علي بن محمد بن أبي سيف المدايني في كتاب (الأحداث) ، قال : كتب معاوية نسخة واحدة إلى عُمّاله بعد عام الجماعة : أن برئت الذمّة ممن روى شيئاً من فضل أبي تراب وأهل بيته ، فقامت الخطباء في كلّ كورة وعلى كل منبر ، يلعنون علياً ، ويبرؤون منه ، ويقعون فيه وفي أهل بيته ، وكان أشدّ الناس بلاءً حينئذ أهل الكوفة; لكثرة من بها من شيعة علي (عليه السلام) ، فاستعمل عليهم زياد ابن سمية ، وضمَّ إليه البصرة ، فكان يتتبَّع الشيعة وهو بهم عارف; لأنه كان منهم أيام علي (عليه السلام) ، فقتلهم تحت كل حجر ومدر ، وأخافهم ، وقطع الأيدي والأرجل ، وسمل العيون ، وصلبهم على جذوع النخل ، وطردهم وشرَّدهم عن العراق ، فلم يبق بها معروف منهم.

اور ابو الحسن علی بن محمد بن ابی سیف المدائنی نے کتاب (الاحداث) میں روایت کیا، انہوں نے کہا: معاویہ نے عام الجماعہ کے بعد اپنے عمال کو ایک ہی نسخہ لکھا: کہ جو کوئی ابو تراب اور ان کے اہل بیت کی فضیلت میں کچھ بھی روایت کرے اس سے ذمہ بری ہے، تو خطیب ہر علاقے میں اور ہر منبر پر کھڑے ہوئے، علی پر لعنت کرتے، اور ان سے برأت کرتے، اور ان پر اور ان کے اہل بیت پر طعن کرتے، اور اس وقت سب سے زیادہ مصیبت زدہ لوگ کوفہ والے تھے؛ کیونکہ وہاں علی (علیہ السلام) کے شیعوں کی کثرت تھی، تو اس نے زیاد ابن سمیہ کو ان پر عامل بنایا، اور بصرہ بھی اس کے ساتھ ملا دیا، تو وہ شیعوں کا تعاقب کرتا اور وہ انہیں جانتا تھا؛ کیونکہ وہ علی (علیہ السلام) کے زمانے میں ان میں سے تھا، تو اس نے انہیں ہر پتھر اور مٹی کے نیچے قتل کیا، اور انہیں خوفزدہ کیا، اور ہاتھ اور پاؤں کاٹے، اور آنکھیں پھوڑیں، اور کھجور کے تنوں پر مصلوب کیا، اور انہیں عراق سے نکال دیا اور تتر بتر کر دیا، تو ان میں سے کوئی معروف باقی نہ رہا۔

وكتب معاوية إلى عمَّاله في جميع الآفاق : ألا يجيزوا لأحد من شعية علي وأهل بيته (عليهم السلام) شهادة ، وكتب إليهم : أن انظروا مَنْ قبلَكم من شيعة عثمان ومحبّيه وأهل ولايته والذين يروون فضائله ومناقبه ، فأدنوا مجالسهم ، وقرِّبوهم ، وأكرموهم ، واكتبوا لي بكل ما يروي كل رجل منهم ، واسمه واسم ابيه وعشيرته.

اور معاویہ نے تمام آفاق میں اپنے عمال کو لکھا: کہ علی اور اس کے اہل بیت (علیہم السلام) کے کسی شیعہ کی گواہی قبول نہ کرو، اور ان کو لکھا: کہ دیکھو جو تمہارے پاس عثمان کے شیعہ اور اس کے محبین اور اس کی ولایت والے ہیں اور جو اس کی فضیلتیں اور مناقب روایت کرتے ہیں، تو ان کی مجلسوں کو قریب کرو، اور انہیں قریب کرو، اور ان کی تکریم کرو، اور میرے لیے لکھو جو کچھ ان میں سے ہر آدمی روایت کرتا ہے، اور اس کا نام اور اس کے باپ کا نام اور اس کی قبیلہ۔

ففعلوا ذلك حتى أكثروا في فضائل عثمان ومناقبه; لما كان يبعثه إليهم معاوية من الصلاة والكساء والحباء والقطائع ، ويفيضه في العرب منهم والموالي ، فكثُر ذلك في كل مصر ، وتنافسوا في المنازل والدنيا ، فليس يجيء أحد مردود من الناس عاملا من عمَّال معاوية فيروي في عثمان فضيلة أو منقبة إلاَّ كتب اسمه ، وقرَّبه وشفَّعه ، فلبثوا بذلك حيناً.

تو انہوں نے یہ کیا یہاں تک کہ عثمان کی فضیلتوں اور مناقب میں بہت زیادہ روایات بیان کیں؛ اس وجہ سے کہ معاویہ ان کی طرف صلات اور لباس اور انعامات اور جاگیریں بھیجتا، اور ان میں سے عربوں اور موالی میں فیاضی کرتا، تو یہ ہر شہر میں بہت ہو گیا، اور لوگ منزلتوں اور دنیا میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے، تو کوئی بھی آدمی معاویہ کے کسی عامل کے پاس آتا اور عثمان میں کوئی فضیلت یا منقبت روایت کرتا تو اس کا نام لکھ لیا جاتا، اور اسے قریب کیا جاتا اور اس کی سفارش کی جاتی، تو وہ اس حال میں کچھ عرصہ رہے۔

ثمَّ كتب إلى عماله إن الحديث في عثمان قد كثر وفشا في كل مصر ، وفي كل وجه وناحية ، فإذا جاءكم كتابي هذا فادعوا الناس إلى الرواية في فضائل الصحابة والخلفاء الأولين ، ولا تتركوا خبراً يرويه أحد من المسلمين في أبي تراب إلاَّ وتأتوني بمناقض له في الصحابة ، فإن هذا أحبُّ إليَّ ، وأقرُّ لعيني ، وأدحض لحجّة أبي تراب وشيعته ، وأشدُّ عليهم من مناقب عثمان وفضله.

پھر اس نے اپنے عمال کو لکھا کہ عثمان میں حدیث بہت ہو گئی ہے اور ہر شہر میں، اور ہر سمت اور علاقے میں پھیل گئی ہے، تو جب تمہیں میرا یہ خط ملے تو لوگوں کو صحابہ اور پہلے خلفاء کی فضیلتوں کی روایت کی طرف بلاؤ، اور کوئی بھی خبر جو مسلمانوں میں سے کوئی ابو تراب میں روایت کرے اسے نہ چھوڑو مگر میرے پاس صحابہ میں اس کے مقابل خبر لاؤ، کیونکہ یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اور میری آنکھ کو زیادہ ٹھنڈا کرتا ہے، اور ابو تراب اور ان کے شیعوں کی حجت کو زیادہ ختم کرتا ہے، اور ان پر عثمان کے مناقب اور فضیلت سے زیادہ سخت ہے۔

فقرئت كتبه على الناس ، فرويت أخبار كثيرة في مناقب الصحابة مفتعلة لا حقيقة لها ، وجدَّ الناس في رواية ما يجري هذا المجرى حتى أشادوا بذكر ذلك على المنابر ، وأُلقي إلى معلِّمي الكتاتيب فعلَّموا صبيانهم وغلمانهم من ذلك الكثير الواسع ، حتى رووه وتعلَّموه كما يتعلَّمون القرآن ، وحتى علَّموه بناتهم ونساءهم وخدمهم وحشمهم ، فلبثوا بذلك ما شاء الله.

تو ان کے خطوط لوگوں پر پڑھے گئے، تو صحابہ کے مناقب میں بہت سی جعلی خبریں روایت کی گئیں جن کی کوئی حقیقت نہیں تھی، اور لوگ اس قسم کی روایات میں کوشاں ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے منبروں پر ان کا ذکر بلند کیا، اور مکتب کے معلموں کو سکھایا گیا تو انہوں نے اپنے بچوں اور لڑکوں کو ان میں سے بہت وسیع تعلیم دی، یہاں تک کہ انہوں نے انہیں روایت کیا اور سیکھا جیسے قرآن سیکھتے ہیں، اور یہاں تک کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں اور عورتوں اور خادموں اور گھر والوں کو سکھایا، تو وہ اس حال میں رہے جب تک اللہ نے چاہا۔

ثم كتب إلى عُمَّاله نسخة واحدة إلى جميع البلدان : انظروا من قامت عليه البيِّنة أنه يحبُّ علياً وأهل بيته (عليهم السلام) فامحوه من الديوان ، وأسقطوا عطاءه ورزقه ، وشفِّع ذلك بنسخة أخرى : من اتّهمتموه بموالاة هؤلاء القوم فنكِّلوا به ، واهدموا

پھر اس نے اپنے عمال کو ایک نسخہ تمام شہروں کی طرف لکھا: دیکھو جس پر گواہی قائم ہو جائے کہ وہ علی اور ان کے اہل بیت (علیہم السلام) سے محبت کرتا ہے تو اسے دیوان سے مٹا دو، اور اس کا عطیہ اور رزق ساقط کر دو، اور اس کے ساتھ دوسرا نسخہ لگایا: جس پر تمہیں ان لوگوں کی موالات کا شبہ ہو تو اسے سزا دو، اور

داره ، فلم يكن البلاء أشدّ ولا أكثر منه بالعراق ولا سيِّما بالكوفة ، حتى إن الرجل من شيعة علي (عليه السلام) ليأتيه من يثق به فيدخل بيته ، فيُلقي إليه سرَّه ، ويخاف من خادمه ومملوكه ، ولا يحدِّثه حتى يأخذ عليه الأيمان الغليظة ليكتمنَّ عليه ، فظهر حديث كثير موضوع ، وبهتان منتشر ، ومضى على ذلك الفقهاء والقضاة والولاة ، وكان أعظم الناس في ذلك بليَّة القرَّاء المراؤون ، والمستضعفون الذين يُظهرون الخشوع والنسك ، فيفتعلون الأحاديث ليحظوا بذلك عند ولاتهم ، ويقرِّبوا مجالسهم ، ويصيبوا به الأموال والضياع والمنازل ، حتى انتقلت تلك الأخبار والأحاديث إلى أيدي الديَّانين الذين لا يستحلّون الكذب والبهتان ، فقبلوها ورووها وهم يظنون أنَّها حقّ ، ولو علموا أنها باطلة لما رووها ولا تديَّنوا بها.

اس کا گھر گرا دو، تو عراق میں بلا سب سے سخت اور زیادہ نہیں تھی خاص طور پر کوفہ میں، یہاں تک کہ علی (علیہ السلام) کے شیعہ میں سے آدمی کے پاس کوئی آتا جس پر وہ اعتماد کرتا تو اسے اپنے گھر میں داخل کرتا، اور اسے اپنا راز بتاتا، اور اپنے خادم اور غلام سے ڈرتا، اور اسے حدیث نہیں بتاتا یہاں تک کہ اس سے سخت قسمیں لیتا کہ وہ اس پر راز رکھے گا، تو بہت سی موضوع حدیث ظاہر ہوئی، اور بہتان پھیلا، اور اس پر فقہا اور قاضی اور حکام گزرے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ مصیبت میں ریاکار قاری اور کمزور لوگ تھے جو خشوع اور نسک ظاہر کرتے، تو وہ حدیثیں گھڑتے تاکہ اپنے حکام کے نزدیک مقام حاصل کریں، اور ان کی مجلسوں میں قریب ہوں، اور اس سے اموال اور جاگیریں اور منزلتیں حاصل کریں، یہاں تک کہ وہ اخبار اور احادیث دیندار لوگوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئیں جو جھوٹ اور بہتان کو حلال نہیں سمجھتے، تو انہوں نے انہیں قبول کیا اور روایت کیا اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ حق ہیں، اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ یہ باطل ہیں تو نہ انہیں روایت کرتے اور نہ ان پر عمل کرتے۔

فلم يزل الأمر كذلك حتى مات الحسن بن علي (عليه السلام) ، فازداد البلاء والفتنة ، فلم يبق أحد من هذا القبيل إلاّ وهو خائف على دمه ، أو طريد في الأرض.

تو معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حسن بن علی (علیہ السلام) فوت ہو گئے، تو بلا اور فتنہ میں اضافہ ہو گیا، تو اس قبیل میں سے کوئی باقی نہ رہا مگر وہ اپنے خون پر خوفزدہ تھا، یا زمین میں بھاگا ہوا تھا۔

ثمَّ تفاقم الأمر بعد قتل الحسين (عليه السلام) ، وولي عبدالملك بن مروان ، فاشتدَّ على الشيعة ، وولّى عليهم الحجاج بن يوسف ، فتقرَّب إليه أهل النسك والصلاح والدين ببغض علي وموالاة أعدائه ، وموالاة من يدعي قوم من الناس أنهم أيضاً أعداؤه ، فأكثروا في الرواية في فضلهم وسوابقهم ومناقبهم ، وأكثروا من الغضّ من علي (عليه السلام) وعيبه والطعن فيه والشنآن له ، حتى إن إنساناً وقف للحجاج ـ ويقال إنه جدُّ الأصمعي عبد الملك بن قريب ـ فصاح به : أيُّها الأمير! إن أهلي عقّوني فسمَّوني علياً ، وإني فقير بائس ، وأنا إلى صلة الأمير محتاج ، فتضاحك له الحجاج وقال : للطف ما توسَّلت به ، وقد ولَّيتك موضع كذا.

پھر حسین (علیہ السلام) کے قتل کے بعد معاملہ بڑھ گیا، اور عبد الملک بن مروان حکمران ہوا، تو شیعوں پر سختی کی، اور ان پر حجاج بن یوسف کو عامل بنایا، تو نسک اور صلاح اور دین والے لوگ علی سے بغض اور ان کے دشمنوں کی موالات سے اس کے قریب ہوئے، اور ان لوگوں کی موالات سے جن کے بارے میں لوگوں کی ایک جماعت دعویٰ کرتی ہے کہ وہ بھی ان کے دشمن ہیں، تو انہوں نے ان کی فضیلتوں اور سابقات اور مناقب میں بہت روایات کیں، اور علی (علیہ السلام) کی توہین اور عیب اور ان پر طعن اور ان سے بغض میں بہت کچھ کیا، یہاں تک کہ ایک شخص حجاج کے لیے کھڑا ہوا — اور کہا جاتا ہے کہ وہ اصمعی عبد الملک بن قریب کا دادا تھا — تو اس نے اس سے پکارا: اے امیر! بیشک میری قوم نے مجھ پر ظلم کیا اور میرا نام علی رکھ دیا، اور میں فقیر بیچارہ ہوں، اور میں امیر کے صلے کا محتاج ہوں، تو حجاج اس پر ہنسا اور کہا: کیا ہی لطیف طریقے سے تو نے وسیلہ بنایا، اور میں نے تجھے فلاں جگہ کا حاکم بنایا۔

وقد روى ابن عرفة المعروف بنفطويه ـ وهو من أكابر المحدِّثين وأعلامهم ـ في تأريخه ما يناسب هذا الخبر ، وقال : إن أكثر الأحاديث الموضوعة في فضائل الصحابة افتُعلت في أيام بني أميّة ، تقرباً إليهم بما يظنّون أنهم يُرغمون به أنوف بني هاشم [1]

اور ابن عرفہ جو نفطویہ کے نام سے معروف ہیں — اور وہ بڑے محدثین اور ان کے اعلام میں سے ہیں — نے اپنی تاریخ میں اس خبر سے مناسبت رکھنے والی روایت کی ہے، اور کہا: بیشک صحابہ کی فضیلتوں میں اکثر موضوع احادیث بنی امیہ کے زمانے میں گھڑی گئیں، ان کے قرب کے لیے اس چیز سے جس کے بارے میں وہ گمان کرتے تھے کہ اس سے وہ بنی ہاشم کی ناکیں رگڑیں گے۔

[1] شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 11/44 ـ 46.

.

وعن كتاب المنتظم : إن زياداً لمَّا حصبه أهل الكوفة وهو يخطب على المنبر قطع أيدي ثمانين منهم ، وهمَّ أن يخرب دورهم ، ويجمِّر نخلهم ، فجمعهم حتى ملأ بهم المسجد والرحبة ليعرضهم على البراءة من علي (عليه السلام) ، وعلم أنهم سيمتنعون ، فيحتجّ بذلك على استئصالهم وإخراب بلدهم.

اور کتاب المنتظم سے: بیشک زیاد کو اہل کوفہ نے کنکریاں ماریں جب وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا، تو اس نے ان میں سے اسی کے ہاتھ کاٹ دیے، اور اس نے ارادہ کیا کہ ان کے گھر خراب کر دے، اور ان کے کھجور کے درخت جلا دے، تو اس نے انہیں جمع کیا یہاں تک کہ ان سے مسجد اور رحبہ بھر دیا تاکہ انہیں علی (علیہ السلام) سے برأت پر پیش کرے، اور اسے معلوم تھا کہ وہ انکار کریں گے، تو وہ اس سے ان کی بیخ کنی اور ان کے شہر کی تباہی پر حجت لائے گا۔

وفي رواية عن عبدالله بن السائب وكثير بن الصلت قالا : جمع زياد بن أبيه أشراف الكوفة في مسجد الرحبة ليحملهم على سبِّ أمير المؤمنين (عليه السلام) والبراءة منه ، فمن أبى ذلك عرضه على السيف [2]

مروج الذهب ، المسعودي : 2/69.

والناس من ذلك في كرب عظيم ، فأغفيت فإذا أنا بشخص طويل العنق ، أهدل أهدب ، قد سدَّ ما بين السماء والأرض ، فقلت له : من أنت ؟ قال : أنا النقاد ذو الرقبة ، طاعون ، بُعثت إلى زياد ، فانتبهت فزعاً ، فسمعنا الواعية عليه ، وإذا غلام لزياد قد خرج إلى الناس فقال : انصرفوا ، فإن الأمير عنكم مشغول ، وسمعنا الصياح من داخل القصر ، فما برحنا أن خرج الإذن فقال : انصرفوا فإن الأمير قد شُغل ، وإذا الفالج قد ضربه ، فقلت في ذلك وأنشأت :

قَدْ جَشَّم الناسَ أمراً ضاق ذَرْعُهُمُ بحَمْلِهِ حين ناداهُم إلى الرحبه
يدعو على نَاصِرِ الإسلامِ حين يرى
لَهُ عَلَى المشركين الطولَ والغَلَبه ما كان منتهياً عمَّا أَرَادَ بِهِ
حتَّى تَنَاوَلَهُ النقَّادُ ذو الرَّقَبَه فَأَسْقَطَ الشِّقَّ منه ضَرْبةٌعجباً [3]

في كنز الفوائد : فأسقط الشق منه حربة ثبتت.

كَمَا تَنَاوَلَ ظُلْماً صَاحِبَ الرحبه [4]

راجع : مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 2/169 ، الأمالي ، الشيخ الطوسي : 233 ح 5 ، المحاسن والمساوي ، البيهقي : 1/39 ، الفائق في غريب الحديث ، جار الله الزمخشري : 3/414 ، ه

اور عبداللہ بن سائب اور کثیر بن صلت سے روایت میں ہے، انہوں نے کہا: زیاد بن ابیہ نے کوفہ کے اشراف کو مسجد رحبہ میں جمع کیا تاکہ انہیں امیرالمؤمنین (علیہ السلام) کی سب اور ان سے برأت پر مجبور کرے، تو جس نے اس سے انکار کیا اسے تلوار پر پیش کرے، اور لوگ اس سے عظیم مصیبت میں تھے، تو میں اونگھ گیا اور اچانک میں نے ایک لمبی گردن والی شخصیت دیکھی، لمبی پلکوں والی، جس نے آسمان اور زمین کے درمیان کا فاصلہ بھر دیا تھا، تو میں نے اس سے کہا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں نقاد ذو الرقبہ ہوں، طاعون ہوں، زیاد کی طرف بھیجا گیا ہوں، تو میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہوا، تو ہم نے اس پر نوحہ کی آواز سنی، اور زیاد کا ایک غلام لوگوں کی طرف نکلا تو کہا: واپس چلے جاؤ، کیونکہ امیر تم سے مشغول ہے، اور ہم نے محل کے اندر سے چیخیں سنیں، تو ہم نہیں ہلے یہاں تک کہ اجازت دینے والا نکلا اور کہا: واپس جاؤ کیونکہ امیر مصروف ہو گیا ہے، اور فالج نے اسے مار دیا تھا، تو میں نے اس بارے میں کہا اور یہ شعر کہے:

اس نے لوگوں کو ایسے کام کا سامنا کرایا جس کی
طاقت ان میں نہ تھی
اس کے اٹھانے کی جب اس نے انہیں رحبہ کی
طرف بلایا
وہ اسلام کے مددگار پر لعنت بھیجتا ہے جب دیکھتا
ہے
مشرکوں پر اس کا غلبہ اور فتح
جو کچھ وہ چاہتا تھا اس سے باز نہ آتا
یہاں تک کہ نقاد ذو الرقبہ نے اسے پکڑ لیا
تو ایک عجیب ضرب نے اس کا نصف حصہ گرا دیا
جیسے ظلم سے صاحب رحبہ کو پکڑا تھا

المجلس التاسع عشر

بعض من قتل في محبة أهل البيت (عليهم السلام)

مما روي عن أمير المؤمنين (عليه السلام) من كلام له (عليه السلام) لأصحابه ـ كما في نهج البلاغة ـ قال (عليه السلام) : أما إنّه سيظهر عليكم بعدي رجل رحب البلعوم ، مندحق البطن ، يأكل ما يجد ، ويطلب ما لا يجد ، فاقتلوه ، ولن تقتلوه ، ألا وإنّه سيأمركم بسبّي والبراءة منّي ، فأمّا السبُّ فسبّوني ، فإنه لي زكاة ولكم نجاة ، وأمّا البراءة فلا تتبرَّأوا منّي ، فإنّي ولدت على الفطرة ، وسبقت إلى الإيمان والهجرة [1]

نهج البلاغة ، خطب الإمام علي (عليه السلام) : 1/105 ح 57.

.

انیسویں مجلس

اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں قتل ہونے والوں میں سے کچھ

امیرالمؤمنین (علیہ السلام) سے روایت کی گئی ہے ان کے کلام سے جو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا – جیسا کہ نہج البلاغہ میں ہے – آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: خبردار! میرے بعد تم پر ایک آدمی غالب آئے گا جو چوڑے حلق والا، بڑے پیٹ والا ہوگا، جو کچھ پائے گا کھائے گا، اور جو نہ پائے اس کا بھی طلبگار ہوگا، تو اسے قتل کر دینا، اور تم اسے قتل نہیں کرو گے، خبردار! وہ تمہیں میری سب اور مجھ سے برأت کا حکم دے گا، تو سب کے بارے میں تو مجھے سب کرو، کیونکہ یہ میرے لیے زکوۃ ہے اور تمہارے لیے نجات ہے، اور برأت کے بارے میں تو مجھ سے برأت نہ کرنا، کیونکہ میں فطرت پر پیدا ہوا، اور ایمان اور ہجرت میں سبقت لے گیا۔

فممن قُتل في محبّة أمير المؤمنين (عليه السلام) وفي سبيله ميثم التمّار عليه الرحمة ، روي أنَّه قال أمير المؤمنين (عليه السلام) لميثم التمّار (رضي الله عنه) ذات يوم : إنَّك تؤخذ بعدي فتُصلب ، وتُطعن بحربة ، فإذا كان اليوم الثالث ابتدر منخراك وفمك دماً ، فتُخضب لحيتُك ، فانتظر ذلك الخضاب ، وتُصلب على باب عمرو بن حريث عاشر عشرة ، أنت أقصرهم خشبة ، وأقربهم من المطهرة ، وامضِ حتى أريك النخلة التي تُصلب على جذعها ، فأراه إيّاها ، وكان ميثم يأتيها فيصلّي عندها ويقول : بوركتِ من نخلة ، لكِ خلقتُ ولي غُذِّيتِ ، ولم يزل يتعاهدها حتى قطعت ، وحتى عرف الموضع الذي يُصلب عليه بالكوفة.

تو جو لوگ امیرالمؤمنین (علیہ السلام) کی محبت میں اور ان کی راہ میں قتل ہوئے ان میں سے میثم تمار علیہ الرحمۃ ہیں، روایت ہے کہ امیرالمؤمنین (علیہ السلام) نے ایک دن میثم تمار (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: بیشک تم میرے بعد پکڑے جاؤ گے تو سولی دیے جاؤ گے، اور نیزے سے مارے جاؤ گے، تو جب تیسرا دن ہوگا تو تمہاری ناک اور منہ سے خون بہنا شروع ہو جائے گا، تو تمہاری داڑھی رنگین ہو جائے گی، تو اس رنگین ہونے کا انتظار کرنا، اور تم عمرو بن حریث کے دروازے پر دس میں سے دسویں سولی دیے جاؤ گے، تم سب سے چھوٹی لکڑی والے ہوگے، اور مطہرہ سے سب سے قریب ہوگے، اور چلو تاکہ میں تمہیں وہ کھجور کا درخت دکھاؤں جس کے تنے پر تم سولی دیے جاؤ گے، تو آپ نے اسے وہ دکھایا، اور میثم اس کے پاس آتے اور اس کے پاس نماز پڑھتے اور کہتے: تو مبارک ہو اے کھجور کے درخت، میرے لیے تو پیدا ہوا، اور میرے لیے تو پرورش پایا، اور وہ اس کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کاٹ دیا گیا، اور یہاں تک کہ کوفہ میں اس جگہ کو پہچان لیا جہاں انہیں سولی دی جائے گی۔

قال : وكان يلقى عمرو بن حريث فيقول : إني مجاورك فأحسن جواري ، فيقول له عمرو : أتريد أن تشتري دار ابن مسعود أو دار ابن حكيم ؟ وهو لا يعلم ما يريد.

کہا گیا: اور وہ عمرو بن حریث سے ملتے تو اس سے کہتے: میں تمہارا ہمسایہ ہونے والا ہوں تو اچھا ہمسایہ بنو، تو عمرو ان سے کہتا: کیا تم ابن مسعود کا گھر خریدنا چاہتے ہو یا ابن حکیم کا گھر؟ اور اسے معلوم نہ تھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

وروي عن أبي الحسن الرضا (عليه السلام) ، عن أبيه ، عن آبائه صلوات الله عليهم ،

اور ابوالحسن رضا (علیہ السلام) سے، اپنے والد سے، اپنے آباء صلوات اللہ علیہم سے روایت ہے،

قال : أتى ميثم التمّار دار أمير المؤمنين (عليه السلام) فقيل له : إنه نائم ، فنادى بأعلى صوته : انتبه أيُّها النائم! فوالله لتخضبن لحيتك من رأسك ، فانتبه أمير المؤمنين (عليه السلام) فقال : أدخلوا ميثماً ، فقال له : أيُّها النائم! والله لتخضبن لحيتك من رأسك ، فقال : صدقت ، وأنت والله لتقطعن يداك ورجلاك ولسانك ، ولتقطعن النخلة التي بالكناسة فتُشقّ أربع قطع ، فتُصلب أنت على ربعها ، وحجر بن عدي على ربعها ، ومحمد بن أكثم على ربعها ، وخالد بن مسعود على ربعها.

فرمایا: میثم تمار امیرالمؤمنین (علیہ السلام) کے گھر آئے تو ان سے کہا گیا: وہ سو رہے ہیں، تو انہوں نے بلند آواز سے پکارا: اے سونے والے! بیدار ہو جاؤ، کیونکہ اللہ کی قسم! تمہاری داڑھی تمہارے سر سے رنگین ہوگی، تو امیرالمؤمنین (علیہ السلام) بیدار ہوئے اور فرمایا: میثم کو اندر لے آؤ، تو انہوں نے ان سے کہا: اے سونے والے! اللہ کی قسم! تمہاری داڑھی تمہارے سر سے رنگین ہوگی، تو آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، اور تم اللہ کی قسم! تمہارے ہاتھ اور پاؤں اور زبان کاٹے جائیں گے، اور کناسہ میں جو کھجور کا درخت ہے وہ کاٹا جائے گا اور چار ٹکڑوں میں پھاڑا جائے گا، تو تم اس کے ایک ربع پر سولی دیے جاؤ گے، اور حجر بن عدی اس کے ایک ربع پر، اور محمد بن اکثم اس کے ایک ربع پر، اور خالد بن مسعود اس کے ایک ربع پر۔

قال ميثم : فشككت في نفسي وقلت : إن علياً ليخبرنا بالغيب ، فقلت له : أو كائن ذاك يا أمير المؤمنين ؟ فقال : إي وربِّ الكعبة ، كذا عهده إليَّ النبي (صلى الله عليه وآله).

میثم کہتے ہیں: تو میں نے اپنے آپ میں شک کیا اور کہا: بیشک علی (علیہ السلام) ہمیں غیب کی خبریں دیتے ہیں، تو میں نے ان سے کہا: کیا یہ ہونے والا ہے اے امیرالمؤمنین؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، کعبہ کے رب کی قسم! اسی طرح نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے میرے ساتھ عہد فرمایا ہے۔

قال : فقلت : لم يُفعل ذلك بي يا أمير المؤمنين ؟ فقال : ليأخذنك العتلُّ الزنيم ، ابن الأمة الفاجرة ، عبيدالله بن زياد.

کہا: تو میں نے کہا: میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جائے گا اے امیرالمؤمنین؟ تو آپ نے فرمایا: تمہیں وہ سخت دل، بدکار، کنیز کا بیٹا، عبیداللہ بن زیاد پکڑے گا۔

قال : وكان (عليه السلام) يخرج إلى الجبّانة وأنا معه ، فيمرّ بالنخلة فيقول لي : يا ميثم! إن لك ولها شأناً من الشأن.

کہا: اور آپ (علیہ السلام) جبانہ کی طرف نکلتے اور میں آپ کے ساتھ ہوتا، تو آپ کھجور کے درخت کے پاس سے گزرتے اور مجھ سے فرماتے: اے میثم! بیشک تیرے لیے اور اس کے لیے ایک اہم معاملہ ہے۔

قال : فلمَّا ولي عبيدالله بن زياد الكوفة ودخلها تعلَّق عَلَمُه بالنخلة التي بالكناسة فتخرَّق ، فتطيَّر من ذلك ، فأمر بقطعها ، فاشتراها رجل من النَّجارين فشقَّها أربع قطع.

کہا: پس جب عبیداللہ بن زیاد کوفہ کا والی ہوا اور اس میں داخل ہوا تو اس کا جھنڈا کناسہ میں اس کھجور کے درخت سے اٹک گیا اور پھٹ گیا، تو اس نے اس سے بدشگونی لی، پھر اس کے کاٹنے کا حکم دیا، تو ایک بڑھئی نے اسے خرید لیا اور اسے چار ٹکڑوں میں پھاڑ دیا۔

قال ميثم : فقلت لصالح ابني : فخذ مسماراً من حديد فانقش عليه اسمي واسم أبي ، ودقَّه في بعض تلك الأجذاع ، قال : فلمَّا مضى بعد ذلك أيام أتاني قوم من أهل السوق فقالوا : يا ميثم! انهض معنا إلى الأمير نشكو إليه عامل السوق ، ونسأله أن يعزله عنّا ويولي علينا غيره.

میثم کہتے ہیں: تو میں نے اپنے بیٹے صالح سے کہا: لوہے کی ایک کیل لے کر اس پر میرا اور میرے باپ کا نام کندہ کر، اور اسے ان تنوں میں سے کسی ایک میں ٹھونک دے، کہا: پھر اس کے بعد کچھ دن گزرے تو بازار کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہا: اے میثم ! ہمارے ساتھ امیر کے پاس چلو تاکہ اس سے بازار کے عامل کی شکایت کریں، اور اس سے کہیں کہ اسے ہم سے ہٹا دے اور کسی اور کو ہم پر مقرر کرے۔

قال : وكنت خطيب القوم ، فنصت لي وأعجبه منطقي ، فقال له عمرو بن حريث : أصلح الله الأمير! تعرف هذا المتكلِّم ؟ قال : من هو ؟ قال : ميثم التمار ، الكذَّاب.. قال : فاستوى جالساً ، فقال لي : ما تقول ؟ فقلت : كذب أصلح الله

کہا: اور میں قوم کا خطیب تھا، تو اس نے میری بات غور سے سنی اور میری گفتگو اسے پسند آئی، تو عمرو بن حریث نے اس سے کہا: اللہ امیر کی اصلاح فرمائے ! کیا آپ اس بولنے والے کو جانتے ہیں؟ کہا: یہ کون ہے؟ کہا: میثم تمار، جھوٹا ہے۔۔ کہا: تو وہ سیدھا بیٹھ گیا، پھر مجھ سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ تو میں نے کہا: اللہ کی اصلاح ہو

الأمير ، بل أنا الصادق ، مولى الصادق علي بن أبي طالب أمير المؤمنين حقاً ، فقال لي : لتبرأنَّ من عليٍّ ، ولتذكرنَّ مساويه ، وتتولّى عثمان ، وتذكر محاسنه ، أو لأقطعنَّ يديك ورجليك ولأصلبنَّك ، فبكيت ، فقال لي : بكيت من القول دون الفعل ، فقلت : والله ما بكيت من القول ولا من الفعل ، ولكن بكيت من شكٍّ كان دخلني يوم خبَّرني سيدي ومولاي ، فقال لي : وما قال لك ؟ قال : فقلت : أتيت الباب فقيل لي : إنه نائم ، فناديت : انتبه أيها النائم ، فوالله لتخضبن لحيتك من رأسك ، فقال : صدقت ، وأنت والله لتقطعن يداك ورجلاك ولسانك ولتصلبن ، فقلت : ومن يفعل ذلك بي يا أمير المؤمنين ؟ فقال : يأخذك العتلّ الزنيم ، ابن الأمة الفاجرة ، عبيدالله بن زياد.

امیر کی، اس نے جھوٹ کہا، بلکہ میں سچا ہوں، سچے کا غلام ہوں، علی بن ابی طالب امیر المؤمنین حقاً کا، تو اس نے مجھ سے کہا: تم ضرور علی سے برأت کا اظہار کرو، اور ان کی برائیاں بیان کرو، اور عثمان کو ولی مانو، اور اس کی خوبیاں بیان کرو، ورنہ میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا اور تمہیں سولی دوں گا، تو میں رو پڑا، تو اس نے مجھ سے کہا: تم قول سے روئے، فعل سے نہیں، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم ! میں نہ قول سے رویا اور نہ فعل سے، لیکن اس شک سے رویا جو اس دن مجھ میں داخل ہو گیا تھا جب میرے سید اور مولا نے مجھے خبر دی تھی، تو اس نے کہا: اور اس نے تم سے کیا کہا؟ کہا: تو میں نے کہا: میں دروازے پر آیا تو مجھ سے کہا گیا: وہ سو رہے ہیں، تو میں نے پکارا: اے سونے والے !بیدار ہو جاؤ، اللہ کی قسم ! تمہاری داڑھی تمہارے سر سے رنگین ہوگی، تو آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا، اور تم اللہ کی قسم ! تمہارے ہاتھ اور پاؤں اور زبان کاٹی جائیں گی اور تم سولی دیے جاؤ گے، تو میں نے کہا: اور میرے ساتھ یہ کون کرے گا اے امیر المؤمنین؟ تو آپ نے فرمایا: تمہیں وہ سخت دل، بدکار، کنیز کا بیٹا، عبیداللہ بن زیاد پکڑے گا۔

قال : فامتلأ غيظاً ، ثمَّ قال لي : والله لأُقطعنَّ يديك ورجليك ، ولأدعنَّ لسانك حتى أكذبك وأكذب مولاك ، فأمر به فقطعت يداه ورجلاه ، ثمَّ أُخرج فأمر به أن يُصلب ، فنادى بأعلى صوته : أيُّها الناس! من أراد أن يسمع الحديث المكنون عن علي بن أبي طالب (عليه السلام).. قال : فاجتمع الناس وأقبل يحدِّثهم بالعجائب.

کہا: تو وہ غصے سے بھر گیا، پھر مجھ سے کہا: اللہ کی قسم ! میں ضرور تمہارے ہاتھ اور پاؤں کاٹوں گا، اور تمہاری زبان چھوڑ دوں گا تاکہ تمہیں اور تمہارے مولا کو جھوٹا ثابت کروں، پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے، پھر اسے باہر لے جایا گیا اور حکم دیا کہ اسے سولی دی جائے، تو اس نے بلند آواز سے پکارا: اے لوگو ! جو شخص علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی پوشیدہ حدیثیں سننا چاہتا ہے۔۔ کہا: تو لوگ جمع ہو گئے اور وہ انہیں حیرت انگیز باتیں سنانے لگے۔

قال : وخرج عمرو بن حريث وهو يريد منزله فقال : ما هذه الجماعة ؟ قالوا : ميثم التمّار يحدِّث الناس عن علي بن أبي طالب ، قال : فانصرف مسرعاً فقال : أصلح الله الأمير! بادر فابعث إلى هذا من يقطع لسانه ، فإني لست آمن أن يغير قلوب أهل الكوفة فيخرجوا عليك ، قال : فالتفت إلى حرسيٍّ فوق رأسه فقال : اذهب فاقطع لسانه ، قال ، فأتاه الحرسي فقال له : يا ميثم! قال : ما تشاء ؟ قال : أخرج لسانك فقد أمرني الأمير بقطعه ، قال ميثم : ألا زعم ابن الأمة الفاجرة أنه يكذبني ويكذب مولاي ، هاك لساني ، قال : فقطع لسانه ، وتشحَّط ساعة في دمه ثمَّ مات ، وأمر به فصُلب ، قال صالح : فمضيت بعد ذلك بأيام ، فإذا هو قد صُلب

على الربع الذي كنت دققت فيه المسمار [1]

اختيار معرفة الرجال ، الشيخ الطوسي : 1/296 ـ 299 ح 140.

.

کہا: اور عمرو بن حریث اپنے گھر کی طرف جاتے ہوئے نکلا تو کہا: یہ کیا مجمع ہے؟ لوگوں نے کہا: میثم تمار لوگوں کو علی بن ابی طالب کی حدیثیں سنا رہے ہیں، کہا: تو وہ جلدی سے لوٹا اور کہا: اللہ امیر کی اصلاح فرمائے ! جلدی کرو اور اس کے پاس کسی کو بھیجو جو اس کی زبان کاٹ دے، کیونکہ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ یہ اہل کوفہ کے دلوں کو تبدیل کر دے اور وہ آپ کے خلاف نکل آئیں، کہا: تو اس نے اپنے سر کے اوپر ایک محافظ کی طرف دیکھا اور کہا: جاؤ اور اس کی زبان کاٹ دو، کہا: تو محافظ اس کے پاس آیا اور اس سے کہا: اے میثم ! کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ کہا: اپنی زبان باہر نکالو کیونکہ امیر نے مجھے اسے کاٹنے کا حکم دیا ہے، میثم نے کہا: کیا ابن الامۃ الفاجرۃ نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ مجھے اور میرے مولا کو جھوٹا ثابت کرے گا، لو میری زبان، کہا: تو اس نے اس کی زبان کاٹ دی، اور وہ اپنے خون میں کچھ دیر تڑپتے رہے پھر فوت ہو گئے، اور اس کے بارے میں حکم دیا تو انہیں سولی دی گئی، صالح کہتے ہیں: تو میں اس کے بعد چند دن گزر کر گیا، تو دیکھا کہ انہیں

اسی ربع (ٹکڑے) پر سولی دی گئی ہے جس میں میں نے کیل ٹھونکی تھی۔

(1)

ومنهم رشيد الهجري رضوان الله تعالى عليه ، روي بالإسناد عن فضيل بن الزبير ، قال : خرج أمير المؤمنين (عليه السلام) إلى بستان البرني ومعه أصحابه ، فجلس تحت نخلة ، ثمَّ أمر بنخلة فلقطت فأنزل منها رطب ، فوضع بين أيديهم ، قالوا : فقال رشيد الهجري : يا أمير المؤمنين ، ما أطيب هذا الرطب! فقال : يا رشيد ، أما إنك ستُصلب على جذعها ، قال رشيد : فكنت اختلف إليها طرفي النهار أسقيها ، ومضى أمير المؤمنين (عليه السلام) ، قال : فجئتها يوماً وقد قُطع سعفُها ، قلت : اقترب أجلي ، ثمَّ جئت يوماً فجاء العريف فقال : أجب الأمير ، فأتيته ، فلمَّا دخلت القصر إذا الخشب ملقى ، فإذا فيه الزرنوق ، فجئت حتى ضربت الزرنوق برجلي ، ثمَّ قلت : لك غذِّيتُ ولي أنبتَّ ، ثمَّ أُدخلت على عبيد الله بن زياد فقال : هات من كذب صاحبك ، فقلت : والله ما أنا بكذَّاب ولا هو ، ولقد أخبرني أنك تقطع يدي ورجلي ولساني..

اور ان میں سے رشید الہجری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، فضیل بن زبیر سے روایت ہے، کہا: امیر المؤمنین (علیہ السلام) باغ برنی کی طرف نکلے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب تھے، تو آپ ایک کھجور کے درخت کے نیچے بیٹھے، پھر ایک کھجور کے درخت کا حکم دیا تو اس سے پھل توڑا گیا اور اس سے تازہ کھجوریں اتاری گئیں، تو ان کے سامنے رکھ دی گئیں، کہا: تو رشید الہجری نے کہا: اے امیر المؤمنین ! یہ کھجوریں کتنی عمدہ ہیں ! تو آپ نے فرمایا: اے رشید ! سنو ! تم اسی کے تنے پر سولی دیے جاؤ گے، کہا رشید: تو میں دن کے دونوں اطراف میں اس کے پاس آتا اور اسے پانی دیتا، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) تشریف لے گئے، کہا: تو ایک دن میں اس کے پاس آیا تو اس کی شاخیں کاٹ دی گئی تھیں، میں نے کہا: میری اجل قریب آ گئی، پھر ایک دن آیا تو عریف آیا اور کہا: امیر کے پاس حاضر ہو، تو میں اس کے پاس آیا، جب محل میں داخل ہوا تو لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں، اور ان میں وہ تنا تھا، تو میں آیا یہاں تک کہ میں نے اپنے پاؤں سے تنے کو مارا، پھر کہا: تیرے لیے میں نے پرورش کی اور میرے لیے تو اگا، پھر مجھے عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو اس نے کہا: لاؤ اپنے ساتھی کا جھوٹ، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم ! نہ میں جھوٹا ہوں اور نہ وہ، اور انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ تم میرے ہاتھ اور پاؤں اور زبان کاٹو گے۔۔

وعن قنوا بنت رشيد الهجري ، قالت : سمعت من أبي يقول : حدَّثني أمير المؤمنين (عليه السلام) فقال : يا رشيد! كيف صبرك إذا أرسل إليك دعيُّ بني أمية فقطع يديك ورجليك ولسانك ؟ فقلت : يا أمير المؤمنين! آخر ذلك الجنة ؟ قال : بلى يا رشيد ، أنت معي في الدنيا والآخرة ، قالت : فوالله ما ذهبت الأيام حتى أرسل إليه الدعيُّ عبيدالله بن زياد ، فدعاه إلى البراءة من أمير المؤمنين (عليه السلام) فأبى أن يتبرَّأ منه ، فقال له الدعيُّ : فبأيِّ ميتة قال لك تموت ؟ قال : أخبرني خليلي أنك تدعوني إلى البراءة منه فلا أتبرَّأ منه ، فتقدِّمني فتقطع يدي ورجلي ولساني ، فقال : والله لأُكذبن قوله فيك ، قدِّموه فاقطعوا يديه ورجليه ، واتركوا لسانه ، فحملت طوائفه لمَّا قطعت يداه ورجلاه ، فقلت له : يا أبه! كيف تجد ألماً لما أصابك ؟ فقال : لا يا بنية ،

اور قنوا بنت رشید الہجری سے روایت ہے، کہا: میں نے اپنے والد سے سنا کہتے ہوئے: مجھ سے امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے حدیث بیان کی اور فرمایا: اے رشید! تمہارا صبر کیسا ہوگا جب بنی امیہ کا دعی تمہارے پاس بھیجے گا اور تمہارے ہاتھ اور پاؤں اور زبان کاٹے گا؟ تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اس کا آخر جنت ہے؟ فرمایا: ہاں اے رشید! تم میرے ساتھ دنیا اور آخرت میں ہو، کہا: تو اللہ کی قسم! ابھی چند دن گزرے تھے کہ دعی عبید اللہ بن زیاد نے اس کے پاس بھیجا، تو اسے امیر المؤمنین (علیہ السلام) سے برأت کی دعوت دی مگر اس نے ان سے برأت کرنے سے انکار کر دیا، تو دعی نے اس سے کہا: تو کس موت سے تم مرو گے یہ اس نے تم سے کہا؟ کہا: میرے خلیل نے مجھے خبر دی کہ تم مجھے ان سے برأت کی دعوت دو گے تو میں ان سے برأت نہیں کروں گا، تو تم مجھے آگے لاؤ گے اور میرے ہاتھ اور پاؤں اور زبان کاٹو گے، تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور اس کے قول کو تمہارے بارے میں جھوٹا ثابت کروں گا، اسے آگے لے آؤ اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دو، اور اس کی زبان چھوڑ دو، تو جب اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے تو میں نے اس کے کٹے ہوئے اعضاء اٹھائے، تو میں نے اس سے کہا: اے ابا جان! جو تکلیف آپ کو پہنچی ہے اس کا درد کیسا محسوس کرتے ہیں؟ تو اس نے کہا: نہیں اے بیٹی!

إلاّ كالزحام بين الناس ، فلمَّا حملناه وأخرجناه من القصر اجتمع الناس حوله ، فقال : ائتوني بصحيفة ودواة أكتب لكم ما يكون إلى أن تقوم الساعة ، فإن للقوم بقيَّة لم يأخذوها منّي بعد ، فأتوه بصحيفة فكتب الكتاب : بسم الله الرحمن الرحيم ، وذهب لعين فأخبره أنه يكتب للناس ما يكون إلى أن تقوم الساعة ، فأرسل إليه الحجَّام حتى قطع لسانه ، فمات في ليلته تلك.

مگر لوگوں کے درمیان ازدحام کی طرح، تو جب ہم اسے اٹھایا اور محل سے باہر نکالا تو لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے، تو اس نے کہا: میرے پاس کاغذ اور دوات لے آؤ میں تمہارے لیے لکھوں گا جو قیامت تک ہوگا، کیونکہ قوم کے پاس ابھی باقی ہے جو انہوں نے مجھ سے نہیں لیا، تو انہوں نے اس کے پاس کاغذ لایا تو اس نے کتاب لکھنی شروع کی: بسم اللہ الرحمن الرحیم، اور ایک جاسوس گیا اور اسے خبر دی کہ وہ لوگوں کے لیے لکھ رہا ہے جو قیامت تک ہوگا، تو اس نے اس کے پاس حجام بھیجا یہاں تک کہ اس نے اس کی زبان کاٹ دی، تو وہ اسی رات فوت ہو گیا۔

وكان أمير المؤمنين (عليه السلام) يسمّيه رشيد البلايا ، وكان قد ألقى إليه علم البلايا والمنايا ، فكان في حياته إذا لقي الرجل قال له : يا فلان! تموت بميتة كذا وكذا ، وتقتل أنت ـ يا فلان ـ بقتلة كذا وكذا ، فيكون كما يقول الرشيد ، وكان أمير المؤمنين (عليه السلام) يقول له : أنت رشيد البلايا ، إنك تُقتل بهذه القتلة ، فكان كما قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه [1]

اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) اسے رشید البلایا کہتے تھے، اور آپ نے اسے بلاؤں اور موتوں کا علم عطا کیا تھا، تو وہ اپنی زندگی میں جب کسی آدمی سے ملتا تو اس سے کہتا: اے فلاں! تم فلاں طرح کی موت سے مرو گے، اور تم اے فلاں! فلاں طرح کے قتل سے قتل کیے جاؤ گے، تو جیسا رشید کہتا ویسا ہی ہوتا، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) اس سے فرماتے: تم رشید البلایا ہو، بے شک تم اس قتل سے قتل کیے جاؤ گے، تو جیسا امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے فرمایا ویسا ہی ہوا (۱)۔

الاختصاص ، الشيخ المفيد : 77 ـ 78.

.

ومنهم عمرو بن الحمق الخزاعي رضوان الله تعالى عليه ، جاء في البحار أن عمرو بن الحمق كان صاحب رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ صاحب أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وفي كلمات الأئمة أنه كان عبداً صالحاً ، أبلته العبادة فأنحلت جسمه وصفَّرت لونه ، ولمَّا قُتل أمير المؤمنين (عليه السلام) طلبه معاوية ليقتله ، فكان لا يأوي الكوفة ، فبعث له معاوية الأمان والمواثيق والعهود أن لا يتعرَّض له بسوء ، فدخلها فقبض عليه وقتله.

اور ان میں سے عمرو بن حمق خزاعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ہیں، بحار میں آیا ہے کہ عمرو بن حمق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے صحابی تھے، پھر امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے صحابی، اور ائمہ کے کلمات میں ہے کہ وہ صالح بندہ تھے، عبادت نے انہیں گھلا دیا تھا اور ان کے جسم کو کمزور کر دیا تھا اور ان کا رنگ زرد کر دیا تھا، اور جب امیر المؤمنین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو معاویہ نے انہیں قتل کرنے کے لیے تلاش کیا، تو وہ کوفہ میں نہیں ٹھہرتے تھے، تو معاویہ نے ان کے لیے امان اور عہد و پیمان بھیجے کہ انہیں کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی، تو وہ کوفہ میں داخل ہوئے تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور قتل کر دیا۔

وعن شمير بن سدير الأزدي قال : قال علي (عليه السلام) لعمرو بن الحمق الخزاعي : يا عمرو! إنك لمقتول بعدي ، وإن رأسك لمنقول ، وهو أول رأس يُنقل في الإسلام ، وويل لقاتلك ، أما إنك لا تنزل بقوم إلاّ أسلموك برمَّتك إلاّ هذا الحيّ من بني عمرو بن عامر من الأزد ، فإنهم لن يسلموك ، ولن يخذلوك ، قال : فوالله ما مضت الأيام حتى تنقَّل عمرو بن الحمق في خلافة معاوية في الأحياء خائفاً مذعوراً ، حتى نزل

في قومه من بني خزاعة فأسلموه ، فقُتل وحُمل رأسه من العراق إلى معاوية [1]

الأنوار العلوية ، الشيخ جعفر النقدي : 467.

.

اور شمیر بن سدیر ازدی سے روایت ہے، کہا: علی (علیہ السلام) نے عمرو بن حمق خزاعی سے فرمایا: اے عمرو! بے شک تم میرے بعد قتل کیے جاؤ گے، اور بے شک تمہارا سر منتقل کیا جائے گا، اور یہ اسلام میں پہلا سر ہوگا جو منتقل کیا جائے گا، اور تمہارے قاتل کے لیے وائے ہو، سنو! تم جس قوم میں بھی اتروگے وہ تمہیں مکمل طور پر دشمن کے حوالے کردیں گے سوائے عمرو بن عامر کے ازد کے اس قبیلے کے، کیونکہ وہ تمہیں دشمن کے حوالے نہیں کریں گے اور تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے، کہا: تو اللہ کی قسم! ابھی چند دن گزرے تھے کہ عمرو بن حمق معاویہ کی خلافت میں قبیلوں میں خوف زدہ اور گھبرایا ہوا پھرنے لگا، یہاں تک کہ

اپنی قوم بنی خزاعہ میں اترا تو انہوں نے اسے دشمن کے حوالے کردیا، تو وہ قتل کیا گیا اور اس کا سر عراق سے معاویہ کے پاس لے جایا گیا (۱)۔

وقال ابن كثير : وورد في حديث أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) دعا له أن يمتّعه الله بشبابه ، فبقي ثمانين سنة لا يُرى في لحيته شعرة بيضاء ، وهو أحد الأربعة الذين دخلوا على عثمان ، ثمَّ صار بعد ذلك من شيعة علي (عليه السلام) ، فشهد معه الجمل وصفين ، وكان من جملة من أعان حجر بن عدي ، فتطلَّبه زياد فهرب إلى الموصل [2]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/52.

.

اور ابن کثیر نے کہا: حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ انہیں ان کی جوانی سے بہرہ مند فرمائے، تو وہ اسی سال تک رہے اور ان کی داڑھی میں ایک سفید بال بھی نظر نہیں آیا، اور وہ ان چار افراد میں سے ایک تھے جو عثمان کے پاس داخل ہوئے تھے، پھر اس کے بعد علی (علیہ السلام) کے شیعوں میں سے ہوگئے، تو جنگ جمل اور صفین میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے، اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حجر بن عدی کی مدد کی، تو زیاد نے انہیں تلاش کیا تو وہ موصل کی طرف بھاگ گئے (۲)۔

وروى اليعقوبي في تأريخه أن الصحابي الجليل عمرو بن الحمق الخزاعي كان من أصحاب حجر بن عدي الذين لا يسكتون على سبِّ الإمام علي (عليه السلام) على منبر الكوفة ، فأمر معاوية عامله زياد بن أبيه أن يقبض عليهم ، ويشخصهم إليه في دمشق ، فهرب عمرو بن الحمق وعدّةٌ معه إلى الموصل ، وبلغ عبد الرحمن بن أم الحكم ـ وكان عامل معاوية على الموصل ـ مكان عمرو بن الحمق الخزاعي ، ورفاعة بن شدّاد ، فوجَّه في طلبهما ، فخرجا هاربين ، وعمرو بن الحمق شديد العلّة ، فلمَّا كان في بعض الطريق لدغت عمراً حيَّةٌ ، فقال : الله أكبر! قال لي رسول الله (صلى الله عليه وآله) : يا عمرو! ليشترك في قتلك الجنّ والإنس ، ثمَّ قال لرفاعة : امض لشأنك ، فإني مأخوذ ومقتول ، ولحقته رسل عبد الرحمن بن أم الحكم فأخذوه ، وضُربت عنقه ، ونُصب رأسه على رمح ، وطيف به ، فكان أول رأس طيف به الإسلام ، وقد كان معاوية حبس امرأته بدمشق ، فلمَّا أتى رأسه بعث به ، فوضع في حجرها ، فقالت للرسول : أبلغ معاوية ما أقول : طالبه الله بدمه ، وعجَّل له الويل من نقمه ، فقد أتى أمراً فريّاً ، وقتل برّاً نقياً ، وكان أول من حبس النساء بجرائر الرجال [3]

تأريخ اليعقوبي : 2/230 ـ 232.

.

اور یعقوبی نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ جلیل القدر صحابی عمرو بن حمق خزاعی حجر بن عدی کے ان اصحاب میں سے تھے جو کوفہ کے منبر پر امام علی (علیہ السلام) کی سب و شتم پر خاموش نہیں ہوتے تھے، تو معاویہ نے اپنے عامل زیاد بن ابیہ کو حکم دیا کہ انہیں گرفتار کرے اور انہیں دمشق میں اس کے پاس بھیجے، تو عمرو بن حمق اور کئی لوگ موصل کی طرف بھاگ گئے، اور عبدالرحمن بن ام الحکم کو - جو موصل پر معاویہ کا عامل تھا - عمرو بن حمق خزاعی اور رفاعہ بن شداد کی جگہ کا پتہ چل گیا، تو اس نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے، تو وہ بھاگتے ہوئے نکلے، اور عمرو بن حمق سخت بیمار تھے، تو جب راستے میں تھے تو عمرو کو سانپ نے ڈس لیا، تو انہوں نے کہا: اللہ اکبر! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھ سے فرمایا تھا: اے عمرو! تمہارے قتل میں جن اور انس شریک ہوں گے، پھر رفاعہ سے کہا: اپنے کام پر چلے جاؤ، کیونکہ میں پکڑا جاؤں گا اور قتل کیا جاؤں گا، اور عبدالرحمن بن ام الحکم کے قاصد انہیں پا گئے تو انہیں پکڑ لیا، اور ان کی گردن ماردی گئی، اور ان کا سر نیزے پر نصب کیا گیا، اور اسے گھمایا گیا، تو یہ اسلام میں پہلا سر تھا جو گھمایا گیا، اور معاویہ نے ان کی بیوی کو دمشق میں قید کر رکھا تھا، تو جب ان کا سر آیا تو اس نے بھیج کر اسے ان کی گود میں رکھوا دیا، تو انہوں نے قاصد سے کہا: معاویہ کو میری بات پہنچاؤ: اللہ اس سے ان کے خون کا مطالبہ کرے، اور اس کے لیے عذاب کو جلدی لائے، کیونکہ اس نے بہت بڑا جرم کیا، اور ایک نیک و پاکیزہ شخص کو قتل کیا، اور وہ پہلا شخص تھا جس نے مردوں کے جرائم کی وجہ سے عورتوں کو قید کیا (۳)۔

وقال ابن عساكر : كان تحت عمرو بن الحمق آمنة بنت الشريد ، فحبسها

اور ابن عساکر نے کہا: عمرو بن حمق کے نکاح میں آمنہ بنت شرید تھیں، تو اس نے انہیں قید کر لیا

معاوية في سجن دمشق زماناً ، حتى وجّه إليها برأس عمرو بن الحمق ، فألقي في حجرها ، فارتاعت لذلك ، ثمَّ وضعته في حجرها ووضعت كفّها على جبينه ، ثمَّ لثمت فاه ، ثمّ قالت : غيَّبتموه عني طويلا ، ثمَّ أهديتموه إليَّ قتيلا ، فأهلا بها من هدية ، غير قالية ومقليّة.

معاویہ نے دمشق کی جیل میں زمانے تک، یہاں تک کہ عمرو بن حمق کا سر ان کے پاس بھیجا، تو اسے ان کی گود میں ڈال دیا گیا، تو وہ اس سے خوفزدہ ہوئیں، پھر اسے اپنی گود میں رکھا اور اپنی ہتھیلی ان کی پیشانی پر رکھی، پھر ان کے منہ کو بوسہ دیا، پھر کہا: تم نے انہیں مجھ سے طویل عرصے تک غائب رکھا، پھر انہیں میرے پاس مقتول حالت میں تحفے میں بھیجا، تو اس تحفے کو خوش آمدید، نہ کوئی نفرت ہے اور نہ کوئی برائی۔

وذكر أبو الحسن علي بن محمد الكاتب المعروف بالشابشتي أن عمرو بن الحمق لمَّا قُتل حُمل رأسه إلى معاوية ، وهو أول رأس حُمل في الإسلام من بلد إلى بلد ، وكانت آمنة بنت الشريد زوجته بدمشق ، فلمَّا حُمل رأس عمرو إليه أمر أن يُلقى في حجرها ، وأن يُسمع منها ما تقول ، فلمَّا رأته ارتاعت له ، وأكبَّت عليه تقبِّله ، وقالت : واضعيتاه في دار هوان ، بَقّيتموه طويلا ، وأهديتموه إليَّ قتيلا ، فأهلا وسهلا ، كنت له غير قالية ، وأنا له غير ناسية ، قل لمعاوية : أيتم الله ولدك ، وأوحش منك أهلك ، ولا غفر لك ذنبك [1]

اور ابو الحسن علی بن محمد کاتب معروف بہ شابشتی نے ذکر کیا ہے کہ جب عمرو بن حمق قتل ہوئے تو ان کا سر معاویہ کے پاس لے جایا گیا، اور یہ اسلام میں پہلا سر تھا جو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جایا گیا، اور آمنہ بنت شرید ان کی بیوی دمشق میں تھیں، تو جب عمرو کا سر اس کے پاس لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے ان کی گود میں ڈال دیا جائے، اور جو کچھ وہ کہیں سنا جائے، تو جب انہوں نے اسے دیکھا تو خوفزدہ ہوئیں، اور اس پر جھک کر اسے بوسے دینے لگیں، اور کہا: میرے کمزور کو ذلت کے گھر میں، تم نے انہیں طویل عرصہ زندہ رکھا، اور پھر انہیں میرے پاس مقتول حالت میں تحفے میں بھیجا، تو خوش آمدید، میں ان کے لیے نفرت کرنے والی نہیں تھی، اور میں انہیں بھلانے والی نہیں ہوں، معاویہ سے کہو: اللہ تیرے بیٹے کو یتیم کرے، اور تجھ سے تیرے گھر والوں کو اکیلا کرے، اور تیرا گناہ نہ بخشے (۱)۔

تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 69/40 ، أسد الغابة ، ابن الأثير : 4/101.

.

وقال النسَّابة أبو جعفر محمد بن حبيب في كتاب المحبر : ونصب معاوية رأس عمرو بن الحمق الخزاعي ـ وكان شيعياً ـ ودير به في السوق [2]

اور نسابہ ابو جعفر محمد بن حبیب نے کتاب المحبر میں کہا: معاویہ نے عمرو بن حمق خزاعی کا سر نصب کیا - اور وہ شیعہ تھے - اور اسے بازار میں گھمایا گیا (۲)۔

الغدير ، الشيخ الأميني : 11/44.

.

وقال ابن كثير : فطيف به في الشام وغيرها ، فكان أول رأس طيف به [3]

اور ابن کثیر نے کہا: تو اسے شام اور دیگر جگہوں پر گھمایا گیا، تو یہ پہلا سر تھا جسے گھمایا گیا (۳)۔

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/52.

ولكن ـ أيها المؤمنون ـ لا مصيبةَ كمصيبةِ ريحانةِ الرسول (صلى الله عليه وآله) الحسين (عليه السلام) الذي طيف برأسه البلدان ، على رمح طويل ، ينظر إليه نساؤه وبناته ، وشيبته مخضَّبة بدمه ، وبقي جسمه على بوغاء كربلاء بلا دفن ثلاثة أيام ، ولله درّ ابن حماد عليه الرحمة إذ يقول :

يا غريباً لأجلِهِ صرتُ أبكي أَسَفاً بَعْدَه على الغُرَبَاءِ

لیکن - اے مومنو - کوئی مصیبت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پھول حسین (علیہ السلام) کی مصیبت جیسی نہیں، جن کے سر کو شہروں میں لمبے نیزے پر گھمایا گیا، ان کی بیویاں اور بیٹیاں اسے دیکھ رہی تھیں، اور ان کی سفید داڑھی ان کے خون سے رنگی ہوئی تھی، اور ان کا جسم کربلا کی زمین پر تین دن تک بغیر دفن کے پڑا رہا، اور اللہ ابن حماد پر رحمت فرمائے جب وہ کہتے ہیں:

اے غریب جس کی وجہ سے میں روتا ہوں
ان کے بعد غریبوں پر افسوس کرتے ہوئے

يا خضيبَ المَشِيبِ خَضَّبتُ خَدّي بدموع ممزوجة بدِمَاءِ
ليتني بالطفوفِ كنتُ فِدَاءً لَكَ مولاي قلَّ منّي فِدَائِي
بأبي جِسْمَكَ الذي وَطَأَتْهُ الـ خيلُ مِنْ بَعْدِ لِيْنِ الوِطَاءِ
بأبي رَأْسَك المُسَيَّرَ في الرُّمْحِ كبدر يَلُوحُ في الظَّلْمَاءِ
بأبي أُخْتَكَ التي هُتِكَتْ بَعْدَ كَ من بعد سِتْرِها وَالخِبَاءِ
تَسْتُرُ الْوَجْهَ وهي تَعْثُرُ في فا ضِلِ أَذْيَالِهَا لِفَرْطِ الحَيَاءِ [1]

المنتخب الطريحي : 192.

اے سفید داڑھی کو رنگنے والے، میں نے اپنا رخسار رنگا
آنسوؤں سے جو خون میں ملے ہوئے ہیں
کاش طفوف میں میں آپ کے لیے فدا ہوتا
میرے مولا، میری فداکاری کم ہے
میرے باپ پر آپ کا جسم جسے
گھوڑوں نے روندا نرم بستر کے بعد
میرے باپ پر آپ کا سر جو نیزے پر
چاند کی طرح چمکتا ہے اندھیروں میں
میرے باپ پر آپ کی بہن جس کا پردہ پھاڑا گیا
آپ کے بعد اس کے پردے اور خیمے کے بعد
چہرہ چھپاتی ہے اور اپنے دامن کی
لمبائی میں ٹھوکر کھاتی ہے شدید حیا سے (۱)

المجلس العشرون

بعض من قتل في محبة أهل البيت (عليهم السلام) أيضاً ومالقيه الشيعة من ظلم ولاة الجور

يا سادتي يا آل رسول الله ، إني بكم أتقرَّب إلى الله جلَّ وعلا ، بالخلاف على الذين غدروا بكم ، ونكثوا بيعتَكم ، وجحدوا ولايتَكم ، وأنكروا منزلتَكم ، وخلعوا ربقةَ طاعتِكم ، وهجروا أسبابَ مودّتِكم ، وتقرَّبوا إلى فراعنتِهم بالبراءة منكم ، والإعراض عنكم ، ومنعوكم من إقامةِ الحدود ، واستئصالِ الجحود ، وشعبِ الصدع ، ولمِّ الشعث ، وسدِّ الخلل ، وتثقيفِ الأود ، وإمضاءِ الأحكام ، وتهذيبِ الإسلام ، وقمع الآثام ، وأرهجوا عليكم نقعَ الحروبِ والفتن ، وأنحوا عليكم سيوفَ الأحقاد ، هتكوا منكم الستورَ ، وابتاعوا بخمسكم الخمورَ ، وصرفوا صدقاتِ المساكين إلى المضحكين والساخرين [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 295 ـ 296.

.

وممن قُتل في محبَّة أهل البيت (عليهم السلام) حجر بن عدي ، الذي هو أحد أعلام

بیسویں مجلس

کچھ اور لوگ جو اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں قتل ہوئے اور شیعوں نے ظالم حکمرانوں سے جو ظلم برداشت کیا

اے میرے سادات اے آل رسول اللہ، میں آپ کے واسطے سے اللہ جل و علا کا قرب حاصل کرتا ہوں، ان لوگوں کی مخالفت کے ذریعے جنہوں نے آپ سے غداری کی، اور آپ کی بیعت توڑی، اور آپ کی ولایت کا انکار کیا، اور آپ کے مقام و مرتبے کو نہ مانا، اور آپ کی اطاعت کا طوق اتار پھینکا، اور آپ کی محبت کے اسباب سے دور ہوئے، اور اپنے فرعونوں کا قرب حاصل کیا آپ سے برات اور آپ سے اعراض کے ذریعے، اور آپ کو حدود قائم کرنے سے روکا، اور کفر کو جڑ سے اکھاڑنے سے، اور شگاف کو جوڑنے سے، اور بکھراؤ کو سمیٹنے سے، اور خلل کو پر کرنے سے، اور کجی کو سیدھا کرنے سے، اور احکام کو نافذ کرنے سے، اور اسلام کو سنوارنے سے، اور گناہوں کو دبانے سے، اور آپ پر جنگوں اور فتنوں کی گرد و غبار اڑایا، اور آپ پر کینے کی تلواریں چلائیں، آپ کے پردے پھاڑے، اور آپ کے خمس کے بدلے شراب خریدی، اور مساکین کے صدقات مسخروں اور ٹھٹھا کرنے والوں پر خرچ کیے (۲)۔

اور جو لوگ اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں قتل ہوئے ان میں حجر بن عدی ہیں، جو اعلام میں سے ایک ہیں

الشيعة وعظمائها ، فعن النسوي أنَّ رزين الفافقي قال : سمعت علي بن أبي طالب (عليه السلام) يقول : يا أهل العراق! سيُقتل منكم سبعة نفر بعذراء ، مثلهم كمثل أصحاب الأخدود ، فقُتل حجر وأصحابه [1]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 14/316.

.

شیعہ اور ان کے عظماء میں سے ہیں، نسوی سے روایت ہے کہ رزین فاقی نے کہا: میں نے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے اہل عراق! تم میں سے سات آدمی عذراء میں قتل کیے جائیں گے، ان کی مثال اصحاب اخدود کی سی ہے، چنانچہ حجر اور ان کے ساتھی قتل کر دیے گئے۔

وعن عمر بن بشير قال : قلت لأبي إسحاق : متى ذلَّ الناس ؟ قال : حين قُتل الحسين (عليه السلام) وادُّعي زياد وقُتل حجر بن عدي [2]

الخصال ، المفيد : 181 ـ 182 ح 248 ، مقاتل الطالبيين ، الإصبهاني : 50.

.

اور عمر بن بشیر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے ابو اسحاق سے پوچھا: لوگ کب ذلیل ہوئے؟ انہوں نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے اور زیاد کو (معاویہ کا بیٹا) تسلیم کیا گیا اور حجر بن عدی قتل ہوئے۔

وكان حجر من أبرِّ أصحاب أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وكان ذا علم وحلم وشجاعة وكرم وفصاحة ، وقد أخبره أمير المؤمنين (عليه السلام) بما يجري عليه بعده من القتل ، قال المسعودي في تأريخه مروج الذهب : وفي سنة ثلاث وخمسين قتل معاوية حجر بن عدي الكندي ، وهو أول من قتل صبراً في الإسلام ، حمله زياد من الكوفة ، ومعه تسعة نفر من أصحابه من أهل الكوفة ، وأربعة من غيرها ، فلمَّا صارا على أميال من الكوفة يراد به دمشق أنشأت ابنته تقول ـ ولا عقب له من غيرها ـ :

اور حجر امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے نیک ترین اصحاب میں سے تھے، وہ علم، حلم، شجاعت، کرم اور فصاحت کے مالک تھے، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے انہیں ان کے بعد قتل کی خبر دی تھی، مسعودی نے اپنی تاریخ مروج الذہب میں کہا ہے: سن ترپن ہجری میں معاویہ نے حجر بن عدی کندی کو قتل کیا، یہ اسلام میں پہلے شخص تھے جنہیں باقاعدہ قتل کیا گیا، زیاد نے انہیں کوفہ سے لے جایا، اور ان کے ساتھ کوفہ کے نو ساتھی اور دوسری جگہوں سے چار افراد تھے، جب کوفہ سے کچھ میل کے فاصلے پر پہنچے اور دمشق کا ارادہ تھا تو ان کی بیٹی نے یہ اشعار کہے اور ان کی اس کے علاوہ کوئی اولاد نہیں تھی:

ترفَّعْ أيُّها القمرُ المنيرُ لعلَّكَ أَنْ ترى حُجْراً يسيرُ
يسيرُ إلى معاويةَ بنِ حَرْب لِيَقْتُلَهُ كَذَا زَعَمَ الأميرُ
وَيَصْلُبَهُ على بَابَي دِمَشْق وَتَأْكُلَ من مَحَاسنِهِ النسورُ
تخيَّرَت الخَبَائِرُ بعد حُجْر وطاب لها الخَوَرْنَقُ والسديرُ
ألاَ يَا حُجْرُ حُجْرَ بني عديٍّ تلقَّتْكَ السلامةُ والسرورُ
أخافُ عليك ما أَرْدَى عديّاً وشيخاً في دِمْشَقَ له زئيرُ
أَلاَ ياليت حُجْراً مَاتَ موتاً ولم يُنْحَرْ كما نُحِرَ البعيرُ
فَإِنْ تَهْلَكْ فكلُّ عَمِيدِ قوم إلى هَلَك من الدنيا يصيرُ

بلند ہو جاؤ اے منور چاند
شاید تم حجر کو جاتے ہوئے دیکھ لو
وہ معاویہ بن حرب کی طرف جا رہے ہیں
تاکہ انہیں قتل کرے، امیر نے یوں دعویٰ کیا ہے
اور انہیں دمشق کے دروازوں پر سولی دے گا
اور ان کے چہرے کو گدھ کھائیں گے
حجر کے بعد بہترین لوگ چن لیے گئے
اور ان کے لیے خورنق اور سدیر پاکیزہ ہو گئے
اے حجر، حجر بنی عدی
تمہیں سلامتی اور خوشی ملے
مجھے تم پر اس چیز کا ڈر ہے جو عدی کو ہلاک کر گئی
اور دمشق میں ایک بوڑھے نے جس کی گرج ہے
اے کاش حجر موت سے مر جاتے
اور اونٹ کی طرح ذبح نہ ہوتے
اگر تم ہلاک ہو جاؤ تو ہر قوم کا سردار
دنیا سے ہلاکت کی طرف پہنچتا ہے

ولمّا صار إلى مرج عذراء على اثني عشر ميلا من دمشق تقدّم البريد بأخبارهم إلى معاوية ، فبعث برجل أعور ، فلمّا أشرف على حجر وأصحابه قال رجل منهم : إن صدق الزجر فإنّه سيُقتل منّا نصف وينجو الباقون ، فقيل له : ومن أين علمت ؟ قال : أما ترون الرجل المقبل مصاباً بإحدى عينيه ، فلمّا وصل إليهم قال لحجر : إن أمير المؤمنين (يعني معاوية) أمرني بقتلك يا رأس الضلال ، ومعدن الكفر والطغيان ، والمتولّى لأبي تراب ، وقتل أصحابك إلاّ أن ترجعوا عن كفركم! وتلعنوا صاحبكم وتتبرَّؤون منه ، فقال حجر وجماعة ممن كان معه : إن الصبر على حدِّ السيف لأيسر علينا مما تدعونا إليه ، ثمَّ القدوم على الله وعلى نبيِّه وعلى وصيِّه أحبُّ الينا من دخول النار ، وأجاب نصف من كان معه إلى البراءة من علي (عليه السلام) ، فلمّا قدِّم حجر ليقتل قال : دعوني أصلِّي ركعتين ، فجعل يطوِّل في صلاته ، فقيل له : أجزعاً من الموت ؟ فقال : لا ، ولكنّي ما تطهَّرت للصلاة قط إلاّ صلَّيت ، وما صلَّيت قط أخفَّ من هذه ، فكيف لا أجزع وإني لأرى قبراً محفوراً ، وسيفاً مشهوراً ، وكفناً منشوراً ؟ ثم قدِّم فنُحر ، وأُلحق به من وافقه على قوله من أصحابه. وقيل : إن قتلهم كان في سنة خمسين [1]

الأنوار العلوية ، الشيخ جعفر النقدي : 468.

.

اور جب وہ مرج عذراء میں پہنچے جو دمشق سے بارہ میل پر ہے تو ان کی خبر معاویہ کو پہنچ گئی، اس نے ایک کانے آدمی کو بھیجا، جب وہ حجر اور ان کے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو ان میں سے ایک نے کہا: اگر فال سچ ہے تو ہم میں سے نصف قتل ہوں گے اور باقی بچ جائیں گے، ان سے کہا گیا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا: کیا تم یہ آتے ہوئے آدمی کو نہیں دیکھتے جس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی ہے، جب وہ ان کے پاس پہنچا تو حجر سے کہا: امیر المؤمنین (یعنی معاویہ) نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قتل کروں اے گمراہی کے سردار، اور کفر و طغیان کے مرکز، اور ابو تراب کے دوست، اور تمہارے ساتھیوں کو بھی قتل کروں سوائے اس کے کہ تم اپنے کفر سے رجوع کرو اور اپنے ساتھی کو لعنت کرو اور اس سے برات کا اعلان کرو، حجر اور ان کے ساتھ موجود لوگوں نے کہا: تلوار کی دھار پر صبر کرنا ہمارے لیے اس سے آسان ہے جس کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو، پھر اللہ کے حضور، اس کے نبی کے حضور اور اس کے وصی کے حضور حاضری ہمیں جہنم میں داخل ہونے سے زیادہ محبوب ہے، اور ان کے ساتھیوں میں سے نصف نے علی (علیہ السلام) سے برات کا اعلان قبول کر لیا، جب حجر کو قتل کے لیے پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا: مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو، تو وہ اپنی نماز لمبی کرنے لگے، ان سے کہا گیا: کیا موت سے گھبراہٹ ہے؟ کہا: نہیں، لیکن میں نے جب بھی نماز کے لیے پاکی حاصل کی تو نماز پڑھی، اور میں نے کبھی نماز نہیں پڑھی جو اس سے ہلکی ہو، تو میں کیوں نہ گھبراؤں جبکہ میں ایک کھودی ہوئی قبر، ایک کھینچی ہوئی تلوار اور ایک بچھایا ہوا کفن دیکھ رہا ہوں؟ پھر انہیں آگے لایا گیا اور ذبح کر دیا گیا، اور ان کے ساتھیوں میں سے جو ان کی بات پر موافق تھے وہ بھی انہیں مل گئے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا قتل سن پچاس ہجری میں ہوا۔

وعن صالح بن كيسان قال : لمَّا قتل معاوية حجر بن عدي وأصحابه حجَّ ذلك العام ، فلقي الحسين بن علي (عليهما السلام) فقال : يا أبا عبدالله! هل بلغك ما صنعنا بحجر وأصحابه وأشياعه وشيعة أبيك ؟ فقال : وما صنعت بهم ؟ قال : قتلناهم وكفّنّاهم وصلَّينا عليهم ، فضحك الحسين (عليه السلام) ، ثمَّ قال : خصمك القوم يا معاوية ، لكنّا لو قتلنا شيعتك ما كفّنّاهم ، ولا صلّينا عليهم ، ولا أقبرناهم ، ولقد بلغني وقيعتك في علي (عليه السلام) ، وقيامك بنقصنا ، واعتراضك بني هاشم بالعيوب ، فإذا فعلت ذلك فارجع إلى نفسك ، ثمَّ سلها الحق عليها ولها ، فإن لم تجدها أعظم عيباً فما أصغر عيبك فيك ، فقد ظلمناك يا معاوية ، ولا توترن غير قوسك ، ولا ترمين غير غرضك ، ولا ترمِنا بالعداوة من مكان قريب ، فإنك والله قد أطعت فينا رجلا ما قدم إسلامه ، ولا حدث نفاقه ، ولا نظر لك ، فانظر لنفسك أودع أيضاً يعني عمرو بن العاص [1]

الاحتجاج ، الطبرسي : 2/19 ـ 20 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 44/129 ح 19.

.

اور صالح بن کیسان سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب معاویہ نے حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا تو اسی سال حج کیا، اس نے حسین بن علی (علیہما السلام) سے ملاقات کی اور کہا: اے ابا عبداللہ! کیا تمہیں معلوم ہوا کہ ہم نے حجر، ان کے ساتھیوں، ان کے شیعوں اور تمہارے والد کے شیعوں کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: تم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ کہا: ہم نے انہیں قتل کیا، انہیں کفن دیا اور ان پر نماز پڑھی، تو حسین (علیہ السلام) مسکرائے، پھر فرمایا: اے معاویہ! یہ لوگ تمہارے خصم ہیں، لیکن اگر ہم تمہارے شیعوں کو قتل کرتے تو نہ انہیں کفن دیتے، نہ ان پر نماز پڑھتے اور نہ انہیں دفن کرتے، اور مجھے تمہاری علی (علیہ السلام) پر طعن و تشنیع، ہمارے نقص کا اعلان، اور بنی ہاشم پر عیوب لگانے کی خبر پہنچی ہے، جب تم ایسا کرو تو اپنی طرف لوٹو، پھر اس سے حق کے بارے میں پوچھو، اگر تم اسے سب سے بڑا عیب دار نہ پاؤ تو

تم میں تمہارا عیب کتنا چھوٹا ہے، اے معاویہ! ہم نے تم پر ظلم کیا، اپنے سوا کسی اور کی کمان کو تیار نہ کرو، اور اپنے ہدف کے سوا کسی اور پر تیر نہ چلاؤ، اور ہمیں قریب سے دشمنی کے تیر نہ مارو، کیونکہ اللہ کی قسم تم نے ہمارے بارے میں ایک ایسے شخص کی اطاعت کی ہے جس نے نہ اسلام قبول کیا اور نہ اس کی منافقت نئی ہوئی، اور نہ اس نے تمہاری بھلائی کا خیال کیا، تو اپنے لیے خود سوچو یا بھی چھوڑ دو، یعنی عمرو بن عاص۔

ومنهم أيضاً كميل بن زياد رضوان الله عليه ، وقد كان من خواص أصحاب أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وكان من الزهد والتقوى بمكان ، ودعاء كميل الذي ورد استحباب قراءته في ليلة النصف من شهر شعبان وفي ليالي الجمعة منسوب إليه ، علّمه إياه أمير المؤمنين (عليه السلام) ، قال الشيخ المفيد عليه الرحمة : روى جرير ، عن المغيرة قال : لمَّا ولي الحجاج طلب كميل بن زياد فهرب منه ، فحرم قومه عطاءَهم ، فلمَّا رأى كميل ذلك قال : أنا شيخ كبير ، وقد نفد عمري ، لا ينبغي أن أحرِمَ عطياتهم ، فخرج فدفع بيده إلى الحجاج ، فلما رآه قال له : لقد كنت أحبُّ أن أجد عليك سبيلا ، فقال له كميل : لا تصرف عليَّ أنيابك ، ولا تهدم عليَّ ، فوالله ما بقي من عمري إلاّ مثل كواسل الغبار ، فاقض ما أنت قاض ، فإن الموعد الله ، وبعد القتل الحساب ، ولقد خبَّرني أمير المؤمنين (عليه السلام) أنك قاتلي ، فقال له الحجاج : الحجة عليك إذن ، فقال له كميل : ذاك إذا كان القضاء إليك ، قال : بلى ، قد كنت فيمن قتل عثمان بن عفان ، اضربوا عنقه ، فضربت عنقه رضوان الله عليه [2]

الإرشاد ، المفيد : 1/327 ، الأنوار العلوية ، الشيخ جعفر النقدي : 468 ـ 469.

.

اور ان میں کمیل بن زیاد رضوان اللہ علیہ بھی ہیں، وہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے خاص اصحاب میں سے تھے، اور زہد و تقویٰ میں بلند مقام رکھتے تھے، اور دعائے کمیل جس کا شعبان کی پندرہویں رات اور جمعہ کی راتوں میں پڑھنا مستحب ہے ان ہی کی طرف منسوب ہے، امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے انہیں یہ دعا سکھائی تھی، شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا: جریر نے مغیرہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب حجاج والی ہوا تو کمیل بن زیاد کو تلاش کیا، وہ اس سے بھاگ گئے، تو اس نے ان کی قوم کا وظیفہ بند کر دیا، جب کمیل نے یہ دیکھا تو کہا: میں بوڑھا ہوں، میری عمر ختم ہو گئی ہے، مناسب نہیں کہ میں ان کے وظائف بند کراؤں، چنانچہ نکل آئے اور حجاج کے حوالے ہو گئے، جب اس نے انہیں دیکھا تو کہا: میں چاہتا تھا کہ تم پر کوئی راستہ پاؤں، کمیل نے کہا: مجھ پر اپنے دانت مت نکالو، اور مجھ پر مت ٹوٹو، اللہ کی قسم میری عمر میں گرد کے باقی ذروں کے برابر ہی رہا ہے، جو کرنا ہے کر لو، بلاشبہ ملاقات اللہ سے ہے، اور قتل کے بعد حساب ہے، اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے مجھے خبر دی تھی کہ تم مجھے قتل کرو گے، حجاج نے کہا: تو حجت تم پر ہے، کمیل نے کہا: یہ تب ہے جب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہو، کہا: ہاں، تم ان میں سے تھے جنہوں نے عثمان بن عفان کو قتل کیا، ان کی گردن مار دو، چنانچہ ان کی گردن ماردی گئی رضوان اللہ علیہ۔

وفي شرح النهج لابن أبي الحديد قال : كميل بن زياد بن بهيل بن هيثم بن سعد بن مالك بن حرب ، كان من صحابة علي (عليه السلام) وشيعته وخاصّته ، وقتله الحجاج على المذهب فيمن قتل من الشيعة [3]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 17/149.

.

اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج میں ہے: کمیل بن زیاد بن بہیل بن ہیثم بن سعد بن مالک بن حرب، وہ علی (علیہ السلام) کے اصحاب، شیعوں اور خاص لوگوں میں سے تھے، اور حجاج نے انہیں مذہب کی وجہ سے قتل کیا جیسا کہ شیعوں میں سے دوسروں کو قتل کیا۔

ومنهم قنبر ـ رحمه الله تعالى ـ مولى أمير المؤمنين (عليه السلام) ، روي عن أبي الحسن علي بن محمد : أن قنبر مولى أمير المؤمنين أُدخل على الحجاج بن يوسف ، فقال له : ما الذي كنت تلي من أمر علي بن أبي طالب (عليه السلام) ؟ قال : كنت أوضّيه ، فقال له : ما كان يقول إذا فرغ من وضوئه ؟ قال : كان يتلو هذه الآية « فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْء حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُونَ * فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ » فقال الحجاج : كان يتأوَّلها علينا ؟ فقال : نعم ، فقال : ما أنت صانع إذا ضربت علاوتك ؟ قال : إذاً أسعد وتشقى ، فأمر به فقتله رحمه تعالى [1]

تفسير العياشي : 1/359 ح 22.

.

اور ان میں قنبر رحمہ اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے آزاد کردہ غلام ہیں، ابو الحسن علی بن محمد سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین کے آزاد کردہ غلام قنبر کو حجاج بن یوسف کے پاس لایا گیا، اس نے ان سے کہا: تم علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کے کس کام کو سنبھالتے تھے؟ کہا: میں انہیں وضو کراتا تھا، کہا: جب وہ وضو سے فارغ ہوتے تو کیا کہتے تھے؟ کہا: وہ یہ آیت پڑھتے تھے «فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ * فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ»، حجاج نے کہا: کیا وہ اس کی تاویل ہم پر کرتے تھے؟ کہا: ہاں، کہا: جب میں تمہاری گردن ماروں گا تو تم کیا کرو گے؟ کہا: تب میں خوش ہوں گا اور تم بدبخت ہو گے، تو اس نے حکم دیا اور انہیں قتل کر دیا رحمہ تعالیٰ۔

وعن إبراهيم بن الحسين الحسيني العقيقي رفعه قال : سأل (الحجاج) قنبر مولى علي (عليه السلام) : من أنت ؟ فقال : أنا مولى من ضرب بسيفين ، وطعن برمحين وصلّى القبلتين ، وبايع البيعتين ، وهاجر الهجرتين ، ولم يكفر بالله طرفة عين ، أنا مولى صالح المؤمنين ، ووارث النبيين ، وخير الوصيين ، وأكبر المسلمين ، ويعسوب المؤمنين ، ونور المجاهدين ، ورئيس البكائين ، وزين العابدين ، وسراج الماضين ، وضوء القائمين ، وأفضل القانتين ، ولسان رسول الله ربِّ العالمين ، وأول المؤمنين من آل ياسين ، والمويِّد بجبرئيل الأمين ، والمنصور بميكائيل المتين ، والمحمود عند أهل السماوات أجميعن ، سيِّد المسلمين والسابقين ، وقاتل الناكثين والمارقين والقاسطين ، والمحامي عن حُرم المسلمين ، وجاهد أعدائه الناصبين ، إلى أن قال : البطل الهمام ، والليث المقدام ، والبدر التمام ، محكّ المؤمنين ، ووارث المشعرين ، وأبو السبطين الحسن والحسين ، واللهِ أمير المؤمنين حقاً علي بن أبي طالب ، عليه من الله الصلوات الزكيَّة ، والبركات السنية ، فلمّا سمع الحجاج أمر بقطع رأسه [2]

الإختصاص ، المفيد : 73 ، معجم رجال الحديث ، السيد الخوئي : 15/89.

اور ابراہیم بن حسین حسینی عقیقی سے مرفوعاً روایت ہے کہ (حجاج) نے علی (علیہ السلام) کے آزاد کردہ غلام قنبر سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: میں اس کا غلام ہوں جس نے دو تلواروں سے ضرب لگائی، اور دو نیزوں سے وار کیا، اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی، اور دونوں بیعتوں میں بیعت کی، اور دونوں ہجرتیں کیں، اور پلک جھپکنے کی مدت تک بھی اللہ سے کفر نہیں کیا، میں صالح المؤمنین کا غلام ہوں، اور وارث النبیین، اور خیر الوصیین، اور اکبر المسلمین، اور یعسوب المؤمنین، اور نور المجاہدین، اور رئیس البکائین، اور زین العابدین، اور سراج الماضین، اور ضوء القائمین، اور افضل القانتین، اور لسان رسول اللہ رب العالمین، اور اول المؤمنین من آل یاسین، اور المؤید بجبرئیل الامین، اور المنصور بمیکائیل المتین، اور المحمود عند اہل السماوات اجمعین، سید المسلمین والسابقین، اور قاتل الناکثین والمارقین والقاسطین، اور المحامی عن حرم المسلمین، اور اس نے اپنے دشمنوں ناصبیوں سے جہاد کیا، یہاں تک کہ کہا: البطل الہمام، اور اللیث المقدام، اور البدر التمام، محک المؤمنین، اور وارث المشعرین، اور ابو السبطین الحسن والحسین، اللہ کی قسم امیر المؤمنین حقاً علی بن ابی طالب، ان پر اللہ کی طرف سے صلوات زکیہ، اور برکات سنیہ ہوں، جب حجاج نے یہ سنا تو ان کی گردن کاٹنے کا حکم دیا۔

ومنهم سعيد بن جبير رحمه الله تعالى ، وهو من شيعة أهل البيت (عليهم السلام) ، وقد قُتل مظلوماً شهيداً في سبيل الله تعالى ، ومن كتاب روضة الواعظين للفتال النيسابوري قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : إن سعيد بن جبير كان يأتمُّ بعلي بن الحسين (عليه السلام) ، فكان عليٌّ يُثني عليه ، وما كان سبب قتل الحجاج له إلاَّ على هذا الأمر ، وكان مستقيماً ، وذكر أنه لمَّا دخل على الحجاج بن يوسف قال : أنت شقيُّ بن كسير ؟ قال : أمي كانت أعرف بي ، سمَّتني سعيد بن جبير ، قال : ما تقول في أبي بكر وعمر ، هما في الجنة أو في النار ؟ قال : لو دخلت الجنة فنظرت إلى أهلها لعلمت من فيها ، ولو دخلت النار ورأيت أهلها لعلمت من فيها ، قال : فما قولك في الخلفاء ؟ قال : لست عليهم بوكيل ، قال : أيُّهم أحبُّ إليك ؟ قال : أرضاهم لخالقي ، قال : فأيُّهم أرضى للخالق ؟ قال : عِلمُ ذلك عند الذي يعلم سرَّهم ونجواهم ، قال : أبيت أن تصدقني ، قال : بل لم أحبَّ أن أكذبك [1]

روضة الواعظين ، الفتال النيسابوري : 290 ، الاختصاص المفيد : 205 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 46/136 ح 26.

اور ان میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، اور وہ اہل بیت (علیہم السلام) کے شیعوں میں سے ہیں، اور انہیں مظلومانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیا گیا، فتال نیسابوری کی کتاب روضۃ الواعظین سے ہے کہ: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: بے شک سعید بن جبیر علی بن حسین (علیہ السلام) کی امامت کرتے تھے، اور علی ان کی تعریف کرتے تھے، اور حجاج کے ہاتھوں ان کے قتل کی وجہ صرف یہی امر تھا، اور وہ مستقیم تھے، اور ذکر کیا گیا ہے کہ جب وہ حجاج بن یوسف کے پاس داخل ہوئے تو اس نے کہا: تم شقی بن کسیر ہو؟ کہا: میری ماں مجھے زیادہ جانتی تھی، اس نے میرا نام سعید بن جبیر رکھا تھا، کہا: ابو بکر اور عمر کے بارے میں کیا کہتے ہو، وہ جنت میں ہیں یا جہنم میں؟ کہا: اگر میں جنت میں داخل ہوں اور اس کے لوگوں کو دیکھوں تو جان لوں گا کہ اس میں کون ہے، اور اگر میں جہنم میں داخل ہوں اور اس کے لوگوں کو دیکھوں تو جان لوں گا کہ اس میں کون ہے، کہا: خلفاء کے بارے میں تمہارا کیا قول ہے؟ کہا: میں ان پر وکیل نہیں ہوں، کہا: ان میں سے کون تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے؟ کہا: جو میرے خالق کو زیادہ راضی کرنے والا ہو، کہا: ان میں سے خالق کو زیادہ راضی کرنے والا کون ہے؟ کہا: اس کا علم اس کے پاس ہے جو ان کے راز اور نجویٰ کو جانتا ہے، کہا: تم نے مجھے سچ بتانے سے انکار کر دیا، کہا: بلکہ میں نے تم سے جھوٹ بولنا پسند نہیں کیا۔

وفي رواية الثعالبي أنَّ الحجاج قال : اختر ـ يا سعيد ـ أيَّ قتلة أقتلك ، قال : اختر لنفسك يا حجاج ، فوالله ، لا تقتلني قتلة إلاَّ قتلك الله مثلها في الآخرة ، قال : أفتريد أن أعفو عنك ؟ قال : إن كان العفو ، فمن الله ، وأمَّا أنت فلا براءة لك ولا عذر ، قال الحجاج : اذهبوا به فاقتلوه ، فلما خرج من الباب ضحك ، فأُخبر الحجاج بذلك فردَّه ، وقال : ما أضحكك ؟ قال : عجبت من جرأتك على الله ، وحلم الله عليك ، فأمر بالنطع فبُسط ، وقال : اقتلوه! فقال سعيد : وجَّهت وجهي للذي فطر السموات والأرض ، حنيفاً وما أنا من المشركين. قال : وجِّهوا به لغير القبلة ، قال سعيد : « فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ » [2]

سورة البقرة ، الآية : 115.

قال : كبّوه لوجهه ، قال سعيد : « مِنْهَا

خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى » [1]

سورة طه ، الآية : 55.

قال الحجاج : اذبحوه! قال سعيد : أما إني أشهد أن لا إله إلاَّ الله وحده لا شريك له ، وأن محمداً عبده ورسوله ، خذها منّي حتى تلقاني بها يوم القيامة ، ثمَّ دعا سعيد فقال : اللهم لا تسلِّطه على أحد يقتله بعدي ، فذُبح على النطع رحمة الله عليه ، وكان الحجاج إذا نام يراه في المنام يأخذ بمجامع ثوبه ، يقول : يا عدوَّ الله فيم قتلتني ؟ فيقول الحجاج : ما لي ولسعيد بن جبير ؟! ما لي ولسعيد بن جبير ؟ [2]

تفسيرالثعالبي ، الثعالبي : 1/64.

.

وفي تهذيب الكمال قال : وبلغنا أن الحجاج عاش بعده خمس عشرة ليلة ، ووقعت الآكلة في بطنه ، فدعا بالطبيب لينظر إليه ، فنظر إليه ، ثمَّ دعا بلحم منتن ، فعلَّقه في خيط ، ثمَّ أرسله في حلقه فتركه ساعة ، ثمَّ استخرجه وقد لزق به من الدم ، فعلم أنه ليس بناج ، وبلغنا أنه كان ينادي بقيَّة حياته : مالي ولسعيد ابن جبير ، كلَّما أردت النوم أخذ برجلي [3]

تهذيب الكمال ، المزي : 10/373 ، البداية والنهاية ، ابن كثير : 9/115.

.

اور ثعالبی کی روایت میں ہے کہ حجاج نے کہا: اے سعید، منتخب کر لو، میں تمہیں کس طرح قتل کروں، کہا: اے حجاج، اپنے لیے خود منتخب کرو، اللہ کی قسم، تم مجھے جس طرح بھی قتل کرو گے، اللہ تمہیں آخرت میں اسی طرح قتل کرے گا، کہا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں معاف کر دوں؟ کہا: اگر معافی ہے تو اللہ کی طرف سے ہے، اور رہے تم تو تمہارے لیے نہ براءت ہے اور نہ عذر، حجاج نے کہا: اسے لے جاؤ اور قتل کر دو، جب وہ دروازے سے نکلے تو ہنسے ، حجاج کو اس کی اطلاع دی گئی تو اسے واپس بلایا، اور کہا: تمہیں کس چیز نے ہنسایا؟ کہا: مجھے اللہ پر تمہاری جرات اور تم پر اللہ کی حلم پر تعجب ہوا، تو اس نے چمڑے کا بچھونا بچھانے کا حکم دیا، اور کہا: اسے قتل کر دو ! سعید نے کہا: میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، یکسو ہو کر، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ کہا: اسے قبلہ کے سوا کسی اور طرف پھیر دو، سعید نے کہا: «فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ»۔ کہا: اسے منہ کے بل کر دو، سعید نے کہا: «مِنْهَا

خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى»۔ حجاج نے کہا: اسے ذبح کر دو ! سعید نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، یہ مجھ سے لے لو یہاں تک کہ تم قیامت کے دن مجھ سے اس کے ساتھ ملو، پھر سعید نے دعا کی اور کہا: اے اللہ ! اسے میرے بعد کسی اور کو قتل کرنے کی طاقت نہ دے، چنانچہ انہیں چمڑے پر ذبح کر دیا گیا رحمۃ اللہ علیہ، اور حجاج جب سوتا تو خواب میں انہیں دیکھتا کہ وہ اس کے کپڑوں کو پکڑے ہوئے ہیں، کہتے ہیں: اے اللہ کے دشمن، تو نے مجھے کس لیے قتل کیا؟ تو حجاج کہتا: مجھے سعید بن جبیر سے کیا؟ ! مجھے سعید بن جبیر سے کیا؟ !

اور تہذیب الکمال میں ہے کہ: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حجاج ان کے بعد پندرہ راتیں زندہ رہا، اور اس کے پیٹ میں کینسر ہو گیا، اس نے طبیب کو بلایا تا کہ اسے دیکھے، اس نے اسے دیکھا، پھر سڑے ہوئے گوشت کو منگوایا، اور اسے دھاگے میں باندھا، پھر اسے اس کے حلق میں اتارا اور ایک گھڑی کے لیے چھوڑ دیا، پھر اسے نکالا تو اس سے خون لگا ہوا تھا، تو معلوم ہو گیا کہ وہ بچنے والا نہیں ہے، اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اپنی باقی زندگی میں پکارتا رہا: مجھے سعید بن جبیر سے کیا؟ جب بھی میں سونا چاہتا ہوں تو وہ میرا پاؤں پکڑ لیتا ہے۔

وقد روى المؤرِّخون أن يحيى بن يعمر كاد أن يقتله الحجاج لا لشيء سوى أنه كان يقول : إن الحسن والحسين (عليهما السلام) ابنا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، قال حرب بن أبي الأسود : أرسل الحجاج إلى يحيى بن يعمر ، فقال : بلغني أنك تزعم أن الحسن والحسين من ذرّيّة النبي (صلى الله عليه وآله) ، تجده في كتاب الله ، وقد قرأته من أوله إلى آخره فلم أجده ، قال : ألست تقرأ سورة الأنعام : « وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمانَ » حتى بلغ « وَيَحْيَى وَعِيسَى » [4]

سورة الأنعام ، الآية : 84 ـ 85.

؟ قال : بلى ، قال : أليس عيسى من ذرية إبراهيم وليس له أب ؟ قال : صدقت [5]

الدر المنثور ، السيوطي : 3/28 ، العقد الفريد ، الأندلسي : 2/48 ـ 49.

.

اور مورخین نے روایت کی ہے کہ یحییٰ بن یعمر کو بھی حجاج نے قتل کرنے کے قریب کر دیا تھا، اس کے سوا کسی وجہ سے نہیں کہ وہ کہا کرتے تھے: بے شک حسن اور حسین (علیہما السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے ہیں، حرب بن ابی الاسود نے کہا: حجاج نے یحییٰ بن یعمر کو بلا بھیجا، اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم گمان کرتے ہو کہ حسن اور حسین نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت میں سے ہیں، کیا تم اسے اللہ کی کتاب میں پاتے ہو؟ اور میں نے اسے شروع سے آخر تک پڑھا ہے تو نہیں پایا، کہا: کیا تم سورۃ الانعام نہیں پڑھتے: «وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ» یہاں تک کہ «وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ» تک پہنچے؟ کہا: ہاں، کہا: کیا عیسیٰ ابراہیم کی ذریت میں سے نہیں ہیں اور ان کا کوئی باپ نہیں؟ کہا: تم نے سچ کہا۔

وفي رواية الشيباني قال : إنَّ الحجاج أمر بيحيى بن يعمر ذات يوم فأدخل عليه ، وهمَّ بقتله ، فقال له : لتقرأن عليَّ آية من كتاب الله تعالى نصاً على أن العلوية ذرّيّة من رسول الله (صلى الله عليه وآله) أو لأقتلنّك ، ولا أريد قوله تعالى : « نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ » [1]

سورة آل عمران ، الآية : 61.

فتلا قوله تعالى : « وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمانَ » إلى أن قال : « وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى » ثمَّ قال : فعيسى من ذرّيّة نوح من قبل الأب أو من قبل الأم ؟ فبهت الحجاج ، وردَّه بجميل ، وقال : كأني سمعت هذه الآية الآن [2]

السير الكبير ، الشيباني : 1/328.

.

اور شیبانی کی روایت میں ہے کہ: حجاج نے ایک دن یحییٰ بن یعمر کو بلایا اور انہیں اپنے پاس لایا گیا، اور ان کے قتل کا ارادہ کیا، تو اس نے ان سے کہا: تم مجھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک ایسی آیت پڑھو جس میں واضح طور پر ذکر ہو کہ علوی خاندان رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت میں سے ہیں، ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، اور میں یہ آیت نہیں چاہتا: «نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ»، تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: «وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ» یہاں تک کہ کہا: «وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ» پھر کہا: عیسیٰ نوح کی ذریت میں سے باپ کی طرف سے ہیں یا ماں کی طرف سے؟ تو حجاج حیران رہ گیا، اور انہیں اچھے انداز میں واپس کیا، اور کہا: گویا میں نے یہ آیت اب سنی ہے۔

ورحم الله نصر بن علي ، وهو الآخر أيضاً قد تعرَّض للعقوبة ، إذ أمر المتوكِّل بضربه ألف سوط لا لذنب ارتكبه ولا لشيء يزري به إلاَّ أنه روى منقبةً من مناقبِ الحسن والحسين (عليهما السلام) ، فقد روى هذا الحديث الشريف ، قال : أخبرني علي بن جعفر بن محمد بن علي بن حسين بن علي ، حدَّثني أخي موسى بن جعفر ، عن أبيه جعفر بن محمد ، عن أبيه علي بن الحسين ، عن أبيه ، عن جده (عليهم السلام) أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أخذ بيد حسن وحسين وقال : من أحبَّني وأحبَّ هذين وأباهما وأمهما كان معي في درجتي يوم القيامة.

قال أبو عبد الرحمن عبدالله : لمَّا حدَّث بهذا الحديث نصر بن علي أمر المتوكِّل بضربه ألف سوط ، وكلَّمه جعفر بن عبد الواحد وجعل يقول له : هذا الرجل من أهل السنة ، ولم يزل به حتى تركه [3]

تاريخ بغداد ، للخطيب البغدادي : 13 ـ 289.

.

اور اللہ رحم کرے نصر بن علی پر، اور وہ بھی دوسرے کی طرح سزا کا شکار ہوئے، جب متوکل نے انہیں ایک ہزار کوڑے مارنے کا حکم دیا، نہ کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے اور نہ کسی ایسی چیز کی وجہ سے جو ان کے خلاف ہو، سوائے اس کے کہ انہوں نے حسن اور حسین (علیہما السلام) کی مناقب میں سے ایک منقبت روایت کی، چنانچہ انہوں نے یہ شریف حدیث روایت کی، کہا: مجھے علی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی نے خبر دی، میرے بھائی موسیٰ بن جعفر نے بیان کیا، اپنے والد جعفر بن محمد سے، اپنے والد علی بن حسین سے، اپنے والد سے، اپنے دادا سے (علیہم السلام) کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حسن اور حسین کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے، اور ان کے والد اور والدہ سے محبت کی، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔

ابو عبد الرحمن عبداللہ نے کہا: جب نصر بن علی نے یہ حدیث بیان کی تو متوکل نے انہیں ایک ہزار کوڑے مارنے کا حکم دیا، اور جعفر بن عبد الواحد نے ان سے بات کی اور ان سے کہتا رہا: یہ شخص اہل سنت میں سے ہے، اور وہ اس سے بات کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

وممن قُتل في محبَّة أهل البيت (عليهم السلام) ابن السكيت رحمه الله تعالى [4]

اور اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں قتل ہونے والوں میں ابن السکیت رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، اور وہ

هو : يعقوب بن إسحاق ، الشهير بابن السكيت (ت 244 هـ) ، إمام في اللغة والأدب ، أصله من خوزستان (بين البصرة وفارس) تعلَّم ببغداد ، قال ثعلب : أجمعوا أنه لم يكن أحد بعد ابن الأعرابي أعلم باللغة من ابن السكيت. راجع : الأعلام ، خير الدين الزركلي : 8/195.

، وقد كان

مؤدِّباً لأولاد المتوكِّل العباسي ، قتله المتوكل بعد أن سأله : يا يعقوب! من أحبُّ إليك ، ابناي هذان أم الحسن والحسين ؟ قال : والله إن قنبر خادم علي (عليه السلام) خير منك ومن ابنيك ، فأمر الأتراك فسلّوا لسانه من قفاه ، فمات يوم الإثنين لخمس خلون من رجب ، سنة أربع وأربعين ومائتين [1]

متوکل عباسی کے بیٹوں کے معلم تھے، متوکل نے انہیں اس کے بعد قتل کیا کہ اس نے ان سے پوچھا: اے یعقوب! تمہیں زیادہ محبوب کون ہے، میرے یہ دونوں بیٹے یا حسن اور حسین؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! قنبر جو علی (علیہ السلام) کے خادم تھے، تم سے اور تمہارے دونوں بیٹوں سے بہتر ہیں۔ تو اس نے ترکوں کو حکم دیا کہ ان کی زبان گدی سے نکال لیں، چنانچہ وہ پیر کے دن، رجب کی پانچ تاریخ کو، سن دو سو چوالیس میں فوت ہوئے، اور ایک روایت میں ہے کہ متوکل نے ترکوں کو حکم دیا کہ ان کا پیٹ روند ڈالیں، چنانچہ انہیں ان کے گھر اٹھا کر لے جایا گیا اور اس کے دو دن بعد فوت ہو گئے۔

انظر : بغية الوعاة : 418 ـ 419 ، وفيات الأعيان : 6/397 ـ 398 ، النجوم الزاهرة : 2/318.

، وفي رواية فأمر المتوكل الأتراك فداسوا بطنه ، فحُمل إلى داره فمات بعد غد ذلك [2]

بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 50/164 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 12/18.

.

ولله درّ الحافظ البرسي الحلي رحمه الله إذ يقول في مدح أمير المؤمنين (عليه السلام) وشيعته :

اور اللہ رحم کرے حافظ برسی حلی پر جب وہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) اور ان کے شیعوں کی مدح میں کہتے ہیں:

هو الشمسُ أم نورُ الضريحِ يلوحُ
هو المِسْكُ أم طِيْبُ الوصيِّ يفوحُ
وبحرُ ندىً أم رَوْضَةٌ حَوَت الهدى وآدمُ أَمْ سِرُّ المهيمنِ نوحُ
وداودُ هذا أم سليمانُ بَعْدَهُ وهارونُ أم موسى الْعَصَا ومسيحُ
وأحمدُ هذا المصطفى أَمْ وصيُّهُ عليٌّ نَمَاهُ هَاشِمٌ وذبيحُ
مُحِيطُ سَمَاءِ الَمجْدِ بَدْرُ دُجُنَّة وَفُلْكُ جَمَال لِلأَنَامِ وَيُوحُ [3]

يوح : الشمس.

حبيبُ حبيبِ اللهِ بَلْ سِرُّ سِرِّهِ وَجُثْمانُ أَمْرٍ للخلائقِ رُوْحُ
له النصُّ في (يومِ الغديرِ) ومَدْحُهُ
مِنَ اللهِ في الذِّكْرِ المبينِ صريحُ إمامٌ إذَا مَا المرءُ جَاءَ بِحُبِّهِ
فميزانُهُ يومَ المَعَادِ رجيحُ له شيعةٌ مثلُ النجومِ زَوَاهِرٌ
لها بينَ كُلِّ العالمينَ وُضُوحُ إذَا قَاوَلَتْ فالحقُّ فيما تَقُولُهُ
به النورُ بَاد واللِّسَانُ فصيحُ وَإِنْ جَاوَلَتْ أَوْ جَادَلَتْ عن مَرَامِها
تَوَلَّى العدوُّ الجَلْدُ وهو طريحُ عليك سَلاَمُ اللهِ يَا رَايَةَ الهُدَى
سَلاَمٌ سليمٌ يغتدي ويروحُ [4]

الغدير ، الشيخ الأميني : 7/33.

کیا یہ سورج ہے یا ضریح کا نور جھلکتا ہے
کیا یہ مشک ہے یا وصی کی خوشبو مہکتی ہے
کیا سمندرِ کرم ہے یا باغ جس نے ہدایت سمیٹی
کیا آدم ہے یا مہیمن کا راز نوح ہے
کیا یہ داؤد ہے یا ان کے بعد سلیمان
کیا ہارون ہے یا موسیٰ ذو العصا یا مسیح ہے
کیا یہ احمد مصطفیٰ ہے یا ان کے وصی
علی جنہیں ہاشم اور ذبیح نے پروان چڑھایا
فضیلت کے آسمان کے احاطہ کار، تاریکی کا چاند
خلق کے لیے جمال کی کشتی اور آرام
اللہ کے حبیب کے حبیب، بلکہ اس کے راز کا راز
مخلوق کے لیے روح کا جسم
ان کے لیے (یومِ غدیر) میں نص ہے اور ان کی مدح
اللہ کی طرف سے قرآنِ مبین میں صریح ہے
ایسے امام کہ جب انسان ان کی محبت لے کر آئے
تو قیامت کے دن اس کا میزان بھاری ہے
ان کے شیعہ ستاروں کی طرح روشن ہیں
تمام عالمین میں ان کی وضاحت ہے
جب وہ بات کریں تو ان کی بات میں حق ہوتا ہے
اس سے نور آشکار ہے اور زبان فصیح ہے
اور جب اپنے مقصد کی خاطر مناظرہ یا مجادلہ کریں
تو مضبوط دشمن بھی شکست خوردہ ہو کر پھر جاتا ہے
تم پر اللہ کی سلامتی ہو اے علم ہدایت
سلامتی ہو جو صبح و شام برقرار رہے

المجلس الحادي والعشرون

مقتل جعفر بن أبي طالب (عليهما السلام)

روي عن جابر بين يزيد الجعفي ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : أوحى الله

اکیسویں مجلس

جعفر بن ابی طالب (علیہما السلام) کا قتل

جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے، ابو جعفر (علیہ السلام) سے، فرمایا: اللہ

عزّ وجلّ إلى رسوله : إني شكرت لجعفر بن أبي طالب أربع خصال ، فدعاه النبي (صلى الله عليه وآله) فأخبره ، فقال : لولا أن الله تبارك وتعالى أخبرك ما أخبرتك ، ما شربت خمراً قط; لأنّي علمت أني إن شربتها زال عقلي ، وما كذبت قط; لأن الكذب ينقص المروَّة ، وما زنيت قط; لأني خفت أني إذا عملت عُمل بي ، وما عبدت صنماً قط; لأني علمت أنه لا يضرُّ ولا ينفع ، قال : فضرب النبي (صلى الله عليه وآله) يده على عاتقه وقال : حق لله عزَّ وجلَّ أن يجعل لك جناحين تطير بهما مع الملائكة في الجنة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/272 ح 15.

.

عزوجل نے اپنے رسول کی طرف وحی فرمائی: میں نے جعفر بن ابی طالب کے لیے چار خصلتوں کا شکر ادا کیا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں بلایا اور انہیں خبر دی، تو انہوں نے کہا: اگر اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو خبر نہ دیتا تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی، کیونکہ میں جانتا تھا کہ اگر میں ایسے پیوں گا تو میری عقل زائل ہو جائے گی، اور میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کیونکہ جھوٹ مروت کو کم کرتا ہے، اور میں نے کبھی زنا نہیں کیا، کیونکہ مجھے خوف تھا کہ اگر میں یہ عمل کروں گا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا، اور میں نے کبھی بت کی پرستش نہیں کی، کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ۔ فرمایا: تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: اللہ عزوجل کے لیے یہ حق ہے کہ تمہارے لیے دو بازو بنائے جن سے تم جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑو۔

وعن الشيخ الطوسي عليه الرحمة ، عن أبي أيوب الأنصاري ، عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال لفاطمة (عليها السلام) : شهيدنا أفضل الشهداء وهو عمُّكِ ، ومنّا من جعل الله له جناحين يطير بهما مع الملائكة وهو ابن عمِّك [2]

الأمالي ، الطوسي : 155 ح 8.

.

اور شیخ طوسی علیہ الرحمۃ سے، ابو ایوب انصاری سے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فاطمہ (علیہا السلام) سے فرمایا: ہمارا شہید شہیدوں میں افضل ہے اور وہ تمہارے چچا ہیں، اور ہم میں سے وہ ہے جس کے لیے اللہ نے دو بازو بنائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور وہ تمہارے چچا کے بیٹے ہیں۔

وعن أبي الحزور ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : خُلق الناس من شجر شتّى ، وخُلقت أنا وابن أبي طالب من شجرة واحدة ، أصلي علي ، وفرعي جعفر [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/278.

.

اور ابو الحزور سے، ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: لوگ مختلف درختوں سے پیدا کیے گئے، اور میں اور ابن ابی طالب ایک ہی درخت سے پیدا کیے گئے، میری جڑ علی ہے، اور میری شاخ جعفر ہے۔

وعن الأصبغ بن نباتة الحنظلي قال : رأيت أمير المؤمنين (عليه السلام) يوم افتتح البصرة ، وركب بغلة رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ قال : يا أيُّها الناس ، ألا أخبركم بخير

اور اصبغ بن نباتہ حنظلی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے امیر المؤمنین (علیہ السلام) کو بصرہ کی فتح کے دن دیکھا، اور آپ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خچر پر سوار ہوئے، پھر فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں بہترین کے بارے میں نہ بتاؤں

الخلق يوم يجمعهم الله ؟ فقام إليه أبو أيوب الأنصاري ، فقال : بلى يا أمير المؤمنين ، حدِّثنا ، فإنك كنت تشهد ونغيب ، فقال : إن خير الخلق يوم يجمعهم الله سبعة من ولد عبد المطلب ، لا ينكر فضلهم إلاَّ كافر ، ولا يجحد به إلاَّ جاحد ، فقام عمار بن ياسر رحمه الله فقال : يا أمير المؤمنين ، سمِّهم لنا لنعرفهم ، فقال : إن خير الخلق يوم يجمعهم الله الرسل ، وإن أفضل الرسل محمَّد ، وإن أفضل كل أمة بعد نبيِّها وصيُّ نبيِّها حتى يدركه نبيٌّ ، ألا وإن أفضل الأوصياء وصيُّ محمد (صلى الله عليه وآله) ، ألا وإن أفضل الخلق بعد الأوصياء الشهداء ، ألا وإن أفضل الشهداء حمزة بن عبد المطلب ، وجعفر بن أبي طالب ، له جناحان خضيبان يطير بهما في الجنة ، لم يُنحل أحدٌ من هذه الأمة جناحان غيره ، شيء كرَّم الله به محمَّداً (صلى الله عليه وآله) وشرَّفه ، والسبطان : الحسن والحسين ، والمهدي (عليه السلام) يجعله الله من يشاء منّا أهل البيت ، ثمَّ تلا هذه الآية : « وَمَنْ يُطِعْ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنْ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُوْلَئِكَ رَفِيقاً * ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنْ اللهِ وَكَفَى بِاللهِ عَلِيماً » [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/282.

مخلوق میں سے جب اللہ انہیں جمع کرے گا؟ تو ابو ایوب انصاری ان کی طرف اٹھ کر آئے اور کہا: ہاں اے امیرالمؤمنین، ہمیں بتائیے، کیونکہ آپ موجود تھے اور ہم غائب تھے۔ فرمایا: بہترین مخلوق جب اللہ انہیں جمع کرے گا، عبدالمطلب کی اولاد میں سے سات ہیں، ان کی فضیلت کو کافر کے سوا کوئی انکار نہیں کرتا، اور منکر کے سوا کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ تو عمار بن یاسر رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور کہا: اے امیرالمؤمنین، ہمیں ان کے نام بتائیے تاکہ ہم انہیں پہچانیں۔ فرمایا: بہترین مخلوق جب اللہ انہیں جمع کرے گا وہ رسول ہیں، اور رسولوں میں افضل محمد ہیں، اور ہر امت میں ان کے نبی کے بعد افضل ان کے نبی کے وصی ہیں یہاں تک کہ انہیں کوئی نبی مل جائے، خبردار! افضل اوصیاء محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے وصی ہیں، خبردار! اوصیاء کے بعد افضل مخلوق شہداء ہیں، خبردار! افضل شہداء حمزہ بن عبدالمطلب ہیں، اور جعفر بن ابی طالب، ان کے لیے دو سبز بازو ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں، اس امت میں سے کسی کو دو بازو عطا نہیں کیے گئے سوائے ان کے، یہ چیز اللہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تکریم اور تشریف کے لیے کی، اور دونوں نواسے: حسن اور حسین، اور مہدی (علیہ السلام) جسے اللہ ہم اہل بیت میں سے جس سے چاہے گا بنائے گا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: «وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقاً * ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللهِ وَكَفَى بِاللهِ عَلِيماً»۔

.

قال الراوي : وكان جعفر بن أبي طالب أشبه الناس خلقاً وخلقاً برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وكان جعفر أكبر من عليٍّ بعشر سنين ، وكان عقيل أكبر من جعفر بعشر سنين ، وكان طالب أكبر من عقيل بعشر سنين ، وكان جعفر من المهاجرين الأولين ، هاجر إلى أرض الحبشة ، وقدم منها على رسول الله (صلى الله عليه وآله) حين فتح خيبر ، فتلقَّاه النبيُّ (صلى الله عليه وآله) واعتنقه ، وقال : ما أدري بأيِّهما أنا أشدُّ فرحاً ، بقدوم جعفر أم بفتح خيبر ؟ وكان قدومه وأصحابه من أرض الحبشة في السنة السابعة من الهجرة ، واختطَّ له رسول الله (صلى الله عليه وآله) إلى جنب المسجد ، ثمَّ غزا غزوة مؤتة في سنة ثمان من الهجرة ، وقاتل فيها حتى قُطعت يداه جميعاً ، ثمَّ قُتل ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : إن الله أبدله بيديه جناحين يطير بهما في الجنة حيث شاء ، فمن هنالك قيل له : جعفر ذو

الجناحين.

وعن سالم بن أبي الجعد قال : أُري رسول الله (صلى الله عليه وآله) في النوم جعفر بن أبي طالب ذا جناحين مضرَّجاً بالدم.

راوی نے کہا: اور جعفر بن ابی طالب خلق اور خلق میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، اور جعفر علی سے دس سال بڑے تھے، اور عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے، اور طالب عقیل سے دس سال بڑے تھے، اور جعفر اولین مہاجرین میں سے تھے، انہوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور وہاں سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس خیبر کی فتح کے وقت آئے، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کا استقبال کیا اور انہیں گلے لگایا، اور فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ میں کس چیز سے زیادہ خوش ہوں، جعفر کی آمد سے یا خیبر کی فتح سے؟ اور ان کی اور ان کے ساتھیوں کی سرزمین حبشہ سے آمد ہجرت کے ساتویں سال میں ہوئی، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کے لیے مسجد کے پاس زمین کا تعین فرمایا، پھر انہوں نے ہجرت کے آٹھویں سال میں غزوہ موتہ میں حصہ لیا، اور اس میں اس وقت تک لڑے یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیے گئے، پھر وہ شہید ہوگئے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک اللہ نے انہیں ان کے دونوں ہاتھوں کے بدلے دو بازو عطا فرمائے جن سے وہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے ہیں، یہیں سے انہیں جعفر ذو

الجناحین کہا جاتا ہے۔

اور سالم بن ابی الجعد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے خواب میں جعفر بن ابی طالب کو دو بازوؤں والا دیکھا جو خون سے رنگے ہوئے تھے۔

وعن ابن عمر قال : وجدنا ما بين صدر جعفر ومنكبيه وما أقبل منه تسعين جراحة ، ما بين ضربة بالسيف ، وطعنة بالرمح ، ولمَّا أتى النبيَّ (صلى الله عليه وآله) نعي جعفر أتى امرأته أسماء بنت عميس ، فعزَّاها في زوجها جعفر ، ودخلت فاطمة (عليها السلام) وهي تبكي : وتقول : واعمَّاه ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : على مثل جعفر فلتبك البواكي [1]

بحار الأنوار : المجلسي : 22/273 ـ 275.

.

اور ابن عمر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم نے جعفر کے سینے اور کندھوں کے درمیان اور ان کے سامنے کے حصے میں نوے زخم پائے، کچھ تلوار کی ضرب سے اور کچھ نیزے کی چوٹ سے، اور جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو جعفر کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس کے پاس تشریف لائے اور ان کے شوہر جعفر پر انہیں تعزیت پیش کی، اور فاطمہ (علیہا السلام) داخل ہوئیں اور وہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں: ہائے میرے چچا! تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جعفر جیسے پر رونے والیوں کو رونا چاہیے۔

وروي عن الإمام جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : وإن لجعفر شأناً عند الله ، يطير مع الملائكة في الجنة [2]

بحار الأنوار : المجلسي : 22/349.

اور امام جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت ہے، آپ نے فرمایا: اور بے شک جعفر کی اللہ کے پاس ایک شان ہے، وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں، اور

، وعن هشام بن سالم ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : لمَّا مات جعفر بن أبي طالب (عليه السلام) أمر رسول الله (صلى الله عليه وآله) فاطمة (عليها السلام) أن تتخذ طعاماً لأسماء بنت عميس ، وتأتيها ونساؤها ، فجرت بذلك السنة من أن يُصنع لأهل الميت طعام ثلاثة أيام.

ہشام بن سالم سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: جب جعفر بن ابی طالب (علیہ السلام) فوت ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فاطمہ (علیہا السلام) کو حکم دیا کہ وہ اسماء بنت عمیس کے لیے کھانا تیار کریں اور اپنی عورتوں کے ساتھ ان کے پاس جائیں، اور اسی سے یہ سنت جاری ہوئی کہ میت کے گھر والوں کے لیے تین دن تک کھانا بنایا جائے۔

وعن العباس بن موسى بن جعفر قال : سألت أبي (عليه السلام) عن المأتم ، فقال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) لمَّا انتهى إليه قتل جعفر بن أبي طالب (عليه السلام) دخل على أسماء بنت عميس امرأة جعفر ، فقال : أين بَنِيَّ ؟ فدعت بهم ، وهم ثلاثة : عبدالله ، وعون ، ومحمد ، فمسح رسول الله (صلى الله عليه وآله) رؤوسهم ، فقالت : إنك تمسح رؤوسهم كأنهم أيتام ؟ فعجب رسول الله (صلى الله عليه وآله) من عقلها ، فقال : يا أسماء! ألم تعلمي أن جعفراً رضوان الله عليه استُشهد ؟ فبكت ، فقال لها رسول الله (صلى الله عليه وآله) : لا تبكي فإن جبرئيل أخبرني أن له جناحين في الجنة من ياقوت أحمر ، فقالت : يا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، لو جمعت الناس وأخبرتهم بفضل جعفر لا ينسى فضله ، فعجب رسول الله (صلى الله عليه وآله) من عقلها ، ثمَّ قال :

ابعثوا إلى أهل جعفر طعاماً ، فجرت السنة [1]

بحار الأنوار : المجلسي : 79/82 ـ 83.

.

اور عباس بن موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد (علیہ السلام) سے مأتم کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) جب جعفر بن ابی طالب (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: میرے بیٹے کہاں ہیں؟ تو انہوں نے انہیں بلایا، اور وہ تین تھے: عبداللہ، عون اور محمد، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا، تو انہوں نے کہا: آپ ان کے سروں پر اس طرح ہاتھ پھیر رہے ہیں جیسے وہ یتیم ہوں؟ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کی عقل سے متعجب ہوئے اور فرمایا: اے اسماء! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جعفر رضوان اللہ علیہ شہید ہوگئے ہیں؟ تو وہ رونے لگیں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: مت روؤ کیونکہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کے لیے جنت میں سرخ یاقوت کے دو بازو ہیں، تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، اگر آپ لوگوں کو جمع کریں اور انہیں جعفر کی فضیلت سے آگاہ کریں تاکہ ان کی فضیلت فراموش نہ ہو، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کی عقل سے متعجب ہوئے، پھر فرمایا:

جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجو، تو یہ سنت جاری ہوئی۔

وعن مُسكِّن الفؤاد : لمَّا أصيب جعفر بن أبي طالب (رضي الله عنه) أتى رسول الله (صلى الله عليه وآله) أسماء ، فقال لها : أخرجي لي ولد جعفر ، فأُخرجوا إليه فضمَّهم إليه وشمَّهم ، ودمعت عيناه ، فقالت : يا رسول الله! أصيب جعفر ؟ فقال (صلى الله عليه وآله) : نعم ، أصيب اليوم. قال عبدالله بن جعفر : أحفظ حين دخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) على أمي فنعى لها أبي ، ونظرت إليه وهو يمسح على رأسي ورأس أخي ، وعيناه تهرقان الدموع ، حتى تقطر لحيته ، ثمَّ قال : اللهم إن جعفراً قد قدم إلى أحسن الثواب ، فاخلفه في ذرّيّته بأحسن ما خلفت أحداً من عبادك في ذرّيّته ، ثمَّ قال : يا أسماء! ألا أبشِّرك ؟ قالت : بلى ، بأبي أنت وأمي ، فقال : إن الله عزَّ وجلَّ جعل لجعفر جناحين يطير بهما في الجنة [2]

بحار الأنوار : المجلسي : 79/92.

.

اور مُسکِّن الفؤاد سے: جب جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) شہید ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اسماء کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ، تو انہیں آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور انہیں سونگھا، اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ! کیا جعفر شہید ہو گئے؟ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: ہاں، آج شہید ہو گئے۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا: مجھے یاد ہے جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں میرے والد کی شہادت کی خبر دی، اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے، اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھی ٹپک رہی تھی، پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ ! بے شک جعفر بہترین ثواب کی طرف پہنچ گئے، تو ان کی اولاد میں ان کا بہترین نائب بنا جیسا کہ تو نے اپنے بندوں میں سے کسی کی اولاد میں نائب بنایا، پھر فرمایا: اے اسماء ! کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ انہوں نے کہا: ضرور، میرے ماں باپ آپ پر قربان، تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے جعفر کے لیے دو بازو بنائے ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔

وعن الإمام الصادق (عليه السلام) قال : إن النبي (صلى الله عليه وآله) لمَّا جاءته وفاة جعفر بن أبي طالب وزيد بن حارثة كان إذا دخل بيته كثر بكاؤه عليهما جدّاً ، ويقول : كانا يحدِّثاني ويؤنساني ، فذهبا جميعاً [3]

بحار الأنوار : المجلسي : 79/104.

.

اور امام صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے، فرمایا: بے شک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) جب جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارثہ کی وفات کی خبر آئی تو جب بھی آپ اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ان دونوں پر بہت زیادہ روتے، اور فرماتے: وہ مجھ سے باتیں کرتے تھے اور مجھے مانوس رکھتے تھے، اور وہ دونوں ایک ساتھ چلے گئے۔

ولله درّ الشيخ محمد سعيد المنصوري إذ يقول :

أَخْبَرَ المصطفى بقَطْعِ يمين وَشِمَال لجعفر فَتَحَسَّرْ
ثُمَّ راحت آهاتُهُ تَتَوَالى وَجَرَى دَمْعُهُ من العينِ أَحْمَرْ
فغدا يَذْكُرُ المُصَابَ ويبكي جَعْفَرَ الخيرِ فوقَ ما يُتَصَوَّرْ
فإذا كان أَعْظَمُ الناسِ شأناً وَأَشَدُّ العبادِ عَزْماً وأَصْبَرْ
هكذا تَنْتَهِي به في الرَّزَايا حَالَةُ الحُزْنِ لِلْمُصَابِ وأكثرْ

اور شیخ محمد سعید المنصوری پر اللہ کی رحمت ہو جب وہ کہتے ہیں:

مصطفیٰ نے جعفر کے داہنے
اور بائیں ہاتھ کٹنے کی خبر دی تو غمگین ہوئے
پھر آپ کی آہیں یکے بعد دیگرے آنے لگیں
اور آپ کی آنکھ سے سرخ آنسو بہنے لگے
تو آپ اس مصیبت کو یاد کرنے لگے اور روئے
جعفر خیر پر تصور سے بھی زیادہ
تو جب سب سے عظیم مرتبے والے
اور سب سے زیادہ عزم اور صبر والے
اس طرح ہو جائیں مصائب میں
تو غم کی حالت مصیبت کے لیے اس سے بھی زیادہ
ہو جاتی ہے

كيف حَالُ الحسينِ سَاعَةَ وَافَى صَاحِبَ الرَّايَةِ الشُّجَاعَ المظفَّرْ
هَلْ يُلاَمُ الحسينُ حينَ رَآهُ وَعَمُودُ الحديدِ في الرَّأْسِ أَثَّرْ
إنْ دعا يا أَخِي وَيَا نُورَ عيني فَقْدُكَ اليومَ كَسْرُهُ ليس يُجْبَرْ [1]

هذه القصيدة جاءت بطلب منا من الشيخ المنصوري فجزاه الله خير الجزاء.

حسین کی کیا حالت تھی جب وہ
بہادر فاتح علمبردار سے ملے
کیا حسین پر ملامت ہو جب انہوں نے اسے دیکھا
جبکہ لوہے کا ستون سر میں اثر کر گیا تھا
اگر انہوں نے پکارا: اے میرے بھائی ! اے میری
آنکھ کی ٹھنڈک !
آج تمہارا کھو جانا ایسا شکست ہے جو جبر نہیں ہو سکتا

المجلس الثاني والعشرون

مقتل الحمزة بن عبدالمطلب (عليه السلام)

جاء في كتاب كتبه أمير المؤمنين (عليه السلام) إلى معاوية : إن قوماً استشهدوا في سبيل الله من المهاجرين ، ولكلٍّ فضلٌ ، حتى إذا استشهد شهيدنا قيل : سيِّد الشهداء ، وخصَّه رسول الله (صلى الله عليه وآله) بسبعين تكبيرة عند صلاته عليه ، أولا ترى أن قوماً قُطعت أيديهم في سبيل الله ، ولكلٍّ فضلٌ ، حتى إذا فعل بواحدنا كما فُعل بواحدهم ، قيل : الطيار في الجنة ، وذو الجناحين. وساق (عليه السلام) الكلام إلى أن قال : منَّا أسد الله ، ومنكم أسد الأحلاف.

وعن أبي أيوب الأنصاري ، عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال لفاطمة (عليها السلام) : شهيدنا أفضل الشهداء وهو عمُّك ، ومنّا من جعل الله له جناحين يطير بهما مع الملائكة وهو ابن عمِّك.. وروي عن النبيِّ (صلى الله عليه وآله) ، قال : من الركبان يوم القيامة عمّي حمزة ، أسد الله وأسد رسوله ، على ناقتي العضباء.

وروي عن الإمام الرضا عن آبائه (عليهم السلام) عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال : خير إخواني علي ، وخير أعمامي حمزة ، والعباس صنو أبي.

وعن أنس بن مالك قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : نحن بنو عبد المطلب سادة أهل الجنة : رسول الله ، وحمزة سيِّد الشهداء ، وجعفر ذو الجناحين ، وعلي

وفاطمة ، والحسن والحسين ، والمهدي.

وعن السكوني ، عن الصادق ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : أحبُّ إخواني إليَّ علي بن أبي طالب ، وأحبُّ أعمامي إليَّ حمزة.

مجلس بائیسویں

حمزہ بن عبد المطلب (علیہ السلام) کی شہادت

امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے معاویہ کو ایک خط میں لکھا: کچھ لوگ اللہ کی راہ میں مہاجرین میں سے شہید ہوئے، اور ہر ایک کی فضیلت تھی، یہاں تک کہ جب ہمارا شہید شہید ہوا تو کہا گیا: سید الشہداء، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس پر نماز پڑھتے وقت ستر تکبیریں کہہ کر اسے خاص کیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کچھ لوگوں کے ہاتھ اللہ کی راہ میں کاٹے گئے، اور ہر ایک کی فضیلت تھی، یہاں تک کہ جب ہمارے ایک کے ساتھ ویسا ہی کیا گیا جیسا ان کے ایک کے ساتھ کیا گیا تھا، تو کہا گیا: جنت میں اڑنے والا، اور دو بازوؤں والا۔ اور آپ (علیہ السلام) نے بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا: ہم میں سے اللہ کا شیر ہے، اور تم میں سے احلاف کا شیر ہے۔

اور ابو ایوب انصاری سے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فاطمہ (علیہا السلام) سے فرمایا: ہمارا شہید افضل الشہداء ہے اور وہ تمہارے چچا ہیں، اور ہم میں سے وہ ہے جس کے لیے اللہ نے دو بازو بنائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہے اور وہ تمہارے چچا زاد ہیں.. اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے، فرمایا: قیامت کے دن سواروں میں سے میرے چچا حمزہ ہوں گے، اللہ کے شیر اور اللہ کے رسول کے شیر، میری اونٹنی عضباء پر سوار۔

اور امام رضا سے ان کے آباء (علیہم السلام) سے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے بھائیوں میں بہترین علی ہیں، اور میرے چچاؤں میں بہترین حمزہ ہیں، اور عباس میرے باپ کے بھائی ہیں۔

اور انس بن مالک سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: ہم بنو عبد المطلب اہل جنت کے سردار ہیں: رسول اللہ، اور حمزہ سید الشہداء، اور جعفر ذوالجناحین، اور علی

اور فاطمہ، اور حسن اور حسین، اور مہدی۔

اور سکونی سے، صادق سے، ان کے آباء (علیہم السلام) سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میرے بھائیوں میں سب سے زیادہ محبوب مجھے علی بن ابی طالب ہیں، اور میرے چچاؤں میں سب سے زیادہ محبوب مجھے حمزہ ہیں۔

وعن القدّاح ، عن جعفر ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : قال علي بن أبي طالب (عليه السلام) : منّا سبعة خلقهم الله عزَّ وجلَّ ، لم يخلق في الأرض مثلهم ، منّا رسول الله (صلى الله عليه وآله) سيِّد الأولين والآخرين ، وخاتم النبيين ، ووصيُّه خير الوصيين ، وسبطاه خير الأسباط : حسناً وحسيناً ، وسيِّد الشهداء حمزة عمُّه ، ومن طار مع الملائكة جعفر ، والقائم (عليه السلام).

اور قداح سے، جعفر سے، ان کے والد (علیہما السلام) سے روایت ہے، فرمایا: علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے فرمایا: ہم میں سے سات ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے پیدا کیا، زمین میں ان کی مثل نہیں پیدا کی، ہم میں سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اولین و آخرین کے سردار ہیں، اور خاتم النبیین ہیں، اور ان کے وصی بہترین اوصیاء ہیں، اور ان کے دو نواسے بہترین اسباط ہیں: حسن اور حسین، اور سید الشہداء ان کے چچا حمزہ ہیں، اور جو فرشتوں کے ساتھ اڑا جعفر ہے، اور قائم (علیہ السلام) ہیں۔

وروي عن النبيِّ (صلى الله عليه وآله) أنه قال : حمزة سيِّد الشهداء ، وروي : خير الشهداء ولولا أن تجده صفيَّة لتركت دفنه حتى يحشر من بطون الطير والسباع ، وكان قد مثِّل به وبأصحابه يومئذ [1]

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حمزہ سید الشہداء ہیں، اور روایت ہے: خیر الشہداء ہیں اور اگر صفیہ کو غم نہ ہوتا تو میں ان کی تدفین چھوڑ دیتا یہاں تک کہ وہ پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے محشور ہوں، اور اس دن ان کے ساتھ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ مثلہ کیا گیا تھا۔

بحار الأنوار : المجلسي : 22/275 ـ 277.

.

ومن كتاب الطُرَف للسيِّد ابن طاووس قدَّس الله روحه ، نقلا من كتاب الوصية لعيسى بن المستفاد ، عن موسى بن جعفر ، عن أبيه (عليهما السلام) قال : لمَّا هاجر النبيُّ (صلى الله عليه وآله) إلى المدينة ، وحضر خروجه إلى بدر دعا الناس إلى البيعة ، فبايع كلهم على السمع والطاعة ، وكان رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذا خلا دعا عليّاً فأخبره من يفي منهم ومن لا يفي ، ويسأله كتمان ذلك ، ثمَّ دعا رسول الله (صلى الله عليه وآله) علياً وحمزة وفاطمة (عليهم السلام) ، فقال لهم : بايعوني بيعة الرضا ، فقال حمزة : بأبي أنت وأمي علامَ نبايع ؟ أليس قد بايعنا ؟

اور سید ابن طاووس قدس اللہ روحہ کی کتاب الطرف سے، عیسی بن المستفاد کی کتاب الوصیہ سے نقل، موسیٰ بن جعفر سے، ان کے والد (علیہما السلام) سے روایت ہے، فرمایا: جب نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) مدینہ ہجرت فرما ہوئے، اور جنگ بدر کے لیے نکلنے کا وقت آیا تو آپ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی، تو سب نے سمع و طاعت کی بیعت کی، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) جب تنہا ہوتے تو علی کو بلاتے اور انہیں بتاتے کہ ان میں سے کون وفا کرے گا اور کون نہیں، اور ان سے اس بات کو چھپانے کے لیے کہتے، پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے علی، حمزہ اور فاطمہ (علیہم السلام) کو بلایا، تو ان سے فرمایا: مجھ سے رضا کی بیعت کرو، تو حمزہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم کس چیز پر بیعت کریں؟ کیا ہم نے بیعت نہیں کی؟

فقال : يا أسد الله وأسد رسوله ، تبايع لله ولرسوله بالوفاء والاستقامة لابن أخيك ، إذن تستكمل الإيمان ، قال : نعم ، سمعاً وطاعة ، وبسط يده ، فقال لهم : يد الله فوق أيديكم ، عليٌّ أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وحمزة سيِّد الشهداء ، وجعفر الطيار في

تو آپ نے فرمایا: اے اللہ کے شیر اور اس کے رسول کے شیر، تم اللہ اور اس کے رسول کے لیے وفا اور استقامت پر اپنے بھتیجے کے ساتھ بیعت کرو، تب تم ایمان کو مکمل کر لو گے۔ انہوں نے کہا: ہاں، سمع و طاعت۔ اور اپنا ہاتھ بڑھایا، تو آپ نے ان سے فرمایا: اللہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھوں کے اوپر ہے، علی امیر المؤمنین (علیہ السلام) ہیں، اور حمزہ سید الشہداء ہیں، اور جعفر جنت میں پرواز کرنے والے ہیں،

الجنّة ، وفاطمة سيِّدة نساء العالمين ، والسبطان : الحسن والحسين سيِّدا شباب أهل الجنة ، هذا شرط من الله على جميع المسلمين من الجنّ والإنس أجمعين ، « فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْراً عَظِيماً » ثمَّ قرأ : « إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ الله » [1]

سورة الفتح ، الآية : 10.

اور فاطمہ جہانوں کی عورتوں کی سیدہ ہیں، اور دونوں نواسے: حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، یہ اللہ کی شرط ہے تمام مسلمانوں پر، جنوں اور انسانوں میں سے سب پر، «فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْراً عَظِيماً» (جو توڑے گا تو اپنے ہی نقصان کے لیے توڑے گا، اور جو اس کو پورا کرے گا جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو اللہ اسے عظیم اجر عطا فرمائے گا)، پھر تلاوت فرمائی: «إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ» (بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں)۔ (1) فرمایا: اور جب وہ رات آئی جس کے دن میں حمزہ شہید ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں بلایا، اور فرمایا: اے حمزہ! اے رسول اللہ کے چچا! قریب ہے کہ تم ایک دور کی غیبت غائب ہو جاؤ، تو تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس پہنچو گے اور وہ تم سے اسلام کی شریعتوں اور ایمان کی شرائط کے بارے میں سوال کرے گا؟ تو حمزہ رو پڑے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے رہنمائی فرمائیں اور سمجھائیں۔

قال : ولمَّا كانت الليلة التي أصيب حمزة في يومها دعا به رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقال : يا حمزة! يا عمَّ رسول الله! يوشك أن تغيب غيبة بعيدة ، فما تقول لو وردت على الله تبارك وتعالى ، وسألك عن شرائع الإسلام وشروط الإيمان ؟ فبكى حمزة ، وقال : بأبي أنت وأمي ، أرشدني وفهِّمني.

تو آپ نے فرمایا: اے حمزہ! گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، خلوص کے ساتھ، اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہوں۔ حمزہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اور یہ کہ جنت حق ہے، اور جہنم حق ہے، اور قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں، اور پل صراط حق ہے، اور میزان حق ہے، اور جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا، اور ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ دوزخ میں، اور یہ کہ علی امیر المؤمنین ہیں۔ حمزہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں اور ایمان لایا اور تصدیق کی۔ اور فرمایا: ائمہ ان کی ذریت سے ہیں حسن اور حسین، اور ان کی نسل میں۔ حمزہ نے کہا: میں ایمان لایا اور تصدیق کی۔ اور فرمایا: فاطمہ جہانوں کی عورتوں کی سیدہ ہیں۔ کہا: ہاں، میں نے تصدیق کی۔ فرمایا: حمزہ سید الشہداء ہیں، اور اللہ کے شیر اور اس کے رسول کے شیر ہیں، اور اس کے نبی کے چچا ہیں، تو وہ اتنا روئے کہ اپنے چہرے پر گر پڑے، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی دونوں آنکھوں کو بوسہ دینے لگے، اور فرمایا: جعفر تمہارے بھائی کا بیٹا جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرنے والا ہے، اور یہ کہ محمد اور ان کی آل بہترین مخلوق ہیں، تم ایمان لاؤ اے حمزہ ان کے ظاہر و باطن پر، اور ان کے علانیہ اور پوشیدہ پر، اور اسی پر زندہ رہو اور اسی پر مرو، جو ان سے دوستی رکھے اس سے دوستی رکھو، اور جو ان سے دشمنی رکھے اس سے دشمنی رکھو۔ کہا: ہاں اے رسول اللہ، میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور آپ کو گواہ بناتا ہوں، اور اللہ کافی ہے بطور گواہ کے، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہاری راہنمائی فرمائے۔ (2)

فقال : يا حمزة! تشهد أن لا إله إلاَّ الله مخلصاً ، وأني رسول الله تعالى بالحقّ ، قال حمزة : شهدت ، قال : وأن الجنّة حقّ ، وأنّ النار حقّ ، وأن الساعة آتية لا ريب فيها ، وأنّ الصراط حقّ ، والميزان حقّ ، ومن يعمل مثقال ذرّة خيراً يره ، ومن يعمل مثقال ذرّة شراً يره ، وفريق في الجنّة ، وفريق في السعير ، وأن علياً أمير المؤمنين ، قال حمزة : شهدت وأقررت وآمنت وصدَّقت ، وقال : الأئمة من ذرّيّته الحسن والحسين ، وفي ذرّيّته ، قال حمزة : آمنت وصدَّقت ، وقال : فاطمة سيِّدة نساء العالمين ، قال : نعم ، صدَّقت ، قال ، : حمزة سيِّد الشهداء ، وأسد الله وأسد رسوله ، وعمُّ نبيِّه ، فبكى حتى سقط على وجهه ، وجعل يقبِّل عيني رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وقال : جعفر بن أخيك طيَّار في الجنة مع الملائكة ، وأن محمداً وآله خير البريّة ، تؤمن ـ يا حمزة ـ بسرِّهم وعلانيتهم ، وظاهرهم وباطنهم ، وتحيى على ذلك وتموت ، توالي من والاهم ، وتعادي من عاداهم قال : نعم يا رسول الله ، أشهد الله وأشهدك ، وكفى بالله شهيداً ، فقال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : سدَّدك الله ووفَّقك [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/278.

.

اور فاطمہ جہانوں کی عورتوں کی سیدہ ہیں، اور دونوں نواسے: حسن اور حسین اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، یہ اللہ کی شرط ہے تمام مسلمانوں پر، جنوں اور انسانوں میں سے سب پر، «فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْراً عَظِيماً» (جو توڑے گا تو اپنے ہی نقصان کے لیے توڑے گا، اور جو اس کو پورا کرے گا جس کا اس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو اللہ اسے عظیم اجر عطا فرمائے گا)، پھر تلاوت فرمائی: «إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ» (بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں)۔ (1) فرمایا: اور جب وہ رات آئی جس کے دن میں حمزہ شہید ہوئے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں بلایا، اور فرمایا: اے حمزہ! اے رسول اللہ کے چچا! قریب ہے کہ تم ایک دور کی غیبت غائب ہو جاؤ، تو تمہارا کیا حال ہوگا جب تم اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس پہنچو گے اور وہ تم سے اسلام کی شریعتوں اور ایمان کی شرائط کے بارے میں سوال کرے گا؟ تو حمزہ رو پڑے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے رہنمائی فرمائیں اور سمجھائیں۔

وروي في احتجاج أمير المؤمنين (عليه السلام) على أهل الشورى قال : نشدتكم

اور امیر المؤمنین (علیہ السلام) کی اہل شوریٰ پر حجت میں روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں

بالله ، هل فيكم أحد له أخ مثل أخي جعفر ، المزيَّن بالجناحين في الجنة ، يحلّ فيها حيث يشاء ، غيري ؟ قالوا : اللهم لا ، قال : نشدتكم هل فيكم أحد له عمٌّ مثل عمّي حمزة ، أسد الله وأسد رسوله ، وسيِّدالشهداء ، غيري ؟ قالوا : اللهم لا.

اللہ کی قسم، کیا تم میں سے کسی کا بھائی میرے بھائی جعفر کی مثل ہے، جو جنت میں دو بازوؤں سے آراستہ ہیں، اس میں جہاں چاہیں آمدورفت کرتے ہیں، میرے سوا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم، نہیں۔ فرمایا: میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ کیا تم میں سے کسی کا چچا میرے چچا حمزہ کی مثل ہے، جو اللہ کے شیر اور اس کے رسول کے شیر ہیں، اور سید الشہداء ہیں، میرے سوا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم، نہیں۔

وعن عبد الرحمن بن بكير ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : على قائمة العرش مكتوب : حمزة أسد الله وأسد رسوله وسيِّد الشهداء... وعن سلمان قال : قال النبيُّ (صلى الله عليه وآله) لفاطمة (عليها السلام) : شهيدنا سيِّد الشهداء ، وهو حمزة بن عبد المطلب ، وهو عمُّ أبيك ، قالت : يا رسول الله! وهو سيِّد الشهداء الذين قُتلوا معك ؟ قال : لا ، بل سيِّد شهداء الأولين والآخرين ، ما خلا الأنبياء والأوصياء ، وجعفر بن أبي طالب ذو الجناحين الطيَّار في الجنة مع الملائكة.

اور عبد الرحمن بن بکیر سے، امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: عرش کے ستون پر لکھا ہوا ہے: حمزہ اللہ کے شیر اور اس کے رسول کے شیر اور سید الشہداء ہیں۔۔۔ اور سلمان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فاطمہ (علیہا السلام) سے فرمایا: ہمارے شہید سید الشہداء ہیں، اور وہ حمزہ بن عبد المطلب ہیں، اور وہ تمہارے والد کے چچا ہیں۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وہ ان شہداء کے سردار ہیں جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ اولین و آخرین کے تمام شہداء کے سردار ہیں، سوائے انبیاء اور اوصیاء کے، اور جعفر بن ابی طالب دو بازوؤں والے ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔

وروي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال : إنه ليرى يوم القيامة إلى جانب الصراط عالم كثير من الناس ، لا يعرف عددهم إلاّ الله تعالى ، هم كانوا محبّي حمزة ، وكثير منهم أصحاب الذنوب والآثام ، فتحول حيطان بينهم وبين سلوك الصراط والعبور إلى الجنة ، فيقولون : يا حمزة! قد ترى ما نحن فيه ، فيقول حمزة لرسول الله ولعلي بن أبي طالب : قد تريان أوليائي يستغيثون بي ، فيقول محمد رسول الله (صلى الله عليه وآله) لعليٍّ وليِّ الله (عليه السلام) : يا علي! أعن عمَّك على إغاثة أوليائه ، واستنقاذهم من النار ، فيأتي علي ابن أبي طالب (عليه السلام) إلى الرمح الذي كان يقاتل به حمزة أعداء الله في الدنيا ، فيناوله إيَّاه ويقول : يا عمَّ رسول الله ، ويا عمَّ أخي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ذُدِ الجحيم بالرمي عن أوليائك برمحك هذا ، كما كنت تذود به عن أولياء الله في الدنيا أعداء الله ، فيتناول حمزة الرمح بيده فيضع زجَّه في حيطان النار الحائلة بين أوليائه وبين العبور إلى الجنة على الصراط ، ويدفعها دفعة فينحّيها مسيرة خمسمائة عام ، ثمَّ يقول لأوليائه والمحبّين الذين كانوا له في الدنيا : اعبروا ، فيعبرون على الصراط آمنين سالمين قد انزاحت عنهم النيران ، وبَعُدت عنهم الأهوال ، ويَرِدون الجنّة غانمين ظافرين.

اور روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن پل صراط کے کنارے لوگوں کا ایک بہت بڑا گروہ نظر آئے گا، جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہ وہ لوگ ہیں جو حمزہ کے محبین تھے، اور ان میں سے بہت سے لوگ گناہوں اور برائیوں والے ہیں، تو ان کے اور صراط پر چلنے اور جنت میں عبور کرنے کے درمیان دیواریں حائل ہو جائیں گی، تو وہ کہیں گے: اے حمزہ! آپ دیکھتے ہیں ہم کس حال میں ہیں، تو حمزہ رسول اللہ اور علی بن ابی طالب سے کہیں گے: آپ دونوں دیکھ رہے ہیں میرے دوست مجھ سے فریاد کر رہے ہیں، تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) علی ولی اللہ (علیہ السلام) سے فرمائیں گے: اے علی! اپنے چچا کی مدد کرو تاکہ وہ اپنے دوستوں کو فریاد رسی کریں، اور انہیں آگ سے نجات دلائیں، تو علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) اس نیزے کے پاس آئیں گے جس سے حمزہ دنیا میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرتے تھے، تو آپ اسے ان کے حوالے کریں گے اور فرمائیں گے: اے رسول اللہ کے چچا، اور اے میرے بھائی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے چچا، دوزخ کو اپنے اس نیزے سے اپنے دوستوں سے دور کرو، جیسے آپ اس سے دنیا میں اللہ کے دوستوں کی طرف سے اللہ کے دشمنوں کو دور کرتے تھے، تو حمزہ نیزہ اپنے ہاتھ میں لے لیں گے اور اس کی نوک کو آگ کی ان دیواروں میں لگائیں گے جو ان کے دوستوں اور صراط پر جنت کی طرف عبور کرنے کے درمیان حائل ہیں، اور اسے ایک دھکا دیں گے تو وہ پانچ سو سال کی مسافت دور ہو جائیں گی، پھر وہ اپنے دوستوں اور ان محبین سے جو دنیا میں ان کے محبین تھے کہیں گے: عبور کرو، تو وہ صراط پر محفوظ و سلامت عبور کریں گے، آگ ان سے دور ہو چکی ہوگی، اور ہولناکیاں ان سے دور ہو چکی ہوں گی، اور وہ جنت میں کامیاب و کامران داخل ہوں گے۔

وعن إسماعيل بن جابر وزرارة ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : دفن رسول الله (صلى الله عليه وآله) عمَّه حمزة في ثيابه بدمائه التي أصيب فيها ، وردَّاه النبي (صلى الله عليه وآله) بردائه ، فقصُر عن رجليه ، فدعا له بأذخر فطرحه عليه ، فصلَّى عليه سبعين صلاة ، وكبَّر عليه سبعين تكبيرة [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/280.

.

اور اسماعیل بن جابر اور زرارہ سے، امام باقر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اپنے چچا حمزہ کو ان کے کپڑوں میں ان کے خون کے ساتھ دفن کیا جن میں وہ شہید ہوئے تھے، اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے انہیں اپنی چادر اڑھا دی، لیکن وہ ان کے پاؤں سے چھوٹی پڑ گئی، تو آپ نے گھاس منگوایا اور اسے ان پر ڈال دیا، پھر آپ نے ان پر ستر نمازیں پڑھیں، اور ان پر ستر تکبیریں کہیں۔ (1)

وعن الصادق ، عن أبيه ، عن جدّه (عليهم السلام) قال : قال الحسن بن علي (عليهما السلام) فيما احتجَّ على معاوية : وكان ممن استجاب لرسول الله (صلى الله عليه وآله) عمُّه حمزة وابن عمّه جعفر ، فقُتلا شهيدين ـ رضي الله عنهما ـ في قتلى كثيرة معهما من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فجعل الله تعالى حمزة سيِّد الشهداء من بينهم ، وجعل لجعفر جناحين يطير بهما مع الملائكة كيف يشاء من بينهم ، وذلك لمكانهما من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ومنزلتهما وقرابتهما منه (صلى الله عليه وآله) ، وصلَّى رسول الله (صلى الله عليه وآله) على حمزة سبعين صلاة من بين الشهداء الذين استشهدوا معه..

اور امام صادق سے، ان کے والد سے، ان کے جد (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: حسن بن علی (علیہما السلام) نے معاویہ پر حجت قائم کرتے ہوئے فرمایا: اور ان میں سے جنہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی دعوت قبول کی، ان کے چچا حمزہ اور ان کے چچا زاد بھائی جعفر تھے، تو وہ دونوں شہید ہوئے اللہ ان دونوں سے راضی ہو ان کثیر شہداء میں جو ان کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اصحاب میں سے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے حمزہ کو ان سب میں سے سید الشہداء قرار دیا، اور جعفر کے لیے دو بازو بنائے جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہیں پرواز کرتے ہیں ان سب میں سے، اور یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ان کے مقام، اور ان کی منزلت اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ان کی قرابت کی وجہ سے تھا، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حمزہ پر ان شہداء میں سے جو ان کے ساتھ شہید ہوئے ستر نمازیں پڑھیں۔۔

وعن حبيب بن أبي ثابت ، عن علي بن الحسين (عليهما السلام) قال : لم يدخل الجنة حميّة غير حميّة حمزة بن عبدالمطلب ، وذلك حين أسلم غضباً للنبيّ (صلى الله عليه وآله) في حديث السلا الذي أُلقي على النبي (صلى الله عليه وآله).

اور حبیب بن ابی ثابت سے، علی بن الحسین (علیہما السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جنت میں کوئی حمیت داخل نہیں ہوئی سوائے حمزہ بن عبد المطلب کی حمیت کے، اور یہ اس وقت ہے جب انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے غصے میں اسلام قبول کیا اس اوجھڑی کے واقعے میں جو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر ڈالی گئی تھی۔

وعن ابن عباس قال : قال لي النبي (صلى الله عليه وآله) : رأيت فيما يرى النائم عمّي حمزة بن عبد المطلب ، وأخي جعفر بن أبي طالب ، وبين أيديهما طبق من نبق ، فأكلا ساعةً فتحوَّل العنب لهما رطباً ، فأكلا ساعة ، فدنوت منهما وقلت : بأبي أنتما ، أيّ الأعمال وجدتما أفضل ؟ قالا : فديناك بالآباء والأمهات ، وجدنا أفضل الأعمال الصلاة عليك ، وسقي الماء ، وحبّ علي بن أبي طالب (عليه السلام) [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/282 ـ 283.

.

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھ سے فرمایا: میں نے خواب میں اپنے چچا حمزہ بن عبد المطلب، اور اپنے بھائی جعفر بن ابی طالب کو دیکھا، اور ان کے سامنے بیری کی ایک پلیٹ تھی، تو انہوں نے کچھ دیر کھائی تو وہ انگور ان کے لیے تازہ کھجوروں میں بدل گئی، تو انہوں نے کچھ دیر کھائی، تو میں ان کے قریب ہوا اور کہا: میرے والد آپ دونوں پر قربان، آپ نے کون سا عمل سب سے افضل پایا؟ انہوں نے کہا: ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، ہم نے سب سے افضل عمل آپ پر درود بھیجنا، اور پانی پلانا، اور علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے محبت پایا۔ (2)

وروي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) مرَّ على دور من دور الأنصار من بني عبد

اور روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) انصار کے محلوں میں سے بنی عبد

الأشهل ، فسمع البكاء والنوائح على قتالهم ، فذرفت عيناه وبكى ، ثمَّ قال : لكنَّ حمزة لا بواكي له ، فلمَّا رجع سعد بن معاذ وأسيد بن حضير إلى دور بني عبد الأشهل أمرا نساءهم أن يذهبن فيبكين على عمِّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فلمَّا سمع رسول الله (صلى الله عليه وآله) بكاءهن على حمزة خرج إليهن وهن على باب مسجده يبكين ، فقال لهن رسول الله (صلى الله عليه وآله) : ارجعن يرحمكن الله ، فقد واسيتن بأنفسكن [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 79/92.

وفي رواية : ولمَّا انصرف رسول الله (صلى الله عليه وآله) من وقعة أحد إلى المدينة سمع من كل دار قُتل من أهلها قتيل نوحاً وبكاء ، ولم يسمع من دار حمزة عمِّه ، فقال (صلى الله عليه وآله) : لكنَّ حمزة لابواكي له ، فآلى أهل المدينة أن لا ينوحوا على ميِّت ولا يبكوه حتى يبدؤوا بحمزة فينوحوا عليه ويبكوه ، فهم إلى اليوم على ذلك [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 79/105.

.

الاشہل کے محلوں کے پاس سے گزرے، تو آپ نے ان کے مقتولین پر رونے اور نوحہ کرنے والیوں کی آواز سنی، تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور آپ رو پڑے، پھر فرمایا: لیکن حمزہ کے لیے کوئی رونے والا نہیں، تو جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل کے محلوں میں واپس آئے تو انہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے چچا پر روئیں، تو جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے حمزہ پر ان کا رونا سنا تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے پر رو رہی تھیں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان سے فرمایا: واپس جاؤ اللہ تم پر رحم کرے، بے شک تم نے اپنے آپ کو ہمارے ساتھ مواسات میں شریک کیا۔ (1) اور ایک روایت میں ہے: اور جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) غزوہ احد سے مدینہ واپس تشریف لائے تو آپ نے ہر اس گھر سے جس کے اہل میں سے کوئی مقتول ہوا تھا نوحہ اور رونا سنا، اور آپ نے اپنے چچا حمزہ کے گھر سے نہیں سنا، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: لیکن حمزہ کے لیے کوئی رونے والا نہیں، تو اہل مدینہ نے قسم کھائی کہ وہ کسی میت پر نوحہ نہیں کریں گے اور نہ اس پر روئیں گے یہاں تک کہ پہلے حمزہ سے شروع کریں اور ان پر نوحہ کریں اور انہیں روئیں، اور وہ آج تک اسی پر قائم ہیں۔ (2)

ولله درّ الشيخ محمد سعيد المنصوري إذ يقول :

اور اللہ شیخ محمد سعید المنصوری کی شاعری کو قبول فرمائے جب وہ کہتے ہیں:

حُزْني لِمَصْرَعِ حَمْزَة وَعَنَائي لاَ ينقضي بِتَزَفُّري وبُكَائِي
حتَّى إلى يومِ الترحُّلِ لَمْ أَزَلْ في مأتمي وكآبتي وعَزَائي
سأُوَاصِلُ الأيَّامَ في وَجْدِي له حتَّى يُمَزَّقَ بالشَّجَا أَحْشَائي
هيهاتَ أَنْ أنسى مُصيبةَ حَمْزَة عَمِّ النبيِّ وسيِّدِ الشهداءِ
بَطَلٌ إذا الأبطالُ عُدَّتْ مَالَهُ فيها من الأشباهِ والنُّظَرَاءِ
للهِ قَلْبُ المصطفى مُذْ شَاهَدَتْ عيناه مَا صَنَعَتْ بنو اللُّقَطَاءِ
منه تَدَفَّقَت الدموعُ لِعَمِّهِ ذاك العظيمِ وَعُمْدَةِ العُظَمَاءِ
وأتت صفيَّةُ تلتقي بشقيقِهَا أَلْفَتْهُ فوقَ حَرَارَةِ الرَّمْضَاءِ
صلَّت عليه وسلَّمت وتصاعدت زَفَرَاتُها بِتَنَفُّسِ الصُّعَدَاءِ
لكنَّ زينَب أَعْوَلَتْ لمَّا رَأَتْ جِسْمَ الحُسَينِ مُوَزَّعَ الأَشْلاَءِ
وَغَدَتْ تُنَاديه عقيلةُ هَاشِم ياليتَ دُوْنَكَ قُطِّعَتْ أَعْضَائي

حمزہ کی شہادت کے غم اور میری تکلیف
میرے آہ و زاری اور گریہ سے ختم نہیں ہوتی
سفر کے دن تک میں برابر
اپنے ماتم، غم اور تعزیت میں رہا
میں ایام کو اپنی ان کی محبت میں جاری رکھوں گا
یہاں تک کہ غم سے میرا کلیجہ پھٹ جائے
ہیہات کہ میں حمزہ کی مصیبت کو بھلا دوں
نبی کے چچا اور سیدِ شہداء کو
ایک ایسا بہادر کہ جب بہادروں میں شمار ہوں تو اس کے
مقابل کوئی ہمسر اور نظیر نہیں
اللہ کی قسم ! مصطفی کا دل، جب سے
ان کی آنکھوں نے دیکھا کہ بنو لقطاء نے کیا کیا
اپنے چچا کے لیے اس سے آنسو بہہ نکلے
اس عظیم اور عظیموں کے ستون کے لیے
اور صفیہ آئیں اپنے بھائی سے ملنے کے لیے
انہوں نے انہیں گرم ریت کی تپش پر پایا
انہوں نے ان پر نماز پڑھی اور سلام کیا اور ان کی
آہیں اٹھنے لگیں گہری سانس کے ساتھ
لیکن زینب نے نوحہ کیا جب دیکھا
حسین کا جسم کٹے ہوئے ٹکڑوں میں بٹا ہوا
اور ہاشم کی سیدہ پکار اٹھیں
کاش آپ سے پہلے میرے اعضاء کاٹ دیے جاتے

ما كانَ صَبْرُ صفيَّة وَجِلادُها من زينب أقوى لدى الْبَلْواءِ [1]

صفیہ کی صبر اور استقامت نہیں تھی
زینب کی بلاؤں میں سے زیادہ مضبوط (۱)

[1] نظم هذه القصيدة جاء بطلب منا أيضاً من الخطيب الشيخ المنصوري فجزاه الله خير الجزاء على مساعيه النبيلة

قال ابن الجوزي : ولمَّا أسلم وحشي قاتل حمزة قال له النبي (صلى الله عليه وآله) : غيِّب وجهك عنّي ، فإني لا أحبُّ أن أرى قاتل الأحبة ، قال هذا والإسلام يجبُّ ما قبله ، فكيف بقلبه (صلى الله عليه وآله) أن يرى من ذبح الحسين (عليه السلام) ، وأمر بقتله وحمل أهله على أقتاب الجمال [2]

الصواعق المحرقة ، ابن حجر : 295.

.

ابن جوزی کہتے ہیں: اور جب وحشی، حمزہ کا قاتل، مسلمان ہوا تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس سے فرمایا: اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لو، کیونکہ میں محبوبوں کے قاتل کو دیکھنا پسند نہیں کرتا، آپ نے یہ فرمایا حالانکہ اسلام پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، تو پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا دل کیا حال ہوگا اگر آپ حسین (علیہ السلام) کے قاتل کو دیکھیں، جس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کے اہل کو اونٹوں کی پالانوں پر لاد کر لے گیا۔ (۲)

وقد روي عن عبدالله بن مسعود ، قال : ما رأينا رسول الله (صلى الله عليه وآله) باكياً قط أشدَّ من بكائه على حمزة بن عبد المطلب لما قتل [3]

ذخائر العقبى ، أحمد بن عبدالله الطبري : 181 ، شرح مسند أبي حنيفة ، القاري : 526.

. فكيف به إذن لو نظر إلى سبطه الحسين (عليه السلام) شلواً مبضَّعاً ، وقد وزِّعته الأسنَّة ، لكان حاله بلا شك أشد من حاله يوم مقتل حمزة بن عبد المطلب ، وكما قال الشاعر :

اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم نے کبھی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حمزہ بن عبد المطلب پر، جب وہ شہید ہوئے، اپنے رونے سے زیادہ شدت سے روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (۳) تو پھر اگر آپ اپنے نواسے حسین (علیہ السلام) کو ٹکڑے ٹکڑے اور زخمی دیکھتے، اور نیزوں نے انہیں پارہ پارہ کر دیا تھا، تو بلاشبہ آپ کا حال حمزہ بن عبد المطلب کی شہادت کے دن سے بھی زیادہ سخت ہوتا، اور جیسا کہ شاعر نے کہا:

لو أنَّ رسولَ اللهِ يَبْعَثُ نَظْرَةً لَرُدَّت إلى إنْسَانِ عَيْن مؤَرَّقِ
وَهَانَ عليه يومُ حمزةَ عَمِّهِ بيومِ حسين وهو أعظمُ ما لقي
ونال شجىً من زينب لَمْ يَنَلْهُ من صفيَّةَ إذْ جاءت بدَمْع مُرَقْرَقِ
فكم بَيْنَ مَنْ للخِدْرِ عادت مصونةً وَمَنْ سيِّروها في السبايا بجلّقِ

اگر رسول اللہ ایک نظر ڈالتے
تو وہ بے خواب آنکھ کی پتلی کی طرف لوٹ جاتی
اور آپ پر اپنے چچا حمزہ کا دن ہلکا ہو جاتا
حسین کے دن کے مقابلے میں جو سب سے عظیم
واقعہ تھا
اور انہیں زینب سے وہ رنج پہنچا جو
صفیہ سے نہیں پہنچا جب وہ آنسوؤں کے ساتھ آئیں
کتنا فرق ہے اس میں جو محفوظ پردے میں واپس لوٹیں
اور اس میں جنہیں قیدیوں میں دمشق لے جایا گیا

المجلس الثالث والعشرون
فيما جرى على العلويين في أيام المنصور
والرشيد والمتوكّل من القتل والاضطهاد

قالت أسماء بنت عميس رضي الله عنها محتجَّةً على هذه الأمة التي سفكت

دم ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) :

تیئسویں مجلس
منصور اور رشید اور متوکل کے زمانے میں
علویوں پر قتل اور ظلم کے جو حالات گزرے

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اس امت پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا جس نے

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کا خون بہایا:

ماذا تقولون إِذْ قَالَ النبيُّ لكم مَاذَا فَعَلْتُم وأنتم آخِرُ الأُمَمِ
بعترتي وبأهلي بَعْدَ مُفْتَقَدي منهم أُسَارى ومنهم ضُرِّجوا بِدَمِ

تم کیا کہو گے جب نبی تم سے پوچھیں گے
تم نے کیا کیا اور تم آخری امت ہو
میری عترت اور میرے اہل کے ساتھ میری جدائی کے بعد
ان میں سے کچھ قیدی ہیں اور کچھ خون میں لت پت

وقال آخر :

تاللهِ مَا فَعَلَتْ أُميَّةُ فيهِمُ مِعْشَارَ مَا فَعَلَتْ بنو العبَّاسِ [1]

شرح ميمية أبي فراس : 119.

اور کسی دوسرے نے کہا:

خدا کی قسم ! بنی امیہ نے ان کے ساتھ
اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کیا جو بنی عباس نے کیا (۱)

وقال أبو عطاء أفلح بن يسار السندي :

يا ليت جَوْرَ بني مروانَ دَامَ لنا وليتَ عَدْلَ بني العبَّاسِ في النَّارِ [2]

المحاسن والمساوىء ، البيهقي : 246.

اور ابو عطاء افلح بن یسار سندی نے کہا:

کاش بنی مروان کا ظلم ہمارے لیے باقی رہتا
اور بنی عباس کا عدل آتش دوزخ میں ہوتا (۲)

قال يحيى بن أكثم : إن المأمون أقدم دعبل رحمه الله ، وآمنه على نفسه ، فلمَّا مَثُل بين يديه ـ وكنت جالساً بين يدي المأمون ـ فقال له : أنشدني قصيدتك الرائية ، فجحدها دعبل ، وأنكر معرفتها ، فقال له : لك الأمان عليها كما أمنتك على نفسك ، فأنشده قصيدته ، ومنها قوله في ظلامة أهل البيت (عليهم السلام) :

یحییٰ بن اکثم نے کہا: مامون نے دعبل رحمہ اللہ کو بلوایا اور انہیں اپنی جان کی امان دی، جب وہ اس کے سامنے حاضر ہوئے – اور میں مامون کے سامنے بیٹھا ہوا تھا – تو اس نے ان سے کہا: مجھے اپنا رائیہ قصیدہ سناؤ، دعبل نے انکار کیا اور کہا کہ انہیں اس کی معرفت نہیں، تو مامون نے کہا: تمہیں اس پر بھی اسی طرح امان ہے جیسے تمہاری جان کو امان دی ہے، چنانچہ انہوں نے اپنا قصیدہ سنایا، جس میں اہل بیت (علیہم السلام) پر ہونے والے مظالم کے بارے میں ان کے یہ اشعار ہیں:

كم من ذراع لهم بالطفِّ بائنة وَعَارِض بصعيدِ التُّرْبِ مُنْعَفِرِ
أمسى الحسينُ وَمَسْرَاهُمْ لِمَقْتَلِهِ وَهُمْ يقولونَ : هذا سيِّدُ الْبَشَرِ
يا أُمَّةَ السُّوْءِ مَا جَازَيْتِ أَحْمَدَ في
حُسْنِ الْبَلاَءِ على التنزيلِ والسُّوَرِ خَلَفْتُموه على الأبناءِ حينَ مَضَى
خِلاَفَةَ الذِّئْبِ في إِنْفَادِ ذي بَقَرِ لم يَبْقَ حيٌّ من الأحياءِ نَعْلَمُهُ
من ذي يَمَان وَلاَ بَكْر وَلاَ مُضَرِ إلاَّ وَهُمْ شُرَكَاءٌ في دِمَائِهِمُ
كَمَا تَشَارَكَ أيسارٌ على جُزُرِ قتلا وأسراً وتخويفاً وَمَنْهَبَةً
فِعْلَ الغُزَاةِ بأَرْضِ الرومِ والخَزَرِ أرى أُمَيَّةَ معذورين إن قَتَلُوا
ولا أرى لبني العبَّاسِ من عُذُرِ قومٌ قتلتم على الإسلام أوَّلَهُمْ
حتَّى إذا استمكنوا جَازوا على الكُفُرِ

طف میں ان کے کتنے ہی بازو کٹے پڑے ہیں
اور کتنے ہی رخسار مٹی میں اٹے پڑے ہیں
حسین کی شام ڈھل گئی اور وہ اپنے قتل گاہ کی طرف جا رہے تھے
اور وہ کہہ رہے تھے: یہ سید البشر ہیں
اے بری امت ! تم نے احمد کا کیا بدلہ دیا
تنزیل اور سوروں پر ان کی خوب بلا کشی کا
تم نے انہیں ان کی اولاد کے بارے میں چھوڑا جب وہ گزر گئے
بھیڑیے کی سی جانشینی، جیسے بھیڑوں کے مالک کو تباہ کرے
زندہ قوموں میں سے کوئی قوم نہیں بچی جسے ہم جانتے ہوں
نہ یمن والے، نہ بکر اور نہ مضر
مگر وہ سب ان کے خون میں شریک ہیں
جیسے جوئے باز اونٹ کی قربانی میں شریک ہوتے ہیں
قتل، قید، خوف اور لوٹ مار
جیسے رومیوں اور خزروں کی سرزمین میں حملہ آور کرتے ہیں
میں بنی امیہ کو معذور سمجھتا ہوں اگر انہوں نے قتل کیا
لیکن بنی عباس کے لیے کوئی عذر نہیں دیکھتا
وہ قوم جنہوں نے پہلے اسلام پر قتل کیا
یہاں تک کہ جب اختیار ملا تو کفر سے بھی گزر گئے

أَبناءُ حَرْب ومروان وأُسْرَتُهُمْ بنو معيطَ وُلاَةُ الحِقْدِ والزّعَرِ
إرْبِعْ بطُوس على قَبْرِ الزكيِّ بِهَا إنْ كُنْتَ تربعُ من دين على وَطَرِ
قبرانِ في طُوْسَ خيرُ الناسِ كُلِّهِمُ وَقَبْرُ شَرِّهِمُ هذا من العِبَرِ
مَا يَنْفَعُ الرِّجْسَ من قُرْبِ الزكيِّ وَلاَ
عَلَى الزكيِّ بقُرْبِ الرِّجْسِ من ضَرَرِ
هيهات كلُّ امرىء رَهْنٌ بما كسبت لَهُ يَدَاهُ فَخُذْ مَا شِئْتَ أَوْ فَذَرِ

بنی حرب، مروان اور ان کے خاندان کے لوگ
بنی معیط، کینہ اور فتنہ کے والی
طوس میں اس پاکیزہ کی قبر پر ٹھہر جاؤ
اگر تم دین کی خاطر کسی مقصد سے ٹھہرتے ہو
طوس میں دو قبریں ہیں، تمام لوگوں میں سب سے بہتر کی
اور ان میں سب سے بدتر کی، یہ عبرت کی بات ہے
پلید کو پاکیزہ کی قربت سے کیا فائدہ
اور نہ پاکیزہ کو پلید کی قربت سے کوئی نقصان
ہرگز نہیں! ہر شخص اپنے اعمال کا رہن ہے
جو اس کے ہاتھوں نے کمایا، تو جو چاہے لے یا چھوڑ دے

قال : فضرب المأمون بعمامته الأرض وقال : صدقت والله يا دعبل [1]

راوی کہتے ہیں: مامون نے اپنا عمامہ زمین پر مارا اور کہا: اللہ کی قسم! اے دعبل، تم نے سچ کہا (۱)۔

الغدير ، الشيخ الأميني : 2/375 ـ 376.

.

وقال أبو فراس الحمداني :

مَا نَالَ مِنْهُمْ بنو حَرْب وإنْ عَظُمَتْ تلك الجَرَائِرُ إلاَّ دُوْنَ نَيْلِكُمُ

اور ابو فراس حمدانی نے کہا:

بنی حرب نے ان سے کچھ نہیں چھینا، اگرچہ
وہ جرائم بڑے تھے، مگر تمہاری چھیننے سے کم تھے

قال المنصور يوماً لجلسائه بعد قتل محمد بن عبدالله بن الحسن (النفس الزكية) وأخيه إبراهيم : تالله ما رأيت رجلا أنصح من الحجاج لبني مروان ، فقام المسيَّب بن زهير الضبي فقال : يا أمير المؤمنين! ما سبقنا الحجاج بأمر تخلَّفنا عنه ، والله ، ما خلق الله على جديد الأرض خلقاً أعزَّ علينا من نبيِّنا (صلى الله عليه وآله) ، وقد أمرتنا بقتل أولاده ، فأطعناك ، وفعلنا ذلك ، فهل نصحناك أم لا ؟! فقال المنصور : اجلس لاجلست [2]

منصور نے ایک دن اپنے درباریوں سے محمد بن عبداللہ بن حسن (نفس زکیہ) اور ان کے بھائی ابراہیم کے قتل کے بعد کہا: اللہ کی قسم! میں نے حجاج سے زیادہ بنی مروان کا خیر خواہ کوئی نہیں دیکھا، تو مسیب بن زہیر ضبی کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المومنین! حجاج نے ہم سے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ہم پیچھے رہے، اللہ کی قسم! اللہ نے زمین کی سطح پر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے زیادہ ہمارے لیے عزیز کوئی مخلوق نہیں بنائی، اور آپ نے ہمیں ان کی اولاد کو قتل کرنے کا حکم دیا، تو ہم نے آپ کی اطاعت کی اور ایسا کیا، تو کیا ہم نے آپ کی خیر خواہی کی یا نہیں؟! منصور نے کہا: بیٹھ جاؤ، تم نہ بیٹھے (۲)۔

مروج الذهب ، المسعودي : 3/298 ، تاريخ بغداد ، البغدادي : 6/129.

.

وقد كان عهد المنصور عهداً حافلا بالظلم ، متّسماً بالرعب والاستبداد ، فما كان ليجرأ أحد آنذاك على مخالطة أحد من العلويين ، ومن يفعل ذلك يعرِّض نفسه لخطر السجن إن لم يكن القتل ، وقد كان ذلك سببا كافياً للعقوبة عند المنصور في حكمه الظالم ، ولمَّا دخل إبراهيم بن هرثمة ، المعاصر للمنصور المدينة ، أتاه رجل من العلويين فسلَّم عليه ، فقال له إبراهيم : تنحَّ عني ، لا تشط بدمي [3]

تأريخ بغداد ، البغدادي : 6/127 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 72.

اور منصور کا دور ظلم سے بھرا ہوا دور تھا، خوف اور استبداد سے داغدار تھا، اس وقت کوئی بھی علویوں میں سے کسی سے ملنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا، اور جو ایسا کرتا وہ اپنے آپ کو قید کے خطرے میں ڈالتا، اگر قتل کے خطرے میں نہیں، اور یہ منصور کی ظالمانہ حکومت میں سزا کے لیے کافی سبب تھا، اور جب ابراہیم بن ہرثمہ، جو منصور کے ہم عصر تھے، مدینہ میں داخل ہوئے، تو علویوں میں سے ایک شخص آیا اور انہیں سلام کیا، تو ابراہیم نے اس سے کہا: مجھ سے دور ہو جاؤ، میرے خون سے مت کھیلو (۳)۔

.

وجاء في كتاب المأمون العباسي الذي أرسله إلى العباسيين - بعد ما ذكر حسن سياسة أمير المؤمنين علي (عليه السلام) مع ولد العباس - قال : حتى قضى الله بالأمر إلينا ، فأخفناهم ، وضيَّقنا عليهم ، وقتلناهم أكثر من قتل بني أمية إياهم ، وَيْحَكُمْ ، إن بني أميَّة قتلوا من سلَّ سيفاً ، وإنّا معشر بني العباس قتلناهم جُملا...

اور مامون عباسی کی کتاب میں آیا ہے جو اس نے عباسیوں کو بھیجی تھی—اس کے بعد کہ اس نے امیر المومنین علی (علیہ السلام) کی اولاد عباس کے ساتھ حسن سیاست کا ذکر کیا—کہا: یہاں تک کہ اللہ نے یہ امر ہماری طرف پہنچا دیا، تو ہم نے انہیں ڈرایا، ان پر تنگی کی، اور انہیں بنی امیہ سے زیادہ قتل کیا، تم پر افسوس، بے شک بنی امیہ نے ان میں سے اسے قتل کیا جس نے تلوار کھینچی، اور ہم عباسیوں کی جماعت نے انہیں یک وقت قتل کر دیا...

وقال الجلودي الذي أمره الرشيد بالإغارة على دور آل أبي طالب عندما جعل المأمون ولاية العهد للرضا صلوات الله عليه : أُعيذك بالله - يا أمير المؤمنين - أن تُخرج هذا الأمر الذي جعله الله لكم ، وخصَّكم به ، وتجعله في أيدي أعدائكم ، ومن كان آباؤك يقتلونهم ، ويشرِّدونهم في البلاد [1]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الصدوق : 1/171.

اور جلودی نے، جسے رشید نے حکم دیا تھا کہ آل ابی طالب کے گھروں پر چھاپہ مارے جب مامون نے رضا صلوات اللہ علیہ کو ولی عہد بنایا، کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو اللہ کی پناہ دیتا ہوں کہ آپ اس امر کو جو اللہ نے آپ کے لیے رکھا ہے، اور آپ کو خاص کیا ہے، اپنے دشمنوں کے ہاتھوں میں دے دیں، اور جنہیں آپ کے آباء قتل کرتے تھے، اور انہیں شہروں میں بکھیر دیتے تھے، اور رشید نے مدینہ کے اپنے عامل کو حکم دیا کہ وہ علویوں کو ایک دوسرے کی ضمانت پر رکھے۔

, وأمر الرشيد عامله على المدينة بأن يضمن العلويين بعضهم بعضاً [2]

حياة الإمام الرضا (عليه السلام) ، السيد جعفر مرتضى العاملي : 100 ، تاريخ ابن خلدون : 3/215.

.

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، قال : قال أبو منصور المطرز : سمعت الحاكم أبا أحمد محمد بن محمد بن إسحاق الأنماطي النيسابوري يقول بإسناد متّصل ذكره محمد ، إنه لمَّا بنى المنصور الأبنية ببغداد جعل يطلب العلويّة طلباً شديداً ، ويجعل من ظفر به منهم في الإسطوانات المجوَّفة المبنيَّة من الجصّ والآجر ، فظفر ذات يوم بغلام منهم حسن الوجه ، عليه شعر أسود ، من ولد الحسن بن علي ابن أبي طالب (عليه السلام) ، فسلَّمه إلى البنَّاء الذي كان يبني له ، وأمره أن يجعله في جوف إسطوانة ويبني عليه ، ووكلَّ به من ثقاته من يُراعي ذلك ، حتى يجعله في جوف إسطوانة بمشهده ، فجعله البنَّاء في جوف إسطوانة ، فدخلته رقّة عليه ورحمة له ، فترك في الإسطوانة فرجة يدخل منها الروح [3]

الروح : نسيم الريح.

, وقال للغلام : لا بأس عليك ، فاصبر ، فإني سأخرجك من جوف هذه الإسطوانة إذا جنَّ الليل.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے روایت کی، کہا: ابو منصور مطرز نے کہا: میں نے حاکم ابو احمد محمد بن محمد بن اسحاق انماطی نیشاپوری کو متصل سند کے ساتھ کہتے سنا جسے محمد نے ذکر کیا، کہ جب منصور نے بغداد میں عمارتیں تعمیر کیں تو وہ علویوں کو سخت تلاش کرنے لگا، اور جسے بھی ان میں سے پکڑتا اسے کھوکھلے ستونوں میں ڈال دیتا جو گچ اور اینٹوں سے بنے ہوتے تھے، تو ایک دن ان میں سے ایک خوبصورت چہرے والے نوجوان کو پکڑا، اس پر سیاہ بال تھے، حسن بن علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) کی اولاد میں سے، تو اسے اس معمار کے حوالے کر دیا جو اس کے لیے تعمیر کرتا تھا، اور اسے حکم دیا کہ اسے ستون کے اندر ڈال دے اور اس پر تعمیر کرے، اور اپنے معتمدوں میں سے کسی کو مقرر کیا جو اس کی نگرانی کرے، یہاں تک کہ اسے اس کی موجودگی میں ستون کے اندر ڈال دے، تو معمار نے اسے ستون کے اندر رکھ دیا، تو اسے اس پر رحم آیا اور اس پر ترس آیا، تو ستون میں ایک شگاف چھوڑ دیا جس سے ہوا داخل ہو، اور نوجوان سے کہا: تم پر کوئی خطرہ نہیں، صبر کرو، میں رات ہونے پر تمہیں اس ستون کے اندر سے نکال دوں گا۔

ولمَّا جنَّ الليل جاء البنَّاء في ظلمته ، وأخرج ذلك العلويَّ من جوف تلك الإسطوانة ، وقال له : اتقِ الله في دمي ودم الفعلة الذين معي ، وغيِّب شخصك ، فإني إنما أخرجتك في ظلمة هذه الليلة من جوف هذه الإسطوانة لأني خفت إن تركتك في جوفها أن يكون جدّك رسول الله (صلى الله عليه وآله) يوم القيامة خصمي بين يدي الله عزَّ وجلَّ ، ثمَّ أخذ شعره بآلات الجصَّاصين كما أمكن ، وقال له : غيِّب شخصك بنفسك ، ولا ترجع إلى أمك ، قال الغلام : فإن كان هذا هكذا فعرِّف أمي أنّي قد نجوت وهربت ، لتطيب نفسها ، ويقلَّ جزعها وبكاؤها ، إن لم يكن لعودي إليها وجه ، فهرب الغلام ، ولا يُدرى أين قصد من أرض الله ، ولا إلى أيِّ بلد وقع ؟ قال ذلك البنَّاء : وقد كان الغلام عرَّفني مكان أمه ، وأعطاني العلامة شعره ، فانتهيت إليها في الموضع الذي كان دلَّني عليه ، فسمعت دويّاً كدويِّ النحل من البكاء ، فعلمت أنها أمه ، فدنوت منها وعرَّفتُها خبرَ ابنها ، وأعطيتُها شَعرَه ، وانصرفت [1]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الصدوق : 2/102 ح 2 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 47/306.

.

اور جب رات ہوئی تو معمار اس کی تاریکی میں آیا، اور اس علوی کو اس ستون کے اندر سے نکالا، اور اس سے کہا: میرے خون اور میرے ساتھ کام کرنے والے مزدوروں کے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور اپنے آپ کو چھپا لو، کیونکہ میں نے تمہیں اس رات کی تاریکی میں اس ستون کے اندر سے صرف اس لیے نکالا ہے کہ مجھے خوف ہوا کہ اگر میں تمہیں اس کے اندر چھوڑ دیتا تو تمہارے نانا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) قیامت کے دن اللہ عزوجل کے سامنے میرے خلاف مدعی ہوں گے، پھر کچ لگانے والوں کے آلات سے جیسے ممکن تھا اس کے بال کاٹے، اور اس سے کہا: خود اپنے آپ کو چھپاؤ، اور اپنی ماں کے پاس واپس نہ جاؤ، نوجوان نے کہا: اگر یہ ایسا ہے تو میری ماں کو بتا دینا کہ میں نجات پا گیا ہوں اور بھاگ گیا ہوں، تاکہ اس کا دل خوش ہو جائے، اور اس کی بے چینی اور رونا کم ہو، اگر میرے لیے اس کی طرف واپسی کا کوئی راستہ نہیں، تو نوجوان بھاگ گیا، اور معلوم نہیں کہ اس نے اللہ کی زمین میں کہاں کا قصد کیا، اور کس شہر میں پہنچا؟ اس معمار نے کہا: نوجوان نے مجھے اپنی ماں کی جگہ بتائی تھی، اور مجھے نشانی کے طور پر اپنے بال دیے تھے، تو میں اس جگہ پر اس کے پاس پہنچا جہاں اس نے مجھے بتایا تھا، تو میں نے رونے سے شہد کی مکھیوں جیسی آواز سنی، تو میں نے جان لیا کہ وہ اس کی ماں ہے، تو میں اس کے قریب ہوا اور اسے اپنے بیٹے کی خبر دی، اور اسے اس کے بال دیے، اور واپس آ گیا۔

ويروى فيما جرى على العلويين من آل الحسن (عليه السلام) أيَّام المنصور أنهم أُخذوا فصفِّدوا في الحديد ، ثمَّ حُملوا في محامل أعراء لا وطاء فيها ، ووقفوا بالمصلى لكي يشتمهم الناس ، فكفَّ الناس عنهم ، ورقّوا لهم للحال التي هم فيها ، ثمَّ انطلقوا بهم حتى وقفوا عند باب مسجد رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وهو الباب الذي يقال له باب جبرئيل (عليه السلام) ، فاطّلع عليهم أبو عبدالله (عليه السلام) ، وعامّة ردائه مطروح بالأرض ، ثمَّ اطّلع من باب المسجد ، فقال : لعنكم الله يا معشر الأنصار ـ ثلاثاً ـ ما على هذا عاهدتم رسول الله (صلى الله عليه وآله) ولا بايعتموه ، ثمَّ قام وأخذ إحدى نعليه فأدخلها رجله ، والأخرى في يده ، وعامة ردائه يجرُّه في الأرض ، ثمَّ دخل في بيته فحمَّ عشرين ليلة ، لم يزل يبكي فيها الليل والنهار حتى خيف عليه.

وروي أنه لمَّا طلع بالقوم في المحامل قام أبو عبدالله (عليه السلام) من المسجد ، ثمَّ

أهوى إلى المحمل الذي فيه عبد الله بن الحسن يريد كلامه ، فمنع أشدَّ المنع وأهوى إليه الحرسيُّ فدفعه ، وقال : تنحَّ عن هذا ، فإن الله سيكفيك ويكفي غيرك ، ثمَّ دخل بهم الزقاق ، ورجع أبو عبدالله إلى منزله ، فلم يبلغ بهم البقيع حتى ابتُلي الحرسي بلاء شديداً ، رمحت ناقته فدقَّت وركه فمات [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 96/239.

.

اور روایت کیا جاتا ہے کہ منصور کے زمانے میں آل حسن (علیہ السلام) کے علویوں پر جو گزرا کہ انہیں پکڑا گیا اور لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا، پھر کجاووں میں ننگے بٹھا کر لے جایا گیا جن میں کوئی بچھونا نہیں تھا، اور انہیں عیدگاہ میں کھڑا کر دیا گیا تاکہ لوگ ان کی توہین کریں، لیکن لوگ ان سے رک گئے، اور ان کی حالت دیکھ کر ان پر رحم کھایا، پھر انہیں لے جایا گیا یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی مسجد کے دروازے پر کھڑا کر دیا گیا، اور وہ دروازہ ہے جسے باب جبرئیل (علیہ السلام) کہا جاتا ہے، تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے ان پر نظر ڈالی، اور آپ کی چادر کا بیشتر حصہ زمین پر گھسٹ رہا تھا، پھر مسجد کے دروازے سے جھانکا، اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! اللہ تم پر لعنت کرے — تین بار — تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے اس پر عہد نہیں کیا تھا اور نہ اس پر بیعت کی تھی، پھر کھڑے ہوئے اور اپنی ایک جوتی پہنی اور دوسری ہاتھ میں لی، اور اپنی چادر کا بیشتر حصہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے اور بیس راتیں بخار میں مبتلا رہے، رات دن روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے بارے میں خدشہ ہوا۔

اور روایت ہے کہ جب کجاووں میں لوگوں کو لایا گیا تو ابو عبداللہ (علیہ السلام) مسجد سے اٹھے، پھر

اس کجاوے کی طرف گئے جس میں عبداللہ بن حسن تھے اور ان سے بات کرنا چاہتے تھے، تو سختی سے روک دیا گیا اور محافظ نے آپ کی طرف بڑھ کر آپ کو دھکا دیا، اور کہا: اس سے ہٹ جاؤ، کیونکہ اللہ تمہیں اور تمہارے علاوہ دوسروں کو کفایت کرے گا، پھر انہیں گلی میں لے گیا، اور ابو عبداللہ اپنے گھر واپس آ گئے، وہ ابھی ان کے ساتھ بقیع تک نہیں پہنچے تھے کہ محافظ سخت آزمائش میں مبتلا ہو گیا، اس کی اونٹنی بھڑک گئی اور اس کی ران توڑ ڈالی اور وہ مر گیا۔

وروى الطبري في تأريخه ، قال : وذكر أبو يعقوب بن سليمان ، قال : حدَّثتني جمرة العطارة عطارة أبي جعفر ، قالت : لما عزم المنصور على الحجّ دعا ريطة بنت أبي العباس امرأة المهدي ، وكان المهدي بالريّ قبل شخوص أبي جعفر ، فأوصاها بما أراد ، وعهد إليها ، ودفع إليها مفاتيح الخزائن ، وتقدَّم إليها ، وأحلفها ووكَّد الأيمان ، لا تفتح بعض تلك الخزائن وتُطْلِع عليها أحداً إلاَّ المهدي ، ولا هي إلاَّ أن يصحَّ عندها موته ، فإذا صحَّ ذلك اجتمعت هي والمهدي وليس معهما ثالث ، حتى يفتحا الخزانة ، فلمَّا قدم المهدي من الريِّ إلى مدينة السلام دفعت إليه المفاتيح ، وأخبرته عن المنصور أنه تقدَّم إليها فيه ألا يفتحه ، ولا يطلع عليه أحداً حتى يصحَّ عندها موته ، فلمَّا انتهى إلى المهدي موت المنصور وولي الخلافة فتح الباب ومعه ريطة ، فإذا أزجّ كبير فيه جماعة من قتلاء الطالبيين ، وفي آذانهم رقاع فيها أنسابهم ، وإذا فيهم أطفال ، ورجال شباب ، ومشايخ عدّة كثيرة ، فلمَّا رأى ذلك المهدي ارتاع لما رأى ، وأمر فحُفرت لهم حفيرة ، فدفنوا فيها ، وعُمل عليهم دكّان [2]

تاريخ الطبري : 6/343.

.

اور طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کی، کہا: اور ابو یعقوب بن سلیمان نے ذکر کیا، کہا: مجھ سے جمرہ عطارہ، جو ابو جعفر کی عطر فروش تھی، نے بیان کیا، کہا: جب منصور نے حج کا ارادہ کیا تو ریطہ بنت ابی العباس، جو مہدی کی بیوی تھی، کو بلایا، اور مہدی منصور کے روانہ ہونے سے پہلے ری میں تھا، تو اسے جو چاہا وصیت کی، اور اسے ہدایات دیں، اور خزانوں کی چابیاں اس کے حوالے کیں، اور اسے تاکید کی، اور اسے قسمیں دلوائیں اور قسموں پر زور دیا، کہ وہ ان خزانوں میں سے کسی کو نہ کھولے اور کسی کو بھی نہ دکھائے سوائے مہدی کے، اور نہ وہ خود، سوائے اس کے کہ اس کی موت کی تصدیق ہو جائے، پھر جب یہ ثابت ہو جائے تو وہ اور مہدی اکٹھے ہوں اور ان کے ساتھ کوئی تیسرا نہ ہو، یہاں تک کہ وہ خزانہ کھولیں، پھر جب مہدی ری سے دارالسلام آیا تو اس نے اسے چابیاں دے دیں، اور منصور کی طرف سے اسے بتایا کہ اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ اسے نہ کھولے، اور کسی کو بھی نہ دکھائے یہاں تک کہ اس کے پاس منصور کی موت کی تصدیق ہو جائے، پھر جب مہدی کو منصور کی موت کی خبر پہنچی اور وہ خلیفہ بنا تو دروازہ کھولا اور اس کے ساتھ ریطہ تھی، تو اندر ایک بڑا تہہ خانہ تھا جس میں طالبیوں کے مقتولین کی جماعت تھی، اور ان کے کانوں میں پرچے تھے جن میں ان کے نسب تھے، اور ان میں بچے تھے، اور جوان مرد تھے، اور بوڑھے، کثیر تعداد میں، پھر جب مہدی نے یہ دیکھا تو جو کچھ دیکھا اس سے گھبرا گیا، اور حکم دیا کہ ان کے لیے قبر کھودی گئی، تو انہیں اس میں دفن کیا گیا، اور ان پر ایک چبوترہ بنایا گیا۔

وروى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن عبيد الله البزاز النيسابوري ـ وكان مُسناً ـ قال : كان بيني وبين حميد بن قحطبة الطائي الطوسي معاملة ، فرحلت إليه في بعض الأيام ، فبلغه خبر قدومي ، فاستحضرني للوقت وعليَّ ثياب السفر لم أغيِّرها ، وذلك في شهر رمضان وقت صلاة الظهر ، فلمَّا دخلت إليه رأيته في بيت يجري فيه الماء ، فسلَّمت عليه وجلست ، فأُتي بطست وإبريق ففسل يديه ، ثمَّ أمرني ففسلت يدي ، وأُحضرت المائدة ، وذهب عنّي أني صائم ، وأني في شهر رمضان ، ثمَّ ذكرت فأمسكت يدي ، فقال لي حميد : مالك لا تأكل ؟ فقلت : أيُّها الأمير! هذا شهر رمضان ، ولست بمريض ، ولا بي علّة توجب الإفطار ، ولعل الأمير له عذر في ذلك ، أو علّة توجب الإفطار ، فقال : ما بي علّة توجب الإفطار ، وإني لصحيح البدن.

اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے، عبید اللہ بزاز نیشاپوری سے — اور وہ بوڑھے تھے — روایت کی، کہا: میرے اور حمید بن قحطبہ طائی طوسی کے درمیان معاملات تھے، تو میں کسی دن ان کی طرف روانہ ہوا، تو میری آمد کی خبر انہیں پہنچی، تو انہوں نے فوراً مجھے بلایا اور میں نے سفر کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جنہیں میں نے تبدیل نہیں کیا تھا، اور یہ ماہ رمضان میں ظہر کی نماز کے وقت تھا، پھر جب میں ان کے پاس داخل ہوا تو میں نے انہیں ایک کمرے میں دیکھا جس میں پانی بہہ رہا تھا، تو میں نے انہیں سلام کیا اور بیٹھ گیا، پھر طشت اور آبریز لایا گیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ دھوئے، پھر مجھے حکم دیا تو میں نے اپنے ہاتھ دھوئے، اور دسترخوان لایا گیا، اور مجھے یہ بات یاد نہیں رہی کہ میں روزے سے ہوں، اور یہ ماہ رمضان ہے، پھر مجھے یاد آیا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا، تو حمید نے مجھ سے کہا: تمہیں کیا ہوا، کھاتے کیوں نہیں؟ میں نے کہا: اے امیر! یہ ماہ رمضان ہے، اور میں بیمار نہیں ہوں، اور نہ مجھے کوئی ایسی علت ہے جو افطار کو واجب کرے، اور شاید امیر کو کوئی عذر ہو، یا کوئی علت جو افطار کو واجب کرتی ہو، تو انہوں نے کہا: مجھے کوئی علت نہیں جو افطار کو واجب کرے، اور میں بدن سے تندرست ہوں۔

ثمَّ دمعت عيناه وبكى ، فقلت له بعد ما فرغ من طعامه : ما يُبكيك أيها الأمير ؟ فقال : أنفذ إليَّ هارون الرشيد وقت كونه بطوس في بعض الليل أن أجب ، فلمَّا دخلت عليه رأيت بين يديه شمعة تتّقد ، وسيفاً أخضر مسلولا ، وبين يديه خادم واقف ، فلمَّا قمت بين يديه رفع رأسه إليَّ فقال : كيف طاعتك لأمير المؤمنين ؟ فقلت : بالنفس والمال ، فأطرق ، ثمَّ أذن لي في الانصراف ، فلم ألبث في منزلي حتى عاد الرسول إليَّ وقال : أجب أمير المؤمنين ، فقلت في نفسي : إنّا لله ، أخاف أن يكون قد عزم على قتلي ، وأنه لمَّا رآني استحيى مني ، فعدت إلى بين يديه ، فرفع رأسه إليَّ فقال : كيف طاعتك لأمير المؤمنين ؟ فقلت : بالنفس والمال والأهل والولد ، فتبسَّم ضاحكاً ، ثمَّ أذن لي في الانصراف ، فلمَّا دخلت منزلي لم ألبث أن عاد الرسول إليَّ فقال : أجب أمير المؤمنين ، فحضرت بين يديه وهو على حاله ، فرفع رأسه إليَّ فقال : كيف طاعتك لأمير المؤمنين ؟ فقلت : بالنفس والمال والأهل والولد والدين ، فضحك ، ثمَّ قال لي : خذ هذا السيف وامتثل ما يأمرك به هذا الخادم.

پھر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رو پڑے، میں نے ان کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ان سے کہا: امیر! آپ کو کس چیز نے رلایا؟ تو انہوں نے کہا: ہارون رشید نے طوس میں قیام کے دوران رات کے کسی حصے میں میری طرف پیغام بھیجا کہ حاضر ہو، پھر جب میں ان کے پاس داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ایک شمع جل رہی تھی، اور ایک سبز ننگی تلوار تھی، اور ان کے سامنے ایک خادم کھڑا تھا، پھر جب میں ان کے سامنے کھڑا ہوا تو انہوں نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا: امیر المومنین کے حکم کی اطاعت میں تمہاری کیا کیفیت ہے؟ میں نے کہا: جان و مال کے ساتھ، تو وہ خاموش ہو گئے، پھر مجھے واپس جانے کی اجازت دی، میں اپنے گھر میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا کہ پیغامبر دوبارہ میرے پاس آیا اور کہا: امیر المومنین کے پاس حاضر ہو، تو میں نے اپنے دل میں کہا: اِنّا للہ، مجھے ڈر ہے کہ کہیں انہوں نے میرے قتل کا فیصلہ کر لیا ہو، اور جب انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھ سے شرمندہ ہو گئے، پھر میں ان کے سامنے واپس آیا، تو انہوں نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا: امیر المومنین کے حکم کی اطاعت میں تمہاری کیا کیفیت ہے؟ میں نے کہا: جان، مال، اہل اور اولاد کے ساتھ، تو وہ ہنستے ہوئے مسکرائے، پھر مجھے واپس جانے کی اجازت دی، پھر جب میں اپنے گھر میں داخل ہوا تو زیادہ دیر نہیں ہوئی کہ پیغامبر پھر میرے پاس آیا اور کہا: امیر المومنین کے پاس حاضر ہو، تو میں ان کے سامنے حاضر ہوا اور وہ اپنی حالت پر تھے، تو انہوں نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا: امیر المومنین کے حکم کی اطاعت میں تمہاری کیا کیفیت ہے؟ میں نے کہا: جان، مال، اہل، اولاد اور دین کے ساتھ، تو وہ ہنسے ، پھر مجھ سے کہا: یہ تلوار لے لو اور جو کچھ یہ خادم تمہیں حکم دے اس کی تعمیل کرو۔

قال : فتناول الخادم السيف وناولنيه ، وجاء بي إلى بيت بابه مغلق ، ففتحه فإذا فيه بئر في وسطه ، وثلاث بيوت أبوابها مغلقة ، ففتح باب بيت منها فإذا فيه

کہا: پھر خادم نے تلوار پکڑی اور مجھے دی، اور مجھے ایک کمرے کی طرف لے گیا جس کا دروازہ بند تھا، تو اس نے اسے کھولا تو اس کے بیچ میں ایک کنواں تھا، اور تین کمرے تھے جن کے دروازے بند تھے، تو اس نے ان میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھولا تو اس میں

عشرون نفساً ، عليهم الشعور والذوائب ، شيوخ وكهول وشبّان مُقيَّدون ، فقال لي : إن أمير المؤمنين يأمرك بقتل هؤلاء ، وكانوا كلّهم علويّة من ولد علي وفاطمة (عليهما السلام) فجعل يُخرج إليَّ واحداً بعد واحد فأضرب عنقه حتى أتيت على آخرهم ، ثمَّ رمى بأجسادهم ورؤوسهم في تلك البئر.

بیس آدمی تھے، جن کے سروں پر بال اور لٹیں تھیں، بوڑھے، ادھیڑ عمر اور جوان مرد، جو جکڑے ہوئے تھے، تو اس نے مجھ سے کہا: امیر المومنین تمہیں ان کے قتل کا حکم دیتے ہیں، اور وہ سب علوی تھے علی اور فاطمہ (علیہما السلام) کی اولاد میں سے، پھر وہ میرے پاس ایک کے بعد ایک کو باہر لانے لگا اور میں ان کی گردن مارتا رہا یہاں تک کہ آخری تک پہنچ گیا، پھر ان کے جسموں اور سروں کو اس کنویں میں پھینک دیا۔

ثمَّ فتح باب بيت آخر فإذا فيه أيضاً عشرون نفساً من العلويّة ، من ولد علي وفاطمة (عليهما السلام) ، مُقيَّدون ، فقال لي : إن أمير المؤمنين يأمرك بقتل هؤلاء ، فجعل يُخرج إليَّ واحداً بعد واحد فأضرب عنقه ويرمي به في تلك البئر ، حتى أتيت على آخرهم ، ثمَّ فتح باب البيت الثالث فإذا فيه مثلهم عشرون نفساً ، من ولد علي وفاطمة (عليهما السلام) ، مُقيَّدون ، عليهم الشعور والذوائب ، فقال لي : إن أمير المؤمنين يأمرك أن تقتل هؤلاء أيضاً ، فجعل يُخرج إليَّ واحداً بعد واحد فأضرب عنقه فيرمي به في تلك البئر ، حتى أتيت على تسعة عشر نفساً منهم ، وبقي شيخ منهم عليه شعر ، فقال لي : تبّاً لك يا مشوم ، أيُّ عذر لك يوم القيامة إذا قدمت على جدّنا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وقد قتلت من أولاده ستين نفساً ، قد ولدهم علي وفاطمة (عليهما السلام) ؟ فارتعشت يدي ، وارتعدت فرائصي ، فنظر إليَّ الخادم مغضباً وزبرني ، فأتيت على ذلك الشيخ أيضاً فقتلته ، ورمى به في تلك البئر ، فإذا كان فعلي هذا ، وقد قتلت ستين نفساً من ولد رسول الله (صلى الله عليه وآله) فما ينفعني صومي وصلاتي ؟ وأنا لا أشكّ أنّي مخلَّد في النار [1]

عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الصدوق : 2/100 ـ 102 ح 2 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 48/176 ح 20.

پھر اس نے دوسرے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس میں بھی بیس علوی تھے، علی اور فاطمہ (علیہما السلام) کی اولاد میں سے، جکڑے ہوئے تھے، تو اس نے مجھ سے کہا: امیرالمومنین تمہیں ان کے قتل کا حکم دیتے ہیں، پھر وہ میرے پاس ایک کے بعد ایک کو باہر لانے لگا اور میں ان کی گردن مارتا اور وہ انہیں اس کنویں میں پھینکتا رہا، یہاں تک کہ آخری تک پہنچ گیا، پھر تیسرے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس میں بھی ان کی طرح بیس آدمی تھے، علی اور فاطمہ (علیہما السلام) کی اولاد میں سے، جکڑے ہوئے، ان کے سروں پر بال اور لٹیں تھیں، تو اس نے مجھ سے کہا: امیرالمومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کو بھی قتل کرو، پھر وہ میرے پاس ایک کے بعد ایک کو باہر لانے لگا اور میں ان کی گردن مارتا اور وہ انہیں اس کنویں میں پھینکتا رہا، یہاں تک کہ ان میں سے انیس افراد تک پہنچ گیا، اور ان میں سے ایک بوڑھا رہ گیا جس پر بال تھے، تو اس نے مجھ سے کہا: اے بدبخت! تیرے لیے ہلاکت ہو، قیامت کے دن تیرے پاس کیا عذر ہوگا جب تو ہمارے جد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے پیش ہوگا، اور تو نے ان کی اولاد میں سے ساٹھ افراد کو قتل کیا ہوگا، جن کو علی اور فاطمہ (علیہما السلام) نے جنم دیا ہے؟ تو میرا ہاتھ کانپنے لگا، اور میرے اعضا لرزنے لگے، تو خادم نے مجھے غصے سے دیکھا اور مجھے ڈانٹا، تو میں نے اس بوڑھے کو بھی قتل کر دیا، اور اس نے اسے اس کنویں میں پھینک دیا، پھر جب میرا یہ کام ہے، اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی اولاد میں سے ساٹھ افراد کو قتل کیا ہے تو میرا روزہ اور نماز مجھے کیا فائدہ دے گی؟ اور مجھے کوئی شک نہیں کہ میں جہنم میں ہمیشہ کے لیے رہنے والا ہوں۔

.

وهكذا كان أيضاً حال العلويين في زمن المتوكل العباسي ، فقد عُرف هو الآخر بنصبه وعداوته لأهل البيت (عليهم السلام) ، قال أبو الفرج : واستعمل (المتوكل) على المدينة ومكة عمر بن الفرج الرخجي ، فمنع الناس من البرِّ بآل أبي طالب ، وكان لا يبلغه أن أحداً أبرَّ أحداً منهم بشيء وإن قلَّ إلاَّ أنهكه عقوبة ، وأثقله غرماً ، حتى

كان القميص يكون بين جماعة من العلويَّات يُصلّين فيه واحدة بعد واحدة ، ثمَّ يرقّعنه ، ويجلسن على مغازلهن عواري حواسر ، إلى أن قُتل المتوكل ، فعطف المنتصر عليهم وأحسن إليهم ، ووجَّه بمال فرَّقه فيهم ، وكان يؤثر مخالفة أبيه في جميع أحواله ، ومضادّة مذهبه ، طعناً عليه ونصرة لفعله [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 395 ـ 396.

اور اسی طرح متوکل عباسی کے زمانے میں بھی علویوں کا حال تھا، پس وہ بھی اپنی نصب اور اہل بیت (علیہم السلام) سے دشمنی کے لیے مشہور تھا، ابو الفرج نے کہا: متوکل نے مدینہ اور مکہ پر عمر بن فرج رخجی کو والی مقرر کیا، تو اس نے لوگوں کو آل ابی طالب کے ساتھ نیکی کرنے سے روک دیا، اور اسے یہ خبر نہیں پہنچتی تھی کہ کسی نے ان میں سے کسی کے ساتھ کچھ بھی نیکی کی ہے خواہ وہ کم ہی ہو، مگر یہ کہ وہ اسے سخت سزا دیتا، اور اس پر بھاری جرمانہ لگاتا، یہاں تک کہ

ایک قمیض علوی عورتوں کی ایک جماعت میں ہوتی تھی جو اس میں ایک کے بعد ایک نماز پڑھتیں، پھر اسے پیوند لگاتیں، اور اپنی چرخیوں پر ننگے اور بے پردہ بیٹھتی تھیں، یہاں تک کہ متوکل قتل ہوا، تو منتصر نے ان پر شفقت کی اور ان کے ساتھ احسان کیا، اور مال بھیج کر ان میں تقسیم کیا، اور وہ اپنے باپ کی تمام حالتوں میں مخالفت کرنا اور اس کے مذہب کی مخالفت کرنا پسند کرتا تھا، اس پر طعنہ زنی اور اس کے فعل کی مخالفت کرتے ہوئے۔

.

ولله درّ السيد حيدر الحلي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو سید حیدر حلی پر جب آپ فرماتے ہیں:

اللهُ يَا حامي الشريعه أتقرُّ وهي كذا مَرُوعَه بك تَسْتغيثُ وَقَلْبُهَا
لَكَ عن جَوَىً يشكو صُدُوعَه مات التصبُّرُ في انتظارِكَ
أيُّها الْمحْيي الشريعه فَانْهَضْ فَمَا أبقى التَّحَمُّلُ
غيرَ أَحْشَاء جَزُوعَه قد مَزَّقَتْ ثَوْبَ الأَسَى
وَشَكَتْ لِوَاصِلِها القطيعه فالسيفَ إنَّ به شِفَاءَ
قُلُوبِ شيعتِكَ الوجيعه فَسِوَاهُ مِنْهُمْ لَيْسَ يُنْعِشُ
هذه النَّفْسِ الصريعه كم ذَا القُعُودُ وَدِينُكُمْ
هُدِمَتْ قَوَاعِدُه الرفيعه تنعى الفُرُوعُ أُصُولَهُ وأصولُهُ تنعى فُرُوعَه
فيه تَحَكَّمَ مَنْ أَبَاحَ اليومَ حُرْمَتَهُ المنيعه ماذا يُهِيْجُكَ إِنْ صَبَرْتَ
لِوَقْعَةِ الطفِّ الفظيعَه أَتَرى تَجيءُ فجيعةٌ بأَمَضَّ مِنْ تلك الفَجِيعه
حيثُ الحسينُ على الثَّرَى خَيْلُ العِدَى طَحَنَتْ ضُلُوعه
قَتَلَتْهُ آلُ أُمَيَّة ظَام إلى جَنْبِ الشَّرِيعه وَرَضِيعُهُ بِدَمِ الْوَرِيدِ
مُخَضَّبٌ فَاطْلُبْ رَضِيعَه

اے شریعت کے محافظ اللہ !
کیا تو راضی ہے جبکہ وہ اس طرح خوفزدہ ہے
وہ تجھ سے فریاد کرتی ہے اور اس کا دل
تیرے لیے دکھ سے پھٹنے کی شکایت کرتا ہے
تیرے انتظار میں صبر مر گیا
اے شریعت کو زندہ کرنے والے
تو اٹھ کہ برداشت نے نہیں چھوڑی
سوائے بے چین دلوں کے
انہوں نے غم کا لباس پھاڑ دیا ہے
اور اپنے ملنے والے سے قطع تعلق کی شکایت کی ہے
تو تلوار ہی وہ ہے جس میں شفا ہے
تیرے شیعوں کے زخمی دلوں کی
پس اس کے سوا ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں کرتا
اس شہید روح کو
کب تک یہ بیٹھنا ہے جبکہ تمہارا دین
اس کی بلند بنیادیں منہدم ہو گئی ہیں
شاخیں اصولوں کا نوحہ کرتی ہیں
اور اصول شاخوں کا نوحہ کرتے ہیں
اس میں اس نے حکم چلایا جس نے
آج اس کی مضبوط حرمت کو مباح کر دیا
تجھے کیا چیز تحریک دے گی اگر تو صبر کیا
طف کے اس ہولناک واقعے کے لیے
کیا تو دیکھتا ہے کہ کوئی مصیبت آئے گی
اس مصیبت سے زیادہ تلخ
جہاں حسین زمین پر پڑے ہیں
دشمنوں کے گھوڑوں نے ان کی پسلیاں روند ڈالیں

آل امیہ نے انہیں قتل کیا
شریعہ کے کنارے پیاسے
اور ان کا شیر خوار رگ کے خون سے
رنگین ہے تو اس کا شیر خوار تلاش کر

المجلس الرابع والعشرون

زواج خديجة (عليها السلام) من رسول الله (صلى الله عليه وآله)

ونبذة من فضلها وحياتها الشريفة

روى الشيخ الكليني عليه الرحمة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : لمّا أراد رسول الله (صلى الله عليه وآله) أن يتزوَّج خديجة بنت خويلد أقبل أبو طالب في أهل بيته ، ومعه نفر من قريش حتى دخل على ورقة بن نوفل عمِّ خديجة ، فابتدأ أبو طالب بالكلام ، فقال : الحمد لربِّ هذا البيت ، الذي جعلنا من زرع إبراهيم ، وذرية إسماعيل ، وأنزلنا حرماً آمناً ، وجعلنا الحكَّام على الناس ، وبارك لنا في بلدنا الذي نحن فيه ، ثمَّ إن ابن أخي هذا ـ يعني رسول الله (صلى الله عليه وآله) ـ ممن لا يوزن برجل من قريش إلاَّ رجح به ، ولا يقاس به رجل إلاَّ عظم عنه ، ولا عدل له في الخلق وإن كان مقلاً في المال ، فإن المال رفدٌ جار وظلٌّ زائل ، وله في خديجة رغبة ولها فيه رغبة ، وقد جئناك لنخطبها إليك برضاها وأمرها ، والمهر عليَّ في مالي الذي سألتموه ، عاجله وآجله ، وله ـ وربِّ هذا البيت ـ حظٌّ عظيم ، ودين شائع ، ورأي كامل.

ثمَّ سكت أبو طالب ، وتكلَّم عمُّها ، وتلجلج وقصر عن جواب أبي طالب (عليه السلام) ، وأدركه القطع والبهر ، وكان رجلا من القسيسين ، فقالت خديجة مبتدئة : يا عمَّاه! إنك وإن كنت أولى بنفسي منّي في الشهود ، فلست أولى بي من نفسي ، قد زوَّجتك ـ يا محمد ـ نفسي ، والمهر عليَّ في مالي ، فأمر عمَّك فلينحر ناقة فليولم بها ، وادخل على أهلك ، قال أبو طالب : اشهدوا عليها بقبولها محمداً ، وضمانها المهر في مالها ، فقال بعض قريش : يا عجباه! المهر على النساء للرجال ، فغضب أبو طالب غضباً شديداً ، وقام على قدميه ـ وكان ممن يهابه الرجال ويُكره

چوبیسویں مجلس

خدیجہ (علیہا السلام) کی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے شادی اور ان کے فضائل اور مقدس زندگی کا خلاصہ

شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت کی، فرمایا: جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے خدیجہ بنت خویلد سے شادی کا ارادہ فرمایا تو ابو طالب اپنے اہل بیت میں آئے، اور ان کے ساتھ قریش کے چند افراد تھے، یہاں تک کہ خدیجہ کے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس داخل ہوئے، تو ابو طالب نے بات شروع کی، اور فرمایا: تمام تعریفیں اس گھر کے رب کے لیے ہیں، جس نے ہمیں ابراہیم کی نسل سے، اور اسماعیل کی ذریت سے بنایا، اور ہمیں امن والا حرم میں اتارا، اور ہمیں لوگوں پر حاکم بنایا، اور اس سرزمین میں ہمارے لیے برکت دی جس میں ہم ہیں، پھر بے شک میرا یہ بھتیجہ —یعنی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)— ایسا ہے کہ قریش کے کسی مرد کے ساتھ تولا نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اس سے بھاری ہو جاتا ہے، اور نہ کسی مرد سے اس کا موازنہ کیا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ اس سے بڑا ہو جاتا ہے، اور اس کا خلق میں کوئی برابر نہیں ہے اگرچہ وہ مال میں کم ہے، پس بے شک مال جاری چیز اور ختم ہونے والا سایہ ہے، اور اسے خدیجہ سے رغبت ہے اور اسے اس سے رغبت ہے، اور ہم تمہارے پاس آئے ہیں کہ اس کی رضامندی اور حکم سے اسے تم سے مانگیں، اور مہر میرے ذمے ہے میرے مال میں سے جو تم نے مانگا ہے، اس کی فوری اور مؤخر رقم، اور اس کے لیے —اس گھر کے رب کی قسم— بڑا مقام ہے، اور عام دین ہے، اور کامل رائے ہے۔

پھر ابو طالب خاموش ہوئے، اور ان کے چچا نے بات کی، اور لکنت سے بولے اور ابو طالب (علیہ السلام) کے جواب میں قاصر رہے، اور انہیں رکاوٹ اور گھبراہٹ لاحق ہوئی، اور وہ پادریوں میں سے ایک شخص تھے، تو خدیجہ نے ابتدا کرتے ہوئے کہا: اے چچا! بے شک آپ اگرچہ گواہی میں میری ذات پر مجھ سے زیادہ اولیٰ ہیں، لیکن آپ اپنی ذات میں مجھ سے زیادہ اولیٰ نہیں ہیں، میں نے آپ سے —اے محمد —اپنی ذات کا نکاح کر دیا ہے، اور مہر میرے ذمے ہے میرے مال میں سے، تو اپنے چچا کو حکم دیں کہ وہ ایک اونٹنی ذبح کریں اور اس سے ولیمہ کریں، اور اپنے گھر والوں کے پاس داخل ہوں، ابو طالب نے کہا: تم گواہ رہو کہ اس نے محمد کی قبولیت کی ہے، اور اپنے مال میں سے مہر کی ضمانت دی ہے، تو قریش کے کچھ لوگوں نے کہا: واہ عجب! مہر عورتوں پر مردوں کے لیے ہے، تو ابو طالب کو سخت غصہ آیا، اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے —اور وہ ان میں سے تھے جن سے مرد ڈرتے تھے اور جن سے

غضبُه ـ فقال : إذا كانوا مثل ابن أخي هذا طُلبت الرجال بأغلى الأثمان وأعظم المهر ، وإذا كانوا أمثالكم لم يُزوَّجوا إلاَّ بالمهر الغالي ، ونحر أبو طالب ناقة ، ودخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) بأهله ، وقال رجل من قريش يقال له : عبدالله بن غنم :

هنيئاً مريئاً يا خديجةُ قد جَرَتْ لك الطيرُ فيما كان مِنْكِ بأَسْعَدِ
تَزَوَّجْتِهِ خَيْرَ البريَّةِ كلِّها وَمَنْ ذا في الناس مِثْلُ محمَّدِ
وبشر به البرّانِ عيسى بنُ مريم
وموسى بنُ عمران فَيَا قُرْبَ مَوْعِدِ أَقَرَّتْ به الكُتَّابُ قِدْماً بأَنَّهُ
رَسُولٌ من البطحاءِ هاد ومُهْتَدِ [1]

الكافي ، الشيخ الكليني : 5/374 ح 9.

ان کے غصے کا اندازہ تھا۔ فرمایا: جب وہ میرے اس بھتیجے جیسے ہوں تو مردوں کو سب سے اعلیٰ قیمتوں اور سب سے بڑے مہر سے طلب کیا جاتا ہے، اور جب وہ تم جیسے ہوں تو انہیں بھاری مہر کے بغیر شادی نہیں دی جاتی، اور ابو طالب نے ایک اونٹنی ذبح کی، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اپنے گھر والوں کے پاس داخل ہوئے، اور قریش میں سے ایک شخص جس کو عبداللہ بن غنم کہا جاتا ہے، نے کہا:

مبارک ہو، خوش آئند ہو اے خدیجہ ! بے شک پرندے نے
تمہارے بارے میں جو کچھ تم نے کیا اس میں بڑی مبارک باد کے ساتھ پرواز کی
تم نے ساری مخلوق میں سب سے بہترین سے شادی کی
اور لوگوں میں محمد جیسا کون ہے
دونوں نیک بندوں عیسیٰ بن مریم نے اس کی بشارت دی
اور موسیٰ بن عمران نے، تو کتنا قریب ہے وعدہ کا وقت
کتابوں نے قدیم زمانے سے اس کا اقرار کیا کہ وہ بطحاء سے ایک رسول ہیں، ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ

وجاء في كتاب شجرة طوبى : أن خديجة (عليها السلام) كانت من أحسن النساء جمالا ، وأكملهن عقلا ، وأتمهّن رأياً ، وأكثرهن عفّةً وديناً وحياءً ومروّةً ومالا ، وروي أنه (صلى الله عليه وآله) قال : إن الله اختار من النساء أربعاً : مريم ، وآسية ، وخديجة ، وفاطمة. وروي أيضاً أنه (صلى الله عليه وآله) قال : اشتاقت الجنة إلى أربع من النساء : مريم ، وآسية ، وخديجة ، وفاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله).

اور کتاب شجرۃ طوبیٰ میں آیا ہے کہ: بے شک خدیجہ (علیہا السلام) عورتوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھیں، اور ان میں سب سے زیادہ کامل عقل والی، اور ان میں سب سے زیادہ مکمل رائے والی، اور ان میں سب سے زیادہ پاک دامنی، دینداری، حیا، مروت اور مال والی تھیں، اور روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے شک اللہ نے عورتوں میں سے چار کو منتخب کیا: مریم، آسیہ، خدیجہ، اور فاطمہ۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جنت نے چار عورتوں کی مشتاق ہوئی: مریم، آسیہ، خدیجہ، اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)۔

وروي عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال : كمل من الرجال كثير ، ولم يكمل من النساء إلا مريم بنت عمران ، وآسية بنت مزاحم امرأة فرعون ، وخديجة بنت خويلد ، وفاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله).

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: مردوں میں سے بہت سے کامل ہوئے، اور عورتوں میں سے سوائے مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم جو فرعون کی بیوی تھیں، خدیجہ بنت خویلد، اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے کوئی کامل نہیں ہوئی۔

وخديجة هي بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى بن قصي بن كلاب فصلوات الله وسلامه على هذه المرأة الجليلة ، النبيلة الأصيلة ، العقيلة الكاملة ، العاقلة الباذلة ، العالمة الفاضلة ، العابدة الزاهدة ، المجاهدة الحازمة ، والحبيبة لله ولرسوله ولوليِّه ، المختارة من النساء ، والصفيَّة البيضاء ، حليلة الرسول ، وأمّ البتول ، صفوة النسوة الطاهرات ، وسيِّدة العفائف المطهَّرات ، أفضل أمَّهات المؤمنين ، وأشرف زوجات رسول الله الأمين ، وأول من آمنت من النساء ،

اور خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ہیں، پس اللہ کی رحمتیں اور سلامتی ہو اس عظیم خاتون پر، نیک و نجیب اصیل خاتون پر، کامل عقل کی مالکہ پر، عقلمند فیاض پر، عالمہ فاضلہ پر، عابدہ زاہدہ پر، مجاہدہ حازم پر، اور اللہ اور اس کے رسول اور ولی کی محبوب پر، عورتوں میں سے منتخب پر، صفیہ و پاکیزہ پر، رسول کی حلیلہ پر، اور بتول کی والدہ پر، پاک دامن عورتوں کی برگزیدہ پر، اور پاکیزہ عفیفہ عورتوں کی سیدہ پر، مومنین کی تمام ماؤں میں سے افضل پر، اور رسول اللہ امین کی بیویوں میں سے اشرف پر، اور عورتوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والی پر،

وأسبقهنَّ بعبادة ربِّ الأرض والسماء ، سيِّدة النسوان ، وخاصَّة الرسول (صلى الله عليه وآله) وخلاصة الإيمان ، أصل العزِّ والمجد ، وشجرة الفخر والنجد ، السابقة إلى الإسلام والدين في العاجلة والأخرى ، مولاتنا وسيِّدتنا أم المؤمنين ، خديجة الكبرى ، وهي أميرة عشيرتها ، وسيِّدة قومها ، ووزيرة صدق لرسول الله (صلى الله عليه وآله).

اور ان میں سب سے زیادہ سابق زمین و آسمان کے رب کی عبادت کرنے والی پر، عورتوں کی سیدہ پر، اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خاص اور ایمان کی خالص پر، عزت و مجد کی اصل پر، اور فخر و عظمت کی شجرہ پر، دنیا اور آخرت میں اسلام اور دین کی طرف سابقت کرنے والی پر، ہماری مولا اور سیدہ ام المؤمنین پر، خدیجہ کبریٰ پر، اور وہ اپنے قبیلے کی امیرہ تھیں، اور اپنی قوم کی سیدہ، اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی سچی وزیر تھیں۔

ولدت (عليها السلام) قبل عام الفيل بخمس عشرة سنة ، وتوفِّيت في شهر رمضان سنة عشر من البعثة ، في اليوم العاشر ، بعد وفاة أبي طالب بثلاثة أيام.

آپ (علیہا السلام) کی ولادت عام الفیل سے پندرہ سال پہلے ہوئی، اور آپ کی وفات بعثت کے دسویں سال رمضان کے مہینے میں، دسویں دن، ابو طالب کی وفات کے تین دن بعد ہوئی۔

ومن جملة شؤونها أنها (عليها السلام) كانت أوَّل امرأة آمنت برسول الله ، وقد شيَّد الله دينه بمال خديجة كما قال (صلى الله عليه وآله) ، فيما روي عنه : ما قام ولا استقام ديني إلاَّ بشيئين : مال خديجة وسيف علي بن أبي طالب.

اور ان کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ (علیہا السلام) پہلی عورت تھیں جنہوں نے رسول اللہ پر ایمان لایا، اور بے شک اللہ نے اپنے دین کو خدیجہ کے مال سے مضبوط کیا جیسا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا، جو آپ سے روایت ہے: میرا دین قائم نہیں ہوا اور نہ ہی مستحکم ہوا مگر دو چیزوں سے: خدیجہ کے مال اور علی بن ابی طالب کی تلوار سے۔

وروي عن ابن عباس في تفسير هذه الآية : « وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَى » [1]

اور ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے: «وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَأَغْنَیٰ» یعنی اس نے آپ کو محتاج پایا تو خدیجہ کے مال سے آپ کو غنی کر دیا۔

[1] سورة الضحى ، الآية : 8.

يعني وجدك فقيراً فأغناك بمال خديجة.

وكان لخديجة (عليها السلام) مال كثير ، وحسنٌ وجمال ، ومن جملة مالها : من أواني الذهب مئة طشت ، ومن الفضة مثلها ، ومئة إبريق من ذهب ، ومن العبيد والجواري مئة وستون ، ومن البقر والغنم والإبل والحلي والحلل وغيرها ما شاء الله ، قيل : كان لها ثمانون ألف من الإبل ، بل كانت تؤجر وتكري من بلد إلى بلد ، فبذلت تلك الأموال والجواري والعبيد لرسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى بقيت تنام هي ورسول الله (صلى الله عليه وآله) في كساء واحد لم يكن لها غيره.

اور خدیجہ (علیہا السلام) کے پاس بہت زیادہ مال تھا، اور حسن و جمال، اور ان کے مال میں سے: سونے کے برتنوں میں سے سو طشت تھے، اور چاندی کے ان جیسے، اور سونے کے سو آبریز، اور غلاموں اور کنیزوں میں سے ایک سو ساٹھ، اور گائیں، بھیڑیں، اونٹ، زیورات، قیمتی لباس اور دیگر چیزیں جتنی اللہ نے چاہا، کہا گیا ہے: ان کے پاس اسی ہزار اونٹ تھے، بلکہ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر تک کرایہ پر دیتی تھیں، پس انہوں نے وہ سارے اموال، کنیزیں اور غلام رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے قربان کر دیے، یہاں تک کہ وہ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک چادر میں سوتے تھے اور ان کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

ومن جملة شؤونها أن الله وجبرئيل بلّغاها السلام ، كما قال (صلى الله عليه وآله) فيما روي عنه : لمّا رجعت من السماء قلت : يا جبرئيل ، هل لك من حاجة ؟ قال : حاجتي أن تقرأ من الله ومنّي على خديجة السلام ، وبلّغ رسول الله (صلى الله عليه وآله) فقالت : إن الله هو السلام ، ومنه السلام ، وإليه يعود السلام ، وعلى جبرئيل السلام.

اور ان کی شان میں سے یہ ہے کہ اللہ اور جبرئیل نے ان (علیہا السلام) کو سلام پہنچایا، جیسا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا جو آپ سے روایت ہے: جب میں آسمان سے لوٹا تو میں نے کہا: اے جبرئیل، کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے کہا: میری حاجت یہ ہے کہ آپ اللہ کی طرف سے اور میری طرف سے خدیجہ کو سلام پہنچائیں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے سلام پہنچایا، انہوں نے کہا: بے شک اللہ ہی سلام ہے، اور سلام اسی سے ہے، اور سلام اسی کی طرف لوٹتا ہے، اور جبرئیل پر سلام ہو۔

ومن جملة شؤونها أن الله جعل بطنها وعاء للإمامة ، عن ابن شهر آشوب دخل رسول الله (صلى الله عليه وآله) على فاطمة (عليها السلام) فرآها منزعجة فقال لها : مالك ؟ أراك منزعجة ، فقالت : أبتاه! إن الحميراء افتخرت على أمي بأنها لم تعرف رجلا قبلك ، وأمي عرفتك وهي مسنّة ، فقال (صلى الله عليه وآله) : لا تنزعجي ، فإن بطن أمّك كانت وعاء للإمامة [1]

مناقب آل أبي طالب ، ابن شهر آشوب : 3/114.

اور ان کی شان میں سے یہ ہے کہ اللہ نے ان کے پیٹ کو امامت کا ظرف بنایا، ابن شہر آشوب سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) فاطمہ (علیہا السلام) کے پاس تشریف لائے تو انہیں بے چین دیکھا، آپ نے ان سے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا؟ میں تمہیں بے چین دیکھ رہا ہوں، فاطمہ نے کہا: اے میرے باپ! حمیراء نے میری ماں پر فخر کیا کہ اس نے آپ سے پہلے کسی مرد کو نہیں جانا، جبکہ میری ماں نے آپ کو جانا اور وہ بڑی عمر کی تھیں، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بے چین نہ ہو، بے شک تمہاری ماں کا پیٹ امامت کا ظرف تھا۔

.

وروي أن رسول الله (صلى الله عليه وآله) دخل يوماً منزل عائشة ، فإذا هي مقبلة على فاطمة (عليها السلام) تصايحها وتقول : يا بنت خديجة! ما ترين إلاَّ أن لأمّك فضلا علينا ، وأيُّ فضل كان لها علينا ؟ ما هي إلاَّ كبعضنا.

اور روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ایک دن عائشہ کے گھر میں داخل ہوئے، تو دیکھا کہ وہ فاطمہ (علیہا السلام) کی طرف متوجہ ہے اور ان سے چیخ رہی ہے اور کہہ رہی ہے: اے خدیجہ کی بیٹی! کیا تم یہی سمجھتی ہو کہ تمہاری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت حاصل ہے، اور اس کی ہم پر کیا فضیلت تھی؟ وہ تو ہم میں سے کسی ایک کی طرح تھی۔

فسمع النبي (صلى الله عليه وآله) مقالتها لفاطمة ، فلمَّا رأت فاطمة رسول الله (صلى الله عليه وآله) بكت ، فقال (صلى الله عليه وآله) : ما يبكيك يا بنتاه ؟ قالت : إن الحميراء ذكرت أمي فتنقَّصتها فبكيت ، فغضب رسول الله (صلى الله عليه وآله) وقال : يا حميراء! إن الله تبارك وتعالى بارك في الودود الولود ، وإن خديجة ولدت منّي طاهراً وقاسماً وفاطمة ورقية وأم كلثوم وزينب ، وأنت ممن أعقم الله رحمها فلم تلدي شيئاً [2]

الخصال ، الصدوق : 405 ح 116.

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے اس کی یہ بات فاطمہ سے سنی، جب فاطمہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا تو رونے لگیں، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے میری بیٹی! تم کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: حمیراء نے میری ماں کا ذکر کیا اور انہیں نیچا دکھایا تو میں رو پڑی، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) غضبناک ہوئے اور فرمایا: اے حمیراء! بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے محبت کرنے والی اور بہت اولاد دینے والی میں برکت رکھی ہے، اور بے شک خدیجہ نے میری طاہر اور قاسم اور فاطمہ اور رقیہ اور ام کلثوم اور زینب کو جنم دیا، اور تم ان میں سے ہو جن کے رحم کو اللہ نے بانجھ کر دیا اور تم نے کچھ نہیں جنا۔

.

وروي أنه دخلت أخت خديجة على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ولمَّا استأذنت وسمع النبيُّ باسم خديجة سُرَّ سروراً عظيماً ، فقالت عائشة : مالك تُكثر ذكر خديجة وتسرُّ باسمها ، وهي عجوز حمراء الشدقين قد هلكت ، وإن الله قد أعطاك ورزقك أحسن منها ؟ وكأنّها أرادت بذلك نفسها ، فقال (صلى الله عليه وآله) : لا والله ، ما رُزقت أحسن منها ، ولقد آمنت حين كذَّبوني ، وأنفقت مالها حين بخلوا عني.

اور روایت ہے کہ خدیجہ کی بہن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس آئیں، جب انہوں نے اجازت طلب کی اور نبی نے خدیجہ کا نام سنا تو بہت خوش ہوئے، عائشہ نے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ خدیجہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اور ان کے نام سے خوش ہوتے ہیں، وہ تو ایک بوڑھی عورت تھیں جن کے گال سرخ تھے، اور وہ فوت ہو چکی ہیں، اور بے شک اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے اور آپ کو ان سے بہتر عطا کیا ہے؟ اور گویا اس نے اپنی طرف اشارہ کیا، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم، مجھے ان سے بہتر عطا نہیں کیا گیا، اور بے شک انہوں نے ایمان لایا جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، اور انہوں نے اپنا مال خرچ کیا جب لوگوں نے مجھ سے بخل کیا۔

وكان (صلى الله عليه وآله) في زمان حياتها إذا غلب عليه الحزن نظر إلى وجه خديجة ، ويُسرُّ بذلك كما أنه يُسرُّ إذا سع اسمها ، وكان أيضاً إذا اشتدَّ حزنه نظر إلى

اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) خدیجہ کی زندگی کے زمانے میں جب غم آپ پر غالب آتا تو خدیجہ کے چہرے کو دیکھتے، اور اس سے خوش ہوتے جیسا کہ آپ خوش ہوتے جب ان کا نام سنتے، اور آپ جب غم شدید ہوتا تو

فاطمة (عليها السلام) ويُسرُّ سروراً عظيماً ، ولمَّا توفِّيت خديجة اغتمَّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وجلس في البيت ، ثمَّ هاجر إلى الطائف.

فاطمہ (علیہا السلام) کو دیکھتے اور بہت خوش ہوتے، اور جب خدیجہ فوت ہوئیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) غمگین ہوئے، اور گھر میں بیٹھ گئے، پھر طائف کی طرف ہجرت کی۔

ولمَّا مرضت خديجة المرضة التي توفِّيت فيها حضرتها أسماء بنت عميس ، قالت أسماء : حضرت وفاة خديجة فبكت ، فقلت : أتبكين وأنت سيِّدة نساء العالمين ، وأنت زوجة النبي (صلى الله عليه وآله) ، مبشَّرة على لسانه بالجنَّة ؟ فقالت : ما لهذا بكيت ، ولكنَّ المرأة ليلة زفافها لابدَّ لها من امرأة تفضي إليها بسرِّها ، وتستعين بها على حوائجها ، وفاطمة حديثة عهد بصبا ، وأخاف أن لا يكون لها من يتولَّى أمرها ، فقلت : يا سيدتي! لك عهد الله إن بقيت إلى ذلك الوقت أن أقوم مقامك في هذا الأمر ، فلمَّا كانت ليلة زفاف فاطمة (عليها السلام) جاء النبي (صلى الله عليه وآله) وأمر النساء فخرجن ، فقالت أسماء : فبقيت أنا ، فلمَّا رأى رسول الله سوادي قال : من أنت ؟ فقلت : أسماء بنت عميس ، فقال : ألم آمرك أن تخرجي ؟ فقلت : بلى يا رسول الله ، فداك أبي وأمي ، وما قصدت خلافك ، ولكنّي أعطيت خديجة عهداً هكذا ، فبكى رسول الله (صلى الله عليه وآله) وقال : بالله لهذا وقفت ؟ فقلت : نعم والله ، فدعا لي.

اور جب خدیجہ اس بیماری میں بیمار ہوئیں جس میں انہوں نے وفات پائی تو اسماء بنت عمیس ان کے پاس حاضر ہوئیں، اسماء نے کہا: میں خدیجہ کی وفات کے وقت حاضر تھی تو وہ رونے لگیں، میں نے کہا: کیا آپ رو رہی ہیں جبکہ آپ جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں، اور آپ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زوجہ ہیں، اور آپ کی زبان پر جنت کی بشارت دی گئی ہے؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے نہیں روئی، لیکن عورت کو اپنی شادی کی رات کسی عورت کی ضرورت ہوتی ہے جس سے وہ اپنا راز بیان کرے، اور اپنی ضرورتوں میں اس سے مدد لے، اور فاطمہ ابھی بچپن سے قریب ہیں، اور مجھے ڈر ہے کہ کوئی نہیں ہوگا جو ان کے معاملات سنبھالے، میں نے کہا: اے میری سیدہ! آپ کے لیے اللہ کا عہد ہے اگر میں اس وقت تک زندہ رہی تو میں اس معاملے میں آپ کی جگہ لوں گی، پھر جب فاطمہ (علیہا السلام) کی شادی کی رات آئی تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) تشریف لائے اور عورتوں کو حکم دیا تو وہ نکل گئیں، اسماء نے کہا: میں رہ گئی، جب رسول اللہ نے میری سیاہی دیکھی تو فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: اسماء بنت عمیس، آپ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں نکلنے کا حکم نہیں دیا تھا؟ میں نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان، اور میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا، لیکن میں نے خدیجہ کو اس طرح عہد دیا تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) رونے لگے اور فرمایا: اللہ کی قسم، کیا تم اس لیے رکی تھیں؟ میں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم، تو آپ نے میرے لیے دعا فرمائی۔

أيها المؤمنون ، يعزّ على خديجة لو كانت حاضرة وتسمع أنين قرَّة عينها فاطمة بين الحائط والباب ، حين عصروها ، وكسروا ضلعها ، وأسقطوا جنينها ، وسوَّدوا متنها ، ولطموا خدَّها ، فإنا لله وإنا إليه راجعون.

اے مومنو! خدیجہ کے لیے کتنا مشکل ہوتا اگر وہ موجود ہوتیں اور اپنی آنکھ کی ٹھنڈک فاطمہ کی آہ و زاری سنتیں جب انہیں دیوار اور دروازے کے درمیان نچوڑا گیا، اور ان کی پسلی توڑی گئی، اور ان کا بچہ گرا دیا گیا، اور ان کی کمر کو سیاہ کر دیا گیا، اور ان کے رخسار پر طمانچہ مارا گیا، پس بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

قال الراوي : ولما اشتدَّ مرضها قالت : يا رسول الله! اسمع وصاياي أولا; فإني قاصرة في حقِّك ، فأعفني يا رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، قال رسول الله : حاشا وكلا ، ما رأيت منك تقصيراً ، فقد بلغت جهدك ، وتعبت في داري غاية التعب ، ولقد بذلت أموالك وصرفت في سبيل الله جميع مالك ، قالت : يا رسول الله! الوصية الثانية : أوصيك بهذه ـ وأشارت إلى فاطمة ـ فإنها غريبة من بعدي ، فلا يؤذيها أحد من نساء قريش ، ولا يلطمن خدَّها ، ولا يصحن في وجهها ، ولا يرينها مكروهاً.

راوی نے کہا: اور جب ان کی بیماری شدید ہوئی تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! پہلے میری وصیتیں سن لیں، کیونکہ میں آپ کے حق میں کوتاہی کرنے والی ہوں، پس مجھے معاف فرما دیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ)، رسول اللہ نے فرمایا: ہرگز نہیں، میں نے تم میں کوئی کوتاہی نہیں دیکھی، تم نے اپنی کوشش کی حد تک پہنچا دی، اور تم نے میرے گھر میں انتہائی محنت کی، اور بے شک تم نے اپنا مال دیا اور اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! دوسری وصیت: میں آپ کو اس کی وصیت کرتی ہوں اور فاطمہ کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرے بعد یتیم ہوں گی، تو قریش کی عورتوں میں سے کوئی انہیں اذیت نہ دے، اور نہ ان کے رخسار پر طمانچہ مارے، اور نہ ان کے چہرے پر چیخے، اور نہ انہیں کوئی ناپسندیدہ چیز دکھائے۔

أقول : يعزّ على خديجة لو كانت حاضرة حين لطمها فلان حتى أثَّرت اللطمة في خدِّها ، وتناثر قرطاها. ولله درّ الشيخ صالح الكواز عليه الرحمة إذ يقول :

میں کہتا ہوں: خدیجہ کے لیے کتنا مشکل ہوتا اگر وہ موجود ہوتیں جب فلاں نے انہیں طمانچہ مارا یہاں تک کہ طمانچے کا نشان ان کے رخسار پر باقی رہا، اور ان کی بالیاں بکھر گئیں۔ اور اللہ کی رحمت ہو شیخ صالح کواز پر جب وہ کہتے ہیں:

الواثبينَ لِظُلْمِ آلِ محمَّد ومحمَّدٌ مُلْقىً بلا تكفينِ
والقائلينَ لِفَاطِم آذَيْتِنَا في طُولِ نَوْح دَائم وَحنينِ
والقاطعين أَرَاكَةً كيما تُقِيْلُ بِظِلِّ أوراق لها وَغُصُونِ
ومُجَمِّعي حَطَب على البيتِ الذي لم يَجْتَمِعْ لولاه شَمْلُ الدينِ
والداخلينَ على البتولةِ بَيْتَها والمُسْقِطِينَ لها أَعَزَّ جَنِينِ
والقائدينَ إمَامَهُمْ بِنِجَادِهِ والطُّهْرُ تدعو خَلْفَهُمْ برنينِ
خَلُّوا ابنَ عَمِّي أَوْ لأَكْشُفُ للدُّعَا رأسي وأشكوا للإلَهِ شُجُوني
ما كان نَاقَةُ صَالح وَفَصِيلُهَا بالفَضْلِ عندَ اللهِ إلاَّ دُونِي
وَرَنَتْ إِلَى القبرِ الشريفِ بمُقْلَة عَبْرَى وقَلْب مُكْمَد محزونِ
أَبَتَاهُ هذا السامريُّ وَعِجْلُهُ تُبِعَا وَمَالَ النَّاسُ عن هَارونِ [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 154 ـ 155.

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی آل پر ظلم کرنے والے
جب کہ محمد بغیر کفن کے پڑے ہوئے تھے
اور فاطمہ سے کہنے والے: تم نے ہمیں تکلیف دی
لمبے نوحہ اور گریہ کی وجہ سے
اور اس پیلو کے درخت کو کاٹنے والے تاکہ وہ اس کے
پتوں اور شاخوں کے سائے سے آرام لے سکیں
اور اس گھر پر لکڑیاں جمع کرنے والے جس کی وجہ
سے دین کا شیرازہ نہ بکھرتا
اور بتول کے گھر میں داخل ہونے والے
اور ان کے سب سے عزیز جنین کو گرانے والے
اور اپنے امام کو ان کی تلوار کے پٹے سے لے جانے
والے
اور پاکیزہ خاتون پیچھے سے رو کر پکارتی ہیں
میرے چچا زاد کو چھوڑ دو ورنہ میں دعا کے لیے اپنا سر
کھول دوں گی اور اللہ سے اپنے غموں کی شکایت
کروں گی
صالح کی اونٹنی اور اس کا بچہ اللہ کے نزدیک فضل
میں مجھ سے کم تھے
اور انہوں نے قبر شریف کی طرف آنسو بہاتی ہوئی
آنکھ اور غم سے بھرے دل سے دیکھا
اے میرے والد! یہ سامری اور اس کا بچھڑا ان کی
پیروی کی گئی اور لوگ ہارون سے منہ موڑ گئے

قالت خديجة (عليها السلام) : وأمّا الوصية الثالثة فإني أقولها لابنتي فاطمة وهي تقول لك ، فإني مستحية منك يا رسول الله ، فقام النبي (صلى الله عليه وآله) وخرج من الحجرة ، فدعت بفاطمة وقالت : يا حبيبتي وقرَّة عيني! قولي لأبيك : إن أمّي تقول : أنا خائفة من القبر ، أريد منك رداءك الذي تلبسه حين نزول الوحي تكفّنني فيه ، فخرجت فاطمة (عليها السلام) وقالت لأبيها ما قالت أمُّها خديجة ، فقام النبي (صلى الله عليه وآله) وأعطى الرداء إلى فاطمة (عليها السلام) ، وجاءت به إلى أمِّها ، فسُرَّت به سروراً عظيماً.

خدیجہ (علیہا السلام) نے کہا: اور تیسری وصیت یہ ہے کہ میں اسے اپنی بیٹی فاطمہ سے کہوں گی اور وہ آپ سے کہیں گی، کیونکہ میں آپ سے شرماتی ہوں یا رسول اللہ، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کھڑے ہوئے اور حجرے سے باہر نکل گئے، انہوں نے فاطمہ کو بلایا اور کہا: اے میری محبوب اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ! اپنے والد سے کہو: میری ماں کہتی ہیں: میں قبر سے ڈرتی ہوں، میں آپ سے آپ کی وہ چادر چاہتی ہوں جو آپ وحی نازل ہونے کے وقت پہنتے ہیں تاکہ مجھے اس میں کفن دیا جائے، پس فاطمہ (علیہا السلام) باہر نکلیں اور اپنے والد سے وہی کہا جو ان کی والدہ خدیجہ نے کہا تھا، تو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کھڑے ہوئے اور وہ چادر فاطمہ (علیہا السلام) کو دی، اور وہ اسے لے کر اپنی والدہ کے پاس آئیں، تو وہ اس سے بہت خوش ہوئیں۔

وروي أنَّه لما توفِّيت خديجة (عليها السلام) أخذ رسول الله (صلى الله عليه وآله) في تجهيزها ، وغسَّلها وحنَّطها ، فلمَّا أراد أن يكفِّنها هبط الأمين جبرئيل وقال : يا رسول الله! إن الله

اور روایت ہے کہ جب خدیجہ (علیہا السلام) کا انتقال ہوا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کی تجہیز میں مشغول ہوئے، اور انہیں غسل دیا اور حنوط کیا، پھر جب انہیں کفن دینا چاہا تو امین جبرئیل نازل ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ! بے شک اللہ

يقرؤك السلام ، ويخصُّك بالتحية والإكرام ، ويقول لك : يا محمد! إن كفن خديجة وهو من أكفان الجنة أهدى الله إليها ، فكفِّنها رسول الله (صلى الله عليه وآله) بردائه الشريف أولا ، وبما جاء به جبرئيل ثانياً ، فكان لها كفنان ، كفن من الله ، وكفن من رسول الله (صلى الله عليه وآله) [1]

آپ کو سلام پڑھتا ہے، اور آپ کو تحیت اور اکرام سے خاص کرتا ہے، اور آپ سے کہتا ہے: اے محمد ! خدیجہ کا کفن جو جنت کے کفنوں میں سے ہے اللہ نے انہیں تحفہ بھیجا ہے، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے پہلے اپنی شریف چادر سے کفن دیا، اور دوسرا وہ کفن جو جبرئیل لائے تھے، پس ان کے لیے دو کفن ہوئے، ایک کفن اللہ کی طرف سے، اور ایک کفن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف سے۔

شجرة طوبى ، الشيخ محمد مهدي الحائري : 2/232 ـ 235.

.

وليت جبرئيل (عليه السلام) نزل يوم الطفِّ بكفن من الجنّة لسيِّد الشهداء (عليه السلام) الذي بقي على بوغاء كربلاء ثلاثة أيام بلا كفن ولا مواراة. ولله درّ الشيخ عبد الحسين الحياوي إذ يقول :

اور کاش جبرئیل (علیہ السلام) طف کے دن جنت سے کفن لے کر سید الشہداء (علیہ السلام) کے لیے نازل ہوتے جو تین دن تک کربلا کی زمین پر بغیر کفن اور دفن کے پڑے رہے۔ اور اللہ کی رحمت ہو شیخ عبد الحسین حیاوی پر جب وہ کہتے ہیں:

يَعُزُّ على الطُّهْرِ الْبَتُولِ بأَنْ تَرَى عزيزاً لها مُلْقىً وأكفانُهُ الْعَفْرُ
يَعُزُّ عليها أَنْ تَرَاه مَحَرَّماً عليه فُرَاتُ الْمَاءِ وهو لها مَهْرُ
يَعُزُّ على المختارِ أنَّ سليلَهُ يُرَضُّ بعَتْبِ العادياتِ له صَدْرُ
فَلاَ صَبْرَ محمودٌ بِقَتْلِ ابنِ فَاطِم وليس لِمَنْ لَمْ يَجْرِ مَدْمَعُهُ عُذْرُ [2]

پاک بتول پر گراں گزرتا ہے کہ وہ دیکھیں
اپنے عزیز کو پڑا ہوا اور ان کا کفن خاک ہے
ان پر گراں گزرتا ہے کہ وہ انہیں دیکھیں محروم
فرات کے پانی سے جو ان کا مہر تھا
مختار پر گراں گزرتا ہے کہ ان کی اولاد
دشمنوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ان کا سینہ کچلا جائے
فاطمہ کے بیٹے کے قتل میں کوئی صبر پسندیدہ نہیں
اور جس کے آنسو نہ بہیں اس کے لیے کوئی عذر نہیں

مثير الأحزان ، الجواهري : 146.

وقال الشيخ صالح الكواز عليه الرحمة :

اور شیخ صالح کواز علیہ الرحمۃ نے کہا:

فَلْتَلْطِمِ الخيلُ خَدَّ الأرضِ عاديةً فَخَدُّ عَلْيَا نزَار للثَّرَى ضَرَعَا
وَلْتُمْلأ الأرضُ نَعْياً من صَوَارِمِكُمْ
فإنَّ ناعي حُسَين في السَّمَاءِ نَعَى وَلْتَذْهَلِ اليومَ فيكم كُلُّ مُرْضِعَة
قَطِفْلُهُ من دِمَا أَوْدَاجِهِ رَضَعَا نَسِيتُمُ أم تَنَاسَيْتُمْ كَرَائِمَكُمْ
بَعْدَ الكِرَامِ عليها الذُّلُّ قد وَقَعَا [3]

مثير الأحزان ، الجواهري : 158.

چاہیے کہ گھوڑے زمین کے رخسار پر تھپڑ ماریں
دوڑتے ہوئے
کیونکہ علیا کا رخسار خاک میں ملا
اور زمین آپ کی تلواروں سے نوحہ سے بھر جائے
کیونکہ حسین کا نوحہ کرنے والا آسمان میں نوحہ کر رہا
ہے
اور آج آپ میں ہر دودھ پلانے والی غافل ہو جائے
کیونکہ ان کا بچہ اپنی رگوں کے خون سے دودھ پیتا ہے
کیا آپ بھول گئے یا بھلا دیا اپنی عزیز خواتین کو
کرام کے بعد ان پر ذلت واقع ہو گئی

المجلس الخامس والعشرون
النجاة بأهل البيت (عليهم السلام)

روي عن رافع مولى أبي ذر قال : صعد أبو ذر رضي الله عنه على درجة الكعبة حتى أخذ بحلقة الباب ، ثمَّ أسند ظهره إليه ، ثمَّ قال : أيها الناس! من عرفني قد عرفني ، ومن أنكرني فأنا أبو ذر ، سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : إنما مثل أهل بيتي في هذه الأمّة كمثل سفينة نوح ، من ركبها نجا ، ومن تركها هلك ، وسمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : اجعلوا أهل بيتي منكم مكان الرأس من الجسد ، ومكان العينين من الرأس ، فإن الجسد لا يهتدي إلاَّ بالرأس ، ولا يهتدي الرأس إلاَّ بالعينين [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 23/119 عن أمالي المفيد عليه الرحمة.

.

پچیسویں مجلس
اہل بیت (علیہم السلام) سے نجات

رافع، ابو ذر کے مولیٰ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابو ذر رضی اللہ عنہ کعبہ کی سیڑھیوں پر چڑھے یہاں تک کہ دروازے کے حلقے کو پکڑ لیا، پھر اس سے اپنی پیٹھ ٹیک دی، پھر کہا: اے لوگو! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچان لیا، اور جس نے انکار کیا تو میں ابو ذر ہوں، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا: بے شک میرے اہل بیت کی مثال اس امت میں نوح کی کشتی کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا، اور جس نے اسے چھوڑا وہ ہلاک ہو گیا، اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا: میرے اہل بیت کو اپنے درمیان جسم کے سر کی جگہ قرار دو، اور سر میں آنکھوں کی جگہ، کیونکہ جسم سر کے بغیر ہدایت نہیں پاتا، اور سر آنکھوں کے بغیر ہدایت نہیں پاتا۔

وروي عن جعفر بن محمد (عليه السلام) قال : مكث جبرئيل أربعين يوماً لم ينزل عل النبي (صلى الله عليه وآله) فقال : يا ربّ قد اشتدَّ شوقي إلى نبيِّك (صلى الله عليه وآله) فائذن لي ، فأوحى الله تعالى إليه وقال : يا جبرئيل! اهبط إلى حبيبي ونبيّي فأقرأه منّي السلام ، وأخبره أني خصصته بالنبوّة ، وفضَّلته على جميع الأوصياء وأقرأ وصيَّة منّي السلام ، وأخبره أني خصصته بالوصيَّة ، وفضَّلته على جميع الأوصياء ، قال : فهبط جبرئيل على النبي (صلى الله عليه وآله) فكان إذا هبط وضعت له وسادة من أدم حشوها ليف ، فجلس بين يدي النبي (صلى الله عليه وآله) فقال : يا محمد! إن الله تعالى يقرؤك السلام ، ويخبرك أنه خصَّك بالنبوة ، وفضَّلك على جميع الأنبياء ، ويقرأ وصيَّك السلام ، ويخبرك أنه خصَّه بالوصيَّة ، وفضَّله على جميع الأوصياء ، قال : فبعث النبي (صلى الله عليه وآله) فدعاه فأخبره بما قال جبرئيل ، قال : فبكى علي (عليه السلام) بكاء شديداً ، ثمَّ قال : أسأل الله أن لا يسلبني ديني ولا ينزع منّي كرامته ، وأن يعطيني ما وعدني.

اور جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: جبرئیل چالیس دن تک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر نازل نہیں ہوئے، پس انہوں نے کہا: اے رب! آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف میری شوق بہت زیادہ ہو گئی ہے تو مجھے اجازت دیجیے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی اور فرمایا: اے جبرئیل! میرے حبیب اور نبی کے پاس اترو اور انہیں میری طرف سے سلام پہنچاؤ، اور انہیں بتاؤ کہ میں نے انہیں نبوت سے خاص کیا، اور انہیں تمام انبیاء پر فضیلت دی اور ان کے وصی کو میری طرف سے سلام پہنچاؤ، اور انہیں بتاؤ کہ میں نے انہیں وصایت سے خاص کیا، اور انہیں تمام اوصیاء پر فضیلت دی، راوی نے کہا: پس جبرئیل نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس اترے اور جب وہ اترتے تھے تو ان کے لیے چمڑے کا ایک تکیہ بچھایا جاتا تھا جس میں کھجور کے درخت کا ریشہ بھرا ہوتا تھا، پس وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے بیٹھے اور کہا: اے محمد! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام پہنچاتا ہے، اور آپ کو بتاتا ہے کہ اس نے آپ کو نبوت سے خاص کیا، اور آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی، اور آپ کے وصی کو سلام پہنچاتا ہے، اور آپ کو بتاتا ہے کہ اس نے انہیں وصایت سے خاص کیا، اور انہیں تمام اوصیاء پر فضیلت دی، راوی نے کہا: پس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے بھیج کر انہیں بلایا اور انہیں وہ بتایا جو جبرئیل نے کہا تھا، راوی نے کہا: تو علی (علیہ السلام) سخت رونے لگے، پھر کہا: میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے میرا دین نہ چھینے اور مجھ سے اپنی کرامت نہ اٹھائے، اور مجھے وہ عطا کرے جس کا اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

فقال جبرئيل : يا محمّد! حقيق على الله أن لا يعذّب علياً ولا أحداً تولاّه ، فقال النبي (صلى الله عليه وآله) : يا جبرئيل! على ما كان منهم ، أو كلُّهم ناج ؟ فقال جبرئيل : يا محمد! نجا من تولّى شيئاً بشيث ، ونجا شيث بآدم ، ونجا آدم بالله ، ونجا من تولّى ساماً بسام ، ونجا سام بنوح ، ونجا نوح بالله ، ونجا من تولّى آصف بآصف ، ونجا آصف بسليمان ، ونجا سليمان بالله ، ونجا من تولّى يوشع بيوشع ، ونجا يوشع بموسى ، ونجا موسى بالله ، ونجا من تولّى شمعون بشمعون ، ونجا شمعون بعيسى ، ونجا عيسى بالله ، ونجا من تولّى علياً بعليٍّ ، ونجا عليٌّ بك ، ونجوت أنت بالله ، وإنما كل شيء بالله ، وإن الملائكة والحفظة ليفخرون على جميع الملائكة لصحبتها إيَّاه ، قال : فجلس عليٌّ (عليه السلام) ويسمع كلام جبرئيل ولا يرى شخصه ، قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : جُعلت فداك ، ما الذي كان من حديثهم إذا اجتمعوا ؟ قال : ذكر الله تعالى فلم تبلغ عظمته ، ثمَّ ذكروا فضل محمد (صلى الله عليه وآله) وما أعطاه الله من علمه وقلَّده من رسالته ، ثمَّ ذكروا أمر شيعتنا والدعاء لهم ، وختمهم بالحمد والثناء على الله ، قال : قلت : جُعلت فداك يا أبا عبدالله ، وإن الملائكة لتعرفنا ؟ قال : سبحان الله! وكيف لا يعرفونكم وقد وكَّلوا بالدعاء لكم ، و « الْمَلاَئِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ » « وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا » ما استغفارهم إلاَّ لكم دون هذا العالم [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 38/141 عن تفسير فرات الكوفي عليه الرحمة : 377 ـ 378.

.

پس جبرئیل نے کہا: اے محمد! اللہ پر واجب ہے کہ وہ علی کو عذاب نہ دے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو جس نے ان کی ولایت اختیار کی، پس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے جبرئیل! ان کے اعمال کچھ بھی ہوں، یا کیا سب نجات پا جائیں گے؟ پس جبرئیل نے کہا: اے محمد! نجات پا گیا جس نے شیث کی ولایت اختیار کی شیث کے سبب، اور شیث نجات پا گئے آدم کے سبب، اور آدم نجات پا گئے اللہ کے سبب، اور نجات پا گیا جس نے سام کی ولایت اختیار کی سام کے سبب، اور سام نجات پا گئے نوح کے سبب، اور نوح نجات پا گئے اللہ کے سبب، اور نجات پا گیا جس نے آصف کی ولایت اختیار کی آصف کے سبب، اور آصف نجات پا گئے سلیمان کے سبب، اور سلیمان نجات پا گئے اللہ کے سبب، اور نجات پا گیا جس نے یوشع کی ولایت اختیار کی یوشع کے سبب، اور یوشع نجات پا گئے موسیٰ کے سبب، اور موسیٰ نجات پا گئے اللہ کے سبب، اور نجات پا گیا جس نے شمعون کی ولایت اختیار کی شمعون کے سبب، اور شمعون نجات پا گئے عیسیٰ کے سبب، اور عیسیٰ نجات پا گئے اللہ کے سبب، اور نجات پا گیا جس نے علی کی ولایت اختیار کی علی کے سبب، اور علی نجات پا گئے آپ کے سبب، اور آپ نجات پا گئے اللہ کے سبب، اور بے شک ہر چیز اللہ کے سبب ہے، اور بے شک فرشتے اور نگہبان فرشتے تمام فرشتوں پر فخر کرتے ہیں ان کی رفاقت کی وجہ سے، راوی نے کہا: پس علی (علیہ السلام) بیٹھے اور جبرئیل کی بات سنتے تھے لیکن ان کی شکل نہیں دیکھتے تھے، راوی نے کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: میں آپ پر قربان، ان کی بات کیا ہوتی تھی جب وہ اکٹھے ہوتے تھے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے تو اس کی عظمت کو نہیں پہنچ سکے، پھر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی فضیلت اور اس کا ذکر کرتے تھے جو اللہ نے انہیں اپنے علم سے دیا اور رسالت کی ذمہ داری سونپی، پھر ہمارے شیعوں کا ذکر کرتے تھے اور ان کے لیے دعا کرتے تھے، اور اللہ کی حمد وثنا پر اختتام کرتے تھے، راوی نے کہا: میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، اے ابا عبداللہ! کیا فرشتے ہمیں پہچانتے ہیں؟ فرمایا: سبحان اللہ! اور وہ تمہیں کیسے نہ پہچانیں جبکہ انہیں تمہارے لیے دعا کرنے پر مقرر کیا گیا ہے، اور «فرشتے عرش کے گرد گھیرے ہوئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں» «اور ایمان لانے والوں کے لیے مغفرت مانگتے ہیں» ان کی مغفرت صرف تمہارے لیے ہے، اس دنیا کے لوگوں کے لیے نہیں۔

وروي عن أبي جعفر الثاني ، عن آبائه ، عن الحسين بن علي (عليهم السلام) قال : دخلت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعنده أبيُّ بن كعب ، فقال لي رسول الله (صلى الله عليه وآله) : مرحباً بك يا أبا عبدالله ، يا زين السماوات والأرضين ، قال له أبيٌّ : وكيف يكون ـ يا رسول الله ـ زين السماوات والأرض أحد غيرك ؟ فقال : يا أبيُّ! والذي بعثني بالحق نبياً ، إن الحسين بن علي في السماء أكبر منه في الأرض ، وإنه لمكتوب عن يمين عرش الله : مصباح هدى ، وسفينة نجاة ، وإمام خير ويمن وعزّ وفخر وعلم وذخر. وإن الله عزَّ

اور ابو جعفر ثانی سے روایت ہے، انہوں نے اپنے آباء سے، انہوں نے حسین بن علی (علیہم السلام) سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس ابی بن کعب تھے، پس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھ سے فرمایا: خوش آمدید اے ابا عبداللہ! اے آسمانوں اور زمینوں کی زینت، ابی نے آپ سے کہا: اور یہ کیسے ہو سکتا ہے اے رسول اللہ کہ آسمانوں اور زمین کی زینت آپ کے علاوہ کوئی اور ہو؟ فرمایا: اے ابی! قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، بے شک حسین بن علی آسمان میں زمین سے بڑھ کر ہیں، اور بے شک وہ اللہ کے عرش کے دائیں جانب یوں لکھے ہوئے ہیں: ہدایت کا چراغ، نجات کی کشتی، بھلائی کے امام، برکت، عزت، فخر، علم اور ذخیرہ۔ اور بے شک اللہ عزیز

وجلَّ ركَّب في صلبه نطفة طيِّبة مباركة زكيَّة [1]

[1] عيون أخبار الرضا (عليه السلام) ، الصدوق : 2/62 ح 29 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 91/184.

وجلّ نے ان کی صلب میں ایک پاکیزہ، مبارک اور پاک نطفہ رکھا ہے۔ اور اللہ

ولله درّ دعبل الخزاعي إذ يقول في أهل بيت العصمة (عليهم السلام) :

دعبل خزاعی پر رحمت نازل کرے جب وہ اہل بیت عصمت (علیہم السلام) کے بارے میں کہتے ہیں:

فَأَيْنَ الأُولى شَطَّتْ بِهِمْ غُرْبَةُ النَّوَى أَفَانينَ في الأَقْطَارِ مُفْتَرِقَاتِ
هُمُ آلُ مِيرَاثِ النبيِّ إِذَا انْتَمُوا وَهُمْ خَيْرُ سَادَات وَخَيْرُ حُمَاتِ
مَطَاعِيمُ في الإِعْسَارِ في كُلِّ مَشْهَد لقد شُرِّفوا بالفَضْلِ والبَرَكاتِ
إِذَا لَمْ نُنَاجِ اللهَ في صَلَوَاتِنا بِذِكْرِهِمُ لَمْ يَقْبَلِ الصَّلَوَاتِ
أَئِمَّةُ عَدْل يُقْتَدَى بِفِعَالِهِمْ وَتُؤْمَنُ منهم زَلَّةُ الْعَثَرَاتِ
فَيَا رَبِّ زِدْ قلبي هُدَىً وبصيرةً وَزِدْ حُبَّهُمْ يَا رَبِّ في حَسَنَاتي
دَيَارُ رَسُولِ اللهِ أصبحنَ بَلْقَعاً وَدُورُ زياد أصبحت عَمِرَاتِ
وآلُ رسولِ اللهِ غُلَّت رِقَابُهُمْ وآلُ زياد غُلِّظُ القصراتِ
وآلُ رسولِ اللهِ تُدمى نُحُورُهم وآلُ زياد زَيَّنُوا الحجلاتِ
والُ رسولِ اللهِ تُسبى حريمُهُمْ وآلُ زياد آمِنُوا السَّرَباتِ
وآلُ زياد في القصورِ مصونةٌ وآلُ رسولِ اللهِ في الفَلَوَاتِ
فَيَا وَارِثِي عِلْمِ النبيِّ وآلَهُ عليكم سَلاَمٌ دائمُ النَّفَحَاتِ
لقد آمنت نفسي بكم في حَيَاتِها وإني لأرجو الأَمْنَ بَعْدَ مَمَاتي [2]

الغدير ، الأميني : 2/357.

تو کہاں ہیں وہ جن سے دوری کی غربت نے جدا کیا
مختلف علاقوں میں منتشر اور جدا
وہ نبی کی میراث کے مالک ہیں جب نسب بیان کریں
اور وہ بہترین سردار اور بہترین محافظ ہیں
تنگی میں ہر موقع پر کھانا کھلانے والے
بے شک وہ فضیلت اور برکتوں سے شرف یافتہ ہیں
اگر ہم اپنی نماز میں اللہ سے مناجات نہ کریں
ان کے ذکر کے ساتھ، تو نماز قبول نہیں ہوگی
وہ عدل کے امام ہیں جن کے اعمال کی پیروی کی جاتی
ہے
اور ان سے لغزش اور ٹھوکر سے امن حاصل ہوتا
ہے
پس اے رب ! میرے دل میں ہدایت اور بصیرت
بڑھا
اور ان کی محبت کو اے رب میری نیکیوں میں بڑھا
رسول اللہ کے گھر ویران ہو گئے
اور زیاد کے گھر آباد ہو گئے
اور رسول اللہ کی آل کی گردنیں جکڑ دی گئیں
اور زیاد کی آل کے محل مضبوط کیے گئے
اور رسول اللہ کی آل کے سینے خون آلود کیے گئے
اور زیاد کی آل نے محلوں کو سجایا
اور رسول اللہ کی آل کی عورتیں قید کی گئیں
اور زیاد کی آل محفوظ اور امن میں رہے
اور زیاد کی آل محلوں میں محفوظ ہیں
اور رسول اللہ کی آل صحراؤں میں ہیں
پس اے نبی اور آپ کی آل کے علم کے وارث

آپ پر ہمیشہ کی خوشبو والا سلام ہو
بے شک میری جان نے اپنی زندگی میں آپ پر ایمان لایا
اور بے شک میں اپنی موت کے بعد بھی امن کی امید رکھتا ہوں

المجلس السادس والعشرون
في محبّة أهل البيت (عليهم السلام)
جاء في كتاب المزار للمشهدي عليه الرحمة في بعض الزيارات الشريفة :

فأنا أشهد الله خالقي ، وأشهد ملائكته وأنبياءه ، وأشهدكم يا موالي بأني مؤمن بولايتكم ، معتقد لإمامتكم ، مقرٌّ بخلافتكم ، عارف بمنزلتكم ، مؤمن بعصمتكم ، خاضع لولايتكم ، متقرِّبٌ إلى الله بحبِّكم ، وبالبراءة من أعدائكم ، عالم بأن الله قد طهَّركم من الفواحش ، ما ظهر منها وما بطن ، ومن كل ريبة ونجاسة ، ودنيَّة ورجاسة ، ومنحكم راية الحقِّ الذي من تقدَّمها ذلَّ ، ومن تأخَّر عنها زلَّ ، وفرض طاعتكم على كل أسود وأبيض [1]

المزار ، محمد بن المشهدي : 294.

.

ومما يروى عن زين العابدين (عليه السلام) قوله :

لَنَحْنُ على الْحَوْضِ ذوّادُهُ نَذودُ وَنَسْعَدُ وُرّادُه
وَمَا فَازَ مَنْ فاز إلاَّ بنا ومَا خَابَ مَنْ حُبُّنا زَادُه
وَمَنْ سَرَّنا نال منا السُّرُورَ وَمَنْ سَاءَنا سَاءَ مِيْلادُهُ

چھبیسویں مجلس
اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت میں
کتاب المزار مشہدی علیہ الرحمۃ میں بعض شریف زیارات میں آیا ہے:

پس میں اللہ اپنے خالق کو گواہ بناتا ہوں، اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں کو گواہ بناتا ہوں، اور آپ کو گواہ بناتا ہوں اے میرے مولیو کہ میں آپ کی ولایت پر ایمان رکھتا ہوں، آپ کی امامت کا یقین رکھتا ہوں، آپ کی خلافت کا اقرار کرتا ہوں، آپ کے مرتبے کو جانتا ہوں، آپ کی عصمت پر ایمان رکھتا ہوں، آپ کی ولایت کے آگے سر جھکاتا ہوں، اللہ کی طرف آپ کی محبت کے ذریعے قربت حاصل کرتا ہوں، اور آپ کے دشمنوں سے برات کے ذریعے، جانتا ہوں کہ اللہ نے آپ کو فواحش سے پاک کیا ہے، جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں، اور ہر شبہ اور نجاست سے، اور ہر پستی اور گندگی سے، اور آپ کو حق کا جھنڈا عطا کیا ہے جس سے آگے بڑھنے والا ذلیل ہوا، اور جو اس سے پیچھے رہا وہ لغزش کا شکار ہوا، اور آپ کی اطاعت ہر سیاہ و سفید پر فرض کی۔

اور جو زین العابدین (علیہ السلام) سے روایت ہے، آپ کا قول:

ہم حوض پر اس کے نگہبان ہیں
ہم بچاتے ہیں اور وارد ہونے والے خوش ہوتے ہیں
اور کامیاب نہیں ہوا جو کامیاب ہوا مگر ہمارے ذریعے
اور ناکام نہیں ہوا جس کی زاد راہ ہماری محبت ہو
اور جس نے ہمیں خوش کیا اسے ہم سے خوشی ملی
اور جس نے ہمیں رنجیدہ کیا اس کی پیدائش برانگیختہ ہوئی

روي عن النبي (صلى الله عليه وآله) أنه قال لعلي بن أبي طالب (عليه السلام) : يا علي! لا يحبُّك إلاَّ من طابت ولادته ، ولا يبغضك إلاَّ من خبث ولادته ، ولا يواليك إلاَّ مؤمن ، ولا يعاديك إلاَّ كافر ، وروي فيما وعظ به أمير المؤمنين (عليه السلام) نوفاً البكالي أنه قال : يا نوف! كذب من زعم أنه ولد من حلال وهو يبغضني ويبغض الأئمة من ولدي ، وروي عن ابن عباس وغيره أن النبي (صلى الله عليه وآله) قال : لا يحبُّك إلاَّ طاهر الولادة ، ولا يبغضك إلاَّ خبيث الولادة ، وعن إبراهيم بن زياد الكرخي ، عن الصادق جعفر بن محمد (عليه السلام) قال : علامات ولد الزنا ثلاث : سوء المحضر ، والحنين إلى الزنا ، ومبغضنا أهل البيت.

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ انہوں نے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے فرمایا: اے علی! آپ سے محبت نہیں کرتا مگر وہ جس کی ولادت پاک ہو، اور آپ سے بغض نہیں رکھتا مگر وہ جس کی ولادت خبیث ہو، اور آپ سے دوستی نہیں کرتا مگر مومن، اور آپ سے دشمنی نہیں کرتا مگر کافر، اور روایت ہے اس میں جو امیر المومنین (علیہ السلام) نے نوف بکالی کو نصیحت کی تھی کہ آپ نے فرمایا: اے نوف ! جھوٹا ہے وہ جو دعویٰ کرے کہ وہ حلال سے پیدا ہوا ہے اور وہ مجھ سے اور میری اولاد کے اماموں سے بغض رکھتا ہو، اور ابن عباس اور دیگر سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: آپ سے محبت نہیں کرتا مگر پاک ولادت والا، اور آپ سے بغض نہیں رکھتا مگر خبیث ولادت والا، اور ابراہیم بن زیاد کرخی سے، صادق جعفر بن محمد (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: زنا کے بچے کی علامات تین ہیں: بری صحبت، زنا کی طرف میلان، اور ہم اہل بیت سے بغض۔

وعن الحسين بن زيد ، عن الصادق ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : من أحبَّنا أهل البيت فليحمد الله على أوَّل النعم ، قيل : وما أول النعم ؟ قال : طبيب الولادة ، ولا يحبُّنا إلاَّ من طابت ولادته.

اور حسین بن زید سے، صادق سے، ان کے آباء (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جو ہم اہل بیت سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ پہلی نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرے، پوچھا گیا: اور پہلی نعمت کیا ہے؟ فرمایا: ولادت کی پاکیزگی، اور ہم سے محبت نہیں کرتا مگر وہ جس کی ولادت پاک ہو۔

وعن زيد بن علي ، عن أبيه ، عن جدِّه ، عن أمير المؤمنين (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : يا عليُّ! من أحبَّني وأحبَّك وأحبَّ الأئمة من ولدك فليحمد الله على طيب مولده ، فإنَّه لا يحبُّنا إلاَّ من طابت ولادته ، ولا يبغضنا إلاَّ من خبثت ولادته.

اور زید بن علی سے، ان کے والد سے، ان کے دادا سے، امیر المومنین (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: اے علی! جس نے مجھ سے، آپ سے اور آپ کی اولاد کے اماموں سے محبت کی تو اسے چاہیے کہ اپنی ولادت کی پاکیزگی پر اللہ کا شکر ادا کرے، کیونکہ ہم سے محبت نہیں کرتا مگر وہ جس کی ولادت پاک ہو، اور ہم سے بغض نہیں رکھتا مگر وہ جس کی ولادت خبیث ہو۔

وعن المفضل قال : سمعت الصادق (عليه السلام) يقول لأصحابه : من وجد برد حبِّنا على قلبه فليكثر الدعاء لأمِّه ، فإنها لم تخن أباه. وعن أبي رافع ، عن علي (عليه السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : من لم يحبَّ عترتي فهو لإحدى ثلاث : إمّا منافق ، وإمَّا لزنية ، وإمَّا امرؤ حملت به أمه في غير طهر [1]

اور مفضل سے روایت ہے کہ میں نے صادق (علیہ السلام) کو اپنے اصحاب سے فرماتے ہوئے سنا: جو ہماری محبت کی ٹھنڈک اپنے دل میں پائے تو اسے چاہیے کہ اپنی ماں کے لیے کثرت سے دعا کرے، کیونکہ اس نے اس کے باپ سے خیانت نہیں کی۔ اور ابی رافع سے، علی (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: جو میری عترت سے محبت نہیں کرتا تو وہ تین میں سے کسی ایک وجہ سے ہے: یا تو منافق ہے، یا زنا کی اولاد ہے، یا وہ شخص ہے جسے اس کی ماں نے طہارت کے بغیر حمل کیا۔

[1] بحار الأنوار ، المجلسي : 27/145 ـ 147.

.

وعن جابر ، عن أبي جعفر (عليه السلام) ، عن جابر بن عبدالله الأنصاري قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) لعلي بن أبي طالب (عليه السلام) : ألا أبشِّرك ؟ ألا أمنحك ؟ قال : بلى يا رسول الله ، قال : فإني خلقت أنا وأنت من طينة واحدة ، ففضلت منها فضلة ، فخلق منها شيعتنا ، فإذا كان يوم القيامة دعي الناس بأمهاتهم إلاَّ شيعتك ، فإنهم يُدعون بأسماء آبائهم لطيب مولدهم.

اور جابر سے، ابی جعفر (علیہ السلام) سے، جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے فرمایا: کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں؟ کیا میں آپ کو عطا نہ کروں؟ آپ نے فرمایا: ضرور یا رسول اللہ، فرمایا: میں اور آپ ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، پھر اس میں سے کچھ بچ گیا، اور اس سے ہمارا شیعہ پیدا کیا گیا، پس جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کو ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا سوائے آپ کے شیعوں کے، کیونکہ انہیں ان کے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا ان کی ولادت کی پاکیزگی کی وجہ سے۔

وعن جابر بن عبدالله الأنصاري قال : كنّا بمنى مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذ بَصُرنا برجل ساجد وراكع ومتضرِّع ، فقلنا : يا رسول الله ، ما أحسن صلاته! فقال (صلى الله عليه وآله) : هو الذي أخرج أباكم من الجنة ، فمضى إليه علي (عليه السلام) غير مكترث ، فهزّه هزّة أدخل أضلاعه اليمنى في اليسرى ، واليسرى في اليمنى ، ثمَّ قال : لأقتلنَّك إن شاء الله ، فقال : لن تقدر على ذلك إلى أجل معلوم من عند ربّي ، مالك تريد قتلي ؟ فوالله ما أبغضك أحد إلاَّ سبقت نطفتي إلى رحم أمِّه قبل نطفة أبيه ، ولقد شاركت مبغضيك في الأموال والأولاد ، وهو قول الله عزَّ وجلَّ في محكم كتابه : « وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ » [2]

سورة الإسراء ، الآية : 64.

اور جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ ہم منیٰ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ تھے کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا جو سجدہ اور رکوع کر رہا تھا اور تضرع کر رہا تھا، تو ہم نے کہا: یا رسول اللہ، اس کی نماز کتنی اچھی ہے! تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: یہ وہی ہے جس نے تمہارے باپ کو جنت سے نکالا، تو علی (علیہ السلام) بے پرواہی سے اس کی طرف گئے اور اسے ایسا جھٹکا دیا کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں میں اور بائیں دائیں میں داخل ہو گئیں، پھر فرمایا: میں تمہیں قتل کروں گا ان شاء اللہ، تو اس نے کہا: تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے، میرے رب کی طرف سے ایک مقررہ وقت تک، تمہیں مجھے قتل کرنے سے کیا کام؟ اللہ کی قسم! کوئی بھی تم سے بغض نہیں رکھتا مگر یہ کہ میرا نطفہ اس کے باپ کے نطفہ سے پہلے اس کی ماں کے رحم میں داخل ہو چکا ہوتا ہے، اور میں نے تمہارے دشمنوں کے ساتھ مالوں اور اولاد میں شرکت کی ہے، اور یہ اللہ عزّوجلّ کا قول ہے اپنی محکم کتاب میں: «وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ»

قال النبي (صلى الله عليه وآله) : صدق يا علي ، لا يبغضك من قريش إلاَّ سفاحيٌّ ، ولا من الأنصار إلاَّ يهوديٌّ ، ولا من العرب إلاَّ دعيٌّ ، ولا من سائر الناس إلاَّ شقيٌّ ، ولا من النساء إلاَّ سلقلقيَّة ، وهي التي تحيض من دبرها ، ثمَّ أطرق مليّاً ، ثمَّ رفع رأسه فقال : معاشر الأنصار ، اعرضوا أولادكم على محبَّة عليٍّ ، قال جابر بن عبدالله : فكنّا نعرض حبَّ عليٍّ (عليه السلام) على أولادنا ، فمن أحبَّ علياً علمنا أنه من أولادنا ، ومن أبغض علياً انتفينا منه [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 27/150 ـ 151 ، وقريب منه ما رواه ابن عباس في تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 42/289.

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: سچ کہا اے علی، قریش میں سے کوئی آپ سے بغض نہیں رکھتا مگر وہ جو حرام زادہ ہو، اور انصار میں سے مگر وہ جو یہودی ہو، اور عربوں میں سے مگر وہ جو دعی (منسوب بالغیر) ہو، اور تمام لوگوں میں سے مگر وہ جو بدبخت ہو، اور عورتوں میں سے مگر وہ جو سلقلقیہ ہو، اور وہ وہ ہے جسے پیچھے سے حیض آتا ہو، پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے، پھر سر اٹھایا اور فرمایا: اے انصار کی جماعت، اپنی اولاد کو علی کی محبت پر پرکھو، جابر بن عبداللہ نے کہا: تو ہم اپنی اولاد کو علی (علیہ السلام) کی محبت پر پرکھتے تھے، جس نے علی سے محبت کی ہم سمجھ گئے کہ وہ ہماری اولاد میں سے ہے، اور جس نے علی سے بغض رکھا ہم نے اس سے انکار کر دیا۔

.

وعن عبدالله بن جبلة ، عن أبيه قال : سمعت جابر بن عبدالله بن حزام الأنصاري يقول : كنّا عند رسول الله (صلى الله عليه وآله) ذات يوم جماعة من الأنصار ، فقال لنا : يا معشر الأنصار! بوروا أولادكم بحبِّ علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، فمن أحبَّه فاعلموا أنه لرشدة ، ومن أبغضه فاعلموا أنه لغية.

اور عبداللہ بن جبلہ سے، ان کے والد سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ بن حزام انصاری کو کہتے ہوئے سنا: ہم ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس انصار کی ایک جماعت کے ساتھ تھے، تو آپ نے ہم سے فرمایا: اے انصار کی جماعت! اپنی اولاد کو علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی محبت سے پرکھو، پس جس نے اس سے محبت کی تو جان لو کہ وہ رشدہ (حلال زادہ) ہے، اور جس نے اس سے بغض رکھا تو جان لو کہ وہ غیہ (حرام زادہ) ہے۔

وعن الحارث الهمداني قال : دخلت على أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، فقال : ما جاء بك ؟ فقلت : حبّي لك يا أمير المؤمنين ، فقال : يا حارث! أتحبُّني! فقلت : نعم والله يا أمير المؤمنين ، قال : أما لو بلغت نفسُك الحلقوم رأيتني حيث تحبُّ ، ولو رأيتني وأنا أذود الرجال عن الحوض ذود غريبة الإبل لرأيتني حيث تحبُّ ، ولو رأيتني وأنا مارٌّ على الصراط بلواء الحمد بين يدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) لرأيتني حيث تحبُّ.

اور حارث ہمدانی سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے فرمایا: تمہیں کیا لایا ہے؟ میں نے کہا: آپ سے میری محبت یا امیر المومنین، تو آپ نے فرمایا: اے حارث! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں اللہ کی قسم یا امیر المومنین، فرمایا: جب تمہاری جان حلقوم تک پہنچے گی تو تم مجھے وہاں دیکھو گے جہاں تم چاہتے ہو، اور اگر تم مجھے دیکھو جب میں لوگوں کو حوض سے دور کر رہا ہوں جیسے اجنبی اونٹوں کو دور کیا جاتا ہے تو تم مجھے وہاں دیکھو گے جہاں تم چاہتے ہو، اور اگر تم مجھے دیکھو جب میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے سامنے لوائے حمد لیے صراط پر گزر رہا ہوں تو تم مجھے وہاں دیکھو گے جہاں تم چاہتے ہو۔

وروي عن علي بن الحسين ، عن أبيه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) حبّي وحبُّ أهل بيتي نافع في سبعة مواطن أهوالهن عظيمة : عند الوفاة ، وفي القبر ، وعند النشور ، وعند الكتاب ، وعند الحساب ، وعند الميزان ، وعند الصراط.

اور علی بن الحسین سے، ان کے والد (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: میری اور میرے اہل بیت کی محبت سات مقامات میں نفع بخش ہے جن کی ہولناکیاں عظیم ہیں: موت کے وقت، قبر میں، حشر کے وقت، کتاب کے وقت، حساب کے وقت، میزان کے وقت، اور صراط کے وقت۔

وروى السكوني ، عن الصادق ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) :

اور سکونی نے، صادق سے، ان کے آباء (علیہم السلام) سے روایت کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا:

أثبتكم قَدماً على الصراط أشدُّكم حبّاً لأهل بيتي.

تم میں سے صراط پر سب سے زیادہ مضبوط قدم والا وہ ہے جو میرے اہل بیت سے سب سے زیادہ محبت رکھتا ہو۔

وعن الثمالي ، عن أبي جعفر ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) لعلي (عليه السلام) : ما ثبّت الله حبّك في قلب امرىء مسلم ، فزلّت به قدم على الصراط إلاّ ثبت له قدم حتى أدخله الله بحبِّك الجنّة.

اور ثمالی سے، ابو جعفر سے، ان کے آباء (علیہم السلام) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے علی (علیہ السلام) سے فرمایا: اللہ نے جس مسلمان کے دل میں تمہاری محبت ثابت کر دی، پھر اگر صراط پر اس کا قدم لغزش کھائے تو اس کا قدم اس وقت تک ثابت رہے گا جب تک اللہ اسے تمہاری محبت کی وجہ سے جنت میں داخل نہ کر دے۔

وروي عن ابن نباتة ، قال : دخل الحارث الهمداني على أمير المؤمنين (عليه السلام) في نفر من الشيعة ، وكنت معه فيمن دخل ، فجعل الحارث يتأوَّد في مشيته ، ويخبط الأرض بمحجنه ، وكان مريضاً ، فأقبل عليه أمير المؤمنين (عليه السلام) ، وكانت له منه منزلة ، وقال : كيف تجدك يا حارث ؟ قال : نال الدهر منّي ، وزادني أوداً وغليلا اختصام أصحابك ببابك ، قال : فيم ؟ قال : في شأنك والبليَّة من قبلك ، فمن مفرط غال ، ومبغض قال ، ومن متردِّد مرتاب فلا يدري أيقدم أم يحجم ، قال : فحسبك يا أخا همدان ، ألا إن خير شيعتي النمط الأوسط ، إليهم يرجع الغالي ، وبهم يلحق التالي ، قال : لو كشفت فداك أبي وأمي الريب عن قلوبنا ، وجعلتنا في ذلك على بصيرة من أمرنا.

اور ابن نباتہ سے روایت ہے کہ حارث ہمدانی شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ امیر المومنین (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں بھی ان میں سے تھا جو داخل ہوئے۔ حارث مشیت میں لڑکھڑا رہا تھا اور اپنی چھڑی سے زمین کو ٹھونک رہا تھا، اور وہ بیمار تھا۔ امیر المومنین (علیہ السلام) نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے، اور ان کے نزدیک اس کا خاص مقام تھا، فرمایا: اے حارث! تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا: زمانے نے مجھے توڑ دیا ہے، اور آپ کے دروازے پر آپ کے اصحاب کے اختلاف نے میری پریشانی اور بے چینی میں اضافہ کر دیا ہے۔ فرمایا: کس بات میں؟ کہا: آپ کے معاملے میں اور بلا آپ کی طرف سے ہے، تو ایک افراط کرنے والا غالی ہے، اور ایک بغض رکھنے والا کم کرنے والا، اور ایک متردد شک کرنے والا جو نہیں جانتا کہ آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے۔ فرمایا: بس کافی ہے اے ہمدان کے بھائی! سن لو! میرے شیعوں میں بہترین وہ ہیں جو اوسط درجے کے ہیں، ان کی طرف غالی واپس آتا ہے، اور ان کے ساتھ پیچھے رہ جانے والا ملحق ہوتا ہے۔ اس نے کہا: کاش میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ہمارے دلوں سے شک کو دور کر دیتے اور ہمیں اس معاملے میں بصیرت پر قائم کر دیتے۔

قال : قدك ، فإنك امرؤ ملبوس عليك ، إن دين الله لا يُعرف بالرجال ، بل بآية الحقّ ، والآية العلامة ، فاعرف الحقَّ تعرف أهله. يا حارث! إن الحقّ أحسن الحديث ، والصادع به مجاهد ، وبالحقِّ أخبرك ، فأرعني سمعك ، ثم خبِّر به من كانت له خصاصة من أصحابك ، ألا إني عبدالله ، وأخو رسوله ، وصدّيقه الأول ، صدَّقته وآدم بين الروح والجسد ، ثم إني صدّيقه الأول في أمَّتكم حقّاً ، فنحن الأولون ، ونحن الآخرون ، ألا وأنا خاصّته ـ يا حار ـ وخالصته ، وصفوته ووصيُّه ووليُّه ، وصاحب نجواه وسرِّه ، أوتيت فهم الكتاب ، وفصل الخطاب ، وعلم القرآن والأسباب ، واستودعت ألف مفتاح ، يفتح كل مفتاح ألف باب ، يفضي كل باب إلى ألف ألف عهد ، وأُيِّدت ـ أو قال : أمددت ـ بليلة القدر نفلا ، وإن ذلك ليجري لي

فرمایا: تیرا خیال ہے کہ تو ایسا آدمی ہے جس پر لبس ہوا ہے۔ اللہ کے دین کی پہچان مردوں سے نہیں بلکہ حق کی نشانی سے ہوتی ہے، اور آیت علامت ہے، پس حق کو پہچانو تو اس کے اہل کو پہچان لو گے۔ اے حارث ! بلاشبہ حق بہترین گفتگو ہے، اور اسے بیان کرنے والا مجاہد ہے، اور میں تمہیں حق کے ساتھ خبر دیتا ہوں، پس مجھے اپنا کان دو، پھر اسے اپنے ان ساتھیوں کو پہنچا دو جو محتاج ہیں۔ سن لو ! میں اللہ کا بندہ ہوں، اور اس کے رسول کا بھائی ہوں، اور پہلا صدیق ہوں، میں نے انہیں سچا جانا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھا، پھر میں تمہاری امت میں پہلا صدیق ہوں حقیقت میں، پس ہم اوّلین ہیں، اور ہم آخرین ہیں، سن لو ! میں ان کا خاص ہوں اے حار، اور ان کا خالص، اور ان کا صفوہ اور ان کا وصی اور ان کا ولی، اور ان کی گفتگو اور راز کا صاحب ہوں، مجھے کتاب کی سمجھ دی گئی، اور فصل الخطاب، اور قرآن کا علم اور اسباب، اور مجھے ایک ہزار چابیاں امانت میں دی گئیں، ہر چابی ہزار دروازے کھولتی ہے، ہر دروازہ ہزار ہزار عہد کی طرف لے جاتا ہے، اور میری مدد شب قدر سے نفل میں کی گئی، اور یہ میرے لیے جاری ہے

ولمن استحفظ من ذرّيّتي ما جرى الليل والنهار ، حتى يرث الله الأض ومن عليها ، أبشِّرك ـ يا حار ـ ليعرفني ـ والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ـ وليّي وعدوّي في مواطن شتى : عند الممات ، وعند الصراط ، وعند المقاسمة ، قال : وما المقاسمة ؟ قال : مقاسمة النار ، أقاسمها قسمة صحاحا ، أقول : هذا وليّي ، وهذا عدوّي.

اور میری اولاد میں سے جسے محفوظ رکھا گیا اس کے لیے بھی اسی طرح جاری ہے جیسے رات اور دن جاری ہیں، یہاں تک کہ اللہ زمین اور اس پر رہنے والوں کا وارث ہو جائے۔ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں اے حار! مجھے میرا دوست اور دشمن کئی مقامات پر پہچان لے گا، قسم اس کی جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوق کو پیدا کیا: موت کے وقت، اور صراط کے وقت، اور تقسیم کے وقت۔ کہا: تقسیم کیا ہے؟ فرمایا: جہنم کی تقسیم، میں اسے صحیح طور پر تقسیم کروں گا، میں کہوں گا: یہ میرا دوست ہے، اور یہ میرا دشمن ہے۔

ثمَّ أخذ أمير المؤمنين (عليه السلام) بيد الحارث وقال : يا حارث! أخذت بيدك كما أخذ بيدي رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقال لي ـ وقد اشتكيت إليه حسدة قريش والمنافقين ـ : إذا كان يوم القيامة أخذت بحجزة من ذي العرش تعالى ، وأخذت ـ يا عليُّ ـ بحجزتي ، وأخذت ذرّيّتك بحجزتك ، وأخذ شيعتكم بحجزتكم ، فماذا يصنع الله بنبيِّه ؟ وماذا يصنع نبيُّه بوصيِّه ؟ وماذا يصنع وصيُّه بأهل بيته وشيعتهم ؟ خذها إليك ـ يا حار ـ قصيرة من طويلة ، أنت مع من أحببت ، ولك ما اكتسبت ، قالها ثلاثاً ، فقال الحارث ـ وقام يجرُّ رداءه جذلا ـ : ما أبالي وربي بعد هذا ، ألقيت الموت أو لقيني [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 27/156 ـ 161.

پھر امیر المومنین (علیہ السلام) نے حارث کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے حارث ! میں نے تمہارا ہاتھ اسی طرح پکڑا ہے جیسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے میرا ہاتھ پکڑا تھا، پھر مجھ سے فرمایا تھا، جب میں نے قریش کے حاسدوں اور منافقوں کی شکایت کی تھی: جب قیامت کا دن ہوگا تو میں ذی العرش تعالی کے دامن کو پکڑوں گا، اور تم اے علی میرا دامن پکڑو گے، اور تمہاری اولاد تمہارا دامن پکڑے گی، اور تمہارے شیعہ تمہاری اولاد کا دامن پکڑیں گے، تو پھر اللہ اپنے نبی کے ساتھ کیا کرے گا؟ اور نبی اپنے وصی کے ساتھ کیا کرے گا؟ اور وصی اپنے اہل بیت اور ان کے شیعوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ یہ لے لے اے حار، طویل سے مختصر، تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت کرتے ہو، اور تمہارے لیے وہی ہے جو تم نے کمایا، یہ تین بار فرمایا، تو حارث کھڑا ہوا اور خوشی سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے کہا: میں اپنے رب کی قسم اس کے بعد پرواہ نہیں کرتا کہ میں موت کو پاؤں یا وہ مجھے پائے۔

ومن كتاب مشارق الأنوار : عن النبي (صلى الله عليه وآله) قال : حبُّ أهل بيتي ينفع من أحبَّهم في سبعة مواطن مهولة : عند الموت ، وفي القبر ، وعند القيام من الأجداث ، وعند تطاير الصحف ، وعند الحساب ، وعند الميزان ، وعند الصراط ، فمن أحبَّ أن يكون آمناً في هذه المواطن فليتوال علياً بعدي ، وليتمسَّك بالحبل المتين ، وهو عليٌّ ابن أبي طالب وعترته من بعده ، فإنهم خلفائي وأوليائي ، علمهم علمي ، وحلمهم حلمي ، وأدبهم أدبي ، وحسبهم حسبي ، سادة الأولياء ، وقادة الأتقياء ، وبقيَّة الأنبياء ، حربهم حربي ، وعدوُّهم عدوّي.

اور کتاب مشارق الانوار سے: نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: میرے اہل بیت کی محبت ان سے محبت کرنے والے کو سات ہولناک مقامات میں نفع دے گی: موت کے وقت، اور قبر میں، اور قبروں سے اٹھنے کے وقت، اور نامہ اعمال کے اڑنے کے وقت، اور حساب کے وقت، اور میزان کے وقت، اور صراط کے وقت۔ پس جو چاہتا ہے کہ ان مقامات میں محفوظ رہے تو میرے بعد علی سے محبت کرے، اور حبل متین کو مضبوطی سے تھامے، اور وہ علی ابن ابی طالب اور ان کے بعد ان کی عترت ہیں، پس یہ میرے خلفا اور میرے اولیا ہیں، ان کا علم میرا علم ہے، اور ان کی حلم میری حلم ہے، اور ان کا ادب میرا ادب ہے، اور ان کا حسب میرا حسب ہے، اولیا کے سردار، متقیوں کے رہنما، اور انبیا کی باقیات، ان کی جنگ میری جنگ ہے، اور ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔

ومن كتاب أعلام الدين للديلمي ، من كتاب الحسين بن سعيد ، بإسناده عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إذا بلغت نفس أحدكم هذه ـ وأومأ إلى حلقه ـ قيل له : أمَّا ما كنت تحذر من همِّ الدنيا فقد أمنته ، ثمَّ يعطى بشارته.

اور کتاب اعلام الدین از دیلمی سے، کتاب حسین بن سعید سے، اپنی سند کے ساتھ ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے کہ آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی جان یہاں تک پہنچ جائے، اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا، تو اس سے کہا جائے گا: دنیا کی جس فکر سے تم ڈرتے تھے اس سے تم محفوظ ہو گئے،

پھر اسے اس کی بشارت دی جائے گی۔

وعنه ، عن آبائه (عليهم السلام) ، عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أنه قال لأمير المؤمنين (عليه السلام) : بشِّر شيعتك ومحبّيك بخصال عشر : أوَّلها : طيب مولدهم ، وثانيها : حسن إيمانهم ، وثالثها : حبُّ الله لهم ، والرابعة : الفسحة في قبورهم ، والخامسة : نورهم يسعى بين أيديهم ، والسادسة : نزع الفقر من بين أعينهم وغنى قلوبهم ، والسابعة : المقت من الله لأعدائهم ، والثامنة : الأمن من البرص والجذام ، والتاسعة : انحطاط الذنوب والسيئات عنهم ، والعاشرة : هم معي في الجنة وأنا معهم ، فطوبى لهم وحسن مآب.

اور آپ سے، آپ کے آباء (علیہم السلام) سے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے امیر المومنین (علیہ السلام) سے فرمایا: اپنے شیعوں اور محبوں کو دس خصلتوں کی خوشخبری دے دو: پہلی ان کی پاکیزہ پیدائش، اور دوسری ان کا حسن ایمان، اور تیسری ان کے لیے اللہ کی محبت، اور چوتھی ان کی قبروں میں وسعت، اور پانچویں ان کا نور جو ان کے آگے دوڑے گا، اور چھٹی ان کی آنکھوں کے درمیان سے فقر کا نکل جانا اور ان کے دلوں کی دولت، اور ساتویں ان کے دشمنوں کے لیے اللہ کی طرف سے نفرت، اور آٹھویں کوڑھ اور جذام سے امان، اور نویں ان سے گناہوں اور برائیوں کا جھڑ جانا، اور دسویں وہ جنت میں میرے ساتھ ہیں اور میں ان کے ساتھ ہوں، پس ان کے لیے خوشخبری ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔

وروى جابر بن عبدالله ، قال : بينا نحن عند رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذ التفت إلى علي (عليه السلام) فقال : يا أبا الحسن! هذا جبرئيل (عليه السلام) يقول : إن الله تعالى أعطى شيعتك ومحبّيك سبع خصال : الرفق عند الموت ، والأنس عند الوحشة ، والنور عند الظلمة ، والأمن عند الفزع ، والقسط عند الميزان ، والجواز على الصراط ، ودخول الجنّة قبل الناس ، يسعى نورهم بين أيديهم.

اور جابر بن عبداللہ نے روایت کی، کہا: ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس تھے، آپ نے علی (علیہ السلام) کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: اے ابو الحسن! یہ جبرئیل (علیہ السلام) کہتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے شیعوں اور محبوں کو سات خصلتیں عطا کی ہیں: موت کے وقت رفق، اور وحشت کے وقت انس، اور اندھیرے میں نور، اور خوف کے وقت امان، اور میزان کے وقت انصاف، اور صراط پر گزر، اور لوگوں سے پہلے جنت میں داخلہ، ان کا نور ان کے آگے آگے دوڑے گا۔

وروى جابر أيضاً عنه (صلى الله عليه وآله) قال : من أحبَّ الأئمة من أهل بيتي فقد أصاب خير الدنيا والآخرة ، فلا يشكَّن أحد أنه في الجنة ، فإن في حبِّ أهل بيتي عشرين خصلة : عشر في الدنيا ، وعشر في الآخرة ، أمَّا في الدنيا فالزهد ، والحرص على العمل ، والورع في الدين ، والرغبة في العبادة ، والتوبة قبل الموت ، والنشاط في قيام الليل ، واليأس مما في أيدي الناس ، والحفظ لأمر الله عزَّ وجلَّ ونهيه ، والتاسعة بغض الدنيا ، والعاشرة السخاء.

اور جابر نے بھی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت کی، فرمایا: جس نے میرے اہل بیت سے ائمہ سے محبت کی تو اس نے دنیا اور آخرت کی بھلائی پالی، پس کسی کو شک نہ ہو کہ وہ جنت میں ہے، کیونکہ میرے اہل بیت کی محبت میں بیس خصلتیں ہیں: دس دنیا میں، اور دس آخرت میں، رہیں دنیا میں تو زہد، اور عمل کا شوق، اور دین میں پرہیزگاری، اور عبادت کی رغبت، اور موت سے پہلے توبہ، اور رات کے قیام میں نشاط، اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو ہے اس سے مایوسی، اور اللہ عزوجل کے حکم اور نہی کی حفاظت، اور نویں دنیا سے نفرت، اور دسویں سخاوت۔

وأمَّا في الآخرة فلا ينشر له ديوان ، ولا ينصب له ميزان ، ويعطى كتابه بيمينه ويكتب له براءة من النار ، ويبيضُّ وجهه ، ويكسى من حلل الجنة ، ويشفَّع في مائة من أهل بيته ، وينظر الله إليه بالرحمة ، ويتوَّج من تيجان الجنة ، والعاشرة

اور رہیں آخرت میں تو نہ اس کا کوئی دفتر کھولا جائے گا، اور نہ اس کے لیے کوئی میزان نصب کی جائے گی، اور اسے اس کی کتاب اس کے داہنے ہاتھ میں دی جائے گی اور اس کے لیے جہنم سے برأت لکھی جائے گی، اور اس کا چہرہ سفید ہوگا، اور اسے جنت کے حلے پہنائے جائیں گے، اور وہ اپنے گھر والوں میں سے سو افراد کی شفاعت کرے گا، اور اللہ اس کی طرف رحمت کی نگاہ سے دیکھے گا، اور اسے جنت کے تاجوں سے تاج پہنایا جائے گا، اور دسویں

دخول الجنة بغير حساب ، فطوبى لمحبِّ أهل بيتي.

بغیر حساب جنت میں داخلہ، پس خوشخبری ہو میرے اہل بیت سے محبت کرنے والوں کے لیے۔

وعن أبن أبي يعفور قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : قد استحييت مما أكرِّر هذا الكلام عليكم : إنّما بين أحدكم وبين أن يغتبط أن تبلغ نفسه ههنا ـ وأهوى بيده إلى حنجرته ـ يأتيه رسول الله (صلى الله عليه وآله) وعليٌّ (عليه السلام) فيقولان له : أمَّا ما كنت تخاف فقد آمنك الله منه ، وأمَّا ما كنت ترجو فأمامك ، فأبشروا ، أنتم الطيِّبون ، ونساؤكم الطيِّبات ، كلُّ مؤمنة حوراء عيناء ، كلُّ مؤمن صدّيق شهيد.

اور ابن ابی یعفور سے روایت ہے، کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: مجھے شرم آتی ہے کہ میں یہ بات تم پر دہراتا ہوں: تم میں سے کسی کے اور خوشحال ہونے کے درمیان صرف یہ ہے کہ اس کی جان یہاں تک پہنچ جائے — اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا — اس کے پاس رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور علی (علیہ السلام) آتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں: جس سے تم ڈرتے تھے اس سے اللہ نے تمہیں امان دے دی، اور جس کی تم امید رکھتے تھے وہ تمہارے سامنے ہے، پس خوشخبری ہو تمہیں، تم پاکیزہ ہو، اور تمہاری عورتیں پاکیزہ ہیں، ہر مومنہ حور عین ہے، ہر مومن صدیق شہید ہے۔

قال : وقال أبو عبدالله (عليه السلام) لأصحابه ابتداء منه : أحببتمونا وأبغضنا الناس ، وصدَّقتمونا وكذَّبنا الناس ، ووصلتمونا وجفانا الناس ، فجعل الله محياكم محيانا ، ومماتكم مماتنا ، أما والله ما بين الرجل منكم وبين أن يقرَّ الله عينه إلاَّ أن تبلغ نفسه هذا المكان ـ وأومأ إلى حلقه فمدَّ الجلدة ـ ثمَّ أعاد ذلك ، فوالله ما رضي حتى حلف ، فقال : والله الذي لا إليه إلاَّ هو ، لحدَّثني أبي محمد بن علي بذلك ، إن الناس أخذوا ههنا وههنا ، وإنكم أخذتم حيث أخذ الله ، إن الله اختار من عباده محمّداً (صلى الله عليه وآله) ، واخترتم خيرة الله ، فاتقوا الله ، وأدُّوا الأمانات إلى الأسود والأبيض وإن كان حروريا ، وإن كان شامياً.

کہا: اور ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب سے ابتداءً فرمایا: تم نے ہم سے محبت کی اور لوگوں نے ہم سے دشمنی کی، اور تم نے ہماری تصدیق کی اور لوگوں نے ہمیں جھٹلایا، اور تم نے ہم سے تعلق جوڑا اور لوگوں نے ہم سے کنارہ کشی کی، پس اللہ نے تمہاری زندگی کو ہماری زندگی بنا دیا، اور تمہاری موت کو ہماری موت بنا دیا، اللہ کی قسم! تم میں سے کسی آدمی کے اور یہ کہ اللہ اس کی آنکھ ٹھنڈی کر دے کے درمیان صرف یہ ہے کہ اس کی جان یہاں تک پہنچ جائے — اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور کھال کھینچی — پھر آپ نے یہ دہرایا، اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک راضی نہ ہوئے جب تک قسم نہ کھالی، پس فرمایا: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے میرے والد محمد بن علی نے اس بارے میں بتایا، کہ لوگ ادھر ادھر چلے گئے، اور تم نے وہاں اختیار کیا جہاں اللہ نے اختیار کیا، بے شک اللہ نے اپنے بندوں میں سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو منتخب کیا، اور تم نے اللہ کے منتخب کو اختیار کیا، پس اللہ سے ڈرو، اور امانت کالے اور سفید کو ادا کرو اگرچہ وہ حروری ہو، اور اگرچہ وہ شامی ہو۔

وعن عبد الرحيم قال : قال لي أبو جعفر (عليه السلام) : إنما يغتبط أحدكم حين تبلغ نفسه ههنا ، فينزل عليه الملك فيقول : أمّا ما كنت ترجو فقد أعطيته ، وأمّا ما كنت تخافه فقد أمنت منه ، فيفتح له باب إلى منزله من الجنة ، فيقال له : انظر إلى مسكنك من الجنة ، وانظر : هذا رسول الله (صلى الله عليه وآله) وفلان وفلان وفلان ، هم رفقاؤك وهو قوله تعالى : « الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ * لَهُمْ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الأخِرَةِ » [1]

سورة يونس ، الآية : 64.

.

اور عبد الرحیم سے روایت ہے، کہا: ابو جعفر (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: تم میں سے کوئی تب ہی خوشحال ہوتا ہے جب اس کی جان یہاں تک پہنچ جائے، پس اس پر فرشتہ نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے: جس کی تم امید رکھتے تھے وہ تمہیں مل گیا، اور جس سے تم ڈرتے تھے اس سے تم محفوظ ہو گئے، پھر اس کے لیے جنت میں اس کے گھر کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس اس سے کہا جاتا ہے: اپنے جنت میں گھر کو دیکھو، اور دیکھو: یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور فلاں اور فلاں اور فلاں ہیں، یہ تمہارے ساتھی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: «الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ * لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ» (جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے رہے، ان کے لیے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے)۔

وعن صفوان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : والله إنّكم لعلى دين الله ودين ملائكته ، وإنكم ـ والله ـ لعلى الحقّ ، فاتقوا الله ، وكفُّوا ألسنتكم ، وصلُّوا في

اور صفوان سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، فرمایا: اللہ کی قسم! تم اللہ کے دین اور اس کے فرشتوں کے دین پر ہو، اور تم – اللہ کی قسم – حق پر ہو، پس اللہ سے ڈرو، اور اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو، اور اپنی

مساجدكم ، وعودوا مرضاكم ، فإذا تميَّز الناس فتميَّزوا ، فإن ثوابكم لعلى الله ، وإن أغبط ما تكونون إذا بلغت نفس أحدكم إلى هذه ـ وأومأ إلى حلقه ـ قرَّت عينه.

مسجدوں میں نماز پڑھو، اور اپنے بیماروں کی عیادت کرو، پس جب لوگ الگ ہوں تو تم الگ ہو جاؤ، کیونکہ تمہارا اجر اللہ پر ہے، اور تم سب سے زیادہ خوشحال اس وقت ہوتے ہو جب تم میں سے کسی کی جان اس تک پہنچے – اور آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا – اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

وعن جابر الجعفي ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : قال أمير المؤمنين (عليه السلام) للحارث الأعور : لينفعنَّك حبُّنا عند ثلاث : عند نزول ملك الموت ، وعند مسائلتك في قبرك ، وعند موقفك بين يدي الله.

اور جابر جعفی سے، ابو جعفر (علیہ السلام) سے، فرمایا: امیر المومنین (علیہ السلام) نے حارث اعور سے فرمایا: ہماری محبت تمہیں تین جگہ فائدہ دے گی: موت کے فرشتے کے نزول کے وقت، اور اپنی قبر میں تم سے سوال کیے جانے کے وقت، اور اللہ کے سامنے اپنے کھڑے ہونے کے وقت۔

وعن أبي عمرو الكشي ، عن محمد بن مسعود ، رفعه إلى سعيد بن يسار أنه حضر أحد ابني سابور ، وكان لهما ورع وإخبات ، فمرض أحدهما ، ولا أحسبه إلاّ زكريا بن سابور ، قال : فحضرته عند موته ، قال : فبسط يده ثمَّ قال : بسطت يدي يا علي ، قال : قصصت ذلك على أبي عبدالله (عليه السلام) ثمَّ قمت عنه ، فاتّبعني رسوله فرجعت إليه ، فقال : أخبرني خبر الرجل الذي حضرته عند موته أيَّ شيء سمعته يقول ؟ قلت : بسط يده ثمَّ قال : بسطت يدي يا علي ، فقال أبو عبدالله (عليه السلام) : رآه والله ، راه والله.

اور ابو عمرو کشی سے، محمد بن مسعود سے، سعید بن یسار تک مرفوع روایت ہے کہ وہ سابور کے دو بیٹوں میں سے ایک کے پاس موجود تھے، اور ان دونوں میں پرہیزگاری اور انکساری تھی، پس ان میں سے ایک بیمار ہو گیا، اور میرا خیال ہے کہ وہ زکریا بن سابور تھے، کہا: پس میں اس کی موت کے وقت اس کے پاس تھا، کہا: پس اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا پھر کہا: میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اے علی، کہا: میں نے یہ واقعہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے سامنے بیان کیا پھر آپ سے اٹھ گیا، پس آپ کا قاصد میرے پیچھے آیا تو میں آپ کی طرف واپس گیا، پس آپ نے فرمایا: مجھے اس آدمی کی خبر بتاؤ جس کے پاس تم اس کی موت کے وقت تھے، تم نے اسے کیا کہتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا: اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا پھر کہا: میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اے علی، پس ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس نے انہیں دیکھا، اللہ کی قسم! اس نے انہیں دیکھا۔

ومن وصايا جابر الأنصاري رضوان الله تعالى عليه لعطيَّة العوفي ما قاله له بعد منصرفه معه من زيارة الإمام الحسين (عليه السلام) قال عطيَّة : فلمَّا صرنا في بعض الطريق قال لي : يا عطية! هل أوصيك ؟ وما أظن أنني بعد هذه السفرة ملاقيك ، أَحِبَّ محبَّ آل محمد ما أحبَّهم ، وابغض مبغض آل محمد ما أبغضهم ، وإن كان صوّاماً قوّاماً ، وارفق بمحبِّ آل محمد ، فإنه إن تزلَّ لهم قدم بكثرة ذنوبهم ، ثبتت لهم أخرى بمحبَّتهم ، فإن محبَّهم يعود إلى الجنَّة ، ومبغضهم يعود إلى النار [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 65/131.

.

اور جابر انصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیتوں میں سے جو انہوں نے عطیہ عوفی سے امام حسین (علیہ السلام) کی زیارت سے واپسی کے بعد فرمائیں، عطیہ نے کہا: جب ہم راستے میں کچھ آگے بڑھے تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے عطیہ! کیا میں تمہیں وصیت کروں؟ اور میرا خیال نہیں کہ میں اس سفر کے بعد تم سے دوبارہ ملاقات کروں گا، آل محمد کے محبوں سے محبت رکھو جب تک وہ ان سے محبت رکھیں، اور آل محمد کے دشمنوں سے بغض رکھو جب تک وہ ان سے بغض رکھیں، اگرچہ وہ کثرت سے روزے رکھنے والا اور (رات بھر) کھڑے رہنے والا ہو، اور آل محمد کے محبوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، کیونکہ اگر ان کا قدم ان کے گناہوں کی کثرت سے پھسل جائے، تو دوسرا قدم ان کی محبت کے سبب ثابت رہے گا، کیونکہ ان کا محب جنت کی طرف لوٹتا ہے، اور ان کا بغض رکھنے والا جہنم کی طرف لوٹتا ہے۔

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

فلولاهُمُ ماذَرَّ في الأُفْقِ شَارِقٌ
ولا اخْضَلَّ رَوْضُ الأرضِ واخضرَّ عُودُها

اور شیخ محمد علی یعقوبی علیہ الرحمہ کا کیا خوب فرمانا ہے جب وہ کہتے ہیں:

لولا ان کے طلوع ہونے والا آفاق میں نہ چمکتا
اور نہ زمین کی بہار تر ہوتی اور نہ اس کی شاخ سبز ہوتی

وَهُمْ أيقظوا من رَقْدَةِ الجَهلِ أُمَّةً إلى الحَشْرِ لولاهم لَدامَ رُقُودُها
فَمَنْ ذَا يُسَاوِيهِمْ وَهُمْ سَادَةُ الْوَرَى وَهَلْ يستوي سَاداتُهَا وعبيدُها
بهم قَرَّت الدنيا وهم فَوْقَ أَرْضِها وَطَابَ بهم بَعْدَ المَمَاتِ صعيدُها
إذا فُوخِرُوا يوماً بمَجْد وسُؤْدَد غدا طَارِفُ الْعَلْيَا لهم وتليدُها
رَبَتْ في حُجُورِ المَكْرُمَاتِ وإنَّما ظُهُورُ الجِيَادِ الصافِنَاتِ مُهُودُها
يَنَابِيعُ وَحْي بالعُلُومِ تَفَجَّرَتْ صُدُورُ الْوَرَى عنهم ومنهم وُرُودُها
وَتَاللهِ مَا حَادَتْ عن الرُّشْدِ والْهُدَى
سوى فِئَة قَدْ كان عَنْهُمْ مَحِيْدُها مَنَاقِبُ في جِيْدِ اللَّيَالي كأنَّها
عُقُودٌ يُبَاهِي الشُّهْبَ فيهنَّ جِيْدُها
سَمَتْ حيثُ لو أنَّ الكَوَاكِبَ حَاوَلَتْ صُعُوداً لأَدْنَاها لَعَزَّ صُعُودُها [1]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، الدكتور عبد الصاحب الموسوي : 341 ـ 342.

اور وہی ہیں جنہوں نے جہالت کی نیند سے ایک امت کو بیدار کیا
حشر تک، اگر وہ نہ ہوتے تو اس کی نیند دائمی رہتی
پس کون ان کے برابر ہو سکتا ہے جبکہ وہ خلق کے سردار ہیں
اور کیا برابر ہو سکتے ہیں اس کے سردار اور اس کے غلام
ان سے دنیا کو سکون ملا اور وہ اس کی زمین پر ہیں
اور ان سے موت کے بعد اس کی خاک پاکیزہ ہو گئی
جب کبھی فخر کیا جائے مجد اور سیادت میں
تو بلندی کا نیا اور پرانا مال انہی کا ہے
وہ کرامتوں کی گودوں میں پلے اور بے شک
تیز رفتار اصیل گھوڑوں کی پیٹھیں ان کے گہوارے ہیں
وہ علوم کی وحی کے سرچشمے ہیں جو پھوٹ پڑے
خلق کے سینے ان سے، اور ان سے ہی ان کا ورود
اللہ کی قسم ! رشد اور ہدایت سے منحرف نہیں ہوئے
سوائے ایک گروہ کے جس کا انحراف انہی سے تھا
ایسی فضیلتیں جو راتوں کے گلے میں ایسی ہیں گویا
وہ ہار ہیں جن میں ستاروں سے ان کا گلا فخر کرتا ہے
وہ بلند ہوئیں جہاں اگر ستارے کوشش کرتے
چڑھنے کی تو ان کے لیے ان کے قریب ترین تک
پہنچنا بھی دشوار ہوتا

المجلس السابع والعشرون

في ولاية أهل البيت (عليهم السلام)

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، بسنده عن إسحاق بن راهويه قال : لمَّا وافى أبو الحسن الرضا (عليه السلام) نيسابور ، وأراد أن يخرج منها إلى المأمون اجتمع عليه أصحاب الحديث ، فقالوا له : يا ابن رسول الله! ترحل عنّا ولا تحدِّثنا بحديث فنستفيده منك ـ وكان قد قعد في العمارية ـ فأطلع رأسه وقال : سمعت أبي موسى ابنَ جعفر يقول : سمعت أبي جَعْفَرَ بن محمد يقول : سمعت أبي محمَّدَ بنَ علي يقول : سمعت أبي عليَّ بنَ الحسين يقول : سمعت أبي الحسينَ بنَ علي بن أبي طالب يقول : سمعت أبي أميرَ المؤمنين عليَّ بن أبي طالب (عليهم السلام) يقول : سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : سمعت جبرئيل يقول : سمعت الله جلَّ جلاله يقول : لا إله إلاَّ الله حصني ، فمن دخل حصني أمن من عذابي ، قال : فلمَّا مرَّت الراحلة نادانا : بشروطها ، وأنا من شروطها.

قال الشيخ الصدوق رحمة الله عليه : من شروطها الإقرار للرضا (عليه السلام) بأنه إمام من قبل الله عزَّ وجلَّ على العباد ، مفترض الطاعة عليهم.

وروى الصفار بسنده عن محمد بن الفضيل ، عن أبي الحسن (عليه السلام) قال : ولاية علي مكتوبة في جميع صحف الأنبياء ، ولن يبعث الله نبيّاً إلاَّ بنبوة محمد ووصيِّه علي صلوات الله عليهما.

وعن أبي بصير ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : ما من نبي نُبِّىء ، ولا من رسول أُرسل إلاَّ بولايتنا وتفضيلنا على مَنْ سوانا. وعن جابر قال : قال أبو جعفر (عليه السلام) :

ولايتنا ولاية الله التي لم يبعث نبياً قط إلاَّ بها [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 26/280 ـ 281.

.

وروى الشيخ الصدوق (رحمه الله) ، عن جابر الجعفي ، عن الباقر صلوات الله عليه قال : سألته عن تعبير الرؤيا عن دانيال أهو صحيح ؟ قال : نعم ، كان يوحى إليه وكان نبيّاً ، وكان مما علَّمه الله تأويل الأحاديث ، وكان صدّيقاً حكيماً ، وكان ـ والله ـ يدين بمحبّتنا أهل البيت ، قال جابر : بمحبَّتكم أهل البيت ؟ قال : إي والله ، وما من نبيٍّ ولا مَلَك إلاَّ وكان يدين بمحبّتنا [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 26/284.

ولله در من قال :

ستائیسویں مجلس

اہل بیت (علیہم السلام) کی ولایت کے بارے میں

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اپنی سند سے اسحاق بن راہویہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب ابوالحسن رضا (علیہ السلام) نیشاپور تشریف لائے اور وہاں سے مأمون کی طرف نکلنا چاہا تو محدثین آپ کے پاس جمع ہو گئے، پس انہوں نے آپ سے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ ! آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں اور ہمیں کوئی حدیث نہیں سناتے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور آپ محمل میں بیٹھے ہوئے تھے پس آپ نے سر نکالا اور فرمایا: میں نے اپنے والد موسیٰ بن جعفر سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد جعفر بن محمد سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد محمد بن علی سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد علی بن الحسین سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد حسین بن علی بن ابی طالب سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب (علیہم السلام) سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سنا، آپ نے فرمایا: میں نے جبرئیل سے سنا، انہوں نے کہا: میں نے اللہ جل جلالہ سے سنا، اس نے فرمایا: لا إلہ إلا اللہ میرا قلعہ ہے، پس جو میرے قلعہ میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ راوی نے کہا: پھر جب سواری آگے بڑھی تو آپ نے ہمیں پکار کر فرمایا: اس کی شرطوں کے ساتھ، اور میں اس کی شرطوں میں سے ہوں۔

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ رضا (علیہ السلام) کے لیے اس بات کا اقرار کیا جائے کہ آپ اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں پر امام ہیں، اور ان پر آپ کی اطاعت واجب ہے۔

اور صفار نے اپنی سند سے محمد بن فضیل سے، ابوالحسن (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: علی کی ولایت تمام انبیاء کے صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے، اور اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر محمد کی نبوت اور ان کے وصی علی کی ولایت کے ساتھ، صلوات اللہ علیہما۔

اور ابو بصیر سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: کوئی نبی نبوت نہیں دیا گیا اور نہ کوئی رسول بھیجا گیا مگر ہماری ولایت اور ہماری فضیلت کے ساتھ جو ہمارے سوا کسی پر نہیں۔ اور جابر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ابو جعفر (علیہ السلام) نے فرمایا:

ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے جس کے بغیر کبھی کوئی نبی نہیں بھیجا گیا۔

اور شیخ صدوق (رحمہ اللہ) نے جابر جعفی سے، باقر صلوات اللہ علیہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: میں نے آپ سے دانیال کی تعبیر خواب کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، ان پر وحی ہوتی تھی اور وہ نبی تھے، اور اللہ نے انہیں جو تعلیم دی تھی ان میں احادیث کی تاویل تھی، اور وہ صدیق حکیم تھے، اور اللہ کی قسم وہ ہم اہل بیت کی محبت کے دین دار تھے۔ جابر نے کہا: تمہاری اہل بیت کی محبت کے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم، اور کوئی نبی یا فرشتہ نہیں مگر یہ کہ وہ ہماری محبت کا دین دار تھا۔ اور اس کی شان ہے جس نے کہا:

ولايتي لأمير النحل تكفيني عند الممات وتغسيلي وتكفيني وطينتي عُجنت من قبل تكويني بحب حيدر كيف النار تكويني

امیر النحل کی ولایت مجھے کافی ہے
موت کے وقت اور میرے غسل اور کفن میں
اور میری طینت گوندھی گئی میری تخلیق سے پہلے
حیدر کی محبت سے، آگ مجھے کیسے جلائے گی

المجلس الثامن والعشرون

ما ورد في ذم بغض أهل البيت (عليهم السلام)

روي عن ابن سنان ، يرفعه إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال : إن حديثنا صعب مستصعب ، لا يحتمله إلاّ صدور منيرة ، أو قلوب سليمة وأخلاق حسنة ، إن الله أخذ من شيعتنا الميثاق كما أخذ على بني آدم ، حيث يقول عزَّ وجلَّ : « وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى » [3]

سورة الأعراف ، الآية : 172.

فمن وفى لنا وفى الله له بالجنّة ، ومن أبغضنا ولم يؤدِّ إلينا حقَّنا ففي النار خالداً مخلَّداً [4]

بحار الأنوار ، المجلسي : 2/190.

.

اٹھائیسویں مجلس

اہل بیت (علیہم السلام) سے بغض کی مذمت میں جو وارد ہوا ہے

ابن سنان سے مرفوع روایت ہے کہ وہ ابو عبداللہ (علیہ السلام) تک پہنچاتے ہیں، آپ نے فرمایا: بے شک ہماری حدیث مشکل اور انتہائی مشکل ہے، اسے نہیں اٹھاتے مگر روشن سینے، یا سلیم دل اور اچھے اخلاق۔ بے شک اللہ نے ہمارے شیعوں سے پیثاق لیا جیسے بنی آدم سے لیا، جب عزوجل نے فرمایا: «وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِم ذُرِّيَّتَهُم وَأَشْهَدَهُم عَلَى أَنفُسِهِم أَلَسْتُ بِرَبِّكُم قَالُوا بَلَى» پس جس نے ہمارے ساتھ وفا کی، اللہ اس کے ساتھ جنت کے ساتھ وفا کرے گا، اور جس نے ہم سے بغض رکھا اور ہمارا حق ادا نہیں کیا تو وہ آگ میں خالد و مخلد رہے گا۔

وعن أبي الجارود ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : حبُّنا إيمان ، وبغضنا كفر ، ثمَّ قرأ هذه الآية : « وَلَكِنَّ اللهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمْ الإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ » [1]

سورة الحجرات ، الآية : 7.

[2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 22/368.

.

اور ابو الجارود سے، ابو جعفر (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہماری محبت ایمان ہے، اور ہمارا بغض کفر ہے، پھر آپ نے تلاوت فرمائی یہ آیت: «وَلَكِنَّ اللهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ»۔

وعن أبي الجارود ، عن أبي عبدالله الجدلي قال : قال لي أمير المؤمنين (عليه السلام) : ألا أخبرك بالحسنة التي من جاء بها أمن من فزع يوم القيامة ، والسيئة التي من جاء بها كُبَّ على وجهه في نار جهنم ؟ قلت : بلى يا أمير المؤمنين ، قال : الحسنة حبُّنا أهل البيت ، والسيئة بغضنا أهل البيت [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 24/42 ح 3.

.

اور ابو الجارود سے، ابو عبداللہ جدلی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس نیکی کے بارے میں نہ بتاؤں جو جو بھی لے کر آئے گا وہ قیامت کے دن کی ہولناکی سے محفوظ رہے گا، اور وہ برائی جو جو بھی لے کر آئے گا اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا؟ میں نے کہا: جی ہاں اے امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا: نیکی ہم اہل بیت کی محبت ہے، اور برائی ہم اہل بیت سے بغض ہے۔

وعن عمار الساباطي قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : إن أبا أمية يوسف بن ثابت حدَّث عنك قلت : لا يضرُّ مع الإيمان عمل ، ولا ينفع مع الكفر عمل ، فقال : إنه لم يسألني أبو أمية عن تفسيرها ، إنما عنيت بهذا أنه من عرف الإمام من آل محمد (صلى الله عليه وآله) وتولاَّه ، ثمَّ عمل لنفسه ما شاء من عمل الخير قبل منه ذلك ، وضوعف له أضعافاً كثيرة ، وانتفع بأعمال الخير مع المعرفة ، فهذا ما عنيت بذلك ، وكذلك لا يقبل الله من العباد الأعمال الصالحة التي يعملونها إذا تولَّوا الإمام الجائر الذي ليس من الله تعالى ، فقال له عبدالله بن أبي يعفور : أليس الله تعالى قال : « مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ » [4]

سورة النمل ، الآية : 89.

؟ فكيف لا ينفع العمل الصالح ممن يوالي أئمة الجور ؟ فقال له أبو عبدالله (عليه السلام) : هل تدري ما الحسنة التي عناها الله تعالى في هذه الآية ؟ هي معرفة الإمام وطاعته ، وقد قال الله تعالى : « وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلاَّ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ » [5]

سورة النمل ، الآية : 90.

، وإنما أراد بالسيئة إنكار الإمام الذي هو من الله تعالى ، ثم قال أبو عبدالله (عليه السلام) : من جاء يوم القيامة بولاية إمام جائر ليس من الله ، وجاء منكراً لحقِّنا ، جاحداً لولايتنا أكَبَّه الله تعالى يوم القيامة في النار [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 24/43 ح 7.

.

اور عمار ساباطی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: ابو امیہ یوسف بن ثابت نے آپ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایمان کے ساتھ کوئی عمل نقصان نہیں دیتا، اور کفر کے ساتھ کوئی عمل نفع نہیں دیتا۔ آپ نے فرمایا: ابو امیہ نے مجھ سے اس کی تفسیر نہیں پوچھی تھی، میری اس سے مراد یہ تھی کہ جو شخص آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) میں سے امام کو پہچانے اور اس سے محبت کرے، پھر اپنے لیے جو چاہے نیک عمل کرے تو اس سے قبول کیا جائے گا، اور اسے کئی گنا بڑھا دیا جائے گا، اور وہ معرفت کے ساتھ نیک اعمال سے فائدہ اٹھائے گا، یہی میری مراد تھی۔ اور اسی طرح اللہ بندوں کے نیک اعمال قبول نہیں کرتا جو وہ کرتے ہیں جب وہ اس ظالم امام کی ولایت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ عبداللہ بن ابی یعفور نے آپ سے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: «مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ»؟ تو پھر نیک عمل اس کو کیسے فائدہ نہیں دے گا جو ظالم اماموں کی ولایت کرتا ہے؟ ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جس نیکی کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کیا ہے؟ وہ امام کی معرفت اور اس کی اطاعت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ»، اور اللہ کی مراد برائی سے اس امام کا انکار ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: جو شخص قیامت کے دن کسی ایسے ظالم امام کی ولایت لے کر آئے جو اللہ کی طرف سے نہیں ہے، اور ہمارے حق کا منکر ہو کر آئے، ہماری ولایت کا جاحد ہو کر آئے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔

وعن أبي الجارود ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في قوله عزَّ وجلَّ : « مَا جَعَلَ اللهُ لِرَجُل مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ » [2]

سورة الأحزاب ، الآية : 4.

قال : قال علي بن أبي طالب (عليه السلام) : ليس عبد من عبيد الله ممن امتحن قلبه للإيمان إلاَّ وهو يجد مودّتنا على قلبه فهو يودّنا ، وما من عبد من عبيد الله ممن سخط الله عليه إلاَّ وهو يجد بغضنا على قلبه فهو يبغضنا ، فأصبحنا نفرح بحبِّ المحبِّ ، ونعرف بغض المبغض ، وأصبح محبُّنا ينتظر رحمة الله عزَّ وجلَّ ، فكأنَّ أبواب الرحمة قد فُتحت له ، وأصبح مبغضنا على شفا جرف من النار ، فكان ذلك الشفا قد انهار به في نار جهنم ، فهنيئاً لأهل الرحمة رحمتهم ، وتعساً لأهل النار مثواهم ، إن الله عزَّ وجلَّ يقول : « فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ » [3]

سورة النحل ، الآية : 29.

وإنه ليس عبد من عبيد الله يقصِّر في حبِّنا لخير جعله الله عنده; إذ لا يستوي من يحبُّنا ومن يبغضنا ، ولا يجتمعان في قلب رجل أبداً ، إن الله لم يجعل لرجل من قلبين في جوفه يحبُّ بهذا ويبغض بهذا ، أمَّا محبُّنا فيخلص الحبَّ لنا كما يخلص الذهب بالنار لا كدر فيه ، ومبغضنا على تلك المنزلة ، نحن النجباء ، وأفراطنا أفراط الأنبياء ، وأنا وصيُّ الأوصياء ، والفئة الباغية من حزب الشيطان ، والشيطان منهم ، فمن أراد أن يعلم حبَّنا فليمتحن قلبه ، فإن شارك في حبِّنا عدوَّنا فليس منا ، ولسنا منه ، والله عدوُّه وجبرئيل وميكائيل ، والله عدوٌّ للكافرين.

اور ابو الجارود سے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے اللہ عزوجل کے قول: «مَا جَعَلَ اللہُ لِرَجُل مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ» کے بارے میں روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: علی بن ابی طالب (علیہ السلام) نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہیں جس کے دل کو ایمان کے لیے آزمایا گیا ہو مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری محبت پاتا ہے پس وہ ہم سے محبت رکھتا ہے، اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہیں جس پر اللہ ناراض ہو مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہمارے بغض کو پاتا ہے پس وہ ہم سے بغض رکھتا ہے۔ لہذا ہم محبت کرنے والے کی محبت سے خوش ہوتے ہیں، اور بغض رکھنے والے کے بغض کو پہچانتے ہیں، اور ہمارا محب اللہ عزوجل کی رحمت کا منتظر ہے، گویا کہ رحمت کے دروازے اس کے لیے کھل گئے ہیں، اور ہمارا دشمن آگ کی کھائی کے کنارے پر ہے، پس وہ کنارا اس کے ساتھ جہنم کی آگ میں گر چکا ہے۔ تو رحمت والوں کو ان کی رحمت مبارک ہو، اور آگ والوں کو ان کے ٹھکانے پر افسوس، بیشک اللہ عزوجل فرماتا ہے: «فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ»۔ اور بیشک اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہماری محبت میں کوتاہی کرے کسی خیر کی وجہ سے جو اللہ نے اس کے پاس رکھی ہو، کیونکہ برابر نہیں وہ جو ہم سے محبت کرتا ہے اور وہ جو ہم سے بغض رکھتا ہے، اور یہ دونوں کسی انسان کے دل میں کبھی جمع نہیں ہوتے۔ اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے کہ ایک سے محبت کرے اور دوسرے سے بغض کرے۔ ہمارا محب ہماری محبت کو خالص کرتا ہے جیسے سونا آگ سے خالص ہوتا ہے جس میں کوئی کھوٹ نہیں، اور ہمارا دشمن بھی اسی درجے میں ہے۔ ہم نجباء ہیں، اور ہمارے فرط انبیاء کے فرط ہیں، اور میں اوصیاء کا وصی ہوں، اور باغی گروہ شیطان کی جماعت میں سے ہے، اور شیطان ان میں سے ہے۔ تو جو شخص چاہے کہ ہماری محبت کو جانے تو اپنے دل کو آزمائے، پس اگر اس نے ہماری محبت میں ہمارے دشمن کو شریک کیا تو وہ ہم میں سے نہیں، اور ہم اس میں سے نہیں، اور اللہ اس کا دشمن ہے اور جبرئیل اور میکائیل، اور اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

ومن كتاب فضائل الشيعة للصدوق رحمه الله ، بإسناده عن أبي سعيد الخدري قال : كنّا جلوساً مع رسول الله (صلى الله عليه وآله) إذ أقبل إليه رجل فقال : يا رسول الله! أخبرني عن قول الله عزَّ وجلَّ لإبليس : « أَاسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنْ الْعَالِينَ » [4]

سورة ص ، الآية : 75.

فمن

اور کتاب فضائل الشیعہ سے شیخ صدوق (رحمہ اللہ) کی، اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی آپ کی طرف آیا اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے اللہ عزوجل کے اس قول کے بارے میں بتائیں جو ابلیس سے فرمایا: «أَاسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ»، تو

هم ـ يا رسول الله ـ الذين هم أعلى من الملائكة ؟ فقال رسول الله : أنا وعلي وفاطمة والحسن والحسين ، كنّا في سرادق العرش نسبِّح الله ، وتسبِّح الملائكة بتسبيحنا ، قبل أن يخلق الله عزَّ وجلَّ آدم بألفي عام ، فلمَّا خلق الله عزَّ وجلَّ آدم أمر الملائكة أن يسجدوا له ، ولم يأمرنا بالسجود ، فسجدت الملائكة كلُّهم إلاَّ إبليس ، فإنه أبى أن يسجد ، فقال الله تبارك وتعالى : « أَاسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنْ الْعَالِينَ » أي من هؤلاء الخمس ، المكتوب أسماؤهم في سرادق العرش ، فنحن باب الله الذي يؤتى منه ، بنا يهتدي المهتدون ، فمن أحبَّنا أحبَّه الله وأسكنه جنَّته ، ومن أبغضنا أبغضه الله وأسكنه ناره ، ولا يحبُّنا إلاَّ من طاب مولده [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 25/2.

.

یا رسول اللہ وہ کون ہیں جو فرشتوں سے بلند تر ہیں؟ رسول اللہ نے فرمایا: میں اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین، ہم عرش کی چادر میں تھے، اللہ کی تسبیح کر رہے تھے، اور فرشتے ہماری تسبیح کے ساتھ تسبیح کر رہے تھے، اس سے پہلے کہ اللہ عزوجل آدم کو پیدا کرے دو ہزار سال سے۔ پھر جب اللہ عزوجل نے آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کریں، اور ہمیں سجدے کا حکم نہیں دیا۔ پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: «أَاسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ» یعنی ان پانچوں میں سے، جن کے نام عرش کی چادر میں لکھے ہوئے ہیں۔ پس ہم اللہ کا وہ دروازہ ہیں جہاں سے آیا جاتا ہے، ہمارے ذریعے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ تو جس نے ہم سے محبت کی اللہ نے اس سے محبت کی اور اسے اپنی جنت میں بسایا، اور جس نے ہم سے بغض کیا اللہ نے اس سے بغض کیا اور اسے اپنی آگ میں بسایا، اور ہم سے محبت نہیں کرتا مگر وہ جس کی ولادت پاک ہو۔

وعن سيف بن عميرة ، عن الصادق (عليه السلام) قال : إن لولد الزنا علامات : أحدها : بغضنا أهل البيت ، وثانيها : أن يحنَّ إلى الحرام الذي خُلق منه ، وثالثها : الاستخفاف بالدين ، ورابعها : سوء المحضر للناس ، ولا يسيء محضر إخوانه إلاَّ من ولد على غير فراش أبيه ، أو من حملت به أمه في حيضها [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 27/152 عن معاني الأخبار.

.

اور سیف بن عمیرہ سے، صادق (علیہ السلام) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: بیشک اولادزنا کی علامتیں ہیں: ایک یہ کہ ہم اہل بیت سے بغض، دوسری یہ کہ اس حرام کی طرف مائل ہو جس سے وہ پیدا ہوا، تیسری دین میں سستی، اور چوتھی لوگوں کے ساتھ بری صحبت، اور اپنے بھائیوں کے ساتھ بری صحبت نہیں کرتا مگر وہ جو اپنے باپ کے بستر پر پیدا نہیں ہوا، یا وہ جسے اس کی ماں نے حیض میں حمل کیا۔

وروي عن رسول الله (صلى الله عليه وآله) أنه قال : من أبغضنا أهل البيت بعثه الله يهودياً ، ولو أن عبداً عبد الله بين الركن والمقام ألف سنة ، ثمَّ لقي الله بغير ولايتنا أكبَّه الله على منخريه في النار ، ومن مات لا يعرف إمام زمانه مات ميتة جاهلية ، والله ما ترك الله الأرض منذ قبض آدم إلاَّ وفيها إمام يهتدى به ، حجّة على العباد ، من تركه هلك ، ومن لزمه نجا.. [3]

بحار الأنوار ، المجلسي : 27/201.

.

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جو ہم اہل بیت سے بغض رکھے اللہ اسے یہودی بنا کر اٹھائے گا، اور اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال اللہ کی عبادت کرے، پھر اللہ سے ہماری ولایت کے بغیر ملاقات کرے تو اللہ اسے اوندھے منہ آگ میں ڈال دے گا، اور جو مرے اور اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اللہ کی قسم اللہ نے آدم کی وفات کے بعد سے زمین کو کبھی نہیں چھوڑا مگر یہ کہ اس میں ایک امام ہے جس سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے، بندوں پر حجت ہے، جس نے اسے چھوڑا وہ ہلاک ہوا، اور جس نے اسے تھام لیا وہ نجات پا گیا۔

وعن ابن عباس قال : قلت للنبيِّ (صلى الله عليه وآله) : أوصني ، قال : عليك بمودَّة عليِّ بن أبي طالب (عليه السلام) ، والذي بعثني بالحق نبيّاً ، لا يقبل الله من عبد حسنة حتى يسأله

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے عرض کیا: مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تم علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی محبت کو لازم پکڑو، اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، اللہ کسی بندے سے کوئی نیکی قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ اس سے پوچھے

عن حبِّ علي بن أبي طالب (عليه السلام) ، وهو تعالى أعلم ، فإن جاءه بولايته قبل عمله على ما كان منه ، وإن لم يأت بولايته لم يسأله عن شيء ، ثمَّ أمر به إلى النار ، يابن عباس! والذي بعثني بالحق نبيّاً ، إن النار لأشدُّ غضباً على مبغض علي (عليه السلام) منها على من زعم أن لله ولداً ، يابن عباس! لو أن الملائكة المقرَّبين ، والأنبياء المرسلين اجتمعوا على بغضه ـ ولن يفعلوا ـ لعذَّبهم الله بالنار ، قلت : يا رسول الله! وهل يبغضه أحد ؟ قال : يا بن عباس! نعم ، يبغضه قوم يذكرون أنهم من أمتي ، لم يجعل الله لهم في الإسلام نصيباً ، يابن عباس! إن من علامة بغضهم له تفضيلهم من هو دونه عليه ، والذي بعثني بالحق ، ما بعث نبياً أكرم عليه منّي ، ولا أوصياء أكرم عليه من وصيّي علي ، قال ابن عباس : فلم أزل له كما أمرني رسول الله (صلى الله عليه وآله) وأوصاني بمودّته ، وإنه لأكبر عملي عندي.. [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 27/219 عن أمالي المفيد.

.

علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کی محبت کے بارے میں، اور وہ تعالیٰ خوبی سے جانتا ہے، پس اگر وہ آپ کی ولایت لے کر آیا تو وہ اس کے عمل کو قبول کرے گا چاہے اس کا حال کچھ بھی ہو، اور اگر وہ آپ کی ولایت لے کر نہ آیا تو اللہ اس سے کسی چیز کے بارے میں نہیں پوچھے گا، پھر اسے آگ میں پھینکنے کا حکم دے گا۔ اے ابن عباس ! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، بیشک آگ علی (علیہ السلام) سے بغض رکھنے والے پر اس شخص سے زیادہ غصے میں ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے۔ اے ابن عباس ! اگر مقرب فرشتے اور مرسل انبیاء آپ کی دشمنی پر جمع ہو جائیں – اور وہ ایسا نہیں کریں گے – تو اللہ انہیں آگ سے عذاب دے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! کیا کوئی آپ سے بغض رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اے ابن عباس ! ہاں، ایسی قوم آپ سے بغض رکھے گی جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ میری امت سے ہیں، اللہ نے ان کے لیے اسلام میں کوئی حصہ نہیں رکھا۔ اے ابن عباس ! بیشک ان کی دشمنی کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو آپ پر فضیلت دیتے ہیں جو آپ سے کم درجے کے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جو اس کے نزدیک مجھ سے زیادہ معزز ہو، اور نہ کوئی وصی بھیجا جو اس کے نزدیک میرے وصی علی سے زیادہ معزز ہو۔ ابن عباس نے کہا: پس میں ہمیشہ ان سے ایسا سلوک کرتا رہا جیسا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے مجھے حکم دیا اور مجھے ان کی محبت کی وصیت کی، اور یہ میرے نزدیک میرا سب سے بڑا عمل ہے۔

وعن أبي نعيم : قال عمر : وما آية حبِّكم يا رسول الله ؟ قال : حبُّ هذا ، ووضع يده على كتف علي (عليه السلام) وقال : من أحبَّه فقد أحبَّنا ، ومن أبغضه فقد أبغضنا [2]

بحار الأنوار ، المجلسي : 27/311.

.

اور ابو نعیم سے روایت ہے: عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! آپ کی محبت کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کی محبت، اور آپ نے اپنا ہاتھ علی (علیہ السلام) کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: جس نے ان سے محبت کی اس نے ہم سے محبت کی، اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے ہم سے بغض کیا۔

وقال الفرزدق رحمه الله تعالى في حبِّ أهل البيت (عليهم السلام) والتمسُّك بهم :

اور فرزدق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت (علیہم السلام) کی محبت اور ان سے تمسک کے بارے میں کہا:

مِنْ مَعْشَر حُبُّهم دينٌ وبغضُهُمُ كفرٌ وقُرْبُهُمُ مَنْجىً ومُعْتَصَمُ
يُسْتَدْفَعُ السُّوءُ والبلوى بِحُبِّهِمُ ويُستَزَادُ به الإحسانُ والنِّعَمُ
مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللهِ ذِكْرُهُمُ في كُلِّ بَدْء ومختومٌ به الكَلِمُ
إنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقَى كانوا أَئِمَّتَهُمْ
أو قيل مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الأَرْضِ قيل هُمُ لا يستطيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ
وَلاَ يُدَانِيهِمُ قومٌ وَإِنْ كَرُمُوا هُمُ الْغُيُوثُ إذا ما أَزْمَةٌ أَزِمَتْ
وَالأُسْدُ أُسْدُ الشَّرَى وبالبأسُ مُحْتَدِمُ
يأبى لهم أن يَحُلَّ الذَّمُّ سَاحَتَهُمْ خيرٌ كريمٌ وأيد بالنَّدَى هُضُمُ

ایسے خاندان سے جن کی محبت دین ہے اور ان کا بغض
کفر ہے، ان کا قرب نجات اور پناہ گاہ ہے
برائی اور مصیبت ان کی محبت سے دور کی جاتی ہے
اور اس کے ذریعے احسان اور نعمتیں بڑھائی جاتی ہیں
اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے
ہر آغاز میں اور ان پر ہی کلام ختم ہوتا ہے
اگر متقی لوگوں کو گنا جائے تو وہ ان کے امام ہیں
یا کہا جائے زمین کے بہترین لوگ کون ہیں، کہا جائے وہ ہیں
کوئی سخی ان کی بلندی کے بعد نہیں پہنچ سکتا
اور نہ کوئی قوم ان کے قریب آسکتی ہے اگرچہ وہ شریف ہو
وہ بارانِ رحمت ہیں جب قحط آجائے
اور شجاع شیر ہیں اور جنگ میں بہادر
ان کی ساحت میں مذمت آنے سے انکار کرتی ہے
بہترین کریم اور ہاتھ سخاوت میں بلند
تنگی ان کی ہتھیلیوں سے کشادگی کو نہیں روکتی
برابر ہے چاہے وہ مالدار ہوں یا تنگدست
کون سی مخلوق ہے جس کی گردنوں میں
ان کے احسانات کا بوجھ نہیں
جو اللہ کو پہچانے وہ ان کی فضیلت کو پہچانے
پس دین اس گھر سے ملا امتوں کو

لا يقبضُ الْعُسْرُ بَسْطاً من أَكُفِّهِمُ سَيَّانَ ذلك إِنْ أَثْرَوا وإِنْ عَدِمُوا
أيُّ الخلائِقِ ليست في رِقَابِهِمُ لأَوَّلِيَّةِ هذا أَوْلَهُ نِعَمُ
مَنْ يَعْرِفِ اللهَ يَعْرِفْ أَوَّلِيَّةَ ذَا فالدينُ من بيت هذا نَالَهُ الأُمَمُ [1]

[1] روضة الواعظين ، الفتال النيسابوري : 200 ـ 201 ، الاختصاص ، المفيد : 193.

المجلس التاسع والعشرون

عداوة بني أمية للإسلام ولعترة رسول الله(صلى الله عليه وآله)

جاء في بعض زيارات أئمة أهل البيت (عليهم السلام) : يا مواليّ ، فلو عاينكم المصطفى ، وسهام الأمّة معرقة في أكبادكم ، ورماحهم مشرعة في نحوركم ، وسيوفها مولغة في دمائكم ، يشفي أبناء العواهر غليل الفسق من ورعكم ، وغيظ الكفر من إيمانكم ، وأنتم بين صريع في المحراب قد فلق السيف هامته ، وشهيد فوق الجنازة قد شُكَّت بالسهام أكفانه ، وقتيل بالعراء قد رُفع فوق القناة رأسه ، ومكبَّل في السجن رُضَّت بالحديد أعضاؤه ، ومسموم قد قُطِّعت بجرع السمِّ أمعاؤه [2]

المزار ، المشهدي : 298.

، فإنَّا لله وإنَّا إليه راجعون ، ولا حول ولا قوَّة إلاَّ بالله العلي العظيم.

انتیسویں مجلس

بنی امیہ کی اسلام اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی عترت سے دشمنی

اہل بیت (علیہم السلام) کی بعض زیارتوں میں آیا ہے: اے میرے مولاؤ! اگر مصطفیٰ آپ کو دیکھتے، اور امت کے تیر آپ کے جگروں میں پیوست ہیں، اور ان کے نیزے آپ کی گردنوں پر تانے ہوئے ہیں، اور ان کی تلواریں آپ کے خون میں لت پت ہیں، کنیزوں کے بیٹے آپ کی پرہیزگاری سے فسق کی جلن شفا کر رہے ہیں، اور آپ کے ایمان سے کفر کی حدت نکال رہے ہیں، اور آپ میں سے کوئی محراب میں شہید ہے جس کا سر تلوار نے چیر دیا، اور کوئی شہید جنازے پر ہے جس کا کفن تیروں سے چھید دیا گیا، اور کوئی شہید میدان میں ہے جس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا، اور کوئی قید میں زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جس کے اعضاء لوہے سے کچلے گئے، اور کوئی مسموم ہے جس کی آنتیں زہر کے گھونٹوں سے کاٹ دی گئیں، تو بیشک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور نہیں کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ بلند و بزرگ کی۔

روي عن الشعبي ، قال : لمَّا دخل عثمان رحله ـ بعد ما بويع له بالخلافة ـ دخل إليه بنو أميَّة حتى امتلأت بهم الدار ، ثمَّ أغلقوها عليهم ، فقال أبو سفيان بن حرب : أعندكم أحد من غيركم ؟ قالوا : لا ، قال : يا بني أمية! تلقَّفوها تلقُّف الكرة ، فوالذي يحلف به أبو سفيان ، ما من عذاب ولا حساب ، ولا جنَّة ولا نار ، ولا بعث ولا قيامة ، قال : فانتهره عثمان ، وساءه بما قال ، وأمر بإخراجه [3]

السقيفة وفدك ، الجوهري : 87 ، الاستيعاب ، ابن عبد البر : 4/1679 ، الأغاني ، الإصفهاني : 6/356 ، مروج الذهب ، المسعودي : 2/343 ، شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 9/53 ـ 54.

شعبی سے روایت ہے، کہا: جب عثمان اپنے گھر داخل ہوئے – بعد اس کے کہ انہیں خلافت کی بیعت کی گئی – تو بنی امیہ ان کے پاس آئے یہاں تک کہ گھر بھر گیا، پھر انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔ ابو سفیان بن حرب نے کہا: کیا تمہارے پاس غیروں میں سے کوئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: اے بنی امیہ! اسے گیند کی طرح پھینکو، اس ذات کی قسم جس کی ابو سفیان قسم کھاتا ہے، نہ کوئی عذاب ہے نہ حساب، اور نہ جنت ہے نہ آگ، اور نہ بعث ہے نہ قیامت۔ کہا: پس عثمان نے اسے ڈانٹا، اور اس کی بات سے ناراض ہوئے، اور اسے باہر نکالنے کا حکم دیا۔

.

وأخرج ابن عساكر عن أنس : أن أبا سفيان دخل على عثمان بعدما عُمي ، فقال : هل هنا أحد ، فقالوا : لا ، فقال : اللهم اجعل الأمر أمر جاهليَّة ، والمُلك مُلك غاصبيَّة ، واجعل أوتاد الأرض لبني أميَّة ، فقال له علي (عليه السلام) : ما زلت عدوّاً للإسلام وأهله [1]

تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 6/407 و409 ، الأغاني ، الإصفهاني : 6/355.

اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی: بیشک ابو سفیان عثمان کے پاس آیا جب وہ نابینا ہو گئے تھے، پس اس نے کہا: کیا یہاں کوئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: اے اللہ! اس امر کو جاہلیت کا امر بنا دے، اور بادشاہت کو غاصبانہ بادشاہت بنا دے، اور زمین کی میخیں بنی امیہ کو بنا دے۔ علی (علیہ السلام) نے اس سے فرمایا: تم اسلام اور اس کے اہل کے دشمن ہی رہے۔

.

ومن طريق ابن المبارك ، عن الحسن : إن أبا سفيان دخل على عثمان حين صارت الخلافة إليه فقال : صارت إليك بعد تيم وعديٍّ ، فأدرها كالكرة ، واجعل أوتادها بني أمية ، فإنما هو المُلك ، ولا أدري ما جنَّة ولا نار ، فصاح به عثمان : قم عني ، فعل الله بك وفعل [2]

الاستيعاب ، ابن عبد البر : 2/690.

اور ابن مبارک کے طریق سے حسن سے روایت ہے: بیشک ابو سفیان عثمان کے پاس آیا جب خلافت ان کے پاس آئی، اس نے کہا: یہ تمہارے پاس بنی تیم اور بنی عدی کے بعد آئی ہے، پس اسے گیند کی طرح گھماؤ، اور اس کی میخیں بنی امیہ کو بناؤ، کیونکہ یہ تو بادشاہت ہے، اور میں نہیں جانتا کہ جنت کیا ہے اور آگ کیا۔ پس عثمان نے اس پر چیخ کر کہا: مجھ سے دور ہو جاؤ، اللہ تمہارے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے۔

.

وفي رواية المسعودي قال أبو سفيان : يا بني أمية! تلقَّفوها تلقُّف الكرة ، فوالذي يحلف به أبو سفيان ، ما زلت أرجوها لكم ، ولتصيرن إلى صبيانكم وراثة [3]

مروج الذهب ، المسعودي : 1/440.

.

اور مسعودی کی روایت میں ہے کہ ابو سفیان نے کہا: اے بنی امیہ ! اسے گیند کی طرح پھینکو، اس ذات کی قسم جس کی ابو سفیان قسم کھاتا ہے، میں ہمیشہ تمہارے لیے اس کی امید رکھتا رہا، اور یہ تمہارے بچوں کو وراثت میں ضرور ملے گا۔

وقال الطبري في تأريخه : ومنه ما يرويه الرواة من قوله : يا بني عبد مناف! تلقَّفوها تلقُّف الكرة ، فما هناك جنة ولا نار ، وهذا كفر صراح ، يلحقه به اللعنة من الله ، كما لحقت الذين كفروا من بني إسرائيل على لسان داود وعيسى بن مريم [4]

تايخ الطبري : 8/185.

.

اور طبری نے اپنی تاریخ میں کہا: اور اس میں سے وہ ہے جو راویان نقل کرتے ہیں ان کے قول سے: اے بنی عبد مناف ! اسے گیند کی طرح تھاموں، کیونکہ یہاں نہ کوئی جنت ہے نہ آگ، اور یہ صریح کفر ہے، جس پر اللہ کی لعنت واجب ہوتی ہے، جیسا کہ بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر لعنت نازل ہوئی۔

قال ابن أبي الحديد : ومنه ما يروى من وقوفه على ثنيَّة أحد من بعد ذهاب بصره ، وقوله لقائده : هاهنا رمينا محمَّداً وقتلنا أصحابه.

و من ذلك أيضاً قوله للعباس بن عبد المطلب قبل الفتح ـ وقد عُرِضت عليه الجنود ـ : لقد أصبح ملك ابن أخيك عظيماً ، فقال له العباس : ويحك! إنه ليس بملك ، إنّها النبوّة.

ومنه قوله يوم الفتح ـ وقد رأى بلالا على ظهر الكعبة يؤذّن ، ويقول : أشهد أن محمَّداً رسول الله : لقد أسعد الله عتبة بن ربيعة إذ لم يشهد هذا المشهد [1]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 15/175 ، تأريخ الطبري : 8/185 بتفاوت.

.

ابن ابی الحدید نے کہا: اور اس میں سے وہ ہے جو روایت کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی بصارت کے ختم ہونے کے بعد احد کی پہاڑی پر کھڑے ہوئے، اور اپنے رہنما سے کہا: یہاں ہم نے محمد کو نشانہ بنایا اور ان کے اصحاب کو قتل کیا۔

اور اس میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے فتح سے پہلے عباس بن عبد المطلب سے کہا –جب ان پر لشکر پیش کیے گئے– تمہارے بھتیجے کی بادشاہت عظیم ہو گئی ہے، تو عباس نے ان سے کہا: تمہارا برا ہو ! یہ بادشاہت نہیں ہے، یہ نبوت ہے۔

اور اس میں سے ان کا یہ قول بھی ہے فتح کے دن –جب انہوں نے بلال کو کعبہ کی چھت پر اذان دیتے دیکھا، اور کہتے ہوئے: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں: اللہ نے عتبہ بن ربیعہ کو خوش نصیب بنایا کہ اس نے یہ منظر نہیں دیکھا۔

وأبو سفيان هو الذي رفس قبر الحمزة (عليه السلام) وضربه برجله ، وقال : يا أبا عمارة! إن الأمر الذي اجتلدنا عليه بالسيف صار في يد غلماننا ، يتلعبون به [2]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 16/136 ، وراجع : 4/51.

.

اور ابو سفیان وہ ہے جس نے حمزہ (علیہ السلام) کی قبر کو لات ماری اور اپنے پاؤں سے اسے مارا، اور کہا: اے ابو عمارہ! جس امر پر ہم نے تلوار سے ایک دوسرے سے جنگ کی، وہ ہمارے غلاموں کے ہاتھ میں پہنچ گیا، وہ اس سے کھیلتے ہیں۔

وقال ابن حجر : كان أبو سفيان رأس المشركين يوم أحد ويوم الأحزاب ، وقال ابن سعد : لمَّا رأى الناس يطؤون عقب رسول الله (صلى الله عليه وآله) حسده ، فقال في نفسه : لو عاودت الجمع لهذا الرجل ، فضرب رسول الله (صلى الله عليه وآله) في صدره ، ثمَّ قال : إذا يخزيك الله ، وفي رواية : قال في نفسه : ما أدري لم يغلبنا محمَّد ؟ فضرب في ظهره وقال : بالله يغلبك [3]

الإصابة ، ابن حجر : 2/179.

.

اور ابن حجر نے کہا: ابو سفیان احد کے دن اور احزاب کے دن مشرکین کے سردار تھے، اور ابن سعد نے کہا: جب انہوں نے لوگوں کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پیچھے چلتے دیکھا تو انہیں حسد ہوا، پس انہوں نے اپنے دل میں کہا: کیوں نہ میں اس شخص کے لیے دوبارہ جمع ہو جاؤں، تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کے سینے پر ضرب لگائی، پھر فرمایا: پھر اللہ تمہیں رسوا کرے گا، اور ایک روایت میں ہے: انہوں نے اپنے دل میں کہا: مجھے معلوم نہیں کہ محمد نے ہمیں کیوں شکست دی؟ تو آپ نے ان کی پیٹھ پر ضرب لگائی اور فرمایا: اللہ کے ذریعے تمہیں شکست دیتا ہے۔

وروي أن أمير المؤمنين (عليه السلام) قال في حديث له عن أبي سفيان ومعاوية : معاوية طليق ابن طليق ، حزب من هذه الأحزاب ، لم يزل لله عزَّ وجلَّ ولرسوله (صلى الله عليه وآله) وللمسلمين عدوّاً هو وأبوه حتى دخلا في الإسلام كارهين [4]

تاريخ الطبري : 4/4 ، الإمامة والسياسة ، ابن قتيبة : 1/113.

.

اور روایت ہے کہ امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے ابو سفیان اور معاویہ کے بارے میں ایک حدیث میں فرمایا: معاویہ طلیق کا بیٹا طلیق ہے، ان احزاب میں سے ایک حزب ہے، وہ اور اس کا باپ اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور مسلمانوں کے دشمن رہے یہاں تک کہ دونوں ناخوشی سے اسلام میں داخل ہوئے۔

وأمّا معاوية ابنه : فقد ذكر ابن أبي الحديد في شرح النهج من كتاب للإمام علي (عليه السلام) كتبه إلى معاوية قوله (عليه السلام) له : فلقد سلكت طرائق أبي سفيان أبيك ، وعتبة جدِّك ، وأمثالهما من أهلك ذوي الكفر والشقاق والأباطيل [5]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 4/220.

.

اور اس کے بیٹے معاویہ کے بارے میں: ابن ابی الحدید نے شرح نہج میں امام علی (علیہ السلام) کے اس خط سے ذکر کیا جو انہوں نے معاویہ کو لکھا، آپ (علیہ السلام) کا اس سے فرمانا: پس تم نے اپنے باپ ابو سفیان، اور اپنے دادا عتبہ، اور اپنے گھر والوں میں سے ان جیسے کفر اور شقاق اور باطل والوں کے طریقے اختیار کیے۔

هذا وقد أظهر معاوية للمغيرة بن شعبة ما كان يخفيه في نفسه من الحقد والكراهية والضغينة على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فقد روى ابن بكار في الموفقيات ، عن مطرف بن المغيرة بن شعبة الثقفي ، قال ابن بكار : سمعت المدائني يقول : قال مطرف

یہ ہے جبکہ معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کے سامنے وہ ظاہر کیا جو وہ اپنے دل میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے خلاف حقد، کراہیت اور کینہ چھپائے ہوئے تھا، چنانچہ ابن بکار نے الموفقیات میں مطرف بن مغیرہ بن شعبہ ثقفی سے روایت کی، ابن بکار نے کہا: میں نے مدائنی کو کہتے سنا: مطرف نے کہا:

بن المغيرة : وفدت مع أبي المغيرة إلى معاوية ، فكان أبي يأتيه فيتحدَّث معه ثمَّ ينصرف إليَّ فيذكر معاوية ، ويذكر عقله ، ويعجب مما يرى منه ، إذ جاء ذات ليلة فأمسك عن العشاء ، فرأيته مغتمّاً ، فانتطرته ساعة ، وظننت أنه لشيء حدث فينا ، أو في عملنا ، فقلت له : مالي أراك مغتمّاً منذ الليلة ؟

بن مغیرہ: میں اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ معاویہ کے پاس گیا، اور میرے والد اس کے پاس آتے اور اس سے باتیں کرتے پھر میرے پاس لوٹتے تو معاویہ کا ذکر کرتے، اور اس کی عقل کا ذکر کرتے، اور جو کچھ اس سے دیکھتے اس پر تعجب کرتے، یہاں تک کہ ایک رات آئے تو رات کے کھانے سے رک گئے، میں نے انہیں غمزدہ دیکھا، میں نے ایک گھڑی انتظار کیا، اور میں نے سمجھا کہ یہ ہم میں یا ہمارے کام میں کسی واقعے کی وجہ سے ہے، تو میں نے ان سے کہا: مجھے آج رات سے تمہیں غمزدہ کیوں دیکھ رہا ہوں؟

قال : يا بني! إني جئت من عند أخبث الناس ، قلت له : وما ذاك ؟ قال : قلت له وقد خلوت به : إنك قد بلغت سنّاً يا أمير المؤمنين ! فلو أظهرت عدلا ، وبسطت خيراً ، فإنك قد كَبُرت ، ولو نظرت إلى إخوتك من بني هاشم فوصلت أرحامهم ، فوالله ما عندهم اليوم شيء تخافه ؟

انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے ! میں سب سے بدترین انسان کے پاس سے آیا ہوں، میں نے ان سے کہا: وہ کیا بات ہے؟ کہا: میں نے ان سے کہا جب میں ان سے تنہائی میں تھا: اے امیر المؤمنین ! آپ کی عمر بھی ہو گئی ہے، اگر آپ عدل کا اظہار کریں، اور بھلائی پھیلائیں، کیونکہ آپ کی عمر ہو گئی ہے، اور اگر آپ اپنے بھائیوں بنی ہاشم کی طرف دیکھیں اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کریں، تو خدا کی قسم آج ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے آپ کو خوف ہو؟

فقال لي : هيهات هيهات ، ملك أخو تيم فعدل وفعل ما فعل ، فوالله ما عدا أن هلك فهلك ذكره إلاّ أن يقول قائل : أبو بكر ، ثمَّ ملك أخو عديٍّ فاجتهد وشمَّر عشر سنين ، فوالله ما عدا أن هلك فهلك ذكره إلاّ أن يقول قائل : عمر ، ثمَّ ملك أخونا عثمان ، فملك رجل لم يكن أحد في مثل نسبه ، فعَمِل ما عَمِل وعُمل به ما عُمل ، فوالله ما عدا أن هلك فهلك ذكره ، وذكر ما فُعل به ، وإن أخا هاشم يُصرخ به في كل يوم خمس مرات : أشهد أن محمّداً رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فأيُّ عمل يبقى مع هذا لا أم لك ؟ والله إلاّ دفناً دفناً [1]

مروج الذهب ، المسعودي : 3/454 ، الأخبار الموفقيات ، الزبير بن بكار : 576 ـ 577 ، النصائح الكافية ، محمد بن عقيل : 116 ، شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 9/238.

.

تو اس نے مجھ سے کہا: ہیہات ہیہات ! تیم کے بھائی نے حکومت کی تو انصاف کیا اور جو کچھ کیا، پھر اللہ کی قسم اس کے مرنے کے بعد اس کا ذکر بھی ختم ہو گیا سوائے اس کے کہ کوئی کہنے والا کہے: ابوبکر، پھر عدی کے بھائی نے حکومت کی تو اس نے محنت کی اور دس سال کوشش کی، پھر اللہ کی قسم اس کے مرنے کے بعد اس کا ذکر بھی ختم ہو گیا سوائے اس کے کہ کوئی کہنے والا کہے: عمر، پھر ہمارے بھائی عثمان نے حکومت کی، اور وہ ایسا شخص تھا کہ اس کے نسب جیسا کوئی نہیں تھا، تو اس نے جو کیا اور اس کے ساتھ جو کیا گیا، پھر اللہ کی قسم اس کے مرنے کے بعد اس کا ذکر بھی ختم ہو گیا، اور وہ بھی جو اس کے ساتھ کیا گیا، لیکن ہاشم کے بھائی کا نام دن میں پانچ بار پکارا جاتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اللہ کے رسول ہیں، تو تیری ماں مرے، اس کے ساتھ کون سا عمل باقی رہتا ہے؟ اللہ کی قسم سوائے دفن کرنے کے، دفن کرنے کے۔

وقال معاوية لمَّا سمع المؤذِّن يقول : أشهد أن محمّداً رسول الله : لله أبوك يا ابن عبدالله! لقد كنت عالي الهمّة ، ما رضيت لنفسك الاّ أن تقرن اسمك باسم ربِّ العالمين [2]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 10/101.

.

اور معاویہ نے کہا جب اس نے مؤذن کو یہ کہتے سنا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں: اللہ تیرے باپ کو سلامت رکھے اے ابن عبداللہ ! بیشک تم بلند ہمت تھے، تم نے اپنے لیے اس کے سوا کچھ قبول نہیں کیا کہ اپنا نام رب العالمین کے نام کے ساتھ ملا لو۔

ومن حقد معاوية ، أنَّه مكث في أيام خلافته أربعين جمعة لا يصلّي على

اور معاویہ کے حقد میں سے یہ ہے کہ وہ اپنی خلافت کے دنوں میں چالیس جمعے تک

النبي (صلى الله عليه وآله) ، وسأله بعض أصحابه عن ذلك فقال : لا يمنعني عن ذكره إلاّ أن تشمخ رجال بآنافها [1]

النصائح الكافية ، محمد بن عقيل : 97.

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر درود نہیں بھیجتا رہا، اور اس کے بعض ساتھیوں نے اس سے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا: مجھے ان کے ذکر سے کوئی چیز نہیں روکتی سوائے اس کے کہ کچھ لوگ اپنی ناکیں اونچی کر لیں، اور وہی ہے جس نے کوفہ میں داخل ہوتے وقت کہا: میں اللہ کی قسم تم سے اس لیے نہیں لڑا کہ تم نماز پڑھو، اور نہ اس لیے کہ تم روزہ رکھو، اور نہ اس لیے کہ تم حج کرو، اور نہ اس لیے کہ تم زکوٰۃ دو، بیشک تم یہ سب کرتے ہو، بلکہ میں تم سے صرف اس لیے لڑا کہ تم پر حکومت کروں، اور اللہ نے مجھے یہ عطا کر دی ہے اور تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

, وهو القائل لمَّا دخل الكوفة : إني والله ما قاتلتكم لتصلّوا ، ولا لتصوموا ، ولا لتحجّوا ، ولا لتزكّوا ، إنكم لتفعلون ذلك ، وإنما قاتلتكم لأتمرَّ عليكم ، وقد أعطاني الله ذلك وأنتم له كارهون [2]

مقاتل الطالبيين ، الإصفهاني : 70 ، البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/134 ، شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 16/46.

.

اور حسن بصری نے کہا: معاویہ میں چار خصلتیں تھیں، اگر ان میں سے صرف ایک بھی اس میں ہوتی تو وہ ہلاک کرنے والی تھی: اس کا اس امت پر احمقوں کے ساتھ حملہ کرنا یہاں تک کہ ان کے مشورے کے بغیر ان کے معاملے پر قبضہ کر لیا، جبکہ ان میں صحابہ کے بقایا اور صاحب فضیلت لوگ موجود تھے، اور اپنے بیٹے کو اپنے بعد خلیفہ بنانا جو شرابی، شراب کا عادی، ریشم پہننے والا اور طنبورہ بجانے والا تھا، اور زیاد کو اپنا بیٹا قرار دینا، جبکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا: بچہ بستر والے کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے، اور حجر کو قتل کرنا — حجر سے اسے افسوس ہو — اور حجر کے ساتھیوں کو دو بار۔

وقال الحسن البصري : أربع خصال كنَّ في معاوية لو لم يكن فيه منهنَّ إلاّ واحدة لكانت موبقة : انتزاؤه على هذه الأمّة بالسفهاء حتَّى ابتزَّها أمرها بغير مشورة منهم ، وفيهم بقايا الصحابة وذوو الفضيلة ، واستخلافه ابنه بعده سكيراً خميراً يلبس الحرير ويضرب بالطنابير ، وادّعاؤه زياداً ، وقد قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : الولد للفراش وللعاهر الحجر ، وقتله حجراً ـ ويلا له من حجر ـ وأصحاب حجر مرَّتين.

اور کندیہ نے حجر کی مرثیہ میں کہا — اور کہا جاتا ہے کہ: بلکہ یہ انصاریہ نے کہا —:

وقالت الكندية ترثي حجراً ـ ويقال : بل قائلها هذه الأنصارية :ـ

دُمُوعُ عيني دِيْمَةً تَقْطُرُ تبكي على حُجْر وَمَا تَفْتُرُ
لو كانت القوسُ على أَسْرِه مَا حَمَلَ السيفَ له الأعورُ [3]

تاريخ الطبري : 4/209.

میری آنکھوں کے آنسو مسلسل ٹپک رہے ہیں
حجر پر روتے ہیں اور رکتے نہیں
اگر کمان ان کی قید پر ہوتی
تو اس کاٹا کے لیے تلوار نہ اٹھاتا

المجلس الثلاثون
من تأريخ يزيد بن معاوية وأحقاده البدريّة

تیسویں مجلس
یزید بن معاویہ کی تاریخ اور اس کے بدری کینوں سے

آل حرب أوقدتموا نارَ حرب ليس يخبو لها الزمان وقودُ
عبد شمس قد أضرمت لبني ها شمَ ناراً يشيبُ منها الوليدُ

آل حرب تم نے جنگ کی آگ بھڑکائی
جس کا ایندھن زمانہ بجھا نہیں سکتا
عبد شمس نے بنی ہاشم کے لیے
آگ بھڑکائی جس سے بچہ بھی بوڑھا ہو جاتا ہے

فابن حرب للمصطفى وابنُ هند لعلي وللحسينِ يزيدُ

ابن حرب مصطفیٰ کے لیے اور ابن ہند
علی کے لیے اور حسین کے لیے یزید ہے

وأمّا يزيد بن معاوية فقد ورث الكراهية والبغضاء لأهل البيت (عليهم السلام) من أبيه وجده ، ويزيد عادى الحسين (عليه السلام) حتى سفك دمه الشريف ، وأبوه معاوية عادى علياً (عليه السلام) وحاربه وألبّ الناس عليه وحملهم على بغضه وكراهيته ، وشتمه على المنابر ، وجده أبو سفيان حارب رسول الله (صلى الله عليه وآله) وألبّ الناس على قتاله ، ويزيد واحد من هؤلاء الذين عناهم رسول الله (صلى الله عليه وآله) بقوله كما روي : هلاك أمتي على يدي أغيلمة سفهاء قريش [1]

المعجم الصغير ، الطبراني : 200.

رہا یزید بن معاویہ تو اس نے اہل بیت (علیہم السلام) کے لیے نفرت اور عداوت اپنے باپ اور دادا سے وراثت میں پائی، اور یزید نے حسین (علیہ السلام) سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کا مقدس خون بہایا، اور اس کے باپ معاویہ نے علی (علیہ السلام) سے دشمنی کی اور ان سے جنگ کی اور لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکایا اور انہیں ان سے بغض اور نفرت پر اُبھارا، اور منبروں پر ان پر سب و شتم کیا، اور اس کے دادا ابو سفیان نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے جنگ کی اور لوگوں کو ان سے قتال پر اُبھارا، اور یزید ان لوگوں میں سے ایک ہے جن کے بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا جیسا کہ روایت ہے: میری امت کی ہلاکت قریش کے سفیہ نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔

.

ومما ورد فيه : الرؤيا التي رآها رسول الله (صلى الله عليه وآله) فوجم لها وقالوا : فما رُئى بعدها ضاحكاً ، حيث رأى نفراً من بني أمية ينزون على منبره نزوة القرد [2]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 15/175.

اور جو اس کے بارے میں وارد ہوا ہے: وہ خواب جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے دیکھا تو اس سے غمگین ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ: اس کے بعد آپ کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا گیا، جب آپ نے بنی امیہ کے چند افراد کو اپنے منبر پر بندر کی طرح اُچھلتے دیکھا، اور بلاشبہ یزید ان میں سے ایک تھا۔ اور اس نے اپنے کفر کا اظہار اپنے اس قول سے کیا:

, ويزيد واحد منهم بلا شك. وقد أظهر كفره بقوله :

لَعِبَتْ هاشمُ بالملكِ فَلاَ خبرٌ جَاءَ وَلاَ وَحْيٌ نَزَلْ [3]

تأريخ الطبري : 8/188.

ہاشم نے بادشاہت کے ساتھ کھیل کیا پس نہ
کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی

وهل ينسى أحد فعلة يزيد مع الحسين (عليه السلام) ، وسبيه لنسائه وأهل بيته (عليهم السلام).. وهدمه للكعبة.. وإباحته للمدينة ثلاثة أيام ، وتسميتها بالخبيثة بدل الطيِّبة مراغمة للنبي (صلى الله عليه وآله) وأهل بيته (عليهم السلام) ؟![4]

انظر : شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 9/238.

اور کیا کوئی یزید کے حسین (علیہ السلام) کے ساتھ کیے گئے فعل کو بھلا سکتا ہے، اور ان کی خواتین اور اہل بیت (علیہم السلام) کو قید کرنا... اور کعبہ کو منہدم کرنا... اور مدینہ کو تین دن کے لیے مباح کر دینا، اور اسے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) اور ان کے اہل بیت (علیہم السلام) کی مخالفت میں طیبہ کی بجائے خبیثہ کا نام دینا؟!

وقال المسعودي : جلس ـ يزيد ـ ذات يوم على شرابه ، وعن يمينه ابن زياد وذلك بعد قتل الحسين (عليه السلام) ، فأقبل على ساقيه ، فقال :

اسقني شَرْبةً تُرَوِّي عِظَامي ثُمَّ مِلْ فَاسْقِ مِثْلَها ابنَ زيادِ
صَاحِبَ السرِّ والأَمَانَةِ عندي وَلِتَسْدِيدِ مَغْنَمِي وَجِهَادِي

اور مسعودی نے کہا: ایک دن یزید اپنی شراب کی محفل میں بیٹھا تھا، اس کی دائیں طرف ابن زیاد تھا اور یہ حسین (علیہ السلام) کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے، پس وہ اپنے ساقی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

مجھے ایسا گھونٹ پلا جو میری ہڈیوں کو سیراب کر دے
پھر رخ کر کے ابن زیاد کو بھی ایسا ہی پلا
جو میرے نزدیک راز اور امانت کا مالک ہے
اور میرے فوائد اور جہاد کو درست کرنے والا ہے

ثمَّ أمر المغنّين فغنّوا به [1]

مروج الذهب ، المسعودي : 3/67.

پھر اس نے گانے والوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس پر گایا۔

.

وهذه كلّها أحقاد بدريّة وحنينيّة ، فاستأصلوا ذرّيّة النبي (صلى الله عليه وآله) ، جاء في دعاء الندبة في حقّ أمير المؤمنين (عليه السلام) : ولا تأخذه في الله لومة لائم ، قد وتر فيه صناديد العرب ، وقتل أبطالهم ، وناوش ذؤبانهم ، فأودع قلوبهم أحقاداً بدريّة ، وخيبريّة وحنينيّة وغيرهنّ ، فأضبَّت على عداوته ، وأكبَّت على منابذته ، حتى قتل الناكثين والقاسطين والمارقين ، ولمَّا قضى نحبه ، وقتله أشقى الآخرين ، يتبع أشقى الأولين لم يُمتثل أمر رسول الله (صلى الله عليه وآله) في الهادين بعد الهادين ، والأمَّة مصرَّة على مقته ، مجتمعة على قطيعة رحمه ، وإقصاء ولده إلاَّ القليل ممن وفى لرعاية الحقّ فيهم ، فقُتل من قُتل ، وسُبي من سُبي ، وأُقصي من أُقصي.

اور یہ سب بدری اور حنینی کینے تھے، پس انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نسل کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا، دعائے ندبہ میں امیر المومنین (علیہ السلام) کے حق میں آیا ہے: اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت انہیں نہیں لیتی، انہوں نے اس راہ میں عرب کے سرداروں کو شکست دی، ان کے بہادروں کو قتل کیا، اور ان کے بھیڑیوں سے لڑے، پس ان کے دلوں میں بدری، خیبری اور حنینی اور دیگر کینے بٹھا دیے، پس وہ ان کی دشمنی پر اڑ گئے، اور ان کی مخالفت پر جھک گئے، یہاں تک کہ ناکثین، قاسطین اور مارقین کو قتل کر دیا، اور جب انہوں نے اپنی زندگی پوری کی، اور سب سے بڑے بدبخت آخرین نے انہیں قتل کیا، جو سب سے بڑے بدبخت اولین کی پیروی کرتا تھا، تو ہادیوں کے بعد کے ہادیوں کے بارے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حکم پر عمل نہیں کیا گیا، اور امت ان سے بغض پر اڑی رہی، ان کے رشتہ کو کاٹنے پر متفق رہی، اور ان کی اولاد کو دور رکھنے پر، سوائے چند ایک کے جنہوں نے ان کے حق کی رعایت میں وفاداری نبھائی، پس جو قتل ہوا وہ قتل ہوا، اور جو قید ہوا وہ قید ہوا، اور جو دور کیا گیا وہ دور کیا گیا۔

وقد أشار إلى ذلك أيضاً أمير المؤمنين صلوات الله عليه ، في كلامه في أسباب حقد قريش عليه ، فقد روي أنه قال (عليه السلام) : اللهمَّ إني أستعديك على قريش ، فإنّهم أضمروا لرسولك (صلى الله عليه وآله) ضروباً من الشرِّ والغدر ، فعجزوا عنها ، وحلت بينهم وبينها ، فكانت الوجبة بي ، والدائرة عليَّ ، اللهمَّ احفظ حسناً وحسيناً ، ولا تُمكِّن فجرة قريش منهما ما دمت حيّاً ، فإذا توفَّيتني فأنت الرقيب عليهم ، وأنت على كل شيء شهيد [2]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 20/298 ، من حكمه المنسوبة إليه (عليه السلام) رقم : 413.

اور امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے، اپنے کلام میں قریش کے ان پر بغض کے اسباب کے بارے میں، پس روایت ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے اللہ ! میں تجھ سے قریش کے خلاف مدد مانگتا ہوں، کیونکہ انہوں نے تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے لیے شر اور غداری کی قسمیں چھپائیں، لیکن وہ ان سے عاجز رہے، اور تو نے ان کے اور ان کے درمیان حائل ہوگیا، پس اس کا زخم مجھ پر پڑا، اور دائرہ مجھ پر آگیا، اے اللہ ! حسن اور حسین کی حفاظت فرما، اور قریش کے فاجروں کو میری زندگی میں ان پر قابو نہ دے، پس جب تو مجھے وفات دے تو تو ہی ان پر نگران ہے، اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔

.

وروي أنه قال (عليه السلام) أيضاً : كل حقد حقدته قريش على رسول الله (صلى الله عليه وآله) أظهرته فيَّ ، وستُظهره في ولدي من بعدي ، مالي ولقريش ؟! إنما وترتهم بأمر الله وأمر رسوله (صلى الله عليه وآله) أفهذا جزاء من أطاع الله ورسوله إن كانوا مسلمين ؟ [3]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 2/328 ، من حكمه المنسوبة إليه (عليه السلام) رقم : 764.

اور روایت ہے کہ آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: ہر وہ کینہ جو قریش نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے رکھا، اسے مجھ میں ظاہر کیا، اور میرے بعد میری اولاد میں ظاہر کریں گے، مجھے قریش سے کیا؟ ! میں نے تو انہیں اللہ کے حکم اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حکم سے محروم کیا، تو کیا یہی وہ جزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے کو دی جائے اگر وہ مسلمان ہوں؟

.

وكذلك حرب صفين هي الأخرى كانت لأحقاد بدريّة ، كما قالت أمّ الخير

بنت الحريش : كانت لإحن بدريّة ، وأحقاد جاهليّة ، وضغائن أحديّة ، وثب بها معاوية حين الغفلة ، ليُدرك بها ثارات بني عبد شمس [1]

بلاغات النساء ، ابن طيفور : 38 ، تاريخ دمشق ، ابن عساكر : 70/235.

اور اسی طرح جنگ صفین بھی بدری کینوں کی وجہ سے تھی، جیسا کہ ام الخیر بنت حریش نے کہا: یہ بدری کینوں، جاہلی دشمنیوں، اور احدی کدورتوں کی وجہ سے تھی، معاویہ نے غفلت کے وقت اس کے ذریعے اٹھان کی، تاکہ اس سے بنی عبد شمس کے خون کا بدلہ لے۔

.

قال القاضي النعمان المغربي : وهذه العداوة المحضة الأصيلة ، وطلب القديم من ثأر الجاهليّة ، لم يستطع مروان اللعين أن يخفيه ، وبعثه السرور بقتل الحسين صلوات الله عليه ، على أن أخذه بيده ، وقال ما قاله.

قاضی نعمان مغربی نے کہا: اور یہ خالص اصلی دشمنی، اور جاہلیت کے پرانے انتقام کی طلب، مروان ملعون اس کو چھپا نہیں سکا، اور حسین صلوات اللہ علیہ کے قتل سے اسے جو خوشی ہوئی، اس نے اسے اپنے ہاتھ سے لینے اور جو کہنا تھا کہنے پر ابھارا۔

وقد كان علي (عليه السلام) أسره يوم الجمل ، فمنَّ عليه وأطلقه ، فما راعى ذلك ولا حفظه ، بل قد شاور مروان معاوية اللعين في نبش قبر علي صلوات الله عليه لمَّا غلب على الأمر ، فتمثَّل بقول الأول :

أَجْنَوا أَخَاهم في الحَفِيرِ وَوَسَّدُوا أخاهم وألقوا عامراً لم يُوسدِ

اور علی (علیہ السلام) نے جنگ جمل کے دن اسے قید کیا تھا، پھر اس پر احسان کرتے ہوئے آزاد کر دیا، لیکن اس نے نہ اس کی رعایت کی اور نہ اسے یاد رکھا، بلکہ مروان نے معاویہ ملعون سے مشورہ کیا کہ جب وہ اقتدار پر غالب آیا تو علی صلوات اللہ علیہ کی قبر کھود ڈالی جائے، پس اس نے پہلے کی بات دہرائی:

انہوں نے اپنے بھائی کو گڑھے میں دفنایا اور تکیہ لگایا اور عامر کو پھینک دیا جسے تکیہ نہیں لگایا گیا

يُحرِّضه بذلك على نبش قبر علي (عليه السلام) ، ويُذكِّره قتلى بدر من بني عبد الشمس ، ومن قتل منهم على الكفر غير موسَّد ولا مدفون.

وہ اس سے علی (علیہ السلام) کی قبر کھودنے پر ابھار رہا تھا، اور اسے بدر کے مقتولین بنی عبد شمس کی یاد دلا رہا تھا، اور ان میں سے جو کفر پر قتل ہوئے تھے بغیر تکیے اور دفن کے۔

ثمَّ استشار معاوية ـ في نبش قبر علي (عليه السلام) ـ عبدالله بن عامر بن كريز ، فقال : ما أحبُّ أن تعلم مكان قبره ، ولا أن تسأل عنه ، ولا أحبُّ أن تكون هذه العقوبة بيننا وبين قومنا.

پھر معاویہ نے علی (علیہ السلام) کی قبر کھودنے کے بارے میں عبداللہ بن عامر بن کریز سے مشورہ کیا، اس نے کہا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ اس کی قبر کی جگہ معلوم کریں، نہ اس کے بارے میں پوچھیں، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان یہ سزا ہو۔

فقبل معاوية من عبدالله ما أشار به عليه ، وأعرض عن رأي مروان اللعين فيما أشار به من نبش قبر علي (عليه السلام) الذي استحباه ومنَّ عليه ، وأطلقه من الأسر ، ولكن غلب على اللعين الحقد على رسول الله (صلى الله عليه وآله) ; لما قتل من أهل بيته على الكفر بالله والشرك به ولعنه إياه ، ولأن علياً (عليه السلام) أتى به إلى رسول الله (صلى الله عليه وآله) لمَّا أراد نفيه يقوده بإذنه [2]

تو معاویہ نے عبداللہ کے مشورے کو قبول کر لیا، اور مروان ملعون کی رائے سے منہ موڑ لیا جو اس نے علی (علیہ السلام) کی قبر کھودنے کے بارے میں دی تھی، جنہوں نے اسے قید سے آزاد کیا اور اس پر احسان کیا تھا، لیکن ملعون پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے کینہ غالب آگیا; کیونکہ ان کے گھر والوں میں سے کتنے لوگ اللہ کے کفر اور اس کے ساتھ شرک پر قتل ہوئے اور آپ نے انہیں لعنت کی، اور اس لیے کہ علی (علیہ السلام) اسے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس لائے تھے جب آپ نے اسے جلاوطن کرنے کا ارادہ کیا تو اسے اپنے اذن سے لے کر گئے تھے۔

شرح الأخبار ، القاضي النعمان المغربي : 3/161 ـ 162.

.

وقال محمد بن حميد الرازي : لمَّا جيء برأس الحسين (عليه السلام) فوضع بين يدي

اور محمد بن حمید رازی نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) کا سر لایا گیا اور

يزيد تمثَّل بهذه الأبيات :

ليت أشياخي ببدر شَهِدُوا جَزَعَ الْخَزْرَجِ من وَقْعِ الأَسَلْ

قال مجاهد : نافق فيها ، والله ثمَّ والله ما بقي في جيشه أحد إلاّ تركه; أي ذَمَّه وعابه [1]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/209.

. وفي رواية الطبري أنه قال :

ليت أشياخي ببدر شَهِدُوا جَزَعَ الْخَزْرَجِ من وَقْعِ الأَسَلْ
قد قَتَلْنا القَرْمَ من سَادَاتِكُمْ وَعَدَلْنَا مَيْلَ بدر فَاعْتَدَلْ
فأَهَلُّوا واستهلُّوا فَرَحاً ثمَّ قالوا يا يزيدُ لاَ تُشَلْ
لَسْتُ من خندفَ إنْ لم أَنْتَقِمْ من بني أَحْمَدَ مَا كَانَ فَعَلْ
لَعِبَتْ هاشمُ بالملكِ فلا خبرٌ جاء ولا وَحْىٌ نَزَلْ

قال الطبري : هذا هو المروق من الدين ، وقول من لا يرجع إلى الله ، ولا إلى دينه ، ولا إلى كتابه ، ولا إلى رسوله (صلى الله عليه وآله) ولا يؤمن بالله ، ولا بما جاء من عند الله.. [2]

تاريخ الطبري : 8/187 ـ 188 ، مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 2/58 ، الفتوح ابن الأعثم : 5/241 ، مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الأصفهاني : 120.

.

وروى سبط ابن الجوزي ، عن الزهري ، قال : لمَّا جاءت الرؤوس كان يزيد في منظرة على رُبى جيرون فأنشد لنفسه :

لمَّا بَدَتْ تلك الحُمُولُ وأشرقت تلك الشُّمُوسُ على رُبَا جَيْرُونِ
نَعَبَ الْغُرَابُ فَقُلْتُ صِحْ أَوْلاَ تَصِحْ
فلقد قَضَيْتُ مِنَ الغريمِ دُيُونِي [3]

تذكرة الخواص ، سبط ابن الجوزي : 235.

یزید نے یہ اشعار پڑھے:

کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے
اور خزرج کی تلواروں کی چوٹ سے گھبراہٹ دیکھتے

مجاہد نے کہا: اس نے اس میں نفاق کا اظہار کیا، اللہ کی قسم پھر اللہ کی قسم اس کے لشکر میں کوئی بھی ایسا نہیں بچا جس نے اسے چھوڑنہ دیا ہو؛یعنی اس کی مذمت اور عیب جوئی نہ کی ہو۔ اور طبری کی روایت میں ہے کہ اس نے کہا:

کاش میرے بزرگ بدر میں موجود ہوتے
اور خزرج کی تلواروں کی چوٹ سے گھبراہٹ دیکھتے
ہم نے تمہارے سرداروں میں سے سردار کو قتل کر دیا
اور بدر کے جھکاؤ کو برابر کر دیا تو وہ سیدھا ہو گیا
تو وہ خوشی سے للکارنے لگے اور شادیانہ بجانے لگے
پھر کہنے لگے اے یزید! تیرا ہاتھ شل نہ ہو
میں خندف سے نہیں ہوں اگر میں نے انتقام نہ لیا
بنی احمد سے جو کچھ انہوں نے کیا تھا
ہاشم نے بادشاہت سے کھیل کیا تو نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی

طبری نے کہا: یہ دین سے خارج ہونا ہے، اور ایسے شخص کا قول ہے جو نہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے، نہ اس کے دین کی طرف، نہ اس کی کتاب کی طرف، نہ اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی طرف، اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے، اور نہ اس پر جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔

اور سبط ابن الجوزی نے زہری سے روایت کی، انہوں نے کہا: جب سر لائے گئے تو یزید جیرون کی پہاڑیوں پر ایک منظرے میں تھا تو اس نے اپنے لیے یہ اشعار پڑھے:

جب وہ کجاوے ظاہر ہوئے اور چمک اٹھے
وہ سورج جیرون کی پہاڑیوں پر
کوا نے کانگ کیا تو میں نے کہا چاہے بول یا خاموش رہ
کیونکہ میں نے قرض دہندے سے اپنے قرضے وصول کر لیے

ونقل ابن أبي الحديد عن شيخه أبي جعفر أنه قال : وأمّا مروان فأخبث عقيدة ، وأعظم إلحاداً وكفراً ، وهو الذي خطب يوم وصل إليه رأس الحسين (عليه السلام) إلى المدينة ، وهو يومئذ أميرها ، وقد حمل الرأس على يديه ، فقال :

اور ابن ابی الحدید نے اپنے استاد ابو جعفر سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: اور رہا مروان تو وہ بدترین عقیدے والا، اور سب سے زیادہ الحاد اور کفر کرنے والا تھا، اور یہ وہی ہے جس نے مدینہ میں حسین (علیہ السلام) کا سر پہنچنے کے دن خطبہ دیا، اور وہ اس دن وہاں کا حاکم تھا، اور اس نے سر کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا تو کہا:

يا حَبَّذا بردُكَ في اليدينِ وَحُمْرَةٌ تجري على الْخَدَّيْنِ

کیا ہی خوب ہے تیری ٹھنڈک دونوں ہاتھوں میں اور سرخی جو دونوں رخساروں پر بہہ رہی ہے

كأنَّما بِتَّ بِمَسْجِدَينِ

گویا تم نے دو مسجدوں میں رات گزاری

ثمَّ رمى بالرأس نحو قبر النبي (صلى الله عليه وآله) ، وقال : يا محمد! يوم بيوم بدر ، وهذا القول مشتقٌّ من الشعر الذي تمثَّل به يزيد بن معاوية ـ وهو شعر ابن الزبعرى ـ يوم وصل الرأس إليه ، والخبر مشهور [1]

شرح نهج البلاغة ، ابن ابي الحديد : 4/71 ـ 72.

.

پھر اس نے سر کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی قبر کی طرف پھینک دیا، اور کہا: اے محمد! یہ دن بدر کے بدلے کا دن ہے، اور یہ قول اس شعر سے ماخوذ ہے جو یزید بن معاویہ نے پڑھا تھا — اور یہ ابن زبعری کا شعر ہے — جس دن سر اس کے پاس پہنچا، اور یہ خبر مشہور ہے۔

وقد صرَّح بذلك أيضاً عمرو بن سعيد ، وقد كان على المدينة يوم قُتل الإمام السبط (عليه السلام) ، قال عوانة بن الحكم : لمَّا قُتل الحسين بن علي (عليه السلام) دعا عبيدالله بن زياد عبد الملك بن أبي الحرث السلمي ، وبعثه إلى المدينة ليبشِّر عمرو بن سعيد ، فدخل السلمي على عمرو ، فقال : ما وراءك ؟ فقال : ما سرَّ الأمير ، قُتل الحسين ابن علي (عليه السلام) ، فقال : نادِ بقتله ، فناديت بقتله ، فلم أسمع والله واعية قط مثل واعية نساء بني هاشم في دورهن على الحسين (عليه السلام) ، فقال عمرو وضحك :

اور عمرو بن سعید نے بھی اس کی صراحت کی، اور وہ مدینہ پر اس دن حاکم تھا جب امام سبط (علیہ السلام) شہید ہوئے۔ عوانہ بن حکم نے کہا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) شہید ہو گئے تو عبید اللہ بن زیاد نے عبد الملک بن ابی الحارث السلمی کو بلایا اور اسے مدینہ بھیجا تاکہ عمرو بن سعید کو بشارت دے۔ پس سلمی عمرو کے پاس داخل ہوا تو اس نے کہا: تمہارے پیچھے کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ جس سے امیر خوش ہو، حسین ابن علی (علیہ السلام) قتل ہو گئے۔ پس اس نے کہا: ان کے قتل کا اعلان کرو، تو میں نے ان کے قتل کا اعلان کیا، تو خدا کی قسم میں نے کبھی ایسا نوحہ نہیں سنا جیسا بنی ہاشم کی عورتوں کا اپنے گھروں میں حسین (علیہ السلام) پر نوحہ تھا، تو عمرو نے ہنستے ہوئے کہا:

عَجَّتْ نساءُ بني زياد عَجَّةً كعجيجِ نِسْوَتِنَا غَدَاةَ الأَرْنَبِ [2]

وقعة الأرنب كانت لبني زبيد على بني زياد من بني الحارث بن كعب من رهط عبد المدان ، والبيت المذكور لعمرو بن معد يكرب.

بنی زیاد کی عورتوں نے ایسی چیخ ماری جیسی ارنب کی صبح ہماری عورتوں کی چیخ تھی

ثمَّ قال عمرو : هذه واعية بواعية عثمان بن عفان ، ثمَّ صعد المنبر فأعلم الناس قتله [3]

تاريخ الطبري : 4/356 ـ 357 ، حوادث سنة 61 هـ.

.

پھر عمرو نے کہا: یہ نوحہ عثمان بن عفان کے نوحے کے بدلے ہے، پھر منبر پر چڑھا اور لوگوں کو ان کے قتل کی خبر دی۔

وفي كتاب المثالب لأبي عبيدة قال : ثمَّ أومأ إلى القبر الشريف وقال : يا محمد! يوم بيوم بدر ، فأنكر عليه قوم من الأنصار [4]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 4/72.

، وقد تمثَّل مروان بن الحكم بهذا المثل لمَّا بلغه خبر مقتل الحسين (عليه السلام) فقال : يوم بيوم الحفض المجور [5]

الحفض : الخباء ، المجور : الساقط.

، يعني

اور کتاب المثالب میں ابو عبیدہ نے کہا: پھر اس نے قبر شریف کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے محمد! یہ دن بدر کے دن کے بدلے ہے، تو انصار میں سے کچھ لوگوں نے اس پر انکار کیا، اور مروان بن حکم نے بھی اسی مثل کو پیش کیا جب اسے حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو اس نے کہا: یہ دن حفض مجور کے دن کے بدلے ہے، یعنی

يوم بيوم عثمان [1]

لاحظ : نثر الدرّ ، الآبي : 6/170 ، رقم : 774 وص 221 ، رقم 1451.

عثمان کے دن کے بدلے، اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ مثل سعید بن العاص نے کہی جب اس نے حسین (علیہ السلام) کی شہادت پر عورتوں کی چیخیں سنیں۔

، وروي أيضاً أن هذا المثل قاله سعيد بن العاص حين سمع صراح النساء لمقتل الحسين (عليه السلام) [2]

نثر الدرّ : 6/221 (الهامش).

.

وفي بعض الروايات ثمَّ خرج عمرو بن سعيد إلى المنبر فخطب الناس ، ثمَّ ذكر حسيناً وما كان من أمره ، فقام ابن أبي حبيش ـ أحد بني أسد بن عبد العزى بن قصي ـ فقال : أما لو كانت فاطمة (عليها السلام) حيَّةً لأحزنها ما ترى! [3]

اور بعض روایات میں ہے کہ پھر عمرو بن سعید منبر پر نکلا اور لوگوں کو خطبہ دیا، پھر حسین اور ان کے معاملے کا ذکر کیا، تو ابن ابی حبیش—بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے ایک—کھڑا ہوا اور کہا: اگر فاطمہ (علیہا السلام) زندہ ہوتیں تو جو تم دیکھ رہے ہو اس سے غمگین ہوتیں! تو عمرو نے کہا: خاموش ہو جا، کاش تم خاموش نہ ہوتے...

وفي بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 45/122 ، قال : فقام عبدالله بن السائب فقال : لو كانت فاطمة (عليها السلام) حيَّةً فرأت رأس الحسين (عليه السلام) لبكت عليه ، فجبهه عمرو بن سعيد.

. فقال عمرو : اسكت لا سكتَّ... [4]

ترجمة الإمام الحسين ، ابن عساكر : 339. (في الهامش) تحقيق العلامة المحمودي رحمه الله تعالى.

.

ولله درّ السيد جعفر الحلي رحمه الله إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو سید جعفر حلی رحمۃ اللہ علیہ پر جب وہ فرماتے ہیں:

اللهُ أيُّ دَم في كربلا سُفِكا لم يَجْرِ في الأرضِ حتَّى أَوْقَفَ الفَلَكا
وأيُّ خيلٍ ضلال بالطفوفِ عَدَتْ على حريمِ رسولِ اللهِ فانْتُهِكا
يومٌ بحاميةِ الإسلامِ قد نَهَضَتْ له حَمِيَّةُ دينِ اللهِ إذْ تُرِكا
رأى بأنَّ سبيل الغَيِّ مُتَّبَعٌ والرُّشْدُ لم يَدْرِ قومٌ أيَّةً سَلَكا
والناسُ عَادَتْ إليهم جَاهِلِيَّتُهُمْ كأنَّ مَنْ شَرَعَ الإسلامَ قَدْ أَفِكَا
وقد تَحَكَّمَ بالإسلامِ طَاغِيةٌ يُمْسِي ويُصْبِحُ بالْفَحْشَاءِ مُنْهَمِكَا
لم أَدْرِ أينَ رجالُ المسلمينَ مَضَوا وكيف صار يزيدٌ بينَهُمْ مَلِكَا
العاصِرُ الخَمْرِ من لُؤْم بعُنْصُرِهِ ومن خَسَاسَةِ طَبْع يَعْصُرُ الْوَدَكا
لَئِنْ جَرَتْ لَفْظَةُ التوحيدِ في فَمِهِ فسيفُهُ بسوى التوحيدِ مَا فَتَكا
قد أصبح الدينُ منه يشتكي سَقَماً وَمَا إلى أَحَد غيرِ الحسينِ شَكَا
فَمَا رأى السِّبْطُ للدينِ الحنيفِ شِفَاً إلاَّ إذا دَمُهُ في كربلا سُفِكَا

اللہ ! کربلا میں کون سا خون بہایا گیا
جو زمین پر جاری نہ ہوا یہاں تک کہ فلک کو روک دیا
اور کون سے گمراہی کے گھوڑے طفوف میں دوڑے
رسول اللہ کی حرمت پر جنہوں نے حملہ کیا
وہ دن جب اسلام کے محافظ پر اٹھ کھڑی ہوئی
اللہ کے دین کی غیرت جب چھوڑ دیا گیا
دیکھا کہ گمراہی کا راستہ اختیار کیا جا رہا
اور ہدایت کو لوگوں نے نہ جانا کون سا راستہ چلا
اور لوگ اپنی جاہلیت کی طرف لوٹ آئے
گویا جس نے اسلام کی شریعت رکھی وہ بھٹک گیا
اور اسلام پر ایک ظالم نے حکومت کر لی
جو شام و صبح فحشاء میں ڈوبا رہتا
میں نہ جانا مسلمانوں کے مرد کہاں چلے گئے
اور یزید ان میں بادشاہ کیسے بن گیا
شراب نچوڑنے والا اپنی اصل میں نیچ سے
اور طبیعت کی پستی سے چربی نچوڑنے والا
اگر توحید کا لفظ اس کے منہ میں جاری ہوا
تو اس کی تلوار نے توحید کے سوا کسی کو قتل نہ کیا
دین اس سے بیماری کی شکایت کرنے لگا
اور حسین کے سوا کسی سے شکایت نہ کی
تو سبط نے دین حنیف کے لیے شفا نہ دیکھی
مگر یہ کہ ان کا خون کربلا میں بہایا جائے

وَمَا سَمِعْنا عليلا لا علاجَ له إلاَّ بِنَفْسِ مُدَاويهِ إِذَا هَلَكَا
بِقَتْلِهِ فَاحَ للإسلامِ نَشْرُ هُدَىً فكلَّما ذَكَرَتْه المسلمون ذَكَا [1]

رياض المدح والرثاء ، الشيخ حسين القديحي : 230.

اور ہم نے کوئی ایسا مریض نہیں سنا جس کا کوئی علاج نہ ہو
مگر اپنے معالج کی جان سے جب وہ ہلاک ہو
ان کے قتل سے اسلام کے لیے ہدایت کی خوشبو پھیل گئی
پس جب بھی مسلمانوں نے اسے یاد کیا تو وہ روشن ہوئی

المجلس الحادي والثلاثون
مقتل الإمام الحسين (عليه السلام) وفداحته
في كلمات الصحابة وغيرهم

روى الشيخ المفيد عليه الرحمة عن عبدالله بن سنان ، عن أبي عبدالله جعفر بن محمد (عليهما السلام) أنه قال في مصرع سيد الشهداء (عليه السلام) وأهل بيته : يعزّ على رسول الله (صلى الله عليه وآله) مصرعهم ، ولو كان في الدنيا يومئذ حيّاً لكان (صلى الله عليه وآله) هو المعزَّى بهم [2]

المزار ، محمد بن المشهدي : 473 ـ 474 ، بحار الأنوار ، العلامة المجلسي : 45/63 ح 3.

مجلس اکتیسویں
امام حسین (علیہ السلام) کی شہادت اور اس کی فجیعت
صحابہ اور دیگر کے کلمات میں

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے عبداللہ بن سنان سے روایت کی، ابو عبداللہ جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے کہ آپ نے سید الشہداء (علیہ السلام) اور اہل بیت کی شہادت گاہ کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر ان کی شہادت گاہ بہت گراں گزرتی ہے، اور اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس دن دنیا میں زندہ ہوتے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ہی ان پر تعزیت قبول فرماتے۔

.

وروي عن محمد بن عمرو بن حسن ، قال : كنّا مع الحسين (عليه السلام) بنهري كربلاء ، فنظر إلى شمر بن ذي الجوشن فقال : صدق الله ورسوله ، قال رسول الله (صلى الله عليه وآله) : كأنّي أنظر إلى كلب أبقع يلغ في دماء أهل بيتي ، وكان شمر قبّحه الله أبرص [3]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/205.

اور محمد بن عمرو بن حسن سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ہم امام حسین (علیہ السلام) کے ساتھ کربلا کی نہروں کے پاس تھے، آپ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف نظر کی اور فرمایا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے فرمایا تھا: گویا میں ایک ابلق کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں اپنی زبان لپکاتا ہے، اور شمر، اللہ اس پر لعنت کرے، برص کا مریض تھا۔

.

وروي عن أبي ضمرة أنس بن عياض ، قال : قيل للإمام جعفر صلوات الله عليه : كم تتأخَّر الرؤيا ؟ فقال (عليه السلام) : رأى رسول الله (صلى الله عليه وآله) كأن كلباً أبقع يلغ في دمه ، فكان شمر بن ذي الجوشن لعنه الله قاتل الحسين (عليه السلام) ، وكان أبرص ، فكان تأويل الرؤيا بعد خمسين سنة [4]

بهجة المجالس وأنس المجالس : 3/149 ، حياة الحيوان ، الدميري : 1/87 و 2 ـ 255 ، نثر الدرّ ، الآبي : 7/253 ؛ تاريخ الخميس : 2/334.

اور ابو ضمرہ انس بن عیاض سے روایت ہے، انہوں نے کہا: امام جعفر صلوات اللہ علیہ سے پوچھا گیا: خواب کتنی دیر بعد پورا ہوتا ہے؟ تو آپ (علیہ السلام) نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک ابلق کتا آپ کے خون میں زبان لپکا رہا ہے، اور شمر بن ذی الجوشن، اللہ کی اس پر لعنت، حسین (علیہ السلام) کا قاتل تھا، اور وہ برص کا مریض تھا، تو اس خواب کی تعبیر پچاس سال بعد پوری ہوئی۔

.

فدم الحسين (عليه السلام) هو من دم رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وهو منه ، وقد استفاض الخبر أنه قال في حقّه : حسين مني وأنا من حسين ، فكيف لا يكون مفجوعاً به ؟ وكيف لا يكون أعظمَ الناس حسرةً وتفجُّعاً وحزناً عليه ؟ ورحم الله منصور النمري إذ يقول في حزن رسول الله (صلى الله عليه وآله) على سبطه وريحانته الحسين (عليه السلام) :

وَيْلَكَ يَا قَاتِلَ الحسينِ لَقَدْ بُؤْتَ بحَمْل يَنُوءُ بالحاملِ
أيَّ حِباً حَبَوْتَ أحمدَ في حُفْرَتِهِ من حرارةِ الثَّاكِلِ
تَعَالَ فاطْلُبْ غداً شَفَاعَتَهُ وانْهَضْ فَرِدْ حَوْضَه مع الناهلِ [1]

أسد الغابة ، ابن الأثير : 2/21 ـ 22.

.

پس حسین (علیہ السلام) کا خون رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے خون سے ہے، اور وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ہیں، اور یہ خبر مشہور ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) نے ان کی شان میں فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، تو پھر کیسے ان کی شہادت سے غمزدہ نہ ہوں؟ اور کیسے تمام لوگوں سے زیادہ حسرت، رنج اور غم میں مبتلا نہ ہوں؟ اور اللہ کی رحمت ہو منصور نمری پر جب وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اپنے نواسے اور اپنی ریحانہ حسین (علیہ السلام) پر غم کے بارے میں کہتے ہیں:

تیرے لیے ہلاکت ہے اے حسین کے قاتل ! بیشک
تو ایسے بوجھ میں پھنس گیا جو اٹھانے والے کو تھکا دیتا
ہے
احمد کو کیسا تحفہ دیا تم نے
ان کی قبر میں ماں کی جلن کی آگ سے
آؤ پھر کل ان کی شفاعت مانگنا
اور اٹھو ان کے حوض پر جانا پانی پینے والوں کے
ساتھ

فمما لا شك فيه أن أول من يُعزَّى بالحسين (عليه السلام) هو رسول الله (صلى الله عليه وآله) جدّه ، الذي طالما كان يفدّيه بنفسه الشريفة ، وقد كان يحمله وأخاه على منكبيه ، وهو سبطه وفرخه وثمرة فؤاده ، والحسين (عليه السلام) هو المذكِّر برسول الله (صلى الله عليه وآله) ومحيي سنّته ، وحافظ شريعته ، وكان الناس إذا رأوا الحسين (عليه السلام) يرون في وجهه رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، ويتذكَّرون مكانه منه ، وكيف كانت منزلته عنده ، قال زهير بن القين رضي الله تعالى عنه ـ لعذرة بن قيس لما عاتبه على اتباعه للحسين (عليه السلام) ـ : فلمَّا رأيته ذكرت به رسول الله (صلى الله عليه وآله) ومكانه منه ، وعرفت ما يقدم عليه من عدوِّه ، فرأيت أن أنصره ، وأن أكون في حزبه ، وأن أجعل نفسي دون نفسه ، حفظاً لما ضيَّعتم من حق الله وحقَّ رسوله (صلى الله عليه وآله) [2]

تاريخ الطبري : 3/314.

.

پس اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلا شخص جسے حسین (علیہ السلام) کی تعزیت دی جائے وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کے دادا ہیں، جو اکثر اپنی شریف جان سے انہیں فدا کرتے تھے، اور آپ انہیں اور ان کے بھائی کو اپنے کندھوں پر اٹھائے رکھتے تھے، اور وہ آپ کے نواسے، آپ کے فرزند اور آپ کے دل کا پھل تھے، اور حسین (علیہ السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی یاد دلانے والے اور آپ کی سنت کو زندہ کرنے والے، اور آپ کی شریعت کی حفاظت کرنے والے تھے، اور جب لوگ حسین (علیہ السلام) کو دیکھتے تھے تو ان کے چہرے میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھتے تھے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ان کا مقام یاد کرتے تھے، اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے نزدیک ان کی منزلت کیا تھی۔ زہیر بن قین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذرۃ بن قیس سے کہا—جب اس نے حسین (علیہ السلام) کی پیروی پر ان پر اعتراض کیا—کہ: جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) یاد آئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے ان کا مقام، اور میں نے جانا کہ ان کا دشمن ان پر کیا آنے والا ہے، تو میں نے دیکھا کہ میں ان کی مدد کروں، اور ان کے گروہ میں ہو جاؤں، اور اپنی جان کو ان کی جان کے آگے کر دوں، اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے اس حق کی حفاظت کے لیے جسے تم نے ضائع کر دیا ہے۔

فإنّا لله وإنا إليه راجعون ، فقد انتهكوا حرمة رسول الله (صلى الله عليه وآله) بقتلهم الحسين وأهل بيته وأولاده ، ومن يشكّ في ذلك ؟ فقد روي عن سيّد شباب أهل الجنة صلوات الله عليه أنه قال لما قُتل علي الأكبر (عليه السلام) : قتل الله قوماً قتلوك ، يا بنيّ ما أجرأهم على الله ، وعلى انتهاك حرمة الرسول (صلى الله عليه وآله) ، ثمَّ قال : على الدنيا بعدك العفا [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الإصفهاني : 76 ، تاريخ الطبري : 3/331.

.

پس ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت کو پامال کیا حسین، ان کے اہل بیت اور ان کی اولاد کو قتل کر کے، اور اس میں کون شک کرتا ہے؟ جنت کے جوانوں کے سردار صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب علی اکبر (علیہ السلام) شہید ہوئے: اللہ ہلاک کرے ان لوگوں کو جنہوں نے تجھے قتل کیا، اے میرے بیٹے! یہ لوگ اللہ پر کتنے جری ہیں، اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حرمت پامال کرنے پر، پھر فرمایا: تیرے بعد دنیا پر مٹی پڑے۔

وقال (عليه السلام) أيضاً ـ وهو قائم على رأس القاسم (عليه السلام) بعد أن ضُرب بالسيف على رأسه وسقط إلى الأرض وصار يفحص برجليه في التراب : بعداً لقوم قتلوك ، ومَنْ خَصمُهم يوم القيامة فيك جدُّك (صلى الله عليه وآله) [2]

تاريخ الطبري : 3/331.

.

اور آپ (علیہ السلام) نے یہ بھی فرمایا – جب آپ قاسم (علیہ السلام) کے سر پر کھڑے تھے اس کے بعد کہ ان کے سر پر تلوار ماری گئی اور وہ زمین پر گر گئے اور اپنے پاؤں سے مٹی میں لات مار رہے تھے: دور ہو ان لوگوں سے جنہوں نے تجھے قتل کیا، اور قیامت کے دن تیرے معاملے میں ان کا مدعی کون ہوگا، تیرے دادا (صلی اللہ علیہ وآلہ)۔

وممن احتجَّ على القوم وذكّرهم بحقّ رسول الله (صلى الله عليه وآله) في حفظ عترته وأهل بيته (عليهم السلام) زهير بن القين رضي الله عنه ، إذ أقبل على القوم حينما رآهم مصرّين على قتل الحسين (عليه السلام) وسفك دمه ودماء أهل بيته فرفع صوته قائلا : عباد الله ، لا يغرّنّكم عن دينكم هذا الجلف الجافي وأشباهه ـ يعني عمر بن سعد ـ فوالله لا تنال شفاعة محمد (صلى الله عليه وآله) قوماً أراقوا دماء ذرّيّته وأهل بيته ، وقتلوا من نصرهم وذبَّ عن حريمهم [3]

تاريخ الطبري : 3/320.

.

اور جن لوگوں نے قوم پر حجت قائم کی اور انہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حق کی یاد دلائی آپ کی عترت اور اہل بیت (علیہم السلام) کی حفاظت میں، ان میں سے زہیر بن قین رضی اللہ عنہ ہیں، جب انہوں نے قوم کو حسین (علیہ السلام) کو قتل کرنے اور ان کا اور ان کے اہل بیت کا خون بہانے پر مصر دیکھا تو اپنی آواز بلند کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے بندو، یہ بدتمیز جاہل اور اس جیسے تمہیں تمہارے دین کے بارے میں دھوکہ میں نہ ڈالیں – یعنی عمر بن سعد – اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی شفاعت ان لوگوں کو نہیں ملے گی جنہوں نے ان کی ذریت اور اہل بیت کا خون بہایا، اور ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے ان کی مدد کی اور ان کی حرمت کا دفاع کیا۔

هذا وقد ذكَّر جماعة من الصحابة بحبِّ الرسول (صلى الله عليه وآله) للحسين (عليه السلام) وبإكثاره من تقبيله ، روي عن أنس بن مالك قال : لمَّا قُتل الحسين أُتي برأسه إلى عبيدالله بن زياد ، فجعل ينكت بقضيبه على ثناياه ، وقال : إنه كان لحسن الثغر ، فقلت : أما والله لأسوأنَّك ، فقال : لقد رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقبِّل موضع قضيبك من فيه [4]

مسند أبي يعلى : 7/61 ح 3981 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/314.

. وفي رواية قال : إنه كان أشبههم برسول الله (صلى الله عليه وآله) [5]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/206.

.

اور صحابہ کی ایک جماعت نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی حسین (علیہ السلام) سے محبت اور ان کا بوسہ لینے کی کثرت کی یاد دلائی، انس بن مالک سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب حسین شہید کیے گئے تو ان کا سر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا، تو وہ اپنی چھڑی سے ان کے دانتوں پر مارنے لگا، اور کہا: یہ خوبصورت دانتوں والا تھا، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے ضرور برا بھلا کہوں گا، تو اس نے کہا: میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو دیکھا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس جگہ کو بوسہ دیتے تھے جہاں تیری چھڑی ان کے منہ سے لگ رہی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: وہ سب سے زیادہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے مشابہ تھے۔

ولله درّ بعض الشعراء إذ يقول :

اور کیا ہی خوب کہا کسی شاعر نے:

كان النبيُّ يُحِبُّ يَلْثُمُ ثَغْرَهُ قَعَدَ اللعينُ يَدُقُّ أَكْرَمَ مَلْثَمِ
وغدا يُعَفِّرُ خَدَّه فَوْقَ الثَّرَى ظُلْماً وَضَرَّجَ عَارِضَيْهِ بالدَّمِ

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) محبت سے ان کے دہن کو بوسہ دیتے تھے
بیٹھا ہے ملعون اس سب سے بزرگ چومی جانے والی جگہ پر مارتا ہوا
اور ہو گیا مٹی میں ان کا رخسار غلط کرتے ہوئے ظلم سے اور لت پت ہو گئے دونوں گال خون سے

قُتِلَ الحسينُ فَيَا سَمَاءُ تَفَطَّرِي حُزْناً وَيَادَارَ السُّرُورِ تَهَدَّمي
يَا أَعْيُنَ السُّحْبِ اقتدي بي في البُكَا
يَا وِرْقُ مِنْ نَوْحي عليه تعلَّمي [1]

قتل کر دیا گیا حسین (علیہ السلام) کو، پس اے آسمان پھٹ جا
غم سے اور اے خوشی کے گھر منہدم ہو جا
اے بادلوں کی آنکھو، میری پیروی کرو رونے میں
اے پرندو، مجھ سے سیکھو ان پر نوحہ کرنا

المنتخب ، الطريحي : 187.

وروي عن أبي داود السبيعي ، عن زيد بن أرقم قال : كنت عند عبيد الله فأتي برأس الحسين (عليه السلام) ، فأخذ قضيباً فجعل يفترّ به عن شفتيه ، فلم أر ثغراً كان أحسن منه كأنَّه الدرّ ، فلم أملك أن رفعت صوتي بالبكاء ، فقال : ما يبكيك أيُّها الشيخ ؟ قلت : يبكيني ما رأيت من رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، رأيته يمصُّ موضع هذا القضيب ويلثمه ، ويقول : اللهم إني أحبُّه فأحبَّه [2]

اور ابو داؤد سبیعی نے زید بن ارقم سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: میں عبید اللہ کے پاس تھا تو حسین (علیہ السلام) کا سر لایا گیا، تو اس نے ایک چھڑی لی اور اس سے ان کے ہونٹوں کو الگ کرنے لگا، تو میں نے کوئی دہن اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا تھا گویا کہ موتی ہو، تو میں اپنے آپ کو نہ روک سکا اور اپنی آواز بلند کر کے رونے لگا، تو اس نے کہا: اے بوڑھے، تمہیں کیا رُلا رہا ہے؟ میں نے کہا: مجھے وہ رُلا رہا ہے جو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے دیکھا، میں نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس چھڑی کی جگہ کو چوستے اور بوسہ دیتے تھے، اور فرماتے تھے: اے اللہ! میں اسے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اسے محبت کر۔

سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 3/314.

.

وروى ابن الأثير ، قال : ولمّا قُتل الحسين (عليه السلام) أرسل عمر رأسه ورؤوس أصحابه إلى ابن زياد ، فجمع الناس وأحضر الرؤوس ، وجعل ينكت بقضيب بين شفتي الحسين ، فلمَّا رآه زيد بن أرقم لا يرفع قضيبه قال له : اعل بهذا القضيب ، فوالذي لا إله غيره ، لقد رأيت شفتي رسول الله (صلى الله عليه وآله) على هاتين الشفتين يقبِّلهما ، ثمَّ بكى ، فقال له ابن زياد : أبكى الله عينيك ، فوالله لولا أنك شيخ قد خرفت لضربت عنقك ، فخرج وهو يقول : أنتم ـ يا معشر العرب ـ العبيد بعد اليوم ، قتلتم الحسين بن فاطمة (عليها السلام) وأمَّرتم ابن مرجانة ، فهو يقتل خياركم ويستعبد شراركم [3]

اور ابن اثیر نے روایت کیا، انہوں نے کہا: اور جب حسین (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو عمر نے ان کا سر اور ان کے ساتھیوں کے سر ابن زیاد کے پاس بھیجے، تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور سروں کو حاضر کیا، اور اپنی چھڑی سے حسین کے ہونٹوں کے درمیان مارنے لگا، تو جب زید بن ارقم نے دیکھا کہ وہ اپنی چھڑی نہیں اٹھا رہا تو اس سے کہا: اس چھڑی کو ہٹاؤ، تو اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ہونٹوں کو ان ہونٹوں پر دیکھا ہے کہ آپ انہیں بوسہ دیتے تھے، پھر رونے لگے، تو ابن زیاد نے ان سے کہا: اللہ تیری آنکھوں کو رُلائے، اللہ کی قسم! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا اور تیری عقل جاتی نہ رہی ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا، تو وہ نکلے اور کہتے جاتے تھے: تم اے عربوں کی جماعت، آج کے بعد غلام ہو، تم نے حسین بن فاطمہ (علیہا السلام) کو قتل کیا اور ابن مرجانہ کو حاکم بنایا، پس وہ تمہارے اچھوں کو قتل کرے گا اور تمہارے بُروں کو غلام بنائے گا۔

أسد الغابة ، ابن الأثير : 2/21 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 41/365 ـ 366.

.

وقال أبو مخنف : عن سليمان بن أبي راشد ، عن حميد بن مسلم قال : دعاني عمر بن سعد فسرَّحني إلى أهله لأبشِّرهم بما فتح الله عليه وبعافيته ، فأجد ابن زياد قد جلس للناس ، وقد دخل عليه الوفد الذين قدموا عليه ، فدخلت فيمن دخل ، فإذا رأس الحسين (عليه السلام) موضوع بين يديه ، وإذا هو ينكت فيه بقضيب بين ثنایاه ساعة ، فقال له زيد بن أرقم : ارفع هذا القضيب عن هاتين الثنيتين ، فوالله

اور ابو مخنف نے سلیمان بن ابی راشد سے، انہوں نے حمید بن مسلم سے روایت کی، انہوں نے کہا: عمر بن سعد نے مجھے بلایا اور مجھے اپنے گھر والوں کے پاس بھیجا تاکہ انہیں اس فتح کی خوشخبری دوں جو اللہ نے اسے دی اور اس کی سلامتی کی، تو میں نے پایا کہ ابن زیاد لوگوں کے لیے بیٹھا ہوا ہے، اور وفد اس کے پاس آ چکے ہیں جو اس کے پاس آئے تھے، تو میں داخل ہوا ان لوگوں کے ساتھ جو داخل ہوئے، تو دیکھا کہ حسین (علیہ السلام) کا سر اس کے سامنے رکھا ہوا ہے، اور وہ اپنی چھڑی سے ان کے دانتوں کے درمیان مار رہا ہے تھوڑی دیر کے لیے، تو زید بن ارقم نے اس سے کہا: اس چھڑی کو ان دونوں دانتوں سے ہٹاؤ، تو اللہ کی قسم

الذي لا إله إلاّ هو ، لقد رأيت شفتي رسول الله (صلى الله عليه وآله) على هاتين الثنيتين يقبِّلهما ، ثم انفضح الشيخ يبكي ، فقال له ابن زياد : أبكى الله عينك ، فوالله لولا أنك شيخ قد خرفت وذهب عقلك لضربت عنقك.

جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ہونٹوں کو ان دونوں دانتوں پر دیکھا ہے کہ آپ انہیں بوسہ دیتے تھے، پھر بوڑھا رونے لگا، تو ابن زیاد نے ان سے کہا: اللہ تیری آنکھوں کو رُلائے، اللہ کی قسم ! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا اور تیری عقل جاتی نہ رہی ہوتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔

قال : فنهج فخرج ، فلمّا خرج قال الناس : والله لقد قال زيد بن أرقم كلاماً لو سمعه ابن زياد لقتله ، قال : فقلت : ما قال ؟ قالوا : مرّ بنا وهو يقول : مَلَكَ عبدٌ عبيداً فاتَّخَذَهُمْ تليداً ، أنتم - يا معشر العرب - العبيد بعد اليوم ، قتلتم ابن فاطمة ، وأمَّرتم ابن مرجانة ، فهو يقتل خياركم ، ويستعبد شراركم ، فبعداً لمن رضي بالذلّ [1]

کہا: تو وہ بہت غصے سے نکلے، تو جب نکلے تو لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم ! زید بن ارقم نے ایسی بات کہی کہ اگر ابن زیاد نے سنی ہوتی تو اسے قتل کر دیتا، کہا: تو میں نے کہا: انہوں نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا: وہ ہمارے پاس سے گزرے اور کہہ رہے تھے: ایک غلام نے غلاموں پر بادشاہی کی اور انہیں غلام بنایا، تم اے عربوں کی جماعت، آج کے بعد غلام ہو، تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا، اور ابن مرجانہ کو حاکم بنایا، پس وہ تمہارے اچھوں کو قتل کرے گا، اور تمہارے بُروں کو غلام بنائے گا، پس دور ہو ان لوگوں سے جنہوں نے ذلت کو پسند کیا۔

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/207.

.

وعن حبيب بن يسار قال : لما أصيب الحسين بن علي (عليه السلام) قام زيد بن أرقم على باب المسجد فقال : أفعلتموها ؟ أشهد لسمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : اللهم إني أستودعكهما وصالح المؤمنين ، فقيل لعبيدالله بن زياد : إن زيد بن أرقم قال كذا وكذا ، قال : ذاك شيخ قد ذهب عقله [2]

اور حبیب بن یسار سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب حسین بن علی (علیہ السلام) شہید کیے گئے تو زید بن ارقم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور کہا: تم نے یہ کر دیا؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا: اے اللہ ! میں ان دونوں کو اور نیک مومنوں کو تیرے سپرد کرتا ہوں، تو عبید اللہ بن زیاد سے کہا گیا: زید بن ارقم نے ایسی اور ایسی بات کہی ہے، اس نے کہا: وہ بوڑھا ہے جس کی عقل جاتی رہی ہے۔

مجمع الزوائد ، الهيثمي : 9/194.

.

وقال الطبري في دخول أهل البيت (عليهم السلام) على يزيد : ثم أذن للناس فدخلوا والرأس بين يديه ، ومع يزيد قضيب فهو ينكت به في ثغره ، ثمَّ قال : إن هذا وإيانا كما قال الحصين بن الحمام المري :

يفلِّقْنَ هَاماً من رِجَال أَحِبَّة إلينا وَهُمْ كانوا أَعَقَّ وَأَظْلمَا

اور طبری نے اہل بیت (علیہم السلام) کے یزید کے پاس داخل ہونے کے بارے میں کہا: پھر اس نے لوگوں کو اجازت دی تو وہ داخل ہوئے اور سر اس کے سامنے تھا، اور یزید کے ساتھ ایک چھڑی تھی اور وہ اس سے ان کے دہن پر مار رہا تھا، پھر کہا: یہ اور ہم جیسا کہ حصین بن حمام مری نے کہا:

وہ ان پیارے لوگوں کی کھوپڑیوں کو چیرتی ہیں
جو ہمیں عزیز تھے اور وہ ہم سے زیادہ نافرمان اور ظالم تھے

قال : فقال رجل من أصحاب رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقال له أبو برزة الأسلمي : أتنكت بقضيبك في ثغر الحسين ؟ أما لقد أخذ قضيبك من ثغره مأخذاً لربما رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يرشفه ، أما إنك يا يزيد تجيء يوم القيامة وابن زياد شفيعك ،

ويجيء هذا يوم القيامة ومحمد (صلى الله عليه وآله) شفيعه ، ثمَّ قام فولَّى [1]

تاريخ الطبري : 3/298 و341 ، أسد الغابة ، ابن الأثير : 5/20.

.

کہا: تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے صحابیوں میں سے ایک شخص جن کا نام ابو برزہ اسلمی تھا، نے کہا: کیا تو اپنی چھڑی سے حسین کے دہن پر مار رہا ہے؟ تیری چھڑی نے ان کے دہن سے وہ جگہ لی ہے جہاں میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو انہیں چومتے دیکھا ہے، سن لو! اے یزید! تو قیامت کے دن آئے گا اور ابن زیاد تیرا شفیع ہوگا،

اور یہ (حسین) قیامت کے دن آئے گا اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) اس کے شفیع ہوں گے، پھر وہ اٹھے اور چلے گئے۔

وعن عمَّار الدهني ، عن جعفر قال : لمَّا وضع رأس الحسين بين يدي يزيد وعنده أبو برزة وجعل ينكت بالقضيب فقال له : ارفع قضيبك ، فلقد رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يلثمه [39]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/209.

.

اور عمار دہنی سے، جعفر سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا اور اس کے پاس ابو برزہ تھا اور وہ چھڑی سے مارنے لگا، تو اس نے اسے کہا: اپنی چھڑی اٹھا، میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو اسے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔

وقال البُري : وأتي يزيد برأس الحسين (عليه السلام) ، فلمّا وضع بين يديه جعل ينكت أسنانه بقضيب كان في يده ، ويقول : كان أبو عبدالله صبيحاً ، فقال له النعمان بن بشير : ارفع يدك ـ يا يزيد ـ عن فم طالماً رأيت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقبِّله ، قال : فاستحيى يزيد ، وأمر برفع الرأس [2]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/209.

.

اور بُری نے کہا: اور یزید کے پاس حسین (علیہ السلام) کا سر لایا گیا، پھر جب اس کے سامنے رکھا گیا تو وہ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی سے ان کے دانتوں پر مارنے لگا اور کہنے لگا: ابو عبداللہ خوبصورت تھے، تو نعمان بن بشیر نے اسے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا لے اے یزید اس منہ سے جسے میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو بار بار بوسہ دیتے دیکھا ہے، کہا: تو یزید شرمندہ ہوا اور سر اٹھانے کا حکم دیا۔

قال بعض الرواة : واستشار يزيد أهل الشام فيمن بقي من ولد الحسين (عليه السلام) وولد أخيه الصغار ، فقال له النعمان بن بشير : اصنع بهم.. ما كان يصنع بهم رسول الله (صلى الله عليه وآله) لو رآهم على هذه الحال ، فأمر بإنزالهم [3]

الجوهرة في نسب الإمام علي وآله ، البري : 45 ـ 46.

.

کسی راوی نے کہا: اور یزید نے اہل شام سے مشورہ کیا کہ حسین (علیہ السلام) کی اولاد اور ان کے بھائی کی چھوٹی اولاد میں سے جو باقی رہ گئے ہیں ان کے بارے میں کیا کیا جائے، تو نعمان بن بشیر نے اسے کہا: ان کے ساتھ وہی کرو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) ان کے ساتھ کرتے اگر انہیں اس حالت میں دیکھتے، تو اس نے انہیں اتارنے کا حکم دیا۔

ولله درّ السيد الشريف الرضي عليه الرحمة إذ يقول :

يَا رَسُولَ اللهِ لو عَايَنْتَهُمْ وَهُمُ ما بين قَتْل وَسِبَا
لَرَأَتْ عَيْنَاكَ منهم مَنْظَراً لِلْحَشَى شَجْواً وللعينِ قَذَى

اور سید شریف رضی علیہ الرحمہ کا کتنا اچھا کہنا ہے:

اے اللہ کے رسول! اگر آپ انہیں دیکھتے
جب کہ وہ قتل اور اسیری کے درمیان ہیں
تو آپ کی آنکھیں ان میں سے ایسا منظر دیکھتیں
جو دل کے لیے رنج اور آنکھ کے لیے خار ہو

ولمّا جيء برأس الحسين (عليه السلام) أمر ابن زياد فنودي : الصلاة الجامعة ، فاجتمع الناس ، فصعد المنبر فذكر ما ذكر من بذيء القول ، فقام إليه عبدالله بن عفيف الأزدي فقال : ويحك يا بن زياد!! تقتلون أولاد النبيين وتتكلّمون بكلام الصديقين! فأمر به ابن زياد فقتل وصلب [4]

الجوهرة في نسب الإمام علي وآله ، البري : 44 ـ 45 ، البداية والنهاية ، 8/213.

.

اور جب حسین (علیہ السلام) کا سر لایا گیا تو ابن زیاد نے حکم دیا کہ اعلان کیا جائے: الصلاۃ الجامعہ، تو لوگ جمع ہوئے، پھر وہ منبر پر چڑھا اور گندی باتیں کیں، تو عبداللہ بن عفیف ازدی اس کی طرف اٹھے اور کہا: افسوس ہے تجھ پر اے ابن زیاد! ! تم نبیوں کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور صدیقین کی طرح کلام کرتے ہو؟ تو ابن زیاد نے ان کے بارے میں حکم دیا تو انہیں قتل کیا گیا اور سولی پر چڑھایا گیا۔

وعن ابن أبي نعم قال : جاء رجل إلى ابن عمر وأنا جالس ، فسأله عن دم البعوض ، قال له : ممن أنت ؟ قال : من أهل العراق ، قال : ها انظروا إلى هذا ، يسأل عن دم البعوض ، قد قتلوا ابن رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وقد سمعت رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : هما ريحانتي من الدنيا [1]

مسند أحمد : 2/93 و114 ، المعجم الكبير ، الطبراني : 3/127 ح 2884.

.

اور ابن ابی نعم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور میں بیٹھا تھا، تو اس نے ان سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا، انہوں نے اسے کہا: تو کہاں سے ہے؟ اس نے کہا: اہل عراق میں سے، انہوں نے کہا: ذرا دیکھو اسے، مچھر کے خون کے بارے میں پوچھتا ہے، انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے کو قتل کر دیا، اور میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو فرماتے سنا ہے: یہ دونوں میری دنیا کی خوشبو ہیں۔

وروي أنه لمّا بلغ قتل الحسين (عليه السلام) إلى الحسن البصري بكى حتى اختلج منكباه ، وقال : واذلاّه لأمه قتل ابنُ دعيِّها ابنَ نبيها (صلى الله عليه وآله) [2]

الرد على المتعصب العنيد ، ابن الجوزي : 45.

.

اور روایت ہے کہ جب حسن بصری کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ اتنا روئے کہ ان کے کندھے کانپنے لگے، اور کہا: اس امت کے لیے کیسی رسوائی ہے کہ اس کے دعی (ابو سفیان) کے بیٹے نے اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے بیٹے کو قتل کر دیا۔

وقال الزهري : لمّا بلغ الحسن البصري خبر قتل الحسين (عليه السلام) بكى حتى اختلج صدغاه ، ثم قال : أذلَّ الله أمة قتلت ابن نبيها ، والله ليردَّنَّ رأس الحسين إلى جسده ، ثم لينتقمن له جدّه وأبوه من ابن مرجانة [3]

ينابيع المودة ، القندوزي : 3/48.

.

اور زہری نے کہا: جب حسن بصری کو حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ اتنا روئے کہ ان کی کنپٹیاں کانپنے لگیں، پھر کہا: اللہ نے اس امت کو ذلیل کیا جس نے اپنے نبی کے بیٹے کو قتل کیا، اللہ کی قسم! حسین کا سر ضرور ان کے جسم کی طرف لوٹایا جائے گا، پھر ان کے دادا اور والد ابن مرجانہ سے ضرور انتقام لیں گے۔

وروى شريك ، عن مغيرة قال : قالت مرجانة لابنها عبيدالله : يا خبيث ، قتلت ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) والله لا ترى الجنة أبداً [4]

تهذيب التهذيب ، ابن حجر : 2/308 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 37/451.

.

اور شریک نے مغیرہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: مرجانہ نے اپنے بیٹے عبیداللہ سے کہا: اے خبیث! تو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا، اللہ کی قسم! تو کبھی جنت نہیں دیکھے گا۔

وعن القاسم بن بخيت قال : لما أقبل وفد الكوفة برأس الحسين (عليه السلام) دخلوا به مسجد دمشق ، فقال لهم مروان بن الحكم : كيف صنعتم ؟ قالوا : ورد علينا منهم ثمانية عشر رجلا فأتينا والله على آخرهم ، وهذه الرؤوس والسبايا ، فوثب مروان وانصرف ، وأتاه أخوه يحيى بن الحكم فقال : ما صنعتم ؟ فقالوا له مثل ما قالوا لأخيه ، فقال لهم : حُجبتم عن محمد (صلى الله عليه وآله) يوم القيامة ، لن أجامعكم على أمر أبداً ، ثم قام فانصرف [5]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/213 ، تاريخ الطبري : 3/341.

.

اور قاسم بن بخیت سے روایت ہے، انہوں نے کہا: جب کوفہ کا وفد حسین (علیہ السلام) کا سر لے کر آیا تو وہ اسے مسجد دمشق میں لائے، تو مروان بن حکم نے ان سے پوچھا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ان میں سے اٹھارہ آدمی ہم پر وارد ہوئے، تو اللہ کی قسم! ہم ان کے آخری شخص تک پہنچ گئے، اور یہ سر اور قیدی ہیں، تو مروان اٹھا اور چلا گیا، اور اس کا بھائی یحییٰ بن حکم ان کے پاس آیا اور کہا: تم نے کیا کیا؟ انہوں نے اسے بھی وہی کہا جو اس کے بھائی سے کہا تھا، تو اس نے ان سے کہا: تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے قیامت کے دن محجوب کر دیے گئے، میں کبھی بھی کسی معاملے میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گا، پھر وہ اٹھا اور چلا گیا۔

وعن إبراهيم النخعي قال : لو كنت فيمن قتل الحسين ، ثم غُفر لي ثم أُدخلت

الجنة استحييت أن أمرَّ على النبي (صلى الله عليه وآله) فينظر في وجهي [1]

المعجم الكبير ، الطبراني : 3/112 ح 2829 ، مجمع الزوائد ، الهيثمي : 9/195 ، قال : رواه الطبراني ورجاله ثقات ، تهذيب الكمال ، المزي : 25/153 ، رقم : 5184 ، الإصابة ، ابن حجر : 2/81.

.

اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے، انہوں نے کہا: اگر میں حسین کے قاتلوں میں ہوتا، پھر مجھے بخش دیا جاتا اور پھر مجھے

جنت میں داخل کیا جاتا تو مجھے شرم آتی کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے پاس سے گزروں اور وہ میرے چہرے کی طرف دیکھیں۔

وروي عن عمر بن عبدالعزيز أنه قال : لو كنت من قتلة الحسين (عليه السلام) وغُفر لي وأدخلني الجنة لما دخلتها حياءً من رسول الله (صلى الله عليه وآله) [2]

وفيات الأعيان ، ابن خلكان : 6/353 ، نثرّ الدر ، الآبي : 5/209 ، العقد الفريد ، الأندلسي : 2/175.

. وفي رواية أخرى قال : لو كنت في قتلة الحسين (عليه السلام) ، وقيل لي إدخل الجنة لما فعلت ، حياءً أن تقع عليَّ عين محمد (صلى الله عليه وآله) [3]

ربيع الأبرار ، الزمخشري : 3/344 ، نثر الدرّ ، الآبي : 2/117.

.

اور عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: اگر میں حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں میں سے ہوتا اور مجھے بخش دیا جاتا اور مجھے جنت میں داخل کیا جاتا تو میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے شرم کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوتا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: اگر میں حسین (علیہ السلام) کے قاتلوں میں ہوتا، اور مجھ سے کہا جاتا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو میں ایسا نہ کرتا، اس شرم سے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی نظر مجھ پر پڑے۔

وقيل لرجل شهد يوم الطف مع عمر بن سعد : ويحك! أقتلتم ذرية رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟! فقال : عضضت بالجندل ، إنك لو شهدت ما شهدنا لفعلت ما فعلنا ، ثارت علينا عصابة ، أيديها في مقابض سيوفها ، كالأسود الضارية ، تحطّم الفرسان يميناً وشمالا ، وتلقي أنفسها على الموت ، لا تقبل الأمان ، ولا ترغب في المال ، ولا يحول حائل بينها وبين الورود على حياض المنية ، أو الاستيلاء على الملك ، فلو كففنا عنها رويداً لأتت على نفوس العسكر بحذافيرها ، فما كنّا فاعلين لا أم لك! [4]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 3/263.

اور ایک شخص سے جو طف کے دن عمر بن سعد کے ساتھ تھا، کہا گیا: افسوس ہے تجھ پر! کیا تم نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی ذریت کو قتل کیا؟! تو اس نے کہا: تم کنکر چباؤ، اگر تم وہ دیکھتے جو ہم نے دیکھا تو تم بھی وہی کرتے جو ہم نے کیا، ہم پر ایک جماعت نے حملہ کیا جن کے ہاتھ اپنی تلواروں کے قبضوں پر تھے، خونخوار شیروں کی طرح، وہ سواروں کو دائیں بائیں توڑتے تھے، اور اپنے آپ کو موت پر ڈالتے تھے، نہ امان قبول کرتے تھے، نہ مال کی رغبت رکھتے تھے، اور موت کے حوضوں تک پہنچنے یا سلطنت پر قبضہ کرنے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی، پس اگر ہم ان سے تھوڑی دیر کے لیے رک جاتے تو وہ ساری فوج کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتے، تو ہم کیا کرتے، تیری ماں نہ ہو! اور ربیع بن خثیم نے جب حسین (علیہ السلام) کی شہادت کی خبر سنی تو کہا: انہوں نے ایسے بچوں کو قتل کیا کہ اگر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سفر سے آتے تو انہیں اپنے سے چمٹا لیتے۔

وقال لرجل شهد يوم الطف مع عمر بن سعد : ويحك! أقتلتم ذرية رسول الله (صلى الله عليه وآله) ؟! فقال : عضضت بالجندل ، إنك لو شهدت ما شهدنا لفعلت ما فعلنا ، ثارت علينا عصابة ، أيديها في مقابض سيوفها ، كالأسود الضارية ، تحطّم الفرسان يميناً وشمالا ، وتلقي أنفسها على الموت ، لا تقبل الأمان ، ولا ترغب في المال ، ولا يحول حائل بينها وبين الورود على حياض المنية ، أو الاستيلاء على الملك ، فلو كففنا عنها رويداً لأتت على نفوس العسكر بحذافيرها ، فما كنّا فاعلين لا أم لك! [4]

شرح نهج البلاغة ، ابن أبي الحديد : 3/263.

وقال الربيع بن خثيم لما بلغه قتل الحسين (عليه السلام) : لقد قتلوا صبية لو جاء رسول الله (صلى الله عليه وآله) من سفر لضمَّهم إليه [5]

كتاب الرد على المتعصب العنيد ، ابن الجوزي : 45.

.

وقال ابن سعد : كان أبو عثمان النهدي من ساكني الكوفة ، ولم يكن له بها دار لبني نهد ، فلمّا قُتل الحسين بن علي (عليه السلام) تحوَّل فنزل البصرة ، وقال : لا أسكن بلداً قُتل فيه ابن بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، وكان قد أدرك النبيَّ (صلى الله عليه وآله) ولم يره [6]

الطبقات الكبرى ، ابن سعد : 7/98 ، المنتخب من ذيل المذيل ، الطبري : 121.

اور ابن سعد نے کہا: ابو عثمان نہدی کوفہ میں رہتے تھے، اور ان کا وہاں بنو نہد کا کوئی مکان نہیں تھا، پس جب حسین بن علی (علیہ السلام) کو قتل کیا گیا تو انہوں نے وہاں سے ہجرت کر کے بصرہ میں سکونت اختیار کی، اور کہا: میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی بیٹی کے بیٹے کو قتل کیا گیا ہو، اور وہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے زمانے کو پہنچے تھے لیکن انہیں نہیں دیکھا تھا۔

.

وذكر الحسين بن علي الكاتب أن عبيدالله بن سليمان تلاحى مع ابن الأشنب ، وتشاجر معه على أي شيء كان أشدَّ ما كان في الإسلام على المسلمين ؟ فقال عبيدالله بن سليمان ، هو قتل الحسين (عليه السلام) ، لأن المسلمين يئسوا بعد قتله من كل فرج يرتجونه ، وعدل ينتظرونه ، ولما سُئل الكاتب عن ذلك قال : إن أشدَّه على رسول الله (صلى الله عليه وآله) فهو الأشدَّ على المسلمين [1]

ثمار القلوب في المضاف والمنسوب ، الثعالبي : 688 ـ 690.

اور حسین بن علی کاتب نے ذکر کیا ہے کہ عبیداللہ بن سلیمان اور ابن اشنب میں جھگڑا ہوا، اور انہوں نے اس پر بحث کی کہ اسلام میں مسلمانوں پر سب سے سخت واقعہ کیا تھا؟ تو عبیداللہ بن سلیمان نے کہا: وہ حسین (علیہ السلام) کا قتل ہے، کیونکہ مسلمان ان کے قتل کے بعد ہر اس فرج سے مایوس ہو گئے جس کی وہ امید رکھتے تھے، اور اس عدل سے جس کا وہ انتظار کرتے تھے، اور جب کاتب سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) پر سب سے سخت ہو وہی مسلمانوں پر سب سے سخت ہے۔

.

ولله در السيد المرتضى عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کی رحمت ہو سید مرتضیٰ پر جب وہ فرماتے ہیں:

ألا إن يوم الطف أدمى محاجراً وأودى قلوباً مالهن دواء
وان مصيبات الزمان كثيرة ورب مصاب ليس منه عزاء
أرى طخية فينا فأين صباحها وداء على داء فأين شفاء ؟
وهل لي سلوان وآل محمّد شريدهم ما حان منه ثواء [2]

الغدير ، الاميني : 4/292.

آگاہ ہو جاؤ کہ طف کے دن نے آنکھوں کو خون آلود کر دیا
اور دلوں کو ایسا تباہ کیا کہ ان کے لیے کوئی دوا نہیں
اور زمانے کی مصیبتیں بیشمار ہیں
لیکن کتنی ہی ایسی مصیبت ہے جس سے کوئی تسلی نہیں
میں اپنے اندر اندھیرا دیکھتا ہوں تو اس کی صبح کہاں ہے؟
اور بیماری پر بیماری ہے تو شفا کہاں ہے؟
اور کیا میرے لیے کوئی تسلی ہے جبکہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ)
بے گھر ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی ٹھہرنا نصیب نہیں کیا

الخاتمة :

في يوم الأربعين
وفيه أربعة مجالس

المجلس الأول

رجوع الإمام زين العابدين (عليه السلام)
مع عمَّاته وأخواته إلى كربلاء

جاء في الزيارة الناحية الشريفة : السلام على الشيب الخضيب ، السلام على الخد التريب ، السلام على البدن السليب ، السلام على الثغر المقروع بالقضيب ، السلام على الودج المقطوع ، السلام على الرأس المرفوع ، السلام على الأجسام العارية في الفلوات ، تنهشُها الذئابُ العاديات ، وتختلفُ إليها السباعُ الضاريات ، السلام عليك يا مولاي ، وعلى الملائكة المرفرفين حول قبتك ، الحافين بتربتك ، الطائفين بعرصتك ، الواردين لزيارتك ، السلام عليك فإني قصدت إليك ، ورجوت الفوز لديك.

خاتمہ:

اربعین کے دن میں
اس میں چار مجالس ہیں
پہلی مجلس

امام زین العابدین (علیہ السلام) کا
اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ کربلا واپسی

زیارت ناحیہ مقدسہ میں آیا ہے: سلام ہو خضاب شدہ سفید ریش پر، سلام ہو مٹی آلود رخسار پر، سلام ہو زخمی بدن پر، سلام ہو چھڑی سے شکستہ دندان پر، سلام ہو کٹی ہوئی شہ رگ پر، سلام ہو بلند کیے گئے سر پر، سلام ہو بیابانوں میں برہنہ اجسام پر، جن کو درندے بھیڑیے نوچتے ہیں، اور جن کے پاس وحشی درندے آتے جاتے ہیں، سلام ہو آپ پر اے میرے مولا، اور ان فرشتوں پر جو آپ کے قبے کے گرد پرواز کرتے ہیں، آپ کی تربت کے گرد محیط ہیں، آپ کے آستانے پر طواف کرتے ہیں، آپ کی زیارت کے لیے آتے ہیں، سلام ہو آپ پر کیونکہ میں نے آپ کا قصد کیا ہے، اور آپ کے پاس کامیابی کی امید رکھی ہے۔

السلام عليك ، سلامَ العارف بحرمتك ، المخلص في ولايتك ، المتقرب إلى الله بمحبتك ، البريء من أعدائِك ، سلام مَنْ قلبُه بمصابك مقروح ، ودمعُه عندَ ذكرِك مسفوح ، سلامَ المفجوعِ المحزون ، الوالهِ المستكين ، سلامَ من لو كان معك بالطفوف

سلام ہو آپ پر، ایسے شخص کا سلام جو آپ کی حرمت کا جاننے والا ہے، آپ کی ولایت میں خلوص رکھنے والا ہے، آپ کی محبت سے اللہ کا تقرب حاصل کرنے والا ہے، آپ کے دشمنوں سے بیزار ہے، ایسے شخص کا سلام جس کا دل آپ کی مصیبت سے زخمی ہے، اور جس کے آنسو آپ کی یاد پر بہتے ہیں، غمزدہ محزون کا سلام، سوگوار بے چین کا سلام، اس کا سلام جو اگر آپ کے ساتھ طف میں ہوتا

لو قاك بنفسهِ حدَ السيوف ، وبذلَ حشاشَتُه دونك للحُتوف ، وجاهدَ بين يديك ، ونصَرك على من بغى عليك ، وفداك بروحهِ وجسدهِ ، ومالهِ وولدهِ ، وروحهِ لروحِكَ فداء ، وأهلَه لأهلِك وقاء ، فلإن أخرتني الدهورُ ، وعاقني عن نَصرِكِ المقدور ، ولم أكن لمن حاربك محارباً ، ولمن نصب لك العداوةَ مناصباً ، فلأندبك صباحاً ومساء ، ولأبكينَ عليك بدلَ الدموعِ دماً ، حسرةً عليك وتأسُفاً على ما دهاك وتلهفاً ، حتى أموت بلوعةِ المصاب ، وغصةِ الاكتياب [1]

اگر اپنی جان کے ساتھ آپ کو تلواروں کی دھار سے بچاتا، اور اپنی جان آپ کے لیے موت کے سامنے قربان کرتا، اور آپ کے سامنے جہاد کرتا، اور آپ پر ظلم کرنے والوں کے خلاف آپ کی مدد کرتا، اور اپنی جان اور جسم سے آپ کو فدا کرتا، اور اپنے مال اور اولاد سے، اور اس کی جان آپ کی جان کے لیے فدا ہوتی، اور اس کے اہل آپ کے اہل کے لیے سپر ہوتے، پس اگر زمانے نے مجھے پیچھے رکھا، اور مقدر نے مجھے آپ کی مدد سے روک دیا، اور میں آپ سے جنگ کرنے والوں کا جنگجو نہیں تھا، اور آپ سے دشمنی کرنے والوں کا مخالف نہیں تھا، تو میں صبح و شام آپ پر نوحہ کروں گا، اور آپ پر آنسوؤں کی جگہ خون رووں گا، آپ پر حسرت و افسوس سے، اور آپ پر جو مصیبت آئی اس کے غم سے، یہاں تک کہ مصیبت کی تڑپ سے، اور غم کی کسک سے مرجاؤں۔

المزار ، المشهدي : 500 ـ 501.

.

روى الشيخ الصدوق عليه الرحمة ، عن الحارث بن كعب ، عن فاطمة بنت علي صلوات الله عليهما : ثمَّ أن يزيد (لعنه الله) أمر بنساء الحسين (عليه السلام) فحُبسن مع علي بن الحسين (عليهما السلام) في محبس لا يكنُّهم من حرّ ولا قرّ ، حتى تقشَّرت وجوههم ، ولم يُرفع ببيت المقدس حجر عن وجه الأرض إلاَّ وجد تحته دم عبيط ، وأبصر الناس الشمس على الحيطان حمراء كأنها الملاحف المعصفرة ، إلى أن خرج علي بن الحسين (عليهما السلام) بالنسوة ، وردَّ رأس الحسين (عليه السلام) إلى كربلاء [2]

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے حارث بن کعب سے، اور انہوں نے فاطمہ بنت علی علیہما السلام سے روایت کی ہے: پھر یزید (اس پر اللہ کی لعنت ہو) نے حسین (علیہ السلام) کی خواتین کو حکم دیا تو انہیں علی بن الحسین (علیہما السلام) کے ساتھ ایک ایسی قید خانے میں بند کر دیا گیا جو نہ گرمی سے بچاتی تھی اور نہ سردی سے، یہاں تک کہ ان کے چہرے چھل گئے، اور بیت المقدس میں زمین کے اوپر سے کوئی پتھر نہیں ہٹایا گیا مگر اس کے نیچے تازہ خون پایا گیا، اور لوگوں نے دیواروں پر سورج کو سرخ دیکھا جیسے کہ وہ رنگے ہوئے کپڑے ہوں، یہاں تک کہ علی بن الحسین (علیہما السلام) خواتین کے ساتھ نکلے، اور حسین (علیہ السلام) کا سر کربلا کی طرف لوٹایا گیا۔

الأمالي ، الصدوق : 231 ـ 232 ح 4.

.

وفي كتاب لواعج الأشجان للسيد محسن الأمين عليه الرحمة قال : وكان يزيد وعد علي بن الحسين (عليهما السلام) يوم دخولهم عليه أن يقضي له ثلاث حاجات ، فقال له : اذكر حاجاتك الثلاث اللاتي وعدتك بقضائهن ، فقال له : الأولى : أن تريني وجه سيِّدي ومولاي وأبي الحسين (عليه السلام) فأتزوَّد منه ، وأنظر إليه وأودّعه ، والثانية : أن تردَّ علينا ما أُخذ منّا ، والثالثة : إن كنت عزمت على قتلي أن توجِّه مع هؤلاء النساء مَنْ يردُّهن إلى حرم جدِّهم (صلى الله عليه وآله). فقال : أمّا وجه أبيك فلن تراه أبداً ، وأمَّا قتلك فقد عفوت عنك ، وأمَّا النساء فما يردُّهن غيرك إلى المدينة ، وأمَّا ما أُخذ منكم فأنا أعوِّضكم عنه أضعاف قيمته.

اور کتاب لواعج الاشجان میں سید محسن الامین علیہ الرحمۃ نے کہا: اور یزید نے علی بن الحسین (علیہما السلام) سے ان کے دمشق میں داخل ہونے کے دن وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی تین حاجتیں پوری کرے گا، پس اس نے ان سے کہا: وہ تین حاجتیں بتاؤ جن کے پورا کرنے کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا، تو انہوں نے کہا: پہلی یہ کہ آپ مجھے میرے سید اور مولا اور والد حسین (علیہ السلام) کا چہرہ دکھائیں تاکہ میں ان سے توشہ لوں، اور ان کی طرف دیکھوں اور ان سے رخصت ہوں، دوسری یہ کہ ہم سے جو لیا گیا ہے وہ ہمیں واپس کریں، اور تیسری یہ کہ اگر آپ نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے تو ان عورتوں کے ساتھ کسی کو بھیجیں جو انہیں ان کے دادا (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم میں واپس لے جائے۔ تو اس نے کہا: رہا تمہارے والد کا چہرہ تو تم اسے کبھی نہیں دیکھو گے، اور رہا تمہارا قتل تو میں نے تمہیں معاف کر دیا، اور رہیں عورتیں تو انہیں تمہارے علاوہ کوئی مدینہ نہیں لے جائے گا، اور رہا جو تم سے لیا گیا ہے تو میں اس کی قیمت سے کئی گنا زیادہ تمہیں دوں گا۔

فقال (عليه السلام) : أمَّا مالك فلا نريده ، وهو موفَّرٌ عليك ، وإنما طلبت ما أخذ منّا لأن فيه مغزل فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله) ، ومقنعتها ، وقلادتها ، وقميصها ، فأمر بردِّ ذلك ، وزاد فيه من عنده مأتي دينار ، فأخذها زين العابدين وفرَّقها في الفقراء والمساكين.

وفي رواية : إن يزيد قال لعلي بن الحسين (عليهما السلام) : إن شئت أقمت عندنا فبررناك ، وإن شئت رددناك إلى المدينة ، فقال : لا أريد إلاَّ المدينة.

ثمَّ إن يزيد لعنه الله أمر بردِّ السبايا والأسارى إلى المدينة ، وأرسل معهم النعمان بن بشير الأنصاري في جماعة ، فلمَّا بلغوا إلى العراق قالوا للدليل : مرَّ بنا على طريق كربلاء ، فلمَّا وصلوا إلى موضع المصرع وجدوا جابر بن عبدالله الأنصاري ، وجماعة من بني هاشم ، ورجالا من آل الرسول (صلى الله عليه وآله) قد وردوا لزيارة قبر الحسين (عليه السلام) ، فتوافوافي وقت واحد ، وتلاقوا بالبكاء والحزن واللطم ، وأقاموا المأتم ، واجتمع إليهم أهل ذلك السواد ، وأقاموا على ذلك أياماً.

وعن كتاب بشارة المصطفى وغيره ، بسنده عن عطية العوفي قال : خرجت مع جابر بن عبدالله الأنصاري (رضي الله عنه) زائراً قبر الحسين (عليه السلام) ، فلمَّا وردنا كربلاء دنا جابر من شاطىء الفرات فاغتسل ، ثمّ اتّزر بإزار وارتدى بآخر ، ثمَّ فتح صرَّة فيها سعد فنثرها على بدنه ، ثمَّ لم يخطُ خطوة إلاَّ ذكر الله تعالى ، حتى إذا دنا من القبر قال : ألمسنيه ، فألمسته إيَّاه ، فخرَّ على القبر مغشيّاً عليه ، فرششت عليه شيئاً من الماء ، فلمَّا أفاق قال : يا حسين ـ ثلاثاً ـ ثمَّ قال : حبيب لا يجيب حبيبه ، ثمَّ قال : وأنَّى لك بالجواب وقد شخبت أوداجك على أثباجك ، وفُرِّق بين بدنك ورأسك ، أشهد أنّك ابن خير النبيين ، وابن سيِّد المؤمنين ، وابن حليف التقوى ، وسليل الهدى ، وخامس أصحاب الكسا ، وابن سيِّد النقبا ، وابن فاطمة سيِّدة النساء ، ومالك لا تكون هكذا وقد غذَّتك كفُّ سيِّد المرسلين ، وربيت في حجر المتقين ،

تو انہوں نے (علیہ السلام) فرمایا: رہا آپ کا مال تو ہم اسے نہیں چاہتے، اور وہ آپ کے لیے محفوظ ہے، اور میں نے جو لیا گیا ہے اس لیے مانگا کہ اس میں فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی چرخی ہے، اور ان کا دوپٹہ، اور ان کا ہار، اور ان کا قمیص، تو اس نے اسے واپس کرنے کا حکم دیا، اور اپنی طرف سے دو سو دینار کا اضافہ کیا، تو زین العابدین نے انہیں لیا اور فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔

اور ایک روایت میں ہے: یزید نے علی بن الحسین (علیہما السلام) سے کہا: اگر تم چاہو تو ہمارے پاس رہو تو ہم تمہارے ساتھ نیکی کریں گے، اور اگر چاہو تو ہم تمہیں مدینہ واپس بھیج دیں گے، تو انہوں نے فرمایا: میں مدینہ کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔

پھر یزید لعنۃ اللہ علیہ نے اسیران اور قیدیوں کو مدینہ کی طرف واپس کرنے کا حکم دیا، اور ان کے ساتھ نعمان بن بشیر انصاری کو ایک جماعت میں بھیجا، پس جب وہ عراق پہنچے تو انہوں نے راہنما سے کہا: ہمیں کربلا کے راستے سے لے چلو، پس جب وہ شہادت کی جگہ پر پہنچے تو انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری، اور بنی ہاشم کی ایک جماعت، اور آل رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے مردوں کو پایا جو حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کے لیے آئے تھے، پس وہ ایک ہی وقت میں جمع ہوئے، اور رونے اور غم اور سینہ کوبی میں ملاقات کی، اور ماتم برپا کیا، اور اس علاقے کے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے، اور وہ کئی دن وہاں رہے۔

اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ اور دیگر کتابوں میں اپنی سند کے ساتھ عطیہ عوفی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کے لیے نکلا، پس جب ہم کربلا پہنچے تو جابر فرات کے کنارے کے قریب گئے اور غسل کیا، پھر ایک تہبند باندھا اور دوسری چادر اوڑھی، پھر ایک تھیلی کھولی جس میں سعد (خوشبو) تھی اور اسے اپنے بدن پر بکھیر دیا، پھر جب بھی قدم اٹھاتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، یہاں تک کہ جب قبر کے قریب پہنچے تو کہا: مجھے قبر سے لگا دو، پس میں نے انہیں قبر سے لگا دیا، تو وہ قبر پر گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے، پس میں نے ان پر کچھ پانی چھڑکا، پس جب ہوش میں آئے تو کہا: یا حسین — تین بار — پھر کہا: محبوب اپنے محبوب کو جواب نہیں دیتا، پھر کہا: اور آپ کو جواب کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آپ کی رگیں آپ کے سینے پر بہا دی گئی ہیں، اور آپ کے جسم اور سر کے درمیان جدائی کر دی گئی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بہترین نبیوں کے بیٹے ہیں، اور مومنوں کے سردار کے بیٹے ہیں، اور تقویٰ کے ساتھی کے بیٹے ہیں، اور ہدایت کی اولاد ہیں، اور اصحاب کساء میں سے پانچویں ہیں، اور نقیبوں کے سردار کے بیٹے ہیں، اور فاطمہ سیدۃ النساء کے بیٹے ہیں، اور آپ کا یوں ہونا کیوں نہ ہو جبکہ سید المرسلین کے ہاتھ نے آپ کی پرورش کی، اور آپ متقیوں کی گود میں پلے بڑھے،

ورضعت من ثدي الإيمان ، وفطمت بالإسلام ، فطبت حيّاً وطبت ميّتاً ، غير أن قلوب المؤمنين غير طيِّبة بفراقك ، ولا شاكَّة في حياتك ، فعليك سلام الله ورضوانه ، وأشهد أنك مضيت على ما مضى عليه أخوك يحيى بن زكريا.

اور آپ نے ایمان کی چھاتی سے دودھ پیا، اور اسلام کی آغوش میں دودھ چھڑوایا، پس آپ زندہ پاکیزہ تھے اور میت بھی پاکیزہ ہیں، سوائے اس کے کہ مومنوں کے دل آپ کی جدائی سے خوش نہیں ہیں، اور آپ کی حیات میں کوئی شک نہیں، پس آپ پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رضا ہو، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اسی راستے پر چلے جس پر آپ کے بھائی یحیی بن زکریا چلے۔

ثمَّ جال ببصره حول القبر وقال : السلام عليكم أيتها الأرواح التي حلَّت بفناء الحسين (عليه السلام) وأناخت برحله ، أشهد أنكم أقمتم الصلاة ، وآتيتم الزكاة ، وأمرتم بالمعروف ، ونهيتم عن المنكر ، وجاهدتم الملحدين ، وعبدتم الله حتى أتاكم اليقين ، والذي بعث محمداً بالحقّ ، لقد شاركناكم فيما دخلتم فيه.

پھر انہوں نے اپنی نظر قبر کے گرد گھمائی اور کہا: سلام ہو تم پر اے وہ روحیں جو حسین (علیہ السلام) کے صحن میں اتریں اور ان کی خیمہ گاہ میں ٹھہریں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے نماز قائم کی، اور زکوۃ ادا کی، اور نیکی کا حکم دیا، اور برائی سے منع کیا، اور الحاد کرنے والوں سے جہاد کیا، اور اللہ کی عبادت کی یہاں تک کہ تمہیں یقین (موت) آگیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، بے شک ہم نے تمہارے ساتھ اس میں شرکت کی ہے جس میں تم داخل ہوئے۔

قال عطية : فقلت لجابر : فكيف ولم نهبط وادياً ، ولم نعلُ جبلا ، ولم نضرب بسيف ، والقوم قد فرِّق بين رؤوسهم وأبدانهم ، وأوتمت أولادهم ، وأرملت الأزواج ؟! فقال لي : يا عطيَّة! سمعت حبيبي رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقول : من أحبَّ قوماً حُشر معهم ، ومن أحبَّ عمل قوم أُشرك في عملهم ، والذي بعث محمداً (صلى الله عليه وآله) بالحقّ ، إن نيّتي ونيَّة أصحابي على ما مضى عليه الحسين (عليه السلام) وأصحابه [1]

عطیہ نے کہا: میں نے جابر سے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہم نہ کسی وادی میں اترے، نہ کسی پہاڑ پر چڑھے، نہ تلوار سے ضرب لگائی، اور یہ قوم ایسے ہیں کہ ان کے سروں اور بدنوں کے درمیان جدائی کر دی گئی، اور ان کے بچے یتیم کر دیے گئے، اور بیویاں بیوہ بنا دی گئیں؟! تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے عطیہ! میں نے اپنے محبوب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) سے سنا فرماتے تھے: جس نے کسی قوم سے محبت کی اسے ان کے ساتھ محشور کیا جائے گا، اور جس نے کسی قوم کے عمل سے محبت کی اسے ان کے عمل میں شریک کیا جائے گا، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، بے شک میری اور میرے ساتھیوں کی نیت اسی پر ہے جس پر حسین (علیہ السلام) اور ان کے ساتھی چلے۔

بشارة المصطفى ، الطبري : 125 ـ 126 ح 72.

.

قال عطية : فبينما نحن كذلك وإذا بسواد قد طلع من ناحية الشام ، فقلت : يا جابر! هذا سواد قد طلع من ناحية الشام ، فقال جابر لعبده : انطلق إلى هذا السواد وأتنا بخبره ، فإن كانوا من أصحاب عمر بن سعد فارجع إلينا لعلَّنا نلجأ إلى ملجأ ، وإن كان زين العابدين فأنت حرٌّ لوجه الله تعالى.

عطیہ نے کہا: ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک شام کی طرف سے ایک سیاہ لشکر نمودار ہوا، تو میں نے کہا: اے جابر! یہ شام کی طرف سے ایک سیاہ لشکر نمودار ہوا ہے، تو جابر نے اپنے غلام سے کہا: اس سیاہ لشکر کی طرف جاؤ اور ہمیں اس کی خبر لاؤ، اگر یہ عمر بن سعد کے ساتھیوں میں سے ہیں تو ہماری طرف لوٹ آنا تاکہ ہم کسی پناہ گاہ میں پناہ لیں، اور اگر یہ زین العابدین ہیں تو تم اللہ تعالی کی خاطر آزاد ہو۔

قال : فمضى العبد ، فما كان بأسرع من أن رجع وهو يقول : يا جابر! قم واستقبل حرم رسول الله (صلى الله عليه وآله) ، هذا زين العابدين (عليه السلام) قد جاء بعمَّاته وأخواته ، فقام جابر يمشي ، حافي الأقدام ، مكشوف الرأس ، إلى أن دنا من زين العابدين (عليه السلام) فقال الإمام : أنت جابر ؟ فقال : نعم يا ابن رسول الله ، فقال : يا جابر!

راوی نے کہا: پس غلام چلا گیا، اور جلد ہی واپس آیا اور کہنے لگا: اے جابر! اٹھو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حرم کا استقبال کرو، یہ زین العابدین (علیہ السلام) اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں، پس جابر ننگے پاؤں، سر کھولے چلنا شروع ہوئے، یہاں تک کہ زین العابدین (علیہ السلام) کے قریب پہنچے، تو امام نے فرمایا: کیا آپ جابر ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں یا ابن رسول اللہ، تو آپ نے فرمایا: اے جابر!

ههنا والله قتلت رجالنا ، وذبحت أطفالنا ، وسبيت نساؤنا ، وحرقت خيامنا [1]

یہیں، اللہ کی قسم، ہمارے مردوں کو شہید کیا گیا، اور ہمارے بچوں کو ذبح کیا گیا، اور ہماری عورتوں کو قید کیا گیا، اور ہمارے خیمے جلا دیے گئے۔

لواعج الأشجان ، السيد محسن الأمين : 238 ـ 242.

.

وفي بعض الأخبار قال الراوي : فتلاقوا في وقت واحد ، وأخذوا بالبكاء والنحيب واللطم ، وأقاموا العزاء ، واجتمع إليهم نساء أهل السواد ، فخرجت زينب في الجمع ، وأهوت إلى جيبها فشقّته ، ونادت بصوت حزين يقرح القلوب : وا أخاه ، وا حسيناه ، وا حبيب رسول الله ، وا ابن مكة ، ومنى ، وا ابن فاطمة الزهراء ، وا ابن علي المرتضى ، آه آه ، ثمَّ آه ، ووقعت مغشيّاً عليها ، فاجتمعن النساء إليها ، ورششن الماء عليها حتى أفاقت ، وكأني بها تنادي بلسان الحال :

اور بعض روایات میں راوی نے کہا: پس وہ ایک ہی وقت میں ملے، اور رونے، ماتم اور سینہ کوبی میں مشغول ہو گئے، اور عزاداری قائم کی، اور گردونواح کی عورتیں ان کے پاس جمع ہو گئیں، پس زینب جمع میں نکلیں، اور اپنے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اسے چاک کیا، اور ایک دردناک آواز میں پکاریں جو دلوں کو زخمی کر دیتی تھی: ہائے میرے بھائی، ہائے حسین، ہائے رسول اللہ کے محبوب، ہائے مکہ اور منیٰ کے فرزند، ہائے فاطمہ زہرا کے بیٹے، ہائے علی مرتضیٰ کے فرزند، آہ آہ، پھر آہ، اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں، پس عورتیں ان کے پاس جمع ہو گئیں، اور ان پر پانی چھڑکا یہاں تک کہ انہیں ہوش آیا، اور گویا وہ زبانِ حال سے پکار رہی تھیں:

يَا نَازِلِينَ بكربلا هَلْ عِنْدَكُمْ خَبَرٌ بقَتْلانَا وَمَا أَغْلاَمُها
مَا حَالُ جُثَّةِ ميِّت في أَرْضِكُمْ بَقِيَتْ ثلاثاً لاَ يُزَارُ مُقَامُها
باللهِ هَلْ وَارَيتُمُوها في الثَّرَى وَهَل استقرَّت في اللُّحُودِ رِمَامُها

اے کربلا میں اترنے والو ! کیا تمہارے پاس
ہمارے شہیدوں کی خبر ہے اور ان کے نشانات کیا
ہیں
تمہاری سرزمین میں میت کے جسم کی کیا حالت ہے
جو تین دن تک رہا اس کے مقام کی زیارت نہ ہوئی
اللہ کی قسم ! کیا تم نے اسے خاک میں دفن کیا
اور کیا قبروں میں اس کی ہڈیاں مستقر ہوئیں

وكأَنّي بقائل يقول في جوابها (عليها السلام) :

اور گویا کوئی کہنے والا ان (علیہا السلام) کے جواب میں کہتا ہے:

مَا غَسَّلُوه وَلاَ لَفُّوه في كَفَن يومَ الطفوفِ وَلاَ مَدُّوا عليه رِدَا
عَار تَجُولُ عليه الخيلُ عاديةً حَاكَتْ له الريحُ ضَافِي مِئْزَر وَرِدَا

نہ انہوں نے اسے غسل دیا، نہ کفن میں لپیٹا
طفوف کے دن نہ اس پر چادر تانی
ننگے پر گھوڑے دوڑتے رہے
ہوا نے اس کے لیے چوڑی تہبند بُن دی

فأقاموا هناك ثلاثة أيام ، ملازمين لإقامة المآتم ، وإجراء الدموع السواجم ، ثمَّ بعد ذلك أمر علي بن الحسين (عليه السلام) بشدِّ الرحال فشدُّوها ، فصاحت سكينة بالنساء لتوديع قبر أبيها ، فدرن حول القبر ، فحضنت سكينة قبر أبيها ، وبكت بكاء شديداً وحنَّت ، وأنشأت تقول :

پس انہوں نے وہاں تین دن قیام کیا، ماتم برپا کرنے میں مصروف رہے، اور آنسوؤں کے سیلاب بہاتے رہے، پھر اس کے بعد علی بن الحسین (علیہ السلام) نے کوچ کی تیاری کا حکم دیا تو انہوں نے کوچ باندھا، پس سکینہ نے عورتوں کو اپنے والد کی قبر کی الوداع کے لیے آواز دی، تو وہ قبر کے گرد گھومیں، پس سکینہ نے اپنے والد کی قبر سے لپٹ کر شدید گریہ کیا اور بین کیا، اور کہنے لگیں:

أَلاَ يَا كربلا نُوْدِعكِ جسماً بلا كَفَن وَلاَ غُسْل دَفِينا
أَلاَ يَا كربلا نُوْدِعك رُوْحَاً لأحْمَدَ والوصيِّ مَعَ الأمينا

اے کربلا ! ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں ایک جسم کو
بغیر کفن اور بغیر غسل دفن شدہ
اے کربلا ! ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں ایک روح کو
احمد اور وصی اور امین کی

وانكبَّت ـ أيضاً ـ فاطمة ابنة الحسين (عليه السلام) على قبر أبيها ، وبكت بكاء شديداً حتى غشي عليها.

أَحُسَينُ بَعْدَكَ لاَ هَنَا عيشٌ ولاَ لَذَّتْ مَشَارِبْ هَا نَحْنُ بَعْدَكَ يَا غَرِيبَ الدَّارِ أمسينا غَرَائِبْ وَعَلَى الشَّدَائِدِ يَا شَهِ
يدَ الطفِّ شَدَّينا العصائب [1]

وفيات الأئمة (عليهم السلام) ، مجموعة من علماء البحرين والقطيف : 167 ـ 168 ، معالي السبطين ، الحائري : 197 ـ 198 بتفاوت.

اور فاطمہ بنت الحسین (علیہ السلام) بھی اپنے والد کی قبر پر جھک گئیں، اور شدید گریہ کیا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئیں۔

اے حسین! تیرے بعد نہ خوشی ہے
نہ زندگی اور نہ مشروبات لذیذ
ہم تیرے بعد اے غریب
الدار غریب ہو گئے ہیں
اور مصائب پر اے شہید
طف ہم نے عصائب باندھے ہیں

وروي : قيل لعلي بن الحسين (عليه السلام) : دع النساء تتزود من أهلها ؟ فقال (عليه السلام) : يا قوم إنكم لا ترون ما أرى ، إنّي أخشى على عمتي زينب أن تموت ، إنّها تقوم من قبر إلى قبر.

ولما قيل لزينب (عليها السلام) : قومي ، قالت : إلى أين ؟ قالوا : إلى المدينة ، قالت : ومن ذا بقي لي في المدينة [2]

مجمع المصائب ، الهنداوي : 2/167.

اور روایت ہے: علی بن الحسین (علیہ السلام) سے کہا گیا: عورتوں کو اپنے اہل سے زیادہ توشہ لینے دیجیے؟ فرمایا: اے لوگو! تم وہ نہیں دیکھتے جو میں دیکھ رہا ہوں، مجھے اپنی پھوپھی زینب کے بارے میں خدشہ ہے کہ وہ فوت ہو جائیں گی، کیونکہ وہ ایک قبر سے دوسری قبر کی طرف جا رہی ہیں۔

اور جب زینب (علیہا السلام) سے کہا گیا: اٹھیں، فرمایا: کہاں کی طرف؟ کہا: مدینہ کی طرف، فرمایں: اور میرے لیے مدینہ میں کون باقی رہا ہے؟

.

لا والدٌ لي ولا عمٌ الوذُ به ولا أخٌ لي بقي أرجوه ذُو رحمي
أخي ذبيح ورحلي قد أُبيح وبي
ضاق الفسيح وأطفالي بغير حمي

نہ میرا کوئی والد ہے نہ چچا جس کی پناہ لوں
نہ میرا کوئی بھائی باقی رہا جس سے رحم کی امید رکھوں
میرا بھائی ذبح ہوا اور میری رحل لوٹی گئی اور مجھ پر
فراخ تنگ ہو گیا اور میرے بچے بغیر حامی کے ہیں

المجلس الثاني
في فضل زيارة الإمام الحسين (عليه السلام)

مما روي من الأحاديث في فضل زيارة سيد الشهداء الحسين بن علي (عليه السلام) ما ورد عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب (عليه السلام) : إن موسى بن عمران سأل ربَّه عزَّ وجلَّ زيارة قبر الحسين بن علي ، فزاره في سبعين ألف من الملائكة [3]

الفردوس بمأثور الخطاب ، الديلمي : 1/227 ح 870.

. وروي عن الإمام علي بن موسى الرضا (عليهما السلام) ، قال : سُئل جعفر بن محمد (عليهما السلام) عن زيارة قبر الحسين (عليه السلام) ، فقال : أخبرني أبي أن من زار قبر الحسين (عليه السلام) عارفاً بحقّه كتبه الله في

دوسری مجلس
امام حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں

سید الشہداء حسین بن علی (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں جو احادیث روایت ہوئی ہیں، ان میں سے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے مروی ہے: بے شک موسیٰ بن عمران نے اپنے رب عزوجل سے حسین بن علی کی قبر کی زیارت کا سوال کیا، تو انہوں نے ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کی زیارت کی۔
اور امام علی بن موسیٰ الرضا (علیہما السلام) سے روایت ہے، فرمایا: جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: میرے والد نے مجھے خبر دی کہ جو شخص حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کرے ان کے حق کو پہچانتے ہوئے، اللہ اسے لکھ دیتا ہے

علّيين ، وقال : إن حول قبر الحسين (عليه السلام) سبعين ألف ملك ، شعثاً غبراً ، يبكون عليه إلى يوم القيامة [1]

ذخائر العقبى ، محب الدين الطبري : 151 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 98/69 ح 1.

.

علیین میں، اور فرمایا: بے شک حسین (علیہ السلام) کی قبر کے گرد ستر ہزار فرشتے ہیں، پراگندہ بال اور خاک آلود، جو قیامت کے دن تک ان پر روتے رہیں گے۔

وقال دعبل الخزاعي يحثُّ على زيارة قبر الحسين (عليه السلام) :

زُرْ خَيْرَ قَبْر بالعراقِ يُزَارُ وَاعْصِ الحِمَارَ فَمَنْ نَهَاكَ حِمَارُ
لِمَ لا أَزُورُكَ يَا حُسَينُ لَكَ الفِدَا قومي وَمَنْ عَطَفَتْ عليه نزارُ
ولك المودَّةُ في قُلُوبِ ذوي النُّهَى وعلى عَدُوِّكَ مَقْتَةٌ وَدَمَارُ
يا ابنَ الشهيدِ وَيَا شهيداً عمُّهُ خيرُ الْعُمُومَةِ جَعْفَرُ الطيَّارُ
عَجَباً لمصقول أَصَابَكَ حَدُّهُ في الْوَجْهِ منك وقد عَلاَكَ غُبَارُ [2]

مقتل الحسين (عليه السلام) ، الخوارزمي : 2/114.

اور دعبل خزاعی نے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت پر ترغیب دیتے ہوئے کہا:

عراق میں سب سے بہتر قبر کی زیارت کرو جس کی
زیارت کی جاتی ہے
اور گدھے کی نافرمانی کرو، جو تمہیں منع کرے وہ
گدھا ہے
کیوں نہ میں تمہاری زیارت کروں اے حسین، تم پر
قربان ہو
میری قوم اور جن پر نزار نے شفقت کی
اور عقلمندوں کے دلوں میں تمہارے لیے محبت ہے
اور تمہارے دشمن پر نفرت اور تباہی ہے
اے شہید کے بیٹے اور اے شہید جن کے چچا
بہترین چچا جعفر طیار ہیں
تعجب ہے اس چمکدار تلوار پر جس کی دھار نے تمہیں
لگائی
تمہارے چہرے پر حالانکہ تم پر غبار چھا گیا تھا

وقال حسام الدولة أبو الشوك ، فارس بن محمد ، عليه الرحمة في زيارة قبر الحسين (عليه السلام) :

اور حسام الدولہ ابو الشوک، فارس بن محمد، علیہ الرحمہ نے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت میں کہا:

يَا زائراً أَرْضَ العراقِ مُسَدَّداً سَلِّم سَلِمْتَ على الإمام السيِّدِ
بَلِّغْ أميرَ المؤمنين تَحِيَّتي واذْكُرْ له حُبّي وَصِدْقَ تَوَدُّدي
وَزُرِ الحسينَ بكربلاءَ وَقُلْ له يَابنَ الوَصِيِّ وَيَا سُلاَلَةَ أحمدِ
ضَامُوكَ وانتهكوا حَريمَكَ عُنْوَةً وَرَمَوك بالأَمْرِ الفظيعِ الأَنْكَدِ
ولو انّني شَاهَدْتُ نَصْرَك أَوَّلا رَوَّيْتُ منهم ذابلي ومُهَنَّدِي
منِّي السلامُ عليكَ يابنَ المصطفى أَبَداً يروحُ مَعَ الزَّمَانِ وَيَغْتدي
وَعَلى أبيكَ وَجَدِّك الُمختَارِ و الثَّاوينَ مِنْهُمْ في بَقِيعِ الْغَرْقَدِ [3]

دمية القصر وعصرة أهل العصر ، الباخرزي : 1/385 ـ 386.

اے عراق کی سرزمین کی زیارت کرنے والے، توفیق یافتہ
سلامتی کے ساتھ سلام پہنچاؤ امام سیّد پر
امیر المؤمنین کو میرا سلام پہنچاؤ
اور ان سے میری محبت اور سچی دوستی کا ذکر کرو
اور کربلا میں حسین کی زیارت کرو اور ان سے کہو
اے وصی کے بیٹے اور اے احمد کی اولاد
انہوں نے تمہیں ظلم کیا اور تمہاری حرمت کو
زبردستی پامال کیا
اور تمہیں ہولناک اور بدبخت امر سے نشانہ بنایا
اگر میں نے پہلے تمہاری نصرت کا مشاہدہ کیا ہوتا
تو ان سے اپنی تلوار اور نیزے کو سیراب کر لیتا
میری طرف سے تم پر سلام ہو اے مصطفیٰ کے بیٹے
ہمیشہ زمانے کے ساتھ صبح و شام آتا رہے
اور تمہارے والد اور تمہارے دادا مختار پر
اور ان میں سے جو بقیع غرقد میں دفن ہیں

قال شيخنا البهائي عليه الرحمة في الكشكول : روي أن الحسين (عليه السلام) اشترى النواحي التي فيها قبره من أهل نينوى والغاضرية بستين ألف درهم ، وتصدَّق بها

عليهم ، وشرط أن يُرشدوا إلى قبره ، ويُضيِّفوا من زاره ثلاثة أيام.

وروى محمد بن أحمد بن داوود القمي عن مولانا الصادق (عليه السلام) أنه قال : حرم الحسين (عليه السلام) الذي اشتراه أربعة أميال في أربعة أميال ، فهو حلال لولده ومواليه ، حرام على غيرهم ممن خالفهم ، وفيه البركة ، وذكر السيِّد الجليل السيّد رضي الدين ابن طاووس : أنها إنّما صارت حلالا بعد الصدقة لأنهم لم يفوا بالشرط. قال : وقد روى محمد بن داود عدم وفائهم بالشرط في باب نوادر الزيارات [1]

مستدرك الوسائل ، النوري : 10/321 ح 6 و7.

ہمارے شیخ بہائی علیہ الرحمہ نے کشکول میں فرمایا: روایت ہے کہ حسین (علیہ السلام) نے وہ علاقے جن میں ان کی قبر ہے، اہل نینوئ اور غاضریہ سے ساٹھ ہزار درہم میں خریدے، اور ان پر

صدقہ کر دیے، اور شرط رکھی کہ وہ ان کی قبر کی طرف راہنمائی کریں اور جو ان کی زیارت کرے اسے تین دن تک مہمان نوازی کریں۔

اور محمد بن احمد بن داؤد قمی نے ہمارے مولا صادق (علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: حسین (علیہ السلام) کی حرم جو انہوں نے خریدی وہ چار میل در چار میل ہے، تو وہ ان کی اولاد اور ان کے ماننے والوں کے لیے حلال ہے، اور ان کے مخالفین میں سے دوسروں پر حرام ہے، اور اس میں برکت ہے، اور سیّد جلیل سیّد رضی الدین ابن طاووس نے ذکر کیا: کہ وہ صدقے کے بعد حلال ہوئے کیونکہ انہوں نے شرط پوری نہیں کی۔ فرمایا: اور محمد بن داؤد نے باب نوادر الزیارات میں ان کے شرط پوری نہ کرنے کی روایت کی ہے۔

.

وروى هارون بن خارجة ، قال : سمعت أبا عبدالله (عليه السلام) يقول : وكّل الله بقبر الحسين (عليه السلام) أربعة آلاف ملك شعث غبر ، يبكونه إلى يوم القيامة ، فمن زاره عارفاً بحقّه شيّعوه حتى يبلغوه مأمنه ، وإن مرض عادوه غدوة وعشيّة ، وإن مات شهدوا جنازته ، واستغفروا له إلى يوم القيامة [2]

الكافي ، الكليني : 4/581 ح 6.

.

اور ہارون بن خارجہ نے روایت کی، کہا: میں نے ابا عبداللہ (علیہ السلام) کو فرماتے سنا: اللہ نے حسین (علیہ السلام) کی قبر پر چار ہزار فرشتے مقرر کیے ہیں جو پراگندہ بال اور خاک آلود ہیں، وہ قیامت کے دن تک ان پر روتے رہیں گے، پس جو ان کی زیارت کرے ان کے حق کو پہچانتے ہوئے تو وہ فرشتے اس کے ساتھ چلتے ہیں یہاں تک کہ اسے اس کی امن گاہ تک پہنچا دیں، اور اگر وہ بیمار ہو تو صبح و شام اس کی عیادت کرتے ہیں، اور اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں، اور قیامت کے دن تک اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

ومما جاء في فضل زيارة الحسين (عليه السلام) أيضاً ما رواه ابن قولويه عليه الرحمة ، عن الحسين بن ثوير بن أبي فاختة قال : قال أبو عبدالله (عليه السلام) : يا حسين! من خرج من منزله يريد زيارة قبر الحسين بن علي (عليه السلام) إن كان ماشياً كتب له بكل خطوة حسنة ، ومحي عنه سيئة ، حتى إذا صار في الحَير كتبه الله من المفلحين المنجحين ، حتى إذا قضى مناسكه كتبه الله من الفائزين ، حتى إذا أراد الانصراف أتاه ملك فقال : إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) يقرئك السلام ، ويقول لك : استأنف العمل فقد غفر لك ما مضى.

اور حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں جو کچھ آیا ہے اس میں سے وہ بھی ہے جو ابن قولویہ علیہ الرحمہ نے حسین بن ثویر بن ابی فاختہ سے روایت کی، کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے فرمایا: اے حسین! جو شخص اپنے گھر سے نکلے حسین بن علی (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کا ارادہ کرتے ہوئے، اگر وہ پیدل ہو تو ہر قدم پر اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے، اور اس سے برائی مٹائی جاتی ہے، یہاں تک کہ جب وہ حیر میں پہنچ جائے تو اللہ اسے کامیاب اور کامران لوگوں میں لکھ دیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنے مناسک ادا کر لے تو اللہ اسے فائز ہونے والوں میں لکھ دیتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ واپسی کا ارادہ کرے تو ایک فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے: بے شک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) تمہیں سلام کہتے ہیں، اور تم سے کہتے ہیں: نئے سرے سے عمل شروع کرو کیونکہ جو گزر گیا وہ بخش دیا گیا۔

وروي عن عبدالله بن الطمحان ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : سمعته وهو يقول : ما من أحد يوم القيامة إلاّ وهو يتمنّى أنه من زوّار الحسين بن علي (عليه السلام) ; لما يرى مما يُصنع بزوّار الحسين من كرامتهم على الله [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 89/72.

.

اور عبداللہ بن طحان سے روایت ہے، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، کہا: میں نے انہیں سنا جبکہ وہ فرما رہے تھے: قیامت کے دن کوئی ایسا نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ حسین بن علی (علیہ السلام) کے زائرین میں سے ہوتا؛ اس لیے کہ وہ دیکھے گا کہ حسین کے زائرین کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اللہ کی طرف سے ان کی کرامت سے۔

ولله درّ الشاعر إذ يقول :

إذا شِئْتَ النَّجَاةَ فَزُرْ حُسَيناً لكي تَلْقَى الإلهَ قَرِيْرَ عَينِ
فَإنَّ النَّارَ ليس تَمَسُّ جِسْماً عليه غُبَارُ زُوَّارِ الْحُسَينِ

اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اگر تو نجات چاہتا ہے تو حسین کی زیارت کر
تاکہ تو اللہ سے ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ ملے
کیونکہ آگ اس جسم کو چھو نہیں سکتی
جس پر حسین کے زائرین کی گرد ہو

وروى ابن قولويه عليه الرحمة ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) قال : كان الحسين بن علي (عليهما السلام) ذات يوم في حجر النبي (صلى الله عليه وآله) يلاعبه ويضاحكه ، فقالت عائشة : يا رسول الله ، ما أشدَّ إعجابك بهذا الصبي! فقال لها : ويلك! وكيف لا أحبُّه ولا أعجب به ، وهو ثمرة فؤادي وقرَّة عيني ؟! أما إنَّ أمَّتي ستقتله ، فمن زاره بعد وفاته كتب الله له حَجَّة من حججي ، قالت : يا رسول الله ، حجَّة من حججك ؟! قال : نعم ، وحجَّتين من حججي ، قالت : يا رسول الله ، حجّتين من حججك ؟! قال : نعم ، وأربعاً ، قال : فلم تزل تزاده ويزيد ويضعف حتى بلغ تسعين حجَّة من حجج رسول الله (صلى الله عليه وآله) بأعمارها [2]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 144 ح 1.

.

اور ابن قولویہ علیہ الرحمہ نے روایت کی، ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے، فرمایا: ایک دن حسین بن علی (علیہما السلام) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی گود میں تھے، آپ ان کے ساتھ کھیلتے اور ہنستے تھے، تو عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ، اس بچے سے آپ کی محبت کتنی شدید ہے! تو آپ نے اس سے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو! اور میں اسے کیوں نہ چاہوں اور اس سے کیوں معجب نہ ہوں، جبکہ وہ میرے دل کا پھل اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے؟! سنو! میری امت اسے قتل کرے گی، پس جو اس کی وفات کے بعد اس کی زیارت کرے گا اللہ اس کے لیے میرے حجوں میں سے ایک حج لکھ دے گا، عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ، آپ کے حجوں میں سے ایک حج؟! فرمایا: ہاں، اور میرے حجوں میں سے دو حج، کہا: یا رسول اللہ، آپ کے حجوں میں سے دو حج؟! فرمایا: ہاں، اور چار، فرمایا: پھر عائشہ بڑھاتی رہی اور آپ بڑھاتے اور دگنا کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے حجوں میں سے ان کی عمروں کے ساتھ نوے حج تک پہنچ گیا۔

وعن زيد الشحام قال : قلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : ما لمن زار الحسين (عليه السلام) ؟ قال : كمن زار الله في عرشه ، قال : قلت : فما لمن زار أحداً منكم ؟ قال : كمن زار رسول الله (صلى الله عليه وآله) [3]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 283 ح 4.

، وعن محمد بن مسلم ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : مروا شيعتنا بزيارة قبر الحسين (عليه السلام) ، فإن إتيانه يزيد في الرزق ، ويمدُّ في العمر ، ويدفع مدافع السوء ، وإتيانه مفترض على كل مؤمن يقرُّ للحسين بالإمامة من الله.

اور زید الشحام سے روایت ہے، کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے عرض کیا: حسین (علیہ السلام) کے زائر کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: جیسے اس نے اللہ کی اپنے عرش میں زیارت کی، کہا: میں نے عرض کیا: پھر آپ میں سے کسی کے زائر کے لیے کیا ہے؟ فرمایا: جیسے اس نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی زیارت کی، اور محمد بن مسلم سے، ابو جعفر (علیہ السلام) سے، فرمایا: ہمارے شیعوں کو قبر حسین (علیہ السلام) کی زیارت کا حکم دو، کیونکہ اس کی حاضری رزق میں اضافہ کرتی ہے، اور عمر میں اضافہ کرتی ہے، اور برائیوں کو دفع کرتی ہے، اور اس کی حاضری ہر اس مؤمن پر فرض ہے جو حسین کے لیے اللہ کی طرف سے امامت کا اقرار کرتا ہے۔

وعن منصور بن حازم قال : سمعناه يقول : من أتى عليه حول لم يأتِ قبر الحسين (عليه السلام) أنقص الله من عمره حولا ، ولو قلت : إن أحدكم ليموت قبل أجله

بثلاثين سنة لكنت صادقاً ، وذلك لأنكم تتركون زيارة الحسين (عليه السلام) ، فلا تَدعوا زيارته يمدّ الله في أعماركم ، ويزيد في أرزاقكم ، وإذا تركتم زيارته نقص الله من أعماركم وأرزاقكم ، فتنافسوا في زيارته ، ولا تدعوا ذلك ، فإن الحسين شاهد لكم في ذلك عند الله وعند رسوله ، وعند أمير المؤمنين وعند فاطمة (عليهم السلام) [1]

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 284 ـ 285 ، ح 1 و2.

.

اور منصور بن حازم سے روایت ہے، کہا: ہم نے انہیں فرماتے سنا: جس پر ایک سال گزر جائے اور وہ قبر حسین (علیہ السلام) پر نہ آئے تو اللہ اس کی عمر سے ایک سال کم کر دیتا ہے، اور اگر میں کہوں: کہ تم میں سے کوئی اپنی مقررہ موت سے پہلے

تیس سال پہلے مرتا ہے تو میں سچا ہوں، اور یہ اس لیے کہ تم حسین (علیہ السلام) کی زیارت چھوڑ دیتے ہو، پس اس کی زیارت کو مت چھوڑو تاکہ اللہ تمہاری عمروں میں اضافہ کرے، اور تمہارے رزق میں اضافہ کرے، اور جب تم اس کی زیارت چھوڑ دو تو اللہ تمہاری عمروں اور تمہارے رزق سے کمی کر دیتا ہے، پس اس کی زیارت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو، اور اسے مت چھوڑو، کیونکہ حسین اس میں تمہارے لیے اللہ کے یہاں اور رسول اللہ کے یہاں اور امیر المؤمنین کے یہاں اور فاطمہ (علیہم السلام) کے یہاں گواہ ہے۔

ومما جاء في فضل زيارة الإمام الحسين (عليه السلام) أيضاً ما رواه ابن قولويه عليه الرحمة عن معاوية بن وهب ، قال : استأذنت على أبي عبدالله (عليه السلام) فقيل لي : ادخل ، فدخلت ، فوجدته في مصلاه في بيته ، فجلست حتى قضى صلاته ، فسمعته وهو يناجي ربه وهو يقول : اللهم يا من خصنا بالكرامة ، ووعدنا بالشفاعة ، وخصنا بالوصية ، وأعطانا علم ما مضى وعلم ما بقي ، وجعل أفئدة من الناس تهوي إلينا ، اغفر لي ولإخواني ، وزوار قبر أبي عبدالله الحسين ، الذين أنفقوا أموالهم ، وأشخصوا أبدانهم ، رغبة في برنا ، ورجاء لما عندك في صلتنا ، وسروراً أدخلوه على نبيك ، وإجابةً منهم لإمرنا ، وغيظاً أدخلوه على عدونا ، أرادوا بذلك رضوانك ، فكافهم عنا بالرضوان ، واكلأهم بالليل والنهار ، واخلُف على آهاليهم وأولادهم الذين خلفوا بأحسن الخلف ، واصحبهم ، واكفهم شرّ كل جبار عنيد ، وكل ضعيف من خلقك وشديد ، وشر شياطين الإنس والجن ، وأعطهم أفضل ما أملوا منك في غربتهم عن أوطانهم ، وما آثرونا به على أبنائهم وأهاليهم وقراباتهم.

اور امام حسین (علیہ السلام) کی زیارت کی فضیلت میں جو کچھ آیا ہے اس میں سے وہ بھی ہے جو ابن قولویہ علیہ الرحمہ نے معاویہ بن وہب سے روایت کی، کہا: میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے اجازت چاہی تو مجھ سے کہا گیا: اندر آجاؤ، تو میں داخل ہوا، پس میں نے انہیں اپنے گھر میں اپنی نماز کی جگہ پر پایا، میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی نماز مکمل کی، تو میں نے انہیں سنا جبکہ وہ اپنے رب سے مناجات کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے اللہ ! اے وہ ذات جس نے ہمیں کرامت سے خاص کیا، اور ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا، اور ہمیں وصیت سے خاص کیا، اور ہمیں جو گزر گیا اور جو باقی ہے اس کا علم عطا کیا، اور لوگوں میں سے کچھ دلوں کو ہماری طرف مائل کیا، میری اور میرے بھائیوں کی مغفرت فرما، اور میرے والد عبداللہ حسین کی قبر کے زائرین کی، جنہوں نے اپنے مال خرچ کیے، اور اپنے بدنوں کو روانہ کیا، ہماری نیکی کی رغبت میں، اور ہمارے ساتھ تعلق میں تیرے یہاں جو ہے اس کی امید میں، اور ہمارے نبی کو خوشی پہنچانے میں، اور ہمارے حکم کے جواب میں، اور ہمارے دشمن کو غصہ دلانے میں، اس کے ذریعے انہوں نے تیری رضا چاہی، پس ہماری طرف سے انہیں رضا کے ساتھ بدلہ دے، اور رات اور دن میں ان کی حفاظت فرما، اور ان کے گھر والوں اور ان کی اولاد کی جنہیں انہوں نے چھوڑا بہترین خلیفہ بن، اور ان کے ساتھ رہ، اور انہیں ہر سرکش جبار کے شر سے محفوظ رکھ، اور تیری مخلوق میں سے ہر کمزور اور طاقتور سے، اور جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کے شر سے، اور انہیں وہ بہترین عطا کر جس کی انہوں نے تجھ سے اپنے وطنوں سے غربت میں امید کی، اور جو انہوں نے ہمیں اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں اور اپنے رشتہ داروں پر ترجیح دی۔

اللهم إن أعداءنا عابوا عليهم بخروجهم ، فلم ينههم ذلك عن الشخوص إلينا خلافا منهم على من خالفنا ، فارحم تلك الوجوه التي غيرتها الشمس ، وارحم تلك الخدود التي تتقلب على حفرة أبي عبدالله الحسين (عليه السلام) ، وارحم تلك الأعين التي جرت دموعها رحمة لنا ، وارحم تلك القلوب التي جزعت واحترقت لنا ، وارحم تلك الصرخة التي كانت لنا ، اللهم إني أستودعك تلك الأبدان وتلك

اے اللہ ! ہمارے دشمنوں نے ان پر ان کے نکلنے پر عیب لگایا، لیکن اس نے انہیں ہماری طرف چلنے سے نہیں روکا، ہماری مخالفت کرنے والوں کی مخالفت میں، تو ان چہروں پر رحم فرما جنہیں سورج نے بدل دیا، اور ان رخساروں پر رحم فرما جو ابی عبداللہ حسین (علیہ السلام) کی قبر پر چلتے پھرتے ہیں، اور ان آنکھوں پر رحم فرما جن کے آنسو ہم پر رحم کرتے ہوئے بہے، اور ان دلوں پر رحم فرما جو ہمارے لیے بے چین ہوئے اور جلے، اور ان پکاروں پر رحم فرما جو ہمارے لیے تھیں، اے اللہ ! میں تیرے سپرد کرتا ہوں ان بدنوں کو اور ان

الأنفس ، حتى توافيهم من الحوض يوم العطش إلى أن قال (عليه السلام) : يا معاوية من يدعو لزواره في السماء أكثر ممن يدعو لهم في الأرض [1]

جانوں کو، یہاں تک کہ تو انہیں حوض پر پیاس کے دن پہنچا دے، یہاں تک کہ فرمایا (علیہ السلام): اے معاویہ ! جو آسمان میں ان کے زائرین کے لیے دعا کرتے ہیں وہ زمین میں ان کے لیے دعا کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔

[1] كامل الزيارات : ابن قولويه : 228 ـ 229 ح 2.

.

ولله درّ الشيخ محمد علي اليعقوبي عليه الرحمة إذ يقول :

اور شیخ محمد علی یعقوبی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

يا من بأرض الطفوفِ مشهده كالركن بين الحجيج يُستلمُ
ويا أبا التسعة الأولى كَرُمت منها السجايا وطابت الشيمُ
أمّت حِماك الوفودُ زائرةً لا نصب عاقها ولا سأمُ
تطوف فيه الملوكُ خاضعةً له وأهلُ السما به خَدمُ [2]

الشيخ اليعقوبي دراسة نقدية في شعره ، للدكتور عبد الصاحب الموسوي : 346.

اے وہ جن کا مشہد طفوف کی سرزمین میں ہے
حجاج کے درمیان رکن کی مانند جس کا استلام کیا جاتا ہے
اور اے ان نو (اماموں) کے باپ جن کی خوبیاں بزرگ ہیں
ان میں سے خصلتیں کریمانہ اور طبیعتیں پاکیزہ ہیں
تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے زائرین کے وفود
نہ تھکاوٹ نے انہیں روکا نہ اکتاہٹ نے
طواف کرتے ہیں اس میں بادشاہ خاضع ہو کر
اس کے لیے اور اہل آسمان اس کے خادم ہیں

وأول من زار قبر الحسين (عليه السلام) هو جابر بن عبدالله الأنصاري (رضي الله عنه) ، فالتقى في وقت واحد هو والإمام زين العابدين (عليه السلام) مع عمَّاته وأخواته ، فأخذوا بالبكاء والنحيب واللطم ، وأقاموا العزاء ، واجتمع إليهم نساء أهل السواد ، فخرجت زينب في الجمع ، وأهوت إلى جيبها فشقَّته ، ونادت بصوت حزين يُقرح القلوب : وا أخاه ، وا حسيناه ، ولله درَّ الحجّة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

اور سب سے پہلے جنہوں نے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کی وہ جابر بن عبداللہ انصاری (رضی اللہ عنہ) تھے، تو ایک ہی وقت میں ان کی ملاقات ہوئی امام زین العابدین (علیہ السلام) کی اپنی پھوپھیوں اور بہنوں کے ساتھ، تو انہوں نے رونا اور نوحہ اور سینہ زنی شروع کر دی، اور عزاداری قائم کی، اور ان کے پاس اہل سواد کی عورتیں اکٹھی ہوئیں، تو زینب جمع میں نکلیں، اور اپنے گریبان کی طرف لپکیں اور اسے چاک کیا، اور دل کو زخمی کر دینے والی غمگین آواز میں پکارا: ہائے میرے بھائی، ہائے حسینا، اور حجۃ شیخ علی جشی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے:

وَلَمْ أنسَ لَمَّا عُدْنَ ثكلى فَوَاقِداً فَحَنَّ لها نَحْوَ الطفوفِ ضميرُ
وَمَا شَاقَها للطفِّ إلاَّ مَضَاجِعٌ لِفِتْيَتِها حَلَّت بها وَقُبُورُ
وَقَدْ عَرَّجَتْ تَنْحُو مَصَارِعَ قَومِها تُجَدِّدُ عَهْداً عِنْدَهَا وتزورُ
فلمَّا بَدَتْ أَعْلامُ عَرْصَةِ كَرْبلا عَلَتْ رَنَّةٌ منها وَدَامَ زفيرُ
وَطُفْنَ بهاتيك الْقُبُورِ بِرَنَّة طَوَافَ حجيج والقلوبُ تفورُ
ولم تَسْتَطِعْ تُبدي السَّلامَ من البُكَا فَزَاحَتْ إليها بالسَّلاَمِ تُشيرُ
وَلَمْ تَسْأَلِ النُّزَّالَ إلاَّ شَجَىً فَقَدْ هَدَى زَائِرِيها لِلْمَزُورِ عبيرُ
تَهَاوَتْ على تلك القُبُورِ كأنَّها طُيُورٌ تَهَاوَتْ نَالَهُنَّ هجيرُ

اور میں نہیں بھولا جب وہ بیوہ واپس لوٹیں وقادہ کی طرف
تو طفوف کی جانب ان کے لیے دل بے چین ہوا
اور انہیں طف کی طرف نہیں کھینچا سوائے ان خوابگاہوں کے
ان کے جوانوں کی جو وہاں قائم ہوئیں اور قبروں کے
اور انہوں نے رخ کیا اپنے قوم کی شہادت گاہوں کی طرف
وہاں اپنا عہد تازہ کرتیں اور زیارت کرتیں
جب کربلا کے میدان کے جھنڈے نظر آئے
بلند ہو گئی ان کی چیخ اور آہ و فغاں مسلسل جاری ہوئی
اور طواف کیا انہوں نے ان قبروں کے اردگرد چیخ کے ساتھ
حاجیوں کا طواف اور دل جوش مار رہے تھے
اور نہ کر سکیں رونے سے سلام کا اظہار
تو ان کی طرف اشارے سے سلام بھیجا
اور نہ پوچھا راستہ مزار کا سوائے غم کے کہ
ان کے زائرین کو مزار کی طرف خوشبو نے رہنمائی کی
گری پڑیں ان قبروں پر گویا کہ وہ
پرندے ہیں جو گر پڑے جنہیں دوپہر نے آ لیا

فراحت تَشَمُّ التُّرْبَ شَوْقاً وقد هَمَتْ لها أَعْيُنٌ مِنْهُنَّ فَاضَ غَدِيرُ
أَحِبَّتَنا قَدْ حَالَت التُّرْبُ بَيْنَنا وَلَمْ يَخْلُ منكم خَاطِرٌ وضميرُ
أَحِبَّتَنا كيفَ اللُّحُودُ تَضُمُّكُمْ مَتَى غِبْنَ في بَطْنِ اللُّحُودِ بُدُورُ
أَحِبَّتَنا لو يُرْجِعُ الميِّتَ الْبُكَا لَسَالَتْ مِنَ الْقَلْبِ الْمُذَابِ بُحُورُ [74]

ديوان العلامة الجشي : 151 ـ 152.

تو وہ شوق میں مٹی سونگھنے لگیں اور بہنے لگیں
ان کی آنکھوں سے جھرنے بہہ نکلے
ہمارے محبوبو ! مٹی نے ہمارے اور تمہارے
درمیان حائل ہو گئی ہے
اور تم سے خالی نہیں رہا کوئی خیال اور دل
ہمارے محبوبو ! کیسے لحد تمہیں سمیٹے ہوئے ہے
کب سے چھپے ہوئے ہیں لحد کے پیٹ میں چودھویں
کے چاند
ہمارے محبوبو ! اگر رونا مردے کو لوٹا دیتا
تو بہہ جاتے پگھلے ہوئے دل سے سمندر

المجلس الثالث

مما عوض الله تعالى به الإمام الحسين (عليه السلام)

جاء في الزيارة الناحية (عليه السلام) للإمام الحجة (عليه السلام) : السلام على الحسين الذي سمحت نفسه بمهجته ، السلام على من أطاع الله في سره وعلانيته ، السلام على من جُعل الشفاء في تربته ، السلام على من الإجابة تحت قبته ، السلام على من الأئمة من ذريته [1]

ديوان العلامة الجشي : 151 ـ 152.

.

جاء في الآمالي للشيخ الصدوق عليه الرحمة عن محمد بن مسلم قال : سمعت أبا جعفر و جعفر بن محمد (عليهما السلام) يقولان : إن الله تعالى عوض الحسين (عليه السلام) من قتله أن جعل الإمامة في ذريته ، والشفاء في تربته ، وإجابة الدعاء عند قبره ، ولا تُعد أيام زائريه جائياً وراجعاً.

قال محمد بن مسلم : فقلت لأبي عبدالله (عليه السلام) : هذه الخلال تُنال بالحسين (عليه السلام) فما له في نفسه ؟ قال : إن الله تعالى ألحقه بالنبي (صلى الله عليه وآله) فكان معه في درجته ومنزلته ثم تلا أبو عبدالله (عليه السلام) « وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَان أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ » الآية [1]

بحار الأنوار ، المجلسي : 89/69 ح 2.

.

تیسری مجلس

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے امام حسین (علیہ السلام) کو بدلے میں عطا کیا

زیارت ناحیہ میں آیا ہے امام حجت (علیہ السلام) کی طرف سے: سلام ہو حسین پر جنہوں نے اپنی جان سے اپنی جان پر سخاوت کی، سلام ہو ان پر جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی اپنے پوشیدہ اور ظاہر میں، سلام ہو ان پر جن کی مٹی میں شفا رکھی گئی، سلام ہو ان پر جن کے گنبد کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے، سلام ہو ان پر جن کی ذریت سے ائمہ ہیں۔

امالی شیخ صدوق علیہ الرحمہ میں محمد بن مسلم سے آیا ہے، کہا: میں نے ابو جعفر اور جعفر بن محمد (علیہما السلام) کو فرماتے ہوئے سنا: بیشک اللہ تعالیٰ نے حسین (علیہ السلام) کو ان کی شہادت کے بدلے میں یہ عطا کیا کہ ان کی ذریت میں امامت قرار دی، اور ان کی مٹی میں شفا رکھی، اور ان کی قبر کے پاس دعا کی قبولیت، اور ان کے زائرین کے دن شمار نہیں ہوتے آتے اور جاتے ہوئے۔

محمد بن مسلم نے کہا: تو میں نے ابو عبداللہ (علیہ السلام) سے کہا: یہ خصلتیں حسین (علیہ السلام) کے ذریعے حاصل ہوتی ہیں تو ان کے لیے خود ان کی ذات میں کیا ہے؟ فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے ساتھ ملحق کر دیا تو وہ ان کے ساتھ ان کے درجے اور مقام میں ہیں، پھر ابو عبداللہ (علیہ السلام) نے تلاوت فرمائی: «اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم نے ملحق کیا

ان کے ساتھ ان کی اولاد کو» آیت۔

وروي عن أبي بكار قال : أخذت من التربة التي عند رأس الحسين بن علي (عليه السلام) طينا أحمر فدخلت على الرضا (عليه السلام) فعرضتها عليه فأخذها في كفه ثم شمها ثم بكى حتى جرت دموعه ثم قال : هذه تربة جدي.

اور ابو بکار سے روایت ہے، کہا: میں نے حسین بن علی (علیہ السلام) کے سر کے پاس کی مٹی سے سرخ مٹی لی تو رضا (علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے ان پرپیش کیا تو انہوں نے اسے اپنی ہتھیلی میں لیا پھر سونگھا پھر روئے یہاں تک کہ ان کے آنسو جاری ہو گئے، پھر فرمایا: یہ میرے جد کی مٹی ہے۔

وروي عن جابر الجعفي قال : سمعت أبا جعفر (عليه السلام) يقول : طين قبر الحسين (عليه السلام) شفاء من كل داء وأمان من كل خوف وهو لما أخذ له [2]

اور جابر جعفی سے روایت ہے، کہا: میں نے ابو جعفر (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا: حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی ہر بیماری سے شفا ہے اور ہر خوف سے امان ہے اور وہ اسی کے لیے ہے جس کے لیے لی جائے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/131.

.

وروى مؤلف المزار الكبير بإسناده ، عن إبراهيم بن محمد الثقفي عن أبيه ، عن الصادق جعفر بن محمد (عليهما السلام) قال : إن فاطمة بنت رسول الله (صلى الله عليه وآله) كانت سبحتها من خيط صوف مفتل معقود عليه عدد التكبيرات ، وكانت (عليها السلام) تديرها بيدها تكبر وتسبح حتى قتل حمزة بن عبد المطلب فاستعملت تربته وعملت التسابيح فاستعملها الناس ، فلما قتل الحسين صلوات الله عليه عدل بالأمر إليه فاستعملوا تربته لما فيها من الفضل والمزية.

اور مزار کبیر کے مصنف نے اپنی سند سے ابراہیم بن محمد ثقفی سے، انہوں نے اپنے والد سے، اور انہوں نے صادق جعفر بن محمد (علیہما السلام) سے روایت کی ہے، فرمایا: بیشک فاطمہ بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کی تسبیح اون کے بٹے ہوئے دھاگے کی تھی جس پر تکبیروں کی تعداد کی گرہیں لگی تھیں، اور آپ (علیہا السلام) اسے اپنے ہاتھ میں گھماتیں اور تکبیر و تسبیح کہتی تھیں، یہاں تک کہ جب حمزہ بن عبد المطلب شہید ہوئے تو آپ نے ان کی قبر کی مٹی استعمال کی اور تسبیحیں بنائیں، چنانچہ لوگوں نے ان کا استعمال کیا، پھر جب حسین (علیہ السلام) شہید ہوئے تو یہ معاملہ ان کی طرف منتقل ہو گیا، تو لوگوں نے ان کی قبر کی مٹی استعمال کرنا شروع کی کیونکہ اس میں فضیلت اور خاصیت ہے۔

وقال أيضاً في المزار الكبير ، وروي أن الحور العين إذا أبصرن بواحد من الأملاك يهبط إلى الأرض لأمر ما يستهدين منه السبح والتربة من طين قبر الحسين (عليه السلام) [3]

اور انہوں نے مزار کبیر میں یہ بھی کہا: اور روایت ہے کہ حور العین جب کسی فرشتے کو کسی کام کے لیے زمین کی طرف اترتا دیکھتی ہیں تو اس سے حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی سے بنی تسبیح اور تربت کی درخواست کرتی ہیں۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/133 ـ 134.

.

وروى معاوية بن عمار قال : كان لأبي عبدالله (عليه السلام) خريطة ديباج صفراء فيها تربة أبي عبدالله (عليه السلام) فكان إذا حضرت الصلاة صبه على سجادته وسجد عليه ، ثم قال (عليه السلام) : السجود على تربة الحسين (عليه السلام) يخرق الحجب السبع [4]

اور معاویہ بن عمار نے روایت کی، کہا: ابو عبداللہ (علیہ السلام) کے پاس پیلے دیبا کی ایک تھیلی تھی جس میں ابو عبداللہ (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی تھی، جب نماز کا وقت آتا تو اسے اپنے جائے نماز پر انڈیل دیتے اور اس پر سجدہ کرتے، پھر فرمایا: حسین (علیہ السلام) کی قبر کی مٹی پر سجدہ ساتوں پردوں کو چیر ڈالتا ہے۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/135 ـ 136.

.

وقال بعض الشعراء :

به تدرك المرضى بتربتك الشفا ويغدو مجابا تحت قبتك الدعا

اور بعض شعراء نے کہا:

آپ کی قبر کی مٹی سے بیمار شفا پاتے ہیں
اور آپ کے گنبد کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے

وقال آخر عليه الرحمة :

اور دوسرے نے، اللہ ان پر رحم کرے، کہا:

مولى بتربته الشفاء وتحت قبته الدعاء من كل داع يسمع
فيه الإمام أبو الأئمة والذي هو للنبوة والإمامة مجمع

میرے مولا جن کی قبر کی مٹی میں شفا ہے اور جن کے گنبد کے نیچے
ہر دعا کرنے والے کی دعا سنی جاتی ہے
ان میں امام ہیں ائمہ کے باپ اور وہ
جو نبوت اور امامت کا مرکز ہیں

ولله در ابن العرندس عليه الرحمة إذ يقول :

حبي بثلاث ما أحاط بمثلها ولي فمن زيد هناك ومن عمرو ؟
له تربة فيها الشفاء وقبة يجاب بها الداعي إذا مسه الضر
وذرية ذرية منه تسعة أئمة حق لا ثمان ولا عشر
أيقتل ظمآنا حسين بكربلا وفي كل عضو من أنامله بحر ؟
ووالده الساقي على الحوض في غد
وفاطمة ماء الفرات لها مهر [1]

اور ابن عرندس پر اللہ کی رحمت ہو جب انہوں نے کہا:

میرے محبوب کو تین چیزیں حاصل ہیں جو کسی اور کو نہیں ملیں
تو پھر زید اور عمرو میں سے کس کے پاس یہ ہیں؟
ان کی قبر کی مٹی میں شفا ہے اور گنبد ہے
جس کے نیچے دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے
جب اسے تکلیف پہنچے
اور ان کی نسل میں سے نو
امام برحق ہیں، نہ آٹھ اور نہ دس
کیا حسین کو کربلا میں پیاسا شہید کیا جائے
جبکہ ان کی ہر انگلی میں سمندر ہے؟
اور ان کے والد کل حوض پر ساقی ہیں
اور فاطمہ کا مہر فرات کا پانی ہے

الغدير ، الأميني : 7/15.

المجلس الرابع
حرث المتوكّل قبر الحسين (عليه السلام)
وما جرى على القبر من الظلم والعدوان

روي عن الإمام الرضا ، عن آبائه (عليهم السلام) قال : قال علي بن الحسين (عليهما السلام) : كأني بالقصور وقد شيدت حول قبر الحسين (عليه السلام) وكأني بالأسواق قد حفت حول قبره فلا تذهب الأيام والليالي حتى يُسار إليه من الآفاق ، وذلك عند انقطاع ملك بني مروان [2]

چوتھی مجلس
متوکل کا حسین (علیہ السلام) کی قبر کو جوتنا
اور قبر پر جو ظلم و زیادتی ہوئی
امام رضا (علیہ السلام) سے، آپ کے آباء (علیہم السلام) سے روایت ہے، فرمایا: علی بن حسین (علیہما السلام) نے فرمایا: گویا میں محلات کو دیکھ رہا ہوں جو حسین (علیہ السلام) کی قبر کے گرد تعمیر کیے جائیں گے اور گویا میں بازاروں کو دیکھ رہا ہوں جو ان کی قبر کے گرد آباد ہوں گے، پس دن اور راتیں نہیں گزریں گی یہاں تک کہ آفاق سے لوگ ان کی طرف سفر کریں گے، اور یہ بنی مروان کی سلطنت کے خاتمے کے وقت ہوگا۔

بحار الأنوار ، المجلسي : 98/114 ح 36.

.

ولله در الحجة الشيخ فرج العمران عليه الرحمة إذ يقول :

اور شیخ فرج العمران پر اللہ کی رحمت ہو جب انہوں نے کہا:

قبةٌ كان زينة العرش فيها بل هو العرشُ لا الذي في سماها
كان فيها الحسينُ ربُ المعالي وارثُ العلم مِن لدن أنبياها
هو من كانت الأئمة منه وهم سادةُ الورى شُفعاها
فعليه ربُ السماوات صلى صلاةً لا منتهى لمداها [1]

شعراء القطيف ، الشيخ علي المرهون : 2/29.

.

ایک گنبد جو عرش کی زینت تھا اس میں
بلکہ وہی عرش ہے، نہ وہ جو آسمان میں ہے
اس میں حسین تھے، بلندیوں کے مالک
علم کے وارث اپنے انبیاء کی طرف سے
وہی ہیں جن سے ائمہ ہیں
اور وہ مخلوق کے سردار اور شفاعت کرنے والے ہیں
پس ان پر آسمانوں کے رب نے صلوٰۃ بھیجی
ایسی صلوٰۃ جس کی انتہا نہیں

وروى ابن قولويه عليه الرحمة : عن قدامة بن زائدة ، عن أبيه عن علي بن الحسين (عليه السلام) : في حديث له عن زيارة الحسين (عليه السلام) قال : أبشر ، ثم أبشر ، ثم أبشر ، فلأخبرنك بخبر كان عندي في النخب المخزون إنه لما أصابنا بالطف ما أصابنا وقتل أبي (عليه السلام) وقتل من كان معه من ولده وإخوته وسائر أهله وحملت حرمه ونساؤه على الأقتاب يراد بنا الكوفة ، فجعلت أنظر إليهم صرعى ولم يواروا فيعظم ذلك في صدري ، ويشتد لما أرى منهم قلقي فكادت نفسي تخرج ، وتبينت ذلك مني عمتي زينب بنت علي الكبرى (عليها السلام) فقالت : مالي أراك تجود بنفسك يا بقية جدي وأبي وإخوتي ؟ فقلت : وكيف لا أجزع وأهلع وقد أرى سيدي وإخوتي وعمومتي وولد عمي ، وأهلي مضرجين بدمائهم ، مرملين بالعراء ، مسلبين لا يُكفنون ولا يُوارون ، لا يعرج عليهم أحد ، ولا يقربهم بشر ، كأنهم أهل بيت من الديلم والخزر.

اور ابن قولویہ علیہ الرحمۃ نے روایت کیا ہے: قدامہ بن زائدہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن حسین (علیہ السلام) سے: آپ کی ایک حدیث میں حسین (علیہ السلام) کی زیارت کے بارے میں فرمایا: خوشخبری ہو، پھر خوشخبری ہو، پھر خوشخبری ہو، میں تمہیں ایک ایسی خبر سناؤں گا جو میرے پاس منتخب اور محفوظ تھی، بے شک جب ہم پر طف (کربلا) میں جو مصیبت آنی تھی آئی اور میرے والد (علیہ السلام) شہید کیے گئے اور ان کے ساتھ ان کے فرزند، بھائی اور دیگر اہل خانہ شہید ہوئے، اور ان کی حرمیں اور خواتین پالانوں پر سوار کر کے کوفہ کی طرف لے جائی گئیں، میں انہیں زمین پر پڑے ہوئے دیکھنے لگا اور وہ دفن نہیں کیے گئے تھے، یہ میرے سینے میں بہت بھاری تھا اور میں جو کچھ دیکھ رہا تھا اس سے میری بے چینی شدید تھی، قریب تھا کہ میری جان نکل جائے، میری پھوپھی زینب بنت علی کبریٰ (علیہا السلام) نے میری یہ حالت دیکھی تو فرمایا: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ تم اپنی جان دے رہے ہو اے میرے دادا، باپ اور بھائیوں کے باقی ماندہ؟ میں نے کہا: اور میں کیسے نہ گھبراؤں اور پریشان نہ ہوں جبکہ میں اپنے آقا، بھائیوں، چچاؤں، چچا زادوں اور اہل خانہ کو خون میں لت پت، بیابان میں پڑے، لٹے ہوئے، نہ کفن دیے گئے اور نہ دفن کیے گئے، کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، کوئی انسان ان کے قریب نہیں جاتا، گویا وہ دیلم اور خزر کے کسی گھرانے سے ہیں۔

فقالت : لا يجزعنك ماترى فو الله إن ذلك لعهد من رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) إلى جدك وأبيك وعمك ، ولقد أخذ الله ميثاق أُناس من هذه الأمة لا تعرفهم فراعنةُ هذه الأرض ، وهم معروفون في أهل السماوات أنهم يجمعون هذه الأعضاء المتفرقة فيوارونها ، وهذه الجسوم المضرجة ، وينصبون لهذا الطف علماً لقبر أبيك سيد الشهداء ، لا يَدرس أثرُه ، ولا يعفو رسمُه على كرور الليالي والأيام ، وليجتهدَنَّ أئمةُ الكفرِ وأشياعُ الضلالة في محوه وتطميسه ، فلا يزدادُ أثرُه إلا ظهوراً ، وأمرُه إلا

تو انہوں نے فرمایا: جو تم دیکھ رہے ہو اس سے گھبراؤ نہیں، اللہ کی قسم یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) کا تمہارے دادا، باپ اور چچا سے عہد ہے، اور اللہ نے اس امت کے کچھ لوگوں سے یثاق لیا ہے جنہیں زمین کے فرعون نہیں پہچانتے، لیکن وہ آسمانوں کے رہنے والوں میں معروف ہیں، کہ وہ ان منتشر اعضاء کو جمع کریں گے اور انہیں دفن کریں گے، اور ان خون میں لت پت جسموں کو، اور اس طف (کربلا) پر تمہارے والد شہیدوں کے سردار کی قبر کے لیے ایک نشان قائم کریں گے، جس کے آثار مٹیں گے نہیں، اور راتوں اور دنوں کے گزرنے سے اس کا نشان محو نہیں ہوگا، اور کفر کے پیشوا اور گمراہی کے پیروکار اسے مٹانے اور ختم کرنے میں کوشش کریں گے، لیکن اس کے آثار مزید ظاہر ہوں گے، اور اس کا معاملہ مزید

علواً [1]

بلند ہوگا۔

كامل الزيارات ، ابن قولويه : 445 ح 1 ، بحار الأنوار ، المجلسي : 45/179 ـ 180 ح 30 و 28/57 ح 23.

.

فمن الثوابت التأريخية التي لا تُنكر اعتداء المتوكّل العباسي الناصبي [2]

تاریخی حقائق میں سے جنہیں انکار نہیں کیا جا سکتا، متوکل عباسی ناصبی کا، جو اہل بیت (علیہم السلام) کے حق کا منکر تھا، سید الشہداء امام حسین (علیہ السلام) کی قبر پر ظلم و تعدی ہے۔ پہلے اس نے لوگوں کو آپ کی قبر مبارک کی زیارت سے منع کیا، اور ہر اس شخص کو جو زیارت کرتا، قتل کی سزا دی، اس کے باوجود اس نے انہیں آپ کی زیارت کا اہتمام کرتے، اور آپ کی پاک مٹی کو بوسہ دیتے ہوئے پایا، لیکن اس نے دیکھا کہ وہ آپ کی قبر مبارک پر آنے میں اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں، چاہے اس کی قیمت انہیں اپنی جانیں ہی ادا کرنی پڑے، اور جب اس نے دیکھا کہ لوگ اس کی ممانعت سے باز نہیں آتے اور اس کی پرواہ نہیں کرتے، تو اس نے قبر مبارک کو ڈھانے کا ارادہ کیا، اور اس پر اکتفا نہیں کیا یہاں تک کہ اسے جوتنے اور برباد کرنے کا حکم دیا، اور صندوق جو اس کے گرد تھا اکھاڑ کر جلا دیا، اور اس پر پانی بہایا، تو اینٹوں کی جگہ دھنس گئی اور خندق کی طرح ہو گئی، اور یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ زائرین اور محبین پر اس کے نشانات کو مٹا دے، اور اس کا ذکر محو کر دے، لیکن یہ اس کے لیے کیسے ممکن تھا، اور اگر وہ قبر مبارک کو برباد اور منہدم کرنے میں کامیاب ہو گیا تو کیسے اس کی محبت کو شیعوں کے دلوں اور محبین کے نفوس سے مٹا سکتا تھا؟

الجاحد لحقّ أهل البيت (عليهم السلام) على قبر سيِّد الشهداء الإمام الحسين (عليه السلام) ، فعمد أولا إلى منع الناس من زيارة قبره الشريف ، ومعاقبة كل من يزوره بالقتل ، ومع ذلك وجدهم مصرّين على تعاهد زيارته ، ولثم تربته الطاهرة ، ولكنه وجدهم يتفانون في إتيان قبره الشريف ، حتى ولو كلَّفهم ذلك أنفسهم ، ولمَّا رأى أن الناس لا ينتهون عن نهيه ، ولا يكترثون به عمد إلى هدم القبر الشريف ، ولم يكتف بذلك حتى عمد إلى حرثه وتخريبه ، وقلع الصندوق الذي كان حواليه وأحرقه ، وأجرى الماء عليه ، فانخسف موضع اللبن وصار كالخندق ، وعمد إلى ذلك كله كي يضيِّع معالمه على زوَّاره ومحبّيه ، وليمحو ذكره ، لكن أنَّى له ذلك ، وإذا تمكَّن من تخريب القبر الشريف وهدمه فأنَّى له أن يزيل محبَّته من قلوب شيعته ونفوس محبّيه ؟

مسعودی نے کہا: اور آل ابی طالب متصر کی خلافت سے پہلے سخت مصیبت اور اپنے خون کے خوف میں تھے، اور انہیں حسین (علیہ السلام) کی قبر اور کوفہ کی سرزمین سے غری کی زیارت سے منع کیا گیا تھا، اور اسی طرح ان کے شیعوں میں سے دوسروں کو بھی ان مشاہد میں حاضری سے روکا گیا تھا، اور یہ حکم متوکل کی طرف سے سنہ دو سو چھتیس میں جاری ہوا، اور اسی سال میں اس نے دیزج نامی شخص کو حسین بن علی (علیہ السلام) کی قبر کی طرف بھیجا اور اسے منہدم کرنے، اس کی زمین کو مٹانے اور اس کے آثار کو ختم کرنے کا حکم دیا، اور جو کوئی وہاں پایا جائے اسے سزا دی جائے، پس اس نے اس قبر پر حملہ کرنے والوں کے لیے انعامات مقرر کیے، لیکن ہر کوئی سزا سے ڈرتا تھا اور پیچھے ہٹ گیا، تو دیزج نے خود ایک کدال اٹھایا اور حسین (علیہ السلام) کی قبر کے اوپری حصے کو ڈھا دیا، تب مزدوروں نے اس میں پیش قدمی کی، اور جب وہ قبر اور لحد کی جگہ تک پہنچے تو انہیں اس میں کوئی ہڈی یا کوئی اور نشان نظر نہیں آیا، اور حالات یونہی رہے

قال المسعودي : وكان آل أبي طالب قبل خلافة المنتصر في محنة عظيمة ، وخوف على دمائهم ، وقد منعوا زيارة قبر الحسين (عليه السلام) والغري من أرض الكوفة ، وكذلك منع غيرهم من شيعتهم حضور هذه المشاهد ، وكان الأمر بذلك من المتوكِّل سنة ست وثلاثين ومائتين ، وفيها أمر المعروف بالديزج بالسير إلى قبر الحسين بن علي (عليه السلام) وهدمه ، ومحو أرضه وإزالة أثره ، وأن يعاقب من وجد به ، فبذل الرغائب لمن تقدَّم على هذا القبر ، فكلٌّ خشي العقوبة ، وأحجم ، فتناول الديزج مسحاة وهدم أعالي قبر الحسين (عليه السلام) ، فحينئذ أقدم الفعلة فيه ، وإنهم انتهوا إلى الحفرة وموضع اللحد فلم يروا فيه أثر رمّة ولا غيرها ، ولم تزل الأمور

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا یہاں تک کہ متصر خلیفہ بنا۔

على ما ذكرنا إلى أن استخلف المنتصر [1]

مروج الذهب ، المسعودي : 4/51.

.

وروى أبو الفرج الأصفهاني في ذكر أيام المتوكل ، ومن ظهر فيها فقتل أو حبس من آل أبي طالب (عليه السلام) ، قال : وكان المتوكل شديد الوطأة على آل أبي طالب ، غليظاً على جماعتهم ، مهتمّاً بأمورهم ، شديد الغيظ والحقد عليهم ، وسوء الظن والتهمة لهم ، واتفق له أن عبيدالله بن يحيى بن خاقان وزيره يسيء الرأي فيهم ، فحسَّن له القبيح في معاملتهم ، فبلغ فيهم ما لم يبلغه أحد من خلفاء بني العباس قبله ، وكان من ذلك أن كرب قبر الحسين (عليه السلام) وعفَّى آثاره ، ووضع على سائر الطرق مسالح له ، لا يجدون أحداً زاره إلاَّ أتوه به فقتله ، أو أنهكه عقوبة.

اور ابو الفرج اصفہانی نے متوکل کے زمانے کے بارے میں روایت کیا ہے، اور جو آل ابی طالب (علیہ السلام) میں سے ظاہر ہوئے اور قتل یا قید کیے گئے، کہا: اور متوکل آل ابی طالب پر سخت دباؤ ڈالتا تھا، ان کی جماعت پر سخت تھا، ان کے معاملات میں محتاط، ان پر شدید غصے اور حقد والا، اور ان کے بارے میں بدگمانی اور شک کرنے والا تھا، اور اس کے لیے یہ اتفاق ہوا کہ عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان اس کا وزیر بھی ان کے بارے میں برا رائے رکھتا تھا، پس اس نے ان کے ساتھ برے سلوک کو اس کے لیے اچھا بنا دیا، تو اس نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جو بنی عباس کے خلفاء میں سے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا، اور اس میں سے یہ تھا کہ اس نے حسین (علیہ السلام) کی قبر کو جوتا اور اس کے آثار کو مٹا دیا، اور تمام راستوں پر اپنی چوکیاں لگا دیں، جو کوئی زیارت کرتا ملتا اسے پکڑ کر لاتے اور پھر اسے قتل کر دیتے، یا اسے سخت سزا دیتے۔

قال : وبعث برجل من أصحابه يقال له : الديزج - وكان يهودياً فأسلم - إلى قبر الحسين (عليه السلام) ، وأمره بكرب قبره ومحوه ، وإخراب كل ما حوله ، فمضى إلى ذلك وخرَّب ما حوله ، وهدم البناء ، وكرب ما حوله نحو مائتي جريب ، فلمَّا بلغ إلى قبره لم يتقدَّم إليه أحد ، فأحضر قوماً من اليهود فكربوه ، وأجرى الماء حوله ، ووكَّل به مسالح ، بين كل مسلحتين ميل ، لا يزوره زائر إلاَّ أخذوه ووجَّهوا به إليه.

کہا: اور اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو بھیجا جسے دیزج کہا جاتا تھا – اور وہ یہودی تھا پھر مسلمان ہو گیا – حسین (علیہ السلام) کی قبر کی طرف، اور اسے حکم دیا کہ اس کی قبر کو جوتے اور مٹا دے، اور اس کے اردگرد کی ہر چیز کو برباد کر دے، پس وہ اس کام کے لیے روانہ ہوا اور اس کے گرد کی چیزوں کو برباد کیا، اور عمارت کو ڈھا دیا، اور اس کے اردگرد تقریباً دو سو جریب زمین کو جوتا، پھر جب قبر تک پہنچا تو کوئی بھی آگے نہیں بڑھا، تو اس نے یہودیوں کی ایک جماعت کو حاضر کیا اور انہوں نے اسے جوتا، اور اس کے گرد پانی بہایا، اور اس پر چوکیاں لگا دیں، ہر دو چوکیوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا، کوئی زائر زیارت نہیں کرتا مگر وہ اسے پکڑ لیتے اور اس کی طرف بھیج دیتے۔

قال : فحدَّثني محمد بن الحسين الإشناني ، قال : بَعُد عهدي بالزيارة في تلك الأيام خوفاً ، ثمَّ عملت على المخاطرة بنفسي فيها ، وساعدني رجل من العطَّارين على ذلك ، فخرجنا زائرين ، نكمن النهار ونسير الليل حتى أتينا نواحي الغاضرية ، وخرجنا منها نصف الليل ، فسرنا بين مسلحتين وقد ناموا حتى أتينا القبر فخفي علينا ، فجعلنا نشمُّه ونتحَّرى جهته حتى أتيناه ، وقد قُلع الصندوق الذي كان حواليه وأُحرق ، وأُجري الماء عليه فانخسف موضع اللبن وصار كالخندق ، فزرناه وأكببنا عليه ، فشممنا منه رائحة ما شممت

کہا: تو محمد بن حسین اشنانی نے مجھے بیان کیا، انہوں نے کہا: ان دنوں میں خوف کی وجہ سے زیارت سے میرا عہد دور ہو گیا تھا، پھر میں نے اس میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالنے کا ارادہ کیا، اور عطاروں میں سے ایک شخص نے اس میں میری مدد کی، پس ہم زائرین کے طور پر نکلے، دن میں چھپے رہتے اور رات کو چلتے یہاں تک کہ ہم غاضریہ کے نواحی علاقوں میں پہنچے، اور آدھی رات میں وہاں سے نکلے، اور دو چوکیوں کے درمیان سے چلے اور وہ سو گئے تھے یہاں تک کہ ہم قبر کے پاس پہنچے لیکن ہم پر مخفی رہی، پس ہم اسے سونگھنے اور اس کی سمت کا اندازہ لگانے لگے یہاں تک کہ ہم اس کے پاس پہنچ گئے، اور اس کے گرد جو صندوق تھا اسے اکھاڑ دیا گیا تھا اور جلا دیا گیا تھا، اور اس پر پانی بہایا گیا تھا جس سے اینٹوں کی جگہ دھنس گئی تھی اور خندق کی طرح ہو گئی تھی، پس ہم نے اس کی زیارت کی اور اس پر جھکے، تو ہم نے اس سے ایسی خوشبو محسوس کی جیسی میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی

مثلها قط كشيء من الطيب ، فقلت للعطّار الذي كان معي : أيُّ رائحة هذه ؟ فقال : لا والله ، ما شممت مثلها كشيء من العطر ، فودَّعناه وجعلنا حول القبر علامات في عدّة مواضع ، فلمَّا قُتل المتوكل اجتمعنا مع جماعة من الطالبيين والشيعة حتى صرنا إلى القبر ، فأخرجنا تلك العلامات وأعدناه إلى ما كان عليه.

کسی بھی خوشبو کی طرح، تو میں نے اس عطار سے جو میرے ساتھ تھا پوچھا: یہ کیسی خوشبو ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم نہیں، میں نے کسی خوشبو کی طرح اس جیسی خوشبو نہیں سونگھی، پس ہم نے اسے الوداع کہا اور قبر کے گرد کئی جگہوں پر نشانیاں لگا دیں، پھر جب متوکل قتل ہوا تو ہم طالبیوں اور شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ جمع ہوئے یہاں تک کہ ہم قبر کے پاس پہنچے، پس ہم نے وہ نشانیاں نکالیں اور اسے اس حالت میں واپس لایا جیسا کہ وہ پہلے تھا۔

واستعمل على المدينة ومكة عمر بن الفرج الرخجي ، فمنع آل أبي طالب من التعرّض لمسألة الناس ، ومنع الناس من البرّ بهم ، وكان لا يبلغه أن أحداً أبرَّ أحداً منهم بشيء وإن قلّ إلاّ أنهكه عقوبة ، وأثقله غرماً ، حتى كان القميص يكون بين جماعة من العلويّات يصلّين فيه واحدة بعد واحدة ، ثمَّ يرقعنه ويجلسن على مغازلهن عواري حواسر ، إلى أن قُتل المتوكّل ، فعطف المنتصر عليهم وأحسن إليهم ، ووجَّه بمال فرَّقه فيهم ، وكان يؤثر مخالفة أبيه في جميع أحواله ، ومضادّة مذهبه طعناً عليه ، ونصرة لفعله [1]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الأصفهاني : 394 ـ 397.

اور اس نے مدینہ اور مکہ پر عمر بن فرج رخجی کو حاکم مقرر کیا، پس اس نے آل ابی طالب کو لوگوں سے سوال کرنے سے منع کر دیا، اور لوگوں کو ان کے ساتھ نیکی کرنے سے منع کر دیا، اور اسے جب بھی خبر پہنچتی کہ کسی نے ان میں سے کسی کے ساتھ کسی چیز کے ساتھ نیکی کی ہے خواہ کم ہی ہو تو وہ اسے سخت سزا دیتا، اور بھاری جرمانہ لگاتا، یہاں تک کہ ایک قمیص علوی خواتین کی جماعت کے درمیان ہوتی جس میں وہ ایک کے بعد ایک نماز پڑھتیں، پھر اسے بیوند لگاتیں اور اپنی چرخیوں پر ننگے بدن اور ننگے سروں کے ساتھ بیٹھی رہتیں، یہاں تک کہ متوکل قتل ہوا، پھر منتصر نے ان پر عنایت کی اور ان کے ساتھ احسان کیا، اور مال بھیجا جو ان میں تقسیم کیا گیا، اور وہ اپنے باپ کی تمام حالتوں میں مخالفت کرنا پسند کرتا تھا، اور اس پر طعن کرتے ہوئے اس کے مذہب کی مخالفت کرنا، اور اس کے فعل کی مذمت کرنا۔

.

وقال الطبري في أحداث سنة مائتين وست وثلاثين : وفيها أمر المتوكل بهدم قبر الحسين بن علي (عليهما السلام) ، وهدم ما حوله من المنازل والدور ، وأن يحرث ويبذر ويُسقى موضع قبره ، وأن يمنع الناس من إتيانه ، فذكر أن عامل صاحب الشرطة نادى في الناحية : من وجدناه عند قبره بعد ثلاثة بعثنا به إلى المطبق ، فهرب الناس ، وامتنعوا من المصير إليه ، وحُرث ذلك الموضع وزُرع ما حواليه [2]

تاريخ الطبري : 7/365.

اور طبری نے سنہ دو سو چھتیس کے واقعات میں کہا: اور اس میں متوکل نے حسین بن علی (علیہما السلام) کی قبر کو منہدم کرنے کا حکم دیا، اور اس کے گرد کے مکانات اور گھروں کو منہدم کرنے کا، اور یہ کہ اس کی قبر کی جگہ کو جوتا جائے، بویا جائے اور پانی پلایا جائے، اور لوگوں کو وہاں آنے سے منع کیا جائے، پس ذکر کیا گیا کہ محتسب کے عامل نے اس علاقے میں اعلان کیا: جسے ہم نے تین دن کے بعد اس کی قبر کے پاس پایا اسے قید خانے میں بھیج دیں گے، پس لوگ بھاگ گئے، اور وہاں جانے سے رک گئے، اور اس جگہ کو جوتا گیا اور اس کے گرد کی جگہ کو کاشت کیا گیا۔

.

وقال ابن كثير : ثمَّ دخلت سنة ست وثلاثين ومائتين ، فيها أمر المتوكل بهدم قبر الحسين بن علي بن أبي طالب (عليهما السلام) وما حوله من المنازل والدور ، ونودي في الناس : من وجد هنا بعد ثلاثة أيام ذهبت به إلى المطبق ، فلم يبق هناك بشر ، واتخذ ذلك الموضع مزرعة تحرث وتستغل [3]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 10/347.

اور ابن کثیر نے کہا: پھر سنہ دو سو چھتیس داخل ہوا، اس میں متوکل نے حسین بن علی بن ابی طالب (علیہما السلام) کی قبر اور اس کے گرد کے مکانات اور گھروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا، اور لوگوں میں اعلان کیا گیا: جو یہاں تین دن کے بعد پایا گیا اسے قید خانے میں لے جایا جائے گا، پس وہاں کوئی انسان نہیں رہا، اور اس جگہ کو کھیت بنا دیا گیا جسے جوتا اور استعمال کیا جاتا تھا، اور ہشام بن کلبی نے ذکر کیا کہ جب پانی

، وذكر هشام بن الكلبي أن الماء لمَّا

أجري على قبر الحسين (عليه السلام) ليمحي أثره نضُب [1]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 8/221.

.

حسین (علیہ السلام) کی قبر پر پانی بہایا گیا تاکہ اس کے آثار مٹا دیے جائیں، تو وہ سوکھ گیا۔

وقال ابن الأثير : وكان المتوكل فيه نصبٌ وانحراف ، فهدم هذا المكان وما حوله من الدور ، وأمر من يزرع ، ومنع الناس من إتيانه [2]

الكامل ، ابن الأثير : 7/55.

اور ابن اثیر نے کہا: متوکل میں نصب اور انحراف تھا، پس اس نے اس مقام اور اس کے گرد کے گھروں کو منہدم کر دیا، اور حکم دیا کہ اسے کاشت کیا جائے، اور لوگوں کو وہاں آنے سے منع کر دیا۔ اور ابن خلکان نے کہا: اصحاب تواریخ نے ایسا ہی کہا ہے، اور سنہ دو سو سینتیس میں شہید حسین (علیہ السلام) کی قبر اور اس کے گرد کے گھروں کو مٹا دیا گیا، پس لوگوں نے دیواروں پر متوکل کی برائی لکھی، اور شعراء نے اس کی ہجو کی جیسے دعبل اور دوسروں نے، انہوں نے کہا: اور متوکل ظالم تھا۔

, وقال ابن خلكان : هكذا قاله أرباب التواريخ ، وفي سنة سبع وثلاثين ومائتين عفَّى قبر الشهيد الحسين (عليه السلام) وما حوله من الدور ، فكتب الناس شتم المتوكل على الحيطان ، وهجته الشعراء كدعبل وغيره ، قال : وكان المتوكل ظلوماً [3]

وفيات الأعيان ، ابن خلكان : 3/365.

.

وقال الزركلي في سبب تسمية قبر الحسين (عليه السلام) بالحائر : الحائر : هو قبر الحسين الشهيد ، سُمِّي الحائر; لأنه لمَّا خرَّبه المتوكل وأرسل عليه الماء حار الماء ولم يعلُ عليه ، فسمِّي الحائر من ذلك الحين ـ المشرف [4]

الأعلام ، خير الدين الزركلي : 8/30.

.

اور زرکلی نے حسین (علیہ السلام) کی قبر کو حائر کہلانے کی وجہ میں کہا: حائر: یہ شہید حسین کی قبر ہے، اسے حائر اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب متوکل نے اسے خراب کیا اور اس پر پانی بہایا تو پانی حیران رہا اور اس پر بلند نہ ہو سکا، پس اسی وقت سے اسے حائر کہا جانے لگا۔

هذا وقد سجَّل بعض الشعراء هذه الحادثة الأليمة ، وذكروها في أشعارهم ، وأنكروا على المتوكل فعاله الشنيعة ، وهجته الشعراء كدعبل وغيره ، ومن ذلك ما ذكره أبو الفرج الإصفهاني لبعضهم قال :

بنفسي الأُلَى كَفَّتْهُمُ حَسَرَاتُكُمْ فَقَدْ عُزِلُوا قَبْلَ المَمَاتِ وَحُشْرِجُوا
ولم تَقْنَعُوا حتى استثارت قُبُورُهُمْ كِلاَبَكُمُ منها بهيمٌ وَدَيْزَجُ [5]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الأصفهاني : 428.

اور بعض شعراء نے اس دردناک واقعے کو قلمبند کیا، اور اپنے اشعار میں اس کا ذکر کیا، اور متوکل کے شنیع افعال پر انکار کیا، اور شعراء نے اس کی ہجو کی جیسے دعبل اور دوسروں نے، اور ان میں سے جو ابو الفرج اصفہانی نے بعض کے لیے ذکر کیا، انہوں نے کہا:

میری جان قربان ہو ان پر جنہیں تمہارے غموں نے نگل لیا
پس وہ موت سے پہلے ہی معزول ہو گئے اور جان دے بیٹھے
اور تم نے قناعت نہیں کی یہاں تک کہ تمہارے کتوں نے ان کی قبروں کو اکھاڑ ڈالا
ان میں سے بہیم اور دیزج

وقال : الديزج الذي كان نبش قبر الحسين (عليه السلام) في أيام المتوكل ، ونبق فيه الماء ، ومنع الناس الزيارة إلى أن قُتل المتوكل [5]

مقاتل الطالبيين ، أبو الفرج الأصفهاني : 428.

اور انہوں نے کہا: دیزج وہ شخص تھا جس نے متوکل کے زمانے میں حسین (علیہ السلام) کی قبر کو کھودا تھا، اور اس میں پانی بہایا، اور لوگوں کو زیارت سے منع کیا یہاں تک کہ متوکل قتل ہو گیا۔

.

ومنهم البسامي الشاعر ، وهو أبو الحسن ، المعروف بالبسامي ، الشاعر المشهور في زمن المقتدر العباسي ، فمن ذلك قوله في تخريب المتوكل قبر الحسين بن علي (عليه السلام) ، وأمره بأن يُزرع ويُمحى رسمه ، وكان شديد التحامل على علي وولده (عليهم السلام) ، قال ابن بسَّام هذا في ذلك :

تَاللهِ إنْ كانت أُميَّةُ قَدْ أَتَتْ قَتْلَ ابنِ بِنْتِ نبيِّها مظلوما
فَلَقَدْ أَتَاهُ بنو أبيه بمِثْلِهِ هذا لَعَمْرُكَ قَبْرُهُ مهدوما
أَسِفُوا على أَنْ لا يكونوا شَارَكوا في قَتْلِهِ فَتَتَبَّعُوه رَمِيما [1]

البداية والنهاية ، ابن كثير : 11/143 ، سير أعلام النبلاء ، الذهبي : 12/35.

اور ان میں سے بسامی شاعر ہیں، اور وہ ابو الحسن ہیں، جو بسامی کے نام سے معروف ہیں، مقتدر عباسی کے زمانے میں مشہور شاعر، پس ان کے اشعار میں سے متوکل کی جانب سے حسین بن علی (علیہما السلام) کی قبر کی تخریب کے بارے میں، اور اس کے حکم کے بارے میں کہ اسے کاشت کیا جائے اور اس کے نشان مٹا دیے جائیں، اور وہ علی اور ان کی اولاد (علیہم السلام) کے خلاف شدید متعصب تھا، ابن بسام نے اس میں یہ کہا:

اللہ کی قسم ! اگر بنی امیہ نے
اپنے نبی کی بیٹی کے بیٹے کو مظلومانہ قتل کیا تھا
تو یقیناً اس کے باپ کی اولاد نے بھی اس جیسا کیا
یہ تمہاری عمر کی قسم، یہ اس کی قبر ہے جو منہدم کر دی گئی
وہ افسوس کرتے ہیں کہ وہ اس کے قتل میں شریک نہیں ہوئے
پس اس کی خاک کو تعاقب کیا

وجاء في الدر النظيم وغيره : عن هشام بن محمد ، قال : لمَّا أُجري الماء على قبر الحسين (عليه السلام) نضُب بعد أربعين يوماً ، وامتحى أثر القبر ، فجاء أعرابي من بني أسد ، فجعل يأخذ قبضة قبضة ويشمّه ، حتى وقع على قبر الحسين (عليه السلام) فبكى حين شمَّه ، وقال : بأبي وأمي ، ما كان أطيبك! وأطيب قبرك وتربتك! ثمَّ أنشأ يقول :

أَرَادُوا لِيُخْفُوا قَبْرَه عن وَلِيِّهِ فَطِيْبُ تُرَابِ الْقَبْرِ دَلَّ على الْقَبَرِ [2]

الدر النظيم ، ابن حاتم الشامي : 572 ، تاريخ مدينة دمشق ، ابن عساكر : 14/245.

اور الدر النظیم اور دیگر میں آیا ہے: ہشام بن محمد سے، انہوں نے کہا: جب حسین (علیہ السلام) کی قبر پر پانی بہایا گیا تو چالیس دن کے بعد وہ سوکھ گیا، اور قبر کے آثار مٹ گئے، پس بنی اسد کا ایک اعرابی آیا، اور وہ ایک مٹھی مٹھی لے کر سونگھنے لگا، یہاں تک کہ حسین (علیہ السلام) کی قبر پر پہنچا، پس جب اس نے سونگھا تو رو پڑا، اور کہا: میرے ماں باپ تم پر قربان، تم کتنے پاکیزہ تھے ! اور تمہاری قبر اور تمہاری خاک کتنی پاکیزہ ہے ! پھر یہ کہنے لگا:

انہوں نے چاہا کہ اس کی قبر کو اس کے دوست سے چھپا دیں
پس قبر کی خاک کی خوشبو نے قبر پر دلالت کر دی

فما أحقَّه صلوات الله وسلامه عليه بهذه الفقرة المنيفة في زيارته الشريفة : أشهد لقد طيَّب الله بك التراب ، وأوضح بك الكتاب.

پس کتنے حقدار ہیں وہ (اللہ کی درود و سلام ہو ان پر) اس شریف زیارت کے اس عظیم فقرے کے: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ نے تمہارے ذریعے خاک کو پاکیزہ کیا، اور تمہارے ذریعے کتاب کو واضح کیا۔

ذكر المسعودي أن المنتصر لمَّا استخلف أَمِنَ الناس ، وتقدَّم بالكفِّ عن آل أبي طالب ، وترك البحث عن أخبارهم ، وأن لا يُمنع أحدٌ زيارة الحيرة لقبر الحسين (عليه السلام) ، ولا قبر غيره من آل أبي طالب ، وأمر بردّ فدك إلى ولد الحسن والحسين (عليهما السلام) ، وأطلق أوقاف آل أبي طالب ، وترك التعرّض لشيعتهم ، ودفع الأذى عنهم [1]

مروج الذهب ، المسعودي : 4/51 ـ 52.

.

مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ جب منتصر خلیفہ ہوا تو لوگ مطمئن ہو گئے، اور اس نے آل ابی طالب کے بارے میں تشدد سے باز رہنے کا حکم دیا، اور ان کی خبریں تلاش کرنا چھوڑ دیا، اور یہ کہ کسی کو حسین (علیہ السلام) کی قبر کی زیارت کے لیے حیرہ جانے سے، یا آل ابی طالب کی کسی دوسری قبر سے منع نہ کیا جائے، اور فدک کو حسن اور حسین (علیہما السلام) کی اولاد کو واپس کرنے کا حکم دیا، اور آل ابی طالب کے اوقاف آزاد کر دیے، اور ان کے شیعوں کے ساتھ تعرض چھوڑ دیا، اور ان سے اذیت کو دور کیا۔

ولله درّ الحجة الشيخ علي الجشي عليه الرحمة إذ يقول :

اور اللہ کا شکر ہو حجت شیخ علی الجشی پر، اللہ ان پر رحمت فرمائے، جب وہ فرماتے ہیں:

خليليَّ عُوجَا بي على الطفِّ لاَ أَرَى
إلى غَيْرِ وادي كربلا يُحْمَدُ السُّرَى فَإِنْ جِئْتُماهَا فَانْزِلاَ في عِرَاصِها
نُزُولَ حزين وَاذْكُرَا مَابِهَا جَرَى غداةَ بها أمسى الحسينُ وصَحْبُهُ
بِحَدِّ المواضي كالضَّحَايَا عَلَى الثَّرَى
وَقَدْ حُزَّ منه الرَّأْسُ بَغْياً من القَفَا وَسُيِّرَ في عَالِي السِّنَانِ مُشَهَّرَا
وَسِيْقَت بَنَاتُ الْوَحْيِ أَسْرَى وَجِسْمُهُ على الرَّغْمِ منها خَلَّفَتْهُ مُعَفَّرا
وَشُهِّرْنَ في الأسواقِ ما بينَ شَامِت وَطَلاَّبِ وِتْر مَا تَمَنَّاهُ أَبْصَرَا
فَحَجَّتْ مِنَ الشَّامَاتِ عَرْصَةَ كربلا
ولم تُلْقِ إلاَّ في رُبَاهَا عَصَا السُّرَى
فَلَمَّا تَرَاءَت عَرْصَةُ الطفِّ أرسلت لها زَفَرَات أَعْقَبَتْها تَحَسُّرَا
وَسَرَّحْنَ في تلك العِرَاصِ نَوَاظِرَاً فَمَا نَظَرَت إلاَّ تِلاَعَاً وَأَقْبُرا
أقامت ثَلاَثاً لِلْعَزَاءِ وَمَا انطفى لَهِيبُ جَوَىً في قَلْبِها قَدْ تَسَعَّرَا
وَنَادَتْهُمُ عُذْراً فَلاَ عَنْ قَلاً لَكُمْ رَحَلْنا وَلاَ مِنْ مَكْثِنَا سَأْمٌ عَرَا [2]

ديوان العلامة الجشي : 216 ـ 217.

اے میرے دو ساتھیو ! مجھے طف کی طرف لے چلو،
میں نہیں دیکھتا
وادی کربلا کے سوا کسی اور جگہ سفر کی تعریف
اگر تم وہاں آؤ تو اس کے میدانوں میں اترو
غمگین کی طرح اترو اور یاد کرو جو وہاں گزرا
جس صبح وہاں حسین اور ان کے ساتھی رہے
تلواروں کی دھار سے، قربانیوں کی طرح خاک پر
اور ان کا سر ظلم سے گردن سے الگ کر دیا گیا
اور نیزے کی انتہا پر بلند کر کے پھرایا گیا
اور وحی کی بیٹیاں قیدی بنا کر لے جائی گئیں اور ان کا
جسم
ان کی ناگواری کے باوجود اسے خاک آلود چھوڑ دیا گیا
اور انہیں بازاروں میں پھرایا گیا، شامت کرنے
والے اور
بدلہ لینے والے ہیں، جس نے جو چاہا دیکھ لیا
پھر شام سے کربلا کے میدان کی طرف واپس آئیں
اور انہوں نے اس کے ٹیلوں میں ہی سفر کی لاٹھی
رکھی
جب طف کا میدان نظر آیا تو اس نے چھوڑ دیے
آہیں جن کے بعد حسرتیں آئیں
اور ان میدانوں میں نگاہیں دوڑائیں
پس نہ دیکھیں سوائے ٹیلوں اور قبروں کے
تین دن عزاداری کے لیے ٹھہری رہیں اور نہ بجھی
دل میں غم کی آگ جو بھڑک چکی تھی
اور انہیں پکارا معذرت کے ساتھ، نہ اپنی کمی کی وجہ
سے تم سے

ہم چلے گئے اور نہ ہمارے ٹھہرنے سے کوئی اکتاہٹ آئی

وصلى الله على محمد وآله الطاهرين ، وسبحان ربك رب العزّة عما يصفون وسلام على المرسلين ، والحمد لله رب العالمين.

اور اللہ کی رحمت ہو محمد اور ان کی پاکیزہ آل پر، اور پاک ہے تمہارا رب، عزت کا مالک، اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو مرسلین پر، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔